مکمل فائل کی جدید عکسی اشاعت
الہلال
مولانا ابو الکلام آزاد
جلد چہارم - پنجم
۱۹۱۴ء
الہلال اکیڈمی
۲۲ - شاہ عالم مارکیٹ، لاہور

مکمل فائل کی جدید عکسی اشاعت

# الہلال

ہفتہ وار مصور

مولانا ابوالکلام آزاد

| جلد چہارم |
| --- |
| ۱۹۱۴ء |

الہلال اکیڈمی

۳۲۔اے، شاہ عالم مارکیٹ لاہور

# فهرس المجلد الرابع

از
جنوري سنه ۱۹۱۴ ع
تا
جون سنه ۱۹۱۴ ع

## القسم المنثور

### الف



### ب



### پ



### ت

| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | : | الہلال ہفت روزہ جلد نمبر ۴، ۵ ستمبر ۱۹۱۴ء |
| مرتّب | : | مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ |
| ناشر | : | عبدالرشید ارشد مدیر ماہنامہ "الرشید" لاہور<br>مولانا ابُو طاہر محمد اسحاق خاں مدنی فاضل مدینہ<br>یونیورسٹی، رکن اسلامک مشن برائے متحدہ عرب امارات |

الہلال اکیڈمی، ۳۲ اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور

| | | |
|---|---|---|
| قطع | : | ۲۰ × ۳۰ / ۴ |
| طابع | : | منہاج الدین اصلاحی |
| مطبع | : | شرکت پرنٹنگ پریس نسبت روڈ لاہور |
| تعداد | : | ایک ہزار |
| صفحات | : | ۹۶۰ |
| سرورق | : | حضرت سید نفیس رقم صاحب |
| تزئین | : | رانا حفیظ الرحمٰن |

"الہلال" دورِ اوّل ۱۹۱۲ء تا ۱۹۱۴ء قیمت ہر جلد -/۷۵۰ روپے

## ن



## ھ



## ی



## القسم المنظوم



## الرسوم و الصـــور

## الف



## ب



## پ



## ت



## ث



## ج

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنین

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و مرخصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱ و ۲ — کلکتہ : چہارشنبہ ۹ و ۱۶ صفر ۱۳۳۲ ہجری — جلد ٤

Calcutta : Wednesday, January 7 & 14, 1914


قیمت فی پرچہ — ساڑھے تین آنہ

نوٹ — ڈبل نمبر ہونے کی وجہہ سے قیمت ۵ آنہ

لیکن فی الحقیقت ان باتوں سے کچھہ بھی حاصل نہیں ' اور جو وقت اسمیں صرف ہوتا ہے بہتر ہے کہ آگے فکر کار میں خرچ کریں -

احباب کرام کو یاد ہوگا کہ مسلم یونیورسٹی فاونڈیشن کمیٹی کے دوسرے اجلاس علی گڈہ کے بعد اس عاجز نے ایک حرف بھی اسکے واقعات و نتائج یا اعلان فتح و شکست کی نسبت نہیں لکھا حالانکہ اسکے پہلے اجلاس لکھنؤ کا جو حال رہا تھا ' اور پھر مجوزہ یونیورسٹی ڈیپوٹیشن کے شکست تک جو حالات پیش آئے تھے ' اور پھر باوجود سعی و جہد مخالفانہ ' علی گڈہ کے اجلاس میں جو کھلی کامیابی الہلال کی آواز کو ہوئی تھی ' ان سب کی بنا پر صرف مجھی کو وہ حق حاصل تھا کہ اگر کچھہ کہنا پسند کرتا تو کہتا ؟

تاہم میں نے ایک حرف بھی نہیں لکھا اور نہ جلسے میں کہا کہ نظر کلم پر اور حکم حتی الامکان صرف ظاہر امور ہی پر لگانا چاہیے - اگر امن و صلح کے ساتھہ ہم سب ایک نتیجہ تک پہنچ گئے تو چاہیے کہ کھلے دل سے ایک دوسرے کو مبارک باد دیں -

لیگ کے گذشتہ اجلاس کے متعلق بھی میرے آخرین کلمات یہی ہونگے - خواہ اسباب کچھہ ہی ہوں لیکن جلسے کے متعلق طرح طرح کی افواہیں تھیں اور الحمد للہ کہ وہ سب غلط نکلیں ہر شخص نے خواہ وہ بعض اخبارات کی اصطلاح میں ( لیکن غیر موجود فی الخارج ) حزب الاحرار میں سے ہو یا مستبدین میں سے ' بد امنی و اختلاف سے عموماً احتراز کیا اور صلح و امن کی خواہش متصل ظاہر کی - اگر یہ اپنے ضعف کے علم کا نتیجہ تھا تو دلوں کے رازوں کے جاننے کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ' اور اگر یہ واقعی حسن نیت و صداقت فکر کا نتیجہ ہے تو اسپر جسقدر خوشی کی جاے کم ہے - شکایت کے ساتھہ شکر بھی کرنا چاہیے ' اور ملامت کے ساتھہ تحسین کی آمیزش عقلمندی کی علامت ہے - خدا ہماری نیتوں کو پاک کرے اور ارادوں میں صداقت دے ' ملک و ملت کی خدمت کو اپنے اغراض کا آلہ نہ بنائیں ' اور عزت دنیوی کے خواہشمند ہوں پر دین پر دنیا کو ترجیح نہ دیں - نیز شکوک کا خاتمہ اور رنجشوں کا انسداد ہو ' و العاقبة للمتقین !

### مسئلۂ البانیا کا دوسرا دور

۶ ماہ حال کی شب کو ایک جہاز ولونا کے ساحل پر لنگر انداز ہوا ' جہاں میں دو سو عثمانی سپاہ تھی جسمیں افسر بھی تھے - جہاز سے لوگوں نے اترنا چاہا مگر مقامی حکام نے قوم مسلم فوج کی مدد سے انھیں اترنے نہ دیا اور فوجی قانون ( مارشل لا ) کا اعلان کردیا مگر عزت پاشا نے جنکی سرگروہی میں یہ مہم تھی ' اترنے پر اصرار نہیں کیا - نیز انھوں نے اندرونی معاملات سے اپنے تعلق کے متعلق نہایت سختی سے انکار کیا ہے ' یہ عثمانی سپاہ اسوقت گرفتاری میں ہے -

محل راجہ بیر بل ( فتح پور ) سیکری - آگرہ

# مسافر ترک

الہلال نمبر ۲۵ جلد گذشتہ میں ہم نے طلب اعانت کے نام سے ایک غریب الدیار ترک مسافر کا ذکر کیا تھا جنکا نام حمدی بے ہے اور جو کچھہ عرصے سے کلکتہ میں مقیم ہیں - اس وقت میں بوجہ اجمال کافی حالات شائع نہوسکے اب انھوں نے عربی میں ایک مراسلہ لکھکر دیا ہے کہ درج کردیا جاے اور اسمیں اپنے ضروری حالات بیان کیے ہیں - وہ لکھتے ہیں :

حضرت منشی الہلال المنیر -

تحیة و سلاماً و بعد فاشکرکم علی ما کتبتم عنی فی العدد ۲۵ من جریدتکم الغراء وادعوا اللہ بان یجزل لکم العطاء علی ان عاونتم ابن سبیل معدم لا ولی لہ الا اللہ -

لکنی اری ان ما کتبتم لا یشفی الغلة فهل تسمحون لی بان اردف بیانکم باخر وجیز یکشف القناع عن امری ؟

انا التعس البائس ترکی ابن خمس و خمسین سنة ' مسقط راسی سلانیک ' وحرفتی خدمة الحکومة و لقد خدمت الدولیة العلیة فی الاستانه و بعض البلاد العربیة الی امد مدید -

کنت فی سلانیک لما اشهر الیونان الحرب علی الدولة العلیة فلما دخل هولاء سلانیک ' و هم حینئذ اشبه بالوحوش الضاریة بل الکلاب العادیة منهم بالانسان - ساموا المسلمین بانواع العذاب من السلب والنهب مما یطول شرحه ' مع انکم عارفوه بواسطة الجرائد العربیه و الترکیه و المکاتبین الافرنجین -
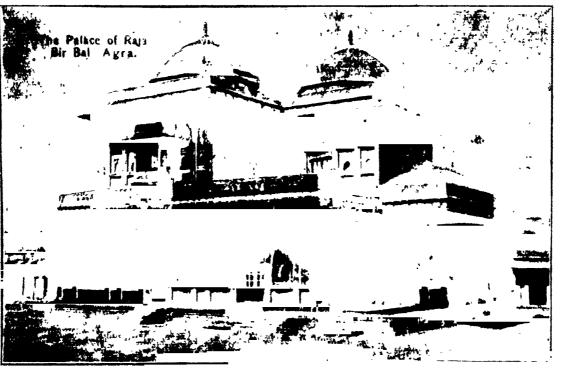
فلما بلغ سیل الزبی و لم یبق ملجأ ' اضطررت الی المهاجرة مع عائلتی فاتیت مصر حاسباً عسی ان نجد هنا ما نسد به رمقنا ونصون به اعراضنا لکن انفق زائدی فلم الف ما ینقذنا من هذا الفقر المدقع ' فقصدت الهند املاً انه سیفتح علی باب هنا فانی کنت طالما سمعت من خصبه و ثروته و اتساع ابواب الارتزاق فیه لکن یا للہ ! لم تکن حظی ها هنا باحسن منه فی مصر ' فانی ها هنا منذ بضعة اشهر و لم ازل فی اسر العدم و البطالة ' فلا عندی مال فاقوم به اود حیاتی و حیات عائلتی ' ولا شغل فاکتسب به المال !

ان مسلمی الهند الکرام تؤثر منهم السماحة و السخاء و مواساة الفقراء و الغربا و انا ابن سبیل بعید عن الخوان و الخلان ' معدم المال ' صاحب العیال ' کاسف الحال ' کثیر البلبال ' فارفع الیهم سوالی بواسطة جریدتکم الغرا ' فیا ایها الاخوان الکرام ! هل فیکم من یواسینی بالقدر الیسیر مما رزقکم اللہ ؟ و اعلموا ان المسلمین فی اموالهم حق للسائل و المحروم ' و انکم لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون -

(سید محمد حمدی بے
مسافر خانہ حاجی موسی سیٹھہ - کلکتہ)

مگو که نـکته سرایـان عشق خـاموش اند
که حرف نازک و اصحاب پنبه درگوش اند

الهلال، یا دعوة الهیئة امر بالمعروف و نهي عن المنکر کي زندگی کے دوسرے سال کا یه عهد وسطی ہے - تین ششماهی جلدیں مرتب هوچکي هیں اور یه چوتهي ششماهي جلد ہے جس کا اولین نمبر شائع هورها ہے : فالحمد لله في البدایة و الانتها، و الشکر له في السراء و الضراء، و نسال الله ان یرزقنا، کمال الحسنی، و سعادة العقبی، و خیر الاخرة و الاولی !

رب ادخلني مدخل صدق، و اخرجني مخرج صدق، و اجعل لي من لدنك سلطاناً نصیرا ( ۱۷ : ۷ )

اے پروردگار ! اس سفر میں جو میں نے اختیار کیا ہے، ایک بهتر مقام تک پهنچائیو، اور دشمنوں کے هجوم سے نکالیو تو فتح وکامیابي کے ساتهه نکالیو - اور گو میں ضعیف و ناتوان هوں، پر تو مجهے کارزار حق و باطل میں فتح یابي کے ساتهه غلبه دیجیو !

فیضي حریف مجلس رندان بود مدام
هرگز قدم ز دائرہ بیرون نمانده است

قارئین کرام کو یاد هوگا که جولائي سنه ۱۹۱۲ کو جب الهلال کا پهلا نمبر شائع هوا ہے، تو اسکے مقالۂ افتتاحیه کا خاتمه ان دعائیه سطور پر هوا تها :

" اس خدائے حي و قیوم سے جس کے کان فریادوں کے سننے کیلیے هر وقت مستعد، اور نعمۂ " امن یجیب المضطر اذا دعاه " سے عشق نواز هر قلب مشتاق هیں، اور جسکي آنکهیں کسي حال میں بے خبر نہیں اور هر آن " ان ربك لبالمرصاد " کي ٹکٹکي لگائي هوئي هیں، یه آخري التجا ہے که اگر اسکي ملة مرحومه اور اس کے کلمۂ حق کي خدمت کي کوئي سچي تپش میرے دل میں موجود ہے، اور اگر واقعي اسکي راه میں فدویت اور خود فروشي کي ایک آگ ہے، جسمیں برسوں سے بغیر دهویں کے جل رها هوں، تو اپنے فضل و لطف سے مجهے اتني مهلت عطا فرمائے که اپنے بعض مقاصد کے نتائج اپنے سامنے دیکهه سکوں - لیکن اگر یه میرے تمام کام محض ایک تجارتي کاروبار اور ایک دکاندارانه مشغله هیں جنمیں قومي خدمت اور ملت پرستي کے نام سے گرم بازاري پیدا کرنا چاهتا هوں، تو قبل اسکے که میں اپنی جگه پر سنبهل سکوں، وہ میري عمر کا خاتمه کردے، اور میرے تمام کاموں کو ایک دن بلکه ایک لمحه کیلیے بهي کامیابي کي لذت چکهنے نه دے - باغوں کے سرسبز و ثمردار درختوں کي حفاظت کي جاتي ہے، مگر جنگل کے خشک درختوں کا جلا دینا هي بهتر ہے - جس دل میں خلوص اور صداقت کو جگه نه ملي، اسے کامیابي کیلیے کیوں باقي رکها جائے ؟

ام حسب الذین اجترحوا السئیات ان نجعلهم کالذین آمنوا و عملوا الصالحات سواء محیاهم و مماتهم ؟ ساء ما یحکمون ! ( ۴۵ : ۲۶ )

جو لوگ که اعمال بد کے مرتکب هوے هیں، کیا انهوں نے یه سمجهه رکها ہے که هم انهیں ان جیسا کردینگے جو صاحب ایمان و اعمال صالحه هیں ؟ اور یه که ان دونوں کي زندگي اور موت ایک هي طرح کي هوگي ؟ کبهي نهیں، ایسا هونا ناممکن ہے "

ڈیڑه سال کا زمانه گذرا که یه دعاء ایک قلب مضطر سے اٹهي تهي :

و امن یجیب المضطر اذا دعاه و یکشف السوء و یجعله خلفاء الارض ؟ ءاله مع الله، قلیلا ما تذکرون ! ( ۲۷ : ۶۲ ) -

اور خدا کے سوا کون ہے جو ایک مضطر قلب کي پکار کو سنے، اسکے دکهه کو دور کرے، اور زمین پر اسے اپنے خلافت بخشے ؟ تمهاري فطرة خود اسکي شهادت دے رهي ہے پر افسوس که بهت کم هیں جو فکر و عبرت سے کام لیتے هوں !

دمے و صدق بر آور، که آرزو بخشاں
هزار گنج اجابت بیک دعا بخشند !

مقبرہ اکبر اعظم - ( اکبرا باد )

به تقریب اجتماع آگره

صدق و کذب، حق و باطل، فتح و شکست، کامیابي و نامرادي، اور موت و حیات کا یه ایک فیصله تها جو الهلال نے خود هي علی الاعلان کردیا تها - اگر دل کا کهوٹ تها تو وه بهي برسر بازار آگیا تها، اور اگر نیت کی سچائي تهي تو وه بهي راز مخفی نہیں رهي تهي - زندگي اگر ملنے والي تهي تو میں نے خود هي اسکا طریقه بتلا دیا تها، اور موت اگر مقدر تهي تو خود هي اپني موت کا اعلان بهي کردیا تها، پر وه جو جسطرح قدیر و مقتدر ہے، اسي طرح حکیم و مدبر بهي ہے، جس طرح قهار و منتقم ہے، اسي طرح لطیف و کارساز بهي ہے، اور جو یقیناً ان لوگوں کے ساتهه بد معامله نہیں جو هر طرف سے کٹکر صرف اسي سے معامله کرنے والے هیں، بالاخر اپني توفیق و نصرت کے ساتهه آیا، اور اس نے ظاهر هوکر بتلا دیا که اسکا دست اعانت درما اس کے ساتهه ہے ؟ اور یه که حق و باطل، دونوں کے دعوے اور اعلانات یکساں نہیں هوسکتے - ایمان و نفاق، دونوں کو اسکي بارگاہ سے یکساں مقبولیت نہیں ملسکتي - سچائي اور جهوٹ، دونوں اسکي سرپرستي کے مستحق نہیں هوسکتے :

افمن کان مومناً کمن کان فاسقاً ؟ لا یستون - ( ۳۲ : ۱۹ )

کیا وه جو مومن و مخلص ہے، ایک فاسق و نافرمان بندے کي طرح هوسکتا ہے ؟ کبهي نہیں !

اسلیے که اعمال کي کامیابي و نامرادي اور نتائج کا حصول یا محرومي، ضرور ہے که دونوں قسم کے کاموں کو ایک دوسرے سے الگ کردے که یه ایک قدرتي اور الهي مکافات عمل ہے :

## فاتحة السنة الثالثة

## المجلد الرابع

الحمد لله الذي بعث النبيين - مبشرين و منذرين - و انزل معهم الكتاب بالحق ليحكم بين الناس فی ما اختلفوا فيه ' وما اختلف فيه الا الذين اوتوه من بعد ما جاءتهم البينات بغياً بينهم ' فهدى الله الذين آمنوا لما اختلفوا فيه من الحق باذنه ' و الله يهدي من يشاء الى صراط مستقيم -

و الحمد لله الذي انزل الذكر تبياناً لكل شي و هدى و رحمة لقوم يؤمنون - و اختص هذه الامة بانه لا تزال فيها طائفة على الحق لا يضرهم من خذلهم و لا من خالفهم حتى ياتي امره و هم ظاهرون - يدعون من ضل الى الهدى ' و يبصرون بنور الله اهل العمى ' و يحيون بكتابه الموتى ' و يصبرون منهم على الاذى ' فهم اولياء الله حقاً ' لا خوف عليهم و لا هم يحزنون -

فكم من قتيل لابليس قد احيوه ' و كم من ضال لا يعلم طريق رشده ' قد هدوه ' و كم من مبتدع فی دين الله بشهب الحق قد رموه ' جهاداً في الله و ابتغاء مرضاته ' و بياناً لحجته على العالمين و بيناته ' و طلباً للزلفى لديه و نيل رضوانه ' فاولائك على هدى من ربهم و اولائك هم المفلحون '

فسبحان من له في كل شي على علمه و حكمته اعدل شاهد - و لولم يكن الا ان فاضل بين عباده في مراتب الكمال و الفضل حتى عدل آلا لاف المولفة منهم بالرجل الواحد ' ذلك ليعلم عباده انه انزل التوفيق منازله ' و وضع الفضل مواضعه ' و انه يختص برحمته من يشاء ' و الله ذو الفضل العظيم '

و اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له كلمة قامت بها الارض و السماوات ' و فطر الله عليها جميع المخلوقات ' و عليها اسست الملة ' و نصبت القبلة ' و لاجل حفظها جردت سيوف الجهاد ' و بها امر الله سبحانه جميع العباد ' فهي فطرة الله التي فطر الناس عليها ' و مفتاح عبوديته التي دعا الامم على السن رسله اليها ' و هي كلمة الاسلام ' و مفتاح دار السلام ' و اساس الفرض و السنة ' و من كان اخر كلامه " لا اله الا الله " دخل الجنة -

و اشهد ان الحلال ما حلله ' والحرام ما حرمه ' و الدين ما شرعه ' و ان الساعة آتية لا ريب فيها ' و ان الله يبعث من في القبور -

و اشهد ان محمداً عبده المصطفى و نبيه المرتضى - و رسوله الصادق المصدوق الذي لا ينطق عن الهوى - ان هو الا وحي يوحى - ارسله رحمة للعالمين - و قدوة للعاملين - و محجة للسالكين - و حجة على المعاندين - و حسرة على الكافرين - بعثه لايمان منا ديا - و الى دار السلام داعيا - و للخليقة هاديا - ولكتابه تاليا - و في مرضاته ساعيا - و بالمعروف آمرا و عن المنكر نا هيا - ارسله بالهدى و دين الحق بين يدي الساعة بشيرا و نذيرا - و داعيا الى الله باذنه و سراجا منيرا - و انزل عليه كتا به المبين - الفارق بين الهدى والضلال و الغي و الرشاد و الشك و اليقين - فشرح له صدره - و وضع عنه وزره - و رفع له ذكره - و جعل الذلة و الصغار على من خالف امره - وافترض على العباد طاعته و محبته و القيام بحقوقه - و سد الطرق كلها اليه - فلم يفتح لا حد الا من طريقه - فدعا الى الله و دينه سرا و جهارا - و اذن بذلك بين اظهر الامة ليلا و نهارا - الى ان طلع فجر الاسلام و اشرقت شمس الايمان - و علت كلمة الرحمان - و بطلت دعوة الشيطان - و اضاءت بنور رسالته الارض بعد ظلماتها - و تالفت به القلوب بعد تفرقها و شتاتها - و امتلاءت به الارض نوراً و ابتهاجا - و دخل الناس في دين الله افواجا - فلما اكمل الله به الدين المبين - و اتم به النعمة على عباده المومنين - استاثر به و نقله الى الرفيق الا على - و المحل الاسنى - و قد ترك امته على الواضحة الغراء - والمحجة البيضاء - فسلك آله و اصحابه و اتباعه على اثره الى جنات النعيم - و عدل الراغبون عن هديه الى طرق الجحيم - ليهلك من هلك عن بينة - و يحيا من حي عن بينه - و ان الله لسميع عليم -

فصلى الله عليه و على آله الطيبين الطاهرين و اصحابه و اتباعه المهتدين - صلوة دائمة بدوام السماوات والارضين -

و استغفره من الذنوب التي تحول بين القلب و هداه - و اعوذ با لله من شر نفسي و سيئات عملي استعاذة عبد فار الى مولاه - بذنوبه و خطاياه - و نسال الله تعالى ان يجعل لنا بجوده الذي هو سبب الوجود نورا ' يهدينا الاقبال عليه - و يميل بنا الى الاصغاء اليه - و يدلنا على حسن معاملته والقوة على النفاذ في طاعته - وان يجعلنا من جملة من ضمن ان يحرسهم من غائلة الشيطان - حيث قال : ان عبادي ليس لك عليهم سلطان - و جعلهم الشيطان و ذريته مقدوبة اليمين - حيث قال : فبعزتك لاغوينهم اجمعين - الا عبادك المخلصين -

و السلام على الذين يستمعون القول فيتبعون احسنه اولائك الذين هداهم الله - اولائك هم اولوا الالباب -

والنهار والفلــک التي تجري في البحر ماينفع الناس' وما انزل الله من السماء من ماء فاحيــا به الارض بعد موتها وبث فيها من كــل دابة ' وتصريف الرياح والسحاب المسخــر بيــن السماء والارض ؛ لايــات لقــوم يعقلوں ! ( ۲ : ۲۱۲ )

جہازوں کے آمد وشد میں جو سطح سمندر پر تیرتے ہوے جاتے هیں اور جنسے انسانوں کے نہایت قیمتي منافع و فوائد وابسته هیں' بارش کے اُس پاني میں جو الله تعالی اوپر سے اُتارتا ہے اور جس سے زمین مــرنے کے بعــد پھــر زنــده هو کر لہلہا اُٹھتي ہے' ان هر طــرح کے جــانــوروں میں جو سطــح ارضي پر پھیل گئے هیں' اور نیز هواونکے چلنے میں اور زمین و آسمان کے اندر گھــرے هوے بادلوں کے ٹکڑوں میں' غرضکه ان تمام تولیدات ارضیه اور انقلابات سماویه میں الله کي قدرت و حکمت اور عبرت و موعظة کي بڑي بڑي نشانیاں هیں اُن لوگوں کیلیے' جو عقل و فکر سے کام لیتے هیں ! "

اگــر زمین کي حیــات نباتاتي کا ذکــر کیا ہے تــو اس سے في الحقیقت دل کي زندگي مراد ہے - اگر اختلاف ظلمت و نور پر توجه دلائي ہے تو یه روح کی هدایت و ضلالت کے انقــلاب کــي تمثیــل ہے' اگــر انسان کے رزق و اغذیه کے پیداوار کی مثال بیان کی ہے تو في الحقیقت اسکے اندر الله کي ربوبیت روحاني و معنوي چھپی هوئي ہے اور سمجھانا مقصود ہے که جو رب الارباب انســان کي غذاء جسماني کا یه سب کچھه سامان رکھتا ہے' کیونکر ممکن ہے که اسکي روحاني غذا کا انتظام نه کرے ؟

مقبــرہ اعتمــا دالــدولــه - ( آگره )

یه روحاني غذا کیا ہے ؟ یه هدایت و سعادت انساني کی دعوة الهیه ہے جس کے لیے في الحقیقت روح انساني بھوکي پیاسی هوتي ہے' اور جس طرح جسم حیواني مدتوں کي بھوک اور پیاس کے بعد بیقرار و مضطر هوکر غذا کو پکارتا ہے' اسي طرح ضلالت کي شدت اور هدایت کا فقدان بھي روح انساني کو ایک معنوي جوع و عطش میں مبتلا کردیتا ہے اور وہ اپني زندگي کیلیے اپني غذا کو دیوانه وار پکارنے لگتی ہے - پس وقت آتا ہے کــه اُس حکیم علی الاطلاق' اُس فاطر الارض و السماوات' اُس مدبر الامر و الاشیا' اور اُس مسبب الاسباب حقیقي کي ربوبیت ظاهر هوتي ہے جس نے انسان کي حیات جسماني کیلیے تمام دنیا کو طرح طرح کے اغذیه و ثمرات کي بخشش سے ایک خوان کرم بنادیا ہے - اسکا دست مخفي غذاے روحاني کا بیج بوتا ہے' اور اپني نشو فرمائي سے اُسے یکایک سربلند و بالا قامت بنا دیتا ہے - پھر اسکي سعادت و هدایت کي نعمتوں سے زمین کے بڑے بڑے ٹکڑے بھر جاتے هیں اور اس بخشش کي دعوت سے ارض الهي گونج اُٹھتي ہے :

امن خلــق السمــاوات والارض و انزل لــکم من السماء ماء فانبتنا بــه حدائق ذات بهجــه' ما کان لــکم ان تنبتــوا شجرها' ء اله مع الله ؟ بل هم قوم یعدلون ! ( ۲۷ : ۶۱ )

" کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ؟ اور کون ہے جس نے اوپر سے پاني برسایا ؟ اور پھر جب پاني برسا تو اسکي آبیاري سے نہایت حسین و شاداب باغ و چمن پیدا کیے ؟ (حالانکه) تمھارے بس کي یه بات نه تھي که تم اُن کے درختوں کو اُگا سکو ؟ کیا خدا کے سوا ان کاموں کا کرنے والا اور بھي کوئي معبود ہے ؟ هرگز نہیں مگر یه نا سمجھه لوگ هیں که نا حق گمراه هو رہے هیں ! "

یه انسان کي روحاني غذا کا وہ تخم صالح ہے' جس کی کاشت ارض قلب و معني میں انبیــا و مرسلین کے هاتھوں هوتي ہے' اور پھر مختلف ازمنۂ ضلالت و ادوار مظلمه میں انکے متبعین و مطیعین آتے هیں' جو اس سنت انبیا کي تجدید و احیا کرتے هیں' اور چونکه اطاعت خدا و رسول کي راہ سے انکو شرف " معیت " و نسبت " متابعت " حاصل هوجاتي ہے' اسلیے وہ سب کچھه انکے هاتھوں ظاهر هوتا ہے' جو انکے مطاع و متبوع کے هاتھوں ظاهر هوا ہے :

و من یطــع اللــه والرسول فاولائــک مع الذین انعم الله علیهم من النبین و الصــدیقیــن و الشهداء و الصالحین' وحسن اولائک رفیقا (۴ : ۷۱)
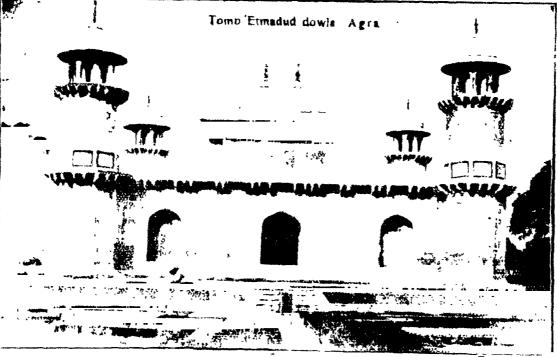
ترجمه — اور جو لوگ هر طرف سے کٹکر صرف الله اور اُسکے رسول کے مطیع هوگئے تو بے شک وہ اُن لوگوں کے ساتھی هونگے جنکو الله نے اپني نعمتوں کے نزول کیلیے دنیا میں چن لیا ہے - اور جنمیں پہلي جماعت انبیا کي' پھر صدیقین کي' پھر شہدا اور صالحین امت کی ہے اور حق یه ہے که اس معیت سے بڑھکر اور کونسي معیت هوسکتي ہے ؟

## ( تمثیل اعمال انسانیه و دعوة الهیه )

انسان کي زندگي اور زندگي کے کاروبار کي بہترین مثــال اُس پاني کی سی ہے جو موسم برسکال میں آسمان سے گرتا ہے' اور یه در اصل قرآن کریم کے امثلۂ حکمیه میں سے ایک عجیب و غریب تمثیل ہے' جسپر میں آج ارباب فکر کو توجه دلاتا هوں کیونکه توجه دلانے کا وقت آگیا ہے - فرمایا که :

انما مثل الحیاة الدنیا کماء انزلناه من السماء ( ۱۰ : ۲۵ )

در حقیقت دنیا اور دنیا کے کاروبار کي زندگي کي مثال اُس پاني کي سي ہے جسے هم اوپر سے برساتے هیں -

اما الذین امنوا و عملوا الصالحات فلھم جنت الماوی نزلاً بما کانوا یعملون - و اما الذین فسقوا فماواھم النار' کلما ارادوا ان یخرجوا منھا اعیدوا فیھا و قیل لھم ذوقوا عذاب النار' الذی کنتم بہ تکذبون - ( ۱۹:۳۲ )

" ( پس ) جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ اختیار کیے' تو انکے لیے کامیابی و فیروزمندی کی بہشت ہے' جہاں وہ ابدی حیات سرمدی بسر کرینگے - مگر جن لوگوں نے احکام الہی سے سرتابی کی تو انکے لیے ناکامی و خسران کی آگ کے سوا اور کچھہ نہیں - وہ جب کبھی چاہیں گے کہ اس ذلت سے باہر نکلیں اور نکلنے کیلیے قدم بڑھائیں گے تو پھر اسی میں دھکیل دیے جائینگے' اور انسے کہا جائیگا کہ اس آگ کا عذاب اب اچھی طرح چکھو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے "

گذشتہ دو ششماہی جلدوں کے مقالات افتتاحیہ میں اس عاجز نے دعوۃ ربانی کے کاروبار الہی کی طرف مختلف پہلوؤں سے توجہ دلائی ہے' اور اس فضل مخصوصۂ امۃ مرحومہ کا تذکرہ کیا ہے جسکی بنا پر ہمیشہ حکمت الہیہ نے تعلیم قرانی کے احیاء و تجدید کیلیے گمراہی و تاریکی کے سخت سے سخت دور میں بھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے چراغ ہدایت روشن کیے ہیں - لیکن تا ہم الہلال کے اولین نمبر کی اس دعا اور اسکے ان عجیب و غریب نتائج کی طرف کبھی توجہ نہ دلائی گئی جسکی نیرنگیاں ابھی موجودہ حیات عمل کے ہر دن بلکہ ہر لمحہ میں دیکھہ رہا ہوں' اور بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جنکے لیے خاموشی گویائی سے زیادہ پر امن ہے -

مدار صحبت ما بر حدیث زیر لبی ست
کہ اہل شوق عوام اند و گفتگو عربیست

مصلحت بھی یہی تھی - کیونکہ وقت محض ابتدائی اور ارباب نظر کی بصیرت افزائی کیلیے بعض سخت ابتلا موجود تھے - لیکن آج وقت آگیا ہے کہ اس دعاء افتتاحی کو پھر دہراؤں' اور اسکی بنا پر جو حالات و مشاہدات ارباب ایمان و ایقان کے مطالعہ کیلیے موجود ہیں' انکو واضح و آشکارا کردوں - اسکے لیے ایک مختصر تمہید ہوگی اور پھر اصل مطلب : وذکر' فان الذکری تنفع المومنین ( ۵۱ : ۵۵ )

گویند مگو سعدی چندیں سخن عشقش'
می گویم و بعد از من گویند بدستانہا

( طریق تمثیل و امثال قرانیہ )

تعلیمات الہامیہ میں ہمیشہ تمثیل کی زبان اختیار کی گئی ہے کیونکہ طبیعت انسانی محسوسات و مرئیات کی تمثیل سے بہت جلد نتائج و مقاصد تک پہنچ جاتی ہے اور مطالب الہیہ و حقائق حکمیہ کے درس و تفہیم کیلیے تمثیل و تشبیہ سے کام لینا ناگزیر ہے - یہی سبب ہے کہ تورات کے اکثر صحائف تمثیلوں کی زبان میں مرتب ہوے ہیں اور مسیح نے ہمیشہ تمثیل ہی کو اپنے مواعظ کا وسیلہ بنایا' اور اسی کا نتیجہ ہے کہ قران کریم کا بھی بڑا حصہ تمثیلوں ہی پر مشتمل ہے بلکہ فی الحقیقت اسکے بلند ترین معارف و سرائر انکی تمثیلوں ہی میں پوشیدہ ہیں :

و لقد ضربنا فی ھذا القران من کل مثل لعلھم یتذکرون - ( ۲۹ : ۳۹ )

اور ہم نے اس قران مجید میں ہر طرح کی مثالیں بیان کیں - تا کہ شاید لوگ نصیحت پکڑیں اور غور کریں -

قران کریم کو پڑھو تو کہیں اختلاف لیل و نہار کا ذکر ہے' کہیں ملکوت السماوات والارض کی طرف اشارہ ہے - کہیں آسمان کی تبدیلیوں' بارش کے آثار' برق و رعد کی گرج' اور طوفان آب و باد کی شورش کی طرف توجہ دلائی ہے' کہیں ان چارپایوں کا ذکر ہے جنکے ذکر میں گو انسان کی طبع غفلت سرشت کوئی ندرت نہیں پاتی لیکن فی الحقیقت وہ اپنے اعمال و خواص کے اندر قدرت الہی کے عجیب و غریب مظاہر رکھتے ہیں'

مسجد تاج آگرہ کا صحن
بتقریب اجتماع آگرہ

اور پھر کہیں ان تولیدات ارضیہ و بحریہ کا بیان ہے جن سے طرح طرح کے فوائد و منافع جمعیۃ بشریہ حاصل کرتی ہے - درختوں اور پھولوں کے اختلاف الوان و اشکال پر اس نے زور دیا ہے' تصریف ریاح' انبساط سحاب' نشو و نماء ارض' طلوع و غروب نجوم و سیارات کو اس نے بار بار دہرایا ہے' اور علی الخصوص باران رحمت اور اسکے نتائج عجیبہ کو مختلف پیرایوں اور مختلف موقعوں میں ارباب عقل و فکر کے آگے پیش کیا ہے -

لیکن فی الحقیقت یہ سب کی سب تمثیلیں ہیں جنکے نقاب صورت کے اندر ایک اور ہی جمال حقیقت مستور ہے' اور انکے الفاظ و ظواہر تمثیل سے کسی خاص مقصد و حکمت اور موعظت و بصیرت روحانی کا درس دینا مقصود ہے - یعنی ہر حقیقت روحانیہ کیلیے اس سے اشبہ و امثل ایک وجود جسمانی کو ممثل قرار دیا ہے' اور ہر انقلاب قلبی کیلیے ایک انقلاب مادی سے مثال کا کام لیا ہے' ولکن : ما یعقلھا الا العالمون :

ان فی خلق السموات والارض و اختلاف اللیل

" بے شک آسمان اور زمین کے پیدا کرنے میں' رات اور دن کے اختلاف میں' ان

## احتساب عمومي

### غفلت و تساهل علماء حق

مولانا و مخدومنا !!

السلام عليكم - آپ کے معلۂ مقبولۂ الهلال میں طریق تسمیه - تذکرۂ خواتین کے زیر عنوان احتساب دیني کي نهایت اهم اور ضروري بحث چهڑ گئي هے - میں اجازت چاهتا هوں که اس ضروري مسئله پر اپنے نا چیز خیالات کا اظہار کروں - آپ فرماتے هیں که "اسلامي سوسائٹي میں احتساب عمومي کي قوت ایک زمانے میں اپنے پورے اثر کے ساتهه کار فرما تهي مگر اب وہ نا پید هے' اور یہ فقدان احتساب یعني سوسائٹي کے دباؤ کا باقي نه رهنا بد عملي اور ترک اخلاق حسنه کا اصلي سبب هے" بالکل بجا اور درست - لیکن کیا میں یه پوچهنے کي جرأت کرسکتا هوں که یه احتساب عمومي یا احتساب انفرادي یعني ایک فرد قوم کا دباؤ دوسري فرد قوم پر جو زمانۂ سلف میں اسلامي سوسائٹي میں پوري قوت کے ساتهه موجود تها اور اب نہیں هے' کیوں جاتا رها ؟ اس قوت کے بے اثر اور زائل هوجانے کی آخر کوئي وجه تو ضرور هوني چاهیے ؟ جدید تعلیم یافته اصحاب کي دیني احکام سے بے پروائي ایک بڑا سبب هے' مگر کیا خود اس بے پروائي کے بروے کار آنے کي بهي کوئي وجه بتائي جا سکتي هے ؟ میں جدید تعلیم یافته اصحاب کي طرف سے کوئي جواب اس الزام کا پیش کرنا نہیں چاهتا' نه اونکي تربیت کي کوشش اس مضمون پر قلم اوٹهانے کا باعث هے - یه درحقیقت اونکي ایک سخت غلطي اور بد بختي هے که اونهوں نے اوس مکمل اور وسیع نظام مذهبي کے احکام کے معاشرتي حصه کو جو انساني زندگي کے هر شعبه اور صیغه میں یکساں طور پر کار آمد اور مفید تها' یورپ کي کورانه تقلید اور بیجا انقیاد پر قربان کردیا - لیکن یه سوال پهر باقي رہ جاتا هے که ایسا کیوں هوا ؟ یه ایک کهلي هوئي بات هے که انسان غالب اور فاتح قوم کي هر ادا پر شیفته هوتا هے اور اوسکي نقل اوتارنے کي هر صورت سے کوشش کرتا هے - لیکن نقل نقل هي هوتي هے' اور نقال ان تمام خوبیوں کو جنکي وہ نقل اوتارنا چاهتا هے' اپنے اندر پیدا کرنے سے مجبور هوا کرتا هے - پس اس نقالی کی ابتدائي روک تهام اونهیں افراد کے ذمه هوا کرتي هے اور فطرتاً هوني چاهیے' جو غالب اور فاتح قوم کي هر ادا میں دلفریبي اور محبوبی کي شان دیکهنے کے سحر سے مسحور نہیں هیں - ظاهر هے که یه فرقه صرف علماے دین کا هے جنهیں سچي اسلامی تربیت کی خوبیوں کا پورا احساس هے اور هوسکتا هے - پس اس قسم کي خرابیوں کا جو یورپ کي کورانه تقلید سے پیدا هوتي هیں زوال اسي برگزیده گروہ کے ذمه بطور فرض کے عاید هوتا هے -

کها جاتا هے که یه مقدس اور برگزیده فرقه اپنے فرائض کي ادائگي سے غافل نہیں هے - مجهے اس بات سے انکار نہیں که یه فرقه جهاں تک امکان میں هے ایسي کوشش ضرور کرتا هے مگر یه نوجوان تعلیم یافته طبقه اسقدر ضدي اور متمرد هے که وہ اونکي نصیحت کو سننے تک کے لیے تیار نہیں هے' عمل کرنا تو کجا ؟ لیکن میرا سوال اب تک حل نہیں هوا - کیا اس ضد اور تمرد کے پیدا هونے کي کوئي وجه نہیں تلاش کي جا سکتي ؟ کیا انساني تمدن کي تاریخ همیشه سے یهي سبق دیتی آئي هے که عام طور پر لوگ نصیحتوں کے سننے اور گرہ میں باندہ لینے کے مشتاق رهے هیں ؟ اور کیا یه صرف اسي زمانه کی خصوصیت هے که نصیحت کي طرف لوگ توجه نہیں کرتے ؟ میرا خیال هے که شاید همیشه سے نوع انسان کا ایک حصه اس امر کا عادي رها هے که اوسکو نصیحت کي جاے اور وہ نصیحت پر کاربند نه هو - پهر کیا یه بات تسلیم کي جائے که اگر وہ هادیان برحق جو الهام رباني کو دنیا میں پهیلانے آئے تهے باوجود اس کے که اونکي نصیحتوں پر اکثر عمل نہیں کیا گیا' اپنے فرض سے سبکدوش سمجهے جاتے هیں محض اس بنا پر که انهوں نے دعوت حق کا کام انجام دیدیا' تو اس زمانے کے مقتدایان مذهب بهی اپنے فرض سے سبکدوش تصور کیے جائیں' جبکه وہ اپنا فرض انجام دے چکے ؟

یعني کیا اگر لوگ اوامر و نواهي پر کاربند نہیں هیں یا هونا نہیں چاهتے' تو اسمیں مقتدایان مذهب کا کوئي قصور نہیں ؟ میں اس نتیجے کو تسلیم کرنے کے لیے بالکل تیار هوں اگر صرف یه ثابت کردیا جاے که مقتدایان مذهب نے اپنا فرض اوسي صورت سے انجام دیا جیسا که چاهیے تها - اگر درحقیقت وہ منشاء الهام رباني کے موافق تبلیغ احکام کررهے هیں' تو واقعي نتیجے کا بار ان کے ذمه باقی نہیں رهتا' وہ خود اپنے فرض منصبي سے سبکدوش هوچکے' کامیابي کے وہ ذمه دار نہیں هیں -

لیکن میرا خیال هے که ان لوگوں کو جنهیں یه دعوی هے که وہ اسلام کے پیرو هیں مگر وہ احکام اسلام کي پروا نہیں کرتے' الزام دینے کے ساتهه هي همیں یه بهی ضرور خیال کرنا ضروري هے که آیا مقتدایان مذهب نے جنکا فرض تبلیغ احکام اسلام تها' اپنے فرائض کي ادائگي میں کوتاهي کي یا نہیں ؟ یهاں پر کوتاهي سے مراد صرف عدم تبلیغ هي نہیں هے' کیونکه بظاهر اسکا ثبوت ذرا مشکل معلوم هوتا هے اور میں اپنے مضمون کے مبحث سے دور جا پڑونگا اگر میں اس بحث کو اوٹهاؤں' بلکه میرا مقصد اس موقعه پر یه ظاهر کرنا هے که تبلیغ کے عملي کام میں جن امور کے ملحوظ رکهنے کی ضرورت تهي' وہ ملحوظ رکهے گئے یا نہیں ؟ بلا شبه سوسائٹي خود ایک زبردست مصلح هے' بشرطیکه ان اصول کا عملدرآمد اوس میں جاري هو جن کو عمل کرنا اوسکي ترقي کے لیے ضروري هے - اگر ایسا عملدرآمد جاري نہیں هے' تو اصول في نفسه اپني پابندي پر افراد کو مجبور نہیں کرسکتے - یه ظاهر هے که مسلمان اپنے سوشیل معاملات میں بهي مذهب هي کا منه دیکهتے هیں' اور اس حقیقت سے انکار کرنا کفر هے که اسلام نے معاشرتي زندگي کے لیے ایک مکمل دستور العمل تیار کردیا هے' مگر ... زمانتا اصول کا عمل

پس یه پاني هے جو برسنا هے ' اور دهقان اپني جهوليوں میں بیج لیکر آتا هے تا که زمین کے سپرد کردے - پهر بیج بویا جاتا هے اور پاني اسکو گلاکر اسکے اندر سے ایک شاخ حیات پیدا کرتا هے - ابتدا میں وه ایک نهایت ضعیف و حقیر وجود هوتا هے' جس کو هوا کي حرکت هلادیتي هے اور پاني کا زور زمین پر جهکا دیتا هے' مگر آفتاب اپني شعاعوں سے اسے گرم کرتا ' اور زمین اپني بخشش کو اسکے لیے کهولدیتي هے - یهاں تک که وه بڑهتا هے اور پهیلتا هے ' زمین کے اندر اسکے ریشے دور دور تک چلے جاتے هیں ' بلندي پر اسکی شاخیں اور ڈالیاں قوت و استواري کے نشه میں جهومنے لگتی هیں ' انسانوں کے قافلے اسکے سایے میں اترتے هیں ' اور طیور کے غول اسکي ڈالیوں پر اپنے آشیانے بناتے هیں !

ان الله فالق الحب والنوی' یخرج الحي من المیت و مخرج المیت من الحي ' ذلکم الله ' فانى یوفکون ؟ ( ۹۵ : ۶ )

ترجمه — بیشک خدا هي هے جو زمین کے اندر بیج کے دانے کو ( جبکه وه محض امید و بیم کے عالم میں هوتا هے ) پهاڑ کر امید و کامیابی کا ایک قوي درخت پیدا کر دیتا هے - وهي زندگي کو موت سے اور موت سے زندگي کو نکالتا هے - یهي عجائب کار و نیرنگ ساز تمهارا خدا هے پهر تم کدهر بهکے جا رهے هو ؟

**( موت اور حیات کے بیج )**

پر ان میں بعض بیج ایسے هوتے هیں جو گو اپنے پهولنے اور پهلنے کیلیے وه سب کچهه پاتے هیں جو اس کام کیلیے آسمان اور زمین دے سکتا هے ' لیکن خود انکي زندگي کے اندر هي انکي موت چهپي هوتي هے ' اور انکا اٹهنا هي انکے گرنے کا پیام هوتا هے - دهقان هل جوتتا هے ' زمین کو درست کرتا هے ' پهر اچهے وقت اور بهتر موسم میں بیج بوتا هے ' اور اسکي پرورش کیلیے رات اور دن طرح طرح کي محنتیں اور مشقتیں گوارا کرتا هے - انکو ٹهیک ٹهیک پاني بهي ملتا هے ' اور آفتاب کي حرارت بهي انکے ساتهه بخل نهیں کرتي - وه کبهي کبهي پهوٹتے بهي هیں اور چند کونپلیں بهي زمین سے باهر سر نکال لیتي هیں -

تاهم امیدوں کي اس روشني میں مایوسي کي ایک ایسي تاریکي چهپي هوتي هے جو یکایک ظاهر هوکر پهیلتي هے ' اور کچهه ایسے اسباب فراهم هوجاتے هیں ' جنکي وجه سے دهقان مغرور کي تمام تخم پاشي ضائع ' اور اسکي تمام محنت اکارت جاتي هے !

اسي حالت کي طرف اشاره کیا هے جبکه فرمایا که :

حتى اذا اخذت الارض زخرفها و ازینت ' و ظن اهلها انهم قادرون علیها ' اتاها امرنا لیلاً او نهاراً ' فجعلناها حصیدا کان لم تغن بالامس ' کذلک نفصل الایات لقوم یتفکرون ! ( ۱۰ : ۲۵ )

یهاں تک که جب زمین نے فصل سے اپنا سنگها کرلیا اور نشو و نما کي امیدوں سے اچهي طرح بن سنور گئي اور کهیت والوں نے سمجها که اب وه اسپر قابو پاگئے که جب چاهینگے اسے کاٹ لینگے ' تو ناگاه یکایک رات یا دن کے وقت همارا حکم عذاب اسپر آ نازل هوا - پس هم نے اسکا ایسا ستهراؤ کردیا که گویا کل کے دن کهیت میں اسکا نام و نشان بهي نه تها !!

لیکن ایک قسم اس تخم پاشي کي هوتي هے جس کا هر دانه بار آور' جسکي هر محنت نتیجه خیز ' جسکي هر آرزو امید پرور اور جس کي هر چیز نشو و افزایش کي دولت سے مالا مال هوتي هے - وه جب بویا جاتا هے تو سرتا سر نقصان هوتا هے - قیمتي دانے هوتے هیں جو خاک کے اندر میں چهپا دیے جاتے هیں' اور زنده انسانوں کي محنت و مشقت هوتي هے جو محض زمین اور مٹي پر لگا دي جاتي هے - جو کچهه صرف کیا جاتا هے وه نقد هوتا هے ' پر جس چیز کي امید هوتي هے' وه بالکل موهوم هوتي هے - نشو و نما کیلیے بارش کي ضرورت هے مگر اسپر قبضه نهیں' عمده موسم کے تمام اسباب و وسائل مطلوب هیں' لیکن انکا یقین نهیں - گویا قمار خانهٔ عمل کي ایک بازي هوتي هے جو لگائي جاتي هے اور تمام امور فلاح بکلي اپنے قبضهٔ تصرف سے باهر اور محض مستقبل اور اتفاق و تصادف کے هاتهه میں هوتے هیں' تاهم جب موسم گذرتا هے اور وقت ظاهر هوتا هے تو فطرة الهیه اپني نصرت و توفیق کے عجایب دکهلاتي هے ' اور هر طرف سے اسباب موافق اور وسائل مولد فراهم هونا شروع هوجاتے هیں آفتاب اپني حرارت کا آتشکده وقف بخشش کردیتا هے' آسمان اور اسکے بادل گویا دهقان خوش طالع کے تابع و مطیع هوجاتے هیں اور جب اور جتني ضرورت پاني کي هوتي هے ' اسکي زمین کو فوراً میسر آجاتا هے - هوا کے جهونکے آتے هیں تو گویا نشو و نمو کے فرشتے هوتے هیں جو کهیت کے ذره ذره کو پیام زندگي پهنچا دیتے هیں - زمین بهي اپني تمام مخفي دولت نمو اگلنے لگتي هے اور اس طرح اپني فیاضي کا دروازه کهول دیتي هے گویا اسکے بعد کیلیے اور کچهه باقي نه رهیگي - یهاں تک که اراده کیلیے ظهور کا ' سعي کیلیے نتیجه کا ' امید کیلیے کامیابي کا ' دعا کیلیے قبولیت کا ' صداء نصرت کیلیے جواب اعانت کا ' تلاش کار کیلیے نظارهٔ مقصود کا ' آغاز کیلیے انجام کا ' اور دعوی و اعلان کیلیے ظهور حجت و براهین کا آخري وقت آجاتا هے' اور وهي سر زمین خشک و وحشت زار ' جس پر ایک فصل پہلے دهقان مضطر کي محنتوں نے امید و بیم اور اضطرار دعا و انابت کے عالم میں هل جوتا تها ' اور جو ایک کام کررها تها مگر نهیں جانتا تها که کل کو اسکي محنتیں شرمندهٔ نامرادي هونگي یا دولت مراد سے مالا مال ؟ حیات نباتاتي کي ایک جنت النعیم بن جاتي هے ' جس میں هر طرف مکافات عمل اور نتائج اعمال کے مناظر جمیله و مشاهدات حسینه ' سر سبز پودوں اور شاداب شاخوں کي صورت میں چشم و بصیرة کو دعوت تحیر دیتے هیں : فتبارک الله احسن الخالقین !

البقیــة تتلــى

محلسراے شاهي قلعه آگره
ثمن برج

# انتقاد

## اردو علم ادب اور ایک فرمانروا مصنف

### علیا حضرة نواب سلطان جہاں بیگم بالقابہا فرمانفرماے بھوپال

ذوق علم اور امارت و ریاست ' ایک وجود میں بہت کم جمع ہوے ہیں - اگر تمام دنیا کی تاریخ سے امثال علم و کمال یکجا جمع کیے جائیں تو معلوم ہوگا کہ علم کو فقر و افلاس سے ایک خاص مناسبت رہی ہے - اسکا جمال مقدس ہمیشہ جسم خاک آلود بوریاے شکستہ' اور گلیم صد پیوند کے ساتھ جلوہ آرا ہوا ہے اور تخت حکومت اور ایوان عیش و راحت کو بہت کم اسکی ہم آغوشی نصیب ہوئی ہے :

نہ سوز عشق شاہاں را جہ کار ست؟
ہ سنگ ... حالی از شرار ست !

اللهم احینی مسکیناً ' و امتنی مسکیناً ' و احشرنی فی زمرة المساکین -

تاہم مبدۂ فیاض کی بخشش و سخا کی کوئی حد نہیں - بعض ایسے شاندار مستثنیات بھی اس کلیہ میں موجود ہیں جنکا وجود دربار شاہی و اجلال اور مجلس علم و کمال' دونوں کیلیے موجب افتخار رہا ہے :

و ما احسن الدین والدنیا لو اجتمعا

خصوصیت کے ساتھ تاریخ اسلام اس امتیاز خاص سے سرفراز رہی ہے - اسلام کی علم پروری نے جو روح علمی اپنے پیروؤں میں پیدا کردی تھی ' اسکی کار فرمائی کو تخت حکومت کی مشغولیتیں نہ روک سکیں - وہ امرا و شاہان اسلام جو صبح کو دربار شاہی میں نظم ممالک اور فتح بلدان کے احکام و اوامر نافذ کرتے تھے ' ایک وقت آتا تھا کہ تخت حکومت کی جگہ فرش مجلس پر' اور نیام شمشیر کی جگہ قلمدان تصنیف و تالیف کے سامنے' اوراق کتب اور اجزاء صحائف کی جمع و تدوین میں مصروف ہوجاتے تھے !

ابو ہاشم خالد بن یزید بن معاویہ نے فن کیمیا ( المسری ) اور طب میں کتابیں تصنیف کیں - قاضی ابن خلکان نے اسکا ترجمہ لکھا ہے اور ابن الندیم نے کتاب الحرارت اور ... الصحیفہ اسکی تصنیفات میں سے دیکھی تھی - خلیفہ المعتز عباسی ایک اول درجہ کا ادیب و مصنف تھا - نوح سامانی کی تصنیف کا ذکر کیا گیا ہے - صاحب ابن عباد کی شہرت اسقدر ہے کہ تذکرہ کی ضرورت نہیں - ابو الفداء کی تاریخ مشہور ہے - جمال الدین قفطی نے تاریخ الحکما ایوان امارت میں لکھی - سلطان محمد فاتح عثمانی کی ایک تصنیف قسطنطنیہ میں ابتک موجود ہے - بادشاہوں کی خود نوشتہ سوانح عمریاں ( آٹو بائیوگریفی ) فارسی علم ادب کا ایک امتیاز خاص تسلیم کیا گیا ہے - تزک بابری اور جہانگیری ہمارے پاس موجود ہیں -

تصنیف و تالیف سے قطع نظر کرکے اگر محض علم و فن کے لحاظ سے دیکھا جاے' تو تاریخ اسلام سے صدہا خلفا و امرا کے نام چھانٹے جاسکتے ہیں اور بلا خوف تغلیط دعوا کیا جاسکتا ہے کہ علم و امارت کے اجتماع کی مثالیں جسقدر تاریخ اسلام پیش کرسکتی ہے' دنیا کی کوئی متمدن قوم نہیں پیش کرسکتی -

اردو علم ادب کی ایک فرمانروا مصنفہ محترمہ .
علیا حضرة بیگم صاحبہ بھوپال بالقابہا

لیکن انقلاب کا یہ کیسا درد انگیز منظر ہے کہ جس قوم نے تلوار کے سائے اور تخت کی خود فراموشیوں میں بھی حیات علمی بسر کی ہو' آج اسکے مدارس و جوامع کے صحن اور علم و فن کی مجالس ذوق علمی سے خالی ہیں' اور ایوان و دربار سے کیا امید کیجیے کہ خود ہمارے مدرسے اور دار العلوم بھی اب مصنف پیدا کرنے سے عاجز ہوگئے ہیں :

آگ تھی ابتداے عشق میں ہم
ہوگئے خاک انتہا ہے یہ

و ما ظلمهم الله ولکن کانوا انفسهم یظلمون !

( فرمانرواے بھوپال )

لیکن الحمد للہ کہ ایک نظیر موجودہ عالم اسلامی میں ایسی موجود ہے' جو ریاست و ملک رانی کے ساتھ شوق علم اور ذوق تصنیف و تالیف کو بھی جمع کرتی ہے' اور جو ... کہ وہ صنف رجال میں سے نہیں ہے جس کو اپنے تقدم کا ہمیشہ غرور بیجا رہا ہے' بلکہ اس صنف اناث میں سے ہے جسکو دماغی و ذہنی اشغال سے ہمیشہ معذور سمجھا گیا ہے ' اور فی الحقیقت اگر ایسی ہی چند مثالیں ہر دور میں ملتی رہیں تو بقول متنبی کے :

لفضلت النساء علی الرجال

فی الحقیقت یہ وجود گرامی آج نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام عالم اسلامی کے لیے موجب صد افتخار ہے - حضور عالیہ کی ذاتی قابلیت و لیاقت ' فوق تدبر و نظم ریاست ' سیاست دانی و فرمانروائی ' جوش ملی و اسلام خواہی' علم پروری و جود و سخا' اعمال خیریہ و کارہاے حسنہ ' ایسے اوصاف جلیلہ و عظیمہ ہیں '

در آمد اس صورت سے هو رها هے که وه اکثر سوسائٹي میں جاري هو هي نهیں سکتے' کیونکه جس صورت سے وه عملدر آمد کے لیے پیش کئے جاتے هیں وه صورت اکثر نا قابل العمل هوتي هے - میرا یه مطلب هرگز نهیں هے که هر شخص کي خواهش کے مطابق احکام مذهبي میں تنسیخ و ترمیم کردي جاے' حاشا و کلا - مگر هر موقعه کي اهمیت کے لحاظ سے هر کام کا کم و بیش ضروري یا غیر ضروري هونا تو اسلام کے عملي نظام کا ایک بڑا خاصه هے - تعجب هے که جو لوگ اسلام کي خالص تعلیم کي ترویج کے مدعي هیں' وه سب سے زیاده اس تناسب اور اعتدال کي طرف سے چشم پوشي کرتے هیں' جسپر احکام اسلام کا قابل عمل هونا منحصر هے' اور جسکي بنا پرخود اسلام محاسن و معائب کے مختلف مدارج اهمیت پر روشني ڈالتا هے -

دنیا میں قوانین کے عملدر آمد اور اونکو جزو زندگي بنانے کے لیے سب سے زیاده ضروري اور اهم بات یه هے که چھوٹے اور بڑے جرائم کے لیے مختلف سزائیں مقرر کی جائیں' تا که جو طبیعتیں اسقدر بگڑي هوئي نهیں هیں که وه بڑي سے بڑي سزا کو بھي بے پروائی سے دیکھیں' اونپر بڑي سزاؤں کا خوف اور اثر قائم رهے - اسلام نے بھي صغائر اور کبائر کی تفصیل اسي اصول کو مد نظر رکھکر کي هے' لیکن اس زمانے کے مقتدایان مذهب کا یه حساب هے که اون کے نزدیک چھوٹے سے چھوٹا جرم اور بڑے سے بڑا جرم مجرم کے دائرۂ اسلام سے خارج هوجانے کے معامله میں قریب قریب یکساں اثر رکھتا هے -

تھوڑي دیر کے لیے اوس سوسائٹي کا تصور باندھیے جهاں دفعه ٣٤ - پولیس ایکٹ کي خلاف ورزي کے ارتکاب پر بھي وهي سزا دي جاتي هے' جو قتل عمد پر دي جاني چاهیے' تو آپ کے سامنے اوس احتساب کي تصویر کھنچ جائیگي' جس کي اسوقت اسلامی سوسائٹي میں جاري رکھے جانے کي کوشش کي جا رهي هے -

نه صرف معمولي واعظ بلکه بعض ایسے علما بھي جن کا تبحر اور تفقه مسلم هے' اس قسم کي باتیں کهنے میں ذرا تامل نهیں کرتے که کوٹ پتلون پهننا یا میز پر کھانا کھانا انسان کے کفر کي کافي سند هے -

پھر جب دائرۂ اسلام اسقدر تنگ هے' جس سے انسان کا باهر هوجانا هر چھوٹي سے چھوٹي خلاف ورزي مسائل فروعي و فقهي پر لازم آتا هے' اور جمهور عوام اپنے مقدس علما کي تقلید میں اسي بات کے قائل هیں' تو احتساب عمومي کي وه قوت کیونکر باقي ره سکتي هے جو زمانۂ سلف میں موجود تھي؟ جب ایسے صغائر کے ارتکاب پر بلکه ایسے افعال پر جنھیں بعض حالتوں میں صغائر میں شمار کرنا بھي مشکل هے بلکه محض بے ضرر اور گناه وثواب کے خیال سے بالکل بے تعلق هونے کي وجه سے مذهبي احتساب کے دائرے کے اندر بھي واقع نهیں هیں' کوئي شخص مسلم سوسائٹي میں عزت کا مستحق نهیں ره سکتا یا کم از کم جمهور عوام کي نظر میں مبغوض هوجاتا هے' تو اوسے احتساب کا اندیشه کهاں تک باقي ره سکتا هے' اور اون افعال کے ارتکاب سے جو در حقیقت صغائر بلکه کبائر میں داخل هیں' اوسے کون سي رکاوٹ اور کونسا دباؤ مانع آسکتا هے؟

پس احتساب کي قوت کا زائل هوجانا در حقیقت نتیجه هے اس کے غلط استعمال کا' یعني احتساب بیجا کي شدت کي وجه سے اون موقعوں پر جهاں اوسکا اثر في الواقع قوي هونا چاهیے تھا' وهاں بھي وه مضمحل هوگیا هے - اور اون لوگوں کو جو آزادي عمل کو اپني خواهشات نفساني کے لیے ایک آڑ بنانا چاهتے هیں' ایک حیله هاتھه آگیا هے که وه یوں بھي اسلامي سوسائٹي میں عزت کي نظر سے نهیں دیکھے جاسکتے - پھر کیوں اپنے عیش ونفس پرستي میں خلل ڈالیں؟ میرے نزدیک یه نتیجه اس امر کا هے که علماے دین نے تبلیغ و اشاعت کا عملي فرض بجا لانا ترک کردیا هے ورنه تناسب کا وه احساس جو صرف عمل کا نتیجه هے اس صورت سے مفقود نه هوجاتا اور اون کے پیش نظر همیشه یه بات رهتي که اساسي اصول کو محفوظ رکھتے هوے اکثر فروعي معاملات میں رفق و مدارات سے وه کام نکلتا هے جو شدت و غلظت سے کبھي نهیں نکل سکتا' اور غالباً بهت زمانه نهیں گذریگا که علماے دین کو یه بات بجبر تسلیم کرني پڑیگي جسے وه اب به خوشي تسلیم نهیں کرتے' کیونکه اس وقت هم تاریخ اسلام کے ایک جدید دور میں داخل هو رهے هیں' اور مستقبل امیدوں سے بھرا هوا هے - اشاعت اسلام کے عملي فرائض کا احساس پیدا هوتا جاتا هے' اور اوس بات کي طرف اب توجه کو مبذول کرنے کے لیے ایک سامان غیب سے پیدا هوگیا هے جسپر اس عاجز نے رساله ید بیضا میں جو میري زیر نگراني نکلنے والا ایک ماهوار رساله تھا' سنه ١٩٠٩ ع میں پروفیسر فلنٹ کي کتاب "تھي ازم" کے ترجمه کے مقدمه میں توجه دلائي تھي یعني یه که اسلام کے همه گیر اصول کي روشني کو بلاد مغرب تک پهونچانے کا وقت اب قریب آگیا هے - خداوند تعالی مدد کرے - آمین -

عبد الغفار - اختر - بي - اے ( علیگ )

## الهـــلال :

آپنے نهایت سنجیدگي سے ایک نهایت هي اهم اور اقدم مسئله پر بحث کي هے جزاکم الله - لیکن ساتھه هي متعجب هوں که اُن تمام تحریرات سے کیوں آپ بے خبر رهے جو آغاز اشاعت الهلال سے اس بارے میں نکل چکي هیں اور جن میں نهایت واضح طور پر اس عاجز نے اپنے خیالات ظاهر کیے هیں - بهر حال آئنده نمبر میں اسکی نسبت عرض کرونگا -

---

## غـرائب الافـلاک

## او ملکـوت السماوات

### صفحـة من علم الفلک الحدیث

او لم ینظروا في ملکوت السماوات والارض و ما خلق الله من شی ؟

گرمیوں کي راتوں میں جبکه آسمان ابر و غبار سے صاف اور چھوٹے بڑے ستاروں سے جگمگا رہا ھو، تو کون ایسا بیدل ھے جسکي نظر ایک بار اس باصره نواز جمال طبیعي کي طرف نه اُٹھ جائیگي ؟ ان دیکھنے والوں میں کتنے ھي ایسے ھونگے جو ایک بار تو ضرور اپنے دل سے پوچھ لیتے ھونگے که :

چیست این گنبد طلسمین کار ؟

لیکن اگر آج جبکه فطرة کے نوامیس و اسرار کے کشف و ادراک میں انسان کو اسدرجه توغل و انہماک ھے، ھمارے دلوں میں یه خیال پیدا ھوتا ھے تو آج سے بہت پہلے اسوقت بھي لوگوں کے دلوں میں یه خیال پیدا ھو چکا ھے، جبکه نوامیس طبیعه سے انسان کے جہل اور عدم ارتقاء فکري کا یه حال تھا که وہ ھر امر طبیعي کے لیے ایک علحده خدا مانتا تھا، اور اسطرح اسکے ھزارھا خود ساخته معبود تھے، جنکے ھیاکل و معابد میں اسکا سر نیاز خم اور دست دعا بلند ھوتا تھا ۔

* * *

حیوان اور انسان، دونوں ایک ھي شے کو دیکھتے ھیں - وہ شے اگر حیوان کیلیے ضرورت کی ھوتی ھے اور اسکو اسوقت اس شے کي حاجت بھی ھوتی ھے تو وہ رکتا ھے اور اس سے متمتع ھوتا ھے، ورنه ایک غلط انداز نظر ڈالتا ھوا گذر جاتا ھے

لیکن انسان بہر حال رکتا ھے اور سوچتا ھے که یه کیا ھے ؟ کہاں سے آئي ؟ کیوں کر آئي ؟ وغیرہ وغیرہ -

یہي شے ھے جسکو " تجسس و تفحص " کہتے ھیں، اور یہی انسان کے تمام علوم و معارف کا سر چشمه، اور اسکے مساعی و مجاھدات کا یه کا محرک اصلي ھے اور اسی لیے قرآن کریم نے جا بجا تدبر و تفکر پر زور دیا ھے -

لیکن یه کیسي عجیب بات ھے که اس تجسس کے عمل کا آغاز زمین اور اسکے قرب و جوار کي اشیاء کے بدلے سب سے پہلے آسمان سے ھوتا ھے !

تم نے دیکھا ھوگا که بچے جب پوري طرح بولنے لگتے ھیں اور اپني ماں کي آغوش میں شب کو صحن میں بیٹھتے ھیں، تو کون و ما في الکون کے متعلق انکے سوالات کا آغاز آسمان اور ستاروں ھي سے ھوتا ھے - وہ پوچھتے ھیں که "آسمان کیا ھے" ؟ کیا ستارے اسمیں جڑے ھوے ھیں ؟ چاند بھي جڑا ھے ؟ چاند کیا چلتا ھے ؟ کیا اسکے بھي ھماري طرح پاؤں ھیں ؟

اسکے مقابله میں آب و آتش، خاک و باد، اشجار و اثمار، حیوانات و جمادات، یعني جو چیزیں زمین کے متعلق ھیں، انکي نسبت سوال کی نوبت بمشکل سن شعور تک پہنچنے کے بعد آتی ھوگي -

نوع کا دماغ بالکل افراد کے دماغ کے مشابه ھوتا ھے - پس جسطرح که افراد کے دماغ پہلے سماء و ما في السماء کي تحقیق کي طرف متوجه ھوتے ھیں، اسیطرح غالباً نوع کا دماغ بھي سب سے پہلے سماء و ما في السماء کي طرف متوجه ھوا -

وجه تقدم خواہ صرف یہي ھو، یا اسکے علاوہ اور اسباب بھي ھوں، مگر تاریخ علوم کا یه ایک مسلمه مسئله ھے که انسان کا قدیم ترین سرمایۂ علمي آسمان ھي کے متعلق ھے -

* * *

دنیا کے قدیم ترین لوا برداران علم ھندوستاني، مصري، اور کلداني ھیں اور تاریخ علوم کا یه ایک اھم مبحث رہا ھے که انمیں سے شرف اولیت کا حقدار کون ھے ؟

اس بحث کا نه تو یه موقع ھے اور نه ضرورت ھے اسلیے ھم اسکو قلم انداز کرتے ھیں - شرف اولیتؔ خواہ کسي کو حاصل ھو مگر تینوں قوموں میں علوم فلکیه نہایت ترقي کر چکے تھے - انکے جانشین یوناني ھوے - یونانیوں میں بھي علوم فلکیه کي گرم بازاري رھي -

ان تمام اھم پیشتیں نے علوم فلکیه کي بیحد خدمت کي، اور بعض مسائل تو ایسے دریافت کیے که اگر آج با ایں ھمه تقدم علوم و توسع ذرائع اکتشاف، وہ مسائل دریافت ھوے، تو علمي دنیا صداھاے تحسین و آفرین سے گونج اٹھتي -

ان اسلاف کے دریافت کردہ بعض قواعد ایسے ھیں جن سے گو اسوقت کسی وجه خاص سے صحیح نتائج نه نکالے جاسکیں، مگر وہ قواعد بجاے خود بالکل صحیح اور بہترین قواعد ھیں، اور آج ھمارے بہت سے مسائل کا مبني و اساس -

مثلاً زمین، آفتاب، اور ماھتاب کو لو - زمین سے یه دونوں ستارے بہت دور ھیں مگر ان دونوں کے بعد میں کیا نسبت ھے ؟ ارسٹرخس نے آج سے دو ھزار دو سو برس پہلے قیاس سے کہا تھا که یه نسبت انیس اور ایک کي ھے - یعني چاند زمین سے جسقدر دور ھے، سورج اس سے ۱۹ گونه زیادہ دور ھے - ھرچند که ارسٹرخس کا یه قیاس صحیح نہیں، آفتاب و ماھتاب کے بعد میں اس سے کہیں زیادہ نسبت ھے، مگر با ایں ھمه جس قاعدہ کي بنا پر اس نے یه نتیجه نکالا تھا، وہ قاعدہ بالکل صحیح اور اسدرجه دقیق و غامض ھے که اس زمانه کے فلکیین میں سے عوام ایک طرف، خواص کا ذھن بھي شاید وھاں تک نه پہنچتا -

* * *

تمام علوم کی طرح علم الفلک پر بھي تقدم و تاخر، اور ترقي و تنزل کے مختلف دور گزر رہے ھیں - ایک زمانه وہ تھا که اوج

جنمیں سے هر ایک وصف بجاے خود کسي انسان کے شرف و امتیاز کیلیے بهترین وسیله هو سکتا هے - ان سب پر مستزاد یه که وه به حیثیت ایک مصنفه و اهل قلم کے بهي جلوه افروز هیں ' اور مسلسل تین مفید و دلچسپ کتابیں انکي تالیفات میں سے چهپ کر شایع هو چکي هیں -

هر کلم کي قیمت اسکے عوارض و اضافي حالات کي نسبت سے قرار دي جاتي هے - اگر ایک فقیر علم ' مدرسة و خانقاه کے حجرے میں بیٹهکر ' دنیا کے تمام تفکرات و ترددات سے قطع تعلق کرکے ' تصنیف و تالیف میں مصروف هے تو اسکے اشغال علمیه کے نتائج جسقدر بهي اعلی و اکمل هوں ' هونے هي چاهئیں - و لکل فن رجال -

لیکن ایک فرماں رواے ریاست لاکهوں مخلوقات الهي کي نگراني و خدمت گذاري اور ایک پورے خطۂ ارضي کے نظم و اداره کے ساتهه اگر ایک صفحه بهي تالیف کرکے پیش کردے ' تو هزار درجه اس سے کهیں زیادہ موجب استحسان و شرف و احترام هے !

میں ریاست بهوپال کي خدمات دیني و قومي کا تذکره نهیں کرونگا ' کیونکه یه امر اب اس درجه واضح و آشکارا هے که محتاج تفصیل نهیں - هر شخص جو موجوده قومي و دیني و علمي کاموں کے حالات سنتا رهتا هے ' اس سے بے خبر نهیں هے که اس ایک هي آفتاب جود و سخا کي روشني کس کس گوشے کو منور نهیں کر رهي ؟

رشک آیدم به روشني دیده هاے خلق
دانسته ام که از اثر گرد راه کیست ؟

حق یه هے که حق سبحانه و تعالی کي یه ایک بهت بڑي بخشش توفیق هے جو فرمانروائے بهوپال کو مرحمت هوئي هے - دولت و قوت ایک امانت الهي هے ' جو صرف اسلیے هے تاکه ایک خادم و امانت دار کي طرح اسکي نگراني کي جائے ' اور اسکو بندگان الهي کي خدمت اور مرضات الهیه کي راه میں خرچ کیا جائے ' اور جس خوش طالع کو امارت و ریاست کے ساتهه اسکے استعمال صحیح کي بهي قابلیت عطا هو ' اس سے بڑهکر اس آسمان کے نیچے کوئي خوش بخت نهیں - زاهدان شب زنده دار جو صائم الدهر اور دائم نوافل گذار هوں ' مجاهدین فی سبیل الله جو اپنے نفوس کو حفظ کلمۂ حق و صداقت کي راه میں قربان کریں ' علماء شریعت اور صوفیاء طریقت ' جو اپني خدمات علم و تفقه اور ارشاد و هدایت سے خلق الله کو سعادت اندوز فرمالیں ' یه سب کے سب بهي آن مدارج عالیه اور فضائل الهیه سے محروم هیں ' جو اس خوش نصیب کو حاصل هونگے -

پس اصل یه هے که اگر حق تعالے نے سرکار عالیه کو خدمت ملک و ملت کي توفیق مرحمت فرمائي هے ' تو اسکے لیے قوم کو جتنا انکا شکرگذار هونا چاهیے ' اس سے کهیں زیاده خود انکو الله کا شکرگذار هونا چاهیے ' اور انسان کو چاهیے که انسانوں کي مدح کم کرے پر خداے قدوس کي حمد و ثنا زیاده بجا لاے -

ولئن شکرتم لازیدنکم ' ولئن کفرتم ' ان عذابي لشدید -

تمام ملک انکي سچي مدح سے گونج رها هے ' مگر میں مدح مزید کي جگه یه عرض کرونگا که وه آور زیاده شکر نعمت بجا لائیں ' اور سعي فرمائیں که اس سے بهي زیاده کارهائے خیر انکي ذات شاهانه سے تعمیر و رونق پالیں - وقت هے که انکي توجه عالي کسي عظیم الشان دیني خدمت کي طرف مبذول هو که ملت بیضاء اپني غربت اولی میں مبتلا هوگئي هے ' اور ایسے افراد عالیه کي ازبس محتاج هے -

بهرحال سردست مقصود حضور عالیه کي تصنیفات هیں جن میں سب سے پہلے ضخیم و مطول خود نوشته سوانح عمري یعني تزک سلطانی هے ' اور دو تاره مطبوعات تربیت اطفال اور حفظان صحت کے متعلق هیں -

اردو علم ادب اپنے صف مصنفین میں ایک ایسے وجود گرامي کي موجودگي پر جسقدر شادماں و نشاط کار هو ' کم هے - سوانح عمري کے مطالعه کا ابتک مجهے موقعه نهیں ملا - سردست آخري رسائل کے متعلق آینده نمبر میں کچهه عرض کرونگا :

ولو کان النساء کمن ذکرنا
لفضلت النساء علی الرجال !

## بڑی جنتری سنه ۱۹۱۴

قیمت ایک روپیه نامي پریس - کانپور

جناب منشي رحمت الله صاحب رعد کے نامي پریس اور انکي خوشنما و دلچسپ تقویم نے اپني صوري و معنوي خوبیوں کے لحاظ سے جو شهرت تمام ملک بلکه بیرون هند تک میں حاصل کرلي هے ' وه محتاج بیان نهیں -

هر سال ملک کو انکي تقویم کا انتظار هوتا هے ' انهوں نے سنگی طباعة کے جو نمونے اپني مطبوعات علي الخصوص سالانه تقویم کی رنگین تصاویر اور مطلا و مذهب مینا کاري میں دکهلاے هیں ' وه انکي طبع صنیع اور کمال فن پر گواهي دیتے هیں -

نئے سال کي جنتري بهي مرتب هوکر شائع هوگئي هے - افسوس هے که باوجود خاموش اور پر سکون زندگي کے وه مسجد کانپور کے الم ناک حوادث سے محفوظ نه رهسکے ' اور اسکي پریشانیوں کي وجه سے تقویم کي ترتیب و اشاعت میں دیر هوگئي -

سال تمام کا سب سے بڑا حادثه مسجد مچهلي بازار کانپور کا واقعه تها اسلیے ابتدا میں اسکي تصویر دي هے - معمولي تقویمي جداول و مطالب کے حسب معمول تاریخي حصه علاوه تاریخ افغانستان کا باتصویر هے - مصوري و نقاشي کے متعلق ایک نهایت دلچسپ مضمون درج کیا هے اور انگریزي کے با تصویر جغرافي نقشوں کے اصول پر تمام قطعات ارض کے نقشے بهي دیے هیں ' جنمیں آن ممالک کي مشهور بحري و ارضي پیداوار ' عمارتیں ' بحور و انهار اور خصوصیات ملکی دکهلاے گئے هیں جو نهایت دلچسپ هیں -

## نمایش دستکاري خواتین هند

اعلان

نمایش مندرجه عنوان جسکا انعقاد ۱۶ مارچ سے ۲۹ مارچ سنه ۱۹۱۴ ع ملک علیا حضرت دام اقبالها نے منظور فرمایا تها - وه اب بوجه قربت زمانه درد فصل بجاے تواریخ مذکوره کے یکم مارچ سے دهم مارچ سنه حذا تک منعقد هوگی بغرض آگاهي هر خاص و عام اس طرح سے که نمایش مذکوره نمایش اسپتال کے ساتهه ساتهه منعقد هو اطلاع دیجاتي هے - فقط -

حسب الحکم فرمان رواے بهوپال -

اوده نراین - بسریا

حیف سیکرٹري فرمان رواے بهوپال .

کے هر رخ کا عکس ان آلات تصـــویر پر پڑتا رهے ' اسطرح بغیر رصد گاهوں میں بیٹھنے کی زحمت گوارا کیے وہ تمام باتیں معلوم هو جاتی هیں جو کئی کئی دن تـــک بیٹھنے کے بعد معلوم هوتی تهیں - یه آلات تصویر ستاروں کی هر نقل و حرکت کی تصویر لیلیتے هیں - گویا اب یہی آلات تصویر ان علماء راصدین کی قائم مقامی کرتے هیں جو رصد گاهوں میں لیل و نہار مراقب رها کرتے تھے !

اس طریقه سے علاوہ اقتصاد وقت و محنت کے ایک بڑا فائدہ یه هوا که ستارہ خواہ کتنی هی دور هو' اسکا نور چاهے جسقدر هی کم هو ' اور حرکت و تغیر خواہ کتنی هی خفیف هو ' مگـــر لوح تصویر پر هر نقل و حرکت پوری پوری آ جاتی هے اور وہ دقیق و تاریک چیزیں جو آنکھ کے دست رس سے باهر نہیں اور اسلیے وهجاتی نہیں ' اب کسی طرح نہیں رهسکتیں !

* * *

فن آلات سازی کی ترقی نے وہ وہ محیر العقول کرشمے دکھاے هیں که اگر آج سے چند صدیاں پہلے یه آلات هوتے تو صاحب آلات ساحر یا شعبدہ باز سمجھا جاتا - اگر آج سو برس پہلے کے لوگ زندہ هو جائیں اور دنیا کے موجودہ حالات دیکھیں ' تو غالباً اپنے آپ کو عالم خواب یا کسی طلسم کدہ میں سمجھیں' کیونکه آج اسرار و نوامیس طبیعت کے انکشاف اور آلات کی ترقی سے جو حیرت انگیز کام انجام پا رهے هیں ' ان تـــک اسلاف کا وہ مخیله بھی نه پہنچا تھا ' جو ساحروں اور اجنه کی هوش ربا داستانیں تصنیف کیا کرتا تھا -

ترقی آلات کی ایک مثال وہ آله هے ' جس کو رنـــگ نما (Spectrascope) (۱) کہتے هیں - اس آله سے نور کے مختلف رنگ جدا کیے جاتے اور ان رنگوں کے امتحان و اختبار سے اس جسم منور کے مادہ کا سراغ لگایا جاتا هے - مثلاً ایک جسم منور مسی هے ' تو اسکے نور کی تحلیل سے سبز خطوط پیدا هونگے ' یا اگر رنگ کا هے تو نیلگوں خطوط پیدا هونگے - وقس علی ذلک -

اس آله " رنگ نما " سے یه بھی معلوم هوجاتا هے که اس جسم منور کا قوام جامد هے یا کوئی گیس ؟ اور آیا وہ کسی گیس کے لفافه میں ملفوف هے یا نہیں ؟

* * *

جسطرح توپ کی سیٹی سے اسکے قرب و بعد اور سمت کا اندازہ هو جاتا هے ' اسیطرح اجرام سماویه کے نور سے انکی سمت و سرعت رفتار کا بھی علم هو جاتا هے - صرف شعاعوں یا انکے عکس کو دیکھکے علماء فلک معلوم کرلیتے هیں که یه ستارہ آ رها هے یا جا رها هے ' اور نیز یه که اسکی رفتار سریع هے یا بطی ؟ غرضکه اجرام سماویه کے متعلق هماری معلومات کا ایک بڑا ذریعه انکا نور هے - صرف ایک نور سے هم انکے مادۂ قوام' سمت رفتار' اور سرعت و بطی سیر کو معلوم کرلیتے هیں - لیکن اس آله " رنگ نما " سے استفادہ آسان نہیں ' کیونکه اس سے صرف خطوط نظر آتے هیں ' اور ان خطوط سے عناصر کا اندازہ کیا جاتا هے - بعض عنصر مثلاً لوهے سے متعدد اور مختلف اللون خطوط پیدا هوتے هیں - مگر چاندی کے خطوط اس سے مختلف اور سونے کے ان دونوں سے متباین هوتے هیں - پس اصلی نقطه کار اس امر کی تمیز هے که کون خط کس عنصر کے سبب سے پیدا هوا هے ؟ اور آیا یه متعدد خطوط کسی ایک عنصر کا نتیجه هیں یا چند عناصر کے ' اور وہ عناصر کون کون هیں ؟

اسکے لیے ضرورت هے که راصد ( رصد گاہ سے مطالعۂ فلک کرنے والا ) تجربه کار' دقیق التمیز' اور صادق التخمین هو -

اس آله " رنگ نما " کے استعمال سے معلوم هوا هے که ستارہ شعری' جو هم سے کئی ملین پر هے' فی ثانیه ۲۹ میل کے حساب سے هم سے دور هوتا هے' ڈیڑھ دن تـــک یہی حالت رهتی هے' اسکے بعد اسی شرح رفتار سے وہ قریب هونا شروع هوتا هے -

علماء فلک نے پچاس ملین تصویریں ایسے ستاروں کی لی هیں جو مختلف مجامع میں منقسم هیں ' خود مجامع کی بھی دو قسمیں هیں - آله " رنگ نما " سے معلوم هوتا هے که ان دونوں قسموں کی سمتیں بالکل مقابل و محاذی هیں -

* * *

یه بھی دریافت هوا هے که همارا نظام شمسی یعنی آفتاب مع اپنے تمام سیاروں کے ۱۳ میل فی ثانیه کے حساب سے سماک رامح کی طرف بڑھرها هے ' اور جسطرح همارا نظام سماک رامح سے ملنے کے لیے اسکی طرف جا رها هے ' اسیطـــرح خود سمـــاک رامح بھی همارے نظام شمسی کی طرف بسرعت تمام آ رها هے -

قدیم علم الفلـــک میں صرف ایک آفتاب مانا جاتا تھا ' مگر موجودہ علمـــاء نے جـــدیـــد آلات رصـــدیه کی مـــدد سے ایک هزار ملین آفتاب دریافت کیے هیں - یه تمام آفتاب مع اپنے سیارات کے اس فضاے بسیط میں گردش کرتے رهتے هیں - جب کبھی دو آفتابوں میں تجاذب هوتا هے اور وہ قریب آ جاتے هیں تو انکی رفتار ۴ سو میل فی ثانیه هوجاتی هے - اس حساب سے وہ ایک گھنٹه سے کم میں مقابل بھی هو جاتے هیں اور جدا بھی هو جاتے هیں -

آفتابوں کی کثرت ' انکی گردش ' اور تجاذب و تقارب کے وقت انکی سرعت رفـــتار کی بنا پر علماء فلک کا خیال هے که دو آفتاب خواہ کتنے هی دور هوں' مگر انکا تصادم هر وقت ممکن هے اور ظاهر هے که جسوقـــت دو ایسے آفتابوں میں جو ۴ سو میل فی ثانیه کے حساب سے چل رهے هوں ' تصادم هوگا تو کیسی قیامت برپا هوگی !

* * *

یه هیں ان صدها عرائب افلاک میں سے چند عجائب' جو جدید علم الفلک نے همیں بتائے - پس اگر علم الفلک اپنے قدیمی مرکز پر رهتا تو یه تمام حقایق اسیطرح همیشه مستور و مخفی رهتے جسطرح که اس دور جدید سے پہلے تک رهے -

هم نے جو کچھ لکھا هے دراصل جدید علم الفلک کے بحر ذخار میں ایک قطرہ سے بھی کم هے - انشاء الله آیندہ بشرط فرصت کسیقدر تفصیل سے لکھینگے اور " هئیة جدیدۂ و قران " کا موضوع تو ابھی بالکل باقی هے -

( ۱ ) یه نام دو لفظوں سے مرکب هے - ایک اسپیکٹرا اور دوسرا اسکوپ - اسپیکٹرا جمع هے اسپیکٹرم کی جو ایک لاطینی نژاد کلمه هے - اسپیکٹرم کے لغوی معنی هیں وہ مختلف رنـــگ جو آنکھیں بند کرلے کے بعد نظر آتے هیں - مگر اصطلاح میں نور کے ان رنگوں کو کہتے هیں ' جو ایک مثلث آله کے ذریعـــه سے ' جسے (Priam) کہتے هیں جدا کرکے اس طرح دکھائے جاتے هیں' گویا وہ کسی جالی پر پھیلا دیے گئے هیں - اسکوپ کے معنی هیں " نما " - پس اسپیکٹرا سکوپ کے لفظی معنی هوے " الوان نور نما " اور یہی اس آله کی تعریف هے -

لیکن " الوان نور نما " کی ترکیب طویل و ثقیل تھی - اگر نور حذف کردیا جائے اور الوان کو رنـــگ سے بدلدیا جائے تو یه " رنـــگ نما " هوسکتا هے - یه ترکیب سبک و سہل هے اور بآسانی زبانوں پر جاری هوسکتی هے - اسی لیے میں نے صرف رنگ نما کو اختیار کیا - البته اس صورت میں معنی لغوی معنی اصطلاحی سے کسیقدر عام هونگے مگر تداول و استعمال سے اس نقص کی تلافی هوجائیگی اور تھوڑے عرصے کے بعد " رنگ نما " سے بھی اسیطرح خاص آله متبادر هونے لگیگا ' جسطرح که آج خورد بین ' دوربین' مرغ باد نما ' وغیرہ سے خاص خاص آلات هی متبادر هوتے هیں ( تفصیل کے لیے دیکھو مقاله مصطلحات علوم مندرجه الهلال جلد ۲ - نمبر ۱۶ ) مدہ -

ترقي پر تها - نئے ستاروں کے اکتشاف ' مقدار رفتار ' سمت رفتار ' ايام طلوع و غروب وغيرہ وغيرہ مسائل كي تحقيقات سے اسكے سرمايه ميں اضافـه هوتا رهتا تها - پهر وہ زمانـه آيا كـه تنزل شروع هوا ' يهاں تك كـه بالاخر رفتار ترقي جمود و سكون سے بدلگئي - اسوقت كے علم الفلك كا سرمايه صرف اسلاف كے آراء و افكار تھے -

يهي حالت رهي يهاں تك كه گليليو ايطالي (Galiles) پيدا هوا - گليليو نے اس جمود كو حركت سے بدلا اور اس انقلاب عظيم كي داغ بيل ڈالي جو هم اسوقت ديكهه رهے هيں -

* * *

دراصل اس انقلاب كا سبب وہ چهوٹي سي دوربين تهي جو اس نے سنه ۱۶۰۹ ع ميں بنائي تهي -

اس دوربين سے اس نے ستاروں كے ديكهنے ميں مدد لي - اس تجربـه ميں جب اسكو كاميابي هوئي تو اسي اصول پر اس نے ايك بڑي دوربين بنائي - اس بڑي دوربين كا پهلا كارنامه يه هے كه مشتري كے گرد گردش كرنے والے چاند نظر آگئے -

گليليو كي دوربين ايك خاص حد تـك بڑهائي جا سكتي تهي - پس اگر آلات رصديه كي ترقي اس دوربين تـك آ كے رك جاتي ' تو يقيناً يه انقلاب اســقدر عظمت و وسعت اختيار نه كر سكتا -

ليكن سد ٹوٹ چكا تها اور عرصه كے رکے هوے پاني ميں حركت شروع هوگئي تهي ' يه قاعدہ هے كه جب كسي جمود طويل كے بعد حركت شروع هوتي هے تو پهر بغيـر كسي شديد امتداد كے وہ نهيں رك سكتي - چند هي سال گزرے تهے كه اسي اصول پر بلور سے دوربينيں بنائي گئيں جو بهت زيادہ بڑهائي جاسكتي تهيں ' چنانچه اسي زمانه ميں هرشل نے انكي بڑي دوربين بنائي ' جسكا چونگا ۴۰ قدم ( فيٹ ) لمبا تها - اس دوربين سے اس نے وہ ستارے ديكهے ' جو گو حجم ميں آفتاب سے بهت زيادہ بڑے هيں مگر با اين همه بعد مسافت كي وجه سے كروروں سال ميں انكي روشني هم تـك پهنچتي هے - يه ياد ركهنا چاهيے كه نور كي رفتار في ثانيه ( سكنڈ ) دو لاكهه ميل هے -

* * *

دوربين كي اس غير معمولي ترقي نے انكشافات كا دروازہ كهولديا ' اور ايسے ايسے عجيب و غريب حقائق هئيۃ بے نقاب هوے ' جنكا وهم و گمان بهي قدما كو نه تها -

تم نے بارها تاروں بهري رات ميں چهوٹے چهوٹے صدها ستارے بكهرے هوے ديكهے هونگے ' مگر شايد كبهي تمهيں انكي اصلي حقيقت كا وهم بهي نه هوا هوگا ؟

يه ترقي يافته دوربينيں بتاتي هيں كه يه ستارے جو هميں اسقدر صغير الحجم مثل نقطے كے نظر آتے هيں ' دراصل همارے آفتاب كي طرح بڑے بڑے آفتاب هيں - انميں سے بعض ايك هيں اور بعض دو كا مجموعه - - انكے رنـگ اور رنـگ كي طرح انكا مادہ قوام يا مايۂ خمير بهي مختلف هے - بعض كا قوام گيس سے هے اور بعض چهوٹے چهوٹے ذرات سے مركب هيں -

اسيطرح ايك ستارہ هے جسے عرب " غول " كهتے هيں - اس ستارہ كي يه حالت هے كه كبهي كبهي اسقدر ماند پڑ جاتا هے كه بمشكل نظر آتا هے - عنترہ عبسي ايك مشهور شهسوار اور نبرد آزما عربي شاعر هے - وہ كهتا هے :

والغــول بين يدي يظهــر تــارة
ويكاد يخفي مثل ضوء المشعل

ترجمه — اور ستارہ غول كبهي تو اسقدر پر نور هوتا هے كه خوب ظاهر و واضح نظر آتا هے ' اور كبهي اسقدر ماند هوجاتا هے كه مشعل كي روشني كي طرح معلوم هوتا هے كه چهپ جانے كو هے -

اس تغير ظلمت و نور كے اسباب پہلے غير معلوم تهے مگر اب تحقيق هوگئے هيں - اصل يه هے كه جسطرح همارے زمين كے گرد چاند گردش كرتا هے ' اسي طرح اس ستارے كے گرد بهي ايك اور ستارہ گردش كرتا هے - يه دوسرا ستارہ خود روشن نهيں هے بلكه تاريك هے - اسليے جب وہ گردش كرتے كرتے غول كے اس حصے كے سامنے آجاتا هے جو همارے زمين كے بالمقابل هے تو غول كا نور كم هوجاتا هے اور همارے نظر سے قريباً مخفي و مستور هوجاتا هے - پهر يه دوسرا ستارہ جسقدر هٹتا جاتا هے ' اتنا هي غول بهي نظر آتا جاتا هے ' يهاں تـك كه بالكل درخشاں اور جگمگاتا هوا نماياں هوجاتا هے -

ستارہ " قطب " دراصل چار ستاروں كا مجموعه هے ' انميں سے تين تو نهايت درخشاں هيں اور ايك كسيقدر كم روشن هے -

" رجل الجبـار " دراصل دو آفتـاب هيں - اسميں سے ايك سفيد اور ايك نيلگوں هے -

* * *

تم نے ديكها هوگا كه شب كو چهٹكے هوے تاروں ميں چند ستاروں كے گچهے يا جهرمٹ نظر آتے هيں - موجودہ تحقيق يـه هے كه اس قسم كے ستارے كم ازكم ايك لاكهه ۴۰ هزار هيں - بلكه اغلب يه هے كه تمام ستاروں ميں سے ايك ثلث اسيطرح مزدوج هيں :

جسطـرح همارا عالـم شمسي هے ' اسيطـرح ان نجوم مزدوجه كے بهي عوالم شمسيه هيں - بالفاظ واضح تر جسطرح همارے عالم ميں ايك آفتاب هے - وہ اپني جگه پر ساكن هے ' اسكے گرد تمام دوسرے سيارے گردش كررهے هيں ' اسيطرح ان نجوم مزدوجه ميں بهي ايك ستارہ مثل مركز كے اپني جگه پر قائم هے اور باقي ستارے اسكے گرد پهررهے هيں - البته همارے عالم اور ان ستاروں كے عوالم ميں فرق يه هے كه همارے عالم كے ستاروں كے حجم ميں باهم بهت فرق هے - مثلا همارا آفتاب مشتري سے ۱۰۴۷ گونه بڑا هے ' اور اپنے تمام سيارات و اقمار سے ۷۴۶ گونه - مگر ان نجوم مزدوجه كے عالموں ميں شايد اسقدر تفاوت نهيں ' وهاں بڑے سے بڑا ستارہ چهوٹے سے چهوٹے ستارے سے چندگونه بڑا هے -

بعض علماء كهتے هيں كه اغلب يه هے كه ان ستاروں ميں سے هر ستارہ همارے آفتاب كي مانند هے ' يعني اتنا هي يا اس سے زيادہ بڑا هے ' اور اسكے گرد ديگر سيارات گردش كرتے هيں - اس خيال كا جزء اول يعني كبر حجم تو ايك غير مختلف فيه مسئله هے - البته دوسرا جزء يعني اسكے گرد سياروں كي گردش البته ايك حد تك محل نظر هے - كيونكه اسكے ثبوت كي كوئي دليل نهيں ' اور برعكس اسكي نفي كي تائيد ميں دلائل ملتے هيں -

* * *

پہلے رصد كا قاعدہ يه تها كه رصد گاہ ميں بيٹهكے آسمان كي طرف ديكهتے رهتے تهے - ظاهر هے كه يه طريقه كسقدر وقت ضائع كرنے والا اور موجب تعب و دقت تها ' مگر اختراعات كي كثرت اور آلات و ادوات كے تنوع نے جهاں اور بهت سي انساني مصائب كو كم كيا ' وهاں اس علمي مصيبت كو بهي آسان كرديا -

علماء نے رصد گاهوں ميں بيٹهنا كم كرديا ' اسكے بدلے دوربينوں كو اسطرح ركها كه وہ ستاروں كے ساتهه ساتهه گهومتي جائيں - پهر ان دوربينوں سے آلات تصوير كو اسطرح ملا ديا كه وہ بهي دوربينوں كے ساتهه ساتهه گهومتے رهيں ' اور اجرام سماويه

وہ مقصد حاصل نہوگا ' تو لا محالہ اس مقصد مشترک کي اهميت و عظمت اور محبوبيت وكشش آپکو مجبور کريگي کہ باهمي جهگڑوں کو ختم کردیں' يعني اُس کے عشق کا جذبۂ قوي آپکے تمام جذبات نزاع و جدال پر غالب آجاے گا ' اور جمال مقصد کے نظارے کی محویت خود بخود ہر طرف سے ہٹا کر صرف اپنے هي طرف کهینچ ليگي ! و لنعم ما قيل :

لــو يسمعون كـما سمعت كــلامها ·
خـــروا لـعـزة سجـدا و ركـوعــا !

اگر اسـلام کے تمام فرقوں کو نفس اسـلام عزيز ہے تو وہ اپنے تمام جهگڑوں کو يقينا اسکي حفاظت و اشاعت کي راہ میں ترک کردینگے' اور اگر اعلاء کلمۂ اسلام سے بڑهکر انکو خلافۃ شيخين اور امامت و وصيت علي و حسنين ( رضي الله عنهم ) و وجوب تقليد و عمل بالحديث' و امين بالجهر' و وضع اليدين على الصدر او تحت السرہ کے مشاجرات محبوب و عزيز هونگے تو يقينا' وہ آنکي پرستش ميں سرشار رهيں گے' اور نفس اسلام کے بقا و حفظ پر اختلاف عقائد و تفريق باهمي کو ترجيح دينگے' فوا اسفا على ما فرطتم في جنب الله !

و قال فريد الدين العطار :

ز نادانــي دل پر جهل و پر مکر
گرفتــار علي ماندي و بوبکــر
چو يكدم زين تخيل مي نرستي
ندانم تا خــدا را کے پرســتي ؟

مجهے ذرا مہلت ملے تو چاهتا هوں کہ ایک تاریخ مسلمانوں کے باهمي جنـگ و جدال کي مرتب کروں' جسميں دکهلايا جاے کہ صدر اول سے ليکر اس وقت تـک مختلف فرقوں کے باهمي نزاع و جدل نے مختلف قرنوں و سنین میں اسلام کي اخلاقي و سياسي قوت کو کیسے کیسے جاں گسل و پر از هلاکت نقصانات سے دوچار کيا ہے ؟ شايد اسکا مطالعہ لوگوں کيليے موجب عبرت هو' اگر یہ تاریخ مرتب کی گئی' تو بہ صورت اجمال و ايجاز بهي دو تین جلدوں سے کم نہوگي کہ يہ داستان الم بہت طول طويل ہے :

نہ جبز ست آنکه پاياے ندارد :
شب من' درد من' افسانۂ من! ٭

ان الذين فرقوا دينهم و كانوا شيعا لست منهم في شي انما امرهم الى الله' ثم ينبئهم بما كانوا يفعلون ( ۶ : ۱۵۹ )

مولانا فدا حسين صاحب کے مضمون کے متعلق چند امور کا عرض کرنا ضروري سمجهتا هوں :

( ۱ ) انهوں نے اپني تحرير میں اسپر زور ديا تها کہ باستثناء خلفاء راشدين' جن لوگوں کو شيعہ برا سمجهتے هيں' سني بهي برا سمجهيں - اس عالم تعميم و اطلاق نے بحث کي صورت بدل دي' ليکن ميں جهاں تـک سمجهتا هوں اسميں سوء نيت نہيں بلکہ سوء تعبير کا قصور ہے - غالباً مولانا فدا حسين کا اس سے مقصد يہ هرگز نہ تها کہ ازواج مطہرات کو بهي اهل سنت برا کہنے لگیں - انکا اشارہ زيادہ تر بالعموم امراء بنو اميہ و آل مروان کي طرف تها کہ بہت سے سني انکي مدح سرائي کو بهي داخل مفہوم سنيت سمجهتے هيں -

( ۲ ) انهوں نے حضرات شيخين رضي الله عنهما کي تعريف کي ہے اور اپنے هم مشربوں کو روکا ہے کہ اُنهيں برا نہ سمجهيں - يہ بے تعصبي و حقيقت شعاري نہايت مستحسن اور قابل صد تحسين ہے' اور ميں سمجهتا هوں کہ جن حضرات نے انکا رد لکها ہے' ضرور تها کہ وہ جرح کے ساتهہ حق تعديل بهي ادا کرتے -

( ۳ ) انهوں نے اسپر بهي زور ديا تها کہ اهل سنت خارجيوں کو اپنے سے علحدہ کرديں - جہاں تک ميں سمجهتا هوں ' خارجيوں سے انکا مقصد وہ لوگ هيں جو باوجود ادعاء تسنن ' يزيد و شمر اور ابن زياد کے فضائل و مناقب بيان کرتے هيں' اور اُس گذشتہ فرقے کو زندہ کرنا چاهتے هيں' جو بقول علامہ ابن تيميہ ' يزيد کي نبوت کا قائل تها !

( ۴ ) البتہ مولوي صاحب کا يہ فرمانا کہ تمام اهل سنت عزا داري کے وہ تمام طريقے اختيار کرليں' جو برادران شيعہ اختيا کرتے هيں' ميري سمجهہ ميں نہيں آتا - فرض کيجيے کہ ايک سني اپنے علم و تحقيق کي بنا پر جانتا ہے کہ فلاں طريقہ سے عزا و ماتم کرنا شارع نے ممنوع فرمايا ہے - تو ايسي صورت ميں وہ کيونکر اسميں شرکت کرے ؟ البتہ مجالس ذکر شہادت کا منعقد کرنا ' کتب مقتل و سوانح کا پڑهنا ' گريہ و زاري کرنا ' وغيرہ وغيرہ ايسے امور هيں جو خواص اهل سنت تک کرتے هيں' اور صاحب تحفہ تـک کا اسپر عمل تها -

( ۵ ) نہج البلاغۃ کي نسبت ميں سمجهتا هوں کہ ايسے شواهد مل سکتے هيں جن سے ثابت هوگا کہ علمـاء شيعہ نے هميشہ اسے ايک ادبي و حکمي حيثيت سے بہت زيادہ درجہ ديا ہے اور اسکے اقوال کو حجت مانا ہے - اگر ضرورت هوئي تو ميں کتابوں کي طرف رجوع کرونگا - مقامات ياد هيں - حوالے کي ضرورت ہے -

( ۶ ) اصل يہ ہے کہ جو تحريريں اتحاد و اتفاق کي غرض سے لکهی جائيں ' اُن ميں متنازعہ فيہ مسائـل کا تذکرہ هونا هي نہ چاهيے ' ورنہ پهر قال و اقـول شروع هوجاتا ہے - خـلافت کے منصوص من الله هونے کا اگر آپ ذکر نہ چهيڑ ديتے تو سرے سے یہ بحث هی شروع نہ هوتی - ميں اسے تسليم کرتا هوں کہ حضرات شيعہ کے اعتقاد ميں خلافت اصول دين ميں سے ہے نہ کہ فروع - بلکہ وجوب عدل و صفات باري تعالى ميں بهي اهل سنت اشاعرہ شيعہ و معتزلہ سے مختلف هيں - اهل سنت سے اگر مقصود اشاعرہ هوں تو انکي تاليف موجود هيں اور وہ خلافت کو خلافت من حيث النبوت يا اصلاً في الدين تسليم نہيں کرتيں - اصل يہ ہے کہ معاف فرمائيگا' یہ بحث هي ساري کي ساري سياسي تهي ' اب کيا هوگيا ؟ ميں تو اب ان ابا کہنے کہ کيا سے منافشات کے موقع پر مرحوم غالب کے حکم پر عمل کرتا هوں :

بحث و جدل بجاے ماں ' ميکدہ جوے کاندراں
کس نفس از جمل برد ' کس سخن از فدک نخواست

( ۷ ) اس تحرير ميں ايک موقع پر لکها ہے کہ " آجکل بهی تمام دنياے اسلام ميں حتى کہ يورپ ميں بهي شيعہ هي صاحب شوکت و عظمت و داراے اثرت نفوس هيں " يہ صحيح نہيں - البانيا ميں بکتاشي فرقے کے قبائل هيں' مگر انکو شيعہ اثنا عشري کہنا درست نہيں' قسطنطنيہ ميں سوا اهل ايران کے شيعہ بہت کم هيں - خواجہ غلام الثقلين صاحب کا تو يہ بيان ہے کہ ايران ميں زيادہ تر بہائيت اندر هی اندر کام کر رهي ہے -

( ۸ ) اس راہ ميں سب سے بڑهکر اقدم کام يہ ہے کہ رسم تبرہ کا استيصال کلي کرديا جاے اور مثل حضرۃ مغفور حجۃ الله خراساني کے ( جنکي شہادت في الحقيقت موجودہ عہد کے عظيم ترين ضائعات اسلاميہ ميں سے ہے ) علماء شيعہ حرمت تبرہ کا اعلان کرديں - جب تـک نہ ہوگا ' اتحاد محال' خواب و خيال -

ہم نے خدا کو جانا' اسی عقل سے ضرورت نبی کی بھی پہچانی' اور اسی عقل سے ضرورت امام معلوم منصوص من اللہ کی ماننا پڑی - اب آپ فرمائیے کہ جب آپ اسے فروع دین سے خیال کرتے ہیں تو اصل دین نہ ہوئی' پھر آپ حضرت خلفاء راشدین کی امامت کو کیوں زبردستی لوگوں سے منواتے ہیں' بحدیکہ جو انکی امامت و خلافت کا منکر ہو اسے کیا کیا کچھہ نہیں کہا کرتے ہیں' اور کم از کم ناجی نہیں سمجھتے' یا کافر خیال کرتے ہیں' اور اگر انہیں برا کہا جائے تو العظمۃ للہ - کیا یہ سب ہنگامہ محض فروعی ہونے کی بنا پر ہے؟ ہرگز نہیں بقول غالب مرحوم:

پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے؟

آپ لوگ زبانی طور پر مسئلہ خلافت کو فروعی قرار دیتے ہیں' مگر دل سے اصولی سے بڑہ کر سمجھتے ہیں' اس زبردستی کا کیا علاج؟

اس پر طرہ یہ کہ اپنی اظہار وسعت نظر کے خیال سے آپ نے جناب علامہ ابن مثیم علیہ الرحمۃ کی شرح نہج البلاغہ سے ایک عبارت نقل کی ہے - سبحان اللہ کیا شیعہ جناب ابن مثیم کو بھی امام معصوم سمجھتے ہیں؟ یا آپ کا خیال ہے کہ عقل کے مقابلہ میں ابن مثیم علیہ الرحمۃ کے قول کے سامنے وہ سر تسلیم خم کردیں گے؟ حالانکہ در اصل وہ عبارت بھی ذرہ برابر آپ کو نافع نہیں ہے' کیونکہ اس میں اسکے لیے کوئی نص نہیں ہے جو خلافت مصطلح علیہا بین الشیعہ اور بضرورت عقل واجب علی اللہ و علی الرسول ہے' وہ فروع دین سے ہے' بلکہ لفظ خلافت بھی نہیں' ولایت مصدرۃ الامر کا ذکر ہے' جو محض دنیاوی سلطنت تسلیم فرما کر ایسا ارشاد ہوا ہے' اور ہمیں بھی اس ولایت کے جو خلفاء راشدین کو حاصل تھی دنیاوی ہونے میں اور غیر دینی ہونے میں کچھہ کلام نہیں ہے بلکہ اس کو دین سے کچھہ علاقہ ہی نہ تھا اور نہ اب ہے - ہماری مصطلح علیہا خلافت کوئی اور ہی شے ہے' جس پر ہم جس قدر سختی کے ساتھہ معتقد ہیں زیبا ہے' مگر آپ کا اپنی مصطلح علیہا خلافت کے لیے اس درجہ سخت و صلب ہونا اور اس کی حمایت میں جان و مال و عرض و ناموس تک کو قربان کر دینا اور پھر زبان سے فروعی فروعی کہے جانا کس قدر عقلاً نازیبا ہے -

جناب ابن مثیم علیہ الرحمۃ سے گذر کر آپ نے ابن ابی الحدید معتزلی کی عبارت سے بھی استشہاد فرمایا ہے - سبحان اللہ و بحمدہ! کیوں جناب' کیا ابن ابی الحدید بھی شیعوں کے امام ہیں' جن کے کلام سے ہم پر حجت لائی جاتی ہے؟ البتہ وہ ان سنیوں میں سے ہیں جنکی بابت میں شیعہ ہوکر کہتا ہوں کہ ایک آنکھہ میری سنی ہے اور دوسری شیعہ - ابن ابی الحدید اُن سنیوں میں سے ہے جنکا محبت اہل بیت اطہار پر ایمان ہے اور جو اس محبت میں شیعوں کو بھی محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں' وہ خود اپنے ایک قصیدہ علویہ میں فرماتے ہیں

و احب دین الاعتزال و انني
اهوی لا جلک کل من یتشیع

پھر اگر اس نے ایسا لکھہ دیا تو ہم سے کیا تعلق اور ہم پر اس کا کلام کیونکر حجت ہوسکتا ہے؟ اصل یہ ہے کہ ہم پر بغیر دلیل عقلی کسی کا کلام حجت نہیں -



# الہلال:

بڑی مصیبت یہ ہے کہ مناظرہ بڑھتا جاتا ہے اور صورت اتحاد ناپید ہو ہو جاتی ہے -

بہت سے لوگ جو اتحاد کے یہ معنی سمجھتے ہیں کہ مناظرات و مباحثات روک دیے جائیں' میں اسکا قائل نہیں - اگر حسن نیت کے ساتھہ مناظرات جاری رہیں تو اس سے کشف حقیقت و احقاق حق کی راہ میں مدد ملتی ہے - لیکن میں جس کام کو کررہا ہوں' اسمیں نہ تو اسکی فرصت ہے نہ گنجایش اور نہ ضرورت - اگر توفیق الہی اسکے اتمام میں موفق ہو تو ضمناً یہ تمام مقاصد اُس ایک ہی مقصد سے حاصل ہوجائینگے -

الہلال میں میں نے جناب مولانا فدا حسین صاحب کی تحریر درج کردی گو اسکے بعض حصوں سے مجھے اختلاف تھا - مقصود یہ تھا کہ شاید اتحاد فریقین کے مبحث پر کوئی مفید بحث شروع ہوجاے - لیکن دیکھتا ہوں تو اب وہی عام انداز کا مناظرہ شروع ہوگیا ہے' اور وہ مضیع وقت' و مضر مصلحت' و موجب ازدیاد نزاع و شقاق ہے نہ کہ وسیلۂ اتحاد -

چونکہ مولانا فدا حسین صاحب کی تحریر شائع ہوئی تھی' اسلیے ضرور تھا کہ اسکے مخالف جو تحریرات آئی ہیں وہ بھی شائع کی جائیں' مضامین تو بہت سے آے لیکن صرف دو شائع کردیے گئے - اب ایک کا جواب الجواب بھی شائع کردیتا ہوں اور یہ آخری تحریر اس باب میں ہے - آیندہ کوئی تحریر شائع نہوگی - اولین تحریر کی اشاعت کے بعد ہی متعدد حضرات فریقین نے لکھا کہ اس طرح کی تحریرات شائع نہ کی جائیں کہ الہلال کا مقام دوسرا ہے' لیکن میں نے مناسب سمجھا کہ بے طرفانہ و بے تعصبانہ دونوں طرح کے ایک دو مضمون شائع ہوجائیں -

میرا ارادہ تھا کہ بعد اندراج مراسلات و مکاتیب' خود اپنے خیالات بھی کہ تفصیل اس موضوع پر ظاہر کرونگا' لیکن حیران ہوں کہ کس کس چیز کو لکھوں؟ ہر اہم موضوع بحث کافی توجہ کا طالب اور وقت اپنی قدرتی مقدار میں کمی و بیشی کرنے کا عادی نہیں -

کسی دوسری جگہ چند سطریں اتحاد فرق اسلامیہ پر لکھی ہیں انہیں بغور ملاحظہ فرمائیے - اسمیں شک نہیں کہ اگر باہم متضاد اعتقادات کا استیصال کلی ہوجائے تو یہ اتحاد اصلی و حقیقی ہوگا - اسکا طریقہ ہمیں بتلا دیا گیا ہے: فان تنازعتم فی شی فردوہ الی اللہ والرسول - مگر بدبختانہ بحالت موجودہ ایسا ہونا قریب قریب محال ہے -

پس اتحاد کی صرف ایک ہی ممکن صورت ہے اور وہ یہی ہے کہ چند مقاصد کو مشترک قرار دیکر اسکے لیے سب کا متفق ہوجانا' اور پھر اپنے اپنے مخصوص اعتقادات پر بغیر تعصب جاہلانہ قائم رہنا' اگر شیعہ اور سنی کم از کم باہم ایک ایسا معاہدہ کرلیں اور سچے دل سے اسپر عمل بھی کریں تو اسلامی دنیا کی اولین مصیبت عظمی کا خاتمہ ہے' اور کچھہ عجب نہیں کہ آگے چلکر خود بخود کسی دوسرے حقیقی اتحاد کی راہ کھل جاے -

میں ایک نہایت ہی اہم اور دقیق مطلب عرض کر رہا ہوں' غور کیجیے - اگر آپ لوگ باہم ایک دوسرے سے لڑ رہے ہوں' مگر ساتھہ ہی ایک مشترک مقصد محبوب و عزیز بھی اپنے سامنے رکھتے ہوں' اور پھر آپ پر واضح ہوجاے کہ جب تک آپ سب کے سب متفق ہوکر اور اپنی باہمی جنگ آرائی ترک کر کے اسکے لیے ساعی نہونگے'

حکومت یونان کو روانہ کردو ' چنانچہ گذشتہ پانچ دن سے اس فرقہ کی ہر عورت اس فراہمي میں مصروف ہے - اپنے ہر یوناني آشنا سے بوقت رخصت اعانت ملی کے نام سے کچھہ نہ کچھہ طلب کیا جاتا ہے ' اور جمع شدہ رقم ہر گھر سے دوسري صبح کو بلا خیانت مس اورنیا اور مقدام زاو رشتي نمبر ۶۲ و نمبر ۵۱۳ کو سپرد کردیجاتي ہے - کل صبح تک اس کل رقم کي مقدار جو اور نیالي زالي کمپني غلطہ کو تفویض کي ہے' ۱۴۸۰ غرش اور ایک طلائي گھڑي ہے - مبدم زالو نمبر ۵۱۳ بیمار ہے - اسنے ابھی تک کوئي رقم جمع نہیں کرائي ہے - بوقت داخلہ رقم عرض کیا جائیگا -

# اضـــافـۂ قیمت الهـــلال

الهـلال کي اشاعت ۴ محرم الحرام سنہ ۱۳۳۲ هجري اور ۱۱ ماہ مذکور میں ایـدیٹر صاحب کي جانب سے دو مضمون شـذرات کے نیچے " صدا بصحرا " اور " بعض مسایل مہمہ " کے عنوان سے شایع ہوے ہیں - میں نے اس امر کی جانچ کي تھی کہ پبلـک کی طـرف سے ایڈیٹر الهـــلال کي آواز پر کسنے کیا خیال ظاہر کیا ' جسکو نہایت دبی زبان سے ایڈیٹر نے بہت ہي قابلیت کے ساتھہ جتایا ہے یعني ضخامت الهـلال اونکی جولاني طبع اور کثرت افـکار کے مقابلہ میں بہت کم ہے ' اور ہر ہفتہ مضامین ایڈیٹر کے منشاء کے موافق درج ہونے سے رہجاتے ہیں -

اسکے علاوہ کاغذ ' سیاهي ' ٹایپ کي عمدگي ' اور کمپـوزیٹروں کی قلت ' ایڈیٹر کي محنت سے قطع نظر کرکے بھي ضرور عام توجہ کے قابـل مسئـلہ بن گیا ہے - میـري اس رائے سے عام ہندوستاني ناظـرین یقیناً متفق ہونگے کہ اسوقت ہندوستان میں جسقدر اردو جرائـد شایع ہو رہے ہیں اونکے دیکھتے ہوے الهـــلال ہي ایک ایسا پرچہ ہے' جسکا ہر وقت شوق کے ساتھہ انتظار رہتا ہے - ہمارے ملکي بھائیوں کي سخت بد قسمتي ہوگي کہ ایسے پرچہ کو اپني نا قدرداني اور لا پرواهي سے با وصف اسکے کہ وہ اوسکي خوبیوں کو تسلیم کرچکے ہیں ' مالي امداد نہ دیکر کمزور یا قلیل الاشاعت یا اوسکے موجودہ طریق اشاعت میں کمي پیدا کردیں - یہ میرے کورے الفاظ هي نہیں ہیں بلـکہ میں عملاً اپنی ہر تجویز کي پیروي اور اوسکے عمل درآمد پر تیار ہوں -

لہـذا ہر دو مضامین متذکرۂ الصدر کے دیکھنے کے بعد میري رائے یہ قرار پائي ہے کہ الهلال کي ضخامت موجودہ اشاعت کے مقابلہ میں ڈیوڑھي کردیجاوے ' اور سالانہ چندہ میں ۷ روپیہ اضافہ کرکے پندرہ روپیہ سال قرار پاوے اور میں پیشگي ایک سال کا چندہ جس روز سے یہ انتظام عمل پذیر ہو انشاء اللہ تعالی ہمیشہ دینے کیلیے موجود ہوں فقط -

سید محمد غني ' افسوس - وکیل ٹونـک از سرونج مالوہ

حضرت مولانا دامت برکاتکـم -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ " صدا بہ صحرا " کے عنوان سے دو تین ہفتہ قبل جو مضمون " الهـــلال " میں طبع ہوا تھا ' اوسکے جواب میں ایک انکسار نامہ ارسال خدمت اقدس کیا تھا اور عرض کیا تھا کہ الهلال کا سالانہ چندہ دس اور بارہ روپیہ ہونا چاہیے - ممکن ہے کہ وہ عریضہ ملاحظہ میں آیا ہو - مجھے انتظار ہے کہ پبلک اسکا تصفیہ کسطرح کرتي ہے ؟

میرا چندہ ختم ہوچکا ہے' سال نو کا چندہ بذریعہ مني آڈر ارسال خدمت گرامي کیا گیا ہے' اور میں نے دو روپے زیادہ بھیجے ہیں یعني دس روپے روانہ کئے ہیں ' امید ہے کہ اضافہ کردہ چندہ قبول فرمایا جائیگا کیونکہ الهلال جس خاص اہتمام اور حسن و خوبي کے ساتھہ اشاعت پاتا ہے اس لحاظ سے اوسکا آٹھہ روپیہ چندہ محض ناکافي ہے - خریداران الهلال سے ضرور توقع ہے کہ وہ نہایت کشادہ دلي کے ساتھہ بلا کسی ترغیب انتظار کے بطور خود چندہ کے اضافہ میں تقدیم کرکے ایک بزرگ قومي فرض دیني و اخلاقي کو پورا کرینگے اور اپني ملی زندگي کا ثبوت دینگے -

ایزد متعال سے میري ہمیشہ یہي دعا رہتي ہے کہ وہ آپکي عمر اور صحت میں ترقي دے ' اور اوسکي نصرت و حفاظت شامل حال رہے آمین -

خادم خریدار نمبر ( ۱۹۲۰ )

قابل صد تکریم جناب مولانا صاحب دام فیضکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - اس بات کے ظاہر کرنے یا کہنے کی شاید کوئي ضرورت نہ ہوگي کہ جناب کس خوش اسلوبي اور اعلی قابلیت سے اخبار الهلال نکال رہے ہیں ' جو نہ صرف ہمیں بیروني صحیح خبر ہي بہم پہونچاتا ہے بلکہ اگر سچ پوچھیے تو اس نے ہمارے اخلاق' مذهبي حالت' اور مذاق کي درستگي میں بہت زیادہ امداد دي ہے - خدا آپکے ارادوں میں استقلال اور کامیـابي عطا فرمائے -

چونکہ اب تیسري جلد ختم ہونیوالي ہے ' اور بہت سے اصحاب کا پچھلا چندہ پورا ہوکر نئے سرے سے اخبار جاري کرنیکا وقت ہوگا اسلیے اگر جناب اخبار کا چندہ بجائے ۸ روپیہ کے ۱۰ روپیہ کردیں ' تو شاید نامناسب نہ ہوگا - بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ شایقین بڑي خوشی سے قبول کرینگے' کیونکہ اب یہ امر پبلـک اور قارئین اخبار پر بخوبی روشن ہوگیا ہے کہ آپکو اِس کام میں چہ جائیکہ مالي منفعت ہو الٹا نقصان ہے - میري تو یہ خواہش ہے کہ خواہ آپ ۱۰ روپیہ کا اعلان بھي نہ کریں' تب بھي شایقین کو چاہیے کہ جدید چندہ خود بخود دس روپیہ ارسال کردیں - فقط والسلام -

نعمت علي از لودیانہ

حضرت مولانا دامت برکاتہم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ - الهلال مورخہ ۴ محرم الحرام نمبر ۲۳ میں " صدا بہ صحرا " کے عنوان سے حضرت نے الهلال کے جن مصارف کی طرف اشارہ فرمایا ہے' ضرور ہے کہ خریداران الهلال بہت جلد اس طرف متوجہ ہوجائیں - الهلال جس غیر معمولی اهتمـام اور ظاهري و باطني حسن و خوبي کے ساتھہ طبع ہوا کرتا ہے وہ قارئین سے مخفي نہیں ہے ' اور پھر الهلال کي ہمیں جسقدر احتیاج ہے' سب جانتے ہیں - اسلیے خریداران الهلال کا فرض اولین ہے کہ وہ چندہ میں اضافہ کردیں -

اگرچہ حضرت نے صراحت نہیں فرمائي کہ کسقدر اضافہ ہونا چاہیے تاہم یہ ہمارا فرض دیني ہے کہ جملہ حالات پر غور کرکے کوئي مناسب شرح مقرر کردیں' میري رائے تو یہ ہے کہ سالانہ چندہ اول درجہ بارہ روپیہ ہو ' تاکہ حضرت کے ذاتي خسارہ میں کچھہ کمي ہو ' اور گونہ اطمینان کے ساتھہ اپنے مہتم بالشان مقاصد کي اشاعت میں مصروف رہیں -

جو اصحاب سردست اسقـدر زیادتي کا بار نہیں اوٹھا سکتے - اونہیں اول درجہ دس روپیہ سالانہ دینا چاہیے - بہرحال قوم پر لازم ہے کہ وہ الهلال کي مدد کرے اور اپني زندگي کا ثبوت دے ' ورنہ بے حسي اور بھي دلیل کرائیگي - مجھے یقین ہے کہ الهلال کی بے لاگ اور بے لوث قومي خدمات کسي مسلمان کو اوسکي معاونت سے محروم نہ رکھینگے -

خریدار نمبر ( ۱۹۲۰ ) ( از حیدرآباد دکن )

## انگلستــــان میں تبلیـــغ اســـلام

از داعي اسلام خواجه کمال الدین - وو کنگ
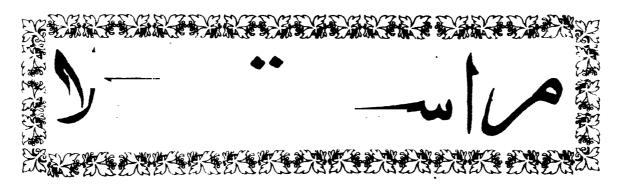
لارڈ هیڈلے بالقابه کا مشرف باسلام هونا نهایت با برکت ثابت هوا - آپ کے علاوه تین اور اعلی طبقه کے اراکین نے اسلام قبول کیا -

( ۱ ) ایک نهایت اعلی طبقه کي لیڈي جو انگلستان کے ایک ڈیوک کي اقرب عزیزه هیں نام کے اعلان کا ابھي وقت نهیں آیا - } ربلب

( ۲ ) وایي کونٹ کگ دي لوئٹر فرانسیسي لوائے کونٹ - } مواهب الرحمن شیخ صلاح الدین دي کوئٹر -

( ۳ ) مسٹر جو کوائب جو ایک روسي امیرزاده هیں انکا اسلام بهت نتیجه خیز هے جسکے متعلق پھر لکھونگا - } عطـاء الـرحمـن شیخ جلال الدین محمد -

اسکے علاوه ذیل کے نومسلم و نومسلمه طبقۂ متوسطه سے تعلق رکھتے هیں -

| ( اصلی نام ) | ( اسلامي نام ) |
|---|---|
| مسز کلفورڈ | عائشه |
| مسز والو لیٹ ابراهیم | فاطمه ابراهیم |
| مسز مي | امۃ الرحمن قمر النسا |
| کپتان اسٹیهلي مسکوربڈ | عبد الرحمن |
| مس للي رینسم | امۃ الهیه حلیمه |
| مسز جسفورڈ | ابھي نام کوئي تجویز نهیں هوا صرف خط کے ذریعه اسلام قبول کیا هے ' ملاقات بھي نهیں هوئي - |

انکے علاوه سیف الرحمن شیخ رحمت الله فاروق المعروف لارڈ هیڈلے بالقابه کے چار فرزند جو ابھي کم عمر هیں ' اور باقي نو مسلموں کے سات بچے هیں ' جنمیں سے دو چار ۱۶ سال کے لگ بھگ هیں - اللهم زد فزد -

بات یه هے که اسلام کو بھیانک سے بھیانک صورت میں یہاں پیش کیا جا چکا هے - لارڈ هیڈلے کے اعلان اور انکے مضامین نے یک لخت لوگوں کو متوجه کردیا هے - یه لوگ عیسائیت سے تو سخت بیزار هیں لیکن ایسے مذهب کے بھي متلاشي هیں جو معقولیت اپنے اندر رکھتا هو - اُن اصحاب کي طرف سر دست توجه کرنا میں ضروري نهیں سمجھتا جو دهریت کے هاتھه بک گئے هیں میرے نصب العین وه هیں جو مذهب کي ضرورت کو تو مقدم سمجھتے هیں اور عیسائیت سے بیزار هیں ' اور اُن لوگوں کي تعداد لکھوکھا تک هے - همت ' استقلال ' تواتر ' دعا ' اخلاص ' جان توڑ محنت اور ان سب کے بعد توکل اور نصر من الله و فتح قریب -

## مکتـــوب آستـــانۂ علیـه

از مراسله نگار خصوصی

گذشته هفته کے ترکي اخبارات کے مطالعه سے آپ کو معلوم هوا هوگا که حکومت یونان ایک ڈریڈ ناٹ موسومه قسطنطنیه انگلستان کے ایک کارخانه میں بنوا نے کا آرڈر دےچکی هے - رقم کي ادائي کا اس صورت سے قرار داد هوا هے که مجموعي رقم کے تین حصوں میں سے ایک حصه تو خاص حکومت یونان ادا کریگي ' اور باقي دو حصے وه یوناني افراد ' جو حکومت عثمانیه کي رعایا هیں قسطنطنیه کي کسي بینک کے ذریعه ادا کریں گے ' چنانچه قوم کے علاقه جات میں نهایت احتیاط و سرگرمي اور نهایت هي خفیه طریقوں سے یوناني قوم کے با اثر افراد سے لیکر ادنے طبقه تک کا هر شخص اس کام کے واسطے رقم جمع کر رها هے ' اور آثار سے ثابت هوتا هے که زیاده سے زیاده دو ماه کے اندر مطلوبه رقم جمع هو جائیگي - ترکي خفیه پولیس کے ایک افسر کي رپورٹ کا خلاصه درج ذیل هے - اس کے ملاحظه سے واضح هوگا که آج کل یوناني قوم ترکي حکومت کے مقابلے کي فکر کس انهماک کے ساتھه کر رهي هے ' اور اس سرگرمي کا کیا نتیجه نکلنے والا هے - جس کا اظهار اس قوم کے ذلیل سے ذلیل درجه اور پیشه کے لوگ کر رهے هیں - عثماني جمعیۃ بحریه ( دونا کا جمعیت ) اور مدافعه ملیه جمعیه دو سال سے صرف اسلامبول هي میں نهیں بلکه ملک کے هر هر گوشه سے رقم جمع کر رهي تهي ' مگر بوجهه نو مسلمانوں کي ناعاقبت اندیشي اور بوجهه افلاس کي بدولت اس وقت تک ایک رسانده ڈریڈ ناٹ کے واسطے بھي کافي رقم جمع نهیں کر سکی -

اُدهر اس چھوٹی سي مختلف قوم کا یه حال هے که دو ماه کے اندر کافي سے زیاده رقم کا جمع کر لینا بالکل یقیني هے - غافل مسلمانوں ! بے پروا مسلمانوں !! اگر همارے غفلت کا یهی حال هے تو وه زمانه قریب هے که هماري مسجدوں پر صلیب چڑهائي جاے -

### انسپکٹر خفیه پولیس غلطه کي رپورٹ مورخه ۷ محرم کا ایک حصه

سپاهي نمبر ۸۲ کي رپورٹ دیروزه کي بنیاد پر آج میں نے حلقه نمبر ۱۸ کا دوره کیا انکشافات درج ذیل هیں :—

ڈي مي تریس کمپني بیرا اور والی کمپني غلطه کے کارندوں کے ذریعه محوله بالا حلقه کي تمام یوناني رنڈیوں کو ایک هفته سے آماده کیا گیا هے که جس طرح اور یوناني تجار ' کمیشن ایجنٹ ' کشتي بان ' اور مختلف صناع قسطنطین اعظم اسمي ڈریڈ ناٹ کے واسطے رقم فراهم کر رهے هیں ' تمهارا بھي ملي فریضه هے که تم بھي جسقدر ممکن هو ' رقم جمع کر کے مندرجه بالا کمپني کے ذریعه

خواہ محصنات هوں یا غیر محصنه ' اپنا اصلي نام ظاهر کریں اور اسي نام سے انکا بالاعلان تذکرہ بھی کیا جاے - اگر وہ مضامین لکھیں تو انکے نیچے خود انکے نام کو درج کرنا چاهیے ' نه که انکے شوهر اور والد کے نام کو - یہي اسلام کی سادہ و اصلي تعلیم هے - یہي خاندان نبوت کا اسوۂ حسنه هے - یہی صحابۂ کرام و تابعین و جمیع سلف صالحین کا طرز عمل هے ' اور اسی پر آج تمام اسلامي ممالک میں مثل عرب و حجاز ' مصر و شام ' مراکش و مغرب ' اور جمیع بلاد عثمانیه میں عمل کیا جا رہا هے - اور کوئي وجه نہیں که مسلمانان هند هندوستان کی رسم و رواج سے اس درجه مقید هوں که ان تمام نظائر و شواهد سے چشم پوشي کرلیں -

برادران هنود معاف فرمائیں اگر میں کہوں که اسلام هندوستان میں آکر اور تمام مقامات سے بہت زیادہ مسخ هوا - عربی سادگي اور عجمي تکلف و تصنع ' ان دونوں عنصروں سے پہلے هي مرکب هوچکا تھا ' اسپر هندوستان کي بت پرستي اور اقوام وثنیه کے رسم و رواج کے اضافه نے ایک ایسي صورت بنادي که آج اصلاح اعمال و جزئیات اعمال کا کام هندوستان میں اور تمام ممالک اسلامیه سے زیادہ تر مشکل هوگیا هے اور چھوٹي چھوٹي باتوں کے اندر بھي هندوستان کي رسم و رواج کا اثر ایک کوئي عظیم الشان بت چھپا هوا هے - عورتوں کے ناموں کے مخفي رکھنے کا خیال بھي ایک ایسي هي رسم هے - بہتر هے که اس سے جلد نجات کی کوشش کی جاے

ابھي هندوستاني رسم و رواج کے بتوں سے نجات نہیں ملي تھی که تقلید فرنگ کا ایک نیا بتکدہ آباد هوگیا هے - ارباب تجدد کو چاهیے که دونوں کي پرستش سے رهائی حاصل کریں :

هم کعبۂ و هم بتکدہ سنگ رہ ما بود
رفتیم و صنم بر سر محراب شکستیم

## مسئلۂ تبلیغ اســـلام

### اور اختــلاف فرق اســلامیه

خواجه کمال الدین بي - اے

بزرگ من و محسن قوم تسلیم - الهلال کے جدید نمبر میں آپ نے " اجتماع عظیم " کی سرخي سے تبلیغ اسلام کے متعلق جو کارروائي درج کي هے اور جسمیں آپکي تقریر بھی درج هے اس سے یه پایا جاتا هے که جناب محترم خواجه کمال الدین صاحب کو مالي مدد دیجاے - چنانچه فوراً اس پر غور کرنے کے بعد چند دوست اس بات کے لیے تیار هوگئے که لکھنؤ میں بھي چندہ جمع کیا جاوے ' اور اپنے خیال کو قائم کرکے چندہ وصول کرنیکے لیے روانه هوگئے - لیکن ملک میں جو خیالات هیں انکے سننے کے سوا اور کچھ هاتھه نه آیا - مجبوراً خاموش هوکر بیٹھه رهے ' اب خیال یه هے که ایک مستقل اصول قرار دیکر اس کے لیے کوشاں هوں گے - لیکن جو سوالات هیں وہ درج کیے جاتے هیں :

( ۱ ) کیا خواجه کمال الدین قادیاني نہیں هیں ؟ اگر نہیں تو کیا لارڈ هیڈلے بالقابه قادیاني نہیں هوے ؟

( ۲ ) کیا اشاعت و تبلیغ اسلام خواجه صاحب کے ذریعه سے نبھاریگی ؟

پس استدعا هے که اپنے خیالات کا اظہار بذریعه اخبـار فرمائیے که آپکے خیالات مرزا صاحب قادیاني کو مسیح موعود تسلیم کرنے میں کہانتک وسعت رکھتے هیں ' اور احمدي گروہ کي شرکت اشاعت اسلام میں مضر هے یا نہیں ؟ ( مختار احمد خاں از لکھنؤ )

## الهـــلال :

عزیز من ! آجتک اشاعت اسلام کو جس چیز نے روکا هے ' یقین کیجیے که یہي تفرق و تشتت فرق اسلامیه اور عدم تشکل وحدۃ اسلامیه هے - اسلام نے پہلے هي دن اسکا سد باب کردینا چاها تھا - حیث قال : ولا تکونوا کالذین تفرقوا و اختلفوا من بعد ما جاءهم البینات ' اولئك لهم عذاب عظیم ( ۳ : ۱۰۵ ) اور اختلاف کا علاج بھي بتلا دیا تھا : فان تنازعتم فی شیٔ ' فردوہ الی الله و الرسول ان کنتم تومنون بالله و الیوم الاخر ' ذلك خیر و احسن تاویلا ( ۴ : ۵۹ )

لیکن تفریق هوئي اور جو مصیبت مسلمانوں پر آنی تھي آئي ' ازانجمله یه که اسلام کي جو تبلیغي قوت صدر اول میں مشارق و مغارب کو مسخر کر رهي تھي ' وہ بالکل رک گئي اور مسلمانوں کي قوت بجاے اشاعت توحید کے ' باهمي جنگ و جدال میں صرف هونے لگي - اسي کا نتیجه بغداد کا قتل عام ' دولت عباسیه کا انقراض ' اور اسلامي تمدن و علوم کا خاتمه تھا جو حملۂ تاتار سے وقوع میں آیا - تلك الحملة التی کانت اول صدمة صدعت بناء قوۃ المسلمین صدعاً ' لم یلتئم من بعدہ و بعد کما کان !

یقین کیجیے که اگر شہادت حضرۃ عثمان رضي الله عنه کے بعد سے باهمي نزاعات کا سلسله شروع نه هوا هوتا جو اب تک روبه ترقی هے ' تو آج تمام آباد کرۂ ارضي پر صرف ایک هي قوم و ملت هوتی اور وہ صرف ملت اسلامي تھي ' کیونکه یه وعدۂ الهي تھا ' و لن یخلف الله وعدہ و انما هم المخلفون : وما کان ربك لیهلك القری بظلم و اهلها مصلحون ( ۱۱ : ۱۱۷ )

لیکن کیا اب بھی وقت نہیں آیا هے که آنکھیں کھلیں اور دین الهی کي عزت کو اپنے اعمال مظلمه سے اور زیادہ ذلیل و رسوا نه کریں ؟ کیا تنبیه و غفلت انکو تنبیه کافي نہیں هے که مزید سرزنش کے لیے لوگ بیدار هیں ؟ پھر کیا هے که موجودہ دور مصائب و ذلات کے احساس کا ادعا بھي کیا جاتا هے ' اور ساتھه هي اپني قدیمي خصومات جنگ و نزاع سے هٹنے کا ارادہ بھی نہیں هے ؟ افلم یدبروا القول ' ام جاءهم ما لم یات آباءهم الاولین ؟ ( ۲۳ : ۶۸ )

میں ایک لمحه کیلیے بھي اس اتفاق و اتحاد کا قائل نہیں که لوگ اپنے اپنے عقائد سے دست بردار هوجائیں جنکو وہ اپنے نزدیک حق و صحیح سمجھتے هیں - یه یا تو نفاق هے یا مداهنت فی الدین ' اور یا پھر " ردوہ الی الله والرسول " کا نتیجه ' لیکن بظاهر اسکي امید نہیں اور بجز فضل الهي کوئي خارق عادت دکھلا دے تو یه دوسري بات هے -

اب سوال یه هے که حفظ شریعت و ملت اور اشاعت اسلام جیسے مشترک مقاصد کے کام کو اسي باهمي اختلافات کي نذر کردیا جاے یا کوئي صورت عمل بھي پیدا کي جاے ؟

اگر اشاعت اسلام کا کام هر فرقه اپنا فرض سمجھتا هے ' تو کوئي وجه نہیں که هر فرقه اسمیں شریک نہو -

### ( اصول اتحاد فرق اسلامیه )

اسکي صورت صرف یه هے که هم لوگ اپنے عقائد کي ایک اصولي تقسیم کردیں - چند اولیات کو مشترک قرار دیں اور باقي امور کو مخصوص -

# اسئلۃ واجوبتها

## ( ۱ )

## طـریق تسمیـۀ و تـذکـرہ خـواتین

( از جناب مرزا عرفان علي صاحب ریٹائرڈ ڈپٹي کلکٹر - آگرہ )

مکـرم و معظـم دام مجـدکـم - تسلیم

مجھکو جناب سے نیاز حاصل نہیں مگر جناب کي عظمت و شان علمي ھر دل میں جاگزیں ھے -

یوں تو معمولاً الهـلال بدر درخشاں کي طرح ھر ھفته چمکتا ھے' مگر ۳ ڈسمبر کا پرچه بعض ایسے دل چسپ مضامین کا مجموعه ھے جس سے غلامان اسلام کو خاص واسطه ھے -

سچ یه ھے که ھم مسلمان ھیں اور ھمارا مسلمـان ھونا ھماري طرز معاشرت سے ظاھر ھونا چاھیے' کیونکه سب سے پہلا ثبوت یہي ھے ' یه نہیں که ھم قسمیں کھا کھا کر کسي کو باور کرادیں که ھم پیروے اسلام ھیں -

تقریر طویل ھوئي جاتي ھے ' مجھے صرف دو باتیں پرچه مندرجه بالا کے متعلق عرض کرني ھیں' ان کو اس نظر سے عرض کرتا ھوں که جناب انکو کسي پرچـه آینده میں صاف کردیں تا که کوئي شـک باقي نــه رھے -

اول یه که " طریق تذکرہ و تسمیۂ خواتین " کي نسبت الهلال کے صفحه ۴۲۶ کے اول کالم میں جہاں اپني راے ظاھر کي ھے' وھاں یه فقرہ بھي لکھا ھے که " اور جس نام سے اسنے ( عورت نے ) جلسه نکاح میں اپنے شوھر کي رفاقت دائمي کا اقرار کیا " اس میں رفاقت دائمي کے اقرار کو اچھي طرح نہیں سمجھا - اس سے آپکي مراد کیا ھے ؟ براہ عنایت صراحت مزید فرما دیجیے - کہ کل مضمون کا جو لب لباب ھے' اور جو اسکا ماحصل ھے ' اس سے مجھے پورا اتفاق ھے اور میں خود اس خیال کا شخص ھوں که اپنے نام کے ساتھه مسٹر کا لکھا جانا بھي گوارا نہیں کـرتا - آپکو یاد ھوگا که میں نے جب آپکے مطبوعـه لیبل کو درست کیا ھے تو مسٹر کا لفظ قلمزد کر کے مرزا لکھدیا تھا ' مگر شوھر کے نام کے ساتھه زوجه کو خطاب کرنا عقلي دلایل سے معیوب نہیں' اور شرعي بھي کوئي حکم نہیں' پس اعتراض کے قابل کیوں قرار دیا جاتا ھے ؟ یه ھمنے مانا که مسز نه کہو تو اھلیه ' اھلخانه ' زوجه ' بیگم صاحبه ' خاتون خانه و دیگر خطابات سے مثـلاً بھو بیگم ' بڑي بھو ' ممتاز محل وغیرہ کہنا کیا برا ھے ' اور کیا اعتراض اسپر ھو سکتا ھے ؟ اسي سلسله میں میں اتنا اور بھي عرض کرونـگا که تحقیر و تصغیر پر ایک نظر ڈالتے ھوے دیکھیے که اگر ایک غریب کي لڑکي فاطمه نامي ایک امیر کبیر اھل علم کي زوجه ھو جاے' تو کیا اسکی عزت افزائي اسمیں نہیں که وہ اپنے شوھر کے نام کے ساتھه موسوم کیجاوے' اور بجاے فاطمه کہلانے کے نواب بیگم ' بیگم صاحبه' یا اھلیه محترمه ذیجاہ کہلاوے ؟

اب میں زیادہ سمع خراشي نه کرونگا ' اس تکلیف دھي کو معاف فرمائیـگا - غالباً آپ آل انـڈیا محمڈن کانفرنس آگرہ میں تشریف فرماھونـگے' اسوقت زیارت سے مشرف ھونگا- انشاء الله تعالے -

# الھـــلال :

توجه فرمائي کا شکریه -

( ۱ ) " جلسۂ نکاح میں جس نام سے اُس نے الخ " اس کا مطلب تو صاف واضح تھا - یعنے وھي اصلي نام جو اُس وقت لیا گیا ' اور جس نام کے ساتھه اُس نے اپنے شوھر کي دائمي رفاقت کا اقرار کیا - دائمي رفاقت سے نکاح مدني مراد ھے -

( ۲ ) میرا مقصود یه تھا که مسز وغیرہ کا خیال محض یورپ کي تقلید سے پیدا ھوا ھے ' اور عورت کے نام کو چھپانا اور اسکے اعلان کو موجب حیا سمجھنا ایک ایسي رسم ھے جسکي شریعت میں کوئي اصلیت نہیں ' نیز خاندان نبوت و صحابۂ کرام کا طرز عمل بکلي اسکے خلاف - باقي با صطلاح فقه جواز و عدم جواز کي یہاں کوئي بحث نه تھي ' اور جب ایک قدرتي طریقه اظہار نام حقیقي کا موجود ھے تو کونسي ضرورت ھے که مصنوعي طریقے ایجاد کیے جائیں ؟ کیوں ایک مرد اپنے نام سے پکارا جاے' اور کیوں عورت نه پکاري جاے ؟

اس مبحث میں قابل غور امر یه ھے که " بیگم صاحبه فلاں ' زوجۂ فلاں ' اھلیۂ فلاں' بھو بیگم' تاج دلہن " وغیرہ وغیرہ تراکیب سے اعلان و تسمیه کا خیال کیوں پیدا ھوتا ھے ؟

دو حال سے خالي نہیں :

یا تو اسلیے که عورتوں کا نام ظاھر کرنا بر بناے رسم و رواج معیوب سمجھا جاتا ھے' اور گو ھر مصنوعي نام بھي مثل علم کے ھو جاتا ھے ' لیکن رسم و رواج کي پرستش اجازت اعلان نہیں دیتي -

اور یا پھر بر بناے تقلید فرنگ که " مسز " کي جگه " بیگم " وغیرہ کي جستجو ھے -

اول صورت میں شرعي امتناع کا یه پہلو نکلتا ھے که جس چیز کے اظہار سے شارع نے نہیں روکا اور نه کوئي عملي نمونه دکھلایا ' محض رسم کي وجه سے اسپر اصرار کیا جاے اور اسطرح رسم و رواج کو حقیقت شرعیه پر ترجیح دي جاے -

یاد رکھیے که جب کسي غیر شرعی امر پر رسماً سخت اصرار کیا جاے تو ضروري ھے که اسکو شدت و سختي کے ساتھه روکا جاے - کیونکه اس طرح غیر شرعی امور کا مثل احکام شرع کے واجب الانقیاد ھو جانا ممکن ھے ' اور ھمارے اعمال میں اسکي صدھا مثالیں موجود ھیں -

آپنے فقہا کے اقوال پڑھے ھونگے که اگر کسي فعل مباح کو اس اصرار کے ساتھه لوگ بجا لائیں که اسکے واجب و فرض سمجھے جانے کا خوف ھو تو اس حالت میں ایسے مباحات کا ترک واجب ھے' حفظاً لاحکام الشرعیه و العقیدہ -

دوسري صورت کي نسبت اُس مضمون میں تفصیلاً عرض کرچکا ھوں - یورپ میں یه حالت عورتوں کے گذشته مسیحي اُسر و مملوکیه کا بقیه ھے' اور اسکي تقلید کرنا یه معني رکھتا ھے که اسلام کي بخشي ھوئي حریت کو تقلید مسیحیت پر قربان کردیا جاے - ضمناً اس سے یه نتیجه نکلتا ھے که آپ کسي نه کسي وجه سے عورت کو حق اعلان ذاتي دینا نہیں چاھتے - حالانکه اسلام نے دیا ھے - تمام عبادات و معاملات میں مسلمان عورت مثل مرد کے حق ذاتي کے ساتھه ایک وجود مستقل تسلیم کي گئي ھے - پھر ایسا کرنا کب درست ھوسکتا ھے ؟

یہي وجوہ ھیں جنکي بنا پر اس عاجز کي راے عام طرز عمل کے خلاف ھے ' اور اسکو ضروري سمجھتا ھوں که مسلمان خواتین

# الهــلال :
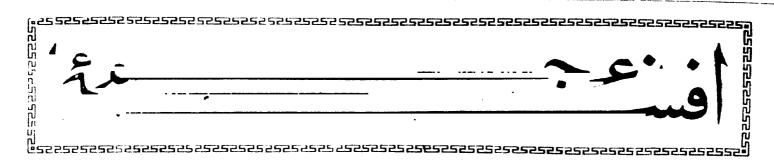
جو عبارت آپنے نقل کي ھے اُسکا مطلب صرف استقدر ھے کہ کھانڈ کے صاف کرنے کی چیزوں میں سے ایک شے سور کي ھڈي بھي ھے اور یہ بالکل ٹھیک ھے ' لیکن حلت و حرمت کیلیے علاوہ دیگر مباحث فقہیہ کے' یہ سوال باقي رہجاتا ھے کہ جو شکر ھم استعمال کرتے ھیں' آیا وہ بھي اسي سے صاف کي جاتي ھے یا نہیں ؟

ایک زمانے میں مجھے خود اسکا خیال ھوا تھا اور میں نے تحقیق کیا تھا - مجھے معلوم ھوا تھا کہ بہت سے طریقے ھیں ' منجملہ انکے ایک یہ چیز بھي ھے ' لیکن ضروري نہیں کہ وھی استعمال میں لائي جاے -

بہر حال یورپ کي بنائي ھوئي چیزوں کا بالعموم مشتبہ ھونا اور ھر طرح کي حــلال و حرام اشیا سے انکا ممزوج ھونا ایک امر معلوم ھے ' اور گو حضرات علما اسکو باصطلاح فقہ متاخرین " عموم بلوی " سے تعبیر کرکے خاموش ھو رھیں مگر میں لے ایسا نہیں سمجھتا ' اور اسکا اصل علاج یہ ھے کہ ملک میں ان اشیا کا بدل مہیا کیا جاے -

آپ صرف ایک شکر ھي پر کیوں زور دیتے ھیں ؟ مجھسے پوچھیے تو ایک بڑي فہرست پیش نظر رکھتا ھوں - لیکن پھر کیا فائدہ؟ سلطان احتیاج کي قوت سب پر غالب ھے' کتنے ھیں جو وسائل راحت و لذائذ کو موجود پا کر پھر اس سے پرہیز اتقا احتراز کریں گے ؟ اصل علاج کیلیے کوشش کیجیے - صاف اور عمدہ قند کا بنانا بہت آسان ھے - یہ اُن مصنوعات میں سے نہیں ھے جنکے لیے ملک طیار نہو لیکن آجتک ایک کار خانہ بھي نہ بن سکا - پچھلے دنوں شیعہ کانفرنس میں کوئي صاحب اسکے لیے اسکیم بنا رھے تھے یا بنا چکے ھیں ' لیکن معلوم نہیں کہ پھر کیا نتیجہ نکلا ؟

میں اُن بزرگوں سے متفق نہیں ھوں جو کہتے ھیں کہ جب تک ملک میں ھر طرح کي دیسي چیزیں نہ ملیں اُس وقت تک سودیشي اور بائي کاٹ کا نام نہ لو' کیونکہ جب تک اُسکا حس پیدا نہوگا' کار خانوں اور مصنوعات وطنیہ کا انتظام بھي نہوگا - تاھم یہ تو ایک بدیہی امر ھے کہ جب تک ھر لابدي چیز کا بدل ملک میں مہیا نہ ھوجاے' اُس وقت تک کچھہ بھي نہیں ھوسکتا -

الحمد للہ کہ حق سبحانہ نے آپکو اور آپکے احباب مومنین کو توفیق دي کہ بربناے اشتباہ اُسے ترک کر دیا - اور ترک بہر حال اولی و احوط ھے -

---

پریمیم بانڈ ( تمسکات سلطنتہاے یورپ ) خریدے ھوں یا مدقوق مسلول مریض کا علاج کرانا ھو تو -

حکیم - ڈاکٹر - ایم - اے - سعید انصاري - بي - ایم - اس - سي -
زبدۃ الحکمــاء - معالج خصوصي دق و سل
و موجد " اکسیر دق و سل "

شملــہ یا لاھور سے خط و کتابت کیجئے - شکایت کا موقعہ نہ ھوگا -

# بستر مرگ پر ایک نظر الوداعي !

چند ماہ میں نوجوان شاہ ایران احمد شاہ ' اپنے اسلاف کے تخت پر سریر آرا ' اور اسدن کي شام کو تاجپوش ھونے والا ھے جس دن ناظم سلطنت ناصر الملک ابو القاسم اوسکے ھاتھہ عنان حکومت دیدیگا - اسلیے ان حالات کا مطالعہ ' جو اسوقت ایران میں پھیلے ھوے ھیں ' نیز اس صورت حال کا امتحان ' جس سے نوجوان شــاہ ایران کو دو چار ھونا پڑیگا ' یقینــاً موجب عبرت و بصیرت ھونگے - ایران کے بستر مرگ پر یہ گویا ایک الوداعی نظر ھے جسکا یقیناً وہ حقدار ھے -

سنہ ۱۹۰۶ کا انقلاب اور ۳۰ - اگست سنہ ۱۹۰۷ کا معاھدہ انگلستان و روس ' یہ دونوں واقعات دو ایسے سیاسي کار فرما حالات پیدا کرتے ھیں ' جنکے لیے کسي نہ کسي حل کا دریافت ھونا ضروري ھے - یہ دونوں واقعات ' جو وقوع میں قریباً متحد الوقت مگر در اصل ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ ھیں ' ملک کي آیندہ قسمتوں میں اسقدر وسیع حصہ رکھتے ھیں کہ انکے مجموعي اثرات کو دیکھتے ہوئے انکو ایک قدرتي طور پر باھم وابستہ سمجھنا پڑتا ھے - اسلیے مناسب سمجھتا ھوں کہ ان دونوں سوالات پر بحث حسب تفصیل ذیل علیحدہ علیحدہ اجزاء میں کیجائے :—

( ۱ ) دستوري حکومت

( ۲ ) معاھدہ انگلستان و روس -

( ۳ ) نتائج -

شاہ ایران جب تک اپني رعایا کي خواھش کے آگے سرنگوں ھوے اور انکو آئیني حکومت کے متعلق فرمان دینے پر مجبور نہیں ھوا ' اسوقت تک وہ ایران کسي طریقہ ' کسي اصول ' یا کسي سیاسي طرز عمل کے بغیر حکومت کرتا رھا - سچ یہ ھے کہ یہ طریقۂ حکومت اسقدر برا نہ تھا کہ کوئي شخص اسپر نظام کے بالکل نہونے کا الزام دیسکے ( گو کثیر طوائف الملوکي اور ظلم زائد بھي - الہلال )

جو کچھہ ھو ' نتائج کے مضرت رساں ھونے کي حیثیت ' مالیات حکومت میں کامل ابتری کي حیثیت سے کم محسوس کی گئي -

ایراني قوم کے بہترین عنصر شاہ کي اس حالت کو بے پروائي کے ساتھہ نہیں دیکھہ سکتے تھے - امراء اور ارباب دماغ اسلیے متحد ھوے کہ شاہ کو حکومت کی کسي منتظم شکل پر مجبور کریں -

ایراني ارباب فکر کو ' جنمیں سے اکثر نے یورپ میں تعلیم پائي تھي ' آئیني حکومت کے اس حیثیت سے ناگزیر ھونے کا یقین تھا کہ ملک کي نجات کے لیے بھي ایک آخري امید ھے -

گو امراء نے اپنے حقوق کو خطرہ میں پڑتے ھوے نفرت کے ساتھہ دیکھا ' مگر شاہ کي استبدادي حکومت کو ھلا دینے کے لیے ارباب انقلاب کے ساتھہ اس امید میں شریک ھوگئے کہ بعد کو بوقت فرصت طاقت پر قبضہ کرکے سلطنت کو اپنے حسب دلخوا

اب دیکھیے کہ تمام مدعیان اسلام فرقوں کے مشترک عقائد و مقاصد کیا کیا ہیں جن سے کسی کو انکار نہیں -

مثلاً کلمۂ توحید و اقرار رسالت ' اعلان و اشاعت قرآن ' حفظ بلاد و ثغور اسلامیہ ' دفع کفار و اعداء اسلام ' یا اسی طرح کے بعض دیگر امور -

اسکے مقابلے میں اپنے مخصوص عقائد کو بھی اپنے ذہن میں رکھہ لیں - مثلاً خلافت و امامت اوصیاء ' وجوب و عدم وجوب عدل ' تکفیر و عدم تکفیر فساق ' صحت انعقاد خلافت راشدہ ' وجوب تقلید شخصی و عمل بالحدیث ' مہدویت و مسیحیت مرزا صاحب قادیانی و انکار ازاں ' وغیرہ وغیرہ -

اسکے بعد آئندہ کیلیے طرز عمل یہ ہو کہ جب کبھی موقعہ اُن مشترک عقائد و مقاصد کا آئے تو ہر قائل کلمۂ توحید خدمت و شرکت کیلیے مستعد ہو جاے ' اور اپنے تمام باہمی نزاعات و مناقشات کو فراموش و نسیاً منسیاً کرکے اسطرح تمام اہل قبلہ متحد و متفق ہو جائیں ' گویا ایک ہی خاندان کے فرزند ' اور ایک ہی شجرۂ محبت و اخوت کے برگ و بار ہیں -

لیکن اسکے بعد جب اپنے اپنے مخصوص عقائد و اعمال کے حدود میں آ جائیں تو بلا کسی مداہنت و نفاق کے اپنے اپنے عقائد پر نہایت مضبوطی و استواری کے ساتھہ قائم رہیں ' اور شوق سے ہر جماعت اپنے اُن عقائد کا احقاق کرے ' جسکو وہ حق سمجھتی ہے - مناظرہ کی مجلسیں منعقد کریں ' رسائل و کتب شائع کریں ' اپنی اپنی جانب لوگوں کو بلائیں ' کوئی اس سے نہیں روکتا اور نہ کسی کے روکے یہ باتیں رک سکتی ہیں -

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حفظ ملت و مصلحت وقت کی بنا پر مدینہ کے یہودیوں سے معاہدۂ امن کرلیتے تھے ' تو ہزار تعجب ہے ہم پر کہ ہم حفظ اسلام یا تبلیغ توحید کیلیے اپنے مخالف فرقہ کو شرکت کار کا موقعہ نہ دیں اور متحد نہوسکیں !

یہ نہ مداہنت ہے اور نہ تمام مختلف عقائد کو ایک جگہ جمع کردینا ' بلکہ متعصب سے متعصب فرقے بھی اگر آنکھہ کھولکر دنیا کو دیکھیں ' اور وقت کی مصیبت کو سمجھیں تو اس طرح کے محدود و مشروط اتحاد کو ایک لمحہ کیلیے بھی اپنی فرقہ پرستی کیلیے مضر نہ پائیں گے -

میں تو اب صرف ایسے ہی اتحاد کا متمنی ہوں ' نہ کہ اُس اتحاد عقائد کے خوش آیند خواب کا ' جسکی تعبیر آجتک نہ ملسکی -

**( جواب سوالات )**

یہاں تک تو میں نے اصولی طور پر اس مسئلہ کی نسبت اپنا خیال ظاہر کردیا کہ مستقل طور پر لکھنے کا موقع نہیں ملتا اور ضمنی مواقع ہی کو غنیمت سمجھکر اپنے خیالات قلمبند کردیا کرتا ہوں - اب اسکے بعد امور مسئولہ عنہا کا جواب سن لیجیے :

(۱) مجھے معلوم ہے کہ خواجہ کمال الدین صاحب احمدی ہیں -

(۲) لارڈ ہیڈلے کی نسبت مجھے معلوم نہیں - ابھی تو وہ غریب مسلمان ہی ہوا ہے ' اگر یہ جھگڑے اسکے آگے پیش کئے تو وہ حیران ہوکر پوچھے گا کہ کہاں جاؤں ؟ مسلمان ہونے کے بعد بھی نجات نہیں ملتی اور ہر فرقہ دوسرے فرقہ کی تکفیر کر رہا ہے ؟

(۳) میں الحمد للہ اپنے اندر اتنی ایمانی قوت رکھتا ہوں کہ جس امر کو حق تسلیم کرلوں اُسکا اُسی وقت اعلان بھی کردوں ' پس میری نسبت یہ سوال محض عبث ہے - نہ تو میں کسی شخص کو مہدی یقین کرتا ہوں نہ مسیح موعود ' میں اعتقاد توحید و رسالت ' اور عمل صالح کو نجات کیلیے کافی سمجھتا ہوں - اسکے سوا مسیح اور انکے معاوم نہیں - قرآن تمام مسلمانوں کا حقیقی امام ہے : وال سی احصیناہ فی امام مبین

(۴) خواجہ کمال الدین یا کوئی شخص اگر اشاعت اسلام کی خدمت مقدس انجام دے ' اور تمام مسلمانوں کو اُن کا ساتھہ دینا چاہیے اور بس ' یہی میرا مقصد ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ اس سے زیادہ سمجھنے کا کسی کو کیا حق ہے ؟

( ۵ ) خواجہ صاحب کی نسبت مجھے یقین ہے کہ وہ خلوص و ایثار کے ساتھہ اس خدمت میں مصروف ہیں ' اور بہترین وقت سمجھتا ہوں کہ اس وقت پوری قوت سے اس کام کو شروع کیا جاے ' اور ایک عظیم الشان تبلیغی مجلس قائم کی جاے - مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس اقدام سے متاثر ہو کر راہ کار اختیار کریں ' نہ کہ اس کام کو صرف ایک ہی فرقہ کے ہاتھہ میں چھوڑ دیں - وہ مسلمان جو باہمی نزاع کے قصہ کو چھیڑ کر اس کام کی مخالفت کرینگے ' نیز قادیان کے وہ متشددین جو عامۂ اہل اسلام کی تکفیر کر کے مخالف جذبات کو مشتعل کرینگے ' دونوں گروہ عند اللہ جوابدہ ہونگے اس نقصان عظیم کے ' جو خدا نخواستہ موجودہ تحریک کے قائم نہ رہنے کی صورت میں متصور ہے - و نسال اللہ تعالی ان یوفقنا و سائر اخواننا المسلمین لما یحبہ و یرضاہ - و تلک الدار الاخرۃ نجعلها للذین لا یریدون فی الارض علواً ولا فساداً ' والعاقبۃ للمتقین -

# حکم استعمال قند انگریزی بصورت اشتباہ

ایک دن میں یہ کتاب پڑھہ رہا تھا :

The Geography of Commerce, by Spencer Trotter M. D.
Edited by Chusman, A Harrick Ph. D.
Published 1909.

پڑھتے پڑھتے اسکے صفحہ ۱۱۵ - پر یہ فقرہ زیر سرخی :

Hog and Hog producst ( سور اور سور کی پیدا وار کے متعلق )

میری نظر سے گذرا - فقرہ یہ ہے :

"The fat is made in to beard , the bones,are ground up for use as fertilizer ; or when burnut to charcoal are used in the Sugar refining process."

مجملاً فقرہ کا مطلب یہ ہے کہ سور کی ہڈیوں کو کوئلہ بنا کر مصری کے صاف کرنے میں استعمال کرتے ہیں -

جو خیال اس فقرہ کو پڑھکر ایک مسلمان کے دل میں پیدا ہوسکتا ہے ' اسکا آپ پورے طور پر اندازہ کرسکتے ہیں - میں نے اور میرے چند ایک دو آور ہم خیال دوستوں نے استعمال مصری کو بکلم ترک کردیا - تو اس سے تکلیف تو ہوتی ہے مگر ہم سب اس تکلیف کو برداشت کرنیکے لیے تیار ہیں بشرطیکہ ہمارے مذہب میں خلل نہ واقع ہو -

یہاں کے چند علما سے بھی دریافت کیا گیا ' مگر کوئی تشفی بخش جواب نہیں ملا - لہذا آپکی طرف رجوع کرنا پڑا کیونکہ آپکی علمی و دینی لیاقت اور قابلیت مسلمہ ہے اور نیز آپکا نفش فیمت رسالہ الہلال کا بہت سا حصہ انہی امور پر مشتمل ہوتا ہے - مہربانی کرکے آپ جلد اسکے متعلق ایک قیمتی راے اپنے اس بیش قیمت رسالہ میں شائع کرادیں تاکہ میری اور میرے دیگر مسلمان برادران ملت کی تشفی ہوجاوے -

عبد الصمد بی - اے سنیئر ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول کوئٹہ

میں سے بعض تو یہاں تک بڑھجاتے ہیں کہ اسکو ناقابل قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس نے ان لوگوں کو دھوکا دیا' جو اسکي نظامت کو امن و ترقي کی تمہید خیال کرتے تھے - مگر یہ الزامات درحقیقت بہت بیجا ہیں -

ہم کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ناظم نے آکسفورڈ میں تربیت پائي ہے' اور یہ کہ دستوري حکومت کے اصول کے متعلق اسکا تخیل ماخوذ ہے ان بہترین سرچشموں سے جو بیلیال کے کمروں میں ہیں' اور ان مثالوں سے جو انگلستان کي سیاسي تاریخ پیش کرتي ہے -

اس کہنے کے بعد کوئي یقین کرسکتا ہے کہ ایک ایسا شخص جسمیں قوم کي قیمت کا یقین اسدرجہ سرایت کرگیا ہو' خود اپنے آپ کو دھوکا دیگا' اور ایسے رئیسوں اور جماعتوں سے اپني خواہشوں کو بجبر منظور کرائیگا' جن پر اسے براے نام اقتدار حاصل ہے؟ ہمیں یہ واقعہ نظر انداز نہ کرنا چاہیے کہ ایراني دستور ملک کي ضرورتوں کے لحاظ سے نہیں' بلکہ اسوقت صرف اس حیثیت سے بنایا گیا تھا کہ وہ شاہ کي خود مختارانہ طاقت کے مقابلہ میں مدافعت کا ایک ذریعہ ہو - اسلیے یہ اساس حکومت ہي جھوٹي ہے' اور دستوري کارروائیوں کو مفلوج بنا دیتي ہے -

ایک افسوسناک صداقت یہ ہے کہ اس فالج کے نتائج جو سابق حکومت کي وجہ سے نوجوان ایرانیوں کے دلوں پر گرا تھا' ناقابلیت اور فلاح عام کے کاموں سے نفرت کي شکل میں منعکس ہو رہے ہیں -

بہر حال یہ ہیں وہ حالات جسمیں سلطان احمد شاہ کہ نوجوان و عجلت پسند ہے' اپنے اسلاف کے ڈگمگاتے ہوے تخت پر بیٹھیگا -

# الهــلال :

یہ نیرایسٹ کے مراسلہ نگار کا مضمون ہے - ایران کي موجودہ بد بختي کي اصلي علت یہ نہ تھي کہ دستوري حکومت آے راس نہ آئي - بلاشبہ ایران اسکے لیے تیار نہ تھا' تاہم اصلي شے دستوري انقلاب کے بعد روس کا محمد علي کو آلۂ کار بنانا اور اسکے ہاتھوں قوم کو تباہ کرانا' پھر سر ایڈورڈ گرے کا اوس کے ساتھ سازشي اتحاد اور بالاخر اسکي قسمت کي گذشتہ تقسیم ہے -



# بريد فرنگ

## اقتراعیات انگلستان

جد و جہد حریت - ایثار و جاں نثاري - ثبات و اقدام عمل !

تاریخ انگلستان میں اقتراعیات ( سفریجزم ) کي تحریک ہندوستان کے لیے ایک بصیرت بخش و عبرت انگیز واقعہ ہے' خصوصاً انکا ثبات و استقلال کہ یہ جنس گرانمایہ و اکسیر کامیابي یہاں کے مردوں میں بھي کم یاب بلکہ نایاب ہے -

کوئي ہفتہ ایسا نہیں گزرتا کہ ولایتي ڈاک میں انکے تازہ واقعات نہ ہوتے ہوں بلکہ ابتو انگلستان کے اخبارات میں اور عنوانات کي طرح اقتراعیات بھي ایک مستقل عنوان ہوگیا ہے - حسب معمول گذشتہ ہفتہ کی ڈاک میں بھي چند تازہ واقعات آئے ہیں -

* * *

مسز پانکہرسٹ کے نام سے تو قارئین کرام نا آشنا نہ ہونگے - یہ وہي خاتون ہے جو اقتراعیات میں سے موجي جماعت کي سرخیل ہے - اسکي آتشیں تقریریں' گرفتاري' قید' اور ترک خور و نوش کي عبرت پرور اور سبق آموز داستانیں بارہا آپ سن چکے ہیں - یہ معاہدہ راہ حریت جو غالباً آیندہ تاریخ انگلستان کي ایک ہیروئن اور دراموبل کي طرح عورتوں کي آزادي کے لیے ضرب المثل ہوگي' آج اپني نفاق و مداہنت سے عیر آلود آزادي کیوجہ سے ارباب حکومت کي نظروں میں پیکر بغاوت سمجھي جاتي ہے' اور انگلستان میں جسکو اپنے حریت زار و احرار پرور ہونے پر اسقدر ناز ہے' اسے چین سے رہنا نصیب نہیں ہوتا -

پیرس سے واپسي میں جب وہ وکٹوریا اسٹیشن پر پہنچي تو فوراً گرفتار کرلي گئي -

مگر وہ معمولي خاتون نہ تھي نہ اسکي گرفتاري کے لیے ایک وردي پوش کانسٹبل کا ہاتھ میں ہتکڑي لیے ہوے موجود ہونا کافي ہوتا - وہ جہاد و حریت کي ایک دیوي ہے جسکي پرستش انگلستان کی تمام اقتراعیات کرتي ہیں' اور جسکي قربانگاہ پر اپنا سر چڑھانا ہر سفریجت عورت اپني سعادت سمجھتي ہے - اسلیے اسکي گرفتاري کے واسطے مخصوص اور پر اسرار انتظامات کیے گئے تھے -

* * *

وکٹوریا اسٹیشن کا پلیٹ فارم ایک وسیع پلیٹ فارم ہے - اسکے ایک سرے پر جہاں بعد مسافت کي وجہ سے روشني اور اشخاص دونوں ہي کمي تھي' یہ گرفتاري عمل میں آئي' اسلیے گرفتاري کے وقت مظاہرہ کے نام سے ایک آواز بھي بلند نہیں ہوئي - حالانکہ اگر کوئي دوسرا موقعہ ہوتا تو ایک محشر و ہنگامہ بپا ہوجاتا - ایک موٹر کار پوشیدہ طور پر تیار کھڑي تھي - مسز پانکہرسٹ کو اسمیں بٹھا کر پولیس فوراً اسٹیشن سے روانہ ہوگئي -

موٹر کار کي رفتار غیر معمولي طور پر تیز تھي -

گرفتاري کے وقت مسز پانکہرسٹ نے کسي قسم کا مقابلہ یا مقاومت نہ کي' کیونکہ وہ ان آہنی ہتکڑیوں کو اپني کلائیوں کے لیے مرصع طلائي زیور سے زیادہ رونق بخش و عزت دہ سمجھتي ہے' مگر

طوائف الملوکي (Oligarchy) یا کسی ایسي سلطنت کے قالب میں ڈھال لینگے، جسمیں چند امراء حکومت و فرمانروائي کرتے ھوں ( یہ صحیح نہیں - الہـلال )

قوم - یہاں خصوصیت کے ساتھہ اس سے مراد کاشتکار ھیں - آساني سے اس تحریک میں شریک ھوگئی، کیونکہ اسکے بھولے اور سادے دلوں میں آزادي کے معنی، جسکے استعمال کے قابل وہ ابھی نہ تھے، خاص قسم کی برکت کے باعث تھی !

ان تینوں عناصر کو جو ھنگامي طور پر متحد تھے، خلیق مگر مسرف مظفر الدین شاہ اور اسکے کم نظر اور حیلہ طراز وزراء سے اپني خواھشوں کے لکھوا لینے میں کچھہ بھي دقت نہ ھوئي - اگست سنہ ۱۹۰۶ع کو شاہ نے معقول عام دباؤ میں آکے ایران کیلیے پارلیمنٹ کي منظوري دیدي - ۹ ستمبر کو قوانین انتخاب شائع ھوے، اور ۷ - اکتوبر کو مظفر الدین شاہ نے جبکہ وہ بستر مرگ پر تھا، ایران کي پارلیمنٹ کا افتتاح کیا -

پہلا قومي مجمع فوراً شاھنشاھي کے دستوري قانون کے بنانے میں مشغول ھوگیا - امراء باھم منقسم تھے - اسلیے انہوں نے مجلس کي رھنمائي ارباب دماغ کے ھاتھوں میں چلے جانے دي -

گو یہ موخر الذکر اپني نیت میں مخلص تھے، مگر انھوں نے ان اصول کو نامکمل طور پر جذب کیا تھا، جو اس آزادي کي بنیاد ھے جس سے آج ... تمدنی بہرہ اندوز ھو رھا ھے - نوآموزي کے جوش میں انہوں نے ... پرورش کرنے کی سنگین غلطي کي، اور اس مہیب امید کي پرورش کي کہ ایک قوم، جسکا بیشتر حصہ محض جاھل اور بالکل غیر تربیت یافتہ ھے، وقت کي سست رفتار تدریجي ترقي کے بغیر کامل دنیاوي جہالت سے گزر کے منظم آزادي تک پہنچ سکتا ھے -

انہوں نے اس کا بھي خیال نہیں کیا کہ اگرچہ چند ضروري اصلاحات پر اصرار ناگزیر ھے مگر شاہ کي حکومت کي بیخکني، اور ملک میں بجبر ایک ایسے اساسي اور جمہوري انقلاب کا پیدا کرنا بسقدر خطرناک ھوگا، جو یورپ کي سب سے زیادہ تربیت یافتہ قوم کے لیے بھي لائق پسند نہیں، اور ایراني قوم کي سیاسی تعلیم کے مبلغ کے لحاظ سے تو بالکل خارج از بحث ھے -

ایک " دستور " جو اس زوج اور اس طریقہ سے ... اسکي زندگي کے اختتام کے متعلق کوئي شک باقي نہیں رھسکتا !

نئي حکومت کے ابتدا ھي میں یہ دیکھ ھوگیا - بغیر کسي متعین طریق عمل، اور بغیر کسي طاقت یا ذرائع، حکومت پر ایک ایسي غیر منظم مجلس چھا گئي، جو ابتدائي دستوري حقوق سے ناواقفیت کے عالم میں طاقت کا دعوا بے عقل کرنے لگي تھي -

سیاسي کلب صرف اسلیے قائم ھوے کہ اپني خواھشوں پر دوسروں کو مجبور کیا جائے - اخبارات جو مفید ھوے اگر کم و بیش کم عمر ھوے، حریت کو موضوعت ( انارکي ) کے ساتھہ منضم کرکے تباہ کن اصول کي تعلیم دینے لگے -

شاہ کہ نوجوان، شتاب کار، اور اس حقوق سے تمتع کے لیے بیچین تھا جو اسکے آباء و اجداد کو حاصل تھے، نہ اپنے حقوق سے دست برداري کا ارادہ کرسکا، اور نہ اس نے ایسا کرنا چاھا - اس پر یہ مستزاد ھوا کہ اسکي خود رائي نے ان لوگوں کو بھي اس سے علحدہ کردیا جو اب تک نا طرفدار تھے - اسوقت سے اسکے لیے کوئي امید باقي نہ رھي تھي، اور بالاخر اس خون شدہ اور انقلابي حکومت کا خاتمہ جلا وطني نے کیا - اسوقت سے ایران پا بزنجیر ھوے بغیر اپني قسمت کي نگراني کر سکتا تھا -

خانہ جنگي کے حادثہ کے بعد یہ معلوم ھوتا تھا کہ صلح و اتفاق کا دور پیش نظر ھے اور قوم کي دوبارہ زندگي کے آغاز نے ان تمام لوگوں کو مدد کی دعوت دي ھے جو دستوري حکومت کی واپسي کے لیے لڑے ھیں - مگر اس صلح کي عمر تھوڑي تھي - خود ارباب دستور میں اختلاف نمودار ھوا جو اپني خیالی خواھشوں کو نزور منظور کرانا چاھتے تھے -

ان بے انتظامیوں کے باوجود مجلس کا انتخاب ھوا اور وکلا نے مختلف جماعتیں ترتیب دیں -

یہ سیاسي سوالات نہ تھے جنکي وجہ سے بالاخر انکو غم سے دو چار ھونا پڑا - بلکہ یہ شخصي مصالح تھے - آخر کار معاملات ایسے نقطے تک پہنچگئے، جہاں اکثرت اپني خواھشوں کے منظور کرانے میں قلت پر کامیاب ھوئی اور وزراء بجاے اسکے کہ موزوں قومي پالیسي کي اشاعت، یا ضروري اصلاحات کے نفاذ کي کوشش کرتے، ان پر جماعتیں حکمراني کرنے لگیں -

یہ حالت تھي جبکہ ناصر الملک نظامت کا بارگراں اٹھانے کے لیے بلایا گیا -

ناصر الملک ایک تربیت یافتہ، اسفورڈ کا ام - اے، قابل، تجربہ کار، ھوشیار، اور ایماندار آدمي ھے - اسے ملک کي ضرورتیں اور وہ طرز عمل معلوم تھي، جو ترتیب پاني چاھیے - مگر جسطرح اسے یہ معلوم تھا، اسیطرح وہ یہ بھي جانتا تھا کہ قانون دستور، جسکي بنا پر وہ نگراني اپنے ذمے لینے والا تھا، ایک ایسا ھتیار ھے، جو صرف بادشاہ کی خود مختاري کو شکست و نابود کرنے کے لیے بنایا گیا ھے، اور اسلیے وہ ایک ایسا قانون ھے، جس نے خود اس سے بھي ھتیار لیکے اسکی یہ حالت کردي ھے کہ سامان مدافعت سے تہیدست مگر سازش و مجبوري سے زر در رھے !

صرف فرض کا خیال اس پر غالب آیا، گو وہ نظامت کے قبول کرنے میں ... اور ان مشکلات کے متعلق دھوکے میں نہ تھا جو اسکو پیش آنے والے تھے -

دوسروں کو یہ دکھانے کے لیے کہ جو لوگ حکمراني کے لیے بلائے جاتے، خواہ وہ حکمراني کسی درجہ کي ھو، انھیں حکومت کے اصول کا علم ضروري ھے، اس نے ( ناصر الملک نے ) مسلسل وزراء اور وکلا کے ساتھہ کام کیا -

... کی ... کي مجلسوں میں جمع کیا اور کوشش کي کہ مختلف جماعتوں کے بالاشتراک کام کرنے کے لیے ایک بنیاد ... طور پر ایک ایسا نقشہ ... جو ضروري اور اھم اصلاحات کا تعیل ھو -

اس امر کي تصدیق کے لیے کہ ناصر الملک نے کس جوش اعتقاد اور ترک استقامت کے ساتھہ اس مشن کو اپنے ھاتھہ میں لیا ھے، اسے کام کرتے ھوے دیکھنا چاھیے -

ایراني ابھی اس خوش قسمتي پر کہ انکا سرگروہ ایک ایسا شخص ھے جو اس قدر روشن خیال اور اس درجہ بے لوثي کے ساتھہ ملک کي بہبودي میں منہمک ھے، اپنے آپ کو آج تک ابھی زیادہ صحیح مبارکباد نہ دیسکے، اور نہ کوئي اعتماد اس اعتماد سے بہتر حالت میں کیا گیا، تاھم عدم مفاھمت اور باقاعدہ عداوت نے ناظم کي بہادرانہ کوششوں کو بیکار کردیا اور اسطرح اس آخري امید کو بھي مٹادیا جو دستوري حکومت کي قوت کے متعلق تھي -

اکثر سنتے ھیں کہ ناظم کو کمزوري اور اپنے اختیارات کے محسوس کرانے میں ناکامي کا الزام دیا جاتا ھے، اور ان نقادوں

# صـــدر مجلس آل انـڈيـا مسلم ليـگ كي افتتاحي تقـريـر

آنريبل سر ابراهيم رحمت الله نائٹ ممبر امپيريئل كونسل نے آل انڈيا مسلم ليگ کے سالانه اجلاس منعقد آگره ميں ۳۰ - دسمبر كو جو پريسيڈنٹل ايڈريس پڑھا اس كا اردو ترجمه حسب ذيل هے :—

حضرات ! مسلم ليگ کے اس سالانه جلسه ميں آپ نے مجهه كو بطور صدر دعوت ديكر ميري جو عزت افزائي فرمائي هے ' اس كا ميں ته دل سے شكريه ادا كرتا هوں - ميں اس امر كا صاف صاف معترف هوں كه ...... يه سب سے بڑي عزت هے ' اور اس وجه سے اسكي قدر ميري نظر ميں اور بهي زياده بڑهه جاتي هے كه يه عزت مجهه كو بلا تحريک غيرے ملي هے -

ايک ايسے وقت ميں جيسا كه يه هے ' جب كه نهايت هي زوروں کے ساتهه اختلاف رائے واقع هوا هے ' اور يه خيـال عام طور پر پهيلا هوا هے كه مسلمانوں ميں سيـاسي نظر سے ديكهتے هوے دو راهيں قائم هوگئي هيں - ايسے وقت ميں مجهكو يقين هے كه آپ اس امر كا اچهي طرح احساس فرمائينگے كه آپ کے صـدر كي حالت كس قدر پيچيده هے ؟

حضرات آپ نے جس مشكل كام کے انجام دينے کے ليے مجهكو طلب فرمايا هے اسے ميں نے بطور فرض منصبي منظور كيا ' اور ميں نے يه خدمت اس ليے اپنے ذمه لي هے كه مجهه كو اس امر كا يقين واثق هے كه آپ ميرے ان فرائض کے ادا كرنے ميں پوري پوري مدد اور اعانت فرمائيں گے ' اور مسلمان هونے كي حيثيت سے هم سب پر جو ذمه داري عائد هے اس ميں آپ حصه ليں گے - آج هندوستان کے مختلف مقامات سے مسلمانوں کے جو قائم مقام حضرات بهت بڑي تكاليف گوارا فرما كر يهاں اس جلسے ميں تشريف فرما هوے هيں - يـه امر ميرے خيال ميں اس بات كي حتمي دلـيل هے كه هماري قوم ميں رفاه عام اور سياسي زندگي كي قومي روح موجود هے - مجهے اطمينان هے كه ميں آپ لوگوں پر بے خطر بهروسه كر سكتا هوں ' اس باره ميں كه ميں جو صميم قلب سے ان مشكلات كو جو همارے در پيش هيں ' سلجهانے كي كوشش كرنا چاهتا هوں - اس ميں آپ لوگ ميرا هاتهه بٹائيں گے ' اور مائل بمصالح رهينگے تاكه نتيجه يه هو كه بعوض پهوٹ کے هم پهر سے مستحكم هوجائيں ' اور هـم ميں ايسي توانائي پيدا هوجاے ' اور هم ايسا طريق عمل اختيار كريں جس سے همارے دلي مقاصد ميں تـرقي هوتي چلي جاے -

تمام ايسي انجمنوں ميں جيسي هماري يه انجمن هے اختلاف رائے واقع هونا ضروري هے - مختلف ذهن کے لوگ جب متحد مسائل پر اپني توجه مبـذول كرتے هيں ' اور اس کے مختلف پهلوؤں پر كافي اور آزادانه بحث هوتي هے ' تو راسخ نتيجه برآمد هوتا هے ' اور عام دلچسپي كا باعث هوتا هے - چونكه ميرے ايسے خيالات هيں ' اس ليے هماري بهبودي و ترقي کے مسائل پر جو كچهه معقـول بحث هو ميں دل سے خيـر مقـدم كـر تا هوں

مگر اتنا لحاظ ضروري هے كه جب كسي امر كا فيصله هوچكا ' تو سب كو به طيب خاطر منظور كرلينا چاهيے ' اور سب كو اسي کے مطابق سعي بليغ سے عمل كرنا چاهيے -

اس دستور العمل کے لازمي طور پر يه معني نهيں هيں كه جو فيصله ايک مرتبه هوگيا اسپر نظر ثاني نه كيجاے - كوئي دستور العمل اس جمهوري زمانه ميں بنايا نهيں جاسكتا ' جو مثل قوانين ميڈي اور " ايران قديم " اٹل اور دائمي هوں - ميري مراد يه هے كه جو فيصله كيا جاے وه دستور العمل هو جاے - اس زمانه تـک جب تـک كه عام اهل الراے تبديل خيـالات ' تقاضاے وقت ' مزيد تجربه ' اظهار نقص و عيب ' جو بيشتر خيـال ميں نه آسكا يا كسي طرح کے اور وجوه کے لحاظ سے اس كو بدل نه ديں -

وجوه مذكورۂ بالا کے پاے جانے کے وقت سابق فيصلوں پر بهي نظر كي جاے - سب سے زياده اور ضروري امر تو مجهے يه معلوم هوتا هے كه تمام مباحثے غير شخصي اور غير جانبداري کے اصول پر هوا كريں ' اور جو لوگ مخالفت ميں اپنے تئيں قلت الراے پائيں انكو چاهيے كه كثرت الراے کے صاف اور غير مبهم فيصلوں كو به طيب خاطر منظور كرليں ' اور اخلاصمندي سے تقليد سلوک عسكري كرکے عام مقصود کے پيشرفت كي كوشش ميں شريک رهيں ' اسي طريقه پر جيسا كه فيصله هوچكا هو -

جب تـک همارے قومي مقصود کے پيشرفت کے ليے اس طرح سے هم كاربند نه هوں ' تب تـک مجهے انديشه هے كه هماري ترقي ميں سخت ركاوٹ رهيگي ' اور بهت سخت مشكلوں كا پے در پے سامنا كرنا هوگا - لهذا اے حاضرين با تمكين ! ميں آپ سے التماس كرتا هوں ' اور آپكے ذريعه تمام مسلمان قوم سے التماس كرتا هوں كه همـاري رفاه عام کے ليے عالي حوصلگي تحمـل اور مخلصانه شراكت سے مشغول كار رهينگے -

اگر هم اسطرحپر تمام شخصي خيالات كو الـگ ركهه کے كاربند رهيں گے ' اور همارے ذهن ميں صرف قومي فائده كا خيال هوگا ' تو هماري ترقي نه فقط يقيني هوگي بلكه اتني رفتار سے هوگي جو هم ميں سے عجلت پسند اصحاب كو بهي تشفي بخش هوگي -

### كانپور كي مسجد

آپ سب صاحب اس امر سے واقف هيں كه مسلمانان هند کے دلوں پر مسئلـه مسجد كانپـور نے بهت بڑا اثر كيا ' اور آپكو يه معلوم كرکے نهايت هي اطمينان اور تشفي هوئي هوگي كه همارے معزز اور هر دلعزيز وائسرائے اعلى حضرت لارڈ هارڈنگ بهادر نے دور انديشانه سياسي قابليت سے اسكا فيصله باحسن الوجوه فرما ديا -

حضور وائسرائے نے اپنے جديد پايۂ تخت هند يعني دهلي ميں داخلۂ سركاري کے موقع پر جن شريفانه خيالات كا اظهار كيا تها - وه ميں آپ كو ياد دلانے كي اجازت چاهتا هوں - حضور موصوف اس وقت جديد ليجسليٹو كونسل کے صدر تهے - جسكا اجلاس پهلي مرتبه دهلي ميں هوا ' اس موقع پر آپ نے اپني يادگاري تقرير ميں بيان فرمايا تها كه :

بهر حال اصل قصور کے بارے ميں ميرا جو كچهه خيال هو - مگر ميں صرف آپ كو اور تمام باشندگان هند كو يقين دلانا چاهتا هوں كه يه واقعه كسي طور پر بهي ميري رائے پر كسي قسم كا اثر نه ڈاليگا ' جس طور پر ميں نے گذشته دو سال ميں كام كيا هے ' اسي طرح آينده بهي ميں اپني طرز حكومت بدلے بغير عمل كرونگا ' اور اس طريقه سے ميں سر مو تجاوز نه كرونگا " -

كيا كوئي كهنے كي جـرأت كرسكتا هے كه حضور لارڈ هارڈنـگ نے اس موقع پر اهل هند سے جو مدبرانه وعدے كيے تهے ' ان پر وه صداقت کے ساتهه قائم نهيں رهے ؟ اس پدرانه شفقت نے جو انهوں نے همارے هم وطنوں سے ظاهر كي هے - صميم طور پر لوگوں کے دلوں پر فتح پالي هے - يه واقعه صرف اس ملـک كا تاريخي

گرفتاري کے بعد اسنے پولیس سے پوچھا : "کیا تم بتا سکتے ہو کہ میں کیوں گرفتار کي گئي هوں؟ ابهي تو میرا لائسنس ختم نہیں هوا هے؟" اسکے جواب میں پولیس نے کہا: "تم نے ان شـرائط کو پورا نہیں کیا جنکي بنا پر چهوڑي گئي تهیں' اسلیے پهر گرفتار کي گئي هو"

عدم ایفاء شرائط سے مراد غالباً مسز پانکهرست کي وہ تقریر هے جو اس نے پیرس میں کي تهي -

* * *

مگر همیشه کي طرح یه گرفتاري بهي زیادہ عرصه تـک نه رهسکي اور پولیس کو مجبوراً چهوڑنا پڑا -

مسز پانکهرست چهـار شنبه کو هالوے کے قیـد خانے سے چهوڑي گئي ' اور ابهي چند دنوں لندن میں رهکے پهر سوئٹزر لینڈ روانه هوگي -

* * *

جس خوش نصیب بچے نے آزادي و سر فروشي کي آغوش میں پرورِش پائي هو' اسکے متعلق یه کہنـا فضـول هے که وہ کیسا هوگا ؟

مسز پانکهرست کي طرح انکي صاحبزادیاں بهي اس جهاد حریت و حقوق میں اپني ماں کے دوش بدوش هیں -

مس سلویا پانکهرست ڈسمبر کے دوسرے هفته میں سه شنبه کو شوریڈچ ٹاؤن هال میں گرفتار هوئي تهي - گرفتاري کے بعد اپني ماں کي طرح اس نے بهي کهانا پینا چهوڑ دیا - اس سے اسکي حالت اسقدر نازک هوگئي که پولیس کو مجبوراً چهوڑ دینا پڑا - یه بهي هالوے کے قید خانے میں تهي اور وهاں سے دوشنبه کي شام کو چهوڑي گئي -

مسز پانکهرست کي دوسري لڑکي مس کرائٹیبل پانکهرست هے - وہ بهي اپني ماں اور بہن کي طرح سرگرم جهاد هے اور اسي جرم میں جلا وطن هوکے آجکل پیرس میں مقیم هے -

* * *

لیکن یه تو اقتراعي لیڈروں کا ذکر تها جنکا کام یه هے که قول اور عمل سے اپني جماعت کي اس روح کو تازہ رکهیں جسکي بدولت یه معرکه آرائیاں هو رهي هیں' ورنه اصلي کام کرنے والے تو اور هي هیں - جیسا که تمام منتظم و کارکن جماعتوں کا قاعدہ هے -

اقتراعیات نے استعمـال قوت کي جو صورتیں اختیار کي هیں' انمیں سے ایک صورت آگ لگانا بهي هے - آج انگلستان میں کتنے هي مکان هیں جو ان اقتراعیات کے هاتهوں آتشزدگي کا لقمه هوچکے هیں-

لیکن اگر مرد با ایں همه ضرر رساني اپني جگهه پر قائم هیں تو ان خاتونوں نے بهي سر رشته استقلال اپنے هاتهه سے نہیں دیا هے - وہ بهي اپنے کام میں لگي هوئي هیں اور برابر وہ حرکتیں کیے جاتي هیں جنکو اگرچه اب تک مرد برداشت کر رهے هیں مگر شاید همیشه برداشت نه کرسکینگے -

مسرس فونس ' ایلیٹ اینڈ کو ڈیونپورٹ کي ایک مشہور چوب فروش کمپني هے - اسکے گودام کے احاطے کا رقبه ایک ایکڑ هے - اس وسیع احاطے میں ایک هزار لکڑي جمع تهي - دوشنبه کي صبح کو دفعةً آگ لگي اور تهوڑي هي دیر میں تمام احاطے کے اندر پهیلگئي - آگ کے بجهانے کي سخت کوشش کي گئي مگر ناکامي هوئي اور یه شعلے اس احاطے سے نکلکے قرب و جوار میں پهیلنے لگے - تهوڑي دور پر فینڈ روڈ آیوٹس ( ایک قسم کا پہیا هے جس پر لڑکے چڑهتے هیں ) اور چند کاروانس ( ایک قسم کي گاڑي هے ) رکهے هوے تهے - ایک روڈ آیوٹ میں جسکي قیمت ۲ هزار پونڈ تهي' آگ لگ گئي - کل نقصان کا تخمینه ۱۰ هزار پونڈ هوا هے -

اس آتشزدگي کے بعد گورنمنٹ کو ایک گمنام خط موصول هوا جسمیں لکها تها : " یه آگ هم اقتراعي عورتوں نے لگائي هے اور یاد رکهو که جب تک تم همارے مطالبات پورے نه کروگے' هم اسیطرح تمهاري راحت و آرام اور جان و مال میں آگ لگاتے رهینگے" -

* * *

مسز پانکهرست کي گرفتاري ایسي بات نه تهي که اس سے اقتراعیات میں جنبش اور قدرت و اقدام کي کوئي مثال تازہ ظاهر نه هوتي -

دوشنبه کو رچمونڈ پولیس کورٹ میں مسز بولٹر پیش هوئیں - مسز موصوف پر یه الزام تها که انهوں نے رچمونڈ میٹرو پولیٹین پولیس اسٹیشن کي کهڑکیاں توڑ ڈالي هیں - انهوں نے اپنے اظهار میں الزام کا اعتراف کیا اور کہا :

" اسکے دو سبب هیں' اول اور سب سے اهم وجه تو یه هے که تم نے اس حریت کي دیوي مسز پانکهرست کو گرفتار کیا هے جو ترک خور و نوش کے واقعات سے نہایت نحیف و نزار هوگئي هے -

اس خبر نے مجهه میں ایک غیر معمولي هیجان پیدا کردیا ' میري پہلي خواهش یه تهي که جسطرح ممکن هو میں انکو قید خانے سے نکال لاؤں ' مگر مجهے نظر آیا که میں اپني اس خواهش میں کامیاب نہیں هوسکتي' پهر میں نے خیال کیا که اگر میں اس میں کامیاب نہیں هوسکتي تو مجهے بهي قید خانے کے باهر نه رهنا چاهیے - لیکن اگر میں تمهارے پاس آتي اور قید هونے کي خواهش ظاهر کرتي ' تو تم میري اس خواهش کو پورا نه کرتے اور مجنون سمجهکے پاگل خانے بهیجدیتے ' اسلیے میں نے سوچا که مجهے کوئي ایسا جرم کرنا چاهیے جسکي سزا قید هو' چنانچه میں آئي اور آکے ان کهڑکیوں کو توڑا - دوسري وجه اسکي وہ مرض هے جو مردوں میں پهیلا هوا هے "

مسز بولٹر نے اس مرض کي تشریح نہیں کي -

عدالت نے ان پر ۴۰ شلنگ جرمانه اور در صورت عدم ادائیگي ۱۰ دن قید کي سزا دي - مسز بولٹر مصر نہیں که وہ قید خانے جائینگی ' کیونکه اسي غرض سے انهوں نے کهڑکیاں توڑي هیں مگر انکے شوهر نے انکي طرف سے جرمانه ادا کردیا اور عدالت نے اسکو قبول کر لیا - جاتے وقت مسز بولٹر نے عدالت کو مخاطب کرکے کہا : " میں نہیں سمجهتي که مجهے کیا سزا دي گئي ؟ کیونکه جرمانه تو میرے شوهر نے ادا کیا - میري سمجهه میں یه بهي نہیں آیا که ان سے کیوں یه جرمانه لیا گیا ؟ حالانکه وہ تو میرے همخیال نہیں - اگرچه ویسے نہایت اچهے شوهر هیں "

عدالت نے اسکا کچهه جواب نہیں دیا اور مسٹر بولٹر اپني بیوي کو اپنے گهر لے آئے -

دلوں سے اظہار امتنان اور وفاداري کا باعث ہوتا ہے ' جو سلطنت انگلستان کي بے بہا بضاعت ہے - آيا يه رائے بلاشبه پايۂ ثبوت کو نہيں پہونچتي ہے که تمام هندوستان کے اسلامي قوم کے جلسوں اور انجمنوں نے جو متعدد رزوليوشن پاس کئے هيں ' اُن سے صاف ظاهر ہے که حضور وائسرائے بہادر کا عمل دس قدر عالمگير تها - اسکي يه خواهش نہيں ہے که گورنمنٹ فوراً ايک شورش کے سامنے اپنا سر جهکادے - بلکه همارا منتہاے منشاء يه ہے که هماري عرضداشت پر منصفانه توجه مبذول کی جائے ' اور جب کسي سرکاري عہده دار کے حکم کي ترميم و تنسيخ کي ضرورت ثابت هو جائے تو ويسا عمل در آمد کرنے سے کسر شان کے خيالي خوف کي وجه سے باز نه رها جائے ' کيا کوئي شخص يه کہسکتا ہے که همارا مطالبه کسي وجه سے نا معقول ہے ؟ ( باقي آينده )

## مشاهير اسلام رعايتي قيمت پر

( ۱ ) حضرت منصور بن حلاج اصلي قيمت ۳ آنه رعايتي ۱ آنه ( ۲ ) حضرت بابا فريد شکرگنج ۳ آنه رعايتي ۱ آنه ( ۳ ) حضرت محبوب الهی رحمة الله عليه ۴ آنه رعايتي ۳ پيسه ( ۴ ) حضرت خواجه حافظ شيرازی ۲ آنه رعايتي ۳ پيسه ( ۵ ) حضرت خواجه شاه سليمان تونسوي ۳ آنه رعايتي ۱ آنه ( ۶ ) حضرت شيخ بوعلي قلندر پاني پتي ۳ آنه رعايتي ۱ آنه ( ۷ ) حضرت امير خسرو ۲ آنه رعايتي ۳ پيسه ( ۸ ) حضرت سرمد شهيد ۳ آنه رعايتي ۱ آنه ( ۹ ) حضرت غوث الاعظم جيلاني ۳ انه رعايتي ۱ انه ( ۱۰ ) حضرت عبد الله بن عمر ۳ انه رعايتي ۱ آنه [ ۱۱ ] حضرت سلمان فارسي ۲ آنه رعايتي ۳ پيسه [ ۱۲ ] حضرت خواجه حسن بصري ۳ آنه رعايتي ۱ آنه [ ۱۳ ] حضرت امام رباني مجدد الف ثاني ۲ آنه رعايتي ۳ پيسه ( ۱۴ ) حضرت شيخ بهاالدين ذکريا ملتاني ۲ آنه رعايتي ۳ پيسه ( ۱۵ ) حضرت شيخ سنوسي ۳ آنه رعايتي ۱ آنه ( ۱۶ ) حضرت عمر خيام ۳ آنه رعايتي ۱ انه ( ۱۷ ) حضرت امام بخاري ۵ آنه رعايتی ۲ آنه ( ۱۸ ) حضرت شيخ محي الدين ابن عربي ۴ آنه رعايتي ۶ پيسه ( ۱۹ ) شمس العلما آزاد دهلوي ۳ انه رعايتي ۱ انه ( ۲۰ ) نواب محسن الملک مرحوم ۳ انه رعايتي ۱ انه ( ۲۱ ) شمس العلما مولوي نذير احمد ۳ انه رعايتي ۱ انه ( ۲۲ ) آنريبل سرسيد مرحوم ۵ رعايتي ۲ انه ( ۲۳ ) رائٹ آنريبل سيد امير علي ۲ انه رعايتي ۳ پيسه ( ۲۴ ) حضرت شهباز رحمة الله عليه ۵ آنه رعايتي ۲ آنه ( ۲۵ ) حضرت سلطان عبدالحميد خان غازي ۵ انه رعايتي ۲ انه ( ۲۶ ) حضرت سعدي رحمة الله ۲ انه رعايتي ۳ پيسه [ ۲۷ ] امام اعظم ۲ آنه رعايتي ۳ پيسه [ ۲۸ ] حضرت ابو سعيد ابوالخير ۲ انه رعايتي ۳ پيسه [ ۲۹ ] حضرت مخدوم صابر کليري ۲ انه رعايتي ۳ پيسه [ ۳۰ ] حضرت ابونجيب سهروردي ۲ انه رعايتي ۳ پيسه [ ۳۱ ] حضرت خالد بن وليد ۵ انه رعايتي ۲ انه [ ۳۲ ] حضرت امام غزالي ۶ انه رعايتي ۲ انه ۲ پيسه [ ۳۳ ] حضرت سلطان صلاح الدين فاتح بيت المقدس ۵ انه رعايتي ۲ انه [ ۳۴ ] حضرت امام حنبل ۴ انه رعايتي ۶ پيسه [ ۳۵ ] حضرت امام شافعي ۶ انه رعايتی ۱۰ پيسه [ ۳۶ ] حضرت امام جنيد ۲ انه رعايتي ۳ پيسه ( ۳۷ ) حضرت عمر بن عبد العزيز ۵ - آنه - رعايتي ۲ - آنه ( ۳۸ ) حضرت خواجه قطب الدين بختيار کاکي ۳ - آنه رعايتي ۱ - آنه ( ۳۹ ) حضرت خواجه معين الدين چشتي ۵ - انه - رعايتی ۲ آنه - سب مشاهير اسلام قريباً دو هزار صفحه کی قيمت تک جا خريد کريسے صرف ۲ روپيه ۸ - انه - ( ۴۰ ) ياد رفتگاں پنجاب کے اولياے کرام کے حالات ۱۲ - انه رعايتي ۶ - انه ( ۴۱ ) آئينه خود شناسي تصوف کي مشهور اور لاجواب کتاب جدا تنہي کا رهبر ۵ انه - رعايتي ۳ - انه - [ ۴۲ ] حالات حضرت مولانا روم ۱۲ - آنه - رعايتي ۶ - انه - [ ۴۳ ] حالات حضرت شمس تبريز ۶ - انه - رعايتي ۳ انه - کتب ذيل کی قيمت ميں کوئي رعايت نہيں - [ ۴۴ ] حيات جاوداني مکمل حالات حضرت محبوب سبحاني غوث اعظم جيلاني ۱ روپيه ۸ انه [ ۴۵ ] مکتوبات حضرت امام رباني مجدد الف ثاني اردو ترجمه ڈيڑهه هزار صفحه کي تصوف کي لا جواب کتاب ۶ روپيه ۷ انه [ ۴۶ ] هشت بهشت اردو خواجگان چشت اهل بهشت کے حالات اور ارشادات ۲ روپيه ۸ انه [ ۴۷ ] رموز الاطبا هندوستان بهر کے تمام مشهور حکيموں کے باتصوير حالات زندگي معه انکي سينه به سينه اور صدري مجربات کے جو انکي سال کي محنت کے بعد جمع کئے گئے هيں - اب دوسرا ايديشن طبع هوا ہے اور جن خريداران نے جن نسخوں کی تصديق کي ہے انکي نام بهی لکهد ئے هيں - علم طب کي لاجواب کتاب ہے اسکي اصلي قيمت چهه روپيه ہے اور رعايتي ۳ روپيه ۸ انه [ ۴۸ ] الجدران اس نا مراد مرض کي تفصيل تشريح اور علاج ۴ انه رعايتي ۳ پيسه [ ۴۹ ] صابون سازي کا رساله ۲ انه رعايتي ۳ پيسه -

**ملنے کا پته ــــ منيجر رساله صوفي پنڈي بهاؤ الدين ضلع گجرات پنجاب**

## زنده درگور مريضوں کو خوشخبری

يه گولياں ضعف قوت کيليے اکسير اعظم کا حکم رکهتي هيں' زمانۂ انحطاط ميں جواني کی سي قوت پيدا کردتي هيں ' کيساهي ضعف شديد کيوں نهو دس روز کے استعمال سے طاقت آجاتي هيں ' اور همارا دعوی ہے که چاليس روز حسب هدايت استعمال کرنيسے اسقدر طاقت معلوم هوگی جو بيان سے باهر ہے - ٹوٹے هوے جسم کو دوبارہ طاقت ديکر مضبوط بناتی ' اور چهرے پر رونق لاتي ہے - علاوه اسکے اشتها کي کمي کو پورا کرے اور خون صاف کرنے ميں بهی عديم النظير هيں ' هر خريدار کو دوائي کے همراه بالکل مفت بعض ايسي هدايات بهي ديجاتي هيں ' جو بجائے خود ايک رسلۂ صحت ہے - قيمت في شيشي ايک روپيه محصول بذمه خريدار چهه شيشي کے خريدار کے ليے ۵ روپيه ۸ آنه -

المشتهر

منيجر کارخانۂ حبوب کا يا پلٹ پوسٹ بکس ۱۷۰ کلکته

## اعــلان

جناب محمد صفا بك صاحب جريدة العدل نے [ دليل الاستانه ] نام ايک کتاب نهايت محنت و جانفشاني سے لکهي ہے ' جسميں تمام سلاطين آل عثمان مع امير المومنين و خليفه رسول رب العالمين مولانا سلطان محمد خاں پنجم و شهزادگان موجود الوقت و ديگر مشاهير خدام ملت کي تصاوير مختصر حالات کے ساتهه درج هيں -

اسکے سوا محلات شاهي مشهور مساجد نظارت جنگ حربيه يونيورسٹي اور دنيا ميں لاثاني قدرتي مناظر حسن کي ترين يعني استانبول کی نهايت نقشے بهي دکهائے گئے هيں - تصاوير و نقشجات کا مجموعه ۳۰۰ سے زياده هيں -

اس کتاب کے مطالعه سے گويا آپ گهر بيٹهے هوے مقام خلافت کے لوگوں کي زيارت اور قسطنطنيه کي دلفريب خوبصورتی کو ديکهکر فتبارک الله احسن الخالقين کهينگے - مولف کا دعوی ہے که آجتک اسکے خواه استنبالي هو يا يورپين مرنگي ' ايسي جامع کتاب نهيں لکهي - باوجود ان خوبيوں کے قيمت صرف تين روپيه چهه آنه مع محصول ڈاک رکهي گئي ہے ' جو ذيل کے پته پر مؤلف موصوف سے مل سکتي ہے -

**محمد صفا بك مالك و اڈيٹر جريدة العدل - قسطنطنيه**

اقعه هونے کي غرض سے قابل قدر نہیں ھے ' مگر وہ سبق جو اس قسم کي طرز سلطنت سکھاتي ھے - وہ برطانیه عظمی اور هندوستان دونوں کے لیئے ایک نعمت غیر مترقبہ ھے - حضور لارڈ هارڈنگ نے اس امر کو ثابت کردیا ھے کہ پدرانہ همدردي صرف لفظوں هي سے نہیں ( جن کا هم کو پہلے بہت سا تجربہ هوچکا ھے ) مفید هوسکتي - بلکہ عملي طور پر کام لینے سے مطلب براري هوني ھے -

میرے لیے یه امر همیشه تعجب انگیز ھے کہ کیوں برطانوي اهل عمله هندوستان میں اس امر کي مدبرانه کوشش نہیں کرتے جس کے ذریعه وہ عملي طور پر همدردي اور غور کرکے اس ملک کے باشندوں کے دلوں پر فتح پالیں - کیا میں ان سے یه کہنے کي جرأت کرسکتا هوں کہ یه طریقه اختیار کرنا ان کے لیے کس قدر آسان ھے ؟ هندوستانیوں کے نمایاں خصائص سے ایک یه بھي ھے کہ ان میں احسان شناسي کا مادہ بہت ترقي کرگیا ھے - گذشته کشمکش کے زمانه میں کتنی مرتبه هندوستاني انگریزوں کے بچاؤ کے لیے میدان میں آئے هیں ' اور کتنے موقعوں پر انہوں نے انگریزوں کو بچانے کے لیے اپني جانیں تک ان پر قربان نہیں کردي هیں -

اگر هند کے سرکاري اهل عمله واقعي ایسي کوشش کریں کہ اپنا فرض منصبي سمجھکر هندوستان کے متعلقه مسائل پر هندوستان هي کے نقطۂ خیال سے غور کریں ' اور اگر وہ همیشه یه امر ملحوظ رکھیں تو وہ هندوستانیوں کے وجدان کي ایسي تسخیر کرسکتے هیں کہ جو کسي اور ذریعه سے هرگز نہیں هوسکتي - هم پھر وہ فریادیں نه سنینگے ' جو همیشه همارے کانوں میں اس ملک کي گورنمنٹ کي روز افزوں شکایتوں کے بارہ میں گونجا کرتی هیں - یہي وہ طرز عمل ھے جو لارڈ هارڈنگ نے اپنے پیش نظر رکھا ھے ' اور جسے وہ عمل میں لانا چاھتے هیں ' اور جس نے انکو هندوستانیوں میں اسقدر هر دلعزیز بنادیا ھے -

کیا هندوستان کے دیگر اهل عمله اسپر ته دل سے عمل پیرا هونگے ؟ اگر ایسا هوا تو صرف یہی نه هوگا کہ ان کا راسته صاف هوجائیگا ' بلکه هندوستانیوں کے ان خادمان ملک کا بھي راسته صاف هوجائیگا ' جو بلوجود سخت رکاوٹوں کے اهل عمله پر یه امر ثابت کرنے کي کوشش کررہے هیں کہ همدردي اور غور و خوض کا اثر کس قدر قوي ھے -

## عذر کمزوري

ایک فرقه هرزہ سرا ایسا ھے جس نے پہلے بھي ایسا کہا ھے - اور پھر بھي ایسا کہیگا کہ خیر یه سب باتیں رعایا کي تالیف قلوب کے لیے تو بہت خوب هیں - لیکن سلطنت برطانیه کي شان و اقتدار کا لحاظ کہاں ؟ اگر گورنمنٹ سرکاري انتظامات کے مخالف هر ایک شورش کے آگے سر جھکایا کرے ' تو حکومت کا کام ناممکن هو جائیگا - اور ایسي حالت میں یہ بہتر ھے کہ اهل برطانیه اس ملک سے اپنا بوریا بدھنا باندہ کر چل دیں - برطانیه قوم کي طرف موجودہ تنفر کا زیادہ تر باعث بھي وہ غیر ذمه دار لوگوں کا ھے - اگرچه اس کے افراد برطانیه قوم سے هي کیوں نه هوں ' یہي لوگ هیں جو ایسا خیال کرتے هیں کہ بہترین دستور العمل پنجۂ آهنین ھے ' اور جو باعث هوئے اُن روزافزوں اشکالات کا جو سرکاري عمله کو درپیش آتي هیں -

ذرا ہم ٹھنڈے دل سے منصفانه طور پر ان لوگوں کي پکار پر غور کریں کہ وہ کس نتیجه تک پہونچتي ھے - اس کے معني تو صرف یه هوسکتے هیں کہ اگر کسی سرکاري عمله نے ایک مرتبه کوئي فیصله کردیا اور جیسا کہ اکثر هوتا ھے ' بغیر ان ذمه دار اصحاب سے مشورہ لیے جو ان لوگوں میں رھتے هیں ' جنکو ان فیصلوں کا اثر بھگتنا پڑتا ھے ' اور اپنے فیصله پر یک طرفه اظہارات پیش کر کے گورنمنٹ کي منظوري لے لي ' تو پھر وہ فیصله کبھی رد نه کیا جائیگا - اگر وہ فیصله لوگوں کو منظور نه هو تو دو هي باضابطه طریقے ان کے لیے هیں - ایک یه کہ وہ گورنمنٹ کو عرضداشت پیش کریں ' اور اس میں یه بتلائیں کہ وہ فیصله کس قدر ضرر رساں ھے ' اور نظر ثاني کي درخواست کریں ' اور دوسرا یه ھے کہ مجلسیں کرکر کے اجلاس کونسل میں سوالات دائر کرکر کے اور اخبارات کے ذریعه سے شورش جاري رکھیں -

اگر یه آفت زدہ لوگ پہلے علاج کي طرف رجوع کریں ' تو اکثر یه هوتا ھے کہ سرکاري عمله کا فیصله کے ساتھه تعلق ھے - ان میں کوئي واقعي مخالفت فیصله سے نہیں پائي گئي - اور اگر دوسرے طریقے کے مطابق شورش جاري رکھي جائے ' تو یه ادعا کیا جاتا ھے کہ یه شورش چند غیر قانع لوگوں کي ساخت و پرداخت ھے ' اور وہ خواہ مخواہ بیچارے عوام الناس کو برانگیخته کرتے پھرتے هیں - حالانکه وہ لوگ گورنمنٹ کے فیصلوں کو به طیب خاطر منظور کرنیکو تیار هیں ' اور جب عذر لنگ ثابت هوگیا ' اور سرکاري اهل عمله مجبور هوئے کہ اقبال کریں کہ هاں شورش بے بنیاد نه تھي ' اور داد رسي کرنا ضروري معلوم هوا تو بھي بڑے زوروں سے یه بات پیش کي جاتي ھے کہ فیصله کي تبدیلي نه هونا چاهیے - اس لیے کہ اگر ایسا کیا جائیگا تو گورنمنٹ کي کمزوري سمجھي جائیگي ' اور سرکاري عہدہ داروں کا اقتدار بالکل جاتا رهیگا - لہذا سخت کوشش کي جاتي ھے ' کہ فیصلۂ سابق برقرار رھے ' جس کے لازمي معنے یه هوتے هیں کہ ایسا دستور العمل قائم کیا جائے کہ جب کبھی کوئي سرکاري عہدہ دار کوئي فیصله کرے ' تو وہ اٹل هو - ایسی حالت میں سوال پیدا هوتا ھے کہ آیا وہ لوگ جو سرکاري عہدہ داروں کے احکام اور فیصلوں کي نظر ثانی اور ترمیم کرانا چاهتے هیں ' کیا کریں ؟ خوش قسمتي سے یہاں بہت سے اعلی عہدہ دار هیں ' جو اس قسم کا عذر پیش نہیں کرتے ' بلکه نازک اور مشکل مسائل کو دانشمندانه اور مدبرانه طور پر سلجھاتے رھتے هیں ' اور اس طرح برطانیه اور هندوستان کي نہایت قابل قدر خدمت کرتے هیں

مجھے یقین ھے کہ آپ میري رائے سے متفق هونگے کہ ایسے عہدہ داروں میں سب سے ممتاز آجکل هندوستان میں حضور لارڈ هارڈنگ بہادر هیں ' اور ان کا عمل نه صرف اعتراض سے بري ھے ' بلکه نہایت قابل تحسین ھے -

میں سخت حیران هوں کہ وہ لوگ جو حضرات جو وقتاً فوقتاً عذر کمزوري پیش کرتے هیں ' آیا وہ اس کے مفہوم تک بھي پہونچے هیں یا نہیں ؟ میري دانست میں تو اسکے صرف یہي معني هوسکتے هیں کہ هندوستان میں سلطنت برطانیه ایسي ضعیف بنیاد پر قائم ھے کہ کسي عہدہ دار کے فیصله یا حکم کے خلاف لوگ اگر معقول داد خواهي کریں اور حکام بالا سے داد رسي کریں تو یه فعل اس بنیاد کو ایسا صدمه پہونچاتا ھے کہ چند ایسے صدمے اسکو ڈھادینے کے لیے کافي هیں - کیا کوئي حقیقت اور اس سے زیادہ دور از صداقت هوسکتي ھے ؟ هند میں سلطنت برطانیه کي بنیاد ذاتي قوت ' نیک سلوک ' انصاف طبعي اور عدل گستري پر قائم ھے - ایک منصفانه سلوک خواہ اسکو ترحم سے تعبیر کرلیجیے کسي حالت میں بنائے سلطنت برطانیه کو مضر نہیں پڑ سکتا - بلکه میري رائے میں مزید بشتي بان کا کام دیتا ھے ' اور لوگوں کے

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحكيم

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ


قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ



مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی



نمبر ۳ | کلکتہ : چہارشنبہ ۲۳ صفر ۱۳۳۲ ہجری | جلد ۴

Calcutta : Wednesday, January 21, 1914.


قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod Street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8

Half-yearly „ „ 4 - 12

# الہلال

3

مدیر مسئول و خصوصی

احمد محی الدین ابو الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

تیلیفون نمبر ۶۴۸

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۳ — کلکتہ : چہارشنبہ ۲۳ صفر ۱۳۳۲ ہجری — جلد ٤

Calcutta : Wednesday, January 21, 1914.


## فہرست



## اخر الانباء

اس ہفتہ جنوبی افریقہ کے ہندوستانیوں کے متعلق کوئی اہم خبر نہیں آئی - مقاومت مجہول بدستور موقوف ہے اور گو بعض ہندوستانیوں کی راے ہے کہ اس سلسلہ کو دوبارہ شروع کرنے کا وقت آگیا ہے ' مگر ریوٹر کا بیان ہے کہ رئیس الاحرار مسٹر گاندھی کہتے ہیں کہ وہ اپنے ہموطنوں کو شخصی طور پر یہ نصیحت کرینگے کہ ابھی مقاومت مجہول شروع کرکے یونین گورنمنٹ کے مشکلات میں اضافہ نہ کریں -

ایک طرف تو مسٹر گاندھی اسدرجہ امن پسندی و صلح جوئی کا اظہار کر رہے ہیں دوسری طرف جنرل بوتھا نے اپنی جوہانسبرگ کی اسپیچ میں ہندوستانیوں کے مسئلہ کا ذکر کرتے ہوے یہ اعلان کیا کہ جنوبی افریقہ میں تمام گورے اس موضوع پر متحد اور یکخیال ہیں کہ نہ تو ہندوستانی مطالبات کے آگے سر تسلیم خم کرینگے اور نہ بیرونی مداخلت ہونے پائیگی -

جنوبی افریقہ میں ریلوے ملازمین کا اسٹرائک اس طرح شروع ہوا کہ اسٹاف کی تخفیف کے متعلق گورنمنٹ نے ملازمین ریلوے کا مطالبہ منظور نہیں کیا ' اس پر انہوں نے اسٹرائک کردی ہے - اسٹرائک کا آغاز اورنج کالونی سے ہوا ' مگر بعد کو ٹرانسوال میں بھی پھیل گئی - اسٹرائک والوں نے پریٹوریا اور رلپ اِبر ڈسرسلی کی درمیانی لائن اور ٹرانسوال میں ڈائنامیٹ سے ٹرینوں کے اڑانے کی کوشش کی - پہلی کوشش ناکام رہی ' کیونکہ ریسٹ ٹرین کے آنے سے ڈائنامیٹ دیکھ لیا گیا - دوسری کوشش میں انکو کامیابی ہوئی مگر صرف اسقدر کہ انجن اور لائن کو صدمہ پہونچا - کوئی جان ضائع نہیں ہوئی -

اسٹرائک کو فرو کرنے کے لیے گورنمنٹ نہایت سرگرمی سے کوشش کر رہی ہے - مزدوری پیشہ جماعت کے سات لیڈر گرفتار کرلیے گئے ہیں ' جوہانسبرگ کی فیڈریشن آف ٹریڈ نے ان ماخوذین کی رہائی کا مطالبہ کیا ہے اور یہ دھمکی دی ہے کہ اگر انکو رہا نہ کیا گیا تو عام اسٹرائک ہوجائیگی - لیکن جب ٹریڈ ہال میں اسکے متعلق لوگوں کی راے معلوم کی گئی تو عام اسٹرائک کی تائید میں بہت کم ہاتھ اٹھے اگرچہ ماخوذین کی رہائی کی تائید میں اٹھنے والے ہاتھ بہت تھے -

## شذرات

### زر اعانۂ مسجد کانپور

افسوس کہ کانپور فنڈ کے متعلق ابتک بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ چونکہ مقدمات ختم ہوگئے' اسلیے اب روپیہ کی ضرورت نہیں رہی' اور وہ جمع شدہ روپیہ کے مصارف کے متعلق طرح طرح کے خیالات ظاہر کرتے ہیں - چنانچہ بعض مراسلات اس بارے میں دفتر الہلال تک پہنچی ہیں -

لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یہ خیال بہت محدود ہے اور تقریباً تمام مسلمان جنہوں نے اس فنڈ کی فراہمی میں حصہ وافر لیا ہے' مسٹر مظہر الحق بیرسٹر ایٹ لا کے اس خیال سے بالکل متفق ہیں کہ یہ روپیہ بدستور مسجد کانپور کے نام سے جمع رہے' اور جس نیت سے دیا گیا ہے' اسی میں خرچ ہو - مستحقین حادثۂ ۱۱ - اگست کیلیے دو سو روپیہ ماہوار اعانت کی ضرورت ہے' اور بہت سے بچوں کی تعلیم و تربیت کے مصارف اسکے علاوہ ہیں - پس یہی مناسب طریق کار ہے کہ اس روپیہ کو بالکل محفوظ رکھا جاے اور صرف اسکی آمدنی سے کانپور کے مصیبت زدگان کی ماہوار اعانت ہو -

اسطرح ایک کافی رقم سے گویا قومی بیت المال کی بھی تاسیس ہوجائیگی' اور روپیہ ہمیشہ جمع رہیگا ہوتا -

پس میں تو اس راے پر بالکل مطمئن ہوں اور چاہتا ہوں کہ بعض متعمدین کانپور و لکھنو کی ایک کمیٹی بطور ٹرسٹیوں کے منتخب ہوجاے تاکہ صرف مسٹر مظہر الحق کی شخصی ذمہ داری باقی نہ رہے -

الہلال کی فہرست زر اعانہ کی کل رقم ۲۷۷۸ روپیہ ۳ - آنہ ہے - مولوی شمس الہدی صاحب نے بانکی پور سے پندرہ روپیہ بعد کو بھیجے تھے جو درج نہیں ہوے تھے - اسکے اضافہ کے بعد ۲۷۹۳ - تین آنہ ہوے -

ایک ریشمی اچکن جو پٹنہ سے ایک بزرگ نے بھیجی تھی باقی ہے - اسے فروخت کردیا جائیگا -

اس میزان میں پانچ سو روپیہ مسجد مچھلی بازار کے جلسے کے شامل نہیں ہیں جنکے اعلان سے فہرست کھولی گئی تھی - کیونکہ وہاں جسقدر روپیہ جمع ہوا ' میرے آنے کے بعد براہ راست بھیجدیا گیا -

اب ہم یہ تمام روپیہ مسٹر مظہر الحق کو بھیجدینے ہیں -

ضعفا ؤ مولفة القلوب ' اور بہت سے منافقین و مفسدین بھي شامل ہوگئے : واذا لقو الذین آمنوا ' قالو آمنا ' واذا خلوا الی شیاطینهم ' قالوا انا معکم ' انما نحن مستهزؤن - اور بظاہر ایک ایسي حالت شروع ہوگئي جو خاموشي و افسردگي کا یقین دلانے لگي - بس اسي وقت کا انتظار کیا جا رہا تھا ' چونکہ وہ آگیا ' اسلیے اب اصلي ارادے اور منصوبے ظاہر ہونا شروع ہوگئے ہیں ' جنکے اولین تجربے کي قسط زمیندار پریس کا خاتمہ ہے اور آنے والے واقعات ابھي غفلت مزید کے منتظر ہیں : وما تخفي صدورهم اکبر ' قد بینا لکم الایات ان کنتم تعقلون ( ۳ : ۱۱۴ )

اصول کي محبت فروعات کے مناقشات سے بالا تر ہے ' اور حقیقت کے سوال کے سامنے اشخاص و مخصوص حالات کي بحث باقي نہیں رہتي - پس اس وقت ہمارے سامنے زمیندار نامي اخبار کي محض ضبطي کا سوال نہیں ہے جسکا مالک و ایڈیٹر ایک شخص خاص ہے اور جسمیں بہت سے لوگ مضامین لکھتے تھے ' بلکہ یہ ایک حق و قانون ' اور عدالة و حریت کا مسئلہ ہے ' اور اُن واقعات و حوادث کا جو اسکی تہہ میں پوشیدہ ہیں - میرے دوستوں کو معلوم ہے کہ میں شخصاً زمیندار کي بہت سي کمزوریوں سے نہ صرف شاکي بلکہ واقعي طور پر متالم و متاذي تھا - میں اسکے طرز تحریر و انشاء مضامین کو پسند نہیں کرتا تھا - مجھے اسمیں بہت زیادہ عامیت اور سوقیت نظر آتي تھي - اسمیں عوام کے مذاق کو بہت زیادہ دخل تھا اور حقیقت کبھي کبھي اسکے استیلاء سے دب بھي جاتي تھي - اشخاص کي بحث کے انہماک کو میں پسند نہیں کرتا ' اور چاہتا ہوں کہ ہر شخص نکتہ چیني و احتساب کي بنیاد صرف اصول کے وعظ پر رکھے ' اور اسکے ضمن میں اگر اشخاص کي بحث ناگزیر ہو تو مضائقہ نہیں ' لیکن زمیندار میں اشخاص کا مسئلہ حد اعتدال سے گذر گیا تھا ' اور بسا اوقات جس عامیانہ و سوقیانہ انداز میں داد ظرافت دي جاتي تھي ' اس سے اخبار بین پبلک کے مذاق کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا -

معہذا بعض اہم مسائل کے متعلق اسکي غلطیاں بھي سدبد نہیں - مسئلۂ کانپور کے فیصلے پر جس طرح اس نے خوشي ظاہر کي اور جو مضامین لکھے ' انھوں نے فیصلہ کي صورت اصلي کے خلاف ایک دوسري صورت لوگوں کے ذہن میں پیدا کر دي -

اسکے مقامي اور معاصرانہ نزاعات بھي ہمیشہ مجھے دکھ پہنچاتے رہے -

تاہم اس سے کوئي شخص انکار نہیں کرسکتا کہ اسکي نیکیاں اسکي غلطیوں سے زیادہ نہیں ' اور اسکا فائدہ اُن بعض نقصانات سے بہت عظیم و اہم تھا ' جو اسکي غلطیوں اور کمزوریوں سے پیدا ہوسکتے ہیں - اگر اسکي نسبت کہا جاے کہ : خلطوا عملاً صالحا و اخر سئیا - تو اسکے پاس اسقدر ذخیرۂ حسنات بھي موجود ہے جو اسکے کفارے کیلیے کافي ہوسکتا ہے :

انما الحسنات یذهبن السئیات ! | اور نیکیاں برائیوں کو محو کر دیتي ہیں -

روزانہ زمیندار کي اشاعت سے پہلے اخبار بیني صرف طبقۂ خواص میں محدود تھي ' اور عام بیداري و احساس کے پیدا ہونے میں یہ ایک ایسا مانع عظیم تھا ' جسکي وجہ سے کوئي تحریک اور کوئي آواز عام قوت و اثر پیدا نہیں کرسکتي تھي - جنگ طرابلس نے قوم کے تمام طبقات کو خبروں کا شائق بنایا ' اور زمیندار کي عام مقبولیت شروع ہوگئي - اسکي اشاعت بیس بیس ہزار روزانہ تک پہنچي ' اور اسکي ارزاني اور عام فہم ہونے نے اسے عام دکانداروں اور بازار کے بیٹھنے والوں تک پہنچادیا - ہر شخص جو اردو عبارت پڑھسکتا ہے ' علے الصباح اس طرح زمیندار کا خواہشمند ہوتا تھا ' گویا یورپ اور امریکہ کا ایک تعلیم یافتہ عادتاً صبح کے وقت مطالعہ اخبار کیلیے بیقرار ہے - اس نے گو ابتدا میں ہندوستان کے معاملات کے متعلق کچھہ نہ لکھا اور مسلمانوں کي سیاسي حالت پر بھي کوئي توجہ نہ کي ' تاہم اس نے جن جن معاملات کو لکھا ' ازادي اور جرأت کے ساتھہ لکھا ' اور اپنے پڑھنے والوں میں یقیناً زندگي کي ایک روح پیدا کردي -

اسکے بعد حالات میں مزید تغیرات ہوے اور زمیندار نے بیرون ہند کے اسلامي مسائل کے علاوہ ہندوستان کے سیاسي مسائل کے متعلق بھي لکھنا شروع کیا - گو اس سے بے اعتدالیاں ہوئي ہوں لیکن اسمیں شک نہیں کہ اصولاً اس نے ہمیشہ آزادي کے ساتھہ اظہار خیال کي سعي کي -

وہ روزانہ تھا اور متفرق فروخت ہوتا تھا - ایک پیسہ یا دو پیسہ دیکر ہر شخص اسے خرید لے سکتا تھا - گذشتہ دو سال کے تغیرات و حالات نے خود بخود اسے مقبول عام بنا دیا تھا ' قوم کے ہر طبقہ میں روزانہ پڑھا جاتا تھا - ان تمام اسباب کي وجہ سے وہ ایک بہت بڑي قوت تھي جو حسن اتفاق سے پیدا ہوگئي تھي ' اور ایک ایسا وسیلۂ وحید تھا جسکے ذریعہ ہر روز ہزاروں مسلمانوں کے اندر بیک وقت زندگي پیدا کي جاسکتي تھي - اس قسم کے وسائل ہر وقت حاصل نہیں ہوسکتے ' اور نہ تغیرات و حوادث کا موسم ہمیشہ رہا کرتا ہے -

بس " زمیندار " کا بند ہونا في الحقیقت مسلمانان ہند کیلیے ایک عظیم ترین ضائعات ملیہ میں سے ہے ' اور تمام قوم عند اللہ اس غفلت کیلیے جوابدہ ہے جس نے حریف قوي پنجہ کو ایسا کرنے کي فرصت دي ' اور پھر اسکے لیے بالکل خاموش اور مردوں کي سي بے حسي گوارا کرلي -

وقت نازک اور موسم مخالف ہے - غفلت کے جھونکے چلنے لگے ہیں ' اور جھنجھوڑنے والے ہاتھہ بے حرکت سے ہوگئے ہیں - حریف قوي و ساطر ' مقابل فریب خوردہ ' دسائس و مطامع دلفریب ' اور ایمان کي آزمایش امتحان طلب ہے - سفر صرف ابھي شروع ہي ہوا ہے ' اور تجربے کے راہ راہ سے مسافر تہي دست ہیں - پھر کہ قدرت کي بخشي ہوئي ایک ہی فرصت ہشیاري ضائع کردي جاے ' پھر کہ وہ ' جو برسوں کي جگہ مہینوں میں حاصل ہوا تھا ' پھر غفلت و سرشاري پر قربان کردیا جاے - فالحذر ! الحذر ! الحذر ایہا المسلمون الغافلون ! ولا تکونوا کالذین قالوا سمعنا و ہم لا یسمعون ! !

همــه انــدرز من بتــو اینست
که تو طفلي و خانه رنگین ست !

پھر کوئي ہے جو اس غفلت موت آور ' اس سرشاري مسموم ' اس سکون ممات ' اور اس عمل السحر باطــل کے پردے کو چاک کردے ؟ فاین شرف الاسلام و این مجد المسلمین ؟ هل فقد المسلمون کل ذالک ؟ ام علی قلوب اقفالها ؟

بــال بکشا و صفیر از شجر طــوبی زن
حیف باشد چو تو مرغے که اسیر قفسی !

آج ڈیڑھــہ سال کا زمانہ گــذر گیا کہ میں تمہارے سامنے ہوں - میں نے ہمیشہ اپني فــریادیں بلند کي ہیں ' اور ہمیشہ وہ سب

# انا للہ و انا الیہ راجعون ! !

اللہ اللہ ایہا المسلمون ! ہل بعد ہذ الذل تسکتون ؟

# ابلغکم رسالۃ ربي و انا لکم ناصح امین!

اے لوگو ! میں تمہیں اپنے پروردگار کا حکم سناتا ہوں اور یقین کرو کہ میں تمہارے لیے ایک دیانت دار ناصح ہوں - میں کبھی اعلان حق میں خیانت نہ کرونگا - ( ۷ : ۶۸ )

زمیندار پریس لاہور سے دو ہزار روپیہ کی ضمانت لی گئی تھی - اسکے بعد دس ہزار کی طلب کی گئی - اب وہ دس ہزار بھی ضبط کرلیے گئے اور پریس کا تمام سامان اور مشینیں بھی ' جنکی قیمت کا پندرہ ہزار تک تخمینہ کیا گیا ہے - بنیاد چند مضامین قرار دیے گئے ہیں جو اجودھیا کے واقعۂ عید اضحی پر نکلے تھے ' اور ایک مضمون مسٹر ظفر علی خان کا جو انہوں نے لندن سے لکھکر بھیجا تھا - ہندوستان کی فیاض و عادل گورنمنٹوں کی یہ انصاف پروری ہے کہ وہ پریس ایکٹ کے احکام نافذ کرتے ہوئے کبھی کبھی جرم کی نوعیت سے بھی مجرموں کو مطلع کردیتی ہیں ' ورنہ سچ یہ ہے کہ "حق و آزادی" کے دو قدرتی جرموں کی موجودگی کے بعد اور کسی جرم کے قرار دینے کی ضرورت ہی کیا ہے ؟

وجودک ذنب ' لا یقاس بہ ذنب

پھر آج ہمالہ کے اس جانب بسنے والوں میں سے کون ہے جو مجرم نہیں ہے ؟

ملکوں اور قوموں کی تاریخوں میں ایک وقت آتا ہے جبکہ انسانوں جیسے زندگی کی خواہش معصیت ہوجاتی ہے ' اور زندہ رہنے سے بڑھکر اور کوئی جرم نہیں ہوتا -

جبکہ اونچی اونچی دیواروں اور آہنی دروازوں کی آبادی بڑھجاتی ہے اور آہن گری صنعت کی سب سے زیادہ مانگ ہوتی ہے - جبکہ درختوں کی ٹہنیوں میں رسیاں لٹکائی جاتی ہیں ' اور جبکہ لکڑی کے تختے بنائے جاتے ہیں تا کہ ان پر مردان امم کھڑے ہوں - یہ وقت آتا ہے اور انقلاب امم کے ایک قدرتی قانون کے ماتحت گذر جاتا ہے ' اور پھر بربادی و ہلاکت کا ہر وہ بیج جو زمین میں ڈالا گیا تھا ' نئے موسم کے شروع ہوتے ہی زندگی اور حیات دائم و دائم کا پھل پیدا کر دیتا ہے !

ہندوستان بھی ایک ملک ہے جہاں قومیں بستی ہیں اور وہ سب کچھہ اپنے اندر رکھتی ہیں ' جو انسانوں کے دلوں کے اندر ہوتا ہے - یہاں بھی انسان ہیں جنکو زندگی محبوب اور زندگی کی قوت مطلوب ہے - یہاں کے بسنے والوں کے پہلو میں بھی دل ہے ' جو عزت کا خواہاں اور ذلت سے نفور ہے - یہاں کے رہنے والے بھی اس متاع عزیز ' اس جنس گرامی ' اور اس شاہد محبوب حق و حریت کے عشق کا حق رکھتے ہیں ' جسکو اس آسمان کے نیچے ہر آدم کے فرزند نے چاہا ہے اور اسکے جمال مقدس کی ہواداری میں اپنی قیمتی سے قیمتی چیزوں کی بھی قربانی کردی ہے - پس کوئی وجہ نہیں کہ جو کچھہ ہر جگہ ہوا ہے ' اور جسکو انسانوں کی جماعتوں نے ہر جگہ جھیلا ہے ' اس سے ہندوستان مستثنی کردیا جائے ؟ کیا سبب ہے کہ سفر حیات ملی و فلاح ملکی کی قدرتی منزلوں سے گذرے بغیر وہ وہاں پہنچ جائے جہاں پہنچنے کیلیے ہمیشہ سے یکساں شرطیں قوموں کے سامنے پیش کی گئی ہیں ؟

پھر اگر یہ سب کچھہ سچ ہے تو ابھی تو ان باتوں کا وقت نہیں آیا - کیا ہے جو ابتک ہوا ہے ' اور کونسی منزل ہے جہاں سے کاروان ہند کو گذر جانے کا فخر حاصل ہے ؟ اگر نظر بلندی پر ہے تو سامنے کی گری ہوئی چیزوں کو کیوں دیکھو ؟ میں نے ہمیشہ تم سے سچ کہا ہے اور آج بھی میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ جو کچھہ کہ ہوا اور ہو رہا ہے ' یقین کرو کہ اسکے مقابلے میں بہت ہی حقیر و معمولی ہے جو کچھہ کہ ہونا چاہیے ' اور جو کہ اپنے وقت پر ہوگا - لیکن : و ان ادری اقرب ام بعید ما توعدون !

تاریخ کی زبان کو کوئی بند نہیں کر سکتا ' اور وہ جو سبق دیتی ہے وہ صرف ایک ہی قسم کا ہے - دنیا میں بہت سی حقیقتیں ایسی ہیں جنکو انسان جانتا ہے اور ان پر یقین رکھنے کیلیے مجبور ہوتا ہے ' تاہم ایسی صداؤں کو سننا پسند نہیں کرتا ' اور چاہتا ہے کہ لوگوں کی زبانوں سے نہ نکلیں - لیکن وقت آتا ہے جب وہ سننے پر مجبور ہوتا ہے ' اور زبان سے اٹھی ہوئی صدائیں نہیں بلکہ واقعات کے اجتماع و ہجوم سے پیدا شدہ طاقتیں اسکے کانوں کو کھولکر بجلی کی کڑک اور بادل کی گرج کی طرح سب کچھہ سنادیتی ہیں : فہل ینظرون الا سنۃ الاولین ؟ فلن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ' ولن تجد لسنت اللہ تحویلا ( ۳۵ : ۴۱ )

تعجب ہمیشہ اس واقعہ پر ہوتا ہے جو نادر و غریب ہو ' اور شکایت ہمیشہ اس سے ہوتی ہے جس سے توقع ہو - مجھکو نہ تو اس واقعہ پر تعجب ہوا اور نہ شکایت پیدا ہوئی - میرے سامنے تاریخ ہے اور قوموں کی سرگذشتیں ہیں - مجھے معلوم ہے طاقت نے ہمیشہ غرور کیا ہے ' اور حکومتوں نے ہمیشہ حق و صداقت کے سائلوں کو ایسا ہی جواب دیا ہے - میں روز اول ہی سے جانتا تھا کہ یہ سب کچھہ یکے بعد دیگرے ہونے والا ہے ' اور وقت اور موسم کے تغیر کا انتظام کیا جا رہا ہے - جنگ طرابلس کے بعد ہی بلقان کا ماتم شروع ہوا ' اور وہ ابھی جاری ہی تھا کہ مسجد کانپور کے واقعہ نے حیات ملی و حس تملت کی بخشش سے تمام قوم کو مالا مال کردیا - پس ضرور تھا کہ تغافل سے کام لیا جائے ' اور ایک شاطرانہ حکمت بھی کہ رفق و مدارا سے وقت کی طاقت کو ضعیف کردیا جائے - پس اسکے لیے تمام سروسامان مہیا کیا گیا ' کہا گیا کہ ہم نرمی کرتے ہیں ' ہمارے ساتھہ بھی نرمی کی جائے - وذرا لوندہن فیدہنون ! جبکہ کوششیں کارگر ہوگئیں تو بہت

## ۲۲ صفر سنہ ۱۳۳۲

# فاتحة السنة الثالثة

## المجلد الرابع

### ( ۲ )

انسان کی ساری مصیبت اس میں ہے کہ وہ جن چیزوں کو تمام عمر دیکھتا اور جانتا ہے ، کبھی انپر غور و فکر نہیں کرتا ، پر ہمیشہ اُن چیزوں کی تلاش میں رہتا ہے جنھیں وہ نہیں جانتا ، حالانکہ اگر وہ فکر زیادہ اور تلاش کم کرے تو یہ بہتر ہے اس سے کہ تلاش لا حاصل ہو اور حقیقت سے جہل - وللہ در الشاعر :

ہر کس نہ شناسندۂ راز ست وگرنہ
اینہا ہمہ راز ست کہ معلوم عوام است

قرآن کریم بھی یہی کہتا ہے :

وكاين من آية في السماوات والارض يمرون عليها وهم عنها معرضون (۱۲ : ۱۰۵)

" آسمان و زمین میں حکمت الٰہی کی کتنی ہی نشانیاں ہیں جن پر سے لوگ بے سوچے گزر جاتے ہیں پر افسوس کہ غور نہیں کرتے ! "

قرآن کریم بار بار اسی لیے بارش اور زمین کی حیات نباتی پر توجہ دلاتا ہے کہ گو یہ سامنے کی باتیں ہیں جنھیں ہر انسان دیکھتا اور کرتا ہے ، لیکن انکے اندر حکمت الٰہیہ کے جو عجائب و مواعظ پوشیدہ ہیں ، انپر کوئی غور نہیں کرتا -

صرف اسی ایک بات پر غور کرو کہ قدرت الٰہی کی یہ کیسی نصرت اور فیضان فطرۃ کی یہ کیسی فیاضی ہے ؟ کس بے چارگی اور بیکسی کے عالم میں تم زمین سے اپنا معاملہ شروع کرتے ہو اور کس طرح مجبور و بے بس ہوتے ہو جب اپنی دولت تخم اسکے حوالے کر دیتے ہو ؟ کون کہہ سکتا ہے کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا اور یہ جو محنت کی جا رہی ہے ، کن نتائج سے دو چار ہوگی ؟ لیکن جب نصرت الٰہی موفق ہوتی ہے اور دانے بار آور ہوکر اُٹھتے ہیں ، تو نتائج اعمال کا کیسا عجیب منظر تمہارے سامنے ہوتا ہے ؟ کس کی حکمت ہوتی ہے جو ایک سیاہ اور خشک دانے سے سرسبز و ثمر دار شاخیں پیدا کر دیتی ہے ؟ اور یہ کس کا کاروبار ہے جو ایک خشک دانہ لیتا ہے پر اسکے معاوضے میں ہزاروں تر و تازہ دانے واپس کردیتا ہے ؟ پھر کون ہے جو مضطر دلوں کی پکار کو سنتا ، اور مضطرب ہاتھوں سے پھینکے ہوے دانوں پر اپنی قبولیت کی مخفی چادر ڈالدیتا ہے ، اور اس طرح ان میں سے ہر چھوٹے سے چھوٹے دانے کی پرورش کرتا ہے کہ کل کو وہی بڑے سے بڑا درخت بنکر حیرت افزاے انظار و افکار ہوجاتا ہے ؟

امن خلق السماوات والارض وانزل لكم من السماء ماء فانبتنا به حدائق ذات بهجة ما كان لكم ان تنبتوا شجرها ، االه مع الله ؟ بل هم قوم يعدلون ( ۲۷ : ۶۱ )

کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے تمہارے لیے پانی برسایا ، پھر اُس کی آبیاری سے ( کیسے کیسے ) حسین و شاداب باغ و چمن پیدا ہوگئے ، حالانکہ تم انسانوں کی قوت سے بالکل باہر تھا کہ اُن کے درختوں کو نشو و نما دیتے ؟ کیا اللہ کے سوا اور بھی کوئی ہے ؟ ہرگز نہیں !

### ( قوت الٰہی اور عمل شیطانی کے دو بیج )

یہی تمثیل انسان کی زندگی اور اسکے کاروبار کی ہے کہ : انما مثل الحیاة الدنیا کماء انزلناه من السماء - حیات دنیوی کی مثال بارش کے پانی کی سی ہے جو زمین پر گرتا ہے - پھر بہت سے بیج اس سے زندگی حاصل کرتے ہیں اور بہت سے ضائع جاتے ہیں - ایک مشہور حدیث نبوی ہے کہ : الدنیا مزرعة الاخرة - دنیا آخرت کیلیے مثل ایک کھیتی کے ہے ، جسمیں آج دانے بوے جاتے ہیں اور کل کو اسکی فصل کاٹی جائیگی - دراصل یہ ایک اشارۂ لطیف ہے مکافات عمل کے قانون طبیعی کی طرف کہ فطرۃ کے ساتھ جو کچھ کیا جاتا ہے ، ویسا ہی جواب اسکی طرف سے ملتا ہے ! وقال فی المثنوی المعنوی :

از مکافات عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

یاد رکھو کہ انسانی کاروبار کے وہ تمام اعلانات جو حق و صداقت سے خالی ہوں ، شیطان کے ہاتھ سے ڈالے ہوے بیج ہیں ، جو اسلیے انسانوں کے اندر سے کام کرتا ہے تاکہ ضلالت اور گمراہی کا پھل پیدا کرے - مگر دنیا میں گمراہی کا پھل تو پیدا ہوسکتا ہے پر اسکی جڑ کبھی بھی مستحکم نہیں ہوسکتی ، اور یہ یقینی ہے کہ شیطانی تخم ، [illegible] کی عظیم الشان مادی طاقتوں کے بالاخر نشو و نماء الٰہی سے محروم رہے :

ومن يتخذ الشيطان وليا من دون الله فقد خسر خسرانا مبينا - يعدهم ويمنيهم وما يعدهم الشيطان الا غرورا ( ۴ : ۱۱۹ )

اور جو شخص صداقت الٰہی کو چھوڑ کر شیطان سے اپنا رشتہ پیدا کریگا تو یاد رکھو کہ وہ صریح نامرادی و ناکامی میں آگیا - شیطان ان سے کامیابی کے وعدے کرتا اور امیدیں دلاتا ہے لیکن شیطان کا وعدہ تو دھوکا ہی دھوکا ہے !

پس دنیا فی الحقیقت ایک زراعت گاہ ہے ، اور انسان کے اعمال اور ارادے مثل اُن تخم کے ہیں جو بار آور ہونے کیلیے اسمیں ڈالے جاتے ہیں - پھر دیکھو کہ ان میں ایک تخم تو عمل باطل و ضلالت کا ہوتا ہے جو صداقت الٰہی کی روح القدس سے خالی ہوتا ہے - انسان بڑے بڑے ارادوں کے ساتھ اسے بوتا ہے ، اور تمام انسانی تدبیریں عمل میں لائی جاتی ہیں تاکہ کامیابی و فتح یابی کا پھل لاے - اسباب و وسائل دنیویہ میں سے ہر چیز اسکے لیے مہیا ہوتی ہے ، اور انسان اور انسانی قوتیں جس قدر بھی انتہائی سعی و کوشش کرسکتی ہیں ، اسکے لیے کرنے میں قصور نہیں کرتیں - تاہم اسکی مثال اس بد نصیب دانے کی سی ہوتی ہے جس کو دہقان مغرور نے بڑے بڑے دعووں کے ساتھ زمین میں ڈالا ، پر نہ تو زمین نے اُسے قبول کیا کہ اپنی آغوش میں لے ، اور نہ آسمان کی بخشش اسپر مہربان ہوئی کہ اُسکی آبیاری کرے - ہر کوشش جو اُسکے لیے کی گئی مردود ہوئی ، اور ہر محنت جو اُسکے لیے برداشت کی گئی بے نتیجہ نکلی - کیونکہ اُس نے چاہا کہ وہ حق و ایمان کا کاروبار کرنے والوں کی طرح کاروبار کرے ، پر نہ تو اُس نے حق کو چاہا اور نہ حق ہی نے اسکے رشتے کو قبول کیا - پھر وہ ، جو حق کو دوست رکھتا اور باطل کو پیار نہیں کرتا ، کیسے ممکن ہے کہ باطل

کچھہ تم کو بتلا دینا چاھا ھے جو میرے دل نے مجھے بتلایا ھے - میں تم سے سچ سچ کہتا ھوں کہ میں نے کبھی بھی حق کے کہنے میں تامل نہیں کیا ' اور کبھی بھی میرا نفس اپنے فوائد اور اپنی ذاتی تحفظ کے مطامع دکھلا کر مجھے رام نہ کرسکا - میرے آگے دنیوی عزت کے حصول اور دولت و جاہ سے مالا مال ھونے کی بہت سی راھیں آئیں ' اور اگر میں صرف تھوڑی سی غیر محسوس تبدیلی بھی اپنی روش میں کردیتا ' تو حق پرستی کے دعوؤں کو باقی رکھکر بھی دنیا حاصل کرسکتا تھا - پر خدا نے میرے دل کو ھمیشہ اپنی قدوس انگلیوں میں اس طرح رکھا کہ چند لمحوں کے فانی تزلزل کو مستثنی کردینے کے بعد ' میں اُسکے تخت جلال و عظمت کی قسم کھا سکتا ھوں کہ میں نے کبھی اپنے ذاتی فائدہ کیلیے اپنی روش سے ایک رائی برابر بھی اعراض کرنا پسند نہیں کیا - اور میرے دل کے سچے ناز اور جائز فخر کے لیے یہ بس کرتا ھے کہ مجھے حق کی راستبازانہ پرستش کی توفیق ملی -

میں نے کبھی نصیحت کرنے میں خیانت نہ کی اور آئندہ کی مادی عقوبتوں کا تصور میرے لیے کبھی بھی مہیب نہیں ھوا - میں نے اکثر وقت سے پہلے غفلت کو دور کرنا چاھا ' اور اکثر عین وقت پر بیدار کرنے کی کوشش کی - آج بھی میں حالت کو دیکھہ رھا ھوں ' اور خاموشی کو گناہ اور اعراض کو کفر سمجھتا ھوں ' کیونکہ نتائج قریب اور آنے والا وقت موجودہ سے زیادہ آزمایش طلب ھے - میں آج پھر اپنی صدا بلند کرتا ھوں ' اور ھر شخص کو جو ملت کا درد ' زندگی کی خواھش ' اور حاصل کردہ متاع کے ضائع نہونے کا خواھشمند ھے ' اپنے دل کے درد اور دکھہ کی آواز میں دعوت دیتا ھوں کہ غفلت و سرشاری کا اور زیادہ یقین نہ دلائیں ' اور اس موقعہ پر " زمیندار " کے مسئلہ کو موجودہ تحریک کے قیام کے حقیقی مسائل میں سے سمجھیں - اُس زبان و قوت سے جو خدانے دی ھے حیف ھے اگر آج کام نہ لیا جاے - بعض لوگ جو خاموش ھیں اور افسردگی کو گہرا اور پائدار کرنے میں شریک ھو رھے ھیں ' انکی جانب نہ دیکھو کہ انکا ایمان اتنی ھی قیمت رکھتا تھا جو انھیں ملگئی ' اور وہ اسپر قانع ھیں - یہ کوئی وفاداری اور غیر وفاداری کا سوال نہیں ھے - یہ باغیانہ ایجی ٹیشن یا شورش صحفی کا مسئلہ نہیں ھے - یہ محض ایک قانونی مسئلہ ' ایک جابرانہ قانون کا نفاذ و عمل ' اور بعض گورنمنٹوں کے نا عاقبت اندیشانہ اقدامات کے خلاف قوت حق و عدل کے ساتھہ احتجاج کرنا ھے اور بس -

~~~~~~~~~~

میں جانتا ھوں کہ وقت اور موسم میں ایک سطحی تبدیلی ھوئی ھے ' اور فتنۂ وقت نے بظاھر کامیابی سی حاصل کرلی ھے - اخبارات خاموش کیے گئے ھیں ' اور بعض مدعیان حریت کو بھی سمجھا دیا گیا ھے کہ انکے لیے خاموشی ھی میں امن ھے - پس ایسی حالت میں جو شخص عام پبلک کے اصلی خیالات کی ترجمانی کریگا ' اور حق و قانون کی عزت کیلیے قلم و زبان سے کام لیگا ' اسکی نسبت کہا جایگا کہ یہی ایک تنہا شخص ھے جو ایجی ٹیشن کے فرضی عفریت کو دوبارہ دعوت دے رھا ھے -

تاھم باوجود اس علم کے میں اپنے اندر باطل اندیشی کی ایسی قوت نہیں پاتا کہ دیکھوں اور چپ رھوں ' اور جو کچھہ کہ لاکھوں دلوں کے اندر ھے ' اسکو اپنی زبان و قلم پر جگہ نہ دوں - وہ سکون و امن جو مسئلۂ کانپور کے بعد شروع ھوگیا تھا ' اسی کا یہ غلط فائدہ ھے جو اٹھایا جا رھا ھے ' اور جو لوگ امن کے بعد پھر تشدد کا بیج بوتے ھیں ' اسکے پھل کی کڑواھٹ سے انھیں منھہ نہیں بنانا چاھیے - آج علی الاعلان میری پکار ھے کہ اگر مسلمان اپنی زندگی کے زاروں سے ھاتھہ نہیں دھو چکے ' تو انھیں چاھیے کہ زمیندار کے مسئلہ کے متعلق پوری قوت ' پورے اتحاد ' سچے جوش ' مگر باقاعدہ و با امن طریقہ سے اپنی صدائیں بلند کریں ' اور اُس وقت تک دم نہ لیں جب تک کہ اس ضبطی کے حکم پر نظر ثانی نہ کی جاے -

ساتھہ ھی پریس ایکٹ کے بے امان حملوں سے دفاع کیلیے بھی ھندو مسلمانوں کو متحدہ کوشش کرنی چاھیے ورنہ یاد رھے کہ ملک کی سیاسی ترقی کا مسئلہ سالہا سال کیلیے صرف اس ایک ایکٹ کے نتائج قاھرہ کی بدولت رھجائیگا -

~~~~~~~~~~

آخر میں گورنمنٹ کے متعلق صرف اسقدر کہدینا کافی ھوگا کہ مسئلۂ کانپور کے بعد عام طور پر ایک خاموشی سی شروع ھوگئی تھی ' اور بعض الہام سرایان حکومت لوگوں کو نصیحتیں کرتے تھے کہ وہ گورنمنٹ کے ساتھہ نرمی کریں ' تا کہ وہ بھی نرمی کرسکے - لیکن زمیندار پریس کی ضبطی کا واقعہ وہ پہلا قدم ھے جو سکون کے بعد بے چینی پیدا کرنے کیلیے اٹھایا گیا ھے : ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحها - اگر پنجاب گورنمنٹ کو اس تشدد کیلیے چھوڑ دیا گیا اور اس میں مداخلت نہ کی گئی ' تو پھر پبلک کی بے چینی کی پوری ذمہ داری خود گورنمنٹ ھی پر ھوگی -

گورنمنٹ دنیا کی تاریخ اور قوموں اور ملکوں کے تغیرات کے قدرتی اصولوں سے کیوں غافل ھو رھی ھے ؟ کیا وہ نہیں جانتی کہ اس تشدد کو جتنے زور سے دبا یا جائیگا ' اتنا ھی وہ اور قوت سے اچھلیگا ؟ چشمے کا پانی زمین کے اندر سے پھوٹ کر باھر اور اُبلتا ھے ' اور آگ کے بجھانے کیلیے پانی کی ضرورت ھوتی ھے نہ کہ تیل کی - دلوں کا طوفان صرف کسی اخبار کے دفتر ھی میں نہیں ھے جسکے بند کر دینے کے بعد مطلع صاف ھو جائیگا ' اور حق اور حق کی پیدا کی ھوئی زندگی چند پریسوں کے بند کر دینے کے بعد مر جا سکتی ھے تو بہتر ھے کہ اسکا بھی تجربہ ھو جاے - قمرۂ شب کے جلنے جانے کے بعد اتنی حب نہیں ھو گئی تھی :

اولم يسيروا في الارض فينظروا كيف كان عاقبة الذين من قبلهم و كانوا اشد منهم قوة ' و ما كان الله ليعجزه من شي في السماوات و لا في الارض ' انه كان عليما قديرا - و لو يواخذ الله الناس بما كسبوا ما ترك على ظهرها من دابة ' و لكن يوخرهم الى اجل مسمى ' فاذا جاء اجلهم فان الله كان بعباده بصيرا ( ۳۵ : ۴۵ )

پھر کیا یہ غافل زمین پر چلتے پھرتے نہیں کہ گذشتہ قوموں کے حالات و آثار کا مطالعہ کریں اور سوچیں کہ اُن قوموں اور طاقتوں کو اپنی غفلت و زیادتی کا کیسا نتیجہ بھگتنا پڑا ' حالانکہ وہ قوت و تعداد میں اِن سے بھی بڑھی ھوئی تھیں ؟ یاد رکھو کہ اللہ تعالی کو ( جو حق کا حامی اور زیادتی کا انصاف کرنے والا ھے ) دنیا کی کوئی بھی طاقت عاجز نہیں کرسکتی - وہ سب کے حال سے واقف اور ھر بات کی قدرت رکھنے والا ھے - اگر وہ لوگوں کو انکے ظلم و زیادتی کے پاداش میں فوراً پکڑتا تو روے زمین پر کسی جاندار ھستی کو بھی باقی نہ چھوڑتا - لیکن یہ اسکا قانون ھے کہ وہ اپنے ھر کام کو اسباب و علل کی ترتیب و طبیعی تدریج کے ساتھہ انجام دیتا ھے ' اور اسی لیے وہ ایک وقت مقررہ تک ظالموں کو مہلت دیتا ھے - پھر جب آنے والا وقت آ پہنچیگا تو خود بخود تم انقلاب حالت کو دیکھہ لوگے - بیشک اللہ تعالی اپنے بندوں کے ھر عمل نیک و بد کو دیکھہ رھا ھے -

آخري آيت جو سورۂ توبه کے اس موقعه کي هے' جهاں " مسجد ضرار " اور بعض رؤساء منافقين کي سعي باطل کا ذکر کيا گيا هے که وہ مسلمانوں میں تفرقه ڈالنا چاهتے تهے' اور ایک مسجد بنا کر اسکے ذریعه اپنے کفر مخفي کا کاروبار شروع کرنا چاهتے تهے - خدا نے آنحضرت صلی الله علیه و سلم کو وهاں تشریف لیجانے سے روکا که " لا تقم فيه ابدا " اُن لوگوں کے ساتهه هرگز شریک نہو جنهوں نے اپنے کاموں کي بنا دعوۃ باطله پر رکهي هے !

پهر اسکے بعد یه آیت هے جسمیں ایک سوال کے طور پر اس حقیقت کو واضح کیا هے که کامیابي و فتح مندي صرف اسي عمل و دعوۃ کیلیے هوسکتي هے جسکي بنا مرضات الهیه پر رکهي گئي هو - اسکي بنیاد ایسي محکم هوگي ' گویا پہاڑ کي کسي چٹان پر رکهي گئي هے' اور خدا اپني نصرت کي مدد سے اس بنیاد کے اغاز کو تکمیل کي تعمیر و رونق تک پہنچادیگا - لیکن جو کام که رضاء الهي اور حق و صدق سے خالي هے ' اسکي مثال اس بنیاد کي سي هے جو کسي غار کے کنارے پر رکهي گئي هو اور اسکي زمین بهي بالکل کهوکهلي هو - خواه معمار کتني هي محنت و جانفشاني اور صرف قوت و وقت کریگا ' لیکن کبهي بهي وهاں بنیاد قائم نہوگي ' اور اگر چند اینٹیں کهڑي هو بهي گئیں تو معاً غار کے اندر گر پڑینگي اور اپنے ساتهه اپنے بنانے والوں کو بهي لے جائینگي -

چنانچه ایسا هي هوا اور مسجد ضرار کا فتنه ذرا بهي کامیابي حاصل نه کرسکا : لا يزال بنيانهم الذي بنوا ' ريبة في قلوبهم ' الا ان تقطع قلوبهم ' و الله عليم حكيم ( ۹ : ۱۱۱ )

ذلك بان الله مولى الذين آمنوا ' و ان الكافرين لا مولى لهم ( ۴۷ : ۱۱ )

" ایسا هونا اس قانون الهي کي بنا پر هے که ارباب ایمان و حق کا سرپرست تو خدا تعالی هے ' اور وہ جو باطل پرستي و ضلالت کے داعي هیں ' انکا کوئي مدد گار نهیں جو انکے کاموں کي مدد کرے "

( کلمه خبیثه و کلمه طیبه )

پس در حقیقت حق و باطل کے دو بیج هیں جو همیشه اس دنیا میں بوئے جاتے هیں - ان میں ایک بیج ضلالت عالم و فساد في الارض کا هوتا هے ' اسلیے وہ شیطان کے هاتهوں سے ڈالا هوا بیج هے' اور اُسیکا قائم کیا هوا کلمۂ خبیثه و باطله - وہ انسانوں کے اندر سے اپنا کار و بار زراعت شروع کرتا هے' اور چاهتا هے که بہت جلد گمراهي کے پهل سے عالم کو معمور کردے - پر اسکي پہچان یه هے که هر ایسا تخم ابلیسي ضرور هے که خدا کي مدد اور نصرت سے محروم رهے' اور اسکي توفیق فرمالي کي وہ غیبي رحمتیں ( که ملائکۂ نصرت کا نزول الهي سے عبارت هے ) کبهي بهي اُسے میسر نه آئیں - اسکا حال خدا نے خود هي بتلا دیا هے :

و مثل كلمة خبيثة كشجرة خبيثة اجتثت من فوق الارض ' ما لها من قرار ( ۱۴ : ۲۶ )

" کلمۂ خبیثه کي مثال ایک درخت خبیث کي سي هے جو حق و صداقت کي قوت سے محروم هے ' اور جسکي بے ثباتي کا یه حال هے که جب چاها اُسے اُکهاڑ کر پهینک دیا - اسمیں ذرا بهي استحکام و ثبات نهیں "

اسکا بیج بار آور هوسکتا هے' پر پهل نهیں لا سکتا ' اور اکثر ایسا هوتا هے که زمین کے اندر هي اندر سڑ کر ضائع هو جاتا هے اور اُسے باهر نکلنے کي مهلت هي نهیں دي جاتي - چنانچه سورۂ بقر میں اعمال خیر و شر کي مثال دیتے هوئے فرمایا :

فمثله كمثل صفوان عليه تراب ' فاصابه وابل ' فتركه صلدا ' لا يقدرون على شي مما كسبوا ' والله لا يهدي القوم الكافرين ! ( ۲ : ۲۶۴ )

" پس اسکي مثال ایک سنگي چٹان کي سي هے جسپر تهوڑي سي مٹي جم گئي هے - زور سے پاني برسا اور اُسے بہا کر لے گیا - جو کچهه انهوں نے کیا تها ' اُس میں سے اُنهیں کچهه بهي هاتهه نه آیا اور اصل یه هے که جو لوگ فرمان الهي سے سرتابي کرکے کذب و فساد کا ساتهه دیتے هیں ' خدا انپر حق کي راه نهیں کهولتا "

یعنے وہ ذرا سي مٹي کي تهه جو کسي چٹان پر بیٹهه گئي هو' کیا هستي اور ثبات رکهتي هے ؟ پاني کا ایک هلکا ساچهینٹا بهي اُسکي موت کے لیے کافي هوتا هے جو اُسے معاً بہا کر لیجاتا هے - بعینه یهي حال دعوۃ شیطاني کے بیج کا بهي هے جو اول تو زمین میں اپنے لیے کوئي جگه پا هي نهیں سکتا ' اور پا بهي جاے تو اسپر جم کر ٹهر نهیں سکتا -

لیکن ایک اور بیج هے جو گو اُسي طرح' اور اُنهي حالتوں میں بویا جاتا هے جیسا که پهلا بیج' لیکن اسکي زندگي کا هر دور پہلے بیج سے بالکل مختلف هوتا هے - یه کلمۂ طیبه کا تخم صالح هے جسکو خدا کا دست قدوس بوتا هے' تا که اُس سے حق و ارشاد اور هدایت و سعادت انساني کا شجرۂ طیبۂ مبارکه پیدا هو' اور پهر اپني کامیابي و فتح مندي کے پهل سے اپني زمین کي گود بهر دے - اس سے مقصود وہ تمام اعمال حقه و صادقه اور اعلانات ربانیه و الهیه هیں جو خدا کي راستبازي اور عدالت کو قائم کرنے اور اعمال شیطانیه کي تاریکي و ضلالت سے بندگان الهي کو نجات دلانے کیلیے' نیت صالح اور ارادۂ صادق کے ساتهه ظهور میں آتي هیں - جنکے اندر مرضات الهیه کا عشق مخفي' اور لقاء وجه رب کا شوق مستور هوتا هے - جنکو انساني فنون کا اعتماد اور مادي ساز و سامان کا گهمنڈ ظهور میں نهیں لاتا ' بلکه محض تحریک الهي کا ایک جذبۂ ملکوتي هوتا هے جو خود هي آتا هے' اور خود هي اپنے چهرے سے نقاب اُٹهاتا هے - پس وہ ایک درخت هوتا هے جسکا بیج بهي خدا هي بوتا هے ' جسکي آبپاشي بهي اُسي کے هاتهوں سے هوتي هے' اور آخر میں اُسکا پهل بهي وهي اُتارتا هے - چونکه اُسکي زندگي خود اُسکے اندر پوشیده هوتي هے ' اسلیے وہ بغیر کسي باهر کي اعانت کے خود هي بڑهتا اور خود هي پهیلتا هے - اسکي ابتدا بهي عجیب هوتي هے اور انتہا بهي - ابتدا اس لیے که وہ اس قوت سے اُٹهتا اور بڑهتا هے که زمین کے اوپر اور آسمانوں سے آنے والي ' کوئي بهي قوت اُسکے اُٹهان کو روک نهیں سکتي - اور انتہا اسلیے که اُسکي جڑ ایسي مضبوط اور محکم هوتي هے ' گو زمین کے آخر تک اسکے ریشے پہنچ گئے هیں ' اور پہاڑ کي کسي چٹان کي طرح اُسے زمین کي سطح سے جوڑ دیا گیا هے :

الم تر كيف ضرب الله مثلاً ؟ كلمة طيبة كشجرة طيبة ' اصلها ثابت و فرعها في السماء تؤتي اكلها كل حين باذن ربها ' و يضرب الله الامثال للناس لعلهم يتذكرون - ( ۱۴ : ۲۵ )

" آیا تم نهیں دیکهتے که خدا نے کلمۂ طیبه کي کیسي عمده مثال دي هے ؟ اسکي مثال ایسي هے گویا ایک پاک و مقدس درخت - اُسکي جڑ تو زمین میں قائم و محکم اور ٹهنیاں آسمان میں پهیلي هوئیں ! اپنے پروردگار کے قانون کے مطابق وہ هر وقت پهل لاتا رهتا هے' اور الله یه مثالیں بیان کرتا هے تا که لوگ سوچیں اور غور کریں "

دیکهو ! اس آیة کریمه میں کلمۂ طیبۂ الهیه کي مثال دیتے هوے ( که في الحقیقت اس سے مقصود دعوۃ الی الحق هے ) ایک درخت کا ذکر کیا ' اور اسکا وصف یه بیان کیا که اسکي جڑ ثابت و محکم اور ٹهنیاں بلندي پر پهیلي هوئي هیں - اس سے معلوم

پرستی کے دعوؤں کے ساتھہ بھی وہی سب کچھہ کرے ' جو حاملان حــق اور حلقہ بگوشان صدق کے ساتھہ کرتا ہے ؟ افنجعل المسلمین کالمجرمین ؟ ما لکم کیف تحکمون ؟

تم میں سے کون ایسا ہے جو روشنی اور تاریکی میں تمیز نہ کرے ' اور کون ہے جو رات اور دن ' دونوں کو یکساں بتلاے ؟ ہر شخص جو حواس رکھتا اور آنکھوں سے دیکھہ سکتا ہے ' کبھی بھی روشنی اور تاریکی کی تفریق میں غلطی نہیں کر سکتا - پھر اگر ایسا ہی ہے تو سمجھہ لو کہ حق و باطل کا فیصلہ بھی ہو گیا - جب تم کہ انسان ہو ' روشنی اور تاریکی ' دونوں کے لیے ایک ہی راے نہیں رکھتے ' تو وہ جو خدا ' اور نیکیوں اور ربوبیتوں کا سرچشمہ ہے ' کیونکر حق اور باطل ' دونوں کے دعووں اور اعلانوں کو ایک ہی طرح پھولنے اور پھلنے دیسکتا ہے ؟ اگر ایسا ہو تو دنیا سے امان اٹھہ جاے ' اور انسان کی شریر روح کبھی بھی سچ کا ساتھہ نہ دے - دنیا جو خداے حق و صداقت کی ہے ' ہمیشہ کے لیے شیطان ضلالت کو نہیں بخشدی جا سکتی !

قــل هــل یستــوي الاعمی و البصیر ؟ ام هل تستــوي الظلمــات والنور ؟ ( ۱۳ : ۱۷ )

کیا ایک اندھا اور ایک دیکھنے والا ' دونوں یکساں ہیں ؟ اور کیا تاریکی اور روشنی ' دونوں ایک ہی طرح ہو سکتے ہیں ؟ کبھی نہیں !

( قانون نصرت حق و خــذلان باطل )

قرآن کریم نے اس حقیقت الہی پر جس قدر زور دیا ہے ' وہ اور کسی بیان کو نصیب نہیں ہوا - جو ارباب نظر و فکر ذوق قرآن کریم کا تدبر و تفکر کے ساتھہ مطالعہ کرتے ہیں ' میں توجہ دلاتا ہوں کہ اس حقیقت کو زیر نگاہ رکھکر اسپر نظر ڈالیں - وہ دیکھیں گے کہ یہ حقیقت اسکی تمام موعظت و تذکیر کیلیے بطور ایک اصل جلیل و اساسی کے ہے ' جس پر اسکی اکثر تمثیلیں اور بعض تمام قصص و حکایات متفرع ہوتی ہیں -

سورۂ ابراہیم میں اُن لوگوں کے اعمال باطلہ کی مثال دی جنکے دل نور ایمان و صداقت سے محروم ہیں :

اعمالہــم کرماد اشتدت بــه الــریح فی یــوم عــاصف ' لا یقــدرون مما کسبوا علی شي ' ذلك هو الضلال البعید ! ( ۱۴ : ۲۱ )

انکے اعمال باطلہ کی مثال راکھہ کے ڈھیر کی سی ہے کہ آندھی کے دن آتے ہوا نے اڑا دی - جو کچھہ محنت و مشقت انھوں نے کی ہے ' اسمیں سے کچھہ بھی انکے ہاتھہ نہیں آئیگا - یہی وہ نامرادی ہے جو انتہا درجہ کی نامرادی ہوتی ہے !

اعمال باطلہ اور ارادہ ہاے سیئۂ و مفسدہ کی ناکامی و نامرادی کی کیسی پر تاثیر مثال ہے جو اس آیۂ کریمہ میں دی گئی ہے ؟ فرمایا کہ راکھہ کے ایک ڈھیر کا تصور کرو جو کسی جگہ اکٹھی کی گئی ہو ' پھر سوچو کہ آندھیوں کے چلنے کا دن آیا اور زور سے ایک آندھی اٹھی جو اسپر سے گــذر گئی - ایسی حالت میں اُسکا کیا حشر ہوگا اور وہ قائم رہسکیگا یا نہیں ؟ ہر شخص جانتا ہے کہ اسکے جواب میں کیا کہنا چاہیے -

سورۂ نور کے پانچویں رکوع میں جہاں ہدایت الہی کی روشنی و نورانیت کے ظہور و قیام کی مشہور مثال دی ہے ' اسکے بعد ہی اعمال باطلہ و شیطانیہ کی نسبت فرمایا :

اعمالہــم کسراب بقیعــة یحسبه الظمــــآن مـاء ' حتی اذاجاءہ لــم یجدہ شیئا - ( ۲۴ : ۳۹ )

انکے اعمال باطلہ کی مثال ایسی ہے جیسے کسی چٹیل میدان میں چمکتا ہوا ریت کہ پیاسا دیکھتا ہے تو اُسے پانی سمجھتا ہے لیکن جب اسکے پاس آیا تو کچھہ بھی نہ پایا !

سورۂ رعد کے آغاز میں فرمایا کہ " له دعوة الحق " صرف اللہ ہی کیلیے حق کی دعوت ہے ' اور جو اسے چھوڑ کر باطل پرستی کے طرف جاتے ہیں ' انکی مثال یہ ہے کہ :

کباسط کفیه الی المــاء لیبلغ فاہ وما ہو ببالغه ' وما دعاء الکافرین الا فی ضلال ( ۱۳ : ۱۵ )

" جیسے ایک شخص اپنے دونوں ہاتھہ پانی کے طرف پھیلاے تا کہ پانی آپ سے آپ اُسکے منہ میں اڑ کر آ جاے حالانکہ وہ اسطرح کبھی بھی آنے والا نہیں - اور یقین کرو کہ باطل پرستوں کی پکار بھٹــکتی رہتی ہے - اسکی قبولیت کیلیے کہیں بھی قرار نہیں "

اسلیے کہ کون ہے جسے وہ پکاریں گے ؟ کون ہے جو انکی سنے گا ' کون ہے جو انکی نصرت و اعانت کیلیے اپنــا ہاتھہ بڑھائیــگا ؟ جو خداء قدوس کہ فریادوں کو سنتا ' اضطرابوں کو تسکین دیتا ' نیک ارادوں کو شرمندگی سے بچاتا ' اعلان حق کو استیلاے باطل سے محفوظ رکھتا ' اور ہر سچائی کے بیج کو اپنے ہاتھوں سے پانی دے دے کر سرسبز کرتا ہے ' اسکے تعلق اور رشتے سے تو انکے کام خالی ہیں ' اور اسکے دروازے کو چھوڑ کر انھوں نے شیطان ضلالت کا دامن پکڑ لیا ہے - ممکن ہے کہ وہ زبان سے خدا پرستی کا دعوا کرتے ہوں ' لیکن جبکہ انکی دعوت ' حق کی جگہ باطل کی ہے ' اور انکی کوشش سچائی کی جگہ کذب و فساد کیلیے ہے ' تو وہ اس پاک اور قدوس ہستی سے رشتہ رکھنے والے نہیں ہو سکتے ' جو صرف حق ہی کا سر پرست اور صرف صداقت ہی کا مدد گار ہے :

اللہ ولي الذین آمنــوا یخــرجهــم من الظلمات الی النــور ' والذین کفروا اولیــاءهــم الطــاغــوت یخرجونهم من النور الی الظلمــات ' اولائــك اصحاب النار هــم فیها خالدون ( ۲ : ۲۵۸ )

" اللہ ارباب حق و ایمان کا مددگار ہے - وہ اُنہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے - مگر جو لوگ کہ حق سے روگردانی کرنے والے ہیں ' اُنکے حمایتی شیاطین ہیں جو انہیں روشنی سے نکالکر تاریکی میں دھکیلتے ہیں - یہی لوگ اصحاب النار ہیں جو کبھی اصحاب الجنة کی سی کامیابی نہیں پا سکتے ' اور وہ ہمیشہ عذاب الہی میں گرفتار رہینگے "

اگر میں ان تمثیلوں کو جمع کروں جن میں حق و باطل کی اس اختلاف حالت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ' اگر میں ان تمام آیتوں کو یک جا کروں جن میں " اصحاب الجنة " اور " اصحاب النار " کی اصطلاح الہی میں کامیاب و نامراد قوموں کی تقسیم کی گئی ہے ' اگر میں اُن تمام مواعید الہیہ و تصریحات بینۂ قرانیہ کو نقل کروں جن میں حق کے بیج کو سرسبزی و شادابی کی ' اور ضلالت کے تخم شیطانی کو عاقبت کار ناکامی و نامرادی کی کھلے کھلے لفظوں میں بشارت و نذارت دی گئی ہے ' تو الہلال کی ایک پوری ششماہی جلد صرف اسی بیان سے مرتب ہوجاے - مختصر یہ ہے کہ قران کریم نے اس قانون الہی کا بار بار اعلان کردیا ہے کہ :

افمن اسس بنیانه علی تقوی من اللہ و رضوان خیر ' ام من اسس بنیانه علی شفا جرف هار فانهار به فی نار جهنم ؟ واللــه لا یهدی القوم الظالمین ( ۹ : ۱۱۰ )

" بھلا جو شخص خدا کے خوف اور اُس کی رضا جوئی پر اپنے کاموں کی بنیاد رکھے ' وہ بہتــر ہے یا وہ ' جو کسی گرنے والی گھاٹی کے کنارے اپنا مکان بنــانا شروع کرے اور پھــر وہ اُسے آتش جہنم میں لے گرے ؟ یاد رکھو کہ اللہ ان لوگوں پر کامیابی کی راہ نہیں کھولتا جنھوں نے حق و عدل سے روگردانی کی ہے "

زیادہ نہیں تو صرف انہیں چند آیتوں پر غور کرو کہ قلوب صافیہ کیلیے ارشادات ربانیہ کا ایک لفظ بھی بہت ہے - علی الخصوص

# مدارس اسلامیه

## ندوة العلما

اجمال تاریخی - عروج و زوال - انقلابات ماضیه -
حالت موجوده - و نظر به مستقبل

( ۱ )

بہت سی باتیں ایسی ہیں جنھیں انسان سونچتا ہے تو کہتا ہے کہ انہونی اور ناممکن ہیں، اگر ایسا ہوا، تو نہیں معلوم کیا کچھہ ہو گذریگا ؟

لیکن جب انکا وقت آتا ہے اور اسباب فراہم ہو جاتے ہیں، تو اس طرح ظہور میں آجاتے ہیں گویا انکا ظہور دنیا میں کچھہ بھی اثر نہیں رکھتا تھا، اور مثل تغیرات عادیه کے ایک قدرتی تغیر تھا، جو ظہور میں بھی آیا اور گذر بھی گیا ! حجر بن اوس نے ایک دوسرے پیرایه میں اسی کو لکھا ہے کہ :

فان ما تحذرین، قد وقع !

دار العلوم ندوة العلما کے متعلق برسوں سے بعض ایسے مناقشات و مدنفسات موجود تھے جنکی وجہ سے کسی نہ کسی تغیر کی توقع ہمیشہ کی جاتی تھی، تاہم یہ تو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ندوہ کے آخری تغیرات وقوع میں آئینگے، اور تمام ملک اسدرجہ بے توجہی برتیگا، گویا آج ندوہ، ندوے کے مقاصد، اسکی بست ساله تاریخ، اور اُس معتد به رقم کی کچھہ پروا ہی نہیں ہے، جو اُسکی جیبوں سے نکلکر اسپر صرف ہو چکی ہے !

پھر یہ زمانه وہ پچھلا عہد غفلت نہ تھا جبکہ تمام قومی کام محض اشخاص کے اعتماد و حسن ظن پر چھوڑ دیے جاتے تھے، اور نکته چینی ناجائز، اور احتساب جرم سمجھا جاتا تھا - بلکه یہ وہ عہد تغیر و انقلاب تھا جسکو گذشته استبداد شخصی کے اختتام اور نئے دور جمہوریه کا باب افتتاح کہا جاتا ہے، اور جبکہ ہر چھوٹے سے چھوٹے معاملے پر بھی اخبارات اسقدر ہنگامه آرائی کرتے ہیں کہ گویا طاقت حکومت کا سررشته بالکل انھی کے قبضهٔ تصرف میں ہے .

رازداری اب کسی معاملے میں گوارا نہیں - پرسش و احتساب کی شدت سے لوگ شاکی ہیں، اور ارباب کار اسکے تواتر و عدم انقطاع سے گھبرا اٹھے ہیں - کالجوں کے سکریٹریوں سے پوچھا جاتا ہے کہ کیوں وہ ایسی راے رکھتے ہیں جو جمہور کی راے نہیں ہے ؟ افسران مدارس کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ بتلائیں کہ کیوں انھوں نے فلاں حکم جاری کیا، اور کیوں فلاں عقیدے کو بغیر کسی دلیل معقول کے رد رکھتے یا بقاے حکم قرار دیتے ہیں ؟ اخبارات ایک دوسرے کو الزام دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ قومی حقوق کے تحفظ کیلیے یہ محض ایک جمہوری فرائض کا کام ہے جو کر رہے ہیں - رازدارانه مراسلات و مکاتیب کو کسی نہ کسی طرح حاصل کر کے شائع کیا جاتا ہے، اور کہا جاتا ہے کہ اگر یہ سب کچھہ قوم کے متعلق اور قوم کے مقرر کردہ ارکان کار کے متعلق ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ قوم اس سے بے خبر رہے !

اگر فی الحقیقت یہ سب کچھہ سچ ہے تو پھر ندوة العلما کے طرف سے یعنے مسلمانان ہند کے قومی کاموں میں سے ایک عظیم الشان اور مایهٔ صد امید و آمال کام کی طرف سے کیوں ایسی غفلت برتی جاے جبکہ اسکی تعلیمی، مالی، اور انتظامی حالت علی الاعلان توجه کی طالب، بحث و مذاکرہ کیلیے مضطر، نقد و اختبار کی آرزو مند، اور اعانت و توجه کیلیے فریادی و فغاں سنج ہے ؟ یہ کیا ہے کہ ہفتوں پر ہفتے اور مہینوں پر مہینے گذرتے جاتے ہیں اور نہ تو کوئی کان اسکے لیے کھلتا ہے جو اُسکی سنے، اور نہ کوئی آنکھہ اسکی طرف اٹھتی ہے کہ اُسکی حالت پر روے، اور نہ کوئی قلم اُسکے لیے حرکت کرتا ہے کہ قوم کو اُسپر توجه دلاے - یہاں تک کہ وقت جو اپنی طبعی رفتار میں کسی کیلیے رعایت نہیں رکھتا، بے خبری میں گذرتا جاتا ہے، اور قریب ہے کہ لوگ اس افسانے کو اس طرح بھلا دیں کہ کانه لم یکن شیئا مذکورا !!

عمت بشہر شبیخوں رساں به بنگـه خلق
عسس بخانهٔ و شه در حرمسرا خفتست

اس سے بھی بڑھکر یہ کہ ندوة العلما ابتداے تاسیس سے تمام قوم میں ایک مشہور ترین موضوع بحث رہا ہے - لوگوں کے موافق و مخالف، جس درجه اسپر بحث کی ہے، شاید علی گڈہ کے کاموں کے سوا اور کسی پر نہیں کی - درمیان میں سر انٹونی میکڈانل کی مخالفت اور سیاسی سوء ظن نے اسے بالکل گمنام اور بے اثر کردیا تھا، لیکن اسکے بعد سعی و کوشش کا ایک نیا دور شروع ہوا، سب سے پہلے ریاست بھوپال سے پھر بہاولپور سے اعانت ہوئی، اُسکے بعد گورنمنٹ بھی متوجه ہوئی، یہاںتک کہ زمین ملی اور ماہوار گرانٹ کا اعلان ہوا - ان تغیرات کے بعد قوم میں پھر از سر نو ایک عام توجه پیدا ہوگئی اور دہلی و لکھنؤ کے جلسے بھی بہت شاندار اور پراثر ہوے - باوجود ان حالات کے یہ کیا ہے کہ جس وجود کی پرورش میں ایسی کچھہ دلچسپی لی جاتی تھی، اب اسکے بستر مرگ کی طرف کوئی جھانک کر دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا ؟ پھر کیا دنیا سوگئی ہے یا ندوہ کی قسمت بیدار نہیں ؟

اسد کے اے ناله امشب بے اثر می بینمت
آلله هر شب می شنید از من مگر بیدار نیست ؟

اسمیں شک نہیں کہ اس غفلت اور بے توجہی کیلیے کچھہ ایسے اسباب و وسائل یکے بعد دیگرے فراہم ہوگئے جنکی وجہ سے لوگ باوجود حسن حالت کے اپنا وقت صرف نہ کرسکے، تاہم غفلت کیلیے کتنے ہی معقول عذر کیوں نہوں، پھر بھی غفلت غفلت ہی ہے اور یقینا مستحق ملامت و سرزنش -

سب سے پہلا سبب تو عام جذبات و قواے عمل کی وہ مسلسل مشغولیت ہے، جو گذشته دو سال سے متصل جاری ہے - جنگ طرابلس کے بعد ہی جنگ بلقان شروع ہوگئی، اور مصائب اسلامی کے ہجوم نے تمام قوم کو یکسر وقف ماتم و عزاداری بنا دیا - پھر عین اُس وقت جبکہ ندوے کے معاملات زیر و بالا ہو رہے تھے، مسجد کانپور کا حادثه خونین وقوع میں آیا اور یہ ایک ایسا فزع اکبر تھا جس کے تمام افکار و افکار کو بجا طور پر صرف اپنے ہی نظارۂ الم اور افسانه سرائی کی کئی ماہ کیلیے دعوت دیدی - اس اثنا میں بعض مضامین لکھے گئے، اور بعض اخبارات نے بحث و مذاکرہ کا دروازہ بھی کھولنا چاہا ( جنمیں معاصر امرتسر سب سے زیادہ مستحق تحسین و تشکر ہے ) تاہم ۱۱ - اگست کے حادثۂ مچھلی بازار کانپور کے مقدس مجروحوں کی چیخیں کچھہ ایسی زہرہ گداز تھیں، اور صحن مسجد کی خونچکاں لاشوں کا نظارہ اس درجه المناک تھا، جس نے نہ تو کسی کان کو مہلت دی کہ ندوہ کی صدا کو سنے، اور نہ کسی آنکھہ کو اجازت ملی کہ جاں فروشان کانپور کو چھوڑ کر لکھنؤ کے اِن حیات نفسانی کے جھگڑوں کا نظارہ کرے -

ہوا کہ کلمۂ طیبہ کا بیج جب اُگتا ہے اور برگ و بار لاتا ہے' تو ضرور ہے کہ اسمیں دونوں باتیں پائی جائیں - اُسکی جڑ بھی مضبوط ہو اور اُسکی شاخیں بھی پھیلی ہوئی ہوں - جڑ کی مضبوطی سے مقصود یہ ہے کہ اُس دعوۃ حق کی بنیاد ایسی محکم و ثابت ہو جسے کوئی طاقت نہ ہلاسکے' اور " فرعها فی السماء " سے مقصود یہ ہے کہ تھوڑے وقت کے اندر اُس دعوت کا اثر اور فیضان نہایت بلندی و رفعت تک پہنچے اور نہایت دور دور تک پھیل جاے - کیونکہ ایک بڑے پھلدار درخت کی شاخیں بلند بھی ہوتی ہیں اور دور دور تک بھی پھیل جاتی ہیں -

یہ خدا کا بویا ہوا بیج ہے جسے کوئی ضائع نہیں کرسکتا' پس وہ بڑھتا بھی ہے اور پھیلتا بھی ہے - انسان کی کوششیں سب کچھہ کرسکتی ہیں' لیکن ایک حقیر و خشک دانے کو سرسبز کرنا صرف مدبرات ارضی و سماوی کے مالک ہی کے ہاتھہ ہے - پس وہ اُسے سرسبز کرتا ہے تاکہ اسکی شاخوں کا سایہ وسیع ہو' اور اُسے کامیاب کرتا ہے تاکہ اس سے ہدایت کا پھل پیدا ہو - وہ جبکہ بویا جاتا ہے تو نہایت حقیر و ذلیل ہوتا ہے' لیکن جب پیدا ہوتا ہے' تو اسکی شاخیں قیمتی اور شاداب پھلوں کے بوجھہ سے جھک جھک جاتی ہیں - خدا اور انسان کے کاموں میں یہی فرق ہے کہ پہلے کی ابتدا ہمیشہ غربت و حقارت سے' پر وسط و اختتام عظمت و کامیابی پر ہوتا ہے' لیکن دوسرا شروع تو شوکت و عظمت کے اعلانات سے ہوتا ہے' لیکن خاتمہ ہمیشہ ناکامی و نامرادی پر ہوتا ہے -

ایسے ہی کاموں کے بیج ہیں جنکی کشت کاری کا پیمانۂ حصول قران کریم نے بتلادیا ہے - حیث قال :

| | |
|---|---|
| کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل' فی کل سنبلۃ مایۃ حبۃ' و اللہ یضاعف من یشاء' و اللہ واسع علیم - ( ۲ : ۲۶۱ ) | اُس کی مثال اُس دانے کی سی ہے جو بویا گیا تو اُس سے ابتدا میں سات بالیں پیدا ہوئیں' پھر ہر بال میں سے سو دانے پیدا ہوے' حالانکہ وہ جب بویا گیا تھا تو ایک ہی دانہ تھا ! اللہ جس کو چاہتا ہے برکت دیتا ہے اور اُسکا فضل نہایت وسیع اور اسکا علم کامل ہے - |

( دعوۃ الہیۃ الہلال )

پس الہلال' اور الہلال کی دعوت بھی ایک بیج تھا' جو ایسے ڈیڑھہ برس پہلے بویا گیا - دین جلیل حنیف کے داعی اول' حضرت ابراہیم خلیل علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام نے جب خانۂ کعبہ کی بنیاد رکھی ہے تو دعا مانگی تھی :

| | |
|---|---|
| ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم ! | اے پروردگار ! اس ہم کو جو تیرے لیے کر رہا ہوں' قبول کرلے - بیشک تو ہی دعاؤں کا سننے والا اور نیتوں کا جاننے والا ہے ! |

وہ ذرہ جو آفتاب کی روشنی میں اڑتا ہوا نظر آتا ہے' خواہ کتنا ہی حقیر ہو' تاہم آفتاب کی نسبت کا حقدار ضرور ہے - اسی طرح دعوت الہی کی یہ تعمیر بھی اُسی آفتاب درخشندہ حقانیت کا ایک ذرہ' اور اُسی کے قائم کیے ہوے دین حنیف کی خدمت کا ایک عاجز ارادہ تھا :

گرچہ خوردیم نسبتیست بزرگ
ذرۂ آفتاب تابانیم !

یہ کاروبار قدرت کا کچھہ عجیب کرشمہ ہے کہ خدا نے وہ کلمات دعائیہ اس عاجز کی زبان پر جاری کردیے جو الہلال کی پہلی اشاعت کے مقالۂ افتتاحیہ میں شائع ہوے ہیں اور جس کو اس مضمون کے آغاز میں بھی نقل کرچکا ہوں اور یہاں پھر نقل کرونگا :

" اگر خدا مجھہ میں سچائی اور خلوص کی کوئی سرگرمی دیکھتا ہے' اگر اُسکی ملت مرحومہ اور اُسکے کلمۂ حق کی خدمت کی کوئی سچی تپش میرے دل میں موجود ہے' اور اگر واقعی اُس کی راہ میں قدومیت اور خود فروشی کی ایک آگ ہے' جس میں برسوں سے بغیر دھوئیں کے جل رہا ہوں' تو اپنے فضل و لطف سے مجھے اتنی مہلت عطا فرماے کہ اپنے بعض مقاصد کے نتائج اپنے سامنے دیکھہ سکوں - لیکن اگر یہ میرے تمام کام محض ایک تجارتی کاروبار اور ایک دوکاندارانہ مشغلہ ہے' جسمیں قومی خدمت کے نام سے گرم بازاری پیدا کرنا چاہتا ہوں' تو قبل اسکے کہ میں اپنی جگہ پر سنبھل سکوں' وہ میری عمر کا خاتمہ کردے' اور میرے تمام کاموں کو ایک دن بلکہ ایک لمحے کیلیے بھی کامیابی کی لذت چکھنے نہ دے ! " الخ

اگر میرا کوئی اعتقاد آپکے دل میں جگہ نہیں پاتا تو کم از کم مجھے تو اسکے اظہار سے نہ روکیے - اس وقت میرے ہاتھہ میں قلم اور سامنے کاغذ کے اوراق ہیں - اگر تمام دنیا کی طاقتیں اور تمام نوع انسانی کا ادراک و تعقل ایک جگہ جمع ہوکر میرے سامنے آے اور چاہے کہ میں قلم و کاغذ کی موجودگی کا اعتقاد نہ رکھوں - تو کیا میں اس شے کے اعتقاد سے باز آجاؤنگا جو میرے ہاتھہ میں محسوس' اور میری آنکھوں کے آگے مرئی ہے ؟

یقین کیجیے کہ ٹھیک ٹھیک اسی طرح میں اس دعا اور اسکے عجائب اعمال کو بھی اپنے سامنے دیکھہ رہا ہوں - میرے لیے بالکل آسان ہے کہ میں چاند اور سورج کی ہستی سے انکار کردوں' مگر یہ کسی طرح بھی ممکن نہیں کہ اس دعا کی ہستی سے منکر ہو سکوں -

یہ میری دعوت کی صداقت و غیر صداقت کا ایک بنیادی فیصلہ تھا' جو اسنے میری زبان پر اول ہی روز جاری کیا تاکہ اسکی صداقت کے اعلان کی ایک نشانی ہو' اور پھر اسی کے مطابق فیصلہ بھی کردیا - باوجود اُن تمام انتہائی بے سروسامانیوں کے جو دنیا کے سامنے ہیں' باوجود اُن تمام موانع اور مزاحمتوں کے جن سے لوگ بے خبر نہیں ہیں اور جن میں سے ہر مزاحمت اگر ایک ایک سطر میں بھی لکھوں' جب بھی کئی سو سطروں کی ایک کتاب بن جاے' اور پھر باوجود ایک قوی ترین گروہ مخالفین منکرین و معاندین مفسدین کی موجودگی کے اور ہر دم سرگرم مخالفت و تعاند رہنے کے' الحمد للہ کہ میں زندہ و سلامت مشغول کار ہوں - میرے کار و بار دعوت کی کوئی سعی ضائع نہ گئی' میرے جہد عمل کا کوئی قدم رائگاں نہ اٹھا - میری دعوت اپنا کام کرچکی ہے - میں نے جو مانگا تھا وہ مجھے حاصل ہوگیا ہے - مجھے مہلت بھی دی گئی اور اسباب بھی مرحمت ہوئے - میں نے اپنے بعض مقاصد کے نتائج کو اپنے سامنے دیکھنا چاہا' وہ پہلی ششماہی کے گذرنے کے بعد ہی دکھلا دیے گئے - مجھہ میں اگر کوئی تپش تھی تو وہ بغیر بھڑکے نہ رہی' اور اگر میرے دل میں کوئی ذرۂ خلوص تھا' تو میرے خدا نے اُسے ضائع نہ کیا - اُس نے دکھلادیا کہ یہ اُسی کا بویا ہوا بیج ہے جسکو وہ خود ہی پرورش کرنا چاہتا ہے - اور " کلمۂ طیبۃ " کا ایک " شجرہ مبارکہ " ہے جسے کوئی دنیوی طاقت ضائع نہیں کرسکتی - پس جیسا کہ اُسکے کاموں کا ہمیشہ قاعدہ رہا ہے' یہ بیج برسوں کی جگہ مہینوں میں بڑھا' اور مہینوں کی جگہہ دنوں کے اندر پھیلا - اسکی جڑ جس طرح زمین کے اندر پھیلی' اُسی طرح اسکی ٹہنیاں آسمان میں مرتفع ہوکر پھیل گئیں - اسکی ہر ساخ نے پھل پایا' اور اُسکا ہر پھل اپنی سیرینی و حلاوت سے دلوں کو مرغوب ہوا - میں بدیوں سے آلودہ ہوں مگر میری پکار بدی کی نہ تھی - پس میری دعوت کے ساتھہ وہی سلوک کیا گیا جو ہر نیکی کے کام کے ساتھہ ہونا چاہیے ! اصلها ثابت و فرعها فی السماء' توتی اکلها کل حین باذن ربه' و یضرب اللہ الامثال للناس لعلهم یتذکرون -

بحکم - جب ندوة العلما کے معاملات گلدستہ قصۂ مضمون جہاں کے بعد آگے بڑھے تو میں مسئلۂ کانپور میں شامل حق تھا' اور بالکل مہلت نہ تھی کہ کسی دوسری طرف متوجہ ہوں -

الہلال ایک ہفتہ وار رسالہ ہے - اُسکی گنجایش محدود اور ابواب و عناوین مختلفہ کا التزام ضروری - اسلیے جب کبھی کوئی ایک مسئلۂ اہم سامنے آجاتا ہے' تو ساری کی ساری گنجایش اسی میں صرف ہوجاتی ہے -

در اصل ہرطرح کی تحریک کے کاموں کیلیے سب سے زیادہ موزوں روزانہ اخبارات ہیں' جنکے لیے ہر روز صبح کو ایک مبسوط لیڈنگ آرٹیکل کا میدان تازہ موجود ہوتا ہے' اور وہ گویا ہر ہفتہ چھہ بار وہ مہلت و گنجایش پاتے ہیں جو ہفتہ وار رسائل کو صرف ایک ہی بار ملتی ہے -

پس ضرور تھا کہ قوم میں جو بعض روزانہ اخبارات موجود ہیں اور جنکا بڑا حصہ محض فضول صفحات پری کی چیزوں بلکہ ہزلیات و خرافات تک میں ضائع جاتا ہے' اس مسئلہ پر توجہ کرتے اور اسکی اہمیت کو محسوس کرتے - لیکن افسوس ہے کہ ایسا نہیں ہوا -

تاہم میں معذرت و شرمساری کے ساتھہ اقرار کرتا ہوں کہ یہ غفلت ضرور تھی اور ہوئی - چونکہ میں جانتا تھا کہ اس مسئلہ کیلیے اب صرف چند نوٹوں یا ایک مضمون کا لکھدینا کافی نہیں ہے بلکہ ایک پورے سلسلے کی ضرورت ہے' اسلیے ہمیشہ یہ خیال کرکے متوقف ہوجاتا تھا کہ بعض تحریکوں سے فراغت ہولے تو پھر سلسلہ شروع کروں' حتی کہ کئی ماہ گذر گئے - چونکہ اس مسئلہ کو میں اپنے عقیدے میں اہم سمجھتا ہوں - سوال ندوے کا نہیں بلکہ اسکے مقاصد کا ہے' اور بحث اصول کی شروع ہوگئی ہے نہ کہ اشخاص کی' لہذا اب مزید توقف کرنا عند اللہ خیانت و معصیت ہے' اور ضرور ہے کہ بقدر سعی اسکے لیے کوشش کی جاے -

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ جب الہلال شائع ہوا ہے تو اسکے تمام ابواب مضامین کی سرخیاں عرصے تک لوح کے چوتھے صفحے پر چھپتی رہی ہیں - ان میں ایک عنوان " مدارس اسلامیہ " کا بھی تھا' اور مقصود یہ تھا کہ اسکے نیچے چند کالموں کو اسلامی مدارس کے متعلق بحث و مذاکرہ کیلیے مخصوص کردیا جائیگا' لیکن عدم ترتیب کار و عدم حصول اعانت تحریر و فرصت سے ابتک اسکا سلسلہ شروع نہو سکا -

لیکن اب " مدارس اسلامیہ " کا باب بھی آغاز جلد چہارم سے شروع کیا جاتا ہے - سب سے پہلے " دار العلوم ندوة العلما لکھنو " کے متعلق ایک سلسلۂ مضامین شایع ہوگا - جعله اللہ نافعا للمسلمین' وما توفیقی الا بفضله و کرمه !

---



# تاج انگلستان اور خزینۂ اسلام کا ایک گوہر

## داستان مسقط

### ( اجمال تاریخی اور طبیعی حدود )

مسقط ایک سرحدی اور ساحلی شہر ہے جو دریاے عمان کے ساحل پر عرض میں ٢٣ درجہ اور ٣٧ دقیقہ جانب شمال' اور طول میں ٥٦ درجہ اور ١٥ دقیقہ جانب مشرق واقع ہے - اسکی آبادی قریباً ٣٥ ہزار ہے - اسکی بندرگاہ نہایت عمدہ اور مستحکم ہے - اس بندرگاہ کی تحصین و قلعہ بندی عرصہ ہوا پرتگالیوں نے کی تھی - اسوقت اسکی تجارت بمبئی اور خلیج فارس سے ہے اور نہایت سرسبز و کامیاب ہے - اسکے قریب ایک دوسری بندرگاہ ہے جسکو مطرح کہتے ہیں - مطرح بھی اسی کے متعلق سمجھا جاتا ہے -

سنہ ١٥٠٧ ع میں جب کہ پرتگالیوں نے مسقط کو فتح کیا' تو پرتگالی اس پر قابض ہوگئے - سنہ ١٦٤٨ ع تک برابر پرتگالیوں کا قبضہ رہا - اسکے بعد مسقط انکے ہاتھوں سے نکلگیا - پرتگالیوں کے قبضے سے نکلنے کے بعد مسقط پر انقلاب و تغیر کے مختلف دور گذرتے رہے - آخر میں انگریزی نفوذ پھیلنا شروع ہوا' اور یہاں تک پھیلا کہ بالآخر انگریزوں نے اسکے متعلق احتلال ( قبضۂ غیر قانونی : Occopation ) کا اعلان کردیا' اور اب وہ بجاے ایک آزاد و خود مختار اسلامی ریاست ہونے کے' برطانی شاہنشاہی کا ایک جزو سمجھا جاتا ہے !

### ( عہد عروج )

سید سعید بن سلطان کے عہد میں مسقط کی حالت یادگار تھی - مسقط اسوقت ایک ایسی ریاست کا صدر مقام تھا' جو خلیج فارس پر عرب و جوار کے ساحلی مقامات سے لیکے جزیرہ نما عرب تک پھیلی ہوئی تھی - قوت و شوکت کا یہ عالم تھا کہ کو اہل مغربین نے بارہا اسکے مقابلے میں علم جنگ بلند کیا' مگر کبھی فتحیاب و غالب نہ ہوے -

اس ریاست کی وسعت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ ایک طرف تو لنجہ اور بندر عباس' وغیرہ وہ ایرانی مقامات' جو خلیج فارس پر واقع ہیں' اسکی قلمرو میں شامل تھے' دوسری طرف مشرقی افریقہ کے ساحلی مقامات مثل لامو' ممباسہ' الفزبعہ' بندر اسلام' ہنزوان' جزیرہ خضراء' زنجبار وغیرہ وغیرہ -

اس عہد میں اس ریاست کے دو صدر مقام تھے' ایک مسقط' دوسرا زنجبار - مسقط دریاے عمان و خلیج فارس کے شہروں کا صدر مقام تھا' اور زنجبار افریقی شہروں کا مرکز -

سید سعید بن سلطان ایک عاقبت اندیش اور انجام بین آدمی تھا - اس نے اپنے آپ کو متعدد باصولت و شوکت سلطنتوں میں محصور اور انکے نفوذ و اثر کو اپنی قلمرو میں پھیلتے ہوے دیکھا تو والی بصرہ' فرانس' اور انگلستان سے اپنی خود مختاری کی حفاظت کا معاہدہ کیا - فرانس نے اس معاہدہ کا یہاں تک خیال کیا کہ اسکو " سلطان العرب " کا خطاب دیا !

اسکے بعد هي جنوبي امریکه کے هندوستانیوں کا مسئله شروع هوگیا - پهرلیگ کے جهگڑے رهے - آنریبل سید امیر علي اور آل انڈیا مسلم لیگ کي معرکه آرائیوں نے لوگ انتظار کرتے اسکے عرصه تک یکے بعد دیگرے ایک نه ایک ایسي چیز ضرور رهي جس نے لوگوں کي توجه کو اپني جانب مشغول رکها - ان میں بعض واقعي توجه طلب تهیں مثلاً مسئله اسلامیه کانپور اور بعض ترک بهي کي جا سکتي تهیں - مثلاً حکایت لیگ لندن و هند لیکن بهر حال ندوه سے تغافل و غفلت کیلیے سب نے حجاباً مستورا کا کام دیا !

بیچاره ان اسیر نه امیدوار نیست !

اصل یه هے که اسمیں شک نهیں که قوم کے عام و متوسط طبقه کے اندر ایک اصولي اور حقیقي تغیر خیالات میں یقینی هوا هے اور یقیناً ایک واقعي بیداري ضرور هے جو پیدا هوگئي هے -

لیکن مصیبت یه هے که اس بیداري سے کام لینے والے مفقود هیں اور کوئي کارکن جماعت اب تک هم میں پیدا نهیں هوئي هے جو کاموں کو تقسیم کرکے هر وقت اور هر کام کیلیے مستعد رهے - صرف چند اشخاص هیں جو اگر هر کام کو اپنے هاتهوں میں لے لیں اور هر موقعه پر تحریک و دعوت کیلیے مستعد رهیں تو پبلک اپني قوت کا اظهار کر سکتي هے اور اسکا مصرف اسے معلوم هو سکتا هے ورنه ایک عام خاموشي اور سکوت چها جاتا هے - پس یه ظاهر هے که ایک ترقي خواه قوم کي صدها ضروریات و احتیاجات کیلیے صرف چند افراد هي کیونکر کافي هوسکتے هیں اور یه کس طرح ممکن هے که ایک هي شخص کانپور کے واقعه کو بهي صرف وقت کرے اصلاح و ترقي کي صداؤں کو بهي جاري رکهے قومي درسگاهوں کي بهي خبر لیتا رهے اور جلسوں اور انجمنوں کیلیے بهي ایک دائم [illegible] و محتسب هو؟ پهر قلم بهي اسکے هاتهه سے نه چهوٹے زبان بهي خاموش نه هو دماغ بهي مشغول فکر رهے اور قدم بهي تنگ و پوے نه تهکیں؟

مي خواهي و نند و بیز و رانگه بسیار!
این باده [illegible] هست ساقي کوثر نیست!

یه یقیني هے که اگر اس طرح حالات پیش نه آتے اور ندوه کا مسئله قوم کے سامنے آتا اور وقت پر لوگوں کو بحث و مذاکرات کا موقعه دیا جاتا تو ایک عام هلچل مچ جاتي اور قطعاً عام راے کي قوت ایسي شکل اختیار کرلیتي که یه معامله صرف اشخاص کے هاتهوں میں نه رهسکتا -

تاهم عذر تغافل کیلیے یه اسباب کیسے هي قوي هوں لیکن یه کوئي اچهي حالت نهیں هے اور غالباً موجوده تغیر حالت کے بعد اس وقت تک قدرتي طور پر رهیگي جب تک که عام راے میں اس هیجان انقلاب کے بعد نظم و باقاعدگي نه آجائیگي اور ایک مستعد اور وسیع کارکن جماعت هر موقعه و وقت پر کام کرنے کیلیے مستعد نه هوجائیگي - قوم میں اس وقت قوت راے اور استعداد اعلان قوت دونوں موجود هیں مگر کارکن آدمیوں کي کمي هے جو ان دونوں چیزوں سے کام لیں اور چونکه ملکي و قومي تغیرات حالات میں همیشه ایسا هوا هے اسلیے امید هے که آنے والا وقت خود اسکا علاج کردیگا -

هماري موجوده حالت ایسي هو رهي هے که جماعتي کاروبار اور ترقي و اصلاح کي کوئي شاخ بهي ایسي نهیں جو مکمل هو اور اب تک تمام کاموں کا سررشته اختیار و تصرف صرف اشخاص هي کے هاتهوں میں رها هے - پس چاهیے که غفلت کیلیے کوئي عذر مقبول نهو کیونکه غفلت اب همارے لیے موت کے هم معني هے اور هجوم اشغال و تعدد امور کي بهي کبهي شکایت نهو کیونکه ابهي همیں [illegible] معلوم [illegible] وسیع وقت ایک کیلیے متصل کام کرنا هے اور حیات قومي کي تعمیر میں ایک لمحه کا توقف بهي حرام هے - [illegible] طرف سے [illegible] وقت [illegible] موسم میں بهت سي زمینوں کو درست کرنا اور مختلف قسم کے تخم ریزیاں کرني پڑینگي - بهت ممکن بلکه ضروري هے که ایک هي وقت میں همیں بهت سي نئي عمارتیں بنانی بهي پڑیں اور بهت سے غلط نقشوں کو مٹانا بهي پڑے - کچهه بعید نهیں که ایک هي وقت کے اندر همیں هندوستان سے باهر کے اسلامي مصائب کیلیے بهي ماتم کرنا پڑے اور خود هندوستان کے اندر کے بهي کاموں کي صدا هاے توجه و اعانت کو سننا پڑے - ایسا همیشه هوگا که ایک طرف کسي حق دیني و سیاسي کي پامالي کیلیے دوڑنا پڑیگا اور اسي وقت دوسري طرف کسي تعلیمي اور قومي کام کي درستگي و حفاظت کیلیے جانا پڑیگا - یه سچ هے که ایک هي وقت میں بهت سے کام نهیں هوسکتے اور انسانوں کا دماغ اس بارے میں نهایت نازک واقع هوا هے که اکثر گهبرا اٹهتا هے اور پهر کچهه دیر سوچنے کیلیے انگڑائیاں لینے لگتا هے - تاهم اگر زنده رهنا هے اور زندگي کي طلب هے تو ضرور هے که زندوں کي طرح یه سب کچهه کرنا پڑیگا اور موت و حیات کا قانون الهي کبهي بهي همارے عذروں کو نه سنیگا - خواه [illegible] هو کیسي هي متاعب و مصائب سے دوچار هونا پڑے [illegible] هي [illegible] العمل اور ناممکن سا معلوم هو لیکن اگر هم [illegible] کے اندر [illegible] حالات کي [illegible] اور هر کام کي فرداً اعانت [illegible] اندر استعداد و قوت پیدا نه کرلیں اور ایک [illegible] کاموں کا هجوم دیکهکر تا کے بعد دیگرے [illegible] آنے والے [illegible] و تواتر دیکهکر گهبرا اٹهیں تو [illegible] جیسے کا همیں کیا حق هے [illegible] هوائي [illegible] حصے کو تعمیر کرکے خرابه [illegible] کے قدم کي [illegible] هیں؟ قومي حیات کا محل اس طرح تعمیر نهیں هوسکتا که پہلے دیواریں کهڑي هوجائیں [illegible] اطراف و جوانب کي طرز [illegible] حیات و ممات اور [illegible] اقوام کي کشمکش میں فرصت و [illegible] ممکن نهیں - یهاں تو هر دم اور هر لمحه کام [illegible] اور ایک هي وقت میں اس عمارت کے هر حصے کي [illegible] دروازه بن رها هے مگر پست کي طاق کرده [illegible] رهي هیں ! اس عالم میں جو کهوگیا وه پهر نهیں ملتا اور جو وقت غفلت میں [illegible] پهر اسکي تلافي کي مهلت نهیں دي جاتي :

هاں ره عشق [illegible] ندارد [illegible]
جرم را اس جا عقوبت [illegible] استغفار نیست !

## ( الهـلال اور مسئله ندوه )

ضرور هے که خود الهلال بهي اس غفلت کیلیے جوابده هو که کیوں ندوة العلما کے متعلق برابر خاموش و غافل رها ؟

جیسا که ابهي کهه چکاهوں غفلت هر حال میں مستحق سرزنش هے اور عذر اسکي شدت کو کم کرسکتا هے پر سبکدوش نهیں کرسکتا - تاهم غور کیجیے کو الهلال کس کس کام کو کرے اور صرف وهي ایک کیوں کرے ؟

میں اپنے حسن و نظر کے هاتهوں سخت گرفتار الم هوں - هر شے صحیح نظر آتي هے اور هر ضرورت کو الحمد لله که محسوس کرتا هوں لیکن نه تو وقت پر تسلط هے اور نه طبیعي قوه عمل پر حق

# انتقــاد

## تنــدرستي

دفتر ظل السلطـان - بهوپال

### سلسله حفظـان صحت و تربيت منـزل و تهـذيب معاشرت

يا ايها الذين امنوا ! قوا انفسكم و اهليكم نارا !

گذشته اشاعت ميں هم هر هائينس بيگم صاحبه بهوپال كے سلسله تصنيفات كا ذكر كرچكے هيں - اس سلسلے ميں سب سے پہلے كي مفيد ترين تصنيف " تندرستي " پر نظر ڈالتے هيں -

كتاب كي لوح پر لكها هے كه " عليا حضرة بيگـم صاحبه بهوپال القابها نے متعدد انگريزي كتب حفظـان صحت وغيره سے مطالب اخـذ كركے اور اپني اعلى معلومات و مفيد تجارب شـامل كركے تاليف فرمايا "

كتاب عمده كاغذ اور عمده لكهائي كے ساتهه چهپي هے - ١٥٢ صفحے اصل كتاب كے هيں - عبارت نهايت صاف و سليس هے اور طبي ترتيب مطالب كے مطابق ابواب و فصول ميں منقسم -

كتاب كا موضوع يه هے كه اردو زبان ميں علم طب كے اصول پر وه مطالب جمع كيے جائيں ' جنكے مطالعه سے هر شخص اپني اور اپنے خاندان كي زندگي كيليے صحت و تندرستي اور قوت و توانائي حاصل كرسكے ' اور في الحقيقت كسي قوم كي حيات دماغي و ارتقاء ذهني كيليے پهلي چيز صحت اور قوت جسماني هے -

مصنفۂ عاليه ديباچه ميں لكهتي هيں :

" ميں نے يورپ كے سفر ميں وهاں كے لوگوں كو خواه وه كسي طبقه كے هوں اصول وقواعد حفظان صحت كا پابند پايا ' اور بارها مجهكو اپنے هندوستان كي حالت پر افسوس آيا - همارے ملك ميں عاليشان محلوں ميں بهي وه صفائي نهيں هوتي ' جو وهاں كے ايك غريب مزدور كے چهوٹے سے مكان ميں نظر آتي هے -

وهاں عورتوں ميں جن پر قدرت نے خانه داري اور اولاد كي تربيت جسماني و روحاني كا فرض عائـد كيا هے اس فرض كے ادا كرنے كي قابليت بهي پيدا كرائي جاتي هے ' اور تمام عورتيں بغير امتياز مراتب حفظان صحت ' تيمار داري ' اور خانه داري كي تعليم حاصل كرتي هيں اور اس كے فوائد سے مستفيد هوتي هيں -

وهاں كے مصنف ' عالم ' ڈاكٹر ' ايسي تصنيفات و تاليفات كو ايسا ضروري و قومي فرض تصور كرتے هيں ' اور اپني قابليت و صنعت سے ملك كو فائده پهنچاتے هيں -

ان هي اغراض كے ليے متعدد رسالے اور اخبارات شائع هوتے هيں اور يه تعليم يافته خواتين ان كو نهايت دلچسپي كے ساتهه مطالعه كرتي هيں - ليكن همارے هاں بالكل برعكس حالت هے - حالانكه يه مسئله عام طور پر تسليم كيا جاتا هے كه نرسري ( تيمارداري ) مڈ وائفري ( دايه گري ) ڈاكٹري اور حفظان صحت كي تعليم عورتوں كے ليے بدرجۂ اتم ضروري چيز هے ' اور خواه كيسے هي اعلى مرتبه كي عورت كيوں نه هو ' اس كو بهي زندگي ميں متعدد مرتبه ان باتوں كے جاننے كي ضرورت لاحق هوتي هے "

اسكے بعد ايك نهايت هي اهم مطالب كي طرف توجه دلائي هے جو تمام ملك كيليے مستحق غور و فكر هے :

" گورنمنٹ آف انڈيا هر سال ايك معقول رقم حفظان صحت پر خرچ كرتي هے ' ليكن اس سے اس طرح اصلي فائده حاصل هوسكتا هے جبكه عورتيں حفظان صحت كے اصول سے واقف هوں ' اور كيونكر ممكن هے كه جب تك مكان ' لباس ' غذا ' اور اسي طرح كے دوسرے امور ميں ان اصول كو نه اختيار كيا جائے ' كسي گورنمنٹ يا حكومت كي تدابير مفيد هوسكتي هيں "

انهوں نے يه بالكل صحيح لكها هے كه :

" كسي جگهه كا هيلتهه ڈپارٹمنٹ ( محكمۂ حفظان صحت ) سڑكوں كوچوں ' اور گليوں كي صفائي كو كرا سكتا هے ' كنووں ' چشموں وغيره كي نگراني ركهه سكتا هے ' اشياء و اجناس خوردني كي اچهائي و برائي كو ديكهه سكتا هے ' ليكن مكان كے اندر كي غلاظت ' اور پاني كي حفاظت ' غذا كے پكانے ' اور ركهنے كا انتظام كيونكر كر سكتا هے ؟ هر ايك جگه شفاخانے كهولے جاتے هيں ' لائق ڈاكٹر مقرر هوتے هيں ' ميڈيكل ڈپارٹمنٹ ( محكمۂ طبي ) عمده قسم كي ادويه مهيا كرتا هے ' ليكن يه كس طرح ممكن هے كه گهروں ميں تيمارداري كا بهي انتظـام كرے ؟ صدها مريض شفقت كرنے والي ماؤں ' محبت كرنے والي بيٹيوں ' دلسوز بهنوں ' اور همدرد بيويوں كے هاتهوں محض تيمـارداري سے نابلد هونے كے باعث سخت سے سخت تكاليف اٹهاتے اور اب گور پهنچ جاتے هيں " الخ

يه سچ هے كه هندوستان كا بجٹ همارے هاتهه ميں نهيں هے اور گورنمنٹ سب سے زياده كم جس كام پر روپيه خرچ كرتي هے وه تعليم اور حفظان صحت هے ' اور يه بهي سچ هے كه هندوستان كي ميونسپلٹياں كوريلين كوارٹر كي صفائي كا جسقدر اهتمام كرتي هيں ' دیسی آبادي كا نهيں كرتيں ' تاهم ميں نے اكثر اس بات كو سوچا هے كه كيا يه صرف گورنمنٹ هي كا قصور هے يا آبادي كا بهي ؟

اصل يه هے كه جو لوگ صاف اور تندرست رهنا چاهتے هيں ' انهيں كسي سے كوئي نهيں روك سكتي - گورنمنٹ قوانين نافذ كريگي اور ميونسپلٹي راستوں كو صاف ركهيگي ' ليكن همارے دماغ ميں صفائي كا حس كون پيدا كريگا ؟ يه خارجي وسائل و معاون هيں ليكن اصل كام نهيں - جب تك هم خود صفائي كيلئے ويسے هي مضطرب نهونگے جيسے كه اب هيں ' اس وقت تك نه تو هماري سڑكيں صاف رهسكتي هيں ' اور نه همارے گهروں ميں حفظ صحت و صفائي كے اصول پر عمل هوسكتا هے -

حقيقت يه هے كه آج ملك ميں اصلاح اور عمل كا جو هنگامه بپا هے ' اسكے شور و غل ميں بہت سے حقيقي كاموں كي صدائيں دبي جارهي هيں -

كسي قوم كے صحيح معنوں ميں شائسته هونے كے ليے اسكي معاشرتي حالت اور تربيت منزلي كو جس درجه دخل عظيم هے ' اسكا هر شخص اعتراف كرتا هے ' ليكن كتنے هيں جو اس راه كے ابتدائي كاموں كو بهي واقعيت كے ساتهه انجام دے رهے هيں ؟ هماري زندگي كا يه حال هے كه هم نے يورپ سے وه لباس تو سيكهه ليا هے جو بہت قيمتي ' بہت خوش قطع ' اور بہت شاندار هے - يقيناً هم جب كبهي بازار ميں سے گذرتے هيں يا كسي جلسے ميں نظر آتے هيں ' تو سرتا پا مجسمۂ تهذيب و مدنيۃ هوتے هيں ' ليكن اگر وهي شخص جو هميں كچهه دير پہلے اس شان تهذيب آرا ميں ديكهه چكا هے ' همارا تعاقب كرے اور گهر كے اندر كي زندگي كو ديكهے ' تو كثافت و بد سليقگي ' بد تهذيبي و بے ترتيبي ' كوڑے كركٹ كے ڈهير اور كثافت و غلاظت كے آثار كے ساتهه ' منزلي وحشت و حيوانيت كا ايك پورا نمونه ديكهكر متحير رهجائيگا -

سید سعید بن سلطان کے ساتھ ان فرنگي حلیفوں اور همسازوں کے علاوہ ' جنکے یہاں سب سے زیادہ آسان علم نقض عہد ہے' ایک اور حلیف بھي تھا جو کبھي بے وفائي یا بد عہدي نہیں کرتا - یعني قـوت -

اسوقت ریاست کے پاس ایک قوي و باشوکت بیڑا تھا جو بحر هـند' بحر عمان ' اور خلیج فارس میں گردش کرتا رهتا تھا -

وسیع حدود اور جنگي طاقت کے علاوہ ملک کي اندروني حالت بھي عمدہ تھي - اس عہد میں رعایا کو اسقدر امن و امان اور عیش و آرام حاصل تھا کہ نہ تو کبھي اس سے پہلے انکو نصیب هوا اور نہ کبھي اسکے بعد -

( سید سعید کي وفات اور تقسیم )

سید سعید در حقیقت ملک کے حق میں ایک وجود سعادت و خوش نصیبي تھا - جب تـک وہ زندہ رها ' ملک میں سرسبزي اور ترقي کا دور دورہ رہا - مگر اس کے مرتے هي ریاست کا ستارہ گردش میں آگیا - اولین مصیبت تو یہ نازل هوئي کہ ملک کے دو ٹکڑے هوگئے - ایک حصہ عربي اور دوسرا حصہ افریقي - افریقي حصہ سید ماجد اور اسکے بعد سید برغش کو ملا - عربي حصہ سید ثویني کو ملا - سید ثویني کا بیٹا سید سالم تھا - سید سالم نے اپنے باپ کو قتل کر ڈالا اور خود تخت حکومت پر بیٹھگیا -

( بـد بخت سالـم )

تاج و تخت کے لیے سید سالم نے اس جرم کا ارتکاب کیا جو اس دنیا میں قساوت و شقاوت کي انتہائي مثال هوسکتي ہے !
اس نے حکومت کي قیمت میں اپني عزیز ترین متاع یعني انسانیت بھي دیدي ' اور یہ گوارا کیا کہ وہ انسان کے بدلے ایک انسان صورت درندہ هو -

مگر اس بدبخت نادان کو یہ معلوم نہ تھا کہ جس مرغ زرین بال کو وہ اسقدر گراں قیمت خرید رها ہے' وہ اسکے پاس ٹھہرنے والا نہیں - وہ چاهتا تھا کہ اس کے سر پر تاج سلطاني هو' مگر کاش اسکو معلوم هوتا کہ کار ساز قدرت نے اس سر کے لیے خاک مذلت و مسکنت مقدر فرمائي ہے !

سید سالم' پدر کش اور بدبخت سید سالم تخت حکومت پر بیٹھا' مگر اسکے بیٹھتے هي شومي و نحوست تمام ملک پر چھا گئي - هر طرف فتنہ کي آگ بھڑک اٹھي - امن و سکون' طمانیت و خاطر جمعي' اور سرسبزي و خوش عیشي' سب رخصت هوگئے اور اسکے بدلے نہب و سلب اور جنگ و جدل نے ملک کو یکسر نمونۂ جہنم بنادیا :

وکم اهلکنا من قریۃ بطرت معیشتها' فتلك مساکنهم لم تسکن من بعدهم الا قلیلا' وکنا نحن الوارثین ! ( ۲۸ :

سید سالم میں اتني جرأت ضرور تھي کہ وہ ایک شنیع ترین فعل کا مرتکب هوسکا' پر افسوس کہ اس کے دماغ میں اسقدر تدبیر اور اسکے بازؤں میں اسقدر قوت نہ تھي کہ اس آگ کو بجھا بھي سکتا جو ملک میں هر طرف پھیلي هوئي تھي - بالاخر اسے وہ تخت خالي کرنا پڑا' جسکے لیے اس نے اپنے آپ کو جامۂ انسانیت سے عاري کیا تھا ! فذاقت وبال امرها' وکان عاقبۃ امرها خسرا !

( سید ترکي و عبد العزیز )

سید سالم کا حقیقي بھائي سید ترکي اٹھا اور اس طرح اٹھا کہ تمام مملکت پر چھا گیا -

اس تسلط کے چـند هي روز بعد سید ترکي کو اپنے دوسرے بھائي سید عبد العزیز سے برسر پیکار هونا پڑا -

یہ جنگ انگریزوں کي شہ سے هوئي تھي - انگریزوں نے اسمیں سید عبد العزیز کو علانیہ مدد دي - اسلیے اب سید عبد العزیز اور سید ترکي کا مقابلہ نہ تھا' بلکہ انگریزوں اور سید ترکي کا مقابلہ تھا - سید ترکي کو شکست هوئي ' اور وہ انگریزي جہاز میں قید هو کے بمبئي لایا گیا - یہاں ایک طویل عرصہ تک نظر بند رها -

سید عبد العزیز سے عرب خوش نہ تھے کیونکہ وہ محض گوشت و استخوان کا پیکر تھا جو محض اس ڈور کي جنبش پر حرکت کرتا تھا ' جسکا سرا انگریزوں کے هاتھہ میں تھا ' اور انگریز اس فرصت کو غنیمت سمجھکے اپنے قدم خوب جمار هے تھے -

اسلیے ' سر برآوردگان عمان نے مخفي طور پر سید ترکي کو عمان آنے کي دعوت دي' اور وعدہ کیا کہ وہ هر ممکن مدد دینگے - اس مخفي دعوت پر سید ترکي بمبئي سے ایک عورت کے بھیس میں پھر عمان پہنچا -

حسن اتفاق کہ جسوقت سید ترکي عمان پہنچا ' اسوقت سید عبد العزیز عمان سے باهر شکار میں مشغول تھا - ارکان و عمائد سلطنت نے بالاتفاق اسکو تخت پر بٹھا دیا' اور شہر کے ناکوں پر فوج متعین کرکے یہ حکم دیدیا کہ اگر سید عبد العزیز اندر آنا چاهے تو آنے نہ دیا جائے -

سید عبد العزیز جب شکار سے واپس آیا تو شہر کے ناکوں پر فوج دیکھی ' اندر داخل هونا چاها تو فوج نے مزاحمت کي ' آخر مجبوراً اندروني علاقوں میں چلاگیا ' اور جمیعت کے فراهم کرنے میں مصروف هو گیا -

جمعیت فراهم کرنے لگا مگر اس نزاع کا فیصلہ تلوار کے بدلے ۶۰ هزار ڈالر نے کردیا' جسکو لیکے وہ اپنے دعوي حکومت سے دست بردار هوگیا -

( انگـــریزي سیـــاست )

مگر یہ ۶۰ هزار ڈالر کہاں سے آئے ؟

اسکا جواب انگریزوں کے دهاء سیاسي کي ایک حیرت انگیز داستان ہے - بات یہ هوئي کہ سید عبد العزیز کو لڑوانے والے انگریز هي تھے ' مگر جب انھوں نے یہ دیکھا کہ اهل ملک اس سے ناخوش هیں' اگر اسکے حکمراں رکھنے پر اصرار کیا گیا' اور باشندوں کے خلاف سید عبد العزیز کو علانیہ مدد دي گئي ' تو انگریزي نفوذ کے قدم اکھڑ جائینگے' تو وہ فوراً سانپ کي طرح پلٹ گئے ' اور یا تو سید ترکي کو بمبئي میں نظر بند کیا تھا' یا پھر اسدرجہ اس پر مہربان هوگئے کہ اسکي طرف سے ۶۰ هزار ڈالر سید عبد العزیز کو دیدیے ! !

سید ترکي کو یہ نوازش اسلیے منظور کرنا پڑي کہ خود اسکے پاس کیا تھا جو دیتا ؟ اور اهل ملک بھي اسقدر کثیر رقم دینے کے لیے تیار نہ تھے -

بہر حال سید ترکي کو کسي نہ کسي طرح اپنے حریف سے نجات ملي -

وفات سے چند دن پہلے سید ترکي کو راس الحد کے قریب ایک اور ملکي شورش کا مقابلہ کرنا پڑا جسکے فرو کرنے کے لیے اس نے اپنے محبوب فرزند امیر فیصل کو روانہ کیا - امیر فیصل نے جو بعد کو سلطان فیصل هوا ' باغیوں کو شکست دي ' اور ایک انگریزي جہاز کي بدولت شدائد سفر بحري سے نجات پاکے عمان واپس آگیا -

( البقیۃ تتلي )
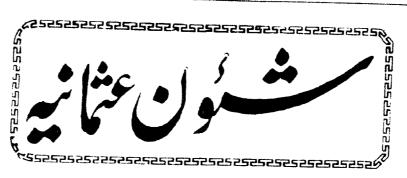
تمام ملک کو شکرگذار هونا چاهیے سرکار عالیهٔ بهوپال ادامها الله بالعزو الاقبال کا ' جنهوں نے " تندرستي " نامي کتاب اسي مقصد کو پیش نظر رکهکر مرتب فرمائي ' اور گو اس موضوع پر اردو میں پہلے بهي بعض رسائل لکهے گئے هیں ' مگر جن مستند ذرائع ' کامل مطالب ' بهتر ترتیب ' اور عمدہ زبان و عبارت میں یه کتاب مرتب هوئي هے ' اسکے لحاظ سے بلا شبه اردو میں اولین کتاب هے -

کتاب تین بابوں میں منقسم هے - پہلا باب حفظان صحت کي ضروري هدایات پر مشتمل هے ' اور مختلف سرخیوں کے نیچے ضروریات سته ' اور مکان ' لباس ' غسل و حمام ' ورزش ' استراحت وغیرہ کے متعلق تمام ضروري معلومات جمع کي هیں -

دوسرا باب متعدي امراض اور انکے حفظ و دفع کے متعلق هے - اسمیں طاعون ' هیضه ' چیچک ' بیچش ' وغیرہ کو علحدہ علحدہ بیان کیا گیا هے -

تیسرا باب تیمار داري کے عنوان سے هے اور در اصل کتاب کا اهم حصه یہي هے - اسمیں متعدد عنوانات هیں " اور هر عنوان کامل غور و فکر کے بعد لکها گیا هے - مریض کا کمرہ ' دوائیں ' لباس ' صفائي ' تسلي ' تکور ' پلٹس ' پلستر ' جونکیں لگانا ' فصد ' مسهل ' مالش ' غذا ' بعض انگریزي غذاوں کي ترکیب ' ڈس انفیکٹ کا طریقه ' غرضکه تمام ضروري امور به تفصیل تمام بیان کیے گئے هیں -

اس قسم کي کتابوں کیلیے جنکا مقصد عام مطالعه هو ' سب سے بڑا مسئله زبان اور طرز عبارت کا هوتا هے - طبي مسائل میں بعض مطالب پیچیدہ هوتے هیں ' اور جب تک انکو اسطرح نه بیان کیا جاے که بغیر کسي مدد کے خود بخود قاري سمجهه لے ' اس وقت تک کتاب کا نفع کامل و عام نہیں هوسکتا -

" تندرستي " اس اعتبار سے ایک عمدہ نمونه هے - اسکي عبارت نہایت سلیس اور صاف هے - عربي و انگریزي الفاظ سے معرا هے ' اور سهل و زود فهم طریق تفهیم و درس مطالب کیلیے ایک مثال سمجهي جا سکتي هے -

ضرور تها که انگریزي اسماء و اصطلاحات طبیه آئیں - بعض انگریزي غذاؤں اور دواؤں کا ذکر کرنا بهي ناگزیر تها ' مگر اسکے لیے تمام کتاب میں یه التزام کیا گیا هے که هر انگریزي لفظ کا ترجمه متن یا حاشیه میں دیدیا هے ' اور اگر نام و اصطلاحات هیں تو انهیں انگریزي حروف میں بهي لکهدیا هے تاکه صحیح تلفظ کے ساتهه بولی جائیں ' اور بر وقت ان اشیا کے حصول میں غلط تلفظ سے اشتباہ نه پیدا هوجاے -

یه کتاب دفتر " ظل السلطان " بهوپال کو دیدي گئي هے تاکه اسکي قیمت سے تعلیم ڈاکٹري کے وظائف دیے جائیں اور یه نفع مزید هے - قیمت مجلد کي ۱۳ - آنه ورنه ۸ - آنه هے - هر اس شخص کا جو اردو زبان میں لکهي هوئي عبارت پڑهه لے سکتا هے ' فرض هے که اس کتاب کو منگوالے ' پڑهے ' اور اپنے گهر میں رکهے - علی الخصوص لڑکیوں کے لیے تو اسکا درس و مطالعه مثل فرائض دینیه و شرعیه کے هے : یا ایها الذین آمنوا ! قوا انفسکم و اهلیکم نارا !!

## حکومهٔ عالیهٔ آستانه

( از مراسله نگار الهلال در آستانه )

آجکل یہاں کي پبلک اور سیاسي حلقوں میں اس گفتگو کے علاوہ اور کوئي تذکرہ نہیں ' جسکا محور دول یورپ کے دو مجموعوں یعني انگلستان ' روس اور فرانس ' اور جرمني ' اطالیا ' اور آسٹریا کي باهمي منافست و رقابت ' اور چند ایسے امور کے متعلق مباحثه و گفتگو هے جنکا عکس آپکو یورپ اور یہاں کے اخبارات کے آئینه میں نظر آتا هوگا -

جرمني کے اخبارات کي طرف توجه کیجیے تو وہ کہه رهے هیں که " عثماني بیڑے پر انگریزوں کا اسقدر توجه کرنا ایسي بات نہیں جس پر سکوت مناسب هو - آرمسٹرانگ کے کارخانے کے ساتهه دولت عثمانیه کے معاهدے نے آستانه کے بندرگاہ اور اسکي بحري تجارت کو خاص طور پر انگریزوں کے هاتهه میں دیدیا هے ' آستانه میں انگریزوں کي بحري تجارت تمام دوسري قوموں کي بحري تجارت پر فائق و غالب هے - ایسي حالت میں بحري معاملات میں انگریزي اثر ' اور وہ تمام معاملات ' جنکا تعلق عثماني بیڑے سے هے ' ایک جوش و هنگامه پیدا کیے بغیر نہیں گذر سکتے "

ایک طرف تو جرمن اخبارات یه کہتے هیں ' دوسري طرف مفاهمت ثلاثی کے سفراء وزیر اعظم کے پاس آے هیں ' اور سرکاري طور پر دریافت کرتے هیں که " یه جرمن جنرل ' جسکو اول عثماني آرمي کور کي کمان دیگئي هے ' اسکا پوزیشن کیا هوگا ؟ قوانین استثنائي اور قلعوں پر ' اور بالآخر خود قسطنطنیه کے استقلال پر ' اسکا اختیار کہاں تک هوگا ؟ "

باب عالي ان دونوں فریق کے مصالح میں توفیق و جمع کي کوشش کر رها هے - حق سبحانه و تعالی ارباب حکومت کو اس شے کي توفیق دے ' جسمیں خلافت اسلامیه کي بہبودي هو -

لیکن اس جرمن جنگی مشن کے واسطے سے لوگوں میں یه خبر گرم هے که عثماني فوج میں جرمن افسروں کي تعداد بتدریج ۴ سو تک پہنچ جائیگي - غالباً اس مشن کو یه اطلاع جرمن ذرائع سے ملي هوگي -

( جاوید بک اور مخبر رایت کي گفتگو )

اخبار رایت ( برلن ) کا ایڈیٹر جاوید بک سے برلن میں ملا تها - جاوید بک نے اس سے کہا که " جرمن مشرقي بنک اور فرانسیسی وکلا میں عراق اور ما بین النهرین کي ریلوے لائن کے متعلق گفتگو هو رهي هے - اگر ان مفاوضات کي رفتار عمدہ رهي ' جب بهي ایک ماہ سے پہلے ختم نه هونگے - غالباً فرانسیسوں کو دیار بکر میں ریلوے کے امتیاز ( لائسنس ) کے علاوہ ارمنه میں بهي ریلوے لائن کا امتیاز ملیگا " اسکے بعد جاوید بک نے اپني گفتگو کا رخ عراق کي بابت انگریزي و عثماني اتفاق کي طرف پهیر کے کہا :

نہ میں عام لوگوں کی حالت نہیں بیان کر رہا ہوں بلکہ میرے سامنے اُن تعلیم یافتہ ' تہذیب و تمدن فرما ' اور ارمرق تابقد فرنگی پوش حضرات کی معیشت منزلی موجود ہے ' جو ہمیشہ ملک کے تعلیمی ترقی پر توجہ و بحث کرتے رہتے ہیں - بے شک ان میں بہت سے ایسے خواص و رؤسا یا اعلی ملازمتوں پر پہنچے ہوے اشخاص بھی ہیں ' جنہوں نے انگریزی طرز معاشرت اختیار کرلی ہے ' اور انکے مکان کا ڈرائنگ روم اور ڈائیننگ ہال نہایت مکمل اور آراستہ ہے - لیکن اس سے کیا حاصل ؟ کیونکہ اگر آپ ڈرائنگ روم کے خوش منظر سواد سے نکلکر انکے زنانخانے کی طرف قدم بڑھائیے تو پھر نظر آجاے کہ انکی معیشت منزلی کی اصلی تصویر کیسی ہے ؟

میں جو نئے تعلیم یافتہ حضرات کا ہمیشہ شاکی رہتا ہوں تو اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ انکی ہر گذشتہ خوبی کو اُنسے دور پاتا ہوں' اور اُسکی جگہہ کوئی نئی خوبی مجھے نظر نہیں آتی - ہماری گذشتہ مشرقی معاشرت ' اوضاع و اطوار ' اخلاق و عادات ' طریق بود و ماند ' یہ سب کے سب انہوں نے ضائع کردیے - اخلاق و تمدن کے بعد مذہب کا نمبر آیا ' اور جدید تعلیم و تہذیب کے مندر پر مذہب کی بھی قربانی چڑھائی گئی - خیر ' مضائقہ نہیں - خرید و فروخت کا معاملہ ہے اور متاع کے بہا ہاتھہ آتی ہو تو دل و جان تک کو اسکی قیمت میں لگا دیتے ہیں - لیکن سوال یہ ہے کہ یہ سب کچھہ دیکر وہ کونسی چیز ہے جو ہاتھہ آئی ؟

علم ؟ نہیں - اخلاق ؟ نہیں - تہذیب معاشرت ؟ نہیں - ایک پوری انگریزی زندگی ؟ نہیں - ایک اچھی مخلوط معاشرت ؟ یہ بھی نہیں ! پھر یہ کیا بد بختی ہے کہ جیب اور ہاتھہ دونوں خالی ہیں ؟

آیندہ و گذشتہ تمنـــا و حســرت ست
یک " کاشکے " بود کہ بصد جا نوشتہ ایم !

انگریزی تمدن کی تقلید نے ایک معیشتی طوائف الملوکی پیدا کردی ہے لیکن ابتک کوئی زندگی پیدا نہیں ہوئی - انگریزی تہذیب کے معنی صرف کالر کی چمک اور پتلون کا بے شکن ہونا ہی نہیں ہے - انکے گھر کی صفائی اور نظم و باقاعدگی ' تقسیم ضروریات حیات و مکان اور ضبط اوقات ' تہذیب ذاتی اور حسن معیشت منزلی وغیرہ وغیرہ' یہ چیزیں ہیں ' جنہوں نے انکے گھر کو ایک بہشت جنات بنا دیا ہے - اسکے لیے وہ چند ظاہر فریب چیزیں مطلوب نہیں ہیں جو تمہارے جسموں اور بازاروں پر نظر آتی ہیں ' کیونکہ یقین کرو کہ اُن میں کچھہ بھی نہیں ہے - اصلی چیــز گھر کی باقاعدہ زندگی ہے' اور بغیر اسکے ممکن نہیں کہ ہم میں محض تعلیم عمومی کی جگہ حقیقی تربیت ذاتی اور تہذیب شخصی پیدا ہو ' یعنے ہر شخص اپنی ذات سے اپنی حسیات و عادات میں صفائی کیلیے مضطر ' باقاعدگی کا خوگر ' نظم و سلیقہ کا عادی ' اور اپنے ہر کام میں جمال و حسن کار کا خواہشمند ہوجاے - اس راہ میں سب سے مقدم عورتوں کی تربیت نہ کہ محض تعلیم ہے - عورت ہی گھر کی اقلیم حیات کی ملکہ ہے ' اور شہر کی خوشحالی و رونق شہریار کی قابلیت و لیاقت پر موقوف ہے :

ضائع آن کشور کہ سلطانیش نیست !

میں نے ہمیشہ ہندوستان کی تمام اُن قوموں میں جو نئے تمدن کی راہ سے ترقی کرنا چاہتی ہیں ' پارسیوں کی قوم کو سب سے زیادہ مستحق تعریف سمجھا ہے - انہوں نے صرف یہی نہیں کیا کہ کالجوں کی ڈگریوں کی سند جیب میں ' اور ایک عمدہ سوٹ جسم پر ڈال لیا ' بلکہ اپنی سوشیل لائف میں بھی یکسر تبدیلی کردی ' اور فوراً تمام قوم ایک منظم و باقاعدہ طرز معیشت اختیار کرکے یک رنگ و یک حالت ہوگئی - ہندوستان میں اگر کوئی دوسری جماعت اس وصف کے لحاظ سے پارسیوں کے بعد قابل تذکرہ ہے تو وہ صرف بنگال کے برہمو خاندان ہیں ' اور میں اپنی ذاتی واقفیت کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ انکی معیشت منزلی اور قوموں کیلیے یقیناً موجب رشک ہے -

عورتوں کی تعلیم کیلیے بڑا ہنگامہ مچایا جاتا ہے - کہتے ہیں کہ وقت آگیا کہ انہیں انگریزی زبان و علوم کی بھی تعلیم دی جاے - اسمیں شک نہیں کہ اسلام نے مردوں اور عورتوں ' دونوں کیلیے یکساں طور پر تحصیل علوم و السنہ کا دروازہ باز رکھا ہے' اور اصولاً میں کوئی وجہ نہیں پاتا کہ عورتوں کیلیے کسی خاص زبان یا علم کی تحصیل ناجائز بتلائی جاے - لیکن اصول دوسری چیز ہے اور وقت و گرد و پیش کے حالات دوسری چیز ہیں - اگر عورت نے انگریزی زبان سیکھہ لی تو کیا ہوا ' اور نہ سیکھی تو کیا ہوا ؟ اصلی چیز تربیت اور گھر کی معیشت کے نظم و ادارہ کی قابلیت ہے ' اور وہ کسی خاص زبان کے جاننے پر موقوف نہیں - دیکھنا یہ ہے کہ پچاس برس کی نئی ترقی و تعلیم نے جن لوگوں کو تہذیب و شائستگی کا مایہ گدار بنا دیا ہے ' انہوں نے اس وقت تک اپنی عورتوں کو گھر کی زندگی درست کرنے' حفظ صحت کے ضروری اصولوں پر عمل کرنے' اور تہذیب و صفائی اور نظم و سلیقہ سے زندگی بسر کرنے کے لائق بنا دیا ہے کہ اب آپکے ساتھہ کتب خانے کے کمرے میں بیٹھکر سینسبیر اور کولرج اسمتھہ کے متعلق صحبت کرنے کے خواہشمند ہیں ؟

میں کہتا ہوں کہ چھوڑیے انگریزی زبان کی تعلیم اور علم و ادب کے ایسے اعلی نکات کو - خدا را اپنی عورتوں کو اتنا ہی سمجھا دیجیے کہ پان کی پیک سے گھر کی دیواروں اور صحن کے گوشوں کو لالہ زار نہ بنائیں ' اور ڈرائنگ روم کی کرسیوں سے ہاتھہ اور حوے کی انگلیاں نہ پونچھیں' اور بیمار نہ بچوں کا علاج کرنے دیں تاکہ وہ ضائع ہونے سے بچ جائیں -

جو مہذب اور فرنگی مآب پیروان تہذیب اس عورت بان کے خونریز حملوں سے اپنے گھر' اپنے لباس' اور اپنے سامان کی حفاظت نہ کرسکیں ' انکے لیے یہ بحث چنداں ضروری نہیں ہے کہ عورتوں کو انگریزی پڑھائی جاے یا نہ پڑھائی جاے !

اصل یہ ہے کہ ابتدا سے ہماری تعلیم کی بنیاد ہی ٹیڑھی پڑگئی ہے اور اسی میں اب عورتوں کو بھی گرفتار کرنا چاہتے ہیں - محض یونیورسٹی کی تعلیم تربیت نفس و جسم کیلیے بیکار ہے' اور تہذیب و شائستگی دنیا دیکھی اور محض تقلید کے ایک بہیمی ولولہ سے حاصل نہیں ہوسکتی - میرا رونا اخلاق اور مذہب کے بلند و اعلی خصائل کیلیے نہیں ہے - میں تو تعلیم یافتہ لوگوں کو تہذیب و شائستگی کی چھوٹی چھوٹی باتوں سے بھی عاری پاتا ہوں - اگر اندھا مادہ پرستانہ انگریزوں کی تقلید ہے تو خدا کیلیے پوری اور کامل تقلید کریں - ایک شخص نہایت قیمتی انگریزی لباس سے ملبوس ہے' چھری اور کانٹے سے کھانے کا شائق ' لیکن کھانے کے ضروری آداب و تہذیب سے اسدرجہ عاری کہ میز پر کے دوسرے لوگوں کو اسکی وجہ سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے - گھر میں جائیے تو ایک گوشہ بھی صاف بیٹھنے کیلیے میسر نہیں - جب حالت یہ ہے تو پھر انگریزی تقلید کو کیا کہیے اور اس سے حاصل کیا ؟

اب اسکا علاج ایک ہی ہے ' یعنے ملک کو تہذیب معاشرت اور حفظان صحت کی خاصۃ تعلیم دینا ' اور علی الخصوص عورتوں کی تعلیم و مطالعہ کیلیے اس قسم کی کتابوں کا مرتب کرنا -

ڈاکوؤں کا سا برتاو کریگي ' اور اسلیے جہاں کہیں گرفتار کریگي ' بغیر تحقیقات کے پھانسي دیدیگي - کیونکہ مقدونیہ کو اب با قاعدہ غارتگروں کی شکار گاہ نہ رہنا چاهیے -

جدید نئي سڑکیں ابھی بني هیں اور ریلوے کا جال ' فوجوں کے بے امن و سکون رقبوں کے اندر جلد پہنچنے اور ملک کي تجارتي ترقي میں مدد دیگا - جب نئي یوناني ریلوے تیار هو جائیگي تو سرویا کو ادریا تک اور نیز ایجین تک رسائي حاصل هو جائیگي ' اور ڈینوب پر ایک پل جو سروي اور یوناني ریلوے لائنوں کو ملادیگا ' رومانی تجارت کے بہاو کو سروي نہر میں لے آئیگا - اس سے سرسبزي کا ایک ایسا دور شـروع هوجائیگا جو " بلغاري ساخته " یا مسلمان اهـل مقدونیه کي بلغاري یا ترکي حکومت کي محزون شدہ امیدوں کے افسوس کو زائل کردیگا -

اسوقت بلغاریا شکسته اور قریباً بے بس هے ' اور اگر وهي اکیلي یه چاهتي هوتي که یه تصفیه آخري نه هو تو سرویا کے متعلق خیال کیا جاسکتا تها که وہ غیر متعین زمانے تک امن و امان میں رهسکتي هے ' کیونکه اس باب میں رومانیا اور یونان کے مصالح بعینه وهي هیں جو سرویا کے هیں -

مگر بد قسمتي سے یہاں یقین کیا جاتا هے که دول عظمي میں ایک طاقت یعني آسٹریا نہیں چاهتي که بلقان کي موجودہ حالت استوار و مستحکم هو - گذشته زمانه میں اسٹریا سرویا کي راہ میں بارها مشکلات پیدا کرچکی هے ' اور یه معلوم هوتا هے که وہ اس پالیسي کو جاري رکھنا بلکه اس پر زور دینا چاهتي هے - یه تسلیم کیا جاتا هے که وائنا میں ایم - پیچش کي سفارت کا کوئي نتیجه نہیں نکلا ' اور اسٹریا تلي هوئي هے که وہ اپني جنوبي سرحد پر ایک خوش ساخت اور قوي تر سرویا کي بالیدگي کو روکیگي -

بلیک ڈرنگ کے جن مقامات پر سرویا نے قبضه کرلیا تھا ' ان کي واپسي کے متعلق اعلان آخرین ( الٹیمیٹم ) ابھي تک بلغراد کے ارباب سیاست کے کانوں میں گونج رها هے ' اور انھیں یقین هے که البانیا کے لیے آسٹریا نے رائفلیں اور روپیه بہم پہنچایا هے ' اور نه صرف کے ایجنٹ نے سروي اور جبلي قلمروں میں بغاوت کي تحریک کي هے -

بلغراد سے سیو پز جانے والے مسافروں کے متعلق ابھي تک یه فرض کیا جاتا هے که انھیں هیضه کي هوا لگي هے اور اسلیے وہ روکے جاتے هیں اور تکلیف دہ تکلفات انکے ساتھه کیے جاتے هیں حالانکه اب عملاً بیماري کا استیصال هوگیا هے -

آسٹریا کا یه دعوی هے که اسے سالونیکا اپنے مال کے لیجانے کے ایک مخصوص ٹیرف ( فہرست اشیا مع محصول در آمد یا برآمد ) ملنا چاهیے اور غالباً سروي حکومت اسکو منظور کرلیگي - لیکن اگر آسٹریا نے سروي قلمرو میں رومن کیتھولک البانیوں کي حفاظت کا دعوی پیش کیا تو غالباً وہ نہایت سختي کے ساتھه نا منظور کیا جائیگا اور بہت ممکن هے که پیچیدگیاں پیدا هوجائیں -

( مراسله نگار خصوصي )

# الهــــلال کــي ایجنسي

**هندوستان** کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتي ' اور مرهٹي هفته وار رسالوں میں الهـلال پہلا رساله هے ' جو باوجود هفته وار هونے کے روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں تو ایجنسي کي درخواست بھیجیے -

# رئیس مجلس آل انڈیا مسلم لیگ کي افتتاحي تقریر

## (۲)

### ( شان و اقتـــدار )

دوسرے پامال شدہ لفظ " شان و اقتدار " کے بارے میں بحث کرنے میں میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا - گذشته ایام میں اس لفظ کے خیال پر کام کیے کي وجه سے عمدہ محسوسات کي کس قدر قرباني هوئي هے ؟ حتی که مسٹر مایننگو بھي اس پامال شدہ لفظ سے متاثر هوئے بغیر نه رہ سکے - چنانچه انھوں نے مندرجۂ ذیل پر معني الفاظ میں اس مضمون پر مجلس عامۂ انگلستان میں بحث فرمائی هے :

" لاریب ایک وقت ایسا تھا که ' اس امر پر غور کرنا اس مجلس کا نہایت هي اهم فرض تھا که هندوستان میں اپنا اقتدار قائم رکھنے کے لحاظ سے گورنمنٹ کي کارروائی حد سے تجاوز نه کرجائے - شان قائم رکھنے کے خیال سے جو سلطنت کي جاتي هے اس کی انتہائي درجه میں یه حالت هوتي هے که جو لوگ حکومت کرتے هیں وہ صرف اپنے بالا افسروں کے رو برو مسئول هوتے هیں ' اور یه طور استحقاق کسي محکوم کو یه دعوی نہیں رهتا که کسي حاکم کے افعال کے خلاف داد خواہ هو - مثلاً اگر حاکم قوم میں سے کوئي فرد کسی محکوم پر ظلم کرے تو کوئي سوال اس قسم کا پیدا نه هوگا که اس ظلم کي داد خواهي کے لیے حاکم مستوجب سزا ٹھہرے - قابل غور امر صرف یہی رهیگا که آیا ظالم کو سزادینے اور اس طرح سے حاکم جماعت میں کوئي نقص قبول کرنے سے شان کو زیادہ نقصان پہونچتا هے - یا اسے سزا نه دینے سے اور محکوم جس پناہ کا مستحق هے - اور جو ایک کارگر حکومت کے لیے ضروري هے اس سے تغافل کرنے سے پہنچتا هے -

میں یه نہیں کہتا که اس طرح کي حکومت هندوستان میں جاري کي گئي - اسلیے که برطانیه کي خلق ' برطانیه کي عمومي رائے اور برطانوي پارلیمنٹ نے اس کي مضرت کو دور رکھا - خدا جس قسم کا اطمینان حکومت هندوستان پر تھا - اس کا قائم مقام وہ اطمینان هوتا جاتا تھا - جو همارے بے لاگ انصاف اور قوت اور حق شناس حکومتي کارروائی پر هوتا جاتا هے - لیکن اب بھي مجھے ایسا معلوم هوتا هے که شان حکومت کے بارے میں وامر تعویقات کیے جاتے هیں - آپ خواہ اسے ایک مفید مقصد سے تعبیر کریں ' جو سلطنت برطانیه اور هندوستان کے تعلیم یافته افراد کے درمیان قائم هے - لیکن ایسا نه هو که آپ میرے مفہوم کے سمجھنے میں غلطي کریں ' اور میرا روے سخن حاضرین اصحاب کي طرف هے جو میرے کلام پر اس چار دیواري کے باهر نکته چیني کرینگے ' اقتدار سے میري مراد گورنمنٹ کا وہ اصول هے جس کا میں ابھي ذکر کرچکا هوں - جس سے سلب دہ داري اور غرور پیدا هو میں اس سے وہ نامورزي مراد نہیں لیتا جو مستحکم اور دیسي شان حکومت کي وجه سے حاصل هوتي هے ' اور جسکو کوئي گورنمنٹ نظر انداز نہیں کرسکتي -

یه تقریر هاؤس آف کامنس میں سنه ۱۹۱۱ع میں کی گئي تھي لیکن اس کے دو سال بعد جب حضور وائسراے بہادر نے اپني سیاسي فالنٹ سے مسجد کانپور کا معقول فیصله کرکے مسلمانوں کے زخمي محسوسات کو مرهم رکھی تو انکے همو طنوں نے ان کو " هندوستان " پر ضرب شدید لگانے کا الزام عائد کیا -

" هاں انگریز نہر دجله میں کچهه جهاز چلائینگے' جسکے سرمایه میں انکے سرمایه داروں کا حصه پچاس فیصدي هوگا - عثمانیوں کا حصه بیس فیصدي هوگا - باقي بیس فیصدي جرمنی کا حصه هوگا -

یه صحیح نہیں که شام' عراق' اور عرب میں مٹي کے تیل کے تمام چشموں کا امتیاز انگریزوں نے لیلیا هے' کیونکه دولت عثمانیه نے صرف انهي چشموں کا ٹهیکا دیا هے' جو بغداد میں جرمن مشرقی سڑک کے جوار میں واقع هیں - دولت عثمانیه اس امر سے بہت بچتي هے که وه یکایک کوئي بہت بڑا امتیاز کسي سلطنت کو دیدے" اسکے بعد انهوں نے عام قرضوں کے ریاستهاے بلقان پر تقسیم کرنے کا ذکر کیا اور کہا :

" یه صحیح نہیں که تمام قرضوں کا اندازه ۵۰ کرور هوا هے اسکی صحیح مقدار پیرس کي مالي کانفرنس کے بعد معلوم هوگي - ریاستهاے بلقان پر تقسیم قرض کے متعلق جو خبریں شائع هوئي هیں وه في الجمله صحیح هیں - یونان ان شہروں کے بارمیں سے ۶۰ فیصدي لیگا جو اس نے هم سے لیے هیں - بلغاریا ۱۸ فیصدي سرویا ۱۷ فیصدي' البانیا ساڑهے چار فیصدي' اور جبل اسود ۱ فیصدي لیگا - "

( جـدیـــد قـــرض )

جنگ طرابلس سے لیکے اسوقت تک دولت عثمانیه نے جسقدر قرض لیے هیں' انکي مجموعي تعداد ۲ کرور ۸۰ لاکهه ۳۰ هزار پونڈ هے - اکتوبر سنه ۱۹۱۳ ع کو عثماني خزانه سے مالي مصارف کے لیے جسقدر رقم مطلوب تهي' اسکي تعداد ۲ کرور ۴۹ لاکهه ۶۰ هزار پونڈ تهي - کیونکه جن قرضوں کے وعدے پورے هوچکے هیں اور وه دیے جاچکے هیں' انکي تعداد کچهه اوپر تین ملین پونڈ هے -

فقط ان دو آخري سالوں میں دولت عثمانیه نے ۳۳ قرض لیے - ان ۳۳ قرضوں میں سے ۶ قرض اس نے محکمه قرض عام سے لیے' جنکي مقدار ۳ لاکهه ۳۰ هزار پونڈ هے - اس میں ۳۰ هزار پونڈ تو دیے جاچکے هیں اور مابقي اس قرض میں سے دیا جائیگا جو سب سے پہلے دولت عثمانیه کو ملیگا -

۵۸ لاکهه پونڈ دولت عثمانیه نے عثماني بنک سے لیے هیں جسمیں سے ۷ لاکهه ۳۰ هزار تو ادا هوگئے هیں' اور باقي ابهي واجب الاداء هیں - عثماني بنک کے بعض قرض بحساب ۷ فیصدي هیں بعض بحساب ۶ فیصدی -

محکمه مداه هاے رشدي دولت عثمانیه سے اپنے قرضوں کی ... چاهتا تها جنکی مقدار ۴۰۶۹ و ۱۵۳ پونڈ تهي - مگر اپریل میں دولت عثمانیه نے اس سے تجدید امتیاز کے مقابله میں بحساب ۷ فیصدي ۵ لاکهه پونڈ اور قرض لے لیا -

مارچ سنه ۱۹۱۳ ع میں دولت عثمانیه نے مشرقي عثماني بنک سے بحساب ساڑهے چهه فیصدي ۲۹ لاکهه ۳۰ هزار پونڈ قرض لیے' جسمیں سے ۸۰ هزار ادا هوگئے هیں باقي ابهي واجب الاداء هیں

... سنه ۱۹۰۱ ع میں عثماني اهلي بنک سے دولت عثمانیه نے ۲۰ لاکهه ۵۰ هزار پونڈ جنگي جهازوں کي قیمت دینے کے لیے قرض لیے تهے' جنمیں سے ۶ لاکهه ۹۶ هزار دیچکي اور باقي ابهي دینا هے -

اسکے بعد پهر فروري سنه ۱۹۰۱۲ ع میں اس بنک اور سلانیک کے بنک سے ایک ساتهه ۱۶ لاکهه ۵۰ هزار پونڈ بحساب ۹ فیصدي

## جـــدیـــد سرویـا

[ ٹائمز ۱۹ دسمبر ]

تمام سروي امن و سکون کے لیے چیخ رهے هیں' کیونکه سرویا کی مسلسل فتوحات کے نتائج نے انکی قلمرو کو دو چند کر دیا هے - اب سرویوں کو جس شے کی ضرورت هے وه امن و سکون هے جس کی وجه سے وه نو الحاق ممالک کو اپنے اندر جذب کر سکیں -

سرویوں کو یقین هے که اگر مقدونیه کو اتنی مدت میں اسطرح رهنے دیا جاے که کوئي انکا مزاحم و حریف نه هو' تو ۱۰ تا ۱۵ سال میں تمام مقدونیه والے بخوشي سروي هو جائینگے - وه مقدونیه کے بلغاري عنصر کو اصلي بلغاري نہیں بلکه "بلغاري ساخته' مقدونی" خیال کرتے هیں - انکا دعوی هے که گذشته ۴۰ سال میں بلغاري مبلغین اپنے حریف یعني غیر بلغاري مبلغین سے زیاده سرگرم اور زیاده کامیاب رهے هیں -

گذشته زمانے میں مقدونیه والوں کو اپني حکومت کے انتخاب کا اسیطرح اختیار تها' جسطرح که انگریزوں کو انتخاب مجلس ... کی رو سے انکی سیاسي جماعت کے انتخاب کرنے کا اختیار هوتا هے - ظاهر هے که انکے لیے مادي ... هوگا که وه سروي حکومت اختیار کرلیں اور انتظامی عهدے ... ' ... که حکومت ... سابق سلطنت کے اشخاص سے معمور کرنے کے لیے کچهه زیاده ... نہیں هے -

ضروري سکون کی راه میں اصلي پتهر وه بلغاري جرگے هیں' جنکي پرورش مقدونیه میں البانیا اور السٹ کی راه سے هوتی رهتی هیں' انکے متعلق یقین کیا جاتا هے که دوسري جنگ کے زمانے میں بکثرت بلغاري بهاگنے والوں نے وهاں پناه لي' اور اب بهي بلغاریه سے روزانه قدیوب اور تربست کی راه سے آرهے هیں - سروي حکومت اپنے اس ارادے کو پوشیده نہیں رکهتی که وه ان کے ساتهه

( بقیه پہ کالم ۵ )

قرض لیے' جسمیں سے صرف ۸۰ هزار پونڈ ابهي واپس دیے هیں -

ریجي کی کمپني سے دولت عثمانیه نے ۱۷ لاکهه پونڈ قرض لیے هیں جنمیں سے صرف ۸۰ هزار ادا کیے هیں -

فرانسیسی بنک سے ۱۱ لاکهه ۹۰ هزار بحساب ۶ فیصدي اور ۴ لاکهه ۸۴ هزار بحساب ۷ فیصدي قرض لیے هیں' اور سب ابهي واجب الاداء هیں -

سوسیٹه ناسیونال اور انگلو براج کمپني کے علاوه اپنے واجب الاداء قرض کے ۷۵ لاکهه کے عثماني پرامیسري نوٹ بهي لیے هیں -

قرضوں کي ان هولناک فهرست کو پڑهو' اور انکے ساتهه ان قرضوںکو ملاؤ جو جنگ طرابلس کے آغاز سے پہلے لیے گئے تهے' اور پهر سوچو که اگر بلاد عثمانیه میں تمہیں وه مدنی و عمراني ترقی نظر نہیں آتي جو فرانس اور انگلستان میں نظر آتي هے' تو اسکے لیے دولت عثمانیه کس درجه معذور بهی هے - اور جنگوں کي وجه سے جو فقر مالی چها گیا هے' وه کس درجه لاعلاج هے ؟

راه وه كيسي هي خفيف هوكهيں جمع هوگئے هوں ' اور منتشر هونے كے حكم كي نافرماني كے مرتكب هوئے هوں ؟ جسكي وجه محض اوقات صرف يه هوتي هے كه وه منتشر هونے پر راضي هونيكے باوجود بهي تعميـل حكم سے مجبور هوتے هيں - كيا يه درخواست كچهه بهت زياده هے ؟ كه هر افسر خواه وه كتنا هي بڑا هو - اور گورنمنٹ كي ملازمت ميں اسكي كتني هي وقعت هو - هميشه اس علم كو اپني آنكهه كے سامنے ركهے كه ايسے معاملات ميں اعلى حكام كي اندها دهند تائيد كے بجائے آسے ايک آزاد عدالت كا اطمينان كرنا پڑيگا كه غير مسلح آدميوں كي جان لينے ميں وه نظر بر واقعات حق بجانب تها - جيسا كه ميں نے پہلے جتا ديا هے ' برطانوي حكومت كي نيک نامي اور ان افسروں كے فايده كے ليے جبر نير كا حكم دينے كي ذمه داري قانوناً عايد هے ' اور عوام الناس كي نفع رساني كي غرض سے وه پابندي جو ميں نے بتائي هے عايد هوني لازمى هے - "

( هندوستان كے سول عهده دار )

كانپور كے واقعه كے فيصلـه ميں جو معيار حكمراني كا حضور لارڈ هارڈنگ بهادر نے همارے سامنے پيش كيا هے وه وزير هند لارڈ كريو كي تازه ايجاد كي طرف هماري توجه مبذول كرتا هے - ميرا اشاره انكي اس تجويز كي طرف هے كه تمام وه نوجوان جو هندوستان كے سركاري عهدوں پر ملازمت اختيار كريں آن سے لارڈ ممدوح " رهايت هال " ميں مـلاقات كركے چند كلمات پند و نصيحت آن كے گوشگذار كريں - ميرا خيال يه هے كه يه موقع زياده فايده رساں شكل اختيار كرتا - اگر لارڈ ممدوح سول سروس كے ايوان ميں داخل هونے والوں كو دهليز هي ميں يه حقيقت ذهن نشين كر ديا كريں كه وه هندوستان ميں حكومت كرنے كے ليے نهيں بلكه خدمت كرنے كے ليے جاتے هيں - آئي - سي - ايس كے جو تين حروف ان كے ساتهه عمر بهر لگے رهيں گے - جسپر وه جايز طور پر فخر كر سكتے هيں وه مخفف هيں تين الفاظ كے جس كے معني هيں " خادمان هند " اور جس ميں كسي قسم كي حكومت كا شائبه بهي نهيں پايا جاتا - اگر ممبران سول سروس هر وقت اسكو پيش نظر ركهيں كه وه خادمان هند هيں اور خواه عهده داري كے زمانه ميں خواه ملازمت سے سبكدوش هونيكے بعد هندوستان كے نمک خوار هيں ' اور جيسا كه مانٹيگو نے پارليمنٹ ميں ان دنوں كها هے انهيں اس ملک كي بهبودي كے ليے هندوستان كي رعايا كے ساتهه شامل هوكر كوشش كرني چاهيے - نه صرف ايسے طريق سے جو ان كو بهتر معلوم هوتے هوں بلكه ايسے طريق سے جو ان كي رعايا كي نظروں ميں بهي انسب معلوم هوں - اس صورت ميں اس ملک كي حكمراني كا كام نهايت آسان هو جائيگا ' اور هندوستان كي ترقي سرعت اور سكون سے هوگي ' اور بے اطمينانی اور منفربين الاقوام كي بيتكلي هو جائيگي - سالها سال كے عرصه ميں ميں نے اپني زندگي كا معتدبه حصه علاقـه بمبئي كے رفاه عام كے كاموں ميں صرف كيا هے ' مجهے متعدد سويليينوں سے ملاقات اور رفاقت كرنے كا موقع ملا هے ' اور ان ميں سے بهت سے ميرے دوست هيں - عام طور پر ميں نے ان كي ديانتداري ' صداقت ' اعلى قابليت اور فرايض كے انهماک كو قابل تسليم پايا تها - آيا ان سے يه اميد ركهنا حد سے زياده هوگا كه وه ان هندوستاني خادمان ملک كا زياده لحاظ ركهيں ' جو اپنا بهت سا وقت ملک كي خدمت گذاري ميں صرف كرتے هيں ' اور جنكي اس خدمت گذاري سے كوئي شخصي غرض نهيں هے ' اور ان پر خود غرضي كي تهمت لگانے سے باز رهيں ' اور ان كي آراء كو وقعت كي نظر سے ديكهيں ' اور اس امر كے قبول كرنے پر آماده رهيں كه ممكن هے كه مسئله زير بحث كا دوسرا پهلو ايسا هے كه جسكي وجه سے كوئي دوسرا طريقه اختيار كرنے كي ضرورت هو -

*

ميں نهيں كهه سكتا هوں كه سويلين جيسا كه آن كے نام سے ظاهر هے خادمان هند هيں - جس طرح كه هم اپنے وطن كے خادم هيں - فرق صرف يه هے كه ان كو ان كي خدمت كا معاوضه ملتا هے ' اور هم ان لوگوں ميں سے هيں جو ملک كي خدمت كے ليے مامور تو هيں ' مگر تنخواه دار نهيں -

مجهے جرأت هے كه عالي دماغ اور وه افراد جو اپني تجارت ' حرفت اور صنعت ميں نهايت كاميابي كے ساتهه مشغول هيں - كثير التعداد ميں ايثار نفس كركے اور سخت حوصله شكن موانع كا مقابله كركے ملک كي خدمت گذاري كے ليے آماده رهتے هيں - كيا اس سے بڑهكر كوئي ثبوت ايسے لوگوں كي استوار حب الوطني كا مل سكتا هے جو اپنے بے بها وقت اور زر كو صرف كركے حتى الامكان كوشش كرتے هيں كه هندوستان كي سلطنت باحسن وجوه قايم رهے - ميري رائے ميں ايسے آدميوں كا فرقه سلطنت كے ليے قابل قدر بضاعت هے ' اور اس فرقه نے اپنے ذمه بذات خود جو خدمت لے لي هے اس كے ليے وه هر طرح سے مستحق حوصله افزائي هے ' اگر ان كي ذات پر كسي قسم كا شبه يا بے اعتمادي ظاهر كي جائيگي تو اس كا نتيجه يه هوگا كه حالت موجوده ميں مشكلات كا اضافه هو جاے گا -

( البقية تتلى )

حضور وایسراے پر جو نکته چینی ہوئی ہے اس پر اس سے مکر تنقید نہیں ہوسکتی که اس قسم کی نکته چینی کرنے والے مقتدر شان" کے ایسے آرزومند ہیں که ان کا خیال ہے که اسکی مارت ہندوستان میں "مس ماق ادلن" کے مجمع عام میں رقص ے بھی متزلزل ہو جائیگی -

( گولیاں چلانا )

اس دانشمندانه تجویز کی تعمیل کی گئی جو حضور وایسراے ے جب که وہ تشریف فرماے کانپور ہوئے تھے پیش کی گئی تھی ' ور جس کی وجه سے اس سوال کا تصفیه ہوا ہے - اس بارہ میں چھه زیادہ عرض کرنا نہیں چاہتا ' بہر حال اس سوال کا ایک ایسا پہلو ہے جسپر کچھه نه کچھه بحث کی ضرورت ہے - اگر اس واقعه کا صرف مسجد کانپور ہی سے تعلق ہوتا تو میں اس کا ذکر بھی نه کرتا - مگر چونکه اس کا آیندہ واقعات سے ایک گہرا تعلق ہے اس لیے میں اس کے بارہ میں کچھه کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتا -

میں آپ کی توجه اس بات کی طرف منعطف کراتا ہوں که موجودہ قانون نے بعض حالتوں میں سرکاری افسروں کو رعایا پر فیر کرنیکے فیاضانه اختیارات دے رکھے ہیں ' اور گذشته چند سال میں کئی ایسے واقعه ہوچکے ہیں که اس اختیار کے استعمال کا نتیجه نقصان جان کی صورت میں نمودار ہوا ہے - اس بات کے تسلیم کرنے میں تامل نہیں ہونا چاہیے که امن و امان قائم کرنے کی غرض سے بعض حالتوں میں افسروں کو پرجوش مجمعوں پر فیر کرنے کا اختیار رکھنا چاہیے - لیکن اس کے ساتھه ہی جب نقصان جان کا سوال ہے تو سخت سے سخت احتیاطی تدابیر بھی لازمی ہیں - یقیناً کوئی معمولی حالت عام رعایا کے خلاف یاد رکھنا چاہیے که ہندوستانیوں کا خواہ کتنا ہی مجمع ہو وہ غیر مسلح ہوتا ہے ' اور حقیقت اس میں پولیس یا دوسرے لوگوں کو نقصان پہنچانے کی انتہائی محدود قابلیت ہوتی ہے - اب یه بات فوراً مان لینی پڑیگی که یه اختیار صرف ایسے موقعوں کے لیے مخصوص ہونا چاہیے که جہاں مجمع کو منتشر کرنے یا قابو میں لانے کی انتہائی کوششیں ناکام ثابت ہوچکی ہوں - اس مسئله پر بہت کچھه اختلاف رائے ہوگا - اس لیے فیر کا حکم دینے والے افسر اور عام رعایا کے فائدہ کے لیے میری رائے میں کسی ایسی شرط کا اضافه ضروری ہے جس سے با وثوق طور پر صحیح واقعات کی تحقیقات کی جاسکے ' اس لیے میں اس بات پر زور دیتا ہوں که گورنمنٹ ہند ایک مستقل حکم جاری کردے که فیر ہونے سے مناسب عرصه کے اندر ایک آزاد تحقیقاتی کمیشن معامله کی تفتیش کے لیے مقرر کیا جائیگا جس میں ہندوستانی عنصر بھی کافی طور پر موجود ہوگا - اس کمیشن کو اختیار ہوگا که شہادت لے اور ان وجوہ کی بابت رپورٹ کرے جنکی بنا پر فیر کرنے کا حکم دیا گیا - صرف یہی بات که ہر ایسے موقع پر جہاں آتشباری سے کام لیا جائے ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا جائیگا ان افسروں پر اسقدر اثر ڈالیگا جن پر قانوناً نقصان جان کی ذمه داری عاید ہوتی ہوگی ' اور عام پبلک کو بھی یه اطمینان ہوجائیگا که ایسے اختیارات کے استعمال کے بعد آزادانه تحقیقاتی کمیشن کے ذریعه تحقیقات ہوگی - اس لیے حکام اور رعایا دونوں کے فائدہ کی غرض سے اس قاعدہ کا جاری ہونا ضروری ہے - ایسی تحقیقات حکام کو سخت مخالفانه نکته چینی سے بچائے گی جس کے ہدف ملامت وہ نقصان جان کی صورت میں ضرور ہونگے - برطانیه عظمی میں جمہوری اصول کی زیادہ ترقی کے باعث فائر کرنے پر سخت پابندیاں عاید ہیں - پچھلے دنوں ڈبلن میں جو فسادات ہوئے ان میں پولیس نے کئی شخصوں کو ایسا سخت

صدمه پہنچا که ہسپتال جانے پر مجبور ہوئے - یہاں یه بات قابل لحاظ ہے که عام برطانوی ہندی قانون اسلحه کی سخت پابندیوں میں جکڑے ہوئے نہیں ہیں ' اور برطانوی مجمعوں میں بہت سے آدمیوں کے پاس ہتھیار ہوا کرتے ہیں - لیکن تاہم فیر اسی وقت کیا جاتا ہے جبکه دوسری تمام تدابیر بیکار ثابت ہوچکتی ہیں - رئوٹر کے تاروں میں سے حسب ذیل اقتباسات صاف ظاہر کردینگے که جب برطانیه کلاں میں یہاں سے بھی زیادہ نازک حالت ہوجاتی ہے تو کیا ہوتا ہے ؟

" لندن ٣١ - اگست - کل شب کو جو فساد ہوا ' اس میں دو سو شہری اور تیس پولیس والے زخمی ہوئے - ایک ہسپتال میں مرچکا ہے -

" لندن یکم ستمبر - کل ڈبلن میں فساد جاری رہا اور دو سو مجروح ہسپتال میں پڑے ہیں - بیان کیا جاتا ہے که پولیس کے حمله کے وقت جو لارکن کی گرفتاری کے موقع پر واقع ہوا بہت سے بوڑھے ' مرد ' عورتیں اور بچے جو گرجا سے واپس آرہے تھے پولیس کے ڈنڈوں سے مضروب ہوئے - لارڈ میر نے اپنے اس ارادہ کا اعلان کیا ہے که وہ پولیس کے چال چلن کی تحقیقات کی تحریک کرینگے

" لندن ٢٢ - ستمبر - کل شام ڈبلن میں ہڑتالیوں کے جلوس کے سلسله میں سخت فساد ہوا - مجمع نے حمله کرکے ٹرام گاڑیوں کو توڑ پھوڑ دیا ' اور پولیس سے خوب جم کر مقابله ہونے لگا ' جس میں ڈنڈے ' پتھر اور بوتلوں کا نہایت آزادی سے استعمال کیا گیا ' بہت سے فسادی ہسپتال میں پہنچائے گئے ' اور کئی پولیس والے زخمی ہوئے ہیں - "

یه سب کچھه ہوا مگر مجمع پر کوئی فیر نہیں کیا گیا - لیکن ہندوستان میں حالت اس سے بالکل مختلف ہے - ایک پرجوش مجمع کے پاس اینٹوں اور لاٹھیوں کے سوا حمله آوری کا اور کوئی مہلک اسلحه نہیں ہوتا ' اور ویسے بھی عام طور پر ہندوستان کے آدمی امن و امان کی ضرورت کو خصوصیت سے سمجھنے والے واقع ہوئے ہیں - ایسے ملک میں مجمع پر فیر کرکے کسی کی جان لینا انگلستان کے مقابله میں نہایت ہی سنگین معامله ہے - لہذا یہاں اتلاف جان کے معاملات میں آزادانه تحقیقات کے قاعدہ کا اجراء اور بھی ضروری ہے - میں اہل برطانیه اور گورنمنٹ برطانیه سے اعتماداً تاکید کے ساتھه اپیل کرتا ہوں که وہ اس مشورہ پر جو میں نے ہر ایک کے بھلے کے لیے دیا ہے عمل کریں ' اور میرے اعتماد کی خاص وجه یه ہے که برطانوی پالیسی رجحان ہمدردی انسانی کی طرف ہے - گورنمنٹ نے حفاظت جان کی بہترین تدابیر اختیار کرنے میں کبھی تامل نہیں کیا ہے ' خواہ وہ تدابیر کیسی ہی غیر ہر دلعزیز کیوں نه ہوں - قحط کے زمانه میں قحط زدوں کی جانیں بچانے کے لیے بڑے بڑے کیمپ قائم کرنے کی سرکاری پالیسی احاطه ستایش سے بالاتر ہے - گورنمنٹ کے باوجود مخالفت کے ملک کے طول و عرض میں حفظ صحت کی تدابیر نہایت سرگرمی سے جاری کی ہیں ' اور ان کا مقصد بھی تندرستی اور حفاظت جان ہے - بلکه جان کی حفاظت کے لیے گورنمنٹ نے ہندی رعایا کے مذہب ' حقوق اور آزادی میں مداخلت نه کرنے کا اصول بھی چھوڑ دیا ہے - میرا مطلب رسم ستی کی موقوفی سے ہے ' حالانکه ستی کی رسم بہت مقدس ہے - مگر برٹش گورنمنٹ نے لوگوں کی جان بچانے کے لیے اس قسم کی قربانی کے خلاف قانون بنانے سے دریغ نہیں کیا - کیا ایسی گورنمنٹ سے یه درخواست کرنا کچھه بہت زیادہ ہے که وہ ان لوگوں کی جان بچانے کے لیے کافی اور مناسب انتظام کرے ' جو کسی جوش انگیز وجه سے

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8

Half-yearly „ „ 4-12

# الہلال

بہ سلسلۂ مخصوص

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۴

کلکتہ : چہارشنبہ یکم ربیع الاول ۱۳۳۲ ہجری

Calcutta. Wednesday, January 28, 1914.

نمبر ۴

## فہرس



## تصاویر



## الاسبوع

مسٹر گاندھی اور یونین گورنمنٹ کی مراسلت شائع ہوگئی ہے - ماحصل یہ ہے کہ مقاومت مجہول کمیشن کی رپورٹ تک ملتوی رہیگی - ماخوذین چھوڑ دیے جائینگے - نہ ہندوستانیوں کی طرف سے نہ سلوکی پر زور دیا جائیگا اور نہ گورنمنٹ اپنی صفائی کے گواہ پیش کریگی -

مسٹر گاندھی خود تو گواہی نہیں دینگے تاہم وہ سربجمین کو مدد دینگے -

---

ڈبلیو - جی - آر - مسٹر ڈنگ ایک مشہور کاشتکار نیٹلر ہے - اس پر نٹل کی ہندوستانیوں کی طرف سے دولم میں یہ دعوی دائر کیا گیا ہے کہ موجودہ اسٹرائک میں اس نے جسمانی نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا تھا - ملزم اقرار کرتا ہے کہ اس نے کیا تھا مگر اسکے بعد اتنا اور بھی اضافہ کرتا ہے کہ میں نے ازراہ مدافعت کیا تھا ! سچ ہے - حکمراں قوم کے افراد کے حملے ہمیشہ مدافعت ہی کے لیے ہوتے ہیں !

---

روز انہ اخبارات میں آپ نے پڑھا ہوگا کہ مزدوری پیشہ جماعت کے لیڈروں میں مسٹر کرسویل بھی گرفتار ہوے تھے - مسٹر کرسویل نے ایک پمفلٹ شائع کیا تھا جسمیں انہوں نے اسٹرائک کرنے والوں کو ثبات و استقامت کی دعوت دی تھی - عدالت نے یہ تسلیم کیا کہ اس پمفلٹ کا مقصد اس سے زیادہ نہ تھا - مگر تاہم انکو ایک ماہ قید محض کی سزا دیگئی !

---

جوہانسبرگ کے ایک تار سے معلوم ہوتا ہے موجودہ اسٹرائک سے فی ہفتہ ایک لاکھ پونڈ کا نقصان ہو رہا ہے - یہ نقصان فوجی قانون کے مصارف کے علاوہ ہے جسکی تعداد ڈیڑھ لاکھ ہفتہ وار ہے -

---

ترکوں کے موجودہ افلاس مالی کی اصلی دوا اقتصادی اصلاح ہے، مگر بد قسمتی سے وہ ہمیشہ اس سے غافل رہنے پر مجبور ہوے - لیکن اب معلوم ہوتا ہے وہ اس طرف

## شذرات

### اسلامیہ اسکول بریلی

اسلامیہ اسکول بریلی کی حالت چند در چند وجوہ سے ردی ہو رہی تھی - سب سے پہلے اسکے مکان کا مسئلہ پیدا ہوگیا تھا، پھر اسکے افلاس مالی کی مصیبت بھی نہایت شدید تھی - پچھلے دنوں بعض احباب دہلی سے اسکے حالات ہمیں معلوم ہوے تھے اور ارادہ تھا کہ اسکی نسبت الہلال میں لکھا جاے -

لیکن اب ایک خط سے یہ معلوم کرکے نہایت مسرت ہوئی کہ ہز ہائینس نواب صاحب رامپور نے اسکی حالت پر توجہ فرمائی اور دس ہزار روپیہ کے عطیہ سے مسلمانان بریلی کی تعلیم کو زندہ کردیا - فجزاہم اللہ عن الاسلام والمسلمین خیر الجزاء -

دولت و ریاست ایک سب سے بڑا عطیۂ الہی ہے بشرطیکہ وہ اسی کی راہ میں صرف ہو، اور اسکی راہ اسکے بندوں کی خدمت کی راہ میں پوشیدہ ہے - آج ملک میں فرمانرواے حیدرآباد کے جلیلہ دولت کی انتہا نہیں ہے جنکی ان دست ہاے کرم کی کمی ہے جو اسکا اصلی مصرف سمجھیں، اور اسکا صحیح استعمال کریں - ایسی حالت میں ہمارا فرض ہونا چاہیے کہ جب کبھی سے دولت کے صحیح استعمال، اور خدمت خلق اللہ کی سچی مثال کی صدا آے تو فوراً اسکا استقبال کریں، اور عزت و مدح کی وہ بڑی سے بڑی جگہہ دیں، جو اسکا اصلی حق ہے -

ہم کو بریلی کے اسکول کا حال معلوم ہے، نیز مسلمانان بریلی کی تعلیمی ضروریات کا - ہم سمجھتے ہیں کہ ہز ہائینس کا یہ عطیہ ایک نہایت قیمتی اور بروقت فیاضی ہے جسکے لیے قوم کو انکا شکر گذار ہونا چاہیے -

---

مدینہ منورہ میں - غیر اسلامی دکانوں کے بائیکاٹ کی جو تحریک شروع ہوئی تھی وہ ابھی جاری ہے - ۲۰ ماہ حال کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک یونانی حلوائی کی دکان کی تمام تر قرقی کرلی گئی، اور غیر مسلم دوکانوں سے خرید نے والوں کو سخت ملامت کی گئی -

عثمانی بیڑے میں جو اضافے ہوے ہیں، انکے حالات تو آپ پڑھچکے ہیں - اسکے جواب میں یونانیوں نے بھی چند جہاز خرید نا چاہے تھے مگر اس حال میں کامیابی نہیں ہوئی، لیکن اگر یونانی بیڑے میں جہازوں کا اضافہ نہیں ہوسکا تو برباد کن کشتیوں کا اضافہ تو ہو گیا - ۲۳ کا تار ہے کہ کیل سے ۲ تارپیڈ کشتیاں یونان روانہ ہو گئیں -

اسماعیل کمال نے ایک قدیم و مشہور مقدہ پردار البانی ہے - یہ اسیکی کوششیں تھیں جنہوں نے یورپ کو اسکے ارادے میں کامیاب کیا اور گو البانیا میں مسلمانوں کی آبادی کا نصف سے زیادہ ہے مگر تاہم وہ ہلال کے سایہ سے محروم کیا گیا -

اسماعیل کی یہ اسلام دشمنیاں صرف البانیا کا حکمراں بننے کے لیے تھیں - یورپ نے چاہا تھا کہ وہ چند روز تک ایک اس دریدہ تمنا کا لطف اٹھالے لیکن حالات نے ساتھ نہ دیا - ۲۳ کا تار ہے کہ اسماعیل نے البانیا کی صدارت سے استعفا دیدیا - کمیشن نے وقتی طور پر داخلیہ کو انکی جگہ مقرر کیا ہے، اور اسکی اطلاع تار کے ذریعہ الیسن اور دول عظمی کو دیدی ہے -

اسی تاریخ کے دوسرے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ البانی جرگوں نے اپیرس اور البانیا کے ان دیہاتوں کو تاراج کرنا شروع کردیا ہے، جو یونان نے خالی کیے ہیں - کمیشنر مسلم پولیس کے ایک دستہ کو ان خوردہ مقامات پر جانے کا حکم دیا ہے

بنگالیوں کي تحریک جب شروع ہوئي تو بہتر تھا کہ تقسیم بنـگال کا آسے بہانہ نہ دبا جاتا اور غیر مدبر لارڈ کرزن کي جگہ مدبر و دانا لارڈ هارڈنگ کي پالیسي اختیار کي جاتي - لیکن ایسا نہیں کیا گیا - سختي اور قوۃ سے ہر آواز کو بند کر دینا چاہا ' اور قانون کے جا و بیجا استعمال کی غلط و نا کام قدرت نے یہ غلط مشورہ دیا کہ درخت جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا جاسکتا ھے - پس اخبارات بند ہوے ' پریس ضبط کیے گئے ' جلسوں کو روکا گیا ' شہر کے اندر انعقاد مجالس کا قانون نافذ کیا گیا ' اور ہر مجسٹریٹ اور ہر حاکم ضلع کو اپنے انتہائي اختیارات کي نمایش کیلیے چھوڑ دیا گیا -

لیکن اسکا کیا نتیجہ نکلا ؟ اگر مقصد حاصل ہو جاتا تو یہ اچھا تھا ' مگر کیا مقصد حاصل ہو؟ کیا پھوڑے کو دبا دینے کي کوشش سے یہ نہیں ہوا کہ جو مادہ باہر نکلکر بہتا وہ اندر ھي اندر پکنے لگا ؟ مانا کہ پیشاني اور منہہ بے داغ ہوگیا ' مگر کپڑے کے اندر کي چھپي ہوئی پیٹھہ پھوڑوں سے بھر بھي تو گئي ؟

وہ آگ جو شکوہ و شکایت کا دھواں بنکر دھیمي پڑجاتی ' جب دبا دي گئي تو گندھک کے آتش فشاں مادے کی طرح اندر ھي اندر کھولنے لگي - پھر ایسا ہوا کہ یکایک بھونچال آے ' اور زلزلوں نے دیواروں کو توڑ دیا اور بنیادوں کو ھلا ھلا کر گرا دیا - آج دس برس سے طاقت اور ھشیاري اپني انتہائي قوتوں کو صرف کرچکي ھے ' لیکن نہ تو اس اندروني آتش افشاني کا سراغ لگتا ھے ' اور نہ کوئی پانی ایسا میسر آتا ھے جس سے پورے طور پر وہ آگ بجھائي جسکے - ملک کي تمام امن خواہ عقول یکسر مضطرب اور عاجز ھیں -

ہمدرد و غمگسار پادشاہ آیا ' مگر افسوس کہ مرض کے مہلک ہو جانے کے بعد اُسکا علاج کیا گیا - تقسیم بنگال کی منسوخي گو اس آگ پر بعد از وقت پاني کا ڈالنا تھا - مگر کل تک کے واقعات سے پوچھا جاسکتا ھے کہ وہ بجھہ گئي ھے یا ابھي باقی ھے ؟

کیونکہ اگر آگ زمین کے اوپر ہوگی تو بجھائي جا سکیگی ' پر اگر تم نے غلطي سے اسے نیچے جانے دیا تو پھر وہ چلی جائیگی ' اور نہ تو تمہارا ھاتھہ وھاں تک پہنچ سکے گا کہ خاک ڈال سکو ' اور نہ تم اسے دیکھہ سکوگے کہ اسپر پاني چھڑکو !

برخلاف اسکے موجودہ اسلامي تحریک ایک پُر امن اور عافیت خواہ حرکت تھي ' جو ابتدا میں تو عام مصائب اسلامیہ کي وجہ سے نمایاں ہوئي ' اور پھر اندرون ہند کے بعض حوادث کے متعلق قومي بیداري و اتحاد کي صورت میں ظاہر ہونے لگي - چونکہ اسکے کاموں کو بند کرنے کي کوشش نہیں کی گئی ' اور اس طرح کي سختي اور تشدد کا سلوک ابتدا میں نہیں ہوا جیسا کہ اس سے پہلے ہوچکا ھے - اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ باوجود انتہاء جوش و خروش اور مذہبي درد و الم کے ' تمام ہندوستان میں ایک واقعہ بھي اب تک ایسا نہیں ہوا ' جسکي نسبت کہا جاسکے کہ یہ امن اور وفاداري حکومت کے منافي ھے !

مثلاً ہلال احمر کے جلسے ہر جگہ ہوتے تھے ' اور لوگ ہندوستان کے باہر کے اسلامي مصائب پر ماتم کرتے تھے - انہوں نے ماتم کیا ' رزولیوشن پاس کیے ' اور رو دھو کے متفرق ہوگئے - لیکن اگر حکومت کي طرف سے کھلي رکاوٹیں پیدا کي جاتیں ' جلسے روکے جاتے ' اخبارات کو بند کردیا جاتا ' تو دنیا دیکھہ لیتي کہ کیا نتائج نکلتے ' اور یہي جوش جو صرف اجتماع و انعقاد مجالس کي صورت اختیار کرکے ختم ہو جاتا تھا ' کیسي خطرناک حالت پیدا کرلیتا ؟

کیونکہ جوش خواہ کسی قسم کا جوش ہو ' لیکن دبانے سے پرورش پاتا ' اندر ھی اندر کھولتا ' اور پھر کبھی نہ کبھي پھوٹتا ھے -

پس گورنمنٹ کیلیے بہترین حکمت عملی یہي تھی کہ وہ اسلامي تحریک کے ساتھہ تشدد اور رکاوٹ کي پالیسی کا نہیں بلکہ تسامح اور تغاضي کی دانشمندي کا سلوک کرتي - کیونکہ نہ تو اسمیں غدر وفاداري کی آمیزش ھے اور نہ بغاوت کا بیج - وہ صرف اپني اصلاح کرنا چاھتي ھے ' اور اپني حکومت کو ایک کانسٹي ٹیوشنل گورنمنٹ بنانے کرکے بعض حکام کی بیجا سختیوں کیلیے فریادي ھے -

اسي کانپور کے واقعہ کو دیکھو ! کیا وہ بہتر تھا جو سر جیمس مسٹن نے کیا ' یا وہ ' جو لارڈ ھارڈنـگ نے ؟ پہلے نے بھڑکایا اور دوسرے کی دانشمندي نے بھڑکتے ہوے کو یکایک بجھا دیا -

اب ہر طرف سکوت تھا اور خاموشي ' لیکن زمیندار پریس کا واقعہ وہ نیا قدم ھے جو خود گورنمنٹ پنجاب نے بڑھایا ھے -

تاہم اس غفلت آباد حکومت میں ایک آنکھہ ھے جو تدبیر و دانش کي سچي روشني سے معمور ' اور حکمت و عافیت بیني کی بصیرت سے مجلی ھے - وہ ' جس نے دہلي میں زخم و خون کا جواب صبر و تحمل سے ' اور دشمني کے پیغام کو محبت کے جواب سے دیا - جو ۱۴ - اگست کو کانپور آیا تاکہ زندانیان بے جرمي کو امن کا پیغام سنائے اور اس نے کہا کہ میں پدرانہ محبت کے لہجے میں تم سے کہتا اور تمہارے پاؤں کي بیڑیاں کھولتا ہوں -

وہ کون ؟

دانشمند لارڈ ھارڈنـگ '

وقت ھے کہ وہ اپنے زمانۂ حکومت کی سب سے آخري مگر حکومت کیلیے سب سے بڑي نیکي انجام دے -

لیکن اگر ایسا ہو تو یہ گورنمنٹ کیلیے عافیت اور بہتري ہوگی ' اور اسکي خیر خواہي اگر منظور ہو تو صرف اسي مشورے میں سچائی ھے جو دیا جاتا ھے - ورنہ جیسا کہ لکھہ چکا ہوں ' موجودہ تحریک کی علی الرغم حکومت پرورش کیلیے تو واقعات کا نیا سلسلہ مہلک ہونے کی جگہہ یقیناً حیات بخش ھے -

مجھے ہمیشہ حیرت ہـوتي ھے کہ دنیا کے بعض مسلم اور معلوم حقائق کے اعلان و تذکرہ سے باوجود علم و واقفیت کے لوگ کیوں گھبراتے ھیں ؟ یہ جو کچھہ کہ میں کہہ رہا ہوں یہ بھي ایک ایسی ھی تلخ مگر غیر متزلزل حقیقت ھے - دنیا کي تمام قوموں کی تاریخوں کو پڑھو - یورپ کے متمدن ترین ممالـک کي گذشتہ چار پانچ صدیوں پر نظر ڈالو - اگر ان سب کے لیے وقت و مہلت کا عذر ہو تو مشرق کے قریبي حوادث و تغیرات کو دیکھو ' کیا ہر جگہہ اور ہر مرتبہ ایسا ھي نہیں ہوا ھے کہ زندگي کي گرمي کو بربادي کی آگ سمجھہ کر جبر و تشدد کا پاني ڈالا گیا ھے اور وھي پانی تیل کا سا اثر پیدا کر کے بجھانے کي جگہہ اور مشتعل کرتا رہا ھے ؟ یہ سچ ھے کہ ہوا چراغ کي لو کو بجھا دیتي ھے مگر کیا یہ بھی سچ نہیں ھے کہ انگیٹھي کے شعلوں کو بھڑکا بھي دیتي ھے ؟

پھر وہ لوگ جو یہ سمجھہ کرتے ھیں جس سے بھڑک پیدا ہو ' گورنمنٹ کے خیرخواہ ھیں ' یا وہ جو ایسا مشورہ دیتے ھیں جس سے شعلہ افروزي کی جگہہ سکون و امن پیدا ہو ؟ فاي فریق احق بالامن

ان کنتم تعلمون ؟

# حادثۂ "زمیندار پریس" لاہور

## شکست صلح

وهم بدؤکم اول مرة !

اتخشونهم ؟ فالله احق ان تخشوه ان کنتم مومنین !

تاثیر آہ و نالۂ مسلم ، ولے مترس
مارا ہنوز عربدہ باخویشتن بسے ست !

واقعۂ "زمیندار پریس" لاہور میں فی الحقیقت ارباب بصیرة کیلیے بہت سی عبرتیں پوشیدہ ہیں جنہیں بکے بعد دیگرے بیان کرونگا ، گو انکا بیان کرنا بعض لوگوں کیلیے کتنا ہی موجب غیظ و غضب ہو : قل موتوا بغیظکم ، ان الله علیم بذات الصدور (٣ : ١١٥) میں اُن لوگوں کو کبھی بھی اپنے سے خوش نہیں رکھہ سکتا جنکی نسبت مجھے یقین ہے کہ انکی خوشی خدا کی خوشی کے خلاف ہے - پھر یہ مغرور نادان کیوں ایسا چاہتے ہیں ؟ مسیح اپنے پیروؤں سے یقیناً زیادہ حکیم تھا جبکہ اُس نے کہا کہ ایک نوکر دو آقاؤں کو خوش نہیں کرسکتا - پس ایک راہ کا اختیار کرنا ناگزیر ہے !

| | |
|---|---|
| و لن ترضی عنک الیهود و لا النصاری حتی تتبع ملتهم ، قل ان هدی الله هو الهدی ، و لئن اتبعت اهواءهم بعد الذی جاءک من العلم ، مالک من الله من ولی و لا نصیر ( ٢ : ١١٤ ) | اور تم سے یہود اور نصاری کبھی بھی خوش نہونگے جب تک کہ اُنہی کا طریقہ اختیار نہ کرلو - پس اُن لوگوں سے کہدو کہ اللہ کی ہدایت تو وہی ہدایت ہے جس پر ہم چل رہے ہیں - اور اگر تم نے بعد اسکے کہ تمہارے پاس علم صحیح موجود ہے ، اُنکی خواہشوں کی پیروی کی |

تو پھر جان لو کہ تم کو اللہ کے غضب سے بچانے والا نہ تو کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی مددگار !

سب سے پہلے تو میں اس واقعہ کے اندر ایک عظیم الشان [illegible] الہی کی بشارت دیکھتا ہوں ، اور سچ یہ ہے کہ اُس حق [illegible] ابداء حق کیلیے مصلحت و حکمت سے خالی [illegible] جماعتوں کے حس و عبرت اور جوش [illegible] جبر و تشدد مثل اُس پانی کے ہے جو [illegible] جڑ پر ڈالا جاے - یہ پانی جس [illegible] ٹھیک ٹھیک اُسی کے مطابق اُسکی [illegible]

[illegible]

حکومت نے زمین طیار کی اور تقسیم بنگالہ کی منسوخی نے تخم بیج ڈالا - اب پانی کی ضرورت تھی جو برسے ، اور آمدنی کی ضرورت تھی جو گرمی پہنچاے - پس جنگ بلقان نے بارش خونین سے سیراب کیا ، اور اسکے بعد ہی مچھلی بازار کانپور کے افق پر آفتاب مظالم نے سرخ نقاب اوڑھکر اپنا چہرۂ لالہ گوں دکھلادیا - یہ سب کچھہ اس تخم کی پرورش کیلیے کافی تھا ، لیکن پیدا کیجیے کہ دہقان کی غفلت بھی شدید تھی اور دردان زراعت سے زمین کاهش بھی خالی نہ تھی - پس ضرور تھا کہ خود قدرت الہی ہی اسکا سامان کرتی ، اور جس پانی کے برسے بغیر یہ بیج بار آور نہیں ہوسکتا ، اسکی آبپاشی کردیتی -

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور زمیندار پریس کی ضبطی سے اس بارش نشو فرما کی ابتدا ہوگئی ہے - جیسا کہ برستا رہا ہے ، ویسا ہی اب بھی برسیگا ، اور جیسا کہ ہمیشہ ہوا ہے ، اب بھی وہ سب کچھہ ہوگا - عقلمند کیلیے دانائی ہے ، پر نادان کیلیے غفلت کہی جا چکی ہے ، اور روشنی دیکھنی ہے ، مگر تاریکی کیلیے کچھہ بھی نہیں :

پس اگر آنکھیں ہیں تو دیکھیں ، اگر کان ہیں تو سنیں ، اور اگر دل ہیں تو سمجھیں : وهو الذی جعل لکم السمع والابصار والافئدة ، قلیلا ما تذکرون !

حادثۂ مسجد کانپور کے بعد غفلت کے سرد جھونکے چلنے لگے تھے ، خدا نے چاہا کہ ایسا نہو ، کیونکہ اسکی مرضی یہی معلوم ہوتی ہے کہ اب ایسا نہوگا - پس اس نے تمہاری پشت غفلت پر ایک اور تازیانہ لگایا ، اور تمہارے دل غفلت سرشت کو ایک اور مہلت بیداری دیدی تاکہ اسکی ہر بخشی ہوئی فرصت کو تم نے ضائع کیا ہے ، اسکی ہر دی ہوئی دولت عمل کو حوادث تین سال کے اندر تمہیں عطا ہوئی ، اندر غفلت و ناکامی کے لٹا دیا ہے ، اور وقت کی ہر صدائے کار جواب عمل سے محروم واپس کردی گئی ہے - لیکن کچھہ ضرور نہیں کہ ہمیشہ ایسا ہی ہو - اگر تمہاری غفلت شدید ہے تو خدا کا تازیانۂ بیداری بھی کچھہ کم شدید نہیں - یہ تمہاری غفلت اور وقت کی ہشیاری کا مقابلہ ہے - آخر میں تمہیں ہارنا ہی پڑیگا - کب تک ایسا ہوگا کہ تم سوتے رہوگے اور پھر لٹتے رہوگے ؟ کھڑے ہوگے اور پھر گروگے ؟ اگر اٹھانے والا ہاتھہ قوی ہے تو وہ تمہیں بستر پر لوٹنے کی جگہ زمین پر دوڑا ہی کر چھوڑیگا !

لیکن افسوس ہے کہ اس حقیقت کے سمجھنے کی ہم سے زیادہ ضرورت ہماری گورنمنٹ کو تھی ، مگر تاریخ عالم بتلاتی ہے کہ جب ہونے والا ہوتا ہے ، اور آنے والا وقت آتا ہے تو جاننے والے ناسمجھہ اور دیکھنے والے کور ہوجاتے ہیں - افسوس کہ گورنمنٹ میں صوبوں اور شہروں کے حکام کا عنصر اصلی موجودہ حکومت ہے ، اور حکومت کی اعلی قوتیں وقت کی اصلی حالت اور ملک کے حقیقی دکھہ سے بے خبر رکھی جاتی ہیں -

ہندوستان میں آج دو تعلیمیں موجود ہیں [illegible] تعلیک ہے جو ہندوستان کی سب سے بڑی کثیر التعداد قوم میں [illegible] اسکا [illegible] ہے - [illegible] حکومت [illegible] کی تعلیم کی ہے ، جو [illegible] الذی [illegible] سالہا سال [illegible] کسی طرح حاصل کر سکتی ہے [illegible] ہے کہ بچوں کیلیے بہانے سے عبرت پکڑی جاے ؟

# الهــلال

یکم ربیع الاول ۱۳۳۲ هجری

## مدارس اسلامیه

## نـــدوۃ العلـــمـــا

( اور مسئلۂ اصلاح و احیاء ملت )

( ۲ )

( الهـــلال اور مسئلـــۂ نـــدوہ )

میں ندوہ کے مسئلہ پر کئی نمبروں میں ایک مفصل تحریر لکھنا چاهتا هوں - میرا مقصود اصلی اُسکی موجودہ حالت هي نہیں هے اور نہ اشخاص کا کوئي سوال - ضرورت اسکي هے کہ ندوہ کي هستي' اسکي ضرورت و عدم ضرورت' اور اسکے بقا کے طریق و وسائل پر ایک آخري نظر ڈالي جاے -

میں یہ بهي ظاهر کر دینا چاهتا هوں کہ ندوہ کے موجودہ مسائل نے اگرچہ زیر نظر موضوع کو بحث و اختبار کی آخري منزل تک پہنچا دیا هے' لیکن في الحقیقت میرے لیے اُن میں کوئي نئي تحریک نہیں هے - اگر یہ گذشتہ حالات ظاهر نہ هوتے' جب بهي میں اس موضوع کو اُسي طرح بحث و فیصلہ طلب سمجهتا' جیسا کہ اب سمجهتا هوں - البتہ یہ ضرور هے کہ بستر مرض کا هر عہد یکساں نہیں هوتا' اور اِسي لیے علاج کا فرض و عمل بهي همیشہ بدلتا رهتا هے - کبهي نبض پر هاتهہ رکهنے اور نسخہ لکهدینے هي پر معالج کا کام ختم هوجاتا هے' لیکن کبهي ضرورت هوتي هے کہ آلات جراحي کا کیس بهي کهولا جاے' کیونکہ جو مواد اندر پیدا هوگیا هے وہ نہ تو اب خشک هو سکتا هے اور نہ اپنے عمل مہلک سے باز آ سکتا هے -

پس اگر گذشتہ تغیرات پیش نہ آتے جب بهي میں کسی نہ کسي وقت ندوہ پر لکهتا' اور ٹهیک ٹهیک رهي سب کچهہ کہتا جو آج کہونگا - اگر گواهي کی ضرورت هو تو میں متعدد ناموں کو پیش کر سکتا هوں جو اس امر کي شہادت دینگے کہ اپنے چار پانچ برس پہلے ندوہ و دارالعلـوم کے متعلق کیا رائے رکهتـا تها' اور کس طرح بار بار کہتا اور لکهتا تها کہ خاموشي مہلک اور دفع وقت و تسامح مرض کی پرورش هے - چاهیے کہ ایک مرتبہ اوپر کے دبیز کپڑے اتار کر ندوہ کے سینہ و پشت کي هڈیاں ڈهلا دي جـائیں - لیکن همیشہ مجهے اس سے روکا گیا اور کہا گیا کہ اس سے اصل کار کا نقصان متصور' اور اصلاح و فلاح بصورت دیگر متوقع هے - میں نہایت رنج کے ساتهہ کہتا هوں کہ روکنے والے جناب مولانا شبلی نعماني تهے' جو سمجهتے تهے کہ بغیر کسي مخالفانہ رویہ کے اختیار کیے مقصد اصلي حاصل کیا جا سکتا هے - حالانکہ یہ ایک کبهي نہ پورا هونے والا حسن ظن تها -

لکهنؤ میں جب ندوۃ العلما کا جلسہ هوا تو میں موجود تها - میں سچ کہتا هوں کہ آج جس نظـر سے ندوہ کو دیکهہ رها هوں' بعینہ اسی نظـر سے اس وقت بهي دیکهتا تها - مجهکو پورا یقین تها کہ جب تک ایک مرتبہ فیصلہ کن وقت نہ آئیگا' اس وقت تک ندوے کی زندگی همیشہ خطرے میں رهیگي - مولانا کو یاد هوگا کہ میں نے مولوی عبدالاحد مالک مجتبائي پریس اور متعدد اشخاص کی موجودگي میں کہا تها کہ تسامح و التوا کي بنا پر کب تک ندوہ اور اصول کے سوال سے غفلت کي جائیگي؟ ایک پمفلٹ لکهنا چاهیے اور اسمیں شرح و بسط کے ساتهہ نـدوہ کي زندگي کے مسئلہ کو صاف کردینا چاهیے تاکہ ایک مرتبہ یاس و امید کا فیصلہ هوجائے -

میري یہی رائے بغیر کسي تزلزل کے اُسکے بعد بهي رهي لیکن کہا گیا کہ نئے انتخابات هونگے' ارکان کے تعداد اور قائم مقامي کا سوال چهڑ جائیگا اور اس طرح خود بخود یہ حالت بغیر کسي هنگامے کے درست هوجائیگي -

( " دفع الوقتـي " اور " التـوا " )

دنیا میں تمام کام کسي حقیقت اور اصول کے ماتحت هوتے هیں' لیکن ندوہ کی حالت ابتدا سے عجیب رهی هے - مقصد کي رفعت و علو کا تو یہ حال کہ آج تمام عالم اسلامی میں اصلاح و ترقي کي جتني تحریکیں هیں' اُن سب میں کوئي مقصد بهي اس درجہ صحیح و حقیقی اور متضمن الفلاح نہیں جیسا کہ ندوہ کا - لیکن طریق کار کا یہ عالم کہ نہ تو اسے کوئي متفق عقیدہ حاصل اور نہ کوئي متحد اصول موجود - صرف " دفع الوقتي " اور " التوا " کے دو نو ایجاد طریق عمل تهے' جن پر اسکے تمام کام چل رهے تهے - یعني همیشہ اسکی زندگي کے اساسي سوال کو آیندہ کیلیے ملتوي کردینا' اور اس التوا سے فرصت حاصل کر کے تهوڑا بہت کام کر لینا!

گویا شاہ عالم کے اس بہت مشہور شعر کا مطلب صرف ندوہ هي نے سمجها تها :

عمر تو آرام سے گـــذرتـــي هے<br>
عاقبت کي خبر خـــدا جانے

اُسکي حالت بالکل اُس غفلت سرشت مریض کي سي تهي جو فرصت حاصل کر کے فکر آیندہ پر ترجیح دے' اور محض اس لیے کہ مرض اپنا عمل هـلاکت بتدریج انجام دینا چاهتا هے' همیشہ عمل جراحی کو کل پر ٹالتا رهے - یہ ضرور هے کہ تهوڑا اُسے مہلت دیگا کیونکہ هدي کے گلنے کا عمل ایک دن میں انجام نہیں پاتا' لیکن ساتهہ هي وہ وقت بهی ضرور آئیگا جبکہ حالت لا علاج اور نشتر کا عمل بهی بے سود هو جائیگا!

چنانچہ وہ وقت آگیا اور نہیں آیا تو صرف چند دنوں هي کي دیرے : ثاني وجدتها قریبا ان انتم تجدونها بعیدا !

جب الهلال شائع هوا تو میں نے ارادہ کیا کہ ندوے کے مسئلے پر بهی ایک سلسلۂ مضامین شروع کروں حالانکہ اس وقت تک موجودہ قصے شروع بهی نہیں هوے تهے' لیکن کچهہ مشیت الهي ایسي هی تهي کہ لکهنے کي مہلت نہ ملي' حتی کہ مدارس اسلامیہ کا باب بهي شروع نہ هو سکا -

پس ایسا سمجهنا بالکل غلط هوگا کہ موجودہ حالات کي بنا پر میں نے ندوہ کے متعلق بعض رائیں قائم کی هیں اور انهیں شائع کرنا چاهتا هوں' بلکہ سچ تو یہ هے کہ اگر یہ تغیرات پیش نہ بهي آتے جب بهی میں اپنے پیش نظر هوں میں سے ایک ضروري کام

# مســاجد اسلاميــه و مجــالس سياسيــه

روزانه معاصر دهلي سے معلوم هوتا هے که مساجد میں انعقاد مجالس کا مسئله پهر چهڑ گيا هے -

شايد کوئي کميٹي قائم هوئي هے جسکا مقصد يه هے که دهلي میں ايک مسلم هال تعمير کيا جاے - يه مقصد بهت اچها هے اور هر جگه ايسا هي هونا چاهيے - ليکن ساتهه هي يه تو کچهه ضرور نهيں که هر عمل صواب کے ساتهه ايک غلطي بهي ضرور کي جاے ؟

مسلم هال کي ضرورت کے اعلان کيليے جو اشتهار شائع هوا هے ' اسمیں لکها هے که چونکه مساجد میں هر طرح کي سياسي و تعليمي مجلسيں منعقد نهيں هوسکتيں ' اور وهاں عبادت کے سوا اور کسي کام کي شرعاً اجازت نهيں ' اسليے مسلم هال بنانا چاهيے -

مسلم هال بنانے کي تجويز ايک صحيح تجويز هے ' مگر افسوس که جو اسکي وجه بتلائي گئي هے وه غلط هے ' اور بغير اس غلطي کے بهي مسلم هال بن سکتا تها -

دهلي میں مسلم هال اگر بن جاے تو اسکا نفع اس نقصان عظيم کے مقابلے میں بهت کم هوگا جو اس غلط فهمي کے خدا نخواسته قائم هوجانے سے مسلمانوں کو منصور هے -

مسلم هال اگر نهيں بنتا تو جانے ديجيے ' مگر خدا کيليے اسلامي تعليم و احکام کے متعلق غلط فهمياں تو پيدا نه کيجيے -

میں اس امر کي علت سمجهنے سے هميشه عاجز رهتا هوں که جو لوگ مذهب اور مذهب کے احکام سے بے خبر هيں ' انکو کوسي ايسي شديد مجبوري پيش آتي هے که مذهبي فتوا ديں ؟

میں نے اس مسئله پر الهلال میں چار پانچ مقالات افتتاحيه مسلسل لکهے تهے مگر وه صرف تصريحات فوائد پر مبني تهے - آج پهر چند سطريں لکهونگا -

ان لوگوں کا بيان هے که مساجد صرف عبادت الهي کيليے هيں - يه بالکل ٹهيک هے : ان المساجد لله - ليکن اس سے يه نتيجه کهاں نکلتا هے که مساجد میں اغراض مذهبيه و ملکيه کيليے اجتماع مسلمين جائز نهيں ؟ بلکه حقيقت يه هے که جب تم نے يه تسليم کيا که مسجد الله کي عبادت کيليے هے ' تو ضمناً يه بهي مان ليا که مسلمانوں کے حقوق ملکي و سياسي و فوائد تعليمي و اخلاقي کيليے سعي و اجتماع بهي وهيں هوسکتا هے - کيونکه اسلام صرف جسم کے رکوع و سجود هي کو عبادت نهيں کهتا ' بلکه راستبازي و صداقت ' اور حق پرستي و عدالت کا هر کام اسکے نزديک مفهوم عبادت میں شامل هے -

بهتر هے که اس بارے میں آنحضرة صلی الله عليه وسلم اور خلفاء راشدين کا اسوۂ حسنه تلاش کريں - عصر نبوت میں مسجد نبوي ايک عام اجتماع گاه اسلام و مسلمين تهي جس میں هر طرح کے معاملات انجام پاتے تهے - میں شواهد کثيره سے اسکے نظائر پيش کرسکتا هوں که آنحضرة صلی الله عليه وسلم نے مسجد هي میں تمام سياسي مجامع منعقد کيے ' مسجد هي میں جنگ کي طياريوں کے خطبے ديے ' مسجد هي ايک عدالت کده تهي جهاں مقدمات فيصل هوتے تهے ' اور اسي کا صحن دار الشوری تها جسمیں مهاجرين و انصار سے مهمات امور سياسيه پر مشورے ليے جاتے تهے - کتب سير و حديث ابهي دنيا سے نابود نهيں هوئی هيں اور علم ابهي مسلمانوں میں باقي هے - تعجب هے که لوگ غلط دعوؤں کے کرنے میں کيوں اس درجه بے باک هيں ؟

کم از کم لوگ زاد المعاد اور طبري هي کو پڑهليں - نه صرف يه که آنحضرة نے مسجد میں سياسي اجتماعات کيے بلکه تمام اسلام کے بڑے بڑے مهمات امور مسجد نبوي هي کي مجالس میں طے پا ئے - فديۂ اسيران بدر ' جنگ احد میں مدينه سے نکلنا ' غزوۂ خندق کي محصوري ' حمله آوروں سے مدينه کي ايک ثلث پيداوار پر صلح کرلينے کا مسئله ' مسئلۂ حديبيه ' يه اور اسي طرح کے بے شمار مسائل هيں جو مسجد نبوي هي میں طے پاے تهے -

خلفاء راشدين کا زمانه اسلام کي ايک کامل ترين عملي تصوير تهي ' اور اس زمانه میں مسجد نبوي ٹهيک ٹهيک مدينه کا ايک " مسلم هال " تهي - عام قاعده يه تها که جب کبهي کوئي اهم واقعه پيش آتا تو موذن نکلتا اور پکارتا " الصلوة جامعه " يه سنکر تمام لوگ گهروں سے نکلتے اور مسجد نبوي میں جمع هوجاتے - پهر خليفۂ وقت کهڑے هوکر خطبه ديتا اور اس معامله کو بيان کرتا - ملکوں پر حملۂ و دفاع کے مشورے يهيں هوئے ' فتح کي خوشخبري يهيں سنائي گئي ' ذميوں کے حقوق پر يهيں بحث هوئي ' جزيه کا مسئله يهيں طے پايا ' مختلف مسائل دينيه پر يهيں بحثيں هوئيں ' احاديث کي تحقيق و تنقيح يهيں کي گئي ' واليان ولايت سے باز پرس کي گئي تو مسجد هي میں ' حقوق و دعاوي کا فيصله هوا تو اسي مسجد میں ' حکومت سے ناراضگي و رضا کے اظهار کي مجلسیں بهي يهيں هوئيں ' اور حکام و عمال کا تقرر اور انکي رپورٹيں بهي يهيں پيش هوئيں -

اتنا هي نهيں بلکه مسجد نبوي کي الحقيقت ايک دائمي انجمن تهي - علامۂ بلاذري لکهتے هيں :

كان للمهاجرين مجلس في المسجد ، فكان عمر يجلس معهم ويحدثهم عما ينتهي اليه من امر الآفاق ( فتوح البلدان صفحه : ۳۱ )

مسجد نبوي میں مهاجرين کي ايک مجلس تهي - حضرت عمر انکے پاس بيٹهتے تهے اور ملک کے جو واقعات ان تک پهنچتے تهے ' انکو بيان کرتے تهے -

مورخ طبري بلکه جميع مورخين نے لکها هے که جب حضرة عمر رضي الله عنه نے مسجد نبوي کو وسيع کيا تو ايک خاص چبوتره اسليے بنايا تا که لوگ وهاں بيٹهکر صحبت کرسکيں -

اگر مسجد کا عبادت کيليے مخصوص هونا يه معني رکهتا هے که نماز و اعتکاف کے سوا وهاں اور کچهه نهيں ' تو علاوه ان تمام شواهد معتبرۂ تاريخ و حديث و سير و اعمال صحابۂ کرام کے ' صحيح ترمذي کي اس حديث کا کيا جواب ديگے جسمیں حضرة عائشه فرماتي هيں که " كان رسول الله ينصب لحسان ( بن ثابت ) منبراً في المسجد فيقوم عليه يهجو الكفار " يعني آنحضرة صلی الله عليه و سلم مسجد میں منبر نصب کرتے تهے اور اسپر حسان بن ثابت کهڑے هوکر اپنے وه قصائد سناتے تهے جنمیں کفار کي هجو اور برائياں هوتي تهيں !

اگر مسجد میں کفار و اعداء اسلام کي هجو نظم میں جائز تهي تو کيا آج تدبير ملي حرام هوگئي ؟ فاين تذهبون ؟

معلوم نهيں لوگوں کا " سياست " سے کيا مقصود هے ؟ کيا عدل و انصاف ' مسئلۂ جزيه ' عمال و حکام کا تقرر ' امراے فوج کا انتخاب ' تقسيم غنيمت ' سنۂ هجري کا تعين ' ترتيب ديوان و دفاتر ' تجارت غير قومي کا محصول ' وغيره وغيره ملکي مسائل نهيں هيں ؟ اگر هيں تو میں اسکا ثبوت دينے کيليے موجود هوں که يه مسجد کي هي مجالس میں طے پاے تهے -

مسجد هي مسلمانوں کے هر طرح کے اجتماعات دينيه و سياسيه کي اصلي جگه هے اور يه نا ممکن هے که هم مسلمان اسکو فراموش کرسکيں - مسلمانوں کيليے اسوۂ حسنه آنحضرة اور صحابۂ کرام هيں ' نه که کسي مسجد کي کميٹي ' يا کسي شهر کے چند بڑے آدميوں کے ترهات و اباطيل -

شیخ عبد اللہ الشرقاوی نے اپنی تاریخ " تحفۃ الناظرین " اور شیخ عبد الرحمن جبرتی نے " عجائب الآثار فی التراجم و الاخبار " میں نہایت تفصیل سے یہ حالات بیان کیے ہیں - یہ دونوں شخص ازہر کے شیوخ میں سے تھے - فرانسیسیوں نے مصر کیلیے جو پارلیمنٹ باسم " دیوان " بنائی تھی ' اسکے ممبر بھی تھے " اور ہمیشہ انکے اکابر و علماء سے ملتے رہتے تھے - " عجائب الآثار پہلے تاریخ ابن اثیر کے حاشیہ پر چھپی تھی - اب مصر میں علحدہ بھی چھپ گئی ہے -

## ( مصر میں نئی تحریک )

اسی عجائب الآثار سے معلوم ہوتا ہے کہ فرانسیسیوں کے اس سہ سالہ قیام اور غیر حاکمانہ و غیر متعصبانہ رفق و مدارا سے علماء مصر و شام کو موقعہ ملا کہ وہ یورپ کی تمدنی و علمی ترقیات کا اندازہ کریں اور ان میں سے بعض نے اندازہ کیا - شیخ جبرتی بار بار لکھتا ہے کہ فرانسیسی لوگ عجیب و غریب ہیں " انہوں نے نئے علوم ایجاد کیے ہیں اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ علوم عقلیہ میں وہ ہم سے بہت بڑھگئے ہیں - انہوں نے عجیب عجیب آلات ایجاد کیے ہیں جنسے بہت سی کار آمد باتیں لمحوں میں معلوم ہوجاتی ہیں - میں ایک دن انکی رصدگاہ میں گیا ' جہاں علم ہیئت اور زمین کی کرویت و حرکت کے متعلق انکے بعض علما نے تقریریں کیں اور علم ریاضی کے متعلق بہت سی نئی باتیں بتلائیں " وغیرہ وغیرہ - و من شاء التفصیل فلیرجع الیہ -

شیخ العصر و استاذ الامام الشیخ محمد عبدہ المصری

( جو دعوت و اصلاح دینی کے ایک مشہور داعی تھے - )

ڈھائی تین سال کے بعد انگلستان نے ترکی کے ساتھ ملکر ایک جنگی بیڑہ اسکندریہ بھیج دیا - فرانس میں نپولین کا پہلا دور بھی ختم ہوگیا تھا - بالآخر فرانسیسی مصر سے چلے گئے لیکن مصر و شام میں نئے تمدن و انقلاب کی تحریک کی بنیادیں پڑگئیں -

اسکے بعد ترکی میں سلطان عبد المجید نے ایک قدم آگے بڑھایا ' اور گل خانہ کا مشہور اصلاحی " فرمان شریف " نافذ ہوا - مصر میں علی پاشا نے گذشتہ فرانسیسی اثر کو اور زیادہ قوی کیا اور " ارسالیات " کا سلسلہ شروع کیا - ارسالیات کا مقصد یہ تھا کہ مصر سے تعلیم یافتہ اشخاص یورپ کے بڑے بڑے شہروں میں درس و تعلیم کی غرض سے بھیجے جائیں - رفاعہ بک رافع طہطاوی اور فتح اللہ مراش اسی زمانے میں فرانس اور آسٹریا گئے - یہ دونوں علماء مصر میں سے تھے -

## ( وسط ایشیا و ترکستان )

ادھر روس کا اقتدار وسط ایشیا میں ساعت بساعت عروج پر تھا ' اور ترکستان کا بڑا حصہ جو چھوٹی چھوٹی اسلامی ریاستوں میں منقسم ہوگیا تھا ' آپس کے نزاع اور خانہ جنگیوں کی وجہ سے خود بخود روسی اقتدار میں جذب ہوتا جاتا تھا -

روسیوں کے اختلاط و معاشرت نے وہاں کے لوگوں میں سے بھی بعض ذکی الحس طبیعتوں کے اندر مقابلۂ حالت کی تحریک کی ' اور کچھہ لوگ اصلاح و تعمیر کی دعوت میں مصروف ہوگئے -

## ( مغرب اقصی )

افریقہ میں مصر کے علاوہ ایک اور حصہ بھی تھا جہاں فرانس کی ہمسائگی کام کررہی تھی ' اور اسکے سیاسی نفوذ نے مغربی تمدن کے مطالعۂ و تاثر کے ذرائع پیدا کردیے تھے - یہ اندلس کے جلا وطن مسلمانوں کا گوشۂ پناہ اور عربی حکمرانی کا آخری نقشقدم ' یعنی مراکش تھا - اور اسکے ساتھہ ہی الجزائر اور تیونس کی خود مختار عثمانی ولایات بھی تھیں - ان تمام مقامات میں فرانسیسیوں کے سیاسی دسائس پیہم کامیابیاں حاصل کر رہے تھے اور انکا سلسلہ اٹھارھویں صدی کی ابتدا ہی سے قائم تھا - ضرور تھا کہ یہاں بھی کچھہ لوگ کو عروج اقوام کی ترقیات سے متاثر ہوکر اصلاح حالت کا خیال پیدا ہوے ' چنانچہ ایسا ہی ہوا -

## ( ہندوستان )

ان تمام ممالک میں سب سے زیادہ انقلاب و تغیر کے اسباب ( باستثناے مصر ) ہندوستان میں فراہم ہوے ' جہاں یورپ کی زیادہ آمد و رفت پندرھویں صدی عیسوی سے شروع ہوگئی تھی ' اور پھر سترھویں کے اختتام سے انگریزی تسلط کے علاوہ کام کرنا شروع کردیا تھا - واقعۂ پلاسی کو اگر انگریزی حکومت کا پہلا دن قرار دیا جاے تو اس صورت میں بھی پوری اٹھارھویں صدی انقلاب حکومت میں گذر جاتی ہے -

اس اعتبار سے ہندوستان کو تمام دیگر اسلامی ممالک میں ایک خاص خصوصیت حاصل تھی - جن جن ملکوں میں یورپ کا تمدن پہنچا ' وہاں اسلامی حکومتیں قائم تھیں ' اور گو ان میں سے بعض کے قوائے کام رهگئی نہیں تاہم ملک کا نقشۂ حکومت ابھی باقی تھا - اسلیے بہت مشکل تھا کہ اس عالم میں اپنے تنزل اور نئی قوموں کے عروج کا حس پیدا ہوتا - برخلاف ہندوستان کے کہ یہاں خود یورپ کی ایک عظیم الشان قوم کی حکومت قائم ہوگئی تھی '

مسئلۂ ندوہ کو بھي سمجھتا تھا ' اور کسي نہ کسي وقت ضرور اسکو لکھتا - البتہ جیسا کہ کہہ چکا ہوں ' بستر مرض اور بستر نزع ' دونوں کے ساتھہ علاج کا یکساں سلوک نہیں ہوسکتا -

ندوہ کي تعمیر ھي میں خرابي مضمر تھي ' لیکن وہ وقت گذر گیا اور کئي دور ٹکے گذرنے کے بعد مولانا شبلي کي معتمدي سے نیا دور شروع ہوا - اسوقت جو کچھہ کہ جاتا وہ نسخۂ ترکیبي و پرھیز میں داخل تھا - پھر کچھہ زمانہ گذرا اور ایک وقت آیا کہ نشتر کي ضرورت ہوئي - وہ وقت بھي گذر گیا - اب معلوم نہیں کہ کیا کرنا چاھیے ؟ بہر حال مایوسي کیسي ھي اپني آخري منزل میں کیوں نہو ' لیکن پھر بھي سعي غفلت سے بہتر ہے :

چوں دمبدم عنایت توفیق ممکن ست
در تنگ نائے نزع نہ کوشد کسے چرا ؟

( مسئلۂ اصلاح اور قرون اخیرۂ اسلامیہ )

ندوة العلما کي حقیقت یہ ہے کہ گذشتہ قرون اخیرہ میں مسلمانوں نے امراض تنزل کے دفع و علاج کیلیے جو نسخے تجویز کیے تھے ' منجملہ انکے ایک نسخہ ندوة العلما کي تحریک بھي ہے -

اسلیے ضروري تھا کہ سب سے پہلے ایک نظر اُن تمام نسخوں پر ڈالي جاتي ' یعني قرون اخیرہ میں جس قدر مشہور تحریکیں اصلاح و تغیر کي پیدا ہوئیں ' اُن سب پر بحث کي جاتي ' اور دیکھا جاتا کہ ندوہ کو اُن سب میں کونسا درجہ حاصل ہے ؟ لیکن یہ ایک موضوع مستقل ہے اور اگر بالتفصیل اسے چھیڑا گیا تو اصلي مبحث رہجائیگا - بس صرف ایک تمہیدي اشارہ کرکے ندوہ کي جانب متوجہ ہوجاؤنگا -

گذشتہ نصف صدي تمام مشرقي ممالک میں اصلاح و تعدیلات کي تاسیس و تحریک کا ایک دور گذارا ہے ' جو یکسر اسي مشغلہ میں بسر ہوا - نئي عمارت گو کوئي تیار نہ ہوئي لیکن نقشے صدہا کھینچے گئے ' اور کام گو بہت کم ہوا لیکن کام کرنے کا شور و غل ہر جگہ رہا -

اس صدي کے آغاز ھي میں یورپ کا سیاسي و تمدني عروج اور مشرق کا تنزل پوري طرح نمایاں ہوگیا تھا - یورپ کي متمدن قومیں اپني جدید ترقیات کے دخائر لیکر تمام بڑے بڑے مشرقي ممالک میں پہنچ گئي تھیں ' اور بعد مقامات میں تو انکا سیاسي اقتدار ھي انکے تمدن کي نمائش کر رہا تھا -

قوموں اور ملکوں کے عروج و زوال کے ھر ایسے موسم میں ہمیشہ کچھہ لوگ وقت سے پہلے بیدار ہوجاتے ہیں ' اور جبکہ تمام ملک خواب غفلت میں سرشار ہوتا ہے تو ہوشیاري و بیداري کي صدائیں انکے اندر سے اٹھنے لگتي ہیں -

( مبدء تحریک و دعوت )

اسلامي ممالک کے تمام حصے اگرچہ یکساں غفلت و بے خبري میں آنے والے مہالک و مصائب کا انتظار کررہے تھے ' اور اس انقلاب عظیم کي طاقت سے بے خبر تھے جو بکایک یورپ کے تمدني اقتدار سے دفعۃً تمام عالم کو مغلوب کر دینے والا تھا - تاہم چونکہ یورپین اقوام سے اختلاط و تعارف شروع ہوگیا تھا ' اسلیے قدرتي طور پر بعض ذکي الحس اور صاحب فکر طبائع وقت کے اثرات سے متاثر ہوئیں اور اپني حالت کا انکے عروج و اقتدار سے مقابلہ کرنے لگیں - اس طرح تغیر و اصلاح کي تحریکوں کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا ' جس کا محرک اصلي تو مغربي تمدن کے اقتدار کا انفعالي اثر تھا لیکن اس اثر نے مایوسي کي جگہ سعي و کوشش کے جذبات پیدا کردیے تھے ' اور ترقي کا مطالعہ ' تنزل کے اسباب و بواعث کے کشف و حس کا ذریعہ بنگیا تھا -

المصلح العظیم ' والمرشد الحکیم ' السید جمال الدین اسد آبادي - طاب اللہ مضجعہ -

( جو دعوت و اصلاح کي قسم سیاسي کا ... ترین داعي تھا )

میں سمجھتا ہوں کہ اسکي ابتدا اٹھارھویں صدي عیسوي کے پہلے عشرہ سے ہوئي جبکہ سلطان محمود خان مصلح نے بعض جدید اصلاحات حکماً جاري کیں ' پھر سنہ ۱۸۰۵ میں نپولین بونا پارٹ نے مصر پر قبضہ کیا اور تین برس تک فرانسیسي فوج مصر میں مقیم رھي - فرانس نے دو علمي مہمیں فوج کے ہمراہ روانہ کي تھیں ' اور ایک جماعت علماء ھیئت و ھندسہ کي بھي اس غرض سے آئي تھي تاکہ دریاے نیل کا منبع دریافت کرے - قاہرہ میں ایک رصدگاہ بھي طیار ہوئي تھي - مصر پہنچکر فرانسیسیوں نے غلبۂ و تسلط کي جگہ نفاق و مدارا کي ایک عجیب پالیسي اختیار کي - مصر میں داخل ہوتے ھي انھوں نے معلوم کیا کہ ممالیک و ترکس امرا کے ظلم اور فسق و فجور سے لوگ عاجز آگئے ہیں ' اور ترکي والیوں کي غفلت نے انھیں خودمختار کردیا ہے - پس انھوں نے عربي میں اعلانات شائع کیے ' جنمیں حمد و نعت کے بعد سلطان قسطنطنیہ کي خلافت کا اعتراف اور بقاے خلافۂ عثمانیہ کیلیے دعا تھي ' اور اسکے بعد لکھا تھا کہ ہم اسلیے آئے ہیں تاکہ ان ظالم امرا کے ظلم سے لوگوں کو نجات دلائیں ' اور سلطان المعظم کي زیر خلافت حکومت اہل مصر کي خدمت کریں -

نپولین جامع ازھر میں آیا اور مسلمانوں کیطرح نماز پڑھي - اسکے جانے کے بعد فرانسیسیوں نے ایک عارضي قومي حکومت قائم کي جسکا نائب السلطنت مینو جنرل تھا - یہ بھي مسلمان ہوگیا اور عبد اللہ جنرل کے لقب سے اپنے تئیں مشہور کیا اسنے ایک مصریہ مسلمہ سے نکاح کرلیا تھا جس سے دو لڑکے بھي پیدا ہوے - انکے نام اسلامي رکھے گئے ' اور شیخ عبد اللہ شرقاوي اور دیگر شیوخ ازھر نے عقیقہ وغیرہ کي تقریب میں شرکت کي !

# تاج انگلستان اور خزینۂ اسلام کا ایک گوهر

## داستـان مسقط

## ( ۲ )

### ( سیـــد فیصـــل )

سید ترکي کے بعد سید فیصل هندوستاني تجار کے انتخاب اور حکومت برطانیه کي رضا سے امیر عمان هوا - اس کے زمانے میں ریاست عمان کي بد قسمتي کا ایک نیا دور شروع هوا -

معاملات عمان میں پہلے تو دول یورپ میں سے صرف دو سلطنتیں فرانس اور انگلستان حصه لیتي تهیں ' مگر سنه ۱۸۸۶ ع میں ایک تیسري سلطنت بهی شریک هوگئي جو پہلي دونوں سلطنتوں کي حریف قدیم هے ' یعني عظیم الشان جرمني -

جرمني کی شرکت سے ( ایک انگریز کاتب سیاسی کی زبان میں ) " معاملۂ پیچیده سے پیچیده تر هوگیا " - اب عمان ایک هڈي تهی جو انگلستان کے گلے میں پهنسگئی تهی - نه تو اسکا اوگلنا ممکن تها ' کیونکه وه ایک بحري اسٹیشن هے ' اگر حریف لے اڑے تو هندوستان دریا کي طرف سے خطره میں پڑجائیگا اور جزیره نماے عرب پر قبضه کي اسکیم درهم هوجائیگی ' اور نه نگلنا هي ممکن تها ' کیونکه جرمني کا پنجۂ فولادي هر وقت گلا دبانے کے لیے مستعد تها -

لیکن یہاں بهي انگریزوں نے دهاء سیاسي سے مدد لي - جرمني سے گفتگو کرکے یه طے کیا که ریاست کے دو حصے کردیے جائیں - ایک حصه انگریزي حمایت میں هو ' دوسرا حصه جرمني کي حمایت میں -

چنانچه انگریزي حمایت میں مسقط ' بحرین ' کویت ' [illegible] وغیره آئے - اس تقسیم کي تکمیل سنه ۱۸۹۰ ع میں ایک معاهده کے ذریعه سے هوگئی -

اس معاهده کے بعد انگریزي سیاست کے لیے میدان صاف تها - اس نے اپني پوري قوت [illegible] کے ساتھ کام شروع کیا ' جسکا نتیجه یه نکلا که آج ۲۴ سال کے بعد ان تمام معاملات کے سلاطین و امراء ایک باجگذار والي ریاست سے زیاده نہیں !

### ( اباحت و تسخیر )

فرنگیوں کا قاعده هے که جہاں جاتے هیں ' وهاں کے باشندوں کے لیے سب سے پہلے آزادي کا تحفه لیکے جاتے هیں - لیکن اس آزادي کے معني کیا هیں ؟ اخـلاق و آداب اور مذهب و هیئت اجتماعي کي بندشوں سے آزادي ' یعني بالفاظ واضح تر فسق و فجور ' رندي و مستي اور تمسخر و تفریح کي اجازت - جب اس آزادي کی بدولت باشندوں کی اخلاقي اور مذهبي حالت خراب هوجاتي هے تو پهر بتدریج فنا قوائے عمل کی اعانت سے اس ملک پر قابض هوجاتے هیں -

لیکن انگریز عمان میں اس آزادي کے بدلے چند بند سوں کا تحفه لیکر گئے -

اگرچه یه فرنگي خود ایشیا والوں کے ساتھ غلاموں سے بهي بدتر سلوک کر رهے هیں ' مگر تاهم وه جہاں جاتے هیں ' انکي کوشش هوتی هے که وهاں انسانیت کو غلامي کے عذاب سے نجات دلائیں - کیونکه یه کوشش ایسي هے که اگر کوئي فرنگي سلطنت کسي اسلامي سلطنت کو اسکے لیے مجبور کرے تو دوسري فرنگي سلطنت اس سے بازپرس نہیں کرسکتي -

انگریزوں کو یه معلوم هوچکا تها که امیر مسقط کمزور هوگیا هے ' مگر وه یه بهي دیکهنا چاهتے تهے که امتحان میں یه ضعف کہاں تک مفید مطلب ثابت هوتا هے ؟

عرب عمان میں ابهی تک مغربي خیالات کي هوا نہیں چلي تهي - وه برده فروشی کو جائز سمجهتے تهے ' اسکی ممانعت کے معني یه تهے که انہیں امیر مسلم اس تجارت سے بجبر روکتا هے ' جس سے خود خدا نے نہیں روکا - جو لوگ عربوں کے مزاج سے واقف هیں وه جانتے هیں که انکے لیے اس قسم کا استبداد کسقدر هیجان انگیز هے ؟ پس انسداد برده فروشی کا مطالبه امیر مسقط کے ضعف و انقیاد کي ایک عمده آزمایش تهي -

### ( انسداد برده فروشي )

انگریزوں نے امیر سے فرمایش کي که آینده اسکي قلمرو میں برده فروشي نه هو - امیر کے لیے سوائے تسلیم کے چاره کار کیا تها ؟ کیا وه انگریزوں کا مقابله کرسکتا تها ؟ شاید ' اگر تمام قبائل اسکے ساتھ هوتے ' مگر جنگی دخاني جهازوں کے جواب میں اسکے پاس کیا تها ؟ وهی پرانی وضع کي بادباني اور ڈانڈوں والی کشتیاں ! اسے دهمکایا گیا که اگر اس نے ذرا بهی انکار کیا تو معاً انگریزي جهاز گولا باري شروع کردینگے جو ساحل سے تهوڑے هي فاصله پر بهریرے اڑا رهے تهے - بهر حال [illegible] مجبوراً اسے منظور کرنا پڑی -

اس مطالبه میں کامیابی آینده کیلیے کویا کوں و اشد شدید مطالبات کا باعث هوئی -

### ( مـزید مـطالبات )

قوموں کی خود مختاري اور آزادي انکے جنگي قوی کے ساتھ وابسته هے ' اور جنگی قوی کا وجود اسلحه کے وجود تک هے - پس کسي قوم سے هتیار لے لینے کے معني یه هیں که اس سے اسکی آزادي اور خود مختاري چهین لی جسکے بعد صرف غلامي کی زندگی هی باقی رهتی هے جو فی الحقیقت موت سے بهی بدتر هے -

مگر اس [illegible] میں کامیابی سے انگریزوں کا حوصله اتنا بڑهگیا که انهوں نے امیر مسقط سے انسداد اسلحه فروشی کا بهی مطالبه کیا - امیر انگریزوں کی بحري طاقت سے مرعوب هوچکا تها ' اسلیے اس مطالبه کے انکار کی [illegible] مملکت کے استقلال و حریت کے لیے پیغام فنا تها ' اسکی گردن فوراً جهک گئی !

پهر تو انگریزوں نے خوب پیر پهیلائے ' اور اس خالص عربي و اسلامي ریاست میں انکی حیثیت ملکی و اخلاقي کا جو اثر هے وه کا مسقط پہلے هوسکتا تها - اس آزادي کے ماتحت هی تمام مسقط جو انگریزي نفوذ کا مرکز هے ' میخانوں ' عشرت فروشی کے دکانوں ' اور [illegible] تصاویر کی خانقاهوں سے اسطرح معمور هوگیا ' گویا ایک اسلامي سلطنت کے بدلے ایک یوروپ فرنگي سلطنت کا صدر مقام هے !

### ( عـــام شورش )

اس سے قبائل عرب میں ایک عام برهمي پهیل گئی -

شیخ عبد الله سالمی (۱) پہلا شخص هے جس نے اس حالت سے فائده اٹهانا چاها - شیخ عبد الله کا وطن ضبیه هے مگر وه رهتا قابله میں هے - قابله کے شیخ کا نام عیسی بن

---

(۱) شیخ سالم کے متعلق یه [illegible] تعریر سے ماخوذ هے جو معاصر قاهره ' المنار کے سلیمان آفندی صاحب الریاض کی روایت سے شائع کي هے -

اور لوگ مجبور هوگئے تھے کہ انکے آگے جھکیں ' اُنسے ربط و اختلاط پیدا کریں ' انکی ملازمتوں کو قبول کریں ' انکے ساتھہ سفر و سیاحت کریں ' اور اس طرح جبراً انکی تمام خوبیوں اور تمام برائیوں کو دیکھیں -

اسی کا نتیجہ تھا کہ بہ نسبت دیگر ممالک اسلامیہ و مشرقیہ کے ھندوستان میں اصلاح و تغیر کا حس زیادہ قوی اور زیادہ عام ہوا -

( دعوت تغیر و اصلاح کی اصولی تقسیم )

غرضکہ گذشتہ ایک صدی کے اندر بالعموم اور نصف صدی کے اندر خاصاً بیک وقت و بیک ھیئت ' تقریباً تمام اسلامی ممالک میں اصلاح و تغیر کی تحریکیں پیدا ھوئیں - ان سب کا سرچشمہ اقوام یورپ کے عروج کا انفعالی اثر' اور اس کی تحریک سے اپنی روبہ تسفل و تدنی حالت کا احساس تھا ' اور اسی بنا پر یہ تمام تحریکیں اصلاح ملت کی اُس دعوت سے بالکل مختلف تھیں ' جو بغیر یورپ کے اثر و تقلید کے ' محض حس حقیقت و جذبۂ صحیحۂ احیاء و تجدید کی تحریک سے قرون اخیرۂ اسلامیہ میں پیدا ھوئیں - میرے اعتقاد میں انقلاب حالت کا حقیقی اور اصلی سرچشمہ صرف وھی تحریکیں تھیں لیکن اُنکا ذکر میں اس جگہہ کرنا نہیں چاھتا -

بنیاد اگرچہ ان سب کی ایک ھی تھی اور مقصد بھی ایک ھی ' یعنے مسلمانوں کے اندر اُن تمام وسائل ارتقاء ذھنی و مادی کو پیدا کرنا جنکی وجہ سے وہ دوبارہ اپنی کھوئی ھوئی عزت حاصل کریں - لیکن چونکہ ھر دعوت تغیر اپنے مخصوص حالات و اطراف سے متاثر ھوکر اٹھتی تھی اسلیے ضروری تھا کہ طرق اصلاح و عمل میں اختلاف ھوتا -

( طرق ثلاثۂ دعوت و اصلاح )

میں اصولاً انکو تین قسموں میں تقسیم کرتا ھوں :

( ١ )

وہ تحریکیں جنکی بنیاد سیاست پر رکھی گئی - یعنے سب سے پہلے مسلمانوں میں ایک سیاسی تغیر پیدا کیا جاے ' بقیہ اسلامی حکومتوں کو متحد و باھمدگر مربوط کیا جاے ' اُن تمام نزاعات باھمی کو دور کیا جاے جنکی وجہ سے اسلام کسی سیاسی مرکز وحید سے محروم ھے' یہ وغیرہ وغیرہ ' اصلاحات سیاسیہ انکے مقصد مہمہ میں داخل ھیں -

مشہور امیر نظام ( ایران ) کا بھی مسلک تھا - مدحت پاشا ابوالاحرار قسطنطنیہ اور اسکے ھم مشرب معاصرین ' مثلاً مصطفی فاضل پاشا ' رشید پاشا ' ضیا پاشا ' علی سعاوی آفندی ' سید امین عالی پاشا ' فواد پاشا ' اور عمر پاشا وغیرہ کی تحریکیں اسی اصول پر مبنی تھیں - ان سب کے بعد سید جمال الدین اسد آبادی کا ظہور ھوا ' جس نے اس طریق اصلاح کو اپنے پیشروؤں سے بھی زیادہ قوی اور سریع العمل بنادینا چاھا - فی الحقیقت اسکا وجود اس دور آخر میں قوۃ انقلاب و تغیر کی ایک بخشش خرق العادۃ اور آیۃ من ایات اللہ تھا ! طاب اللہ مضجعہ و جعل الجنۃ مثواہ -

( ٢ )

دوسری قسم ان تحریکوں کی ھے جنکی بنیاد تمدن جدیدۂ فرنگ کی تحصیل و اتباع پر ھے - اس اصول اصلاح کا محرک و مبدء اگرچہ محض تقلید ھے لیکن تقلید نے ایک مقلدانہ اجتہاد کی صورت اختیار کرلی ھے - انسان کا قاعدہ ھے کہ جب کسی شخص کو اپنے

سے بہتر حالت میں پاتا ھے تو اپنی بہتری کیلیے آسے پہلا خیال یہی ھوتا ھے کہ اسی کی باتیں اختیار کرکے اپنے تئیں بھی بہتر بنالے - جذبۂ طبعیۂ محاکات کا یہی مبدا ھے - پس اصلاح کا یہ اصول بہت سادہ و فطری تھا جسے بغیر کسی کاوش فکر و اجتہاد کے ہر شخص اختیار کرلے سکتا تھا - یہ ایک کھلی ھوئی بات تھی کہ اقوام مشرقیہ کی عسلت اور نوعروج اقوام کی ترقی کے پہلی قوموں کو علوم و فنون اور تمام ارکان ضروریۂ مدنیۃ سے محروم کردیا ' اور اخیرالذکر اقوام قوۃ تمدن و علوم ' وکثرت صنائع و فنون سے تمام عالم پر مسلط ھوگئیں - پس ان مصلحین کیلیے یہ راہ اصلاح اختیار کرنی بالکل آسان اور سہل الاعتقاد تھی کہ اپنی اصلاح کی بنیاد تمدن یورپ کے اخذ و حصول پر رکھیں اور اُن تمام چیزوں کو دور کریں جو اس مقصد کی تکمیل میں حائل ھیں -

اس تحریک کے لیے شیخ محمد عبدہ مصری نے ایک مرتبہ بہت اچھا نام وضع کیا تھا - میں بھی اسی اصطلاح سے اسے تعبیر کرونگا یعنی " الاصلاح الافرنجی "

شیخ محمد بیرم التونسی صاحب الاوابۃ و الاعتبار اسی اصول کا داعی تھا مگر یہاں کے لوگ اسکے نام سے بہت کم واقف ھیں - اس نے کئی جلدوں میں اپنا سفر نامہ لکھا تھا جو چھپ گیا ھے - اسمیں بہت تفصیل سے ان امور پر بحث کی ھے' اور اپنی وزارت تیونس کے زمانے میں عملی طور پر بھی اسی بنیاد پر تعلیم و تاسیس مدارس و مجامع کی کوشش کی - جامع زیتونی جو فی الحقیقت آج ازھر کے بعد عالم اسلامی میں علوم اسلامیہ کی سب سے بڑی یونیورسٹی اور طریق تعلیم و نتائج میں اس سے بہتر و انفع ھے ' اسمیں شیخ موصوف نے فرانسیسی زبان اور علوم جدیدہ کی کتابیں داخل کیں ' اور تمام اعلی ملازمتوں کیلیے شرط قرار دی کہ فرانسیسی زبان و علوم سے واقفیت ھو -

سید خیرالدین پاشا صاحب اقوم المسالک جو بانی تیونس کا وزیر تھا ' اور پھر سلطان عبد الحمید نے بھی کچھہ دنوں کیلیے اسے ترکی کا صدر اعظم بنایا تھا ' اسی اصول پر اصلاح کرنا چاھتا تھا - تیونس میں اس نے بڑے بڑے کام اسی اصول پر انجام دیے -

ابراھیم پاشا دوم خدیو مصر کو بھی کہہ سکتے ھیں کہ اس صنف کے معتدل و محتاط مصلحین میں شامل تھا " ارسالیات خارجہ " کا ( یعنی ممالک یورپ میں اخذ علوم کیلیے لوگوں کو بھیجنے کا ) سلسلہ اُس نے نہایت فیاضی کے ساتھہ وسیع کیا ' اور مختلف مجالس تراجم و نقل علوم جدیدہ کی قائم کیں - مدارس امیریۂ مصریہ کی بھی ابتدائی بنیاد اُسی نے ڈالی تھی جو آج تمام بلاد مصریہ میں تعلیم انگریزی کا وسیلۂ وحید ھیں -

اسی طرح تمام مصلحین مصریہ مثلاً علی پاشا مبارک ' رفاعہ بک رافع طہطاوی ' محمود پاشا فلکی ' شیخ اللہ مراش ' وغیرہ اسی اصول کے داعی تھے - اسماعیل پاشا خدیو مصر کو بھی اسی اصول کا ایک نا سمجھہ اور مسرف داعی سمجھنا چاھیے -

ھندوستان میں سر سید احمد خان مرحوم کی تحریک بھی اسی قسم میں داخل ھے اور اس اصول نے تیونس کے بعد سب سے زیادہ کامیاب صورت ھندوستان ھی میں حاصل کی -

( الدعوۃ بقیۃ )

## ترجمہ اردو تفسیر کبیر

جسکی تصنیف وقت اعانۂ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جائیگی - قیمت حصہ اول ٢ روپیہ ادارۂ الہلال سے طلب کیجیے -

## مکتـــوب قسطـــنطنیـــه

هزنه میکٹري همایوني (قسطنطنیه) کے حضرت شاکر افندي آپ کے اخبار کے مضامین کا ترجمه مجهه سے سنتے رهتے هیں' اور ان کو جسقدر آپ کي ذات سے انس و محبت اور عقیدت هوگئي هے اسکا اظهار نا ممکن هے - آج انهوں نے ایک مضمون آپ کے اخبار میں روانه کرنے کے واسطے بزبان ترکي مجهے دیا تها جسکا ترجمه کرکے روانه کرتا هوں - یه ظاهر کردینا ضروري هے که جو کیفیت اصل مضمون میں هے میں اسکا ویسا ترجمه نهیں کرسکا هوں - سات آٹهه مهینے میں اس سے بهتر ترجمه کرنا مجهه جیسے جاهل آدمي سے ناممکن هے - زیاده نیاز -

خـادم عبـد القیـوم بیگ

## الهـــلال !!

اسلام کے عاشق ! حریت کے پرستار ! میں تسلیم کرتا هوں که تو اپني ملت مظلوم کي خدمت کر رها هے - جسم هي سے نهیں بلکه روح و دل سے کر رها هے - اپنے آرام کي فکر نهیں' مگر اپنے اهل وطن کي راحت کا تو خواهاں هے ! پیروان اسلام کو آن کي ابتدائي حریت و مساوات کي حالت میں دیکهنے کیلیے تیري آنکهوں میں اضطرار کي چمک هے اگرچه سب بیداري کي بدولت تیري آنکهیں بے نور هوگئي هیں ! تو مقدوں کي همدردي کرتا هے ... ... هے تو ملت مرحوم ... ... کي ... ... اسلامیه کے ... کے حوالے کردیے گئے هیں -

تو سنتا ؟ میں تجهسے خواهش کرتا هوں ؟ تجهسے تمنا کروں ؟ ... کروں ؟ تجهسے مدد کروں ؟ کو عالم اسلامي کا هر گوشه تجهه جیسے خادمان ملت کیلیے ناهموار و محیط هے' مگر سب سے زیاده میرا وطن' آه میرا وطن عزیز و محبوب' تجهه جیسے سپاهي'

تجهه جیسے جانفروش کا زیاده حقدار هے - بسملوں کے ساتهه تڑپ اور دل زخم خورده رکهتا هے تو زخمیوں کي بستي ڈهونڈهه ! قبرستان میں تیري آواز کون سنیگا ؟ مردوں کے مرگهٹ سے زندے کي پکار کب جواب پائیگي ؟ آ ! ادهر آ ! - دریا کي رواني کي طرح به سرعت آ ! - بجلي کي کڑک کي طرح هوش افگن آ ! - برسنے والے بادل کي طرح سرگرم رفتار هو ! زمین خشک اور پیاسي هے' اور دهقان کیلیے مهلت کا ضائع کرنا معصیت هے -

تو آئیگا - هاں تو آئیگا - تو ایک دن ضرور آئیگا اور شاید خود بخود آئیگا - کیونکه تیرے اهل وطن تجهے نهیں پهچانتے' اور کیونکه حلقه بگوشان اسلام کا کوئي وطن نهیں - دشمنان حریت' اعداء حقانیت' تیري مقدس تعلیمات سے لرزاں هیں - هاں یاد رکهه که تو آئیگا' اور ایک جلا هوا دل اپنے ساتهه لائیگا - تیري خوں فشاں آنکهیں اشکبار هونگي جب که تو آئیگا !

قلم کي برچهي تیرے هاتهه میں هے - سیف زباني کے جوهر دکها رها هے اور میدان کارزار عمل گرم هے - کهاں ؟ ترکي میں' میرے وطن محبوب و مقدس میں - قریب ترین زمانه میں' میں ایسا دیکهه رها هوں -

درد ملت کي تصویر ابوالکلام ! مرثیه خوان ملت ابوالکلام ! تو آئیگا هماري پراني روایات همکو یاد دلائیگا' کیونکه یه تیري عین فطرت هے اور تو اسیواسطے پیدا کیا گیا هے - پس چمک اور چمکا ! گرج اور دهلا دے ! پهر تو وه سب کچهه دیکهیگا جیسا که تو دیکهنا چاهتا هے' تجویزه بارش کیلیے موسم اور ارض صالح' دردوں کي ضرورت هے - ... علم صداقت' تیرے لواے حریت' تیرے برق اقدام کے سایے میں اناطولیه کے وه جوان هونگے جنکے رنگ گلاب کو شرماتے هیں' چوڑے چوڑے سینے هیں' اور ان سینوں میں اسلامیت کا مقدس خون بهرا هوا دل هے -

... اور ... هاتهوں والے بے خوف اناطولي جنگي ... کي جسارت و نهوري پر ... هیں اور جنکي سب سے بڑي آرزو دنیا میں یه هے که وه راه اسلام میں شهید هوں' ... ... تیرے ساتهه هونگے - یهي هیں جو فطرتاً صرف ... ملت هي کے فدائي هوسکتے هیں - یه وه ... هونگے ... سے دریاے طونه کے سرد اور شیریں پاني ... کے ... هیں - جو اب بهي ... کا محاصره کرسکتے هیں اگر ... کوئي محاصره نه کرے - جو اب بهي ... کے سواحل کو ... کي آوازوں سے لرزا دینا چاهتے هیں' بشرطیکه کوئي مقدس صداے لاهوتي انکے دلوں کو بهي ایک لرزش اسلامیه ... دے

... ... حسن' ایسي جمیل آرزؤں کي قدر نهیں کریگا ؟ وه ایک ... کے طالب هیں - ان کو راسته بتادے اور راستے پر لگادے - ... ... ؟

... طرابلس کے ریگستان پر' شهدا کا خون ... ... کے ... ... ... سعي کو ضائع کرنے والے آ !

میري آنکهیں ... ... قدمبوسي کا شرف حاصل کرینگے ...

شـاکر

( ... همانی - ... قسطنطنیه )

( بقیه صفحه ۵۰ )

انگریز تو موقع کے منتظر هي تهے - انهوں نے فوراً چهه هولناک جنگي جهاز اور ایک سو سپاه بهیج دي اور آینده هر قسم کي مدد کا وعده بهي کیا' نیز هدایت کي که خشکي میں ایک کهنده کي مسافت سے آگے نه بڑهنا -

انگریزي فوج کے چند قلعوں میں بیٹهکر امام کي فوج کا مقابله کیا اور بالآخر اسکو شکست دیکے خود سیاه و سفید کي مالک بن بیٹهي - جب انگریزوں کے قدم اچهي طرح جمگئے اور معاملات پوري طرح انکے هاتهوں میں آگئے تو انهوں نے دوباره امن و نظام قائم کیا -

اسوقت اگرچه سید فیصل امیر هے مگر درحقیقت تمام معاملات انگریزوں کے هاتهه میں هیں - وهي یهاں کے سیاه و سفید کے مالک هیں - سید فیصل ایک تنخواه دار ملازم هے جسکي مرضي وهي هے جو انگریزوں کي مرضي هے - وه نه اپني راے سے کوئي حکم دیسکتا هے اور نه کسي حکم کو روک سکتا هے -

یه هے وه عمان' جسکي آزادي حفاظت کا عهد سنه ۱۸۴۳ ع میں اور پهر دوباره سنه ۱۸۸۶ میں کیا گیا تها ! یا ایها الذین آمنوا ان تطیعوا الذین کفروا' یردوکم علی اعقابکم فتنقلبوا خاسرین' بل الله مولاکم و هو خیر الناصرین ( ۳ : ۹۵ )

صالح هے - اس نے شرمیہ کے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی - اس بیعت کا مقصد یہ تھا کہ سید فیصل امام شرعي هو بادشاہ نہ هو' یعني اگر اسکا کوئي حکم یا معاهدہ خلاف شریعت هو تو رعایا پر واجب العمل نہ هوگا بلکہ اسکي پاداش میں وہ خود مسند خلافت سے اتار دیا جائیگا - لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق -

سب سے پہلے قبائل کے شیوخ نے اسکے هاتھہ پر بیعت کی - شیخ سالم نے اپنے اس ارادے کی اطلاع سید فیصل کو دی - سید فیصل نے جواب دیا نہ وہ امام بھی هے اور بادشاہ بھی هے - وہ اپني قلمرو میں بالکل آزاد هے یعمل مایشا و یقول ما یرید !

شیخ سالم اور شیخ عیسی کو جب یہ جواب موصول هوا تو سخت غصہ آیا - ان دونوں شیخوں اور انکے ساتھہ انکے همخیالوں نے باهم ملکر تمام میخانوں' عفت فروشوں' مبلغین وغیرہ وغیرہ کے متعلق چند مطالبات سید فیصل کے سامنے پیش کیے - اسکے جواب میں سید فیصل نے کہا نہ انسان آزاد پیدا کیا گیا هے' پس میں اسکو مقید نہیں کرسکتا -

## ( دعــوت و بیعــت )

اس خشک و قطعي جـواب کے بعد سمائـم میں شیخ عبد اللہ سالمي' شیخ عیسی بن صالح' اور شیخ عبد اللہ بن سعید نے پوشیدہ طور پر ایک مجلس شوری منعقد کی' اور یہ طے کیا نہ شیخ عبد اللہ بن حمید کو بھیجا جائے - وہ تمام عمان میں گشت کرکے سید فیصل سے جنگ کے لیے بیعت لیں -

حسب قرار داد شیخ بن حمید گئے' اور تمام قبائل میں صلح کرا کے انمیں دوستانہ تعلقات مستحکم کیے اور عہد لیا نہ وہ سید فیصل سے بیک جسم و جان هو کے لڑینگے - اس مہم سے فارغ هوکے شیخ بن حمید تنوف آئے - تنوف ایک چھوٹا سا شہر هے جو نزوہ کے قریب واقع هے - تنوف میں یہاں کے شیخ حمیر امامي سے ملے - شیخ حمیر امامي کے حکم سے تمام علماء اباضیہ ( خوارج ) جمع هوے اور اس باب میں مشورہ هوا - مشورہ میں طے پایا نہ ایک امام مقرر کرکے اسکے هاتھوں پر بیعت کیجائے - چنانچہ شیخ سالم بن راشد خروصي کے هاتھہ پر بیعت کی گئی - بیعت کے بعد یہ لوگ پوشیدہ طور پر نزوہ آئے - اور وهاں کے باشندوںکو امام کے هاتھہ پر بیعت کی دعوت دی - اس دعوت کے جواب میں بہت سے لوگوں نے امام کے هاتھہ پر بیعت کی - ان بیعت کرنیوالوں میں بدو نام اور بنو کمود پیش پیش تھے -

## ( مقابلــــه اور جنــگ )

سید سیف بن احمد کو جو نزوہ کے امیر اور خاندان بن سعید کے ممبر تھے' یہ خبر پہنچی تو وہ ان لوگوں کو روکنے کے لیے حملہ آور هوے - سخت جنگ هوئي - بہت لوگ کام آئے - خاص بنو سعید میں سے ۲۵ سے زیادہ آدمي ضائع هوے - خود والي زخمي هوا اور بالآخر نزوہ تسخیر هوگیا - یا یوں کہو کہ اپنے باشندوں کے ضعف اور حملہ آوروں کي قوت کي وجہ سے نزوہ نے اپنے آپ کو حملہ آوروں کے حوالہ کردیا - قلعہ حصینہ سے والي کي فوج نکلگئي اور انکي جگھہ امام کي فوج وهاں قیام پذیر هوئي -

یہ حالت دیکھکے والي ایک مسجد میں پناہ گزیں هوا - لوگ وهاں پہنچے اور اس سے کہا کہ امام کي اطاعت قبول کرو ورنہ آپ گرفتار کرلیے گے اور پھر اسکے ساتھہ ایک اسیر جنگ کا سا برتاؤ کیا جائیگا - والي نے ایک گھنٹے کي مہلت مانگي - مہلت دیگئي اور اس نے خود کشي کرلي -

نزوہ میں امام نے زمام حکومت اپنے هاتھہ میں لي' اور جب قـدم جمگئے' تو بیت سلیط والوں سے کہلا بھیجا کہ " اطاعت کرو ورنہ جنـگ " انھوں نے اطاعت قبول کي - امـام اپني فوج کے دو حصے کرکے آگے بڑھا - ایک حصہ کے بڑھنے اطور اور دوسرے حصہ نے رستاق کا رخ کیا -

فوج جونہي رستاق پہنچی' فوراً لوگوں نے بلا معارضت و مقاومت اطاعت قبول کرلي - یہاں سے فوج بلاد حزم کي طرف بڑھي - یہاں والوں نے بھي اطاعت قبول کرلي - بلاد حزم سے ولایت عوبي آئي' یہاں بھي کسي نے مقاومت نہ کي -

برکة الموز والي فوج وهاں سے ناکامیاب هو کے ولایت ازکي میں آئي اور یہاں کے والي سے کہا نہ " اگر تم هم سے ملجاؤگے تو هم تم کو امام بنا دینگے " اس سبز باغ کو دیکھکر اس نے قلعہ کي کنجیاں حوالـہ کردیں - لوگوں نے فوراً اسکے سر پر ایک عمامـہ باندھکے کہا: " لو! مستعد هو جاؤ! همارے امام کے بعد اسکے جانشیں بننا ! "

## ( سیــد فیصــل اور امــام )

سید فیصل کو جب یہ حال معلوم هوا تو اس نے ایک هزار فوج جمع کي اور اپنے بیٹے نادر کو اس پر سپہ سالار بنا کے امام کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا - نادر یہ جمعیت لیکے چلا - جب امام کے جدید مرکز سمائـم کے قریب پہنچا تو فوج کا بیشتر حصـہ امـام کي فوج سے جا ملا - نادر کے ساتھہ بلوص اور بنو سعید میں سے کچھہ لوگ رهگئے جنکي مجموعہ تعداد ۷۰ آدمیوں سے زیادہ نہ تھي - یہ حالت دیکھکر وہ مجبوراً سمائم کے قلعہ میں پناہ گـزیں هوگیا اور محصور هوکے اس قلعہ کي توپوں سے فائدہ اٹھاتا رہا -

یہاں کے قبائل نے نادر کو ذرا بھي مدد نہ ملي کیونکہ قریباً سب کے سب امام سے ملگئے تھے - مگر امام کو اس محاصرہ سے کوئي فائدہ نہ هوا - نادر قلعہ میں بیٹھا شدید گولہ باري سے امام کي فوج کو پامال کرتا رہا - امام نے جب یہ رنگ دیکھا تو اسکو علی حالہ چھوڑ کے شہر کا نہایت سخت محاصرہ کرلیا تا نہ سید نادر قلعہ سے نکلکے بھاگ نہ جائے -

امام کے سپاہ جو سیدوح تھے' وہ فوجیں لیکے مختلف اطراف و جوانب ملک میں پھیلگئے - شیخ حمیر فوج لیکے سمائم سفلي کي طرف گئے شیخ عیسی شہر سرور گئے - سرور والوں نے اطاعت قبول کرلي - خود امام شیخ عبد اللہ کو لیکے سمائم علیا گیا اور نادر کو گھیرے رہا تھا' مگر جب دیکھا نہ اس محاصرہ کا کوئي نتیجہ نہیں نکلا تو ۲۰۰۰ سے زیادہ مدت کے بعد قلعہ پر ایک سرنگ کھودي اور اسمیں آگ لگادي - اس سے قلعہ کا ایک حصہ تو اڑگیا مگر کسي اور کوئي نقصان نہیں پہنچا - دوبارہ پھر بارود بھر کے آگ لگائي تو بارود کا رخ خود امام کي جماعت کي طرف پلٹ پڑا اور بہت سي جانیں کام آئیں -

شیخ عیسی اپني فوج کو لیکے اندرون ملک میں بڑھتا گیا - جہاں جہاں سے گزرتا تھا' وهاں کے لوگوں سے بیعت لیتا جاتا تھا - یہاں تک نہ شہر مقتا پہنچا - اتنے میں سید فیصل نے اسکے مقابلہ کے لیے ایک لشکر گراں بھیجا - یہ لشکر جب خوسا تک پہنچا' تو شیخ عیسی اسکو دیکھے بغیر صرف اسکي آمد کي خبر سنکے سیب چلا آیا -

رستاق پر جو فوج قابض هوگئي تھي' وہ بڑھتي هوئي عوابي آئي - یہاں سید فیصل کے لڑکے سید حمود اور سید حمد اور انکے ساتھہ سید هلال والي برکہ تھا - جب فوج کو آتے دیکھا تو یہ لوگ بھاگے - امام نے شہر پر قبضہ کرلیا' سرکاري فوج کو نکال دیا' اور ذخائر و اسلحہ جسقدر موجود تھے وہ سب کے سب قبائل کے هاتھہ فروخت کردیے -

## ( فتــح اور موجـــودہ حالــت )

چالیس دن تک جنـگ جاري رهي - جب سید فیصل نے دیکھا نہ اب تاب مقابلہ نہیں تو اس نے انگریزوں سے مدد مانگي -

## نـدوہ اور قوم کي سرد مہـري

یہ واقعہ بھي عجائبـات عـالم میں سے ہے کہ جس قوم نے ندوۃ العلما کا خیر مقدم مرحبـا اور بارک اللہ کے پرجوش نعروں سے کیا ہو' آج اسیکي جانب سے ایسي سرد مہریونکا ثبوت مل رہا ہو جسکي کچھہ انتہا نہیں - کیا وہ نعرہ ہائے مبارکباد و شادماني اسلیے تہے کہ قوم نے ندوہ کو ایک بہت ضروري اور امید افزا شے خیال کیا تہا؟ اور کیا یہ افسردگي اور بے اعتنائي اب اسلیے ہے کہ قوم کے نزدیک ندوہ اب وہ ندوہ نہیں رہا' یا قوم کي وہ تمـام ضرورتیں جو ندوہ سے وابستہ تہیں پوري ہوچکیں؟ یا یہ کہ اس تبدیل نظامت سے قوم کچھہ بد دل سي ہوگئي ہے؟ بہر حال قوم کي سرد مہري کچھہ ہي کیوں نہ ہو' میں یہ ضرور عرض کرنے کي جرأت کرونگا کہ قوم ندوہ کي حمایت سے غافل ہے' اور اگر اسي طـرح غفلت شعاري سے کام لیا گیا تو قوم کو اپني جگہہ پر یہ یقین کرلینا چاہیے کہ اب تک جو کچھہ بھي اسنے ندوہ کیلیے کیا' اسمیں مطلقاً کسي خلوص و ہمدردي کا شـائبہ نہ تہا - قوم نے نـدوہ کو صـرف ایک طلسمي کہیل سمجھا تہا جسکے تماشـہ بینوں کي تعداد میں اضافہ کیا گیا' اس سے زیادہ اور کچھہ نہیں - ورنہ یہ غفلت نہیں تو اور کیا ہے کہ آج نـدوہ میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہوگیا ہے اور قوم ٹس سے مس تک نہیں؟ اگر چنـد انجمنوں نے مولانـا شبلي صاحب کے قطع تعلق پر اظہار ناراضي کا رزولیوشن پاس کرکے اراکین نـدوۃ العـلما کے پاس بہیجدیا تو کیا یہ کہا جـاسکتا ہے کہ قومي دلچسپي کیلیے یہ کافي تہا' اور اسکو قومي دلچسپي کہہ سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں' میں قوم سے پوچھتا ہوں کہ کیا اسیطرح ہمدردي ندوہ کے بقا اور بہبود کیلیے کافي ہے؟ اور پہر ندوہ کے حق میں اسکا کیا اثر مرتب ہوا؟ یہ تو صرف ایک رسمي طریقہ تہا جسکو چند افراد قوم نے ادا کردیا - اس میں کونسي ہمدردي اور کون سا مبارک خلوص پایا گیا؟

قوم کي اصلي ہمدردي اور اسکا سچا خلوص اس وقت ہوتا جبکہ بہي خواہاں ندوہ کسي مقام پر مجتمع ہوتے' اسکي نا کامیوں کے اسباب پر غور فرماتے' اسکے فلاح اور بہبودي کے رسائل کي تلاش کرتے' اور ایک کامیاب اور امید افزا روش اختیار کرکے نـدوہ کو اسکے اصلي مقاصد و اغراض میں فایز المرام بنانے کي کوشش کرتے -

یہ ایک حد تک ممکن ہے کہ صحیح ہو کہ اگر بعد علحدگي علامۂ شبلي اراکین ندوۃ العلما نے انکي جگہہ پر ایک ناظم کو منتخب کرلیا ہے تو کیا ضـرور ہے کہ قوم اسپر اعتماد نکرے؟ میں کہتا ہوں کہ قوم ضرور اعتماد کرے' لیکن یہ اعتماد یومنون بالغیب نہو' کیونکہ وہ ملک مقرب نہیں' کوئي وحي منزل نہیں' کوئي رسول نہیں' بلکہ کچھہ بھي نہیں - کم از کم اتنا تو ضرور ہو کہ قوم اسکے حالات سے واقف ہو - اسکے فضائـل علمیہ و دینیہ سے آشنا ہو - یہ کسقدر حیرت انگیز اور افسوسناک امر ہے کہ ایک ایسي مجلس کا جسکے مقاصد عظیم الشان ہوں اور جسکي کامیابي بھي یقیني ہو' اور جسکا عزم وحید یہ ہو کہ قوم کي تمام وہ ضرورتیں جو ایک مدت سے مفقود اور قحط الرجال سے قریب الفنا ہوچکي ہیں' دوبارہ زندہ اور تازہ کردیجائیں' اسکا میر مجلس ایک ایسا شخص کیا جاتا ہے جس کے نام سے قوم کے کان بھي آشنا نہیں - لیکن ایسا کیوں ہوا؟ صرف اسلیے ہوا کہ قوم کي آنکھیں ندوہ کیطرف سے بند ہیں' اور اسلیے ہوا کہ اب وہ دل نہیں رہے جن میں ہمدردي اور خلوص کے جذبات تہے اور وہ ہاتھہ نہیں رہے جو ہمیشہ ترقي کیلیے طیار اور مستعد رہتے تہے' اور وہ دماغ نہیں رہے جن میں قومي ضروریات پوشیدہ رہتي تہیں اور انکے تمام حقوق کي نگہداشت کي جاتي تہي - نہ نہایت تعجب بالاے تعجب ہے کہ ناظم کا انتخاب صرف چند اشخاص کے ہاتھوں سے ہوجاتا ہے' اور قوم سے پوچھا تک نہیں جاتا؟ نظر کوتاہ کرتي ہے کہ قوم کے حصول آرا کا لحاظ کیے' اسکو ایک معتنم موقع ملتا ہے اور ایک غیر معمولي قدر و قدرت چنـد مقتدر کے ہاتھہ آجـاتي ہے' وہ خوش خوش مسند نظامت پر جلوہ آرا ہوجاتا ہے' اور پہر اسکا جو کچھہ جي چاہے کرگذرتا ہے -

میں حیران ہوں کہ اس منہ اور اس زبان سے کہا جاتا ہے کہ ہم میں بیداري اور قومیت کا احساس ہے؟ اگر یہي بیداري اور احساس ہے تو میں سچ عرض کرتا ہوں کہ یہہ ایک قوم الکہات ہے جسکو غلط فہمي سے آپ بیـداري تصور کیے بیٹہے ہیں - خـدارا سونچیے اور اپني ضروریات پر ایک گہري نظر ڈالکر ندوہ کے فلاح اور بہبودي کے اسبـاب فراہم کرنے میں سرگـرم ہوجائیے' و ما علینا الا البلاغ والسلام

اسم - احمد - از بارہ بنکی

## زندہ در گور مریضوں کو خوشخبري

یہ گولیاں ضعف قوت کیلیے اکسیر اعظم کا حکم رکہتي ہیں' زمانۂ انحطاط میں جواني کي سي قوت پیدا کردیتي ہیں' کیساہي ضعف شدید کیوں نہو دس روز کے استعمال سے طاقت آجاتي ہیں' اور ہمارا دعوی ہے کہ چالیس روز حسب ہدایت استعمال کرنے سے اسقدر طاقت معلوم ہوگي جو بیان سے باہر ہے - ٹوٹتے ہوے جسم کو دوبارہ طاقت دیکر مضبوط بناتي' اور چہرے پر رونق لاتي ہے - علاوہ اسکے اسنہا کي کمي کو پورا کرتے اور خون صاف کرتے میں بھي عدیم النظیر ہیں' ہر خریدار کو دوا کے ہمراہ بالکل مفت بعض ایسي ہدایات بھي دیجاتي ہیں' جو بجائے خود ایک وسیلۂ صحت ہے - قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصول بذمہ خریدار چھہ شیشي کے خریدار کے لیے ۵ روپیہ ۸ آنہ

المشتہر

منیجر کارخانۂ حبوب کا با پلٹ پوسٹ بکس ۱۷۰ کلکتہ

# مطبوعاتِ جدیدہ

## افـــادہ

قیمت سالانہ ۲ - روپیہ مع محصول - سول لائن - آگرہ

یہ اردو کا ایک جدید ماہوار رسالہ ہے جو نہایت نفیس کاغذ اور عمدہ چھپائی کے ساتھہ گذشتہ نومبر سے نکلنا شروع ہوا ہے - جناب نواب حاجی محمد اسمعیل خان صاحب اسکے مدیر اور ایڈیٹر ہیں - غالباً مقصد اشاعت یہ ہے کہ ملک میں جو تعلیمی اور سیاسی کام ہو رہے ہیں انپر ماہوار بحث کی جاے ' اور اوسکے علاوہ " دوسرے قسم کی بھی سوشیل ' مارل ' اور تاریخی مضامین " شائع کیے جائیں -

نواب صاحب ایک قدیمی اہل قلم ہیں جنکا اردو کے لکھنے ... ہے اور نہ اسقدر رسائل و اخبار نکلتے تھے - علی گڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں عرصے تک انکے مضامین چھپے ہیں اور مشہور رسالہ " معارف " کے بھی ... مالک تھے لیکن ... بھی ... ادبی ... لیکن ... اہل وطن ... اعانت کرینگے -

نومبر کا نمبر بطور نمونے کے شائع کیا گیا ہے سیلیے اسمیں صرف وہ مضامین جمع کردیے ہیں جو بعض اخبارات میں شائع ہوچکے ہیں ' مگر دسمبر کے نمبر میں متعدد مستقل مضامین ہیں اور پہلا مضمون جو ایجوکیشنل کانفرنس کے متعلق ہے ' نہایت مفید اور مشورہ پر مشتمل ہے اور ارباب کانفرنس کیلیے قابل توجہ ' بشرطیکہ وہ توجہ کرنا چاہیں -

نواب صاحب کے سیاسی آرا و افکار سے آجکل بڑا طبقہ قوم کا مخالف ہے ' اور یہ امر بھی آشکارا ہے کہ وہ الہلال کے مسلک سے خوش نہیں ہیں ' تاہم میں یہ کہنے سے کسی طرح باز نہیں رہسکتا کہ نواب صاحب جس استقلال اور یک رنگی سے اپنے سیاسی عقائد پر قائم ہیں ' اور جس غیر متزلزل لب و لہجہ میں ہمیشہ اپنے خیالات ظاہر کرتے رہتے ہیں ' میں اپنے عقیدے میں اسے نہایت قابل تعریف و تحسین سمجھتا ہوں -

زمانے کے خیالات یکسر پلٹ گئے ہیں اور وقت کے طوفان نے بڑے بڑے محکم ستونوں کو بھی اپنی جگہ سے ہلا دیا ہے - جو لوگ پچھلی صحبتوں کے مشہور رکن سمجھے جاتے تھے اور کل تک اپنے گذشتہ اصولوں کا وعظ کررہے تھے ' انھوں نے بھی زمانے کا رنگ دیکھکر بالاخر اپنی جگہ چھوڑدی ' اور زیادہ نہیں تو نئے خیالات و عقائد کی طرف دو چار قدم تو ضرور بڑھ آئے ' مگر ہم لوگ دیکھہ رہے ہیں کہ نواب صاحب ممدوح اپنے خیالات پر اسی استحکام و استواری سے قائم ہیں جس طرح گذشتہ عہد میں تھے ' اور ہر موقعہ پر بلا تامل اور بلا خوف تحقیر و تضحیک اپنی قدیمی راے ظاہر کرتے رہتے ہیں -

لوگ ہمیشہ انکے خیالات کی مخالفت کرتے ہیں اور شاید ہی کسی شخص کے سیاسی خیالات کو اسدرجہ عام طور پر مذموم سمجھا گیا ہو ' جس قدر نواب صاحب کی تحریرات کو - عموماً انکی تحریرات کو حکام کی خوشامد اور انتہا درجہ کی خوشامد سے تعبیر کیا جاتا ہے ' تاہم وہ اسکی کچھہ پروا نہیں کرتے اور اپنے خیالات برابر ظاہر کرتے رہتے ہیں -

میں نے کسی قدر تفصیل سے اس امر کو اسلیے لکھا کہ میں انکے استقلال میں آجکل کے لوگوں کیلیے ایک بڑی عبرت پاتا ہوں - انکو خوشامد اور غلامی کا الزام دیا جاتا ہے - میں چاہتا ہوں کہ کاش آجکل کے مدعیان حریت کی آزادی میں بھی ویسا ہی استقلال غیر متغیر اور استقامت محکم پیدا ہو جاے ' جسقدر ثبات و یک رنگی نواب صاحب کی خوشامد اور غلامی میں ہے !

اگر ایسا ہو تو پھر مصیبتوں کا خاتمہ ہے - یاد رکھو کہ کفر ہو یا ایمان ' ہر حال میں حیز استقامت ہے ' اور ایمان نفاق آلود سے ثبات کفر بہتر حال میں ہے :

> دو دل بودن درین رہ سخت تر عیبیست سالک را
>
> خجل ہستم زکفر خود کہ دارد بوے ایماں ہم !

اس حریت کے ادعا کو لیکر کیا کیجیے جسمیں ایک ادنی سی آزمایش کی بھی تاب نہ ہو ؟ وللہ در الشاعر :

> وفاداری بشرط استواری اصل ایماں ہے
>
> مرے بتخانے میں تو کعبے میں گاڑو برہمن کو

میں جانتا ہوں کہ جمود فکر اور استقامت راے ' دو مختلف چیزیں ہیں ' اور جس طرح ثبات راے ایک عمدہ جوہر اخلاقی ہے ' اسی طرح طلب حق اور عرفان گمراہی بھی بنیاد ہدایت و سعادت ہے - لیکن اگر ایک شخص کو اپنی غلطی محسوس نہیں ہوتی اور اسلیے کسی خاص راے پر صداقت سے قائم ہے ' تو اسکی راے کی کو ہم ... غلط سمجھیں ' مگر ساتھہ ہی اسکی استقامت کی ... تعریف بھی کیجیے ' اور ان بڑے بڑے اپنے حق کے مدعیوں کیلیے باطل کے ثبات سے سبق لیجیے !

اگر افادہ کو تمام اردو اخبار و رسائل اور قومی کاموں پر انتقاد و بحث کیلیے مخصوص کردیا جاے تو یہ بہت بہتر ہوگا ' کیونکہ اس قسم کا کوئی اردو رسالہ ملک میں نہیں ہے -

چھپائی کی عمدگی اور صفحات کے اعتبار سے قیمت زیادت کم ہے اور امید ہے کہ لوگ اسکی قدردانی میں بخل نہ کرینگے کیونکہ ملک میں متعدد رایوں کی ضرورت مسلم ہے ' اور گو انکے سیاسی آرا سے ہم لوگوں کو اختلاف ہو ' تاہم رسالے کے دیگر حصص کے فوائد میں تو کلام نہیں

## هندوستاني دوا خانه دهلي

حضرت حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب کی سرپرستی میں دہلی کا ... ادویہ کا جو عظیم الشان دوا خانہ ہے وہ عمدگی ادویہ اور خوبی کار و بار کی بدولت کے ساتھہ بہت مشہور ہوچکا ہے - صدہا دوائیں ( جو مثل خانہ ساز ادویہ کے صحیح اجزاء سے بنی ہوئی ہیں ) حاذق الملک کے خاندانی مجربات ( جو صرف اس کارخانہ سے مل سکتی ہیں ) عمدگی ساخت کار و بار ' صفائی ' ستھرا پن ان تمام باتوں کو اگر آپ ملاحظہ کریں تو آپ کو اعتراف ہوگا کہ :

ہندوستانی دوا خانہ تمام ہندوستان میں ایک ہی کارخانہ ہے -

فہرست ادویہ مفت ( خط کا پتہ )

مینیجر ہندوستانی دوا خانہ - دہلی

# اقتــــراعیات عثمانیــــه

## ایــک عثـمانی طبـــاره

### شوکت بلقیس حانم

انـگلستان کی نئی ڈاک کے اخـبارات میں مس فـریهوک (Miss Frehauke) کا تـذکرہ نهـایت فخر و مباهات کے ساتهه کیا گیا ہے جس نے ایک هوائی جهاز میں کچهه دور تک سفر کیا

یورپ میں ایسا هونا کچهه بهی عجیب نهیں' بلکه ایک ایسی معمولی بات ہے جسکا تذکرہ بهی ضروری نه تها - البته حال میں ایک نوجوان ترک خاتون شوکت بلقیس خانم کا هوائی جهاز میں اوڑنا اور ادرنه سے قسطنطنیه تـک آنا' یقینـاً ایسا واقعه تها جسپر فرانس کے تمام اخبارات و رسائل نے بجا طور پر تعجب کیا -

خانم موصوفه ایک نوجوان تـعلیم یافته خاتون اور فتحی بک کی بیوی هیں - پچهلے دنوں جو مشهور انجمن خواتین عثمانیه کی اعانۃ حکومت کیلیے قائم هوئی تهی' اسکی تاسیس میں سب سے زیاده حصــه انهوں نے لیا تها - انـقلاب دستوری کے بعد باعانـۃ

احمد رضا بک جو جمعیه طلب حقوق نسواں کیلیے قائم هوئی تهی' جسکے دو عـظیم الشان جلسے منعـقد هو کر تمام یورپ میں مشهور هوگئے تهے' اور جسکی اعانت کا سلطان المعظم نے به نفس نفیس وعـده کیا تها' اسکے ارکان مشهورہ میں سے ایک رکن رکین یهی بلقیس خانم تهیں -

انکے اس مردانه وار طیـران هوا نے تمام ترکی میں شهرت حاصل کرلی ہے' اور متعدد مقامات سے عورتوں کی انجمنوں نے انکے لیے تحائف بهیجے هیں - اوڑنے سے پہلے اور بعد' خواتین عثمانیه کے دو جلسے منعقـد هوے' جسمیں بڑے بڑے اعیـان و مشاهیر کی خواتین شریک تهیں - بلقیس خانم نے ایک فصیح و بلیغ تقریر کی اور کها :

" وقت آگیا ہے که اپنی ملت کے زوال و ادبار کے ماتم میں هم عورتیں بهی مساویانه حصه لیں' ... هم اپنا مساویانه حق مردوں سے طلب ... هیں "

انهوں نے کها که :

" هوائی جهاز میں بیٹهکر کچهه دور تک جانا اب متمدن عالم کی ایک نهایت هی معمولی اور عامة الورود بات هوگئی ہے - اسمیں کوئی ندرت نهیں - پس میں نے جو یه اراده کیا تو اسلیے نهیں که یه کوئی عجیب اور نادر واقعه هوگا' بلکه صرف اس غرض سے که

بلقیس خانم هوائی جهاز میں

همت اور اقـدام عملی کی ایک نظیر قائم کروں - وہ میری ملت محبوب و معظم کیلیے اولوالعـزمانه اعمال کا محرک' اور بـلند نظرانه مقاصد کیلیے داعی هو "

خــانم موصوفه کی اس دلیری نے تمام خواتین عثـمانیه میں ایک تازہ روح عمل پهونک دی ہے - صرف عورتیں هی نهیں بلکه مردوں پر بهی اسکا همت افزا اثر پڑا ہے - انهوں نے اپنے ساتهه بهت سے چهپے هوئے اوراق رکهه لیے تهے جو هر آبادی پر سے گذرتے هوئے پهینکی جـاتی تهیں - اُن میں سے بعض پر طلب غیرت و حمیت کے جملے تهے' بعض پر دعائیه فقرے' اور اکثر اوراق پر تو یه لکها تهـا که " ملـۃ نجیبۂ عثمـانیه کے نام' غیرت' حمیت' صـداقت' اور عمل کا پیام مقدس !! "

یه گویا دارالخلافـه عثمانیــه کا ایک ابتدائی واقعه ہے - لیکن جو باقاعده اور منظم آزادی توجه اپنی حکومت هونے کے وهاں جدید نسل کی عورتوں کو ملی ہے' امیـد ہے که وه ابهی عرصے تک اسیں بے اعتدالانه آزادی کے نقائـص سے محفوظ و مصـئون رهینگی -

گذشته ڈاک کے تمام عثمانی جرائد و رسائل نے اس واقعه کی تشهیر و تعظیم میں حصه لیا ہے' اور مصور رسائل نے اس دلیرانــه سفر فضائی کے مختلف حصوں کی تصویریں شائع کی هیں - علی الخصوص معاصر محترم آستانه " شهبال " اور " رسملی " جنکی اشـاعـات کا بـڑا حصه اسی واقعـه کے رسوم و صـور سے پـر ہے - هم بهی تین مختلف تصـویریں معـاصرین آستـانه سے نقل کرتے هیں

تین تصویریں تو خود خانم موصوفه اور هوائی جهاز کی هیں' اور ایک تصویر اُس مجلس خـواتین کی ہے جو اُس موقعه پر منعقد هوئی تهی -

بلقیس خانم هوائی جهاز کے لباس میں

## اثـار عـــرب

مصر کے موجودہ تعلیم یافتہ اشخاص سے مجھے ہمیشہ بے اعتقادی رہی ہے ‘ الا دو شخص ‘ ایک قاسم امین بک مرحوم صاحب تحریر المراۃ ‘ اور دوسرے احمد زکی بک صاحب السفر الی المؤتمر و الدنیا فی باریس وغیرہ -

پچھلے دنوں احمد زکی بک نے جامعہ مصریہ میں اثار عرب پر تقریروں کا ایک سلسلہ شروع کیا تھا ‘ جسمیں مختلف مواضع ادب و تاریخ و علوم و علم اللسان پر نہایت وسعت نظر و دقت راے سے بحث کی تھی - اب ان سب کا مجموعہ شائع ہو گیا ہے - آج انکی ایک تقریر کا تھوڑا سا حصہ درج کیا جاتا ہے جو زیادہ خشک او علمی نہیں ہے تاکہ عام طور پر دلچسپی سے پڑھا جاے ( ایڈیٹر ) -

حضرات !

سب سے پہلے میں عربی طریقہ پر سلام کرتا ہوں اور ہر شخص سے فرداً فرداً کہتا ہوں کہ " سـلام علیک " اسکے بعد میں اسـلامی طریقہ پر سلام کرتا ہوں اور کہتا ہوں " السلام علیکم " -

اس سلام مزدوج کے بعد میں وہ لفظ استعمال کرتا ہوں جو اہل فرنگ نے عربوں سے لیا ہے اور جسے بلحاظ معنی اصلی کے میں آپ سے کہتا ہوں ‘ یعنی " Salamlek " -

حضرات ! اہل یورپ تو اس تیسرے لفظ کو تملق و تذلل اور انتہاء خضوع و خشوع کے لیے استعمال کرتے ہیں ‘ مگر در حقیقت یہ لفظ اس اثر کا ہمیں پتہ دیتا ہے جو اسلامی تمدن نے یورپ کی مغربی قوموں پر ایک زمانے میں ڈالا تھا -

کیا اس عالم کی یہ سنت جاریہ نہیں ‘ کیا تمدن کا یہ قاعـدہ نہیں کہ جب مختلف و متبائن قومیں باہم ملتی ہیں اور ایک کو دوسرے سے سابقہ پڑتا ہے ‘ تو ضرور اس سے ایک کا اثر دوسرے پر پڑتا ہے ‘ اور یہ اثر اسقدر قوی ہوتا ہے کہ بالآخر عام اور خاص ‘ دونوں قسم کے حالات میں ظاہر ہوتا ہے ؟ اس تاثیر کا سر چشمہ تمدن کی قوت ہے - غالب و چیرہ دست قوم معراج تمدن کے جسقدر بلند زینے پر ہوگی ‘ اور مغلوب قوم پر اسکو جسقدر تسلط و اقتدار حاصل ہوگا ‘ اسی نسبت سے یہ اثر بھی کمزور و ضعیف اور قوی و استوار ہوگا -

کسی قوم میں جب تمدن پھیلتا ہے ‘ تو ضرور اسکے افراد بھی اس بسیط زمین پر پھیلتے ہیں اور دوسری قوموں پر غالب ہوجاتے ہیں وہ قبائل جو اسکے جوار میں یا اسکے ساتھہ رہتے ہیں ‘ اسکا کہنا مانتے ہیں ‘ ان پر فوراً اُس قوم کو یک گونہ حکومت حاصل ہوجاتی ہے گو یہ حکومت ظاہری نہ ہو بلکہ معنوی ہو - جو لوگ تفکر و تامل کو کام فرماتے ہیں انہیں اس حکومت معنوی کے آثار تجارت ‘ زراعت ‘ صنعت ‘ اخلاق و عادات ‘ علوم و معارف ‘ بلکہ لہو و لعب ‘ ظرافت و مزاح ‘ وقار و رندی ‘ غرضکہ زندگی و تمدن کے ہر شاخ و مظہر میں اسطرح نظر آجاتے ہیں ‘ جسطرح صبح کی پیشانی یا دن کی روشنی نصف النہار میں !

اجتماع و تمدن کے اس بدیہی قانون کے ثبوت کے لیے میں آپ کو دور نہیں لیجاتا - صرف اتنا کہتا ہوں کہ آپ ذرا اپنے گرد و پیش پر ایک نظر ڈالیں - کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم میں سے ایک شخص جو اپنی مادری زبان بھی اچھی طـرح بول نہیں سکتا اور ( اسکے نزدیک ) اسکی بدقسمتی سے خدا نے اسکو کسی عجمی زبان میں استعمال و ابہام کا موقع بھی نہیں دیا ‘ مگر با این ہمہ جب وہ اپنے کسی دوست اور ہم جنس سے ملتا ہے تو فوراً کہتا ہے : " بونجور مون شیر ، بون سوار " ( یہ ایک فرانسیسی کلمۂ مزاج پرسی و تعارف ہے جو اب فرنگی مآب مصریوں میں بجاے کیف حالک کے جاری ہوگیا ہے ‘ اور انکی تقلید سے اسکا استعمال اسقدر بڑھگیا ہے کہ عام طور پر ہر شخص بولنے لگا ہے حتی کہ سلام علیک تک متروک ہے ! - الهلال ) کیا یہ امر اب قطعی نہیں کہ عنقریب وہ دن آنے والا ہے جبکہ ہمارے لڑکے گھروں میں بھی گوڈ مارننگ گوڈ نائٹ مائی ڈیر ‘ کہا کرینگے -

نہیں ‘ وہ دن تو آگیا - اب تو گھروں میں بھی ہمارے لڑکوں کی زبان سے یہی نکلتا ہے -

لعمری ( اپنی عمر کی قسم ) ‘ یہ نفوس کا ضعف ‘ مزاج کی کمزوری ‘ اور اخلاق کی پستی ہے - یہ حدیث علما کے نزدیک تنگ ظرفی ہے اور نفسیات علما کے نزدیک خود نمائی - رہے جاہل تو انکے لیے اسقدر کہدینا کافی ہے کہ وہ جاہل ہیں !

میرے نزدیک اس تنگ ظرفی اور خود نمائی ‘ دونوں کے خلاف اخلاقی جنگ کرنا چاہیے تاکہ ہم اپنی قومیت اور زبان کو محفوظ رکھہ سکیں ‘ اور اپنے ملک کے زندہ کرنے کے متعلق ہماری کوششیں کامیاب ہوں -

لیکن آج شب کی صحبت کا میرا موضوع مجھے مجبور کرتا ہے کہ میں بہت سے مقامات پر عربی الفاظ کے بدلے غیر عربی الفاظ استعمال کروں ‘ کیونکہ اسلیے تاکہ ان پس ماندہ آثار اور لازوال مآثر کو بیان کرسکوں جو ہمارے آباء و اجداد یورپ کی قوموں میں اپنے بعد چھوڑ آئے ہیں - ( اسکے بعد خطیب نے فرانسیسی زبان کا ایک فقرہ لکھا ہے مگر وہ ہم نے اسلیے حذف کردیا کہ ناظرین الهـلال میں بمشکل کچھہ لوگ ایسے ہونگے جنکے لیے وہ چند اصوات مہملہ سے زیادہ ہو - الهـلال )

آپ بیشک حیرت سمجھینگے جب میں آپ سے کہونگا کہ (Ebahi) اور (Ahuri) یہ دونوں فرانسیسی لفظ خالص عربی اصل سے مشتق ہیں - پہلا لفظ (Ebahi) جسکے معنی پریشان و حیران کے ہیں ‘ اور اسی طرح ... (Ahuri) ... ہم معنی ہے ‘ دونوں عرب کے اس قول سے نکلا ہے کہ " فلان باہت " یعنی حیران و پریشان ہیں - دوسرا لفظ یعنی (Ahuri) جسکے معنی مبہوت و مرعوب ہوجانے کے ہیں ‘ وہ بھی اس جملے سے نکلا ہے کہ " بہرت فلانا فانبہر " کیا اب بھی اسکو حیرت و تعجب ہے ؟ حالانکہ جب سبب ظاہر ہو جاے تو تعجب دفع ہو جاتا ہے ‘ اور اشتقاق جسقدر واضح ہے وہ تو ظاہر ہی ہے

اس فرانسیسی فقرہ میں ایک لفظ (Sauche) استعمال کیا تھا - یہ لفظ بھی عربی ... ہے اگر اطالی لہجہ میں اسکا تلفظ کریں تو " سوای " ہوگا ‘ اور اگر ہم اطالی زبان میں اسکے ہم معنی لفظ تلاش کریں تو ہمیں دو لفظ (Zocco) اور (Zocco) ملینگے ‘ اور ... اب ہم اسکے بعد یہ آیت تلاوت کریں کمزرع اخرج شطاہ فآزرہ فاستغلظ فاستوی علی ( سوقہ ) یعجب الـزراع تو اسکا مشتق منہ واضح ہو جائیگا ( یعنی لفظ سوق )

هیں مجھے پوري امید هے که انشاء الله العزیز انکا قدم جزائر فلپي پائن میں ایک نئي حرکت دیني پیدا کر دیگا - مسئلۂ تبلیغ اسلام کے متعلق میں نے بہت سے مطالب ضروریه انکي خدمت میں عرض کیے هیں -

ایک ایسے دور دراز مقام کے قیام کو منظور کر لینا هي ایسے ایثار نفس کي دلیل بین هے - انهوں نے اس دیني خدمت کیلیے تنخواه لینا بهي گوارا نہیں کیا - صرف پچاس پونڈ ماهانه اپنے مصارف کیلیے لینگے ' اور قسطنطنیه میں انکے اهل و عیال کیلیے ۳۰ پاونڈ ماهانه پہنچتے رهینگے -

انهوں نے کرنل فنلے سے یه طے کر لیا هے که وه تبلیغ اسلام کے بارے میں بالکل آزاد و خود مختار هونگے - عربي تعلیم کے نشر و اشاعت میں حکومت محلیه انهیں مدد دیگي - خطبه میں سلطان المعظم کا نام لیا جایگا ' اور آنکے تمام احکام و اوامر دربار خلافت کے احکام تصور کیے جائینگے -

جزائر فیلپي پائن میں مسلمانوں کي آبادي پانچ لاکھ سے زیاده هے - انکے علاوه قدیمي بت پرستي بهي باقي هے جو بہت تهوڑي سعي سے مبدل به اسلام هو سکتي هے -

هندوستان کے مسلمانوں کے لیے یه سمجهنا مشکل هوگا که دولت برطانیه جو کچهه اپنے سات سے دس کروڑ مسلمان رعایا کیلیے نہیں کرسکتي ' اس سے کہیں زیاده ریاست هاے متحدهٔ امریکه صرف پانچ لاکهه نفوس اسلامیه کیلیے کر رهي هے - وه خود اپني معرفت سے انکے لیے ایک شیخ الاسلام مقرر کراتی هے اور سلطان المعظم کے تحت ریاست دیني انهیں سپرد کردیتی هے - انگلستان کیلیے ( بقول تائمس ) ایک وحشي گورے کے خون کے آگے تمام مسلمان رعایاے هند کا اضطراب اور ایک عظیم الشان اسلامي حکومت کي تباهي کوئي شے نہیں ' مگر مقدمه هے که امریکه ایسا نہیں سمجهتي '

حال میں سر ولیم ویدر برن کي ایک چٹهي اخبار لندن میں شائع هوئي هے جسمیں انهوں جزائر فلپي پائن کا ذکر هے اور امریکه کے طرز حکومت سے گورنمنٹ هند کا مقابله کیا هے - وه لکهتے هیں :

" امریکه کے پریسیڈنٹ ولسن کا رویه اهل برطانیه کیلیے قابل غور و عبرت هے - جب هندوستان کي کونسل میں مسٹر گوکهلے کا بل جبري تعلیم کے متعلق نامنظور هوا تو اسي وقت بیان کیا گیا تها که جزائر فلپي پائن میں امریکن گورنمنٹ کے میونسپلٹیوں کے ذریعه جبري تعلیم رائج کردي هے ' اور اسکا نتیجه یه هے که برٹش انڈیا کے مقابله میں وهاں طلبا کي تعداد دس حصه زیاده نظر آتي هے !

پریسیڈنٹ ولسن نے علانیه وعده کیا هے که امریکن گورنمنٹ بہت جلد ان جزائر کو آزادي عطا کر دیگي ' مگر هندوستان کو ابتک کوئي ایسي امید نہیں دلائي گئي ! ! "

## زمینـدار ریلیف فنڈ ڈیپوٹیشن

بسرپرستي علامه عبد الله عمادي ایڈیٹر زمیندار بغرض فراهمي چنده ۲۱ جنوري کو لاهور سے روانه هوگا همیں اپنے مسلمان بهائیوں سے پوري توقع هے که حتی الامکان اس ڈیپوٹیشن کي حوصله افزائي سے اپنے قومي اخبـار ( زمینـدار ) کے ساتهه سچي همدردي اور محبت کا عملي ثبوت دینے سے دریغ نہیں فرمائیں گے -

منیجر زمیـندار

## مشاهیر اسـلام رعایتي قیمت پر

(۱) حضرت [illegible] حاتم اصم قدس سره ۳ آنه رعایتي ۱ آنه (۲) حضرت [illegible] ۳ آنه رعایتي ۱ آنه (۳) حضرت محبوب الٰهي رحمة الله علیه ۲ آنه رعایتي ۳ پیسه (۴) حضرت خواجه حافظ شیرازی ۲ آنه رعایتي ۳ پیسه (۵) حضرت خواجه شاه سلیمان تونسوي ۳ آنه رعایتي ۱ آنه (۶) حضرت شیخ [illegible] ۳ آنه رعایتي ۱ آنه (۷) حضرت امیر خسرو ۲ آنه رعایتي ۳ پیسه (۸) حضرت سرمد شهید ۳ آنه رعایتي ۱ آنه (۹) حضرت غوث الاعظم جیلاني ۳ آنه رعایتي ۱ آنه (۱۰) حضرت عبد الله بن عمر ۳ آنه رعایتي ۱ آنه (۱۱) حضرت سلمان فارسي ۲ آنه رعایتي ۳ پیسه (۱۲) حضرت خواجه حسن بصري ۳ آنه رعایتي ۱ آنه (۱۳) حضرت امام ربانی مجدد الف ثاني ۲ آنه رعایتي ۳ پیسه (۱۴) حضرت شیخ بهاء الدین ذکریا ملتانی ۲ آنه رعایتي ۳ پیسه (۱۵) حضرت شیخ سنوسي ۳ آنه رعایتي ۱ آنه (۱۶) حضرت [illegible] ۳ آنه رعایتي ۱ آنه (۱۷) حضرت امام غزالی ۵ آنه رعایتي ۲ آنه (۱۸) حضرت شیخ محي الدین ابن عربي ۴ آنه رعایتي ۶ پیسه (۱۹) شمس العلما آزاد دهلوي ۳ آنه رعایتي ۱ آنه (۲۰) نواب محسن الملک مرحوم ۳ آنه رعایتي ۱ آنه (۲۱) شمس العلما مولوی نذیر احمد ۳ آنه رعایتي ۱ آنه (۲۲) [illegible] مرحوم ۵ رعایتي ۲ آنه (۲۳) [illegible] ۲ آنه رعایتي ۳ پیسه (۲۴) حضرت شهباز رحمة الله علیه ۵ آنه رعایتي ۲ آنه (۲۵) [illegible] عاری ۵ آنه رعایتي ۲ آنه (۲۶) حضرت [illegible] ۳ پیسه (۲۷) [illegible] معظم ۲ آنه رعایتي ۳ پیسه (۲۸) حضرت ابو سعید ابو الخیر ۲ آنه رعایتي ۳ پیسه (۲۹) حضرت [illegible] ۲ آنه رعایتي ۳ پیسه (۳۰) حضرت [illegible] ۲ [illegible] ۳ پیسه (۳۱) حضرت خالد بن ولید ۵ آنه رعایتي ۲ آنه (۳۲) حضرت امام رازي ۶ آنه رعایتي ۲ آنه ۲ پیسه (۳۳) حضرت سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس ۸ آنه رعایتي ۲ آنه (۳۴) حضرت امام حنبل ۴ آنه رعایتي ۶ پیسه (۳۵) حضرت امام شافعي ۶ آنه رعایتي ۱۰ پیسه (۳۶) حضرت امام حنفی ۲ آنه رعایتي ۳ پیسه (۳۷) حضرت عمر بن عبد العزیز ۵ - آنه - رعایتي ۲ - آنه (۳۸) حضرت خواجه قطب الدین بختیار کاکي ۳ - آنه رعایتي ۱ - آنه (۳۹) حضرت خواجه معین الدین چشتی ۵ - آنه - رعایتي ۲ آنه - [illegible] مشاهیر اسلام قریباً دو هزار صفحه کي [illegible] ۲ روپیه ۸ - آنه - (۴۰) یاد [illegible] ۱۲ - آنه رعایتي ۶ - آنه (۴۱) آئینه خود شناسي [illegible] ۵ آنه - رعایتي ۳ - آنه - (۴۲) حالات حضرت مولانا روم ۱۲ - آنه - رعایتي ۶ - آنه - (۴۳) حالات حضرت شمس تبریز ۶ - آنه - رعایتي ۳ آنه - [illegible] قیمت میں [illegible] (۴۴) [illegible] حالات حضرت محبوب سبحانی غوث اعظم جیلاني ۱ روپیه ۸ آنه (۴۵) ملفوظات حضرت امام رباني مجدد الف ثاني [illegible] لا جواب کتاب ۲ روپیه ۷ آنه (۴۶) هشت بهشت اردو [illegible] اهل بهشت کے حالات اور ارشادات ۲ روپیه ۸ آنه (۴۷) [illegible] هندوستان بهر کے تمام مشہور [illegible] اور صدري [illegible] - اب دوسرا ایڈیشن [illegible] اصلي قیمت [illegible] روپیه هے اور رعایتي ۳ روپیه ۸ آنه (۴۸) [illegible] ۲ آنه رعایتي ۳ پیسه (۴۹) [illegible] رساله ۲ آنه رعایتي ۳ پیسه -

ملنے کا پته ــــ منیجر رساله صوفي پنڈي بهاؤ الدین ضلع گجرات پنجاب

# بريد فرنگ

## سنـــه ۱۳ - اور هـــلال

### قديم و جديد مسئله شرقيه

( از كربفگ ۲۷ دسمبر )

انيس سو باره نے همیں پرانے " مسئلـه شرقيـه " كا خاتمه دكهايا اور انيس سو تيره نے اپني طنز آميز فياضي سے ايك نيا مسئله شرقيه " ايجاد كرديا - يهي شے اس سال كي اصلي مزيت اور دير پا خصوصيت هے جسكي وجه سے يه سال يورپ كي تاريخ ميں هميشه مشهور و معروف رهيگا -

اس لحاظ سے يه سال نه صرف برا تها ' بلكه بلا ادنى مبالغه كے ايك مضرت رساں سال تها - بلقان ميں يورپ كي بزدلي اور شديد بربريت كي كاميابي سے جو اچهه هوا ' ارباب سياست كے ليے اميد كي برباد شده صورت هے ' اور اصحاب خيال ( Idealist ) كے ليے اس فريب كا انكشاف جسميں وه اب تك مبتلا تهے - مگر يه اسكي اكيلي برائي نهيں كيونكه يه اپنے اندر اور بهي برائياں ركهتا هے -

اس نے آينده كے بے گناه لوگوں كے ليے ايك ايسا بوجهه تركه ميں چهوڑا هے ' جسكا فيصله وه هميشه كے ليے كرسكتا تها اور صرف اسيقدر نهيں بلكه اس بوجهه كے ساتهه مزيد پيچيدگياں بهي - سر ايڈورڈ گرے ' همیں حكم ديتے هيں كه هم شكر كريں كه جنگ يورپ سے بچگئے - سر ايڈورڈ گرے كا يه قول تو بالكل غير فاني ڈك كے انداز ميں هے ' بلكه اسكے اس دائمي تسلي كي دوسري شكل كه " جب تك حوش طبعي كي شمع ميں روح كي آگ روشن هے اور دوستي كا بازو پر نهيں جهاڑتا ' اسوقت تك مهر و عنايت ميں تفريق كي كيا پروا ؟ "

بدقسمتي سے اس صورت خاص ميں زندگي كي شمع بڑي حد تك بے حيائي كي شمع هے -

اور رها " بين القومي دوستي كا بازو " تو اسكي اصلي فكر يه هے كه ان غير " زنده دل " جنگي تياريوں كي عظيم الشان وسعت كو پوشيده ركها جائے جو هر سلطنت دوسرے كے ليے كررهي هے !

بيشك هم اس سال جنگ سے بچگئے هيں اور شايد آينده سال بهي بچے رهيں ' مگر تو حلقه بگوش قوموں كا آه و زاري كرنا ' دول كي نا جائز خواهشوں كے ليے نئے رقيبوں كا پيدا هونا ' اور اسلحه بندي ميں دول كي منافست كا وسيع اور تيز هونا ' يه چيزيں اس صلح كي داستان سنائيگي جس پر سر ايڈورڈ گرے كو اسقدر ناز هے

آؤ ذرا اور زياده قريب سے ۱۹۱۳ كے تركه كو ديكهيں ! گذشته سال دو معقول امیدواري ميں ختم هوا تها - بلغاري قسطنطنيه كے دروازه پر تهے - ترك اپنے آخري يورپي خندقوں ميں چهپے هوے تهے - سرويا اور بلغاريا كا عهد نامه اتحاد اپنے ان دفعات كے ساتهه ابهي تك صحيح و سالم تها جو مفتوحه زمينوں كي قوميت كے اصول پر تقسيم كے متعلق تهيں - يورپ كي سياست كا يه شعار تها كه بلقان بلقانيوں كے ليے هے ' اور اس شعار كي پيروي بلكه اسكے معنى كي تصوير كشي كے ليے دول نے البانيه كے آزاد كرنے كا فيصله كرليا تها - ايشيا ميں ايك مستحكم اور دوباره پيدا هونے والي تركي كے مستقبل نے بظاهر وزرا اعظموں كي تمام قيمتي اور تازگي بخش فياضي كو مشغول كرليا تها ' اور انهوں نے تركي كي اس نئى قلمرو كي حفاظت كے ليے جزائر ايجين كي قسمت كا فيصله اپنے هاتهوں ميں ليليا تها - ان تمام باتوں سے ايك للچانے والي اميد پيدا هوئى ' اور اس توقع كي پوري پوري تصديق هوگئى كه بالاخر يورپ كے وجدان ( كانشنس ) سے مسئله شرقيه كا اثر اتر جائيگا

يه صحيح هے كه اس زرد هلال كا گردش كرتا هوا آسمان ' ابر سے صاف نه تها -

ليكن يه بهي تو معلوم هوتا تها كه صبح طوفان كي علامتيں اگر درحقيقت غفلت و بے پروائى كے قابل نهيں ' تو انكا انتظام هوسكتا هے -

افسوس ! يورپ كي فياضي اور اسكي همت ' دونوں فريب ثابت هوئيں - اسكا مصنوعي اتحاد ضروري تصفيه كے بجائے فساد كرنے كے قابل نه نكلا ' اور اسليے سنه ۱۹۱۲ ع كي درخشاں اميديں خون كے سمندر ميں حل هوگئيں ' اور اسكي يه گم گشتگي عهدنامه بخارست كي بے شرم خشك مزاجي كي صورت ميں قلمبند كي گئي !!

غرض سال گذشته كے تمام نتائج كي فهرست اسطرح بنائي جاسكتي هے :

( ۱ ) مسئلۂ مقدونيه ايك ايسي صورت ميں دوباره زنده هوا هے جو " عثماني مظالم " كے زمانے سے بے انتها زياده خطرناك هے -

( ۲ ) ايك نيا مسئله البانيـا پيدا هوا هے جس نے بلقان كي معمولاً پريشان سياست كے ليے سے چيدگي كے نئے عناصر فراهم كرديے اور يورپ كے توازن دول نے خوشگوار ميدان ميں زلزله ڈالديا -

( ۳ ) ڈانيوب كے جنوب پر ايك بلغاري ( Alsace ) تعمت نشين هوا هے -

( ۴ ) اور آخر ميں نه نه دول عظمى كي جوع الارض نے اپنے كو كمزور باب عالى كے ايشيائي ممالك پر محدود كرليا هے ' جهاں

لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین
القرآن الحکیم

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و مجر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱ ـ ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ٥ | کلکتہ : چہارشنبہ ۸ ربیع الاول ۱۳۳۲ ہجری | جلد ٤

Calcutta : Wednesday, February 4, 1914.


قیمت فی پرچہ

وہ رقاصیں ، جنکی بے ترتیب تماشگاہ ایک زمانے میں بلقان تھا ، اپنی بازگشت اور افزائش کی عمدہ علامتیں ظاہر کر رہی ہیں -

* * *

البانی مقدونیہ کی حالت نہ صرف تدبر کے غلط استعمال کی حیثیت سے قابل افسوس ھے بلکہ دراصل وہ ایک مشہور شرمناک واقعہ ھے - ھمعصر ترکی مدبرین میں ایک قابل ترین شخص یعنی حسین حلمی پاشا نے ، جو نوجوان ترکی میں مصلحین کی امیدگاہ تھے اور اب وائنا میں عثمانی سفیر ھیں ، نومبر سنہ ۱۹۱۲ع میں اعلان کیا تھا "جہاں تک مسئلہ مقدونیہ کے حل کا تعلق ھے ترکوں کا مقدونیہ سے نکلنا اسکو اور پیچیدہ کردیگا "

انکی پیشینگوئی بہت زیادہ پوری ہوئی - چند ھفتے ھوے کہ مقدونی وکلا مجھے ملے جو اسوقت یورپ کے دفتر ھاے خارجیہ سے ملنے کے لیے بیکار دورہ کر رھے ھیں - انکی دعاؤں میں ٹیپ کا مصرعہ یہ تھا :

" ھمیں ھمارے نئے عیسائی مالکوں سے نجات دو ! ھمکو خود مختاری دو ! ! لیکن اگر یہ ناممکن ھو تو پھر جسطرح ممکن ھو ، ھمارے پچھلے ظالم آقا یعنی ترکوں کو ھمیں واپس دیدو !!! "

یہی صدا نئے سروی اور یونانی مقبوضات کے بلغاریوں ، یہودیوں اور البانیوں ، اور نئے سرویا کے یونانیوں ، اور نئے یونان کے سرویوں کی طرف سے بھی آ رھی ھے -

اس واقعہ کی تردید نا ممکن ھے کہ نہ صرف ان لوگوں کے ساتھ ترکوں کے زمانے سے بدتر سلوک کیا جا رھا ھے ، بلکہ یہ عہد نامہ کے شرائط کی ایک سوچی سمجھی ہوئی خلاف ورزی ھے - اپنے اندر جذب کرنے کے متعلق سرویا کی اسکیم یہ ھے کہ پہلے تمام کانفرمسٹ گرجوں اور اسکول کو دبایا جاے ، اور سچ یہ ھے کہ اسوقت یونانیوں نے بھی اپنے کو زیادہ روادار ثابت نہیں کیا -

سر ایڈورڈ گرے نے مداخلت کا وعدہ کیا ھے !!

لیکن کیا ایک کارگر علاج کے استعمال میں وہ اپنے ساتھ اتحاد یورپ کو بھی شریک رکھ سکینگے ؟ یہ ابھی مشکوک ھے -

---

[ بعنوان مراسلات ]

## آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس

### کی مخالفانہ روش

غالباً جناب میری اس جرأت کو معاف فرمائینگے اگر میں کہوں کہ " محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس " تمام مسلمانوں کی کانفرنس نہیں ھے ، کیونکہ اگر یہ مسلمانوں کی کانفرنس ہوتی تو اسکے لیڈر ( انما المومنون اخوۃ ) کے خلاف معاندانہ کارروائی کا اظہار نکرتے اور اپنی یعنی مسلمانوں کی قوم میں سے ایک کثیر التعداد فرقہ ( قصاب ) پر اظہار نفرت نکرتے ، اور اس فرقے کو اپنے سے جدا نہ سمجھتے ، اور عام جلسہ میں اسکے کہنے کی ضرورت محسوس نکرتے کہ " اگر تم قصابوں کے پاس بیٹھنے سے نفرت کرتے ھو تو کرو ، لیکن تم انکو چندہ لینے کی غرض سے اپنے جلسے میں شریک کرلو " کیا اسکے لیڈر ( انما المومنون اخوۃ ) کے پیرو ھو سکتے ھیں ؟ کیا کانفرنس کا نصب العین مسلمانوں میں فرقہ بندی کرنے کا ھے ؟ کیا اتفاق اسی کا نام ھے اور کیا آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس ) کے یہی معنی ھیں ؟

مولانا ! میری حیرت کی انتہا نہیں رہتی ، جبکہ مقرر لیڈر کے مذکورۂ بالا فقرہ پر نظر ڈالتا ھوں ، افسوس کہ مقرر کی نظر اس نقطۂ خیال تک نہ پہنچ سکی ، اور اسنے اس بیدلی کے اسباب پر غور نہیں کیا جو قصابوں کے دلوں میں پیدا ھو جانے والی تھی - غالباً اسپر کوئی صاحب خیال کرینگے کہ اگر قصاب بد دل ھوں تو ھو جائیں ، کیا انکی وجہ سے کانفرنس کا کام نہیں چلیگا ؟ مگر میں پوچھتا ھوں کہ اگر کوئی شخص جسم کے تمام اعضا میں سے صرف ایک عضو کاٹ کر پھینک دے تو کیا اسکو آرام مل سکتا ھے ؟

حافظ امام الدین اکبر آبادی

## الھلال :

معاف کیجیگا - آپنے بغیر خبر کے مبتدا شروع کردیا - معلوم نہیں یہ جملہ کس نے کہا اور کب کہا ؟ بہتر تھا کہ اسکی تشریح کی جاتی - پھر اگر ایک شخص نے کہا تو کانفرنس اسکی ذمہ دار نہیں ھوسکتی - اسلام میں پیشہ اور خاندان کوئی چیز نہیں - یہ ھماری بنائی ہوئی حدود ھیں جنھیں ھمارا خدا منظور نہیں کرتا - تمام مسلمان باھم بھائی اور یک درجہ ھیں ، الا وہ جسکے اعمال بہتر ھوں : ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم -

---

حضرت مولانا ! السلام علیکم و رحمت اللہ و برکاتہ -

اس ڈربن میں ایک نہایت شریف ھندو دیسی اگزکیوٹر انجنیر ھیں - اُردو انکی مادری زبان ھے ، اور برخلاف ھمارے نو تعلیم یافتوں کے اُردو کی قدر بھی کرتے ھیں -

مجھ سے اُنھوں نے شکایت کی کہ مسلمان اخبار جنوبی افریقہ کے ھندوستانیوں کے متعلق لکھتے ھی نہیں یا بہت کم لکھتے ھیں - آپ الھلال کو لکھیں کہ وہ اس بارہ میں قلم اُٹھاے - انجنیر صاحب کے جس فقرہ نے مجھے اس تحریر پر آمادہ کیا ھے وہ یہ ھے کہ " کانپور کے معاملہ میں میں نے الھلال کی تحریریں دیکھی ھیں - بے اختیار دل چاھتا ھے کہ جاکر قلم چوم لوں " - آپ کے قلم کا غیروں پر یہ اثر ھے تو اپنے کیونکر اسکی مدح سے عہدہ برا ھو سکتے ھیں ؟

جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کے دل سے مذھب کی گرفت جسقدر ڈھیلی ہوتی جاتی ھے آپ مجھ سے زیادہ جانتے ھیں - خواہ علی گدہ کے تعلیم یافتہ ھوں یا کہیں کے - کیا کوئی ایسی تصنیف و تالیف اُردو یا انگریزی میں موجود ھے ( کیونکہ یہ لوگ عربی سے بالکل نا آشنا ھوے ھیں ) جس سے اصل اسلام کا نقشہ انکے دلوں میں جم سکے ؟

وہ لوگ مروجہ اسلام کو اسلام سمجھتے ھیں ، اور اسلیے رسماً یہی مانتے بھی ھیں -

ایک ایسے تعلیم یافتہ سے میرا بھی تعلق ھو گیا ھے ، اور میں چاھتا ھوں کہ کسطرح اسکے دین کے متعلق خیالات میں اصلاح ھو جائے -

امید ھے کہ آپ اس بارہ میں امداد فرمائینگے - انسانوں کی ممنونیت و تشکر سے تو آپ مستغنی ھیں ، آپ نے اپنا وقت ، قلم ، اور زبان اصلاح قوم کے لیے وقف فرما دی ھے - خدا آپ کی مدد کریگا اور اجر دیگا -

گل پھینکے ھے عیروں کی طرف بلکہ ثمر بھی  
اے ابر کرم بحر سخا کچھ تو ادھر بھی

سید عبد الوحید ڈپٹی کلکٹر -

## الھلال :

کرم فرمائی کا شکریہ - یہ تو صحیح نہیں کہ الھلال نے جنوبی افریقہ کے مسئلہ میں حصہ نہیں لیا - آپ الھلال کے گذشتہ پرچے ملاحظہ فرمائیں - علی الخصوص جلد ۳ نمبر ۲۱ اور نمبر ۲۲ - نمبر ۲۲ کا لیڈنگ آرٹیکل " النباء الالیم " کی سرخی سے اسی موضوع پر تھا - اسکے پڑھنے سے اُن جذبات کا اندازہ ھو سکیگا جو اسکے متعلق میرے اندر ھیں -

جن کتابوں کی نسبت آپنے دریافت کیا ھے ، سچ یہ ھے کہ اسکے متعلق ھمارے پاس کچھ سامان نہیں - اسبارے میں آپکو خط لکھونگا -

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8

Half-yearly „ „ 4-12

# الہلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی

ابو الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۵ | کلکتہ : چہارشنبہ ۸ ربیع الاول ۱۳۳۲ ہجری | جلد ٤

Calcutta : Wednesday, February 4, 1914.


## فہرس



## تصاویر



## الاسبوع

معلوم ہوتا ہے کہ بدقسمت ایران کي بربادیوں کا اب تک خاتمہ نہیں ہوا ہے - وطن کش محمد علي سابق شاہ کي یورش کے پھر آثار معلوم ہوتے ہیں - سرکاري حلقوں میں سخت اضطراب و پریشاني پھیلي ہوئي ہے -

عنقریب ایک اور امریکن افسر بلایا جانے والا ہے تا کہ وہ گورنر جنرل فارس کي فوج کي تنظیم میں کرنل سیرل کي مدد کرے -

ریوٹر کو معلوم ہوا ہے کہ انگلستان نے جو اب تک قریباً ٹرکي کي ہر مخالفانہ کار روائي میں پیش پیش رہا ہے، ایک مراسلت کا مسودہ تیار کیا ہے جو دول کي طرف سے اتھینس ( دار الحکومۃ یونان ) اور قسطنطنیہ بھیجا جائیگا -

اس مراسلت میں یہ واضح کردیا گیا ہے کہ دول کے متفقہ فیصلہ کا لحاظ ناگزیر ہے -

ریوٹر کو یہ بھي معلوم ہوا ہے کہ تخلیۂ البانیا و اپیرس کے لیے کوئي نئي تاریخ مقرر نہیں کي گئي ہے بلکہ ہدایت کي گئي ہے کہ جلد سے جلد دونوں مقامات خالي کردیے جائیں -

البانیا کے قرض کے متعلق بعض دول نے سب کے اتفاق، اور مصارف کے متعلق بعض مخصوص شرائط کے ساتھہ، اپني اپني منظوري دیدي ہے -

انقلاب البانیا کے سلسلہ میں جو ترک گرفتار تھے، انکے متعلق فیصلہ صادر ہوگیا - میجر باقر بے کو سزاے موت دیگئي اور دس افسروں کو سزاے قید جسکي میعاد باختلاف حال ایک سال سے پندرہ سال تک ہے -

جنوبي افریقہ کے کمیشن نے ۲۷ جنوري کو دوبارہ پہلا اجلاس کیا - ہندوستانیوں کے طرف سے کارروائي میں کوئي شریک نہیں ہوا - سر بنجمن شروع سے آخر تک بیٹھے رہے مگر وہ حکومت ہند کي طرف سے صرف ایک سامع تھے -

جج سالومن نے اس حالت کو غیر تشفي بخش بتایا - ان سے اور مسٹر دي ویلر سے ہندوستانیوں کي نیابت پر سوال و جواب ہوے - بالآخر مارنٹ ایجکوب کي شہادت کے بعد اجلاس ملتوي ہوگیا -

بالآخر سر زمین افریقہ میں بھي ہماري وہ اصلي بدبختي ظاہر ہوگئي جس نے ہمیں ہندوستان میں قدم قدم پر شکست دي ہے !

نیٹال انڈین کانگرس نے ایک جلسہ کیا جسمیں کمیشن کے سامنے ہندوستانیوں کي شہادت کي تائید اور سرخیل احرار مسٹر گاندھي سے اپني برات کي - حاضرین کي تعداد سو سے زیادہ نہ تھي اور ان میں بھي باہم سخت اختلاف راے تھا - اکثریت [ مجازي ] شہادت کے خلاف تھي - مگر باایں ہمہ صدر مجلس نے ووٹ لینے سے انکار کیا اور خود اپنا ووٹ مویدین شہادت کو دیکے قرار داد طے کردي !

اسوقت تک صرف تین ہندوستاني شہادت کے لیے عدالت کے سامنے پیش ہوے ہیں - پہلا شخص لیمري اسٹیٹ کا ہے - اس نے بیان کیا کہ جو ہندوستاني اسٹرائک کے جلسے سے واپس آ رہے تھے، ان پر دیسي سپاہیوں نے حملہ کیا - کرنل کلارک نے کہا : " میرے نزدیک فریقین قابل الزام ہیں - میں نے چاہا تھا کہ ایک کمیشن کے ذریعہ اسیوقت اسکي تحقیقات ہو جاے مگر ہندوستانیوں نے منظور نہیں کیا "

مینچسٹر گارجین کے مراسلہ نگار کو معلوم ہوا ہے کہ حکومت ہند نے حکومت جنوبي افریقہ کے غور کرنے کے لیے چند تجویزیں انگلستان بھیجي ہیں - ان تجاویز کا مفاد یہ ہے کہ ( ۱ ) مہاجرین کي تعداد محدود ہو جو شاہي حکومت اور حکومت جنوبي افریقہ کے باہمي مشورہ سے طے ہوگي ( ۲ ) پیدائش کي وجہ سے جو اضافہ ہو اس پر کوئي اعتراض نہ ہو - ( ۳ ) مہاجرین کو وہي حقوق حاصل ہوں جو یورپین آبادي کو حاصل ہیں - ( ۴ ) جن انگریزي تعلیم یافتہ ہندوستانیوں نے اس پیمانے کي زندگي اختیار کرلي ہے جو جنوبي افریقہ کي یورپین آبادي کي ہے، انکو اسوقت تک آزادي قیام کي اجازت دیجاے جب تک کہ مقررہ تعداد پوري نہ ہو - ( ۵ ) جنوبي افریقہ کے قانون ازدواج میں اسطرح ترمیم کي جاے کہ ان ہندوستاني اقوام کي شادیاں بھي جائز قرار پائیں جو تعدد ازدواج کے قائل ہیں -

ان حقوق کے معاوضے میں حسن سلوک کے حفظ ماتقدم کے بعد جنوبي افریقہ کے لیے مزدوروں کے لیجانے کي اجازت دیجائیگي - جب معاہدہ کي مدت پوري ہو جائیگي تو ہر معاہدہ کرنے والے کو واپس آنا پڑیگا -

## الہلال کي ششماہي مجلدات

## قیمت میں تخفیف

الہلال کي شش ماہي جلدیں مرتب و مجلد ہونے کے بعد آٹھہ روپیہ میں فروخت ہوتي تھیں لیکن اب اس خیال سے کہ نفع عام ہو، اسکي قیمت صرف پانچ روپیہ کردي گئي ہے -

دوسري اور تیسري جلدیں مکمل موجود ہیں - جلد نہایت خوبصورت ولایتي کپڑے کي - پشتہ پر سنہري حرفوں میں الہلال منقش - پانچ سو صفحوں سے زیادہ کي ایک ضخیم کتاب جسمیں سو سے زیادہ ہاف ٹون تصویریں بھي ہیں - کاغذ اور چھپائي کي خوبي محتاج بیان نہیں اور مطالب کے متعلق ملک کا عام فیصلہ بس کرتا ہے - ان سب خوبیوں پر پانچ روپیہ کچھہ ایسي زیادہ قیمت نہیں ہے - بہت کم جلدیں باقي رہگئي ہیں -

( منیجر )

## شمس العلما ڈاکٹر سید علي صاحب بلگرامي ایم - اے - ڈي لیٹ بیرسٹر ایٹ لا کی

# میڈیکل جیورس پروڈنس

یعنی طب متعلقہ مقدمات عدالت پر

حکیم سید شمس الله قادري - ایم - آر - اے - ایس - ایف آر - ایچ - ایس - کا ریویو

قبل اس کے کہ کتاب مذکور کي نسبت کچھہ لکھا جاے یہ بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میڈیکل جیورس پروڈنس کیا چیز ہے - کتاب کے شروع میں فاضل مصنف نے وجہ تالیف بیان کرتے ہوے میڈیکل جیورس پروڈنس کے معني ان الفاظ میں بیان کیے ہیں :—

" میڈیکل جیورس پروڈنس " علم طب کي اس شاخ کا نام ہے جس میں قانون اور طب کے باہمي تعلقات سے بحث کي جاتي ہے ' اور اس علم کا موضوع کل وہ مباحث قانوني و طبي ہیں جو عدالتي انصاف سے متعلق ہیں ' اور نیز بعض وہ امور جو انسان کي تمدني حالات سے تعلق رکھتے ہیں غرض مختصر طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ میڈیکل جیورس پروڈنس وہ علم ہے جس کے ذریعہ سے عام طور پر مسائل طب کا استعمال قانوني ضرورتوں کے واسطے کیا جاتا ہے -

میڈیکل جیورس پروڈنس میں علم طب کے ان مسائل سے بحث کي جاتي ہے جن کي ضرورت فوجداري کاروبار میں لاحق ہوتي ہے جیسے ( ۱ ) قتل عمد ( ۲ ) زنا بالجبر ( ۳ ) اسقاط حمل ( ۴ ) زہر خوراني وغیرہ کے مقدمات ہیں - ان کے متعلق طبي تحقیقات و شہادت کا ہونا ان تمام آدمیوں کے لئے ضروري ہے جو ان مقدمات کے کاروبار میں شریک ہیں - مثلاً :

حکام عدالت - عہدہ داران پولیس - وکلاء پیروکار وغیرہ اگر کسي حاکم کو ان باتوں سے واقفیت نہ ہو تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسي بے گناہ کو سزا ہوجاتي ہے اصل مجرم رہا کردیا جاتا ہے - اسي طرح اگر کوئي وکیل یا پیروکار ان امور کا ماہر نہیں ہے تو شہادت و ثبوت کے موقع پر اس علم کے متعلق جو رموز و نکات بیان ہوتے ہیں ان کے صدق و کذب پر خاطر خواہ جرح نہیں کرسکتا اور اس امر سے ہمیشہ مقدمات کے خراب ہوجانیکا اندیشہ لگا رہتا ہے میڈیکل جیورس پروڈنس کے جاننے سے انسان کو نہ صرف واقعات سے آگاہي حاصل ہوتي ہے بلکہ ان سے واقعات کو ترتیب دینے اور پھر ان سے ایسے صحیح نتائج استخراج کرنے کي قابلیت پیدا ہوجاتي ہے جنپر

### عدل و انصاف کا انحصار ہے

اس کتاب کو اصل میں ڈاکٹر پیاٹبرک ہیر ایم - ڈي - ایف - آر - سي - ایس نے ملکر انگریزي میں تصنیف کیا تھا - پھر مرحوم شمس العلما نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا اور اصل کتاب پر بہت کار آمد اضافے اور مفید حواشي زیادہ کردیے ہیں ' جسکي وجہ سے اس کتاب نے ایک مستقل تصنیف کي صورت اختیار کرلي ہے -

اس کتاب میں طب و قانون کے وہ تمام مباحثات آگئے ہیں جو فوجداري مقدمات میں ہمیشہ در پیش رہتے ہیں مثلاً

### مقدمات قتل کے متعلق

( ۱ ) زخم - چوٹ ( ۲ ) ہلاکت کي جوابدہي ( ۳ ) شہادت قرینہ ( ۴ ) لاش سڑنے کے مدارج ( ۵ ) مختلف اعضاے انسان کے زخم و ضرب ( ۶ ) اختناق ( ۷ ) دم خفا ہونا ( ۸ ) پھانسي یا گلا گھونٹنا وغیرہ -

### عورتوں کے متعلق

( ۱ ) زنا بالجبر ( ۲ ) بچہ کشي ( ۳ ) اسقاط حمل -

( ۱ ) معدني سمیات ( ۲ ) فلزي سمیات ( ۳ ) نباتي سمیات ( ۴ ) حیواني سمیات - اور ان کے استعمال سے جو اثر ظاہر ہوتے ہیں ان کا بیان -

### امور مختلفہ کے متعلق

( ۱ ) زندگي کا بیمہ ( ۲ ) جنون ( ۳ ) زہر خوراني وغیرہ -

ان تمام ابواب کے ساتھہ قانوني نظائر بھي مندرج ہیں جن کي وجہ سے ہر مسئلہ کے سمجھنے میں بہت سہولت پیدا ہوگئي ہے ' اور ساتھہ ہي ساتھہ اس کا بھي پتہ چل جاتا ہے کہ ایسي حالتوں میں عدالت نے کیا کیا فیصلے صادر کیے ہیں -

اس کتاب کے دیکھنے سے فاضل مصنف و مترجم کي اعلی علمي قابلیت ظاہر ہوتي ہے - مشکل سے مشکل مسئلہ کو بھي اس طرح بیان کیا ہے کہ وہ نہایت آساني سے بلا کسي مزید غور و فکر کے ہر انسان کي سمجھہ میں آتا ہے - علمي اور قانوني اصطلاحات ایسے موقع پر چسپاں ہیں کہ بغیر کسي ڈکشنري یا ریفرنس بک کي مدد کے ان کے معاني ربط مضمون سے ذہن نشین ہو جاتے ہیں -

مدت ہوئي کہ اردو میں ایک چھوٹي سي میڈیکل جیورس پروڈنس شائع ہوئي تھي ' جو نہایت نا مکمل اور ناقص تھي اور ایک ایسي کتاب کي شدید ضرورت ہے جو اپنے موضوع کے لحاظ سے ہر طرح جامع و مکمل ہو -

خدا کا شکر ہے کہ یہ کمي پوري ہوگئي اور ایسے شخص کے قلم سے پوري ہوئي جو بلحاظ علمي قابلیت اور ہمہ داني کے اعتبار سے تمام ہندوستان میں اپنا نظیر نہیں رکھتا -

امید ہے کہ قانون داں اور فوجداري کار و بار والے حضرات اس کتاب کو اپنے کاروبار میں چراغ ہدایت اور خضر رہنما سمجھہ کر اس کي ضرور قدر کریں گے - یہ کتاب نہایت اعلی اہتمام کے ساتھہ مطبع مفید عام آگرہ میں چھپي ہے اور ( ۳۸۰ ) صفحے ہیں - اس کي قیمت سابق میں ۶ روپیہ مقرر تھي ' مگر اب عام فائدہ کي غرض سے تین روپیہ علاوہ محصول ڈاک کردي گئي ہے - اور مولوي عبد الله خان صاحب کتب خانۂ آصفیہ حیدرآباد دکن سے مل سکتي ہے -

# مولوی غلام علي ازاد بلگرامي کي دو نایاب کتابیں

( از مولانا شبلي نعماني )

مولانا غلام علي آزاد اُن وسیع النظر مصنفین میں سے ہیں کہ ان کے ہاتھہ کي دو سطریں بھي ہاتھ آجاتي ہیں تو اہل نظر آنکھوں سے لگاتے ہیں کہ ذخیرہ معلومات میں قابل قدر اضافہ ہوگیا - اہل ملک کي خوش نصیبي ہے کہ مولوي عبد الله خان صاحب ( کتب خانۂ آصفیہ حیدر اباد ) کي کوششوں سے ان کي تصنیفات سے دو نہایت اعلی درجہ کي تصنیفیں آج کل شائع ہوئي ہیں - سرو آزاد اور مآثر الکرام - سرو آزاد خاص شعراے متاخرین کا تذکرہ ہے - یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھہ یہ خصوصیت بھي رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابي اشعار ہیں ' اعلی درجہ کے ہیں ' ورنہ آزاد کے متعلق یہ عام شکایت ہے کہ ان کا مذاق شاعري صحیح نہیں اور خزانہ عامرہ اور ید بیضا میں انہوں نے اساتذہ کا جو کلام انتخاباً نقل کیا ہے - اکثر ادنی درجہ کے اشعار ہیں -

مآثر الکرام میں اُن حضرات صوفیہ کے حالات ہیں جو ابتداے عہد اسلام سے اخیر زمانۂ مصنف تک ہندوستان میں پیدا ہوے -

دونوں کتابوں میں عام حالات کے ذیل میں ایسے مفید اور نادر معلومات ہیں ' جو ہزاروں اوراق کے اُلٹنے سے بھي ہاتھ نہیں آسکتیں - میں آزاد کي روح سے شرمندہ ہوں کہ علالت اور ضعف کي وجہ سے ان کي نادر تصانیف کے ریویو کا حق ادا نہ کرسکا ' اور صرف چند اشتہاري جملوں پر اکتفا کرتا ہوں - لیکن مجھے امید ہے کہ شائقین فن ' شوق خریداري کا ثبوت دیکر اُن کي روح سے شرمندہ نہ ہونگے - قیمت ہر دو حصہ حسب ذیل رکھي گئي ہے :—

مآثر الکرام ۳۳۴ صفحات قیمت ۲ روپیہ علاوہ محصولڈاک

سرو آزاد ۴۲۲ صفحات قیمت ۳ روپیہ علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ یہ :—

عبد الله خان صاحب - کتب خانۂ آصفیہ حیدر اباد دکن -

تمدن عرب - مولوي سید علي بلگرامي کي مشہور کتاب قیمت سابق ۵۰ روپیہ - قیمت حال ۳۰ روپیہ

فتح الباري - ۱۴ - جلد مجلد قیمت ۵۰ روپیہ

ارشاد الساري - ۱۰ - جلد مطبوعہ مصر مجلد ۳۰ روپیہ

مسند امام احمد ابن حنبل - ۶ - جلد مجلد قیمت ۲۰ روپیہ

**المشتہر عبد الله خان بک سیلر اینڈ پبلیشر**

**کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن**

کیلیے پاسبانوں کی ضرورت ہے تو آپ اسکی فکر کو اپنی راحت جوئیوں کیلیے حیلہ نہ بنالیں - اگر آپ نہونگے تو آپکی جگہہ خود بخود ایسے لوگ اٹھہ کھڑے ہونگے جو آپسے کام میں بہتر اور تعداد میں زیادہ ہونگے :

گمان مبر کہ تو چوں بگذری جہاں بگذشت
ہزار شمع بکشتند و انجمن باقیست !

اور غور کیجیے تو جس چیزکو آپ سچائی کی موت سمجھتے ہیں ' وہی تو اسکے لیے زندگی کا آبحیات ہے - اگر حق کا بیج آپکے دامن میں ہے تو زمین کے سپرد کردیجیے اور ہو سکے تو اپنے خون کے دو چار قطرے بھی اسپر چھڑک دیجیے کہ یہی اسکے لیے آب پاشی ہے - اسکے بعد آپکا فرض ختم ہوگیا - اب وہ حق نواز اور صداقت پرور اپنے کھیت کی خود نگرانی کرلیگا جو اب بھی ویسا ہی نگرانی کرنے والا ہے جیسا کہ ہمیشہ رہا ہے : قل ہو الرحمن آمنا بہ و علیہ توکلنا ' فستعلمون من ہو فی ضلال مبین ؟ ( ۶۷ : ۳۰ )

یہ " مصالحت " اور " نرمی " کی خواہش نہیں ہے بلکہ ایمان سے ارتداد اور حق سے انحراف کی دعوت ہے - فنعوذ باللہ من شرھا و شر اعداء الحق و ائمۃ الکفر ! !

ابسے تیرہ سو بتیس برس پہلے جب اسی " مصالحت " کو ائمۂ کفر و ذئبین شیاطین نے پیش کیا تھا تو اسلام کے داعی اول نے حق اور صداقت پرستی کے ایک شہنشاہانہ استغنا کے ساتھہ یہ کہکر بے باکانہ رد کردیا تھا کہ :

| | |
|---|---|
| لو جئتمونی بالشمس | اگر تم میں ایسی قدرت و طاقت پیدا |
| حتی تضع فی یدی ' | ہوجاے کہ تم آسمان سے سورج اتار کر |
| ما ترکتہ ابدًا ! ! | میری ہتیلی پر رکھدو ' جب بھی طلب |

حق کے سوا تم سے اور کچھہ نہ مانگونگا اور وہی کہونگا جو کہہ رہا ہوں ! !

پھر آج بھی اس مقدس داعی حق کا کوئی سچا فرزند ہے جسکو حق کا پاک اور مبارک عشق اسلام کے ورثہ میں ملا ہو' اور جو ویسے ہی ابر صداقت ' ویسے ہی عظمت حقانی ' ویسے ہی شان صمدانی ' اور بالکل اسی طرح شہنشاہوں کے سے استغنا اور تاجداروں کی سی ہیبت و جبروت کے ساتھہ بلا خوف و تزلزل' اس مصالحت کفر خواہ اور اس اتحاد باطل اندیش کو علانیہ ٹھکرا دے اور اپنی صولت الہی اور دبدبۂ ملکوتی سے ارواح و ملائکۂ حقانیت اور ملاء علیین صداقت کو غلغلۂ حمد و ثنا سے جنبش میں لے آئے ؟

زمین کے حق پرست انسان اور آسمان کے فرشتے' دونوں اسکے منتظر ہیں !

خیز و در کاسۂ زر آب طربناک انداز
پیش از اے کہ شود کاسۂ سر خاک' انداز
عاقبت' منزل ما وادی خاموشانست
حالیا غلغلہ در گنبد افلاک انداز !

دیکھو ! خدا اخبار " زمیندار " کو بہت جلد قوت مزید اور شوکت تازہ کے ساتھہ جاری کراے ! اس نے اپنی آخری ضمانت کے بعد بہت کچھہ اپنی روش اور طریق طلب حقوق میں تبدیلی کردی اور مسئلۂ " اسلامیۂ کانپور " کے فیصلے کو اسکی اصلیت سے بہت زیادہ وقعت دیکر ظاہر کیا - نیز اسپر خوشی کا مسرفانہ اظہار کیا اور کہا کہ سب کچھہ ملگیا ہے بلکہ پہلے سے بھی زیادہ ملگیا ہے - یہ اسی خیالی " مصالحۃ " کا نتیجہ تھا - اسنے چاہا کہ اب کچھہ دنوں چپ رہکر اور ملکر کام کیجیے اور فرصت کو ہاتھہ سے نہ دیجیے -

مگر بالآخر کیا نتیجہ نکلا ؟ کیا " مصالحۃ " کرنے والوں نے فرصت دیدی ؟ کیا " پریس ایکٹ " کے بے امان دیوتا نے قصور معاف کردیا ؟ آہ نادانو ! تمھیں تو فرصت نہیں ملی ' لیکن اسکی جگہ دوسروں کو تمھارے لیے فرصت ملگئی !

اسمیں سمجھنے والوں کیلیے بڑی ہی عبرت ہے - یہ واقعہ باواز بلند نصیحت کر رہا ہے کہ جن لوگوں کے پاس تمھارے لیے کچھہ نہیں ' تم انکے ساتھہ " مصالحۃ " کرو یا نہ کرو ' جب تک کہ تم حق کے ساتھی رہوگے' انکا سلوک تمھارے ساتھہ یکساں ہی رہیگا -

رہا " پریس ایکٹ " تو اسکا بھی یہی حال ہے - قرآن حکیم نے کتنی اچھی مثال دی ہے : مثلہ کمثل الکلب - ان تحمل علیہ یلہث او تترکہ یلہث ! ( ۷ : ۱۵۷ )

پھر کیا ہے جسکے بچانے کیلیے حق کے ثبات و استقامت کو بھی ضائع کرتے ہو؟ کم از کم ایک کے تو ہو رہو کیونکہ دونوں ہاتھہ نہیں آسکتے !

وہ اپنی خو نہ چھوڑینگے ' ہم اپنی وضع کیوں بدلیں ؟
سبک سر بنکے کیا پوچھیں کہ ہم سے سر گراں کیوں ہو ؟

یا ایہا الذین آمنوا ! ان تطیعوا الذین کفروا ' یردوکم علی اعقابکم فتنقلبوا خاسرین - بل اللہ مولاکم و ہو خیر الناصرین !

الحمد للہ کہ ارباب " مصالحۃ " کی مساعی بیکار گئیں اور حادثۂ زمیندار پریس لاہور کا جو سچا اثر دلوں پر پڑا تھا وہ ہر جگہہ نمایاں ہو رہا ہے - اگر مسلمانوں میں اسقدر قوت موجود ہے کہ انھوں نے دوبارہ زمیندار کو جاری کر دیا تو یہ انکی اس زندگی کا آخری ثبوت ہوگا جسے برابر جھٹلایا جارہا ہے -

میرا خیال اس بارے میں یہ تھا کہ چندہ جمع کرنے کی جگہہ اگر ایک کمپنی قائم کی جاتی تو دس دس روپیہ کا حصہ ہر شخص لے لیتا اور یہ بہت بہتر تھا -

لیکن چونکہ کار پردازان زمیندار فراہمی اعانت کا کام شروع کرچکے ہیں ' امید ہے کہ اسی طریقہ سے مقصد حاصل ہو جائیگا - قوم کو زمیندار عزیز ہے اور وہ اپنے جوش کو ہر صورت میں ظاہر کرسکتی ہے -

## حادثۂ " پیسہ اخبار " لاہور

یہ حادثہ اس ہفتے کا ایک نہایت افسوس ناک اور رنجدہ واقعہ ہے -

اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ محبوب عالم صاحب مالک پیسہ اخبار کے رہنے کے مکان میں جو کارخانہ سے بالکل متصل تھا ' شب کو یکایک آگ لگ گئی ' اور اس حصۂ مکان تک پہنچ گئی جہاں ہزاروں روپیہ کی تجارتی اور پرائیوٹ کتابوں کا ذخیرہ تھا - بجھانے کا سامان کرتے کرتے تمام کتابیں اور عمارت جل گئی اور جو کتابیں بچیں وہ بھی پانی کے پڑنے کی وجہ سے ضائع ہوگئیں -

آگ کے یکایک لگنے کا سبب غالباً ابتک معلوم نہیں ہوا - ایک اخبار نے یہ عجیب بات لکھی ہے کہ جس وقت یہاں آگ لگی ' اسی وقت بعض نا معلوم الحال آدمیوں نے ایک دوسری آتشزدگی کی فرضی افواہ اڑا دی - نتیجہ یہ ہوا کہ آگ بجھانے کے انجن سب کے سب پہلے وہاں چلے گئے ' اور اتنی دیر میں آگ کے شعلوں نے عمارت کا خاتمہ کردیا !

افسوس ہے کہ یہ جانکاہ حادثہ ایسے وقت میں ہوا' جبکہ شیخ محبوب عالم صاحب اپنے سفر یورپ اور مصر و حجاز سے مع الخیر واپس آرہے ہیں ' اور اپنے وطن اور گھر بار کو خیر و عافیت میں دیکھنے کی قدرتی طور پر توقع کر رہے ہونگے - ناگہانی حوادث کا کوئی علاج نہیں' اور مشیت الہی کا جواب صبر و رضا کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے ؟ ہمیں دفتر پیسہ اخبار اور شیخ محبوب عالم صاحب اور شیخ عبد العزیز صاحب سے اس حادثے میں دلی ہمدردی ہے اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالی انھیں اس نقصان کے برداشت کی قوت دے اور تلافی مافات کا سامان بہم پہنچا دے !

# افکار و حوادث

## سرگذشت " مصالحت "

ودوا لو تدھن فیدھنون

## خیز و در کاسۂ زر آب طربناک انداز!

آج میں قرآن حکیم کی بعض آیات اور آغاز اسلام کے ایک واقعہ کی نسبت کچھ کہنا چاہتا ہوں -

اسلام نے حق پرستی کی جو تعلیم دی ہے' وہ دنیا کے موجودہ اخلاق کی مدعیانہ حق پرستی سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے - قرآن حکیم اور اسوۂ حضرۃ رسول کریم علیہ الصلوۃ و التسلیم نے ہمیں حق کا اصول بتلا دیا ہے - ایک طرف تو یہ تعلیم دی: فما رحمۃ من اللہ لنت لھم و لو کنت فظا غلیظ القلب لا نفضوا من حولک یہ اللہ کی رحمت ہے کہ اُس نے تمہیں مخالفوں کے ساتھہ نرم دل بنا دیا ہے کہ باوجود اسکی سختی و قساوت کے تم حسن اخلاق و صبر و تحمل سے پیش آتے ہو - اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی بھی تمہارے پاس نہ آتا -

دوسری جگہ حکم دیا: و اغلظ علیھم! باطل پرستوں کے ساتھہ نہایت سختی کرو کہ وہ نرمی کے مستحق نہیں!

پہلا موقعہ تو عام طور پر حسن خلق' کشادہ روئی' صبر و تحمل' نرمی طبیعت' تہذیب لسان' و لہجۂ سخن کا تھا' اسلیے داعی اسلام کے ان اوصاف کو رحمت الٰہی قرار دیا' لیکن دوسرا موقعہ حق و باطل' صدق و کذب' اور ایمان و کفر کے مقابلے کا تھا - فرمایا کہ جسقدر سختی کرسکتے ہو کرو کہ عین عدل و اخلاق ہے -

چنانچہ سورۂ قلم میں ایسی نرمی کو جو حق و صداقت کے خلاف ہو اور راہ عدالت سے منحرف کردے' "مداھنت" کے لفظ سے تعبیر فرمایا: ودوا لو تدھن فیدھنون -

بعض کفار انحضرۃ (صلعم) کے پاس جمع ہوکر آے اور کہا کہ بہتر ہے کہ ہم میں اور آپ میں ایک راضی نامہ ہو جاے - آپ جو کچھہ تعلیم دینا چاہتے ہیں دیجیے - لیکن صرف اتنا کیجیے نہ ہمارے بتوں کو اور ہماری بت پرستی کو برا نہ کہیے - اسکے بدلے میں ہم آپکو مال و دولت سے مالا مال کردیتے ہیں بلکہ حجاز کا بادشاہ تسلیم کر لینے کیلیے بھی طیار ہیں -

لیکن اُس نے جو نہ صرف ریگستان عرب کا بلکہ تمام بر و بحر عالم کی ہدایت کا شہنشاہ ہونے والا تھا' بے ساختہ جواب دیا:

| | |
|---|---|
| لو جئتمونی بالشمس | عرب کی بادشاہت تو کیا شے ہے؟ |
| حتی نضع فی یدی' | اگر تم سورج کو بھی آسمان سے اُتار کر |
| ماسالتکم غیرھا (بخاری) | میری مٹھی میں رکھدو' جب بھی |

مجھے سواے کلمۂ حق کے دوسری بات منظور نہ ہوگا -

خدا تعالیٰ نے اسی مصالحت اور نرمی کی خواہش کی نسبت فرمایا: ودوا لو تدھن فیدھنون - یہ باطل پرست کہتے ہیں کہ تو انکے ساتھہ اعلان حق میں نرمی کر تو وہ بھی تیرے ساتھہ نرمی کرینگے' حالانکہ کفر کو راضی رکھکے ایمان کی دعوت کبھی نہیں دی جاسکتی! فلا تطع المکذبین! پس ان لوگوں کی خواہشوں کی اطاعت نہ کرو جو حق و عدالہ کو جھٹلا نے والے ہیں!

رؤساء قریش مکہ کی طرح آج ہمارے سامنے بھی ایک قوی و طاقتور گروہ موجود ہے جو چاہتا ہے کہ حق کے اعلان' جبر کی فریاد' اور عدل کی طلب میں ہم اُسکی نرمی کریں' اور پھر وعدہ کرتا ہے کہ اگر ایسا کیا گیا تو وہ بھی ہمارے ساتھہ نرمی کریگا - حضرۃ ابو طالب کے مکان میں رؤساء قریش نے داعی اسلام سے کہا تھا کہ وہ سب کچھہ کہیں مگر انکے بتوں کو برا نہ کہیں - یہی شرط مصالحت ہے - ٹھیک اسی طرح ہم سے بھی کہا جاتا ہے کہ تم سب کچھہ کہو مگر اُن بتوں کو برا نہ کہو جو خدا پرستوں کو اپنا غلام بنا رہے ہیں - یہی صلح کا طریقہ ہے - لیکن اگر یہی طریقہ ہے تو سوال یہ ہے کہ اسکے چھوڑ دینے کے بعد ہمارے پاس آ رکیا باقی رہجاتا ہے جو کہیں گے؟ حق تو وہی تھا جو تم چاہتے ہو کہ تم سے صلح کرکے دیدیں - جب وہ دیدیا گیا تو اسکے بعد باطل و کفر کے سوا اور کچھہ نہیں ہے: فما ذا بعد الحق الا الضلال!

ابو طالب کے دل میں آنحضرۃ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت تھی مگر قوۃ ایمانی نہ تھی - صحیح بخاری کی اسی حدیث میں ہے کہ وہ بول اٹھے: "اسمیں کیا ہرج ہے اگر آپ انکے بتوں کو برا کہنا چھوڑ دیں"؟

آجکل بھی میں دیکھتا ہوں کہ میرے بعض احباب ہیں جنکے دل میں سچائی کا ایک ولولہ تو ضرور ہے' لیکن ایمان کی وہ قوت نہیں ہے جو سچائی کی راہ میں دکھہ اٹھانے کی ہمت بخش سکے - شاید اسکی وجہ یہ ہے کہ انکے اندر آزادی کا ولولہ خدا پرستی اور تعلیم اسلامی کی راہ سے نہیں آیا ہے بلکہ محض دوسروں کی دیکھا دیکھی اور حریت خواہ قوموں کے تقلیدی جذبہ کی بنا پر -

بہر حال "اس مصالحت" کی خواہش نے انہیں ڈگمگا دیا - وہ یا تو کفر کی دلفریبی سے مرعوب ہوگئے' یا مصیبتوں اور آزمائشوں کے تصور سے ڈرا دیے گئے - نفس خادع جو ہمیشہ ایسے موقعوں کی تاک میں رہتا ہے' اب بولنے لگا ہے' اور ضعف ایمانی دھوکا دیتا ہے کہ اسمیں ہرج ہی کیا ہے؟ آخر وقت و مصلحت بھی تو کوئی چیز ہے؟ پولٹیکل کاموں میں نرمی و گرمی' دونوں ہوتی ہے - کام کیلیے پہلی شے فرصت ہے - اگر ہم نہ رہے تو ہماری تمام باتیں بھی نہ رہینگی - بہتر ہے کہ سر دست اس "مصالحت" کو مانلیں اور نرمی کریں تاکہ ہمارے ساتھہ بھی نرمی کی جاے: ودوا لو تدھن فیدھنون!

لیکن افسوس کہ میرے نادان دوست نہیں سمجھتے کہ "مصالحت" بقاے حق کے ساتھہ ہوتی ہے نہ کہ فناے حق کے بعد - نرمی کے یہ معنی ہیں کہ کسی کام کو سختی سے نہ کیجیے' نہ یہ کہ سرے سے کیجیے ہی نہیں؟ سچائی کے ساتھہ اگر کچھہ ہے تو دیدیجیے پر سچائی کے اندر جو کچھہ ہے وہ کیونکر دیا جاسکتا ہے؟ کسی شے کا غلاف آپ بدل دے سکتے ہیں' لیکن جب تک اسکی محبت آپکے اندر ہے' خود اُسے دوسری شے سے نہیں بدل سکتے - پھر حق کی راہ میں مرعوبیت اور خوف ایسا ہی ہے' جیسے دریا میں کپڑوں کے بھیگنے سے گریز - آپ سے کس نے مدت کی تھی کہ آگ سے کھیلیے؟ انگاروں کو مٹھی میں لینے کا دعوا ہے تو آبلہ پڑنے کی شکایت کیوں کی جاتی ہے؟ راحت پرستوں کو چاہیے کہ کانٹوں پر چلکر پاؤں چھلنے کی شکایت نہ کریں' بلکہ اس خار زار میں سرے سے قدم ہی نہ رکھیں:

غافل مرو کہ تا در بیت الحرام عشق
صد منزل ست و منزل اول قیامت ست

یہ سمجھنا کہ "کام کیلیے عافیت و فرصت ضروری ہے" سچ ہے' مگر اس آلۂ راحت پرستی کے استعمال کا یہ موقع نہیں - اگر آپ حق اور عدالت کا کام کر رہے ہیں تو صرف کام کیجیے - اسکی فکر نہ کیجیے کہ ہمارے بعد کیا ہوگا؟ سچائی اور راستبازی کل کی فکر سے بے پروا ہے - اسکا بیج کبھی بھی سرمنۂ دہقان و کاشت کار نہیں ہوا - وہ خود ہی پھوٹتا ہے اور اپنی پرورش کیلیے خود اپنے اندر آب حیات رکھتا ہے - بالفرض اگر اسے اپ[illegible]

۷ ربیع الاول ۱۳۳۲ ہجری

فاتحــة السنــة الثالثــه

( ۳ )

# دعوة الــی الحــق و داعي الی الحــق

## مــوعظــة و ذکــری

فاتحۂ جلد جدید کی تقریب سے جن خیالات کا اظہار ضروری سمجھا تھا' افسوس کہ وہ نا تمام رهگئے - کیونکہ پچھلے هفتے طبیعت اُس قسم کی تحریرات کیلیے حاضر نہ هوئي' اور مجبوراً مدارس اسلامیہ کا باب مقالۂ افتتاحیہ کے صفحات میں دیدیا گیا - اسلیے چاهتا هوں کہ آج اُس سلسلے کي تکمیل کردوں :

و امري عجیب و قد زاد حملي !

گذشتہ دو نمبروں میں میں نے اپنے اطمینان قلبي اور ایقان روحي کے ساتھہ اس احسان الهی کو پیش کیا ھے کہ الهلال کي اشاعت جس دعوة کے اعلان و قیام کیلیے وجود میں آئي تھي' توفیق الهي نے روز اول هي سے اسکے لیے غیبی سامان فتح و نصرت بہم پہنچا دیے' اور الحمد للہ کہ اسکي کوئي سعي و کوشش ضائع نہ گئي' اور تھوڑے وقت کے اندر هي اسکا بیج آبیاري توفیق مقدس حضرة مسبب الاسباب سے سرسبز و بار آور هوگیا -

اسی سلسلے میں اس عاجز نے اپني وہ دعا بھي یاد دلائي ھے جو اشاعت الهلال کے وقت دل کے اضطراب و شورش سے بے اختیار زبان پر جاري هوئي تھي' اور جسمیں خدا سے چاها گیا تھا کہ " اگر یہ پکار حق و صداقت سے خالي نہیں تو اس کے بعض نتائج مہمہ مجھے بہت جلد دکھلا دے " چنانچہ باوجود وقت کی نزاکت اور حکومة قاهرہ و مسلطہ کي مخالفت کے جو هردم اور هر آن متزاید و متضاعف رهي' ایسا هي هونا تھا اور ایسا هي هوا' اور اسکے نتائج کے ظہور کو کوئي قوت معاندہ روک نہ سکي -

لیکن میں چاهتا هوں کہ ساتھہ هي اسکے یہ بھي تشریح کردوں کہ " دعوة الهلال " سے میرا مقصود کس چیز کي طرف اشارہ ھے ؟ نصرة الهي نے کس کا ساتھہ دیا ؟ کون تھا جو اسکي اعانت کا مستحق هوا اور کونسی چیز تھي جسکے ظہور کو کوئي قوت روک نہ سکي ؟ کیا الهــلال جو ایک هفتہ وار شائع هونے والا رسالہ ھے ؟ کیا ایک پریس جو بعض آلات و ادوات کو جمع کرکے قائم کیا جاتا ھے ؟ کیا چھپے هوے اوراق اور لکھي هوئي سطریں جو شیرازہ بندي کے بعد ڈاک میں ڈالدي جاتي هیں ؟ یا پھر کسي خاص شخص کي مقبولیت جسکو اچھے لفظوں کا جمع کردینا آتا هو' اور ادھر اودھر سے بغیر معلومات اُس نے حاصل کرلي هوں ؟

یعني جب کبھي میري زبان و قلم پر " دعوة الهلال " کا لفظ جاري هوتا ھے تو اس سے مقصود فی الذهن کیا شے هوتی ھے ؟ خود میرا وجود' الهــلال کي مقبولیت' پریس کا قیام و استحکام یا پھر ان سب سے الگ - کوئي اصول اور حقیقت ؟ چاهتا هوں کہ اسے واضح کردوں - واقول و باللہ التوفیق -

( دعــوة الهــلال کي حقیقت )

آغاز اشاعت الهــلال سے " دعوة " کا لفظ میری زبان پر ھے اور اس کثرت سے بار بار اس لفظ کو دهرایا هوں کہ شاید بعض لوگ سنتے سنتے اُکتا سے گئے هوں - میں نے کبھي کسی اخبار کا ذکر نہیں کیا جو اچھے سر و سامان کے ساتھہ نکالا گیا هو' اور نہ میں نے کبھی تصنیف و تالیف اور انشاء مقالات و رسائل کا تذکرہ کیا جسکے لیے غیر معمولي محنت و مشقت برداشت کی جاتي هو' بلکہ میں نے همیشہ ایک " دعوت " کا اعلان کیا جو ایک مقصود خاص کو اپنے سامنے رکھتي ھے' اور ساتھہ هي چند مقاصد پیش کیے جو همیشہ سے انسانوں کي جماعتوں اور آبادیوں کے سامنے پیش هوتے آئے هیں - ان مقاصد میں ندرت و جدت نہ تھي مگر صداقت ضرور تھي' اور جس بیان میں صداقت هو' ضرور ھے کہ وہ نئي نہو' کیونکہ دنیا کي سب سے زیادہ پراني چیز صداقت هي ھے -

پس میں آج صاف صاف کہدیتا هوں کہ " الهلال کي دعوت " سے کوئي مادي یا شخصی یا موجود فی الخارج شے مراد نہیں ھے اور نہ کسی دعوت سے ایسا مقصود هوسکتا ھے - نہ تو وہ میرے وجود سے تعلق رکھتي ھے نہ الهلال نامي ایک موقت الشیوع رسالے سے' اور نہ هي اُن مضامین و منشآت سے جو اسمیں شائع هوتے هیں - ان میں سے کوئي چیز بھي ایسي نہیں ھے جسکي نسبت کہا جاسکے کہ وہ " دعوت " ھے یا اسے حقیقت دعوة میں کسي طرح کا دخل حاصل ھے - بلکہ اس سے مقصود حقیقي صرف وہ بعض مقاصد اور تعلیمات هیں' جنکے اعلان و اظہار اور فتح و نصرت کا سامان حکمت الهي نے مہیا کیا' اور پھر من جملہ اور بہت سے اسباب و وسائل کے ایک سبب و وسیلہ الهلال کی اشاعت اور اسکی کوششوں کو بھی بنادیا - وہ جو انساني غذا کے پیدا کرنے کیلیے موسم کو بدلتا' هواؤں کو چلاتا' پاني کو برساتا' اور دهقان کے هاتھوں سے تخم ریزي کراتا ھے' جب چاهتا ھے کہ اپنے بندوں میں سے کسي جماعت کیلیے ارشاد و هدایت کی روحاني غذا مہیا فرمادے تو بالکل اسي طرح دلوں کی اقلیم اور فکروں کي فضا میں بھی تبدیلي پیدا کردیتا ھے' اور خود بخود ملک و مدني تغیر کي طرح تمام اسباب موافق فراهم هونا شروع هو جاتے هیں - اُس وقت پاني بھی برستا ھے' عمدہ هوائیں بھي چلتي هیں' اور کاشتکاروں کی محنتیں بھی اپنے اپنے وقت و ضرورت کے مطابق کام دینے لگتي هیں - پس جب کھیت سرسبز هوتا ھے تو گو بہت سے کہنے والے موجود هوتے هیں کہ یہ سب کچھہ همارے هي سعي کا نتیجہ ھے' مگر در اصل اسکا حق کسي کو بھي نہیں پہنچتا - کیونکہ بیج کے بار آور هونے کیلیے جن اسباب و ذرائع کي ضرورت ھے وہ بے شمار هیں' اور جب تک وہ سب جمع نہو جائیں' صرف ایک علت اچھہ بھي مفید نہیں هو سکتي -

اگر پاني کہے کہ یہ میري کار فرمائي ھے' تو آفتاب بھي چمک سکتا ھے کہ یہ اسی کي حرارت کا معجزہ ھے - اگر دهقان مدعی هو کہ اُس نے تخم ڈالا اور موسم آتے دیکھتا رها ھے کہ بغیر میرے آئے هوے محض تخم ریزي کیا کاسکتي تھي ؟ مزدوروں نے هل جوتا' کاشتکار نے بیج ڈالا' نگہبانوں نے رکھوالي کی' اور موسم نے آبپاشي' ان میں سے هر فریق دعوا کرسکتا ھے کہ میں هی اس لہلہاتے هوے کھیت کی وجود سازي کی علت هوں' مگر وہ جو ان سب سے بالا تر فوق ھے' کہتی ھے کہ تم سب هیچ هو - اگر قدرة الهی تمام

# آنریبــل سر ابراهیــم رحمت اللــه

## اور مسلمانوں کے لیے ایک بہتر و مناسب سیاسي تعلیم

آنریبل سر ابراهیم رحمت الله کي صدارت لیگ اور خطبۂ افتتاحي سال جدید کا وہ بہترین اور شاندار واقعہ ہے ' جسکے اندر مسلمانوں کیلیے ایک نہایت هي قیمتي اور پائدار یاد پائي جاتي ہے !

انریبل موصوف جب لیگ کي صدارت کیلیے منتخب ہوے تو جو لوگ مسلمانوں کے موجودہ حالات کي نزاکتوں کو دیکھہ رہے تھے ' وہ شمالي هند یا پنجاب کے کسي مشہور آدمي کي جگہ ایک دور دراز اور تقریباً اسلامي مسائل کے مراکز سے الگ تھلگ صوبے کا نام دیکھکر امید و بیم میں پڑگئے ' مگر میں نے اُسي وقت اپنے بعض دوستوں سے کہا کہ سر ابراهیم رحمت الله انڈین نیشنل کانگریس میں شریک رهچکے هیں ' اور میں سمجھتا هوں کہ جو صاحب فکر ملک کي اس ایک هي درسگاہ سیاست میں رهچکا ہے ' اس سے کسي ازاد' نہ مگر پر دانش و حکمت سیاسي خدمت کي توقع کبھي قائم نہیں هو سکتي -

میں شخصاً سر ابراهیم رحمت الله کے کاموں کو اُس وقت سے جانتا هوں جبکہ ابسے چھہ برس پہلے بمبئي میں تھا - تاهم یہ سوال میرے لیے بھي نیصلہ طلب تھا کہ ایک خاص صوبے کے اندر جو کارکن قابلیت سر بلند ہے ' وہ کسي ایسے پلیٹ فارم پر بھي بہترین توقعات کو پورا کر دکھائیگي ' جہاں صوبوں اور شہروں کے فوائد سے بالاتر ' تمام هندوستان کے مسلمانوں کیلیے ایک سیاسي درس و تعلیم کي ضرورت ہے ؟

لیکن لیگ کي اولین نشست کے بعد هي هر منصف اور اهل الراے شخص کا فیصلہ یہي تھا کہ توقعات پوري هوگئیں ' اور مسلمانوں کي موجودہ سیاسي زندگي کیلیے سر ابراهیم رحمت الله کي تقریر حقیقت اور اعتدال کا ایک بہترین مرکب ہے جو نہایت اچھي صورت میں پیش کیا گیا ہے -

میں سمجھتا هوں کہ جب سے مسلمانوں نے پولیٹکل مقاصد کے نام سے کام شروع کیا ہے ' اُنکے پولیٹکل لٹریچر میں یہ پہلي تقریر ہے جو اس جامعیت اور عمدہ قوام بحث کے ساتھہ مرتب هوئي ہے -

حتی کہ کانگرس کے بعض ارکان نے میرے سامنے اسکا اعتراف کیا کہ خود کانگرس کے لٹریچر میں بھي یہ تقریر کامل امتیاز پانے کي مستحق ہے - وکفی بہ فخرا -

پریذیڈنشیل ایڈریس هر مجلس کیلیے اُسکي حقیقي کارروائي ہے ' اور اسکي رفعت و اهمیت کا پیمانہ بھي اسي کے اندر هوتا ہے ' مگر بد قسمتي سے همارے اندر ایسے لوگ نا پید هیں جو دولت و شہرت کے ساتھہ قابلیت بھي رکھتے هوں اور صرف قابلیت کي عزت کرنا ابھي هم نے نہیں سیکھا ہے ' اسلیے همیشہ هماري بڑي بڑي کانفرنسوں کي افتتاحي تقریریں نہایت کم رفعت و بے اثر رهتي هیں ' اور معنت و قابلیت اور اصابت راے و حسن بیان کا اسمیں کوئي بلند و ممتاز حصہ نہیں هوتا

برخلاف اسکے انڈین نیشنل کانگرس نے اپني افتتاحي تقریروں کا ایک ایسا رفیع لٹریچر جمع کردیا ہے جو ادب و انشا پردازي ' قوۃ تحریر و بیان ' خوبي بحث و استدلال ' کثرت مواد و معلومات ' حق گوئي و صدق لہجہ ' تعلیم و درس سیاست ' غرضکہ هر حیثیت سے هندوستان کے موجودہ علم ادب کا ایک ممتاز ترین حصہ ہے -

لیکن انریبل سر ابراهیم رحمت الله کے ایدر س کے بعد کم ازکم ایک تحریر تو لیگ کے پاس بھي ایسي موجود هوگئي ہے جسے امتیاز کے ساتھہ پیش کیا جاسکتا ہے -

جیسا کہ انھوں نے خود کہا ہے ' اس عہدے کیلیے انکا انتخاب ایک ایسے وقت میں هوا جبکہ مسلمانوں کي سیاسي حالت چند در چند پیچیدگیوں کي وجہ سے نہایت درجہ غیر مطمئن تھي ' اور بحث کرنے والے کیلیے صرف ایک سال کے معمولي واقعات هي نہیں بلکہ یکے بعد دیگرے ظاهر هونے والے متعدد اهم اور دشوار بحث مسائل جمع هوگئے تھے - اُن سب پر مستزاد لیگ کا وہ اندروني مناقشہ تھا جو گو في الحقیقت کچھہ بھي نہ تھا لیکن بعض مخفي اغراض سے اسے اسقدر اهمیت دیدي گئي تھي گویا جماعتي تفریق کا وقت آگیا -

ایسي حالت میں انھوں نے اپني مشکلات کے بیان کرنے میں ذرہ بھي مبالغہ نہیں کیا ہے - انکے سامنے مشکلات کا گرد و غبار یقیناً موجود تھا ' لیکن بجاے اسکے کہ انکي قوت فیصلہ اُسکے اندر گم هو جاتي ' وہ قابل تحسین جرأت کے ساتھہ اُسکے هٹانے میں کامیاب هوے ' اور اعتدال و متانت کو واقعیت اور حق بیاني کے ساتھہ آمیزش دینے کا ایک نہایت هي نازک اور مشکل کام انھوں نے ایسي روشني میں انجام دیا جو تذبذب اور طرفداري کے غبار سے بالکل صاف تھي !

اعتدال اور حقیقت دو ایسے عنصر هیں ' جنکي باهمي آمیزش کا کام همیشہ سے نازک اور مشکل رها ہے - یا تو پہلے کا غلبہ دوسرے کو بالکل نابود کردیتا ہے ' یا دوسرے کي بو اتني تیز هو جاتي ہے کہ اپنے ساتھي کے وجود کو بالکل دبا دیتي ہے - لوگوں نے عموماً اس راہ میں افراط و تفریط کي ٹھوکریں کھائي هیں ' اور جس شے کو " اعتدال " سمجھا ہے در اصل اُسکا زیادہ صحیح نام حقیقت کا عدم ہے !

لیکن با وجود بے اعتدالي کے اُس سوء ظن کے جو میري نسبت بعض لوگوں کو ہے ' میں تسلیم کرتا هوں کہ سر ابراهیم رحمت الله کا " اعتدال " اعتدال ہے ' نہ کہ اصلیت کا عدم اور فقدان !

بس یه اور اسي کے هم معني و هم اصول مقاصد تهے جنکي طرف الهلال نے ابناء ملت کو دعوت دي ' اور اگرچه ان میں سے کوئي حرف بهي نئي نه تهي ' تاهم غفلت و جهالت اور استیلاے ضلالت و فساد نے اس تعلیم کے هر لفظ کو لوگوں کیلیے ایک صداے نا آشنا بنادیا تها - پس جیساکه همیشه هوا هے ' ضرور تها که اس اعلان و دعوت کا آغاز بهي تعجب و انکار ' تحقیر و تذلیل ' غیظ و غضب ' اور تعاند و تنفر سے هوتا مگر خاتمه اعتراف و اقرار ' تعظیم و تشهیر ' رجوع و انقیاد ' اور تسلیم و اطاعت پر هوتا ' اور الحمد لله که ایسا هي هوا ' اور جسقدر هونا باقی هے وہ بهی عنقریب هوکر رهیگا : و تمت کلمة ربک صدقاً و عدلاً - لا تبدیل لکلمات الله :

( ما قـــال و من قـــال )

پس جب کبهي اس عاجز کي زبان سے " دعوة الهلال" کا لفظ نکلتا هے ' اور اسکي نصرت و فتح یابي کا دلي اذعان و روحي ایقان کے ساتهه اعلان کرتا هوں ' تو اس سے مقصود نه تو رسالۂ الهلال کا وجود هوتا هے ' اور نه خود اپنا وجود اور اپنا کاروبار ' بلکه یهي صداقتیں اور حقیقتیں هوتي هیں جنکے اعلان و دعوت کي حضرة الهي نے الهلال کو توفیق دي ' اور اس عظیم الشان اور انقلابي تبدیلي کیلیے جو مسلمانان هند میں هونے والي هے ' منجمله اور بہت سے اسباب و بواعث کے ایک سبب الهلال کو بهي بنا دیا - اس بنا پر جس قدر کامیابیاں هیں وہ [illegible] هیں ' اور جس قدر اعلان قوت ' رفع ذکر ' و اعلاء کلمه هے ' وہ سب کا سب اسي کو پهنچتا هے :

هر جا کنیـــم سجـــده بداں آستاں رسد !

میں سچ سچ کہتا هوں که خود میرا اسمیں کوئي حصه نهیں - اور نه رائي برابر مجهے حق پهنچتا هے که اسکی کامیابي کي عزت کو اپني طرف نسبت دوں - سچائی جهاں کہیں سے نکلیگي ' استقلال اور عزت کو اپنا منتظر پائیگي - اور حق جس زبان سے بلند هوگا ' کامیابي و نصرت اسکا قدرتي حصه هے جو کبهي اس سے چهن نهیں سکتا - یه خدا کا محض فضل هے که وہ کسي زبان کو اسکا آله ' کسي قلم کو اسکا ذریعه ' اور کسي سعي کو اسکا وسیله بنالے ' اور پهر اس وسیلے کے خاطر نهیں بلکه صرف اپني سچائي کي خاطر اسے کامیابي عطا فرماے -

لیکن یه کامیـــابي نه تو اس شخص کي هوگي جس نے ایسا کیا ' اور نه تو حق کی عزت کو وہ اپني عزت سمجهنے کا حقدار هوگا - اگر وہ ایک لمحه یا ایک مدت کیلیے بهي اس غرور باطل اور کبر ابلیسي میں گرفتار هوگا تو خدا اس سے اپنا رشته کاٹ لیگا ' اور اسے ذلت و رسوائي کیلیے چهوڑ دیگا - کیونکه وہ اپني صداقت کا محافظ اور اپنے کلمۂ حق کے اعلان کیلیے قادر و مقتدر هے - وہ اگر چاهے تو درخت کي خشک ٹہنیوں کو حق کیلیے گویا کردے ' اور پہاڑوں کي چوٹیوں کي اندر سے انسانوں کو سچائي کي تعلیم ملنے لگے - وہ نه تو انسانوں کا محتاج هے که وہ اسکي خاطر برلیں ' اور نه اسکے کاموں کیلیے درمانده هے که اسکي راہ میں اٹهیں - اسکے کاروبار حق کا عجیب و غریب حال هے - وہ جب کبهي چاهتا هے تو اپنے بندوں کو کسي کارحق کیلیے توفیق دیدیتا هے ' اور پهر جب وہ مغرور هو جاتے هیں اور سمجهتے هیں که یه هماري شخصي کامیابی هے تو پتهر کے ٹکڑوں اور سوکهي هوئي لکڑیوں کي طرح انهیں اپني راہ سے هٹا کر پهینک دیتا هے !

نــه ربند مرد خود بیں [illegible] را
ایــن المدبیر [illegible] خــدا را

( ایک مثـــال )

اسکی مثال بالکل ایسي هے جیسے کوئي شخص کسي پتهر کی سل سے کوئي عمده کام لیاے ' اور پهر جب چاهے اسے اٹها کر راستے میں پهینک دے - یه سچ هے که وہ پتهر ایک عمده کام کا ذریعه بن گیــا تهــا ' لیکن یــه بهی تو سچ هے که جس ارادہ اس سے کام لیتا تها ' وہ اسے ٹهوکروں کهانے کیلیے راستے میں پهینک بهی دیسکتا تهــا ؟

پهر اگر اس پتهــر کیلیے تمهارے عقیــدے میں کوئي فخر نهیں هوسکتا حالانکه وہ کسي بڑے عمده اور مفید کام کا ذریعه تها ' تو ٹهیــک اسي طــرح حق و صــداقت کے کاروبار میں خاص اس انسان کے وجود کیلیے بهي کوئي فخر و ناز نهیں جسکو حکمة رباني نے کسي مصلحت مخفي کی بنا پر خدمت دیني کیلیے ایک آله اور واسطه بنا دیا هو - الا یه که اسکو ضائع نه کیا گیا اور اپنے لطف و کرم سے وسیله و ذریعه هونے کي توفیق بخشي -

( تنبیــه ضـــروري )

البته یه یاد رکهنا چاهیے که اس بیان سے وہ مقربان الهي اور خواص عالم انسانیت مستثنی هیں جنکا وجود صداقت الهي کے اظهار کا صرف وسیله هي نهیں هوتا بلکه خود ان کے انــدر نور حقیقت کي شمع روشن هوجاتي هے ' اور اسکي نورانیت انکے اعمال مقدسه اور تعالی رتبه سے چهن کر عالم انسانیة کی در و دیوار پر پرتو افگن هوتی هے - یعنی الله تعالی انکے وجود کو اظهار حق کا واسطه هی نهیں بلکه خود حق کا مسکن و مشرق بنا دیتا هے - وہ حق کے مخاطب نهیں بلکه حق کا پیکر و مجسمه هوتے هیں - لیکن :

یه رتبــۂ بلنــد مــلا جس کو ملگیــا
هر مدعي کے واسطے دار و رسن کهاں ؟

یه اور لوگ هیں اور انکا عالم دوسرا هے - میں یہاں اس مقام کا تذکرہ نهیں کرتا جسکی مجهے حسرت هے ' بلکه اسکا حال بیان کررها هوں جسمیں اپنے تئیں پاتا هوں اور نهیں پسند کرتا که اسکا تذکرہ نه کروں :

عالم همه افسانۂ ما دارد و ما هیچ !

میں سچ سچ بلا شائبۂ انکسار کے اعلان کرتا هوں که اس بارے میں میرے مناظر و مشاهدات نهایت عجیب و غریب و عبرت انگیز هیں - میں جب کبهي ان نتائج عظیمه کو دیکهتا هوں جو فضل الهی نے الهـلال کي دعوت کو عطا فرماے ' اور اس وسعت دائرۂ تاثیر و نفوذ ' رجوع خلائق ' انـقلاب خیالات ' و حس و تنبــه دیني و روحاني کي عام بیداري پر نظر ڈالتا هوں جو اس انیس ماه کي دعوت سے هر طرف پیدا هوگئي هے ' اور پهر اسکے بعد خود اپنے تئیں دیکهتا هوں اور اپنے اعمال پر نظر ڈالتـا هوں ' تو مجهے حکمة الهیه کي ایک عجیب و غریب نیرنــگي نظر آتي هے اور یقین هوجاتا هے که یه جو کچهه نتائج حسنه میرے سامنے هیں ' وہ محض اصل دعوة کي صداقت و حقیقت کے برکات و انوار هیں ' ورنه خود میں اور میري گناهوں میں ڈوبي هوئي زندگي تو اس لائق بهی نه تهی که ان نتائج عظیمه کو کبهي خـواب میں بهی دیکهتی

یه اسکا وعده هے که جب وہ اپني امة مرحومه کیلیے کوئي کام کرنا چاهتــا هے تو مثل اس کامل کاریگــر کے جو ٹوٹے هوے اور ناقص اوزاروں سے ایسا عمده کام نکال لیتا هے جو دوســرے کاریگر عمده اور قیمتی آلات سے بهی نهیں [illegible] جس بندے و چاهتا هے

اسباب و وسائــل مهیا نه کرتي تو نه تو ایک بیج بار آور هوتا اور نه ایک سبز پته زمین پر نظر آتا ! :

| | |
|---|---|
| امن خلق السماوات والارض | " کون هے جس نے آسمانوں اور زمین |
| و انزل لکم من السماء ماء | کو پیدا کیا ' اور آسمان سے تمهارے لیے |
| فانبتنا به حدائق ذات بهجة | پاني برسایا ؟ پهر اُس کي آبیاري سے |
| ما کان لکم ان تنبتوا شجرها | کیسے کیسے حسین و شاداب باغ و چمن |
| ءاله مــع الله ؟ بل هم قوم | پیدا هوگئے ' حالانکه تم انسانوں کی |
| یــعدلون - ( ۲۷ : ۶۰ ) | قوت سے بالکل باهر تها که ان کے درختوں |

کو پیدا کر لے ؟ کیا الله کے سوا اور بهي کوئي هے ؟ "

## ( مقصــــود حقیقـــي )

اب دیکهو که الهلال کی دعوت کا مقصد حقیقي کیا تها ؟ اس نے روز اول هی سے اعلان کر دیا که احیاء و تجدید ملت کیلیے جس قدر تحریکیں ملک میں موجود هیں ' وه اُن میں کسی کو بهي تنزل و انحطاط کے اصلی مرض کا کامل علاج نهیں سمجهتا ' بلکه ان میں سے اکثر اسطرح کا علاج هیں جنکے اندر خود نئی بیماریوں کے پیدا کرنے کي هلاکت موجود هے - پس وه اُن تمام راستوں سے بالکل الگ هوگیا جو کار و بار اصلاح و ترقي کے پیشتر سے موجود تهے ' اور پهر نه تو اس نے تعلیم کو اپنا کعبۂ مقصد بنایا ' نه سیاست کو قبلۂ آمال ' نه علم کی رهنمائی قبول کی ' نه تهذیب و تمدن سے دستگیري چاهي - صرف یهي ایک صدا بلند کی که :

| | |
|---|---|
| یا ایها الذین امنوا اطیعو | مسلمانو ! الله کی اطاعت کرو اور |
| الله و رسوله ولا تولوا عنــه | اسکے رسول کے لائے هوے حکموں پر |
| و انتم تسمعون ! ( ۸ : ۳۱ ) | عمل کرو - اور اسکی طرف سے گردن |

نه موڑو اور تم اسکي بهیجي هوئي آیتیں سن رهے هو !

کیونکه اسکو یقین هوگیا کــه جب تک مسلمانوں کے اعتقادات و اعمال مذهبی کي اصلاح و درستگي نهوگي ' اُس وقت تــک کوئي سعي اصلاح مفید مقصد نهیں هو سکتي -

پس اُس نے اپنے مقصد کو ایک هی مختصر جملے میں بار بار دهــرایا یعنی " دعوة الي القــران " یا " امــر بــالمعــروف و النهی عن المنکر " اور پهر اعمال قومي کي هر شاخ میں اسي اصل الاصول کو پیش نظر رکهکر دعوت شروع کي -

## ( تشریــــح مقصد )

یه تو اسکے مقصد کا اصل الاصول هے - لیکن اگــر اسکي تشریح و تفسیر کي جائے اور اُسے موجوده حالات سے تطبیق دي جاے تو حسب ذیل مواد اسکي نعت میں قرار دیے جا سکتے هیں -

( ۱ ) مسلمانوں کو چاهیے که اپنے تمام کاموں کي بنیاد تعلیم الهي پر رکهیں نه که محض کسي ترقي یافته قوم کي تقلید و اتباع اور نقالي پر - یا محض اخذ تحصیل تمدن و سیاست و وطنیت پر -

( ۲ ) اسلام کي اصلي مزیت و فضیلت یه هے که اس نے هر طرح کي صداقتوں اور حقیقتوں کو خدا کے رشته سے منسلــک کردیا هے اور هر عمل صحیح و حق جو اس آسمان کے نیچے کیا جاے ' اسکے نزدیک خدا کا کام اور اُسکي عبادت هے - پس هــر مسلمان کو صداقت کا عاشق ' حقانیت کیلیے مضطر ' عدالت کا نگراں ' اور حریت کا پرستار هونا چاهیے - کیونکه وه مسلمان هے ' اور مسلمان وهي هے جو اللــه کي رضا کیلیے هر طرح کا دکهــه اٹهاے ' اور اللــه کي رضا اُسکي راستبازي اور حق و عدل کي معیت میں هے -

( ۳ ) اور اسلیے که خدا نے مسلمانوں کو جهاد في سبیل الله کا منصب رفیع عطا فرمایا - پس جو مسلم اسکي راه میں مجاهد نهو ' وه اسکے اس بخشے هوے لقب کا مستحق بهي نهیں - جهاد في سبیل الله کے معني یه هیں که هر طرح کے ظلم و تشدد ' معاصي و ذنوب ' اور شیطان ضلالت و افساد کے پیدا کیے هوے غرور باطل سے انسانیت کو نجات دلانے کیلیے اپني تمام قوتوں سے کام لینا ' اور اس راه میں هر طرح کا جسماني اور قلبی دکهه اٹهانا - حتی که سولی کے تختے اور جلاد کی تیغ کی برش کو بهي اُسکي خاطر گوارا کرلینا -

( ۴ ) پس اگر ظلم هو ' اگر معصیت و فساد کي گرم بازاري هو ' اگر انسانوں کے حقــوق الهیه کو پامال غــرور باطل کیا جاے ' اگــر روشني کی جگهه تاریکی ' اور راست بازي کي جگهه کذب پرستی کا اعلان هو ' تو اسلیے نهیں که ظلم و فساد کو انسانوں نے برا اور اخلاق عامه نے قابل نفرت بتلایا هے ' پس تم بهی برا سمجهو ' بلکه اسلیے که تم مسلمان هو اور مسلمان دنیا میں صرف حق کي خدمت هي کیلیے هے ' اور نیز اسلیے کہ یــه سب کچهه خدا کي مرضی کے خلاف هے ' اور مسلمانوں کي مرضی وهي هوني چاهیے جو انکے خدا کی مرضي هے : تخلقوا باخلاق الله -

( ۵ ) مسلم و مومن وه هے جو الله کے رشتے کو دنیا کے تمام رشتوں پر ترجیح دے - پس کسي هستي کیلیے یه جائز نهیں که وه اسلام کي مدعي هو ' اور ساتهه هي خدا کو چهوڑکر دوسرے رشتوں کی گرویده هوجاے - خدا کا رشته سچي سچائي اور عدالت کی محبت میں هے - جو حق کو پیار کرتا هے ' وهي خدا کو بهي پیار کرنے والا هے : و الذین آمنوا اشد حبا لله -

( ۶ ) اسلام نے توحید کا سبق سکهلایا - توحید کی تکمیل کے معني یه هیں که ان تمام الهالٰی قوتوں اور اطاعتوں اور فرمان برداریوں کو صرف الله کیلیے مخصوص کردے اور اُن میں کسي کو شریک نه کرے - پس جو انسانوں کو اپنا معبود بناکر انکے هر حکم کی غلامی و خدا تعمیل ایمان ' یا گورنمنٹ اور حکام کي هر خواهش کے آگے ( اگرچه وه حق و عدالت اور صداقت و حریت کے منافي هو ) سر جهکا دیتا ' ایک ایسا شرک جلي هے جو توحید کے ساتهه جمع نهیں هو سکتا -

( ۷ ) اسلام کا عقیدۂ توحید سچی حریت و آزادي کا سرچشمۂ حقیقی هے کیونکه جو سر صرف خدا هی کے آگے جهکے گا ممکن نهیں که وه انسان اور انسانوں کے غرور پادشاهت و حکومت کے آگے ذلت عبودیت سے سربسجود هو - ان الحکم الا لله - پس مسلمانوں کو چاهیے که اپنے اندر عبودیت الهي کی اصلي حقیقت پیدا کریں ' اور انکی روح خدا کے آگے زنده نهیں هو سکتی جب تک که وه اُن تمام قوتوں سے بکسر باغی نهو جاے ' جو خدا کي صداقت اور اسکی مقدس مرضات کے خلاف هیں -

( ۸ ) ملک و ملت کي خدمت ' آزادانه جد و جهد سیاسي و ملکی کا حصول ' جد و جهد حریت ' اور خود مختارانه حکومت کے حاصل کرنے کیلیے باقاعده مساعي ' یه تمام مقاصد صالحه اگر دوسري قوموں کو بر بناء جذبۂ قومیت و وطنیة عزیز هیں ' تو هر قائل کلمۂ توحید کو مذهباً و دیناً محبوب هونا چاهئیں - پس عزت و مجد اسلامی کا مقتضی یه هے که ان تمام میدانوں میں مسلمان سب سے آگے هوں ' نه که سب کے پیچهے اور غیروں کے مقلد و خوشه چین : و ان العزة لله و لرسوله و للمومنین -

هاں ' ایک اصل الاصول هے جو اس دعوت کو عام هنگامه هاے سیاسي و تمدني سے الگ کرتا هے - یعني ان تمام چیزوں کو صرف الله کے رشتے اور اسکي مرضات کي متابعت کے تعلق سے حاصل کیا جاے نه که محض تقلید اقوام و جماعت سے - اور اسلیے سب سے پہلے عمل بالاسلام کے حبل الله المتین کو پکڑو تاکه اسکے تمام نتائج حقیقیه سے هم کنار هو - و العاقبة للمتقین -

# مدارس اسلامیه

## ندوة العلماء

### ( اور مسئله اصلاح و احیاء ملت )

### ( ۳ )

گذشته نمبر میں اصلاح کي دو قسموں کا مختصر ذکر کیا جاچکا هے' یعنی اصلاح سیاسي اور اصلاح افرنجي' اب تیسري قسم کے طرف توجه کرني چاهیے -

### ( ۳ )

تیسري قسم اُن تحریکوں کي هے جنکي بنیاد اگرچه مثل گذشته دو تحریکوں کے مناسب وقت تمدني و تعلیمي انقلاب کي خواهش پر تهي' لیکن چونکه اُن مصلحین نے زیاده غور و کاوش اور اجتهاد فکر و تفحص صحیح سے کام لیا اسلیے وه سمجهه گئے که اصلاح و تعمیر کیلیے ظواهر و فروعات سے متاثر هونے کي جگهه کسي اصول حقیقي اور مبدء اصلي کي تلاش میں نکلنا چاهیے' اور اُس ایک هي علت اساسي کو پهچاننا چاهیے جسکے لیے ایک هي اساسي دفعیۂ علاج تها ۔

انهوں نے دیکها که تعلیم و تحصیل تمدن حالیه کے لیے سعي کرنا قبل اسکے که کوئي اساسي و اصولي اصلاح هو جاے' محض بیکار بلکه مضر هے -

اول تو یه تمام امور اصل مرض میں داخل نهیں هیں بلکه کسی حقیقي مرض کے نتائج و عوارض هیں - اگر مسلمانوں کي تمدني حالت درست نهیں هے تو اسکا نتیجه غفلت هے که انهوں نے دنیا کي تمدني ترقي کا ساتهه نه دیا - لیکن غفلت کیوں هے ؟ قواء عمل کیوں معطل' اور ذهن و دماغ کیوں بیکار هوگئے؟ پس ضرور هے که پہلے اس سبب کو دور کیا جاے جسکی وجه سے بیداري کے بعد نه غفلت طاري هوئي - اور یه ظاهر هے که غفلت کي علت غفلت نهیں هوسکتی' کوئي اور هی علت هے جس سے یه معلول پیدا هوا هے -

بالخصوص مسلمانوں میں آجکل کے علوم و فنون نافعه ناپید هیں' اور وه انکی جانب سے غافل هیں - پس سب سے پہلے اُس شے کو دور کرنا چاهیے جس کی وجه سے اُن میں علم کا فقدان هوا اور اسکے حصول کا ولوله اور اسکے عشق کي بیتابي باقی نه رهي' نیز اُس شے یا اُن اشیا کو حاصل کرنا چاهیے جنکي وجه سے دیگر اقوام میں یه موجود هے' نه که سب سے پہلے علم علم پکارنا -

ثانیاً ' اگر ابتدا سے تلاش اصل و حقیقت کي جگه انهي چیزوں کو بنیاد کار قرار دیا گیا تو باتو پوري کامیابی حاصل نه هوگي کیونکه یه آنکهوں کي جلن' سرکے درد' اور اعصا سکني کا علاج هوگا حالانکه ان سب کا باعث اصلي یعني بخار باقی هے - اور اگر کامیابی هوي اور پیشاني پر کوئي ایسي سرد شے لگا دي گئی جسکي برودت سے بخار کي حدت و حرارت کم محسوس هونے لگي' تو پهر اسکا نتیجه یه هوگا که تمدن و تعلیم راس نه آئیگي اور اور طرح طرح کي ایسي خرابیاں پیدا هو جائینگي جنکي وجه سے نه تو مقصد اصلي حاصل هوگا' اور نه کوئي دوسري کامل و احسن حالت هي پیدا هوسکے گي -

تب انهوں نے مسلمانوں کے موجوده اعمال و اطوار حیات کا مطالعه کیا تو انهیں نظر آیا که ان میں سے اکثر ایسے هیں جنکي موجودگی میں محال هے که حسب سنن طبعیه کوئي قوم زنده وقائم رهسکے - وه تمام اعمال صحیحه و صالحه جو حیات اجتماعي و ملی کیلیے بمنزلۂ روح و حرارت غریزی کے هیں' ان میں سے مفقود هوگئے هیں' اور هر عمل کا رخ منحرف هے یا مسخ شده -

پهر انهوں نے اُس قوۂ روحانیۂ الٰهیه کو دیکها جو اب تک مسلمانوں کے دلوں پر حکمراں هے' یعنے دائره مقدسۂ اسلامیه اور اُسکے تمام احکام و تعلیمات صادقه' تو اُنهیں بدفعۃ واحدۃ نظر آیا که مسلمانوں کے تمام موجوده اعمال و اطوار یکسر اُسکی تعلیمات حقه کے خلاف هیں' اور اسکي تعلیم میں وه تمام ارکان و اصول باکمل حال' و اجمل صورۃ موجود هیں جنکا عمل و انقیاد کسي قوم کي حیات اجتماعي و سیاسي اور قیام مدني و عمراني کیلیے ضروري هے : الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتي و رضیت لکم الاسلام دینا !

پس انکي حالت مثل اُس طبیب کے هوئی جو اپنے سامنے کسي کثیر العوارض مریض کو دیکهکر گهبرا گیا هو' لیکن بکایک القاء طبي اصل مرض کي تشخیص اور علۃ حقیقیه کے کشف تک اُسے نائل کردے' اور وه پهر اُن تمام ظاهري مظاهر مرض سے یک قلم بے پروا هوکر صرف اندرون بدن کے نقص مخفي کے انسداد پر اپني تمام همت و سعي خرچ کرنے لگے -

انهوں نے سمجهه لیا که عروج و زوال امم في الحقیقت ایک قانون الٰهي کے عمل و نفاذ کا نتیجه هے جسے لسان الله الاقدس نے بتلا دیا هے :

واذا اردنا ان نهلک قریة' امرنا مترفیها' ففسقوا فیها فحق علیها القول فدمرناها تدمیرا - وکم اهلکنا من القرون من بعد نوح' و کفی بربک بذنوب عباده خبیراً بصیرا ! ( ۱۷ : ۱۷ )

اور جب همکو کسي آبادي کا برباد کرنا منظور هوتا هے تو هم اس آبادي کے خوشحال لوگوں پر اپنا حکم بهیجتے هیں - پهر وه نافرمانیاں کرنے لگتے هیں' جب ایسا هوتا هے تو وه آبادي مستحق عذاب هو جاتي هے - پس هم اسے تباه و برباد کر دیتے هیں - اور دیکهو ! طوفان نوح کے بعد اسی قانون کی بنا پر کتني هي قوموں کو هم نے تباه و هلاک کر دیا !! یقین رکه که تمهارا پروردگار اپنے بندوں کے گناهوں کو جاننے اور دیکهنے والا هے -

اور سورۂ طلاق میں فرمایا :

و کاین من قریة عتت عن امر ربها و رسله فحاسبناها حساباً شدیداً و عذبناها عذاباً نکرا ؟ فذاقت وبال امرها و کان عاقبة امرها خسرا - اعد الله عذاباً ' فاتقوا الله یا اولی الالباب الذین آمنوا !! ( ۶۵ : ۸ )

اور کتني هي آبادیاں هیں جنکے رهنے والوں نے اپنے رب اور اسکے رسولوں کے احکام سے سرتابي کی' اور هم نے بهي بڑي سختي سے انکے کاموں کا حساب لیا اور سخت عذابوں میں مبتلا کیا' پس انهوں نے اپنے کیے کا مزه چکها اور اسکا انجام کار صرف نقصان و هلاکت هي هوا - قیامت کا عذاب الٰهي انکے لیے باقي هے - پس اے عقل و فهم رکهنے والو که الله پر ایمان لاچکے هو ! اُسکے غضب سے ڈرتے رهو !!

اور پهر اسکي صاف تصریح اور الٰهي تعلیم هے که اسی آیه کریمه کے بعد فرمایا :

قد انزل الله الیکم ذکراً رسولاً یتلوا علیکم آیات الله مبینات لیخرج الذین امنوا و عملوا الصالحات

اے مسلمانو! خدا نے تمهیں آگاه کرنے کیلیے اپنا ایک رسول تمهاري طرف بهیجدیا هے جو خدا کي آیتیں کهلے کهلے احکام کے ساتهه سناتا هے تا که جو

اپنے کام کا ایک ذریعہ بنا لیتا ہے ' اور پھر وہ خود خواہ کیسا ہی برا ہو ' لیکن اسکا کام نیکو کاروں اور صالح انسانوں کا سا ہو جاتا ہے ' و ایں جا کار بہ فضل ست نہ باستحقاق !

نصیب ماست بہشت اے خدا شناس برو
کہ مستحق کرامت گناہ کارانند !!

( داعیان حق کي تین قسمیں )

البتہ یہ ضرور ہے کہ جب اسکا فضل ذرہ نواز اپنے کسي عاجز و درماندہ بندے پر مبذول ہوتا ہے ' اور وہ اسکي راہ کي طرف لوگوں کو بلاتا اور اسکے کلمۂ حق و عدالۃ کي دنیا کو تلقین کرتا ہے تو اسکا حال تین صورتوں سے خالي نہیں ہوتا :

( ۱ ) یا تو خدا تعالی اسکے نفس کا تزکیۂ کامل کردیتا ہے اور اسکے وجود کو حق کا پیکر اور نمونہ بنا دیتا ہے - و ذلک فضل الله یوتیہ من یشاء و الله ذو الفضل العظیم !

( ۲ ) اور یا یہ درجہ عالیہ تو اُس محروم تشنہ کو حاصل نہیں ہوتا ' لیکن چونکہ اسکے اندر حق و صداقت کا سچا درد اور خدا پرستي کي ایک نہ بجھنے والي پیاس ہوتي ہے ' اسلیے با وجود اپنے طرح طرح کے قصوروں کے وہ وسیلۂ خیر و صداقت بننے کا شرف حاصل کرلیتا ہے ' اور اسکے اندر کچھہ اسطرح کي عجز و انابت اور استغفار و اعتراف کي سوز و سوزش پیدا ہوجاتي ہے جو اُسے استیلاء شیطاني سے بچائے رکھتي ہے ' اور پھر یا تو بالآخر منزل اخري تک پہنچا دیتي ہے یا راہ کي ٹھوکروں ہي سے گر کے رہجاتا ہے -

( ۳ ) اور یا پھر وہ خباثت ابلیسي اور شرارت نفساني کا ایک مظہر لعین ہوتا ہے جو محض اپني اغراض نفساني کیلیے عاریتاً کسي امر حق کا اعلان کرنے لگتا ہے ' اور اس سے مقصود حق نہیں ہوتا بلکہ ایک تاریک باطل جو اسکے پیچھے چھپا دیا جاتا ہے - في الحقیقت نفاق کي یہ ایک سب سے زیادہ مہلک و خبیث قسم ہے -

پس پہلی قسم کي جماعت کیلیے تو کچھہ کہنے کي ضرورت نہیں - لا خوف علیہم و لا ہم یحزنون - تیسرے گروہ کو بھي نتائج حق کي بحث سے مستثنی کر دینا چاہیے ' کیونکہ گو وہ مدعي حق ہو مگر در اصل اسکا حکم بھي باطل و فساد ہي کا ہے - اور خدا کبھي باطل کے ساتھہ وہ سلوک نہیں کر سکتا جو اس نے حق و ایمان کیلیے مخصوص کردیا ہے : ام نجعل الذین آمنوا و عملوا الصالحات کالمفسدین فی الارض ؟ ام نجعل المتقین کالفجار ؟ ( ۳۸ : ۲۷ )

البتہ دوسري قسم کے لوگوں کي نسبت میں کہنا چاہتا ہوں - یہي وہ لوگ ہیں کہ خدا انکي نیتوں کو قبول کرلیتا اور سعی حق اور خدمت صداقت کي برکت سے انکو اپنے لطف و کرم کا مورد بنا دیتا ہے - وہ خود خواہ کیسے ہي گرفتار قصور و مبتلاے ذنوب ہوں ' لیکن چونکہ اُسکے کلمۂ حق کے خادم ' اُسکي سچائي کے پرستار ' اور اُسکے دین حق کے عزت و عظمت کے لیے اپنے اندر ایک بیقراري رکھتے ہیں - اسلیے اُسکي شان کریمي و رحیمي انھیں اپنوں میں سے سمجھنے لگتي ہے ' اُنکے کاموں کے نقص و فتور کو اپني توفیق رفیق کي بخشش سے کامل کردیتي ہے ' اور انھیں کبھي غیروں کے آگے ذلیل و رسوا ہونے نہیں دیتي - کیونکہ اگر انکا قصور اسکے کرم کا سزاوار نہیں تو اُسکي صداقت کي عزت تو مستحق لطف و نوازش ضرور ہے !

اگر نہ بہر من از بہر خود عزیزم دار
کہ بندہ خواي او خوبي خداوند ست

اسکي مثال بالکل ایسي ہے ' جیسے کوئی بادشاہ اپنے کسي اہم اور معزز کام کے انجام دینے کی عزت اپنے کسي غلام کو دیدے ' تو گو وہ کیسا ہي ادنے اور حقیر ہوگا اور کیسے ہي قصور اُس سے اپني خدمتوں اور پرستاریوں میں سرزد ہونگے ' لیکن تاہم بادشاہ کا کرم شاہانہ اسکي سفارش کریگا اور کہیگا کہ مانا کہ یہ ہر طرح نالائق اور سزاوار عتاب ہے لیکن اب تو اسکي عزت میري عزت ہوگئي ہے اور دنیا اسے میري نسبت سے پہچانتي اور میرا خدمت گزار سمجھتي ہے - پھر کیا اس کو دشمن ہنسیں کہ میرے دربار عز و جلال کے نام لیواؤں کیلیے عزت و سرخروئي نہیں ہے - بس شان عفو و کرم یہي ہے کہ جسے ایک بار سر بلندي دي ' پھر اُسے نگونسار نہ کیا جائے !

و لله در من قال :

عرض کر لے میرے جرم و گناہ بے حد کا
الہی تو ہو غفور الرحیم کہتے ہیں !
نہیں کہیں نہ کہ دو ٹھکر میں محتاج
یہ اس بندے ہیں جو کرم کہتے ہیں !

( یوسف او ر یوسف )

آیا نہیں دیکھتے کہ جب برادران یوسف علیہ السلام دوسري بار مصر آئے تاکہ دربار مصر کي بخشش و فیاضي سے مالا مال ہوں اور قحط سالي کي مصیبتوں سے نجات پائیں ' تو انہوں نے عزیز مصر سے کہ في الحقیقت حضرت یوسف علیہ السلام تھے ' عرض کیا :

مسنا و اہلنا الضر و جئنا ببضاعۃ مزجاۃ فاوف لنا الکیل ! ( ۱۲ : ۸۸ )

اے عزیز مصر ! ہم کو اور ہمارے بال بچوں کو قحط کي وجہ سے بڑي تکلیفیں پہنچ رہي ہیں ' پس ہم نہ تھوڑي سی پونجي لیکر آئے ہیں تاکہ آپ اسے قبول کریں ' اور اسکے معاوضے میں ہمیں پورا پورا غلہ دلوادیں '

لیکر تو آئے یہ ناقص اور تھوڑي سي پونجي ' مگر معاوضے میں طلب کرتے یہ کامل اور بھر پور غلہ ! یہ طرز بار اور معاوضۂ بالمثل کے قدرتي اصول کے تو خلاف تھا ' پر ارباب کرم کے شیوۂ بخشش کے عین مطابق تھا کہ بادشاہوں کے دربار تجارتوں کي منڈي نہیں ہوتي - بھائیوں نے کہا : " تجارت نہیں ' کرم کي امید لیکر آئے ہیں کہ یہ تجارت "-

مارا تو بہشت اگر بہ طاعت بخشی
آں بیع بود ' لطف و عطائے تو کجاست ؟

و تصدق علینا ' ان الله یجزي المتصدقین !

یہ جو مانگتے ہیں تو کچھہ اپنی قیمت کا بدلہ نہیں مانگتے کہ وہ تو کچھہ بھي نہیں ہے - بلکہ اپني محتاجي سے بطور بخشش کے عطا چاہتے ' اور الله ارباب بخشش و سخا کو اچھا بدلہ دیتا ہے "

پھر اگر یوسف المعاني یہ کر سکتا تھا کہ ناقص پونجي لیکر کامل متاع بخشدے ' تو کیا خداے یوسف کي کریمي سے یہ بعید ہے کہ اپنے پرستاروں کے ناقص کاموں کو قبول کرکے انکو اپني کامل و اکمل توفیق کي بخشش سے مالا مال فرما دے ؟ لقد کان في یوسف و اخوتہ آیات للسائلین کا مطلب میں تو یہي سمجھتا ہوں :

من روے دوست را در بیوفائی یافتم

قل لو انتم تملکون خزائن رحمۃ ربي اذاً لامسکتم خشیۃ الانفاق ( ۱۷ : ۱۰۱ )

" ان لوگوں سے جو خدا کے فضل و کرم کو بھولے ہوے ہیں ' کہدو کہ اگر میرے پروردگار کي رحمت کے خزانے تمہارے اختیار میں ہوتے تو خرچ ہو جانے کے ڈر سے تم ضرور اُنھیں بند رکھتے مگر خدا ایسا نہیں کرتا -

البتہ یہ ضرور ہے کہ قصور اور سرکشي میں فرق ہے ' اور جرم اور بغاوت ' دو الگ چیزیں ہیں - خدا اپنے قصور مندوں کو معاف کردیتا ہے پر اپنے سے باغیوں کو معاف نہیں کر سکتا ' اور یہي معنی ہیں اس آیۃ کریمۂ مشہورہ کے کہ : ان الله لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء -

دوسري قسم اُن لوگوں کي هے جنهوں نے غفلت و ظلمت کے بعد يکا يک يورپ کو ديکها ' اسکي حالت سے اپني حالت کا مقابله کيا ' اور اس مقابلے کے بعد ايک حرکت اصلاح و تغير کي انکے اندر پيدا هوگئي - يه تينوں قسميں جو اوپر بيان کر چکا هوں يعني اصلاح سياسي و افرنجي و ديني ' يه سب کي سب اسي دوسري قسم ميں داخل هيں -

چونکه اصول اصلاح و دعوت پر ايک مستقل مقاله کسي نه کسي وقت لکهنا هے ' اسليے ميں نے اولين قسم پر بحث نه کي - البته يهاں اسقدر اشاره کر دينا ضروري هے که يه تيسري قسم کي دعوت يعني " اصلاح ديني " گو يورپ کے اثر هي کا نتيجه تهي ' ليکن تاهم اپنے اصول و طريق کار ميں اُس اولين جماعـة مصلحين مجددين کي دعوت سے نسبتاً اقرب ' اور بهت سے بنيادي مسائـل ميں تقريباً هم آهنـگ تهي -

( اصــلاح ديني کے بعــض مصلحيــن )

مشهور و معروف شيخ محمد عبده مصري کی دعوت اسي قسم اصلاح ميں داخل هے - شيخ موصوف کا ابتدائي عهد خالص سياسي انقلابات کے افکار ميں گذرا تها ' کيونکه انکے استاد طريقت و معلم ارشاد ' سيد جمال الدين کي دعوت ميں سياسي عنصر غالب تها - اگر مسٹر بلنٹ کي روايت تسليم کرلي جاے ' تو شيخ محمد عبده عربي پاشا کي تحريک سے پہلے بالکل طيار هوگئے تهے که توفيق پاشا خديو مصر کو قتل کر ڈاليں ' کيونکه اسنے ولي عهدي ميں اصلاح و تغير کے جو وعـدے سيـد جـمال الدين مغفور سے کيے تهے ' تخت نشيني کے بعد پورے نه کيے -

ليکن اسکے بعد هي سنه ۱۸۷۷ ميں عربي پاشا کا واقعه پيش آگيا جسميں خود شيخ محمد عبده بهي شريک قرار ديے گئے - انگريزي مصري کميشن نے شيخ کو بهي جلا وطني کي سزا دي ' اور وه بيروت ميں کچهه عرصـه تهہر کر سيد جمال الدين کے پاس پيرس چلے گئے - وهانسے ۱۳ - مارچ سنه ۱۸۸۴ کو ايک عربي اخبار " العروة الوثقى " نکالا - جسکي ايڈيٹري ميں سيد اور شيخ دونوں شريک تهے - في الحقيقت يهي تاريخ شيخ کي اصلاح ديني کي اولين بنياد هے -

عروة الوثقى کے تيسرے نمبر ميں انکا ايک مبسوط مضمون " ماضي الامة و حاضرها و علاج عللها " کے عنوان سے نکلا تها - اسميں مسلمانوں کي گذشته حيات اجتماعي کے اسباب بتلاے هيں جو موجوده تنزل پر بحث کي هے - آخر ميں لکها هے که اب علاج بعد از تنزل کا کوئي ذريعه بجز اسکے نهيں هے که مسلمانوں کو مذهب کي صحيح اور حقيقي تعليم دي جاے -

پانچويں نمبر کے مقالهٔ افتتاحيه کا عنوان يه تها : " انحطاط المسلمين و سکونهم و سبب ذالك " اسميں بتلايا هے که اسکي علت اصلي اسلامي اعتقادات و اعمال کے ضعف و سقم کے سوا اور کچهه نهيں هے -

گيارهويں اور سترهويں نمبر ميں دو مضمون " اسباب حفظ الملک " اور " سنن الله في الامم " کے عنوان سے نکلے تهے انکے مطالعه سے پورا اندازه هوسکتا هے که شيخ کي دعوة ايک خالص اصلاح ديني کي دعوت تهي ' جو مسلمانوں کو سب سے پہلے اعتقادات و اعمال دينيه کي درستگي کي طرف بلاتي تهي -

( الکــواکبـي )

علماے مصر و شام ميں شيخ محمد عبده مصري کے علاوه ايک اور فکر صالح و مصلح بهي تحريک اصلاح ديني ميں شريک رها ' هے ' جسکو افسوس هے که سلطان عبد الحميد و اسرار مدر کے استبداد سياسي کے اعلان و ... کے ساتهه ... يعني مرحوم شيخ عبد الرحمن الکواکبی

الکواکبي کي دو کتابيں " طبائع الاستبداد " اور " جمعيه ام القرى " موجود هيں - جمعيه ام القرى ايک فرضي کانفرنس کي رپورٹ هے جو گويا ايام حج ميں منعقد هوئي اور تمام علماء عالم اسلامي نے اسميں شـريک هو کر مسلمانوں کے تنزل کے اسباب پر بحث کي - نتيجه تمام مباحث کا يه هے که اصلاح ديني کے بغير اميد نجاح و فلاح ملت اميد باطل هے : و قال الرسول يا رب ان قومي اتخـذوا هذا القرآن مهجورا -

سلطان عبد الحميد نے ان دونوں کتابوں کو مملکة عثمانيه ميں ممنوع الاشاعه قرار ديديا تها ! !

( شيخ صــدرالدين تــرکستانی )

شيخ محمد عبده المصري کا نام هندوستان ميں مشهور هوچکا هے ' ليکن بهت کم لوگوں کو يه معلوم هوگا که مسلمانان ترکستان ( روس ) ميں اصلاح و تجدد کي جو حرکت گذشته نصف صدي کے اندر شروع هوئي ' اسکا رجحان بهي زياده تر " اصلاح ديني " هي کي طرف رها هے ' اور ابتدائي دو قسموں يعني سياسي و افرنجي کا عنصر وهاں بهت مغلوب هے -

اگر مصر و عثمانيه نے اصلاح ديني کي دعوت کيليے ايک محمد عبده کو پيدا کيا تو ميں نے هميشه تعجب کيا هے که بلاد روسيهٔ ترکستان و وسط ايشيا ايسے کئي محمد عبده پيدا کر چکے هيں !

پروفيسر ومبري نے اپني کتاب : Western light and Eastern lands کے دوسرے حصے ميں بعض ترکستاني مصنفين کا ذکر کيا هے جنهوں نے تاتاري زبان ميں ... کي هيں اور اُن ميں اصلاح اعمال دينيهٔ ... کو حصول ... کا اصلي ذريعه بتلايا هے ' ليکن في الحقيقت جو مصلحين و ... حقيقي ترکستان ميں داعي اصلاح و انقلاب رهے هيں ' ومبري کو انکي خبر نه تهي - ميں يهاں صرف ايک مصلح بزرگ ديني کا ذکر کرونگا ' يعني حضرة الشيخ صدر الدين قاضي القضاة بلاد تاتاريهٔ روسيه -

اصلاح و دعوت تجديد کے مسئله ميں اس عالم جليل و محترم کا مسلک وهي تها جو شيخ محمد عبده نے اختيار کيا - وه علاوه عالم ديني هونے کے ... قاضي القضات کے ايک عهدهٔ جليلهٔ شرعيه پر بهي تهے ' اسليے انکي صداء اصلاح ايک ايسي مزيت و تاثير خصوصي رکهتي تهي جو افسوس که ديگر بلاد اسلاميه کے مصلحين کو حاصل نه هوئي ... معلوم ايسي مشکليں اور رکاوٹيں انکي راه سے ... سنه ۱۳۰۹ هجري ميں انهوں نے ايک نهايت ضخيم اور مبسوط کتاب مسئلهٔ اصلاح اور اسکے طرق و وسائل پر عربي ميں لکهي اور قازان کے ايک روسي مطبع ميں چهپواکر شائع کيا - اس موضوع پر ... جامع کتاب هے جو اب تک لکهي گئي هے - کتاب کے ... ميں اُن تمام اسباب کو ... کيا هے ... مسلمانوں ميں ضعف اجتماعي و ... کي ... علماے اسلاميه ... هے - دوسرے حصے ميں علوم ... طريق درس و تعليم کے نقائص ... هے که موجوده طريق تعليم کي ... طرح ... مسلمانوں کے اندر ... صحيح ديني ... علماء کا هے اور علما ... و ... تعليم

من الظلمات الي النـــور ( ۶۵ : ۱۱ )

لوگ انپر ایمان لائیں اور اعمال صالحه اختیار کریں انکو ناکامي و ضلالت کي تاریکی سے نکال کر نور و فلاح کي روشني میں پہنچا دے !

اس سے واضح ہوا کہ در حقیقت قومي عروج و حیات اسکے افراد کے اُن تمام اعمال و اطوار پر موقوف ہے جنکو قرآن کریم ایمان بالله کے بعد " عمل صالح " کي جامع و مانع اصطلاح میں تعبیر کرتا ہے ' اور جس کے اندر تمام سیاسي و تمدني ' اخلاقي ' معاشرتي ' علمیه و فنیه ' غرضکه ہر قسم کے اعمال صالحۂ بشریه کے طرف اشارہ موجود ہے - تعلیم الهي اُن اعمال کي طرف انسانوں کو دعوت دیتي ہے اور وہ اُسے قبول کرتے ہیں ' پس دنیا کي زندگي اُنکے لیے ایک جنۃ حیات اور بہشت ارتقا و عروج بن جاتي ہے ' اور اُنکا وجود ارض الهي کیلیے زینت و حسن ہو جاتا ہے :

تلك الجنة التي نورث من عبـاد نا مـن كان تقيـــا ( ۱۹ : ۶۴ )

یه ہے وہ جنت جسکا مبارک وارثہ ہم اپنے بندوں میں سے اُن لوگوں کو بخشتے ہیں ' جو عمل صالح اور تقوی کي راہ اختیار کرتے ہیں ،

لیکن جب تعلیم الہی کے نزول و ارسال سے بعد ہوجاتا ہے اور غفلت و ضلالت دلوں پر چھا جاتي ہے ' تو اُس قوم کے قوۃ اعتقاد میں ضعف پیدا ہوتا ہے ' اور عملي حالت بگڑنا شروع ہوجاتي ہے - پھر ایک ایک کرکے ہر عمل بگڑتا ہے اور یکے بعد دیگرے اس عمارت کی اینٹ اینٹ گرنے لگتي ہے - اسي حالت کو اصطلاح قراني میں " عمل شیطاني " سے تعبیر کیا گیا ہے ' کیونکه اُسکي زبان میں ہر عمل ضلالت شیطان ہے اور وہ موقعه اُسکي نشو نم کا نہیں :

و من یعش عن ذکر الرحمن نقیض له شیطانا فهـو له قرین - وانهم لیصدونهم عن السبیل یحسبون انهم مهتدون ! ( ۴۳ : ۳۵ )

اور جو شخص خدائے رحمان کی یاد سے اعراض کرتا ہے ' ہم اسپر ایک شیطاني ضلالت مسلط کر دیتے ہیں جو ہر وقت اسکے ساتھ رہتا ہے - پھر یہ کیسی عجیب بات ہے که شیاطین تو اِن گمراہوں کو راہ الهي سے روکتے ہیں مگر وہ اپنے زعم باطل میں سمجھتے ہیں کہ ہم راہ راست پر ہیں !

یہاں تک که تمام قواء عمل یکسر ضلالت و ظلمت کے ہاتھ چلے جاتے ہیں اور ایک کامل معصیت و ذنوب کي عملی زندگی ہر فرد کي ہو جاتي ہے - یہي اعمال ضالہ وہ جراثیم مہلکه ہیں جو گھن کي طرح شجر حیات ملت میں لگ جاتے ہیں ' اور پھر ایک وقت آتا ہے جب ہلاکت کي " اجل مقدر " اور " کتاب معلوم " اپنا کام انجام دیتی ہے ' اور کوئي انساني تدبیر اور مادي سعي اس تقدیر الهي کو دور نہیں کر سکتي - یہی معني حقیقي ہیں اس آیۃ جلیله کے که : وما اهلکنا من قریة الا ولها کتاب معلوم ' ما تسبق من امة اجلها وما یستاخرون ! ( ۱۵ : ۴ )

تمام اقوام عالم کے عروج و زوال اور حیات و ہلاکت کیلیے یہي ایک قانون وحید ' و مبدء حقیقي ' و تقدیر اعمال ہے ' اور خدائے حکیم و لطیف کبھی کسي بہتر حالت کو بدتر حالت سے نہیں بدلتا ' جب تک که وہ خود بہتري سے اعراض کرکے برائي کو اپنے لیے اختیار نه کرلے - و ہو سبحانه و تعالی شانه یقول فی کتابه المبین

وما كان ربك لیهلـك القـری بظلـم و اهلهـا مصلحون ( ۱۱ : ۱۱۷ )

اور تمہارا پروردگار ایسی کسي ایسي آبادي کو ناحق برباد نہیں کرتا جسکے بسنے والے اعمالہ صالحہ و صحیحه رکھتے ہوں -

پس اس جماعت کے دلوں کو الله تعالی نے اس مہم حقیقت کیلیے کھول دیا که مسلمانوں کے موجودہ امراض کیلیے تنزل کي اصلی علت اسی قانون عروج و زوال کا نفاذ ہے - اسکے اعتقادات ضعیف و مسخ ' اور اعمال مختل و باطل ہوگئے ہیں اور قانون الهی کی " اجل مقدر " اور " تقدیر تدریجي " اپنا کام کر رہي ہے -

انکو یقین ہوگیا که اصلاح و تجدید کا ... کرنے سے پہلے کوئي بنیاد و اساس عمل قرار دیني چاہیے محض کسي سیاسي اتحاد سے آغاز عمل کرنا یا ترقي یافتہ اقوام کے علوم و تمدن کي تحصیل و نقالي پر اصلاح کي بنیاد رکھنا ' کچھ بھی مفید نہوگا - یه تمام امور کسي جزئي شاخیں ' کسي بنیاد باطن کے آثار و ظواہر ' یا کسي روح حیات بخش کي پیدا کي ہوئي حرکت ہیں ' مگر خود نه تو بنیاد ہوسکتے ہیں اور نه کسي شجر انقلاب کا بیج ' اور نه ہي کسي جسم کیلیے روح -

مراتب مندرجۂ صدر کے بعد اس جماعۂ دعاۃ و مصلحین کو یقین ہوگیا که جب تک مدعي ارشاد و ہدایت کی کوئي سچي حرکت مسلمانوں میں پیدا نہوگی ' اُس وقت تک تمام مساعي اصلاح بے نتیجه ہیں -

( اصــل اصــول دعــوۃ دیــني )

ہر قوم کی حیات اجتماعی اُسکے اعتقادات اور اعمال کا مجموعه ہوتی ہے ' اور مدنیہ صالحه کے معني یه ہیں که وہ اپنے تمام اعتقادات و اعمال میں بہتر و کامل ہو - مسلمانوں کے اعتقادات کا یه حال ہے که ... اجتہاد و منع نظر و استدلال کے تمام راہیں اصلاح کی مسدود کردي ہیں ' رہے اعـمال تو وہ بدعات و زوائد ... سے ... اکثر صورتوں میں اصلیت ... صورت ہے -

---

پس اصلاح کی پہلی ... دائم ہو ... علت کا تعین ... کی ... علوم نافعه ... صنائع ... تمدن و عمران کی تمام راہیں کھل جائیں گی ... و لا دعـوۃ الا بحجۃ ' ولا حجۃ مع سد ... التقلید الاعمی و فتح ... النظر والاستدلال ' ہو مبدء ... صلاح ' و مفتاح النجاح والفلاح !

( ایک فــرو گــذاشــت )

یه ہے مختصر سرگذشت اصلاح و تعبیر کی اُس تیسري قسم کی جسے " دعوۃ دیني " سے موسوم کرنا چاہیے ' اور جو اپنے بنیاد اصلاح و طریق دعوت میں " اصلاح سیاسی " اور " اصلاح افرنجی " دونوں سے بالکل مختلف ہے -

میں نے کہا بھول گیا تھا که قرون اخیرہ و حالیه کی اصلاح و دعوت کے کاموں کو سب سے پہلے دو قسموں میں منقسم کرنا چاہیے - ایک وہ دعاۃ و مصلحین جو سلسلۂ احیاء و تجدید امۃ مرحومه کي بنا پر گذشته دو صدیوں کے اندر پیدا ہوے ' اور اُن میں سے بعض مجددین مصلحین نے موجودہ اصلاحات کیلیے بھی زمین درست کردي - ان بزرگوں کا شرف الهی و فضل خصوصی یه ہے که انہوں نے جو کچھ سمجھا اور کیا ' وہ محض جذبۂ صادقۂ اصلاح ' اور قوۃ مجتہدۂ حقیقي کا نتیجه تھا ' نه که کسي قوم کے عروج کا مطالعه اور اُسکي تقلید و اتباع کا ولولہ - فہـم المصلحون المجـددون ' الذین یصلحون فی الارض ولا یفسدون - " اولائـك على هدى من ربهم و اولائـك هـم المفلحـون "

رکھتي ھے ' اور آیندہ اسکي یہ حیثیت اس سے بھي زیادہ قوي تر ھوگي -

اسلیے چاھیے کہ جن ممالک میں جمہوري ( ڈیموا کریٹک ) اور اشتراکي ( سوشیالسٹ ) فرقوں کو حکومت میں کوئي مستقل یا غیر مستقل جگہ حاصل ھے ' وہ اسکے لیے انتہائي کوشش کریں کہ انکا ایک عضو اپني سلطنت کي مخصوص کمیٹي کا بھي ضرور ھي عضو ھو اور یہ کہ آئندہ خود موتمر ھیگ میں بھي اسکو نشست ملے -

انگلستان میں حزب العمال ( لیبر پارٹي ) جسکے ساتھہ عمال کي اور بہت سي انجمنیں ھیں ' اتني طاقتور ھے کہ اگر وہ چاھے تو اپنا یہ مطالبہ ( یعني انکا بھي ایک عضو کمیٹي اور موتمر ھیگ میں ھو ) حکومت کو نامنظور کرنے نہ دے - حکومت کي مخصوص کمیٹي اور آیندہ موتمر ھیگ میں وکالت کا حق ھمارے ان ما وراء بحر مستعمرات ( نو آبادیوں ) کو بھي حاصل ھے جنکي جنگ کے وقت فوج اور جہازوں سے مدد پر انگلستان کو کامل مسرت کے ساتھہ اعتماد ھے -

لیکن ڈر یہ ھے کہ ھمارے ارباب سیاست کھڑے ھو جائینگے اور عمال و نیز مستعمرات کي خود مختار حکومتوں کو اس مخصوص کمیٹي اور ان وکلاء میں شرکت سے محروم کرنیکي ھر ممکن تدبیر اختیار کرینگے ' ھاں اگر یہ خود مختار سلطنتیں اور عمال کي انجمنیں اپني مشہور و معروف صاف گوئي اور مطالبات میں خوش بیاني کے ساتھہ اپني وکالت پر اصرار کرینگي تو حکومت کو لامحالہ منظور کرنا پڑیگا -

ھم کو امید ھے کہ سر ایڈ ورڈ گرے ان رفعت پسندوں پر غالب آئینگے جنکو اس قسم کي باتیں پسند نہیں آتیں' اور اس طرح عام راے کے آگے سر تسلیم خم کرنے کا فخر حاصل کرینگے جسکے فیصلوں کو رد کرنا درحقیقت نا ممکن ھے - پس اسلیے سنہ ۱۵ ع میں جو موتمر السلام منعقد ھو' اسمیں انگریزي قوم کي حیثیت یادگار ھونا چاھیے -

اگر موضوع موتمر سے ھٹکر اسکے فرد عمل کي طرف آنا چاھیں ' اور نیز یہ اندازہ کرنا چاھیں کہ موتمر کي فرد عمل میں کیا کیا ھوسکتا ھے ؟ یا غالباً کیا کیا ھو گا ؟ تو ھمیں ایک مرتبہ پیچھے لوٹنا پڑیگا اور ان فردھاے عمل کي دفعات کو دیکھنا پڑیگا جن کے مطابق پہلي دونوں موتمروں نے کام کیا ھے -

یہ فراموش نہ ھونا چاھیے کہ پہلي موتمر زار روس کے طلب کرنے پر وجود میں آئي تھي - اس نے یہ موتمر صرف اسلیے طلب کي تھي کہ وہ اسپر غور کرے کہ آیا دول کي یہ برباد کن رخانہ بر انداز اسلحہ بندي کس حد پر روکي جاسکتي ھے ؟ موتمر نے فیصلہ کیا کہ تھوڑے دنوں میں اس آرزو کا پورا ھونا نا ممکن ھے -

جو سلطنتیں اس موتمر میں شریک تھیں' انہیں اپنے اندر جس کام کي قدرت و استطاعت نظر آئي' وہ امن پسندي کي نیت اور ایسے مقصد کا اظہار تھا ' جسکي کمان تقوی اور ایمان باللہ کے ھاتھہ میں ھو - چنانچہ اس اولین موتمر نے بالاتفاق یہ پاس کردیا :

" اس موتمر کي خواھش تمامتر ان مصارف جنگ کے محدود کرنے کي طرف متوجہ ھے ' جو اس دنیا کي پشت پر ایک بار گراں ھوگئے ھیں ' اور یہ کہ یہ تحدید و تعین صرف نوع انساني کي مادي اور اخلاقي فائدے کے لیے ھے "

اسکے بعد دوسري موتمر منعقد ھوئي - اس نے اس قرار داد کے مضمون میں کسیقدر توسیع کي اور اسمیں ایک ایسي بات شامل کرلي جو دعوت امن کے بالکل بر عکس ھے - چنانچہ اس نے یہ طے کیا :

" ھیگ کي یہ دوسري موتمر اس قرار داد یعني تحدید مصارف جنگ کي تائید کرتي ھے جو اولین موتمر منعقدہ سنہ ۱۸۹۹ ع نے طے کي تھي ' اور چونکہ اس سال سے تقریباً تمام سلطنتوں کے مصارف جنگ بہت بڑھگئے ھیں ' اسلیے یہ موتمر اپني اس شدید خواھش کا اعلان کرتي ھے کہ تمام سلطنتیں اس مسئلہ پر نہایت سنجیدگي اور اھتمام کے ساتھہ دوبارہ غور کریں - "

یہ وہ قرار داد ھے جو دوسري موتمر نے مصارف جنگ کے باب میں طے کي تھي -

لیکن یہ کوئي ایسا اعجوبہ امر نہیں جسکا مضحکہ اڑایا جائے - عالم انساني کي سلطنتوں کا اعتراف جرم اپني لغزیت و بیکاري میں کلیسا کے ان نمازیوں کے اقرار گناہ سے کم نہیں ھے جو کہا کرتے ھیں کہ " اے خداوند ! ھم نے غلطي کي اور بھٹکي ھوئي بکریوں کي طرح تیري راہ سے ھٹگئے " ! !

عقل و نقل اور شئون و حالات سے یہي معلوم ھوتا ھے کہ یہ تیسري موتمر بھي اپني کار روائي کا آغاز اسي اعتراف اور خواھش اصلاح سے کریگي - ماضي پر تحسر و پیشماني کا وقت ابھي تک نہیں گیا ھے - تمام سلطنتوں میں مصارف جنگ ھولناک حد تک بڑھگئے ھیں - انگریزي پارلیمنٹ کي ایک آخري اشاعت میں بیان کیا گیا ھے کہ دوسري موتمر کے وقت سے اسوقت تک تمام دول کے بحري مصارف میں خوفناک اضافہ ھوگیا ھے - روس نے اپنے بحري مصارف ساڑھے پندرہ ملین پونڈ کردیے ' جسکے معني یہ ھیں کہ چھہ سال قبل اسکے بحري مصارف جتنے تھے' اس سے چھہ گونہ زیادہ کردیے گئے - اسکے بعد انگلستان کا نمبر ھے - انگلستان کے بھي پندرہ ملین پونڈ ھوگئے' یعني اس نے بھي مصارف میں ۴۸ فی صدي کا اضافہ کردیا - انگلستان کے بعد جرمني کا نمبر ھے اس نے اپنے مصارف میں ۶۱ فیصدي کا اضافہ کیا ھے -

سنہ ۱۹۰۷ع میں فرانس کے جسقدر بحري مصارف رھے ' اس نے ان سب سے پنج گونہ زیادہ کام کیا - اطالیا اور آسٹریا و ھنگري نے بھي اپنے اپنے بحري مصارف دو چند کردیے - خلاصہ یہ کہ آٹھوں بحري سلطنتوں نے اپنے اپنے مصارف بڑھا دیے جنکا سالانہ اوسط گیارہ ملین پونڈ پڑتا ھے ! !

بحري مصارف کي طرح بري مصارف کے متعلق اسوقت ھمارے پاس شمار و اعداد نہیں ھیں ' لیکن یہ امر یقیني ھے کہ فرانس ' جرمني ' روس ' اور انکے علاوہ چھوٹي چھوٹي سلطنتوں نے اپنے اپنے بري مصارف میں بھي بہت اضافہ کیا ھے ' اور اسلیے ھم غلطي نہ کرینگے اگر یہ کہیں کہ گذشتہ چھہ سال کے اندر آٹھوں بڑي سلطنتوں کے مصارف کي میزان قریباً چالیس ملین پونڈ ھوگي - اور اگر ھم محافظین ( کنسرویٹو ) کي زبان میں کہیں تو یہ زیادتي سو ملین سے بھي زیادہ ھوگي ! !

ایک دفعہ نیک نام مسٹر اسٹید نے سنہ ۱۸۹۹ ع سے لیکے سنہ ۱۹۰۷ تک کے اضافہ ھاے جنگي کا شمار کیا تھا - یہ اضافہ ۱۲۰ ملین ھوتا تھا - پس اس بنا پر تمام سلطنتوں نے اولین موتمر سے لیکے اسوقت تک دو سو پونڈ اس رقم سے زیادہ صرف کیے جو زار روس کے اس اعلان سے پہلے ( کہ مصارف جنگ ھولناک حد تک بڑھگئے ھیں ) وہ صرف کیا کرتي تھیں ! !

شاید کوئي یہ کہے کہ تیسري موتمر کے انعقاد سے کیا فائدہ جبکہ دو کے انعقاد اور تیسري کي تیاري کے باوجود چودہ سال کے اندر مصارف جنگ اس قدر ھولناک ھوگئے ھیں ؟

ھم ان جناب ناصح کو یہ جواب دینگے کہ وہ شاید یہ بھول گئے کہ صبح سے پہلے شب کي تاریکي ھمیشہ نہایت شدید ھوتي ھے -

جمعه کے لیے تشریف نہیں لائینگے - گمان یه تھا که اس اعلان کے دوسرے یا تیسرے دن تک جلالتماب کا مزاج درست هو جائیگا مگر واقعه اسکے برعکس هوا اور اس خط کے لکھنے تک جلالتماب بدستور صاحب فراش هیں - شہر کے عماید و اعیان اور سفراء اپنے بڑے عہده داروں کو روزانه مزاج پرسي کے لیے مابین بهیجتے رهتے هیں -

( مسئلۂ جزائر )

جزائر ایجین کا مسئله منجمله ان مسائل کے هے جس سے دول کے دو مجموعوں یعني اتحاد ثلاثي اور مفاهمت ثلاثي کو مشغول کر رکھا هے -

قارئین کرام کو انگلستان کي راے تو معلوم هوچکي هوگي جو اس نے دول کے پاس بهیجي هے' اور جس کے متعلق اسکا خیال هے که اس گره کے سلجھانے کیلیے کافي هے - لیکن انگلستان کي اس تجویز نے اطالي اور یوناني مصالح میں بحري توازن کا سوال پیدا کردیا - اسلیے اتحاد ثلاثي کے جواب میں تاخیر هوئي -

بظاهر یه معلوم هوتا هے که اتحاد ثلاثي نے طے کرلیا هے که انگلستان کی تجویز کے اس حصه کے بارے میں خاموش رهے جسکا تعلق جزائر کے مستقبل سے هے - اسکا نتیجه هے که دول کي دو جماعتیں هوگئي هیں - ایک جماعت میں مفاهمت ثلاثي اور اسکے ساتھه یونان هے - یه جماعت چاهتي هے که جزائر اور مسئلۂ البانیه ' دونوں مسئلے باهم وابسته و متحد هوں -

دوسري جماعت میں اتحاد ثلاثي هے جسکا ایک عضو اطالیا هے - یه جماعت چاهتي هے که یه دونوں مسئلے علحده رکھے جائیں -

بظاهر یه معلوم هوتا هے که یونان چاهتا هے که مسئلۂ البانیه ایک مسئله عنصریه کي شکل اختیار کرلے ' اور جزائر میں سے جو کچھه اس کے هاتھه سے جاے' وه اسکا فدیه هو جو اسے البانیا میں ملے - یونان اس شش و پنج میں پڑا هے که صرف مفاهمت ثلاثي کے ساتھه رهے تاکه اسے اپنے مقاصد کے حصول میں مدد ملے' یا انکے ساتھه تو محض دوستي قائم رکھے اور اطالیا کے یہاں تقرب حاصل کرکے بہت زیاده فائده اٹھالے ؟

گمان غالب یه هے که یونان کوئي ایسي تدبیر اختیار کریگا جس سے وه اپنے قدیمي مرکز نظر یعني اتحاد یوناني کي توسیع سے قریب تر هوسکے -

( عثماني بیڑا ) •

اعلان دستور کے وقت سے عثماني قوم نے اپنے بیڑے کي تقویت کي ضرورت کو محسوس کیا - چنانچه اسکے لیے مختلف اطراف ملک میں کمیٹیاں قائم کیں که وه چنده جمع کریں اور هر شخص کو چنده کي ترغیب دیں - اسطرح سے جو رقم عثماني بجٹ میں بیڑے کے لیے مخصوص تھي اور جو رقم یورپ سے بیڑے کي تقویت کے نام سے قرض لی گئي تھي ' ان دونوں کے علاوه ایک اور معتبر رقم بھي فراهم هوگئي تھي -

اس سے پانچ بارکش اور دو آهن پوش جہاز خریدے گئے جن سے جرمني کا بیڑا بے نیاز هوگیا تھا - انھي دونوں کا نام " طورغود رئیس " اور " بار بروس خیر الدین " رکھا گیا -

جس دولي حالت میں همارے ساحل اور شہر داخل هوگئے هیں' اسکے علی الرغم جنگ بلقان اور اس سے پہلے جنگ طرابلس نے عثماني بیڑے کي تقویت کي ضرورت پر دهوں تو متنبه کیا هے -

اسی بیداري کا نتیجه هے که پہلے رشادیه کي خریداري کي گئي ' اور پھر اسکے بعد آهن پوش برازیل کي خریداري سے اسکي تقویت و تائید هوئي ' اسکے متعلق طلعت بے نے رائیوں کے نام جو تار بهیجا هے اسکا ترجمه یه هے :

" حکومت سنیه ایک ڈریڈ ناٹ قسم کے آهن پوش جہاز کي خریداري کي فکر میں تھي' کیونکه ملک کي حفاظت کے لیے اسکي سخت ضرورت تھي - هم آپکو مژده سناتے هیں که بالاخر حکومت کو ایک ڈریڈ ناٹ کي خریداري کا موقع ملگیا جو ایک انگریزي کارخانے میں حکومت برازیل کے نام سے بنا هے - اسکا وزن ۲۸ - هزار ٹن هے - اسکا نام سلطان عثمان اول رکھا هے - اور نام کا مسئله سلطان المعظم کیخدمت میں عرض کردیا هے - بیشک یه مژده تمام اطراف و حصص ملک میں مسرت و ابتهاج کے ساتھه سنا جائیگا - چونکه اسکي قیمت میں ابھي نصف ملین پونڈ باقي هے' اسلیے هم چاهتے هیں که آپ چندے کي فراهمي میں همت و سعي صرف کریں ' اور جو کچھه جمع هو اسکو فوراً آستانه بهیجدیں "

( طلعت )

مجهے معلوم هوا هے که بیعنامه پر ۲۷ دسمبر کو دستخط هوگئے لوگ کہتے هیں که رؤف بک اسی لیے لندن گئے تھے تاکه ارمسٹرونگ کے کارخانه سے ملکر اس بارے میں گفتگو کریں -

اس آهن پوش کے اسلحه یه هیں : ۱۴ توپیں هیں جنکے گولے ساڑھے اکتیس سنٹي میٹر کے هونگے - ۲۰ توپیں وه هیں جنکے گولے ۱۵ سنٹي میٹر هونگے اور انکي رفتار ۲۳ عقده في گھنٹه هوگي - اسکي قیمت میں سے حکومت برازیل کو ۲ لاکھه پونڈ دیے گئے هیں - یه رقم حکومت نے بنک بیریه اینڈ کو سے لي هے - حکومت نے اس آهن پوش کے لیے بیس هزار کا سامان جنگ بھي خریدا هے -

اس آهن پوش کی خریداري کے اثر کے متعلق جو کچھه معلوم هوا هے وه یه هے که یونان سمجھا هے که اس خریداري سے مقصود اصلی میں هی هوں ! یونان کي خواهش هے که اسکي اور عثماني بیڑے کی نسبت وهی رهے جو پہلے تھي -

مگر جو لوگ یه جانتے هیں که اس آهن پوش برازیل کي خریداري کے لیے کوشش کي ابتداء یونان هی نے کي تھي مگر روپیه نه هونے کي وجه سے نه لے سکا ' انکو معلوم هے که یونان جب تک جدید قرض سے' مدد نه لیگا ' اسوقت تک اپنے بیڑے کي تقویت کے ارادے میں کامیاب نہیں هو سکتا -

اور یه که آگسٹس کے عہد سے پہلے روما میں جسقدر بتخانے تھے ' اس سے زیادہ خود آگسٹس کے عہد میں بنائے گئے تھے جبکہ مسیحیت کا باني روموسس اس عالم میں آیا تھا !

هم اسوقت اپنے قارئین کے سامنے وہ تفصیلي اور دقیق اعداد و شمار نہیں پیش کرسکتے جن سے یه معلوم هوسکے که اس خوف و هیجان کي وجه سے مصارف جنگ میں کتنا اضافه هوا ' جنهیں اسلحه کي کمپني والے اپنے حصوں کي مصلحت سے پیدا کیا کرتے هیں ؟ مگر تاهم هم نے جو اعداد و شمار ابھي پیش کیے هیں ان سے بہت سے ارباب سیاست اور اپنے هاتھوں میں عام حالات کي عنان رکھنے والے یہاں تک متاثر هوے هیں که انھوں نے اس اضافه پر کمال اظہار افسوس و نا امیدي کا کیا هے - اگر یه اعداد و شمار صحیح هیں اور اگر یه زیادتي ثابت هوگئي تو انهیں نہایت حزن و ملال کے ساتھه اسوقت کا انتظار کرنا چاهیے جبکه ان طبقوں کے جذبات کا کوہ آتش فشاں پھٹیگا جنکي هڈیوں کو فاقے کے کیڑوں نے کھوکھلا کر دیا هے ' اور اب وہ جنون کي حد تک پہنچگئے هیں !

موتمر هیگ کا یه کام هے که وہ اپنے پیہم جلسوں میں ان ارباب سیاست کے لیے ایسے وقائع مہیا کردے ' جنمیں وہ غم و تحسر کے ان شعلوں کو جو انکي پسلیوں میں بھڑکر هے هیں' اور یاس و نا امیدي کے اسباب کي کشاکش کو جو انکے سینوں کے اندر بپا هے' ظاهر کرسکیں - اور نیز ایسي فرصتیں بھي پیدا کردے ' جنمیں کرپ کے کارخانے کے شرمناک واقعات ' وہ خطرات جنکو ان شرمناک واقعات نے افشا سے بے نقاب کیا ' اور جنکے ذریعه جنگي مصارف کي وہ زیادتي نیز تخریب و بربادي کے آلات بنانے والي کمپنیوں کے مبلغ عمل کا اعلان کرسکیں -

اگر ان انگریزي وکلا میں حزب العمال کا بھي کوئي عضو هو جو اس موتمر هیگ میں شرکت کے لیے جائیگا ' تو عمال کي انجمنوں کیلیے حالت کي خطرناکي و نحوست کے اعلان کا ایک اچھا موقع هے - همیں قوي امید هے که حزب العمال کے بعض سرگروہ وکلاء انگلستان میں هونگے' اور انکو یه موقع دیا جائیگا -

---

## نالۂ شبلي

عالي جناب شمس العلماء علامۂ شبلي نعماني مد ظله العالی کي اُن ( ۱۵ ) نظموں کا مجموعه جن میں حضرۃ علامۂ ممدوح نے بزرگان سلف کے سبق آموز حالات ' تاریخي واقعات اور زمانۂ حال کي اندوهناک مصائب و آلام اسلامي کو اپني مشهور جادو بیاني کے ساتھه بغایت موثر پیرایه میں نظم فرمایا هے اور جو حقیقتاً اس قابل هے که اسلامي اخلاق ' اخوۃ ' مساواۃ ' اور حریۃ جیسي صفات عالیه کے اعلی معیار اور مکمل نمونوں اور مثالوں کو پیش نظر رکھه کے هر فرد ملت اسکو خریدے - اور ان پاک جذبات کے پیدا کرنے کے لیے اپنے بچوں اور بچیوں کو بطور گیتوں کے یاد کرائے -

سفید چکنے کاغذ پر نہایت خوشخط طبع هوا هے - اور علاوہ علامۂ موصوف کے شبیه مبارک کے ڈاکٹر انصاري' ڈائرکٹر اسلامي میڈیکل مشن ' مسٹر محمد علي ' ایڈیٹر کامریڈ و همدرد ' مسٹر ظفر علي خان ' ایڈیٹر زمیندار کے فوٹو بھي نہایت عمدہ آرٹ پیپر پر دیے گئے هیں ' قیمت علاوہ محصول ڈاک کے صرف ۸ - آنه

**انوار احمد - کانفرنس آفس، محمڈن کالج علیگڈہ**

---

## اخبار و حوادث

### از مراسله نگار المؤید

تازہ واقعات - عثماني فوج - عثماني بیڑا

### ( عثماني طلبا کا جلوس )

اسوقت میں آپکو یه خط لکھه رها هوں اور اس سے پہلے یه منظر دیکھه چکا هوں که ایک خیال جو اس سال اولین مرتبۂ عمل میں هے' بیزنطیني قیصروں کے اس دارالسلطنت میں عثماني نوجوانوں کو ایا صوفیا' میدان سلطان احمد' دیوان یولي ' نور عثمانیه' باب عالي' اور ان تمام راستوں سے جوق در جوق کھینچے لا رها هے جو مدرسۂ دار الفنون کو جاتے هیں -

خیال یه هے که عثمانیوں کے استقلال و دستور کي یادگار قائم کیجائے !

آج جتنے پرچے نکلے هیں سب سلطان عثمان باني دولت عثمانیه اور انکے مدفن کي تصویروں سے آراسته اور تاسیس دولت عثمانیه کے متعلق طول طویل تاریخي مضامین سے لبریز هیں - ترکوں کي سلطنت کا آغاز سلجوقي ترکوں کے انجام سے هوا ' جب که علاء الدین ثاني کي وفات سے آل سلجوق کا خاتمه هوگیا تھا -

آج صبح جب گھڑي نے ۹ بجائے تو مدرسۂ دار الفنون کي شاخہاے ادبیات ' دینیات ' ریاضیات ' مدرسۂ حقوق ( لا کالج ) مدرسه طب ' مدرسه زراعه ' مدرسه تجارت ' مدرسه هندسه ( انجینیرنگ ) اور انکے علاوہ دوسرے مدارس عالیه ( کالجوں ) کے طلبه دار الفنون کے امتحان هال میں جمع هوے ' اور ایک طالب علم نے استقلال عثماني پر تقریر کي -

جب تقریر ختم هوچکي تو یه مجمع دیوان یولي سے میدان بایزید اور وهاں سے دفتر جنگ آیا - دفتر جنگ نے عثماني استقلال و دستور کا علم بلند کیا - ایک طالب علم نے بڑھکے تمام مجمع کي طرف سے عثماني فوج کے لیے " زندہ باد " کے نعرے لگائے - یہاں سے یه مجمع " امانت مدنیت آستانه " آیا ' یہاں بھي ایک طالب علم نے اس عید کے آنے پر اهالي آستانه کي طرف سے مبارکباد دي -

پھر یه مجمع امانت مدنیت آستانه سے باب عالي چلا اور یہاں بھي اس موضوع پر تقریریں هوئیں - پھر مجمع پل کي طرف روانه هوا اور وهاں سے هوتا هوا بک اوغلی' بیه باشي ' تقسیم' اور تقسیم سے قصر سلطاني کے سامنے آیا اور سلطان المعظم کے حضور میں واجبات تہنیت و تبریک بجا لایا -

قصر سلطاني سے واپسي میں ترام کے راستے سے هوتے هوے مجلس المبعوثان ( عثماني پارلیمنٹ ) کے ایوان تک آئے ' اور قوم کو اس عہد دستور و استقلال پر مبارکباد دیکر پھر مدرسه دار الفنون کو واپس گئے -

### ( سلطان المعظم کي صحت )

گذشته جمعه کو صیغۂ تحریر نے اطلاع دي تھي که بصحت اعلی سلطان المعظم کا مزاج ناساز هے - سردي لگ گئي هے اسلیے آپ نماز

### ( اولین مسلم امیرال کون ہے ؟ )

صحابي جليل القدر علاء بن حضرمی رحمة الله علیه ! آپ اولین مسلمان ھیں جو بحري غزوے کے لیے نکلے - یه غزوہ مشرق کي طرف سے خلیج فارس میں براہ عمان و بحرین ہوا تھا

اور اولین مسلم امیرال جس نے جنگ کے لیے بحر روم کا سفر کیا ' معاویه بن سفیان ھیں - یه غزوہ انہوں نے اسوقت کیا تھا جبکہ حضرت عثمان بن عفان ( رض ) کے عہد میں شام کے عامل تھے -

پھر تو مسلمانوں کو بحري جہاد سے ایک شغف ہوگیا اور اس سلسلے میں بعض جزائر کے بھي وہ مالک ہوگئے -

بحیثیت مصري ہونے کے ھمیں یہ جاننا چاھیے که بحري دار الصناعه سب سے پہلے سنه ۵۴ ھجري میں جزیرہ مصر یعنے فسطاط ہي میں قائم ہوا ' نیز یه که اسطول ( بیڑا ) اپنے حقیقي معني میں سب سے پہلے مصر ھي میں بزمانۂ عنبسه بن اسحاق بنا یا گیا جو متوکل بالله عباسي ( جسکا ذکر عنقریب منجنیق کي تقریب سے آئیگا ) کے طرف سے مصر کا والي تھا - یه سنه ۲۳۸ ع کا واقعه ہے -

مصر اپنے بیڑوں سے رومیوں اور انکے علاوہ یورپ کي اور قوموں کے حملے روکا کرتا تھا ' اور بعض ان خاص صورتوں کے جبکه اس پر تعدي و دست درازي کیجاے ' اسکا کام یه نه تھا نه وہ خود بھي حمله کرے - یہ اسلیے نه وسعت مملکت اور استعمار کے لحاظ سے اسکا مطمح نظر تونس اور قبرص کے علاوہ اور کوئي جزیرہ نه تھا - کیونکه اس نے باقي جزیروں کو ان اسلامي ممالک کے لیے چھوڑ دیا تھا جو ان جزائر سے قریب تر تھے -

چنانچه تونس کي بحري ھمت ھمیشه صقلیه اور سردانیه کي طرف متوجه رھتي تھی ' اور مغرب اقصی جزائر میورقه ' مدورقه (Ibiga) یا (Iviga) یا (Ivica) اور سواحل اندلس و فرانس کا میل تھا -

لیکن تونس مصر سے گوے سبقت لیگیا ' چنانچه سنه ۶۹ ھ میں بنی امیه کے تاجدار عبد الملک بن مروان کے حکم سے تونس کے عامل (گورنر) حسان بن نعمان نے بیڑے بنواے -

اسلامي بیڑوں کي عظمت اسدرجه تک پہنچگئي تھي که بقول امام مقریزي " اسمیں کوئي بے پروا یا امور جنگ سے ناواقف داخل نہیں کیا جاتا تھا " انکے ملازموں کي خاص وقعت و عزت تھي - ہر شخص کي یه کوشش ہوتي که اسکا شمار بیڑے کے ملازموں میں ہو اور اسکے لیے برابر کوشش کرتا رھتا تھا ' یہاں تک که وہ کامیاب ہو جائے - امام موصوف ھم کو یه بھي بتاتے ھیں که مصر میں بیڑوں کیلیے سعي و توجه المعز لدین الله کے آنے سے قوي تر ہوگئي - امراء و اعیان سلطنت میں سے جو شخص سب سے بڑا اور سب سے زیادہ قوي النفس ہوتا تھا وھي بیڑے کا سردار ( امیرال ) ہوتا تھا - معز کے زمانے میں بیڑوں کي تعداد آٹھه سو سے زیادہ تھي مگر پھر گھٹنا شروع ہوگئي ' تاھم سو سے کبھي بھي کم نه ہوئي - بیڑے کي تیاري اور تنخواہوں کي تقسیم کے وقت خلیفه خود موجود رھتا تھا - بیڑا جب بر سر روانگي ہوتا تو خلیفه وقت اسکے رخصت کرنے کیلیے منظرۃ القدس میں ( جہاں اب جامع اولاد عنان ہے ) ایک شاندار جلوس کے ساتھه چلتا تھا - وہ ایک جشن کا دن ہوتا جسکي رونق و خوبي کو بیڑے کي وہ نقل و حرکت ' جسکو اب بحري نمایش (Navil Manoer) کہتے ھیں ' اور بھي دو بالا دوبالا کرتي تھي - اسطرف اسدرجه توجه تھي که دار الصناعه میں خلیفه کے علاوہ کوئي شخص سوار نہیں جاسکتا تھا ' اور وہ بھي صرف افتتاح نیل کے جلسه کے دن - یعني اس خلیج کے بند کرنے کے لیے جو اب پٹ گئي ہے اور اس پر سے ٹریموے نکلتي ہے !

صلاح الدین کے زمانے میں بیڑے کیلیے ایک خاص صیغه تھا جسکو دیوان الاسطول کہتے تھے - یه صیغه اس نے اپنے بھائي شاہ عادل کے متعلق کرد ' تھا - یه صیغه اس صیغه سے ملتا ہوا تھا جو محمد علي کے زمانے میں دیوان البحریه کہلاتا تھا اور آج یورپ میں وزارت بحریه کے نام سے موسوم ہے ' مگر آہ ' اب تو وہ مصر میں صفر ہے - لا عین و لا اثر ( نه اصل ھي باقي ہے اور نه اسکے نشان ! )

مصر میں دمیاط اور اسکندریه جنگي بندرگاہ تھے ' اور بعد کو انکے ساتھه تنیس بھي ملحق کر دیا گیا تھا جو اب ویران پڑا ہے - فسطاط ( قدیم مصر ) اور قوص ( جو صعید کا ایک قصبه ہے ) یه دونوں نیل کے بڑے بندرگاہوں میں سے تھے - یہاں بھي جہاز بنتے تھے جو انھي سرحدوں میں رھتے تھے اور بحري جنگوں پر اسلیے جاتے تھے تاکه مصر کا قول بالا ہو اور اسکا پرچم ھر طرف لہرائے -

اسلامي سلطنتوں میں بیڑا کتنے قطعوں سے مرکب ہوتا تھا ؟

اعوادیات ' اغربه ' ترنوشات ' حراریق یا حراقات ' شلندیات ' اور مسطحات سے ( یه سب کشتیوں کے نام ھیں - دیکھو مضمون اسلامي بحریات مندرجۂ الهلال ) انکے بعد اور کشتیاں ھیں جو اھمیت میں دوسرے درجه پر ھیں گو انکي بھي سخت ضرورت پڑتي ہے - ان پر ھم عنقریب بحث کرینگے -

" بسم الله مجراها و مرسٰها " پڑھتے ہوے اسلامي بیڑے روانه ہوئے ' اور جزائر و سواحل یورپ پر جا کر ٹھہرے - انھوں نے اپنے مراسي ( جمع مرسي یعني لنگر ) ڈالے جسے انجر بھي کہتے ھیں - انجر ایک یوناني لفظ ہے ' جسکو عربوں نے معرب انجر کیا اور ان سے فرانسیسیوں نے لیا تو (Ancre) کردیا اور پھر اس سے (Ancrer) مصدر بنا لیا -

جب یہاں عرب پہنچے تو انھوں نے اپنے جہازوں کو موٹے موٹے رسوں سے باندھا ' جنکو وہ امراس ( جمع مرس ) اور امرار ( جمع مر) کہتے تھے - اطالیوں نے ان رسوں کا نام (Amarra) رکھا - فرانسیسوں نے اسمیں کسیقدر اور وسعت پیدا کي اور (Amarrer) یا (Amarrage) دو لفظ مشتق کیے جنکے معنے " ان رسوں سے کشتیوں کو باندھا " ھیں ' بالکل اسیطرح جیسے که عرب کہتے تھے : امرّ الشي یعني کشتي یا کسی شے کو اس موٹے اور مضبوط رسے سے باندھا -

حبل ( رسي ) کے بارے میں یه بھي بتا دینا ہے که وہ عربي میں اور (Cabbe) فرانسیسي میں ' دونوں ایک ھی معنے کے لیے ھیں ' اور دوسرا لفظ اسي پہلے عربي لفظ سے ماخوذ ہے -

## نوٹس متعلق اولڈ بوائز ڈنر

امسال حسب معمول تعطیلات ایسٹر میں بتاریخ ۱۰ - لغایة ۱۲ - اپریل سنه ۱۹۱۴ - از جمعه تا اتوار جلسه سالانه اولڈ بوائز ایسوسي ایشن کے اجلاس بمقام علیگڈہ کالج منعقد ہونگے -

جمله اولڈ بوائز کي خدمت میں درخواست ہے که حتی المقدور اجلاس ھاے مذکور میں آپ ضرور شریک ہوں ' اور اپنے پیارے کالج کي زیارت کریں اور اپنے چھوٹے بھائیوں اور اسٹاف سے ملیں اور کالج میں جو اضافه ہوا ہے اوسکا بھي ملاحظه کریں -

ھماري درخواست ان بھائیوں سے جو ابھي تک کسي وجه سے ایسوسي ایشن کے ممبر نہیں ہوسکے خاص طور پر ہے که ضرور تشریف لاکر شریک جلسه ہوں -

خاکسار شوکت علي

آنریری سکریٹري اولڈ بوائز ایسوسي ایشن

## آثـــار عـــرب

## ( ۲ )

میں تو اصل موضوع بیان کرنے لگا' حالانکه مجھے پہلے یه بتـانا چاهیے که هم مسلمان یورپ پہنچے کیسے ؟

حضرات ! اس دریا کو عبور کرکے جو هم میں اور یورپ میں حد فاصل هے -

اس دریا کو اب هم بحر ابیض کہتے هیں - ترکوں کے یہاں یه بحر سفید کے نام سے مشہور هے جو ایک فارسي لفظ سفید سے مرکب هے جسکے معنے ابیض کے هیں - اسکو پہلے بحر متوسط کہتے تھے - کیونکه یه افریقه ' ایشیاء ' اور یورپ کے درمیان واقع هے - همارے اسلاف کے یہاں اسکا نام بحر روم و بحر شام تھا - میرے نزدیک اگر وہ اسکو بحریه اسلامیه کہتے تو بالکل سچ کہتے اور ایک حقیقي صداقت کو ظاهر کرتے - کیونکه مسلمان اس دریا اور اسکے جزائر جیسے میورقه اور منورقه کے ( جو اب جزائر بالیار کہلاتے هیں ) پورے مالک تھے -

اهل اندلس ان جزیروں کو انھي دونوں ناموں سے یاد کرتے تھے اور جزائر شرقیه بھي کہتے تھے - کبھي خالي الجزائر بھی کہدیتے - مگر یاد رکھنا چاهیے که الجزائر جو الجیر یا کے نام سے مشہور هے' اسکا نام اسکے دارالسلطنت الجیر سے ماخوذ هے جسمیں جزائر بني مزغنه یامزغونه' صقلیه ' قورسقه ' اور اقریطش ( جو اب کریٹ کے نام سے مشہور هے ) شامل تھے - ان جزائر میں اسلامي تمدن پورے عروج کے عالم میں رهچکا هے - یه تو بڑے جزیرے تھے' رهے چھوٹے چھوٹے جزیرے جیسے قبرس' مالطه' رودس ' تو انمیں بھي تمدن اسلام کي یهي حالت تھي - ان مقامات میں اب بھي اسلام کے آثار باقي هیں -

غالباً آپ یه سنکے خوش هونگے که مالطه میں عربي علم ادب کا بازار گرم تھـا - والي مالطه جسکا نام قائد بھي تھـا ' اسکے لیے ایک مهندس ( انجینیر ) نے ایک ایسا بت بنایا تھا جس سے مجیروں کي مدد سے دن کو وقت معلوم هوجاتا تھا - ابو القاسم بن رمضان مالطي نے عبد الله بن سمط مالطي سے کہا که اس پر کچھه کہو' چنـانچه اس نے بر جسته کہا :

| | |
|---|---|
| جـاریه ترمي الصبـح | ایک لڑکي هے جو مجیرے بجا رهي هے |
| بهـا النفوس تبتهـج | جسکي آواز سے دل خوش هوتے هیں |
| کان مـن احکمهـا | گویا که اسکے حکم سے |
| الی السمـاء قـدعرج | آسمان کي طرف چڑھگئے |
| مطـالع الافـلاک عن | اور اس نے افلاک کے برجوں اور |
| سر البـــروج و الدرج | درجوں کے اسرار تک کا مطالعه کرلیا ! |

خیر یه تو ایک لطیفۂ ادبي تھا - اب میں پھر اصل مبحث کي طرف لوٹتا هوں - بحر ارخبیل ( ایجین ) اور اسکے جزائر درحقیقت مسلمانوں کے زیر نگیں کبھي بھي نہیں هوے - البته ان پر مسلمانوں کي یورشیں هوتي رهتي تھیں جو رومیوں اور مسلمانوں کے تعلقات کي یعني جنگ و صلح هنگامي کے تابع هوتي تھیں جیسے تعلقات هوتے ' ویسي هي ان حملوں کي رفتار بھي هوتي تھي -

مسلمانوں نے اس دریا کو عبور کرکے ان جزائر پر قبضه کیا اور انکو اپني آینده فتوحات کا مرکز قرار دیا جسطرح که تمام دول عظمی آجکل کیا کرتي هیں -

انھي جزائر کي راہ سے مسلمـان یورپ پہنچے - جس شہر کو لیسکے لیـا ' جن میں موجیں اتار سکے اتاریں ' اور جن کو تاراج کرنا چاها تاراج کیا -

---

مسلمان بیڑے لیکے گئے جو الجواري المنشا في البحر کا لاعلام سے مرکب تھے - یهي وہ بیڑے هیں جنکي تعریف میں شعراء اندلس نغمه سرا هوے هیں ' مگر یہاں ان نغموں کے ذکر کرنے کي ضرورت نہیں که مبادا بات دوسري طرف نکلجائے اور مقتضاے مقام سے خارج هوجائے -

میں صرف اس امر کي طرف متوجه کرنا چاهتا هوں که جو سلطنت اپني حفاظت اور سر بلندي چاهتي هے اسکے لیے بحري اقـتدار ناگزیر هے ' کیونـکه قوموں کی شـان و شوکت اور ایک کي دوسرے پر بجا یا بیجا حکومت میں دریا کو بہت بڑا دخـل هے - اسکے لیے کسي مزید دلیل کي ضـرورت نہیں بلـکه بحر ابیض متوسط ' بحر ارخبیل ' بحر احمر ( جو عربي جغرافیه کي کتابوں میں بحر قلزم کے نام سے مشہور هے اور یه نام شہر قلزم کی مناسبت سے هے جس کي اصلي جگهه اور اسکے پاس کي زمین پر شہر سویس آباد هوا ) کے متعلق جو کچھه آپ سنتے اور دیکھتے هیں وہ کافي هے -

عربوں نے کشتیوں یا جهازوں کے ایسے مجموعه کے لیے جو جنگ میں کام آتا هو' یونانیوں سے لفظ " اسطول " لیا - اسیطرح جسطرح که هم آج اهل یورپ سے انکي صدها بحري اصطلاحات لے رهے هیں - آپ لوگوں میں سے کون ایسا شخص هے جس نے دریا کا سفر کیا هو اور دخاني جهاز کے " قمرہ " میں لوگوں کے ساتھه نه بیٹھا هو ؟

یه قمرہ اطالي نـژاد لفـظ (Camera) هے جسکے معني غرفه یا حجرہ کے هیں - یه صرف معاوضه اور مکافات هے - جسطرح که دریا جب ایک طرف کم هو جاتا هے تو سامنے کے ساحل پر بڑھجاتا هے - یا ایک عام قانون هے ' جسکے مظاهر انسان کے تمام افعال اور تمدن کے تمام حالات میں جلوہ گر هوتے هیں - ( اردو میں بھي لفظ " کمرہ " حجرے کے معني میں اسي اطالي لفظ سے آیا هے - الهـلال )

صدیوں سے خود اهل یورپ کي یهي حالت تھي - انکي زبانوں میں بہت سے عربي نام باقي رهگئے - اب ان ناموں کے بدلنے کي انکے پاس کوئي تدبیر نہیں - مثلاً ایک نام کا ذکر کرتا هوں که وہ بنیاد از و بمنزله سر کے هے -

لفظ " امیرال " عربي الاصل هے - همارے یہاں یه " امیر الماء " هے جیسا که آپ نے موسوعات دوبري میں دیکھا هوگا - تخفیف کے لیے ان لوگوں نے ایک حصه حذف کر دیا جیسا که هم بھي عجمي الفاظ کي تعریب میں کیا کرتے هیں - اب جو هم آئے: تو هم بھي اس تعبیر کو اسی ترکیب اور انھي حروف کے ساتھه استعمال کرنے لگے جسطرح که وہ کرتے هیں ' اور کہنے لگے امیرال کنتر ' امیرال دیس ' امیرال فلاں -

شیر کا مجسمہ جو قصر بابل سے نکلا

رہا ' اور ہر ملـک اور ہر قوم کے محققان آثار یہاں آکر کچھ نہ کچھ انکشافات کرگئے -

سو برس کا زمانہ گزرا کہ ان آثار میں بےشمار اینٹیں خط میخی میں لکھی ہوئی ملی تھیں - ان پر نبچھدنیزر کا نام کندہ تھا - ان اینٹونکی بدولت قبایل عرب کو اکثر تھوڑی بہت رقم یورپین اقوام سے ملتی رہتی تھی -

حلہ جو تقریباً دس ہزار آدمیوں کی آبادی کا ایک قصبہ ہے ' انہی اینٹوں سے تعمیر کیا گیا - ان اینٹوں سے اسکے تمام محلوں کی زمین پختہ کی گئی ' اور دریاے فرات کی روک کے واسطے ایک پشتہ بھی باندھا گیا -

بابل کے کھنڈر تین بڑے تودوں اور چند چھوٹے تودونپر مشتمـل ہیں - ان تودوں کے گرد مٹی کی ایک دیوار کے آثار پائے جاتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شہر پناہ تھی -

هیرو ڈوٹس مشہور یونانی مورخ کا بیان ہے کہ یہ شہر پناہ ۳۳۵ - فیت بلند اور ۸۵ فیت عریض تھی - دیگر مورخین بیان کرتے ہیں کہ یہ دیوار ۴۲ سے ۵٦ میل تک مدور تھی - اس دیوار میں ڈھائی سو دروازے تھے جنپر پیتل کے کیواڑ چڑھے ہوے تھے ! !

ان تودوں میں شمال کے تودے کا نام اسوقت بھی بابل ہے - اسکی شکل مربع ہے اور سو فیت بلند ہے - عرب اس تودے کے کھنڈر کو اینٹونکے لیے برابر کھودتے رہے ہیں - ڈاکٹر کولڈیوی کا خیـال ہے کہ اسی کے نیچے وہ منـارہ ہے جسکا ذکر توریت میں منارۂ بابل آیا ہے - عربوں نے کھود کھود کر ان کے نیچے سے بڑی بڑی محرابیں نکالی ہیں - خیال کیا جاتا ہے کہ بابل کے مشہور عالم معلق باغونکی محرابیں یہی ہیں -

ان تودوں کی وسط میں ایک بڑا تودہ ہے جسکو عرب قصر کہتے ہیں عربونکا خیال ہے کہ بابل کا اصلی قلعہ یہی تھا - اسکی مضبوط دیواریں بھی کہیں کہیں سے ابھری ہوئی نظر آتی ہیں -

قصر سے جو اشیا برآمد ہوئی ہیں ' وہ اسقدر زمانۂ قدیم کی نہیں ہیں جسکی امید علماء جرمنی نے کی تھی - یہ قصر نسبتاً زیادہ قریب ترزمانے کا تعمیر شـدہ ہے ' کیونکہ اسیریا کا بادشاہ سناشرب جو ۷۰۵ سے ٦۸۱ قبل مسیح تـک حکمران رہا ' یہ دعوا کرتا ہے کہ اسنے بابل کو بالکل برباد کردیا تھا - پس ضرور ہے کہ یہ آثار تعمیر مابعد کے ہوں -

یہ درحقیقت صحیح ہے کہ سناشرب سے قبل کی کوئی چیز یہاں دستیـاب نہیں ہوئی - بابل جسکے کھنـڈر ملتے ہیں نبچھدنیزر کا شہر ہے - جسقدر محل اور ہیکـل علماء جرمنی نے کھود کر نکالے ہیں سب کے سب اسی بادشاہ کے بنواے ہوے ہیں -

قصر کے متعلق جرمنی سے پہلے عربوں نے ایک دلچسپ چیز حاصل کی تھی - یہ ایک شیر کا مجسمہ ہے جو ایک گرے ہوے آدمی پر سوار ہے - یہ مجسمہ اور آدمی کی تصویر سنگ خارا کی ہے مگر ناتمام چھوڑ دی گئی ہے - شیر کے مجسمے میں عربوں نے بہت سے سوراخ کھود ڈالے کہ شاید کوئی خزانہ اندر سے ہاتھ آئے -

اس مجسمہ پر کسی قسم کا کتبہ وغیرہ نہیں ہے - ڈاکٹر کولڈیوی نے اینٹونکے ایک چبوترہ پر اسے قائم کردیا ہے ' گویا یہ شیر تمام آثار بابل کی حفاظت کر رہا ہے !

پہلی چیز جو تاریخی حیثیت سے نہایت دلچسپ ہے جرمنیونکی دریافت میں ایک سیاہ ستون ہے - اس قسم کے ستونونسے بابل کی ایسے ہی زینت تھی ' جسطرح نیویارک اور یوروپ کے دیگر شہرونکی زینت آجکل مصر کے ستونوں سے ہے - اسکے ایک طرف کے چپٹے حصے پر جنگجوؤں کی تصویریں کندہ ہیں جو اپنے حربی آلے ہوا میں بلند کیے ہوے ہیں - دوسری جانب مدور حصہ ہے - اس پر بعض نقوش لکھے ہوے ہیں جو ابتک پڑھے نہیں گئے -

## ( نبچھـدنیـزر کا محـل )

ڈاکٹر کولڈیوی کے کارہاے نمایاں میں سب سے زیادہ اہم کام نبچھدنیزر کے محل کی دریافت ہے -

یہ محل اندرون قصر میں واقع ہے - اب صرف اسکی بنیاد ہی بنیاد باقی رہگئی ہے جو مربع اینٹوں کی بنی ہوئی ہے نیچے کے رخ کی ہر اینٹ پر اس جلیل القدر بادشاہ کا لقب اور نام کندہ ہے -

کئی سو حجرے اور کمرے بھی ہیں - بعض کمرے عرض و طول میں صرف ایک چارپائی کے برابر ہیں - خیال کیا جاتا ہے کہ کمرہ جو سب میں بڑا ہے اور جسمیں ایک مرتفع چبوترہ اینٹوں کا موجود ہے ' اس بادشاہ کے دربار کا کمرہ ہوگا - اس محل اور ہیکل کے درمیان ایک گذرگاہ بھی تھی جو نہایت متبرک سمجھی جاتی تھی - اس گذرگاہ میں مقدس دیوتاؤں کی تصویریں بنی ہوئی ہیں - اس دروازہ کا نام جو اس متبرک گذرگاہ کی ... ... کو جاتا تھا " اِشتر" تھا -

یہ دروازہ اہل بابل کی طرز تعمیر کا پورا پورا پتہ دیتا ہے اس دروازہ کی اصلی بلندی کا حال تو معلوم نہیں مگر اسوقت یہ راستے کی سطح سے چالیس فیت بلند ہے ! اسکی پختہ اینٹوں ...

نبچھـدنیـزر کا محـل

## حفریـات بـابـل

میسو لو ٹیمیا یعنی در آبه دجله و فرات کي وادیوںمیں جرمنی کے علماء آثار نے سنه ۱۸۹۹ سے اعمال حفریـة کا سلسله ( یعنی پرانے کهنڈروںکا کهودنا ) شروع کیا هے - ان آثار سے وه قدیم بابل کي ایک تاریخ مرتب کر رهے هیں -

سلطنت بابـل کے چند شهر مثلاً ابوحبه ' فارا ' بابل ' اور اسیریا کے دار الحکومت اسیرکي نهایت باقاعده تنقیب کرکے اصول سائنس کے مطابق معلومات مرتب کیے هیں -

اس تمـام کام کے نگـراں ڈاکٹر رابرٹ کولڈ لولي هیں - ڈاکٹر موصوف فن عمارت کے ماهر هیں اور آثار قدیمهٔ مشرق کے ایک کامـل متبحر عالم سمجھے جـاتے هیں - انکے ساتهه اور چنـد اشخاص بهي کام کر رهے هیں - ڈاکٹـر مارش نے جو آثار قدیمهٔ اسیریا کے ماهر هیں' اسیریا کے کهنڈرونکو نهایت کامیابي کے ساتهه کهود کر انکے نتائج باقاعده مرتب کیے هیں -

ان تحقیـقات کے واسطے جـرمنی میں ایـک انجمن قائم هوئي هے جسکي اعانت شهنشـاه جرمني نے ایک بهت بڑے عطیے سے کی هے - یهي انجمن اس جماعت کو روپیه سے امداد دیتي هے - حکومت جرمني کا اس طرف اسقـدر متوجه هونا ظاهر کرتا هے که وه اپنـا اثر در آبهٔ فرات و دجله میں بڑهانے کیلیے کیسے کیسے طریقوں سے کام لے رهي هے ؟ اسکا مقصد یه هے که جب بغداد ریلوے جاري هوجائے تو یه حصهٔ ملک جو معدنیات کے لحاظ سے نهایت هي دولتمند هے ' اسکے قبضه میں آسکے -

### ( پهلي تنقیب کا نتیجـه )

" ابوحبه " وسط صوبهٔ بابل کے آثار میں ایک چهوٹا سا مجموعه کهنڈروں کا هے اور " فارا " کے جنوب میں چند میل کے فاصله پر واقع هے - ان مقامـات کي تنقیب سے کچهه زیاده نتائج مرتب نهیں هوے - ابوحبه میں جو مقامات کهودے گئے ' انسے بابل کے عهد وسطي کے چند آثار هي دریافت هوسکے اور اسوجه سے وهانکا کام چهوڑ دیا گیـا -

فارا میں ایک تودہ جو نصف میل لمبا اور چوتهائی میل چوڑا تها ' دو ماه کي متواتر محنت اور کوشش کے بعد کهودا گیا - اس تودے پر برابر دس فیٹ لمبي اور پانچ فیٹ چوڑي خندقیں کهودي گئیں' اور جب کوئي دیوار نمودار هوئي تو اسکو اسوقت تک کهودتے هي رهے جبتـک که اصلي تعمیر کا طرز و نمونه دریافت نه هوگیا -

بهت سے مٹي کے برتن ' کچهه سنـگ مرمر کي صراحیـاں ' اور اینٹونکے ڈهیر بهي برآمد هوے هیں - آخر میں ایک نهایت قدیم زمانه کا محل نـکلا - اس محل سے خط میخي میں لکهي هوئي تختیاں نکلیں' جن پر اس شهر کا نام شوروپاک کنده تها ' اور بابل کي ان روایات کا بهي تذکره تها ' جو کتـاب جـلـگمیس میں طوفان کےمتعلق موجود هیں -

آثار

اتفاق سے اسی زمانے میں وهانکے عربوں میں باهم کچهه لڑائي سي هوگئي جسمیں ایک عرب مارا گیا اور دولة عثمانیه نے اس کام کو بند کردیا -

فارا میں ایک [illegible] محرابی حصه نکلا اگرچه تاریخ [illegible] هے [illegible] محراب [illegible] زمانے [illegible] هے ' مگر یه محراب [illegible] اصول [illegible] کے مطابق اور نهایت اعلی درجه کی بنی هوئی هے - [illegible] تعمیر کے لحاظ سے قبل مسیح ساڑھے چار هزار [illegible] کی معلوم هوتی هے - غالباً یه اسی زمانه کی هے جبکه شامیوں سے قبل کی اقوام یهاں آباد اور حکمراں تهیں - جو اینٹیں اس محراب میں لگائی گئی هیں [illegible] ایک جانب سے مسطح هیں اور دوسري جـانب سے مقعر ' اور چهوٹے کلچے کے برابر گول هیں - یه اینٹیں پخته اور سرخ هیں - ان سے پیشتر کے زمانه کي کوئي پخته سرخ اینٹ ابتـک دریافت نهیں هوئی

اگر یه سلسله تحقیقات جاري رهتا تو امید تهی که کچهه اور مفید انکشافات بهي هوتے ' مگر جب یهاں کي تحقیقات بند کردي گئی تو مجبوراً خاص شهر بابل کے آثار کو کهودنا شروع کیا -

### ( خاص شهـر بابل )

یه کهنڈر دریاے فرات کے بائیں کنـارے بغداد سے ستر میل کے فاصله پر واقع هیں - اسکے متعلق تحقیقات کا سلسله عرصه تـک

ہے رہ یہی تھا کہ انگلستان اپني کروڑوں کي تعداد میں مسلمان رعایا کا لحاظ کرکے اور اُن کے خیالات پر غور کرکے اس امرکي کوشش کرے کہ ترکي سے یورپ کي کونسلوں میں منصفانہ سلوک کیا جائے -

میں نہیں جانتا کہ کوئي شخص بھي یہ بیان کرنے کي جرأت کرسکتا ہے کہ یہ درخواست بلکہ یوں کہیے کہ یہ مطالبہ کہ انگلستان وزارت ہاے یورپ میں ترکي سے حتی الامکان معقول مساویانہ اور منصفانہ سلوک کي کوشش کرے کسي طور پر بھي غیر معقول متصور ہونے کے قابل ہے ' اور چونکہ وزرائے برطانیہ کي تقریروں سے مسلمانوں پر یہ ظاہر ہوا کہ انگلستان کي ہمدردي ترکي کے خلاف ہے ' لہذا مسلمانان ہند کے احساس کو صدمہ پہنچا ' اور وہ کبیدہ خاطر ہوگئے - نظر بریں امور کیا ان کو کسي طرح بھي کوئي خطا وار کہہ سکتا ہے ؟ جس وقت ترکي اور ریاست ہاے متحدہ بلقان میں جنگ شروع ہوئي اُسوقت سر ایڈورڈ گرے نے دیوان عام میں فرمایا کہ " نقض امن کے انسداد کے لیے دول عظام جد وجہد کررہي ہیں کل متحدہ طور پر بالفاظ صریح یہ تجویز پیش کي گئي کہ دول عظام کي طرف سے ان مشکلات کو دور کرنے کے لیے متحدہ طور پر ریاستہاے بلقان اور ترکي کو یاد داشت روانہ ہو ' اور ہم سب نے اس پر اتفاق رائے کیا " سر ایڈورڈ گرے نے جن تدابیر کا ذکر کیا وہ یہ اعلان تھا " اگر باوجود اس کے ترکي اور ریاست ہاے متحدہ میں جنگ جاري ہوئي - تو ہم اس جنگ کے نتیجہ کے طور پر یوروپین ترکي کي حالت موجودہ میں کسي تغیر و تبدل کو منظور نہ کریں گے "

یہ اعلان ابتدائے جنگ میں ہوا تھا - اس اعلان سے ہم معقول طور پر یہ نتیجہ اخذ کرسکتے ہیں کہ اگر ترکي کو اس جنگ میں فتح میسر ہوتي ' تو اسکو ممالک مفتوحہ کے کسي حصہ کو اپنے قبضہ میں رکھنے کي اجازت نہ ملتي - جس وقت جنگ شروع ہوئي علم طور پر وزارت ہاے یورپ میں اس امر کا احساس ہوا کہ ترکي سپاہي اپنے اطراف کے ان ممالک پر قبضہ کرلیں گے جو ریاست ہاے متحدہ کے قبضے میں ہیں ' اور اگر یہ توقعات پوري ہوتیں تو تمام یوروپین طاقتیں مع انگلستان اسي امر پر زور دیتیں کہ ترکي اپني کامیابي کے نتیجہ کے طور پر اپني سلطنت میں توسیع نہ کرنے پائے -

مگر موج ظفر دوسري طرف رواں ہوئي ' اور جنگ در حقیقت شروع ہوتے ہي ریاست ہائے متحدہ کو کامیابي ہوئي - اس سے وزارت ہاے یورپ کے خیالات سابقہ بالکل بدل گئے ' اور ان کو اس امر کا احساس ہوا کہ یوروپین ترکي کو اپني حالت سابقہ پر قایم رکھنا ریاست ہاے متحدہ کے لیے ضرر رساں ہوگا - اسوقت وزیر اعظم برطانیہ عظمی نے سب سے پہلے اس اعلان کرنے کا موقع نکالا کہ جنگ کا خواہ کچھہ ہي نتیجہ کیوں نہ بر آمد ہو ' متحدہ یورپ فاتح کو انکي فتح کے ثمرے سے محروم نہیں رکھہ سکتا - اس صورت میں اگر مسلمانان ہند کو اس امر کا احساس ہو تو ان کو کون مورد الزام تھہرا سکتا ہے کہ اگر ترک جنگ میں فتحیاب ہوتے تو انگلستان دیگر دول یورپ کے ساتھہ اس سابقہ پالیسي کا نفاذ کرتا اور اُسے جبراً عمل میں لاتا - اور ریاست ہاے متحدہ کے کسي مقبوضہ حصے پر ترکی کو قابض ہونے کي اجازت نہ دیجاتي - لیکن اب اگر ریاست ہاے متحدہ کو کامیابي ہوئي تو اُن کو اجازت دیجاتی ہے کہ وہ یوروپین ترکي کے قیمتي مقبوضات کو اپنے ساتھہ ملحق کرلیں - کیا مسلمانان ہندوستان کا یہ احساس دور از عقل ہے کہ ان کے ماوراء البحر برادران دیني کے ساتھہ منصفانہ اور عادلانہ سلوک نہیں کیا گیا ؟ اور ایسے سلوک کے وجوہ و علل میں انگلستان کی بہت بڑی شمولیت تھي !

## ( مسٹر اسکوئتھہ اور معاہدہ لندن )

خیر تو جیسا کہ آپ کو معلوم ہے لندن کے معاہدہ صلح پر دستخط ہونے کے بعد بلقاني آپس میں جنگ و جدل کرنے لگے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ممالک مفتوحہ کي پھر تقسیم ہوئي - ترکي نے اس موقع سے فایدہ اُتھا کر جو خوش قسمتي سے اُسے حاصل ہوا تھا شہر ادرنہ اور اسکے اطراف کي سر زمین پر جس کے ساتھہ مسلمانوں کا وجداني تعلق تھا ' دوبارہ قبضہ کرلیا - اس حالت میں کیا مسٹر ایسکوئتھہ کا یہ اعلان دانشمندانہ اور مدبرانہ تھا کہ جہاں تک ترکي کا تعلق ہے وہ انہیں حدود میں رہے ' جو صلح لندن کے رو سے مقرر ہوئي ہیں ؟ جب والا مرتبت وزراے برطانیہ کي طرف سے ایسے اور اس قسم کے اعلان ہوں تو اگر مسلمانان ہندوستان یہ نتیجہ نکالیں کہ انگلستان ترکي کے لیے بجاے عادل اور منصف بننے کے عمداً خلافت اسلام پر تلا ہوا ' اور ان دول یورپ کے ہمنوا ہے ' جو ترکی کے علانیہ طور پر دشمن ہیں ' تو اُن کو کوئي بر سر خطا نہیں کہہ سکتا - ان تمام اشتعالکوں پر بھي کیا مسلمانوں نے کوئي ایسي کارروائي کي جس سے ان پر کوئي الزام وارد ہوسکے ؟ کیا برطانیہ عظمی کي طرف سے ان کے سچے اور وفادارانہ احساس میں ذرہ برابر بھي فرق آیا ہے ؟ اس وقت صورت واقعہ کیسي ہي الم آفریں کیوں نہ ہو ' مگر انہوں نے نہایت ہي برداشت اور تحمل سے کام لیا ہے ' اور ان کا چال چلن بجاے مورد الزام ہونے کے قابل تحسین ہے -

## ( مسئلہ جنوبي افریقہ )

میں آپ سے اس امر کي درخواست کررہا ہوں کہ آپ اپنی نکتہ چینیوں میں تحمل اور برداشت سے کام لیں ' مگر اس قسم کي صلاح دیتے وقت اس امر کے احساس سے محروم نہیں ہوں کہ ایسے وقتوں میں ان صفات پر عملدر آمد کرنا کس قدر سخت مشکل ہے - اہل ہند نے ہموطن مردوں اور عورتوں کے ساتھہ جنوبي افریقہ میں جو کچھہ سلوک ہوتا ہے - اُس نے ہندوستان میں ناراضي اور رنج پھیلادیا ہے ' اور اسي وجہ سے ایسے الفاظ کے استعمال ہونے لگے ہیں - جسپر ایسي حالتوں میں مشکل سے قابو ہوسکتا ہے - مگر اس صورت میں جب ہندوستانیوں میں خوفناک اشتعال پھیلا ہوا ہے ' اور ہندي خیالات مشتعل ہیں اس تقریر کے بارہ میں اپنا نہایت اطمینان ظاہر کیے بغیر نہیں رہ سکتے ' جو حضور وائسراے بہادر نے مدراس میں فرمائي تھي - اس کي وجہ سے ان پر بعضوں کي طرف سے نکتہ چیني ہورہي ہے -

یہ عجیب تناقض ہے کہ وہي نکتہ چیں جو ہم ہندوستانیوں کو یہ اصول تلقین کرنے سے کبھي نہیں چوکتے کہ مقامي حاکم کي آراء کو منظور کرنا چاہیے ' اور جو پارلیمنٹ میں اس کے متعلق نکتہ چیني اور سوالات پر خفا ہوے بغیر نہیں رہتے - اور اسکی وجہ یہ بتلاتے ہیں کہ مقامي حاکم وہاں کے حالات خوب سمجھتا ہے ' اور جو ہندوستاني عہدہ داروں کے خلاف اہل انگلستان کي پابندیوں کو اس لیے قابل حقارت قرار دیتے ہیں کہ واقعات سے نا واقفیت اور لا علمي پر مبني ہیں ' وہي لوگ اب اس ملک کے اعلی ترین حاکم کي تجویز اور خیالات کي مخالفت کرنے پر آمادہ ہوگئے ہیں -

حضور لارڈ هارڈنگ بہادر کي مدراس والي تقریر کہاں تک عمدہ اثر پیدا کرنے کا سبب ہوئي ہے - اس کا اندازہ صرف اہل ہند ہي کو ہوسکتا ہے ' حضور لارڈ هارڈنگ بہادر کي بڑي خوبي یہ ہے کہ اس ملک کے لوگوں کے حالات سے شخصي واقفیت رکھنا چاہتے ہیں - اور اس ملک کي رعایا کي خفگي اور نفرت کے وجدان کے متعلق قابل وثوق اطلاعات بہم پہنچاتے ہیں - انہوں نے اس تقریر سے تاج انگلستان کي سب سے بڑي خدمت کي ہے -

دیواروںپر جو بارہ فیت طویل و عریض هیں ' بیل ' شیر ' اژدھے اور عجیب و غریب جانوروںکی شکلیں اُبھري هوئي بني هیں - یه اُبھري هوئي تصویریں جیدي کي قلعي کي هوئي اینٹونکي هیں - انکے مختلف رنگ مثلاً زرد ' نیلے ' اور سفید کیلیے هر هر اینٹ علعدہ علعدہ رنگ کي بني هوئي هے ' مگر هر اینٹ کو دوسري اینٹ سے اس طـرح وصل کیا هے که پـوري تصویر ایک هي اینٹ کي معلوم هوتي هے !

انکا رنـگ اسوقت تـک نہایت پاکیزہ اور روشن هے - معلوم هوتا هے که گویا ابھي طیار هوئي هیں - یه فن اُس وقت اپنے کمال تک پہنچ گیا تھا مگر اب بالکل معدوم هے -

( عـمـران کے آثـار )

جرمنیوں نے اس سے بھي زیادہ عظیم الشان کام عمران میں کیا هے - یه تودہ جنوب کے طرف هے ' اور سطح اصلي سے چالیس فیت نیچے هے - اس شہر کے کھنڈر پر عربوں ' عبرانیوں ' پارتھیوں ' اور ایرانیوں نے اپنے اپنے زمانے میں شہر تعمیر کیے تھے جو سب غارت هوگئے - اس تودہ کے نیچے وہ هیکل جو اساعیل کے نام سے معروف تھا ' معلق هے - جرمنیوں کي محنت اور استقلال کا پته اس امر سے چلتا هے که ایک ایکڑ زمین کو چالیس فیت گہرا صرف مثلث نما پھاوڑوں سے کھودا گیا هے - اسي هیکل کي طرف اسکي بنیاد مني هے جس سے تمام حجروں اور راستونکا پته لگتا هے -

بابل میں جرمنیوں کو تختیاں بہت کم ملي هیں - پارتھین زمانه کے کچھه سکے ' مٹي کے برتن ' اوران کے بت کھڑے ' پتھر کے اوزار ' مجسمے ' زیورات ' کچھه پونھه ' اور اسي قسم کي بہت سي چیزیں البته هاتھه لگي هیں -

( جـمـجمه )

جمجمه ایک چھوٹے سے ڈھیر کا نام هے - اسمیں سے عربوں کو مٹي کي چند تختیاں ملي هیں جنمیں زیادہ تر عجیبي خاندان کے متعلق حالات مرقوم هیں - عجیبي اهل بابل کي زبان میں حضرت یعقوب کا نام تھا - ان تختیوں سے ثابت هوتا هے که عرصۂ دراز تک بابل میں بني اسرائیل کام کرتے رهے هیں -

ایک نلکي سي بھي نـکلي هے جسپر سائرس شاہ فارس کے بابل پر حمله کرنے کا حال لکھا هے - یه چیزیں اکثر چالیس اور پچاس فیت زمین کے نیچے پائي جاتي هیں -

( اسیـریا کي تنقیـب )

آسیریا کے کھنڈر جنکو اسوقت شرعات کہتے هیں ' دریاے دجله کے ساحل پر نینوا اور بغداد سے نصف مسافت پر واقع هیں - سنه ۱۹۰۴ ع میں ان کھنڈروںکي تنقیب شروع هوئي -

سنه ۶۰۶ قبل مسیح تـک یعني جبتـک که نینوا کا سقوط نہیں هوا تھا ' یه شہر نہایت متبرک سمجھا جاتا تھا -

ڈاکٹر کتراندري اور ڈاکٹر مارتش نے اس شہر کي دیوار اور کھائي کو بالکل صاف کرلیا هے - شہر کے اصلي دروازونکا پته بھي لگا لیا هے - بعض جگهه برج بدستور قائـم هیں اور اُنمیں وہ سوراخ بھي موجود هیں جنمیں سے تیر انـداز تیر لگایا کرتے تھے - شہر کے اندروني حصے میں اسیریا کے محلات اور هیکل هیں - عهدہ دارونکے مکانات سے پاني پہنچنے کے پیچ در پیچ راستے ' نالیاں ' اور بدررئیں هیں - بازار کا کچھه حصه بھي نکلا هے جسکي سڑکونپر سنـگ مرمر کي سلیں بچھي هوئي هیں - امیرونکے مکانات کا سلسله اور غریبونکي گنجان آبادي ' امیرونکے مقابر اور وسیع اور بلند دروازے ' جنپر کواڑ اسوقت تـک اپني سنگي چولونپر متحرک هیں ' اور انکے علاوہ اور بہت سے اوزار ' هتیار اور سونے چاندي اور پتھروںکي آرایشي چیزیں بھي دستیاب هوئي هیں -

اس شہر کے جنوبي حصے میں پتھرونکے مجسمے اور ایک کان هے ایک پتھر کا ستون جو چار فیت سے آٹھه فیت تـک لمبا هے ' برآمد هوا هے - ان یادگاروں اور ستونوںکے بالائي حصے پر اُس بادشاہ کا نام اسیرین زبان میں کندہ هے جسکے لیے وہ قائم کیے گئے تھے -

ان میں سے ایک پر شموراموت کا نام کندہ هے جسکے متعلق یه روایت مشہور هے که اسکا نام سمیرمیس تھا اور فاختے کي صورت میں مسخ هوگیا تھا !

گذشته تین ماہ سے علماء آثار جرمني بابل کے جنوب کي جانب ورقه نامي کھنڈر کیلیے گئے هیں - اگر جرمنیوں نے اس مقام کو بھي اسیطرح کھودا جسطرح دیگر مقامات کو کھود چکے هیں ' تو یقیناً تاریخ قدیم میں ایک معقول اضافه اور هوجائیگا -

( مقتبس از سائنٹفک امریکن )

---

# رئیس مجلس آل انڈیـا مسلم لیـگ کي افتتاحي تقـریـر

## ( ۳ )

( جنـگ بلقان )

آپ کے لیے یه امر موجب انبساط هے که جنگ بلقان کا خاتمه هوگیا - ترکي اپنا بوریا بستر سنبھال کر یورپ سے نه نکالا جا سکا - اگرچه اس کے یورپین مقبوضات میں کمي هوگئي هے تاهم بر اعظم یورپ میں وہ اب تک مضبوطي سے پاؤں جمائے هوئے هے -

انڈرنا نوپل پر جو مسلمانان عالم کا مرجع وجدان بن گیا تھا ترکي پھریرا لہرا رها هے - ترکوں کے مصائب میں ایک پہلو یه اچھا نظر آتا هے که انھوں نے اس حقیقت کو ظاهر کردیا هے که مسلمانوں میں آپس میں خواہ مذاهبي اختلاف کیوں نه هو ' لیکن اسلامي اخوت کا مذهبي جذبه تمام دنیاے اسلام میں ایک پر اثر قوت هے - ترکوں کي مصیبت اور آزمائش کے وقت مسلمانان عالم نے ایثار اور محبت کے ساتھه بقدر اپني مستعدي کا ثبوت دیا - یه اسلام کا ایک زندہ معجزہ هے که اسلامي اخوت کے خیالات همارے نبي کے پیروؤں کے دلوں میں اچھي طرح جاگزیں هیں ' اور صدها سال گذر جانے پر بھي اس کي شان تبلیغ میں کسي قسم کا فرق نہیں آیا -

( مسلمان هندوستان اور برطانیه عظمی کي خارجه پالیسي )

اس سختي اور آزمائش کے زمانه میں مسلمانوں کے خلاف یه الزام عاید کیے گئے که وہ برطانیه کي خارجه پالیسي کو اپني مرضي کے مطابق چلانا چاهتے هیں اور یه که ان کي یه خواهش هے که یورپ میں اسلامي سلطنتوں کي حفاظت کي خاطر برطانیه عظمی جنـگ کرنے کو تیار هوجائے کیا اس سے بھي زیادہ اور کوئي بات دور از صداقت هوسکتي هے ؟ انگلستان نے جو مفاد تمام دنیا میں پھیلائے هوئے هیں انھیں مسلمانان هند بخوبي محسوس کررهے هیں ' ان کي رو سے وہ اس امر سے بخوبي واقف هیں که انگلستان کو یه تحریک دینا که وہ بغیر سوچے سمجھے ایک خونریز جنـگ کر بیٹھے ایسا خوفناک هوگا - یه کہنا که مسلمان انگلستان کو خارجه پالیسي کے استعمال کا راسته سکھانے کا ذرا سا بھي ارادہ رکھتے هیں ' مسلمانوں کے ساتھه انتہائي بے انصافي سے کام لینا هے ' اور في الحقیقت مسلمانوں کو ایسا کرنے کا کبھي خواب میں بھي خیال نہیں آیا ' جس امر پر انھوں نے زور دیا اور میرے خیال سے وہ ایسا کرنے میں بالکل حق بجانب

AL - HILAL
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad
7/1 McLeod Street.
CALCUTTA.
Yearly Subscription, Rs.8
Half-yearly „ „ 1 4-2

# الہلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام الدہلوی
مقـام اشاعت
۷ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلـکـتـه
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸
قیمت
سالانه ۸ روپیه
ششماہی ۴ روپیه ۱۲ آنه

نمبر ٦ — کلکته : چہارشنبه ١٥ ربیع الاول ۱۳۳۲ ہجری — جلد ٤
Calcutta : Wednesday, February 11, 1914.

## فہرست



## تصـاویـر



## الاسبـوع

ریوٹر کو معلوم ہوا ہے که جزائر ایجین کے متعلق دولت علیه اور حکومت اطالیا میں براہ راست گفتگو شروع ہوگئي ہے - حکومت اطالیا چاہتي ہے' که تخلیه جزائر کے معاوضے میں اسے اناطولیا ( ایشیاے کوچک ) میں مراعات دیے جائیں - لیکن خوف یه ہے که کہیں برطاني مصالح سے تعارض نه ہو ' اور توسیع ریلوے کي تجویز کو صدمه نه پہونچے - حکومت اطالیا اس معامله کے متعلق برطاني کمپني سے دوستانه طور پر گفتگو کر رہي ہے -

البانیا کے اس حصه میں جو مؤتمر السفراء ( امبیسڈرس کانفرنس ) نے البانیوں کو واپس دلوایا ہے مگر ابھي تک یونانی اس پر قابض ہیں یوناني فوج اور الباني جرگوں میں برابر تصادم ہو رہے ہیں - یه حالت روز بروز بد سے بدتر ہوتي جاتي ہے- اتھینس کے تار بموجب ۵ کے معرکے میں ۶۳ الباني کام آے اور ۲۲ یوناني -

اتحاد ثلاثی کے سفـراء نے سرحـد البانیا و اپیرس اور جـزائر ایجین کے متعلق سرایڈورڈ گرے کي یاد داشت کا جواب زباني دیدیا -
یه معلوم ہوا ہے که برطاني تجاویز سے اصولاً سب کو اتفاق ہے - یه مشورہ دیا گیا ہے که سر ایڈورڈ گرے کا مجوزہ تخلیه کو یکم مارچ سے لیکے ۳۱ مارچ کے انـدر عمل میں آ جانا چاہیے -

دولت علیه اور یونان کے سفارتي تعلقات یکم فروري سے پهر با قاعدہ شروع ہوگئے - گفتگو کا آغاز جزائر ایجین سے ہوا -

شکر ہے که بنگال انڈین کانگرس نے خیانت وطن اور عصیان ضمیر کي جو ناپاک مثال قائم کي تهي اسکي تقبیح و تشنیع میں هندوستانیوں نے تساهل نہیں کیا -
کانگرس کي اس حرکت مذموم سے اپني بیزاري و برات کے اعلان کے باوجود جب وہ ریورینڈ انڈریوز کے استقبال کے لیے جمع ہوے ' تو انھوں نے پهر نہایت بلند آهنگي سے یه طے کیا که کانگرس جو مٹھي بهر اشخاص سے عبارت ہے هرگز یه حق نہیں رکھتي که کمیشن کے سامنے تمام هندوستانیوں کي طرف سے شہادت دے ' اور مسٹر گاندهي کي تردید کرے -

کمیشن کے سامنے نیٹال کے ایک افسر امتیازات [ لائسنسنگ آفیسر ] نے یه بیان کیا که " تجارتي امتیازات کے متعلق هندوستانیوں کو یوروپین آبادي کے برابر حقوق حاصل ہیں- اگر هندوستانیوں کو حصول امتیاز میں کامیابي نہیں ہوتي تو اسکي وجه یه ہے که قانون کے شرائط پورے نہیں ہوتے " !

لیکن اس مغالطه کي پردہ دري اس درویش نے کردي جو نیٹال انڈین کانگرس کے وفد شہادت میں شریک تها -
اس درویش نے کہا که جب کوئي یوروپین مخالف ہوتا ہے تو هندوستاني کو امتیاز نہیں ملتا - سنه ۱۹۰۴ میں هندوستانیوں کے پاس ۷ سو تجارتي امتیازات تھے مگر اب ۳ سو سے زیادہ نہیں !

قانون ازدواج کے متعلق اس درویش نے کہا که اگر هم وحدت ازدواج کو منظور کرلیں تو هزارها مسلمان کہینگے که هم نے اپنے حق پیدائش کو فروخت کرڈالا -

جنرل اسمٹس نے جنوبي افریقه کے ایوان مجلس میں ڈهائي گهنٹے تک تقریر کي - اثناء تقریر میں انھوں نے اس پیچیدگي کي سنگیني ' ضرورت ' اور مخصوص نوعیت کو واضح کیا - انھوں نے جلا وطن اشخاص کي تقریر کے فقرے نقل کیے جس سے معلوم ہوتا تھا که انکا مقصد انقلاب اور حادثه جنگی ہے- انھوں نے بتایا که سنه ۱۹۱۰ع کے قانون حفظ امن نیٹال نے خطرناک اشخاص کے جلا وطن کرنے کا اختیار انہیں دیدیا ہے - اگر ان اشخاص کو معمولي عدالت کے حواله کیا جاتا تو حکومت کو ایک شخص کے متعلق بهي کامیابي نه ہوتي -
انگلستان میں حزب المحافظین کے شام کے اخبارات نے اس تقـریر کي تعریف کي ہے -

جلاوطن اشخاص میں سے مسٹر کرسول ' لوکس ' اور کینڈل نے بھاگنے کي کوشش کي ' دو اول الذکر تو کامیاب نه ہوے ' مگر مسٹر کینڈل عین وقت پر نکلگئے -

بھتي سے یہ کیوں سمجھتے ھیں کہ اس سرزمین میں بھي نہ ھوگي جسے انگلستان کہتے ھیں اور جہاں حق اور مظلوم کے دستگیر معدوم نہیں -

آپ جب تک آئیني حکومت کے ماتحت ھیں اسوقت تک آپکو فریاد رسي سے مایوسي کي کوئي وجہ نہیں - البتہ شرط یہ ھے کہ آپکي صداے فغاں سنج و دادخواہ اگر شملہ کي چوٹیوں سے ناکام واپس آئے تو سمندر کو عبور کرکے ایوان پارلیمنٹ میں غلغلہ انداز ھو -

---

مسٹر ظفر علیخاں حادثۂ کانپور کے زمانہ میں لندن گئے تھے - ابھي تک رھیں مقیم ھیں - قیام کے جو نتائج زمیندار پریس کے حادثے کے بعد ظاھر ھوے ھیں انمیں ھمارے لیے بہت بڑي بصیرت و عبرت موجود ھے -

زمیندار پریس کي ضبطي کے تار پہنچنے کے بعد انگلستان کے دو مشہور و مقتدر اخبار یعنے " ڈیلي نیوز اینڈ لیڈر " اور منچسٹر گارجین کے نامہ نگار مسٹر ظفر علي خاں سے ملے' اور دونوں اخباروں نے اپنے اپنے کالموں میں اس واقعہ پر نوٹ لکھے -

لیکن اس سے زیادہ اھم یہ واقعہ ھے کہ پارلیمنٹ کے ممبروں سے مسرس جان ڈیلن' کیر ھارڈے' جوسیا ویجوڈ' ھربرٹ بروز ( ایک مشہور سوشیالسٹ ) اور فلپ سنوڈن نے خطوط کے ذریعہ سے اظہار تاسف و ھمدردي کے علاوہ یہ وعدہ کیا ھے کہ اگر وہ پارلیمنٹ میں کوئي خدمت انجام دیسکتے ھیں تو وہ اسکے لیے تیار ھیں -

آخر میں میں پھر کہتا ھوں کہ اس واقعہ کو سرسري نظر کے حوالے نہ کیجیے کہ اس میں ھمارے لیے عبرتوں اور بصیرتوں کا ایک دفتر موجود ھے' اور سعي و عمل کي صداے دعوت آرھي ھے -

## سنـــہ ۱۹۱۴ کی موتمرٔ امن

انساني طبائع بھي کسدرجہ بوقلموں ھیں

ایک طرف تو علم و دانش' اور مدنیت و تہذیب' کی اس حیرت انگیز ترقی کے باوجود انسانوں کي ایک کثیر جماعت ان عادات کے ترک کے لیے مستعد نہیں جو اسکے دور ھمجیت و سبعیت کي یادگار سمجھي جاتي ھیں - بلکہ علم جسقدر نوامیس فطرت کو بے نقاب کرتا جاتا ھے اور وسائل و حالات جسقدر وسیع ھوتے جاتے ھیں' اسیقدر اسکا ناصب و استعداد' اور ساز و سامان بھي بڑھتا جاتا ھے -

مگر دوسري طرف اسي آسمان کے نیچے ایک اور جماعت ھے' جو جمال امید کے فریب میں گرفتار ھے' اور تجربہ و اختیار کے علي الرغم ان عادات کا استیصال چاھتي ھے' جو انسان کے آب و گل کے ساتھہ خمیر ھوے ھیں -

حال میں دول یورپ نے اپني بري و بحري فوجوں کي ترقي میں جو سرگرمیاں دکھائي ھیں وہ تو آپ تلغرافات کے سلسلہ میں پڑھچکے ھونگے' اور غالبا آپ نے یہ بھي پڑھا ھوگا کہ انگلستان میں چونکہ فوجي زندگي کي طرف لوگونکي رغبت کم ھوتي جاتي ھے' اسلیے قوم کو متحرک تصاویر کے ذریعہ سے فوجي زندگي کے مختلف مناظر دکھاے جائینگے تاکہ اسکا جنگي جوش اور فوجي زندگي قائم رھے -

اب ایک خبر اسکے بالکل متضاد و متناقض سنیے

ڈاکٹر ولسن رئیس جمہوریت امریکہ نے تیسري موتمر امن کے لیے دعوت نامے بھیجدیے ھیں' جو اس سال حسب معمول ھیگ میں منعقد ھوگي -

لیکن اس اجتماع کا کیا حاصل ھے ؟

ریویو آف ریویوز کے مضمون " سنہ ۱۴ ع کي موتمر السلم " ( نمبر ۵ جلد ۴ الهلال ) میں آپ نے پڑھا ھوگا' کہ موتمر امن کے ھر اجتماع کے بعد دول کے جنگي مصارف میں حیرت انگیز و امید سوز اضافہ ھوا ھے - کیا یہي موتمر کے اجتماعات کا نتیجہ ھے ؟

پھر صحراء لیبیا اور جزیرہ نماے بلقان میں جو انسانیت سوز واقعات پیش آئے - انمیں اس موتمر نے کیا کیا ؟ کیا یہ موتمر انھي قوموں میں امن قائم کرنا چاھتي ھے جنمیں پہلے سے امن موجود ھے ؟

بہتر ھے کہ اس سلسلہ میں ایک مغالطہ کي حقیقت سے پردہ اٹھا دیا جائے -

یہ صحیح نہیں کہ آج یورپ میں قیام امن کي وجہ اسکی امن پرستي ھے - اگر یورپ در حقیقت امن پرست اور انسانیت دوست ھوتا' تو اسکے گرجوں کے ممبر' جلسوں کے اسٹیج' اور اخبارات کے صفحات پر بلقان کے دشمنان انسانیت کا اس گرمجوشي سے استقبال نہ کیا جاتا' اور وہ خود اپني آبادي اور خزانے کے ایک کثیر حصہ کو سبعیت و درندگي کي طیاري کے لیے وقف نہ کردیتا -

في الحقیقت یورپ میں موجودہ قیام امن کا سبب اور ھے - یورپ کي ھر سلطنت مسلح ھے' اور اسطرح مستعد کہ گویا میدان جنگ جانے کے لیے آخري بگل کي منتظر ھے - اسلیے دوسرے کو جرات دست درازي نہیں ھوتي کہ جواب ترکي بترکي ملیگا -

اسکے ساتھہ مشغلہ کے لیے ایشیاء اور افریقہ موجود ھے اسوجہ سے یہ نہیں ھوتا کہ قوت پیدا ھو' اور تعطل و بیکاري کي وجہ بالآخر اندر ھي اندر کام کرنے لگے -

پس قیام امن کا اصلی راز یہ ھے - جب یہ مشغلہ ختم ھوجائیگا اور تعطل و بیکاري کا دور شروع ھوگا تو وہ وقت ھوگا کہ قلم کي جگہہ تیغ' ڈیپلومیسی کی جگہ سپہ سالاري' انسانیت و اخلاق کي جگہ بربریت و درندگي' اور صلح کي جگہ جنگ لیگي' اور یورپ کے تمدن زار میں وھي نظر آئیگا جو ایشیاء کے وحشتکدہ میں نظر آرھا ھے - سنة الله التي قد خلت من قبل ولن تجد لسنة الله تبديلا -

### تقریب تخت نشیني و مسلم قرباني

اس کرہ ارض پر ھم اکیلے نہیں جن پر سے مصائب و محن اور شومي و بدبختی کا سیلاب گزر رھا ھے - بلکہ دنیا کي بہت سي قومیں ھماري شریک حال ھیں - لیکن آہ ! یہ ھماري مزیت ھے کہ جب دنیا کو خون کي ضرورت ھوتي ھے تو ھماري ھي رگیں کھولي جاتي ھیں -

سنہ بارہ اور تیرہ انسانیت کي تاریخ میں دو خونین سال تھے مگر یہ کسکا خون تھا' جس نے انھیں رنگین کیا ؟ اسکا جواب میں کیا دوں کہ طرابلس کے ریگستان' بلقان کے دشت و جبل' ایران کے میدان لالہ زار' اور کانپور کي سرزمین کا ایک ایک ذرہ جواب دیرھا ھے - ذلك لمن كان له قلب او القى السمع وهو شهيد -

ان دو سالوں میں مسلمانوں کا جسقدر خون بہا ھے وہ پوري ایک دھائي کے لیے کافي ھے' مگر جو شے بلا معاوضہ ھاتھہ آئے اسکے استعمال میں کیوں دریغ کیا جائے -

گذشتہ نمبر کے " الاسبوع " میں آپ یہ خبر دیکھہ چکے ھیں کہ انقلاب البانیا کے سلسلہ میں کئي عثماني افسروں کو پھانسي کا حکم دیا گیا ھے - اس ھفتہ کي یہ خبر ھے کہ اس حکم کا نفاذ پرنس وائڈ کے آنے تک ملتوي رکھا گیا ھے تاکہ اس خوشي کے شکریہ میں خداوند کے ایک ۹۵ - فیصدي مسلم آبادي والے ملک کے تخت پر ایک مسیحي شہزادہ کو بٹھایا ھے وہ خود ان مسلمانوں کو قربانگاہ مسیحیت پر چڑھا سکیں !

# افکار و حوادث

## زمیندار پریس اور اعضاء پارلمان انگلستان

و اتـوا البیـوت من ابوابهـا

## موعظـة و ذکری

اس کار ساز قدیر و حکیم کي ایک بہت بڑي رحمت یہ ہے ' ه اس نے ظلوم و جهول انسان کي رهنمالي کے لیے خود اسمیں ک ایسی قوت ودیعت کي ہے ' جسکو وہ اگر استعمال کرے تو ں کاروبار عالم کا ایک ایک ذرہ اسکے لیے درس دہ حقیقت سبق آموز معرفت ہے -

انسان حقیقت آگہی اور راز آشنائي کا تشنہ لب ہے ' وہ اسکے ے کتب و سفار کي ورق گرداني کرتا ہے ' مگر اپني سادہ لوحي سے نہیں جانتا کہ جس شے کو وہ اپنے باهر ڈهونڈهتا ہے ' وہ اسکے اندر ہے - وہ معرفت حقائق و اسرار کا طالب ہے - اس گوهر مقصود کو وہ مذ کے نقش و نگار میں ڈهونڈهتا ہے ' مگر نادان یہ نہیں جانتا ' یہ تو ان واقعات میں موجود ہے جو روز مرہ اسکي نظر سے رتے هیں -

اینها همه راز ست که معلوم عوام است

اگر قران حکیم کو آپ پڑهتے هیں تو آپ نے محسوس کیا هوگا حق سبحانہ تعالی نے گونہ گوں طریقوں سے تفکر و تدبر اور استبصار اعتبار کي تاکید فرمائی ہے - بعض آیات میں صاف صاف تفکروا تدبروا فرمایا ہے ' بعض میں بصیغہ ترجي و امید لعلکم تفکرون ارشاد هوا ہے - کسی جگہ افلا تتفکرون سے اظهار تعجب و یرت کیا ہے ' اور کسی مقام پر لهم قلوب لا یفقهون بها ولهم اعین یبصرون بهم و لهم آذان لا یسمعون بها ' اولئک کالانعام بل هم اضل ے عدم تفکر کي مذمت و نکوهش کی ہے -

یہ عبارات شتي اور اسالیب متنوعہ صرف اسلیے اختیار کیے ے هیں کہ انسان قوت تفکر و اعتبار کي اهمیت کو محسوس کرے - ر اس دلیل راہ و مرشد طریقت کی پیروي کرے جو هر وقت ر هر حالت میں اسکے ساتهہ رهتا ہے ' اور شب و روز کے ۲۴ گهنٹوں یں ایک منٹ کے لیے بهی اس سے جدا نہیں هوتا -

لوگ همیشہ تفکر و اعتبار کے لیے کسي اهم اور عظیم الشان اقعات کے منتظر رهتے هیں ' گویا وہ اپنے قوی کو اس سے ارفع و اعلی سمجهتے هیں کہ وہ معمولی چیزوں میں مشغول هوں ' یا معمولي اقعات کو اس قابل نہیں سمجهتے کہ اسمیں عبرت و بصیرت ملے - مگر یہ ایک دوسری نادانی ہے -

جیسا کہ میں ابهی کہہ چکا هوں اس عالم کا ایک ایک ذرہ اپنے ندر عبرت و بصیرت کا ایک دفتر رکهتا ہے - اگر تم نہیں دیکهتے تو یہ تمہارا قصور ہے - بقول مرحوم غالب :

محـرم نہیں ہے تـو هـي نواهاے راز کا
یہاں ورنہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا

اگر ایک واقعہ معمولي ہے تو یہ نہ طے کرلو کہ اسمیں تمہارے لیے عبرت آموزي کا سامان نہیں - کیا نہیں دیکهتے کہ خداے تعالی نے انسانوں کی هدایت و ارشاد کے لیے جن چیزوں کو تمثیلاً ذکر کیا ہے ان میں مچهر ' مکهي ' اور اونٹ بهی هیں ؟

عبرت و بصیرت اگر چاهتے هو تو بہ عذر و تورع کیوں ؟ روشني کے طالب هو تو جهاں ملے لو ' یہ نہ دیکهو کہ چراغ شمع کافوري ہے یا مٹي کا دیا ؟

پهر جواهر کي جگہ تو زمین کے نیچے هي ہے - اور جس لعل شب تاب کو تم آج تاج شاهي میں چمکتے دیکهتے هو کل یهي زمین کے نیچے سنگریزوں میں ملا تها -

زمیندار پریس کے واقعہ کو اگر صرف واقعے کی حیثیت سے دیکهیے تو وہ اس سے زیادہ کا مستحق نہیں کہ چند سطروں میں لکهکے اس کے ساتهہ مدبرانہ تاسف و همدردي کا اظهار کردیا جائے - لیکن اگر بصیرت کي آنکهوں سے دیکهیے تو وہ همارے ماضي و مستقبل کا آئینہ اور عبر و بصائر کا ایک دفتر ہے - جنمیں سے بعض کي طرف گذشتہ نمبر میں اشارہ کرچکا هوں اور بعض کي طرف اس نمبر میں توجہ دلانا چاهتا هوں -

بعض امور ایسے هیں جنکو میں بارها کہہ چکا هوں مگر پهر کہتا هوں اور اسوقت تک کہتا رهونگا جب تک زبان میں قوت نطق اور قلم میں قوت تحریر ہے - ممکن ہے کہ انکے اعادہ و تکرار میں آپ کو لطف نہ آئے ' لیکن اگر آپ لذت جو اور جدت پسند هیں تو میں مجبور نہیں کرتا کہ آپ سنیں -

میں افسانہ گو نہیں کہ هر بار نیا قصہ سناوں ' میں تو حق و صداقت کا داعي هوں ' جو همیشہ یکساں رهتے هیں - اسکے علاوہ حق و صداقت کي دعوت تو لطف و لذت کے لیے نہیں بلکہ اصلاح و ارشاد کے لیے ہے - پس اگر آپ اصلاح چاهتے هیں تو آئیے اور اگر دوا تلخ ہے تو منہ نہ بنائیے کہ :

داروے تلخ ست دافع مرض

حق و صداقت کا ایک مسکت و قاطع معجزہ یہ ہے کہ وہ جب اپني آواز بلند کرتا ہے تو وہ بے اعوان و انصار اور بے ساز و برگ هوتا ہے - مگر زیادہ عرصہ نہیں گزرتا کہ باطل کي جماعت میں سے ایک گروہ نکلکے ان کے ساتهہ هو جاتا ہے ' اور یہ گروہ بڑهتے بڑهتے اسقدر بڑهجاتا ہے کہ بالاخر حق کو اپنی ابتدائی بے نوائي و کس مپرسی کے با وجود فتح اور باطل کو اپنی ابتدائي سر و سامان اور کثرت سواد و جماعت کے باوجود شکست هوتی ہے -

بالفاظ دیگر اگر آپ حق کے داعي هیں تو آپ کو اپني کوششوں میں مصروف رهنا چاهیے ' اور ظلم و عدوان کي زور آزمائیوں سے مرعوب یا شکستہ دل نہ هونا چاهیے ' کیونکہ اگر حق آپکے ساتهہ ہے تو نا ممکن ہے کہ دنیا آپ کے اعوان و انصار سے خالي هو - وہ وقت ضرور آئیگا جب آپکے گرد پرستاران حق کي فوج جمع هوگي اور آپ کو ظلم و عدوان کے پنجے سے نجات دلائیگی - اس خداے توانا و قدیر کا وعدہ ہے کہ و العاقبة للمتقین -

هماري ایک عقل سوز بوالعجبي یہ ہے کہ همیں انگلستان کے زیر حکومت آئے هوے نصف صدي سے زیادہ عرصہ هوا مگر آج تک هم اسکے طرز حکومت سے نا واقف هیں -

هماري حق طلبي اور داد خواهي کا سدرة المنتهی شملہ ہے - حالانکہ شملہ کو تو آسمان اول سمجهیے جہاں نفاذ کے لیے احکام اترتے هیں ' ورنہ خود احکام کا مصدر تو اس بر اعظم کے پار ہے -

پهر جب آپ شان عبودیت کو هاتهہ سے دیتے هیں اور رضا و تسلیم کو چهوڑ کے طلب و سوال کے میدان میں آتے هیں - تو کیوں نہ آواز کو اسقدر بلند کیجیے کہ خود عرش تک پہنچے اور وسائط کي ترجماني سے بے نیاز هو جائے ؟ آپ اس سے کیوں سوال کرتے هیں جو آپ کو دینے کے لیے خود دوسرے کا محتاج ہے ؟ اگر سوال کرنا ہے تو خود اس دوسرے سے کیوں نہ کیجیے -

آپ مظلوم هیں اور انصاف چاهتے هیں ' بسم اللہ فریاد کیجیے اگر یہاں آپکی فریاد رسی نہ هوگي تو اپني کوتہ نظري اور پست

۱۰ ربیع الاول ۱۳۳۲ ھجریه

# مدارس اسلامیه

## نـــدوة العلـــا

در مسلسلـۂ احیـاء اصـلاح

( ۴ )

گذشته تمهید سے مقصود یه تها که ندوة العلما کے مقاصد کي اصلي حیثیت سب سے پہلے صاف هو جاے ' اسلیے که اعجوبه زار ندوہ کے عجائب و غرائب میں سے ایک بوالعجبي یه بهي هے له آسے نه صرف باهر کے تماشائیوں هي نے بلکه خود اندر کے کار فرماؤں نے بهي بہت کم سمجھا هے' اور بعض حالتوں میں تو بالکل سمجھا هي نہیں !

ندوہ کي حالت پر فطرة نگار نیشا پوري کا یه مقطع ٹهیک ٹهیک صادق آتا هے :

تو نظیري ز فلک آمدہ بودي چو مسیح
باز پس رفتي و کس قدر تو نشناخت دریغ !

ندوہ کي بنیاد کچھه عجیب طرح سے پڑي - ایک عمارت بنگئي ' مگر اسطرح که معماروں کي نیت اور ارادے کو اسمیں بہت کم دخل تها' اور بہت سے تو سمجھتے بهي نه تهے که یه جو کچھه بن رها هے اس سے کیا کام لیا جائیگا ؟ اسکي سرگذشت اگر تفصیل سے بیان کي جاے تو اس امر کي ایک نہایت عمدہ اور قریبي مثال هوگي که دنیا میں بہت سی نیکیاں خود بخود ظهور میں آجاتي هیں' اور وہ اپنے ظهور میں کام کرنے والوں کے علم و ارادہ کي بالکل محتاج نہیں -

بهر حال گذشته بیانات سے مندرجۂ ذیل امور آپ پر واضح هوگئے :

( ۱ ) قرون اخیرۂ اسلامیه میں اصلاح و تغیر کي جسقدر تحریکیں پیدا هوئیں' انکی تین قسمیں تهیں' جنهیں میں نے اصلاح سیاسي ' اصلاح افرنجي ' اور اصلاح دیني کے لقب سے یاد کیا هے -

( ۲ ) ان سب میں صحیح اور متفین الفوز راہ " اصلاح دیني " هي کي هے - کیونکه دونوں ابتدائي قسمیں نتائج میں انقلاب پیدا کرنا چاهتي هیں' اور یه علل و اسباب کو فراهم کرنا چاهتي هے - اس کي بنیاد ایک راسخ و محکم اعتقاد اور وحي الهي کے پیدا کیے هوے یقین پر هے ' اور ان دونوں کي بنیاد محض تقلید پر -

( ۳ ) اسي " اصلاح دیني " کی قسم میں " ندوة العلما " کي تحریک بهي شامل هے -

ندوة العلما نے اگرچه دعوت و ارشاد کا کوئي اهم کام انجام نہیں دیا' مگر اسکي مزیت و خصوصیت یه هے که وہ بہت جلد اس اصلي کام کي طرف متوجه هوگیا' جو اصلاح دیني کي راہ کے تمام موانع و مشکلات کو دور کرنے والي هے' یعنے علوم اسلامیه و عربیه کے طریق تعلیم کي اصلاح اور ایک نئي درسگاہ کي تاسیس -

یه واضح رهے که میري بحث صرف مقاصد اور اصول تک محدود هے' طریق عمل اور جزئیات کار کے متعلق ابهي کچھه نہیں کہتا - بہت ممکن هے که بہت سي باتوں سے مجھے اختلاف هو- مثلاً یه که اس درسگاہ نے جو طریق تعلیم اختیار کیا' یا اصلاح نصاب کے اهم اور بنیادي مسئلے کو جس طرح طے کیا گیا' یا تکمیل وعلوم کی جو جماعتیں قرار دي گئیں' یا تکمیل کے بعد جو مقصد پیش نظر رکھا گیا - لیکن یه تمام جزئي اصول اصلاح میں داخل نہیں هیں -

میرا ذاتي خیال ان امور کے متعلق جو کچھه هے وہ پیش نظر حالات سے مختلف هے اور اس وقت تک انکا بیان کچھه مفید نہوگا جب تک خاص مسئلۂ اصلاح پر ایک مستقل مضمون لکھکر به تفصیل اپنے خیالات ظاهر نه کروں -

یہاں صرف اس اصول عمل اور اساس کار سے بحث هے که ندوہ نے اصلاح دیني کا طریق اختیار کیا' اور اس طریقه کے سب سے بڑے اهم اور بنیادي مسئلے کو پوري صحت کے ساتھه سمجھا' یعنے سب سے پہلے موجودہ طریق تعلیم کي اصلاح کرني چاهیے اور اسکے لیے ایسی درسگاہ قائم کرني چاهیے جس سے علماء مصلحین اور مرشدین مہتدین پیدا هو سکیں -

پس مندرجۂ ذیل اصول زیر بحث هیں' جن میں جزئیات عمل اور اسلوب و طریق عمل کو کوئي دخل نہیں :

( ۱ ) اصلاح دیني کا کام انجام نہیں پا سکتا' جب تک قوم کو اسلام کي صحیح تعلیم نه دي جاے' اور تمام طبقات امت کا جہل دیني دور نہو -

( ۲ ) اسکا ذریعه صرف علماء کاملین و حق هیں' جو روز بروز هم میں قلیل و مفقود هوتے جاتے هیں' اور جنکي قلت هي کا یه نتیجه هے که قوم میں حیات دیني کے نتائج و ثمرات مفقود هیں -

( ۳ ) انقلاب حالات نے بعض اور ایسي ضرورتیں بهي پیدا کردي هیں' جو کل تک نه تهیں - مثلاً علوم حدیثه و السنۂ اقوام متمدنه' ضرور هے که علماء حال انسے بهي واقف هوں -

( ۴ ) اسکا وسیله یه هے که علوم دینیۂ و عربیه کي تعلیم و طرز تعلیم کي اصلاح و تهذیب و تسهیل کي جاے' اور ایک نئي درسگاہ قائم هو -

فی الحقیقت اصلاح دیني کا اصلي اور صحیح راسته انهي اصولوں میں هے - اسکے سوا اور کوئي طریقه نہیں هوسکتا - ندوہ کو گو وہ اسباب نه ملے جنکي وجه سے وہ صحیح و اقرب طریق عمل اختیار کرتا' اور نیز میرے خیال میں ایک بڑي غلطی یه بهي هوئي که علماء راسخین و حق کي جگهه " موجودہ ضروریات کے مطابق علما " پیدا کرنے پر زیادہ زور دیا گیا' جو در اصل اهمیت کے لحاظ سے دوسرے درجه کی ضرورت تهي نه که اصل ضرورت تاهم اسنے حقیقت کو سمجھا اور اصولاً جو راہ اختیار کي' وهي اصلي و حقیقي راہ عمل و وسیلۂ اصلاح دیني هے -

میں کسي قدر اسکي تشریح کرونگا -

### ( اصلاح دیني اور اساس عمل )

گذشته نمبر میں میں " اصلاح دیني " کي تحریک ' اور اسکے بعد مصلحین کا مختصراً ذکر کرچکا هوں ' لیکن اصلي سوال وہ هے جو اسکے بعد سامنے آتا هے یعنے اصلاح کے عمل و نفاذ کا ذریعه کیا هو' اور کیونکر مسلمانوں کے اندر تعلیم اسلامی کي صحیح و حقیقي زندگي پیدا کي جاے ؟

اس اصلاح کے حماة و دعاة متبعین فرنگ اور متلاشیان تمدن و علوم سے کہتے هیں که تم جس متاع گم گشته کیلیے سرگرداں هو' اسکا سراغ بهي اسي راہ سے لگے گا' پهر وہ وسائل عمل کیا هیں جنکے ذریعه سے دین الهي کي صحیح رهنمائي' اخلاق و تربیت علوم و فنون' صنائع و حرف' معاشرت و تهذیب' غرضکه حیات اجتماعي کے تمام اجزاء صالحه تک پہنچا دے ؟

درحقیقت اسکا جواب ایک هي هے - یعنے قوم کو مذهب کي صحیح و حقیقي تعلیم دینا' اور ایسے علماء راسخین و حق
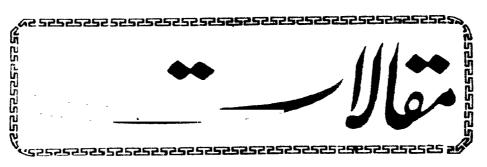
## علـــوم القرآن

از جناب مولانا سلیمان صاحب دسنوي

مسلمانوں کے حریف اگر انکے تمام ابواب فضائل و مناقب کی صحت و روایت سے انکار کردیں تو بھی ایک باب یقیناً ایسا رهجائیگا جسکے انکار کی وہ کبھی جرات نکر سکینگے - همارا اشارہ اس سے مسلمانوں کے اس شدید جد و جہد و سعي و محنت کیطرف ھے' جو انھوں نے " اپني کتــاب الهي " کي تشریح و توضیح ' تحقیق وتدقیق' اور فہم و تفہیم میں صرف کي - دنیا میں متعدد قومیں هیں ' جنکے پاس حسب ادعا و زعم کتب الهي محفوظ هیں ' لیکن مسلمانوں نے اپني کتاب الهي کے لئے جو خدمتیں انجام دیں اور اوسکے متعلق جو ذخیرہ علوم و تصنیفات فراهم کردیا ' کیا اسکا ایک حصہ بھي دوسري قومیں پیش کر سکتي هیں ؟ بلاشبهہ بحیثیت ترجمہ ' مسیحي قوم کا کوئي قوم مقابلہ نہیں کر سکتي ' لیکن ان تراجم سے کیا فائدہ جنھوں نے خود اصل کو گم کردیا هو ؟

مسلمانوں نے قران مجید کے ساتھہ جو اعتنا کي اور اوسکے متعلق جو خدمتیں انجام دیں' انکي هم حسب ذیل جلي تقسیم کرسکتے هیں :—

( ۱ ) تشریح مسائل عامہ متعلقۂ قران ' مثلاً کیفیت نزول ' کتابت قران ' قراءت وتجوید قران -

( ۲ ) تدوین علوم متعلقۂ قران ' مثلاً علم الامثال ' علم الاعراب علم المجاز -

( ۳ ) تفسیر معاني و الفاظ قران ' مثلاً کتب تفاسیر عامہ -

ان امور ثلاثہ میں سے هر ایک اس لائق ھے کہ اگر اوسکی تفصیل کي جاے تو خود اوسکے متعدد شعبے مستقل بنتے هیں ' لیکن بخوف تطویــل هم صرف ضروري اور مـا یحتـاج امور پر اکتفا کرینگے -

( مسائل متعلقۂ قرآن )

ان سے وہ مسائل مراد هیں ' جو اختصار مباحث کي وجہ سے مستقل فن نہیں بن سکے ' اور اسلیے انکے متعلق مستقل کتابیں نہیں لکھي گئیں - اس عنوان کے تحت میں حسب ذیل مسائل علما نے بیان کیے هیں :—

( ۱ ) معرفت کیفیت نزول قرآن و بدء و انتہــاء نزول قرآن' ( قران آنحضرت صلعم پر اسطرح نازل هوتا تھا ' اور سب سے اول و سب سے آخر کون سی آیت یا سورت نازل هوئي )

( ۲ ) معرفت آیات و سور مکیہ و مدنیہ - ( مکہ میں کون کون آیتیں اور سورتیں نازل هوئیں' اور مدینے میں کون ؟ )

( ۳ ) معرفت اوقات و ازمنۂ نزول - ( یہ آیتیں اور سورتیں کس وقت نازل هوئیں ؟ )

( ۴ ) معرفت مقامات و اماکن نزول - ( کہاں اور کس مقام پر نازل هوئیں ؟ )

( ۵ ) معرفت جمع و ترتیب قرآن - ( قرآن کسطرح جمع و مرتب هوا ؟ )

( ۶ ) معرفت تعداد سور و آیات و کلمات قرآن - ( قرآن میں کتني سورتیں' کتني آیتیں اور کتنے حروف هیں ؟ )

( ۷ ) معرفت مجمل' و بین' و مقید و مطلق' و عام و خاص' و منطوق و مفہوم' و محکم و متشابہ قرآن -

( ۸ ) معرفت اقسام دلائل قرآن -

( ۹ ) معرفت طرق مخاطبات قران -

( ۱۰ ) معرفت حصر و تخصیص و ایجاز و اطناب قرآن - وقس علی ذلک -

( علوم متعلقۂ قران )

علمــاے اسلام نے قران مجید کے متعلق جو خدمات انجام دیے هیں اوسکي عملي دلیل یہ ھے کہ اونھوں نے قران مجید کے هر شعبہ کے متعلق اتنے علوم مدون اور اسقدر کتابیں تصنیف کردي هیں کہ اونکا حصر بھي مشکل ھے - کشف الظنون اور فہرست ابن ندیم میں سینکڑوں علوم و تصنیفات متعلقۂ قران کا ذکر ھے' جو آج بالکل ناپید هیں ' تاهم تلاش و جستجو سے جن علوم وتصنیفات کا پتہ ملتا ھے ' وہ حسب ذیل هیں :—

رسوم القران ' تجوید القران ' اعراب القران ' مصادر القران ' افراد القران و جمعہ ' مفردات القران ' غرائب القران ' معاني القران ' اعجاز القران ' مجاز القران ' تشبیہ القــران ' امثال القــران ' امثلۃ القــران ' بدائع القــران ' اسباب النــزول ' مبهمات القــران ' متشابہ القــران ' اقسام القران ' مناسبــۃ الآیات و السور ' مطالــع القــران و مقاطعــہ و فواتح السور ' اعلام القران ' ناسخ القران و منسوخہ ' مشکلات القــران ' حجج القران ' احکام القران ' جوهر القران ' نجوم القران -

ان تمام علوم کے متعلق دو قسم کي تصنیفــات هیں ' ایک وہ جن میں ان تمام علوم و مسائل سے ایک هي کتاب کے مختلف ابواب میں بحث کي گئي ھے ' اور باختصــار وہ ان تمام مباحث پر مشتمــل هیں - اس صنف تصنیفات کو هم نے " جوامع علوم قران " دوسري قسم ان تصنیفات کي ھے جن میں ایک ایک علم اور ایک ایک مبحث سے مستقلاً بحث ھے اور وہ صرف ایک هي علم یا مبحث کے مختلف انواع مسائل نکات اور فوائد کو جامع هیں -

( جوامع علوم القران )

دنیا میں هر شے اپني بسیط اور سادہ حالت سے شروع هوتي ھے اور پھر رفتہ رفتہ ایک شاندار ترکیبي حالت تک پہنچ جاتي ھے - علوم قران کے متعلق بھي ابتدائي کوششیں انفرادي علوم و مسائل سے شروع هوئیں ' اور ایک مدت کے بعد وہ تکمیل کو پہونچیں - یہي سبب ھے کہ علوم قران کے متعلق متعدد تصانیف دوسري صدي میں موجود هونگي نہیں ' لیکن جوامع تصنیفات کا سراغ همکو سب سے پہلے پانچویں صدي میں ملتا ھے - هم جوامع علوم قران کا پہلا مصنف علي بن ابراهیم الحوفي المتوفی سنہ ۴۳۰ کو جانتے هیں ' جنکي تصنیف کا نام علوم القران ھے' اسکے بعد شیخ مکی بن

( ۱ ) فن تفسیر القران اور اسکے تمام متعلقات - لیکن اس سے مقصود جلالین یا بیضاوي نہیں ہے بلکه وہ شے ' جو قرآن حکیم کے معارف و حقائق ' علوم و اخلاق ' و اسرار ربانی و حکمۃ الہامی کے فہم و درس سے طالب کو قریب کرے اور اسکی شرح و تفسیر سے سپرد ضم ہو جاے که تمام عالم انسانیة کے نجاح و فلاح کا تنہا وسیلہ صرف یہی کتاب اور اسکي تعلیمات حقه ہیں ؛

( ۲ ) وہ تمام علوم جو فہم و درس قران کیلیے ضروري ہیں -

( ۳ ) فنون متعلق لغۃ عربیه -

( ۴ ) حدیث وہاں تک که قران حکیم کی تفسیر میں اس سے مدد لے اور اخلاق و حکمت اور سیرۃ نبوي کے متعلق معلومات حاصل ہوں مع فنون روایت و درایت -

( ۵ ) فن اخلاق و اداب دیني اس اسلوب پر جو امام غزالي نے احیاء العلوم میں اختیار کیا ہے' مگر قواعد ادبیۂ شرعیه سے منطبق کرنے کے بعد -

( ۶ ) اصول فقه مگر نه اس معني میں جس معني میں اب سمجھا جا تا ہے بلکه ایسی کتابیں جنکے پڑھنے سے صحت استدلال بالنص اور کلیات احکام ' اور قواعد اساسیۂ حلال و حرام معلوم ہوسکیں -

( ۷ ) تاریخ قدیم و حدیث - سیرۃ حضرۃ خاتم النبیین و صحابۂ کرام اسکا جزو اصلي ہے - اسکے علاوہ اسلام کے تمام انقلابات سیاسي و اجتماعي و مدني کي تاریخ ' قرون وسطی کے حوادث اور حروب صلیبیه کے انقلابات ' اور تمام ممالک و اقوام اسلامیه کے تفصیلي حالات ماضیۂ و حالیه کي کتابیں بھي اسمیں ہوني چاہئیں ' اور ہر موقعه پر ان علل و اسباب طبیعیه کو حسب اصول فلسفۂ تاریخ حال واضح کرنا چاہیے ' جو اقوام کے عروج و تنزل و ارتفاع و انقراض کا موجب ہوتے ہیں ' پھر احکام الہیه سے انہیں توفیق و تطبیق دیني چاہیے -

( ۸ ) بقدر ضرورت فن منطق و خطابه و اصول مناظرہ -

( ۹ ) فن کلام و عقائد و ملل و نحل و تاریخ عقائد و فرق اسلامیه ' لیکن اس اسلوب پر جس سے مباحث توحید و عقائد پر حسب ادلۂ عقلیه و مباحث حکمیه عبور ہو جاے ' اور اسرار معارف حکمیه شریعۃ میں بصیرۃ حاصل ہو - نه که فلسفۂ ارسطو کا ایک شکل دیگر میں مطالعه -

اسکے بعد انہوں نے لکھا تھا که سب سے پہلے ان تمام اقسام و مدارج کي تعلیم کیلیے ایک نصاب تعلیم کو مدون کرنا چاہیے کیونکه جوامع آستانه اور ازہر قاہرہ اس بارے میں کچھه مفید نہیں ہے ' اور اسکے لیے بہت سي کتابوں کي تہذیب و تلخیص و تعلیق کرني پڑیگی ' اور بہت سي کتابیں از سرنو مدون ہونگي -

نیز انہوں نے لکھا تھا که مشکلات شدید اور ہم اہم و نازک ہے - لیکن ساتھه ہي نتیجه فوز و فلاح اور اسکے سوا تمام ابواب عمل مسدود - پس ناگزیر ہے که تعلیم دیني کے نظام میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کیا جاے

طریق تعلیم بھی ضرور بہت کچھه محتاج اصلاح ہے - اساتذہ کو کتاب سے اولي علاقه نہیں رکھنا چاہیے ہمارا قدیم طریقہ جو ٹھیک آج تک ہے [illegible] طریق تدریس ہے ' پھر جاري کیا جاے -

آخر میں انہوں نے متعدد مشورے دیے [illegible] که سب سے پہلے ایک مرکزي جامعۂ اسلامیه ( یونیورسٹی ) قسطنطنیه میں قائم کی جاے اور شیخ الاسلام کے زیر ہدایت ہو - اور اسمیں [illegible] تمام ممالک عثمانیه و خارجه تک که بلاد بعیدۂ اسلامیه مثل ہندوستان و جاوا و چین [illegible] میں [illegible] عالم کي جانفشاني ' اور وہ تمام مکاتب و مدارس اور جامعۂ عالیه سے مربوط [illegible] ہوں -

اگر سلطان عبد الحمید اور اوسکے وزراء کے امور [illegible] ضرور مقدس [illegible] ہوتا اور کوئي ایسي یونیورسٹي قسطنطنیه میں قائم کی جاتي تو آج عالم اسلامي کا نقشه بدلا ہوا ہوتا -

سلطان عبد الحمید کا عقیدہ یه تھا که اصلاح خواہ کسي قسم کا ہو اور خالص دیني ہي کیوں نہو ' لیکن اسکے بعد میري سیاست قائم نہیں رہسکتي - صیغۂ معارف کو حاکم دیدیا گیا تھا که جس کتاب میں لفظ "انقلاب" یا "اصلاح" یا "تجدید" ہو ' اس کي اشاعت روک دي جاے !

شیخ جب اسطرف سے مایوس ہوگئے تو انہیں جامع ازہر کا خیال ہوا جو آج سب سے بڑي درسگاہ علوم دینیۂ اسلامیه کی ہے اور جسمیں بہ یک وقت اٹھه ہزار تک طلبا دنیا کے مختلف حصوں کے موجود رہتے ہیں -

انہوں نے درس قران شروع کیا ' حکومت کو توجه دلائي ' اصلاح کیلیے کمیٹي قائم کي ' ریاض پاشا کو اسکا صدر بنایا ' دس برس سعي و کوشش کرتے رہے لیکن کوئي نتیجه نہیں نکلا حتی که ازہر سے مستعفي ہوگئے -

اسکے بعد " مدرسۂ دار العلوم " کي اسکیم بنائي - اور محکمۂ اوقاف کو اسکے مصارف کیلیے آمادہ کیا - گورنمنٹ خدیوي نے مدرسه قائم کردیا ' مگر جو مقصود تھا وہ حاصل نه ہوا - البته اتنا ہوا که علوم عربیه کے ساتھه بعض علوم و السنۂ حدیثه کي تعلیم کي ایک راہ کھل گئي -

اس تفصیل سے مقصود یه تھا که شیخ محمد عبدہ کي تمام حیات اصلاحي کا اصلي نصب العین یہي تھا که تعلیم دیني کي اصلاح و تجدید ہو اور علماء و مرشدین مصلحین پیدا کیے جائیں - وہ مصر کے مفتی ' حکام اعلی میں داخل ' صاحب اثر و رسوخ متعدد محاکم و مجالس رسمیه کے ممبر ' خدیو مصر اور وزراء کے ہم جلیس و ہم سفر اور ذالحمر ایک بہت بڑے مسلمان لیڈر کي حیثیت سے تمام عالم اسلامی میں تسلیم کیے جاتے ہیں ' تاہم وہ کسي ایسے مدرسه کی تاسیس میں کامیاب نہوسکے - انتقال کے وقت یه اشعار انکی آخري صدا تھی :

و لست ابالي ان یقال محمد
ابل او اکتظت الیه الماتم
و لکن دینا قد اردت صلاحه
احاذر ان تقضي علیه العمائم !

( شیخ صدر الدین ترکستاني )

گذشته نمبر میں بسلسلۂ مصلحین و دعاۃ اصلاح دیني شیخ صدر الدین قاضی القضاۃ بلاد ترکیۂ روسیه کا ذکر کرچکا ہوں - میں نے انکی کتاب پڑھی ہے اور میں سمجھتا ہوں که انکا وجود موجودہ عہد کے بزرگ ترین مصلحین امۃ میں سے تھا -

انکی کتاب کا موضوع صرف موضوع اصلاح پر ہے اور جسکے تین حصے ہیں ' اگر ایک سطر میں خلاصه پوچھا جاے تو اسکے سوا کچھه نہیں ہے که ہم میں علماء مصلحین اور دعاۃ مرشدین پیدا ہوے چاہئیں اور یه ہو نہیں سکتا جب تک که تعلیم دیني و عربي کي اصلاح نہو ' اور ایک نئي درسگاہ قائم نه کی جاے -

انہوں نے آخر عمر میں ایک اور مختصر رسالہ اس موضوع پر لکھا تھا اور وہ رسالۂ المنار مصر کی نسبی اتحالي جلد میں شائع ہوا ہے اسمیں تمام علوم اسلامیه کے کتب تدریس و طریق تعلیم پر فرداً فرداً بحث کی ہے ' اور آخر میں لکھا ہے که یه کام نہایت اہم اور اساسي ہے - کاش حکومۂ عثمانیه اسکی طرف متوجه ہو اور جہاں سب کچھه کر رہی ہے ' وہاں ایک چھوٹي سی درسگاہ جدید بھي آستانے میں کھولدے -

انکی اور بعض دیگر ارباب علم و فکر کی سعي سے ترکستان میں ایک کانفرنس منعقد ہوئي تھي تا که مسئله تعلیم دیني پر غور کرے - چھه دن تک اسکے اجلاس ہوے تھے اور اسکي مفصل رپورٹ اخبار ترجمان سے المؤید نے نقل کي تھي - تمام مباحث کا خلاصه یہي تھا که ایک نئي درگاہ قائم ہو - اسکے سوا اصلاح کا اور کوئي طریقه نہیں -

## اثــار عــرب

### موجودہ ترقیــات بحریہ اور تمــدن اسلامي

### ( ۳ )

مجھہ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ ساحل کو چھوڑ کے عرب کے ساتھہ ہولوں اور پہلے یہ بیان نہ کردوں کہ جب انکے قدم ان سواحل میں جمگئے تو انہوں نے دارالصناعہ ( کارخانہاے جہاز سازي ) بناے جیسا کہ میں نے ابھي تونس اور مصر کے متعلق بیان کیا ہے -

اسي دارالصناعہ کے لفظ کو اطالیوں نے Darsena بنایا - اسوقت تو وہ مثل اہل اسپین اور اہل پرتگال کے یہي کہتے تھے مگر بعد کو عجب عجب رنگ بدلے - Darsena کو Tarzana کیا ' پھر Arzana بنایا ' پھر Arsenale بولنے لگے - چنانچہ اسوقت سے آج تک یہ آخري لفظ هي استعمال کرتے هیں -

فرانسیسیوں کا لفظ Arsenal اسي اطالي لفظ سے ماخوذ ہے -

جب محمد علي اول خدیو مصر نے مصر کي عنان حکومت اپنے ہاتھوں میں لي ' تو اسے نظر آیا کہ مصر کی سیاسي زندگي ایک عمدہ بیڑے کے بغیر ناممکن ہے - اس نے اسکندریہ میں ایک کارخانہ قائم کیا اور اسمیں بہت سے ترک ' اطالي ' اور انکے علاوہ دیگر بنی الاصفر ارباب صناعة کو ملازم رکھا - یہ گویا یورپ کا ایک مقابلہ تھا جو مثل اسلاف بعید اولوالعزم کے ہمارے یہ قریبي اسلاف کرنا چاہتے تھے' اور اس طرح انہوں نے وہ عربي لفظ جو یورپ کو دیا تھا ' پھر واپس لے لیا - لیکن افسوس کہ یہ واپسي خالص اور اصلي حالت میں نہوئي - اسکے اصلي خط و خال ضائع ہوچکے تھے - چنانچہ وہي لفظ اب " ترسانہ " کي صورت میں ترکوں کے ذریعہ آیا' اور دسانہ کے بدلے پھر " ترسخانہ " ہوگیا جو درحقیقت ایک قسم کا مبالغہ ہے - مگر سامع کو گمراہ کرے یا حقیقت کے مٹانے کیلیے !

یہ دونوں لفظ اب عام طور پر عوام و خواص بولنے لگے هیں ' اور انکي تصحیح بہت مشکل ہوگئي ہے ' حالانکہ اطالي آج تک اور ( یقیناً آج کے بعد بھي ) Darsena کہتے هیں - اگرچہ کارخانۂ جہاز سازي کے لیے نہیں بلکہ جوف بندرگاہ کے اس حصے کے لیے جسمیں مرمت طلب جہاز آلات و اسلحہ سے خالي کرنے کے بعد باندھے جاتے هیں - تاهم لفظ کا تلفظ نسبتاً صحیح ہے -

* * *

دار الصناعة کا اصلي مرض کیا ہے ؟

جہازوں کا بنانا اور انمیں جو " عوار " یعني نقص پیدا ہو ' اسکی مرمت کرنا -

یورپ نے اس دوسرے لفظ " عوار " کو بھي لیا ' اور Auarit بنا لیا ' پھر اسکا اطلاق نقصان کی تمام قسموں پر کرنے لگے ' خواہ وہ جہاز میں ہو یا سامان تجارت میں یا کسي اور شے میں !

یہ معلوم ہے کہ جہازوں کے بنانے میں قلفا کے لیے اس شے کي کي ضرورت ہوتي ہے جسکو ہم " قلفطہ " کہتے هیں - اس لفظ کا بھي وهي حال ہوا جو " دار الصناعہ " کا ہوا تھا -

اہل یورپ نے اسلاف کے دار الصناعہ میں مسلمان کاریگروں کو دیکھا کہ " قلافہ " میں مشغول هیں تو کہا : Calfa ( جو عربي لفظ قلف سے ماخوذ ہے ) -

پھر اسمیں اپنے یہاں کی علامت مصدر اور علامت مصدر سے پہلے تاء لگادي تاکہ دونوں ساکنوں میں ایک دربعۂ نطق پیدا ہو جائے ' جسطرح کہ وہ حالت استفہام میں کہتے هیں : A-t-il

تاج العروس میں ہے : " قلف السفینة قلفا " یعني اسکے تختوں میں سوراخ کرکے انہیں کھجور کي چھال سے سیا اور انکي درازوں میں روغن زفت بھر دیا - حاصل مصدر " قلافت " بکسر القاف ہے -

اہل عرب کے اسلحۂ ناریہ چھٹي صدی ہجري میں

پیرس کے کتب خانے میں یہ مرقع محفوظ ہے - اس میں دکھلایا ہے - کہ فوج جنگ کیلیے جارهي ہے

* * *

ہر بیڑے کے لیے ایسي کشتیاں ناگزیر هیں جو مال و اسباب وغیرہ اٹھائیں - ان میں سے بعض وہ هیں جنکو ہم " نقالات " (Transports) کہتے هیں لیکن اسلامي بیڑوں میں یہ خدمت " قرافدرا " انجام دیتي تھیں - " قراقیرا " قرقور کي جمع ہے - اطالیوں نے اس لفظ کو لیا اور کہا : (Carraca) فرانسیسیوں نے اسي کو لیا اور (Carraque) کہا - اصل و فرع میں جو بعد نظر آتا ہے اس پر آپ تعجب نہ کریں کہ ایک لفظ جب ایک زبان سے دوسري زبان میں جاتا ہے تو اکثر نہایت بعید و ابعد اصوات و معاني پیدا ہوجاتے هیں - و لتعلمن نبأہ بعد حین -

آپ جب یہ معلوم کرینگے کہ پرتگالي اسي کشتي کا نام Carcara رکھتے هیں تو آپکے نزدیک میري صداقت ثابت ہوجائیگي -

ہم نے آجکل یہ لفظ ان سے واپس لیلیا ہے مگر ایک فرنگي ماب شکل میں - ہم " کراکۃ " کہتے هیں جو اطالیوں کے Carraca

ابي طالب المتوفى سنه ٤٣٧ كي " الهداية الى بلوغ النهايـة " كا نام لينا چاهيے ' مصنف نے يه كتاب ٧٠ جزو ميں معاني و انواع علوم قران پر لكهي هے اس باب ميں دوسري تصنيف موسس فن بلاغت امام عبد القاهر جرجاني المتوفي سنه ٤٧٥ كے تلميذ رشيد ابو عامر فضل بن اسماعيل جرجاني كي " البيان في علوم القران هے ' اسكے بعد ابو موسى محمد بن ابي بكر اصفهاني المتوفي سنه ٥٨١ كي مجموع المغيث في علم القرآن و الحديث - يه پهلا شخص هے ' جسنے علوم قران و حديث پر يكجا كتاب لكهي - علامه ابن جوزي المتوفي سنه ٥٩٧ كي " فنون الافنان في علوم القران " بهي اس فن كي ايک مبسوط تصنيف هے - بديع الدين احمد بن بكر بن عبد الوهاب القزويني الموجود سنه ٦٢٥ كي الجامع العزيز الحاوي معلوم لكتاب الله العزيز اپني دلالت عنوان كے لحاظ سے ايک قابل قدر كتاب معلوم هوتي هے ' اسي موضوع پر جمال القراء و كمال الاقراء علم الدين ابوالحسن علي بن محمد سخاوي المتوفي سنه ٦٤٣ كي بهي تصنيف هے جو قراءت وقف و ابتداء ناسخ و منسوخ وغيره مباحث قرآن پر مشتمل هے - محمد بن عبد الرحمان بن شامه المتوفى سنه ٧٠٨ كي المرشد الوجيز في علوم متعلق بالقران العزيز بهي اس فن ميں ايک كتاب هے ' ليكن ان تمام تصنيفات سے بهتر بدر الدين محمد بن بهادر زركشي المتوفي سنه ٧٩٤ كي " البرهان في علوم القرآن " جس ميں ٤٧ مختلف حيثيات سے قرآن مجيد كے متعلق مباحث هيں ' اسكے بعد قاضي جلال الدين بليقي المتوفي سنه ٨٢٤ كي مواقع العلوم من مواقع النجوم هے - اس كتاب ميں چهه فصول كے تحت ميں قران مجيد كے مختلف پچاس مباحث مدون هيں - سنه ٨٥٦ ميں محي الدين محمد بن سليمان كامنجي نے " التيسر في علم التفسير " كے نام سے ايک چهوٹا سا رساله لكها جسپر كو كامنجي كو فخر تها مگر اسلام كو فخر نه تها - سب سے آخر ليكن سب سے جامع اور بهتر اس باب ميں جلال الدين سيوطي المتوفي سنه ٩١٠ كي " الاتقان في علوم القران هے " جسميں ٨٠ ابواب كے تحت ميں علوم قران كے متعلق ٣٠٠ سے زائد مباحث هيں اور حقيقت يه هے كه اگر حسب عادت سيوطي نے موضوع و ضعيف احاديث و روايات كو اسميں جگهه ندي هوتي تو كتبخانهٔ اسلام كي يه ايک بے نظير تصنيف هوتي -

يه تصانيف مذكوره جيسا هم نے پہلے لكها هے جوامع علوم قران پر مشتمل هے - آينده سطور ميں هم ايک ايک فن كا ذكر كرتے هيں ' جسميں به ترتيب ( ١ ) كتابت و قراءت قران ( ٢ ) الفاظ قران ( ٣ ) معاني قران ( ٤ ) مقدمات مقاصد قران اور ( ٥ ) مقاصد قران پر گفتگو هوگي -

( رسـوم القـران )

نزول قران کے بعد قرآن كے متعلق سب سے پهلا كام يه تها كه قلم سے اسكو لكها جائے ' اور زبان سے ادا كيا جاے - نوع اول كا نام " رسوم القران " هے جسميں قران مجيد كے اصول كتابت اور طريقهٔ تحرير سے بحث هوتي هے - يه ممكن تها كه جسطرح عربي زبان كي تمام كتابيں لكهي جاتي هيں اسيطرح قران بهي لكها جاتا ' اور عهد بعهد اصول خط عربي ميں جو تبديلياں هوئيں اون سے كتابت قرآن ميں بهي كام ليا جاتا ' ليكن مسلمانوں نے بسلسلهٔ حفظ قران ضروري سمجها كه جو لفظ عهد قديم نبوي ميں جسطرح لكهديا گيا هے اسيطرح باقي ركها جاے ' تاكه مسلمان نه صرف يه دعوى كرسكيں كه الفاظ قران محفوظ هيں ' بلكه يه بهي دعوى كرسكيں كه خط و رسوم قران بهي محفوظ هيں -

عملاً مسلمانوں نے اس فن كو عهد نبوت سے اسوقت تک باقي ركها هے ' كيونكه قران كو باوجود كثرت نسخ هميشه اوسي رسم خط ميں لكها جسميں صحابه نے قران عام مسلمانوں كو سپرد كيا - تدوين فن كے لحاظ سے اس باب ميں سب سے پهلي تصنيف حسب معلومات موجوده ' ابو عمرو عثمان بن سعيد الداني المتوفي سنه ٤٤٤ كي تصنيف " الاقتصاد في رسم المصحف " اور " المقنع في رسم المصحف " هے ' المقنع ميں تمام مصاحف بلاد اسلاميه كے مختلفات و متفق حروف كا ذكر هے ' اور ان ميں زير و زبر و نقطے كي كيفيت كا بيان هے - علماے اسلام نے اس مصنف كي بڑي قدر كي - ابو محمد قاسم بن فيره شاطبي المتوفي سنه ٥٩٠ نے بنظر تسهيل حفظ اسكو ايک قصيدهٔ رائيه ميں نظم كرديا - اس رساله كا نام " عقيلة اتراب القصائد " هے - برهان الدين ابراهيم بن عمر جعبري المتوفى سنه ٧٣٢ نے اس قصيده كي بنام " جميلة ارباب المراصد " علم الدين علي بن محمد سخاوي المتوفى سنه ٦٤٣ نے بنام " الوسيله الى كشف العقيله " شهاب الدين احمد بن محمد بن جبارة المرداوي المقدسي المتوفي سنه ٧٢٨ محمد بن قفال شاطبي تلميذ سخاوي اور احمد بن محمد بن شيرازي كازروني نے سنه ٧٩٨ ميں اور ابو البقا علي بن القاصح المقري المتوفي سنه ٨٠١ نے بنام " تلخيص الفوائد " اور نيز نور الدين علي بن سلطان هروي المتوفي سنه ١٠١٤ نے بنام " الهبات السنية العليه على ابيات الشاطبية الرائيه في الرسم " مبسوط و مختصر شرحيں لكهيں -

متاخرين ميں خطيب الروم سنه ٩٥٩ كي " رسوخ اللسان في حروف القرآن " اور ابو العباس مراكشي كي " عنوان الدليل في مرسوم خط التنزيل " قابل رسائل هيں ' هندوستان ميں مولانا بحر العلوم المتوفى سنه ١٢٢٦ هجري كا مختصر فارسي رساله " رسم مصحف " اكثر قرآن كے حاشيوں پر چهپا هے -

( تجويد القرآن )

يعني قران مجيد كا صحيح مخارج حروف و تلفظ سے حسن ترتيل كے ساتهه ادا كرنا - تجويد كو قران كے ساتهه وهي نسبت هے جو تشديد و غنا كو زبور كے ساتهه ' تاهم يهود و مسيحي اسكو كوئي فن نه بنا سكے ' اور مسلمانوں نے اسكو بهي ايک فن بنا ديا هے - سيكڑوں ماهر اور امام اس فن كے ازمنهٔ مختلفه ميں ممالک اسلام ميں پيدا هوے ' اور اب تک موجود هيں ' ممالک عربيه ميں عموماً اور هندوستان ميں كهيں كهيں باقاعده اسكي درسگاهيں هيں ' جهاں بواسطهٔ اساتذهٔ فن و مدونه قواعد و اصول تجويد كي اب تک خلفاً عن سلف تعليم هوتي چلي آئي هے -

تدوين فن كي حيثيت سے اس فن كے سب سے پہلے مصنف موسى بن عبيد الله خاقاني بغدادي المتوفي سنه ٣٢٥ هيں ' اسكے بعد مكي بن ابى طالب قيسي المتوفي سنه ٤٣٧ كي كتاب رعايه لتجويد القراءة تصنيف هوئي - اس فن كي مقبول ترين تصنيف محمد بن محمد جزري المتوفي سنه ٨٣٣ كي مقدمهٔ جزريه منظومه هے -

بڑے بڑے علما نے اسكي شرحيں لكهي هيں ' مثلاً زين الدين ازهري المتوفى سنه ٨٧٠ خالد بن عبد الله ازهري المتوفى سنه ٩٠٥ ' ابو العباس احمد بن محمد قسطلاني المتوفي سنه ٩٢٣ شيخ الاسلام زكريا انصاري المتوفي سنه ٩٢٦ ' شمس الدين دلجي شارح شفا المتوفى سنه ٩٤٧ ' مولى عصام الدين طاشكبري زاده المتوفي سنه ٩٦٨ ' رضي الدين ابن الحنبلي الحلبي المتوفي سنه ٩٧١ ' برهان الدين جعبري المتوفي سنه ٧٣٢ كي " عقود الجمان في تجويد القران بهي اسي فن كي تصنيف هے -

( البقية تتلى )

## ارض مقــدس

### صليبي اميــدوں کا عود !

ھراے وان کر چنہیم Her Von Kirchenheim نے جرمني کے ایک مقتدر رسالے ڈیوش ریویو Deutxhe Revue میں ایک مضمون شائع کیا ھے جسکا عنوان " ارض مقدس " ھے -

اس مضمون میں اس سوال پر بحث کي ھے کہ بيت المقدس کس کے پاس رھنا چاھیے ؟

پھر خود ھي اس سوال کا جواب دیا ھے کہ نام نہاد مشرقي سوال میں سب سے زیادہ اھم سوال ارض مقدس ھي کا ھے -

اسکے بعد مقالہ نگار لکھتا ھے :

" قسطنطنیہ ایک ایسا درخشندہ گوھر بے بہا ھے جسکے قبضے سے فوجي ' سیاسي ' اور اقتصادي اھمیت حاصل ھوسکتي ھے - لیکن بیت المقدس بھی وہ دوسرا لعل جہاں قیمت ھے جسکے حاصل کرنے کے واسطے جنگہاے صلیبي کے خونریز کارنامے اور رچرڈ شیر دل اور عدیم المثال صلاح الدین کے معرکے صفحۂ تاریخ پر خوني حروف میں اب تک ماتم سرا ھیں' اور گذشتہ ستر سال سے بھي یہي خاک مقدس جنگ و فسادات کا سبب اصلي بني ھوئي ھے -

بیت المقدس اور فلسطین کے مستقبل کا سوال اگرچہ بہت طوفاں خیز نہ ھوگا مگر یہ ضرور ھوگا کہ ماھرین سیاست اسکے حل کی طرف بہت جلد متوجہ ھونگے -

سلطـان صـلاح الدين فاتح حروب صليبيه
نور الله مرقده
یہ تصویر ایک قدیم ترین مرقع کي ھے جو آثار عتیقۂ قسطنطنیہ میں محفوظ ھے -

" سنہ ١٨٤١ ع میں مولٹـک (١) نے ایک مفصل تجویز شائع کي تھی - اسمیں بحث کی گئی تھي کہ ارض مقدس کو ایک جرمن ریاست اور بیت المقدس کو ایک جرمن شہر بنا لیا جاوے - اس تجویز کی رو سے ایک قلعہ ' کچھہ فوج' اور سمندر تک بے دغدغہ جانے کیلیے ایک راستہ قائم کرلینا حصول مقصد کے اھم الامور تھے - اسکے بعد اندروني انتظام سلطنت کا مسئلہ تھا جسکو آجکل مغربي یورپ کا ساختہ و پرداختہ سمجھا جاتا ھے "

صاحب مضمون کی راے میں دول یورپ کو اس سے زیادہ بہتر مفید ' اور عمدہ راے نہیں مل سکتي کہ وہ ' جرمني کے حقـوق کو ارض مقدس میں تسلیم کر لیں - لیکن پھر یہ سوال ھوتا ھے کہ دول بھي اسکو منظور کر لیںگي کہ جرمني کو اس ملک پر قبضہ دلادے ؟ اسوقت ایک نہایت عمدہ موقع ھے خصوصاً انگلستان کے ایسے کہ وھاں جرمني کي خواھشونکو پورا کرے "

پھر وہ تجویز پیش کرتے ھیں :

" اول اس امر کی کوشش کرني چاھیے کہ اس حصۂ ملک کو غیر جانب دار مشہور کیا جاے - اسطرح ارض مقدس کے تمام مسائل صرف حل ھي نہیں ھو جائنگے بلکہ جنگ کے خطرات بھي جاتے رھینگے - ھیکل مقدس اور زیارت گاھوں کے متعلق جنگ پیچیدہ ضرور ھوگي ' مگر جرمني کے دوسرے اھم ترین سوالات کا انتظام ھوجائیگا "

صاحب مضمون بیت المقدس کو ایک ضلع تجویز کرتا ھے جسکے حدود یہ مقرر کیے گئے ھیں :

" مشرق میں جرداء تک اور جھیل جیتي سارت و بحر لوط تک ' مغرب میں ساحل تک ' شمال میں عکہ ' اور جنوب میں بیر شعیب ' اور موجودہ ضلع کے جو حدود ھیں -

ایک ایسا ضلع بنادیا جاے جس سے اسیکو کوئی تعلق نہو - خواہ اسطرح آزاد کر دیا جاے جسطرح پوپ کا محل اور اسکي ملحقہ جائداد سلطنت اٹلي کے اقتدار سے باھر ھے - ایسے انتظام سے موجودہ انتظام میں کچھہ زیادہ فرق نہیں پڑیگا - لبنان اسکےلیے اسکا ایک نمونہ ھوسکتا ھے - یہاں ایک خود مختار سلطنت ھو - اسکے آئین بالکل جدا ھوں - ایک عیسائي گورنر حکومت کرے جسکو باب عالي منتخب کردے اور جسکي منظوري دول یورپ دے - اس قسم کي سلطنت بہت آساني سے قائم ھو سکتي ھے - یقیناً اسکے موید ترک بھي ھونگے - اس قسم کی تحریک نہایت درجہ مفید ھوگی - اس سے صرف ملک کے دماغ ھي کا انتظام نہیں ھوگا بلکہ انتظام سلطنت کے بدلنے کے بعد اقتصادي حیثیت سے بھي اس ملک میں بہت سی اصلاحیں ھوجاینگی کون جانتا ھے

(١) مولٹک سنہ ١٨ ع سے سنہ ١٨٩١ ع تک زندہ رھا - جرمني کی فوج کي تنظیم اسي

[ بقیہ صفحہ ١٠٥ ]

کا رخ کریں ' اور ایک با امن و امان ' شہر امن ' مدینۃ السلام ' شہر ابي جعفر منصور ' یعني بغداد میں داخل ھوں ؟

ابو جعفر منصور کا یہ شہر ھارون اور مامون خصوصاً متوکل کے زمانے میں ایک دنیاوي جنت تھا - یہاں ایک شاعر ابو العبر نامي رھتا تھا - اسکے عجیب و غریب حالات ھیں - بلکہ وہ تو ان دیوانوں میں سے ھے جنکي مثالیں دنیا میں بہت کم ھوتي ھیں - تاریخ و ادب کي کتابوں نے اسکے حالات کي تشریح کي کفالت کي ھے -

یہ شاعر ھر سال اپنے نام کے ساتھہ ایک حرف بڑھا لیتا تھا' یہاں تک کہ اسکا نام اتنا بڑا ھوگیا : " ابو العبر طرد طیل طلیري بک بک بک " متوکل اسکو حریر کا کرتہ پہناتا تھا اور منجنیق میں بٹھا کے دجلہ کے اندر پھینکدیتا تھا - جب منجنیق اسکو ھوا میں پھینکتي تو وہ چلاتا : الطريق الطريق ( راستہ دو راستہ دو جیسے اردو میں کہتے ھیں ھٹو بچو - الھلال ) اور اسي طرح چلاتا ھوا پاني میں گر پڑتا تھا - پھر غواص آتے تھے اور اسکو نکال لیتے تھے -

خلیفۂ متوکل کے محل میں ایک " زلاقہ " تھي ( وہ جگہ جہاں سے آدمي پھسل پڑے ) یہ " زلاقہ " ٹوبوجان (Tobogan) سے کسی قدر مشابہ تھي جو اسوقت مصر جدید میں موجود ھے - خلیفہ کے حکم سے اس پر لوگ چڑھتے تھے ' پھسلتے تھے - اور پھسلتے پھسلتے جب حوض میں گر پڑتے تھے تو خلیفہ جال ڈالکے انہیں نکالتا تھا - جیسے مچھلیاں پکڑي جاتي ھیں !!

اسي کے متعلق شاعر کہتا ھے :

يامر بي الملك - فيطرحني في البرک
بادشاہ اپنے حکم سے مجھے حوض میں ڈلوا دیتا ھے
ثم يصطادني - کانني من السمک
پھر مجھے شکار کرتا ھے گویا میں بھي مچھلي ھوں !

سے ماخوذ ہے مگر ایک دوسري قسم کي کشتیوں کے لیئے جو نہر ' تالاب ' خلیج ' اور بندر گاهوں کے اندر سے مٹي اور ریت نکالنے کے لیے استعمال کیجاتی هیں ' اور جو اس کشتي کی طرح هیں جنکو فرانسیسی ( Pargus ) کہتے هیں -

* * *

هر بیڑے کے لیے ایسي کشتیاں بھي ضروري هیں جو گھوڑوں کے لیے مخصوص هوں - یہي کشتیاں هیں جنکو " طرائد " ( جمع طریده ) کہتے تھے - یورپ نے یه نام بھي لے لیا - اطالیوں نے پہلے (Tarida) - پھر ( Tareta ) کردیا فرانسیسیوں نے اسیکو ( Tartane ) کہا مگر ان مخصوص بادباني کشتیوں کے لیے جو بحر ابیض متوسط میں عرب کے طرف چلتي هوں -

بیڑے کے متعلقات میں " فلائک " ( جمع فلوکه ) بھي هیں - اسي لفظ کو اطالیوں نے ( Feluca ) بنایا اور فرانسیسیوں نے ( Filauque )

اسیطرح " شباک " بھي بیڑے کے متعلقات میں سے ہے - اطالیوں نے اسکو ( Scibecco ) کہا اور فرانسیسیوں نے ( Chebco ) -

بیڑے کي متعلقه کشتیوں میں " قوارب " بھي هیں ( قوارب جمع ہے قارب کي ) اسکو انھوں نے ( Corvette ) کہا جو انکے واحد قارب کی ایک متغیر شکل ہے -

مجھے ابھي " ثلمندیات " کے متعلق کہنا باقي ہے جسکا ذکر بیڑے کے جہازوں میں کرچکا هوں - اسکا واحد " ثلندي " ہے - لاطیني زبان میں اسکو ( Chalandime ) بنایا گیا ' روس نے اسکو ( Schelanda ) کہا - اطالیوں نے (Scialanco) اور فرانسیسیوں نے ( Chaland ) -

یه لفظ بھي هم نے اب ان سے واپس لے لیا ہے اور ازراه تعریب و تغریب اسکو " صندلي " کہتے هیں - یه نام اب مع اپني ان تمام تعریفات کے جو انکے یہاں اور همارے یہاں هولیں ' ان خاص قسم کي کشتیوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جو مال لاتي اور لیجاتي هیں ' جیسے " مراعین " جو جمع ہے ماعون کي که اسکو بھي فرانسیسی (Mahann) اطالي (Maona Mahona ) اور (Maganne) کہتے هیں -

* * *

آئیے ' ذرا پھر دریا کي طرف لوٹین - کبھي ایسي هوائیں چلتي هیں جنھیں بیڑے پسند نہیں کرتے ' اور موجین اس طرح انھیں الٹ دیتي هیں که نوتیه یا نواتیه (Nauronniet) (یعني ملاح ) کو سخت مصیبت کا سامنا هوجاتا ہے -

ان موجوں کے سخت تلاطم کو " هول " یا " هوله " کہتے هیں - فرانسیسي اسے houle بنا کر موج کیلیے کہنے لگے جو پہاڑ کي طرح بلند هو - کبھي اسکو وہ هوا الٹ دیتي ہے جو " مشرق " کي طرف سے چلتي ہے - یه دوسرا نام ( یعني مشرقي ) فرنگیوں کے حافظے میں رهگیا - پس اطالیوں نے کہا : Scerocco - پھر بنایا : Sirroco - پھر اسکے بعد Scilocco مشهور هوا - فرانسیسیوں نے اسے پہلے Sicocco کیا پھر Sicoc -

یه تمام نام در حقیقت لفظ " شرق " اور " شروق " هي سے ماخوذ هیں -

اب لفظ " موسم " پر غور کرو ! اهل فرانس و انگلستان نے اسے Mausson اور اطالیوں نے Mansone بنایا -

آپ تعجب نه کیجیے که آخر لفظ میں انھوں نے میم کي جگهه نون رکھا ہے - ایسي تبدیلیاں اختلاف نسب و لہجه کا نتیجه هیں - کیا آپکو معلوم نہیں که شهر " سواکن " کو وہ Suakim کہتے هیں حالانکه سواکن کے آخر میں نون ہے ؟

* * *

اب هم پھر بیڑے کی طرف عود کرتے هیں ' اور کہتے هیں که دریا میں بیڑے پر جو کچھه گذرنا تھا گذرا - اسکے بعد وہ بندرگاه میں داخل هوا ' اور به سبب کپتان کي ناواقفیت کے ایک شعب سے ٹکرا گیا - اس پر اهل یورپ نے اسے پکي سڑکوں کے ساتھه تشبیه دیکر Recif کہا ( کیونکه مولدین عرب پخته راستوں کو رصیف کہتے هیں - اسي رصیف سے Recif بنایا گیا ہے - الهلال )

اب بیڑا اس جگهه پہنچ گیا جہاں وہ هواؤں کي پریشاني اور موجوں کي طوفان خیزي سے مامون و محفوظ تھا - اس جگهه کو اهل اسپین و پرتگال نے Cala کہا ' اور فرانسیسیوں نے اسي لفظ کو جوف کشتي کے لیے استعمال کیا - اسکي اصل ایک عربي لفظ " کلا " سے مشتق ہے جسکے معني حفاظت و حراست کے هیں - و هذا کما تری -

ابو عبد الله محمد بن علي صاحب غرناطه کي تلوار ( ۸۹۷ هجري ) جو اندلس کا آخري عرب فرمانروا تھا -
یه پیرس کے قومي کتب خانے میں اب تک محفوظ ہے -

* * *

بیڑے نے کیا کیا ؟

جنگ کے لیے صف بندي کي اور منجنیق نصب کي - " منجنیق " ایک یوناني لفظ ہے جسکو عربوں نے ملحق کرلیا اور اسمیں نون داخل کردیا تاکه انکے اوزان کے نعت میں آجاے -
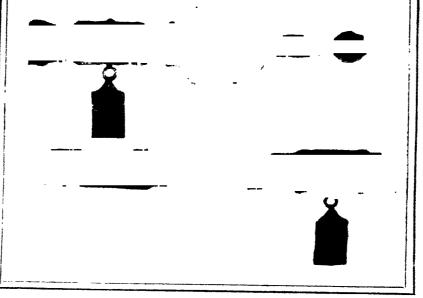
اهل معرب کي عادت یه تھي که فاء اور قاف کے اوپر اور یاء کے نیچے جبکه وہ مفرد هوں یا کسي لفظ کے آخر میں هوں ' نقطے نہیں دیتے تھے ' کیونکه ان صورتوں میں التباس و تشابه کا خوف نه تھا - پس اگر هم یه سونچیں که بعض اشخاص نے اس آلے کا نام بغیر نقطوں کے لکھا هوگا اور فرض کریں که آخري حرف کا نچلا حصه کسی وجه سے مٹ گیا اور وہ " منجنو " هوگیا تو اسکے بعد صاف واضح هوجاتا ہے که رومن حرفوں میں Mangannoan دراصل منجنیق هي کي نا تمام صورت ہے اور وہ یوناني سے نہیں بلکه اندلس کے عربوں کے واسطے سے آیا ہے - کیونکه اگر ایسا نه هوتا تو اسکي موجوده صورت عربي سے زیاده اصل یوناني سے قریب هوتي - وہ لوگ " منجنو " یعني نون کو غیر مشدد پڑھتے هیں اگرچه لکھتے دو مرتبه هیں - یہي وہ نام ہے جو فرانسیسیوں کے یہاں منجنیق کے لیے ہے -

* * *

میں نے دریا اور جنگ کا اسقدر ذکر کیا که آپ لوگ تھک گئے هونگے ' حالانکه آپکو جنگ سے کیا دلچسپي ؟ آپ تو امن پسند اور اهل امن هیں اور جنگ و جدال کے میدان تو اب دوسروں کے سپرد کردیے گئے هیں - اچھا تو کیا یه بہتر نہیں که سر زمین عراق
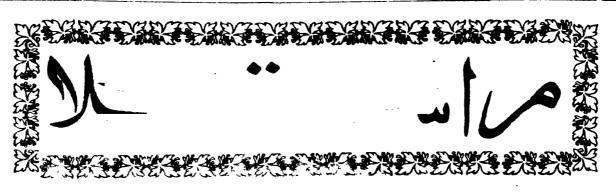
قرار داده اند ؟ ايا تقسيم اقتصادي مملكت اسلامي عثماني بهمين ملاحظات نيست ؟ ايا كشيدن خط آهن در ايران و عثماني براے همين جهالت و خود پسندي و اختلافات نيست ؟ اگر بخواهيم بهمين عقيده و خيالات باطله بمانيم ' بسا خانقاه و مدارس درين راهاے خطوط ايران و عثماني پيش مي آيد ' بلكه مساجد و مقامات متبركه نيز' ازينها هم گذشته مكه شريف و مدينه منوره دچار خواهد شد - هرچند بكنار باشد بميانش ميارند - اگرچه مسلمانان حس شان زياد است و اين طور امتحانات مذهبي : : : : : : : : : : بسيار داده اند و تماماً پاس كرده اند - ازانجمله است قضيه فجيعه بمباردمان گنبد مطهر حضرت ثامن الائمه و واقعه ناگوار مسجد كانپور و دعوت مستورات مسلمانان با غيرت صحيح الاعتقاد شمله در روز دوازدهم ماه رمضان المبارك و تعبير عادات و سكنات بخصوص لباس و كلاه قومي -

گر نويسم شرح اين بيحد شود

چيزے كه ديگر علے النقد باقي ست' همين تجديد اختلاف ميان شيعه و سني ست - آن هم بذريعه اخبارات كه فوري گوش زد تمام عالم گردد ' تاهركس هر كجا كه هست ' درين فيض عظماء خود شان شريك و سهيم نمايد و بواسطه جهالت و تعصب دوچار ننگ و بے شرفي و ذلت و خواري دنيا و عذاب اخرت شود : خسر الدنيا و الاخرة' ذلك هو الخسران المبين !

لكن اين مطلب ديگر هم لازم است كه جسارتاً عرض شود' و آن اين ست كه ديه بر عاقله است' زيرا كه حضرت عالي الحمد لله بهتر از همه واقف بمواقف امروزه و سياسيات مسلمانان كنوني هستيد' و خود را مركز توجه عامه و خاصه ' و پيشواے عموم مسلمانان ' و طريق نجات و فلاح قرار داده ايد - چرا اين جور مطالبات نفاق آور و كدورت انگيز در جريدۀ مقدسه الهلال درج ميفرمائيد كه باعث خيالات برضى ' و رنجش بعضى ' و خشنودي دشمنان گردد ؟

اوقات عزيز گران بهاے معتبر خود را بايد صرف اين طور كارها نه نمايند زيادہ جسارت است اميد عفو و اغماض را دارم -

( العبد سيد مرتضى ايراني - سنٹرل انڈيا هارس اگر مالوا )

---

مدبر روشن ضمير جريدۀ فريدۀ الهلال دامت ايام افاضاته

امشب در كلب نشسته مشغول خواندن صفحۀ ۲۹ مورخۀ ۹ و ۱۶ ماه روان الهلال بودم كه چشمم بدين جملۀ آتش فشان افتاد - ( خواجه غلام الثقلين صاحب كا توبه بيان هے كه ايران ميں زياده تر بهائيت اندر هي اندر كام كررهي هے ) و چون اين يك الزام ناقابل برداشت بر ملت نجيبۀ اثنا عشريۀ خودم است با كمال ادب انرا ترديد كرده نميگويم كه خواجه صاحب ديده و دانسته بهتان ميگويند بلكه عرض ميكنم كه ايشان آگاهي ندارند و سزاوار نبود كه بگفتۀ يك و دو تن باور نموده آشكارا يك ملت باين بزرگي را بد نام فرمايند - ميد وارم' بدرج اين مختصر رفع اشتباه فرمائيد - اگرچه بنده در بعضي از مطالب اين مقالۀ شما اختلاف كلي دارم' ولى چون آوردن نام شيعه و سني را درميان مسلمانان گناه كبيره ميدانم چيزے

## معارف قرانيه

يك چراغيست درين خانه كه از پرتو آن
هر كجا مي نگري انجمنے ساخته اند

از جناب حكيم غلام غوث صاحب طبيب يوناني - خانپور - رياست بهاولپور

كلوا و اشربوا ولاتسرفوا ان الله لا يحب المسرفين

همارا ايمان هے كه قران مجيد كا لفظ لفظ رب العالمين كا كلام هے اور صوري و معنوي صلاح و فلاح كے اسباب اسي ميں موجود هيں :

جميع العلم في القران لكن * تقاصر عنه افهام الرجال

قران حكيم كي تعليم ايسي زبردست و صداقت لئے هوے هے كه جن قوموں اور مذهبوں نے اسے على الاعلان نهيں مانا ' انهوں نے بهي اپني كتابوں ميں جو سيكڑوں سال اس سے پہلے كى هيں ياسيكڑوں سال بعد كي هيں' اسي تعليم كے موجود هونے كا دعوى كيا هے' اور جو علوم عالم وجود ميں نهيں آئے اور آگے آئينگے وه قران حكيم ميں موجود هيں :

رخش خطے كشيده در نكوئي
كه بيرون نيست از ما خوبروي

جس آيه شريفه كو ميں نے عنوان ميں لكها هے' ايك وسيع المعانى اور جامع المعارف هے - ميں اسكي تفسير صرف تفصيلات طب كے ساتهه كرنا چاهتا هوں -

كلوا واشربوا ولا تسرفوا ان الله يحب المسرفين - يعنے كهاؤ پيو مگر حد سے مت بڑهو' كيونكه خدا حد سے بڑهنے والوں كو دوست نهيں ركهتا - يعنے ابهي اشتها باقى هو كه غذا سے هاتهه كهينچ لو - مانا كه غذا

[ بقيه پہلے كالم كا ]

نمي نويسم - گذشت آن زمان كه دو برادر اسلامي فريب دشمنانرا خورده بآزار يكديگر كمر مي بستند - اكنون چون شير و شكر بهم آميخته بنواى دلكش مي سرايند :

من تو شدم تو من شدي من تن شدم تو جان شدي
تاكس نگويد بعد ازين من ديگرم تو ديگري

خاكسار حاجي ميرزا ابوالقاسم ايراني - پروفيسر فارسى مدرسة العلوم عليگڈه -

## الهلال :

حقيقة الامر نه آنچنا نست كه حضرة عالي تصور فرموديد - مسئلۀ اشاعة بهائيت در ايران را محض نقلاً و روايتاً عرض كردم نه بطور حقيقت الامر - مولانا فدا حسين صاحب در مقالۀ شيعه و سني احتجاج از سفر نامۀ خواجه غلام الثقلين صاحب كردند و نوشتند كه در قسطنطنيه مذهب شيعه روبه اشاعت و نفوذ ' و جالب قلوب اقوام عثمانيه و اتراك ست - عرض كردم كه صحيح نيست ' بحاليكه روايت جناب خواجه صاحب بر عكس اين معامله است ولو هر دو را اصلاً صحت نه باشد -

که اس غریب ملک کے سواحل اور بازار دونوں براعظمونکي دولت سے ایک روز مالا مال هو جائینگے ؟ "

اسی رسالے میں سنیبرٹی گیلمبرٹي (Signor T. Galimbarti) نامی ایک ممبر پارلمینٹ اٹلي تحریر کرتا هے :

لکو سیڈ نے (Lacaussade) جو اسوقت ریویو دو روپین کا اڈیٹر تها ' لکها تها که یورپ کي تمام جالداد بیت المقدس میں شامل کردي جاے - اور خلیفهٔ مسیح کي حفاظت پچاس هزار سپاهیوں سے کي جاے ' جو تمام کیتهو لک اقوام سے جمع کي جائیگي - ترکي بالکل غیرجانب دار رهے - مصر کي آزادي کا اعلان کر دیا جاے - پهر نه مسئلهٔ روم رهیگا اور نه مسئلهٔ مشرق ادنی -

## اســلام اور سلطنت

وہ کمزور دل کے لوگ جو پان اسلامز (عالمگیر اسلامي اخوت) کے نام سے چونک پڑتے هیں' راونڈ ٹیبل (Round Table) کے ایک مضمون " اسلام اور سلطنت " کو پڑهیں ' جس میں نهایت واضح اور روشن طریقے سے مسلمانونکي سیاسي بے چیني کا خاکه کهینچا گیا هے - کاتب مذکور لکهتا هے :

" ترکونکي هزیمت سے جو عالمگیر بے چیني اسوقت دنیاے اسلام میں پیدا هوگئي هے وہ مقتضاے فطرت هے - مگر یه امر که همیشه سے باهم جنگ کرنے والے یعني شیعه و سني اپني جنگ کو اسوجه روک لینگے که وہ مغرب پر حمله کردیں ' بالکل بعید از قیاس هے - اگر اٹلي کے سپرد طرابلس کردیا جاوے تو بهت کم اُمید اور قرائن ایسے هیں که ایک عام جهاد کا اعلان هو جو روس کو ایران سے' اور انگریزونکو هندوستان اور مصر سے نکالکر ترکونکی سلطنت نئے سرے سے قائم کرے -

عالمگیر اخوت اسلامي ایک محض دهوکه هے ' اس سے انسان کے جذبات کو کسی قسم کي تحریک نهین هوتي ' اسمیں کوئي ایسي مقناطیسی جاذبیت نهیں که وہ تمام منتشر اجزاے اسلام کو جمع کرکے ایک جگه پهر جمع کرسکے "

یه بیان کرکے که " هندوستان میں اب کوئي بغاوت یا غدر اسوقت تک نهیں هوگا جبتک که مسلمان عمده حکومت کے زیر سایه هیں اور مذهبی رواداري قائم رکهي جاتي هے" صاحب مضمون کهتے هیں :

" مسلمان انگلستان کو سب سے بڑي اسلامي طاقت سمجهتے هیں - اسلام کے متعلق کونسل کے کمروں میں یه گفتگو کرنا که سب سے پیچهے رهنے والي قوم مسلمانوں‌ي هے ' خود مسلمانونکے واسطے مفید هوگا - وہ اپني پست حالت دیکهکر چونک جائینگے اور اپني نجات کا راسته آخر کار نکال لینگے - مسلمانونکو سخت صدمه اسوقت هوتا هے جبکه وہ یه سنتے هیں که گورنمنٹ اُنکے جائز حقوق کي طلب کو نظر انداز کردیتی هے ' یا ملک معظم کے وزرا سیاسي معاملات میں گفتگو کرتے هوے اپنے مذهبی خیالات کي جهلک کو نهیں چهپا سکتے هیں - مگر اب مسلمان اس بات کو بخوبي سمجهه سکتے هیں که اُنکو جو کچهه حاصل کرنا هے ' مناسب اور ایمانداري کے وسائل اختیار کرکے حاصل کریں ' اور کسي قسم کي بے جا رعایت یا فائده نه اُٹهائیں -

یه خیال عام هوتا جاتا هے که یوروپین اقوام ملک‌گیري کي طمع دولت یا حکومت کے واسطے کرتے هیں' بلکه حقیقت میں انکا منشا یه هوتا هے که علوم و فنون کي مشعل لیکر تحقیقات علم و مدنیت کو از سر نو تازہ کریں اور مشرقي اقوام کے مردہ جسموں میں تهذیب کي روح پهونک دیں "

افسوس که اس خیال کي اشاعت کے متعلق نیک خیال مضمون نگار کا حسن ظن صحیح نهیں - ایک عرصے تک اقوام یورپ کي نسبت مشرق میں یه خیال تها ' مگر اب برقعه اُلٹ چکا هے اور جو صورت نظر آتي هے وہ بهت نفرت انگیز هے -

# المراسلة والمناظرة

## اتحــاد فیمــابیــن شیــعه و سنــی

قربانت شوم - امیدوارم که پیوسته آفت بر مسند نوع پروري و وطن خواهي و اسلام پرستی متکي و برقرار باشند -

بعد جسارة عرض مي شود که این بندہ ضعیف قریب دو ماہ ست که بتوسط دوست عزیزے از قرائت جریده فریده الهلال مشرف میشدم ولی اکنون یک دو نمره است که بعکس باعث غم و اندوه گردیده ' و اینهم براسطه درج فرمودن معاجه و مناظرات یا اتحاد شیعه و سني است -

چه قدر جاے افسوس است ' زیرا که علما و پیشوایان ملل سائره از نکو ساختن کار زمین بکلي فارغ شده و اکنون به آسمان و سیارات پرداخته و مشغول اند ' لکن ازانطرف ما مسلمانان هم به بیبید که از صقلیه و قبرس و قرناطه و اندلس و و ' ' و ' - واز طرف دیگر مصر و اسکندریه و مراکش بلکه تمام افریقه ' و از طرف دیگر تمام هند و بخارا و خیوه و شیروان رقیدان تا برسد بدیوار چین ' و از طرف دیگر بلغار و سرویا و البانیا ......بازهم اکتفا نکردیم و در مرتبه مشغول شدیم تا طرابلس و سلانیک !

اکنون پرداخته ایم به بقیة السیف یعني دولت عثماني و ایران و افغانستان - باوجودیکه همه چیز مي بینیم و میشنویم ' باز دست عرض بر نداشته - اگر در واقع معنی اتحاد و برادري همین است که آقایان محترم فهمیده و میدانند جاے افسوس است :

حاجي بره کعبه رواں کمن رہ دین ست
خوش میرود اما به مقصود نه این ست

خوب است ' که آقایان محترم بفرمائید که این سیل اسلام کن و این مرض مهلک در عرب و عجم بود - باوجود آنها بکلي دست کشدند ' لکن در هندوستان هنوز تا درجهٔ قوت دارد - یا این است که عرب و عجم بهتر فهمیده و دانسته و مصلحت وقت را ملاحظه مینمایند یا آنکه اقایان عظام که تربیت یافته بلکه تربیت کنند گان کالج ها و مدرسة العلوم ها هستند اشتباه فرموده اند ؟

خوب است ' حضرت عالي در جواب آقایان بفرمائید که امروزه مثال ما مسلمانان مثل چند برادر است که اموالے به ارث از پدر بچنگال شان افتاده و اکنون بواسطهٔ تقسیم آن باهم میجنگند - ناگاه در بین زد و خورد جماعتے هم از دزدان براے بردن اموال حاضر و مصمم گشته - دران حال چه کنند ؟ آیا اول دزدان را از خانه بدر ون و مغلوب و متفرق سازند و متفقاً حفظ اموال و ناموس نمایند یا ' انکه همین طور مشغول جنگ و جدال باشند ؟ تا وقتیکه معلوم شود که از یک طرف تمام اموال شان از کف رفته و طرف دیگر خود شانرا تمام و نابود کرده اند - اگر ما اکنون شق ثاني را اختیار نمائیم خیلے زود خواهیم فهمید' و انوقت هم پشیماني سودے ندارد و نخواهد داشت -

بخداے لا یزال قسم است که بر حسب این اختلافات ننگ آوري که این اوقات دارد روز بروز افزون میشود - مثلاً همین اختلاف شیعه و سني و اختلافات فیما بین قائد و پیشوایان هندوستان و جلسهٔ دهلي و اختلافات داخلي و خارجي ایران و عثماني - روزے خواهد آمد که زبانم از گفتنش لال و الکن است ! !

اگر براسطهٔ این طور اختلافات نبود ' چه طوري میتوانستند با تن زنده تشریح و پاره پاره بنمایند ؟ آیا نه بهمین سبب ها ست که منطقه هاے نفوذ همسایگان جنوب و شمال ایران براے خود شان
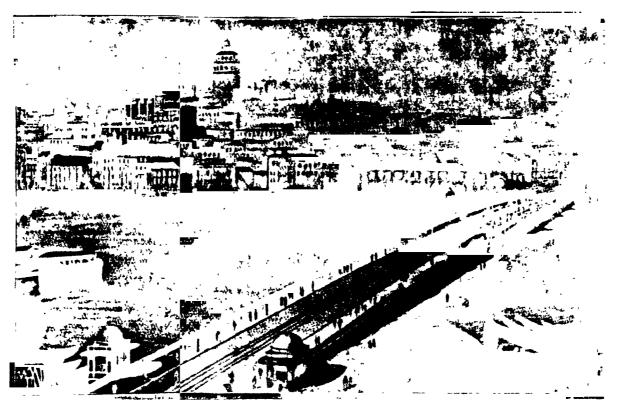
شاخ زرين كا ايك نظارة !
قسطنطنيه كا مشهور پل

# اخبار و حوادث

از مراسله نگار المويد

## ( ۲ )

### ( جرمني جنگي مشن )

جرمني كے جنگي مشن نے همارے فوجي حلقوں كي تفتيش شروع كردي هے - كمانڈر وان ساندرس ' جنكو همارے اول فيلق ( آرمي كور ) كي كمان ملي هے ' آستانه اور اسكے گرد و نواح كي عثماني فوج كي حالت سے واقف هونے كے ليے نهايت سعي و سرگرمي سے كلم كر رهے هيں -

پرسوں ( يعني ۲۷ دسمبر كو ) دو جرمن آفيسر لواء وان و يبرو اور لواء بوسلت اور انكے ساتهه بكباشي اركان حرب عاصم بك اور ملازم محمد ضياء آفندي مدرسه توپخانه كے ايڈيكانگ ' ادرنه ' قرق كليسا ' ديموتقه اور شتلجا اسليے روانه هوے هيں كه وهاں كے فوجي اور جنگي حالات كي تفتيش كريں - اور عنقريب وان ساندرس بهي وهيں جائينگے -

يهاں تك تو جرمني جنگي مشن كے اندروني كاموں كا تذكره تها ' رها وه بين الدولي مسئله جو اس جرمن كمانڈر كو همارے پہلے فيلق كي كمان پر ملنے پر پيدا هوا ' تو اسكے متعلق سب سے آخري خبر جو مشهور هوئي هے ' يه هے كه شاهنشاه جرمني ' شاه انگلستان ' اور زار روس ميں اس سياسي فوقيت كي تلافي كے ليے گفتگو هو رهي هے ' جو جرمني كو دولت عثمانيه ميں اس عظيم الشان برتري و تفوق كے حاصل هونے سے دول كے مصالح ميں پيدا هوا هے -

ان معاملات ميں جن لوگوں كي تيز نظري پر اعتماد كيا جاتا هے ' انكا قول هے كه دوسري سلطنتوں كو جرمني كے امتياز كے مقابله ميں جو امتيازات ملنے والے هيں ' انكے بعد وه اس معامله ميں خاموش هو جائيگي ' بشرطيكه اس امر كي ذمه داري كيجائے كه عثماني فوج ميں جرمني كے اثر سے دوسري سلطنتوں كو كوئي نقصان نه پهنچيگا - اغلب هے كه امور ذيل كے ذريعه يه بات حل هوسكتي هے :

( ۱ ) دولت عثمانيه وعده كرے كه باسفورس اور دردانيال سے تجارتي جهازوں كے گزرنے كے نظام ميں كوئي تغير نه هوگا ' نيز ان دونوں آبنائوں ميں كبهي حتى كه زمانۂ جنگ ميں بهي تارپيڈو كشتياں نه لگائي جائينگي -

( ۲ ) دولت عثمانيه سركاري طور پر وعده كرے كه اگر اسميں يا اور كسي دول عظمى ميں سے كسي ميں جنگ چهڑيگي ' تو اسوقت اس مشن كے ممبر جرمني واپس چلے آئينگے -

( ۳ ) يه كه اس جرمني كمانڈر كو ان آبنائوں كے قلعوں سے باقاعده يا عملي طور پر كسي قسم كا تعلق نه هو ' اور نه اسكو عثماني پوليس ' دفتر عرفيت ' اور قوانين استثنائيه پر اختيار حاصل هو -

پهر بهي بعض اخبارات كے خود غلط سمجهنے يا غلط سمجهانے كي كوشش كے على الرغم يه مسئله ابهي غير منفصل هے ' اور جب اسكا فيصله هوگا تو ايك دانشمندانه فرض هوگا كه وه ان ذرائع و وسائل پر سنجيده بحث كرے ' جن سے يه مسئله ' جسے يهاں منحوس مسئله كهتے هيں ' حل هوا هے -

### ( عثماني فوج )

عثماني فوج عرب ' ترك ' الباني ' كرد ' اور چركس كے متعلق قديم زمانے سے يه مشهور هے كه وه ايك ايسي مشهور ' پامرد اور شجاع فوج هے كه تقريباً دنيا كي كوئي فوج اسكي همسري نهيں كرسكتي - اور اگر كبهي اسكو شكست هوئي هے تو يه ناممكن هے كه اسكا سبب اسكي بزدلي ' يا اسكي شجاعت كي كمي يا اسكي

بدل ما يتحلل هے اور قوام معجون بدن اسي سے هے ' اور يه بهي سچ هے که انتعاش حرارت غريزي کا موجب يهي هے جيسا که شعلۀ آتش کے ليے هيزم - ليکن واقعه يه هے که افراط بجاے انتعاش کے بجهانے کا کام ديتي هے - جيسا که آگ کے هاکے شعلے پر لکڑيوں کا انبار اور بجهتے هوے چراغ پر بهت سا تيل -

قانون بوعلي سينا ميں هے که غـذا اگر زياده از قدر حاجت وارد بدن هو تو وه زيادتي موجب فساد هوجاتي هے - اولاً احداث تخمه کرتي هے ' بعد ازاں احداث سده ' سده سے عفونت حادث هوتي هے ' اور اس کميت سے ايـک کيفيت غريبه کا پيدا هونا لازمي هے - جب هضم تـک نوبت پهنچتي هے تو زيادتي رطوبت سے ( که غذا سے حاصل هوئي ) احداث برودت بهي هو جاتا هے اور يهي برودت جمود و خمود هے -

چونکه ارواح و قوى کے روشن رکهنے کا ذريعه حرارت غريزي هي هے اور وه ضعيف هے ' تو ارواح و قوى کي تازگي و لطافت قائم نهيں رهسکتي - يهي تو وجه هے که شکم سيري ميں نزول تجليات حکمت کا نهيں هوتا - صدق ما قال رسول الله روحي فداه و صلى الله عليه وسلم : من اکل الطعام بشهوة حرم الله تعالى الحکمة على قلبه -

عبادت آخر الـليل کي فضيلت اسي حکمت پر مبني هے که معده غذا سے خالي اور ارواح دخان طبخ هاضمه سے پاک - دعاے سحري ' مناجات نيم شبي ' و فکر صباحي مشهور اصطلاحيں هيں - في الجمله طب فرنگ و يونان و ويدک ميں زائد از اشتهـا کهانا ممنوع هے -

حکيم بختيشـوع نصراني هارون رشيد کے زمانه ميں دربار کا طبيب نامي تها - علي بن حسين بن واقد سے کها که تمهاري کتاب ( قرآن ) ميں کوئي چيز طب سے نهيں - حالانکه علم دو هيں : علم الابدان اور علم الاديان - اسنے کها که حق تعالى نے تمام طب کو اس آدهي آية ميں جمع فرماديا هے : کلوا واشربوا ولا تسرفوا - اسنے کها که آپ کے رسول سے کوئي چيز طب ميں منقول نهيں - علي بن حسين نے جواب ديا که همارے رسول نے طب کو تهوڑے سے الفاظ ميں جمع کرکے فرماديا هے : المعدة کل داء والحمية راس کل دواء - يعني معده سب بيماريوںکا گهر هے اور پرهيز هر دوا کا سر هے -

بختيشوع نے کها که سچ هے - تمهاري کتاب اور تمهارے پيغمبر نے جالينوس کے ليے کچهه بهي نه چهوڑا - اس تسليم اور اعتراف کو ديکهکر بے ساخته متنبي کا يه مصرع ياد آجاتا هے :

الفضل ما شهـدت به الاعداء

يعني بزرگي وه هے جسکي دشمن بهي شهادت ديں !

عارف شيراز نے گلستان ميں لکها هے که بعض ملوک نے ايک طبيب کو پيغمبر آخر الزماں کي خدمت ميں ارسال کيا ' وه مدت تک ٹهرا رها مگر کسي نے اسکي طرف رجوع نه کيا اور نه دوا پوچهي تنگ آکر حضرت کي خدمت ميں شکايت کي - ارشاد هوا که يه لوگ اسوقت غذا کرتے هيں جب اشتها صادق هوتي هے ' اور چهوڑ ديتے هيں جبکه اشتها باقي رهتي هے - پس يه مريض نهيں هوتے - يه روايت کتب حديث ميں همـاري نظـر سے نهيں گذري ليکن اسميں ايک نکته نهايت جيد هے -

بعض تاريخوں ميں ديکها هے که نوشيرواں کے پاس چار طبيب عراقي ' رومي ' هندي اور حبشي جمع هوے - اسنے پوچها که کونسي دوا هے جسکے استعمال سے مرض نهونے پائے ؟ عراقي نے کها که تين جرعـه پاني گرم کا علي الصباح پينـا - رومي نے کهـا که هر روز حب الرشاد بقـدر کف دست کهانا - هندي نے کها که تين هليله سياه کا روزانه استعمال -

حبشي نے کها که پاني گـرم معده کو ڈهيله کرتا هے اور گرده کي چربي کو پگهلاتا هے - حب الرشاد مهيج صفرا اور هليلۀ سياه مهيج سودا هے ' پس وه دوا که جس سے دوسري دوا کي حاجت نهيں پڑتي يه هے که غـذا بعد بهوک کے کهائي جاے ' اور سير هونے کے قبل چهوڑدي جاے - سب نے کها سچ هے :

ثـلاثـة مهلکات لـلانام * و داعيه الصحاح الى السقام
دوام مـدامـه و دوام وطى * و ادخال الطعام على الطعام

حاصل کلام يه که فيصله وهي هوا جو قرآن مجيد نے کيا هے که کلوا واشربوا ولا تسرفوا ان الله لا يحب المسرفين - اب ديکهنا يه هے که حد سے تجاوز کرنا اور انداز سے آگے بڑهنا مضر کيوں هے ؟ اور مضرت کيا هے ؟ هاں حديث شريف ميں آيا هے که حرص و هوس سے طعام کهانے والے کا دل حکمت سے محروم کرديا جاتا هے ' اسکا سبب يه هے که اشتها سے زياده کهانے ميں بدني فساد لازمي هے ' اور بدني فساد سے روحي فساد و خرابي ضروري - پس ماننا پڑيگا که ديني و دنيوي کاموں کے قابـل نرها - اس سے بڑهکر اور مضرت کيا هوگئي ؟

کلوا واشربوا ولا تسرفوا سے يه مطلب بهي نکل سکتا هے که کهاؤ پيو مگر بهت خرچ مت کرو ' يعني مکلف غذا ' لطيف طعام ' لذيذ شربت ميں خرچ زائد نه کرو - يه نکته بهي بالکل طب کے موافق هے کيونکه جو غـذا غليظ هو اور جوهر اسکا متين - اوسکے کهانے والے اور عادت کرنے والے کي عمر دراز اور تندرستي قوي هوتي هے کيونکه قبول آثار و ضد تغير سے بعيد هے -

مانا که طعام و شربت لطيف سے غذا حاصل هوتي هے ليکن بهت جلد متاثر و متغير هوکر مرض کا موجب بهي تو هوجاتي هے - تجربه اور مشاهده بهي يهي شهادت ديتا هے جيسا که فلاکت زدگان فـقر اور صحرا نشيان و غير شهري قوت ميں زياده ' عمر ميں دراز ' جسم ميں تندرست هوتے هيں ' اور شربت نوشان لذيذ و معطر ' و طعام خوران لطيف و خوش منظر ' قوت ميں ضعيف ' عمر ميں کوتاه ' اور گوناگوں امراض ميں مبتلا ديکهے جاتے هيں -

هاں اس مسئله کي دليل پکڑکر که جو لطيف هے زود متاثر از غير ' اور جو کثيف هے دير متاثر از غير هوتا هے ' کها جاے گا که کثيف دير و بد هضم ٹهرا -

تو ايک حد تـک يه مسئله صحيح هے ' مگر يه مسئله غير معتاد کي نسبت هے - جب عادت هوجائے تو وهي شے زود هضم هوجاتي هے ' توليد خلط صالح و مدد صحت لازمي هوجاتي هے ' اور بسبب کثافت کے دير متغير و دير تحليل ثابت هوکر درازي عمر کا باعث هوتا هے - آية شريفه کا منشا يهي هے که طبيعت ميں عادت نيک ڈالو کيونکه : ان الله لا يحب المسرفين -

بهر حال " ولا تسرفوا " کو هر جگه دخل هے - سخاوت اور فياضي کے متعلق اکثر لوگ غلطي کرتے هيں يعني اسراف اور فضول خرچي کي حد تـک پهنچ جاتے هيں - قران حکيم نے ايک اصول قايم کرديا هے - کلوا و اشربوا و لا تسرفوا ان الـله لا يحب المسرفين - اسي کي تفسير ميں حديث شريف هے : خير الامور اوسطها - في الجمـله صحت ' قناعت ' تمدن ' تهذيب ' اور اخـلاق کا سبق اسي ايک آية شريفۀ مندرجۀ عنوان سے ملتا هے : فاعتبروا يا اولى الابصار -

# اسرار طرابلس

## ختم جنگ کے اسباب

### انکشاف حقیقت

شیخ سلیمان البارونی کی تصریح

جنگ بلقان کی مشغولیت نے مظلوم و بے نوا مگر مقدس و اولو العزم طرابلس کی طرف سے دنیا کو بالکل بے خبر کردیا حالانکہ اس سر زمین صحرائی کے فقرا اور بادیہ نشینوں نے جو کچھہ کیا ' اسکی قدر و قیمت جنگ بلقان کی با ساز و سامان ناکامیوں نے اور بڑھا دی ہے !

شیخ سلیمان البارونی ایک سنوسی شیخ طرابلس کے ساتھہ کھڑے ہیں ( واقعۂ تعاری )

جنگ بلقان ہی کی وجہ سے جب دولۃ علیہ مجبور ہوئی اور اٹلی سے صلح کرلی تو اسکا کوئی اثر اندرون طرابلس کے مجاهدین پر نہ پڑا وہ برابر مصروف دفاع و جہاد رہے - چنانچہ کئی سخت معرکوں کی خبریں سننے میں آئیں اور اٹلی کے حملے برابر ناکام و شکست یاب رہے -

ترک افسر جو وہاں مقیم تھے ' ان میں سے اکثر بدستور صلح کے بعد بھی ٹہرے رہے - غازی انور پاشا کو اگرچہ اتحاد و ترقی نے بلالیا لیکن اور متعدد رؤساء جنگ وہاں باقی تھے ' اور سنوسیوں اور عثمانیوں میں پوری طرح اتحاد تھا -

منجملہ رؤساء قبائل و جنگ کے ' شیخ سلیمان البارونی ' عزیز بک مصری ' عزیز بک سابق والی عراق ' ایوب بک وغیرہ بھی تھے -

پچھلے دنوں یکایک یہ خبر مشہور ہوئی کہ مجاهدین طرابلس نے جنگ ختم کردی ' عزیز بک مصری اور دیگر رؤساء و شیوخ قبائل میں باہم اختلاف ہوگیا ہے ' اور شیخ سلیمان بارونی مع ایک بڑی جماعت کے جنگ سے دست بردار ہوکر تیونس چلے گئے !

پھر ایک نہایت مختلف روایت شروع ہوا - رسالۃ الہدایۃ قسطنطنیہ کے مضمون نگاروں نے جو حالات بیان کیے وہ اُس سے بالکل مختلف تھے جو المؤید مصر میں شائع ہوے -

یہ بھی مشہور ہوا کہ سلیمان بارونی ( جنھوں نے آغاز جنگ سے نہایت نامورانہ حصہ تمام مدافعات و مجاهدات طرابلس میں لیا اور جنکی مراسلات بارہا الہلال میں شائع ہوچکی ہیں ) اٹلی والوں سے ملگئے اور رشوت لیکر جنگ ختم کردی -

بہر حال حالات نہایت تاریکی میں آگئے - ہم نے بارہا ارادہ کیا کہ اس مسئلۂ کو صاف کیا جاے لیکن محققانہ ذرائع بحث کا انتظار تھا -

اب چاہتے ہیں کہ طرابلس کے بعد از صلح اور موجودہ حالات کو موثق ذرائع سے حاصل کرکے شائع کیا جاے ' کیونکہ مسلمانان ہند صلح کے بعد سے بالکل بے خبر ہیں - اس سلسلے میں سب سے پہلے خود شیخ سلیمان البارونی کی ایک چٹھی کا ترجمہ شائع کرتے ہیں جو انھوں نے مسٹر درسے محمد ایڈیٹر افریقن ٹائمز لندن کے نام لکھی ہے اور اسکا اصلی عکس اخبار مذکور نے شائع کردیا ہے -

مسٹر درسے محمد کی بھی مختصر تقریب کر دیں - قارئین کرام نے ایک پر اسرار فرقہ کا نام سنا ہوگا جو " دروز " کے لقب سے مشہور ہے اور جس کی ایک بہت بڑی جماعت شام اور اطراف بیروت و جبل لبنان میں موجود ہے - خیال کیا جاتا ہے کہ غالباً یہ لوگ باطنیہ و قرامطہ کا بقیہ ہیں -

مسٹر درسے محمد اسی فرقے سے ہیں - انکے والد شیخ سلیم ایک نامور عالم تھے - انکی ایک فرانسیسی شخص سے بہت دوستی تھی جسکا نام " درسے " تھا - اسیکی یادگار میں انھوں نے اپنے لڑکے کے نام میں بھی " درسے " کا لفظ شامل کر دیا -

انھوں نے یورپ میں تعلیم پائی اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہے - کچھہ عرصے سے ایک انگریزی رسالہ " افریقین ٹائمز " کے نام سے نکالا ہے جس کا مقصد اقوام مشرقیہ کی حمایت اور انکے حالات سے اقوام یورپ کو آگاہ کرنا ہے - مصر کے متعلق بھی انکی ایک دلچسپ کتاب حال میں شائع ہوئی ہے - وہ لندن میں مستقل طور پر مقیم ہیں -

انھوں نے شیخ سلیمان بارونی سے حالات دریافت کیے - اسکے جواب میں وہ لکھتے ہیں :

" آپکا خط موصول ہوا ' آپ چاہتے ہیں کہ میں :

( ۱ ) طرابلس میں نئی حکومت کے قائم کرنے اور پھر اسے چھوڑ دینے کا سبب بیان کروں -

( ۲ ) یہ جو ہمارے متعلق اخبارات نے مشہور کیا ہے کہ ہم نے ایک کثیر رقم رشوت میں لیلی ہے اور اسی لیے جنگ ختم کر دی ' اسکی حقیقت بتاؤں -

( ۳ ) میرے متعلق کہا جاتا ہے کہ مجھے بڑے بڑے چندے وصول ہوے مگر میں نے انھیں جنگ میں صرف نہیں کیا بلکہ اپنے لیے رکھلیا - اس الزام سے پردہ اٹھاؤں -

اسمیں سے ہر ایک سوال کا واقعی جواب دیتا ہوں جسمیں کسی طرح شک کی گنجائش نہیں - اس امید پر کہ پہلے یہ عربی میں شائع ہونگے پھر اسکا ترجمہ اس رسالہ کی زبان ( انگریزی ) میں ہوگا :

مشهور و معروف خصوصیات کا نقص هو- بلـکه همیشه اصلي نقطه ضعف اسکا نظام هي هوا هے - نظام کو ان معاني میں سے خواه کسي معني کے لیے لیجیے جن پر لفظ نظام دلالت کرتا هے -

جن عثماني اور غیر عثماني واقف کاروں نے عثماني فوج کو جنـگ اور صلح دونوں حالتوں میں دیکها هے' قریباً ان سب کا اس پر اتفاق هے که دولت عثمانیه کے فوجي نظام میں سب سے بڑا عیب یه هے که گرم ملکوں کے سپاهیوں سے سرد ملکوں میں کام لیا جاتا هے' اور سرد ملکوں کے سپاهیوں سے گرم ملکوں میں - اور کسي ایسي غلط فهمي کي بنا پر جو حکمت و تدبیر اور انصاف و عدل کے ذریعه سے رفع کیجاسکتي هے' ایک صوبه کے باشندوں سے مقابله کے لیے دوسرے صوبے فوج سے خالي کردیے جاتے هیں - آج سو برس سے عثماني فوج کي اصلي مصیبت یه هے که اسکے عثمانیوں سے برسر پیکار کر کے دونوں کو کمزور کردیا جاتا هے' حتی که جب بیروني دشمن سے جنـگ کا وقت آتا هے تو یه حالت هوتي هے که فوج ضعیف القوی هوتي هے' ملک اقتصادي مرض فقر الدم ( کمي خون ) میں مبتلا هوتا هے' خـزانه اس خانه جنگي میں صرف هوچکا هوتا هے' اور اس پر مستزاد یه که فوجي خدمت کي مدت اسقدر طویل هے که اس طول مدت نے اس فن کو صرف اهل فوج هي میں محدود کردیا - اگر مدت خدمت کم هوتي تو چهه سال میں ایک دفعه کے بدلے دو دفعه فوج بدلي جاسکتي - اس سے یه هوتا که فوجي تعلیم عام هوتي' اور جسطرح اب هے اسطرح تهوڑے سے اشخاص تـک محدود نه هوتي -

بظاهر معلوم هوتا هے که قائد اعظم عزت پاشا کو تمام امور اور انـکے نتائج اس آخري جنـگ میں مجسم هوکے نظر آگئے' اسلیے انهوں نے ایک نئي اسکیم تیار کي هے جسکے اور مهمه حسب ذیل هیں

( ۱ ) اس عیب سے نجات حاصل جو آخري جنگ میں ظاهر هوا یعنی میدان جنـگ تـک فوج کي ضرور مقدار نه پهنچا سکنا -

( ۲ ) فوجي تعلیم کا عام کرنا -

( ۳ ) ناگهاني سانحات کي طرف سے اطمینان کے لیے هر جگه فوج مرابط یعنی ایسي فوج کي کافي تعداد رکهنا جو همیشه رهے -

یه تینوں مقصد جسقدر عمده هیں قارئین کرام خود اسکا اندازه کرسکتے هیں' اور ایسے وقت میں ظاهـر کیے گئے هیں جبکه لوگ انکي ضرورت محسوس کر رهے هیں-

مگرافسوس هے که واضع اسکیم نے ایسا راسته اختـیار کیا جس سے لوگوں میں اضطراب پیدا هونے لگا هے' حالانکه اس نتیجه تـک پهنچنے کے دوسرے ایسے راستے موجود هیں جو ملـک اور فوج دونوں کے مصالح کے جامع اور اسکیم کے مقصد کے ضامن و کفیل هیں - جب آخرین واقعات میں هماري فو کا جهل ظاهر هوا' تو عزت پاشا نے یا عزت پاشا کي وزارت میں اصلاح فوج کي اسکیم کے واضع نے یه چاها که فوجي تعلیم عام هو جائے' اور یه فیصله کردیا که فوجي تعلیم لازمي هوگي' اس سے وه لوگ بهي مستثنی نه هونگے جو ایسي عورتوں کے کفیل هیں جنکا اور کوئي کفیل نهیں -

یهاں همیں اسکا ضرور اعتراف کرنا چاهیے که همارے قومي نظام نے طول مدت اور اسکے علاوه اور بهت سے اسباب سے باشندوں کو فوجي خدمت سے متنفر سا کردیا هے -

پس یه ممکن تها که هماري حکومت بهي تجنید ( فوج سازي ) کا وهي طریقه اختیار کرتي' جو اهل جرمني نے اسوقت اختیار کیا تها جبکه انهیں نیپولین کے تسلط و اقتدار نے فوج کے بڑهانے سے منع کیا تها - انهوں نے مدت خدمت کم کردي' اور فوج کي تعداد وهي رهنے دي جو نیپولین چاهتا تها - اس سے یه هوا که ایک شخص آتا تها' دو تین برس قواعد جنـگ سیکهتا تها' اور پهر اپنے کام پر چلا جاتا تها - اسکي جگه نیا سپاهي آتا اور اسي طرح سیکهکے چلا جاتا - اگر پهلا سپاهي اتنے زمانے تـک رهتا جتنے زمانے تـک که دونوں رهے' تو یقیناً فوجي تعلیم حاصل کرنے والوں کي تعداد اس تعداد سے کم هوتي جو تخفیف مدت کے زمانے میں تهي -

یه هے تفسیر میرے اس قول کي که تجنید کا جو طریقه اهل جرمني نے نیپولین کے وقت میں اختیار کیا تها' وهي طریقه فوجي تعلیم کي اشاعت کا ضامن هے' اور اسي میں ملک کا اقتصادي فائده هے - اسکا ایک بهت بڑا فائده یه بهي هے که وه جندیت ( سپهگري ) کو قوم کي نگاهوں میں محبوب و پسندیده بناتا هے -

یه تو فوجي تعلیم کي حیثیت سے بحث تهي' باقي رها مسئلۂ دفاع ملي تو اسکي نئي اسکیم کے متعلق همکو جو کچهه معلوم هوا هے اس سے ظاهر هوتا هے که اسمیں صوبه وار خدمت کا مسئله ملحوظ رکها گیا هے - یعني هر سپاهي اپنے صوبه هي میں رهکے خدمات انجام دیگا اور جو لوگ ایسي عورتوں کے کفیل هیں جنکا کوئي کفیل نهیں' وه اپنے اهل عیال سے دور نه بهیجے جائینگے -

ایک صحافي ( جرنلست ) سے عزت پاشا نے یه بهي بیان کیا هے که فوجي خدمت کي مدت کم کرنے کا اراده هے - مگر ابهي تک اسکي مقدار نهیں معلوم - ( اسکے بعد وزارت جنگ بدل گئي' اور انور پاشا وزیر جنگ هوے - الهلال )

---

## اضـــافـۂ قیمت الهـــلال

الهلال کي معنوي اوصاف سے قطع نظر صرف ظاهري حالت بهي اسکي متقاضي هے که قیمت میں کچهه اضافه کیا جائے -

نـرخ بـالاکن کـه اورانـي هنـوز

میرے اس بیان میں مبالغه کا شائبه تک نهیں هے که ایک نمبر دیکهه لینے کے بعد دوسرے هفته کے الهلال کا انتظار اوسي دن سے شروع هوجاتا هے - اور اگر سوء اتفاق سے ڈاک میں ایک دن کا بهي توقف معمول سے زیاده هوتا هے تو وه اسقدر شاق گذرتا هے که الاماں - اس کے ساتهه هر اخبار بیں خواهشمند هے که اسکے حجم میں حتی الامکان زیادتي هوجائے - مجهے یقین هے که جسوقت ایسا ممکن هوگا آپ اس کا حجم بڑهانے میں ایک لمحه کا بهي وقف نکرینگے لیکن جبکه الهلال کے چهپائي کا غیر معمولي اهتمام اور تصاویر کا التزام حالت موجوده میں بهي آپکو زیر بار کررها هے تو یه خواهش کیونکر کیجا سکتي هے - البته اگر اسکي اشاعت میں توسیع هوجائے اور خرچ سے آمد بڑه جاے تو حجم میں اضافه کرنیکي خواهش بجا هوگي - میري راے میں سردست یه مناسب هوگا که چنده سالانه میں دو روپیه کا اضافه کردیا جائے' اور ساتهه هي ایک پاپولر ایڈیشن جس کا کاغذ اس سے کم قیمت هو مگر باقي تمام باتیں اسي کي موافق هوں جاري کردیا جاے اور اوسکا چنده یهي رکها جائے جو اس وقت هے تو خریداران اخبار کو هرگز گراں نهوگا' اور جو لوگ پہلے سے زیاده نه دیسکیں وه پاپولر اڈیشن لیتے رهیں گے - اسي کے ساتهه دلداد گان الهلال اوسکي توسیع اشاعت کے طرف بهي متوجه هوں' اوسطاً هر خریدار ایک ایک خریدار پیدا کردے که جو مقاصد آپکے پیش نظر هیں اس سے جـلد مستفید هونے کا موقع ملے - اگر اضافه چنده کي راے قرار پائے تو میں بلا توقف بقیه کمي کو پورا کرونگا والسلام مع الاکرام -

نیاز مند غـلام حسن از امروهه

اب هم میں اور آن میں شب کي تاریکي حائل هوگئي - همارے پاس اتنے کارتوس بهي نه تهے که گهنٹه بهر اور لڑ سکتے - اسیطرح رسد بهي نه تهي که دو چار دن تـک بهي کام دیتي - باهر سے بهي رسد ' کارتوسوں ' یا روپیه کے آنے کي امید نه تهي - لاچار هوکر راتوں رات همیں یفرن واپس آنا پڑا ' زخمیوں کو بمشکل کاندهوں پر اٹها کر لاے ' کیونکه کرایے کیلیے همارے پاس روپیه نه تها ! !

دوسرے دن اطـالیوں نے اپني تمام فوج کے ساتهه دوسرا حمله کیا کیونکه انهیں معلوم هوگیا تها که همارے پاس سامان مدافعت میں اب کچهه بهي نہیں رها هے - اس حمله میں هماري فوج کا ایک بڑا حصه منتشر هوگیا -

اسي اثنا میں جو وفـد هم نے بهیجا تها اسکا جواب آگیا که همیں خود مختاري دینا حکومت اطـالیا کو منظور هے - میں نے تمام سر برآورده اشخاص کو جمع کیا اور ان سے مشوره کیا - سب نے بالاتفاق طے کیا که همیں بهي منظور کرلینا چاهیے -

اب میں نے لـڑنے والوں کو حکم دیا که وه سرحد تونس کي طرف چلیں جو هم سے چار دن کی مسافت پر هے - اسکي اطـلاع ساحلي مرکزوں میں دیدي تاکه کہیں ایسا نهو که اطالي اچانـک حمله کردیں -

ان لوگوں نے کوچ شروع کیا - جب میں انکے همراه نالوت پہنچا تو مجهے کاؤنٹ سفورزا اور اسکے رفیق مسٹر دوري کا تار ملا که اس قرار داد کي تـکمیل کے لیے آؤ جو هم میں اور وفـد میں هوئي هے -

اس سے مجهے معلوم هوا که وه ابهي هماري واپسي سے بے خبر هیں - میں تونس روانه هوگیا اور ظـاهر کیا که کونٹ سفورزا سے گفتـگو کرنے کے لیے جا رها هوں - حالانـکه میں اسلیے جا رها تها که حکومت تونس سے اسکي قلمرو میں داخل هونے کي اجازت لوں

حکومت نے اس شرط پر اجازت دي که هم لوگ هتیار دیدیں - میں نے بخوشي اس شرط کو منظور کیا ' اور خیال کیا که یه اجازت هي اسکي بڑي مروت هے جسے میں کبهي نہیں بهولسکتا - کیونـکه اگر وه اجازت نه دیتي تو نا تو هم زبردستي داخل هوتے اور اس صورت میں اهل تونس اور انکے ساتهه انکي حکومت سے مقابله هوتا ' یا پهر واپس آتے اور اس صورت میں گرفتار هوتے اور سب کے سب مارے جاتے -

اسکے بعد میں کونٹ سے ملے بغیر سرحـد واپس آیا کیونـکه حکومت کو اس واقعه کي خبر هوگئي تهي اور قطع گفتگو کي غرض سے انهیں حکومت نے بلا لیا تها -

مگر یه کونٹ پهر تونس واپس آیا اور مجهه سے کہا که انتظامي خود مختاري کو چهوڑ کے میں آور کوئي دوسرا مطالبه پیش کروں کیونکه اب اس مطالبے کے لیے تو کوئي وجه باقي نہیں رهي -

میں نے اسے ایک نقشه لکهکے دیا جسمیں عام اهل طرابلس اور خصوصاً لـڑنے والوں کے فوائـد کے متعلق چند مخصوص دفعات تهیں -

اس نے بالحاح واصرار کہا که میں کچهه اپنے اور اپنے متعلقین کے لیے بهي طلب کروں - علاوه اسکے که وه خود جو کچهه مناسب سمجهیگا میرے لیے حکومت سے اسکي سفارش کرے هي گا - مگر میں نے اسے منظور نہیں کیا اور کہا که اسکے بدلے یه کوشش کرے که تمام لڑنے والوں کو عام طور پر معافي دیدیجاے - مجهے خاص اپني ذات کیلیے کچهه نہیں چاهیے - چنانچه اس نے حکومت سے سفارش کي - حکومت نے معافي کا حکم صادر کردیا اور اسکي اطلاع سرکاري طور پر تونس کے اطالي کونسل جنرل کے ذریعه ملگئي - میں نے اسي وقت اهل طرابلس کو اسکي خبر کردي -

اسکے بعد اس نے اور حکومت فرانس نے مجهه سے کہا که میں لوگوں کو طرابلس واپس جانے کا مشوره دوں - حکومت فرانس نے اسکی وجه یه بیان کي که تونس کی تنگي کي وجه سے کسي نئي آبادي کي اسمیں گنجائش نہیں - میں نے اهل طرابلس کو لکها - انمیں سے بعض گئے اور بعض وهیں رهگئے - جو لوگ قلمرو تونس میں نہیں آئے تهے ' وه اپنے هتیار لیکے اندرون طرابلس چلے گئے اور مجهه میں اور کونٹ میں گفتگو ختم هوگئي -

* * *

اس سے آپکو معلوم هوگیا هوگا که حکومت اسلیے قائم کي گئي تهي که اس خود مختاري کی حفاظت کي جائے جو سلطان المعظم نے همیں عطا فرمائي هے ' اور اسکے بعـد اپنے آپ کو اطالیوں کے حوالے صرف اسلیے کیا که همارے پاس سامان مدافعت ' روپیه ' اور کارتوس نہیں رهے تهے -

پس نه تو هماري فوج کو الزام دینا چاهیے که اس نے بزدلي کي یا اسلام اور حقوق وطن کي مدافعت سے گهبرا گئي ' اور نه همارے اشخاص میں سے کسي کو یه الزام دینا چاهیے که اس نے خیانت یا طمع سے ایسا کیا - باستثناء بعض افراد کے که انهوں نے جو کچهه کیا وه کیا ' اور اسکي پاداش میں هم نے انهیں آخر جنگ تـک قید میں رکها - ( البقیه تتلی )

[ بقیه مراسلات ]

## زمینـــدار کی ضبطـي

زمیندار پریس کي ضبطي سے غیر معمولي نقصان جو ملـک و قوم کو هوا هے وه ناقابل برداشت هوگیا - جسطرح سے زمیندار نے اپني زمانه اشاعت میں قوم کي سیادت کی هے وه اظهر من الشمس هے - زمیندار پریس کی ضبطي سے نه معلوم هوتا هے نه گورنمنٹ نے ابتـک اس اصول پر کافي توجه نہیں فرمائي که حکومت اصلاً دلوں پر هونا چاهیے اور محض زبان بند کرنے سے اور بجا یا بیجا شکایات اپنے کانوں تـک نه پہونچنے سے حکومت کا استحکام مشکل هے - جو لوگ گورنمنٹ کے سچے خیرخواه هیں اور جو چاهتے هیں که تاج برطانیه سے حقیقي الفت و وفاداري هندوستانیوں میں پیدا هو ' انکا فرض هے که نہایت متانت سے گورنمنٹ کي اس روش پر نکته چیني کریں ' اور پریس ایکٹ کي تنسیخ اور ترمیم پر کافي زور دیویں - زمیندار پریس کي ضبطي پر وایسریگل کونسل میں سوال اور ریزولیوشن پیش هونا چاهیے - انگلستان میں اس آفت سے نجات حاصل کرنے کے لیے هاوس آف کامنز اور هاوس آف لارڈز کا دروازه کهٹکهٹانا چاهیے - اور سب سے ضروري امر جسپر قوم کو فوراً متوجه هونا چاهیے وه یه هے که ایک مشترکه کمپني چنده سے قایم کرکے فوراً اوسکے سرمایه سے ایک روزانه اخبار ایسے هي آب و تاب کا مولوي ظفر علیخانصاحب کي اڈیٹري میں نکالا جاوے - اگر قوم اسوقت غفلت کریگي تو گویا وه دیده و دانسته اپنے حقوق اور مطالبات سے دست بردار هوتي هے -

محمد سلیمان - از بدایون

## الهـــلال :

کمپني کي تجویز نہایت عمده تهي - اور ایک نہیں بلکه متعدد مصالح و فوائد پر مشتمل ' لیکن اب چندے کي فراهمي کا سلسله شروع هوگیا هے اور معاونین حق و ناصرین حریت کو اب اسي کي تکمیل کیلیے کوشش کرني چاهیے -

( ۱ )

جب دولة عثمانيه اور اطاليا ميں صلح هوگئي اور دونوں سلطنتوں كي طرف سے همكو سركاري طور پر اطلاع دي گئي كه سلطان المعظم نے اهل طرابلس كو كامل انتظامي خود مختاري عطا فرمادي هے' تو هم نے بالاتفاق يه طے كيا كه اس خود مختاري كي حفاظت كي جاے -

اهل طرابلس نے مجهسے چاها كه ميں انكي صدارت قبول كروں' اور ايك حكومت قائم كردوں - انهوں نے اس مضمون كي درخواستيں اپنے خط ميں اور اپنے دستخطوں سے ميرے پاس بهيجيں' اسليے ميں نے اسكو منظور كيا' اور دول عظمى اور مشهور اخبارات كو تار كے ذريعه اسكي اطلاع بهي ديدي -

ميں نے باقاعده حكومتوں كے پردازپر ايك حكومت كي بنياد ڈالي جسميں متصرف ( كمشنر ) قائم مقام ( ڈپٹي كمشنر ) مدير ( كلكٹر ) قاضي ( جج ) مفتش ( انسپكٹر ) اور كاتب ( منشي يا كلرك ) مقرر كيے - مسلح پوليس' نيز پياده' اسپ سوار' اور شتر سواروں كي چند پلٹنيں بهي ترتيب ديں اور انهيں يورپ كي خوشنما ورديان پهنائيں - مقام ورخله' عذاس' اور مرزق تك تمام اطراف ميں ڈاک كا' اور حدود تونس تك ٹيليگراف اور ٹيليفونكے اسٹيشنوں كا انتظام كيا - اطاليوں كے سامنے ايك خط جنگ بنايا جو ورخله سے شروع هوتا تها اور غريان' رعتريه' منطروس' اور بير الغشت كے آگے سے گذرتا هوا عزيزيه كي طرف چلا جاتا تها -

طرابلس كي عارض حكومت كے بعض اركان

نمبر ۸ مسٹر كوليرا هيں جو موسيو كوليرا ايڈيٹر "العلم" قاهره كے بهائی اور اور انكے اخبار كي نامه نگار جنگ هيں -

اس ترتيب سے هم نے چند ماه تك ان مقامات سے اطالي فوجوں كي پيش قدمي كو روكے ركها جن پر وه اعلان صلح كے بعد قابض هوگئے تهے -

اس اثناء ميں هم سے اور اطاليوں سے چهوٹے بڑے معركے بهي هوے جنميں انكے بهت سے آدمي كام آے اور سخت مالي نقصان هوا - نصرة الهي همارے ساتهه تهي -

ليكن بالاخر همارے پاس روپيه ختم هوگيا - اور اسقدر تهيدست هوگئے كه جو اونٹ زخميوں كو لاتے تهے' انكا كرايه اور نوكروں اور مسلح پوليس كي تنخواهيں' نيز شهداء كے پس ماندوں كے وظائف كيليے بهي كچهه نه رها' على الخصوص ان پس ماندگان شهداء كرام كا يه حال تها كه انكے پاس ايك دن كے كهانے كا سامان بهي باقي نه رها تها - جو اونٹ روزانه جنگي مركزوں تك رسد ليجايا كرتے تهے' انكا كرايه بهي هم نهيں ديسكتے تهے اور يه بڑي مصيبت تهي -

اسي اثنا ميں چند در چند اسباب كي وجه سے ايك اور مصيبت عظيم پيدا هوئي يعنے تونس كي طرف سے رسد كے لانے ميں بهي دقتيں پيش آگئيں - ميں نے مجبور هوكر يورپ كے مشهور اخبارات كو تار ديے' اور جن مقامات سے تعلقات تهے وهاں شكايتيں كيں -

مذكوره بالا حالات جب پيدا هوے تو ميں نے محسوس كيا كه اب هم نهايت هي سخت خطرے ميں هيں - بالاخر ايك وفد يورپ بهيجا تا كه وه دول عظمى كو هماري كمزوريوں سے مطلع كرے

بعد كو همكو يقين هوگيا كه اس سے كوئي فائده نه هوگا' اسليے هم نے اپنے وفد كي معرفت جو اسوقت مارسلز ميں تها' اطاليا كو اطلاع دي كه اب هم اس شرط پر جنگ ختم كرنے كے ليے تيار هيں كه وه همكو پوري طرح انتظامي خود مختاري ديدے -

اور ابتدا يه خط كچهه اس طرح كي عبارت ميں ركها جس سے انكي كو كسي طرح هماري كمزوري كا خيال پيدا نهو اور وه سمجهيں كه اگر عرصے تك هميں جواب نه دينگے جب بهي همارا كچهه نقصان نهوگا' اور همیں سامان مدافعت ميں سے كسي شے كي ضرورت نهيں هے -

ليكن وه هماري حالت سے ناواقف نه تهے' انكو معلوم تها كه دولة عثمانيه كے اولياء امور صلح كے بعد چلے گئے' اور سامان و اسلحه كا آنا بهي بلقان كي جنگ سے رك گيا - نيز باهر سے بهي كوئي شے همارے پاس نهيں آئي' پس انهوں نے جواب ميں ليت و لعل شروع كيا - اس سے بهي بڑهكر نقصان يه هوا كه بعض وجوه سے همارا وفد عرصے تك تونس اور مارسليز ميں پڑا رها اور همیں اسكي كچهه خبر نه ملي !

اب ميں نے اپنے يهاں كے اونٹوں اور بكريوں كو رجسٹر كرنے كا حكم ديا تاكه انكي شرعي زكواة ارباب نصاب سے لي جاے اور مصارف ميں تهوڑي بهت مدد ملے - زكواة تخميناً بيس هزار گني تهي - مزروعه زمينوں كے عشر قلمبند كرنے كے ليے بهي دو شخص مامور كيے - اسكي مقدار بهي بهت اچهي تهي -

تمام لوگوں نے جوش و مسرت كے ساتهه ان احكام كا استقبال كيا مگر افسوس كه ان دونوں تجويزوں كو پايۀ تكميل تك نه پهنچا سكے - كچهه ايسے واقعات پيش آئے اور يكايك حملے هوگئے' جنميں مجبوراً همیں مصروف هونا پڑا اور ان دونوں تجويزوں كے متعلق كچهه بهي نه كر سكے - انهي حملوں ميں همارا آخري ذخيرۀ جنگ يعني كارتوس بهي ختم هوگيا !

اسكے بعد اطالي فوجوں نے بڑے سرو سامان سے به يك روز و به يك وقت جندوبه' عتريه' منطروس' اور قبر زالد پر حمله كر ديا - نهايت دهشت انگيز معركے هوے اور اطاليوں كے بهت سے آدمي كام آئے - ميسره ميں هم فتحياب تهے اور ميمنه ميں نا كامياب - ليكن وه آگے بڑهے اور بڑهكے اس پهاڑ پر قابض هوگئے جو همارے رابطه كے مركز عام تك پهنچا هوا تها -

ولا تهنوا ولا تحزنوا وأنتم الأعلون إن كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

تار کا پتہ
" الہلال کلکتہ "
ٹیلیفون نمبر - ۶۴۸

Telegraphic Address,
"Alhilal CALCUTTA"
Telephone, No. 648.

ایک ہفتہ وار مصوّر رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۷ | کلکتہ : چہارشنبہ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۳۲ ہجری | جلد ٤

Calcutta : Wednesday, February 18, 1914.

# اخوان الصفا

## دار المصنفین

دو یار زیرک و از بادۂ کہن دومنی
فراغتی ' و کتابی ' وگوشۂ چمنی
من این مقام بدنیا و عاقبت نه دهم
اگر چه در پیم افتند هر دم انجمنی ' ( لسان الغیب )

ذیل میں شمس العلما مولانا شبلي نعماني کي ایک تحریر درج کي جاتي ہے -

جو تجویز پیش کي گئي ہے وہ برسوں سے پیش نظر ہے - بارہا اس بارے میں مشورے ہوے اور نقش امید کے بہت سے خاکے بنائے گئے :

یک " کاشکے " بود که بصد جا نوشته ایم !!

مولانا کا خیال تھا کہ دار العلوم ندوہ کے ساتھہ ایک مخصوص عمارت اُن مہاجرین علم کي بھي ہوگي جو علم و پرستاري علم کي خاطر اپنے تئیں عام زندگي سے الگ کر لینگے - اور اسکا انتظام کچھہ مشکل نہ تھا - لیکن اب تو خود دار العلوم ندوہ هي کا قیام مشکل ہوگیا ہے :

او خویشتن گم ست کرا رهبري کند ؟

في الحقیقت یہ ایک نہایت هي اهم تجویز ہے جو اگر پوري ہوگئي تو موجودہ سنین عمل کا ایک عظیم الشان کام ہوگا - یہ بڑي هي غم کرنے کي بات ہے کہ هم میں بہت سے کثیر المصارف کام ہورہے هیں اور بڑي بڑي عمارتیں کھڑي کردي گئي هیں ' مگر ابتک تمام قوم ایک چھوٹا سا جھونپڑا بھي ایسا نہ بنا سکي جو علم اور مشاغل علمیہ کیلیے مخصوص ہو اور جہاں عشاق علم و شیفتگان فن جمع ہوکر شب و روز تحقیق و مطالعہ اور تصنیف و تالیف پر مشغول رہتے ہوں :

فراغتي و کتابي و گوشۂ چمني !

بڑي مصیبت یہ ہے کہ جسقدر قابلیتیں موجود هیں ' فقدان اسباب و صحبت کي وجہ سے ضائع جارهي هیں ' اور نئي قابلیت پیدا نہیں ہوتي - علم کیلیے پہلي چیز صحبت و اجتماع ہے -

چوتھي صدي هجري میں متوکل عباسي کی بد مذاقي اور تشدد و تعصب نے علماے بغداد کو ترک وطن پر مجبور کیا - مورخین نے اس عہد کو " هجرت علم " کے لقب سے یاد کیا ہے کہ مشرق سے تمام اهل علم مغرب ( اندلس و افریقہ ) کي طرف چلے گئے - اسي زمانے میں بعض علما و حکما کي ایک خفیہ مجلس اس غرض سے قائم ہوئي تھي کہ علوم حکمیہ و الٰہیہ میں ایسے رسائل مدون کر دیے جائیں ' جنکي وجہ سے وہ علوم محفوظ رهیں - " اخوان الصفا " اس مجلس کا نام تھا ' اور اسکے رسالے موجود هیں -

آج بھي ضرورت ہے کہ ایک مجلس " اخوان الصفا " قائم ہو - هماري سر زمین سے علم هجرت کرچکا ہے - اب دوبارہ آسے دعوۃ دیکر بلانا چاهیے :

هزار بار برو صد هزار بار بیا !

پچھلے دنوں کسي ایسی صحبت کا خیال ہوا تھا اور اسي لیے " اخوان الصفا " لکھوا کر اسکا بلاک بھي بنا لیا تھا - جناب مولانا کي تجویز اسي کے ذیل میں شائع کر دیتا ہوں - اگر قابل اطمینان صورت اختیار کرلے تو میں اپنا پرائیوٹ کتب خانہ جسمیں تقریباً اکثر علوم اسلامیہ و عربیہ کا ذخیرہ ہے اور جسکی قیمت سات آٹھہ هزار روپیہ سے کسی طرح کم نہوگی ' دار المصنفین کیلیے وقف کر دینے کیلیے طیار ہوں -

تقریباً ہر ماہ اسمیں کتابوں کا اضافہ ہوتا رہتا ہے -

پانچ سو روپیہ کا ایک نیا ذخیرہ مطبوعات یورپ کا عنقریب پہنچنے والا ہے - اس طرح ممکن ہے کہ پیشکش کے وقت اُسکي حیثیت موجودہ حالت سے المضاعف ہو -

افسوس کے نقد اعانہ سے مجبور ہوں ورنہ مولانا کا اتباع کرتا -

## ایک اهم تجویز

خدا کا شکر ہے کہ ملک میں تصنیف و تالیف کا مذاق پھیلتا جاتا ہے اور قابل قدر ارباب قلم پیدا ہوتے جاتے هیں ' لیکن با ایں همہ اس گروہ میں زیادہ تعداد ان لوگوں کي ہے جنکو مصنف کے بجاے مضمون نگار یا انشا پرداز کہنا زیادہ موزوں ہوگا ' کیونکہ ان کي مستقل تصنیفیں نہیں هیں ' بلکہ معمولي رسالے یا مضامین هیں -

اسکی وجہ یہ نہیں ہے کہ ان کو اعلیٰ درجہ کي تصنیف کي قابلیت نہیں ' بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ اعلیٰ درجہ کی تصنیف کے لیے جو سامان درکار ہے وہ مہیا نہیں ہے - ان میں سے اکثر کے پاس کتابوں کا ذخیرہ نہیں ' جو انتخاب اور استنباط و اقتباس کے کام آسکے - اتفاق سے اگر کوئي مقامي کتب خانہ موجود ہے تو دل جمعي کے اسباب نہیں کہ اطمینان سے چند روز وهاں رہکر کتابونکا مطالعہ اور اس سے استفادہ اور نقل و انتخاب کرسکیں - ان باتوںکے ساتھہ کوئي علمي مجمع بھي نہیں کہ ایک دوسرے سے مشورہ اور مبادلہ خیالات ہوسکے -

ان مشکلات کے حل اور تصنیف و تالیف کي ترقي کے لیے ضرور ہے کہ ایک وسیع دار التصنیف اصول ذیل کے موافق قایم کیا جاے :

( ۱ ) ایک عمدہ عمارت " دار التصنیف " کے نام سے قایم کي جاے جسمیں ایک وسیع هال کتبخانہ کے لیے ہو اور جسکے حوالي میں ان لوگوں کے قیام کے لیے کمرے ہوں جو یہاں رہ کر کتبخانہ سے فائدہ اٹھانا اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہنا چاهتے ہوں -

( ۲ ) یہ کمرے خوبصورت اور خوش وضع ہوں ' اور اُن مشہور مصنفین کے نام سے موسوم ہوں جو تصنیف کي کسي خاص شاخ کي موجد اور باني فن هیں -

( ۳ ) ایک عمدہ کتب خانہ فراهم کیا جاے جس میں کثرت تعداد هي پر نظر نہو بلکہ یہ امر بھي ملحوظ رہے کہ جس فن کي کتاب ہو ' نادر اور کامیاب ہو -

( ۴ ) تصنیفي وظایف قائم کیے جائیں اور وظیفہ عطا کنندہ کے نام سے موسوم کیا جاے ' یہ وظائف یا ماهوار ہونگے یا کسي تصنیف و تالیف کے صلہ کے طور پر دیے جائینگے -

( ۵ ) جو لوگ کم از کم پانسو روپیہ یکمشت عطا فرمائینگے ان کے نام اس عمارت پر کندہ کیے جائینگے - میں یہ تجویز بالکل ایک سرسري صورت میں پیش کرتا ہوں ' اور چاهتا ہوں کہ سردست محض ایک خاکہ کے طور پر اسکی بنیاد قائم ہو جاے جو رفتہ رفتہ خود بخود وسعت حاصل کرتي جائیگي - اس بات کا مجھکو اطمینان ہے کہ ریاست هاے اسلامي سے اس کے لیے ماهواریں مقرر ہوسکینگی - سردست هم کو صرف دس هزار روپیہ درکار ہے جس سے ایک مختصر تعمیر کي بنیاد ڈال دي جاے - اصلي مد کیلیے پچاس هزار روپیہ کا تخمینہ کیا گیا ہے -

( ۶ ) دس هزار کي رقم میں ' میں سردست ایک هزار روپیہ اپنا پیش کرتا ہوں - اور میں اسبات کا بھي مدعي ہوں کہ جن بزرگوں کو میري تجویز سے دلچسپي ہو مجھہ سے خط و کتابت فرمائیں ' اور مناسب مشورہ سے میري همت افزائي کریں - نیز ایڈیٹران همدرد ' وطن ' پیسہ اخبار ' مشرق ' البشیر ' وکیل ' وغیرہ سے درخواست ہے کہ اس تجویز کو اپنے اپنے اخبارون میں شائع فرمادیں -

( شبلی نعماني - لکھنؤ )

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs.8

Half-yearly „ „ 1 4-2


# الہلال


مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۷ — کلکتہ : چہارشنبہ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۳۲ ہجری — جلد ٤

Calcutta : Wednesday, February 18, 1914.


## فہرس



## تصاویر



## الاسبوع

جزائر کے متعلق دول کي یاد داشت قسطنطنیہ اور اتھینس میں پیش ہوگئي ، لینڈوس ، امبروس ، اور کیسٹیلا زیز کے تمام جزائر یونان کو اس شرط پر دیے گئے ہیں کہ وہ اس امر کي ضمانت کرے کہ ان جزائر میں بحري مرکز نہ بنائے جائینگے اور نیز یہ کہ مسلمانوں کے حقوق کا احترام کیا جائیگا -

دولت عثمانیہ اور یونان دونوں کے جواب آگئے ہیں - یہ دونوں جواب گول ہیں - دولت عثمانیہ کا جواب پرزور ہے - باب عالي نے لکھا ہے کہ اسکو امید تھي کہ جو جزائر کہ اناطول کے قریب ہیں یا ایشیاء کوچک کا جزء ہیں اسکا فیصلہ دول اس طرح کریگي کہ جن سلطنتوں کا ان سے تعلق ہے انکے مصالح کے موافق ہوگا - - - - - وہ ( باب عالي ) فرائض امن کو مانتا ہے مگر اس وقت تک جب تک مطالبات جائز حدود سے باہر نہ ہوں -

نارتھ الجیمني زیٹنگ کا بیان ہے کہ مسئلۂ تخت البانیا کا حل رو بہ ترقي ہے - آسٹریا اور اطالیا نے البانیا کے واسطے قرض کي ذمہ داري لیلي ہے - دوسري سلطنتیں بھي پچاس ہزار اسٹرلنگ تک کي ذمہ داري کے لیے تیار ہیں -

وینس میں اطالیا کے جنگي جہاز "کرر ٹلر" کا انتظار کیا جارہا ہے جو اسلیے آ رہا ہے کہ ٹارنس کے ہمراہ بغرض حفاظت رہے - شہزادہ وائنڈ ٹارنس ہي میں دو ریزہ جائینگے -

ریوٹر نے یہ افواہ مشہور کي تھي کہ اگر بلغاریا اور دولت عثمانیہ کا زیر تجویز اتحاد مکمل ہوگیا تو رومانیا اور سرویا یونان کے ساتھ ہونگے - مگر موسیو وینزلوس وزیر اعظم یونان نے اپنے سفر یورپ سے واپس آنے کے بعد وزراء کو یقین دلایا ہے کہ سرویا ، رومانیا ، اور یونان کي معاہدت کي وجہ سے بلقان کي حالت سابقہ محفوظ ہوگئي ہے - اب یونان اور دولت عثمانیہ میں پیچیدگیوں کا پیدا ہونا نا ممکن ہے -

۱۶ ماہ حال کو یوناني وزراء میں بہت سے امور میں مباحثہ ہوا ، جس میں بیڑہ کي فوري ترقي بھي شامل ہے -

ایشیاء کوچک میں اصلاحات کے متعلق دولت عثمانیہ روس اور جرمني میں آخري فیصلہ ہوگیا ہے - بطلس اور ارض روم کي ہنگامي مجالس میں نصف مسلمان اور نصف غیر مسلمان ممبر ہونگے - خربوت ، سیواس ، اور دیار بکر کي مجالس میں اعضاء کي تعداد آبادي کي نسبت سے ہوگي -

پارلیمنٹ کا افتتاح ہوگیا - دار العلوم اور دارالامراء دونوں میں ہوم رول بل کے متعلق نہایت گرم مباحثے ہوے - مسٹر لوید جارج نے کہا کہ " السٹر کے متعلق تجاویز کو حکومت اپني ذمہ داري پر پیش کریگي یہ ایک گران ترین ذمہ داري ہے جو کسي حکومت پر عائد ہوئي ہے - اگر مخالف جماعت اسکي مخالفت کرتي ہے تو وہ اسکے نتائج کي ذمہ دار ہے " - سر ایڈ ورڈ کیرسن نے کہا کہ اگرچہ یہ تجویز کیا گیا کہ السٹر کو علحدہ کردیا جائے تو میں فوراً السٹر سے ہونگا اور انکے متعلق گفتگو کرونگا لیکن اگر السٹر کو بزور قبلن پارلیمنٹ کے مانعت دیا گیا تو شخصي نتائج کو نظر انداز کرکے میں مقاومت کي پالیسي میں لوگوں کا آخر تک ساتھ دونگا - مسٹر بونر لا نے کہا کہ السٹر کو بل کے حدود سے ضرور نکلنا چاہیے - مسٹر ایسکویتھ خانہ جنگي روکسکتے ہیں اسطرح کے تجاویز ایسے ہوں کہ اہل السٹر اسکو منظور کرسکیں - یا خود السٹر جائیں -

بالاخر یہ طے ہوا کہ ووٹ لیے جائیں - مسٹر والٹر لانگ کي ترمیم کے متعلق ووٹوں کي تعداد کا استقبال مخالف جماعت کي طرف سے استعفادہ کے نعروں میں ہوا -

## اطلاع

ایڈیٹر الہلال بعض ضرورتوں سے سفر میں ہیں مقالۂ افتتاحیہ وقت پر موصول نہیں ہوسکا اسلیے یہ پرچہ اسکے بغیر نکلتا ہے - انشا اللہ تعالے آئندہ نمبر کي ترتیب بدستور سابق ہوگي -

( سب ایڈیٹر )

## الہلال کي ششماہي مجلدات

### قیمت میں تخفیف

الہلال کي شش ماہي جلدیں مرتب و مجلد ہونے کے بعد آٹھہ روپیہ میں فروخت ہوتي تھیں لیکن اب اس خیال سے کہ نفع عام ہو ، اسکي قیمت صرف پانچ روپیہ کردي گئي ہے -

دوسري اور تیسري جلدیں مکمل موجود ہیں - جلد نہایت خوبصورت ولایتي کپڑے کي - پشتہ پر سنہري حرفوں میں الہلال منقش - پانچ سو صفحوں سے زیادہ کي ایک ضخیم کتاب جسمیں سو سے زیادہ ہاف ٹون تصویریں بھي ہیں - کاغذ اور چھپائي کي خوبي محتاج بیان نہیں اور مطالب کے متعلق ملک کا عام فیصلہ بس کرتا ہے - ان سب خوبیوں پر پانچ روپیہ کچھہ ایسي زیادہ قیمت نہیں ہے - بہت کم جلدیں باقي رہگئي ہیں -

( منیجر )

تم سوتے سوتے اٹھے تو دیکھو ! تمھارے لیے بھي پیهم آزمایشیں شروع هوگئیں - سب سے پہلے طرابلس کا واقعه آیا - پھر جنگ بلقان شروع هوگئي - اسکے بعد کانپور کا ورق خونین الٹا اور مسجد مقدس مچھلي بازار کا حادثه پیش آیا - اسمیں في الحقیقت مدعیان حیات کیلیے بڑي هي آزمایش تھي - تم ان سب سے کسي نه کسي طرح گذر گئے - اب تم نے چاها تھا که کچھه دیر کیلیے سستالیں :

یعني آگے بڑھیں گے دم لیکر

لیکن آزمایش کا ایک نیا سلسله شروع هوگیا - شاید اس موسم میں تیز و تند هوائیں زیاده چلیں اور آندھیوں اور طوفانوں کا بھي بہت زیاده زور هو - اس سلسلے کي سب سے پہلي صداے همت آزما " زمیندار پریس " لاهور کا واقعه ہے -

فهل من مجیب ؟

" زمیندار پریس " کے واقعه کو اسکي اصلي روشني میں دیکھنا چاهیے - وہ نه تو زمیندار نامي ایک اخبار کا مسئله ہے اور نه هي کسي فرد واحد کا - بلکه اصولاً قانون کے بیجا استعمال اور جبر و تشدد کے ذریعه موجوده تحریک کے مقابله کا سوال ہے - فرض کرو که یه سلوک زمیندار کے سوا کسي دوسرے اخبار کے ساتھه کیا جاتا - جب بھي مسئله کي صورت بعینه وهي هوتي جو اب ہے - البته زمیندار کي مخصوص حالت نے واقعه کو زیاده اهم اور موثر بنا دیا ہے -

میں یه نہیں جانتا که کل کو کیا هوگا مگر بتلا سکتا هوں که کام کرنے والوں کیلیے ترتیب عمل کیا هوني چاهیے ؟

( ۱ ) یه مسئله در اصل پریس ایکٹ کا مسئله ہے اور جب تک حاتم طائي کے قصه کا دیو زنده ہے ' اس وقت تک جنگل کے هر مسافر کو هلاکت کیلیے آماده رهنا پڑیگا - پس پریس ایکٹ کے متعلق آخري مرتبه ایک متحده جد و جهد کي ضرورت ہے - یہاں بھي اور انگلستان میں بھي جلسے هونے چاهئیں - قانوني پہلو سے بکثرت بحث کرني چاهیے - یکے بعد دیگرے باوجود ناکامي ' کونسل میں باشکال مختلفه اسي سوال کو چھیڑتے رهنا چاهیے - ایک مرکزي انجمن هوني چاهیے - اور آینده موسم قابل و کارکن آدمیوں کو انگلستان میں بسر کرنا چاهیے -

( ۲ ) زمیندار کو بهر حال بہت جلد دوبارہ جاري کرنا چاهیے ' خواہ کل کو وہ پھر بند هي کیوں نه کردیا جاے - زنده آدمي ٹھوکر کھاکر گرتا ہے مگر پھر اٹھتا ہے - دس مرتبه گریگا تو دس مرتبه اٹھیگا بھي - لیکن کسي لاش کو اٹھا کر کھڑا بھي کردو ' جب بھي کھڑي نه رهسکے گي -

قومي جد و جهد حیات کي بعینه یهي مثال ہے -

( ۳ ) بہتر تھا که اسکے لیے چنده نہوتا بلکه ایک کمپني قائم کي جاتي ' لیکن چنده هورها ہے اور اسکي تکمیل میں تاخیر نہیں کرني چاهیے ' تاکه جہاں تک جلد هوسکے ' زمیندار جاري هو جاے - یه زمیندار نامي ایک اخبار کا سوال نہیں ہے بلکه اسکا که مسلمان جو چاهتے هیں اسکے لیے کچھه نه کچھه انتظام کر بھي سکتے هیں یا نہیں ؟

امر اول کے متعلق کوششیں هو رهي هیں مگر اصل کام باقي ہے - میں نے پچھلے دنوں پریس ایسوسي ایشن کي تحریک کي تھي - وہ قائم بھي هوگئي لیکن اس وقت تک اپني مجوزہ کانفرنس منعقد نه کرسکي - اب معلوم هوا ہے که پوري قوت اور جمع اسباب کے ساتھه کام شروع هونے والا ہے - افسوس که میں تعداد امور و اشغال کا مقابله کرتے کرتے تھک گیا هوں اور اب صرف ایک هي کا هوکر رهسکتا هوں -

امر دوم یعنے اجراء زمیندار کے لیے بھي کوشش هو رهي ہے - لاهور میں جو نیا ڈکلیریشن دیا گیا تھا ' اسپر دوهزار روپیه کي ضمانت طلب هوئي ہے -

دهلي میں ایک جلسه هوا اور پانچ هزار تک زر اعانه کي فراهمي کا وعده کیا جارها ہے -

اس وقت دو قوتیں باهم دگر مقابل هیں - ایک زمیندار کو بند کرچکي ہے ' دوسري دوباره جاري کرنا چاهتي ہے - پہلي کے پاس قوت ہے دوسري کے پاس حق - دیکھنا یه ہے که دونوں میں کون کامیاب هوتا ہے ؟ والله یوید بنصره من یشاء - ان في ذلک لایات لقوم یومنون -

# طلب اعانت

## مسلمانان عالي همم سے

مسلمانان صوبۂ بنگال و دیگر حصص هند کو غالباً اس بات کي خبر بذریعه اخبارات ملچکي هوگي که مسلمانان موضع برهروا علاقه سب ڈیویزن سیتا مڑھي ضلع مظفر پور میں قریب دس برس کے زمانے سے اپنے یہاں کے هندوں کے ظلم و تعدي سے سختیاں جھیل رهے هیں - فوجداري خون کے مقدمه میں سزایابي کے بعد جو هائیکورٹ سے خلاف مسلمانوں کے فیصل هوا ' اب دیواني مقدمه کے مظلمه میں گرفتار هیں ' جو بصیغه اپیل اسوقت هائیکورٹ کلکته میں زیر تجویز ہے - یه مقدمه صرف واسطے استقرار حق قرباني کے مسلمانوں نے منصفي سیتا مڑھي میں دایر کیا تھا ' جہاں سے خلاف انکے فیصل هوا ' مگر بر طبق اپیل ڈسٹرکٹ جج صاحب مظفرپور نے مسلمانوں کے حقوق قرباني کي نسبت ڈگري دیدي ہے - اب هندؤں نے اپیل هائیکورٹ کلکته میں دائر کي ہے - اسمیں صرفه کثیر کي ضرورت ہے جسکا انجام بغیر امداد اهل اسلام هونا غیر ممکن ہے ' اسلیے محض الله کے واسطے آپلوگوں کي خدمت میں عرض ہے که جس سے جو کچھه هوسکے حضرات ذیل کے پاس عنایت فرما کر عند الله ماجور هوں - وما علینا الا البلاغ -

اسماء گرامي ان حضرات جنکے پاس زر چنده عنایت فرمایا جاے :

جناب مولانا حافظ محمد عبد العزیز صاحب محدث - رحیم آباد ڈاکخانه تاجپور ضلع دربھنگه -

جناب مولانا ضیاء الرحمن صاحب امام مسجد نمبر ۶ رائو سرکار لین کولھو ٹوله کلکته -

جناب مولوي عبد الله تاجر چرم - راجو پٹي - سیتا مڑھي - ضلع مظفرپور -

المشتهر

شیخ نبي بخش مختار سیتا مڑھي - ضلع مظفر پور

# اطلاع

چونکه ۲۴ جنوري کے شب کو بدمعاشوں نے آگ لگادي اسلیے دفتر پیسه اخبار ان فرمایشوں کي تعمیل سے قدرتاً مجبور ہے جسکے لیے ۲۵ جنوري کا روز مقرر تھا -

منیجر

# افکار و حوادث

## شکســت صلـــح

## اصبـــروا ورابطـــوا ! !

الحمد لله که حادثۂ " زمیندار " کے متعلق هر طرف سے صدائیں آتهه رهي هیں - متعدد مقامات میں جلسے منعقد هوچکے هیں ' اور انکا سلسله برابر جاري هے - کلکته میں " پریس ایسوسي ایشن " کے طرف سے هندو مسلمانوں کا ایک عظیـم الشـــان متحده جلسه ٹون هال میں منعقد هونے والا هے ' جو اب تک منعقد هوچکا هوتا اگر بعض موانع پیش نه آگئے هوتے - علی الخصوص کونسل کي شـرکت کي وجـه سے مسٹـر سریندرو ناتهه بینرجي کي پیهم غیر موجودگي جو درمیان کے تمام ایام تعطیل میں پیش آتي رهي -

غالباً اس جلسے کے پریسیڈنٹ هندوستان کے مشهور فاضل ڈاکٹر راش بهاري گهوش هونگے -

اس سے بهي اهم تر اور اصلی کارروائي یعني دوباره اجرا کي سعي بهي برابر جاري هے ' اور کارپردازان زمیندار کا ایک وفد دوره کررها هے - نواب وقار الملک بهادر قبله نے اس بارے میں جو تحریر شائع فرمائي هے ' اور اپنا قابل احترام چنده پیش کیا هے وه خاص طور پر قابل ذکر هے -

لیکن وقت کا اصلي سوال یهیں تـک پهنچکر ختم نهیں هو جاتا بلکه وه بدستور باقي هے :

باین که کعبه نمایاں شود ز پا منشین
که نیم گام جدائی هزار فرسنـگ ست !

بهت سے لوگ هیں جو اپنے ارد گرد طرح طرح کي مجبوریوں کا حصار پاتے هیں ' اور اسلیے صاف صاف زبان میں اصلیت ظاهر نهیں کرتے یا نهیں کرسکتے ' مگر میرے لیے تو اس قسم کي کوئي مجبوري نهیں هے ؟ پهر میں کیوں خاموش رهوں ؟

میرے عقیدے میں ضرورت اور وقت ' جب حق کے ساتهه جمع هوجائیں تو پهر خدا کے اس بنائے هوے سقف نیل گوں کے نیچے کوئي شے ایسی نهیں جو اعلان کیلیے " مجبوري " هوسکے ' اور اگر هو تو وه تمهارے حس کا قصور هے - " اعلان حق " کے وجوب کا بطلان نهیں هوسکتا -

میں موجوده حالات کو کبهي بهي ایسي تعبیرات باطله سے مخفي نهیں کرسکتا ' جس سے اسکي اصلي حقیقت پر پردے پڑ جائیں - اگر تم کسي خوں چکاں نعش پر ایک ریشمي لحاف ڈالدوگے تو کیا لوگ مان لینگے که مرده نعش نهیں هے ' زندگي کی خواب نوشیں هے ؟

هاں ' جیسا که میں نے همیشه کها هے ' آج بهي کهتا هوں -

مسلمانان هند آج اپني زندگي کي سب سے بڑي مشکل منزل سے گذر رهے هیں ' جهاں خطرے بهت اور کمین گاهیں قدم قدم پر هیں - فرصت مفقود هے اور مهلت نابود - بیداري غیر منقطع اور مستعدي پیهم چاهیے - یه ایک دائمي آزمایش کا مرحله هے جهاں سکون ایک دم کیلیے بهي میسر نهیں - ایک آزمایش ختم نهوگي که دوسري آزمایش شروع هو جائیگي - یه جان نثاري کي زندگي اور قرباني کي بستي هے - یهاں زندگي اسي کیلیے هے جسکا دل قرباني کے هر سوال کا جواب دے اور جسکا هاتهه بخشش و نثار سے کبهي بهي نه تهکے - حتی که لینے والے لیتے لیتے تهک جائیں پر دینے والونکو لٹنے اور قربان هونے سے سیري نهو !

سخت جاني تو نه همت هارپو هنگام قتل
دیکهنا هے ' زور کتنا بازوے قاتل میں هے !

جنگ کي اصلي گهڑیاں وهي هوتي هیں جب مقابله شروع هوتا هے ' اور درخت جب تک ابتدائي نشوونما کے مرحلے میں هے ' اسي وقت تک زیاده دیکهه بهال کي ضرورت هے - مسلمانوں کي کشاکش حیات کا معرکه شروع هوا هے ' اور بیداري کے بیج نے ابهي صرف چند نازک شاخیں هي پیدا کي هیں ' پس اگر آج اسکي حفاظت نه کي گئي جبکه وه پیدا هوا هے ' تو کیا کل کو اس زمین کي حفاظت کروگے جهاں ایک پامال شده پودے کے اثار هلاکت کے سوا اور کچهه نهوگا ؟ فاتقو الله یا اول الالباب !

میں نے ابهي کها که یه آزمایشوں کي منزل اور قربانیوں کي زندگي هے ' اور ایسا هوگا که ایک آزمایش ختم نهوئي هوگي که دوسري شروع هو جائیگي - اب میں زیاده کهول کر کهتا هوں که گري هوئي قوموں کے اٹهنے کا اور سوے والوں کے هشیار هونے کا اصلي راز اسي میں هے - وه جب اٹهنے هیں تو سننے والے مثل اس خونخوار شکاري کے جو یکایک اپنے صید گرفتار کو آزاد هوتا دیکهے ' پوري قوت اور کامل تیزي سے تعاقب کرتے هیں ' اور پهر یکے بعد دیگرے گرفتاري کي هر تدبیر عمل میں لاتے هیں -

ایسي حالت میں آزادي اسی کو نصیب هوتي هے جو بهت نه هارے اور برابر دوڑتا هي رهے ' کیونکه اگر تهک کر گرپڑیگا تو پهر شکاري کے پنجه سے رها نهوسکے گا - اسے قدم قدم پر دام ملیں گے ' اور اسکي هر جست کے ساتهه ایک کمند بهي پهینکي جائیگي - اگر کهیں بهي اسکا پاؤں الجها اور ایک لمحه کیلیے بهي اس کی رفتار رکي ' تو پهر اسے کبهي بهي آزادي نصیب نهوگي ' کیونکه قاعده هے که جو شکار ایک مرتبه چهوٹ کر پهر پهنستا هے ' اسکے هاتهه پاؤں زیاده مضبوط رسیوں سے باندهے جاتے هیں - اس نے خود بیدار هوکر شکاري کو بهي بیدار کردیا هے : وتلك الامثال نضربها للناس لعلهم یتفکرون !

پس اگر آزمایشیں متواتر هیں ' اور مهلت و فرصت مفقود هے تو اس سے گهبرانا عبث هے ' کیونکه جس منزل سے گذر رهے هو ' وهاں ایسا هونا لکهدیا گیا هے - یه بچوں کا کهیل نهیں هے - قومي زندگي اور حیـات سیـاسي کي تعمیر هے - یهاں کام مسلسل اور محنت لگاتار هوني چاهیے - ایک آزمایش کا جواب ابهي نهیں دیچکوگے که ساتهه هي دوسري صداے جاں طلبي سنائي دیگي - یهاں صرف راحت کے دشمن اور فرصت کے فراموشکار هي قدم رکهه سکتے هیں - جسکي همت دو چار آزمایشوں هي سے تهک جانے والي هو اسکي بزدلي کے دکهـه کا صرف ایک هي علاج هے - یعنے راه سے هٹ جاے تا اوروں کیلیے ٹهوکر کا پتهر نه بنے :

گریزد از صف ما هر که مرد غوغا نیست
کسیکه کشته نشد از قبیلۂ ما نیست

# ارزار طرابلس

اموي مراليد ) باهم برسرپیکار هوتے تیے - لوگ دونوں طرف تیے' سفید پوش بهي هوتے تیے' اور سیاہ پوش بهي - یہاں تک کہ سیاهي سواد عراق پر چها گئي' اور پهر تمام عالم پر علم بنکے لہرائي - باستثناء اندلس کہ وہ عبد الرحمن داخل کي بدولت پهر اموي هوگیا اور اسکے جهنڈوں کا رنگ سبز هي رہا - جیسا کہ ان پس ماندہ یادگاروں کے دیکهنے سے معلوم هوتا ہے' جو مدرید اور اسپین کے عجائب خانوں میں محفوظ هیں -

اهل اندلس نے اپني سلطنت کے زمانے میں سیاہ رنگ سے یہاں تک نفرت کي کہ اسکو غم و سوگ میں بهي استعمال نہ کیا - وہ سوگ میں صرف سفید کپڑے پہنتے تیے' تاکہ وہ مصائب و نوائب تک نبو عباسي کے مشابہ نہ هوں -

آجکل امریکہ کي ایک نوجوان خاتون کے هاتهوں اهل اندلس کے سوگ کي یاد تازہ هوئي ہے چنانچہ معلوم هوا ہے کہ وہ از راہ تبرع سوگ کے زمانے میں سفید کپڑے پہنیگي -

میرا اشارہ امریکہ کے کرور پتي' مسٹر استوارٹ کي بیوہ کي طرف ہے - اسکا شوهر حال میں ٹائٹینک کے ساتهہ غرق هوگیا ہے وہ خود ابهي عنفوان شباب میں ہے اس کا خیال ہے کہ دنیا کے عام دستور کے بموجب اسے سیاہ پوش هوکے اپنے حسن کو بد نما نہ کرنا چاهیے' اسلیے اس نے سفید پوشي اختیار کی ہے -

پس کوئي ہے جو مجهسے کہے کہ وہ مجتهدہ نہیں بلکہ عرب اندلس کی مقلدہ ہے ؟

سیاہ پوشي اور عورتوں کے متعلق ایک عجیب واقعہ یہ ہے کہ مصر کے خلیفہ فاطمي ظافر کو جب اسکے وزیر نے قتل کیا' تو اسکی عورتوں نے اپنے بالوں کي ایک لٹ صالح طلائع بن ازبک کے پاس بهیجدي - صالح اسوقت بندرگاہ ابن خصیب میں تها - ( یعني اسکا مدبر و منتظم تها - ) فوراً مدد کے لیے روانہ هوا' اور اس نے یہ خیال کیا کہ خلافت کي مدافعت اور حرم کي فریاد رسي کے لیے کسی نہ کسی بتدبیر سے اهل مصر اور مصري فوج کو متوجہ کرنا چاهیے - اسکے لیے اس نے یہ کیا کہ نیزوں کے سروں میں بال اور جهنڈوں میں سیاہ پرچم باندهے تاکہ خلیفہ مقتول اور خاندان خلافت کے اندوہ و غم کا اظہار اور جنگ و انتقام کا اعلان هو - اس هیئت کذائي سے وہ قاهرہ میں داخل هوا - یہ ایک عجیب و غریب فال تهي - یعني مصر سیاہ پوشوں ( نبو عباس ) کے پاس چلا گیا - لیکن ۱۵ برس کے بعد عاضد آخرین خلیفۂ فاطمي کے عہد میں صلاح الدین کے هاتهوں پهر وہ انکے پاس چلا آیا'

امیر المومنین Miramolin کے جهنڈے کي پیروي میں صلاح الدین کے جهنڈوں کا سرکاري رنگ بهي سیاہ تها -

یہي حالت رهي یہاں تک کہ ممالیک کي سلطنت قائم هوئي' اور جهنڈوں کا رنگ زرد هوگیا - انکا ایک بہت بڑا زرد سلطاني جهنڈا تها جسکا حاشیہ کارچوبي تها' اور اسپر بادشاہ کے القاب لکهے هوے تیے - اسکے بعد ایک اور بہت بڑا زرد جهنڈا هوتا تها - اسکے سرے پر بالوں کی لٹ هوتي تهي - یہي ہے جسکو " جالیش " کہتے هیں - اسکے بعد اور چهوٹے زرد جهنڈے هوتے تیے' جنکو " سنجق " کہتے تیے -

جب دولت عثمانیہ قائم هوئي تو سرکاري رنگ سرخ هوگیا جسکے وسط میں هلال محبوب هوتا ہے' جو هماري نظروں کو اپني طرف کهینچتا ہے' اور دلونکو اپنے چهار طرف جمع کرتا ہے - پس آؤ ! اسوقت نواسي کے نیچے ٹهر جائیں اور بقي داستان کو تقریر یا تقریروں کے لیے چهوڑ دیں جو اگر خدا نے چاها تو اسکے بعد هونگي -

## ختم جنگ کے اسباب

انکشاف حقیقت

شیخ سلیمان البارونی کي تصریح

( ۲ )

اخبارات نے یہ جو لکها ہے کہ میں نے ترک جنگ کے معاوضہ میں حکومت اطالیا سے کوئي رقم لي ہے' یا اسکي فرمایش کي تهي محض جهوٹ ہے - مجهے افسوس ہے کہ عالم صحافت میں ایسے اشخاص موجود هیں جو ایسے کهلے واقعات سے نا واقف هوتے هیں' اور از راہ تساهل اپنے اخبارات کے لیے ایسے کم درجہ کے لوگوں سے خبریں نقل کرتے هیں جو سچائي کي قدر و قیمت سے نا آشنا محض هیں -

جس زمانے میں کہ هماري جنگ عثماني و اطالي جنگ تهي اسي زمانے میں حکومت اطالیا کو یہ معلوم هو گیا تها کہ میرا دامن اخلاق داغوں سے پاک ہے - اسلیے اسے کبهي یہ جرات نہ هوئي کہ جسطرح اور لوگوں سے اس نے رشوت کا تذکرہ کیا ہے اسیطرح مجهہ سے بهي کرے - شروع شروع میں جب اس نے بعض نہایت مخفي اشارے کیے تو میں نے انکا یہ جواب دیا کہ هم اور همارے تمام آدمي صرف اس خود مختاري پر راضی هوسکتے هیں - جو همیں همارے سلطان المعظم نے عطا فرمائي ہے - ورنہ هم برابر مدافعت کرتے رهینگے' یہاں تک کہ قوت هم پر غالب هو اور همکو همارے وطن عزیز سے نکالدے -

جو جوابات میں اطالوي سپہ سالار کو بهیجے تیے ان میں سے ایک یہ ہے :

( حمد و نعت )

حضرت همام جناب سپہ سالار والي حکومت اطالیہ و طرابلس ارشدہ اللہ -

السلام علی حضرتکم - آپکو معلوم هونا چاهیے کہ میں نہ متلون المزاج هوں نہ غدار' نہ زرپرست هوں اور نہ اصلاح و تمدن کا دشمن - اگر آپکا جي چاهے تو یہ آپ ان سرداروں' قائم مقاموں' مدبروں' اور مجاهدین سے جو میرے ساتهہ در شفانۂ' زاویہ' اور نواحي اربعہ میں تیے اور انکے علاوہ دوسرے لوگوں سے دریافت کر دیکهیں' آپکو خود هي حقیقت معلوم هو جائیگي -

میں تو ایک ایسا شخص هوں جو وطن کي قدر و قیمت' مذهب کي حقیقت' آزادي کي لذت' اور عزت کي فضیلت سے واقف ہے - اور یہ تو سب سے زیادہ میري دلي تمنا ہے کہ میرا وطن عزیز جامۂ ترقي سے آراستہ هو' اسمیں ریلوے جاري هو' معدنیات نکالے جائیں' ( جو اسوقت تک زمین کے طبقات میں مدفون هیں ) - تجارت کي گرمبازاري هو' اور موجودہ علوم اور فنون بقدر ضرورت شائع هوں ( بشرطیکہ اسکے باشندوں کي عزت محفوظ رهے اور انکي جائز خود مختاري باقي رهے ) -

جیسا کہ میں نے اپنے دیوان ( البارونی ) میں آج سے چند سال پہلے کہا تها - مجهے یہ ناپسند نہیں کہ ایک یورپین خصوصاً همارا همسایہ اطالي اور ایک طرابلسي پہلو بہ پہلو چلیں' دونوں دوست هوں اور ان پیداواروں سے فایدہ اٹهانے میں ایک دوسرے کے معاون

# مذاكرۂ علمیه

## اثار عـرب

### ( ۴ )

الغازي کو انهوں نے **Alguozil** کہا ( بعض لوگوں کا یه مسلک ہے که یه لفظ الوزیر سے ماخوذ ہے ) اس دوسري صورت میں جیم کا اضافه کوئي تعجب انگیز امر نهیں که وہ ان تمام عربی الفاظ کے ساتهه یهي کرتے هیں' جو دار سے شروع هوتے هیں - چنانچه الوضر کو **Algand** اور وادي الکبیر کو **Guadal Kivir** -

علی هذا **Alguasil** سے فرانسیسوں نے ان مجرموں کي نگراني کے لیے جمیں قید سخت کي سزا ملی هو **Argausin** بنا لیا -

اهل یورپ نے عربوں کو سبطانه استعمال کرتے دیکها - یه ایک آله هے جس سے گولي پهینکے پرندوں کو مارتے هیں - اسے اهل اسپین نے کہا **Cerbatana** اور **Sebratana** اور اهل پرتگال نے **Sarabatana** اور **Saravatana** کہا - رہے اطالي تو انهوں نے **Cerbottana** کہا اور فرانسیسیوں نے **Sarbacane** پر اکتفاء کیا - عجب نهیں که اهل اسپین کا **Zarabande** اور فرانسیسیوں کا **Sarabande** یه دونوں بهي اسي اصل سے مشتق هوں -

انهوں نے عربوں کو قاطعه استعمال کرتے دیکها - قاطعه ایک قسم کي چهري هے اسے کہنے لگے **Cantean** اور کیا عجب هے که یه **Cantena** قط' قطع من قط یقط قطاً سے ماخوذ هو -

باقي خنجر تو اطالیوں نے اسے **Cangiars** اور فرانسیسیوں نے **Alfange** کہا اور زغایه کو جو ایک قسم کا عربي برچها هے **Zagaie** کہا -

قاعده یه هے که فوج بوق کي آواز پر جمع هوتی هے - لیکن جب اهل اسپین نے اس لفظ کو اپني زبان میں لیا تو چرواهے کے زماره ( بین یا بانسري کي طرح ایک ساز هے جو منهه سے بجایا جاتا هے الهـلال ) کو **Albogue** کہنے لگے -

جب فوج معانیه ( پیریڈ ) یا مشق ( ڈرل ) کے لیے جمع هوتي هے تو هر سوار کچهه تو اپنے گهوڑے پر اتراتا هے اور کبهي گهوڑا خود هي کلیل کرتا هے اور گهومنے لگتا هے - اسي کو عرب کہتے هیں کرکر الفرس - فرانسیسیوں نے اس لفظ کو لیا اور ( **Caracoler** ) بنا دیا -

امرء القیس نے بهي ایک مصرعه میں گهوڑے کي کیا خوب تعریف کي هے جسکا هر لفظ ایک مخصوص حرکت پر دلالت کرتا هے' اور سامع کو یه معلوم هوتا هے که یه اسکے سامنے کا ایک واقعه هے شاعر کہتا هے -

مکر' مفر' مقبل' مدبر معاً

وہ اسطرح ایک ساتهه گهومتا بهي هے' بهاگتا بهي هے' آگے بهي بڑهتا هے' اور پیچهے بهي هٹتا هے -

کجلمود صخر حطه السیل من علي

جیسے ایک بڑا پتهر هو جسکو سیلاب نے اوپر سے گرا دیا هو اور وہ نیچے آ رها هو -

اس زمانے میں تیر هي ایک هتیار تها جسے لڑنے والے پهینکے مارتے تهے' اور عرب قادر اندازي میں همیشه سے مشهور چلے آتے هیں - فرانسیسي اس مفهوم کے لیے **Cible** کہتے هیں جو قبله سے ماخوذ هے ( قبله کے معنے کسي کام میں قابل و لائق هونا' الهلال ) -

اس سے تو آپکی معلومات میں کوئي اضافه نه هوگا که تیر کنانه ( ترکش ) میں رکهے جاتے تهے' جسکو جعبه بهي کہتے هیں - لیکن اسکے بعد آپکو ایک نئي بات معلوم هوگی - جب عرب ایرانیوں اور ترکوں سے شیر و شکر هوے تو انهوں نے اپني زبان کے بدلے غیر زبان کا ایک لفظ اختیار کر لیا - یه لفظ ترکش هے جو اسي معني میں آتا هے' اسکو اطالیوں نے **Lureasso** پهر **Carcasso** کہا جیسا که اهل اسپین **Carcas** اور اهل پرتگال اور فرانسیسیوں نے **Carguaio** کہا -

یه تو آپ کو معلوم هوگا که ابهي تهوڑے دنوں پہلے تک ai کا تلفظ oi کي طرح کرتے تهے' لیکن اب ایسے مقامات پر انهوں نے oi لکهنا چهوڑ دیا هے مگر **Cargoaiu** کا رسم الخط تو انهوں نے پرانا رهنے دیا اور اسکا تلفظ جدید طریقے پر کیا' اسلیے اب اس نئے تلفظ والے لفظ میں اور اصل عربي لفظ میں بهت فرق هوگیا هے -

یہاں پہنچکر جنگ نے اپنے هتیار رکهدیے' فاتحوں کے قدم جمگئے تو انهوں نے اپنے لشکر کا معائنه کیا' جسکے سر پر رایت علم اور بند لہرا رهے تهے ( رایت' علم اور بند تینوں قریباً متحد المعني الفاظ هیں - الهلال ) اهل یورپ نے اس آخري لفظ کو لے لیا' اور بند' جو فارسي سے معرب تها' اسے **Bande** بنا کے ایک ایسي جماعت کے لیے استعمال جو ایک علم کے نیچے جمع هوں' پهر اس قید سے بهي آزاد کر دیا - اور صرف جماعت کو **Bande** کہنے لگے - اسي کو اطالیوں نے **Bandiere** کہا اور فرانسیسوں نے **Banniere** اب هم نے اطالیوں سے اپنا معروف لفظ واپس لیلیا چنانچه هم اب بندیرہ کہتے هیں - انکے جهنڈوں کا رنگ کیا هوتا تها ؟

دمشق' بغداد' اور قاهره کي سلطنتوں کے تابع تها - بنو امیه کا شعار پوشاک میں سبز رنگ اور جهنڈوں میں سفید رنگ تها - یه رنگ انهوں نے جناب رسالت پناه کے عمامه مبارکه سے اخذ کیے تهے - اور رهے بنو عباسی' تو انکا شعار سیاه رنگ تها پوشاک اور علم دونوں چیزوں میں - یه رنگ انهوں نے ان رنگوں سے اخذ کیا تها' جسکے متعلق کہا جاتا هے که آپ نے جنگ حنین اور فتح مکه کے دن انتخاب فرمائے تهے - چنانچه آپ اپنے عم محترم کو جو علم دیا تها اسکا پرچم سیاہ تها - مگر بعض لوگ کہتے هیں که یه سیاه رنگ ابراهیم بن محمد اولین داعی دعوت عباسیه کے سوگ میں تها - کیونکه مروان بن محمد الجعدي نے جسکا لقب حمار تها ( یه اخرین اموي تاجدار هے ) جب ابراهیم بن محمد کو شهید کرنے کے لیے گلا دبایا' تو انهوں نے اپنے رفقاء سے کہا " میرے قتل سے تم گهبرا نه جانا اور جب تمکو موقع ملے تو بنو عباس کو خلیفه بنانا " - جب مروان نے انکو شهید کردیا تو انکي جماعت نے انکے سوگ و غم میں سیاه پوشي اختیار کی - جب خلافت بنو عباس کے پاس آئي' تو انهوں نے هر شے میں سیاه رنگ کو اپنا شعار قرار دیا - بنو عباس کي فوج مسوده ( سیاه پوش ) کہلاتی تهي - مسوده مبیضه ( سفید پوش یعني

قصرهاني اور استحکام معري پر اولين حملے سے ليکے ميرے تونس آنے تک هوے هيں -

ميں نے آخرين عظيم الشان معرکے اور تونس آنے سے چار دن قبل ايک بہت بڑے مقرب بارگاہ اطاليا يعني هادي کعبار غراني کے خط کا جواب لکھا تھا جو يہ ہے :

" هادي ! جس نے تمهيں يہ خطاب ديا تھا اسے يہ خيال نہ تھا کہ ايک يہ زمانہ آئيگا جسميں اس کي دلالت اپنے معنے کے نقيض پر هو رهي - اگر اسکے دل ميں ذرا بھي اس کا خيال آتا تو وہ يہ خطاب تمهيں دے چکنے کے بعد بھي تم سے ليليتا -

تمهيں هادي کا خطاب اسليے نہيں ديا گيا تھا کہ تم اپنے وطن عزيز کے دشمنوں کي طرف غيروں کي رهنمائي کرو اور انهيں اپنے هم مذهب اور هم قوموں کے ساتھہ فريب اور مکاري کے راستے بتاؤ - نہيں خدا کي قسم يہ مقصد نہ تھا - بلکہ اس خطاب دينے والے کا مقصد يہ تھا کہ تم اپني قوم کو غلامي سے نجات کے طريقے بتاؤ - انهيں اپنے وطن ' مذهب ' اور شرف کے ليے مقابلہ کي راہ دکھاؤ ' اور اسلاف کي اس عزت کي راہ مدافعت ميں جانيں دينے کے ليے پامرد بناؤ جسے تاريخ نے اسليے محفوظ رکھا ہے کہ هم اس سے سبق حاصل کريں ' اور يہ جانيں کہ يہ عزت انهيں صرف اسليے حاصل هوئي تھي کہ انهوں نے دنياوي زندگي کو حقير سمجھا ' عيش و آرام کو خير باد کہا ' اپني همتوں کو بلند رکھا اور اپني آپ عزت کي - همارے ان اسلاف امجاد کي پاک روحيں زندہ هيں اور اپني کوششوں کے پھل پارهے هيں -

لا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم

مرحبين الذنہ انکے بعض فرزند جو انکي عزت کے قصر بلند کو مسمار اور اپنے هاتھوں اپنے گھروں کو ويران کررهے هيں اس سے وہ بيشک بيچين هونگي اور حسرت و افسوس کرتي هونگي -

ميں نے نہايت افسوس کے ساتھہ رؤساء مجاهدين کے نام تمهارے وہ خطوط پڑھے جس پر تمهارے دستخط تھے اور جسميں تم نے انهيں دهمکايا ہے ' اور آٹے کے ليے لڑنے والے ' چور ' وغيرہ وغيرہ بنايا ہے - ميں نہيں جانتا تھا کہ تمهارے نسيان کي يہ حالت هوجائيگي - ياد کرو ! تم بھي تو انهي کي طرح آٹا ليتے تھے اور اسکے ليے لڑتے تھے - جب زيادہ ملجاتا تھا تو راضي هورهتے تھے - ورنہ بگڑ جاتے تھے - اسيطرح دن بھر ميں کئي مرتبہ راضي اور ناراض هوا کرتے تھے - ( يہ اس زمانے کا واقعہ ہے جب کہ ترک بھي جنگ ميں شريک تھے ) اب تم ميں اور ان ميں اسکے سوا اور کوئي فرق نہيں کہ وہ جو آٹا ليتے هيں تو اپنوں هي سے ليتے هيں ' اور عنقريب وہ اپني کھيتوں کے عشر سے لينگے ' جنکي وہ مدافعت کررهے هيں ' اور تم نہايت ذلت و خشوع کے ساتھہ ان لوگوں سے ليتے هو جو تم سے بالکل بيگانے هيں ( يعني اطالی )

هادي ! کيا تم وہ زمانہ بھولگئے جب تم ميرے ساتھہ زوارہ ميں تھے اور سوائي ابن آدم آٹا ليتے تھے - اب تو تمهاري وہ حالت ہے کہ لبسنا الثلان فنسينا ما کان ( کتان پہنکے هم اپني پچھلي حالت بھولگئے )

جن لوگوں کو تم مخاطب کرتے هو ' انهيں جب سے نيکي اور بدي کي تميز هوئي ہے اسوقت سے انهوں نے اپنے آپ کو آٹا کھانے کا خوگر صرف اسليے بنايا ہے کہ خود مختاري کے سکھانے والے ' غلامي کي بيڑياں کاٹنے والے ' حريت و آزادي پھيلانے والے ' اور تمام انسانوں کے سردار کے فرمان ( اخشوشنوا فان الحضارة لا تدوم ) اور کسي حکيم کے قول :

خلقنا رجالاً للتجلد والاسي

هم مرد غم انگيز لے اور صبر کرنے کے ليے پيدا هوے هيں

وتلک الايامي للبکاء والماتم

اور يہ بيوائيں گريہ و ماتم کے ليے

پر عمل پيرا هوں -

ان تمام باتوں سے مجاهدين کا مقصد يہ تھا کہ وہ آجکل کے سے وقت کے ليے تيار هوں جبکہ اطاليا نے دريا اور فرانس نے خشکي کے راستے بند کرديے هيں - مگر اس عالم کے مالک نے جس کے هاتھہ خزانہاے رزق کي کنجياں هيں انکے ليے آسمان کے دروازے کھولديے هيں ( و في السماء رزقکم وما توعدون ) اور زمين کے پوشيدہ خزانے اس طرح ظاهر کرديے هيں کہ انهوں نے صديوں سے نہيں سنا تھا اور جنکے بعد عنقريب وہ تمام مخلوق کي مدد سے بے نياز هوجائينگے -

ذلک فضل الله يؤتيه من يشاء ومن يتوکل علی الله فهو حسبه *

ان لوگوں نے اپني پامردي کي بدولت اس پانچ مهينے کے عرصہ ميں آزادي و خود مختاري کا ذائقہ چکھہ ليا جسکو تم صرف سنتے هي رهے - اگر خدانخواستہ اسکے بعد قسمت نے انکے حق ميں عجز و درماندگي کا فيصلہ کيا تو ان پر کوئي الزام نہيں - ليکن هادي ! تم تو ترکوں کي مذهبي سرداري سے نکلکے ايسي قوم کي غلامي ميں چلے گئے جس ميں بشريت کے علاوہ اور کوئي رشتہ نہيں - اور ميں نہيں سمجھتا کہ وہ تمهارے ليے اس تعلق کا اقرار بھي کرتے هوں ' کيونکہ تم انکي نظروں ميں اپني آزادي کے بيچنے والے هو اور وہ خريد نے والے - تم غلام هو اور وہ آقا - ذرا ان دونوں مرتبوں کے فرق کو سونچو تو تمهيں اپني حيثيت معلوم هو اور اگر تم چاهو تو آيندہ کے ليے تمهاري آنکھيں کھل جائيں - مگر جو هونا تھا وہ هوچکا -

مجاهدين کا مرتبہ جسکو تمهارے دل ميں جو کچھہ آيا ہے تم نے بنايا ہے - اسکا خود اطاليا اور تمام عالم کي نظروں ميں ان لوگوں سے کہيں زيادہ ہے جنهوں نے صرف طمع کي وجہ سے اپنے آپ کو غيروں کے هاتھہ ميں ديديا ہے - آزاد خيال اطاليوں سے پوچھو وہ اس حقيقت سے واقف هيں -

يقيناً ان مجاهدين کے ليے تو تاريخ کے صفحات ميں حاميان دين ' مردان وطن ' نامورانِ جنگ کے خطاب رهينگے ' اور ان لوگوں کے ليے غيروں کے خدمتگار ' اور اپني عزت اور اپني عزيز ترين متاع پر دست درازي کرنے والوں کے مددگار کے علاوہ کوئي دوسرا خطاب نہ هوگا -

عزيزيہ کے جلسہ ميں تم نے ترک جنگ کي وجہ يہ بيان کي تھي کہ تم ميں جنگ کي قدرت نہيں ' اور نيز يہ تم باشندوں کي راحت سوزي اور خونريزي سے بچنا چاهتے هو - يہ اب تمهيں کيا هوگيا ہے کہ مجاهدين کو بربادي و هلاکت اور اهل غريان کے حملہ کي دهمکي ديتے هو ؟ ( هم کو جهاں تک تحقيق ہے اهل غريان تو مسلمان اور همارے هم وطن هيں ) کيوں ؟ اب وہ وجہ کہاں گئي ؟ اچھا چونکہ اب تم لڑسکتے هو اسليے اطاليوں سے لڑو اور ملک کو اطاليوں سے نجات دو - اگر در حقيقت تم ميں قدرت نہيں اور يہ محض دهمکي ہے تو گھر ميں بيٹھو ' دنيا ميں تم لوگوں کي زبان سے محفوظ رهوگے ' اور آخرة کے ليے اپنا معاملہ الله کے سپرد کردو کہ وہ غفور و رحيم ہے جو توبہ کرتا ہے اسکے گناہ بخش ديتا ہے -

کيوں هادي ! تم اپنا منهہ دريا کي طرف کرکے اپنے دشمنوں سے لڑو ' کيا يہ اس سے بہتر نہيں کہ تم اپنا منہ اپنے مذهبي ' نسبي اور وطني بھائيوں کي طرف منہ کرکے ان لوگوں کي مدد کے ليے

و مددگار" جو خدا نے همارے وادیوں اور همارے پہاڑوں کی چوٹیوں میں ودیعت کی هیں -

مجھے یہ منظر ناگوار نہیں کہ ان دونوں میں سے جاهل عالم سے سیکھرها ہے اور عالم اپنے نور علم کی بارش جاهل پر کر رها ہے -

البتہ مجھے یہ کسی طرح گوارا نہیں کہ ابناء وطن مملوک و غلام هوں جنکے هاتھہ میں نہ انکا مذهب هو نہ انکی عزت - کیونکہ اس زندگی سے تو موت زیادہ آسان اور خوش ذائقہ ہے -

اذا لم تکن الا الاسنہ مرکباً

جب سواری کے لیے صرف نیزے هی هوں

فلا یسع المضطرر الا رکوبہا

تو ایک مجبور کے لیے اسپر سوار هونا نا گزیر ہے

آزاد انسان کی قیمت اور اسکی خوشگوار زندگی کا لطف مجھے تجربہ و سفر نے بتایا - غلامی کی تلخی کا یقین مجھے اسی تجربہ و سفر سے هوا ' اور اس سے کہ میں نے اپنے شہر اور اپنے گھر میں سودانی غلاموں کو پلتے دیکھا -

میں نے اپنے والد کے پاس نازوں میں پرورش پائی ہے - اور میں اپنے سفروں میں همیشہ خوشحال رها هوں - اسلیے میں جانتا هوں کہ تمدن کیا ہے ؟ هاں ! میں محلوں میں رها هوں ' اور شاهی دستر خوان پر بیٹھا هوں ' اور دنیا کی دوسری لذتوں سے واقف هوں ' مگر بایں همہ آزادی کی راہ میں هر مشکل امر کو آسان سمجھتا هوں -

اسی آزادی کی بدولت میں نے پہلے بھی (سلطان عبد الحمید کے عہد میں ) جلا وطنی قید کے مصائب برداشت کیے ' اور اب بھی نہایت موٹا جھوٹا کھاتا هوں ' اپنے گھوڑے کی زین کا تکیہ لگاتا هوں ' کھاری پانی پیتا هوں ' راتوں کو تاریکی اور بارش میں اور دن کو دوپہر کے وقت دھوپ میں پھرتا هوں - لیکن یہ تمام تکلیفیں مجھے شہد سے زیادہ شیریں معلوم هوتی هیں ' اور ان سے میرے جسم میں ' قوت اور دل میں استقلال و ثبات اور زیادہ هوتا ہے -

نفس بالطبع لذاید زندگی کی طرف مائل ہے - اسلیے میں بھی اسکا مشتاق هوں ' مگر بشرطیکہ عزت و شرف محفوظ رہے - اور یقیناً یہی حالت هر شخص کی هوگی جو میرے هم آهنگ هوگا -

پس اے جناب والی ! هماری اور اپنی عزت کی حفاظت کیجیے ' اور اپنی سلطنت کو مشورہ دیجیے کہ شاهی فرمان کے بموجب هماری خود مختاری کی تصدیق کرے - اور آئیے ! هم اور آپ ملکے اس ملک کی سرسبزی اور اسکے باشندوں کی بہبودی کی کوشش کریں ' کیونکہ اللہ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ هم اور آپ بھی اسیطرح همسایہ بنکے رهیں ' جسطرح کہ همارے آپکے آباء و اجداد رهتے تھے -

دیکھیے ! ایسا نہ هو کہ آپ خود غرض ' طماع ' اور کم عقل اشخاص کے کہے میں آجائیں - اور اپنی سلطنت کو همارے ساتھہ ایک نئی جنگ میں مبتلا کر دیں ' جسکے انجام کی آپکو کچھہ خبر نہیں - کیونکہ مدد و نصرت تو اللہ هی کے هاتھوں میں ہے - وہ جسکو چاهتا ہے عطا فرماتا ہے ' بارها ایسا هوا ہے کہ بہت سی چھوٹی جماعتیں محض اس کارساز مدبر کی نصرت بخشی سے بڑی جماعتوں پر غالب هوئی هیں -

اے جناب والی ! آپکے پاس ایک عرضی بھیجتا هوں جو اور عرضیوں کے ساتھہ آج میرے پاس آئی ہے - اس سے ان اهل وفد کا جوهر معلوم هوتا ہے جنکو آپ سچا سمجھتے هیں - براہ عنایت اسکو اپنے کسی لائق مترجم کی زبان سے سنیے -

میں نے آپکے پہلے جواب کے جواب میں اپنے فیصلے اور اعلان سے آپکو مطلع کیا تھا - اور آپ سے اسکا جواب مانگا تھا - مگر آپ نے توجہ نہ کی اور اس سوال کو بغیر جواب کے واپس کر دیا -

اسلیے میں نے مجبوراً وہ کیا جو میرا فرض تھا یعنی دول عظمی کو تار کے ذریعہ سے اپنی خود مختاری کی اطلاع دی - اس کارروائی سے پہلے میں نے آپکے جواب کا انتظار کیا ' مگر افسوس کہ آپ نے جواب نہیں دیا -

اے جناب والی ! شاید آپکا یہ خیال ہے کہ هم صرف ترکوں کے بل پر لڑتے تھے ' اسلیے آپ چاهتے هیں کہ ایک هی معرکہ سہی مگر آپ همیں آزما ضرور لیں - اگر یہ ہے تو همارے یہاں بھی لوگوں کو یقین ہے کہ آپکی فوج همارے سامنے بڑے بڑے مورچوں اور جہازوں کی مدد سے ٹھیر سکی - ایسی حالت میں کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ ان مقامات میں بھی کامیاب هونگے ' جو ساحل سے دور هیں ؟ کیا هم کو اور آپکو محض تجربہ کے لیے طرابلس اور اطالیا کے فرزندوں کے خون سے کھیلنا چاهیے ؟ لیکن اگر آپ اسی پر مصر هیں تو بسم اللہ آئیے هم مدافعت کے لیے حاضر هیں و اللہ معنا "

جو کچھہ میں نے لکھا ہے بہ انسداد خونریزی کے لیے ایک قسم کا مشورہ ہے اسکا اظہار مجھے اسلیے مناسب معلوم هوا کہ داخلہ سے عرضی آئی تھی ' جو آپکے پاس مرسل ہے - آپ همیشہ سلامت رهیں "

٢٠ محرم الحرام سنہ ١٣٣١ھ مرکز جبل
الامر
سلیمان الباروني

میں نہیں سمجھتا کہ دنیا میں کوئی ایسا عقلمند بھی هوگا جو مجھے رشوت ستانی کا الزام دے ' اور وہ یہ جانتا هو کہ میں نے تونس میں اسوقت پناہ لی جب میرے پاس سامان جنگ میں سے جو کچھہ تھا وہ سب ایسی شدید لڑائی میں صرف هوچکا تھا جسکے هول سے بچے بوڑھے هو جاتے هیں ' اور جسمیں اطالیوں کی جان و مال کو میں نے اتنا نقصان پہنچایا کہ آج تک کبھی نہیں پہنچا تھا - پھر اسکے بعد میں نے اسلیے اپنے اسلحہ فرانسیسی افسر کے حوالے کردیے کہ وہ مجھے سرزمین تونس میں داخل هونے دے -

آخر یہ سونچیے کہ حکومت اطالیا مجھے اپنا روپیہ کیوں دیتی ؟ میں نے تو صلح کی گنجایش هی نہیں رهنے دی - اسکا برابر مقابلہ کرتا رها ' یہاں تک کہ اس نے فوج اور توپوں کی کثرت سے بزور و جبر مجھہ سے ملک لیلیا -

میں جانتا هوں اخبارات کے مراسلہ نگاروں نے بعض اطالی اخبار کی تحریر کو باور کیا ' یا یہ افواہ طرابلس کے ان لوگوں کے منہ سے سنی جنکے پیٹ اطالیوں نے رشوت سے بھر دیے هیں اسلیے انکی دل کی آنکھیں اندھی هوگئی هیں ' اور وہ مجھکو بھی اپنی طرح سمجھتے هیں -

اگر اخباروں کے مراسلہ نگار ' جنمیں ٹائمس کا مراسلہ نگار بھی شامل ہے ' حکومت اطالیا کے اعلی افسروں سے دریافت کرتے تو وہ انہیں اصلی واقعہ بتا دیتے - کیونکہ یقیناً ان افسروں نے سدا با خود ان رجسٹروں کو دیکھا هوگا جنمیں رشوت لینے والوں کے نام قلمبند هیں - وہ هر اس شخص کو جانتے هیں جس نے ذلت و خواری کے ساتھہ سر جھکا کے شرف و عزت کی قیمت لینے کے لیے اپنا حقیر هاتھہ بڑھایا ہے -

مجھے یقین ہے کہ انہیں میرا نام انہی رجسٹروں کے سرورق میں ملا هوگا جن میں وہ مشہور معرکے اور شب خون قلمبند هونگے ' جو

لیکن بالاخر اسکے لیے بھي وہ وقت آگیا جو ہر قوم کے لیے آنے والا ہے - دشمنوں نے حملہ کیا اور وہ شاهي نوسوس جهاں انسانوں کي جان کے ساتھہ کھیل هوتے تھے خود تا راج و آتشزدگي کا شکار هوکے خاکستر کے تھیروں میں روپوش هوگیا !

اوپر جو قصے آپنے پڑھے هیں وہ اسي عهد کے هیں - تازہ تنقیات میں اس عهد کے بهت سے آثار نکلے هیں ' جنکے دیکھنے سے معلوم هوتا ہے کہ منوني تمدن بهت سي حیثیات سے اعلی درجہ کا تھا -

اس عهد میں شهروں کے نقشے نہایت عمدہ هوتے تھے' اور نہ صرف نقشے عمدہ هوتے تھے بلکہ بنتے بھي خوب تھے - مکان عموماً وسیع اور کشادہ هوتے تھے' اور سب سے زیادہ تعجب تو یہ ہے کہ ان مکانوں میں با قاعدہ نالیوں کا انتظام هوتا تھا - جو اس تمدن کي ایک حیرت انگیز خصوصیت ہے -

فن تعمیر کے علاوہ دوسرے صنائع میں بھي انکي کامیابیاں قابل ذکر هیں -

اب تک یہ خیال کیا جاتا تھا کہ یونانیوں سے پہلے اور خود یوناني ایک عرصہ تک نوشت و خواند سے محروم تھے ' مگر ان نو دریافت آثار سے اس نظریہ کي تکذیب هوتي ہے - اس قوم کے پاس ایک خط تھا جو اس زمانے کے لحاظ معقول حد تک ترقی یافتہ تھا -

آپ کو معلوم هوگا کہ مصریوں میں حروف کے لیے مخصوص نقوش نہ تھے - جس مفہوم کو وہ ادا کرنا چاهتے تھے اگر وہ مادي هوتا تو خود اس کي تصویر بنا دیتے ' اگر غیر مادي هوتا تو اس مفہوم کے لیے جو لفظ هوتا اسکے هر حرف کے لیے ایک ایسي شے کي تصویر بناتے ' جسکے نام میں پہلا حرف وهي هوتا - اس رسم الخط کو خط تصویري (Hieroglyphic) اسکي اول الذکر شکل کو خط خیالي (Ideography) اور ثاني الذکر شکل کو خط صوتي (Phonotic) کہتے هیں -

مصریوں کي طرح منونیوں کے یہاں بھي حروف کے لیے مخصوص نقوش نہ تھے بلکہ تصویروں سے کام لیتے تھے - البتہ ابتدأ اس میں وہ تنظیم و تنسیق نہ تھي جو مصریوں کے خط تصویري میں تھي - لیکن بعد کو اس طرز تحریر نے خط تصویري کي شکل اختیار کر لي-

مگر ظاهر ہے کہ خط تصویر ایک دشوار عمل اور دیر طلب خط ہے - اور قدرتاً ایک ذهین اور عملي قوم یہ چاهیگي کہ اپنے روز مرہ کے لیے کوئي آسان اور مختصر رسم الخط ایجاد کرے -

منیونیوں نے اپنے رسم الخط کو آسان اور سادہ بنایا ' اور خط تصویري کے بدلے خط مستقیم (Linear Seript) میں لکھنا شروع کیا - نوسوس کي تحریریں زیادہ تر اسي خط میں هیں - خط مستقیم خط مسماري (Cunieform) سے کہیں زیادہ آسان اور سادہ ہے جو میسو پوٹیمیا کے حفریات میں نکلا ہے -

اسوقت آپکے سامنے ایک طبق کي تصویر ہے - اگر اسکي ناهموار شکل اور بد نما نقوش کو دیکھیے تو لطف و خوبي تو ایک طرف ' بهت سي نگاهیں اسے نظر بھر کے دیکھنا بھي پسند نہ کرینگي ' مگر یهي طبق اپني قدامت اور تاریخي نتائج کي وجہ سے اسدرجہ عزیز الوجود اور گرانقدر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے اکثر رسالوں نے اسکے موٹو شائع کیے هیں -

اس طبق کو (Pheastos Disc) کہتے هیں - یہ مٹي کي ایک ناهموار گول پلیٹ ہے - اسکا قطر قریباً ٦ ' ٧٦ انچ ہے - اسکے دونوں رخوں پر خط تصویري میں کچھہ لکھا هوا ہے - اس طبق میں ٢٤١ علامتیں اور ٦١ علامتوں کے گروپ هیں - ان علامتوں کے دیکھنے سے معلوم هوتا ہے کہ یہ تصویریں گیلے گوندے پر علحدہ علحدہ چھاپي گئی هیں -

اس طبق کے متعلق سب سے پہلا سوال یہ پیدا هوتا ہے کہ یہ کس عهد کا ہے ؟

تازہ تنقیبات میں اس طبق کے علاوہ نوسوس کے اور بهت سے آثار نکلے هیں مگر اس طبق کے نقوش کے چار خمس تو ان آثار کے نقوش بهت هي مختلف هیں صرف ایک خمس ان نقوش سے ملتا ہے مگر یہ مشابہت اس اختلاف سے کم ہے -

ذرا غور سے دیکھیے ! اس میں مردوں کي تصویروں میں سر منڈے هوے هیں - عورتوں کي تصویریں چوڑي' بھدي ' اور بدنما هیں - ان صورتوں کو ان دوشیزہ عورتوں کي تصویروں سے کیا واسطہ' جو دوسري تصویروں میں اپنے نازک پیریشیان (Parisian) لباس دکھالي گئی هیں اسمیں جہاز کی تصویر بھی اس تصویر سے بالکل علحدہ ہے جو نوسوس کے کھنڈروں میں ملي ہے ' اور عمارت تو مقبرہ لیشین (Lycian) سے ' جسکے نمونے ابھي تک برطاني عجائب خانہ میں محفوظ هیں' اسقدر ملتي' هولي ہے کہ دیکھکے حیرت هوتي ہے !

طبق فیستاس جو کریت کے غاروں سے نکلا ہے

اس طبق کے متعلق سر ارتھر ایونسکی یہ راے ہے کہ:

( ١ ) یہ اهل کریت کا کام نہیں -

( ٢ ) یہ کوئي مذهبي تحریر ہے -

اگر یہ طبق اهل کریت کا نہیں تو پھر کس کا ہے ؟ اسکے جواب میں وہ یہ کہتے هیں کہ یہ کسي ایسي تہذیب کي یادگار ہے جو اهل کریت کي تہذیب کے همشکل اور اس سے نہایت قریبي طور پر متحد ہے - اس کے لیے وہ جنوب و مغرب ایشیاء کوچک کی لیشین تہذیب کو تجویز کرتے هیں -

اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ یہ مذهبي تحریر ہے تو پھر بھي یہ سوال باقي رهجاتا ہے کہ یہ کیا ہے ؟

اسکے جواب میں سر ارتھر ایونس کہتے هیں کہ کسي دیوي کي تعریف ہے - اسمیں ایک یوناني تصویر میں زمانے سنیے کو خاص طور پر نمایاں کرنے کي کوشش کي گئی ہے - اس کے بغور دیکھنے کے بعد یہ نتیجہ بیجا نہیں معلوم هوتا کہ اسکا اشارہ کسي دیوي کي طرف ہے ' جیسے کبیبي (Kybebe) یا دیاناے ایفیسس (Diana of Ephesus)

دو اور شخص هیں جنہوں نے اس تحریر کي تشریح کي کوشش کی ہے' ایک کیلیفورنیا یونیورسٹي کے پروفیسر هیمپل- دوسرے نیوهم کالج کي مس تیول - پروفیسر هیمپل کہتے هیں ' کہ یہ درگاہ میں تاراج شدہ مال کي واپسي کي یاد داشت ہے - مس ستیول کي راے ہے کہ یہ کوئي قدیم متروک الاستعمال نظم ہے - مس موصوف سر ارتھر ایونس کے همخیال هیں - لیکن سچ یہ ہے کہ ابھي کوئي امر قطعي نہیں اور اثریین کي کوشش کے لیے یہ میدان خالي ہے -

# آثار عتیقه

## حفریات کریت

جزیرہ کریت جسکو عربي میں اقریطش کہتے هیں کوئي غیر معروف مقام نهیں که اسکي تعریف کی ضرورت هو ' کیونکه گذشته سال جب سے ریوٹر نے یه خبر سنائي هے که " انگلستان کے ایک جهاز نے اپنے سامنے کریت سے عثماني جهنڈا اتروا کے یوناني جهنڈا نصب کرایا " اسوقت سے انگلستان کی " بے تعصبي " کي یادگار میں لفظ کریت هر مسلمان کے لوح دل پر نقش هے -

هندوستان ' مصر ' اور میسوپوٹیما کي طرح کریت بهي قدیم تمدن کا مدفن اور منقرض اقوام کا مسکن هے اسلیے اثریین ( Archeologist ' کي ایک جماعت یہاں بهي مصروف کار هے -

قریباً نصف صدي سے تنقیب کي گرمبازاري هے - علما کی ایک کثیر جماعت اپنے وطن سے نکلي هوئي هے ' اور مختلف مقامات میں کام کر رهي هے - اس عرصه میں بعض نہایت بیش قیمت آثار دستیاب هوے هیں ' جن سے تمدن قدیم کے متعلق همارے معلومات میں بیحد اضافه هوا هے ' اور بعض قوموں کي تو پوري تاریخ مرتب هوگئي هے -

لیکن کریت میں جو آثار دستیاب هوے هیں انکے متعلق خیال کیا جاتا هے که وہ اپنے خصوصیات کے لحاظ سے اس نصف صدي کے آثار میں عدیم المثل هیں ' اور طلبه تاریخ کو ان سے بہت مدد ملیگي -

جن لوگوں نے یوناني علم الاساطیر (Mythology) کي کوئي کتاب دیکهي هے وہ (Minotaur) کے نام سے نا آشنا نه هونگے - یه رهي منوس شاہ کریت کا عجیب الخلقت بیل هے جسکا بدن نصف انسان کا سا تها اور نصف بیل کا سا - یه محل کي بهول بهلیاں میں رهتا تها ' اور نوجوان مردوں اور عورتوں کا شکار کیا کرتا تها -

انهیں نو سوس کي بهول بهلیاں بهي یاد هوگي ' جهاں وہ نوجوان مرد اور عورتیں ایک غار نما عمیق اور چکني دیوار والے قید خانے میں بند کي جاتي تهیں ' جنکو ماتحت ریاستیں بطور نذرانه شاہ کریت کے پاس بهیجتي تهیں - یه بدبخت انسان اسي عمیق اور تاریک قید خانے میں زندگي کے دن کاٹتے تهے - جب تهوار هوتا تو یه شوریدہ بخت اس جگه لائے جاتے جهاں انهیں اس بد تر از مرگ زندگي سے نجات ملتي -

یه مقام وہ اکهاڑا هے جسمیں وہ بیلوں سے زور آزمائي کے لیے لائے جاتے تهے -

یہاں سے یه داستان غم نہایت دلدوز شکل اختیار کرلیتي هے - ایک طرف ایک نوجوان مرد یا عورت کو قید کے مصائب و شدائد نے پوست و استخوان کردیا هے ' عرصه کي بیکاري سے هاتهه پیر پوري طرح کام نهیں دیتے - اس پر مستزاد که بے هتیار هے اور کٹهرے میں محصور ' دوسري طرف ایک قوي الجثه بیل کهڑا هے - اس بیل کے سینگ لمبے اور انکي نوکیں تیز هیں - یه بیل جوش کے عالم میں سینگ هلاتا هوا چلتا هے - یه بد بخت نہایت بیکسي و بے بسي کي نظروں سے ادهر ادهر دیکهتا هے اور نهیں سمجهتا که بیل کے حملے کو کیونکر روکے - اتنے میں بیل قریب آجاتا هے اور وہ گهبرا کے اسکے سینگوں سے لپٹجاتا هے - بیل اپنے سینگ اسکے بدن میں بهونکدیتا هے پهر نکالتا هے پهر بهونکتا هے اسیطرح دو تین دفعه کے بعد اسے پهڑکتا چهوڑ کے چلا جاتا هے - یه نیم بسمل تهوڑي دیر تک خاک و خون میں پهڑکتا هے اور اسکے بعد همیشه کے لیے ساکن هو جاتا هے !

سنگدل بادشاہ اور اسکے درباري اس موت کے تماشے کو دیکهتے هیں اور خوش هو هوکے عید مناتے هیں !

عام خیال کي بناء پر آپ اُن قصوں کو محض افسانه سمجهتے هونگے ' مگر آپکو اپني راے میں ترمیم کرنا چاهیے - کیونکه تازہ تنقیبات نے تاریخ کا ایک جو نیا دفتر همارے سامنے پیش کیا هے وہ انکي تصدیق کرتا هے

یه هولناک بهول بهلیاں اب نکل آئي هے - اسمیں بڑے کمرے چهوٹے کمرے ' کوٹهریاں ' سیڑهیاں ' اور غلام گردشیں اس قدر پر اسرار طریقے سے بنائي گئي هیں که ایک اجنبي اندر جاکے پهر باهر نهیں آ سکتا -

دیواروں کے استر پر تصویریں بني هوئي ملي هیں ' انمیں سے بعض میں نوجوان انسانوں اور بیلوں کي اس کشتي کا نقشه کهنیچا گیا هے ' جو آپ ابهي پڑہ آئے هیں - ان تصویروں کے علاوہ بہت سے اور نقش و نگار بهي هیں - اگر ان نقوش و تصاویر کے سمجهنے میں غلطي نهیں هوئي هے تو یه سمجهنا چاهیے که یه قصے محض افسانے نهیں بلکه واقعات هیں ' جنکي تصویر میں شعراء نے مبالغه و تخیل کا رنگ کسیقدر زیادہ بهر دیا هے -

( Minson ) وہ قوم هے جو یونانیوں سے پہلے حکمراں تهي یه قوم صاحب شوکت و صولت تهي - اسکو اپنے بیڑے کي قوت پر اسقدر غرور تها که اس نے کبهي اپنے شہروں کے گرد دیوار نه بنائي ' حالانکه اس عهد میں شہر پناهیں حفاظت کےلیے ناگزیر سمجهي جاتي تهیں -

[ بقیه ۱۱ صفحه ۸ ]

گولیاں چلاؤ ' جو اسلیے آئے هیں که تمهیں اور تمهارے بهائیوں کو تباہ کریں اور تمهارا نام انسانیت کے نقشے سے مٹادیں ؟

بیشک اهل اطالیا عقلمند اور روشن خیال هیں - وہ آدمي کي قدر قیمت اسکے اعمال سے معلوم کرلیتے هیں - انکے نزدیک روپے کے بدلے اپنا وطن حوالے کرنے سے زیادہ سنگین کوئي جرم نهیں - جو ایسا کرتا هے وہ اسکے ساتهه بهي ایک نه ایک دن خائنوں کا سا برتاو ضرور کرینگے - چاهے ایک عرصه کے بعد کریں -

میري اس نصیحت کو سونچو جس سے میرا مقصد صرف یه هے که تم کو زندگي نصیب هو ' اور اپنا عقیدہ تو یه هے که هر شخص کو ایک دفعه مرنا هے - اس سے چارہ نهیں ' خواہ عمر زیادہ هو یا کم - اسکي مقدار مقرر هے نه جنگ میں آگے بڑهنے سے کم هوگي اور نه پیچهے هٹنے سے زیادہ هوگي - دونوں حالتوں میں فرق یه هے که ایک میں شرف لازوال هے اور دوسرے میں ذلت بے پایاں - و السلام علی من اتبع الهدي -"

۷ ربیع الثاني سنه ۱۳۳۱ھ ( سلیمان البارونی )

اس جواب کو غور سے پڑهیے تا که آپ کو معلوم هو جاے که اگر میں روپے کا طالب هوتا یا میں نے اطالیا سے ایک درهم بهي لیا هوتا تو اس جواب کي ایک سطر بهي نه لکهتا ' کیونکه میں جانتا تها که پہلے حکومت اطالیا کے پاس یه جواب اور اسکا ترجمه جائیگا اسکے بعد کہیں هادي کو ملیگا - اسکے ساتهه یه یقین تها که هادي اسے اطالیوں میں اپنے تقرب کا ذریعه بنائیگا ' اور یه خوف بهي تها که کہیں اطالي همارے جماعت کے لوگوں کو روپیه دیکے ملانے سے مایوس هوکے دفعۃً اپني پوري قوت کے ساتهه حمله نه کردیں -

( البقیۃ تتلی )

خريداري کے متعلق سلسله جنباني شروع هوئی - محمود پاشا وزير بحريه نے کارخانه ار مسترزنگ کے وکيل سے اس جهاز کي خريداري کے متعلق باب عالي کا اراده ظاهر کيا ' اور يــه فرمايش کي که يه معامله کارخانه اپني معرفت طے کرادے - چنـانچه حکومت برازيل اور باب عالي ميں کارخـانه ار مسترنگ کي معرفت گفتگو هونے لگي -

قريباً تمام امور طے هوگئے - باب عالي حکومت برازيل کي اس شرط کو بهي منظور کرنے کے ليے تيار تها که جهاز کي اصلي قيمت ميں سے دو ملين پونڈ اسکو اسوقت پيشگي ديديے جائيں - مگر با ايں همه يه معلوم هوتا تها که يه بيع الفاظ کي دنيا سے گذر کے واقعات کے عالم ميں آنے والے نهيں - کيونکه جس سلطنت نے اپنے ملازموں کي تنخواهيں قرض ليکے تقسيم کي هوں' وه دو سو پونڈ پيشگي کهـاں سے ديسکتي هے ؟ اور اسکي تو اميـد کسے هو سکتي تهي که دولت عثمانيه کو جهاز کي خريداري کے ليے يورپ سے قرض مليگا - اسليے که مفاهمت ثلاثه کے سرمايه داروں سے قرض ملنے کي اميد خواب و خيال تهی - البته اتحاد ثلاثي کے سرمايه داروں سے اسکي توقع هوسکتي' تهي مگر يه نظر آتا تها که اگر ايسا هوا تو فوراً مونمرالسفرا منعقد جمع هوگي - اور ايم ساز انوف اور سر ايڈورڈ گرے اپني انتهائي قوت کے ساتهه اتحاد ثلاثي کے سفرا کو مجبور کرينگے که وه اس قرض کو رکواديں - ليکن اس خيال کے بالکل برعکس هوا ' دولت عثمانيه کو روپيه ملا اور وه بهي فرانس سے !

ترک اس جهاز کے ليے بيچين اور روپيه کے ليے کوشش کر رهے تهے - انکے بعض وکلا پيرس گئے هوے تهے' اور سرمايه داروں سے گفتگو کر رهے تهے ' مگر کاميابي نهيں هوتي تهي - اس نا کامي کے اسباب ميں اور امور کے عــلاوه انگلستان کي پــس پرده دراز دستي کو بهي شريک سمجهنا چاهيے -

اسي اثناء ميں عثماني اوراق تحويلات ( بل آف ايکسچينج ) کا مسئله چهڑ گيا اور پيرس کے ايک بيريه نامي بنک نے ۲۷ دسمبر سنه ۱۳ ع کو دو ملين پونڈ کے اوراق تحويلات خريد ليے -

دولت عثمانيه نے يه رقم فوراً کارخانه ار مسترنگ کي معرفت حکومت برازيل کو لندن ميں ديدي - اب دولت عثمانيه کو اسے صرف ايک ملين پونڈ اور دينا هے -

( طــول و عــرض و اسلحه وغيــره )

جهاز کا طول ۱۹۲ ميٹر اور ۶ سينٹيميٹر هے اور عرض ۲۷ ميٹر اور ايک سينٹيميٹر - ۸ ميٹــر اور ۲ سينٹيميٹــر پاني ميں غرق رهيگا - حجم ۲۸ هزار ٹن هے - اسکي طاقت ۳۲ هزار گهوڑوں کي هے - شرح رفتار في گهنٹه ۲۲ ميل هے -

ديواروں کے انــدروني حصه پر جو لوها چڑهايا جائيگا وه نهايت اعلى قسم کا فولاد هوگا ' جس کا حجم ۲۲۹ مليميٹر هوگا - جن کمروں ميں وزني توپيں رهينـگي انکا لوها بعينه وهي هوگا ' جو ديواروں کا هوگا - جن کمروں ميں متوسط توپيں رهينگي انکے لوهے کا حجم ۱۵۲ ميليميٹر هوگا - قائــد جس کمره ميں رهيگا اسکي اهميت اور شديد تحفظ کي ضرورت ظاهر هے - اسليے اسکے لوهے کا حجم ۳۰۵ ميليميٹر هوگا - جهاز کے بيروني حصــه کے لوهے کا حجم سب سے زياده يعني ۰ سو ميليميٹر هوگا -

اس جهاز کے اسلحه کے متعلق خــاص اعتناء و اهتــمام هے - اسميں ۲۴ توپيں هونگي ' جنميں سے ۱۴ توپيں ۰ ۵ و ۳۰ سينٹيميٹر ۱۰ توپيں ۱۵ سينٹيميٹر اور ۱۰ زود کار توپيں ۷۶ ميليميٹر کے پيمانے کي هونگي -

( تـــاريخ تـکـمـيـل )

قطعي طور پر تو يــه نهيں کها جا سکتا که يه جهاز کب تــک مکمــل هوکے عثماني بيڑے ميں شامــل هوجائيگا ' کيونکــه حوادث و سوانح اور دول يورپ کي در اندازيوں کي کسکو خبر هے ؟ مگر بيعنامه کي رو سے اس جهــاز کا تجربه مارچ ميں شروع هو جائيگا تاکه اپريل ميں جهاز بالکل مکمل هو جاے ' اور آغاز مئي ميں دولت عثمانيه کے حوالے کر ديا جاے -

( خريداري جهاز کا اثر )

اس ڈریڈ ناٹ کي خريداري سے يورپ ميں عموماً اور يونان ميں خصوصاً جو حيرت و استعجاب اور دهشت و اضطراب پيدا هوا وه خطره کے متعلق ترکوں اور اهل يورپ کے فرق نظر کي ايک واضح و سبق آموز مثال هے -

ترکوں کي حالت يه هے که وه مشکل سے مشکل خطرات کو نهايت حقارت و کم بيني کي نظر سے ديکهتے هيں' اور اسوقت تک انکي پروا نهيں کرتے جب تک که انکا سيلاب سر سے نه گزرنے لگے - اسکے بر خلاف يورپ کي حالت يه هے که اگر اسکے واهمه کي خلاقي سے بهی اسے کسي ادني سے ادني خطره کے آثار نظر آتے هيں ' تو وه اس طرح اسکے مقابله کے ليے مستعد هو جاتا هے که گويا وه ان خطرات ميں محصور هو گيا هے -

دولت عثمانيه نے جهاز ابهي صرف خريدا هے' اور بيعنامه کي رو سے مئي ميں اسکے عثماني بيڑے ميں شامل هونے کي توقع هے - کون جانتــا هے که فروري سے ليکے مئي تــک ميں کيا واقعات پيش آئيں ؟ خصوصاً دولت عثمانيه ميں ' جهاں کي سر زمين هر روز نئے حوادث و سوانح پيدا کرتي رهتي هے - مگر با ايں همه يورپ کے سياسي حلقوں ميں دهشت و اضطراب اور خوف و هراس چهايا هوا هے - انکو يه نظر آ رها هے که " سطح آب ايک ميدان کارزار هے جسميں عثماني بيڑا گرم جولاں هے' اور انسانيت و امن کا خون کر رها هے " انکے دل ميں يه هول سمايا هے که دولت عثمانيه جزائر ايجين کے متعلق يورپ کے فيصله کو نا منظور کر ديگي ' اور قوت کي عدالت سے فيصله کرانے پر مصر هوگي - بلکه اغلباً اس جهاز پر غرور ميں اسقدر بڑهجائيگي که دريا کے علاوه خشکي ميں بهي هنگامه قتال و جدال گرم کريگي اور جزيره نماے بلقان پهر ايک بار ميدان جنــگ کي شکل ميں بدلجائيگا -

اس ڈریڈ ناٹ کي خريداري کي خبر نے يونان کي طمانيت و جمعيت خاطر پر ايک برق هلاکت گرادي هے - يوناني اخبارات خوف و هراس ' اضطــراب و پريشاني ' اور تنبه و اعتبــار کے لهجه ميں نهـايت پر زور مضامين لکهرهے هيں' اور اس تازه تغيــر کے خطر ناک و مهلک نتائج سے قوم کو آگاه کر کے يوناني بيڑے کي مزيــد تقويت کي ترغيب ديرهے هيں - ايمپروس يونان کا ايک مشهور و مقتدر اخبار هے وه اس عالم غيظ و غضب اور تنقيد و اعتراض ميں موسيو وينزلوس وزير اعظم يونان کو مخاطب کر کے لکهتا هے که " تم کهتے تهے که هماري بحري قوت دولت عثمانيه کي بحري قوت سے زياده هے اسليے ابهي مزيد اضافے کي ضرورت نهيں ' مگر در حقيقت تم نے هميں اور خود اپنے آپ کو دهوکے ميں رکها ' يهاں تک که اب يه طلسم فريب ٹوٹ گيا اور طرفة العين ميں بحري تفوق همارے هاتهه سے نکلکے ترکوں کے پاس چلا گيا ! همارے وزير اعظم صاحب کو اطمينان هے که انکے چهوٹے چهوٹے جهازوں سے انکا بحري تفوق هميشه قائم رهيگا - مگر وه براه مهرباني يه تو بتائيں که سلطنتوں کے بيڑوں ميں بڑے جهازوں کے مقابله ميں چهوٹے جهازوں کا پله کب بهاري رها هے ؟

## سلطان عثمان اول

### جدید عثماني دریڈ ناٹ

مکه معظمة کا ایک اجتماع رسمي جسمیں اراده سنیه یعني فرمان سلطاني پڑها جارها هے

دولت عثمانیه کے نوخرید دریڈناٹ کا تذکره هم گذشته نمبر میں اخبار و حوادث کے سلسلے میں کرچکے هیں - اس نمبر میں هم اِسکے حالات کسیقدر تفصیل سے لکهنا چاهتے هیں -

( داستان خریداري )

سنه ١٩٠٦ ع میں حکومت برازیل نے یه طے کیا تها که اُسکے جنگي بیڑے میں تین قوي ترین جهازوں کا اضافه کیا جاے - چنانچه حسب اِقرار داد حکومت نے جهاز کے کارخانوں سے گفتگو شروع کي - اس دریڈناٹ کے متعلق کارخانه ارمسٹرونگ سے معامله طے هوگیا' اور جهاز کي تعمیر شروع هوگئي - جهاز ابهي طیار نہیں هوا تها که اطالیا نے طرابلس پر فوجکشي کي - اس جنگ میں ترکوں کو اپني بحري کمزوري کا خمیازه کهینچنا پڑا - وه اس منهي بهر فوج کو ذرا بهي مدد نه دے سکے' جو اگرچه اپنے سے کئی گونه زیاده دشمنوں میں گهري هوئي تهي' مگر با ایں همه داد شجاعت دیرهي تهي -

سید حسین شریف حال مکه معظمه جنهوں نے گذشته فتنه یمن میں دولت عثمانیه کي بیش قرار خدمات انجام دے هیں

یه کهنا تو صحیح نهیں که ترک اس جنگ سے پہلے اپنے بیڑے کی طرف سے بالکل غافل تهے' کیونکه انکا ایک جهاز ایلڈریارڈ میں بن رها تها جسے اطالیوں نے اعلان جنگ کے بعد اس بناء پر گرفتار کر لیا که وه دشمنوں ( ترکوں ) کي ملک هے - البته اس جنگ نے اس احساس کو تیز اور اس جهاز کي گرفتاري نے تیز سے تیز تر کردیا - بیڑے کي تقویت و ترقي کا جوش پبلک میں پهیل گیا' اور مخلص و سر برآورده ترکوں کو ( جو قریباً سب اتحادي هیں ) ایک نئے جهاز کي خریداري کي فکر دامنگیر هوئي -

اس بیان کي تائید کے لیے هم جمعیة اعانت اسطول عثماني " کي طرف اشاره کرینگے -

اس خیال کي تکمیل کے لیے باب عالي نے نومبر ١٣ ع تک ( نومبر خارج هے ) جو کچهه کیا هم اسے اسلیے قلم انداز کرتے هیں که وه همارے اس سلسله داستان کا کوئی اهم حلقه نهیں - نومبر سنه ١٣ ع میں اس دریڈ ناٹ کي

## علـــوم القـرآن

از جناب مولانا سلیمان صاحب ندوي

### ( ۲ )

### ( قـرا آت القرآن )

الفاظ قرآن باوجود بقاے معني مختلف وجوہ حرکات و اوقاف ' و ادغام و امالہ ' و فصل و وصل کے ساتھہ پڑھے جا سکتے ھیں ' اور یہ تمام طرق متواتر صحابہ سے مروي ھیں - ان وجوہ و حرکات و طرق مختلفہ سے یا ان میں سے کسی ایک سے بحیثیت روایت و سماعت بحث کہ آنحضرت سے کسطرح سنا گیا ھے ' اور صحابہ نے کسطرح پڑھا ھے ' علم قرا آت القـرآن ھے ' صحـابہ کے بعد تابعین اور تبع تابعین میں اس فن کے سـات مشہور امام گذرے ھیں - تابعین میں عبد اللہ بن عامر یحصبي قاري شـام المتوفی سنہ ۱۱۸ ' عبد اللہ بن کثیـر قاري مکہ المتوفی سنہ ۱۲۰ ' عاصم بن بہدلہ قاري کوفہ المتوفي سنہ ۱۲۷ ' اور تبع تابعین میں حمزہ بن حبیب التمیمی قاري کوفہ المتوفي سنہ ۱۵۴ ' نافع بن عبد الرحمـان لیثی قاري مدینہ المتوفي سنہ ۱۶۹ ' علي بن حمزہ کسائی قاري کوفہ المتوفی سنہ ۱۸۹ ' اور ابو عمرو بن العلاء المازني قاري بصرہ المتوفی سنہ ۲۴۶ ' ان سب میں سب سے زیادہ مشہور و مقبول قراءت نافع ھے جسکي عمـلاً تمام بلاد اسلامیہ میں تقلید کي جاتي ھے - نافع نے ستر قراء تابعین سے قراءت حاصل کی تھي -

اس فن کے مصنف اول حسب تحقیق علامۂ جزري ' ابو عبید قاسم بن سـلام المتوفی سنہ ۲۲۴ ھیں ' " شـاطبیہ " سے ( جو اس فن کي مقبول ترین تصنیف ) پہلے ' ابو علی حسن بن احمد فارسي نحوي المتوفي سنہ ۳۷۷ کي " الحجۃ في القرا آت " عبید اللہ بن محمد اسدي المتوفي سنہ ۳۸۷ کی " المفصح في القرا آت " ابو عمر و عثمان بن سعید الـداني المتوفی سنہ ۴۴۴ کي " کتاب التیسیر " " جامع البیان في القرا آت السبع " اور " المحتوي في القرا آت الشواذ " اور ابو طـاھر اسماعیل بن خلف المتوفي سنـہ ۴۵۵ کي " عنوان فی القراءۃ " اور " الاکتفاء فی القراءۃ " قابل ذکر تصنیفات ھیں - اواسط قرن سادس میں امام القراءۃ قاسم بن فیرہ شاطبي اندلسي المتوفي سنہ ۵۹۰ نے قصیدۂ لامیہ شاطبیہ تصنیف کیا ' جسکي شعاع شہرت کے پردہ میں اس سے پہلے کي تمام تصنیفات چھپ گئیں - " شاطبیہ " کے بعد قراء کبار نے مستقل تصانیف کي بجاے اوسکي شـرح کافی سمجھي - جـن میں مشہور اشخاص علم الـدین علي بن محمد سخاوي المتوفي سنہ ۶۴۳ ' برھان الدین ابو اسحاق ابراھیم بن عمر جعبري المتوفي سنہ ۶۴۳ ' ابوالخیر محمد بن محمد جزري المتوفي سنہ ۸۳۳ ' اور ابن القاصح صاحب سراج القارئ ھیں - علامۂ جزري شـارح شاطبیـہ ھونیکے سوا " النشر فی القرا آت العشر " اور " تحبیر التیسیر فی القرا آت العشر " کے مصنف بھي ھیں - علی نوري سفاقسي کي " غیث الـنفع فی القرا آت السبع " بھي اس فن میں ایک متداول کتاب ھے -

### ( عـلـل الـقـرا آت )

جسطرح علم القراءۃ میں روایۃ و سماعا الفاظ قـرآن کے مختلف اوصاف و احوال سماعیہ کا بیان ھوتا ھے ' علل القرا آت میں انہیں چیزوں سے اصولاً اور عقلاً بحث ھوتي ھے کہ از روے اصول صرف و نحو و قواعـد و محاورات زبان عربي انکو کیونکر ھونا چاھیے - ان مباحث پر گفتگو کا سب سے زیادہ حق اھـل ادب اور علماے نحو کو ھے ' اسي لیے اس فن کا واضع و مدون یہي طبـقہ ھے ' مثـلاً ابو العبـاس احمد بن محمد نحوي ' سلیـمان بن عبد اللہ نحوي المتوفي سنـہ ۴۹۳ ع ' ابوالحسن علي بن حسین الباقولي الموجود سنہ ۵۳۵ -

### ( معرفـۃ الوقف و الابـتـداء )

انسان کسي حالت میں سانس کی آمد و رفت کو روک نہیں سکتا ' اسلیے ضرور ھے کہ کسي طویل عبارت کو پڑھتے وقت سانس کئی کئی بار ٹوٹ جاے ' ان سکتات تنفس کیلیے ضروري ھے کہ وہ بے موقع نہوں ' ورنہ عبارت کا سلسلۂ اتصال ٹوٹ جائیگا ' اور اکثر عبارتوں کا سمجھنا مشکل ھوگا - علماے اسلام نے اسي غرض کیلیے علم الوقف والابتدا وضع کیا اور قرآن میں جابجا علامات وقف کے نشان لگاے ' جن سے یہ معلوم ھوتا ھے کہ تلاوت قرآن میں کہاں وقف کرنا چاھیے یعنی ٹہرنا چاھیے ' اور کہاں سانس توڑ کر دوسری آیت سے تلاوت کی ابتدا کرنی چاھیے - یہہ فن گو علم التجوید اور علم القراءۃ کا ایک جزء ھے لیکن باوجود اھمیت کے بعض قراء نے اسکو مستقل فن قرار دیا ' اور اسمیں منفرد و مخصوص تصنیفات کیں -

ابو بکر محمد غزنی مقری نے ان تمام اوقاف کو ایک رسالہ میں بنام " وقوف النبي صلعم فی القرآن " جمع کردیا ھے - مکی بن ابی طالب المتوفی سنہ ۳۰۹ نے صرف اس موضوع پر ایک رسالہ " الوقف علی کلا و بلی فی القرآن " لکھا کہ قرآن میں لفظ " کلا " اور " بلی " پر وقف کرنا چاھیے یا نہیں ؟ اسکے علاوہ " کتاب الوقف و الابتداء " کے نام سے مشہور ائمۂ نحو و ادب مثلا قدما میں یحیی بن زیاد الفراء المتوفي سنہ ۲۰۷ ' ابو العباس احمد بن یحیی ثعلب نحوی المتوفي سنہ ۲۹۱ ' مکی بن ابي طـالب المتوفی سنہ ۳۰۹ ' ابو اسحاق ابراھیم الزجاج نحوي المتوفي سنہ ۳۱۰ ابو بکر محمد بن قاسم ابن الانباري نحوي سنہ ۳۲۷ ' ابو جعفر نحاس بغدادي نحوي المتوفی سنہ ۳۲۸ ' ابو سعید حسن بن عبد اللہ سیرافي نحوي المتوفی سنہ ۳۶۸ اور متاخرین میں محسن عمانی اور سجاوندي نے مستقل کتابیں تالیف کیں -

## الـــفـــاظ قـــرآن

### مفـــردات الـــقـــرآن

اسلام جب تک جزیرۂ عرب میں محدود تھا ' قرآن کے حل لغات و تفسیر الفاظ کی کوئی ضرورت نہ تھی ' لیکن غیرعربوں میں اشاعت قرآن کیلیے ضروري تھا کہ الفاظ و لغات قرآن کي تشریح کی جاے ' اور اونکی تشریحي ترتیب دی جاے - بعض علماے

یونان تو یونان یورپ کے عفریت اور انگلستان کے معبود و مسجود روس میں بھي اس خبر نے ایک اضطراب و هیجان پیدا کردیا ہے - روسي اخبار چیخ رہے هیں که قسطنطنیه کے مشرق میں بحري تفوق کا نشان امتیـار عنقـریب ان سے چھنا چاهتا ہے ' روسکو سلاو ( روسی اخبـار ) لکھـتا ہے که قسطنطنیه کے مغـرب میں یونان کو بحري تفوق حاصل تھا ' مگر وہ تو اپنا تفوق کھو بیٹھا - قسطنطنیه کے مشرق میں همیں بحري برتري حاصل تھی ' مگر کچھه عجب نہیں هم بھي یونان کي طرح اپني برتري ضائع کردیں - خصوصا اگر باب عالي کو اپنے ارادے میں کامیابي هـوگئي اور اس نے " ریفادیا " اور " مورینو " بھي خرید لیے جو اسوقت امریکه میں بن رہے هیں - بیشک هم نے یه طے کیا ہے ایمپرس میري کے طرز کے دو دریڈ ناٹ بنواے جائیں ' مگر هم اس تجویز کو سنه ۱۶ سے پہلے پورا نہیں کرینگے "

( قوی بحریه : موازنه دولت عثمانیه و یونان )

یورپ کے ارباب سیاست کا قاعدہ ہے که وہ اپنے مخالف کي هر بات کو کئي گونه بڑھا کے دکھاتے هیں تاکه ارباب حکومت اور قوم اسکو حقیر سمجھکے بے اعتنائي نه کرے ' اور قبل از وقت اسکے جواب کے لیے تیار هو جاے - اسلیے اگر تم دیکھو که اهـل یورپ تمهاري کسي بیداری ' یا حرکت کو اهمیت دیتے هیں ' تو اس سے مغرور هوکے واقعات کی طرف سے آنکھیں نه بند کرلو -

اگر دولت عثمانیه کی بحري قوت کا اندازہ کرنا ہے تو اسے یورپ کے سیاسي حلقوں کے اضطراب ' یوناني اخبارات کے شور و غوغا ' اور روسی اخبارات کے انـذار و تنبیه میں نہیں بلکه واقعات کے جام حقیقت نما میں دیکھنا چاهیے - اسلیے هـم اسوقت واقعات کی روشني میں یـه دیکـھنا چاهـتے هیں که آیا در حقیقت دولت عثمانیه کي بحري قوت یونان سے زیادہ هوگئی ہے ' یا حسب عادت یه یورپ کا شور و غوغاے محض ہے -

جنـگ بلقان میں یونان کي بحري کارروائیوں کا دار و مدار ایورف ' اسپیا ' هیدرا ' ایسارا ' ان چار آهن پوش جهازوں پر تھا - ان چاروں جهازوں کا مجموعي حجم همارے سلطان عثمان اول کے حجم سے کم هوگا اور صرف اس ایک جهاز کي قوت یونان کے چاروں جهازوں سے زیادہ هوگي -

جنـگ کے زمانے میں همارے جهازوں کا مجموعی حجم ۱۰۱۱۸ ٹن تھا ' یه سب ملکے " ایورف " کے مقابله میں نہیں ٹھہر سکتے تھے جسکي طاقت سے " سلطان عثمان اول " کی طاقت دوگونه زیادہ ہے -

یه امر بھي قابل لحاظ ہے که " ایورف " ایک مدت میں ۲۲۷۳۰ کیلوگرام کے دو گولے پھینکتا تھا ' اور یه سب سے زیادہ بھاري گولے تھے جنکو وہ اس شرح سرعت سے پھینکتا تھا - اسکے مقابله میں " سلطان عثـمان اول " ۳۷۵۴۰ کیلوگـرام کے گولے اسي شـرح سرعت سے پھینکیگا -

یه تو سلطان عثمان اول کي حالت تھي پھر اسکے ساتھه " رشادیه " اور حمیدیه بھي هونگے اور اگر توفیق الهی شامل حال رهی تو ریفادیا اور مورینو بھی - پس اگر یوناني بیڑے میں اضافه نه هو اور دولت عثمانیه دونوں موخر الذکر جهاز نـه بھي لیسکے تو جب بھي دولت عثمانیه کی بحري طـاقت یونانی کي بحري طـاقت سے زیادہ هوگي

( قائـد اور فـوج )

سلطان عثمان اول جس شان و شکوہ کا جهاز ہے ' اسکا قائد بھی اس قابلیت و استعداد کا هونا چاهیے ' اور بالاخر وهي هوا جسکو خود قدرت نے اسکے لیے پیدا کیا تھا -

اس جهاز کی قیادت کا مسئله صیغه بحریه کے ایک نهایت نازک اور دشوار حل مسئله تھا - صیغه بحریه کے سامنے تین نام تھے اسماعیل بے ' عارف بے ' رؤف بے ' اسماعیل بے ' آهن پوش بار بروس خیر الدین کے قائد هیں ' عارف بے صیغه بحریه کے ارکان جنـگ کے افسر اعلی هیں ' اور رؤف بے " حمیدیه " کے قائد هیں - وہ حمیدیه جسکی پر اسرار نقل و حرکت نے دنیا کو محو حیرت کردیا تھا ' جو کبھي حریفوں کو تہ و بالا کرتا اور کبھي نظروں سے غائب هوجاتا تھا ' دم کے دم میں ازمیر پہنچتا تھا اور پھر دفعتاً بیروت کے ساحل پر نمودار هوتا تھا ' دن کو بندرگاہ سربس میں گولے بھرتا تھا ' اور شب کو سواحل بلقان پر چھاپے مارتا تھا اور پھر غائب هوکے دمشق اور طرابلس کے ساحل پر دکھائي دیتا تھا -

قهرمان مدافعه بحري روف بے جو سلطان عثمان اول کے قائد منتخب هوے هیں

رؤف بے کے طلسمی کارناموں کے بعد کون ہے جو اسکا سهیم و عدیل هوسکتا ہے ؟ ایک هفته تک کامل غور و خوض کے بعد بھی انھی کو اس منصب جلیل کے لیے انتخاب کرنا پڑا -

اس جهاز میں ۱۱۰۰ فوج رهیگی - یه طے هوا ہے که اسکو آبناے عثمانی میں لانے کے لیے ۹ سو سپاهي برطانی بارکش جهاز پر سوار هوکے جائیں -

غالبا دو سو سپاهي اسوقت سے کارخانه آرمسٹرانگ میں بھیجدیے گئے هیں که وہ لوگ وهاں رهکے اس طرز کے جهازوں اور انکے پرزے کي ترکیب سے واقف هو جائیں -

## نالـــۂ شبلـــي

عالي جناب شمس العلماء علامۂ شبلی نعماني مد ظله العالي کی ان ( ۱۵ ) نظموں کا مجموعه جن میں حضرة علامۂ ممدوح نے بزرگان سلف کے سبق آموز حالات ' تاریخي واقعات اور زمانۂ حال کی اندوهناک مصائب و آلام اسلامي کو اپني مشهور جادوبیاني کے ساتھه بغایت موثر پیرایه میں نظم فرمایا ہے اور جو حقیقتاً اس قابل ہے که اسلامي اخلاق ' اخوة مساوات اور حریت جیسی صفات عالیه کے اعلی معیار اور مکمل نمونوں اور مثالوں کو پیش نظر رکھه کے هر فرد ملت اسکو خریدے - اور ان پاک جذبات کے پیدا کرنے کے لیے اپنے بچوں اور بچیوں کو بطور گیتوں کے یاد کراے -

سفید چکنے کاغذ پر نهایت خوشخط طبع هوا ہے - اور علاوہ علامۂ موصوف کے سلسله مبارک کے ڈاکٹر انصاري ' ڈائرکٹر اسلامي میڈیکل مشن ' مسٹر محمد علی ' ایڈیٹر کامریڈ و همدرد ' مسٹر ظفر علي خان ' ایڈیٹر زمیندار کے فوٹو بھي نهایت عمده آرٹ پیپر پر دیے گئے هیں ' قیمت علاوہ محصول ڈاک کے صرف ۸ - آنه

انوار احمد - کانفرنس آفس ' محمڈن کالج علیگڈه

## بـلاد عثمانيــــه كــي زر خيزي

### معــادن و منــاجــم

قارئين كرام كو ياد هوگا كه گذشته جلد كے كئي نمبروں ميں هم نے بلاد عثمانيه پر ايک نظر عمومي ڈالي تهي - اسميں هم نے لكها تها كه " تركوں نے جتني توجه اپنے يورپين مقبوضات پر كي هے اگر اسكا ايک عشر بهي وه اپنے ايشيائي مقبوضات پر كرتے تو آج دنيا كي قوي اور دولتمند سلطنتوں كي صف ميں كسي بلند و ممتاز نشست پر نظر آتے " - يه ايک اجمال تها جسكي تفصيل هم آج هم آپكو ايک انگريزي خطيب كي زبان سے سنانا چاهتے هيں -

يه خطيب مسٹر جي - ميڈلينڈ ايڈوردس هيں -

اب تک عالم اسلامي ميں انگريزوں كي سياسي و اقتصادي سرگرمياں هندوستان ' ايران ' سودان ' مصر ' اور عراق تک محدود تهيں - ليكن اب كه نيل ' بحر هند ' اور خليج فارس پر انكا پاے اقتدار راسخ هوگيا هے انكي حوصله مندي نئے ميدان عمل كي طالب هے ! - شام ميں ابتداء اقتصادي كام شروع هوے تهے - جو عموماً اعمال سياسيه كا پيش خيمه هوتے هيں' مگر وه اس غير رسمي مفاهمت كي بنياد پر ملتوي هوگئے كه " شام فرانس كے ليے هے اور عراق انگلستان كے ليے " -

ليكن معاهدہ كويت كے بعد سے انگريزوں كے ايک طبقه ميں نئي حركت شروع هوئي هے - يه طبقه ارض مباركه شام كے هاتهه سے نكلنے پر سخت ماتم گسار هے ' اور چونكه ابهي تک اقتدار فرانس كي توثيق كسي معاهدہ سے نهيں هوئي هے' اسليے شام ميں فرانس كي سرگرميوں كو نهايت شرح و بسط' آب و رنگ' اور رشک و تعسر ' كے هاتهه اپنے قوم كے سامنے پيش كررها هے - نير ايسٹ كه ايک نيم سركاري پرچه هے اسكا مراسله نگار برابر بيروت سے اس قسم كے مراسلے بهيجتا رهتا هے -

اسي طرح ايک دوسري جماعت هے' جو يه چاهتي هے كه ايشياء كوچک كا ميدان جرمني اور روس كے ليے نه چهوڑ ديا جائے' بلكه اسميں انگريزوں كو بهي اترنا چاهيے' تاكه همارے حقوق بهي پيدا هو جائيں' اور آئنده تقسيم كے وقت ( لا قدر الله ) هميں بهي اس ميں حصه ملے - يا اسكا معاوضه كسي دوسري جگهه ملے -

مختصراً يه كه جن اسلامي ممالک ميں اسوقت " انگريزي مصالح " كي قربانگاه استقلال و خود مختاري نهيں هے وهاں اسكے نصب كرنے كے ليے انگلستان ميں ايک نئي حركت شروع هوئي هے اور مراسلات ' مقالات ' اور خطبات كے ذريعه سے انگريزي سرمايه داروں كو ان مقامات ميں جانے كي ترغيب دي جارهي هے -

يهي نوعيت هے اس خطبه كي جو حال ميں مسٹر ايڈورس نے انسٹيٹيوشن آف مائنگ اينڈ مٹيالركي ميں ديا هے اور جسكا خلاصه هم اس وقت شائع كرتے هيں -

هم كه همارا مايۂ زندگي خدمت و چاكري هے ان زمينوں كي قيمت كا صحيح اندازه نهيں كرسكتے' جن سے لوها ' تانبا ' وغيره خام معدنيات نكلتي هيں - اسليے يه مضمون همارے ليے اسدرجه مفيد نهيں جسقدر كه اسے هونا چاهيے' مگر تاهم فائده سے خالي بهي نهيں - اس سے بلاد عثمانيه كي معدني پيداوار' اسكے تنوع اور اسكي مقدار كا تفصيلي علم هو جاتا هے' جو بهر حال لا علمي سے بهتر هے -

ليكن اس خطبه سے ايک اور اهم فائده بهي ممكن هے بشرطيكه قارئين كرام اس نظر سے اسے پڑهيں - وه يه كه بقيه بلاد عثمانيه كے متعلق انگريزوں كے كيا مطامع و عزائم هيں' اور خزينۂ اسلام كے وه اور كون سے گوهر هيں جو تاج انگلستان كے ليے پيش نظر هيں ؟

مسٹر ايڈورڈس نے كها :

ايشياء كوچک ميں معدني دولت زياده تر اسكے شمالي حصه ميں هے ' جهاں بدقسمتي سے ريلوے وسيع نهيں - اس ملک ميں كان كني بهت كم هوئي هے - اسكي وجه يه هے - كه يهاں آمد و رفت كے ذرائع مفقود اور باربرداري كي آسانياں ناپيد هيں - شايد هي دنيا ميں كوئي ايسا ملک هو جهاں كانوں كي اتني سربهر دولت موجود هو اور وه اپني ترقي كے ليے صرف ريلوے كا محتاج پڑا هوا!

#### كـــوئلا

كوئلے كي سب سے زياده مشهور اور اهم كان قسطنطنيه كے قريب يعني بحر اسود كے كنارے كنارے ۱۵۰ كے فاصل پر هرقليه ميں دريافت هوئي تهي - اس كان كے متعلق يه اندازه كيا گيا تها كه اسكا رقبه ۲ سو مربع ميل هے - اس كے كوئلے كي قسميں مختلف تهيں ' مگر بحيثيت اوسط اس كا مقابله نيوكيسل كے كوئلے سے كيا جاسكتا تها -

ان كانوں ميں دس جدا گانه كارخانے كام كرتے تهے جنميں سب سے مشهور فرنچ كمپني تهي - اسكے نكالے هوے كوئلے كي مقدار ۵ لاكهه ٹن تهي - ڈائنٹر قدرے كے كنسيشن كے ليے جسقدر كوئلا نكالا جاتا تها اسكي مقدار ايک لاكهه دس هزار ٹن سالانه تهي' اور يه سب كي سب فرنچ كمپني خريد ليا كرتي تهي - كرچي كنسيشن كے كوئلے كي مقدار ( اس كنسيشن كو حال ميں فرنچ كمپني نے ۸ هزار پونڈ كو خريد ليا هے ) ۸۵ هزار ٹن سالانه تهي' اور زير بجا برادرس سالانه ۶۰ هزار ٹن كوئلا نكالتے تهے - يه تهے اصلي نكالنے والے ' علاوه ان چهوٹي چهوٹي كانوں كے جنميں سے ۵۰ هزار ٹن كے اندر كوئلا نكلا - اس ميدان كي پيداوار كي كل تعداد ۸ لاكهه ٹن سالانه هے -

#### ( لـــوهـــا )

ايشياء كوچک ميں كچے لوهے كي كانيں بكثرت هيں - ده كانيں جزيرۂ مثلين كے بالمقابل بر اعظم ميں ازميت كے قريب واقع هيں - ان ميں سے سالانه تقريباً تيس هزار ٹن لوها نكلتا هے - شهر زيتون سے شمال كي طرف بيرت كي پهاڑيوں ميں جو سب سے بڑا ذخيره ملا هے وه ۹۰ ميل تک خليج اليگزنڈرٹيا سے ايک خط مستقيم كي شكل ميں چلا گيا هے - اس ذخيره كا رقبه وسيع هے اور اس سے سالانه ۳ لاكهه ٹن لوها نكلتا هے -

#### ( تـــانـــبـــا )

يـه ذرا بهي مبـالغه نهيں كه كچا تانبا ايشياء كوچک كے شمالي صوبوں ميں قريباً هرجگه ملتا هے - ملک كا اندروني حصه - كيونكه باسفورس سے باطوم تک تمام مسافت كي يهي حالت هے - ايک مس خيز خطه هے ' اور گويا يه ايک عام قاعده هے كه ان كانوں كي رگيں تنگ اور مايه دار هيں' جنميں ۲۰ فيصدي بلـكه اس سے بهي زيـاده تانـبا هوتا هے - آغانا كي كان در حقيقت وسـط ايشياء

ادب نے تمام الفاظ کا احاطہ کیا اور انکا نام مفردات القرآن رکھا - مثلاً مفردات القرآن امام راغب اصفہاني الموجود سنه ٥٠٠ ' مفردات القرآن محي الدين محمد بن علي زوان حنفي ' لیکن اکثر علماے ادب نے بجاے احاطۂ الفاظ صرف مشکل لغایت پر اکتفا کي ' اور اسکو غریب القرآن کے نام سے موسوم کیا -

( غريب القران )

فن غریب القرآن پر نہایت کثرت سے علماے نحو و ادب نے تصنیفات کیں ' اس موضوع پر سب سے پہلي کتاب غريب القرآن ابو عبیدہ ... بن مثنی نحوي المتوفي سنه ٢٠٩ کي ہے ' اسکے بعد اس موضوع پر یہ کتابیں لکھی گئیں غريب القرآن احمد بن محمد بن يزداد طبري نحوي الموجود سنه ٣٠٤ ' غريب القرآن ابن دريد لغوي المتوفي سنه ٣٢١ ' غريب القرآن عبد الله بن مسلم بن قتيبه المتوفي ٣٢٢ ' غريب القرآن ابوبكر محمد بن قاسم ابن الانباري المتوفي سنه ٣٢٨ ' غريب القرآن ابو عمر محمد عمر الزاهد تلميذ ثعلب المتوفي سنه ٣٤٥ ' الاشارہ في غريب القرآن ابو بكر محمد بن حسن نقاش نحوي بغدادي المتوفي سنه ٣٥٠ ' غريب القرآن قاضي احمد بن كامل المتوفي سنه ٣٥٠ ' غريب القرآن ابوبكر محمد بن عزيزي سجستاني تلميذ ابن دريد ' غريب القرآن و الحديث ابو عبيد احمد بن محمد هروي المتوفي سنه ٤٠١ ' مشكل غريب القرآن مكي بن ابي طالب قيسي المتوفي سنه ٤٣٧ ' كتاب الغيث المستدرك علي الهروي ابو موسى محمد بن ابي بكر اصفهاني المتوفي سنه ٥٨١ ' تحفة الاريب فيما في القرآن من الغريب ابو حيان محمد بن يوسف الاندلسي المتوفي سنه ٧٤٥ -

غریب القرآن کي تدوین میں سب سے زیادہ کاوش و تلاش و صرف وقت ابن درید اور عزیزي نے کیا ' ان دونوں اُستاد و شاگرد نے تدوین و ترتیب غریب القرآن میں پورے پندرہ برس صرف کیے -

( مصادر القرآن )

بعض ائمہ لغت نے قرآن کے اسماے جامدہ کو چھوڑکر صرف مشتقات کیطرف توجہ کي ' اور مصادر قرآن کي تحقیق و تشریح کي ' اس قسم کي پہلي تصنیف یحی بن زیاد الفراء المتوفي سنه ٢٠٧ کي مصادر القرآن ہے ' اسکے بعد ابراهيم بن اليزيدي المتوفي سنه ٣٢٥ نے مصادر القرآن لکھي ' ابو جعفر احمد بن علي جعفر المتوفي سنه ٥٤٤ نے تاج المصادر کے نام سے قرآن و حدیث دونوں کے مصادر یکجا جمع کردیے -

( الواحد و التثنيه و الجمع في القران )

ہم نے جیسا پہلے بیان کیا ہے کہ جسطرح تمدن اجتماعي میں نئے نئے تکلفات اور مختلف ضرورتوں نے سامان ہمیشہ پیدا ہوتے رہتے ہیں ' اور وہ پھیلتے جاتے ہیں ' بعینہ یہي حال تمدن علمي کا بھي ہے کہ ہر شے میں ذرا ذرا سی مناسبت سے نئے نئے شعبے پیدا ہوتے رہتے ہیں ' ہر تثنیہ اور جمع کی اصلي صورت واحد ہے ' اور واحد و مفرد اسماء کي تشریح مفردات و غریب قرآن میں گو ہوتی رہتي ہے ' لیکن چونکہ تثنیہ اور جمع بنانیکے مختلف قواعد و اصول ہیں ' بعض جمعیں بلا قاعدہ ہوتي ہیں ' بعض جمعوں کي مفرد نہیں ہوتے ' ان وجوہ سے علما نے اس موضوع پر بھي بالکل مستقل رسائل لکھے ' جن میں سے سب سے پہلی تصنیف یحی بن زیاد الفراء المتوفي سنه ٢٠٧ کي کتاب الجمع و التثنيه في القرآن اور دوسري اخفش اوسط سعيد بن سعدہ نحوي المتوفي سنه ٢١٥ کي الواحد و الجمع یا الافراد و الجمع في القرآن -

( معربات القران )

ہر زبان میں دوسري زبانوں سے باہمي اختلاط و تعلقات سیاسی و تجارتي کي بنا پر کچھہ الفاظ آجاتے ہیں ' اور تھوڑے تغیر کے بعد وہ اصل زبان کے الفاظ قرار پاجاتے ہیں - عربي زبان میں بھی اس قسم کے الفاظ ہیں ' اور قرآن مجید نے انکو استعمال کیا ہے - مجموعي مباحث میں علماے متقدمین میں سے تو متعدد علما مثلاً ثعالبي ' ابن فارس ' ابن جوزي ' ابن جرير طبري ( في اول التفسير ) وغیرہ نے انکا ایک باب علحدہ قرار دیکر انکی تحقیق کی ہے - لیکن متاخرین میں جلال الدين سيوطي المتوفي سنه ٩١٠ نے " المهذب فيما وقع في القرآن من المعرب " ایک مستقل رسالہ تالیف کیا ہے - تاج الدين سبكي المتوفي سنه ٧٧١ اور ابن حجر عسقلاني المتوفي سنه ٨٥٢ نے ان الفاظ معربہ کو نظم کردیا ہے -

الوجوه و النظائر في القرآن

قرآن میں اکثر ایک لفظ متعدد مقامات میں مختلف معني رکھتا ہے - اہل بلاغت اسے لفظ کو " مشترک " کہتے ہیں یعنی علوم قرآن میں اونکو " نظائر " کہتے ہیں ' اور بعض الفاظ ایسے ہیں جو متعدد مقامات پر بعینہ مستعمل ہوے ہیں ' اور ہر جگہ اون سے ایک هي معني مراد ہیں - علماے قرآن اونکو وجوہ کہتے ہیں ' وجوہ و نظائر کي واقفیت فہم معاني قرآن کیلیے نہایت ضروري ہے تاکہ معني سمجھنے میں اشتباہ نہو - اس بنا پر علماے اسلام نے وجوہ نظائر کي مستقل تصنیفات میں توضیح و تحقیق نہیں ضروري سمجھا - اس فن کي ابتداء اسقدر قدیم ہے کہ حضرت ابن عباس سے اونکے دو شاگرد عکرمہ اور علي بن ابي طلحه نے اون سے اس فن کي روایتیں کي ہیں - بلحاظ تصنیف سب سے پہلے مقاتل بن سليمان مفسر المتوفي سنه ١٥٠ کي تالیف الوجوه و النظائر کا نام منقول ہے -

انکے علاوہ احمد بن فارس لغوي المتوفي سنه ٣٧٥ ابو الفرج بن الجوزي المتوفي سنه ٥٩٧ ' ابو الحسين محمد بن عبد الصمد مصري دامغاني ' ابو القاسم محمود نيسابوري الموجود سنه ٥٥٣ کي الوجوه و النظائر في القرآن کے نام سے تصنیفات ہیں - جلال الدين سیوطی کا رسالہ " معترك الاقران في مشترك القرآن " بھي اسي فن میں ہے

البقية تتلى

---

## اسے ضرور پڑھیے

کوچک میں ڈهائي سو میل کے فاصله پر واقع تهي - خود سلطنت کي مملوکـه تهي ' اور وهي اسمیں کام کرتي تهي - سنه ۱۸۹۲ سے لیکے اسوقت تـک سیاه تانبے کي پیداوار ۲۰ هـزار ٹن سے زیاده هوئي هے - گورنمنٹ ۲ تخمینه هے کـه اس کان میں ابهي ۷ لاکهه ٹن کچا تانـبا اور موجود هے جس میں عمده تانبے کا اوسط دس فیصدي هوگا -

ایک اور اهم ذخیره قسطنطنیه سے ۸۰ میل اور بغداد ریلوے کے اند بازار اسٹیشن سے ۲۰ میل کے فاصله پر هندیقه میں موجود هے - اسکا تانبا صورتاً اس تانبے کے مشابه هے جو جرمني کي مینسفلڈٹ کے ذخیروں سے نـکلا تها - جو تهوڑا سا کام هوا هے اور اسکي رپورٹ کي گئي هے - اس سے یه معلوم هوتا هے که بحیثیت اوسط هندیقه کي کانیں مینسفـلڈٹ کي کانوں سے زیـاده مایـه دار هیں - بهت دفعه یه جانچا گیا کـه انمیں خالص تانبا کتنا هے - ٥ فیصدي اوسط پڑتا هے - حال میں ایـک مکمل رپورٹ کي گئي هے ' اس سے معلوم هوتا هے که خالص تانبے کي مقدار ۷ فیصدي تـک هے -

( سیسه ' زنـک ' اور چـانـدي )

کچے سیسے (Gatena) کے ذخیرے بهت هیں اگرچه تانبے کے ذخیروں سے کم ' اور زیاده تر انهیں مقامات میں جهاں تانـبا هے - چاندي اور سیسے کي کانوں کے لیے سب سے زیاده مشهور زمین کا وه قطـعه هے جو قرة حصار کے نواح میں هے - ایک مشهور رگ جو دو انچ سے کم موٹي تهي - یهاں نـکلتي تهي - یهاں کي ایک ٹن معدني پیداوار کي قیمت تین سو پونڈ هوتي هے ' جسمیں سونا اور چاندي بهي شامل هوتي هے -

حکومت عثمانیه بوفـار دعي کي ایک کان کي مالـک هے اور اسمیں اسـکا کام بهي هوتا هے اس سے ۴ هزار پونـڈ سـالانه کی آمدني هے -

سیسے کي کانیں زیاده تر تنـگ رگوں میں ملتي هیں جنـکي ضخامت کا اوسط دو انچ هے - انمیں سیسے کے ساتهه چاندي بهي ایک ٹن میں ۲ سو اونس تـک هوتي هے - سب سے عمده کان جو اسوقت تـک معلوم هے وه بالي قـرا دین کي هے - یه کان خـلیج ادرامت سے شمال کي طرف تیس میل کے فاصلے پر ( جزیرۂ متلین کے بالمقابل ) واقع هے - اسمیں لوڈ ( وه رگ جسمیں خام معدنیات هوں ) بکثرت هیں اور انکي ضخامت ایک فٹ سے لیکے ۳۵ فٹ تک هے - ان امتحانات کی رپورٹ کے بموجب جو حال میں هوے هیں ان خـام معـدنیات میں سـاڑهے چهه فیصدي زنـک اور باره فیصدي سیسه هے -

( سـونا )

سمرنا اور درۂ داندال کے [illegible] کے علاوه اور کهیں کی سونے کی کانوں میں بهی [illegible] هے - عرب میں سونے کي کانیں هیں مگر [illegible] کهاں هیں ؟

در حقیقت قرې حصار کے [illegible] ایک کان کے علاوه تمام [illegible] صوبوں میں سونا نهیں هے - سمرنا کے قریب بعض کانوں میں سونا نکلا هے - کئی سال هوے چند کانیں کهودي گئي تهیں ' جنمیں سے زیاده نفع بخش [illegible] آئدین کی کان تهی - [illegible] سے دو آونس في ٹن سونا نکلتا تها - دره دانیال کے کنارے جنوب [illegible] میں ٥ گهنٹے کی مسافت پر سونا کهریا کي تهون میں نکلا هے - سونے کے علحده کرنے کے لیے جو تجربے کیے گئے انمیں في ٹن ۳ دینار سے لیکے ۱۵ دینار تک سونا نکلا - مکه معظمه اور مدینه منوره کے درمیاني راستے میں سونے کي کانیں ملینگي مگر اب تک انکے متعلق یاد داشت نهیں ملی هے -

( مٹي کا تیـل )

ایشیاء کوچک میں مٹی کے تیل کے موجود هونیکي علامتیں تقریباً تمام جزیره نما میں پائي جاتي هیں - تیل کی کانوں میں سے درحقیقت صرف صوبهاے بغداد و موصل اور ایک حد تـک بصره کي کانیں کهودي گئی هیں - تیل کے سوتوں تعداد کی کوئي ۲ سو تهي اور یه ۲ سو سوتے کوئي ۲۰ متفرق مقامات میں پهیلے هوے تهے -

یهاں قریباً ۴ خط تهے جو ایک دوسرے کے متوازي چلے گئے تهے - ان میں سے سب سے بڑا وه خط هے جو سلسله کوه جبل الحمران کے کنارے کنارے مرینديلي کے شمـال و مغرب کي طرف سے شروع هوتا هے ' اور جهـاں تـک دجله گیا هے چلا جاتا هے ' اسکے بعد حمان علي سے تقریبـاً شمال کي طرف مڑجاتا هے - دوسرا خط ایراني سرحد پر خانقین کے قریب سے شروع هوتا هے اور التین کفرو کے آگے تـک چلا جاتا هے - تیسرا خط در حقیقت کوه قره داغ کے بالکل برابر هے ' مگر پہلے خط سے چهوٹا هے - چوتها اور سب سے آخري خط سلیمانیه سے شروع هوتا هے ' اور شمال و مغرب کي طرف چلا جاتا هے -

شمال کي طرف اور آگے بهي تیل کي کانوں کي علامتیں ملسکتي هیں - جیسے ارض روم کے جانب مغرب ضلع ترجان میں وان ( ایک جهیل هے ) اور پلک بحر اسود پر تیس میل کے اندر - پلک کی علامتیں بهت هي امید افزا تهیں ' مگر دو آبه دجله و فرات کے تیل کے چشموں کے مقابله میں اسـکا رقبه چهوٹا تها - سدوب کے جنوب میں پچاس میل پر تیل نکلا هے -

# الہلال

میر مسئول و مدیر خصوصی
ابوالکلام الدہلوی

**مقام اشاعت**
۱ - ۷ مکلاؤڈ اسٹریٹ
**کلکتہ**
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

**قیمت**
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

AL - HILAL
Proprietor & Chief Editor.
Abul Kalam Azad
7/1 McLeod street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription. Rs 8
Half-yearly „ „ 4-12

نمبر ۸ | کلکتہ : چہارشنبہ ۲۹ ربیع الاول ۱۳۳۲ ہجری | جلد ٤

Calcutta : Wednesday, February 25, 1914.


## فہرست



## تصـاویـر



## الاسبـوع

۱۸ ماہ کو شہزادہ وئد نے شاہ و ملکہ انگلستان کے ساتھہ قصر بیکھنگم میں لنچ کھایا سر ایڈ ورڈ اور دیگر سفراء سے گفتگو کی -

اثناء قیام لندن میں انھوں نے کامل مالی مدد کا وعدہ لیلیا ہے - اس خیال سے شہزادہ کو اتفاق ہے کہ البانیا میں کسي ایک سلطنت کے اثر کا بڑھنا البانیا کے مصالح کے لیے مضر ہے -

قرض کے متعلق ابھی کچھہ طے نہیں ہوا - امید ہے کہ اسماعیل کمال نے نیسل بنک کے لیے جو رعائتیں دي تھیں انکا رخ بین القومیت کی طرف پھیر دیا جائیگا - شہزادہ وئد اسے قرض کو پسند کرتے ہیں جسکي ذمہ داری دول یورپ متحدہ طور پر نہ کریں -

۲۲ فروري کو شہزادہ وئد نے اسد پاشا کي سر کردگي میں ایک وفد کو بار دیا - وفد نے اہل البانیا کي طرف سے شہزادہ سے درخواست کی کہ وہ آزاد و خود مختار تخت کو قبول کرے - شہزادہ نے جواب میں کہا کہ میں اپنی جان و دل کو البانیا کے لیے وقف کرونگا - مجھے امید ہے کہ البانیا کو ایک درخشاں مستقبل تک لیجانے میں یورپ البانی میری مدد کرینگے -

ایک جرمنی اخبار کا بیان ہے کہ ۲۶ فروري کو شہزادہ وئد زار روس سے ملنے جائینگے -

۲۱ فروري کو یونان کی طرف سے دول کی یاداشت کا جواب پیش ہوگیا - یونان نے دول کے اس " منصفانہ " فیصلہ سے اتفاق اور انکا شکریہ ادا کیا ہے - جزائر کے متعلق وہ دونوں شرطوں کو منظور کرتا ہے مگر یہ چاہتا ہے کہ جزائر ناقابل حملہ قرار پائیں - ترکي کو بھي ان جزائر کے مقابل اسیاے کوچک کي سرحدوں پر قلعہ بندي کي اجازت نہ دیجاے - یورجداطہ اور امبرور میں عیسائیوں کو وہي حقوق دے جائیں جو مسلمانوں کو اسکے جزائر میں ملنے والے ہیں -

وہ مقابلہ کي پالیسي کو جاري رکھنا نہیں چاھتا ، مگر وادي ارگرو کیسٹرو میں بعض دیہات کے الحاق پر زور دیتا ہے - ان دیہات کے معاوضہ میں وہ تیار ہے کہ البانیا کو ڈھائي ملین فرنک دے اور اس سرحد میں تضعیف کرے جو ساحل البانیا سے لیکے کیپ ہکیبیا تک پھیلي ہوئي ہے -

چونکہ لفٹنٹ کمال نے جینیا میں اپني جگہ چھوڑ دیکي تھي ، اسلیے ان پر کورٹ مارشل ہوا - ۲۲ فروري کي صبح کو وہ گولي سے ہلاک کیے گئے -

رئورینڈ انڈریور جنوبی افریقہ سے روانہ ہوگئے - روانگي کي شام کو انھوں نے کیپ ٹائمز میں ایک خط شائع کیا ہے جسمیں اپنے ساتھہ حسن مدارات کے شکریہ کے بعد مسئلہ اہل ہند کے بابت یہ راے ظاہر کی ہے کہ سابق کي نسبت اسوقت یہاں کي فضا کي حالت بہتر ہے - انکا بیان ہے کہ اثناء اسٹرائک میں مسٹر گاندھي کے طرز عمل اور جنرل بوتھا کي دانشمندي نے ایک معقول و آشتي آمیز روح پیدا کردی ہے - انکے نزدیک اصلي نقطے دو ہیں ایک تین پونڈ ٹیکس اور دوسرا مسئلہ ازدواج - نقطہ اول کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ انکے نزدیک اسکے حل میں کوئي دقت نہ ہوگي - نقطہ دوم کے متعلق انکا یہ خیال ہے کہ اگر حکومت جنوبي افریقہ صرف ایک شادي کو جائز تسلیم کرے تو بھي یہ مشکل حل ہوسکتی ہے لیکن اگر اس حد سے آگے وہ مسلمانوں کے مذہب پر حملہ کریگي تو غیر متناہی مشکلات اور غلط فہمیاں پیدا ہونگی -

برطاني مشرقی افریقہ کي سرحدوں میں ہنگاموں کي وجہ سے مزید چار ہزار فوج کسمو روانہ کي گئي ہے -

سرقیش کپتان ڈي میرے اور بلوچی حملہ آوروں سے بام میں جو جنگ ہوئي ہے اسمیں کپتان ڈي میر کے آدمیوں میں سے دو مقتول اور دو زخمی ہوے ہیں - میجر کلمسٹید کپتان ڈي میر کی مدد کے لیے کرمان روانہ ہوے ہیں -

## الہـلال کي ششماھي مجلـدات

### قیـمت میں تخـفیـف

الہلال کي شش ماھي جلدیں مرتب و مجلد ہونے کے بعد آٹھہ روپیہ میں فروخت ہوتي تھیں لیکن اب اس خیال سے کہ نفع عام ہو ، اسکی قیمت صرف دائم روپیہ کردي گئي ہے -

دوسري اور تیسري جلدیں مکمل موجود ہیں - جلد نہایت خوبصورت ولایتي کپڑے کی - پشتہ پر سنہري حروف میں الہلال منقش - پانچ سو صفحوں سے زیادہ کی ایک ضخیم کتاب جسمیں سو سے زیادہ ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں - کاغذ اور چھپائی کی خوبي محتاج بیان نہیں اور مطالب کے متعلق ملک کا عام فیصلہ بس کرتا ہے - ان سب خوبیوں پر پانچ روپیہ کچھہ ایسي زیادہ قیمت نہیں ہے - بہت کم جلدیں باقی رہگئی ہیں -

( منیجـر )

# راہ اکتشاف و علم پرستی میں ایک سر فروشانہ اقدام

( یعنی )

## قطب جنوبی کے لیے ایک اور مہم

( سرگروہی )

### سر ایرنسٹ شیکلٹن

اگر کوئی مجھہ سے پوچھے کہ قوموں کی زندگی کے کیا معنی ہیں تو میں کہونگا کہ حوصلہ کی بلندی اور عزم کی پختگی -

اس وسیع کرۂ ارض پر صدہا قومیں آباد ہیں اور ہر قوم کے افراد وہ تمام کام کرتے ہیں جو حیات ظاہری و صوری کے مظاہر و لوازم سمجھے جاتے ہیں - اسی آسمان کے نیچے اور اسی زمین کے اوپر ہم بھی ہیں اور اہل یورپ بھی' پھر ہم میں جاپانی' چینی اور ہندو بھی ہیں اور مسلمان بھی - ہم سب اکل و شرب' رفتار و گفتار' مسرت و عیش اور رنج و غم میں شریک ہیں -

جسطرح انکی نبضیں متحرک ہیں اسیطرح ہماری نبضیں بھی چلتی ہیں اور اگر انکی رگوں میں خون رواں ہے تو ہماری [illegible] منجمد و ساکن نہیں' [illegible] ہمہ پھر وہ کیا شے ہے جسکی [illegible] سے بعض زندہ قومیں کہلاتی ہیں اور بعض جاں بلب کہلاتے ہیں؟

بجز علو حوصلہ اور رسوخ عزم کے علاوہ اور کونسی شے ہے؟

جب زندگی کی حقیقت سفر و کوچ ہو اور مسافر راستہ کی مشکلات سے کمر کھولکے بیٹھہ جائے تو اسے کون زندہ کہیگا؟ زندہ تو وہی ہے جسکے کانٹے چبھیں' پتھروں کی ٹھوکریں لگیں' گھاٹیاں اور غار حائل ہوں' مگر اس کے پیر تو گزار نہ ہو -

ناکامیوں کا صدمہ' مشکلات کا تصور' خطرات و آفات کا خوف یہ تمام چیزیں انسان کی دشمن ہیں' جو اسکے عزم و حوصلہ پر حملہ کرتی ہیں' مگر اسی جنگ میں فتح کا نام تو زندگی ہے - جو قومیں زندہ ہیں انکے لیے ان میں سے ایک شے بھی مانع کار نہیں ہوتی -

قطب جنوبی کے اکتشاف کے لیے کتنی ہی مہمیں گئیں' مگر ایک بھی کامیاب واپس نہ آئی - اگر واپس آئی تو ناکام ورنہ برف کے ناپیدا کنار سمندر میں غرق ہوتی گئی' مگر یہ زندگی کی اعتبار نمائی ہے کہ ناکامی و نامرادی کی باد زمہریر جو ان ہولناک برفستانوں میں چلتی ہے سینوں کی آتش شوق کو افسردہ کرنے کے بدلے انکے شعلے اور بلند کرتی ہے!

کپتان اسکاٹ کی مہم کا جو حسرتناک انجام ہوا وہ انسانی ہمت اور ارادے کے لیے ایک سخت ابتلا و آزمایش ہے - لیکن ابھی اس حادثہ ہمت شکن و حوصلہ فرسا کو دوسرا سال بھی نہیں ہوا کہ ایک اور جماعت اسی بحر ہلاکت میں سفر کے لیے تیار ہے' جسمیں انسانی ہستی کی صدہا کشتیاں غرق ہوچکی ہیں -

قطب جنوبی کی سفری تاریخ میں سر ای - شیکلٹن کا نام نیا نہیں اس سفر میں وہ دو سال تک رہے ہیں' اور قطب جنوبی سے ۱۱۱ میل کے اندر پہنچنے کے بعد وہ ۲۵ مارچ سنہ ۱۹۰۹ کو واپس' آئے جسکے متعلق وہ اپنی کتاب قلب انٹراٹیک میں لکھتے ہیں:

کہ اب ہم انٹراٹیک کی اس ناقابل تاریکی میں رنگرلیاں منا رہے ہیں' جو معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی ہستی میں سرایت کررہی ہے' اور جسے اسی واپسی کی خواہش کا ذمہ دار ہونا چاہیے جو قطب کے خطہ سے لوٹنے والوں پر حملہ کرتی ہے"

اب وہ پھر قطب جنوبی کی طرف ایک مہم لے جانا چاہتے ہیں -

سر ارنسٹ شیکلٹن

( بعض عام حالات )
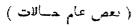
اس مہم کا نام شاہی مہم ماوراء انٹارٹک رکھا گیا ہے - اسکا مقصد یہ ہے کہ براعظم انٹارٹک کے اس تمام حصہ میں سفر کیا جائے' جو اٹلانٹک کی جانب واقع ہے - یہ حصہ ابھی تک نا معلوم ہے - اگر سر شیکلٹن کو اپنے ارادے میں کامیابی ہوئی اور انہوں نے بحر ویڈل (Weddell Sea) سے بحر روس (Rass Sea) تک کا دورہ کرلیا تو یہ پہلے شخص ہونگے جو اس مہم میں آتا ہے - یہ سفر سمندر ہی سمندر میں ہوگا - مسافت کی مقدار تخمیناً ایک ہزار سات سو میل ہوگی -

[illegible] قطب جنوبی کی طرف کون سا سفر آسان ہے - کپتان کا سفر میں کچھہ کم مشکلات نہ تھے' مگر اس سفر کی دقت ایک خاص نوعیت کی ہے کہ اب تک قطب جنوبی کی طرف جسقدر سفر ہوے ہیں ان میں راستہ میں ایسے مواقع ملتے تھے جہاں رسد کے گودام قائم کیے جاسکتے تھے - مگر اس سفر میں رسد

# شذرات

گذشتہ ہفتہ میں سرحد پنجاب سے دو نہایت اہم حادثوں کی خبریں موصول ہوئی ہیں - جنکی اصلی حقیقت سے دماغ یقیناً تاریکی میں ہے' اور شاید رہے - اسلیے کہ ان دونوں حادثوں کے متعلق ذریعہ اطلاع یا انگلو انڈین اخباروں کے مراسلہ نگار خصوصی ہیں یا پھر ایسوشیڈیٹیڈ پریس - اول الذکر کے متعلق تو کچھہ کہنا فضول ہے' کیونکہ ان سے توقع ہی کسکو ہے البتہ موخر الذکر کے متعلق ہم اسقدر کہنا چاہتے ہیں کہ ملک کی بدقسمتی سے وہ اب ایک صاحب گوش و ہوش راوی نہیں بلکہ بے روح و حیات فونوگراف ہے' جس سے وہی نغمہ نکلتا ہے جو اسمیں بھرا جاتا ہے - پس اگر آپ میں کچھہ بھی فراست ہے تو پہچان لیجیے کہ یہ لے کسکی ہے -

**پہلا حادثہ ۱۹ فروری کا ہے -**

بیان کیا جاتا ہے کہ دوشنبہ کی شب کو گیارہ بجے ایک جماعت نے اٹک کے پل پر حملہ کیا' پولیس نے دونوں جانب آتشباری شروع کی - ۸ آدمی نظر آئے' مگر کسی زخمی کا پتہ نہیں ملا - ۱۲ بجے آتشباری موقوف ہوئی - ٹرین روک لی گئی تھی - مگر بعد کو جب اطمینان ہوگیا تو اسے جانے دیا گیا - بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس حملہ کا مقصد پولیس کی رائفلیں لوٹنا تھا -

بعد کی خبر میں بیان کیا گیا ہے کہ اس حملہ میں ذکر شدہ کے جتھے کی کامیابی کار فرما ہے - حملہ کرنے والے ماہتاب کے بلند ہونے سے پہلے غائب ہوگئے - انکے حلقہ غیر معلوم ہیں تعداد کا تخمینہ ۵۰ ہے -

تیسرے تار میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اٹک کے پل پر دوبار حملہ ہوا - پہلا حملہ جمعہ کی شب کو ہوا تھا - جسمیں فریقین نے استبیں پھینکیں' اور اسکے بعد حملہ آور چلے گئے - فریقین میں سے کسی کے آدمی زخمی نہیں ہوے -

---

دوسرے حادثے کی خبر ۲۳ فروری کی ہے - دہلی کا تار ہے:

حال میں بنیروال نے برطانی قلمرو میں دو سنگین حملے کیے تھے پہلا حملہ بلند کھیری میں ۴ جنوری کو اور دوسرا حیدا میں ۶ جنوری کو ہوا تھا جسمیں برطانی رعایا میں سے تقریباً ۸ آدمی کام آئے تھے - چنانچہ یہ طے کیا گیا کہ ان حملوں کی پاداش میں آج ملکنڈ کا کالم درہ ملندری سے ہوتا ہوا بنیر میں داخل ہو اور تمام گانوں میں صرف ان دو کو گھیر لے' جنکو سب سے زیادہ ان حملوں سے تعلق ہے - یعنی نواگئی اور لنگی خان بندا جو سرحد سے چند میل کے فاصلہ پر واقع ہیں - اور دونوں حادثوں کے واجبی تصفیہ کی ضمانت کے طور پر انکی جائداد منقولہ پر قبضہ کر لیا جائے -

آج صبح کو ۸ بجکے ۱۵ منٹ پر تھوڑے سے مقابلہ کے بعد درہ ملندری پر قبضہ ہوگیا - فوج نے شب کو نہایت تیز کوچ کیا - جسوقت وہ چوٹی پر پہنچی ہے اسوقت ہر طرف کہرا چھایا ہوا تھا - موچ دونوں گانوں کی تسخیر اور چند اشخاص کی گرفتاری میں کامیاب ہوئی - ہماری طرف کسی نقصان کی رپورٹ نہیں کی گئی -

---

اس ہفتہ میں دہلی اور لاہور میں بعض خانہ تلاشیاں اور گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں -

دہلی میں امیر چند اور سلطان سنگھہ گرفتار ہوے ہیں - امیر چند ایک تعلیم یافتہ آدمی ہے اور مشن اسکول دہلی میں مدرس اور سنسکرت اسکول دہلی میں ہیڈ ماسٹر رہچکا ہے - سلطان سنگھہ ایک ۱۴ سالہ لڑکا ہے جسکو امیر چند نے متبنی بنایا تھا -

امیر چند کی گرفتاری کا تعلق بم کیس سے بیان کیا جاتا ہے - خانہ تلاشی میں کاغذات کے علاوہ اون اور روئی سے بھرا ہوا ایک بکس نکلا' جو معائنہ کیمیاوی کے یہاں بھیجدیا گیا - یہ معلوم ہوا ہے کہ بکس سے اس شبہہ کی تصدیق ہوتی ہے جو امیر چند کے متعلق پیدا ہوا ہے -

امیر چند کے یہاں سے بہت سے خطوط بھی بر آمد ہوے ہیں' جن میں زیادہ تر سلطان سنگھہ کے نام ہیں -

امیر چند کے ساتھہ ایک تیسرا شخص بھی گرفتار ہوا ہے جسکا نام اودھہ بہاری بی - اے' ہے -

---

دہلی میں خانہ تلاشیوں کے متعلق حسب ذیل کمیونک شائع ہوا ہے:

دو شنبہ اور اسکے دوسرے دن دہلی میں بہت سی خانہ تلاشیاں ہوئی ہیں - پولیس نے یہ کارروائی کچھہ تو اس وارنٹ کی بناء پر کی ہے' جو علی پور کے جوائنٹ مجسٹریٹ نے راجا بازار بم کیس کے متعلق جاری کیا ہے' اور کچھہ اس وارنٹ کی بناء پر جو دہلی کے ڈپٹی کمشنر نے شر انگیز نوعیت کی ممنوع الاشاعت تحریروں کی گرفتاری کے متعلق شائع کیا ہے - ان تحریروں میں سے بعض راجا بازار بم کیس میں بطور شہادت کے پیش ہوئی ہیں - یہ معلوم ہوا ہے کہ دیگر کاغذات کی ایک تعداد بند ہوئی ہے' جو ہنوز زیر امتحان ہے - شبہ کی بناء پر چند اشخاص بھی گرفتار ہوے ہیں - جنمیں سب سے زیادہ قابل ذکر محمد سعید شاہ مدرس سینٹ اسٹیفن کالج اور اودھہ بہاری بی - اے ہیں تحقیقات ہو رہی ہے -

---

بالآخر تقریباً ایک سال کی کشمکش اور سخت انتظار کے بعد زمیندار شائع ہوگیا -

اے آتش فراق دلم خوش کہ سوختی

زمیندار کی اشاعت و عدم اشاعت کا سوال ایک روزانہ اخبار کی موت و زندگی کا سوال نہ تھا کہ اگر صرف اسقدر ہوتا تو یہ ایک شخصی حیثیت رکھتا - اور ہم ہمدردی و تعزیت یا تبریک و تہنیت جو کچھ کرتے محض شخصی اور پرائیوٹ تعلقات کی بنا پر ہوتی - بلکہ یہ سوال تھا مسلمانان ہند کی بیداری' حس ملی' اور جوش حق پرستی کا' یعنی یہ کہ آیا درحقیقت مسلمانوں میں فرض شناسی و حق پرستی کا جذبہ پیدا ہوگیا ہے؟ کیا وہ اس ہستی کے لیے کچھہ کرسکتے ہیں جسکو طاقت کے عفریت نے صرف اسلیے نیم بسمل کر دیا ہے کہ اس نے مسلمانوں کی حسیات و افکار کی ترجمانی کی اور اس کی زبان پر حق جاری ہوا؟

شکر ہے کہ اس کا جواب نفی میں نہیں ملا -

بیشک کسی جان بلب مریض کے بچنے کی اسوقت مسرت ہو سکتی ہے جبکہ اسکے جسم میں روح بھی رہے' ورنہ اگر اسکی لاش ادویہ کے ذریعہ سے محفوظ رکھہ لی گئی تو یہ ایک لا حاصل فعل ہوگا -

ہم اپنے ہمعصر کو دوبارہ اشاعت پر مبارکباد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا کرے زمانے کے لطمات اسکے ہاتھہ سے صبر و استقامت کا دامن نہ چھڑا سکیں' اور وہ ہمیشہ حق و صداقت کی دعوت میں اسی طرح جری و بیباک رہے جسطرح کہ ایک مسلم ہستی کو ہونا چاہیے -

## علــــوم القــران

از جناب مــولانا سليمان صاحب ندوي

### ( ۳ )

### ( اعــراب القــرآن )
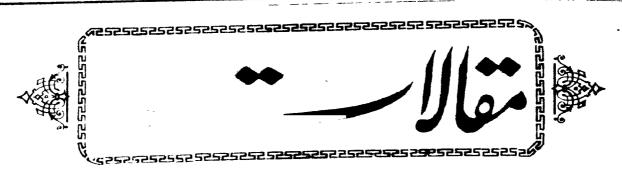
تمام سامي زبانوں میں سے صرف بابلي اور عربي دو زبانوں میں اجزاے کلام کے باهمي ارتباط و تعلق کے اظهار کیلیے اعراب ( یعني هر حرف میں زیر' زبر' پیش ) کا استعمال هوتا هے - انهیں اعراب کے ذریعہ سے عربی زبان میں فاعل ' مفعول ' مضاف ' مضاف الیه ' حال ' تمیز ' وغیرہ کا امتــیاز هوتا هے - اسلیے ظاهر هے کہ فہم معنی کیلیے واقفیت اعراب کي کسقدر ضرورت هے - علمــاے اسلام نے نہ بهی ضرورت پوري کردي هے قران مجید کے اعراب پر بے شمار کتابیں تصنیف کي هیں' جن میں عموماً ایک ایک سورہ کو به ترتیب لیکر اونکے اعراب کي تحقیق کی گئي هے -

اعراب القران ابو حاتم سهل بن محمد سجستاني المتوفي سنه ۲۴۸' اعراب القران ابو مروان عبد الملک بن حبیب قرطبي المتوفی سنه ۲۳۹ ' اعراب القرآن ابو العباس مبرد المتوفي سنه ۲۸۶ ' اعراب القرآن ثعلب نحوي المتوفي سنه ۲۹۱' اعراب القران ابو جعفر احمد بن محمد النحاس المتوفي سنه ۳۲۸' اعراب القران حسین بن احمد خالویه نحوي المتوفي سنه ۳۷۰ ( اس کتاب میں سورۂ طارق سے آخري تیس سورتوں کے اعراب بیان کیے گئے هیں ) غریب اعراب القران احمد بن فارس زکریا لغوي المتوفي ۳۷۵' اعراب القران علی بن ابراهیم حوفی المتوفي سنه ۴۳۰ ( یه کتاب دس جلدوں میں هے ) مشکل اعراب القران مکي بن ابي طالب قیسي المتوفي سنه ۴۳۷ ( ۳ جزء )' ابو طاهر اسماعیــل بن خلف صقلي نحــوي المتوفی ۴۵۵ ( دو جلدوں میں ) اعراب القران ابو زکریا خطیب تبریزي المتوفی سنه ۵۰۲ ( چار جلدوں میں ) ' اعراب القران قوام السنه ابو القاسم اسماعیل الطلحي الاصفهاني المتوفي سنه ۵۳۵ ' اعراب القران ابو البقاء عبد الله العکبري المتوفي سنه ۶۱۶ اس فن کی مقبول و مشهور کتابیں هیں' انکے علاوہ اس فن کي یه کتابیں بهی قابل ذکر هیں - اعراب القران موفق الدین عبد اللطیف بغدادی المتوفی سنه ۶۲۹ ( صرف اعراب سورۂ فاتحه )' الکتاب الفرید في اعراب القران المجید حسین بن ابی العز الهمداني المتوفي سنه ۶۴۳ ' المجید في اعراب الکتاب المجید برهان الدین ابراهیم بن محمد سفاقي المتوفي سنه ۷۴۲ ( مخلوط با عراب تفسیر ) و اعراب القران احمد بن یوسف السمین المصري المتوفي سنه ۷۵۶ ' تحفة الاقران فیما قری بالتثلیث من حروف القران احمد بن یوسف بن مالک الرعیني الاندلسي المتوفي سنه ۷۷۷ ( اس کتاب میں ان الفاظ کا بیان هے جنکو مختلف معانی کے لحاظ سے جر زبر و پیش تینوں حرکات کے ساتهه پڑها جا سکتا هے )

## معانــی بیــان بدیع قران

### معــاني القران

الفاظ کے بعد قــران مجید کے محاسن معنوي کي بحث هے کہ قران مجید کن معاني پر مشتمل هے' وہ معانی کن طرق سے ادا هوئے هیں' کن معاني کو کن مختلف صلات و حروف روابط سے ادا کیا گیا هے' اور یه مختلف صلات و حروف روابط معانی میں کیا اثر پیدا کرتے هیں' الفاظ کي تقدیم و تاخیر تعریف و تنکیر' اطلاق و تقیید وغیرہ سے معاني میں کیونکر اثر پیدا هوتا هے' ان تمام امور کي واقفیت کے بغیر بہم مطالب قران غیر ممکن هے - اسي لیے علماے ادب کے جدو اس موضوع پر قلم اٹهانیکا سب سے زیادہ حق تها' ان مباحث پر نہایت کثرت سے کتابیں لکهیں' جن میں سے حسب ذیل تصنیفات و مصنفین کے نام همکو معلوم هیں :

معاني القران یونس بن حبیب النحوي المتوفي سنه ۱۸۲ ' معاني القران علی بن حمزہ کسائی المتوفي سنه ۱۸۹' معاني القران محمد بن مستنیر قطرب نحوي المتوفی سنه ۲۰۶ ' معانی القران ابو زکریا یحیی بن زیاد الفراء المتوفی سنه ۲۰۷ ' معاني القران ابو عبیدہ معمر نحوي المتوفی سنه ۲۰۹ ' معاني القران اسماعیل بن اسحاق ازدي المتوفی سنه ۲۲۰ ' تفسیر معاني القران سعید بن مسعدہ اخفش المتوفي سنه ۲۲۱ ' معاني القران ثعلب نحوي المتوفی سنه ۲۹۱ ' معاني القران محمد بن احمد بن کیسان نحوي المتوفي سنه ۲۹۹ ' معاني القران ابو محمد سلمه بن عاصم نحوي المتوفي سنه ۳۱۰ ' معاني القران ابو اسحاق ابراهیم الزجاج المتوفي سنه ۳۱۱ ' معانی القران ابو عبد الله محمد بن احمد نحوي المتوفي سنه ۳۲۰ ' معانی القران ابو الحسن عبد الله بن محمد نحوي المتوفي سنه ۳۲۵ ' معاني القران ابو جعفر نحاس نحوي المتوفی سنه ۳۲۸ ' معاني القران ابو عبید قاسم بن سلام المتوفی سنه ۳۲۸ ' الموضح في معاني القران ابو بکر نقاش نحوي المتوفی سنه ۳۵۰ ' موجز التاویل عن معجز التنزیل احمد بن علی بن سجرہ المتوفی سنه ۳۵۰ ' ایجاز البیان في معاني القران نجم الدین ابو القاسم محمود نیساپوري المتوفي سنه ۵۵۳ -

### ( اعجــاز القــران )

انبیا پر خدا کی طرف سے جو کتابیں نازل هوئیں' وہ اپنے معانی ' مقاصد ' ارشادات اور هدایات کی بنا پر هر زمانے میں معجز رهي هیں ' لیکن قران مجید کی ایک خصوصیت هے کہ وہ اپنے معاني و ارشادات کے ساتهه اپنے الفاظ ' ترتیب کلام ' اداے مقصود ' اور تعبیر مفهوم میں بهی اعجاز رکهتا هے یہی سبب هے کہ صحف قدیمہ گو اپنے معانی کے لحــاظ سے اب تک باقی هوں ' لیکن وہ اپنے الفــاظ و ترتیب الهامي کے لحاظ سے مدت هوئي کہ دنیا سے مفقود هوچکی هیں - مگر قران مجید جسطرح اپنے معاني تعلیمات اور هدایات کے لحاظ سے غیر فاني هے ' اسیطرح اپنے الفاظ و عبــارات الهامیه کے لحاظ سے بهي غیر فاني هے ' قال الله تعالی انا له لحافظون -

کے گوداموں کے سلسلہ کا موقع نہیں ملیگا - یعني مقامی اور موسمي مشکلات پر رسد کی مصیبت مستزاد ہے -

مگر رسد کا انتظام ناگزیر ہے ' اسلیے یہ تجویز کیا گیا ہے کہ بر اعظم کے دونوں طرف دو جہاز رهیں جو ان لوگوں کو مدد پہنچاتے رهیں -

البتہ اس مہم کو بعض ایسي علمي مددیں بھي حاصل هیں جن سے پہلے کي مہمیں محروم تھیں - مثلاً تلغراف لاسلکي ' اور هوائي جہاز وغیرہ -

( راسیہ )

آغاز اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ ع میں مہم بیونس ایرز (Buenos Aires) سے روانہ هوگی ' اور اگر هوسکا تو عرض البلد میں ۷۸ درجہ جانب جنوب یعني اس مقام تک سیدھي چلي جائیگی جو جرمنی مہم نے دریافت کیا تھا -

اگر برف کے حالات سازگار هوے ' اور نومبر تک عرض البلد میں ۷۸ درجہ تک جانا هوگیا تو پھر ساحل کی جماعت فوراً پار روانہ هوجائیگی -! بحر ریڈل سے اگر قلب تک پہنچنا هوگیا تو امید ہے کہ پھر قطب سے بحر روس تک آنا مشکل نہ هوگا - لیکن اگر بد قسمتي سے حالات موافق نہ هوے اور مہم آغاز نومبر تک بحرویڈل میں کسي خشکي تک نہ پہنچسکي تو پھر مجبوراً موسم سرما سے پہلے مستقل سرمائي مرکز اور رسد کے گودام بنالیگي اور آیندہ موسم میں روانہ هوگي -

اس صورت میں پہلا جہاز بحرویڈل میں ساحل گریہم لینڈ (Graham Land) پر کام کرتا رهیگا ' جب سردي بہت بڑھجائیگي تو اسوقت جنوبي امریکہ چلا آئیگا ' اور آیندہ موسم میں بحرویڈل کي جماعت کو لیکے پھر روانہ هوگا -

دوسرا جہاز نیوز لینڈ (Newzeland) روانہ هوگا اور ایک جماعت کو ماوراء بر اعظم جماعت سے ملنے کے لیے بحر روس میں اتاریگا - اور ماوراء بر اعظم جماعت کو لیکے نیوز لینڈ واپس آئیگا -

( سفر ما وراء بر اعظم )

ماوراء بر اعظم کا سفر بحرویڈل میں ایٹلنٹیک کي طرف سے شروع هوگا - لیکن ڈاکٹر بروس (Dr. Brouce) ۱۹۰۴ میں اسکوشیا (Scotia) سے اترے تھے اور سنہ ۱۸۲۳ ع میں ریڈل جسکے نام سے بحر ریڈل موسوم ہے جنوب میں ۷۴ درجہ تک چلا گیا تھا -

ممکن ہے کہ علم الحیات ' جغرافیہ ' طبقات الارض ' اور طبعیات کے علماء جو پہلے جہاز میں هونگے جاڑے بھر بحر ویڈل میں رهیں ' اور دوسري تین آدمیوں کي جماعت مشرق کي طرف اس قطعہ کے دریافت کرنے کو روانہ هو جاے جو هنوز بالکل غیر معلوم ہے -

ماوراء بر اعظم کے سفر میں سرشیکلٹن کے همراہ جو جماعت هوگي اس میں پانچ آدمي هونگے - یہ لوگ سید ہے قطب کي طرف روانہ هونگے اگر حالات سازگار هوے تو سر شیکلٹن سلسلہ کوہ وکٹوریا کو قطع کرکے نئي زمینیں دریافت کرتے هوے چلے جائینگے - لیکن اگر حالات سازگار نہ هوے اور انھیں مجبوراً اپنے اس ارادے کو فسخ کرنا پڑا تو پھر مشرقي راستہ پر چل کھڑے هونگے - اس سفر میں غالباً وہ اسکاٹ ' امنڈسن ' یا خود اپني ابتدائي مہم کے نقشہاے قدم کي پیروي کرینگے - امید ہے کہ اسطرح وہ بحر روس میں پہونچکے اپنے دوسرے جہاز سے مل سکینگے -

( جلد سے جلد خبر کب ملیگي ؟ )

مہم اپنے همراہ دو سال کا زاد راہ لیکے جائیگي ' مگر یہ ضرور نہیں کہ وہ دو سال تک دنیا کے اس عجیب و غریب خطے میں رهے - اگر حالات موافق هوے اور مہم اپنے مقصد میں کامیاب هوئي یعني اس نے ایک هي سال میں تمام خط کا سفر کرلیا تو انکے متعلق خبریں اپریل سنہ ۱۵ ع میں معلوم هو سکینگي ' اور اگر موسم بر سر اختلاف رہا اور اسوجہ سے همکو بحر ویڈل میں موسم سرما گزارنا پڑا تو پھر اس صورت تھیں آغاز سنہ ۱۶ ع میں مہم کے متعلق خبریں ملینگی -

( جہاز اور جہاز راں )

جہاز رانی کے متعلق جنکو ذرا بھي علم ہے وہ جانتے هیں کہ بحر ریڈل میں جہاز رانی بیحد مشکل اور نہایت خطرناک ہے -

سر شیکلٹن کو امید ہے کہ وہ اورورا Aurora نامي جہاز کے خدمات حاصل کرسکینگے اور اس نقطہ تک اس جہاز میں سفر هوگا -

یہ وهي جہاز ہے جو ڈاکٹر ماسن Dr. Mawsan کي مہم میں تھا -

اورورا ایک نہایت عمدہ جہاز ہے اسکے قائد کپتان ڈیوس Captain Dauis هیں - کپتان موصوف سر شیکلٹن کي آخري مہم کے آخري حصہ میں صاحب مہم کے جہاز کے کپتان رہچکے هیں -

مہم کے همراہ جو جہاز هونگے ان میں سے ایک بھي انٹراٹیک میں موسم سرما بسر نہ کریگا - بحر ویڈل کا جہاز اپني جماعت کو اتار دیگا - اور موسم جہاز راني کے ختم هونیکے بعد وہ آیندہ سال بحر ویڈل کي جماعت کو لینے جائیگا - یہ جماعت اس عرصہ میں نامعلوم خط ساحل کي سراغ رساني میں مشغول رهیگي -

اس مہم سے پہلے جو مہمیں گئیں تھیں انکے ساتھہ کے جہازوں میں اسٹیم کے لیے کوئلا استعمال کیا جاتا تھا - مگر صرف اس ایک کوئلے کي وجہ سے گونہ گوں دقتیں پیش آتي تھیں - مگر اس مہم کے همراہ جو جہاز جائینگے وہ اسطرح بنائے گئے هیں کہ انمیں کوئلے کے بجاے تیل سے اسٹیم پیدا کي جائیگي - تیل کے استعمال سے پہلي سہولت تو یہ هوگي کہ حفظ توازن کی فکر سے نجات ملجائیگي ' کیونکہ یہ ظاهر ہے کہ تیل کا وزن کوئلے کے وزن سے کم ہے ' اور اسلیے جسقدر وزن کے کوئلے میں جتني اسٹیم پیدا هوتي تھي اب اتني هي اسٹیم اس سے کم وزن کے تیل سے پیدا هوگي -

دوسري سہولت یہ هوگی کہ حوضوں ( ٹینڈ-کس ) میں پاني پمپ کے ذریعہ سے بھرا جاسکیگا - اور جہاز بسہولت و آساني چلیگا -

غرض اس دفعہ یہ کوشش کی گئي ہے کہ جہانتک علم و دانش اور حیلہ و تدبیر کا دست رس هو وهاں تک جہازوں کے سابق مشکلات میں تخفیف کي جاے -

مہم کے دوسرے قائد مسٹر فرینک وائلڈ هیں - مسٹر موصوف اول درجہ کے پیمایش کرنے والے هیں - انکا شمار اس عہد کے ان بہترین اشخاص میں ہے جو قطب جنوبي کي تلاش میں نکلے هیں - انکے تجربہ و مشق کا اس سے اندازہ هوسکتا ہے کہ وہ اسکاٹ کے ساتھہ سنہ ۱۹۰۷ سے سنہ ۱۹۰۹ تک رہے هیں - اسکے چند دن کے بعد انہوں نے اسٹریا کي مہم کے ساتھہ ایک بہت بڑا سفر کیا ہے -

مہم کے هر جہاز میں چند علماء حیات ' جغرافیہ ' و طبعیات هونگے تاکہ جہاں سے گذریں وهاں کے ان عنوانات کے متعلق حالات دیکھتے اور قلمبند کرتے جائیں -

جہاز رانوں کي جماعت بڑي نہ هوگي - کل اسٹاف میں ۳۰ - اشخاص هونگے - اسقدر تخفیف کي وجہ یہ ہے کہ یہ جہاز کوئلے کے بدلے تیل سے چلینگے - ان ۳۰ آدمیوں کے علاوہ ساحل کی جماعت میں ۱۲ آدمي هونگے - اس حساب سے جہاز رانوں کی جماعت میں کل ۴۲ آدمي هونگے -

سر شیکلٹن کے همراہ جانے کے لیے جو لوگ آرہے هیں ان پر سر شیکلٹن کو کامل اعتماد ہے - یہ در حقیقت مہم کي کامیابي کے لیے ایک فال نیک ہے - کیونکہ انتظامات خواہ کتنے هي مکمل هوں ' اور سازو سامان خواہ کتناهي هو مگر پھر بھي مہم کي کامیابي اسکے اعضاء و ارکان کي قابلیت پر موقوف رهتي ہے - گذشتہ مہم میں جو لوگ سر شیکلٹن کے همراہ تھے انہوں نے ایسے ایسے عمدہ مشورے دیے جنکا وہم بھي نہ تھا - ان سابق رفقا میں بھي کچھہ همراہ جانے کے لیے نہایت شوق سے تیار هیں -

( البقیة تتلی )

### ( امـثـلـة الـقـران )
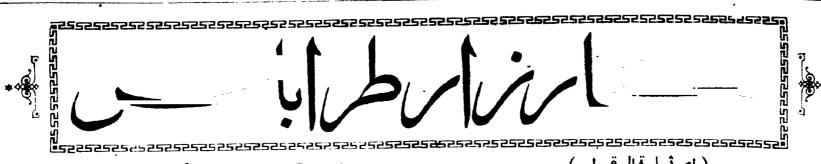
حکما کے چھوٹے چھوٹے مقولے اور بلغا کے بلیغ فقرے لوگوں کی زبانوں پر چڑھجاتے هیں - اور رهي تقریباً انشا پردازي اور ادب کي جان هوتے هیں ' اور پھر وہ لٹریچر میں اسقدر سرایت کر جاتے هیں که ان سے سینکڑوں محاورے اور تلمیحات پیدا هو جاتے هیں - قران مجید ایجاز اور اعجاز کا کاملترین نمونه ہے* اسکي سینکڑوں چھوٹي چھوٹي آئتیں اور حکمیانه فقرے عربي علم ادب کے جز بنگئے هیں ' جنکے بغیر عبارت میں بلندي اور کلام میں لطف و شیریني نهیں پیدا هوسکتي - علماے ادب عربي نے قران مجید کي اس قسم کي تمام آئتیں الگ کر دي هیں - ثعالبي المتوفي سنه - ۴۳ ع نے کتاب الایجاز والاعجاز میں قاضي ماوردي المتوفي سنه - ۴۵ ع نے امثال القران میں - جعفر بن شمس الخلافه نے کتاب الاداب میں ' جلال سیوطي المتوفي سنه - ۹۱۰ ع نے الاتقان میں مستقل ابواب قران مجید کي ضرب الامثال کو جمع کردیا ہے -

### ( بـدائع الـقـران )

کلام کے محاسن معنوي کے بعد اسکے محاسن لفظي کا درجه ہے جنکو عام طور سے "صنائع و بدائع" کہتے هیں ' زور بلاغت و فصاحت کے ساتھه اگر یه چیز کلام میں پیدا هوجاے تو عجیب لطف دیجاتي ہے - یه بھی عجیب بات ہے که تمام علوم و فنون اسلامیه کے باني و واضع اول عموماً ارباب خلوت و محراب اور بوریا نشینان کلبۂ فقر هیں لیکن علم بدیع کا مخترع اول ایک عباسي شاهزاده ابن المعتز المتوفي سنه ۲۹۲ ہے ' اوسنے ۱۷ بدائع اپني تصنیف کتاب البدیع میں جمع کیے - قدامه بن جعفر نے جو ابن المعتز کا معاصر تھا نقد الشعر میں ۳۰ تک پهونچایا ' ابو هلال عسکري المتوفي سنه ۳۹۵ نے کتاب الصناعتین میں ۷ کا اور اضافه کیا ' ابن رشیق قیرواني المتوفي سنه ۴۵۶ نے کتاب العمده میں ۶۵ بدائع شمار کراے ' شرف الدین احمد بن یوسف نیفاشي نے ۷۰ کیا ' عبد العظیم بن ابي الاصبع المتوفي سنه ۶۵۶ نے اماب التحریر کے نام سے خاص قران مجید کے بدائع کي کتاب لکھي ' جس میں بدائع کي تعداد ۱۱۰ تک پهونچادي *

---

## همـــزاد

لفظ همزاد کي حقیقت ' همزاد کے وجود پر مفصل بحث ' عمل همزاد کي تشریح اور اوسي کا آسان طریقه اون عمل خواني پر تفصیلي گفتگو ' ناثیر عمل نه هونے کے اسباب ' اور اونکي اصلاح ' ایام سعد و نحس کا بیان ' دست غیب کے معني ' دست غیب کا صحیح مفهوم ' مشکل کے حل کرنیوالے آسان اور مستند طریقے بزرگان دین نے جن طریقوں کي تعلیم فرمائي اوسکا بیان - حب ' تفریق ' هلاکي ' دشمن کے اعمال کي تشریح ' غرضکه هندوستان میں یه سب سے پهلي کتاب ہے جس میں عملیات پر نهایت وضاحت کے ساتھه عقلي و نقلي دلائل سے بحث کیگئی ہے ' اور سچے پکے - مستند - آسان عمل دیے گئے هیں - تین حصوں میں قیمت هر سه حصص مع محصول ۱۴ آنه -

عرفان کی تجلي — حضرت خواجه غریب نواز اجمیري رح کے حالات میں تمثیل و مختصر تذکره قیمت ۴ آنه -

حیات غوثیه — حضرت غوث پاک کے صحیح اور مستند حالات قیمت ۲ آنه -

دهلي کے شہزادوں کے دردناک حالات مع واقعات غدر وغیره صفحات ۲۵۰ قیمت ایک روپیه -

ملنے کا پته کے - ایم - مقبول احمد نظامي سیوهاره ضلع بجنور

---

## خـــتـم جنـــگ کے اســباب

### انـــکشاف حقیقت

شـــیخ سلیمان البارونی کي تصریح

### ( ۳ )

ذرا انصاف کیجیے ! اگر میں روپیه کا طالب هوتا تو ایک رقم کثیر کونت سفورس اور انکے همراهیوں کے فدیه میں نه مانگتا ' جنهیں میں نے رها کرکے مسلم پولیس کے تیس سواروں کي حفاظت میں نشات بے کے پاس بھیجدیا ؟ کونت سفورس ایک مشهور دولتمند اطالي ہے اگر میں اسکے اور اسکے همراهیوں کے فدیه میں لاکھوں روپیه بھي مانگتا تو خود اسکو اور حکومت کو گراں نه گزرتا - لیکن میں اس حرکت سے باز رها ' کیونکه یه لوگ ترابي جنگ کے قیدي تھے همارے نئي جنگ کے اسیر نه تھے -

ان لوگوں کو رخصت کرتے وقت میں نے کہا تھا که هم نے جو کچھه طے کیا ہے یعني مقابله کا اعلان و تجدید اسکی اطلاع تم اپني حکومت کو دیدینا -

یه لوگ خود اپنے اور نشاط بے اس یقین کے بعد که همارے هاتهه سے ان لوگوں کے نکلنے کي کوئي صورت نهیں جب صحیح و سالم طرابلس پهنچے اور جو کچھه دیکھا تھا بیان کیا تو والی طرابلس کے وکیل کو سخت تعجب هوا ' اور اسکے جواب میں یه خط مجھے لکھا :

" جناب فاضل ادیب سلیمان بیروني جازاه الله -

همکو قطعي طور پر معلوم نهیں که ۲۴ - اکتوبر کا خط آپکو ملا ہے بهر حال اطالیه کي بعثت علمیه ( علمي مشن ) کے اعضاء آج بخیریت پهنچگئے - جن کي زباني هم نے آپکے الطاف و عنایات کي داستان سني ' اور اس سے پہلے جو کچھه آپکے متعلق سنا تھا اسکي پوري تائید هوئي - بیشک هم میں اور آپ میں علانیه عداوت کے موجود هوتے هوے آپکا یه طرز عمل آپکي شرافت اور کشاده دلی کی ایک روشن دلیل ہے -

مستقبل تو الله کے هاتهه میں ہے ' لیکن مجھے آپکو یه یقین دلانے کی اجازت دیگئي ہے که خواه واقعات کي رفتار کچھه هو ' مگر هماري حکومت ایک زمانے سے جانتي ہے که عربوں کے دلوں میں آپکي کتني وقعت ہے اور بوقت فرصت آپکے خلوص و لطف کا لحاظ کریگي -

طرابلس العرب ۱۴ نومبر سنه ۱۹۱۴ ع } جنرل توماترون وکیل والي طرابلس -

چونکه کونت سفورز کے ساتهه همارا برتاؤ یه رها تھا اسلیے حکومت اطالیا نے همارے آخري مطالبه یعنے خود مختاري کے متعلق مرسیلیا میں همارے وفد سے ملکے گفتگو کرنے کے لیے اوسے مذاکور هي کو بھیجا - پھر جب میں تونس آگیا تو وهاں بھي اوسکو مذاکور هي مجھه سے گفتگو کرنے کے لیے بھیجے گئے -

جب اطالوي اخبارات نے مجھپر یه بهتان لگانا شروع کیا که میں نے انکي حکومت سے ایک رقم لیکے جنگ ختم کردي ہے ' اور اس رقم کا اندازه در ملیون کیا ' تو اُنکو نهایت افسوس هوا اور اُنهوں نے مجھے ایک خط لکھا جو ان دروغ بافوں کي زبان کاٹنے میں تیغ سے زیاده تیز ہے - یه خط اُنهوں نے اُس وقت لکھا تھا جب میں راڈس میں تھا ' اور وہ تونس میں ' گفتگو کے ختم هوچکي تھي اسلیے عنقریب وہ رومه جانے والے تھے -

حقیقت اعجاز بیان ' اسباب اعجاز کي تشریح انواع اعجاز کي تقسیم و تعلیل ' محاسن عبارات قران کي تفصیل ' نکات و وجوہ بلاغت و فصاحت قران کي توضیح ' علماے اسلام نے اس خوبي اور عمدگي سے کي ہے کہ حیرت هوتي ہے ' اور اسکے متعلق اس کثرت سے لٹریچر اونہوں نے فراهم کردیا ہے کہ اسکا احاطہ بهي دشوار ہے - اس فن کي پہلي کتاب جہاں تـک همیں معلوم هوسکا امام ابوالحسن علي بن حسین رماني المتوفی سنہ ۳۰۴ کي " نکت في الاعجاز " ہے ' اور دوسري امام سلیمان احمد بن محمد خطابي المتوفي سنہ ۳۸۸ کي اعجاز القران ' اور تیسري شریف ابو عبد اللہ محمد بن زید بن علی الواسطي المتوفي سنہ ۳۰۶ کي اعجاز القران ' چوتهي قـاضي ابوبکر باقـلاني المتوفي سنہ ۴۰۳ کي اعجاز القران ہے - شیخ عبد القاهر جرجاني المتوفي سنہ ۴۷۴ نے " المعتضد " کے قلم سے شریف ابو عبـد اللہ کي کتـاب کي شرح لکهي - شیخ کي اسکے علاوہ اعجاز القران پر ایک دوسري تصنیف بهي ہے -

متاخــرین میں زین المشائخ محمد بن ابي القاسـم الـبقالي الخوارزمي المتوفي سنہ ۵۶۲ کي التنبیه علی اعجاز القران ابو اسحاق ابراهیم بن احمد الجزری الخزرجي کي ایجاز البرهان في اعجاز القران ' امام فخر الدین رازي المتوفي سنہ ۶۰۶ کي اعجاز القران ' زکي الدین ابن ابي الاصبع قیرواني المتوفي سنــہ ۶۵۶ کي البرهان في اعجاز القران ابو بکر محمد بن محمد بن سراقه المتوفی سنہ ۶۶۲ کی اعجاز القران ' کمال الدین محمد بن علي زمکانی شافعي المتوفي سنہ ۷۲۷ کي البرهان في اعجاز القران الکبیر اور المجید في اعجاز القران المجید الصغیر ' اس فن کي نادر تصنیفات هیں -

یہ تصنیفات عموماً قران مجید کے اُن طرق بلاغت و وجوہ فصاحت و انواع محاسن پر مشتمل هیں جو حد اعجاز تک پہونچ گئے هیں - ضرورت تهي کہ قران مجید کے علم محاسن کلام پر بهي گفتگو کی جاے چنانچہ مجاز قران ' تشبیہ قران ' امثال قرآن ' امثلۃ قران اور بدائع قران پر انکو مستقل فن قرار دیکر علحدہ علحدہ بیسوں کتابیں لکهي گئیں -

## ( مجــاز القران )

فطرت انساني ہے کہ وہ پامال عامیانہ اور کثیر الاستعمال چیزوں سے نفرت کرتا ہے ' اور مخصوص الاستعمال نو ایجاد اور دست نارسیدہ اشیا کو پسند کرتا ہے ' اسي بنا پر عام اور متبذل ترکیب و الفاظ فصحا کي زبان میں متروک هیں ' لیکن یہ ظاهر ہے کہ اگر هر متکلم معاني کیلیے خود الفاظ گڑهکـر اوسکا استعمال شروع کردے تو هر شخص کي زبان کیلیے ایک نئي ڈکشنري کي حاجت هوگي ' اور دنیا میں باهمی فهم و تفهیم کا سد باب هوجائیگا ' کیونکہ الفاظ سے معاني تـک انتقال ذهن فقط ملـک یا قوم کے متفق علیہ وضع عام کا نتیجہ ہے اس بنا پر ایک طرف یہ ضروري ہے کہ وضع عام سے کنارہ کشي نکي جاے ' اور دوسري طرف یہ ضروري ہے کہ کلام میں جدت ترکیب ' خصوصیت استعمال ' اور بے ابتذالي پیدا هو - اس شکل کا چارہ کار صرف ایک چیز ہے یعني تعبیر معني کیلیے اون غیر مبتذل ' غیر عامیانہ اور مخصوص الفاظ کا استعمال کیا جاے جنکا گو اون معاني کیلیے وضع عام نہو کہ ابتذال پیدا هو جاے ' لیکن ان الفاظ کے معاني موضوعہ اور اون معاني میں جنکو هم ادا کرنا چاهتے هیں ایک خاص قسم کي مناسبت و مشابهت هو جسکی بنا پر جب هم اون الفاظ کا استعمال کریں همارا مخاطب اونکے عام موضوع لہ معني سمجهے ' اور پهر جب وہ اونکو کلام کے مقصود اور موقع و محل کے موافق نہ پاے فوراً اوسکا ذهن ان عام معاني کو چهوڑ کر اونکے مناسب و مشابہ معني کیطرف منتقل هوجاے ' اور متکلم کا مقصود اوسکے جدید ' غیر مبتذل اور غیر عامي الفاظ و ترکیب کے ذریعہ سے سمجهہ جاے -

اس تفصیل سے حقیقت و مجاز کي ماهیت اور مجاز کے حسن شرف اور رفعت کے اسباب کا اظہار مقصود تها کہ حقیقت الفاظ کا اپنے وضع عام و معروف میں استعمال کا نام ہے ' اور مجاز اس عام و معروف وضع کے ذریعہ سے اوسکے مناسب و غیر معروف معني کو ادا کرنا ہے ' اور اس غیــر معروفي ' بے ابتذالي ' اور جدت ترکیب کي بنا پر مجــاز حقیقت سے بهتـر اور اشرف قرار دیا گیا ہے -

قرآن مجید میں جسکا حسن عبارت ' خوبي کلام ' اور جدت ترکیب حد اعجاز تک ہے بے انتهـا مجــازات هیں جو کتب سماویہ کي خصوصیت خاص ہے - فن معاني القران میں گو علما نے ایک حد تک اسکے مباحث سے تعرض کیا تها لیکن انکي اهمیت ایک مستقل فن کي طالب تهي - اس بناپر مصنفین اسلام نے مجاز القران کے نام مستقل و مفرد تصنیفات کا سلسلہ شروع کیا ' اس سلسلہ کي پہلي کڑي ابو عبیدہ معمر بن مثنی نحوي المتــوفي سنہ ۲۰۹ کی " مجاز القران " ہے - سلطان العلماء عز الدین بن عبد السلام المتوفي سنہ ۶۰۶ کي الاشارہ الي الایجاز في بعض انواع المجاز " اس فن کي بہترین تصنیف جسمیں نہایت استیعاب کے ساتهہ قران کي آیات کا استقصا اور اونکے معانی کي تشریح کي گئي ' اسکے بعد علامــہ ابن قیم بن جوزیہ کي تصنیف " الایجــاز في المجــاز ہے - جلال سیوطي المتوفي سنہ ۹۱۰ نے سلطان العلماء کي " الاشارۃ " کا بنام ' مجاز الفرسان الی مجاز القران " اختصار کیا ہے '

## ( تشبیه القرآن )

سینکڑوں معاني اور مطالب ایسے هیں جو عام نظروں سے پوشیدہ هیں اور جنکي تشریح و توضیح کیلیے ایک دفتر درکار هوتا ہے - لیکن سب سے آسان ' مختصر اور بہتر صورت اوسکي یہ ہے کہ اونکو بذریعہ تشبیہ ادا کیا جاے ' یعنی اونکو ایسے معــاني و مطالب کے مماثل ومشابہ قرار دیا جاے جو عام طور سے معلوم هیں ' اور نظروں کے سامنے هیں کہ مخاطب ان ظاهر اور واضح معاني سے بواسطۂ مماثلت و مشابهت اون مخفي ' پیچیدہ ' اور دیر فهم معاني و مطالب تــک پہونچ جاے -

مذهب چونکہ ما وراے مادہ سے بحث کرتا ہے اسلیے بیشتر مواقع پر اوسکو تشبیہوں سے کام لینا پڑتا ہے - قرآن مجید کے تشبیہات پر عام کتب بیان اور نیز فن معاني القرآن ' فن اعجاز القران ' اور فن مجاز القران میں ان پر کامل بحثیں موجود هیں - اور الجمان في تشابیه القـرآن لابي القـاسم عبد اللہ بن باقیـا البغدادي المتوفی سنہ ۴۸۵ اس فن پر ایک مستقل کتاب بهي ہے -

## ( امثال القرآن )

جو اعــراض تشبیہ سے متعلق ہے بعینہ وهي امثال سے مقصود هیں - انبیاے مذاهب اور حکماے اخلاق نے تمام طرق استدلال سے زیادہ ان امثال سے کام لیا ہے کہ یہ استدلالات منطقي سے زیادہ موثر اور عام فهم هیں ' اس لیے قرآن مجید میں بهی نہایت کثرت سے امثال هیں - تفسیر کے ضمن میں مفسرین نے ان امثال کي جو تشریح کي ہے انکے علاوہ ابو عبد الرحمان محمد بن حسین سلمي نیساپوري المتوفي سنہ ۴۰۶ ' ابو الحسن علی بن محمد مـاوردي المتوفي سنہ ۴۵۰ ' اور شمس الدین ابن القیم المتوفي سنہ ۷۵۴ ' نے امثال القرآن " کے نام سے مستقل کتابیں لکهی هیں -

# عالم اسلامی

## از اوڈیسا تا تفلیس

اثر : محمود بک رشاد رئیس محکمہ مصر

### بسلسلہ سیاست روس

روسي قلمرو میں اوڈیسا ایک نہایت خوشنما شہر ہے - در اصل یہ ایک چھوٹا سا ترکی گاوں تھا ' اس میں ایک قلعہ تھا ' جو قلعہ حاجی بک کے نام سے مشہور تھا - دبریباس نامي اسپین کا ایک باشندہ سنہ ۱۷۶۹ع میں روسي بیڑے میں ملازم ہوا ' اور ترقی کرتے کرتے امیر البحر کے درجہ تک پہنچگیا - یہي شخص ہے ' جس نے اس گاوں پر قبضہ کیا ' اور موجودہ شہر کی داغ بیل ڈالي - یہ واقعہ کیتھرائن دوم کے عہد کا ہے -

اسکے بعد یکے بعد دیگر دو فرانسیسی حکومت روس کے ملازم ہوے - ایک ڈیوک آف ڈاریشیلیو اور دوسرے کونٹ آف دولا نجرون - ان دونوں شخصوں نے اوڈیسا کے حدود وسیع کیے ' اور اسکي رونق و آبادي کو ترقي دي - یہاں کی تجارت برابر ترقی کرتی رهي ' اور اب تو وہ روس کا مرسیلیز ہے -

یہاں سب سے پہلے رومي ' یہودي ' اور بلغاریوں کي ایک جماعت معاش کي تلاش میں آکے آباد هوئي تهی اور اب تو یہاں صدها اقوام کے لوگ رهتے هیں -

اس شہر کا نام ایک قدیم یونان شہر کے نام سے ماخوذ ہے ' جو اوڈیسوس کہلاتا تھا ' یہ شہر اسي طرف کہیں قریب تھا - اس کا ذکر جنگ طراودہ کي تاریخ میں آتا ہے - اس شہر کي سڑکوں میں ایک سڑک کا بھي نام دبریباس ہے - جیسے ایک هائي اسکول بعینہ اسي نام سے موسوم ہے - اور اس حصہ شہر کا نام لانجرون ہے ' جسمیں دریائي حمام هیں -

اوڈیسا میں متعدد مجسمے هیں ' جنمیں ایک کیتھرائن دوم اور ایک ریشیلیو کا ہے - لب دریا ایک نہایت عمدہ سڑک ہے - اس سڑک کا نام بولفار نیقولا ہے -

شہر میں بہت سے هوٹل هیں ' جن میں سے لنڈن هوٹل ' سنیٹ پیٹرسبرگ هوٹل ' کونٹي نینٹل هوٹل " اور درسٹول هوٹل قابل ذکر هیں - انکے علاوہ بہت سے بنک ' تھیٹر ' عجائب خانے ' قہوہ خانے ' قبرستان هیں - اوڈیسا کے سب سے بڑے قہوہ خانے روبینا اور فانکوني هیں - نواح شہر میں حمام هیں ' جنکے متعلق مشہور ہے کہ وہ صحت کے لیے مفید هیں -

سب سے پہلے یہاں سنہ ۱۸۱۲ ع میں طاعون آیا - قریب تھا کہ تمام شہر ویران هوجاے - چنانچہ اموات کي تعداد ۱۳ هزار تھي -

دول اتحاد ثلاثی کے بیڑوں نے بسلسلہ جنگ کریمیا اس کا محاصرہ کیا ' اور گولہ باري بھي کی - یہاں کي آبادي روسي ' اطالي ' اور یہودیوں کا ایک مخلوط مجموعہ ہے - یہاں بعض اطالي خاندان والی کے برابر دولتمند هیں ' جسکي آمدني ۴۰ ملین روبل ہے -

قسطنطنیہ کي طرف اوڈیسا سے ۸۰ میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا کوهستاني جزیرہ ہے ' جسے فیڈ ونیسي یعنی اژدهوں کا جزیرہ کہتے هیں کفاک اللہ شرها -

اوڈیسا سے میں کریمیا روانہ هوا جو اعتدال آب و هوا اور حسن مناظر طبعي میں مشہور و معروف ہے - میرا یہ سفر روسکي بار اخوت کمپني کے اسٹیمر پر تھا ' جسکے اسٹیمر رومیاں بار اخوت کمپني کے اسٹیمروں سے کہیں زیادہ صاف و خوشنما هوتے هیں ' خصوصاً جبکہ اعلی درجہ کے هوں - یہ اسٹیمر اپنے سینے سے پاني کو هٹاتا هوا همیں لیکے چلا ' یہاں تک کہ کریمیا کے پہلے بندرگاہ اوپاتوریا میں لنگر انداز هوا ' جسے تاتاری اور زلاوہ اور روسی اور سوف کہتے هیں ' یہ پہلے ایک قصبہ تھا ' جسمیں علاوہ انجنوں کے رحمت هوا کرتی تھیں -

کریمیا کو سنہ ۱۴۷۸ ع میں ترکوں نے تسخیر کیا اور سنہ ۱۷۸۴ میں روس نے اسے ترکوں سے لیلیا - یہاں ایک جامع مسجد ہے ' جو سنہ ۱۵۵۲ ع میں قسطنطنیہ کي جامع ایا صوفیا کے طرز پر بنائي گئي تھي - اسکي آبادي ۲۵ هزار ہے ' جسمیں روسي ' تاتاري ' اطالي ' یہودي هیں - یہاں سے ۲ فرسٹ ( ایک روسي معیار مسافت ہے جسکي مقدار ۱۰۳۵ میٹر ہے ) پر بحیرہ مونیاک میں اور ۱۸ فرسٹ پر بحیرہ ساک میں صحت بخش حمام هیں - ان حماموں کا موسم ۲۵ مئي سے شروع هوتا ہے ' اور آخر اگست تک رهتا ہے - اس اثناء میں هزاروں بیمار نہانے آتے هیں -

اوپاتوریا سے ۶۳ فرسٹ پر سنفیرو پول یعني کریمیا کا جدید دارالسلطنت واقع ہے - یہ ایک نہایت عمدہ شہر ہے اسکي آبادي ۶۰ هزار ہے -

اوپاتوریا سے ۵ گھنٹے تک چلنے کے بعد همارا اسٹیمر سواسطاپول پہنچا - یہ ایک بہت بڑا شہر ہے ' جسکي سڑکیں بڑي بڑي اور عمارتیں عظیم الشان هیں ' روشني برقي ہے - سڑکوں پر ٹریموے چلتي ہے - بندرگاہ میں بحر اسود کا بیڑا رهتا ہے - یہاں روسي محافظ فوج اسقدر ہے کہ نو وارد کو اول وهلہ میں تو یہ معلوم هوتا ہے کہ یہاں کے تمام باشندے افسر اور سپاهي هیں - گو یہ ایک تجارتی شہر ہے ' مگر با این همہ اول درجہ کا جنگي شہر معلوم هوتا ہے -

ریلوے لائنوں نے تمام روس سے اسے ملادیا ہے - یہاں ان تمام افسروں کے مجسمے نصب هیں جنہوں نے جنگ میں کارهاے نمایاں انجام دیے هیں ' خواہ یہ افسر بري هوں یا بحري - ان مجسموں کے علاوہ جنگ کي یادگاریں بھي هیں جو بلجیم میں واٹرلو کي یادگاروں کے مشابہ هیں - یہاں کا سب سے زیادہ لطیف مقام میونسپل باغ ہے ' جو لب دریا واقع ہے - باغ میں روزانہ باجا بجتا ہے - افسر اور سپاهي جوق در جوق آتے هیں ' مگر سپاهیوں کو اندر جانے کي اجازت نہیں -

یہاں کي سڑکوں میں سے ایک مہتم بالشان سڑک کا نام بولعا ہے - اس سڑک پر ایک بہت بڑا باغ ہے ' جسمیں ایک عظیم الشان گول عمارت ہے - اس گول عمارت کے اندر ایک دائرے میں جنگ کریمیا کے واقعات اور ان ترکي ' فرانسیسي ' انگریزي وغیرہ وغیرہ فوجوں کي تصویریں کندہ هیں ' جنہوں نے جنگ کریمیا میں حصہ لیا تھا - انکے علاوہ سامان مدافعت ' اسلحہ ' ذخائر ' سامان استحکامات ' وغیرہ اس باغ میں بکثرت موجود رهتے هیں -

بندرگاہ کے دهانہ سے قریب ایک دوسري سڑک پر ایک نہایت هي اهم عجائبخانہ ہے - یہ عجائبخانہ محاصرہ سواسطاپول اور ان تمام توپوں ' دیگر انواع اسلحہ ' نقشوں ' وغیرہ کے ساتھہ مخصوص ہے جو اس محاصرہ میں استعمال کیے گئے تھے - سنہ ۵۵ - ۱۸۵۴ کے اس محاصرہ نے سواسطاپول کو تاریخ میں مشہور کردیا - یہ محاصرہ اسقدر شدید تھا کہ سواسطاپول قریباً بالکل برباد هوگیا تھا - مگر اس ٹھوکر کے بعد وہ فوراً سنبھلا اور بسرعت تمام ترقي کے میدان میں چلنے لگا - اسوقت اسکی آبادي ۵ هزار ہے ' جسمیں نصارے زیادہ اور تاتاري اور یہودي کم هیں -

خط کو عربي میں کونسل جنرل اطالیا کے مترجم نے لکھا تھا - وہ خط یہ ہے :

صدیقي !

اس خط کے همراہ آپکے بهائي شیخ احمد کے لیے فرمان پناہ بخشي بهیجتا هوں ' اور خدا سے دعا کرتا هوں کہ انکو توفیق خیر دے ' اور وہ بخیر و عافیت وطن واپس آلیں - یهي فرمان ایک چیز ہے جو آپ نے مجهہ سے لي ہے ' کیونکہ آپکو همیشہ اپنے وطن کے مصالح کي فکر رهتي ہے -

جسطرح آپکے اسلاف مال کو هیچ سمجهتے تھے اسي طرح آپ بهي اسکو حقیر سمجهتے هیں - چنانچہ آپ نے اپني ذات کے لیے ایک حبہ نہیں لیا ' اور اصل یہ ہے کہ مجهے آپ پر جو اسقدر اعتماد ہے وہ آپکي اسي شان استغنا کي وجہ ہے -

لیکن با ایں همہ بد قسمتي سے اخبارون نے آپ پر اعتراضات کیے اور بے اصل بهتان لگائے - مگر میں بخوبي جانتا هوں کہ شاذ و نادر هي ایسے لوگ هونگے جو آپکي طرح یہ دعوی کرسکیں کہ اپنے وطن کے فوائد کے سوا نہ کسي شے کا ارادہ کیا اور نہ کوئي شے چاهي - والسلام -

١٦ جولائی } کونت اسفورس

میں سچ کہتا هوں کہ اگر مجهے معلوم هوتا کہ ایک درهم بهي اس هاتهہ سے لیا ہے ' یا اس زبان سے مانگا ہے ' یا اس قلم نے ایک حرف بهي لکھا ہے - تو میں اسکو آگ کي چهیچي سے کاٹ دیتا ' بیشک میرے پاس اطالي سکے اور نوٹ تھے - یہ بڑے بڑے معرکوں کي غنیمت تهي ' جو همارے مجاهدین کو ان مقتول و مجروح افسروں اور سپاهیوں کي جیبوں میں ملے تھے ' جو میدان جنگ میں پڑے رهجاتے تھے - انکو هم نے فرانسیسي سکوں سے بدل لیا تھا کیونکہ هم نے یہ طے کیا تھا کہ جب تک هم نئے سکے نہ ڈهالیں گے اسوقت تک هم فرانسیسي سکے استعمال کرینگے -

بہت سے لوگ یہ سمجهتے هیں کہ دولت عثمانیہ نے هماري مالي مدد کي ' اسکے علاوہ هندوستان ' شام ' مصر ' اور تونس میں ایسي جماعتیں هیں جو برابر هماري مالي مدد کرتي رهتي هیں -

اسلیے آغاز جنگ سے لیکے انتہاء جنگ تک مجهے جسقدر روپیہ بمد اعانت موصول هوا ہے اسکي ایک فہرست دیکے اس وهم کے چہرے سے نقاب اٹهاتا هوں -

| اسم معطي | جسقدر رقم کہ موصول هوئي بحساب فرانسیسي پونڈ |
| --- | --- |
| یورب سے ایک شخص نے | ١٢٠٠ |
| مشرق سے ایک شخص نے | ٨٦٠ |
| مغرب سے ایک شخص نے ( مع اپنے رفقاء کے ) | ٢٠٠ |
| یورپ سے ایک اور شخص نے | ٤٢٠ |
| اهل مغرب کي ایک متفرق جماعت نے | ٢٧ |
| مغرب سے دو شخصوں نے | ١٢ |

یہ چندے جن لوگوں نے مجهے لاکے دیے تھے - میں نے انہیں اپنے هاتهہ سے لکهکے رسیدیں دیں ' اور اپني حکومت کے خزانچي کو یہ رقمیں دیدیں ' جو کہ بغرن کي مجلس انتظامي کي معرفت صرف هوگئیں - میرے تونس آنے کے بعد جو چندے آئے وہ میں نے ان ملازموں اور سرداروں میں تقسیم کردیے ' جو میرے همراہ تونس آئے تھے - ان لوگوں سے میں نے انکي دستخطي رسیدیں لیلیں هیں جو اسوقت تک میرے پاس محفوظ هیں -

جو شخص میري اس تحریر کو غور سے پڑهیگا اور جنگ اور حکومت کے معاملات سے واقف هوگا تو اسے یقین هوجائیگا کہ مجهے جسقدر روپیہ بطریق اعانت ملا تھا یعني ( ٢٧٧٧ لیرہ فرانسیسیہ ) وہ ایک مہینہ تک ان بارکش اونٹوں کے کرایہ کے لیے بهي کافي نہ تھا جو مجاهدین کا سامان لاتے لیجاتے تھے ' اور اسلیے میں نے ضرور اپنے پاس سے ایک رقم کثیر صرف کي ہے جسکي مقدار میرے علاوہ اور کسي کو معلوم نہیں -

اگر ضرورت نہ هوتي تو اپنے خدمات کا ذکر نہ کرتا کیونکہ میں نے جو کچهہ کیا ہے وہ وطن و مذهب کي راہ میں کیا ہے ' اسلیے اس کا کسي پر احسان نہیں - لیکن اب جو ذکر آگیا ہے تو اس تقریب سے میں بلا فخر کہتا هوں کہ میں هي وہ شخص هوں جس نے اپني جان ' مال ' زبان ' اور قلم سے اپني اور اپنے هموطنوں کي پیشانیوں سے داغ ذلت کے مٹانے کي آخر وقت تک کوشش کي اور سواے ان لوگوں کے جنکا میں نے ذکر کیا ہے اور جنکے احسان کو میں کبهي نہیں بهول سکتا ' اور کسي غیر کے منت کش نہیں هوے -

میں نہیں سمجهتا کہ ان لوگوں کے علاوہ مشرق و مغرب میں ایک شخص بهي یہ دعوی کرسکتا ہے کہ اس نے همیں ایک درهم بهي دیا یا خود حکومت عثمانیہ یہ کہے کہ اس نے هماري اعانت کي ' بلکہ حکومت عثمانیہ نے تو هماري یہ مدد کي کہ جو کچهہ سامان جنگ موجود تھا وہ بهي منگوا لیا - اب میں مع اپنے خاندان کے تونس آگیا هوں اور مصر و آستانہ جارها هوں - اگر کسي شخص کو یہ دعوی هو کہ اس نے براہ راست یا کسي وساطت سے مجهے روپیہ بهیجا اور وہ مجهے پہنچ بهي گیا تو میں اسے اجازت دیتا هوں کہ وہ مجهہ سے اس رقم کا مطالبہ کرے -

مجهے یقین ہے کہ میں ان شہروں میں آؤنگا اور انشاء اللہ کسي سے شرمساري کے بغیر واپس جاؤنگا ' کیونکہ تونس آنے کے بعد میرے پاس جسقدر چندہ آئے تھے وہ سب میں نے یہ کہکے چندہ والوں کو واپس کردیے کہ مجهے اب ایسي جنگ کے دوبارہ جاري هونے کي امید نہیں جس سے اهل ملک کو ذرا بهي فایدہ هو - اسلیے ان چندوں کو لینا بے وجہ ہے - اس پر بہت سے لوگوں نے مجهے خطوط لکهے جس میں اس دیانت و استقامت کي داد دي -

اگر جنگ سے مقصد اصلي حاصل نہیں هوا اور همیں وطن عزیز بالا دست قوت کے حوالہ کرنا پڑا تو میري نزدیک اسمیں کوئي عیب نہیں - اسلیے کہ الحرب سجال اور هم تو هم ' هم سے زیادہ بڑے لوگوں نے دشمن کي قوت کے آگے هتهیار ڈالدیے هیں - اور عیب کا علم تو اللہ هي کو ہے -

## تعلـیم نسـوان کے متعلـق

هندوستان کے مشہور و معروف عالم دین حضرات مولانا محمد اشرف علي صاحب کا نہایت مدلل و مفصل مضمون جو بارہ صفحہ پر طبع هوا ہے - صرف دو پیسے کا ٹکٹ بهیجنے پر اس کے دو نسخے روانہ هوسکتے هیں -

فقیر اصغر حسین عفي عنہ

دفتر رسالہ القاسم - مدرسہ اسلامیہ دیوبند

باطوم کي هوا معتدل هے مگر یہاں کے پاني میں صابون بڑي مشکل سے حل هوتا هے - یہاں سوادن کا مشہور انعام یاب بوبیل کے نین گیس کے کارخانه هیں - یہیں جان باکو سے متّي کا تیل آتا هے - اتني مسافت بہت طویـل هے اور ۲۴ گھنٹے میں اکسپریس کے ذریعه سے طے هوتي هے - باطوم کے گیس کے مشہور کارخانوں میں مشہور روتشیلڈ اور مانتا شیف کے کارخـانے هیں - ریل میں باطوم سے افرست پر شکوی کے مشہور چاے کے کھیت هیں - باشندوں کي تعداد ۳۷ هـزار هے - یہاں کي آبادي روس ' گـرج ' ارمن ' چرکس ' اور ترکوں کا ایک مخلوط مجموعه هے - یہاں کے بہترین هوٹل مشرق ' خوشنما منظر ' فرانس ' اور امپیریل هیں -

میں باطوم سے اندرون قفقاز ' قرطایس ' بورجوم اور باکوریانی آیا - یه شہر اگرچـه چھوٹے هیں مگر اپنے راستوں کے پہاڑوں پہاڑوں کے سبزه زار ' نہرهاے رواں ' اور تالابوں کے لحاظ سے قابل دید هیں - قرطایس میں نہرهاے کے علاوه اور کوئي شے قابل ذکر نہیں هے - هاں کے پاني کے گرنے کي آواز دور سے سنائي دیتي هے -

بورجوم معدني چشموں کا ایک شہر هے - اسمیں ایک تیز رو اور شدید الصوت نہر هے ' ایک اور نہر هے ' جو اس سے بڑي هے - حل صابون کے باب میں اسکا معمولي پاني باطوم کے پاني کے طرح هے -

خور باکوربانی تو اس قابل نہیں که کوئي اس میں دن بھر یا چند گھنٹوں کے لیے بھي ٹھیرے - البته بورجوم سے اسکا راسته نہایت خوش سواد مقامات سے گیا هے - بورجوم سے ایک نہایت خوش منظر راسته اباستومان کو گیا هے - اس راسته میں سفر موٹرکار پر هوتا هے - یه اباستومان وهي شہر هے جو اپنے اعتدال هوا اور حسن مناظر کے لحاظ سے مشہور هے -

بورجوم سے قفقاز کے دارالسلطنت تفلیس ریل پر آیا - تفلیس باطوم اور باکو یا بحر اسود اور بحر خزر کے وسط میں واقع هے - سطح آب سے اسکي بلندي ۳۰۰ میٹر هے -



## جـــزائـــر ایجیــن

بالاخر انگلستان نے نصرانیت کے ایسے اسلام سوز جذبات کے سلسله میں اس حلقه کا بھی اضافه کردیا ' جس کا مزاج سناشوں کو خوف تھا -

ڈاونگ اسٹریت کے کارکنان قضاء و قدر نے جزائر ایجین کا فیصله صادر کردیا جو آپ گذشته نمبر کے الاسبوع میں پڑھچکے هیں -

لیکن کیا اسقدر کافي هے ؟ لیکن ظلم هوگا اگر ان جزائر کے حق میں همارے وقت کے صرف چند ثانیے ' همارے جرائد کي چند سطریں ' اور همارے ماتمگساري و حسرت سنجي کے دفتر بے پایاں میں سے صرف ایک لفظ " افسوس " هو -

یه صحیح هے که هم اس کرهٔ زمین کے ایسے ٹکڑے کھو چکے هیں جنکے آگے ان جزائر کي کوئي حیثیت نہیں ' اور یه بھي صحیح هے که اسوقت هماري پیشاني پر شکن تک نہیں پڑي تھي ' لیکن اگر اسوقت هماري پیشاني شکن آلود تک نہیں هوئي تھي تو اسوقت همارے گالوں بلکه دامنوں کو خونین آنسوں سے لاله گوں هونا چاهیے -

ایک زمانے میں زید کا کیسه جواهر سے پر رهتا تھا - اسوقت اگر ایک لعل بدخشاني بھي گر جاتا تھا تو اسے احساس تک نہیں هوتا تھا ' مگر اب که اس جواهر سے پر رهنے والے کیسے میں چند پیسے رهگئے هیں ' کیا اب اسکي وهي حالت رهیگي ؟ یقین مانیے که اگر اب اس کیسے سے ایک پیسه گریگا تو اسکي آنکھوں سے آنسوں کي جھڑي لگجائیگي -

اس آنسو باري سے آپ اسکے طرف کو الزام نه دیجیے که وه بیچاره صرف ایک پیسے کو نہیں رونا بلکه اسکو رونا هے که میں کیا سے کیا هوگیا -

یہي حالت هماري هے ' بلکه اس سے زیاده دردناک - هماري جیب خالي هے ' مگر با این همه جو کچھه اسمیں هے وه بھي اسقدر نہیں ' ایک عالم اسکو للچائي هوئي نظروں سے دیکھه رها هے - پس اگر اسوقت هماري جیب سے کچھه گرتا هے تو کیونکر هوسکتا هے که زبانیں خاموش اور آنکھیں خشک رهیں -

انگلستان کي تجویز میں صرف جزائر هي دولت عثمانیه کے هاتھه سے نہیں نکلے که گو هلاے عزیز جاتا هي مگر غم درد سے تو نجات ملتی هے ' بلکه یا تو اس کو ایسے مصارف برداشت کرنا پڑتے هیں جنکي وه اسوقت متحمل نہیں هوسکتي یا اسے اپنے پس مانده سرمایه حیات کو بھی وقف غارت و تاراج سمجھنا پڑتا هے ' اور افسوس که دونوں صورتیں جانکاه و روح فرسا هیں !

اس اجمال کي تفصیل یه هے که جنگي حیثیت سے جزائـر ایجین کي تین قسمیں هیں :

( ۱ ) جو درهٔ دانیال پر واقع هیں ' جیسے ایمرور ' Imbros بوزجه اطه Tenedos لمني Lemnos سمادیر Samothrace

یہاں چند هوٹل بھي هیں جنمیں سے مشہور ترین کیسٹ هوٹل جو ساحل پر واقع ہے ' اور جران هوٹل ہے - ١٠ کیلومٹر کے فاصلہ پر خانقاہ مارجرجس ہے ' جسکو بنے هوے اسوقت ایک هزار سال هوے - اس خانقاہ کا موقع نہایت هي عمدہ و خوشنما ہے -

ریل میں جانے والے کے لیے سوا سطابول سے کریمیا کے قدیم دار السلطنت باغچہ سراے تک ٣٣ کیلومیٹر هیں - باغچہ سراے ایک چھوٹا سا شہر ہے - یہاں عہد قدیم کی چند جامع مسجدیں اور باغ تو هیں ' مگر جدید ترقي کے آثار ذرا بھي نہیں - نہ عمدہ سڑکیں هیں نہ ٹریموے ' نہ برقي روشني ' نہ قابل لحاظ هوٹل -

ابھي تک خانات تا تار کا قصر موجود ہے ' جو سترھویں صدي میں بنایا گیا تھا -

یہاں کي جامع مسجد کے دروازہ پر یہ عبارت کندہ ہے :

" سلامت کراے خان ابن الحاج سلیم کراے خان سنہ ١١٥٥ "

وسط قصر میں ایک فوارہ ہے ' جس پر یہ عبارت لکھی هوئي ہے :

" قیلان کراے خان ابن الحاج سلیم کراے خان غفر اللہ لهما و لوالدیهما سنہ ١١٦٢ ع "

اس عبارت کے بعد یہ آیت ہے : " سقاهم ربهم شراباً طهوراً " - ان عبارتوں کے علاوہ گلاب کے دو درختوں اور تین قسم کے میوں کي تصویریں بني هوئي هیں -

وسط قصر میں ایک اور فوارہ ہے جس پر یہ آیت لکھي هوئي ہے " عیناً فیها تسمی سلسبیلا " اوپر کي منزل میں ایک بڑا کمرہ ہے ' جسکي دیواروں پر ایک فارسي قصیدہ لکھا هوا ہے - قصیدہ کے علاوہ مختلف قسم کے پھلوں کي پلیٹوں کي تصویریں بني هوئي هیں - یہ هال اس قصر کا سب سے زیادہ خوشنما حصہ ہے -

نیچے کي منزل میں ایک هال ہے جسکي چھت دستکاري کا جمیل ترین نمونہ ہے - اسکے دروازہ پر یہ عبارت کندہ ہے -

" دروازہ دیوان سلامت کراے خان ابن الحاج سلیم کراے خان سنہ ١١٥٦ " اس قصر میں ایک باب السلسبیل ہے جس پر یہ لکھا ہے : ان گھروں کے مالک سلطان اعظم اکرم منگلي کراے خان ... الخ -

قصر کے اندر اور باہر باغ هیں - یہي باہر کا باغ آجکل میونسپل کا باغ ہے ' جہاں لوگ سیر و تفریح کے لیے آتے هیں - یہاں جامع سلطاني بھي ہے - مئي میں جبکہ میں یہاں تھا تو عشا کي اذان ساڑھے نو بجے دیجاتي تھي -

باغچہ سراے میں اسماعیل غصبر نسکي کا ایک اخبار ترکي زبان میں شائع هوتا ہے ' جسکا نام ترجمان ہے - ایک لڑکیوں کا مدرسہ بھي ہے - جسے انکي بیوي چلاتی هیں - اس مدرسہ میں لڑکیوں کو ترکي ' روسي ' عربي ' ( ابتدائي پیمانہ پر ) عقائد اسلامي ' حساب ' جغرافیہ ' علم الصحة ' خانہ داري ' دستکاري سکھائي جاتي ہے - بعض لڑکیاں قرآن شریف حفظ کرتی هیں -

باغچہ سراے کي آبادي ١٨ هزار ہے جسمیں ١٤ هزار تاتاري ' ٣ هزار نصاري اور ایک هزار یہودي هیں -

سواسطابول سے یالطہ تک تین راستے هیں - دریا ' موٹرکار ' اور ریل - پہلا راستہ عمدہ ہے - مسافر کو کریمیا کے ساحل پرت رنگا رنگ پہاڑیوں کے دلفریب منظر دکھلائي دیتے هیں ' مگر دوسرا راستہ اس سے عمدہ ہے ' خصوصاً ابتداء باب بایدار سے کہ یہاں سے نو پا ئیدہ منظر پہاڑ اور درخت هي نظر آتے هیں - تیسرے راستہ میں کوئي امر قابل ذکر نہیں -

کریمیا کے حمام والے شہروں میں یالطہ خوشنما ترین شہر ہے - اسکي هوا گرمیوں میں نہایت معتدل اور امراض صدر کے لیے بیحد مفید ہے - اسي لیے اسے " نیس روس " کہتے هیں - تمام عمارتیں اور راستے بالکل نئے طرز کے هیں - ایک میونیسپل باغ ہے - اس باغ میں روزانہ باجا بجتا ہے - یہاں کے مشہور هوٹل رسین ولا اتلن اور مدامو هیں - آبادي ٣٥ هزار ہے ' زیادہ تر نصاری هیں اور کچھ مسلمان اور یہودي - یالطہ کے نواح میں لیفیدي ' جہاں زار روس موسم گرما بسر کرتے هیں ' الوپکا ' اور یانسدا وغیرہ نہایت خوش سواد مقامات هیں -

یالطہ سے میں باطوم آیا - راستہ میں اسٹیمر بہت سي سرحدوں پر سے گذرا ' جن میں اهم فیودوسي اور کریمیا کا آخري صدر گاہ کیرش ہے - اسے ابنائے کیرش میں آکے بحر ازوف اور بحر اسود دونوں ملتے هیں -

عرض ساحل کریمیا بالوریا سے شروع هوتا ہے ' اور کیرش میں آکے ختم هوتا ہے ' اسمیں سے بعض حصہ تو میدان ہے اور بعض حصہ کوهستاني ہے - کوهستاني مناظر بیحد دلفریب هیں -

کوہ قاف کا ساحل اناپا سے شروع هوتا ہے ' اور باطوم میں ختم هوتا ہے - تمام ساحل میں جھاڑیاں ' درخت اور انتہا درجہ کے خوشنما پہاڑ هي پہاڑ هیں - اسکي اهم سرحدیں نوفور ' سیسک ' ( جو ایک بڑا شہر ہے ) اور باجري هیں - یہ تمام مقامات سبزي و شادابي میں غرق اور موسم گرما کي بہترین و جمیل ترین قیامگا هیں هیں -

١٥ - فرست کے فاصلہ پر کوہ انوس واقع ہے - یہاں ایک خانقاہ ہے ' جو پرانے کوہ انوس کے راهبوں نے بنائی تھي -

سوخوم قلعہ ... دار السلطنت ہے ' یہ بھي میوں اور پھولوں سے پٹا پڑا ہے - اسکي هوا غایت درجہ عمدہ ہے - یہاں سے مصر تمدن و تهذیب جاتا ہے - اسکے نواح میں پرانے شہروں ' قبرستانوں ' محلوں ' قلعوں ' اور کوهروں کے بکثرت کھنڈر ملتے هیں - آبادي ٢٠ هزار ہے - خود قلمرو ابطاسي کي آبادي نصف ملین ہے - ربع مسلمان اور باقی ارتھوڈکس عیسائي هیں - یہاں کے اکثر مسلمان باشندے هجرت کرکے ترکي آگئے هیں - اب کوہ قاف میں صرف ٣٠ هزار مسلمان هیں جنمیں سے ٨ هزار سوخوم میں هیں اور باقی بحر اسود کے ساحل پر نوفور اور سیسک وغیرہ میں پھیلے هوے هیں - انکے قبائل " اوبخ " کہلاتے هیں -

جہاز پر ایک سیاح اور جغرافي سے لیکے باطوم تک ساحل مرفار میں سرسبز و شاداب پہاڑ اور انکی ٢٠٠ میٹر بلند اور برف پوش چوٹیاں نظر آتي هیں - یالطہ سے تین دن تک چلنے رهنے کے بعد اسٹیمر باطوم پہنچا ' جو بحر اسود میں روس کا آخري بندرگاہ ہے - باطوم اور اوڈیسا میں ٥٦٣ میل کا فاصلہ ہے -

باطوم جسطرح کہ ایک تجارتي سہر ہے اسي طرح ایک جنگي شہر بھي ہے -

روس کے اسکے حدود وسیع کیے هیں - نئي سڑکیں نکالي گئي هیں تمام شہر میں برقي روشني هوتي ہے - ساحل پر بالکل نئے طرز کا ایک میونسپل باغ ہے ' جسکي تمام سڑکیں بالکل سیدھي هیں ' باغ میں روزانہ باجا بجتا ہے -

باطوم میں اس میونسپل باغ کے علاوہ ترکوں کے زمانے کا ایک اور نہایت لطیف باغ ہے ' جو ایک چھوٹے بحیرے کے ساحل پر واقع ہے - یہ باغ اب الیگزنڈر پارک کہلاتا ہے -

صرف ایک شے یعنے قوت ہے ‘ جسوقت وہ جلوہ فرما ہوتی ہے تو یورپ اسکے چہرہ پر عدل کا نقاب ڈالکے اسکے سامنے سر بسجود ہوجاتا ہے - پس جبکہ اس قوت کی دیوی نے ہم سے اپنا رشتہ توڑ کے یورپ سے باندھا ہے تو پھر کون ہے جو یہ شرائط پورے کرائیگا ؟

" مسلمانوں کے حقوق کا لحاظ رکھا جاے " یہ کوئی نیا دام فریب نہیں - یہ تو وہی فقرہ ہے جو ہمیشہ یورپ نے کسی مُلک کو ہلال کی قلمرو سے نکالکے صلیب کی بادشاہی میں داخل کرتے وقت کیا ہے - پھر کیا اس کرہ ارض کی وسیع آبادی میں اسکی ایک عملی مثال بھی پیش کیجاسکتی ہے ؟ کیا اس وسیع عالم نصرانیت میں ایک شخص بھی اس باب میں مرد عہد ہونے کے ساتھہ مرد ایفاء ہونے کا بھی وعدہ کرسکتا ہے ؟

افریقہ ‘ یورپ ‘ اور ایشیا ‘ چار وہاں کے اسلام سے چھنے ممالک میں پھر اور سنو کہ وہاں کا ایک ایک ذرہ کیا کہرھا ہے -

" جنگی مرکز نہ بناے جائیں " مگر اس کا ذمہ کون لیتا ہے ؟ انگلستان ‘ جس نے اپنے سامنے کریٹ سے بین القومی علم اتروا کے یونانی علم نصب کرایا ! کیا اگر یونان جنگی مرکز بنائیگا تو انگلستان اسے منع کریگا ؟ اسیطرح جسطرح کہ اس نے فرانسیسیوں کو عربوں پر ظلم کرنے سے منع کیا تھا یعنی اپنے جہاز جبل طارق سے فرانسیسیوں کی مدد کے لیے بھیجے تے ؟

پھر یہ مانا کہ یونان نے ان جزائر میں مستقل جنگی مرکز نہ بنائے ‘ لیکن اگر خود اس نے چھیڑ کے اعلان جنگ کیا اور گو بعض حصہ اسنے نہ فتح کیا ہو ‘ مگر واقعہ ادرنہ کی طرح انگلستان نے کہا کہ یہ یونان کے مطلوبہ ملک اسے دیدیے جائیں ورنہ ان جزائر میں ہنگامی مرکز بناکے درہ دانیال اور تمام ایشیائی ترکی پر حملہ کردیگا تو ہم کیا کرینگے ؟

اصل یہ ہے کہ انگلستان نے اس طرح دولت عثمانیہ کے سر پر دشمن کو کھڑا کردیا ہے کہ وہ کبھی اسکے خیال سے اختلاف کی جرات نہیں کرسکتی ‘ ورنہ اسکا لازمی نتیجہ ایشیائی ترکی پر حملہ ہوگا -

یہ ہے دولت عثمانیہ کے مصالح کا لحاظ ‘ جسکا وعدہ مسئلہ جزائر کو موتمرالسفراء کے ہاتھہ میں دیتے وقت کیا گیا تھا -

انگلستان نے یہ جزائر یونان کو اسلیے دلوائے ہیں کہ یونانیوں کے قدیم وطن ہیں ‘ اور بقاعدہ " وطن اہل وطن کے لیے ہے " وہی اسکے مستحق ہیں - پھر یہاں کی آبادی ایک ایسی حکومت چاہتی ہے جو مہربان و عادل ہو ‘ ان میں تعلیم پھیلائے ‘ شہروں کو آباد و اراستہ کرے ‘ تجارت و صنعت کو ترقی دے ‘ اور ملک میں امن و اطمینان کی زندگی پیدا کرے ‘ اور ترک یہ نہیں کرسکتے - لیکن ہم نے دیکھیے تو ان دونوں دلیلوں میں ایک دلیل بھی صحیح نہیں -

" وطن اہل وطن کے لیے ہے " اس قاعدہ کا صور اسوقت بیشک بہت بلند آہنگی سے پھونکا جاتا ہے ‘ جب کسی ایسے ملک کا سوال درپیش ہو جسکے باشندے نصرانی ہوں اور وہ کسی اسلامی حکومت کے ماتحت ہوں - لیکن صورت حال یہ نہ ہو تو پھر یہ اصول طاق فراموشی میں رکھدیا جاتا ہے - مثال کے لیے زیادہ تفحص و تلاش کی ضرورت نہیں البانیا ابھی آج کا واقعہ ہے -

پھر ان جزائر میں صرف یونانی ہی آباد نہیں ‘ بلکہ یہودی ‘ مسلمان بلغاری وغیرہ بھی رہتے ہیں - خصوصاً مسلمان کہ ان کی ایک کثیر تعداد صدیوں سے یہیں رہتی ہے - ایسی حالت میں یہ جزائر یونان سے کیوں ملحق کیے گئے حالانکہ اپیرس اور سالونیکا میں یونانیوں نے اپنے مختلف الجنس اخوان مذہب کے ساتھہ جو سلوک کیا ہے وہ اس امر کا ایک قاطع و مسکت ثبوت ہے کہ یونانی سخت متعصب و خونخوار قوم ہے ‘ اور کسی طرح بھی اس قابل نہیں کہ دوسری قومیں اور خصوصاً وہ جو اس سے مذہباً بھی مختلف ہوں اسکے رحم کے حوالے کی جائیں -

اگر درحقیقت مقصود ان جزائر کی اصلاح و ترقی تھی تو پھر کیوں نہ انکو ساموس کی طرح خود مختار کردیا گیا ‘ کیونکہ یقیناً بحالت خود مختاری وہ اس سے زیادہ ترقی کر سکتے تھے جتنی کہ اب وہ یونانیوں کے ماتحت رہکے کر سکینگے -

لیکن یہ تمام باتیں تو اسوقت ہوتیں جب کہ یورپ کے طرز عمل کا معیار حق و عدل ہوتا یہاں تو بقول مشہور کاتب سیاسی مسٹر لویسین ولف " یورپ نے بلقانی مدبر کی حیثیت سے اپنے طرز عمل کے لیے جس معیار جدید کو شروع سے آخر تک تسلیم کیا ہے وہ خود غرضی اور سختی ہے "

آخری نقطہ بحث یہ ہے کہ انگلستان نے ایشیائی ترکی کو کیوں خطرہ میں ڈالا ‘ حالانکہ اسکا تو یہ دعوی ہے کہ ایشیاء میں ایک مستحکم ترکی کا وجود اسکے ایشیائی مصالح کے لیے ناگزیر ہے ؟

اس کا جواب انگلستان کے دہاء سیاسی اور آیندہ مقاصد کی ایک سبق آموز و بصیرت بخش داستان ہے -

جو لوگ دولت عثمانیہ کی موجودہ تاریخ سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ کاروان اسلام کا یہ آخرین نقش یا محض اسلیے اب تک باقی ہے کہ دول یورپ میں شدید رقابت و منافست ہے - اگر یہ رقابت نہ ہوتی تو وہ مسائل طے ہوگئے ہوتے جو ہنوز نا طے شدہ ہیں ‘ اور جو واقعات اسوقت پیش آے ہیں یہ بلکہ اس سے سخت تر آج سے پہلے پیش آچکے ہوتے - وہ شخص نصرانیت کا سب سے بڑا فرزند ہوگا ‘ جو دول کی اِس رقابت کو دور یا کم ازکم اس حد تک کم کردیگا کہ وہ اخذ و اعطا کے اُصول پر اِس اسکیم کی تکمیل کے لیے متحد ہوسکیں جس کا آغاز اندلس میں ہوا تھا -

سر ایڈ ورڈ گرے جب سے وزیر خارجہ ہوے ہیں انکی تمامتر کوشش یہ ہے کہ کسیطرح یہ رقابت کم ہو ‘ اور دول یورپ متحد ہوکے کام کرسکیں - ہم باب عالی کے نام دول کی یاد داشت اور بلقان کی جنگ ثانی کے علی الرغم کہتے ہیں کہ سر ایڈ ورڈ گرے اپنی ان کوششوں میں نا کام نہیں رہے -

جدید یورپ کی تاریخ حیات میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ اس نے ازمنہ متوسطہ کی طرح اسلام کے مقابلہ میں متحد ہوکے کام کیا - پہلی کوشش کے بہمہ وجوہ مکمل ہونے کی توقع ایک غلط توقع ہے ‘ اسلیے اگر اس اتحاد میں جا بجا اختلاف کے رخنے نظر آتے ہیں ‘ تو اسکو ناکامی سے تعبیر کرنا صحیح نہیں - یہ یاد رکھنا چاہیے کہ دفعۃً چار ریاستوں کا اعلان جنگ ‘ دول یورپ کا اعلان نا طرفداری ‘ اسکے بعد فیصلہ بقاء حالات کے ساتھہ ‘ اسکی تنسیخ ‘ عدم سقوط کے باوجود تسلیم ادرنہ پر اصرار ‘ وعدہ وعیدہ یہ تمام واقعات اسطرح پیش نہ آے اگر سر ایڈورڈ گرے کی سرگرم کوششوں نے یورپ کے اتحاد سیاسی کا درس اولین نہ دیدیا ہوتا - سچ یہ ہے کہ انگلستان اس فخر میں منفرد ہے کہ اسکے ایک فرزند نے یورپ کو اسدرجہ مجبور کردیا کہ اسکے اشارے پر سب نے علانیہ صداقت و انصاف کو ٹھکرادیا -

بیشک انگلستان کے ایشیائی مصالح کے لیے ایشیا میں ایک مضبوط ترکی کا وجود ناگزیر ہے ‘ مگر صرف اسوقت تک جب تک کہ یورپ سبق آموز اتحاد فی العمل اور استفادہ کا بانی اثر راسخ نہیں ہوا ہے - کیونکہ اسکا عاقبۃ الامر حرم و سقوط ابھی اپنے اثر کے استحکام کو نا ہی اور یورپ کو خام کار سمجھتا ہے - ابتدائی نزاع کے استحکام کے لیے اسکے بحری دروازوں پر یونانی متعین کردیے گئے ہیں - سر ایڈ ورڈ گرے کے حلقۂ تعلیم میں درس اتحاد جاری ہے ‘ اور استحکام نفوذ و اثر کے لیے کوششیں ہو رہی ہیں - جب یہ دونوں سلسلے پورے ہوجائینگے تو وقت آئیگا جسکے دیکھنے کے لیے خدا کرے اس سرزمین پر کوئی مسلمان نہ رہے - انہ لقول فصل ‘ وما ہو بالہزل ‘ انہم یکیدون کیداً لیطفؤ نوراللہ ‘ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون -

( ۲ ) جو خلیج ازمیر پر واقع ھیں ان میں مدلی Mytilene اور ساقز Chias سب سے زیادہ اہم ھیں -

( ۳ ) جو انطولیا کے ساحل جنوب و مغرب کے طول میں واقع ھیں - انھی میں وہ بارہ جزیرے ھیں جن پر اطالیا قابض ہے -

اب ذرا آپ جزائر ایجیین کے نقشے کو سامنے رکھیے - دیکھیے ! گیلی پولی کے روبرو ایک جزیرہ ہے - یہی سمادیر ہے - آپ دیکھتے ھیں کہ یہاں سے گیلی پولی پر اور پھر گیلی پولی سے براہ خشکی قسطنطنیہ پر کسقدر آسانی سے حملہ ھو سکتا ہے - سمادیر کے بعد امبروز ہے - یہ جزیرہ اس طرح واقع ہے کہ سمادیر اور گیلی پولی کو ملا کے ایک مثلث شکل پیدا ہوتی ہے - یہاں سے بھی گیلی پولی اور قسطنطنیہ پر بسہولت حملہ ہوسکتا ہے - امبروز کے بعد درہ دانیال ہے - درہ دانیال کے دہانے پر بوزجہ اطہ اور لمنی واقع ھیں - یہ ظاہر ہے کہ لمنی سے براہ راست درہ دانیال پر اور بواسطہ بوزجہ اطہ اور پر پوری طرح حملہ ھو سکتا ہے - ان دونوں کے بعد مدلی کا نمبر ہے' جو ایشیاء کوچک کی سرحد سے نہایت ھی قریب ہے - اور اس پر حملہ کا بہترین و قریب ترین راستہ ہے - اسکے بعد ساقز ہے - ساقز خلیج ازمیر پر واقع ہے' اور ازمیر میں آنے کے لیے صرف اس خلیج کو عبور کرنا ہے - ازمیر کے بعد ساموس ہے - مگر یہ خود مختار ہے - اسکے بعد نکیریا ہے - نکیریا سے براہ راست یا براہ ساموس الدین پر حملہ ھوسکتا ہے' و ھلم جراً -

اس تفصیل سے آپ کو معلوم ھو گیا ہوگا کہ دونوں اول الذکر قسم کے جزیروں پر سے قسطنطنیہ یا ایشیاء کوچک پر بے تکلف حملہ ھوسکتا ہے -

ان جزائر میں سے سمادیر' لمنی' مدلی' ساقز' نکیریا' وغیرہ یونان کے قبضہ میں ھیں' اور امبروز اور بوزجہ اطہ دولت عثمانیہ کے قبضہ میں -

اب دیکھنا یہ ہے کہ انگلستان نے کیا کیا ہے ؟

انگلستان کی تجویز کا جو خلاصہ رویٹر ایجنسی نے بھیجا ہے وہ یہ ہے کہ باستثناء امبروز' و بوزجہ اطہ' اور تمام جزائر یونان کو دلوائے گئے ھیں - یعنی بالفاظ دیگر وہ جزائر جنکو یونان اپنے پرشوکت و قوت بیڑے کے باوجود نہیں لیسکا تھا وہ تو دولت عثمانیہ کے پاس رہنے دیے گئے' مگر جن جزائر میں کہ یونان کی فوج اتر آئی تھی وہ اسی کے پاس رہنے دیے گئے -

کیا اگر یہ فیصلہ خود یونان کے ھاتھہ میں دیا جاتا تو وہ اپنے حق میں اس سے زیادہ مفید کوئی فیصلہ کرتا ؟

* * *

ہماری قومی خصوصیت تو یہ تھی کہ المومن لا یلدغ من حجر واحد مرتین یعنی مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا - مگر بد قسمتی سے آج ہماری حالت اسدرجہ متغیر ہوگئی ہے کہ اب ہماری قومی خصوصیت یہ ہے المومن یلدغ من حجر واحد الف مرۃ یعنی مسلمان وہ ہے جو ہزار بار ایک ھی سوراخ میں ڈسا جائے ! چنانچہ آغاز جنگ میں ہم جسکے فریب میں آئے تھے انجام جنگ میں بھی ہم اسی کے فریب میں آئے اور اسکا خمیازہ کھینچا ! !

اعلان جنگ سے پہلے ریاستہاے بلقان سرحدوں پر فوجیں جمع کر رہی تھیں - دولت عثمانیہ نے بھی مقدونیہ میں فوج جمع کی اور نمایشی جنگ شروع کرائی' مگر سفیر انگلستان نے آکے ہمیں یقین دلایا کہ اس وقت تک تم پر حملہ نہیں کیا جائیگا جب تک تمہاری طرف سے تحریک نہ ہوگی - فوج کو فوراً منتشر کردو - ورنہ اسکے معنی یہ ہونگے کہ تم جنگ کا ارادہ رکھتے ہو' اور یہ امر حملہ کے لیے معذرت ھوسکیگا -

ہم نے اپنی سادہ لوحی سے اعتماد کیا' حالانکہ قرآن حکیم نے ہمیں بتا دیا تھا بعضھم اولیاء بعض' پس اس اعتماد کا نتیجہ ہم نے دیکھا - ہماری فوجوں کے منتشر ہوتے ہی ہر چہار طرف سے حملہ ہوا جنہوں نے اطمینان دلایا وہ پہلے تو تماشائیوں کی طرح خاموشی کے ساتھہ تماشا دیکھتے رہے - اسکے بعد اپنی ناطرفداری کا اعلان کیا اور اسکے بعد وہ حرکتیں کیں کہ اگر انکا ذکر چھیڑا جائے تو خدا جانے ہم اس موضوع سے کتنی دور نکل جائیں -

جسطرح کہ آغاز جنگ میں انگلستان نے پیشقدمی کی تھی اسی طرح انجام جنگ میں بھی انگلستان ھی نے پیشقدمی کی - اس نے دولت عثمانیہ سے اعتماد کی فرمایش کی' اور جب اس نے فرمایش پوری کی تو اس کے صلہ میں اس گھر کے دروازہ دشمنوں کے لیے کھولدیے -

انگلستان نے اصرار کیا کہ جزائر کا فیصلہ موتمر الصلح میں نہ کیا جائے' بلکہ موتمر السفراء کے ھاتھہ میں دیدیا جائے - اس نے دولت عثمانیہ کو یقین دلایا کہ وہ اسکے مصالح کا لحاظ رکھیگا' مگر جب وقت آیا تو اسکے مصالح کو اسقدر پامال کیا کہ اس سے زیادہ پامال کرنا اختیار سے باہر تھا -

اس نے یونان کو سمادیر دلایا' جو گیلی پولی کے محاذی اور نہایت ھی قریب ہے - لمنی دلوایا' جو درہ دانیال کے عین دہانہ پر ہے - مدلی دلوایا' جو ایوالی سے بہت ھی نزدیک ہے' اور ساقز دلوایا' جو خلیج ازمیر پر واقع ہے - مختصراً یہ کہ اس نے یونان کو وہ تمام جزائر دلوادیے جنکی راہ سے وہ بآسانی قسطنطنیہ اور ایشیا کوچک پر حملہ کر سکتا ہے -

یہ صحیح ہے کہ امبروز اور بوزجہ اطہ یونان کو نہیں دلوائے گئے مگر یہ کیوں ؟ اسلیے کہ دولت عثمانیہ کے مقبوضات محفوظ رہیں ؟ حاشا و کلا ! انگلستان کی یہ دلی خواہش ہوگی کہ دیگر جزائر کی طرح ان جزائر پر بھی نصرانیت کا علم لہراتا' مگر یہ کیونکر ممکن تھا ؟ یورپ کی سلطنتیں بلکہ خود انگلستان کی عاقبت اندیشی کب گوارا کرتی کہ الید عالم یعنی درہ دانیال کو یونان کے رحم پر چھوڑ دیا جاتا ؟ انگلستان نصرانیت یا نصرانی سلطنت کی بہبودی کے لیے اسلام کے مصالح کو قربان کرسکتا ہے' مگر کسی یورپ کی سلطنت یا خود اپنی معمولی سی معمولی مصلحت کو بھی صدمہ نہیں پہنچا سکتا -

* * *

اس تجویز میں یہ جزائر یونان کو اس شرط پر دلوائے گئے ھیں کہ:

( ۱ ) یہاں کے مسلمانوں کے حقوق کا لحاظ رکھا جائے -

( ۲ ) اور ان جزائر میں کوئی جنگی مرکز نہ بنایا جائے -

انگلستان سمجھتا ہے کہ اس نے اس ابلہ فریبی اور طفل تسلی سے مسلمانان عالم کے دلوں سے ان وسواس و شکوک کو نکالدیا جو انھیں بیچین کر رہے تھے' مگر وہ کاش اب ہم کو اسقدر سادہ لوح اور نادان نہ سمجھتا کہ اسکے لیے یہی بہتر تھا !

اس موقع پر سب سے پہلے ہمارے سامنے وعدہ آتا ہے' اور یہ خیال آتے ھی کہ یہ یورپ کا وعدہ ہے ہمارے دلوں میں بے اطمینانی و بے اعتمادی کا محشر بپا ہوجاتا ہے' کیونکہ تجربہ نے ہمیں یہ دکھادیا ہے کہ یورپ کو اپنے عہد و پیمان کے توڑنے کی اتنی پروا بھی نہیں جتنی کہ بوٹ کی لیس کے توڑنے کی ہوتی ہے -

ہم نے یہ بھی دیکھہ لیا ہے کہ دنیا میں عدل و انصاف کا وجود دماغ کے خانہ تخیل اور کاغذ کے صفحات کے علاوہ اور کہیں نہیں -
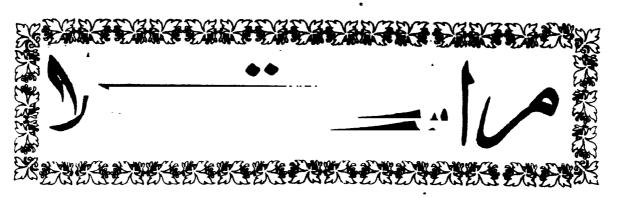
## عــريضــه تشنــگان حجاز مكـۀ مكــرمه .

چشم دارم از مسلمانان هنـد
عــاطفت بر حــال ما بيچارگان .

حجاز كرام تو يقيناً نهر زبيده كے نام اور اسكي ماهيت سے واقف هي هونگے - مگر برادران اسلام ! جسكو ابتك شرف زيارت بيت الله شريف نهيں حاصل هوا هے وه اس نام اور اسكي اهميت سے نا واقف نه هونگے' اس نهر كا سر چشمه وادئ نعمان هے' جو مكۀ مكرمه كي سطح سے ۸۰ وار بلند اور تين ميل كے فاصله پر واقع هے .- ( عرفات ) سے يه نهر ۱۲ ميل دور هے' يه نهر هارون الرشيد كي بيوي زبيده نے بصرف زر كثير ( ۱۷ لاكهه مثقال ) حجاج كرام كي راحت و سهولت كے ليے بنوائي تهي -

خلفاء عباسي' و ايوبي' و آل عثمان هر ايك اپنے زمانه ميں بوقت ضــرورت اسكي مرمت كراتے رهے - سنه ۱۳۰۲ هجري ميں مرحوم سيــٹه واحــدنا و عبد الله ميمن نے يه خدمت جليل انجام دي - انهوں نے اسكي مــرمت كے ليے ايك بهت بــڑا سرمايــه هندوستان ميں جمع كيا اور شريف مكه كي اجازت سے كاردان و ماهر انجينيروں كي زير نگراني اسكو درست كرايا - اور اسكي باره شاخيں تمام شهر ميں پهيلا دیں - ان ۱۲ شاخوں كے علاوه بڑے بڑے حوض ( ٹنــك ) بنوائے كه اسميں پاني جمع رهے اور هنــگامي و فوري ضرورتوں كے وقت كام آئے - سنه ۱۳۲۴ هجري تــك اسكي حالت بهت اچهي رهي مگر بعد ازاں پاني ميں قلت هونے لــگي' يه حالت ديكهكے حضرت امير مكه شريف حسين پاشا نے اسكي تعمير و تصليح كے ليے مصري' و تركي' و هندي وغيره معتبر تاجروں كي ايك كميٹي جناب سيد عبد الله زواوي' كي زير رياست اور نگراني بنام قوميسون عين زبيده' مقرر كي اس كميٹي ميں ۳۱ ممبر تهے اسكا مقصد يه تها كه مختلف مقاموں سے چنده جمع كركے نهر مذكور كي از سر نو تعمير كــرائي جائے - كميٹي مذكور نے اپنا كام شروع كيا اور بهت كچهه اصلاح و درستگي كي' اور اب بهي كچهه نه كچهه كر رهي هے' ليكن يه ظاهر هے كه روپے كے بغير كوئي كام نهيں چل سكتا - اور اسي كي يهاں سخت ضرورت هے - لهذا جو صاحب اس كار خير ميں شريك هوكے ايك كے بدلے لاكهه كا ثواب لينا چاهيں انــكو چاهيے كه اپنا چنده حسب ذيل اشخاص كے پاس بهيجديں :
شــهر دهلي چانــدني چوك كوٹهي مرحوم حاجي عليخان صاحب بمبئي نمبر ۱۳۶ ناگڈيوي اسٹريٹ حاجي عبد الله و بهائي عبد الرحيم صــاحبان - كلكته نمبر ۱۳۶ ازرا اسٹريٹ جناب حاجي سليم محمود خنجي صاحب جو صاحب ان حضرات كو چنده بهيجيں وه انــكو يه بهي لــكهديں كه يه چنده بمد اصــلاح نهر زبيده هے و نيز اپنا نام اور پته صاف تحرير فرمائيں تاكه رسيد كے بهيجنے ميں دقت نهو- .

( خاكسار محمد اسمعيل عفي عنه )

---

شهر دهلي ميں زير لال قلعه جو ايك مسجد احمد شاه بادشاه كے وقت سے ( تقريباً ۱۷۰ سال كي ) ايك مسلمان رئيس جاويد خواجه سرا كي بنائي هوئي سنهري مسجد كے نام سے مشهور هے وه بعد ايام بلوه سنه ۵۷ ع كے بسبب قرب و جوار ميں آبادي نه رهنے كے غير آباد هوگئي تهي' اور گورنمنٹ يا حكام ملٹري نے يقيناً بسبب غير آباد هو جانيكے اسپر اپنا قبضه كر ليا اور اسكے احاطه كي ديواروں اور حجره و حوض وغيره كو منهدم و مسمار كرا ديا' اور مسجد كو غير محفوظ چهوڑ ديا مسجد چارديواري نهونے كے سبب سے مثل چٹــيل ميــدان كے هوگــئي هے - اسميں بســا اوقــات جانــور چلے آتے هيں اور صحن كو اپني نجاست سے آلوده كرتے هيں - اور نمازيونكو نماز ادا كرنے ميں سخت پريشاني اور دقتيں پيش آتي هيں' جــانوروں كے عــلاوه انسانوں كي بهي ايك ســرائے يا آرامگاه هوگئي هے - هندو چرواهے مسجد ميں بيٹهتے ليٹتے' اور حقه چلم پيتے هيں' اكثر ديكها گيا هے' كه پلٹن كے سكهه سپاهي مسجد ميں بيٹهكر شراب پيتے هيں جس سے مسجد كي بے حرمتي كے علاوه مسلمانوں كے دلوں پر چوٹ لگتي تهي - اب تقريباً ايك سال سے مسلمانوں نے وهاں كا مستقل انتظام كرديا هے اور با قاعده پانچوں وقت وهاں نماز هوتي هے -

خيال يه هوا كه اس جگه كسي آدمي كا رات دن حفاظت كے ليے رهنا ضــروري هے ورنه يهاں كا انتــظام نهوگا - انهيں دنوں ميں ايك تنهائي پسند درويش مسمي طــالب صفي نامي كهيں سے . مسجد ميں آگــئے' اور شب و روز رهنے لگے' جنكے رهنے سے بدكار لوگوں كا مسجد ميں آنا اور رات كو رهنا بند هوگيا - اور مسجد كي حفاظت اور خدمت مسلمانونكے حسب خواهش و منشا هونے لــگي' ليكن نهيں معلوم كه كيا وجه هوئي كه ميجر بيڈن صاحب ڈپٹي كمشنر دهلي نے طالب صفي صــاحب كو ۵ - دسمبر سنه ۱۹۱۳ ع كو اپني كوٹهي پر بلاكر بيان لكهنے كے بعد حكم ديا كه تم دو دن ميں مسجد سے چــلے جاؤ' اور مسجد خالي كردو - اس سے پيشتر بهي اكثر درويش وغيره وقتاً فوقتاً مسجد ميں مقيم هوتے رهے اور مسجد كي محافظت كرتے رهے -

مگر حكام سول نے كسي قسم كي كبهي اسے مزاحمت يا باز پرس نهيں كي - هم نهيں سمجهتے كه ميجر صاحب بهادر نے يه حكم كس مصلحت اور قانون كي رو سے ديا هے - جسكي وجه سے خانه خدا كي توهين اور مسلمانوں كے جائز حقوق كي ضبطي اور دل آزاري متصور هے - اميد هے كه ميجر صاحب اپنے اس فيصله پر نظر ثاني فرماوينگے اور آئنده مسجد ميں رهنے والے اور نماز پڑهنے والوں سے كسي قسم كي مــزاحمت اور سختي اور مسلمانوں كي مذهبي آزادي اور جائز و مسلم حقوق ميں دست اندازي نه كريں - .

اے - كے - بيباك از دهلي

## حفریات بابل

حفریات بابل پر الهلال نمبر ۵ جلد ۲ میں ایک مفصل مضمون شائع هوچکا هے - آج انکے نو دریافت آثار کا ایک اور مرقع شائع کیا جاتا هے -

دیکھیے وسط صفحه میں ایک شخص کي تصویر هے - یہي ڈاکٹر رابرٹ کولڈ لولی هیں ' جنکي زیر نگراني دوآبه میں تمام کام هو رها هے - ڈاکٹر موصوف آثار قدیمه مشرق کے ایک کامل و متبحر عالم سمجھے جاتے هیں - اونکے ساتھه اور چند اشخاص بھي کام کررهے هیں ' جنمیں ایک ڈاکٹر مارش بھي هیں -

اس تحقیقات کے لیے جرمن میں ایک انجمن قائم هولي هے - جسکي اعانت خود

بابـل کي قـدیم بنیادیں

شاهنشاه جرمني نے ایک بہت بڑے عطیه سے کي هے - یہي انجمن اس جماعت کو مالي مدد دے رهي هے -

آپکے داهنے طرف ایک تصویر هے یه اشوریوں کے گول چھتوں والے مقبرے هیں -

اس زمانے میں اینٹوں کے آگ میں پکانے کا رواج نه تها - کچي اینٹیں هر قسم کي عمارت میں استعمال کي جاتي تهیں - یه مقبرے بھي کچي اینٹوں کے هیں - یه اندر سے اسقدر وسیع هیں که انمیں کئي تابوت بآساني آسکتے هیں - انمیں سیڑهیاں بني هولي هیں جن پر سے انسان مقبروں کي بالکل ته تک جاسکتا هے -

مقبروں کے کھودنے پر لاشیں تو نہیں نکلیں البته هڈیاں نکلي هیں - انکي لاشوں کو

اسیریا کے شکسته مقبرے

ڈاکٹر رابرٹ کولڈ لولی جنکي زیر نگراني دوآبه دجله و فرات میں حفریات کا سلسله جاري هے -

مقـدس بیـل نیبو

دفن هوے ڈهائي هزار سال هوے هیں اسقدر طویل مدت میں بھي ان هڈیوں کا بوسیده هوکے خاک نه هونا ایک حیرت انگیز واقعه هے !

اس تصویر کے محاذي ایک اور تصویر هے ' جسمیں آپکو ایک بیل نظر آتا هوگا - یه تصویر بابـل کے اس مشهور مقدس بیل کي هے جسکا نام نیبو (Nebo) تها -

نو تنقیب آثار میں بابل کي دیوي ایستهر کے مندر کے کهنڈر نکلے هیں - نیبو کي یه تصویر اسي مندر کے دروازه پر بني هولي هے -

آجکل کي طرح اهـل بابـل کي عمارتیں بھي پکي اینٹوں کي هوتي تهیں اور جوڑائي میں چونا استعمال کیا جاتا تها -

بابـل میں ۴۰ فیٹ عمیق غـار

تیسري تصویر نیبوچند نیزر کے محل کي نیو کي هے - جسطرح آجکل اینٹوں کے رخ پر کارخانه کا نام یا سنه هوتا هے ' اسیطرح اس نیو میں هر اینٹ کے ایک رخ پر بادشاه کا نام اور اسکا شاهي خطاب خط میخي میں لکها هوا هے اور دوسرے رخ پر اسکي تصویر بني هولي هے -

چوتهي تصویر ایک غار کي هے جو بابـل میں کهودا گیا هے - یه ۴۰ قـدم گهـرا هے اور کئي سو قـدم تـک نیبو چند نیزر کے شاهي شهر کي پخته سڑکوں اور نیو تک چلا گیا هے ' خیال یه هے که وه تمام رقبه کهودا جاے جسمیں شاهي محلات وغیره تهے - اس خیال کي تکمیل کي طرف یه غار پهلا اور کامیاب قدم هے - اسوقت اس غار میں سو آدمي کام کررهے هیں -

# بريد فرنگ

## البـــانيـا کا دار السلطنت کهـــاں هوگا ؟

اثـــر: چارلس وڈ سيـــاح حال بلقـــان

گريفک ٣١ جنوري سنه ١٩١٤

اب که فرمانرواے البانيا اپنا کام شروع کرنے والا هے' ان خيالات کا سمجهه لينا نهايت ضروري هے جو اس نو پيدا رياست کے دار السلطنت کے ليے انتخاب مقام ميں خود شهزاده اور اسکے ارباب شورى پر اثر فرما هونگے -

يوں تو هر سلطنت کے ليـــے مقـــام دار السلطنت کا مسئله سب سے زياده اهميت رکهتا هے' مگر البانيا ميں جس قسم کے حـــالات هيں ان کي وجه سے تو يه ايک ايسا مسئـــله هوگيا هے جو رياست کے بننے اور بگڑنے ميں بهت هي نماياں حصه ليسکتا هے - بيک لفظ البانيا کا آينده اور دائمي مرکز جهاں هو وه نه صرف حتى الامکان ايسي جگهه هو جسے باشنـــدگان جنـــوب و شمال اور ملک کے مسلمان و عيسائي سب پسند کريں' بلکه ايسي جگه هو جس سے يه توقع هو که وه اغلباً ان مختلف و متعدد حکومتوں کو متحد کريگي' جو موجوده بدنظمي کي ذمه دار هيں -

نظر انتخاب يقيناً چهه شهروں ميں سے کسي شهر پر پڑيگي - يه چهه شهر يه هيں -

( ١ ) سفوطري جو اس ملک ميں سب سے بڑا اور سب سے زياده اهم هے -

يهاں عمارتيں اور پبلک دفتر موجود هيں' جو شهزاده ويڈ اور انکي حکومت کے قيام ميں دائمي طور پر کام آسکتے هيں - مگر سفوطري ميں بهت بڑا عيب يه هے که وه سرحد پر واقع هے' اسکي آبادي مجنون اور جاهل هے' اور سالها سال سے جو واقعات پيش آئے هيں ان ميں آسٹريا نماياں حصه ليتي رهي هے -

( ٢ ) کروجا - جو ايک خوش منظر اور ديهه نما شهر هے' اور سفوطري کے جنوب و مشرق ميں ٤٥ ميل کے فاصلے پر واقع هے - اسکي سفارش کے ليے اسميں اسکے علاوه اور کوئي وصف نهيں که يه ايک زمانے ميں دار السلطنت تها -

( ٣ ) تيرانا - جو خاندان ٹاپٹون کا مرکز هے - مير خاندان اسد پاشا هے - اگر يهاں اس قبيله کا اثر سب سے بالاتر نه هوتا جسکي وجه سے شهزادے کا پوزيشن نازک اور اس شک کا دروازه هميشه کهلا رهيگا که کهيں شهزاده اسکے هاتهه ميں کهلونا نه بنجاے' تو اس شهر کے انتخاب کے حق ميں نهايت مستحکم دلائل قائم کيے جاسکتے تهے -

( ٤ ) ڈرزو - اسکا موقع مرکزي هے' مگر البانيا ميں جو شخص سال ميں زياده تر کسي ساحلي شهر ميں رهتا هے وه ان لوگوں کي زندگي اور روح کو نهيں سمجهه سکتا جو اندرون البانيـــا ميں رهتے هيں -

( ٥ ) البيسن - اگرچه موجوده شهر مقتضي هے که اسکي جگه بدلے - قريب کي پهاڑيوں پر ايک نيا شهر آباد کيا جاے' مگر تاهم ميرا خيال هے که البـــانيا کے دار السلطنت کے ليے بڑي حد تک يه شهر سب سے زياده مناسب هوگا - صرف اس جغرافي موقع هي مرکزي نهيں بلکه يه هميشه ايک قسم کا دروازه يا شمال و جنوب کا نقطه اتصال خيال کيا گيا هے - اس شهر کو ڈرزو اور ويلونا سے ملانے کے ليے ريلوے لائن بنائي جاسکتي هے' صرف يهي نهيں که البيسن' جو پست پهاڑيوں ميں محصور اور زيتون کے کنجوں ميں مستور هے کبهي اغيار کي قوت کا مرکز نهيں بنا' بلکه اس شهـــر ميں البـــاني قوميت هميشه ترقي پاتي رهي هے' اس ملک کے تمام شهروں سے زياده يهاں کے مسلمـــان اور عيسائي ( جو اپنے عدم جنون مذهبي کے ليے مشهور هيں ) باهم نهايت گهرے دوست هيں -

خاندان شهزاده ويڈ جو اسلم آباد البانيا کا بادشاه منتخب هوا هے

( ٦ ) ويلونا - يه اس حيثيت سے هنگامي مرکز کها جاسکتا هے که جب سے کميشن گذشته اکتوبر کو البانيـــا پهنچا هے' اسوقت سے اسکا مرکز يهي هے - ڈرزو کي طرح اسميں بهي يه بات هے که يه بندرگاه هے مگر يه انتهاے جنوب ميں ايسا واقع هے که دار السلطنت کے ليے اسکا انتخاب هر جگه غير مرغوب هوگا - يه انتظام جو بالفعل تجويز هوا هے که شهزاده ويڈ آئے اور ڈرزو ميں رهے' اسکے غير مناسب هونے کا آثار مفقود نهيں - اگر يه تجويز در حقيقت نافذ هوئي تو يه هز رائل هائنس ( شاهزاده واڈ ) کو اس اعتراض کا هدف بناديگي که وه اسد پاشا کي حکومت کي رعايت کرتے هيں - کمزور پاليسي کے اختيار کرنے سے فوري مشکلات سے نجات ملجاتي هے' مگر يه امر ابهي مشکوک هے که آيا اسد پاشا در حقيقت وفاداري کے ساتهه شهزادے کي تائيـــد کريگا ؟ خصوصاً ايسي حالت ميں که وه ايک راه سے آ رهے هيں جو موجـــوده حالت کے ضروريات کے بهت کم مناسب هے -

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod Street

CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs 8

Half-yearly „ „ 4-12

مدیر مسئول و خصوصی

احمد ابو الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷-۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۹ ، ۱۰ — کلکتہ : چہارشنبہ ۶ ، ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۳۲ ہجری — جلد ۴

Calcutta: Wednesday, March 4 & 11, 1914.

## فہرس



## تصاویر

مرتفع هوگئی هے جہاں سے مولانا شبلي کي صحبت اور تعلیم بالکل بیکار و لا حاصل بلکہ تضیع وقت اور مضر نظر آتی هے !

مدار روزگار سفلہ پرور را تماشا کن !

طلباء دار العلوم کو عقل و فہم سے معرا سمجھہ لینے کا حق معروضہ و مزعومہ ناظم ندوہ کو ملگیا هوگا مگر دنیا اس حق کو خود اسکے لیے بھي استعمال کرسکتی هے - وہ یقیناً پوچھہ سکتے هیں کہ اگر دار العلوم ندوہ کی مخصوص طرز تعلیم کے شوق میں لکھنو آکر اور مدرسہ میں شریک هوکر انہیں مولانا شبلی سے ملنے ادنی صحبت سے مستفید هونے اور انکے درس و تعلیم میں شامل هونے کی اجازت نہیں هے تو پھر وہ اور کہاں جائیں اور کیوں دار العلوم میں رهیں ؟

اصل یہ هے کہ ندوہ کے موجودہ قابض گروہ کی جراتیں هماري غفلت اور عدم احتساب سے اسقدر بڑھگئي هیں کہ وہ اپنے تئیں لا یسئل عما یفعل کے مطلق العنانہ مرتبہ پر سمجھنے لگا هے اور اپنی قوت کی نسبت ایک غرور باطل اور یقین فاسد میں مبتلا هوگیا هے - وہ سمجھتا هے کہ جب قوم کي بے حسي اور غفلت کا یہ حال هے کہ علانیہ روز روشن میں اسکي ایک متاع عزیز و دیرینہ کو تاخت و تاراج کیا جاسکتا هے ' اور خلاف قاعدہ و قانون اور بغیر استحقاق و صلاحیت ایک شخص ندوہ کا ناظم بنکر مطلق العنان حکمراني کرسکتا هے ' تو پھر اسکے بعد جو کچھہ بھی کیا جاے جائز هے ' اور خواہ کتنی هي بیعودیوں اور بدنامیوں سے بھرے هوے احکام نافذ کیے جائیں لیکن کوئی پوچھنے والا نہیں '

جہل و فساد جب کبھي موقعہ پائیگا ' اپنے خواص طبیعي ظاهر کریگا اسلیے اسکي شکایت عبث هے - البتہ شکایت خود اپني غفلت کی هوني چاهیے کہ کیوں باطل کو اسقدر سر پر چڑھا لیا کہ وہ علانیہ حق کو هلاک و برباد کرنے کیلیے اٹھا ؟

خاموشي ما گشت بد اموز بتاں را

ورنہ اثرے بود ازیں پیش فغاں را

* * *

لیکن حقیقت یہ هے کہ اِن نادانوں نے اپني موت کا اندازہ کرنے میں ویسي هي ٹھوکر کھائي ' جیسي کہ وہ ندوہ پر قابض و مسلط هونے کے جنون دیرینہ کے استیلاء میں پہلے کھا چکے هیں - یہ سچ هے کہ قوم نے غفلت کي ' لیکن انکو یاد رکھنا چاهیے کہ وہ جاگ بھي سکتي هے - یہ ضرور واقعہ هے کہ انهیں فرصت دیدي گئي ' لیکن ساتھہ هی انہیں بھولنا نہ تھا کہ احتساب و باز پرس کا دن بھي آ سکتا هے ' اور وہ ایک ایسا یوم الفصل هے کہ جب آتا هے تو نیتوں کے کھوٹ اور عملوں کے فساد کیلیے ایک بہت هی بڑا سخت دن هوتا هے : ویل یومئذ للمکذبین !

ان لوگوں کو معلوم هو جانا چاهیے کہ وہ دن جسکي طرف سے انکے نفس خادع نے انهیں مطمئن کردیا تھا ' اب طلوع هوگیا هے اور انهوں نے جو کچھہ کیا هے ' قریب هے کہ اسکا حساب انسے لیا جاے - انکی هلاکت خود انکے کاموں هي کے اندر تھي اور اب عنقریب اسکا بیج برگ و بار لانے والا هے - جس مہلت کو انهوں نے فرصت عیش سمجھا تھا ' وهي مہلت اب انکے لیے موجب عذاب ثابت هوگي ' اور صرف اتنا هي نہیں کہ جو کچھہ انهوں نے لیا تھا اُسے واپس لیا جائیگا بلکہ اُسکے علاوہ بھي انهیں بہت کچھہ اپني گرہ سے دینا پڑیگا - نادانو! اس مہلت کے اندر جو راز مخفی تھا اسے تم نہ سمجھے ' لیکن اب عنقریب سمجھہ جاؤ گے : فسیعلمون غداً من الکذاب الاشر ؟ ( ٥٤ : ٢٢ ) -

* * *

ان لوگوں نے صرف اتنے هی پر بس نہیں کیا بلکہ اپني مطلق العناني کے پورے کرتب دکھانے چاهے ( و اللہ خیر الماکرین ) اور ان طالب علموں کو کوئی نہ کوئي فرضي الزام رکھکر مدرسے سے خارج کردینا چاها جو انکے خیال میں انکي بے قاعدگیوں اور لغویتوں کو سب سے زیادہ محسوس کرتے تھے - چنانچہ اسکي پوري کوشش کي گئی اور بعض طلبا کو خارج کرنے کیلیے بورڈنگ هاوس کے مہتممین پر زور ڈالا گیا - لیکن مصیبت یہ تھی کہ جن طلبا کو اپنے مقاصد کے لیے سب سے زیادہ مضر پاتے تھے ' وهي علم و شرافت اور اخلاق و تربیت کے اعتبار سے مدرسہ کیلیے سب سے زیادہ مفید تھے - اور ایسا هونا لازمی تھا - انسان کی خوبیوں کو دوستي اور دشمني ' دونوں راهوں سے جانچا جاسکتا هے - اگر نیکوں کی دوستي کسي کیلیے معیار نیکی هے تو بدوں کی دشمنی بھي ٹھیک اُسي طرح معیار خوبي هے - جہل و نفسانیت کا جو مبغوض هوگا ' علم و شرافت کا وهي محمود و محبوب بھي هوگا -

مجھے بہ تحقیق معلوم هوا هے کہ بعض طلبا کو خارج کرنے کیلیے جب فرضي الزامات کی تلاش هوئي تو بورڈنگ هاوس کے مہتمم نے صاف کہدیا کہ جن لڑکوں کو آپ نکالنا چاهتے هیں ' مصیبت یہ هے کہ وهی لڑکے مدرسے بھر میں اپنے کیریکٹر کي بے داغی اور اخلاق و شرافت کی فضیلت سے ممتاز هیں - الزام تصنیف هوں تو کیونکر ؟

اس مجبوري کا کوئی علاج نہ تھا - تاهم ایک ذهین و قابل طالب العلم کو ( جسکا نام سید محمد حسین یا کچھہ اور هے ) بغیر کسی قصور اور جرم کے بورڈنگ سے خارج کردیا گیا اور وہ بیچارہ اپني مصیبت زدہ حالت میں اپنی قسمت کو رو رها هے !

سچ یہ هے کہ ان لوگوں نے ان اعمال مفسدہ سے اپنی هلاکت کا سامان خود هی جلدي کی : فسیعلمون من هو شر مکاناً واضعف جنداً ؟

* * *

یہ مختصر حالات وہ هیں جنکا بلا واسطہ تعلق طلبا سے هے اور میں سمجھتا هوں کہ موجودہ اسٹرائک میں زیادہ تر انهي کو دخل هوگا - ورنہ خود ندوہ اور ندوہ کي تمام تعلیمی ' انتظامي ' مالي ' اور اخلاقي حالت جس طرح برباد هورهي هے ' اُسکی سرگذشت تو بہت طولاني هے اور آیے " مدارس اسلامیہ " کے زیر تحریر سلسلے میں دیکھنا چاهیے -

ایسي حالت میں غفلت جرم ' اور خاموشي معصیت هے - ندوہ هماري بیس سال کی محنتوں کا نتیجہ هے اور وہ سب سے بڑي اصلاح دیني کي تحریک هے جو گذشتہ صدي کے اندر نہ صرف هندوستان بلکہ تمام عالم اسلامي میں ظاهر هوئی هے - پس یہ محال قطعي هے کہ اس طرح اسکی بربادي دیکھي جاے اور چند بند گان اغراض و پرستاران جہل کو شتر بے مہار چھوڑ دیا جاے کہ وہ اسکے خون حیات سے اپني خود پرستیوں کي پیاس بجھالیں - اگر ندوہ کے کاموں کے طرف سے هم سیر هوگئے هیں ' تو ضرور نہیں کہ آسے ان لوگوں کے هاتھوں برباد کیا جاے - اسکا بہتر ذریعہ همارے پاس موجود هے - هم اسکی عمارت میں آگ لگا سکتے هیں اور اسکي دیواروں کو ڈائنامیٹ کے گولوں سے اڑا دیسکتے هیں - ایسا هونا هزار درجہ بہتر هوگا اس سے کہ اپنی بیس سال کي کمائي کو چند ارباب فساد کے حرص جہل پر قربان کردیں !

وہ محافظین ملت اور محبان قوم جنهوں نے همیشہ میري فریادوں کو سنا اور میري معروضات کو قبول کیا اور جنکو گذشتہ تجربوں نے یقین دلا دیا هوگا کہ میري فریادیں بے وجہ نہیں هوتیں اور میري صدائیں بلا ضرورت شدید نہیں اٹھتیں ' آج پھر ایک بار انہیں مخاطب کرتا هوں - آج همتوں کیلیے پیام عمل هے ' عزائم کیلیے دعوت کار هے ' اور ندوہ کیلیے فیصلہ کا وقت آگیا هے - زبانوں کو کھلنا چاهیے اور صداؤں کو بلند هونا چاهیے - هر شہر بلکہ قصبہ میں چاهیے کہ جلسے منعقد هوں ' اور ندوہ کی

# ایک عظیم الشان دیني تحریک کي انتہائي تخریب !

دار العلوم ندوۃ العلما کا خاتمہ !

## طلباے مدرسہ کي اسٹرائک

اور

مسلمانوں کی غفلت کا آخری نتیجہ !

بالاخر پاني سر سے گذر گیا اور ندوۃ العلما کی بربادیوں کی طرف سے قوم نے جس طرح آنکھیں بند کرلي تھیں ' اسکے انتہائی نتائج معزنہ کا ظہور شروع ہوگیا - آج ایک تار سے معلوم ہوا ھے کہ دار العلوم ندوۃ العلما کے تمام طلبا نے اپنی شکایتوں سے عاجز آکر آخري علاج اختیار کیا ھے اور اسٹرائک شروع کردي ھے ' انا للہ و انا الیہ راجعون !

* * *

جو غفلت ندوہ کي طرف سے کی گئي تھی اسکا قدرتی نتیجہ یہی تھا ' اور پچھلے دو تین ہفتے کے اندر بار بار مجھے اسکا خوف ہوا تھا - مدارس در اصل ایک چھوٹی سی آبادي ہوا کرتے ہیں جنکے لیے اگر شخصی حکومتوں کی مطلق العنانیاں مضر ہیں تو خود مختاري اور بے نظمی کی طوائف الملوکی بھی برباد کن ھے - اس آبادي کا حقیقی امن یہ ھے کہ اسکے بسنے والے صرف اپنے ایک ہی کام یعنے عشق علم و شیفتگی درس و تدریس میں مشغول رہیں اور اسکے انتظام کو ' جسکی درستگي باہر کی اصلاحي قوتوں سے ہوني ھے ' خود اپنے ہاتھوں میں نہ لیں -

اس بنا پر مدرسوں کی اسٹرائک اصولا کوئي اچھي چیز نہیں ھے اور امن و نظام کي ایسي عادت ھے جسے کوئی پسند نہیں کریگا - تاہم ایسا ہوتا ھے اور خرابیوں اور شکایتوں کا جب کوئي علاج نہ کیا جاے تو اسکا اصلي علاج بالمثل خرابي ہي ھے - اسکی ذمہ داري حکام مدرسہ پر ھے اور پھر اس سے بھي زیادہ قوم پر جس نے باوجود بصارت رکھنے کے دیکھنے سے انکار کردیا !

* * *

ابھی ایک ہفتہ بھی پورا نہیں ہوا ھے کہ میں لکھنؤ میں تھا اور طلبا کو نہایت بیقرار و مضطر پایا تھا - وہ قوم کي طرف سے بالکل مایوس تھے اور کہتے تھے کہ ہماري حالت کا اب کوئی پرسان نہیں - میں نے انہیں اطمینان دلایا کہ کوئي نہ کوئي صورت اصلاح حال کي بہت جلد اختیار کي جائیگی کیونکہ میں اس وقت تک اپنے اس سوداے خام میں مبتلا تھا کہ ندوہ کی مشکل کو چند ارباب اصلاح کي سعي سے حل کیا جاے - معلوم ہوتا ھے کہ بے چینیاں زیادہ بڑھگئیں جنکے لیے یہ تشفي کافی نہ تھي اور بالاخر اس ناگوار صورت میں شکایتوں نے ظہور کیا -

* * *

بہت زیادہ قریبي حالات جو چند دنوں کے اندر پیش آئے ہوں مجھے معلوم نہیں لیکن اس اسٹرائک کے بعض قوي اسباب تقریباً ایک ماہ سے پیدا ہوگئے تھے - اُن کی مجھے خبر ھے -

کالجوں اور مدرسوں میں جب کبھی اسٹرائک ہوتي ھے تو عموماً اُسکا سبب کوئي غیر تعلیمی شکایت ہوتي ھے یا کسی انتظامي استبداد نے لوگوں کو مجبور کردیا ہوتا ھے - اس اسٹرائک کیلیے بھی ایسے اسباب موجود ہونگے لیکن سب سے زیادہ قوي سبب اسکا خالص تعلیمی ھے - یعنی طلباء ندوہ اپنے کسي آرام و راحت کیلیے نہیں ' کسی انتظامي خود مختاري کیلیے نہیں ' کسی زیادہ فرصت اور کم محنت کے حصول کیلیے نہیں ' بلکہ صرف اسلیے فریادي ہیں کہ جس مقصد عزیز کیلیے انہوں نے اپنے وطن اور گھر کے آرام کو چھوڑا ھے ' اور جو خود اس عمارت کے قیام کا اصلی مقصد اور اس اجتماع کی غرض حقیقی ھے ' یعنے تعلیم اور حصول تعلیم ' خود اسیکی راہ میں موانع پیدا کیے جاتے ہیں اور انکو خلاف قانون و قاعدہ روکا جاتا ھے تاکہ وہ اس سے زیادہ علم حاصل نہ کریں جسقدر کہ مدرسین مدرسہ انہیں مدرسہ کے اندر دیسکتے ہیں -

مولانا شبلی جب حیدر آباد سے لکھنو آے تو طلباء دارالعلوم نے خواہش کی کہ اوقات مدرسہ سے خارج ایک خاص درس انسے بھی لیں جیسا کہ ہمیشہ تفسیر وغیرہ کا لیا کرتے تھے - چنانچہ مغرب کے بعد صحیح بخاري کا درس شروع ہوا اور طلبا نہایت دلچسپی اور شغف سے شریک ہونے لگے -

جدید حکام ندوہ کو نہیں معلوم کیوں ' طلبا کا پڑھنا ناگوار گذرا اور انہوں نے علانیہ روکنا شروع کردیا - جب اسپر بھي طلبا نے جانا ترک نہ کیا تو باقاعدہ طور پر حکما و جبراً روکدیا کہ جو شخص دارالعلوم میں پڑھتا ھے وہ دارالعلوم سے باہر کسي شخص سے کچھہ نہ پڑھے !

حالانکہ یہ ایک ایسا تمسخر انگیز قانون ھے جو آجتک کسي مدرسے میں جو تحصیل علم کیلیے بنا ہو ' نافذ نہیں ہوا ' اور کوئی پڑھا لکھا آدمی اس جہالت و فساد پر غصہ میں آے بغیر نہیں رہسکتا -

اسکا سبب بجز اسکے کچھہ نہ تھا کہ طلبا مولانا شبلي کے پاس نہ جائیں حالانکہ اگر وہ انکے پاس نہ جائیں تو پھر اور کیا کریں ' اور کہاں جاکر اپنی تعلیمي آرزؤں کو خاک میں ملائیں ؟

اسي اثنا میں طلبا نے چاہا کہ ماہ ربیع الاول میں مجلس ذکر مولد نبوي منعقد کریں اور حسب معمول مولانا شبلي تقریر فرمائیں - کسی قاعدہ اور قانون کے بموجب یہ خواہش قابل اعتراض نہ تھي ' اور رشک و حسد اور بغض و عداوت کتني ہی شدید اور پاگل بنا دینے والي کیوں نہ ہو ' تاہم اسکے بخارات غلیظہ قانون کی دفعات نہیں بن سکتے - اگر یہ سمجھا جاے کہ جلسوں میں تقریر کرنا بھی منجملہ خواص نظامت و معتمدي کے ھے جسکي مدعیان نظامت کو مثل اور باتوں کے رئیس اور نقل کرني چاہیے ' تو اسکا دروازہ بھی کسی نے بند نہیں کیا ھے اور قابلیت جسکے اندر ہو ' اپنے جوہر ہر وقت دکھلا سکتي ھے -

با ایں ہمہ اسکي بھي مخالفت کي گئي - پہلے کہا گیا کہ جلسہ اس شرط سے ہو سکتا ھے کہ مولانا شبلی تقریر نہ کریں - پھر جب دیکھا کہ طلبا سے ایسی خواہش کرنا طلب محال ھے تو کہا گیا کہ تقریر ایسي ہو جیسی ہو لیکن مدعي نظامت اسکے صدر بنائے جائیں - پورا جلسہ انکی زیر صدارت اظہار عجز و اعتراف عبودیت کرے وغیرہ وغیرہ من الخرافات ' و الا فلا !

یا سبحان اللہ ! طغیان جہل اور فتنۂ غرور کا یہ کیسا عجیب نمونہ ھے ! مولانا شبلي نعمانی دار العلوم ندوہ کے طلبا کو درس دینے کیلیے اپنا وقت دیتے ہیں وہ طلباء دارالعلوم کے سامنے سیرۂ نبوي پر تقریر کرنے کی درخواست منظور کرلیتے ہیں ' لیکن ایک جماعت ھے جسے اسکي منظوري دینے سے انکار ھے اور وہ گوید علم و فضل اور درس و تدریس کے ایک ایسے مرتبۂ بلند تک

۶ و ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۳۲ ہجری

## مدارس اسلامیہ ۱

### ندوۃ العلماء

ماضي و حال

( ۵ )
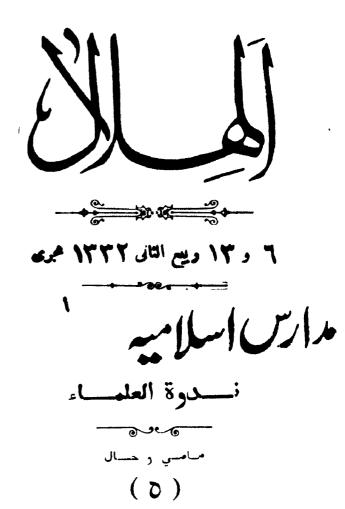
بکایک سفر کے پیش آجانے کي وجہ سے سلسلہ رک گیا تھا - امید ہے کہ گذشتہ صحبتوں کے تمام مطالب بالتریب قارئیں کرام کے پیش نظر ہونگے -

غرضکہ اصلاح و تجدید کا وہ سر مخفي جسکی جستجو میں تمام مصلحین گذشتہ سرگرداں رہے مگر بہت کم افکار عالیہ تھے جنکي اس تک رسائی ہوئي - احیاء ملت کا وہ مقصد عالي' جسکو کو سمجھنے والوں نے سمجھا پر اسکے انجام دینےکي مہلت کسي نے نہ پائي- تحریک دیني کا وہ مشروع عظیم' جسکو باایں ہمہ سطوت و وسعت سلطان عبد الحمید نہ کرسکا ' اور خدیو مصر نے سید جمال الدین سے اسکا وعدہ کیا مگر ہمت ہاردي (۱) - اصلاح اسلامي کا وہ مطلوب عزیز' جس سے دار الخلافت اسلامي کے جوامع خالي رہے اور جسکا جمال اصلاح دس برس کي سعي و جستجو کے بعد بھي جامع ازہر کے ستونونکو نصیب نہ ہوا - وہ یوسف گم گشتہ' جسکي آرزو تیونس کے جامع زیتوني میں کي گئي مگر پوري نہ ہوئي' اور جسکو مراکش کے جامع ابن خلدوں میں پکارا گیا مگر جواب نہ ملا - یعني وہ کہ نامور محمد عبدہ ساري عمر اسکے عشق میں رویا : وابیضت عیناہ من الحزن فہو کظیم' مگر اُسے نہ پاسکا ' اور قاضي القضاۃ ترکستان نے چالیس برس اسکي حسرت میں کاٹے کہ وا اسفی علی یوسف ! مگر محروم رہا' خاک ہند کے چند ہمم عالیہ اور افکار صحیحہ کي کوششوں کي بدولت ندوۃ العلما کے قلم سے وجود میں آیا' اور باوجود فقدان اشخاص ' و احاطۂ جہل و جمود ' و موانع چند در چند ' و صدمات پے در پے' و مخالفت اناس' و تصادم اغراض و اہواء ' بالاخر فنا و ہلاکت کے عہد سے گذر کر اس حد تک آگیا کہ ایک محکم و قائم زندگي اختیار کرلیتا' اور شاید چند تغیرات و مساعي کے بعد ایک وقت آتا کہ اصلاح ملت کے جن نتائج کو سلاطین عہد اور فرمانروایان عصر حاصل نہ کرسکے اور عالم اسلامي کے بڑے بڑے مصلحین اسکي آرزو اپنے ساتھہ لے گئے ' کم آباد ہند کی ایک درسگاہ فقر و فقرا سے ظاہر ہوتے : و ما ذلک علی اللہ بعزیز-

* * *

لیکن جبکہ ایسا ہوا اور مشکلوں اور مصیبتوں کا عہد گذر گیا - جبکہ بیمار کي تیمار داري کے مصائب جھیلنے والے جھیل چکے' اور صحت و تندرستي کی صحبتوں کا وقت آیا - جبکہ دہقان راتوں کي نیند اور دن کا آرام قربان کرچکا اور ہل جوتنے کا نہیں بلکہ فصل کاتنے کا دور شروع ہوا ' تو دبتوں کے عدوان' طبائع کے طغیان ' اعراض کے فساد ' نفس کي شرارت ' اور جہل کے فتنہ نے سر اٹھایا! تا خدمت اسلامي کي کوششوں کو اپنے مقاصد ردیہ اور اغراض فاسدہ سے ناپاک کرے ' اور بندگان مخلصین نے جو نتائج حسنہ اپني سالہا سال کي مساعي سے حاصل کیے ہیں ' اُنھیں پامال خود پرستي و شخص نمائی کرکے باوجود جہل و نا اہلي ندوہ کو ایک وسیلۂ ریاست اعمال و وسیلۂ ولایت امور بنالے : استکباراً فی الارض و مکر السئي -

کچھہ شک نہیں کہ شیطان افساد اور غرور باطل کا یہ ایک بہت بڑا فتنہ ہے جو ایک عظیم الشان دیني تحریک کي تخریب کیلیے بصورت اشخاص و اعمال متشکل و متمثل ہوا ہے- ھذا من عمل الشیطان - اور وہ جب کبھي دنیا میں کام کرنا چاہتا ہے تو اسکا قدیمي قاعدہ ہے کہ خود نہیں آتا' پر جہل و باطل کے اندر سے اپني آواز نکالنے لگتا ہے : انہ لکم عدو مبین !

پھر کیا وہ قوم جس نے اپني بیداري اور احتساب اعمال کے دعووں سے گذشتہ تین سال کے عہد جدید میں ایک رستخیز ہنگامہ برپا کردیا تھا' اسکو گوارا کرلیگي کہ اس طرح بلا ادنی جہد باطل و سعي فساد کے' محض اسکے اغماض و غفلت سے فائدہ اٹھاکر جہل علم کو' اور فساد اصلاح کو شکست دیدے ؟ فاي فریق احق بالامن ان کنتم تعلمون ؟

* * *

اصل یہ ہے کہ ندوۃ العلما میں اجزاء مفسدہ ابتدا سے موجود تھے - جب وہ مریض جاں بلب تھا اور اسکے بستر کے قریب آنا جرم سمجھا جاتا تھا' تو ایک ایک کرکے تمام مدعیان باطل فرار کرگئے ' لیکن جب صحت کي صدائیں بلند ہوئیں اور ندوہ اٹھکر بیٹھا ' تو یہ لوگ حرص و طمع کي آگ سے مضطر ہوکر دوڑے اور ہر طرف سے اسکي رفاقت و معیت کے دعویدار بذکر اللہے ہوگئے - انہوں نے حسرت سے باہم ایک دوسرے پر نظر ڈالي کہ کیونکر دوسروں کي کوششوں کے نتائج پر قبضہ کریں حالانکہ کم بختي سے ہم نے ندوہ کو چھوڑ دیا تھا : واقبل بعضہم علی بعض یتلاومون - قالوا یا ویلنا انا کنا طاغین ( ۶۸ : ۲۰ )

پس وہ اپني سازشوں میں مشغول ہوے - کبھي باہم مراسلتیں کیں ' کبھی خفیہ جلسے کیے ' کبھی اخوان فساد کی ایک برادري بنا کر ایک دوسرے کو پیام باطل بھیجا : یوحی بعضہم الی بعض زخرف القول غرورا ( ۶ : ۱۱۲ ) ارباب کار کے بیجا تسامح اور ضعف عمل نے انکو بڑي بڑي فرصتیں دے رکھی تھیں تاہم انکي کوششوں کو ہمیشہ وہي جواب ملا جو ہمیشہ ہر سعي باطل کو ملا ہے ' یعنی حسرت نا کامي و ماتم نامرادي : و کان عاقبۃ امرہا خسرا ( ۹ : ۶۵ )

لیکن اسي اثنا میں رسالۃ الندوہ کے مضمون جہاد کا مسئلہ پیش آگیا' اور اُس نے ان بندگان اغراض مخفیہ کیلیے ایک سنہري فرصت پیدا کر دي - ادھر جنگ بلقان جاري تھي ' مسئلہ ... پورا آغاز تھا ' ایڈریانوپل کي دوبارہ فتح کا واقعہ پیش آیا تھا

]

# ۱۵ - مسجدیں اور ۱۲ - قبرستان خطرے میں

## مسجد لشکر پور ( کلکته ) کا حادثه

اولا یرون انهم یفتنـون فـي کـل عـام مـرة او مرتین ثم لا یتـوبون ولا هـم یـذکـرون !
( ۹ : ۱۲۷ )

کیا یه لوگ نہیں دیکھتے که کوئی برس ایسا نہیں گذرتا جسمیں ایک مرتبه یا دو مرتبه یه لوگ آزمایشوں میں نه ڈالے جاتے ہوں ' مگر باوجود اسکے نه تو وہ اپني بد اعمالیوں سے توبه کرتے ہیں اور نه ان تنبیہوں سے عبرت پکڑتے ہیں !

جبکه مسجد کانپور کا حادثۂ خونین اپنے جانفرسا واقعات کے ساتھه ابھي ذہنوں سے فراموش نہیں ہوا ہے - جبکه اس خون کی رواني جو مچھلی بازار میں بہا ' اور ان لاشوں کي تڑپ جو مسجد کي دیواروں کے نیچے تڑپیں ' ہندوستان کا سب سے آخري واقعه ہے - جبکه ایک قانون کي امید دلائي گئي ہے جو عمارات دینیه کي حفاظت کیلیے کامل انتظام کردیگا ' اور جبکه ہندوستان کي سب سے بڑي حاکم زبان نے گذشته کونسل کي تقریر میں مقدس مقامات کے تحفظ کا پورا اطمینان دلایا ہے' تو لوگ نہایت تعجب سے سنیں گے که کلکته کے اطراف میں سے ایک آباد مقام یعنے لشکر پور میں علانیه مسجد کو منہدم کردینے کی کوشش کی گئي ہے ' اور اسکے چار برج بالکل اس طرح گرادیے گئے ہیں جیسے کسي پرانے کھنڈر کے آثار سے زمین کو پاک کرنے کیلیے اسکی ٹوٹي ہوئي دیواریں بے خوف گرادي جاتي ہیں !

صرف اتنا ہی نہیں بلکه ۱۵ مسجدوں اور باره قبرستانوں کے انہدام کا مسئله پیدا ہوگیا ہے - بیان کیا جاتا ہے که کئي قبرستان کھود ڈالے گئے ہیں جنکے اندر سے مرده لاشوں کی ہڈیاں اور کھوپڑیاں نکلکر پامال ہو رہي ہیں - ایک دوسري مسجد کو بھي چاروں طرف سے مٹی ڈالکر چھپا دینے کی کوشش کي ہے - اگر عین وقت پر مسلمان ہشیار نه ہو جاتے تو اکثر مسجدوں کا خاتمه اور تمام قبرستانوں کا انہدام درپیش تھا !

اسکي تفصیل یه ہے که کلکته کے قریب لشکر پور ایک گاؤں ہے اور چوبیس پرگنه میں شامل ہے - اسمیں ایک وسیع قطعۂ زمین کے اندر تقریباً ۱۵ - مسجدیں اور ۱۲ - قبرستان قدیم سے موجود ہیں - کلکته پورٹ کمشنري کي جانب سے چھه ہزار بیگھه زمین خریدي گئي تاکه خضر پور ڈک کو وسیع کیا جاے - اسی زمین میں یه تمام مسجدیں اور قبرستان بھي آگئے - مسلمانوں کو جب اسکي خبر ہوئي تو سنه ۱۹۰۹ میں اطراف کے تمام مسلمانوں نے متفق ہوکر ایک عرضداشت لفٹننٹ گورنر بنگال کي خدمت میں بھیجي که اس زمین کے اندر ہماري مسجدیں اور قبرستان ہیں - اور انمیں ایسے بزرگوں کی قبریں بھی ہیں جنکي ہم بہت عزت کرتے ہیں - ایسی حالت میں ہمیں معلوم ہونا چاہیے که انکے ساتھه کیا سلوک کیا جائیگا ؟

معلوم نہیں اس عرضداشت کا کیا حشر ہوا لیکن یه نتیجه تو اب ہمارے سامنے ہے که کئی قبرستان بلا تامل کھود ڈالے گئے ' اور ۲۳ فروري کو پورٹ کمشنر کے آدمیوں نے ایک مسجد کو نہایت بے باکي اور بے خوفي کے ساتھه منہدم کرنا شروع کردیا !

اسکے چار برج گرائے گئے - پانچواں خود گرگیا اور اسکے نیچے دبکر ایک مزدور مرگیا - اس اثنا میں مسلمانوں کو خبر ہوگئي اور وہ عین موقعه پر پہنچ گئے - موجوده حالت یه ہے که انہدام روک دیا گیا ہے اور مقامي حکام و پولیس نے مداخلت کی ہے -

اس مداخلت کیلیے ہم حکام کي تعریف کرتے ہیں ' مگر اصلي سوال یہیں آکر ختم نہیں ہو جاتا - سب سے پہلے پورٹ کمشنر کے حکام کو اس صریح مذہبي توہین و مداخلت کي قانوني جوابدہي بھگتني چاہیے ' جو انہوں نے اس جرأت اور خود مختاري کے ساتھه کي - پھر تمام مقامی حکام سے پوري باز پرس ہوني چاہیے که کیوں انہوں نے ایسا ہونے دیا ؟ اسکے بعد تمام مساجد کے تحفظ کا ایک قطعي فیصله ہونا چاہیے - ہم ان تمام امور کی جانب صوبے کے اعلی حکام کو توجه دلاتے ہیں اور خطره سے پہلے خبردار کردیتے ہیں - اگر بہت جلد ایسا نہوا تو مجبوراً مسلمان اس معاملے کو خود اپنے ہاتھوں میں لے لینگے ' اور پھر عام پبلک کي قوت کے ہاتھوں معاملے کو سپرد کرنا ہی پڑیگا -
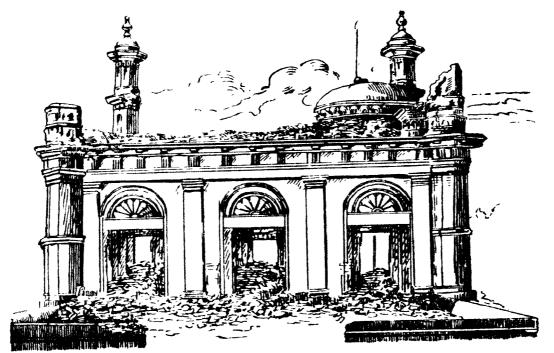
مسجد لشکرپور جسکے چار برج ۲۳ فروري کو گرا دیے گئے

---

( بقیه صفحه ۴ کا )

حفاظت اور اسکي موجوده خرابیوں کے انسداد کیلیے صدائیں بلند کي جائیں - سر دست اس کام کے لیے ترتیب عمل یه ہوني چاہیے :

( ۱ ) ہندوستان کے تمام مسلمانوں کو بذریعه مجالس و جرائد ندوه کي حفاظت و اصلاح کیلیے متعدد صدا بلند کرنا -

( ۲ ) فوراً ایک کمیشن کا تقرر جو لکھنو میں جاے اور دارالعلوم کے مفاسد کي تحقیق کرے - حاذق الملک حکیم محمد اجمل خانصاحب ' نواب محمد اسحاق خاں صاحب ' ڈاکٹر محمد دین صاحب ڈائرکٹر تعلیمات بہاولپور ' مسٹر محمد علي کامرید - سید وزیر حسن ' مولانا عبد الباري صاحب فرنگي محل ' بابو نظام الدین صاحب امرتسر ' حکیم عبدالولي صاحب لکھنو ' ڈاکٹر ناظر الدین حسن ' مسٹر مظہرالحق بانکي پور ' حضرات دیوبند میں سے کوئي بزرگ جو شریک ہوں ' یه حضرات میرے خیال میں اس کام کیلیے نہایت موزوں ہونگے -

( ۳ ) ایک عظیم الشان جلسے کا انعقاد جو ندوه کے مسئله کا آخري فیصله کردے -

غفلت کیوں نہ کرے، حالات و حوادث خواہ کتنی ہی مہلت اور سامان فرصت کیوں نہ فراہم نہ کردیں، تاہم ندوہ کو برباد کرنا آسان نہیں ہے، اور نہ اس لقمے کا نگلنا اتنا سہل ہے جسقدر ان احمقوں اور نادانوں نے سمجھہ لیا ہے - یہ جو ایک وقتی کامیابی سی ہوگئی ہے تو اسکے غرور سے اپنے دماغوں کو مختل نہ کریں - کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اغراض باطلہ کو تھوڑی سی مہلت دیدی جاتی ہے تاکہ آسمان بلند ہوکر پھر گرنا، اور زندوں کی طرح جل پھوکر پھر مرنا دنیا کیلیے وسیلۂ عبرت بنے - لیکن اب وہ وقت گیا - تھوڑی سی مہلت اور باقی ہے - جب تک ارباب کار متوجہ نہ ہوے تھے، اسی وقت تک کیلیے اسی تار عنکبوت کی عمارت سازی کا دور تھا - لیکن اب احتساب کا طوفان سر پر آپہنچا ہے : و ان اوهن البيوت لبيت العنكبوت لو كانوا يعلمون !

* * *

الہلال ابتدا سے حق کی قوت کا واعظ ہے، اور اللہ علیم ہے کہ مجھے سورج اور چاند کے وجود کا اتنا یقین نہیں جتنا حق کی کامیابی اور باطل کے خسران پر ایمان ہے - یہ میری محسوسات و مرئیات ہیں اور ان میں کسی کو مجھسے لڑنے کی ضرورت نہیں - پس اپنے اسی یقین ایمانی کی بنا پر یہ سب کچھہ کہہ رہا ہوں :

فسيعلمون من هو شر مكانا و اضعف جندا - و تلك الدار الاخرة نجعلها للذين لا يريدون علوا في الارض و لا فسادا و العاقبة للمتقين -

## ( دار العلـــوم ندوہ )

ندوۃ العلما جب قائم ہوا تو ہر طرح کے علما کا ایک وسیع مجمع اور مدعیان ریاست دینی کا ایک سب سے بڑا عرش جلال نظر آتا تھا مگر در اصل اسکی حقیقت سمجھنے والے معدودے چند اشخاص تھے، اور وہی اس تماشہ گاہ کا اصلی گوشۂ عمل تھا - اکثروں نے اسے ایک دار الوعظ سمجھا، بہتوں نے اپنی اظہـــار موزونیت کیلیے اسے نمایش گاہ قرار دیا، بہتوں نے دیکھا کہ مدتوں کے بعد ارباب عمائم کی مقبولیت و ریاست کا ایک میدان کھلا ہے، استقبال و مشائعت کے ہجوم ہیں، اور دعوتوں اور سفر خرچ کے منی آرڈروں کا وسیلہ، پس وہ اسکی جانب دوڑے - لیکن اس سفر بے مقصد میں دو تین آدمی ایسے بھی تھے جو سمجھتے تھے کہ ہمارا مقصود کیا ہے اور اس مجمع سے کیونکر کام لینا چاہیے ؟

ابتدا میں اجتماع علما، رفع نزاع باہمی، اشاعت اسلام، تاسیس دار الافتا، وغیرہ وغیرہ بہت سے مقاصد ندوہ کے قرار دیے گئے - لیکن ارباب فکر نے دیکھا کہ یہ سب بے سود ہے - اصلاح و عمل کے تمام ارادے یہاں آکر رک جاتے ہیں کہ وہ آدمی نہیں جو ان کاموں کو انجام دیں - پس اولین کار یہ ہونا چاہیے کہ ایک درس گاہ قائم کی جاے -

یہ ضرور ہے کہ اصلاح نصاب کا مسئلہ ابتدا سے مقاصد میں رکھا گیا تھا، لیکن صرف سالانہ جلسے ہوتے تھے اور لوگ اپنے اپنے گھر چلے جاتے تھے - کوئی مقصود عملی سامنے نہ تھا -

چنانچہ مولانا شبلی نعمانی نے " دار العلوم " کا ایک لائحہ ( اسکیم ) مرتب کیا، اور مولانا محمد علی صاحب کو جو ندوے کے ابتدا سے ناظم تھے، دیا کہ اپنی جانب سے چھاپکر شائع کردیں - اسکے بعد میرٹھہ میں ندوۃ العلما کا سالانہ جلسہ ہوا جسمیں تجویز دار العلوم پر تقریریں ہوئیں، اور بڑے جوش و خروش کے ساتھہ ہر طرف سے صداے اعانت بلند ہوئی -

اسکے دو برس بعد لکھنؤ میں دار العلوم قائم ہوگیا اور تعلیم شروع ہوگئی

## ( مقامی گورنمنٹ کی بدگمانی )

خدمت انسانی کا کوئی کام آزمایش سے خالی نہیں ہوتا، اور مجھے یقین ہے کہ جسطرح دنیا میں ہر شے کیلیے خدا کا ایک نظام و قانون ہے، ٹھیک اسی طرح ایک قانون ابتلا و امتحان بھی ہے : ولنبلونكم حتى نعلم المجاهدين منكم و الصابرين، و نبلوا اخباركم ( ۴۷ : ۳۳ )

اب تک ندوہ شرکاء کار کیلیے ایک بے غل و غش مائدۂ لذائذ اور سفرۂ نعائم تھا، لیکن اب دفعتاً اسکی زندگی کی پہلی اور سب سے بڑی آزمایش شروع ہوگئی - بعض اسباب ( جنکی یہاں تفصیل موجب طوالت ہوگی ) ایسے پیش آے کہ صوبے کی گورنمنٹ کو ندوہ کی طرف سے خواہ مخواہ سیاسی بدگمانیاں پیدا ہوگئیں اور بعض لوگوں نے اس سوء ظن کو اور زیادہ قوی کردیا - اُس وقت صوبے کا حاکم اعلی سر انٹونی میکڈانل تھا جسکو مسلمانوں کے وجود ہی سے بدگمانی تھی - اسکو خیال ہوا کہ علما کا جمع ہونا اور ایک مذہبی تحریک کی پکار ضرور کسی نہ کسی پوشیدہ منصوبے پر مبنی ہے - مولانا شبلی بھی اسی لیے قوی گنے گئے تھے، اور صرف اسی لیے مذہب مذہب پکارا جاتا ہے - چنانچہ اس نے علانیہ مولانا کی نگرانی کا پولیس کو حکم دیدیا اور مشتبہ اشخاص میں انکا نام لکھہ لیا گیا !

بدقسمتی سے اسی قسم کی خیال مذہبی دعوت کی نسبت آجکل بھی بعض حکام کا ہے -

وہ اس خیال پر کچھہ اسطرح جم گیا تھا کہ اسکا دفعیہ محال ہوگیا - اسکی نظر بندانی ہی یہی کہ دفعتاً ندوہ کا عروج محاق میں آگیا - بربادی و تباہی کے تمام سامان ایک ایک کرکے فراہم ہوگئے - جسقدر امرا و ارباب دول ندوہ کے ساتھہ تھے اور دار العلوم کیلیے روپیہ دینا چاہتے تھے، انکے لیے صرف اسقدر علم ہی کافی تھا کہ صوبے کا حاکم اعلی ندوہ کو اچھا نہیں سمجھتا - انھوں نے معاً انکار و ابا شروع کردیا -

اسکے بعد شرکاء ندوہ اور عہدہ داران جمعیۃ کی باری آئی - فی الحقیقت یہی وقت اصلی آزمایش کا تھا، مگر بھلا وہ لوگ جنھوں نے ندوہ کو ایک منزل عیش سمجھکر اپنے اپنے خیمے گاڑ دیے تھے، اسطرح کانٹوں سے بھرا دیکھکر کب جمنے والے تھے ؟ منشی اطہر علی مرحوم نے ندوہ کو خراب کیا تھا - ندوہ کے تعلق نے انھیں برباد کیا - وہ حیدرآباد چلے جانے پر مجبور ہوے - مولانا محمد علی حج کیلیے چلے گئے، اور پھر نظامت سے استعفا دیدیا - اب نہ وہ جلسوں کے واعظ تھے، نہ مجالس کی صدارت کے خواستگار - وہ غلغلے جنھوں نے تمام ہندوستان کو ندوہ کی جانب متوجہ کرلیا تھا، ایک دو سال کے اندر ہی اندر اسطرح مفقود ہوگئے گویا کبھی انکا وجود ہی نہ تھا - تھوڑے ہی دنوں کے بعد ندوہ، ندوہ کا وجود، اسکی مجالس، اسکا نام، اسکا مدرسہ، ایک از یاد رفتہ خواب بیدار لوگوں کے ذہنوں سے فراموش ہوگیا !

> ما روا بود کہ بازار جہاں جنس وفا
> رونقے گشتم و از طالع دکان رفتم !

ندوہ جب تک رجوع خلائق کا مرکز، جمع مال میں کامیاب اور ہنگامہ و نمایش کا وسیلہ تھا، اُس وقت تک اسکا میدان دلفریب، اور اُسکی جیب پر از زر تھی - پس وہ اپنی ایک ... سے سینکڑوں عالموں، صوفیوں، واعظوں، اور خطیبوں کو اپنے علم

]

# شہید رسم

## اولوالعزم اسنوہیلتا دیبی

جو خود جل گئی تاکہ ملک کو رسم پرستی کی آگ سے نجات دلائے "

میں دیکھتا ہوں تو مجھے اسلام کا حکم "جہاد" عالم انسانیۃ کی تمام نیکیوں اور جذبات انسانی کے تمام مقدس اقدامات کا ایک ایسا محور نظر آتا ہے جسکے دائرہ سے کوئی شے باہر نہیں -

جہاد کی حقیقت یہ ہے کہ حق اور صداقت کے کسی مقصود کیلیے اپنے تئیں تکلیف و مشقت اور نقصان و الم میں مبتلا کرنا پھر دنیا میں کونسا نفع ہے جو بغیر کسی ذاتی مضرت کے عالم انسانیت کو پہنچ سکتا ہے ؟

تم انسانوں کے فائدے کی طرف ایک قدم بھی نہیں اٹھاسکتے جب تک کہ اپنے نفس کو کچھہ نقصان نہ پہنچاؤ - تم خدا اور اسکے بندوں کے ساتھہ ذرا بھی پیار نہیں رکھتے اگر اپنے نفسانی آرام و راحت کے ساتھہ دشمنی نہیں کرسکتے -

جو لوگ خدمت و محبت انسانیۃ کے مدعی ہیں انکو سب سے پہلے اپنا معاملہ خود اپنے اندر ہی طے کرلینا چاہیے - کیونکہ آدم کی اولاد ایک چیونٹی کی بھی خدمت نہیں کرسکتی، جبتک کہ خود اپنی خدمت سے نہ پھرا نہ ہوجائے - لکڑی کے ٹکڑوں میں گرمی نہیں ہوتی، پر جب وہ جل اٹھتی ہیں تو انکی سوزش سے قریب کی ہر چیز تپنے لگتی ہے !

اے متاع درد در بازار جاں انداختہ !
گوہر ہر سود در جیب زیاں انداختہ !

یہ دنیا جو نفع و سود کی ایک زراعت گاہ ہے، کیا اسکا بیج نقصان و زیان کے سوا اور بھی کچھہ ہے ؟ کتنی پامالیاں ہیں جو شادابیوں کا باعث ہوتی ہیں ؟ کتنی ٹھوکریں ہیں، جو استقامت کا سبق دیتی ہیں ؟ کتنی ناکامیاں ہیں جو کامرانی کا پیام لاتی ہیں ؟ کتنی مایوسیاں ہیں جنکی تاریکی سے صبح امید طلوع ہوتی ہے ؟ اور پھر کتنے آگ کے جانسوز شعلے ہیں، جنکی جلائی ہوئی راکھہ سے نشو و نمو کی ارواح حیہ و قائمہ پیدا ہوتی ہیں، اور اس دنیاے شہادت راز و فنا آباد میں کتنی ہی زخموں کی کروٹیں، درد کی چیخیں، احتضار کی بے چینیاں، اور موت و ہلاکت کے خون کی روانیاں ہیں، جو اشخاص پر طاری ہوتی، مگر اقوام کیلیے زندگی اور

آنکہ دائم ہوس سوختن ما می کرد
کاش می آمد و از دور تماشا می کرد

سلامتی کا آب حیات بنکر بہتی ہیں؟ ان اللہ فالق الحب والنوی، یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی ذلکم اللہ فانی تؤفکون ؟ (٦ : ٩٥)

* * *

ایک محب وطن اپنے وطن محبوب کیلیے سولی کے تختے پر کھڑا ہوتا ہے - ایک پرستار حق اپنے مقصود کیلیے عیش و آرام کو خیرباد کہتا ہے - ایک عالم و مکتشف راہ کشف و علم میں قربان ہوجاتا ہے - یہ سب کے سب اسی " جہاد فی سبیل اللہ " اور عشق مرضات الہی کے مظاہر ہیں - البتہ اسلام کی یہ خصوصیت ہے کہ اس نے اس راہ کی بے اعتدالیوں اور گمراہیوں کا بھی علاج کردیا اور یہ نہیں کہا کہ تم کسی نیک خیال کیلیے اپنے تئیں قتل کر ڈالو بلکہ کہا کہ نیکی کیلیے اپنی مخالف خواہشوں کو قتل کرو کہ یہی سب سے بڑی شہادت ہے -

* * *

محبت انسانیت اور عشق ملۃ کی پاک قربانیوں کی ایک ان گنت صف تاریخ کے سامنے ہے - سقراط نے زہر کا جام پیا، قرطاجنہ کے قوم پرستوں نے آگ جلائی اور اسمیں کود پڑے، مدزینی نے اپنی ساری عمر کا عیش و آرام تلف کردیا، لیکن کیا اولوالعزم روحوں کی اس معظم صف میں سترہ برس کی کنواری اسنوہیلتا دیبی کو جگہ نہ ملیگی، جو اپنے شوہر کی وفاداری میں نہیں بلکہ اپنی قوم کے عشق میں ستی ہوئی ہے ؟

اس ظلم آباد ارضی میں، جہاں شہروں کی رونق، بازاروں کی چہل پہل، موٹر کاروں کی گھڑگھڑاہٹ، اونچے اونچے مکانوں کی آبادیاں، اور تلاش سود و عشق اغراض کی کشمکش نے ایک شورش عظیم برپا کر رکھی ہے، کیا کوئی سامعۂ عبرت ہے جو رات کے سکون روحانی اور پچھلے پہر کی خاموش فضا میں ایک شعلۂ محبت قدسی کی صداے سوزاں سنے، جبکہ حیات انسانی کی حدود سے بالاتر ایک روح ملکوتی، شعلوں کی چادر کے اندر سے بنی نوع انسانی کی غفلت پر ماتم کر رہی تھی ؟

سوخت بے رحم، تماشا را نگر !
دشت نے درہم، مسبعا را ببیں !
زندہ کش جاں نہ باشد دیدۂ ؟
گر ندیدستی، بیا، ما را ببیں

* * *

کے نیچے جمع کرلیتا تھا ' اور اسکا دستر خوان جب بچھتا تھا تو بڑی بڑی متبرک صفیں اسکے یمین ریسار نظر آتی تھیں - پر اب وہ مفلس ہوگیا ' اسکا گھر غربت کدہ اور اسکی جیب خالی ہوگئی - زمانے نے اسکی طرف سے آنکھیں پھیر لیں اور اس سے صاحب سلامت رکھنے والوں کیلیے بحکم حکومت روک ٹوک ہونے لگی - ایسی حالت میں کسے پڑی تھی کہ اسکی طرف جھانک کر بھی دیکھتا ' اور اس بیکس کے لیے اٹھتا جو اب دینے سے عاجز تھا اور خود محنتوں ' ہمتوں ' قربانیوں ' اور صرف وقت و مال کا طالب تھا ؟

( دوســـري نظـــامت )

مولانا محمد علي کے مستعفي ہوجانے کے بعد ناظم کی تلاش ہوئی مگر اس وقت نہ تو مولوی خلیل الرحمن سہارن پوری نے اپنے احق بالخلافۃ ہونے کا دعوا کیا اور نہ انکے کسی دوسرے ہم مقصد نے - مولوی خلیل الرحمن صاحب ایک تاجر آدمی ہیں - دکاندار آدمی ہی اچھی طرح اس نکتے کو سمجھتا ہے کہ خرید و فروخت میں متاع کو قیمت سے زیادہ بہتر ہونا چاہیے - وہ نیپال کے جنگل میں جس اصول کو برتتے تھے ' اس کو بازار ندوہ کیلیے بھی استعمال کر سکتے تھے - پھر سب سے زیادہ یہ کہ اس وقت تک ندوہ کی نظامت اتنی کم قیمت بھی نہ ہوئی تھی کہ ہر دکاندار بولی دینے کیلیے اٹھ کھڑا ہوتا - غرضکہ مولوی مسیح الزمان صاحب مرحوم شاہجہانپوری ندوہ کے ناظم قرار پائے -

یہ نظامت محض براے نام تھی - مولوی صاحب مرحوم ان کاموں کے آدمی نہ تھے ' اور اصلی پیشہ گورنمنٹ کے تعلق کا پڑا تھا - وہ خود شاہجہاں پور میں رہتے تھے - دفتر بھی وہیں اٹھوالیا اور چند دن کچھ زمانہ گذر گیا - مگر ندوہ کی حالت روز بروز بد سے بد تر ہوتی گئی - آمدنی کچھ نہ تھی - چندوں کا سلسلہ بالکل موقوف تھا - فنڈ کا وجود نہیں - اشخاص ناپید تھے -

( حیـات بـعـد الـممـات )

مولانا شبلی نعمانی اس زمانے میں حیدر آباد میں تھے اور برابر ارادہ کر رہے تھے کہ ندوہ کیلیے اپنا پورا وقت دیدیں - چنانچہ اور مدراس کے جلسوں میں اسکا اعلان بھی ہوا تھا -

بالآخر سنہ ۱۸۹۶ میں مولانا شبلی نے آخری فیصلہ کرلیا اور حیدر آباد سے لکھنؤ چلے آئے تا کہ ندوہ کی ازسرنو تحریک شروع کریں -

اسی زمانے میں مولوی مسیح الزمان مرحوم نے استعفا دیدیا اور وجہ بظاہر یہ بتلائی کہ وہ لکھنو میں قیام نہیں کر سکتے - آیندہ کیلیے طریق عمل یہ طے پایا کہ کسی دوسرے شخص کو اب ناظم بنانے کی ضرورت نہیں ' اور نہ یہ مسئلہ اس وقت حل ہو سکتا ہے - کاموں کو تقسیم کر دینا چاہیے - ناظم کی جگہ تین مختلف صیغوں کے علحدہ علحدہ سکریٹری مقرر ہوں جو اپنے اپنے صیغہ کا کام کریں -

اس بنا پر جلسۂ انتظامیہ منعقدۂ ماہ صفر سنہ ۱۳۲۳ - ہجری نے طے کیا کہ مندرجۂ ذیل اصحاب سکریٹری مقرر ہوں :

| | |
|---|---|
| صیغۂ تعلیم و دارالعلوم کیلیے : | مولانا شبلی نعمانی |
| صیغۂ مراسلات " " | مولانا عبد الحي |
| " مال " " | منشي احتشام علی |

یہاں یہ ظاہر کردینا ضروری ہے کہ مولانا شبلی نعمانی اس جلسے سے پہلے بھی دار العلوم کے معتمد ( سکریٹری ) تھے - مولوی مسیح الزمان مرحوم کی نظامت کے زمانے میں ( ۱۶ مارچ سنہ ۱۹۰۳ کو ) شاہجہانپور میں مجلس انتظامیہ کا ایک اجلاس ہوا تھا جسمیں مولانا محمد علی ناظم اول ' مولانا عبد الحي مدد گار ناظم ' اور خود مولوی مسیح الزمان مرحوم بھی شریک تھے -

اسی جلسے میں قرار پایا کہ مولانا شبلی دارالعلوم کے معتمد منتخب ہوں - پس گویا اس جلسے نے سابق کی قرار داد کو بر قرار رکھا اور دوسرے صیغوں کے لیے بھی معتمد منتخب کرلیے -

اسکے بعد مولانا شبلی نے دارالعلوم کیلیے کام شروع کیا - اس وقت میں لکھنؤ میں موجود تھا - اس زمانے کے بہت سے حالات میرے ذاتی مشاہدات ہیں نہ کہ سماعیات و روایات -

---

# اطــــلاع

( ۱ ) الہلال کی گذشتہ تین اشاعتیں اس عاجز کی عدم موجودگی میں نکلیں اسلیے مضامین کی ترتیب خاطرخواہ نہ ہوسکی - دو پرچے بغیر مقالۂ افتتاحیہ کے نکلے - اسکے لیے نادم ہوں - مگر معذور تھا کہ سفر بھی ضروری اور بعض اہم مقاصد پر مبنی تھا - ڈیڑھ سال تک میں نے کوشش کی کہ سفر و حضر علالت و پریشانی ' کسی حالت میں بھی الہلال اپنے درجے سے نہ گرے لیکن اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ میں الہلال کے لیے اسطرح [illegible] نہ آور کسی کام کے لیے وقت نہ نکال سکا -

بہر حال اب میں واپس آگیا ہوں اور پھر اپنے معذرت [illegible] میں بدستور مصروف و مشغول - قارئین کرام دیکھینگے کہ اس پرچے کی ترتیب پھر اپنے اصلی رنگ پر بلکہ پہلے سے بھی زیادہ وسیع و بہتر ہے - انشاء اللہ آیندہ حالت ایسی ہی کوئی رہیگی و ما توفیقی الا باللہ

( ۲ ) گذشتہ دو پرچوں میں مقالۂ افتتاحیہ کیلیے ابتدا میں صفحہ ۵ سے ۸ تک جگہہ رکھی گئی تھی لیکن جب وہ وقت نہ پہنچا تو بجنسہ مطبوعہ اوراق شائع کر دیے گئے - اس سے بعض حضرات کو خیال ہوا ہے کہ صرف انہی کے پاس پرچہ ناقص پہنچا اور چارصفحہ اس سے نکال لیے گئے ہیں - ان حضرات کو اطلاع دیجاتی ہے کہ ان اشاعتوں میں وہ چوصفحہ چھپا ہی نہیں ہے - خاص طور پر اپنے پرچہ کو ناقص تصور نہ فرمائیں اگر جو کچھہ بھی اپنے سے ہوتا ہے فی الحقیقت ناقص ہی ہے احباب کرام کی لطف و قدردانی کو اپنے لیے ایک متاع یوسف سمجھتا ہوں جو میری محنت کے چند کھوٹے دراہم معدودہ

معاوضے میں ہمیشہ مرحمت ہوتی رہتی ہے : و شروہ بثمن بخس دراہم معدودۃ ' و کانوا فیہ من الزا ہدین !

لیجاے کہاں سے آپ مصر کا بازار
خواہاں نہیں پر کوئی وہاں جنس گراں کا !

( ایڈیٹـــر )

بعلبک کے سب سے بڑے اشوری مندر کا بقیه

یه پہلے مندر تها - مسیحی عهد میں گرجا بنا ، پهر عهد اسلامی میں مسجد

# بـعلبـــک

## تاریخ قـدیم اور تمدن اسـلامي کا ایک صفحه

( ا )

دوآبه دجله و فرات میں جرمنی کے مشن کی کوششوں سے جو آثار قدیمه روشنی میں آئے هیں ان میں آثار بعلبک بهي هیں - ان آثار کے حالات امریکه کے مشهور هفته وار علمي رسالے " سائنٹفک " نے شائع کیے هیں -

بعلبک اسدرجـه معروف و مشهور مقام نهیں که بغیر تمهید یه داستـان شـروع کردي جائے ' اسلیے هم نهایت اختصار کے ساتهه بعلبک کو قاریین کرام سے پہلے روشناس کرائیں گے -

* * *

دمشق سے ساحل کي طرف ۱۲ فرسخ پر ایک قدیم و پر اسرار خطه واقع هے - یه بعلبک کي رونق رفتـه کا آخـري نقش قدم هے اور اُس کی عظمت و پر اسراري کا راز اسکي قدامت اور عظیم الشان عمارتوں میں مضمر هے -

وجه تسمیه کے متعلق عربي جغرافیه نویسوں نے متعدد اقوال نقل کیے هیں اور اشتقاق و تحلیل اجزاء میں معني آفرینیونکي خوب داد دي هے ' مگر هم انکے نقل کرنے میں وقت ضائع کرنا نہیں چاهتے - بهر حال اسقدر یقیني هے که اس نام کا جزو اول یعني " بعل " ایک بت کا نام تها جسکي پرستش اهل بابل کیا کرتے تهے ' اور یه گو یقیني نہیں مگر اغلب هے که اس شهر کا نام اسي بت کے نام پر رکها گیا هو -

یہاں اشوري ( اسیرین ) رهتے تهے ' جو سلسلهٔ تمدن عالم کا ایک ممتاز حلقه اور اپنے خصائص و خصوصیات کے لحاظ سے ایک جدا گانه تـاریخي حیثیت رکهتے هیں - اشـوري بت پرست تهے ' اسلیے بعلبـک کی وه عمارتیں جو اسکي عظمت و اعجوبگي کي افسانه طراز هیں ' زیاده تر مندر اور مختلف قسم کي عبادت گاهیں هیں -

عیسائیت کی مقهوري و مستوري کا دور جب ختم هو گیا اور ظهور و استیلاء کا عهد شروع هوا ' تو اس نے دوسرے بت پرست ملکوں کی طرح بعلبک کو بهي اپنے زیر نگیں کرلیا اور بت پرستي کو مٹا کے خود اُسکی جگه لیلی ' اگرچه وه خود بهي بت پرستي کا ایک غیر مکمل طریقه تها -

بعلبک پر عیسائیت برابر حکمراں رهی ' یہاں تـک که چهٹي صدي عیسوي کا انقلاب عالم ظهور میں آیا - حضرت عمر رضي الله عنه کے عهد میں اسلامی فتوحات کا سیلاب هر چهار طرف بڑهرها تها - شام کی طرف جو جماعت گئي تهي ' اسکے سپه سالار حضرت ابو عبیده جراح تهے - حضـرت ابو عبـیده نے سنه ۱۴ ه میں دمشق فتح کیا - اسکے بعد سنه ۱۵ میں آگے بڑهے اور حمص ' حماه ' شیزر وغیره سے فراغت کرتے هوے بعلبـک تـک پہنچے - اهل بعلبـک نے صلح کی درخواست کي - آپ نے ان سے اس شرط پر صلح کي که انکا مذهب ' مال ' اور جان ' سب محفوظ رهینگے - ربیع الاخر سے جمادي الاولی تـک کي مدت مقرر کي اور حکم دیا که جو شخص اس عرصه میں شهر سے چلا جائیگا اس سے انقضاے مدت کے بعد جزیه لیا جائیگا -

یه هیں مختصر حالات بعلبک کے - تفصیل کے لیے بلا ذري ' ابن جریر ' یا قوت حموي وغیره مطولات قوم دیکهنا چاهئیں -

* * *

بعلبک کے کهنڈر منجمله ان آثـار کے هیں جـو دنیـا کي عظیم الشان قوموں کے مٹنے کے بعد انکي گذشته عظمت و شوکت کي یادگار میں باقي رهگئے هیں اور خاموشي کي زبان میں آنے والي نسلوں کو عبرت و بصیرت کا درس دیرهے هیں ! !

اسمیں کوئی شک نہیں که بعلبک ایـک عظیم الشان اور نه صرف عظیم الشان بلکه پر اسرار و طلسم زار شهر تها - اسکے کهنڈر کو

اسنر هیلتا دیبي کا تذکرہ اخبارات میں هوچکا هے - وہ جلگئي لیکن اُسنے اپنے توصیۂ سوزاں سے ملک و قوم کو زندگي کي راہ بتلادي - یہ واقعہ اس بیداري اور وطن پرستي کے نفوذ و رسوخ کا ایک تازہ ترین ثبوت هے ' جو موجودہ هندوستان کے بہترین فرزند یعني بنگالیوں کي قوم کي کمسن اور کنواري لڑکیوں تک میں پیدا هوگئي هے - پس مبارک وہ قوم' جسکي عورتیں ایسي لڑکیوں کو اپني گود میں دیکھتي هیں' اور هزار حسرت اس قوم پر جسکے مرد بھي ابھي ملت پرستي اور قربانی کي لذت سے نا آشنا هیں ! !

* * *

وہ ایک غریب بنگالي خاندان کي لڑکی تھي - اسکے ماں باپ شادي کي فکر میں تھے ' لیکن رسم و رواج کی ملعون زنجیروں سے عاجز آگئے تھے - کیونکہ جہاں اُسکي نسبت لگی تھي وہ رسم کے مطابق تین هزار روپیہ طلب کرتے تھے -

بنگالیوں میں ( اور شاید اکثر هندو اقوام میں ) رسم هے کہ شادي کے موقعہ پر لڑکي والوں کو ایک بہت بڑي رقم لڑکے والوں کو دینی پڑتی هے - کیونکہ هندو قانون وراثت میں بد نصیب لڑکیوں کو بالکل محروم کردیا گیا هے - یہ رسم شاید اسي مصلحت سے تھي ' لیکن اب اسکا تسلط اسقدر بڑھگیا هے کہ هر لڑکی کا باب اُسکي شادي کے موقعہ پر لڑکے والوں کا بد ترین غلام بن جاتا هے ' اور اسکي زندگی کا فیصلہ انکے هاتھوں میں چلا جاتا هے - اچھے لڑکے کی جسقدر تلاش هوتي هے ' اُتني هي اسکي قیمت بھي بڑھتي جاتي هے - اکثر ایسا هوتا هے کہ لڑکے والے طرف ثاني کي احتیاج محسوس کرکے قیمت اور بڑھا دیتے هیں -

اسکا نتیجہ یہ هے کہ لڑکي کا وجود ایک غریب بنگالي خاندان کیلیے بربادیوں اور هلاکتوں کا ذریعہ بن گیا هے - کتنے هي خاندان هیں جنھوں نے صرف ایک لڑکي کی شادي کرکے اپني تمام زمین اور جائداد ضائع کردي' اور مدة العمر کیلیے فقر و فاقے کي مصیبتوں میں ایڑیاں رگڑتے رهے !

سر زمین بنگال نے پچھلي ایک صدی میں بہت سے اولوالعزم مصلح پیدا کیے ' مگر کوئی بھي اس زنجیر سے اپني قوم کو نجات نہ دلاسکا - راجہ رام موهن رائے نے بہت سي اصلاحي فتح یابیاں پائیں ' اور کیشیب چندر سین نے صغرسني کي شادي کے خلاف تمام عمر وعظ کہا ' پر اس دشمن حیات ملت کو کوئي بھي شکست نہ دے سکا -

جبکہ بڑے بڑے اولوالعزم مصلح اپنے علم و فضل ' قوة و هیبت ' اور جہد و مساعي کي فوجوں کے ساتھہ ناکام رهچکے تو ایک غریب خاندان کي یہ کمسن لڑکی جسپر رسم ایام هند کی صرف سترہ گرمیاں گذري تھیں ' تن تنہا اُٹھی - اُس کے پاس اس دشمن کے مقابلہ کیلیے کچھہ بھي نہ تھا - تاهم جس کام کو بڑے بڑے مصلح تمام عمر زندہ رهکر نہ کرسکے ' اُسے اس هفدہ سالہ جمال آتشیں نے خود اپنے جسم نو شگفتہ کو جلاکر ایک لمحے کے اندر پورا کردیا ! !

آہ ! دنیا کی گمراهیوں اور بدیوں سے لڑنے والو ! اس میدان کا ایک هي اسلحہ قربانی هے' اور اسي سے تمہارا هاتھہ خالي هے - آو کہ اس درسگاہ تعلیم و خود فروشي کا تمہیں ایک هفدہ سالہ حسن صداقت سبق دے !

* * *

اُسکو معلوم هوا کہ میرے ماں باپ کسی اونچی جگہ میري شادي کي فکر میں هیں مگر اسکے لیے ضرور هے کہ انکے پاس زندہ رهنے کیلیے جو کچھہ هے ' اُسے قربان کردیں - انکے پاس رهنے کا ایک مکان اور کچھہ زمین تھي - کوشش کي کہ اسکو گرو رکھکر روپیہ حاصل کریں ' مگر اسکي بھی اچھي قیمت کسي نے نہ لگائي - یہ حالت دیکھکر اُس نے اپني دستت ایک مخفي فیصلہ کرلیا - اُسنے اپنے دل سے پوچھا کہ اگر ماں باپ میري خاطر فقیر و محتاج هو جانے کیلیے طیار هیں' تو کیا میں اپني تمام قوم کو اس بدترین رسم سے بچانے کیلیے کچھہ نہیں کر سکتي ؟

اسکے سامنے زندگي کی دلفریبي تھي اور شباب و جواني کی قدرتي آرزوں کا عزم شکن چہرہ ' مگر اسنے ان دونوں کے خلاف فیصلہ کیا ' اور عورت ' نازک اور ضعیف عورت ' خاموش اور ایک پتے کے گرجانے سے ڈر جانے والي عورت ' غرضکہ عورت کے دل کا فیصلہ ایک ایسي عظیم الشان طاقت هے ' جسکو سمندروں کي قہار موجیں ' پہاڑوں کي عریض و طویل چٹانیں ' زمین کے خارا شگاف زلزلے ' اور بادشاهتوں اور فوجوں کے حملے بھي نہیں توڑ سکتے - اُسکا دل دنیا کا ایک طلسم مخفي هے جسکے بھید آجتک نا معلوم هیں !

* * *

بالاخر ایک دن صبح کو اسکي خوابگاہ کا دروازہ کھلا تو اسنر هیلتا کی متفکر مسکراهٹ کي جگہ اسکے جسم نو شباب کے جلے هوے اعضا اور جسم سوختہ کا غبار خاکستر اپنے چہرۂ سکوت سے انسان کي خود پرستیوں پر هنس رها تھا - اسکے بستر پر ایک تازہ لکھا هوا خط نظر آیا جسکي سیاهي خشک هوچکي تھي تاکہ اپنے هر لفظ سے سیلاب هاے اشک جاري کراے :

" میرے پیارے باپ ! میں گوارا نہیں کرسکتي کہ آپ مجھے زندگي کا عیش دینے کیلیے خود فقیر اور بیکس هوجالیں - آپنے مجھے کس محبت سے پالا اور پرورش کیا ؟ اب میں کیونکر گوارا کروں کہ آپ مجھہ پر قربان هوجالیں ؟ بہتر هے کہ میں خود هي جلکر قربان هوجاؤں -

میں اس بدترین رسم پر اپنے تئیں قربان کررهي هوں جس نے هزاروں گھروں اور خاندانوں کو هلاک کردیا هے - یہ آگ کا شعلہ جو میرے جسم سے اُٹھیگا ' اگر خدانے چاها تو تمام هندوستان میں بھڑک اُٹھیگا ' اور اس رسم کو بالاخر جلاکر چھوڑیگا ' جو غریب لڑکیوں کو اپنے شوهروں سے ملنے نہیں دیتی "

---

## اطـــــلاع

علیگڈہ کالج میں جو افسوسناک واقعہ بدقسمتی سے [illegible] سدي طلبا کے اختلاف کا پیش آگیا تھا اوسکی نسبت صدق دل سے کوشش ایگئی کہ معاملہ خوش اسلوبي سے طے هوجاے اور جو شکایت شدہ طلبا کو پیدا هوگئی تھي اوسکي تلافي خوبی سے هوجاے چنانچہ امید هے کہ اسي هفتہ میں جو مفصل کیفیت بغرض اطلاع پبلک کالج گزٹ میں شائع کیجالیگي اوس سے انشاء اللہ تعالی پورا اطمینان حاصل هوجائیگا - اور نیز آیندہ کي بابت اس قسم کے امور کے پیش آنیکا انسداد هوجالیگا -

( دستخط ) محمد سید حسن بلگرامي (دستخط) محمد اسحاق خاں
چیرمین جلسہ ٹرسٹیان کالج آنریري سکرٹري ٹرسٹیان کالج

## ترجمۂ اردو تفسیـــــر کبیـــــر

جسکی نصف قیمت اعانۂ مهاجرین عثمانیہ میں شامل کی جائیگی - قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ - ادارۂ الهلال سے طلب کیجیے

# راہ اکتشاف و علم پرستی میں ایک سر فروشانہ اقدام

## ( ۲ )

### ( ساز و سامان )
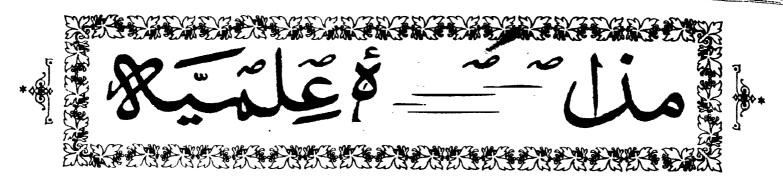
خوش قسمتي سے اس مہم کو علم سے بعض ایسي اعانتیں ملینگي جو اس سے پہلے کسي مہم کو نہیں ملي تھیں - فن پرواز میں زیادہ تر ترقي ۱۳-۱۲ سنہ میں ہوئي - اس ترقي کے بعد یہ سب سے پہلي مہم ہے جو روانہ ہو رہي ہے - اسلیے قدرتاً ان ترقیوں سے فائدہ اٹھانیکا موقع انکو حاصل ہے جن سے اسکي پیشرو مہمیں محروم نہیں -

برف پر چلنے والي گاڑیاں اسکات کي مہم کے ساتھہ بھی تھیں مگر انکو ٹٹو کھینچتے تھے - صرف ان ٹٹوؤں کي وجہ سے اسکات کي مہم کو جو دقتیں پیش آئي ہیں انکي تفصیل آپ الہلال کي جلد اول میں پڑھچکے ہونگے - اس مہم کے ہمراہ جو برفستاني گاڑیاں ہونگي انمیں ایروپلین ( طیارہ ) کا آگے بڑھانے والا آلہ ' اسکے انجن اور خود ایروپلین بھي ہوگا - اسطرح یہ گاڑیاں برف پر پھسل کر چلیں گي -

اس طرح کي گاڑیاں سر شیکلٹن کي ایجاد نہیں ہیں بلکہ ایک اور تجربہ کي ترقي یافتہ شکل ہیں - حال میں بارکش کشتیوں کے ایروپلین سے چلانے کا تجربہ کیا گیا تھا - سر شیکلٹن نے اسي تجربہ کو ترقي دیکے یہ گاڑیاں ایجاد کیں جنکا نام انھوں نے ایروپلین ٹیکسي (Aeroplane Taxi) رکھا ہے -

سر شیکلٹن کي " ایروپلین ٹیکسي " گاڑیاں معمولي ہونگي گو انکا قد معمولي برفستاني گاڑیوں سے کسیقدر بڑا ہوگا - ان گاڑیوں پر ایک ایروپلین انجن ہوگا اور ایک ایروپلین پروپیلر ( یعني وہ آلہ جو آگے بڑھاتا ہے ) - انکا خیال ہے کہ یہ گاڑیاں في گھنٹہ پانچ سے چھہ میل تک کے حساب سے ۲ ہزار پونڈ وزن لیجاسکتي ہیں -

یہ تجویز ہے کہ دو گاڑیاں بنائي جائیں اور نہایت سخت سردي کے ایام میں سائبیریا یا شمالي وسطی کینادا میں انکا اچھي طرح تجربہ کیا جائے -

### ( تلغراف لا سلکي )

موجودہ علمي ایجادوں نے جو عظیم الشان فوائد ارباب جستجو کو پہنچاے ہیں انکی ایک اور مثال یہ تلغراف لاسلکی یعنی بے تار کي خبر رسائي ہے - اس لاسلکي کے استعمال میں سر شیکلٹن منفرد نہیں ہیں - ڈاکٹر ماوسن ان سے پہلے اپني مہم میں اسے استعمال کرچکے ہیں - جس لاسلکي کو سر شیکلٹن استعمال کرنا چاہتے ہیں اسکا نصف قطر تقریباً ۵ سو میل کا ہے - یہ جہاز پر استعمال نہیں کیا جائیگا بلکہ جب برفستاني گاڑیوں کي جماعت کو باہم یا اپنے مرکز سے گفتگو کرنے کي ضرورت ہوگي تو اسوقت استعمال کیا جائیگا -

جہاز میں قطب نما کي وہ ترقي یافتہ قسم ہوگي جسکو Gyroseope Campass کہتے ہیں - جرمني میں اسکے رواج کی یہ حالت ہے کہ اسکے بیڑے کا کوئی جنگي جہاز اس سے خالي نہیں ہوتا - اس ترقي یافتہ قطب نما کي مدد سے تمام چیزوں کي بالکل صحیح قدر و قیمت معمولي مشاہدات سے بے نیاز ہوکر حاصل ہوسکتي ہے - اسکا اصلی جوہر کمال اس واقعہ میں پوشیدہ ہے کہ یہ قطب نما مقناطیسي کشش سے متاثر نہیں ہوتا - حالانکہ یہ اچھي طرح معلوم ہے کہ قطب مقناطیس کے جوار میں معمولي قطب نما بہت ہي سست کام دیتے ہیں -

### ( کتوں کا غول )

جن لوگوں نے امنڈسن کے لرزہ انداز حالات سفر پڑھے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس خطے میں کتے کسقدر کار آمد ثابت ہوتے ہیں - چنانچہ امنڈسن اور اسکے ہمراہي برفستاني کھڑاؤں پر کھڑے تھے اور یہ کتے انکو کھینچتے تھے - انکی شرح رفتار اسقدر زیادہ بیان کي گئي ہے کہ آپ بمشکل اسے باور کرینگے - بہرحال جسطرح امنڈسن کي مہم میں کتے کام کرتے تھے ' اسیطرح سر شیکلٹن کي اس مہم میں بھي کتے پوري طرح کام کرینگے - یہ کتے تربیت یافتہ ہیں - انکي تعداد ۱۲۰ ہے - ان کتوں کي کارگزاري کا مفصل پروگرام بنا لیا گیا ہے -

### ( محکمہ رسد رساني )

یوں تو بہت سے ابتدائي انتظامات ترتیب دیے جا رہے ہیں مگر ان میں سب سے زیادہ توجہ رسد کے انتظام کیلیے کي جارہي ہے ' کیونکہ گذشتہ تجربوں نے بتا دیا ہے کہ بہت سے مہموں کي ہلاکت یا ناکامي کا اصلي سبب یہي تھا کہ انھوں نے رسد کا انتظام عمدہ اصول پر نہیں کیا تھا -

علم کیمیاء غذا کا باقاعدہ مطالعہ کیا جا رہا ہے - ڈاکٹر ڈیڈ پرچ دنیا کي ایک بہت بڑي تجربہ گاہ کیمیاوي کے ڈائرکٹر ہیں - غذا کے انتخاب وغیرہ کے کیمیاوي مسائل میں انکا مشورہ حاصل کرلیا گیا ہے - سر شیکلٹن کو اپنے سنہ ۹ و ۱۹۰۷ کے تجارب کي بناء پر یہ امید تھی کہ اس باب میں بہت کچھہ ترقي ہوگي - وہ اس کا بھی انتظام کر رہے ہیں کہ مہم میں جتنے اشخاص ہوں سب پکانا جانتے ہوں -

سازو سامان کے انتخاب و انتظامات میں سر شیکلٹن کو لندن کے مسٹر ولیم ڈیڈ برچ سے بہت مدد ملی ہے - خود سر شیکلٹن کو انتظام میں بے مثل تجربہ ہے - کیونکہ انھوں نے سنہ ۱۹۰۱ کي قومي مہم انٹراٹک کے لیے دو جہازوں کو ' سنہ ۱۹۰۴ ع کي مہم ارجنٹائن کو ' اور خود اپني کو سازوسامان سے آراستہ کیا - اسکے علاوہ انھوں نے میکماں اور اسٹیفن کي مہموں اور سنہ ۱۲ - ۱۹۱۰ کي آسٹروي مہم کي تیاري میں بھي ایک مددگار و معین کے اعداد سے ممتاز شہرت حاصل کي ہے -

### ( سرمایہ )

ایسے عظیم الشان کاموں کے لیے سب سے بڑا سوال سرمایہ کا ہوتا ہے - پہلي مہم سر شیکلٹن اپنے صرف سے لیگئے تھے جسکي وجہ سے وہ بہت زیادہ قرض دار ہوگئے - کم سے کم تخمینہ ۵۰ ہزار پونڈ کیا گیا ہے ' اور ایک شخص نے اسقدر رقم دینے کا وعدہ بھی کرلیا ہے - یعنی ساڑھے سات لاکھہ روپیہ کا انتظام کیا ہے - لیکن کافي طور پر ساز و سامان کے لیے ۴۰ بلکہ ۴۷ ہزار روپیہ کي اور بھي ضرورت ہوگي - چندہ کے لیے ابھی پبلک سے اپیل نہیں کي گئي ہے لیکن اگر کوئي شخص بھیجدیتا ہے تو شکریہ کے ساتھہ قبول کر لیا جاتا ہے -

اب عہد ماضي کے چند مٹے ہوے نشانوں سے زیادہ نہیں' مگر تاہم آنسے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ بعلبک جب تھا تو کیا تھا اور کیسا تھا ؟

خصوصاً اس زمانے کا فن سنگ تراشي ایک عجیب صنعت ہے - آج اسکے جو نمونے دستیاب ہوے ہیں وہ اهل نظر میں مشہور ہیں' اور سچ یہ ہے کہ وہ اپني صفائي اور نزاکت کے لحاظ سے اس شہرت کے پورے مستحق ہیں -

بعلبک کے آثار کا کسیقدر تفصیلي ذکر بیجا نہ ہوگا - یہ محض افسانۂ کہن کا اعادہ نہیں ہے بلکہ ان حالات کا تذکرہ ہے جو ڈاکٹر شیبیم اور پروفیسر پشٹلین کي کوششوں سے روشني میں آئے ہیں اور جن سے عہد گذشتہ کے بہت سے اسرار و حوادث آشکارا ہوئے ہیں -

اگر کام کرنے والوں کي تعریف بیجا نہیں تو ہم کہسکتے ہیں کہ ان علماے آثار نے دنیا کے ایک عظیم الشان اور پر اسرار شہر کي وہ خدمت انجام دي ہے' جو میرڈ نے بابل اور نینوا کي اور تلیمین نے ٹروي کیلیے کي تھی - مگر اسکے ساتھہ ھي یہ بھي ظاہر کردینا چاھیے کہ یہ تمام خالص علمی کوششیں غیر علمي اغراض و مصالح کي آمیزش سے پاک نہیں ہیں' اور جہاں برلن کے عجائبخانہ کی گیلریاں قدیم سنگ تراشي کے بہترین نمونوں سے اراستہ ہو رهي ہیں' وہاں میسو پوٹیمیا میں جرمني کے نفوذ و اثر سیاسی کي بنیاد بھي تیار ہو رهي ہے !

* * *

ارض بابل کے یہ عجیب و غریب آثار جس جگہہ ملے ہیں وہ خود شہر بعلبک نہیں بلکہ ایک وادي ہے جو شہر سے جنوب کي طرف تھوڑے سے فاصلہ پر واقع ہے - یہ وادي سطح آب سے قریباً سو قدم بلند اور نہایت خوشنما مگر تنگ ہے - اسکا نام وادي لتیانا ہے - خود شہر بعلبک دمشق و بیروت لائن سے شمال کي طرف دس میل کے فاصلہ پر واقع ہے - جو لوگ ان آثار کو دیکھنا چاھتے ہیں انکو بیروت سے المقلہ تک ریل پر اور المقلہ سے آثار تک گاڑي پر جانا پڑتا ہے - گاڑي میں ایک اور کبھي دو گھنٹے صرف ہوتے ہیں -

یہاں کے قدیم بت پرست شوري بال (Bal) ' هیلیاس (Helios) اور جو پیٹر (Jupiter عطارد) کي عبادت کیا کرتے تھے - جب عیسائیوں نے یہ ملک زیر نگیں کیے تو انہوں نے اس سر زمین کے ایک مشہور مندر کو درگاہ بنا کے اسمیں خود بھی خداے جیہو واہ (Jehovah) کی پرستش شروع کردي' مگر بالاخر یہ عیسائي مسلمانوں کے ھاتھہ سے نکالے گئے' اور یہ مندر جو درگاہ بنایا گیا تھا' مسلمانوں نے اسے درگاہ سے ایک قلعہ بنادیا -

یہاں کي غاروں سے جو کتبے نکلے ہیں' گو ان سے بعلبک کی تاریخ پر روشني پڑتي ہے' مگر سچ یہ ہے کہ اس قدیم شہر کے متعلق ہماري معلومات نہایت محدود ہیں - اسکي وجہ یہ ہے کہ اولاً تو یہ شہر خود اسقدر قدیم ہے کہ قدرتاً اسکي تاریخ قدامت کي تاریکي میں گم ہے - ثانیاً وہ عرصہ تک غیر معلوم رہا' اسلیے با ایں همہ قدامت جسقدر حالات کا علم ممکن تھا وہ بھي معلوم نہ ہوسکے - چنانچہ یوناني اور رومي مصنف جنہوں نے قدیم دنیا کے اکثر حالات لکھے ہیں' انکا بعلبک کے متعلق بالکل خاموش ہیں -

قدیم مصنفوں میں صرف جان آف اینٹیاچ (John of Antioch) ایک شخص ہے جس نے بعلبک کا ذکر کیا ہے - لیکن اس نے جو حالات لکھے ہیں بیشتر حصہ صحیح نہیں -

جان ان کھنڈروں کو الیارس انٹو نیاس پیاس (Antonius Pius) کی طرف منسوب کرتا ہے' اور کہتا ہے کہ اس نے فینیقیا (Phoenicia) میں لبینس (Libanus) کے قریب' هیلیپولس (Helipolis) میں یہ عظیم الشان مندر بنایا تھا اور دوسري صدي عیسوي کے آغاز تک دنیا کے عجائب و غرائب میں شمار کیا جاتا تھا - لیکن بعلبک کے متعلق جو دوسرے ذرائع معلومات ہیں اُن سے اسکي تکذیب ہوتی ہے -

کتبوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رومیوں نے مسیح کے بعد پہلي صدي میں یہ مندر بنانا شروع کیا تھا - اسکي تائید میچ الوف (Miche Alouf) کي تحریر سے بھي ہوتي ہے جو خود بعلبک کا رہنے والا تھا' اور جس نے اُن تمام تحریروں کے مطالعہ میں بڑا وقت صرف کیا ہے جنکا تعلق اسکے وطن کي تاریخ سے تھا -

بیشک مشرقي مصنفوں نے بعلبک کا ذکر کیا ہے مگر انکی تمامتر تحریروں کا آغاز اسوقت سے ہوتا ہے جب کہ عربوں نے اسپر فوج کشي کي تھی - اسلیے ان تحریروں سے بھي بعلبک کي قدیم تاریخ پر روشني نہیں پڑتي -

علامۂ بلاذري' طبري' ابو حنیفہ دینوري' یعقوبي' یہ تمام مشہور مورخین عرب بعلبک کا ذکر کرتے ہیں مگر اسکے تفصیلی حالات سے خاموش ہیں - معجم البلدان حموي ایک بہترین اور جامع و مفصل کتاب ہے مگر قدیمي حالات اُس نے بھي نہیں لکھے - متاخرین میں قزویني نے کسی قدر اشارے کیے ہیں مگر وہ نا تمام ہیں - ہم نے اسی غرض سے ان تمام کتابوں پر نظر ڈال لي ہے -

* * *

بعلبک ایک بہت بڑا تجارتی شہر تھا - اسکی تجارتي اهمیت کا اندازہ اس واقعہ سے ہوسکتا ہے کہ سقوط دمشق کے بعد جب مسلمانوں نے اس کا محاصرہ کیا' تو انہوں نے ایک قافلے کو گرفتار کیا جسکے پاس ریشم' شکر' اور دیگر سامانوں کي دو سو گٹھڑیاں تھیں -

شہر کے فدیہ میں دو هزار اونس سونا' چار هزار اونس چاندي' دو هزار حلہ ہاے حریر' اور مدافعین کے پاس جس قدر اسلحہ تھے' انکے علاوہ دو هزار تلواریں بھی دي گئی تھیں !

اس سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ یہ شہر کسقدر دولتمند تھا ؟ بہت سے سیاحوں کو شکایت ہے کہ بعلبک کے آثار انہیں کچھہ عجب پریشان کن اور مغالطہ انگیز معلوم ہوے' مگر اسکي وجہ یہ ہے کہ انہوں نے ان کھنڈروں کو صرف دور سے دیکھا - اگر وہ خود ان میں آکے کھڑے ہوتے' اور ضخیم ستونوں' حاشیہ پر عدیم المثل پچکاري والے سنگ مرمر کے دروازوں' کھڑکیوں اور طاقوں وغیرہ کو دیکھتے تو پریشان کن اور مغالطہ انگیز کے بدلے انکی زبان پر حیرت انگیز و انہماک طلب الفاظ ہوتے !

( البقیہ تتلی )

هند سے لیکر تمام دنیاے متمدن میں پهیلا دیا - اسي لیے عرب ان علامات اعداد کو " ارقام هندیه " اور اهـل یورپ " ارقام عـربیه " کهتے هیں -

ان ارقام عددي اهـل هند کا کوئي خـاص شخص موجد نهیں هے بلکه صدیوں کي تدریجي ترقي اور سیکڑوں اشخاص کے طویل غور و فکر کے بعد کامیابي هوئی هے - اهل هند دسویں صدي کے قریب ایسے ارقام عددي لکهتے تهے جنکا حال همیں کچهه معلوم نهیں لیکن بعد کے ارقام عددي سے وہ مختلف ضرور تهے - علماے آثار کو هندوستان میں ایک قدیم کتابه ملا هے جو تیسري صـدي قبل مسیح کا لکها هوا هے - اسمیں جو ارقام عددي منقوش هیں' وہ بهي هندوستان کے مشهور ارقام عددي سے بالکل مختلف هیں - پونا کے قریب نانا گهاٹ کے غار میں ایک دوسرا کتابه پایا گیا هے جو دوسري صدي قبل مسیح کا هے - اسمیں جو ارقام منقوش هیں ' وہ بهی مشهور ارقام کے مطابق نهیں هیں -

* * *

اب تک جو مختلف ارقام وضع کیے گئے تهے ' ان سب میں سب سے بڑي دقت اور کمي یه تهي که انمیں اعداد کي زیادت و نقص قیمت ' مراتب کتابت پر مبني نه تهي' بلکه هر ایک کے لیے ایک خاص علامت وضع کرني پڑتي تهي ' اسلیے نهایت کثیر علامات کي ضرورت هوتي تهي - آج همارے پاس صرف نو ارقام عددي هیں جن سے بتقدیم و تاخیر مراتب هم هر عدد کو لکهه سکتے هیں - اگر انکـو مرتبۂ اول ( ایکائي ) میں لکهیں تو ۲ - اگر اسیکو مرتبه ثانیه ( دهائي ) میں لکهیں تو ۲۰ ' اور اگر مرتبۂ ثالثه ( سیکڑا ) میں لکهیں تو ۳۰۰ ' اور اگر مرتبه رابعه ( هزار ) میں لکهیں تو ۳۰۰۰ پڑها جائیگا -

دیکهـو ایک هي رقم بتقـدیم و تاخیر مراتب کسطرح قیمت بـدل دیتي هے ؟ لیکن ایام قـدیم میں یهه ممکن نه تها ' اسلیے هر عدد کیلیے نئي علامت کی حاجت تهي - اس منزل کا سب سے پهلا قدم یهه تها که عهد قدیم میں بابل ' چین ' اور هندوستان میں جدول عددي کا استعمال شروع هوا ' اور یهاں سے یونانیوں اور رومانیوں میں اسکي اشاعت هوئي ' پهر انکے ذریعه تمام یورپ میں پهیلا اور اواخر قرون وسطي تـک باقی رها - چنانچه بیان کیا جاتا هے که انگلینڈ کے خزانۂ شاهي کا خزینه دار بارهویں صدي عیسوي میں اسی طریق حساب سے مدد لیتا تها ' اور اب تـک اسکا استعمال روس میں باقي هے -

* * *

جدول عددي کا قاعده یه هے که دهائي ' سیکڑا ' هزار ' جس قیمت کے اعداد لکهنے هوں ' اونهي تعداد کے مطابق ایک جدول بنا لي جاے اور اوسمیں اعداد حسب مرتبه لکهدیے جائیں - مثلاً هماري جدول میں چار خانے هیں - اگر خانۂ اول میں هم نے ۲ لکهے تو وہ ۲ هوگا - اوسکو اگر هم دوسرے خانه میں لکهدیں تو ۲۰ هوجائیگا ' تیسرے خانه میں اگر اوسکو جگه دیجاے تو ۲۰۰ هوگا ' اور اگر آخري خانه میں لکها گیا تو ۲۰۰۰ سمجها جائیگا - اس طریق کتابت سے یه مسئله پیدا هوگیا که کیونکر چند اعداد کے ذریعه اختلاف مراتب سے اختلاف قیمـت پیدا کیا جاے ؟

هم نے اس تمثیل میں دس کو معیار ترقي عدد قرار دیا هے حالانکه هر زمانه میں اور هر قوم میں موجوده متفقه طریق حساب کیطرح دس معیار عدد نه تها ' اسلیے اس جدول میں مرتبه کي بدیلي سے قیمت میں اوسیقدر اضافه هوگا ' جسقدر معیار عدد هوگا -

مثـلاً اگر پانچ کو هم معیار قرار دیں تو دوسرے خانه میں جب هم کوئي عدد لکهینگے تو پہلے خانه سے صرف پنچ گونه قیمت بڑهیگی -

تعین معیار عدد کي نسبت اقوام میں مختلف عادتیں جاري رهي هیں - اهل بابل کے هاں (۶۰) معیار عدد تها - بعض افریقي قبائل کے نزدیک (۲) معیار عدد هے - شاید بعض اهالي جزیرۂ نیوزیلینڈ میں اس غرض کیلیے ( ۱۱ ) کا عدد هے - یورپ میں درجن ( Dozen ) کا استعمـال عجب نهیں جو اسي بات کیطـرف اشاره هو که وهاں پہلے ( ۱۲ ) معیار عدد تها - اس عقیده کي تعلیل که انسان نے زیاده تر (۱۰) هي کو کیوں معیار عدد قرار دیا ؟ اس سے بهتر نهیں هو سکتي که پہلے انگلیوں کے اشاره سے اعداد کا کام لیا جاتا تها جسطرح ابتک لیا جاتا هے ' اس بنا پر ۱۰ کا عدد جو دونوں هاتهوں کي انگلیوں کي مجموعي تعداد هے طبیعي طور پر معیار عدد قرار پایا - ۵ جو اوسکا نصف هے وہ صرف ایک هاتهه کي انگلیوں کي تعداد هے ' اور ۲۰ جو ۱۰ کا دونا هے وہ دونوں هاتهه اور دونوں پاؤں کي انگلیوں کا مجموعه هے ' اور اسکے شواهد گذشته اقوام کي تاریخ میں مذکور هیں -

عرب کے ملک تدمر میں بیس بیس کر کے گنا جاتا تها - سریاني قوم بهي قبل اسلام اسیطرح گنتي تهي ' امریکا وسطي کے بعض قبائل اب تک ۲۰ کو عدد انتهائي قرار دیتے هیں - فرنچ زبان میں اب تک اس عهد کا بقیه اثر موجود هے - ۸ کیلیے اس زبان میں جو لفظ هے ' وہ ان الفاظ سے مرکب هے جنکا مفهوم ( چار بیس ) هے -

یونانیوں نے ایک سے دس تـک کیلیے اور اسکے بعد ۲۰ - ۳۰ وغیرہ مرکب دهائیوں کیلیے خاص الفاظ وضع کیے تهے - انکے علاوہ اور اعداد ترکیبي مثـلا ۳۲ ' ۳۳ ' کو دهائیوں پر اعداد مفرده کے اضافه سے بذریعه عطف بناتے تهے ' مثـلا دو اور تیس ' تین اور تیس - رومانیوں کا بهي یهي طریقه هے - لیکن اهل هند نے اسپر قناعت نکي ' اور سلسلۂ اعداد کو اسقدر ترقي دي که هزار ' لاکهه ' کرور ' اور ارب تک پهونچ گیا -

* * *

گو اب تـک " اعداد عشري " یعني اوس طریق عدد کو جسمیں دس معیار عدد هو ' اس حد تـک ترقي هو چکي تهي ' لیکن طریق کتابت میں رموز و علامات عدد حد کمال تـک نهیں پهونچے تهے - " جدول عددي " کا جو طریقه رائج تها ' وہ گو اور طرق قدیمه سے سهل و آسان تها ' تاهم انسان کي راحت پسندي اس سے سهل تر طریقه کي طالب تهي - جدول عددي کے ذریعه یه مشکل تو حل هو چکي تهی که صرف چند ارقام اعداد کے ذریعه بتقدیم و تاخیر مراتب ' قیمت اعداد میں کیونکر کمي و بیشي ممکن هے ' لیکن بڑي مشکل یه تهي که خالي مرتبه کیلیے ساده خانه چهوڑ دینا پڑتا تها ' مثلا اگر هم ۵۰۲ لکهنا چاهتے ' تو خانۂ اول میں ۲ ' خانۂ دوم ساده ' اور خانۂ سوم میں ۵ لکهنا پڑتا ' لیکن بغرض تسهیل و آساني اگر هم جدول سے سبکدوشي حاصل کرنا چاهیں تو یهي عدد یعنی (۵۰۲) بالکل ۵۲ کے ساتهه ملتبس هو جاتا تها - علماے هند قدیم نے اس دقت کو صرف ایک جنبش قلم سے رفع کردیا ' یعني صفر کا طریقه وضع کیا جو نهایت آساني سے خالي مرتبۂ ساده کي جگه بنا دیا جاتا هے - اس سے پهلا التباس و اشتباه بالکل مرتفع هو گیا -

اصل سنسکرت زبان میں صفر کیلیے ' لفظ " سُنّا " هے جسکے معني " خالي " کے هیں - عربوں نے جب اس طریق کتابت عدد کو اهل هند سے لیا تو " سنا " کي جگهه اوسکے هم معني لفظ " صفر " کا استعمال کیا - عربوں کے ذریعه جب یهه طریقه

# تاریـخ تکمیـل علـم الارقـام

خلاصۂ مضمون پروفیسر ایڈ مںڈ ٹرنر شکاں یونیورسٹي امریکا

انسان پر علم کے جو بے انتہا احسانات هیں اونمیں ایک عظیم الشان احسان یه بهی هے که موهبت و توفیق الهي نے اوسکو علم الارقام یا علم الاعداد و شمار کا فهم عنایت کیا - دنیا کی کوئي چیز ایسي نهیں جو عدد و شمار سے خالي هو - دیا دنیا کي آبادیاں' دنیا کي اقلیمیں' دنیا کی دولت ' ان میں کوئی چیز بهي ایسی هے جسکا اظهار بغیر عدد و شمار کیا جاسکے ؟ اس عظیم الشان تجربۂ انسانی کی اگر حقیقی عظمت و منزلت کا تصور کرنا چاهتے هو تو ایک لحظه کے لیے فرض کرلو که یه علم اوراق عالم سے محو هوگیا -

اگر ایسا هوا تو پهر کیا هوگا ؟ غریب اپنے مزدوري کے پیسوں کا ' امرا اپنے روپیوں کا ' کمپنیاں اپنے سامان کا ' بنکر اپنے لین دین کا ' جنرل اپنے سپاهیوں کا ' اور حکومتیں اپني مالیات کا حساب بهول جائینگي - دنیا میں کوئي هستي ایسي نهوگي جو اشیاے مملوکه کا صحیح علم محفوظ رکهه سکیگی !!

اگر دنیا کی تاریخ کا وہ دن عجیب هوگا جسمیں اظهار ما في الضمیر کیلیے پهلا موضوع لفظ اوسکی زبان سے نکلا هوگا ' تو اوسکا دوسرا عجیب دن وہ هوگا جب اشیاے عالم کی تعداد و مقدار کیلیے وہ کوئی اصطلاح وضع کرسکا -

یه اصطلاحات و علامات جن سے موجودات عالم کی تعداد و مقدار ظاهر هو سکتي هے' کیونکر پیدا هوے ؟ بتدریج انمیں کیونکر ترقی هوئي ؟ یه موجودہ سهل طریقه اعداد و ارقام کیونکر مدون هوا ؟ اس مضمون میں انهی سوالات کو حل کیا گیا هے -

* * *

بچه جب آنکهه کهولکر ایک شے سے دوسري شے کا امتیاز شروع کرتا هے' اوسیوقت سے وہ در حقیقت اعداد کا بهی استعمال شروع کردیتا هے' اور سمجهتا هے که ایک شے یه هے' ایک یه هے' اور ایک یه هے - اس بنا پر سب سے پهلي چیز جو سلسلۂ اعداد میں انسان کو ملي' وہ " ایک" هے - آگے بڑهکر جب اوسنے ایک سے زائد اعداد کي ضرورت محسوس کي تو بجز اسکے اور کچهه نه کرسکا که ایک کو چند ایکائیوں کا مجموعه سمجهے - مثلاً ۱ - ۱۱ ۱۱۱ ' اسي بنا پر آج تک وحشي اور غیر متمدن اقوام عدد کثیر کو همیشه اعداد صغار میں تحلیل و تقسیم کرکے سمجهتي هیں - مثلاً ۵ پانچ نهیں جانتي هیں لیکن تین اور دو کا مجموعه سمجهه جاتي هیں -

اس زمانه میں بهي وحشت کا بقیه اثر یه موجود هے که جاهل اشخاص سو کو پانچ بیس یا چار پچیس سے تعبیر کرتے هیں -

لیکن حاجات انساني نے جب اس سے بهي زیادہ ترقي کي تو ضرورت محسوس هوئي که اظهار اعداد و شمار کیلیے انهی اصول ابتدائیه پر اصطلاحات و اشارات وضع کرے ' لیکن اسکے لیے سب سے بڑي مشکل یه تهي که " اعداد و شمار " کسي خاص انسان' حیوان ' یا اور اشیاء کیلیے مخصوص نهیں تهے بلکه اونکا تعلق دنیا کي ایک ایک شے اور ایک ایک ذرہ سے تها ' اسلیے وضع حروف و خطوط کا وہ اولین قاعدہ که هر شے کے اظهار کے لیے اوسکي صورت و شکل کي رسم و تصویر بنا دیجاے' کافي نه تها ' اسلیے جسطرح اعداد کا تصور ایکائیوں کے مجموعه سے ذهن نشیں هوا تها ' اسیطرح اونکے لیے وضع علامات و اشارات میں بهي انهي رموز و کنایات کي مطابقت اختیار کي گئي - ایک کے لیے ایک لکیر' دو کے لیے دو لکیریں' تین ایلیے تین لکیریں' و قس علی ذلک -

لیکن چین اور هندوستان نے که علم الاعداد کا گهوارۂ اولین هیں' اسکے لیے مختلف طرق اختیار کیے - چین نے خطوط اعداد عرضي اختیار کیے مثلاً — ' = ' ≡ ' وغیرہ اور هندوستان نے اور اسکے بعد رومان نے طولي خطوط' جو اب تک یورپ میں مستعمل هیں' مثلاً I ' II ' III ' وغیرہ - لیکن ظاهر هے که اعداد کبیرہ کے اظهار کے لیے یه طریقه کسقدر مشکل اور صعب تها' مثلاً اگر هم دس کا اظهار کرنا چاهتے تو دس خطوط اور پچاس کیلیے پچاس خطوط یکے بعد دیگرے لکهنے پڑتے ' اسیطرح هم جسقدر عدد میں اضافه کرتے اوسیقدر همکو خطوط میں بهي اضافه کرنا پڑتا ' اسلیے اعداد کبیرہ کیلیے بعد کو خاص علامات کے وضع کرنے کي ضرورت هوئي - چنانچه اهل هند نے چار کیلیے دو متقاطع خطوط کي علامت وضع کي ' جسمیں اسکے چار گوشے چار عددوں کیطرف اشارہ کر رهے هیں اور جو رومن رسم الخط کے حرف اِکس (X) سے مشابه هے -

عبراني اور یوناني قوموں نے اعداد کیلیے بجاے مستقل علامات کے وضع کرنے کے حروف مفردہ سے جو پہلے وضع هوچکے تهے' کام لیا - حرف اول سے ۱ - حرف دوم سے ۲ - حرف سوم سے ۳ - کي طرف اشارہ کرتے تهے' تا حرف دهم جو ۱۰ پر دلالت کرتا تها - اسکے بعد یه ترتیب حرف یازدهم ۲۰ ' حرف دوازدهم ۳۰ - و علي هذ القیاس هوجاتي' تا آنکه اُنیسواں حرف ۱۰۰ پر ختم هوجاتا تها' اور بعد کا حرف سو سو عدد کا اضافه کرکے اٹهائیسواں حرف هزار پر ختم کردیتے تهے - حرف کي داهني طرف ایک چهوٹا سا ضمه ( ُ ) بنا دیتے تهے جو یه ظاهر کرتا تها که یه حروف تہجي نهیں هیں -

رومانیوں نے عبرانیوں اور یونانیوں کے بعد اعداد نویسي کا ایک اور طریقه وضع کیا جو بعض حیثیتوں سے عبرانیوں اور یونانیوں کے طریق اعداد نویسي سے سهل تها' یعني خطوط طولي موافق قیمت اعداد قائم رکهتے I, II, III, IIII ' اور پهر اسي طرح نو تک ایک ایک خط کے اضافه کے ساتهه اعداد بڑهتے جاتے تهے - نو میں نو خطوط اسی طرح متصل هوتے - دس میں نو خطوط طولي کهینچکر' ایک عرضي خط سے اوسکو کاٹدیتے تهے -

اسکے بعد اونهوں نے ترقي کي - یه خطوط صرف چار تک باقي رکهے اور پانچ اور دس کیلیے دو جدید علامتیں وضع کیں - پانچ کیلیے جو علامت بنائي وہ عربي کے سات ( ٧ ) کے مشابه هے' اور جسکي صورت یه هے ( V ) دس کي علامت دو متقاطع خط (X) قرار دیے اور اس طریقه سے دس تک کے اعداد کامل هوگئے - بیس کیلیے دس کي دو علامتیں ' تیس کیلیے تین ' چالیس کیلیے چار بنائیں ' اسکے بعد پچاس کي علامت حرف ( L ) ' سو کي حرف (C) ' پانچ سو کي حرف (D) ' اور هزار کي حرف (M) وضع کي - درمیاني اعداد کا انهیں علامات کے اضافه و حذف سے کام لیا -

* * *

اس عقدۂ علمي کے حل و کشایش کیلیے یه مغرب کي کوششیں تهیں ' لیکن قدرت نے اسکے حل و کشایش کا حقیقي مجد و شرف مشرق کیلیے مقدر کردیا تها - اهل بابل اس فن میں مهارت رکهتے تهے' چینیوں نے ایک خاص طریق کتابت عدد وضع کیا جو اونهیں تک محدود رها اور اب تک اوسکا استعمال اونمیں شائع هے - اسکے بعد اهل هند نے اعداد و ارقام کي علامتیں مقرر کیں اور بتدریج اونکو ترقي دیتے رهے - یهاں تک که عربوں نے اس فن کو اهل

# ایــام هفتـــه کی حقیقت

اوقــات کي سب سے بڑي مــدت ســال هے ' پھر سال کو هــم مهینوں پر ' مهینوں کو دنوں پر ' اور دنوں کو گھنٹوں ' منٹوں ' اور سکنڈوں پر تقسیم کرتےهیں - دن کي تمام اقسام کي حقیقت ' آفتاب و ماهتاب کي حرکت سے اونکا تعلق ' اور حرکت کي مختلف مقداروں کي حیثیت سے اونکي مختلف تقسیمات ' یه تمام باتیں واضع اور ظاهر هیں -

لیکن هم مهینه میں چند غیر مساوي تقسیم هفتوں کی کیوں کردیتے هیں جو هر مهینه میں چند سال اور چند ایـام کي کسر کے ساتھه واقع هوتے هیں ؟

حقیقت یه هے که جس طرح سال باره حصوں پر منقسم هے جن میں سے هر حصے کا نام مهینه هے ' اسی طرح مهینه بھي متعدد حصص متساوي پر منقسم تھا -

افریقه کے مختلف قبائل کے نزدیک ایام هفته کي تعداد مختلف هے - بعض قبائل میں تین تین دن کا هفته هوتا هے ' بعضوں کے یہاں چار چار دن کا اور بعضوں کے نزدیک پانچ دن کا - اس اختلاف کا اصلی سبب یه هے که اونکے هاں دیهاتوں میں اور خیموں کی آبادیوں میں مختلف عادات و رسوم قدیمه کی حیثیت سے هر تیسرے یا چوتھے یا پانچویں دن بازار لگتا هے ' اس بنا پر اونکے نزدیک هفته کا پہلا دن وهي هوتا هے جو بازار کا دن هوتا هے - کانگو میں مهینه همیشه ۲۸ دن کا هوتا هے ' اور ان ۲۸ ایام کو برابر حصوں پر تقسیم کرکے چار چار دن کا ایک هفته فرض کرتے هیں - باشندگان ابیو کا بھي اسی پر عمل هے -

شرقي افریقه کے بعض مقامات میں ایک مهینه کو دس دس دن کے تین هفتوں پر تقسیم کرتے هیں - اهل یونان بھي تیس دن کا ایک مهینه فرض کرکے دس دس دن کے تین هفتے کردیتے تھے - اهل جاوه عربوں کے اختلاط سے پہلے مهینه کو ۶ هفتوں پر تقسیم کرتے تھے ' اور هر هفته کو پانچ پانچ دن پر -

لیکن ایک زمانۂ بعید سے اکثر دنیاے معلوم و متمدن میں هفته سات روز کا قرار دیا گیا هے اور دوامـاً اسي پر عمل هے ' لیکن غور کرنا چاهیے که هفته کے سات دن کیوں مقرر کیے گئے ؟

توراة کے سفرتکوین سے ظاهر هوتا هے که حضرت موسی کے عهد میں هفته سات هی دن کا هوتا تھا - یهود نے کہاں سے یه سیکھا ؟ کلدانیوں سے جو قدیم اقوام میں سب سے پہلے ستاره بین تھے -

انسان نے سب سے پہلے جب آسمان کي طرف نظر اٹھائي تو اوسنے دیکھا که ایک ستاره جسکو هم چاند کہتے هیں ' ایک وقت معین پر طلوع هوتا هے - رفته رفته ۱۴ روز میں وه بڑھکر کامل هوجاتا هے - اسکے بعد گھٹنا شروع هوتا هے اور ۲۸ دن کے بعد عموماً بالکل ڈوب جاتا هے - اس بنا پر اسنے مهینه کے چوده چوده دن کے دو ٹکڑے کیے ' اور پھر ان دونوں کے بھي دو برابر ٹکڑے کرڈالے اسطرح مهینه کے چار ٹکڑے کرکے سات سات دن کے ایک ایک ٹکڑے کا نام " هفته " رکھا -

کلدانیوں میں ان ایام هفته کے جو نام تھے ' وه وهی نام هیں جو سیارات سبعه کے هیں - اس سے ظاهر هوتا هے که اونھوں نے هفتوں کے سات دنوں کا تعین سیارات سبعه کي مناسبت سے کیا تھا -

لیکن اس نظریه کے تسلیم کرنے سے ایک دوسري مشکل پیدا هوتي هے - اس سے لازم آتا هے که ایام هفــته کے ناموں کي ترتیب سات ستاروں کي ترتیب پر هوني چاهیے - حالانکه ان دونوں کي ترتیب میں بہت فرق هے :

( ۱ ) ترتیب سیارات سبعه : یعنی زحل ' مشتري ' مریخ ' شمس ' زهره ' عطارد ' قمر -

( ۲ ) ترتیب ایام سبعه : زحل ' شمس ' قمر ' مریخ ' عطارد ' مشتري ' زهره -

ایک مـدت تک یـه اعـتراض نا قابل جواب تھا ' لیکن اب اکتشاف آثار نے ایک کلداني کتابه کے ذریعه واضح کیا هے که کلداني دن کے هر گھنٹه کو ایک ایک سیاره کي طرف منسوب کرتے تھے اور هر دن کا وهي نام رکھتے تھے ' جو اوس دن کے پہلے گھنٹه کے سیاره کا هوتا تھا - اس نظام کو لیجیے کي بنا پر دن کے ۱ - ۸ - ۱۵ - ۲۲ - زحـل کے گھنٹے هونگے ' ۲ - ۹ - ۱۶ - مشتري کے ' ۳ - ۱۰ - ۱۷ - ۲۴ - مریخ کے ' اور ۴ - ۱۱ - ۱۸ اور دوسرے کا دن کا پہلا گھنٹه شمس کا - اسي طرح علی ترتیب الایام تیسرے دن کا پہلا گھنـٹه عطارد ' چھٹے دن کا پہلا گھنٹه مشتري ' اور ساتویں دن کا پہلا گھنٹه زهره هوگا -

اهل هند جو قدیم ستاره بین اقوام میں داخل هیں ' اونکے هاں بھي ایام هفته کي تقسیم اسي اصول پر هے -

جن اشخاص کو قدیم فن جوتش اور نجوم سے واقفیت هے وه اُن نقشوں اور جدولوں پر نظر ڈالیں جو اب تک احکام سعد و نحس نجومي کے استخراج کیلیے لوگ استعمال کرتے هیں - ان میں هر دن کے چوبیس گھنٹوں کو مختلف تقسیموں سے مختلف ستاروں میں منقسم کردیا هے - یه تمام جزئیں اسي کلداني علم کواکب سے ماخوذ هیں جو مسیحی اقوام سام کے ذریعه اسلام میں ترجمه هوکر شائع هوئي تھیں -

# ممالک عثمـــانیـــه اور نصـــرانیت

یوناني اخبار نیولوگوس کے اڈیٹر نے اس موضوع پر ایک رساله لکھا هے که سلطنت عثمانیه میں نصراني جماعتوں کو حقوق حاصل هیں - تمهیداً دیگر خلفاے اسلام کے عهود و حقوق کو بیان کیا هے ' جسمیں حضرت عمر کے اوس عهد کا بھي ذکر هے جو اونھوں نے فتح بیت المقدس کے وقت نصراني بطریق صفر دنیوس سے کیا تھا -

رساله میں تاریخي طور سے دکھایا گیا هے که ترکوں کا طرز عمل نصاری کے ساتھه همیشه اسقدر منصفانه رها هے ؟ منجمله اون واقعات متعدده کے جنکا صاحب رساله نے تذکره کیا هے ' عالي پاشا کي اوس رپورٹ کا بھي ایک فقره هے جو اوسنے سنه ۱۸۵۵ میں دول عظمی کے سامنے پیش کي تھي -

پٹر یارک ( بطریق ) کا عهده اون متعدد حقوق تمدني و دیني پر اسدرجه مشتمل هے که یه کہنا ممکن هے که تمدني قوت کے علاوه جسکي حکومت اسلامیه مالک هے ' نصاری کے تمام امور ' اونکے فیصلۂ مقدمات ' اونکے حالات کي نگراني وغیره اور انکے هر طرح کے معاملات خود نصاری هي کے هاتھه میں هیں - حکومت اسلامیه کو اون سے کوئي تعرض نہیں -

کاش مسلمانوں کو بھي حکومت نصرانیه کي تاریخ میں اس قسم کے فقروں کے لکھنے کا موقع ملتا !

# مادی اور لا ادری

موجوده متعدد فلسفي فرقوں میں مادي اور لا ادري یه دو فرقے بھي هیں جنکا نام اکثر همارے مذهبی لٹریچر میں لیا گیا هے لیکن ان کی حقیقت سے عام طور پر ناظرین کو واقفیت نہیں هے -

یورپ میں رائج ہوا تو " صفر " کو اپني زبان میں بعینـہ سالیفـر Cipher بنا دیا جو اب تـک مختلف صورتوں میں یورپ کي زبانوں میں مستعمل ہے ' لیکن عرب صفرکو بصورت نقطہ ( ۰ ) لکھتے هیں اور اہل هند و یورپ بصورت دائرہ ( 0 ) لکھتے هیں - قدیم سے قدیم عہد جسمیں صفر بصورت دائرہ لکھا ہوا ملا ہے ' سنہ ۷۶ - ۸ ع ہے '

* * *

یہہ ارقام عددي یورپ میں کیونکر اور کب پہونچے ؟ یہہ مسلم ہے کہ عربوں نے اہل هند سے یہ ارقام اخذ کیے کیونکہ ارنکے ہاں ان ارقام کا نام " ارقام هندیہ " ہے - نویں صدي مسیحي میں بغداد میں علماے ریاضي انہیں ارقام کا استعمال کرتے تہے - اندلس کے عربوں میں ارقام هندیہ کے جو اشکال رائج تہے ' وہ اشکال بغدادي سے کسیقدر مختلف تہے - انکا نام اندلس میں " ارقام الغبار " تھا - مسلمانوں نے ان ارقام کو اپنے تمام حدود اثر میں پھیلایا ' اور جہاں جہاں ارنکي حکومت یا تجارت پہونچي یہ ارقام اونکے ساتھہ ساتھہ تہے -

* * *

بعض علماے یورپ کا دعوی ہے کہ عربوں سے پہلے جنوبي یورپ میں ارقام رائج تہے اور اسکي دلیل علم هندسہ کي ایک کتاب کا ایک قلمي نسخہ ہے جو چھٹي صدي عیسوي میں تصنیف ہوئي تھی - اس کتاب میں انہیں ارقام کا استعمال ہے - اگرچہ وہ تصنیف چھٹي صدي کي ہے لیکن چونکہ یہہ نسخـہ گیارھویں صدي کا لکھا ہوا ہے اسلیے تحقیق یہہ ہے کہ ناقل نے قدیم ارقام کي جگـہ ان ارقام کو جو اوسکے زمانہ میں شائع ہو چکے تہے ' لکھدیا ' تاہم اس نسخہ سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ عربوں سے اہل یورپ میں گیارھویں صدي سے پہلے ان ارقام کا رواج ہو چکا تھا -

پوپ سلوسٹر ثاني جب اندلس کے عربوں سے تحصیل علوم و فنون کے بعد یورپ واپس آیا تو اُسنے اندلس کے ارقام غبار پر ایک مختصر رسالہ لکھا ' مگر اُسمیں صفر کا ذکر نہیں ہے - بارھویں صدي میں یہ ارقام باختلاط ارقام یوناني و روماني ' مختلف ممالک و طبقات یورپ میں بے قاعدہ طور پر پھیل رہے تہے کہ تیرھویں صدي کے اوائل میں اٹلي کے مشہور ریاضي داں لیونارتو فیوناتشي نے سنہ ۱۲۰۲ میں علم حساب میں ایک کتاب لکھي جسمیں ارقام هندیہ کي تشریح کي - لیونارڈو کے بعد جان ساکرو بوسکرو پیدا ہوا ' جسنے ارقام هندیہ کے طریق استعمال کي لیورناڈو سے زیادہ تشریح و توضیح کي -

یوحنا پہلا شخص ہے جسنے ان ارقام کا نام " ارقام عربیہ " رکھا -

اوجر شاہ سسلي جسکے مسلمانوں سے بہت تعلقات تہے ' اسکے عہد کے چند سکے برآمد ہوئے هیں جن پر انہیں ارقام میں سنہ ۱۱۳۸ کي تاریخ ثبت ہے - بعض اور مقامات میں بھي چند اور سکے ملے هیں جنمیں ایک اٹالین ہے اور اُس پر سنہ ۱۳۹۰ منقوش ہے - ایک دوسرا فرنچ سکہ ہے جسپر ۱۴۸۵ کي تاریخ لکھي ہوئي ہے - جزیرۂ برطانیہ میں بھي دو سکے پائے گئے هیں ' ایک اسکاٹ لینڈ کا ہے - اسکي تاریخ ۱۵۳۸ع ہے - دوسرا انگلینڈ کا ہے جسکي تاریخ ضرب ۱۵۵۱ ہے - ان تمام سکوں کے سنین انہي ارقام هندیہ یا عربیہ میں منقوش هیں - فرانس میں ایک قلمي کتاب سنہ ۱۲۷۵ع سے محفوظ ہے - اسمیں ان ارقام هندیہ پر ایک مقالہ موجود ہے - جرمني میں فیروني کي دو لوحیں ملی هیں ' جن میں اول پر سنہ ۱۳۷۱ اور دوسرے پر سنہ ۱۳۹۸ منقوش ہے -

( ملاحظات )

پروفیسر موصوف کے اس مضمون کے متعلق ہمکو چند باتیں کہني هیں :

( ۱ ) حساب جمل جسکا پروفیسر موصوف نے تذکرہ کیا ہے ' وهي چیز ہے جو مسلمانوں کے پاس بصورت حروف ابجد موجود ہے ' اور جسکو مسلمان علماے ریاضي نے درجات و دقائق و ثواني کي تعیین میں ' اور علماے جغرافیہ نے طول و عرض بلاد کے ذکر میں استعمال کیا ہے ' اور پھر شعراے متاخرین اوس سے مادہ ہاے تاریخ نکالتے هیں -

( ۲ ) مسلمان ان ارقام کو ارقام هندیہ ضرور کہتے هیں لیکن تاریخ کي جہانتک شہادت ہے مسلمان اولاً ارقام کو الفاظ کي صورت میں لکھتے تہے - مثلاً ایک ' دو ' چار - ابتداے فتوحات سے تا عہد عبد الملک تمام صوبوں کے حسابات خود اون صوبوں کے طریق ارقام کے موافق لکھے جاتے تہے - مصر کا حساب قبطی میں ' شام کا رومي میں ' عمان و ایران کا فارسي میں - عبد الملک کے عہد حکومت میں دفتر حساب ایک فارسي الاصل مسلمان صالح بن عبد الرحمن نے عربي میں منتقل کیا ' اسلیے قرین قیاس یہ ہے کہ ارقام هندیہ عربي میں فارسي کي راہ سے آئے هیں ' کیونکہ هندوستان سے عربوں کا علمي تعلق عہد منصور عباسي سے شروع ہوتا ہے -

( ۳ ) موجودہ مستعمل ارقام عربیہ موجودہ یوروپین ارقام سے مختلف هیں ' اسلیے یہ بیان کرنا ضروري ہے کہ موجودہ ارقام عربیہ مختلف زبانوں میں مختلف طریقوں سے لکھے جاتے تہے - وہ طریق ارقام عربیہ جو اہل یورپ میں پھیلا ' محض ابتدائي نقش ہے - ایک شاعر نے ان علامات و ارقام کو چند شعروں میں جمع کر دیا ہے جن سے مناسبت و مشابہت ارقام عرب و ارقام یورپ ظاہر ہوگي :

الف و حاء ثـم حج بعـده * عین و بعـد العین عو ترسـم
هاء و بعد الهـــاء شکل ظاهر * یبدو لہ لمختطاف اذ هو یرقم
صفران ثامنها وقت صما معاً * والواو تاسعهـا بذلـک تختم

اب ان دونوں علامات کا مقابلہ کرو :

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ( عربي قدیم ) | ۱ | ح | حج | ع | عو | ٥ | ٨ | 8 | ر |
| ( موجودہ عربي ) | ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ | ۶ | ۷ | ۷ | ۹ |
| ( یوروپین ). | 1 | 2 | 3 | 4 | 5 | 6 | 7 | 8 | 9 |

( ملخص و مقتبس از المقتطف )

ما كان صلاتهم التي يزعمون انها يدرم (؟) بها عدهم الا مكاء و تصدية (۱)

صلاۃ ( نماز ) جس کی نسبت مشرکین عرب کا زعم تھا کہ یہی عبادت اُن کے کام آئیگی اور اُن کے لیے اجر و ثواب کاباعث ہوگی ' وہ صرف تالی بجانا اور سیٹی دینا تھی (۱)

اسلام نے اس غیر مہذب طریقہ کی اصلاح کی ' اس کو منہدم بنایا ' نماز کی ایک خاص ہیئت مقرر کردی ' اور ایسی مقرر کردی جو انسانی اخلاق ملکوتی کی ترقی کا بہترین ذریعہ ہوسکتی ہے -

یہودیوں اور نصرانیوں میں بھی نماز کا رواج تھا - ایرانیوں میں بھی مغوں ' موبدوں ' اور بادشاہوں کی تعظیم کو نماز کہتے تھے ' مگر یہ خاص طریق خشوع کہیں نہ تھا ' اور نہ عبودیۃ الہی کی حقیقت سے کسی کو واقفیت نہ تھی - یہ خصوصیت اسلام کی ہے ' وہ خود نماز کے تذکرہ میں اس پرزور دیتا ہے :

فاذكروا الله كما علمكم ما لم تكونوا تعلمون ( ۲ : ۱۹۷ )

خدا کو اُس طریق پر یاد کرو اور اُس خاص شکل سے نماز پڑھو جس کی خدا نے تمھیں تعلیم دی ہے اور جس سے پہلے تم ناواقف تھے -

( سجدہ )

( ب ) نماز کا جزو اعظم سجدہ ہے جس کے اصلی معنے اہل لغت نے کمال اطاعت و انقیاد اور خضوع کے لکھے ہیں - کلام عرب میں بھی یہی معنی متبادر تھے - ایک مشہور مصرع ہے :

ترى الاكم فيها سجداً للحوافر

یعنی گھوڑے کی سرعت رفتار کا یہ عالم تھا کہ چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں اُس کے سموں کی مطیع نظر آتی تھیں - قران کریم کی متعدد آیتوں میں یہی معنی مراد ہیں ' مثلاً : والنجم و الشجر يسجدان اور كل له يسجدون ' و نحو هما -

امام رازی سجدہ کے لغوی و اصطلاحی معانی کی نسبت لکھے ہیں :

ان السجود لا شك انه في عرف الشرع عبارة عن وضع الجبهة على الارض فوجب ان يكون في اصل اللغة كذلك لان الاصل عدم التغيير (۲)

کوئی شک نہیں کہ شریعت میں سجدہ کے معنی زمین پر پیشانی رکھنے کے ہیں ' اس سے ضروری ہے کہ اصل لغت میں بھی یہی معنی ہوں کیونکہ اصل الاصول یہی ہے کہ معنی بدل نہ جائیں (۲)

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مصطلحات میں لغوی معنے کی کچھہ نہ کچھہ مناسبت ضرور ملحوظ رہنی چاہیے مگر سجدہ کی شرعی اصطلاح میں یہ مناسبت مفقود نہیں ہے - نماز میں جس انداز سے سجدہ کرتے ہیں ' اُس سے زیادہ فروتنی و تذلل کی اور کیا صورت ہوسکتی ہے ؟ علم اللسان کے جاننے والے جانتے ہیں کہ اصل لغت کے لحاظ سے اصطلاح میں کیا کچھہ تبدیلیاں نہیں ہو جاتی ہیں ؟ رکوع کے معنی صرف جھکنے کے تھے ' اصطلاح نے ایک خاص قسم کے جھکنے کی تخصیص کردی - صلاۃ صرف دعا کو کہتے تھے - اصطلاح نے ایک مخصوص انداز دعا کا نام صلاۃ رکھدیا - جہاد کا لفظ محض سعی و کوشش کے لیے موضوع تھا ' اصطلاح نے اس میں ایک مخصوص سعی کی شان پیدا کردی - وقس علی هذ القياس - عجیب بات یہ ہے کہ خود امام رازی نے "وادخلوا الباب سجداً" کی تفسیر میں سجدہ کے معنی تواضع ہی کے لیے ہیں اور فقط اس قدر معذرت کافی سمجھی ہے کہ سجدہ کے شرعی معنے یہاں درست نہیں آتے ! (۱)

( اقيمو الصلوة )

قران کریم میں صلاۃ کا لفظ جہاں کہیں آیا ہے اقامت کے صیغوں کے ساتھہ آیا ہے - (۲) عربی میں اقامت کے معنی یہ ہیں کہ کسی کام کو اُس کی تمام و کمال شرائط و حدود کے ساتھہ انجام دیا جائے - محاورہ میں کہتے ہیں : اقام القوم سوقهم ' اذا لم يعطلوها عن البيع و الشراء - ایک شاعر اپنے مخصوص قدیم انداز تفاخر میں شکایت کرتا ہے :

اقمنا لاهل العراقين سوق ال‍ ‍ضراب نخاموا وولوا جميعا

روایات میں ہے :

اقامة الصلاة تمام الركوع والسجود والتلاوة والخشوع و الاقبال عليها فيها (۳)

نماز قائم کرنے کے معنی رکوع و سجود اور تلاوت و خشوع کے حق سے نہایت مکمل طریق پر سبکدوش ہونے اور نماز کی غایت کی جانب اچھی طرح توجہ کرنے کے ہیں - (۳)

یعنی ایک مسلمان کے لیے صرف نماز پڑھنا ہی کافی نہیں ہے ' نماز کے اغراض و غایات کی تکمیل بھی ضروری ہے - قران کہیں بھی رسمی نماز ادا کرنے کا حکم نہیں دیتا - وہ تکمیل حدود کا خواستگار ہے اور صاف کہہ رہا ہے کہ بغیر اس تکمیل کے نماز نماز ہی نہیں -

( استعانت بالصبر و الصلاۃ )

قرآن کریم نے استعينوا بالصبر و الصلاة کا دو مقام پر حکم دیا ہے ( استقلال و شکیبائی اور نماز کے ذریعہ مشکلات میں مدد مانگا کرو ' یعنی ان چیزوں سے تم کو اعانت ملیگی ' تمھاری مشکلیں آسان ہو جائینگی ' مہمات امور میں تم کو انھیں سے رجوع کرنا چاہیے ) حدیث میں ہے :

كان رسول الله صلى الله عليه و سلم اذا حزبه امر فزع الى الصلاة (۴)

جب کوئی مہم پیش آتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نماز کی جانب رجوع کرتے - (۴)

دوسری روایت میں ہے :

انهما - اى الصبر و الصلاة - معونتان على رحمة الله (۵)

استقلال اور نماز ' یا یہ دونوں ' نزول رحمت الہی میں اعانت کیا کرتے ہیں - (۵)

دوران تلاوت میں اس تاکیدی حکم پر بارہا تمھاری نظر پڑی ہوگی لیکن شاید ہی کبھی یہ خیال آیا ہو کہ اس کا مدعا کیا ہے ؟ صبر کے معنے یہ نہیں ہیں کہ انسان کے پاس ایک چیز تھی ' جاتی رہی اور وہ چپ ہو گیا کہ نہیں ہے تو نہ سہی :

کھو گیا دل کھو گیا ' ہوتا تو کیا ہوتا امیر ؟
جانے دو ' اک بے وفا جانا رہا جاتا رہا

---

(۱) رواه ابو جعفر محمد بن محمد بن جرير قال حدثنا ابن حميد قال لنا سلمة عن ابن اسحاق وما كان صلاتهم عند البيت الا مكاء و تصدية قال ما كان صلاتهم- الخ

(۲) رازی - ج ۱ ص ۲۹۸ -

(۱) رازی - ج ۱ ص

(۲) قران کریم - ۵ : ۷۰ ' ۲ : ۲۷۷ ' ۷ : ۱۶۹ ' ۹ : ۵و۱۱ ' ۱۳ : ۲۲ ' ۳۵ : ۱۹و۲۶ ' ۴۲ : ۳۶ ' ۵ : ۶۰ ' ۲ : ۲ ' ۹ : ۷۳ ' ۲ : ۴۰و۷۷ ' ۱۰۴ ' ۴ : ۷۹ ' ۷ : ۲۸ ' ۱۰ : ۸۷ ' ۲۴ : ۵۵ ' ۳۰ : ۳۰ ' ۵۵ ' ۸ : ۶۵ ' ۲ : ۸۳ ' ۲۰ : ۲۰ ' الى غير ذلك من آيات كثيرة تدل على ان لا صلاة الا باقامة حدودها و شروطها -

(۳) ابو جعفر قال حدثنا عثمان بن سعيد عن بشير بن عمارة عن ابي روق عن الضحاك عن ابن عباس و يقيمون الصلاة قال اقامة الصلاة الخ -

(۴) ابو جعفر قال حدثني اسماعيل بن موسى الفزاري قال حدثنا الحسين بن رتاق الهمداني عن ابن جريج عن عكرمة بن عمار عن محمد بن عبيد بن ابى قدامة عن عبد العزيز بن اليمان عن حذيفة قال الخ -

(۵) ابو جعفر قال حدثنا القاسم قال حدثنا الحسين قال حدثني حجاج قال قال ابن جريج واستعينوا بالصبر والصلاة قال انهما الخ -

( ۱ ) مادي وہ فرقہ ہے جو کہتا ہے کہ عالم میں صرف دو چیزیں ہیں : وجود مادہ مثلاً لکڑي ‘ پتھر ‘ لوہا - اور قوت مادہ ‘ مثلاً حرارت ‘ حرکت ‘ کہربالیت - یہ تمام قوتیں طول و عرض ‘ بیاض و سواد کیطرح مادہ کو عارض ہیں - بلکہ یہ قوتیں بھي خود مادہ کے مظاہر ہیں -

( ۲ ) لا ادري کہتے ہیں کہ ہم مادہ اور قوت کے وجود کو جانتے ہیں لیکن یہ نہیں جانتے کہ قوت کو مادہ سے کس قسم کا تعلق ہے ؟ جو چیزیں ہمارے ادراک اور احساس میں نہیں آتي ہیں نہ تو ہم اونکو جانتے ہیں ‘ اور نہ ہم انکا انکار کرتے ہیں - ہم اپنے علم کي نفي کرتے ہیں ‘ لیکن اونکے وجود کي نفي نہیں کرتے -

## امریکا کا مکتشف

اب تک بر اعظم امریکا کا مکتشف اول کولمبس سمجھا جاتا تھا ‘ لیکن اب ولایات متحدہ میں چند پتھر ملے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کولمبس سے سوا سو برس پہلے یہاں اہل سویڈن و ناروے آے تھے - اسکے بعد ایک دوسرا پتھر امریکا کے ایک مکانوں میں جسکا نام کنٹسن ہے ‘ اور جو صوبہ بنیسوٹا میں واقع ہے نکلا ‘ اس پر حسب ذیل عبارت لکھي ہوئي پائي گئي :

" ہم سویڈني اور ۲۲ اہل ناروے اپنے ملک سے نیو اسکاٹلینڈ کي تلاش میں نکلے اور مغرب کیطرف چلے ‘ یہاں تک کہ پاني میں دو چٹانوں کے پاس اترے جو اس پتھر سے ایک دن کي مسافت پر واقع ہے - ہم دن بھر شکار کھیلتے رہے - واپسی میں ہم دس سرخ رنگ انسانوں سے ملے جوخون کي پوشاک پہنے تھے اور وہ مرچکے تھے - کنواري مریم ! مصیبت سے بچانا ! ہمارے ساتھہ کے دس آدمي دریا میں ہیں جو کشتیوں کي اس جزیرہ سے ۴۱ دن کے فاصلہ پر حفاظت کر رہے ہیں - سنہ ۱۳۶۲"

## ارتفـــاع سطــح ارضی

سطح زمین کي بلندي و پستي اور اوسکا دوسري زمین کي پستي و بلندي سے باہمي مقابلہ سمندر کي سطح سے کیا جاتا ہے - دنیا کے تمام بر اعظم بلندي و ارتفاع سطح میں باہم برابر نہیں ہیں ‘ سمندر کي سطح سے بلند ترین ٹکڑہ ‘ بر اعظم ایشیا ہے ‘ اور سب سے پست حصہ ‘ بر اعظم یورپ و اسٹریلیا - ترتیب ارتفاع حسب ذیل ہے :

| بر اعظم | سطح آب معدل ارتفاع |
|---|---|
| ایشیا | ۹۵۰ میٹر |
| افریقہ | ۶۵۰ میٹر |
| امریکا جنوبي | ۶۳۰ میٹر |
| امریکا شمالي | ۶۰۰ میٹر |
| اسٹریلیا | ۲۸۰ میٹر |
| یورپ | ۲۸۰ میٹر |

## حقیقـــة الصـــلاة

ان الصلوة تنهی عن الفحشاء و المنكر ‘ و انها لكبيرة الا على الخاشعين

( ۱ )

ایمان بالغیب کے بعد قرآن کریم کي سب سے پہلي تعلیم اقامت صلاۃ ہے کہ نمازکو قائم کرو - ہم کو اس سے بحث نہیں کہ صلاۃ ( نماز ) کے احکام و اقسام کیا ہیں اور کیوں ہیں ؟ ہمارے پیش نظر صرف نماز کی وہ خصوصیت ہے جس کو مسجد نشینوں میں نہ پاکر ایک اہل دل نے میکدہ کے دروازے کھٹکٹائے تھے کہ :

باشد کہ دریں میکدہا دریابیم
آں نور کہ در صومعہا گم کردیم

اس ذیل میں متعدد امور بحث طلب ہیں :

( لفظ صلاۃ )

( الف ) ادبیات عرب میں صلاۃ کسے کہتے ہیں ؟

کلام جاہلیت میں یہ لفظ دعا کے لیے استعمال ہوتا تھا - اعشی کا قول ہے :

لها حارس لا يبرح الدهر بيتها * وان ذبحت صلي عليها وزمزما

اصلي علیها ‘ یعني بدلک دعالہا ( اُس کے لیے دعا کی ) ایک اور جاہلي شاعر کا شعر ہے :

و قابلها الريح صفي دفها * و صلي على دنها و ارتسم

یہاں بھي دعا ہي کے معني ہیں - ایک اور قصیدہ میں ہے :

علیك مثل الذي صليت فاعتصمي
عيناً ‘ فان لجنب المرء مضطجعا -

صلاۃ کے دوسرے معنی لزوم کے تھے - عہد جاہلیت کي ایک نظم کا یہ شعر مشہور ہے :

لم اكن من جناتها علم الله * و اني بحرها اليوم صالي

یہاں صالي کے معنے لزوم رکھنے والے کے ہیں -

کسي شخص کے پیرو کو بھي مصلي کہتے تھے ‘ اور اس پیروي و اتباع کا نام صلاۃ تھا - اصل میں مصلي کا لفظ گھوڑے کے لیے موضوع تھا جو کسي دوسرے گھوڑے کے پیچھے پیچھے چلتا ہو - بعد میں تخصیص جاتي رہي ‘ معني میں تعمیم آگئي اور ہر قسم کي پیروي کو صلاۃ اور پیرو کو مصلي کہنے لگے -

یہ تو صلاۃ کے عام معنی ہوے ‘ لیکن مشرکین عرب میں صلاۃ کا ایک خاص طریقہ تھا ‘ جس کي تشریح قران کریم نے کي ہے ‘ سورۂ انفال میں ہے :

| | |
|---|---|
| و ما كان صلاتهم عند البيت | خانۂ کعبہ کے پاس اُن کي نمازکیا |
| الا مكاء و تصدية ‘ فذوقوا | تھي ؟ تالي بجاني اور سیٹي دیني ‘ |
| العذاب بما كنتم تكفرون | تم جو کفر کیا کرتے تھے ‘ اب اُس کے |
| ( ۸ : ۳۶ ) | بدلے عذاب کا مزہ چکھو - |

روایات و آثار سے بھی اس کي تائید ہوتي ہے - ایک روایت میں ہے :

( و ) نماز کیا ہے؟ خدا کے ساتھہ تعلقات بندگی کو تازہ کرنا اور اپنے قواء بہیمیہ کے خلاف اپنے قواء ملکوتیہ کو قوی رکھنے کی سعی ہے -

دنیا کی جھوٹی ہستیاں جو اپنی شان و شوکت و جبروت و جلالت سے دلوں پر ایک طرح کی مرعوبیت کا نقش بٹھاتی ہیں ' اُن سے بیزاری و استغفار کرکے صفحۂ قلب سے نقش باطل کو دھو ڈالنا اور انسانی زندگی کو روحانی و مادی دونوں حیثیتوں سے بہترین نمونۂ سعادت بنانے کے لیے حسن توفیق کا طلبگار ہونا - پس نماز بندے یعنی خدا کی ایک معیت اور صحبت ہے اگر اسکے تعلق کو صحبت و معیت کے لفظ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے - یہ معیت اول سے لیکر آخر تک قائم رہتی ہے - یہی وہ مقام ہے جہاں صرف خدا ہے اور خدا کی یاد ہے ' بندے اور خدا کے ما بین کوئی چیز حائل نہیں ہوتی :

ان الصلاة اولها لفظة " الله " و آخرها لفظة " الله " في قوله " اشهد ان لا اله الا الله " ليعلم المصلی انه من اول الصلاة الی آخرها مع الله -

نماز کی ابتدا " اشهد ان لا اله الا الله " پر اور انتہا السلام علیکم و رحمة الله پر ہوتی ہے ' یعنی اول میں بھی الله ہی کا لفظ ہے اور آخر میں بھی - یہ اس لیے ہے کہ نمازی کو معلوم ہوجائے کہ نماز میں اول سے آخر تک وہ الله ہی کے ساتھہ ہے -

فان قال قائل فقد بقی من الصلاة قوله " و اشهد ان محمدا رسول الله " والصلاة علی الرسول و التسليم ' فنقول : هذه الاشياء دخلت لمعنی خارج عن ذات الصلاة ' و ذلك لان الصلاة ذكر الله لا غير ' لكن العبد اذا وصل بالصلاة الی الله و حصل مع الله لا يقع في قلبه انه استقل و استبد و استغنی عن الرسول (۲)

اگر یہ اعتراض ہو کہ نماز میں اشهد ان محمداً رسول الله ' اور " اللهم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک و سلم " بھی ہے ' تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ چیزیں اصل نماز کے معنی سے خارج ہیں - یہ ایک اوپری بات کے لیے داخل ہوگئی ہیں - سبب یہ ہے کہ نماز صرف خدا کی یاد کا نام ہے - اس کے علاوہ نماز اور کوئی چیز نہیں ہے لیکن نماز کے ذریعہ بندہ جب خدا تک پہونچ جا تا ہے اور خدا کی قربت اُسے حاصل ہوجاتی ہے تو اسکے دل میں یہ خطرہ نہ آنا چاہیے کہ رسول کی ہدایت سے میں آزاد ہوگیا ' مستبد بن گیا ' اب میں تعلیمات رسالت سے بالکل ہی بے نیاز و مستغنی ہوگیا ہوں - [ ۲ ]

( ز ) نماز کی مواظبت سے کیا بات حاصل ہوتی ہے؟ حدیث میں ہے :

جاء رجل الی النبي صلی الله علیه و سلم فقال : ان فلاناً یصلي باللیل فاذا اصبح سرق ؟ فقال : لتنهنها ما تقول [۳]

ایک شخص نے رسول الله صلی الله علیه و سلم کی خدمت میں گذارش کی کہ فلاں شخص رات کو نماز تو پڑھا کرتا ہے اور جب تڑکا ہوتا ہے تو چوری کرتا ہے ' آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ جس چیز کو تم کہہ رہے ہو یعنی اداے نماز - یہی چیز اُس کو اس حرکت سے روک دیگی " [۳]

( ح ) یہ بات کیونکر حاصل ہوتی ہے اور اس کا سبب کیا ہے؟ احادیث میں اس کی جو حقیقت مذکور ہے اور آثار و اخبار سے اس موضوع پر جو روشنی پڑتی ہے ' اس کا اقتباس یہ ہے :

---

( ۲ ) تفسیر کبیر - ج ۵ - ص ۱۶۵

( ۳ ) رواه الامام احمد بن حنبل قال حدثنا وکیع ' اخبرنا الاعمش ' قال انبا سالم عن ابي هريرة قال جاء رجل الی النبي ( صلعم ) الخ -

---

في الصلاة منتهی و مزدجر عن معاصی الله (۱)

نماز میں خدا کی نافرمانیوں سے باز رکھنے اور روکنے کی صفت ہے (۱)

من لم تنهه صلاته عن الفحشاء والمنكر لم یزدد بصلاته من الله الا بعداً (۲)

جس شخص کو اُس کی نماز نے بے حیائی اور برائی سے نہ روکا وہ نماز پڑھکر خدا سے اور بھی دور ہوگیا (۲)

قيل لابن مسعود : ان فلانا کثیرالصلاة ؟ قال : فانها لا تنفع الا من اطاعها [۳]

عبد الله بن مسعود سے ایک شخص کا تذکرہ ہوا کہ فلاں شخص بہت نمازیں پڑھا کرتا ہے - ابن مسعود نے کہا : نماز اُس شخص کو نفع دیتی ہے جو نماز کی اطاعت کرے - [۳]

من لم تامره صلاته بالمعروف و تنهه عن المنکر لم یزدد بها من الله الا بعداً [۴]

نیکی کرنے اور برائی سے روکنے کے لیے جس کی نماز حکم نہ دیتی ہو تو ایسی نماز نے خدا سے اور دوری بڑھا دی [۴]

لا صلاة لمن لم یطع الصلاة ' و طاعة الصلاة ان تنهی عن الفحشاء والمنکر ' قال قال السفیان : قالوا یا شعیب أصلاتک تامرک ؟ قال فقال سفیان ؟ ای والله تامره و تنهاه [۵]

جو نماز کی اطاعت نہ کرے اُس کی نماز نماز ہی نہیں - نماز کی اطاعت یہ ہے کہ وہ انسان کو بد اخلاقی اور برائی سے روکے - حضرت سفیان سے سوال ہوا کہ قرآن کریم کی اس آیت سے کیا مراد ہے کہ " کفار نے کہا اے شعیب ! کیا تیری نماز تجھے حکم دیتی ہے ؟ " سفیان نے جواب دیا - ہاں خدا کی قسم ' نماز حکم دیتی ہے اور منع بھی کرتی ہے [۵]

من صلی صلاة لم تنهه عن الفحشاء والمنکر لم یزدد بها من الله الا بعداً [۶]

جس نے نماز پڑھی مگر اُس نماز نے بد اخلاقی اور برائی سے اُس کو باز نہ رکھا تو جناب الہی سے قرب و تعلق کی جگہ اُسکا اور فاصلہ بڑھگیا [۶]

من لم تنهه صلاته عن الفحشاء والمنکر فانه لا یزداد من الله بذلك الا بعداً [۷]

جس کی نماز اس کو بد اخلاقی اور برائی سے مانع نہ ہوئی تو بجز اس کے کہ اس نماز کی بدولت خدا سے اس کی دوری بڑھجاے ' اور کوئی فائدہ نہیں [۷]

یعنی نماز انسان کی زندگی کو پاک کرنے والی ' شریفانہ کریکٹر بنانے والی ' تہذیب نفس و تربیت ضمیر کی روح بڑھانے والی چیز ہے - یہی سبب ہے کہ اسلام نے اداے نماز پر سب سے زیادہ زور دیا ہے اور ہر جگہ اسکی اهمیت پر دنیا کو توجہ دلائی ہے - کسی قوم یا کسی فرد کی کامیاب زندگی کے لیے ان باتوں کی جیسی کچھہ

---

( ۱ ) رواه علی قال حدثنا قال ثنی معاویة عن علي عن ابن عباس قوله ان الصلاة تنهی عن الفحشاء و المنکر یقول في الصلاة الخ -

( ۲ ) القاسم قال حدثنا الحسین قال ثنا خالد بن عبد الله عن العلاء بن المسیب عمن ذکره - وقد سمی الراوي اسمه - عن ابن عباس في قوله الله تعالی ان الصلاة تنهی عن الفحشاء و المنکر -

( ۳ ) القاسم قال ثنا الحسین قال ثنا خالد قال قال العلاء بن المسیب عن سمرة بن عطیه ' قال قیل لابن مسعود الخ -

( ۴ ) الحسین قال ثنا ابو معاویه عن الاعمش عن مالک بن الحرث عن عبد الرحمن بن [illegible] قال الخ -

( ۵ ) الحسن قال ثنا علی بن هاشم بن برید عن جوهر عن الضحاک عن ابن مسعود عن النبي صلی الله علیه وسلم انه قال الخ -

( ۶ ) علی بن اسماعیل بن مسلم عن الحسن قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الخ ' و برواية اخری عن یعقوب قال ثنا ابن علیه عن یونس عن الحسن قال الخ -

( ۷ ) بشر قال ثنا [illegible] قال ثنا سعید عن قتادة و الحسن قالا الخ -

صبر کے حقیقی معنی یہ ہیں کہ مافات پر غم و اندوہ کرنا بے سود ہے - انسان کو ہر ایک مشکل میں مستقل مزاج رہنا چاہیے اور کوشش ہونی چاہیے کہ جو چیز جاتی رہی ' پھر اس کا نعم البدل مل سکے ' اور جب تک بہترین صورت میں تلافی نہ ہوجاے سلسلۂ سعی و تدبیر میں خلل نہ آنے پاے - اسی طرح نماز سے بھی صرف ایک رسم کا پورا کردینا مقصود نہیں ہے بلکہ خدا سے اپنے تعلقات کا تازہ کرنا اور موثرات دنیاوی سے کنارہ کش ہوکر نفس میں ایک اعلے تصور قدسی پیدا کرنا مد نظر ہے - ظاہر ہے کہ یہی دونوں چیزیں انسانی زندگی کو کامیاب بناسکتی ہیں اور یہی کامیابی اسلام کی نظر میں ہے - ( صبر کی مزید تحقیق آگے آئیگی )

## ( ۳ )

( الف ) نماز کی غرض و غایت کیا ہے ؟ قرآن کریم نے خود اس کی تشریح کی ہے -

اتل ما اوحي اليك من الكتاب و اقم الصلاة ان الصلاة تنهى عن الفحشاء و المنكر ' و لذكر الله اكبر ' و الله يعلم ما تصنعون ( ۲۹ : ۴۱ )

کتاب میں سے تم پر جو وحی اتری ہے اس کو پڑھو اور نماز کو درست طریق پر ادا کرو ' حقیقت میں نماز تمام بد اخلاقیوں اور برائی سے روکتی ہے ' اور اللہ کی یاد سب سے برتر ہے - اللہ تمہاری کارگری کو خوب جانتا ہے -

( الفحشـــاء او المنكر )

( ب ) فحشاء و منکر ( بے حیائی اور برائی ) سے کیا مراد ہے ' اور ان چیزوں سے روکنے کے کیا معنے ہیں ؟ اس کی یوں تفسیر کی گئی ہے :

الفحشاء ما قبح من العمل كالزنا مثلاً و المنكر مالا يعرف في الشريعة ' اى تمنعه عن معاصي الله و تبعده منها ' و معنى نهيها عن ذلك ان فعلها يكون سببا للانتهاء عنهما (۱)

جو قبیح کام ہوں جیسے حرام کاری - ان کو فحشاء کہتے ہیں ' اور قانون اسلام نے جس چیز کی اجازت نہ دی ہو وہ منکر ہے - آیت کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی نافرمانیوں سے انسان کو نماز روکتی ہے اور گناہوں سے دور کردیتی ہے ' یعنی نماز کا فعل یہ ہے کہ ان چیزوں سے باز رہنے کا وہ سبب ہوا کرتی ہے (۱) -

یہی سبب ہے کہ ہم نے فحشاء کا ترجمہ بد اخلاقی سے کیا ہے کہ لفظ جامع ہے -

( ج ) فحشاء و منکر سے روکنے کا طریق کیا ہے ؟ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں :

قال ابو العالية في قوله تعالى ان الصلاة تنهى عن الفحشاء و المنكر ' قال : ان الصلاة فيها ثلاث خصال ' فكل صلاة لا يكون فيها شي من هذه الخصال فليست بصلاة ' (۱) الاخلاص (۲) و الخشية (۳) و ذكر الله ' فالاخلاص يامره بالمعروف ' و الخشية تنها عن المنكر و ذكر الله القرآن يامره و ينهاه (۱)

نماز فحشاء و منکر سے روکتی ہے ' اس کی تفسیر میں ابو العالیہ کا قول ہے کہ نماز میں تین خصلتیں ہیں ' ان میں سے اگر کوئی خصلت بھی کسی نماز میں نہ ہو تو وہ نماز ہی نہیں ہے - وہ خصلتیں یہ ہیں (۱) خلوص (۲) خوف خدا (۳) یاد الہی - خلوص کا فعل یہ ہے کہ وہ نماز پڑھنے والے کو نیک کام کا حکم دیتا ہے ' خوف خدا برے کاموں سے روکتا ہے ' اور یاد الہی ( یعنی قرآن ) کا فعل امر و نہی دونوں کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے (۱) -

( د ) فحشاء و منکر سے نہ روکنے والی نماز کس حکم میں ہے ؟ امام رازی نے اس بارے میں نہایت محققانہ جواب دیا ہے :

الصلاة الصحيحة شرعاً تنهى عن الامرين مطلقاً ' و هي التي اتى بها المكلف لله ' حتى لو قصد بها الرياء لا تصح صلاته شرعاً ' و تجب عليه الاعادة -(۲)

اصول شریعت کے رو سے جو نماز صحیح کہی جاسکتی ہے وہ ان دونوں امور فحشاء و منکر سے روکتی ہے - یہ وہی نماز ہے جو ایک عاقل و بالغ مسلمان خدا کے لیے ادا کرے - اس باب میں یہاں تک تحدید کردی گئی ہے کہ اداے نماز سے اگر کسی کا مقصود نمایش و نمود ہو تو وہ نماز شرعا درست نہوگی ' اس کو دوبارہ ادا کرنا چاہیے (۲) -

( ہ ) بعض مفسرین کے ذوق تدقیق نے اس موقع پر ایک بات یہ بھی پیدا کی ہے کہ نماز انسان کو فحشاء و منکر سے باز تو رکھتی ہے تاہم حقیقت میں یہ فعل نماز کا نہیں ہے - آیات قرآنیہ کا ہے جنکی نماز میں تلاوت کی جاتی ہے اور پھر اسکی نسبت طول طویل بحثیں کی ہیں ' لیکن ان سب کا ماحصل نزاع لفظی اور بحث مالا ینفع سے زیادہ نہیں - علامہ طبری نے کہ فن تفسیر بالروایات کے امام ہیں خوب لکھا ہے :

الصواب من القول في ذلك ان الصلاة تنهى عن الفحشا و المنكر كما قال ابن عباس و ابن مسعود ' فان قال قائل و كيف تنهي الصلاة عن الفحشاء و المنكر ان لم يكن معنيا بها ما يتلى فيها ؟ قيل تنهى من كان فيها فتحول بينه و بين اتيان الفواحش لان شغله بها يقطعه عن الشغل بالمنكر ' و لذلك قال ابن مسعود : من لم يطع صلاته لم يزدد من الله الا بعدا ' و ذلك ان طاعته لها اقامته اياها بحدودها ' و في طاعته لها مزدجر عن الفحشاء و المنكر ...... من ابى فاحشة او عصى الله بما يفسد صلاته فلا شك انه لا صلاة له (۳)

اس باب میں درست و صحیح قول یہی ہے کہ فحشاء و منکر سے نماز ہی روکتی ہے - ابن عباس و ابن مسعود بھی اسیکے قائل ہیں ' لیکن اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اگر وہ آیتیں مراد نہیں ہیں جو نماز میں پڑھی جاتی ہیں تو پھر نماز فحشاء و منکر سے کیونکر روک سکتی ہے ؟ جواب میں یہ کہا جائیگا کہ نماز میں جو مشغول ہوگا نماز اس کو روکیگی ' یعنی اس کے اور فحشاء کے مابین یہ نماز حائل ہو جائیگی ' اس لیے کہ نماز مشغلہ نمازیوں کو شغل منکر سے منقطع کردیگا - ابن مسعود نے اسی لیے کہا تھا کہ جس شخص نے اپنی نماز کی اطاعت نہ کی اسے بجز اس کے اور کوئی نفع نہ ہوا کہ خدا ہی سے اس کی جدائی اور بڑھ گئی اور جو اچھے نتیجے تھے اس میں کمی آگئی - سبب یہ ہے کہ نماز کی اطاعت کرنے کے معنی ہی یہ ہیں کہ نماز کو اس طرح پڑھیں کہ جتنے ارکان حدود ' شرائط اور لوازم نماز ہیں ' سب کے سب ادا ہوجائیں - جب یہ حالت ہوگی اور اس طرح نماز کی اطاعت کی جائیگی ' تو اس اطاعت میں لامحالہ فحشاء و منکر سے باز رہنے اور دور رکھنے کی خصوصیت ہوگی ...... اب اگر کسی نے فحشاء کا ارتکاب کیا یا خدا کی کوئی ایسی نافرمانی کی جس سے نماز میں خلل آتا ہو ' تو اس کی نماز بے شبہہ نماز نہوگی (۳)

(۱) فتح البیان [ طبع مصر ] ج ۷ ص ۱۶۱

(۱) ابن کثیر علی هامش البیان ج ۷ ص ۲۹۰

(۲) تفسیر کبیر - ج ۵ ص ۱۶۴

(۳) ابن جریر - ج ۲۰ - ص ۹۲ و ۹۳ -

دوسري سڑک پر زیادہ تر هوٹل ' تماشہ گاهیں ' اور آخر میں ایک باغ ہے جہاں لوگ روزانہ اور خصوصاً شام کو جوق در جوق سیر و تفریح کے لیے آتے هیں - یہاں ارمنیوں کے تخت ( طائع یا چوکی ) رنگا رنگ کی پوشاکیں پہنے هوے نہایت دلگداز گانے گایا کرتے هیں - انکے پاس خاص قسم کے پیانو' دف ' کمنتجان' اور آرگن هوتا ہے - اسی سڑک پر اس باغ سے قریب ایک بڑا قہوہ خانہ بھي ہے - اسمیں کردوں کا ایک تخت ہے جسمیں عورتیں اور مرد دونوں هیں - انکي پوشاکیں رنگا رنگ کي هوتي هیں جنکے حاشیے کارچوبي چھڑیوں سے آراستہ هوتے هیں - انکے پاس پیانو' دف' منددلین اور بہت سے تار والے ساز هوتے هیں' جنمیں سے هر ایک کو یہ لوگ جیتارہ کہتے هیں ( غالباً یہ لفظ در اصل سہ تارہ هوگا ) -

دیسي حصہ میں باغ ' جامع مسجدیں ' اور بازار هیں جو یہاں بازار هي کہلاتے هیں - ان میں سب سے بڑے بازار میدان بازار ' ارمن بازار ' اور شیطان بازار هیں - جیسا کہ مشرقي شہروں کا قاعدہ ہے اس حصہ کي سڑکیں تنگ اور اژدهوں کي طرح پیچیدہ هیں -

تفلیس میں ایک چھوٹی سي نہر ہے جسکو کورا کہتے هیں - ایک اور نہر اس سے بھي چھوٹي ہے اسکو فیرا کہتے هیں - پہلي نہر پر کئي پن چکیاں بھي هیں -

یہاں ایک مکان ہے جسمیں رات کو ( بشرط فرمایش ) دیسي ناچ هوتا ہے - دیسي ناچ کي دو قسمیں هیں : اهل مزج کے ناچ کو مزجنیکا کہتے هیں ' اور کرجي ناچ کو کیدا داري -

تفلیس میں ایک مجسمہ ہے جو مجسمہ فارانسواف کے نام سے مشہور ہے - مار انسوف قوقار کا گورنر تھا -

اسکے قریب هي دیسي کانوں کي ایک مشہور دکان ہے جس کا نام ناد کو رادیہ ہے -

تفلیس میں اذان گاهیں بلند نہیں هوتیں بلکہ تونس کي طرح هوتي هیں - یہاں بہت سے هوٹل بھي هیں جنمیں سب سے بڑا اور سب سے زیادہ خوشنما اور رنگیل هوٹل ہے جو گورنر کي کوٹھي کے قریب ہے اور یورپ کے اول درجہ کے هوٹلوں سے کسي بات میں کم نہیں - اس هوٹل کا کھانا نہایت عمدہ هوتا ہے - اسکي صفائي' ترتیب' اور انتظام کي عمدگي کي بابت اسقدر کہدینا کافی ہے کہ اس کا منیجر ایک فرانسیسي ہے - بخلاف دوسرے هوٹلوں کے کہ انکے منیجر کرجي هیں اور انکي وهي حالت ہے جو مصر میں یونانیوں کے هوٹلوں کي ہے -

اس هوٹل کے آگے اور گورنر کي کوٹھي کے پیچھے کوہ قدیس داود ہے - ٦ - بجے شام سے اس پہاڑ کي هوا عجیب تازگي بخش و نشاط انگیز هو جاتي ہے - یہاں لوگ جوق در جوق سیر و تفریح کے لیے آتے هیں - خصوصاً شب کو تو بکثرت آتے هیں اور ایک قسم کي برقي سیڑھي میں بیٹھکر چڑھتے هیں - جاتے هوے راستہ اوپر دس منٹ کا ہے' اور آتے میں تو اس سے بھي کم ہے - پہاڑ کے اس تہائي حصہ میں جو شہر کي طرف واقع ہے' قدیس داود کي خانقاہ ہے -

یہ پہاڑ تفلیس کي بہترین نزهتگاہ ہے - اسمیں تمام برقي روشني ہے - کھانے کي دکانیں ' قہوہ خانے ' اور گانے والوں کے تخت هیں جنکے نغمے طرب انگیز اور دلگداز هوتے هیں - ساز میں سے انکے پاس چنگ ' بانسري' نقریہ ' ( ایک قسم کا ساز جو انگلیوں کي ضرب سے بجایا جاتا ہے ) هوا کرتے هیں -

اس پہاڑ کي چوٹي پر سے تفلیس کے تمام منظر دکھائي دیتے هیں - لیکن شہر کا منظر رات کو دن سے زیادہ خوشنما هوتا ہے' کیونکہ رات کو نظر خیرہ کن روشني کي جگمگاهٹ سے ایسا معلوم هونے لگتا ہے گویا تمام شہر میں ایک عجیب باقاعدہ چراغاں هو رہا ہے !

تفلیس هر چہار طرف سے پہاڑوں میں محصور ہے - اسلیے مصر میں جس گرمي سے آپ بھاگتے هیں اس سے یہاں زیادہ سابقہ پڑتا ہے - لیکن جب هوا میں اعتدال پیدا هوجاتا ہے تو پھر یہاں کي هوا روح و جسم میں نشاط و تازگي پیدا کرتي ہے ' اور مسافر کا جي چاهتا ہے کہ ضرور ٹھہرے گو چند دن هي سہي -

گورنر کي کوٹھي سے تھوڑي دور پر ایک میدان ہے جو میدان ایریفان کہلاتا ہے - اسي میدان میں ٹریموے کي لائنیں منقسم هوتي هیں اور شہر کے مختلف اطراف میں جاتي هیں - تفلیس میں بعض مسلمان جیسے بابا نوف اور حصانوف کروڑپتي هیں - پیرس کي ڈاک برلن ' سینٹ پیٹرسبرگ ' موسکو' خارکوف ' روستوف' اور باکو هوتي هوئي تفلیس میں آٹھویں دن پہنچتي ہے -

تفلیس کي آبادي ۴ لاکھ ہے جسمیں ۳۰ هزار روسي' ایک لاکھ ۸۰ هزار ارمني ' ایک لاکھ کورجي' ۹۰ هزار مسلمان' اور ۵ هزار یہودي هیں -

تفلیس میں ایک عجائب خانہ ہے جسمیں وہ جھنڈے ابتک محفوظ هیں جو قوقار کے سردار اور هیرو یعني شیخ شامل نے روس کے ساتھ جنگ میں استعمال کیے تھے - ان جھنڈوں پر " نصر من اللہ و فتح قریب و بشر المومنین یا محمد " لکھا هوا ہے - ایک تختی ہے جسمیں شیخ شامل کي تصویر بني هوئي ہے - ان دونوں کے علاوہ بہت سے ایسے جھنڈے بھی هیں جن پر قرآن پاک کي بعض آیات اور وسط میں شمشیر بکف شیر کي تصویر ( جو ایرانیوں کا نشان ہے ) بني هوئی ہے - ان جھنڈوں کے سوا اور قسم کے جھنڈے بھي هیں -

بہت سی تصویریں هیں جنمیں زیادہ تر شیخ شامل کي جنگ کے واقعات دکھائے گئے هیں - پرانے اسلحہ اور توپیں بھي هیں - توپوں پر عربي اور ترکی میں بعض عبارتیں کندہ هیں - ایک بہت بڑي تختي ہے جسمیں روس کے داخلے کو دکھایا گیا ہے -

بعض پرانی ترکی تحریریں اور دیگر نفیس آثار بھي موجود هیں - تفلیس کے نواح میں کود جور اور مابخلیس هیں - یہ دونوں مقام آب و هوا کے اعتدال میں مشہور هیں - حتی کہ گرمیوں میں بھی قریباً گرمي کا نام و نشان نہیں هوتا - یہاں میدان ایریفان سے موٹرکار پر جاتے هیں -

تفلیس میں ایک موٹر کار کمپني ہے جسکي گاڑیاں تفلیس اور بلاد قوقاز کے ما بین نہایت عمدہ راستہ سے سفر کرتي هیں - دس گھنٹہ کا راستہ ہے - ان اطراف میں ریل پر سفر کا راستہ دوسرا ہے جہاں نہ مناظر هیں ' نہ خوبي و جمال ' اور پھر راستہ ۲۴ گھنٹہ سے کم نہیں -

موٹر میں سب سے عمدہ نشست اول درجہ کي ہے جو چلانے والے کے پیچھے هوتي ہے - جانے کا کرایہ بیس ساڑھے بیس روبل ہے ( یعني تقریباً پچاس روپیہ ) اور واپسي کا بھي اتنا هي -

میں چند اور سیاحوں کے ساتھ موٹر پر بیٹھا اور قوقار کے مشہور سلسلہ کوہ سے گزرا - یہ راستہ کورجیہ کا جنگي راستہ کہلاتا ہے - کیونکہ روسي فوج نے جنگ کے زمانے میں یہي راستہ اختیار کیا تھا -

ان پہاڑوں کے رہنے والے اکثر کرجي عیسائي هیں - تاهم ان میں الانکون اور الامیتن بھي رہتے هیں' مگر یہ یاد رکھنا چاهیے کہ وہ سب مسلمان نہیں هیں -

ضرورت ہے ظاهر ہے - قدرت نے مسلمانوں کو ساري دنیا پر حکومت کرنے اور هر قسم کے روحاني و مادي ترقیات کا مجموعــه بنانے کے لیے پیدا کیا تھا - تـرقي کا سب سے بـڑا اور سب سے موثر ذریعه کریکٹر اور کامل زندگی ہے ' اور اسي کی بهترین محرک نماز ہے -

جس نماز کو تم ایک رسمي چیز سمجهه رہے هو' جس کو عهد قدیم کا ایک بے کار و بے سود رواج مانتے هو' جس کے ادا کرنے میں تمهیں کیا کیا موانع پیش نہیں آتے ' جسے پڑهنے بهي هو تو:

"بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر"

کا حال هوتا ہے - وهي نماز ایسي چیز تهي که اگر اس کي حقیقت پر تمهیں عبــور هوتا تو اُس وقت تمهــاري! حالت بـدلي هوئي نظر آتي ' اور تم یوں مقهور و مغلوب نه هوتے - کیونکه تم میں سے هر فرد ایک ایسا اعلی اور مکمل اخلاقي کریکٹر رکهتا جو دنیا میں صرف عزت و عظمت ' هیبت و جبروت ' حکومت و فرمانروائي ' اور طاقت و طاقت فرمائي هي کیلیے ہے - اسکي مزید تشریح اور معارف صلاۃ کا انکشاف آگے چلکر ایک مستقل عنوان کے تحت میں آئیگا - یه محض ایک سرسري اشاره تھا -

چه بودے ار بدل ایں درد هم نہاں بودے
که کار من نه چنیں بودے ار چناں بودے

غور کرو ! جو نماز تم پڑهتے هو' جس عبادت پر تمهیں ناز ہے ' جو انداز پرستش تم نے قائم کر رکها ہے ' وه حقیقت سے کس قدر دور ہے ؟ کیا اُس نے کبهي تمهیں فواحش و منکرات سے روکا ؟ کیا اُس کے ذریعه تمهارا کیرکٹر پاک و بلند هوسکا ؟ کیا اُس کي مواظبت نے تم میں کوئي روحانیت پیدا کي ؟ کیا تمهاري تنزل پذیر حالت اُس کے طفیل ایک ذرا بهي بدلی ؟ کیا خدا کا تعلق اور مخلوق کا رشته تمهارے هاتهه آسکا ؟ اگر جواب نفي میں ہے تو پهر کیا یه وهی نماز ہے جسکي نسبت حضرت فاروق اعظم نے ایک بیخودانه لہجے میں فرمایا تھا : لا حظ في الحیاة و قد عجزت عن اقامة الصلاة ( اداے نماز هي کي استطاعت نه رهي تو پهر زندگي میں کیا لطف رها ؟ )

( البقیه تتلی )

---

## اکسیر شفا دافع طاعون و وبا

ایک کروڑ انسان به مرض مار چکي ہے

یهي ایک دوا ہے جس کے استعمال سے هزاروں مریض تندرست هوچکے هیں اگر وبا زده مقامات میں بطور حفظ ماتقدم هر روز ۵ بوند استعمال کي جائے تو پینے والا حمله مرض سے محفوظ رهتا ہے - هدایات جس سے مرض دوسرے پـر حمله نہیں کــرتا ' اور مفید معلومات کا رساله ایک سو صفحه کا مفت

آب حـــیات

کا قصه مشهور ہے اب تک کسي نے اسکي تحقیقات نہیں فرمائي محققان یورپ حــکما سلف خلف کے تحقیق کــرده مسایل وغیره و علمي تجربات و مشاهــدات اور مختلف عوارض کس طــرح دور هو سکتے هیں اس کي علمي عملي ثبوت -

ایــک سو ۳۲ صفحه کي کتاب

لا علاج کهنه بیماریوں - مثلاً کمزوري - هر طرح کے ضعف باه - عقر - بواسیر - نواسیر - ذیابیطس - درد گرده ' ضعف جگر کا شرطیه ٹهیکه پر علاج هوسکتا ہے فارم تشخیص منگواؤ -

پته حکیم غلام نبي زبدة الحکما مصنف رساله جواني دیواني - ذیابیطس نقرس در دگونه ضیق النفس وغیره لاهور موچي دروازه لاهور -

---

# عـالم اسـلامی

## از تفلیس تا بــلاد چــرکس

اثر : محمود رشاد بے

مسلمانوں کے موجوده تنــزل و مصائب کا سبب انکا باهمي تفرقۂ جسماني و معنوي ہے - اســلام کو اگر ایک خاندان فرض کیا جاے تو نظر آئیگا که اسکے تمام ممبر دنیا کے مختلف گوشوں میں اس طرح متفرق هوگئے هیں که ایک کو دوسرے کي خبر نہیں -

ایک نهایت اهم خدمت قلمي یه ہے که تمام موجوده عالم اسلامی کے تفصیلي حالات اردو میں شائع کیے جائیں اور مسلمانان هند کے حالات سے دیگر ممالک کو واقف کیا جــاے -

یه سلسلۂ مضامین جو گذشته نمبر سے شروع هوا ہے ' اسی مقصــد پر مبنــی ہے اور امیــد ہے که قارئین کــرام دلچسپی کے ساتهه مطالعه فرمائینگے -

سب سے زیاده قابل غور حصه اس میں یه ہے که وسط ایشیا روس کے زیر نگین آ کر اس طرح یکایک فسق فجور کا گهر بن گیا ہے ؟

تفلیس عصر مسیحی کے اوائل میں ایک نا قابل ذکر چهوٹا سا گاؤں تھا - پانچویں صدي عیسوي میں اتفاقاً ایک بادشاه شکار کهیلتا هوا ادهر آ نکلا - یهاں اسنے پهاڑ میں گرم پاني کا ایک چشمه دیکها - یــه چشمه کچهه ایسا پسند آیا که اپنــا دار السلطنت مشخیت سے یهاں لے آیا - مشخیت اب ایک چهوٹا سا شهر ہے جو تفلیس سے ریل میں ایک گهنٹه کي مسافت پر واقع ہے - تفلیس میں اگر یه چشمه نه هوتا تو وه همیشه گمنامی میں پڑا رهتــا اور کوئي اسکا نام بهي نه سنتا - سچ یه ہے که تفلیس کے اقبال کا سر چشمه یهي چشمه تھا !

سنــه ۱۳۹۰ ع میں تیمور نے اسے فتح کرکے آگ اور تلوار کي گرم بازاري کی - مردوں کو قتل کیا ' عورتوں کو قید کیا ' اور شهر کی عمارتوں میں آگ لگا دي - تیمور کے بعد ایرانیوں کا تسلط هوا - وه عرصه تـک اس پر قابض رہے - بالاخر سنه ۱۸۰۱ میں روس کے زیر نگیں آگیا اور اس وقت سے اس میں نئي ترقي شــروع هوئي ' یهاں تـک که آج وه ترقی و تمدن کے درجه پر پهنچگیا ہے -

تفلیس کے دو حصے هیں : ایک یوروپین - دوسرا دیسي - یوروپین حصه کے تمام راستے چوڑے اور سیدهے هیں - ان راستــوں میں سب سے زیاده اهم حصه جالاحانکي اور میخاییلو یکي هیں - ان دونوں سڑکوں میں برقی روشني هوتي ہے - قوقاز کے گورنر کي کوٹهي ' سر کاري دفتر ' بڑا روسی کلیسا ' بڑي بڑي دکانیں ' عجائب خانه ' باغ اسکندر ' تهیٹر هال ' اور اوپیرا هاوس اسي پهلي سڑک میں هیں - یه تهیٹر بیحد خوشنما ہے - اسکو روسي زبان میں کازنلي تیاتر یعنی سرکاري تهیٹر کہتے هیں - اسکے بیروني حصه میں سب سے زیــاده خوشنما ایک ایرانی انداز کي زرکار ہے - کازنلي تیاتر سے تهوڑي دور پر ایک اور بڑا تهیٹر بهي ہے -

شہداے طرابلس کا ایک گروہ شہادت سے پہ

کردیا جن میں بیش قرار تنخواہیں لینے والے جنرل اور تنخواہوں کے ذریعہ طیار کی ہوئی فوجیں حریف کے مقابلے میں بڑھتی ہیں -

دشمن نے ساحل پر قبضہ کرلیا تھا اور حبشدی کا دروازہ گو دشمن کے قبضے میں نہ تھا مگر دشمن کے ایک ایسے حامی کے زیر تسلط تھا ' جو پس پردہ رہکر تماشا دیکھنا چاہتا تھا - پس نہ تو فوج باہر سے آسکتی تھی اور نہ ہی سامان جنگ میسر آسکتا تھا - یہ ممکن تھا کہ ایسی حالت میں کوئی نئی فوج بھرتی کی جاتی اور انہی کو تعلیم دیکر جنگ میں بھیجا جاتا ' مگر اسکے لیے روپیہ کی ضرورت تھی اور سونے کے سکے ریگستان کے ذروں سے بن نہیں سکتے تھے -

پس اندرون طرابلس میں وہ تمام وسائل و ذرائع نابود تھے جنکے ذریعہ خود غرض اور بندۂ احتیاج انسان کو لڑنے اور جان دینے پر آمادہ کیا جاسکتا ہے - نشأت بے کے پاس اسقدر روپیہ بھی نہ تھا جسکے ذریعہ وہ اپنی اور اپنے ساتھی ترکوں کی ضروریات کی طرف سے مطمئن ہوتا - وہ چاندی سونے کے خزانے کہاں سے لاتا جن سے تنخواہیں دیکر اور انعامات کی طمع دلا کر کوئی نئی فوج طیار کی جاتی ؟

* * *

اس مایوسی اور لاعلاج حالت کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ عالم مادی سے قطع نظر کرکے عالم قلب و جذبات کی طرف متوجہ ہونا پڑا • اور جبکہ دنیا کے سامانوں نے جواب دیدیا تو خدا کے دروازے پر بیکسوں کے سر جھک گئے - سب سے پہلے غازی انور بے نے جہاد مقدس اور حفظ وطن و ملت کی دعوت قبائل میں شروع کی ' اور انکے بعد یکے بعد دیگرے چند اور داعیان حق بھی مشغول تبلیغ ہوگئے - انہوں نے وقت کی مصیبت سے عرب بادیہ کو خبر دار کیا ' اور سمجھایا کہ سر زمین اسلام عنقریب پامال کفر و شرک ہونے والا ہے - پس انکے مخفی و مستور جذبات حریت و دینی یکایک اس صداے جہاد سے حرکت میں آگئے اور ایک بہت بڑی جماعت اپنے زنگ آلود اور فرسودہ حربے لیکر دشمنوں کی توپوں اور بندوقوں کے سامنے کھڑی ہوگئی تا کہ اس سر زمین کو غیروں کے تسلط سے ملوث نہ ہونے دے ' جسکے ایک ایک چپے کو اسلاف کرام نے اپنی صدہا لاشیں دیکر خریدا ہے -

یہ ایک سچا مجاہد گروہ تھا جسکے جذبات خالص اور جسکی نیتیں مقدس تہیں - وہ کوئی ایسی جنگی جماعت نہ تھی جسے پادشاہتیں اور حکومتیں تنخواہیں دیکر طیار کرتی ہیں اور وہ دشمنوں سے لڑتی ہیں تاکہ حق نمک ادا کریں - بلکہ وہ خدا پرستی کا ایک پاک مجمع ' محبت ملی کی ایک خود فروش برادری ' وطن پرستی کا ایک حلقۂ فدا کار ' ظلم و سفا کی کے مدافعین ' اور اسلام و سر زمین اسلام کے محافظین صادقین کی اولو العزم جماعت تھی ' اور اپنے تنخواہ دینے والوں کے لیے نہیں ' اپنے پرورش کرنے والوں کے لیے نہیں ' اپنے پادشاہ کیلیے نہیں ' اپنی شجاعت اور بہادری کی روایات کی خاطر بھی نہیں ' بلکہ صرف اس خداے حق و صداقت کی رضاء و محبت کیلیے اپنے تئیں فدا کرنا چاہتی تھی ' جسکی سنت اسکو بتلا رہی تھی کہ وہ اپنے دین مبین اور ملت قوم کی حفاظت کیلیے جان دینے والوں کو دوست رکھتا اور انسے خوش ہوتا ہے :

| | |
|---|---|
| و من الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ - و اللہ رؤف بالعباد ( ٢ : ٢١١ ) | اور اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں جو صرف اسکی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کیلیے اپنی جانوں کو فدا کردیتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر بہت ہی شفیق ہے - |

فی الحقیقت یہی معنی ہیں " جہاد دینی " کے کہ دشمنان حق و عدالة کے مقابلے میں کسی دنیوی غرض و حاجت سے نہیں بلکہ صرف حق و صداقت اور ملک و ملت کی حفاظت کیلیے اٹھہ کھڑا ہونا ' اور اس راہ میں اللہ کے تعلق اور اسکی رضا کو اپنا مقصود سمجھکر وہ سب کچھہ کرگذرنا جو باہمی جنگ و قتال میں کوئی ملازم فوج یا جنگی جماعت کیا کرتی ہے -

* * *

غزوۂ طرابلس میں مجاہد عورتوں کی شرکت

صدیوں سے مسلمانوں پر جو انحطاط و جمود طاری ہے اس نے ان جذبات مقدسہ سے تقریباً انہیں محروم کردیا ہے - اسلام پرستی و ملت خواہی کے وہ جذبات جنہوں نے بدر و حنین سے لیکر جنگ صلیبی تک مسلمانوں کی قوت و حقانیت کو ہمیشہ برقرار رکھا اور فتنۂ تاتار جیسی مہیب بربادیوں کے بعد بھی ممالک اسلامیہ کے طول و عرض کو سمٹنے نہ دیا ' اب صرف تاریخ عالم کی سرگذشتوں کا ایک حصہ بنکر رہگئے ہیں ' او صدیوں سے حفظ ملت و دفاع اعداء اسلام کا فرض افراد و اقوام کی جگہ صرف حکومتوں اور انکی فوجوں کی رو بہ تنزل قوت کے اعتماد پر چھوڑ دیا گیا ہے - حالانکہ اسلام کے نظام اجتماع کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے حفظ ملت کے فرض کو ہر فرد ملت پر فرض کردیا تھا اور اسی کو دین قویم کا ایک بہت بڑا فرض باسم " جہاد " قرار دیا تھا - اگر امة مرحومہ کوئی جسم واحد ہے تو اسکی ریڑھ کی ہڈی یہی اصول دینی تھا ' پر افسوس کہ دست تغیر نے سب سے پہلے اسی کو زخمی کیا اور اسکی تفصیل کا یہ موقع نہیں -

لیکن اسکا سبب یہ نہیں ہے کہ جذبات معدوم ہوگئے ہیں اور طبیعة اسلامیۂ اب اپنے خواص فطریہ کو بالکل کھو چکی ہے -

مجاہدین طرابلس کا ایک گروہ - مشہور موسی بک کے زیر قیادت

اسکے مناظر اسدرجه خوشنما هیں که انسان ششدر هوجاتا هے - سولیرا کے خوشنـما ترین مناظـر بهی اسکے مناظـر کے مقابله میں هیچ هیں -

راسته میں هوٹل اور اسٹیشن پڑتے هیں - پهلا اسٹیشن قازیق هے ( یه غازي بک کي معرف شکـل هے ) جا بجا راستے میں مسافت کے نشان نصب نظر آتے هیں -

جب هم فلاد یقاقفاز پهنچے تو دیکها که یه ایک نهایت عمده خوشنما شهـر هے جو تیرک نامي نهر کے ساحـل پر واقع هے - وه سطح آب سے ۸ سو میٹر بلند هے - جبکه تفلیس میں سخت گرمي پڑتي هے تو یهاں سخت سردي هوتي هے -

فلادیقا فقاز صوبه تیرسکی کا دار الحکومت هے - اس میں ایک بڑا میونسپل باغ هے جسکے ایک طرف نهر تیرسکي بهتي هے - حسن و جمال میں یــه باغ قوقار بلکه خود تفلیس کے تمام باغوں سے زیاده هے - تمام بـاغ میں برقي روشنی هوتي هے - روزانه باجا بجتا هے جسکے سننے کے لیے بکثرت لوگ آتے هیں -

شهر میں نهر کے ساحل پر ایک عظیم الشان جامع مسجد هے جسمیں دو نهایت عمده و پر شوکت مینار هیں - ایک بهت بڑي سڑک هے جسکے بیچ میں تو لوگ چلتے هیں مگر دونوں طـرف سایه دار درخت هیں - درختوں کے نیچے بنچهیں پڑي هیں - چلنے والے ان پر استراحت کے لیے بیٹهه جاتے هیں -

یهاں کي آبادي ۳۵ هزار هے - اسمیں گرینڈ هوٹل اور امپیریل هوٹل وغیره بڑے بڑے اور عمده هوٹل هیں - یهاں سے شمال روس اور قوقاز کے معدني حماموں کی طرف ٹرینیں جاتي هیں - یه حمام بیاتیجو رسک ' ( جو فلا دیقا فقاز سے چهه گهنٹه کي مسافت پر واقع هے ) ایسا نتوک ' کیزلو حودسک ( جس سے وه آب نارزاں معدني نکلتا هے جو روس میں بکثرت پیا جا تا هے ) اور جلیزلوخودسک هیں - یه حمام ایک دوسرے کے قریب هي قریب هیں اور هر طرح سے آراسته هیں - صفائي اور آرام کے لیے یورپ کے حماموں میں جو ساز و سامان هوتے هیں ' انمیں سے ایک کي بهی یهاں کمي نهیں -

صوبـه تیرسکي میں چـرکسوں کا ایک قبیله رهتا هے جسکا نام قابارطاے هے - اسکي قیامگاه شهر فلاد قافقار سے ریل پر چهه گهنٹے کي مسافت پر واقع هے -

اس صوبه کا نام تیرسکي نهر تیرک کي مناسبت سے رکها گیا هے - نهر تیرک سلسله کوه قوقاز کے ایک پهاڑ قازیق ( غازي بـک ) نامي سے نکلتی هے اور بحر خزر میں گرتي هے -

## الهـــلال :

تفلیس کو ایران سے علحده هوے کچهه بهت زیاده زمانه نهیں گذرا هے مگر ایسے تغیرات هوگئے ؟ آج بهي ایراني تاجروں کا یه بڑا مرکز هے - مراسن تیل کے کنووں کے مالک بکثرت هیں اور اکثر لکهه پتی هیں - جن لوگوں نے زیلد کا ناول اله دین پڑها هے ' وه تفلیس کے حسن و جمال کا یوں اندازه کرلیں که یهی زیلد کی جنت تهی

## چنـــد قطـرات اشک

## شهـــداء ملـــت کي یاد میں

لقـد کان في قصـصهـم عبـرة لاولی الالبـاب !

## شهــداء طـــرابلــس

شـدیم خاک و لیکن ببـوے تربت ما
تواں شناخت کزیں خاک مردمي خیزد !

آج ایک ضرورت سے الهـــلال کی پهلي جلد کي ورق گردانی کر رها تها که متعدد صفحات پر " ناموران غزوهٔ طرابلس " کا عنوان نظر آیا اور اپنی گذري هولی صحبت ماتم کی خوننابه فشانیاں ایک ایک کرکے سامنے آ گئیں :

حلقهٔ ماتم زدن شیون هم داشتن !

الهـلال کی پهلی جلد میں یه باب تقریباً هر نمبر میں هوتا تها - اسکے نیچے عموماً ان جانفروشان ملت اور مجاهدین حق کے عزوات مقدسه کی سرگذشتیں ایک مخصوص انداز میں بیان کی جاتی تهیں ' جنهوں نے غزوهٔ طرابلس کے دوران میں اپني جان و مال اور محبوبات و مطلوبات کا تحفه اپنے خداے قدوس کے حضور میں پیش کیا - وه خداے بیرنـگ کار و کرشمه ساز ' جسکي بارگاه محبت میں خون شهادت کی روانی اور جسم خونچکاں کي تڑپ اور بیقراري سے بڑهکر اور کوئي تحفه مقبول نهیں که " انا عند المنکسرة قلـوبهـم "

کو زخم عاشقانه نه در جلوه گاه حسن
صد چاک دل بنار نـگاهے رفو کنند

## ( غــــزوهٔ طـــرابلـــس )

جنـگ طرابلس کی ایک بڑي خصوصیت یه تهي که وه ایسي حالت اور ایسے لوگوں کے ساتهه شـــروع هوئي جو با قاعده فوجوں اور منظم سامان جنـگ سے بالکل محروم تهے ' اور معدودے چند تراوں کے سوا کوئی جماعت وهاں ایسي نه تهي جسپر سلطنت کے عسکر و سپاه هونے کا اطلاق هوسکے - پهر جنـگ کي ابتدا ایک ایسے ظلم صریح اور وحشیانه اقــدام سے کي گئي ' جسکي نظیر ملکوں اور پادشاهوں کي پرانی وحشیانه لڑائیوں کے سوا اور کهیں نهیں ملسکتي ' اور گو یورپ کا هر حمله اور قبضه جو مشرق سے تعلق رکهتا هے ' ظلم و وحشت کي مثالوں سے لبریز هوتا هے ' تاهم اٹلي کے ؟ خوفناک درندگي اور بهمیت اس موقعه پر اختیار کي تهي ' ؟ مشرق اور مغرب کے تعلقات کي جدید تاریخ میں بهي همیشه بے نظیر یقین کی جائیگي -

ان اسباب نے اس جنـگ کي حالت یکایک منقلب کردي اور اسکو بادشاهوں اور ملکوں کی ان لڑائیوں سے بالکل مختلف

بیان کیے جائیں، تو انکے بے شمار واقعات پڑھکر تمھیں تعجب ہو گا که کس طرح اسلام کي تاریخ ھمیشه بدراور احد کي جانفروشیوں کو دھراتي رھی ہے ؟

لیکن رفته رفته تخم فساد نے برگ و بار پیدا کیے اور اسلام کا نظام ملي بکلی درھم برھم ھوگیا - اب صرف حکومتوں کے اعتماد پر بلاد اسلامیه کي حفاظت چھوڑ دي گئي - صرف گورنمنٹوں کي فوجیں دشمنوں کے سامنے نکلنے لگیں - جہاد کي جانفروش صدائیں غفلت و بے حسي کي خموشي سے بدل گئیں ' اور مسلمانوں کے خود فروشانه عزائم کے ظہور کیلیے کوئي میدان باقي نه رھا - یہاں تک که وہ زمانه آگیا جب ایک ملک کے مسلمانوں کو دوسرے ملک کے مسلمانوں کی تباھي اس سے زیادہ محسوس نه ھوئي جتني دنیا کے عام حوادث و انقلابات قدرتاً ھر انسان کیلیے ھوا کرتے ھیں -

ولو انا کتبنا علیهم ان اقتلوا انفسکم او اخرجوا من دیارکم ' ما فعلوہ الا قلیل منهم ' ولو انهم فعلوا ما یوعظون به ' لکان خیرا لهم و اشد تثبیتا ( ۴ : ۶۹ )

ترجمه: اور اگرھم ان مدعیان خدا پرستي کو حکم دیتے که حق کیلیے اپني جانونکو قربان کرو یا اپنا گھر بار چھوڑ کر نکل جاو تو ان میں چند آدمیوں کے سوا کوئي بھی ایسا نه کرتا - حالانکه جو کچھه انکو سمجھا دیا گیا ھے اگر وہ اسکی تعمیل کرتے تو ان کے حق میں بہتر ھوتا ' اور اس جہاد فی سبیل الله کی وجه سے وہ اپني قوت پر نہایت مضبوطی سے ثابت و محکم رھتے '

* * *

جنگ طرابلس اس بیان کی صداقت کیلیے ایک بہترین مثال ھے - عرصے کے بعد یه ایک ایسي جنگ ھوئی جسکی بے سروسامانیوں نے دولة عثمانیه کو بالکل مجبور کردیا که صداء جہاد بلند کرے ' اور اندرون طرابلس کے عرب قبائل کو اپنی جانفروشیوں کے اظہار کا موقع دے - چونکه یه اسلام کي ودیعت و خواص کے ظہور کیلیے ایک محرک و موثر موقعه تھا اسلیے یکایک مخفي جوھر ابھرنے اور خوابیدہ قوتیں بیدار ھونے لگیں ' اور جہاد فی سبیل الله ' و ابتغاء مرضات الله ' و پرستاري ملت ' و عشق و شیفتگی وطن و حریت کے ایسے ایسے امثال مقدسه دنیا کے سامنے آگئے جنکے لیے تاریخ اسلامیة صدیوں سے تشنهٔ و بیقرار ھے !!

واقعهٔ طرابلس کي یہي خصوصیت ھے جس نے اسے قرون اخیرہ کي تمام جنگوں سے الگ کردیا ھے اور یہي وجه ھے که ابتدائے اشاعت سے " الهلال " نے اس واقعه کو عام لفظ جنگ سے نہیں بلکه " غزوہ " کي اصطلاح مخصوص سے تعبیر کیا ' اور ھمیشه اسے حفظ ملک و دیانت کا ایک مقدس جہاد قرار دیا - غالباً تمام عالم مطبوعات میں الهلال ھی ایک رساله ھے جس نے اس حیثیت سے اس واقعه پر نظر ڈالي ھے -

* * *

یه کیسی عجیب بات ھے که وھی ملک جات طرابلس کی ھمیشه خصوصیت رھی ھے ! کارتھیج کا دفاع دنیا کا سب سے بڑا دفاع تسلیم کیا گیا ھے ' جسمیں اھل کارتھیج نے بے رحم رومیوں کے مقابلے میں آخر تک ثابت قدمي دکھلائي اور باوجود ھر طرح کی بے سروساماني اور محصور و مقہور ھوجانے کے غارتگران حریت کے آگے سر عبودیت خم نه کیا -

لیکن شاید آپکو معلوم نہیں که جس کا رتھیج کے دفاع کي داستان آپ الهـلال کي دوسري جلد میں پڑھچکے ھیں ' جس کا رتھیج کے دفاع ملي کو تاریخ عالم نے آجتک عظمت و جبروت کے اعتراف کے ساتھه یاد رکھا ھے ' جسکي خاک نے جنرل ھنے بال جیسے جانفروش و اولوالعزم مدافع پیدا کیے ' جسکي مٹي سے ھسدروبال کی تمثال صداقت و حریت بیوي کا جسم عالي بنا ' اور جس نے اپنے اور اپنے وطن عزیز کو آگ کے شعلوں کي نذر کردیا پر ظالم حمله آوروں کی اطاعت قبول نه کي ' در اصل وہ اسی خاک راز مقدس پر آباد تھا جسے آج "طرابلس الغرب" کہتے ھیں ' اور پچھلے غزوۂ طرابلس میں جو کچھه ھوا ' یه گویا تاریخ کا ایک نمایاں اعادہ تھا جس نے اپنے گذرے ھوے اوراق پھر ایک بار سامنے کردیے !!

شدم"سنوسی کا جربوب میں قلعه

---

## اطـــــلاع

امسال وقف کمیٹی آل انڈیا شیعه کانفرنس لکھنو نے یه اراده کیا ھے که فہرست اوقاف شیعان ھندوستان طبع کرائے لہذا ھمدردان اوقاف سے یه خواھش کیجاتی ھے که اپني اپني ضلع کے اوقاف کي فہرست مع نقل وقف نامه و دیگر ضروري حالات انریري سکریٹري وقف کے پاس ارسال فرمائیں تا که وہ درج فہرست ھوکر ایک تاریخی کتاب کی حیثیت سے طبع ھو جائے ' اور وہ آیندہ ضروریات قومی کو پورا کرے ' اور حسب موقع صیغه وقف شیعه کانفرنس منشاے واقف کے موافق وقف کے چلانے کی کوشش کرتی رھے -

ابزاد حسین خان

آنریري سکریٹری سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی
آل انڈیا شیعه کانفرنس لکھنو

دین الهي کي پیدا کي هوئي قوتیں افسرده هوسکتي هیں مگر نابود نہیں هوسکتیں - اگر اسـلام کي قوت تعلیمي ایسي هي ضعیف و کمزور و اثر هوتي تو وه اتني عمر نه پاتا ' جتني عمر کے ساتهه باوجود صدها صدمات مہلکه کے آج موجود هے -

اصل یه هے که انسان اپنے تمام جذبات و قوی کے ظهور کیلیے خارجي محرکات و موثرات کا محتاج هے ' اور یہي احتیاج طبیعي هے جس کو قران کریم نے تقدیر اور " اذن الهي " سے تعبیر کیا هے - اسکے بغیر دنیـا کا ایک ذره بهي متحرک نہیں هوسکتا - اسلام پر چهه سات صدیوں سے عالمگیر تنزل قلبي و دماغي طاري هے ' اور وه تمام محرکات و موثرات اور اسباب کرد و پیش مفقود هوگئے هیں جو طبیعة اسلامیه کے اصلي خواص کو نمایاں کرتے ' اور حیات مسلم و مومن کے الهي و قدسي جوهروں کو چمکاتے تهے - ان قوتوں کے ظهور و حرکت کیلیے سنین اولی کے سے حالات و اسباب پچهلي صدیوں میں بهي اگر میسر آجاتے ' اور اسلام کا حقیقي نظام اجتماعي و دیني قائم رهتا تو یقین کیجیے که آج بهي اسکي سرزمین وه لعل و جواهر اگل سکتي تهي جنکي درخشندگي سے چشم عالم خیره هے :

فیض روح القدس ار باز مدد فرمـاید
دیگران هم بکنند انچه مسیحا می‌کرد !

* * *

اسلام نے اپنے پیروؤں کو سب سے بڑي چیز جو دي هے وه راه حق و عدالة میں جان فروشي کا سبق هے - اسلام کا پہلا پیکـر قدسي جو خطاب " مسلم " سے متصف هوا ' وه تها ' جس سے کہا گیا که " اسلم ! " ( مسلمان هوجاؤ ) تو اس نے جواب میں سرجهکا دیا که :

اسلمت لرب العالمین ( ۲ : ۵۶ )

میں " مسلم " هوا تمـام جهانوں کے پروردگار کے نام پر !

پس اس نے اپنے هاتهه میں چهري لي ' اور ایک پکے جلاد کي طرح اسے پتهر کي چٹان پر تیز کرنے لگا ' تا اپني اس محبت ما سوی الله کي جو اسکے دل میں فرزند محبوب کي هے ' اور اس فرزند عزیز کي جسکا عشق حقیقة اسلامیه کي راه میں آزمایش بن گیا هے ' الله کے نام پر قرباني کردے :

واذ ابتلی ابراهیـــم ربه بکلمات فاتمهمن ( ۲ : ۱۳۲ )

اور جبکه ابراهیم کو انکے پروردگار نے چند باتوں میں آزمایا اور انهوں نے انهیں پورا کر دکهایا [۱]

جب ایسا هوا تو حقیقة اسلامیه درجهٔ تکمیل تک پہنچ گئی اور حضرت ابراهیم و اسماعیل اس منصب رفیع و جلیل تک مرتفع هوے جو اسـلام کا اولین نتیجه هے - یعني دنیا میں خـدا کی مـادي و معنوي خلافت و نیابت ' اور اسکے بندوں کي پیشوائي و امامت :

قال اني جاعلك للناس امـــامـا - قال و مـــن ذریتي ؟ قـــال لاینـــال عهدی الظالمین !

جب حضرة ابراهیم نے اسلام کی حقیقت کو اپنے اوپر طاري کرلیا تو خدا نے فرمایا که اے ابراهیم ! هم تم کو انسانوں کا امام و مقتدا بنانے والے هیں - اسپر انهوں نے عرض کیا : " اور میري اولاد اور پیروؤں میں سے ؟ " فرمایا که " هاں ' مگر همارے اس اقرار میں وه داخل نہیں جو نا فرمان هوں ' اور اسلام کي قرباني سے انکار کریں "

پهر یہی سبق تها جو جبل بوقبیس کي مخفي صحبتوں میں دهرایا گیا ' اور فتح بدر و تسخیر مکه کے کشور کشایانه مجمعوں میں جسکے نتائج نظر آئے -

قل ان کان آباؤکم و ابناؤکم و اخوانکـــم و ازواجکـــم و عشیـــرتکم و امـــوال اقترفتموها ' و تجارة تخشون کسادها ' و مساکن ترضونها ' احب الیکـم مـن اللــه و رسوله و جهاد في سبیله ' فتربصـــوا حتی یاتی الله بامره و الله لا یهدي القوم الفـاسقین ( ۹ : ۲۴ )

اے مسلمانو ! اگر تمهارے باپ ' تمهارے بیٹے ' تمهارے بهائي ' تمهاري بیویاں ' تمهارا خاندان ' تمهاري دولت جو تم نے کمائي هے ' وه کاروبار دنیوي جسکے نقصان کا تم کو هر وقت اندیشه رهتا هے ' اور وه مکان و جائداد جو تمهیں مطلوب و محبوب هیں ' اگر یه تمام چیزیں تمهیں الله ' اسکے رسول ' اور اسکي راه میں صرف جان و مال کرنے سے زیاده محبوب و عزیز هیں ' تو دین الهي کو چهوڑ دو - خدا تمهارا محتاج نہیں هے - یہاں تک که الله کو جو کچهه کرنا هے وه کرگذرے - الله کي هدایت انکے لیے نہیں هے جنکے دل میں حقیقة اسلامیه کی جگه فسق و نفاق بهرا هے ! "

یه سبق مومنین اولین اور مسلمین قانتین کے آگے اسلامي قرباني و الهي تفاني کے ایک اسوهٔ حسنه کے ساتهه پیش کیا گیا اور راستباز روحوں نے اسے قبول کیا - صدیق اکبر نے اپنا تمام مال لٹا دیا ' امیر مرتضی نے اپنی جان گرامي هتیلي پر رکهی - مهاجرین نے اپنے وطن محبوب اور تمام عزیز و اقربا سے رشته کاٹا تا خدا اور اسکی صداقت سے انکا رشته جڑ جاے - انصار نے اپنے مهاجر بهائیوں کو اپني دولت کے نصف حصے کا مالک سمجها ' تا انکا خدا انکو اپني پوري محبت و خوشنودي کا مالک بنادے - مدینه کی گلیوں سے ایک عورت نکلی جس نے اپنا شوهر اور اپني اولاد ایک ایک کرکے حفظ اسلام کیلیے دیدا دي ' اور احد کے دامن میں ایک مومنهٔ مخلصه نے اپنے سینے کو ڈهال بنا کر تیروں کی بارش کو روکا تا که خدا کے داعي برحق کے جسم مطهر کو کوئي گزند نه پہنچے !

ان الله اشتري من المومنین انفسهـم و امـوالهـم بان لهـم الجنه ' یقاتلون في سبیل الله فیقتلون و یقتلون و عداً علیه حقـا في التـوراة والانجیـل والقـران - و من اوفي بعهـده من الله ' فاستبشروا ببیعکـم الـذي بایعتم بـه و ذلک هو الفـوز العظیـم ( ۹ : ۱۱۳ )

بیشک الله نے مـومنوں کی جانوں کو اور انکے مال و متاع کو خرید لیا هے تا که انهیں بهشت کي دائمی زندگی بخشے - وه مومن و مخلص جو الله کي راه میں لـڑتے هیـں اور کبهـی مارتے هیں اور کبهی خود مرتے هیں - تمام اسماني کتابوں میں اسکا سچا وعده کیا گیا هے - اسکا پورا کرنا خدا نے اپنے اوپر لازم کرلیا هے اور خدا سے بڑهکر اپنے وعدے کا سچا اور کون هوسکتا هے ؟ پس اے مسلمانو ! اپنے اس خرید فروخت کي جو تم میں اور تمهارے خدا میں هوئي هے خوشیاں مناؤ که اسمیں تمهارے لیے بڑي هي کامیابي هے "

آں بیع را که روز ازل با تو کرده ام
اصلا دراں حدیث اقاله نمي رود !

یه تو اسلام کے بازار جاں فروشی کي ابتدائي خرید و فروخت تهي آگے چلکر یه حالت قائم نه رهي ' لیکن تاهم صدیوں تک اسکے شواهد و مناظر ملتے هیں - حتی که اگر صلیبي جنگوں کے زمانے کے حالات

[۱] حضرات مفسرین نے اسپر بحث کي هے که اس آیت میں جن آزمایش کي باتونکي طرف اشاره کیا هے وه کیا تهیں ؟ اور پهر یه راے قائم کي هے که اس سے مقصود بعض احکام طهارت وغیره هیں ' مثلا ختنه وغیره - لیکن درحقیقت ایسا سمجهنا آزمایش الهي کي صریح تحقیر کرنا هے - یہاں کلمات سے مراد في الحقیقت وه آزمایشیں هیں جو حقیقة اسلامیه کے ظهور کیلیے مختلف جسمي و قلبي قربانیوں اور امتحانوں کي صورت میں حضرة خلیل کو پیش آئیں اور جنکا ذکر قران کریم میں موجود هے -

# جـزائر فیلی پـائن ( امـریـکا )

## اور تـبـلیغ و دعـوهٔ اسـلام

## حضرت شیخ الاسلام کا مـراسله

مولانا - السلام علیکم و رحمة الله و برکاتـه - بعنایـة تعالـے بدیار فیلیپین رسیدم - بوقت رسیدن ستون کشتي با لواے حشمت نماے عثماني مزین بود - والي سابق زامبواگا که در سال گذشته باستانبول آمده بود در کنار دریا منتظر من بود ' و برابر او هزارها اهل اسلام استاده بودند - کنار دریا سر تا پا با لواے عثماني آراسته بود - وقتیکه از کشتي بیرون آمـدم ' نشان ذي شان عثماني بر سینهٔ نا چیز آریخته بود ' با کمال عزت بخانهٔ والي مذکور رسیدیم' و زیاده بر مسلمانان را قبول کردیم - کرنیل فنلي که والي گذشته است ' مرا بحضار مجلس بطور شیخ الاسلام و وکیل خلیـفهٔ اعظم تقدیم کـرد ' و بعد از رسیدن مراسم استقبال بختام ' نطقي مناسب حال و مقام ابراد کردم و وظائف اهل اسلام که مناسب حال و وقت است با افادهٔ ساده انصاح کردم - حکومت امریکا این داعي جناب را بطور رئیس مسلمانان و لقب شیخ الاسلام قبول کرد - و بوکالت من از جانب خلیفهٔ اعظم در امر اقامهٔ ستون دین مبین ابراز حرمت کرد - و امور مذهبیهٔ سکان مورو را دیدن بمن حواله کرد ' تا باکنون بسیار بلده هاے اسلامي را زیارت کرده ام - و در نتیجهٔ تدقیق فهمیدم که مسلمانان این دیار بسیار جاهل و وحشي و فقیرند ' و براے تاسیس مساجد و مدارس دینیه از جانب حکومت مدد ندارند - معیشت اینان علي الاکثر بصید ماهی منحصر است - از نابودن مساجد بعض اعداے دین مبین این مومنان جاهل را به بے دینی گرفتار خواهند کرد ' و این امر در اخبار امریکه هم نوشته اند - بنا برین بسیار مبشرین مسیحیت ( مشنري ) بجزائر مورو آمده اند که درمیان ایشان یک راهبهٔ ملیوندار هم هست - اکنون بر مسلمانان چار اقطار عالم واجب است که بامـداد این اخوان شتاب کنند ' و از جناب مولانا نیازم آنست که از ارباب جود و سخاء اسلام در هند اعانهٔ کافي جمع بفرمایند ' و بر جـناب شنانی بنام این عاجـز بفرستند که في الحال بتاسیس مـدارس دینیهٔ لازمه آغاز بکنم - و بتخلیص این اخوان از دندان آز مسیحیین با صرف نقود و تعلیم علوم کوشش بعمل آید - والله ولي التوفیق - اعانه هاے آینده را بر صحائف اخـبار عالم اعلان خواهم کرد - و در انجام هر سال خلاصهٔ اعمال ناچیز را بعالم اسلام خواهم تعریف کرد - والسلام علیکم -

شیخ الاسـلام در جـزائر مورو :
محمد وجیه الجیلانی

مسٹر فنلي سابق گورنر فلی پائن

# الهــلال :

مندرجهٔ بالا تحریر حضرة الفاضل المحترم ' السید محمد وجیهه النابلسي شـیخ الاسلام جزائر فیلي پـائن کي هے جو انهـوں نے ایڈیٹر الهـلال کے نام جزیرهٔ مورو واقع فیلي پائن سے روانه کي هے سید موصوف کا تذکرہ الهـلال میں هوچکا هے - آگرہ میں جب انسے ملاقات هوئی تو میں نے عرض کیا تھا کہ جزائر میں پہنچکر محض اپنے سرکاری وظیفہ پر هی قناعت نہ کرلیں ' بلکہ ایک داعي اسلام کی حیثیت سے وہاں کے حالات کا مطالعہ کریں ' اور وہاں کے مسلمانوں کی اصلاح دینی و تعلیمی کی اور علی الخصوص دیسی آبادیوں میں تبلیغ اسلام کی سعی جامع کریں -

چنانچہ وہ اس فارسي مراسله میں لکھتے هیں :

" میں جب فیلي پائن پہنچا تو میرے جہاز کے مستولوں پر عثمانی علم لہرا رهے تھے - ساحل پر مسٹر فنلي گورنر جزائر مع ایک جم غفیر کے استقبال کیلیے موجود تھے - راسته عثماني بیرقوں اور جھنڈوں سے مزین تھا - میں نے سب سے زیادہ توجه اپنے شکسته حال اخوان مسلمین پر کی - ساحل سے گورنر کی کوٹھی پر گئے - وهاں ایک بڑي مجلس منعقد هوئی اور گورنر نے به حیثیت شیخ الاسلام جـزائر و نائب حضرت خلیفـة المومنین مجھے پیش کیا - جسکے بعد میں نے مناسب وقت تقریر کی -

حکومت امریکا نے مجھے یہاں کے مذهبي امور بکلی سپرد کردیے هیں اور میں مشغول تحقیق و تفتیش هوں - یہاں کے مسلمانوں کی حالت بہت افسوسناک هے - جہل اور فقر ' دونوں میں مبتلا هیں - انکي معیشت مچھلی کے شکار پر هے' اور یہي خزانهٔ سمندر انکا راس المال هے - نتیجه یـه هے که مسیحی مشنري پہنچ گئے هیں' جنکے ساتھ ایک کروڑ پتی لیڈی بھی هے اور لوگوں کو ترک دین کی دعوت دے رهے هیں - امریکا کے اخبارات میں بھي یہاں کی مشن کی نسبت مقالات شائع هوے هیں -

ایسي حالت میں همیں تبلیغ اسلام اور اصلاح حال مسلمین جزائر میں نہایت جلدي کرني چاهیے - میں آپسے التجا کرتا هوں کہ هندوستـان کے اهل خیر کو اس طرف توجه دلائیے که مجھے مالي مدد دیں ' تاکہ میں یہاں باقاعدہ تعلیم و تبلیغ کا کام کرسکوں ' اور

چند دیني مکاتب جاري کردوں - مجھے جسقدر اعانت عالم اسلامی سے ملے گی ' آپ کے اخبارات میں نام بنام شائع کرتا رهونگا "

حضرة شیخ کی صداء طلب مستحق صد توجه و اعتناء هے' اور یه الله کے هاتھ میں هے کہ جس کام کیلیے چاهے لوگوں کے دلوں کو کھول دے - یہ تمام کام در اصل اب اس اسلامی مشن کے ماتحت هونے چاهئیں جسکے قائم کرنے کا آخري وقت گذر رها هے

شیخ موصوف کا پته یه هے - ٹکٹ ۲ - آنے کا لگانا چاهیے
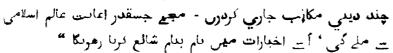
H. A. Asseyed Mahammad Wajih Sheikh-ul-Eslam in the
Moro Province Zomboonga
Mindanao
( Philippine )

# الهــلال کـي ایجنسي

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتي ' اور مرهٹي هفته وار رسالوں میں الهـلال پہلا رساله هے ' جو باوجود هفته وار هونے روزانه اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں تو ایجنسي کی درخواست بھیجدے -

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod Street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs.8

Half-yearly ,, ,, 4-12

# الہلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد ابو الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۱ | کلکتہ : چہارشنبہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۳۲ ہجری | جلد ٤

Calcutta : Wednesday, March 18 1914.


# ایک عظیم الشان دینی تحریک کی انتہائی تخریب

مسئلۂ بقاء ندوۃ العلماء

## طلباے دار العلوم کی اسٹرائک

بیس سال ہوے جب ندوۃ العلما نے اپنی پہلی صدا بلند کی - اُس نے اپنے مقاصد کا اعلان کیا ' جنمیں سب سے اہم ترین مقاصد یہ تہے : رفع نزاع باہمی ' حفظ کلمۂ اسلام و خدمت ملت کے لیے تمام علما کا اجتماع و اتحاد ' اشاعت اسلام ' اصلاح نصاب قدیم ' تدوین علم کلام جدید -

لیکن اُس نے دیکھا کہ مصائب شدید ' موانع لا علاج ' اور وسائل عمل و نجاح مفقود ہیں - سب سے پہلے ضرورت جس چیز کی ہے وہ یہ ہے کہ ہم میں ایسے علماء حق پیدا ہوں جو وسعت نظر و تبحر علمی کے ساتھہ موجودہ عہد فلاکت کی تمام مصیبتوں کا علاج بھی اپنے اندر رکھتے ہوں - سب سے بڑھکر اہم مقصد اشاعت اسلام ہے - اسکے لیے ملک کے اندر صاحبان ایثار و فدا کاران مذہب علما چاہئیں ' اور ممالک متمدنۂ خارجہ کیلیے ایسے روشن ضمیر و کارداں جو علوم حقۂ اسلامیہ کے ساتھہ یورپ کی زبانوں سے بھی ماہر ہوں ' نیز علوم و فنون حدیثہ سے بھی واقفیت رکھتے ہوں -

لیکن بدبختی یہ ہے کہ ایسے لوگ ہم میں ناپید ہیں - یہی حال تمام دیگر مقاصد و اعمال کا ہے -

پس سب سے پہلے ایک ایسا مدرسہ قائم کرنا چاہیے جسکی تعلیم سے مقصود و مطلوب اشخاص پیدا ہوسکیں - چنانچہ مدرسہ قائم ہوا -

* * *

بہت سے لوگوں کو ندوہ کے مقاصد سے تشفی نہ ہوئی - خود موجودہ علماء میں سے ایک گروہ کو غلط فہمیاں ہوئیں - باہمی نزاع کا ایک نیا طوفان اٹھا - پھر گورنمنٹ کی سوء ظنی نے رہی سہی امیدیں بھی خاک میں ملادیں - نئے تعلیم یافتہ اشخاص سمجھے کہ یہ انگریزی تعلیم کا رقیب ہے - قدیم گروہ نے کہا کہ نئے خیالات کی ایک دوسری صورت ہے - اُسے اپنوں میں بھی سمجھنے والے اور سچا درد رکھنے والے نہ ملے - غرضکہ زمانے نے اپنی ایک قیمتی متاع کو پا کر کھو دینا چاہا ' اور غفلت و حوادث نے اسکا سامان مہیا کیا : و کانوا فیہ من الزاہدین !

اُسکے بعد پھر ایک نیا دور شروع ہوا ' اور موانع راہ بظاہر ایک ایک کرکے ہٹنا شروع ہوے - قوم نے بھی توجہ کی ' مالی حالت بھی درست ہو چلی - تعمیرات کا سلسلہ شروع ہوا ' کچھہ اشخاص دار العلوم سے پیدا ہوے جنکی قابلیت کا ملک نے اعتراف کیا ' اور وہ وقت قریب آیا کہ ملک اسکی جانب پوری توجہ کرتا ' اسکے اندرونی مفاسد کی اصلاح کی جاتی ' اور اسکے باطن کو بھی مثل اُسکے ظاہر کے صاف و بہتر بنایا جاتا - لیکن جبکہ امیدیں قوی اور توقعات شاد کام ہوئیں ' تو یکایک حوادث و غفلت اور فتنۂ و فساد کے واقعات کا دوسرا ورق اولٹا ' اور مثل بیت المقدس کے ہیکل کے جسکے دو مرتبہ تباہ ہونے کی تورات میں خبر دی گئی تہی ' ندوہ پر بھی دوسری تباہی کا دور شروع ہوگیا : بعثنا علیکم عباداً لنا اولی باس شدید ' فجاسوا خلال الدیار و کان وعداً مفعولا ( ۵ : ۱۷ )

* * *

بیت المقدس کے لیے دو بربادیوں کی خبر دی گئی تہی جو بنی اسرائیل کی شامت اعمال سے آنے والی تہیں - پہلی بخت نصر کی چڑھائی اور دوسری ٹیٹس شاہ روما کی : و قضینا الی بنی اسرائیل لتفسدن فی الارض مرتین ' و لتعلن علوا کبیرا ( ۴ : ۱۷ ) -

پہلی بربادی کے بعد عزیر نبی کی آہ و زاری نے سلیمان کے ہیکل اور اسرائیل کے گہرانے کو بچالیا پر دوسرے کے بعد ہمیشہ کیلیے شام کے مقدس مرغزار اجڑ گئے -

کیا ندوۃ العلما پر بھی یہ دوسری تباہی آخری ہے ' اور کیا یہود ہذہ الامۃ کی بد اعمالیوں سے یہ دوبارہ اُجڑکر پھر آباد نہوگا ؟

و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم : لتتبعن سنۃ من کان قبلکم ( ای الیہود ) باعاً بباع ' و ذراعاً بذارع ' و شبراً بشبر ' حتی لو دخلوا فی حجر ضب ' لدخلتم فیہ ! !

* * *

خود ندوۃ العلما کے اعتراف سے لوگوں نے انکار کیا ' مگر اسکے مقاصد صحیحہ کے اعتراف سے گریز کرنا زمانے کی طاقت سے باہر تہا - اُنکی حقیقت خود زمانے اور وقت ہی کے حکم کا نتیجہ تہی اور انسان سمندر کی موجوں سے لڑ سکتا ہے ' پہاڑوں کی صفوں کو چیر سکتا ہے ' طوفان اور بجلی پر فتح یابی حاصل کر سکتا ہے ' پر زمانے سے لڑنے کی اُسے تلوار نہیں دی گئی ہے - و قال علی علیہ السلام : لا تسبو الدہر ' فان الدہر ہو اللہ

اور اسکي خرابي نا قابل دفع هے تو اسے مٹ هي جانا چاهيے ' ليکن مٹنا چاهيے - اس طرح سسک سسک کر دم نهيں توڑنا چاهيے که اسکے ماتم گذار تماشا ديکهيں ' اور کسي سے اتنا بهي نهو که دست علاج کي جگهه خنجر هلاکت هي کو کام ميں لاے !

گيرم که وقت ذبح تپيدن گناه من
ديدن هلاک و رحم نه کردن گناه کيست ؟

ليکن ابهي مرض لا علاج نهيں هوا اور درستگي ممکن هے - وه بيس سال کی کوششوں کا نتيجه هے اور ايک ايسا کام هے جسميں اصلاح کے سوا اور سب کچهه موجود هے - اگر هم اسکي اصلاح کرسکيں تو زمانۂ حال کي ايک بهترين درسگاه بن سکتي هے - وه ان تمام ضرورتوں کو پورا کرسکتي هے جنکو اب هر شخص محسوس کر رها هے ' کيونکه اصلاح ملت اور حفظ و تبليغ اسلام کے تمام کاموں کيليے وه ايک بنا بنايا هوا مرکز هے -

## خلاصۂ مطالب

پس موجوده وقت کے کاموں ميں سب سے زياده اهم کام مسلمانوں کيليے يه هے که وه ندوة العلما کي اصلاح کي طرف متوجه هوں اور اسکے تمام مفاسد و نقائص کو سمجهکر ايک فيصله کن اور آخري انتظام کرديں تا که وه ايک باقاعده اور منظم درسگاه کي صورت اختيار کرلے -

طلبا کي موجوده اسٹرائک بهي در اصل انهي نقائص کا نتيجه هے - پس هم کو نظر محض ايک دو نتيجوں هي پر نهيں رکهني چاهيے بلکه اصلي علتوں اور سببوں کو دور کرنا چاهيے -

اس امر سے کوئي انکار نهيں کرسکتا که مولانا شبلي نعماني نے ندوة العلما کو دوباره زنده کيا اور اسکے ليے بهت سي خدمتيں انجام ديں ' ليکن افسوس که انهوں نے کبهي اسکے اندروني مفاسد کو دور کرنے کيليے قوت صرف نه کي ' اور اسکي بے ضابطگيوں سے قوم کو خبردار نه کيا ورنه يه وقت بد کبهي بهي نه آتا - يه انکي ايک ايسي کمزوري تهي جسپر انهيں خود بهي اپنے تئيں ملامت کرنا چاهيے - اب صرف مولانا شبلي سے توقعات رکهنا بهي بے سود هے جيسا که بهت سے لوگ کهه رهے هيں ' کوئي کام جو صرف اشخاص کي اميد پر هو ' زنده نهيں رهسکتا ' اور اگر ندوة العلما صرف مولانا شبلي هي کے دم سے هے تو ندوه کي قسمت پر رونا چاهيے جو ايک ايسے ستون پر کهڑا هے جو هميشه قائم نهيں رهيگا -

ندوه کو قوم کے هاتهه ميں آنا چاهيے - اب تک وه ايک ايسي قومي جائداد هے جسکي سند تو قوم کي جيب ميں هے پر قبضه اسکا نهيں هے -

اس بارے ميں اصلي اور صحيح ترتيب عمل يه هے :

( ۱ ) سب سے پہلے اسکی موجوده حالت کا سوال هے - پوري بے قاعدگي کے ساتهه اسکے ليے نئے عهده دار منتخب کيے گئے هيں جسکي تفصيلي سرگذشت " مدارس اسلاميه " کے سلسلے ميں آينده نمبر پيش کريگا - اسکا نتيجه يه هے که ندوه نے اپنے اصلي مقاصد بالکل کهو ديے هيں ' اور جمهور کي آواز اسمیں کوئي چيز نهيں اسي طرح دار العلوم کا انتظام بالکل ابتر هوگيا هے - شکايتوں کا ايک پورا سلسله هے - طلبا سے حيات تعليمي بالکل مفقود هوگئي هے - انهوں نے تعليم چهوڑ کر اسٹرائک کر دي هے -

( ۲ ) اسکے بعد اصل ندوه کے نظام و اساس کا سوال هے - جب تک ايک مرتبه اسے از اول تا آخر نظر ڈالکر درست نه کيا جائيگا ' کچهه بهي نهوگا - اسکے قواعد و ضوابط بالکل بدل ديے گئے هيں - جماعت کو اسميں کوئي دخل نهيں - ارکان انتظامي کا دائره چند خاص خيال کے لوگوں ' اپنے دوستوں اور رفيقوں ' يا ايک هي خاندان کے بهت سے لوگوں سے بهر ديا گيا هے - تنگ خيالي اور فريقانه تعصبات سے پورا پورا کام ليا گيا هے - ترتيب عمل و تقسيم کار کا وجود نهيں - خود دارالعلوم کيليے کوئي مکمل نظام و دستورالعمل نهيں هے - ان تمام اساسي امور کی اصلاح هوني چاهيے -

( ۳ ) سب سے آخر ندوه کے مقاصد اور اصول عمل کا مسئله هے - وه اصلاح ديني کي ايک تحريک هے جو درس علوم صحيحۂ اسلاميه اور طريق ارشاد و هدايت ديني کي راه سے کام کرنا چاهتي هے - پس اسکا محور عمل کيا هونا چاهيے ؟ اس بارے ميں ميرے بعض خاص خيالات هيں ' اور ميں ندوة العلما کے کاموں سے متعدد امور ميں اصولی اختلاف کرنے کے وجوه رکهتا هوں - پس اس مسئله پر بهي ايک نظر ثاني هوني چاهيے -

* * *

ان امور کے حصول کا طريقه يهي هے که سب سے پہلے ايک معتمد کميشن يا مجلس قائم هو جو موجوده نقائص کي تحقيقات کرے - اسکے بعد ايک عظيم الشان نيابتي جلسه منعقد هو ' اور وه ندوه کو اسکي زندگي کا آخري فيصله سنادے -

تمام ارباب درد و کار کو اسکے ليے اپني صدائيں بلند کرني چاهئيں اور حس کار و جوش عمل کا ثبوت دينا چاهيے -

و ما تشاؤن الا ان يشاء الله - ان الله کان عليما حکيما -

## اسٹرائک

الحمد لله که ندوه کے معاملات کي طرف سے جو عام غفلت چهائي هوئي تهي ' وه دور هونا شروع هوگئي هے - وقت اور حقيقت کي کوئي صدا بيکار نهيں جاسکتي - پچهلا الهلال بده کے دن ڈاک ميں پڑا هے اور جمعه يا سنيچر کے دن باهر پڑها گيا هے - آج پير کا دن هے - اس حساب سے جو خطوط اور مراسلات کل سے آج تک دفتر ميں پهنچے هيں ' وه عين اسي دن لکهکر ڈاک ميں ڈالي گئي هونگي جس دن الهلال پهنچا هے - تاهم اسطرح کي مراسلات کي تعداد تيس چاليس سے کم نهيں اور يه بهت بڑا ثبوت تنبه و ايقاظ غفلت کا هے - و لله عاقبة الامور -

* * *

اسٹرائک بدستور قائم هے - ايک مراسله نگار کے خط سے معلوم هوا هے که طلبا اپني شکايتوں کے متعلق ايک تحرير شائع کرنے والے هيں - جو حالات هم تک پهنچے هيں اگر وه صحيح هيں تو افسوس کرنا پڑتا هے که اسٹرائک کے بعد سے جو سلوک نئے حکام ندوه کر رهے هيں وه سخت باز پرس کا مستحق هے - انکو چاهيے تها که وه نرمي سے پيش آتے که اصلاح حال کا سب سے بڑا حربه يهي هے ' اور پهر باقاعدگي کے ساتهه انکي شکايتوں کو سنتے - مگر معلوم هوا هے که انهوں نے پہلے جبر و تشدد کے اظهار سے کام لينا چاها ' اسميں ناکام رهے تو کهانا بند کر ديا - اس سے بهي کچهه نهوا تو بورڈنگ سے نکل جانے کي اور پوليس سے مدد لينے کي دهمکي دي ' اور صاف انکار کرديا که هم طلبا سے کچهه سننا نهيں چاهتے - اگر واقعي ايسا هي کيا جارها هے تو ندوه کي بربادي کي يه آخري ذمه داري هے جو يه لوگ اپنے سر لے رهے هيں ' اور وه ياد رکهيں که يه ذمه داري انکي تمام پچهلي ذمه داريوں سے بهي بڑهکر انکے ليے خطرناک هے -

انکو چاهيے تها که وه شکايتوں کو سنتے اور اگر انکے وجوه سے انکار هے تو قبل اسکے که باهر سے کميشن قائم هو ' خود هي ايک کميشن غير متعلق لوگوں کا قائم کرديتے - يه کميشن ايسے لوگوں سے مرکب هوتا جو طلبا اور حکام ندوه ' دونوں کے الگ الگ معتمد هوتے - پهر طلبا کو انکے سامنے پيش کرتے - اظهارات ليتے اور معامله صاف هوجاتا - دنيا بهر ميں کام کرنے کا يهي طريقه هے -

پھر دیکھو کہ خود ندوہ تو بے حس و حرکت پڑا رہا ' لیکن اسکی صدائیں کس طرح تمام عالم اسلامی میں جنبش پیدا کرتی رهیں ؟ مسلمانان روس نے ٹھیک ٹھیک آسی کے سے مقاصد کو اپنے کاموں کا پروگرام بنایا ' بخارا میں خود رئیس وقت نے اصلاح نصاب قدیم کیلیے کمیٹی بنالی ' مصر میں "مدرسۂ دعوۃ و ارشاد" اسی کی تقلید میں بنایا گیا -

خود هندوستان کے اندر بھی دیکھو کہ کیا ہوا اور کیا هو رها ہے ؟ اور پھر سونچو کہ ندوہ کس طرح اپنا کام چپکے چپکے انجام دیتا رها ؟

درس قدیم کے سب سے بڑے مرکز مدرسۂ عربیہ دیوبند میں "جمعیۃ الانصار" قائم کی گئی ' اور اس طرح اعتراف کیا گیا کہ مدرسہ میں طلبا کو تعلیم دینے کے علاوہ کچھہ اور کام بھی ضروری هیں جنکے لیے سالانہ اجتماع ہونے چاهئیں ' اور نیز یہ کہ نئی ضرورتوں کے وجود سے انکار نہیں - اس سے بھی بڑھکر یہ کہ انگریزی خواں طلبا لیے گئے تاکہ انکو علوم عربیہ کی تعلیم دیکر وقت کی ضرورتوں کا علاج کیا جاے !

اندک اندک عشق در کار آورد بیگانہ را !

جنوبی هند میں مدرسۂ باقیات الصالحات کے اجلاس ہوے اور اول سے لیکر آخر تک وهی سب کچھہ کہا گیا جو ندوہ کہتا رها ہے - خود گورنمنٹ نے شملہ میں مشرقی علوم کے احیاء کیلیے کانفرنس منعقد کی اور کلکتہ یا دهلی میں نئی درسگاہ کی تجویز ہے :

لالہ ساغر گیر و نرگس مست و بر ما نام فسق !
داوری خواهم مگر یارب کرا داور کنم ؟

ندوہ کی حقیقت کا سب سے آخری اعلان دهلی کی ایک نئی انجمن ہے جو " نظارۃ المعارف القرانیہ " کے نام سے مولانا عبید اللہ صاحب سابق ناظم جمیعۃ الانصار دیوبند نے قائم کی ہے - اسکا مقصد یہ ہے کہ انگریزی خواں فارغ التحصیل طلبا کو لیکر قران و حدیث اور بعض کتب اسرار الدین کا درس دیا جاے اور اس طرح اشاعت و صیانت اسلام کیلیے نئے علما پیدا کیے جائیں :

خواهم کہ دگر بتکدہ سازیم حرم را

ندوہ وهی کہتا تھا جو آج کیا جا رها ہے ' لیکن فرق یہ ہے کہ اگر اسکی فریادوں پر اُس وقت کان دھرا ہوتا تو آج اس منزل کا بڑا حصہ طے ہوگیا ہوتا ' اور هم میں هر طرح کے کاموں کیلیے وہ قحط الرجال نہ ہوتا جو نظر آ رها ہے - لیکن اب حالت یہ ہے کہ بیس پچیس برس کی غفلت کے بعد لوگ وهاں پہنچے هیں ' جہاں سے ندوہ نے ایک قرن پہلے اپنا سفر شروع کرنا چاها تھا :

انچہ دانا کند کند نادان
لیک بعد از خرابی بسیار

* * *

آج هر طرف اشاعت اسلام کے کاموں کو لوگ محسوس کر رہے هیں اور لارڈ هیڈلے کے اسلام لانے کے واقعہ سے لوگوں میں از سر نو اسکا خیال پیدا ہوگیا ہے کہ ممالک یورپ میں اسلام کے داعی بھیجے جائیں تاکہ اسلام کی تبلیغ خارجہ کا کام شروع ہو - لیکن کیا یہ کام بغیر انگریزی داں و نئے تعلیم یافتہ علما کے انجام پاسکتا ہے ' اور کیا اسکے لیے علما هم میں موجود هیں ؟

اگر نہیں هیں تو درسگاہ کی ضرورت ہے - پھر یہ کیسی غفلت شدید ہے کہ دار العلوم ندوۃ العلما صرف انهی مقاصد کیلیے پیشتر سے قائم ہے - وہ اپنی تاسیس و تعمیر کی ابتدائی منزلوں سے گذرچکا ہے - اسکا وجود قوۃ سے فعل میں آچکا ہے اور صرف تکمیل و اصلاح کا محتاج ہے - هم اُسکی تباهی و بربادی کو گوارا کر رہے هیں اور اپنی ایک بنی بنائی ہوئی متاع عزیز کو اپنے سامنے ضائع ہوتا دیکھہ رہے هیں ؟

اس سے بڑھکر غفلت و سرشاری کی مثال اور کیا ہوسکتی ہے کہ جن مقاصد کیلیے همارے هاتھوں میں نئے پروگرام اور نئے کاموں کے خاکے هوں ' عین اُنہی مقاصد سے خود همارا بنایا ہوا ایک کام پیشتر سے موجود هو - هم اُسے تو ضائع کردیں مگر نئے کاموں کی تلاش میں سرگرداں هوں ؟ فما لها ؤلاء القوم ' لا یکادون تفقهون حدیثا ؟

* * *

البتہ یہ ضرور ہے کہ بحالت موجودہ ندوہ نہ تو قوم کا ہے ' اور نہ اسکے کسی مرض کا علاج ہے - اسکا کوئی نظام صحیح نہیں - اسکے دستور العمل میں قوم کی راے اور قوۃ عمل کو کوئی دخل نہیں - اسکی حکومت کا رشتہ صرف چند آدمیوں کے هاتھہ میں ہے اور جب تک مشترکہ اور جمہوری کاموں کے اصولوں پر اسکا دستور العمل نہ بنے گا ' همیشہ اشخاص هی کے هاتھوں میں رهیگا - اسکے انتہائی تغیرات و اعمال کا حق بھی ایک محدود طبقہ کی مجلس خاص کو دیدیا گیا ہے ' اور اسیکا نتیجہ ہے کہ وہ محض چند مقامی اور قابض آدمیوں کا کھلونا بنگیا ہے ' جو جس طرح چاهیں اپنے اغراض کیلیے اُس سے کھیل سکتے هیں -

اس سے بھی بڑھکر یہ کہ اُس نے اپنی آخری توقعات بھی کھودیں اور چند آدمیوں نے خانہ ساز سازش کرکے نئے عہدہ دار منتخب کرلیے - ایسا کرنا خود ندوہ هی کے دستور العمل و قواعد کے صریح درخلاف ہے - پھر نہ تو قوم اُن اشخاص سے واقف ہے ' نہ انکے کاموں کی اُسے خبر ہے ' اور نہ یہ جانتی ہے کہ جن مقاصد کا ندوۃ العلما مانع گذار ہے ' اُن سے اُنہیں کوئی مناسبت و تعلق بھی ہے یا نہیں ؟

دار العلوم ایک ویرانہ و خرابہ ہوگیا ہے - گرد و خاک کے اندر چند مدرسوں اور طالب علموں کی مٹی ہوئی صورتیں نظر آتی هیں ' اور وہ بھی قریب فنا هیں - طلبا کی تعداد ایک تہائی سے زیادہ گھٹ گئی ہے ' اور انکے اندر ولولۂ تحصیل اور شوق تدریس کی کوئی روح باقی نہیں رهی - انکے دل افسردہ ہوگئے هیں اور اپنی حالت پر متاسف هیں - انکو ارباب فن کی صحبت و تعلیم سے محض بر بناے بعض ذاتی روکا جاتا ہے ' اور قومی مجلسوں میں شرکت کی اجازت نہیں دی جاتی - حتی کہ اُنھوں نے اسٹرائک کردی ہے ' اور یہ امن مدارس و مجامع کی انتہائی غارت ہے !

کسی مدرسے کی معنوی زندگی کیلیے بڑی چیز یہ ہے کہ اسکے طلبا کے اندر اپنی کالج لائف کی محبت اور ولولۂ و نشاط کار هو - یہی ولولہ انکو سب کچھہ بنانے والا ہے ' ورنہ محض کتابوں کے صفحوں اور معلموں کی زبانوں میں تو کچھہ بھی نہیں ہوتا -

لیکن دار العلوم ندوہ کے اندر اب کسی طالب علم کو اپنی زندگی محسوس نہیں ہوتی - بہ حیثیت مجموعی انکی اور انکے مدرسہ کی حالت ایسی ہوگئی ہے کہ دیکھنے والے کو زندگی کی جگہ ایک معنوی موت کے آثار نظر آتے هیں !

یہ حالت دیکھکر تعلیم کا ایک سرکاری انسپکٹر بھی همارے ماتم میں شریک ہوگیا ' اور اس نے افسوس کیا کہ گورنمنٹ کا پانچ سو روپیہ ماهوار ضائع جا رها ہے !

کچھہ شک نہیں کہ ان حالات کے ساتھہ ندوہ کچھہ بھی نہیں ہے - اتنا بھی نہیں جتنا کسی دیہات کا مکتب یا کسی پرانی مسجد کے ملا کا صحن درس ہوتا ہے - بلا شبہ اگر اسکا مرض لا علاج

طرف اشارہ کیا تھا - دراصل مقصود اُس سے بھی یہی تھا مگر طبیعت کے غیر تجارتی مذاق نے کھل کر صاف صاف کہنے نہ دیا :

دوش کزگردش بختم گلہ بر روے تو بود
چشم سوے فلک و روے سخن سوے تو بود !

ہر کام کیلیے طبیعت کی مناسبت اور عادت ضروری ہے - لہذا کیجیے کہ کاروباری اور تجارتی باتوں میں اور اپنی طبیعت کے مذاق میں اسدرجہ اختلاف و تضاد واقع ہوا ہے کہ مجبوری نے اگر کبھی زور ڈالا بھی اور ارادہ بھی کیا کہ دو چار لفظ زبان سے نکالیے تو ایک اناڑی اور نوآموز تاجر کی طرح عین خرید و فروخت کے وقت زبان لڑکھڑا گئی :

طفل نادانم و اول سبق ست !

* * *

یہ خدا ہی خوب جانتا ہے کہ طبیعت کیا چاہتی ہے اور کرنا کیا پڑتا ہے ؟ میں نے بارہا نفرت اور سخت کراہیت کے ساتھہ اپنی اس حالت کو دیکھا ہے کہ اصلاح و دعوت کے کاموں کا تو دعوا کرتا ہوں ' لیکن حالت یہ ہے کہ ایک کاروباری دفتر قائم کیا ہے ' جو لوگوں سے قیمت لیتا ہے اور اسکے معاوضہ میں ایک رسالہ چھاپکر تقسیم کرتا ہے - حالانکہ خدمت خلق اللہ کے ولولے کے ساتھہ تاجروں کا سا لین دین کب جمع ہوسکتا ہے ؟ خدا کے کام کو تجارت کا بازار نہیں بنانا چاہیے - یہ ایثار نفوس و صرف جذبات کی ایک قربانگاہ ہے جہاں تاجرونکا گذر نہیں ' کیونکہ نفع ڈھونڈھنے والوں کیلیے وہاں کوئی سامان نہیں ہے - وہاں کا پیام دعوت صرف اُنھی کے لیے ہے جو سود کی جگہ زیاں کے ' لذت کی جگہ ایذا کے ' جمع کی جگہ خرچ کے ' اور حصول کی جگہ بخشش فرمائی کے متلاشی ہیں !

بدہ بشارت طوبیٰ کہ مرغ ہمت ما
بران درخت نشیند کہ بے ثمر باشد !

لیکن پھر سونچتا ہوں تو اسکے سوا چارہ بھی نہ تھا - اخبار موجودہ زمانے میں ایک ہی وسیلہ اصلاح خیال و دعوت عموم کا ہے ' اور اسکے جاری کرنے کا ذریعہ یا تو یہ ہے کہ ایک بڑا خزانہ اسکے لیے وقف کردیا جاے ' جو میسر نہیں ( والحمد للہ علی ذالک ) اور یا پھر یہ کہ بقدر اخراجات لینے والوں سے قیمت لیکر گوارا کیا جاے - دوسری صورت کے اختیار کرنے پر مجبور تھا اور اختیار کی ' مگر وہ عالم السرائر خوب جانتا ہے کہ اگر اسکی خدمت کی سفلگی غالب نہ آتی تو میں اسطرح کی اخبار نویسی کیلیے کسی طرح بھی راضی نہ تھا - مرحوم غالب نے مجبوری زبانی کہا ہے جبکہ درد اور حسرت میں ڈوب کر کہا ہے :

ما نبودیم بدین مرتبہ راضی غالب
شعر خود خواہش آن کرد کہ گردد فن ما !

عام طور پر ان معاملات میں جو حالت ہماری ہو رہی ہے اسکو سامنے لائیے ' اور پھر انصاف کیجیے کہ اب تک الہلال کا کیا رویہ رہا ؟

کبھی درد انگیز اپیلیں لکھی گئیں ؟ کبھی خریداروں کو کارخانے کی حالت پر توجہ دلائی گئی ؟ کبھی اپنے پے در پے نقصانات کا افسانہ سنایا گیا ؟ کبھی لوگوں سے درخواست کی گئی کہ وہ ایک ایک خریدار ضرور ہی مہیا کردیں ؟ حالانکہ ان کاموں کی جو حالت عام طور پر ہو رہی ہے ' اسکے لحاظ سے تو الہلال کے ہر نمبر کو حسن طلب کا ایک نیا سوال ہونا تھا - لیکن الحمد للہ کہ ایسا کبھی نہ ہوا - طبیعت گدائی اور دریوزہ گری کی اعلی سے اعلی اور مخفی سے مخفی صورتوں سے بھی بکلی نفور اور تجارتی معاوضہ کی طلب سے بھی بالکل مستغنی و بے پروا تھی - مانگنے کی جگہ ایک ہی ہے نہ کہ ہر دینے والا - اور وہ جو آسمان پر سوال کرنے والے ہیں ' چاہیے کہ زمین پر خود انکے آگے سوال ہو - دعوت و اعلان حق کا کام کرنے والوں کو اپنے لیے نہیں ' مگر اپنے کام کی عزت کی خاطر بادشاہوں کی سی نظر ' اور کشور ستانوں کا سا دماغ رکھنا چاہیے - جو لوگ خدا کے دروازے کے سائل ہیں ' دنیا میں کس کی ہستی ہے کہ وہ انہیں اپنے سامنے سائل دیکھہ سکے ؟ اُنکی جیب میں ایک کھوٹا سکہ بھی نہو ' لیکن اسکے دل میں وہ خزانہ مخفی ہے جس سے بڑی بڑی مغرور شہنشاہیوں کو خرید سکتے ہیں - دولت اور ریاست دنیوی اسلیے بنائی گئی ہے تاکہ اپنے آپکو انکے آگے پوری حقارت سے ڈالدیے ' اور وہ اُسے ٹھکرا کر عزت بخشیں - اگر وہ ایسا کریں تو دولت کے پجاریوں کیلیے یہی بڑا شرف ہے - کیونکہ اُنکے پاس جو کچھہ ہے وہ ختم ہوجائیگا یا چھین لیا جائیگا - پر اِنکے پاس جو خزانہ ہے وہ نہ تو کبھی ختم ہوگا اور نہ اس آسمان کے نیچے اُسے کوئی چھین سکتا ہے !

جب حالت ایسی ہو تو خدمت حق کی توفیق طلبی کے ساتھہ انسانوں سے اعانت طلبی کا خیال کیونکر جمع ہوسکتا تھا ؟ جو زبان خدا کی حمد و ثنا کیلیے بنی ہے ' اسے عاجز و درماندہ بندوں کے آگے شکر گذاری اور عجز بیانی سے گندہ کرنا روح کی موت اور دل کی ہلاکت ہے !

آب تشنہ رفت و دامن پرہیز تر نہ کرد
زاں چشمۂ کہ خضر و سکندر وضو کنند

* * *

اعلان حق اور احتیاج و طلب ' دونوں ایک ساتھہ جمع نہیں ہوسکتے - خدمت حق کی پہلی شرط یہ ہے کہ خداے برتر کے سوا اور کسی ہستی کا قلم و زبان پر دباؤ نہو - کیونکہ اگر ایسا ہوگا تو بہت ممکن ہے کہ انسانی احسانوں کا بوجھہ تمہیں حق کیلیے ہلنے نہ دے ' اور جن مغرور سروں کو حق کی عزت کیلیے چاہیے کہ غرور صداقت اور تکبر الہی سے ٹھکرادو ' خود اُنھی کے آگے تمہیں اپنی گردنیں جھکانی پڑیں :

آنکہ شیران را کند روبہ مزاج
احتیاج ست ' احتیاج ست ' احتیاج

تاریخ اسلام میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے تنزل کا افسانہ پڑھو - تمہیں نظر آئیگا کہ اسکا اصلی سبب بھی تھا کہ علماء حق روز بروز کم ہوتے گئے ' اور علماء سوء نے امرا و رؤساء کے آگے طلب و احتیاج کا سجدہ کرنا شروع کردیا - نتیجہ یہ نکلا کہ جنکے دست احسان کے ڈالے ہوے طوق گلے میں پڑے تھے ' انکے سامنے اٹھنے کی اُن میں طاقت کیونکر ہوسکتی تھی ؟ آج بھی عالم اسلامی کو دیکھو تو تمہیں دعوۃ الی الخیر اور نہی عن المنکر کی صدائیں کہیں سے سنائی نہ دینگی ' کیونکہ جس فاسق و فاجر اور ظالم و مستبد کی جیب میں زر ہے ' وہ کتوں کے آگے روٹی کے چند ٹکڑے ڈالدینے کا جادو خوب اچھی طرح سیکھا ہوا ہے :

دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ !

پس قلم خاموش ہیں ' زبانیں سی دی گئی ہیں ' حق کی جراتیں طمع و حرص کے مندر پر قربان ہو رہی ہیں ' اور وہ خدا کی سچائی جسکی قیمت میں کرۂ ارضی کے تمام خزائن بھی ہیچ تھے ' اور جو اسکے رسولوں اور نبیوں کی پاک امانت تھی ' چاندی سونے کے چند سکوں پر فروخت کی جا رہی ہے : اولئک الذین اشتروا الضلالۃ بالہدی ' فما ربحت تجارتہم و ما کانوا مہتدین -

* * *

حالانکہ خداے عزیز و برتر کا کچھہ اس طرح فضل و کرم ہے کہ جس چیز کے پیچھے لوگ چیخنے چلاتے ' گرتے پڑتے گرد و غبار میں لوٹتے

## مساجـــد و قبـــور لشکر پـور

بیان کیا گیا ہے کہ اب لشکر پور کی مساجد کا مسئلہ صوبے کے اعلی حکام کے ہاتھہ میں ہے اور وہ بہت جلد اس کا فیصلہ کرینگے - لیکن ضرورت اس سے بھی بلند تر حکام کے توجہ کی ہے ' ورنہ یہ معاملہ بھی کانپور کے واقعہ سے کم نہوگا -

کہا جاتا ہے کہ ایجی ٹیشن نہ کرو - پبلک کے سامنے گورنمنٹ کی اطاعت کے سوا اور کچھہ زبان سے نہ نکالو - اگر ایسا کروگے تو یہ بغاوت ہے - لیکن سوال یہ ہے کہ خود گورنمنٹ اور عام حکام کے طرز عمل کا کیا حال ہے ؟ کیا وہ کسی سچائی کو وقت سے پہلے اور بغیر عام ہیجان کے قبول کرلیتے ہیں ؟

اسی لشکر پور کے واقعہ سے اس سوال کا جواب مانگنا چاہیے - ابتدا ہی میں حکام کو تمام معاملات سے واقفیت ہوگئی تھی اور گورنمنٹ کے سامنے پورا معاملہ رکھدیا گیا تھا - لیکن باوجود اسکے کوشش کی گئی کہ غفلت اور التوا سے فائدہ اٹھا کر مسجدوں کو منہدم کردیا جاے ' مثل اُن بہت سی مساجد کے جو اسی طرح منہدم ہوچکی ہیں !

اسطرح خود گورنمنٹ ہی پبلک کو سکھلا رہی ہے کہ ہم سے کام نکالنے کا صحیح طریقہ کیا ہے ؟ مگر ستم یہ ہے کہ جب اس ایک ہی کامیاب طریقہ سے کام لیا جاتا ہے تو پھر حکام آپے سے باہر ہوجاتے ہیں اور چیخ اُٹھتے ہیں کہ یہ بغاوت ہے :

دنبـال تو بودن گنـہ از جـانـب مانیست<br>
با غمـــزہ بگـــو تا دل مـــردم نـــہ ربایـد

کانپور کے معاملے کے بعد امید بندھی تھی کہ شاید حکام عبرت پکڑیں اور سمجھیں کہ سڑکوں کی کشادگی اور بحری اسٹیشنوں کی وسعت بغیر خدا کی عبادت گاہوں کو ڈھاے ہوے بھی ممکن ہے - خود ہز ایکسلنسی لارڈ ہارڈنگ نے بار بار اسکا اعلان کیا ' اور پچھلی کونسل کی اسپیچ کے بعد تو مسجدوں کی طرف سے ہمیں بے فکر ہوکر سو جانا تھا - مگر افسوس کہ لشکر پور کے معاملے نے یقین دلا دیا ہے کہ وہی اعتقاد سچ تھا جو اس بارے میں ابتدا سے ہے ' اور جو ان وعدوں کی دلفریبی سے متزلزل سا ہوگیا تھا !

یہ چھوٹے حکام جو ایسا کر رہے ہیں ' در اصل گورنمنٹ کے اعلی اعلانات کی صریح توہین کرتے ہیں - انکے نزدیک ہز ایکسلنسی لارڈ ہارڈنگ کے اظہارات گویا بالکل ایک بے اثر چیز ہیں - پس سوال یہ ہے کہ کب تک مسلمان اسطرح اپنی عبادت گاہوں کی طرف سے بیقرار و مضطرب رکھے جاینگے ؟ اور آخری نتیجہ اسکا کیا ہوگا ؟

کیا بہت آسانی کے ساتھہ ممکن نہیں ہے کہ اسی طرح غفلت میں مسجـدیں توڑدی جائیں ' اور قبرستانوں سے بوسیدہ ہڈیاں نکالکر بکھیر دی جائیں ؟ ان نظائر سے معلوم ہوتا ہے کہ اب مسجدیں صرف مسلمانوں کی بر وقت ہشیاری ہی سے بچ سکتی ہیں نہ کہ کسی قانون اور سرکاری وعدے سے - اگر ایسا ہی ہے تو کیا مسلمانوں کو اب ہر وقت ہشیار اور آمادۂ کار رکھنا پڑیگا ؟

ہم لوگوں کو ہشیار کرتے رہے ہیں اور اب بھی ایسا ہوسکتا ہے لیکن گورنمنٹ کیلیے اس وقت کا انتظار کرنا دانشمندی کے خلاف ہوگا -

کاش حکام اس سوال کا جواب اپنے دل سے پوچھیں اور انکے نتائج سے ڈریں !

اس موقعہ پر ہم اُن لوگوں کو یاد کیے بغیر نہیں رہسکتے جو گذشتہ جنوری میں قانون تحفظ مساجد کی منظوری کا وعدہ دلاتے تھے ! قانون تو جنوری میں پاس نہوا - البتہ فروری میں ایک مسجد بھی گرا دی گئی ! ! فما لها ؤلاء القوم ' لا یکادون یفقہون حدیثا !

۲۰ ربیع الثانی ۱۳۳۲ ہجری

## صـدا بـہ صـحـرا !

### مسئلۂ قیام الـهلال کا آخری فیصلہ

### ( ۱ )
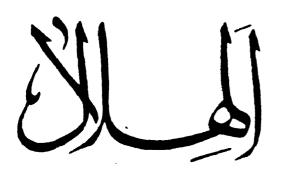
از نـالہ ام مـرنج کہ آخر شدست کار<br>
شمع خموشم وز سرم دود می رود !

الہلال کو نکلے ہوے اکیس ماہ ہوگئے یعنے تین ماہ کے بعد پورے دو سال ہوجائینگے - الہلال مثل دنیا کے تمام کاموں کے ایک کام ہے ' جسکا ہر جزو روپیہ کے خرچ سے طیار ہوتا اور انسان کی دماغی و جسمانی محنتوں سے بنتا ہے - جس طرح کہ دنیا میں ہر شے قیمت سے ملتی ہے ' اسی طرح الہلال کیلیے بھی ہر شے خریدنی پڑتی ہے - اسکے لیے پریس قائم کیا گیا ہے ' جسکی ہر چیز روپیہ دیکر لی گئی ہے - وہ کاغذ پر چھپتا ہے ' اسپر سیاہی صرف کی جاتی ہے ' تصویروں کے بلاک بنواے جاتے ہیں ' اور یہ تمام اشیا قیمت کے بغیر نہیں ملتیں - مثل دنیا کے تمام کاروباری دفاتر کے اسکا بھی ایک دفتر ہے ' جسکے لیے چاندی اور سونے کے سکے مطلوب ہیں ' اور دنیا میں ابتک معاوضۂ جنس کا قدیمی اصول بغیر کسی اقتصادی تغیر کے جاری ہے -

پھر یہ بھی ہے کہ دنیا عالم اسباب ہے ' اور کوئی کام قائم نہیں رہسکتا جب تک کہ اسکا جمع و خرچ برابر نہو ' یا اسکے لیے کوئی ایسا خزانہ ہاتھہ نہ آجاے ' جسکے گھٹ کر ختم ہوجانے کا خوف دور کردیا گیا ہو -

اگر یہ تمام حقائق ' حقائق اصلیہ ہیں ' جنکی صحت متعارف اور نا قابل انکار ہے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ الـهلال کیلیے روپیہ کا مسئلہ موثر نہ ہوتا اور اسکی مالی حالت کے موضوع کو بالکل نظر انداز کردیا جاتا ' اور وہ جو سب کیلیے اسکے پاس زبان ہے ' ضرور تھا وہ خود اپنے لیے بھی کبھی نہ کبھی کچھہ بولتا -

تاہم احباب کرام سے پوشیدہ نہیں کہ اس بارے میں آجتک وہ بالکل خاموش رہا ' اور اس لحاظ سے وہ ملک کے تمام زر طلب تجارتی اور غیر تجارتی کاموں میں شاید ایک ہی کام ہے ' جس نے اپنی مالی حالت کے متعلق باوجود مسلسل کام کرنے کے استدر خاموشی اختیار کی ہے - شش ماہی جلدوں کے اختتام اور فاتحۂ جلد جدید کے لکھتے ہوے کئی بار ارادہ ہوا کہ چند کلمات اس بارے میں بھی عرض کروں - لیکن ہر مرتبہ طبیعت نے نہایت کراہیت کے ساتھہ انکار کردیا کہ خدا کی تلاش کے ساتھہ اُسکے بندوں کے آگے ہاتھہ پھیلانا زیبا نہیں - پچھلے دنوں ایک دو سطریں اس بارے میں لکھیں بھی تو وہ اسقدر مجمل اور مبہم اشارہ تھیں کہ شاید بہت سے لوگ سمجھے بھی نہ ہونگے - گذشتہ جلد کے کسی آخری نمبر میں " صدا بہ صحرا " کے عنوان سے الـهلال کے روز افزوں مصارج کی

# مدارس اسلامیہ

## نـــدوۃ العلمـــا

مـــاضي و حـــال

( ٦ )

## حیـــات بعـــد الممـــات

( دار العـــلوم سنـــہ ٠٦ - میں )

ایک سرسري نظـر اُس حـالت پر ڈال لیني چاھیے جو سنہ ۱۹۰٦ میں دارالعلوم کي تھي جبکہ مولانا شبلي کي معتمدي شروع ھوئي -

دارالعلوم کي اُس وقت کي حالت کا اگر اندازہ کرنا چاھتے ھو تو ایک مریض جاں بلب کے بستر کو دیکھو ' یا کسي لٹے ھوے اور برباد قافلے کو - اگرچہ کافي بھر نو پھر پراني دھلي کے اُن کھنڈروں کي سیر کرو جنکي بہت سي دیواریں گر چکي ھیں ' اور جو کچھہ باقي ھے وہ بھي عنقریب گرنے والا ھے !

افلاس و فقر ' بے نوائی و شکستہ حالي ' کس مپرسي و محتاجي ' خرابۂ کار اور بربادي محنت کا ایک ویرانہ تھا ' جسکے اندر تباھي و ھلاکت کے آثار ھر طرف نمایاں تھے - اِک ظاھري صورت ضرور قائم تھي - مدرسہ تھا ' مدرس تھے ' طالب علم تھے ' لیکن نہ تو روپیہ تھا جس سے تمام کام زندہ رھتے ھیں ' اور نہ کوئي تعلیمي روح تھي جو بہت سے مادي نقصانوں کي بھي تلافي کردیا کرتي ھے -

( مالـــي حالت )

ندوہ کے حیات بعد الممات اور عروج بعد از زوال کیلیے پہلا کام یہ تھا کہ اسکي مالی حالت درست کي جاے - اس واقعہ کی حقیقت کو کوئي فتـــنہ نہیں دبا سکتـا کہ جب مولانا شبلی نے دارالعلوم کي معتمدي اپنے ھاتھہ میں لي ھے تو منشي محمد علي محرر دفتر نے کہا کہ تحویل بالکل خالی ھے !

ریاست حیدر آباد سے سو روپیـہ ندوہ کو ملتے تھے اور پچیس روپیہ بعض دیگر ذرائع سے آتا تھا - یہي سوا سو روپیہ دارالعلوم کا مایۂ حیات تھا اور " لا یزید و لا ینقص " ھوکر رھگیا تھا -

خرچ بالــکل دوگنا تھا یعني ڈھائي سو روپیہ - باقي کمي چندوں سے پوري کي جاتي تھي مگر انکا بھي یہ حال تھا کہ کبھي روزي اور کبھي روزہ !

اعانت کرنے والوں میں امرا گورنمنت کے زیر اثر اور گورنمنت مخالف - عام و متوسطین ندوہ کے طرف سے افسردہ و نا امید - پس فراھمي زر کا کام نہایت ھي مشکل ھوگیا تھا - تاھم مولانا شبلي نے مختلف اطراف میں سعي شروع کر دي - سب سے پہلے موجودہ اسلامي ھند کے اولین مبدأ فیضان یعنی ریاست بھوپال کا سفر کیا ' اور پچاس روپیہ ماھوار رقم مقرر ھوگئي - اس سے عـام پبلـک میں ایک نئي توجـہ پیدا ھوگئی اور لوگ یکمشت رقمیں بھي بھیجنے لگے - اخبارات میں بھی اب ندوہ کے کاموں کا تذکرہ کیا جانے لگا -

اسکے ساتھہ ھی کوشش کي گئي کہ گورنمنت کے سوء ظن کو دور کیا جاے اور اسکے لیے مقامي حکومت سے بھي بالاتر مقامات کو توجہ دلائي گئي - بالاخر یہ مرحلہ بھی طے ھوا - سر جان ھیوٹ نے مولانا شبلي سے پوچھا کہ وہ گورنمنت سے کتني مدد لینا چاھتے ھیں ؟ انھوں نے زمین اور غیر دینی تعلیم کیلیے معقول ایڈ کي درخواست کي - ڈائرکٹر نے تمام حالات تحقیق کرکے یاد داشت پیش کي بالاخر پانچ سو روپیہ ماھوار ایڈ مع ایک وسیع و بہترین قطعۂ زمین کے دیا گیا -

پھر اُسي ندوہ کے دار العلوم کی تاسیس کا ' جسکو بغاوت کي تحریک سمجھا جاتا تھا ' ایک عظیم الشان جلسہ ھوا اور لفٹننٹ گورنر نے بنیادي پتھر رکھا -

اس اثنا میں ریاست رامپور سے بھي مولانا خط و کتابت کر رھے تھے - ھزھائنس نواب صاحب نے اعانت کا وعدہ کیا اور شاید چھہ سو روپیہ سالانہ وھاں سے بھی مقرر ھوگیا یا کم و بیش - ٹھیک رقم یاد نہیں -

( تعمیـــرات )

لیکن سب سے بڑا اھم سوال دار العلوم کي تعمیر کا تھا - ابتک مدرسہ جس عمارت میں تھا اسے ابتدا سے عارضي سمجھا گیا تھا اور کسي طرح بھي مدرسہ کیلیے کافي نہ تھا - نئي عمارت کیلیے سب سے پہلے زمین اور پھر اقلاً ایک لاکھہ روپیہ مطلوب تھا -

مولانا نے تعمیر دارالعلوم کیلیے ایک اپیل شائع کی اور مدرسے کي تعمیر کیلیے پچاس ھزار روپیہ کا ابتدائي اندازہ کیا - یہ اپیل ریاست بہاولپور کے خاندان شاھي تک پہنچي اور خدا تعالے نے کچھہ اسطرح کي توفیق عطا فرمائي کہ پچیس ھزار روپیہ کے گرانقدر عطیے کا صرف بہاولپور ھي سے اعلان ھوگیا !

بورڈنـگ ھاوس کی تعمیر کیلیے یہ کارروائي کي گئي کہ آٹھہ آٹھہ سو روپیہ کي لاگت کا ایک ایک کمرہ قرار دیا گیا جو اپنے معطي کے نام پر تعمیر ھوگا - اس اعلان نے اکثر ارباب خیر کو توجہ دلائي اور روپیہ جمع ھونے لگا - ( اگرچہ وہ تمام روپیہ خلاف نیت عطا کنندگان دوسرے کاموں میں صرف کیا گیا لیکن اسکا ذکر آگے آئیگا ) -

اس طرح مالي مشکلات کي منزل سے ندوہ بہ کمال کامیابی و ترقي گذر گیا - مولانا شبلي نے جب اسکو لیا تھا تو سوا سو روپیہ ماھوار آمدني تھي اور خزانہ بالکل خالي - لیکن اب ایک ھزار روپیہ تـک ماھوار آمدني پہنچ گئي اور دارالعلوم اور بورڈنـگ کي عمارت کیلیے ستر اسي ھزار روپیہ جمع ھوگیا -

( اعلان حیات و غلغلۂ کار )

ایک شخص جو مرگیا ھے ' لوگ کبھي اُسے زندہ نہیں سمجھینگے اگـر وہ بستر پر چند کـروٹیں لیکـر اپني زندگي کا ثبوت دینا چاھیگا - کیونکہ دنیا اسکی طرف سے مایوسي کا فیصلہ کر چکي ھے ' اور یہ فیصلہ جب ھي ٹوٹ سکتا ھے جبکہ وہ اٹھکر اس طرح دوڑنے لگے کہ لوگ زندہ مان لینے کے لیے مجبور ھو جائیں -

یہی حال کاموں اور تحریکوں کا ھے - جماعت کي توجہ میں کبھي بھي کوئي ترتیب صحیح یا عقلي با قاعدگي نہیں ھوتي - وہ جب کسی کام کے طرف سے مایوس ھو جاتي ھے تو پھر دوبارہ امید کا پیدا کرنا بہت مشکل ھو جاتا ھے -

مولانا شبلی نے ندوہ کیلیے سب سے بڑي خدمت یہ انجام دي کہ جس چیز کو لوگ بھلا چکے تھے ' اسے پھر انکے سامنے کردیا ' اور

ہوے دوڑتے ہیں مگر پھر بھی نہیں ملتی' وہ میرے لیے بغیر میری ادنی طلب و خواہش کے موجود ہے' اور اگر میں چاہوں تو اپنی جگہ سے ہلے بغیر اپنے دامن حرص و آز میں اُسے ہر وقت مہیا دیکھہ سکتا ہوں - لیکن الحمد للہ کہ سائل کی جگہ معطی بننے کی لذت سے دل کچھہ اس طرح آشنا ہوگیا ہے کہ جو ہاتھہ اپنے سامنے پھیلے ہوے ہاتھوں کو دے سکتا ہے ' اسے دوسروں کے آگے اپنے کیلیے کبھی پھیلا نہیں سکتا - الہلال جب اول اول شائع ہوا ہے تو ایک فیاض رئیس نے دو ہزار روپیہ کا چک بھیجا اور لکھا کہ اٹھارہ سو روپیہ سالانہ آیندہ بھی ہمیشہ بھیجتا رہونگا' البتہ فلاں فلاں باتوں کا خاص طور پر خیال رکھیے گا - لیکن میں نے اسکی واپسی میں اتنی دیر بھی گوارا نہ کی جتنی ایک ڈاک کے وقت سے دوسرے وقت تک میں ہوتی ہے - اسی وقت اظہار تشکر و امتنان کے بعد واپس کردیا اور الہلال کے تیسرے یا چوتھے نمبر میں لکھایا کہ " اس لطف و نوازش کا میں مستحق نہیں - خود مجھہ کو خریدنا منظور ہو تو اسکے لیے خشک گھانس کی ایک ٹوکری بھی میری قیمت سے زیادہ ہے - لیکن اگر میری راے کی خریداری منظور ہے تو اسکے لیے دنیا کی تمام شہنشاہیاں بھی قیمت نہیں دیسکتیں - اپنی ریاست اور امارت کا تو نام بھی نہ لیجیے : "

درون حلقۂ خود ہر گدا شہنشا ہست
قدم برون منہ ازحد خویش و سلطان باش !

ایک نہیں' اللہ کے فضل بیکراں سے متعدد ارباب ریاست و ثروت ایسے موجود ہیں کہ اگر میں خواہش کروں تو وہ بڑی سے بڑی رقمیں الہلال کے کاموں کیلیے وقف کردیں' اور بعضوں نے مجھے بارہا لکھا بھی مگر میں نے ہمیشہ انکار کردیا - یہ صرف اسلیے لکھتا ہوں' تا لوگ عبرت پکڑیں کہ جس الہلال کو وہ بالکل ایک نئی قسم کی غیر مانوس صدا سمجھتے تھے' اور علانیہ فیصلہ کرتے تھے کہ یا تو اپنے تلخ و شدید خیالات کی وجہ سے خود فنا ہوجائیگا یا حکومت کا استبداد اسے آگے بڑھنے نہ دیگا' اسے اللہ کے فضل و کرم نے کس عالم تک پہنچا دیا ہے ؟ اس سے بھی زیادہ یہ کہ لوگ تمام اخبارونسے اسکے متمنی رہتے ہیں کہ قیمت گھٹا دیں' لیکن الہلال کیلیے خود بخود ارباب دل لکھتے ہیں کہ قیمت کم ہے - زیادہ کیجیے :

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز !

* * *

یہ حالت تو عام طور پر قاریین الہلال کی ہے - اپنے خاندان کی مخصوص جماعت اور اپنے اخوان طریقت و سلسلہ کے جوش فدا کاری اور ہجوم التفات و محبت کا حال ایسا ہے کہ اپنی نا اہلی و ہیچ کاری کے مقابلے میں اُسکے لطف و کرم کی کرشمہ سازیاں کچھہ عجیب و غریب ہیں :

من وفاے دوست را در بے وفائی یافتم !

اس نے اپنے لطف ذرہ نواز سے مجھے ایسے مخلصین صادقین عطا فرماے ہیں کہ سچ مچ انہوں نے اپنی جان و مال' دونوں میرے حوالے کردیے ہیں' کیونکہ انکے دل میں خدا نے ڈالدیا ہے کہ میں انکی جان و مال کو خود اپنی جان و مال کے ساتھہ کسی دوسرے کیلیے وقف کر دینا چاہتا ہوں - ان میں ایسے ایسے فدا کار محبت موجود ہیں کہ اگر میں انسے کہوں کہ اس وقت جو کچھہ انکے گھر میں موجود ہے' جمع کرکے میرے دروازے پر ڈھیر کردیں تو مجھے پورا یقین ہے کہ وہ مجھسے دو چار منٹ کی مہلت بھی نہ مانگینگے اور اپنے گھر میں اپنے لیے ایک تنکہ بھی باقی نہ چھوڑیں گے -

ازانجملہ برادرم میاں معظم الدین و محمد امین ایک قدیمی مخلص و فدا کار ہیں' جنکو کچھہ ایک عجیب طرح کی بے چینی ہر وقت اس فکر سے رہتی ہے کہ میں انسے کچھہ مانگوں اور قبول کرلوں - اس مخلص شخص کی محبت پر مجھے اسقدر یقین دیا گیا ہے کہ اگر رات کے دو بجے میں ایک معمولی نوکر اسکی دکان پر بھیجدوں اور کہوں کہ مجھے پندرہ ہزار روپیہ اسی وقت چاہیے تو وہ بلا تامل اٹھا کر دیدیگا - اسی طرح اخویم شیخ محمد حسین صاحب اورسیر ہیں' جو اس عاجز کے خاندان سے چالیس سال سے رشتۂ اخوت رکھتے ہیں - انہوں نے جب سنا کہ الہلال پریس سے ضمانت لی گئی ہے' تو وہ سمجھے کہ شاید دس ہزار کی آخری ضمانت ہوگی' کیونکہ وہ الہلال کی حق گوئی کو اتنا کم قیمت نہیں سمجھتے تھے جسکے لیے دو ہزار کی حقیر رقم کافی ہو - پس انہوں نے اُسی وقت ناگپور سے تار دیا کہ " دس ہزار روپیہ میری طرف سے خدا کیلیے قبول کرو " میں نے واپس کردیا اور لکھا کہ ضمانت دیدی گئی ہے اسکی ضرورت نہیں - میں الہلال کو بند کر دونگا مگر کسی دوسرے کو ضمانت کیلیے زحمت نہ دونگا - اسی طرح برادرم میاں احمد علی رئیس گجرات و شیخ غلام رحمن صاحب' و میاں زبید علی و میاں مولا بخش صاحبان ایسے مخلصین صادقین ہیں' جنکا نام لیے بغیر میں نہیں رہسکتا' اور مال و دولت تو کیا شے ہے ؟ یہ وہ لوگ ہیں کہ خدانے انکے دلوں کو اس عاجز کیلیے جان تک دیدینے کا حکم دیدیا ہے اور مجھے تاسف کے ساتھہ کہنا پڑتا ہے کہ اپنے صدہا مخلصین و محبین کو بسا اوقات انکے دعواے اظہار جوش سے روکنے کیلیے ایسی سختی کرنی پڑتی ہے' جسپر اپنے تخلیہ کے اوقات میں نہایت ہی سخت نادم ہوتا ہوں - وسبحان الذی بیدہ ملکوت کل شئ و الیہ ترجعون !

* * *

یہ مختصر اشارات محض بطور تحدیث نعمۃ کے کیے گئے کہ و اما بنعمۃ ربك فحدث ' ورنہ قارئین کرام سے پوشیدہ نہیں کہ آجتک کبھی بھی انکا ذکر قلم تک نہیں پہنچا - اس سے مقصود یہ تھا کہ لوگ سمجھیں کہ اللہ تعالے نے اپنے لطف و کرم سے اس عاجز کے لیے ایسے سامان پیدا کردیے ہیں کہ میں اگر پسند کروں تو بغیر کسی چیخ پکار کے اپنے کاموں کیلیے دوسروں کا روپیہ حاصل کرسکتا ہوں -

مگر جہاں اللہ کے فضل و کرم نے مجھسے باہر یہ سب کچھہ کیا ہے' وہاں ایک دوسری دولت لا زوال اور خزانۂ غیر فانی دل کو بھی سپرد کردیا ہے' اور میں کسی طرح راضی نہیں کہ اس سے دست بردار ہوں - پس میں نے روز اول ہی سے جن باتوں کا قطعی فیصلہ کرلیا' ان میں ایک یہ بھی ہے کہ اپنے کاموں کیلیے نہ تو کسی انسان کے آگے سوال کرونگا' اور نہ کسی انسان کا احسان لینا پسند کرونگا - یہ سچ ہے کہ کسی نیک کام کیلیے دوسروں سے مدد لینا انکا احسان لینا نہیں ہے بلکہ اُن پر احسان کرنا ہے' اور اگر کسی نیکی کیلیے ہم خود اپنے تئیں مستعد کرسکیں تو کوئی حرج نہیں کہ دوسروں کو بھی اسمیں شریک کریں - لیکن با این ہمہ میں نہیں چاہتا کہ اسی اچھی سے اچھی تاویل کے ذریعہ بھی الہلال کو زیر بار منت خلق اللہ بناؤں -

یہی سبب ہے کہ اللہ کے بخشے ہوے اِس تمام سامان سے جسکا ذکر اوپر کرچکا ہوں' میں نے کام لینا کبھی گوارا نہیں کیا اور ہمیشہ دل نے یہی فیصلہ کیا کہ جو آرزو دوستوں کے دلوں میں ہے' اسکا قائم رہنا مجھے زیادہ عزیز ہے' بہ نسبت اسکے کہ وہ ایک یا دو بار پوری ہوکر ختم ہوجاے -

پیدا کرا دینا ہے کہ متعلم آگے چلکر خود اپنے درس و مطالعہ کے لیے راہ پیدا کرلے -

یہ سچ ہے - دنیا کی ہر زبان کا نصاب تعلیم یہی مقصد رکھتا ہے - یہ کچھہ ایک آپ ہی کا مقصود نہیں ہے - لیکن سوال یہ ہے کہ اگر یہی مقصود تھا تو اسکی کیا علت ہے کہ معقولات قدیم کے لیے تو متون و شروح کے بوجھہ سے دماغوں کو کچل ڈالا جاتا ہے ' مگر قرآن و علوم قرآن کیلیے صرف جلالین و بیضاوي کے چند اجزا هي کافي سمجھہ لیے گئے هیں ؟

اور پھر کیا ان کتابوں کے ذریعہ قرآن اور علوم و معارف قرآن سے کوئي حقیقي مناسبت پیدا ہو سکتي ہے ؟

بہر حال دارالعلوم ندوہ میں فن ادب کي اصلاح کے بعد سب سے زیادہ زور فن تفسیر پر دیا گیا - طریق تعلیم میں املا ( لیکچرز ) کا سلسلہ شروع کیا ' قرآن کریم کے مطالب کے مختلف حصے کر کے ہر ہر حصہ پر مستقل درس دینے کي کوشش کي ' اور گو سب سے بڑي لا علاج مصیبت اشخاص و معلمین کے فقدان کي تھي ' تاہم بہت سي مشکلوں سے راہ صاف ہوئي اور تفصیل مفصل صحبتوں کي محتاج ہے -

( درجۂ تکمیل )

علوم اسلامیہ کي موجودہ تعلیم کا ایک بڑا نقص یہ ہے کہ فن تعلیم کے اُن عمدہ اصولوں سے جو آج انساني دماغ کي مخفي قوتوں کو اُبھار رہے ' اور قدرتي قابلیتوں کي نشو و نما کر رہے هیں ' اُسے کوئی مناسبت نہیں - تعلیم کا ایک بڑا اصول یہ ہے کہ سب سے پہلے طلبا کو تمام ضروري علوم سے بقدر ضرورت آشنا کیا جاے ' اور گویا اسطرح انکے دماغ کے آگے علم و فن کي تمام جنس و متاع رکھدي جاے - پھر دیکھیے کہ قدرتي طور پر کس طالب علم کو کس چیز سے ذوق خاص ہے ؟ اور کون دماغ اس شاخ علم کیلیے اپنے اندر مناسبت طبیعي رکھتا ہے ؟ جس علم سے جس متعلم کو ذوق خاص ہو ' اُسي کي تکمیل کا اسکے لیے سامان کرے - کیونکہ ہر دماغ قدرتاً ایک هي فن کیلیے مستعد ہوتا ہے ' اور ایسے افراد خال خال ہوتے هیں جو متعدد علوم سے یکساں ذوق رکھتے ہوں -

نہ میں کچھہ اسپنسر کي ایجو کیشن سے نقل نہیں کر رہا ہوں ' بلکہ پانچویں صدي میں امام غزالي نے بھي یہي لکھا ہے -

لیکن ہمارے یہاں تکمیل فن خاص کا مفہوم مفقود ہے - طالب علم خود اپني مناسبت سے کسي فن میں رسوخ خاص حاصل کرلے لیکن مدرسہ اس بارے میں اسکے لیے کچھہ نہیں کرسکتا - اسي کا نتیجہ ہے کہ ہم میں علماے فن یکسر ناپید ہو گئے هیں -

مولانا شبلي نے اس نقص کو دور کیا اور دارالعلوم میں ایم - اے کا درجہ " درجۂ تکمیل " کے نام سے کھولا گیا ' تاکہ فراغت کے بعد طلبا اپنے ذوق و مناسبت کو دیکھیں اور ادب ' تفسیر و حدیث ' علوم جدیدہ ' زبان انگریزي ' جس فن کو چاهیں ' دو سال تک صرف اسي کو حاصل کریں -

( علوم عصریہ و زبان انگریزي )

ندوہ نے اپني خصوصیات تعلیم میں ایک بڑي چیز یہ بتلائي کہ وہ علوم عصریہ و السنۂ فرنگ کي تعلیم ' علوم اسلامیہ کے ساتھہ شامل کریگا تاکہ اسلام و اہل اسلام کي موجودہ داعیات و ضروریات کیلیے علماء جامع و ذو الیمینین پیدا ہوں :

پنبہ را آشتي اینجا بہ شرار افتاد ست !

لیکن اس راہ کي دقتیں بھي کم نہ تھیں - انگریزي زبان کي تعلیم کا انتظام آسان تھا مگر عربي داں طلبا کیلیے علوم عصریہ کي تعلیم مشکل تھي - اول تو ہماري مشرقي زبانوں میں نئے علوم کي معتمد کتب ناپید ' پھر بعض تراجم عربیہ هیں بھی تو اسکے پڑھانے والے کہاں سے لاے جائیں ؟

تاہم اس شاخ میں بھي کوشش بالکل رائیگاں نہ گئي - انگریزي تعلیم یافتہ اصحاب کی ایک کمیٹی بنائي گئي جس نے ادب انگریزي کي تعلیم کیلیے ایسا نصاب تجویز کیا جسکي تدریس کے بعد متعلم کو اتني قابلیت حاصل ہوجاے ' جتني انٹرنس کے درجے تک یونیورسٹي کے طالب علموں کو ہوجاتي ہے - حساب ' جغرافیہ ' اقلیدس ' اور ریاضي ' جنکو ہمارے علما کے دربار علم میں بہت حقارت کے ساتھہ یاد کیا جاتا ہے اور اس لیے بہت کم اُنھیں وہاں تک باریابي ملتي ہے ' داخل تعلیم کیے گئے - دروس الاولیہ وغیرہ بیروت کے بعض تراجم کو باہر کے مخصوص اشخاص کے ذریعہ پڑھایا گیا ' اور اس طرح طلباے دارالعلوم اک گونہ نئے علوم سے بھي آشنا ہو گئے - کم از کم وحشت و بیگانگي نہ رهي -

( تصنیف و تالیف )

ندوہ نے جس اصلاح تعلیم کا دعوا کیا تھا ' اسکا ایک بہت بڑا نتیجہ یہ ہونا تھا کہ وہ اپني درسگاہ میں ایسے وسائل و اسباب مہیا کرتا کہ اسکے تعلیم یافتہ گروہ سے مختلف علوم و فنون میں اہل قلم و مصنف پیدا ہوے -

تصنیف و تالیف کا مذاق بہت سي چیزوں کا طالب ہے - تعلیم و طور تعلیم کے بعد علمی صحبت و مجامع ' مذاکرات و مباحثات علمیہ ' مطالعۂ و نظر ' مشق و مزاولت ' اور سب سے زیادہ کسي مصنف کے زیر نظر کام کرنے سے قدرتي قابلیتوں کو تربیت میسر آتي ہے - قدیم مدارس میں اسکا سامان ناپید ہے - خود مدرسین هي کو ذوق نہیں تا بدیگراں چہ رسد ؟ وسعت مطالعۂ و نظر کا جب سامان هي نہو تو دماغ میں استعداد اخذ و ترتیب و بحث کیونکر کام دے ؟ اسي کا نتیجہ ہے کہ صدہا متخرجین مدارس عربیہ میں دو چار صاحب نظر مصنف بھي نظر نہیں آتے -

دار العلوم ندوہ کي ہر چیز محض ابتدا تھي ! - نیز وہ ایک انقلابی سعی تھي جو نئے ساز و سامان سے نئے نتائج پیدا کرنا چاهتي تھی - اسلیے ابتدائي تجربوں سے نتائج کاملہ کي امید نہیں کی جاسکتي تھي ' تاہم بلا خوف تغلیط کہا جا سکتا ہے کہ آٹھہ دس برس کے تعلیمي دور سے جو نتائج اس بارے میں بھي اُسنے پیدا کیے ' وہ بہت حد تک تعجب انگیز اور نہایت قیمتي هیں -

مولانا شبلی کے مذاق علم و تصنیف و تالیف نے قدرتي طور پر اسکا سامان مہیا کردیا - ایک مصنف کا وجود خود مدرسۂ فن تصنیف ہوتا ہے - خاص خاص طلبا جنکے اندر اس کام سے مناسبت موجود تھي مختلف عنوانوں سے تصنیف و تالیف اور انشاء رسائل کے کاموں پر لگاے گئے ' اور فکر و مطالعہ کي راهیں انکے سامنے کھل گئیں - چنانچہ متخرجین ندوہ میں سے کئي اہل قلم و مصنف پیدا ہوے جو مختلف حیثیتوں سے آجکل کي اہل قلم جماعت میں امتیاز خاص رکھتے هیں - بہترین مدارس جدیدہ بھي ایسے نمونے پیدا نہیں کرسکے هیں -

جس کے لیے مایوسي کا فیصلہ هو گیا تها ' اسکے لیے امیدیں مر کر پهر زندہ هوگئیں !

ایسا هونے کیلیے صرف ایک هي شاخ عمل کافي نہیں ہے بلکہ مسلسل اور غیر منقطع کاموں کا ایک پورا سلسلہ چاهیے - دارالعلوم ندوہ کے متعلق جو کچهہ هوا ' وہ اس قسم کے کاموں کے لیے ایک عمدہ تجربہ ہے -

ندوۃ العلما کے سالانہ اجلاس ' مدارس کے جلسے کے بعد بالکل موقوف هوگئے تهے ' کیونکہ نہ تو کام کرنے والے تھے اور نہ لوگوں هي کو کسي قسم کي دلچسپي باقي رهي تهي -

مولانا شبلي نے کوشش کی کہ سالانہ جلسوں کا سلسلہ پهر شروع هو -

سب سے پہلے بنارس میں اسکي تحریک کي گئي اور برسوں کے بعد ندوۃ العلما کے انعقاد کا غلغلہ هوا - پهر دوسرا جلسہ لکهنو میں هوا - تیسرا دهلي میں اور پانچواں دارالعلوم ندوہ کي نئي عمارت میں جسکي صدارت کے لیے سید رشید رضا مصر سے آے ' گو علماء ندوہ نے کہا کہ همیں انکي قابلیت معلوم نہیں !

دارالعلوم کے سنگ بنیاد نصب کرنے کا جلسہ بهي اسي سلسلے میں شامل ہے -

ان جلسوں سے ملک میں ندوہ کي صدائیں دوبارہ بلند هوگئیں اور اسکے متعلق عرصے کي خاموشي سے جو افسردگی پهیل گئي تهي دور هوگئی -

( تعلیمي حالت )

ندوہ کے متعلق تمام مباحث کا خلاصہ یہی عنوان ہے - اسکي عظمت کسي عمارت سے وابستہ نہیں ' اور نہ بہت سا روپیہ ملجانا اسکو قابل قدر بنا دیسکتا ہے - اصل شے یہ ہے کہ جس قسم کي مخصوص طرز تعلیم کے ذریعہ وہ ایک خاص جماعت پیدا کرنا چاهتا ہے ' اور جس بنا پر میں اسے " اصلاح دیني " کي سب سے بڑي تحریک سمجهتا هوں ' اسکے لیے کیا هوا اور کس قدر کام کیا گیا ؟

اس سلسلہ کے کسی گذشتہ نمبر میں لکهہ چکا هوں کہ اصلاح تعلیم کے بارے میں بعض خاص رائیں رکهتا هوں ' اور میں نے ابتدا سے ندوہ پر صرف اس حیثیت سے نظر ڈالنا شروع کي ہے کہ گذشتہ قرون تغیرات و اصلاح میں جسقدر تحریکیں عالم اسلامي میں پیدا هوئیں اُن سب میں ندوہ کا کیا درجہ ہے ' اور جو راہ اُس نے اختیار کی ہے وہ اصولاً اصلاح کي کس قسم میں داخل ہے ؟ پس یہاں بهي اپني خاص آراء کي بنا پر بحث نہ چهیڑونگا بلکہ صرف اس بناپر کہ ندوہ نے جو تعلیمي اصول قائم کیا ' اسکے مطابق اسکے اندر کیا کیا کچهہ هوا اور وہ کس نے کیا ؟

آخري سوال کا ایک هي جواب یہ ہے کہ مولانا شبلي نے کیا ' کیونکہ واقعہ کو کیسے جهٹلایا جاے اور حقیقت سے کیونکر انکار کیا جاے ؟

وہ جب دار العلوم میں آے تو اسکي بربادیاں صرف مالي اور مادي حیثیت هي سے نہ تهیں ' بلکہ سب سے زیادہ مصیبت انگیز حالت یہ تهی کہ وہ اپني تعلیم و اصول تعلیم کي معنوي روح سے بهي یکسر محروم تها ' اور باوجود ادعاء اصلاح نصاب و غلغلۂ تجدید تعلیم ' اُسکي حالت اُن مدارس پر کچهہ بهي مزیت نہیں رکهتي تهي جو زیادہ وسیع پیمانے پر ملک میں پیشتر سے موجود هیں ' اور اُس سے زیادہ وسیع جماعت کو تعلیم دے رهے هیں -

ندوۃ العلما نے اپنے تعلیمي کاموں کیلیے اصولاً تین نئي اصلاحوں کا دعوا کیا تها :

( ۱ ) موجودہ طریق مدارس و حسن تقسیم و نظم و ادارہ کے ساتهہ ایک مدرسۂ عربیہ قائم کرنا -

( ۲ ) درس نظامیہ جو آجکل تمام مدارس هند میں علوم عربیہ کا نصاب تعلیم ہے ' اسکي اصلاح کرنا اور ایک نیا مکمل نصاب داخل کرنا جو مقتضیات عصریہ اور احتیاجات حالیہ کے مطابق ' علوم اسلامیۂ صحیحہ پر حاوي ' غیر ضروري کتابوں اور قدیم طریق حواشي و شروح سے پاک ' اور علوم شرعیہ میں باحسن نہج و باکمال طرق رسوخ و کمال پیدا کرنے والا هو -

( ۳ ) بعض علوم عصریہ کي شمولیت اور انگریزي زبان کي تعلیم تاکہ انگریزي دان علما پیدا هوسکیں -

لیکن اُس وقت تک اِن تینوں چیزوں میں سے ایک شے بهي دارالعلوم میں نہ تهي - اول تو نیا نصاب دو تین سال تک داخل مدرسہ هو هي نہ سکا - پهر انگریزي زبان کي تعلیم کي مخالفت کي گئي - اسکے بعد بمشکل گوارا کیا بهي تو اس طرح کہ صرف پندرہ روپیہ تنخواہ کا ایک مدرس انگریزي کیلیے رکها گیا جس نے دو چار لڑکوں کو اے - بي - سي - شروع کردي - فن ادب کی باسلوب جدید تعلیم بالکل نہ تهی مضمون نگاري اور تقریر و خطابت کا کوئي سامان نہ تها - طلبا میں بہت سي ذهین طبیعتیں موجود تهیں لیکن برباد جا رهي تهیں - یہ تمام باتیں اشخاص پر موقوف هیں - دار العلوم میں ایک شخص بهي ایسا نہ تها جو ان باتوں کو محسوس کرے - کرنا اور کرنے کی قابلیت تو بڑي چیز ہے -

( ادب و تفسیر )

مولانا شبلي نے سب سے پہلے نصاب تعلیم بدلا اور اس نصاب کي تعلیم شروع کي جو مدارس کے اجلاس میں منظور هوا تها - فن ادب همارے قدیم تعلیم کی حقیقي روح ہے ' اور قرآن و حدیث کے خزائن و علوم اسی کے اندر مدفون هیں - لیکن هندوستان میں ابتدا سے یہ فن مہجور رها اور درس نظامیہ کو تو گویا اس سے کچهہ واسطہ هي نہیں - مولانا نے فن ادب کیلیے خاص طور پر کوشش کی اور صحت تعلیم فن ' و حصول مناسبت تام ' و درس کتب قدماء بیان و بلاغت کے ساتهہ صحیح و فصیح عربي میں تقریر و تحریر کا بهي طلبا کیلیے سامان کیا - یہ في الحقیقت هندوستان کے تمام مدارس عربیہ کے تعلیم ادب میں سب سے پہلي بدعۃ حسنۃ تهي -

چنانچہ چند سالوں کے اندر هي اسکے نتائج ظاهر هوے - متعدد متعلمین ندوہ کو عربي میں تقریر و تحریر کي ایسي قابلیت پیدا هوگئي کہ اُنهوں نے سالانہ مجامع میں في البدیهہ و برجستہ عربي میں تقریریں کیں !

اس بو العجبي پر همیشہ ماتم کیا جائیگا کہ تمام علوم اسلامیہ کی درس و تدریس کا اصل مقصود قران تها ' اور سب کے سب اسکے لیے بمنزلۂ آلات و وسائل کے تھے ' مگر اجرام سماویہ کا مطالعہ کرنے والا دوربین کے بنانے میں ایسا غرق هوگیا کہ آسمان کی طرف نظر اٹھانے کی مہلت هي نہ ملي ! یعني معقولات اور فلسفۂ کلام اصل مقصود بنگئے ' اور قران اور علوم قران بالکل نظر انداز کردیے گئے - پهر یہ حالت یہاں تک بڑهي کہ یہ سمجهنا مشکل هوگیا کہ همارے مدارس کا اصل مقصود کیا ہے ؟ ارسطو اور اسکے بہت دور کے کم فہم ترجمانوں کي پرستش ' یا قران حکیم و حدیث نبوي کا فہم و درس ؟

بعض حامیان نصاب قدیم یہ تاویل کرتے هیں کہ همارا مقصود هر علم و فن میں بذریعۂ مختصرات و مطولات قوم اسدرجہ مناسبت
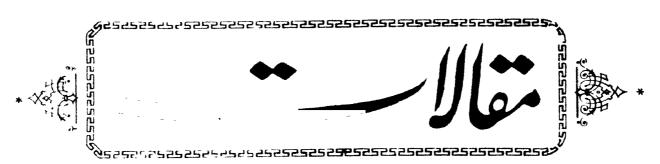
## حقيقة الصلاة

( ۲ )

ان الصلوٰة تنهي عن الفحشاء و المنكر ' و انها لكبيرة الا على الخاشعين

( ۳ )

ایک خاص نمازکي تحقیق بھي اسي ذیل میں ضروري ہے جس کی تعیین و تحدید کا سوال ایک نہایت معرکۃ الارا مسئلہ بن گیا ہے ' اور جس سے اصل نماز کے متعلق عجیب عجیب مباحث پیدا کردیے ہیں - یعنے " صلاۃ وسطی " جسکے لیے قرآن کریم نے خاص طور پر تاکید کي ہے :

حافظوا على الصلوة والصلوة الوسطى -

محافظت کرو نمازکي اور على الاخص نماز وسطی کي -

### ( صلاة الوسطى )

نماز وسطی کس نماز کا نام ہے ؟ علماے تفسیر و حدیث کے متعدد قول اس باب میں ہیں :

( ۱ ) نماز وسطی عصرکي نماز ہے - اس کي تائید میں ۶۹ حدیثیں مروي ہیں ' جن میں ایک خاص حدیث واقعۂ احزاب کے متعلق ہے اور بقول محدث ابن جریر بھی حدیث تخصیص عصرکی علۃ العلل ہے :

شغل المشركون رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صلاة العصر حتى اصفرت او احمرت - فقال شغلونا عن الصلاة الوسطى ملا الله اجوافهم و قبورهم نارا (۲) -

مشرکوں نے رسول الله صلی الله علیه و سلم کو جنگ میں اتنا مشغول کرلیا کہ نماز عصر ادا کرنے کي مہلت نہ ملي ' حتی کہ آفتاب کا رنگ زرد یا سرخ ہوگیا - یعني غروب کا وقت آگیا - اس حالت میں آنحضرت نے فرمایا : " خدا ان کے سینے اور قبریں آگ سے بھر دے ' انھوں نے ہم کو نماز وسطی سے روک رکھا " (۲) -

( ۲ ) نماز وسطی ظہر کي نماز ہے - اس کي تائید میں ۲۶ حدیثیں مروي ہیں ' جن میں تخصیص ظہر کی علۃ العلل دو حدیثیں ہیں (۳) :

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي الظهر بالهاجرة و لم يكن يصلي صلاة اشد على اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم منها - قال : فنزلت حافظوا على الصلوات و الصلاة الوسطى ' و قال ان قبلها صلاتين و بعدها صلاتين (۳) -

رسول الله صلی الله علیه وسلم ظہر کي نماز دوپہر ڈھلتے ہي پڑھتے تھے - آپ جتني نمازیں ادا فرماتے تھے اس لیے اس سے زیادہ اور کوئي نماز صحابہ پر گراں نہ تھی - اسي بناپر یہ آیت اُتري کہ " نمازوں کي اور نماز وسطی کي محافظت کرو " راوي حدیث ( زید بن ثابت ) نے اس کے وسطی ہونے کي یوں بھی توجیہ کي ہے کہ ظہر سے قبل و بعد دو دو نمازیں ہیں ' پس ظہر وسط میں ہے ( ۴ ) -

( ۴ ) نماز وسطی عشاء کی نماز ہے - اس کي تائید میں خصوصیت کے ساتھ اس حدیث سے مدد لي جاتي ہے :

عن عثمان بن عفان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من صلى العشاء الآخرة في جماعة كان كقيام نصف ليلة

حضرت عثمان رسول الله صلی الله علیه وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے عشاکي نماز جماعت کے ساتھ ادا کی اُس کي نماز نصف شب تک کي عبادت سمجھي جائیگی -

از روے عقل اسکے وسطی ( درمیاني نماز ) ہونے کی یہ علت بھي بیان کي جاتي ہے :

انها متوسطة بين صلاتين تقصران : المغرب و الصبح (۱)

نماز عشا مغرب و فجرکی دونوں چھوٹي چھوٹي نمازوں کے مابین متوسط درجہ کي نماز ہے (۱)

( ۵ ) نماز وسطی فجر کی نماز ہے - اس کی تائید میں ۱۷ حدیثیں مذکور ہیں جن میں سے ایک خاص حدیث یہ ہے :

عن ابن عباس انه صلى صلاة الغداة في مسجد البصرة فقنت قبل الركوع وقال : هذه الصلاة الوسطى التي ذكرها الله " حافظوا على الصلوات و الصلاة الوسطى وقوموا لله قانتين " (۲)

بصرہ کی مسجد میں عبد الله بن عباس نے صبح کی نماز ادا کی جس میں رکوع سے پہلے دعاء قنوت پڑھي اور فرمایا کہ نماز وسطی بھي ہے جس کی نسبت الله تعالے نے تذکرہ کیا ہے کہ نمازوں کی اور نماز وسطی کي محافظت کرو اور الله کے لیے قنوت دیتے ہوے کھڑے ہو (۲)

علامہ ابن جریر لکھتے ہیں :

و علة من قال هذه المقالة ان الله تعالى ذكره قال : حافظوا على الصلوات و الصلاة الوسطى و قوموا لله قانتين ' بمعنى ' و قوموا لله فيها قانتين ' قال فلا صلاة مكتوبة من الصلوات الخمس فيها قنوت سوى صلاة الصبح فعلم بذلك انها هي دون غيرها (۳)

جن لوگوں کا قول ہے کہ نماز وسطی فجرکي نماز ہے وہ اس بنا پر یہ کہتے ہیں کہ الله تعالے نے فرمایا ہے کہ نمازوں کي اور نماز وسطی کي محافظت کرو ' اور الله کے لیے قنوت کرتے ہوے کھڑے ہو - پس وہ کھڑے ہونے کے معنی عبادت کرنے اور قنوت کرنے کا مطلب نماز میں دعاے قنوت پڑھنا سمجھتے ہیں - نماز پنجگانہ میں نماز فجر کے علاوہ کوئی ایسی نماز نہیں جس میں دعاے قنوت پڑھتے ہوں ' لہذا معلوم ہوا کہ نماز وسطی جس کے ساتھ قنوت کی شرط ہے فجر ہی کی نماز ہے - کوئي اور نماز نہیں ہے (۳)

( ۶ ) نماز وسطی کا کچھ معلوم نہیں کہ کون سی نماز ہے مگر انھیں پانچوں نمازوں میں سے ایک نہ ایک یہ بھي ہے - اس کي تائید میں تین حدیثیں روایت کي گئي ہیں ' جن میں دو یہ ہیں :

---

( ۱ ) غرائب القرآن - ج ۲ ص ۳۹۵ -

( ۲ ) ابن بشار قال ثنا عبد الوهاب قال ثنا عوف عن ابي المنهال عن ابي العاليه عن ابن عباس انه صلى الخ -

( ۳ ) ابن جریر ج ۲ ص ۳۵۰ -

### ( بھاشا اور سنسکرت )

ندوہ کا اولین مقصد اشاعت اسلام تھا - دار العلوم اسي لیے قائم ھوا کہ اسکے لیے کام کرنے والے پیدا ھوں - آجکل آریا سماج کے نئے مذھبي حلقوں نے مسلمانان ھند کے سامنے ایک نیا حریف پیدا کردیا ھے - انسے مباحثہ کرنے کے لیے ضروري ھے کہ آنکے علوم و الھیات سے واقفیت ھو -

مولانا شبلي نے چاھا کہ دار العلوم میں ایک کلاس اسکے لیے بھي کھول دي جاے تا کہ کچھہ طلبا ابھي سے اسکے لیے طیار ھونے لگیں - چنانچہ ایک پنڈت خاص اسي غرض سے ملازم رکھا گیا ' اور چند طلبا نے باقاعدہ پڑھنا شروع کردیا - عرصے تک یہ سلسلہ قائم تھا - مجھے معلوم نہیں پھر قائم رھا یا نہیں -

### ( جماعۃ خدام اسلام )

اس سے بھي اھم تر اور نتائج کے لحاظ سے اعظم ترین خیال جو ھوا وہ یہ تھا کہ طلباے دارالعلوم میں سے کمسن بچوں کی ایک جماعت عام طلبا سے الگ کرلي جاے - انکا قیام علحدہ ھو' انکي تربیت خاص طور پر کي جاے ' انکے طرز معیشت میں فقر و محنت کا زیادہ خیال رھے - ایک خاص شخص اسطرح انکی نگراني کرے کہ ھر وقت انھي کے ساتھہ رھے اور شب و روز کسي وقت بھي آنسے علحدہ نہو' تاکہ اس گروہ سے جفاکش ' ایذا دوست ' مذھب پرست ' اور اشاعت اسلام و اصلاح ملت کے کاموں میں اپنے تئیں فدا کردینے والے طلبا طیار ھوسکیں -

یہ خیال جس آساني سے ذھنوں میں آجاتا ھے ' اسقدر اُسکا کرنا آسان نہیں ھے ' اور اسکے لیے جو سامان مطلوب ھیں وہ خاص اور بہت کمیاب ھیں - تاھم مولانا شبلي نے حتی الامکان اسکي ایک ابتدائي بنیاد سي ڈالديني چاھي اور کمسن طلبا میں سے ایسے لوگوں کو حزم و احتیاط کے ساتھہ چن لیا جنھوں نے اس راہ کی تکلیفیں سننے کے بعد خود ھي آنکے جھیلنے کي خواھش کي ' اور جنمیں ذھانت و شرافت کے علاوہ اور جوھر بھي اوروں سے زیادہ نظر آے -

انکے قیام کا انتظام مخصوص کیا گیا - مدرسین دارالعلوم میں سے ایک معتمد ترین بزرگ کو انکي نگراني سپرد کي - تقریر و بحث کی مشق کرائي جانے لگی - چھوٹے چھوٹے بچے جنکي عمریں بارہ تیرہ برس سے کسي طرح زائد نہوگی ' برجستہ اور واضح و مربوط تقریر کرنے لگے - مذھبی اعمال کی پابندي میں بھی انکی سختي بہت زیادہ رکھی گئی - پانچ وقت مسجد میں وہ اولین صف کے نمازي تھے -

میں نے یہ حالات بارھا خود دیکھے اور جب کبھي لکھنو گیا تو ان میں سے کسی نہ کسي لڑکے کی نسبت اچھي راے قائم کرنے کا موقع ھاتھہ آیا -

یہ ایک صحیح اصول پر محض ابتدا تھي ' لیکن اسکے لیے بہت سے اجزاء عمل مطلوب ھیں - و القصۃ بطولھا -

## الھلال کي ایجنسي

ھندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتي ' اور مرھٹي ھفتہ وار پرچوں میں الھلال پہلا رسالہ ھے ' جو باوجود ھفتہ وار ھونے کے [illegible] کی طرح بکثرت متفرق فروخت ھوتا ھے - اگر آپ [illegible] تجارت کے متلاشي ھیں تو ایجنسی کی [illegible]

## دار العلوم ندوہ

### طلبا کي اسٹرائک

[ از وقائع نگار لکھنو ]

طلباء دار العلوم ندوۃ العلماء نے کل بتاریخ ۷ مارچ سنہ ۱۹۱۴ع مختلف شکایات کي بنیاد پر جو کچھہ عرصہ سے پیدا ھو رھي تھیں اسٹرائک کردي - اسوقت بظاھر یہ سبب ھے کہ تقریباً دو ھفتے ھوے کہ ایک درخواست طلباء نے ناظم صاحب کو دي تھی - اسکا جواب لینے کے لیے ناظم صاحب کے پاس گئے - جناب ناظم صاحب نے بجاے اسکے کہ اوس درخواست کے متعلق کچھہ فرمائیں ' نہایت سختی سے اپنی دار النظامت سے نکل جانے کا حکم دیا اور بہت بري طرح پیش آے -

اسکے بعد بعض مقامي ارکان مکان پر تشریف لائے' اور چند طلباء کو بلاکر دیر تک گفتگو کي ' مگر انھوں نے بھي بغیر طلبا کي شکایت دریافت فرمائے ھوے اسي بات پر زور دیا کہ اگر تمنے کل سے تعلیم شروع نہ کردي تو تمکو مدرسہ بجبر فوراً خالي کردینا پڑیگا - طلباء نے اسکا جواب کچھہ نہیں دیا ' اور اسلیے خاموش رھے کہ بغیر ھماري شکایات سنے ھوے جب یک طرفہ فیصلہ کردیا تو ایسي حالت میں کچھہ کہنا بیکار ھے - چونکہ اسکے قبل متعلقین دار العلوم نے موجودہ طلباء کے اخراج کي قرار داد کرلي ھے' اور بارھا اسکا اظھار بھي بعض ذمہ دار حضرات کي طرف سے ھوا ھے' اسلیے ھم اسکے فیصلہ کا نہایت بیچیني سے انتظار کر رھے ھیں - چونکہ مقامي ارکان کو دارالعلوم کے معاملات سے کسي قسم کي دلچسپي نہیں ھے اسلیے اس موقع پر سر برآوردگان قوم سے عموماً اور غیر مقامی ارکان دارالعلوم سے خصوصاً یہ درخواست ھے کہ اس معاملہ کي تحقیقات کیلیے ایک غیر جانب دار کمیشن مقرر کیا جاے' تاکہ وہ صحیح واقعات کو دریافت کرنے کے بعد کوئي معقول فیصلہ کرسکے - طلباء کي شکایات کا اکثر حصہ تعلیمی معاملات کے متعلق ھے اسلیے اس اسٹرائک میں بورڈر اور غیر بورڈر تمام شریک ھیں - تفصیلي شکایات غالباً طلباء خود قوم کے سامنے پیش کریں' اسوقت قوم کو اونکی مظلومیت و عدم مظلومیت کا پورے طور پر اندازہ ھوجائیگا - ( بقیہ واقعات مراسلات کے سلسلے میں ھیں )

[ اشتہار ]

یہاں کہیں بھي مغالرت نہیں ہے -

ابن ابي رداد ایادی کے مشہور قصیدے میں ہے :

سلـــط المـــوت و المنـــون علیهم
فلهـــم في صـــدى المقـــابر هـــام

موت اور منون کے درمیان واو عطف سے تفریق کی ہے لیکن معني دونوں کے ایک ہیں -

ارض حیرہ کا نامور شاعر اور لقمان بن منذر کا سرپرست عدي بن زید عبادي ایک قصیدے میں لکھتا ہے :

فقـــدمت الادیـــم لرا هشیـــه
فالفـــى قولهـــا کـــذباً و میـنـــا

" کذب " اور " مین " دونوں ایک هي چیز هیں -

فارسي میں بھي یہي قاعدہ ہے - فردوسي کا شعر ہے :

ور از جوے خلـــدش بهنـــگام آب
به بیخ انگبیں ریزي و شهـــد ناب

انگبین اور شہد دونوں دو چیزیں نہیں هیں -

سیبویہ کا قول ہے :

یجوز قول القائل " مررت باخیك و صاحبك " و یکون الصـــاحب هـــوالاخ نفسه

یہ کہنا جائز و درست ہے کہ " میں تیرے بھائي اور تیرے رفیق کے پاس سے گزرا " خواہ جس کو رفیق کہا گیا هو وهي بھائی هو - یعني دونوں ایک هوں - دو نہوں -

( قنـــوت )

قنوت کے کیا معني هیں ؟ اس مسئلہ میں بھي حسب معمول متعدد اقوال هیں :

( ۱ ) قوموا لله قانتین میں قنوت کے معني سکوت و خاموشي کے هیں - اس باب میں ۹ حدیثیں مروي هیں جن میں ایک یہ ہے :

کنا نقوم في الصلاة فنتکلم و یسال الرجل صاحبه عن حاجتة و یخبـــرہ و یردون علیه اذا سلم ' حتی اتیت انا فسلمت فلم یردوا علی السلام فاشتد ذالك علی ' فلما قضي النبي صلی الله علیه وسلم قال : انه لم یمنعني ان ارد علیك السلام الا انا أمرنا ان نقوم قانتین لا نتکلم فی الصلاۃ ' و القنـــوت السکوت ( ۱ )

هم لوگ نماز میں باتیں کیا کرتے تھے - لوگ اپنے ساتھي سے اپني ضرورت کے متعلق سوال کرتے ' وہ اُنھیں جواب دیتا ' اطلاع دیتا ' باهم سلام کرتے ' جواب دیتے ' یہي کیفیت روز مرہ تھي کہ ایک مرتبہ میں حاضر هوا - نماز هو رهي تھي ' میں نے سلام کیا ' جواب نہ ملا ' مجھہ پر یہ واقعہ بہت هي گراں گذرا - رسول الله صلے الله علیه و سلم جب نماز سے فارغ هولیے تو آپ نے ارشـــاد فرمایا : " جواب سلام سے مجھے صرف اس بات نے روکا تھا کہ هم کو حکم هوا ہے کہ قنوت کے ساتھہ عبادت کریں ' نماز میں نہ بولیں " پس قنوت کے معني خاموشي کے هیں ( ۱ )

( ۲ ) قنـــوت کے معني خشوع و خضوع کے هیں - اس باب میں پانچ حدیثیں مروي هیں جن میں ایک یہ ہے :

ان من القنوت الخشوع و طول الرکوع و غض البصر و خفض الجناح من هیبة الله - کان العلماء اذ اقام احـــدهم یصلي یهـــاب الرحمان ان یلتفت او ان یقلب الحصي او لعبث بشيء او یحـــدث نفسه بشيء من امر الدنیـــا الا ناسیا ( ۲ )

قنوت کي ذیل میں خشوع ' طول رکوع ' نظر نیچي رکھني ' خدا کے خوف سے متواضع رهنا ' یہ سب باتیں داخل هیں - علمائے صحابه کي عادت تھی کہ جب اُن میں کوئي نماز پڑھنے اُٹھتا تو خدا کي اُن پر ایسي هیبت چھا جاتی کہ نہ ادھر التفات کرتے ' نہ کنکریاں اُلٹتے پلٹتے ' نہ کوئي بے کار شغـــل کرتے ' نہ دنـــیا کي کسي بات کو جی میں لاتے ' اور اگـــر لاتے تو بھولے سے لاتے ( ۲ ) -

( ۳ ) قنوت سے مراد دعاے قنوت ہے - اس کي تائید میں ابن عباس کي روایت پہلے نقل هوچکی ہے -

( ۴ ) قنوت کے معنی اطاعت کے هیں - اس باب میں ۲۴ حدیثیں مروي هیں جن میں سے اکثر کے راوي ثقہ هیں ' اور ادبیات عرب سے بھي اس کي تائید هوتي ہے - علامہ ابن جریر لکھتے هیں :

اولي هـــذہ الاقـــوال بالصواب في تـــاویـــل قـــوله و قوموا لله قانتین قول من قال تاویـــله مطیعین ' و ذلـــك ان اصل القنوت الطاعـــة ' و قد تکون الطاعـــة لله فـــي الصـــلاۃ بالسکوت عما نهي الله من الکلام فیها ' و لذلك وجه من وجه تاویل القنوت فی هذا الموضع الی السکوت فی الصلاۃ احد المعانی التی فرضهـــا الله علی عبـــادہ فیها الا عن قراۃ قـــرآن او ذکر له بما هو اهله .........و قد تکون الطاعۃ لله فیها بالخشوع و خفض الجناح و اطالة القیام و بالدعاء لان الا غیر خـــارج من احـــد معنیین من ان یکون مما امـــر به المصلی او مما ندب الیه ' و العبد بکـــل ذالك لله مطیع و هو لربه فیه قانت ' و القنوت اصله الطاعه لله ثم یستعمل في کل ما اطـــاع الله العبـــد ' ...... فتا ویل الایۃ اذاً حـــافظوا علی الصلوات و الصلاۃ الوسطی و قوموا لله فیها مطیعین ... غیر عاصین لله فیهـــا بتضییـــع حـــدودهـــا و التفریط في الواجب علیکم فیها و فی غیرها من فرائض الله [۳]

" الله کے لیے قنوت کرتے هوے عبادت کرو " اس کي تفسیر میں جو اقوال مذکور هیں اُن میں زیادہ درست اور بہتر یہ تاویل ہے کہ قنوت کرنے کے معنی اطاعت کرنے کے هیں - سبب یہ ہے کہ قنوت اصل لغت میں اطاعت و فرمانبرداري هي کے لیے موضوع ہے - نماز میں خدا کي اطاعت کي ایک صورت یـــہ بھي ہے کہ خاموش رہے ' جن باتوں میں خدا نے گفت وگو کرنے کي ممانعت کي ہے اُن میں کـــلام نہ کرے - آیت میں جو لوگ قنوت کے معني سکوت لیتے هیں اس تاویل کي ایک شکل وہ بھي ہے - خـــدا نے بحالت نمـــاز بنـــدوں پر سکوت کو بھي فـــرض ٹھہرایا ہے - البـــتہ قـــراءت قـــرآن یا وہ اذکار جو خدا کے شایاں شان هیں اس کلیہ سے مستثنٰی هیں ........... نماز میں اطاعت الهی کي ایـــک دوسري صورت خشوع و خضوع و طول قیام و دعـــا بھي ہے - یـــہ تمام چیزیں دو باتوں سے خـــالی نہیں - یا تو نماز پڑھنے والے کو اس کا حکم ملا ہے ' یا اس کو مستحب ٹھہرایا گیا ہے - دونوں حالتوں کي اطاعت میں بندہ خدا کی اطاعت اور قنوت کرنے والا سمجھا جائیـــگا - قنوت کی حقیقت بھی خدا کي اطاعت ہے - بعد میں اُن تمام اشکال کو بھی قنوت کہنے لگے جن کے ذریعہ سے خدا کي اطاعت کي جاے...... اس صورت میں آیت کی تفسیر یہ هوئي کہ نمازوں کی اور نماز وسطي کي حفاظت کرو - اور ان عبادتوں میں خدا کي اطاعت کیا کرو ...... حدود اطاعت کو تلف کرکے نافرمان نہ بنو - نمازوں میں اور دوسرے فرائض و واجبات میں جو امور خدانے تم پر لازم ٹھہراے هیں اُن میں کمي نہ هونے دو [۳]

( ۱ ) موسی قال ثنا عمر و قال ثنا اسباط عن السدي فی خبر ذکرہ عن مرۃ عن ابن مسعود قال کنا نقوم الخ

[ ۱ ] موسی قال ثنا عمر و قال ثنا اسباط عن السدي في خبر ذکرہ عن مر عن ابن مسعود و قال کنا نقوم الخ -

[ ۲ ] مسلم ابن جنادۃ قال ثنا ابن ادریس عن لیث عن مجاهد و قوموا لله قانتین قال فمن القنوت طول الرکوع الخ -

[ ۳ ] ابن جریر - ج ۲ ص ۳۵۳

كنا عند نافع ومعنا رجاء بن حياة فقال لنا رجاء سلسوا نافعاً عن الصلاة الوسطى فسألناه' فقال قد سال عنها عبد الله بن عمر رجل وقال هي فيهن فحـا فظوا عليهن كلهن (۱)

هم لوگ نافع کے پاس بیٹھے تھے - همارے ساتهه رجاء بن حیاة بهي تهے - رجاء نے کہا که نافع سے پوچهو که نماز وسطی کونسی نماز هے ؟ هم سے لوگوں نے سوال کیا تو نافع نے جواب دیا که عبد الله بن عمر سے بهي ایک شخص نے یہي سوال کیا تها - اُس کے جواب میں ابن عمر نے کہا تها که انہیں پانچ نمازوں میں ایک نماز یه بهي هے پس تم سب کي حفاظت کرو (۱)

دوسري حدیث میں هے :

عن ابي فطيمة قال فسألت الربيع بن خيثم عن الصلاة الوسطى - قال : ارأيت ان علمتها كنت محافظا عليها و مضيعا سائرهن ؟ قلت لا ' فقال : فانك ان حافظت عليهن فقد حافظت عليها (۲)

ابو فطیمه کہتے هیں که میں نے ربیع بن خیثم سے نماز وسطی کي نسبت دریافت کیا ' اُنهوں نے کہا " اگر تمهیں یه معلوم هو جاے تو کیا صرف اسی ایک نماز کي محافظت کرو گے اور بقیه نمازیں چهوڑ دو گے ؟ " میں نے کہا " نہیں " اسپر اُنهوں نے کہا که " اگر تم نے ان سب نمازوں کي محافظت کي تو اُس کي محافظت بهي کرلي (۲) -

( ۷ ) نماز وسطی ان پانچوں نمازوں کے مجموعه هي کا نام هے - اس کي تائید میں یه دلیل پیش کی جاتي هے :

ان الوسطى مجموع الصلوات الخمس وان الايمان بضع و سبعون درجة اعلاها شهادة ان لا اله الا الله و ادناها اماطة الاذي عن الطريق' و الصلوات المكتوبة واسطة بين الطرفين (۳)

حقیقت میں نماز وسطی سے مراد اوقات پنجگانه کی نمازوں کا مجموعه هے' اس لیے که حسب روایت صحیحه ایمان کے کچهه اوپر ۷۰ درجے هیں ' جن میں اعلی درجه یه هے که الله تعالی کے سوا اور کسي معبود کے نه هونے کي شهادت دي جاے' اور ادنی درجه یه هے که راستے سے اذیت کي چیزیں هٹا دي جائیں - فرائض خمسه کا درجه ان دونوں کے درمیان هے اور یه ان دونوں کناروں کے کیلیے باهم: ملنے کی جگه هے پس یہي وسط هے (۳) -

( لفـظ " وسطـی " )

صلاة وسطي میں لفظ "وسطی کے معني کیا هیں ؟ علماے لغت و محققین ادبیات کا بیان هے :

الوسطى تانيث الاوسط ' و اوسط الشي و وسطه خياره ' و منه قوله تعالى : و كذلك جعلنا كم أمة وسطاً - و وسط فلان القوم يسطهم اى صارفي وسطهم و ليست من الوسط الذي معناه متوسط بين شيئين لان فعلي معناها التفضيل' ولا يبني للتفضيل الا ما يقبل الزيادة و النقص ' و الوسط بمعني العدل و الخيار يقبلهما ' بخلاف التوسط بين الشيئين فانه لا يقبلهما ' فلا يبنى منه افعل التفضيل (۱)

" وسطی " لفظ " اوسط " کا صیغهٔ مونث هے - محاوره میں کہتے هیں " اوسط الشئ " و " اسط الشي " ( کسي چیز کا اوسط اور اُس کا وسط ) اور اُس سے مراد لیتے هیں " خیار الشي " ( بهترین چیز ) " اوسط " " وسط " سے تو مشتق هے مگر اُس " وسط " سے مشتق نہیں هے جس کے معنے دو چیزوں کے درمیانی حصه کے آتے هیں' اس لیے که " فعلي " جس کے وزن پر " وسطی " کا لفظ هے ' اُس کے معني " تفضیل " یعني زیادتي کے هیں ' اور " تفضیل " کے لیے وهي لفظ لائیںگے جو زیادتي و کمي دونوں حیثیتوں کو قبول کرسکتا هو - " وسط " جس کے معنے " معتدل " اور " بہتر " کے هیں ' ان دونوں ( یعنی زیادتي و کمي ) کی قابلیت رکهتا هے ( یعنی بصورت زیادت اعتدال و بهتري ' اور بحالت نقص بے اعتدالی و بدتري کي گنجایش بهی اس میں نکل سکتي هے ) بخلاف اُس " توسط " کے جس سے دو چیزوں کا درمیانی حصه مراد هو ' کیونکه اس میں دوسرا پہلو آسکتا هي نہیں ' لہذا صیغهٔ " افعل التفضیل " اس سے نہیں بنا سکتے ( ۱ )

یعني جن روایتوں کی بنا پر نماز وسطی کے لیے اوقات پنجگانه میں سے کسی ایسي نماز کي تحدید کی جاتي هے جو تمام نمازوں کے درمیان میں واقع هو' یه تخیل هي بر خود غلط هے کیونکه وسطی کے یه معنے هي نہیں هیں -

( ح )

اس تحقیق کی تائید میں کہا گیا هے که واو العطف تقتضی المغایرة ( واو عطف کا اقتضا یه هے که معطوف و معطوف الیه دونوں دو علحدہ چیزیں هوں ) پس حافظوا علی الصلوات و الصلاة الوسطی میں واو عطف موجود هے ' لهذا صلوات سے جو نمازیں مراد هیں ' اُن کي ذیل میں صلاة وسطی کیوں کر آسکتی هے ؟ لا محاله اسے کوئی دوسری نماز فرض کرنا پڑیگا -

یه شبه اگر صحیح هے تو وہ روایتیں جو اوقات پنجگانه کي نمازوں میں سے کسی ایک نماز کو وسطی بتا رهي هیں' یقیناً ماننی پڑینگي - نماز وسطی کو فرائض خمسه کے علاوہ ایک دوسری نماز ماننا هوگا ' اور تحقیق کے لیے بحث کي ضرورت هي نه رهیگي -

لیکن اسکا جواب دیا گیا هے که هر واو کو واو عطف مان لینا هي غلط هے - واو کي ایک قسم واو زائده بهی هے جس کي متعدد مثالیں خود قرآن کریم میں موجود هیں ' مثلاً : و كذلك نفصل الايات -

ولتستبين سبيل المجرمين

و كذلك نرى ابراهيم ملكوت السماوات و الارض

وليكون من الموقنين

خود عطف میں بهی جہاں ایک قسم عطف وصفي کي هے جس میں معطوف و معطوف الیه میں مغایرت ضروري هے' وهاں ایک دوسري قسم عطف ذاتي کی بهي هے جسے اس تفریق سے کچهه سروکار نہیں - آیتوں میں عطف ذاتي کي بکثرت نظیریں وارد هیں ' مثلاً :

ولكن رسول الله و خاتم النبيين

سبح اسم ربك الاعلى ' الذي خلق فسوى ' و الذي قدر فهدى ' والذي اخرج المرعى -

ان مثالوں میں کوئي ایک بهي ایسي نہیں هے جسے مغائرت کے ثبوت میں پیش کرسکیں - یه سب عدم مغائرت کے لیے هیں - اسي طرح بے شمار آیتیں نقل کی جاسکتي هیں مما لا حاجة الى سوقها لما هو معلوم بالبداهة -

عرب کا ایک قدیم شعر هے :

الى الملك القرم و ابن الهمام

و ليث الكتيبه في المزدحم

( ۱ ) یونس بن عبد الاعلی قال اخبرنا ابن وهب قال ثنی هشام بن سعد قال یرضاه عنه نافع الخ -

( ۲ ) احمد بن اسحاق قال ثنا ابو احمد عن قیس بن الربیع عن سیرین بن طرق عن ابي قطیمه قال الخ -

( ۳ ) غرائب القرآن - ج ۲ ص ۳۶۳

( ۱ ) فتح البیان - ج ۱ ص ۳۱۵ -

سیڑھیوں کے قریب استادہ ہے جو آگے مندر کے طرف جاتی ہیں - اسکے دونوں جانب وضو کے - لیے چھوٹے چھوٹے حوض بھی ہیں - اب سے پہلے قربانگاہ وغیرہ غیر معلوم تھیں - تازہ حفریات میں جرمنی کے مشن نے یہ قربانگاہ اور وہ سیڑھیاں بھی دریافت کرلی ہیں جن پر سے پوجاری قربانی کے لیے آیا کرتے تھے -

قدیم اشوری مندروں میں ترمیم و تغیر کرنے کے مجرم صرف مسلمان قائم ہی نہیں ہیں - عیسائی کشورکشا بھی اسمیں مسلمانوں کے برابر کے شریک ہیں - البتہ ہر ایک کے مصالح جدا گانہ تھے ' اور جس نے جو تغیر کیا وہ اپنے مصالح کے لحاظ سے کیا -

عیسائیوں نے جب بعلبک فتح کیا تو انکی اولین و آخرین کوشش یہ تھی کہ جسطرح بھی ہوسکے ' قدیم اشوری بت پرستی کو مٹایا جائے اور اسکے آثار اس طرح معدوم کردیے جائیں کہ انھی مقامات پر عیسائی مقدس عمارتیں تعمیر ہوں - چنانچہ انہوں نے فتح بعلبک کے بعد قربانگاہ کے ایک حصہ کو کھودکے سطح زمین کے برابر کردیا اور دوسرے حصہ پر اسطرح ایک کلیسا بنا دیا کہ اسکا فرش قربانگاہ کی چوٹی کے برابر تھا - دوسرے بڑے مندر کو بھی اسلیے ڈھا دیا کہ اس کے ملبے سے کلیسا بنالیں -

خیر' اس طویل و عریض صحن سے انسان ایک وسیع زینے پر ہوکے خود مندر کے اندر داخل ہوجاتا ہے - اس مندر کی عمارت میں سے اب صرف ستون باقی رھگئے ہیں - ان ستونوں کے متعلق پروفیسر ٹائلر (Prof. Taylar) لکھتے ہیں :

" میرے علم میں قدیم صنعت کے پس ماندہ آثار میں ان ستونوں سے خوبصورت کوئی شے نہیں - ہر رخ سے اور چاند اور سورج ' دونوں کی روشنی میں انکی حالت بالکل یکساں ہے -

ایک عجیب بات یہ ہے کہ اگر کسیقدر فاصلے سے ان ستونوں کو دیکھیے تو اپنے باھمی مکمل تناسب کی وجہ سے جسقدر انکا طول ہے اس سے کہیں زیادہ معلوم ہوتے ہیں !

یہ عظیم الشان و سر بفلک ستون جس چبوترہ پر قائم ہیں وہ بجاے خود ایک حیرت انگیز چیز ہے - یہ چبوترہ کیا ہے ؟ ایک دیوار ہے جسکی بلندی ۴۰ فیٹ کی ہے - ان ستونوں کا قطر ساڑھے سات فیٹ ہے - طول مع قرطاجنی گنبدوں کے ۷۰ فیٹ -

* * *

یہاں تک تو بعلبک کے مشہور ترین آثار یعنی بڑے مندر کے کھنڈروں کا تذکرہ تھا - اب ہم دوسرے بڑے مندر کے کھنڈروں کے حالات لکھنا چاھتے ہیں -

جیسا کہ ہم اوپر کہہ آئے ہیں دوسرا مندر بیکچش کا مندر ہے - یہ مندر بڑے مندر کے جنوب میں واقع ہے - یہ دونوں ایک دوسرے سے بالکل آزاد و بے تعلق ہیں - اس مندر کی سطح پہلے مندر کی سطح سے کسیقدر پست ہے - اس میں کوئی صحن نہیں - مشرق کی طرف سے ایک زینہ ہے - اسی پر چڑھکے مندر میں جاتے ہیں - اسکے حجرے طول میں زیادہ اور عرض میں کم ہیں - اس کی دیواریں باھر سے بالکل سادی ہیں - البتہ جس پتھر سے بنائی گئی ہیں وہ خوب درست کرلیا گیا ہے ' اور جوڑ تو اس قدر خوب ملائے ہیں کہ تعریف نہیں ہوسکتی - دونوں سروں کے اتصال کا یہ عالم ہے کہ چھری کا پھل بھی اندر نہیں جاسکتا - اس حجرے کے دونوں طرف کوئی دس فیٹ کے فاصلے پر چکنے ستونوں کی ایک قطار ہے - یہ ستون مع اپنے بالائی حصہ کے ۵۲ فیٹ بلند ہیں - چھت کی دیواروں کے ساتھہ انھیں پتھر کے ٹکروں کے ذریعہ ملایا گیا ہے - ان ٹکروں کی تعداد بہت ہے اور ان پر بادشاھوں اور دیوتاؤں کی تصویریں کندہ ہیں - ان تصویروں کے بیچ بیچ میں پھولوں وغیرہ کی تصویریں بھی بنی ہوئی ہیں - غرضکہ یہ چھت صنعت و قلمکاری کے لحاظ سے عجیب و غریب ہے -

حجرے کی دیواریں تو ابھی سالم و ثابت ہیں البتہ اکثر ستون گرگئے ہیں - جو حصہ ابھی نہیں گرا ہے اسمیں شمال کی حالت بہت زیادہ بہتر ہے -

اس مندر کے دروازے کو اسکا درۃ التاج سمجھنا چاھیے - کیونکہ اگرچہ اس عمارت کے اور حصوں میں بھی گلکاری کی ہے اور صنعت کے عمدہ عمدہ نمونے دکھائے گئے ہیں ' مگر دروازہ کی صنعت ان سب سے بدرجہا بہتر ہے -

یہ دروازہ ۴۳ فیٹ بلند اور ساڑھے ۱۲ فیٹ عریض ہے - اسمیں جسقدر حصہ پر گلکاری کی گئی ہے اسکی مقدار ۶ فیٹ کے قریب ہے -

یہ تو آپکو پہلے ہی معلوم ہوچکا ہے کہ تیسرا مندر زھرہ کا ہے - یہ مندر دوسرے مندروں کے کھنڈر سے ۲ سو میل پر واقع ہے - یہ ایک قرطاجنی وضع کی عدیم المثل عمارت ہے جسکا اندرونی حصہ خوب ہی آراستہ ہے - اندرونی ستونوں کی وجہ سے یہ عمارت بالکل ہشت گوشہ معلوم ہوتی ہے - یونانی عیسائیوں نے اسکو سینٹ باربرا کا گرجا بنا لیا ہے - گذشتہ صدی میں انہوں نے اسکی تجدید کی کوشش بھی کی تھی جو کچھہ زیادہ کامیاب نہیں ہوئی -

بیکشس کے مندر کے ستون جن پر چھتا قائم ہے

## بـعلبــک

### تاریخ قـدیم اور تمدن اسلامي کا ایک صفحه

### ( ۱ )

یه آثار جو اس مضمون کا موضوع هیں' دو بڑے اور ایک چھوٹے مندر کے کھنڈر هیں - بڑے مندروں میں ایک جو پیٹر ( مشتري ) کا مندر هے اور دوسرا بیکسش (Bacchus) کا - چھوٹا مندر وینس (Venus هرہ ) کا هے - گو یه آثار چنداں زیادہ نہیں مگر انکی وجه سے خود اس شهرپنـــاه کے متعلق سوء ظن نه کیجیے جسکي آغوش میں یه پس مانده نشانیاں ملي هیں - اسکي عظمت و وسعت کا تو یه عالم هے که قدیم روما کے سے تنی هي کھنڈر اسمیں آجا سکتے هیں !!

یه آثـار جس جگه پر قائم هیں وہ معمولي زمین نہیں بلکه ایـک معدب اور پخته چبوترہ هے جسکے موجد غالبـاً فنیقي هیں - اس کا طول ۳۲۱ گز' عرض ۲۰۰ گز' اور طول ۱۵ سے ۳۰ قدم تـک هے - اس عظیم الشان چبوترے کے نیچے سے مسقف راستے گئے هیں - یہی راستے هیں جن سے هوکر مندر میں آنا پڑتا هے -

بعلبک کے سب سے بڑے مندر کے بعض آثار و سر بفلک ستون -

جیسا که همنے ابھي بیان کیا هے یه آثار تین مختلف مندروں کے کھنڈر هیں - ان میں سب سے زیادہ اهم و مقدس وہ کھنڈر هیں جن کا تعلق بڑے مندر ( جوپیٹر کے مندر ) سے هے -

اس مندر میں آنے کا راسته مشـرق کی طـرف سے هے - پہلے ستونوں کا ایک وسیع سلسله شروع هوتا هے جو ایک پھاٹـک پر جا کر ختم هوتا هے - یه پھاٹـک در اصل ایک پر شکوہ و عظمت محراب هے - اسکے آگے ستونوں کی قطار هے - مندر کے اندر جانے کا اصلي راسته یهي هے - اسکے دروازے هر وقت کھلے رهتے تھے' اور پوجاري نہایت خضوع و خشوع اور جوش عقیدت و فرط اعتقاد کے ساتھه ان ستونوں میں سے هو کے انـدر جاتے تھے - ان ستونوں میں سے تین کے زیریں حصے میں چند کتبے بھي هیں - ان کتبوں کے پڑھنے سے معلوم هوتا هے که یه مندر هیلیپولس کے جلیل القدر دیوتاؤں کے نام پر بنایا گیا تھا -

عربوں نے جب بعلبک فتح کیا تو کسي قدر تغیر و ترمیم کے بعد اسکو ایک قلعه بنـالیا - انھوں نے ان ستونوں اور سیڑھیوں کو مسمار کردیا' اور ان کي جگه انکے ملبے سے ایک نہایت مستحکم فصیل بنالي -

تاریخ نے اپنے آپ کو دهرایا هے - جرمني کے مشن نے بھي دیوار ڈھا کے اسي جگه سیڑھیاں بنالي هیں جهاں پہلے تھیں - اب پھر ایک شخص اسیطرح سیڑھیوں سے مندر میں آتا هے جسطرح عهد قدیم کے پوجاري آیا کرتے تھے !!

جرمن مشن کي اس کارروائي کے لیے هر سیـاح اپنے آپ کو مرهون منت محسوس کرتا هے' کیونکه اس دیوار کے هٹ جانے سے مندر کا قدیمي نقشه بالکل واضح هو گیا هے -

اس محـراب نما پھاٹـک کے بعـد تین دروازے پہلـو به پہلـو هیں - ان دروازوں میں سے بیچ کا دروازہ بڑا اور مرکزي دروازہ هے - اس دروازے سے اندر داخل هو جایئے تو ایک چھوٹا سا شش گوشه صحن ملتا هے - کسي زمانه میں یه چھوٹا سا صحن هر طرف سے ستونوں کي قطاروں میں محصور تھا - ستونوں کي تعداد قریباً چھه تھي' جنمیں سے چار کے پہلوؤں میں کمرے تھے - عربوں نے اس تیسرے راسته کو بھي بند کردیا اور ان دروازوں کو اپني قلعه بندیوں کے سلسلے میں لیلیا -

ان تین راستوں سے گذرنے کے بعد اب آپ بڑے مندر یا قربانگاہ کے مندر میں پہنچتے - اس کي وسعت کا کسیقدر اندازہ اس سے هو سکتا هے که وہ ۴۰۰ هزار فٹ لمبا اور ۳۷۰ هزار فیٹ چوڑا هے !!

درمیاني اور آگے ایک پہلو کا دروازہ گر پڑا هے' مگر انکے اجزاء پریشان پھر جمع کر کے اسي جگه لگادیے گئے هیں' جهاں کبھي یه دروازے تھے -

اس صحن کے تین طرف یعني مشرق' شمال' اور جنوب میں نیم مربع کمرے هیں - ان کمروں میں مجسموں کے رکھنے کے لیے طاق بنے هوے هیں - افسوس هے که ان مجسموں کا ایک نمونه بھي اب موجود نہیں ! یه کمرے ان پوجاریوں کے لیے تھے جو یہاں پرستش کي غرض سے آکے رهتے تھے -

کمروں کے آگے مصري ستونوں کا سلسله هے - ان ستونوں کے بالائي سروں پر نہایت نفیس و کمیاب کندہ کاري هے - افسوس هے که ستون گر پڑے هیں اور انکے اجزا صحن میں پڑے هوے هیں - بڑي قربانگاہ کا جو کچھه حصه باقي رهگیا هے وہ ابھي وسط صحن میں ان

قدیمی وضع کی مشہور ٹوپی ہے - ( عباسیہ کی قلنسوہ بھی اسی طرح کی لنبی اور نکیلی ٹوپی ہوتی تھی - یہ در اصل ایرانی مجوسیوں کی ایجاد ہے - الہلال ) جاڑے میں سیاہ پوستین اوڑھتے ہیں جو قورکا کہلاتی ہیں -

گرج مسلمان ہوں یا عیسائی ' اکثر یہی لباس پہنتے ہیں - انکے یہاں جبہ ارخا لوخ کہلاتا ہے - بعض لوگ پیانخ نہیں اوڑھتے بلکہ ایک کپڑا سر پر باندھلیتے ہیں - جسکو انکے یہاں باباماتی کہتے ہیں - بعض لوگ ایک اور قسم کی بنی ہوئی ٹوپی اوڑھتے ہیں جو باشلاقی کہلاتی ہے - اسمیں گھنڈیاں سی ہوتی ہیں ' اور اسکے دونوں سرے اتنے لمبے ہوتے ہیں کہ رانوں تک آتے ہیں -

گرج تیسری صدی عیسوی کے آخر اور چوتھی صدی عیسوی کے آغاز میں عیسائی ہوے - گرجی زبان جسطرح بولی جاتی ہے اسیطرح لکھی بھی جاتی ہے - اسکے حروف بالکل نرالی وضع کے ہیں اور اسی لیے کسی زبان کے حروف سے انہیں تشبیہ نہیں دیجا سکتی - یہ حروف نہایت قدیم ہیں - بیان کیا جاتا ہے کہ چوتھی صدی قبل مسیح میں ایجاد ہوے -

گرجوں میں بہت سے شعرا گذرے ہیں جنمیں سب سے زیادہ مشہور روستا فلی ہے - روستا فللی تیسری صدی عیسوی میں تھا - اسکی بہترین نظم وہ ہے جو " تیندوے کی کھال " کے نام سے مشہور ہے -

قوقاز کے دو حصے ہیں اور دونوں ہوا کے سلسلہ کوہ کی وجہ سے ایک دوسرے سے عمدہ ہیں - ایک حصہ یورپ میں ہے اور دوسرا ایشیا میں - یوروپین حصے میں گرجی ' منجریل ' ازجیفی ' سوانی ' شنشانی ' اور انکے علاوہ روسی ' ارمنی ' ترکی ' ایرانی ' غرضکہ کوئی تیس مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں -

مسقط میں یوروپین تمدن کی تکمیل اور ریاست کا خاتمہ !

سلطان حال موٹر پر سوار جا رہے ہیں

اسکا بجٹ ۹۷ ملین روبل ( تقریباً ۷۰ ملین پونڈ ) ہے - قوقاز میں تجارت کا بیشتر حصہ ارمنیوں کے ہاتھ میں ہے - صنعت میں بھی وہی پیش پیش ہیں اور زرگری کی تو یہ حالت ہے کہ خنجروں اور تلواروں کی تمام مرصع اور سادی نیامیں انہی کے ہاتھ کی بنی ہوتی ہیں -

یہاں دیسی فوجی افسر روسی افسروں کی طرح فوجی کاسدت نہیں پہنتے بلکہ عجمی قابق پہنتے ہیں ' جس پر طلائی یا نقرئی ایران کا نشان حکومت اور اس کے اوپر روسی تاج بنا ہوتا ہے -

قوقاز میں سردی نہایت سخت پڑتی ہے ' حتی کہ کبھی کبھی مقیاس الحرارت ( تھرما میٹر ) صفر کے درجے سے نیچے تک اتر آتا ہے -

قوقاز اور تمام وسط ایشیا میں روسی حکومت انیسویں صدی میں قائم ہوئی ' لیکن بخارے کی خود مختاری ابھی تک روس کے زیر سیادت باقی ہے ( محض برائے نام - الہلال ) -

قوقاز کے گورنر جنرل کا لقب ہندوستان کے گورنر جنرل کی طرح نائب الملک ( وائسراے ) ہے - اسکی کل آبادی کوئی سات ملین ہے ' جسمیں تین ملین مسلمان ' دو ملین گرج ' دو لاکھ منجرلیان ہیں - گرج اور منجرلیان دونوں قومیں مذہبا ارتھوڈکس اور رومن کیتھولک ہیں - زیادہ تعداد آرتھوڈکس کی ہے - گرجوں میں مسلمان بھی ہیں ' جنکی مجموعی تعداد ۹۰ ہزار ہے - ارمنی تمام دنیا میں ۴ ملین ہیں ' جسمیں سے ڈیڑھ ملین قوقاز میں ' دو ملین دولت عثمانیہ میں ' اور نصف ملین ایران میں -

یہاں ایک قوم رہتی ہے جسکا نام " سوانت " ہے مگر اسکی تعداد معلوم نہیں - وہ ابھی تک بالکل ابتدائی طبیعی حالت پر ہے - چنانچہ اسوقت بھی وہ بھیڑوں کی کھالیں پہنتے ہیں -

قوقاز میں یہودی بھی ہیں ' اور انکی تعداد معقول ہے یعنی ۳ لاکھ -

قوقاز میں دو فوجی چھاونیاں ہیں - ایک قارص میں عثمانی سرحد پر ' دوسری تفلیس میں - ان دونوں چھاونیوں کی ہر پلٹن میں ۷۰ ہزار سپاہی ہوتے ہیں -

میں قلا دیقا قفاز سے تفلیس موٹر کار پر واپس آیا اور تفلیس سے ریل میں سوار ہوکر ۱۲ گھنٹے سے زائد میں باکو پہنچ گیا -

( باکو )

یہ شہر بحر خزر پر واقع ہے - پہلے یہ ایران کے ماتحت تھا مگر اب روس کے زیر نگیں ہے - تمام شہر بالکل نئے طرز کا بنا ہوا ہے - سڑکیں بالکل باقاعدہ ہیں - روشنی برقی ہے - یہاں کی آب و ہوا نہایت خراب ' اور گرمی تفلیس سے بھی زیادہ ہے - اسکی وجہ یہ ہے کہ یہاں سے ایک گھنٹے کی مسافت پر کراسن تیل کے چشمے ہیں - یہ حد کہ ان چشموں سے تراب کے چشمے ابلتے ہیں اور اہل شہر کیلیے سونے کے سیلاب بنکر بہتے ہیں ' لیکن انکی وجہ سے گرمیوں میں یہاں کا موسم نا قابل برداشت بھی ہو جاتا ہے -

باکو اساس تیل اور پٹرول کی سلطنت سمجھا جاتا ہے - چنانچہ خود اسمیں اور اسکے نواح میں جسقدر چشمے اس وقت موجود ہیں انکی تعداد ایک سو ہے - دنیا میں جسقدر گیس بکتا ہے اس کا نصف حصہ انہیں چشموں کے تیل سے بنتا ہے -

باکو میں بہت سے مسلمان لکھپتی ہیں ' مثلاً موسی نامی دوف ۶۰ ملین روبل ( ۶ ملین پونڈ ) کے آدمی ہیں - حاجی زین العابدین تقی یوف کی حیثیت پچاس ۵۰ ملین کی تھی - مرزا علی دوف شرحہ اور شیخ علی دادا یوف کے پاس ۳۰ ' ۳۰ ملین ہیں مختار روف کوکی ۲۵ ملین کے سمجھے جاتے ہیں -

( حاجی زین العابدین ایرانی الاصل اور ایک نہایت مخیر و وطن دوست شخص تھا - سفر نامہ حاجی ابراہیم بیگ انہی کی تصنیف ہے - وہ اپنے پاس سے پوری قیمت دیکر حبل المتین کلکتہ کی آٹھہ سو کاپیاں علما و مجتہدین ایران و عراق میں برسوں تقسیم کراتا رہا تاکہ وہ وضعیت زمانہ سے واقف ہوں اور ملت و وطن کی بربادیوں کو سمجھیں - فاضل مراسلہ نگار کو اسکے حالات معلوم نہیں نور اللہ مرقدہ - الہلال ) -

تقی یوف پہلے سقا کے نام سے بہت مشہور تھے ' مگر اب انکا نام ہی نام مشہور ہے - انکے کئی اسٹیمر دریا میں چلتے ہیں - انکے علاوہ بینک اور کارخانے ہیں - اپنی قوم پر بھی انکے بیشمار احسانات ہیں کئی ہی اسپتالیں بنوائیں ' لڑکیوں اور لڑکوں کے لیے مدرسے قائم کیے ' اور طرح طرح کے نیک کاموں میں حصہ لیا - ان کارہاے خیر سے انکے نام کو زندگی جاوید حاصل ہوگئی ہے ' اور انکا ذکر تمام مجلسوں میں لوگوں کی زبانوں پر رہتا ہے - یہ بھی خدا کی قدرت ہے کہ انکو یہ مرتبہ ملا - پہلے تو انکی حالت یہ تھی کہ انکے پاس کچھہ بھی نہ تھا -

# عالم اسلامی
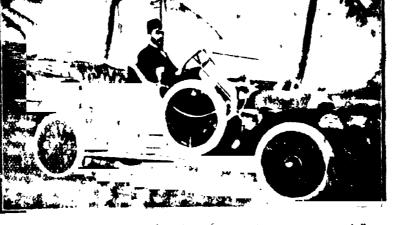
## چرکس، گرج، داغستان، قوقاز، و ترکی

از محمود رشاد بے

### ( ۳ )

قوقاز سے تین گھنٹے کی مسافت پر صوبہ قوبانسکی واقع ہے - یہاں اکثر چرکس قبائل رہتے ہیں جنکے نام ابزاخ، ما ترقاے بجدوغ، کمکو، شابغ، اور حکوس ہیں - اس صوبہ کا یہ نام نہر قوبان کی مناسبت سے ہے - یہ نہر سلسلہ کوہ قوقاز کے کوہ البرز سے نکلی ہے اور بحر اسود سے جاکے ملگئی ہے -

امبز کے شمالی پہاڑوں کے دامن میں قرہ جاے کے چرکسی قبائل رہتے ہیں - چرکسوں کا ایک اور قبیلہ ہے جس کا نام شہنشانس ہے - یہ قبیلہ بھی پہاڑ کا رہنے والا ہے -

اس موقع پر ان قبائل کو نہ بھولنا چاہیے جنکا ذکر بلاد یانی کے تذکرہ میں آچکا ہے -

اگرچہ چرکسوں کی تعداد ۵ لاکھ سے زیادہ نہیں، مگر با ایں ہمہ تمام اہل قوقاز انکے نام سے تھراتے ہیں کیونکہ وہ شجاعت، جرات، تیر اندازی، اور اسپ سواری میں مشہور ہیں - خود حکومت روس خاص انکا بھی خیال کرتی ہے اور دوسروں سے زیادہ عزت کرتی ہے -

تیرسکی سے شہر شیخ شامل تک ۱۶ گھنٹے کا راستہ ہے - ۶ گھنٹے گاڑی میں بیٹھنا پڑتا ہے اور ۱۰ گھنٹے پیدل چلنا پڑتا ہے - یہ نامور شخص داغستان کے قبیلہ لزجین میں سے ہے اسکا اصلی نام شموئل ہے مگر عام طور پر ہر طرف وہ شامل ہی کہلاتا ہے -

شیخ شامل نہ صرف ایک فوجی اور جنگی انسان تھا، بلکہ ایک سخت دیندار اور منتظم شخص تھا - اس نے اپنے زمانے میں جامع قوقازیہ بنوالی اور شرعی عدالتیں قائم کیں، اور جب روس نے اسکے وطن عزیز و محبوب کو لینا چاہا تو اس نے اسکی مدافعت میں مسلسل ۴۵ سال تک جنگ جاری رکھی - ۱۳ سال تک تو ایک دوسرے شخص کے جھنڈے کے نیچے لڑا، اور ۳۲ برس تک خود اپنے علم کے نیچے - اگر حاجی مراد نامی ایک شخص خیانت نہ کرتا تو یقینا روس کبھی بھی اسے قید کرنے میں کامیاب نہ ہوتا -

شیخ شامل جب قید ہوگیا تو روس نے اسے رہنے کے لیے ایک خاص کوٹھی شہر کالوجا میں دیدی جو موسکو سے ۴ سو میل کے فاصلہ پر نہر اوکا کے ساحل میں واقع ہے -

شیخ شامل ایک عرصہ تک یہاں نہایت عزت و احترام کے ساتھ رہا - اسکے بعد حکومت روس نے اسے حجاز جانے کی اجازت دی - شیخ شامل حجاز روانہ ہوا، اور حج بیت اللہ اور زیارت روضہ مطہرہ نبوی سے مشرف ہوئے مدینۂ منورہ ہی میں اقامت اختیار کرلی - یہاں تک کہ وہیں انتقال کیا -

شیخ شامل نے تین لڑکے اپنی یادگار میں چھوڑے - ایک محمد شافع جس نے روسی مدارس میں تعلیم پائی اور پھر روسی فوج میں بھرتی ہوا اور ترقی کرتے کرتے جنرل کے عہدے تک پہنچا - تین سال ہوے کہ اس نے انتقال کیا ہے - دوسرا غازی محمد جس نے مدینہ منورہ میں انتقال کیا - تیسرا محمد کمال ہے جو آجکل یہیں موجود ہے -

شیخ شامل کی قبر مدینہ منورہ میں ابن حجر مکی کی قبر کے آگے، اور حضرۃ ابن عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پہلو میں ہے -

داغستان کی آبادی ۸ لاکھ ہے - ان لوگوں میں بھی وہ تمام صفات عالیہ اور خصالات سامیہ پائے جاتے ہیں جو انکے بھائی چرکسوں میں ہیں - داغستان کی تہذیب و شایستگی، فضائل و کمالات کی روح، اور انکے اصلاح و تقوی کا سہرا ایک داغستانی عالم شیخ محمد بن سلیمان کے سر ہے، جس نے فی الحقیقت اسلام کی سب سے بیش قرار خدمات انجام دیں - اسی شیخ جلیل کی صحبت سے ایک بزرگ شیخ منصور نامی اٹھے، جنہوں نے روس کے خلاف جہاد دینی کی دعوت دی، اور جنکے ایک شاگرد شیخ شامل بھی تھے -

سد ہندیہ کا افتتاح بغداد میں
قاضی بغداد، اورلر، و حکام و اشراف شہر -

چراس، لزجین، اور ابا... قوقاز کی قدیم ترین قومیں ہیں ... تاریخ میں ان سے پہلے ممالک قوقاز میں کسی قوم کے رہنے کا پتہ نہیں چلتا -

یہ قومیں پیدایش مسیح سے تین ہزار سال پہلے وسط ایشیا سے یہاں آئیں اور یہیں رہگئیں ... آٹھویں صدی عیسوی میں حلقہ بگوش اسلام ہوئیں، پھر ان سے اسلام کو نہایت تقویت و تائید ہوئی کیونکہ انکی شجاعت و بسالت معمولی نہ تھی -

ان سب کا خاندان قریبا ایک ہی ہے، لیکن جب قوقاز میں یہ قومیں آئیں اور مختلف حصوں میں رہنے لگیں تو زبانوں میں اختلاف پیدا ہوگیا اور قریباً ہر ایک کی ایک نئی زبان بنگئی -

یہ تمام زبانیں صرف بولی جاتی ہیں - لکھی نہیں جا... ان زبانوں کے سب سے زیادہ نمایاں حروف حاء، خاء، سین، قاف، اور عین ہیں - ان قوموں کے تمام معاملات عربی ... ہوتے ہیں - یہاں کے علماء اور امام عربی پڑھنا اور لکھنا دونوں ... ہیں، اور داغستان میں تو عربی بولتے بھی ہیں -

یہ تمام قبائل اپنے گونہ گوں اختلافات کے باوجود ایک ہی ... کا لباس پہنتے ہیں جسکو چرکسکا کہتے ہیں - چرکسکا ایک ... عبارت ہے جسکو شوخا بھی کہتے ہیں - شوخا کے سینہ پر ا... سی بنی ہوئی ہوتی ہیں جسکو کازیری کہتے ہیں - ... دراصل کارتوس رکھنے کے لیے تھیں، مگر اب محض نمایش ... وضع قدیم کے لیے رہگئی ہیں - پیٹ پر ایک خنجر لٹکا ہوتا ... استعمال کرتے ہیں - اسکی نیام طلائی مرصع کبھی ... نقرئی ہوتی ہے - زیادہ تر انکے سروں پر پیاخ ہوتی ہے جو ایر...

# مکتــوب لنــدن

میں نے ایک دو سال ہوے لکھا تھا کہ مسلمانوں پر خراب وقت آیا اور اس سے بھی خراب تر آنے والا ہے - جنگ بلقان نے اوس خراب وقت کو بد قسمتی سے ہم سبکو دکھا دیا - خدا ایسا وقت کسی پر نہ لاے - زمین پر جهنم کا نظارہ دیکھنے کی کسے تاب ؟ لیکن میں پھر کہتا ہوں کہ اگر ہم غافل رہے تو جلد ہی اس سے بھی خراب وقت مسلمانوں پر آنے والا ہے - ہمکو ہماری غفلت کی سزا دینا فطرت کے قانون کے مطابق ہے - اسلیے اوس سزا کا ملنا یقینی ہے اور آثار ظاہر کر رہے ہیں کہ اسکا انتظام ہو رہا ہے -

اچھا پھر وہی سوال ہوتا ہے کہ با وجود خدا کے مقرر وعدوں کے کہ مسلمان و مومن فتحیاب ہونگے' یہ بلائیں' یہ شکستیں' ہمکو کیوں نصیب ہوئیں - اور میں آئندہ ان سے بھی بہت سنگین بلاؤں کا کیوں خوف دلا رہا ہوں ؟ نہیں' میں پھر کہتا ہوں کہ خدا کا کلام سچا تھا - سچا ہے - اور سچا رہیگا -

ہم نے شکستوں پر شکستیں کھائیں - محض اسوجہہ سے کہ ہم دراصل مسلمان نہ تھے - اور اگر ہم مومن نہ ہوے تو اور سنگین شکستیں کھاینگے اور جلد ہی کھاینگے - اگر وہ امانت جو ہمکو رب العالمین نے سپرد کی تھی وہ بھی ہم سے جاتی رہے اور کسی دوسری قوم کو نصیب ہو جاے تو عجب نہیں -

کسقدر صدمہ کی بات ہے کہ ہم لوگ جو اسلام کے نام کو روشن کرنے کے لیے خلق ہوے تھے' آج خود ہمارے ہی ہاتھوں اسلام کے فلک رتبہ نام پر خاک ڈالی جا رہی ہے ! ہم اس اسلام کو بدنام کر رہے ہیں اپنے اعمال و افعال سے جسکا نام ہمارے اجداد کو جان' مال' اولاد' غرضکہ ہر چیز سے زیادہ عزیز تھا - جسکے نام کی خاطر وہ لوگ فاقہ پر فاقہ کرتے تھے - زخموں پر زخم کھاتے تھے - عورتوں کو بیوہ' بچوں کو یتیم چھوڑتے تھے - جلا وطنیاں اختیار کرتے تھے - زحمتیں اوٹھاتے تھے -

وہ زمانہ خیال کرو جب حضرت معین الدین چشتی اجمیر میں آے تھے - ابتو تم وہاں شاہانہ عمارت اور دربار دیکھتے ہو مگر یقین مانو کہ انکو زندگی میں انہیں وہ نصیب نہ تھا - یہ ریل نہ تھی - یہ ہوٹل نہ تھے - یہ امن و امان بھی نہ تھا - اجمیر ایک زبردست ہندوستان تھا - اسوقت تک مسلمانوں سے ہندوستان بہت مانوس بھی نہ ہوا تھا - اور چونکہ وہ وقت ہندوں کے بھی ادبار کا تھا اسلیے جہالت تعصب وغیرہ اسوقت بہت زیادہ تھا - پھر بھی اس خدا کے بندہ نے اجمیر میں آ کر اپنا بستر جما ہی دیا - بستر ترکی کے یا ایران کے قالین کا نہ تھا - صرف زمین کے چھوٹے چھوٹے سنگ ریزوں کا - یہ سب تکلیف خواجہ معین الدین چشتی نے محض اسلام کے نام کے لیے اوٹھائی -

میں کشمیر میں بہت رہا ہوں - لیکن وہاں کی اور باتوں کے علاوہ جس بات نے میرے دلپر اثر ڈالا' وہاں کے مزارات ہیں - قریب قریب جہاں جہاں میں گیا' وہاں کوئی نہ کوئی مسلمان درویش زمین کے اندر آرام سے سوتے ہیں - مزار شریف و عشق مقام وغیرہ تو مشہور مقامات ہیں - کل مرگ کے پاس بابا مریشی کا مزار ملا' کل مرگ مقابلتاً کوئی زیادہ دشوار گذار مقام اس زمانے میں بھی نہ رہا ہوگا جب بابا مریشی وہاں پہنچکر کسی پتھر کا تکیہ بنا کر سخت زمین پر متمکن ہوے ہونگے' لیکن تعجب تو مجھے جب ہوا جب کئی اونچے اونچے پہاڑوں سے گذر کر' برف پر چل کر' ملرخاں کے برباد دکن آثار کی تاریخ کو دھرا کر' مقام گریز میں ایک مزار دیکھا - با وجود اسکے کہ اسوقت ہر طرح کی کوشش کرکے آمد و رفت کے لیے راستہ صاف کیا گیا ہے' سڑک بھی بنالی گئی ہے - مگر پھر بھی گریز صرف دین ہی چار مہینے دنیا کے دوسرے حصوں سے رسم و راہ رکھتا ہے پھر اس زمانہ میں تو انسان کا وہاں پہونچنا اگر محال نہیں تو دشوار اے ایک درجہ مشکل تو ضرور رہا ہوگا'

الحمد للہ کہ اس گئی ہوئی حالت میں بھی بعض خدا کے بندے ہندوستان میں ایسے ہیں جو اسلام سے خالص محبت رکھتے ہیں اور طاقت بھر اوسکی خدمت کرتے ہیں -

ایک انمیں کے خواجہ کمال الدین صاحب پنجاب کے ہیں جنہوں نے کچھہ عرصہ سے اپنی وکالت چھوڑ کر' گھر چھوڑ کر' اعزا و احباب کو چھوڑ کر اس جزیرہ میں جو آجکل دنیاے شور و شر ہو رہا ہے' سکونت اختیار کی ہے - کسی تجارتی کام کے لیے نہیں - اپنے نام کے لیے نہیں - کسی سیاحت و تفریح کے شوق کے لیے نہیں بلکہ محض اسلام کی خدمت کے لیے - صد آفریں ہے اس کی ہمت پر -

یہ نہیں کہ اس جزیرے میں اس سے پہلے اسلام کی روشنی نہیں پھیلی تھی - اسلام کی روشنی تو ہر جگہ تیرہ سو برس سے پھیل گئی ہے - یہاں بھی وہ روشنی بلا شبہہ پہونچی - یہانتک کہ یہاں کے پادریوں کو کوشش کرنی پڑی کہ یہاں کی خلقت اس سے موثر نہ ہو - یہاں کا ایک بادشاہ فوج و سپاہ لیکر جنگ صلیب میں شریک ہوا - اور وہ جنگ عیسائیت کی سب سے بڑی کوشش تھی تا کہ امن کی روشنی کو گل کردے - یہاں کی کتابوں کی سیر کرنے والے کی نظر اکثر رسول عربی' فخر الناس' اکمل البشر' رحمت العالمین کے بگاڑے ہوے نام اور توہین سے بھرے ہوے کالموں پر پڑتی ہے - کوئی دقیقہ یہاں کے پادریوں نے اسبات کا اٹھا نہ رکھا کہ یہاں کے باشندے اسلام کو ایسی خوفناک اور دہشتناک صورت میں دیکھیں کہ اسکا نام آتے ہی لوگوں کو نفرت ہوجاوے - اسلام کے نام کو بھی مصلحت سے بدلدیا اور محمدن یا محمڈن مذہب کہنا شروع کردیا - ہمارے جاہل کچھہ انگریزی جاننے والے ہندی مسلمانوں نے بھی اپنے کو اور اپنے اسکولوں کو محمڈن کے لفظ سے پکارنا شروع کیا ہے - وہ یہ نہ سمجھے کہ خدا نے اور رسول نے جو مسلمانوں کو محمدی نہ کہا تو اسمیں کچھہ مصلحت ہی ہوگی - یہاں کے پادریوں نے محمدن جس مصلحت سے کہا وہ یہ تھی کہ یہاں کے لوگوںپر اونہوں نے نقش کیا تھا کہ مسلمان کافر اور محمد پرست (Leathen) ہیں - محمد کے تابوت کو پوجتے ہیں - نماز جب پڑھتے ہیں تو سامنے اونکے تابوت کا نقشہ رکھہ لیتے ہیں -

انہوں نے پھیلادیا کہ قرآن کہتا ہے' عورتوں کی روح نہیں ہوتی - مسلمان مرد کے لیے لازمی ہے کہ بہت سی عورتوں سے عقد کرے - اسلام بہت ہی خونی مذہب ہے - جسقدر مسلمان دنیا میں ہیں سب تلوار کے زور سے مسلمان بناے گئے - حضرت رسول اللہ کی جو واقعی تمام عالموں کے لیے رحمت ہیں ایک خیالی تصویر بھی بنالی تو ایسی سخت دل کی تصویر کی طرح جو روم کے گرجے کے دروازے پر بنی ہوئی ہے - یعنی ایک ہاتھہ میں کتاب اور ایک میں تلوار -

لیکن اسکا وہم بھی یہاں کے پادریوں کو نہ تھا کہ کسی وقت تبلیغ اسلام کا کام بھی یہاں کچھہ نہ کچھہ شروع ہوجاویگا -

یہاں مختلف اوقات پر تبلیغ اسلام کی کوششیں ہوئیں - ایک [illegible]انی صاحب نے عرصہ ہوا ایک انجمن قائم کرنے کی کوشش

## دار العلوم ندوہ

### طلبا کي اسٹرائک
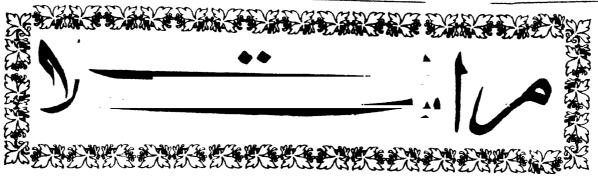
طلباء دار العلوم کے قیام کي تقسیم بوجہ کسي مستقل مکان نہونیکے دو مکانوں میں ہے - ۷ کي شب کو طلباء اپنے اپنے کمروںمیں چلے گئے - صبح منتظمین کے حکم سے تقریباً ۱۵ چھوٹے طالب علم بعجر رھیں روک لیے گئے ' اور باوجود پورے اظہار بے چیني کے انکو یکجا ہونیکي اجازت نہیں دیگئي - ۸ کو بھي طلباء اپنے سابق رویہ پر قائم رہے - دس بجے پرنسپل صاحب کیطرف سے بڑے درجونکے سات طالب علموں کے اخراج نام کا حکم صادر ہوا - طلبا کیطرف سے بدستور جواب خاموشي سے دیاگیا - تعلیم کیوقت حضرات مدرسین کے ذریعہ تعلیم گاہ کے تخلیہ کا حکم دیا گیا - چونکہ طلباء حضرات مدرسین کے ہر جائز حکم پر گردن اطاعت خم کرنیکے لیے تیار معلوم ہوتے ہیں ' اسلیے انہوں نے اس پر فوراً عملدر آمد کیا اور درسگاہ سے علحدہ ہوگئے - جسوقت منتظمین کو معلوم ہوا کہ طلباء مدرسین کے احکام کو بخوشي منظور کرلیتے ہیں ' اوس وقت یہہ کارروائي شروع کردي - مدرسین کو فہمائش کیلیے بھیجا کہ وہ طلباء کو سمجھائیں کہ اس حرکت سے باز آئیں ' مگر اسمیں ناکامیابي ہوئي ' اور طلباء نے نہایت سنجیدگي سے جواب دیا کہ اگر آپ ہماري شکایات کے ذمہدار ہوجائیے تو البتہ ایسا ممکن ہے - مگر چونکہ حضرات مدرسین براہ راست کوئي اختیار نہیں رکھتے تھے اسلیے اس پر سکوت اختیار کیا - پرنسپل صاحب نے مدرسین سے کوئي رپورٹ اسکے متعلق لکھوائي جسکے مضمون سے ہم بالکل بے خبر ہیں - پرنسپل صاحب نے ایک حکم جاري کیا کہ اگر طلباء اس حرکت سے باز نہ آئے تو ہم بہت جلد کوئي سخت کارروائي شروع کرینگے - چار بجے کے بعد انھیں حضرات ارکان میں سے جو اس کے قبل تشریف لائے تھے' دو صاحب دار العلوم تشریف لاے ' اور طلباء سے ایک ایسي کمیشن کیلیے دریافت فرمایا جس میں مقامي ارکان کے علاوہ دو صاحب اور شریک کرلیے جائیں - چونکہ اکثر طلباء اوسوقت موجود نہ تھے ' اسلیے یہ عذر پیش کیا کہ ہم مشورہ کرلینے کے بعد اس کا جواب بہت جلد دینگے ' مگر بجاے اس عذر کی سماعت کے برھمی کا اظہار کیا گیا ' اور یہ فرماکر جناب ناظم صاحب کے مکان پر واپس تشریف لیگئے کہ تمھارے ساتھہ بغیر کسي سخت کارروائي کے کام نہیں چلیگا -

چند طلباء پھر ارکان کے پاس گئے اور دریافت کرنا چاہا کہ اس کا جواب ہم سے لیا جالیگا ' لیکن اس کا جواب بھي سختي سے دیاگیا کہ ہم کوئي جواب نہیں چاھتے - اس کے بعد پھر کوئي کارروائي نہیں ہوئي -

آخر میں ہم یہ عرض کردینا ضروري سمجھتے ہیں کہ اگر اس وقت پریس و سربرآوردگان قوم نے فوراً توجہ نہیں فرمائي تو یہ معاملہ بہت ناگوار حد تک پہونچ جائیگا - حضرات مقامي ارکان کا برتاؤ ہمیشہ سے طلباء کے ساتھہ بہت خراب رہا ہے - انمیں اکثر ایسے حضرات بھي ہیں جو عربي خواں طلباء کو بیحد ذلیل اور ناقابل خطاب سمجھتے ہیں جس کا ثبوت اونکا ہمیشہ کا طرز عمل ہے' والسلام -

ایک نامہ نگار - ۹ - مارچ سنہ ۱۴ ع

## ندوۃ العلما

اور

### علامہ شبلي نعماني

ہمدرد قوم و ملت -

کچھہ عرصہ سے قوم کي بیداري کا راگ اعلی سروں میں الا پا جارہا ہے' اور معناً راگ کے ٹیپ و بند کا مفہوم یہ ہے کہ قوم کسي بڑي سے بڑي کایاپلٹ اور بھلائي کي امید کر رہی ہے - ذرایع حصول مدعا؟ وہ جو اپنے کو لیڈر قوم قرار دیکر قوم کے افراد سے اپنا تعارف کرانے کے لیے مستدعي و متمني ہیں! سبحان ربك رب العزت عما یصفون !

مولانا شبلي نعماني مد ظلہ کي خدمات پر تھوڑي دیر کے لیے بلا رو و رعایت غور فرمائیے - کیا مولانا کی خدمات انہیں نکتہ چینیوں کي سزا وار تھیں جو کی گئیں' اور قوم نے کیا فایدہ اوٹھایا؟ جو صاحب مولانا کی نظامت ندوہ سے علحدگی کا باعث ہوے اب وہ کہاں ہیں؟ ندوہ کي ڈگمگاتی کشتی کو کچھہ تو سہارا دیں - ہم سے کم اوس کی تدبیر ھی تجویز فرماویں -

حضرت! آپ اللہ محض اخبار میں ہفتہ وار لیڈر نکالنے پر قناعت نکریں - اب وقت سر پر آگیا ہے کہ مناسب عملی تجویز پیش ہو' اور اوس پر اکابر قوم عمل کرنے میں حصہ ضروري لیں' ورنہ قوم کا " وہ انسٹیٹیوشن " جس پر نظریں اوٹھنے لگي تھیں ' اور جس کے ساتھہ قوم کی اہم امیدیں وابستہ ہو چلي تھیں' خاک بدھن حاسدین' خلاف رنگ اختیار کر لیگا ' اور متلاشیان حق کے حق میں عبرتکدہ بنجاویگا -

خلاصہ کلام - میري حقیر راے جو عاجزانہ ادب کے ساتھہ پیش ہے ' یہہ ہے کہ جس صورت سے بھي ممکن ہو مولانا شبلي نعماني مدظلہ اس پر امادہ کیے جاویں کہ گذشتہ را صلواۃ تمام نکتہ چینیاں معاف فرماکر قومی کشتي کي جو گرداب بلا میں اولجھي ہوئی ہے ناخدائی فرماویں - غیر ممکن ہے کہ مولانا اپنے ہمدرد دل کے ساتھہ استدعاء قوم قبول نہ فرماویں ' اور اوسکو ساحل مقصود پر پہونچا کے بیچ ہاتھہ پاوں نہ ماریں' اور اپنے ھي لگاے نونہال پودیں کو مرجھاتا ہوا چھوڑ دیں - اگر ضرورت ہو تو قومي استدعا کے ساتھہ ایک ڈیپوٹیشن اکابر قوم کا مولانا کی خدمت میں حاضر ہوکر استدعاء پیش کرے - جہاں تک میرا خیال ہے مولانا اس کي نوبت خود نہ آنے دینگے - زیادہ والسلام -

ہیچمیرز - شیخ احمد حسین - ( خان بہادر )

اعزازي مجسٹریٹ اجورہ - ضلع فتحپور

## الھلال :

اب ندوہ کا معاملہ صرف مولانا شبلي کي معتمدي کا مسئلہ نہیں رہا - یہ سوال بعد کا ہے کہ آئندہ کون ہو؟ سب سے پہلے ندوہ کے تمام معاملات کی اصلاح کرني چاھیے - اور قوم کو مثل تمام کاموں کے اس کام کو بھي اپنے ھاتھوں میں رکھنا چاھیے - جو شخص ناظم ہو' قانون ' قاعدہ ' اہلیت اور قومي فیصلہ سے ہو - سوال صرف مولانا شبلي کا نہیں ہے اور نہ صرف اسکے پیچھے وقت ضایع کرنا چاہیے - قوم کی قسمت صرف مولانا شبلي کے ھاتھہ میں نہیں ہے - سوال اصول کا ہے -

کی تھی اور کچھہ رسالے بھی لے گئے تھے - نماز وغیرہ کا انتظام شاید مسٹر معمون مرحوم کے زمانہ میں بھی بعض لوگوں نے کیا تھا - اور پول کا مجمع تو ہندوستان والوں میں شاید سبھی کو معلوم ہوچکا ہے -

پھر اسلامک سوسائٹی نے دس بارہ برس ہوے ایک خاص تحریک پیدا کردی جسکے سکریٹری ڈاکٹر سہروردی ہیں اور کچھہ انگریز یہاں کے مسلمان ہو بھی گئے - امراء برطانیہ میں لارڈ استینلی اول مسلمان شخص ہیں جنکو اسلام سے عزت حاصل ہوئی اور جنھوں نے مردانگی سے اپنے کو مسلمان ظاہر کیا -

جب سنہ ۱۹۰۴ع میں میں یہاں آیا تو اسوقت تک بھی تعصب کی یہ حالت تھی کہ خود مجھکو لونڈوں نے ڈھیلے مارے ' اسلیے کہ میں ترکی ٹوپی دیتا تھا - جہاں میں جاتا تھا ' ترک ترک لوگ کہہ اٹھتے تھے - جب کوئی لڑکا یہاں زیادہ شیطنت کرتا تھا تو کہتے تھے کہ وہ ترک ہے ( He is a Turk ) اخبار ٹائمز وغیرہ اسلامک سوسائٹی کی نوٹس لینے بھی پس و پیش کرتے تھے -

گو سوسائٹی نے بہت اثر کیا - لیکن ایک وقت ایسا آیا کہ اس سوسائٹی کو غلطی سے یہاں کے بعض انگریزوں نے اور ایک آدہ مسلمان صاحب نے پولیٹکل سمجھہ کر اسکے بلکہ اسکے نام کے بھی مٹانے کی کوشش کی اور تھوڑے عرصہ کے لیے اسکا نام بدلا ہوا رہا - میں اس زمانے میں ہندوستان چلا گیا تھا - لوٹ کر پھر میں نے اسی پہلی اسلامک نام پر سوسائٹی کو لانے کی کامیابی کے ساتھہ کوشش کی - جب سہروردی صاحب یہاں سے گئے اور میں سوسائٹی کا آنریری سکریٹری ہوا تو مجھے بہت سی مشکلات سے ( اندرونی اور بیرونی ) سابقہ پڑا - نہ صرف یہاں کے بعض نا اثر مسلمان ہی اس سوسائٹی کے خلاف کوششیں کرنے لگے ' بلکہ ہندوستان میں بھی اسکے خلاف کچھہ نہ کچھہ شورش اس مشہور مقام سے نمودار ہوئی جس کو اسلام کی ترقی کا بہت بڑا مرکز ظاہر کیا جاتا ہے -

میں الحمد للہ یہ ان لوگوں میں نہیں ہوں جنکے اعتقادات پر دھمکی کا اثر ہو - میں صفائی اور سچائی کے بیانات و تحریروں ہی سے اسباب میں کامیاب ہوا کہ لوگوں پر جو بانی اسلام کے نام سے دہشت سوار ہوتی تھی وہ مٹگئی -

مگر میرے چلے آنے کے بعد ہی سوسائٹی ختم ہوگئی - اور ایک اسلامک سوسائٹی قائم ہوئی جو اب تک قائم ہے -

اب یہاں تبلیغی کام خواجہ کمال الدین ہی صاحب کے سر ہے - اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ نہ صرف موجودہ لوگوں سے بلکہ گذشتہ زمانہ سے بھی زیادہ موزونیت اور مستعدی سے کام کررہے ہیں -

انکی محنت اور کوشش کے نتائج بہت جلد ظاہر ہوئے ہیں - کئی عیسائی مرد اور عورت مسلمان ہوئے ہیں - لارڈ ہیڈلے بھی مسلمان ہوگئے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ بیس سال سے مسلمان تھے -

میں اپنے ہندوستانی بھائیوں سے دو باتیں خواجہ کمال الدین صاحب کے متعلق ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں - اول تو یہ کہ انکے کام کا اندازہ ہرگز اس تعداد سے نہ کریں جو نومسلموں کی یہاں ہو - دوسرے یہ کہ خدا کے لیے ' اور اس کے رسول کے لیے ' قرآن کے لیے اور کعبہ کے لیے ' فرقہ بندی یا تفریق کا نام ہی نہ آنے دیں - میں پہلے دوسرے امر کی بابت کہونگا اسلیے کہ وہ اہم ترین امر ہے -

اسلام کا سب سے بڑا جوہر کیا ہے ؟ یہ کہ وہ کل دنیا کے اور سب زمانوں کے لیے ہے - جس خدا کی پرستش کا وہ حکم دیتا ہے وہ

---

[10]

## دیکھیے ؟

ایک نہیں بلکہ تین ڈاکٹر صاحبان فرماتے ہیں

یہ زمانہ حال کی حیرت انگیز ایجاد ازکار رفتہ بزرگوں کیلیے عصاے جوانی کمزوروں و ناتوانوں کیلیے طلسم سلیمانی ' نوجوانوں کیلیے شمشیر اصفہانی غرضکہ ہر طرح محافظ زندگی ہیں - معمولی کمزوری کو چند روز میں پورا پورا فائدہ پہنچاتی اور نسکان میں حلق سے اترتے ہی فوراً ایسا اثر دکھاتی ہیں - دل و دماغ کو قوت بخشتی اور عصاب رئیسہ کو تقویت دیکر لطف زندگی دکھاتی ہیں - چہرہ کو با رونق ہاضمہ درست رکھتے پاؤں کو چست چالاک کرتی ہیں - مرجھائے ہوئے دل کو تازہ کرکے مردہ جسم میں جان ڈالتی ہیں - ایام شباب کی بے اعتدالیوں اور غلط فہمیوں کیوجہ سے جو لوگ مایوس و زندہ درگور ہوچکے ہیں انکے لیے اکسیر سے زیادہ مفید ہیں - ڈاکٹر سی - سی - یم - میڈالسٹ ایل - ایم - ایس - فرماتے ہیں کہ کایا پلٹ زمانہ حال کی حیرت انگیز و کامیاب دوا ڈاکٹری یونانی کبیراجی کا نچوڑ ہیں - اور ہر قسم کے کمزور مریضوں کیلیے میں وثوق و کامل بھروسہ کے ساتھہ تجویز کرتا ہوں - ڈاکٹر بی - ڈی - معارن مشیر طبی شہنشاہی ٹرف کلب وغیرہ فرماتے ہیں کہ کایا پلٹ میں اولی چیز ضرر رساں نہیں بلکہ نہایت قیمتی و مقوی اجزاء سے مرکب ہیں میں پوری اطمینان کیساتھہ بیکار و کمزور مریضوں کیلیے تجویز کرتا ہوں -

ڈاکٹر آر - بی - ایل - ایم - ایس کلکتہ فرماتے ہیں کہ کایاپلٹ نامردی - جریان و سرعت کے مریضوں کے لیے نہایت مفید گولیاں ہیں اور روپیہ نے تو اسکی خوبیوں کو بہت کچھہ بڑھا دیا ہے

ان کے علاوہ ہمارے پاس انگنت و بے مانگے سرٹیفکٹ موجود ہیں ' لیکن انکا ذخیرہ سب سے بڑا سرٹیفکٹ ہے آزمائیے و لطف زندگی اٹھائیے ہمارا دعوی ہے اگر آپ چالیس روز حسب ہدایت کایا پلٹ استعمال کرینگے تو آپ تمام امراض سے شفاء کلی حاصل کرینگے - اگر آرام نہ ہو تو حلفیہ لکھدیجیے آپکی قیمت واپس - پرچہ ترکیب همراہ مع چند مفید ہدایات دیا جاتا ہے جو بجاے خود وسیلہ صحت ہیں - ان خوبیوں پر بھی قیمت صرف ایکروپیہ فی شیشی اور ۶ شیشی کے خریدار کو ۵ روپیہ ۸ آنہ نمونہ کی گولیاں ۴ آنہ کے ٹکٹ آنے پر روانہ ہوسکتی ہیں جواب طلب امور کیلیے ٹکٹ انا چاہئے -

ایجنٹوں کی ہر جگہہ ضرورت ہے

المشتہر

مینیجر کایا پلٹ ڈاک بکس نمبر ۱۷۰ کلکتہ

---

[25]

## تین لاکھہ روپے

صرف نامی چٹھی رساں کو جس نے ہماری کمپنی سے صرف ایک نیا ما بانڈ خریدا تھا انعام ملگیا پریمم بانڈ یوروپین گورنمنٹوں کے جاری کردہ ہیں ' جسطرح کہ تمسکات عثمانیہ اسی کڑور پونڈ سرمایہ ہے لاکھوں روپے خریداروں میں تقسیم کیے جاتے ہیں - انعام آجاے خریدار مالا مال ورنہ رقم قائم - قیمت ایک نیا ما بانڈ ایکسو بیس ۱۲۰ روپے یا سوا گیارہ روپے قسط ایک سال تک پہلی قسط بھیجنے پر نام خریدار انعام میں شامل ہوجاتا ہے - دنیا میں کوئی طریقہ اسقدر مفید روپے لگا نیکا نہیں مفصل کتاب و حالات ایک پیسہ کے کارڈ پر ہم مفت روانہ کرتے ہیں - درخواست کرو بنام چیف انڈین ایجنٹ پریمم بانڈ سلطنت ہاے یوروپ انارکلی لاہور

لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین — القرآن الحکیم

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

تار کا پتہ
"الہلال کلکتہ"
ٹیلیفون نمبر - ۶۴۸

Telegraphic Address
"Alhilal CALCUTTA"
Telephone, No. 648

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۔ ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۱۲ — کلکتہ : چہارشنبہ ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۳۲ ہجری — جلد ٤

Calcutta Wednesday, March 25 1914

مجلس جدید قسطنطنیہ کا ایک داخلی منظر

AL - HILAL
Proprietor & Chief Editor.
Abul Kalam Azad
7/1 McLeod Street.
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs 8
Half yearly „ 4-12

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکلف بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاؤڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ٤ — کلکتہ : چہارشنبہ ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۳۲ ہجری — نمبر ۱۲
Calcutta : Wednesday, March 25 1914.

## قوموا یا عباد اللہ !

" ولا تکونوا کالذین قالوا سمعنا و ہم لا یسمعون ! ! "

مسجد مقدس سیٹی بازار کلکتہ

جس کو پورٹ کمشنر کلکتہ نے دیگر مساجد و مقابر کے ساتھہ خرید لیا ہے
اور خطرہ میں ہے !

یہ مسجد ابھی محفوظ ہے لیکن اگر مسلمان کونسلوں میں بل پیش کرنے والوں اور حکام کے اعلانات کو وحی و الہام کی طرح چشم و سر پر جگہ دینے والوں کے اعتماد پر رہے ' تو اس کی کیا ضمانت ہے کہ اسکے ساتھہ بھی وہ سب کچھہ نہوگا جو اشکو پور کی ایک مسجد کے ساتھہ ہوچکا ہے ؟ ہاں ' مسلمان ایک ایسی قوم ہے جو بدبختی سے اکثر سوئی رہتی ہے ' لیکن یہ یاد رہے کہ وہ جاگ بھی سکتی ہے - علی الخصوص ایسی حالت میں کہ مچھلی بازار کانپور کی ارواح شہداء کی صدائیں ابھی بالکل چپ نہیں ہوگئی ہیں - گورنمنٹ اور اسکے ہر حاکم کو یاد رکھنا چاہیے کہ ایک مسلمان اسکو گوارا کرلے سکتا ہے کہ اسکے پہلو کو چیر کر دل نکال لیا جاے ' یا اسکی دونوں آنکھوں کے ڈیلوں کو نشتر کی نوک سے تراش کر اسکی ہتیلیوں پر رکھدیا جاے ' پر یہ اسے کبھی گوارا نہیں ہوسکتا کہ اسکی عبادت گاہ کی ایک اینٹ بھی اسکے سامنے زخمی ہو - مبارک ہے وہ حکومت جو ٹھوکر نہ کہاے اور سنبھل جاے ! !

( نہایت مفصل و تعجب انگیز حالات مع بعض سرکاری مراسلات کے آئندہ )

اطلاع دیجاچکی تھی، جس سے ہمارے دعوے کی تصدیق ہوتی ہے۔

(۶) ان واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ ناظم صاحب نے لڑکونکو بیہودہ کہا اور نکل جانیکا حکم دیا - ہم نے اپنی عرضداشت میں لکھا ہے کہ ناظم صاحب سخت الفاظ کہتے ہیں اور اون سے اشتعال پیدا ہوتا ہے، اس سے اسکی تصدیق ہوتی ہے - کہا جا سکتا ہے کہ لڑکونکو ناظم صاحب کے پاس جانیکا کیا حق تھا؟ کہ اونکو ناگوار ہوا ہوگا اور اسکو انہوں نے درخواست پر حکم لگوانیکا جبری طریقہ سمجھا ہوگا، لیکن اسکی وجہ یہ تھی کہ مہتمم صاحب نے اپنی رائے میں لکھدیا تھا کہ میرے نزدیک ناظم صاحب کی خدمت میں اس درخواست کا پیش ہونا مناسب نہیں، اسلیے اونکو اب مہتمم کے توسط کا سہارا نہیں رہا، اور وہ بذات خود مجبوراً ناظم صاحبکی خدمت میں درخواست لیکر گئے -

(۷) مولوی محمد حسن نے ناظم صاحب کی خدمت میں جو درخواست ۵ - مارچ کو بتوسط مہتمم صاحب دی، اوسکو مہتمم صاحب نے ۷ - مارچ کو بھیجا جب کہ اسٹرائک ہو چکی تھی - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ درخواست کو دبالینا چاہتے تھے، لیکن بعد اسٹرائک اسلیے بھیجدی کہ اون پر یہ الزام نہ آنے پائے - طلباء نے اسی بنا پر زور دیا کہ یہ درخواست دبائی نہ جا سکے -

(۷) مہتمم صاحب نے اپنی رپورٹ کا یہ فقرہ نقل کیا ہے: "اوس کا (محمد حسن کا) طرز عمل جمیع اساتذہ کیلیے باعث توہین و ہتک ہے" لیکن اگر مولوی محمد حسن کا طرز عمل جمیع اساتذہ کو ناگوار ہوتا تو وہ اُنکے داخل کرنیکی سفارش کیوں کرتے؟ حالانکہ متعدد مدرسین نے اُونکی سفارش کی تھی اگر جمیع اساتذہ سے صرف انگریزی اسٹاف مراد ہے تو کیا اسکے پہلے بھی مولوی محمد حسن کے طرز عمل کی کسی ماسٹر نے شکایت کی تھی؟

(۹) ہم نے بیان کیا ہے کہ ہم نے مسجد کانپور کے فیصلہ سننے کیلیے وہاں جانیکی یا مسٹر محمد علی کے استقبال کی کوئی خواہش نہیں کی، اسلیے اسکی ممانعت کا تذکرہ بلا وجہ تھا، لیکن با ایں ہمہ اخبار آئی، ٹی، پی کو یہ اطلاع دیگئی کہ ہم نے یہ اسٹرائک اس بنا پر کی ہے کہ ہمکو پولیٹیکل شرکت سے روکا گیا تھا! اس سے صرف یہ مقصود ہے کہ ہمارے مطالبات کی بے وقعتی ثابت کی جے اور ہماری نسبت سرکاری حکام کے خیالات سیاسی سوء ظن کی بنا پر خراب ہوجائیں -

(۱۰) مدرسین کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جب اسٹرائک کے بعد سمجھانے آئے تو طلباء نے اونکے ساتھ گستاخی کی، مگر اسکے متعلق امور ذیل کا لحاظ رکھنا چاہیے:

(۱) مدرسین نے عین حالت ہیجان میں طلباء کو بغیر کسی ہمدردی کے سمجھانا شروع کیا تھا، ایسی حالت میں اگر کسی طالب العلم نے اونکے ادب کا خاص لحاظ نہ کیا ہو تو اوسکو معذور رکھا جا سکتا ہے -

(۲) مدرسین نے ظاہر کیا تھا کہ ہم بطور خود سمجھانیکے لیے آئے ہیں، حالانکہ اونکو پرنسپل نے بھیجا تھا - اس بیان کی وجہ سے طلبا پر انکا اثر اچھا نہیں پڑ سکتا تھا

(۳) مدرسین نے کہا تھا کہ تعلیم جاری کردو تمام شکایتیں رفع کردیجائینگی، لیکن وہ اسکے ذمہ دار نہ تھے، اسلیے طلباء نے اسکو قابل التفات نہ سمجھا -

(۴) مہتمم صاحب نے مدرسین سے بجبر ایسی سخت رپورٹ لکھوائی ہے اور دستخط کرنے کیلیے مجبور کیا ہے کہ کہا ہے کہ اگر تم اسپر دستخط نہ کروگے تو اسکے یہ معنی ہیں کہ تم بھی طلباء کے ساتھ شریک ہو -

(۵) مہتمم صاحب نے بعض مدرسین پر بھی شرکت اسٹرائک کا الزام لگایا تھا، اسلیے انہوں نے اپنی برأت کیلیے اس رپورٹ پر دستخط کردیئے - یہ رپورٹ مولوی عبد الکریم صاحب نے مرتب کی تھی جو سرحدی ممالک کے رہنے والے ہیں، اونکی تحریر و تقریر عموماً سخت ہوتی ہے، جس مدرس کی نسبت اس رپورٹ میں لکھا ہے کہ اہانت کیگئی، وہ مولوی عبد الکریم صاحب ہی تھے - طلباء کے معروضات نقل کرنے میں اُن باتونکو حذف کردیا ہے جنکے جواب میں وہ کہے گئے تھے، مثلاً عبد الجلیل کا یہ فقرہ کہ جو شخص جس طریقہ سے ہمارا مقابلہ کریگا، ہم اوس کا اسی طور سے مقابلہ کرینگے، اسوقت کہا گیا جب مولوی عبد الکریم صاحب نے یہ کہا کہ اگر ہم پولیس یا فوج کو بلالیں تو کیا تملوگ ہمارا مقابلہ کرسکتے ہو؟

(۱۲) ان تمام واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ اسٹرائک صرف مولوی محمد حسن کے اخراج کی بنا پر کی گئی ہے، اور یہ ایک شخصی بحث ہے جسمیں طلباء کو مداخلت کرنا مناسب نہیں، لیکن یہ بالکل غلط ہے، اسٹرائک ان تمام شکایتوں کی بنا پر کی گئی ہے جنکی نسبت مولوی تسنیم صاحب فرماتے ہیں کہ طلباء احکام کی مخالفت کرتے ہیں - مولوی محمد حسن کا واقعہ جیسا کہ ہماری عرضداشت سے ثابت ہوگا، ان مسلسل شکایات کی آخری کڑی تھا، اسلیے یہ اسٹرائک شخصی نہیں، بلکہ اس کا اثر تمام طلباء پر پڑسکتا تھا، مولوی محمد حسن کا نام جس بنا پر خارج کیا گیا تھا، اوس کا تعلق بھی عام طلباء سے تھا -

اس تحریر سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ بزرگان قوم ان واقعات پر ہماری عرضداشت اور ہماری اس تحریر کو پیش نظر رکھکر کوئی رائے قائم کریں، ورنہ انکا فیصلہ بالکل عاجلانہ ہوگا جو ہماری موت کا باعث ہو سکتا ہے - ( طلباء دار العلوم ندوہ لکھنو )

# جماعۃ احمدیہ

گذشتہ اشاعت میں ہم مولوی حکیم نور الدین صاحب رئیس جماعۃ احمدیہ کے انتقال کی خبر درج کرچکے ہیں جو رسالے کے مرتب ہونے کے بعد پہونچی تھی، اب جو واقعات شائع ہوئے ہیں اُنسے معلوم ہوتا ہے کہ اس جماعت میں مسئلہ خلافت اور تکفیر و عدم تکفیر مسلمین کی بنا پر باہم اختلاف و نزاع پیدا ہوگیا ہے -

ایک عرصے سے اس جماعت میں مسئلہ تکفیر کی بنا پر دو جماعتیں پیدا ہوگئی تھیں - ایک گروہ کا یہ اعتقاد تھا کہ غیر احمدی مسلمان بھی مسلمان ہیں گو وہ مرزا صاحب کے دعوؤں پر ایمان نہ لائے ہوں - لیکن دوسرا گروہ صاف صاف کہتا تھا کہ جو لوگ مرزا صاحب پر ایمان نہ لائیں وہ قطعی کافر ہیں: انا للہ و انا الیہ راجعون - آخری جماعت کے رئیس صاحبزادہ بشیر الدین محمود ہیں - اس گروہ نے انہی کو اب خلیفہ قرار دیا ہے، مگر پہلا گروہ تسلیم نہیں کرتا -

مولوی محمد علی صاحب ایم - اے نے اس بارے میں جو تحریر شائع کی ہے، اور جس عجیب و غریب جرأت اور دلاوری کے ساتھ قادیان میں رہکر اظہار رائے کیا ہے جہاں زیادہ تر پہلے گروہ کے رؤسا ہیں، وہ فی الحقیقت ایک ایسا واقعہ ہے جو ہمیشہ اس سلسلہ کا ایک یادگار واقعہ سمجھا جائیگا!

اس جماعت کا بیان ہے کہ انکی تعداد کم از کم تین لاکھ ہے، مگر مسلمانان عالم کی تعداد آج چالیس کروڑ تک اندازہ کی گئی ہے -

پس اگر غیر احمدیوں کو کافر سمجھہ لیا جائے تو اس نئی رسم شماری کی بنا پر چالیس کروڑ میں سے انتالیس کروڑ ستانوے لاکھ کی تعداد نکال دینی پڑیگی - پھر افسوس اُس دین الہی پر جس کا درخت خدا نے لگایا، پر آج اُسکی شاخوں میں صرف تین ہی لاکھ پھل باقی رہگئے ہیں"

# شذرات

## مسئلۂ بقاء و اصلاح ندوۃ العلما

### طلباے دارالعلوم کی اسٹرائک

پچھلے ہفتے موجودہ مدعی نظامت (کیونکہ حسب دستور العمل ندوۃ العلما کا کوئی شخص ناظم نہیں ہوسکتا جب تک کہ جلسۂ عام منظور نہ کرے) کی جانب سے ایک رپورٹ واقعات اسٹرائک کے متعلق چھاپکر شائع کی گئی ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ کسی مدرسہ یا انجمن کے عہدہ داروں کا کوئی بیان انکے مدرسے اور انجمن کے متعلق سب سے زیادہ معتبر بیان سمجھا جاسکتا ہے، مگر چونکہ موجودہ معاملہ خود حکام ندوہ اور طلباے دارالعلوم کے باہمی مناقشہ کا ہے، اسلیے انکی حیثیت ایک فریق سے زیادہ نہیں، اور جس طرح ایک غیر جانب دار شخص کیلیے خود طلبا کا تنہا بیان ایک فریق کا بیان ہے اسی طرح یہ رپورٹ بھی دوسرے فریق کی ہے، اور قوم کے لیے حقیقت صرف اسی حالت میں منکشف ہوسکتی ہے، جبکہ باہر کے لوگوں کا ایک کمیشن نہ صرف وجوہ اسٹرائک بلکہ تمام مفاسد ندوہ کی تحقیقات کرے۔

لیکن ہر تحریر خود اپنی اندرونی شہادتوں سے بھی جانچی جاسکتی ہے اور اس بنا پر اگر اس رپورٹ کو دیکھا جاے تو وہ ان نادانوں کی حماقت کا ایک تازہ ترین ثبوت ہے جو سمجھتے ہیں کہ اس طرح کی تحریریں شائع کر کے قوم کو دھوکا دیدینگے، اور اصلاح مفاسد کی جو موجیں انکی طرف بڑھنے لگی ہیں، اور جو انکے اغراض مفسدہ و باطلہ کو پیغام موت دے رہی ہیں، اسے اپنی شخصیت کی کشتی بچا لیجائیں گے کو خود مسلمانوں کی ایک عظیم الشان دینی تحریک غرق ہلاکت و تباہی ہو جاے!

لقد استکبروا فی انفسہم و عتو عتوا کبیرا

لیکن یہ دلیل تعجب انگیز ہے۔ اگر ان لوگوں کو ہدایت ملنے والی ہوتی تو یہ اب بھی سنبھلنے کی کوشش کرتے، اور مسلمانوں کی حالت پر رحم کرکے چندے لیے ندوہ کی بربادی بڑی ہی مصیبت انگیز ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ دلوں کا مرض اور بڑھتا ہے: فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضا۔ بجاے اثابت و اعتراف اور سعی اصلاح کے یہ اپنے نفس خادع کے دھوکے میں آگئے ہیں، اور اس شریر قوت کے اشارہ کی پیروی کر رہے ہیں کہ اس قسم کی رپورٹیں چھپکر اور اسٹرائک کو محض ایک خاص لڑکے کا معاملہ بنا کر یا اپنے مقامی معبودوں کے آگے سجدہ ہاے مشرکانہ کرکے، اور انہیں پالیٹکس کا فرضی خطرہ دکھلا کر حق کی صداؤں کو شکست دیدینگے: و یحسبون انہم علی شی، الا انہم ہم الکاذبون!

خیر، بہتر ہے۔ اپنی آخری قوتوں کو بھی آزما لیں۔ حق کی جو آواز بڑی بڑی عظیم الشان قوتوں کو معتوں اور منٹوں کے اندر شکست دیسکتی ہے، وہ شاید جلد تر خود غلط اور نا آزمودہ ہستیوں کا فیصلہ کرنے سے عاجز نہیں، اور جو لوگ ندوہ کی اصلاح چاہنے والے اپنی کسی ذاتی غرض سے نہیں بلکہ محض حق اور صداقت کیلیے اٹھے ہیں تو عنقریب نتائج خود فیصلہ کر دینگے:

و یحق اللہ الحق بکلماتہ و لو کرہ المجرمون!

(یہاں تک لکھا تھا کہ ایک تحریر طلباے دارالعلوم کی طرف سے پہنچی جو انہوں نے اس رپورٹ کے جواب میں شائع کی ہے۔ اسکی اشاعت ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ رپورٹ تمام اخبارات میں شائع ہو چکی ہے اور ضروری ہے کہ خود طلباء کا بیان بھی شائع ہو جاے۔ چونکہ اخبار مرتب ہو چکا ہے اور زیادہ گنجائش ابتدائی صفحات میں نہیں رہی ہے اسلیے خود اپنی تحریر کو ملتوی کر دیتا ہوں۔ آیندہ ہفتے جو کچھ لکھنا ہے لکھونگا۔)

## معروضات طلباے دارالعلوم

بجواب

## واقعات اسٹرائک مرتبۂ ناظم صاحب ندوۃ العلما

اسٹرائک کے جو واقعات اور ہمارے جو بیانات دفتر نظامت کی طرف سے شائع ہوے ہیں، انکے متعلق ہماری معروضات حسب ذیل ہیں۔

(۱) ہمارا یہ بیان ہماری تمام شکایتوں پر حاوی نہیں ہے، کیونکہ ارکان نے ہمکو انکے بیان کرنے کیلیے کوئی وقت نہیں دیا، اسلیے ہماری دوسری شکایات پر اس کا اثر نہیں پڑسکتا۔

(۲) جناب مہتمم صاحب نے ناظم صاحب کی خدمت میں جو رپورٹ مولوی محمد حسن کے اخراج نام کی بھیجی ہے وہ نہایت مبالغہ آمیز ہے، اور جن باتوں سے اس کا اثر کم ہوسکتا تھا اوسکو بالکل چھوڑ دیا ہے۔ مولوی محمد حسن کس غرض سے انکی خدمت میں گئے؟ سلسلۂ کلام کیونکر شروع ہوا؟ انہوں نے کن باتوں کی طرف توجہ دلائی؟ جناب مہتمم صاحب نے اس موقع پر طلباء کی نسبت کیا الفاظ استعمال فرماے؟ مولوی محمد حسن نے وہ کیا الفاظ کہے جنکو درشت کلامی سے تعبیر کیا گیا ہے؟ فیصلہ اور صحیح راے قائم کرنے کیلیے ان باتوں کو روشنی میں لانے کی ضرورت تھی۔ مولوی محمد حسن جو تمام طلباء نے جو درخواست اس معاملے کے متعلق دی ہے، اور اوس [illegible] کی تحقیقات کے متعلق جو زور دیا ہے، اوس کا مقصد صرف یہی ہے کہ ان باتوں کی تحقیقات کرکے فیصلہ کیا جاے۔ لیکن جناب مہتمم صاحب ہر موقع پر اس سے تحاشی کرتے ہیں۔ اب ہمارے عرضداشت سے یہ باتیں روشنی میں آجائینگی، اسلیے قوم کو ہماری عرضداشت کے شائع ہونے سے پہلے اس کے متعلق کوئی راے نہیں قائم کرنی چاہیے۔ (یہ شائع ہوگئی ہے اور آج کی اشاعت کے آخر میں درج ہے۔ الہلال)

(۳) طلباء نے جناب ناظم صاحب کی خدمت میں جو درخواست دی، اوس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ پہلے جناب مہتمم صاحب کی خدمت میں ایک مفصل درخواست دے چکے تھے۔ واقعات اسٹرائک میں وہ درخواست کو شائع نہیں کیا گیا، اسلیے اس سے طلباء کی درخواست دینے کے وجوہ اور انکی ضرورت نہیں معلوم ہوسکتی۔

(۴) طلباء کی جو درخواست مع رپورٹ مہتمم، ناظم صاحب نے ارکان کی خدمت میں بھیجی اوسمیں مولوی نسیم صاحب لکھتے ہیں کہ "اگر طلبا اسٹرائک کریں تو درس گاہ کو بجاے چندے بند کردینا چاہیے" مولوی اطہر علی کی راے بھی مولوی نسیم کے مطابق ہے۔ مولوی ظہور احمد صاحب نے بھی اپنی راے میں [illegible] ان تمام رایوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ارکان کو پہلے ہی سے طلباء کی طرف سے بدگمان کردیا گیا تھا جس سے انکی [illegible] ہے۔ حکیم عبد الولی صاحب لکھتے ہیں کہ [illegible] طلب ہے [illegible] یہ ضرور نہیں کہ میری راے [illegible] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض ارکان نے اس [illegible] قبول نہیں کیا تھا۔

(۵) مولوی نسیم صاحب کی راے سے ظاہر ہوتا ہے کہ طلباء احکام کی مخالفت کرتے رہتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسکے پہلے قابل مخالفت احکام جاری کیے گئے، اور طلباء نے انکی مخالفت کی۔ ہم نے اپنی عرضداشت میں لکھا ہے کہ جن طلباء نے [illegible] کی [illegible] ناظم صاحب کی نگاہ میں کھٹکنے لگے۔ اس [illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ خاص خاص ارکان کو بھی اسکی

اس وقت تک ضرور هي جلا ليگی - بالکل اسی طرح میں سچائی کے اس خاصه کو بهي دیکهتا هوں که وه جب تک سچائي هے اس وقت تک ضرور هي کامیاب هوگي - اگر دنیا کے تمام شهنشاه جمع هوکر کوشش کریں ' اگر دنیا کی تمـام فوجیں لڑنے کیلیے اکٹهی هوجالیں ' اگر خزانے راستوں میں بچها دیے جائیں ' اور دنیا کے هر بسنے والے کے هاتهه میں تلوار دیدی جاے' اور پهر یه سب کچهه کرکے تم چاهو که ایک دن' ایک گهنٹے ' ایک لمحه کیلیے بهي آگ اپنا خاصه چهوڑ دے ' تو کیا ایسا هوسکے گا ؟ اگر نہیں هوسکیـگا تو یقین کرو که ایسا هی مجهے بهي یقین دیا گیا هے که اگر دنیـا کی تمام دماغي اور مادي قوتیں اکهٹي هوکر سچائي کے کاموں کو نا کام کرنا چاهیں ' جب بهي ایک ساعت' ایک لمحے ' بلـکه ایک لمحے کے دسویں حصے کیلیے بهي اسـکا الهي خاصه اس سے الـگ نہیں هوسکتا - یه بهي اسي خدا کا ایک قانون هے جسنے آگ کو گرمی اور پاني کو برودت بخشي هے : ولن تجد لسنة الله تحویلا !

* * *

پس چونکه الـهلال کوئی تجارتي دفتر نه تها جو عـام کاروباري اصولوں پر قائم کیا گیا هو ' بلکه ایمان با لله اور عمل بالاسلام کی ایک دعوة دیني تهي جو چند مقاصد کو اپنے سامنے رکهتي تهي ' اور خدا کے حکموں اور حکمون کے پیغام بروں کے طریقے کے ما تحت قوم کو انکي طرف بلاتي تهی ' اسلیے مجهے اسکي طرف سے ایک بے پروا دل اور ایک بے خوف روح دي گئي' اور مجهے پورا اطمینان هوگیا که اگر یه بیج کهوٹ اور نقص سے خالي هے ' تو بغیر پهل پیـدا کیے اور سر سبز و تنـاور هوے نہیں رهیـگا -

| | |
|---|---|
| و البلد الطیب یخـرج | جو جگه ایسي هے که زمین اسکي |
| نباته باذن ربه ' و الذي | عمده هے تو اسکے پروردگار کے حکم سے |
| خبث لا یخرج الا نکدا - | اسکي پیدا وار بهي عمده هي نکلتي |
| کذالـک نصرف الایات | هے - اور جو زمین ناقص اور خراب هے |
| لقوم یشکرون ( ۷ ۱ ۵۵ ) | اسکي پیدا وار بهي ناقص هوتي هے - |

یه در اصل ایک مثال هے اور اسي طرح هم اپني حکمت کي نشانیاں ان لوگوں کیلیے مثالوں میں بیان کرتے هیں جو فضل الهي کا شکر ادا کرنے والے هیں -

* * *

اگر تجارت کي دکان هوتي تو میں تاجروں کي طرح کام کرتا ' اگر کار باري معاملات هوتے تو میں اپنے کام کے فروغ و ترقي کیلیے هر خریدار کے آگے منت کرتا ' اگر میري معاش هوتي تو مجهے اسکے بڑهنے سے خوشي اور گهٹنے سے دکهه پهنچتا ' اور اگر میري معیشت اسکے لیے سبب اور میري دوڑ دهوپ اسکے لیے وسیله هوتي تو میں خدا کا نا فرمان هوتا اگر ایسا نه کرتا ' لیکن جبکه میں چیخ چیخ کر کهتا تها که اسکي سچائي کی دعوت اور اسکے دین مبین کی پکار هے' اور جبکه مجهے یقین تها که ایسا کهنے میں میں غلطي پر نہیں هوں اور جو کچهه کهه رها هوں صرف اسي میں سچ هے ' تو پهر میں دیوانه نه تها نه هشیاروں کي طرح اعتماد نه کرو ' اور بے هوش نه تها که هوش والوں کي طرح اسکے وعدے کو نه سمجهتا - دنیا میں ایک شخص چند روپیوں کي تنخواه دیکر کسي انسان کو اپنا کام سپرد کر دیتا هے' اور پهر بے پروا هو جاتا هے که خود مجهے فکر کرنے اور فکر میں گهلنے کي ضرورت نہیں - پس اگر انسانوں کے اعتماد پر ایک انسان بے فکر هونا جانتا هے تو کیا مجهے خدا پر اعتماد کرکے بے فکر و بے پروا هونا نہیں آتا تها ؟ جبکه کام اسي کا تها ' اور جبکه اسکے وعدوں کا اس وقت سے اعلان هو رها هے ' جس وقت سے که وه بندوں سے کلام کرتا اور اپني مقدس شریعتوں کو بهیج رها هے تو میں کیا کرتا اگر ایسا نه کرتا ؟ اور اگر میں نے ایسا کیا تو یه ایک ایسا کام تها جو ایک بچه بهي کرتا ' اور ایک نادان سے نادان انسان بهي اسکے لیے شہادت دیتا -

هاں ' کام اسی کا تها ' وه سچ تها ' اسکا وعده بهی سچ هے ' اور اعتماد کیلیے اس سے بڑهکر کوئي نہیں ' پس مجهے کیا پڑي تهي که اپنے تئیں تاجروں کی طرح گرفتار غم رکهتا ' اور مزدوروں کی طرح محنت و مشقت اٹهاتا جبکه کام کرنے والا خود هي اپنے کاموں کو انجام دے دیگا ؟

* * *

الحمد لله که میرے اعتماد نے مجهے دهوکا نہیں دیا ' اور اگر اعتماد کا یه ایک هي دروازه بند هو جاے تو پهر آسمانوں اور زمینوں میں انسان کیلیے کوئی جگهه اعتماد کي نه رهے - مشیت ایزدي اسي کي مقتضي هوئي که الهلال نکلے اور جو کچهه اسے کرنا هے وه کرے - پس وه نکلا اور ایک بے پروا اور بے فکر روح کی طرح اپنے کاموں کو انجام دیتا رها - نه تو اس نے کسی سے مدد چاهي اور نه کسی کي مدد قبول کی - نه تو کاروبار کي طرح کبهي اپنے لیے فکر و جستجو کي ' اور نه کبهي انسانوں کے آگے عاجزي کا سوال کیا ' اور نه هي کبهي انکے شکر کا ترانه گایا - یہاں تـک که اقل قلیل مدت کے اندر جو اسطرح کے کاموں کیلیے ایک نهایت نا قابل ذکر مهلت هے ' اسکا بیج پهوٹا اور اسکي شاخیں اسقدر دور پهیل گئیں که انکے خیال سے تعجب اور انکے ذکر سے حیراني پیدا هوتي هے - اس نے دنیا میں قدم رکهنے کے وقت ایک دعا مانگي تهی ' اور نه تو وه اپنے حریفوں سے هراسان تها اور نه اپنے نقصانوں اور مشکلوں سے متفکر تها ' بلکه صرف اپني اس دعا کے نتائج کا منتظر تها - اس نے خدا سے مهلت مانگي تهي که اپنے بعض مقاصد کو اپنے سامنے دیکهه لے ' اور اگر وه سچی باتوں کي طرف دعوة دینے والا هے تو کامیابي سے پہلے هلاک نہو - پس دعا قبول هوئي اور اسے هلاکت کي جگه زندگي کا پهل ملا : ذالـک بان اللــه هو الحق ' وان ما یدعون من دونه الباطل ' وان الله هو العلي الکبیر ! ( ۳۱ : ۳۰ )

* * *

بس اب دیکهتـا هوں تو الهـلال اپنا کام پورا کرچـکا هے اور اپنے " بعض مقاصد " کو اپنے سامنے دیکهه رها هے - میں اسکي تفصیل نہیں کرونگا ' مگر صرف اتنا اشاره کرونگا که وه اصلي کام نه تها بلکه کام کي پکار تهي ' تا لوگ متوجه هوں اور راسته صاف هو - وه لوگوں کی غفلت کو دور کرنا چاهتا تها ' اور انکے دلوں میں ان پراني امیدوں کو زنده کرنا چاهتا تها جو افسوس هے که بهلا دي گئي نہیں - وه صرف " دعوة " تهی ' جو لوگوں کے اندر ایک نئي آرزو پیدا کرنا چاهتی تهي ' اور اپني ملت کي حسیات اور جذبات میں خدا پرستي کی لگن اور دین الهي کي محبت اور اطاعت کا شوق دیکهنا چاهتي تهي - وه عمارت نه تهي بلکه اسکے لیے داغ بیل تهي ' اور آفتاب مقصود نه تها بلکه صبح صادق کي روشني تهي جسکے بعد روشني کو بڑهتے بڑهتے بالکل اجالا هو جانا چاهیے : یقلب الله اللیل والنهار ' ان في ذالک لعبرة لاولي الابصار - ( ۲۴ : ۳۵ )

* * *

الحمد لله که تائید الهي سے یه سب کچهه هوچکا هے ' اور الهلال کا کام اپنی " پہلی منزل دعوة " سے گذر چکا هے - اب اسکے بعد " دوسري منزلیں " هیں اور انکي راه پہلی منزل کي راه سے مختلف هے - مگر اسکے بعد بهي الهـلال قائم رهے ' اور بیداري کو محکم اور طلب

۲۷ ربیع الثانی ۱۳۳۲ ہجری

# صـــدا بـــہ صحـــرا !!

## مسئلۂ قیام الہـــلال کا آخـری فیصلـــہ

### ( ۲ )

پہلـو بشـکافیـد و بـہ بینیـد دلـم را
تا چند بگویم کہ چنانست چناں نیست !

گذشتہ اشاعت کے مقالۂ افتتاحیہ میں مختصراً اپنے حالات و افکار کی سرگذشت لکھہ چکا ہوں اور بعض اُن اسباب کی تفصیل کی ہے جنکی وجہ سے ابتک الہـلال کے مالی مسئلہ کی طرف سے بالکل خاموشی اختیار کی گئی - حتیٰ کہ کبھی اسکے نقصانات کا بھی تفصیل کے ساتھہ تذکرہ نہیں کیا گیا ' اور دنیا میں جسقدر متعارف وسائل و ذرائع اس طرح کے کاموں کو فروغ دینے کے ہیں ' اُن میں سے کسی ایک ذریعہ کو بھی اختیار نہیں کیا -

لیکن فی الحقیقت اس خاموشی اور استغناء کا سبب صرف یہی نہیں ہوسکتا - یہ سچ ہے کہ ایک انسان بہتر سے بہتر اور اولو العزم سے اولو العزم ارادے کرسکتـا ہے ' لیکن وہ اپنے ارادوں کی کشتی کو کنارے تک لے جانے پر قادر نہیں ' اور اس بارے میں وہ عالم خلقت کا سب سے زیادہ کمزور جانور ہے - وہ موجیں جو باہر کی مشکلات سے اٹھتی ہیں اور پھر ہمارے اندر کے اٹھنے والے طوفانوں میں ملجاتی ہیں ' انکے آگے صبر اور ارادوں کے بڑے بڑے پہاڑ بھی قائم نہیں رہسکتے ' اور جلب نفع اور دفع ضرر کی طبیعی خواہش کا بھونچال دماغ کی بنائی ہوئی عمارتوں کیلیے بڑا ہی خوفنـاک ہوتا ہے -

پھر یہ بھی ہے کہ انسانوں کی اعانت سے بے پروا ہو جانے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ آزادانہ وسائل ترقی و فلاح کے اختیار کرنے سے بھی آدمی دست بردار ہوجاے - ایک شخص سب سے بے پروا و مستغنی رہکر بھی اپنے کاموں کو اعلیٰ قسم کے تجارتی وسائل سے فروغ دیسکتا ہے - لیکن غور فرمالیجیے کہ الہلال نے ایسا بھی تو نہیں کیا ؟ نہ تو کبھی بڑے بڑے اشتہارات دیے گئے ' نہ دورہ کرنے کیلیے ایجنٹ بھیجے گئے ' نہ تمام شہروں میں ایجنسیاں قائم کرنے کیلیے خاص طور پر کوششیں کیں ' نہ اشتہارات حاصل کرنے کیلیے بکثرت خط و کتابت کی گئی ' نہ پرائیوٹ خطوں کے ذریعہ خریداروں کو توسیع اشاعت پر توجہ دلائی ' حتیٰ کہ شاید ہی کسی مقبول عام کام میں اسدرجہ اغماض اور پہلو تہی کی گئی ہوگی ' جیسی کہ الہلال کیلیے برابر ہوتی رہی ہے - مثلاً ذرا سی بیجا شکایت پر خریداروں کو قیمت واپس بھیج دی گئی - بسا اوقات دفتر کے کسی شخص کی غفلت سے ایسا ہوا کہ تین تین چار چار بار کسی نے خریداری کی درخواست دی ' اور اس سے قیمت وصول نہیں کی گئی - یہاں تک کہ اس نے رجسٹرڈ خطوط بھیجے اور ارجنٹ تار کے ذریعہ توجہ دلائی !

لوگ چونکہ میری طبیعت سے واقف نہیں ہیں اور عام حالت کے خوگر ہیں ' اسلیے سفر میں اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ ہر روز دو چار شخص مجھسے فرمائش کردیتے ہیں کہ ہمارے نام اخبار جاری کردیجیے گا ' اور سمجھتے ہیں کہ انہوں نے مجھپر احسان کیا ' حالانکہ مجھے اس سے اسقدر تکلیف ہوتی ہے کہ بیان نہیں کرسکتا - میں الہـــلال کا ایجنٹ نہیں ہوں کہ اسکی خریداری کی درخواست مجھے دفتر حوش کیا جاے - یہ امور دفتر کے منتظمین سے متعلق ہیں اور جسکو خواہش ہو وہ ایک پیسے کا کارڈ بھیجکر اخبار منگوا سکتا ہے - بہرحال کئی سو اشخاص ایسے ہیں جنہوں نے مجھسے زبانی کہا ' اور میں نے اس غلطی کا یوں کفارہ کیا کہ کبھی انکے نام اخبار جاری نہ کرایا :

ہمارا بھی تو آخر زور چلتا ہے گریباں پر !

اسی طرح بے شمار واقعات ہیں جنکو بیان کیا جاے تو لوگوں کو نہایت تعجب و تحیر ہو - پس ان تمام حالات کا سبب اصلی صرف ایک ارادہ ہی نہیں ہو سکتا جو کسی کمزور انسانی دماغ کے اندر پیدا ہوا ہو -

* * *

اصل یہ ہے کہ اسکا سبب نہ تو محض کوئی الوالعزمی کا ارادہ ہے اور نہ کوئی نا دانستہ غفلت ' نہ تو اسکے اندر انسانی ارادہ کو کوئی شرف ہے اور نہ محض ارادے کے استقلال کا کوئی جوہر ' وہ نہایت ہی ادنیٰ قسم کا انسانی عمل ہے جو ایک عاجز و درماندہ بندہ کرسکتا ہے ' اور ایک بہت ہی معمولی درجے کا اعتماد ہے جو ہر ایسی روح کو ہونا چاہیے جو اپنے تئیں ایمان اور یقین کے دروازے پر گرا دے -

میرا اشارہ اُس یقین قلبی اور ایمان روحی کی طرف ہے ' جو ہر صداے حق اور دعوۂ صداقت کی کامیابی اور فتح و نصرت کیلیے ابتداے کار سے اس عاجز کو دیا گیا ہے ' اور جس کے ذکر کو اعلان اشاعت الہلال سے اس وقت تک اتنی مرتبہ دہرا چکا ہوں کہ بہت سے لوگ شاید سنتے سنتے اکتا گئے ہونگے ' مگر کچھہ ایسا ہر آن ابلنے والا جوش اور ہر دم بھڑکنے والی آگ اپنے دل میں پاتا ہوں کہ کسی طرح بھی اسکے بار بار کہنے سے مجھے سیری نہیں ہوتی - حتیٰ کہ جی چاہتا ہے کہ اگر بن پڑے تو تمام باتوں اور تذکروں کو یک قلم چھوڑ دوں ' دیوانوں اور پاگلوں کی طرح شہروں کی گلیوں اور بازاروں میں نکل جاؤں ' اور اپنے خداے قدوس کی اس شان صدق نوازی کا گیت گاؤں کہ وہ کیسا سچائیوں کا مالک اور راست بازوں کا پروردگار ہے ' اور اسکے سوا کون ہر طرح کی عاجزیوں اور ہر طرح کی چاہتوں اور محبتوں کا مستحق ہوسکتا ہے ' جو سچائی کی صداؤں کو اپنے پیاروں کی طرح ہمیشہ پالتا ' اور اپنی صداقت کی طرف بلانے والوں کے ساتھہ دوستوں اور یاروں کی طرح ہمیشہ وفاداری کرتا ہے !! سبوح قدوس ' ربنا و رب الملائکۃ والروح !!

* * *

سورج ہر روز مشرق کی جانب سے نکلتا دکھائی دیتا ہے ' اور رات جب آتی ہے تو وہ پچھم کی طرف ڈوب جاتا ہے - پانی کی خاصیت ہے کہ ہر بوجھل شے اسمیں ڈوب جاتی ہے ' اور آگ کا یہی ہے کہ وہ گرم کرتی اور جلادیتی ہے - ہر شخص دنیا میں مشاہدات طبیعہ اور قوانین فطرۃ کو دیکھتا ہے ' اور ایک دنیا کا اسپر اسی طرح عملاً اعتقـاد رہتـا ہے ' جیسا کہ ایک کا علماً اور حتماً -

یقین کرو کہ ٹھیک اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ محکم غیر متغیر یقین کے ساتھہ میں بھی دیکھتا اور جانتا ہوں کہ سچ نکلتی ہے ' اور اپنے کاموں کو ایک یکساں قانون فطرۃ کی طرح انجام دیتی ہے - جسطرح آگ کا خاصہ ہے کہ وہ جب تک آگ

# مدارس اسلامیہ

## نــدوۃ العلمـــا

مـــاضي و حـــال

( ۷ )

## حيــات بعـــد الممـــات

### ( کتب خانہ )

اس سلسلے میں ایک قابل ذکر شے اور رہگئی ہے - دارالعلوم ندوۃ العلما کی علمي حیثیت کچھہ بھی نہوتی اگر علوم اسلامیۂ و عربیہ کا ایک عمدہ ذخیرہ اسکی ملکیت میں نہوتا - بعض ارباب خیر نے شاھجہانپور اور پٹنہ وغیرہ کے اجلاس میں کتابیں وقف کیں لیکن اُن میں زیادہ تر عام مطبوعات اور متداول کتب کا ذخیرہ تھا - غالباً سنہ ۱۹۰۶ میں مولانا شبلي نے ندوہ کے متعلق ایک عظیم الشان کتب خانہ قائم کرنے کي تحریک کی اور سب سے پہلے اپنا پورا کتب خانہ جو ایک عمدہ منتخب ذخیرہ علوم اسلامیہ و مشرقیہ کا تھا ' ندوہ کو دیدیا -

اسکے بعد انہوں نے نواب سید علی حسن خاں صاحب کو آمادہ کیا کہ وہ اپنا کتب خانہ بھي ندوہ کیلیے وقف کردیں - انکے پاس انکے والد مرحوم نواب صدیق حسن خاں صاحب کے کتب خانہ کا بڑا حصہ محفوظ تھا اور مطبوعات کے علاوہ بہت سي نادر قلمي کتابیں بھي تھیں ' مثلاً متاخرین ائمۂ حدیث یمن کي تصنیفات جو نواب صاحب مرحوم نے خاص کوشش سے حاصل کی تھیں - از انجملہ امام شوکاني اور امیر اسماعیل یماني رحمۃ اللہ علیہما کی اکثر غیر مطبوعہ کتابیں ھیں کہ انکا حاصل کرنا اب بہت دشوار ہے - امام شوکاني کي تفسیر فتح القدیر تفسیر بالحدیث کا ایک بہترین مجموعہ ہے - اور اسکا مکمل نسخہ اسمیں موجود ہے -

چنانچہ نواب صاحب نے اپنا کتب خانہ بھي بعض شرائط کے ساتھہ اسمیں شامل کردیا - اسی طرح مولوي سید حسین بلگرامي نے بھي اپني تمام کتابیں بھجوادیں - اور بہ حیثیت مجموعي ایک عمدہ ذخیرہ علوم و فنون اسلامیہ و عربیہ کا ھوگیا -

### ( خلاصۂ مطالب )

یہ ایک اجمالي نظر تھي اُن واقعات پر جو سنہ ۱۹۰۶ سے کہ ندوہ کی نئي حیات عمل کا آغاز ہے ' گذشتہ سال تک ظہور میں آے اور یہي اُس کي حیات بعد الممات اور عروج بعد از زوال کي سرگذشت ہے - اس سے مقصود یہ تھا کہ ندوہ کے گذشتہ کاموں کي نسبت لوگوں کو ایک مکمل و مرتب معلومات حاصل ہوجاے اور وہ اندازہ کرسکیں کہ کس قدر کام ھوچکا ہے ؟ یہي سبب ہے کہ موجودہ حالات کے نقائص کا تفصیلي بیان میں نے ملتوي کردیا تھا اور چاھتا تھا کہ سب سے پہلے ندوہ کی غرض تاسیس اور گذشتہ کاموں کي مقدار بیان کردي جاے -

ایک صحیح اور مکمل واقفیت کے بعد جو راے قائم ہوتي ہے وھي صحیح راے ہوتي ہے - ندوہ اب ایسي ھي رایوں کا محتاج ہے -

دنیا عالم اسباب ہے اور کوئي فعل وجود میں آ نہیں سکتا جب تک کہ اُسکے تمام اسباب جمع نہ ھوجائیں - پس مولانا شبلي نے دار العلوم کیلیے جو کچھہ کیا ' اسکي اصلي علت صرف انھي کي کوششیں نہیں ھوسکتیں - یقیناً بہت سے اسباب و علل اسکے لیے فراھم ھوے - لیکن اگر اس تعلیل کا مطلب یہ ھو کہ پیش نظر نتائج کو انکي طرف منسوب نہونا چاھیے تو یہ ایک ایسي سوفسطائیت ھوگي جسکے بعد دنیا میں کوئی نسبت فعل و کار جائز نہوسکے گي !

دنیا جانتی ہے کہ میں مداح نہیں بلکہ معترض ھوں - الحمد للہ کہ میرے اعتراف و اقرار کي گردن میرے خداے قدوس نے بہت ھي متکبر بنائي ہے ' اور مجھے انسانوں کے آگے جھکنے کا سبق نہیں ملا ہے - میں سچ سچ کہتا ھوں کہ میرے لیے انسانوں کي تعریف سے بڑھکر کوئی بھي مکروہ و غیر مطبوع کام نہیں ھوتا - اگر میں ایسا کرنا چاھوں بھي تو خود میرا دل مجھے ملامت کرنے لگتا ہے ' اور میرا ضمیر کچھہ اسطرح خود بخود محجوب ھوجاتا ہے گویا اُس سے کوئي بڑا ھي شرمناک جرم سرزد ھو رھا ہے ! و ذلک فضل اللہ یوتیہ من شاء واللہ ذوالفضل العظیم - عزیز و الوالعزم عرفي نے میري زباني کہا ہے :

قصیــدہ کار ھــوس پیشــگاں بود عــرفی
تو از وظیفۂ عشقي وظیفہ ات غزل ست !

لیکن با این ھمہ میں پورے اطمینان اور کامل راحت ضمیر کے ساتھہ مولانا شبلي کي ان خدمات کا اعتراف کرتا ھوں جو انہوں نے ندوۃ العلما کیلیے انجام دیں اور تسلیم کرتا ھوں کہ ان کاموں میں ایک بڑا ھي قیمتی جوھر ایثار نفس کا تھا جو آجکل بہت کم یاب ہے -

مجھے مولانا شبلی کي کمزوریاں بھی معلوم ھیں - میں جانتا ھوں کہ انمیں کیا خوبیاں ھیں اور اسکے ساتھہ ھي کیا اوصاف نہیں ھیں جنکے لیے انہیں متاسف ھونا چاھیے - میں ندوہ کے متعلق آخري مباحث میں بتلاونگا کہ دار العلوم کیلیے انکا وجود کن کن امور میں رحمت الہي تھا ' کن کن امور میں بے سود ' اور وہ کونسي باتیں ھیں جنکي امید کمي تھي ؟ میں اپنے اظہارات میں بے خوف ھوں ' اور اللہ کے فضل سے میري حق گوئي کي چٹان اتنی بلنــد ہے جہاں سے اشخاص کی تمدیح و تقبیح کي باتیں چیونٹي کے وجود سے بھي زیادہ حقیر و صغیر نظر آتي ھیں - جو خدا کي صــداقت کے آگے جھکنا اور حکومتوں اور گورنمنٹوں کے دبدبۂ و سطوت کو ٹھکرا دینے کی توفیق کا طــالب ھو ' اسکے آگے چنــد انسانوں کي ھستیوں کے مباحث کیا چیز ھیں ؟

مبیں حقیر گدایان عشق را کین قوم
شہان بے کمر و خسروان بے کلہ اند !

لیکن کمــزوریوں سے کوئي انسان خــالي نہیں - دیکھنا یہ ہے کہ ندوہ جس غرض سے قائم ھوا ' جس مقصد کا اُس نے اعلان کیا ' جو مقصد وہ کھو رھا تھا ' جس کھوے ھوے کو اُٹھا نے والا ' اور گمنامي و فنا سے زندگي و شہرت میں لانے والا کوئی نہ تھا ' اسکے لیے کس کا وجود موجب نجاح ھوا ' اور کس نے اپنا وقت ' اپني قابلیت ' اپنا دماغ ' صرف کر کے پورے ایثار کے ساتھہ دار العلوم ندوہ کو موت کے منہ سے نکالا ' اور موجودہ حالت تــک پہنچایا ؟

صداقت کا اعتراف ' اسکا قدرتی حق ہے ' اور دماغ و عقل مجبور ہے کہ سفید کي سفیدي کا اقرار کرے - پس یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ سب کچھہ مولانا شبلي نے کیا ' اور انکے وجود سے ندوہ کي گذشتہ ھستی کو الگ کر کے دیکھیے تو صــرف گرلا گنج لکھنو کا ایک ویرانہ باقي رہجاتا ہے ' جسکے اندر تباھي و بربادي کي خاک اڑ رھی ہے !

و جستجو کو پائدار بنانے کا وسیله ثابت هو تو یه اس کریم و حکیم کا مزید لطف و احسان هے ' اور اسکا قاعده یهي هے که شکر نعمت سے اسکا لطف همیشه بڑھتا ' اور عاجزیوں اور التجاؤں سے دوگنا هونا هے :

ولئـــن شکرتم لازیـدنـکم ' ولئـــن کفـرتم ' ان عــذابي لشدیــد !

یهی سبب هے که گذشته فاتحۂ جلد جدید میں اس عاجز نے اس دعا کو دهرایا اور یاد دلایا اور پهر بہت سے بیانات کاروبار دعوۃ کے ظہور و تکمیل کے متعلق حوالۂ قلم هوے که ان سے مقصود در اصل پہلی منـزل کارتـک پہنچنے کا اعـلان تها : فسبح بحمـد ربـك و استغفره ' انه کان توابا -

* * *

پس اب چونکه الهلال اپنے مقصد کو پورا کر چکا هے اور اپني " پہلی منزل " سے گذر چکا هے ' اور خود اس نے اپنے کاروبار کي جو مدت قرار دي تهي ' وه الحمد لله که صرف اسکي التجا اور حضرة ایزد برحق کی قبولیت سے بلا منت غیرے پوري هوچکي هے - اسلیے وقت آگیا هے که احباب و مخلصین اور مومنین مهتدین کے آگے الهلال کے آیده قائم رکھنے کے مسئله کو چند لفظوں میں صرف ایک بار پیش کردیا جاے ' تاکه جو لوگ اسکي محبت اپنے اندر رکھتے هیں اور اسکے کاموں کو ملک و ملت کیلیے ضروري اور مفید یقین کرتے هیں ' صرف وهي لوگ اسپر غور کریں ' اور ایک قطعي فیصله کرنے میں میرے ساتھه شریـک هو جائیں - خواه اسے تکبر سمجھا جـاے یا غرور بیجا ' لیکن میں سچ سچ کہتا هوں که اب بهي نه توکسي سے التجا هے اور نه کسي کے آگے سوال ' نه کسی پر بار ڈالنا مقصود هے اور نه کسی کیلیے بار خاطر بننا گوارا - میں تن تنہا بغیر دولت و ثروت ' بغیر حصول اعانت ' بغیر استمداد و استعانت اشخاص و جماعت ' تمام مشکلوں کو برداشت کرکے اور تمام موانع و مصائب سے بے پروا رهکے محض نصرة الهی سے اپنا " پہلا کام " پورا کرچکا هوں ' اور اب میرے آگے " دوسري منزلیں " موجود هیں اور انکے لیے " الهلال " کي اشاعت کا محتاج نہیں هوں - الهلال کے مالي نقصانات اگرچه انتہائي حد تک پہنچ گئے هیں اور مجھے تن تنہا رهنے کي وجه سے اتني محنت کرني پڑتي هے که میري صحت نے جواب دیدیا هے اور میري آنکھوں کي بصارت یکا یک ضعیف سے ضعیف تر هوگئي هے - اس سے بهي زیاده یه که میں اب متصل چند گھنٹے کام کرتا هوں تو سر میں درد شروع هوجاتا هے اور رات کو جاگ کر کام کرنے کي میري محبوب و لذیذ عادت مجھسے مفارقت چاهرهي هے - تاهم مجھپر میرے خدا کا کچھه ایسا فضل و کرم هے که اگر الهلال کا کام نا تمام رها هوتا اور مجھے میري " پہلي منزل " دکھائي نه دیتي ' تو اب بهي پوري خاموشي کے ساتھه برسوں کام کـرتا رهتا اور کبھي بهي ان سرگـذشتوں کے پڑھنے کي تمهیں تکلیف نه دیتا - کیونکه خدا حکیم و قدیر هے اور اسکا فضل اور اسکی ربوبیت همارے تمهارے انـدازے سے بہت زیاده هے : و ان تعـدوا نعمة الله لا تحصوها !

* * *

لیکن چونکه " پہلا کام " هوچکا هے اسلیے میں مجبور نہیں که الهلال کو موجوده حالت میں جاري رکھوں - یهی وجـه هے که اپنے کسی فیصلے سے پہلے اپنے دوستوں کو فیصله کرنے کي صرف ایک بار دعوت دیتا هوں :

فـان کنت لا تـدري فتلـك مصیـبة
و ان کنت تـدري فـالمصیـبة اعظـم !

( خـلاصـۂ مطالب )

الهلال اپنے اهتمام و انتظام کے لحاظ سے اردو پریس میں بالکل ایک نئي چیز هے ' اور بڑي مشکل یه هے که آپ اسکے مصارف کا اندازه کر هي نہیں سکتے - اسلیے یه لا حاصل هوگا اگر میں کہوں که اسکي قیمت باره روپیه سـالانـه هوني جب بهي وه اسقدر ارزاں تها که اس سے زیاده ارزانی ممکن نہیں -

اسکے مالي مسئله کی درستگي کي پہلي صورت یه هے که آیده سے اسکي قیمت بڑھا دي جاے - چنانچه اس کیلیے معاونین الهلال کا بڑا حصه بالکل طیار هے ' اور بغیر اس عاجز کي تحریک اور خواهش کے صدها بزرگوں نے خود بخود لکھا هے که قیمت پندره روپیه یا اقلاً باره روپیه کردي جاے -

لیکن حقیقت یه هے که میرے لیے الـهلال کي قیمت کي زیادتي کا خیال نہایت تکلیف ده هے اور جو چیز لوگوں کو مفت دیني تهی ' اسکي قیمت کو دوسرے ملکوں کي نظیر میں زیاده کرنا کسی طرح گوارا نہیں هوسکتا - میري کوشش همیشه یهی رهي هے که کسي نه کسي طرح قیمت کم کي جاے ' زیاده تو کسي حالت میں نه هوني چاهیے -

پس یه صورت تو سردست بهلا هي دي جاے - اسکے بعد الهـــلال کي توسیع اشاعت کا سوال آتا هے - اگر الهـــلال کو آینـده بحالت موجوده قائـم رکھنا هے تو بس اسي صورت کو حل کرنا چاهیے - میں نے مصارف کیلیے ایک نیا بجت تیار دیا هے اور حتی الامـکان پوري سعي کي هے که کم سے کم خرچ سے آئنده الهلال نکل سکے - **پس اگر هم کوشش کرکے الهــلال کیلیے دو هزار نئے خریدار پیدا کرسکیـــں جو آٹهه روپیـــه سالانه قیمـــت ادا کریں تو اسکے بعد یقینـا الهــلال کا مالي مسئله بغیر قیمـــت کے بـــڑھاے حـــل هوجائیگا ، اور صرف یهـــي نهیـــں که وه قائم رهیگا بلکه اسکے هر صیغـــے میں کافي وسعـــت اور ترقـــی هـــوجائیگـــي -**

سردست یهي حل الهلال کے مالی مسئله کے عقدۂ مشکل کا . اور چونکه اسکی قیمت بہت کم اور مصارف نہایت زیاده هیں اسلیے موجوده تعداد اشاعت میں اسکے نقصانات آئنده کسي طرح برداشت نہیں هوسکتے - میں ان تمام بزرگوں اور دوستوں کے سامنے جو الهلال کو اینده بهی اسي حالت میں بلکه اس سے بہتر حالت میں دیکھنے کي خواهش رکھتے هیں ' آخري مرتبه اس حل کو پیش کردیتا هوں - اگر خدا کي مرضي هوئي اور نئے خریداروں کي فراهمي کیلیے کوشش کي گئي تو میں الهلال کو موجوده حالت سے بہتر حالت میں جاري رکھونگا ' اور اگر ایسا نهوا تو نه توکسي کي شکایت هے اور نه کسي کیلیے گله - نه تو انسانوں پر اعتماد هے اور نه انکي توجه کي آرزو - میں اپنا " پہلا کام " کرچکا هوں اور اب میرے لیے زیاده تر خاموش کاموں کی " دوسري منزلیں " آنے والي هیں - پس میں صرف انهي کاموں میں مشغول هوجاونگا - میرے پاس ایک هي زندگي هے اور میں نے بہت چاها لیکن ایک زندگی بہت سے کاموں کیلیے طیـار نهوسکی اور اب تـک جو کچھه هوا یه محض الله کا ایک مخصوص فضل تها :

خوش ست افسانۂ درد جدائي مختصـر غالـب
بمحشر مي تواں گفت آنچه در دل مانده است امشب !

یہي تعلیم دیتا ہے ' اور ہماري نظر غیروںکي تقلید پر نہیں بلکہ اپنے الہامي اصولوں پر ہوني چاہیے -

چنانچہ ندوہ جب قائم ہوا تو یہ امور اسکے پیش نظر تہے اور جو قانون اساسي بنایا گیا اسمیں جماعتي کاموں کے نظام صحیح کے مطابق پوري وسعت اور جمہوریت رکھی گئی - اس قسم کے کاموں میں سب سے بڑا اہم مسئلہ عہدہ داروں کے تقرر اور ممبران خاص کے انتخاب کا ہوتا ہے جو اصلی کارکن قوت رکھتے ہوتے ہیں - ندوہ کے اصلی قانون اساسی کي دفعات اس بارے میں یہ تہیں :

" ( دفعہ ۲۷ ) ارکان جلسۂ انتظامیہ کا انتخاب ہر سال جلسۂ عام میں اس طرح ہوا کریگا کہ موجودہ مجلس انتظامیہ ایک فہرست بہ پابندي قواعد دستور العمل ہذا مرتب کرکے پیش کیا کریگی جس میں کمي بیشي اور تغیر و تبدل کا اختیار جلسۂ عام کو ہوگا

( دفعہ ۳۶ ) ندوۃ العلما میں ایک ناظم اعزازي ( آنریري سکرٹري ) جلسۂ عام سے منتخب ہوگا -

( دفعہ ۲۸ ) عموماً صرف ناظم ندوۃ العلما کي معزولی جلسۂ عام سے ہوسکے گي اور دیگر عہدہ داران ندوۃ العلما کی معزولي جلسۂ انتظامیہ سے ہوگی - "

ندوہ کا نظام ( کانسٹي ٹیوشن ) اس اصول پر تہا کہ تمام حق نظم و ادارہ اور قوۃ نافذہ و آمرہ ایک منتخب مجلس کو دي گئي تھي جس کا نام " مجلس انتظامیہ " رکھا گیا تھا ( " مجلس انتظامیہ " ایک لغو اور مہمل ترکیب ہے - نہیں معلوم کس نے وضع کي ) - یہي مجلس سب کچھہ تھي اور اب تک ہے -

پس دفعات کے اُن الفاظ پر غور کیجیے جن پر خط کھینچدیا گیا ہے - اِن دفعات سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ ندوہ نے اپني مجلس انتظامیہ اور اپنے سکریٹري کا حق انتخاب جلسۂ عام کو دیا تھا جسمیں ہر حصے اور ہر طبقہ کے افراد ملت جمع ہوں اور نیابتي اصول پر ممبر اور سکریٹري منتخب کیا جاے - پھر سکریٹري کي معزولي کا حق بھي جلسۂ عام کو دیا تھا کہ جو قوت کسی عہدہ دار کو نصب کرسکتي ہے ' اسي کو حق عزل بھي ملنا چاہیے -

یہي اسلام کا صحیح اصول شوریٰ اور نظام اجتماعي ہے اور کوئي حکومت ' کوئي ریاست ' کوئي انجمن ' کوئي جماعت ' کبھي اسلامی نہیں کہی جاسکتی ' جب تک کہ وہ اس اصل شرعي و دیني اور حکم مقدس الہی کی پیرو نہو - الهلال اس اصل دیني کا اسقدر اعلان کرچکا ہے کہ مزید تفصیل کي یہاں ضرورت نہیں -

لیکن بدبختانہ سب سے پہلے خنجر فساد و ضلالت نے ندوہ کی اسي شہ رگ کو زخمی کیا اور " ملک عضوض " کی بعض ارواح مفسدہ ایسي پیدا ہوگئیں جنہوں نے ندوہ کے نظام جمہوري و شرعی کو بکایک حکومۃ مطلقۂ و شخصیہ کے نظام باطل و بدعۃ سے بدل دیا ' اور اس طرح ندوہ کي وہ بنیادي چٹان ہي شق ہوگئی جس پر کبھي آسکی سربفلک عمارتیں کھڑي کی جاتیں !

انہوں نے دیکھا کہ ندوہ کي اصلي قوۃ حاکمہ مجلس انتظامیہ ہے - اسکے ممبر اگر جلسۂ عام میں منتخب کیے گئے تو قوم کا ایک بڑا حصہ اسمیں شامل ہوگا اور ہر حصے اور طبقے سے اشخاص لیے جائیں گے - پس ندوہ کي حکومت قوم کے ہاتھوں میں چلی جائیگي - جس کو وہ چاہیگي سکریٹري بنائیگی اور جس کو چاہیگی معزول کر دیگي - اس طرح کي حکومۃ راشدہ سے شخصي اقتدار و مطلق العنانہ حکمرانیوں کا دروازہ بند ہو جایگا اور ندوہ کو اپني جائداد بنا کر کوئي نہیں رکھہ سکے گا - پس سب سے پہلے مجلس انتظامي کے انتخاب کا حق جلسۂ عام سے غصب کرلینا چاہیے - چنانچہ نئے دستور العمل میں جلسۂ عام کی قید اڑا دي گئي -

اسي طرح سکریٹري کی معزولی کا جو حق شرعي و دیني جلسۂ عام کو حاصل تھا ' وہ بھی اس سے چھین لیا گیا - یعني جن مسلمانوں کو حضرۃ ابو بکر اور حضرت عمر ( رضی اللہ عنہما ) کی معزولی کا حق حاصل تھا اور انکے اس حق کو خود پیغمبر نے تسلیم کیا تھا ' انھیں ندوۃ العلما نامي ایک انجمن کے سکریٹري کو معزول کرنے کا حق نہیں ہو سکتا !

درحقیقت اس کارروائی کے بعد ندوہ ایک اسلامي انجمن ہی نہ رہا - کیونکہ میں کسی جماعت کو جو اپنے اندر اسلام کے اصل الاصول شوریٰ اور اشتراک جمہور کے قاعدے کو نہ رکھتی ہو ' ابداً اسلامی جماعت تسلیم نہیں کرسکتا - وہ شاید اس ملت کی پیرو ہوگی جسمیں کسریٰ اور قیصر گذرے ہیں ' مگر وہ اسلام جسکے پیرو ابوبکر و عمر تہے ( رضی اللہ عنہما ) اور جسکے قران میں سورۂ شوریٰ موجود ہے ' اس سے انہیں کچھہ تعلق نہیں -

( مجلس خاص )

اسکے بعد اپنے تمام استبدادي اغراض مفسدہ کی تکمیل اور خود مختارانہ اعمال سئیہ کی تحصیل کیلیے ایک قدم ضلالت اور آگے بڑھایا اور دستور العمل میں " مجلس خاص " کے نام سے ایک مجلس کا اضافہ کیا جو فی الحقیقت اپنے خواص و اوصاف کے لحاظ سے عجائب خانۂ ندوہ کا سب سے زیادہ عجیب الخلقت جانور ہے - شاید ہي دنیا کی کسی مجلس میں جو ایک قومي مجلس کے نام سے مشہور ہو ' ایسي صریح خود مختاري اور شخصي استبداد و حکومۃ مطلقہ سے کام لیا گیا ہوگا جیسا کہ اس خانہ ساز مجلس کے وضع کرنے میں لیا گیا - وہ قطعاً عجیب الخواص ہے - کیونکہ جہل و فساد ' دونوں کا مجموعہ ہے - ایک طرف تو اسکو دیکھکر اُن احمقوں کي بے وقوفي پر ہنسي آتي ہے جو ایک عظیم الشان مجلس کو چلانے اور قائم رکھنے کے وہم میں گرفتار تہے مگر انہیں اتنی بھی خبر نہ تھي کہ دنیا بھر میں مجلسوں اور جماعتي کاموں کے عام اصول کیا ہیں ؟ دوسري طرف انکے اس اِفساد و شر عظیم پر متاسف ہونا پڑتا ہے کہ کس طرح قوم کي غفلت سے فائدہ اُٹھا کر انہوں نے ندوہ کے جسم سے یکسر روح حیات و عمل کھینچ لي اور پھر اسکی بیجان لاش پر گدوں کي طرح گر کر نوچنے لگے !

اس " جلسۂ خاص " کو ایک طرف تو اسقدر وسیع اختیارات دیدیے گئے کہ ندوہ کی ہستي یکسر اسکے قبضہ میں چلي گئي - یعنی قانون اساسي اور تمام قواعد و ضوابط متعلق ندوہ کی تبدیل و ترمیم بلکہ یکقلم منسوخ کر دینے کا اختیار بھي اسي کو دیدیا گیا ( دیکھو دفعہ ۳۵ دستور العمل حال ) دوسري طرف اسکے انعقاد کو تمام مجلسی قواعد و شرائط کي پابندی سے بالکل آزاد کردیا تا کہ اسکے مطلق العنانہ کاموں میں کسي طرح کي رکاوٹ پیدا نہوسکے '

چنانچہ دستور العمل حال کی دفعہ ۲۹ میں ہے :

" جلسۂ خاص کیلیے کوئي وقت اور کوئی زمانہ معین نہیں ہے - حسب تحریک ارکان مجلس انتظامي ' یا ناظم ' یا نائب ناظم ' جب ضرورت پیش آے ' منعقد ہوسکتا ہے "

اصول اور حق جماعت کو شاید ہی دنیا میں اسطرح کسی نے غارت کیا ہوگا ! ایک عظیم الشان قومي انجمن کے انتظام کیلیے ایک مجلس مقرر کی جاتی ہے جسکے اختیارات کا یہ عالم

# مفاسد و فتن

یہ تصویر کا روشن رخ تھا - اب اسکے تاریک رخ پر نظر ڈالیے - یہاں تک تو اُن کاموں کی تفصیل بیان کی گئی جو ندوہ کی تکمیل کیلیے انجام پاے ' مگر اب ان مفاسد کی طرف متوجہ ہونا چاہیے جو ندوہ کی تخریب و ہلاکت کیلیے مختلف اسباب سے پیدا ہوے اور جنکی اصلاح کیلیے مولانا شبلی نے اپنی پوری قوت صرف نہ کی - وہ خود بھی دبتے رہے اور باہر کے ان لوگوں کو بھی دباتے رہے جنکو اصلاح کا خیال پیدا ہوتا تھا - انکے سامنے فساد و فتن کا شجرۂ خبیثہ نشو و نما پا رہا تھا اور آنے والے وقت کی پیشین گوئی کررہا تھا - انکا فرض تھا کہ یا تو اسکا پورا استیصال کرتے اور اگر اشتعال فتنہ و طغیان کے خوف اور اپنے کاموں میں تنہا ہونے کی وجہ سے ایسا نہیں کر سکتے تھے ' تو کم ازکم قوم کو اس سے مطلع کردیتے تاکہ اُنکی ذمہ داری باقی نہ رہتی - مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا - وہ ہمیشہ اُس کام کیلیے قوم کا نہایت قیمتی انیٹ چونا فراہم کرتے رہے ' جسکی نسبت انہیں علم تھا کہ اسکی بنیاد ہی یکسر کھوکھلی ہے !

علاوہ ان اصولی مفاسد کے جو ندوہ کو اسکی حقیقی روح ہی سے خالی کر دینے والے ہیں ' اور بھی متفرق واقعات ایسے پیش آے رہے جو دیانت و صداقت اور اصول و قواعد کے بالکل خلاف تھے - جلسۂ انتظامیہ کی مجارتی انکو پسند کرتی اور مولانا شبلی مخالفت کرکے پھر اپنی کمزوری سے خاموش رہجاتے - مثلاً کرنیل عبد المجید صاحب پٹیالوی کا مولوی علام محمد شملوی سے اپنے اغراض شخصیہ کیلیے گورنمنٹ کی پرستش و بندگی کا سالہا سال وعظ کرانا اور اسکی تنخواہ ندوہ کے خزانے سے دلانا جسکی پوری تفصیل آگے آئیگی ' اور جو اس داستان کی ایک بڑی ہی دلچسپ فصل ہے - یا دار العلوم کی عمارت پر دار الاقامۃ کا روپیہ صرف کردینا اور کوئی صحیح جواب اسکے متعلق نہ دینا - یہ سچ ہے کہ مولانا شبلی نے ندوہ کو بالکل بربادی کے عالم میں پایا اور وہ آہستہ رفتہ رفتہ درست کرنا چاہتے تھے - نیز اصلاح کا عنصر قلیل اور مادۂ افساد و شرارت کثیر و وسیع تھا - تاہم یہ مفاسد ایسے تھے جنپر کسی طرح بھی چشم پوشی جائز نہیں ہوسکتی اور جبکہ خود اسی کام کے اندر یہ سب کچھ ہو رہا تھا ' جسکے وہ خود بھی ایک رکن رکین تھے ' اور جسپر صرف انہیں کی وجہ سے قوم کو اعتقاد تھا تو ایسی حالت میں اُنکی ذمہ داری بہت بڑھجاتی ہے اور وہ معاف فرمائیں اگر میں کہوں کہ ان پر باطل کی اعانت اور فساد پر سکوت کا الزام عائد ہوتا ہے - ہاں ' یہ سچ ہے کہ وہ صرف دار العلوم کے سکریٹری تھے - ان کاموں میں شریک نہ تھے اور انکو اندر ہی اندر روکنا بھی چاہتے تھے ' مگر صحیح مسلم کی حدیث " من رای منکم منکراً الخ " کے آخری درجے " و ان لم تستطع فبقلبه " کا یہ موقع نہ تھا ' اور وہ بھی " اضعف الایمان " میں داخل ہے !

## ( ندوہ کا قانون اساسی )

افساد و فتن کی پہلی تخم ریزی ندوہ کی بنیادی چٹان ' یعنی دستور العمل سے شروع ہوئی - جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سرے سے ندوے نے اپنا مقصد ہی کھودیا -

ندوۃ العلما کا مقصد تاسیس اس سلسلے کی ابتدائی صحبتوں میں آپ معلوم کرچکے ہیں - وہ اصلاح دینی کی ایک تحریک تھی جو علوم اسلامیہ کے درس صحیح کے ذریعہ قوم میں مرشدین و مصلحین کا ایک ایسا گروہ پیدا کرنا چاہتی تھی جسکی تعلیم و مساعی سے ارشاد و دعوت دینی کا سلسلۂ حقہ قائم ہو کہ تمام امراض ملت کا یہ ایک ہی علاج ہے -

لیکن بدبختی یہ تھی کہ یہ خیال معدودے چند اشخاص کا تھا جو ندوہ کے بانی اور روح رواں تھے - باقی زیادہ تر مجموعہ اُن لوگوں کا تھا جو یا تو سرے سے " اصلاح " کے مخالف و منکر شدید تھے - یا ایک بہتر انجمن ہوتی دیکھکر خود بھی شامل ہوگئے تھے مگر کچھ نہیں جانتے تھے کہ اسکا اصلی مقصد کیا ہے ؟ کوئی سمجھا کہ شہرت و نمایش کا وسیلہ ہے - کسی نے خیال کیا کہ ارباب دستار کی مقبولیت اور مرجع خلائق بننے کا اچھا آلہ ہے - کوئی آیا کہ اپنی وعظ طرازی اور ترانہ سنجی کا اشتہار دے ' اور کسی نے اسکے سفرۂ ضیافت کے طول و عرض کو ناپا اور بے اختیار ہوگیا !

پس کچھ تو وہ لوگ جو اُسے بالکل نہ سمجھے ' اور کچھ وہ جو اُسے سمجھے ہوں یا نہ سمجھے ہوں مگر اعتقاداً " مسئلۂ اصلاح " کے سخت مخالف و منکر تھے ' مثل اُس گھن کے جو درخت کی جڑ میں لگ گیا ہو ' ابتدا سے اسکے اندر رہے ' اور جماعۃ مصلحین کی قلت و کمزوری اور زیادہ تر اسکے مرکز میں نہ رہنے کی وجہ سے متصل نشو و نما پاتے رہے - انکا مقصد ہمیشہ یہ رہا کہ ندوہ سے " اصلاح " کا عنصر نکالدیا جاے ' اور جہاں تک ممکن ہو ' اپنی تنگ خیالی اور تقشف و جمود کے رنگ میں اُسے رنگ دیا جاے - چنانچہ اسکو عمدہ فرصتیں ملیں اور سب سے پہلے ندوہ کے قانون اساسی ( کانسٹی ٹیوشن ) میں متعدد اصولی تبدیلیاں کردی گئیں جسکی وجہ سے قوم کی نیابت اور جمہور کا اشتراک مفقود ہوگیا اور صرف چند آدمیوں کے ہاتھہ میں سیاہ و سفید کا اختیار آگیا -

اسکی پہلی بربادی کے بعد جب مولانا شبلی لکھنو میں آے تو انکے متعلق صرف دار العلوم کی معتمدی کی گئی - ندوہ کی مجلس انتظامیہ بجاے کوئی سکریٹری ہاتھہ نہ آیا جو اسکی اصلی مشین کے پرزوں کا زنگ دور کرتا وہ تمام تر دار العلوم کی اصلاح و تکمیل میں مشغول رہے اور یہ عنصر فساد مجلس انتظامی میں اپنے اعمال مفسدہ برابر انجام دیتا رہا - وہ اگر چاہتے تو اصلاح کی قوۃ سے فساد کو شکست کامل دیسکتے تھے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا اور ہمیشہ اپنے کاموں میں موانع و افساد دیکھکر خاموش ہوتے رہے -

وہ سمجھے کہ اسی کام کے اندر رہکر آہستہ آہستہ اصلاح کرنے کا اصول اختیار کرنا چاہیے حالانکہ اسکا موقع نہ تھا -

## ( تفصیل اجمال )

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے :

ندوۃ العلما مسلمانان ہند کی ایک عظیم الشان دینی تحریک تھی ' اور وہ ایک ایسا مرکز بننا چاہتی تھی جو انکی تمام ضروریات و معاملات مذہبی کی کفیل ہو - وہ جماعتی کاموں کے اصول پر ایک قومی مجلس تھی اور قوم ہی کے سرمایہ سے اپنے تمام کاموں کو انجام دینا چاہتی تھی - اس بنا پر ضرور تھا کہ اسکا نظام عمل بالکل اسی طرح جمہوری اور اشتراکی اصول پر ہوتا ' جیسا کہ ہر قومی انجمن کا ہونا چاہیے ' اور شخصی اقتدار اور معدودے جماعتوں کے قبض و تسلط سے وہ ہمیشہ آزاد رہتی -

اسکی شاخیں تمام ضلعوں میں قائم کی جاتیں اور ہر صوبے سے اسکے لیے ممبر منتخب ہوتے اور جو کچھہ ہوتا ' جلسۂ عام میں ہوتا -

صرف یہی نہیں کہ آجکل تمام جماعتی کاموں کا یہی اصول ہے ' بلکہ در اصل شریعۃ حقۂ اسلامیہ کا اصل الاصول " شوری "

## حقیقـــة الصـــلاة

### ( ۳ )

ان الصلوة تنهي عن الفحشاء و المنکر ، و انها لکبیرة الا علی الخاشعین

### ( ۸ )

حقیقت یہ ہے کہ نماز میں سب سے بڑی مہم اطمینان قلب ، و حضور نفس ، و خشوع طبیعت ، و خضوع جوارح ہے کہ انسان اپنے تمام اعضا اور تمام قویٰ و جذبات سے خدا کی جانب متوجہ ہو جائے ، اور جن اغراض کے لیے نماز کی تاکید کی گئی ہے اُن کو نہایت مکمل طریق پر بجا لائے - حدیث میں ہے :

| | |
|---|---|
| خمس صلوات افترضهن الله تعالی : من احسن وضوهن و صلاهن لوقتهن و اتم رکوعهن و خشوعهن کان له علی الله عهد ان یغفر له ، و من لم یفعل فلیس له علی الله عهد - ان شاء غفر له ، و ان شاء عذبه ( ۱ ) | خدا نے پانچ نمازیں فرض ٹھہرائی ہیں - جس نے اچھی طرح وضو کیا وقت پر نماز پڑھی اور کامل طریق پر رکوع و خشوع کے حقوق سے ادا ہوا تو اللہ کا وعدہ ہے کہ ضرور اُس کی مغفرت ہوگی ، لیکن جس نے ایسا نہ کیا تو کوئی وعدہ نہیں ، چاہے تو اللہ اُس کو بخشدے اور چاہے عذاب میں ڈالے ( ۱ ) |

یہی وہ نماز ہے جسے کامل طریق پر ادا نہ ہوتے دیکھکر ایک شخص کو رسول اللہ صلی اللہ وسلم ٹوکتے رہے - اُس نے تین چار مرتبہ نماز پڑھی مگر ہر مرتبہ آنحضرت ( ص ) نے یہی ارشاد فرمایا : قم فصل فانك لم تصل ( اُٹھو اور پھر نماز پڑھو ، اس لیے کہ جو نماز تم نے پڑھی ہے وہ نماز ہی نہ تھی ( ۲ ) ) -

وہ نماز جو انسان میں ایک ذرہ برابر اشراق و نورانیت نہ پیدا کرسکے ، وہ خواہ کسی وقت کی نماز ہو مگر اُس میں صلاۃ وسطی کا درجہ کیونکر آسکتا ہے ؟ روز مرہ جو نمازیں فرض ہیں یہی صلاۃ وسطی بھی ہیں - شرط یہ ہے کہ ہر ایک شرط کی تکمیل پر نظر ہو ، نماز کے اغراض و مقاصد ان سے حاصل ہوسکیں ، قلب میں طہارت پیدا ہو ، بطون میں نورانیت کا ظہور ہو ، روحانیت بڑھے ، نفس میں تہذیب خصائل بلند ہو ، اور انسان اس قابل ہوسکے کہ جب نماز پڑھے تو ملکوت السماوات و الارض کے اسرار اُس پر افشا ہوجائیں : لو کشف الغطاء لما اردت یقینا ( قدرت کے تمام پردے اگر کھل جائیں جب بھی میرا یقین اس درجہ بلند ہے کہ اُس میں کوئی اضافہ نہ ہوسکیگا ) علماے حقیقت لکھتے ہیں :

| | |
|---|---|
| القلب هوالذي في وسط الانسان بین الروح و الجسد فکانه قیل : | ” قلب وہ چیز ہے جو شرف مرتبت و شرف محل ہر حیثیت سے انسان کے وسط جسم میں واقع ہے - یہ روح اور جسم میں ٹھیک درمیان کی حالت رکھتا ہے - گویا نماز وسطی کی محافظت کا حکم دیتے ہوئے یہ کہا گیا کہ صورت نماز کی محافظت کرو ، شرائط نماز کی محافظت کرو ، معانی و اغراض نماز کی محافظت کرو ، حقیقت و حکمت |
| حافظوا علی صورة الصلوات بشرائطها ، حافظوا علی معاني الصلوات بحقائقها بدوام شهود القلب للرب في الصلاة و بعد ها “ ( ۱ ) | |

نماز کی محافظت کرو ، اور یہ محافظت اس طرح کرو کہ نماز میں اور نماز کے بعد ہر حالت میں قلب کو بطریق دوام و استمرار پروردگار عالم کا شہود حاصل رہے ( ۱ )

وسطی وہی نماز ہوگی جو فضل و شرف میں سب پر فائق ہو - ایسی نماز جو دینی و دنیوی ہر قسم کی ترقیوں کی بہترین تحریک اپنے اندر رکھتی ہو ، اس کی فضیلت میں کیا کلام ہوسکتا ہے ؟ یہی نمازیں ہیں جن کو قرآن کریم کی اصطلاح میں وسطی کا لقب دیا گیا اور انکی محافظت کی تاکید کی گئی تاکہ انسان اس طریق پر زمانہ بھر کی نعمتوں اور دولتوں کا احاطہ کرسکے ، اُس کے تفوق کی سارے عالم پر حکومت ہو -

### ( ۹ )

اس تمام مذکور کا ما حصل یہ ہے :

( ۱ ) نماز اور اجزاے نماز سے محض خشوع و خضوع و طہارت نفس مقصود ہے - یہ چیز ہی حاصل نہ ہو تو وہ نماز بھی مشرکین قریش کی نماز جیسی ہوگی جو انسان کو دوزخ میں لے جانیوالی چیز ہے -

( ۲ ) نماز وہی ہے جو حقیقی معنوں میں ادا کی جاے ، ایسی نماز سے انسانکی ہر مشکل آسان ہوسکتی ہے -

( ۳ ) نماز کی حقیقت یہ ہے کہ فواحش و منکرات سے روکے اور انسان کی زندگی کو پاک اور ستھرا بناسکے ، جس نماز سے یہ خصوصیت حاصل نہ ہو وہ نماز ، نماز ہی نہیں ہے -

( ۴ ) نماز کی مواظبت سے انسان درست ہوتا ہے ، خدا کی بارگاہ میں تقرب بڑھتا ہے اور اس درجہ بڑھتا ہے کہ دنیا کی تمام چھوٹی ہستیاں ہیچ نظر آنے لگتی ہیں !

( ۵ ) وہ نماز جو ان اوصاف کی جامع ہو ، شریعت کی اصطلاح میں وہی نماز وسطی ہے - حدیثوں پر تدبر کرو - جب کسی نماز کا وقت نہ رہا تو یہی شکایت ہوئی کہ نماز وسطی جاتی رہی ، یعنی اب اتنی گنجائش باقی نہیں کہ تمام حدود و شرائط کے ساتھہ نہ نماز ادا کی جاتی - جس نماز میں کوئی شان فضیلت دیکھی اُسی کو وسطی سمجھہ لیا کہ تعمیم صلاۃ میں تخصیص ، فضیلت صلاۃ وسطی ہی کے لیے ہے -

( ۶ ) نماز وسطی کی ایک صفت یہ ہے کہ معتدل ہو ، اسی لیے مغرب و ظہر و عشاء وغیرہ نمازوں کو وسطی کہدے گئے ہیں -

( ۷ ) نماز وسطی کے لیے دعاے قنوت مشروط نہیں ہے ، قنوت البتہ مشروط ہے جس کے معنے خضوع کے ہیں -

---

( ۱ ) رواہ احمد و ابو داؤد عن عبادة بن الصامت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم خمس صلوات الخ -

( ۲ ) رواہ البخاري و مسلم عن ابوهریرة و قال ان رجلا دخل المسجد و رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم جالس الخ -

( ۲ ) نیساپوری - ج ۲ ص ۳۶۵ -

ہے کہ وہ اسکے کانسٹی ٹیوشن تک کو بدل ڈال سکتی ہے - لیکن نہ تو اسمیں عام انتخاب کو دخل ہے ' نہ اسکے ممبروں کی تعداد میں وسعت ہے ' نہ اسکے لیے قابل اطمینان ضوابط و قواعد ہیں - کوئی شرط ' کوئی مہلت ' کوئی زمانہ اسکے لیے معین نہیں - جب کبھی دو چار انتظامی ممبروں کے نام سے ایک درخواست حاصل کرلی جاسکے یا سکریٹری اپنی کسی خاص غرض سے ایسا کرنا چاہے ' فوراً چند اشخاص کی ایک مجلس منعقد کر کے ایک حکمران و فعال ما یرید کی طرح ندوہ کے تمام قوانین و ضوابط کو منسوخ کردے سکتا ہے !

پھر صرف سکریٹری ہی تک آ کر معاملہ ختم نہیں ہو جاتا - نائب سکریٹری بھی اگر چاہے تو دستور العمل نے اُسے پورا حق دیدیا ہے !

( شجرۂ فساد کا دوسرا تخم )

یہ ظاہر ہے کہ ندوۃ العلما کا مقصد صرف ایک عربی مدرسہ قائم کرنا نہ تھا - وہ ایک عظیم الشان دینی تحریک تھی جو حفظ کلمۂ اسلام کیلیے تمام علماء ملت کو متفقہ و متحدہ جد و جہد کرنے کی دعوت دیتی تھی ' اور ایک ایسا عام مذہبی مرکز بنانا چاہتی تھی جو کسی خاص گروہ کے لیے مخصوص نہو ' بلکہ وہ تمام عظیم الشان تحریکیں جو کل مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہوں اسکے اندر انجام پا سکیں - یہی سبب تھا کہ اس نے ابتدا ہی سے اپنے اہم مقاصد یہ قرار دیے کہ حفظ کلمۂ توحید و خدمت اسلام کیلئے تمام علما کا اجتماع ' اور اصلاح نصاب و تعلیم قدیم -

پہلے مقصد کی بعض حلقوں سے سخت مخالفت ہوئی اور بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہوگئیں - بعض علما نے رفع نزاع باہمی اور اتحاد علما کا یہ مطلب سمجھا کہ ندوہ اسلام کے مختلف فرقوں کے عقائد کو باہم ملا کر ایک نیا معجون مرکب بنانا چاہتا ہے اور اسکا مقصود یہ ہے کہ ہر فرقہ اپنے اُن مخصوص عقائد کو ترک کردے جنہیں وہ حق سمجھتا ہے ' لیکن ندوہ نے اپنے مقصد کو زیادہ واضح کیا کہ اسکا مقصود اختلافات باہمی سے دست بردار ہونا نہیں ہے اور نہ اس طرح کا اتحاد حق پرستی اور امر بالمعروف کے ساتھہ کبھی ہوسکتا ہے - وہ صرف یہ چاہتا ہے کہ جو امور تمام مختلف گروہوں اور جماعتوں کے مشترک معتقدات ہیں مثلاً حفظ بیضۂ شریعت و دفع ہجوم منکرین اسلام ' و اصلاح عموم مسلمین ' و تبلیغ کلمۂ توحید و رسالت ' ان مقاصد کیلیے تمام پیروان کلمۂ شہادت متفق ہوکر اپنی قوتوں کا ایک مشترک مرکز بنائیں - جدید علوم مادیہ نے ' آریا سماج کے مشنریوں نے ' عالم مسیحی کے عالمگیر دینی حملوں اور متواتر کوششوں نے ' جو نقصان اسلام کی قوت دینی و تبلیغی کو پہنچایا ہے ' اسکا اثر اسلام کے ہر فرقے پر یکساں پڑتا ہے - اگر کلمۂ اسلام سب کو محبوب ہے ' تو اسکے لیے سب کو اپنی قوت صرف کرنی چاہیے -

اسی طرح بہت سے مذہبی معاملات ایسے ہیں جنکا تعلق گورنمنٹ سے ہے اور انکے لیے کسی ایک فرقے کی نہیں بلکہ عموم اہل اسلام کے طرف سے صدا بلند ہونی چاہیے - ندوہ صرف اسلیے قائم ہوا ہے کہ ان مشترک مقاصد کو انجام دے - باقی رہے ہر گروہ کے مخصوص کام ' تو انکے لیے پہلے سے مختلف انجمنیں قائم ہیں اور ہر فرقہ اپنے مخصوص اعتقادات پر پوری طرح قائم رہکر ہر طرح کے کام انجام دیسکتا ہے -

ندوہ کیلیے یہ اصول ابتدا سے بمنزلۂ ایک بنیاد اور اساس کے تھا اور اسکے قدیمی دستور العمل میں کوئی قید کسی خاص گروہ کیلیے نہ تھی لیکن بعد کو یہ عمومیت بالکل نکالدی گئی اور ایک دفعہ یہ بڑھا دی گئی کہ ندوہ کے ارکان انتظامی صرف ایک ہی گروہ سے لیے جائیں گے اور اسطرح اسکا دائرہ سمٹ کر بالکل محدود ہوگیا -

چھوٹی چھوٹی انجمنیں جو آج ملک میں قائم ہیں ' انکے دستور العملوں میں اس سے زیادہ وسعت و عمومیت ہوگی جتنی کہ موجودہ حالت میں عظیم الشان ندوہ میں ہے !

## طلبـــاء دارالعلـــوم کی اسٹرائــک

ان تاریخوں میں برابر اسٹرائک جاری رہی - ۱۲ کی شام کو جناب خان بہادر نہال الدین صاحب و جناب مسٹر مختار حسین صاحب بیرسٹرایٹ لا و جناب مولوی نظام الدین حسن صاحب وکیل تشریف لائے -

مگر طلبا سے چند سوالات کرنے کے بعد یہ فرما کر واپس تشریف لیگئے کہ کل بعد نماز جمعہ ہم مفصل شکایات سنینگے - طلبا نے شکریہ ادا کیا ' اور بخوشی اسکو منظور کیا - حسب قرارداد دوسرے دن اصحاب مذکورۂ بالا میں سے دو صاحب اور قاضی ناظر الدین حسن صاحب بیرسٹر تشریف لائے - خان بہادر کسی وجہ سے نہ آسکے -

طلباء نے شکریہ کے بعد اپنی شکایات زبانی ہی کہیں جنکو ان حضرات نے نہایت توجہ کے ساتھہ سنا ' اور ضروری نوٹ بھی لیے - بعد کو بطور مشورہ یہ فرمایا کہ آپ لوگ اپنی تعلیم کا سلسلہ بطور خود جاری رکھیں - بڑے درجہ کے طلبا ابتدائی درجوں کو تعلیم دیں یا کوئی اور دوسری صورت اختیار کیجیے ' بہرحال مشغلہ علمی جاری رہنا چاہیے - اسکے بعد واپس تشریف لیگیے ' ہم نہیں کہہ سکتے کہ ان حضرات نے کیا راے قائم کی -

۱۴ کی شام کو منشی اعجاز علی صاحب رئیس کاکوری جو ندوہ کے ممبر ہیں تشریف لائے ' اور چند طلباء سے گفتگو کرنے کے بعد واپس گئے - ہمکو معلوم ہوا ہے کہ گفتگو کا طور جانبین سے بہت کچھہ مناظرانہ رہا - اسکی وجہ غالباً یہ ہے کہ مسلم گزٹ کی کسی اشاعت میں انہوں نے کل طلباے دار العلوم پر دہریت کا الزام لگایا تھا ' جسکے متعلق ایڈیٹر مسلم گزٹ نے ایک نوٹ بھی لکھا تھا اس الزام سے طلباے دار العلوم میں نہایت برہمی پھیلی ہے -

ہمکو جہانتک معلوم ہوا ہے اب تک منتظمین کیطرف سے کوئی ایسا طریقہ نہیں اختیار کیا گیا جس سے یہ جوش فرو ہو - منتظمین کا یہ طرز عمل دیکھکر سخت افسوس ہوتا ہے کہ بجائے اسکے کہ وہ اسکی اصلاح کی کوشش کریں اسکو اور زیادہ اہم بنا رہے ہیں ' اب تمام کوشش اس بات پر صرف کیجا رہی ہے کہ اس اسٹرائک کو پولیٹکل ثابت کیا جائے جیسا کہ انڈین ڈیلی ٹیلی گراف سے ثابت ہوتا ہے -

اکابرین قوم کو بہت جلد اس طرف متوجہ ہونا چاہئے ورنہ بیچارے غریب الوطن طالبعلموں کو اس ناعاقبت اندیش گروہ سے بہت کچھہ نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے ' اسوقت طلبا کی حالت بہت نازک ہے ' وہ عجیب کشمکش میں مبتلا ہیں -

ایک نامہ نگار از لکھنؤ

(۳) اسلیے حیوان میں جو ارادہ اور اختیار ہے وہ کسی کیمیاوی ترکیب عناصر کا نتیجہ نہیں ہوسکتا، کیونکہ اگر اسکا نتیجہ ہوتا تو لازم آتا کہ کیمیاوی ترکیب عناصر کا یہ اختیار ہے کہ کبھی اس نتیجہ کو ظاہر ہونے دے اور کبھی ظاہر ہونے نہ دے جو محال ہے (دیکھو شکل اول کا نتیجہ)

(مثال شکل دوم)

(۱) زید عمرو کے مارنیکو لکڑی اوٹھاتا ہے اور پھر اسیوقت بلا کسی خارجی اثر کے اس کو رکھدیتا ہے اور عمرو کا مارنا ترک کردیتا ہے -

(۲) زید کا لکڑی اوٹھانا عمرو کے مارنے کے لیے اور پھر اسیوقت اس کا رکھدینا ترک ارادہ سے، یہ دو متضاد افعال زید کے اختیار سے ہیں -

(۳) اسلیے زید کے یہ دو متضاد افعال عناصر کی کسی ترکیب کیمیاوی کا اثر نہیں ہیں، کیونکہ اگر اس ترکیب کا یہ اثر ہوتے تو لازم آتا کہ اس ترکیب کو اس امر کا اختیار ہے کہ کبھی اپنے اثر کو ظاہر ہونے دے، اور کبھی ظاہر ہونے نہ دے (دیکھو شکل دوم کا نتیجہ)

(شکل سوم)

(۱) حیوان میں بعض افعال جیسے دوست دشمن کو تمیز کرنا - اشیاء کی شناخت، خیال وغیرہ یعنی تعقل موجود ہے -

(۲) عناصر کی کسی ترکیب کیمیاوی کا اصول ابتک اسبات پر قائم نہیں ہوا کہ یہ تعقل عناصر کی کسی ترکیب کیمیاوی کا اثر ہے -

(۳) اسلیے لازمی طور پر حیوان میں کوئی ایسی شے موجود ہے جو ان نتائج یعنی تعقل کا باعث ہے، اور جو کچھہ وہ شے ہو وہی روح ہے -

(مثال شکل سوم)

(۱) حیوان کی آنکھہ کے سامنے شعاع میں جو چیزیں ہوں ان کے عکس کا طبقات چشم پر منقش ہونا عناصر کی کیمیاوی ترکیب اور ترتیب طبقات کا اثر ہے -

(۲) لیکن ان اشیاء کی شناخت، دوست دشمن میں تمیز، ان اشیاء کا بھلا یا برا لگنا، وغیرہ وغیرہ، عناصر کی ترکیب کیمیاوی کا کوئی اصول اسپر دال نہیں ہے -

(۳) اسلیے لازمی طور پر یقین کیا جاتا ہے کہ حیوان میں کوئی اور شے بھی موجود ہے جو ان نتائج کا باعث ہے، اور جو کچھہ وہ شے ہو وہی روح ہے -

(شکل چہارم)

(۱) فطرت انسانی کسی چیز کی موجودگی ثابت کرسکتی ہے -

(۲) لیکن کسی شے کی ماہیت کا جاننا خواہ وہ چیز کیسی ہی عام ہو، انسانی فطرت سے خارج ہے -

(۳) اسلیے فطرت انسانی حیوان میں روح کی موجودگی ثابت کرسکتی ہے لیکن روح کی ماہیت کا جاننا فطرت انسانی کے اختیار سے خارج ہے -

(شکل پنجم)

(۱) حیوان میں ہمکو روح کا وجود ثابت ہوا ہے (دیکھو شکل سوم کا نتیجہ) -

(۲) لیکن کسی اور وجود کا ثبوت نہیں ہوا جسکے ساتھہ روح اسطرح وابستہ ہو کہ اگر وہ نہو تو روح بھی نہو -

(۳) اسلیے روح جوہر قائم بالذات ہے -

(شکل ششم)

(۱) ہمارا تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ کوئی جوہر قائم بالذات کبھی فنا نہیں ہوتا -

(۲) روح جوہر قائم بالذات ہے (دیکھو شکل پنجم کا نتیجہ)

(۳) روح فنا نہیں ہوگی -

جسقدر اقسام مادہ کے ہمکو معلوم ہیں، روح ان اقسام مادہ سے نہیں ہے، لیکن اگر روح کسی ایسے قسم مادہ سے ہو جو ہمکو معلوم نہیں ہے تو اسکا مادی ہونا اسلام کے کسی مسئلہ کی صداقت پر حرف نہیں لا سکتا -

## حدوث مادہ کے ثبوت میں

(شکل اول)

(۱) مادے کے لیے صورت کا ہونا لازمی امر ہے - یعنی مادے کا بدون صورت پایا جانا محال ہے -

(۲) مادے کی تغیر حالت سے پہلی صورت معدوم ہو جاتی ہے، اور دوسری صورت پیدا ہوجاتی ہے -

(۳) اسلیے صورت حادث ہے یعنی نو پیدا شدہ ہے -

(شکل دوم)

(۱) صورت حادث ہے (دیکھو شکل اول کا نتیجہ)

(۲) مادے کے لیے صورت کا ہونا لازمی امر ہے -

(۳) اسلیے وہ بھی حادث ہے -

(شکل سوم)

(۱) فرض کرو کہ مادہ قدیم ہے -

(۲) مادے کا بدون صورت کسی حالت میں پایا جانا محال ہے -

(۳) اسلیے صورت بھی قدیم ہے - لیکن یہ محال ہے کیونکہ صورت کا حادث ہونا بہ تغیر حالت مادہ کے بداہۃً ظاہر ہے - اسلیے صورت ایک ہی حال میں حادث بھی ہے اور قدیم بھی ہے پس یہ فرض کہ مادہ قدیم ہے، غلط ہے -

## صانع عالم کا ثبوت

شکل اول

(۱) مادے میں حیات اور قوت طبیعی امور ہیں لیکن ارادہ نہیں ہے -

(۲) مادے میں غیر محدود تغیرات مرتب اور منتظم اشکال میں ظاہر ہوتے ہیں - اتفاقیہ نہیں ہیں کیونکہ وہ تغیرات پر خاص معلولوں کے لیے بطور علت کے ہوتے ہیں - و ہلم جرا -

(۳) اسلیے ان مرتب اور منتظم تغیرات کی علت مادہ کی حرکت اور قوت نہیں ہوسکتی بلکہ کوئی اور موثر صاحب ارادہ ہے جو ان مرتب اور منتظم تغیرات کا باعث یا علت ہے اور وہی صانع عالم ہے -

(شکل دوم)

(۱) جو چیز مرتب اور مستمر النظام ہے، اور اس ترتیب اور نظام سے ارادہ کیے ہوے نتائج پیدا ہوتے ہیں، وہ کسی صاحب ارادہ کی پیدا کی ہوئی چیز ہے -

(۲) عالم مرتب اور مستمر النظام ہے، اور اس ترتیب اور نظام سے جو اس میں ہے، ارادہ کیے ہوے نتائج پیدا ہوتے ہیں -

(۳) اسلیے عالم کسی صاحب ارادہ کا پیدا کیا ہوا ہے -

(شکل سوم)

(۱) ارادہ صفت ذی حیات ہے -

(۲) عالم کسی صاحب ارادہ کا پیدا کیا ہوا ہے (دیکھو شکل دوم کا نتیجہ)

(۳) اسلیے عالم کا پیدا کرنے والا ذی حیات ہے - مردہ نہیں ہے -

(شکل چہارم)

(۱) عالم کا پیدا کرنیوالا ذی حیات اور صاحب ارادہ ہے - (دیکھو شکل دوم و سوم کے نتائج)

(۲) مادہ ذی حیات نہیں ہے اور نہ صاحب ارادہ -

(۳) لیے مادہ عالم کا پیدا کرنے والا نہیں ہے -

( ۸ ) نماز وسطی کے لیے تمام نمازوں کے وسط میں ہونا ضروری نہیں، اور نہ یہ ضروری ہے کہ اوقات خمسہ کے علاوہ یہ کوئی مستقل و جدا گانہ نماز ہو-

( ۹ ) نماز وسطی کی محافظت لازم ہے، نہ اسلیے کہ ایک رسم پوری ہو، بلکہ اس لیے کہ ان میں نماز کی مواظبت سے وہ خصوصیت پیدا ہو کہ سارے جہان کو چھالے اور ہر جگہہ اُسیکی حکومت ہو:

| | |
|---|---|
| و نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلهم ایمة و نجعلهم الوارثین، و نمکن لهم فی الارض و نری فرعون و هامان و جنودهما منهم ما کانوا یحذرون ( ۲۸ : ۵ ) | جو لوگ ملک میں کمزور ہو گئے ہم چاہتے ہیں کہ اُنپر احسان کریں، اُن کو سردار بنالیں، اُنہیں سلطنت کا وارث ٹھہرائیں، ملک میں اُنکا قدم جمائیں، اور فرعون اور ہامان اور اُن کے لشکر کو دکھا دیں کہ جس بات کا اُنہیں خطرہ تھا وہ اُنہیں کمزوروں کے ہاتھہ سے اُنکے آگے آگئی - |

( البقیہ تتلی )

## ڈسٹرکٹ و سیشن جج کے خیالات

[ ترجمہ از انگریزی ]

### مسٹر بی - سی - متر - آئی - سی - ایس ڈسٹرکٹ و سیشن جج ہوگلی و ہوڑہ

میرے لڑکے نے مسرز ایم - این - احمد اینڈ سنز [ نمبر ۱ / ۱۵ ویلن اسٹریٹ کلکتہ ] سے جو عینکیں خریدی ہیں، وہ نقشی نقش ہیں - مجھے بھی ایک عینک بنوائی ہے جو اعلی درجے کی تیار ہوئی ہے - یہ کارخانہ موجودہ دور میں ایمانداری و ارزانی کا خود نمونہ ہے - ملک میں اسطرح کے کارخانوں کا کھولنا یقیناً ہماری ہمت افزائی کا مستحق ہے "

کون نہیں چاہتا کہ میری بینائی مرتے دم تک صحیح رہے اگر آپ اسکی محافظت کرنا چاہتے ہیں تو صرف اپنی عمر اور دور و نزدیک کی بینائی کی کیفیت تحریر فرمائیں تاکہ لائق و تجربہ کار ڈاکٹروں کی تجویز سے قابل اعتماد اصلی پتھر کی عینک بذریعہ وی - پی - کے ارسال خدمت کیجاے - اسپر بھی اگر آپکے موافق نہ آئے تو بلا اجرت بدلدیجائیگی -

نکل کی کمانی مع اصلی پتھر کی عینک ۳ روپیہ ۸ آنہ سے ۵ روپیہ تک - اصلی رولڈگولڈ کی کمانی یعنی سونے کا پترا چڑھا ہوا مع پتھر کی عینک ۔ ۶ روپیہ سے ۱۵ روپیہ تک محصول وغیرہ ۶ آنہ -

منیجر

## الہلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اُردو، بنگلہ، گجراتی، اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے، جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو ایجنسی کی درخواست بھیجیے -

## حیات و موت کی تعریف

از جناب مولانا عطا محمد صاحب رئیس امرتسر-

عناصر کی ترکیب کیمیاوی سے کسی جسم میں جو استعداد نشو و نما کی اندر سے باہر کی طرف بذریعہ اخذ یا انجذاب بیرونی عناصر کے پیدا ہوتی ہے، وہ اُس جسم کے لیے حیات ہے، اور جب وہ استعداد کسی اندرونی یا خارجی اثر سے معدوم یا فنا ہوجاتی ہے تو وہ اس جسم کے لیے موت ہے -

میرے خیال میں حیات و موت کی یہ تعریف جامع و مانع ہے۔

( روح کی تعریف )

حیات حیوانی میں جو قوت صاحب تعقل و ارادہ ہے، اور ارکان و اعضاء جسم حیوانی و حواس کے استعمال پر بموجب انکی ساخت کے قادر ہے، وہ روح ہے -

روح، عناصر کی ترکیب کیمیاوی کا اثر نہیں ہے - یہ ذیل کی چند منطقی شکلوں سے ثابت ہے :

( شکل اول )

( ۱ ) جو اثر عناصر کی ترکیب کیمیاوی سے پیدا ہوتا ہے وہ اس وجود کے لیے امر طبیعی ہوتا ہے -

( ۲ ) جب تک وہ ترکیب عناصر اُس وجود میں باقی رہتی ہے وہی اثر پیدا ہوتا رہتا ہے، اور اسکا نہ پیدا ہوتے رہنا محال ہے-

( ۳ ) اسلیے اس وجود کے اختیار میں یہ امر نہیں ہے کہ جب تک وہ ترکیب کیمیاوی اس وجود میں باقی رہے، کبھی اُس اثر کو ظاہر ہونے دے اور کبھی ظاہر نہ ہونے دے -

( مثال شکل اول )

( ۱ ) مقناطیس میں ترکیب کیمیاوی عناصر سے جذب آہن کا اثر پیدا ہوا ہے - یہ اثر مقناطیس کا طبیعی امر ہے -

( ۲ ) جب تک مقناطیس میں یہ ترکیب کیمیاوی عناصر کی باقی رہیگی، یہ اثر جذب آہن کا پیدا ہوتا رہیگا، اور اس اثر کا نہ پیدا ہوتے رہنا محال ہے

( ۳ ) اسلیے مقناطیس کے وجود کے اختیار میں یہ امر نہیں ہے کہ جب تک عناصر کی ترکیب کیمیاوی اس میں باقی رہے، وہ اس اثر جذب آہن کو کبھی ظاہر ہونے دے اور کبھی ظاہر نہ ہونے دے -

( شکل دوم )

( ۱ ) حیوان میں ارادہ و اختیار ہے کہ جس کام کو چاہے کرے چاہے نہ کرے -

( ۲ ) کیمیاوی ترکیب عناصر سے جو اثر پیدا ہوتا ہے، اُس کے اختیار میں نہیں ہوتا کہ کبھی اُس اثر کو ظاہر ہونے دے اور کبھی ظاہر ہونے نہ دے ( دیکھو شکل اول کا نتیجہ ) -

ساتھ یہ انیسویں صدی ہجری کے اوائل میں شروع ہوئی اور آہستہ آہستہ افریقہ کے تمام اسلامی حصص میں پھیلتی رہی۔ یہ تحریک ایک ایسے ملک میں شروع ہوئی تھی جو دنیا کے متمدن و معروف حصوں سے بالکل الگ تھلگ ہے اور انکے تمدن کے اثرات وہاں تک پہنچنے میں ہمیشہ ناکام رہے ہیں

اسلیے قدرتی طور پر اسے خاموشی و سکون کی قیمتی مہلت متصل ملتی رہی اور اعلان و ہنگامہ سے جو مقابلے ہر تحریک کو پیش آجاتے ہیں اور جنکی وجہ سے انکی قوتیں جماعت کے پیدا کرنے کی جگہ اسکے حفظ و دفاع میں صرف ہونے لگتی ہیں، ان سے وہ بالکل محفوظ رہی -

نہ تو وہاں اخبارات تھے جو اسکا تذکرہ کرتے، نہ اس قسم کا ملک تھا جو خارجی سیاحوں کا جولانگاہ ہوتا۔ دولت عثمانیہ کے انحطاط اور اسکے مرکزوں کے اختلال کا دور تھا۔ مصر میں خدیوی خاندان کی بنا پڑچکی تھی۔ مکۂ معظمہ میں ترکوں کے خلاف مشہور اصلاح کی بنا پر بغاوت ہو چکی تھی۔ ایران و ترکی کا سرحدی مسئلہ جنگ تک پہنچ گیا تھا۔ سلطان محمود مصلح کی اصلاح اور ینگچریوں کے فتنہ نے قسطنطنیہ کو بالکل اپنے اندر مشغول کر رکھا تھا اور روس کی پیش قدمی روز بروز جنگ کا پیام دے رہی تھی - ان تمام اسباب کی وجہ سے سنوسی تحریک کو پھیلانے اور ترقی کرنے کی پوری مہلت ملگئی، اور اسکے لیے خاموشی اور سکون کے ایسے اسباب مہیا ہو گئے کہ بغیر بیرونی دنیا کے خبردار ہوے وہ پوری قوۃ کے ساتھ اپنا کام کرتی رہی -

دولۃ عثمانیہ کا وجود جہاں گذشتہ چھہ صدیوں میں اسلام کی پولیٹکل قوت کا محافظ رہا ہے، وہاں بہت سی ایسی تحریکوں کیلیے مہلک و قاتل بھی ہوا ہے جنکے اندر مسلمانوں کے اصلاح حال اور عروج بعد الزوال کیلیے بہت سی قیمتی قوتیں مخفی تھیں، اور جنھیں اگر دولۃ عثمانیہ اپنے سیاسی خطروں سے گھبرا کر ہلاک نہ کرڈالتی تو وہ اصلاح دینی و تجدید سیاست اسلامی کی عظیم الشان جماعتیں پیدا کردیتیں -

لیکن سنوسی دعوۃ خوش قسمتی سے افریقہ کے غیر معروف حصص میں قائم ہوئی اور ایسے زمانے میں پھیلی جو دولۃ علیہ کے مرکزی اختلال و اغتشاش کا وقت تھا - اسلیے اولیاء حکومت کو اسپر متوجہ ہونے کی مہلت نہ ملی اور سرزمین افریقہ کے قدرتی خصائص نے اسکے مرکز کو ہمیشہ دنیا کی مہلک نظروں سے چھپائے رکھا - یہاں تک کہ اسکا اثر افریقہ اور صحرا کے مخفی ریگزاروں سے نکلکر مصر و حجاز اور شام تک پہنچ گیا !

## ( سنوسی اول )

الجزائر کے اطراف میں ایک چھوٹا سا صحرائی قریہ " بادیہ مستغانم " ہے جس میں عرب و اندلس کے مہاجرین اولین کے

جربوب میں جماعۃ سنوسیہ کی مرکزی خانقاہ اور قلعہ
جو حضرۃ شیخ سنوسی کا ہمیشہ قیام گاہ رہتا ہے

خاندان آج تک صدیوں سے آباد ہیں - اسی قریہ کے ایک فاطمی النسب خاندان میں ایک لڑکا پیدا ہوا، جس کا باپ اپنے شدید مذہبی اعمال کی وجہ سے مشہور اور حسنی النسل سید تھا۔

یہ لڑکا سنہ ۱۲۰۲ ہجری کا ہے

بچپن ہی سے اس لڑکے کے عادات و اطوار غیر معمولی تھے، وہ اپنے خاندان اور قوم کی موجودہ حالت پر عدم قانع رہتا تھا۔ وہ جب سن تمیز کو پہنچا تو تحصیل علوم دینیہ کے شوق میں ترک وطن پر آمادہ ہوا اور سب سے پہلے مراکش کے دار الحکومت شہر " فاس " میں آیا جو اب بھی افریقہ میں علوم عربیہ کا ایک بہت بڑا مرکز اور اپنی قدیمی یونیورسٹی " جامع ابن خلدون " کی وجہ سے مشہور و ممتاز ہے -

یہاں وہ عرصے تک مقیم رہا اور تحصیل علوم کے ساتھ علوم فقر و سلوک و مجاہدات صوفیہ کی طرف بھی متوجہ ہوکر طریقۂ " درقاویہ " میں داخل ہوگیا جو مثل دیگر طرق تصوف مشہورہ کے ایک غیر معروف طریقہ ہے اور زیادہ تر بلاد مغرب و مراکش میں رائج ہے -

شاذلی طریقہ کے ایک صاحب طریقت بزرگ شیخ درقاوی گذرے ہیں جو گیارھویں صدی کے اوائل میں افریقہ گئے اور اپنے طریقہ کے ارشاد و دعوۃ میں مشغول ہوگئے - جس طرح ہندوستان میں حضرۃ شیخ احمد سرہندی ( رح ) نے طریق سلوک و تصوف کو ظواہر شرع کے تحفظ کے ساتھ رائج کیا اور متصوفین مبتدعین کی تمام بدعات و خرافات کی اصلاح کی، چنانچہ طریقۂ نقشبندیۂ مجددیہ تمام طرق معروفہ میں محفوظ و مصئون ترین طریقہ ہے، اسی طرح معلوم ہوتا ہے کہ شیخ درقاوی نے بھی اصلاح و تجدید کے بہت سے مراحل طے کیے تھے اور اپنے طریقہ کی بڑی خصوصیت اعمال شرعیہ و سنت نبوی و آثار سلف صالح کی پیروی قرار دی تھی -
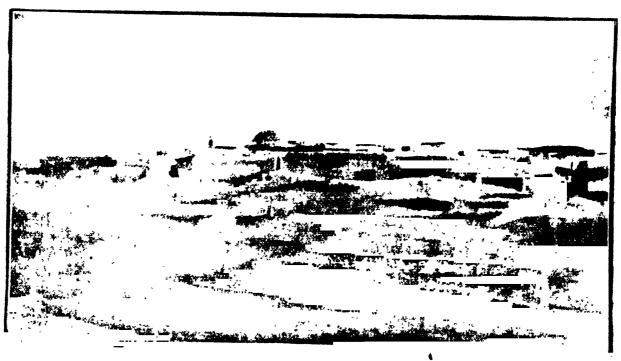
یہ نوجوان حسنی سید مراکش میں اخذ علوم کے ساتھ اس طریقہ کے ذکر و فکر سے بھی مستفید ہوتا رہا، اور اسکے بعد مکۂ معظمہ کا قصد کیا تاکہ علماے حجاز کی خدمت میں علوم دینیہ کی تکمیل کرے -

مکۂ معظمہ میں وہ ایک نہایت متقی اور صاحب ورع و صلاح صوفی سے ملا جنکا نام شیخ احمد بن ادریس الفاسی تھا اور جو اس وقت اپنے کمالات باطنی اور طریق سلوک کی فضیلت کے لحاظ سے تمام حجاز و یمن میں یکساں شہرت رکھتے تھے - وہ اس نوجوان مغربی کو دیکھتے ہی گرویدہ ہوگئے اور اسکے شوق علم و ورع و زہد کا ان پر اچھا اثر پڑا کہ بڑے بڑے مجمعوں میں اسکی فضیلت کا ایک معمولی شخص کی طرح اعتراف کرنے لگے !

# کارزار طرابلس

## غزوۂ طرابلس اور اسکا مستقبل

### افریقہ کا "سر مخفی"

## براعظم افریقہ میں اسلام کی بقیہ امیدیں

### شیخ سنوسي اور طریقۂ سنوسیہ

گذشتہ اشاعت سے ما قبل اشاعت میں " چند قطرات اشک " کے عنوان سے غزوۂ طرابلس کي ختم شدہ داستان پھر از سرنو چھیڑي گئي تھي کہ ایک ختم شدہ اقبال کے ماتم گذاروں کے لیے گذري ہوئی داستانوں کي یاد' اور آیندہ کي حسرت کے سوا اب اور کام ہی کیا باقي رہگیا ہے ؟

اے جنون باز بتاراج گریبان بر خیز!

اس مضمون میں جنگ طرابلس کي بعض خصوصیات پر توجہ دلائي تھي جو عرصے سے اعداء اسلام اور فرزندان اسلام کے باہمي جنگ و قتال میں ناپید ہوگئی ہیں اور لکھا تھا کہ اسلام نے اپنا نظام اجتماعی و ملکي اس اصول پر رکھا ہے کہ حفظ ملت و وطن کی امانت مقدس حکومتوں کي تنخواہ دار فوجوں کي جگہ تمام

اندرون طرابلس کا ایک نخلستان جسکي زمین خون شہادت سے ابتک تر ہے!

افراد ملت کے سپرد کي ہے اور اسی کا نام جہاد دیني ہے - جنگ طرابلس کیلیے کچھہ ایسے اسباب جمع ہوگئے کہ دولۃ علیہ کی جگہ بادیہ نشین عربوں کو میدان کارزار میں آنا پڑا اور اس طرح جنگ طرابلس ایک غزوۂ دیني بنکر اُن تمام گرانقدر اور مقدس جذبات و حسیات کے ظہور کا باعث ہوگئي جسسے سرزمین اسلام عرصے سے محروم تھی

* * *

لیکن بالاخر اس کا نتیجہ کیا نکلا ؟ وہ فرزندان اسلام جنھوں نے باوجود بیچارگي و بے ساماني کے اس طرح حفظ اسلام کیلیے اپنی جانوں کو وقف کیا کہ اٹلي کي توپخانہ اور انسان پاش توپوں کے آگے اپنے سینوں کو ڈھال بنایا' اور اسکي دہائي لاکھہ سے زیادہ متمدن اور باسامان فوجوں کو اپني زنگ آلود تلواریں اور پرانی قسم کي فرسودہ بندوقیں لیکر اس طرح روک دیا کہ اٹلي کیلیے آگ میں کودنا اور سمندر کی موجوں میں غرق ہو جانا آسان تھا' پر ان بادیہ نشین فقرا کی سرزمین میں ایک قدم بڑھنا محال ہوگیا تھا' کیا بالاخر اپنے مقدس فرض کے پورا کرنے سے اکتا گئے اور انھوں نے دشمنان ملت اور اعداء الہي کے آگے سر جھکا دیا ؟

کیا مقدس جذبات ملي اور خصائص عجیبۂ اسلامیہ کے ایسے روشن و معمور جذبات جنکی نظیر پچھلی کئی صدیوں میں نہیں ملسکتی' بالاخر ناکامی و نامرادي' اور انقطاع و زوال کی تاریکي میں ہمیشہ کیلیے گم ہوگئے اور اب انکا سراغ کبھی نہیں ملے گا ؟

* * *

جنگ بلقان کی مشغولیت نے ہمیں ان سوالات پر غور نہیں کرنے دیا مگر اب غور کرنا چاہیے - اسی لیے کارزار طرابلس کا عنوان اب مکرر شروع کیا گیا ہے - سب سے پہلے ہم نے شیخ سلیمان البارونی کي مراسلات کا ترجمہ شائع کیا جو انھوں نے مسٹر دریے معمد کے نام بھیجي تھیں - یہ ایک سب سے زیادہ مفصل بیان تھا جو آخري حالات کے متعلق شائع ہوا لیکن عزیز بک مصري کے بیانات اسکے مخالف ہیں' اور فرہاد بک نے جو تحریریں بعض عثمانی جرائد میں روانہ کی ہیں اور جن میں شیخ سنوسي اور انکی جماعت کے تمام حالات بالتفصیل درج کیے ہیں' اسے کچھہ دوسرے ہی قسم کے حالات معلوم ہوتے ہیں -

ہم نے ان بیانات پر اکتفا نہ کر کے خود درنہ کے بعض ذرائع موثقہ سے صحیح حالات کا علم حاصل کرنا چاہا ہے اور ہمیں امید ہے کہ ایک دو ہفتہ کے اندر ہم ان حالات کے متعلق بعض مستند مراسلات شائع کرسکیں گے -

* * *

لیکن آج چاہتے ہیں کہ اس سلسلے میں پہلے شیخ سنوسي اور انکي جماعت کے حالات شائع کریں جنکے علم کے بغیر اندرون طرابلس کی موجودہ حالت اور غزوۂ طرابلس کی اصلي حیثیت منکشف نہیں ہو سکتی - شیخ اور انکی جماعت کے حالات بھي ہمیشہ مثل ایک سر مخفی کے رہے ہیں اور طرح طرح کی غلط روایتیں انکے متعلق شائع ہوگئی ہیں - یورپ کے نامہ نگاروں نے انھیں " افریقہ کے سر مخفی " کے لقب سے یاد کیا ہے اور ہندوستان میں بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ کوئي پر اسرار طلسم ہیں جنھیں آگ اور پانی سے کوئي نقصان نہیں پہنچ سکتا - حالانکہ نہ تو وہ کوئی سر مخفي ہے اور نہ زمانۂ قدیم کي روایات کا کوئی طلسم - بلکہ اسلام کے سچے پیروں کا ایک معفوظ گروہ جس نے بہت سی بدعات و رزائل سے اپنے تئین الگ رکھا ہے اور زمانے کے حوادث انکی طبیعۂ عربیہ و اسلامیہ کے خواص میں وہ تبدیلیاں پیدا نہیں کرسکے ہیں جنکي وجہ سے اسلام کی قوت کا عظیم الشان طلسم ٹوٹ کر اپنے عجائب و خوارق سے محروم ہوگیا ہے !

( آغاز دعوۃ سنوسي )

" سنوسیہ " فی الحقیقت اصلاح اسلامی اور ارشاد و ہدایت دینی کی ایک اور تی تحریک ہے جو صوفیانہ طریق بیعت کے

ان چیزوں کو یورپ کی موجودہ ترقیات کے اصول پر خواہ کتنی هی ترقی دی جاتی مگر وہ براہ راست سیاست حمیدیہ کے لیے مضر نہ تھیں -

" خستہ خانہ " ترکی میں شفا خانے کو کہتے هیں - یہ گویا قدیم ترکیب " بیمارستان " کا لفظی ترجمہ هے جسے عربوں نے " مارستان " کہنا شروع کردیا تھا - سلطان عبد الحمید نے ایک شاهی خستہ خانہ قائم کیا ' اور ایسے وسیع پیمانے پر وہ آج یورپ کی بڑے بڑے دار الحکومتوں میں بھی شاید اس درجہ کا کوئی هاسپٹل تازہ ترین ترقیات طبی و تیمار داری کے ساتھ ہوگا - اسکی سالانہ رپورٹیں با تصویر نکلتی تھیں - میرے پاس کئی رپورٹیں هیں اور ترقیات عصریہ کا ایک عجائب خانہ نظر آتی هیں !

یہی حال " مکتب حربیہ " یعنی فوجی تعلیم گاہ کا هے - اس کو سب سے پہلے سلطان عبد المجید نے قائم کیا تھا ' مگر سلطان عبد الحمید کے زمانے میں وہ انتہائی ترقی تک پہنچ گیا -

یہ موجودہ زمانے میں عسکری تعلیم کی ایک بہترین درسگاہ هے جسمیں آجکل کا تعلیم یافتہ ترک سپاهی نشو نما پاتا هے اور اول سے لیکر انتہائی مدارج تک کی تعلیم حاصل کرتا هے - وہ ایک وسیع قطعۂ زمین پر قائم هے جس کے اندر متعدد بورڈنگ هاؤس مختلف درجوں اور قسموں کے بنائے گئے هیں اور انکا هر کمرہ صفائی و نفاست اور نظم و باقاعدگی کا بہترین نمونہ هے - ایک ایک بورڈنگ میں بہ یک وقت آٹھ آٹھ سو طالب علم رہسکتے هیں اور هر بورڈنگ کی ضروریات و نگرانی کیلیے الگ الگ انتظامی دفاتر قائم هیں - تمام عمارتوں میں موجودہ زمانے کی آخری علمی ایجادات کو استعمال کیا گیا هے اور هر عمارت اپنی وسعت اور خوبصورتی کے لحاظ سے شاهی محلات کا مقابلہ کرتی هے - گھوڑوں کے لیے بڑے بڑے اصطبل هیں اور انکی صفائی کا ایسا عمدہ انتظام هے کہ دنیا کے مشہور صحافی مسٹر استید نے انہیں دیکھکر کہا تھا کہ انگلستان کے قصر بکنگھم کا اصطبل بھی اسدرجہ صاف و نظیف نہیں هے !

درس و تعلیم کی متعدد عمارتیں هیں اور نصاب تعلیم اور طریق تعلیم میں زیادہ تر جرمنی کا اسکول موثر هے - موجودہ ترکی کے بہترین تعلیم یافتہ فوجی اسی کے تربیت یافتہ هیں - تعلیم ابتدا سے هوتی هے اور تمام مصارف کالج کے ذمے هوتے هیں - اسکے تمام پروفیسر ترک هیں -

انقلاب دستور کے بعد اسکی حالت میں اور ترقیات بھی هوئی هیں - گذشتہ عثمانی ڈاک سے معلوم هوتا هے کہ اسکی شاخیں تمام بلاد عثمانیہ میں کھل رهی هیں - داخلہ کی شرطیں پہلے کسی قدر سخت نہیں مگر اب عام کردی گئی هیں - جسقدر وظائف طلبا کو یہ درسگاہ دیتی هے ' شاید هی کسی دوسرے کالج میں ملتے هوں - یہاں کے طلبا کا تمام ملک میں احترام کیا جاتا هے -

کالج کی وردی نہایت خوشنما اور قیمتی هوتی هے - اوت کے کالر پر کالج کا نام سنہری حرفوں سے لکھا هوتا هے - جب کسی شہر کی کسی سڑک سے گزرتے هیں تو تمام راهگیر محبت و احترام سے انکے لیے راستہ چھوڑ دیتے هیں اور دکاندار سلام کرتے هیں !

یورپ کے بڑے بڑے سیاحوں نے اسے دیکھا اور اسکی عظمت کا اعتراف کیا - حال میں اسکی ایک سہ سالہ رپورٹ شائع هوئی هے - اسمیں نامورانِ عالم کی رائیں ترجمہ کرکے درج کی هیں جو سو صفحہ سے زیادہ میں آئی هیں !

اس وقت هندوستان کے بھی دو طالب علم اس درسگاہ میں تعلیم حاصل کر رهے هیں !

## مرحوم حقی بک

مشہور عثمانی اهل قلم ' حقی بک ' جنکے انتقال کی خبر تار برقیوں میں آئی تھی ' گذشتہ عثمانی ڈاک میں اسکے تفصیلی حالات آگئے هیں - تمام معاصرین آستانہ نے اس حادثہ کو " حادثۂ ملت " اور " ضائعۂ ملی " سے تعبیر کیا هے :

انا للہ و انا الیہ راجعون !

" بابان زادہ حقی بک " جدید سیاست نگاران عثمانیہ اور نشئۂ جدیدۂ آستانہ کے اعلی درجہ مجمع صحافت کا ایک ممتاز رکن تھا - انقلاب دستوری کے بعد مشہور روزانہ اخبار " اقدام " میں اسکی تحریرات سیاسیہ نے هلچل مچا دی تھی - بڑے بڑے ارکان انقلاب معترف هیں کہ اگر حقی بک کا حقائق نگار قلم مساعد نہوتا ' تو عثمانی دستور کو عام افکار ملت میں اس درجہ مقبولیت حاصل نہوتی !

[ ۱ ] مکتب حربیہ کا ڈائننگ هال
[ ۲ ] مرحوم بابان زادہ حقی بک

اسکے بعد " طنین " کی ریاست تحریر اسے حاصل هوئی اور تمام اولیاء حکومت اسکے قلم کی جنبش سے هراساں رهنے لگے - اسکے مقالات کی بڑی خصوصیت یہ تھی کہ انشاء و حقائق ' دونوں کا مجموعہ هوتے تھے -

وہ ایک خالص علمی اور تدریسی زندگی رکھتا تھا - ایک طرف تو اسکی پبلک زندگی جرائد و مجلات کے دفاتر میں نظر آتی تھی ' دوسرے طرف " دار الفنون " قسطنطنیہ کا وہ ایک محترم معلم تھا ' اور اسکے علمی درس کی سماعت کیلیے باهر سے لوگ آ آ کر شریک جماعت هوتے تھے !

اسکی قابلیت سیاسی اور جرأت قلمی کا یہ حال تھا کہ ایک مقالہ نگار کی زندگی سے چند مہینوں کے اندر وزارت تک پہنچا اور محض ان مقالات کے اثر سے جو " طنین " میں شائع هوتے تھے !

## مکتب حربیه

ترکی کے گذشته عہد استبداد میں ترقی و تنزل ' علم و جہل ' نور و ظلمت ' دونوں ایک هي وقت کے اندر موجود تھے !

ایک سیاح جب قسطنطنیه پہنچتا تھا ' سراے یلدز کی طلسم سرائیوں کو دیکھتا تھا ' سلاملق کے جلوس میں سلطاني باڈي گارڈ کے طلا پوش سوار اور حمیدیه رجمنٹ کے انا دولي سپاهي اپني پر شوکت وردیوں میں نظر آتے تھے ' یا " خسته خانۂ همایوني " اور " مکتب حربیه " کي عظیم الشان ' اور ترقي یافته اسباب و آلات سے لبریز عمارتوں کے سامنے سے گذرتا تھا ' تو وہ متعجب هوکر اپنے دلسے پوچھتا تھا که جو حکومت نئي ترقیات کي تحصیل میں اس درجه سریع السیر هے ' کیونکر جائز هو سکتا هے که اسکے تنزل کا ماتم کیا جاے ؟

لیکن اسکے بعد هي جب وہ اپنے اُسي رهنما سے جو حکم سلطاني سے اسکے لیے مامور کیا گیا تھا ' پوچھتا که دار الخلافۂ عثمانیه کي یونیورسٹي کہاں هے ؟ عام تعلیم کیلیے کتنے کالج قائم هوے هیں ؟ صنعت و حرفت کي درسگاهیں کہاں هیں ؟ بڑے بڑے اخبارات کے دفاتر کا صحیح پته بتلاؤ - میں تخت گاہ بازینطیني کي بڑی بڑي انجمنوں اور کلبوں کو دیکھنا چاهتا هوں - تو اِن تمام سوالوں کے جواب میں غریب رهنما حسرت کے ساتھه ایک نگه خاموش اُٹھاتا ' اور پھر ایک پر اسرار اشارے کے بعد بغیر کسی جواب کے اس صحبت کو ختم کر دیتا !

اصل یه هے که نادان عبد الحمید ایک عجیب طرح مصیبت میں مبتلا هوگیا تھا - ایک طرف تو یه حالت تھی که وہ بیسویں صدی کے یورپ کے قلب میں تھا ' اور چوبیس گھنٹے کي مسافت کے بعد علم و مدنیة کي وہ لہریں اُٹھه رهي تھیں جنکي رو کو زمانه کي قاهر و مقتدر هوا بڑھنے اور پھیلنے کا حکم دے رهي تھی - پس وہ مجبور تھا که ترقي کا اپنے تئیں دشمن ثابت نه هونے دے اور کچھه نه کچھه اسکے ایسے مناظر اپنے یہاں طیار کردے جن کے نظارے سے اسکي ترقي خواهي کیلیے استدلال کا کام لیا جاسکے -

دوسري طرف وہ دیکھه رها تھا که علم و تمدن اور استبداد و شخصیت ایک لمحه کیلیے بھی باهم جمع نہیں هوسکتے - اگر ترکي میں نئی حکومت ، اصلاحات کا دروازہ کھول دیا گیا ' آزادانه تعلیم کی درسگاهیں قائم هوگئیں ' اجتماع و اتحاد کے وسائل قائم هوگئے ' کتب خانے قائم هوے ' انجمنیں منعقد هونے لگیں ' پریس کے بڑے بڑے دفتر کھل گئے ' تو ان سب کا اولین نتیجه یه هوگا که تخت قسطنطنیه تو بدستور جاگا مگر تخت حمیدي قائم نه رهیگا اور میري شخصیت اور مطلق العناني کیلیے پیام اجل آ پہنچے گا -

پس وہ ایک ناقابل حل کشمکش میں مبتلا هوگیا - مجبوراً یه طریقه اختیار کیا که ملکی تعلیم و تربیت کے علاوہ جو میدان اظہار ترقی و تمدن کے تھے ' انکو تو یورپ کی بہتر سے بہتر ترقی یافته حالت تک پہنچا دیا تاکه دیکھنے والا یه یک نظر نئی ترقیات کے مناظر سے مرعوب هوجاے - لیکن وہ تمام چیزیں جو ملک میں اعلی تعلیم و تربیت پھیلانے والي تھیں اور آزادانه اشغال و اعمال کا جنسے دروازہ کھلتا تھا ' اُن سب کو اسطرح بھلا دیا اور لوگوں کو بھول جانے پر مجبور کیا ' گویا ترکي کے آسمان کے نیچے عالم انسانیت کو اُن چیزوں کی ضرورت هی نہیں هے !

( ۱ ) مکتب حربیه کا اب بورڈنگ هاؤس
( ۲ ) مکتب حربیه کا اصطبل

اس قسم کے اظہار ترقیات کے جو مناظر مدهشه طیار کیے گئے ' ان سب میں دو چیزیں سب سے زیاده قابل تذکرہ هیں : شفا خانه اور فوجي درسگاہ -

---

[ بقیه مضمون صفحه ۱۵ کا ]

یہاں تک کہ وہ با قاعده انکے سلسلے میں داخل هوگیا - شیخ نے بھي اپنی خلافت اُسکے سپرد کردي اور اپنے تمام پیروؤں کو حکم دیا که ابتدا سے اُسکے تمام احکام کو مثل شیخ کے احکام کے تصور کریں -

اسکے بعد اُس نے آبادي کا قیام ترک کردیا اور جبل بوقبیس کي مقدس اور الہام سرا گھاٹیوں میں ایک خانقاہ بنا کر رهنے لگا !

* * *

اس نوجوان جزائري کا نام محمد بن علي تھا جو آگے چلکر " الاستاذ محمد بن علي السنوسي الکبیر " مشهور هوا ' اور یہی جماعة سنوسیه کا بانی اول هے -

( البقیة تتلي )

# مسئلـه بقاء و اصـلاح ندوه

## پیلـــي بهیـــت

ہم حسب ذیل اصحاب ے درخواست ارنے هیں له وه بهت جلد اسی نوجه اسطرف منعطف فرما ار قوم او مشکور فرماویں : مرحه صاحب محمود اباد ' صاحبزاده اعاب احمد خانصاحب ' حاجی شمس الدین صاحب سکریٹري انجمن حمایت اسلام لاهور ' مستر محمد علی خاں صاحب ایڈیٹر همدرد ' انریبل مستر مظهر الحق صاحب بیرسٹر ایت لا بانکی پور ' ایڈیٹر صاحب الهلال ' حدا وردر صاحب بهاول پور ' حاجی حافظ حکیم اجمل خاں صاحب ' حاجی نواب محمد اسحاق خاں صاحب سکریٹري علی گڈه کالج ' ناظم صاحب مدرسه عالیه دیوبند -

راقم محمد عزیز الله خاں رکن از اصحاب جلسه

پیلي بهیت صوبه ممالک متحده اوده

## بمبئـــی

ذیل میں اس رزولیشن کی نقل درج کرتا هوں جو انجمن ضیاء الاسلام میں ندوة العلماء لکهنؤ کے متعلق منظور هوا هے ' براه کرم اخبار میں شائع فرما کر ممنون فرمائیں :

" انجمن ضیاء الاسلام کا یه جلسه طلباء ندوة العلماء لکهنؤ کی استرائک پر دلی رنج ظاهر کرتا هے ' اور اس امر کو بڑے زور کے ساتهه پیش کرتا هے که اکابرین قوم کا ایک قائم مقام کمیشن نــدوة العلمـاء کی خرابیوں کی تحقیقات کیلیے مقرر کیا جاے ' اور پوري سرگرمی کے ساتهه اس امر کی سعي کیجاے که مذکورۂ بالا افاده گاه محفوظ و مامون رهے " راقــم نیاز مند - عبد الرؤف خاں

آنریري سکریٹري انجمن ضیاء الاسلام بمبئی

## دهلـــی

ندوی آرام :

مسلمانان دهلی کا ایک عام جلسه آج کالی مسجد میں منعقد هوا اور یه ریزولیوشن پاس ۔۔ ۔ ۔۔ هوا :

" یه جلسه ندوة العلما کے موجوده حالات سے ناراضی ظاهر کرتا هے اور یه تجویز کرتا هے که ایک کمیشن مقرر کیا جاے جسکے ارکان سارے هندوستان کے چیده اصحاب سے لیے جائیں ' اور وه اسکی موجوده بدنظمي کي تحقیقات اور اسکے دفعیه کي کوشش کرے "

## قصـــور

قصور کے معزز مسلمانوں کا ایک جلسه ندوة العلما کي موجوده نازک حالت کو اخبارات کے ذریعه معلوم کرکے مولوي عبد القادر صاحب وکیل چیف کورت کے مکان پر ۱۳ مارچ سنه ۱۹۰۱۴ ع کو بعد نماز مغرب منعقد هوا ' جسمیں بالاتفاق حسب ذیل رزولیوشن پاس هوے -

اول - مسلمانان قصور کا یه جلسه دار العلوم ندوه کے موجوده نازک حالت اور اسکی نسبت موجوده بے اطمینانی کو نهایت رنج اور تشویش سے دیکهتے هوے اراکین ندوه سے استدعا کرتا هے که ایک غیر جانب دار قائمقام کمیشن کے ذریعه ان تمام حالات کی تحقیقات کرائي جاوے ' اور کمیشن مذکور کی رپورٹ کو آگاهي اور فیصله کیلیے مشتهر کیا جاوے -

محرک مولوي غلام محي الدین صاحب وکیل - موید مولوي محمد داؤد صاحب - حاجی عبد الرحیم صاحب رئیس -

دوم - یه جلسه تجویز کرتا هے که یه ریزرلیوشن اراکین ندوه کی خدمت میں بذریعه ناظم صاحب ' نیز اشاعت کیلیے اخبارات میں بهیجدیا جاے -

( عبد القادر وکیل )

## صوبجات متحدہ اور اردو پریس

براہ کرم مجھے اجازت دیجیے کہ آپکے محترم رسالے کے ذریعہ اپنے صوبے کی حالت زار پر قوم کو توجہ دلاؤں - میرا مقصود صوبہ متحدہ آگرہ و اودہ سے ہے - باوجودیکہ یہی صوبہ مسلمانوں کا سب سے بڑا تعلیمی مرکز رکھتا ہے ' اسکی کئی عظیم الشان انجمنیں اسی میں ہیں ' تعلیمی کانفرنس ' ندوۃ العلما ' مسلم لیگ ' اور اسی طرح کے متعدد اہم کام یہیں ہو رہے ہیں ' مگر کیسے افسوس کی بات ہے کہ پریس جو قومی بیداری کی اصلی قوت ہے ' اسکے لحاظ سے تمام صوبے کی حالت افسوس ناک ہو رہی ہے - مسلمانوں کے ہاتھہ میں کوئی اردو کا ایسا عمدہ آرگن نہیں ہے جیسے کہ متعدد صوبۂ پنجاب میں موجود ہیں - انگریزی میں آئی - ڈی - ٹی نکلتا ہے مگر وہ محض بیکار ہے - مسلم گزٹ ایک اچھا اخبار نکلا تھا لیکن اسکا بھی خاتمہ ہوگیا - علی گڈہ گزٹ جو سرسید مرحوم کا قائم کیا ہوا ہے اور تعلیمی مرکز سے نکلتا ہے ' اسکی ایسی ردی حالت ہے کہ دیکھکر نفرت ہوتی ہے - میں صوبے کے ارباب درد کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ لکھنو یا الہ آباد سے عمدہ پیمانے پر ایک روزانہ اخبار یا اقلاً ہفتہ وار نکالنے کا انتظام کریں اور اسکے لیے ایک کافی سرمایہ کی کمپنی قائم ہو - اگر ایسا کیا جائے تو میں پانچ سو روپیہ کا حصہ خریدنے کیلیے طیار ہوں -

( خریدار الہلال نمبر ۱۴۰ )

### الہــلال :

جناب کا جوش قابل تعریف ہے اور وسیع پیمانے پر اخبارات کو نکلنا چاہیے مگر میں آپکے اس خیال سے متفق نہیں ہوں کہ صوبۂ متحدہ سے کوئی اچھا اخبار نہیں نکلتا -

لکھنؤ سے " ہندوستانی " ایک سنجیدہ اور پر مواد اخبار نکلتا ہے اور ہمیشہ اسکی تعریف کرتا ہوں - گورکھپور سے " مشرق " حکیم برہم صاحب نکالتے ہیں جو قدامت کے لحاظ سے اور ' چھپائی لکھائی کے لحاظ سے نہایت عمدہ ' اور ہر طرح کے مواد اور معاملات و اخبار کا بہت اچھا مجموعہ ہوتا ہے - ضخامت اور کثرت اخبار کے لحاظ سے اس صوبے میں کوئی اخبار اسکا مقابلہ نہیں کرسکتا - اسکے علاوہ اور بھی بہت سے اخبار نکلتے ہیں اور اپنی مقدور بھر کام کررہے ہیں - البشیر اس صوبے کا قدیمی اخبار ہے اور اسوقت سے کام کررہا ہے جبکہ اردو پریس ابتدائی حالت میں تھا - اردو اخباروں میں شاید وہی ایک اخبار ہے جس کی کوششوں سے ایک عمدہ ہائی اسکول بورڈنگ سسٹم پر قائم کردیا جسے حال میں ہز آنر سر جیمس مسٹن نے ۲۵ ہزار روپیہ اور زمین دینے کا کانپور کے قیام میں حکم دیا ہے -

الہ آباد سے ایک نیا اخبار مساوات نامی بھی نکلا ہے -

بہرحال اخبارات تو نکل رہے ہیں البتہ روزانہ اخبار کوئی نہیں - اگر کوئی کمپنی قائم ہو تو وہ روزانہ نکالے - یا موجودہ اخبارات ہی میں سے کوئی دفتر اس کام کو اپنے ذمے لے لے - دفتر مشرق گورکھپور جس نے پریس کے کاموں میں بہت ترقی کی ہے مشرق کو روزانہ کرنے کیلیے کوشش کرے تو بہتر ہے - اب دفتر مشرق سے خط و کتابت کیجیے -

## عرضـــداشـــت

جو طلبائے دار العلوم ندوہ نے تمام ارکان ندوہ و عموم بزرگان ملت کی خدمت میں بھیجی

بخدمت جناب بزرگان قوم و ارکان ندوۃ العلما مد ظلہم العالی - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - جنابعالی ! ہم طلبائے دار العلوم جناب کی خدمت میں یہ عرض کرنے کی اجازت چاہتے ہیں کہ جسقدر جلد ممکن ہو جناب اپنی توجہ ندوۃ العلما کے معاملات کیطرف مبذول فرمالیں کیونکہ ندوہ کی تعلیمی و انتظامی خرابیاں روز بروز ترقی پر ہیں - جن معاملات کا تعلق ندوہ کے نظام سے ہے اُنسے ہمیں یہاں بحث نہیں - اسکا تعلق عام مسلمانوں سے ہے - البتہ تعلیمی نقائص اور اندرونی معاملات کا تعلق خاص ہماری ذات سے ہے - اسلیے ہم مدت تک ان نقصانات کو برداشت کرتے رہے ' اور دائرۂ قانون مدارس کے اندر رہکر کوشش کی لیکن اصلاح کی کوئی صورت نہ نکلی -

اب معمولی معمولی معاملات میں روک ٹوک ہونے لگی ' اور ہماری جائز آزادی بالکل سلب کرلی گئی - ہمارے تمام حقوق پامال کردیے گئے ' اور ہمکو گستاخ اور سرکش قرار دیا گیا - ہمنے اسپر بھی صبر کیا اور باقاعدہ درخواست دیکر اپنے خیالات کو ظاہر کیا - اسکے جواب میں ہمسے نہایت سخت کلامی کی گئی اور ہمکو دھمکی دی گئی کہ تمہارا نام خارج کردیا جائیگا -

جب ہمنے دیکھا کہ مرض لا علاج ہے اور اصلاح کی توقع مفقود ' تو تنگ آکر تعلیم بند کردی - اسکے جواب میں دار الاقامہ بند کردیا گیا - اب ہم غریب الوطن طلبا کو یہ دھمکی دیجاتی ہے کہ بورڈنگ چھوڑ دو ' ہمکو یہ بھی پیام دیا گیا ہے کہ پولیس کے ذریعہ نکالدیے جاؤ گے - خدا کے لیے جلد ہماری مدد کیجیے ورنہ ہم تمام طلبہ دار العلوم کو خالی کرکے اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں گے -

طلبائے دار العلوم ندوۃ العلما لکھنؤ

# مسئلۂ بقاء و اصلاح ندوة العلما

طلباء دارالعلوم ندوہ نے اپنی شکایتوں اور اسٹرائک کے اسباب کے متعلق مندرجۂ ذیل تحریر شائع کی -

## حامدا و مصلیا

جناب والا !

ہم طلباء دار العلوم کے اسٹرائک کا جو معاملہ آپ کے سامنے پیش ہے ' جبتک آپکو اسکی ترتیب و تاریخ و علل و اسباب دریافت کرنیکا کوئی قابل وثوق دریعہ ہاتھہ نہ آے ' آپ اوسکا منصفانہ فیصلہ جیسا کہ آپ کی ذات سے توقع ہے نہیں کرسکتے - اس بنا پر ہم طلبا آپکی خدمت میں یہ تفصیلی عرضداشت پیش کرنیکی اجازت چاہتے ہیں :

دنیا میں واقعات پر مختلف حیثیتوں سے نگاہ ڈالنے سے جو مختلف نتائج مستنبط ہوتے ہیں ' ہمارا معاملہ اوسکی بہترین مثال ہے - اس معاملہ کا ایک پہلو یہ ہے کہ یہ اسٹرائک ہماری سرکشی کا نتیجہ ہے ' لیکن واقعہ پر جب اس حیثیت سے نگاہ ڈالی جاتی ہے کہ کیا ایک ضعیف اور محکوم گروہ ایک صاحب اقتدار مہتمم یا ناظم کے ساتھہ بغیر سخت ناگوار برتاؤ کے سرکشی کرنیکی جرأت کرسکتا ہے ؟ تو واقعہ کی حیثیت بدلجاتی ہے ' اور خود بخود سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کیا شکایات ہیں جنہوں نے اس ضعیف گروہ کو اس خود کشی پر آمادہ کیا ؟ ہم جناب کی خدمت میں اس معاملہ کو اسی حیثیت سے پیش کرتے ہیں -

لیکن آپ کو ہماری شکایتوں سے پہلے یہ پیش نظر رکھنا چاہیے کہ ندوہ کیساتھہ قوم کو کسقدر دلچسپی ہے ؟ دار العلوم کن اصولوں پر چل رہا تھا ؟ دار العلوم کی امتیازی خصوصیات کیا ہیں ؟

یہ عام طور پر مسلم ہے کہ ندوہ کیساتھہ قوم کو کوئی خاص دلچسپی نہیں ہے - سالانہ جلسے عموماً بند ہوگئے ہیں ' چندوں کی مقدار کم ہوگئی ہے ' لوکل ارکان کا خود یہ حال ہے کہ بمشکل انتظامی جلسوں میں کورم پورا ہوتا ہے -

یہ بھی آپ کو معلوم ہے کہ اب دار العلوم کی تعلیمی حالت بہت ترقی کرگئی تھی ' درجۂ تکمیل کھلگیا تھا ' نصاب تعلیم میں بہت کچھہ تغیر کردیا گیا تھا ' طریق تعلیم بہت کچھہ بدل گیا تھا طلباء میں مجتہدانہ تعلیم حاصل کرنیکا ذوق پیدا ہوگیا تھا ' علمی مسائل پر برجستہ تقریر کرنیکی خاص طور پر کوشش کیجاتی تھی -

مسودۂ دار العلوم ' قواعد ندوة العلماء ' روئداد جلسہاے انتظامیہ نے تمام طلباء کو عزت نفس ' مساوات ' بلند ہمتی کا عام سبق دیا ہے ' اور یہی دارالعلوم کی امتیازی خصوصیات ہیں - چنانچہ جلسہ دہلی میں دار العلوم کی جو رپورٹ پیش کی گئی تھی اوسمیں اسپر خاص طور پر فخر کیا گیا تھا - انہیں خصوصیات نے ہماری حالت کو عام مدارس عربیہ کے طلباء سے مختلف کردیا ہے ' اور ہماری معروضات کے سننے میں جناب کو خاص طور پر اس کا لحاظ کرنا چاہیے -

ان مقدمات کے عرض کرنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ آپ کو نتائج ذیل کیطرف توجہ دلائیں :

( ۱ ) جبکہ ندوہ کے ساتھہ قوم کو کوئی دلچسپی نہیں ہے تو ایسی حالت میں ہم کو قوم کی توجہ و حمایت کی توقع بہت کم تھی اسلیے یہ اسٹرائک سخت مایوسی اور مجبوری کی حالت میں کیگئی ہے ' بلکہ درحقیقت یہ ایک قسم کی خود کشی ہے

( ۲ ) تعلیمی حالت جن اصول پر قائم ہوگئی تھی [illegible] اوسکے قائم رکھنے یا ترقی دینے کا جائز حق حاصل تھا اسلیے اگر اسمیں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا کیجاتی ہے تو اوس سے قدرتی طور پر مایوسی پیدا ہوتی ہے -

( ۳ ) اگر طلباء کیساتھہ ناظم یا مہتمم یا مدرسین ایسا برتاؤ کرتے جو عزت نفس کے منافی ہوتا ' یا اونمیں ذلت آمیز تفریق و امتیاز پیدا کرتا ' تو یقیناً یہ طرز عمل مایوسی کا باعث ہوتا -

ان نتائج کے بعد اب ہم ان شکایات کو بہ تفصیل آپکی خدمت میں پیش کرتے ہیں - ہمکو چونکہ تعلیمی ' انتظامی ' اخلاقی ہر قسم کی شکایتوں کے پیش کرنیکا افسوسناک موقع پیش آگیا ہے ' اسلیے ہم ہر ایک کا ذکر جدا جدا عنوانات کے تحت میں کرتے ہیں - جناب سے توقع ہے کہ آپ ان تمام پہلوؤں کا لحاظ فرما کر ہماری زندگی کو اور دار العلوم کی انتظامی حالت کو ایک ایسے معیار پر لانیکی کوشش کرینگے ' جو دار العلوم کے شایان شان ہوگا -

### ( تعلیمی شکایات )

تعلیمی حیثیت سے مستطیع و غیر مستطیع طلبا میں سخت تفرقہ قائم کیا گیا ' چنانچہ یہ حکم جاری کیا گیا کہ طلباء غیر مستطیع کو یہ معاہدہ کرنا پڑیگا کہ وہ بعد فراغ پانچ سال تک باقل معاوضہ ( بیس ۲۰ روپیہ ماہوار ) مدرسے کی خدمت پر اپنی زندگی وقف کردینگے ' نیز اگر بغیر تکمیل پاس کیے یہانسے چلے جاوینگے تو اونپر جو کچھہ خرچ کیا گیا ہے وہ واپس کرنا پڑیگا ' طلباء غیر مستطیع نے اس ناگوار تفریق کو محسوس کرکے ایک درخواست دی ' جسکا خلاصہ یہ تھا کہ قواعد دارالعلوم میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے ' اور نہ یہ تجویز کسی جلسہ میں منظور ہوئی ہے ' اور نہ کبھی اس پر عمل کیا گیا -

مہتمم صاحب نے ناظم صاحب کی خدمت میں طلباء کے عذرات پیش کیے - اونھوں نے جواب دیا کہ یہ تجویز منظور ہوچکی ہے ' میں وہ تحریر بھیجدونگا - مہتمم صاحب نے جب دوبارہ ناظم صاحب سے اسکی تعمیل پر اصرار کیا تو اونھوں نے حسب وعدہ تحریر مانگی ' لیکن اونھوں نے تحریر نہیں بھیجی ' اور فرمایا کہ آپ کو میرے حکم کی تعمیل کرنی ہوگی - اب مہتمم صاحب نے طلباے غیر مستطیع کو بلاکر فرمایا کہ میں اسکی تعمیل پر مجبور ہوں ورنہ آپ لوگوں کو اخراج نام کی تکلیف گوارا کرنی ہوگی - طلبا نے اب مجبوراً ناظم صاحب کی خدمت میں درخواست دی جسکا جواب ابتک نہیں دیا گیا - اس حکم کی ناگواری کا ایک بڑا سبب یہ تھا کہ دارالعلوم میں مصارف طعام کے علاوہ اور تمام مصارف تعلیم سے مستطیع اور غیر مستطیع برابر فائدہ اوٹھاتے ہیں ' اسلیے اسکی کوئی وجہ نہیں کہ طلباء مستطیع بالکل آزاد کردیے جائیں اور غیر مستطیع طلباء کو ایسی سخت پابندی پر مجبور کیا جائے - بعض انتظامات سے طلبا کو یقین ہوگیا کہ اب دارالعلوم کے نظام تعلیمی میں عظیم الشان انقلاب پیدا ہو جائیگا چنانچہ درجۂ تکمیل کی اصلی خصوصیت فنا ہوگئی - علم تفسیر پر تقریر کرنے کیلیے جو جلسہ ہوا کرتا تھا ' بند ہوگیا - طلباء کے کانوں میں یہ صدائیں آنے لگیں کہ اب ملا فاضل اور انٹرنس کے امتحان کی تیاری کا سامان کیا جائیگا ' اور اسکے لیے لڑکے تیار کیے جائینگے - عملاً جو انقلاب ہوا وہ یہ تھا کہ صرف ایک طالب علم کیلیے درجۂ انٹرنس کھولا گیا -

درجۂ اعلیٰ کے متعلق قواعد داخلہ میں صاف تصریح ہے کہ " درجۂ اعلیٰ کے دونوں سالوں میں انگریزی بھی پڑھائی جائیگی "

لیکن جب درجہ انٹرنس کھلا تو ایک مدرس کے اضافہ کی ضرورت پیش آئی - بجاے اسکے کہ یہ اضافہ کیا جاتا - درجہ اعلیٰ کی تعلیم کے گھنٹے اس درجہ کو دیدیے گئے ' اور اس درجہ کو انگریزی تعلیم سے محروم کردیا گیا - اکثر مدرسین نے ان طلباء کے

# لکھنؤ

## انجمن اصلاح ندوہ

۱۶ مارچ کو لکھنؤ اور باہر کے مسلمانوں کا ایک جلسہ نواب سید علي حسن خاں بہادر کي کوٹھي پر منعقد ہوا - مولوي نظام الدین حسن صاحب بي - اے - ایل - ایل - بي - صدر منتخب ہوے اور ندوۃ العلما کے مفاسد اور خرابیوں کے انسداد کي تدابیر پر غور کیا گیا - مولوي محمد نسیم صاحب وکیل و رکن ندوہ نے یہ تجویز کي کہ " اصلاح ندوہ " کي جگہ " معین الندوہ " کے نام سے ایک کمیٹی بنائي جاے ' لیکن مجاریتي نے اسے منظور نہیں کیا کیونکہ اس سے مقصود ندوہ کي قابل اصلاح حالت کو تاریکي میں ڈالنا تھا - بالاخر کثرت آرا سے طے پایا کہ " چونکہ ندوۃ العلما کي بد انتظامی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ جب تک تمام قوم اسکی طرف متوجہ نہوگي اسکا درست ہونا دشوار ہے - اسلیے ایک انجمن " اصلاح ندوہ " قائم کي جاتی ہے جو جملہ حالات کی تحقیق کرے اور تمام مسلمانان ہند کے وکلا و فاموں کو مدعو کرکے ایک جلسۂ عام منعقد کرے " اس انجمن کے ممبر وہ تمام اصحاب قرار دیے گئے جنکي فہرست موجود تھي - ( مراسلہ نگار )

# چھاونی ملتان

ندوۃ العلما کي جدید نظامت کے متعلق جو خیالات قوم میں پیدا ہوے تھے' اور جو بدگمانیاں پیدا ہورهي تهیں' طلباے ندوہ کے اسٹرائک سے درجہ یقین کو پہنچ گئیں - عام مسلمان بے حد مشوش تھے - آخر ۱۵ - مارچ سنہ ۱۴ع کو انجمن نصرۃ الاسلام چھاؤنی ملتان کا غیر معمولي جلسہ ہوا جس میں مندرجہ ذیل رزولیوشن پاس ہوئے:

( ۱ ) یہ انجمن مسلمانان ملتان کی طرف سے استدعا کرتي ہے کہ ندوہ کے ہر صیغہ میں جس قدر جلد ممکن ہو اصلاح کي جاے' اور جدید ناظم صاحب یعني مولوي خلیل الرحمن پر قوم کو مطلق اعتماد نہیں ہے - اس لیے عدم اعتماد کا ووٹ پاس کرتي ہے -

( ۲ ) یہ انجمن مناسب سمجھتی ہے کہ طلبا کے اسٹرائک کے متعلق اور جدید اصلاحات پر غور کرنے کے لیے مندرجہ ذیل اصحاب کي کمیٹي منتخب کي جاے جو بعد تحقیقات اپنی رپورٹ پبلک کے سامنے پیش کریں' نیز مجوزہ اصلاحات کو عمل میں لانے کیلیے سعي بلیغ فرمائیں -

( صوبہ پنجاب کي طرف سے )

ڈاکٹر محمد الدین صاحب ڈائرکٹر تعلیمات بہاولپور - کرنل عبد المجید خاں پٹیالہ - حاجی شمس الدین صاحب انجمن حمایت الاسلام لاہور -

( دهلي )

حاذق الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب - مسٹر محمد علی ادیٹر " کامریڈ " -

( صوبجات متحدہ )

آنریبل خواجہ غلام الثقلین وکیل میرٹھ - آنریبل سید رضا علی وکیل مراد آباد - صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب بیرسٹرایٹ علیگڈہ - مسٹر وزیر حسن سکریٹري آل انڈیا مسلم لیگ لکھنؤ - راجہ صاحب محمود آباد - مولانا عبد الباري صاحب فرنگي محل لکھنؤ - نواب وقار الملک صاحب امروہہ -

( بہار )

مسٹر مظہر الحق بیرسٹرایٹ لا بانکی پور -

( بنگال )

مولانا ابو الکلام آزاد - کلکتہ -

( دیوبند )

مولانا سید احمد صاحب -

## ( مذہبی شکایات )

مذہبی زندگی اور اشاعت اسلام کا ابتدائی خاکہ قائم کرنیکے لیے چند طلباء کو خاص پابندی کے ساتھہ تمام طلباء سے الگ کرلیا گیا تھا - وہ ایک مدرس کی نگرانی میں علحدہ مکان میں رکھے جاتے تھے - ان طلباء نے اپنی زندگی اس مقدس کام کیلیے وقف کردی تھی ' اور انکے والدین بھی اس پر راضی تھے - انمیں تقریر کرنیکا مادہ بھی پیدا ہوگیا تھا ' عین اوس حالتمیں جبکہ یہ طلباء اس زندگی کے خوگر ہوچکے تھے ' یہ انتظام درہم برہم کردیا گیا ' اور ان طلباء کو عام طلباء کے ساتھہ مخلوط کردیا گیا ' جس سے انکی مذہبی خصوصیت فنا ہوگئی ' اور دار العلوم کا بہت بڑا مقصد جسکی ابتدا ہوچکی تھی دفعۃً برباد ہوگیا -

عموماً ربیع الاول میں ہملوگوں کی طرف سے ایک مجلس ذکر مولد مرتب کی جاتی ہے ' امسال بھی ہم نے حسب معمول قدیم مجلس مولد مرتب کرنی چاہی ' اور خیال تھا کہ اس مجلس میں تقریر کرنیکی مولانا شبلی کو تکلیف دیجاے - چونکہ اسمیں ابھی کسی قسم کی رکاوٹ نہیں پیدا کی گئی تھی ' کارڈ پہلے ہی سے چھپوا لیے تھے ' اور چندہ بھی جمع کرلیا تھا ' لیکن جب ہم نے مہتمم صاحب سے اسکی اجازت طلب کی تو انہوں نے لیت و لعل کیا - اسی اثناء میں وہ لاہور تشریف لیگئے ' اور مولوی عبد الکریم صاحب قائم مقام کے طور پر عارضی مہتمم قرار پاے -

چونکہ وقت گذرا جاتا تھا ہم نے قائم مقام مہتمم صاحب سے اجازت مانگی - انہوں نے جواب دیا کہ مہتمم صاحب نے مجکو اجازت موقوف نہ دینے کی خاص طور پر ہدایت کردی ہے ' اسلیے میں اجازت دینے سے مجبور ہوں -

ہم نے مہتمم صاحب کی خدمت میں بذریعہ ڈاک بغرض حصول اجازت خط بھیجا - جب وہ لاہور سے تشریف لاے ' تو ہم نے پھر اسکی درخواست کی - انہوں نے چند شرائط پر اجازت دی ' جو انہیں کے الفاظ میں حسب ذیل ہیں -

( ۱ ) " اجازت مجلس میلاد کی دی جاتی ہے بشرطیکہ شمس العلما مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی کی تشریف آوری اور تشریف لیجانیکی وہی صورت ہو ' جیسے سادگی میں انکے زمانے میں ہوتی تھی -

( ۲ ) یہ کہ بجز مولانا موصوف کے اور کوئی تقریر نہ کریگا ' کوئی نظم پڑھنی ہو تو وہ پہلے سے صاف مہتمم صاحب کو دکھلا کر اجازت لیلینی چاہیے ' اور کارروائی مجلس میلاد کا نگراں مہتمم ہوگا -

ہمنے یہ تمام شرطیں منظور کیں ' جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس سے ہمارا ارادہ کسی قسم کا ناجائز فائدہ اٹھانیکا نہ تھا ' لیکن آخر اس رکاوٹ کا کیا سبب تھا ؟ کیا یہ مولود کی رسم کوئی جدید رسم تھی ؟ کیا مولانا شبلی نے کبھی اس مجلس میں اس سے پہلے تقریر نہیں کی تھی ؟ کیا اسکے لیے ان سے زیادہ کوئی اور شخص موزوں ہو سکتا تھا ؟ کیا جلسہ کانفرنس آگرہ میں مولانا شبلی سے سیرۃ نبوی پر تقریر کرنیکی درخواست نہیں کی گئی تھی ؟ اگر کانفرنس نے انکو اس کام کیلیے موزوں سمجھا تھا ' تو ہمارا انتخاب کوئی جرم تھا ؟ جسکو اس قدر اہم اور پیچیدہ بنا کر ہمارے مذہبی جذبات میں اشتعال پیدا کیا گیا ؟

نظام مذہبی ' اور مذہبی جذبات کی پامالی کی نہایت درد انگیز مثال یہ ہے کہ جنگ بلقان کے زمانے میں ہم طلباء نے ایک مہینے تک گوشت بند کر کے جو رقم جمع کی تھی ' اور جسکی مقدار تخمیناً ( ۲۵۰ روپیہ ) تک پہونچی تھی وہ باوجود ہمارے تقاضے کے بلقان فنڈ میں شامل نہیں کی گئی ' بلکہ مصارف بورڈنگ میں صرف کردیگئی - کیا ہماری فاقہ کشی کا یہی صلہ ہوسکتا تھا ؟ کیا بد دیانتی کی اس سے بڑھکر کوئی نظیر ملسکتی ہے ؟

## ( انتظامی شکایات )

طلبہ کے اشتعال کا سب سے بڑا سبب وہ انتظامی طریقہ تھا جو ان رکاوٹوں کے پیدا کرنے میں عمل میں لایاجاتا تھا - طلباء کے اخراج نام کی دھمکی ناظم صاحب کا تکیہ کلام تھی - سخت کلامی سے کوئی بات خالی نہیں ہوتی تھی ' بخاری کے درس کے روکنے پر صاف الفاظ میں ناظم صاحب نے فرمایا کہ میں ان مدرسین اور طلباء کو نکالدونگا جو شریک درس ہوتے ہیں -

طلباء غیر مستطیع نے جو درخواست دی اوسکے آخری جواب میں مہتمم صاحب نے فرمایا : اب میں مجبور ہوں ورنہ آپ لوگوں کو اخراج نام کی تکلیف گوارا کرنی ہوگی -

مولانا شبلی کے استقبال پر تدارک کی دھمکی دیگئی ' اور اسکو شورش پسندی سے تعبیر کیا گیا ' کیا یہ طرز عمل اوس مدرسہ کیلیے موزوں تھا ' جسمیں عزت نفس کی تعلیم دیجاتی ہے ؟

( ۲ ) اشتعال کا ایک بڑا سبب ناظم صاحب کی وہ خفیہ و علانیہ مداخلت ہے ' جو انہوں نے پرنسپل کے اختیارات میں ہر موقعہ پر کی ' اور جس کا اثر طلباء کی حالت پر پڑا ' اور جس نے مہتمم و طلباء میں سوء ظن پیدا کیا -

ہم اوپر بیان کرچکے ہیں کہ بخاری کا درس ناظم صاحب کے اصرار سے روکا گیا ' ورنہ جناب مہتمم صاحب کو اس پر کوئی اصرار نہ تھا - مولود میں بھی جناب ناظم صاحب کے اشارہ سے اس قسم کی رکاوٹیں پیدا کی گئی تھیں ' چنانچہ جب اسکی اجازت کی درخواست پیش ہوئی تو ناظم صاحب موجود نہ تھے ' مہتمم صاحب نے اسکی اجازت جناب ناظم صاحب کے آنے پر بشرط اجازت دیدی -

ناظم صاحب کے صاحبزادہ نے واپسی چندہ کیلیے طلباء کو جو خطوط لکھے اوس سے ثابت ہوتا ہے کہ ناظم صاحب کو یہہ مولود اس قدر ناگوار تھا - اس مداخلت کی نوبت یہانتک پہونچی کہ ایک طالب علم درجہ تکمیل نے کتاب لینے کیلیے مہتمم صاحب کی خدمت میں عرضی دی ' اوس وقت جناب ناظم صاحب موجود تھے ' انہوں نے عرضی اٹھا کر پھینکدی ' اور غصہ آمیز لہجہ میں فرمایا کہ اس وقت نہیں دیکھی جاسکتی - خود جناب پرنسپل صاحب کو یہ حرکت ناگوار ہوئی ' اور انہوں نے طالب علم مذکور کو سمجھایا کہ ناظم صاحب کی موجودگی میں آپلوگ عرضیاں نہ لایا کریں - مجھے آپلوگوں کی توہین سے تکلیف ہوتی ہے -

ڈاک ہمیشہ پرنسپل کے یہاں آتی تھی ' ناظم صاحب نے اپنے یہاں منتقل کرالی اور اب ڈاک کی بد عنوانی کی طلباء و مدرسین کو عام شکایت پیدا ہوگئی -

یہہ مداخلت خود جناب مہتمم صاحب کو ناگوار ہوئی ' اور انہوں نے ڈاک خانہ کو اطلاع دی کہ ڈاک پرنسپل کے پاس آنی چاہیے - ڈاکخانہ سے اسکے تصدیق کے لیے ایک شخص آیا ' تصدیق ہونے پر اس نے وعدہ کیا کہ اب ڈاک پرنسپل کے پاس آئیگی ' لیکن جب ناظم صاحب کو یہ معلوم ہوا تو انہوں نے اس پر ناراضی ظاہر کی ' اور مہتمم صاحب سے ڈاکخانہ میں دوسری اطلاع دلوائی کہ ڈاک ناظم کے پاس آنی چاہیے -

## ( اخلاقی شکایات )

( ۱ ) ان مذہبی ' علمی ' قومی ' جذبات کے پامالی کے ساتھہ ' ہمارے ان جذبات کو صدمہ پہونچایا گیا ' جو مقتضاے انسانیت و شرافت تھے - مولانا شبلی نے دار العلوم پر جو احسانات

جائز حقوق کے دلانیکی کوشش کی ' مگر اونکو ناکامیابی هوئی - انسپکٹر صاحب نے بهی درجه انٹرنس کے کهلنے پر اعتراض کیا ' اور کہا که درجه انٹرنس کیلیے موجوده اسٹاف ناکافی هے اور اب یونیورسٹی اله آباد نے پرائیوٹ طریقه امتحان قائم نہیں رکھا ' لیکن با ایں همه وه درجه ابتک قائم هے ' اور طلباے درجهٔ اعلی انگریزی سے محروم هیں -

انگریزی اسٹاف کی بے توجہی اور نامناسب برتاؤ کی همیشه سے طلباء کو شکایت رهی ' جسکی وجه یه هے که یه اسٹاف همیشه اپنے آپ کو پرنسپل کے اثر سے خارج سمجهتا رها - چنانچه بعض ماسٹرونکے متعلق جب عام شکایت پیدا هوئی که وه وقت پر نہیں آتے ' اور پورے گهنٹے میں تعلیم نہیں دیتے ' تو مہتمم صاحب نے اسکا انتظام سختی سے کرنا چاها ' اسپر بجائے اطاعت کے وه مہتمم صاحب کے ساتھ نامناسب طریقه سے پیش آئے - اس خیال کا یه اثر تها که انگریزی اسٹاف نے طلبا پر اس قسم کی ناجائز سختیاں کیں که اونکی زبان بند هوجائے ' تاکه مہتمم صاحب کو مداخلت کی ضرورت هی پیش نه آئے - اس غرض سے مہتمم صاحب و ناظم صاحب کی خدمت میں طلباء کی سرکشی کی شکایتیں شروع کیں ' جنکا مقصد یه تها که اونکی آواز بے اثر هوجائے - عملاً اونکی سختی کی نوبت یہانتک پہونچی که هیڈ ماسٹر نے ایک لڑکے کو بوٹ سے ٹهوکر لگائی ' حالانکه وه اوسوقت دوسرے کلاس میں حساب سیکهه رها تها - سیکنڈ ماسٹر نے ایک طالب علم کو دوڑا کر مارا ' اور پهر هیڈ ماسٹر سے شکایت کی که یه لڑکا بدتہذیب هے - اس کا نام خارج کردیا جائے -

مولانا شبلی نے اپنے استعفا کے بعد همکو یقین دلایا تها که وه اب بهی هماری خدمت کیلیے تیار هیں ' چنانچه انکی یه تحریر اخبار وکیل میں شائع هوچکی هے - اس توقع کی بناپر جب وه تشریف لائے تو همنے اونسے بخاری پڑهنے کی درخواست کی ' اور وه بمجبوری تمام آماده هوے - مہتمم صاحب اسپر بالکل راضی تهے - چنانچه جن طلبا نے کتب خانه سے بخاری شریف لینے کی عرضی دی ' اوسکی اجازت اونهوں نے بخوشی دی - لیکن چند هی روز کے بعد معلوم هوا که ناظم صاحب اسکو پسند نہیں کرتے - مہتمم صاحب کا بیان هے که اس سبق کے نه روکنے کیلیے اونهوں نے ایک هفته تک اونسے اصرار کیا - طلباء کے ساتھ بعض مدرسین بهی شریک درس هوتے تهے ' اونکی نسبت مہتمم صاحب سے ناظم صاحب نے فرمایا که میں اون مدرسین کو نکال دونگا - آپ طلباء کو روکیے - جب یه دهمکیاں کارگر نه هوئیں ' اوسوقت یه حکم جاری کیا گیا که طلباء بجز درسی کتابوں کے کوئی غیر درسی کتاب کسی غیر مدرس سے نہیں پڑهسکتے - جب همنے اسپر عذر کیا تو مہتمم صاحب کے ذریعه سے دهمکی دیگئی که جو طلباء سرست درس سے باز نه آوینگے ' اونکا نام خارج کردیا جائیگا ' همنے باوجود اس اشتعال انگیز طرز عمل کے صرف یه کیا که اسکے خلاف ایک عرضی بهیجی ' اور با انتظار جواب درس بند رها - جب جواب میں دیر هوئی تو همنے مہتمم صاحب سے اسکی درخواست کی ' انهوں نے فرمایا که ناظم صاحب نے نہایت مجمل جواب دیا هے ' جسکی توضیح کی ضرورت هے ' وه اسوقت نہیں هیں - اونکے آنے بعد اسکی توضیح هوسکیگی - میں اس درمیان میں سبق جاری کرنے کی زبانی اجازت دیتا هوں -

اب آپکو اس واقعه پر مختلف حیثیتوں سے غور کرنا چاهیے - پہلا سوال یه هے که بخاری کے درس سے چند طلباء روکے گئے تهے - اس سے عام ناراضی کیوں پیدا هوئی ؟ اس کا جواب یه هے که یه حکم عام تها اسلیے اس کا اثر عام طلبا پر پڑتا تها - دارالعلوم میں بلکه تمام مدارس میں یه طریقه جاری هے که جو طلباء کسی خاص کتاب یا فن میں کمزور هوتے هیں ' یا اونکے اسباق چهوٹ جاتے هیں ' یا تیاری امتحان کا زمانه هوتا هے ' یا کسی مشہور یا صاحب فن عالم کی ذات سے فائده اوٹهانیکا موقع ملتا هے ' ایسی حالت میں اون طلبا کو مدرسین کے علاوه دوسرے لوگوں سے درس حاصل کرنیکی ضرورت هوتی هے - اسلیے اس قسم کا حکم طلباء کیلیے ایک ایسی بندش تهی جس کا اثر اونکی عام علمی زندگی پر پڑسکتا تها - چنانچه اس حکم کے بعد هی تمام طلبا کے خارجی اسباق بند هوگئے - یہی وجه هے که تمام طلباء نے اس حکم پر متفقه طور سے عام ناراضی ظاهر کی - بعض اساتذه میں پارٹی فیلنگ کا ایسا شدید احساس پیدا هوگیا هے که وه اپنا تمام وقت اسی مشغله میں صرف کرتے هیں ' جس کا نتیجه یه هے که پہلے سے کتابوں کا مطالعه کرکے نہیں آتے ' درجه میں اکثر اسی قسم کی گفتگو کرتے هیں ' جس کا مقصد یه هوتا هے که همکو اپنا هم آواز بنالیں ' اسلیے همارا سخت تعلیمی نقصان هوتا هے ' اور همارے جذبات میں هیجان پیدا هوتا هے -

سکنڈ ماسٹر صاحب عموماً اپنے وقت مقرره پر تشریف نہیں لاتے ' جس سے روزانه تعلیم کا حرج هوتا هے ' اور انکے زیر تعلیم درجونکو مسلسل تعلیمی نقصان برداشت کرنا پڑتا هے -

علم ادب کا ذوق جو خصوصیات دارالعلوم میں هے ' کلیةً مفقود هوگیا هے - عربی تحریر کی مشق کی طرف سے بالکل بے پروائی برتی جاتی هے ' خطابت کی طرف مطلق توجه نہیں ' درجه اعلی کیلیے خاص ادب کا کورس مقرر هے ' یه درجه صرف اسی فن کی تعلیم حاصل کرتا هے ' لیکن اوسکی حالت بهی عام درجوں سے کچهه ممتاز نہیں - اس سے ابتدائی اور متوسط درجوں کی تعلیم کا اندازه کرلینا چاهیے -

علوم دینیه کی تعلیم نہایت معمولی پیمانے پر دیجاتی هے ' اساتذه بجاے اهم اور نتیجه خیز باتوں کے زٹلیک اور دوراز کار قصوں سے طلباء کے دلونکو مرعوب کرتے هیں ' اصولی مباحث کو چهوڑ کر طلباء میں جزئیات فقه کے متعلق لقب پیدا کرایا جاتا هے ' جو مقاصد دارالعلوم کے بالکل خلاف هے -

تحریر و تقریر کا کمال خصوصیات دارالعلوم میں هے ' لیکن اب اس کا کوئی سامان نہیں - مدت تک همکو عربی اخبارات و رسائل کے ذریعه سے اسکے استعمال کا موقع ملتا تها ' لیکن اب یه سامان بالکل مفقود هے - مجلس مکالمه چند دنوں سے کرائی جاتی هے ' لیکن اوسمیں نه تو همکو طرز تقریر بتایا جاتا هے ' اور نه هماری معلومات میں اسی قسم کے اضافه کی کوشش کیجاتی هے - جو اساتذه اسمیں شریک هوتے هیں وه عام مبلغین کی طرح همارا بیان سنکر چلے جاتے هیں

ادبی ذوق بڑهانیکے لیے هم نے بار بار خواهش ظاهر کی که همارا درس عربی زبان میں هو ' درجه تکمیل کے معلم اگرچه ایک زباندان عرب هیں ' تاهم هماری اس درخواست کی طرف توجه نہیں کیجاتی ' تعلیم درسی کتابوں تک محدود هوگئی هے ' مجتہدانه تعلیم کی طرف کسیکو توجه نہیں - اس کا ایک طریقه یه تها که مدرسین کسی خاص موضوع پر پہلے سے تیار هوکر آتے ' اور ام اونکو هر مہینے میں اوس پر ایک لکچر دیتے ' پہلے هی سے اس طریق تعلیم کی داغ بیل پڑ چکی تهی ' مگر اب یه طریقه بالکل مفقود هوگیا هے -

معتمد سابق کا یه دستور تها که وه هر مہینے میں کسی نه علمی مسئله پر مجتہدانه لکچر دیتے تهے ' جو طلباء کے علاوه مدرسین کی رهنمائی کا بهی کام دیتا تها - همارے مستقبل اور طرز تعلیم کے متعلق مفید هدایات کرتے تهے جو همیشه مدرسین و طلباء کے پیش نظر رهتی تهیں - اب یه طریقه بالکل ناپید هوگیا هے -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

تار کا پتہ
"الہلال کلکتہ"
ٹیلیفون نمبر - ۶۴۸

Telegraphic Address
"Alhilal Calcutta"
Telephone, No. 648

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۱۳ | کلکتہ : چہارشنبہ ۴ جمادی الاول ۱۳۳۲ ہجری | جلد ۴

Calcutta: Wednesday, Apra1l 1 1914.

قیمت فی پرچہ | ساڑھے تین آنہ

کیے هیں ' هم یه نہیں بتا سکتے که قوم اور ارکان کو اس کا اعتراف هے یا نہیں ' لیکن انہوں نے هماري جو علمي خدمت کی هے هم اوس احسان سے سر نہیں اُٹھا سکتے ' لیکن اوس کے اظہار کیلیے انکي تشریف آوري پر هم نے انکا جو استقبال کیا ' اور انکے احترام میں جو پارٹي دي ' اوسکو جناب ناظم صاحب نے نہایت ناگواري کے ساتھه دیکھا - بلکه یه پہلا موقع هے جس نے ناظم صاحب کے دلمیں هماري طرف سے مخاصمانه خیالات پیدا کیے ' اور اسي دن سے ناظم صاحب کي سخت کلامي اور ذلت آمیز برتاؤ کي ابتداء هوئي - اسلیے جناب کو سب سے پہلے اس مسئله پر غور کرلینا چاهیے که کیا یه استقبال همارے طرز عمل کے خلاف تھا ؟ انتظامي ' قانوني ' تمدني ' کسی حیثیت سے نا موزوں تھا ' کیا یه دار العلوم کے عام طرز عمل کے خلاف تھا ؟

پہلے سوال کا جواب خود همارے طرز عمل سے ملسکتا هے ' دار العلوم میں جب مولانا شبلي کے استعفاء کی خبر مشہور هوئي ' اوس وقت هم نے جلسه کرکے بذریعه تار درخواست کي که وه استعفاء واپس لیں ' بالاخر جب استعفاء منظور هوا ' تو هم نے اظہار افسوس کا جلسه کیا ' اور اخبارات میں اسکي رپورٹ شائع کي ' مولانا شبلي کے منصب میں اضافه هوا ' تو هم نے اظہار خوشي میں ایک جلسه کیا ' اکثر ان جلسوں کے پریسیڈنٹ جناب مہتمم صاحب تھے -

ان واقعات سے ثابت هوتا هے ' که طلباء کو ابتدا هي سے مولانا شبلي کے ساتھه عقیدتمندي هے ' اور اونکے اس استقبال میں بھي اس قدیم عقیدتمندي کا اظہار کیا گیا - مولانا شبلي کے آنے میں جو پارٹي دیگئي ' اسمیں مہتمم صاحب تمام مدرسین اور اکثر ارکان مثلاً ( مولوي عبد الحي صاحب ' مولوي اظہر علي صاحب مسٹر نسیم صاحب اور خود مسٹر نسیم صاحب نے اسکي صدارت فرمائي ) شریک تھے ' جس سے ثابت هوتا هے که طلباء کی یه روش انتظامي اور قانوني حیثیت سے قابل اعتراض نه تھي - دوسرے سوال کا جواب بھي صاف هے ' جس شخص نے اپنی عمر کا بہترین حصه هماري علمي خدمت اور دار العلوم کي ترقي میں صرف کردیا هو ' جس شخص نے بعد استعفاء بھي هماري خدمت کرنیکا وعده کیا هو ' کیا وه هماري اس اظہار عقیدتمندي کا مستحق نه تھا ؟

( مسلسل شکایات کا آخري نتیجه )

همنے ان تمام مظالم کو اگرچه نہایت صبر و تحمل کے ساتھه برداشت کیا ' تاهم هر موقع پر نہایت آزادي کے ساتھه ان احکام کي نامورزو نیت ثابت کي ' ان زیادتوں پر ناراضی ظاهر کي ' ان کو نظام دار العلوم کے مخالف ثابت کرنیکي کوشش کي ' جسکا مخالف نتیجه یه هوا که جن طلبا نے ان موقعوں پر عام طلبا کي وکالت کا فرض ادا کیا تھا ' وه جناب ناظم صاحب کي نگاه میں کھٹکنے لگے ' اور واقعات کي پیچیدگي نے همکو خود یه یقین دلا دیا که معاملات کو اسي غرض سے اسقدر طول دیا جاتا هے که نمایاں اور پر جوش اور سریع الانفعال طلباء کا پیمانۂ صبر لبریز هوجائے ' اور اونکي کوششوں کو کسیطرح قانون کے تحت میں لاکر اونکا نام خارج کردیا جائے - مولوي محمد حسن طالبعلم درجۂ تکمیل اس قسم کے طلبا میں امتیاز خاص رکھتے تھے - طلباء غیر مستطیع سے معاهده لینے کا جو حکم صادر هوا تھا اوسکي مخالفت میں اونہوں نے نمایاں حصه لیا تھا - بخاري کے درس میں اونہوں نے شرکت کي تھی ' اور اوسکي رکاوٹ پر خاص طور سے ناراضي ظاهر کي تھي ' مولود کے معاملے میں بھی اونہوں نے نہایت کوشش کی تھي ' درجۂ انٹرنس کے کھلنے سے خود اونکي انگریزي تعلیم کے ٹھیکے لے لیے گئے تھے ' جنکے واپس دلانے کیلیے وه مدت سے کوشاں تھے - اب چونکه سالانه امتحان کا زمانه قریب آتا جاتا تھا ' انہوں نے مہتمم صاحب کي خدمت میں ایک عرضي دي جسکا مقصد یه تھا که اگر امتحان انگریزي میں طلباے درجه اعلی کی شرکت ضروري هو تو اونکو اسکي تیاري کا موقع ملنا چاهیے ' ورنه اسکا قطعي فیصله هونا چاهیے - مہتمم صاحب نے آٹھه روز تک اسکا کوئي جواب نہیں دیا ' آخري مرتبه اونہوں نے اسکا جواب مانگا ' اور اس افسوس ناک طرز عمل کیطرف توجه دلائي که طلبا کي درخواستوں کے جواب میں غیر معمولي تعویق و تساهل سے کام لیا جاتا هے ' اونہوں نے مثال کے طور پر بخاري کے درس ' اور مولود کے معامله کو پیش کیا جنکا ابتک کوئی فیصله نہیں هوا - انہوں نے یه بھي کہا که فرنگي محل کے مولود و دعوت کي شرکت کیلیے مدرسه چار گھنٹے کیلیے بند کردیا گیا ' اور خود همکو مولود کی اجازت دینے میں اسقدر لیت و لعل کیا جاتا هے - اونکے اس اصرار اور آزادي پر مہتمم صاحب کو غصه آگیا ' اور اونہوں نے اونکو ناقابل برداشت گالیاں دیں - طالب علم مذکور نے بھي اس طرز خطاب کا کسی قدر غصه آمیز لہجے میں جواب دیا - مہتمم صاحب نے ناظم صاحب کي خدمت میں رپورٹ کي اور اونکا نام خارج کردیا گیا - هم طلبا کو متعدد وجوه کي بناپر یه سزا سخت معلوم هوئی : مولوي محمد حسن متعدد حیثیتوں سے طلباے دار العلوم میں ممتاز خیال کیے جاتے هیں - تقریر کرنیکا اونمیں خاص طور پر ملکه پیدا هوگیا تھا ' اونکي تعلیم ختم کرنیکا زمانه قریب تھا ' اونکی سزا کا یه طریقه بھی هوسکتا تھا که اونکا وظیفه بند کردیا جاتا ' اسکے ساتھه بدگماني بھی هوئي که نمایاں طلبا کے اخراج کي جو فکریں هو رهي تھیں اس واقعه میں اونکا کافی اثر موجود هے - تاهم همنے ابتک اسکے متعلق خود کوئي کارروائی نہیں کي - سب سے پہلے طالب علم مذکور نے خود مہتمم صاحب کی خدمتمیں اپنے اخراج نام کے بعد درخواست دی جو نا منظور هوئی - اونہوں نے ناظم صاحب کي خدمت میں اسکا اپیل کیا جسکو اونہوں نے قبول نہیں کیا - متعدد مدرسین نے بھي ناظم صاحب اور پرنسپل صاحب کي خدمت میں اونکے نام داخل کرنیکي سفارشیں کیں ' وه بھي بے اثر رهیں - اب هم تمام طلبا نے وجوه بالا کي بنا پر مہتمم صاحب کي خدمت میں متفقه درخواست دي ' جسکا جواب اونہوں نے یه دیا که " میں اپنے فیصله پر نظر ثاني نہیں کرسکتا " همنے ناظم صاحب کي خدمت میں اسکا اپیل کیا - لیکن دو تین روز تک اسکا جواب نہیں دیا ' یه انتظار شاق گذر رها تھا ' اسلیے چند طلبا نے ناظم صاحب کے دفتر میں جاکر اسکا جواب طلب کیا ' اونہوں نے طلبا کے ساتھه نہایت سخت کلامي کي ' اور اونکو اپنے کمرے سے نکلوا دیا ' جسکے بعد هم سب طلبا نے اسٹرائک کردي -

اسٹرائک کے بعد جو واقعات پیش آے وه بھي کچھه کم اشتعال انگیز نه تھے - اسٹرائک کے روکنے کیلیے سب سے پہلا جبري طریقه یه اختیار کیا گیا که کھانا بند کردیا گیا ' اور باورچي خانه ابتک بند هے - شام کے وقت چند ارکان جمع هوے ' جنہوں نے سرسري طور پر همارے عذرات سنے اور حکم دیا که اگر تمنے کل تک درس کي شرکت نه کي تو تمهارا نام خارج کردیا جائیگا ' دوسرے روز ایک تحقیقاتي کمیشن بٹھانے کیلیے چند ارکان کا نام پیش کیا گیا - طلباء چونکه غیر جانبدار کمیشن چاهتے تھے انہوں نے اسکو نامنظور کیا ' اسپر اونکو دھمکي دیگئي که پولیس کے ذریعه سے اونکو نکلوا دیا جائیگا -

غیر مستطیع طلباء کے والدین کے نام خطوط جاري کیے گئے که اگر اونہوں نے ان طلبا کو نه روکا تو انکے وظائف بند کردیے جائینگے -

عام طور پر یه خیال پھیلایا گیا که اسٹرائک پولیٹکل آزادي اور [illegible] روک تھام کا نتیجه هے -

# الہلال

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor

**Abul Kalam Azad**

7/1 McLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8

Half yearly ,, 4-12

مدیر مسئول و خصوصی

ابوالکلام الدہلوی

**مقام اشاعت**

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

**کلکتہ**

ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

**قیمت**

**سالانہ ۸ روپیہ**

**ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ**

نمبر ۱۳ — کلکتہ : چہارشنبہ ٤ جمادی الاولی ۱۳۳۲ ہجری — جلد ٤

Calcutta: Wednesday, Aprail 1 1914.


## دہلی ڈیپوٹیشن

نازم فریب صلح کہ غالب زکوے دوست
نا کام رفت و خاطر امید وار بود!

بالاخر وہ ڈیپوٹیشن جسکا تذکرہ بعض اخبارات میں شروع ہوگیا تھا، ۲۵ مارچ کی سہ پہرکو ہز اکسلنسی لارڈ ہارڈنگ کے سامنے پیش ہوا :

بتوں کی دید کو جاتا ہوں دیر میں قائم
مجھے کچھ اور ارادہ نہیں خدا نہ کرے !

ایک مفصل ایڈریس کے ذریعہ مسلمانوں کی امن پسندی اور وفا داری کے میثاق قدیم کی زبان معترف اور سر اطاعت کے ساتھ تجدید کی گئی :

یقین عشق کن و از سرگماں برخیز!

ایڈریس میں اسکے سوا اور کچھ نہ تھا اور ہونا بھی نہیں چاہیے تھا :

جز سجدہ متاعے دگر از کس نہ پذیرفت
خاکے کہ ز نقش قدم او اثرے داشت!

ایک واقعی بات کے دہرا دینے میں چنداں حرج نہیں اور ارباب محبت جانتے ہیں کہ کسی کے لب جاں بخش سے اگر ایک بار بھی جواب مہر ملنے کی امید ہو تو سودائیان عشق کو ہزار مرتبہ پکارنے سے بھی انکار نہیں ہوتا :

گو وہ سنتے نہیں پر ہم تو کسی حیلے سے
ایک دو بات محبت کی سنا آتے ہیں!

سوال عجز کے جواب میں جتنی مرتبہ نگاہ مہر کا نظارہ حاصل ہوجاے، عشق کا اندوختہ اور امیدوں کا خزانہ ہے :

یاں عجز بے ریا ہے نہ واں ناز دلفریب
شکر بجا رہا گلۂ بے سبب تلک!

تاہم موقعہ پر کوئی دل پسند شعر یاد آجاے تو صیافت ذوق سے باز نہیں رہسکتا - مولانا فیض الحسن مرحوم عربی کے ادیب تھے - اردو کے شاعر نہ تھے - تاہم کبھی کبھی اچھے شعر بھی کہہ جاتے تھے - ایک انکا پر معاملہ شعر مجھے نہیں بھولتا :

پہلے ہی اپنی کونسی تھی قدر و منزلت
پر شب کی منتوں نے ڈبودی رہی سہی!

ڈیپوٹیشن کی طویل فہرست ہم نے کسی دوسری جگہ انگریزی معاصر دہلی سے نقل کردی ہے - اس سے [illegible] ہوتا ہے کہ بہت وسیع مجمع تھا، اور تقریباً ہر صوبے اور ہر طبقہ کے اشخاص شامل تھے - اگرچہ :

سر رشتہ در کف ارنی گوے طور بود !

خاص امتیاز کی بات یہ ہے کہ اس عطر مجموعہ میں ہر طرح کی خوشبوئیں شامل تھیں - پیران کہن سال بھی تھے' اور جوانان عہد بھی - خرقۂ زہد بھی تھا' اور قبائے رندی بھی - سرہائے سجود پیشہ بھی تھے اور نگہ ہائے عشوہ طراز بھی - پہلے کیلیے عذر کی ضرورت نہیں - دوسرے سے اگر سوال و جواب کی ضرورت ہو تو معنی آزردہ مرحوم کی زبانی جواب پہلے سے سن لیجیے :

میں اور بزم بادہ کشی ؟ لیگئیں مجھے
یہ کم نگاہیاں تیری بزم شراب میں

مجھے معلوم ہوا ہے کہ ممبران وفد میں سے اگرچہ صرف ۸۴ حضرات موقعہ پر جمع ہوسکے' لیکن اصلی فہرست دو سو ممبروں پر مشتمل تھی - یہ تمام لوگ ڈیپوٹیشن میں شرکت کیلیے آمادہ تھے مگر کسی وجہ سے شریک نہو سکے - البتہ صرف دو آدمیوں کی نسبت جانتا ہوں جنہوں نے شرکت سے باوجود عزم شکن اصرار کے قطعی انکار کر دیا :

بندۂ را کہ بفرمان خدا راہ رود نگزارند کہ در بند زلیخا ماند

ایڈریس میں بنیاد کار یہ قرار دی گئی تھی کہ مسلمان اپنے کاموں میں مصروف تھے - یکا یک ترکی کے مصائب پیش آگئے - اس سے انکے حواس مختل اور دل بے قابو ہوگئے - یہ بڑا نازک وقت تھا اور :

ہست این قصۂ مشہور و تو ہم می دانی !

لیکن با این ہمہ اختلال حواس و پراگندگی طبع، و تعطل دماغ، و ہجوم آلام و مصائب، وفاداری و اطاعت کیشی کی " حبل المتین " انکے ہاتھوں سے نہ چھوٹی' اور جادۂ رضا و تفویض پر پورے ثبات و استقامت سے قائم رہے - گویا و اعتصموا بحبل اللہ جمیعا و لا تفرقوا - انکے نامۂ اعمال کا عنوان جلی اور دفتر عقیدت کا سرخط الہامی ہے :

شنیدہ ام کہ سگان را قلادہ می بندی
چرا بہ گردن حافظ نمی نہی رسنے ؟

جواب میں ارشاد ہوا کہ ہاں سچ ہے - اپنی نظر ہوشمند و کارداں سے یہ امر مخفی نہیں - آپ نہ کہیں جب بھی معلوم ہے :

در حضرت کریم تقاضا چہ حاجتست ؟

البتہ یہ جو کہیں کہیں " سخت الفاظ " بھی استعمال کیے گئے تو اس عرض نیاز اور قبولیت خسروی سے آ سے مستثنی کر دیجیے - ایسا نہوتا تو بہتر تھا کہ آبگینۂ عبودیت کیلیے یہ حرف گراں بھی

# مسئلۂ اسـلامیـه " لشکـر پـور "

## صوبے کي گورنمنٹ کیلیے آخري فرصت

## هز اکسلنسـی لارڈ کارمائیکـل

بالاخر مساجد و قبور کلکته کا مسئله خطرناک حد تک پہنچ گیا - درخواستوں سے اغماض کیا گیا' عرضداشتیں شنوائی سے محروم رهیں' مہلتیں ضائع کي گئیں اور فرصت کي قدر نه کی - گذشته تجارب سامنے هیں اور عبرتوں کی صدائیں غفلت شکن' مگر نادان انسان کی خمیر میں ٹھوکریں کھانے کے سوا کچهه نہیں هے' اور شاید عبرت کی ایک نئي عمارت اُس گرد و خاک اور ٹوٹي هوئی اینٹوں سے بنائی جائیگی' جو ٢٣ فروري کو مسجد لشکرپور کی معدوم برجیاں گرا کر جمع کی گئي هے : و ذلـك یوم الخروج '

پهر کیا وقت آگیا هے که هم مایوس هوجائیں اور قانون اور سرکاري وعدوں کی بے اثري کا آخري فیصله کرلیں ؟

اسمیں شک نہیں که اس سوال کے آخري جواب کا وقت آگیا هے - انتظار تا بکے اور التوا تا چند ؟ حادثه سر پر هے اور خدا کی مقدس عبادت گاهیں انهدام و بربادي کو اپنے سامنے دیکهه رهي هیں' پس ضرور هے که جو کچهه کرنا هے' کیا جاے - اب یه معامله کلکته سے گذر کر تمام اسلامي هند تک پہنچ گیا هے - اور همارے لیے مشکل هوگیا هے که پبلک کو صرف خاموش بیٹھے رهنے هي کي تلقین کرتے رهیں - تاهم قبل اسکے که خطره کا سررشته بالکل هاتهه سے نکل جاے' بہتر هے که گورنمنٹ کو دانشمندي و فرزانگي کے بہترین اور معیت اثر اظہار کا ایک موقعه اور دیا جاے' اور اسي لیے تمام کاموں کو اُس ڈیپوٹیشن کے جواب پر ملتوي کردیا گیا هے جو " انجمن دفاع مساجد و عمارات دینیه " هز اکسلنسي لارڈ کارمائیکل کی خدمت میں بهیجنا چاهتي هے' اور جسکے متعلق ایک ریزولیوشن ٢٩ مارچ کے عام جلسۂ انجمن میں منظور هوا هے - یه آخري موقعه هے که گورنمنٹ همارې خیرخواهي اور دوستي پر یقین کرے' اور سمجهه لے که جو مشوره دیا جا رها هے' وهي عاقبت اندیشي اور امن پرستي کا تنها مشوره هے' اور غریب مسلمانوں کو اسقدر جلد جلد اپنے مذهبي جذبات کی حفاظت پر مجبور کرنا کوئي اچهي بات نہیں هے -

اس موقعه پر ایک نہایت اهم سوال یه هے که کیا جو کچهه هوا یه صرف پورٹ کمشنـر هی کي کارروائي هے' اور صوبے کی گورنمنٹ اس امر سے بالکل بے خبر تهي که مسجدیں منہـدم اور قبریں اکهاڑي جائینگي ؟

اگرچه گورنمنٹ کسي ایک شخص کا نام نہیں هے بلـکه حکومت کے اُس تمام کارفرما مجمع سے عبارت هے جو نیچے سے لیکر اوپر تک چلا گیا هے' اور اگر قانون کي خلاف ورزي کسي خاص صیغه کے حکام کے سر تهوپ کر گورنمنٹ بري هو جا سکتي هے تو اسکے یه معنی هیں که پینل کوڈ کوئي شے نہیں' اور برٹش گورنمنٹ میں رهنے والوں کو اپني جان و مال کی طرف سے بهي مطمئن نہونا چاهیے - کیونـکه بہت ممکن هے که باوجود چوري کے مجرم هونے کے کسي خاص صیغه کي کارروائي سے چوري هو جاے'

اور اسکے بعد کہدیا جاے که گورنمنٹ اسکے لیے کچهه نہیں کر سکتی' یا صبر کرو اور چهوڑ دو - البته غور کیا جائیگا !!

تاهم واقعات کے دیکهنے سے معلوم هوتا هے که یہاں یه صورت بهی نہیں هے - هم پہلے لکهه چکے هیں که اس زمین کے متعلق صوبے کي گورنمنٹ سے سنه ١٩٠٩ اور سنه ١٩١٠ مین مراسلات هوئی تهیں جبکه یه زمین مع مسجدوں کے خرید کي گئي تهی - اب اُن سرکاري مراسلات کا خلاصه دینا چاهتے هیں جو هم نے حاصل کیے هیں' اور جسسے پبلک اندازه کرسکے گي که گورنمنٹ خطره سے پہلے کس طرح خطره کي اطلاعات کو بے پروائي سے ٹالدینا چاهتي هے' اور پهر جب اسکے افسوسناک نتائج ظاهر هوتے هیں تو کہا جاتا هے که یه بد امني هے' یه شورش هے' اور اس الزام کے مٹانے کیلیے ایک بہت بڑے وفاداري کے پیامبر ڈیپوٹیشن کي ضرورت هے جو دهلی میں آکر سر اطاعت خم کرے !

مگر اندراں دیارے که نوئي وفا نه باشد !

### ( سنه ١٩١٠ کي مراسلات )

اپریل سنه ١٩١٠ میں جب لشکرپور' اندری' موچي کهولا' دستوپور' اور سنئي بازار وغیره کی زمینیں مع مساجد و قبور کے پورٹ کمشنر نے خرید لیں اور چند زر پرست و ایمان فروش متولیوں نے ( قبحهم الله ) حکام پورٹ کمشنر کا ساتهه دیا' تو ان آبادیوں کے مسلمانوں نے ایک میموریل هز آنر سر بیکر لفٹننٹ گورنر بنگال کی خدمت میں روانه کیا جسکا خلاصه یه تها :

" پورٹ کمشنر کلکته نے چهه هزار بیگه زمین مندرجه صدر موضعوں کي خضرپورڈک کی وسعت کیلیے لي هے جسمیں متعدد مسجدیں اور مسلمانوں کے قبرستان واقع هیں -

میموریل بهیجنے والوں نے معتبر علماء اسلام سے فتوی طلب کیا اور قانون اسلامي کی کتابیں بهي دیکهیں - وه پوري قوت اور اطمینان سے ظاهر کرتے هیں که شریعت اسلامي کے مطابق مسجدوں اور قبروں کي زمین پر اور کوئي دوسري عمارت نہیں بن سکتی - بعض قبریں اُن بزرگان دین کي بهي هیں' جنکی مسلمان بہت عزت کرتے هیں' اور انکا منهدم کرنا انکے جذبات کیلیے بہت درد انگیز هوگا -

هم چند قریبي مثالیں اسي شهر کي پیش کرتے هیں - کلکته مڈیکل کالج کے احاطے کے اندر ایک مسجد آگئي تهي لیکن اسے بجنسه چهوڑ دیا گیا' اور وه خارج احاطه کے اندر هونے کے آباد و قائم موجود هے - اسي طرح سیالده میں بهی اسکي نظیر دیکهلي جاسکتي هے -

هم نہایت عاجزي اور ادب سے درخواست کرتے هیں که حضور اس درخواست پر توجـه فرمائیں اور مسجـدوں اور قبـرستانوں کو محفوظ کردیں "

### ( جـــواب )

٢٦ - اپریل سنه ١٩١٠ کو گورنمنٹ بنگال کے سکریٹري نے اسکا جو جواب دیا وه نہایت غور و فکر کے ساتهه مطالعه کرنے کی چیز هے -

سخت تھے :

تسیم صبح جو چھوجائے ' رنگ ہو میلا ! !

یہ ایک واقعی بات تھی جو ایڈریس میں کہی گئی ' لیکن اگر آپ چاہتے تو دوسری سچائیوں کو صدمہ پہنچائے بغیر بھی اسے پیش کرسکتے تھے - یہ کہنا کہ مسلمانوں کی پچھلی بے چینی کا سبب اصلی صرف باہر کے اسلامی مصائب تھے ' محض غلط ہے ' اور اتنا غلط کہ دروغ مصلحت آمیز بھی نہیں ہے - مسلمان اسقدر احمق اور عقل باختہ نہ تھے کہ اٹلی اور ریاست ہاے بلقان کا غصہ انگلستان پر نکالتے - ایسا کہنا خود اپنی زبان سے اپنے پاگل ہونے کا اقرار کرنا ہے - انکی بے چینی باہر کے مصائب سے بھی تھی ' اور اندرونی مصیبتوں سے بھی - وہ سر ایڈورڈ گرے کو اٹلی اور بلقان کے دعوے میں شریک پاتے تھے ' اور مسٹر ایسکوئتھ ایک صلیبی مجاهد کی طرح اس جنگ کو اسلام اور مسیحیت کے رنگ میں ظاہر کرکے خوشیاں مناتے تھے - پہلے خود کہا کہ یہ جنگ جغرافیۂ سیاسی نہیں بدل سکتی - پھر خود ہی " ثمرات فتح " چن چن کر بلغاریا کے صلیبی دامن میں پھینکنے لگے - یہ سچ ہے کہ مسیح خود اپنی جان کی طرح انکی بھی مدد نہ کرسکا ' اور بد بخت بلغاریا کے دامن میں فتح کا ایک دانہ بھی نہ آیا - تاہم انہوں نے تو اس چیز کے لیے کوشش کی جسے وہ نہ پاسکے ' اور حق کے مقابلے میں کفر کی یہی علامت ہے - فهموا بما لم ینالو - و کان عاقبة امرها خسرا !

اس سے بھی بڑھکر یہ کہ کانپور کا واقعۂ خونین پیش آیا - ایک ایسی ظالمانہ خونریزی کی گئی جس کا سرخ دھبہ کبھی بھی دامن حکومت سے محو نہیں ہوسکتا - پھر کیا کانپور کی مسجد اور پیروان اسلام کی خونچکاں لاشوں کا نظارہ بھی صرف " باہر ہی کے مصائب اسلامی " میں داخل ہے ؟ اور اسکے لیے جسقدر بے چینی مسلمانوں میں پیدا ہوئی ' کیا وہ بھی ترکوں ہی کی همدردی کی وجہ سے تھی ؟ فویل لهم مما کتبت ایدیهم و ویل لهم مما یکسبون !

| | |
|---|---|
| ولا تلبسو الحق بالباطل | حق کو باطل کے ساتھہ مشتبہ نہ کرو |
| و تکتمو الحق و انتم | اور حق کو نہ چھپاؤ حالانکہ تم سب |
| تعلمون ( ۲ : ۴۰ ) | اسے جانتے ہو ! |

ایڈریس کے جواب میں ہز اکسلنسی نے مرحوم سر سید احمد کی پالیسی کا بھی ذکر کیا ہے ' اور ہم خوش ہیں کہ ہندوستان کے ایک بہت بڑے آدمی کا انہوں نے عمدہ تخاطب کے ساتھہ ذکر کیا - لیکن اگر اس سے انکا مقصود مرحوم کی پولیٹکل پالیسی ہے تو افسوس کے ساتھہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارا ایک دل ربا سے ایک ایسی بات کی امید رکھنا ہے جسکے رکھنے کا وقت گذر گیا - مسلمانوں کی اس سے پہلے کوئی بھی پولیٹکل پالیسی نہ تھی ' اور اگر تھی بھی تو الحمد للہ کہ مسیحی ہے ' [illegible] اب دوبارہ دنیا میں نہ آئیگی :

نکل گئی ہے وہ [illegible]

جواب کا خاتمہ ان لفظوں پر ہو :

" مجھے پوری امید ہے کہ خدا کی وحدانیت اور حکمراں کی وفاداری کی بابت آپکے پاک اور خالص مذهب کا جو عقیدہ ہے وہ همیشہ ایک شعلے کے مانند روشن رهیگا "

ہم مسلمان ہیں اور تیرہ سو برس سے صرف اسلیے ہیں کہ خدا کی وحدانیت کا وعظ کریں اور ہر طرح کی باطل پرستیوں کو جو اس راہ میں مانع ہوں ' اپنی خدا پرستانہ طاقت سے مٹادیں ' پس اپنے نیک دل اور انصاف دوست حاکم کی زبانی عقیدۂ توحید کے ایسے سچے اعتراف کو سنکر ہمیں جسقدر بھی فخر و مسرت و خوشی ہو وہ کم ہے - ہم ان قیمتی جملوں کی اپنے دل میں پوری محبت و وقعت محسوس کرتے ہیں -

تاہم ایک غلط فہمی جو اسکے ساتھہ ملگئی ہے ' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہز ایکسلنسی کو اسلام کے بنیادی عقائد کی صحیح خبر نہیں دی گئی - انہوں نے عقیدۂ توحید کے ساتھہ " حکمراں کی وفاداری " کابھی اس طرح ذکر کیا ہے ' گویا یہ بھی مثل عقیدۂ توحید کے اسلام کا کوئی اساسی اعتقاد ہے - حالانکہ یہ صحیح نہیں اور بہت جلد اسکی غلطی انہیں محسوس فرما لینی چاہیے - اسلام کا اصل اصول صرف عقیدۂ توحید ہے - اسکے بعد اعتقاد رسالت و قرآن ' اور بعض ضروری اعمال و عبادات - " حکمراں کی وفاداری " اُن میں داخل نہیں ہے اور نہ تو قرآن میں بتلائی گئی ہے اور نہ احادیث میں اسے مسلمانوں کا بنیادی اعتقاد قرار دیا ہے - البتہ بعض جاہل اور خبیث روحیں کبھی کبھی کسی کو خوش کرنے کیلیے کہدیا کرتی ہیں کہ اسلام کا بنیادی اصول " وفاداری " ہے ' مگر : کبرت کلمة تخرج من افواههم ان یقولون الا کذبا -

بیشک " وفاداری " ہی وہ چٹان ہے جسپر اسلام کی عمارت قائم کی گئی ہے ' مگر خداے واحد کی وفاداری ' نہ کہ کسی اور کی - البتہ مسلمانوں کو امن پرستی ' اور حق کے تحفظ کے ساتھہ اطاعت کیشی کا حکم مثل اور صدہا جزئی اور عام اخلاقی احکام کے دیا گیا ہے ' مگر نہ تو یہ کوئی اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اور نہ عقیدۂ توحید کی حرمت اسکو گوارا کرسکتی ہے کہ خدا کی وفاداری کے ساتھہ اسکے بندوں کی وفاداری کا ذکر کیا جاے :

صنمے در دل ما باوفہ راہ * نحن لا نعبد الا ایاہ

بہر حال اب ان باتوں کا کون موقع ہے ؟ سوال و جواب ' سنو و شکایت ' اور عرض و قبول تو ہوچکا - اب بہت سے لوگ منتظر ہیں کہ دست شوق کیلیے اسکے بعد بھی کوئی مرحلہ باقی ہے یا نہیں ؟ کیا پوری رات صرف اسی میں بسر ہوجالیگی ؟

بوسۂ لب تو دیا ' کیا کہنا
کہیے ' کچھہ بڑھکے بھی همت ہوگی ؟

بیچارے غالب کی بھی ایک رات اسی طرح سوال و جواب میں ضائع جا رہی تھی - بالاخر غریب سے صبر نہوسکا اور چیخ اٹھا :

گذشتم ازگلہ ' در وصل عرضتم بادا
زبان کوتہ و دست دراز می خواهم !

اچھا - گاہ گاہ یہ بھی ہوتا رہے - جو جانا چاہتے ہیں ' آپ انہیں کیوں روکیں ؟ اعتراف وفاداری میں حرج ہی کیا ہے ' اور مقصود اپنے اعتراف سے کہیں زیادہ انکا اقرار تازہ تھا - یہ بھی ہوتے چلیے فرصت ہولی - ہر گروہ کو اپنا اپنا کام کرنے دینا چاہیے

در خور عشق حقیقی ہیں یہ اہل تقوی
ہم سے لوگوں کیلیے عشق بتاں اچھا ہے

البتہ ڈیپوٹیشن گیا اور واپس آیا - اب خدا را اسکی تبریک و تهنیت کو بھی اسی طرح جلد ختم کردیجیے - بے فائدہ اس سے طبیعت کو خلجان ہوتا ہے - نہیں معلوم کیوں ' مگر جی چاهتا ہے کہ صرف شعر ہی پڑھتا رہوں :

بالتفات نگارم چہ جاے تهنیت ست ؟
دعا کنید کہ نوعے ز امتحاں نبود

و تلك الدار الاخرة نجعلها للذین لا یریدون فی الارض علوا و فسادا - و العاقبة للمتقین !

# الهلال

۴ جمادی الاول ۱۳۳۲ هجریه

## مدارس اسلامیه ۱

### نـــدوة العلمــا

مـــاضي و حـــال

( ۸ )

" ان ارید الا الاصلاح ما استطعت "

( استبداد و افساد کار کا نتیجه )

ان تغیرات مفسده و بدعات منکرهٔ سئیه کا نتیجه یه نکلا که ندوة العلما سے روح عمل و اصلاح بالکل مفقود هوگئی ' اور جیسا که یه مفسدین مضلین چاهتے تھے ' وه محض چند آدمیوں کا ایک خانه ساز کھلونا بنکر رهگیا - پبلک اسکے نام کو عزت کے کانوں سے سنتی تھی ' لوگ اسکے مقاصد کو یاد کر کے اس سے حسن ظن رکھتے تھے ' ارباب فکر و صلاح سمجھتے تھے که وه اصلاح دیني کا تمام عـالم اسلامی میں ایک هی عملي کام ہے - حتی که قسطنطنیه کی مشیخت اسلامیه اسکے حالات تحقیق کرتي تھي ' اور رسید رشید رضا اپنے تمام مقاصد اصلاح کیلیے اسکو ایک اسوهٔ حسنه بتلا تا تھا ' لیکن جبکه یه سب کچھه سمجھا جاتا تھا اور کہا جاتا تھا ' تو عین اسي وقت خود ندوه کے ارباب حل و عقد کا یه حـال تھا که اصلاح کے نام پر تبرا بھیجتے تھے ' اور انکے نفوس مفسده سے بڑهکر دنیا میں کوئي گروه اصلاح و دعوة کے عمل صالح اور اقدام صحیح کا الدالخصام دشمن نه تھا ! فسبحان الذي هو اسعد و اشقي !

قبله گم شد ' محتسب میخانه را آباد کن !

متضاد صورتوں اور متخالف حقیقتوں کا شاید هی کوئي ایسا تمسخر انگیز اجتماع هوگا جیسا که بدبخت ندوة العلما تھا ! تھوڑي دیر کیلیے اس منظر کا تصور کرو ! ایک طرف تو ندوه کی ظاهری مصلحانه صورت تھي ' جسکي زبان پر هر دم اصلاح اور عمل کا ورد جاري تھا - اسکي صدائیں قسطنطنیه تک پہنچتي تھیں ' اور قاهره کے اندر اسکي تقلید میں ایک نئي بنیاد ڈالي جا رهي تھي - اسکے جلسے هوتے تھے اور اسکے سب سے بڑے کام یعنے دار العلوم کا سدیدي مسئلهٔ اصلاح تعلیم اور اجتماع نتائج قدیم و جدید پر تقریر هوتي تھي - لوگ سنتے تھے اور آمال اصلاح و قرب حصول نتائج کے تصور سے خوش هوتے تھے - اسکے بعد بعض ان فارغ التحصیل طلبا کی صورتیں نہیں جو دار العلوم کے اولین دور کے نتائج قائم هیں ' اور جو اپنی ممتاز خصوصیات کے اندر لوگونکے لیے ایک دعوت جالب اور پیغام جاذب هے -

لیکن دوسري طرف حب ظواهر و صور کا پرده اٹھتا تھا اور خود ندوه کا باطن سامنے آتا تھا ' تو اسکی جماعت حل و عقد اپنے تمام آلات مفسده اور استبداد باطله کے ساتھه جلوه فروش هوتی تھی - اور ان تمام آرائشوں و صداقتوں و تقدس کا هر مجاهد مقر کرتا تھا که اسکي سقف غراء جہل کے " اصلاح و عمل " کي کسی نه کسي ایک هستي کو عین اسکی پیدایش کے وقت ضرور هي خاک و خون میں تڑپاتا ہے !!

آفتے بود ایں شکار افگن کز بن صحرا گذشت !

ایسا هونا ناگزیر تھا کیونکه جماعه مفسدین نے انہی مقاصد کیلیے ندوه میں جماعت اور جمہور کی شرکت کا موقعه نکالدیا ' اور اسکي مجلس انتظامیه کو اس حد محتارانه اسلوب پر ڈالدیا ' جسکے بعد سوا چند خاص مذاق اور عقیدے کے لوگوں کے اور کوئي گروه اسمیں شریک هی نہیں هوسکتا تھا - اب جو کچھه تھا ' وه انهي لوگوں کے هاتھه میں تھا - ارباب فکر و اصلاح ابتدا هي سے قلیل و مغلوب تھے ' اور نئي شرکت کی راهیں بالکل بند کردي گئي تھیں -

یه جب هی هوتا جب جلسهٔ عـام میں انتخـاب هوتا اور مسلمانوں کی راے عام کو اسمیں دخل دیا جاتا ' لیکن اسکي قید اڑا دي گئي تھي ' اور " جلسهٔ خاص " کے نام سے ایک امري تخت گاه دمشق بنا لیا گیا تھا ' جو جو کچھه چاهتا تھا چشم زدن میں کرلے سکتا تھا -

پس ضرور تھا که صرف چند آدمیوں کي اکثریت قابض هوجاے ' اور وه جو کچھه چاهے پاس کرالے ' یا اصـلاح اور عمل کے جس کام کو روکنا چاهے روکدے - جب " قواعد " اور " قانون " کو اسطرح چند لوگوں نے شکست دیدي تھي ' تو اب قانون خود انکا دماغ تھا ' اور قاعده کے معنی ایک چیز کے تھے جو ایسے موقعوں کیلیے بنا لیا جاتا تھا -

سب سے بڑي نا جائز طاقت جو اس " حزب الافساد " کے هاتھه آگئی ' وه یه تھي که " جلسه انتظامیه " کے ممبروں کے انتخاب اور شرکت کے مسئله پر قابض هوگئے ' اور اس طرح کارداں ' روشن خیال ' اور اصلاح طلب لوگوں کی شرکت کا دروازه بند کردیا گیا -

( ارکان مجلس انتظامیه )

مجلس انتظامیه کے ارکان میں بلا شبه متعدد اشخاص اصلاح کو پسند کرنے والے اور استبداد و مطلق العناني کے مخالف تھے اور هیں - میں سمجھتا هوں که پنجـاب کے اکثر ممبروں کا یہي حال ہے - خود مقامي ممبروں میں بھی بعض اشخاص مستبدین و مفسدین کي کار روائیوں کے همیشه مخالف رهے ' اور اس طرح ممکن تھا که آهسته آهسته خود اندر هي سے اصلاح کا سامان پیدا هوجاتا - لیکن چند اسباب ایسے پیدا هوگئے جنکي وجه سے " حزب الافساد " همیشه نشو و نما پاتا رها -

سب سے اول تو میں افسوس کے ساتھه اسکا سبب مولانا شبلي کی کمزوري خیال کرونگا ' کیونکه وهي ایک شخص تھے جو سب سے زیاده ان کاموں کا درد رکھتے تھے ' اور ضرور تھا که وهی سب سے زیاده کمزوري اور عدم استعمال وسائل کار کے جوابده بھي هوں - انھوں نے نه تو کبھی اپنی پوري قوت کا استعمال کیا ' اور نه وه وسائل اختیار کیے جنسے ندوه کی مجلس انتظامی کے اندر هي ایک قوي حزب الاصلاح پیدا هوجاتی - جو لوگ عمده خیالات رکھتے تھے نه تو اسے

درخواست یہ تھی کہ شریعت اسلامیہ کا لحاظ رکھا جاے جیسا کہ متعدد مقامات پر کیا گیا ہے - اسکے جواب میں ارشاد ہوتا ہے :

" آپکے میموریل کے جواب میں یہ کہنے کی مجھے ہدایت ہوئی ہے کہ اُن افسروں نے جو زمین کے متعلق کام کر رہے ہیں' پورٹ کمشنر کی رائے سے اس بارے میں پوری طرح تشفی کرلی ہے' اور وہ اُن آدمیوں سے بھی گفتگو کرچکے ہیں جو اُن مسجدوں کے متولی ہیں - گورنمنٹ یقین کرتی ہے کہ آیندہ کچھ مشکلات نہیں ہیں اور اگر اسپر بھی کوئی بات ہوئی تو مقامی کلکٹر درست کرلے گا "

( گورنمنٹ کی پالیسی )

اس خط کے پڑھنے کے بعد بھی کیا کسی کو اس بات کے باور کرنے میں شک باقی رہیگا کہ وقت سے پہلے خطرہ اور مشکلات کی اطلاع اعلی حاکموں کیلیے محض بے سود ہوتی ہے' تاوقتیکہ وہ خطرہ' کانپور کے سے حالات کے ساتھہ سر پر نہ آجاے ؟

جو بے پروائی اور غفلت اس جواب سے مترشح ہوتی ہے' وہی بنیاد ہے ان مسائل کی ساری مصیبتوں کی' اور اگر ایسی ہی غفلتیں اور لاپروائیاں قائم رہیں تو ہمیں ہر مہینے کانپور کے سے واقعات کا منتظر رہنا چاہیے -

( حادثہ کی سرکاری رپورٹ )

گذشتہ ۲۳ فروری کو جب رات کی جرائم پوش تاریکی میں چھپ کر پورٹ کمشنر کے آدمی پہنچے اور مسجد کو منہدم کرنا شروع کیا' تو اسکے بعد مسلمانوں نے ایک باقاعدہ درخواست حادثے کے متعلق مقامی مجسٹریٹ مسٹر ڈنلاپ کو دی' جو ایک نہایت دانشمند اور انصاف درست حاکم ہیں' اور جنکی بر وقت مداخلت اور ہمدردانہ رویہ نے تمام مسلمانوں کے دلوں میں انہیں محبوب بنا دیا ہے -

انہوں نے اس حادثہ کے متعلق فوراً ایک سرکاری رپورٹ گورنمنٹ میں بھیج دی - رپورٹ کی مستند نقل ہم نے حاصل کرلی ہے اور وہ حسب ذیل ہے :

" ۲۳ ماہ گذشتہ کو ایک درخواست مجھے ملی' جس پر مسلمانان مواضع لشکرپور وغیرہ کے دستخط تھے - اسمیں لکھا تھا کہ پورٹ کمشنر کے قلی مسجدوں کو منہدم کر رہے تھے اور قبروں کو اکھاڑ رہے تھے جس سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات نہایت درجہ زخمی ہیں' اور وہ باقاعدہ داد خواہی چاہتے ہیں -

میں نے صدر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کو موقع واردات پر متعین کیا - وہ فوراً وہاں گیا اور چند انسانی ہڈیوں پر اور ہڈیوں کے ٹکڑے جو ایک قبر کو کھود کر نکالے گئے تھے' اُس نے منتشر پاے' اور قلیوں کو دیکھا کہ زمین کھود رہے ہیں - اُسکا یہ بھی بیان ہے کہ چند مسلمان جو اُس وقت موجود تھے' اُن میں کچھہ ایسا جوش نہ تھا' تاہم بہت زیادہ ممکن ہے کہ اطراف کے مسلمان کسی وقت جوش میں آجائیں' اور ایسا ہوا تو امن میں سخت خلل پڑیگا -

آپ اس واقعہ کو پورٹ کمشنر کے سامنے پیش کریں تاکہ وہ مسجدوں اور قبروں کو ہاتھہ نہ لگائیں اور بجنسہ چھوڑ دیں - میں ممنون ہونگا اگر آپ جلد جواب دیں اور بتلائیں کہ پورٹ کمشنر نے اس بارے میں کیا راے قائم کی ہے ؟ "

( دستخط ) جے - سی - ڈنلوپ - مجسٹریٹ

## مسئلۂ بقاؤ اصلاح ندوہ

### کلکتہ میں جلسہ

نہایت مختصر لفظوں میں تین باتیں کہنی ہیں کیونکہ ڈیپوٹیشن کے افسانے نے جگہ لیلی ہے اور اشاعۂ آئندہ میں " مدارس اسلامیہ " کے علاوہ بھی ایک مفصل تحریر نکلنے والی ہے -

( ۱ ) ۲۶ کو ارکان دارالعلوم نے اسٹرائک کا فیصلہ کرنے کیلیے انتظامی ارکان کو بلایا تھا - اسکی تفصیلی روئداد ابتک معلوم نہیں ہوئی - البتہ اسقدر معلوم ہوا کہ وہی فیصلہ ہوا جسکی توقع تھی - یعنے چند آدمی اکھٹے ہوے اور کہدیا کہ شکایات کوئی نہیں سنتا - طلبا چپ چاپ داخل ہوجائیں ورنہ سب کے نام کاٹ دیے جائیں -

جلسۂ انتظامیہ کی حقیقت آپ " مدارس اسلامیہ " کے سلسلہ میں پڑھیے - میں بحالت موجودہ اسے کوئی چیز نہیں سمجھتا - تاہم عقل تو ہر مغز میں ہونا چاہیے' اور جہل و ناعاقبت اندیشی کی بھی ایک حد ہوتی ہے - بہتر تھا کہ یہ لوگ سمجھہ سے کام لیتے - ایسا فیصلہ کرکے انہوں نے سچ مچ دارالعلوم کو غارت کردیا - اس سے کیا فائدہ کہ [illegible] طالب علم اپنے گھروں کو چلے جائیں اور مدرسے میں خاک اوڑنے لگے ؟

( ۲ ) [illegible] ندوہ [illegible] متعلق صرف اصول و قواعد کی بحث کر رہا ہوں' [illegible] ایک شخص کے متعلق لکھنا پڑیگا - [illegible] یہ مبحث لیے بہت ہی مکروہ کام ہے اور [illegible] وقت کی [illegible] بہت ہی [illegible] قسم کی بربادی [illegible]

( ۳ ) کلکتہ میں ندوۃ العلماء کے معاملات کے متعلق [illegible] کو ایک جلسہ زیر صدارت [illegible] منعقد ہوا [illegible] سر سلیم خاں بالقابہ ( ڈھاکہ ) کا تار پڑھکر سنایا' جسمیں انہوں نے جلسے کے اغراض سے پوری ہمدردی اور اتفاق ظاہر کیا تھا - اسکے بعد حسب ذیل دو تجویزیں منظور کی گئیں :

( الف ) یہ جلسہ انجمن " اصلاح ندوہ " لکھنو کی ان کوششوں کا شکریہ ادا کرتا ہے اور اُس سے درخواست کرتا ہے کہ بہت جلد تمام صوبوں کی باقاعدہ اسلامی انجمنوں سے نیابتی اصول پر ناموں کو طلب کرکے ایک ہیئۃ تفتیش ( کمیشن ) مقرر کرے - تاکہ وہ تمام معاملات ندوہ کی باقاعدہ تحقیقات کرے -

معرک — جناب مولانا نجم الدین احمد صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر و آنریری مجسٹریٹ کلکتہ -

موید — اے - احمد اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا -

( ب ) یہ جلسہ منتظمین و ارکان دارالعلوم سے درخواست کرتا ہے کہ وہ خدا را مسلمانوں کے ایک عظیم الشان دینی مدرسہ کو موجودہ مشکلات سے نکالنے کیلیے دانشمندی اور عاقبت بینی سے کام لیں اور اپنی بزرگانہ حیثیت کو ملحوظ رکھتے ہوے محمد حسین طالب العلم کی درخواست معافی کو ( جو وہ بارہا پیش کرچکا ہے ) منظور کرلیں - ساتھہ ہی یہ جلسہ طلباے دارالعلوم سے بھی امید رکھتا ہے کہ اس صورت میں وہ ایثار اور بے نفسی سے کام لیں گے اور مجوزہ کمیشن پر اعتماد کرکے اسٹرائک ختم کردینگے -

معرک — ڈاکٹر عبد اللہ سہروردی ایم - اے - بیرسٹر اٹ لا -

موید — مولانا ہدایت حسین صاحب پروفیسر عربی پریسیڈنسی کالج کلکتہ -

آخر میں قرار پایا کہ صدر مجلس اس بارے میں ارکان دارالعلوم اور طلبا سے مراسلات کریں -

# مولــود فســاد کا کامل بلــوغ

نئے عہدہ‌داروں کا انتخاب

## مزعومه ومفروضـه نظامت ندوة العلماء

ناجواں مرداں و ہم کردہ بودند انجمن
رود در هنگامـهٔ بطلاں فتـور انداخیم

بالاخر وہ تخم فساد جسکو انسان کے سب سے بڑے قدیمی دشمن نے ندوہ کی بنیاد کی سطح پر بویا تھا ' بڑھتے بڑھتے برگ و بار لایا اور اسکی سب سے بڑی اونچی ٹہنی کا پہلا پہل ' نئے عہدہ داروں کا خود مختارانہ تقرر تھا : انا للہ و انا الیــہ راجعون

اب ابلیس افساد کی امیدیں پوری ہوگئیں جس نے پہلے ہی دن حلف اٹھا کر کہا تھا : فبعزتک لاغوینہم اجمعین - الا عبادک المخلصین

( مسئـلۂ نظامت نـــدوہ )

ندوۃ العلما جب قائم ہوا تو مولوی محمد علی صاحب اسکے ناظم تھے - وہ مستعفی ہوگئے اور ندوہ کا دور فلاکت و معتوبی شروع ہوا - وقت کسی نہ کسی طرح کاٹنے کیلیے مولوی مسیح الزمان مرحوم کے سر نظامت ڈالی گئی کہ حیثیت دنیوی بھی رکھتے تھے - اسکے بعد جب وہ بھی مستعفی ہوگئے تو ماہ صفر سنـہ ۱۳۲۳ ھجری کے جلسۂ انتظامیہ نے یہ طے کیا کہ آیندہ کیلیے بجاے ناظم کی تلاش کے تین مختلف صیغوں کے علحدہ علحدہ سکریٹری مقرر ہوجائیں اور اپنے کاموں کو جاری کریں -

فی الحقیقت یہ ایک نہایت عمدہ تقسیم عمل تھی' اور مسئلۂ نظامت کی تمام مشکلات کا اس سے خاتمہ ہوجاتا تھا -

میں نے یہاں "مشکلات" کا لفظ لکھا - شاید بہت سے لوگ اسے نہ سمجھیں اور معترض ہوں کہ اسمیں مشکــلات کیا تھیں ؟ علی گڈہ کالج کو سکریٹری ملجاتا ہے - حمایت اسـلام لاهور کیلیے سکریٹری شپ کوئی مصیبت نہیں - مسلم لیگ کیلیے سکریٹری مل ہی گئے - اسی طرح ندوۃ العلما کیلیے بھی ایک سکریٹری منتخب کرلیا جاتا -

لیکن افسوس ہے کہ ایسے اصحاب اپنی بد بختیوں کو نظر انداز کردینگے اگر ایسا سمجھیں گے - ندوۃ العلما کیلیے فی الحقیقـت سکریٹری شپ کا مسئلہ لا ینحل نہ تھا گو بہت ہی اہم اور عظیم النتائج تھا ' لیکن جن افسوس ناک حــالات سے ہم گھرے ہوے ہیں ' انہوں نے اسے مشکــل سے مشکل تر بنا دیا - غریب ندوہ بد قسمتی سے ندوۃ العلما ہے' یعنی علما کی مجلس ہے - پس اسکے سکریٹری کو فرقۂ علما میں سے ہونا چاہیے -

حضرات علماء میں سے جو لوگ ندوہ کے ساتھہ موجود تھے ان میں کوئی بھی نہ تھا جو علم و فضل اور وقعت و عزت کے ساتھہ ندوہ کے مقــاصد کا بھی اندازہ داں ہوتا ' اور ساتھہ ہی قوۃ نظــم و ادارہ بھی رکھتا ہوتا - پھر جـو لوگ موجود تھے' ان میں سے متعدد اشخاص با وجود کمال نا اہلی و ہیچ کاری ' اس " سقیفۂ بنی ساعدہ " کے مدعی خلافت تھے ' اور صرف اتنا ہی نہیں کہ " منا امیر و منکم امیر" پر اکتفا کرلیں ' بلکہ ان میں کا ہر فرد بیعت لینے کیلیے اپنا ہاتھہ ہر دم بڑھاے ہوے تھا - ایسی حالت میں محال تھا کہ ندوہ کی زندگی کے تحفظ کے ساتھہ اسکی نظامت کا مسئلہ بھی طے ہوجاتا - اسمیں شک نہیں کہ یہ بڑی ہی رنج کی بات ہے' مگر حقیقت ہے اور اسکا اظہار ناگزیر - اگر ایسا نہوتا تو یہ حالت بھی نہوتی جسکے ماتم کیلیے ہم سب جمع ہوے ہیں - حیران ہوں کہ مرحوم طالب آملی نے ندوۃ العلما کے متعلق کیونکر سو برس پہلے پیشین گوئی کردی حالانکہ وہ کہتا ہے :

خانـۂ شرع خــرابست کہ ارباب صــلاح
در عمارت گــری گنبــد دستــار خــوند !

اس بنا پر اس مشکل کا بہترین حل یہی تھا جو کیا گیا کہ سرے سے اسکی ضرورت ہی باقی نہ رہی - تین کام جنسے ندوہ عبارت ہے ' الگ الگ اپنی اپنی معتمدیوں میں چلنے لگے -

چنانچہ جب کبھی جلسۂ انتظامیہ کے اجلاس ہوے اور یہ مسئلہ چھیڑا گیا تو باوجود بعض مفسدین و اشرار کی مخالفانہ جاں توڑ کوششوں کے ' بالاخر یہی فیصلہ ہوا کہ یہی انتظام قائم رہے -

نومبر ۱۹۰۸ میں جلسۂ انتظامیہ کا ایک کامل جلسہ ہوا جسمیں تمام ممبر شریک تھے - اس جلسے نے رزولیوشن پاس کیا کہ " تینوں معتمد ابتک جو کام کرتے آے ہیں ہمیں انپر پورا اعتماد ہے "

پھر ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۱۰ کو جلسۂ انتظامیہ نے یہ تجویز پاس کی کہ " اسوقت کوئی شخص موجود نہیں جو ناظم مقرر کیا جا سکے ' پس جب تک کوئی ایسا شخص نہ ملے' اس وقت تک اس مسئلے کو ملتوی کر دینا چاہیے اور جس طرح کام چل رہا ہے اسی طرح چلتا رہے "

ان حوالوں کو جلسہ هاے انتظامیہ کی روئدادوں میں دیکھہ لیا جاسکتا ہے -

اسقدر معلوم کر لینے کے بعد اب بعد کی سرگذشت غور سے سنیے :

( گذشته انتظام میں انقلاب )

۲۰ جولائی سنہ ۱۹۱۳ کو ایک جلسۂ خاص منعقد کیا گیا ' جس میں ۵۱ ممبران ندوہ میں سے صرف گیارہ ممبر موجود تھے -

اس جلسے میں مولوی سید عبد الحی صاحب نے ایک تحریری تجویز پیش کی کہ :

( ۱ ) تینوں معتمدیاں توڑ دی جائیں -

( ۲ ) ایک پیڈ مددگار ناظم قرار دیا جاے -

( ۳ ) صیغۂ تعلیم کے سکریٹری کے فرائض پرنسپل دار العلوم کو تفویض ہوں ' اور صیغۂ مال اور مراسلات براہ راست ناظم کے متعلق ہو جائیں -

( ۴ ) البتہ منشی احتشام علی بدستور صیغۂ تعمیرات کے انچارج رہیں -

چنانچہ فوراً اسکو منظور کیا گیا - اسکے بعد ہی " حسب تجویز بالا طے پایا کہ مولوی خلیل الرحمن سہارنپوری نـدوۃ العلما کے ناظم قرار پائیں " اور وہ قرار پا گئے :

عیشم بکام ست با یار دلخواہ
الحمد للہ ' الحمـد للـہ !!

اسکے بعد ہی مــددگار ناظــم کا بھی تقرر کیا گیا ' اور مولوی عبد الرحیم نامی کوئی بزرگ چالیس روپیہ ماہوار تنخواہ پر بحال کردیے گئے :

بردنـــد و برادرانـــہ قسمت کردنـــد !

چنانچہ اس وقت سے مولوی خلیل الرحمن صاحب کا خیال ہے کہ وہ ندوہ کے ناظم ہیں -

( اصــولـی بحـــث )

نہایت ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیے کہ اگر ایک باہر کا خالی الــذہن شخص بالـکل بے طرفانہ اور محض ایک تیسرے شخص

کبھي انھوں نے مراسلات کیں' نہ خاص مشورہ و صحبت کا سلسلہ قائم کیا' اور نہ ھي باھر سے لوگوں کو اپنے ساتھہ لینے کی کوشش کي - بر خلاف اسکے وہ لوگ پوري سازشیں کرتے رھتے تھے' اور سعي و کوشش کا کوئي دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے تھے -

دوسرے نمبر پر اسکا سبب یہ بھي تھا کہ لوگوں کو کاموں کا ذوق کم' اور ایثار کی عادت ناپید ھے - عموماً جلسۂ انتظامیہ میں باھر کے لوگ کم شریک ھوتے تھے' اور زیادہ تر ایک ھي خیال کے آدمي بلا لیے جاتے تھے - صحیح الخیال ممبروں میں کوئي شخص با ھمت اور کاردان نہ تھا جو اس طرح کے کاموں سے بھی واقف ھو - ایک جماعت ضعیف القلب اور تذبذب مشرب لوگوں کي تھي : لا الی ھا ولاء ولا الی ھا ولاء - وہ عین موقعہ پر مفسدین کا ساتھہ دیدیتی تھي' اور اسطرح کوئي اصلاح نہیں ھوسکتي تھي -

تیسرا سبب یہ بھي تھا کہ مفسدین کے کاموں کو دیکھکر بہت سے لوگ افسردہ ھوگئے اور دوں نے دلچسپي لینا چھوڑ دیا - پس اس طرح اس تخم فساد کی بار آوری کی راہ میں کوئي بھي قوي روک پیدا نہوئي -

( حـزب الافساد کا دوسرا دور )

کاش " حزب الافساد " کي باطل پرستانہ امنگیں اتنے ھي تک پہنچکر ختم ھوجاتیں' مگر جس بیج کیلیے پاني اور دھوپ کے ملنے میں روک نہوگي وہ یقیناً بڑھتا ھي رھیگا - اس جماعت نے دیکھا کہ با ایں ھمہ ابتک انکي حالت ایک مفسد اور سنگ راہ ھستي سے زیادہ نہیں ھے - وہ کاموں میں دقتیں اور الجھاؤ پیدا کردینے میں تو کامیاب ھوجاتے ھیں' پر انکو کامیابي کے ساتھہ نابود نہیں کردیسکتے - کیونکہ مجلس انتظامیہ میں اصلاح طلب اور عمل خواہ عنصر بھي موجود ھے' اور اسکي موجودگي ھر موقعہ پر سامنے آجاتی ھے -

پس اس سریر قوت نے جو انسانوں کو اپنا مرکب بنا کر ھمیشہ دنیا میں حق و صداقت کا مقابلہ کرتی ھے' انکے نفس پر یہ القا کیا کہ اب کوئي نہ کوئي ایسي چال چلني چاھیے جس سے مجلس انتظامیہ میں نہایت کافي اور قطعي الثبوت حدتک " حزب الافساد " کي اکثریت ( مجارٹي ) پیدا ھوجاے' اور پھر بے فکر و مطمئن ھوکر اپنے ارادوں کو پورا کریں -

حسب دستور العمل ندوۃ العلما' مجلس انتظامیہ کے ممبروں کي تعداد ۳۵ رکھی گئي تھي' اور ھمیشہ یہي تعداد قائم رھي تھي - لیکن لکھنؤ میں یکایک ایک جلسہ منعقد کراکے اپني سازش کي تکمیل کے بعد یہ ترمیم پیش کردي' اور خود ھي منظور بھي کرلي " کہ آیندہ سے ممبروںکی تعداد بجاے ۳۵ کے ۵۱ ھو "

حالانکہ یہ ظاھر ھے کہ ایسا کرنا بالکل قانون کے خلاف تھا - نہ تو ممبروں کو ایک لمحے پہلے اسکي خبر دي گئي تھي' اور نہ اسطرح کرنے کا کسي کو حق تھا - اس جلسے میں مولانا شبلي نہ تھے - اور لوگونکي مخالفت کي شنوائي نہ ھوئي' اور ضعفاء و مذبذبین نے خاموشي اختیار کي -

پھر اس پر بھي اکتفا نہ کیا - اسي وقت اپنے ڈھب کے پندرہ نام بھي منتخب کرلیے' اور کسی کو قانون اور قواعد کي اس شرمناک توھین پر شرم نہ آئی - اس طرح انکا جتھا کامل درجے پر قوي اور غالب ھوگیا' اور وہ اس طرح مضبوط ھوگئے کہ جب تک مجلس انتظامیہ کی از سر نو اصلاح نہو' اسکے اندر رھکر انھیں کوئي مغلوب نہیں کرسکتا -

افسوس کہ اسکے بعد بھی مولانا شبلي ھشیار نہوے' اور صاف صاف قوم کو حالت بتلا کر علاج نہ سوچا - حالانکہ اس آخري کارروائي کے بعد اندروني اصلاح کی امیدیں بالکل خواب و خیال ھوگئی تھیں' اور مجلس انتظامیہ بالکل مفسدین کے ھاتھہ چلی گئي تھي -

انکو سمجھنا تھا کہ اب اسکے بعد وہ کیا چیز تھي جسکی بنا پر کوئي امید قائم کي جاے؟ مجلس انتظامیہ میں باھر کے ممبر ھمیشہ آ نہیں سکتے - صرف ندوہ ھي نہیں بلکہ تمام کاموں کا یہي حال ھے کہ زیادہ تر مقامي اور قریب تر مقامات کے لوگ عموماً جلسوں کا کورم ھوتے ھیں - اس بنا پر " حزب الافساد " پیشتر ھی سے پورا قوي تھا' مگر اب تو یہ کیا گیا کہ پندرہ ممبر خاص اس طرح کے چھانٹ کر منتخب کیے گیے جو زیادہ تر مقامي اور ایک ھي حلقہ کي متنوع الاشکال کڑیاں تھیں - باھر کے بھي وھي لوگ تھے جو بالکل انکے ھم خیال اور انکی ایک صدا پر لبیک کہاں دوڑنے والے تھے - پس اسطرح انھوں نے اپنا جتھا اس درجے قوي و غالب بنا لیا کہ اگر مجلس انتظامیہ کا پورا جلسہ ھو' جب بھی انھیں اپنے مقاصد کے ھاتھہ سے جانے کا کچھہ خوف نہیں: یمکرون و یمکر اللہ' واللہ خیر الماکرین -

" حزب الافساد " کی ان کارروائیوں نے ندوہ کو جس طرح قوم کي عین توجہ اور عہد عروج میں تباہ و برباد کیا' اسکا افسانہ بہت طویل ھے' اور اگر اسکے مختلف مالي' انتظامي' تعلیمي صیغوں کي تمام ابتریاں ایک ایک کر کے بیان کی جائیں تو ان میں سے ھر واقعہ کے لیے پوري ایک صحبت چاھیے - میں ان سب کو انشاء اللہ بیان کرونگا کیونکہ عمارت اندر سے کھوکھلي ھے اور باھر کی دیواروں کے بچانے سے اب کوئي فائدہ نہیں - لیکن چونکہ موجودہ سلسلۂ بحث ندوہ کے اصول و قوانین اور کانسٹي ٹیوشن کی ایک اصولي مبحث ھے' اسلیے پہلے اس سلسلے کو آخر تک پہنچا دینا ضروري ھے - اس بربادي کا انتہائي اور آخري منظر نئے عہدہ داروں کے تقرر کا عجیب و غریب تاریخي افسانہ ھے -

---

جربوب میں قبائل سنوسیه کا اجتماع

# غزوه طرابلس اور اسکا مستقبل

## شمالي افریقة کا ,, سرمخفي "

## براعظم افریقه میں اسلام کي بقیه امیدیں

### شیخ سنوسي اور طریقهٔ سنوسیه

### ( ۲ )

محمد بن علي السنوسي عرصے تک جبل بو قبیس کي خانقاه میں مقیم رها - اسکي طبیعت ابتدا سے زاهدانه و راز دارانه واقع هوئی تهی ' اور اب اسکي نشو و نما کا اصلی موقعه آگیا تها - وه اکثر تنها رهتا - صرف هفتے میں ایک بار باهر نکلتا تاکه ارادت مندوں کو اصلاح و تزکیهٔ نفس کیلیے اپني صحبت میں شریک کرے -

اسي اثنا میں اوسکا دماغ بهت سے مهتم بالشان امور پر غور و خوض کرتا رها - اسنے بعض مقاصد کے ظهور و تکمیل کا اراده کیا ' اور یکا یک مکه معظمه سے مصر روانه هوگیا - اسکندریه پهنچ کر ایک خانقاه بنائي اور اسمیں مقیم هوکر دعوت و ارشاد کا سلسله شروع کرنا چاها -

### ( شیخ الاسلام کي مخالفت )

مکهٔ معظمه کے قیام کے زمانے میں گو وه محض ایک گوشه نشیں اور خالص دیني زندگي رکهتا تها ' مگر اسکا اثر اسدرجه بڑهگیا که حج کے ایام میں هزاروں آدمي اسکي زیارت کیلیے جمع هوتے اور ایک نظر دیکهه لینے کي تمنا رکهتے - استبدادي حکومتوں میں کسي شخص کا مرجع خلائق هونا سب سے بڑا جرم هوتا هے - گورنر کو یه بات خوش نه آئي اور اس نے حکام قسطنطنیه کو بهت سي خلاف اطلاعات دیکر شیخ کا مخالف بنادیا - مکهٔ معظمه میں تو اسکا ظهور نهیں هوا مگر اسکندریه پهنچکر شیخ کو خبر ملي که شیخ الاسلام قسطنطنیه سخت مخالف هوگیا هے - تهوڑے هي دنوں کے بعد قسطنطنیه سے شیخ الاسلام کا حکم پهنچا که محمد بن علي السنوسي کی خانقاه میں شریک هونا کسي شخص کیلیے جائز نهیں -

اس فتوے نے عوام و خواص سب کو بهڑکا دیا ' اور شیخ مجبور هوا که فوراً مصر چهوڑ دے - چنانچه وه اسکندریه سے پوشیده قاهره آیا ' اور قاهره سے براه سلوم و درنه شمالي افریقه کي سرزمین میں پهنچا جو همیشه اولو العزم ارادوں کا مامن و ملجا رهي هے -

### ( شمالي افریقه میں آغاز دعوة )

طرابلس الغرب کا ایک بڑا حصه جبل الاخضر کے کنارے واقع هے اور اسکے بعد هي بنغازي کا ساحلی حصه هے - دولة عثمانیه نے اسے برقه کے ضلع میں شامل کردیا هے اور طرابلس کا اطلاق اسکے علاوه دیگر حصص ملک پر کیا جاتا هے - سنه ۱۲۵۵ هجري میں شیخ محمد بن علي جبل الاخضر پهنچا ' اور اس سرزمین کی گمنامی ' علحدگی ' اور قدرتي حفاظت اسے بهت هي پسند آئي - اس نے سب سے پہلے اس حصے میں اپنے افریقي اعمال کي اولین بنیاد ڈالي اور متعدد خانقاهیں بنا کر مقیم هوگیا - وه اطراف کے تمام بادیه نشین قبائل کو جمع کرتا اور اوقات نماز کے علاوه تمام وقت انکی تلقین و هدایت میں صرف کردیتا - یهیں اسنے ایک سید زادي سے نکاح بھی کرلیا ' اور سنه ۱۲۶۱ - اور سنه ۱۲۶۳ میں بالترتیب دو لڑکے پیدا هوے ' جنمیں سے پہلے کا نام " محمد المهدي " رکها اور دوسرے کا " محمد الشریف "

### ( حجاز کا دوسرا سفر )

سات برس تک وه مسلسل یهاں مقیم رها - اسکے بعد جب تحریک پوري طرح قائم هوگئی تو پهر نکلا ' اور حجاز کا دوسرا سفر

کي حیثیت سے اس واقعہ پر یا مثل اسکے کسي دوسرے واقعہ پر نظر ڈالے ' تو اُسکے لیے قدرتي طور پر طریق نظر و بحث کیا ہوگا ؟

فرض کرو کہ یہ کار روائي ندوہ میں نہیں ہوئي بلکہ کسي دوسري باقاعدہ انجمن میں ہوي - ایسي حالت میں اگر ہم اسکے جواز و عدم جواز پر بحث کرنا چاہینگے تو صحیح اسلوب بحث کیا ہے ؟

میں سمجھتا ہوں کہ ہر صاحب فہم اس بارہ میں میرے ساتھہ ہوگا کہ اس کار روائی پر مندرجۂ ذیل طریقوں سے بحث کي جاسکتی ہے - اسکے سوا جانچنے کا اور کوئي محتاط و بے خطر طریقہ ہو نہیں سکتا :

( ۱ ) سب سے پہلے محض بر بناے حقیقت و اصلیت غیر اضافي و مطلق حیثیت سے نظر ڈالني چاہیے ' نہ کہ بر بناے قواعد و قوانین رسمیہ - یعني اس لحاظ سے کہ جو کار روائي کي گئی وہ قطع نظر عام قواعد مجالس و اصول کار کے کیسي ہے اور از روے عقل و نقد حقیقت جائز و مناسب بھي ہے یا نہیں ؟

اس حیثیت سے پہلے مقدم سوال یہ ہوگا کہ ندوۃ العلما ایک عظیم الشان مجلس ہے ' جسکے خاص خاص اساسي و اصولي مقاصد ہیں ' اور ندوہ اسي وقت تک ندوہ ہے جب تک کہ اُن مقاصد کو قائم رکھا جاے - علمي ' تعلیمي ' اصلاحي ' مذهبي ' اور اخلاقي حیثیتوں سے بھی وہ ایک خاص حیثیت رکھتي ہے اور وهي حیثیت اسکی اصلي روح ہے - پھر مختلف شاخوں میں اسکے مختلف کام ہیں جنمیں ایک سب سے بڑا کام دار العلوم اور اسکي خاص طرز کي تعلیم ہے

پس جو شخص اسکا سکریٹري منتخب کیا گیا - آیا اس عہدہ کیلیے واقعي صلاحیت و اہلیت بھي رکھتا ہے یا نہیں ' اور جن جن اوصاف و امور کی قدرتي اور لازمي طور پر اسکے لیے ضرورت ہے ' وہ بھي اسمیں ہیں یا نہیں ؟

( ۲ ) اسکے بعد عام قوانین و قواعد کا سوال سامنے آتا ہے - ندوۃ العلما محض چند آدمیوں کي ایک نا جائز بھیڑ یا چند یاران صحبت کا صحن مکان نہیں ہے جسکے کاموں کیلیے " قاعدہ " اور " قانون " کا لفظ غیر ضروري ہو ' بلکہ مثل تمام باقاعدہ مجالس و مجامع کے وہ بھي ایک مجلس ہے ' اور اس طرح کی مجلسوں کیلیے عام طور پر قوانین و قواعد موجود ہیں - پس مان لیجیے کہ اہلیت و استحقاق کوئی شے نہیں ' اور قابلیت و اوصاف یا مقاصد ندوہ کے تحفظ و بقاء کے خیال کي بھي یہاں کوئی سماعت نہیں ہوني چاہیے ' لیکن تاہم یہ تو ضروري ہے کہ جو شخص بھی سکریٹري منتخب کیا جاے ' قاعدے اور قانون کے مطابق کیا جاے اور استحقاق و اہلیت کی بنا پر نہو تو اقلاً قانون کی بناپر تو ہو ؟ شخصی حکومتوں میں اپنی اغراض شخصیہ سے بسا اوقات لوگ بادشاہوں کو معزول کرکے چھوٹے بچوں کو تخت پر بٹھا دیتے تھے ' اور دنیا جانتي تھي کہ یہ بچہ تخت پر کھیلنے کے سوا اور کسي کام کا نہیں - تاہم اسکی تخت نشیني اسي طرح کرائي جاتي تھي جیسے کسي عاقل و بالغ اور مستحق تاجگزار بادشاہ کی ہوا کرتي ہے - یہ ایک کھیل ہوتا تھا مگر باقاعدہ کھیل تھا اسلیے لوگ گردن جھکا دیتے تھے -

ندوۃ العلما کے تخت نظامت کیلیے بھي ہم نہ صرف استحقاق و صلاحیت سے ' بلکہ درجۂ انسانیت سے بھي قطع نظر کیے لیتے ہیں - آپ ایک بیل کے سر پر نظامت کی پگڑي باندھدیجیے ' اور اسکے گلے میں ایک گھنٹي ڈالدیجیے - وہ سر ہلائیگا اور گھنٹي کي آواز سنکر ہم سب وجد کرینگے کہ ناظم صاحب ندوہ کي ضرورت پر کیا دلکش وعظ فرما رہے ہیں - یہ نہیں تو ایک کاٹھہ کا پتلا بنا کر اسي کو رب الندوہ یقین کیجیے - ہمیں کوئي عذر نہیں - اسی کو مسند نظامت پر بیٹھا دیکھکر روز صبح سلام کر آئیں گے - لیکن خدا را قاعدہ او ر قانون کو تو ہاتھہ سے نہ دیجیے اور جو کچھہ کیجیے اصول اور ضابطہ عمومی کے ماتحت کیجیے - گذشتہ عہد کے ایک حکیم صاحب اپنے مریضوں کو ہلاک بھی کرتے تھے تو قاعدے کے ساتھہ ' آپ ... ندوہ کا بھي قواعد کے ساتھہ چلکر خاتمہ کیجیے -

آدمی چاہیے کرے کچھہ تو ؟

( ۳ ) خیر ان دونوں دفعات بحث کو بھی جانے دیجیے استحقاق و اہلیت ایک مہمل لفظ ہے - ندوہ کے مقاصد اور ... تعلیمي اور دیني کاموں کا بقا کوئی شے نہیں - عام مجالس و مجامع کے قواعد و قوانین کو کوئی نہیں پوچھتا - خود ندوہ کا قدیمي دستور العمل بھي تقویم پارینہ ہے ' اور اُسکي دفعات کو یاد کرنا بھي حماقت :

رسمے کہنہ بود نکہدے تو براقناد !

تاہم خود ندوۃ العلما کا جو دستور العمل اس وقت بھي ہم سب خادم گذاران ندوہ کے ہاتھہ میں موجود ہے ' اور جسپر آجکل ندوہ کے ... عمل رہے ہیں ' آخر وہ بھی ... ہے یا نہیں ؟ جانے ... لیکن خود آپ کے قواعد اپنے ہاتھہ میں رکھے ہیں اس کار روائی کو ہم اسکے مطابق ہونا چاہیے ؟ ... کہ یہی ندوہ کا مالک ہے - ہم مان لیتے ہیں - لیکن آخر کوئی معیار تو اسکے لیے ہو ؟ اور کچھہ نہیں تو صرف ندوہ کے موجودہ اور اپنے قرار دادہ دستور العمل هی کے مطابق اس کار روائی کو جائز معلوم کرکے قدرتي جواز دیں -

* * *

میں نہیں سمجھتا کہ اس کے علاوہ اور بحث و نظر کا کیا پہلو ہوتا ہے ' اس طریقۂ بحث کے اختیار کرنے میں خاتمۂ سخن کي انتہائي سے انتہائي سرحد تک پہنچ گئے ' اور اگر اس سے بھي اور نیچے اُترنے کي فرمائش کی جاے ' تو پھر کسي بحث و نظر کي ضرورت هی کیا ہے ؟ جلسوں کے قائم کرنے اور انتظامي ممبروں کے اجلاس منعقد کرنے کی زحمت کیوں گوارا کي جاے ؟ سب سے بہتر اور آسان بات یہ ہے کہ قدیم زمانوں کے لاوارث تاج و تخت کی طرح باہم ملکر قرار دیدیجیے کہ آج صبح طلوع آفتاب کے بعد سب سے پہلے جو حیوان کوچۂ گنج کلہور سے گذریگا ' ندوہ کی نظامت کا تاج اُسی کے سر پر رکھدیا جائیگا - پھر آگے ندوہ کی قسمت ' جو متحرک صورت آپکو سب سے پہلے بڑھتی ہوئي نظر آے ' اسي کا ہاتھہ پکڑیے اور ندوہ کی نظامت کی پگڑي حوالے کیجیے :

سپردم بتو مایۂ خویش را !

اگر آپ کہیں کہ اصول کی بحث ہے - تمسخر کا کون موقع ہے ؟ تو میں کہونگا کہ تمسخر نہیں بلکہ حقیقت ہے - اگر آپ ایسا نہیں کرتے اور باقاعدہ کاموں کی طرح کار روائي کرتے ہیں تو پھر کسی نہ کسی اصول اور قاعدے کے ماتحت تو ضرور هي رہنا پڑیگا - کوئي نہ کوئي اصول ضرور آپکے ساتھہ ہونا چاہیے - آخر براے خدا جواز و عدم جواز کا کوئی معیار بھي ہے یا نہیں ؟ سب سے پہلے استحقاق اور صلاحیت ہے اور فی الحقیقت یہي اصل شے ہے اور یہي اصول انتخاب حقیقي کا ہے - لیکن اسکو بھي چھوڑ دیے - عام قواعد اور خود ندوہ کا اصلي دستور العمل لیجیے - یہ بھي نہی تو موجودہ دستور العمل هی سہی - اگر یہ آخري طریق بحث بھی آپکے لیے موثر نہیں تو پھر خدا کیلیے باقاعدہ کاموں کا نام لیکر دنیا کو مبتلاے مصیبت نہ کیجیے - یا تو صبح پہلی آنے والي چیز کیلیے وصیت کر دیجیے - یا کسی جسیم و فربہ خرگوش کو مسند نظامت پر لاکر بٹھا دیجیے - اسمیں اور آپکی نام نہاد باقاعدہ کار روائیوں میں کوئی فرق نہ ہوگا - سرکاري انسپکٹــر دارالعلوم کو " خرگوش ... " قرار دے هي چکا ہے -

عثمانی طیارہ چی : فتحی بے

طیارہ چی صادق بے

# شہداء راہ کشف و سیاحت

## نور اللہ مرقدہما

جبکہ یورپ کی سرزمین جانفروشان ملت و فدا کاران کشف و علم کی بستر شہادتگاہ ہے ' اور جبکہ پیروان اسلام اپنی جانفروشی کے اس سبق کو بھلا چکے ہیں ' تو ان جانفروشان سیاحت ' ان شہداے علم ' ان فدا کاران ملت و وطن ' یعنی اولوالعزم فتحی بے و صادق بے کی روحیں سامنے آکر خادم گذاران ملت کو پابوسی سے روکتی ہیں !

اخبارات میں انکی سیاحت اور درد انگیز شہادت کا حال چھپ چکا ہے ' اور الہلال میں مرحوم فتحی بے کی تصویر بلقیس شوکت خانم کے ہوائی جہاز کو چلاتے ہوے آپ دیکھہ چکے ہیں - یہ دونوں جانباز قسطنطنیہ سے روانہ ہوے تاکہ افریقہ تک کا سفر ہوائی جہاز میں سب سے پہلے طے کریں -

بلاد اسلامیہ کی آس ساکن اور افسردہ فضا میں جو فتح یاب جھنڈوں ' اور بلند قامت نیزوں کو دیکھنے کی جگہ اب عرصے سے صرف ناکامی کی آہوں اور مظلوموں کی چیخوں ہی کو سن رہی ہے ' یکایک ہواے عزم و اولوالعزمی کے دو آسمان پیما عقاب طیران علم و اکتشاف کے پروں سے بلند ہوتے ہوے اور اڑتے ہوے نظر آے :

ویصعد حتی یظن الوری
بان لہ حاجۃ فی السماء !

یہ سیاح فضائی مختلف شہروں میں قیام کرتے ہوے بیروت پہنچے اور ہر جگہ انکے استقبال کا عظیم الشان اہتمام کیا گیا - مصر میں خبر پہنچی کہ عنقریب تخت گاہ فراعنہ کی پر اسرار فضا میں بھی نمودار ہونے والے ہیں - اس خبر نے تمام ادبی و اعلی حلقوں میں ایک ہنگامۂ انتظار پیدا کر دیا - پرنس عمر طوسون پاشا کی زیر ریاست ایک کمیٹی قائم ہوئی تاکہ ان اولوالعزم مہمانوں کا استقبال کرے -
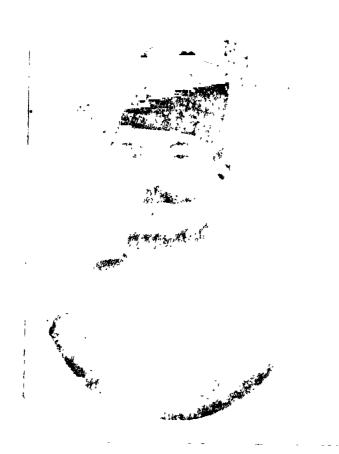
لیکن عین شوق و انتظار کے اس ہجوم میں تار برقیوں نے خبر سنائی کہ بیت المقدس کی طرف اڑتے ہوے مقام سمرا کے قریب ایک خاتمہ کن حادثہ ہوگیا ' اور ۱۵۸ کیلیو میٹر کی بلندی سے دونوں سیاح گرکر شہید ہوگئے ! انا للہ و انا الیہ راجعون !

اس خبر نے تمام بلاد عثمانیہ میں تہلکہ مچا دیا - قسطنطنیہ میں چار ستون انکی یادگار میں نصب ہونگے - مصر کی کمیٹی چندہ جمع کر رہی ہے تاکہ دو ہوائی جہاز دولت عثمانیہ کو نذر کرے - انمیں سے ایک کا نام "فتحی" اور ایک کا "صادق" ہوگا -

یہ ہوائی سیاحت تاریخ طیران انسانی میں ہمیشہ یادگار رہیگی - جرمنی اور فرانس کے بڑے بڑے ماہرین فن طیران کی رائیں شائع ہوئی ہیں جنمیں اس سیاحت کی اولوالعزمی کا اعتراف کیا ہے - ایک جرمن اخبار لکھتا ہے کہ "جسقدر مسافت فتحی بے نے ایک ہی سفر میں طے کی ' آجتک ہم بھی نہ کرسکے - اس نے ۹۸ - کیلو میٹر صرف ۵۳ منٹ میں طے کیا !"

ایک امریکن نامہ نگار لکھتا ہے :

"میں نے ایسی خوفناک پہاڑیوں کے اندر سے آتے نکلتے ہوے دیکھا ' جنکے اندر سے انسان کا ... - وہ جس حیرت انگیز مشاقی سے نیچے ... اسکی نظیر یورپ میں بھی اب تک نہیں دیکھی گئی"

کیا - مکۂ معظمه میں پہنچتے هي " جبل بو قبیس کے گوشه نشین " کي آمد کي خبر تمام حجاز و یمن میں پهیل گئي اور نجد تک سے لوگ اسکي زیارت کیلیے آنے لگے - اس مرتبه بهي وہ اپني اسي خانقاہ میں رهتا تها جو جبل ابو قبیس میں پہلي مرتبه بنا چکا تها ' اور رجوع خلائق و هجوم مسترشدین و مریدین پہلي مرتبه سے بهي دو چند هو گیا تها - اس مرتبه سلوک و تصوف کے ساتهه فقه و حدیث کا درس بهي شروع کردیا - اسکا انداز درس علم طریقوں سے بالکل مختلف تها ' اور اپني جاذبیت و تاثر اور حسن بیان و جمع لطائف کے لحاظ سے حجاز کے تمام بڑے بڑے حلقه هاے درس پر فوقیت رکهتا تها -

اسکي شهرت اس سرعت کے ساتهه تمام عرب میں پهیل گئي که اب اسکا روکنا حکومت کي طاقت سے بهي باهر هو گیا تها - لوگ یمن کے اندروني حصوں اور نجد و حساء کے دور دراز خطوں سے کشاں کشاں شوق و ارادت میں کهینچتے تهے ' اور جبل بو قبیس کي خانقاہ کو اپنا محبوب و مطلوب سمجهتے تهے !!

( یمن میں تاسیس دعوت )

لیکن اسي اثنا میں شیخ کے مرشد احمد بن ادریس نے دیار یمن کا سفر کیا اور شیخ کو بهي اپنے همراہ چلنے کیلیے کها - ایک بهت بڑي جماعت کے ساتهه یه دونوں بزرگ مکۂ معظمه سے روانه هو گئے ' اور کچهه عرصے تک صرف شیخ احمد بن ادریس اور محمد السنوسي تنها یمن کے مختلف شهروں میں پهرتے رهے - اس سفر کا خاتمه شیخ احمد کي وفات پر هوا - شیخ محمد سنوسي نے وهاں خانقاہ بنائي - اسي کے ایک حصے میں اپنے مرشد کو دفن کیا اور پهر مکۂ معظمه کي طرف روانه هو گیا -
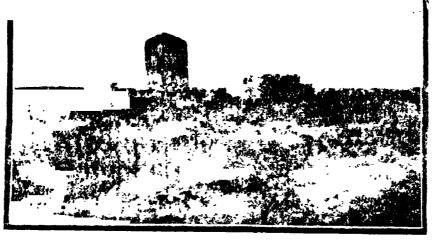
جر بوب میں طریقۂ سنوسیه کا پہلا زاویه

شیخ احمد کا مقبرہ اور خانقاہ اب تک یمن میں موجود هے ' اور هزارها اشخاص دور دور سے اسکي زیارت کیلیے آتے هیں - یمن میں سنوسي طریقه کي اشاعت کا مرکز یهي خانقاہ هوئي -

( ثور حجــاز سنه ۵۷ - ع )

کیسي عجیب بات هے که جس سال هندوستان کا مشهور غدر هوا هے یعنے سنه ۱۸۵۷ - ٹهیک اسي زمانے میں مکۂ معظمه کے اندر بهي ایک بهت بڑا هنگامۂ قتل و خون هوا ' جو " ثور حجاز " کے نام سے مشهور هے - میں نے اسکے عجیب و غریب حالات حضرت والد مرحوم کي زباني سنے هیں: جو اسکے آٹهه سال بعد پہلي بار مکۂ معظمه گئے تهے -

اس غدر کے اسباب مختلف قسم کے تهے اور انکا سرچشمه بهي ایک هي نه تها - یه غدر ترکوں کے خلاف اعراب حجاز نے کیا اور شریف عبد المطلب اسکے سرغنه سمجهے گئے گو اس سید عظیم و جلیل ( نور الله مرقدہ ) نے همیشه اس سے انکار کیا -

یه زمانه سلطان محمود مصلح کا تها جس نے عثماني ممالک میں متعدد نئی اصلاحات سب سے پہلے رائج کیں - ازانجمله یوروپین لباس کا اختیار کرنا ' نئے طریق پر عدالتوں اور دفاتر کا کهولنا ' اور فرانسیسي اصول پر سب سے پہلے فوج نظام مرتب کرني - وغیرہ وغیرہ

ان اصلاحات کا آخري درجه وہ " منشور اصلاح " تها جو سلطان محمود کے دستخط سے تمام ممالک عثمانیه میں شائع کیا گیا ' اور جسمیں لکها تها که ممالک حربیه سے زمانۂ امن میں لونڈي غلاموں کو لانا اور فروخت کرنا شریعۃ اسلامیه کے خلاف هے -

یه فرمان جب مکۂ معظمه پہنچا اور حرم شریف میں پڑهکر سنایا گیا تو تمام عربوں میں سخت ناراضي اور مخالفانه جوش پهیل گیا - ساتهه هي بجلي کي سرعت سے یه خبر تمام اطراف و قبائل حجاز میں پہنچ گئی اور بدوؤں کے گروہ مکه میں پہنچکر چلانے لگے که " سلطان نصراني هو گیا اور نصرانیوں کے حکموں کے آگے جهک گیا "

یه تو ایک سبب ظاهري تها جو اعراب حجاز کي سرکشي کا موجب سمجها جاتا هے - مگر اسکے علاوہ اور بهي بهت سے اسباب تهے جو مدت سے اندر هي اندر جمع هو رهے تهے اور کسي قریبي معرکے کے منتظر تهے - دولۃ عثمانیه کا بیان هے که ان اسباب مخفیه میں ایک سبب اس وقت کے شریف " عبد المطلب " کا ارادۂ خروج تها ' اور دوسرا جبل بو قبیس کي پر " اسرار خانقاہ " کا سر مخفي -

لیکن شریف عبد المطلب نے آخر تک اس سے انکار کیا - وہ اس تحریک کے وقت مکه میں موجود بهي نه تها - طائف میں تها - اسکے بے طرفانه حالات جس قدر معلوم هوے هیں انسے معلوم هوتا هے که ایک مصلح خیال ' اولو العزم ' اور شجاع و جانباز سید تها ' اور جس قدر اثر اور نفوذ اسکي ذات کو تمام قبائل حجاز اور اعراب بادیه میں حاصل تها ' آجتک کسي شریف کو حاصل نهیں هوا ' اور نه هي کوئي شریف اس درجه صاحب علم و فضل اور جامع قابلیت صوري و معنوي مکه میں آیا هے -

بهر حال اس واقعه کي زیادہ تفصیل یهاں غیر ضروري هے - تمام قبائل اعراب مسلح و اطراف مکه میں بهت جلد برهمي پهیل گئي اور بعض ترک افسروں کے بے موقعه سلوک نے آسے اور تیز کردیا - یهاں تک که موسم حج کے قریب هی قتل و غارت کي آگ بهڑکي ' اور بدوؤں نے ترکوں کو قتل کرنا شروع کردیا - ترک گورنر بهاگ گیا ' فوج برباد هو گئی اور تمام مکه پر بدوؤں کا قبضه هو گیا -

بعض اسباب کي وجه سے دولت عثمانیه شریف عبد المطلب سے پہلے هي بر انگیخته تهي مگر اسکے اثر و نفوذ کي وجه سے معزول نهیں کر سکتي تهي - شریف اس وقت طائف میں تها - غدر کے بعد اس نے بالا هي بالا نکل جانے کي کوشش کي ' مگر بدوؤں نے جا کر گهیر لیا اور مجبور کیا که آپ همارے امیر و شریف هیں هم کو چهوڑ کر نهیں جاسکتے - مجبوراً اسے مکه معظمه آنا پڑا -

حج کا موسم شروع هوا تو تمام حجاز میں ترکي حکومت کا نام و نشان نه تها - بدوؤں نے ترک حاجیوں کو اس شرط سے آنے کي اجازت دي که حاکمانه اقتدار کو خیر باد کهکے آئیں ' اور سلطان کا نائب جبل عرفات پر خطبه نه پڑهے جیسا که همیشه پڑها کرتا هے - ایک رقم بطور ٹیکس کے بهي ترکوں کیلیے لگا دي تهي جو ترک حاجیوں کو دیني پڑي -

## ترجمه اردو تفسیر کبیر

قیمت حصه اول ۲ - روپیه - ادارۂ الهلال سے طلب کیجیے

## هــوائي جنــگ

ابهي کل کي بات هے جب هم کهتے تهے که " فــلاں شخص هوا میں لڑتا هے " اسکے معني هر شخص یه سمجهتا تها که وه اپني قوت کو ایک ایسي جد و جهد میں ضائع کرتا هے جو وهمي ' خیالي اور بے بنیاد و لا حاصل هے -

لیکن کیا آج بهي هوا میں لڑنے کے یهي معني هیں ؟

* * *

اسرار و نوامیس فطرت کے انکشاف نے نوع انسان کي تاریخ میں کسقدر حیرت انگیز انقلاب پیدا کردیا هے ! انسان کے هزار ها خیالات جنکي وه کل تک نهایت شغف و شیفتگی کے ساتهه تمنا کرتا تها ' اور انکو اپنے دسترس سے باهر پاکر اپنے تخیل سے مدد لیتا تها ' وهي خیالات واقعیت کے لباس میں آج اسکي روزانه زندگي کے اندر موجود هیں ' اور اسدرجه معمولي اور پیش پا افتاده معلوم هوتے هیں ' گویا ان میں کوئي اعجوبگي و حیرت افزائي نهیں یا وه همیشه سے اسي طرح هوتے آئے هیں !

تبارک الذي بیده الملک وهو علی کل شي قدیر !

مثال کے لیے کهربا یا بخار کي طرف اشاره کافی هے - کیا آج سے چند صدي قبل اسي دور کے بڑے حکیم کے تخیل میں بهي یه آسکتا تها که ایک شخص جس پر نه ملائکۂ آسماني نازل هوتے هوں ' نه جن و عفریت اسکے تابع هوں ' اور نه نجوم و رمل کے حساب و نقوش سے واقف هو' ایسا شخص صرف پانچ منٹ میں ۸ هزار میل کا قطر رکهنے والے کره کے هر گوشے کي خبر معلوم کرسکتا هے ؟

یا یه که باد رفتار گهوڑے جس راه کو هفتوں میں طے کرتے هوں انکو ایک بے روح و رواں آهني جسم بغیر کسي طاقت معجزه نما کے چند گهنٹوں میں قطع کرسکتا هے ؟

هاں اسوقت کے ایک بڑے سے بڑے حکیم کے تخیل میں بهي یه نهیں آسکتا تها ' لیکن اب ٹیلیگراف آفس کے ایک کلرک اور ٹرین کے ایک ڈرایور کي کم قیمت زندگي کا ایک معمولي مشغله هے !

* * *

بیشک ابهي چند سال قبل تک " هوائي جنگ " محض ایک خیالي استعاره تها مگر اب ایک حقیقت هے جو اگر آج واقع نهیں هوئی تو کل ضرور هی هوکر رهیگي -

جسطرح که بخار ( اسٹیم ) کے اکتشاف اور فن جهاز سازي کي تازه اختراعات نے انساني هستي کے لیے موت کا نیا دروازه کهولدیا تها ' اسیطرح هوائي جهازوں کي اختراع نے بهي کشت و خون اور قتل و سفاکي کا ایک نیا دروازه کهولدیا هے جو گذشته تمام دروازوں سے کهیں زیاده هولناک اور مظدع و مهیب هے - یه ایک عالمگیر خیال هے که اگر هوائي جنگ هوئي ( اور ایک نه ایک دن یقیناً هوگي ) تو اسوقت اتني شدید خونریزي هوگي جسکي نظیر انسان کے اس دور زندگی میں بهی نهیں ملسکتی جسکي تاریخ کا هر صفحه میدان جنگ کے خون سے رنگین هے !

سلطنتوں میں عام طور پر دهشت و خوف ' اور سرگرمي و مستعدي کي هوا چل رهي هے - هر سلطنت اپنے انسان پاش اور جهنمی سامان جنگ کے لیے هوائي جهاز اور هوائی جهاز رانوں کے انتظام میں مصروف و منهمک هے -

* * *

هوائي جهاز میں معتدل اور ممزوج هوا کے حاصل کرنے کا آله جو تیارچي ناک سے لگا لیتا ہے

اس استعداد و تیاري میں فرانس کا قدم سب سے آگے هے - اس نے سنه ۱۱ ع میں ۲۴۸۰۰۰ پونڈ ' اور سنه ۱۲ میں ۱۸۰۰۰۰۰ پونڈ آلات پرواز پر صرف کیے - اس سال ۱۷۰۰۰۰۰ صرف کریگی -

فرانس کے بعد جرمنی کا نمبر هے - جرمني اس سال اپنے آلات پرواز پر ۱۸۰۰۰۰۰ پونڈ صرف اپنے خزانے سے اور اسکے علاوه ۳۵۰۰۰۰ - اس چنده سے صرف کریگي جو قوم نے هوائی بیڑے کے لیے دیا هے !

جرمني کے بعد برطانیه کا نمبر هے - اس نے بهي اپنے سالانه بجٹ میں ایک کثیر رقم آلات پرواز کے لیے رکهی هے -

ان حالات کو دیکهتے هوے معلوم هوتا هے که وه وقت دور نهیں جب هوائي جهازوں کا بهي ایک خاص جنگي صیغه هوگا ' اور اس پر کم و بیش اسیقدر صرف هوگا جسقدر که اسوقت جهازوں پر صرف هورها هے -

* * *

اسوقت تک جسقدر هوائي جهازوں کا تجربه هوچکا هے وه پانچ قسموں کے اندر بیان کیے جاسکتے هیں :

( ۱ ) وه جنکے دونوں پهلوؤں کي کمانیاں ( جنکو ضلع یا پسلي کهتے هیں ) سخت هوتي هیں -
( ۲ ) جنکے پهلو میں یه پسلیاں یا کمانیاں نهیں هوتیں -
( ۳ ) ایک درجه والے " ایرو پلین " .
( ۴ ) دوسرے درجے والے " ایرو پلین "

# فهـرست ممبـــران مسلـم وفـــد

جو ۲۵ مارچ کو دهلي میں پیش هوا

( ۱ ) نواب ذو الفقار علي خاں سي' اِس' آئي - مالیر کوٹله - ( ۲ ) ڈاکٹر ناظر الدین حسن بیرسٹر ایٹ لا - لکهنؤ ( ۳ ) آنریبل راجه سر محمد علي محمد خاں بهادر کي - سی - آئی - اے - محمود آباد ( ۴ ) حاجی محمد موسیٰ خاں صاحب دتارلي - ( ۵ ) منشی محمد احتشام علي صاحب لکهنو - ( ۶ ) پرنس غلام محمد صاحب سابق شریف کلکته خاندان میسور - ( ۷ ) آغا سید حسین صاحب شوستري کلکته - ( ۸ ) پرنس افسر الملک اکرم حسین صاحب کلکته - ( ۹ ) پرنس احمد حلیم الزماں خاندان میسور - ( ۱۰ ) حاجی بخش الهي خانصاحب سي - آئي - اي - دهلي - ( ۱۱ ) شفاء الملک حکیم رضي الدین احمد خاں صاحب دهلي - ( ۱۲ ) آنریبل اپتان ملک عمر حیات خاں توانه - سی - آئی - اي - دهلی - ( ۱۳ ) مفتي فدا محمد خاں بیرسٹر ایٹ لا - پشاور ( ۱۴ ) مسٹر مظهر الحق بیرسٹر ایٹ لا بانکي پور - ( ۱۵ ) محمد علي ایڈیٹر ایڈیٹر کامرید و همدرد دهلي ( ۱۶ ) شوکت علي اسکوائر معتمد خدام کعبه دهلي ( ۱۷ ) چودهري غلام حیدر ایڈیٹر " زمیندار " لاهور ( ۱۸ ) ایم - غلام حسین سب ایڈیٹر کامرید ( ۱۹ ) مولانا عبد الباري صاحب فرنگي محل ( ۲۰ ) سید وزیر حسن بی - اے انریري سکریٹري آل انڈیا مسلم لیگ لکهنو ( ۲۱ ) میجر سید حسن بلگرامي علي گڈه ( ۲۲ ) آنریبل سر ابراهیم رحمت الله بمبئي - ( ۲۳ ) منشي محمد اظهر علیصاحب بي - اے جائنٹ سکرٹري آل انڈیا مسلم لیگ - ( ۲۴ ) ڈاکٹر مختار احمد انصاري - دهلي - ( ۲۵ ) خاں بهادر الله بخش خانصاحب لاهور سابق پولیٹکل اسسٹنٹ - ( ۲۶ ) کپتان نواب احمد نواز خاں سدوزائي ڈیره اسمعیل خاں - ( ۲۷ ) نواب عبد المجید صاحب سي - آئي - اي بیرسٹر ایٹ لا اله آباد - ( ۲۸ ) آنریبل خاں بهادر خواجه یوسف شاه امرتسر - ( ۲۹ ) خاں بهادر شیخ غلام صادق صاحب امرتسر - ( ۳۰ ) سید عبد الرشید بی - اے - ایل - ایل - بي اجمیر ( ۳۱ ) آنریبل مسٹر غلام حسن - بی - اے - ایل - ایل - بي - حیدر آباد سنده صدر انجمن انجمن اسلامیه - ( ۳۲ ) حاجي یوسف حاجي اسمعیل ثعبانی صدر انجمن ' انجمن اسلامیه بمبئي - ( ۳۳ ) مولوي سید ابو العاص صاحب آنریری مجسٹریٹ پٹنه - ( ۳۴ ) خاں بهادر نواب سرفراز حسین صاحب پٹنه - ( ۳۵ ) محمد علي طیب جي قادر بهالي بیرسٹر ایٹ لا صدر انجمن ضیاء الاسلام بمبئي ( ۳۶ ) سیم محمد فایق صاحب بی - اے - ایل - بي - فیض آباد ( ۳۷ ) حافظ محمد عبد العلیم صاحب کانپور - ( ۳۸ ) سید فضل الرحمن صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی - کانپور - ( ۳۹ ) آنریبل خاں بهادر میر اسد علي مدراس - ( ۴۰ ) آنریبل سید قمر الهدی بیرسٹر ایٹ لا بختیار پور - پٹنه - ( ۴۱ ) محمد علي جناح اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا بمبئي ( ۴۲ ) مولوي حبیب الرحمن خاں صاحب شرواني علیگڈه - ( ۴۳ ) صاحبزاده آفتاب احمد خاں اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا علي گڈه (۴۴) شیخ عبد الله اسکوائر بی - اے - ایل - ایل - بی علي گڈه ( ۴۵ ) خاں بهادر مولوي مقبول عالم صاحب وکیل بنارس - ( ۴۶ ) تصدق احمد خاں اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا علیگڈه - ( ۴۷ ) آنریبل مسٹر جي - ایم بهرگری بیرسٹر ایٹ لا سنده - ( ۴۸ ) محمد عبد العزیز اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا پشاور - ( ۴۹ ) شمس العلما مولوي شبلي نعماني - ( ۵۰ ) نواب محمد جعفر علي خانصاحب شیش محل لکهنو - ( ۵۱ ) نواب زاده محمد سید علي خاں بي - اے شیش محل لکهنو - ( ۵۲ ) مولوي غلام محي الدین خاں صاحب وکیل قصور پنجاب ( ۵۳ ) خاں بهادر مولانا ابو العیر صاحب شمس العلما غازي پور ( ۵۴ ) مسعود الحسن اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا مراد آباد - ( ۵۵ ) آنریبل مولوي سید محمد طاهر صاحب وکیل مونگیر - ( ۵۶ ) چودهري محمد امیر الحق صاحب بختیار پور مونگیر - ( ۵۷ ) مولوي شیخ کمال الدین احمد صاحب امین دار مشکی پ... مونگیر - ( ۵۸ ) شیخ ظهور احمد اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا مراد آباد ( ۵۹ ) خاں صاحب مولوي بشیر علی خانصاحب آنریری سکرٹری انجمن اسلامیه لاهور ( ۶۰ ) نواب محمد علي خانصاحب قزلباش لاهور ( ۶۱ ) عبد المجید خواجه اسکوائر کینٹب بیرسٹر ایٹ لا علیگڈه - ( ۶۲ ) سید علي عباس بخاري اسکوائر ( آکسن ) سکرٹري پراونشل مسلم لیگ پشاور ( ۶۳ ) آنریبل نواب محمد ابراهیم علیخاں کنجپوره پنجاب - ( ۶۴ ) سید ظهور احمد اسکوائر بي - اے - ایل - ایل - بی - جائنٹ سکرٹري پراونشل مسلم لیگ لکهنو ( ۶۵ ) سید عبد العزیز اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا بانکي پور ( ۶۶ ) سید علی حسن خان صاحب خان بهادر سابق ممبر کونسل اندور اسٹیٹ و سابق مدار المهام ریاست جاوره (۶۷) احسان الحق اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا جالندهر ( ۶۸ ) مولوي محبوب عالم صاحب اڈیٹر پیسه اخبار لاهور ( ۶۹ ) مولوي محمد یعقوب صاحب وکیل مراد آباد ( ۷۰ ) خان بهادر مولانا ایم - ایم ملک ناگپور پریسیڈنٹ سي - پی - مسلم لیگ (۷۱) آنریبل عبد الحسین ایم جی پیر بهائي جي بمبئی (۷۲) حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب دهلي ( ۷۳ ) خواجه گل محمد خان صاحب پلیڈر چیف کورٹ پنجاب - ( ۷۴ ) آنریبل سر فاضل بهائي کریم بهائي ابراهیم کے - سي - آئي - اي - بمبئي ( ۷۵ ) آنریبل راجه سید ابو جعفر صاحب پیرپور فیض آباد ( ۷۶ ) آنریبل خان بهادر نواب سید نواب علی چودهري بنگال - ( ۷۷ ) خان بهادر شیخ رحید الدین صاحب میرٹهه ( ۷۸ ) سید آل محمد اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا سابق ڈپٹی کمشنر صوبجات متوسطه - ( ۷۹ ) مولانا سید کرامت حسین صاحب سابق جج اله باد هائی کورٹ - لکهنؤ ( ۸۰ ) آنریبل شیخ شاهد حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لا لکهنؤ تعلقدار گدیا ( ۸۱ ) نواب محمد اسحاق خانصاحب سکریٹري ایم - اے - او - کالج - علي گڈه ( ۸۲ ) شمس العلماء مولوي سید احمد صاحب امام جامع مسجد دهلي ( ۸۳ ) قاضي نجم الدین احمد صاحب میرٹهه ( ۸۴ ) خواجه حسن نظامی دهلی -

ہار گولیوں سے چھلنی بھی ہوجائیں' جب بھی اس کے باقی حصے پر کوئی اثر نہیں پڑتا -

پھر یہ کچھہ ضروری نہیں کہ ہوائی جہاز دن ہی کو اڑیں - کبھی شب کو بھی تو ضرورت ہوگی ؟ مگر روشنی صرف ایرو پلین ہی میں ہوسکتی ہے - ایرو پلین میں نہایت آسانی سے برقی روشنی کا سامان رکھا جاتا ہے اور اس سے آپ زمین کو پوری طرح دیکھکر جہاں مناسب موقع معلوم ہو وہاں اتر سکتے ہیں - مگر غبارے والے جہازوں میں دونوں باتیں ممکن نہیں - خصوصاً اترنا اسوقت تک ممکن ہی نہیں جب تک کہ زمین پر چند آدمی موجود نہ ہوں اور اسکی مہار کو نہ کھینچیں - اگر اتفاق سے کسی ایسی جگہ اترنا ہے جہاں کوئی مہار کھینچنے والا نہیں ہے تو اترنا محال ہوگا -

البتہ غبارے والے جہاز میں یہ فائدہ بہت بڑا ہے کہ جنگ میں پانچ ڈاینامیٹ تک اپنے ساتھہ رکھسکتا ہے' حالانکہ اتنے ڈاینامیٹ کے لیے کم از کم ٣٥ ایرو پلینوں کی ضرورت ہوگی -

لیکن ایرو پلین مسلسل ٦ سو میل کا سفر بھی کرسکتا ہے - یعنی یہ بالکل آسانی سے ممکن ہے کہ وہ دشمن کی قلمرو میں دور تک چلا جائے' گولہ باری کرے' اور پھر بغیر اترے واپس چلا آئے - یہ صحیح ہے کہ کبھی کبھی دشمن کو اسکا علم ہوجاتا ہے اور اپنی توپوں کے دہانے اسکی طرف پھیر دیتا ہے' مگر یہ نقصان غبارے والے جہازوں کے متعدد نقصانات کے مقابلے میں بالکل ہیچ ہے - فرض کرو کہ دس ایرو پلین دشمن پر حملہ کرنے گئے جنمیں سے پانچ کو اس نے ضائع کردیا' تو اس صورت سے تو یہ بہر حال بہتر ہے کہ ایک ہی غبارے والا جہاز گیا اور ضائع ہوگیا - کیونکہ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں کہ ایک غبارے والے جہاز اور ٣٥ ایرو پلینوں کے مصارف یکساں ہوتے ہیں -

* * *

آجکل فرانس اور جرمنی کی تمامتر توجہ کا محور و مرکز ہوائی جہاز ہیں اور دونوں سلطنتوں میں نہایت زور و شور اور سرگرمی و انہماک سے تیاریاں ہو رہی ہیں - فرانس نے مقام تول' وردین' شالون' سیرین' بالو دیک' اور ابینال میں ایرو پلین کے اسٹیشن بنوائے ہیں - انکے علاوہ جا بجا کثرت سے غبارے والے جہازوں کے بھی اسٹیشن' گیس کے سفری کارخانے' نیز ان جہازوں کے رکھنے کے لیے سفری گھر طیار کرائے ہیں -

با ایں ہمہ جرمنی اس میدان میں فرانس سے آگے ہی ہے - انکے پاس اسوقت زمین کے طرز کے چار بڑے آہن پوش غبارے والے جہاز ہیں' جو اسطرح ہر وقت اڑتے رہتے ہیں گویا دشمن دروازوں تک آگیا ہے !

ان چار جہازوں میں سے دو فرانسیسی سرحد پر رہتے ہیں اور روسی سرحد پر - ان میں سے ہر جہاز ہر وقت اسطرح تیار رہتا ہے کہ دشمن پر حملے کے لیے ایک معمولی اشارہ کافی ہے - جرمنی اس سال ۹ غبارے والے جہاز اور بنانا چاہتی ہے اور غالباً آیندہ سال سے دو چند بنالیگی -

# آثار عتیقہ

## مصر

### علم آثار مصر

اجپٹا لوجیا

دوآبۂ دجلہ و فرات کی طرح مصر بھی تمدن کا دیرینہ گہوارہ اور عجائب و غرایب تعمیر کا ایک شہر آباد ہے - البتہ آثار دوابہ کے برخلاف مصر کے تمام آثار زیر خاک مدفون نہیں ہیں بلکہ اس کے سب سے بڑے آثار سطح زمین پر سر بفلک استادہ صلاے نظارگی دے رہے ہیں جسکے جواب میں ہزارہا سیاح اکناف و اقطار عالم سے ہر سال مصر آتے رہتے ہیں -

تمام قدیمی سر زمینوں میں مصر کو متعدد وجوہ سے خاص خصوصیات حاصل ہیں جو نہ یونان کو حاصل ہوئیں' نہ ہندوستان کو' اور نہ رومۃ الکبری کے پر عظمت تمدن کو:

( ١ ) جسقدر کثرت کے ساتھہ مختلف قدیمی تمدنوں کے آثار یہاں ہیں اسدرجہ کہیں نہیں - یہ پوری سر زمین ایک شہر آثار ہے -

( ٢ ) اسکے زیادہ تر آثار فن تعمیر سے تعلق رکھتے ہیں جو عرصے سے حوادث کے حملوں سے اپنے تئیں بچائے ہوے ہیں - برخلاف دیگر مقامات کے کہ غیر تعمیری آثار زائد تھے اور اسلیے ضائع ہوگئے -

( ٣ ) فن تعمیر کے جو نمونے مصر پیش کرتا ہے' استحکام اور عظمت کے لحاظ سے دنیا کا کوئی تمدن اسکا مقابلہ نہیں کرسکتا -

( ٤ ) اسکی تعمیرات اسدرجہ بلند و محکم' یا زمین کی بلند ترین حصوں پر' یا سر بفلک میناروں کی صورتوں میں ہیں جنکو ارضی تغیرات اپنے اندر چھپا نہ سکے - اسلیے وہ اب تک انسان کی دوسری تعمیرات کی طرح زمین کے اوپر قائم ہیں - حفریات ( یعنی زمین کھودنے اور نقب لگانے ) کی مصیبتوں کی اسکے لیے ضرورت نہیں -

( ٥ ) ممی کرکے انھوں نے لاشوں کو محفوظ رکھا جو اب عصر قدیم کا سب سے زیادہ قیمتی خزانہ ہے - ایسا قیمتی اثر کوئی ملک نہیں رکھتا -

( ٦ ) اسکی اکثر تعمیرات منقش ہیں جنسے تمدن قدیم کے معمے حل ہوتے ہیں - باستثناے ایران' کوئی ملک اسقدر منقوش و مکتوب عمارتیں نہیں پیش کرسکتا - اسی بنا پر علماے آثار نے "آثار مصر" کی خاص طور پر تحقیقات کی اور اسکو ایک خاص فن بنا دیا جو اجپٹیا لوجی کے نام سے مشہور ہے -

لیکن ابتک اردو کا خزینۂ علم آثار مصر کے نوادر و غرائب سے خالی ہے' اور گو بعض اثار کے حالات شائع ہوے ہیں مگر اسکا ماخذ تمامتر قدیم تصانیف ہیں - اسلیے ہم آج آثار مصریہ کا ایک سلسلہ شروع کرتے ہیں' جنمیں زیادہ تر ان حالات کا ذکر ہوگا جو تازہ حفریات کے نتائج ہیں' اور یورپ کے رقیع و معتبر مصری و غیر مصری رسائل میں شائع ہوے ہیں -

( ۵ ) وہ " ایرو پلین " جو سطح آب پر گھومتے ہیں اور اسکے بعد ہوا میں بلند ہوتے ہیں -

ان پانچ قسموں میں سے دو اول الذکر قسم کے جہاز خود نہیں اڑتے بلکہ ایک ایک غبارہ ان میں اڑتا ہے -

ان غباروں سے اڑنے والے جہازوں میں ایک قسم زمین کے جہازوں کی ہے - زمین کے جہازوں کی حقیقت یہ ہے کہ پہلے ایک غبارہ گیس سے بھرا جاتا ہے - اس غبارہ میں ایک ہوائی جہاز بندھا ہوتا ہے - اس میں ایک پنکھا ہوتا ہے جو نہایت تیز چلتا ہے - غبارہ جب چھوڑا جاتا ہے تو وہ ہوا میں بلند ہوتا ہے' اور اپنے ساتھ اس جہاز کو بھی بلند کردیتا ہے - جب جہاز سطح زمین سے کسیقدر اونچا ہوجاتا ہے تو یہ پنکھا چلنے لگتا ہے - اس پنکھے کے چلنے سے جہاز آگے بڑھتا ہے - اس طرز کے ہوائی جہاز کی شرح رفتار پچاس میل فی گھنٹہ ہے -

پہلے حکومت جرمنی کی تمامتر توجہ اسی طرز کے جہاز پر تھی' مگر اب وہ ایک اور قسم کا جہاز تیار کرا رہی ہے جسکی رفتار امید ہے کہ ۵۵ میل فی گھنٹہ ہوگی - یعنی ریل کی تیز ترین میل کے برابر اور ... یالی ۱۹۱۰ ... جلد ...

جرمنی نے اس سے پہلے ایک اور آہن پوش ہوائی جہاز بنایا تھا - اسکی شرح رفتار ۵۰ میل فی گھنٹہ تھی - ابھی اسمیں ترقی کی کوشش ہو رہی ہے اور امید ہے کہ ۶۰ میل تک اسکی شرح رفتار ہو جائیگی -

اسوقت ہوائی جہازوں کے لیے آندھی ایک شدید ترین خطرہ ہے لیکن اگر ترقی رفتار کی کوشش میں کامیابی ہوئی اور حسب امید ہوائی جہاز ۶۰ میل فی گھنٹہ چلنے لگے تو پھر غالباً یہ خطرہ باقی نہ رہیگا' اور مصاف جو کچھ حالت خواہ کتنی ہی ناسازگار کیوں نہ ہو' مگر ہوائی جہاز بے خوف و ہراس سفر کرسکینگے -

* * *

جسطرح کہ دریائی جہازوں میں توپیں رہتی ہیں' اسیطرح ہوائی جہازوں میں بھی توپیں رکھی جاتی ہیں - انکے گولے فضا میں پھٹتے ہیں اور ان سے لوہے کے ٹکڑے نکلکر پھیلتے ہیں - ان گولوں میں ... ہوتا ہے اور ان کے پھٹنے کے بعد ایک دھواں سا پھیل جاتا ہے اور سامنے کی چیزیں نظر نہیں آتیں - تیز رو گولے بھی پھینکے جا سکتے ہیں جنمیں ڈاینامیٹ ہوتا ہے - غرضکہ ہر قسم کے گولے ان توپوں سے پھینکے جاسکتے ہیں -

یہاں قدرتاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسقدر بلندی اور بعد مسافت کے باوجود کیا توپوں کی شست صحیح بندھسکتی ہے ؟ بیشک بظاہر یہ مشکل معلوم ہوتا ہے - صحراء لیبیا میں ہوائی جہازوں کو اسی لیے کامیابی نہ ہوئی مگر اب کوشش نے اس مشکل کو بھی آسان کر دیا ہے - اب شست نہایت آسانی سے باندھی جاسکتی ہے' اور اگر پہلی دفعہ نشانہ خطا کریگا تو دوسری مرتبہ یا تیسری مرتبہ ضرور ہی لگیگا -

ہوائی جہاز رانوں کے پاس ایک آلہ ہوتا ہے جسکو اصطلاح میں ( اسٹیٹرسکوپ ) کہتے ہیں - اس آلہ سے نہایت صحیح طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ اب جہاز سطح آب سے کسقدر بلندی پر ہے - اس آلہ سے جہاز کو حسب ضرورت پست و بلند کرنے میں بھی بہت مدد ملتی ہے -

جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے پہلے جرمنی نے ہوائی جہازوں کی تمام قسموں سے صرف زپلن طرز کے جہازوں کی طرف توجہ کی تھی جو غبارہ کے ساتھ اڑتے ہیں' اور فرانس نے اسکے جواب میں ایرو پلین کو اپنی کوششوں کا مرکز قرار دیا تھا' لیکن چونکہ دونوں سلطنتوں میں عداوت شدید اور مقابلہ و ہمسری سخت جوش ہے' اسلیے اب ان میں سے ہر ایک اسی قسم کے جہازوں کے انتظام میں سرگرم ہے جو دوسرے کے بدولت میں تا کہ اگر مبادا جنگ کے وقت ایک قسم کے جہاز ناکامیاب ثابت ہوں تو حریف بازی نہ لیجا سکے' اور فوراً دوسرے قسم کے جہازوں سے اسکا مقابلہ کیا جاسکے -

برطانیہ ایک بحری سلطنت ہے اسلیے قدرتاً وہ ان ہوائی جہازوں کی طرف مائل ہے جو سطح آب پر گردش کرکے ہوا میں بلند ہوتے ہیں - امید ہے کہ اس سال کے ختم ہوتے ہوتے اسکے پاس اس قسم کے ۷۵ جہاز ہوجائینگے -

دولت عثمانیہ کا نیا زپلن قسم کا ہوائی جہاز

برطانیہ اپنے آپ کو ایرو پلن اور زپلین' دونوں سے بے نیاز سمجھتی ہے - اسکا خیال ہے کہ اگر اسکے بیڑے کے پاس اس گردش کی جہازوں کی کافی تعداد ہو جائے تو پھر اسے دشمن کا خطرہ نہیں' چنانچہ اسکا ارادہ ہے کہ اپنی مقبوضات میں اس ترتیب سے ہوائی جہازوں کے اسٹیشن بنائیگی کہ اسکے تمام مقبوضات کے گرد ایک مستحکم دائرہ سا بنجائیگا' جسطرح کہ قلعوں میں دشمن کی نقل و حرکت کی نگرانی ہوتی رہتی ہے' اسیطرح ان اسٹیشنوں سے دشمن کے ہوائی جہازوں کی نقل و حرکت کی نگرانی ہوتی رہیگی -

برطانیہ اپنے حریف جرمنی اور اپنے حلیف فرانس' دونوں کے ہوائی جہازوں میں پیچھے ہے' حالانکہ دونوں اسکے گھر کے دروازے پر ہیں اور ہر وقت حملہ کر سکتے ہیں - اسلیے انگریزی اخبارات مضامین اور تصاویر کے ذریعہ اپنی قوم کو اس اہم نقص کی طرف متوجہ کر رہے ہیں' کوئی ہفتہ ایسا نہیں آتا کہ انگریزی ڈاک میں ہوائی جہازوں کے متعلق مضامین یا طرح طرح کی تصاویر نہ ہوں -

انگریزی اخبارات کا خیال ہے کہ غباروں سے اڑنے والے ہوائی جہازوں کی نسبت ایرو پلین زیادہ قابل اعتماد ہیں - کیونکہ ایک غبارے والا جہاز جتنے صرف سے تیار ہوتا ہے' اتنی رقم میں ۵ ایرو پلین بنتے ہیں - اسکے علاوہ ایرو پلین کا بنانا آسان ہے اور ایک وقت میں بہت سے بن جاسکتے ہیں' لیکن غبارے والے جہازوں میں یہ دونوں امر مفقود ہیں -

ایک اور بہت بڑا فرق یہ بھی ہے کہ غبارے والے جہاز میں اگر گولی لگی اور سارا جہاز برباد ہوگیا - لیکن اگر ایرو پلین کے ...

## مسئلۂ بقاء و اصلاح ندوۃ

### پٹنہ !
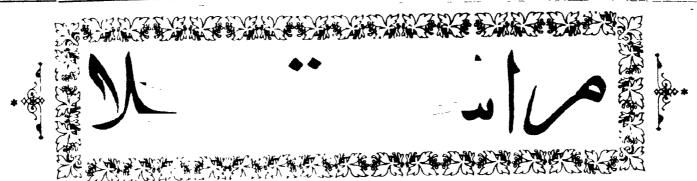
مسلمانان پٹنہ کا ایک جلسہ بمکان جناب آنریبل مولوی فخر الدین صاحب وکیل بتاریخ ۱۸ مارچ سنہ ۱۹۱۴ ع منعقد ہوا اور اسمیں مندرجہ ذیل تحریکیں بہ اتفاق راے پاس ہوئیں :

( ۱ ) چونکہ مسلمانان پٹنہ نے طلباء دار العلوم ندوۃ العلماء کی اسٹرائک کی خبر نہایت رنج و افسوس کیساتھہ سنی ہے جس سے احتمال ہے کہ اس بڑے اسلامی درسگاہ میں نقصان عظیم واقع ہو' اسلیے اس جلسہ کی راے ہے کہ ایک کمیشن ایسے اشخاص کا جنکو ندوۃ العلماء کے انتظامات سے کوئی سروکار نہ رہا ہو' اس غرض سے مقرر کیا جاے کہ تمام امور متعلق ندوۃ العلماء کی تحقیقات کرے اور ایک اسکیم بغرض اصلاح اسکے تیار کرکے نہایت جلد قوم کے سامنے پیش کرے -

محرک — جناب مسٹر مظہر الحق صاحب بیرسٹر -

مؤیدین — جناب خان بہادر آنریبل مولوی فخر الدین صاحب و جناب مولوی محمد حسین صاحب وکیل -

ایک عام جلسہ معاملات ندوہ کے تصفیہ کیلیے طلب کیا جاے -

محرک — جناب مولوی مبارک کریم صاحب -

مؤیدین — جناب مسٹر مظہر الحق صاحب بیرسٹر' سید نور الحسن صاحب وکیل -

### انجمن خادم الاسلام گونڈھرا

انجمن خادم الاسلام گودھرا کا ایک جلسہ بتاریخ ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۱۴ کو منعقد ہوا جسمیں مندرجۂ ذیل ریزولیوشن پیش ہوکر باتفاق راے پاس ہوے :

( ۱ ) یہ جلسہ طلباء ندوۃ العلماء لکھنؤ کی اسٹرائک پر اپنا دلی رنج و افسوس ظاہر کرتا ہے -

( ۲ ) یہ جلسہ اکابرین قوم سے باادب مگر پر زور درخواست کرتا ہے کہ ہمدردان قوم کا ایک قائمقام کمیشن ندوۃ العلماء کی موجودہ خرابیوں کی تحقیقات کیلیے مقرر کیا جاے اور پوری سعی و کوشش کیجاے کہ قوم کی یہ مفید درسگاہ آفات سے محفوظ رہے -

( ۳ ) یہ جلسہ مولوی خلیل الرحمن صاحب مدعی ناظم جدید ندوہ کے طریقۂ جبر واستبداد کو نہایت افسوس و حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے -

( ۴ ) یہ جلسہ علامہ شبلی نعمانی کی اسلامی اور قومی خدمات کا دل سے معترف ہے' اور ان پر اپنا دلی اعتماد ظاہر

خاکسار یحیی آنریری سیکریٹری انجمن

### ڈسٹرکٹ مسلم لیگ بریلی

ڈسٹرکٹ مسلم لیگ بریلی کا ایک جلسہ بتاریخ ۲۱ مارچ سنہ ۱۹۱۴ع زیر صدارت جناب مولوی ظہور الدین صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی - وکیل ہائی کورٹ منعقد ہوا' اور بالاتفاق مندرجہ ذیل رزولیوشن پاس کیے گئے -

( ۱ ) یہہ جلسہ انجمن اصلاح ندوہ کے اغراض و مقاصد سے دلی ہمدردی ظاہر کرتا ہے جو حال میں اصلاح ندوۃ العلما کے لیے لکھنؤ میں قائم کی گئی ہے' اور اس امر کی سخت ضرورت محسوس کرتا ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو مسلمانان ہند کا ایک قائم مقام جلسہ طلب کیا جاے جو ندوہ کی موجودہ خرابیوں اور بد انتظامیوں کے رفع کرنیکی تجاویز پر غور کرے -

( ۲ ) ڈسٹرکٹ مسلم لیگ بریلی نے لشکر پور کلکتہ کی مسجد اور قبرستان کی توہین کے حادثہ کو سخت افسوس کے ساتھہ سنا - یہہ لیگ نہایت زور کیساتھہ اپنے اس احساس کو معرض تحریر میں لانا چاہتی ہے کہ یہ سخت بدنصیبی کی بات ہے کہ کانپور کا المناک حادثہ بے احتیاط حکام کے لیے سبق آموز نہ ہو سکا -

ڈسٹرکٹ مسلم لیگ بریلی ان مسلمان لیڈروں کی غفلت شعاری پر نہایت افسوس ظاہر کرتی ہے' جنہوں نے فیصلۂ کانپور کے وقت اور اُس کے بعد مسلمانان ہندوستان کو یہہ یقین دلایا تھا کہ عنقریب امپیریل کونسل میں مسودۂ قانون تحفظ معابد پیش کیا جائیگا' اور اُنسے یہہ دریافت کرنا چاہتی ہے "کہ اُن کے ان خوش آیند وعدوں کے پورا ہونیکا وقت کب تک آنیوالا ہے ؟"

### ردولی

مسلمانان ردولی ضلع بارہ بنکی کا ایک جلسہ بصدارت مولوی فرید الدین صاحب نعمانی بتاریخ ۲۲ مارچ سنہ ۱۴ع منعقد ہوا' جس میں کثرت ہر طبقہ کے حضرات شریک تھے - بالاتفاق تجویز ہوا کہ یہ جلسہ ندوۃ العلما کی حالت کو سخت نازک و پرخطر دیکھکر بیحد متاسف ہے' اور اراکین ندوۃ العلما سے مستدعی ہے کہ براہ خدا قوم پر رحم فرماکر اور فوراً ایک غیر جانبدار کمیشن کے ذریعہ بے لاگ تحقیقات فرماکر اس کے نتیجہ سے قوم کو آگاہ فرمائیں' اور بعد اس کے ارکان ندوہ ایک جلسہ عام منعقد فرمائیں جس میں تمام دلچسپی لینے والے حضرات شریک ہوکر ایک قطعی فیصلہ ندوہ کے متعلق فرمائیں کہ قوم کو آے دن کے روح فرسا واقعات سے نجات ملے کیونکہ مایوسی بھی ایک سکون ہے - بیدار اقوام کو مسرت و انبساط کے جلسے مبارک - ہم کو جلسۂ عزا داری ہی سہی -

ایک ہنگامہ پہ موقوف ہے گھر کی رونق<br>نالۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی

## ( ابو الهول )

اس سلسلے کی ابتداء هم ابو الهول سے کرتے هیں - سلسلۂ کوہ لوبیا کے امتداد سے فیوم اور نیل کے مثلث جزیرے ( Delta ) کے مابین ' اور رود نیل کی محاذات میں ' ایک وسیع میدان نوے میل تک پھیلتا هوا چلا گیا ہے ' اور دریا کی طرف سے ایک عظیم الشان مجسمے تک پہنچ کر ختم هوتا ہے - یہی وہ مجسمہ ہے جسے عربی میں ابو الهول اور انگریزی میں ( Sphinx ) کہتے هیں - قدیم مصری اسے حور نحس کہتے تھے -

ابو الهول مصری بت تراشی کا ایک بہترین نمونہ ہے - یہ ایک عظیم الشان چٹان کو تراش کے بنایا گیا ہے جو دامن کوہ میں واقع تھی - یہ بت گردن تک انسان کا سا ہے اور اسکے نیچے سے اسکی شکل شیر کی ہے - اسکی بلندی چوٹی سے لیکے زمین تک ۷۰ فیٹ اور ٹھڈی تک ۳۰ فیٹ ہے - اسکا مجموعی قطر ۱۵۰ فیٹ ہے ' اور چاروں ٹانگیں اور پنجے ۵۰ فیٹ کی هیں - عرض ۳۳ فیٹ ہے - چہرہ ۱۴ فیٹ ' منھہ ۷ فیٹ ' ناک ۵ فیٹ ۶ - انچ ' اور کان ۴ فیٹ ۶ - انچ کے هیں !!

ابو الهول کے دیکھنے والے کو سب سے پہلی شے جو اپنی طرف متوجہ کریگی وہ اسکی عظمت اور اسکا لازمی نتیجہ هیبت اور هولناکی ہے ' لیکن اسکے بعد وہ ایک اور شے بھی محسوس کریگا جو اسے حیرت و اعجاب میں ڈالدیگی -

ابو الهول جسقدر عظیم الشان ہے ' اسکا اندازہ آپنے اس تفصیل سے کرلیا هوگا جو ابھی اسکے ابعاد ثلاثہ کے ذکر میں گذر چکی ہے ' مگر با ایں همہ اسکے تمام اعضاء میں ایک عجیب و غریب تناسب ہے جو بالکل ویسا هی ہے جیسا کہ خود قدرت شیر کے جسم اور انسان کے چہرہ میں رکھتی ہے !

ابو الهول موجودہ حالت میں

حیوان کے چہرہ میں آنکھہ ' ناک ' کان ' منھہ وغیرہ ' ان تمام اعضاء میں نہایت دقیق و نازک تناسب هوتا ہے ' اور در حقیقت اسی تناسب کا دوسرا نام حسن ہے - ابو الهول کے چہرہ میں یہ تناسب بتمامہ محفوظ ہے اور اسی لیے دور سے دیکھنے والے کو معلوم هوتا ہے کہ یہ چہرہ اپنی اصلی حالت میں هوگا تو نہایت جمیل و خوش منظر هوگا - چنانچہ جب ایک بہت بڑے اثری ( ارلبالوجست ) سے یہ دریافت کیا گیا کہ اس نے مصر میں سب سے عجیب شے کون سی دیکھی ؟ تو اس نے ابو الهول کا نام لیا ' اور جب ابو الهول کی ترجیح کی وجہ دریافت کی گئی تو اس نے کہا کہ با ایں همہ عظمت جثہ و کبر حجم ' اسکے اعضاء میں ایسا عجیب و غریب تناسب ہے کہ آج تک میری نظر سے نہیں گذرا - اس نے کہا کہ مجھے سخت حیرت ہے کہ اسکا بنانے والا اس دقیق و نازک تناسب کو اتنے بڑے بت میں کیونکر محفوظ رکھہ سکا ' جسکو قدرت انسان اور شیر کے مختصر اور چھوٹے سے جسم میں محفوظ رکھتی ہے ؟

معلوم هوتا ہے کہ بناتے وقت مرد کا چہرہ پیش نظر رہا گیا تھا کیونکہ تمام مراعات حسن و جمال کے ساتھہ ٹھڈی کے نیچے داڑھی بھی تھی جسکو انگریزوں کی وطن پرستی مصر سے انگلستان لیگئی ہے ' اور حالانکہ خود مصر کا عجائب خانہ خالی ہے تو برطانی عجائب خانہ کی گیلریاں اس سے آراستہ هیں !

دنیا میں ایسی چیزیں هیں جو زمانے کے دست برد سے محفوظ رهسکتی هیں ؟ ابو الهول کے چہرہ کو کچھہ تو طول عہد و امتداد زمانہ نے بگاڑا اور کچھہ بعض لوگوں کے جاهلانہ اقدامات نے جنہوں نے اس اثر قدیم کی قدر و قیمت نہ سمجھی -

سنہ ۷۸۰ میں محمد نامی ایک شخص تھا جسکا تعلق خانقاہ ملاحیہ سے تھا - اس شخص کو خیال هوا کہ ابو الهول کی اهل مصر پرستش کرتے هونگے - بہتر ہے کہ اس بت کو توڑ دیا جاے - توڑنا تو آسان نہ تھا مگر اس نے اسکا چہرہ بگاڑ دیا -

بد قسمتی سے اس اثر علمی کا مٹانے والا صرف یہی نہ تھا بلکہ اس عہد کے بعض بادشاہ بھی اس اثم علمی میں شریک تھے یہ زمانہ امراے ممالیک کا تھا - یہ جاهل اسکے سر کو نشانہ بنا کے تیر اندازی کی مشق کیا کرتے تھے !

جیسا کہ آپنے اس تصویر میں دیکھا هوگا جو آج شائع کی جاتی ہے ' اب ابو الهول کا چہرہ بالکل بگڑ گیا ہے - ناک اور ہونٹ ٹوٹ گئے هیں - آنکھیں بالکل بگڑ گئی هیں اور پیشانی ' گال ' اور گردن میں خطوط پڑگئے هیں - جب خود چہرہ هی درست نہیں تو اس روغن کا کیا ذکر جو اسکے گالوں پر لگا هوا تھا اور جسکی وجہ سے ڈیمر نے ( جو سنہ ۱۷۴۷ اور سنہ ۱۴۲۵ کے درمیان میں تھا ) ابو الهول کا حلیہ بیان کرتے هوے لکھا تھا " گوشت اور زندگی ہے " -

### ( ابوالهول اور حوادث ارضیہ )

آپ جانتے هیں کہ مصر افریقہ میں ہے اور سرزمین افریقہ کے میدانوں میں بحر اطلانتک کی طرح ریگ کے طوفان اٹھتے رهتے هیں - اسلیے قدرتاً ابو الهول کے اکثر حصوں کو بارها تودہ هاے ریگ نے چھپادیا اور هر بار کسی نہ کسی شخص کی همت نے تودوں کو صاف کیا -

ابو الهول کی یہ خدمت جس شخص نے سب سے پہلے انجام دی وہ مصر کا قدیم بادشاہ تھوتمس (Thotmes) رابع ہے تھوتمس (Smenhetcp II) کا بیٹا تھا مگر اسکی ماں شاهی خاندان سے نہ تھی ' اسلیے اسکو امید نہ تھی کہ باپ کا تخت لے سکے گا - ایک دن تھوتمس شکار کھیلتا هوا نکلا اور کھیلتے کھیلتے ادھر آ نکلا - وہ ماندگی سے چور چور هو رها تھا اسلیے استراحت کے واسطے لیٹ گیا اتنے میں اسکی آنکھہ لگ گئی - خواب میں دیکھا کہ وا سفنکس اسکی ماں آئی ہے اور اس سے کہتی ہے کہ اگر اسکو صاف کر دیگا تو اس خدمت کے صلے میں تجھے باپ کا تخت و حکومت ملیگا - تھوتمس کی آنکھہ کھلگئی اور اسکے بعد اس نے اسکی صفائی شروع کرائی - جب بالو بالکل هٹا دیا گیا ابو الهول کا هر حصہ نظر آنے لگا ' تو اس نے ایک ۱۴ فیٹ کی تختی میں یہ تمام واقعہ خط تصویری ( هیرو گیلیفی ) میں کندہ کرائے اسے ابو الهول کی چاروں اگلی ٹانگوں کے درمیان نصب کر دیا جو اس وقت تک موجود ہے - اسکے بعد یہ وعدہ پورا هوا

[ ۱ ... ]

اظہار ہمدردی کرتا ہے - اور ساتھہ ہی ان کی اس حرکت کو جو کالجوں اور سکولوں کی کورانہ تقلید میں عمل میں آئی ہے نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے - کیونکہ وہ اپنی تمام شکایات قوم کے سامنے بلا اسٹرائک کے بھی پیش کر کے اصلاح کے لیے اپیل کر سکتے تھے -

محرک — جناب منشی نظام الدین صاحب پنجابی -

مؤید — جناب حکیم سعید الحسن صاحب -

سکریٹری انجمن ترجمۃ القران معروف گنج - گیا

# ملتان

انجمن اسلامیہ ملتان کے جلسۂ منعقدہ ۲۲ مارچ میں حسب ذیل رزولیوشن پاس کیا گیا :

"معزز مسلمانوں کا ایک کمیشن اس امر کے لیے مقرر کیا جائے کہ متعلمین ندوۃ العلما کے اسٹرائک کے متعلق پوری تحقیقات کرکے تجاویز اصلاح قوم کے سامنے پیش کرے -

سید میر حسن وائس پریسیڈنٹ انجمن اسلامیہ ملتان -

# ایک ضروری جلسہ

روز یکشنبہ ۲۲ - ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۴ع کو ایک اہم جلسہ احمدیہ بلڈنگز لاہور میں منعقد ہوا ' جسمیں سلسلۂ احمدیہ کے بہت سے اعیان و اکابر و وکلا و بعض عہدہ داران انجمن ہائے پنجاب و سرحد شامل ہوے - علاوہ دیگر حضرات کے سات ٹرسٹیان صدر انجمن احمدیہ قادیان بھی شامل تھے - یہ جلسہ بہت کامیابی سے ہوا - بہت سے حضرات نے تقریریں فرمائیں اور اصحاب مضافات کے خطوط اور تاریں جو موصول ہوئیں تھیں - پڑھکر سنائی گئیں اور ذیل کے رزولیوشن متعدد طور پر منظور ہوے - مجلس نے صاحبزادہ صاحب کے انتخاب میں جو یک طرفہ کارروائی ہوئی اسکو ناپسند کیا - ( رزولیوشن حسب ذیل ہیں )

( ۱ ) الوصیت کی رو سے چالیس مومنوں کے اتفاق رائے سے بیعت لینے والے بزرگوں کا انتخاب ہو سکتا ہے - اور جماعت کی رائے میں یہ ضروری ہے کہ بڑی بڑی جماعتوں میں ایسے بزرگ بیعت لینے کے لیے منتخب کیے جائیں -

( ۲ ) صاحبزادہ صاحب کے انتخاب کو اس حد تک جایز سمجھتے ہیں کہ وہ غیر احمدیوں سے احمد کے نام پر بیعت لیں یعنی سلسلہ احمدیہ میں انکو داخل کریں ' لیکن احمدیوں سے دوبارہ بیعت لینے کی ہم ضرورت نہیں سمجھتے - اس حیثیت سے ہم تسلیم کرنے کے لیے طیار ہیں - لیکن اسکے لیے بیعت کی ضرورت نہ ہوگی ' اور نہ امیر اس بات کا مجاز ہوگا کہ جو حقوق و اختیارات صدر انجمن احمدیہ کو ابتدا سے حاصل ہیں ' اسمیں کسی قسم کی دست اندازی کرسکیں -

مندرجہ بالا رزولیوشنوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے مفصلہ ذیل دیگر رزولیوشن بھی اتفاق رائے سے پاس ہوے :

( ۳ ) ایک وفد منتخب احباب کا صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر مذکورہ بالا رزولیوشن پیش کرے اور انکو ان رزولیوشنوں سے اتفاق کرنیکی درخواست کرے - ممبران ڈپوٹیشن کو تعداد بڑھانے کا بھی اختیار دیا گیا ہے -

# پیغام سفارۃ علیۂ سابقہ

بنام مسلمانان ہند

جمیع برادران اسلام ! قسمت اسکے خلاف ہے کہ میں آیندہ آپ لوگوں میں رہکے کام کروں - جب سے بمبئی آیا ہوں مجھے کبھی صحبت نصیب نہ ہوئی - اسلیے عثمانی سفارت عامہ سے مستعفی ہونے پر مجبور ہوں - مجھے سخت افسوس ہے کہ میں ہندوستان سے جاتا ہوں ' مگر آپ یقین کریں کہ میں ہمیشہ مسلمانان ہندوستان کے معاملات میں ہمدردانہ دلچسپی لیتا رہونگا ' اور جہاں جاؤنگا وہاں اسلام کے نشاۃ ثانیہ کے لیے وقف خدمت رہونگا - میں اب معاملات سفارت کا ذمہ دار نہیں ہوں - آپ سب کو میرے سلامہاے محبت آگیں -

پکا برادر ملی - خلیل خالد بے

## اکبـــر پـور

ضلع فیض آباد کے مسلمانوں نے ۲۰ - مارچ سـنه ۱۹۱۴ ع کو ایک جلسه عام منعقد کرکے حسب ذیل رزرلیوشن پاس کیے :

( ۱ ) هم مسلمانان اکبر پور ' لشکر پور کی مسجد کے انهدام پر سخت رنج و اندوه کا اظهار کرتے هیں اور امید کرتے هیں که حضور وایسرائے هند اس پر توجه مبذول فرماویں گے -

( ۲ ) طلباء دارالعلوم ندوه کی اسٹرائک اور ارا کین کی باهمی مخالفت اور قومی ایوان کو نقصان پهونچنے پر اظهار غم و الم کرتے هیں -

( ۳ ) هم قوم کے بهی خواه اور سچے درد مندوں سے بالتجا ملتمس هیں که دارالعلوم میں جا کر غیر جانبدارانه طریق سے طلبه کی شکایت کو سنیں اور رفع کرنے میں کوشش فرمائیں اور پردهٔ حجاب کو جو متعلمین اور ارا کین کے درمیان حایل هوگیا هے اٹها دیں - نیز اس امر میں سعی بلیغ فرمائیں که دارالعلوم کا حال قابل اطمینان اور اسکا مستقبل شاندار نظر آئے -

## دسـنـه

ندوه کی موجوده حالت زار سے متاثر هوکر سکریٹری انجمن الاصلاح دسنه نے ۲۰ مارچ کو ایک جلسه منعقد کیا اور مندرجهٔ ذیل رزرلیوشن پاس هوے :

( ۱ ) یه جلسه طلباے دارالعلوم کی اسٹرائک کو دارالعلوم کے حق میں فال بد تصور کرتا هے - اس اسٹرائک کے اسباب میں معلمین اور منتظمین کے نا جایز دباؤ اور غیر اخلاقی برتاؤ کو داخل سمجهتا هے -

( ۲ ) یه جلسه ان لوگوں کا صدق دل سے شکریه ادا کرتا هے جن کی توجه سے ایک کمیٹی بنام " اصلاح ندوه " قائم هوئی هے - اور امید کرتا هے که جلسه عام میں هر طرف سے کثرت سے لوگ شریک هوکر ندوه کی اصلاح و فلاح کی بهترین صورت قائم کرینگے -

( راقم عبد الحکیم )

## گـیــا

ندوه کے موجوده خطرناک حالات اخبارات سے معلوم کرکے معززین شهر گیا کا ایک عام جلسه خاص طور پر انجمن ترجمة القرآن معروف کمیٹی کے زیر اهتمام گیا کے مشهور رئیس جناب مولوی نورالدین صاحب بلخی کے مکان پر ۲۲ مارچ سنه ۱۹۱۴ ع کو منعقد هوا - جسمیں علاوه دیگر حضرات کے شاه عبد العزیز صاحب کلرک ڈسٹرکٹ کورٹ جناب مولوی اکرم صاحب پیشکار - جناب مولانا مولوی ابو المحاسن محمد سجاد صاحب سکریٹری مدرسه انوار العلوم - جناب مولوی حکیم قطب الدین صاحب - جناب مولوی انجم صاحب شریک تهے - جلسه مذکور میں جو رزرلیوشن با تفاق راے پاس هوے یه هیں :

" یه جلسه طلباے ندوه کے افسوسناک واقعه اسٹرائک پر اظهار رنج و افسوس کرتا هوا یه تجویز کرتا هے که ایک غیر جانب دار تحقیقاتی کمیشن تفتیش معاملات کے لیے جلد از جلد مرتب هو -

محرک - جناب مولانا مولوی ابو المحاسن محمد سجاد صاحب -

موید - جناب مولوی حکیم قطب الدین صاحب -

( ۲ ) یه جلسه مولانا ابو الکلام و دیگر اصحاب کے اس طرز عمل سے اختلاف راے ظاهر کرتا هے که کمیشن کے ارکان مشخص کرتے هوے کسی عالم کا نام نهیں لیا ' یا لیا بهی تو دیوبند کے صرف ایک عالم کا - ( یه صحیح نهیں - مولانا عبد الباری کا بهی نام لیا گیا تها - الهــلال )

محرک - جناب سید شاه عبد العزیز صاحب کلرک -

موید - جناب مولوی انجم صاحب -

( ۳ ) یه جلسه تجویز کرتا هے که کمیشن میں فدایان قوم و علما کی تعداد مساوی هو - اس کے خلاف صورت میں قوم کو کمیشن کی کار روائیوں پر هرگز پورا اعتماد نه هوگا -

محرک - جناب سید مولوی نور الدین صاحب بلخی رئیس -

موید - مولوی اکرم صاحب پیشکار -

( ۴ ) یه جلسه طلبه کے ان نقصانات کے متعلق جو ان کو اسٹرائک کے باعث هرج تعلیم کی صورت میں اٹهانا پڑا هے

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

تار کا پتہ
" الہلال کلکتہ "
ٹیلیفون نمبر - ۶۴۸

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

Telegraphic Address,
"Alhilal CALCUTTA"
Telephone, No. 648

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۱۴ — کلکتہ : چہارشنبہ ۱۱ جمادی الاولی ۱۳۳۲ ہجری — جلد ٤

Calcutta: Wednesday, April 8 1914.

## مملکت چین اور پیروان اسلام

پیکن دارالحکومت میں " مکتب رشادیہ " کی تاسیس
جسمیں چینی زبان کے علاوہ زبان عربی اور علوم اسلامیہ کی بھی تعلیم دی جاتی ہے

( ۴ ) بموجب السوصیت جناب خان صاحب علام حسین خان صاحب کو جو کہ ہمارے سلسلہ کے ایک پاک نفس رکن ہیں - بیعت لینے کے لیے منتخب کیا گیا جو اتفاق راے سے پاس ہوا -

( ۵ ) سید حامد شاہ صاحب کو جو سلسلہ کے ایک مہم پارسا اور متقی بزرگ ہیں وہ بھی کئی اتفاق راے سے اسکے مجاز قرار دیگئے گئے -

( ۶ ) ایسے ہی خواجہ کمال الدین صاحب بھی بیعت لیے کے منصب کے لیے معین کیے گئے -

( ۷ ) چونکہ بعض احباب نے بیان فرمایا ہے کہ صاحبزادہ صاحب نے احباب سلسلہ کو کہا ہے کہ ترسیل زر انکے نام ہونی چاہیے ' اور جس بات کی میر قاسم علی صاحب اڈیٹر الحق نے تصدیق فرمائی اسلیے اتفاق راے سے یہ فیصلہ قرار پا یا کہ جبتک نتیجہ ڈپوٹیشن سے اطلاع نہ ہو - ارکان انجمن مضامات سے روپیہ ارسال نہ کریں -

( ۸ ) یہ بھی اتفاق راے سے پاس ہوا کہ در صورت انکار جناب صاحبزادہ صاحب ممبران ڈپوٹیشن حصرات ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب مولوی محمد علی صاحب ایم اے - شیخ رحمت اللہ صاحب و ڈاکٹر سید محمد حسن شاہ صاحب سے ملکر جو فیصلہ سلسلہ کے انتظام کے متعلق قرار دیں وہ قوم کیلیے - واجب العمل سمجھا جاے -

راقـــــــــم

سکریٹری مجلس توری لاہور

---

# مشاہیر اسـلام رعایتی قیمت پر

12

( ۱ ) حضرت منصور بن حلاج اصلي قیمت ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ ( ۲ ) حضرت بابا فرید شکرگنج ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ ( ۳ ) حضرت محبوب الہي رحمۃ اللہ علیہ ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ ( ۴ ) حضرت خواجہ حافظ شیرازی ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ ( ۵ ) حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوي ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ ( ۶ ) حضرت شیخ بوعلي قلندر پاني پتي ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ ( ۷ ) حضرت امیر خسرو ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ ( ۸ ) حضرت سرمد شہید ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ ( ۹ ) حضرت عوث الاعظم جیلاني ۳ انہ رعایتي ۱ انہ ( ۱۰ ) حضرت عبد اللہ بن عمر ۳ انہ رعایتي ۱ آنہ [ ۱۱ ] حضرت سلمان فارسي ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ [ ۱۲ ] حضرت خواجہ حسن بصري ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ [ ۱۳ ] حضرت امام رباني مجدد الف‌ثاني ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ ( ۱۴ ) حضرت شیخ بہاالدین ذکریا ملتاني ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ ( ۱۵ ) حضرت شیخ سنوسي ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ ( ۱۶ ) حضرت عمر خیـام ۳ آنہ رعایتي ۱ انہ ( ۱۷ ) حضرت امام غازي ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ ( ۱۸ ) حضرت شیخ محي الدین ابن عربي ۴ آنہ رعایتي ۶ پیسہ ( ۱۹ ) شمس العلما ازاد دہلوي ۳ انہ رعایتي ۱ انہ ( ۲۰ ) نواب محسن الملک مرحوم ۳ انہ رعایتي ۱ انہ ( ۲۱ ) شمس العلما مولوي نذیر احمد ۳ انہ رعایتي ۱ انہ ( ۲۲ ) آنریبل سرسید مرحوم ۵ رعایتي ۲ انہ ( ۲۳ ) رائٹ اریبل سید امیرعلي ۲ انہ رعایتي ۳ پیسہ ( ۲۴ ) حضرت شہبار رحمۃ اللہ علیہ ۵ آنہ رعایتي ۲ آنہ ( ۲۵ ) حضرت سلطان عبدالحمید خان غازي ۵ انہ رعایتي ۲ انہ ( ۲۶ ) حضرت شبلي رحمۃ اللہ ۲ انہ رعایتي ۳ پیسہ [ ۲۷ ] کرشن معظم ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ [ ۲۸ ] حضرت ابو سعید ابوالخیر ۲ انہ رعایتي ۳ پیسہ [ ۲۹ ] حضرت مخدوم صابر الیري ۲ انہ رعایتي ۳ پیسہ [ ۳۰ ] حضرت ابونجیب سہروردي ۲ انہ رعایتي ۳ پیسہ [ ۳۱ ] حضرت خالدبن ولید ۵ انہ رعایتي ۲ انہ [ ۳۲ ] حضرت امام غزالي ۶ انہ رعایتي ۲ انہ ۲ پیسہ [ ۳۳ ] حضرت سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس ۵ انہ رعایتي ۲ انہ [ ۳۴ ] حضرت امام حنبل ۴ انہ رعایتي ۶ پیسہ [ ۳۵ ] حضرت امام شافعي ۹ انہ رعایتي ۱۰ پیسہ [ ۳۶ ] حضرت امام جنید ۲ انہ رعایتي ۳ پیسہ ( ۳۷ ) حضرت عمر بن عبد العزیز ۵ - آنہ - رعایتي ۲ - آنہ ( ۳۸ ) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکي ۳ - آنہ رعایتي ۱ - آنہ ( ۳۹ ) حضرت خواجہ معین الدین چشتي ۵ - آنہ - رعایتي ۲ آنہ ( ۴۰ ) غازي عثمان پاشا شیر پلیونہ اصلي قیمت ۵ آنہ رعایتي - آنہ - سب مشاہیر اسلام جنکا در ہزار صفحہ کي قیمت یک جا خرید کرنیے صرف ۲ روپیہ ۸ - انہ - ( ۴۰ ) رفلکان پنجاب کے اولیاے کرام کے حالات ۳ - انہ رعایتي ۶ - انہ ( ۴۱ ) آئینہ خود شناسي صوف کي مشہور اور لاجواب کتاب ہدا ئیتي کا رہبر ۵ انہ - رعایتي ۳ - انہ - [ ۴۲ ] حالات حضرت مولانا روم ۱۲ - آنہ رعایتي ۶ - انہ - [ ۴۳ ] حالات حضرت شمس تبریز ۶ - انہ - رعایتي ۳ انہ - نقب ذیل کي قیمت میں کوئي رعایت نہیں - [ ۴۴ ] حیات جاوداني مکمل حالات حضرت محبوب سبحاني غوث اعظم جیلاني ۱ روپیہ ۸ انہ [ ۴۵ ] مکتوبات حضرت امام رباني مجدد الف ثاني اردو ترجمہ ڈیڑھ ہزار صفحہ کي تصوف کي لا جواب کتاب ۶ روپیہ ۷ انہ [ ۴۶ ] ہشت بہشت اردو خواجگان چشت اہل بہشت کے حالات اور ارشادات ۲ روپیہ ۸ انہ [ ۴۷ ] رموزالاطبا ہندوستان بھر کے تمام مشہور حکیموں کے باتصویر حالات زندگي معہ انکي سینہ بہ سینہ اور صدري مجربات کے جو کئي سال کي محنت کے بعد جمع کئے گئے ہیں اب دوسرا ایڈیشن طبع ہوا ہے اور جن خریداران نے جن نسخوں کي تصدیق کي ہے انکي نام بھی لکھد ئے ہیں/. علم طب کي لاجواب کتاب ہے اسکي اصلي قیمت چھہ روپیہ ہے اور رعایتي ۳ روپیہ ۸ انہ [ ۴۸ ] الجریان اس نا مراد مرض کي تفصیل تشریح اور علاج ۲ انہ رعایتي ۳ پیسہ [ ۴۹ ] صابون سازی کا رسالہ ۲ انہ رعایتي ۳ پیسہ -( ۵۰ ) انگلش ٹیچر بغیر مدد اُستاد کے انگریزي سکھانے والي سب سے بہتر کتاب قیمت ایک روپیہ ( ۵۱ ) اصلي کیمیا گري یہ کتاب سونے کي کان ہے اسمیں سونا چاندي رانگ سیسہ - جستہ بنانے کے طریقے درج ہیں قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ

ملنے کا پتہ ـــ منیجر رسالہ صوفي پنڈي بہاؤ الدین ضلع گجرات پنجاب

# مـژدہ وصـــل

یعني عمل حب وبغض یہ دو عمل ایک بزرگ کامل سے مجھکو عطا ہوئي ہیں لہدا بغرض رفاہ عام نوٹس دیا جاتا ہے اور خاکسار دعوی کے ساتھہ عرض کرتا ہے کہ جو صاحب بموجب ترکیب کے عمل کرینگے ضرور بالضرور کامیاب ہونگے - ہدیہ ہر ایک عمل بغرض فاتحہ آں بزرگ ۱ روپیہ - ۴ آنہ معہ محصول ڈاک -

اسم اعظم ـــ یا بدوح یعني بیس کا نقش اس عمل کي زیادہ تعریف کرنا فضول ہے کیونکہ یہ خود اسم بااثر ہے - میرا آزمودہ ہے جو صاحب ترکیب کے موافق کرینگے کبھي خطا نکریگا اور یہ نقش ہر کام کیواسطے کام آتا ہے ہدیہ بغرض فاتحہ آں بزرگ ۱ روپیہ ۴ آنہ معہ محصول ڈاک -

( نوٹ ) فرمایش میں اخبار کا حوالہ ضرور دینا چاہئے -

خادم الفقرا فیض احمد محلہ نلیسا جہانسي -

# زندہ درگور مریضوں کو خوشخبری

یہ گولیاں ضعف قوت کیلیے اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہیں زمانۂ انحطاط میں جواني کي سی قوت پیدا کر دیتي ہیں کیساہي ضعف شدید کیوں نہو دس روز کے استعمال سے طاقت آجاتي ہیں ' اور ہمارا دعوی ہے کہ چالیس روز حسب ہدایت استعمال کرنیسے اسقدر طاقت معلوم ہوگي جو بیان سے باہر ہے ٹوٹے ہوے جسم کو دوبارہ طاقت دیکر مضبوط بناتي ' اور چہرے پر رونق لاتي ہے - علاوہ اسکے اشتہا کي کمي کو پورا کرنے اور خون صاف کرنے میں بھي عدیم النظیر ہیں ' ہر خریدار کو دوائی کے ہمراہ بالکل مفت بعض ایسي ہدایات بھي دیجاتي ہیں ' جو بجائے خود ایک رسالۂ صحت ہے - قیمت فی شیشي ایک روپیہ محصول بذمہ خریدار چھہ شیشي کے خریدار کے لیے ۵ روپیہ ۸ آنہ ۴ آنہ کا ٹکٹ بھیجدیں آپکو نمونہ کي گولیوں کے ساتھہ ساتھہ راز بھي تحریر کیا جائیگا -

المشـــــتہر

کارخانۂ حبوب کایا پلٹ پوسٹ بکس ۱۷۰ کلکتہ

AL - HILAL
Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad
7/1 McLeod street.
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 8
Half yearly „ 4-12


مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلیفون نمبر ۶۳۸

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۴ | کلکتہ: چہار شنبہ ۱۱ جمادی الاولی ۱۳۳۲ ہجری | جلد ۴
Calcutta: Wednesday, April 8 1914.


# افکار و حوادث

## مسئلۂ بقاؤ اصلاح ندوہ

### "شریعت" اور علمائے ندوہ

تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم!

۲۶ کو موجودہ حکام ندوہ نے جلسۂ انتظامیہ کے ممبروں کو جمع کیا تھا تاکہ طلبا کے اسٹرائک کے قضیہ کا فیصلہ کریں - یہ جلسہ بھی عجیب تھا جسمیں خود مدعا علیہ جج بنکر آئے تھے - یہ سارا فساد اسی عجیب و غریب جلسۂ انتظامیہ کا نہیں ہے تو اور کس کا ہے؟ اگر ایک باقاعدہ مجلس آج باقاعدہ موجود ہوتی تو بد بختی ندوہ کا یہ حال ہی کیوں ہوتا؟

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ!

یہی سبب ہے کہ سب سے پہلے میں نے "جلسۂ انتظامیہ" کی حالت پر توجہ کی اور اسکی حقیقت سے ارباب کار کو واقف کردیا - میں عدالۃ، قانون، قواعد، اور جماعت کے نام سے یہ عقیدہ رکھنے کا حق رکھتا ہوں کہ ندوۃ العلما کی موجودہ مجلس انتظامی ایک بے قاعدہ بھیڑ سے زیادہ نہیں ہے، جو چند شخصوں نے قانون جماعت کی [illegible] کرکے ایک خانہ ساز صحبت بادہ و طرب کی طرح بنا لی ہے - اور اسی گھر کی تقریب پر محلے والوں کو نیوتہ بھیجکر بلالیا، ندوہ کے "عظیم الشان انتظامی ممبروں" کو کرایہ بھیجکر جمع کرلیا - فرق ہے تو صرف اتنا ہے کہ وہاں دلفریب مشاغل اور دلپسند مناظر کا بھی دار العلوم کے سابق مکان کی صحبتوں کی طرح کچھ سامان ہوجاتا ہے - اس بے قاعدہ بھیڑ کی بے لطف عرض پرستیوں اور بے مزہ مفسدات کے ہنگامۂ باطل میں یہ بھی نہیں!

ایک نواب صاحب کے ہاں مجلس طرب منعقد تھی، اور شہر کی ایک نستعلیق اور بذلہ سنج طوائف مجرا کر رہی تھی - جلسے میں ایک مقدس صورت مولوی صاحب بھی کہیں سے آنکلے تھے - کبھی کبھی ایسے اتفاقات حسنہ بھی پیش آجایا کرتے ہیں - ابھی کل کی بات ہے کہ دار العلوم ندوہ کے سابق مکان میں ایسی گراں بازاری کا اجتماع ہوا تھا، اور مقدس ناظم صاحب ندوہ مع حلقۂ

# فہرس



## تصاویر



## اطلاع

اگر معاونین الہلال کوشش کرکے الہلال کیلیے دو ہزار نئے خریدار پیدا کرسکیں جو آٹھ روپیہ سالانہ قیمت ادا کریں تو اسکے بعد یقیناً الہلال کا مالی مسئلہ بغیر قیمت کے بڑھائے حل ہوجائیگا، اور صرف یہی نہیں کہ وہ قائم رہیگا بلکہ اسکے ہر صیغے میں کافی وسعت اور ترقی ہو جائیگی -

منیجر

تو بھی عام انسانی قواعد و اصولوں کی بنا پر نہیں کرنا چاہتا ' اور میرے تمام کاموں اور صداؤں کا محور صرف شریعت ہی کا حکم ہے ' کچھ نہیں - بہت سی ایسی باتیں ہیں جنکے کہنے میں نئے دور کے بعض ارباب اصلاح بھی میرے شریک ہیں' مگر مجھمیں اور ان میں بڑا فرق یہی ہے کہ وہ قانون ' سیاست ' ' اجتماعیت ' اور آداب و تمدن کی بنا پر کہتے ہیں' پر میں شریعت کی بنا پر - میں سچ سچ کہتا ہوں ( و الله علی ما اقول شهید و هو یعلم سری و علانیتی ) کہ جب کبھی کوئی معاملہ ملک میں چھڑتا ہے تو میں عرصے تک خاموش رہتا ہوں ' اور اپنے دل سے فتوا طلب کرتا ہوں کہ ایمان اور شریعت کیا کہتی ہے ؟ پھر جب پوری طرح مطمئن ہو جاتا ہوں تو اپنی آواز بلند کرتا ہوں - وہ آواز میری نہیں ہوتی بلکہ حق اور شریعت کی آواز ہوتی ہے' اور دنیا میں کوئی نہیں جو صداے شریعت کو شکست دیسکے : بل نقذف بالحق علی الباطل ' فیدمغه فاذا هو زاهق ' ولکم الویل مما تصفون ! ( ۲۱ : ۱۹ )

ندوة العلما کے متعلق بھی تم جانتے ہو کہ میں عرصے تک خاموش رہا اور اپنے ضمیر سے سوال کرتا رہا - جبتک مجھے حالات شخصی جھگڑوں اور فریقانہ نزاعات کی شکل میں نظر آے میں کچھہ نہ بولا اور ایک حرف بھی نہیں لکھا ' کیونکہ خدا تعالی کے فضل نے مجھے جو فرصت کار عطا فرمائی ہے' یقین کرو کہ میں اسے چند حقیر اور فانی ہستیوں کے منافع کیلیے ضائع نہیں کرسکتا ' اور اگر ایسا کروں تو خدا مجھسے اپنا رشتہ کاٹ لے ' اور مجھے جنگل کی ایک سوکھی لکڑی کی طرح آگ میں ڈالدے - میں حق کی خاطر دشمنوں میں گھرا ہوا ہوں ' اور ایسی ایسی قوتیں میری دشمن ہیں جنکے ہاتھہ میں قانون کا آلہ ' جیلخانے کی کوٹھریاں ' اور سولی کے تختے ہیں - پر باوجود اسکے کہ اس نصف صدی کے اندر کسی انسان کو بھی ایسی بے پردہ صاف بیانی کی توفیق نہیں ملی جیسی کہ اس عاجز کو بارگاہ الہی سے مرحمت ہوئی ہے' وہ مجھپر قابو نہ پا سکے اور خدا نے مجھے چھوڑ دیا تا کہ میں اپنے کاموں کو پورا کرلوں - انھوں نے اُن لوگونکو پکڑا جنھوں نے کوئی ادنی سا اشارہ کر دیا تھا ' پر وہ اس سے متعرض نہوے جسنے صاف صاف انا الحق کے نعرے لگاے ہیں - بہت ممکن ہے کہ اب ایسا ہو' مگر بیچ بوے کی فرصت تو مجھے مل ہی گئی وعلی الله فلیتوکل المومنون !

پھر کیا تمھاری عقل اسے قبول کرتی ہے کہ جس شخص کا یہ حال ہو' وہ چند انسانوں کی خاطر اپنے کاموں کو بالکل بھلا دیگا ' اور لوگوں کو اُس شے کی طرف بلائیگا ' جسکی تصدیق اسکے اندر سے نہیں ہوتی ؟ فهل عندکم من علم فتخرجوه لنا ؟

ہاں' تم شریعت کے حامل اور مفتی ہو تو میں بھی صرف شریعت ہی کیلیے رو رہا ہوں - اسکے سوا میرا کوئی مطالبہ نہیں - میں دیکھہ رہا ہوں کہ ندوة العلما کے کاموں میں شریعت کو مٹایا جا رہا ہے ' اور وہ سر سے لیکر پیر تک اپنے کسی کام میں بھی شریعت کے مطابق نہیں - جب مجھے اسکا اطمینان ہوگیا تو میں نے زبان کھولی اور قلم کو دل سے اٹھے ہوے افکار کا تابع کردیا - اب میرا اور تمھارا معاملہ صرف شریعت ہی کیلیے ہے - جب تک شریعت کے احترام کا تدرہ یقین نہ دلادیگا ' میں تمھیں چھوڑ نہیں سکتا - تم کسی طرح بھی مجھسے بھاگ نہیں سکتے - مجھسے بچنے کیلیے تمھارے پاس کوئی گوشہ نہیں - میں جو کچھہ سمجھہ رہا ہوں اگر یہ غلط ہے تو خدا را شریعت ہی کے نام پر آؤ اور مجھے بتلا دو - میں خداے شریعت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم نے اپنے تئیں شریعت کے مطابق ثابت کر دکھایا تو سب سے پہلے جو شخص تمھارے ہاتھوں پر جوش احترام سے بوسہ دیگا وہ میں ہونگا - چھوڑ دو مولانا شبلی کی معتمدی کے قصے کو اور سکی سرگذشتوں کو - جماعتوں کا شیرازہ سب سے بہت زیادہ مقدم ہے کہ اشخاص و ہستیوں کا نام لیا جاے ' اور میرے عقیدہ میں تو وہ بھی تمھارے ساتھہ ان تمام مفاسد کے جوابدہ ہیں - آؤ' صرف اُسی شریعت کے نام پر ہم تم فیصلہ کرلیں جسکی بنا پر ہم نے اسٹرائک کیلیے فتوا دیا ہے -

ہم میں اور تم میں شریعت کے سوا کوئی حکم نہو : تعالوا الی کلمة سواء بیننا و بینکم ! آؤ اور اٹھو تا کہ اس دور رسوم میں حق اور راست بازی کے سچے فیصلوں کی ایک نئی نظیر قائم کردیں اور دنیا کو دکھلا دیں کہ مدعیان علم و پیشوائی میں اب بھی حرف الہی اور راست بازی باقی ہے ' اور انما یخشی الله من عباده العلماء کا حکم اب بھی انکے دلوں کو نرم کرسکتا ہے - ساری تحریروں اور تمام اخبارات کے مضامین کو یک قلم ملتوی کر کے ہم تم ایک مقام پر جمع ہو جائیں ' اور شریعت کی کتاب کو سامنے رکھکر اسپر قسم کھالیں کہ " الله کو حاضر و ناظر سمجھکر اور ہر طرح کی نفسانیت اور ذاتی غرضوں کی نجاست سے ضمیر کو پاک کرکے ' شریعت اور امت کی بہتری کو اپنے سامنے رکھیں گے ' اور سچی روحوں اور راست باز انسانوں کی طرح جو کچھہ کھلا کھلا شریعت کا حکم ہوگا ' اُسے فوراً مان لینگے - اگر ایسا نہ کریں تو : لعنة الله علی الکاذبین ! "

اگر تم نے ایسا کیا تو سارے جھگڑے لمحوں میں ختم ہو جائینگے - پھر اے وہ لوگو کہ اپنی شریعت پرستی پر مغرور ہو' کیا تمھیں یہ فیصلہ منظور ہے ؟

آخر میں اُن علماء سے جنھوں نے ۲۶ کے جلسے میں اسٹرائک کو خلاف شریعت قرار دیا ہے ' درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنا فتوا شائع کر دیں تا کہ معلوم ہو کہ قرآن و حدیث کے کن دلائل کی بنا پر یہ فتوا دیا گیا ہے ؟

## سات نئے طلبا کے اخراج کا حکم

جلسۂ انتظامیہ کے فیصلے کا بقیہ حصہ اب معلوم ہوا ہے کہ علاوہ مولوی محمد حسین صاحب کے سات دیگر طلبا کیلیے بھی اخراج کا فیصلہ کیا گیا ہے - انا لله و انا الیه راجعون - خیر ' یہ جو کچھہ کرنا چاہتے ہیں کرلیں - چند روزہ حکومت اور باقی ہے - عنقریب کھل رہیگا کہ اپنی موت کی نسبت یہ کیسے دھوکے میں گرفتار ہیں ؟ طلبا نے اسٹرائک کرنے کے بعد ابتک نہایت امن پسندی اور عمدہ رویہ کا ثبوت دیا ہے - انھیں قوم پر اعتماد کرنا چاہیے اور یقین کرنا چاہیے کہ انکے فیصلے کی اپیل کیلیے ابھی بہت سی عدالتیں باقی ہیں' اور یہ جو کچھہ ہوا قانون نہیں بلکہ قانون کا مضحکہ تھا - کلکتہ کی مجلس نے اسٹرائک کے ختم کردینے اور محمد حسین کے داخل کرلینے کا مشورہ دیا تھا ' اور بہ حالت موجودہ اس سے زیادہ باہر کے لوگ حکام دار العلوم کا ساتھہ نہیں دیسکتے - بہتر تھا کہ وہ اس مشورہ پر عمل کرتے - انتہائی ذلت و خسران کے بعد گزرے ہوے وقت کو یاد کرنا کچھہ مفید نہ ہوگا : فسیعلمون من هو شر مکاناً و اضعف جنداً ؟

مصاحبین و طلباے مدرسہ کے رونق افروز تھے شاید اسلیے کہ دو چار سبق اس مدرسے کے بھی گاہ گاہ ہو جایا کریں تو خشکی دماغ اور یبوست طبع کیلیے اچھا نسخہ ہے :

یارب بہ زاہدان چہ دہی خلد رایگان ؟
ذوق بتان نہ دیدہ و دل خون نکردہ کس !

بہر حال مجلس طرب گرم تھی - طوائف گاتے گاتے ایک پر معاملہ شعر پر پہنچی اور اسکے بتانے کیلیے کسی قدر بے پردہ اور زہد شکن اشارات سے کام لینا پڑا - بھلا مولانا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرض مقدس سے کیونکر غفلت کرتے ؟ واعظانہ و مفتیانہ فتوا دیا کہ یہ حرکت بالکل شرع کے خلاف ہے - طوائف نے ہاتھ باندھکے عرض کیا کہ " قبلہ و کعبہ ! اگر یہ شرع کے خلاف ہے تو اور جو کچھ ہو رہا ہے یہی کون مستحب اور سنت ہے ؟ "

یہی حال اس جلسۂ انتظامیہ کا بھی تھا جو ۲۶ کو لکھنو میں کرایہ کے ممبروں سے بھری گئی تھی - سنا گیا ہے کہ سب سے پہلے ممبران کرام نے یہ بحث کی کہ اسٹرائک شرع کے مطابق بھی ہے یا نہیں ؟ پھر خود ہی فتوا دیا کہ بالکل شرع کے خلاف ہے لیکن سوال یہ ہے کہ سب سے خود جلسۂ انتظامیہ جو کچھ کر رہی ہے ' وہی کونسا شریعت کا اسوۂ حسنہ ہے ؟

جو جلسۂ انتظامیہ سرے سے شریعت اسلامیہ کے اصل اصول " شوری " کا تباہ کن ہو ' جس نے " و شاورهم فی الامر " اور " امرهم شوری بینهم " کے مقدس احکام کی ایسی منکرانہ توہین کی ہو جس سے بڑھکر اور کوئی توہین نہیں ہوسکتی ' جس نے ندوہ کی ریاست و نظامت کے حق شرعی کو جماعت اور اجماع امت سے غصب کر کے چند مفسدین و اشرار کے سپرد کردیا ہو ' جسکی مجلس انتظامی کے ممبروں کے انتخاب میں عام مسلمانوں کی آواز کو کوئی حق نہ دیا گیا ہو جو انکا حق دینی ہے ' جو شریعت کے احیاء کے دشمن اور امۃ مرحومہ کی اصلاح و ارشاد صحیح کے اعدی عدو ہوں ' جسکے صیغۂ مال کو بغیر مشورہ و حصول اذن محض ایک شخص اپنی ذاتی جائداد کی طرح بے دریغ خرچ کرڈالے ' حالانکہ بیت المال سے ایک بالشت کپڑا لینے کا بھی عمر فاروق اعظم ( رضی اللہ تعالی عنہ ) کو حق نہ ہو ' جسکی تعمیرات کا حساب مانگتے مانگتے لوگ تھک جائیں مگر انہیں نہ دکھلایا جائے اور آجتک شائع کیا ہو ' جسکا ناظم نوجوان طالب علموں کو لیکر رنڈیوں کے جمگھٹے میں بیٹھنے سے نہ شرمائے اور کسی اس معصیت طرازی سے طالب علموں کے پر آرزو دلوں کو جرأت دلائے ' جسکے ممبر کوٹھی کرایہ پر لیکر اور ندوائے ...... کے جلسوں میں آئیں تو اس طرح ندوہ کا تمام اندوختہ اسی میں اڑ جائے ' جس کے ارکان کے اخلاق دینی کا یہ حال ہو کہ ندوہ سے کرایہ لیکر روپیہ وصول کریں کہ تمہاری طرف سے لکھنؤ کانفرنس میں داخل ہوکر جاتے ہیں ' اور نواب محسن الملک سے بھی کرایہ منگوائیں کہ کانفرنس کیلیے آئے ہیں ! جو برسوں تک کرنیل عبد المجید کے ذاتی موالید کیلیے اپنے ایک پیسہ سفید کو وقف اسٹیشن جھاڑیوں میں کہ گورنمنٹ کی پرستش اور پوجا کا وعظ کرے اور پچاس سے ۷۰ روپیہ تک تنخواہ بد بخت ندوہ دے ! جسکا ناظم اپنے رہنے کا مکان بھی ندوہ کے روپیہ سے لے ' اور لکھنو سے آگرہ تک کا سفر کرے تو ۴۹ روپیہ کی لعنت ندوہ کے سر ڈالے ' غرضکہ جس جماعت کی شریعت پرستی اور تدین و تقدس کے اعمال حسنہ کا یہ حال ہو ' آج اسے یہ کہتے ہوے شرم نہیں آتی کہ اسٹرائک شرع کے خلاف ہے '

اور ہم بہ حیثیت علماے دین اور مفتیان شرع متین ہونے کے اس کے خلاف فتوی دیتے ہیں ؟ سبحان اللہ ! ندوہ کے ممبروں اور حکام کو آج برسوں کے بعد شریعت یاد آگئی ' اور صرف اسی کے تحفظ کیلیے طلبا کے خلاف فیصلہ کرنے پر مجبور ہوے ! وہ ندوہ کہ سر سے لیکر پیر تک اسکا وجود شریعت کی توہین اور دین مقدس کے احکام الہیہ کی تذلیل ہے ' طلبا کی اسٹرائک کو خلاف شرع قرار دینے کا اپنے تئیں اہل سمجھتا ہے ! اگر آج شریعۂ اسلامی کا سررشتۂ افتا ایسے ہی ہاتھوں میں ہے ' تو اس شریعت پر ہزار افسوس اور اس دین کیلیے صد ہزار حیف جسکے حامل و معلی احبار و رہبان یہود کے ایسے بروز ہوں ! اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم ' و انتم تتلون الکتاب افلا تعقلون ؟

قرآن کریم نے جا بجا علماے یہود و نصاری کے اخلاق و عادات بتاے ہیں ' اور مسیح نے اپنے زمانے کے صدوقیوں اور فریسیوں کی تصویر کھینچی ہے - میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ ان لوگوں سے اچھے ہی تھے نہ کہ ' جو آجکل باوجود ادعاے علم و ریاست دینی ' خود تو شریعت کے مقدس احکام کو ٹھکرا رہے ہیں مگر دوسروں کو شریعت کی خلاف ورزی کا مجرم بتلاتے ہیں - غرور باطل اور نفس خادع نے انہیں یہ پٹی پڑھا دی ہے کہ چونکہ ہمارے سروں پر پگڑیاں اور ہمارے کاندھوں پر جبے ہیں ' اور زمانۂ مسیح کے فریسیوں کی طرح ہم عوام ملت کے سامنے مقدس و محترم سمجھے جاتے ہیں ' اسلیے ہم جو چاہیں کرسکتے ہیں -

مسیح نے کتنی سچی بات کہی تھی : " شریعت اسلیے ہے تا کہ اسکے ذریعہ یہ دوسروں کو سزا دیں ' پر اسلیے نہیں ہے کہ اسکے حکموں کی بنا پر خود انہیں بھی سزا دی جاے " قرآن حکیم نے بھی انکا قول نقل کیا ہے کہ " یقولون سیغفر لنا " وہ شریعت کو توڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے لیے گناہ کوئی شے نہیں - وہ تو معاف ہی ہو جائیگا : اولئک الذین طبع اللہ علی قلوبہم و سمعہم و ابصارہم ' و اولئک ہم الغافلون ! ( ۱۶ : ۱۰۹ )

آہ ' اے گرفتاران نفس و مدعیان شریعت ! کہ تم نے کیا کہا کہ شریعت کے خلاف ہے ؟ کیا واقعی تمہارے دل میں شریعت کا درد ہے ؟ اور کیا سچ مچ تم اس شریعت پر ایمان رکھتے ہو جو محمد بن عبد اللہ علیہ الصلوۃ و السلام پر نازل ہوئی ہے ؟ اگر ایسا ہی ہے تو پھر یہ کیا ہے جو ہو رہا ہے ؟ ندوہ کی ساری مصیبتیں کس کے ہاتھوں میں ہیں ؟ آہ ' اگر ایک لمحہ اور ایک عشر عشیر کیلیے بھی تمہیں خدا کی شریعت اور خدا کی قائم کی ہوئی امت کا پاس ہوتا تو ندوۃ العلما کو یہ روز بد کیوں دیکھنا پڑتا ؟ تم اپنے پاؤں سے تو شریعت کو کچل رہے ہو ' پر زبان سے کہتے ہو کہ ہم شریعت کا حکم چاہتے ہیں - تمہارے تمام کام بدستور شریعت کی توہین ہیں ' مگر طلبا سے کہتے ہو کہ اپنی اسٹرائک کو شریعت سے ثابت کریں - یاد رکھو کہ جس شریعت کا مقدس نام لیکر تم نے میرے دل کو زخمی کیا ہے ' میں بھی صرف اسی شریعت کیلیے تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں کہ خدا را فساد سے باز آجاؤ - یہ ممکن ہے کہ مولانا شبلی کو دار العلوم کی تعلیم کا غم ہو - ممکن ہے کہ بابو نظام الدین صاحب کو حساب و کتاب کا رونا ہو - یہ ممکن ہے کہ ساری دنیا مجلسی قواعد و اجتماعی اصولوں کی خاطر تم سے لڑے ' مگر یقین کرو کہ مجھے ان تمام باتوں میں کسی بات کا غم نہیں ہے - تم دو سال سے دیکھ رہے ہو کہ میں کس

١١ جمادی الاولی ١٣٣٢ هجری

# مدارس اسلامیه ؟

به سلسلهٔ " ندوة العلما "

## مولود فساد کا کامل بلوغ

نئے عهده داروں کا سازشي تقرر

## مزعومه و مفروضه نظامت ندوة العلماء

( ٢ )

اے معتکف زاویهٔ ندوه کجائي ؟
از پرده بروں آ که ما محرم رازیم !

گذشته اشاعت میں بحث و نظر کیلیے بالترتیب تین طریقے پیش کرچکا هوں جنکے علاوه دنیا میں جواز و عدم جواز کے معلوم کرنیکا اور کوئي طریقه نهیں هوسکتا - آج چاهیے که بالکل اصول اور بحث حقیقت پر نظر رکھکر اس کارروائي کو الگ الگ ان هر طریقه سے جانچیں -

ابھی بحث و انکشاف کا بهت بڑا میدان باقي هے - علی الخصوص صیغهٔ مال اور تعمیرات کي داستان ' اسلیے بحث مختصر هوگی اور بالکل نمبر وار' تاکه نتیجه بهت جلد سامنے آ جاے -

٢٠ جولائی کے جلسهٔ انتظامیه میں نئے عهده داروں کو مقرر کیا گیا هے - اس کارروائي کي صحت و عدم صحت اور جواز و عدم جواز کو تین حیثیتوں سے جانچنا چاهیے جو در اصل دو اصولوں سے عبارت هیں - یعني :

( ١ ) استحقاق و اهلیت کے لحاظ سے -

( ٢ ) قوانین و قواعد کي بنا پر : ایک قواعد عمومي هیں - ایک خود ندوه کے قواعد -

( ١ )

اهلیت کے معنی یه هیں که جس کام کیلیے جس شخص کو مقرر کیا جاے' اسکے انجام دینے کي اقلاً ضروري قابلیتیں اسمیں موجود هوں -

یه ایک ایسي بات هے جسکے ماننے سے کسی صاحب عقل کو انکار نهوگا -

قابلیتوں پر نظر ڈالنے کی بھی دو صورتیں هیں - ایک یه که اس قسم کے کاموں کیلیے عام اوصاف و صفات جو هونے چاهئیں ' انکی جستجو میں نکلیں -

دوسري یه که هر کام اپنے اندر بعض خصوصیتیں [illegible] اور وهي خصوصیات اس کام کو دوسرے کاموں سے الگ [illegible] اور اسکي هستي کي اصلی روح هوتی هیں - منطق کي اصطلاح میں انهیں " فصل " کهیے -

انجمن ' مدرسه ' کلب ' مسجد ' تماشاگهر ' سب کے سب انسانوں کے جمع هونے کے مقامات هیں - لیکن انجمن کا اجتماع اور هے ' مدرسه کا اور ' مسجد کا اور ' اور فٹ بال کے میدان کا اور -

پھر ان میں بھی هر قسم کا اجتماع باهم یکدگر خصوصیات رکھتا هے - انجمن حمایت اسلام ' ندوة العلما ' ایجوکیشنل کانفرنس مسلم لیگ ' سب انجمنیں هی هیں - لیکن ان میں سے هر انجمن کي الگ الگ خصوصیات بھي هیں ' اور وهي انکي زندگي کي بنا اور انکي هستي کي ضرورت هیں -

پس اهلیت اور قابلیت کے جانچنے کیلیے همیشه یهی دو طریقے هونگے که عام حیثیت سے ایسے کاموں کیلیے جس قسم کي قابلیتوں کي ضرورت هو ' پہلے انکو تلاش کیا جاے - اسکے بعد اس کام کي خصوصیات اور مختص امور کو پیش نظر لاکر اسکے انجام دینے کي قابلیت جانچي جاے -

میں شرمنده هوں که ایسی بے حقیقت کارروائیوں کیلیے ایسي اصولی اور عظیم الشان تمهیدوں کے بیان کرنے میں وقت ضائع کر رها هوں اور اسطرح نا اهلوں کو انکي حیثیت سے زیاده اهمیت دے رها هوں ' مگر کیا کروں که قوم کي غفلت سے یه معامله یهاں تک پهنچ گیا هے اور اب اسکو صاف کرنے کے لیے مجبوری وقت اور باتوں کو ضائع کرنا هی پڑتا هے -

بهرحال اهلیت جانچنے کے یهي دو قدرتي وسائل هیں البته همیں یاد رکھنا چاهیے که قوم میں قحط الرجال هے ' اور هماري موجوده قابلیتیں ایسي نهیں هیں که هم کسی انجمن کا عهده دار تلاش کرنے کیلیے بهت هي بلند معیار اپنے سامنے رکھیں - ایسا کرینگے تو همیں آدمیوں کا ملنا مشکل هو جائیگا

پس ندوة العلما کے ناظم کیلیے بھی گو بحث اصول کی بنا پر هو ' لیکن قابلیت کا معیار بهت بلند نه رکھا جاے ' اور ادنی سے ادنی درجه کا مستحق ناظم بھی اگر همیں ملجاے تو بلا تامل قبول کر لینا چاهیے -

آخر علی گڈه کالج کو هم سکریٹری سر سید احمد کا سا کہاں سے لا ؟ حقیقت اور قابلیت کا کہاں تک پاس کیجیگا ؟ جی تو چاهتا هے که آج قوم کا هر فرد غزالي و رازي هو ' اور اپني هر انجمن کا ناظم ایسی کو بنائیں جو سر سے لیکر پیر تک علم و اهلیت کا پیکر و مجسمه هو ' لیکن ایسا چاهنے سے کیا هوتا هے ؟ جب قابلیتوں کا قحط هے اور هر جانے والا اپني خوبیوں کو اپنے ساتھه لے جاتا هے تو اسکے سوا چاره نهیں که اپنی نظر بلند نه کیجیے اور خود هی معیار انتخاب آسان بنا دیجیے - کم سے کم بھي جو کچھه ملجاے ' اسے اس طرح پسند کرلیجیے ' گویا آپکے لیے بهتر سے بهتر یهي هے -

( نظامت عام نظر سے )

یه سب کچھه سمجھه لینے کے بعد اب غور کیجیے که ندوة العلما کیلیے ناظم قرار دیا جاتا هے - ندوه عام حیثیت سے ایک انجمن هے ' اور اپنی خصوصیات کے لحاظ سے احیاء ملت و دعوة دیني کي ایک تحریک جو علوم عربیه و دینیه کي اصلاح کرده تعلیم کے ذریعه موجوده زمانے کیلیے جامع حیثیات علما پیدا کرنا چاهتي هے - اس بنا پر اس نے ایک مدرسه قائم کیا هے - جسمیں :

( ١ ) نصاب قدیم کي اصلاح کي هے -

( ٢ ) علوم ادبیه و دینیه کي تعلیم کا خاص اهتمام کیا هے -

( ٣ ) نئي ضرورتوں کی بنا پر نئے علوم اور زبانوں کو شامل کیا هے -

## مسئلۂ قیـــام الہـــلال

الہـــلال میں " مسئلۂ قیام الہـــلال کا آخري فیصله " پڑھکر اس نیازمند کو اور نیز تمام احباب شہر کو جس قدر صدمه هوا اسکا بیان کرنا الفاظ کي قدرت سے باهر هے - حضرت خود اندازہ فرمالیں که جن گم کشتگان ضلالت کو عرصے کی تاریکي کے بعد ایک هدایت کا ستارہ نظر آیا هو ' اسکے بهی غروب هو جانے کي خبر سنکر اسکے دلوں کا کیا حال هوگا ؟

یه بالکل سچ هے که الہـــلال اپني دعوۃ مقدسه کا فرض اولین ایک معجزانه قوۃ الہي کے ساتهه تهوڑے هي عرصے میں ادا کرچکا ' اور یه بهی بالکل درست هے که ایک عام بیداري اور ذوق عمل بالاسلام اوس نے قوم کے هر طبقه میں پیدا کردیا هے ' اور کوئی نہیں جسکے سامعه تک ایک مرتبه بهي اسکی صداء حق پہنچی هو اور اسکے دلوں نے اسکا استقبال نه کیا هو - تاهم الہـــلال کا صرف اتنا هي کام نه تها ' اور جهاں اس تحریک کي عملي تکمیل کیلیے بعد کي خاموش منزلوں کی ضرورت هے ' وهاں اسکي بهي تو ضرورت هے که صداء غفلت شکن جاري رهے ' اور جو آگ سلگ آٹهي هے اسے برابر هوا ملتي رهي ؟ پهر اس سے بهي قطع نظر الہلال صرف ایک دعوۃ دیني هی کي حیثیت نہیں رکهتا ' بلکه وہ تمام قوم میں ایک هی ادبی رساله ' ایک هي علمی رساله ' ایک هی آزاد سیاسی آرگن ' اور ایک هي یورپ کے اعلی نمرے کا جرنل هے - اس وقت تک جس جس شاخ پر اوس نے توجه کي هے ' اس سے بڑهکر مضامین کسي دوسرے قلم سے نہیں نکلے هیں - پهر اگر جناب کا اولین فرض دعوۃ پورا هوچکا ' تو کیا قوم کیلیے ایک بہترین علمی ' ادبی ' اخلاقي اور سیاسی جرنل کي ضرورت بهي ختم هوگئي - حالانکه الہـــلال کو الگ کردینے کے بعد تمام ملک میں ایک رساله بهی اس درجه کا نہیں نظر آتا -

میري معلومات ممالک اسلامیه کي نسبت زیادہ نہیں هے ' مگر جهاں تک مجھے معلوم هے ٹرکی اور مصر سے بهی کوئی ماهوار رساله اسقدر مختلف مذاقوں اور مختلف حیثیتوں کا جامع نہیں نکلتا -

پس فی الحقیقت الہلال نه صرف هندوستان بلکه تمام عالم اسلامي میں ایک هي هفته وار رساله هے - خدا کیلیے ' اسکے رسول مقدس کیلیے اس دین برحق کیلیے جس سے بڑهکر آپکو دنیا میں کوئي شے محبوب نہیں ' اس قران کریم کیلیے جسکے عشق میں آپ کا ایک ایک حرف ڈوبا هوا هے ' هم عاجزوں کي اس درخواست کو منظور کیجیے که الہلال برابر اسی آب و تاب سے جاري رکها جاے ' اور حضرت کي زندگی تک ( جسکي طوالت و برکت کیلیے نہیں معلوم کتنے دلوں سے روز دعائیں نکلتی هیں ) وہ جاري رهے -

رها اسکا مالي مسئله تو خدارا اسقدر بے پروائی نه کیجیے - اور ایک سچے قومي کام میں اگر قوم مدد کرنا چاهے تو آ

کرلیجیے - بڑي مصیبت یه هے که آپ کسی کو خدمت کا دیتے هی نہیں - میں تو قسم خدا کي الہلال کیلیے اپنا سب کچهه لٹانے کیلیے هر وقت طیار هوں ' اور یقین فرمالیے کچهه جناب کے اپنے سلسلے کے خاص خدام کا حال لکها هے ' سے بڑهکر هم مجبور طیار و آمادہ هیں - میں جس مکان میں هوں وہ تقریبا دس هزار روپے میں بنکر طیار هوا تها - بخوشي اسے الہلال کي خدمت کیلیے نذر کرتا هوں - آپ اجازت دیجیے میں اسے فروخت کرکے روپیه بهیج دیتا هوں ' اور کرایه دیکر مکان میں رهتا هوں -

آہ مولانا ! آپکو ابهي اپنا اثر اور اپنی قوت معلوم نہیں - خدا نے کوئی امتحان کا موقعه دیا تو آپکو معلوم هوگا که جو لوگ آپسے صدها کوس کے فاصلے پر هیں ' وہ شب و روز آپکا تصور آپکي یاد اپنے لیے کس طرح عبادت سمجهتے هیں ؟

مضمون کے آخر میں آپنے دو هزار نئے خریداروں کیلیے لکها هے - میں نہیں سمجهتا که صرف اس سے کیا هوگا ' اور کب تک آپ اسکا انتظار کریںگے - جي ڈر رها هے که کہیں جلد آپ لوگ فیصله نه کر بیٹهیں - هم تو اپني جان و مال لٹانا چاهتے هیں آپ صرف خریداروں کا ذکر کرتے هیں - خیر دس خریداروں کي فہرست مسلسل عریضه هذا هے ' انکے نام وي - پي - بهیجدیجیے - گرمیوں کي پوري تعطیل میں دورہ کرونگا اور کانوں کانوں پهرونگا - لیکن ان باتوں سے میرے خیال میں تو کچهه هوتا نہیں - الہلال کے مصارف بے شمار هیں ' اور ضرورت هے که ایک بار کئی لاکهه روپیه صرف کرکے آپ اسکو اسدرجه وسیع و قوي کر دیں که همیشه کیلیے وہ مستحکم هو جاے - آخر میں پهر به هزار منت و عجز عرض کرتا هوں که میري درخواست بالا کو قبولیت عطا هو -

محمد حسین هڈ کلرک صاحب انجنیر بمبئی -

## الہـــلال :

پچهلے هفته سے جو تحریرات آ رهي هیں اُن میں سے صرف اس تحریر گرامی کو درج کیا گیا - جزاکم الله خیر الجزاء - آپکی دیني اور جوش فدا کاري کا صله صرف خدا هي سے ملسکتا هے - لفظوں میں میں کیا لکهوں ؟ بڑی جو عطیۂ محبت آپ نے کیا هے ' اُسکي سردست کوئی ضرورت نہیں هے - جس میں هوں مجھے اُسي میں رهنے دیجیے - صرف خریدار بهم پہنچائیے آپ اس مسئـله کو بہتر طـریقه سے حل کر دینگے - اُس سے زیادہ کا طالب نہیں اور نه ضرورت هے - اپنے اصول سے مجبور هوں - آپکي محبت ومالي بڑي هی کشش رکهتي هے - الله ایسے هی جـذبات سے بہت جلد کام لے که ملۃ قویمه کا اصلی سرمایه یهی هے -

---

## الہـــلال کـــي ایجنســـي

هندوستان کے تمام اُردو ' بنگله ' گجراتي ' اور مرهٹی رسالوں میں الہـــلال پہلا رساله هے ' جو باوجود هفته وار روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں تو ایجنسی کی درخواست بهیجیے -

میں پورے اطمینان کے ساتھہ کہتا ہوں کہ یہ لکھہ پتی تاجر اتنا بھی نہیں جانتا کہ ندوہ کے مقاصد و اغراض کیا کیا ہیں ' اور اصلاح دینی و تعلیمی سے مقصود کیا ہے ؟ انکو سمجھنا اور انکے مطابق ندوہ کو چلانا تو ایک بہت ہی بڑی بات ہے - البتہ یہ ضرور جانتا ہے نہ ندوہ میں اصلاح کے نام سے کچھہ باتیں ہیں ' اور جہاں تک ممکن ہو مجھے انکی مخالفت کرنی چاہیے ' اور انہیں مٹانا چاہیے - چنانچہ اصلاح کی ہر تحریک و تجویز کا وہ ہمیشہ اشد شدید منکر و عدو رہا ' اور اسکی ایک بڑی فہرست عند الضرورت پیش کی جاسکتی ہے -

اسکے معلوم کرنے کا ایک آسان طریقہ یہ ہے کہ اہل علم کی ایک مجلس منعقد کی جاے اور اس دولت مند آدمی سے کہا جاے کہ ندوہ کے اغراض و مقاصد بیان کرے - ساتھہ ہی ایک دن پیشتر سے اُسے خبر بھی دیدی جاے' اور کہدیا جاے کہ جس کسی سے پوچھہ سکتا ہے پوچھہ لے' اور جسقدر ندوہ کی رپورٹیں اور تقریریں چھپی ہیں ' اُن سب کو چاٹ لے - میں سچ سچ کہتا ہوں کہ باوجود اسکے بھی وہ اس شے سے اسقدر ابعد و اجہل ہے کہ کسی طرح بھی بیان نہ کرسکے گا - اور گو چیختے چیختے تھک جاے' اور اسکی گردن کی رگیں زخمی ہو جائیں ' مگر پھر بھی ندوہ کی حقیقت اسکے گلے سے نہ نکل سکے گی !

( سو روپیہ کا انعام )

مجھے اس پر اسدرجہ وثوق ہے کہ اگر مولوی خلیل الرحمن صاحب اسے منظور کرلیں تو میں سو روپیے کے انعام کا اعلان کرتا ہوں - جلسے سے پہلے منشی احتشام علی صاحب یا مولوی محمد نسیم صاحب کے پاس ( کہ موجودہ نظامت کی گاڑی اسی جوڑی سے چل رہی ہے ) امانت رکھوا دونگا - انعام کا ذکر اسلیے کیا کہ مولوی صاحب کو یہ شے ندوہ کی نظامت سے بھی زیادہ محبوب ہے ' اور جب کبھی حضرت کے دونوں معشوقوں کے حسن میں مقابلہ آپڑتا ہے ' تو اول الذکر ہی کی محبوبیت اُنکے عشق کہن سال پر فتحیاب ہوتی ہے !

هست ایں قصۂ مشہور و تو ہم می دانی !

یا سبحان اللہ ! انقلاب دہر کا اس سے بڑھکر اور عبرت انگیز منظر کیا ہوگا کہ ندوۃ العلما کی نظامت کا دعوا ایک ایسے شخص کو ہو جو تمام اوصاف و فضائل ضرور یہ ایک طرف رہے 'بدبخت ندوہ کی حقیقت ہی سے بے خبر ہو' اور جسقدر جانتا بھی ہو اسکا اشد شدید منکر و مخالف ہو' پھر مولوی عبد الحی صاحب تحریک کریں اور دس آدمی بیٹھکر ( جنکو غریب قوم کا جمع کردہ روپیہ کرایے کیلیے دیکر بلایا گیا ہو ) منظوری کا پروانہ لکھدیں ؟

مدار روزگار سفلہ پرور را تماشا کن !

( اخـــلاق و ایثـــار )

( ۲ ) خیر - اسکو بھی جانے دیجیے - اگر علم و قابلیت نہیں ہے تو نسہی - ایک دوسرا عالم اقلیم اخلاق و جذبات کا بھی ہے جس کا ایک ذرۂ فضل بھی حاصل ہو جاے تو دماغی قابلیتوں کے بڑے بڑے خزانے اُسپر نثار کر دینے چاہئیں - ہر شخص عالم نہیں ہوتا مگر ہر شخص کے پہلو میں دل ضرور ہوتا ہے - ایک جاہل شخص بھی اپنے اندر ایسے اخلاقی جوہر رکھہ سکتا ہے جسکے آگے بڑے بڑے عالموں اور فاضلوں کے دعوے ہیچ ہوں - مان لیجیے کہ وہ اُن دماغی قابلیتوں سے محروم ہیں جو ندوہ کی سکرٹری شپ کیلیے ضروری ہیں ' لیکن اگر اُن میں قومی خدمت کا سچا ولولہ ہے ' اگر قوم کی شیفتگی و محبت نے اُنکے دل پر قبضہ کرلیا ہے ' اگر وہ اُسکی راہ میں قربانیوں کیلیے طیار ہیں ' اگر اُسکے لیے اپنے مال و متاع کا ایک تھوڑا سا حصہ بھی [illegible] میں یعنی اگر اُن میں ایثار و فدویت کا جذبہ موجود [illegible] اُنسے بڑھکر اس میدان کا مرد اور کون ہو سکتا ہے ؟ قابلیت کہیں نہ کہیں مل ہی جائیگی - لیکن یہ متاع عزیز تو بڑی ہی نایاب ہے - اسے کھو دینگے تو پھر کہاں سے ہاتھہ آئیگی ؟ ایک شخص قابل آدمیوں کو اپنے ماتحت رکھکر کام نکال لے سکتا ہے - مصر کے تخت پر کافور حکومت کرتا ہی رہا جو ایک حبشی خواجہ سرا تھا ' اور متنبی جیسے مغرور عرب بادیہ نے اُسکی مدح میں قصیدے لکھے - یہ کوئی ایسی بات نہیں جس کا اسدرجہ خیال کیا جاے - اصل شے سچے جذبات اور جوش ایثار و جاں نثاری ہے - یہ اگر ملجاے تو پھر تمام باتوں سے آنکھیں بند کر لیجیے -

اچھی بات ہے - آئیے - اب اسی راہ چلکر دیکھیں کہ ہمارے " ناظم صاحب " کہاں تشریف رکھتے ہیں ؟ اگر ایک جلوۂ حقیقت بھی نظر آگیا تو کم از کم میں تو وعدہ کرتا ہوں کہ ندوہ کی نظامت بلا غل و غش و بلا شرکت غیرے اُنکے حوالے کر دیدے کا مشورہ دونگا - اور اتنا ہی نہیں بلکہ انکے سپرد کرکے اندر سے کنڈی بھی لگا دونگا تا کہ اور کوئی دوسرا قبضہ نہ کرلے - پھر سکندر اعظم اگر ارسطاطالیس کو بھی بھیجیگا کہ دروازہ کھولدو' جب بھی دروازہ نہیں کھلے گا :

متفق گردید راے بو علی با راے من !

مولوی صاحب کا اولین وصف امتیازی جو تمام جنس علما میں انکے لیے بمنزلۂ فصل کے ہے' یہ ہے کہ وہ دولت مند ہیں' اور باختلاف روایت چار سے سات لاکھہ روپیہ تک انکا بینک میں موجود ہے - ندوہ کی نظامت کے وہ ایسے عاشق زار ہیں کہ برسوں سے اسکے فراق میں مضطر و بیقرار ہو رہے ہیں ' اور بارہا حاشیہ نشینان بارگاہ کے آگے آہ و زاری کرچکے ہیں کہ خدا را' اور نہیں تو صرف ایک ہی رات کیلیے اس شاہد بے پروا کو میرے حوالے کردو کہ برسوں کی دبی ہوئی حسرتوں کیلیے ایک شب خلوت بھی بہت ہے !

ایک بوسے پہ یہ لڑائی ؟ حیف !
دس نہیں ' سو نہیں ' ہزار نہیں !

پس اس راہ میں ایثار جاں سے پہلے ایثار مال کی جستجو کرنی چاہیے کہ آجتک کسقدر انفاق ندوہ کیلیے کیا جاچکا ہے ؟

افسوس کہ ہمارے مولانا گو عشق پیشہ ہیں - لیکن عمل اس پر ہے :

گر جاں طلبد مضائقہ نیست
زر می طلبد' سخن دریست !

دنیا نہایت تعجب اور حیرت سے سنے گی کہ جس ندوہ کی شیفتگی میں حضرت کا یہ حال ہے ' اُس بد بخت کے دامن محبوبیت کو اُنکی جیب عشق سے آجتک ایک پھوٹی کوڑی بھی نصیب نہیں ہوئی ہے ' اور اب مفروضہ نظامت کے حصول کے بعد تو دست شوق کی جگہ دست سوال بے غل و غش بڑھ رہا ہے !

ان ہذا من اعاجیب الزمن !

اصل یہ ہے کہ دولت سے کہیں زیادہ اس جان نثار ندوہ و خدمت ملت کے بخل کا ہے ' اسکی دولت بینک میں رہتی ہے مگر بخل کا آشیانہ اسکے دل میں ہے ' اور زر پرستی جب ایسی تو دولت طبائع میں بڑھتی ہے تو لازمی نتیجہ بخل ہی ہوتا ہے :

زر پرستی می کند دل را سیاہ
آخر ایں صفرا بہ سودا می کشد !

یہ سچ ہے کہ ندوہ کی نظامت کے چشم و ابرو بڑے ہی دلربا ہیں ' مگر محبوبۂ لکشمی کی تیکھی چتونوں کے مقابلے میں تو ہمارے ادا شناس و نقاد حسن مولانا اس حسن سادہ و بے نمک کے گھائل نہیں ہوسکتے !

تم سے جہاں میں لاکھہ سہی' تم مگر کہاں !

اس شخص کے بخل کے جو حالات میں نے سنے ہیں ' اگر بیان کروں تو کئی صفحے اسی میں صرف ہوجائیں - اسکا صحیح اندازہ صرف اس ایک ہی بات سے کرلیجیے کہ ندوہ کی نظامت

وہ باقاعدہ انجمن ہے - مسلمانوں کا ایک عظیم الشان کام ہے - قوم کی خدمت کرنے والوں کا میدان عمل ہے - مختلف شاخوں کے عملہ اور کارکنوں کا مجموعہ ہے - مدرسہ ہے - تعلیم و تربیت کی ... ہے اور اپنی خاص و ممتاز خصوصیات بھی رکھتا ہے -

پس ضرور ہے کہ اسکا ناظم ایسا شخص منتخب کیا جائے جو صاحب علم و فضل ' منتظم و مدبر ' کاردان و باخبر ' اور قوۃ عملی و اداری رکھتا ہو - نیز قوم کی نظروں میں اپنے ان اوصاف کے لحاظ سے معروف ہو تا کہ وہ اسپر اعتماد کر سکے -

سب سے زیادہ یہ کہ قوم کی خدمت کا سچا ولولہ اسکے اندر ہو - ایثار اور قربانی کیلیے طیار ہو - قوم اور اسکے کاموں کیلیے کچھہ نہ کچھہ اپنا کھو سکے - کیونکہ یہ نہیں تو پھر باوجود ہر طرح کی قابلیتوں کے ایک جسد بے روح ہوگا -

ساتھہ ہی اسکی بھی ضرورت ہے کہ وہ ایک انجمن کا افسر اعلی ہوکر ایسا بے دست و زبان نہو کہ محض ایک ملبوس پتلے کی طرح جلسوں میں بٹھا دیاجاے - وہ ایک قومی انجمن کا سکریٹری ہوگا جسکے تمام کام قوم کی توجہ اور تعلقات ہی سے چل سکتے ہیں - پس ضرور ہے کہ صاحب قلم و صاحب زبان ہو - اعلی درجہ پر نہیں تو سیدھے سادھے طریقہ ہی سے لکھہ سکے اور بول سکے - علی الخصوص ایسی حالت میں کہ وہ ملک کی ایک عظیم الشان کانفرنس کا سکریٹری اور ایک تعلیمی مجلس کا افسر کل ہوگا -

یہ اوصاف عام حیثیت کے لحاظ سے ہیں کہ تعلیمی و دینی انجمنوں کے ناظم میں ان اوصاف کا ہونا ضروری ہے -

( خصـوصیـــات نـــدوہ )

اسکے بعد ندوہ کی خصوصیات سامنے آتی ہیں - نـدوہ محض انجمن ہی نہیں ہے بلکہ ایک خاص طرح کی انجمن ہے - پس اسکے سکریٹری میں بھی اوصاف مندرجۂ صدر ایک خاص صورت میں ہونا چاہئیں - معیار ادنی سے ادنی درجے کا قائم کیجیے جب بھی اقلاً ندوہ کے ناظم کیلیے ضروری ہوگا کہ وہ " مسئلۂ تعلیم علوم اسلامیہ " اور " مسئلۂ اصلاح " کا اندازہ داں ہو جو ندوہ کے سب سے بڑے کام کا جوہر اصلی ہے - دار العلوم ندوہ دعوا کرتا ہے کہ وہ اپنے اصلاح یافتہ طریق تعلیم اور نصاب کتب سے ایسے علما پیدا کریگا جو قدیم مدارس عربیہ سے پیدا نہیں ہوسکتے - فن ادب اور فن تفسیر کے قدیم طریق تعلیم پر وہ معترض ہے اور اپنا ایک خاص طریقہ پیش کرتا ہے - پس یہ بھی ضروری ہے کہ اقلاً و ندرلاً وہ ایسا شخص ہو جو دار العلوم کی تعلیم و طرز تعلیم کی نگرانی کرسکے -

( موجودہ مدعی نظامت )

اب ہم دیکھتے ہیں کہ مولوی خلیل الرحمن صاحب نامی ایک بزرگ کو ندوہ کا ناظم قرار دیا جاتا ہے - یہ کون صاحب ہیں ؟ کوئی مشہور صاحب علم و فضل ہیں ؟ نہیں - کسی درسگاہ کے معلم ہیں ؟ نہیں - کسی انجمن کے مشہور عہدہ دار ہیں ؟ نہیں - عربی کے ماہر ہیں ؟ نہیں - انگریزی کے گریجویٹ ہیں ؟ نہیں - مسئلہ تعلیم و مسئلہ اصلاح سے خاص دلچسپی رکھنے والے ہیں ؟ نہیں - خیر کم از کم اصلاح اور تجدید کے معتقد ہیں ؟ نہیں - اچھا قوم انکو ان کاموں کی حیثیت سے جانتی ہے ؟ یہ بھی نہیں - آخر وہ کیا ہیں ؟ یہ بھی معلوم نہیں - پھر کہاں جائیں ؟ اسکا بھی جواب یہی ہے کہ نہیں !

خیر - اگر قوم انہیں اب تک نہیں جانتی تھی تو اب جان سکتی ہے ' اور یہ کچھہ ضروری نہیں کہ صرف صاحب شہرت اشخاص ہی صاحب حقیقت بھی ہوں - کتنی شہرتوں کے غلاف ہیں جنکے اندر کچھہ نہیں ہے ' اور کتنی ہی علم و اہلیت کے خزانے ہیں جو خاک گمنامی کے اندر چھپے ہوے ہیں ؟ ہمیں فیصلہ کرنے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے - جتنے حالات معلوم ہو سکے ہیں انکو سامنے لانا چاہیے ' اور مزید حالات ان لوگوں سے پوچھنا چاہیے جنھوں نے انکی آرزوے نظامت کو شرف قبولیت عطا فرمایا ہے -

پس جسقـدر معلوم ہے پہلے آپ سن لیجیے - اسکے بعد غیر معلوم فضائل کیلیے معرکہ و مویدین کی خدمت میں چلیے گا -

( مولوی خلیل الرحمن صاحب )

( ۱ ) مولوی خلیل الرحمن صاحب کے متعلق جسقدر حالات عام طور پر معلوم ہیں وہ یہ ہیں کہ انکے والد ایک مشہور عالم مولانا احمد علی مرحوم سہارنپوری تھے جنھوں نے صحیح بخاری کو ایڈٹ کرکے شائع کیا ' اور پھر صحیح مسلم مع شرح نووی کے اپنے مطبع میں صحت و خوبی کے ساتھہ طبع کی - لیکن میں جہاں تک سمجھتا ہوں اس وصف سے ندوہ کی نظامت کے مسئلہ میں کچھہ مدد نہیں ملسکتی -

اسکے بعد وہ تاجر ہیں - " خلیل الرحمن منظور النبی " نامی فرم کے مالک ہیں اور لکڑی کا کاروبار کرتے ہیں - بہت دولت مند ہیں ' مگر دولت کی صحیح مقدار کے تعین میں اختلاف ہے - منشی محمد علی محرر مال ندوہ کی روایت سات لاکھہ کی ہے - لیکن مولوی صاحب کے ایک دوست جو اس وقت میرے سامنے بیٹھے ہیں ' اس روایت کو موقوف قرار دیکر جرح کرتے ہیں ' اور خود انکی مرفوع متصل روایت یہ ہے کہ چار لاکھہ روپیہ سے زیادہ بینک میں نہیں ہے - اللهم زد فزد -

میں یقین کرتا ہوں کہ اس وصف سے بھی مسئلۂ نظامت کے حل کرنے میں کوئی مدد نہیں ملسکتی ' اور اگر مدد لیجاے تو کلکتہ کا ایک معمولی مارواڑی جو لفظ " ندوہ " کا تلفظ بھی ٹھیک نہیں کرسکتا ' مولوی صاحب سے زیادہ نظامت ندوہ کا مستحق ہے -

قوت انتظامی کے معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں کیونکہ وہ ایک کسی جماعتی کام کے رکن کارفرما رہے ہی نہیں - قوم میں انکا وقار نہیں ' کیونکہ قوم انہیں کسی پبلک کام کی حیثیت سے جانتی ہی نہیں ہے - لکھہ وہ نہیں سکتے ' بول وہ نہیں سکتے ' چار آدمیوں کے سامنے اگر اپنی مجلس ہی کو پیش کرنا پڑے تو سواے ایک سکوت مسلسل اور صوت منقطع کے اور کچھہ سنائی نہ دیگا :

اے ہم نفس ! نزاکت آواز دیکھنا !

رہی علمی قابلیت تو جہاں تک مجھے معلوم ہے میں بہت شک کے ساتھہ لکھتا ہوں کہ وہ کسی لڑکے کو کافیہ بھی اچھی طرح پڑھا سکتے ہیں یا نہیں ؟ اور اگر وہ اپنے حدود سے باہر قدم نہ نکالیں تو یہ انکے لیے کوئی عیب کی بات نہیں ہے - جو شخص جس کام میں نہیں رہتا اس سے بے خبر ہی رہتا ہے - اگر مولانا عبد اللہ ٹونکی سے لکڑی کی قسمیں دریافت کریں تو شاید چار نام بھی نہیں بتلا سکیں گے - مگر یہ انکے لیے یہ ... کی بات ہے کہ انہوں نے باوجود علما کے خاندان سے ہونے کے اپنا بار علماے ندوہ کی طرح قوم کے اندرختہ پر نہ ڈالا ' اور ایک شریف شہری کی طرح کاروبار تجارت میں مشغول رہے -

جب حالت یہ ہو تو علوم عربیہ و دینیہ کا تو اس مبحث میں نام لینا بھی علم کی ایک ایسی بے حرمتی ہے جس سے زیادہ تصور میں آ نہیں سکتی - عمر بھر وہ اپنے کار و بار میں رہے نیپال کے جنگلوں میں درخت حرواے اور سہارنپور میں لاکر انہیں فروخت کیا - علمی زندگی کا کبھی ان پر سایہ بھی نہیں پڑا - نہ کسی فن کو حاصل کیا ہے اور نہ کتابوں کو دیکھا ہے - نہ وہ جانتے ہیں کہ درس و تدریس کیا شے ہے ' اور تعلیم و نصاب تعلیم کس ... کا نام ہے اور اسکا طرح کیا ہے ؟

ایک شخص کی عام قابلیت کا یہ حال ہو تو پھر ندوہ کی خصوصیات کے لحاظ سے بحث کرنا محض فضول ہے

# مذاکرۂ علمیہ

## ابتدائی تعلیم

### میری مونٹسوری

( مقتبس از سائنٹفک امریکا )

اگر مشرق و مغرب کي تعلیم اور اسکے نتائج کا موازنہ کیا جائے یعنے یہ دیکھا جائے کہ دونوں جگہ تعلیم کتنی ہے اور نتائج کا کیا اوسط ہے تو غالباً مشرق کے نام صفر نکلیگا -

اسکا ایک بہت بڑا سبب یہ ہے کہ مشرق میں ابتدائي تعلیم کو کوئی اہمیت نہیں دیجاتي ' اسلیے قدرتاً یہ کام ایسے لوگوں کے ہاتھہ میں رہتا ہے جو ناقابل اور نا اہل ہوتے ہیں ' یاذي علم و صاحب کمال مگر پریشان روزگار اور آشفتہ حال ہوتے ہیں - وہ اس میدان میں آتے ہیں مگر اسلیے نہیں کہ یہ میدان عمل و شعبۂ استعمال مواہب طبیعی ہے ' بلکہ اسلیے کہ یہ کسب معاش و حصول ما یحتاج کا آخرین و سہل ترین ذریعہ ہے -

مگر مغرب کي حالت بالکل اسکے برعکس ہے - وہ ابتدائي تعلیم کي اہمیت کو سمجھتا ہے اور نہ صرف سمجھتا ہے بلکہ اسکي اس حیثیت کو ہمیشہ ملحوظ رکھتا ہے - اسکے بازار قدرداني میں اس شعبۂ عمل کي بھي وہي قیمت ہے جو دوسرے شعبہ ہاے کارکي ہے - اسلیے وہاں جو لوگ اس میدان میں اترتے ہیں وہ صرف اسلیے نہیں اترتے کہ یہاں انکے لیے اپنے نفس اور اپنے خاندان کے تکفل کا سامان ہوگا - بلکہ اسلیے کہ یہ بھي سعی و عمل اور استعمال قوی کا ایک نہایت اہم و ضروري میدان ہے ' اس میدان میں طبع آزمائي کرتے ہیں - قوم اور ملک بلکہ عالم انساني کو فائدہ پہنچاتے ہیں ' اور اسکے صلے میں خلود ذکر اور بقاے دوام حاصل کرتے ہیں -

قوم کو ایک بازار سمجھیے - بازار میں جب عمدہ جنس کي مانگ ہوگي تو بہتر سے بہتر مال ضرور آئیگا - لیکن اگر متاع کي عمدگي کے بدلے قیمت کي ارزاني کا سوال ہوگا ' تو پھر یقیناً وہ آنے والی جنس بدتر سے بدتر ہوگي - قوم جب کسي شعبۂ عمل کو کم پایہ ہیچمیرز سمجھتي ہے - تو اس میں در آنے [illegible] لوگ ہوتے ہیں جنکے لیے کام کی اور راہیں مسدود ہوتي ہیں ' اور گو انمیں سے بعض افراد با ایں ہمہ عسرو تنگي و سوء حال و واژون طالعی بہت کچھہ کرسکتے ہیں ' مگر نہیں کرتے کہ اپني محنت و سعي کو نذر ناقدري و بے اعتنائي سمجھتے ہیں -

لیکن اگر قوم میں اس شعبہ کے متعلق کم بیني و بے اعتنائي کے بدلے قدر شناسي اور حوصلہ افزائي ہے ' تو پھر بہت سے صاحب فضل و کمال دل و دماغ اس شعبہ میں قدم زن ہوتے ہیں -

اسلیے قدرتاً یورپ میں بہت سے اشخاص پیدا ہوے جنکا میدان عمل ابتدائي تعلیم تھا - انہوں نے اس میدان میں کارہاے جلیل انجام دیے اور تاریخ نے از راہ قدرداني انہیں دوام ذکر اور بقاء نام کا صلہ دیا -

تعلیم و تربیت اطفال کا طبیعي طریقہ

میڈم میریا مونٹسوري کا مدرسہ جس میں نہ بچوں کے سامنے کتاب ہے اور نہ کنڈر گارٹن کے تعلیمي کھلونے - بلکہ پوري آزادي اور خود مختاري کے ساتھہ انہیں چھوڑ دیا گیا ہے اور صرف کھیل رہے ہیں لیکن اس کھیل کے اندر ہي انکو ایسي پائدار تعلیم دي جا رہي ہے جو چپکے چپکے انکے سادہ و معصوم دماغ میں گھر بنا رہي ہے ۔

* * *

اسي گروہ میں سے وہ اطالي خاتون ہے جسکا طریق تعلیم اس مضمون کا عنوان بحث ہے -

اس اطالي خاتون کا نام میریا مونٹسوري (Maria Montessori) ہے - یہ سنہ ۱۸۷۰ میں روما میں پیدا ہوئي اور وہیں کي یونیورسٹي میں پڑھنا شروع کیا - سنہ ۱۸۹۴ع میں اس نے ڈاکٹري کا تمغہ ( ڈپلوما ) حاصل کیا - اور اسي یونیورسٹي میں اس ڈاکٹر کي مددگار مقرر ہوئي جو امراض عقلي کا علاج کرتا تھا -

ایک عرصہ تک وہ اسی شاخ علاج میں رہی - اسی اثناء میں امراض عقلي کے ہزارہا بیمار اسکي نظر سے گزرے ' مگر ان گونہ گوں امراض میں سے اسے سب سے زیادہ دلچسپي بلاہت یعني سادہ لوحي اور بیوقوفی کے مریضوں سے ہوتي تھي چنانچہ وہ ایسے بیمار کو نہایت اعتناء و اہتمام سے دیکھا کرتي تھي -

سنہ ۱۸۹۸ع میں تعلیم و تربیت کے متعلق تورین میں ایک عظیم الشان موتمر ( کانفرنس ) منعقد ہوئي - اس موتمر میں میریا مونٹسوري نے بھي تقریر کي - اس زمانے سینوبار تشلے وزیر تعلیم تھا - اسے یہ تقریر اسقدر پسند آئي کہ اس نے اس خاتون سے روما میں مدرسین پر تقریر کي فرمایش کي - اس تقریر کا یہ نتیجہ نکلا کہ خاص بیوقوف اور کند ذہن لڑکوں کے لیے ایک مدرسہ قائم کیا گیا ' اور وہي اسکي پرنسپل مقرر ہوئي -

میریا مونٹسوري کی کوششیں بارآور ہوئیں ' اور اس مدرسہ میں بیوقوف اور کند ذہن بچوں کی تعلیم نہایت کامیابي کے ساتھہ

کا شوق اسے جنوں کی حد تک پہنچ گیا ہے - کئی بار مجھے خیال ہوا کہ لاکھہ بخیل سہی ، مگر اس شوق کے ہیجان میں آکر کچھہ نہ کچھہ خرچ کر ہی بیٹھے گا - لیکن کئی سال ہوگئے - بارہا سخت سے سخت مواقع ندوہ کی مالی ضرورتوں کے پیش آے - مفلس اور بے زر ارکان نے اپنی گرہ سے رقمیں پیش کیں - لیکن اس شیخ البخلاء نے جسکے کئی لاکھہ بینک میں جمع ہیں ، کبھی بھولے سے اتنا بھی نہ کیا کہ ایک ہزار روپیہ کا چند گھڑی کیلیے اعلان ہی کردیتا جیسا کہ بنارس کے اجلاس ندوہ میں بعض مولویوں نے جھوٹے اعلان کیے تھے -

" ایک ہزار روپیہ !! " اللہ اکبر !! ہزار کا لفظ سنکر تو میں نہیں سمجھہ سکتا کہ اس شخص کے ہوش و حواس بھی قائم رہینگے یا نہیں ؟ اسکے بخل کا تو یہ حال ہے کہ دس بیس روپیے بھی ندوہ کیلیے خرچ کرنا پڑیں تو اسی دن سے اُن تمام حرفوں کا بولنا چھوڑ دے جو " ندوہ " کے جاں طلب نام میں آتے ہیں ! نعوذ باللہ من عذاب البخل ! یہی وہ دولت کے پجاری ہیں جنکے لیے خدا نے سورۂ نساء میں فرمایا ہے : الذین یبخلون و یامرون الناس بالبخل ( ۴ : ۴۱ ) مگر انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ جس دولت کو وہ اسقدر چھپا چھپا کر اور اپنی ساری عمر تکلیف و مشقت میں بسر کرکے جمع کرتے ہیں ، اور جسمیں خدا کیلیے اور اسکے کاموں کیلیے کوئی حصہ نہیں ، وہ انکے لیے دولت و نعمت نہیں ہے بلکہ ایک بہت بڑا فتنہ ہے اور قریب ہے کہ اس سے بجبر جدا کیے جائیں :

ولاتحسبن الذین یبخلون بما اتاھم اللہ من فضلہ ھو خیر لھم ، بل ھو شر لھم ، سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیامہ و للہ میراث السماوات والارض - و اللہ بما تعملون خبیر - ( ۳ : ۱۷۵ )

جن لوگوں کو خدا نے اپنے فضل و کرم سے مقدور دیا ہے ، اور باوجود اسکے راہ خدا میں خرچ کرنے سے بخل کرتے ہیں ، تو وہ اس کو اپنے حق میں بہتر سمجھکر خوش نہوں - بہتر نہیں بلکہ انکے حق میں نہایت ہی برا ہے - کیونکہ جس مال کیلیے بخل کرتے ہیں ، عنقریب قیامت کے دن اسکا طوق بنا کر انکے گلے میں پہنایا جائیگا - اور آسمان اور زمین ، سب کا وارث خدا ہی ہے اور جو تم کچھہ کررہے ہو ، اس سے وہ بے خبر نہیں ہے !

( دو واقعے )

چنانچہ حضرت کے ایثار نفس اور انفاق مال کا پہلا کارنامہ یہ ہے کہ جب تک نظامت پر قبضہ نہیں ہوا تھا ، اس وقت تک صرف اسی کا رونا تھا کہ ندوہ کو کچھہ ملتا نہیں ، لیکن ناظم ہونے کے بعد بڑی مصیبت یہ آگئی کہ جو کچھہ بچی بچائی پونجی غریب کے پاس رہگئی ہے ، وہ بھی اب اس انکھہ پتی ناظم کی راہ متم یابی میں قربان ہورہی ہے !

ندوہ کے ناظم یا معتمد کے قیام کا اب تک کوئی بار ندوہ کے سر نہ تھا - مولوی سید عبد الحی صاحب اپنے مکان کا کرایہ نہیں لیتے تھے - منشی احتشام علی صاحب کو اسکی ضرورت ہی کیا تھی - مولانا شبلی لکھنؤ میں ندوہ کیلیے رہنے لگے تو اپنے مکان کا کرایہ ہمیشہ خود دیا - اور سب نے یہی سمجھا کہ بیس پچیس روپیہ کی ادنی اور ذلیل رقم کیلیے ندوہ کے سر پر آمت ڈالنا کوئی شرافت کی بات نہیں ہے - البتہ مجبوری ہو تو یہ دوسری بات ہے -

مولانا عبد الحی اگر لیتے تو ایک بات تھی - اُنکا مطب ابتدا سے اسقدر کامیاب نہ تھا - انکی زندگی محض فقیرانہ تھی - مولانا شبلی کو صرف سو روپیہ حیدر آباد سے ملتے تھے - پندرہ بیس روپیے ہر ماہ وہ کیوں خرچ کرتے ؟ تاہم ان لوگوں نے ایسا نہیں کیا - لیکن جس دن سے مولوی خلیل الرحمن صاحب ناظم سمجھے گئے ہیں ، اسی دن سے پندرہ بیس روپیہ ماہوار کرایہ کا ایک مکان دفتر نظامت کے نام سے لیا گیا ہے - اسمیں وہ خود بھی رہتے ہیں اور انکا لڑکا بھی رہتا ہے اور اسکا کرایہ غریب ندوہ سے وصول کیا جاتا ہے ، جسکی آمدنی بند ہوگئی ہے اور جسکی عمارت نا تمام پڑی ہے ! اور پھر یہ وہ حیا فروش شخص ہے جسکے کئی لاکھہ روپیے بینک میں محفوظ ہیں !

تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو !

آگے سنیے - حضرت کے سفر کے تمام مصارف بھی غریب ندوہ ہی کے سر ڈالے گئے ہیں - اس دور نظامت میں جو مصیبت آتی ہے وہ سب سے پہلے بد بخت انوری ہی کا گھر تلاش کرتی ہے :

ہر بلا کز آسماں آید گرچہ بر دیگرے قضا باشد
بر زمیں نا رسیدہ می پرسد :
خانۂ انوری کجا باشد ؟

دسمبر میں لیگ اور کانفرنس کا آگرہ میں اجلاس تھا - مولوی صاحب کو خوف ہوا کہ کہیں میری نظامت کے خلاف وہاں کوئی تجویز پاس نہ ہوجاے - لکھنؤ سے چلکر آگرہ آے ، اور اسکا کرایہ ۴۲ روپیہ ندوہ کے سر ڈالا گیا - پھر صرف اپنا ہی نہیں بلکہ اپنے ساتھہ اپنے ایک مصاحب کا بھی !

اب ذرا اس ایثار کی تشریح بھی سن لیجیے - حضرت کے بخل کا یہ حال ہے کہ اسقدر مدارج فارغبت طے کرنے کے بعد بھی جب کبھی اپنی گرہ سے سفر کرتے ہیں تو تھرڈ کلاس میں کرتے ہیں ، یا بہت جوش فیاضی و امارت نے بے قابو کردیا تو انٹر کلاس میں - لیکن ناظم ہونے کے بعد جب غریب ندوہ کے سر بار ڈالکر سفر کیا جاتا ہے تو سکینڈ کلاس میں ، اور اس دولت مند بخیل کو ذرا شرم نہیں آتی کہ اگر میں نے تیس چالیس روپیے جیسی حقیر و نا قابل ذکر رقم قوم کے مال سے نہ لی تو میرا کونسا دیوالہ نکل جائیگا ؟

یا للعجب ! دل کا تو یہ حال کہ چالیس روپیے بھی ندوہ کیلیے گرہ سے نہیں نکلتے ، اور اسپر ولولوں کا یہ ہجوم کہ ندوہ کے ناظم بنکر ناز کرشمہ دکھلائینگے ! نادان اور زر پرست انسان ! اس چیز کیلیے کیوں اپنے تئیں رسوا کرتا ہے جسکے لیے تیرا دل نہیں بنایا گیا ہے ؟ یہ ایک قومی انجمن ہے - یہاں اپنے تاجرانہ حساب و کتاب کو پہلے خیر باد کہہ لے ، پھر قدم رکھہ - ایک ایک ٹکے اور ایک ایک پائی کا جمع و خرچ یہاں نہیں چل سکتا :

تو دولت حسنی ، زتو این کار نیاید !

ندوہ کی نظامت کا آغاز مولوی محمد علی صاحب سے ہوا ہے - اُنکا یہ حال تھا کہ نواب وقار الامرا نے سو روپیے انکے لیے مقرر کیے - انہوں نے اپنے نام کی جگہ ندوہ کے نام مقرر کرا دیے - حالانکہ بینک میں چار لاکھہ کی جگہ شاید چار ہزار بھی اُنکے نہ تھے - آج ندوہ کے ناظم مولوی خلیل الرحمن ہیں جو با وجود لکھہ پتی ہونے کے ۴۶ روپیہ دیکر اسکے لیے سفر بھی نہیں کر سکتے ، اور لطف یہ کہ اسکے لیے سفر تھا بھی نہیں !

افسوس کہ ندوہ کا تمام اندوختہ ابتدا سے اسی میں برباد ہوا کہ تو کوئی کام ہوا ، اور نہ کوئی آرزو اسکی پوری ہوئی - جو کچھہ ملا وہ یا تو علما نے اپنے کرایوں میں لٹایا یا واعظوں کے نام ایم منی آرڈر بھیجے گئے ، جنکی رسید تو آگئی مگر خود واعظ صاحب نہ آسکے : ان کثیرا من الاحبار و الرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل و یصدون عن سبیل اللہ - فبشرھم بعذاب الیم !

یہ تو استحقاق و اہلیت کا حال تھا - اب آیندہ نمبر میں قواعد و قوانین اور علی الخصوص خود ندوہ کے موجودہ دستور العمل کی بنا پر نظر ڈالی جائیگی - مجھے مولوی صاحب سے کوئی خصومت نہیں ہے مگر ایک عظیم الشان کام کی محبت ضرور ہے - میں ایک شخص کی خاطر کروڑوں مسلمانوں کے کام کو غارت نہیں کرسکتا ... نے خود ہی اسے شخصی پرائیوٹ حیثیت مد... کیا ... یہ انکا سوال شخص کا نہیں ہے بلکہ جماعت کا ہے
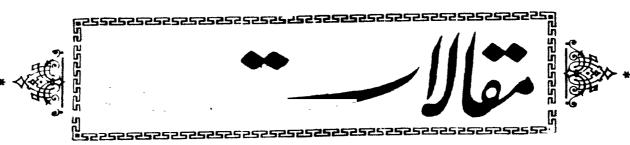
اس قدرتی طریق تعلیم میں قابل لحاظ امر یہ ہے کہ یہ طبیعت پر بار نہیں ہوتا - اس سے نہ تو کوئي قوت پا مال ہوتی ہے اور نہ افسردہ - بلکہ جو قوی پوشیدہ ہیں وہ آشکارا ' اور جو آشکارا ہیں وہ نمو پذیر ہوجاتے ہیں -

اس اطالی خاتون کی حقیقت شناس طبیعت نے اس اصلي رخنے کو پا لیا جو عام طریق تعلیم میں ہے - یعنی قدرتی طریق تعلیم کی مخالفت ہوتي ہے - اسلیے اس نے اپنے طریق تعلیم کا سنگ بنیاد یہ قرار دیا کہ " بچہ جو کچھہ سیکھے وہ از خود سیکھے " -

" بچہ جو کچھہ سیکھے وہ از خود سیکھے " اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اعانت استاد کا منت کش بھي نہ ہو - بلکہ اس سے مقصد یہ ہے کہ نہ دو رفت کی تحدید ہو نہ عنوان کا تعین - نہ کتابت کی قرات ہو نہ استاد کي تلقین - نہ سرزنش کی تخویف ہو اور نہ تحسین و آفرین کی تشویق ' بلکہ صرف ایسے مواقع پیدا کیے جائیں جہاں بچہ آئے اور اپنے پسند کي چیزوں میں مصروف ہو جائے - استاد نگرانی کے لیے موجود ہوں - بچہ جو کچھہ از خود سمجھلے اسمیں مداخلت نہ کریں ' جو نہ سمجھہ سکے اسے سمجھا دیں - جن امور کی طرف اسکي توجہ نہ ہو انکي طرف اسے متوجہ کریں - اس مشغول کا محرک امید و بیم نہ ہو ' بلکہ وہ تجسس جو انساني خاصہ ہے ' اور وہ مسرت جو مساعي علمیہ کا بہترین اور حقیقي صلہ ہے !

چنانچہ میریا مونٹسوري کے طریق تعلیم کے مطابق جو مدارس قائم ہوے ' انکي یہ حالت تھي کہ امیں ہر لڑکے کو اختیار تھا کہ جو چاہے کرے -

اب ایک لڑکا آیا - اس نے دیکھا کہ لڑکوں کي چھوٹي چھوٹی ٹولیاں ادھر ادھر پھیلی ہوئی کھیل رہی ہیں - پس کھیل سے اسے دلچسپی ہوئی اور وہ اسی طرف چلا گیا اور انہیں کے ساتھہ کھیلنے لگا - اس کھیل سے بھي گھبرایا تو وہ دوسرے کھیل میں شریک ہوگیا - ہر طرف استانیاں موجود ہیں - جو بات دیکھي کہ لڑکوں کے سمجھہ میں نہیں آئی ' وہ انہیں سمجھا رہي ہیں - بچے ہیں کہ کھیل میں لگے ہوے ہیں نہ اکتاتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں - گویا بہشت کي حقیقي زندگي کا ایک نمونہ ہے ' جسکے اندر یہ روحانی اجسام معصومہ دایۂ فطرۃ کي گود میں کھیل رہے ہیں !

یہ مدارس عبارت تھے چند کمروں سے جنمیں چھوٹی چھوٹی اور ہلکی پھلکی کرسیاں پڑي رہتی تھیں - کرسیوں کے علاوہ زمین کا فرش بھي تھا کہ لڑکے چاہے بیٹھیں ' چاہے لیٹیں ' چاہے ٹہل لگاتے پھرتے رہیں - کرسیوں کے علاوہ چھوٹی چھوٹی میزیں بھي ہوتی تھیں - چند کمروں میں سامان تعلیم ہوتا اور چند کمرے خالی پڑے رہتے تاکہ اگر زیادہ کشادہ جگہ میں اور لڑکوں سے علحدہ بیٹھکر کھیلنا چاہیں تو کھیل سکیں -

میریا مونٹسوري نے ان علمي کھیلوں کي طرح ہزارہا کھلونے بنائے ہیں ' مگر انکي تفصیل اس مختصر مضمون میں ناممکن ہے - اسلیے ہم اسے قلم انداز کرتے ہیں اور نفس طریق تعلیم کا بیان شروع کرتے ہیں -

( باقي آیندہ )

## انجمن اصلاح ندوہ

" ان ارید الا الاصلاح ما استطعت "

[ از جناب صفي الدولہ حسام الملک ' سید علي حسن خانصاحب خلف الصدق نواب صدیق حسن خاں مرحوم رکن انتظامي ندوۃ العلما و سابق ممبر مجلس تعمیرات دار العلوم - سکریٹري " انجمن اصلاح ندوہ " ]

## حامداً و مصلیاً

ندوۃ العلما میں اگرچہ مدت سے متعدد خرابیاں پیدا ہوگئیں تھیں جنکي اصلاح ضروري تھي ' لیکن چونکہ عام طور پر انکا کوئی اثر محسوس نہیں ہوتا تھا اسلیے کسی نے انکي طرف توجہ نہیں کی - اس بے توجہی کا نتیجہ یہ ہوا کہ دفعتاً ان کے مخفي اثر نے ندوۃ العلما کے نظام کو درہم برہم کر دیا - اب یہ کوئي مخفي راز نہیں رہا ہے - اسلیے پبلک نے اسکي طرف توجہ کي ہے - اخبارات نے اس انقلاب کے متعلق مضامین لکھے ہیں - کلکتہ ' امرتسر ' پونا ' قصور ' دہلي ' بانکي پور ' بمبئی ' بریلي ' ملتان ' اور دوسرے مقامات میں پبلک جلسوں کے ذریعہ ندوہ کي موجودہ حالت پر بے اطمینانی ظاہر کي گئي ہے - انسپکٹر تعلیمات نے دار العلوم ندوۃ العلماء کا معائنہ کیا ' اور اس معائنہ کي نہایت افسوس ناک رپورٹ لکھي ' جسکا اندازہ صرف اس فقرے سے ہو سکتا ہے :

" اگر یہي ردی حالت قائم رہي تو گورنمنٹ اپنا ایڈ زیادہ عرصے تک نہیں دیسکتي "

اب ندوۃ العلماء کي اصلاح کا مسئلہ خاص طور پر قوم کي توجہ کا مستحق تھا - اسلیے خیال پیدا ہوا کہ کہ اسکے لیے ایک خاص کمیٹي قائم کرنے کي اشد ضرورت ہے ' چنانچہ میں نے اور جناب حکیم حافظ عبد الولی صاحب ممبر ندوہ نے گذشتہ تجارب و معلومات کي بنا پر خاص طور پر اسکی ضرورت محسوس کي ' اور اسکے متعلق بتدریج عملی کام کرنا شروع کیا - پہلے متعدد ارکان ندوۃ العلماء سے اسکي ضرورت و مقاصد کے متعلق ۲۴ جنوري سنہ ۱۹۱۳ء کو بذریعہ خط کے استصواب کیا جسکي نقل حسب ذیل ہے :

" جناب من ـــ السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ - اسوقت میں آپ کی توجہ ایک نہایت ضروري قومي معاملہ کی طرف منعطف کرنا چاہتا ہوں - آپ کو معلوم ہے کہ ندوۃ العلماء پر قوم کا لاکھوں روپیہ صرف ہوچکا ہے ' اور موجودہ حالت میں اسکي ہزار روپیہ ماہوار مستقل آمدني اور ایک لاکھہ کي لاگت کي عمارت موجود ہے - ندوہ سے بہت کچھہ توقعات تھیں ' لیکن پچھلے ایک دو سالوں سے جو ابتریاں پیدا ہوگئیں ' اور اب اسکي جو موجودہ حالت ہے ' اس نے تمام قوم میں بے اعتباري پھیلا دي ہے - میں ایک زمانۂ دراز سے ندوۃ العلماء کا ممبر ہوں اور مقامي ممبر ہونیکي وجہ سے ندوہ کے تمام حالات سے مطلع ہونے کا مجھکو موقع ملتا رہا ہے - اس بنا پر میں چاہتا ہوں کہ ایک اصلاحي کمیٹي قائم کیجائے جسکے حسب ذیل کام ہوں :

هوے لگي حالت یه تهي که لڑکے اسپتال سے لالے جاتے تے اس مدرسه میں پڑھتے تے اور جب امتحان میں شریک هوتے تے تو دهین اور عقلمند لڑکوں کے درش بدوش هوتے تے -

اس کامیابی سے اسکا خیال عقلمند بچوں کي تعلیم کي طرف متوجه هوا - وہ ایک مقام پر لکھتی ہے :

" میں اپني کوششوں کي بارآوري اور بیوقوف بچوں کي تعلیمي کامیابي پر غور کر رهی تهی که دفعتاً میرے دل میں خیال آیا که آخر عقلمند اور ذهین لڑکے بیوقوف اور کند ذهن لڑکوں سے کیوں نہیں بڑھسکتے ؟ حالانکه انہیں یقیناً آگے هونا چاهیے کیونکه فطرت نے انہیں ذهن رسا اور عقل سلیم بخشي ہے "

غور کرنے کے بعد اسے خیال آیا که کند ذهن بچوں کو یہاں مدرسے میں اسطرح تعلیم دیجاتی ہے که اس سے انکے عقلي قوی کو نشو و نما میں مدد ملتي ہے ' مگر غالباً عام مدارس کا طریق تعلیم اپنے نقص کي وجه سے دماغي قوي کو مدد دینے کے بدلے انکي بالیدگي کو روکتا ہے ' اور اسلیے وہ اپني طبیعي حد تک بهي نہیں پہنچ سکتے - پس اگر عام طریق تعلیم کی اصلاح کی جاے اور اسمیں بهی وہ اصول روشناس کیے جائیں جن کے مطابق اسوقت کند ذهن بچوں کی تعلیم هو رهي ہے تو یقیناً نتائج اس سے بہتر هونگے -

* * *

اسکے دل میں یه خیال کچھه ایسا جاگزیں هوگیا که اس نے صحیم العقل اور ذهین لڑکوں کی تعلیم کے با قاعدہ مطالعه کا عزم کرلیا - چنانچه اس نے مدرسه کو خیر باد کہکے روما کی یونیورسٹی میں فلسفه پڑھنا شروع کیا ' اور علم النفس کے عملی مباحث پر خاص طور سے توجه کي - اسی اثناء میں وہ ابتدائي مدارس میں تعلیم کا تجربه بهي حاصل کرتي جاتي تهي -

چند سال تک تعلیم کے تجربه اور بچوں کي طبیعت کے مطالعه کے بعد اسے معلوم هوا که بچوں کو اس طرح تعلیم دینا چاهیے که خود ان میں حقائق کے سمجھنے اور دریافت کرنے کي استعداد قابلیت پیدا هو ' نه یه که وہ استاد کے کورانه پیرو هوں ' اور اونٹ کی طرح جدھر ساربان لیجاے اودھر چلے جائیں !

اب وہ شب و روز ایک ایسے طریق تعلیم کي جستجو میں رهنے لگي جو بچے کے دماغ کے لیے صرف معین و مددگار هو نه که ایک زبردستي کھینچنے والي رسي - یعني اس تعلیم کا مقصد صرف یه هو که دماغ کو اپنے نشو و نما میں مدد ملے رهي یه بات که اس نمو کي رفتار کا رخ کیا هو ؟ اسمیں وہ اپنے میلان طبیعی کا پیرو هو ' نظام تعلیم یا معلم کو اس سے کوئی سروکار نه هو - جسطرف وہ جائے نظام تعلیم اور معلم دونوں اسی طرف ھی کو لیجائیں -

* * *

حسن اتفاق سے سنه ۱۹۰۷ ع میں اپنے اس خیال کی تکمیل کا ایک عجیب و غریب موقعه هاتهه آگیا - مکان والوں نے شہر کے محلے میں نہایت عالیشان اور پر تکلف عمارتیں بنوانا شروع کیں - اس امید پر که یہاں امراء و روساء رها کرینگے ' انمیں مقابله شروع هوگیا ' اور عمارتوں کی وسعت و تکلف میں ایک دوسرے سے مسابقت کي کوشش هونے لگي ' لیکن جب عمارتیں بنکے تیار هوئیں تو یه خیال غلط ثابت هوا اور بالاخر انہیں فوراً تمام عمارتیں مزدوروں اور غریبوں کو کرایه پر دینا پڑیں -

تهوڑے هي عرصے میں یه محله جسکے متعلق امید تهي که کامیابي کے ساز و سامان زندگی اور حلقهاے عیش و طرب سے جنت کا نمونه بنیگا ' فقر و فاقه ' گندگي و ناپاکي ' اور بدبختي و بد اخلاقي سے جهنم کا ٹکڑا بنگیا - یه حالت دیکھکے روما کے اهل درد نے ایک انجمن اس محله والوں کی اصلاح و فلاح کے لیے قائم کي - اس انجمن نے اپنے یہاں ایک صیغه خاص ان بچوں کي تعلیم کے لیے بهي رکها جنکي عمر تین اور نو سال کے درمیان تهي - اسکے لیے چند مدرسے قائم کیے - ان مدارس کا انتظام اسي اطالي خاتون کے هاتهه میں دیا گیا - اب اسے اپنے مجوزہ طریق تعلیم کے تجربه کا پورا موقعه تها - چنانچه ان مدارس میں اس نے وهي طریقه رائج کیا ' اور هر معلم کے لیے لازمي قرار دیا که جس خاندان کے لڑکوں کو پڑھائے اسي کے قریب رہے بهي -

عام مدارس کا قاعدہ یه ہے که درس کے چند مقررہ گھنٹے هوتے هیں - ان گھنٹوں میں چند مخصوص عنوانوں کے متعلق استاد درس دیتا ہے - جو بچے محنتی اور شوقین هوتے هیں انکي تحسین و تعریف هوتي ہے ' اور جو بدشوق اور سست یا کند ذهن هوتے هیں انکي سرزنش بید ' رول ' یا گوش مالي سے هوتي ہے -

یعنے بچه جو کچھه پڑھتا ہے وہ اسلیے پڑھتا ہے که استاد بهي پڑھا رها ہے - استاد جو کچھه پڑھاتا ہے وہ اسلیے پڑھاتا ہے که حسب قاعدہ آج کا یہي سبق ہے - سبق کے یاد کرنے کے لیے جو شے محرک ہے وہ زیادہ تر سرزنش کا خوف اور کمتر تحسین و تعریف کا شوق هوتا ہے - غرضکه عام طریقه میں جو روح کار فرما هوتي ہے وہ جبر و اکراہ اور مجبورانه پابندي نظام و آئین ہے -

لیکن دماغ کا اقتضاء اسکے بالکل بر عکس ہے - اس کي حالت بالکل معدہ کی سی ہے - جسطرح معدہ صرف اسي غذا کو قبول کرتا ہے جو انسان کو مرغوب هوتی ہے ' اور اسیوقت غذا کو پوري طرح هضم کرسکتا ہے جبکه بهوک کے وقت اور بقدر خواهش دیجاتی ہے اسی طرح دماغ بهی صرف انہی معلومات کو لیتا ہے جو میلان طبع کے موافق هوتي هیں ' اور ذهن کي بهوک اور مدرکه کي پیاس کے وقت سامنے آتي هیں -

عام طریقه تعلیم میں ایک طرف تو بہت سے پوشیدہ قوی اسلیے ظاهر نہیں هوتے که انکو اظہار کا موقع هي نہیں ملتا - دوسري طرف بعض قوی جو ظاهر بهي هوتے هیں ' اپر اتنا بار پڑ جاتا ہے که اپنے طبیعی حد نمو و ترقي تک نہیں پہنچ سکتے ' اور سادہ و عام زبان میں ٹهٹهر کے رهجاتے هیں !

ایسي حالت میں خلاف طبیعت و استعداد مطری بچه جو کچھه سیکهه لیتا ہے ' اسے ریگ رواں پر ایک سبدرو مسافر کا نقش قدم سمجھیے ' جسے مرور ایام ' هوا کے جهونکے ' اور دوسرے راهرو کے نقش قدم باسانی مٹا دیسکتے هیں -

اور یه نتیجه نا گزیر ہے کیونکه عام طریقه تعلیم اس قدرتی طریقه تعلیم کے بالکل خلاف ہے جسکے مطابق انسان ماں کی آغوش سے لیکے قبر کي خوابگاہ تک تعلیم حاصل کرتا رهتا ہے -

انسان پیدائش سے لیکے موت تک برابر درس لیتا رهتا ہے مگر یه درس آموزي و تعلیم تحدید وقت ' تعین موضوع ' اعانت کتاب ' اور خوف تعذیب یا امید تحسین سے آزاد هوتي ہے - اس سلسلۂ درس کا ما حصل یه ہے که جو چیزیں انسان کے حواس خمسه کے سامنے آتي هیں ' وہ اپنا اپنا عمل کرکے اسکے نتائج سے دماغ کو اطلاع دیدیتي هیں - دماغ اگر ان نتائج کو سمجهه جاتا ہے تو فوراً ان اطلاعات کو اپنے خزانے یعني حافظه میں بهیجدیتا ہے اور اگر شکوک پیدا هوے تو پهر کاوش و تلاش شروع هوجاتي ہے

( ۱ ) اصلاح نصاب تعلیم ( ۲ ) دارالافتا کا قائم ہونا ( ۳ ) رفع نزاع باھمي -

یہ تین جملے جسقدر مختصر ھیں ' اسیقدر اپنے مفہوم اور معنی کے اعتبار سے نہایت وسیع اور عظیم و اهم ھیں - جسوقت ان مقاصد کا ندوہ نے اظہار کیا ' اسوقت ملک میں مختلف وسائل ترقی پھیلے ھوے تھے - بعض لوگ مغربی زبان و علوم کی تحصیل میں سرگرم و مشغول تھے ' بعض تحصیل صنعت و حرفت پر زور دے رھے تھے ' بعض لوگ سیاسی معلومات کو معیار ترقی قرار دیتے تھے ' بعض مذھبی تعلیم کے طریقۂ قدیم ھی کو مایۂ نار سمجھہ رھے تھے - یہ سب چیزیں ایک حد تک بجاے خود بلا شبہ مخصوص لوازم ترقی سے ھیں ' مگر وہ اصل چیز جسمیں سچی ترقی کا راز مضمر ھے اور یہ سب لوازم اسکے فروعات میں سے ھیں ' خود اسکے پاس موجود تھی ' مگر خود اندر اسکی مطلق خبر نہ تھی - یعنی مذھب اسلام کی حقیقی اور صحیح تعلیم و ارشاد جو صرف اصلاح نصاب تعلیم ھي سے حاصل ھو سکتا ھے -

سالہا دل طلب جام جم از ما می کرد
انچہ خود داشت ز بیگانہ تمنا می کرد

اسکي عملي تدبیر وھي تھي جو ندوہ نے سوچي ' یعني غیر ضروري رسمي علوم کے بجاے ضروري اور حقیقي علوم رائج کیے جائیں ' اور ایک عظیم الشان دارالعلوم اس غرض سے قائم کیا جائے تاکہ علوم دینیہ میں تازہ جان پیدا ھو ' اور اس دار العلوم سے ایسے طلباء نکلیں جو ایک نہ ایک فن میں مجتہدانہ کمال رکھتے ھوں - نیز وسیع الخیال ھوں ' جدید علوم سے بھی آشنا ھوں ' اپنے ملک اور بیروني ملکوں میں اسلام کی خدمت انجام دے سکیں -

دوسرا مقصد رفع نزاع باھمی تھا - اسکا طریقہ ندوہ نے یہ ٹھہرایا کہ بذریعۂ جلسہاے عام علماء میں ربط و اتحاد کا سلسلہ قائم کیا جاے ' اور طلباء میں تہذیب نفس اور شائستگي اخلاق پیدا کیجاے تاکہ اظہار عقائد و مسائل کے وقت اور مناظروں میں لعن و طعن ' سب و شتم ' اور تکفیر سے زبان و قلم کو پاک رکھیں -

سنہ ۱۸۹۸ع ( ۱۳۱۶ھ ) میں دارالعلوم کي ابتدائی شاخ کا لکھنؤ میں افتتاح ھوا - سنہ ۱۹۰۰ع مطابق سنہ ۱۳۱۸ھ میں تجویز ھوئی کہ انگریزي زبان بطور زبان ثاني داخل درس کیجاے - بعض معزز ارکان ندوہ نے اسکي سخت مخالفت کی ' دارالعلوم کے توڑ دینے کی دھمکی دي ' با ایں ھمہ روشن ضمیرانہ استقلال سطحي مخالفت پر غالب آیا ' اور سنہ ۱۹۰۱ع مطابق سنہ ۱۳۱۹ھ ' میں انگریزي زبان کي تعلیم بھي جاري ھوگئي ' اور کچھہ دنوں کے بعد لازمی کردیگئی -

( ابتـــلاء عظیـم )

یہاں یہ بھي ظاھر کردینا ضروري ھے کہ بعض اسباب سے جنکي تفصیل کا یہ موقع نہیں ' صوبہ کي گورنمنٹ کو ندوہ کی جانب سے سیاسي بدگمانیاں پیدا ھوگئیں ' جسکا نتیجہ یہ ھوا کہ ایک ایک کرکے مدعیان حمایت ندوہ جدا ھونے لگے ' خطباء اور واعظین نے اپنا عصا سنبھالا ' اور صدارت مجالس کے دعوے داروں نے ندوہ سے کنارہ کھینچا - جناب مولانا محمد علي صاحب بعد فراغ حج واپس آکر نظامت سے مستعفي ھوگئے ' اور جناب مسیح الزمان خانصاحب مرحوم ناظم قرار پاے - اسوقت سے ندوہ کی حالت بد سے بدتر ھونا شروع ھوئي - آمدنی پہلے سے بھی کچھہ نہ تھي - اب عام چندوں کا سلسلہ بھي ٹوٹنا شروع ھوگیا - محض اتفاقي چندوں پر اجراے کار موقوف رھا -

( عروج بعد از زوال )

بہرحال یہ ندوہ کی خوش قسمتی تھی کہ زمانہ نے جناب مولوی مسیح الزماں خانصاحب کے لکھنؤ میں قیام نہ کرسکنے کی وجہ سے عہدۂ نظامت سے استعفا دلوادیا اور حسب اقتضاے وقت بجاے مستقل ناظم مقرر ھونے کے انتظام کمال کی ذات پر تین معتمد قائم کئے گئے -

( ۱ ) معتمد تعلیم جناب علامہ شبلی نعمانی ( ۲ ) معتمد مراسلات جناب مولوی عبد الحی صاحب ( ۳ ) معتمد مال جناب منشی احتشام علی صاحب -

اس زمانے کو ندوہ کے عہد ترقی کا زمانہ سمجھنا چاھیے - اس زمانے میں اور اس مابعد کے زمانے میں بھوپال اور بہاولپور سے گرانقدر عطیات و وظائف مقرر ھوے - پچاس ھزار روپیہ کی رقم جناب بیگم صاحبہ بہاولپور نے بغرض تعمیر دار العلوم مرحمت فرمائی - صوبے کی گورنمنٹ نے بھي از راہ مہرباني ندوہ کي جانب اپني توجہ مبذول کي ' اور ایک قطعۂ اراضي جو لکھنؤ میں گومتي پل کے دکھني جانب واقع ھے ' دار العلوم کے لیے عطا کرنے کا حکم دیا ' اور ھز آنر سر جان ھیوٹ صاحب بہادر نے اپنے دست خاص سے دارالعلوم کا سنگ بنیاد نصب فرمایا - سنہ ۱۹۰۸ ع میں بمزید عنایت گورنمنٹ نے اس فیاضانہ اصول پر کہ ندوہ کی طرز تعلیم اور نصاب تعلیم میں کسی قسم کے تغیر و تبدل کي گورنمنٹ کي جانب سے خواھش نہ کیجائیگي ' پانسو روپیہ ماھوار کا عطیہ دینا منظور فرمایا - سنہ ۱۹۰۹ع میں عمارت درجۂ تکمیل کو پہنچ گیا اور علم کلام اور علم ادب کا نصاب مقرر ھوا ' اور بہت سے ھمدرد اور مقتدر حضرات نے - مثل جناب علامۂ شبلی اور جناب نواب عماد الملک بہادر نے اپنے کتب خانے ندوہ کو مرحمت فرماے ( خود جناب مقرر نے بھي اپنا کتب خانہ مرحمت فرمایا - الہلال )

غرض کچھہ عرصہ ندوہ کے بظاھر تندرست ھوکر اپنے آثار حیات نمایاں کیا ' ترقی کی اور پھر زندگی کی چہل پہل نظر آنے لگی ' بلکہ توقع سے کہیں زیادہ عشاق علم و قوم کے ساتھہ بوالہوسان شہرت و نمود کی جماعت نے بھي ملکر دو بالا گرمي بازار پیدا کردي ' مگر افسوس اور کمال افسوس کے ساتھہ کہنا پڑتا ھے کہ:

خواب تھا جو کچھہ کہ دیکھا ' جو سنا افسانہ تھا !

ندوہ کی اس ترقی کے جسم میں کئی ھلاکت کی جراثیم پوشیدہ تھے - اس زمانے کو اسکی خرابی اور مصیبت کا پیش خیمہ سمجھنا چاھیے - منجملہ ان خرابیوں کے جو دستور العمل ندوہ اور اسکي انتظامی کارروائیوں سے علاوہ رھے ھیں ' بد ترین خرابی یہ تھی کہ خود کارکنوں اور ندوہ کے ذمہ دار افسروں میں مقاصد ندوہ کے متعلق کوئی متفق عقیدہ موجود نہ تھا ' اور نہ کوئی متحدہ اصول اسکي کارروائیوں کی تہہ میں پایا جاتا تھا ' بلکہ ان نابینا لوگوں کی طرح جو ھاتھی کو اپنے ھاتھہ سے ٹٹول ٹٹول کر ھر ایک اپنی الگ الگ تشخیص کا طالب داد ھوتا تھا ' ان لوگوں میں بھی خود مقاصد ندوہ کے بارے میں سرتا سر اختلاف خیالات موجود تھا - اس امر کا اندازہ کارکنان ندوہ اور ارکان سے ملکر اور گفتگو کرنے کے بعد اب بھي غالبا بخوبی ھوسکتا ھے - کسقدر مضحکہ انگیز اور تعجب خیز بات ھے کہ وہ جماعت جو اصلاح نصاب تعلیم اور نشر علوم ربانی کي علم بردار بنکر آئھي تھي ' وہ خود اپنی تصحیح خیالات نہ کرسکي ' اور وہ جماعت جسنے رفع نزاع باھمي اپنا اھم مقصد قرار دیا تھا ' خود ھي آپس میں نزاع و فساد کی تخم ریزي کي باني ھوئی !

( البقیہ تتلی )

(۱) معاملات ندوہ کی تحقیقات کرے -

(۲) ارکان اور غیر ارکان دونوں قسم کے لوگ کمیٹی میں انتخاب کیے جائیں ' اور ایک مشترکہ کمیٹی تحقیقات کامل کے بعد ایک رپورٹ مرتب کرے کہ بد نظمی اور ابتری کے کیا وجوہ ہیں ' اور ان کی کیونکر اصلاح ہوسکتی ہے ؟

(۳) یہ کمیٹی فریقین کی جنبہ داری سے بالکل آزاد رہکر کام کرے -

(۴) یہ رپورٹ تمام اخبارات میں شائع کیجاے ' اور قوم کو متوجہ کیا جاے کہ وہ اپنی قومی عظیم الشان درسگاہ کو خطرہ میں نہ آنے دیں -

والسلام

راقم — محمد علی حسن خاں - حکیم محمد عبد الولی "

(ضرورت اصلاح کا اعتراف)

اس خط کے جواب میں ارکان ندوہ کی جو رائیں موصول ہوئیں اُن میں سے بعض یہ ہیں :

(جناب مولوی محمد الدین صاحب جج چیف کورٹ بہاول پور)

مجھے اس امر میں آپ کے ساتھہ پورا اتفاق ہے کہ ندوۃ العلماء کی حالت قابل اصلاح ہے ' اور تجویز اصلاح صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ ایک کمیٹی بلا رو رعایت تحقیقات کرے اور اسکے نتائج بغرض آگاہی عام شائع کیے جائیں -

(جناب نواب اسحاق خاں صاحب انریری سکریٹری علیگڈہ کالج)

مجھے آپ کی اس راے سے اتفاق ہے - البتہ میں اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اس اصلاح کی نیت سے جو کمیٹی مرتب ہو' اسکے مقصد کی واقعی کامیابی کا مدار اسپر ہوگا کہ منتظمین ندوۃ العلماء کی ہمدردی یا کم سے کم اونکا مشورہ بھی شامل حال ہو - میرا دوسرا مشورہ یہ ہے کہ درمیانی اصلاحی کارروائیوں کو قبل از وقت اخبارات میں شائع نہ کیا جاے ' ورنہ بحث کا طولانی سلسلہ شروع ہو جائیگا -

(جناب مولوی حمید الدین صاحب پروفیسر میور کالج الہ آباد)

جس کمیٹی کے متعلق جناب نے لکھا ہے امید ہے کہ نہایت مفید ہوگی اور بہر حال اسکی ضرورت ظاہر ہے - مگر میں اسکا رکن بننا اپنے خاص حالات کے لحاظ سے مناسب نہیں سمجھتا -

(جناب حاذق الملک حکیم اجمل خاں صاحب دہلی)

آپنے ندوہ کے متعلق ایک کمیٹی قائم کرنیکی راے ظاہر فرمائی ہے - میں اس تجویز کے ساتھہ بالکل متفق ہوں -

(جناب شمس العلماء مولوی سید احمد صاحب
امام جامع مسجد دہلی)

سواے اس تجویز کے کہ ایک کمیٹی بغرض اصلاح مقرر ہو اور وہ نہایت آزادی اور ایمانداری سے تمام معاملات ندوہ کی تحقیقات کرے اور اسکی اطلاع برابر پبلک کو دے اور پوری قوت سے تمام خرابیاں عملی طور سے دور کرنیکی کوشش کرے ' اور کوئی صورت اب ندوہ کے بقا کی خیال میں نہیں آتی -

میں ایسی کمیٹی کے مقرر ہونے سے دل سے متفق ہوں اور ہر طرح آپ کی اس تجویز کا شریک ہوں -

(جناب بابو نظام الدین صاحب تاجر چرم امرتسر)

' تجویز جناب کی نہایت معقول ہے ' اسے ضرور عملی جامہ پہنایا جاے ' ندوہ میں پیش کرکے کمیٹی قائم کرا دیجیے - ندوہ کو سخت نقصان پہونچ رہا ہے -

(جناب مولانا عبد السبحان صاحب تاجر مدراس)

میں آپ بزرگواروں کے ساتھہ پورے طورسے اتفاق کرتا ہوں کہ ندوہ کی موجودہ مشکلات میں اسکی اصلاح کرنا نہ صرف اپنا منصبی فرض ہے بلکہ بہت بڑا قومی فریضہ ہے - آپنے جو واقعات اسکی اصلاح کے متعلق قلم بند کیے ہیں اور جس پیرایہ میں "اصلاحی کمیٹی" قائم کرنے کا خیال ظاہر فرمایا ہے' اوس سے مجھے سر مو اختلاف نہیں -

(جناب مولوی حافظ فضل حق صاحب پرنسپل
مدرسہ عالیہ رامپور)

بیشک آپ کی اس بارہ میں جو راے ہے وہ نہایت مناسب ہے' پورے طور پر مجھے ان امور سے اتفاق ہے -

(جناب مولوی سید محمد صاحب اوجین)

جو اسکیم اصلاح و ترقی کے متعلق آپ نے قائم کی ہے خاکسار اس سے متفق ہے -

(جناب خان بہادر سید جعفر حسین صاحب انجنیر
ریاست بھوپال)

بذریعہ تار میںنے اپنے اتفاق راے سے اطلاع دی ہے' اور امید ہے کہ خداوند کریم اس جلسہ کو کامیاب کریگا -

(انجمن اصلاح ندوہ)

جب یہ ابتدائی مراتب طے ہوچکے اور حالات زیادہ ابتر ہوگئے' اور بظاہر التوا مناسب نظر نہ آیا ' اور ۱۵ - مارچ کو غور و مشورہ کیلیے ایک جلسہ منعقد کیا گیا - اس جلسے کی روئداد اخبارات میں چھپ چکی ہے - یہاں وہ تحریر درج کرتا ہوں جو میں نے اس جلسے میں حضرات شرکاء مجلس کے سامنے پیش کی تھی :

(تقریر جلسۂ ۱۵ مارچ)

نالہ را هرچند می خواهم که پنهان برکشم
سینه می گوید که من تنگ آمدم فریاد کن !!

جناب صدر انجمن !

قبل اسکے کہ جو مدعا آج کے جلسہ کا ہے وہ بیان کیا جاے' میں یہ عرض کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ شکستہ دلوں کی ایک ناچیز کمزور صدا کو جس دلی توجہ کے ساتھہ آپ بزرگوں نے اپنے گوشۂ دل میں جگہ دی ' اسکا شکریہ کسیطرح زبان و قلم سے ادا نہیں ہوسکتا - یہ محض ایک رسمی شکریہ نہیں ہے بلکہ صحیح واقعہ کا اظہار ہے - جزاکم اللہ خیر الجزاء -

(گذشتہ پر ایک نظر)

حضرات ! آپ کو یاد ہوگا کہ ندوہ کو قائم ہوے ابھی صرف بیس اکیس سال ہوے ہیں - وہ مبارک زمانہ ابھی تک ہماری آنکھوں میں پھر رہا ہے جبکہ چند روشن ضمیر علماء نے سنہ ۱۸۹۴ع میں باضابطہ مجلس ندوہ کے قائم ہونے کا اعلان کیا اور جناب مولانا محمد علی صاحب اسکی مسند نظامت پر متمکن ہوے - ندوہ کے وہ رفیع الشان مقاصد جو بمنزلہ بنیادی اصول کے ہیں' ابھی تک ہم سب کے دلوں پر نقش ہیں' مقاصد کو تین مختصر جملوں میں ادا کیا جا سکتا ہے :

# شذرات طرابلس

عزوۂ طرابلس اور اسکا مستقبل

## شمالي افريقــــه كا " سر مخفي "

## شيخ سنوسی اور طـريقـــۂ سنوسیہ

( ٣ )

شریف عبد المطلب کي گرفتاري

حج ختم ہوا - مکہ معظمـہ شـریف عبد المطلب کے ہاتھہ میں تھا اور دولۃ علیـہ اس خوف سے کہ کہیں تمام بدو بھڑک نہ اٹھیں ' کوئي کارروائي نہیں کرسکتي تھی - آخـر جنـگ وحرب کی جگہ مکر و خدع سے کام نکالنا چاہا ' اور اسکے سوا چارۂ کار بھي نہ تھا - عثمـان پاشا ایک جنگی جہاز بغیر فوج اور سامان جنگ کے لیکر جدہ آیا ' اور مشہور کیا کہ محض رسد لینے اور زیارت کرنے کي غرض سے لنگر انداز ہوا ہے - اس وقت جنگی جہاز اہل عرب کیلیے ایک عجیب و غریب تماشا تھا - عثمان پاشا نے جدے سے شریف کے پاس ایک خط بھیجا ' جسمیں بطور ایـک عالیشان بادشاہ کے اسکو مخاطب کیا تھا ' اور بڑي لجاجت اور عاجزي سے ملے آنے اور حرم کي زیارت کي اجازت طلب کي تھي - شریف نے اجازت دي ' اور وہ مکے پہنچا - وہاں وہ شریف کي صحبت میں شریـک ہوتا اور بحري لڑائیوں کے تعجب انگیز واقعات بیـان کرتا - ایـک دن کہا کہ جس جہاز میں آیا ہوں ' وہ اتنا بڑا ہے کہ ایک پورا شہر معلوم ہوتا ہے ' اور اسمیں عجیب عجیب طرح کے سامان راحت وعیش مہیـا کیے گئے ہیں - شریف کو تعجب ہـوا اور وہ تعجب بڑھاتا رہا - یہاں تـک کہ ایـک دن شریف نے جہاز دیکھنے کی خواہش کي اور اپنے ساتھہ صـرف بارہ خـاص غلام لیکر جدہ آیا - عثمان پاشا نے دعـوت و ضیـافت کا بڑے تـکلف سے اہتـمام کیا تھـا ' جوں ہی وہ جہـاز کے انـدروني حصے میں پہنچکر کھانے پینے میں مشغول ہوا ' کپتان نے لنگر کھولکر قسطنطنیہ کا رخ کردیا !

جہاز بہت بڑا تھا - عرصے تک شـریف کو حرکت محسوس نہ ہوئي - اسکے بعـد چلنے کا قصد کیـا تو عثمـان پاشا نے رات بھر قیام کي درخواست کي - صبح کو سادہ دل شریف اٹھا تو سمندر کی موجوں میں جہـاز تیزي سے جا رہا تھا !

قسطنطنیہ پہنچکر شریف عبد المطلب نظر بند کردیا گیا ' اور ایک محل اسے رہنے کیلیے دیدیا -

( عـــود الی المقـــصود )

شیـــخ محمـــد بن علي السنوسي عین اسي زمانے میں مشغـول دعوۃ تھے ' اور انکی خانقاہ مرجع خلائق تھی - دولۃ عثمانیہ کو کسي وجہ سے یقین ہوگیا کہ شیخ کا ہاتھہ بھي اس غدر میں ہے اور اس نے شریف عبد المطلب کی پوشیدہ اعانت کي ہے -

جب شـریف ' قسطنطنیہ میں نظر بند ہوگیـا اور دوبارہ ترکی حکومت نئے شـریف کے تقرر کے بعد مکہ میں قائم ہوئی ' تو قسطنطنیـہ سے تحریـک کی گئی کہ شیخ کي خانقاہ کے اثر کو کسي طرح کم کیـا جـائے ' اور کسي نہ کسي بہانے خود شیخ کو بھی گرفتار کرلیا جـائے -

لیکن قبل اسکے کہ ایسا ہو ' خود شیخ کو اسکا علم ہوگیا ' اور وہ دوبارہ مکہ معظمہ سے دیار مصر کي طرف روانہ ہوگیا -

جغبوب کي جامع مسجد جو شیخ سنوسي اول نے تعمیر کي
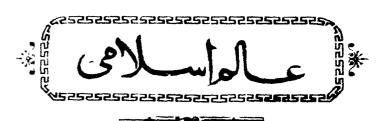
## مشـرق اقصـی اور دعوۃ اسـلام

### مسلمانان چین کی تعلیمی ترقیات

### جاپان میں تبلیغ اسلامی کی تحریک

آجکی اشاعت میں تین تصویریں علی الترتیب شائع کی جاتی ہیں - پہلا گروپ دار الحکومت چین یعنی پیکن کے ایک اسلامی مدرسے کا ہے' جسمیں مسلمان لڑکے علوم دینیہ کی تعلیم حاصل کرتے ہیں - پہلی صف اساتذہ کی ہے جو چینی ہیں اور سب کے سب مسلمان ہیں - اسکے بعد کی دو تصویریں جاپان کے متعلق ہیں جو انگریزی رسالہ "اسلامک یونٹی" یعنی "الواحدۃ الاسلامیہ" سے نقل کیے جاتے ہیں - اس رسالے کے ایڈیٹر مسٹر حسن ہرتانو ایک جاپانی نو مسلم ہیں - سالانہ قیمت صرف دو روپیہ ہے اور اس پتہ سے خط و کتابت کی جاسکتی ہے:

Hosan U. Hatano No 41, Daimachi Akasaka, Tokyo
JAPAN

ان دو تصویروں میں پہلا مرقع جاپان کی مجلس اسلامی کے ایک ڈنر کا ہے' جسمیں بڑے بڑے مشاہیر وقت شریک ہوے تھے' جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں:

مسٹر ٹی ب ما ( ایک مشہور جاپانی عالم اور لیڈر ) ڈاکٹر ٹو رابو - ( ہاؤس اف پیرس کے لیڈر ) کاونٹ تداشمیر ( ایک ملکی امیر ) بالرن - ان کنڈا ' آنریبل سو گیورہ ' ڈاکٹر کوکو ' جنرل جے - بیکی - مسٹر اوئیک ( ممبر پارلیمنٹ ) مسٹر ایٹو ( ممبر پارلیمنٹ ) اسکے علاوہ بہت سے ترک ' مصری ' اور ہندو معززین شریک تھے -

سب سے زیادہ نمایاں حیثیت اس مجمع میں ڈاکٹر سدق رلدنڈ کی تھی' جو امریکہ سے صلح ریگانگت کا پیغام لیکر تمام عالم کا سفر کر رہے ہیں' اور جو اس مجلس اسلامی سے یہ معلوم کرکے نہایت متاثر ہوے کہ یہ پیغام وحدت و صلح اب سے تیرہ سو برس پہلے

ریگستان حجاز میں اولین مرتبہ سنایا جا چکا ہے: ان ھذہ امتکم امۃ واحدۃ و انا ربکم فاعبدون !

ڈاکٹر موصوف ٹوکیو سے چکر لگا کر ہندوستان انگلستان آئینگے اور یہاں سے مصر جائینگے -

دوسرا مرقع ایک نہایت معزز اور مقدس مجمع کا عکس گرامی ہے جو مجمع الجزائر جاپان میں فرزندان توحید کی پہلی جماعت اور قوم سے روشناس کرا رہا ہے - کثر اللہ امثالہم: ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا وقال اننی من المسلمین ؟ ( ۴۱ : ۳۴ )

یہ جاپانی مومنین اولین کا مجمع اس تقریب سے منعقد ہوا تھا کہ ایک نئے طالب حق ڈاکٹر ڈالفرڈ رلسھارپ کے قبول اسلام کے موقعہ پر موجود رہے - ڈاکٹر موصوف کا اسلامی نام " عبد الصمد " رکھا گیا - وہ بائیں جانب کی آخری کرسی پر رونق افروز ہیں -

یہ تمام نتائج حسنہ در اصل ڈاکٹر برکت اللہ کی کوششوں کے ابتدائی ثمرات ہیں جنکو خدا تعالی نے جاپان میں اولین تخم توحید کے ڈالنے کیلیے چن لیا تھا -

جاپان ' انگلستان ' امریکہ ' جزائر مبلی پائن ' اور سب سے بے خرد ہندوستان دعوۃ و تبلیغ اسلام کیلیے تشنہ ہو رہا ہے ' اور دست الہی نے خود بخود ان ممالک کے دروازے کھول دیے ہیں پھر کیا اب بھی ایک عظیم الشان مرکزی مشن کے قائم کرنے کا وقت نہیں آیا ؟ اور کیا مسلمانوں کو باہمی تکفیر و تفسیق سے مہلت نہ ملیگی ؟

گوش اگر گوش تو و ' نالہ اگر نالۂ من '
آنچہ البتہ بجائے نرسد فریاد است !

ہل من مجیب ؟

## ترجمـہ اردو تفسیر کبیـر

جربرب تک پهنچا دیتے - نه تو اُسے کسی دنیاوي حکومت سے اب خوف تها اور نه جاسوسوں کي مراقب نظروں سے -
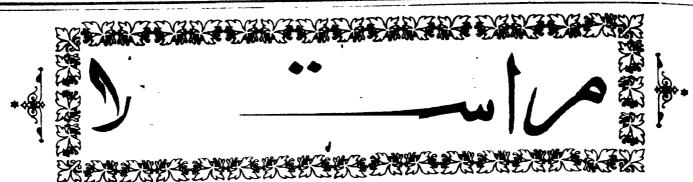
### ( وفات اور تصنیفات )

اُس نے اپنی زندگي هی میں اپني دعوت کو کمال عروج و رفعت ذکر کے عالم میں دیکهه لیا' اور سنه ۱۲۸۲ هجري میں جب پیام اجل پهنچا تو وہ نهایت طمانیة اور دل جمعي کے ساتهه اسکے استقبال کیلیے طیار تها -

شیخ سنوسي اول کے علم و فضل اور دعوۃ و طریق ارشاد کا اندازہ اُسکي تصنیفات سے هوسکتا هے جن میں سے بعض حسب ذیل هیں:

( ۱ ) ایقاظ الوسنان في العمل بالسنة و القران - مصر میں چهپ گئي هے' مگر اب مطبوعه نسخه نهیں ملتا - میرے کتب خانے میں موجود هے - والد مرحوم نے قسطنطنیه میں ایک سنوسی داعي سے لی تهی - اس کتاب سے شیخ کي دعوۃ کا پورا پورا اندازہ هوتا هے' اور یهي کتاب هے جس نے سب سے پہلے میرے دل میں انکی نسبت حسن ظن پیدا کیا - موضوع یه هے که صدر اول کے بعد سے مسلمانوں میں عملي تنزل شروع هوا' تا آنکه بدعات و زوائد اور خرافات و سئیات نے اعمال صحیحۂ شرعیه کي جگه لیلي - اب پوري سعی اسمیں صرف هوني چاهیے که قران و سنت کی تعلیم کا احیاء کیا جاے - اس کتاب پر آگے چلکر بحث کرونگا -

( ۲ ) الشموس الشارقة فی سماء مشائخ المغاربة و المشارقة - بمبئي میں ایک سنوسي کے پاس اسکا قلمي نسخه دیکها تها' مگر اُسکا بیان هے که تیونس میں چهپ گئي هے - یه تصوف اور سلاسل سلوک کي ایک نهایت هي جامع کتاب هے - تمام طریقوں کا مختلف ابواب و فصول میں تذکرہ کیا هے' اور علی الخصوص اُن طریقوں کا جو بلاد مغرب و افریقه میں رائج هوے -

( ۳ ) العقیدہ - عقائد محدثین و سلف صالح میں ایک چهوٹي سي کتاب هے - عبارت نهایت صاف هے - کهیں کهیں متکلمین کا رد بهي کرتے گئے هیں - مصر میں چهپ گئي هے اور ملتي هے -

( ۴ ) المعین فی الطریق الاربعین - میں نے نهیں دیکهی - نام سے جو کچهه معلوم هو سمجهه لیجیے -

( ۵ ) المنهل الرائق في الاسانید و الطرائق - اس کتاب میں وہ تمام اسانید جمع کیے هیں' جنسے شیخ نے سلوک و تصوف اور مختلف علوم دینیه حاصل کیے - اساتذہ کے حالات بهي دیے هیں - انداز تصنیف وهي هے جو حضرۃ شاہ ولي الله قدس الله سرہ کے اُستاد شیخ ابراهیم کردي المدني نے اپنی اسانید میں اختیار کیا هے - تیونس میں چهپ گئي هے' اور میرے پاس موجود هے -

اسکے علاوہ اور بهت سي تصنیفات هیں جو تیونس اور الجزائر کے پریسوں میں چهپوائي گئیں' مگر انکا حال معلوم نهیں - فرانس میں بهي ایک مختصر رسالہ چهپا هے جسمیں نئے مریدوں کیلیے ضروري تعلیمات هیں - مدت هوئي اُسکا خلاصه ایک شخص نے اخبار المرید مصر میں چهپوایا تها' اور میں نے اُسکا خلاصه اخبار وکیل کے کسی نمبر میں دیا تها -

## مسئلۂ بقاء و اصلاح ندوہ

### میرٹهه

مسلمانان میرٹهه و بیرونجات کا ایک عام جلسه زیر صدارت مولوي محمد علي صاحب اڈیٹر کامریڈ و همدرد هجوم بوچندي میں منعقد هوکر ندوۃ العلما لکهنؤ کے متعلق حسب ذیل رزولیوشن پاس هوا :

" مسلمانان میرٹهه ندوۃ العلما لکهنؤ کی موجودہ شورش اور بدنظمي پر دلي تاسف کا اظهار کرتے هیں' اور اُنکی خواهش هے که ندوہ کے معاملات کی جانچ و پرتال و نیز درستي کیلیے - مسلمانوں کا قائمقام مگر آزاد کمیشن مقرر کیا جاے' جسمیں حسب ذیل اصحاب شامل هوں :

سر راجه صاحب محمود آباد' نواب وقارالملک بهادر امروهه' مسٹر محمد علي اڈیٹر کامریڈ' حکیم محمد اجمل خانصاحب دهلی' مسٹر مظهر الحق بیرسٹر ایٹ لا بانکي پور' حاجي رحیم بخش صاحب بهاولپور' خواجه حسن نظامي صاحب دهلی' آنریبل سر ابراهیم رحمت الله بیرونٹ بمبئي' مولانا ابوالکلام صاحب آزاد کلکته' مولانا عبد الباري صاحب فرنگی محل لکهنؤ'

## ندوہ کا جلسۂ انتظامیہ

اور

### طلباء کے قسمت کا آخري فیصله

۲۶ - مارچ سنه ۱۹۱۴ ع گو کسي خاص تقریب سے هندوستان میں ممتاز نهو' لیکن وہ اس حیثیت سے ایک قابل یادگار تاریخ هے که اوس دن هماري قسمت کا اخري فیصله هونیوالا تها - اخر کار بهزار انتظار و هزار کشمکش امید و یاس یهه یوم الفصل آگیا' اور اوس نے هماري تقدیر کا یکطرفه فیصله سنا دیا -

اس یادگار تاریخ کے شام کو جلسه انتظامیه هونیوالا تها' لیکن ۲۵ مارچ کے شام هي سے اراکین کے تشریف آوري کا سلسله شروع هوا' اور ۲۶ مارچ کي صبح تک هماري نگاهیں مولوي عبد الرحیم ریوا ڑوي' مولوي نظام الدین جهنجهري' مولوي ناظر حسین جهٹاروي' مولوي احمد علي محدث میرٹهي' مولوي ظهور الاسلام فتحپوري' مولانا سیف الرحمن پشاوري' قاري عبد السلام پاني پتی' مولانا فضل حق صاحب رامپوري کے عقیدتمندانه زیارت سے نور افروز هو چکیں - یهه وہ بزرگ تهے' جنکي ذات سے همکو منصفانه فیصله کے ساتهه رفق و ملاطفت اور ذاتی دلجوئی کي بهي توقع تهي - انکے علاوہ نواب اسحاق خان' کرنل عبد المجید خان' مولوي حبیب الرحمن خان شیروانی' شریک جلسه هوئے - خاندان کاکوري کے تمام ممبر منشي احتشام علی صاحب کے کوٹهي میں پہلے هي سے موجود تهے - قانون داں ممبروں کا سلسله جنمیں مولوي نسیم صاحب' مولوي

( مصر میں دوسرا قیام )

اُس زمانے میں مصر کی عنان حکومت عباس پاشا الاول کے هاتهه میں تهي - وہ سید محمد بن علي کے فضائل کا غلغله سن چکا تها - مصر پہنچتے هي خدیو مصر کي جانب سے نہایت شاندار استقبال عمل میں آیا ' اور " قریۂ شیخ قللی " کے قریب اس کے لیے زاویه بنا دیا که یہاں مقیم رهیے' اور اپنے اعمال و اشغال کو شروع کیجیے -

مگر شیخ نے حکومت کا احسان لینا گوارا نہیں کیا ' اور قاهره کے قریب ایک گاؤں میں جس کا نام " کرداسه " هے خود اپنے لیے خانقاہ بنائي - ابهی چند ماہ هی گذرے تهے که اسکی شہرت سے تمام وادي نیل گونج اٹها ' اور هزاروں آدمی اطراف اور قاهره و اسکندریه سے آکر اسکے درس اور حلقۂ مجاهدات میں شریک هونے لگے - اُسکي صحبت عجیب و غریب تهي' اور اُسکی تقریر کی فعالیت کا بڑے بڑے زبان آور مقابله نہیں کرسکتے تهے - جو شخص ایک مرتبه بهی اُسکی آواز سن لیتا تها ' پهر اُسکے اختیار سے باهر تها که دوباره اسکی طرف نه کهنچے !

لیکن معلوم هوتا هے که یہاں کا قیام آتے اپنے مقاصد کے حصول کیلیے بے سود نظر آیا ' اور وہ بہت جلد برداشتہ خاطر هوکر دوباره طرابلس کي طرف روانه هوگیا -

( العزبات کی آبادي )

اس مرتبه اُس نے اپنی قدیمي خانقاہ کو تو بدستور رهنے دیا لیکن اسکے علاوہ جبل اخضر کے قریب ایک دوسري وسیع اور محفوظ جگه تلاش کی' جہاں کوئي وسیع آبادي بس سکے -

طرابلس کا اندروني حصه ایک تاریخی سرزمین هے ' جہاں اب تک گذشته قرون مدنیة کے بہت سے آثار باقي هیں - کارتهیج یہیں آباد تها ' سارانیکا یونانیوں کی ایک بہت بڑي مملکت اسي سرزمین میں تهي ' اور فتح مصر کے بعد رومیوں نے بڑي بڑی عمارتیں اسي کے ریگ زار پر کهڑي کی تهیں - جبل اخضر کے قریب اب تک سارانیکا کے بڑے بڑے کهنڈر باقي هیں - ازانجمله ایک بہت بڑا قلعه هے جو کسي وقت دنیا کے بڑے بڑے قلعوں میں سے هوگا - سید محمد بن علي السنوسي نے اسي قلعه کے کهنڈروں کو اپنی خاص آبادي کیلیے پسند کیا ' اور چند نئی عمارتیں بنا کر اُسکا نام " عزبات " رکها -

عزبات کی آبادي روز بروز بڑهنے لگي' اور " شیخ سنوسي اول " کی صحبت اور حصول قرب کی کشش نے تمام افریقه و عرب اور یمن و حجاز سے هزارها ارادتمندوں کو وهاں جمع کردیا - یہاں تک که وہ اندرون طرابلس اور صحرا کي ایک بہت بڑي آبادي هوگئي جو اب تک موجود هے' اور گذشته غزوہ طرابلس کے دوران میں بارها اُسکا نام لیا گیا هے -

( جــربــوب )

عزبات ایک آباد مقام هوگیا ' مگر در اصل ابادي سے بڑهکر شیخ کے مقاصد کیلیے اور کوئي شے مضر نه تهي -

تین چار سال کے عرصے میں تمام شمالي افریقه پر شیخ کی روحاني حکومت قائم هوگئي ' صحراے لیبیا کے تمام قبائل اُسکے مرید هوگئے ' اور اُسکے خلفاء اور داعي دور دور تک پهیل گئے' جو شیخ کي جانب سے عمل بالکتاب و السنة کیلیے هر طالب سعادت مسلم سے بیعت لیتے تهے - یہاں تک که جاوی اور سینگال دور میں اُسکے داعی پہنچے ' اور جزیرۂ سیلون اور کولمبو میں اُسکے نام پر بیعت لی گئی -

یہ حالت دیکهکر حکومت عثمانیه کو اس طرف توجه هوئي' اور [illegible] پاس اور مصر سے بڑی بڑی رپورٹیں قسطنطنیه روانه کی گئیں - شیخ کے عقیدت مند مصر اور قسطنطنیه هر جگه موجود تهے - انهوں نے خبر دی که حکومت کسی مخالفانه کارروائي کا عزم کر رهی هے -

یہ حالت دیکهکر شیخ نے ارادہ کیا که آبادي اور شہروں سے اپنے مرکز کو بالکل الگ کرلے' اور کوئی ایک صدر مقام کي حیثیت سے رهے' مگر خود اُسکی قیامگاہ اس سے بہت زیادہ دور اور محفوظ گوشے میں هو - پس اُس نے صحراء لیبیا کے مہلک اور بحر ریگ کے حصے کی طرف توجه کی -

" صحراء لیبیا " کرۂ ارضي کے اُن عجیب و غریب مقامات میں سے هے جسکي مہلک خصوصیات پر آجتک انسان کی قوتیں فتح نه پاسکیں - یه سب سے بڑا صحراء هے جو شمالي افریقه کے حدود کے زرین قطعه سے عبارت هے ' اور ریگ محض کا ایک ایسا سمندر هے' جسکے طوفان ریگ و غبار کے آگے اقیانوس اور اطلانطک کے بحري طوفان کچهه حقیقت نہیں رکهتے - وہ ایک سرزمین هے - نباتات اور آثار حیات کا اسکے کسی گوشے میں پته نہیں - مہینوں سفر کرتے جائیے مگر پانی کا ایک قطره میسر نه آئیگا - شمالي افریقه میں بڑي بڑي اولوالعزم قومیں آباد هوئیں - رومن امپائر اور یونانیوں نے عظیم الشان شہر بسائے ' لیکن صحرا کے اندر قدم رکهنے کی کسي کو جرأت نہیں هوئي ' اور نه کوئی آبادي آجتک وهاں قائم هوسکی -

اگر نقشه آپکے پاس هو تو اپنے سامنے رکهه لیجیے - آپ بنغازي کے قریب " جبل مسرق " کی چوٹیوں کو دیکهیں گے اور اسکے قریب هی برقه کی سرحدي آبادي " اولاد حربی " نظر آئیگي - پس اسکے بعد هی صحراے لیبیا کا حصه شروع هو جاتا هے' اور کچهه دور تک چهوٹي چهوٹي ابادیاں بدویانه خیموں وقبائل کی ملتي هیں جو " واحه " کے نام سے مشهور هیں' اور انهی کے مجموعه کو " الواحات صحراء " [illegible] جو لیبیا کی اصلی ابادي هے -

[illegible] میں ایک مقام " جغبوب " یا " جربوب " هے جو " [illegible] " سے دس دن کے مسافت پر اور صحرا کی اولین آبادي " واحه سیوا " سے آٹهه دن کے فاصلے پر واقع هے - صحراء میں [illegible] کی رو سے قدرتی طور پر [illegible] ایک محفوظ مقام تها -

" سنوسي اول " نے عزبات کا قیام ترک کردیا ' اور ایندہ کیلیے اپنی قیامگاہ اسی مقام پر قرار دي - یه واقعه سنه ۱۲۷۳ هجري کا هے -

سب سے پہلے اس نے ایک نہایت عالیشان اور وسیع مسجد بنائي' جسکے صحن کے اندر ایک لاکهه سے زیادہ ادمی بیک وقت سما سکتے هیں' اور جسکی چار دیواري مثل قلعه کے نہایت بلند اور مستحکم هے - اُسکے صحن کی تینوں جانب محراب دار برامدہ هے' اور هر محراب کے اندر ایک وسیع حجرہ جسمیں کئی شخص بآرام و راحت رهسکتے هیں' اسي طرح صرف مسجد هي کے اندر کئی هزار آدمیوں کے رهنے کا سامان هوگیا -

مسجد کے ساتهه هي اُس نے ایک بہت بڑي خانقاہ بهی بنائی' جسکے اندر نئی نئی عمارتوں اور زاویوں کا سلسله برابر جاري رها - اب وہ بالکل مطمئن هوکر یہیں مقیم هوگیا تها' اور اپنے افکار میں محو تها - لوگ هر طرف سے کهنچکے هوے جربوب آتے' اور یه اپنے طریقه کے وعظ و هدایت اور ارشاد و سلوک میں مشغول رهتا - تمام قبائل پیشتر هی سے مرید هو چکے تهے - باهر کیلیے صدها داعي اور خلفاء بهیجتے جاتے تهے' اور نو وارد مسافروں کیلیے مختلف اقطاع افریقه میں رهنما متعین تهے' جو انهیں بآرام و راحت

گیا کہ طلبہ کو نواب اسحاق خانصاحب پریسیڈنٹ جلسہ نے یہہ فیصلہ سنادیا کہ اگر آپ لوگوں نے بلا شرط اسٹرائک نہ ختم کر دی ' تو بلوگر لکے نام خارج کر دیے جائینگے' طلباء نے اس حکم کو نہایت ضبط و تحمل کے ساتھہ سنا ' اور در حقیقت یہہ انکے استقامت کا آخری امتحان تھا - اب صرف اخلاقی قوت کا اثر ڈالا جاسکتا تھا - اسلیے صرف ان ارکان نے اس موثر قوت سے کام لینا چاہا جنکو طلباء کے ساتھہ ہمدردی تھی - چنانچہ اس غرض سے مولوی حبیب الرحمن خانصاحب شیروانی اور مولوی فضل حق صاحب رامپوری بعد نماز جمعہ دار العلوم میں تشریف لاے - مولوی عبد الرحیم صاحب بھی ساتھہ آے تھے - ان بزرگوں نے چند طلباء کو ایک کمرہ میں جمع کرکے پرائوٹ طریقہ سے گفتگو کی ' اور امید دلائی کہ اگر وہ فیصلہ قبول کرلیں تو وہ لوگ شکایات کی تحقیقات پر جلسہ کو توجہ دلالینگے ' لیکن چونکہ انہوں نے ذاتی ہمدردی سے یہ طریقہ اختیار کیا تھا ' اسلیے طلباء کو ان بزرگوں کی ہمدردی کے اعتراف کے ساتھہ اس پر تسکین نہیں ہوئی - اب بھی فیصلہ قائم رکھا گیا ہے اور طلباء کو ارکان و جلسہ انتظامیہ کے یکطرفہ فیصلہ سے بالکل مایوسی ہوگئی ہے ' انکو اب صرف قوم کا بھروسہ ہے - یہ ارکان کا آخری فیصلہ تھا ' جسمیں ڈیسپلن ' قانون ' انتظام ' جلسہ و ارکان کی پوزیشن ' غرض مختلف خارجی اسباب کا لحاظ رکھا گیا ' لیکن طلباء کے مطالبات کا وجوہ اسٹرائک کا ' مہتمم اور ناظم کی حیثیت کا ' ارکان کے انفرادی حالت کا ادراک سے بالکل مختلف ہے - اکثر ارکان نے ذاتی حیثیت سے احساس کیا ' اور بعض دلیر طبع لوگوں نے اس کو ظاہر بھی کردیا کہ طلبہ کے مطالبات قابل لحاظ ہیں ' اور مہتمم و ناظم میں طلباء پر اثر ڈالنے اور انتظام قائم رکھنے کی قابلیت نہیں -

( طلباء دار العلوم ندوۃ العلما - لکھنؤ )

## زندہ درگور مریضوں کو خوشخبری

یہ گولیاں ضعف قوت کیلیے اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہیں ' زمانۂ انحطاط میں جوانی کی سی قوت پیدا کردیتی ہیں ' کیسا ہی ضعف شدید کیوں نہو دس روز کے استعمال سے طاقت آجاتی ہیں ' اور ہمارا دعوی ہے کہ چالیس روز حسب ہدایت استعمال کرنیسے اسقدر طاقت معلوم ہوگی جو بیان سے باہر ہے - ٹوٹے ہوے جسم کو دوبارہ طاقت دیکر مضبوط بناتی ' اور چہرے پر رونق لاتی ہے - علاوہ اسکے اشتہا کی کمی کو پورا کرنے اور خون صاف کرنے میں بھی عدیم النظیر ہیں ' ہر خریدار کو دوائی کے ہمراہ بالکل مفت بعض ایسی ہدایات بھی دیجاتی ہیں ' جو بجائے خود ایک رسیلۂ صحت ہے - قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصول بذمہ خریدار چھہ شیشی کے خریدار کے لیے ۵ روپیہ ۸ آنہ - ۴ آنہ کا ٹکٹ بھیجدیں آپکو نمونہ کی گولیونکے ساتھہ ساتھہ راز بھی تحریر کیا جائیگا -

المشتہر

مینیجر کارخانۂ حبوب کا یا پلٹ پوسٹ بکس ۱۷۰ کلکتہ

## امیروں کیلیے موسم سرما کا عجیب تحفہ

## مفرح بے نظیر

شاہی مطلق کے عجیب اثر اس جوہر بے نظیر میں مخفی رکھا ہے - نازک مزاج آدمی یا امرا جنکی طبیعت قدرتی طور پر موسم گرما کی شدت کی متحمل نہیں ہو سکتی طرح طرح کے امراض مثلاً دھڑکا - گرمی حرارت مثانہ - وجع المعدہ - خفقان - مالیخولیا - غشی - خرابی خون پریشانی - اداسی - کاہلی اور تساہلی میں مبتلا ہو جاتے ہیں - اس شربت کے استعمال سے یہ تمام شکایات بالکل رفع ہو جاتی ہیں - اگر حالت صحت میں اس شربت کو استعمال کیا جاوے تو موسم گرما کی گرمی قطعی اثر نکرے - طبیعت میں ہر وقت سرور و نشاط رہے اداسی و کاہلی نام کو بھی نہ آلے - غم و الم پاس نہ پھٹکے - دل و دماغ میں طرب و نشاط کا جمگھٹا رہے - یہ شربت ذائقہ میں نہایت لذیذ اور سریع الاثر ہے - عہدہ داروں - ججوں - وکیلوں - استادوں اور دماغی محنت کرنے والوں کے لیے نعمت عظمی ہے - قیمت دو پاؤ شربت تین روپیہ صرف محصول ڈاک ۱۲ آنہ نصف قیمت پیشگی آنی چاہیے -

المشتہر

مولوی غلام حیدر اینڈ کو منڈیالہ ضلع گجرات پنجاب

## دیار حبیب ( صلعم ) کے فوٹو

گذشتہ سفر حج میں میں اپنے ہمراہ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے بعض نہایت عمدہ اور دلفریب فوٹو لایا ہوں - جن میں بعض تیار ہوگئے ہیں اور بعض تیار ہو رہے ہیں - مکانوں کو سجانے کے لئے بیہودہ اور مخرب اخلاق تصاویر کی بجاے یہ فوٹو چوکھٹوں میں جڑوا کر دیواروں سے لگائیں تو علاوہ خوبصورتی اور زینت کے خیر و برکت کا باعث ہونگے - قیمت فی فوٹو صرف تین آنہ - سارے یعنے دس عدد فوٹو جو تیار ہیں اکٹھے منگانے کی صورت میں ایک روپیہ آٹھہ آنہ علاوہ خرچ ڈاک - یہ فوٹو نہایت اعلی درجہ کے آرٹ پیپر پر ولایتی طور پر بنوائے گئے ہیں - بمبئی وغیرہ کے بازاروں میں مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے جو فوٹو بکتے ہیں - وہ ہاتھہ کے بنے ہوئے ہوتے ہیں - اب تک فوٹو کی تصاویر ان مقدس مقامات کی کوئی شخص تیار نہیں کرسکا - کیونکہ بدوی قبائل اور خدام حرمین شریفین فوٹو لینے والوں کو دہریہ سمجھکر انکا خاتمہ کردیتے ہیں - ایک ترک فوٹو گرافر نے وہاں بہت رسوخ حاصل کرکے یہ فوٹو لئے - ( ۱ ) کعبۃ اللہ - بیت اللہ شریف کا فوٹو سیاہ ریشمی غلاف اور اسپر سنہری حروف جو فوٹو میں بڑی اچھی طرح پڑھے جاسکتے ہیں ( ۲ ) مدینہ منورہ کا نظارہ ( ۳ ) مکہ معظمہ میں نماز جمعہ کا دلچسپ نظارہ اور ہجوم خلایق ( ۴ ) میدان منا میں حاجیوں کے کمپ اور مسجد خیف کا سین ( ۵ ) شیطان کو کنکر مارنے کا نظارہ ( ٦ ) میدان عرفات میں لوگوں کے خیمے اور قاضی صاحب کا جبل رحمت پر خطبہ پڑھنا ( ۷ ) جنت المعلی واقعہ مکہ معظمہ جسمیں حضرت خدیجہ حرم رسول کریم صلعم اور حضرت آمنہ والدہ حضور سرور کائنات کے مزارات بھی ہیں ( ۸ ) جنت البقیع جسمیں اہل بیت و امہات المومنین و بنات النبی صلعم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہداے بقیع کے مزارات ہیں ( ۹ ) کعبۃ اللہ کے گرد حاجیوں کا طواف کرنا ( ۱۰ ) کوہ صفا و مروہ اور وہاں جو کلام ربانی کی آیت منقش ہے فوٹو میں حرف بحرف پڑھی جاتی ہے -

مینیجر صوفی پنڈی بہاؤ الدین - ضلع گجرات - پنجاب

## حرم مدینہ منورہ کا سطحی خاکہ

حرم مدینہ منورہ کا سطحی خاکہ یا (Plan) ہے جو ایک مسلمان انجنیر نے موقعہ کی پیمایش کرکے پیمانے سے بنایا ہے نہایت دلفریب متبرک اور عجیب چیز ہے - مسجد نبوی میں جہاں جہاں ستون ہیں نقشے میں ان جگہوں پر چھوٹے چھوٹے دایرے بنے ہوئے ہیں جنکا نقشے میں ستونوں کا رنگ گلابی ہے - مسجد میں بھی وہ گلابی رنگ کے ہیں - ریاض جنت کا ٹکڑا جسکے ستون موقعہ پر زرد رنگ کے ہیں نقشے میں بھی انکو زرد رنگ دیا ہے - حضرت سرور کائنات رسول کریم صلعم کے عہد مبارک میں مسجد کی جسقدر حد تھی اسکو سبز رنگ دیا ہے - حضرت عمر خطاب - عثمان غنی - اور دیگر خلفاے کے وقت میں مسجد کے ساتھہ جسقدر جگہ ایزاد کرکے ملائی گئی ہر ایک علحدہ رنگ سے دیکھائی گئی ہے - بیر فاطمہ - بستان فاطمہ - باب الرحمت - باب النسا - باب مجیدی باب الجبریل - منبر - جاے تکبیر روضہ شریف - مزار حضرت عمر - حضرت ابابکر صدیق - محراب النبی صلعم دیگر سب ضروری مقامات نقشہ میں صاف طور سے دیکھا دی گئی ہیں - روغنی نقشہ معہ رول وکپڑا پانچ رنگوں سے چھپا ہوا - پیمانہ صحیح طور پر مطابق موقعہ تیار کیا قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ محصول میں ملتا ہے -

## دیگر کتابیں

( ۱ ) مشاہیر اسلام چالیس صوفیاے کرام کے حالات زندگی دو ہزار صفحہ کی کتابیں اصل قیمت معہ رعایتی ۲ روپیہ ۸ آنہ ہے - ( ۲ ) مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی پندرہ سو صفحے ڈمئی کاغذ بڑا سائز قیمت ٦ روپیہ ۱۲ آنہ

ملنے کا پتہ — منیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤ الدین ضلع گجرات پنجاب

ظہور احمد صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں ' انسے الگ تھا - اس مختلف الاوصاف اجتماع سے ہمکو ایک ایسے فیصلے کی توقع تھی ' جو قانون ' انتظام ' شریعت ' رفق و ملاطفت کا بہترین مجموعہ ہو سکتا تھا ' لیکن مولانا فضل حق صاحب رامپوری کی ہمدردی ' مولانا حبیب الرحمن خان شیروانی کے محبت آمیز نصیحت کے الگ کرنیکے بعد ہماری دامن امید میں کیا ایا واقعات کی ترتیب اسکا فیصلہ کر سکتی ہے -

ترتیب نزول کے لحاظ سے ۲٦ - کی صبح تک علماء کا اجتماع ہو چکا تھا - یہ تمام بزرگ دار العلوم کے متصل فروکش تھے - صبح سے شام تک طلبا سے ملنے جلنے اونکے خیالات کے دریافت کرنیکا کافی موقع مل سکتا تھا ' لیکن ایک بزرگ بھی ایسے نہ تھے ' جو دار العلوم میں آتے ' اور طلبا کی اخلاقی دلجوئی کرتے - اس بنا پر طلباء انکے اخلاقی کشش سے متمتع نہوسکے ' جو قانونی فیصلہ سے بہت زیادہ موثر ہوسکتی تھی - دوسرے ممبروں کو انسے بھی بالاتر سمجھنا چاہیے - چار بجے شام کو ان بزرگوں کا اجتماع ہوا ' اور سب سے پہلے اسٹرائک کا معاملہ پیش کیا گیا - اس معاملہ کے فیصلہ کیلیے یہ بحث چھڑی گئی کہ شرعی حیثیت سے اسٹرائک جائز ہے یا نہیں - تمام لوگوں نے متفقہ فتوی دیا کہ اسٹرائک ناجائز ہے - اس فتوی کے حاصل کرنیکے بعد یہہ یکطرفہ فیصلہ کر دیا گیا کہ طلباء کو بلا شرط اطاعت قبول کر لینی چاہیے ' ورنہ انکا نام خارج کر دیا جائیگا - یہہ اس معاملے کا آخری فیصلہ تھا ' لیکن با ایں ہمہ دار العلوم کی قومی خصوصیت کا اس قدر لحاظ رکھا گیا کہ اخلاق آمیز تمہید کے ساتھہ طلباء کو سنایا گیا - اس غرض سے کرنل عبد المجید خاں صاحب ' حکیم عبد الولی صاحب ' مولوی حبیب الرحمن خاں صاحب شیروانی ' مولوی فضل حق صاحب رامپوری ' مولوی احمد علی صاحب محدث میرٹھی ' دار العلوم میں تشریف لاے - طلباء اس فیصلہ ناطق کے سننے کیلیے پہلے سے موجود تھے - کرنل صاحب نے سب سے پہلے تقریر شروع کی ' اور تمہید میں اپنی عظیم الشان شخصیت کو نمایاں کیا ' دار العلوم پر اپنے احسانات گناے ' گورنمنٹ کے تعلقات بتاے ' اسٹرائک کو شرعی حیثیت سے ناجائز قرار دیکر یہہ فیصلہ سنایا - اسکے بعد حکیم عبد الولی صاحب نے تقریر کی - حکیم صاحب نے اگرچہ انتظامی حیثیت سے اسٹرائک کو ایک مضر چیز ثابت کیا ' تاہم انہوں نے موجودہ دور کی خصوصیت کو نظر انداز نہیں کیا ' جس نے جذبات و خیالات میں آزادی پیدا کردی ہے ' اسلیے انہوں نے اسٹرائک کو اس قدر قابل نفرت اور حقیر چیز ثابت کرنیکی کوشش نہیں کی ' جس کا اثر کرنل صاحب کے تقریر کے ہر لفظ سے ظاہر ہوتا تھا -

حکیم صاحب کے بعد مولوی حبیب الرحمن خاں صاحب شیروانی نے ایک موثر تقریر کی ' اور کرنل صاحب کی تقریر پر سنجیدہ نکتہ چینی کے بعد وہ طریقہ اختیار کیا ' جو طلباء پر اثر ڈال سکتا تھا - انہوں نے بہت سے تاریخی واقعات سے ثابت کیا کہ علماء کا کام صرف طلب علم تھا ' اور طلباء دار العلوم کو اس غرض کیلیے موجودہ ناگوار حالت چھوڑ کر اپنے بہترین سلسلہ تعلیم کو شروع کر دینا چاہیے - ارکان کے تقریر کا سلسلہ ختم ہوا ' تو طلباء کی طرف سے مولوی حسن اٹھے اور تقریباً دو گھنٹے تک ایک پر اثر تقریر کی - اس تقریر کا بعض ارکان پر یہہ اثر ہوا کہ مولوی فضل حق صاحب نے اوسی وقت اعتراف کیا کہ طلباء کا بیان بھی قابل لحاظ ہے ' اور اکثر ارکان نے مختلف طریقوں سے ظاہر کیا کہ طلباء کے شکایات نظر انداز کرنیکی قابل نہیں ' بلکہ قابل تحقیقات ہیں - بہر حال چونکہ جلسہ میں طلباء کے عذرات نہیں سنے گئے ' اور نہ کمیشن تحقیقات کے بٹھانیکا وعدہ کیا گیا ' بلکہ کرنل صاحب نے صاف طور پر ظاہر کیا کہ یہہ قطعی فیصلہ ہے ' اسلیے طلباء نے اس یکطرفہ فیصلہ کے قبول کرنے سے انکار کیا ' لیکن مولوی فضل حق صاحب نے اپنی ذاتی ہمدردی کی بناپر طلباء کو امید دلائی کہ وہ جلسہ میں انکے شکایات سنے کی تحریک کرینگے ' چنانچہ صبح کو جب جلسہ شروع ہوا ' تو دو طالب العلم کو بحیثیت قائم مقام طلبہ بلایا گیا - ان طلبہ نے جلسہ میں شکایات بیان کیں ' لیکن جلسہ میں خاندان کا کوری ' اور طبقہ علماء کے بعض ممبروں کی حالت بالکل فریقانہ حیثیت رکھتی تھی - یہا لوگ انکے بیانات پر جرح و گرفت کرنیکی لیے مسابقت کرتے تھے جلسہ میں اسقدر بدنظمی پیدا کردی کہ مولانا حبیب الرحمن خاں صاحب کو صاف صاف کہنا پڑا کہ " ہم انکو طلباء نے اپنے جلسہ میں جس تربیت و حسن نظام کو قائم رکھا تھا ' افسوس ہے کہ اب اس قدر ترتیب بھی قائم نہیں رکھہ سکتے - اخری نتیجہ یہہ

ولا تهنوا ولا تحزنوا وأنتم الأعلون إن كنتم مؤمنين — القرآن الحکیم

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

تار کا پتہ
" الہلال کلکتہ "
ٹیلیفون نمبر - ٦٤٨

قیمت
سالانہ ٨ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ١٢ آنہ

Telegraphic Address
"Alhilal Calcutta
Telephone, No 648

مقام اشاعت
٧ - ١ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

جلد ٤ | کلکتہ : چہارشنبہ ١٨ - ٢٥ جمادی الاولی ١٣٣٢ ہجری | نمبر ١٥ - ١٦

Calcutta . Wednesday, Apral, 15 - 22. 1914.


قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

نوٹ — ڈبل [illegible] قیمت ٥ - آنہ

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8

Half yearly „ 4-1 2

# الهلال

مدير مسئول و خصوصي

ابو الكلام آزاد الدهلوي

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکته

ٹیلیفون نمبر ۱۳۸

قیمت

سالانه ۸ روپیه

ششماهی ٤ روپیه ۱۲ آنه

نمبر ۱۵ - ۱٦ | کلکته : چہارشنبه ۱۸ - ۲۵ جمادی الاولی ۱۳۳۲ ہجری | جلد ٤

Calcutta : Wednesday, Aprail, 15 - 22. 1914


## ندوة العلما کی قسمت کا فیصله

## ۱۰ مئي کو معاملات ندوه کیلیے دهلي میں عظیم الشان اجتماع

احساس دیني و فرض ملي کے اظہار کا اصلي موقعه ! !

ندوہ کے معاملات پر غور کرنے اور اسکی اصلاح کی تجاویز سوچنے کیلیے مسلمانوں کا ایک عام جلسه ( جسمیں مختلف اسلامي انجمنوں کے قائم مقام اور صوبوں کے سر بر آوردہ اهل الراے جمع هونگے ) ۱۰ مئی سنه ۱۹۱۴ کو صبح ۷ بجے دهلي میں منعقد هوگا - جن حضرات کو ندوہ سے همدردي هے ' امید هے که وہ اپني شرکت اور اظہار راے سے فائدہ پہنچائینگے ' اور همیں ممنون فرمائینگے -

الـــداعـــيـــــــــان

خان صاحب بشیر علیخان سکریٹري انجمن اسلامیه لاهور - حاجی شمس الدین سکریٹري انجمن حمایت اسلام لاهور - میجر سید حسن بلگرامی ( علي گڈه ) - قادر بهائي پریسیڈنٹ انجمن ضیاء الاسلام بمبئي - حاجـي یوسف سوبانی ' پریسیڈنٹ انجمن اسلام بمبئي - آنریبل چودهري نواب علي ممبر کونسل بنگال - نواب سید علی حسن خان - ( لکهنو ) - حکیم عبد الولی ( لکهنو ) - حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان ( دهلي )

## اطـــلاع .

( ۱ ) آجکي اشاعت دو نمبروں کي یکي اشاعت هے -

( ۲ ) ٹائیٹل پیج پر جو تصویر چهپ گئي هے وہ اس هفته کے مضامین سے تعلق نہیں رکھتی - غلطي سے دیدي گئي - آئنده اشاعت میں اسکا تذکرہ هوگا -

( ۳ ) اس هفته ضروري مضامین کي کثرت کي وجه سے تمام تصویریں نہیں دي جا سکیں اور با تصویر مضامین کي گنجایش بهي نہیں نکلي - ورنه آجکي اشاعت کیلیے دس سے زیادہ تصویریں الگ کردي گئي تهیں - انشاء الله آینده اشاعت میں اسکي تلافي هوجائیگی -

( ۴ ) مجهے یه بات پسند نہیں که الهلال کے زیادہ صفحات ایک هي موضوع میں صرف هوجائیں - کچهه دنوں سے ندوة العلما کے معاملات بہت بڑا حصه رسالے کا لئے لیتے هیں - کئي هفته سے مدارس اسلامیه کے علاوہ مقالۂ افتتاحیه لکھنے کي بهي مہلت نه ملي - بہت ممکن هے که بعض احباب کرام اسے محسوس فرماتے هوں - لیکن انهیں الهلال کي معذوریوں پر بهي نظر رکھني چاهیے - جب تک کسي معاملے کے متعلق پوري طرح مراد بہم نه پہنچایا جاے ' اس وقت تک اسکي تحریک سے کوئي نتیجه حاصل نہیں هوسکتا - ندوة العلما کو میں اپنے عقیدے میں ایک اهم کام سمجهتا [illegible] نیز مجهے یقین هوگیا هے که وہ برباد کیا جا رہا [illegible] عرصے تک [illegible]

خاموشي کے بعد اس معاملے کو چهیڑنا پڑا ' اور جب شروع هو چکا اب درمیان میں نہیں چهوڑ دیا جاسکتا تاوقتیکه تحریک اصلاح ایک عملی صورت اختیار نه کرلے - جب تک اپني دلچسپیوں کا کچهه ایثار نه کریںگے ' کوئي اهم کام انجام نہیں پاسکتا - امید هے که ۱۰ - مئي کا جلسه کسي عملي تجویز تک پہنچنے میں کامیاب هو ' اور اس بحث کا حصول مقصود کے ساتهه جلد خاتمه هوجاے - ( ایڈیٹر )

## اعــــلان

### رپورٹ انجمن هلال احمر قسطنطنیه

انجمن هلال احمر قسطنطنیه نے اپني تمام کارگزاریوں کي ایک جامع رپورٹ ترکي زبان میں شائع کي هے جسمیں حضور سلطان المعظم ' ولي عهد عثمانیه ' اور بانیان انجمن کی تصویریں بهی دي گئي هیں ' اور ابتدا میں هلال احمر اور صلیب احمر کي تاریخ بهی درج کي هے -

گو یه کتاب ترکی میں هے تاهم مسلمانان هند اس خیال سے خرید سکتے هیں که اسکي فروخت سے جسقدر روپیه حاصل هوگا وہ کار خیر هی میں صرف هوگا - انجمن هلال احمر نے همیں اس اعلان کی اشاعت کیلیے لکها هے - کتاب کي قیمت دو روپیه هے - سکرٹري انجمن سے ملسکتی هے ' غالباً اسکے کچهه نسخے فروخت کیلیے دفتر الهلال میں بهی کسی آینده ڈاک سے پہنچ جائینگے - ( منیجر )

مگر مولانا شبلی نے ندوہ کے معاملات سے قوم کو بے خبر رکھا ' اور سب سے بڑا الزام انہی کے سر ہے - اسکے بعد اخبارات ہیں - مسلم گزٹ ' ہمدرد ' پیسہ اخبار ' وطن ' الهــلال ' ان میں سے کسی نے بھی وقت سے پہلے خبر نہ لی - اب یہ کوئی انصاف کی بات نہیں ہے کہ اپنی غفلت کی ندامت صرف طلبا کو الزام دیکر مٹائی جائے -

## جلسۂ انتظامیہ ۲۶ مارچ

کذب بیانی ' باطل اندیشی ' مکر و حیل ' فریب دہی کا ایک پورا مجموعہ وہ رپورٹ ہے جو ۲۶ مارچ سنہ ۱۴ کے جلسۂ انتظامیہ کی فرضی ناظم ندوہ نے شائع کی ہے - اب میں کہاں تک اپنے وقت اور الهــلال کے صفحات کو ان لوگوں کے پیچھے خراب کروں ؟ مختصراً چند کلمے لکھونگا :

اس رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو باہر کے لوگوں کو اصلی حالات کے معلوم کرنے کا موقعہ دیا گیا اور نہ اصلی مسائل انکے سامنے پیش ہوے - نہایت چالاکی سے صرف اسٹرائک ہی کا معاملہ پیش کیا گیا ' اور کہدیا کہ اسکے سوا قوم میں اور کوئی بے چینی نہیں -

اس رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ جلسے میں مندرجۂ ذیل امور طے کیے گئے :

( ۱ ) مولوی عبد السلام اور مولانا شبلی کے دو خط جسکا حال اوپر کہا جا چکا ہے -

( ۲ ) ایک نیا عہدہ " حامی ندوہ " کا وضع کیا گیا ' اور اسپر مسٹر عبد المجید پٹیالہ کا تقرر ہوا - اس خدمت عظیم کے صلے میں جن چار سال سے وہ مولوی غلام محمد سملوی سے چھوٹیوں میں گورنمنٹ کی غلامی کا وعظ کراتے ہیں ' اور ۸۰ - روپیہ انکی تنخواہ بدبخت ندوہ دیتا ہے !

( ۳ ) ایک کارروائی ممبر نے کہا کہ ندوہ سے " ایک معزز حضرات کو ویسی ہی ہمدردی ہے ' جیسی پہلے تھی " تعجب ہے کہ اسقدر صریح غلط بیانی کیونکر ایک تعلیم یافتہ شخص نے جائز رکھی - معزز حضرات سے اگر مقصود کاکوری کا خاندان اور مولوی خلیل الرحمن اور انکے حواری ہیں ' تو اسمیں شک نہیں کہ نہ صرف پیشتر جیسی ہی ہمدردی ہے بلکہ ہزار درجہ المضاعف ہوگئی ہے ' مگر اسکے لیے " معزز حضرات " کی تعمیم ضروری نہ تھی -

لیکن اگر معزز حضرات سے مقصود وہ لوگ ہوں جوکسی نہ کسی حیثیت سے قوم میں " معزز " تسلیم کیے جاتے ہیں تو ان میں جن لوگوں کو صحیح حالات کے معلوم کرنے کا موقعہ ملا ہے ' وہ سب کے سب موجودہ حالات پر متاسف ' اور اصلاح کی ضرورت سے مضطرب ہیں - اگر میں انکی فہرست یہاں دوں تو کئی کالم صرف ہو جائیں - انجمن اصلاح ندوہ کی رپورٹ اٹھا کر دیکھیے - خود ندوہ کے ارکان انتظامی کا کیا خیال ہے ؟ یقیناً ہر ہائنس بیگم صاحبہ بھوپال دام اقبالہا بھی اس شخص کے خیال میں " معزز " ہونگی ' جنھوں نے اپنا ماہوار عطیہ تا اصلاح ندوہ ملتوی کر دیا ہے !

( ۴ ) یہ بھی اسی ممبر نے کہا کہ " ناظم اور پرنسپل پر کوئی اعتراض صحیح نہیں کیا گیا " لیکن " ناظم پر بہ حیثیت ناظم کو بعد کو اعتراض ہوگا ' پہلے انکی نظامت کو تو جائز ثابت کردیا جاے -

( ۵ ) ایک اور ممبر نے کہا کہ میرٹھہ میں قاضی نجم الدین صاحب ایک خط لاے جسمیں جلسہ کرنے کی تحریک تھی - لیکن سمجھہ میں نہیں آتا کہ اس سے ندوہ کے مسائل پر کیا اثر پڑتا ہے ؟ اگر کچھہ لوگ ایک مسئلہ کو از روے ایمان و بصیرت [illegible] سمجھتے ہیں ' تو انکا فرض ہے کہ اسکی طرف قوم کو توجہ [illegible] غفلت دور کرائیں - میں نے بلقان و طرابلس ' کانپور و معاملۂ زمیندار ' اور خود ندوہ کے متعلق علانیہ الهلال میں بار بار لکھا کہ ہر شہر کے مسلمان جلسے کریں اور اپنی زندگی اور احساس کا ثبوت دیں -

( ۶ ) ایک تیسرے ممبر نے کہا کہ " جو جلسے ہوے ہیں وہ ضلع بارہ بنکی کے چھوٹے چھوٹے مواضعات میں کیے گئے ہیں " کیا کوئی وقت ایسا بھی آنے والا ہے جب ان لوگوں کو اپنی کذب بیانیوں کی جرأت پر ندامت ہوگی ؟ ندوہ کی اصلاح کیلیے اس وقت تک پچاس کے قریب جلسے تمام ہندوستان میں ہوچکے ہیں - بمبئی ' کلکتہ ' دہلی ' ملتان ' ناگپور ' مدراس ' قصور ' بریلی ' گیا ' میرٹھہ ' گوجرا ' پہلی بھیت ' لکھنو ' یہ تمام مقامات شاید ندوہ کے جغرافیۂ ہند میں بارہ بنکی ہی کے مواضع ہیں !

( ۷ ) ایک سب سے زیادہ دلچسپ لطیفہ یہ ہے کہ جو لوگ طلبا کو سمجھانے گئے تھے ' انسے طلبا نے خواہش کی کہ ایک غیر جانب دار کمیشن قائم کیا جاے - اسکے جواب میں سفراء ندوہ نے کہا : " ارکان انتظامیہ ملک کے منتخب اصحاب ہیں اور تمام ذمہ داری کا ملک نے ارکان انتظامیہ پر بھروسہ کیا ہے "

مگر افسوس ہے کہ ایسی شاندار اور مسکت دلیل کو بھی " طلبہ نے نہیں مانا "

یا للعجب ! ندوۃ العلما کی سر زمین میں بھی " ملک کے انتخاب کردہ اصحاب " کا لفظ بولا جاتا ہے ' اور ایسے ارکان ندوہ دل کے جری اور ہمت کے مضبوط موجود ہیں جو ندوہ کے ارکان انتظامیہ کو " ملک کی انتخاب کردہ " جماعت کہنے کی جرأت رکھتے ہیں ! پھر طلبا کے جواب میں متحیر ہیں کہ انہوں نے ایسی صریح اور سچی بات کو بھی منظور نہیں کیا ؟

یا سبحان اللہ ! جس جلسۂ انتظامی کے ممبروں کے انتخاب کرنے میں نہ تو قوم کی آواز کو دخل ہو اور نہ قوم کو کسی طرح کا حق دیا گیا ہو ' حتی کہ ممبروں سے قوم کو یہ بھی نہ معلوم ہو کہ کب انکے نائب منتخب ہوے ہیں ' اور کون انہیں منتخب کرتا ہے ؟ جنکے انتخاب کا یہ حال ہو کہ تین سال کے بعد انہی میں کے چند آدمی بیٹھکر پچھلے آدمیوں کو اپنی مرضی کے مطابق دہرا لیتے ہوں ' اور جب چاہتے ہوں " مجلس خاص " کا تعت بچھا کر اپنے پندرہ پندرہ آدمیوں کو صرف ایک شخص کی تحریک پر ممبر بنا لیتے ہوں ' جنکے لیے نہ تو کوئی قاعدہ ہے اور نہ قانون ' نہ کوئی اصول ہے اور نہ کوئی راے ' آج اس مجلس انتظامی کے ممبر کے دعوے طلبا کے سامنے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ قوم کے انتخاب کردہ نائب ہم سے بڑھکر اور کون ہونگے ' اور پھر اتنا ہی نہیں بلکہ غریب قوم کی جانب سے " بھروسہ " کا پروانہ بھی اپنے جیب میں ٹٹولنے لگے ہیں ! ان هذا لشی عجاب !

## غفلت و بے خبری

( ۸ ) اصلی مصیبت یہ ہے کہ لوگوں کو اصلی حالات معلوم نہیں - ندوہ سے دلچسپی لینے والے ہمیشہ خاص خاص لوگ تھے - نہ تو لوگوں نے اسکی رپورٹیں پڑھی ہیں نہ دستور العمل دیکھا ہے ' اور نہ کبھی ان مضامین کو پڑھا ہے جو ندوہ کے معاملات کے متعلق اخبارات میں نکلتے رہے ہیں - اب ندوہ کا معاملہ انکے سامنے آیا ہے اور وہ راے دینے ہیں تو ادھر ادھر کی سنی ہوئی باتوں پر مجبوراً اعتماد کرلیتے ہیں ' اور بالکل سمجھہ نہیں سکتے کہ اصلی معاملہ کیا ہے ؟

دہلی میں جو جلسہ ابھی ۱۳ - اپریل کو منعقد ہوا تھا اسمیں مولانا عبید اللہ صاحب سابق ناظم جمعیۃ الانصار دیوبند نے اپنی تقریر میں کہا : " میں ایک مرتبہ ندوہ کے انتظامی جلسے میں بلایا گیا تھا تاکہ بعض حضرات کے موافق راے دوں ' لیکن جب

# مسئلۂ بقاؤ اصلاح ندوہ

## فریب سکوت اور فساد تجاهل !

سب سے بڑي مصیبت ارباب راے کي بے خبري و غلط فہمي ہے اور وہ معذور ہیں -

## ۱۰ مئي کو دهلي میں عام جلسہ

ندوۃ العلما کے موجودہ معاملات کے متعلق چند امور غور طلب ہیں ' بغرض اختصار و عدم گنجایش صفحات دفعہ وار عرض کرونگا :

( ۱ ) پوري چالاکي اور مفسدانہ ہوشیاري سے کوشش کي جا رہي ہے کہ کسی طرح ندوہ کی اصلاح اور اسکے اصلی مفاسد کے مسئلہ کو قوم کی نظروں سے ہٹا لیا جاے اور اُسکي جگہ محض طلبا کی اسٹرایک کے معاملے کو یا بعض دوسرے حالات کو پیش کردیا جاے - اس سے مقصود یہ ہے کہ تمام لوگ اُن معاملات میں اولجھہ جائینگے اور حزب الافساد کے اصلی مفاسد کي طرف کسی کو توجہ نہوگی -

صیغۂ تعمیرات اور مال کے متعلق بار بار کہا جاتا ہے مگر اُسکا کچھہ جواب نہیں دیا جاتا - معتمدیوں کے توڑ دیدے کی ناجائز کارروائي پر اعتراض کیا جاتا ہے مگر اسکا کوئی تذکرہ نہیں کرتا - نئے عہدہ داروں کے تقرر کو دستور العمل کے خلاف اور بالکل سازشي بتلایا جاتا ہے ' مگر گویا انهوں نے سنا هی نہیں - جلسۂ انتظامیہ منعقد بهی ہوتا ہے تو صرف اسٹرائک پر بحث کی جاتي ہے ' اور خطوط پڑھے جاتے ہیں کہ اسٹرائک مولانا شبلي کي ایما سے هوئي یا مولوي عبد السلام نے خط لکھا -

مولانا شبلی نے اخبارات میں ایک تحریر شایع کرائي ہے اور خط کے اُس ٹکڑے سے انکار کیا ہے جسمیں مولوي عبد السلام نے انکي طرف اپنے مطالب کو نسبت دي ہے' اور ساتھہ هي لکھا ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین -

پھر یہ خطوط بہت پیشتر کے ہیں - اسٹرائک اب ہوئی ہے اور طلبا نے اپني شکایتیں بیان کردي ہیں جنکا جواب ملنا چاهیے - تاهم هم تسلیم کیے لیتے ہیں کہ واقعي اسٹرائک انهیں کارروائیوں کا نتیجہ ہے ' اور بعض لوگوں نے طلبا کو ابھار ابھار کر اسٹرائک کیلیے آمادہ کیا ' لیکن اس واقعہ سے دوسرے واقعات تو مٹاے نہیں جا سکتے ؟ کیا صیغۂ تعمیرات و مال کے مسائل اُسي وقت تک قابل اعتراض تھے' جب تک کہ اسٹرائک بغیر کسي کی تحریک کے ثابت ہو؟ اور کیا دستور العمل ندوہ کے بموجب مولوي خلیل الرحمن کا ناظم نہونا ' اور محض چند آدمیوں کا سازش کرکے ندوہ کے اصلی مقاصد کو مٹانے کیلیے انهیں ناظم بنا دینا بهي اُسي وقت تک قابل لحاظ ہے' جس وقت تک اسٹرائک بغیر مولوي عبد السلام کے خط لکھنے کے سمجھي جاے ؟

کیا دستور العمل ندوہ کي تنسیخ' حق انتخاب و عزل کی تحریف ' ایک ناجائز اور خلاف اصول کمیٹي کي باسم " مجلس خاص " تاسیس ' اور بابو نظام الدین صاحب کے صیغۂ مال کے متعلق تمام اعتراضات بهي اس وجہ سے مٹ جاسکتے ہیں کہ مولوي عبد السلام صاحب نے اسٹرائک کرا دي ؟

( ۲ ) یہ بالکل ویسي هي بات ہے جیسے مچھلي بازار کانپور کی مسجد کی دیوار کو مسٹر ٹائیلر نے گرا دیا اور ہز آنر سر جیمس مسٹن نے کہا کہ کانپور کے مسلمانوں میں کوئی جوش نہیں - صرف باهر کے چند مفسدین هیں جو کانپور کے مسلمانوں کو بھڑکا رہے ہیں - حالانکہ اگر مسجد کي زمین کا مطالبہ شرعي و قانونی مطالبہ تها تو وہ اس الزام کے مان لینے کے بعد بهي ویسا هي قابل جواب تها جیسا کہ دوسري صورت میں -

مولوی عبد السلام صاحب کے خط میں دو باتیں واقعي قابل اعتراض ہیں - ایک تو انکا غلط طور پر اپنے بیانات کو مولانا شبلي کي طرف نسبت دینا جسکا وہ خود اقرار کرتے ہیں - یقیناً ایسي غلط بیانی بڑے هی افسوس بلکہ شرم کي بات ہے - دوسرا خط کا طرز بیان کہ جتنے لفظ لکھے ہیں' انمیں سے کوئي لفظ بهي کسي عقلمند آدمی کا لکھا هوا معلوم نہیں ہوتا - رهی یہ بات کہ انهوں نے طلبا کو اپنے حقوق کے مانگنے پر اُبھارا ' تو دنیا میں فرضي اخلاق ' رعب و نظام ' اور ادب و نگونساري کا وعظ کرنے والے تو بہت ہیں اور یہ واعظ خوشنما بهي معلوم ہوتا ہے ' لیکن اصلیت یہ ہے کہ ایسي حالت خود اُن واعظوں یا انکے دائرۂ کار کی عمارتوں کو پیش آجاے تو اُس وقت حقیقت کھلے کہ خود انکا مشورہ بهي ایسا هي ہوتا ہے یا نہیں ؟

یہ سب کہنے کی باتیں ہیں اور ان میں حروف و اصوات کے علاوہ مفہوم عملی کچھہ بهی نہیں ہے -

جس دن طلبانے اسٹرائک کی' اُسي دن میں نے الہلال میں لکھا کہ یہ اچھا نہیں کیا - " مدرسہ مثل ایک مملکت کے ہے - جس طرح شخصی حکومت کا جبر و استبداد ملک کو خراب کرتا ہے اسی طرح طوائف الملوکی اور بے حکومتي بهي اسکے لیے مہلک ہے" - نیز یہ لکھا کہ " اسٹرائک امن و نظام کي ایک ایسي غارت ہے جسکو کسی حالت میں بهي اچھا نہیں کہا جاسکتا "

تاهم جو واقعات دنیا میں ہوتے ہیں' انهیں صرف اخلاق کي کتابوں کے اندر هی نہیں ڈھونڈھنا چاهیے ' اور کسي شخص کو اسکا حق حاصل نہیں ہے کہ حق و باطل' انصاف اور بے انصافی' عدل و ظلم' اور طلب و داد کو کسی خاص گروہ کیلیے مخصوص کردے -

ندوہ کے طالب علموں نے اخبارات میں مضامین لکھے - اخبار وکیل امرتسر نے قابل صد تعریف مستعدي سے اپنے صدها صفحات اس بحث کیلیے وقف کر دیے ' اندروني طور پر هر شکایت کیلیے حکام ندوہ کو عرضیاں دي گئیں اور بار بار جواب طلب کیا گیا - لیکن ان تمام باتوں کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا اور وہ هر طرف سے مایوس هوگئے - سب سے بڑھکر یہ کہ ایک پوري پارٹي ندوہ پر قابض تھي' اور دوسرے خیال کے لوگ اصلاح کی طرف سے مایوس هوکر تھک گئے تھے ' اور اسلیے کچھہ دلچسپی نہیں لیتے تھے - ایسي حالت میں اگر طلبانے آخري علاج سے کام لیا ' اور خرابي و بد نظمي کا علاج بالمثل خرابی هی سے کرنا چاها ' تو گو هماري اخلاقی مصطلحات کتنی هی همیں برگزیدہ رکھیں تاهم همیں انکی نسبت فیصلہ کرنے میں زیادہ سختی نہیں کرنی چاهیے' اور انکی مجبوري و بے بسی پر بهی نظر رکھنی چاهیے -

اگر اسٹرائک اچھی چیز نہیں تو اسکا سب سے پہلے الزام قوم کے سر' اور علی الخصوص قوم کے ان نمایاں اشخاص کے سر ہے جو همیشہ ان معاملات میں پہلی صف ہوتے ہیں - کیوں انهوں نے اخبارات کے مضامین نہیں پڑھے ؟ کیوں اخبار وکیل کے بے شمار کالموں پر کبھي نظر نہیں ڈالي ؟ کیوں اُن انصاف طلب صداؤں سے کان بند کرلیے جو هر هفتے مطالب ندوہ کیلیے بلند هوتے تھے ؟ جب ایک شے پبلک میں آگئي اور اخبارات میں مسلسل مضامین لکھے جاتے ہیں تو پھر بے خبري کا عذر مسموع نہیں هوسکتا - جب کسي نے خبر نہ لي تو انهوں نے اپنی قسمت کو خود اپنے هاتھوں میں لیا ' اور وہ آخري علاج کرنا چاها ' جو گو کیسا هي برا هو لیکن اسکي علت خود هماري هي غفلت تھی - یہ علاج کارگر هوا اور اب سرگشتگان غفلت نے دو چار کروٹیں لیں - پس جن [illegible] نے یہ آخري علاج کرکے تمهیں هوشیار کیا ہے ' انکي بخشي [illegible] هوئي هشـ[illegible] بیدار هو کر سب سے پہلے اُنهي کو الزام دینا انصاف [illegible]

۱۸ - ۲۵ جمادی الاولی ۱۳۳۲ هجری
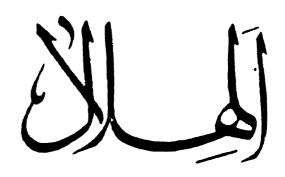
## ارس اسلامیه

## مولــود فساد کا کامل بلوغ

### عهده داروں کا سازشی تقرر

## مزعومه ومفروضه نظامت ندوة العلماء

## ( ۳ )

ایک ایسا شخص فرض کیجیے جو نئے عهده داروں کا نه صرف دوست و رفیق بلکه شیفتهٔ و فدا کار هو ' اور اُنکی نظامت و نیابت کو اپنے ایمان و ضمیر سے بهي زیاده محبوب رکهتا هو - نیز اُس نے قسم کها لی هو که جب تــک بحث و ثبوت کا ذرا سا سهارا بهی باقی رهیگا ' مولوي خلیل الرحمن صاحب کي نظامت کو هاتهه سے ندونگا :

یا تن رسد بجاناں ' یا جاں ز تن بر آید !

اچها ' تو اب فرض کیجیے که وه ایسے موقعه پر کیا کریگا جبکه اُسکے سامنے اهلیت اور استحقاق علمی و اخلاقي کی وه تمام بحث پیش کي جائیگي جو پچهلي اشاعت میں نکل چکی هے ؟

یقیناً وه جوش حمایت میں کهے گا که خیر ' مان لیجیے که مولوي خلیل الرحمن صاحب نه تو علمي قابلیت کے لحاظ سے اس عهدے کیلیے کوئي چیز هیں ' اور نه هي کسی اخلاقی خوبی کے اعتبار سے مستحق هیں - لیکن آخر مجلسوں اور انجمنوں کے قوانین و قواعد بهي کوئي شے هیں یا نهیں ؟ اگر وه قانون و قواعد کے مطابق ناظم بنادیے گئے هیں ' اور ایک انجمن کي ایگزیکیٹو کمیٹی نے اُنهیں قانوناً عهده دار تسلیم کرلیا هے ' تو پهر خواه وه کیسے هي نا اهل کیوں نهوں ' لیکن قاعده چاهتا هے که اُنهیں تسلیم کرهی لینا چاهیے - نه کیجیے گا تو دنیا میں قانون اور قواعد کی توهین کی ایک بهت هي بري مثال قائم هوجائیگی - استحقاق نهیں ' سهی ' کم ازکم قانون تو هے ؟ اُنهوں نے استحقاق و صلاحیت کا پاس نهیں کیا - آپ قانون کي عزت پر نظر رکهیے - اسي کی علمي و اخلاقی حالت پر بحث کرنیکا آپکو کس نے حق دیدیا هے ؟ یه تو " ذاتیات " هے - جو کچهه کهنا هے قاعده اور قانون کي بنا پر کهیے -

غرضکه استحقاق و اهلیت کے بعد گو اصلاً بحث کا خاتمه هوجاتا هے لیکن ایک ایسے شخص کیلیے جو اصول کی بنا پر نهیں ' بلکه اپنے کسی ذاتي فیصلے کي بنا پر اُنکي نظامت کا خواهشمند هو ' کهنے کیلیے قانون اور قواعد کا سهارا ابهی باقي هے -

اچهي بات هے - آلیے اپنے تسلیں ایک ایسا [illegible] شخص فرض کرلیں اور پوري کوشش کریں که [illegible] کی طرح مولوي صاحب کو ندوه کا ناظم بنا نا هي چاهیے - استحقاق و اهلیت کی بنا پر نا کامی هوگي تو قانون اور قواعد کا گوشه ڈهونڈهیں گے - وهاں سے بهي نکالے گئے تو خود ندوه کے دستور العمل کی دهائی دینگے - یهاں بهی شنوائی نه هوئی تو اسکے محرف و موجوده دستور العمل کا دروازه کهٹکٹائینگے - اگر یه بهي نه کهلا تو پهر یا قسمت یا نصیب !

کیا شکوه تم سے ' رو لیے اپنے نصیب کو !

بهر حال میں تسلیم کیے لیتا هوں که پچهلی اشاعت میں جو کچهه لکها گیا ' یکسر لغو اور بے معني تها - استحقاق اور اهلیت کیا شے هے اور ایثار و اخلاق کو کون پوچهتا هے ؟ اصل شے قانون اور قاعده هے - فاستغفر الله ربي من کل ذنب و اتوب الیه !

کردیم هــزاربار توبــه !

صرف مجالس و مجامع کے قوانین عمومي اور خود ندوه کے دستور العمل هي کے مطابق اب نظر ڈالتا هوں :

گر تو دامن بکشي ' دست کسے کوتــه نیست !

### ( نظامت جدید اور قواعد مجالس )

قواعد کا یه حال هے که ایک تو عام طور پر با قاعده انجمنوں کے قوانین هیں اور تمام مجلسوں کیلیے بطور ایک مشترک اصول کے تسلیم کیے جاتے هیں - ایک خود نــدوه کا دستور العمل هے - عام قوانین کا اگر ذکر کیا گیا تو یه کهکر بآسانی ٹالدیا جائیگا که ندوه عام قوانین مجالس کی پیروي پر مجبور نهیں - اگر تمام دنیا میں ایسا هوتا هے تو کیا ضرور هے که ندوه بهی ایسا هي کرے ؟

پس بهتر هے که صرف نــدوه هي کے دستور العمــل کے مطابق نظر ڈالی جاے -

لیکن ندوه کا دستور العمل بهي دو مختلف صورتوں میں موجود هے - ایک تو اُسکا اصلي اور قدیمي دستور العمل هے دوسرا محرف موجوده دستور العمل جس پر آجکل ادعائی عمل کیا جاتا هے -

کسي گذشته صحبت میں تفصیل کے ساتهه لکهه چکا هوں که اصلی دستور العمــل کی دفعات مهمل کیا نهیں ' اور پهر کس طرح اُن میں نئی نئی ترمیمیں اور اضافے کیے گئے ؟ پس موجوده حالت میں در اصــل ندوه کا دستور العمــل کوئي چیز نهیں ' اور مسئلهٔ اصلاح ندوه میں اصلي ما به النزاع وهي دستور العمل هے - تاهم جو کچهه بهي هے ' چاهیے که صرف اُسی کو پیش نظر رکهـا جاے - کیونکه اگر اصلي دستور العمل کي بنا پر بحث کیجیگا تو کهدیا جائیــگا که اس منسوخ شده دستور العمل کو اب تسلیم هي کون کرتا هے ؟

دفـتر تو منسوخ شــد عشق ازل ازل !

### ( رعایت کی انتهــا )

غور کیجیے که نقد و مباحثه میں اس سے زیاده رعایت اور نرمي کیا هوسکتي هے ؟ عــام قوانین اصل بحث هیں - اگر اُنسے کام لیا جاے تو ایک منٹ کے اندر پوري کارروائي کو ناجائز قـرار دیسکتے هیں - لیکن اُن سے بالکل قطع نظر کرلی جاتي هے - اُسکے بعد نـدوه کا اصلی دستور العمل هے اور اسمیں جس قدر تبدیلیاں کی گئی هیں ' یکسر نا قابــل تسلیم و خلاف قانون هیں ' لیکن آپکي خاطر سے اُسے بهی چهوڑ دیا گیا - صرف وهی محرف و مبدل دستور العمل اپنے سامنے رکهتے هیں جو ندوة العلما کا موجوده مسلمه نظام هے اور ندوه کی طرف سے چهاپکر تقسیم کیا جاتا هے !

### ( انتخاب نظامت حسب دستور العمــل )

۱۸ سے ۲۰ - جولائي تــک ایک جلسهٔ انتظامیه لکهنؤ میں منعــقد هوا ' اور اسي میں گذشته نظام عمــل کو توڑکر کیا ناظم منتخب کیا گیا - یه کارروائي جو قانون اور قاعــده کے نــام سے کی گئي ' قاعده اور قانون کی بدترین توهین تهي - ایسي توهین جس سے زیاده کوئي ناجائز مجمع اور بے قاعده جتها نهیں کرسکتا -

پہنچا تو اصلی حالت دوسری هی نظر آئی' اور میں بغیر کارروائی میں حصہ لیے واپس آیا "

اسی جلسے میں اصول و قواعد کی بنا پر ندوہ کے مفاسد بیان کیے گئے تو میرے عزیز دوست مسٹر محمد علی نے کہا کہ میرے لیے یہ تمام معلومات بالکل نئی هیں - اب تک یہ باتیں بالکل معلوم نہ تھیں -

مجھکو یقین ہے کہ خود ندوہ کے غیر مقامی ارکان انتظامیہ بھی جو گاہ گاہ جلسوں میں آکر شریک ہوجاتے ھیں' ندوہ کے مفاسد سے بالکل بے خبر رکھے گئے ھیں' اور بالکل یہی وجہ ہے کہ وہ انکا ساتھہ دیدیتے ھیں یا خاموش ہورہتے ھیں - مولانا سیف الرحمن صاحب جو پچھلے جلسۂ انتظامیہ کے صدر بنائے گئے تھے' مولانا فضل حق صاحب مدرس اعلے مدرسہ عالیہ رامپور جو ایک بہت ھی معاملہ فہم اور صاحب فکر و رائے بزرگ ھیں' نواب محمد اسحاق خاں صاحب سکریٹری کالج' مولوی احمد علی صاحب میرٹھی' اور اسی طرح بعض دیگر ارکان انتظامی کو میں شخصاً جانتا ھوں' اور یقین کرتا ھوں کہ ندوہ میں جو کچھہ ھو رہا ہے' اگر اسکے معلوم کرنے کا انھیں موقعہ دیا جاے یا ندوہ کے مفاسد کے مضامین اول سے آخر تک وہ دیکھہ ڈالیں' تو ایک لمحہ کیلیے بھی مفسدین ندوہ کا ساتھہ نہیں دینگے -

لیکن اصلی مصیبت یہ ہے کہ واقعی حالات معلوم نہیں ندوہ کے موجودہ حکام کے ھاتھہ میں ایک بڑا حربہ مذھبی الزام کا ہے - جب کبھی علما سے ملتے ھیں تو فوراً کہدیتے ھیں کہ ھم صرف طلبا کو الحاد و بیچریت سے بچانے کیلیے ایسا کررہے ھیں اور ھمیں خواہ مخواہ الزام دیا جاتا ہے - یہ سنکر وہ لوگ متاثر ھو جاتے ھیں اور کہتے ھیں کہ واقعی آپ لوگ بڑے ھی اچھے آدمی ھیں !

اُردو اخبارات کا بھی یہی حال ہے - ان میں سے بعض خاموش رہجاتے ھیں - ایک دو نے ضرورت اصلاح سے انکار کردیا ہے - مجھکو یقین ہے کہ ان لوگوں کو بھی اصلی حالات معلوم نہیں اور اس دھوکے میں ڈالدیے گئے ھیں کہ محض شخصی معاملہ ہے - اگر ندوہ کے مفاسد سے یہ لوگ واقف ھو جائیں تو پھر مجھہ سے بھی بڑھکر اصلاح کیلیے سعی کریں -

الهلال کے سلسلۂ مضامین کو اگر یہ اصحاب مطالعہ فرمائیں تو انھیں واقعات معلوم کرنے میں مدد ملیگی -

درحقیقت ان تمام دقتوں کا علاج بحالت موجودہ ایک ھی تھا' اور الحمد للہ کہ بزرگان دھلی نے قابل صد تعریف مستعدی کے ساتھہ اسے پورا کردیا یعنی جلسۂ عام کا انعقاد - جب تک عام لوگوں کا یک جا اجتماع ھو اور اپنا وقت صرف اسی مسئلے کیلیے صرف نہ کریں' اس وقت تک محض اخبارات میں لکھنے سے کچھہ نہیں ھوسکتا -

## ریاست بھوپال اور ندوہ

(٥) لیکن پچھلے دو ھفتوں کا سب سے زیادہ قابل ذکر واقعہ یہ ہے کہ ڈھائی سو روپیہ ماھوار کی جو رقم ندوۃ العلما کو ریاست بھوپال سے ملتی تھی' وہ ھر ھائنس سرکار عالیہ دام اقبالہا نے ( تا اصلاح ندوہ ) ملتوی کردی -

جو سرکاری خط پریسیڈنٹ انجمن اصلاح ندوہ لکھنؤ کے نام آیا ہے' اسمیں لکھا ہے کہ چند ماہ سے ندوہ کے حالات نہایت افسوس ناک ھو رہے ھیں' اور ایسے تغیرات ھوے ھیں جنکی وجہ سے اسکی حالت قابل اصلاح ہے' اسلیے ریاست کی ماھوار رقم ملتوی کردی جاتی ہے تا آنکہ ندوہ کی اصلاح ھوجاے -

یہ واقعہ سرکار عالیہ کی روشن ضمیری اور تدبر و عالی دماغی کا سب سے آخری مگر سب سے زیادہ موثر ثبوت ہے' اور ایک ایسا احسان عظیم ہے جسکا تمام مسلمانوں کو صدق دل سے شکریہ ادا کرنا چاھیے - انھوں نے ندوہ کی اس وقت مدد کی جب کوئی اسکا پرسان حال نہ تھا - پھر انھوں نے اپنے عطیہ میں اضافہ کیا اور ۵۰ کی جگہ ڈھائی سو تک منظور ھوگئے - بلا شبہ یہ ایک ایسی شاھانہ فیاضی تھی جو صرف ریاست بھوپال ھی سے ھو سکتی ہے - لیکن تاھم میں پورے یقین کے ساتھہ انکی خدمت میں عرض کرونگا کہ ندوہ کی حقیقی زندگی اور مسلمانوں کی دینی تحریک کی اصلی ھستی' اس ڈھائی سو میں اسقدر نہ تھی جو وہ برسوں سے عطا فرما رھی ھیں' جسقدر اس ڈھائی سو کے بند کردینے میں ہے جو انھوں نے آج سے شروع کیا ہے -

اخلاق کا ھر جوھر اغراض و اثرات سے وابستہ ہے - فیاضی کے یہ معنی نہیں ھیں کہ روپیہ دیا جاے - فی نفسہ روپیہ دینا کوئی تعریف کی بات نہیں ہے - ڈاکوؤں کا سردار اپنے ماتحت چوروں کو روپیہ دیتا ہے - کئی قمار باز دولت مندوں نے بڑے بڑے چندے دیکر کارلو کا قمار خانہ قائم کر رکھا ہے - ایک ظالم حکمراں جب مظلوموں کو برباد کرنا چاھتا ہے تو قتل و خونریزی کیلیے خزانے کا منہ کھولدیتا ہے -

پس محض روپیہ دینا کوئی تعریف کی بات نہیں - اصلی شے اسکا طریق صرف و بخشش ہے کہ کار خیر و عمل صحیح کیلیے دیا جاے - اگر ایسا نہیں ہے تو ایک بخیل جو مسجد بنانے کیلیے روپیہ نہیں دیتا' بدرجہا اس فیاض سے ھزار درجہ بہتر ہے جسکے روپیہ سے قمار خانہ چل رھا ھو - بخیل نے کار خیر کو روکا پر دوسرے نے ھزاروں انسانوں کو ٹھوکر کھلائی -

آج ھندوستان کی مصیبت یہ نہیں ہے کہ فیاضی نہیں کی جاتی - مصیبت یہ ہے کہ فیاضی کا صحیح مصرف و موقعہ لوگوں کو معلوم نہیں - اگر یہ مصیبت دور ھوجاے تو یقین کیجیے کہ ھماری ضرورتوں سے زیادہ قومی روپیہ اس وقت خرچ ھو رھا ہے

سرکار عالیہ کا جود و سخا جس طرح تمام رؤساء و ارباب ھمم کیلیے ایک اسوۂ حسنہ تھا' ٹھیک اسی طرح انکا اس عطیہ کو روک دینا بھی ھمارے لیے ایک بہترین درس حقیقت ہے' اور انھوں نے جس قدر احسانات اس وقت تک عطا فرما کر قوم پر کیے ھیں' ان سے کہیں زیادہ اس بندش و التوا کے ذریعہ احسان فرمایا ہے - جو متاع جتنی نایاب ھو اتنی ھی قیمتی بھی ھوتی ہے - دینے والے اور بھی ھیں' لیکن دینے کا صحیح محل و طریقہ بتلانے والا کوئی نہیں -

حقیقت یہ ہے کہ سرکار عالیہ موجودہ اسلامی نسل کی ایک غیر معمولی فرد ھیں اور میں سچ سچ کہتا ھوں کہ روز بروز میرے دل میں انکی عزت بڑھتی جاتی ہے - میں رؤسا اور ارباب دول کے ( الحمد للہ ) انکے مستعدی اور بے پروا زندگی رکھتا ھوں - میری مذمت کے اسراف کے بعض لوگ شاکی ھیں' مگر میں تعریف میں کبھی بھی اسراف نہیں کر سکتا -

اگر اسی طرح ھندوستان کی ریاستیں قومی درسگاھوں کے حالات پر نظر رکھیں اور انھیں اصلاح کیلیے مجبور کریں تو مزا جلسوں کے رزولیوشن اور اخباروں کے صفحات ایک طرف اور ایک بخشش گاہ کا عارضی کا سد باب ایک طرف ! ندوہ کی زندگی کا سہارا گورنمنٹ کی اعانت کے بعد ریاست بھوپال کی اعانت تھی - اسکے بعد ریاست رامپور کی ماھوار مدد ہے' اور حیدر آباد سے بھی سو روپیے ملتے ھیں - کاش یہ دونوں ریاستیں بھی اس طرف متوجہ ھوں' علی الخصوص ریاست رامپور جسے کاردان و دانشمند مجمع اعیان و حکام میسر ہے -

مفسدین ندوہ کو یاد رکھنا چاھیے کہ وہ ندوہ کو کسی طرح مٹا سکتے مگر خود یقیناً مٹ جائیں گے -

[illegible] ندوہ بنا سکتی ہے لیکن وہ اس قوم کی ازار و [illegible] قوم اپنے لیے نہیں لا سکی -

اور انکے اعوان و انصار قدیمۂ وجدیدہ شریک تھے' علی رغم انف خلیل الرحمن و اخوانہ' ایسا رزولیوشن پاس کیا' اور کیوں خود مولوی خلیل الرحمن نے اپنے ادعاے "انا احق بالخلافۃ" سے کفارہ کشی کرلی؟ اگر ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۱۰ تک جلسۂ انتظامیہ میں کوئی شخص ناظم بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا تھا' حالانکہ مولوی خلیل الرحمن' مولوی شاہ سلیمان' مولوی مسیح الزمان' مولوی سید عبدالحی صاحب' وغیرہ وغیرہ حضرات اسمیں موجود تھے' تو ۱۸ جولائی سنہ ۱۹۱۳ کو وہ کونسا انقلاب انسانی ذہن و جذبات کے اندر ہوگیا کہ یکایک انہیں میں سے ایک شخص تمام آلات و اسلحۂ نظامت سے لیس ہوکر سامنے آ گیا؟ اور پھر اسطرح سامنے آیا کہ جلسۂ انتظامیہ کے تمام منکر ومتمرد ارکان اپنے انکار و تمرد گذشتہ کو بھول کر یہ کہتے ہوے سجدے میں اوندھے ہوگئے کہ "تا للہ لقد آثرک اللہ علینا' و ان کنا لخاطئین" اور گویا مولوی خلیل الرحمن صاحب نے مولوی سید عبد الحی صاحب سے مخاطب ہوکر کہا: "یا ابت! ھذا تاویل رویای من قبل' قد جعلها ربی حقا"؟

( التحول الفجائی )

جن حضرات کو "قانون ارتقا" کے مباحث سے دلچسپی ہے انہیں معلوم ہوگا کہ اس نظریہ کے بنیادی مسائل مہمہ میں سے ایک مسئلہ انقلاب طبیعی اور تحول یعنی : Metamor Phasis کا بھی ہے -

اس سے مقصود وہ تغیرات و انقلابات ہیں جو حسب سنن طبیعۂ موجودات عالم کے آثار و خواص' اور اشکال و اجسام میں ہوتے رہتے ہیں' اور پھر رفتہ رفتہ انکا مجموعی نتیجہ ایک نوعی تغیر تک پہنچ جاتا ہے -

ان تحولات میں سے ایک انقلاب "تحول فجائی" کا ہے - یعنے ایسے مستثنیات تحول جو یکایک اور ناگہانی ظہور میں آجاتے ہیں - اخیر دور کے علماء ارتقا نے اس تحول کا وجود اکثر حالتوں میں تسلیم کیا ہے' اور پچھلے دنوں ڈاکٹر شیفر نے اسپر لیکچر دیتے ہوے اسکے نظائر و مشاہدات گنوائے ہیں -

میں سمجھتا ہوں کہ تحول فجائی کی ایک عمدہ نظیر ۲۰ مارچ کے جلسۂ انتظامیہ ندوۃ العلما کی یہ کارروائی بھی ہے جس سے لندن کی امپیریل اکاڈیمی کا بے خبر رہنا (جسمیں ڈاکٹر شیفر نے لیکچر دیا تھا) اسکی بہت بڑی بد قسمتی ہوگی - ایسی کھلی اور انسانی تحول فجائی کی شہادت اور کہیں نہیں ملسکتی! واقعہ یہ ہے کہ سنہ ۱۹۱۳ سے پیشتر تک جسقدر ارکان ندوہ بشمولیت مولوی خلیل الرحمن صاحب موجود تھے' جلسۂ انتظامیہ نے بشمولیت مولوی خلیل الرحمن و مولوی سید عبد الحی و منشی احتشام علی و مولوی شاہ سلیمان صاحب وغیرہ وغیرہ اُن ضروری شرطوں سے اُنھیں کلاً یا جزاً خالی پایا جو ندوہ کی نظامت کیلیے مطلوب ہیں' اور بار بار یہی فیصلہ کیا کہ معتمدیاں قائم رہیں کیونکہ انپر اعتماد ہے اور کوئی شخص ایسا موجود نہیں جو ندوہ کا ناظم ہوسکے -

لیکن : ایں قصۂ عجب شنو از دور انقلاب :

کہ ۲۰ جولائی سنہ ۱۹۱۳ کی صبح کو تحول فجائی کا ایک عجیب و غریب نمونہ نظر آیا کہ وہی مولوی خلیل الرحمن صاحب جنکی موجودگی میں جلسۂ انتظامیہ عہدۂ نظامت کیلیے ناظم کی تلاش میں نا کام رہچکا تھا' اور اسطرح بار بار تسلیم کرچکا تھا کہ وہ باوجود خواہش و طلب شدید' اس عہدے کیلیے اہل نہیں ہیں' یکایک کسی قوۃ انقلاب مخفی' اور قانون تحول فجائی [illegible] ماتحت آکر اس طرح منقلب اور متغیر و متحول ہوگئے' گویا [illegible] تک کے مولوی خلیل الرحمن ہی نہیں ہیں' [illegible] مذہب ار[illegible] انہیں یکسر پیکر انقلاب و تغیر کردیا ہے!! فسبحـ[illegible] [illegible] اراد شیئاً ان یقول لہ کن! فیکون!!

( معتمدیوں کی شکست )

یہ کارروائی بے قاعدگی اور بے نظمی کا ایک ایسا کامل درجہ کا نمونہ ہے' جسکی نظیر پیدا کرنے کیلیے بڑی جد و جہد کرنی پڑیگی - معتمدیوں کے توڑنے کا جلسۂ انتظامیہ کو اس طرح قانوناً کوئی حق ہی نہ تھا - اگر معتمدین نے اپنے اپنے استعفے بھیج دیے تھے تو جلسۂ انتظامیہ صرف اس ایک ہی فیصلہ کیلیے مجبور تھا کہ جلسۂ عام تک انکی منظوری و عدم منظوری کو ملتوی کردیتا' اور جلسۂ عام کا انتظام کرتا - اس عرصے میں سابق انتظام برقرار رکھا جاتا - دنیا جہان کی انجمنوں کا یہی قاعدہ ہے' اور خود ندوہ کا دستور العمل بھی یہی ہے - لیگ کی صدارت سے ہز ہائنس سر آغا خان نے بارہا استعفا دیدیا' لیکن لیگ کی کونسل اسکے سوا اور کچھہ نہ کرسکی کہ جلسۂ عام میں پیش کردے - جلسۂ عام کے انتہائی اختیارات تمام انجمنوں میں صرف اسی لیے رکھے گئے ہیں تاکہ اشخاص و معدودہ جماعت کو کسی طرح کی سازش کا موقع نہ ملے جیسا کہ بد بخت ندوہ سازش کا شکار ہوا -

پس اول تو جلسۂ انتظامیہ اسکے سوا اور کوئی کارروائی کرہی نہیں سکتا تھا' لیکن چونکہ ہماری بحث ابتدا سے اس روش پر ہے کہ ہر موقعہ پر آخری سے آخری صورت جواز کو بھی تسلیم کرکے مسئلہ کے عدم جواز کو ثابت کر دیتے ہیں' اور ابتدا ہی میں لکھہ آئے ہیں کہ آجکی صحبت میں ہمارا پوزیشن ایک ایسے شخص کا ہوگا جو تغیر نظامت کا نہایت خواہشمند ہے' اور ایک ذرا سا سہارا بھی پاکر اٹھانے کا متمنی ہو کر اسپر اپنے مقصود و مطلوب کے جواز و ثبوت کا ایک پہاڑ کھڑا کردینا چاہتا ہے' اسلیے علی سبیل الفرض تسلیم کیے لیتے ہیں کہ جلسۂ انتظامیہ معتمدین کی علحدگی کے مسئلہ کا فیصلہ کرسکتا تھا' اور ایسا کرنے کیلیے صحیح وجوہ اپنے سامنے رکھتا تھا' لیکن پھر بھی انتخاب نظامت کا عقدہ حل نہیں ہوتا' کیونکہ اسکے سامنے ایک صاف اور باقاعدہ کارروائی کا راستہ کھلا تھا - وہ ان معتمدوں کی جگہہ عارضی طور پر دوسرے معتمد مقرر کردیتا اور آیندہ کیلیے معتمدیوں کے قیام و عدم قیام یا تقرر نظامت کے مسئلہ کو حسب قاعدہ جلسۂ عام میں پیش کرتا -

اسکی مجبوری کونسی آپڑی تھی کہ چپ چپاتے یکا یک ایک ایسے شخص کو ناظم مقرر کردیا جاے' جو برسوں سے اپنے تئیں ناظم بنانے کی آرزو رکھتا ہے مگر ہر مرتبہ جلسۂ انتظامیہ اسے ناظم تسلیم کرنے سے انکار کر دیتا ہے' اور کسی جلسۂ عام میں اسکی نظامت کا مسئلہ پیش نہیں کیا جاسکتا؟ اور پھر جسکی موجودگی اور خواہش جنون نماے نظامت کے باوجود' جلسۂ انتظامیہ یہ فیصلہ کردیتا ہے کہ "عہدۂ نظامت کیلیے سرے دست کوئی شخص موجود نہیں"؟

اُس شخص نے ناظم بننے کیلیے کیا کیا کوششیں نہیں کیں' اور کیسی کیسی سازشیں نہیں ہوئیں؟ ناجائز طور پر لوگوں کو جمع کیا گیا' راز دارانہ خطوط لکھہ لکھہ کر اور دورے کر کرکے آدمی بلاے گئے' اور ایک مرتبہ تو وہ قیامت برپا کی جس کی ناکامی کا ایک لمحہ کیلیے بھی "حزب الاوساد" کو خوف نہ تھا - تاہم قانون' قاعدہ' اہلیت' استحقاق' اور حق کی بمقابلۂ باطل قدرتی طاقت نے ہمیشہ تمام کوششوں کو ناکام رکھا' اور خود جلسہ ہاے انتظامیہ نے فیصلہ کیا کہ ناظم بننے کیلیے کوئی شخص اہل موجود نہیں ہے - موجودہ انتظام جس طرح چل رہا ہے اُسی طرح چلنا چاہیے -

( ۲۰ مارچ کا عجیب و غریب جلسہ )

جس جلسۂ انتظامیہ میں کارروائی کی گئی' اسکی چھپی ہوئی رپورٹ میرے سامنے ہے - اسمیں شرکاء مجلس کی جو فہرست دی گئی ہے' اسکو نہ کوئی گھٹا سکتا ہے اور نہ بڑھا سکتا ہے - اسمیں

اسلیے نہیں کہ حقیقت و قوانین عمومی کے خلاف تھی ' بلکہ صرف اسلیے کہ اس طرح کی کارروائی کرکے جلسۂ انتظامیہ نے خود ندوہ کے دستور العمل کو پرزے پرزے کردیا -

( دفعہ ۲۲ دستور العمل )

( ۱ ) دستور العمل حال کی دفعہ ۲۲ میں ہے :

" مجلس ہاے انتظامیہ کی تاریخ کا تعین ناظم ندوۃ العلما کرکے فہرست امور تصفیہ طلب کی دو ہفتہ پہلے ارکان انتظامیہ کے پاس بھیج دیگا "

عام طور پر تمام انجمنوں کی منیجنگ کمیٹیوں کا قاعدہ ہے کہ فیصلہ طلب امور کو ایک دو ہفتے پہلے ممبروں کے پاس بھیج دیتے ہیں جسکو اجنڈا کہتے ہیں ' تاکہ وہ اُن پر غور و فکر کرکے بحث و راے کیلیے مستعد ہوجائیں - ندوہ کے دستور العمل نے اسکے لیے دو ہفتے کی مدت قرار دی ہے -

اب تحقیق طلب یہ ہے کہ ۲۰ جولائی کے انتظامی جلسے میں ایک ایسا اہم اور عظیم الشان مسئلہ پیش ہونے والا تھا جو ندوۃ العلما کے ہشت سالہ طریق انتظام کو منسوخ کرکے اور تینوں معتمدیوں کو توڑ کے ایک شخص کو ناظم قرار دینا چاہتا تھا ' اور یہ وہ کارروائی تھی جس پر ندوہ کی انتظامی و تعلیمی ہستی کا دار و مدار تھا - پس ضرور تھا کہ حسب دفعہ ۲۲ دستور العمل ندوہ دو ہفتہ پہلے اسکی اطلاع تمام ممبروں کو دیدی جاتی ' اور لکھدیا جاتا کہ معتمدیوں کے توڑنے اور فلاں شخص کے ناظم مقرر ہونے کی نسبت اُنھیں اپنی راے دینی پڑیگی ' لیکن اس قسم کی کوئی اطلاع ممبروں کو نہیں دی گئی ' اور نہ اجنڈا میں ناظم کا ذکر کیا گیا - دفعتاً ایک ممبر نے تجویز کی کہ معتمدیاں توڑ دی جائیں اور ۵۱ ممبروں میں سے دس یا گیارہ حاضر الوقت ممبروں نے اسیوقت منظوری بھی دیدی ! اسکے بعد معاً ایک شخص کو نظامت کے لیے پیش کیا گیا ' اور وہ ناظم بھی قرار پا گیا !!

کیا حسب قاعدہ دستور العمل دفعہ ۲۲ کسی جلسۂ انتظامیہ کی ایسی ناگہانی کارروائی جائز قرار دی جاسکتی ہے ؟ کوئی شخص بھی جسے مجلسوں کے قواعد و قوانین کا علم ہو ' کیا اس درجہ شرم و حیا کو خیرباد کہہ سکتا ہے کہ اس کھلی سازش کو با قاعدہ قرار دیسکے ؟

اگر باقاعدہ طور پر سچائی اور حقیقت کے ساتھہ کام کیا تھا تو کیا وجہ ہے کہ دو ہفتہ پہلے ممبروں کو اطلاع نہیں دی گئی ' اور اجنڈے میں اس تجویز کی تصریح نہیں کی ؟ کونسی ضرورت اخفا اور پردہ داری کی پیش آگئی تھی ؟ اور وہ کونسا عذر ہے جسکی بنا پر ایک ایسے اہم اور عظیم الشان انقلابی مسئلہ کو یکایک پیش کرکے منظور کرا لیا گیا ؟

اصل یہ ہے کہ یہ لوگ فساد و ضلالت میں کتنے ہی پختہ مغز ہوں ' مگر معلوم ہوتا ہے کہ ان کاموں میں ابھی نا تجربہ کار ہیں - اگر ایسا نہوتا تو ایسی صریح اور کھلی بے ضابطگی کرکے اپنی ہلاکت کا سامان خود فراہم نہ کرتے ' اور صبر و احتیاط کے ساتھہ ایک کامل درجہ کی قاعدہ نما بے قاعدگی کرتے جیسا کہ اور بہت سے مقامات میں کیا جاتا ہے -

( حادثۂ غریب )

( ۲ ) پھر یہ بھی واضح رہے کہ معتمدیوں کی تقسیم اور نظامت ندوہ کا مسئلہ کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے - خود جلسۂ انتظامیہ میں بارہا پیش ہوچکا ہے - اور ایسے جلسوں میں جو جلسۂ عام کے موقع پر منعقد ہوے اور اسلیے صرف کورم ہی کے جلسے نہ تھے بلکہ تقریباً تمام ممبروں کا کامل اجلاس تھا -

نومبر سنہ ۱۹۰۸ میں مجلس انتظامیہ کا ایک وسیع اجلاس ہوا جسمیں مولوی خلیل الرحمن اور مولوی سید عبد الحی صاحب دو معتمد تھے - جلسے نے بالاتفاق یہ تجویز پاس کی کہ تینوں معتمدیاں قائم رہیں ' اور جلسۂ انتظامیہ اس انتظام پر پورا اعتماد کرتا ہے -

پھر ۲۳ جولائی سنہ ۱۹۱۰ کے جلسے میں بھی یہی مسئلہ پیش ہوا اور بالاتفاق طے پایا کہ :

" اس وقت کوئی شخص ایسا موجود نہیں ہے جسکا تقرر خدمت نظامت کیلیے ہوسکے - پس جس طور پر کام چل رہا ہے ' یعنی تین معتمدوں کی تقسیم میں ' اسی طرح چلتا رہے "

جلسۂ انتظامیہ کا یہ رزولیوشن قابل غور ہے - یہ جس جلسے نے بالاتفاق منظور کیا اسمیں مولوی خلیل الرحمن ' مولوی سید عبد الحی ' مولوی شاہ سلیمان پھلواروی ' اور مولوی مسیح الزمان مرحوم شاہجہانپوری موجود تھے - اسلیے اس سے صاف صاف ثابت ہوتا ہے کہ ان اشخاص میں سے کوئی شخص جلسۂ انتظامیہ کے نزدیک ناظم بننے کے لائق نہ تھا ' کیونکہ اگر لائق ہوتا تو وہ ان اشخاص کی موجودگی میں یہ رزولیوشن کیوں منظور کرتا کہ " کوئی شخص خدمت نظامت کیلیے نظر نہیں آتا " ؟

پس معتمدیوں کی تقسیم ایک ایسا انتظام تھا جو برسوں سے چلا آتا تھا اور اسکو جلسہ ہاے انتظامیہ نے بارہا قابل اعتماد و عمل تسلیم کرلیا تھا - جن جلسوں نے اسپر اعتماد و قیام کے ووٹ پاس کیے ' وہ کامل اور عظیم الشان اجلاس تھے ' یعنی انمیں تقریباً تمام ممبران انتظامی شریک تھے - ایک ایسے مسلم و معتمد انتظام کو یکایک توڑ دینے کا ایک ایسے جلسے کو کیا حق ہوسکتا ہے جو محض کورم کا ایک رسمی مجمع تھا ' اور سب سے زیادہ یہ کہ اسکی کوئی اطلاع حسب قاعدۂ دستور العمل ممبروں کو نہیں دی گئی تھی ؟

اگر اسی طرح ایک شخص دس بارہ ممبروں کو اکٹھا کرکے انجمنوں کا کانسٹی ٹیوشن الٹ دیا کرے تو پھر قاعدہ اور قانون ایک ایسا لفظ ہے جسکے کوئی معنی سمجھہ میں نہیں آسکتے !

اول تو یکایک معتمدیوں کو توڑ دینے کی تجویز پیش کی گئی اور منظور کرلی گئی - حالانکہ یہ جلسۂ انتظامیہ کا ایک مسلمہ و معتمدہ انتظام تھا ' اور اسکے توڑ دینے کیلیے ایک کامل اجلاس کی ضرورت تھی نہ کہ چھہ سات آدمیوں کی سازش کی -

پھر اسپر بھی اکتفا نہ کرکے ایک شخص کو نظامت کیلیے تجویز بھی کردیا گیا -

یہ کون شخص ہے ؟ علم و صلاحیت کا کوئی نو مولود مخلوق ہے جو یکایک مولوی سید عبد الحی صاحب کو اپنے مطب میں ٹہلتا ہوا ملگیا ہے ' اور وہ جلسۂ انتظامیہ کے سامنے اٹھا کے لے آے ہیں ؟ یا دار العلوم ندوہ میں کوئی نئی تربیت گاہ کھل گئی ہے جو کہن سال ممبران ندوہ کو بھی چند سالوں کے اندر اپنے نفوذ علمی و اخلاقی سے بالکل بدل دیا کرتی ہے ' اور اس تربیت گاہ میں ایک شخص علم و صلاحیت کا چولا بدلکر جلسۂ انتظامیہ کے سامنے آگیا ہے ؟

نہیں ' یہ مولوی خلیل الرحمن صاحب سہارنپوری ہیں جو ابتدا سے ندوۃ العلما کی مجلس انتظامیہ کے ممبر ' اور برسوں سے نظامت ندوہ کے غزال رعنا کے پیچھے کوہ و بیابان مساعی و متاعب کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں :

که سر بکوه و بیاباں تو دادۂ مارا !

لیکن یہ بزرگ تو اس وقت بھی جلسۂ انتظامیہ میں موجود تھے ' جب وہ یہ رزولیوشن پاس کر رہا تھا کہ " کوئی شخص عہدۂ نظامت کیلیے موزوں موجود نہیں ہے ' اسلیے تین معتمدیوں کی تقسیم ہی سے کام جاری رکھا جاے " ؟

کیوں اُس جلسۂ انتظامیہ نے جسمیں خود مولوی خلیل الرحمن
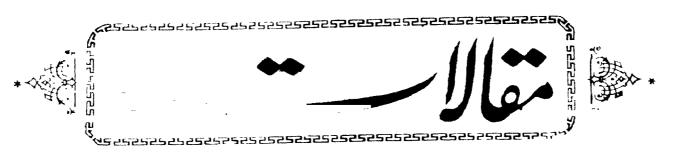
# انجمـــن اصـــلاح نـــدوه

" ان اریـــد الا الاصـــلاح ما استطعت "

[ از جناب صفی الدوله حسام الملک ، سید علی حسن خانصاحب خلف الصدق نواب صدیق حسن خان مرحوم رکن انتظامی ندوة العلما و سابق ممبر مجلس تعمیرات دار العلوم - سیکرٹری " انجمن اصلاح ندوه " ]

( ۲ )

( تکمیـــل تحـــریک )

چونکه هر شے کی ایک انتہا هوا کرتی هے' ان مخالفتوں کا بھی آخری نتیجه ایک جدید انقلاب کی صورت میں نمودار هوا ' جسکو ابھی چند مہینے هی هوے هیں اور جسنے ملک کے مختلف حصوں میں ..... پیدا کردی هے - مطالعۂ اخبارات اور موجوده حالات سے واضح هے که اکثر مقامات میں اس جدید انقلاب پر بے اطمینانی کا اظہار کیا گیا هے' اور متعدد انجمنوں نے اس جدید انقلاب پر اظہار ناراضی کے ریزولیوشن پاس کیے هیں - انهیں وجوه کی بنا پر هم خادموں کو یه خیال پیدا هوا که اب وه وقت آگیا هے که ندوه کی تحقیق حال اور اسکی صلاح و فلاح کی جلد کوشش کیجاے - چنانچه آپ حضرات تک هم لوگوں نے اپنی ناچیز صدا پهونچانا اپنا فرض سمجھا - خدا کا شکر هے که هماری صدا رائگاں نه گئی ' اور مخلص و همدردان قوم و اسلام نے اپنی قومی اور اسلامی تعلیم گاه ندوه کے ساتھه دلی سرگرمی کا اظہار کیا - جو خواهش در باره اصلاح ندوه پیش کیگئی تھی' اسکی تائید میں بکثرت جلسے هو چکے هیں' اور به تعداد کثیر خطوط موصول هوے هیں -

( آینده کی مہمات اصـــلاح )

اس موقع پر بغرض مزید آگاهی سرسری طور پر ان مشہور اور نمایاں خرابیوں کا بھی بیان کردینا ضروری هے جنھوں نے ملک میں بے اطمینانی اور بددلی پھیلا رکھی هے - یه خرابیاں جو عرصے سے قائم هیں اور بڑھتی هی چلی جاتی هیں' ندوه کے نشو و نما اور اسکی ترقی کی راه میں ایک دیوار آهنی کا حکم رکھتی هیں :

( ۱ ) ندوه کا کانسٹیٹیوشن ناقص هے اور خود جلسۂ انتظامیه نے اسکو ناقص تسلیم کیا هے اور اسکی اصلاح کے متعلق تقریبا دو سال سے زاید هوا که تجویزیں بھی پاس کی گئیں ' مگر افسوس که ظہور پذیر نہیں هوئیں' اور معلوم نہیں که کن وجوه کی بنا پر اسقدر اهم بے اعتنائی روا رکھی گئی هے -

( ۲ ) معتمد یوں کی شکست کا جو واقعۂ ظہور میں آیا وه نہایت عجیب و غریب هے - عجیب تر یه که اس معامله میں ایک ایسی فوری تجویز اور ساتھه هی اسکے منظوری عمل میں لائی گئی جو بلاشبه کمیٹی اصلاح کی سب سے زیاده توجه اور تحقیق کے قابل هے -

( ۳ ) اگر آپ آغاز قیام ندوه سے اسوقت تک ندوه کے طرز العمل اور اسکے نظام و اصول کار پر غور کرینگے تو آپ کو صاف طور پر معلوم هوجائیگا که کہاں تک اسپر ایک پبلک انسٹیٹیوشن هونیکا اطلاق هوسکتا هے ؟ سچ یه هے که اپنی

اور بناے اعتبار سے تو وه پبلک انسٹیٹیوشن کہا جا سکتا هے لیکن عمل درآمد کے اعتبار سے وه محض چند اشخاص کی ملکیت نزاعی اور مجلس خانه ساز هے -

( ۴ ) مجلس تعمیرات کے رکن هونے کی تو مجھکو بھی عزت حاصل رهی هے' مگر میں اپنے ذاتی تجربه کی بنا پر عرض کرسکتا هوں که جب تک میں ممبر رها ' باوجود متواتر تحریری یاد دهانیوں کے کبھی ایک جلسه بھی کمیٹی تعمیرات کا منعقد نہیں هوا ' اور نه اسکے مصارف کے تفصیلی حالات کا علم پورے طور پر هوسکا - آخر کار میں مستعفی هونے پر مجبور هوا - میں اپنی حد تحقیق اور معلومات کی بنا پر کہه سکتا هوں که شاید اسوقت تک کوئی حساب بھی شائع نہیں هوا هے' اور نه غالباً اسوقت تک کوئی اسکا جلسه منعقد هوا هے - غور کیا جاے که دنیا میں اس سے بڑھکر بھی کسی پبلک انجمن کیلیے بد نظمی اور خود مختاری هوسکتی هے که نه تو اسکا حساب کبھی شائع کیا جاے اور نه کبھی برائے نام ممبروں کو جمع کیا جاے ؟

( ۵ ) مختلف معطیوں نے جو روپیه بغرض تعمیر بورڈنگ رقتاً فوقتاً دیا هے ' اسکے متعلق یه امر تحقیق طلب هے که آیا وه روپیه انهیں کاموں کے لیے محفوظ هے یا خلاف مرضی معطیوں کے اور خلاف قاعده جلسۂ انتظامیه کے صرف کر دیا گیا هے ؟ ایسا باور کرنے کے وجوه موجود هیں که جواب نفی میں هے -

( ۶ ) سنا جاتا هے که دار العلوم کی تعمیر کا کام ( جسکو ۴ سال گذر چکے هیں اور هنوز ناتمام هے ) اب بہت آهستگی کے ساتھه جاری هے' مگر عملے کی تنخواهوں میں بلا ضرورت کثیر روپیه بدستور صرف هورها هے' اور چونکه محض شخصی اقتدار هے اسلیے کوئی پرسان حال نہیں -

( ۷ ) مالی صیغه کی ابتری اخبارات میں شائع هوچکی هے' اور بابو نظام الدین صاحب جو ایک سرگرم رکن ندوه هیں' انکی رپورٹ قابل ملاحظه هے -

( ۸ ) بورڈنگ اور دار العلوم کی موجوده حالت اسقدر خراب هے که انسپکٹر صاحب مدارس جو حال میں معائنۂ دار العلوم کیلیے تشریف لاے تھے ' انھوں نے اسکو " خرگوش خانه " سے تعبیر کیا هے' اور اپنی رپورٹ میں لکھا هے که اگر ایسی هی خراب حالت رهی تو سرکاری اعانت زیاده دیر تک قائم نہیں ره سکتی - ظاهر هے که اسکا اثر ندوه کے حق میں کسقدر مضر اور پبلک میں کسقدر باعث بے وقعتی اور بد نامی هوگا ؟

( خـــاتمه )

حضرات ! یه وه سرسری خرابیاں هیں که اگر انمیں سے دو چار بھی تسلیم کرلیجاویں تو وه فوری تدارک و اصلاح کے قابل هیں' اور اگر انکا بڑا حصه یا کلیةً سب خرابیاں صحیح هوں تو اس سے زیاده داغ رسوائی قوم کے لیے کیا هوسکتا هے ؟ مجھکو امید هے که آپ حضرات بست ساله روایات ندوه اور اسکے معتد به سرمایه کو خالص ..... میں رکھنا اور اسکا غارت هوجانا کبھی گوارا نه فرماوینگے' اور ..... اسلامی اور تعلیمی درسگاه کو تباهی و بربادی سے بچانے میں پوری کوشش سے کام لینگے - و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین - و العاقبة للمتقین -

کا ممبران انتظامیہ میں سے صرف حسب ذیل ۱۲ - اشخاص شریک ہوئے تھے :

( ۱ ) منشی احتشام علی صاحب کاکوروی ( ۲ ) منشی اعجاز علی صاحب کاکوروی ( ۳ ) منشی اطہر علی صاحب کاکوروی ( ۴ ) مولوی محمد نسیم صاحب ( ۵ ) مولوی خلیل الرحمن صاحب ( ۶ ) مولوی سید عبد الحی صاحب ( ۷ ) حکیم عبد الرشید صاحب ( ۸ ) مولوی سید ظہور الاسلام صاحب ( ۹ ) مولوی عبد الحی صاحب وکیل چندوسی ( ۱۰ ) مولوی عبد الرحیم صاحب ریواڑی ( ۱۱ ) قاری عبد السلام صاحب ( ۱۲ ) سید ظہور احمد صاحب وکیل -

ان بارہ میں سے دو شخص نکالدیجیے جو عہدۂ نظامت و نیابت پر فائز ہوئے ' یعنی مولوی خلیل الرحمن اور مولوی عبد الرحیم - اب باقی اشخاص جنہوں نے انکی نسبت فیصلہ کیا ' صرف ۹ رهگئے - ان نو میں بھی ایک تہائی تو صرف ایک ہی خاندان کاکوری کی مختلف الاشکال صورتیں ہیں :

ہر لحظہ بطرز دگر آں یار بر آمد !

اس اقانیم ثلاثہ کو مسیحی علم ریاضی کے اصول پر ایک ہی سمجھیے :

ما سہ جانے آمدہ در یک بدن !

اب باقی جسقدر حضرات تشریف فرما ہیں انہیں شمار کیجیے - کلہم چھہ باقی رهگئے - ان چھہ میں ایک تو مولوی سید عبد الحی صاحب ہیں جنہوں نے تجویز پیش کی :

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند

باقی پانچ میں سے تین مقامی ممبروں اور دو بیرونی ممبروں نے ' اور کاکوری کے اقانیم ثلاثہ کے تعداداً تین مگر حکماً ایک نے تجویز سنی ' اور ندوۃ العلما کی سکریٹری شپ کا ' اُس ندوہ کی سکریٹری شپ کا جو تمام عالم اسلامی میں اصلاح دینی اور احیاء علوم اسلامیہ کی ایک ہی تحریک ہے ' ایک آن واحد میں فیصلہ کردیا !

پھر لطف یہ ہے کہ یہ چھہ حضرات بھی در اصل ایک صداے واحد سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے ' کیونکہ فی الحقیقت یہ سب کے سب معاملات ندوہ میں ایک ہی اصول اور عقائد کے اخلاف اور ایک ہی شجر طریقت کے برگ و بار ہیں - اسی لیے نہ تو کسی نے مخالفت کی اور نہ کسی کو ندوۃ العلما کے مسلمہ دستور العمل کی اس کھلی توہین پر اچھہ شرم و حیا آئی - اِدھر تجویز پیش ہوئی اور ادھر سب لبیک کہتے ہوئے دوڑے :

بیار بادہ کہ ما ہم عنیمتیم بسے !

خدا را لوگ انصاف کریں کہ یہ کون لوگ ہیں جو اسطرح علانیہ قانون اور قواعد کو پاؤں تلے روند رہے ہیں اور پھر یہ کہتے ہوئے نہیں شرماتے کہ جلسۂ انتظامیہ نے ایسا کیا ؟ کیا اس سے بھی بڑھکر قوم کو احمق بنانے کی کوئی مثال ملسکتی ہے ؟ اگر جلسۂ انتظامیہ ایسے ہی جلسوں کا نام ہے اور باقاعدہ کارروائیوں کا یہی مطلب ہے تو اس جلسۂ انتظامیہ سے دھقانیوں کی وہ بیٹھک ہزار درجہ افضل و ارجح ہے جہاں شام کو ایک حقہ لیکر کاشتکار جمع ہوجاتے ہیں اور مل جلکر بغیر کسی سازش اور ایمان فروشی کے اپنے جھگڑوں کو مٹا دیتے ہیں -

( آخری اور فیصلہ کن سوال )

( ۴ ) اچھا ' ان تمام باتوں کو بھی جانے دیجیے - صرف ناظم کے انتخاب کے مسئلہ کو لیجیے - عام قوانین مجالس میں نہیں ' ندوہ کے پرانے دستور العمل میں نہیں ' خود موجودہ دستور العمل میں دفعہ ۱۱ - موجود ہے جو اوپر گذر چکی ہے :

" ناظم کا انتخاب کامل جلسۂ انتظامیہ کی تجویز اور جلسۂ عام کی منظوری سے تین سال کیلیے ہوا کریگا -

ندوۃ العلما کا قاعدہ ہے کہ بموجب مثل عام مجالس کے یوں بھی کہ اسکے دو طرح کے ممبر ہوتے ہیں - ایک وہ جو دو روپیہ سالانہ دیتے ہیں اور عام جلسے میں شریک ہوتے ہیں - دوسرے وہ ارکان انتظامی جو اسکی منیجنگ کمیٹی یا اگزیکیٹو کونسل کے ممبر ہیں - ندوہ کے اصلی دستور العمل میں تھا کہ جلسۂ عام ناظم کو منتخب کریگا نیز اسے معزول کردینے کا بھی حق اسی کو ہے - نئے دستور العمل میں معزولی کے حق کو تو سلب کرلیا ہے لیکن اتنا تذکرہ بجنسہ موجود ہے کہ " منیجنگ کمیٹی کا کامل اجلاس تجویز کرے اور جلسۂ عام منظور کرے "

پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ سرے سے ناظم کی منظوری کا اختیار جلسۂ انتظامیہ کو ہے ہی نہیں - اسکا کامل اجلاس کسی شخص کو تجویز کرسکتا ہے - لیکن نصب اُسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ سالانہ جلسۂ عام میں کثرت راے اسکا ساتھہ دے -

اگر فی الحقیقت یہ دفعہ دستور العمل میں موجود ہے ' اور میں غلط حوالہ نہیں دے رہا تو وہ تمام ارکان انتظامی جنہوں نے ۲۹ مارچ کو یہ سازشی ایمان فروشی کی ہے ' باہر نکلیں اور مجھے بتلائیں کہ کیونکر انہوں نے بغیر کامل جلسۂ انتظامی کی تجویز اور بغیر جلسۂ عام کی منظوری کے ایک شخص کو ناظم قرار دیدیا ؟ اور کیوں نہ انکی اس تمام کارروائی کو قوم ایک بدترین قسم کی شرمناک بے قاعدگی قرار دے ؟

کیا انہیں اس دفعہ کی خبر نہ تھی ؟ اگر خبر نہ تھی تو ہزار شرم اُن ارکان مجلس کیلیے جو صاحبان حل و عقد بنکر ندوہ کی قسمت کا فیصلہ کرتے ہیں ' مگر اتنا بھی نہیں جانتے کہ خود ندوہ کا دستور العمل کیا کہتا ہے ؟

نہ تو مجلس انتظامی کا کامل اجلاس ہوا ' اور نہ جلسۂ عام نے ناظم کو منظور کیا - پھر کس قانون کی بنا پر مولوی خلیل الرحمن اپنے تئیں ناظم سمجھتے ہیں اور اپنی فرضی نظامت کے مصارف کی لعنت ندوہ کے سر ڈالتے ہیں ؟ اور کیوں اس نام نہاد جلسۂ انتظامیہ کی پوری کارروائی کو حق ' قانون ' اور دستور العمل ندوہ کے نام سے ہم کالعدم نہ سمجھیں ؟

یقیناً کالعدم ہے - اُس جلسے کو جو اسدرجہ قوانین مسلمۂ مجلس کی علانیہ خلاف ورزی کرے ' جلسۂ انتظامیہ کہنا انتظام کے لفظ کی صریح توہین ہے - یہی سبب ہے کہ میں ابتدا سے ندوہ کے جلسہ انتظامیہ کو ایک جتھا اور چند یاران سازش کا مجمع کہتا آیا ہوں ' اور عام اعلان کرتا ہوں کہ اگر میرے بیانات صحیح نہیں ہیں اور نئے ناظم کے تقرر کی کارروائی کسی طرح بھی دستور العمل ندوہ کے مطابق ثابت ہوسکتی ہے تو خدا را کوئی شخص بھی سامنے آجائے ' اور صرف اتنا ہی کرے کہ خود ندوہ کے دستور العمل سے ثابت کردے - ذاتی خصوصیت کا کوئی معاملہ نہیں ہے - قاعدے اور قانون کی بحث ہے - میں اُسی وقت مولوی خلیل الرحمن کی نظامت کا اعتراف کرلونگا ' اور پھر اگر استحقاق و اہلیت اور لیاقت و صلاحیت کا نام بھی لوں تو مجھسے بڑھکر کوئی مجرم نہیں -

رہی یہ بات کہ خواہ اہلیت و لیاقت ہو یا نہو ' قواعد اور قانون کے مطابق تقرر کیا جاے یا نہ کیا جاے ' مگر تاہم مولوی خلیل الرحمن ندوہ کے ناظم ہیں ' کیونکہ وہ برسوں سے اپنی نسبت ایسا سوء ظن رکھنے کے مرض میں گرفتار ہیں اور بعض ستم ظریفوں نے بھی انہیں ناظم صاحب ' ناظم صاحب ' کہہ کہہ کے ہمیشہ بنایا [illegible] اس طرح انکا مرض مزمن ہوگیا ہے ' تو اسکا جواب واقعی کو[illegible] ہیں - " النبي نبي ولو كان في بطن امه " سنا ہے ' لیکن یہ [illegible] مجلس کا ناظم بھی بنا بنایا ' ترشا تراشا ماں کے پیٹ [illegible] ہوسکتا ہے - ویسے عجائب آباد ندوہ میں کوئی خرق عادت ہوا ہو تو معلوم نہیں -

قال ابن عباس حضر عند رسول الله صلعم ابو سفیان والولید بن المغیرة والنضر بن الحارث و عقبة و عتبة و شیبة ابنا ربیعة و امیة و ابی ابنا خلف و الحارث بن عامر واستمعوا الی حدیث الرسول صلعم فقالوا للنضر ما یقول محمد - فقال لا ادري ما یقول الا اني اراه یحرک شفتیه و یتکلم باساطیر الاولین کالذي کنت احدثکم به عن اخبار القرون الاولی - قال ابوسفیان اني لاری بعض مایقول حقاً فقال ابوجهل کلا ' فانزل الله تعالی تلک الایه -

ابن عباس فرماتے هیں (شدید ترین کفار مکه ) ابوسفیان ' ولید' نضر ' عقبه ' عتبه ' شیبه ' امیه ' ابی اور حارث آنحضرت کےپاس آئے اور آپکا کلام سنا ' لوگوں نے نضر سے پوچھا که محمد کیا کہتا هے؟ اوسنے جواب دیا که یه تو میں نہیں جانتا که وه کیا کہتا هے لیکن میں سمجھتا هوں که وه لب هلاتا هے ' اور اگلوں کے قصے کہتا هے ' جسطرح میں تمکو گذشتوں کے قصے بیان کیا کرتا تھا - ابو سفیان نے کہا که محمد جو کہتا هے اسمیں سے بعض باتیں تو سچی معلوم هوتی هیں - ابو جہل نے کہا هرگز نہیں اس واقعه پر یه آیت نازل هوئی -

خود ان آیات پر غور کرنا چاهیے جن میں یه الفاظ آئے هیں -

( اساطیر الاولین کے مواقع )

قرآن مجید میں یه لفظ نو جگهه آیا هے ' لیکن هر جگهه ان معانی کے سوا جو هم نے بیان کیے هیں کوئی اور معنی نہیں بن سکتے ' چه جائیکه کسی کتاب کے نام کی طرف اشاره هو - هم ان تمام آیتوں کو نقل کرتے هیں :

(۱) یقول الذین کفروا ان هذا الا اساطیر الاولین -

( ۱ ) کافر کہتے هیں که یه ( قرآن ) تو صرف اگلوں کی کہانی هے -

(۲) و اذا تتلی علیهم آیاتنا قالوا قد سمعنا لو نشاء لقلنا مثل هذا ان هذا الا اساطیر الاولین ( ۸ - ۳۲ )

( ۲ ) جب انکو هماري آیتیں پڑھکر سنائی جاتی هیں تو کہتے هیں هم سن چکے ' اگر هم چاهتے تو هم بھي ایسا کہه سکتے ' یه تو صرف اگلوں کي کہاني هے -

( ۳ ) و اذا قیل لهم ماذا انزل ربکم ' قالوا اساطیر الاولین - ( ۱۶ - ۲۶ )

( ۳ ) ان منافقین سے جب پوچھا جاتا هے که تمهارے خدا نے کیا نازل کیا تو کہتے هیں وهی اگلوں کی کہانیاں -

( ۴ ) قالوا اذا متنا و کنا ترابا و عظاما ء انا لمبعوثون لقد وعدنا نحن و آباؤنا ' هذا من قبل ' ان هذا الا اساطیر الاولین - ( ۱۳ - ۸۵ )

( ۴ ) ( حیرت سے ) کہتے هیں که کیا جب هم مرجائینگے اور مرکر صرف مٹي اور هڈي رهجائینگے ' تو کیا هم پھر اٹھائے جائینگے ' یه تو هم سے اور اس سے پہلے همارے بزرگوں سے بھي کہا گیا تھا - یه کچھه نہیں یه خیالات تو صرف پرانے لوگوں کی قصه کہاني کي باتیں هیں -

( ۵ ) قال الذین کفروا ان هذا الا افک افتراه و اعانه علیه قوم آخرون ' و قالوا اساطیر الاولین اکتتبها ' فهی ' تملی علیه بکرة و اصیلا ( ۲۵ - ۶ )

(۵ ) کافر کہتے هیں که یهه قرآن اختراع هے ' خدا کي طرفسے نہیں ' محمد نے خود گڑھا هے ' اور کچھه دوسرے لوگوں نے اسکو مدد دي هے ' اور وه یهه بھی کہتے هیں که یه تو پہلوں کي کہانی هے جسکو محمد نے لکھا لیا هے اور صبح و شام اسکو پڑھکر سنایا جاتا هے -

(۶) و قال الذین کفروا اذا کنا ترابا و آباؤنا ائنا لمخرجون ' لقد وعدنا هذا نحن و آباؤنا من قبل ' ان هذا الا اساطیر الاولین - ( ۲۷ - ۷۰ )

(۶) کافر کہتے هیں که کیا جب هم اور همارے اسلاف مٹی هو جائینگے ' هم پھر قبر سے نکالے جائینگے ؟ یه تو [illegible] اور هم سے پہلوں سے یہي وعده کچھه نہیں ' یه تو صرف اگلوں کي کہانی هے -

( ۷ ) و الذي قال لوالدیه اف لکما ' اتعدانني ان اخرج ' و قد خلت القرون من قبلی و هما یستغیثان الله ویلک آمن ' ان وعدالله حق ' فیقول ما هذا الا اساطیر الاولین ' اولئک الذین حق علیهم القول ( ۴۶ - ۱۶ )

( ۷ ) جس کافر بیٹے نے اپنے مسلمان ماں باپ کو جھڑک کر کہا ' کیا تم دونوں اسکا مجھسے وعده کرتے هو که قبر سے اٹھایا جاؤنگا ' مجھسے پہلے کتني قومیں گذر گئیں ' ( اور اونکا نشان بھی نہیں ) اوسکے ماں باپ اوسکو خدا کا واسطه دیکر کہا که اے بد بخت ایمان لا ! خدا کا وعده سچا هے ' بیٹا کہتا هے ' که یه صرف پرانے لوگوں کي کہانی هے ' یہي وه لوگ هیں جنپر خدا کا عذاب واجب هوچکا -

(۸) و لا تطع کل حلاف مهین - هماز مشاء بنمیم ' مناع للخیر معتد اثیم ' عتل بعد ذلک زنیم ' ان کان ذا مال و بنین ' اذا تتلی علیه آیاتنا قال اساطیر الاولین ( ۹۸ - ۱۵ )

(۸) تو انکي اطاعت نکر جو ذلیل هیں اور قسمیں بہت کھایا کرتے هیں ' جو عیب جو اور غماز هیں جو اسلیے که صاحب فرزند و مال هیں ' نیکی سے لوگوں کو روکتے هیں ' جو حد سے متجاوز هیں ' جو گنهگار هیں ' اور جو بد نهاد و بد اصل هیں ' اونکو جب هماري آیتیں پڑھکر سنائي جاتی هیں تو ( نے پروائي سے ) کہتے هیں که یهه اگلوں کي کہانیاں هیں -

(۹) و ما یکذب به الا کل معتد اثیم ' اذا تتلی علیه آیاتنا قال اساطیر الاولین (۸۳ - ۱۳)

(۹) قران کي تکذیب وهي کرتے هیں جو ظالم اور گنهگار هیں ' اونکو جب هماري آیتیں پڑھکر سنائي جاتي هیں تو کہتے هیں که اگلوں کي کہانیاں هیں -

( خلاصه )

قران مجید کی ان آیات کریمه سے صاف ظاهر هوتا هے که اساطیر کسی کتاب دیني کا نام نہیں هے ' جس سے قران ماخوذ هو ' بلکه کفار کا اس سے مقصود نہیں تو یه هے که اسمیں قصے اور کہانیوں کے سوا اور کچھه نہیں ' اور نہیں یه مقصود هے که قیامت معاد اور حیات بعد الموت ' کچھه معقول بات نہیں - صرف اگلوں کی بیهوده کہانی هے - جس پر پرانے لوگ اپني بیوقوفي سے یقین رکھتے تھے -

بد قسمتي دیکھو که یه بعینه وهي اعتقاد فاسد هے جو کبھي کفار کا تھا ' اور آج ان مسلمان متفرنجین کا هے جو قیامت کے دن پر یقین نہیں رکھتے ' جو خدا کے ظہور جلال کے منکر هیں ' جو اعمال کے مواخذه سے بے پروا هیں ' مرنے والو ! کیا موت تمهیں کبھي نه آلیگی ؟ هاں ایک بار آلیگي ' جسکے بعد تمکو زنده چھوڑ کر پھر کبھی نه آلیگي :

قد خسر الذین کذبوا بلقاء الله حتی اذا جاءتهم الساعة بغتة ' قالوا یا حسرتنا علی ما فرطنا فیه ' یحملون اوزارهم علی ظهورهم ' الا ساء ما یزرون ' و ما الحیوة الدنیا الا لعب و لهو ' و للدار الاخرة خیر للذین یتقون ' افلا تعقلون ( انعام رکوع ۳ )

جو قیامت کے منکر هیں وه یقیناً نقصان اٹھائینگے - جب ناگہاں وه گھڑي آجائیگي تو حسرت سے کہینگے ' اس گھڑي کي نسبت هماري سست اعتقادي پر افسوس ( خاموش ! که اب افسوس و حسرت کا وقت نہیں ) آج اونکي پشت گناه کے بوجهه سے گراں هے - کیا برا بوجهه هے - مغرورو ! تم جس دنیا کي زندگي پر مغرور هو اسمیں لہو و لعب کے سوا اور کیا دھرا هے - دار آخرت نیک لوگوں کیلیے بہترین محل اقامت هے ' نادانو ! کیا نہیں سمجھتے ؟

باب التفسیر

# اســاطیــر الاولیـــن

(از جناب مولانا سید سلیمان الندوی پروفیسر ...)

یورپ جسطرح علم کا مخزن ہے وہ جہل کا بھی مرکز ہے ' جس ذرہ سے اوسکو اپنے ادعا میں کچھہ بھی فائدہ کی توقع ہوتی ہے اوسکو وہ پتھر کی چٹان نظر آتا ہے ' اور جس پتھر کے چٹان سے اوسکے شیشۂ ادعا کو ذرا بھی ٹھیس لگنے کا خطرہ ہوتا ہے وہ اوسکو ذرہ سے بھی کم نظر آتا ہے - اوسکے نزدیک صحت واقعہ کا معیار دلائل کا ضعف و قوت نہیں ہے ' بلکہ یہ ہے کہ اس واقعہ کی تسلیم و انکار سے اوسپر یا اوسکے حریف پر کیا فوائد و نقصانات مرتب ہونگے ؟

سر ولیم میور کو ینابیع القران (Sources of Alkoran) کا انگریزی میں ترجمہ کرتے ہوے اس ثبوت سے ایک خوشی محسوس ہوتی ہے کہ " قران مختلف ادیان و مذاہب کے خیالات و اعتقادات کا مجموعہ ہے " لیکن اس واقعہ کو اگر ہم یوں دہراتے ہیں کہ اوقات مختلفہ میں دنیا کے ہرگوشہ میں خدا کا ایک منادی اور داعی آیا ' وان من امة الا خلا فیها نذیر ( ۳۵ - ۲۴ ) اور قران ان تمام منادیوں اور دعووں کا مجموعہ ہے : وانه لفی زبر الاولین ( ۲۶ - ۱۹۶ ) تو دفعۃ ہم دیکھتے ہیں کہ یوروپین نصرانی کا سرخ و سفید چہرہ زرد ہوجاتا ہے کہ کہیں اس چٹان سے اوسکے نازک شیشۂ اعتقاد کو ٹھیس نہ لگ جاے -

مشہور مورخ گبن نے ایک موقع پر لکھا تھا :

" محمد کا مذہب شک و شبہہ سے پاک ہے ' اور قران خدا کی وحدانیت پر ایک شاندار شہادت ہے - پیغمبر مکہ نے بتوں کی ' آدمیوں کی ' ستاروں ' اور سیاروں کی پرستش اس دلیل سے رد کردی کہ جو طلوع ہوگا وہ غروب ہوگا ' جو پیدا ہوگا وہ مریگا ' اور جو حادث ہوگا وہ فانی ہوگا ...... عقل کے اصول اول یعنی توحید کی تائید میں محمد کی آواز بلند ہوئی ' اور اوسکے پیرو مراکش سے ہندوستان تک ' موحدین " کے لقب سے ممتاز ہیں ' اور بت پرستی کا خوف اب محمد کے پیرووں سے بالکل دور ہے(۱) - ( خلاصہ ) "

ہمارے ایک نصرانی دوست اولیفنٹ سمیٹن - ایم - اے - (Oliphant Smeaton, M. A ) جنہوں نے تاریخ زوال روم کی تصحیح و تحشیہ کی تکلیف اٹھائی ہے ' حقیقت و صداقت کے اس چٹان کو دیکھکر کانپ اوٹھے ' اور چاہا کہ اس اساس محکم اور بنیاد غیر متزلزل کو آلات جہل و افترا سے منہدم کردیں ' وانی لهم التناوش من مکان بعید -

ہمارا یوروپین نصرانی محقق ' گبن کے ان منصفانہ الفاظ سے بیتاب ہوکر اس موقع پر حسب ذیل حاشیہ لکھتا ہے :

" گبن کا بیان محمد ( صلعم ) کے نظام مذہب اور اسکی جدت کی نسبت نہایت مہربانانہ ہے ' حالانکہ محمد ( صلعم ) نے ہوشیاری سے ایک نظام میں ان امور کو جمع کر دیا جو اوسکے چاروں طرف دنیا میں پھیلے ہوے تھے - قریش خود محمد ( صلعم ) کو الزام دیتے تھے کہ اوسکی تمام تعلیمات ایک کتاب سے ماخوذ ہیں جسکا نام " اساطیر الاولین " ہے ' جسکا چند مقامات میں قران میں ذکر آیا ہے ' اور جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حشر و معاد کے واقعات پر مشتمل ہے "

(۱) تاریخ زوال روم ج ۵ ص ۲۳۶ '

اس غریب نصرانی کو کیا معلوم کہ اوسکے قلم سے جو حرف نکل رہا ہے وہ جہل و نامعلومی کا ایک دفتر ہے !

قران میں بیشک لفظ " اساطیر الاولین " متعدد مقامات میں آیا ہے ' لیکن تم کو کسنے بتایا کہ یہ ایک کتاب کا نام ہے ؟ اگر یہ استدلال صحیح ہے کہ قران میں کسی لفظ کا متعدد بار استعمال اس بات کی دلیل ہے کہ وہ کسی قدیم کتاب کا نام ہے تو خود لفظ اسلام ' رسول اللہ ' اور صلوۃ کو کسی قدیم کتاب کا نام کیوں نہیں قرار دیتے کہ لفظ اساطیر سے زیادہ تو یہ الفاظ قران میں بار بار آے ہیں ؟

## ( اساطیر الاولین کی لفظی تشریح )

" اساطیر الاولین " " دو لفظوں سے مرکب ہے " " اساطیر " اور " اولین " -

اساطیر ' اسطورہ کی جمع ہے جسکے معنی داستان اور قصہ کے ہیں " اولین " " اول " کی جمع ہے جسکے معنی گذشتہ ' پہلے ' اور اگلے کے ہیں دونوں لفظوں کے مرکب معنی ہیں ' اگلوں کے قصے ' پہلوں کی کہانیاں ' گذشتہ اقوام و اشخاص کی داستانیں !

| | |
|---|---|
| قال الراغب ما سطر الاولون فی الکتاب من القصص و الاحادیث قال الجوهری الاساطیر الاباطیل الترهات قال السدی اساجیع الاولین قال ابن عباس احادیث الاولین و قال قتادة کذب الاولین و باطلهم - | امام راغب اصفہانی اساطیر کے معنی لکھے ہیں ' پہلوں نے کتابوں میں جو قصے کہانیاں لکھیں ' امام لغت جوہری کہتا ہے ' اساطیر کے معنی " بیہودہ اور خرافات باتیں " سدی کہتا ہے کہ اسکے معنی " اگلوں کے قوافی " ہیں ابن عباس فرماتے ہیں " اگلوں کی باتیں " اور قتادہ کہتے ہیں کہ " اگلوں کے جھوٹ اور بطلان ' اسکے معنی ہیں - |

اور تعجب ہے کہ اسطورہ جو اساطیر کا واحد ہے کوئی ایسا نہیں جس سے ایک یوروپین محقق نا آشنا ہو - کیا اوسنے اسی لفظ کو انہی معانی کے ساتھہ لاطینی اور جرمنی میں ہستوری (Istoria) اور انگریزی میں ہسٹری (History) اور استوری (Story) کی صورت میں نہیں پڑھا ہے اور گر پڑھا ہے اور یقیناً پڑھا ہے تو یہ کیا تعصب و عداوت ہے کہ قران کے اس لفظ کو اس معنی میں نہیں لیتا

## ( اساطیر الاولین کی معنوی تشریح )

انسان کی فطرت یہ ہے کہ وہ واقعات ماضیہ کی تاریخ ' اقوام کی سرگذشت ' اور اشخاص گذشتہ کی داستان زندگی سے بہت دلچسپی لیتا ہے ' اور اوس سے عبرت و نصیحت حاصل کرتا ہے یہی سبب ہے کہ دنیا میں جس کثرت سے تاریخ اقوام اور سرگذشت اشخاص کی کتابیں پڑھی جاتی ہیں کسی دوسرے علم و فن کی کتابیں نہیں پڑھی جاتی ہیں - اسی بنا پر قران مجید میں بہ اعتبار و استبصار نہایت کثرت سے اقوام ماضیہ کے اخبار تاریخی ' اشخاص گذشتہ کے واقعات زندگی ' اور ممالک فانیہ کے حالات بقاؤ فنا ہوے ہیں - کفار و ملحدین جو چشم بصیرت اور گوش اعتبار سے محروم تھے ' کہتے تھے کہ قران میں قصص پارینہ اور افسانہاے کہنہ کے سوا اور کیا دھرا ہے ؟ قیامت ' معاد ' اور حالات ماوراے مادہ کو از عقل سمجھکر اونکو " داستان کہن " کے نام سے تعبیر کرتے جنانچہ بہ ترتیب قران سب سے پہلی آیت جسمیں " اساطیر الاولین " کا لفظ ہے ' سورۃ انعام کی آیت ہے - جسکی شان نزول مذکور ہے :

کہا کہ یہ واقعہ ۲۴ گھنٹے اور ۲۸۸۰ منٹ پر ہوگا - یہ وقت کا تعین بھی منجملہ اسباب اصلیہ کے ہے - یہ حکم اٹھارویں دسمبر یوم شنبہ کو ۳ بجکے ۴۵ منٹ پر دیا گیا تھا ' اور اکیسویں دسمبر کو ٹھیک ۳ بجکے ۴۵ منٹ پر اسکی تعمیل ہوئی - دوسرے تجربوں میں ۴۴۱۷ ' ۸۹۵۰ ' ۸۷۰۰ ' ۱۱۳۷۰ ' ۱۰۰۷۰ منٹ کی مدت مقرر کی گئی تھی - ان تمام احکام کی تعمیل عین وقت پر ہوئی -

ہم میں سے اکثر اشخاص کی طرح معمول بھی بیداری کے عالم میں اس قابل نہ تھا کہ وہ دماغی طور پر حساب لگا کے معلوم کرسکتا کہ یہ مدت کب ختم ہوگی ؟ مگر طبقہ خواب مقناطیسی (Hypnotic stratum) اس قابل ضرور تھا ' اور وہ اس امر کی ضمانت کرسکتا کہ جونہی وقت مقررہ آلیگا ' فوراً حکم کی تعمیل ہوجائیگی - ایک تجربہ میں یہ وقت رات کو آیا ' معمولہ نے ( اس تجربہ میں معمول ایک عورت تھی ) ٹھیک اسی وقت چیلک کا نشان کاغذ کے ایک پرزے پر بنایا جو اسکے پلنگ کے پاس پڑا تھا - بظاہر وہ اسوقت بیدار نہیں ہوئی کیونکہ جب وہ اٹھی ہے تو اسے چیلک بنانا یاد نہ تھا ( ۱ )

اس بنا پر ہم کہسکتے ہیں کہ صرف یہی نہیں کہ نفس کا ایک ایسا مخفی حصہ ہے جو حساب لگا سکتا ہے ' بلکہ یہ حصہ عالم بیداری کی " معمولی آگہی " سے بہتر حساب لگا سکتا ہے -

یہی سبب ہے کہ عجیب و غریب سوالات کے حل پر غور کرنے سے نکلتا ہے - بارہا دیکھا گیا ہے کہ ان عجیب المواهب اشخاص نے (یعنی وہ لوگ جنہیں قدرت نے عجیب و غریب دماغی قوی عطا کیے ہیں ) چند سیکنڈ کے اندر ایسے سوالات حل کردیے ہیں جن کے آگے معمولی علیم یافتہ اشخاص کی عقلیں خیرہ رهجاتیں اور متوسط درجہ کے حساب داں کو بھی انکے حل میں کاغذ ' پنسل ' اور جلد جلد حساب لگانے کے باوجود نصف گھنٹہ لگے - تاہم یہ عجائب المخلوقات لوگ (جنکا وجود خلقت انسانی کی عبارت میں بطور جملۂ معترضہ کے ہے ) جیسے بکسٹن (Buxton) داس (Dase) مائیڈیو (Mandeux) ذرا نہیں بتا سکتے کہ وہ کیونکر اسقدر جلد حساب لگا لیتے ہیں ؟ کیونکہ وہ جو کچھ کرتے ہیں دانستہ نہیں کرتے بلکہ سوالات کو اپنے نفس کے اندر اترے دبتے ہیں اور اسکے بعد اندر سے جواب کے آنے کے منتظر رہتے ہیں - یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ پلم پڈینگ کو ( ایک قسم کا انگریزی کھانا ہے ) گرم چشمہ میں جوش دینے کے لیے رکھیے ' یا بکری کے بچے کو چکا کو مشین میں ڈالیے کہ اندر جاتا ہوا تو بکری ہے مگر نکلتا سنبوسا ہے ! درمیان کی تمام کار روائی ہم سے پوشیدہ رہتی ہے - علی ھذا حساب بھی " معمولی آگہی " کی دهلیز کے نیچے ہی لگتا ہے !

( حافظۂ مخفی )

تجارب خواب مقناطیسی کے نتائج ' اور شکستہ شخصیتوں کے تشخیصی حالات کا مطالعہ اس امر کے اثبات کے لیے کافی ہے کہ معمولی حافظے سے حافظۂ مخفی (Sublimnal memory) کا وسیع تر ہونا سوال کی سرحد سے باہر ہے -

بہت سی باتیں جو ہم " بھول جاتے ہیں " معلوم ہوتا ہے کہ سرک کے " دهلیز " کے نیچے آ رہتی ہیں ' اور اسطرح کو ہماری " معمولی آگہی " کے لیے وہ " گم شدہ " ہوجاتی ہیں مگر خواب مقناطیسی کی ان تک رسائی ممکن ہوتی ہے - یا یوں کہیے کہ عالم خواب میں جب خود " آگہی " غائب اور دوسرے طبقات نفس

[ ۱ ] دیکھو روئداد سوسائیٹی فور فزیکل ریسرچ صفحہ ۱۸۵

برسر کار ہوتے ہیں تو یہ " گم شدہ " چیزیں پھر واپس آجاتی ہیں - یا پھر وہ لوح صغیر (Planchette) (۱) کی ایک غیرارادی Automaic ( ۲ ) تحریر کی صورت میں منتقل ہوجاتی ہیں - چنانچہ حال کے ایک واقعہ میں جسکی اطلاع سوسائٹی فور فزیکل ریسرچ کو دی گئی ہے ' ایک کاتب غیر ارادی (Automist) اور ایک " روح " سے سلسلہ مخابرات تھا جو اپنے آپ کو (Blanche Pnoyings) کہتی تھی ' اور بہت سے ایسے تاریخی واقعات کی تفصیل بیان کرتی تھی جس سے یہ شخص خود واقف نہ تھا - بعد کو معلوم ہوا کہ یہ روح ایک ناول کا کیریکٹر ہے جسے عرصہ ہوا اس لکھنے والے نے پڑھا تھا ' اور یہ تمام تفصیل اسمیں موجود تھی - یہ شخص اس کو بھول گیا تھا مگر وہ سرک کے " دهلیز " کے نیچے آگئی تھی - مخفی طبقات نے انہیں محفوظ رکھا تھا اور جب ایسا سوراخ کیا گیا جو آگہی کی بالائی سطح سے پار ہوگیا (یعنی " آگہی " کا پردہ بیچ سے ہٹ گیا ) تو پھر ان طبقات نے اسے غیر ارادی تحریر کے ذریعہ حاضر کردیا !

( جذبات کا هیجان مخفی )

جذبات کا مخفی هیجان (Sublimnal Emotion) بھی ایک حقیقت ہے اگرچہ شاید بہت کم قابل ثبوت ہے - ضروری شہادت کی ایک دلچسپ مثال وہ واقعہ ہے جو چند دن ہوئے مسز ویرل کو غیر ارادی تحریر کے ایک تجربہ میں پیش آیا تھا - ( مسز ویرل کیمبرج میں السنہ قدیمہ کی خطیبہ یعنی کلاسکل لیکچرر ہیں اور [illegible] کی مترجمہ ہیں - انکے متوفی شوہر انگریزی پروفیسر تھے موسومہ باسم بادشاہ ایڈورڈ ہفتم پر مامور تھے ) مسز موصوفہ جب اپنی نیم آگہی (Semi-cansciousness) کے عالم سے نکلیں جسمیں کہ وہ بلا ارادہ (Automacically) لکھ رہی تھیں تو باوجودیکہ انکے جذبات میں خبردارانہ هیجان (Conscious emotion) نہیں ہوا تھا ' مگر پھر بھی انکے رخسارے سرشک آلود تھے - امتحان

[ ۱ ] جاندار اور بیجان چیزوں میں ایک وجہ امتیاز یہ ہے کہ جاندار چیزوں کے کام ارادہ اور علم کی حالت میں ہوتے ہیں - لیکن بیجان چیزوں کے کسی ایک کام میں بھی ارادہ یا علم کو دخل نہیں ہوتا - فونو گراف اور انسان ' دونوں بولتے اور دونوں کی گفتگو معنی خیز اور قابل فہم ہوتی ہے ' اور بعض بہتر قسم کے فونو گرافوں کی تو یہ حالت ہے کہ اگر سننے والے کو معلوم نہ ہو کہ فونو گراف بج رہا ہے تو وہ یہی سمجھتا ہے کہ کوئی انسان بول رہا ہے - مگر انسان کے بولنے میں علم و ارادہ کو دخل ہوتا ہے اور فونو گراف کے بولنے میں نہ ارادہ ہوتا ہے اور نہ علم - اسی لیے ایک آهن گویا اور دوسرا صرف آهنگ ساز ہے -

لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان اپنی اس خصوصیت سے علحدہ ہوجاتا ہے - وہ سب کچھ وہی کرتا ہے جو پہلے کرتا تھا ' مگر اسکی اس حالت کے تمام حرکات و سکنات کا شمار ایک جاندار کے حرکات و سکنات میں نہیں ہوتا - وہ اسوقت بالکل ایک مشین کی طرح ہوتا ہے جو گو ایک جاندار کی طرح کام کرتی ہے مگر زندگی کی اصلی خصوصیت یعنی علم و ارادہ سے محروم ہوتی ہے -

کچھ انسان ہی کی خصوصیت نہیں - یہ حالت دوسرے جانداروں کی بھی ہوتی ہے - کوئی جاندار شے جب اس حالت میں ہو تو اسکو (Automaton) کہتے ہیں اور اس حالت کے حرکات و افعال کو (Automatic) - آٹو میٹن کا لفظی ترجمہ خود رو ہے لیکن ہماری زبان میں خود رو دوسرے معنی میں مستعمل ہے - عربی میں آٹو میٹن کا ترجمہ متحرک بلا ارادہ ہوا ہے - اسی حالت میں آٹو میٹک کا ترجمہ غیر ارادی کیا جاسکتا ہے -

[ ۲ ] یہ ایک فرانسیسی نژاد لفظ ہے جسکے لغوی معنے چھوٹا سا تختہ ہیں اصطلاح میں ایک خاص قسم کی تختی کو کہتے ہیں - یہ ایک قلب نما یا مثلث کا تختہ ہوتا ہے - اسکے نیچے تین پائے ہوتے ہیں - ان پایوں میں دو پہیے لگے ہیں اور ایک نوکدار پنسل - جب پنسل کے بالائی سرے پر ہاتھ رکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ خود چل رہی ہے - پنسل کی رفتار سے نیچے کے نقوش بنتے جاتے ہیں - خواب مقناطیسی کے معمول کو یہی تختی دی جاتی ہے - عربی میں اسکا ترجمہ " لوح صغیر " ہوا ہے جو اصل لفظ کا دیدہ ترجمہ

# وثایق و حقایق

## نفس انسانی کا ناقابل پیمایش عمق

[ اثر ادیب فاضل خواجه ابو العلاء ندوی ]

( مترجم از نوا لیمپ )

### ( ۱ )

غالباً همیشه سے ارباب تفکر کو یه شک هے که هم ( نوع انسانی ) جسقدر بڑے معلوم هوتے هیں' اس سے زیاده بڑے هیں - یه خیال اولاً تو همارے فطرتی غرور' اور اگر اسکی تعبیر نرم و عنایت آمیز الفاظ میں کي جاے تو هماري امیدوں' خواهشوں' اور حوصلوں کي خوشامد کرتا هے - اسکے علاوہ یه ایک مهمان نواز پناه گاه هے - جہاں مصائب و شدائد کے وقت' جو هماري پابندیوں کا نتیجه هیں' همیں بکثرت هوا اور وسیع گنجایش ملتي هے -

اس خیال کا اظهار گونه گونه شکلوں میں بہت سے مواقع پر هوا هے - انجیل میں انسانوں کا ذکر خداوند کي حیثیت سے کیا گیا هے - مسیحي متکلمین نے خدا اور انسانوں کو ملا دیا هے' اور پھر یه صرف کسی فقید المثال موقع پر بسنده هر جگه - افلاطون کی "جمهوریت" میں روح انساني اسماني سلطنتوں سے آتي هے' اور دریاے نیتھی ( Lethe یونانی میتھولوجی میں ایک دریا هے' جو شخص اس دریا کا پانی پیتا هے اسکے حافظے سے تمام باتیں محو هو جاتي هیں ) اسکا پاني پیکر اپنے تمام گذشته تجربات کو بھول جاتا هے -

یه نظریه هندوں کے یہاں بعض تعلیمات سے بہت مشابه هے -

اس خیال کي موجوده بلند پایه تعبیر وه هے جو ورڈس ورتھ نے Words worth اپنے قصیدے ( ode ) میں کی هے - چنانچه وه کہتا هے :

هم خدا کے پاس سے آئے هیں جو همارا گھر هے' نه بالکل فراموشی کے عالم میں اور نه همه تن عریانی کی حالت میں بلکه عظمت و شان کے بادل اپنے پیچھے کھینچتے هوے -

یهي شاعر ایک اور سانٹ کو ( انگریزي نظم کی ایک قسم هے ) اس کثیر الاستشهاد فقره پر ختم کرتا هے " هم محسوس کرتے هیں که اپنے آپ کو هم جسقدر بڑا سمجھتے هیں اس سے زیاده بڑے هیں"

اب تک یه خیالات فلاسفه' شعرا' اور انبیا کي قلمرو میں داخل سمجھے جاتے تھے' مگر گذشته ربع صدي یا اس سے کم و بیش عرصه میں انہوں نے ارباب علم ( سائنس ) کي توجه پر استحقاق کے دعوي پر دعوے کیے هیں' اور اس باب میں انهیں ایسے واقعات سے مدد پر مدد ملي هے جو اصلي هیں اور علمی ( سائنٹفک ) طور پر مشاهده میں آئے هیں -

### ( ۲ )

اگر درحقیقت همارے اندر کوئي ایسي جسماني یا دماغی شے هے جو همارے روح یا نفس سے خارج هے جیسا که همیں خود آگہي (Self consciousness) کي حالت میں محسوس هوتا هے تو اسے هم کیونکر دریافت کرسکتے تھے ؟

یه ایک سوال هے جس کا جواب گونه گوں واقعات کا ذکر اور پھر ان سے نتائج مستنبط کریگا -

### ( احساس مخفي )

اگر یک چھوٹی سی مکھي همارے هاتھه کی پشت پر چلتي هے تو اسکي رفتار همارے احساس میں کسي قسم کا هیجان پیدا نهیں کرتي' بلکه اسکي رفتار محسوس تک نهیں هوتي - لیکن اگر ایک کے بجاے چھه هوں تو وه همیں ضرور محسوس هونگي - تو گویا "لاشے" جب چھه گونه هو تو اس سے "شے" پیدا هو جاتي هے یا یوں کهیے که احساس کي ایک مقرره مقدار ایک محرک سے پیدا هوتي هے' لیکن جب اس محرک میں سے پانچ سدس ( چھٹا حصه ) کم کرلیے جائیں تو احساس کے ایک سدس باقی رهنے کے بجاے کچھه بھي نهیں رهتا -

بالفاظ دیگر ایک دهلیز هے بظاهر اس دهلیز کے نیچے ایک محرک کوئی احساس پیدا نهیں کرتا' لیکن همارا قیاس هے که یه محرک گو "محسوس" احساس پیدا نه کرسکے' مگر ایک غیر محسوس اور مخفي احساس ( Sublimnal Sens atior ) ضرور پیدا کرتا هے -

هم میں کوئی ایسي شے ضرور هے جو ایک مکھي کو بھی محسوس کرتي هے گو معمولي نفس اسے محسوس نهیں کرتا - یه شے خواب مقناطیسي کے مختلف تجربات سے ظاهر هوتي هے جسمیں بقول پروفیسر جیمس (Prof James) اشیاء سطح پر آجاتی هیں - ( پروفیسر موصوف کے خاص الفاظ "on tap" هیں ) "آگہی" (Consciousness) ایک اسپکٹرم بینڈ هے (Spectrum-band) ایک آله هے جسمیں نور کے وه الوان منتشر بھی آجاتے هیں جنکو یوں نظریں نهیں دیکھسکتیں ) جسطرح روشني کی بہت سي ایسي شعاعیں هیں جنکو آنکھیں نهیں دیکھسکتیں' اسیطرح بہت سے احساسات هیں جن سے معمولي طور پر هم آگاه نهیں هوتے' مگر روشني کي ان غیر مرئي شعاعوں کی طرح وه بھی اس احساسات کے اس اسپیکٹرم بینڈ ( احساس مخفي ) میں اتر آتے هیں -

### ( ادراک مخفي )

ادراک مخفي ( Sublimnal Intellection ) کے لیے بکثرت شہادت موجود هے - اس میں تو شک هي نهیں که هم میں ایک ایسی قوت موجود هے جو "معمولی آگہي" کی محض لا علمي میں سوچتي هے' دلائل قائم کرتي هے' اور پھر انکے نتائج نکالتی هے - اس نقطه بحث کے متعلق ڈاکٹر برمیویل ( پورا نام Dr. J. Milne Bramwell هے) کے تجربات سب سے زیاده حیرت انگیز هیں - ڈاکٹر موصوف نے اپنے معمولوں کو حکم دیا که وه فلاں کام اپنے خواب سے بیدار هونے کے اتنی دیر کے بعد کریں - مثلاً یه که کاغذ کے ایک پرزے پر چیلک بنائیں - بیداري کي معمولی حالت میں تو معمول کو حکم کا ذرا بھي علم نه تھا مگر ایک مخفي طبقه دماغ ( Mental stratum ) اس سے با خبر تھا' اور وقت مقرره کا انتظار کررها تھا - جب اسے محسوس هوا که وقت مقرره آگیا هے تو اس نے معمول سے وه حکم پورا کرالیا - وقت مقرره کي مقدار منٹوں سے لیکر مهینوں تک تھي - مثلاً ایک دفعه ڈاکٹر موصوف نے اپنے ایک معمول سے کہا که تمهیں فلاں وقت یه معلوم هوگا که جیسے کاغذ کے پرزے پر چیلک بنانے کے لیے کوئي مجبور کررها هے اور تم بناوگے - اسکے ساتھه انهوں نے وقت بھي بتادیا - چنانچه انهوں نے

| | |
|---|---|
| وینہون عن المنکـــر | کی ہدایت کرتے ہو اور بری باتوں سے منع کرتے ہو۔ |
| ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینہون عن المنکر و اولئک ہم المفلحون ( ال عمران ) | تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی دعوت دے، اچھی باتوں کی ہدایت کرے، بری باتوں سے روکے، اور یہی گروہ کامیاب ہے۔ |

( ایک شبہہ کا ازالہ )

غلط ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ صداقت اور حقگوئی، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، دعوت الی الخیر اور منع عن الشر کے سلسلہ میں اگر دوسروں کے حرکات و افعال کا نقد کیا جائے تو وہ اوس تجسس احوال غیر کا ملزم ہوگا جسکو قران نے منع کیا ہے:

| | |
|---|---|
| یا ایہاالذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم - ولا تجسسوا ولایغتب بعضکم بعضا - ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتاً فکرہتموہ؟ واتقوا اللہ - ان اللہ تواب رحیم ( حجرات ) | مسلمانو! بہت بدگمانیاں کرنے سے اجتناب کیا کرو! دوسروں کے حالات کی جاسوسی نکیا کرو، ایک دوسرے کی پیٹھ پیچھے بدگوئی نہ کرو! کیا تم پسند کرتے ہو کہ کسی بھائی کی لاش پڑی ہو اور تم اوسکا گوشت نوچ نوچ کھاؤ؟ کیا تمکو گھن نہ آئیگی؟ خدا کا خوف کرو کہ خدا توبہ قبول کرنے والا اور رحمت والا ہے۔ |

لیکن اس سے مراد وہ شخصی حالات ہیں جو امور دین اور مصالح ملت میں موثر نہوں، ورنہ فریضۂ امر معروف اور نہی منکر کیلیے کیا چیز باقی رہجائیگی؟ اور معاشرت کی اصلاح، معائب کے ازالہ، اور منکرات کے ابطال کیلیے کونسا ہتھیار ہمارے پاس ہوگا؟ اگر ہمارے عظماے محدثین حدیث میں رواۃ کے معائب و اخلاق کی تنقید نکرتے اور حق کے مقابلہ میں بڑے بڑے ارباب عمائم اور جبا برۂ حکومت کے زور و قوت سے مرعوب ہوجاتے تو کیا آج ہمارے پاس اقوال حقہ کے بجاے صرف روایات کا ذخیرہ کا ایک ڈھیر نہوتا؟

اس سلسلہ میں ہمکو یہ بھی بالا علان کہنا چاہیے کہ سب سے پہلی ہستی جس سے سب سے پہلے محاسبہ کرنا چاہیے، جسکے افعال کی سب سے پہلے تنقید کرنی چاہیے، جسکے معائب کی سب سے پہلے مذمت کرنی چاہیے، وہ خود اپنی ہستی ہے۔ بہادر وہ نہیں ہے جو میدان قتال میں دشمن سے انتقام لے۔ جب تم کسی دوسرے کی اخلاقی صورت کی ہجو کر رہے ہو تو ذرا اپنے دل کے آئینہ میں بھی دیکھہ لو کہ خود تمہاری صورت تو ویسی نظر نہیں آتی؟ جب حق کے اظہار کیلیے تمہاری زبان دلائل کا انبار لگا رہی ہو تو جھانککر دیکھہ لو کہ کہیں تمہارے خرمن دل میں تو یہ جنس موجود نہیں ہے؟ کیونکہ:

| | |
|---|---|
| لم تقولون ما لا تفعلون، ( الصف ) - | کیوں کہتے ہو جو تم خود کرتے نہیں؟ |
| کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون ( الصف ) | خدا کو یہ بات نہایت ناپسند ہے کہ جو تمہارا قول ہو وہ فعل نہو۔ |
| اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم ( بقرہ ) | تم دوسروں کو تو نیکی کی بات بتاتے ہو لیکن خود اپنے کو بھول جاتے ہو؟ |

اسلیے مسلمان کا ظاہر و باطن ایک ہو۔ وہ زبان سے جسکا اقرار کرتا ہو دل سے اوسکا اعتقاد بھی رکھتا ہو، ورنہ وہ منافق ہے جو:

| | |
|---|---|
| یقولون بافواہہم مالیس فی قلوبہم ( آل عمران ) | منہ سے وہ بات کہتا ہے جو اوسکے دل میں نہیں ہے۔ |

( حریت راے اور قول حق کی تعریف )

حریت راے اور قول حق کیا شے ہے؟ اسکا جواب آیات سابقہ نے بتایا ہے۔ یعنی جو بات حقیقتاً صحیح ہو۔ دل سے اوسکا اعتقاد، زبان سے اوسکا اقرار، اور ہاتھہ سے اوسپر عمل۔ اگر غلطی سے حق کی ماہیت اوس سے مخفی ہو تو جب اوسکا علم ہو اپنی غلطیوں کا اعتراف کرلے۔ پھر اگر اس حق کا معارض اور اس صداقت کا دشمن ہو تو اوسکی عظمت و جبروت سے اوسکے ہاتھہ میں رعشہ، اوسکے پاؤں میں لغزش، اوسکی زبان میں لکنت، اور اوسکے قلب میں خوف نہو۔ سوسائٹی کی شرم اور اقارب و احباب کی محبت اوسکی زبان حق کو اور اوسکے دست صداقت شعار کو بیکار نکردے۔ دولت و مال کی حرص اور عزت و جاہ کی طلب اوسکی جادۂ حریت پرستی اور راہ صداقت پسندی میں سنگ گراں بنکر حائل نہو۔ اغراض ذاتی اور ہواے نفسانی کے سحر سے مسحور نہو۔ رضاے خدا اور طلب حق کے سوا اوسکا کوئی مطلوب نہو، کہ مذہب حق پرستی میں یہی شرک ہے: وان الشرک لظلم عظیم -

( ہر مسلمان کو فطرتاً آزاد گو اور حق پرست ہونا چاہیے )

ہر مسلم موحد ہے اور ہر موحد آستانۂ احدیت کے سوا تمام آستانوں سے بے نیاز اور واحد القہار کے سوا ہر ہستی سے بے خوف ہے، اسلیے وہ فطرتاً اپنے کسی قول و فعل میں آزادی و حقگوئی سے نہیں ڈرتا۔ صحابۂ کرام کو دیکھو کہ یہ خاک نشین قیصر و کسری کے دربار میں بے دھڑک جاتے ہیں، اور قاقم و حریر کی مسندوں کو الٹ کر زمین پر بیٹھہ جاتے ہیں۔ وہ فرش دربار جو روم و ایران کا سجدہ گاہ تھا، برچھی کی انی اور گھوڑوں کے سموں سے اونکے جبروت و استبداد کے پرزے اوڑا دیے گئے۔ جن درباروں میں زبان کی حرکت بھی سوء ادب تھی، وہاں حمایت حق کیلیے ٹوٹے ہوے قبضے اور چتھڑوں سے بندھی ہوئی تلوار جنبش میں آجاتی ہے! اور پھر کیوں ایسا نہ ہو جبکہ ایک موحد کا اعتقاد یہ ہے کہ "لا نافع ولا ضار الا اللہ" خدا کے سوا نفع و ضرر کسی کے ہاتھہ میں نہیں۔

( ہر مسلم خدا کا گواہ صادق ہے )

ہر مسلم خدا کی طرفسے دنیا میں ایک گواہ صادق اور شاہد حال ہے کہ:

| | |
|---|---|
| وکذلک جعلنا کم امة وسطاً لتکونوا شہداء علی الناس ( بقرہ ) | خدا نے تمکو ایک شریف قوم بنایا ہے تاکہ لوگوں پر گواہ رہو۔ |

کیا اوس سے زیادہ کوئی بدبخت ہوسکتا ہے، جسکو خدا نے محکمۂ عالم میں اپنی طرفسے گواہ بنا کر بھیجا ہو اور وہ اس حق کی گواہی سے خاموش رہے یا اوسکے اخفا کی کوشش کرے؟

| | |
|---|---|
| ومن اظلم ممن کتم شہادة عندہ من اللہ ( بقرہ ) | اور اوس سے بڑھکر کون ظالم ہوگا، جسکے پاس خدا کی کوئی گواہی ہو اور وہ اوسکو چھپاے؟ |

کیونکہ مسلم کے خدا کا حکم ہے کہ:

| | |
|---|---|
| ولا تکتموا الشہادة ( بقرہ ) | شہادت ربانی کا اخفا نکرو! |

( اداے شہادت ربانی اور حریت راے ایک شے ہے )

پس جو شخص شہادت ربانی کا اخفا نہیں کرتا، اور خدا کی طرف سے جو علم اوسکے قلب میں القا کیا گیا ہے وہ علی الاعلان اور بلا خوف لومۃ لائم اوسکا اظہار کرتا ہے، وہی ہے جسکو دنیا صادق

# الحـــريـــة فـي الاســـلام

## حريت اور حيات اســلامی

### قــران حكـيـم كي تصريحات

| | |
|---|---|
| يا ايها الذين آمنوا كونوا قوا مين بالقسط شهداء لله ولو علي انفسكم او الوالدين او الاقربين (نساء) | مسلمانو ! تم انصاف پر قائم اور (زمين ميں) خدا كے گواہ رہو ' گو يہ گواهي خود تمهارے اپنے نفس يا والدين يا عزيز و اقارب كے خلاف هي كيوں نهو - |

اگر يه سچ هے كه قومي زندگي كي جان اخــلاق هے تو يه بهي سچ هے كه اخــلاق كي جان حريت راے ' استقلال فكر ' اور آزادي قول هے - ليكن اخلاق ملي كي يه روح مهالك و خطرات كي موت سے گهري هوئي هے : حفت الجنة بالمكاره - اس آب حيات كے حصول كيليے زهر كا پياله بهي پينا پڑتا هے : الموت جسر الي الحياة !

قوم كے نظـام اخــلاق و نظام عمــل كيليے اس سے زياده كوئي خطرناک امر نهيں كه موت كا خوف ' شدائد كا ڈر' عزت كا پاس ' تعلقات كے قيود' اور سب سے آخر قوت كا جلال و جبروت ' افراد كے افكار و آرا كو مقيد كردے - انكا آئينۂ ظاهر ' باطن كا عكس نهو' انكا قول انكے اعتقاد قلب كا عنوان نهو' انكي زبان انكے دل كي سفير نهو - يه وهي چيز هے جسكو اسلام كي اصطلاح ميں " نفاق " اور " كتمان حق " كهتے هيں اور جس سے زياده مكروه اور مبغوض شے خداے اسلام كي نظر ميں كوئي نهيں - اسلام كي بے شمار خصوصيات ميں سے ايک خصوصية كبرى يه هے كه اسكي هر تعليم موضوع بحث كے تمام كنـاروں كو محيط هوتي هے - هم نے توراة كے اسفار ديكهے هيں' زبور كي دعائيں پڑهی هيں' سليمان (عم) كے امثال نظر سے گذرے هيں' يسوع كي تعليمات اخلاقيه كے وعظ سنے هيں - هم نے ان ميں هر جگهه خاكساري' انكساري ' تحمل ظلم ' درگذر' تسامح' اور عفو و كــرم كے ظاهر فريب اور سراب صفت مناظر كا تماشا ديكها هے' ليكن كيا ان ميں ان اصول اخلاق كا بهي پته لگتا هے جو قوموں ميں خود داري' سر بلندي' اور حق گوئي كا جوهر پيدا كرتے هيں ؟

[ بقيه مضمون صفحه ۱۳ كا ]

كرنے پر معلوم هوا كه تحرير ميں دو دوستوں كا تذكره هے جنهيں نهايت غمناک حالات ميں موت آئي تهي - ليكن خود مسز ويرل نے جب تـک اپني تحرير نهيں پڑهي ' اسوقت تـک وه اسكے مضمون سے واقف نه هوئيں - اس سے ظاهر هے كه نفس كا كوئي حصه صرف يهي نهيں كرتا كه خبردارانه هدايت Camacious direction كے بغير سونچنا ' ياد كرنا ' اور انگليوں كو لكهواتا هے' بلكه بغير اسكے كه نفس Canscious mindy كو سبب معلوم هو' وه آنكهوں سے آنسو كے دريا بهي بهاديتا هے ! (ديكهو روئداد سوسائٹي فور فزيكل ريسرچ ۲۰ صفحه ۱۵ ) ( باقي آينده )

جنكي نظر ميں بمقابلۂ حق' آقا و غلام' بادشاه و گدا ' عالم و جاهل' قريب و بعيد' اور سب سے بڑهكر يه كه خود اپنا نفس اور غير' سب برابـر نظر آتا هے ؟ جنكي راستـگوئي' حريت پسـنـدي' اور حق پرستي كي عروة الوثقى كو نه تو تلوار كاٹ سكتي هے ' نه آگ جـلا سكتي هے' اور نه محبت و خوف كا ديو توڑ سكتا هے ؟

| | |
|---|---|
| فقد استمسك بالعروة الوثقى التي لا انفصام لها ( بقره ) | كيونكه اسنے وه مضبوط قبضه پكڑا هے جسكے ليے كبهي ٹوٹنا هے هي نهيں- |

اسلام ايک طرف مسلمانوں كي تعريف يه بتاتا هے كه :

| | |
|---|---|
| المسلم من سلم المسلم من لسانه و يده ( بخـاري ) | مسلمان وه هے جسكے هاتهه اور زبان سے مسلمانوں كو تكليف نه پهونچے - |

دوسري طرف مسلمانوں كي حقيقت يه ظاهر كرتا هے كه اگر خدا و شيطان' حق و باطل' معروف و منـكر' اور خير و شر كا مقابله هو تو وه رضاے خدا ' نصرت حق' امر معروف ' اور دعوت خير كيليے :

| | |
|---|---|
| لا يخـا فــون لومـة لائـم ( مـا ئـده ) | آسـمان كے نيچے كي كسي هستي كي پروا نهيں كرتے ! |

عبرت سراے دهر ميں حق كا ٹهكانا صرف ايک مسلمان هي كا سينه هونا چاهيے' ليكن كيا بد بختي هے كه آج همارے سينے باطل كا نشيمن ' همارے دل نفاق كا مامن ' اور همارا باطن اخفاے حق كا ملجا بنگيا هے ' حالانكه هم وهي هيں جنهيں حكم ديا گيا تها كه :

| | |
|---|---|
| كونوا قوامين بالقسط شهداء الله (نساء) | دنيا ميں خدا كے گواه رهيں- |
| لـم تقولـون ما لا تفعلـــون ؟ | انكا قول و عمل هميشه برابر هو : |
| تخشى الناس و الله احق ان تخشاه | انكا دل اور زبان هميشه ايک هو' جنكو خدا كے سوا كوئي هستي مرعوب نهيں كرسكتي - |

### ( تسـامـح اور قـــول حـــق )

عفو و درگذر' عيب كو ڈهانـكنا ' خطاؤں سے چشم پوشي كرنا ' بلا شـبـهه ايک بهترين وصف هے ' ليكن اگر كسي شهر كي پوليس ان مسامحانه اخلاق پر عمل شروع كردے يا بڑے بڑے مجرموں كي طاقت سے مرعوب هوكر اپنے فرائض ميں كوتاهي كرے تو اسكا نتيجه يه هوگا كه تهوڑے هي دنوں ميں نظام و امن درهم و برهم هوجائيگا ' اور معمورۂ شهر مٹي كا ڈهير بن جائيـگا - هر آزاد راے اور حر الفكر انسان خدا كي آبادي كا كوتوال هے - اسكا فرض هے كه هر غلط رو كو روكدے ' هر خطا كار كو ٹوكدے' اور حمايت حق و نصرت خير كيليے همه تن آماده رهے تاكه حق و باطل كے جور و ستم سے اور نور ظلمت كے حمله سے محفوظ رهے' اور سوسائٹي كا شيرازۂ نظام منتشر نهو جاے -

شريعت اسلاميه نے اسي خاص فرض كا نام امر بالمعروف اور نهي عن المنكر قرار ديا هے ' اور ملت اسلاميه كا خاص وصف يه بيان كيا هے كه :

| | |
|---|---|
| كنتم خير امـة اخرجت للناس تامرون بالمعروف | تم بهترين قوم هو جو دنيا ميں لوگوں كيليے نمونه بنائي گئي - اچهي باتوں |

اسکا نتیجه یه هوا که همارا هر علم و فن دست شل هوکر رهگیا - پہلوں نے جو کچهه لکها ' بعد والے اوسپر ایک حرف نه بڑها سکے - پهر کیا اگر ایک فقیهه تاتارخانیه کو' ایک طبیب سدیدي و قانون کو' ایک نحوي کافیه و مفصل کو' ایک متکلم مواقف و مقاصد کو' ایسي کتاب فرض کرتا ہے که باطل جسکے نه آگے ہے نه پیچهے - نه داهنے ہے نه بائیں ' تو کیا یه شرک في القران نہیں' اور هم نے اونکے مصنفین کو ایسي هستي نہیں تسلیم کرلیا ؟ جنکو قرآن پاک نے اربابا من دون الله کہا ہے ؟

هماري گذشته چہل ساله عمر جو هماري قومیت کا دور طفولیت تهی ' بدترین زمانه استبداد اور بدترین مثال حسن اعتقاد تهی - هم هر تیز زبان کو مصلح اکبر اور هر تیز رو کو رهبر سمجهتے تهے ' اور اوسکے هر حکم و فرمان کو اسي خشوع و خضوع کے ساتهه تسلیم کرتے تهے ' جس خشوع و خضوع کے ساتهه قران مجید نے بتایا ہے که یهود و نصاری اپنے احبار اور رہبان کے احکام کی تعمیل کرتے تهے - پس اب وقت آگیا ہے که هم تمام مسلمانوں کو یه دعوت الهی دیں :

| | |
|---|---|
| تعالوا الی کلمة سواء | اے کتاب والو ! آؤ ایک امر جو هم |
| بیننا و بینکم الا نعبد | میں متفق علیه ہے' اوسپر عمل کریں - |
| الا الله ولانشرک به شیئاً | اور وه یه ہے که غیر خدا کی پرستش |
| ولا یتخذ بعضنا بعضاً | نکریں' اور نه اسکے حکم میں کسیکو |
| اربابا من دون | شریک بنالیں ' اور نه خداے حقیقي |
| الله ' ( آل عمران ) | کو چهوڑکر ایک دوسرے کو خدا بنالیں - |

## دار العلوم ندوه

مولوي محمد حسین طالب العلم کا قصور جو کچهه بهی هو اسکی تحقیق و تفتیش ضرور هوني چاهیے که آینده پهر ویسی حرکات کا طلبا میں سے کوئي مرتکب نه هو - مگر سوال یه ہے که مولوي محمد حسین کے اخیر امتحان کا زمانه ایسا محدود ہے که اگر کمیشن کی نشست کے انتظار و قوم کے فیصله پر یه معامله رکها گیا تو مدت گذر جالیگی' اور غریب محمد حسین کی تمام عمر کی محنت رائگاں جالیگي - اسواسطے میري ناچیز راے یه ہے که تفتیش و تحقیق کے انتظار میں اس معامله کو نچهوڑا جاے - محمد حسین بدستور دارالاقامه و دار العلوم میں داخل کرلیا جاے - اور امتحان میں شریک کیا جاے - فیصله جو کچهه بهي هو اسکي تعمیل لازمي هوگي - اگر ایسا نه هوا اور فرض کیا که محمد حسین بعد تحقیق و تفتیش بیقصور ثابت هوا ' تو اس کے انتظار میں جو کچهه خرابی اور تباهي بد نصیب طالب علم کي هوجالیگي اوسکی تلافي غیر ممکن و محال هوگي - مجهے امید ہے که ناظم صاحب و پرنسپل صاحب دارالعلوم اپنے شاگرد پر نظر رحم و محبت کي ڈالکر اسکی ادخال دارالعلوم و دار الاقامه و شرکت امتحان کا حکم دینگے - بلا انتظار فیصله اخیر جس کي پابندي متخاصمین پر لازمي هوگي -

آخر میں التجا کرتا هوں که آپ میري ناچیز راے کی تائید فرماوینگے اور غریب محمد حسین کے داخله و امتحان کا انتظار شروط فیصله اخیر فرماوینگے اور امید کرتا هوں که پرنسپل صاحب مدرسه ندوه بحق طالب علم مولوي محمد [illegible] طرز رحم و درگذر سے دریغ نه فرماوینگے -

نیازمند شیخ احمد حسین خان بهادر آنریري مجسٹریٹ [illegible]

## هوائي جنگ

### ( ۲ )

جنگ میں هوائي جهازوں کا ایک بہت بڑا استعمال یه ہے که دشمن پر اوپر سے گوله باري کي جاے - آپ نے جنگ طرابلس کے حالات میں پڑها هوگا که بارها اطالیوں نے عثماني مجاهدین پر اوپر سے گولے برسائے - ان اطالی تجارب کا نتیجه تو ناکامي نکلا کیونکه قریباً هر نشانے نے خطا کي اور هر وار خالي گیا - البته جرمني کے تجارب اس باب میں کامیاب ثابت هوے ' گو ابتدا میں اسے بهي ناکامي کا منه دیکهنا پڑا - بحیرۂ جنیوا میں ایک کشتي کهڑي کي گئي اور جنگي جهاز نے تین هزار فیٹ بلندي پر سے گولے اتارنا شروع کیے - پہلا اور دوسرا گولا تو نشانه پر نہیں پڑا مگر اسکے بعد جتنے گولے پهینکے گئے' سب ٹهیک نشانے پر لگے - اس تجربه سے یه بهی معلوم هوگیا که آندهی شست کے صحیح بندهنے یا گولے کے نشانے پر پڑنے سے مانع نہیں هوتي -

اس سلسلے میں ایک اور واقعه قابل ذکر ہے - زپلن کے تیسرے جهاز نے ۶ هزار فیٹ کے بلند نشانے پر گولے پهینکنا شروع کیے - یه نشانه ایک بڑے گاؤں کا نقشه تها - ۱۷ منٹ میں اسکے پرزے پرزے اڑ گئے !

تجربے سے یه بهی ثابت هوگیا ہے که اوپر سے جو گولیاں پهینکي جاتي هیں' وه اس فولاد کو توڑ کے نکل جاتي هیں جو آهن پوش اور محفوظ هوتے هیں -

* * *

ایرو پلین اور غبارے والے جهازوں سے ڈاینامیٹ کے گولے پهینکنا اب ایک عام بات ہے - اسمیں بڑي سہولت یه ہے که پهینکنے والا شست نہایت صحیح بانده سکتا ہے ' اور اگر قادر انداز هو تو دعوے کے ساتهه کہه سکتا ہے که اسکا گولا ضرور هی نشانے پر بیٹهیگا - اسلیے کارخانۂ اسلحه سازي کي توجه اس طرف هوئي اور بالاخر کارخانه کرپ نے ایک خاص قسم کا گوله ایجاد کیا - یه گوله جب زمین پر گرتا ہے تو گرتے روشن هو جاتا ہے ' اور یه روشني اسقدر تیز هوتي ہے که اسکے گرد و پیش جتني چیزیں هوتي هیں وه سب غبارے والوں کو نظر آجاتي هیں - اس گولے کي ایجاد سے بڑا فائده یه هوا که سخت سے سخت تاریکي میں بهي اب گولے اتارے جا سکتے هیں - کیونکه جب گوله انداز کو یه معلوم هوگیا که اسکے نشانے کا مقصود فلاں جگهه ہے تو وه پهر کامیابي کے ساتهه اس پر گولے پهینک سکتا ہے -

اسکے علاوه روشني کا ایک اور انتظام بهي کیا گیا ہے - جهازوں میں ایک برقي لمپ آویزاں کیا جاتا ہے - یه چراغ اس قسم کا هوتا ہے جسکي روشني نیچے کي طرف منعکس هوتي ہے - لیمپ جهاز سے سو فیٹ کے فاصلے پر رهتا ہے -

آپ سوچتے هونگے که چراغ کو جهاز سے ۵ سو فیٹ دور رکهنے سے کیا حاصل ؟ مگر اس لیمپ کا کمال اس دوري هي میں مضمر ہے - هم ابهي لکهه آئے هیں که لیمپ کي ساخت اسطرح کي هوتي ہے که اسکي روشنی نیچے کي طرف منعکس هوتي ہے ' اسلیے اوپر والے تو نیچے کي هر چیز دیکهه لیتے هیں مگر نیچے والوں کو اوپر کی کوئي شے نظر نہیں آتي - اسلیے اس لیمپ کی بدولت اهل جهاز کے لیے تو رات دن هوجاتي ہے مگر زمین والوں کیلیے رات رات هي رهتي ہے - اهل جهاز جہاں چاهتے هیں

اللهجه ' مستقل الفکر ' حر الضمیر ' اور آزاد گو کہتی ہے - پھر کیا جو شخص حر الضمیر اور آزاد گو نہیں ' وہ ' وہ نہیں جو شہادت کو چھپاتا ہے اور حق کی گواہی سے اعراض کرتا ہے ؟ حالانکہ وہ وجود اقدس جو عالم الغیب و الشهادة ہے ' بتصریح فرماتا ہے :

یا ایها الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شهداء للـه ولو علـی انفسکم او الوالدین والاقـربین ان یکن غنیاً او فقیراً فاللـه اولی بهمـا ' فـلا تتبعو الهوی ان تعدلوا و ان تـلوا او تعـرضـوا فان اللـه کان بمـا تعملون خبیراً ( نساء )

مسلمانو ! انصاف پر مضبوطی سے قائم رہو اور خدا کیطرفسے حق کے شاهد رهو ' گو یہہ شہادت خود تمہاری ذات کے یا تمہارے اعزہ و اقارب کے خـلاف هي کیوں نهو ' اور وہ خواہ دولتمند هوں یا فقیر ' ادائے شہادت میں انکی پروا نکرو کہ خدا دونونکو بس کرتا ہے ' اور نہ متبع هوی هوکر حق سے انحراف کرو - اگر تم بالکل انحراف کروگے یا دبی زبان سے شہادت دوگے تو جان لو کہ خدا سے کوئی امر مخفی نہیں - وہ تمہارے هر عمل سے واقف ہے "

الله اکبر ! آج مسلمان خدا کے اس بڑے فرض کو بھولے ہوے هیں - وہ مسلمان جنکو صرف ایک سے ڈرنا تھا ' اب هر ایک سے ڈرنے لگے هیں - وہ اظہار حق میں دولتمند سے ڈرتے هیں کہ شاید اسکی حبیب کرم بخشی کی چند جھینٹیں همارے دامن مقصود پر بھی پڑ جائیں ' اے دولت کے دیوتاؤں سے ڈرنے والو ! کیا تم تک رزاق عالم کا یہ فرمان نہیں پہونچا کہ : نحن نرزقهم و ایاکم ( الانعام ) " هم هیں جو انکو اور تمکو ' دونوں کو رزق پہونچاتے هیں " ؟ وہ حمایت حق کیلیے کمزوروں کا ساتھ نہیں دیتے - لیکن اے کمزوروں کی مدد نکرنے والو ! جانتے ہو کہ کمزوروں کا سب سے بڑا مدد گار کیا کہتا ہے ؟

ونرید ان نمن علی الذین استضـعفـوا فی الارض و نجعلهم ائمة و نجعلهم الوارثین - ( القصص )

هم ان لوگوں پـر احسان کرنا چاهتے هیں جو دنیا میں کمـزور سمجھے گئے اور انہیـں تـو اب دنـیا کا پیشرو اور زمین کا وارث بنائینگے -

وہ حکومت کی تلوار سے ڈرتے هیں - منبرائے حکومت کی تلوار سے ڈرنے والو ! کیا تم نے نہیں سنا کہ حق پرستان مصر نے فرعون کو کیا کہا تھا ؟

فاقض ما انت قـاض - انما تقضی هذه الحیوة الدنیا - ( طه )

تو جو کر سکتا ہے وہ کر گذر ' اور تو بجز اسکے کہ هماری اس ذلیل دنیوی زندگی کو ختم کردے اور کرهی کیا کرسکتا ہے ؟

همارا دل کیوں آزاد نہیں ؟ هم حق کے کیوں حامی نہیں ؟ هم استقلال فکر کے کیوں عادی نہیں ؟ تقلید اشخاص کی زنجیروں کو کیوں هم اپنے پاؤں کا زیور سمجھتے هیں ؟ هم طوق غلامی کو تمغائے شرف کیوں جان رہے هیں ؟ اسلیے کـه حسن اعتقـاد کو هم نے معصومیت کی سدرة المنتهی تک پہونچا دیا ہے ' حالانکہ ایک هی ہے ( یعنی خدا ) جسکی ذات هر نقص سے پاک اور هر خطا سے مبرا ہے ' اور ایک هي جماعت ہے ( یعني انبیا ) جو گناهوں سے معصوم بنالي گئي ہے - اور پھر اسلیے کہ غیر کی محبت نے همارے احساس حق کو مسلوب کر لیا ہے ' حالانکہ وہ جو سراپا محبت ہے ' اوسکي رضا جوئي میں هر محبت غیر همرتبۂ عداوت ہے - اور اسلیے کہ هم دنیا کے ذرہ ذرہ سے خوف کرتے هیں حالانکہ ایک هی ہے جسکا آسمان و زمین میں خوف ہے یعنی وہ ' جو دنیا کے ذرہ ذرہ پر قابض ہے - اور اسلیے کہ انسانوں سے همکو طمع خیر ہے ' حالانکہ خیر کي کنجیاں صرف ایک هي کے هاتھہ میں هیں -

همکو اکثر عداوت اور ضد بھي حق بیني سے محروم کر دیتي ہے - حالانکہ مسلم کا دل حق پرست اپنے نفس سے بھي انتقام لیتا ہے اور حق کیلیے دشمن کا بھی ساتھہ دیتا ہے -

## ( موانع حق گوئي )

هم نے بتا یا کہ وہ کیا چیزیں هیں جو هماري زبان کو حقگوئی سے ' همارے پاؤں کو حق طلبی سے باز رکھتی هیں ؟ نا جائز حسن اعتقاد ' محبت باطل ' خوف ' طمع ' اور عـداوت - قران مجید نے مختلف مقامات میں نہایت شدت کے ساتھہ ان موانع حریت اور عوائق حق کو بیان کیا ہے اور تنبیه کی ہے کہ کیونکر هم ان سے محفوظ رہ سکتے هیں -

## ( نـاجـائـز حسن اعـتـقـاد )

حسن اعتقاد کوئي بري شے نہیں ' لیکن انبیا علیهم السلام کے سوا جو سفیر اوامر ربانی هیں ' کسی انسان کو اتنا رتبه دینا کہ اوسکا هر قول و فعل آلین تسلیم اور معیار صدق هو ' در حقیقت شرک فی النبوت ہے - اعیان کرام کی عزت انسان کا ایک جوهر ہے ' لیکن یہہ حق کسیکو نہیں پہونچتا کہ وہ همارے قلوب پر اس حیثیت سے حکمرانی کریں کہ وہ انسان کی ایک ایسي نوع هیں جنکے احکام دائرۂ انتقاد سے خارج اور ضعف بشري سے مبرا هیں - اور اگر یہہ سچ ہے تو پھر اوس احکم الحاکمین کیلیے کیا رہ گیا ' جسکا اعلان ہے کہ ان الحکم الا لله ( الانعام ) حکومت صرف خدا هي کي ہے ؟ کیا خدا نے کن نصاری کو جو پوپ اور مسیسین کے احکام کو بلا حجت تسلیم کرتے تھے اور انکے اقوال و اعمال کو بري عن الخطا اور خارج از نقد سمجھتے تھے ' یہ نہیں کہا :

اتخذوا احبارهم و رهبانهم اربابـاً مـن دون اللـه ( توبه )

نصاری نے خدا کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور راهبوں کو خدا بنا لیا ہے -

اور کیا قران نے انکو دعوت توحید اسطرح نہیں دي ؟

قـل یا اهـل الکتـاب تعـالوا الی کلمـة سواء بیننـا و بینکم الا نعبـد الا الله ولانشرک به شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضـاً ارباباً مـن دون اللـه ( آل عمران )

اے آسماني کتاب والو ! آؤ ایک امر جو هم میں تم میں اصولاً متفق علیه ہے ' اسپر عمل کریں کہ هم صرف خدا هي کو پوجیں ' اور کسیکو اوسکا شریک نہ بنائیں ' اور نہ خدا کو چھوڑ کر هم ایک دوسرے کو خدا بنائیں -

ایک دوسرے کو خدا بنانا کیا ہے ؟ یہ ہے کہ هم اپنے قوائے فکر کو معطل کر دیں ' اور حق و باطل کا معیار صرف اشخاص معتقد فیه کے غیر ربانی و غیر معصوم حکموں کو قرار دیدیں - هماري پچھلي چند صدیوں کا زمانه ایک بہترین مثال ہے ' جب هم پر رعب ناموں سے مرعوب هو جاتے تھے ' اور جب هم حق و باطل کا معیار افراد کی شخصیت قرار دیتے تھے - تمام امور سے قطع نظر کرکے دیکھو کہ همارے علوم و فنون کو اس سے کتنا نقصان پہونچا ؟ هر علم و فن میں همارا وجود ' وجود معطل رہ گیا ' زبانیں تھیں لیکن بولتے نہ تھے ' دل تھے مگر سمجھتے نہ تھے - قید تحریر میں جو چیز آگئي وہ تنسیخ کے لائق نہ تھي - هر کتابي معلومات جو کسي خالق ممکن کی طرف منسوب تھی ' صداقت و معصومیت کا پیکر تھي - هر سابق العهد وجود انساني ' بعد کے آنے والوں کي عقـول و آرا پر حکومت کرتا تھا ' الغرض هر سابق هستی کا حکم اوس قدیم هستی کے حکم کیطرح تسلیم کیا جاتا تھا جسکی شان یہ ہے کہ :

لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا مـن خلفـه -

باطل نہ اسکے آگے آسکتا ہے اور نہ اسکے پیچھے آسکتا ہے -

وکٹوریا لوئس نامی جہاز جو فضا میں پوری حکومت رکھتا ہے !

* * *
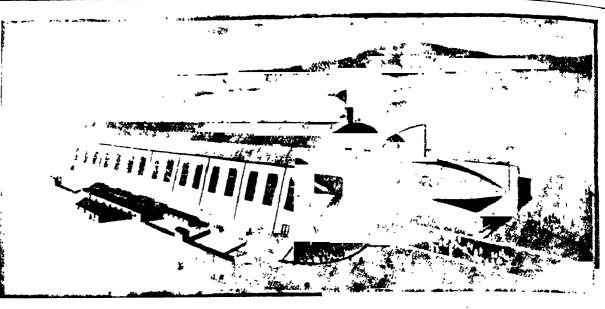
مگر اس واقعه سے آپ یه نتیجه نه نکالیں که هوائي جہاز کی انتہاء پرواز ۵ هزار فیت هي هے ' کیونکه وکٹوریا لوئس نامی جہاز ۷ هزار فیت تک آ رچکا هے - اُترتے وقت وکٹوریا لوئس نے عجیب کمال دکھایا - پہلے تو وہ زاویه حاده (Seul) پر نہایت تیزي کے ساتھه اُتر رها تها - مگر آتے آتے جب زمین کے قریب پہنچا تو بجاے زمین پر آنے کے وہ پلنگر امیرکا نامي جرمني جہاز پر جا پہنچا - اُسے یه دیکھنا منظور تها که اگر وسط دریا میں کسی قسم کے سامان کی ضرورت هو تو یه ضروري نہیں که وہ زمین هي پر آئے ' بلکه اگر کوئي سامان کا جہاز دریا میں کھڑا هو تو وہ اسي جہاز سے سامان لیسکتا هے - بغیر اسکے که زمین تک پہنچے !!

* * *

جرمني کے هوائي بیڑے میں هنسا نامي جہاز بهي قابل ذکر هے - جب یه تیار هوگیا تو کونت زپلن اس میں آڑا اور بحر شمال کو عبور کرتا هوا کونیا گن' لمو' اور اسوچ تک پہنچگیا - اسکي شرح رفتار ۳۷۵ میل في یوم تهي - اس سفر کے خاتمے پر تمام جرمني سے شادماني و کامراني کے غلغلے بلند هوے - اور اخبارات نے لکھا که یه جہاز جب چاهے' لندن یا کسي اور انگریزي شہر پر بے سلا مزاحمت گزر جا سکتا هے !

* * *

یه صحیح هے که جرمني غبارے والے جہازوں کو پایه تکمیل تک پہنچانے میں سرگرم هے - مگر با ایں همه ایروپلین سے غافل بهي نہیں - کونت زپلن اب یه انتظام کر رها هے که اسکے هر غبارے والے جہاز کے ساتھه ایروپلین بهي هو - یه ایروپلین اسے چھوڑ کے جہاں چاهیں چلے جائیں' اور پھر اسکے پاس واپس آجا سکیں - گویا جسطرح که بڑے بڑے جہازوں کے ساتھه چھوٹي چھوٹي دخاني کشتیاں هوتي هیں ' اسیطرح غبارے والے هوائي جہازوں کے ساتھه یه پلین بهي هوا کریں ' اور ان میں دور انداز توپیں هوں که اگر دشمن کے هوائي جہاز غبارے والے جہاز پر حمله کرنا چاهیں' تو قبل اسکے که وہ اپنے اس ارادے میں کامیاب هوں ' یه انهیں برباد کرسکیں -

* * *

زپلن کے جہاز میں تین توپیں هوتي هیں - ان توپوں میں ایک عجیب و غریب خصوصیت یه هے که جس زاویه پر چاهیں انکي شست باندهسکتے هیں - ان توپوں ' انکي برجوں ' اور غبارے کی جہاز پر ایک خاص قسم کا فولاد منڈھا هوتا هے - یه فولاد نہایت هي باریک هے' مگر با ایں همه اسمیں یه معمولي گوله اثر نہیں کرتا - بلکه موم کی طرح پگھل کے اس پر پھیلجاتا هے - اسکے علاوہ اس سے گولے مارے بهي نہیں جا سکتے ' کیونکه اگرچه اسکا طول دو سو فیت تک هوتا هے مگر جب وہ بہت اونچا هو جاتا هے تو زمین سے ایک معمولی پنسل سا معلوم هوتا هے' اور ایک لحظه بهی ایک جگه نہیں ٹھیرتا -

* * *

هوائي جہاز کی ضرر رسانی گوله باري تک محدود نہیں' بلکه وہ اس سے بهي کہیں زیادہ خطرناک طور پر نقصان پہنچا سکتا هے - مثلاً یه که اوسمیں مشعلیں باندهدیجائیں' اور وہ کھیت' گاوں' اور شہروں کو جلاتا هوا چلا جائے - باشندے بجھانا چاهیں تو اپني انسان پاش توپوں کے دهانے کھولدے ' یا یه که اسمیں تار اور تاروں میں آنکڑے بندھے هوں ' اور وہ لکڑي کے مکانات اور ریل کي پٹریوں کو اکھیڑتا هوا چلا جاے - یا یه که ان آنکڑوں کے ساتھه مشعلیں بهي هوں که ایک طرف توان پٹریوں کو گرما کے از کار رفته کردے - دوسري طرف انکو الٹ پلٹ کر برباد کردے - اسٹیشنوں کے چوبي مکانات ' بارود خانوں' اور گیس کے کارخانوں میں آگ لگاتے هوے نکل جانا اسکے لیے ایک ادنی قسم کا مشغله هوگا !!

غرضکه هوائي جہاز کي ایجاد اپنے جلو میں انسان کے لیے تباهي و بربادي کي فوج در فوج لائی هے' اور جو کچھه اسوقت تک هوا هے' وہ اسکے مقابله میں کچھه بهی نہیں جو آئنده هوتا نظر آتا هے - فتربصوا انی معکم من المتربصین -

ایروپلین قسم کا ایک جنگی طیارہ جو اس وقت تک چار کامیاب سفر کرچکا هے اور جسکي شرح رفتار ۳۸۵ میل فی یوم هے -

جاسکتے ہیں اور جس پر گولے پھینکنا چاہیں پھینک سکتے ہیں ' مگر زمین والے کچھہ نہیں کرسکتے ' کیونکہ اولاً تو انہیں یہ غلط فہمی ہوتی ہے کہ جہاں یہ لیمپ ہے وہیں جہاز بھی ہوگا ' اور اگر کسی طرح یہ معلوم بھی ہوگیا کہ یہ روشنی اس خاص لیمپ کی ہے تو پھر بھی یہ پتہ نہیں چلتا کہ اس سے جہاز کتنے فاصلے پر ہے ؟ اسلیے کہ جہاز کا ٥ سو فیت پر ہونا کچھہ ضرور نہیں - ممکن ہے کہ اس سے کم فاصلہ پر ہو-

پھر اگر یہ بھی فرض کر لیا جاے کہ نہیں' جہاز ٥ سو فیت ہی پر ہے' جب بھی یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ وہ ہے کہاں ؟ اور جب تک یہ معلوم نہو اسوقت تک کچھہ بھی نہیں ہو سکتا - توپ خواہ کتنی ہی ہو عمدہ ہو اور توپچی خواہ کتنا ہی قادر انداز' مگر جب تک اسے یہ معلوم نہ ہو کہ اسکا نشانہ فلاں جگہ ہے ' اسوقت تک شست نہیں باندھ سکتا' اور بغیر شست باندھے گولے پھینکنا اپنے سامان کو ضائع کرنا ہے -

* * *

اب تک تو ہم نے یہ بیان کیا تھا کہ اگر تاریکی ہو تو اسمیں روشنی کا انتظام کیا گیا ہے - مگر یہ بھی تو ہے کہ ہمیشہ روشنی ہی کی ضرورت نہیں ہوتی - بسا اوقات تاریکی بھی درکار ہوتی ہے - مثلاً فرض کرو کہ ایک ہوائی جہاز اڑتا ہوا آرہا ہے اور نیچے دشمن کی فوج توپیں لیے مستعدی سے کھڑی ہے کہ جہاز زد پر آجاے اور وہ فائر کریں - وہ دیکھتا ہے کہ ان پر سے ہوکے گذرنا ناگزیر ہے - جب ان پر سے گذریگا تو لامحالہ زد پر ہوگا ' اور ادھر وہ زد پر آیا نہیں کہ توپیں ایک دم سے سر ہوگئیں - پھر کیا اتنے گولوں میں سے ایک بھی نہ لگیگا ؟ اگر ایک بھی لگ گیا تو اسکے تباہ ہونے کے لیے کافی ہے - ایسی حالت میں قدرتاً وہ چاہیگا کہ کسی طرح میں اپنے دشمنوں کی نظر سے چھپ سکتا -

مگر رات نہیں ہے جسکی قدرتی تاریکی پردہ پوشی کرے - پھر کیا وہ یہ نہ چاہیگا کہ کسی طرح تھوڑی دیر کے لیے اس دن کو رات بنا سکتا ؟

ایجاد جو ہر موقع پر انسان کی دستگیری کرتی ہے' اس نے اس معال کو بھی واقع کر دیا - اہل جرمنی نے جو ہوائی جنگ میں غیر معمولی سرگرمی و شغف دکھا رہے ہیں' آخر ایک قسم کا گولہ بنا لیا جو ایسے نازک مواقع پر پردہ پوشی کرسکے - یہ گولہ جب پھینکا جاتا ہے تو ہوا ہی میں پھٹتا ہے اور اسمیں نہایت کثیف دھواں نکل کے تمام فضاء میں پھیل جاتا ہے - فضاء بالکل تیرہ و تار ہو جاتی ہے اور اسمیں خواہ کتنی بڑی شے کیوں نہ ہو' مگر زمین والوں کو نظر نہیں آتی - جہاز اس عالم ظلمت میں انکے سروں پر سے گذرتا ہوا چلا جاتا ہے' اور وہ بھری ہوئی توپیں لیے کے لیے رہجاتے ہیں - دھوین کا ابر غلیظ جب تک چھٹے' اسوقت تک جہاز انکی زد سے بہت دور نکلجاتا ہے !

* * *

لیکن یہ تمام ایجادیں اس ایجاد کے مقابلہ میں محض ہیچ ہیں' جسکے متعلق یورپ کے پیش بین و انجام اندیش فسانہ نگار فرض کیا کرتے تھے مگر اب وہ عالم خیال سے عالم وجود میں آگئی ہے - یہ ایجاد کیا ہے ؟ گولے ہیں جنمیں نہایت سمی گیس بھرے ہوتے ہیں- جب یہ پھینکے جاتے ہیں تو پھٹتے ہیں اور ان سے زہریلا گیس نکلکے چاروں طرف پھیل جاتا ہے - اسکا دائرۂ انتشار سو میٹر بلکہ اس سے بھی زیادہ وسیع ہوتا ہے - اس دائرہ کے اندر جتنے ذی حیات وجود ہوتے ہیں' وہ جب سانس لیتے ہیں تو یہ گیس ہوا کے ساتھہ ملکے انکے اندر چلا جاتا ہے ' اور جاتے ہی انہیں ہلاک کر دیتا ہے !

نعوذ باللہ من شر الانسان و من شر العلم !

* * *

اس ذیل میں ٹوکیو کا ایک واقعہ کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا - ٹوکیو میں ایک کتا ایک ٹوکری میں رکھا گیا ' اور ٹوکری جہاز میں اس طرح لٹکالی گئی کہ وہ جہاز سے ۳ سو فیت پر رہتی تھی - اسکے بعد جہاز اڑا - جب جہاز کسیقدر بلند ہوگیا تو نیچے سے گولا پھینکا گیا - گولا حسب قاعدہ پھٹا اور اسکا زہریلا گیس پھیلا - گیس کے پھیلتے ہی کتا مرگیا - کتے کا جسم جب چیرا گیا تو اسکے دونوں پھیپھڑے اس گیس سے پر تھے -
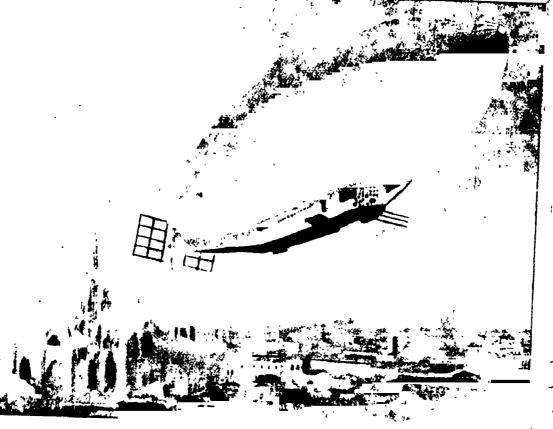
غبارہ والا طیارہ جو ابھی قسم کا سب سے زیادہ کامیاب جہاز ہے

مگر اس ایجاد میں ابھی ایک بڑا نقص باقی ہے - جو توپین ان گولوںکو پھینکتی ہیں' انکی طاقت زیادہ نہیں ہے - یہ گولے صرف ۲ ہزار فیت تک جا سکتے ہیں - لیکن ایجاد ' جس نے ہزار ہا اعجاز نما کرشمے دکھالے ہیں' اس سے کچھہ بعید نہیں کہ جلد یا بدیر اس نقص کی بھی تلافی کردے -

* * *

ہوائی جہازوں کے متعلق ایک اہم سوال یہ ہے کہ آیا بلندی کی زیادتی اور کمی کا اثر نشانے کی صحت و خطا پر پڑتا ہے یا نہیں؟ اہل جرمنی کے تجارب نے یہ ثابت کردیا ہے کہ اگر جہاز ٥ ہزار فیت تک بلند ہو تو اس کا اثر نشانے کی صحت یا غلطی پر نہیں پڑتا - چنانچہ زیپلین قسم کا ایک بہت بڑا جہاز فضا میں ٹھہرا - اسکی بلندی ۴ اور ٥ ہزار فیت کے درمیان تھی - اس نے ایک لشکر گاہ پر گولہ باری شروع کی - گولے بالکل تیار تھے اور سپاہی انوں کے پاس کھڑے تھے - ہر گولہ ٹھیک نشانے پر آکے لگتا تھا - باوجود کوشش کے ان سپاہیوں کو جہاز نظر نہیں آیا -

تھا اور دور دور تک معتقد موجود تھے ' مگر اب اسکی تعداد حد شمار و قیاس سے بھی افزوں ہوگئی ' اور داعیان سنوسیہ کی خاموش کوششوں نے ان مقامات تک اپنا اثر پہنچا دیا ' جو صحراء جربوب سے کئی کئی ماہ کے فاصلے پر واقع تھے ' اور جنکو جغرافیۂ ارضی کی تقسیمات نے نا پیدا کنار سمندروں ' بڑے بڑے صحراؤں ' اور سر بفلک پہاڑوں کے سلسلوں کے ساتھہ افریقہ و عرب سے بالکل جدا کر دیا تھا !!

سوڈ افریقہ کا یہ حال ہوا کہ جنوب کی طرف کی تمام آبادیاں و قبائل اسکے زیر اثر آگئیں - صحراے کبری اور ما وراے صحراء میں سنے مریدین وداي ' کانم ' باجرمي ' اور دارفور تک پھیل گئے - طرابلس العرب ' تیونس ' الجزائر ' مراکش ' اور سوڈان میں تو یہ بتلانا مشکل ہوگیا کہ کون شخص اور قبیلہ ایسا ہے جو اپنے اندر مذہبی جوش اور عملی زندگی رکھتا ہے اور باوجود اسکے سنوسی نہیں ہے ' اور ایک مخفي رشتۂ ارادت جربوب کي خانقاہ اعظم سے نہیں رکھتا ؟

( افریقي زوایا کي تاسیس )

اسکے بعد شیخ سنوسي دوم اپنے سلسلے کے بقا اور استحکام کی طرف متوجہ ہوا ' اور حکم دیا کہ تمام شمالي افریقہ اور اندرون صحراء میں سنوسی طریقہ کی خانقاہیں بنائی جائیں جنکو عربی میں "زاویہ" کہتے ہیں -

"زاویہ" ایک وسیع عمارت مثل مسجد یا مدرسہ کے ہوتی ہے جسمیں رہنے کیلیے کم و بیش بہت سے حجرے بنائے جاتے ہیں ' اور وسط میں شیخ زاویہ کیلیے ایک مخصوص حجرہ ہوتا ہے - باہر سے ایک اونچی چار دیواری اسکی حفاظت کرتی ہے ' اور دیکھنے والا قیاس کرتا ہے کہ شاید یہ کوئي صحرائی گڑھی اور چھوٹا سا ایک قلعہ ہے -

چنانچہ تمام قبائل اور شیوخ مریدین نے اسکا اہتمام شروع کر دیا اور رفتہ رفتہ سیکڑوں چھوٹے چھوٹے قلعے زاویہ کے نام سے تعمیر ہوگئے - بڑے بڑے شہروں میں جیسے تیونس ' فاس ' اور الجزائر ' یا اسکندریہ و قاہرہ میں جو زاویے بنائے گئے ' وہ مثل مدرسے اور مساجد کے تھے - انکی وسعت و استحکام میں قلعہ نما صورت ملحوظ نہیں رکھی گئی کیونکہ یہ مصالح کے خلاف تھا ' مگر اندرون افریقۂ و صحراء کے تمام زاویے قلعہ نما تعمیر ہوے اور انکی تعداد برابر بڑھتی گئی ' حتی کہ اب صحیح تعداد کا بتلانا مشکل ہوگیا ہے !

ان زاویوں کی صورت یہ ہے کہ اطراف کي تمام آبادي کیلیے ایک مرکزي عمارت کي حیثیت رکھتے ہیں ' اور اپنے اپنے حلقوں کی جماعت کی تعلیم و ارشاد اور نظم و ادارہ کی تمام قوت و حکومت اسی کے اندر ہوتي ہے - ہر زاویہ میں سلسلے کا ایک شیخ ہوتا ہے جسے شیخ اعظم سے ریاست و خلافت کي اجازت ملتی ہے ' اور وہ اپنے حلقہ کے تمام معاملات کا مدیر و افسر کل ہوتا ہے - لوگ اسے "خلیفہ" کے لفظ سے پکارتے ہیں اور وہ نئے آدمیوں سے شیخ اعظم کی نیابت میں بیعت بھی لے سکتا ہے -

عمارت کي تقسیم یہ ہے کہ سب سے پہلے مسجد بنائي جاتي ہے تا کہ پانچ وقت کي نماز جماعت کے ساتھہ ادا کي جاسکے - اسکے ساتھہ ایک مدرسہ ہوتا ہے جسمیں علوم دینیہ کی آسان اور سادہ تعلیم دي جاتی ہے - یہ تعلیم اکثر حالتوں میں ابتدائي ہوتي ہے اور تمام سنوسی جماعت اور اسکي اولاد کیلیے جبري ہے - قرآن کریم آسان و سادہ تشریح کے ساتھہ ' ضروري مبادي صرف و نحو و ادب ' اخلاق و تزکیۂ نفس کے بعض رسائل جو اس سلسلے کیلیے تصنیف کیے گئے ہیں ' بس یہي کورس ہے جسکو بہت جلد ہر صحرائي و شہري سنوسي ختم کرلیتا ہے - اس سے زیادہ کي اگر اسے خواہش ہو تو مرکزي درسگاہ یعني جامع جربوب کا قصد کرے -

ہر زاویہ کے ساتھہ ایک بہت بڑا ٹکڑا زرعی زمین کا ہوتا ہے جسمیں ملکي پیداوار کي کاشت کی جاتی ہے - اسکا حق تصرف صرف شیخ کو ہوتا ہے جو حسب حالت و ضرورت تقسیم کرتا ہے - اسکے شاگرد و مریدین اور طلباء مدرسہ اسمیں کاشتکاري کرتے ہیں اور تمام خدمات زراعت انجام دیتے ہیں - جب زراعت کا موسم آتا ہے تو تعلیم و ارشاد کے اوقات کے بعد طلبہ اور مریدین نکل جاتے ہیں اور دن بھر کام کرتے رہتے ہیں - یہی سب سے بڑی تحریک و ریاضت ہے -

اس زمین کي پیداوار سے جو کچھہ حاصل ہوتا ہے ' اسکو شیخ زاویہ دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے - ایک حصہ خود اپنے اور اپنے زاویہ کے متعلقین کیلیے رکھتا ہے - دوسرا حصہ مرکز یعنے جربوب میں بھیج دیتا ہے تا کہ سنوسي بیت المال میں جمع کیا جاے - اس طرح ہر سال شیخ اعظم کے پاس ایک مرکزي خزانہ قائم رہتا ' اور روز بروز بڑھتا جاتا ہے - اسکے ایجنٹ شہروں میں آتے ہیں اور جنس و اشیاء کو چاندي سونے کے سکوں میں بدل لیتے ہیں -

( بعض مشہور افریقي زوایا السنوسیہ )

ان زاویوں کی پوري تعداد کا پتہ لگانا دشوار ہے - افریقۂ و عرب اور یمن و سواحل کے تمام بڑے بڑے شہروں ' قصبوں ' قریوں میں سنوسی زاویے موجود ہیں اور نہایت خاموشی اور سکون سے ایک دیني و صوفیانہ زندگی کے کاروبار میں مشغول نظر آتے ہیں - مگر خاص برقۂ و طرابلس اور بنغازي اور حدود مصر کے درمیاني حصے میں جو مشہور زاویے ہیں ' اور جو غزوۂ طرابلس کے دوران میں عظیم الشان خدمات انجام دیچکے ہیں ' ان میں سے بعض کے نام یہاں درج کیے جاتے ہیں :

| نام زاویہ | خلیفۂ زاویہ | قبیلہ |
|---|---|---|
| بنغازي | صالح العوامی | |
| درفنہ | محمد الغمري | غفیفہ |
| سقہ | علی الغمري | عبادلہ |
| الهویس | تواتي العنیلی | عائلة داغر |
| ام شیخند | محمد ابن علي | فوارس |
| تو قرہ | عبد الله الفضیل | برغتة |
| طولمیثة | الامین الغیلی | عائلة الشلماني |
| سدوت | ابو زید | دورسة |
| هانیة | احمد العیساري | دورسہ |
| حمامہ | السنوسی الغروي | " |
| سوسہ | حاج محمد کور | حسا |
| مرج | عمران الشکوري | عرفة |
| کسرلن | محمد العریبي | دورسة |
| کوسور | عمر المنفي | عبید |
| بیت عمار | حبیب | عبیدات |
| ارغوب | جاد الله بن عمور | دورسة |
| مار | احمد بن ادریس | عبیدات |
| بشری | ابن عمور | عبیدات |
| تارت | محمد العزالي | " |
| شاهات | محمد الدردفي | حسا |
| الفدفا | صالح بن اسماعیل | براسة |
| البیضاء | رفاعه العلمي الغمري | " |

جربوب میں قبائل سنوسیه کا سالانه اجتماع جو پہلی شوال کو منعقد هوتا ہے

# شمالـــی افریقــه کا ســر مــخــفی

## شیخ سنوسی اور طریقۂ سنوسیه

( ۴ )

### ( شیخ محمد المهدي السنوسي )

شیخ سنوسی اول کے انتقال کے بعد اسکا بڑا لڑکا " محمد المهدي " سلسلۂ سنوسیه کا جانشین هوا - جانشیني کے وقت اسکی عمر صرف سوله برس کی تهی !

شیخ اول نے اپنے دونوں لڑکوں کی تعلیم و تربیت خود کی تهي - اس نے اپنی تصنیفات میں جا بجا تصریح کی تهی که میري دریعت ضائع نه هوگی اور اس سے خدا تعالی بڑے بڑے کام لیگا - اسکی حسن تعلیم و تربیت کا اس سے اندازہ کیا جا سکتا هے که بڑے لڑکے کی عمر سوله برس کی اور چهوٹے " محمد الشریف " کی صرف تیرہ برس کي تهي ' مگر تاهم شیخ کے انتقال کے بعد انهوں نے پورے سلسله کو سنبهالے رکها ' اور درس و تدریس ' ارشاد و هدایت ' بیعت و مبالغة ' دعوت و تبلیغ ' اور ترقی و استحکام جماعة کا کار و بار پہلے سے بهی زیادہ وسیع و قوی هوگیا !

پندرہ برس کی عمر میں وہ تمام علوم دینیه کی تعلیم حاصل کرچکا تها ' اور سولهویں برس جب شیخ اول نے انتقال کیا ' تو وہ انکی زندگي هی میں درس و ارشاد شروع کرچکا تها -

جانشیني کے بعد پانچ برس تک مجاهدات و ریاضات میں مشغول رها - وہ همیشه جامع سنوسی کے ایک حجرے میں تنها رهتا اور صرف نماز کے اوقات میں باهر نکلتا - صبح کي نماز کے بعد درس دیتا ' ظهر کے بعد وعظ کرتا ' عصر کے بعد جماعت کے مختلف کاموں کی نسبت احکام دیتا ' اور مختلف اطراف کے داعیوں اور علماء کی معروضات سنتا - مغرب کے بعد نئے طالبین کو مرید کرتا ' اور عشاء کے بعد حلقۂ ذکر و فکر قائم هوتا -

ان اشغال کے معین اوقات کے بعد اسکي صورت باهر نظر نه آتی اور نه کوئی شخص اس سے ملسکتا -

پانچ سال کے بعد ( جبکه اسکی عمر اکیس بائیس برس کي تهی ) اس نے خلوت گزینی کو کسی قدر کم کیا اور جماعت کي توسیع اور سلسلے کے رفع ذکر کیلیے زیادہ وقت صرف کرنے لگا - پہلي شوال سنه ۱۲۹۲ کو ایک عظیم الشان جلسه جامع سنوسی میں منعقد هوا جسمیں تمام داعیان طریقة اور مبشرین سلسلۂ سنوسي جمع هوے تهے ' اور اطراف و جوانب کے شیوخ قبائل اور صنادید جماعة کو بهی مدعو کیا گیا تها - شیخ نے اس مجلس میں شیخ اول کے حالات زندگي بیان کیے ' اور انکی دعوة کے مقاصد کی تشریح کي - پهر ارکان جماعة سے درخواست کي که ان مقاصد کے حصول و تکمیل کو اپنا نصب العین بنائیں ' اور ایک نئی مستعدي اور جوش کار سے سنوسی دعوة کا اعلان شروع کردیں - اسي صحبت میں طے پایا که داعیوں کی جماعت کو زیادہ وسیع کرنا چاهیے ' اور عرب و افریقه سے باهر بهي کام اسی مستعدي سے هونا چاهیے ' جیسا که خود شمالی افریقه کے اندر هو رها هے - پهر ایسے لوگوں کا انتخاب هوا جو بیعت لینے اور ارشاد و هدایت کرنے کی اهلیت رکهتے هیں ' اور اس طرح جماعة سنوسیه میں جوش کار کی ایک نئي تحریک پیدا هوگئی -

چند برسوں کے اندر هی نئے تحریک کے نتائج عظیمه ظاهر شروع هوگئے - شیخ اول کے عہد میں سلسله بہت وسیع هوچکا

ترین خدمت کي انجام دهي سے بے فکر هو جائیں' تو سمجهه جاؤ که همارا خدا هي حافظ هے -

میں نے اپنی کوشش شروع کردي هے' اور به تائید کردگار امید هے که نه صرف دو خریدار بلکه جسقدر هو سکیں فراهم کرلونگا والله الموفق و نعم الوکیل -

ایک خادم الهــلال از حیدراباد دکن

توسیع اشاعت کے متعلق جو تحریک کیگئي هے اسکو دیکهه کر نہیں کہہ سکتا که کسقدر اضطراب و الم هوا ؟ خیر مي الحـال ایک صاحب آماده هوے هیں انکے نام الهـلال جاري فرما دیجیے -

الراقم عارف - فتح پور -

سردست دو خریدار حاضر هیں -

محمد انور علي فاروقي دکن خریدار نمبر ۳۱۴۹

مجهکو افسوس هے که ایسے رساله کے واسطے بهي جد و جهد کي ضرورت هے - حالانکه اسکي خوبیوں کے اعتبار سے چاهیے تها که اسکي اشاعت اسقـدر هوتي که اسکي آمدني سے بهت سے مفید مذهبي کاموں میں آپ اعانت کر سکتے - بهرحال یه رساله همیشه کے لیے جاري رهنا چاهیے اور اسکے بند کرنیکا خیال تک بهي کسي دماغ میں آنا نچاهیے - سردست جو دو هزار کي اشاعت کا اعلان منیجر صاحب نے کیا هے امید هے که جلد پورا هو رهیگا - دو صاحبوں کے نام الهـلال جاري فرمادیں اور هر ایک صاحب کے نام تمام رسائل الهـلال جلد چهارم کے وي - پي - بهیجکر مشکور فرمالیں - میں امرتسر میں کوشش کرونگا که اور خریـدار بهم پهنچا سکوں -

خاکسار عطا محمد عفي عنه گورنمنٹ پنشنر - امرتسر

میں چاهتا هوں کے الهـلال قائم رهے' اور آپ کے دو هزار مطلوبه خریداروں کے فراهم کے سعي میں اپنا نام پیش کرتا هوں -

راقم نیاز شیخ احمد حسین وکیل هائیکورٹ حیدر آباد

الهـلال کا فیصله اضافۂ قیمت یا مزید خریدار پیدا کرنے پر رکها گیا هے - اضافـۂ قیمت بهي منظور هے اور توسیع اشاعت کیلیے بهي حاضر هوں - سردست ایک خریدار حاضر هے -

خاکسار علي شاه نائب تحصیلدار - پاک پتن

مضمون دربارہ توسیع اشاعت اخبار الهلال پڑها - آه ! مضمون تها یا ایک پیام اضطراب ! مطالعه سے دل کو ایسي چوٹ لگي که آنکهوں سے بے اختیار آنسو نکل آے - دو خریدار سردست حاضر هیں - اب سے اس نیازمند نے قطعي اراده کرلیا هے که آپ کے اخبار کي توسیع میں لگا تار کوشش جاري رهونگا - مجهے قران حکیم کا عشق هے' میں نے الهلال میں اسکے ایسے ایسے عجیب نکات دیکهے هیں که نه کبهي پڑهے اور نه کبهي سنے - سبحان الله ! احقر دعوی سے کہتا هے که اگر تمام هندوستان میں ایسے اخبار دو چار اور هوں تو مسلمانوں کي قسمت حقه بیدار هو جاے - کوئي شـک نهیں که آپ اپنا کام پوري طرح انجام دے رهے هیں - محبت کرنے سے آپ محبوبیت کے درجه پر پهونچ جاوینگے - مندرجه ذیل چار اصحاب کے نام اخبار جاري فرماویں -

غلام حسین کلرک محکمه نہر مالاکنڈ خریدار نمبر ۲۸۴۰

السلام علیکم - بجواب " صدا بصحرا " یعني قیام الهلال' پانچ اصحاب کے نام ارسال خدمت کیے جاتے هیں - انکے نام ایک سال کیلیے الهلال کا وي - پي - جـاري فرما کر ممنـون فرماویں' نیز خاکسـار کو مطلع فرمـاویں - که کس کس تاریخ کو وي - پي - بهجواے گئے هیں - میں انشاء الله مزید کوشش کرنے بعد میں بهي اطلاع دونگا - ایک بات ضروري قابل التماس یهه هے که الهلال کي ترقي رفتار خریداران یا عام حالت کي بابت اگر کم از کم ماهواري رپورٹ شائع هوا کرے تو میرے خیال میں بهت مناسب هے - اس سے شائقین الهلال کو اپنے عزیز پرچه کي حالت کا صحیح اندازه تازه تازه معلوم هوتا رهیگا' اور یه انکے لیے مزید تحریک و کوشش کا باعث هوگا - زیاده طول طویل امور کي ضرورت نہیں هے - صرف اسقدر کافي هوگا که ماه گذشته میں تعداد خریداران یه تهي - ماه زیر رپورٹ میں اسقدر جدید خریدار هوے' اور اسقدر خارج هوے - باقي تعداد یه هے - اسقدر گنجایش تو هر ماه کے آخري پرچه یا دوسرے ماه کے شروع کے پرچه میں ضرور نکال لي جاے - والسلام -

خریدار نمبر ۳۸۹۱

السلام علیکم - مسئله قیام الهـلال کے اشارات سے معلوم هوا که اسکا قیام خطرے میں هے - خدا ایسا نه کرے -

لیاقت کي حد پر ذمه داري کي حد منحصر هے - اگر اسوقت تک صرف آپ هی بهترین خدمت (مسلمانوں کي موجوده ضرورت کے لحاظ سے ) ادا کرسکتے هیں تو اسکے معنے یه هیں که آپ هي میں اسوقت تـک اسکي بهترین لیاقت ثابت هوئي هے' اور میں اسکا گواه هوں که هاں ایسا هي هے - پس معاف فرمائیے اگر میں یه عرض کروں که آپ خدا کے سخت گنہگار هونگے اگر خدا کي عطا کي هوئي امانت یعنے خدا داد لیاقت سے بني آدم کي اسي نسبت سے خدمت کرنا چهوڑ دیں - مسئله مالي ایک نهایت قلیل اور آسان کام هے بمقابلہ اس قابل قدر قدرت ایزدي کے جسکي جهلک آپکے قلم سے وقتا فوقتا نظر آتي رهتي هے -

چنده آپ لینا چاهتے نہیں - صرف خریدار هي آپ چاهتے هیں - اگر آپ چندوں کو ( جو قیام الهـلال یعنے اهم ترین اغراض قوم کے خیال سے جمع کیا جاسکتا هے ) قبول فرمالیں تو مجهے یقین هے که نهایت کم میعاد میں اتنا روپیه جمع هو جسکي سالانه آمدنی سوله هزار روپے کے قریب قریب هو جاے - مگر آپ صرف خریدار هي چاهتے هیں' اور وہ دو هزار کم از کم - خیر' اسکو آپ پهر سونچیے -

کاغذ کي' تصویر کي' ٹائپ کي' وغیره وغیره کي خوبیوں کے لیے اسمیں شک نهیں که زیاده مالي آمدني کي ضرورت هے - لیکن قوم کو جسکي ضرورت هے اور آپکي جو فضیلت هے' وه مضامین هي کي هے' اور خصوصاً آپ کے قلم سے آسکا ظاهر هونا رهتي هے -

لهذا ملتمس هوں که جب تـک آپ میں اس خاص مذکوره قوت کو تندرستي حاصل هے آپکا فرض هے که آپ الهـلال کو جاري رکهیں - خواه وه بلا تصویر هو' یا ارزاں کاغذ پر چهپے' یا لیتهو گراف سے چهپے -

مجهے امید هے که اس عریضه کو آپ اپنے اخبار میں شائع فرماوینگے - میں یه خصوصاً اسلیے چاهتا هوں که شائع هوچکنے کے بعد آپ کو اپنا احساس فرض اور بهي زیاده محسوس هوتا رهیگا -

خاکسار آپکا خیر اندیش -

غلام مصطفی خطیب از تهانه - بمبئي

| نام زاویہ | خلیفۂ زاویہ | قبیلہ |
|---|---|---|
| غفنتہ | حمیدۃ بن عمور | " |
| درنۃ | محمد الخواجہ | ابي منصور |
| مرتوبا | عبد اللہ فرقاس | بزیزات |
| دفنہ | حسن الغریاني | عبیدات |
| المطیلي | الامین الغمري | " |
| الزیات | الحسین | " |
| ام رجل | موسي | " |
| حجاج آغابا | صالح الجروي | قطعان |
| المتنان | محمد علي | " |
| امکابا | رفاعۃ | " |
| نضیلہ | صالح الخواجہ | حواطہ |
| اغبا | موسی | اولاد علي |
| زمیمۃ | عبد اللہ فضري | " دستور |
| طورفافا | عبد اللہ ابو عامر | عشیبات |
| العوش | محمد المحسن | اولاد علي |
| تلمون | مصطفي محجوب | عواجر |
| أم سوس | سنوسي | " |
| کتفیۃ | عبد اللہ نعاس | اغاربہ |
| سرت | محمد بن الشفیع | " |
| ارجیلۃ | صالح بو شرشۃ | — |
| جالو | عبد اللہ طراني | — |
| بغر | محمد علي | — |
| جفارۃ | عبد الکریم بن احمد زاریۃ | |
| الکفرۃ | احمد الشریف المہدي " | مغبرا |
| ارجنیقا | العربیۃ عبد ربہ | عبید |
| " | الشرقیۃ عبد الرزاق | " |
| قارو | محمد سقفۃ | " |
| عوان | عبد الحفیظ | " |
| عراضۃ | القادر محمد ر عبید | " |
| القلعۃ | البراني | " |
| کافي ررسی صالح | | " |
| حرسي | الاشعث | " |
| المسالیط | محمد المنفي | " |
| وادي | محمد الفضیل | " |

## الہلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو، بنگلہ، گجراتی، اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے، جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح کثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي ہیں تو ایجنسی کی درخواست بھیجیے -

## تاریخ حیات اسلامیہ

### مسئلہ قیام الہلال

سب سے پہلے دو چار ماہ قبل "صدا بہ صحرا" کے عنوان سے جو مضمون الہلال میں شایع ہوا تھا نہایت معنی خیز تھا - میں نے ایک خط کے ذریعہ گذارش کی تھی کہ فی الحال خریداران "الہلال" دو روپیہ چندہ میں اضافہ کریں، اور اسکی تعمیل خود اس خادم نے بھی کردی "الہلال" کی مہتمم بالشان خدمات کا تمام ملک صدق دل سے اعتراف کر رہا ہے - اسلیے توقع تھی کہ قوم خود بخود اضافہ چندہ میں پیش قدمی کریگی، اور اوس مضمون سے زیادہ واضح مطالب کے لکھنے کی نوبت نہ آئیگی، مگر اب دو سلسلوں سے جو مضامین نکل رہے ہیں، ان سے ثابت ہوتا ہے کہ قوم نے ابھی تک اس جانب پورا التفات نہیں کیا، حالانکہ اوسکی حیات اسی تحریک میں پنہاں تھی کہ زندگی بڑھانے کا پر تاثیر علاج "الہلال" ہی سے ہوسکتا ہے - اگر قوم "الہلال" کو کھو دیگی تو پھر ترقی رفتار میں ہزاروں میل پیچھے پڑ جائیگی - کیا عضب کی بات ہے کہ ایک ایسے شخص کی خالص و بے ریا پکار پر ابتک کان نہ لگائے گئے، جو اونکی صلح و فلاح کے لیے خود کو ہزاروں مصائب و آلم کے لیے وقف کر دیتا ہے ؟

حضرت من ! بلا شبہ آپ حق پرست ہیں اور حق کی وہ صحیح تعلیم دے رہے ہیں جس سے مسلمان بدبختانہ محروم ہیں - آپکا ولولہ دینی ہے، آپ کے جذبات پاک ہیں، آپکا دل وہ تڑپ رکھتا ہے جسکی لذت دردمند ہی جانتا ہے - بے شک صداقت کبھی بے اثر نہیں رہ سکتی - دو ہزار خریداروں کا پیدا ہونا کیا بڑی بات ہے؟ اگر ہر خریدار "الہلال" تھوڑی سی سعی کرے تو ہر شخص دو دو خریدار بہم پہونچا سکتا ہے - اسطرح دو ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ تعداد ایک ماہ کے اندر فراہم ہوسکتی ہے -

ہم کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ الہلال نے پہلی مرتبہ اپنی مالی حالت کے مسئلہ کو ہمارے سامنے پیش کیا ہے اور سخت افسوس کی بات ہو اگر ہم اسکا استقبال نہ کریں -

میں تمام خریداران "الہلال" و نیز تمام مسلمانوں کی خدمت میں عاجزانہ التماس کرتا ہوں کہ وہ ہمارا اس عظیم الشان مقصد کی طرف فوراً متوجہ ہو جائیں - اپنے دوستوں و احباب اور شناساؤں کی خدمت میں خطوط لکھکر اور ہر موثر ذریعہ سے اس امر کی کوشش کریں کہ بہت جلد یہاں تک کہ دو تین ہفتہ کے اندر تین چار ہزار خریداروں کو پیدا کر کے اپنے خدا و رسول کی سچی محبت اور نیز اپنی قومیت کا ثبوت پیش کریں - اگر ہم اس بزرگ

[ ]

# اسلام لندن میں

میں گذشتہ جمعہ کو آخری ڈاک سے ایک لمبا مضمون حسب عادت الهلال کو بھیج چکا ہوں - میں نے اوسی دن عجلت میں گھسیٹ دیا تھا اور جو کچھ کہنا چاہا تھا اوسے ختم نہ کر سکا تھا - اب مجھے اس ہفتہ الهلال کا وہ مضمون ملا جس میں مسئلہ تبلیغ اسلام کے ذیل میں مختار احمد خاں صاحب لکھنوی کے جواب میں خود مولانا ابو الکلام نے اس مسئلہ کو لکھا ہے - مولانا نے جس صفائی اور مضبوطی سے اصولی بحث کی ہے ' یقین ہے کہ مختار احمد خاں صاحب اور دیگر حضرات کو تسکین ہو گئی ہوگی -

میں نے گذشتہ خط میں لکھا تھا :

( ۱ ) اس کام کا اندازہ محض اوس تعداد سے نہ کرنا چاہیے جو یہاں مسلمانوں کی اس کے ذریعہ پیدا ہوگی ۔

( ۲ ) فرقہ بندی کے مسئلہ کو بالکل الگ رکھنا چاہیے - اس فرقہ بندی کی اصولی بحث کو میں اپنے سے زیادہ قابل لوگوں پر چھوڑتا ہوں - البتہ خود میرا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن کریم اور نبی (صلعم) کی تعلیم نے اسلام اور اصول اسلام کو ایسا بین اور واضح کر دیا ہے کہ کوئی گنجائش اصولاً فرقہ بندی کی اسلام میں نہیں ہے ' اور یورپ میں اگر کسی اسلام کو پیش کرنے کی ضرورت ہے تو اوسی اسلام کی -

چنانچہ جب ڈاکٹر سہروردی اور میں نے یہاں چند سال ہوے صداے اسلام بلند کی تو ہمارے ساتھ کئی شیعہ مسلمان بھی تھے - سید امیر علی گو اپنے آپ کو معتزلی کہتے ہیں مگر وہ شیعی اعتقاد کے مسلمان ہیں - ہم سب ان دنوں میں ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھتے تھے ' اور یہاں آکر اپنی قدیمی اور کہنا چاہیے کہ خاندانی پشتینی فرقہ بندی کو بالکل بھول گئے تھے - آج کل یہ صورت ہے کہ ہم لوگ سب خواجہ کمال الدین صاحب کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں ' اور خود اونہوں نے نماز عید گذشتہ ایک حنفی امام کے پیچھے مع اپنے رفقا کے پڑھی - پچھلے جمعہ کو (خواجہ صاحب) بوجہ علالت نہ آسکے تو عثمانی امام خیر الدین افندی نے نماز پڑھائی ' اور خواجہ صاحب کے ایک ساتھی چودھری فتح محمد احمدی ایم - اے اور ایک احمدی طالب علم چودھری ظفر اللہ خاں صاحب بی - اے نے بھی اوسی امام کے پیچھے نماز پڑھی - یہاں عملی صورت میں بھی فرقہ بندی کا نام نہیں ہے ' اور مساوات کا اصول اسلامی بھی نمایاں رہتا ہے -

گو سید امیر علی صاحب کا بوجہ پاشا یا مشیر الملک اپنا مذہبی فرض ادا کرنے نہیں آتے ' مگر مسلمان ہند یہ سنکر خوش ہونگے کہ مرزا عباس علی بیگ صاحب جو انڈیا کونسل میں مسلمانوں کے نائب ہیں ' اکثر شریک جمعہ ہوتے ہیں - خواجہ کمال الدین صاحب جب ہوتے ہیں تو وہ خود ' ورنہ کوئی اور قرآن کریم کی کوئی آیت یا کوئی جزو عربی میں تلاوت کر کے اوسکا انگریزی میں ترجمہ کرتا ہے جس سے یہاں کے باشندوں پر اچھا اثر پڑتا ہے - عموماً عیسائی اور اسلام کے اصولوں کا مقابلہ اور اسلام کے محاسن اور ان باتوں کی تردید ہوتی ہے جو پادریوں نے یہاں اسلام کے خلاف شائع کر رکھی ہیں - حسب طریق ماثورہ تھوڑا سا قیام ہوتا ہے - پھر خطیب قرآنی دعاؤں اور درود شریف پر خطبہ کو ختم کرتا ہے - بعد میں نماز ادا ہوتی ہے - نماز کے بعد خیر الدین افندی عثمانی امام عربی میں اسلام اور خلیفۃ اسلام کے لیے دعا مانگتے ہیں - خاتمہ پر لارڈ ہیڈ لے بالقابہ انگریزی میں دعا مانگتے ہیں جو مسلم انڈیا کے جنوری سنہ ۱۴ نمبر میں چھپی ہے - میرے سامنے خواجہ صاحب نے ایک عیسائی خاتون کو مسلمان کیا ' اور ذیل کے الفاظ اونہوں نے نو مسلمہ سے بطور اقرار دہرائے :

" لا الـٰه الا اللـه محمد رسول اللـه

میں شہادت دیتی ہوں کہ میں سواے اللہ کے اور کسی کو پرستش اور عبادت کے قابل نہیں مانتی - میں شہادت دیتی ہوں کہ محمد (صلعم) اللہ کے رسول تھے - میں مسیح کی الوہیت پر ایمان نہیں رکھتی بلکہ میں مسیح کو جناب ابراہیم ' نوح ' داؤد ' و سلیمان وغیرہ کی طرح خدا کا ایک نبی مانتی ہوں ' اور اون خدا کے مرسلوں میں جن میں مسیح بھی شامل ہے میں کوئی تمیز اور فرق نہیں کرتی - میں یہ بھی اقرار کرتی ہوں کہ میں ایک مسلمہ زندگی اختیار کرونگی اور اون تمام احکام پر چلونگی جو قرآن کریم میں ہیں - خدا میری مدد کرے - آمین "

# مسئلۂ بقاء و اصلاح ندوہ

## عظیم الشان جلسے کا انعقاد

۱۰ - مئی کو دهلی میں عام جلسه

جناب من تسلیم - ۱۳ اپریل کی شام کو معززین دهلی کا ایک جلسه عالیجناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خانصاحب کے دولت خانه پر منعقد هوا تا که ندوة العلماء کی اصلاح کے مسئله پر غور و مشوره کرے - شمس العلماء مولانا سید احمد صاحب امام مسجد جامع صدر منتخب هوے -

سب سے پہلے جناب حاذق الملک نے جلسه کے اغراض و مقاصد پر تقریر فرمائی - اوسکے بعد مندرجه ذیل رزولیوشن پیش کیا گیا :

" یه جلسه دار العلوم ندوه کی اسٹرائک سے نہایت افسرده هے' اور امید کرتا هے که طلباء پوری کوشش کے ساتهه اسٹرائک ختم کردینگے - نیز یه جلسه منتظمین ندوه سے درخواست کرتا هے که وه مہربانی فرماکر طلبا کیلیے سہولتیں بہم پہونچائیں "

مولانا عبد الاحد صاحب مالک مجتبائی پریس نے تائید کی اور منظور کیا گیا - اسکے بعد جناب مولانا مولوی عبد الله صاحب ناظم نظارة المعارف القرآنیه دهلی نے دوسرا رزولیوشن پیش کیا :

" یه جلسه تجویز کرتا هے که ۱۰ مئی کو ایک عام جلسه دهلی میں منعقد کیا جاے اور اوسمیں تمام صوبوں کے اهل الراے اصحاب جمع هوں تاکه ندوة العلما کی اصلاح کیلیے ایک اجتماعی تجویز عمل میں لائی جاے - "

جناب مولوی محمد میاں صاحب نے اسکی تائید کی - مسٹر محمد علی صاحب ایڈیٹر کامریڈ نے ترمیم پیش کی که بجاے کسی ایسے جلسه کے خود ندوه کے عام جلسه کیلیے درخواست و سعی کیجاے که وه لکهنؤ کے علاوه کسی دوسرے مقام پر منعقد هو - مگر کثرت راے اصل تجویز کی تائید میں تهی اسلیے منظور کی گئی -

اسکے بعد مجوزه جلسه کیلیے ایک سب کمیٹی مندرجۂ ذیل حضرات کی قرار پائی اور اونهیں اختیار دیا گیا که اور حضرات کو بهی شریک کرسکتے هیں :

حاذق الملک حکیم محمد اجمل خانصاحب' مسٹر محمد علی ایڈیٹر کامریڈ' شمس العلما مولوی سید احمد صاحب' ڈاکٹر مختار احمد صاحب انصاری' مولوی عبد الاحد صاحب مالک مجتبائی پریس' مولانا عبد السلام صاحب' مولانا عبد الله صاحب ناظم نظارة المعارف' پیر زاده مولوی محمد حسن صاحب ایم - اے' حاجی عبد الغنی صاحب میونسپل کمشنر' حکیم احمد علی صاحب' نواب سراج الدین احمد صاحب سائل' مرزا محمد علی صاحب' مولوی محمد میاں صاحب' ماسٹر فضل الدین صاحب' شیخ عطا الرحمن صاحب وکیل' مولوی قطب الدین صاحب' پیر جی مظفر علی صاحب' شیخ عزیز الدین صاحب -

## انجمن ضیا الاسلام بمبئی

نے حسب ذیل تجویز منظور کی :

انجمن ضیاء الاسلام بمبئی کا یه جلسه اصلاح ندوه کی کمیٹی سے نہایت خلوص سے یه درخواست کرتا هے که وه تحقیقات حالات ندوة العلماء میں اپنا فرض منصبی نہایت ایمانداری و دیانت وجرأت اسلامی سے ادا کرے تا که ندوة العلماء جیسا دار العلوم ذاتی اثرات سے محفوظ رهکر قوم و مذهب کیلیے مفید ثابت هو - نیز دیگر انجمنہاے اسلامیه سے بهی درخواست کرتا هے که وه بهی اس قسم کا ریزولیوشن جلد پاس کرکے اس رزولیوشن کو مناسب وقت تقویت بخشیں - راقم نیاز محمد عبد الرؤف آنریری سکریٹری

## پٹنه

جناب من ! کل شام کو انجمن الاصلاح پٹنه کا ایک غیر معمولی جلسه زیر صدارت مولوی شمس الحق صاحب (علیگ) معاملات ندوه پر غور کرنے کے لیے منعقد هوا - سب سے پہلے طلبا کی اسٹرایک پر نظر ڈالی گئی - مولوی سعید رضا صاحب نے اپنی ذاتی واقفیت کی بنا پر اسٹرائک کے وجوه حقیقی کو بیان کیا - کل حاضرین نے متفقه طور پر طلبا کو اسٹرائک کرنے میں حق بجانب ٹهرایا - مولوی عبد العظیم صاحب هیڈ مولوی مدرسة الاصلاح پٹنه کی تحریک اور جمله حاضرین کی تائید سے مندرجه ذیل رزولیوشن پاس هوا :

" یه جلسه اس امر کے باور کرنے میں که طلباے دار العلوم کی موجوده اسٹرائک ناظم و مہتمم کی مستبدانه روش اور ناجایز دباؤ کا نتیجه هے' ذره برابر شک وشبه کی گنجایش نہیں پاتا' اس لیے ۲۶ مارچ کے جلسه انتظامیه کے فیصله کو منصفانه تصور نہیں کرتا' اور امید کرتا هے که انجمن اصلاح ندوه اسٹرایک کے معامله کو اپنے هاتهه میں لیگی اور طلبا کے اخراج کو تا انعقاد جلسه عام اپنے اُن اختیارات سے کام لیکر جو تمام صوبوں کی باقاعده اسلامی انجمنوں نے نیابتی اصول پر اسکو بذریعه رزولیوشن تفویض کیے هیں' رکوا دیگی "

مولوی محمد یونس صاحب کی تحریک اور جمیع حاضرین کی تائید سے دوسرا رزولیوشن به پاس هوا :

" یه جلسه طلبا کے اخراج جبریه کے لیے پولیس بلانے والے کی حرکت کو نہایت حقارت اور رنج و غصه کی نظر سے دیکهتا هے' اور جمیع هوا خواهان ندوه کی خدمت میں یه تحریک پیش کرتا هے قبل اس کے که ندوه کا خرگوش خانه " حزب الافساد " کی ناجائز طاقت اور خود غرضانه پالیسی کے هاتهوں ایکدم ویرانه هو جاے' اسکو قبضه نا جائز سے جلد از جلد آزادی دلانے کے لیے زبردست سے زبردست متفقه آواز سے کام لینا چاهیے' اور عام راے کی جو بے وقعتی کیجارهی هے' اسکی حفاظت جلد کرنی چاهیے"

( سید عبد العظیم سکرٹری انجمن الاصلاح پٹنه )

## مسلمانان ریاست میلا رانگنج

آج ۲ - اپریل سنه ۱۹۱۴ع کو بصدارت حکیم مظهر حسین صاحب انجمن اخوان الصفا کا جلسه منعقد هوا جسمیں حسب ذیل رزولیوشن پاس هوے :

( ۱ ) یه جلسه طلباء ندوه کے ساتهه اظهار همدردی کرتا هے اور خواهش کرتا هے که مندرجۂ ذیل اشخاص کا ایک غیر جانب دار کمیشن طلباء کی شکایات سننے کیلیے بہت جلد مرتب کیا جاے :

نواب وقار الملک بهادر' مولانا ابو الکلام صاحب ازاد' مولوی حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی' مولانا عبد الباری صاحب فرنگی محلی' راجه صاحب محمود آباد' حکیم اجمل خاں صاحب - مسٹر مظهر الحق صاحب بانکی پور' حکیم عبد الولی صاحب' نواب علی حسن خاں صاحب' محمد علی صاحب ایڈیٹر همدرد -

( ۲ ) یهه جلسه ان اصحاب کا شکریه ادا کرتا هے جنهوں نے ندوه کی اس ناگفته به حالت پر تاسف کرکے براه فلاح و همدردی " انجمن اصلاح ندوه " کی بنا ڈالی هے' اور امید کرتا هے که اصلاح کی هر بہترین صورت کو عمل میں لائینگے -

( ۳ ) یه جلسه موجوده نظامت پر بے اعتمادی ظاهر کرتا هے -

" هادی حسن "

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

تار کا پتہ
" الہلال کلکتہ "
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

Telegraphic Address,
"Alhilal Calcutta"
Telephone, No. 648

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

مدیر مسئول و خصوصی
احمد المکتبی ابی الکلام الدہلوی

نمبر ۱۷ — کلکتہ : چہار شنبہ ۳ جمادی الثانی ۱۳۳۲ ہجری — جلد ۴

Calcutta Wednesday, April, 29. 1914

قیمت فی پرچہ

اب رها یه سوال که آیا جو لوگ خواجه کمال الدین صاحب کی کوشش سے مسلمان هوتے هیں یا هوے هیں وہ قادیانی هیں یا کیا ؟ اسکا جواب یه هے که وہ صرف مسلمان اور مومن هوتے هیں - اگر خواجه صاحب اون سے فرقه بندی اسلام کا نام بھی لیں تو میں سمجھتا هوں که وہ اسلام اختیار کریں هی نہیں - وہ تو اسلام کو نہایت سادہ ' نہایت مضبوط ' اور بلا تفریق کا مذهب سمجھکر اعتقاد لاتے هیں - هندوستان کے مسلمان شاید اس فرقه بندی کی بحث سے اونهیں بد راہ کر کے خواجه صاحب کے راستے میں روڑے اٹکا دیں تو اٹکا دیں - وہ تو یه دیکھکر مسلمان هوتے هیں که اسلام زائدہ اعتقادات سے پاک هے - " خدا انسان میں اور انسان خدا میں " کے معمه سے بری هے - ایک شخص کی مصلوبیت سے دوسروں کی نجات کا عقیدہ اوس میں نہیں هے - اسلام میں خدا کو خداے کامل دکھلایا هے جسکے سامنے انسان خواہ کتنا هی عقلمند اور فرزانه هو اور کتنا هی معظم اور مقدس ' مگر بے اختیار جھک سکتا هے - وہ تو اسلام کے اصول مساوات اور اسلام کے جہانگیر اوصاف سے مسلمان هوتے هیں - اون پر تو رسول الله صلعم کے اخلاق کا اثر پڑتا هے - وہ تو " انما انا بشر مثلکم " کے اعلان پر جان دیتے هیں - " لا نفرق بین احد من رسله " کے گرویدہ هوتے هیں !

جب موجودہ زمانه کی مادیت هوا اونهیں پریشان کر دیتی هے - جب وہ هوا اون سے عیسائیت کے اعتقادات رک کو اوڑا لیجاتی هے ' جب اون میں سے بعض حضرت عیسی کے وجود کو تاریخی طور پر ماننے سے رہ جاتے هیں - جب وہ انسان کے مقصود و مسعود حال پر غور کر کے گھبرا اوٹھتے هیں ' تب اونکو اسلام کی صدا پر کان لگانے کا خیال هوتا هے - تب اسلام کا نور ' اسلام کی صلح جوئی ' اور اوسکے تسکین قلب اور طمانیت روح بخشنے والے اصول کام کرتے هیں - الغرض یہاں یه سوال پیدا هی نہیں هوتا که حضرت ابو بکر ' عمر ' عثمان ' علی ' رضی الله عنهم کو خلیفه مانتے هو یا نہیں ؟ سوڈان کے مهدی یا مرزا غلام احمد کی مهدویت و مسیحیت کے قائل هو یا نہیں ؟ اگر یہاں سوال هوتا هے تو یه که هیوم ' مل ' یا هکسلے نے جو تلواریں مذهب پر ماری هیں ' اونکا جواب مذهب دے سکتا هے یا نہیں ؟

عیسائیت پر دهریت غالب آگئی هے ' کیونکه یہاں کے عقلا عیسائیت کے سوا دوسرے مذاهب سے ناواقف هیں - اسلیے اون کے نزدیک دهریت اور مادیت مذهب پر غالب هے - اوس شخص کو جو یہاں تبلیغ اسلام کرنا چاهے ' ان معاملات کو مد نظر رکھنا ضروری هے - یه ظاهر هے که فرقه بندی کا سوال لیکر یہاں کوئی بھی تبلیغ اسلام نہیں کر سکتا -

میں کہتا هوں که اگر خواجه کمال الدین صاحب کبھی آینده ایسا چاهیں بھی تو وہ اپنی کامیابی کو جواب دے بیٹھینگے -

مشیر حسن قدوائی

---

# 12 مشاهیر اسلام رعایتی قیمت پر

( ١ ) حضرت منصور بن حلاج اصلی قیمت ٣ آنه رعایتی ١ آنه ( ٢ ) حضرت بابا فرید شکر گنج ٣ آنه رعایتی ١ آنه ( ٣ ) حضرت محبوب الہی رحمة الله علیه ٢ آنه رعایتی ٣ پیسه ( ٤ ) حضرت خواجه حافظ شیرازی ٢ آنه رعایتی ٣ پیسه ( ٥ ) حضرت خواجه شاہ سلیمان تونسوی ٣ آنه رعایتی ١ آنه ( ٦ ) حضرت شیخ بوعلی قلندر پانی پتی ٣ آنه رعایتی ١ آنه ( ٧ ) حضرت امیر خسرو ٢ آنه رعایتی ٣ پیسه ( ٨ ) حضرت سرمد شهید ٣ آنه رعایتی ١ آنه ( ٩ ) حضرت غوث الاعظم جیلانی ٣ انه رعایتی ١ انه ( ١٠ ) حضرت عبد الله بن عمر ٣ انه رعایتی ١ آنه [ ١١ ] حضرت سلمان فارسی ٢ آنه رعایتی ٣ پیسه [ ١٢ ] حضرت خواجه حسن بصری ٣ آنه رعایتی ١ آنه [ ١٣ ] حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ٢ آنه رعایتی ٣ پیسه ( ١٤ ) حضرت شیخ بهاالدین ذکریا ملتانی ٢ آنه رعایتی ٣ پیسه ( ١٥ ) حضرت شیخ سنوسی ٣ آنه رعایتی ١ آنه ( ١٦ ) حضرت عمر خیام ٣ آنه رعایتی ١ - ( ١٧ ) حضرت امام مهدی ٥ آنه رعایتی ٢ آنه ( ١٨ ) حضرت شیخ محی الدین ابن عربی ٤ آنه رعایتی ٦ پیسه ( ١٩ ) شمس العلما آزاد دهلوی ٣ انه رعایتی ١ انه ( ٢٠ ) نواب محسن الملک مرحوم ٣ انه رعایتی ١ انه ( ٢١ ) شمس العلما مولوی نذیر احمد ٣ انه رعایتی ١ انه ( ٢٢ ) آنریبل سرسید مرحوم ٥ رعایتی ٢ انه ( ٢٣ ) رائٹ انریبل سید امیر علی ٢ انه رعایتی ٣ پیسه ( ٢٤ ) حضرت شهباز رحمة الله علیه ٥ آنه رعایتی ٢ آنه ( ٢٥ ) حضرت سلطان عبدالحمید خان غازی ٥ انه رعایتی ٢ انه ( ٢٦ ) حضرت شبلی رحمه الله ٢ انه رعایتی ٣ پیسه [ ٢٧ ] کرشن معظم ٢ آنه رعایتی ٣ پیسه [ ٢٨ ] حضرت ابو سعید ابو الخیر ٢ انه رعایتی ٣ پیسه [ ٢٩ ] حضرت مخدوم صابر کلیری ٢ انه رعایتی ٣ پیسه [ ٣٠ ] حضرت ابونجیب سهروردی ٢ انه رعایتی ٣ پیسه [ ٣١ ] حضرت خالد بن ولید ٥ انه رعایتی ٢ انه [ ٣٢ ] حضرت امام غزالی ٦ انه رعایتی ٢ انه ٢ پیسه [ ٣٣ ] حضرت سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس ٥ انه رعایتی ٢ انه [ ٣٤ ] حضرت امام حنبل ٤ انه رعایتی ٦ پیسه [ ٣٥ ] حضرت امام شافعی ٦ انه رعایتی ١٠ پیسه [ ٣٦ ] حضرت امام جنید ٢ انه رعایتی ٣ پیسه ( ٣٧ ) حضرت عمر بن عبد العزیز ٥ - آنه - رعایتی ٢ - آنه ( ٣٨ ) حضرت خواجه قطب الدین بختیار کاکی ٣ - آنه رعایتی ١ - آنه ( ٣٩ ) حضرت خواجه معین الدین چشتی ٥ - آنه - رعایتی ٢ آنه (٤٠) غازی عثمان پاشا شیر پلیونا اصلی قیمت ٥ آنه رعایتی ٢ آنه - سب مشاهیر اسلام قریباً دو هزار صفحه کی قیمت یک جا خرید کرنیسے صرف ٢ روپیه ٨ - انه - ( ٤٠ ) رفتگان پنجاب کے اولیاے کرام کے حالات ١٢ - انه رعایتی ٦ - انه ( ٤١ ) آئینه خود شناسی تصوف کی مشهور اور لاجواب کتاب خدا بینی کا رهبر ٥ انه - رعایتی ٣ - انه - [ ٤٢ ] حالات حضرت مولانا روم ١٢ - آنه - رعایتی ٦ - انه - [ ٤٣ ] حالات حضرت شمس تبریز ٦ - انه - رعایتی ٣ انه - کلب دل کی قیمت میں کوئی رعایت نہیں - [ ٤٤ ] حیات جاودانی مکمل حالات حضرت محبوب سبحانی غوث اعظم جیلانی ١ روپیه ٨ انه [ ٤٥ ] مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اردو ترجمه ڈیڑھ هزار صفحه کی تصوف کی لا جواب کتاب ٦ روپیه ٧ انه [ ٤٦ ] هشت بهشت اردو خواجگان چشت اهل بهشت کے حالات اور ارشادات ٢ روپیه ٨ انه [ ٤٧ ] رموز الاطبا هندوستان بھر کے نامی مشهور حکیموں کے بانصویر حالات زندگی معه انکی سینه به سینه اور صدری مجربات کے جو کئی سال کی محنت کے بعد جمع کئے گئے هیں - اب دوسرا ایڈیشن طبع هوا هے اور جن خریداران کے جن نسخوں کی تصدیق کی هے انکے نام بھی لکھدئے هیں - علم طب کی لاجواب کتاب هے اسکی اصلی قیمت چھه روپیه هے اور رعایتی ٣ روپیه ٨ انه [ ٤٨ ] الجریان اس کا مراد مرض کی مفصل تشریح اور علاج ٢ انه رعایتی ٣ پیسه [ ٤٩ ] صابون سازی کا رساله ٢ انه رعایتی ٣ پیسه - ( ٥٠ ) انگلش ٹیچر بغیر مدد استاد کے انگریزی سکھانے والی سب سے بہتر کتاب قیمت ایک روپیه ( ٥١ ) اصلی کیمیا گری یه کتاب سونے کی کان هے اسمیں سونا چاندی رانگ سیسه - جسته بنانے کے طریقے درج هیں قیمت ٢ روپیه ٨ آنه

---

# دهلی کے خاندانی اطبا اور دوا خانه

## نو رتن دهلی

یه دوا خانه عرب - عدن - افریقه - امریکه - سیلون - آسٹریلیا وغیرہ وغیرہ ملکونمیں اپنا سکه جما چکا هے اسکے مجربات معتمدالملک احترام الدوله قبله حکیم محمد احسن الله خان مرحوم طبیب خاص بهادر شاہ دهلی کے خاص مجربات هیں -

دوائی ضیق - هر قسم کی کھانسی و دمه کا مجرب علاج هے فی بکس ایک تولہ ٢ دو روپیه -

حب قتل دیدان - یه گولیاں پیٹ کے کیڑے مار کر نکال دیتی هیں فی بکس ایک روپیه -

المشتهر حکیم محمد یعقوب خاں مالک دواخانه نورتن دهلی فراشخانه

# ترجمه اردو تفسیر کبیر

قیمت حصه اول ٢ - روپیه - ادارہ الهلال سے طلب کیجیے

## عصر جدید

### جامعۂ اسلامیه کی هیئت فعال کا آرگن

### هفته وار اخبار کی صورت میں دو باره جاری هوتا هے

زمانه میں سیکڑوں نئے نئے خیالات اور نئی نئی تحریکیں پیدا هو رهی هیں - ملک اور قوم میں مختلف اور ایک دوسرے سے مخالف آوازوں نے پبلک کے کانوں کو بهرا کردیا هے - اخباروں اور رسالوں ' لکچروں اور تحریروں - خوانده آدمیوں کے خیالات اور ناخوانده لوگوں کے توهمات سے ایک عجیب هنگامه برپا هے - کسی کو خبر نہیں که هم کیا هیں ' کدهر جا رهے هیں ' کیا کرتے هیں ' اور در اصل کس راسته پر چلنا همارا فرض هے ؟

مگر امید جو ایمان کا ایک جزو اور زندگی کا سکان هے ' هم کو اطمینان دلاتی هے که اگر ایک بنا کن پروگرام قوم کے سامنے آئے اور پبلک کو قومی مقاصد و اغراض بخوبی سمجهادے ' اور اپنے خلوص کا یقین دلانے کے بعد ایک زبردست قومی آرگن کے ذریعه سے عملی کام شروع کرے تو قوم نه صرف غفلت کی موت سے بچ نکلیگی که اوسکا جوش منظم اور فعال طریقوں پر حقیقی ترقی اسلامی کیلیے رهبری کا کام کریگا -

اس خیال سے همنے خداے تعالی کی توفیق اور پبلک کی امداد پر بهروسه کر کے اراده کیا هے که پانچ برس کی خاموشی کے بعد رساله عصر جدید کو هفته وار اخبار کی صورت میں دو باره جاری کیا جاے - خواهش یه هے که عصر جدید هر اسے پڑهے لکهے مسلمان کے هاتهه میں پهنچے جو قوم کا درد رکهتا اور آسکے لیے اچهه کرنا چاهتا هے - یه ظاهر کرنیکی ضرورت نہیں که هم اسی دوسرے اخبار یا رسالے کی رقابت میں داخل نہیں هونے - وه سب اپنا اپنا فرض اب سے بهتر ادا کرسکینگے' اور هم بهی اپنے مقدور کے موافق اظهار حق میں دریغ نه کرینگے - عصر جدید کے سابق اڈیٹر آنریبل خواجه غلام الثقلین صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی دیگر مصروفیتوں کی وجه سے اگرچه ایڈیٹری کیلیے کافی وقت نہیں دیسکینگے' مگر اخبار کی عام پالیسی کی باگ بدستور سابق انهیں کے تجربه کار هاتهه میں رهیگی - لائق اور گریجوایت ایڈیٹر اور صائب الراے اهل قلم آنکی ماتحتی میں اور آنکے مشوره سے کام کرینگے -

همارا یقین یه هے که سعی تن آسانی سے ضرور بہتر هے' خواه اس سعی میں کتنی هی ناکامیابی کیوں نه هو - مقصد میں کامیاب هونا انعام نہیں هے' بلکه کامیاب هونے کی کوشش میں جو جفا کشی اور تهذیب نفس هوتی هے وه خود ایک اجر هے - پهر یه بهی ممکن هے که آج جو چیز قوم و ملک کو بے فائده معلوم هوتی هے کل وهی اسکو مفید ثابت هو' اور همارا بویا هوا تخم ایک زمانه کے بعد پهل لائے ' جبکه شاید همارا نام بهی صفحهٔ هستی پر نه رهے -

عصر جدید کا پهلا نمبر انشاء الله یکم مئی کو شائع هو جائیگا فی الحال ۱۸ - ۲۲ کے ۲۴ صفحے رهینگے - کاغذ لکهائی چهپائی ولایتی رسالوں کی طرح اعلی درجه کی هوگی - قیمت پیشگی معه محصول سالانه ۴ روپیه ۸ آنه - ششماهی ۲ روپیه ۱۰ - سه ماهی ۱ روپیه ۸ آنه رکهی گئی هے -

درخواستیں بنام محمد انوار هاشمی منیجر عصر جدید
سعید منزل میرٹهه - آنی چاهئیں -

## آفتاب صداقت کلکته کی اُفق سے

عنقریب طلوع هوگا - جو اخباری صورت میں اولاً هفته میں ایکبار' پهر دو بار' اور بالا خر روزانه حریت اور صداقت کی خالص روشنی سے هند کے تمام تیره و تاریک ظلمت کدوں کو روشن کریگا - وه راستی و صداقت کا حامی هوگا حریت و آزادی کا علمبردار هوگا - ملک و ملت کی مخلصانه خدمات اپنا نصب العین بنالیگا - وه ملک و قوم کا سچا خادم هوگا - اور آنمیں زندگی اور بیداری کی مخلصانه روح پهونکیگا - وه تاج اور حکومت کا دلی خیر خواه هوگا اور فرو گذاشتوں پر جرات اور دلیری سے متنبهه کریگا وه همیشه قوم کا هوگا - آسکی حیات و ممات محض قوم کیلیے هوگی - وه اپنے معاصرین کا قوت بازو بنیگا اور حریت و صداقت میں همیشه انکی همنوائی کریگا - وه ابتداً اسی ناچیز کے ایڈیٹری سے نکلیگا - اور پهر آسمیں ملک کے مایۂ ناز احرار اور قابل ترین نوجوانوں کی متفقه طاقت کام کریگی اسکی سالانه قیمت ۳ تین روپیه هوگی - اسکے ادارے اور پریس کیلیے درخواست بهیجی گئی هے جو انشاالله منظور هوکر رهیگی

اب دیکهنا هے که ملک کے سچے حریت اور صداقت پسند اصحاب اس جاں فروشانه سعی و کوشش کو بار آور بنانے میں عملی حصه لیتے هیں ؟ جو صرف یهی هے که پیشتر سے درخواست خریداری ارسال فرمائیں ( تمام درخواستیں اور جمله خط و کتابت ذیل کے پته پر کیجاے ) -

حکیم رکن الدین دانا - نمبر ۱۶۹ لور سرکلر روڈ کلکته

## روغن بیگم بهار

حضرات اهلکار امراض دماغی کے مبتلا و گرفتار' وکلا' طلبه' مدرسین ' معلمین ' مولفین' مصنفین' کی خدمت میں التماس هے که یه روغن جسکا نام آپ نے عنوان عبارت سے ابهی دیکها اور پڑها هے ' ایک عرصے کی فکر اور سوچ کے بعد بهترے مفید ادویه اور اعلی درجه کے مقوی روغنوں سے مرکب کر کے تیار کیا گیا هے ' جسکا اصلی ماخذ اطباے یونانی کا قدیم مجرب نسخه هے ' اسکے متعلق اصلی تعریف بهی قبل از استعمال پیش از تجربه مبالغه سمجهی جا سکتی هے صرف ایک شیشی ایکبار منگوا کر استعمال کرنے سے یه امر ظاهر هو سکتا هے که آجکل جو بہت طرحکے کا دماغی تیل نکلے هیں اور جنکو بالعموم لوگ استعمال بهی کرتے هیں آیا یه یونانی روغن بیگم بهار امراض دماغی کے لیے بمقابله تمام مروج تیلونکے کهانتک مفید هے اور نازک اور شوقین بیگمات کے گیسوؤنکو نرم اور نازک بنانے اور دراز و خوشبودار اور خوبصورت کرنے اور سنوارنے میں کهانتک قدرت اور تاثیر خاص رکهتا هے - اکثر دماغی امراض کبهی غلبۂ برودت کیوجه سے اور کبهی شدت حرارت کے باعث اور کبهی کثرت مشاغل اور محنت کے سبب سے پیدا هو جاتے هیں' اسلیے اس روغن بیگم بهار میں زیاده تر اعتدال کی رعایت رکهی گئی هے تاکه هر ایک مزاج کے موافق هو مرطوب و مقوی دماغ هونیکے علاوه اسکے دلفریب تازه پهولوں کی خوشبو سے هر وقت دماغ معطر رهیگا ' اسکی بو غسل کے بعد بهی ضائع نہیں هوگی - قیمت فی شیشی ایک روپیه محصول ڈاک ۵ آنه درجن ۱۰ روپیه ۸ آنه -

## مسک بتیکا

بادشاه و بیگموں کے دائمی شباب کا اصلی باعث - یونانی میڈیکل سائنس کی ایک نمایاں کامیابی ... -

مسک بتیکا ـــ جسکے خواص بهت هے هیں جن میں خاص خاص باتیں عمر کی زیادتی ' جوانی دائمی ' اور جسم کی راحت ' ایک گهنٹه کے استعمال میں اس دوا کا اثر آپ محسوس کرینگے - ایک مرتبه کی آزمایش کی ضرورت هے -

راجا مهاراجوں کے تیله اور پرمیشر اتهن تیلا - اس دوا کو میں نے اپنا و اجداد سے پایا جو شهنشاه مغلیه کے حکیم تهے - یه دوا فقط همکو معلوم هے اور کسی کو نہیں درخواست پر ترکیب استعمال بهیجی جائیگی -

'' رندر مل کانپور'' کو بهی ضرور آزمایش کریں - قیمت دو روپیه باره آنه - مسک پاس اور الذیذ رنگ پرست پانچ روپیه باره آنه محصول ڈاک ۶ آنه - ... ٹوت پاؤڈر کا سامپل یعنی سر کے درد کی دوا لکهنے پر مفت بهیجی جاتی هے فوراً لکهیے -

حکیم مسیح الرحمن - یونانی میڈیکل هال - نمبر ۱۱۴/۱۱۵ مچهوا بازار اسٹریٹ - کلکته

Hakim Masihur Rahman Yunani Medical Hall
No. 114 115 Machuabazar Street
Calcutta

میر مسئول و خصوصی
احمد ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلیفون نمبر ۶۳۸
قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ


AL - HILAL
Proprietor & Chief Editor.
Abul Kalam Azad
7/1 McLeod street.
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8
Half yearly ,, 4-12

نمبر ۱۷ — کلکتہ : چہار شنبہ ۳ جمادی الثانی ۱۳۳۲ ہجری — جلد ٤
Calcutta : Wednesday, April, 29. 1914


## " مسئلۂ ندوہ " کے متعلق ۱۰ مئی کو دہلی میں عام اجتماع !!

بالاخر قوم کی صدائیں بیکار نہ گئیں ' ارباب اصلاح کی سعی ضائع نہوی ' ندوہ کا دم واپسین بے اثر کیے نہ رہا ' مسلمانوں کی سب سے بڑی اصلاح دینی کی تحریک مٹنے اور برباد ہونے کیلیے نہیں چھوڑ دی گئی ' اور وقت آگیا کہ اسکی داستان الم سننے کیلیے ہمدردان ملت یک جا جمع ہوں ' اور دہلی مرحوم کی اس خاک مقدس پر جہاں علوم اسلامیہ کے خزائن پیشین مدفون ہیں ' اپنی ان امیدوں کو ایک بار اور دہرا لیں جو بیس سال سے احیاء علوم اسلامیہ اور دعوۃ اصلاح دینی کیلیے " ندوۃ العلما " کے نام سے غلغلہ انداز عالم اسلامی ہیں !

تمام ارباب درد کیلیے پیام کار اور مدعیان خدمت ملت کیلیے دعوۃ عمل ہے - یہ آخری فرصت ہے جو ندوہ کے بقا کیلیے ہمیں دی گئی ہے اور اگر اس موقعہ پر بھی قوم نے خبر نہ لی تو پھر رشتۂ کار ہمیشہ کیلیے ہاتھہ سے نکل جائیگا - ندوہ کے معاملات محض اخباروں کے مضامین اور انجمنوں کی تجویزوں سے حل نہیں ہو سکتے تھے - اسکی صرف ایک یہی تدبیر تھی کہ تمام ارباب فکر و راے ایک مقام پر جمع ہوں اور ایک اختتامی تجویز اصلاح کیلیے عمل میں لائیں - خدا جزاء خیر دے تمام بزرگان دہلی کو ' اور علی الخصوص جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب کو ' جنہوں نے ایک ایسے عام جلسے کا دہلی میں انتظام کیا ہے اور تمام بزرگان ملت کو دعوت دی ہے - اعلان سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگان دہلی کے علاوہ دیگر صوبوں کے بھی بعض سربرآوردہ اشخاص شریک دعوت ہیں ' اور اگر اللہ کا فضل معین و موفق ہوا تو امید ہے کہ یہ اجتماع نتیجہ خیز اور موصل الی المقصود ہو -

فی الحقیقت ان بزرگوں نے اپنا فرض ادا کردیا - اب ہمدردان ملت کا فرض ہے کہ وہ ایک عظیم الشان اسلامی کام کیلیے اپنے وقت ' اپنے آرام ' اور اپنے مال کا تھوڑا سا ایثار گوارا فرمائیں اور اس جلسے میں شریک ہوکر حصول مقصد کیلیے سعی کریں - ہم نے گذشتہ دو تین سالوں کے اندر پولیٹکل کاموں سے اپنی سچی دلچسپی کے متعدد ثبوت دیے ہیں - ہم آگرہ میں بکثرت جمع ہوے ہیں تاکہ لیگ کی پالیسی کو آزادانہ اقدام سے ہٹنے نہ دیں اور اگست کی گرمیوں میں علی گڈہ پہنچے ہیں تاکہ مسلم یونیورسٹی کے آخری فیصلہ کیلیے کسی ایک جماعت کو تنہا نہ چھوڑ دیا جاے -

لیکن آج وقت ہے کہ ایسی ہی دلچسپی کا ثبوت ایک سچے دینی کام کیلیے بھی دیا جاے جو فی الحقیقت مسلمانوں کی احیاء و ترقی کیلیے اصلی اور حقیقی کام ہے اور ہماری غفلتوں سے سنبھل کر پھر گرجانے والا ہے -

یہ پہلے سے معلوم ہے کہ جلسے کیلیے وقت موزوں نہیں - کوئی سرکاری تعطیل نہیں ہے اور گرمی بھی شدت سے شروع ہوگئی ہے - تاہم کام کرنے والوں کیلیے ایسی رکاوٹیں دامنگیر نہیں ہو سکتیں اور درد مند دلوں کے اندر محبت ملت کی جو حرارت ہوتی ہے ' اسکے آگے موسم کی گرمی کی کوئی حقیقت نہیں - ہم ایک ایسے عہد میں ہیں جبکہ ہم نے کام کرنے کا نیا نیا دعوا کیا ہے - پس کچھہ عرصے تک ضرور ہے کہ اسکی آزمایشوں سے بھی کامیاب گذریں - اگر ایسے عذر ہماری راہ میں مانع ہوسکتے ہیں تو ہمارے لیے اپنے شاندار دعوونکے واپس لے لینے کا دروازہ کھلا ہے - کوئی ہمیں سولی پر نہیں چڑھا دیگا اگر ہم کہدیں گے کہ قوم و مذہب سے اپنے آرام و راحت کو زیادہ عزیز رکھتے ہیں !

ندوہ کے موجودہ ارکان و منتظمین اگر اب بھی اصلاح و تلافی مافات کیلیے آمادہ ہو جائیں تو انکے لیے وقت باقی ہے - انہیں چاہیے کہ اس جلسے میں سب سے پہلی صف اپنے تئیں ثابت کریں ' اور اس طرح صداقت و حسن نیت کے ساتھہ طریق اصلاح و دفع مفاسد کیلیے متحدہ و متفقہ کوشش کی جاسکے - اسی میں ہم سب کیلیے بہتری ہے : ہذہ تذکرۃ ' فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا !

---

## اطلاع

۱۰ مئی کے جلسے کے انتظام کیلیے معززین دہلی کی ایک استقبالی کمیٹی قائم ہوگئی ہے -

جو حضرات شریک جلسہ ہونا چاہیں وہ اپنے ارادے کی نسبت فوراً " سکریٹری استقبالی کمیٹی - دولت خانہ جناب حاذق الملک - دہلی " کو تار دیں تاکہ انکے قیام کا بندوبست کیا جاے -

# ریاست بھوپال اور مسئلہ ندوہ

ندوہ کی بد انتظامیاں اور مفسدانہ تغیرات اس درجہ آشکارا ہوگئے کہ ریاست بھوپال نے اپنا ماہوار عطیہ تا اصلاح حالات ملتوی کردیا -

چاہیے تھا کہ موجودہ حکام ندوہ اب بھی اپنے مفسدانہ اعمال سے باز آجاتے ' اور ندوہ پر رحم کرتے جسکی بربادی کے بعد انہیں کچھہ دین و دنیا کے خزانے نہیں ملجائینگے بلکہ دائمی ذلت و خسران ھی میں گرفتار ہونگے ' لیکن نفس خابع جسکی شرارت بے پناہ اور جسکے مکر ان گنت ہیں ' اس موقعہ پر بھی سامنے آیا اور اس نے بجائے شرمساری و خجالت کے اور خیرہ سری کی تعلیم دی :

فویل لہم ثم ویل لہم !

انہوں نے دیکھا کہ ندوہ کی سب سے بڑی غیر سرکاری اعانت کا بند ہو جانا ' مفاسد ندوہ کا ایک کھلا ثبوت ہے جسکے بعد فریب دینے کیلیے کوئی شرارت کارگر نہیں ہوسکتی - پس ضرور ہے کہ بہت جلد کوئی ایسا جھوٹا قصہ گھڑ کے مشہور کر دیا جاے جس سے اپنی رو سیاہی دوسروں کے حصے میں آجاے - چنانچہ ایک گمنام مراسلت ایک اخبار میں شائع کی گئی ہے جسمیں لکھا ہے کہ ایڈیٹر الہلال نے مخفی کوششیں کر کے یہ رقم بند کرائی ' اور ثبوت یہ دیا ہے کہ اسکی اطلاع صرف (فرضی) ناظم ندوہ کے پاس آئی تھی - ایڈیٹر الہلال نے بعینہ اسکے الفاظ کیونکر معلوم کر لیے اور اخبارات کو تار دیدیے اگر وہ خود اس کام میں نہ تھا ؟ سبحانک ھذا بہتان عظیم ! میں نہیں سمجھتا کہ یہ لوگ کیوں شر و فساد کے بت کے آگے اس طرح اندھے بہرے ہوکر اوندھے ہوگئے ہیں ؟

ان نادانوں کو معلوم نہیں کہ اگر میں اپنی علانیہ اور بے پردہ کارروائیوں کے علاوہ کسی مقصد کیلیے مخفی کوشش کرنا بھی جائز رکھوں ' تو الحمد للہ فضل الہی سے اتنا اثر ضرور رکھتا ہوں کہ بہت سے معاملات زیادہ عرصے تک طول ہی نہ پکڑیں -

مگر اس طرح کرنے کی مجھے ضرورت ہی کیا ہے جب میں علانیہ سب کچھہ کہنے کی قوت رکھتا ہوں ؟ میں ندوہ کی موجودہ حالت کو علانیہ پر از مفاسد بتلا رہا ہوں - میں اسکے کانسٹی ٹیوشن کو قاعدے اور اصول کی بنا پر لغو و نامعقول کہتا ہوں ' اور نام نہاد مجلس انتظامی کی کارروائیوں کو خود ندوہ کے دستور العمل ہی بنا پر باطل ثابت کرتا ہوں - علانیہ خود بھی کوشش کرتا ہوں اور لوگوں سے بھی کہتا ہوں کہ ہر جگہ جلسے کریں ' مضامین لکھیں ' اور پوری طرح ساعی ہوں کہ انکی ایک قیمتی متاع چند مفسد و ہوا پرست اور اعداء اصلاح و تجدید لوگوں کے ہاتھوں برباد نہو -

میں اپنی بصیرت اور اپنے ایمان کی بنا پر ندوہ کو وہ ندوہ ہی نہیں سمجھتا جو ایک اچھی چیز ہے ' اسلیے علانیہ میرا مشورہ گورنمنٹ کو ' والیان ریاست کو ' اور تمام قوم کو یہی ہے کہ جب تک ندوہ درست نہو ' اسوقت تک ایک کوڑی آسے نہ دیں اور اپنی تمام اعانتیں بند کردیں - اگر موجودہ دار العلوم درست نہو تو انہیں اعانتوں سے ( بقول مسٹر محمد علی ) دوسرا ندوہ بنالیں ' اور اسطرح روپیہ کو ایک بیکار و لغو شے کے پیچھے ضائع نہ کیا جاے -

جبکہ میں یہ سب کچھہ علانیہ لکھتا ہوں اور کہہ سکتا ہوں اور مجھے کرنے ' گمنام مراسلات کے لکھنے ' منھہ پر ستر و اخفا کا برقع ڈالنے ' اور شرمیلی عورتوں کی طرح پیچھے رہکر اشارے کرنے کی ضرورت نہیں ہے ' تو پھر کونسی وجہ ہے کہ میں ریاست بھوپال کی اعانت کو ملتوی کرانے کیلیے چوروں کی طرح مخفی کوششیں کرتا ؟

نادانو ! یہ کچھہ ضرور نہیں ہے کہ تمہاری طرح ہر شخص بزدل ہو ' اور جہل و باطل جس طرح قدرتاً لرزاں و ترساں رہتا ہے ' اسی طرح صدا فرمایان حق و حقیقت بھی ڈرتے ہوے اور مجرموں کی طرح کام کریں - تم اپنی حالت پر دوسروں کو قیاس نہ کرو اور مان لو کہ دنیا میں قوت ' اطمینان ' اور روشنی کے ساتھہ کام کرنے والے انسان بھی بستے ہیں - انسانیت کا پیمانۂ اخلاق صرف تمہارے ہی دل کو ناپ کر نہیں بنایا گیا ہے !

واقعہ یہ ہے کہ ندوہ کے تغیرات باطلہ عرصے سے آشکارا ہیں - اخبارات میں برابر تذکرہ ہو رہا ہے ' اور علی الخصوص وکیل امرتسر میں مہینوں تک مضامین نکلتے رہے ہیں - مسئلہ کانپور کی مشغولیت اور بعض اور وجوہ سے دیگر اخبارات نے اسپر توجہ نہ کی تھی ' اور میں نے خود بھی متوجہ ہونے میں بہت دیر کردی -

بالآخر توجہ ہوئی اور لکھنؤ میں نواب علی حسن خان اور حکیم عبد الولی صاحب جو کوشش پیشتر سے کر رہے تھے ' وہ بھی اس منزل تک پہنچ گئی کہ با قاعدہ انجمن اصلاح ندوہ کا اعلان ہوگیا -

یہ حالات دیکھکر ہر ہائنس سرکار عالیہ بھوپال [illegible] جو ایک نہایت ہوشمند و مدبر اور اصلاح پسند و حقائق شناس فرماں روا ہیں اور ہمیشہ ملک کے حالات پر نظر رکھتی ہیں ' اور زیادہ مفاسد ندوہ پر خاموش نہ رہسکیں ' اور انہوں نے بلا کسی مخفی تحریک کے خود بخود ایک راے قایم فرما کے ماہوار اعانت بند کردی - فی الحقیقت یہ انکی قابلیت و روشن ضمیری کا سب سے بڑا ثبوت تھا ' اور اس کے ذریعہ انہوں نے ایک نہایت اعلی اسوۂ حسنہ تمام والیان ملک کیلیے قائم کر دیا ہے - انکی نظر ہوشمند اس سے ارفع و اعلی ہے کہ وہ کسی کی مخفی تحریکوں کی محتاج ہو -

التوا کی اطلاع ریاست نے دفتر ندوہ کو دی ' اور بجنسہ اسکی ایک نقل صدر انجمن اصلاح ندوہ لکھنؤ کو بھی بھیجدی - میں جب لکھنؤ پہنچا تو واقعہ معلوم ہوا اور اسکی اطلاع اوسی وقت اخبارات کو دیدی - کیونکہ میں جانتا تھا کہ حکام ندوہ اس واقعہ کو بالکل چھپا دینے کی کوشش کرینگے -

یہ سچ ہے کہ سرکار عالیہ اس عاجز کی نسبت حسن ظن رکھتی ہیں جیسا کہ ارباب فضل و کرم کا شیوہ ہے اور آج برسوں سے میرے بعض اعزا انکی ملازمت میں ہیں ' تاہم بھوپال کے تمام احباب جانتے ہیں کہ با وجود ان تعلقات کے میں آجتک کبھی بھوپال گیا بھی نہیں ' اور کبھی سرکار عالیہ کیخدمت میں حاضر ہونے کی کوشش بھی نہیں کی -

اصلاح ندوہ مجھے عزیز ہے مگر اس سے بھی بالا تر اپنی زندگی کے چند اصول رکھتا ہوں - انہیں اسکے لیے نہیں توڑ سکتا - میں ہمیشہ ایسے مقامات سے بھاگتا ہوں جہاں میری موجودگی کو مخاطب کسی ذاتی غرض یا طلب و سوال پر محمول کرسکے اور مجھے اسکی تغلیط کرنی پڑے - میں ندوہ کیلیے ریاستوں میں مارا مارا نہیں پھر سکتا -

البتہ یہ مقام دوسرا ہے جسے میرے مخاطب ابھی برسوں تک نہیں سمجھہ سکتے -

# شذرات

## مسئلۂ بقا و اصلاح ندوه

## فریب سکوت و افساد تجاهل

غلط بیانیونکي انتها - ادعاے باطل - اشاعات مفسده - ارباب راے کي بیخبري و غلط فهمي -

### ( اتمام حجت )

شاید هي آجتک کسي قومي مجلس کے متعلق اسقدر مفصل ' اسقدر مدلل ' اسقدر واشگاف ' اسدرجه مسکت و ملزم ' اور سب سے زیاده یه که اسدرجه علانیه حقیقت طلب اور جواب خواه بحث کي گئي هوگي ' جیسي که بحمد الله ندوة العلما کے متعلق کی جا چکي هے ' اور شاید هي کسی جماعت نے ابتک اسدرجه بے پرده سکوت الزامات صریحه کے مقابلے میں کیا هوگا ' جیسا که حکام ندوه ( هداهم الله تعالی ) کر رهے هیں - سکوت بهت سي بلاؤں کو ٹالنے والا هے ' اور داناؤں نے ضرور نصیحت کی هے که مصیبتوں سے چپ رهکر محفوظ رهو ' تاهم ندوه کا معامله تو اب اس حد سے گذر چکا هے - یه نسخه همارے نا دان دوستوں کو کچهه فائده نهیں پهنچا سکتا - چپ رهکر آپ سب کچهه کرسکتے هیں پر واقعات کو نهیں بدل سکتے - اور حق جب ظاهر هوجاے ' تو باطل کو اپنا دهن فساد بند هي کرنا پڑتا هے - تم اگرچه چپ رهکر صرف اپنی زبان کو بند دکهلانا چاهتے هو ' مگر مدت سے میں تمهارے دلوں کو بهی مقفل اور تمهارے کانوں کو بهي بهرا یقین کرچکا هوں : صم بکم عمی فهم لا یبصرون ! اگر ایسا نه هوتا تو اپنے جهل و اصلاح دشمني ' اور ولولۂ اغراض شخصیه پر اس جرأت باطل ' اس جسارت افساد ' اور اس بے پرده دلیري کے ساتهه مسلمانوں کے ایک بهت هی قیمتی کام کو قربان نه کرتے : و هو الذي جعل لکم السمع و الابصار والافئدہ ' قلیل ما تشکرون !

پس مجهے بے اختیار هنسکر کهنا پڑتا هے که یه فریب سکوت اور افساد تجاهل بالکل بے فائده هے ' اور صداے حق و اصلاح کي اٹل قوتوں کا کبهي بهی ان بچوں کي سی بے جهت ضد اور شوخ عورتوں کي سی بلا دلیل " نهیں " کے حربے سے مقابله نهیں هوسکا هے - جب که وقت آجاے اور حق کهل جاے ' جبکه سچی نیتوں اور صادقانه اغراض کے ساتهه اصلاح کی سعی هو ' جبکه واقعات اور حقیقت اصلاح طلبوں کا ساتهه دے ' تو پهر وه سمندرونکي موجوں اور پهاڑوں کی چٹانوں کی سی قوت هے ' جسے بڑي بڑي انسانی دانائیاں اور شهنشاهیاں بهي نهیں روک سکتیں - چه جائیکه غرور باطل اور فساد جهل کا ایک شر ذمۂ قلیل جسکو خود هماري هي غفلت اور زمانے کی جهل پروري نے اسکا موقعه دے دیا اور بد بختانه اسکو مخاطب کرکے اپنا وقت صرف کرنا پڑا ' ورنه وه اتنے کا بهي اهل نه تها !

پس معاملے کا فیصلے آسان ' اور حکم دینے کا وقت قریب هے - میں ندوه کے متعلق جو کچهه لکهه رها هوں ' اگر اسمیں شخصي اغراض کي خباثت کا کوئي جزو بهي شامل هے ' اور اگر اسکي بنیاد علم صحیح ' بصیرة قلبي ' حق و صداقت ' واقعیت و خلوص کي جگه کوئي دوسري شے هے ' تو بهت جلد دنیا کو فیصلے کا موقعه مل جائیگا ' اور خدا کي عطا کرده کامیابي و ناکامي خود هي آکر بتلا دیگي که حق کس کے ساتهه هے ؟ یه میرا ایمان هے ' اور یهي عقیده میري زندگي کي اصلی روح هے جو اگر مجهسے لیلي جاے تو میں اسي وقت هلاک هوجاوں - هر چهوٹے سے چهوٹے معاملے کو بهی میں اسي عقیدۂ ایماني کي روشني میں دیکهتا هوں - گذشته دو تین سال کے اندر الهلال کي اس دعوة کے بهت سے تجربے اهل بصیرت دیکهه چکے هیں - اگر آنکهیں هوں تو اب کسي مزید روشني کي ضرورت هي نهیں هے -

### ( ایک جواب )

هاں اس تمام مدت کي پوري خاموشي کے بعد ایک جواب مجهے ضرور ملا هے ' اور یه جهوٹ هوگا اگر کلیتاً نفي کردوں که مجهے مضامین اصلاح کا کوئي جواب نهیں ملا -

یه ایک گمنام خط هے اور لکهنؤ سے آیا هے - اسمیں اول سے لیکر آخر تک مجهے مخاطب کرکے نهایت فحش اور ادنی درجه کي بازاري گالیاں دي هیں ' اور اسکا لکهنے والا اس فن میں اس شخص سے بهي بازي لیگیا هے جس نے مدت هوئي لکهنؤ سے ایک گمنام خط لکها تها - گالیوں سے اگر کچهه جگه بچي هے تو وه صرف چند مقامات هیں جهاں مولوي خلیل الرحمن صاحب کا نام مجبوراً آگیا هے ' اور مجهے جرم کي نوعیت بتلانے کیلیے ضرور تها که ایسا کیا جاتا -

اسمیں لکها هے که تم مولوي خلیل الرحمن پر اعتراض کرتے هو ' اور لکهتے هو که وه بڑے دولت مند هیں مگر ندوه کو آجتک انکے ٹکه بهي نهیں دیا بلکه خود اسیکی نمالي کها رهے هیں - تم ایسا کهنے والے کون هو ؟

اسکے بعد یکسر ماں بهن کی گالیاں هیں -

یه بهی لکها هے که اگر ابکے لکهنو آے تو هماري ایک جماعت تمهیں خوب پیٹیگی - وغیره وغیره -

بهر حال غنیمت هے که خاموشي ختم هوئي اور کچهه تو جواب ملا - رهي جواب کي نوعیت ' تو یه اپنا اپنا اصول هے اور اپنا اپنا طریقه - جن لوگوں کے پاس اسکے سوا اور کچهه جواب نهو وه دوسرا جواب کهاں سے لائیں ؟ اسکي نسبت تو کچهه کهنے کي ضرورت نهیں - البته اس اخبار کے ذریعه لکهنؤ کي اس جماعت کو خبر دیدیتا هوں که میں عنقریب یعنے مئي کے پہلے هفتے میں لکهنو آنے والا هوں - ٥ مئي کے بعد سے وه انتظار کریں -

اس ڈهائي سال کے اندر کتنے هي لوگوں اور جماعتوں نے اس طرح کي اطلاعیں دیں ' پر افسوس که شرافت و انسانیت ایک طرف ' رذالت کي شرم رکهنے والا بهي کوئي نه نکلا !

میں ایسے لوگوں کو جو گمنام خطوط یا مضامین لکهیں ' بالکل هي ناکاره سمجهتا هوں - علم و قابلیت اور شرافت و اخلاق کے کام تو یه کیا کرینگے ؟ بدمعاشي اور پاجي پنے کے کاموں میں بهي مجهے انسے کسي بلند اور بڑے کام کي توقع نهیں - اسکے لیے بهي همت چاهیے - قول کا پاس چاهیے - نڈر اور بے خوف دل کی ضرورت هے - یه جوهر ان میں هوتے تو پهر آدمي هي نه بن جاتے ؟

ندوه کے متعلق بعض اشخاص اخباروں میں اِدهر اودهر کي باتیں اکٹهي کرکے کچهه بهیجتے بهی هیں تو وه بهي گمنام ' اسی سے اندازه کرلیجیے که اصلیت کیا هے ؟ جن لوگوں کو اتنی همت بهی نهو که اپنا نام ظاهر کریں ' انکے ضمیر کے اطمینان کا کیا حال هوگا ؟

اصلاح ندوه کے مسائل میں مسئلۂ نظامت ختم هوگیا - اب آینده نمبر سے دیگر مسائل کے طرف متوجه هونگے : فبشر عبادي الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه ' اولائک الذین هداهم الله و اولائک هم اولو الباب !!

## مولانا شبلي اور مسئلہ ندوہ

سچ یہ هے کہ حق کے کاموں میں ذاتي محبت و عداوت سے بڑھکر کوئی سنگ راہ نہیں -

ندوہ کي اصلاح اور دفع مفاسد و مفسدین کا مسئلہ چھڑا - اسکا جواب مفسدین کے پاس کچھہ نہ تھا - پس مجبور ہوکر انھوں نے دوسروں کے سہارے اٹھنا چاہا - انھوں نے دیکھا کہ بعض لوگ مولانا شبلي کے مخالف هیں - سونچا کہ اقلاً انھي لوگوں کی همدردي حاصل کرلو - پس مشہور کرنا شروع کیا کہ یہ تو صرف مولانا شبلي کی معتمدي کا سوال هے: و اللہ یعلم انہم لکاذبون !

ان لوگوں کي حماقت و ناداني پر رونا چاهیے - کیونکہ وہ حق اور حقیقت کي طاقت کے متعلق بالکل دھوکے میں هیں - وہ نہیں جانتے کہ اس طرح کی کذب بانیوں سے واقعہ اور حق چھپ نہیں سکتا -

ممکن هے کہ ندوہ کے متعلق مولانا شبلی کي معتمدي کا کوئي سوال هو لیکن کیا الهلال جو کچھہ لکھہ رها هے، وہ بھي اس سوال سے متاثر ہوسکتا هے ؟ کیا کانسٹی ٹیوشن کی بحث کا کوئي جواب هے ؟ کیا ندوہ کے دستور العمل کے بدلدینے کی کوئي تاویل هوسکتي هے ؟ کیا مجلس خاص کی غیر شرعي و قانوني کار روائی صرف قانون اور حقیقت کا جواز نہیں ؟ کیا ناظم کے انتخاب کی کار روائی بد ترین قسم کی ... قانون شکنی نہ تھی ؟ کیا فرضی نظامت کیلیے مکان کا کرایہ لینا کوئی غلط واقعہ هے جسکی تغلیط کی جائیگی ؟ کیا صیغۂ مال کے وہ تمام مباحث ... سکتے هیں جو بابو نظام الدین کرچکے هیں اور آور کرنے کیلیے طیار هیں ؟

پھر آج سے چھہ سات ماہ پیشتر سرکاري انسپکٹر کا آنا اور دار العلوم کو خرکوش خانہ سے تشبیہ دیني اور رپورٹ کرني کہ مدرسہ سرکاري اعانت کے لائق نہیں هے، اور اسکی اطلاع خود مولوي خلیل الرحمن صاحب کا ارکان کو دینا، کیا یہ واقعہ بھي مولانا شبلي کي شخصیت هي کا سوال هے ؟

اصل یہ هے کہ میري پوري بحث اصول اور حقیقت کی بنا پر هے اور میں نے پہلے هی دن کہدیا هے کہ یہ تمام خرابیاں خود مولانا شبلي کي کمزوري اور باطل پر سکوت کا نتیجہ هیں اور سب سے پہلے قوم کے آگے وهی اسکے لیے جواب دہ هیں کیونکہ انھوں نے ان مفاسد سے قوم کو مطلع نہیں کیا - اگر دل کی طرح آنکھوں پر بھي پردہ نہیں پڑگیا هے تو الهلال کے پرچے اٹھا کر دیکھہ لو -

دهلی کے جلسے میں مولانا نے اسکا یہ جواب دیا کہ میں ناظم نہ تھا - صرف دار العلوم کا معتمد تھا - لیکن افسوس هے کہ یہ جواب قابل تسلیم نہیں - مانا کہ وہ ناظم نہ تھے لیکن آسي مجلس کے ایک رکن عامل تو ضرور تھے جو شریعت اسلامي اور قانون مجالس اور حق و جماعت کے سچے اصولوں کو ٹھکرا رهي تھي ؟ پھر کیا عند اللہ و عند الناس انکا فرض نہ تھا کہ قوم کو با خبر کرکے بري الذمہ هو جاتے ؟

یہ سچ هے کہ انھوں نے دار العلوم کو زندہ کیا اور اسکو لڑ جھگڑ کے همیشہ نام نہاد مجلس انتظامي اور حزب الافساد کے حملوں سے بچایا، لیکن ساتھہ هی انھیں سونچنا تھا کہ قوم صرف میرے هي اعتماد پر ندوہ کي مدد کر رهي هے اور جب اسکی اصلی کل هی بگڑی هوئی هے تو اس طرح للو پتو کرکے کب تک کام چلے گا ؟

بہر حال میں تو ندوہ کو وہ ندوہ دیکھنا چاهتا هوں جسکا اسنے اعلان کیا - اور اس کام میں جن جن لوگوں سے قصور هوے، میرے نزدیک سب یکساں جوابدہ هیں - اگر کوئی کہے کہ یہ سب کچھہ مولانا شبلي کا کیا دھرا هے تو جب بھی چشم ما روشن اور دل ما شاد - لیکن سوال یہ هے کہ اب اصلاح کیوں نہ کی جاے ؟

اسي اخیري سوال پر آکر مفسدوں کے دل هل جاتے هیں اور رنگ فق هوجاتا هے - حالانکہ ابتو یہ سوال چھڑ هي گیا هے اور آج جس خوف سے انکا رنگ فق هے، کل اسکا پنجہ انکی گردنوں تک پہنچکر رهیگا - فانتظروا، انی معکم من المنتظرین ! !

## معاصر اتاوہ

اس عاجز کا همیشہ سے یہ اصول رہا هے کہ جب تک کوئی قابل توجہ بات معاصرین کے صفحوں میں نہیں آتی، اپنا وقت عمل انکے قال اقوال میں ضائع نہیں کرتا - مسئلۂ ندوہ کے متعلق ابتک کسی نے بھی اصل امور کا جواب نہیں دیا، اسلیے میرا عمل بھي : و اذا مروا باللغو مروا کراما - پر رها - لیکن پچھلے هفتہ جناب مولوي بشیر الدین صاحب ایڈیٹر البشیر نے چند نوٹ لکھے هیں جنمیں مولانا شبلي کے بعض خطوط کا ذکر کیا هے جو انکے هاتھہ آگئے هیں اور ابھي صرف دھمکي هی دي هے کہ اگر مسئلہ اصلاح ندوہ سے هاتھہ نہ اٹھا یا تو انھیں شائع کردیا جائیگا -

معلوم نہیں وہ کونسے خطوط هیں اور انسے مسئلۂ اصلاح پر کیا اثر پڑتا هے ؟ تاهم چونکہ بحث چھڑ گئي هے، اسلیے سب کچھہ پبلک کے سامنے آهي جاے تو بہتر هے - پس میں اپنے معزز دوست کو توجہ دلاتا هوں کہ وہ خدا کیلیے ان خطوں کي اشاعت میں جلدي کریں اور صرف انذار و تخویف هي میں معاملے کو نہ ٹالیں - اب قوم کو ندوہ کے متعلق سب کچھہ معلوم هوجانا چاهیے - یہ بہت بڑا احسان هوگا اگر البشیر اشاعت کے ا بشیر میں وہ تمام خطوط شائع کردے جائینگے -

اگر مولانا شبلي نے بھی ندوہ کے کاموں میں ایسے هی خلاف قانون کام کیے هیں تو کوئی وجہ نہیں کہ انسے بھی بازپرس نہ کی جاے - لیکن پہلے اُن خطوط کي اشاعت سے واقعات تو سامنے آجائیں -

ان خطوں کے ذکر میں بعض بعض اشارے ایسے موجود هیں جنسے میں سمجھہ گیا هوں کہ کن واقعات کا انسے تعلق هے ؟ میں یہ سمجھکر اپنے جي میں خوب هنسا اور افسوس هوا کہ مولوي بشیر الدین صاحب کو اصلي حالات معلوم نہیں هیں، اور بعض ارکان وساد نے انھیں غلط سلط باتیں کہکر دھوکے میں ڈالدیا هے - وہ خطوط شائع هو جائیں - پھر خود همارے تجربہ کار دوست پر اصلیت منکشف هو جائیگی -

ندوہ کی اصلی مصیبت یہ هے کہ باهر کے لوگوں کو حالت معلوم نہیں - اسي کا نتیجہ هے کہ وہ مفسدین کے دھوکے میں آجاتے هیں - مولوي بشیر الدین صاحب ایک با اصول آدمي هیں مگر نا واقفیت کی وجہ سے سمجھتے هیں کہ ندوہ کي موجودہ حالت بڑي اچھي هے اور یہ سب کچھہ مولانا شبلي کا سوال هے - مجھے یقین هے کہ انپر اصلیت ظاهر هوگي تو وہ قطعاً راے بدلنے پر مجبور هو جائینگے -

جو روز بروز بڑھنے لگی - پھر وہ مرگیا اور بیگر' طغرل' داؤد' اسکے جانسین ہوے - وہ نادار گئے - مسعود بن سلطان محمود غزوي سے مقابلے ہوے - اور متعدد تغیرات و حوادث کے بعد ایک مستقل حکومت قائم ہوگئی - مشہور الپ ارسلاں اور اسکا وزیر نظام الملک سلجوقي اسي خاندان کا ایک حکمراں اور وزیر تھا جسکے بعد ملک شاہ سلجوقی تخت نشین ہوا -

یہ خاندان سلجوقیۂ ایران کي نسبت سے تاریخ میں مشہور ہے - لیکن ایک دوسرا سلجوقي سلسلہ ایشیاء کوچک کا بھي ہے - یہ خاندان پہلے خاندان کي شاخ ہے' اور اس طرح قائم ہوا کہ ایک سلجوقي ترک قتلمش نامي ایشیاے کوچک میں چلا آیا اور قونیہ پر قابض ہوگیا - یہي وجہ ہے کہ اس خاندان کو " بنو قتلمش " بھی کہتے ہیں -

یہ سلجوقي خاندان سنہ ۴۵۶ ہجری سے سنہ ۷۱۸ ہجري تک قائم رہا - البتہ اسکا آخري زمانہ محض براے نام تھا' کیونکہ

## ( عــلاء الــدین سلجــوقي )

اس سلسلہ کا ایک فرمانروا علاء الدین ابوالفتح کیقباد بن کیخسرو ثاني بھي تھا - ثاني اسلیے کہ ایک کیقباد اس سے پہلے بھي اسي خاندان میں گذر چکا ہے' اور اسي کا زمانہ اس خاندان کا پورا عہد عروج تھا -

علاء الدین اپنے والد کیخسرو کے انتقال کے بعد سنہ ۶۵۴ میں تخت نشین ہوا - یہ زمانہ تاتاري فتنہ کے انتہاے عروج کا تھا - منکو خان قراقرم میں تخت نشین ہوچکا تھا اور اسکا بھائي ہلاکو خان خون اور ہلاکت کا پیغام لیکر بلاد اسلامیہ کي طرف بڑھ رہا تھا - اسي اثنا میں عراق عرب و عجم کي تسخیر کي خبر مشہور ہوئي' اور اسکے بعد ہی تاریخ اسلام کا وہ حادثہ کبری ظہور میں آیا' جسمیں شش صد سالہ مرکز اسلامي یعنی دار الخلافۃ بغداد کا تمام خشک و تر حصہ انسانی لاشوں اور خون کے سیلابوں سے معمور ہوگیا تھا :

فلا تسالن عما جرى يوم حصرهم و ذالك مما ليس يدخل في حصرا
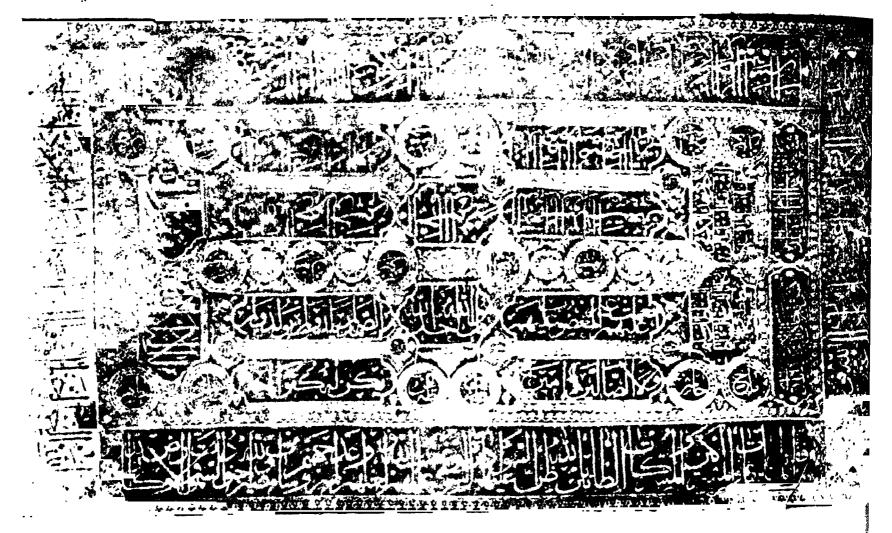
قونیہ کي خانقاہ مولویہ میں حضرۃ مولانا روم کا مخطوط و منقوش سجادہ

تاتاري تمام عالم اسلامی پر قابض ہوگئے تھے - آخري فرما نروا مسعود بن کیکاؤس تھا جسکی براے نام حکومت کے بعد پوري طرح تاتاري مسلط ہوگئے -

لیکن پھر اسکے بعد ہي انقلاب ہوگیا اور موجودہ دولت عثمانیہ ایشیاے کوچک میں شروع ہوکر رفتہ رفتہ تمام اطراف و ملحقات پر قابض ہوگئی -

اس سلجوقی خاندان کا دار الحکومۃ ہمیشہ قونیہ رہا اور اکثر پادشاہ علم پرور اور علما دوست ہوے - وہ گو تاتاري النسل تھے جنکا کام وحشت و جہل کے سوا کچھہ نہ تھا' مگر اسلام نے انکے خواص قومي کو بدل دیا تھا - اور قوموں اور جماعتوں کی قلب ماہیت کردینا اسکي تعلیمات کا اصلي جوہر ہے - موجودہ دولت عثمانیہ کي بنیاد بھي یہیں پڑي' اور گویا وہ اسی خاندان کي بلا فصل جانشین تھي - اسلیے قونیہ اور اسکے آثار دولت عثمانیہ میں ایک خاص تاریخي اثر رکھتے ہیں -

اسي زمانے میں خان تاتار منکو خان نے اپنا ایک امیر ایشیاے کوچک بھی بھیجا اور وہ اکثر شہروں پر قابض ہوگیا - یہ حالت دیکھکر علاء الدین کیقباد مضطرب الحال ہوا' اور ہر طرف سے مجبور ہوکر قصد کیا کہ تاتاري دار الحکومۃ میں پہنچے' اور خاص تاتار کو اپنی اطاعت کا یقین دلاکر اپني حکومت کي حفاظت کا پروانہ لے آے -

چنانچہ وہ تحفہ تحائف لیکر روانہ ہوا - لیکن قبل اسکے کہ قراقرم تک پہنچے' راہ ہي میں پیام اجل آ پہنچا اور اسکے ساتھي قونیہ واپس آگئے -

## ( مــولانا روم )

حضرۃ مولانا روم کا سال وفات ۶۷۰ ھ - وہ علاء الدین کیقباد کے عہد سے پہلے قونیہ آے' اور غیاث الدین کیخسرو بن رکن الدین قلیج ارسلاں کے عہد تک زندہ رہے - علاء الدین کے بعد اسکا بھائي عز الدین تخت نشین ہوا - عز الدین کے بعد رکن الدین قلیج

برلن کے عجائب خانوں کی گیلریوں کا سب سے بڑا حصہ قسطنطنیہ کے "عتیق خانہ" میں نظر آیا -

( آثار و تمدن اسلامی )

تمدن قدیم سے قطع نظر، خود عہد اسلامی کے جو آثار قدیمہ جابجا مملکت عثمانیہ میں موجود ہیں، علی الخصوص اواخر عہد عباسیہ سے لیکر دور اخیرۂ اسلامیہ تک کے آثار و نوادر، اگر صرف انہی کے جمع و تحقیق کی کوشش کی گئی ہوتی، تو آج تاریخ اسلام کے بہت سے غیر معلوم سلسلے مکمل ہوجاتے - لیکن وہ صرف تلوار ہی کی دوست رہی، کیونکہ اسنے اپنے دشمنوں کو کبھی بھی تلوار کے بغیر نہ دیکھا - افسوس کہ اس ایک ہی رفیق نے بھی اسکے ساتھہ حق رفاقت ادا نہ کیا !

( عثمانی دار الآثار )

انقلاب دستوری کے بعد جو مختلف علمی صیغے نئے کھولے گئے تھے، ان میں ایک خاص صیغہ اس غرض سے بھی قائم ہوا تھا

جلال الدین رومی صاحب مثنوی معنوی کی خانقاہ اور اسکے آثار۔

( اجمال تاریخی )

قونیہ ایشیاے کوچک کا ایک مشہور صدر مقام اور تاریخی حیثیت سے کئی اسلامی حکومتوں کا دار الحکومت ہے - تمدن اسلامی کے عہد متوسط کے متعدد خاندان علم و کمال اسکی خاک سے اٹھے، اور تقریباً ہر علم میں اپنی بیش بہا خدمات یادگار چھوڑیں -

مگر ان سب میں جو شہرت حضرت مولانا روم کو انکی مثنوی کی وجہ سے ہوئی، وہ کسی کو نہوئی - "روم" کی نسبت سے وہ اسی لیے مشہور ہیں کہ قونیہ میں چلے آے اور مقیم ہوگئے - ایشیاء کوچک کا یہ حصہ بلاد اسلامیہ میں روم کے لقب سے پکارا جاتا تھا .

( دولۃ سلجوقیہ )

چوتھی صدی ہجری میں جبکہ بغداد کا سیاسی مرکز ضعیف ہوگیا، تو جیسا کہ عام قاعدہ ہے، تمام بلاد اسلامیہ میں نئی نئی

جامع مسجد سلطان علاء الدین کیقباد کے ایک برج کا کتبہ
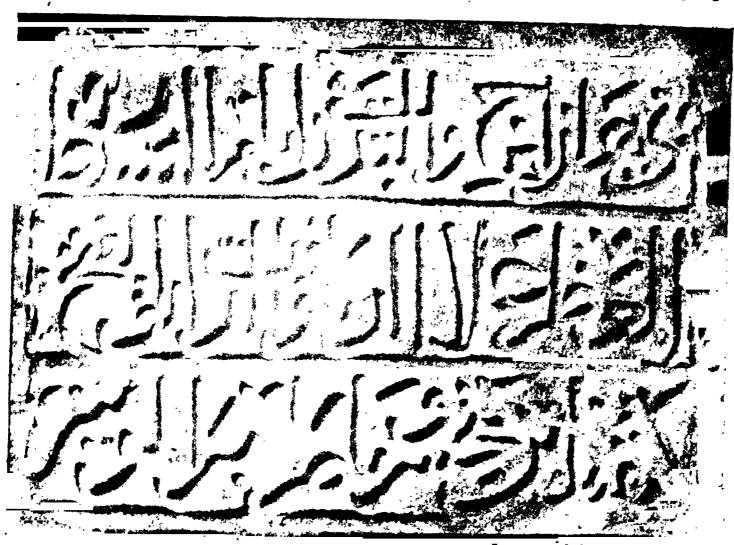
کہ عثمانی ممالک کے بقیہ آثار و نوادر کی تفتیش کرے، اور انکے متعلق سالانہ رپورٹیں مرتب کرتا رہے - لیکن بدقسمتی سے اسکے بعد ہی یورپ کے حملوں کا سلسلہ شروع ہوگیا، اور دولت و ملک کی تمام قوت جنگ طرابلس اور بلقان کی ناکامیوں کی نذر ہوگئی -

بربادیوں اور تباہیوں کے بعد اب امن و فرصت کا ایک نیا دور شروع ہوا ہے جو نہیں معلوم کتنی عمر لیکر آیا ہے - تاہم کام کرنے والے اپنی ہوشیاری اور مستعدی کا ثبوت برابر دے رہے ہیں - صرف یہی نہیں ہے کہ "رشادیہ" اور "عثمان اول" تعجب انگیز آمادگی سے خریدا گیا ہے، بلکہ علمی صیغے بھی نہایت تعجب انگیز سرعت سے ترقی کر رہے ہیں !

حال میں عثمانی تفتیش آثار عتیقہ کے صیغے نے ایشیاے کوچک کی بہت سی تاریخی اشیا کا پتہ لگایا ہے اور انکے حالات و نتائج مرتب ہو رہے ہیں - اسی سلسلے میں مشہور تاریخی مقام "قونیہ" کے آثار اسلامیہ ہیں - علی الخصوص حضرت مولانا

حکومتیں قائم ہونے لگیں، اور بعینہ وہی حال ہوگیا جو سترہویں صدی عیسوی میں دہلی کے ضعف سے ہندوستان کا ہوگیا تھا - ہر شخص جو تلوار کے قبضے کو مضبوطی سے پکڑ سکتا تھا، حکومت کے ولولے اور فرمانروائی کی امنگیں لیکر اٹھتا، اور خلافۃ بغداد کا ایک رسمی تعلق و اعتراف قائم رکھکر اپنی نئی حکومت جمالیتا -

ان حکومتوں میں سب سے زیادہ قوی اور متمدن حکومت، خاندان آل سلجوق کا سلسلہ تھا -

ایک تاتاری خاندان اپنی حکومت سے ناراض ہوکر بخارا چلا آیا اور مسلمان ہوگیا - اسکے مورث اعلی کے مرنے کے بعد اسکا لڑکا اپنی جماعت کا سردار ہوا - یہ وقت تاتاریوں کے ظہور اور آہستہ آہستہ عروج کا تھا - تمام سرحدی ممالک انکی تاخت و تاراج کا جولانگاہ تھے - یہ تاتاری نو مسلم خاندان انکے حملوں کا جواب دینے لگا، اور اس طرح ایک جنگی جماعت طیار ہوگئی

# الحـــريـــة فـــي الاســـلام

## حریت اور حیـات اسلامی

### قرآن حکیـــم کی تصـــریحات

## ( ۲ )

### ( محبت بـاطـل )

دنیا میں محبت باطل سے بڑھکر پاے حق کوش کیلیے کوئی سخت زنجیر نہیں کہ "حبك الشيء يعمي و يصم" ( حدیث صحیح ) محبت باطل قبول حق سے آنکھوں کو اندھا اور کانوں کو بہرا کردیتی ہے - ہم اپنے نفس کو محبوب رکھتے ہیں اسلیے ہم اپنے نفس کے مقابلہ میں شہادت حق سے عاجز ہیں - ہم عزیز و اقارب سے محبت باطل رکھتے ہیں اسلیے ہم اونکے خلاف حق کیلیے گواہی دینے پر آمادہ نہیں ہوتے حالانکہ اُس شاہد حقیقی کا فرمان ہے :

| | |
|---|---|
| اذا قلتم فاعـــدلوا ولو كان ذا قـــربى ( انعام ) | جب بولو انصاف کی بات بولو اگرچہ تمہارے کسی عزیز کے مخالف ہی کیوں نہو - |
| يا ايها الـــذين آمنـــوا كونوا قوامين بالقســـط شهداء للــــه ولو على انفسكم او الـــوالـــدين والاقـــربين ( نساء ) | مسلمانو ! اپنے نفس کے مقابلہ میں' اپنے ماں باپ کے مقابلہ میں' اور اپنے اعزہ و اقارب کے مقابلہ میں بھی انصاف پر مضبوطی سے قائم رہو اور خدا کے گواہ بنے رہو - |

اسلیے سرگروہ احرار اور سرخیل قائلین حق وہ ہے' جو اس راہ میں اثر محبت سے مسحور نہیں' جو ان علائق ظاہری سے آزاد ہے' جو اپنے نفس سے بھی حق کیلیے اسیطرح انتقام لیتا ہے جسطرح اپنے دشمن سے - جو اپنا سر حق کے سامنے اسیطرح جھکا دیتا ہے' جسطرح وہ غیر کا سر جھکا ہوا دیکھنا چاہتا ہے - کتنے انسان ہیں جو میدان حق گوئی میں خطرات و شدائد سے نہیں ڈرتے ؟ اور کتنے ہیں جو آزادی حق کیلیے اپنی جان فدیہ میں دینے کیلیے طیار ہیں' لیکن اس آیت پاک نے صدق پسندی اور حریت پرستی کی جو قرار دیدی ہے اسپر چلتے ہوے اکثر پاؤں کانپ گئے ہیں اور اکثر دل بیٹھ گئے ہیں' فان ذلك هو البلاء المبين' کیونکہ یہ سب سے بڑی آزمایش ہے - اس آزمائش میں جو پورے اُترے اور اس امتحان میں کامیاب ہو' وہی میدان حریت کا شہسوار اور معرکۂ حق و صداقت کا فاتح ہے :

| | |
|---|---|
| رجال صـــدقوا ما عاهدو الله علیــه ( احـــزاب ) | یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا سے جو عہد کیا تھا اوسپر پورے اُترے - |

### ( خـــوف )

ہم غیر سے ڈرتے ہیں اور ڈرکر حق کی گواہی سے باز آجاتے ہیں' حالانکہ ایک ہی ہے جس سے ڈرنا چاہیے - کیا ہمارا یہ اعتقاد نہیں کہ دنیا کی ہر چیز جس سے ہم ڈرتے ہیں خدا کی مخلوق ہے ؟ دلوں کی عنان حکومت صرف ایک کے ہاتھہ میں ہے هو القاهر فوق عباده اور وہ جدھر چاہتا ہے اوسکو پھیر دیتا ہے یقلب کیف یشاء ؟ پھر کیوں ہمارے دل اپنے ہی جیسی بے بس اور بے اختیار مخلوقوں سے ڈرجاتے ہیں ؟ ہم مصائب سے ڈرتے ہیں لیکن کیا ہمارا یہ اعتقاد نہیں کہ ما اصاب من مصيبة الا باذن الله ( تغابن ) ہر مصیبت خدا ہی کے حکم سے آتی ہے ؟ ہم موت سے ڈرتے ہیں پھر کیا ہمارا یہ ایمان نہیں کہ :

| | |
|---|---|
| اذا جـــاء اجـــلهـــم لا يستقدمون ولا يستاخرون | جب موت آتی ہے تو نہ آگے بڑھ سکتے ہیں نہ پیچھے ؟ |

اور جو راہ صـــداقت پرستی میں مرجاتے ہیں' وہ مرتے کب ہیں ؟ وہ تو فانی زندگی چھوڑ کر دائمی زندگی حاصل کرلیتے ہیں - کیا تم اسکو مرنا کہتے ہو؟ نہیں :

| | |
|---|---|
| لا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله امـــوات بل هـــم احيـــاء ( بقره ) | شہداے راہ خدا کو مردہ نہ کہو - وہ تو زندہ ہیں ! |

وہ دنیا میں بھی زندہ ہیں - قوم اونکے نام کا ادب کرتی ہے' دنیا زبان احترام سے اونکا نام لیتی ہے' تاریخ اونکے نام کو بقاے دوام بخشتی ہے - وہ نہ صرف خود ہی زندہ ہیں بلکہ اونکا مسیحانہ کارنامہ دوسروں کو بھی زندہ کرتا ہے ( باذن الله ) قوم اونکے مرنے سے جیتی ہے - ملک اونکی موت سے زندگی حاصل کرتا ہے کیونکہ :

| | |
|---|---|
| يخرج الحي من الميت ويخرج الميت من الحي ( انعـــام ) | خـــدا مـــردہ شے سے زنـــدہ شے اور زنـــدہ شے سے مـــردہ شے کو پیـــدا کرتا ہے - |
| اتخشى النـــاس والله احق ان تخشاه ( احزاب ) | ( پھر ) کیا انسانوں سے ڈرتے ہو؟ حالانکہ سب سے زیادہ خدا کو اسکا حق حاصل ہے کہ اُس سے تم ڈرو ! |
| ومن يعمل من الصالحات وهو مومن فلا يخاف ظلما ولا هضما ( طه ) | اور جو نیکوکار اور با ایمان ہے اوسکو کسی ظـــلم و نا انصـــافی سے ڈرنـــا نہ چاہیے - |

### ( طمـــع )

سالـــک راہ حریت و صداقت کے پاؤں میں اُسکے دشمن لوہے کی زنجیریں ڈالدیتے ہیں تا کہ وہ آیندہ کے منازل طے نکرسکے' لیکن اکثر ایسا یہ زنجیر لوہے کی جگہ سونے کی بھی ہوتی ہے - وہ اس طلسمی زنجیر کو دیکھکر راہ و رسم منزل صداقت پرستی سے بیخبر ہو جاتا ہے' اسکے لیے دوڑتا ہے اور مسکراتا ہوا خود دشمن کے ہاتھہ سے لیکر اپنے پانوں میں ڈال لیتا ہے - یہ طلسمی زنجیر کیا ہے ؟ امید زر اور طمع جاہ !

لیکن آہ ! کس قدر دنی الوجود اور کم ظرف ہے وہ انسان' جو صرف حب مال اور الفت زر کیلیے خدا کی محبت کو ٹھکرادیتا ہے' اور ایک فانی شے کیلیے حق و صداقت کی باقی اور لازوال دولت کو ہمیشہ کیلیے کھو دیتا ہے ! وہ چاندی سونے کے سکوں

ارسلان' اور اسکے بعد غیاث الدین - گویا انہوں نے تخت قونیہ کے پانچ حکمرانوں کا زمانہ پایا -

( خانقاہ مولویہ )

مثل دیگر سلاسل تصوف کے ایک سلسلہ "مولویہ" بھی ہے جو مولانا روم کی طرف منسوب ہے اور ابتک اسکا مرکز ارشاد خانقاہ مولویہ ہے - بلاد روم و ایشیاء کوچک میں اس طریقہ کے ارادتمند ہزارہا مسلمان ہیں - خود قسطنطنیہ میں مولویہ درویشوں کا رقص کمال ذکر تکیۂ مولویہ میں ہوا کرتا ہے اور یورپین سیاحوں نے ہمیشہ تعجب و شوق سے اسکا ذکر کیا ہے -

خانقاہ مولویہ قونیہ کی بہت بڑی تاریخی عمارت ہے جسمیں حضرت مولانا روم کا خاندان ابتک سجادہ نشین چلا آتا ہے - مولانا کے مزار کے علاوہ اسمیں ایک بہت بڑی مسجد بھی ہے جو علاء الدین کیقباد نے بنائی تھی' اور اپنی وسعت اور طرز عمارت کے لحاظ سے ایک مخصوص شکل کا اثر تاریخی ہے -

( آثار قونیہ )

حال میں قونیہ کے جن آثار پر توجہ کی گئی ہے' انمیں سب سے زیادہ قیمتی شے ایک طلائی شمعدان ہے جسے سلطان علاء الدین کیقباد نے بنایا تھا اور جامع علاء الدین میں ابتک موجود ہے -

اسکی شکل اسکی تصویر سے معلوم ہو جائیگی - وہ بالکل مرصع اور منقش ہے [illegible] باریک نقش و نگار [illegible] ہے [illegible] موجودہ زمانے کی ہاتھ سے [illegible] صناعی [illegible] اسکے آگے ہیچ نظر آتی ہے - [illegible] چاروں طرف مجوف حرفوں میں سلطان کا نام اور دعائیہ فقرے [illegible] ہیں' اور ایسے [illegible] جگہ بچی ہے' اسمیں طرح طرح کے دل [illegible] ابھار بنائے گئے ہیں -

اسی طرح اوپر کے درجہ پر جو خاص شمع کی نشست کی جگہ ہے' ابھرے ہوئے نقش و نگار ہیں' اور [illegible] گردن پر دونوں طرف خط کوفی میں مقدس اسماء کے دو دائرے منقش ہیں -

( مولانا کا سجادہ )

دوسرا تاریخی اثر' مولانا روم کا وہ سجادہ ہے جو انکی درگاہ میں ابتک موجود ہے' اور جو یکسر آیات و سور کلام اللہ اور اسماء متبرکہ سے منقش و مخطوط ہے -

اسکا عکس بھی شائع کیا جاتا ہے - فی الحقیقت یہ فن پارچہ بافی کی اعلی ترین صنعت کا ایسا نمونہ ہے جسکی نظیر شاید دوسری نہیں ملیگی -
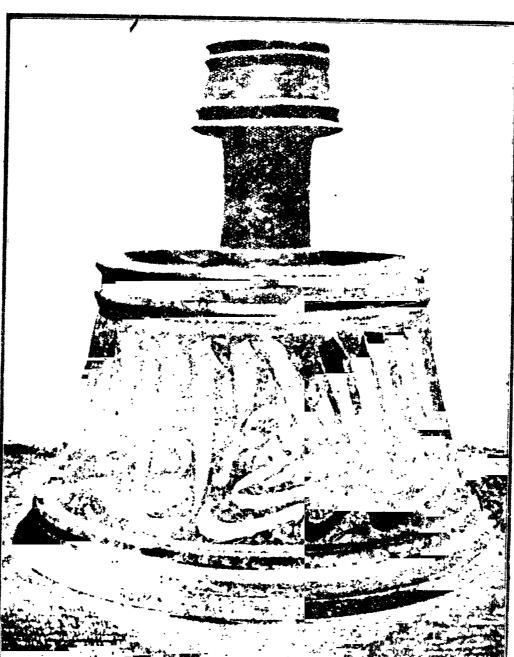
یہ خطوط و حروف جو اسمیں نظر آتے ہیں' در اصل اسکی بناوٹ میں مختلف رنگ کے ابریشم اور [illegible] کی آمیزش سے بنے گئے ہیں - اسطرح کی بناوٹ تو ایک عام بات ہے لیکن جیسا اعلی ترین خط نسخ و ثلث مع حروف کے دوائر اور انکے نازک نوک و پلک کے قائم رکھا گیا ہے' وہ اس فن کی نہایت تعجب خیز صنعت ہے' اور جس عہد میں یہ کام ہوا تھا یقیناً اس صناعی کا سب سے زیادہ ترقی یافتہ عہد تھا -

[illegible] جامع قونیہ کے آثار قدیمہ
[illegible] ۶۵۴ ہجری

غور سے دیکھیے - اسکے چاروں طرف سورۂ فتح کی ابتدائی آیات ہیں - درمیان میں اسماء متبرکہ کے دوائر ہیں - انسے بھی ہوئی جدولوں کے اندر پوری سورۂ فاتحہ لکھی ہوئی ہے - کاغذ اور وصلی پر بھی ایسا اعلی ترین خط نسخ و ثلث ہر خوشنویس نہیں لکھ سکتا - چہ جائیکہ کپڑے کے اندر بنا جائے ؟

(جامع سلطان علاء الدین)

سلطان علاء الدین تخت نشین ہوتے ہی فتنۂ تاتار میں مبتلا ہو گیا - تعجب ہے کہ ایک بہت بڑی عظیم الشان مسجد کے بنانے کا اُسے کب وقت ملا ؟ بہر حال یہ مسجد اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ ابتک موجود ہے' اور عربی و ایرانی طرز عمارت کی ممزوج خصوصیات کا ایک دلچسپ و عجیب نمونہ ہے -

اسکے گنبد نصف دائرہ کے بناے ایرانی طرز کے ہیں' لیکن محرابیں اور منارے عربی طرز کے بنائے گئے ہیں - ایک سب سے بڑا برج جو صدر دروازے پر ہے' اسپر منارۂ قطب دہلی کی طرح ابھرے ہوئے حرفوں میں کتبے کندہ ہیں - اسسے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۶۵۴ ہجری میں ( کہ یہی اسکا سال جانشینی ہے ) سلطان علاء الدین کیقباد کے حکم سے تعمیر ہوا -

چنانچہ ایک جانب کے کتبے کا عکس لیا گیا ہے جسکی نقل ہم بھی شائع کرتے ہیں - ایک لفظ نہیں پڑھا جاتا - باقی عبارت حسب ذیل ہے :

" بنی ہذا البرج و...... بامر السلطان المعظم علاؤ الدین الدنیا والدین ابوالفتح کیقباد بن کیخسرو ناصر امیر المومنین"

## ( خلاصۂ مطالب )

ان تمام مباحث کا نتیجه یه ہے که هر حقیقی مسلم کا وجود دنیا میں حق کي شهادت اور حریت کا نمونه ہے - نه تو ناجائز حسن اعتقاد اوسکي عقـل صـداقت شعار کو سلب کرسکتا ہے نه محبت اوسکو حق گوئي سے اندها اور بهرا بنا سکتي ہے - نه خوف جان و مال اوسکو حق سے باز رکهه سکتا ہے ' اور نه حرص و طمع اور حب زر و جاه کے سحر سے مسحور هوکر منـکر صداقت هوسکتا ہے - نه هي کسیکي عداوت و دشمنی سلوک راه حق میں اوسکے لیے زنجیر پا هوسکتي ہے - وه حق کا شیدا ہے اور حق کا طالب - وه حریت کا دلداده اور حریت کا جویاں ہے - وه هر جگه' جهاں اوسکو پاسکتا ہے اوسکے لیے جاتا ہے - اور جس طرح وه مطلوب حقیقی اوسکو ملسکتا ہے اوسکے لیے کوشاں هوتا ہے - ایک مسلم کي شان یه ہے که اوسکو همیشه باطـل سے نفرت اور حق کي جستجو رهتی ہے - دنیا میں اسکي متاع مطلوب اور معشوق اصلي سچائي اور حق کے سوا اور کوئی نہیں ہے !

اگر آج هم حقیقی طور سے مسلم هوں' حق کے طالب هوں حریت کے دلداده هوں - حق کیلیے اور اداے شهادت کیلیے جو هر مسلم کے وجود کا مقصد ہے ' نه تو هم دوستوں کي محبت کي پروا کریں اور نه جبابرۂ حکومت کے جبروت وجلال سے مرعوب هوں - نفاق کا هم میں وجود نه هو - طمع و خوف هماري استقامت کو متزلزل نه کرسکے تو حسب وعدۂ الهی اسکا نتیجه یه هوگا که همارے تمام اعمال صالح اور همارے تمام گنـاه مغفور هونگے -

یا ایهالذین آمنوا اتقوالله مسلما نو! خدا سے ڈرو اور سچي بات وقولوا قولاً سدیداً یصلح لکم کهو ' تا که خدا تمهارے اعمال کو صالح اعمالـکم و یغفرلـکم ذنوبکم کردے اور تمهـارے گناه بخشدے ! ( ۷ - ۳۳ )

---

## پـــریـس نـــوت

بجاے چهاپه سنگي ( لیتهوگراف ) ٹائپ استعمال کرنیکا مسئله ایک عرصه سے سرکار عالي ( هزهائنس ) نظام گورنمنٹ کے زیر غور ہے ' مگـر چونکـه نستعلیق ٹائپ کے اعلی درجـه کے نمونے دستیاب نہیں هوے ' لهذا اس خصوص میں کوئي کارروائي نهوسکي - حال میں چند اولو العزم کمپنیوں نے عمـده نستعلیق ٹائپ ایجاد کیے هیں ' اور خاص وضع کے ٹائپ ڈهالنے پر بهي آماده هیں - اسلیے سرکار عالي نے ایک کمیٹي زیـر صـدارت معتـمد صاحب عدالت و کوتوالي و امور عامه ( ایجوکیشنل سیکرٹري ) قائم کی ہے جـو موجوده نستعلـیق ٹائپ کے نمونوں کے حسن و قبـح و دیگر ضمني مسائل کے متعلق مفصلـي تحقیقات کرکے رپورٹ پیش کریگي -

چونکه یه ایک ایسا مسئله ہے جسمیں زبان اردو کے تمام بهي خواهوں کو دلچسپي ہے ' اس لیے کمیٹي نهایت خوشي سے ان اصحاب کي آراء پر غور کریگي جنهیں اس مسئله پر غور کرنیکا اتفاق هوا ہے - ٹائپ کے فروخت کرنے اور بنانے والے اور ٹائپ ڈهالنے کي مشین بنانے والے بهي اپنے ٹائپ کے نمونے وغیره بهیجسکتے هیں -

بشـیر احمـد مـــددگار معتـــمد

---

## الهـــلال کـــي ایجنســـي

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتي ' اور مرهٹي هفته وار رسالوں میں الهـلال پهلا رساله ہے ' جو باوجود هفته وار هونے کے روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا ہے - اگر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں تو ایجنسي کی درخواست بهیجیے -

---

## وثایق و حقایق

# نفـس انسانی کا ناقابـل پیـمایش عمـق

( متـرجـم از نـوالیم )

## ( ۲ )

### ( تخلیق مخفي )

تخلیق مخفي Sublimnal creation سب سے زیاده ثابت ہے کیونکه هم میں هر شخص هر شب کو اس کا ثبوت دیتا ہے - وه عالم خواب میں ایک ناول یا ڈراما نویس بنجاتا ہے اور ایسے ایسے حالات تراشتا ہے جو بیداري کی حالت میں نفس کو بالکل لغو معلوم هوتے هیں اور همارے تجربه کے لحاظ سے بالکل انوکهے هوتے هیں !

اسکی تصدیق اسکاٹ بهی کریگا جس نے برائڈ آف لمیر مور (Bride of Lammermoor) اپنے مرض اور دماغ کي غیر معمولي حالت میں لکهوائی ' اور جب یه قصه کتاب میں پڑها تو اس کا بڑا حصه اسے بالکل نیا معلوم هوا !

اگر دعوے کي اس سے بلنـد تر سطح پر قدم رکهنـا هو تو بلا خوف رد کها جا سکتا ہے که ذهن کے تمام اعمال اور مـسیقات انهی مخفي چشموں سے جوش زن هوتے هیں - یه چیزیں خیالات کے اخذ سے پیدا نہیں هوتیں - معلوم هوتا ہے که اسکا طریقه اس قوة کے طریقه سے بالکل مختلف ہے جو دانسته سونچتی اور دلائل قائم کرتی ہے - یهاں عمل سے زیاده انتظار هوتا ہے - گیٹے (Goethe) کهتا ہے که " گویا سب کچهه دیا هي گیا ہے (Alles ist als wie ge schenkt) اور الهام " دهلیز " کے نیچے سے آتا ہے - بهت سے اجلۂ اهل قلم گیٹے کے مقولے کی تائید کرتے هیں -

چنانچه اسبنن ( Isbeen ) نے سخت بخار کي حالت میں تین هفته کے اندر برینڈ ( Brand ) لکهي - وه نیم خوابي کے عالم میں اپنے بستر مرض سے ان سطروں کے لکهنے کے لیے هاتهه بڑها یا کرتا تها جو هنگامه محشر بپا کرتي هوئي اسکے نفس کي سطح تک آجاتي تهیں -

شارلٹ برونٹے ( Charlotte Bronte ) کي یه حالت تهي که وه پهلے تو چند دنوں تـک نهایت آزادي سے لکهتي تهي' مگر اسکے بعد تحریر ملتوي هو جاتي تهي اور هفتوں تـک دو باره جاري هونے کا نام نہیں لیتی تهي -

مگر اسکے بعد پهر کوه آتش فشاں پهٹتا تها اور وه نهـایت جوش و خروش کے ساتهه لکهنا شروع کرتي تهي - یهانتـک که وه شدت محنت کي وجه سے آخر بیمـار پڑ جاتي تهی - اس نے " ایمیلیز ویذهرنـگ هـائٹس " ( Emilys wuthiring Hhieghts ) میں جهاں یه بحث کي ہے که هیتهکلف (Heathcliff) کے سے کریکٹر کا پیدا کرنا بجا ہے' وهاں وه اپني بهترین زبان میں اس واقعه کو یوں بیان کرتي ہے :

" مگر اسکو میں جانتي هوں جو انشا پرداز که قوت تخلیق رکهتا ہے - اسکے پاس ایک ایسي شے هوتي ہے جس کا وه همیشه مالـک نہیں هوتا - جو بسا اوقات نهایت عجیب و غریب طور پر چاهتي ہے اور اپنے لیے کام کرتي ہے - وه قواعد بنا سکتا ہے ' اصول وضع کرسکتا ہے ' شاید سالها سال تـک اسکی محکومي میں پڑا بهي رہے ' لیکن پهر ایک وقت آتا ہے جب یه قوت بغاوت کي اطلاع کے بغیر وادیوں کي جتی هوئی زمین میں هیغـکا یا سوارن پهیرنے یا هل میں جتنے کو قبول نہیں کرتي - جبکه یه شهر کے مجمع پر خنده

کو اگر خدا کیلیے اور اسکي سچائي کیلیے کهو دے تو خدا آسے سچائي کے ساتهه واپس دلا سکتا ہے ' پر جس خدا کي محبت کو دولت کیلیے کهوتا ہے ' وہ تو اسے دولت نہیں دلا سکتي ؟ پهر انسانیت کیلیے کیسی درد انگیز موت ہے کہ انسان آسمان کي سب سے بڑي عزت کو زمین کي سب سے زیادہ حقیر شے کیلیے کهودے ؟

وہ دولت اور دولت کے کرشمے جس سے طمع کي لعنت اور لالچ کی پهنکار نکلتی ہے ' کیا ہے ؟ کیا انسان کي عمر کو بڑها دینے والي اور عیش حیات کو موت کے ڈر سے بے پروا کر دینے والي ہے ؟ کیا وہ زندگي کي تمام مصیبتوں کا علاج اور انسان کي تمام راحت جوئیوں کا وسیلہ ہے ؟ نہیں ! ان میں سے کوئی بات بهی اسمیں نہیں ہے - چاندي اور سونے کے محل سراؤں میں رهنے والے بهي اسي طرح موت کے پنجه میں گرفتار ' مصائب حیات کے هجوم سے محصور ' تکلیف اور دکهه کے حملوں سے زخمي ' اور تڑپ اور بے چیني کي چیخوں سے الم ناک دیکهے جاتے هیں ' جیسا کہ ایک فقیر و مفلس فاقه مست ' یا ایک پتوں کے جهونپڑے میں بیماري کے دن کاٹنے والا محتاج و بیکس مسکین !

پهر کیا ہے جسکے لیے حق کي عزت کو برباد ' اور خدا کی صداقت کو ذلیل کیا جاتا ہے ؟ وہ کونسي ایسي طاقت ہے جو خدا کو چهوڑ کر هم حاصل کرلینگے ؟ روپیه نه تو همیں زمین کي رسوائي سے بچا سکتا ہے اور نه آسمان کی لعنت سے' مگر حب زر سے فرض صداقت کي خیانت همیں دونوں جهانوں میں عذاب دیسکتي ہے -

کتنے بڑے بڑے تاجدار ' پر هیبت فاتح ' عظیم الشان سپه سالار ' نامور محب وطن ' اور محبوب القلوب و ملت پرست انسان هیں ' جنکے حق پرستانه عزائم کي استقامت کو اسي لعنت طمع نے ڈگمگا دیا - انهوں نے اپنے ملک ' اپني قوم ' اپني فوج ' اور در اصل اپنے خدا اور اُسکي صداقت سے غداري کي ' اور دشمنوں کیلیے دوستوں کو ' غیروں کیلیے اپنوں کو ' ظالموں کیلیے مظلوموں کو ' بے رحم فاتحوں کیلیے بیکس مفتوحوں کو ' اور شیطان کے تخت کی زیب و زینت کیلیے خداے رحمان کے دربار اجلال کي عزت و عظمت کو چهوڑ دیا ! تاریخ کے صفحات همیشه سے اسي درد کے ماتمي هیں - قوموں اور ملکوں کي داستانیں همیشه اسی ناپاک سرگذشت پر خوں کے آنسو بهاتي هیں ' اور دولت پرستی کی ملعون نسل آغاز عالم سے ناصیۂ انسانیت کیلیے سب سے بڑا بے عزتي کا داغ رهي هے !

فی الحقیقت راہ حق پرستي کي سب سے بڑي آزمایش چاندي کي چمک اور سونے کي سرخی هي میں ہے' اور اگر اس منزل پر خطر سے تم گزر گئے تو پهر تمهاري همت بے پروا اور تمهارا عزم همیشه کیلیے بے خوف ہے - یهي طمع کا خبیث دیو ہے جسکا پنجه بڑا هي زبردست اور جسکي پکڑ قلب انساني کیلیے بڑي هی مضبوط هوتي ہے - اسي نے فرزندان ملت سے غیروں کے آگے مخبري کرائي ہے - یهي پکڑ پکڑ کے ابناے وطن کو لے گیا ہے' اور غیروں کے قدموں پر اخلاق کي ناپاکي اور جذبات کي کثافت کے کیچڑ میں گرا دیا ہے ' تاکہ اپنے وطن ' اپني سرزمین ' اپنے مذهب ' اپني قوم ' اور اپنے بهائیوں کے خلاف جاسوسي کریں ! اسي نے بڑے بڑے مدعیان خدمت ملک و ملت کي برسوں کي کمائي ایک آن کے اندر ضائع کردي ہے ' اور انهیں چار پایونکي طرح گرا دیا ہے تاکہ برسوں کي سچائي کو ایک لمحه کي طمع پر قربان کردیں - آہ ! یهي انسانیت کیلیے وہ روح خبیث ہے جو بڑے بڑے پاک جسموں ' بڑي بڑي مقدس صورتوں ' بڑے بڑے پر از علم و عمل دلوں کے اندر حلول کرگئی ہے ' اور فرشته سیرتوں نے شیطانوں کے ' اور ملکوتي صفات هستیوں نے خونخوار عفریتوں کے سے کام کیے هیں !

وہ مقدس عالم جو کتب فقه کو حیله تراشیوں کیلیے الٹتا ہے ' وہ مفتی شریعت جو جرائم و معاصي کو جائز بنا دینے کیلیے ابلیسانه فکر و غور کے ساتهه نئی نئی پر فریب تاویلیں سونچتا ہے ' وہ واعظ جو سامعین کے آگے ان تعلیمات کے پیش کرنے سے گریز کرتا ہے جو انکے اعمال سیئه کي مخالف هیں ' وہ صاحب قلم جو اپنی حق پرستانه سختي کو نفاق آمیز نرمي سے ' اور حریت خواهانه جهاد حق کو زمزمۂ صلح باطل سے بدلدیتا ہے ' آخر کس سحر و افسوں سے مسحور اور کس دام سخت کا شکار ہے ؟ کونسا جادو ہے جو اسپر چل گیا ہے ' اور خدا سے روٹهه کر شیطان کے تخت کے آگے سجدہ کرنا چاهتا ہے ؟ کونسی قوت ہے جسکے آگے شریعت کے احکام ' ضمیر کا فتوا ' اور حق کا الهام بیکار هوگیا ہے ؟

آہ ! کوئی نہیں مگر طمع کا افسون باطل ' اور کچهه نہیں مگر زر پرستي ' حب مال ' جاہ طلبی ' کا عمل السحر : اولئك الذین یلعنهم الله و یلعنهم اللاعنون !

| | |
|---|---|
| من کان یریـد العاجلـة عجلنا له فیها ما نشاء لمن نرید ' ثم جعلنا له جهنم یصلهـا مـذمـومـاً مدحـوراً ( اسرائیل ) | جو دنیا کے خیر عاجل کا طالب هوتو هم جسے چاهتے هیں اور جتنا چاهتے هیں اسي دنیا میں دیدیتے هیں ' مگر آخر کار اوسکے لیے جهنم هي ہے جسمیں وہ حقیر و ذلیل هوکر رهیگا ! |

( عـداوت )

لیکن یاد رہے کہ جسطرح محبت آنکهوں کو بصارت حق سے اندها اور شنوائي صداقت سے بهرا کردیتی ہے ' بالکل اوسیطرح عداوت بهي آنکهوں کو اندها اور کانوں کو بهرا بنا دیتی ہے - صداقت کی روشني نظر آتی ہے لیکن وہ نہیں دیکهتا ' حق کی آواز بلند هوتی هیں لیکن وہ نہیں سنتا ' کیونکه عداوت نہیں چاهتي کہ انسان غیر کی صداقت و حقیقت کا اعتراف کرے - سفر حریت کی ایک پر خطر اور دشوار گذار منزل یه بهي ہے جسکو صرف وهی قطع کرسکتا ہے جو اس میدان کا مرد اور اس معرکه کا بهادر ہے - اگر انسان کیلیے یه دشوار ہے کہ اپني غلطي اور انحراف عن الحق کا اعتراف کرے' تو یه دشوار تر ہے کہ اپنے دشمن کي سچی راے اور سچے عمل کا اپنے دست و زبان سے اقرار کرے

لیکن مسلم و مومن زندگی کے فرائض حریت کي ایک دفعه یه بهي ہے کہ اگر انصاف و عدل اور حق و صداقت اوسکے سب سے بڑے دشمن کے پاس بهي هو' جب بهي اوس روح ایمان کیلیے جو اوسکے ساتهه ہے ' اپنا سر نیاز اوسکے آگے جهکادے کہ " دو مع الحق کیفما دار " :

| | |
|---|---|
| یا ایها الذین آمنو کونوا قوامین لله شهداء بالقسط ولا یجرمنـکم شنآن قوم علی الا تعدلوا - اعدلوا هو اقرب للتقوی - ان الله خبیر بما تعملون (المائده) | مسلمانو ! خـدا کیلیے آماده اور حق کیلیے گواہ رهو ! دیکهو کسي قوم کی عداوت و دشمني تمکو حق و عدل سے کهیں باز نه رکهے - حق و عدل سے کام لو کہ وہ تقوی سے قریب تر ہے اور خدا تمهارے اعمال سے خوب واقف ہے - |

کیا اسکے بعد بهي کسي مسلمان کو عداوت و کینه پرور اعتراف حق سے باز رکهه سکتي ہے ؟ اگر رکهه سکتي ہے تو خصائص و امتیازات اسلام سے محروم ہے -
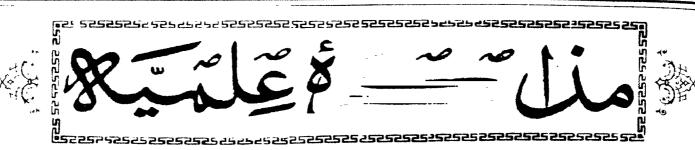
ہے - " ایک " " کئی " ہے اور " کئي " " ایـک " - ممکن ہے که کہاجاے ' یه ایک ایسا نتیجه ہے جسکا مبنی خیال اور جسکا وجود صرف ذہن میں ہے ' مگر اسکے برعکس حالت یه ہے که یه بالکـل عملي شے ہے ' کیونکه اسے اعمال انسانیه سے بہت بڑا تعلق ہے -

دیکھو ! ہم اپنے بھائی اور بہنوں کا کیسا درد رکھتے ہیں ؟ کیا انکے درش بدوش نہیں کھڑے رہتے که خاندان کا فائدہ ایک عام فائدہ ہے ' اور اسکے لیے کیا ہم میں سے ہر شخص کو اس کار زار ہستي میں جنگ نہیں کرنا چاهیے ؟ دیکھو ' کسیقدر توسع کے ساتھه کہا جاسکتا ہے که افراد کي بہبودي خاندان کي بہبودي کے ساتھه وابسته ہے ' اور جو ایک جزو کے لیے بہتر ہے وهي دوسرے اجزاء کے لیے بھی بہتر ہے ؟ پس اب غور کرو که کیا سے کیا ہو جائے اگـر سب لوگ یا کم ازکم متمدن اور تعلیم یافته آدمي سمجھنے لگیں که انسانیت ایک بڑا خاندان ہے اور فوائد کے لحاظ سے نیز اصلیت و حقیقت کے لحاظ سے " ایک " هي ہے - جو فرق همیں نظر آتا ہے وہ افـرادی نفس آگاہ کا فریب ہے - اسکا سبب صرف همارے اصلی فطرت کا جہل ہے - اگر واقعی ایسا ہوجاے تو کیا اس سے ایک انقلاب برپا نه ہوجائیگا ؟ مجھے تو یقین ہے که جلـد یا بدیر ایسا ضرور ہوگا -

مذهب کي تعلیم اخوت ایک شریفانه اخلاقی ترغیب تھی مگر اسکي اپیل محبت کے جذبات سے تھی - اسلیے وہ سرد مهر دماغ کے مقابلے میں بے اثر ثابت ہوئي - لیکن اب اسے علم ( سائنس ) سے مدد مل رهي ہے - اب علم عقیدہ اور محبت کے ھاتھه میں ھاتھه ڈالـکر چل رہا ہے اور مشرق میں اسکي شعاعیں پہنچنے کے لیے ایک نئی پو پھٹ رہی ہے - اب نیکی کا دور قریب ہی ہے - ......... اب همیں یه نظر آنے لگا ہے که هم " معرکه آرا اجزاء دي مقراطي " کا ایک انبار هي نہیں ہیں بلکه اجزاء وسیع کا ایک مجموعه ہیں جو آپسمیں لڑتے اور ایک جسم تیار کرتے ہیں - پس جو اس جسم کے لیے اچھا یا برا ہے ' وہ اجزاء کے لیے بھی اچھا یا برا ہے - همارا شعار هم جنسي اور یکجہتي ہونا چاهیے - شخصیت حد سے زیادہ تیز ہوگئي ہے - همیں انسانیت کو استقلال کے ساتھه پیش نظر رکھنا چاهیے اور اسکے ایک ایک مجموعه کو تمام کائنـات کے وسیع تر مجموعه کے لحاظ سے مجموعه در مجموعه سمجھنا چاهیے -

**الــــهلال :**

یه تحریر اُس عظیم الشان روحاني لٹریچر کے علمي مباحث کا نمونه ہے جو یورپ اور امریکه کي موجودہ روحانیات ( اسپیریچولیزم ) کے معتقدین نے مرتب کیا ہے اور اسی لیے بجنسه ترجمه کردیا گیا ہے ' لیکن قارئین کرام اسکے دعاوي اور اظہارات کی نسبت راے قائم کرنے میں جلدی نه کریں اور اُس مضمون کا انتظار کریں جو اس موضوع پر الهـلال میں نکلنے والا ہے - اسکی تصویریں مـدت سے بنی پڑي ہیں اور بکثرت مواد سامنے ہے لیکن ابتـک لکھنے کی مہلت نہیں ملي - یه گویا اُس مضمون کا تتمه ہوگا جو پچھلے دنوں ڈاکٹر رسـل ویلس ایـک طبیعی روحانی کے متعلق شائع ہوا تھا -

## ابتـــدائی تعلـــیم

**میري مونسٹوري**

**( ۲ )**

سلسلے کیلیے جلد حال ملاحظۂ هو الهلال نمبر ( ۱۴ )

اس طریق تعلیم میں سب سے پہلے جس شے پر توجه کي جاتي ہے ' وہ اولاً قوت لامسه ' اور اسکے بعد قوت باصرہ و سامعه کی ترقي ہے - اسکے لیے پہلے مختلف قسم کے کھیل بچوں کو کھلاے جاتے ہیں - اسکے بعد جو اشیاء که ان کھیلوں میں استعمال ہوتی ہیں ' انکی اور انکے ناموں اور عقلی صورتوں کے باهمي ربط و تعلق کی طرف بچونـکی قوت انتباہ کو متوجه کیا جاتا ہے - مثـلاً ایک استانی نے چند بچونکو بلایا که آؤ پانی سے کھیلیں ' اور ایک جگ میں ٹھنڈا یا گرم پانی لیکے انکے ھاتھه پر ڈالنا شروع کردیا - اب بچے خوش ہو ہوکے نیچے طشت میں ھاتھه دھو رہے ہیں - جب وہ پانی ختم ہوگیا تو اور منگوایا - مگر انکی دفعه پہلی مرتبه کے برعکس گرم کے بدلے ٹھنڈا یا ٹھنڈے کے بدلے گرم منگوایا - ظاہر ہے که جب جلد پر دو متضاد کیفیتیں یکے بعد دیگرے طاري ہونگی تو قوت لامسه میں ایک قسم کا هیجان یا انتباہ شدید پیدا ہوگا - چنانچه بچوں میں ایک خفیف سي حرکت پیدا ہوئي اور بعض کي زبان سے چند غیر موضوع آوازیں نکل گئیں - معلمه نے فوراً پوچھا که کیا ہے ؟ وہ بچے کیا بتا سکتے ہیں جنہوں نے ابھی اپنی عمر کا تیسرا سال بھی پورا نہیں کیا ہے ؟ ( کیونکه اس طریقه تعلیم میں داخله کی عمر صرف ڈھائی سال ہے ) اسلیے استانی نے استفہام تقریري کی صورت میں دریافت کیا که کیسا پانی گرم ہے ؟ بچوں نے سر ہلا دیا که ہاں ! پھر پوچھا که پہلے بھی ایسا ہی تھا ؟ انہوں نے سر کے اشارے سے کہا " نہیں " یا کہا : ہاں وہ ٹھنڈا تھا -

یا مثلاً اس نے مختلف قسم کی دفتیاں ( پیسٹبورڈ ) لیں - بعض نرم اور لچکتی ہوئی ' بعض سخت جیسے لکڑي کا تختہ - اور یه بچوں کو دیں که انہیں لچکاؤ - نرم تو لچک گئي مگر سخت نہیں لچکی - ان سے پھر کہا اور بچوں نے بار بار کوشش کي ' مگر انکي سختی انکے نرم و نازک ھاتھوں کي طاقت سے زیادہ تھی - وہ اس استانی کا منہه دیکھنے لگے - استاني نے سمجھایا که پہلي دفتي نرم تھي اسلیے لچک گئي - دوسري سخت ہے - وہ نم سے نہیں لچکے گی -

**( قوت باصرہ کي تربیت )**

اب فرض کرو که قوت باصرہ کو ترقي دینا منظور ہے ' اور اسمیں بھي خصوصاً مختلف شکلوں کا باهمی امتیاز اور انکے اسماء تعلیم ' تو اسکے لیے وہ مختلف شکلوں کے لکڑي کے ٹـکڑے اور انکے خانے لائیگي - یه خانے اسطرح بنے ہوتے ہیں که انمیں سے ہر ایک میں وهي ٹکڑا جاسکتا ہے جسکے لیے وہ خانه بنایا گیا ہے - وہ بچوں سے کہیگی که ان ٹـکڑوں کو ان خانوں میں ڈالو ! کئی بچے ایک کیس میں لپٹ گئے اور اسکے خـانوں میں لکـڑي کے ٹـکڑے ڈالنا شروع کیا - جس نے اپنا ٹـکڑا ٹھیک اسکے خانے میں ڈالدیا وہ تو پڑگیا ' اور جس نے دوسرے خانے میں ڈالنا چاہا اس سے نہیں پڑا -

هوتی هے اور هنکانے والے کي آواز کے ساتهه بے پروالي کرتی هے - جبکه وه سمندرکي ریت کي رسیاں ( ریت کي رسي یعني کمزور و غیر استوار رشته یا رابطه ) بنانے سے انکار کرتي هے اور بت تراشی شروع کردیتي هے - چنانچه تمهیں "قسمت" یا "الهامی هادي" کي حیثیت سے ایک ( Pluto ) یا ایک ( Jove ) یا ایک ( Tisiphone ) یا ایک ( Psyceh ) یا ایک ( Mermaid ) یا ایک ( Madonna ) ملیکا - یه کام خواه هیبت ناک هو یا شاندار' ابلیسی هو' یا قدوسی ' تمهیں انتخاب کا اختیار نهیں - تمهارے لیے صرف یهي رهگیا هے که اسے خاموشی کے ساتهه اختیار کرلو - رهے تم ' تو ایک براے نام صناع کي حیثیت سے تمهارا حصه صرف اتنا هي هے که خاموشي کے ساتهه ان هدایات کے اندر کام کرو جو نه تو تم نے دیے هیں اور نه جنکے متعلق تم دریافت کرسکتے هو- جو نه تو تمهاري نماز جنازه میں بیان کیے جائینگے اور نه تمهارے خیال کے وقت چهپاے یا بدلے جائینگے - نتیجه دلچسپ هوا تو دنیا تمهاري تعریف کریگي - تم که تعریف کے مستحق نهیں هو دنیا تمهاري تعریف کریگي ' اور اگر نا پسند هوا تو تم تعریف کي طرح الزام کے بهي سزا وار نهیں - دنیا الزام دیگی ! " -

اسکاٹ کي طرح استیوینسن ( Stevenson ) بهي اسکي تائید کریگا ' جسکا بیان هے که اس نے "ٹریژر آئیلینڈ" (Treasure Island) کے پندره باب پندره دن میں لکهه ڈالے - مگر اسکے بعد یه کار روائي رک گئي ' اور خاص اسکے الفاظ میں "میرا منهه بالکل خالي تها اور میرے سینے میں ٹریژر آئیلینڈ کا ایک حرف بهی نه تها" مگر اس جزر کے بعد پهر مد هوا ' اور "دیکهو! وه میرے اندر سے چهوٹی چهوٹي نالیوں کي طرح جاري هوئی" چنانچه اس نے هر روز ایک باب کے حساب سے کتاب پوري کر دي !

اس سلسلے میں یه امر بهي یاد رکهنا چاهیے که وه اپنے افسانوں کے خاکے ( پلاٹ ) خواب میں دیکها کرتا تها ' جیسا که اس نے ایکروس دي پلینس (Across the Plains) میں بیان کیا هے -

اس قسم کے تجربے دوسرے فنوں کے میدانوں سے بهي منتخب کیے جاسکتے هیں جهاں قوت تخلیق کام کرتي هے- غالباً یه فن ادب سے زیاده موسیقي میں نظر آئیگا - مثلاً (Mozart) کے ذهن میں الهام کي اجنبي (کیونکه الهام "نفس آگاه" کے لیے اجنبی هي هے ) نوعیت کا ایک روشن تخیل تها - مصوروں میں سے Watteau ایک عجب انداز کے ساتهه کهتا هے که وه اپني نادره روزگار صناعي پر خود ششدر هے ! یه ظاهر هے که وه ذرا بهي نهیں جانتا که وه کیونکر کرتا هے ؟

في الواقع کوئي ذهن نهیں جانتا که " وه کیونکر کرتا هے ؟ " اگر وه جانتا تو دوسروں کو بهي بتاسکتا - مگر یه شے تو نه نفس کا جاننے والا حصه هے ' اور نه کوئي دوسرا حصه جسے " آگهي " سمجهه سکے - یه تو ایک قوت هے جو مخفي طبقات میں بهت نیچے مدفون هے ' اور یه جو همیں نظر آتا هے صرف اسکے نتائج و آثار هیں -

غرض اب یه ثابت هوگیا هے که حسنس ' ادراک ' حافظه ' هیجان' جذبات ' تخلیق ' وغیره وغیره کے متعلق ایسے اعمال جسماني و دماغی هوسکتے هیں جو ان تمام چیزوں سے بالا تر هوں جن سے نفس آگاه واقف هے - سائنس نے یه ثابت کردیا هے که هم اپنے آپ کو جسقدر جانتے هیں' اس سے زیاده بڑے هیں - نفس کے اشار مرما ادو کے ٹکڑے چهٹ گئے هیں ' اور مابعد الطبیعی میں نئے مناظر کا دروازه کهلا هے - هماري روح بے پایاں اور ناقابل پیمایش نکلي هے' اور دفعاً همیں ته خانوں سے نکالکر ناپیدا کنار مرغزاروں میں لیا گیا هے - هم صرف یهي نهیں جانتے که هم آینده چلکے کیا هونگے ؟ بلکه هم کو یه بهي نهیں معلوم که هم کیا هیں ؟

اسلیے هم (Malvolio) کي طرح روح کا تصور عزت کے ساتهه کرتے هیں - صاحب انا المهد ' جس سے مسیح نے اتفاق کیا هے اور اسکا قول نقل کیا هے ' کهتا هے که " هم خدا هیں" یعني ایک نظر خیره کن هستي ' اور ایک نقش حیرت خیال !

لیکن خواه هم اسقدر بلند جالیں یا نه جالیں ' لیکن بهر حال یه کوئي ایسي بهت بڑي بات نهیں کہی گئي هے- کیونکه هم یونان اور ناروے کے بهت سے معبودوں سے کہیں زیادہ تعجب انگیز مخلوق هیں - هم کم از کم ذیل کے دانشمندانه مثلث (Triplet) میں ایمرسن ( Emorson ) کے هم نوا هوسکتے هیں جو ان امور کے متعلق انبیاء کا سا احساس رکهتا هے - وه کهتا هے :

" اگر تجهسے هوسکے تو تو وه پر اسرار خط کهینچ جو صحیح طور پر " تجهہ " " اس " سے جدا کردے اور یه بتادے که کون انسان هے اور کون خدا ؟ "

## ( ۳ )

متوفي پروفیسر ولیم جیمس کها کرتا تها که فلسفه کا سب سے اهم مسئله وحدت و کثرت کا هے - یه کیسے هوسکتا هے که جو " کل" یا " ایک " هو' وهي ایک "عالم" بهي هو جسمیں مادي اور غیر مادي هر قسم کي چیزیں شامل هیں ؟ یه کیسے ممکن هے که ایک هي شے ایک هي وقت میں ایک بهي هو اور کئي بهی ؟ اگر اسکے بر عکس هم کثرت کي طرف سے شروع کرتے هیں - مثلاً یه اور وه ' درخت اور مکان ' پهاڑ اور ملک' خورد بینی کیڑے اور گهانس کي پتیاں یا بدلی' تو یه چیزیں جو بلا اختلاف ایک دوسرے سے علحده هیں ' انهیں هم کیونکر "ایک" دیکهه سکتے هیں ؟ اسوقت یه مسئله نا قابل حل هے - هم دونوں سروں میں کسي ایک سے شروع کرسکتے هیں مگر مشکل یه هے که درمیان میں کوئي ملتقی (Mitting place) نهیں هے - "ایک" همیشه ایک رهیگا اور " کئي " همیشه کئي رهینگے -

لیکن اس مسئله کے حل کی طرف کم از کم اشاره تو ضرور روح' نفس' یا ذات مخفي (Sublimnal self) کے جدید اصول میں موجود هے جسے ۲۵ برس هوے' سب سے پہلے میرس ( Myers ) نے پیش کیا تها' جسکا استقبال جیمس نے علم النفس میں "سب سے بڑي جدید ترقی" کے نام سے کیا ' اور جسکي تائید تازه ترین واقعات سے هو رهي هے -

یه صحیح هے که نفوس انسانیه بهت هیں ' مگر انمیں بهت هي مشابهت هے اور ان تمام علوم میں جنکا تعلق علم الحیات سے هے' یه دیکها گیا هے که مشابهت کا اشاره ایک عام سرچشمه کی طرف هوتا هے - اسلیے ایک طرح سے یه نتیجه نکالنا چاهیے که تمام نفوس انسانیه کا سرچشمه صرف ایک هی هے -

مگر تحقیقات طبیعي کے مشاهدات جیسے (Telepathy) سے یه معلوم هوتا هے که تمام نفوس انسانیه جو یهاں هیں اور اسوقت موجود هیں ' ان میں باهم کچهه اسطرح کا تعلق کامل هے که وه ان تمام طریقوں سے خارج اور بالا تر هے جنکو حواس معلومه سمجهتے هیں - اس یقین کے لیے وجوه موجود هیں که وه اور اسکے همرشته مشاهدات میں اصلي کار فرما وهی نفس کا حصهٔ مخفي هے - یه دلائل اسقدر پیچیده هیں که انکي تفصیل یهاں نهیں هو سکتی -

یه اور اسي قسم کے غور و فکر کا اشاره اس طرف هے که گو هماري معمولي طبیعی آگهي ایک دوسرے سے جدا اور بظاهر ممتاز نظر آتي هے ' اور اسلیے مخابرات میں نطق اور تحریر کے ذرائع سے بے حد کام لینا پڑتا هے' تاهم مخفي سطحوں میں هم باهم یکدگر وابسته هیں -

بتعبیر استعاره ' هم میں سے هر شخص پاني کی ایک دهار هے جو ایک شهر کي هزارها نلوں میں سے کسی ایک نل سے جاري هے ' مگر پاني وهي هے اور اسی ایک خزانۂ آب ( (Reservoir ) سے آرها هے - ٹهیک اسي طرح وهي ایک روح هے جو هم سب کو پهنچی

کامیاب خوش و خرم اور ناکام کھسیانے ہوے - استانی نے ان ناکام بچوں کو تسلی دی' اور چمکار کے ایک لڑکے سے کہا کہ تمہارا ٹکڑا اس طرح کا مثلاً گول ہے - جب گول خانے میں ڈالوگے جب ہی پڑیگا' - پھر کہا کہ دیکھو اس کیس میں گول خانہ کہاں ہے ؟ اس نے تھوڑی دیر تک تلاش کیا' اور اسکے بعد ڈھونڈھ نکالا - اس بچے کو دیا کہ اسمیں ڈالدو - بچے نے جب ٹکڑا ڈالا تو اندر چلا گیا - وہ باغ باغ ہوگیا - اسی طرح اور بچوں کو بھی بتایا' یہاں تک کہ انکی شرمساری و ناکامی کامرانی کی مسرت سے بدلگئی' اور اسطرح بغیر کسی باقاعدہ تعلیم کے انہیں ریاضی و اقلیدس کے بڑے بڑے مسائل معلوم ہوگئے !

با... شکل کے بدلے رنگوں کے باہمی فرق اور انکے نام بتلانا مقصود ہے - وہ لکڑی کی رنگیں تختیاں بچوں کے آگے رکھدیگی اور رنگ برنگ کی ریشمی پٹیاں انکو دیگی کہ ان تختیوں پر باندھدیں - پٹیوں کے دینے میں ایسی ترتیب ملحوظ رکھیگی کہ باندھنے کے بعد ایک عجیب دلفریب منظر پیدا ہوجائے - بچے اسے دیکھ دیکھکے خوش ہونگے' اور اسی سلسلہ میں انہیں ایک ایک رنگ کا نام یاد کرا دیگی !

( لامسہ و سامعہ )

اس طریق تعلیم میں بعض کھیل ایسے ہیں جن سے قوت لامسہ اور قوت سامعہ' دونوں کی ایک ساتھ پرداخت و بالیدگی ہوتی ہے - یہ کھیل اندھیرے میں ہوتا ہے - اسکے تمام کھلونے پتھر یا کسی اور وزن دار شے کے ہوتے ہیں -

فرض کرو کہ استانی یہ کھیل کھلانا چاہتی ہے تو وہ ایک بچے کو بلالیگی' اور اسے ایک ایسی میز کے پاس کھڑا کرائیگی کہ اس لڑکے کا ہاتھ ایک طرف سے دوسری طرف جاسکے - اسکے بعد اسکی آنکھوں پر پٹی باندھدیگی' اور اس میز پر پتھر کے چند ٹکڑے جو ایک دوسرے سے وزن اور قد و قامت میں مختلف ہوتے ہیں لاکر بچے سے کہیگی کہ انہیں چنکے اس طرح رکھدو کہ جو پتھر اس پتھر سے وزن میں کم ہو وہ اسکے بعد ہی رکھا جائے - بچے کی آنکھیں بند' وہ نہیں جانتا کہ کون ٹکڑا کدھر گیا ہے ؟ پھر وہ ٹٹولکر معلوم کریگا کہ سب سے زیادہ وزندار ٹکڑا کون ہے اور کدھر گیا ہے ؟

استانی بچے کو ہدایت کریگی کہ وہ ان ٹکڑوں کی آواز غور سے سنے - ظاہر ہے کہ جو شے بھاری ہوگی اسکے گرنے کی آواز بھی بھاری ہوگی' اور جو چیز ہلکی ہوگی' اسکے گرنے کی آواز بھی ہلکی ہوگی - اسی آواز سے بچہ نہ صرف ٹکڑوں کی جگہ کو بلکہ انکا وزن بھی معلوم کرلیگا' اور اگر وہ اسمیں کامیاب نہ ہوا تو پھر وہ ٹٹولکے جمع کریگا اور دونوں ہاتھوں میں تولکے انکے وزن کو معلوم کرلیگا -

غرض اس کھیل میں قوت لامسہ اور قوت سامعہ' دونوں کی تربیت ہوتی ہے -

( جسمانی ورزش )

اس طریق تعلیم میں صرف حواس ہی کی پرداخت پر توجہ نہیں کی جاتی' بلکہ حواس کے ساتھ ساتھ اعضا و جوارح یعنی ہاتھ پیر وغیرہ کے نشو و نما کا بھی پورا پورا لحاظ رکھا جاتا ہے -

ہر بچے کے کھلونے اور دوسری ضرورت کی چیزیں ایک جگہ قرینے سے رکھی ہوتی ہیں -

لانے کے لیے نوکر نہیں ہوتا - بچہ اپنے کھلونے خود ہی اٹھا کر لاتا ہے - جب کھیل سے فارغ ہوجاتے ہیں تو جہاں سے وہ شے لائے ہیں وہیں رکھہ آتے ہیں - کام کی عادت ڈالنے اور ہاتھ پیروں کی باقاعدہ ورزش کے لیے یہاں تک کیا جاتا ہے کہ کپڑے پہننا' جوتوں کی لیس باندھنا' ہاتھ منہ دھونا' نہانا وغیرہ وغیرہ تمام کام استانیاں اپنی موجودگی میں ان بچوں سے لیتی ہیں - جو کام ایسے ہیں جنہیں ہر بچہ خود کرلے سکتا ہے' وہ تو خود کرتا ہے اور جو کام وہ تنہا نہیں کر سکتا' اسمیں دوسرے بچے اسکی مدد کرتے ہیں -

( طریق کتابت )

یہ اس طریق تعلیم کی اولین منزل ہے - عام طور پر ابتدا پڑھانے سے کی جاتی ہے' مگر اس تعلیم میں کتابت قرات پر مقدم ہے - اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ ہندوستان کی طرح بچوں کو حروف کی شکلیں بتا کے دیدی جاتی ہیں اور ان سے کہا جاتا ہے کہ اسکے نام' شکل' اور پھر لکھنا' یہ تینوں کام ایک ساتھ ہی کرو -

نہیں' اس تعلیم کی تمام چیزوں کی طرح کتابت کی تعلیم بھی کھلونے ہی کے ذریعہ دیجاتی ہے - دفتی کے ٹکڑوں پر ورق سنبادہ (emery paper) کے حروف کٹے ہوے چسپاں ہوتے ہیں - یہ حروف بچوں کو دیدیے جاتے ہیں - وہ ان سے کھیلتے ہیں - کھیل اس انداز سے ترتیب دیے گئے ہیں کہ بچوں کو ان حروف پر لازمی طور پر انگلی پھیرنا پڑتی ہے - اسطرح قبل اسکے کہ بچہ قلم اور روشنائی لیکر لکھنے بیٹھے' اسکی انگلیاں ان تمام گردشوں کی عادی ہو جاتی ہیں' جنکی ضرورت حروف کے لکھنے میں پڑتی ہے !!

پھر صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا جاتا' بلکہ جسطرح ہمارے یہاں قدیم طرز تعلیم میں میانجی بچوں کو کٹکھنے بنا کے دیتے ہیں کہ بچے اس پر ہاتھ پھیریں' اسیطرح ان لڑکوں کو بھی بنے بنائے حروف دیے جاتے ہیں جنکا جوف خالی ہوتا ہے - وہ انمیں رنگ بھرتے ہیں - جب بچے اچھی طرح حرفوں کی شکلیں پہچاننے لگتے ہیں تو پھر مرکبات بتائے جاتے ہیں -

( تعلیم کتابت کی مدت )

مسٹر ہولمز مفتش ( انسپکٹر ) تعلیمات انگلستان لکھتے ہیں :

" لکھنے کے لیے اسطرح سے تیار ہونے میں ان بچوں کا ڈیڑھ مہینے سے زیادہ صرف نہیں ہوتا جنکی عمر ابھی صرف چار ہی سال کی ہے - جب یہ مدت گذر جاتی ہے تو وہ روشنائی سے سادہ اور بسیط مرکبات لکھنا شروع کرتے ہیں - اگر مشق جاری رہے تو تین مہینے نہیں گذرنے پاتے کہ بچے کا خط نہایت خوشنما ہوجاتا ہے'

جب بچے کو لکھنا آجاتا ہے تو اسے پڑھنے پر لگایا جاتا ہے - پڑھنے میں وہ صرف انہی الفاظ کو نہیں پڑھتا جنکو وہ خود لکھتا ہے' بلکہ اسے ہر قسم کی تحریر پڑھائی جاتی ہے' خواہ وہ مطبوعہ ہو یا قلمی' اور خود اسکی لکھی ہوئی ہو یا غیر کی -

بچے کو جس زبان کی تعلیم دیجاتی ہے' وہ اگر ایسی زبان ہے جسمیں تمام حروف پڑھے جاتے ہیں - یعنی کوئی حرف بھی سائیلینٹ یا غیر ملفوظ نہیں ہوتا' تو اسکے سیکھنے میں بچے کو بہت سہولت ہوتی ہے - چنانچہ تجربے سے معلوم ہوا ہے کہ بچوں کو اطالی زبان انگریزی' فرانچ' اور جرمن وغیرہ کی نسبت جلد آجاتی ہے - کیونکہ اطالی میں سائیلینٹ ( حروف غیر ملفوظ ) کا جھگڑا نہیں ہے "

پڑھنے کی ابتدا مفرد اسماء سے کرائی جاتی ہے - اسکے بعد مفرد صفات اور صفات کے بعد جملے بتائے جاتے ہیں - تمام الفاظ

# مس مونتسوری کی ابتدائی تعلیم

اس طریقه کے سب سے بڑے کامیاب اسکول کے چهه کلاس جسکی معلمه مس جارج هیں

یه پانچ تصویریں مس مونتسوری کی ایجاد کردہ ابتدائی تعلیم کے متعلق هیں -

( ۱ ) مس جارج معلمه بیٹهی هیں بچوں کے سامنے کاغذ کے کٹے هوے حروف رکهدیے هیں جنسے الفاظ ترکیب پاتے هیں - بچوں کو بتا رهی هیں که الفاظ کے کیونکر هجے کیے جائیں ؟

درخانے اسکے ایسے بنائے جاتے هیں جنکے اندر تمام حروف کاغذ کے ترشے هوے آجاتے هیں ' اور تعلیم حروف میں ابجد کے پانچ ست استعمال کیے جاتے هیں -

( ۲ ) معلمه بچوں کو بتا رهی هے که ضخامت ' قد ' اور قطر و عرض کی بنا پر کیونکر اشیا کو شناخت کیا جا سکتا هے ؟ موضوع تعلیم یه هے که قوة لامسه کے ذریعه مختلف اشیا کی شکلیں معلوم کی جائیں - طریقه تعلیم یه هے که بچے کی آنکهوں پر پٹی باندہ دیتے هیں اور اسکو کوئی تعلیمی چیز دیکر پوچهتے هیں که کیسی هے ؟ اسکے بعد پٹی کهول دی جاتی هے ' اور بچه دیکهکر معلوم کرلیتا هے که اسکا اندازہ صحیح تها یا نہیں -
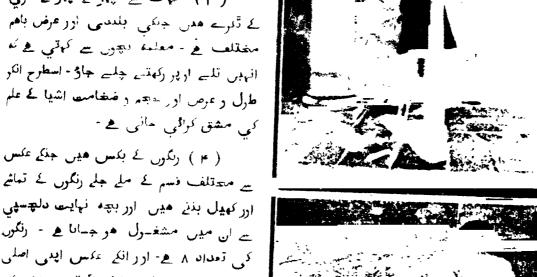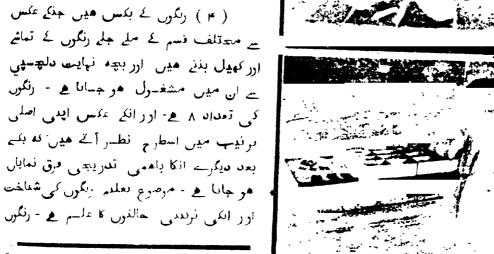
( ۳ ) بہت سے چهوٹے چهوٹے لکڑی کے ٹکڑے هیں جنکی بلندی اور عرض باهم مختلف هے - معلمه بچوں سے کہتی هے که انہیں تلے اوپر رکهتے چلے جاؤ - اسطرح انکو طول و عرض اور حجم و ضخامت اشیا کے علم کی مشق کرائی جاتی هے -

( ۴ ) رنگوں کے بکس هیں جنکے عکس سے مختلف قسم کے ملے جلے رنگوں کے تماشے اور کهیل بنتے هیں اور بچه نہایت دلچسپی سے ان میں مشغول هو جاتا هے - رنگوں کی تعداد ۸ هے - اور انکے عکس اپنی اصلی ترتیب میں اسطرح نظر آتے هیں که یکے بعد دیگرے انکا باهمی تدریجی فرق نمایاں هو جاتا هے - موضوع تعلیم رنگوں کی شناخت اور انکی تدریجی حالتوں کا علم هے - رنگوں کا فطری حسن خود بخود بچے کو اپنی طرف متوجه کرلیتا هے !

( ۵ ) اس مرقع میں بائیں جانب کا بچه واٹرکلر سے رنگ بهر رها هے - درمیان میں جو لڑکی بیٹهی هے وہ لیس بن رهی هے - تیسری لڑکی بٹن لگا رهی هے - اس کهیل کا موضوع درس یه هے که انگلیوں کی مشترکه حرکت کو ضمناً ترقی دی جاے - اس طریق تعلیم میں ریاضی ورزش کی ابتدا انگلیوں سے کرائی جاتی هے کیونکه تمام اعمال ید میں انگلیاں هی اصلی قوت کار هیں -

( ۶ ) لکڑی کے نو ٹکڑے هیں جنپر مختلف رنگوں میں ایک سے لیکر نو تک کے عدد منقوش هیں - معلمه پہلے ان ٹکڑوں کو باهم ملا کر رکهدیتی هے اور بچے کو انکی خوشنما و مختلف رنگوں کی ترتیب دکهلا دیتی هے - بچه جب اچهی طرح دیکهه لیتا هے تو پهر اس سلسلے کو منتشر کردیتی هے اور اس سے کہتی هے که اب اسی طرح تم بهی ملا کر دکهلاؤ - رنگوں کا اختلاف ' انکی باهمی آمیزش کی طبیعی خوشنمائی ' انکی ترتیبی حالت کا سلسله الوان ' اسقدر دلفریب هوتا هے که بچه بڑی دلچسپی سے ان کو انهیں جوڑنے رکهنے کا شائق هو جاتا هے - موضوع تعلیم علم حساب کا ابتدائی درس هے - اس رنگین اعمال سے پہچانکر خود عدد تعداد اور ابتدائی عشرہ حساب کا علم حاصل هو جاتا هے -

## اردو پریس کی تنظیم

### ایک اهم تجویز

صوبۂ پنجاب و اگرہ و اودهه کے اسلامي اخبارات

جناب نے از راہ نوازش نیازمند کی تحریر الہلال جلد حال نمبر ۱۲ میں درج فرماکر جو جواب مرحمت فرمایا ہے ' اسکا شکریہ ادا کرتا هوں - میں نے لکھا تھا کہ صوبۂ متحدہ مسلمانوں کے بڑے بڑے کاموں کا مرکز ہے مگر یہاں سے کوئي باوقعت اخبار نہیں نکلتا - جناب نے اس پر تعجب کیا ہے اور لکھا ہے کہ اخبارات تو نکل رہے میں - پھر خود هي یہ راے دي ہے کہ روزانہ کیلیے کوشش کرنی چاهیے اور بہتر ہے کہ اخبار مشرق یا کوئي اور اخبار روزانہ هوجاے -

گذارش ہے کہ میں اسقدر دنیا سے بے خبر نہیں هوں کہ مجھے ایک صوبے کے مشہور اخبارون کا حال معلوم نہو اور سمجھتا هوں کہ وهاں سے کوئی اخبار نہیں نکلتا - مجھے معلوم ہے کہ علی گڈہ گزٹ اردو کا سب سے پہلا رفیع اخبار وهیں سے نکلتا ہے - البشیر اور مشرق بھی وهیں سے نکلتے هیں - جناب نے انکی تعریف کی ہے - ممکن ہے کہ ایسا هی هو مگر میرا مقصد تو یہ تھا کہ گو بہت سے اخبار نکل رہے هیں ' لیکن همارے لیے انکا وجود و عدم برابر ہے - کوئی آزاد مسلمان اخبار نہیں نکلتا - ان سب کی پالیسی کا حال دنیا کو معلوم ہے -

میں چاهتا هوں کہ اس صوبے میں ایک کمپنی قائم کی جاے لیکن اسے نیا اخبار نکالنا چاهیے - ایک هفتہ وار ایک روزانہ - ملک میں اب ازاد اخبارات کا کافي ذوق پیدا هوگیا ہے ' اور ارزاں قیمت هو تو کمپنی کو نقصان کا خوف بھي کسي طرح نہیں هو سکتا آپ جن اخبارات کو بتلاتے هیں' انسے مسلمانوں کي موجودہ سیاسي حالت کو نفع نہیں پہنچ سکتا - وہ انہیں آگے لیجانے سے قاصر هیں اور اپني اغراض کي بنا پر سعی کرتے هیں کہ هوسکے تو پھر پیچھے لیجائیں - مجھے آپکا ایسا خیال پڑھکر سخت تعجب هوا ..........

میرا تو یہ خیال ہے کہ اب حالت بدل گئي ہے ' اور اسلامي پریس کا صرف اشخاص کي قوت پر چھوڑ دینا ٹھیک نہیں - چاهیے کہ هر صوبے میں کمپنیاں کھل جائیں - هر کمپني ایک روزانہ اور ایک هفتہ وار اخبار ایک هي اصول اور پالیسي کے ماتحت جاري کرے - اسطرح تمام مسلمانان هند ایک هي طرح کي صدائیں سننے لگینگے - ایسا هونا کچھہ مشکل نہیں ہے - جو لوگ ریلیف فنڈ میں بار بار چندہ دیکر اپني بیداري کا ثبوت دیچکے هیں ' کیا وہ ایک مرتبہ سو پچاس روپیہ دیکر کمپني میں شریک نہیں هوسکتے ؟

میں پہلے لکھہ چکا هوں اور اب پھر اعادہ کرتا هوں کہ اگر کمپني قائم هو تو صوبجات متحدہ کی کمپني میں ایک معقول حصہ سب سے پہلے میں خریدونگا - جناب اس تجویز پر غور فرمالیں اور اهل الراے بزرگوں سے مشورہ کریں - اگر آپکا قلم ساتھہ دے تو ایسے صدها کام هوسکتے هیں -

نیاز مند - ن ع -

## الهلال :

اس عاجز کا بھي یہ مقصد نہ تھا کہ آپ کو ان اخبارات کی خبر نہیں - لیکن چونکہ آپکے مطلق نفی سے کام لیا تھا ' اسلیے میں نے بھی صرف اثبات هي کو کافی سمجھا -

آپکا یہ خیال کہ " صوبجات متحدہ سے جو مسلمان اخبارات نکل رہے هیں انکا وجود و عدم برابر ہے " میرے عقیدے میں اسدرجہ افسوس ناک خیال ہے کہ اگر اسکی تغلیط کردینے کا ارادہ نہوتا تو میں اسے شائع بھي نہ کرتا جیسا کہ آگے چلکر دس بارہ سطریں مجبوراً کاٹ دي هیں - اختلاف راے دوسري چیز ہے - همکو اپني بصیرت کے مطابق اپنی راے کو اور جسکو چاهیے با حق سمجھنے کا پورا حق حاصل ہے - مگر دوسروں کی اسقدر بے سمجھہ لینے کا کہ انکا وجود محض بیکار و لا حاصل ہے' کسي کو حق نہیں پہنچتا - صوبجات متحدہ سے جسقدر اخبارات نکل رہے هیں' وہ بھي مثل تمام اخبارات کے بقدر اپني طاقت اور سمجھہ کے ملک و قوم کي خدمت کر رہے هیں' اور جب تک صریح واقعات سامنے نہ هوں اس وقت تک کسیکے لیے عدالت لگانا اور فیصلہ کرنا بہت نازیبا انسانی جسارت ہے -

بیشک میں نے البشیر اور مشرق وغیرہ کي تعریف کی تھي لیکن اسکے وجوہ بھي لکھدیے تھے' اور ان اعتبارات سے اب بھي ان اخبارات کو اچھا سمجھتا هوں اور یقین کرتا هوں کہ انکا وجود مفید ہے اور وہ اپني درجے کے مطابق خدمت کر رہے هیں

اسی طرح مساوات ' قیصر هند ' مسلم گزٹ ' نیر اعظم ' یہ تمام اخبارات بھی اسی صوبے سے نکل رہے هیں ' اور میں نہیں سمجھتا کہ آپکے پاس اسکے لیے کیا وجوہ هیں کہ انہیں کالعدم تصور کردیں ؟ میں ان سب میں کچھہ نہ کچھہ خوبیاں پاتا هوں ' اور ان میں هر شخص اسي طرح خدمت قوم کي سعي کر رہا ہے جس طرح آپکے پیش نظر اشخاص -

رهی پالیسي اور اصول نگارش و آراء ' تو یہ اپنی اپنی سمجھہ ہے اور اپنی اپنی بصیرت - جس طرح اور جس قوت سے ایک شے آپکو مفید نظر آرهی هے ' بہت ممکن هے کہ بالکل اسی طرح دوسرے کو مضر نظر آتی هو - آپکو چاهیے کہ آپ جس عقیدہ کو حق سمجھتے هیں اسکا اعلان کیجیے ' اسکے مخالف خیالات کا پوري قوت سے رد کیجیے ' معروف کی دعوۃ دیجیے اور منکر سے لوگوں کو بچالیے اور اسمیں کسی کی پروا نہ کیجیے - لیکن یہ اسکے لیے مستلزم نہیں کہ آپ انکی دوسري خوبیوں سے انکار کردیجیے یا انکے وجود هی کو کالعدم سمجھیے -

البتہ اگر آپکے پاس ایسے وجوہ موجود هیں جنکی بنا پر آپ نیتوں کو اغراض سے آلودہ پاتے هیں' تو ایسی راے رکھہ سکتے هیں' مگر میرے سامنے تو ابھي وہ وجوہ نہیں هیں -

رها اردو پریس کی تنظیم و وحدت کا خیال تو بلا شبہہ نہ بہترین خیال هے - متعدد واقعات نے بتلا دیا هے کہ اخبارات کو اشخاص کے هاتھہ میں چھوڑ دینا بہتر نہیں - پریس ایکٹ ایک شخص کے پریس کو ضبط کرکے اس جگہ بہتر هے کہ صدها اشخاص کے مشترکہ مال کو ضبط کرے ' اور اس طرح جو کچھہ نقصان هو وہ هر شخص

کارڈوں پر لکھے ہوتے ہیں - کارڈ کی وہی شکل ہوتی ہے جو اس پر لکھے ہوے لفظ کے مطابق کی ہوتی ہے - مثلاً ایک کارڈ پر کتا لکھا ہوا ہے تو یہ کارڈ خود بھی کتے ہی کی شکل کا ہوگا - و قس علی ہذا -

جب تک مفردات کی تعلیم ہوتی رہتی ہے اسوقت تک ان بچوں کی کتاب یہی کارڈ ہوتے ہیں - لیکن جب یہ دور ختم ہوجاتا ہے اور جملوں کا وقت آتا ہے تو ان کارڈوں کے بدلے سیاہ تختے استعمال کیے جاتے ہیں - جملے زیادہ تر کھیل کے سوالات یا احکام ہوتے ہیں - استانی اس قسم کے جملے تختے پر لکھکے بچوں سے پڑھوا تی ہے اور پھر اسکی تعمیل کراتی ہے -

اس طریق تعلیم میں غیر معمولی کامیابی ہوئی ہے - چنانچہ وہ بچے جنکی عمر ابھی ساڑھے تین برس کی تھی بغیر اسکے کہ وہ ایک منٹ کے لیے بھی یہ سمجھکر دل گرفتہ ہوں کہ وہ پڑھ رہے ہیں انہوں نے انگریزی لکھنا اور پڑھنا سیکھہ لیا !

یہ کوئی مستثنی واقعہ نہیں بلکہ اس تعلیم کا ایک مسلم نتیجہ ہے - چنانچہ مسٹر ہولمز جنہوں نے اس طریق تعلیم کو نہایت دقت نظر سے دیکھا ہے کہتے ہیں کہ اس تعلیم کے بعد یہ کوئی تعجب انگیز امر نہیں کہ بچہ اسقدر جلد نوشت و خواند سیکھہ لیتا ہے - یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ وہ چلتا پھرتا اور بولتا چالتا ہے ا

( حســـاب )

پڑھنے کے بعد حساب کی باری آتی ہے - حساب بھی بالکل کھیل ہی کھیل میں سکھایا جاتا ہے - میڈم مونٹسوری نے بعض ایسے کھیل ایجاد کیے ہیں جنمیں گنتی کا ہونا ناگزیر ہے - اس قسم کے کھیلوں کے لیے اس خاتون نے بعض خاص قسم کے کھلونے بھی بنالیے ہیں جن پر گنتی لکھی ہوتی ہے - یہ کھلونے بچوں کو دیدیے جاتے ہیں اور وہ ان سے کھیلنا شروع کرتے ہیں - یہی کھیل انہیں حساب سیکھا دیتا ہے !

اس طریق تعلیم کا تجربہ اسوقت صرف ان لڑکوں پر کیا گیا ہے جو ابھی طفولیت کے دور میں تھے لیکن امید ہے کہ ان لڑکوں کی تعلیم میں بھی کامیاب ہوگا جو اس منزل عمر سے گزر چکے ہیں -

( معـــلمـــات )

یہاں تک تو فن تعلیم کے متعلق بحث تھی - اب ہم چند کلمات استادوں اور استانیوں کے متعلق کہنا چاہتے ہیں -

عام طور پڑھانے والوں کا قاعدہ ہے کہ جب وہ بچے کو کوئی نئی چیز شروع کراتے ہیں تو پہلے اسے بتادیتے ہیں پھر اس سے کہتے ہیں کہ اسکی نقل کرے - یا اگر دیکھتے ہیں کہ بچہ ایک کام کررہا ہے مگر اس سے نہیں ہوتا تو فوراً اسکی مدد کرنے لگتے ہیں - یا اگر اس نے کر تو لیا مگر اسمیں کسی قسم کی غلطی رہگئی ہے تو خود ہی اسے درست کردیتے ہیں -

لیکن اس طریقہ تعلیم کی استانی جب کوئی نئی شے شروع کرانا چاہتی ہے تو ایسے مواقع پیدا کرتی ہے کہ بچے کو خود بخود کام کی طرف توجہ ہو - جب انکو متوجہ دیکھتی ہے تو منتظر رہتی ہے کہ وہ خود بخود اسکو کرنا چاہے - البتہ جسوقت اسے یہ محسوس ہوتا ہے کہ بچہ خود نہیں کرسکتا کیونکہ اپنی کوشش ختم کرچکا ہے تو پھر اسوقت بتادیتی ہے -

اسی طرح اگر وہ غلطی کرتا ہے تو کوشش کرتی ہے کہ خود اپنی غلطی پر متنبہ ہو جاے - اگر نہیں ہوتا تو پھر ٹوکتی ہے اور کوشش کرتی ہے کہ وہ خود ہی اسے درست کردے - جب اسمیں بھی کامیابی نہیں ہوتی تو پھر مجبوراً خود ہی بتا دیتی ہے -

اسلیے قدرتاً اس طریق تعلیم کی کامیابی کا دار و مدار پڑھانے والوں کی لیاقت و قابلیت پر ہوتا ہے اور اس کے لیے جس قسم کی نوعیت اور جس مقدار کی قابلیت کی ضرورت ہے وہ اس سے بالکل مختلف اور بہت زیادہ ہے جو عام مدارس کے لیے درکار ہوتی ہے -

چنانچہ جس مدرسہ کو بدقسمتی سے قابل استانیوں یا استادوں کی کافی تعداد نہیں ملتی اسے مجبوراً بند کر دیا جاتا ہے - مسٹر ہولمز کہتے ہیں :

" میں نے پانچ مدرسے جو اس طریق تعلیم کے لیے قائم کیے گئے دیکھے - مگر ان میں سے چار کو کامیاب اور ایک کو ناکام پایا - اسکی وجہ مہتممہ کا اس طریقہ کے تفصیلی حالات سے جہل تھا - میں نے اسکی اصلاح کی بہت کوشش کی مگر بالاخر مدرسہ بند ہی کر دینا پڑا "

( موانع رواج تعلیم جدید )

قابل استانیوں کے قحط کے علاوہ اس طریق تعلیم کی راہ میں ایک دوسرا سنگ گراں اسکی گرانی بھی ہے - سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اسمیں عام طریق تعلیم کی نسبت جگہ زیادہ درکار ہوتی ہے - عام تعلیم میں فی بچہ ۹ فیٹ جگہ کافی ہوتی ہے مگر اسکے لیے کم از کم ۱۵ فیٹ چاہیے - کیونکہ اول تو یہاں بچے آزاد اور خود مختار ہوتے ہیں - چلنے پھرنے اٹھنے بیٹھنے کے متعلق کسی قسم کی روک ٹوک نہیں ہوتی - دوسرے اس کے لیے ساز و سامان بھی بہت ہوتا ہے جسکے لیے وسیع جگہ کی ضرورت ہے - پھر اسمیں استانیاں بھی بہت چاہییں کیونکہ ایک استانی مشکل سے بیس لڑکوں کو پڑھا سکتی ہے -

با این ہمہ امید ہے کہ بہت جلد یہ طریقہ تمام یورپ اور امریکہ میں رائج ہو جائیگا - کیونکہ وہ اب تجربہ کی حد سے گزر چکا ہے اور اسکے فوائد منظر عام پر آچکے ہیں -

( گورنمنٹ ہند اور مسئلۂ تعلیم )

لیکن کیا گورنمنٹ ہند بھی اس طریق تعلیم کے فوائد معلوم کرکے بدبخت ہندوستانیوں تک اسے پہنچانے کی کوشش کریگی ؟ کیا جو گورنمنٹ اپنے تئیں ہندوستان کا تربیت فرما بیان کرتی ہے وہ چند امتحان لینے والی یونیورسٹیوں کو قایم کرکے تمام فرائض تربیت سے سبکدوش ہوگئی ہے ؟ افسوس کہ اسکے جواب میں بحالت موجودہ مایوسی کے سوا اور کچھہ نہیں ہے !

---

## مسئلۂ اصلاح ندوہ

بتاریخ ۳ - اپریل جامع مسجد پھول گاؤں میں بعد نماز جمعہ ایک عام جلسہ مسلمانان پھول گاؤں کا زیر صدارت جناب ابو نعیم صاحب بی - اے بدیں غرض منعقد ہوا کہ ندوہ کی موجودہ حالت کے متعلق قوم کو توجہہ دلائے -

لائق صدر انجمن نیز جناب حافظ مولوی منظر علی صاحب نے بہت ہی اچھے پیرایہ میں ندوۃ العلما کی سرگذشت اور اغراض و مقاصد بیان کیے - اسکے بعد حسب ذیل تجویزیں باتفاق رائے منظور ہوئیں جو بغرض آگاہی قوم روانہ کیجاتی ہیں :

( ۱ ) یہ جلسۂ طلبائے دارالعلوم ندوۃ العلما کی اسٹرائک کو نہایت افسوس کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس نازک وقت میں بہت ہی غور طلب معاملہ سمجھتا ہے -

( ۲ ) یہ جلسہ بہی خواہان قوم سے درخواست کرتا ہے کہ وہ بعد کافی اور غیر جانبدارانہ تحقیقات کے اپنی توجہہ اصلاح و استقلال ندوہ کی طرف منعطف فرما کر قوم کو مشکور فرمالیں -

( ۳ ) یہ جلسہ موجودہ ناظم ندوۃ العلما سے غیر مطمئن ہے اور انہیں اس عہدہ کیلیے موزوں نہیں سمجھتا -

ناچیز شرف الدین

بلکہ میرا گمان تو یہ ہے کہ جو لوگ مولوی عبد السلام صاحب کو محض اس بنا پر گالیاں دے رہے ہیں وہ خود اس قسم کے گناہوں کا ارتکاب بارہا کرچکے ہونگے ، اور میرا دعوی ہے کہ غالباً آئندہ بھی ضرور کرینگے - مثال کے لیے دہلی مسلم ڈیپوٹیشن کا واقعہ کافی ہے - میں سمجھتا ہوں کہ مختلف الخیال لوگوں کو شمول ڈیپوٹیشن کی ترغیب و تحریص میں جو پرائیویٹ خطوط لکھے گئے ہونگے یا زبانی گفتگو کی گئی ہوگی ، اسمیں اس سے زیادہ دروغ مصلحت آمیز حرف پیش آیا ہوگا - اور یقیناً یہ ظاہر کیا گیا ہوگا کہ خود وائسرائے کا منشا ہے کہ ایک ایسا ڈیپوٹیشن آئے ، یا سر علی امام کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ وائسرائے کی یہ خواہش ہے - وقس علی هذا -

اصل یہ ہے کہ ہم لوگ دوسروں کی اخلاقی کمزوریوں پر طعن کرنے میں بہت بے باک ہیں لیکن خود اسی قسم کی کمزوریوں میں مبتلا ہوجانے کیلیے بادنی تحریک آمادہ رہتے ہیں - مثلاً کیا یہ واقعہ حیرت انگیز نہیں ہے کہ نواب صاحب رامپور کے ڈیپوٹیشن کے متعلق جن جن باتوں پر سنگین سے سنگین اعتراض کیے جاتے تھے ، بعینہ اسی قسم کی باتوں کی تائید میں اب جدید دہلی ڈیپوٹیشن کے ضمن میں قوی سے قوی دلائل پیش کیے جا رہے ہیں ؟

الله تعالے مسلمانوں کو حق کی اعانت اور اسپر استقلال کی توفیق اور تلون سے احتراز کا حوصلہ عطا فرمائے -

## دهلي ميں جلسه

## ندوہ کے متعلق ۱۰ مئی کا اجتماع

( از حاذق الملک حکیم محمد اجمل خانصاحب )

۱۰ - مئی کو دہلی میں جو جلسہ ہونے والا ہے ، اسکے متعلق مختلف قومی جرائد میں موافق اور مخالف بحثیں ہورہی ہیں جنہیں میں قومی بیداری کی ایک علامت سمجھتا ہوں - میرا خیال ہے کہ کسی مسئلہ میں جب اختلاف ہوتا ہے تو عام طور سے یہ اختلاف کبھی تو واقعات پر کم غور کرلینے کی وجہ سے ہوتا ہے ، اور کبھی اسلیے ہوتا ہے کہ دو گروہ جو مختلف خیالات کے ہوتے ہیں ، اپنے اپنے نصب العین کی روشنی میں اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں کو دیکھتے ہیں -

میں ان سطور میں یہ کہنا نہیں چاہتا کہ ندوۃ العلما کے اصلاحی جلسہ کے متعلق جو اختلاف ہے ، وہ ان دونوں قسموں میں سے کس قسم کا ہے ؟ کیونکہ اسے میں آپ کے اخبار کے پڑھنے والوں پر چھوڑتا ہوں ، اور سمجھتا ہوں کہ یہی طریقہ زیادہ بہتر اور زیادہ مناسب ہے -

ندوۃ العلما اس لیے قائم کیا گیا تھا کہ اسکے طلبہ ایک اعلی درجہ کی تعلیم اور علمی تربیت سے مستفید ہوسکیں ، اور اسکے بعد وہ ہندوستان کی مختلف ضرورتوں کے لحاظ سے تعلیم دیسکیں - [illegible] اور علمی مقصد اس وقت پورا ہو رہا ہے یا نہیں ؟ اور سے پورا ہونیکی ہندوستان کے اهل اسلام توقع رکھتے ہیں یا نہیں ؟ اس کا فیصلہ صرف مسلمانوں کے ہاتھہ میں ہے -

گو ندوۃ العلما کا انتظام پست حالت میں ہو ، گو قواعد کی خلاف ورزی بھی اسمیں ہوتی ہو ، اور گو اسکا مالی انتظام بھی قابل اطمینان نہو ، لیکن سب سے زیادہ اس بات کا ڈر ہے کہ وہ اپنے اصل سے روز بروز دور ہوتا جاتا ہے ، اور اس بات کے خوف کرنیکے وجوہ پائے جاتے ہیں کہ وہ ایک معمولی مدرسہ کی صورت نہ اختیار کرلے - اگر اس خیال سے چند اهل الراے ایک جگہ جمع ہوں اور ندوہ کی بیماری کے دوائع پر غور کریں ، تو میرے خیال میں ایسے جلسے کو بے ضرورت یا مضر کہنے سے یہ بہتر ہوگا کہ اس میں شرکت کیجاے ، اور صرف انصاف اور اعتدال کے ساتھہ مخالف اور موافق بیانات کو سن کر اُن پر صحیح راے قائم کیجاے -

میں یہ بھی ظاہر کردینا ضروری سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے دوستانہ تبادلۂ خیالات کی کوشش کیجائیگی - اگر اسمیں بدقسمتی سے کامیابی نہوئی تو انصاف کیساتھہ راے قائم کرکے ( خدا ہمیں اسمیں توفیق عطا فرمائے ) اصلاح کا مطالبہ کیا جاے گا ( بشرطیکہ اسکی ضرورت ہوئی ) - اور مطالبہ اصلاح کا طریقہ بھی امید ہے کہ معتدل ہی ہوگا -

میں نہایت افسوس کے ساتھہ اُن معزز دوستوں سے جن کا یہ خیال ہے کہ قوم کو ندوہ سے مطالبہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے ، اختلاف کرتا ہوں - مطالبہ قوم کو کرنیکا پورا حق حاصل ہے جسطرح کہ اس مطالبہ کو قبول کرنے یا نہ کرنے کا ارکان ندوہ کو حق حاصل ہے - اگر اسکے عوض یہ کہا جاتا کہ قوم کو ارکان ندوہ کے مجبور کرنیکا حق حاصل نہیں ہے تو بے شک میں بھی اسکے ساتھہ اتفاق کرتا -

اس وقت جن بزرگوں کے ہاتھہ میں ندوہ کے انتظام کی باگ ہے ، وہ سب خدا کے فضل سے مسلمان اور ہمارے اخوان دین ہیں ، اور ندوہ کے ساتھہ دل چسپی بھی رکھنے والے ہیں - اسلیے ہمیں پوری امید ہے کہ وہ مہربانی فرما کر اصل مسئلہ پر غور کریں گے - اور حق پسندی کی راہ کو ہر حال میں ترجیح دینگے -

مجھے اس کے ساتھہ ہی اُن بزرگوں سے جو ۱۰ - مئی سنہ ۱۴ کو دہلی میں تشریف لائینگے ، امید ہے کہ وہ بھی فرقہ بندی کے خیالات سے پاک ہونگے اور صرف انصاف اور راستی کی پیروی کرینگے -

علی گڈہ کالج ہر لحاظ سے ہماری اسلامی درسگاہوں میں ایک بہتر کالج ہے جو بہتر انتظام اور بہتر سرمایہ کیساتھہ بہتر منتظمین کے زیر سایہ چل رہا ہے - لیکن میں نہیں سمجھہ سکتا کہ اگر اسمیں کوئی بات بنیادی اصول کے خلاف ہو تو کیوں قوم کو اصلاحی مطالبہ سے محروم رکھا جاے جب کہ اوس کا تمام سرمایہ قومی سرمایہ ہے ؟

حال ہی میں اهل اسلام کے ایک چھوٹے گروہ نے اپنے حقوق کے متعلق مطالبات پیش کرتے ہوے ( یہاں اس بات کا موقع نہیں ہے کہ مطالبات سے بحث کیجاے ) ایسی خواہشیں بھی کی ہیں جو کالج کے اندرونی انتظام سے تعلق رکھتی ہیں - لیکن میرے معزز دوست نواب محمد اسحاق خاں صاحب آنریری سکرٹری نے ان مطالبات کے جواب میں یہ نہیں کہا ، اور نہ ابھی تک کسی اهل الراے نے ایسا ظاہر کیا ہے کہ اهل تشیع کو کوئی حق ان مطالبات کا نہیں ہے - بلکہ برخلاف اسکے ان کے مطالبات پر غور ہو رہا ہے ، اور کوشش کیجا رہی ہے کہ صحیح مطالبات کو منظور کیا جاے - ایسی حالت میں ندوہ کے مطالبات کے متعلق یہ کہنا کہ اُنکا حق قوم کو حاصل نہیں ہے کم سے کم میرے خیال میں کسی صحیح دلیل پر مبنی نہیں ہے -

مبنی راے میں ۱۰ - مئی کے جلسہ کے متعلق اس وقت کوئی موافق یا مخالف راے دینے سے یہ بہتر ہوگا کہ اسکی روئداد پڑھنے یا اسمیں شریک ہونے کے بعد اپنی خیال ظاہر کیا جاے - ممکن ہے کہ یہ جلسہ جو اسوقت غیر ضروری سمجھا جاتا ہے ۱۰ مئی کو مفید ثابت ہو -

اسکے علاوہ مجھے یہ بھی کہنا ہے کہ دہلی کی انتظامی کمیٹی [illegible] میں سے بھی ایک جماعت کو دعوت دیجا رہی ہے ، اور یہ تجویز اگرچہ ہمارے بعض معزز اسلامی پرچے بھی پیش کر رہے ہیں لیکن خود کمیٹی کا اس سے پہلے بھی یہی خیال ہے - امید ہے کہ اس جلسہ میں ہر گروہ کے اصحاب موجود ہوسکینگے ، اور ہر ایک گروہ کے بیانات روشنی میں آنے کے بعد جلسہ کوئی مناسب راے قائم کرے گا -

بانت کو برداشت کرے - پھر خیالات کی طوائف الملوکی سے بہتر ہے کہ کم از کم کسی ایک اصول میں تو لوگ متحد ہو جائیں

( تجویز )

میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب اور صوبجات متحدہ سے اس کام کو شروع کیا جاے ' اور اس طرح کیا جاے کہ جو عمدہ اخبارات اس وقت نکل رہے ہیں' وہ سب ' یا ان میں سے جو منظور کریں' ایک خاص قرار دادہ شرط کے ماتحت یک جا ہو جائیں' اور اعلان کردیا جاے کہ یہ سب ایک ہی سلسلہ کے اخبارات ہیں - ہر اخبار کوئی خاص خصوصیت اپنے اندر رکھتا ہے - جس شخص کو وہ خصوصیت مطلوب ہو وہ اسی اخبار کو خریدے - کچھہ ضرور نہیں کہ وہ ہر معاملہ میں متحد الراے بھی ہوں - ایسا ہونا ممکن نہیں اور حق پرستی کے ساتھہ جائز بھی نہیں - البتہ قرارداد کے مطابق ایک اصول مشترک ان میں ضرور ہونا چاہیے -

مثلاً لاہور میں عمدہ حلقۂ اشاعت رکھنے والے اخبارات بہت سے ہیں - اخبار وطن لاہور اسلامی ممالک کے عام حالات ' عربی اخبارات کے اقتباسات ' اور انگریزی جرائد کے عثمانی و مشرقی مراسلہ نگاروں کے تراجم جس کثرت کے ساتھہ دیتا ہے کوئی نہیں دیتا ' اور اس شاخ میں وہ سب سے زیادہ دلچسپ ہے - روزانہ پیسہ اخبار ایک عام روزانہ اخبار کی حیثیت سے ہر طرح کا مواد بہم پہنچاتا ہے' اور تمام روزانہ معاملات پر چھوٹے چھوٹے نوٹ دیتا ہے - زمیندار اپنی خصوصیات معلومہ و شہیرہ کے لحاظ سے پوری شہرت رکھتا ہے اور لوگ اسکے بہت گرویدہ ہیں - یہ تینوں اخبار تین مختلف مذاق کی جماعتوں کیلیے ہیں اور کوئی وجہ نہیں کہ باہم رقیب ہوں - جس شخص کو جس طرح کے اخبار کی ضرورت ہو خریدے - یہ سب ایک ا - رسی ایشن کے ماتحت ہو سکتے ہیں -

وطن اور پیسہ اخبار ملک کو تعلیم دیں - زمیندار ملک کی شکایتیں گورنمنٹ کے آگے پیش کرے -

اگر ہم چاہیں تو سب کچھہ کرسکتے ہیں اور بہت تھوڑے سے ایثار کی ضرورت ہے - قوم کی خدمت کا سب کو درد ہے - نہ تو وہ صرف زمیندار کے دفتر میں مقفل ہے' نہ کارخانہ وطن اور پیسہ اخبار میں ' یہ تمام لوگ اپنے اپنے دائرۂ خدمت کو مشخص کرکے بغیر تصادم کے خدمت کر سکتے ہیں -

اسی طرح صوبجات متحدہ کے اچھے اخبار باہم متحد ہو جائیں - پھر اور صوبوں کے - لیکن بمبئی ' بنگال ' مدراس ' اور بہار سے اخبارات نہیں نکلتے - وہاں نئے بھی جاری کرنے چاہئیں -

میں سمجھہ نہیں سکتا کہ آپ ایسا تعلیم یافتہ اور صاحب اثر بزرگ کیوں علانیہ سعی نہیں کرتا ؟ آپ اپنے صوبے میں کام شروع کردیں - سب سے پہلے موجودہ اخبارات کے مالکوں سے ملیں اور مشورہ کریں - اگر آپکا مقصد حاصل نہو تو پھر دوسری راہ اختیار کریں پتھر کی چھپائی بہت ارزاں ہے' اور ایک عمدہ هفتہ وار اخبار پانچ چھہ ہزار روپیے کے ابتدائی سرمایہ سے نکل سکتا ہے

## حرم مدینہ منورہ کا سطحی خاکہ

حرم مدینہ منورہ کا سطحی خاکہ یا (Plan) ہے جو یک مسلمان انجنیر نے موقعہ کی پیمائش کرکے اندازہ سے بنایا ہے نہایت خوبصورت ہے [illegible] روپیہ - علاوہ محصول ڈاک -

منیجر [illegible] - ضلع گجرات - پنجاب

## مسئلہ بقاء و اصلاح ندوہ

## مولوی عبدالسلام صاحب کا خط

از جناب مولانا سید وصا الحسن صاحب [illegible] - [illegible]

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الہلال - تسلیم !

معاملات ندوہ کے متعلق آجکل تقریباً کل اسلامی اخبارون میں جو بحث جاری ہے باوجود دیگر مشاغل ' راقم حروف نے بڑی دلچسپی کے ساتھہ مطالعہ کیا - میں اس موقعہ پر علامہ شبلی یا انکے مخالف گروہ کی تائید یا تردید کرنا نہیں چاہتا ' لیکن سلسلۂ بحث میں دو ایک باتیں ایسی پیش آگئی ہیں جنکی نسبت چند کلمے عرض کرنا ضروری معلوم ہوے ہیں - کیونکہ اُسکے متعلق میرے خیال میں اسوقت تک کسی نے بے لاگ راے قائم نہیں کی ہے -

مثلاً مولوی عبد السلام صاحب ندوی نے اپنے ایک خط میں طلباے ندوہ کو اسٹرائک کرنے کی جو تحریک کی ہے اُسے تمام لوگوں نے ' عام اس سے کہ وہ مولوی شبلی صاحب کے موافق ہوں یا مخالف ' حد درجہ مذموم اور قابل ملامت فعل قرار دیا ہے - اور الہلال نے بھی سخت ملامت کی ہے -

مجھکو چونکہ بفضلہ تعالے کسی گروہ سے تعلق نہیں ہے اسلیے بلا خوف تردید و لومۂ لائم اس راے کا ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ تحریک اسٹرائک کو علامۂ شبلی کے ایما سے منسوب کرنے کے سوا باقی اور کوئی بات مولوی عبد السلام صاحب کے خط میں قابل اعتراض نہیں ہے -

جو لوگ اُنکی تحریر کو جنون' شکایت ' یا فتنہ پردازی قرار دیتے ہیں' اُنہیں پہلے یہ بات ثابت کرنا چاہیے کہ بحالت مجبوری اسٹرائک کرنا یا اسکی تحریک کرنا کوئی نامعقول فعل ہے - ہم کہتے ہیں کہ زبردست کے مقابلے میں کمزوروں کا اسٹرائک کرنا اُنکا ایک قدرتی حق ہے جسکو بلا دلیل ناجائز قرار دینے کا کسی شخص کو کوئی منصب حاصل نہیں - اگر کسی کو اس بات کا دعوی ہو تو وہ اُسے پیش کرے - اسکا مسکت جواب دیا جائیگا انشاء اللہ تعالے -

مولوی عبد السلام صاحب نے اسٹرائک کی جو تحریک کی تھی وہ بالکل صحیح تھی ' اور اگر وہ پختہ کار یا صاحب استقلال ہوتے تو اپنی تحریر پر اطمینان اور صداقت کے ساتھہ قائم رہ سکتے تھے - لیکن افسوس کہ اعتراض کی کثرت سے گھبرا کر انھوں نے خود ہی اپنے ایک بالکل جائز فعل کو ناروا تسلیم کرلیا - تحریک اسٹرائک کو مولوی شبلی صاحب کے نام سے منسوب کرنے کو ہم اچھا نہیں کہتے ' لیکن وہ بھی کوئی ایسا بدرجہ مذموم فعل نہیں ہے کہ اسکی بنا پر مولوی عبد السلام صاحب پر گالیوں کی بوچھاڑ کردی جاے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تحریک اسٹرائک کے متعلق مولوی شبلی صاحب نے کوئی علانیہ ایما نہ کیا ہوگا ' لیکن طرز کلام سے یہ ضرور دریافت ہوسکتا ہوگا کہ مولانا اس تحریک کو قابل اعتراض نہیں سمجھتے ' جیسا کہ اب بھی انکی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بحالت مجبوری اسٹرائک کو جائز قرار دیتے ہیں - پس ایسی حالت میں اپنی تحریک کو پر زور بنانے کے لیے علامۂ شبلی نام کا حوالہ دے دینا کوئی ایسا جرم نہیں جو حد تک نہیں پہنچتا

لا تهنوا ولا تحزنوا وأنتم الأعلون إن كنتم مؤمنين

تار کا پتہ
"الہلال کلکتہ"
ٹیلیفون نمبر - ۶۴۸

Telegraphic Address,
"Alhilal Calcutta"
Telephone, No. 648

# ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

میر مسئول و مخصوص
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

نمبر ۱۸ | کلکتہ : چہارشنبہ ۱۰ جمادی الثانی ۳۲۲ ہجری | جلد ۴

Wednesday, May, 6 1914

۱

قیمت فی پرچہ
سا ڑھے تین آنہ

# مسئلۂ بقا و اصلاح ندوہ

## مسئلۂ اصلاح کے مہمات امور

### اتقو اللہ یا اولی الالباب ! !

قبل اسکے کہ میں ندوہ کے متعلق بقیہ مسائل و مباحث کو شروع کروں ' چاہتا ہوں کہ جو کچھہ لکھا جا چکا ہے ' اسکا خلاصہ ایک جامع کردوں ' تاکہ بیک نظر ارباب فکر و راے کو معلوم ہو سکے کہ ندوہ کے متعلق کیا کیا امور توجہ طلب ہیں ؟

میں ایک حرف نہیں لکھتا جب تک کہ اسکے تمام پہلو میرے سامنے نہیں ہوتے ' اور وہ عالم السرائر خوب جانتا ہے کہ اپنی غلطی کے اعتراف اور حق کے آگے جھک جانے کیلیے ہمیشہ طیار رہتا ہوں بشرطیکہ حق اپنے تئیں مجھے دکھلا دے -

الہلال میں ندوہ کے متعلق سلسلۂ مضامین گذشتہ جنوری سے شروع ہوا ہے - اسکو پورے چار مہینے ہوگئے - سب سے پہلا مضمون ١٦ - جنوری کی اشاعت میں نکلا تھا -

میں نے اسی لیے ندوہ کے متعلق ابتدا سے جامع بحث کی - سب سے پہلے اسکے مقاصد پر نظر ڈالی - پھر اسکے تغیرات ماضیہ کی سرگذشت لکھی - اسکے بعد اسکے کانسٹی ٹیوشن کو پیش کیا ' اور اُن نقائص کو دکھلایا جنکی وجہ سے وہ جماعت کی جگہ محض چند اشخاص کے ہاتھوں میں پڑگیا ہے اور اپنے مقاصد کے حصول سے بالکل محروم ہے -

پھر اس جماعت کے کاموں پر نظر ڈالی جو مجلس انتظامیہ کی فرضی نسبت سے اپنے مخفی و شخصی مقاصد انجام دیتی ہے ' اور علی الخصوص نئے عہدہ داروں کے تقرر کے مسئلہ کو استحقاق و اہلیت اور قوانین و قواعد ' دونوں پہلوؤں سے علی الاعلان باطل قرار دیا -

جن لوگوں کو مسئلۂ ندوہ کے متعلق الہلال کی معروضات سے اختلاف ہے ' انکا فرض تھا کہ اس تمام سلسلۂ مضامین پر ایک نظر ڈال لیتے جو ندوہ کے مقاصد ' اصلاح دینی کی تاریخ ' اور خود ندوہ کے گذشتہ حالات کے متعلق نکل چکے ہیں ' اور پھر اپنے بیانات میں انہیں ملحوظ رکھتے - صدق نیتوں سے اگر بحث کی جاے اور مقصود محض انکار و جحود نہو ' تو ایسا ہی ہونا چاہیے - نیکی اور انصاف کی طلب ہر انسان کا قدرتی حق ہے - مگر افسوس کہ بعض لوگ ایسی باتیں لیکر اٹھے ہیں جنکے متعلق نہایت تفصیل سے الہلال لکھہ چکا ہے اور پھر اسکے دہرانے کی کوئی حاجت نہیں ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو انہوں نے اُن مضامین کو نہیں دیکھا ہے - یا دانستہ ایسا کر رہے ہیں -

مثلاً ایک صاحب فرماتے ہیں کہ اگر یہ مفاسد ندوہ میں موجود تھے ' تو مولانا شبلی پر سب سے پہلے الزام آتا ہے کہ کیوں انہوں نے دور نہیں کیا ؟

گویا انکے خیال میں اس بارے میں الہلال نے کچھہ نہیں لکھا ہے اور اسکے لیے یہ بالکل ایک نئی دلیل قاطع ہے !

ایک دوسرے صاحب کہتے ہیں کہ اگر ندوہ میں خرابیاں تھیں تو یہ کیا بات ہے کہ آج ہی انکا افسانہ سنایا جاتا ہے ؟

گویا اس شخص کے خیال میں الہلال نے اسکے وجوہ و اسباب کی نسبت ابتک ایک حرف نہیں لکھا ہے ' اور اب ضرورت ہے کہ اسکا جواب دیا جاے !

پھر کہا جاتا ہے کہ جب مولوی عبد السلام کا خط نکل آیا تو اب اسکا جواب کیا ہے ؟

گویا الہلال ندوہ کے جو مفاسد بیان کر رہا ہے ' وہ یہ ثابت ہونے کے بعد بالکل معدوم ہوگئے کہ مولوی عبد السلام نے ایسے چھہ سات مہینے پہلے استرائک کرنے کیلیے خط لکھا تھا !

حقیقت میں یہ بہت ہی افسوس کی بات ہے اور اس سے یہ درد انگیز نتیجہ نکلتا ہے کہ ان لوگوں میں سچائی کی طرف کوئی جنبش نہیں پائی جاتی - اگر انہوں نے الہلال کے تمام مضامین نہیں پڑھے ہیں تو انکی غفلت پر افسوس ' اور اگر باوجود علم و مطالعہ کے ایسا کر رہے ہیں تو اللہ انکے دلوں کو صداقت کی قبولیت کیلیے کھولدے !

## ( ٢ )

پھر ان مباحث کے ضمن میں مفاسد ندوہ کی تاریخ ' مولانا شبلی کی معتمدی دارالعلوم ' اصلاح کی کوششیں ' انکی ناکامیاں ' قوم کو بے خبر رکھنا ' مستبدانہ قانون کی وجہ سے مجلس انتظامیہ کا ناقابل مقابلہ ہونا ' اندرونی اصلاح کی تمام کوششوں کا ناکام رہنا ' ناہم مولانا شبلی کی کمزوری اور باطل پر سکوت ' اور اسکے افسوس ناک نتائج کا ظہور ' یہ اور اسی طرح تقریباً تمام وہ مطالب جو اب بعض لوگوں کو یاد آے ہیں ' پوری تفصیل و توضیح سے پہلے ہی بیان کردیے گئے ہیں -

پس ایک طالب حق کا کام یہ ہونا چاہیے کہ وہ انہیں پڑھے ' اور جن جن مطالب کو جن جن دلائل کے ساتھہ پیش کیا گیا ہے ' ویسے ہی دلائل سے انکا جواب بھی دے - اگر ندوہ کے مقاصد اور مسلمانوں کی اصلاح و تجدید کی بحث ہے ' تو وہ بتلاے کہ کیوں وہ صحیح نہیں ؟ اگر ندوہ کے مختلف عہدوں کی تاریخ بیان کی گئی ہے تو وہ ثابت کرے کہ بیان کردہ واقعات غلط ہیں اسی لیے انکے نتائج بھی قابل تسلیم نہیں ! اگر ندوہ کے نظام و اساس ( کانسٹی ٹیوشن ) پر بحث کی ہے ' تو وہ سچائی اور دلیلوں کی روشنی میں آے اور دکھلا دے کہ حق و جماعت اور شریعت و قوانین کے نام سے جو کچھہ پیش کیا گیا ہے ' وہ انہیں صداقتوں کی بنا پر باطل رد کر دیئے اور جھٹلا دیے کا مستحق ہے !

پھر اسی سلسلے میں چند آدمیوں کی ایک جماعت سے کا تعارف کرایا گیا ہے ' اور علانیہ اسے اصلاح دینی کے مقاصد صالحہ و اغراض صحیحہ کا منکر و مخالف بتلایا ہے - پس اگر یہ سچ نہیں ہے تو وہ ویسے ہی دلائل و استشہادات کے ساتھہ جیسے کہ اس بیان میں موجود ہیں ' آئے اور انکی غلط بیانی آشکارا کردے !

اسکے بعد ٢٠ جولائی سنہ ١٩١٣ کی کارروائی پر بحث کی ہے جبکہ چند آدمیوں نے جمع ہوکر ندوہ کا انتظام درہم برہم کر دیا اور ایک شخص کو آیندہ کیلیے ناظم مقرر کیا - اس بحث کے طے کرنے کیلیے صرف دو ہی طریقے ہوسکتے تھے : استحقاق و اہلیت اور قواعد و قوانین - پس سب سے پہلے استحقاق و اہلیت کی بنا پر بحث کی گئی ' اور ندوہ کی نظامت کیلیے ادنی سے ادنی معیار قرار دیکر دیکھا گیا کہ مقرر کردہ ناظم کسی طرح بھی اس خدمت کیلیے موزوں ہوسکتا ہے یا نہیں ؟ اس حصہ میں اول سے لیکر اخر تک جسقدر لکھا گیا ہے ' صرف اصول اور واقعات کی بنا پر لکھا گیا ہے - اسکے بعد قوانین و قواعد کی طرف توجہ کی ' اور خود ندوہ ہی کے دستور العمل کو ہاتھہ میں لیکر اس کارروائی پر نظر ڈالی ' نیز جن جن واقعات کی بنا پر بحث کی ' انکا برابر حوالہ دیا -

پھر ان تمام مباحث کے بعد علانیہ یہ نتیجہ نکالا گیا کہ کسی معیار ' کسی اصول ' کسی قانون ' اور جواز و عدم جواز کے کسی طریق بحث سے بھی جو دنیا میں انسانوں کیلیے ذریعۂ حصول صحت اور وسیلۂ علم و اطلاع صداقت ہو ' یہ کارروائی درست ثابت نہیں ہوسکتی ' اور ان تمام واقعات و شہادات اور دلائل صریحہ و براہین واضحہ کی بنا پر جو ان بیانات میں پیش کیے گئے ہیں ' از سرتاپا باطل و یکسر ناجائز و کالعدم ہے - استحقاق و اہلیت کی بحث میں علم ہے ' فضیلت ہے ' واقفیت ہے ' تجربہ ہے ' اور ان سب سے بڑھکر ایثار نفس و جذبۂ خدمت ملک و ملت ہے - اسی طرح

نمبر ۱۸ — کلکتہ : چہارشنبہ ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۳۲ ہجری — جلد ٤

Calcutta : Wednesday, May, 6. 1914


## اطلاع

### الهلال کا اینده نمبر نہیں نکلیگا

( ۱ ) گو احباب کرام اسے محسوس نہ فرماتے ہوں اور گو الهلال کی مالی حالت کیسی ہی کیوں نہو' تاہم مجھسے دیکھا نہیں جاتا کہ الهلال نکلے' اور اسکی صوری و معنوی خصوصیات میں تھوڑا سا نقص بھی پیدا ہو جائے - یہی وجہ ہے کہ گذشتہ ڈھائی سال کے اندر متعدد گراں قدمت تعدیلات اسکے اندر کیے گئے اور اکثر ایسا ہوا کہ لوگوں کو انکی خبر بھی نہیں دی گئی -

( ۲ ) ٹائپ کی چھپائی میں سب سے بڑا اہم اور گراں مسئلہ حروف کی خوبی اور خوش سوادی کا ہے - جس قسم کی خوبی میں چاہتا ہوں وہ چھہ مہینے کے بعد باقی نہیں رہتی - اسی لیے الهلال کا ٹائپ ہر شش ماہی کے بعد بدل دیا جاتا ہے' اور ابتک تین مرتبہ بدلا جاچکا ہے - جس ٹائپ میں آجکل الهلال چھپتا ہے یہ گذشتہ نومبر کے آغاز میں لیا گیا تھا - اب پورے چھہ مہینے اسپر گذر گئے -

( ۳ ) گو اب تک ٹائپ صاف ہے اور غیر تدقیق نظر سے کچھہ ایسا زیادہ بدنما نہیں ہوا ہے' تا ہم پچھلا نمبر دیکھکر میں نے فیصلہ کر لیا کہ اب الهلال کو بالکل نئے ٹائپ میں چھپنا چاہیے - پچھلی اشاعت کی بد نمائی و بد خطی کا مجھے سخت رنج ہے -

( ٤ ) نیا ٹائپ ایک ہی مرتبہ نہیں مرتب ہو جاتا بلکہ رفتہ رفتہ اسے حسب ضرورت ترتیب دیا جاتا ہے - لہذا ایک ہفتہ اسمیں ضرور لگے گا - علاوہ اسکے پریس کا ایک مکان بھی بعض وجوہ سے بدلا گیا ہے' اور تمام سامان دوسری جگہ رکھا جا رہا ہے - اسکی وجہ سے بھی انتظامات ابتر اور بے نظم ہو رہے ہیں -

ان مجبوریوں کی وجہ سے دفتر ایک ہفتہ کی مہلت کا طالب ہے' تا کہ نیا ٹائپ مرتب ہوجائے' و پریس کے انتظامات بھی درست ہو لیں - پس آیندہ ہفتہ کی اشاعت کا قارئین کرام انتظار نہ کریں - اسکے بعد دو پرچوں کی یکجا ضخامت میں نئے ٹائپ اور نئے انتظامات صوری و معنوی کے ساتھہ انشاء اللہ حاضر ہوگا -

( ۵ ) یہ سچ ہے کہ احباب کرام کو یہ غیر حاضری بہت شاق گذریگی - مجھے ایسے سچے دوستوں اور مخلصوں کے دل کا حال معلوم ہے' جنہیں الهلال کے آنے میں ایک دن کی دیر بھی بہت دکھہ پہنچاتی ہے - مگر کیا کروں مجبور ہوں - بری حالت اور مسخ حرفوں میں میں الهلال کے صفحات دیکھکر سخت صدمہ پہنچتا ہے - اور ایسی حالت میں اسکا نکلنا مجھے برداشت نہیں ہوسکتا - امید ہے کہ ان امور کو پیش نظر رکھکر جو معذرت کی گئی ہے وہ قبول کی جائیگی - احباب کرام نے ہمیشہ میری مجبوریوں اور معذوریوں کو سنا ہے اور اپنے لطف و کرم سے معاف فرمایا ہے -

( ایڈیٹر )

## بریلی میں عام جلسہ

### مسئلۂ ندوہ

۳۰ - اپریل سنہ ۱۹۱۴ ع کو مسلمانان راے بریلی کا ایک عام جلسہ ندوۃ العلماء کے موجودہ معاملات پر غور کرنے کیلیے بمقام مسجد دائرہ منعقد ہوا - جسمیں ہر طبقہ کے لوگ شریک تھے - بہ تحریک جناب حافظ سید محمد صاحب و بتائید جناب منشی حبیب احمد صاحب جناب ایتان علی محمد خانصاحب سردار بہادر آنریری مجسٹریٹ و ممبر میونسپل بورڈ و رئیس راے بریلی بالاتفاق صدر جلسہ قرار پاے' اور حسب ذیل رزولیوشنز پیش ہوکر بالاتفاق پاس ہوے :

( ۱ ) اس جلسہ کو اس بات کا نہایت صدمہ ہے کہ ایک مذہبی درسگاہ میں ایسا ناگوار واقعہ پیش آیا - یہ جلسہ ان ذمہ دار حضرات سے جنکی کارروائی کا یہ نتیجہ ہے' نہایت منت و التجا کے ساتھہ درخواست کرتا ہے کہ حسبۃ للہ اپنی ذاتی خواہشات کو چھوڑ دیں اور معاملہ کو خوش اسلوبی سے طے کر دیں۔

معرک — جناب صدر جلسہ

( ۲ ) یہ جلسہ طالب علموں کو مشورہ دیتا ہے کہ اسٹرائک ختم کر دیں' اور منتظمین دار العلوم ندوۃ العلماء سے درخواست ہے کہ وہ قوم کی موجودہ حالت اور اس بات کا خیال کرکے کہ کسی طالب علم کا نکالنا سخت نقصان کا باعث ہوگا' کل طالب علموں کو بلا استثناء داخل کرلیں' اور طلباء کی شکایات و اسٹرائک کی تحقیقات کے لیے ایک بے تعلق کمیشن مقرر کریں -

معرک - جناب شیخ شہاب الدین احمد صاحب وکیل

موید - جناب شیخ سجاد حسین صاحب ہیڈ کلرک عدالت سشن جج -

( ۳ ) یہ جلسہ ندوۃ العلماء کی اصلاح کے لیے ضروری سمجھتا ہے کہ ندوۃ العلماء کے معاملات کی تحقیقات کے لیے ایک آزاد ڈپوٹیشن بٹھائی جاوے -

معرک — جناب شیخ محمد شعیب - بی - اے - ایل - ایل

موید — جناب حکیم مولوی سید اسرار حسن صاحب چشتی

( ٤ ) یہ جلسہ ان تمام کارروائیوں پر جو خلاف قاعدہ العمل کی گئی ہیں' اظہار افسوس کرتا ہے اور موجودہ نظام جو خلاف قاعدہ دستور العمل وجود میں آئی ہے' بے اثر ظاہر کرتا ہے -

معرک — جناب منشی سجاد حسین صاحب -

موید — جناب منشی حبیب احمد صاحب معاون عدالت سشن جج بہادر -

( ۵ ) یہ جلسہ ان تمام بزرگان قوم و اخبارات کا جو نیک نیتی سے معاملات ندوۃ العلماء پر بحث کی ہے ندوۃ العلماء کے خیرخواہ ہیں' دلی شکریہ ادا کرتا ہے -

معرک — جناب منشی نعمت خانصاحب

موید — جناب منشی حبیب احمد صاحب

۱۰ - جمادي الاخر ۱۳۳۲ هج

# اسئلة واجوبتها

## بعض احادیث مشهورہ

## موضوعات کي اشاعت

### احادیث مندرجۂ احیاء العلوم

حضرت مولانا - السلام علیکم - چند احادیث کي صحت و عدم صحت کے متعلق بعض علما سے دریافت کیا لیکن مختلف اور متضاد باتیں کہی گئیں - یعنے اکثر کے نزدیک صحیح ہیں اور بعض کے ضعیف - یہ حدیثیں حضرۃ امام غزالی رحمہ اللہ علیہ کي احیاء العلوم میں میں نے پڑھي ہیں' اور اکثر واعظان دین نے بھی بیان کیا ہے - اب جناب سے ملتمس ہوں کہ انکي نسبت محققانہ جواب مرحمت ہو - کیونکہ بعض علما فرماتے ہیں کہ بڑي بڑي مشہور کتابوں میں یہ حدیثیں موجود ہیں جو تمہاري نظر سے نہیں گذریں - آپ جو کچھہ فرمائینگے اس پر سب سے زیادہ مجھے اعتماد ہے - ( اسکے بعد وہ احادیث نقل کي ہیں اور بعض کا صرف مطلب لکھدیا ہے - چونکہ جواب میں وہ سب آجائینگی اسلیے یہاں مکرر نقل نہیں کي گئیں - الہلال )

خاکسار محمد علي پیش امام و خطیب - از بہاؤ نگر -

## الہلال :

احادیث کی صحت و عدم صحت کا معاملہ بہت نازک اور محتاج علم و نظر ہے - جب تک اس فن عظیم و مقدس سے واقفیت نہو' اور تمام علوم متعلقۂ حدیث پر نظر نہو' نیز تمام کتب معتبرۂ قوم و طبقات محدثین و رواۃ پیش نظر' و تصریحات ائمۂ فن و طریق تخریج و نقد و درایت کی پوري پوري من الباب الی المحراب خبر نہو' اس وقت تک کچھہ پتہ نہیں چلتا - محض چند کتب حدیث کا سامنے رکھہ لینا اس بارے مفید نہیں -

آجکل بڑی مصیبت یہ ہے کہ علم و جہل میں کچھہ تمیز نہیں رہي - ہر واعظ محدث اور ہر خوانندہ زبان محقق ہے - نتیجہ یہ ہے کہ عوام میں اس کثرت سے موضوع و بے اصل حدیثیں مشہور ہوگئي ہیں کہ اگر ان سب کو جمع کیا جاے تو ایک نئی کتاب الموضوعات لکھني پڑے - یہ ایک بڑي آفت ہے اور قوم کي ضلالت دیني کا بہت بڑا سبب قوي - پھر اس سے بھی بڑھکر آفت یہ ہے کہ ہر عربي کا جملہ جو کسي واعظ کی زبان سے نکل جاے اور اس نے کتب مواعظ و قصص میں پڑھہ لیا ہو' مندرجہ اصح الحدیث اور کالوحی و القرآن سمجھا جاتا ہے کہ اگر انکو بے اصل کہیے تو لوگ جنگ و جدل کیلیے آستینیں چڑھا لیتے ہیں !

( قصاص و واعظین )

یہ قصاص و وعاظ کئی صدیوں سے مسلمانوں کیلیے سب سے بڑی مصیبت ہیں اور موجودہ عصر جہل نے اس مصیبت کو اور زیادہ عام و شدید کر دیا ہے - نہ تو انہیں قران کی خبر ہے نہ حدیث و آثار کی - نہ کتابیں پڑھی ہیں اور نہ علم و فن کی صورت دیکھی ہے - صرف چند قصے اور اشعار یاد کرلیے ہیں جو یا تو اپنے بزرگوں سے سنتے آے ہیں یا کسی وعظ کی کتاب میں دیکھہ لیے ہیں !

وعظ کی اصلی قوت دماغ کی جگہ انکے گلے میں ہوتي ہے - ایک مطرب و مغنی کی طرح گانا شروع کر دیتے ہیں' اور پھر عربی کا ہر غلط سلط جملہ جو انکي زبان سے نکل سکتا ہے' بے تکلف اور بے خوف "حدیث" کے لقب سے بیان کردیا جاتا ہے - غریب سننے والے جو موسیقی کے قدرتي تاثر سے پہلے هی مرعوب ہوچکے ہیں' شوق اور عقیدت سے سنتے ہیں' اور انکي تمام خرافات کو حدیث رسول یقین کر لیتے ہیں ! فنعوذ باللہ من شر الجہل و الفساد !

آج اصلی مصیبت یہی ہے کہ قران و حدیث هی اسلامي تعلیم کا اصلی سر چشمہ ہیں مگر انکی صحیح و حقیقي تعلیمات حاصل کرنے کا عوام بیچاروں کے پاس کوئی وسیلہ نہیں - واعظین جاہلین اور قصاص دجالین نے ہر طرف سے انکا محاصرہ کر لیا ہے - علماء حق اول تو قلیل ہیں' پھر جدے بھی ہیں' اصلاح عوام کي اصلی تدابیر سے بے پروا :

کار از دوا گذشتہ و افسوں نکردہ کس !

( احادیث احیاء )

آپنے حضرۃ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کي احیاء علوم الدین کا ذکر کیا ہے' اور ان احادیث کی نسبت خاص طور پر پوچھا ہے جو بکثرت اسمیں درج کي گئی ہیں - احیاء العلوم ایک ایسي کتاب جلیل و عظیم ہے کہ اگر تاریخ اسلام کی تمام تصنیفات سے صرف اعلی ترین کتابوں کي ایک بہت هی منتخب فہرست بنالی جاے' تو بلا شبہ احیاء العلوم ان سب میں ایک خاص ممتاز کتاب ہوگی -

تاہم یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر عالم و مصنف کي حیثیت علمی کا ایک خاص دائرہ ہوتا ہے اور اس سے باہر اسکی وہ حیثیت باقي نہیں رہتي - امام مالک محدث تھے اور فقیہ' لیکن مورخ نہ تھے - پس تاریخ میں انکا قول بمقابلہ مورخ کے ارجح نہوگا - اسی طرح ابن خلدون بہت بڑا مورخ ہے' لیکن اگر حدیث و فقہ میں اسکي سند دي جاے تو اسے کوئی بھي تسلیم نہیں کریگا - ابن خلدون نے مقدمہ میں لکھدیا ہے کہ حضرۃ امام ابو حنیفہ کو صرف سترہ حدیثیں معلوم تھیں مگر آپ اسے تسلیم نہیں کرسکتے - ہر فن اپنی بحث و نظر کیلیے ایک خاص جماعت رکھتا ہے اور اسکے خاص خاص اصول ہیں - فن تاریخ کی بحث ہو تو مورخین کي سند لائیے - ادب کے مسائل ہوں تو ائمۂ ادب کي طرف رجوع کیجیے - یہ نہ کیجیے کہ بحث تو فقہ کی ہو' لیکن معتبر سمجھیں آپ کسائی و سیبویہ کو کیونکہ وہ فن نحو میں امام تھے ! اکثر لوگ اس نکتے کو بھول جاتے ہیں اور سخت ٹھوکر کھاتے ہیں -

حضرۃ امام غزالی فلسفۂ و کلام کے ماہر' معقول و منقول میں تطبیق دینے والے' تصوف و سلوک کے سب سے بڑے اور سب سے بہتر معبر و ترجمان' اور علم اسرار الدین کے بہترین ذخیرہ کے جامع ہیں' مگر محدث نہیں ہیں - محدثین و ارباب نقد نے صاف صاف

قانون کی بحث میں مسلمہ قواعد مجالس هیں اور خود ندوۃ العلما کا دستور العمل ہے - لیکن فلاں فلاں دلائل اور فلاں فلاں واقعات کی بنا پر بغیر کسی تاویل و بحث کے ثابت ہوتا ہے کہ کسی حیثیت سے بھی یہ کار روائی جائز نہیں سمجھی جاسکتی -

پس اگر اُس طالب حق کو راستبازی کے ساتھہ کشف حقیقت اور حصول حق و صداقت کی تلاش ہے' تو چاهیے کہ جن جن دلائل اور واقعات کو پیش کیا گیا ہے اور جن جن اصولوں کے ماتحت نتائج نکالے هیں' اُن سب کو اپنے سامنے لاے اور انکی غلطی کو اُسی طرح ثابت کردے -

( ۳ )

کوئی چیز ہو' ضرور ہے کہ کسی نہ کسی معیار اور اصول کے ماتحت ہوگی - ندوۃ العلما کے کاموں کیلیے بھی کوئی نہ کوئی اصول قرار دینا پڑیگا - اِن مضامین میں اصول پیش کیے گئے هیں' اور کارروائی کے جواز و عدم جواز کیلیے معیار سامنے رکھا ہے - پس چاهیے کہ ان اصولوں کو غلط ثابت کیا جاے' اور ان معیاروں کے مقابلے میں دوسرے معیار پیش کیے جائیں - دنیا میں یہی ایک طریقہ اختلاف اور نزاع کے فیصلہ کرنے کا ہے -

پھر واقعات کی قوت سب سے بالا تر ہے' اور جب وہ سامنے آجائیں' تو جب تک انکے وجود کا بطلان نہو جاے' انکے حکم سے انکار نہیں کیا جاسکتا - ندوہ کے مباحث میں جابجا واقعات پیش کیے گئے هیں' اور اسکے تمام صیغوں کے متعلق ابتری و بے قاعدگی کا دعوا مطبوعہ کاغذوں اور پبلک تحریرات میں کیاگیا ہے - پس ہر اُس شخص پر جو اصلیت و حقیقت کا جویاں ہو' فرض ہے کہ یا تو اُن واقعات کے واقع ہونے سے علانیہ انکار کرے' یا انکی واقعیت کے آگے نیک روحوں اور سچے مومنوں کی طرح سر جھکا دے -

( ۴ )

رہی یہ بات کہ جو کچھہ لکھا گیا' اسکا طرز تحریر و الزام سخت تھا یا نرم ؟ تو اسکے متعلق مجھسے شکایت کرنا لا حاصل ہے' اور میری نسبت یہ رونا ابھی نہیں ہے بلکہ آغاز اشاعت الہلال سے ہے - اس مسئلہ کو بھی میں الہلال میں اتنی مرتبہ اور اتنی تفصیل سے لکھہ چکا ہوں کہ اب زیادہ لکھنا تکلیف دہ اعادہ ہے' اور تعجب ہے کہ لوگ بہت کہنے سے پہلے تھوڑا سا پڑھہ کیوں نہیں لیتے ؟ خواہ اسے کچھہ ہی سمجھا جاے لیکن میں ایک یقین بخش بصیرۃ کے ماتحت اپنے اصولوں کو قرار دیچکا ہوں' اور جن لوگوں کو حق اور صداقت کا مخالف یقین کرلیتا ہوں' انکے بارے میں جو کچھہ میرے خیالات ہوتے هیں' خواہ وہ اندرائی کے پھل سے زیادہ کڑوے اور تلوار کے زخم سے زیادہ تکلیف دہ کیوں نہ ہوں' لیکن بغیر کسی نفاق اور ظاہر آرائی کے سچ سچ اور صاف صاف کہدیتا ہوں - میں نے اپنی بصیرۃ کے مطابق اطمینان کرلیا ہے کہ اسلام کا یہی حکم ہے' اور شریعت کے پاک حاملوں اور سچائی کے برگذیدہ نمونوں کی یہی تعلیم رہی ہے - جبتک کہ میرے اس عقیدے کی غلطی مجھپر واضح نہ کردی جاے' میں اسکے مطابق کام کرنے پر مجبور ہوں' اور کسی اعتراض اور کسی مخالفت سے متزلزل نہیں ہوسکتا : فالحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ !

اب ہر شخص سمجھہ سکتا ہے کہ اگر یہ تمام بیانات صحیح نہ تھے' تو جب غیر صحیح باتوں کو اس دعوے اور علانیہ طریقہ سے بیان کیا جاسکتا ہے' تو صحیح باتوں کا ظاہر کرنا تو بالکل ہی آسان تھا ؟ اور جب حق پر چلنے والوں کو اسطرح باطل پرست جھٹلا دیسکتے هیں' تو حق والوں کیلیے تو اپنی حقانیت کا دکھلا دینا کچھہ بھی مشکل نہ تھا - علی الخصوص ایسی حالت میں جبکہ اسکا علانیہ مطالبہ کیا جاے' اور غلطی پر ٹوکنے والے دیلیے بڑی آرزؤں اور التجاؤں سے پکار ہو !

اگر یہ سب کچھہ سچ نہیں ہے تو کیوں جرأتیں مفقود ہوگئی هیں' صورتیں مستور هیں' اور زبانیں خاموش ؟

( ۵ )

البتہ کچھہ اور لوگ هیں جو ندوہ کے معاملات کے متعلق لکھتے هیں - میں نے ان کو بھی دیکھا اور خدا جانتا ہے کہ طلب حق اور تلاش جواب کی نظر سے دیکھا ' لیکن افسوس کہ انکے پاس بھی ان امور کا کوئی جواب نہیں پایا - یہ تمام لوگ زیادہ تر فریب بیانیوں کا شکار ہوے هیں' اور اصلیت انسے چھپا دی گئی ہے - وہ عموماً انہی باتوں کو لکھنا شروع کردیتے هیں جنکو میں پہلے هی بار بار لکھہ چکا ہوں' یا پھر ایسی افسوس ناک غلط بیانیوں کو صحیح سمجھکر درج کردیتے هیں جنکو پڑھکر سوا اسکے کہ افسوس کیا جاے اور کچھہ نہیں کہا جاسکتا -

( ٦ )

سچ یہ ہے کہ حقیقت اور واقعات کا کوئی جواب نہیں - اگر ایسا نہوتا تو دنیا میں کبھی بھی نفس انسانی کو اپنی شرارتوں کی سزا نہیں ملتی - مجھے گمنام خطوط کا لکھنا اور گالیاں دینا بالکل بے مائدہ ہے - اگر اس سے لکھنے والوں کو کچھہ دیر کیلیے خوشی اور راحت مل جاتی ہو تو میں انکی خوشی میں خلل ڈالنا پسند نہیں کرونگا - دوسروں کی اُس خوشی پر مجھے کیوں اعتراض ہو جو میری خوشی کو کچھہ نقصان نہیں پہنچا سکتی ؟ تاہم اگر وہ اپنی خوشی کے اس عمدہ ذریعہ کو جاری رکھکر' ساتھہ هی میری غلطیوں کو ظاہر کرنے اور میری غلط بیانیوں کو واضح کرنے کیلیے بھی ایک سطر لکھدیتے تو میں انکا سچے دل سے شکر گذار ہوتا -

میرے اطمینان کیلیے یہ کافی ہے کہ میں جو کچھہ کررہا ہوں اسمیں الحمد للہ میرے ضمیر کیلیے کوئی شرمندگی نہیں - میں خدا کے وجود پر ایمان رکھتا ہوں' اور آسکے انسان کے چھپے ہوے رازوں اور دل کے اندر کے بھیدوں کا جاننے والا یقین کرتا ہوں - میرے دل میں کاموں کی محبت ڈالی گئی ہے' اور مجھے مضبوط ارادہ اور راسخ اعتقاد بخشا گیا ہے - مجھکو یقین ہے کہ ندوہ ایک مفید کام تھا مگر اسے برباد کیا جارہا ہے' اور اسکی بربادی مسلمانوں کیلیے درد انگیز ہے - پس میں جن لوگوں کو ایسا کرنے والا دیکھتا ہوں' انکی مخالفت کرتا ہوں' اور انسے مسلمانوں کے فوائد کو بچانا چاہتا ہوں - اگر اس جذبہ و اعتقاد کے سوا اس کام میں اور بھی کوئی خیال شامل ہے' اور اشخاص کے فوائد کی خباثت اور مت دھری اور فساد طبعی کی لعنت کو میں نے حق جوئی کی چادر ڈالکر چھپادیا ہے' تو بہت جلد دنیا اسے دیکھہ لیگی - کیونکہ بناوٹ اور علانیت کو کیسے هی حسن صورت دوشالے سے چھپا دیا جاے' پر وہ زیادہ عرصے تک نہیں چھپ سکتی - یا تو ہوا کا جھونکا اسے الٹ دیگا یا خود هی اسکی بدبو لوگوں سے مخبری کردیگی !

( ۷ )

ہاں' میں اپنے نفس سے دھوکا کھا سکتا ہوں' اور میری قوت فیصلہ مجھے فریب دیسکتی ہے - میں ایک عاجز انسان ہوں اور انسان هی همیشہ ٹھوکر کھاتا ہے - لیکن اگر ایسا هی ہے تو کیوں میری غلطی مجھپر نہیں کھول دی جاتی ؟ اور کیوں مجھے میرے غلط بیانات سے واقف نہیں کردیا جاتا ؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مجھے غلطی کے مان لینے میں کوئی شرم نہیں - اگر مجھے بتلا دیا جاے کہ میرا یقین غلط اور میرا اعتقاد باطل ہے' تو آج میں نے جن لوگوں کو مفسد اور مغرب سمجھکر برا کہا ہے' یقین کرو کہ کل انہیں مصلح سمجھکر معافی مانگونگا ' اور انکے ہاتھوں کو بوسہ دونگا

پھر ایسا کیوں نہیں کیا جاتا ؟

والعاقبۃ للمتقین !

ابو داؤد، ابن ماجه، اور حاکم نے درج کیا ہے - دوسري ترمذي اور ابن ماجه میں ہے - دار قطني نے بھي حضرة عباس سے مرفوعاً روایت کیا ہے -

لیکن اس حدیث کے متعلق محققین فن میں اختلاف ہے - محدث ابن جوزي نے موضوعات میں شمار کیا ہے - حافظ ابن حجر اسکا رد کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ ابن عباس والي روایت مضبوط اور شرط حسن پر ہے - نیز ابن داؤد نے اسے اسناد " لا باس" به سے روایت کیا ہے، اور فضل بن عباس، ابن عمر، علي ابن ابي طالب، جعفر ابن ابي طالب، ام سلمه، ان سب سے روایتیں موجود ہیں - ایسي حالت میں ابن جوزي کا موضوع کہنا کس قدر زیادتي کي بات ہے ؟ چنانچه لکھا ہے که " و قد اساء ابن الجوزي بذکره في الموضوعات "

علاوہ حافظ ابن حجر کے ابن منده، خطیب، ابن الصلاح اور نووي نے بھي اسے صحیح یا حسن قرار دیا ہے اور اسکي تصریح کي ہے - تاہم ایک بڑي جماعت محدثین کي اسے ضعیف بھي کہتي ہے، اور موضوع کہنے والوں میں ابن جوزي کے علاوہ عقیلي بھي ہیں :

و قال العقیلی : لیس فی صلواة التسبیح حدیث یثبت - و قال ابن العربي : لیس فیها حدیث صحیح و لا حسن ( الفوائد المجموعه للشوکاني)

اور عقیلي نے کہا که صلواة تسبیح کے بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں - پھر ابن عربي کہتے ہیں که اس بارے میں نه تو کوئی حدیث صحیح مروي ہے اور نه حسن -

حتی که حافظ سیوطی اللالی میں لکھتے ہیں :

و الحق ان طرقه کلها ضعیفة و ان حدیث ابن عباس یقرب من شرط الحسن الا انه شاذ لشدة الفردية فيه و عدم المتابع و الشاهد من وجه معتبر، و مخالفة هيئتها لهيئة باقی الصلوة -

" اور حق یه ہے که اس حدیث کے تمام طریقے ضعیف ہیں ابن عباس والی حدیث البته شرط حسن کے قریب پہنچتی ہے مگر اسمیں بھی یه کمی ہے که شاذ ہے، کیونکه امثال درجه اپنے بیان میں فرد ہے، اور اسکا تابع اور شاهد کوئی نہیں جو اولي وجه معتبر رکھتا ہو نیز یه بات بھی ہے که جس نماز کی اسمیں ترکیب بتلائی گئی ہے اسکی صورت باقي نمازوں کے مخالف ہے"

حافظ موصوف کا قول اس حدیث کیلیے سب سے بہتر اور معتدل قول فیصل ہے - اسي سے آپ رائے قائم کر لیں - رہا صلوة تسبیح کا حکم اور فضائل، تو وہ بہر حال ایک نفل نماز ہے اور اس طریق تسبیح سے عبادت کرنا کسي دوسرے نص کا معارض بھي نہیں - مختصر یه که اسپر عمل کرنا قابل اعتراض نہیں ہوسکتا ! و هذا هو الحق عندي -

( بعض دیگر موضوعات مشہورہ )

( ۷ ) " حب الوطن من الایمان " محبت وطن کی ایمان میں سے ہے -

یه ایک اچھا اور صحیح جمله ہے، مگر اسے حدیث کہنا بالکل کذب و افترا ہے - کسی غیر معروف سند سے بھي مروي نہیں -

( ۸ ) " علماء امتي کانبیاء بني اسرائیل" میري امت کے علماء ایسے ہیں جیسے بني اسرائیل کے نبي -

بالکل بے اصل ہے - حافظ ابن حجر نے صاف لکھ دیا ہے که " لا اصل له " البته " العلماء ورثة الانبیاء " کو احمد اور ابو داؤد اور ترمذي نے روایت کیا ہے -

# حکم نماز قصر بحالت امن و راحت

## فقه و حدیث کي ایک بحث

### ریل کے سفر میں نماز کا قصر کرنا

ایک مستند اور بزرگ عالم نے نماز قصر کے متعلق فرمایا که ریل کے سفر میں قصر کرنا جائز نہیں، کیونکه قصر کا حکم اُس وقت ہوا تھا جبکه خوف و جنگ اور شدائد و تکالیف کے ساتھ سفر ہوتا تھا - اب ریل کے سفر میں وہ حالت کہاں باقي رہي ہے ؟ اسکي نسبت احقر نے جناب سے استفسار کیا تھا - جناب نے ارقام فرمایا که احادیث صحیحه سے قصر کرنا ہر حال میں ثابت ہے - چنانچه میں نے اسے بیان کیا - لیکن اسکے جواب میں انہوں نے کہا که احادیث میں تو اختلاف ہے - حضرة عثمان اور حضرت عائشه کي نسبت ثابت ہے که قصر نہیں کرتے تھے - اتنے بڑے جلیل القدر اصحاب نے جب قصر نہیں کیا تو پھر کیونکر سنت ہوسکتا ہے ؟ میں نے آپکا حواله دیا تو انہوں نے کہا که انہیں حدیث کي کچھ خبر نہیں - وہ اس بحث سے واقف ہي نہیں ہیں - انکے مقابلے میں ایک اور عالم مصر ہیں که قصر کرنا واجب ہے اور ثابت ہے - اب احقر نیز یہاں کے مسلمان حیران ہیں که کیا کریں ؟ امید ہے که جناب میری تشفي فرمادینگے اور خط کی جگه الهلال میں مفصل بحث کرینگے -

احقر العباد احمد علی

# الهلال :

جواب کو چند دفعات میں بالترتیب عرض کرونگا :

( القران الحکیم )

( ۱ ) قرآن کریم میں سفر اور خوف کے وقت نماز کے قصر کرنے کا حکم سورۂ نساء میں به تصریح موجود ہے :

و اذا ضربتم في الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوة ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا - ان الکافرین کانوا لکم عدوا مبینا -

اور مسلمانو ! جب تم جہاد کیلیے سفر کرو اور تم کو خوف ہو که نماز پڑھنے میں کافر حمله کر بیٹھیں گے تو تم پر کچھ گناہ نہیں اگر نماز میں سے کچھ گھٹا دیا کرو - بے شک کفار تمہارے کھلے دشمن ہیں -

پھر اسکے بعد جنگ اور خوف کي حالت کے متعلق به تفصیل فرمایا :

و اذا کنت فیهم فاقمت لهم الصلوة فلتقم طائفة منهم معک و لیاخذوا اسلحتهم، فاذا سجدوا فلیکونوا من ورائکم، و لتات طائفة اخری لم یصلوا فلیصلوا معک و لیاخذوا حذرهم و اسلحتهم -

" اور اے پیغمبر ! جب تم فوج کے ساتھ ہو اور نماز پڑھانے لگو تو اس ترتیب سے نماز پڑھی جائے : پہلے ایک جماعت تمہارے ساتھ کھڑي ہو اور اپنے ہتھیار لیے رہے - جب وہ سجدہ کر چکیں تو پیچھے ہٹ جائیں اور دوسري جماعت جو اب تک شریک نماز نہیں ہوئی تھي، آگے بڑھکر تمہارے ساتھ نماز میں شریک ہوجائے اور ہوشیار رہے - نیز اپنے اسلحه بھي لیے رہے "

اس آیة کریمه سے معلوم ہوتا ہے که سفر اور خوف، دونوں حالتوں میں نماز کو گھٹا کر یعنی قصر کر کے پڑھنا چاہیے -

کہدیا ہے کہ احیاء العلوم میں اکثر حدیثیں ضعیف، اور بہت زیادہ بے اصل و سند ہیں - اسی لیے شارحین احیاء نے اُن احادیث کی تخریج میں بڑی محنت اٹھائی، اور صحیح کو ضعیف سے اور حدیث کو غیر حدیث سے الگ کرنا چاہا - علامۂ ابن تیمیہ کا یہ قول احیاء کی نسبت مشہور ہے :

کلامه فی الاحیاء غالبه جید لیکن فیه اربع مواد فاسدة : مادة فلسفیه و مادة کلامیه و ترهات صوفیه و الاحادیث الموضوعه -

امام غزالی کا اکثر بیان احیاء العلوم میں عمدہ اور معتبر ہے الا چار باتیں جو بطور مواد فاسد کے اسمیں شامل ہوگئی ہیں : فلسفیانہ مطالب، کلامیہ انداز، ترہات صوفیہ، اور موضوع حدیثیں -

علامۂ موصوف کو مسلمان فلسفیوں اور متکلموں کے گروہ سے سخت نفرت تھی، اور انکی غیرت شریعت بعض متصوفین کے ترہات و شطحیات کی سماعت کی متحمل نہیں ہوسکتی تھی، اسلیے انہوں نے ابتدائی تین چیزوں کو بھی احیاء کا مواد فاسد قرار دیا، مگر در حقیقت یہ رائے زیادتی سے خالی نہیں - البتہ آخری چیز یقیناً قابل ذکر ہے، یعنے نقل احادیث میں بے احتیاطی - حضرت امام ہی پر موقوف نہیں - عموماً صوفیاء کرام نے نقل احادیث میں بڑی بد احتیاطیاں کی ہیں، اور یہی سبب ہے کہ انکے مخالفین کو تشدد و تعصب کا زیادہ موقع ملگیا ہے، اور حق یہ ہے کہ محدثین کرام اپنے اس تشدد میں حق بجانب ہیں -

( کتب موضوعات )

پس آپ احیاء العلوم وغیرہ پر اس بارے میں اعتماد نہ کریں، اور اولاً بعض کتب موضوعات ضرور پیش نظر رکھہ لیں - حضرة شاہ ولی اللہ قدس اللہ سرہ نے حجة اللہ البالغہ میں طبقات حدیث و محدثین پر جو کچھہ لکھا ہے بہت نافع ہے - محدث ابن جوزی، حافظ سیوطی، ملا علی قاری، اور امام شوکانی کی کتب موضوعات چھپ گئی ہیں، اور ان میں عام زبانوں پر چڑھی ہوئی حدیثوں کا تذکرہ آگیا ہے - صاحب سفر السعادة کے تشدد کی اس بارے میں شکایت کی جاتی ہے مگر حقیقت اسکے خلاف ہے - شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی شرح سفر السعادة منگوا لیجیے - مع رد کے اسکا خاتمہ نظر سے گذر جائیگا اور فائدہ بخشے گا - شیخ عبد الرحمن بن علی شیبانی کی "التمیز فی ما یدور علی السنة الناس من الحدیث" بھی چھپ گئی ہے، اور اسمیں تمام مشہور حدیثوں کی کامل طریقہ پر تخریج کی گئی ہے - علامۂ ابن تیمیہ اور ابن قیم کی تصنیفات میں بھی اسکا مواد بہت ہے - علی الخصوص مجمع الفتاوی اور مجموعۂ رسائل جلد اول و دوم میں جو حال میں مصر میں چھپ گئے ہیں -

امام شوکانی کی موضوعات میں قدما کی تمام کاوشوں کو ضبط و اعتدال کے ساتھہ جمع کرنے کی کوشش کی ہے - اگر اسے آپ دیکھہ لیں تو عام و مشہور احادیث کے متعلق اچھی بصیرت حاصل ہوجائیگی -

( احادیث مسئولہ عنہا )

اب میں فرداً فرداً آپکی تحقیق کردہ احادیث کی نسبت عرض کرتا ہوں :

( ۱ ) حب الدنیا راس کل خطیئه - یعنی دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے -

بیہقی نے شعب الایمان میں حسن بصری سے روایت کی ہے - ابو نعیم حلیة الاولیا میں اسے حضرت عیسی کا قول کہتے ہیں ( دیکھو حلیہ ترجمۂ ابو سفیان ) مالک ابن دینار کی طرف بھی منسوب ہے - علامۂ ابن تیمیہ نے اسے جندب البجلی کا قول کہا ہے -

بہر حال یہ جملہ معناً تو بالکل صحیح ہے، مگر لفظاً حدیث نہیں ہے -

( ۲ ) ما وسعنی ارضی و لا سمائی و لکن وسعنی قلب عبدی المومن - یعنی خدا کہتا ہے کہ نہ تو مجھے زمین اٹھا سکی نہ آسمان، مگر میرے مومن بندے کے دل میں میں سماگیا :

در دل مومن بگنجم اے عجب
گر مرا جوئی دران دلہا طلب

معناً یہ جملہ بہت صحیح اور قرآن کریم کی اس آیت کا بیان ہے : انا عرضنا الامانه علی السموات و الارض و الجبال فابین ان یحملنها و اشفقن منها و حملها الانسان - لیکن حدیث نہیں ہے - کسی کا قول ہے - محدثین نے تو اسے اسرائیلیات میں سے شمار کیا ہے -

( ۳ ) "گوشت کو چھری سے کاٹ کر کھانے کی ممانعت"

غالباً آپ کا مقصود اس حدیث سے ہوگا : لا تقطعوا اللحم بالسکین فان ذلک من صنیع الاعاجم - یعنی گوشت کو چھری سے کاٹ کر نہ کھاؤ کیونکہ یہ عجمیوں کی ایجاد ہے -

بیہقی نے شعب الایمان میں اسے روایت کیا ہے - نیز ابو داؤد نے سنن میں، لیکن امام شوکانی لکھتے ہیں :

قال احمد : لیس بصحیح و قد کان النبی یحتز من لحم الشاة

امام احمد کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ آنحضرة کا بکری کے گوشت کاٹنا ثابت ہے -

پھر اس کی روایت میں ابو معشر ہے اور امام احمد کہتے ہیں کہ "لیس بشی" وہ کوئی چیز نہیں -

( ۴ ) العلم علمان علم الابدان و علم الادیان - علم دو ہیں : ایک وہ علم جس سے بدن انسانی کا تعلق ہے یعنے فن طب، اور ایک وہ جو شریعتوں اور دینوں کا علم ہے -

اسکی بھی کوئی اصلیت نہیں - ضعیف سے ضعیف سند سے بھی کسی نے روایت نہیں کیا - تعجب ہے کہ کیونکر یہ جملہ حدیث مشہور ہوگیا ؟

( ۵ ) "رجب خدا کا مہینہ ہے اور شعبان پیغمبر کا اور رمضان میری امت کا"

فضائل ایام و شہور میں موضوعات کا بڑا ذخیرہ ہے - غالباً آپکا مقصد اس حدیث سے ہوگا : رجب شهر الله و شعبان شهری و رمضان شهر امتی، فمن صام فی رجب یومین فله من الاجر ضعفان الخ -

لیکن محققین و ثقات فن نے اسے موضوع قرار دیا ہے - اسکے اسناد میں ابو بکر ابن الحسن النقاش ہے جو متہم ہے - اور کسائی نامی بھی ایک راوی ہے جو مجہول ہے -

( صلواة التسبیح )

( ۶ ) "صلوة التسبیح اور اسکے مصائب"

"صلوة التسبیح" سے مقصود ایک خاص نماز نفل ہے جو چار رکعتوں میں ختم ہوتی ہے - ہر رکعت میں فاتحہ اور سورۃ کے بعد "سبحان الله، و الحمد لله، و لا اله الا الله، و الله اکبر" پندرہ پندرہ مرتبہ پڑھتے ہیں - پھر رکوع اور قومہ اور دونوں سجدوں میں بھی دس دس مرتبہ یہی کلمات پڑھے جاتے ہیں - اس طرح ہر رکعت میں ۷۵ مرتبہ کلمۂ تسبیح پڑھا جاتا ہے -

اس نماز کے متعلق متعدد طرق سے حدیث مروی ہے - سب سے زیادہ مشہور دو طریقہ ہیں : ایک حضرت ابن عباس کی روایت سے، دوسرا ابی رافع کی روایت سے - پہلی روایت کو

پڑھی ' لیکن یہ سب قصر کیا کرتے تھے ' اور آخری وقت تک انکا عمل اسی پر رہا - روایت میں حضرۃ عثمان کی نسبت بھی اسی جزم و یقین کے ساتھہ بیان کیا ہے کہ " فلم یزد علی رکعتین حتی قبضہ اللہ " یعنی میں نے حضرۃ عثمان کی بھی صحبت پائی ' لیکن انہوں نے بھی سفر کی دو رکعتوں کو کبھی زیادہ نہیں کیا ' یہاں تک کہ وفات پا گئے !

پس دیکھو ' اس روایت سے کس طرح صاف صاف ثابت ہوتا ہے کہ عام طور پر نماز قصر کے متعلق انہیں کوئی اختلاف نہ تھا - وہ اسی طرح قصر کرتے تھے جسطرح کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کرتے رہے ' اور نیز یہ کہ وہ آخر تک اسی پر قائم رہے -

البتہ اپنی خلافت کے دوسرے سال انہیں ایک جزئی اختلاف اس مسئلے میں پیدا ہوا ' اور وہ بھی قصر کے ایک خاص موقعہ اور سفر کی ایک مخصوص صورت کی نسبت - انحضرۃ کا طور عمل دیگر اجلۂ صحابہ کے سامنے یہ تھا کہ وہ منی میں بھی مثل دیگر مواقع سفر کے قصر پڑھا کرتے تھے - حضرۃ عثمان بھی اپنی خلافت کے ابتدائی عہد میں ایسا ہی کرتے رہے - مگر دوسرے سال انہوں نے اختلاف کیا اور منی میں پوری نماز پڑھی - صحیحین میں عبد اللہ بن عمر اور عبد الرحمان بن یزید وغیرہ سے مروی ہے :

صلیت مع النبی بمنی رکعتین و ابی بکر و عمر ' و مع عثمان صدراً من امارتہ ثم اتمہا ( بخاری - ما جاء فی التقصیر )

میں نے انحضرۃ کے ساتھہ منی میں دو رکعت پھر ابوبکر کے ساتھہ اور عمر کے ساتھہ - اسی طرح عثمان کے ساتھہ بھی انکی خلافۃ کے ابتدائی عہد میں - اسکے بعد انکی راے بدل گئی اور پوری پڑھنے لگے -

پس حضرۃ عثمان کا جو اختلاف ہے ' وہ عام مسئلۂ قصر پر کچھہ موثر نہیں - صرف قصر الصلاۃ بمنی کی نسبت انہوں نے راے بدل دی تھی اور اسکی ایک تاویل کرلی تھی جسکی تفصیل کتب شہیرۂ فقہ و حدیث میں موجود ہے -

ہمارے لیے اسقدر کافی ہے کہ منی میں بھی انحضرۃ اور شیخین کا قصر ثابت ہے - نیز اجلۂ صحابہ مثل ابن مسعود و ابن عمر بھی اسی پر عامل تھے - صرف ایک حضرۃ عثمان کا اجتہاد اس بارے میں کیا موثر ہو سکتا ہے ؟

( حضرۃ عائشہ رضی اللہ عنہا )

( ۵ ) البتہ حضرۃ عائشہ کا اختلاف اس معاملے میں بہت مضطرب اور عجیب ہے - ایک طرف تو خود انکا قول اوپر گذر چکا ہے کہ : فرضت الصلوۃ رکعتین رکعتین فی الحضر و السفر ' فاقرت صلوۃ السفر و زید فی صلاۃ الحضر - ( نماز اصل میں دو دو رکعت فرض ہوئی تھی - پھر وہ سفر میں قرار پا گئی اور حضر میں زیادہ یعنی چار رکعت ہوگئی ) دوسری طرف یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ قصر کی قائل نہ تھیں !

حضرۃ عائشہ رضی اللہ عنہا جنکا اجتہاد اور بصیرۃ و علم تمام صحابہ میں امتیاز خاص رکھتا تھا ' سخت تعجب ہے کہ اس صاف اور عموم مسئلہ میں بغیر کسی سبب قوی کے ایسا مضطرب عمل رکھیں ! میں سمجھتا ہوں کہ حضرۃ عائشہ کو بھی مثل حضرۃ عثمان کے صرف منی ہی کے قصر میں اختلاف ہوگا - عام طور پر نفس قصر سے اختلاف نہ ہوگا - اس کی تائید مسلم کی ایک مشہور حدیث سے بھی ہوتی ہے - زہری سے حضرۃ عروۃ بن زبیر نے حضرۃ عائشہ کا یہ مشہور قول جب نقل کیا کہ " سفر میں دو رکعت نماز قرار پائی " تو زہری نے سوال کیا :

فقلت ما بال عائشہ تتم فی السفر ؟ قال انہا تاولت کما تاول عثمان ( کتاب صلوۃ المسافرین )

زہری کہتے ہیں کہ میں نے یہ سنکر عروہ سے کہا کہ پھر عائشہ کو کیا ہوگیا تھا کہ وہ سفر میں پوری پڑھتی تھیں ؟ انہوں نے کہا کہ عائشہ نے بھی اسکی تاویل کرلی تھی جیسی کہ عثمان نے کی تھی -

عروہ کے قول میں حضرۃ عائشہ کی تاویل کو حضرۃ عثمان کی تاویل سے تشبیہ دی ہے - یہ تشبیہ نفس تاویل میں بھی ہوسکتی ہے کہ جسطرح حضرۃ عثمان نے قصر الصلوۃ بمنی میں تاویل کی تھی ' ویسی ہی حضرۃ عائشہ نے نفس مسئلۂ قصر میں بھی کی - اور اسی طرح مسئلہ قصر میں بھی ہوسکتی ہے کہ جسطرح حضرۃ عثمان نے تاویل کر کے منی میں قصر ترک کردیا تھا ' اسی طرح حضرۃ عائشہ نے بھی منی کے قصر کی تاویل کر لی -

( ۶ ) اگر اس حدیث میں عروہ کے قول کا آخری مطلب سمجھا جاے تو نفس قصر کے متعلق حضرت عائشہ کا اختلاف باقی نہیں رہتا - اس صورت میں ایک اور حدیث سامنے آئیگی جو امام شافعی نے روایت کی ہے : " کل ذلک قد فعل النبی قصر الصلوۃ و اتم " لیکن اس حدیث کی صحت بالکل مشتبہ ہے - اسکی روایت یوں ہے : " شافعی عن ابراہیم بن محمد عن طلحہ بن عمرو عن عطاء " لیکن ابراہیم بن محمد اور طلحہ بن عمر باتفاق محدثین ضعیف الروایۃ ہیں ' اور ان دونوں کا ایک روایت میں جمع ہوجانا اسکی تضعیف کیلیے کافی سے بھی زیادہ ہے ' جیسا کہ ارباب فن پر مخفی نہیں -

بہر حال حضرۃ عائشہ کا اختلاف اگر صریح و عمومی صورت میں متحقق بھی ہو جاے ' جب بھی تمام اجلۂ صحابہ اور احادیث معروفہ و مشہورۂ نبویہ کے مقابلے میں صرف انکا اختلاف کیونکر مقبول ہو سکتا ہے ؟ علی الخصوص جبکہ خود انکا قول موجود ہے کہ سفر کی حالت میں دو رکعت قرار دی گئی ' اور خود انکے بھانجے ( یعنی عروہ ) نے جو اس بارے میں اعلم الناس ہیں ' صاف صاف کہدیا کہ وہ کسی تاویل کی بنا پر ایسا کرتی تھیں ' نہ کہ کسی سنت کی بنا پر ؟ اگر حضرۃ عائشہ کے پاس کوئی دلیل سنت موجود ہوتی ' تو عروہ اس سے کیونکر بے خبر رہتے ؟ فتامل و تدبر -

( حکم نماز قصر )

( ۷ ) اس بارے میں اختلاف ہے کہ حالت سفر میں قصر کرنا کس حکم میں داخل کیا جاے ؟ اور اگر پوری چار رکعت کوئی پڑھلے تو اسکا حکم کیا ہے ؟ آیا وہ حرام ہوگا ' مکروہ ہوگا ' یا یہ کہ اسکا ترک اولی ہے ؟ امام شافعی کا مذہب انکے ایک قول کے بموجب یہ ہے کہ قصر جائز ہے مگر اتمام افضل - لیکن اس سے زیادہ معتبر و مسلم قول انکا وہ ہے جسمیں قصر کو افضل بتلایا گیا ہے -

امام مالک سے بھی دو مختلف قول منقول ہیں - ایک میں قصر و اتمام دونوں کو یکساں بتلایا ہے - ایک میں قصر کے وجوب کے قائل ہیں - امام سحنون کی روایت وجوب ہی کی تائید کرتی ہے - امام احمد بھی ایک قول میں قصر کو افضل اور دوسرے میں اتمام کو مکروہ بتلاتے ہیں - امام ابو حنیفہ قصر کے وجوب کے قائل ہیں - یعلی بن امیہ کی حدیث میں انحضرۃ نے مثل امر کے فرمایا ہے کہ قبول کرو - اسلیے احناف کہتے ہیں کہ وجوب ثابت ہوگیا -

لیکن " فاقبلوا " کو اس طرح کا امر اصلی قرار دینا جسکو وجوب کیلیے مستلزم قرار دیا گیا ہے ' ضروری اور قطعی نہیں - سب سے زیادہ اصح اور اوسط مسلک یہی ہے کہ قصر سنت ہے اور اتمام مکروہ - ائمۂ مذاہب کے مختلف اقوال میں سے ایک ایک قول سب کا بالاتفاق اسی کی تائید کرتا ہے - حضرۃ امام ابو حنیفہ باوجود وجوب کے فرماتے ہیں کہ قصر کی نیت واجب نہیں - اگر نیت واجب نہیں تو وجوب قطعی تو نہ ہوا -

( ریل میں نماز )

( ۸ ) الحاصل آجکل کے سفر میں بھی قطعاً نماز قصر کا حکم باقی و قائم ہے ' اور حالت خوف اور شدائد کا نہونا اسپر کچھہ موثر نہیں ہو سکتا - انحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم سے اونٹ کی پیٹھہ پر جب نماز ثابت ہے تو ریل کے اندر کیوں جائز نہوگی

سفر کی تصریح " و اذا ضربتم فی الارض " میں موجود ہے -

لیکن چونکہ اسکے بعد حالت خوف و جنگ کا ذکر کیا گیا ہے اسلیے ثابت ہوتا ہے کہ یہاں سفر سے مقصود خاص وہی سفر ہوگا جو جہاد و قتال کفار کی غرض سے کیا جاے -

اس آیت سے ضمناً یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قصر کی حالت میں دو رکعتیں پڑھنی چاہئیں' کیونکہ فرمایا کہ ایک جماعت جب سجدہ کرچکے تو ہٹ جاے اور دوسری جماعت آکر پڑھے - ایک سجدہ سے مقصود ایک رکعت ہی ہوگا -

نماز کا جب حکم ہوا تو صرف دو رکعتیں ہی فرض ہوئی تھیں - احادیث سے ثابت ہے کہ ہجرۃ تک آنحضرت نماز مغرب کے سوا اور تمام نمازیں دو دو رکعت پڑھتے تھے - ہجرۃ کے بعد چار رکعت قرار دی گئی - پس چونکہ اصل نماز کی دو رکعت تھی' اور اصل کسی حالت میں بھی ساقط نہیں ہوسکتی' اسلیے جنگ اور خوف کے وقت میں بھی وہ قائم رہی -

چنانچہ عروہ بن زبیر کی روایت سے حضرۃ عائشہ کا قول مشہور ہے:

فرضت الصلوۃ رکعتین رکعتین فی الحضر والسفر' فاقرت صلاۃ السفر و زید فی صلاۃ الحضر (صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین صفحہ ٢٥٧)

نماز در اصل دو دو رکعتیں ہی فرض ہوئی تھی - لیکن اسکے بعد وہ سفر کی حالت میں قرار پائی' اور قیام کی حالت میں زیادہ ہوگئی -

معلوم ہوتا ہے کہ جن بزرگ نے آپسے نماز قصر کی نسبت کہا ہے' انکی نظر صرف اس آیت ہی کے طرف ہے' اور بلا شبہہ یہ درست ہے کہ قصر کا حکم جنگ اور خوف ہی کی وجہ سے ہوا' کیونکہ لڑائی کے عالم میں زیادہ عرصے تک نماز میں مصروف رہنا ہوشیاری اور حفاظت کے خلاف تھا -

لیکن جو نتیجہ انہوں نے اس سے نکالا ہے' وہ کسیطرح صحیح نہیں -

( سنۃ ثابتہ اور اثار صحیحہ )

( ٢ ) بلا شبہ اس آیت میں جنگ اور خوف کی حالت کا ذکر اور حکم ہے' لیکن یہ بھی بالکل قطعی اور یقینی طور پر احادیث و آثار سے ثابت ہے کہ آنحضرۃ صلے اللہ علیہ و سلم نے ہمیشہ سفر کی حالت میں نماز قصر پڑھی' گو وہ سفر امن اور بغیر جنگ ہی کے ہو - کبھی بھی چار رکعت پڑھنا آپسے ثابت نہیں - اسی طرح خلفاء اربعہ کی نسبت بھی ثابت ہے کہ انہوں نے ہمیشہ اور ہر طرح کے سفر میں قصر کیا' اور یہ امر اس درجہ حد تواتر و شہرت تک پہنچا ہوا ہے' اور صدر اول و عہد صحابہ کا تعامل اسدرجہ متفق ہے کہ اس سے انکار کرنا کسی طرح ممکن نہیں - اور جس شخص نے ایک نظر بھی کتب حدیث پر ڈالی ہے وہ اسکی کبھی جرات نہیں کرسکتا -

یہ صحاح ستہ کے ابواب صلاۃ میرے سامنے ہیں اور اسکے شواہد نقلیہ سے لبریز ہیں - پھر قول جمہور بھی اسی کا مؤید ہے' اور تمام ائمۃ و فقہا کا بھی یہی مذہب ہے - میں کتنی حدیثیں نقل کرونگا' اور ایک صریح اور مسلم بات کیلیے دلائل تلاش کرنے سے کیا فائدہ؟ حضرت انس ہی کی روایت اس بارے میں کافی ہے جو کہ حدیث کے طالب ہیں :

خرجنا مع النبی (صلعم) من المدینۃ الی مکۃ' فکان یصلی رکعتین رکعتین حتی رجعنا الی المدینۃ - قلت اقمتم بمکۃ شیئا؟ قال اقمنا بہا عشرا (بخاری جزء ثانی

ہم آنحضرۃ (صلعم) کے ساتھ مدینہ سے مکہ روانہ ہوے - آپ برابر دو رکعت نماز پڑھتے رہے' یہانتک کہ مکہ میں قیام کرکے پھر مدینہ واپس پہنچ گئے (یعنی مدینہ آنے تک یہی حالت رہی) یحیی بن ابی اسحاق راوی نے پوچھا کہ مکہ میں کچھہ قیام بھی کیا تھا؟

باب ماجاء فی القصر ) کہا کہ ہاں ایک عشرہ -

صرف صحیحین ہی کو اٹھا کر دیکھہ لیجیے - خلفاء اربعہ اجلۂ صحابہ کا ہمیشہ ایک عمل اسی پر رہا -

مسلم میں بروایت مجاہد حضرۃ ابن عباس کا قول صاف صاف موجود ہے : فرض اللہ الصلوۃ علی لسان نبیکم فی الحضر اربعا و فی السفر رکعتین' و فی الخوف رکعۃ - (کتاب صلوۃ المسافر و قصرہا)

( حکمت بقاء حکم قصر مع فوت علت )

( ٣ ) البتہ یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ جب قصر کا حکم ایک خاص علت کی وجہ یعنی جنگ و خوف کے سبب سے ہوا تھا' تو پھر دفع علت کے بعد کیوں قائم رہا؟ - آپکے سوال میں اسی پر زور دیا گیا ہے - لیکن قبل اسکے کہ آج اس کی نسبت شبہ پیدا ہو' خود انکی عہد مقدس میں یہ شبہہ پیدا ہوا اور اسکا جواب بھی دیا گیا - یعلی بن امیہ نے یہی سوال حضرۃ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کیا تھا :

عن یعلی بن امیہ قال: قلت لعمر ابن الخطاب: " لیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا " فقد امن الناس - فقال : عجبت مما عجبت منہ فسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم عن ذالک' فقال : صدقۃ تصدق اللہ بہا علیکم فاقبلوا صدقتہ -

" یعلی بن امیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرۃ عمر سے پوچھا : قرآن میں تو یہ ہے کہ اگر تمہیں کافروں کی طرف سے خوف ہو تو کچھہ مضائقہ نہیں اگر تم نماز کو قصر کر لو - اس سے معلوم ہوا کہ حکم صرف بے امنی اور خوف کی وجہ سے ہے' لیکن اب تو امن ہوگیا ہے اور وہ حالت باقی نہیں رہی - اب کیوں قصر کیا جاتا ہے؟ حضرۃ عمر نے فرمایا کہ جسطرح تمہیں اس آیت کی بنا پر تعجب ہوا ہے' مجھے بھی ہوا تھا - چنانچہ میں نے آنحضرۃ سے دریافت کیا - انہوں نے جواب دیا کہ یہ خدا کا تم پر صدقہ ہے - اسکے بخشے ہوے صدقے کو قبول کرلو "

یہ حدیث میں نے صحیح مسلم سے نقل کی ہے - لیکن نسائی نے بھی اسے یعلی بن امیہ کی روایت سے باختلاف رواۃ متابعۃ لیا ہے

اصل یہ ہے کہ شریعت کے تمام احکام میں آسانی اور سہولت ملحوظ رکھی گئی ہے - " الدین یسر " شریعت حقہ کی تری پہچان ہے - خدا تعالی اپنے بندوں کی کمزوری پر جب رحم فرماتا ہے تو پھر اسے واپس نہیں لیتا - اس حدیث کا مطلب یہی ہے کہ حکم جنگ اور خوف کی بنا پر ہوا تھا' لیکن جب خدا نے اسکو عطا فرما دی تو یہ اسکی بخشش ہے' اور خدا کی بخشش کو کون ہے جو رد کرنے کی جرات کرسکتا ہے؟ یرید اللہ بکم الیسر و لا یرید بکم العسر' و قال ایضاً سبحانہ و تعالی : وما جعل علیکم فی الدین من حرج - انسان کیلیے سچا قانون وہی ہوسکتا ہے جو اسکے ضعف' اسکی مجبوریوں' اور اسکی طبیعی احتیاجات و داعیات کا پورا پورا لحاظ کرے -

( حضرۃ عثمان اور حضرۃ عائشہ )

( ٤ ) نماز قصر کے متعلق صحابۂ کرام کے اس عام اجماع سے صرف حضرۃ عثمان اور حضرۃ عائشہ مختلف پاے جاتے ہیں اور موجد کا واقعہ و عدم نظر کے بزرگ موصوف نے اس سے احتجاج کیا ہے لیکن اس اختلاف کی حقیقت انہیں معلوم نہیں' اس اختلاف میں بھی پہلا اختلاف محض جزئی ہے

حضرۃ عثمان کو حالت سفر میں قصر سے اختلاف نہ تھا - مثلاً حضرات شیخین و اجلہ صحابہ کے وہ بھی قصر کیا کرتے تھے - مسلم میں عاصم بن عمر کا قول ہے کہ میں نے آنحضرۃ کے ساتھ نماز پڑھی' حضرۃ ابوبکر کے ساتھہ پڑھی' حضرۃ عمر کے ساتھ

الذين في البحر اسفلها يصعدون فيستقون الماء ، فيصبون على الذين اعلاها - فقال الذين في اعلاها لا ندعكم تصعدون فتوذرننا ، فقال الذين في اسفلها فانا ننقبها في اسفلها ، فان اخذوا على ايديهم فمنعوهم نجوا جميعاً ، وان تركوهم غرقوا جميعا ! ( رواه البخاري والترمذي واحمد )

بعضوں کے حصے میں نیچے کا طبقہ - نیچے والے پانی وغیرہ کی ضرورت سے اوپر کے طبقہ میں جاتے تھے اور ان پر چھینٹیں ڈالتے تھے - اسپر اوپر والوں نے کہا کہ اب ہم تمکو اوپر نہ آنے دینگے - تم ہمکو تکلیف پہنچاتے ہو - نیچے والوں نے کہا اگر تم اوپر نہ آنے دوگے تو نیچے کے تختے میں ہم سوراخ کردیتے ہیں - اب اگر لوگوں نے انکا ہاتھ پکڑلیا اور انکو اس سے باز رکھا تو سب محفوظ رہینگے - اور اگر چھوڑ دیا تو سب ہی ڈوب جائینگے "

( امم گذشتہ اور عذاب الہي )

تم سے پہلے بھی دنیا میں قومیں پیدا ہوئیں اور اپنے اعمال سئیہ کی پاداش میں آخر کار تباہ و برباد ہوگئیں - انکے حالات و واقعات ہمارے لیے تازیانۂ تنبیہ و عبرت ہیں ' لیکن کیا تمنے کبھی جاننے کی کوشش کی کہ انکی بربادی اور ہلاکت کا سبب کیا تھا ؟ ایک قوم کے چند افراد پہلے عصیان الہی ' خیانت ملی ' اور مداہنت قومی کے مرتکب ہوتے ہیں - قوم کے اہل دانش و فہم اور ارباب ایمان و اخلاص اگر اسی وقت متنبہ ہوجائیں ' اور فرض الہی جو انکے ذمہ عائد ہے اوسکے ادا کرنیکی کوشش کریں ' تو یقیناً یہ سیل بلا چند لمحوں میں تھم جائیگا ' اور سفینۂ نجات قومی غرق ہونے سے محفوظ رہیگا ' لیکن اگر سوء اعمالی نے بد بختی اور سیہ کاری نے سیہ نصیبی کی صورت اختیار کرلی ہے ' تو اداے فرض کی جگہ مسامحت و مساہلت لے لیگی ' جو گنہگاروں کو بے باک اور بد کاروں کو دلیر بنا دیگی ' اور اسطرح اس تاریکی کا باریک پردہ جسنے پہلے صرف چند قلوب ہی کو فرض شناسی ' اطاعت ربانی ' اور ایثار ملی سے محروم کیا تھا ' اب اور زیادہ غلیظ و کثیف ہو جائیگا - تا آنکہ آنکھیں دیکھنے سے ' ہاتھ ٹٹولنے سے ' پاؤں چلنے سے مجبور ہو جائینگے ' اور پھر اسی پردۂ ظلمت میں صاعقۂ عذاب چمک چمک کر اور کڑک کڑک کر ہلاکت کی خبر دیگا اور تمام قوم پر کرکے موت اور بربادی پھیلا دیگا - بني اسرائیل کی ہلاکت و بربادی کا افسانہ تم نے سنا ہے ؟

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ان اول ما دخل النقص على بني اسرائيل ' كان الرجل يلقى الرجل ' فيقول يا هذا اتق الله ودع ما تصنع فانه لا يحل لك ' ثم يلقاه من الغد ولا يمنعه ذلك ان يكون اكيله وشريبه وقعيده ' فلما فعلوا ذلك ضرب الله قلوب بعضهم على بعض - ثم قال " لعن الذين كفروا من بني اسرائيل على لسان داؤد وعيسى بن مريم " الى قوله " فاسقون " ثم قال : كلا والله لتامرن بالمعروف وتنهون عن المنكر ' ولتاخذن على يدي الظالم ولتاطرنه على الحق اطرا ' ولتقصرنه على الحق قصرا !

آنحضرت صلعم نے فرمایا : سب سے پہلے بني اسرائیل میں جو نقص پیدا ہوا وہ یہ تھا کہ ایک شخص دوسرے شخص سے ملتا جو مبتلاے گناہ تھا اور کہتا کہ اے شخص خدا سے ڈر ' اور اس کام سے باز آجا کہ تجھے جائز نہیں - پھر جب اس گنہگار سے ملاقات ہوتی تو اسے گناہ سے روکنا ترک کردیتا کیونکہ وہ اسکا ہم نوالہ و ہم پیالہ ہو جاتا - جب بني اسرائیل ایسا کرنے لگے تو خدا نے ( اثر صحبت سے ) اونکے دل یکساں کر دیے - پھر آنحضرت نے قران کی یہ آیۃ پڑھی " داؤد اور عیسی ابن مریم کی زبان سے وہ ملعون کیے گئے جنھوں نے بني اسرائیل میں سے کفر کیا "

( رواه ابو داؤد )

پھر فرمایا : خدا کي قسم تم اے مسلمانوں ! امر بالمعروف اور نہي المنکر کا فرض ادا کرو ' اور ظالموں کا ہاتھ پکڑو اور اونکو حق و انصاف پر چلنے کیلیے مجبور کرو !

پھر کوئي ہے جو اس صداے حق کو جو قلب نبوۃ سے آٹھي ' اور اس زبان سے نکلي جو " ماینطق عن الهوى " کي شہادت رباني سے مقدس اور " ان هو الا وحي يوحى " کي توثیق سے پاک کی گئی تھی ' سنے ' اور اس اطاعت معصیت اور وفاداري ظلم و عدوان کے پردۂ فریب کو چاک کردے ' جسنے آج کروروں پیروان اسلام کي نظروں سے خدا اور اسکي عدالت کي صورت چھپا دي ہے ؟

کیا تم نہیں سنتے کہ اسلام کا داعي مقدس تم سے کیا کہہ رہا ہے ' اور تم کو قائم کرنے والا تم سے کیا چاہتا ہے ؟ کیا صاف صاف وہ نہیں کہتا کہ ظالموں کا ہاتھ پکڑو ' اور انہیں حق اور عدالت پر چلنے کیلیے مجبور کرو ؟ پھر کیا تم نے کبھی انکا وہ ہاتھ پکڑا جو خدا کے بندوں پر ظلم و جبر کیلیے اٹھتا ہے ؟ اور کیا کبھی اپنے جہاد صداقت و حریت سے انکا مقابلہ کیا کہ وہ حق کی پامالی سے باز آجائیں اور خدا کی پاک عدالت کیلیے مجبور ہوں ؟ اگر تم مومن و مسلم ہو ' تو تم کو وہ ہونا چاہیے جنھیں اس حکم الہی کے تخاطب سے پاک بنایا گیا - نہ کہ وہ ' جو معصیت کی اطاعت اور ظلم و عدوان کی وفاداري کی لعنت سے نا پاک کیے گئے ؟ تم حق کیلیے بنائے گئے ہو - پس حق ہی کے ہو کر رہو ! تم کو ظلم و ضلالت پر چیخنے ' چلانے ' ہاتھ کو حرکت دینے ' اور زبان کو وقف جہاد لسانی کر دینے کا حکم دیا گیا ہے - پس خدا کی مغضوب و مردود قوموں کی طرح شیطانی وسوسوں کے ماننے نہ آؤ اور اپنے کاموں کو انجام دو ! سچا مسلم وہی ہے جو اس حکم پر عامل ہو ' اور وہ ظلم پرست روح کبھی مومن نہیں ہوسکتی - جو فاطر السماوات و الارض کے حکم اور ختم المرسلین کی دعوۃ کو بھلا دے - تم سے پہلے جتنے برباد ہوے انکي بربادي صرف اسي کا نتیجہ تھي کہ انھوں نے اس حکم الہي کو بھلا دیا ' اور ظلم کے دوست اور غاصب و جابر قوتوں کے غلام بنگئے - بني اسرائیل کي رحمت لعنت سے بدل گئي ' اور سلیمان کا تخت اور داؤد کا ہیکل خونخوار ظالموں سے بھر گیا - یہ سب کیوں ہوا ؟ صرف اسلیے کہ انھوں نے ٹھیک ٹھیک اسي طرح خدا اور اسکے مقدس رسولوں کا حکم حق پرستي و حق پژوہي بھلا دیا جسطرح کہ اے روے زمین کے سب سے بہتر انسانوں تم بھلا رہے ہو !!

اور اے علماے امت محمدیہ ! و اے روسا ملت اسلامیہ !! اٹھو وہ وقت آگیا ' ہاتھ بڑھاؤ کہ صداقت طالب اعانت اور اسلام اپنے فرض کیلیے پکار رہا ہے ! سنو ' صداے حق کیا کہتي ہے ؟ کیا علماؤ روساے بني اسرائیل کي طرح تمھارا بھي ارادہ اس عہد شرور و شر میں خاموشی و سکوت کا ہے تاکہ تمام قوم کي ہلاکت و بربادي کا سامان ہو ؟ کیا تم سب سے پہلے اس بات کیلیے جوابدہ نہیں ہو جسکے لیے تمام امت جوابدہ ہے ؟ کیا تمھیں معلوم نہیں کہ بني اسرائیل کا پہلا گناہ اسکے عالموں اور پیشواؤں ہي سے نکلا تھا ؟ آہ سنو کہ مخبر صادق کي آواز بے نیف کیا کہہ رہي ہے ؟

والذي نفس محمد بيده لتامرن بالمعروف ولتنهون عن المنكر او ليوشكن الله ان يبعث عليكم عقاباً من عنده ثم لتدعونه فلا يستجاب لكم ( رواه احمد والترمذي )

اوس ذات اقدس کي قسم جسکے ہاتھ میں محمد کي جان ہے ' تم فرض امر بالمعروف اور نہي عن المنکر ادا کرو ' ورنہ خدا تم پر اپنا عذاب بھیجیگا پھر تم پکاروگے ' لیکن قبول نہ کیا جائیگا !

# حریت اسلام

## الحریة فی الاسلام

## احادیث و اثار

قال النبی (صلعم) من رای منکم منکرا فلینکر بیده و من لم یستطع فبلسانه و من لم یستطع فبقلبه و ذالك اضعف الایمان ( الترمذي و المسلم )

رسول الله فرماتے هیں : جو مسلمان کسي برائي کو دیکھے ' چاهیے که اپنے هاتھه کے زور سے اوسے مٹادے - اگر یه نهوسکے تو زبان سے برا کہے - یه بھي نهوسکے تو دل سے برا سمجھے - اور یه ضعیف ترین درجهٔ ایمان هے -

گذشته نمبر میں تصریحات قرانیه کي بنا پر هم نے ایک اجمالي نظر حریت و فرائض حریت پر ڈالی تھي - آج احادیث و اثار کي بعض اهم تصریحات پیش کرنا چاهتے هیں -

( سوسائٹي اور امر بالمعروف )

ایک حقگو اور راستباز انسان ' هیئت اجتماعی اور مجتمع انساني ( یعنی سوسائٹي ) کا محافظ اور نگراں کار هے - اگر ملک و حکومة کو حفظ امن اور تهدید اشرار کیلیے پولیس کی ضرورت هے ' تو یقیناً مجتمع انساني اور هیئت اجتماعي کے بد کار اور شریر هستیوں کي تهدید و تخویف کیلیے حقگو اور راستباز انسانوں کی بھي سخت ضرورت هے - وہ راست باز انسان جنکي آواز حق کو دلوں کو تھرا دے ' جنکي راستبازي شریروں کو مرعوب کردے ' جنکي صدق شعاري مبتلایان اعمال سیئه کیلیے ایک صداے تنبه هو ' جو عملاً اس عقیدے کي تصویر هوں که هر تنهائي اور تاریکی میں ایک ایسا حاضر اونکے پاس موجود هے جو کبھي غائب نہیں هوتا ' اور هر پردے اور دیوار کي اوٹ میں ایک ایسا ناظر اونهیں دیکھه رها هے جسکی نظر سے کبھي اوجھل نہیں هوسکتے - ان ربک لبالمرصاد !

افسوس هے اوس هیئت اجتماعي پر ' اور هزار حیف هے اوس مجتمع انساني پر ' جسمیں کسي حقگو اور راستباز روح کا وجود نہو ' جس کي آواز سوسائٹي کیلیے باعث حفظ امن اور موجب قلع وقمع مفاسد و ضلالت نه هو - اوسکي هلاکت نزدیک آئي اور اوسکي بربادي کے دن قریب آگئے :

عن ابي بکر رض : اني سمعت رسول الله یقول ان الناس اذ راوالظالم فلم یاخذوا علي یدیه ' اوشک ان یعمهم الله بعقاب منه ( رواه الترمذي )

ابو بکر صدیق فرماتے هیں : میں نے رسول الله صلی الله علیه وسلم کو کہتے سنا هے که " لوگ جب ظالم و بدکار کو دیکھیں اور اوسکا هاتھه نه پکڑیں ' تو عنقریب خدا اپنا عذاب اون سب پر نازل کریگا "

( راست بازي کي هیبت اور خدا کا ڈر )

قوموں کي حیات و ممات سوسائٹي کی زندگي اور بربادي پر موقوف هے ' اور سوسائیٹوں کي زندگي و بربادي افراد کے صلاح و فساد اور معاشرت و اخلاق پر مبني هے - اخلاق و آداب معاشرت کي نگراں و محافظ صرف دو هی چیزیں هیں : خشیت الهی اور خوف انساني - مبارک هیں وہ جنکے قلوب خشیت الهي کے نشیمن هیں ' اور هر حال میں اون آنکھوں کو دیکھتے هیں جو تاریکي و روشني دونوں حالتوں میں یکساں دیکھنے والي هیں ' اور جو خلوت و جمعیت ' دونوں میں یکساں نظر رکھتي هیں !

لیکن وہ جو خشیت الهي سے محروم هیں ' اونکا نگران اعمال کون هوگا ؟ اگر اونمیں کوئي راستباز نہیں ' اگر اونمیں وہ نہیں جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کي خدمت انجام دیتا هے ' تو پھر اُن شریر روحوں کو هدایت پر مجبور کرنے والي قوت اور کون هوسکتي هے ؟ پس ضرور هے که هر جماعت میں نوع انساني کے ایسے سچے خدمت گذار موجود هوں جو هر باطل و ضلالت کو هاتھه سے مٹا دینے پر آماده هوں / یه نهوں تو وہ هوں جو انکو زبان سے برا کہکر هدایت کرتے هوں - اگر ایسے بھي نهوں تو پھر غضب الهي کي روک ' انسانیت کے بقا ' اور فطرة کے غصه سے بچنے کیلیے کم از کم ایسے تو هوں جو طاقت اور اختیار نه پاکر دل هي دل میں برائي کو برا سمجھیں ' اور اسطرح بروں میں هیں ' پر نیکي کے لیے بروں سے اپنے تئیں الگ کرلیں ؟ یہي معني هیں مسلم اور ترمذي کي اس مشهور حدیث مقدس کے که :

من رای منکم منکرا فلینکره بیده و من لم یستطع فبلسانه و من لم یستطع فبقلبه و ذلک اضعف الایمان ( رواه الترمذي )

جو مسلمان کسي برائي کو دیکھے وہ اُسے اپنے هاتھه کے زور سے مٹادے - اگر یه نهو سکے تو زبان سے برا کہے - اگر یهه بھي نهو سکے تو دل سے برا سمجھے ' مگر یه پست ترین درجهٔ ایمان هوگا -

( فرد کي محبت اور قوم سے عداوت )

جو لوگ حق گوئی سے نفرت کرتے هیں کیونکه اس سے بدکار انسانوں کے دل دکھتے هیں ' اور خاطئین ملت کو برا کہنا برا جانتے هیں که اس سے بعض گنهگاران ملت کے دلوں میں ٹیس اٹھتي هے - کیا اُنهیں یه نہیں معلوم که چند بد کاروں اور گنهگاروں کے ساتھه محبت کرنا پوري قوم و ملک کے ساتھه عداوت کرنا هے ؟ کیا تم چپ رهکر مالک مکان کے ساتھه دشمني نہیں کر رهے هو ' جبکه تم دیکھه رهے هو که چور قفل توڑ چکا هے اور اندر داخل هونا چاهتا هے ؟ تم اوس چور پر رحم کرتے هو اور مالک مکان کو نہیں جگاتے ' مگر اس طرح صرف ایک مالک مکان کے ساتھه هي عداوت نہیں کرتے هو ' بلکه اس شهر کے تمام انسانوں کے ساتھه عداوت کر رهے هو ! چور کی همت کو تم نے بڑھا دیا - خوف انساني جو پہلے ڈرا دیتي تھي اب نہیں ڈرائیگي !

( کشتي کي تمثیل )

کشتي جب ایک معصوم اور نیک کردار انسانوں کی جماعت کو لیے هوے ساحل کي طرف آهسته آهسته آ رهي هے تو تم ایک خاطی و گنهگار انسان کو دیکھتے هو که اپني نا جائز عدارت کی بنا پر کشتي کے ایک تختے میں سوراخ کر رها هے - لیکن تم ترس کھاتے هو اور اُسکا هاتھه نہیں پکڑتے - کیا اسکا نتیجه یه نہیں که ایک گنهگار انسان کے ساتھه محبت کرکے تم سینکڑوں قابل رحم اور نیک انسانوں کے ساتھه عداوت کررهے هو ؟ کیا تم یه سمجھتے هو که کشتي ڈوب جائیگي پر تم محفوظ رهوگے ؟ دیکھو ' تمهارا رهنماے سفینهٔ نجات اپنی مبارک تمثیل میں کیا بتاتا هے ؟

قال النبي صلي الله علیه و سلم مثل القائم علي حدود الله و المداهن فیها کمثل قوم استهموا علي سفینة في البحر فاصاب بعضهم اعلاها و اصاب بعضهم سفلها ' فکان

اون لوگوں کي تمثیل جو حدود خداوندي میں مداهنت کرتے هیں اور بیجا رعایت ' ایسي هے جیسے ایک جماعت جس نے ایک کشتي میں حصه لگایا - بعضوں کے حصے میں اوپر کا طبقه آیا

| | | | |
|---|---|---|---|
| بيدي نريل | ريبرن | | ۱۷۰۰ |
| همشير رمبرنت ( مشهور مصور رمبرنت ) | | کار کانو | ۱۴۶۰۰ |
| ايک لڑکي مع بيچ | | هرکر | ۱۴۱۰۰ |
| خلوت | کوارڈ | کارکانو | ۱۴۰۰۰ |
| پيٹا | منتانيا | ربڈي | ۱۲۹۱۵ |
| بازار جانا | ڈرون | يارکس | ۱۲۱۰۰ |
| سينٹ زينو بيرس کي زندگی | بوچلے | ايڈي | ۱۱۳۴۰ |
| ايک يهودي ربي | رمبرنت | يارکس | ۱۰۲۸۰ |
| تعليم سب کچهه کرتي هے | ڈروه | روسل | ۱۰۰۰۰ |

اس فہرست میں آپنے دیکھا ہوگا کہ بعض بعض تصویروں کي قیمت ... ۲۹ پونڈ سے زاید دي گئی - آپ شاید اسي قیمت کو انتہا لي خیال کرینگے ؟ مگر ذرا انتظار کیجیے - عنقریب ایک اور تصویر کا تذکرہ آپکي نظر سے گزریگا جسکے متعلق خود یورپ نے تسلیم کرلیا هے کہ یہ گراں ترین تصویر هے جو آج تک فروخت هولي هے -

( قديم تصاوير کي تجارت )

قاعدہ هے کہ جب کوئي کام چلنے لگتا هے تو پھر لوگ اسے بطور پیشے کے اختیار کرلیتے هیں - چنانچه جب بعض لوگوں نے دیکھا کہ نوادر و تحف کا مذاق بڑھرها هے اور لوگ عام طور پر اسکے متلاشي رجویا هوتے هیں ' تو انهوں نے پیشه کے طور پر یه کام شروع کردیا - اسوقت یورپ اور امریکه میں بہت سي کمپنیاں نہایت وسیع پیمانے پر قائم هیں - جہاں صرف نوادر و عجایب فروخت هوتے هیں - انکے وکیل ( ایجنٹ ) تمام اقطار عالم میں پھیلے هوے هیں - جہاں کوئي عجیب یا نادرہ روز گار شے انهیں نظر آجاتي هے ' فوراً اپني کمپني کو اطلاع دیدیتے هیں -

نوادر و عجائب کي تجارت کسقدر نفع بخش هے ؟ اسکا اندازہ ذیل کي فہرست سے هوسکتا هے جسمیں صرف چند تصاویر کا ذکر هے جو ان نوادر فروشوں نے لي تھیں اور اسکے بعد پھر فروخت کیں :

| نام تصوير | نام مصور | خريد بحساب پونڈ | فروخت بحساب پونڈ |
|---|---|---|---|
| مريم ( عليها السلام ) | انڈريا منتانيا | ۴۰۰۰ | ۲۹۵۰۰ |
| مديشي | انجيرلو برنزينو | ۷۰۰۰ | ۱۱۳۴۰ |
| ايک جوان | " | ۲۰۰۰ | ۶۰۹۰ |
| مسين | پولو ويرونيز | ۱۲۰۸ | ۷۲۲۰ |
| زمين اور انسان - | ٹهيان | ۲۱ | ۱۱۲۵ |
| مريم ( عليها السلام ) | کار لوکريولي | ۹۰ | ۲۸۰۰ |
| " | ڈي بلڈو منيارڈي | ۱۹۹ | ۲۵۰۰ |
| وينس کے قريب ايک جزيرہ - | فرنسکو کارڈي | ۱۷ | ۲۱۰۰ |

اس فہرست میں ۹۰ پونڈ کو جو تصویر خریدي گئي تھي وہ اٹھائیس سو پاؤنڈ کو فروخت کی گئي !

غرضکہ یورپ کي تمام تجارتوں میں نوادر فروشي کي تجارت سب سے زیادہ نفع بخش هے - اسکي بڑی وجہ یہ هے کہ بعض نوادر نہایت کم قیمت ملجاتے هیں - کیونکه انکے بے خبر مالک انکی قیمت سے واقف نہیں هوتے - تھوڑے عرصة کے بعد جب وہ بکنے لگتے هیں تو اصلي قیمت سے اتنے زیادہ داموں پر فروخت هوجاتے هیں که دوسري تجارتوں میں اتنے نفع کا تصور بھي نہیں هوسکتا - بعض تصویرونکي تو یہ حالت هے کہ انکي قیمت ایک ایک لاکھہ پونڈ ملي هے - چنانچه آپ ابھي پڑہ آے هیں کہ " ارض و اشخاص " تصویر ۲۱ پونڈ کو لي گئي تھي اور ۱۱۲۵ کو فروخت هولي !

ایک اور تصویر جو لیوپہ کے نیلام میں ۵۹۰ پونڈ کو ایگئي تھی ' ۱۹۸۰۰ پونڈ کو فروخت هولي - کار کانو کے نیلام میں جو تصویر ۱۴۶۰۰ پونڈ کو فروخت هولي ' وہ دراصل ۸۸۴ پونڈ کو خریدي گئی تھي - وبر کے نیلام میں جس تصویر کے ۲ هزار پونڈ آے ' وہ صرف ۲۳۱ پونڈ کو خریدي گئي تھی !!

( تصاویر کي انتہائي قیمت )

میدان عمل میں هزاروں آدمي اترتے هیں اور ان میں بہت سے ایک حد تک کمال بھي پیدا کرلیتے هیں - مگر ایسے لوگ جنہیں انتہاء کمال اور قبول عام کي سند ملے صرف چند هي هوتے هیں - لیکن جنهیں یه مرتبۂ بلند ملتا هے انکي قدرداني کا یہ عالم هوتا هے کہ کسي شے کا انکي طرف منسوب هو جانا هي اس شے کے بیش بہا هونے کے لیے کافي هوتا هے - چنانچه هولینڈ ' امریکا ' ڈینمارک ' جرمني ' اطالیا وغیرہ کے جن مصوروں نے شہرت کمال حاصل کي هے ' انکی تصویرونکي قیمتوں میں برابر اضافه هوتا رهتا هے - مثلاً یورپ میں رمبرنٹ مصور بہت مقبول هے - اسکي تصویروں کي جو قیمت چند روز پہلے تھي وہ آج نہیں ' اور جو آج هے وہ یقیناً کل نه هوگی - مارکوئس آف لینڈون کے یہاں رمبرنٹ کی تصویر تھي جو اس نے نہایت بڑي قیمت پر لی تھی - اسکے بعد جب فروخت کي گئي تو ایک لاکھہ پونڈ کو فروخت هولي ! یه تصویر فیور شام کے پاس پہنچي اور جب اس نے فروخت کي تو اسکی قیمت ۵ لاکھہ پونڈ ملی !

جان اسٹیون بھي ایک مشہور مصور هے - اسکي ایک تصویر سنه ۱۸۷۷ ع میں ۸۷۰ پونڈ کو فروخت هولي تھي ' مگر سنه ۱۹۱۳ ع کے موسم گرما میں ۲۱۵۲ پونڈ کو بکي ! گیرارڈ ڈیوڈ کي ایک تصویر سنه ۱۸۹ ع میں ۱۲۰ پونڈ کو فروخت هولي تھي لیکن گذشته سال ڈبفرس کے نیلام میں اسکي قیمت ۱۳۶۰۰ پونڈ ملی !

ان تمام واقعات سے بھي زیادہ تعجب انگیز یہ هے کہ ماریا ٹریزا جو البین کے ایک مشہور مصور ربلا سکونا کي لڑکي تھي ' اسکی تصویر بیسویں صدي کے آغاز میں ۲۰ پونڈ کو خریدي گئي تھی - اب وهي وبر کے نیلام میں ۲۲۵۰ کو فروخت هولي هے !

ذیل میں ایک فہرست دي جاتی هے جس سے معلوم هوسکیگا کہ کن کن مصوروں کی تصویرونکی کیا کیا قیمت ملي هے ؟

| نام تصوير | نام مصور | خريد | فروخت |
|---|---|---|---|
| ڈي رال ڈي برنی | دي لاٹور | ۲۰۸ | ۲۴۰۰۰ |
| اميرہ ٹليرنڈ | ميڈم دی برون | ۶۴۰ | ۱۶۰۰۰ |
| قرباني | فراگونار | ۲۱۲ | ۱۴۴۰۰ |
| تعليم | " | | ۱۰۰۰۰ |
| تعظيم | " | ۸۰۰ | ۲۸۴۰ |
| شاگرد | ڈروه | ۴۸ | ۸۲۰۰ |
| باني قصور | شارڈن | ۴ | ۷۲۰۰ |

( مصورین انگلستان )

هم نے ابھي تک انگریزوں کي تصاویر کا ذکر نہیں کیا هے - اس سے آپ یہ نتیجه نه نکالیں که انگریز اس میدان میں بالکل نہیں اترے یا اترے مگر کوئي کمال پیدا نه کرسکے - صرف ایک گذشته سال کے اندر انگریز مصوروں کي کھینچي هولي تصویریں جو فروخت هوئي هیں ' انکی فہرست یہ هے :

# یورپ اور قدیم تصاویر

چند مہینوں کی بات ہے - رائٹر نے سفریجٹ عورتوں کے جنگی اقدامات کے سلسلہ میں یہ خبر سنائی تھی کہ لنڈن کے شاہی عجائب خانے کی گیلری پر حملہ کیا گیا اور ایک نہایت قیمتی قدیم تصویر خراب کردی گئی جسکی قیمت ایک لاکھ پاونڈ کے قریب تھی -

اس تار برقی کو پڑھکر بہت سے لوگوں کو تعجب ہوا تھا کہ کیا ایک پرانی تصویر اتنی قیمت کی بھی ہوسکتی ہے ؟

اسی زمانے میں ہمنے چاہا تھا کہ قدیم تصاویر کے متعلق ایک مضمون شائع کیا جاے اور اسکے اہم واقعات جمع کردیں تاکہ قارئین الہلال کو موجودہ یورپ کی اس سب سے بڑی قیمتی جنس اور تجارت کا حال معلوم ہوجاے - آج اس مضمون کو شایع کرتے ہیں -

* * *

ابھی چند دنوں کی بات ہے کہ یورپ پر فلاکت و افلاس چھایا ہوا تھا ' اور ہزارہا انسان ایک گلاس بیر یا ایک انگیٹھی کوئلے کے نہ ملنے سے بیکسانہ دم توڑکر راہی ملک عدم ہوتے تھے !

مگر اب موسم بدل گیا ہے ' اور وہ نسیم مراد جو کل تک ایشیا میں چلتی تھی ' آج مغرب میں چلرہی ہے - دولت کے چشمے جو ایشیاء میں کبھی ابلا کرتے تھے ' اب بھی جوشزن ہوتے ہیں ' مگر ان سے جو سیلاب جاری ہوتا ہے اسکا رخ صرف یورپ ہی کی طرف ہے - صنعت و تجارت اپنی مقناطیسی کشش سے ایک ایک چپہ کو ایشیا کے گوشے گوشے سے کھینچکر مغرب پہنچا رہی ہے ' اور آج مغرب میں بے شمار انسان ایسے موجود ہیں جنکی آمدنی کا حساب ایک ایک گھنٹے کی آمدنی سے لگایا جاتا ہے !

اس غیر معمولی دولتمندی کا قدرتی نتیجہ ہے کہ ضروریات اور کمالیات تمدن سے گزر کے اب امتیازات میں مسابقت و مباہات شروع ہوگئی ہے - ایک شے گو کتنی ہی بیکار ہو لیکن اگر اپنے اندر کوئی ندرت یا اعجوبگی رکھتی ہے تو اسکی قیمت میں اتنی بڑی بڑی رقمیں دیجاتی ہیں کہ اگر وہ بدبخت انسانوں کے اطعام و فاقہ شکنی میں صرف ہوتیں تو ایشیاء کی وہ ہزارہا ہستیاں راتوں کو آرام سے سو سکتیں ' جنکی شب ہاے حرماں کروٹیں بدلتے یا ستارے گنتے بسر ہوا کرتی ہیں !!

* * *

اس قسم کی چیزیں زیادہ تر عام نیلاموں میں فروخت ہوتی ہیں - گذشتہ ربع صدی میں اس قسم کے جو بڑے بڑے نیلام ہوے ہیں ' انمیں سے بعض یہ ہیں :

| نیلام | تاریخ | مقدار اشیا | ایام | قیمت بحساب پونڈ |
|---|---|---|---|---|
| جاک درے | ١٩١٢ | ٣٦٧ | ٤ | ٥٥٥٣٠٠ |
| قصر ہملٹن | ١٨٨٢ | ٢٢١٣ | ١٧ | ٣٩٧٥٦٢ |
| میڈم پولج | ١٩٠٢٣ | ٢٨٢٠ | ٣٠ | ٣٠٩٣١٤ |
| ایریڈرک اسٹپزر | ١٨٩٣ | ٣٣٦٩ | ٣٧ | ٣٦٤٣١ |
| جون ٹیلر | ١٩١٢ | ١٥٤٥ | ١٢ | ٣٥٨٤٩٩ |
| پارکس | ١٩١٠ | ١٩٨ | ٣ | ٣٠٥٣٣٥ |
| ایڈر ڈریر | ١٩١٢ | ٣٦٤ | ٣ | ٢١٩٥٢٥ |

مشہور و مقبول مصور کی بنائی ہوئی ایک تصویر جو ایک لاکھ ٣٠ ہزار پونڈ کو فروخت ہوئی !

| نیلام | تاریخ | مقدار اشیا | ایام | قیمت بحساب پونڈ |
|---|---|---|---|---|
| میڈم رسل | ١٩١٢ | ٣١٣ | ٤ | ٢١٨٨٢٦ |
| سرکیز کارمیرو | ١٩١٢ | ٢٧٢ | ٣ | ١٥٧٧٦١ |
| الگزنڈر نونگ | ١٩١٠ | ٩٨٣ | ٣ | ١٥٣٨٩١ |
| جان ڈلفس | ١٢٠٠ | ٥٩٤ | ٦ | ١٤١٠٠٤ |
| اسٹیفن | ١٨٩٥ | ١٢٤٩ | ٩ | ١٤١٠٠٤ |
| ہولنڈ | ١٩٠٨ | ٤٣٢ | ٣ | ١٣٨١١٨ |
| بیرن شرودر | ١٩١٠ | ٤٢٣ | ٣ | ١٣٠٠٥٨ |
| ورتھیمر | ١٩١٢ | ١٧٦ | ٢ | ١٣٢٠٢١ |
| لارڈ ڈبڈلی | ١٨٩٢ | ١٩ | ١ | ١٠١٣٢٠ |

یہ صرف چند تاریخی نیلاموں کی فہرست ہے ورنہ اس قسم کے عام نیلام تو ہمیشہ ہوا کرتے ہیں -

## ( قدیم تصاویر )

اس قسم کے نیلاموں میں جو چیزیں زیادہ تر فروخت ہوتی ہیں ' وہ قدیم تصویریں اور پرانی قلمی کتابیں ہیں - اسوقت ہم صرف تصاویر کو لیتے ہیں اور کتابوں کو آیندہ فرصت کے لیے ملتوی رکھتے ہیں -

| نام تصویر | نام مصور | نیلام | قیمت |
|---|---|---|---|
| مریم از ر مسیح ( علیہما السلام ) | انڈریا مڈانیا | ویر | ٢٩٥٩٠ |
| ایک بڑھیا | فرنیس ہرس | برکس | ٦٧٣٦٠ |
| تیر اور انوار نیلگون | ٹرنر | ” | ٢٥٨٩٠ |
| دی وال لابیری | دی لاٹور | درے | ٢٣٤٠٠ |
| مسز ولیمس | ریبرن | ” | ٢٣٣١٥ |
| مسز ہاے | ” | ” | ٢٢٢٦٠ |
| ایک بڑھیا جو پرند کے پر نوچ رہی ہے | رمبرنٹ | لیوتھا | ١٩٨٠٠ |
| سا رمی | رنیہلبٹ | کارکانو | ١٩٢٠٠ |
| امیرہ ٹیلیرنڈ | میڈم راگابرن | درسے | ١٦٠٠٠ |

( سوڈانی کا خط شیخ کے نام )

یہ خط اُن مختلف کتابوں میں نقل کیا گیا ہے جو فتح سوڈان کے بعد مصر میں شائع کی گئیں - نعوم بک نے تاریخ سوڈان گورنمنٹ مصر کے سرکاری کاغذات سے مرتب کی ہے' اور اس خط کی نسبت لکھا ہے کہ اسکی نقل خرطوم میں سنوسی کے خزائن سے ملی - ہمیں اُس دینی و سیاسی تعصب کا حال بھی معلوم ہے جو گورنمنٹ مصر اور مصر کے انگریزي اثر کے حلقوں میں سوڈانی تحریک کی نسبت قدرتاً موجود ہے' اور اسلیے پورے وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ ان نیم سرکاري کتابوں کے پیش کردہ کاغذات کہاں تک صحیح اور درست ہیں ؟ تاہم اس واقعہ کی صحت میں بھی شک نہیں - کیونکہ خود سنوسي اعیان و اکابر نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے' اور ظن غالب یہي ہے کہ اِس خط کی نقل بھی صحیح ہوگی -

اس خط میں حمد و نعت کے بعد پہلے اپنے اُن حالات کو لکھا ہے جو ادعاء مہدیت سے پہلے پیش آے اور جو آنے والے ظہور کی خبر دیتے تھے - اسکے بعد حکم الہی سے دعوا کرنے کا حال لکھا ہے

یہ پہلي اور ایک هي تصویر ہے جو موجودہ حضرۃ شیخ سنوسي اور انکے خلفاء خاص کي لي گئي ہے - موجودہ شیخ بالکل درمیان میں کھڑے ہیں

اور وہ تمام دلائل لکھے ہیں' جو اُسکے خیال میں اثبات مہدیت کیلیے قاطع ہیں - مثلاً یہ کہ میرا نام محمد ہے - میري ماں کا نام آمنہ تھا اور باپ کا عبد اللہ - حدیثوں میں آیا ہے کہ آنے والے مہدي کا نام اور اسکے والدین کا نام وهي ہوگا جو انحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم اور انکے والدین کا ہے - وغیرہ وغیرہ

اسکے بعد شیخ سنوسي کو مخاطب کر کے کہتا ہے :

"واعلم یا حبیبي قد کنا ومن معنا من الاعوان' ننتظرک لاقامة الدین قبل حصول المهدیة للعبد الذلیل' وقد کاتبناک لما سمعنا باستقامتک و دعایتک الی اللہ علی السنة النبویة وتأهبك لاحیاء الدین المجتمع معك - ولیکن لم ترد لنا المکاتبة وأظن ذالك من عدم وصولها الیکم - حتی اني ذاکرت جمیع من اجتمعت معه من اهل الدین والشیوخ و الامراء المشهورین فابوا ذلك لهوان الدین عند هم وتمکن حب الوطن و الحیاة فی قلوبهم وقلة توحیدهم حتی با یعني الضعفاء علی الفرار بالدین ' واقامته علی ما یطلب رب العلمین' وقلعت نفوس من بایعناه من الحیاة الدنیا لما یرون للدین من الممات -

ولا زال المساکین الذین لم یبدلوا باللہ بما فاتهم من المحبوب یزدادون' وفیما عند اللہ یرغبون -

حتی هجمت المهدیة الکبری من اللہ ورسوله علی العبد الحقیر - فاخبرني سید الوجود ( صلعم ) باني المهدي المنتظر وخلفني علیه الصلاة والسلام علی کرسیه مراراً بحضرة الخلفاء الاربعة والاقطاب والخضر علیه السلام -

ولازال التایید یزداد من اللہ ورسوله وانت منا علي بال حتی جاء نا الاخبار فیك من النبي (صلعم) انك من الوزراء لي - ثم ما زلنا ننتظرك حتی اعلمنا النبي الخضر علیه السلام باحوالهم وبما انتم علیه - ثم حصلت حضرة عظیمة عن النبي ( صلعم ) فما خلفه من اصحابه ومن اصحابي فاذ اجلس احد اصحابي علي کرسی ابی بکر الصدیق واحدهم علی کرسی عمر' واوقف کرسی عثمان فقال هذا الکرسی لابن السنوسی الی ان یاتیکم بقرب او طول - واجلس احد اصحابی علی کرسی علی رضوان اللہ علیهم' ولازالت روحانیتك تحضر معنا فی بعض الحضرات مع اصحابی الذین هم خلفاء رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم -

فاذا بلغك جوابی هذا ' اما ان تجاهد فی جهاتك الی مصر ونواحیها ان لم یسلموا ' واما ان تهاجر الینا - ولکن الهجرة احب الینا لما علمت من فضل الهجرة من زیادة الثواب والمقابلة ان تیسرت - وعلی کل حال ترد الینا منك الافادة بما سیصیر الیه عزمك من جهاد او هجرة ومثلك تکفیه الاشارة "

خط کا خلاصہ یہ ہے کہ "قبل اظہار مہدیت کے میں اور میرے اعوان واحباب آپکا انتظار کرتے تھے اور اسی لیے ایک خط بھی آپکی طرف بھیجا گیا تھا - اسکا سبب یہ تھا کہ ہمنے آپکي استقامت اور خدمت دین و ملت کا حال سنا ہے' اور ہم جانتے ہیں کہ آپ دین اسلام کو زندہ کرنے اور سنت نبوي کی تازگي کیلیے نہایت استقامت اور قوت سے کوشش کر رہے ہیں' اور اس لیے ہمارا اور آپکا اس مقصد کیلیے جمع ہو جانا بہت مبارک اور بہتر تھا - ہم اُس خط کے جواب کے منتظر تھے لیکن غالباً وہ آپ تک نہیں پہنچا اور اسی لیے کوئي جواب حاصل نہیں ہوا -

اسکے بعد میں نے اس مقصد کیلیے بڑے بڑے لوگوں سے ذکر کیا - لیکن حب دنیا دین پر غالب آئي اور سوا غریب اور مسکین لوگوں کے کسي نے میرا ساتھہ نہ دیا - یہاں تک کہ مہدیۃ کبری کا ظہور ہوا - اللہ اور اسکے رسول کے طرف سے یہ درجہ مجھے عطا کیا گیا' اور حضرۃ سید الوجود صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دي کہ میں هي مہدي منتظر ہوں - چنانچہ بار بار مجھے آنحضرۃ نے خلفاء اربعہ ' اقطاب و اولیا ' اور خضر علیہ السلام کے حضور میں کرسی مہدیۃ پر بٹھا یا' اور روز بروز میري قوت بڑھتي جاتي ہے -

اسی اثنا میں مجھے آپکی نسبت بھي نبي صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دي کہ وہ تیرا وزیر ہوگا - میں برابر ظہور خبر کا انتظار کر رہا تھا کہ پھر خضر علیہ السلام نے آپکے تمام حالات مجھے

# ارزار طرابلس

| نام تصویر | نام مصور | خرید بحساب پونڈ | فروخت بحساب پونڈ |
|---|---|---|---|
| خروج | پرنگٹن | | ۳۴۰۰ |
| مصور کی لڑکیاں | کانیدرد | ۵۸۸۰ | ۸۴۰۰ |
| مسز پرل بیچلي | ” | | ۴۶۲۰ |
| جان الڈ | ” | | ۴۲۰۰ |
| مسز گرانفل | جان هیز | | ۳۵۷۰ |
| کوینٹهه ر ملٹهن | سر طامس لارنس | | ۱۷۴۰۰ |
| سر چارلس لاذر | ” | | ۴۶۴۰ |
| مسز هاے | سر ایچ بریبرن | | ۲۲۲۶ |
| جنرل هاے | ” | | ۵۲۵۰ |
| مسز لوئي ڈیوڈ سن | ” | | ۳۲۶۰ |
| مسز طامسن | ” | | ۴۶۷۲ |
| لارڈ نیوٹن | ” | | ۷۱۲۰ |
| مس مانٹلو | ” | | ۵۰۴۰ |
| مسز آگینس لو | ” | | ۴۹۰۵ |
| ایک لیڈي کي تصویر | ” | | ۳۹۹۰ |
| مسز میکرٹني | ” | | ۳۳۶۶ |
| مسز ڈنکن | ” | | ۳۳۲۰ |
| حنه لیڈي اسٹکهاپ | سر برینگلڈز | | ۶۴۰۵ |
| لیڈي سارا ریفبري | ” | | ۸۶۱۰ |
| لیڈي بلیک | ” | | ۵۲۵۰ |
| قابین رتعزیت کي لڑکیاں | ” | | ۹۰۳۰ |
| یونس میں ایک بڑا تالاب | ٹرنر | ۳۱۰ | ۳۲۸۰ |

اس فہرست سے جو صرف سال گذشتہ کي فروخت شدہ تصاریر کي هے' آپکو اندازہ هوگیا هوگا کہ انگریزي قوم باکمال ارر مقبول عام مصورون سے خالی نہیں هے - گذشتہ صفحات میں آپنے پڑھا هوگا کہ بعض بعض تصاریر کي قیمت ایک ایک لاکھہ پونڈ هے مگر جیسا کہ هم لکھچکے هیں' اسکو گراں بہالي کی انتہائي سرحد تصور کرنا درست نہوگا - ابهي حال میں ایک تصریر ( جو آپکو اس مضمون کے صفحہ اول کي ابتدا میں نظر آتي هے ) ایک لاکھہ ۴۰ هزار پونڈ کو فروخت هوئي هے - یہ تصویر پنیشیگبر میڈونا کي هے اور اسکے بنانے کا فخر ریفیل کے قلم کو حاصل هے - یہ تصریر لیڈي کوپر کے پاس تهي - لیڈي کوپر کے پاس سے لیڈي ڈیونشائر کے پاس پہنچي جو لیڈي کوپر کي رشتہ دار هیں - اور لیڈي ڈیونشائر سے ڈیوربن کي معرفت امریکہ کے مشہور اور بہت بڑے دولتمند تاجر مسٹر پي - اے - بي - وندر نے خریدي هے -

---

## الهـــلال کـــي ایجنســي

هندوستان کے تمام اُردو' بنگلہ' گجراتي' اور مرهٹي هفتہ وار رسالوں میں الهـلال پہلا رسالہ هے' جو باوجود هفتہ وار هونے کے روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں تو ایجنسي کي درخواست بهیجیے -

## افریقـــہ کا سر مخـــفي

## شیخ سنوســي اور طریقـــۂ سنوسیـــہ

## ( ۴ )

( شیخ سنوسي دوم اور متمہدي سوڈاني )

شیخ سنوسي دومؒ کے عہد کے سب سے بڑے واقعات دو هیں :

( ۱ ) محمد احمد سوڈانی کا ادعاے مہدویت اور سوڈاني تحریک -

( ۲ ) فرانسیسي سرحد تک سنوسي حکومت کا پہنچنا اور باهمي جنگ و پیکار -

مہدي سوڈاني اور شیخ کے تعلقات کا واقعہ اس لحاظ سے بہت اهم هے کہ شیخ اول و دوم کی نسبت بهی ادعاء مہدویت کا گمان کیا جاتا تها - نیز اس لیے بهی کہ اس سے شیخ کے طریقہ اور مقصد دعوۃ پر روشنی پڑتی هے -

محمد احمد سوڈانی نے جب مہدویت کا دعوا کیا' اور تمام سوڈان اور اطراف افریقۂ شمالي میں اسکے خلفا پهیلنے لگے تو شیخ نے ایک نا طرفدارانہ اور خاموش حالت اختیار کرلي - نہ تو انہوں نے اسکو روکنا چاها' اور نہ اپنے عظیم الشان حلقۂ اثر کو اسکي اعانت کا حکم دیا - وہ دیکهہ رهے تهے کہ یہ ابتدا هی سے ایک جنگی تحریک هے' اور اسکا اجتماع دفع کفار و اعداء اسلام کیلیے بہر حال مفید هے - پس اسکو روکنا اور اسکي عملاً مخالفت کرني مصلحت ملي کے خلاف هے - البتہ اسکي اعانت بهي نہیں کي جا سکتي کیونکہ اسکي بنیاد دعوے پر رکهي گئي هے اور وہ دعوا صحیح نہیں هے -

لیکن سوڈانی کیلیے ضروري تها کہ وہ شمالي افریقۂ و مصر' بلکہ تمام عالم اسلامي اور تمام براعظم افریقہ و جزیرۂ عرب کے اس عظیم الشان حلقۂ دعوۃ کي طرف جلد سے جلد متوجہ هوتا اور اس سے فائدہ اٹهانے کي کوشش کرتا - خود شیخ سنوسي اول کي نسبت ادعاء مہدویت کا ذکر کیا جاتا تها' اور بہت سے لوگ آیندہ ظہور میں آنے والے واقعات کی نسبت اسکي پیشین گوئیاں بیان کیا کرتے تهے - یہ بهي مشہور تها کہ وہ خود اپنے تئیں موعود و منتظر قرار نہیں دیتا' لیکن علم الهی کي بنا پر کہتا هے کہ اسي کے نسل سے کوئی ظہور هوگا - ان حالات میں محمد سوڈانی نے سمجها کہ اگر یہ سلسلہ اسکا ساتهہ دے' تو وہ اپنے کاموں کیلیے تمام دنیا سے مستغنی هو جائیگا' اور ایسا هونا ممکن بهی هے - کیونکہ اسی قسم کے خیالات اسکی نسبت بهی بیان لیے جاتے هیں -

چنانچہ سنہ ۱۸۸۳ میں جبکہ سوڈاني کي تحریک ابتدائي منزلوں سے گذر چکي تهي' اُسنے ایک لنبا چوڑا خط شیخ سنوسي کے نام لکها' اور اسمیں اُسے دعوت دي کہ اگر وہ ساتهہ دیگا تو سوڈاني اسے اپنے مخصوص ترین خلفا میں جگہ دینے کیلیے طیار هے - یہ مراسلہ شیخ عبد اللہ نامي ایک سوڈاني عالم کے ذریعہ روانہ کیا گیا تها -

## ھــوائي جنــگ

**( ۳ )**

هوائي جنگ کے عنوان سے جو دو نمبر الهلال میں نکلے هیں ' یہ دو تصویریں انکا تتمہ هیں - پہلي تصویر سب سے زیادہ طاقتور ایروپلین کوالیرجین سن نامی کی ھے جو حال میں فرانس نے طیار کیا ھے - اسکی شکل کشتی کي سي ھے ' اور تصویر اس طرح لی گئي ھے کہ اسکي اندروني حالت نظر آجاے - اسمیں برخلاف عام هوائي جهازوں کے دو انجن هیں ' اور انکي مجموعي طاقت چار سو گهوڑونکي ھے - هوائي جهازوں میں سب سے زیادہ اهم آلہ پراپلر ( Prapeller ) نامي هوتا ھے جو جهاز کو آگے بڑھاتا ھے - اسمیں پراپلر کے آگے ایک اور آلہ بهی لگا یا گیا ھے جس سے مستقیم شعاعیں نکلتي هیں - اسلیے تاریکي میں وہ هوائي جنگ کو جاري رکهہ سکتا ھے اور اپنی شعاعوں کے اندر کي هرچیز دیکهہ سکتا ھے -

دوسري تصویر سے یہ دکھلانا مقصود ھے کہ هوائي جهازوں میں کس طرح توپوں سے کام لیا جاتا ھے ؟ یہ ایک ایروپلین ھے اور اسکي بالائي سطح پر پروں کے آگے ایک مشین گن رکھي گئی ھے - توپچي کهڑا ھے تاکہ اپنا کام شروع کرے - وہ هوائی سفر کا لباس پہنا هوا ھے - طیارہ چي ( ڈرائیور ) اسکے پیچھے سر نکالے ' اور هوائی سفر کي عینک چڑھاے غور سے دیکهہ رھا ھے -

یہ تجربہ گذشتہ فروري کو کپتان ڈارشے ( Destawches ) نے ویلا کوربلا واقع جرمنی میں کیا تھا ' اور فائر کرنے اور گولوں کے ٹھیک اتارنے میں پوري کامیابي هوئي تهی -

یہ سب سے آخري خدمت ھے جو بدبخت نوع انساني کي هلاکت کیلیے علم و تمدن نے انجام دي ھے !!

بتلاے' اور اسکے بعد خود آنحضرة صلی الله علیه وسلم کے دربار میں مجھے حضوري نصیب هولي اور میں نے دیکھا که انکے اصحاب کے ساتھه ساتھه میرے اصحاب کے مقامات بھی قرار دیے گئے هیں - چنانچه مجھے نظر آیا که حضرة ابوبکر صدیق کي کرسي پر میرے ایک اصحابي کو جگه دي گئی ہے ' اور اسی طرح حضرة عمر کی کرسي پر میرے دوسرے صاحب کو - حضرة عثمان کی کرسی کي نسبت مجھسے کہا گیا که وہ ابن السنوسي کیلیے ہے - ( یعنے آپکے لیے )

پھر میں نے حضرة علي کي جگه دیکھي اور اسپر اپنے ایک دوسرے رفیق کو متمکن پایا -

میں نے همیشه آپکي روحانیة کو اپنے بعض اصحاب کے ساتھه اپنے همراه پایا ہے "

آخر میں لکھا تھا :

" جب میرا یه خط آپکو ملے تو چاهیے که دو راستوں میں سے ایک راسته اختیار کریں - یا تو آپ مصر اور اسکے نواحي کي طرف متوجه هوں - یا هماري طرف هجرت کریں - یه دونوں صورتیں آپکے سامنے هیں -

البته مجھے هجرت زیاده محبوب ہے اور آپکو معلوم ہے که هجرت کا ثواب سب سے زیاده ہے "

## ( شیخ سنوسي کا جواب )

شیخ سنوسي نے اس خط کو پڑھکر کیا جواب دیا ؟

یه ظاهر ہے که یه موقعه شیخ کي صداقت اور راست بازي کے لیے ایک کامل درجه کي آزمایش تھی - اگر اسکے دل میں جھوٹے دعووں اور غلط اعلانات کا اچھه بھي کھوٹ هوتا تو وہ اس موقعه پر یا تو سوڈاني کا ساتھه دیتا یا اسکے سامنے ایسے هي روحاني دعوے پیش کرتا -

سوڈانی اسکي نسبت شہادت دے رہا تھا که اسکا مرتبه غیر معمولي اور عام انساني کمالات سے ارفع ہے ' اور اسکي جگه آنحضرة صلے الله علیه و سلم کے اصحاب اور خلفاۓ جانشین میں آتے نظر آئي ہے - پس اگر اسکے دل میں سچائی هوتی تو ضرور تھا که اس بڑي شہادت سے فائده اٹھانے کی کوشش کرتا -

لیکن جونهي اسنے خط کو پڑھا اور اس حصے تک پہنچا جہاں سوڈانی نے لکھا تھا که " میرے ساتھیوں کو آنحضرة کے خلفاء و اصحاب کي جگه دي گئی " تو وہ غصه سے بھر گیا ' اور اسکے بعد جب یه پڑھا که " حضرة عثمان کي کرسي تمھارے لیے مخصوص کي گئي ہے " تو اسکے غیظ و غضب کي کوئی انتہا نہیں رہي - اس نے خط پھینک دیا اور چلاکر کہا :

" استغفر الله ! جس خاک پر سے اصحابِ رسول اور حضرة عثمان گذرے هیں' هم تو اسکا درجه بھي حاصل نہیں کر سکتے - کچھه نہیں - یه هفوات و خرافات هیں ہے ' دین کی تحقیر' اور شارع مقدس کا مقابله ! ! "

اس نے سوڈاني ایلچي کو نا کام واپس کردیا اور کہا که میرے پاس تمھارے متمهدي کیلیے کچھه نہیں ہے - اگر وہ کفار سے مقابله کي طیاري نه کرتا اور سر زمین اسلام کو دشمنان ملت سے پاک کرنے کي تحریک نه هوتی تو میں اسکی پوري پوري مخالفت کرتا -

## ایـــڈیٹـــر الهـــلال کی راے

میں همیشه کلکته کي یوروپین فرم جیمس مرے کے یہاں سے عینک لیتا هوں - اس مرتبه مجھے ضرورت هولي تو مسرز ایم - اِن - احمد اینڈ سنز ( نمبر ۱۵/۱ - رپن اسٹریٹ کلکته ) سے فرمائش کی - چنانچه دو مختلف قسم کی عینکیں بنا کر انھوں نے دي هیں اور میں اعتراف کرتا هوں که وہ هر طرح بہتر اور عمده هیں' اور یوروپین کارخانوں سے مستغنی کر دیتی هیں - مزید براں مقابلتاً قیمت میں بھی ارزاں هیں - کام بھی جلد اور وعدے کے مطابق هوتا ہے -

( ابو الکلام آزاد - ۲ مئی سنه ۱۹۱۴ع )

## مسئلۂ قیـام الهـلال

الهلال کي گذشته اشاعتوں میں " مسئله قیام الهلال کا آخری فیصله " دیکھکر بے حد رنج هوا -

قوم کي اس تیره و تاریک گھٹا میں الهلال اور صرف الهلال هي کي روشني ایسي ہے جو گم گشتگان بادیه گمراهي کي صحیح رهنمائي کرسکتي ہے - الهلال اور صرف الهلال هي ایک سچا هادي اور ایک ایسا رهبر و رهنما ہے جو کشتي قوم کو گرداب ضلالت سے نکالکر سچي راہ پر لگا سکتا ہے ' اور جسکے سچي اور بے لاگ صلاح پر قوم کي دیني و دنیاوي فلاح منحصر ہے - اگر اسکي ضرورت ہے که مسلمان زنده رهیں' اگر یه ضروري ہے که اسلام صرف نام هي کو باقي نه رہے بلکه هر مسلم هستي کو سچا مسلمان هونا چاهیے' تو یقین فرمائیے که میرا تو ایمان ہے که الهلال کو زنده رهنا اور قوم کي رهنمائي کرنا چاهیے !

مانا که الهلال اپني " پہلی منزل دعوة " سے گذر چکا ہے' لیکن قوم ابھی پوري طرح سے بیدار نہیں هولی اور میں اس تباہ کن غفلت کے خیال سے لرز رہا هوں جو نیم باز آنکھونپر چھا جایا کرتي ہے - پس قطعي ضروري ہے که یه صداے غفلت شکن برابر جاري رہے -

آنجناب نے جو صورت الهلال کے مالي مسئله کي درستگی کي تجویز فرمائي ہے' وہ اس خیال سے که مسلم پبلک شاید زیادتي قیمت کي متحمل نه هوسکتی' نهایت مناسب ہے' لیکن میں چونکه اپنے زمانۂ قیام کلکته میں ( جب ڈاکٹري و علم حیوانات پڑھتا تھا ) الهلال پریس کے وسیع انتظامات دیکھه چکا هوں' اسلیے میري راے یه ہے که زیادتي قیمت هي بہتر تھي اور الهلال آٹھه روپیه میں بالکل مفت ہے - بهر حال میں کوشش میں هوں که خریدار پیدا کروں اور میرا اراده ہے که ان اطراف میں دورہ کروں اور لوگوں کو خریداري پر آماده کروں - بہتر تھا که جناب قواعد ایجنسي بھي روانه فرمانیکي هدایت فرما دیتے تاکه شهروں میں ایجنسیاں قائم کرانے کي کوشش کرتا - مجھے امید ہے که انشاء الله دو هزار خریدار بہت جلد پیدا هوجائینگے اور خدا آپکے مشن کو هر طرح سے کامیاب کریگا -

نیاز مند رحم حسین قدوائي - بارا بنکي

گذشته الهلال میں ( صدا به صحرا ) کے عنوان سے جو مضمون شایع هوا ہے اسنے همدردان ملت اور علی الخصوص ناظرین الهلال کے دل دهلادیے' اور ابتک بھي اسکا انتشار باقي ہے - لیکن خداے قادر و توانا سے همیں امید کامل ہے که مولانا کے خیالات کے موافق دو هزار خریدار دو هفته میں ملجائینگے ' بشرطیکه هر ناظر الهلال اس رساله کی سچي خدمت پر کمربسته هو ( جو میرے خیال ناقص میں اسکا فرض اولین اسلامي ہے ) کیونکه یهي ایک اخبار ہے جو احیاء شریعت کا موید اور صداے حق سے ممتد ہے -

همارے مرده دل اس کي آواز سے زنده هیں - اگر یه نهوگا ( خدا نخواسته ) تو دیکھه لینا هم پھر مرده هوجاینگے - هم اس کی توسیع کے لیے هزار جان سے کوشاں هونگے - اگر سو مرتبه بھي مرنے تو اسکے خریدار کا شرف غلامي حاصل کرنے کے لیے تیار هوں !

بهر حال میرے ایک عزیز اسوقت ایک پرچه کے خریدار هوچکے هیں ایک اور اخبار ذیل کے پته پر ارسال فرما دیجیے

سید امیر الدین وکیل مدهول علاقه دکن نظام

( بقیه مضمون کے لیے صفحه ۱۸ ملاحظه هو )

## بقیۂ "مسئلۂ قیـام الہــلال"

میں نے دو آدمیوں سے ذکر کیا - انہوں نے خواہش کی کہ میں انکے لیے آپکی خدمت میں تحریر کردوں -

محمد اکبر خاں - ارشد منزل - کیمبل پور -

~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

سردست تین خریدار حاضر ہیں -

نذر محمد کورٹ انسپکٹر ہوشیار پور

~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

۲ جمادی الاولی کا پرچہ پڑھنے سے کمال پریشانی ہوئی کہ بوجہ نقصان مالی کے کہیں ایسا نہو کہ الہـلال بند ہی ہو جاے' پھر آگے جب خریداروں کی بابت پڑھا تو اس سے بھی زیادہ گھبراہٹ ہوئی - میں بہ حیثیت ایک مسکین ہونے کے اپنے مال سے امداد کرنے پر طیـار ہوں - اگر اجازت ہو تو حـاضر خدمت کیا جاے -

نیز یہ بھی عرض ہے کہ آپ نے جو حضور وایسراے کے جواب ایڈرس میں اشارہ اسطرف کیا ہے کہ حاکم کی وفاداری کوئی جزؤ اسلام یا احکام قران میں داخل نہیں ہے اور نہ قرآن میں اسکا ذکر آیا ہے' تو عرض ہے کہ میں کچھہ زیادہ علم نہیں رکھتا - صرف ترجمہ لفظی پڑھا ہے - مگر جو ہمارے مولویصاحبان ہیں' وہ آیت کریمہ اطیعو الله واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کی تفسیر میں یہی تعلیم دیتے ہیں کہ حاکم کی اطاعت محکوم پر فرض ہے' بلکہ جس طرح خدا و رسول کی اطاعت فرض ہے اوسی طرح یہ بھی فرض ہے - اب بھی سمجھہ میں یہ نہیں آیا کہ آپکا اشارہ غیر اسلام حاکم کیطرف ہے یا کہ عام طور پر - تفسیر آیت کریمہ کی کس طرح ہوگی ؟ آپ قلم کر جواب باصواب سے بذریعہ اخبار مشکور فرماویں -

حافظ سراج الدین قریشی از تراب تحصیل تلہ ضلع اٹـک

## الہـــلال:

جواب تفصیل کا طالب ہے - اس آیت کو اس موضوع سے کوئی تعلق نہیں - اسکی ایسی تفسیر کرنا بڑی ہی سخت باطل پرستانہ جسارت ہے - میں اٰیندہ کسی اشاعت میں فرصت پاتے ہی مفصل جواب دونگا - ایک مرتبہ اس مسئلہ کو بالکل صاف کردینا چاہیے -

~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

مسیحاے ملت - روحی فداک - الہلال اسلام اور فرزندان اسلام کی جو کچھہ گرانقدر خدمت انجام دے رہا ہے' وہ اہل بصیرت سے پوشیدہ نہیں - کوئی مسلم قلب یہ سننے کی تاب نہیں لاسکتا کہ خدا نخواستہ الہلال کی اشاعت بند ہو جائیگی -

میرے خیال میں جن دلوں میں درد ہے وہ کسب کے صدا دعوا کے گوش زد ہوتے ہی بیچین ہوگئے ہونگے' بلکہ عملی طور سے مصروف ہونگے کہ مسئلہ قیام الہلال کے متعلق جو کچھہ جناب نے تجویز فرمائی ہے' اسکی تکمیل ہوجاے - اس قصبہ میں مسلمانوں کی تعلیمی حالت نہایت ابتر ہے - اور قومی احساس کیسے ہوسکتا ہے جبتک کہ انکو علم نہو' تاہم میں شبانہ روز اسی فکر میں ہوں کہ جہاں تک ہوسکے اس مفید تجویز کی تکمیل میں کچھہ خدمت کروں - مجھے اس کا خیال بہت دنوں سے ہے کہ الہلال ہر مسلم ہاتھہ میں رہنا چاہیے اور کم از کم جنکو کچھہ بھی علمی مذاق ہے یا اخباری ذوق اور مذہبی احساس' اونکے ہاتھہ تو کبھی بھی الہلال سے خالی نرہیں - بحمدہ کہ جناب کی اس مفید تجویز نے اور آمادہ اور طیـار کردیا' انشاء الله میں برابر کوشش کرونگا - لیکن خدا کیلیے آپ کوئی فیصلہ ایسا نہ کر بیٹھیگا کہ مسلمانوں کی آرزؤں کی خلاف ہو - سر دست سات خریدار حاضر ہیں -

انور علی فاروقی از پرہنی' دکن -

## ہندوستانی دواخانہ دہلی

جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب کی سرپرستی میں یونانی اور ویدک ادویہ کا جو مہتم بالشان دوا خانہ ہے وہ عمدگی ادویہ اور خوبی کار و بار کے امتیازات کے ساتھہ بہت مشہور ہوچکا ہے - مفردات (جو مثل خانہ ساز ادویہ کے صحیح اجزاء سے بنی ہوئی ہیں) حاذق الملک کے خانـدانی مجربات (جو صرف اسی دواخانہ سے مل سکتے ہیں) عالی شان کار و بار' صفائی' ستھرا پن' ان تمام باتوں کو اگر آپ ملاحظہ کریں تو آپ کو اعتراف ہوگا کہ :

ہندوستانی دوا خانہ تمام ہندوستان میں ایک ہی کارخانہ ہے -

فہرست ادویہ مفت، ( خط کا پتـہ )

منیجر ہندوستانی

~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

## رسـالـت

اس نام کا ایک ماہوار اردو رسالہ قابل ترین ایڈیٹروں کی ایڈیٹری میں کلکتہ سے شایع ہونے والا ہے - مضامین - مذہبی - اخلاقی - تمدنی - تاریخی - ادبی - طبی وغیرہ وغیرہ ہوا کریں گے - مقصد اصلی توحید و رسالت کی تبلیغ ہے - خط عمدہ کاغذ و چھپائی اعلی حجم ۴۸ صفحہ - نہایت لا جواب وقابلدید رسالہ ہوگا - قیمت باوجود بیشمار خوبیوں کے عام خریداروں سے مع محصولڈاک دو روپے آٹھہ آنے سالانہ لیجائیگی - پہلا نمبر نمونے کے طور پر بلا قیمت روانہ ہوگا - مابعد چار آنے کے ٹکٹ آنے پر -

ترسیل زر و جملہ خط و کتابت اس پتہ پر ہونی چاہئے -

منیجر رسالت نمبر ۱۰ سندریہ پٹی بازار - کلکتہ

## زندہ در گورمریضوں کو خوشخبـری

یہ گولیاں ضعف قوت کیلیے اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہیں' زمانـۂ انحطاط میں جوانی کی سی قوت پیـدا کر دیتی ہیں' کیساہی ضعف شدید کیوں نہو دس روز کے استعمال سے طاقت آجاتی ہیں' اور ہمارا دعوی ہے کہ چالیس روز حسب ہدایت استعمال کرنیسے اسقدر طاقت معلوم ہوگی جو بیان سے باہر ہے - ٹوٹے ہوے جسم کو دوبارہ طاقت دیکر مضبوط بناتی' اور چہرے پر رونق لاتی ہے - علاوہ اسکے اشتہا کی کمی کو پورا کرنے اور خون صاف کرنے میں بھی عدیم النظیر ہیں' ہر خریدار کو دوا کے ہمراہ بالکل مفت بعض ایسی ہدایات بھی دیجاتی ہیں' جو بجاے خود ایک وسیلۂ صحت ہے - قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصول بذمہ خریدار چھہ شیشی کے خریدار کے لیے ۵ روپیہ ۸ آنہ - ۲ آنہ کا ٹـکٹ بھیجدین آپکو نمونہ کی گولیوں کے ساتھہ ساتھہ راز بھی تحریر کیا جائیگا -

المشـــــــــتہـر

منیجر کارخانـۂ حبوب کاپا پلٹ پوسٹ بکس ۱۷۰ کلکتہ

~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

## ترجمـہ اردو تفسیر کبیـر

قیمت حصہ اول ۲ روپیہ - ادارۂ الہلال سے طلب کیجیے -
~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

# آثار عتیقہ

## آثار قونیہ

## (۲)

### آثار ملوکانہ و علمیہ

### ( منارۂ ساعت )

ایک عجیب عمارت منارۂ ساعت ہے جو اسی علاؤ الدین نے تعمیر کیا تھا - اور جسکی تصویر گذشتہ نمبر کے مضمون میں پہلے صفحہ پر نکل چکی ہے -

نیچے ایک بہت بڑی کرسی قلعہ کے دروازوں اور حصار کے برجوں کی طرح تعمیر کی ہے - اسکے اوپر دو درجے محرابوں کے بنائے ہیں - تیسرا درجہ اس سے چھوٹا ایک مربع کمرہ کی شکل کا ہے - اسکے اوپر گھڑی کا برج ہے -

کلاک ٹاور آجکل کی ایجاد ہے اور جہانتک میرا خیال ہے دمشق اور بغداد کی بعض عجیب و غریب گھڑیوں کے سوا عام طور پر قدیم عمارتوں میں اسکی نظیر نہیں ملتی -

زمانہ تو برج بنائے جاتے تھے جنپر ہر ایک پہر کے بعد یا ایک ایک گھنٹے کے بعد نوبت بجتی تھی' لیکن اسمیں گھڑی کا لگانا اسی وقت سے رائج ہوا ہے' جس وقت سے کہ موجودہ گھڑیاں ایجاد ہوئی ہیں -

غالبا ابن جبیر نے دمشق کی جامع اموی کی ایک طلسمی گھڑی کا حال لکھا ہے' اور خطیب نے بغداد کے ایک برج کی نسبت بھی روایت کی ہے جسمیں ایک عجیب الہیئۃ گھڑی لگائی گئی تھی - جامع اموی کی گھڑی فن آلات و حیل ( مشینری اور میکانک ) کا عجیب و غریب نمونہ تھی - اسکے اندر چند پتلے بنائے گئے تھے جو گھنٹہ بجا کر پھر اپنے خانے کے اندر واپس چلے جاتے تھے -

لیکن اس منارے کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گھڑی کا وجود اس زمانے میں اسقدر محدود و خاص نہ تھا جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے - اس منارہ میں چاروں طرف مختلف اللون شیشے لگے تھے - اسکے اندر شب کو روشنی کی جاتی تھی اور بالکل آجکل کی بڑی بڑی گھڑیوں کی طرح اس قسم کے آلات لگائے گئے تھے کہ ہر گھنٹے کے بعد نہایت بلند اور دور دور تک پہنچنے والی آواز میں خود بخود گھنٹا بجتا تھا !

حوادث و تغیرات نے اس گھڑی کو اب نا پید کر دیا ہے لیکن سرکاری کاغذات سے معلوم ہوتا ہے کہ اب سے دو سو برس پہلے تک موجود تھی - متعدد مورخین عثمانیہ نے اپنی اپنی تاریخوں میں اسکا حال لکھا ہے - قدیم شعرائے ترک نے آواز کی بلندی' دائمی ہوشیاری' تغیر الوان' اور شب بیداری کیلیے اس گھڑی کے وجود سے ایک مخصوص تمثیل کا کام لیا ہے - سلطان سلیم کے عہد کے مشہور مصنف شیخ زادہ بروسہ لی نے خاص اسکے حالات میں ایک مختصر رسالہ بھی لکھا تھا جسکا احمد مدحت نے اپنی تاریخ آل عثمان میں تذکرہ کیا ہے -

### ( کوشک سلطانی )

اس عہد کی اولوالعزمیوں کا تصور کرو کہ امن و فرصت کے ایام راحت و عیش ہی میں نہیں' بلکہ جنگ و خوف اور بے امنی و سراسیمگی کی پر آشوبیوں میں بھی عظیم الشان محل سراؤں کی تعمیر' مدارس و مساجد کی بنا' اور بڑے بڑے تمدنی و علمی کاموں کا سلسلہ برابر جاری رہتا تھا !

وہ لوگ حوادث و مصائب سے کس درجہ نڈر تھے' اور مصیبتیں اور پریشانیاں اس طرح انکے ارادوں کو معطل کردینے میں ناکام رہتی تھیں ؟ انکی ہمتوں کو دیکھو جو بالکل نڈر تھی' اور انکے عزموں کو یاد کرو جو کسی وقت بھی بیکار نہیں ہوتے تھے !

ایک نوجوان پادشاہ جسے تخت پر بیٹھتے ہی پیام جنگ سننا پڑا' اور بربادی و ہلاکت کا وہ سیلاب عظیم اسکی طرف امنڈ آیا جو تمام عالم اسلامی کی بڑی بڑی شہنشاہیوں کو تنکوں اور خشک پتوں کی طرح بہا لے گیا تھا' پھر اس عالم میں بھی چند مہینوں سے زیادہ مہلت اسے نہ ملی اور وہ اپنا تخت چھوڑکر دور دراز سفر پر نکل گیا - تاہم ایسی پر آشوب' ہمت فراموش' عزائم شکن' ہوش و حواس افگن' اور پر آلام و مصائب زمانے میں وہ ایک طرف جنگ و مقابلہ کی طیاریاں بھی کرتا ہے' اور دوسری طرف بڑی بڑی عظیم الشان عمارتوں کو مکمل بھی کردیتا ہے !!

یہ وہ اولو العزمی تھی جسکے نظائر و شواہد سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے' اور جسکا آج کل کے عالم اسلامی کی منقلب و مبدل حالت سے مقابلہ کرنا چاہیے - فشتان ما بین الیوم و الامس !

سلطان علاء الدین کے اقل قلیل اور پر اشوب زمانے کی یادگار ہی کیا ہوسکتی تھی ؟ مگر ان دو چار مہینوں کے اندر ہی اس نے عظیم الشان جامع مسجد بنائی' منارۂ ساعت تعمیر کیا' اور اس سے بھی زیادہ تعجب انگیز یہ کہ ایک وسیع و عظیم قصر سلطانی بنایا جو ابتک " علاء الدین کوشک " کے نام سے قونیہ میں موجود ہے اور جسکی تصویر گذشتہ نمبر میں پانچویں صفحہ پر نکل چکی ہے -

یہ کوشک دراصل ایک نا تمام قلعہ ہے - معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اپنے رہنے کا محل بناکر اسکے بعد رفتہ رفتہ پورا قلعہ تعمیر کرنے کا ارادہ تھا - عمارت کے اندر داخل ہوکر سب سے پہلے ایک شکستہ برج ملتا ہے جسکے پہلے درجہ کی صرف ایک محراب ہی باقی رہگئی ہے - اسکے بعد دروازۂ قلعہ کی طرح نشیب میں اترکر صدر دروازہ ملتا ہے اور اندر کا حصہ مختلف عمارتوں اور محل سراؤں میں منقسم ہے - عمارت میں ایرانی طرز غالب ہے جسکی بنیاد اس وقت پڑ چکی تھی - البتہ ایک چیز بالکل نئی قسم کی ہے - یعنی مخروطی شکل کا ایک مدور گنبد جو مثل ہندوستان کے مندروں کے معلوم ہوتا ہے - تمام بلاد اسلامیہ کے آثار قدیمہ میں کہیں بھی اس طرز کا گنبد نہیں پایا جاتا -

اسلامی طرز تعمیر میں گنبد کی دو ہی شکلیں تھیں : ایرانی اور عربی - ایرانی طرز کا گنبد کرہ کا نصف اول یا اس سے بھی کچھہ کم ہوتا تھا' جیسا کہ جامع اصفہان' مساجد قسطنطنیہ' اور آثار شاہان مشرقیۂ جونپور میں پایا جاتا ہے - عربی طرز میں کرہ کا دو تہائی حصہ یا نصف سے زائد لیا جاتا تھا اور بہت خوشنما ہوتا تھا - تاج آگرہ' جامع مسجد دہلی' مقبرۂ منصور' اور الحمراء اندلس وغیرہ کے گنبد اسی طرز کے ہیں -

لیکن مخروطی مدور گنبد کہیں بھی نہیں بنائے گئے -

حکومۃ عثمانیہ نے حکم دیا ہے کہ ان تمام آثار کی حفاظت ایک مستقل صیغے کے سپرد کی جائے' اور ہمیشہ انہیں اصلی حالت میں برقرار رکھا جائے -

لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین — القرآن الحکیم

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

تار کا پتہ
" الہلال کلکتہ "
ٹیلیفون نمبر - ۹۳۸

Telegraphic Address,
"Alhilal CALCUTTA"
Telephone, No. 6 8

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۱۹-۲۰ | کلکتہ : چہارشنبہ ۱۷ - ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۳۲ ہجری | جلد ٤

Calcutta : Wednesday, May, 13 & 20. 1914


قیمت فی پرچہ — ساڑھے تین آنہ

نوٹ — دونوں نمبر ہونے کی وجہ سے قیمت ۸ آنہ -

# اطلاع

انجمن اصلاح المسلمین قصبه گنیشپور ضلع بستی کا پہلا جلسه بتاریخ ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ مئی سنه ۱۹۱۴ع یوم جمعه و شنبه و یکشنبه قرار پایا ہے - علماء کرام و ملک کے قابل حضرات کے خدمت میں استدعا ہے کہ شریک جلسه ہوکر کارکنان انجمن کو مشکور فرمائیں -

جو صاحب کوئی مضمون نثر یا نظم انجمن میں پڑھنا چاہیں - وہ دو هفته قبل سکریٹری انجمن کو عنوان مضمون سے اطلاع دیدیں -

شریک ہونیوالے حضرات کے قیام و طعام کا انتظام منجانب انجمن ہوگا بشرطیکه ایک هفته قبل اطلاع دیجائے

قصبه گنیشپور اسٹیشن بستی سے قریب ہے -

المعلن .

ابو الاعجاز عرشی - سکریٹری انجمن اصلاح المسلمین قصبه گنیشپور ضلع بستی پوسٹ صدر - یو - پی -

# ایک اهم خوشخبری

حضرت مولانا و مقتدانا - السلام علیکم و رحمة الله و برکاته !

غالباً آپ اس خبر مسرت اثر سے بہت ہی خوش ہونگے که ۲۲ - اپریل جمعه گذشته کو مسجد گیان باپی میں ایک اعلی تعلیم یافته یورپین شخص اور بنارس اسٹیٹ کا چیف انجنیر مسٹر سی - ایف - الکن صاحب دو ہزار سے زائد مجمع ایک بہت بڑے عظیم الشان مجمع کے سامنے مشرف به اسلام ہوے ' اور انہوں نے خود اپنا اسلامی نام محمد اسمعیل پسند فرمایا - اس سارے واقعه کی کامیابی کا سہرا جناب مولانا مولوی محمد عظیم صاحب متوطن ککھڑ ضلع گوجرانواله ( پنجاب ) کے سر ہے - جن کی فیض صحبت سے متاثر ہوکر صاحب موصوف نے اسلام قبول فرمایا - صاحب موصوف ایک معزز انگریز خاندان سے ہیں - اور خاص علمی مذاق رکھنے کے علاوہ بہت بڑے انجینر ہیں - چنانچه آجکل بنارس اسٹیٹ رملوے کی تعمیر کا کام اُن کے سپرد ہے - جسمیں انہیں باره سو روپے ماہوار تنخواه علاوه الاؤنس کے ملتی ہے - قبول اسلام سے پہلے تلاش حق میں سرگرم تھے - اتفاقاً مولوی صاحب سے سابقه پڑگیا - اور یه سعادت خداوند کریم کے فضل سے انہیں نصیب ہوئی -

نیاز مند نذیر علی - نمبر ۳۳ - چھاؤنی بنارس -

# صحت النساء و محافظ الصبیان

طب جدید اور اپنے چالیس ساله ذاتی تجربے کی بنا پر دو کتابیں تیار کی ہیں - صحت النساء میں مستورات کے امراض اور محافظ الصبیان میں بچوں کی صحت کے متعلق موثر تدابیر سلیس اردو میں چکنے کاغذ پر خوشخط طبع کرائی ہیں - ڈاکٹر - کرنیل زید احمد صاحب نے بہت تعریف لکھه کر فرمایا ہے که یه دونوں کتابیں ہر گھر میں ہونی چاهیں - اور جنابه هر هائینس بیگم صاحبه بھوپال دام اقبالها نے بہت پسند فرما کر کثیر جلدیں خرید فرمائی ہیں - بنظر رفاۂ عام چھه ماه کے لیے رعایت کی جاتی ہے - طالبان صحت جلد فائده اٹھائیں -

صحت النساء اصلی قیمت ۱ روپیه - ۱۰ آنه - رعایتی ۱۲ آنه

محافظ الصبیان ' اصلی قیمت ۲ روپیه ۸ آنه - رعایتی ۱ روپیه -

ملنے کا پته :- ڈاکٹر سید عزیز الدین گورنمنٹ پنشنر و میڈیکل افسر شفاخانه - ڈاکخانه بھری ضلع رهتک -

# الهلال کی ششماهی مجلدات

— * —

## قیمت میں تخفیف

الہلال کی شش ماہی جلدیں مرتب و مجلد ہونے کے بعد آٹھه روپیه میں فروخت ہوتی تھیں لیکن اب اس خیال سے که نفع عام ہو ' اسکی قیمت صرف پانچ روپیه کردی گئی ہے -

الہلال کی تیسری جلد مکمل موجود ہے - جلد نہایت خوبصورت ولایتی کپڑے کی - پشته پر سنہری حرفوں میں الہلال منقش - پانچ سو صفحوں سے زیادہ کی ایک ضخیم کتاب جسمیں سو سے زیادہ هاف ٹون تصویریں بھی ہیں - کاغذ اور چھپائی کی خوبی محتاج بیان نہیں اور مطالب کے متعلق ملک کا عام فیصله بس کرتا ہے - ان سب خوبیوں پر پانچ روپیه کچھه ایسی زیادہ قیمت نہیں ہے - بہت کم جلدیں باقی رهگئی ہیں -

( منیجر )

# روغن بیگم بہار

حضرات اہلکار امراض دماغی کے مبتلا وکیل، بیرسٹر، طلبه، مدرسین، معلمین، مولفین، مصنفین، بخدمت میں التماس ہے که یه روغن جسکا نام آپ کے عنوان عبارت سے ابھی دیکھا اور پڑھا ہے ' کئی عرصے کی فکر اور سوچ کے بعد بہترے مفید دوائی اور اعلی درجه کے مقوی روغنوں سے مرکب کر کے تیار کیا گیا ہے ' جسکا اصلی ماخذ اطباء یونانی کا قدیم مجرب نسخه ہے ' اسکے متعلق اصلی تعریف بھی قبل از امتحان و پیش از تجربه مبالغه سمجھی جا سکتی ہے صرف ایک شیشی ایکبار منگواکر استعمال کرنے سے یه امر ظاہر ہو سکتا ہے که آجکل جو بہت طرحکے ڈاکٹر کمپنی تیل نکلے ہیں اور جنکو بالعموم لوگ استعمال بھی کرتے ہیں اُن سے یونانی روغن بیگم بہار امراض دماغی کے لیے بمقابله تمام مروج تیلوں کے کہانتک مفید ہے اور نازک اور شوقین بیگمات کے گیسوؤنکو نرم اور نازک بنانے اور دراز و خوشبودار اور خوبصورت کرنے اور سنوارنے میں کہانتک قدرت اور تاثیر خاص رکھتا ہے - اکثر دماغی امراض کبھی غلبۂ برودت کیوجه سے اور کبھی شدت حرارت کے باعث اور کبھی کثرت مشاغل اور محنت کے سبب سے پیدا ہو جاتے ہیں ' لہذا اس روغن بیگم بہار میں زیاده تر اعتدال کی رعایت رکھی گئی ہے تاکه ہر ایک مزاج کے موافق ہو مرطوب و مقوی دماغ ہونیکے علاوه اسکے دلفریب تازه پھولوں کی خوشبو سے ہر وقت دماغ معطر رہیگا ' اسکی بو غسل کے بعد بھی ضائع نہیں ہوگی - قیمت فی شیشی ایک روپیه محصول ڈاک ۵ آنه درجن ۱۰ روپیه ۸ آنه -

Hakim Masihur Rahman Yunani Medical Hall
No. 114-115 Machuabazar Street
Calcutta.

# دهلی کے خاندانی اطبا اور دواخانه نورتن دهلی

یه دوا خانه عرب - عدن - افریقه - امریکه - سیلون - آسٹریلیا وغیره وغیره ملکوں میں اپنا سکه جما چکا ہے اسکے مجربات معتمد الملک احترام الدوله قبله حکیم محمد احسن الله خان مرحوم طبیب خاص بہادر شاه دهلی کے خاص مجربات ہیں -

دوائی ضیق - ہر قسم کی کھانسی و دمه کا مجرب علاج فی بکس ایک تولا ۲ دو روپیه -

حب قتل دیدان - یه گولیاں پیٹ کے کیڑے مار کر نکال دیتی ہیں فی بکس ایک روپیه -

المشتہر حکیم محمد یعقوب خاں مالک دواخانه نورتن دهلی فراشخانه

سالانہ مع محصول ڈاک

Proprietor & Chief Editor,
Abul Kalam Azad
7/1 McLeod Street,
CALCUTTA

Yearly Subscription Rs. 8
Half yearly „ 4-12

# الهلال

مقام اشاعت
۷ / ۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸
قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۰-۱۹ | کلکتہ: چہارشنبہ ۲۴-۱۷ جمادی الثانی ۱۳۳۲ ہجری | جلد ۴

Calcutta: Wednesday, May, 13 & 20. 1914



## تصاویر



## خریداران الہلال

جن حضرات کی قیمت آئندہ جون میں ختم ہو جائیگی، انکی خدمت میں اطلاعی کارڈ حسب معمول روانہ کیے جا رہے ہیں تاکہ جون کا پہلا پرچہ وی - پی روانہ کرنے کی اجازت دیدیں - جن صاحبوں کو کسی وجہ سے آئندہ الہلال کی خریداری منظور نہو، اگر وہ ایک کارڈ لکھکر دفتر کو اطلاع دیدینگے تو باعث تشکر و ممنونیت ہوگا -

ایسے مواقع پر دفتر نے کبھی بھی احباب کرام سے اصرار نہیں کیا کہ وہ آئندہ بھی الہلال کو ضرور ہی خریدیں - یہ امر صرف انکی خواہش اور طبیعت کے پسند پر موقوف ہے اور اسمیں کسی دوسرے کو مداخلت نہیں کرنی چاہیے - تاہم چونکہ آجکل قیام الہلال کا مسئلہ درپیش ہے اور اکثر ارباب درد توسیع اشاعت کیلیے سعی فرما رہے ہیں، اسلیے بیجا نہوگا اگر اُن دوستوں کو بھی اس طرف توجہ دلائی جائے جنکی سابقہ قیمت ختم ہوگئی ہے - الہلال مقررہ قیمت کے سوا اور کسی اعانت کا طالب نہیں ہے - اگر اسمیں بھی تساہل و انکار ہے تو کچھہ نہ کچھہ افسوس ... [illegible]

( منیجر )

## شذرات

### مسئلۂ قیام الہلال

"صدا بہ صحرا" کے عنوان سے الہلال کے مالی مسئلہ پر نظر ڈالی گئی تھی - احباب کرام اور مخلصین ملت نے جس درد اور محبت کے ساتھہ اسکا جواب دیا، وہ اس امر کا ایک تازہ ترین ثبوت ہے کہ احیاء ملت اور دعوۃ دینی کے اعلان و اشاعت کا احساس اب ابتدائی منزلوں سے گذر چکا ہے، اور میری امیدیں کچھہ بیجا نہیں اگر میں سمجھتا ہوں کہ موسم میں تبدیلی ہوگئی ہے اور الہلال کی دعوہ نے اپنے پہلا کام پورا کردیا ہے - وللہ در ما قال:

نسیکہ محرم باد صباست، می داند
کہ با وجود خزاں بوے یاسمن باقیست!

جو خطوط اور مفصل مکاتیب اس بارے میں بکثرت دفتر میں پہنچے، افسوس ہے کہ انکی اشاعت کیلیے کافی جگہہ نہ نکل سکی، اور صرف گذشتہ دو تین اشاعتوں میں بعض مکاتیب کے مقتبس ٹکڑے شائع کردیے گئے - اُن سے ایک سرسری اندازہ احباب و معاونین کرام کے جوش و محبت کا کیا جا سکتا ہے فالحمد للہ علی ذلک -

اُن مضامین میں ظاہر کیا گیا تھا کہ الہلال کی اشاعت سے مقصود جس نقطۂ بیداری کا پیدا کرنا اور جس فراموش کردہ سنت مقدس حرارت و دعوۃ اسلامیہ کی طرف توجہ دلانا مقصود تھا، الحمد للہ کہ وہ اس اول قلیل مدت ہی میں مصل الہی سے حاصل ہوگئی ہے، اور اس طرح دعوۃ دینی اپنی پہلی منزل سے گذر چکی ہے - اسکے بعد زیادہ تر خاموش اور مستغرق کاموں کی منزلیں ہیں، اور میں مضطرب ہوں کہ کسی طرح جلد یکسوئی حاصل کرکے صرف آنے والی منزلوں ہی کی طرف متوجہ ہو جاؤں -

پس جبکہ میری محسوسات کا اس بارے میں یہ حال ہے، تو میں اپنے مقصد حقیقی کی بنا پر مجبور نہیں کہ آئندہ بھی الہلال کو جاری ہی رکھوں - رہا اعلان و دعوۃ کا تسلسل، اور ایک اعلی مذاق اور پیمانے کے علمی و مذہبی رسالے کی ضرورت، نیز اُن تمام صوری و معنوی خصوصیات کے بقا بلکہ ترقی کا سوال جو الحمد للہ الہلال کو حاصل ہیں، تو یہ سب باتیں دنیا میں تقسیم عمل کے قدرتی اصول ہی پر ہوسکتی ہیں - ایک فرد واحد کئی سال تک مختلف کاموں کو ایک ہی وقت میں انجام دینے کیلیے ہاتھہ پانوں مارتا رہا، اور جو کچھہ اس سے ہوسکا

وہ ایک خاص قسم کا ٹائپ ہے ' پھر بہت گھس جانے کی وجہ سے بالکل نا قابل قرات ہوگیا ہے - اگر ٹائپ کی چھپائی اسکے جاری رہتی جاتی تو یقیناً ٹائپ بدلا جاتا - ایسی حالت میں جو اصحاب ہمدرد کی تبدیلی سے آزردہ تھے ' انکا فرض صرف یہی نہ تھا کہ اس کاغذی مناظرہ میں سرگرم حصہ لیں ' بلکہ ہمدرد کے مالی مسئلہ کے حل کرنے کیلیے بھی کچھہ نہ کچھہ کرنا ضروری تھا جو اس راہ میں بڑی سے بڑی قربانی کرچکا -

اصل یہ ہے کہ اس بارے میں ابتدا ہی سے ہمارے دوست نے غلطی کی اور ٹائپ کا سر رشتہ اپنے حد رسائی کے اندر رکھنے کی جگہ سمندر پار کی سرد مہر مخلوق کے رحم پر چھوڑ دیا - ٹائپ جس قسم کا بھی ہو ' اسکی اصلی مصیبت یہ ہے کہ جلد جلد بدلنا چاہیے اور اسکا حقیقی طریقہ ذاتی فونڈری کا قیام ہے یا اقلاً ایسے ٹائپ کو اختیار کرنا جو ہمیشہ بآسانی ملسکے - جو لوگ ہمدرد کے ٹائپ سے گھبرا گئے تھے ' انکے حق بجانب ہونے میں کچھہ شک نہیں - واقعی اسکا ٹائپ بہت ہی خراب ہوگیا تھا ' اور حرفوں کے دوائر و اشکال اسدرجہ مندرس ہوگئے تھے کہ اسکا پڑھنا مشکل ہوگیا تھا - مگر ہمدرد بھی اس مشکل میں مجبور تھا کہ پرانے ٹائپ کو بدلے تو کیونکر بدلے ؟ نیا ٹائپ اگر بیروت سے منگوایا جائے تو اسکے لیے علاوہ مصارف کثیرہ کے صبر و انتظار کی ایک نئی عمر کہاں سے لاے ؟ خود فاونڈری قائم کرے تو اسکے لیے بھی کئی ماہ مطلوب اور پھر بھی نمونے کے مطابق ٹائپ کا ڈھلنا مشکوک !

غرض درگونہ عذا بست جان مجنوں را !

بہر حال ٹائپ کتنا ہی ضروری ہو ' مگر تین سال کے ازبس تجربے کے بعد خود ہماری بھی راے یہی ہے کہ پتھر کے مسائلے میں اسکا صرف نہایت کثیر اور مشکلات طباعہ و ترقی کار و تعدد مطلوبات کی دقتیں بہت زیادہ ہیں ' پس بحالت موجودہ وہی فیصلہ بہتر تھا جو دفتر ہمدرد نے کیا ' اور آئندہ کیلیے پتھر کی چھپائی منظور کرلی -

ہمدرد کی اشاعت کی تجویز جن بلند ارادوں پر مشتمل تھی ' اور جسقدر وسیع پیمانہ اسکے بلند نظر محرر کے پیش نظر تھا ' اگر اسکی تکمیل کے سامان میسر آجاتے تو فی الحقیقت اردو پریس کی سب سے بڑی ضرورت پوری ہوتی - روزانہ اخبارات پریس کی پہلی منزل ہیں ' اور ہمارا پریس ابتک اسی اولین راہ میں درماندہ ہے

لیکن افسوس کہ جسقدر اسباب و وسائل اس مقصد کی تکمیل کیلیے ضروری تھے ' اُن میں سے ایک بھی وقت پر میسر نہ آیا - سب سے پہلے ٹائپ کے مصائب شروع ہوے - پھر ٹائپ وغیرہ سے بھی اہم تر بلکہ جان مقصد ایڈیٹوریل اسٹاف کا مسئلہ تھا - اخبار صرف عمدہ چھپے ہوے اوراق ہی کا نام نہیں ہے بلکہ اصلی شے وہ معنوی روح ہے جو اسکے جسم صورت میں زندگی پیدا کرتی ہے - لیکن یہ وہ مسئلہ ہے جو شاید ابھی برسوں تک حل نہوگا - اس کی دقتیں کوئی ہم سے پوچھے :

کہ من بخویش نمودم صد اہتمام و نشد !

ایک تنہا مسٹر محمد علی کی اولوالعزمی کیا کرسکتی تھی ؟ اسی مشغولیت کیلیے کامریڈ سے بھی بے رخبر رہا ہے - نتیجہ یہ ہے کہ پبلک نے ہمدرد کو توقع سے کم پایا ' اور دنیا میں صناع کی مصیبتوں کو محسوس کرنے والے کم مگر رد و قبول کا فیصلہ کرنے والے بہت ہوتے ہیں :

نوا گران نخوردہ گزند را چہ خبر ؟

اس میں شک نہیں کہ پبلک کی شکایت درست ہے مگر ہم میں سے ہر شخص صرف سعی و کوشش ہی کرسکتا ہے - ضرورتوں کے پورا کرنے کیلیے اپنی مطلوبات کا خالق نہیں بن سکتا - بڑے ارادے پہلے ہی دن پورے نہیں ہوتے ' اور تنہا کام کرنے والوں کے قصوروں کیلیے چاہیے کہ صبر اور برداشت کے ساتھہ فیصلہ کیا جائے :

نفس نہ انجمن آرزو سے باہر کھینچ !
اگر شراب نہیں انتظار ساغر کھینچ ! !

اب ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ادارۂ ہمدرد صرف ٹائپ ہی کی تبدیلی کا نہیں بلکہ اخبار کے مضامین اور انکی کمیت و حیثیت میں بھی بہت بڑی تبدیلی کرنے کا انتظام کر رہا ہے - ہماری دلی التجا ہے کہ وہ اپنے ارادوں میں احسن و اکمل طریقہ سے جلد کامیاب ہو ' اور ہم تمام ہمدردان ملت کا ایک اہم فرض یہ سمجھتے ہیں کہ اس موقع پر اسکی توسیع اشاعت اور اعانت مالی کیلیے بڑی سی بڑی کوشش عمل میں لائیں تاکہ اردو پریس کی ترقی کا ایک بہت بڑا عزم خدا نخواستہ ناکام رہکر قوم کیلیے داغ خجالت ثابت نہو -

## مکتوب لندن

مسٹر مشیر حسین قدوائی بیرسٹر ایٹ لا اس مرتبہ جب سے لندن گئے ہیں ' اکثر مراسلات لکھتے رہتے ہیں - اشاعت اسلام کے کاموں کے متعلق انکی بعض دلچسپ تحریریں الہلال میں نکل چکی ہیں - پچھلی ڈاک میں مسلم ڈیپوٹیشن دھلی کے متعلق انکا ایک سخت مخالفانہ مضمون پہنچا ہے جسے ہم بلا تامل حسب عادت شائع کردیتے ہیں - مگر ہمیں تعجب ہے کہ ہمارے دوست کو اس مضمون کی اشاعت کے متعلق کیوں شبہ ہوا اور خط میں کیوں اصرار کیا گیا ؟ حالانکہ ہم نے مختلف مسائل کے متعلق اس سے بھی زیادہ سخت تحریریں شائع کردی ہیں -

ڈیپوٹیشن کا واقعہ گذر چکا اور اخبارات میں اسکی بحثیں ہوچکیں ' البتہ مسٹر قدوائی مسٹر شوکت علی معتمد خدام کعبہ کے متعلق شخصاً معترض ہیں کہ وہ اس حیثیت سے کیوں شریک وفد ہوے ؟

مسٹر موصوف ہی اسکو بہتر سمجھہ سکتے ہیں ' تاہم جہاں تک ہمیں علم ہے ' ہم کہہ سکتے ہیں کہ انکی شرکت غالباً ایک تعلیم یافتہ مسلمان اور عام طور پر قومی کاموں میں سرگرم حصہ لینے والے شخص کی حیثیت سے تھی ' نہ کہ معتمد خدام کعبہ ہونے کی حیثیت سے ' اور جبکہ جناب مولانا عبد الباری صاحب کی نسبت تعدد حیثیات کو اس بارے میں خود ہمارے دوست قابل اعتراف تسلیم کرتے ہیں تو پھر مسٹر شوکت علی اگر اپنی عام حیثیت سے ڈیپوٹیشن میں شریک ہوے ہوں تو یہ کیوں قابل اعتراض سمجھا جاے ؟

بہر حال مسٹر قدوائی خود بھی خدام کعبہ کے بانیوں اور عہدہ داروں میں سے ہیں اور انہیں ذمہ دارانہ حیثیت سے کہنے کا حق حاصل ہے ہمارا خیال جو کچھہ تھا وہ ہم نے ظاہر کردیا -

## مسلم گزٹ

عین اُس وقت جبکہ پرنس ایٹ کی سنگینوں سے ہندوستان کی عدالت ہاے عالیہ ' کونسل کے ہال ' اور پارلیمنٹ کے ایوان یکساں طور پر گونج چکے ہیں ' یہ خبر تعجب اور حسرت کے کانوں سے سنی جائیگی کہ ابھی اسکے مدیر پر اور نئی قیدوں کی ضرورت

١٧ - ٢٤ جمادي الاخـــر ١٣٣٢ هج

## اسـئلة واجوبتها

## اصول رد و دفاع مطاعن منکرین

### واقعــه ایــلاء و تخـیـیـر

روایـات ضعیفـه و موضوعـه

### انکار حدیث و مصلـحین متفرنجـین

حضرت مولانا - السلام علیکم - میرے ایک نوجوان دوست ( جنکا نام لکھنا ابھي مناسب نہیں سمجھتا اور غالباً انکے خاندان سے جناب بھي ضـرور واقف ھیں ) آجکل عیسائي مشنـریوں کے دام میں پھنس گئے ھیں' اور رفتہ رفتہ انھیں اسلام کي جانب سے بدظن کیا جارھا ھے - وہ روز اپنے نئے عیسائي رفیقوں کے یہاں سے کوئي نہ کوئي اعتراض سیکھہ کر آتے ھیں' اور ھم لوگوں سے جواب طلب کرتے ھیں - ایک کتاب اردو کي ٹائپ میں لندن کي چھپي ھوئي بھي انھیں دي گئي ھے جسکو وہ بطور حرز جاں کے ھر وقت اپنے ساتھہ رکھتے ھیں اور اسمیں بھي اسیطرح کے اعتراضات جمع کیے گئے ھیں - الحمد للہ کہ آجتک انکے ھر اعتراض کا میں نے مسکت جواب دیا اور اسکا جواب وھانسے وہ کوئي نہ لا سکے - البتہ ایک واقعہ انھوں نے ایسا بیان کیا جسکے متعلق بوجــہ عــدم علم و واقفیت میں پوري طرح تشفي نہ کرسکا لیکن چونکہ اسکا حوالہ احادیث کی بنا پر دیا گیا تھا اسلیے میں نے صاف کہدیا کہ ھم صرف أنھی اعتراضات کے جوابدہ ھیں جو قران کریم کی بنا پر کیے جائیں - صرف وھي حقیقي اور ایک ھي مجموعہ ھمارے تمام اعتقادات و عبادات کا ھے - حدیثوں کو کوئي یقیني درجہ حاصل نہیں اور اسلیے اُس - کے ھم ذمہ دار نہیں ھیں - یہي زریں اصول سر سید احمد خاں مرحوم نے خطبات احمدیہ اور مضامین تہذیب الاخلاق میں قائم کیا ھے - اسپر انکے عیسائي دوست نے جواب میں کہلایا کہ قرآن میں بھي اسکا ذکر کیا گیا ھے -

انھوں نے حضرۃ سرور کائنات ( صلی اللہ علیہ و سلم ) کے متعلق بیان کیا ھے کہ ایک مصري عورت حضور کے پاس آئي تھي' اور آپ نے بطور لونڈي کے اپنے رکھہ لیا تھا - ایک دن آپ اسکے ساتھہ خلوت میں تھے کہ یکایک آپکي بیویوں میں سے ایک بیــوي چلي آئیں اور دیکھکر سخت ملامت کي' اسپر آپ نے معذرت کي اور کہا کہ اس واقعہ کا ذکر دوسري بیویوں سے نہ کرنا ورنہ مشکل ھوگي - مگر انھوں نے ذکر کردیا اور آپ ایک مہینے تــک اپني تمام بیویوں سے ناراض ھوکر بالکل الگ رھے' اور اسقدر اسکا صدمہ ھوا کہ مہینے بھر تـک اپني کوٹھري سے بالکل نہ نکلے -

وہ کہتا ھے کہ یہ واقعہ معتبر کتب میں موجود ھے' اور اس کیا پر اعتراض کرتا ھے کہ کیا ایسا اخلاق انبیا کا ھو سکتا ھے؟ میں نے اپنے یہاں کے بعض علما سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ ھاں بیشک یہ واقعہ کتب معتبرہ میں آیا ھے - پھر جناب ........ کو لکھا انھوں نے بھي اسکی تصدیق کي - اب جناب سے مستدعي ھوں کہ خدا را اپنا تھوڑا سا وقت صرف کرکے مجھے واقعہ کي حقیقت سے مطلع فرمائیں بلکہ الهـــلال میں درج کریں تا کہ تمام مسلمانوں کیلیے ذریعۂ علم ھو اور مخالفوں کے دام تزویر سے بچیں - نیز اسکي نسبت بھي تحریر فرمائیں کہ کیا احادیث کے متعلق اس اصول کو آپ تسلیم کرتے ھیں جو میں نے مخالف کے سامنے پیش کیا ؟

خاکسار غلام سرور شاہ عفي اللہ عنہ

## الهـــلال :

( ١ ) آپنے جس کتاب کو اپنے قابل رحم دوست کے ھاتھہ میں دیکھا ھے وہ غالباً پادري عماد الدین کي میزان الحق وغیرہ ھوگي جو لندن میں چھپي تھي - ازالۃ الاوھام' استفسار' لسان الصدق' اظہار الحق وغیرہ انھي کتابوںکا جواب ھے - لیکن جس واقعہ کا آپنے ذکر کیا ھے اسے ان کتابوں سے کوئي تعلق نہیں -

( ٢ ) جن لفظوں اور جس صورت میں آپکے دوست نے یہ واقعہ بیان کیا ھے' وہ قطعاً بے اصل اور حتماً کذب و افترا ھے - آپ پورے وثوق اور تحدي کے ساتھہ انکار کر دیں اور ثبوت طلب کریں - جن حضرات علما سے آپنے تحقیق فرمایا اور انھوں نے اس واقعہ کي تصدیق کي' انکي نسبت بجز اسکے کیا کہوں کہ اللہ انپر رحم کرے - ایسے اپنوں کا وجود دشمنوں سے زیادہ مہلک ھے - نعوذ باللہ من شر الجہل و الجاھلین -

( ٣ ) البتہ بیان کردہ صورت واقعہ سے اگر قطع نظر کرلي جاے' تو یہ دراصل واقعۂ ایلا و تخییر کي بعض روایات کي ایک مسخ شدہ صورت ھے' اور جس مصري لونڈي کي طرف اشارہ کیا ھے اس سے مقصود ماریہ قبطیہ ھیں - بلاشبہ کتب سیر و تفاسیر میں بعض روایات ایسي موجود ھیں جنسے معلوم ھوتا ھے کہ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض ازواج کي خــاطر ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کرلیا تھا' اور حضرت حفصہ یا حضرت زینب سے کہا تھا کہ اس واقعہ کا ذکر کسي سے نہ کرنا - انھوں نے حضرت عائشہ سے ذکر کردیا اور اسپر سورۂ تحریم کي آیات نازل ھوئیں -

لیکن اول تو آپکے دوست کے مسیحي معلم کا یہ کہنا کہ یہ واقعہ قران کریم میں بھي موجود ھے' بالکل غلط ھے - قرآن کریم میں کوئي واقعہ بیان نہیں کیا گیا' بلکہ صرف ایک راز کا ذکر کیا گیا ھے جو آنحضرت نے بعض ازواج پر ظاھر کیا تھا اور اسکا ذکر دوسروں سے کردیا گیا' پھر جو روایتیں اس بارے میں موجود ھیں انکا کتب معتبرۂ حدیث میں کہیں ذکر نہیں - صحاح کے تمام ابواب نکاح و طلاق و ایلا و تفسیر اسے خالي ھیں' اور طبري وغیرہ میں انکا ھونا کوئي دلیل صحت نہیں جب تک کہ اصول مقررۂ حدیث کے مطابق ثابت نہو جاے - علاوہ بریں متعدد وجوہ ایسے موجود ھیں جنسے یہ تمام روایات موضوع اور پایۂ اعتبار سے ساقط ثابت ھوتي ھیں اور محققین من کي بھي یہي راے ھے - کما سیاتي انشاء اللہ -

لیکن آپنے ساتھہ ھي ایک نہایت اھم اور اصولی موضوع بھي چھیڑ دیا ھے یعنے احادیث کے انکار و تسلیم کا سوال - بغیر ایک مستقل مبسوط مضمون کے اسکا تشفي بخش جواب تو ممکن

اور جسقدر مشکلات همیں نظر آتي هیں اور جسقدر ٹھوکریں نئے مصلحین نے کھائي هیں ' وہ تمام تر اسی اصولي بحث کے افراط و تفریط کا نتیجه ہے -

ان دو سوالوں کا مختصر جواب یه ہے که قران کریم کے بعد یقیناً او ر حتماً احادیث صحیحه کا درجه ہے ' اور بغیر کسي خوف اور تامل کے اسکا اعتراف کر لینا چاهیے که حدیث صحیح ایک ایسا مصدر علم ضرور ہے جو همارے لیے دلیل اور حجة هوسکتا ہے - اور جس طرح هم اپنے داخلي اعمال میں احادیث کے معترف و معتقد هیں ' بالکل اسي طرح خارج کے اعتراضات میں بھي انکي حقیقت کو تسلیم کرتے هیں -

لیکن حدیث ایک مدون و منضبط فن ہے جسکے اصول و قواعد هیں' او ر اسکي جمع و ترتیب کا کام صدیوں تک جاري رها ہے - اس لیے صحت و اعتبار کے لحاظ سے مختلف طبقات و مدارج میں منقسم هوگیا ہے - اسکي بنیاد انسانوں کي روایت پر تھي اسلیے اصول شهادت و روایت کي بنا پر ضرور تھا که نقد و درایت کے اصول وضع کیے جائے اور وضع کیے گئے - اس پورے کرۂ ارضي کے اندر جسمیں انسان نے هزار ها برس کے تجارب و محن کے بعد صدها علوم و فنون تک رسائي حاصل کي ہے ' اور هر قوم نے علم کي تفتیش و تدوین میں حصه لیا ہے' بے خوف دعوے کے ساتھه کها جا سکتا ہے که کسي علم و فن کو بھي انساني دماغ نے اسدرجه منضبط ' اور سعي انساني کي انتهائي حد تک مرتب و مهذب نہیں کیا جیسا که علماے سلف نے فن حدیث کو' او ر یه ایک مخصوص شرف و مزیت علمي ہے امة مرحومه کي جسمیں دنیا کي کوئی قوم شریک و سهیم نہیں - والقصة بطولها -

پس ضرور ہے که جس حدیث سے همارے سامنے استدلال کیا جاے' اسکي صحت اصول و قواعد مقررۂ فن او ر علوم متعلقۂ حدیث سے ثابت بھي کردي جاے - اگر ایسا نه کیا گیا تو همارے لیے کسي طرح بھي دلیل و حجة نہیں هوسکتي -

( ایک عام غلط فهمي )

ایک بهت بڑي غلط فهمي یه پھیل گئي ہے که فن حدیث کے طبقات و مدارج اور محدثین کے طریق جمع و اخذ پر لوگوں کي نظر نہیں - عام طور پر یه سمجھا جاتا ہے که تفسیر و سیر اور مغازي و ملاحم کي کسي کتاب میں بسلسلۂ اسناد کسي روایت کا درج هونا اسکے لیے کافي ہے که آسے تسلیم کرلیا جاے - حالانکه یه صریح غلطي ہے ' اور خود محدثین نے اس غلطي کو کبھي جائز نہیں رکھا - حضرة شاہ ولي الله رحمة الله علیه نے حجة الله البالغه وغیرہ میں جو تصریحات اس بارے میں کردي هیں' وہ قدما کي تصنیفات سے مستغني کر دیتي هیں - انهوں نے باعتبار صحت و شهرت و قبول کتب احادیث کو چار درجوں میں تقسیم کیا ہے - اول درجے میں وہ موطاء امام مالک او ر صحیحین کو قرار دیتے هیں' او ر بقیه کتب صحاح ستہ کو دوسرے درجے میں رکھتے هیں - اسکے بعد دارمي' ابو یعلي ابن حمید ' طیالسی ' کے مسانید اور عبد الرزاق ' ابن ابي شیبه ' حاکم ' بیهقي ' او ر طبراني وغیرہ کے مجموعے هیں - انهیں تیسرے درجے میں قرار دیا ہے اور لکھا ہے که اسمیں رطب و یابس هر طرح کا ذخیرہ ہے' یهاں تک که موضوع حدیثیں بھي شامل هیں - شاہ صاحب نے سنن ابن ماجه کو بھی اسي درجه میں قرار دیا ہے - مگر اسکے خلاف رائیں زیادہ ملیں گي -

چوتھے درجے میں کتب حدیث کا تمام بقیه حصه داخل ہے - علی الخصوص تصانیف حاکم ابن عدي ' ابن مردویه ' خطیب ' تفسیر ابن جریر طبري' فردوس دیلمي ' ابو نعیم صاحب حلیه ' ابن عساکر وغیرہ وغیرہ - عام کتب تفاسیر و دلائل و خصائص و قصص کا سر چشمه یهي کتابیں هیں -

ان بزرگوں نے اپنا مقصد کتب صحاح کے جامعین سے بالکل مختلف قرار دیا تھا - اس مقصد کي بے خبري هی سے تمام مشکلات پیدا هوتي هیں - انهوں نے کبھي بھی یه دعوا نہیں کیا که جسقدر حدیثیں وہ پیش کرتے هیں' سب کي سب قابل اعتماد هیں - انکا مقصد صرف احادیث کو کسي خاص سلسلے سے جمع کر دینا تھا' اور اسکے نقد و بحث کو انهوں نے دوسروں کے لیے چھوڑ دیا تھا -

چنانچه اسکا سب سے بڑا واضح ثبوت یه ہے که محققین فن حدیث نے همیشه اپنی تصنیفات میں انکی جمع کردہ حدیثوں کو اسی وقت قبول کیا جبکه وہ اصول مقررۂ حدیث کے مطابق جانچ لی گئیں ' اور همیشه ان پر اپنے اپنے اصولوں کے ماتحت رد و قدح اور نقد و جرح کرتے رهے - سب سے بڑا ذخیرۂ حدیث اس قسم کا امام ابن جریر طبري کی تفسیر ہے جنهوں نے قرآن کریم کی هر آیت کے نیچے روایات کے جمع کرنے کا التزام کیا ہے' اور واقعۂ ماریۂ قبطیه کے متعلق جو روایت آپکے دوست نے نسخ و اضافه کے بعد پیش کي ہے' وہ بھی امام موصوف هي نے سورۂ تحریم کی تفسیر میں درج کی ہے - یا پھر طبرانی کے معاجم هیں' اور حاکم کي مستدرک ' ابن حمید و دارمی کی مسانید ' اور ابو نعیم و دیلمی کی تصنیفات هیں - لیکن هم دیکھتے هیں که حافظ ابن حجر عسقلاني اور حافظ ذهبی جیسے مسلم محدثین اپنی تصنیفات میں جا بجا انکی مرویات پر جرح و نقد کرتے هیں' اور کسی روایت کو بحث و نظر کے بعد قبول اور کسی کو مردود قرار دیتے هیں - صرف فتح الباري اور عینی هی اٹھاکر دیکھه لیجیے که اس رد و قبول کا کیا حال ہے ؟

امام ابن تیمیه سے بڑھکر فن حدیث کا اور کون حامی اور غواص هوگا' جنهوں نے اس راہ میں بے شمار متاعب و شدائد بھی فقہاء متقشفین کے هاتھوں برداشت کیے ' مگر جن خوش نصیبوں کو امام موصوف کی تصنیفات کے مطالعه کرنے کی توفیق ملی ہے' وہ اندازہ کرسکیں گے که میں کیا کهه رها هوں؟ منهاج السنه وغیرہ میں صحاح کی متعدد احادیث کو انهوں نے صاف صاف رد کردیا ہے !

یه همارے پاس علامۂ ابن قیم کی زاد المعاد اور اعلام الموقعین وغیرہ مصنفات شهیرہ موجود هیں - ایک نہیں متعدد مقامات پر علامۂ موصوف ان کتابوں کی بیان کردہ احادیث کو بلا تکلف رد کردیتے هیں - صرف اتنا هی نہیں بلکه کتب صحاح کی مرویات پر بھی روایت و درایت کے مقررہ اصول کے بموجب نظر انتقاد ڈالتے هیں' اور کسی سے استدلال کرتے هیں اور کسی کو اعتماد کیلیے غیر مفید بتلاتے هیں - پھر فقہاء حنفیه کا طرز عمل تو اس بارے میں ایک صاف شهادت ہے جو احادیث صحیحین تک کو بلا تکلف اپنے قیاس و درایت کے مقابله میں تسلیم نہیں کرتے -

پس یه ایک صریح اور مسلم بات ہے که احادیث کے تسلیم کرنے کیلیے طریق نقد و نظر سے کام لینا ضروري او ر ناگریز ہے اور اس بارے میں همیشه اہل فن کا یکساں طرز عمل رها ہے - اس امر کیلیے کسي شهادت کے پیش کرنے کي ضرورت نه تھي - میں نے اسلیے زور دیا تا که مخالفین اسلام یه نه سمجھیں که انکے اعتراضات سے بچنے کیلیے یه کوئي نیا اصول قرار دیا جا رها ہے - یه اصول همیشه سے موجود ہے' او ر جس طرح هم اب سے آٹھه سو برس پہلے صرف انهي احادیث کو تسلیم کرتے تھے جو قواعد مقررۂ فن سے ثابت هو جائیں ' اسی طرح آج بھی صرف انهي روایتوں کو تسلیم کرینگے جو خود ان روایات کے جمع کرنے والوں کے مقررہ اصول کے مطابق ثابت کر دي جائیں -

مذہب کے متعلق یہ کہنا کہ وہ بزور شمشیر پھیلا ' سننے والے کو اسدرجہ متاثر نہیں کرسکتا جسقدر اس افترا کا پیش کرنا کہ ( نعوذ باللہ ) اسکا بانی اپنے متبنی کی بیوی کو برہنہ غسل کرتے دیکھکر فریفتہ ہوگیا ' اور بالآخر اس سے طلاق دلاکر خود اپنے نکاح میں لے آیا -

یہ ایک نہایت دقیق نکتہ ہے جو میں کہہ رہا ہوں اور اس وقت تک بہت کم اسپر توجہ کی گئی ہے -

**( ان مطاعن کا سر چشمہ )**

اس قسم کے تمام مطاعن و معائب میں جو واقعات بیان کیے جاتے ہیں ' انکا ایک بڑا حصہ تو خود معترضین کے القاء کفر و ضلالت کا نتیجہ ہوتا ہے جسکی کوئی اصلیت نہیں ' البتہ معاندانہ حذف و اضافہ اور تحریف و تلبیس کو الگ کردینے کے بعد دیکھا جائے تو اسکی بنیاد میں کوئی بات ایسی ضرور نکل آتی ہے ' جو یا تو کسی مسلمان مصنف کا بیان ہے ' یا کوئی روایت اور اثر ہے ' یا پھر کوئی قصہ ہے جو عام مسلمانوں کی زبانوں پر چڑھگیا ہے -

معترضین عموماً یہ کرتے ہیں کہ اسلامی تصنیفات کے متعلق ایک سطحی اور سر سری واقفیت حاصل کرکے چند کتابیں تفسیر اور سیرۃ یا قصص و فضائل کی اپنے سامنے رکھ لیتے ہیں ' اور اسمیں جسقدر روایتیں اس قسم کی پاتے ہیں جنکی بنا پر اسلام کی صداقت اور بانی اسلام کی زندگی پر طعن و قدح کیا جاسکتا ہے ' انہیں کامل ابلہفریبانہ ہوشیاری اور پوری مفتریانہ چالاکی کے ساتھ یکجا کرلیتے ہیں - پھر اپنے تادیب و مفتریات کا اسپر اضافہ کرتے ہیں ' اور مفید مطلب توجیہہ و تعلیل کے ساتھ ترتیب دیکے اس طرح پیش کر دیتے ہیں کہ ناواقف انکے استدلال اور استشہاد سے مرعوب ہو جاتا ہے -

وہ عموماً کتابوں کا حوالہ دیتے ہیں اور بعض اوقات ان روایات کو نقل بھی کر دیتے ہیں جنسے انکا استدلال ہوتا ہے - امریکن مشن نے عربی زبان میں جو کتاب بلاد مصر و شام کیلیے شائع کی تھی ' جو چار ضخیم جلدوں میں ختم ہوئی ہے اور جسکا نام الہدایہ ہے ' اسمیں اول سے لیکر آخر تک ہر اعتراض کے ساتھ کوئی نہ کوئی روایت بھی پیش کی ہے - غیروں کے علاوہ خود نا واقف مسلمانوں پربھی ان حوالوں کا بہت اثر پڑتا ہے ' اور وہ کہتے ہیں کہ جب خود اسلامی روایات میں یہ واقعات موجود ہیں تو ایسے کیونکر انکار کیا جاسکتا ہے ؟

اس قسم کی روایات زیادہ تر تفاسیر اور عام کتب سیر و تاریخ میں ہیں ' یا حضرۃ شاہ ولی اللہ کی تقسیم مدارج کتب حدیث کے مطابق ' تیسرے اور چوتھے درجے کی کتابوں سے لی جاتی ہیں -

**( فتنۂ اصلاح و اجتہاد جدید )**

یہ ایک نہایت اہم اور اصولی بحث ہے کہ اس قسم کے اعتراضات اور مطاعن کیلیے صحیح اور حقیقی طریقہ جواب و رد کا کیا ہے ؟

ہمارے زمانے میں ایک نیا گروہ مصلحین و متکلمین کا پیدا ہوا ہے جس نے اپنی قابل تعریف بیداری و باخبری سے پہلے پہل ان اعتراضات سے واقفیت حاصل کی ' اور چاہا کہ ان مطاعن کی آلودگی سے اسلام کے دامن کی تنزیہہ و تقدیس ثابت کرے - اسکی مستعدی مستحق اعتراف ہے ' اور اسکی نیت سعی قابل تحسین ' لیکن افسوس ہے کہ جس کام کو وہ کرنا چاہتا تھا ' اسکے لیے مستعدی اور آمادگی تو اسکے پاس ضرور تھی ' پر اسباب و وسائل یکسر مفقود تھے - اسکا دماغ کا رکن اور اسکا فہم طالب اجتہاد تھا ' لیکن نہ تو اسکے پاس نظر علم پیما تھی جو معین مقصد ہوتی ' اور نہ ہی فن رواقف کار تھا جو سامان مہیا کرتا - نہ تو اسے علوم اسلامیہ کی خبر تھی نہ فن حدیث و اثر پر نظر تھی - نہ اصول فن سے اسنے واقفیت حاصل کی اور نہ اسفار و مصنفات محققین و ائمۂ فن پر نظر ڈالی - جس طرح اسلام کے حریفوں نے اسپر طعن کرتے ہوے اپنے جہل پر اعتماد کیا ' اسی طرح اسلام کے ان حامیوں نے انکا جواب دیتے ہوے صرف اپنے نے خود ساختہ اجتہاد ہی کو کافی سمجھا - چونکہ انہیں اپنی قوت کی خبر نہ تھی اور صرف اپنی فکر و راے ہی پر اعتماد تھا ' اسلیے وہ حریفوں کی سطوت سے مرعوب ہوگئے ' اور قابل اعتراض روایات و بیانات کا انبار دیکھکر اس طرح گھبرا گئے کہ ان میں رد و تحقیق کیلیے کوئی قوہ فعال باقی نہ رہی - اور انکا رشتۂ کار حریفوں کی قوت اور استیلاء امر کے ہاتھوں میں چلا گیا -

اس گھبراہٹ میں انہوں نے اپنے تئیں بالکل مجبور پایا ' اور اسکے سوا کوئی چارہ نہ دیکھا کہ اپنے کسی جدید خود ساختہ اصول کی بنا پر احادیث و روایات کی صحت ہی سے قطعی انکار کردیں ' اور اسطرح انکے جواب کی ذمہ داری سے بآسانی سبکدوش ہوجائیں - پس بجاے اسکے کہ وہ ان روایات کی حقیقت و اصلیت کو واضح کرتے ' انہوں نے اس قسم کے مجتہدانہ اصول وضع کرنا شروع کردیے جنکو اگر صحیح تسلیم کرلیا جاے تو معترضین کے فتنہ سے بھی بڑھکر ایک داخلی فتنۂ عظیم اسلام میں پیدا ہو جاے - اعاذنا اللہ من شرورہا و من شر الجہل والفساد !

مثلاً انہوں نے اُن اعتراضات سے بچنے کیلیے جو احادیث کی بنا پر کیے جاتے ہیں ' سرے سے فن حدیث ہی کی تضعیف و تحقیر شروع کردی ' حتی کہ صاف فیصلہ کر دیا کہ چونکہ حدیثیں اکثر خبر احاد ہیں اور خبر احاد مفید یقین نہیں - اسلیے حدیث کی الضعیفت کوئی شے نہیں ہے - اسکے جواب کے ہم ذمہ دار نہیں ! انا للہ و انا الیہ راجعون -

اسطرح انہوں نے ایک فتنہ سے بچنے کیلیے اپنے وجود کو دوسرا فتنہ بنا دیا ' اور دشمن نے چونکہ مکان کے شاگرد پیشہ پر قبضہ کرلیا تھا ' اسلیے اسکے ہلاک کرنے کیلیے پوری عمارت میں آگ لگادی ! عزیزمن ! یہ اسلام کی حمایت نہیں ہے : بل ہی فتنۃ ' ولکن اکثر الناس لا یعلمون -

وقت تفصیل کا متحمل نہیں اسلیے میں نہایت سر سری اشارات کرونگا - اگر فن و ارباب فن پر ان بے خبروں کی نظر ہوتی تو وہ سمجھتے کہ مخالفین کے حملوں سے بچنے کیلیے اس مہلک اجتہاد کی کوئی ضرورت نہیں ہے - ایک محفوظ و مصئون طریق کار پیشتر سے موجود ہے ' اور بغیر اسکے کہ کسی جدید مصلح و مجدد کو اپنے عزاء اجتہاد کے اعلان کی ضرورت ہو ' خود محققین فن نے اس بارے میں جو اصول و قواعد وضع کردیے ہیں انہی کے مطابق چلکر ہم بہتر سے بہتر حق تحقیق و دفاع ادا کر سکتے ہیں -

**( اصول بحث و مسلک صحیح و مستقیم )**

اصل یہ ہے کہ یہ تمام نتائج جہل و بے خبری کے ہیں ' اور وہ بے خبری ہمارے مخالفین اور ہمارے نئے حماۃ و مصلحین ' دونوں کے حصے میں آئی ہے - ہمارا اولین فرض یہ ہے کہ ہم معترضین کو بتا دیں کہ قرآن کریم کے بعد ہمارے لیے حجت و دلیل کون کون سے مصادر علم و اعتماد ہو سکتے ہیں ؟ نیز یہ کہ کیا کسی روایت کا کسی کتاب میں درج ہونا اسکے لیے کافی ہے کہ وہ مسلمانوں کیلیے حجت ہو سکے اور اس بارے میں ائمۂ سلف نے کچھہ اصول مقرر کیے ہیں یا نہیں ؟

درحقیقت انہی دو سوالوں کا جواب آجکل کے صدہا داخلی و خارجی مباحث و اختلافات کیلیے بمنزلہ اصل و اساس کے ہے

نہیں - البتہ اصل سوال کے جواب سے پہلے سرسری طور پر کچھہ اسکی نسبت بھی عرض کرتا ہوں -

( معترضین اسلام کی ایک اصولی تقسیم )

مخالفین و اعداء اسلام جسقدر اعتراضات اسلام اور حضرۃ داعی اسلام کے متعلق کرتے ہیں، خواہ وہ آج پادری عماد الدین، پادری میکڈ، سر ولیم میور، اور مارگولیتھہ وغیرہ کے کیے ہوں، یا اب سے صدہا سال پہلے اُن معترضین کے جنکے جوابات ابن حزم نے ملل و النحل میں، عراقی نے تحفہ الاریب میں، ابن تیمیہ اور ابن قیم نے ارشاد الحیاری وغیرہ میں دیے ہیں ( رحمہم اللہ ) مگر اصولاً انکی دو ہی قسمیں ہیں :

( الف ) وہ اعتراضات جو محض سوء فہم یا دانستہ تلبیس و اعراض عن الحق کا نتیجہ ہیں - مثلاً قران کریم کے احکام جہاد و نکاح و طلاق وغیرہ کے متعلق جسقدر اعتراضات کیے جاتے ہیں، یا اختلاف بیانات قران و کتب مقدسہ کی بنا پر جو کچھہ کہا جاتا ہے انکی بنیاد ایک صحیح اور واقعی تعلیم پر ہے، اور یقیناً وہ احکام قرآن کریم میں موجود ہیں، لیکن یا تو انکی نسبت تعصب و جہل سے غلط فہمیاں پیدا ہوگئی ہیں - یا دانستہ انکے رد و بطلان کی کوشش کی گئی ہے۔ یا سرے سے اس اصل ہی کو قابل اعتراض قرار دیدیا ہے جسپر وہ تمام تعلیمات و احکام متفرع ہیں - غرضکہ اسلام کو اُن باتوں کیلیے الزام دیا ہے جنکے وجود سے تو وہ منکر نہیں، لیکن جن وجوہ و دلائل کی بنا پر الزام دیا گیا ہے انکا منکر و مبطل ہے -

( ب ) یا پھر وہ اعتراضات ہیں جنکی بنا نہ تو کسی اسلامی تعلیم پر ہے، اور نہ کسی اسلام کے مسلمہ واقعہ پر۔ نہ تو خود قرآن کریم میں انکا وجود ہے، اور نہ احادیث صحیحہ و معتبرہ میں - انکا دار و مدار صرف اُن بیانات اور روایات پر ہے جو بعض مسلمان مصنفوں نے اپنی کتابوں میں کسی نہ کسی حیثیت سے درج کردیے ہیں یا عام طور پر مسلمانوں میں بیان کی جاتی ہیں، اور افواہ عوام پر چڑھگئی ہیں - مثلاً قصۂ غرانیق اور واقعۂ حضرۃ زینب وغیرہ، یا مثلاً یہی واقعۂ ماریہ قبطیہ جو آپکے دوست کو ایک نہایت مکروہ و منحرف صورت میں دکھلایا گیا ہے -

اِن دو قسموں کے علاوہ بے شمار اعتراضات ایسے بھی ہیں جو محض افترا و بہتان ہیں، جیسے صلیبی لڑائیوں کے زمانے میں مشرقی پادریوں نے مسلمانوں کی بت پرستی کے افسانے مشہور کردیے تھے، اور جنکو موسیو کاستری نے " اسلام اور بانی اسلام " میں مفصل بیان کیا ہے - تا آج بھی ایسی صدہا باتیں اسلام کی طرف منسوب کردی جاتی ہیں جنکی کوئی ادنی اور ضعیف اصلیت بھی روایات اسلامیہ میں نہیں ہے - لیکن یہ تمام اعتراضات یکسر عداوت و تعصب اور جہل و فساد کا نتیجہ ہیں جنکو خود صاحب نظر معترضین بھی تسلیم نہیں کرتے، اور یہاں مقصود صرف قابل توجہ اعتراضات ہیں نہ کہ افتراء محض و بہتان صرف -

( سب سے زیادہ خطرناک قسم )

جن لوگوں نے مخالفین و معترضین کے اسفار و کتب سے واقفیت حاصل کی ہے، وہ تسلیم کرینگے کہ اعتراضات کا سب سے زیادہ حصہ در اصل دوسرے ہی قسم پر مشتمل ہے، اور پہلی قسم کے اعتراضات گو اصلاً زیادہ اہم ہیں، لیکن انکی تعداد بہت کم ہے اور اعداء اسلام کی تضحیک و تحقیر میں بھی انسے نسبتاً بہت کم مدد ملتی ہے۔ یہ صدہا کتابیں جو اسلام کی مخالفت میں لکھی گئی ہیں یا لکھی جا رہی ہیں، انھیں اُٹھا کر دیکھیے، اور اُن تمام اعتراضات پر نظر ڈالیے جو ان میں پیش کیے گئے ہیں - ان میں بہت تھوڑا حصہ ان اعتراضات کا ہوگا جو براہ راست قرآن کریم کی تعلیمات یا احادیث معتبرۂ و مسلمہ کی بنا پر کیے گئے ہیں، اور تمام مجلدات یکسر انہی مطاعن و معائب سے لبریز ہونگی، جو عام روایات مفسرین و کتب سیرۃ و مغازی کی بنا پر لیے گئے ہیں، اور جنمیں ضمناً یہ مقدمہ تسلیم کرلیا گیا ہے کہ اسلام و پیروان اسلام کیلیے ہر مسلمان مصنف کا بیان حجت اور برہان ہے !

سب سے بڑا ابلیسی دسیسہ اعداء اسلام کے پاس یہ ہے کہ حضرۃ داعی اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کی حیات طیبہ و مقدسہ کو دنیا کے سامنے ایسی مکروہ و معیوب شکل میں پیش کیا جاے جسکے دیکھتے ہی طبائع میں نفرت و کراہیت پیدا ہو جاے، اور اسلام کے متعلق کسی حسن ظن کے پیدا کرنے کا موقعہ ہی نہ ملے !

یہ مقصد پہلی قسم کے اعتراضات سے حاصل نہیں ہوسکتا - قرآن کریم میں جہاد کا حکم ہے - تعدد ازدواج کی اجازت ہے - طلاق کو جائز بتلایا ہے - قوم عاد و ثمود کے تاریخی مقامات کا ذکر ہے - حضرۃ ابراھیم و اسماعیل علیہما السلام کا خانۂ کعبہ بنانا بیان کیا گیا ہے - حضرۃ مریم علیہا السلام کو ملامت کرنے والوں نے " یا اخت ھارون " کہا ہے - معترضین انپر نکتہ چینی کرتے ہیں - احکام جہاد کو ظالمانہ بتلاتے ہیں - تعدد ازدواج اور طلاق کو اخلاقاً معیوب کہتے ہیں - قوم عاد و ثمود کے متعلق تاریخی ثبوت طلب کرتے ہیں - حضرۃ ابراھیم کے بناے کعبہ کا ثبوت تورات سے مانگتے ہیں - حضرۃ مریم کا " اخت ھارون " ہونا انکی سمجھہ میں نہیں آتا۔ تاہم ان تمام اعتراضات سے اسلام کے محاسن و فضائل پر بالکل پردہ نہیں پڑ جا سکتا، اور سننے والے کیلیے یہ باقی رہجاتا ہے کہ وہ اسکے دیگر احکام و تعلیمات کے متعلق حسن ظن قائم کرے، یا بعض دیگر شرائع سے مقابلہ کر کے تسلی حاصل کرلے - حضرۃ موسی نے تلوار سے کام لیا - حضرۃ داؤد و سلیمان نے صدہا بیویاں رکھیں - اگر مخاطب ان الزامات کو صحیح مان بھی لے جب بھی زیادہ سے زیادہ یہی نتیجہ حاصل کرسکتا ہے کہ قران کریم اور کتب مقدسۂ عتیقہ کو ایک درجہ میں رکھنا چاہیے -

لیکن برخلاف اسکے دوسری قسم کے اعتراضات و مطاعن اپنی معاندانہ تاثیر و نفوذ میں ان اعتراضات سے بالکل مختلف ہیں۔ ان میں اُس زندگی کی تصویر دکھلائی جاتی ہے جو تعلیمات اسلامیہ کا حامل ہے، اور جسکی رسالت و نبوت کی صداقت پر قران و اسلام کی حقانیت موقوف ہے - یہ تصویر نہایت مکروہ ہوتی ہے، اور شیطان کفر و ضلالت اعداء اسلام کے اندر حلول کرکے اسکے خال و خط درست کرتا ہے۔ نعوذ باللہ انسانی معاصی و رذائل کے تمام اعمال سئیہ اسمیں جمع کیے جاتے ہیں، اور ایسے ایسے قبائح و فضائح کو اسکی طرف منسوب کیا جاتا ہے جو انسانی بد اخلاقی کی انتہا ہیں، اور درجۂ نبوت و رسالت تو بہت ارفع و اعلی ہے، ایک شریف و نیک اعمال شخص کی زندگی بھی اسے ملوث نہیں ہوسکتی۔

کذالک یوفک الذین کانوا بایات اللہ یجحدون ( ۴۰ : ٦۵ )

آج یورپ اور امریکہ میں عام طور پر جو توحش و تنفر اسلام کی طرف سے پھیلا ہوا ہے، وہ زیادہ تر اسی تلبیس و شیطنت کا نتیجہ ہے۔ اِن مفتریات کو سنکر ایک سادہ ذہن مخاطب اسدرجہ اسلام سے متوحش ہوجاتا ہے کہ اُسکے کسی حسن و فضیلت کا اسے تصور بھی نہیں ہوسکتا - اور ہمیشہ کیلیے حسن ظن و تلاش حقیقت کا سد باب ہوجاتا ہے -

پس فی الحقیقت قسم اول کے اعتراضات اسدرجہ اسلام کیلیے مضر نہیں ہیں جسقدر دوسری قسم کے، اور آج اعداء اسلام کے ہاتھہ میں سب سے زیادہ خطرناک حربہ یہی مفتریات ہیں - کسی

یه بالکل ایک کھلی هوئي بات هے - علی الخصوص کتب تفسیر و سیرۃ و مغازي اور قصص انبیاء سابقین و اسرائیلیات کے متعلق ابتدا سے ائمۂ فن نے یهی راے دي هے' اور حضرۃ امام احمد کے زمانے سے جبکه انهوں نے " ثلاثة کتب لیس لها اصل : المغازي و الملاحم و التفسیر " کها تها' حفاظ حدیث کے آخري عهد تک جبکه ابن حجر' ابن تیمیه' ابن قیم' اور حافظ ذهبی رحمهم الله نے کتابیں تصنیف کیں' تمام محققین فن کا طرز عمل اسی کا موید رها هے -

( خـلاصـۂ مطـالـب )

پس ضرور هے که اس امر کو اچهی طرح معترضین اسلام پر واضح کردیا جاے اور اسکے اصول و قواعد اسکے سامنے پیش کردیے جائیں اسکے بعد اُنسے بحث کی جاے - اگر ایسا کیا جاے تو باوجود اُس واقفیت کے جو مجهے معترضین کے ذخیرۂ کثیرۂ مطاعن و معائب سے هے' اور باوجود اُن مشکلات کا کامل اندازہ کرنے کے جو همارے نئے مصلحین و مجتهدین اور متکلمین قرن جاري کو رد مطاعن اور دفع اعتراضات و شکوک میں پیش آئی هیں' میں پورے طمانیۃ قلب اور وثوق کامل کے ساتهه کهتا هوں که احادیث معتبرہ کی بنا پر کوئی دقت همیں اس راہ میں پیش نهیں آئیگی' اور نئے لحدات و تجددات کا طوفان مهلک و هادم اُٹهانے کی بالکل ضرورت نه هوگی -

یهی وہ مقام هے جهاں آکر باوجود اتحاد مقصد و علم ضرورت' مجهے نئے مصلحین متفرنجین سے علحدہ هوجانا پڑتا هے' اور باوجود انکے کاموں سے قدر جامدانه و غیر متقشفانه واقفیت کے' میرے دل میں انکے لیے کوئی حسن اعتقاد و اعتماد پیدا نهیں هوتا - بلاشبه ضرورتیں شدید اور نظر و تحقیق کی داعیات ناگزیر هیں' یقیناً همارا مقابله سخت اور بهت سے عوارض و جزئیات میں بالکل نئے قسم کا هے' اور یه بهی بالکل سچ هے که جو لوگ سب سے پہلے حریف کے وجود سے خبردار هوے اور میدان کار زار میں نکلے' انکی مستعدي و هوشیاري اور سعی و محنت کا پوري طرح اعتراف کرنا چاهیے' لیکن تاهم ان میں سے کوئي بات بهی اسکے لیے مستلزم نهیں هے که ناواقفیت کو مجتهد العصر اور لا علمي و بے خبري کو صاحب الامر تسلیم کرلیا جاے' اور بلا ضرورت دشمنوں کے مقابلے میں ایسا اسلحه اُٹهایا جاے جسکا پهلا وار خود اپنے هی گردن پر پڑے ؟

جبکه هم اصول و قواعد فن کے مطابق چلکر بعینه وهی مقصد حاصل کرسکتے هیں جو ان لوگوں کے پیش نظر هے تو پهر اسکی کیا ضرورت هے که محض اپنے فهم و قیاس شخصی کا نام " درایت و احتجاج عقلی " رکهکر اُن علوم مسلمۂ اسلامیه کی تضعیف و تحقیر بل انکار و انهدام کے درپے هو جائیں' جو خزائن امۃ کا راس المال' و اشرف ترین مصادر علوم دینیه' و سرچشمۂ معارف و حقائق اسلامیه' و تاریخ صدر اول و سیرۃ حضرۃ ختم المرسلین هے' اور جسکے لیے خود صحابۂ و تابعین' ائمۂ مهتدین' اور تمام سلف صالح' بل اجماع جمیع امة مرحومه' من بدایة عهدها الی زماننا هذا' قولاً و فعلاً همارے سامنے موجود هے ؟ در حقیقت ایسا کرنا اصول متفقه امه اور مصادر شریعة و علوم شرعیه میں ایک سخت اختلال و اغتشاش پیدا کرنا هے جسکا نتیجه مهلک اور جسکے عواقب فساد آلود هیں -

## مکتـــوب استـــانـه علیـــه

### نا خلـف شـــاگـرد

یه امر اب عام طور پر مسلم هے که یورپ ( یا نصرانیت ) اپني تمام اقسام کي ترقیا میں مسلمانوں کا ممنون احسان هے - جسقدر علوم اسوقت رایج الوقت هیں' یا جو کچهه اکتشافات زمانه حال میں هو رهے هیں' انکي ابتدا اسلام هي کے کسي قابل فرد کي کوشش کا نتیجه هے - یه ضرور ماننا پڑیگا که بعض اکتشافات میں مسلمانوں نے بالکل نقش اول چهوڑے' اور یورپین اقوام نے انهیں اپني ترقیا سے نقش بنا دیا - لیکن " الفضل للمتقدم " ابتداء کا فخر مسلمانوں هی کو هے' اور موجودہ دنیاے نصرانیت بهی طور پر مسلمانوں کي شاگرد هے -

مسلمانوں نے اپنے زمانۂ عروج میں غیر مذاهب کے ساتهه جو نیک سلوک کیا' اسکي مثال غیر مسلمانوں میں' آجکل کے مهذب ترین زمانه میں بهي نهیں پائي جاتي - یهي وہ تعلیم تهي جو اسلام نے اپنے پیروؤں کو دي تهي' اور یهي وہ تعلیم تهي' جس پر عمل پیرا هونے سے مسلمان دنیا کے تخت و تاج کے مالک بنے تهے - اب چونکه مسلمانوں نے اس تعلیم کي پیروي چهوڑ دي هر جگه قعر مذلت میں گر رهے هیں -

برخلاف اسکے غیر مسلمانوں علی الخصوص یورپین عیسائیوں نے جو سلوک اپنے استادوں ( مسلمانوں ) کے ساتهه کیا' اسپر نظر ڈالنے سے رونگٹے کهڑے هو جاتے هیں - صرف چند تاریخي واقعات کی طرف اشارہ کرتا هوں -

ان دنوں آپ جا کر اسپین ( اندلس ) کي سیر کیجیے - آپ کو تمام سفر میں کوئي چیز بهي ایسي دکهائي نه دیگي' جس سے اسکا پته چلے که اس علاقے میں کبهي بهی مسلمانوں کا قدم آیا تها - تاریخ میں جو واقعات آپکے ملاحظه کیے هونگے' اس سے آپ ضرور نتیجه نکالینگے که مورخین نے مبالغه سے کام لیا - لیکن حقیقت یه هے که ان تاریخي واقعات میں ذرا بهي مبالغه نهیں - غرناطه جو اندلس میں مسلمانوں کا دار الخلافة سات سو بیاسي سال تک رها' اور سنه ۸۹۷ھ میں ایک عرصه دراز کے محاصرہ کے بعد انکے هاتهه سے نکلا' اب اسمیں سواے قصر الحمراء کے کوئي علامت مسلمانوں کي باقي نهیں هے - وهاں کي بے نظیر جامع مسجد کو گرجا بنادیا گیا' جسمیں اب تک توحید کي جگه تثلیث کي تعلیم دي جاتی هے !

اسی طرح " اشبیلیه " کي جامع مسجد کو گرجا بنادیا گیا جو اسوقت کلیساے اعظم روم کے بعد دوسرے درجه پر دنیا میں شمار هوتا هے - بلکه بقول بعض دنیا میں سب سے بڑا گرجا هے !

عبد الرحمن بن معاویه بن هشام نے ( جسنے اندلس میں پچاس سال کے قریب حکومت کي ) اپنے دار الخلافة قرطبه میں ایک عالي شان مسجد کی بنا ڈالي - جسے اسکے بیٹے نے سنه ۱۸۳ میں پورا کیا - اسکے بعد تمام مسلمان سلاطین اسپر کچهه نه کچهه

اور جسقدر مشکلات همیں نظر آتي هیں اور جسقدر ٹھوکریں نئے مصلحین نے کھائي هیں ' وہ تمام تر اسی اصولي بحث کے افراط و تفریط کا نتیجہ ھے -

ان دو سوالوں کا مختصر جواب یہ ھے کہ قرآن کریم کے بعد یقیناً اور حتماً احادیث صحیحہ کا درجہ ھے ' اور بغیر کسي خوف اور تامل کے اسکا اعتراف کر لینا چاھیے کہ حدیث صحیح ایک ایسا مصدر علم ضرور ھے جو ھمارے لیے دلیل اور حجۃ ھوسکتا ھے - اور جس طرح ھم اپنے داخلي اعمال میں احادیث کے معترف و معتقد ھیں ' بالکل اسي طرح خارج کے اعتراضات میں بھي انکي حقیقت کو تسلیم کرتے ھیں -

لیکن حدیث ایک مدون و منضبط فن ھے جسکے اصول و قواعد ھیں ' اور اسکي جمع و ترتیب کا کام صدیوں تک جاري رھا ھے - اس لیے صحت و اعتبار کے لحاظ سے مختلف طبقات و مدارج میں منقسم ھوگیا ھے - اسکي بنیاد انسانوں کي روایت پر تھي اسلیے اصول شہادت و روایت کي بنا پر ضرور تھا کہ نقد و درایت کے اصول وضع کیے جائے اور وضع کیے گئے - اس پورے کرۂ ارضي کے اندر جسمیں انسان نے ھزارھا برس کے تجارب و محن کے بعد صدھا علوم و فنون تک رسائي حاصل کي ھے ' اور ھر قوم نے علم کي تحقیق و تدوین میں حصہ لیا ھے ' بے خوف دعوے کے ساتھہ کہا جا سکتا ھے کہ کسي علم و فن کو بھي انساني دماغ نے اسدرجہ منضبط ' اور سعي انساني کي انتہائي حد تک مرتب و مہذب نہیں کیا جسقدر کہ علماے سلف نے فن حدیث کو ' اور یہ ایک مخصوص شرف و مزیت علمي ھے امۃ مرحومہ کي جسمیں دنیا کي کوئی قوم شریک و سہیم نہیں - والقصہ بطولہا -

پس ضرور ھے کہ جس حدیث سے ھمارے سامنے استدلال کیا جاے ' اسکي صحت اصول و قواعد مقررۂ فن اور علوم متعلقہ حدیث سے ثابت بھي کردي جاے - اگر ایسا نہ کیا گیا تو ھمارے لیے اسي طرح بھي دلیل و حجۃ نہیں ھوسکتي -

( ایک عام غلط فہمي )

ایک بہت بڑي غلط فہمي یہ پھیل گئي ھے کہ فن حدیث کے طبقات و مدارج اور محدثین کے طریق جمع و اخذ پر لوگوں کي نظر نہیں - عام طور پر یہ سمجھا جاتا ھے کہ تفسیر و سیر اور معازي و ملاحم کي کسي کتاب میں بسلسلۂ اسناد کسي روایت کا درج ھونا اسکے لیے کافي ھے کہ آسے تسلیم کرلیا جاے - حالانکہ یہ صریح غلطي ھے ' اور خود محدثین نے اس غلطي کو کبھي جائز نہیں رکھا - حضرۃ شاہ ولي اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ البالغہ وغیرہ میں جو تصریحات اس بارے میں کردي ھیں ' وہ قدما کي تصنیفات سے مستغني کر دیتي ھیں - انھوں نے باعتبار صحت و شہرت و قبول کتب احادیث کو چار درجوں میں تقسیم کیا ھے - اول درجے میں وہ موطاء امام مالک اور صحیحین کو قرار دیتے ھیں ' اور بقیہ کتب صحاح ستہ کو دوسرے درجے میں رکھتے ھیں - اسکے بعد دارمي ' ابو یعلي ابن حمید ' طیالسي ' کے مسانید اور عبد الرزاق ' ابن ابي شیبہ ' حاکم ' بیہقي ' اور طبراني وغیرہ کے مجموعے ھیں - انھیں تیسرے درجے میں قرار دیا ھے اور لکھا ھے کہ اسمیں رطب و یابس ھر طرح کا ذخیرہ ھے ' یہاں تک کہ موضوع حدیثیں بھي شامل ھیں - شاہ صاحب نے سنن ابن ماجہ کو بھي اسي درجہ میں قرار دیا ھے - مگر اسکے خلاف رائیں زیادہ ملیں گي -

چوتھے درجے میں کتب حدیث کا تمام بقیہ حصہ داخل ھے علی الخصوص تصانیف حاکم ابن عدي ' ابن مردویہ ' خطیب ' تفسیر ابن جریر طبري ' فردوس دیلمي ' ابو نعیم صاحب حلیہ '

اس عساکر وغیرہ وغیرہ - عام کتب تفاسیر و دلائل و خصائص و قصص کا سرچشمہ یہي کتابیں ھیں -

ان بزرگوں نے اپنا مقصد کتب صحاح کے جامعین سے بالکل مختلف قرار دیا تھا - اس مقصد کي بے خبري ھی سے تمام مسکلات پیدا ھوتی ھیں - انھوں نے کبھي بھی یہ دعوا نہیں کیا کہ جسقدر حدیثیں وہ پیش کرتے ھیں ' سب کي سب قابل اعتماد ھیں - انکا مقصد صرف احادیث کو کسي خاص سلسلے سے جمع کردینا تھا ' اور اسکے نقد و بحث کو انھوں نے دوسروں کے لیے چھوڑ دیا تھا -

چنانچہ اسکا سب سے بڑا واضح ثبوت یہ ھے کہ محققین فن حدیث نے ھمیشہ اپنی تصنیفات میں انکی جمع کردہ حدیثوں کو اسي وقت قبول کیا جبکہ وہ اصول مقررۂ حدیث کے مطابق جانچ لی گئیں ' اور ھمیشہ ان پر اپنے اپنے اصولوں کے ماتحت رد و قدح اور نقد و جرح کرتے رھے - سب سے بڑا ذخیرۂ حدیث اس قسم کا امام ابن جریر طبري کی تفسیر ھے جسمیں انھوں نے قرآن کریم کی ھر آیت کے نیچے روایات کے جمع کرنے کا التزام کیا ھے ' اور واقعۂ ماریۂ قبطیہ کے متعلق جو روایت آپکے دوست نے نسخ و اضافہ کے بعد پیش کي ھے ' وہ بھی امام موصوف ھي نے سورۂ تحریم کی تفسیر میں درج کی ھے - یا پھر طبرانی کے معاجم ھیں ' اور حاکم کي مستدرک ' ابن حمید و دارمی کی مسانید ' اور ابونعیم و دیلمی کی تصنیفات ھیں - لیکن ھم دیکھتے ھیں کہ حافظ ابن حجر عسقلاني اور حافظ ذھبي جیسے مسلم محدثین اپنی تصنیفات میں جا بجا انکی مرویات کو جرح و نقد کرتے ھیں ' اور کسی روایت کو بحث و نظر کے بعد قبول اور کسی کو مردود قرار دیتے ھیں - صرف فتح الباري اور عیني ھی اٹھاکر دیکھیے کہ اس رد و قبول کا کیا حال ھے ؟

امام ابن تیمیہ سے بڑھکر فن حدیث کا اور کون حامی اور غواص ھوگا ' جنھوں نے اس راہ میں بے شمار مصائب و شدائد بھی فقہاء متعصبین کے ھاتھوں برداشت کیے ' مگر جن خوش نصیبوں کو امام موصوف کی تصنیفات کے مطالعہ کرنے کی توفیق ملی ھے ' وہ اندازہ کرسکیں گے کہ میں کیا کہہ رھا ھوں ؟ منہاج السنہ وغیرہ میں صحاح کی متعدد احادیث کو انھوں نے صاف صاف رد کردیا ھے !

یہ ھمارے پاس علامۂ ابن قیم کی زاد المعاد اور اعلام الموقعین وغیرہ مصنفات شہیرہ موجود ھیں - ایک نہیں متعدد مقامات پر علامۂ موصوف ان کتابوں کی بیان کردہ احادیث کو بلا تکلف رد کردیتے ھیں - صرف اتنا ھی نہیں بلکہ کتب صحاح کی مرویات پر بھی روایت و درایت کے مقررہ اصول کے بموجب نظر انتقاد ڈالتے ھیں ' اور کسی سے استدلال کرتے ھیں اور کسی کو اعتماد کیلیے غیر مفید بتلاتے ھیں - پھر فقہاے حنفیہ کا طرز عمل تو اس بارے میں ایک صاف شہادت ھے جو احادیث صحیحین تک کو بلا تکلف اپنے قیاس و درایت کے مقابلہ میں تسلیم نہیں کرتے -

پس یہ ایک صریح اور مسلم بات ھے کہ احادیث کے تسلیم کرنے کیلیے طریق نقد و نظر سے کام لینا ضروري اور ناگزیز ھے اور اس بارے میں ھمیشہ اہل فن کا یکساں طرز عمل رھا ھے - اس امر کیلیے کسي شہادت کے پیش کرنے کي ضرورت نہ تھي - میں نے اسلیے زور دیا تاکہ معاندین اسلام یہ نہ سمجھیں کہ انکے اعتراضات سے بچنے کیلیے یہ کوئي نیا اصول قرار دیا جا رھا ھے - یہ اصول ھمیشہ سے موجود ھے ' اور جس طرح ھم اب سے آٹھہ سو برس پہلے صرف انہی احادیث کو تسلیم کرتے تھے جو قواعد مقررۂ فن سے ثابت ھو جائیں اسی طرح آج بھی صرف انھي روایتوں کو تسلیم کرینگے جو خود ان روایات کے جمع کرنے والوں کے مقررہ اصول کے مطابق ثابت کر دي جائیں

اس سے کہا جاتا ہے کہ اگر عیسائی ہوگا تو حکومت کی طرف سے اسپر مہربانی کی جائیگی - اور اگر مسلمان رہیگا ' تو سب سے اول جو سلوک اس سے کیا جائیگا وہ یہہ ہوگا کہ بیدردی کے ساتھہ اسکا ختنہ کیا جایگا -

الغرض ان ناخلف شاگردوں نے جو سلوک اپنے استادوں کی اولاد کے ساتھہ یورپ ' ایشیا ' اور افریقہ میں کیا یا کر رہے ہیں ' وہ انسانیت اور تہذیب کیلیے باعث ہزار شرم ہے -

دیکھیے اب کیا ہوگا ؟ اٹلی ٹریپولی میں کیا سلوک کریگی ؟ جن اصلاحات کی بنیاد طرابلس میں ابراہیم پاشا نے قایم کی تھی ' انکا کیا حشر ہوگا ؟ ریاستہاے بلقان ان مفتوحہ علاقوں پر کسطرح حکومت کرینگی ؟ البانیہ کا مستقبل کیسا ہوگا ؟ ان سوالوں کے جوابات واقعات سے ظاہر ہیں - اور جو کچھہ ڈھکا چھپا رہگیا ہے وہ عنقریب معلوم ہو جائیگا :

عروس ملک کسے تنگ در کنار زند
کہ بوسہ در لب شمشیر آبدار زند

( مراسلہ نگار خصوصی - آسداله علیه )

## انجمن ترقی اردو

جناب من تسلیم ــــ گذشتہ اجلاس انجمن ترقی اردو میں جو ۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۱۳ ع کو بمقام آگرہ زیر صدارت جناب انریبل خواجہ غلام الثقلین بی - اے - ایل - ایل - بی - وکیل میرٹھہ منعقد ہوا تھا حسب ذیل رزولیوشن بالاتفاق پاس ہوا تھا -

رزولیوشن نمبر ( ۸ ) " یہ انجمن تمام مالکان اخبار و مطابع و دیگر مصنفین اور اہل قلم سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اپنے اخبارات و رسایل اور تالیفات ' انجمن کے دفتر میں ارسال فرمایا کریں تاکہ جدید ادبی تحریک کے متعلق جامع اور مکمل معلومات جمع کرنے میں مدد ملے "

آپ کی خدمت میں اس رزولیوشن کی بناء پر التماس ہے کہ آپ جو کچھہ شایع فرمائیں اوسکا ایک نسخہ دفتر انجمن میں ارسال فرماتے رہیں تاکہ جو مفید مقصد انجمن کے پیش نظر ہے اوسمیں آپ کی توجہ و امداد سے کامیابی ہوسکے ' اور خود آپ کی مطبوعات انجمن کی رپورٹوں کی ذریعہ سے ملک میں عام طور پر مشتہر ہو سکیں - انجمن کی رپورٹ میں جہاں اوسکی سال بھر کی کارگذاری کا بیان ہوگا وہاں ارادہ یہ ہے کہ رپورٹ کو خاص طور پر دلچسپ بنانے کیلئے اردو زبان کے متعلق ہر قسم کا ذخیرہ معلومات بھی جمع کیا جاے ' تاکہ رپورٹ کے ناظرین کو اوسکے مطالعہ سے اپنی مادری زبان کے متعلق کافی واقفیت ہوجاے ' اور جن لوگوں کو اپنی ملکی علم ادب کی ترقی اور نشو و نما سے دلچسپی ہو اون کے لیے یہ رپورٹ بمنزلہ تاریخی سرمایہ کے بن جائے -

لیکن کوئی کام ایک شخص کی کوششوں سے سر انجام نہیں پا سکتا ' اسلیے ناممکن ہے کہ آپ کی توجہ اور عنایت کے بغیر یہ مقصد پورا ہوسکے - پس امید اینکہ از راہ نوازش و کرم و ہمدردی زبان اردو آپ اس قسم کی امداد دینے سے دریغ نہ فرمائینگے ' جس کی اس رزولیوشن میں آپ سے درخواست کیگئی ہے - انجمن آپ کی اس عنایت کی دل سے قدر کریگی اور آیندہ اجلاس میں جو رپورٹ پیش ہوگی اوس میں اوس امداد و اعانت کا بتفصیل ذکر کیا جائیگا ' جو اس معاملہ میں آپ سے ملیگی فقط -

آنریری سکریٹری -

## الحریة فی الاسلام

## احادیث و آثار

### ( ۲ )

### ( امر بالمعروف اور رشتۂ الہی )

کیا تم اظہار حق ' اعانت حریت ' اور اعلان صداقت میں اونسے ڈرتے ہو جو اس دنیا میں بڑے ہیں ؟ آہ ' ڈرو کہ وہ آخرت میں چھوٹے ہونگے - کیا تم اسلیے ڈرتے ہو کہ تم چھوٹے ہو ؟ مگر یقین کرو کہ مستقبل میں تم ہی بڑے ہوگے - پھر کیا تم اسلیے حق سے باز رہتے ہو کہ انسانوں سے ڈرتے ہو ' لیکن کیا تم انسانوں کے مالک سے نہیں ڈرتے جسکا مقدس پیغامبر فرماتا ہے ؟

لایحقرن احدکم نفسه ان یری امر الله تعالی علیه فیه مقال فلا یقول فیه فیلقی الله و قد اضاع ذلک فیقول الله ما منعک ان تقول فیه ؟ فیقول یا رب خشیة الناس - فیقول فایای کنت احق ان تخشی (رواہ احمد و ابن ماجہ)

تم میں سے کوئی اپنے آپکو اس امر میں حقیر نہ سمجھے کہ وہ کسی بات کو دیکھے جسکے متعلق اسکا فرض ہو کہ امر حق کو ظاہر کرے مگر اپنی کمزوری کے خیال سے چپ رہے - قیامت میں خدا کے روبرو جب حاضر ہوگا اور وہ اس موقع کو بھول چکا ہوگا ' تو خدا اس سے پوچھیگا کہ تو نے کیوں راستی اور صداقت کی بات نہ کہی ؟ وہ کہیگا : " پروردگار ! لوگوں کے خوف سے " خدا فرمائیگا کہ " کیا خدا تیرے سامنے نہ تھا جس سے تو ڈرتا ؟ "

اسوقت کون ہوگا جو اوس عرش جلال و قدوسیت کے آگے جھوٹ بول سکیگا ؟ اے واے اوس اعتراف پر ' جب خجالت و سرمدگی کے ساتھہ ہم اقرار کرینگے کہ ہاں اے قادر علی الاطلاق ! ہاں اے داناے اسرار قلوب ! ! ہم انسانوں سے ڈرے پر تجھسے نہ ڈرے ' ہمنے مخلوق کے سامنے سر جھکایا پر تجھسے سربلندی کی ' ہم نے حق کو چھوڑ کر باطل کو سجدہ کیا - ہم غیروں سے آشنا ہوکر تجھسے بیگانہ ہوگئے - اوسوقت کہا جائیگا کہ کیا تم نے میرے منادی صادق اور داعی حق کی اوس آواز کو نہیں سنا تھا جبکہ کہا گیا تھا کہ :

ایها الناس ! ان الله تعالی یقول : امروا بالمعروف وانهوا عن المنکر قبل ان تدعونی فلا اجیبکم ' و تسألونی فلا اعطیکم ' و تستغفرونی فلا اغفر لکم - ( رواہ الدیلمی )

لوگو ! خدا فرماتا ہے : اچھی باتوں کا حکم کرو ' اور بری باتوں سے منع کرو ! قبل اسکے کہ تم پکارو اور میں نہ بولوں ' تم مانگو اور میں نہ دوں ' تم مغفرت چاہو اور میں مغفرت نہ کروں ! ( یعنی اگر تم نے امر بالمعروف کا فرض ادا نہ کیا تو میں اپنا رشتہ تم سے کاٹ لونگا )

اسلیے ہر مسلم کا فرض ہے کہ وہ حق کا طالب ' باطل کا دشمن ' عدل و حریت کا عاشق ' اور جور و ظلم سے متنفر ہو - اوسکا فرض ہے کہ طلب صداقت میں اپنے عزیز ترین سامان حیات کو بھی نثار کرنے کیلیے طیار رہے - حق پرستی اور عدل دوستی اسکا جوہر ایمان اور اسکے لیے روح اخلاص ہو - وہ راہ حق میں موت سے نہ ڈرے کہ یہی اوسکی زندگی ہے ' اور سچائی کے عشق میں وہ سب کچھہ

## ایـدریـا نـوپـــل کي ایک یادگار مسجد

جسے بلغاریا کے صلیبیوں نے اپنے قیام کے زمانے میں گرجا بنا دیا تھا اور فتح ادرنہ کے بعد دوبارہ صداے توحید سے مقدس کي گئي !

اضافہ کرتے رہے - آج وہی مسجد گرجا کا کام دے رہي ہے ! اس مسجد کي وسعت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ اسکا طول تین سو تیس گز اور عرض دو سو پچاس گز ہے - اور چودہ سو ستون سنگ مرمر وغیرہ کے منقش و مشجر اسمیں استعمال کیے گئے ہیں !

غرناطہ اندلس میں آخري شہر تھا جو مسلمانوں کے ہاتھہ سے گیا - چونکہ محاصرہ نے بہت طول پکڑا ‘ اسلیے مسلمانوں نے عیسائیوں کے ساتھہ ۶۷ شرایط منظور کر کے اپنے آپکو ان کے حوالہ کر دیا - ان میں سے بعض شرایط یہ ہیں :

( ۱ ) تمام مسلمان امان میں رہیں - ان کي جان و مال کي حفاظت کي جاے -

( ۲ ) مسلمان اپنے مذہب میں آزاد رہیں ‘ اور انپر اسلامي شرع کے مطابق حکومت کي جاے -

( ۳ ) مساجد اور دیگر اوقاف بدستور قایم رہیں -

( ۴ ) اسلامي احکام کي نگہداشت کي خاطر انپر کوئي یہودي یا عیسائی حاکم مقرر نہ کیا جاے -

( ۵ ) ان کے کل سیاسي قیدي آزاد کیے جائیں -

( ۶ ) انکو اجازت ہو کہ اگر چاہیں تو یہاں سے ہجرت کرجائیں -

( ۷ ) ایام جنگ میں اگر کوئي عیسائي کسي مسلمان کے ہاتھوں مارا گیا ہو تو اس سے مواخذہ نہ کیا جاے - وغیرہ وغیرہ -

اب غور کرو کہ صلح کے بعد کہانتک ان شرایط پر عمل کیا گیا ؟ افسوس کہ بجاے ان شرایط پر عمل کرنے کے مسلمانوں کو جبراً عیسائي بنایا گیا اور یہاں تک سختي کي گئي کہ بحکم شاہي جو مسلمان عیسائي ہونا منظور نہ کرتا ‘ بے دریغ قتل کیا جاتا - اس ظالمانہ حکم سے جو مسلمان پہاڑي علاقہ میں پناہگزین ہوگئے تھے ‘ ان کو بھي بالاخر اس علاقہ سے بھاگنا پڑا - پھر اس پر بھی اکتفا نہ کي گئي ‘ بلکہ نئے عیسائی شدہ مسلمانوں کي نسبت شبہہ کیا گیا کہ وہ دل سے مسلمان ہیں اور اسیلیے انہیں طرح طرح کے عذاب دیے گئے - یہاں تک کہ بعضوں کو زندہ جلا دیا گیا !

سنہ ۱۰۱۰ ہجري سے اب وہاں ایک فرد متنفس بھی مسلمان نظر نہیں آتا جہاں آٹھہ سو برس تک توحید کي حکومت رہی ! !

لطف یہہ ہے کہ مسلمانوں پر یہہ لوگ اسلام کو بزور شمشیر پھیلانے کا ناپاک الزام لگانے سے نہیں چوکتے - حالانکہ یورپین ترکي پر آٹھہ سو سال سے مسلمان قابض ہیں ‘ لیکن ابھي تک رعایا کي تعداد میں کثرت عیسائیوں ہي کي ہے - ہندوستان پر اتنے ہي سال مسلمانوں نے حکومت کي ‘ لیکن کثرت ہندوؤں

ہي کي رہي - حالانکہ اسپین پر جب عیسائي قابض ہوے تو نصف صدي کے اندر ہي اندر مسلمانوں کے نام سے بھي ملک خالي کردیا گیا -

دوسرا علاقہ جو عیسائیوں کي مہرباني سے اسوقت اسلام کے پیروؤں سے خالي ہے ‘ جزیرہ سسلي ( صقلیہ ) ہے جو اوروپ کے مساحت گیارہ ہزار دو سو اکیانوے مربع میل ہے ‘ اور مامون الرشید کے زمانہ میں فتح ہوا ہے - آہستہ آہستہ وہاں کے باشندوں نے خوشي سے اسلام قبول کیا ‘ اور اس جزیرہ میں بہت سي عالیشان مساجد بنائي گئیں - تقریباً دو سو سال یعنے سنہ ۲۰۶ ہجري سے سنہ ۳۹۳ ھ تک مسلمانوں نے اس جزیرہ پر حکومت کي - لیکن رفتہ رفتہ ان سے چھینا گیا ‘ اور سنہ ۴۸۴ ہجري میں باضابطہ مسلمان اس سے بے دخل ہوگئے - یہہ جزیرہ اجکل اٹلي کے زیر حکومت ہے - اب اگر کوئي سیاح اس جزیرہ میں جاکر تلاش کرے تو اسے اسلام کي کوئي علامت نظر نہ آئیگي ‘ وہ گمان بھي نہ کرسکیگا کہ اس زمین پر کبھي مسلمان بھي حکومت کرچکے ہیں !

اسیطرح الجزایر کو لیجیے جسکي آبادي چھہ کروڑ کي کہي جاتي ہے - سنہ ۱۲۴۷ ہجري میں اسپر فرانس نے قبضہ کیا اور بے انتہا مظالم کرنا شروع کیے - مسلمانوں کي طاقت کم کرنے کے لیے انکو شہروں سے نکالکر خود فرانسیسي قابض ہوگئے -

اسیطرح تیونس پر جب فرانس نے سنہ ۱۲۹۹ ہجري میں قبضہ کیا ‘ اور اصلاح و تہذیب کے مشہور بہانے سے دست ظلم دراز کیا تو ان سے بھي وہي سلوک کیا گیا جو الجزایر میں ہوا تھا - فرانس جو جمہوریت کے لباس میں ہے ‘ جب اسکا یہ حال ہے تو روس جو اس سے کم ہے - چنانچہ روس نے قرم اور قازان کے علاقہ میں مسلمانوں کو عربي ترکي یا فارسي میں گفتگو کي اجازت نہیں - اسلامي نام وہ نہیں رکھہ سکتے - اگر رکھیں تو اسکا تلفظ روسي طرز سے ہونا چاہیے - کوئي نئي مسجد مسلمان نہیں بنا سکتے - بلکہ اس علاقہ میں مرمت طلب مساجد کي مرمت کي بھي اجازت نہیں - اکیس برس کي عمر سے پہلے اولاد کو ختنہ کرنے کي بھي اجازت نہیں ہے - اکیس سال کي عمر کے بعد لڑکے کو عدالت میں حاضر کیا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ عیسائیت اور اسلام میں سے جس مذہب کو چاہے اختیار کرے - اسکو طرح طرح سے عیسائي ہونے کي ترغیب دي جاتي ہے - یہانتک کہ

**مسیحي وحشت کا ایک نیا منظر !**

یعني سالونیک کي ایک قدیمي اور تاریخي مسجد جو اب گرجا بنا دي گئي ہے !

کیا همارے لیڈر اس جہاد کیلیے طیار هیں ؟ کیا کونسلوں کے مسلمان ممبر اس شجاعت کا نمونہ دکھانے کو آمادہ هیں ؟ کیا صحافۂ اسلامیہ کے محرر و مدیر اس میدان میں اترینگے ؟ مطمئن رهنا چاهیے کہ اس " افضل الجہاد " کیلیے هاتهہ کی ضرورت نہیں دل کی ضرورت ہے - اس بہترین مظہر شجاعت کا آلۂ عمل تلوار نہیں بلکہ قلم ہے ؟ اس جنگ کیلیے اهنی اسلحۂ آهنین نہیں چاهئیں ' صرف چند پارہ هاے گوشت درکا ہیں جن میں حس صحیح اور جنبش صادق هو !

تم مواقع جہاد کو میدانوں اور معرکوں میں ڈهونڈهتے هو ؟ لیکن میں کہتا هوں کہ تم اونکو اپنے دل کے گوشوں میں ڈهونڈهو ۔ معبد اوهام و باطل پرستی کي اصلي کمینگاہ یہیں ہے - وقال رسول اللہ صلعم :

| | |
|---|---|
| الجہاد اربع : الامر بالمعروف والنهي عن المنکر والصدق فی مواطن الصبر و شنئان الفاسق ( رواہ ابو نعیم ) | جہاد چار چیزوں میں ہے : اچهی باتوں کا حکم کرنا ' بري باتوں سے منع کرنا ' صبر و آزمایش کے موقع پر سچ بولنا ' اور بدکار سے عداوت رکهنا - |

پهر جہاد میں سے کون سی نوع ہے جسکا مظہر دل نہیں ؟ هاں دل درست کرو کہ تمهارے ارادوں میں قوت ' افکار میں صداقت ' عزمون میں استقلال ' اور پاے عمل میں ثبات پیدا هو - دل ' اور یہی دل جسکا مضغۂ گوشت تمهارے پہلو میں ہے ' یقین کرو کہ تمام عالم کی اصلاح و فساد کی اصلی کنجی بهي ہے :

| | |
|---|---|
| قال النبي صلعم : ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله و اذا فسدت فسد الجسد کله ' الا وهی القلب ! ( صحاح ) - | انسان کے بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑہ ہے ' جب وہ صالح هوتا ہے ' تو تمام جسم صالح هوتا ہے ' اور جب وہ فاسد هوجاتا ہے تو تمام جسم فاسد هوجاتا ہے ' هاں جانتے هو وہ گوشت کا ٹکڑہ کیا ہے ؟ " دل " - |

# دیوان وحشت

یعنی مجموعۂ کلام اردو و فارسی جناب مولوی رضا علی صاحب - وحشت )

یہ دیوان فصاحت و بلاغت کي جان ہے ' جسمیں قدیم و جدید شاعري کی بہترین مثالیں موجود هیں ' جسکی زبان کي نسبت مشاهیر عصر متفق هیں کہ دهلي اور لکهنؤ کي زبان کا عمدہ نمونہ ہے ' اور جو قریب قریب کل اصناف سخن پر محتوي ہے - اسکا طبع هونا شعر و شاعري بلکہ یوں کہنا چاهیے کہ اردو لٹریچر کی تاریخ میں ایک اهم واقعہ خیال کیا گیا ہے - حسن معاني کے ساتهہ ساتهہ سلاست بیان ' چستي بندش اور پسندیدگی الفاظ نے سماں شگرف باندها ہے کہ جسکو دیکهکر نکتہ سنجان سخن نے بے اختیار تحسین و آفرین کي صدا بلند کي ہے -

مولانا حالي فرماتے هیں ...... " آپنے کیا اردو کیا فارسي دونوں زبان میں ایسے نکمے دیوان کے شائع هونے کي بہت هي کم امید ...... آپ قدیم اهل کمال کي یادگار اور انکا نام زندہ کرنے والے هیں - " قیمت ایک روپیہ -

الرحمن اثر - نمبر ۱۶ - کڑایہ روڈ - ڈاکخانہ بالیگنج - کلکتہ

# مدارس اسلامیہ

## مسئلۂ اصلاح و بقاء ندوہ

موعظة و ذکری لقوم یذکرون !

قل رب احکم بالحق و ربنا الرحمن المستعان علی ما تصفون !

بالآخر مسئلۂ اصلاح ندوہ کا مجوزہ جلسہ ۱۰ - مئی کو دهلي میں منعقد هوا ' اور گو اسکی تعداد سے چنے اور خود اسے الندوہ سب اچهہ کیا گیا جو تعمل الساعہ کی اصلاحی کوششوں کی تاریخ میں همیشہ هوا ہے ' اور گو غلط فہمیوں اور دروغ سرائیوں کے وہ تمام حربے اسکی مخالفت میں استعمال کیے گیے ' جو انسانوں کی کوئی جماعت پوری انتہائی جد و جہد کو صرف کرکے ایسے مواقع میں کرسکتی ہے ' تاهم اسکو منعقد هونا تها اور وہ منعقد هوا ' اور اوسکی کارروائی نتیجہ تک پہنچادی اور بے خوف و خطر پہنچی - جسقدر کوششیں اسکی مخالفت میں کی گئیں ' اتنا هي اور زیادہ رفع دشمن هوا ' اور جسقدر اسکی ناکامی و نامرادي کي آرزوئیں کی گئیں ' اتنی هی زیادہ اسکي کامیابي نمایاں هوئي - سچائی کے شعلے مخالفت کے طوفان سے اور زیادہ بهڑکتے هیں ' اور یہ معجزہ صرف صداقت هی کے قدرت میں ہے کہ جسقدر اسے بجهانا چاهے اتنا هی اور زیادہ مشتعل و درخشاں ہے - پس خدا کی مرضي یہی تهی کہ اس کام کی کامیابي اور عظمت کا کام مخالفوں کے هاتهوں کیا جاے ' اور جن خدمات کے انجام دینے کی مہلت اس کام کے دوستوں کو میسر نہ تهی ' وہ اسکے مخالفوں کي جانکاہ محنتوں اور ناکام مشقتوں کے ذریعہ انجام پا جائیں - جس حد سے عجائب سازی کی انگیزی طلمت سے روشني کو اور موت سے حیات کو پیدا کرتی هیں ' اسکے لیے کچهہ مشکل نہ تها کہ وہ دشمنی سے محبت کو اور ناکامی کی کوششوں سے مقصد و مراد کے انجام حسنہ پیدا کردے - یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی ' و یحی الارض بعد موتها ' و کذلک تخرجون ( ۳۰ : ۳۵ )

تم جانتے هو کہ جلسے کا اعلان کیسے قلیل اور ناموافق موقعہ پر هوا تها ؟ وقت کس قدر کم تها ' اور موسم کس درجہ مخالف تها ! پهر ندوہ کے مسئلہ سے عام دلچسپي بهي قوم کو نہیں رهي تهی ' اور کوئی تعطیل بهی ایسی نہ تهي جسکی وجہ سے کار و باري اشخاص کو آنے میں سہولت هوتي - یہ تمام حالات ایسے تهے جنسے جلسے میں اجتماع کثیر کا هونا ' اور ایک نمایاں اور ناقابل انکار حیثیت اکثریة و تعدد کا پیدا هونا بالکل غیر متوقع تها - پهر اسکی کامیابی کیلیے ایسے لوگوں کی ضرورت تهي جو یکسر وقف کار هو جاتے ' اور اپنا پورا وقت سرگرمي و استغراق سے اسکے لیے وقف کردیتے - وقت کي قلت سے ایسي محنتوں اور مشقتوں کا حصول بهي مشکل هوگیا تها ' اور جسقدر کوشش استقبالی کمیٹي کے سرگرم ممبر کر رهے تهے ' انکے نتائج بهي ضیق وقت کي وجہ سے کچهہ زیادہ امید افزا نہ تهے نیز زیادہ سے زیادہ انکي انتہائي سرحد اخبارات کے اعلانات یا دعوت و طلب کی مراسلات تهیں ' اور ظاهر ہے کہ صرف اسقدر تحریک ایسے اجتماع عظیم کیلیے کسی طرح بهي کافي نہ تهي -

لٹا سکے جو آدم کي اولاد اس زمین پر لٹا سکتي ہے - یہي تعلیم ہے جو ہمارے معلم ربانی نے ہمیں دي ہے :

| | |
|---|---|
| تحروا الصدق وان رایتم فیه الهلکة فان فیه النجاة ( رواہ ابن ابي الدنیا مرسلاً ) | راستي و صدق کو تلاش کرو' گو اسمیں تمہارے لیے ہلاکت هي کیوں نہو که اسی هلاکت میں تمہارے لیے نجات ہے - |

کون ہے جو اوس هلاکت کا طالب نہیں جو موجب نجات ہے ؟ کون ہے جو اُس زهر آلود پیاله سے نفرت کرتا ہے جو اُسکي زندگي کیلیے آب حیات ہے ؟ شہید راہ حق پرستي نه صرف تنہا زندہ ہے بلکه وہ تمام قوم کو بھی زندہ کردیتا ہے - اسکے مردہ قالبوں میں روح حرکت کرنے لگتي ہے' اور اسکی بند رگوں میں خون حیات اپني آمد و رفت شروع کردیتا ہے - پھر کیوں لوگ اس موت سے ڈرتے ہیں ؟ کیا وہ قوم کي زندگي کے آرزو .. نہیں ؟ کیا وہ حیات جاوید کے طالب نہیں ؟

وہ خدا کي راہ میں ان انساني بتوں سے ڈرتے ہیں' جو سونے چاندي کي کرسیوں پر خدا بنکر بیٹھے ہیں' جو اپني فوج کي چند صفوں سے قہر الہي کا مقابله کرنا چاهتے ہیں' جو معصوم جانوں کی ظلم و قہر کی دیبی پر قرباني چڑھاتے ہیں' جو کمزوروں کو ستاتے ہیں کیونکه انکے ناله و فریاد کی لے انہیں پسند ہے' جو بےگناهوں کو قتل کرتے ہیں کیونکه انکے دهن تشنه کیلیے خون کے چند قطروں کي ضرورت ہے' جو مصیبت زدوں کي فریاد ناپسند کرتے ہیں تاکه انکي محفل عیش و امن منغض نہو - جو مظلوموں پر ظلم کرتے ہیں تاکه انکي مجلس عدالت داد رسی کیلیے زحمت کش نہو -

( مقدس پیشین گوئي )

لیکن ہر مسلمان کو آج یقین کرلینا چاهیے که اسکے پیغمبر مقدس نے اپني امت کے پاس اس موقعه کیلیے ایک پیغام بھیج دیا ہے اور ٹھیک اسي وقت کیلیے اسکي زبان وحی پیشین گوئي کرچکي ہے :

| | |
|---|---|
| انه سیکون علیکم المة تعرفون و تنکرون' فمن انکر فهو بری و من کرہ فقد سلم' و لکن من رضی و تابع هلک (رواہ احمد و الترمذي ) | عنقریب تم میں بعض افسر ہونگے جنکي بعض باتیں اچھی ہونگي اور بعض بري' جسنے انکو نه مانا وہ بري ہوا' اور جسنے نا پسند کیا وہ محفوظ رہا' لیکن جسنے رضامندي ظاهر کی اور متابعت کی وہ هلاک ہوا - |
| سیکون امراء فتعرفون و تنکرون' فمن کرہ برئ و من انکر سلم' و لکن من رضی و تابع هلک ( رواہ مسلم و ابو داؤد ) | عنقریب تم میں بعض ایسے حکام ہونگے' جن کی بعض باتیں اچھی اور بعض بري ہونگي' جو ان باتونکو مکروہ سمجھیگا وہ بري ہوگا' اور جو انکو نمانیگا وہ محفوظ رهیگا' لیکن جو ان باتوں کو پسند کریگا اور انکی متابعت کریگا وہ هلاک ہوگا - |

( الی الجهاد في سبیل الله ! )

پس کیا جور و ظلم کی رضا کا اور باطل و منکر کی اطاعت کا ارادہ ہے ؟ نہیں تم مسلم ہو' اور مسلم دنیا میں صرف اسلیے آیا ہے تاکه عالم کو ہر طرح کے ظلم و فساد اور عدوان و طغیان سے نجات دلاے ' پس جسطرح کفار و مشرکین نے اپنے اعمال سیئه اور مقاصد شنیعه سے دنیا کو جور و ظلم سے بھر دیا ہے' اسی طرح تم بھی اسے عدل و صداقت سے بھر دو - ہاں اے فرزندان ابراهیم ! اُٹھو اور ان هیکلوں کو جن میں سنگ مرمر کے انساني بت بستے ہیں توڑ ڈالو' اور اس صنم آباد کے " صنم کبیر " کو جسکو تمہارے باپ ابراهیم نے اسلیے چھوڑ دیا که وہ اپنے بندوں کو معبودان صغار کي تباهي کا افسانه سناسکے' سب سے پہلے توڑو تاکه وہ انکي تباهي کا فسانه بھي نه سنا سکے - قوت و ضعف کا سوال نکرو که تم نه تو پشه سے کمزور تر ہو' اور نه وہ نمرود سے قوي تر -

| | |
|---|---|
| تقربوا الی الله ببغض اهل المعاصی' و لقوهم بوجوہ مکفهرة' و التمسوا رضاء الله بسخطهم' و تقربوا الی الله تمهیں حاصل بالتباعد منهم ( رواہ ابن شاهین ) | ظالموں سے عداوت رکھو تاکه خدا کی محبت تمہیں نصیب ہو' اون کے ساتھه تلخ روئي سے پیش آؤ' تاکه خدا کي رضا تمہیں حاصل ہو' اون سے دور رهو تاکه خدا سے نزدیکي اور اسکي درگاہ میں تقرب پاؤ ! ! |

میں بغض و نفرت اهل جور و ظلم کے مناظر میدانوں میں دیکھنا نہیں چاهتا بلکه دلوں کے گوشوں میں' آبادیوں میں دیکھنے کا طالب نہیں ہوں بلکه قلوب کے خلوتکدوں میں : و ذلك اضعف الایمان .

( اقسام جہاد )

میں تم سے فتنه کا طالب نہیں کیونکه فتنه خداے اسلام کو محبوب نہیں ہے - میں تم سے صرف قول حق کي درخواست کرتا ہوں که یہي اعلی ترین میدان شجاعت ہے - میں تم سے صرف کلمۂ حق کا طالب ہوں که وهي افضلترین جہاد ہے :

| | |
|---|---|
| قال النبي صلعم : احب الجهاد الی الله کلمة حق یقال لامام جائر ( رواہ احمد و الطبرانی ) | آنحضرت صلعم فرماتے ہیں: خدا کے نزدیک سب سے محبوب جہاد وہ " کلمۂ حق " ہے جو کسي ظالم حاکم کے سامنے کہا جاے - |
| افضل الجهاد کلمة حق عند سلطان جائر ( احمد و ابن ماجة و الطبرانی و البیهقی ) | بہترین جہاد وہ " کلمۂ حق " ہے جو کسي ظالم سلطان کے رو برو کہا جاے - |
| ان من اعظم الجهاد کلمة عدل عند سلطان جائر ( رواہ الترمذي ) | جہاد اکبر' کسي ظالم حکمران کے آگے انصاف و عدل کی بات کہنا ہے ! |

یه کیسي عالمگیر غلطی ہے که اسلام کے جہاد کو صرف جنگ و قتال هي میں محدود سمجھا جاتا ہے ؟ افسوس که غیروں کے ساتھه تم بھي اسي غلطي میں مبتلا ہو' حالانکه صحیح ترمذي اور سنن ابن ماجه کي یه تین حدیثیں جو اوپر گذر چکي ہیں' اس خیال کو بکسر فکر باطل ثابت کرتي ہیں - وہ صاف صاف شہادت دیتی ہیں که جہاد مقدس صرف اس سعي اور جهد صالح کا نام ہے جو ایثار و جاں نثاري کے ساتھه راہ حق و صداقت میں ظاهر ہو' اور اسکا سب سے بڑا میدان امر بالمعروف اور دعوة حق و عدل ہے - فرمایا که " افضل الجهاد کلمة حق عند سلطان جائر " سب سے افضل جہاد یه ہے که ایک ظالم و انصاف دشمن پادشاہ اور حکومت کے سامنے حق اور عدل کا بے خوف اظہار کیا جاے - اس سے ثابت ہوگیا که سچا مجاهد وهي راست باز انسان ہے جو انساني قوتوں کي هیبت اور سطوت کے مقابلے میں کھڑا ہوجاے' اور خدا کي عدالت اور صداقت کي محبت اسپر اسدرجه چھا جاے که وہ اسکے بندوں کي هیبت کي کچھه پروا نه کرے !

یہي جذبۂ صداقت و حق پرستی ہے جسکو آج دنیا کي قومیں مختلف ناموں سے پکارتي ہیں مگر اسلام نے اسکا نام جہاد رکھا اور ایک مومن و مسلم زندگي کا اسے اصلي شعار بتلایا - افسوس که خود مسلمانوں هي نے اس شعار کی توهین کي' اور خود اپنوں هي نے غیروں کي خاطر خدا و رسول کے اس پاک حکم کو مٹانا چاها - لیکن وقت آگیا ہے که آج پھر اسلام اپنے ہر فرزند سے اس حکم کي تعمیل کا مطالبه کرے' اور الحمد لله که الهلال کو آغاز اشاعت سے اس اصل اساس ملت اور اولین حکم اسلامي کے اعلان و ذکر کي توفیق دي گئي' اور اسکی دعوة کي تمام شاخوں کي بنیاد و اساس صرف یہي حکم جہاد في سبیل الله ہے -

حضرات علماء کرام کا بڑا گروہ ابتدا سے ندوہ سے الگ رہا ہے ' اور اب ان میں سے بہت سے بزرگوں کو اس سوء ظن میں مبتلا کیا گیا تھا کہ ندوہ کو الحاد اور بد دینی کا گھر بنانے کیلیے یہ سب کچھہ کیا جا رہا ہے اور وہ مصداق اسباب سے اسے جلد تسلیم کرلیتے تھے اور انکی اعانت کیلیے طیار ہوجاتے تھے - ان اسباب سے اصلاحی دعوت ایک عجیب کشمکش میں تھی کہ اصل کام کی طرف متوجہ رہے یا غلط فہمیوں کے انسداد کیلیے ایک دفتر کھولے !

## ( الهلال اور تحریک اصلاح )

مجھے اوروں کے دلوں کی خبر نہیں' لیکن با ایں ہمہ خود میرے دل کو تو کامل طمانیۃ تھی ' اور الحمد للہ کہ بغیر کسی تزلزل کے ابتک وہ طمانیۃ قائم ہے - میں اس تحریک میں جو کچھہ حصہ لے رہا تھا ' اسکو کسی شخص یا جماعت کی طرفداری سے تعلق نہ تھا بلکہ صرف اپنے یقین اور بصیرت کے ماتحت جو کچھہ سچ دیکھتا تھا لکھتا تھا - غلط فہمیاں آج پھیلائی جا سکتی ہیں' اور نیتوں کو شک اور بدگمانی کی نظر سے دیکھا جا سکتا ہے' مگر کل تک انہیں قائم رکھنے پر کوئی قادر نہیں اور خدا کا ہاتھہ سب سے زیادہ زبردست ہے - وہ جس طرح نیتوں کے کھوٹ کو ملاح نہیں دیتا ' اسی طرح غلط فہمیوں اور بیجا شکوک کو بھی زندگی اور طاقت نہیں بخش سکتا - میرے لیے یہ یقین اور اعتقاد کافی ہے کہ اگر میں ندوہ کی اصلاح کی خواہش کسی فرد واحد کی حمایت یا کسی جماعت کی ذاتی عداوت کیلیے کررہا ہوں تو میری ہلاکت خود میرے کام کے اندر ہی سے پھوٹ نکلے گی ' اور میری آواز کو بھی سچی آوازوں کی سی عمر نصیب نہوگی - حضرت یوسف علیہ السلام نے امراۃ العزیز سے جو کچھہ کہا تھا ' وہ ہمیشہ کیلیے دنیا کو بس کرتا ہے : انہ لا یفلح الظالمون !

## ( عام جلسہ کا اعلان )

لیکن ان تمام کوششوں میں جو مسئلۂ اصلاح ندوہ کی تحریک میں ظاہر ہوئیں' سب سے زیادہ قابل ذکر انجمن اصلاح ندوہ لکھنؤ ہے جسکا قیام خود بعض ارکان انتظامیہ ندوہ کے مساعی حسنہ سے وجود میں آیا ' اور جو گذشتہ دسمبر سے اسکے متعلق ارکان ندوہ و عام اہل الرائے اشخاص سے خط و کتابت کررہی تھی - اس انجمن نے اپنے اولین جلسہ ہی میں یہ تجویز منظور کی کہ معاملات ندوہ پر غور و فکر کرنے کیلیے کسی شہر میں ایک عام جلسہ طلب کیا جاے ' اور ملک کے ہر حصے سے جو صدائیں غیر جانبدارانہ تحقیقات کیلیے اٹھہ رہی تھیں' وہ بھی بغیر اسکے ممکن نہ تھی کہ کسی ایسی جماعت کا کسی عام جلسہ میں عام راے سے انتخاب کیا جاے - پس ضرور تھا کہ کسی مرکزی اور غیر جانب دار مقام پر عام جلسہ طلب کیا جاتا -

## ( بزرگان دهلی )

موجودہ حالت میں مشکل ہے کہ اس خدمت عظیم و جلیل کا صحیح اندازہ کیا جاے جو بزرگان دهلی نے ۱۰ مئی کے جلسے کو منعقد کرکے مخلصانہ و بے غرضانہ دین و ملت کی انجام دی ہے' تاہم مجھے یقین ہے کہ اس کام کی عزت اور اصلی قدر و قیمت کے کامل اعتراف کیلیے ہمیں زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑیگا ' اور وہ زمانہ کچھہ زیادہ دور نہیں ہے جب اس کام کی غیر مشتبہ صداقت اور ناقابل انکار عزت ہر دیدہ چشم و قلب کے سامنے ہوگی - انی لا اضیع عمل عامل منکم خدا کا وعدہ ہے : وکان وعدا مفعولا !

## ( مخالفت کا دوسرا طوفان )

اس جلسہ کے اعلان کے ساتھہ ہی غلط فہمیوں کی اشاعات کا ایک نیا طوفان اٹھا اور وہ تمام باتیں مجوزہ جلسہ کے سر تھوپی گئیں جو کبھی خواب و خیال میں بھی نہ تھیں - ظن و گمان کا جواب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ اُن لوگوں کا اظہار لیا جاے جنکی نسبت ظنون پیدا ہوے ہیں ' مگر مخالفین جلسہ کیلیے یہ طریقہ بالکل بے سود تھا اور باوجود بار بار مقاصد انعقاد کے اعلان کے وہ ہر طرح کی غلط بیانیوں اور غلط فہمیوں سے کام لے رہے تھے - کبھی مشہور کیا گیا کہ یہ جلسہ طلباے دار العلوم کی اسٹرائک کی حمایت میں منعقد ہونے والا ہے - کبھی کہا گیا کہ اسکا مقصد صرف یہ ہے کہ مولانا شبلی کو ندوہ کا ناظم مقرر کیا جاے - پھر اس پر بھی اکتفا نہیں کیا بلکہ ایک ایسے کام کے متعلق جو علانیہ کھلے بندوں ہو رہا تھا اور جو عام دعوۃ تمام پبلک کو دے رہا تھا ' کہا گیا کہ ایک راز دارانہ سازش ہے اور اس طرح پوری کوشش کی گئی کہ جلسہ کے متعلق انعقاد سے پہلے ہی پبلک اچھی طرح مخالفانہ راے قائم کرلے -

یہ تو عام مخالفانہ کوششوں کا حال تھا - لیکن خاص خاص کوششیں جو جلسہ کو ناکام رکھنے ' تمام لوگوں میں طرح طرح کی اشاعات مہیجہ کے ذریعہ جوش پیدا کرنے ' خود دهلی میں اسکی مخالفت کرنے' اور مقامی پارٹی فیلینگ سے فائدہ اٹھانے کیلیے کی گئیں' اگر انکو اجمال و اختصار سے قلمبند کیا جاے تو بھی کئی صفحے صرف اسی سرگذشت میں صرف ہو جائیں - مثلاً ندوۃ العلما کے ان تنخواہدار سفیروں کے ذریعہ جنکو اسی اسی روپیہ تنخواہ صرف اسلیے دی جاتی ہے کہ اشاعت اسلام کا کام یا مقاصد ندوہ کی اشاعت کریں ' ایک ماہ پیشتر سے بھیجدیا گیا کہ اس جلسہ کی مخالفت و شکست کیلیے کوششیں کریں' اور اسطرح اشاعت اسلام کی خدمت انسے لی گئی !

یہ اور اسی طرح کی بہت سی باتیں ہیں جو علاوہ مخالفانہ تدابیر کے خود ندوہ کے متعلق بھی نہایت ضروری سوالات ہیں - لیکن چونکہ اصلاحی کمیٹی کے قائم ہونے کے بعد میں بالکل غیر ضروری سمجھتا ہوں کہ مزید بحث اخبارات میں کی جاے ' اسلیے انہیں نظر انداز ہی کردینا بہتر ہے -

## ( انعقاد کے بعد )

پھر جب جلسہ منعقد ہوا تو خود اسکے اندر بھی جنگ جویانہ طیاریوں اور معرکہ آرایانہ سامانوں کے ساتھہ حضرات مخالفین شریک ہوے' اور سفراے ندوہ کی کوششوں' باقاعدہ مطبوعہ اعلان ' اور مسلسل مراسلات و مکاتیب کے ذریعہ ایک بڑی جماعت مختلف اطراف سے مخالفت کیلیے جمع کی گئی اور وہ بھی جلسہ میں مستعدانہ شریک ہوی - ابتدا میں خبر دی گئی تھی کہ صرف ایک لکھنؤ ہی سے تین سو حضرات مخالفت کیلیے تشریف لا رہے ہیں مگر بعد کو معلوم ہوا کہ ساٹھہ ستر اشخاص وہاں سے تشریف لاے تھے ' اور انکے علاوہ ایک جماعت خود شہر کی ' اور ایک بڑی جماعت دیگر مقامات کی بھی ( جنکی نسبت مجھے یقین ہے کہ محض غلط فہمیوں سے متاثر ہوکر اس غرض میں انکی شریک ہوگئی تھی اور سمجھتی تھی کہ مولانا شبلی کو ناظم بنانے کی مخالفت کا مسئلہ درپیش ہے ) شریک کار و معین مقصد تھی -

کارروائی کے شروع ہونے سے طیاریوں کا ظہور ہوا اور جلسے کو درہم برہم کرنے کیلیے ایک ہی مرتبہ پوری فوج نے حملہ کردیا :

# طـــرابلس اور بلقـــان کے بعـــد

## مسئـــلـــهٔ شـــام

### حـــلات عليـــه اور مستقبـــل قـــريب

یورپ کی مقراض سیاست دولة عثمانیه کی تقسیم میں همیشه متحرک رهتي هے گو همیں اپني کوتاه نظري اور ظاهر بیني کی وجه سے بظاهر اس پر سکون و امهال کا پرده پڑا نظر آئے - طرابلس اور بلقان کے واقعات اس قدر قریب العهد هیں که ایک مرور سے کمزور حافظه بهي انهیں نهیں بهلاسکتا - خصوصاً جبکه مجاهدین صحراے لیبیا اور فریب خوردگان البانیا کے حملے اس روز تک گذشته خونیں واقعات کو یاد دلاتے رهتے هیں -

یه دونوں زخم ابهي غیر مندمل هیں - زخموں سے جسقدر خون بہ چکا هے، اس قدر پانی بهی ابتک انکے دهونے میں نهیں بہایا گیا - مگر باهم مسلمانوں کو اب نکسہ رفع زخم و جراحت هیں، نئے زخموں کے لیے مستعد رهنا چاهیے جو علی الترتیب اسکے بعد دیگرے دولة عثمانیه کے جسم نزار اور تمام عالم اسلامی کے دل پر سے صد چاک پر لگنے والے هیں ( لا قدر الله )

یعنی مسئلهٔ شام و عراق -

اخفاء مطامع اور اخذ تدابیر سریه انگلستان کی ایک مشهور مزیت هے - یعنی اپني حریص آرزوؤں کو حیرت انگیز ضبط و تحمل سے چهپائے رکهنا اور پوشیده تدابیر میں جادو گروں کی سی قوت سے کام لینا - یه پیش نظر رکهنے کے بعد اب ذرا ایشیا کا نقشه سامنے رکهیے - اگر آپ میں کچهه بهي فراست و توسم هے تو خلیج فارس کے نئے استحکامات کو دیکهه کر پہچان لیجیگا که ان کا مقصد کیا هے ؟ البته یه یقیني هے که انگریزي مطامع کا اعلان اسوقت تک نهیں هوگا جب تک که ( لا قدر الله ) شام کا بهي وهي حشر نه هو جائے جو اسکے همسایه طرابلس کا هوچکا هے - اور جو صرف اسي لیے هوا تاکه انگلستان کے لیے مسئلهٔ مصر کو خصوصاً اور دیگر عثماني مسائل کو عموماً صاف اور بے خطر کر دیا جائے -

مگر شام کي قسمت نے تو اپنے نقاب کے بند ابهی سے کهولدیے هیں - گو نقاب ابهي بالکل نهیں الٹي گئي تاهم پیشانی سے تو ضرور سرک گئی هے - شام میں احتلال فرانس ( یعنی قبضهٔ غیر قانونی ) کے مقدمات سامنے آ رهے هیں -

گذشته صدي کے وسط کا زمانه تها که بعض نالائق عثماني عهده داروں کی وجه سے فرانسیسي سیاست میں ایک حرکت پیدا هوئي جسکے نتایج اس وقت بالکل غیر معلوم تهے - کتنی هي پرانی باتیں هیں جو اسي طرح کی لا علمی کے پرده میں آئي هیں ؟ ایلین فواد پاشا نے اپنی مشهور و معروف پالیسی یعني دول یورپ کی باهمی رقابت و منافست سے فائده اٹهانے کے اس حرکت کو روکدینا چاها اور گو رکی نهیں لیکن سست ضرور هوگئی -

اسکے بعد هي شام کی تاریخ میں ایک نیا دور شروع هوا - وه نصرانی مبشرین ( مشنریز ) کا جولانگاه بنگیا جو همیشه یورپ کے احتلال و تاخت و تاراج کا پیش خیمه هوتے هیں - مختلف سلطنتوں کے مبشرین فوج در فوج شام میں پهیلگئے اور ایک قیامت خیز هنگامهٔ فساد برپا کردیا - گو اسکا نام اشاعت تعلیم اور تبلیغ مذهب رکها جاتا هے مگر در حقیقت وه موجوده عهد کی سب سے بڑی حمله اور فوج کا ایک بے امان کوچ هوتا هے - یورپ نے که ایک سچے موحد کی طرح صرف سیاست هی کا پرستار هے، ان مذهبی کوششوں پر تحسین و آفرین کا غلغله بلند کرنے میں معاً ایک دوسرے سے مسابقت کی، اور هر سلطنت کی طرف سے اپنے اپنے مشن کے لیے مدد و اعانت کا هاتهه بڑهگیا !

دمشق اور بیروت کے والیوں نے اپني آنکهوں سے ان مبشرین کو حشرات الارض یا وبائی امراض کے جراثیم کی طرح پهیلتے دیکها مگر پروا نه کی - وه سمجهے که جس هڈي پر بہت سے کتے لڑنے لگتے هیں، وه انمیں سے کسی کو بهی نهیں ملتی - مگر نه سمجهے که انکا مقصد تهی کا ایک تمام باهمي اختلافات کو رفع کرهي دیگا - کسی نے سچ کہا هے که دنیا میں اس شخص سے زیاده احمق کوئی نهیں جو اپني قوت کے بجاے دشمن کے ضعف پر بهروسه کرے -

سال پر سال گزرنے لگے - اس عرصے میں دول یورپ کی نظر طمع کی همت اور بڑهگئي اور اب دولت عثمانیه کے دوسرے حصوں کے لینے کا بهي خیال پیدا هوگیا - اسوقت محسوس هوا که اگر یهی باهمی رقابت و منافست رهي تو کبهی بهی کامیابي نه هوگی، اسلیے بہتر یهی هے که هر سلطنت اپنا اپنا دائره مقرر کرلے اور اسمیں کوئی دوسرا رخنه انداز نه هو -

اب فرانس کے لیے میدان خالی تها -

فرانسیسي سرگرمي اندر هي اندر اپنا اثر پهیلاتي رهي اور گو دریا کی سطح پر سکون معلوم هوتا تها مگر اسکے قعر میں ایک شدید حرکت جاري تهي - اسي اثنا میں فرانس نے دعوا پیش کردیا که مذهبی سیادت کی وجه سے اسے مشرقي کیتهولک عیسائیوں کی حمایت کا حق حاصل هے جو شام میں آباد هیں - اگر چه یه فقره کبهی بهی اسکي زبان سے آگے لیکر منعلق نه نکلا جسکی زیاده تر اندیمي سے اسے بعینه بهي رشته حاصل هے، اور جو تیس سال سے انتظامی و اعلاني خود مختاري کے لیے اپنا لہو اور پانی ایک کر رهی هے !

عرصے تک فرانس بظاهر اپنے اسی دعوے پر قائم رها، لیکن اب وه اس منزل سے گذر چکا هے اور علانیه کہتا هے که اسکے غصب و احتلال کا وقت آ گیا - فرانس کے وزیر اعظم اور وزیر خارجیه مسیو دومرگ فرانس کی مجلس النواب ( چیمبر آف ڈیپوٹیز ) میں فرماتے هیں :

دہدیم زور بازوے نا آزمودہ را !

جس طریقہ سے جلسہ کو درهم برهم کرنے کی اس پانچ گھنٹے کے اندر متصل اور غیر منقطع کوشش کی گئی' اب میں کیونکر اسکا نقشہ لفظوں کے ذریعہ دکھلاؤں ' کیونکہ ایسی کوئی نظیر اور مثال میرے سامنے نہیں ہے جسکی طرف حوالہ دیکر عہدہ برا ہوسکوں - حقیقت یہ ہے کہ اسکا اندازہ صرف وہی لوگ کرسکتے هیں جو شریک مجلس تھے اور اب اسکے صحیح تذکرہ کیلیے کوئی قادر سے قادر قلم بھی کام نہیں دیسکتا - کسی مجلس اور صحبت میں آجتک شاید هی کسی جماعت نے اپنے مخالفین کی ایسی ناگفتہ بہ مخالفانہ کوششوں کے ساتھہ اسدرجہ صبر و تحمل کیا ہوگا ' جسکی حیرت انگیز اور یادگار نظیر عام طالبین ... نے عموماً اور بزرگان دهلی نے خصوصاً اس جلسے میں ۱۰ - مئی کی صبح کو پیش کی !

قاعدہ اور قانون اِن بزرگوں کے نزدیک کوئی شے نہ تھی ' مجالس و محافل کے اداب و قواعد نے گویا ۱۰ مئی کی دو پہر تک ان حضرات کو اپنی تعمیل سے یکسر مستثنے کردیا تھا - کرسی صدارت کے حقوق اور مسلمہ اقتدار کا ان میں سے کسی بزرگ کو اعتراف نہ تھا - مجالس کے عام قواعد تقریر ' تحریک و تجویز اور ترمیم ' مخالفت کی قانونی ترتیب ' موضوع تحریک و مبحث جاری کا سوال ' بلکہ وہ تمام اداب و قواعد جو دنیا بھر میں مجلسوں اور انجمنوں میں عام طور پر تسلیم کیے جاتے هیں ' اسطرح حرف مہمل ہوگئے تھے کہ انکے یاد دلانے کی کوشش کرنا جنون اور حماقت کا مرادف تھا - صرف ایک هی خواهش اور ایک هی ارادہ تھا جسکے لیے پوری جماعت آمادۂ پیکار تھی - یعنی یا تو جلسے کو خود هی بغیر کسی نتیجہ کے حاصل کیے ملتوی کردو ' ورنہ هم درهم برهم کردینگے !

غرضکہ انسانوں کا کوئی گروہ فریقانہ ضد اور جوش مخالفت و تعاند میں آکر جو کچھہ کرسکتا ہے' وہ سب کچھہ پوری ہوشیاری اور کامل سرگرمی سے کیا گیا ' اور اس طرح جلسہ کو نامراد رکھنے اور کسی نتیجہ تک پہنچنے میں ناکام بنانے کیلیے تمام انفرادی و جماعتی حربے ایک ایک کرکے استعمال کیے گئے !

( العـاقبـة للمتـقين ! )

لیکن تاهم جو حضرات ایسا کر رہے تھے ' وہ اپنی هوشیاری اور دانائی کے زعم میں یہ بھول گئے تھے - کہ انسانی تدابیر و مساعی کی دنیا سے بھی بالا تر ایک عالم ہے' جسکے فیصلے اٹل اور جسکے حکم کا کوئی مرافعہ نہیں - وہ خدا جو ذہنوں کا عالم اور دلوں کے اندر کے سرائر و خفایا کو دیکھنے والا ہے' یقیناً اسکی بھی قدرت رکھتا ہے کہ ناحق کی کوششوں کو باوجود هر طرح کے اسباب و وسائل کے شکست دے ' اور صادق نیتوں اور مخلص ارادوں کو باوجود هجوم مخالفت و حصار مخالفین ' ناکامی کی رسوائی سے بچالے

مخالفین کی تمام کوششوں کا ماحصل یہ تھا کہ یا تو یہ جلسہ منعقد هی نہو' اور هو تو قبل اسکے کہ کسی نتیجہ تک پہونچے درهم برهم کردیا جاے ' لیکن برخلاف اسکے جلسہ عظیم الشان غیر متوقع اجتماع' اور ایک کملی اور ناقابل انکار اجماعی و نیابتی حیثیت سے منعقد هوا' اور جس مقصد کو حاصل کرنا چاهتا تھا' اسے عام اتفاق کے ساتھہ حاصل کیا !

پس درحقیقت یہ واقعہ سچی کوششوں اور صادق نیتوں کی کامیابی کا ایک تازہ ترین تجربہ ہے ' اور کام کرنے والوں کیلیے اسمیں بڑی هی قیمتی بصیرۃ و عبرت پوشیدہ ہے - یہ جلسہ همارے لیے ایک یادگار سبق ہے اس امر کا ' کہ کامیابی کا اصلی میدان انسان سے باہر نہیں بلکہ خود اسکے اندر ہے' اور نیت کی صداقت هی وہ اصلی قوت ہے جسکی طاقت تمام مادی اسباب و وسائل سے بالا تر ہے - اگر تمہارے دل کے عزائم کے اندر سچائی کا ایک ذرہ بھی موجود ہے ' تو یقین کرو کہ باهر کی کوئی انسانی قوت اسے شکست نہیں دیسکتی -

( کامیـابی کا اصلـی راز )

میں نے کہا کہ یہ واقعہ سچی کوششوں اور صادق نیتوں کی کامیابی کا ایک تازہ ترین تجربہ ہے' مگر یہاں " سچی کوششوں اور صادق نیتوں" سے میرا مقصود اصلی کن لوگوں کی کوششیں هیں ؟ ضروری ہے کہ میں اسے صاف کردوں - درحقیقت اس سے مقصود نہ تو محض الهلال کی تحریریں هیں اور نہ دیگر اصلاح طلب حلقوں کی صدائیں ' بلکہ خاص طور پر وہ بزرگان دهلی اور ارکان انجمن اصلاح ندوۃ العلما مقصود هیں جنکی کوششوں سے یہ جلسہ منعقد هوا -

دهلی کے بزرگوں نے اور علی الخصوص جناب حاذق الملک نے اس کام میں جن نیتوں کے ساتھہ حصہ لیا ' فی الحقیقت وہ هر طرح کی آلودگیوں اور بدگمانیوں سے پاک تھیں - ندوہ کے معاملات میں انکی کوئی ذاتی تعلق یا شخصی اغراض کا انکی نسبت گمان بھی نہیں کیا جا سکتا ' اور انہیں آجتک سواے براے نام رکن انتظامی هونے کے یا ندوۃ العلما کے ایک جلسۂ عام کے صدر هونے کے اور کوئی تعلق ندوہ کی باتوں سے نہیں رہا ہے -

بلاشبہ بہت سے لوگ هیں جو بہت سے هنگامہ آرا کام اسلیے بھی کرتے هیں کہ ان سے شہرت و ناموری هو' لیکن اول تو حاذق الملک کو اس قسم کے چنداں سائق نہیں هوسکتے جو پہلے بھی انکے پاس بقدر ضرورت موجود ہے - ثانیاً یہ جلسہ ان کاموں میں سے بھی نہ تھا جو اجمل میدان شہرت و وسیلۂ ناموری سمجھے جاتے هیں بلکہ سب سے زیادہ یہ کہ حصول شہرت کیلیے قبول عام اور هر دل عزیزی ازین شے ہے' مگر اس معاملہ میں پڑکر ایک گروہ کو بیٹھے بٹھاے اپنا مخالف بنانا اور اسی طرح طرح کے حملوں کا آماجگاہ بننا تھا -

پس درحقیقت قوم و ملت کا سچا درد اور ایک مفید دینی و تعلیمی کام کی بربادی کا غم هی وہ چیز تھی' جسنے انکو اور دیگر بزرگوں کو اِن تمام مشکلات و محن کے برداشت کرنے پر آمادہ کیا ' اور ( بعض حضرات کی زبان میں ) الهلال کی تحریک خواہ کتنی هی ناپاک اور مفسدانہ هو' لیکن خدا ایسے بے غرض لوگوں کی مخلصانہ سعی کو تو کبھی بھی ناکام و خجل نہیں کرسکتا تھا !!

جلسے کے انعقاد نے نصف سے زیادہ غلط فہمیوں کو ملیا میٹ کردیا ' اور جو کچھہ باقی هیں انکی عمر بھی زیادہ نہیں - نہ تو جلسہ نے اسٹرائک کی مدح میں گیت گاے ' نہ مولانا شبلی کو ندوہ کا ناظم مقرر کیا ' اور نہ ارکان ندوہ کو گالیاں دیں - اس نے صرف اصلاح کی وہ خواهش کی ' جسکا خود حکام ندوہ کو اعتراف ہے -

پس هم کو یقین کرنا چاهیے کہ جن بزرگوں نے دهلی میں یہ عظیم الشان خدمت انجام دیکے اس کام کو ایک عملی سرحد تک پہنچا دیا ہے ' انکے کام کی پوری عظمت عنقریب دنیا دیکھہ لیگی -

## ترجمہ اردو تفسیر کبیر

قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ - ادارۂ الهلال سے طلب کیجیے

ناخت و تاراج کر رہے ہیں مگر انہوں نے اپنی آنکھیں اسطرح بند کرلیں گویا ان خونریزیوں کا وجود ہی نہیں ہے یا جو کچھ ہو رہا ہے وہ عثمانی غیر عثمانیوں کے ساتھ کر رہے ہیں!

قدرتاً اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ فرانس کی رگ سیاست میں جنبش ہوئی - قبل اسکے کہ وہ مراکش کا لقمۂ گلوگیر نگل چکے، شام میں مستعمرانہ کوششوں کے از سر نو شروع کرنے کا پھر شوق پیدا ہوگیا - اس کے دوسرے حلیف یعنی اطالیا کا بحیرہ ابجین کے بارہ جزائر پر قبضہ اور اپنی سلطنت کی توسیع میں شبانہ روز سرگرم کوششیں سمند شوق کیلیے تازیانہ ہوگئیں، اور بالآخر فرانس کی سرگرمی میں غیر معمولی اضافہ ہوگیا - پس اگر ہم نے اس چشمۂ فساد کا دہانہ پہلے ہی بند کردیا ہوتا یعنی جرمنی کی مستعمرانہ کارروائیوں، اور جرمن یہودیوں کے تاخت و تاراج کے ساتھ تسامح و چشم پوشی نہ کی ہوتی، تو اغلباً اسقدر جلد یہ روز بد نہ دیکھنا پڑتا!

یہ تو ہماری سیاست خارجی کی ایک فاحش و شدید غلطی تھی، مگر ہم نے اس سے بھی شدید تر غلطی کی جو اگر نہ کی ہوتی تو اس غلطی کا تدارک ممکن ہوتا -

یہ ہماری سیاست داخلی کی غلطی ہے - عثمانی حکام نے اپنے فرائض کے انجام دینے میں ہمیشہ تغافل کیا۔ انہوں نے کبھی کوشش نہ کی کہ ملک میں بتدریج اصلاح ہو اور باشندے خود بھی فائدہ اٹھائیں اور حکومت کو بھی پہنچائیں، نیز دوسری طرف انکا تعلق دولت عثمانیہ سے بھی استوار و مستحکم ہو - یہی وہ اصلی کوتاہ عملی ہے جس کے سہارے پر فرانس کے وزیر اعظم کو یہ کہنے کا موقع ملا:

" فرانس شام میں اشاعت تعلیم کے لیے اٹھ کھڑا ہو - خصوصاً اسلیے کہ وہ یہ چاہتا تھا کہ شام سے ان ہجرت کرنے والوں کے سیلاب کو روکے جو وہاں کے باشندے ہیں اور جو ہمیشہ فرانس کے زیر حمایت رہینگے "

سچ یہ ہے کہ فرانس کو کیوں نہ ادعاء حمایت ہو جب کہ حالت یہ ہو کہ برازیل ( جنوب امریکا ) میں ۵ سو شامیوں کو مدت مدت پر حملے کا خطرہ ہو - وہ اپنی سلطنت سے خواستگار ہوں کہ انکی حمایت و اعانت کیلیے قسطنطنیہ میں معتمد برازیل سے گفتگو کرکے انکی جان و مال کی حفاظت کا انتظام کرایا جائے مگر انکی یہ درخواست حمایت و اعانت ناکام ہو - اسکے بعد وہ بعالم یاس و قنوط پیرس میں عثمانی ایوان تجارت کو لکھیں کہ حکومت فرانس سے کہو کہ مذہبی رشتہ کے نام پر ہماری دستگیری کرے، اور ہمیں اس مصیبت سے نجات دے - اس پر فرانسیسی حکومت فوراً مستعد ہو جاے، اور موسیو دومرج اپنے سفیر ریو دو جانیرو کو لکھکر انکی جان و مال کی حفاظت کا انتظام کرادیں!!

اسکے ساتھ ان ادبی اور سیاسی اشارات کو بھی ملا لیجیے جو شام میں فرانس کے بحری اور ہوائی جہازوں کی آمد اور ان کے عظیم الشان تزک و احتشام اور جوش و خروش کے ساتھ جلسوں کی زبان حال بیان کر رہی ہے -

نیاز آفندی ممبر مجلس اعیان عثمانی نے اخبار جون ترک میں لکھا ہے کہ ہماری غفلت اور فرانس کی فرصت شناسی کی یہ حالت ہے کہ جب کبھی ہماری طرف سے شامیوں کی حمایت میں ذرا بھی کوتاہی ہوتی ہے تو وہ فوراً انکی مدد کے لیے مستعد ہوجاتا ہے، اور وہ سب کچھ کردیتا ہے جو در اصل ہمارا فرض ہے - اسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اہل شام کے تعلقات فرانس کے ساتھ قوی اور ہمارے ساتھ کمزور ہو رہے ہیں -

مسئلۂ شام کا حقیقی راز اس واقعہ میں ہے کہ شام کی اصلی آبادی عیسائی اقوام کی ہے اور وہ پچاس برس سے برابر خفیہ سازشوں اور ریشہ دوانیوں میں مشغول ہے - وہ گو اپنے تئیں عثمانی کہتے ہیں اور دولۃ عثمانیہ کے تعلق کو ہمیشہ بڑی بڑی قسموں اور حلفوں کے ذریعہ ظاہر کرتے رہتے ہیں، لیکن عثمانی حکومت [illegible] مصیبت کا [illegible] سانپ اسدرجہ خطرناک ہے کہ اسے دودھ پلانا کبھی بھی مفید نہیں ہوسکتا، اور وہ گو آستین کے اندر رہتا ہے لیکن اسکے ڈسنے کی جگہ دل ہے اور [illegible] فرانس کو [illegible] موقعہ ملگیا کہ شامی عیسائیوں کی [illegible] اسکو اپنی جانب مائل کرلے [illegible] اور فرقۂ دروز کی [illegible] خونریزیوں نے بہت جلد اسکے مواقع بہم پہنچا دیے، اور شام میں فرانس کا سیاسی اقتدار قائم ہوگیا - اب وہاں کی تمام مسیحی آبادی اس وقت کا نہایت بیقراری سے انتظار کر رہی ہے جب وہ اسلامی خلافہ کی اطاعت سے آزاد ہو جائیگی، اور فرانس نے اسے یہ فریب دیدیا ہے کہ وہ اندرونی خود مختاری کے نام سے تحریک شروع کرکے فرانس کی اعانت سے فائدہ اٹھاسکتی ہے -

قسطنطنیہ کا جدید دار الصنائع

دولت علیہ کے جدید علمی اعمال میں سے [illegible] دار الصنائع ( فائن آرٹس گیلری ) کی یہ خوبصورت عمارت ہے جسکے دو [illegible] آجکل [illegible] شائع کیے [illegible] ہیں - ان میں وہ تمام بیش بہا صنائع جمع کی گئی ہیں جو دولت علیہ کے ممالک [illegible] و حال سے تعلق رکھتی ہیں -

البتہ اگر دولت عثمانیہ کو اندرونی اعمال کی فرصت ملتی اور سب سے زیادہ یہ کہ کاردان اور صادق النیہ اشخاص ہاتھ آتے تو وہ نہایت آسانی سے ان مواقع کو نابود کر دیتی جو مسیحی رعایا کو شور و شر کے بہانے بہم پہنچا دیتے ہیں - لیکن شکایتیں ہمیشہ پیدا ہوئیں اور انکے لیے بظاہر مسکین شامی کو فرانسیسی قنصل کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑا - نتیجہ یہ نکلا کہ فرانس کا سیاسی اثر علانیہ کام کرنے لگا اور اب وہ اپنے مقاصد کی تکمیل کیلیے زیادہ صبر کرتا نظر نہیں آتا!

آہ وہ فرصت زریں اور مہلت عظیم، جو سلطان عبد الحمید نے محض اپنی شخصیت کی حفاظت و بقا میں ضائع کردی، وہ ایک قرن کامل کا زمانہ ان تمام مفاسد کی اصلاح کیلیے کافی سے بھی زیادہ فرصت تھی!

" شام میں فرانس اپنے اثر کے پھیلانے ' اس اثر سے پیدا ہونے والے حقوق ' ان حقوق کی پیدا کی ہوئی قوت ' اور اشاعت تعلیم و تمدن کے ذریعہ اپنے اثر کی تائید و تقویت میں برابر سرگرم سعی کر رہا ہے - وہ ان تمام مختلف پہلوؤں میں فرق نہیں کریگا جو مشرق میں فرانسیسی تہذیب کی اشاعت کے لیے جائینگے - ان کی حفاظت و حمایت ہمیشہ اپنے مال اور قدرت سے کریگا " -

اس سے پہلے بیروت کے فرانسیسی قونصل موسیو کوجہ نے جو کچھہ کہا ہے ' وہ بھی سن لیجیے - گذشتہ ماہ فروری میں لبنان کا بطریق مارونی مغرب اقصی جا رہا تھا کیونکہ اسوقت فرانس کو شام سے زیادہ مغرب اقصی میں اسکی ضرورت تھی - اسکے وداعی جلسہ میں فرانسیسی قونصل نے بھی تقریر کی - اثناء تقریر میں اصلاح لبنان کے لیے بطریق مذکور کی خدمات جلیلہ و مساعی مشکورہ کا ذکر کرتے ہوے کہا :

" فرانس کا ممثل ( وکیل ) شام سے مغرب اقصی جا رہا ہے ' مگر وہ ایک آدمی ہے جو جاتا ہے - اسکی جگہ کوئی دوسرا آدمی

دولۂ علیہ کا تصویر آهنی پوش جہاز " سلطان عثمان " جو موجودہ عہد کا سب سے بڑا آهنی پوش ہے

آجائیگا - فرانس کی پالیسی نہ بدلی ہے اور نہ بدلیگی - قونصل آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں مگر ان کے جانے سے قونصل خانے میں تغیر نہیں ہوتا - وہ حسب دستور باقی رہتا ہے - میں جو کچھہ کہہ رہا ہوں اس کو باور کیجیے اور کوشش کیجیے کہ یہ جدائی ہمارے لیے زیادہ شاق نہ ہو "

یہ چند اقوال جو بطور نمونے کے آپنے پڑھے کسی اخبار کے ایڈیٹر ' یا اسکے مقامی مراسلہ نگار ' یا کسی چند روزہ قیام کے خیالات نہیں ہیں ' بلکہ ان لوگوں کے خیالات ہیں جو اپنے ساتھہ مسئولیت و ذمہ داری کا وزن اور حکومت کی تمثیل و ترجمانی کی اہمیت رکھتے ہیں - کیا اسکے بعد بھی کسی کو شک ہے کہ فرانس شام کے مسئلہ کو اب زیادہ توقف میں نہیں رکھنا چاہتا ؟

جیسا کہ ہم پہلے کہچکے ہیں ' اب تک دولہ علیہ کے ارباب سیاست کا اسلحۂ وحید دول کی سیاسی رقابت اور اختلاف مصالح تھا - یہی وہ سپر تھی جس پر انہوں نے یورپ کے حملوں کو روکا - اس بات پر ہم انہیں ملامت نہ کرتے اگر انہوں نے اس فرصت مغتنم کو ملک کی اصلاح و ترقی ' باشندوں کے جلب قلوب ' اور اغیار کی تدبیروں کی شکست میں بھی صرف کیا ہوتا ' اور آج باشندے بجاے اسکے کہ اپنے درمان و چارہ گری کے لیے اجانب و اغیار کے پاس جانے کا بہانہ نکالیں ' خود ہمارے ہی پاس آتے - لیکن افسوس کہ ان کوتاہ نظر و ناعاقبت اندیشوں نے اس سیاسی رقابت پر اسقدر اعتماد کیا کہ وہ اس اصل تدبیر سے بالکل غافل ہو رہے جس کے بعد اغیار کو اس سرسبز و شاداب حصہ ملک کی طرف نظر اٹھاکے دیکھنے کی بھی جرات نہ ہوتی !

یہ سپر جس پر ہم نے ہمیشہ اعتماد کیا اور جسکو اپنے بقاء و حیات کا دار و مدار قرار دیا ' اس کا وجود اب کہاں تک ہے ؟ اور وہ آیندہ کس حد تک ہمارے لیے مفید ہوسکتی ہے ؟ اس کا اندازہ ان فقروں سے ہوگا جو موجودہ یورپ کا سب سے بڑا ماہر سیاست ' یعنی سر ایڈورڈ گرے مارچ کے اول ہفتہ کے اجتماع پارلیمنٹ میں کہہ چکا ہے :

" فرانسیسی اخبارات یہ افواہ اڑا رہے ہیں کہ شام میں انگریزی دائرۂ اثر کے پیدا کرنے میں بعض انگریزی افسروں کا ہاتھہ ہے - لیکن اصل واقعہ وہی ہے جس کا اعلان میں اس سے پہلے کرچکا ہوں - میں نے نہایت سختی کے ساتھہ اس قسم کی ان تمام افواہوں کی تغلیط کی تھی جو ہماری طرف منسوب کیجاتی ہیں - ہم جانتے ہیں کہ شام میں فرانس کے اقتصادی مصالح کیا ہیں ؟ خصوصاً اسلیے کہ اسکی ریل وہاں موجود ہے - اسی لیے ہم ہر ایسی کوشش کو جسکا مقصد شام میں انگریزی دائرۂ اثر کا پیدا کرنا ہو ' ان تعلقات دوستانہ کے خلاف سمجھتے ہیں جو ہم میں اور فرانس میں قائم ہیں " -

اسکا صاف مطلب یہ ہے کہ مسئلۂ شام میں انگلستان فرانس کا ساتھہ دیچکا ہے اور اسکی حمایت کا فیصلہ کرچکا ہے -

ہماری راے میں آج شام کی جو حالت ہے ( جس پر ہر فرزند توحید کی آنکھیں اشک فشاں اور زبان حسرت سنج ہوگی ) ؛ یقیناً دولۂ عثمانیہ کی داخلی اور خارجی سیاست کی متعدد و مشترانہ غلطیوں کا نتیجہ ہے - حکومت نے فلسطین میں جرمنی کی مستعمرانہ (۱) سرگرمیوں کے ساتھہ غفلت کی اور حکام نے دیکھا جرمنی کے یہودی فلسطین کے عثمانی عیسائیوں اور مسلمانوں

(۱) نو آبادی کو عربی میں مستعمر کہتے ہیں -

## آثـار مـصـر

### اجپٹیا لـوجي

" ابوالهول " کي تمهيد ميں هم نے لکها تها که چند سلسله وار نمبروں ميں هم مصر کے ان عجيب و نادره روزگار آثار پر ايک نظر عام ڈالنا چاهتے هيں ' جنکی کشش شائقين آثار کو اکناف و اطراف عالم سے کهينچ کر قاهره لاتی هے - ابوالهول اس سلسله کی پہلي کڑي تهي -

آجکے نمبر ميں پانچ مجسموں کی تصويريں شائع کي جاتی ميں - يه تمام تصاوير مصر کے عجائب خانه ميں موجود هيں جسکو يورپ متفقه طور پر علم آثار مصر کي بہترين تعليمگاه تسليم کرتا هے -

ان ميں پہلی تصوير ايک ٹوٹے منارے کي هے جسکی چوٹی حال ميں نکلی هے - دوسري شاه امنيوفس ثالث کي هے - اسکے باپ کا نام توتھميس رابع هے - امينوفس کے حالات ايک محل کی شکسته ديواروں پر کنده ملے هيں - ان حالات کے ديکهنے سے معلوم هوتا هے که امينوفس فراعنه مصر کے اٹھارویں خاندان کا ايک جليل القدر ' اولوالعزم ' اور نامور تاجدار تها -

انهی کتبوں ميں لکها هے که امينوفس کے پيدا هونے سے پہلے مصر کے سب سے بڑے کاهن نے اسکي ماں کو بشارت دی تهی که تيرے يہاں ايک لڑکا پيدا هوگا - اور جب امينوفس پيدا هوا تو اس نے مکرر پيشينگوئی کي که يه اقبالمند و فرخنده انجام هوگا - اسکي قلمرو اتنی وسيع هوگی که آج تک کسي کی نہيں هوئي - وه سارے عالم کا مالک هوگا -

سنه ۱۳۰۹ قبل مسيح ميں امينوفس نے عنان حکومت هاتهه ميں لی اور درحقيقت وه ايک جليل القدر ' اولوالعزم ' اور وسيع الممالک بادشاه هوا - اس نے بہت سے مقامات خصوصا نوبه اور سودان پر فوجکشي کي اور کامياب و فيروزمند واپس آيا - ساز و سامان دنيوي اور قوت و شوکت مادي کے گهمنڈ ميں هميشه انسان نے يه بهلا ديا هے که اسکی حقيقت کيا هے اور جب کبهي اسے عظمت و بزرگي نصيب هوئي هے تو اس نے عبد سے معبود بننے کی کوشش کی هے -

امينوفس اپني عظمت و شوکت کے غرور ميں اسدرجه بد دماغ هوگيا که اپنے تئيں انسانيت سے ايک ارفع و اعلی هستی سمجهنے لگا اور اپنا لقب روس ( آفتاب ربيع ) اور شاه چار دانگ عالم رکها -

[ بقيه مضمون صفحه ۲۰ کا ]

## الهـلال :

اگر معاصر موصوف کي روايت صحيح هے تو اس خطرناک بے خبري پر جسقدر افسوس کيا جائے کم هے - ليکن پچهلے دنوں بعض عثماني جرائد ميں صرف انگريزي کمپنی کی اس خواهش کا ذکر کيا گيا تها نيز بوثوق لکها تها که دولت عثمانيه نے اسکو نا منظور کرديا - خدا نه کرے که اسکے بعد يه واقعه ظہور ميں آيا هو -

شاه امنيوفس ثالث فرعون مصر کے مجسمے کي تصوير جو عجائب خانه مصر ميں موجود هے

امينوفس کي جلالت و عظمت فتوحات ملکي تک محدود نه تهی بلکه اسکي زندگي کے بعض اور محير المعقول اعمال کا اثر بهي اسميں شريک تها - چنانچه اس نے ايک بت ايسا بنوايا تها جس سے طلوع آفتاب کے وقت آواز نکلتي تهي -

اس اجمال کی تفصيل يه هے که امينوفس نے رود نيل کے بائيں جانب ايک عبادت خانه بنوايا جسميں بہت سے بت تهے اور ايک خودنما بهی تها - يه بت ايسے پتهر سے تراش کے بنايا گيا تها جسکی طبعي خاصيت يه تهي که شبنم کے بعد جب اس پر آفتاب کی شعاعيں پڑتی تهيں تو اس ميں آواز پيدا هوجاتي تهي -

عرصه هوا که يه معبد برباد هوگيا - صرف دو بت باقي رهگئے تهے - ان ميں سے ايک تو سنه ۵۹۰ ه کے زلزله نے ضائع کرديا - اور دوسرا خود ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے هوگيا -

اسوقت جو تصوير آپکے پيش نظر هے ' وه انهيں دو بتوں ميں سے ايک کی هے - اسميں دهنی طرف اميدوس کی بيوي بيٹهي هے اور بائيں طرف خود امينوفس بيٹها هے - جن چبوتروں پر دونوں بيٹهے هيں انکے دونوں کناروں اور وسط ميں اسکی بيٹيوں اور لڑکوں کی بهی تصوير تهي - سنه ۱۹۰۶ اور ۸ - کے درميان ميں يه گروپ بالکل ٹکڑے ٹکڑے ملا تها جسکو ماهرين آثار نے جمع کرکے پهر اصلی شکل ميں جوڑ ديا اور جو حصے ضائع هوگئے تهے وه از سرنو تراش کے لگادیے -

دوسري تصوير رعمسيس ثاني کی هے جسکے متعلق يقين کيا جاتا هے که بنی اسرائيل کا ابتدائی عهد اسي کے عهد ظلم و استبداد ميں بسر هوا تها - چونکه اس کے مفصل حالات جلد سوم نمبر ۱۰ - ۱۱ ميں نکلچکے هيں اسلیے تفصيل کی ضرورت نہيں -

دير البحاري ( مصر ) ميں دو مجسمے ملے تهے ' ان ميں سے ايک اسپهبدر کا هے جو هيپر کا لڑکا تها اور دوسرا مرقع دو مقدس بهيڑوں کے سروں کا هے جو فراعنۂ مصر کي پرستشگاهوں ميں قربان کيے جاتے تهے -

اس مرقع کی آخري تصوير ايک گاے کی هے - يه بهي دير البحاري ميں ملی تهي - در اصل يه مصر کی ايک ديوي هے جو گاے کي شکل ميں هے - اس ديوي کا نام هيتهر تها -

يه مجسمه جو اپني کمال صناعی و رنگ سازي کی وجه سے ايک زنده وجود معلوم هوتا هے ' ايک قد نما گنبد ميں نصب هے - اس گاے کے تمام جسم پر هلکا هلکا زرد رنگ اور دونوں پہلوؤں پر سرخ رنگ لگايا گيا هے - اسکے علاوه جسم پر کئی پهول بهی هيں جنکی شکل نوک کی سي هے - سر کے نيچے بادشاه کي تصوير هے - گاے پر امنيفس ثاني لکها هے -

### ( ملاحظـات )

ان آثار کے شائع کرنے سے همارا مقصود صرف مصر کے بعض آثار عتيقه کی نسبت سرسري معلومات فراهم کرنا هي نہيں هے بلکه بعض اهم مقاصد بهي پيش نظر هيں:

( ۱ ) قرآن کريم کا طرز تعليم و ارشاد همارے عقيدے ميں يه هے که وه هر مقصود کيليے پہلے ايک اصول پيش کرتا هے اور پهر اسکے

## فلسطین

فلسطین میں دول یورپ کی مستعمرانہ کوششوں کی داستان ایک تفصیل طلب داستان ہے جسکو آئندہ نمبروں میں ہم پورے شرح بسط سے لکھیں گے۔

سلانیک سے " الاستقلال الاسرائیلی " نامی یہودیوں کا ایک پرچہ نکلتا ہے - اس نے " روس " نامی اخبار کے مراسلہ نگار بیت المقدس کا خط نقل کیا ہے جسمیں نہایت تفصیل کے ساتھ فلسطین میں روسی اثر پر بحث کی گئی ہے - اس خط کے آخر میں لکھا ہے کہ روسی قونصل کے ترجمان موسیو سلومیاک نے اس مراسلہ نگار سے کہا:

" حکومت روس کو چاہیے کہ استعمار فلسطین میں روسی یہودیوں کی ہر طرح معاونت و حوصلہ افزائی کرے ' کیونکہ اسکے ذریعہ ہم جرمنی کے سیلاب اثر کو روک سکیں گے "

ہماری بد بختی اور درماندگی کا عملی منظر یہ ہے کہ اپنے گھر میں بھی ذلیل و رسوا ہیں - وہ جو ہمارے محکوم ہیں اور خدا نے ہمیشہ کے لیے انکی پیشانی پر ذلت و مسکنت کا داغ لگا دیا ہے ' آج ہمیں خود ہمارے گھر کے اندر ذلیل و رسوا کر رہے ہیں !

یافہ کے ایک نوجوان تعلیم یافتہ نے ایک مفصل تار باب عالی کو بھیجا ہے ' جسمیں وہ لکھتا ہے :
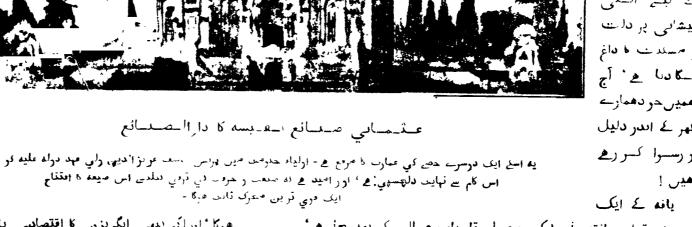
" صیہونی یہودیوں نے ' جنکی دولت عثمانیہ کے اندر ایک چھوٹی سی ریاست ہے ' تل ابیب کی نو آبادی کے اندر ایک قید خانہ بنایا ہے - اسمیں وہ ہر اس مسلمان کو قید کر دیتے ہیں جس نے کسی یہودی سے لڑائی ہو ' اور خواہ وہ حق ہی پر کیوں نہ ہو - سابق معاون نیابت نے ایک بدبخت مسلمان کو ان یہودیوں کے قید فرعونی سے نجات دلائی تھی ' مگر کوئی دائمی انتظام نہیں کیا "

اس تار میں اسی قسم کے جابرانہ و مغرورانہ واقعات کو تفصیل بیان کرنے کے بعد تار دینے والوں نے نہایت ادب کے ساتھ مگر پر زور سطروں میں لکھا ہے کہ اگر دولت عثمانیہ صیہونیوں کی نادیب و سرزنش سے عاجز ہے تو ہمیں کوئی جگہ بتائے کہ ہم ہجرت کرکے وہاں چلے جائیں ' ورنہ جسقدر جلد سے جلد ممکن ہو فوراً اسکی تدبیر کی جائے تاکہ یہ حد سے نہ بڑھیں - کیونکہ اگر حکومت نے فکر نہ کی اور یہ یونہیں بڑھتے رہے تو ملک کی آزادی اور دولت عثمانیہ کی عزت ' دونوں شدید ترین خطرہ میں پڑجائنگی -

## عـــراق

معاصر الحجاز لکھتا ہے :

لنچ نامی ایک انگریزی کمپنی نے دریاے فرات میں ایک چھوٹے اسٹیمر کے چلانے کے لیے سلطان عبد الحمید سے اس شرط پر حکم حاصل کیا تھا کہ اسٹیمر پر عثمانی علم نصب رہیگا - تھوڑے عرصہ کے بعد اس نے اسکیندر وسعت اختیار کی اور ایک چھوٹے اسٹیمر کی جگہ دو بڑے اسٹیمر بنوائے گئے جو دجلہ و فرات میں چلنے لگے - اسکے بعد اس نے عثمانی علم کو بھی خیر باد کہا اور اپنا قومی علم یعنی یونین جیک بلند کیا لیکن سلطان نے کچھہ خبر نہ لی - اسکے بعد اس نے ایک اسٹیمر اور بڑھا دیا - اس تیسرے اسٹیمر کے بعد پھر ایک اور اسٹیمر کا بھی اضافہ کیا گیا - جب پورے چار بڑے اسٹیمر ہوگئے تو اس نے چاہا کہ دجلہ و فرات میں جسقدر عثمانی اسٹیمر ہیں وہ سب کے سب خود خریدلے - اگر جرمنی نے مخالفت نہ کی ہوتی تو اس انگریزی کمپنی نے تمام عثمانی اسٹیمر لیلیے ہوتے کیونکہ سلطان عبد الحمید انکے فروخت کرنے پر راضی ہوگیا تھا -

حال کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ بالآخر اس کمپنی نے تمام عثمانی اسٹیمر خرید لیے ہیں - اب اگر دولت عثمانیہ ان اطراف میں اپنی فوج لیجانا چاہے تو اسکے پاس کوئی ذریعہ بجز انگریزی اسٹیمروں کے نہیں ہوگا ' اور اگر کبھی انگریزوں کا اقتصادی یا سیاسی مقصد گوارا نہ کرے کہ عثمانی فوج ان اطراف میں آئے تو دولت عثمانیہ کو بجز اسکے اور کوئی چارہ نہ ہوگا کہ فوج نہ بھیجے -

عثمانی صنائع نفیسہ کا دار الصنائع

یہ اسکے ایک دوسرے حصے کی عمارت کا مرقع ہے - اوائل حکومت میں پرنس یوسف عز الدین ' ولی عہد دولۃ علیہ کو اس کام سے نہایت دلچسپی ہے ' اور امید ہے کہ صنعت و حرفت کی ترقی کیلیے اس صیغہ کا افتتاح ایک بڑی ترین محرک ثابت ہوگا -

عراق کے ارباب قلم اس واقعہ سے بیحد بیچین ہیں اور حکومت کو ان عظیم الشان خطرات کی طرف متوجہ کر رہے ہیں جو اس کمپنی کے تنہا اختیارات سے پیدا ہوتے نظر آتے ہیں - وہ لکھتے ہیں کہ اس لنچ کمپنی کی حالت بالکل ایسٹ انڈیا کمپنی سے ملتی ہوئی ہے جو ایک تجارتی کمپنی کی طرح کام کرتے کرتے ایک دن تمام ہندوستان کی مالک ہوگئی - پس حکومت کو چاہیے کہ اسیوقت بیدار ہو ' ورنہ عراق کا بھی وہی حشر ہوگا جو ہندوستان کا ہوا !

اواخر اپریل میں بغداد ریلوے جاری ہو جائیگی - پہلے ہفتے میں ساحل فرات سے دو سو کیلومیٹر تک سامان لے جائیگی ' اور آئندہ مئی میں بغداد اور سامرا کے درمیان بھی چلنے لگیگی -

نو آبادی کی تمام سڑکوں کی گشت لگائی گئی تھی -

[ مقتبس از معاصر الحجاز ]

[ بقیہ مضمون کے لیے صفحہ ۲۱ دیکھیے ]

پس فراعنه کی عظمت و شوکت کے جسقدر آثار نکل رہے هیں ' انکے اندر ایک بہت بڑي عبرت و بصیرت پوشیده ہے ' اور انکا مطالعه ان لوگوں کیلیے خاص اهمیت رکهتا ہے جو قرآن حکیم کے تمثیلی بیانات کے حقائق کے متلاشي هیں - انسے ثابت هوتا ہے که وه کیسی عجیب و غریب انساني عظمتیں تهیں جنکے آگے شریعت الہیه پیش کي گئي اور اسکي نا فرماني کے نتائج الیمه سے ڈرایا گیا - پر انهوں نے سرکشي کي اور انکار کیا - پس بربادي آئی اور دائمي هلاکت نے قانون الہی کے وعید کو پیش کردیا - آج یورپ کی قوموں اور حکومتوں کو بهی مشرق کے مقابلے میں وهي حیثیت حاصل ہے جو فراعنه کو بني اسرائیل کے ساتهه تهي -

( ٢ ) یه ایک تاریخي مبہم ہے که حضرت یوسف کے زمانے میں کون فرعون تخت مصر پر تها جبکه بنی اسرائیل مصر میں آباد هوے ' اور پهر حضرت موسی کی پیدایش کس کے عہد میں هوئي ' اور وه کون تها جسکا مقابله اُنسے هوا اور بالآخر بحر احمر میں غرق هوا ؟

اکثر علماء آثار مصر یقین کرتے هیں که رعمسیس ثاني هي وه فرعون تها جسکے عہد میں بني اسرائیل پر سب سے زیاده مظالم هوے : یسومونکم سوء العذاب : یذبحون ابنائکم و یستحیون نسائکم و في ذلکم بلاء من ربکم عظیم -

اسکے حالات هم مع ایک بڑے مرقع کے پہلے بهي شائع کرچکے هیں -

لیکن وه فرعون جسکے عہد میں حضرة موسی نے پرورش پائي ' بظن غالب امیدوفس تها - کیونکه حال میں جو کتبے اسکے متعلق نکلے هیں ' انسے اُن تمام بیانات کی تصدیق هوتي ہے جو توراة میں بیان کیے گئے هیں - هم اس بارے میں تفصیلي بحث قصص بنی اسرائیل کے سلسلے میں کرینگے - صرف اسکے مجسمه کا عکس آجکی اشاعت میں شائع کردیتے هیں - اسکے حالات میں آپ پڑهچکے هیں که دریاے نیل کے کنارے ایک مندر بنایا تها اور اسکے بت کے اندر سے خود بخود آواز نکلتي تهي - توراة کے بیان سے بهي اسکي تصدیق هوتي ہے -

( ٣ ) گاے کي عظمت آرین اقوام کیلیے مخصوص سمجهي جاتي ہے - هندوستان کے سوا ایران کے آثار سے بهي اسکا پته چلتا ہے لیکن علماء آثار کے سامنے اب مصر بهي آگیا ہے اور ثابت هوتا ہے که یہاں بهي گاے کے وجود کو ایک خاص ناسوتي عظمت حاصل تهي -

( ٤ ) توراة میں لکها ہے که مصري اپنے مندروں میں بهیڑوں کي قرباني کرتے تهے - ان آثار میں قرباني کے دو بهیڑوں کي شکلیں موجود هیں -

فراعنه کي مقدس قرباني کے بهیڑوں کے دو سر جو مصري عجائب خانه میں [illegible] هیں

## مسئلۂ قیام الهلال

مسئله قیام الهلال جو الگے نمبروں میں شائع هوا اور هو رها ہے ' هر ناظر الهلال کیلیے اور خصوصاً خریداروں کیلیے نہایت رنجده ہے - کوئی خریدار ایسا نہوگا جو اسکے متعلق اپني ایک هی راے ظاهر کرنے کیلیے بیقرار نہو - میں اس قابل هي نہیں هوں که اس اهم مسئله کی نسبت کوئي راے ظاهر کروں -

لیکن جناب ان سب کو دیکهکر اور حالات قوم کو ملحوظ خاطر رکهکر اس سوال کا جواب عنایت فرمائیں که قیام الهلال کیواسطے حضرت کو مالي امداد کا لینا منظور نہیں - صرف اسقدر خواهش ہے که نئے خریدار جس سے جتنے هو سکیں بہم پہونچاکر تعداد مقرره پوري کردیجاے -

میں همیشه اس نیک کام اور مقدس فرض کا اراده کرتا رها هوں - مگر ایک خیال میرے اراده اور همت کو بالکل پست کر دیتا ہے - یعنی یه نئے خریدار جو هماري کوششوں کے نتائج هونگے - دائمي هونگے یا عارضي ؟

قوم کے حالات سے مجهکو دائمي هونیکا یقین آتا هي نہیں -

بلحاظ حالات کیا اسکا یقین هو سکتا ہے که قوم ایسے مقدس و محترم رساله کی خریداري کو ترجیح دیگی - یا " مسٹریز آف لنڈن " اور " حسن کے ڈاکو " کو -

واللہ باللہ ایک صحیح اور سچے واقعه کا شرمندگی کیساتهه اظهار کرتا هوں - ایک عنایت فرما کے روبرو قوم کا تمام دکهڑا رویا - الهلال کے حالات بیان کیے - اپنے قول کي تصدیق کیلیے اپنے پاس سے الهلال کو ایک روز و شب کیلیے جدا بهي کیا اور اوسکي مفارقت بامید انشاء الله گوارا کرکے اون حضرت کو دے بهي دیا که دیکهیے آپ مسلمان هیں اور اس رساله کي مقدس و پاک تعلیم سے بے بہره - آجکل کونسا مسلمان روزانه یا هفته وار تلاوت اور مطالعه دینیات کرتا ہے - اس رساله میں یه سب چیزیں اس خوبي سے آپکے روبرو پیش کی جاتی هیں که آپ گهنٹوں اور دنوں ان مضامین کو پڑهیے - مگر نه تو دل رکتا ہے اور نه هی طبیعت کو سیري هوتي ہے -

رعمسیس ثانی فرعون مصر کا بت

عملی نتائج کے متعلق یقین و بصیرت پیدا کرنے کیلیے کسی ایک قوم یا ایک فرد کی زندگی کے واقعات بطور نمونے کے بیان کرتا ہے - گویا اسکی ہر تعلیم اصول اور تجربہ دو چیزوں پر مبنی ہوتی ہے - جسقدر قصص قرآن کریم میں موجود ہیں ' سب کے سب اسی نہ کسی ایک اصولی تعلیم کو تجربہ گاہ عالم کے نتائج کی صورت میں ممثل و متشکل کرتے ہیں - الہلال میں باب تفسیر شروع ہوگیا تو یہ مطالب بتفصیل شائع ہونگے -

قرآن کریم نے ایک خاص اصولی تعلیم کیلیے فراعنۂ مصر اور بنی اسرائیل کی تاریخ کو لیا ہے اور جا بجا انکے واقعات و حالات اور نتائج و عبر پر زور دیا ہے -

اس تعلیم میں اصولی طور پر " قانون حیات و ممات اقوام و امم " کو واضح کیا گیا

ابسی اوفس ثالث فرعون مصر

ہے اور بتلایا ہے کہ محض علم و تمدن اور عظمت ملکی کسی قوم کیلیے وسیلۂ حیات نہیں ہوسکتی جب تک کہ وہ مفاسد اجتماعی و اخلاقی سے محفوظ نہو - قوائے مادیہ اور وسائل دنیویہ کا افراط اور اسکا گھمنڈ جب قوموں کو عبودیۃ الہی سے بے پروا کردیتا ہے تو اسکا لازمی نتیجہ شرو طغیان اور عدوان و معاصی کا ظہور ہوتا ہے جو بہت جلد انہیں ہلاکت تک پہنچا دیتا ہے - ظلم و استبداد اور شخصی حکمرانی کا غرور خدا کی مقدس طاقتوں کا مقابلہ کرنا ہے اور اسکا نتیجہ خسران ہے - ایک ظالم قوم مظلوم قوموں کو محکوم بنا کر کس طرح ذلیل و خوار کرتی ہے اور پھر خدا اسی محکوم قوم کے ہاتھوں کس طرح حاکموں سے انتقام لیتا ہے ؟ قومی محکومی اور غلامی ایک ایسا عذاب ہے جس سے بڑھکر خدا کے نزدیک انسان کیلیے کوئی شقاوت دنیوی نہیں - غلامی تمام انسانی صفات حسنہ سے قوموں کو محروم کردیتی ہے اور ہمت و سربلندی ' اولو العزمی و علو پسندی ' صبر و ثبات ' اور استقلال و جفا کشی ' نیز اسی طرح کے وہ تمام اخلاق حسنہ جو انسانیت کا مرتبۂ اعلی ہیں ' اُن قوموں کے اندر فنا ہو جاتے ہیں جو عرصے تک فاتح اقوام کی غلامی میں رہتے ہیں -

اِن تمام تعلیمات کیلیے قرآن کریم نے فراعنۂ مصر کی تمدنی ترقیات اور استبداد و ظلم کو نمونہ قرار دیا اور جابجا انکے حالات بیان کیے - قصص القرآن میں ایک سوال یہ سامنے آتا ہے کہ صرف فراعنہ ہی کو اس غرض کیلیے کیوں منتخب کیا گیا ؟ اسکے متعدد وجوہ و حکم ہیں - از انجملہ یہ کہ اِن تمام امور کی تمثیل کامل کیلیے کوئی ملک اس درجہ موزوں نہ تھا جیسا کہ مصر ' اور مصر کا سلسلۂ حکومت فراعنہ -

علم آثار مصر اسکی تصدیق کرتا ہے - کئی ہزار سال دنیا آگے بڑھگئی ہے - صدہا ارضی و بحری انقلابات ہوچکے ہیں جنہوں نے زمین کے گذشتہ خزائن کو نابود اور اُسکی سطح کو نئے آثار کیلیے صفحۂ سادہ بنا دیا - بڑی بڑی عظیم الشان قوموں کے خزائن عظمت ان انقلابات میں بہہ گئے ' اور اب ان سرزمینوں میں انکے وجود کا کوئی نشان نہیں جہاں کبھی سر بفلک عمارتوں کے اندر اپنے تئیں زمین کا سب سے بڑا مالک یقین کرتے تھے - تاہم تورات اور قرآن کی تصدیق کرنے کیلیے مصر کی حیرت انگیز سرزمین ابتک اپنے نشان ہائے عظمت و جبروت کے ساتھہ موجود ہے ' اور دنیا میں سب سے بڑا دار الآثار یقین کی جاتی ہے !

اسکے سر بفلک میناروں کو کوئی فنا نہ کرسکا جو ان لوگوں کی عظمت کی حی و قائم شہادت ہیں جنہوں نے بنی اسرائیل کو محکومی و غلامی کی زنجیروں سے مقید کیا تھا پر خود کو تباہی و ہلاکت سے آزاد نہ کرسکے - انکی مٹی کی ہوئی نعشیں ' انکے زمین دوز مقبرے ' اور انکے ناقابل تسخیر میناروں کے اندر کے کتبے اب تک صحیح و سالم موجود ہیں جو بتلاتے ہیں کہ وہ کیسی عظمت و جبروت ملکی و قومی تھی جو ان فراعنہ کو حاصل تھی مگر قانون الہی کی خلاف ورزی و سرکشی نے بالآخر اسطرح نابود و فنا کردیا کہ آج انکے جمع کیے ہوے پتھر اور تراشے ہوے بت موجود ہیں ' لیکن نہ تو انکی عظمت ہے جسکے غرور و باطل نے انہیں خدائے قدوس سے سرکش کردیا تھا ' اور نہ وہ قوت و حکومت ہی ہے جو خدا کے مظلوم بندوں کو اپنا غلام بناتی تھی اور انکے آگے خدا کی سی کبریائی کے ساتھہ نخوت غرور و طغیان تک جا پہنچتی تھی !

واستکبر هو و جنوده فی الارض بغیر الحق و ظنوا انهم الینا لا یرجعون - فاخذناه و جنوده فنبذناهم فی الیم ' فانظر کیف کان عاقبۃ الظالمین ! ( ۲۸ : ۳۱ )

ترجمہ — فرعون اور اسکی فوج نے ملک میں بغیر حق و قانون کے بہت سرکشی کی اور سمجھے کہ مرنے کے بعد انہیں جوابدہی کیلیے ہمارے سامنے نہیں آنا ہے - پس ہم نے فرعون اور اسکے گروہ کو اپنے عذاب میں گرفتار کرلیا اور دریا میں غرق کردیا - نظر عبرت سے دیکھو کہ ظلم کرنے والونکا انجام کار کیسا ہوتا ہے !

قربانی کے مقدس پتھروں کے ... کے بت دیر البحری ( مصر قدیم ) سے حال میں ملے ہیں

# مراسلات

افسوس اور سخت افسوس ! الهـلال کا پرچه همیشه باعث دلجمعي خاطر ناشاد و مونس و سهیم تنهائي ثابت هوا ' وه ایک قومي و مذهبي اخبار اور دیني واقفیت کا مجموعه ' معلم انشا پردازي و مضمون نگاري ' کلام الهي کا ترجمان ' مذهب اسلام کو از سر نو زنده کرنیوالا ' مسلم آبادي کا پاسبان ' اور نور بخش چشم مومنین و مسلمین هے لیکن اِس هفته کے نمبر نے وه جانکاه خبر سنائي جس نے دل هلا دیا اور دماغ کو پریشان کردیا -

یقین فرمالیں که اِس آخري نمبر کے دیکھنے سے وه بے چیني هوئی هے که بغیر اپنا فرض ادا کیے هوئے کسي طرح نهیں رهونگا اور هفته عشره میں ضرور دو چار خریدار پیدا کرکے حاضر کرونگا - ساتھه هی یه بهتر هوگا که الهلال کي سالانه قیمت میں بهي کچهه اضافه کردیا جائے - انشا الله اعلان کے هوتے هي بنده سب سے اول زر بکف نظر آئیگا -

الراقم حافظ عبد الغفار عفي عنه
سوداگر چرم دهاي دروازه - اجمیر

آج کا پرچه دیکھکر از حد رنج و غمگیني و پژمردگي پیدا هوئي - جناب نے تحریر فرمایا هے که جبتک دو هزار خریدار نئے پیدا نهوں الهلال کا جاري رهنا مشکل هے - جو کچهه آپنے فرمایا هے بجا هے - کیونکه بنسبت آوروں کے جناب پر اسکا بوجهه بهی بهت بهاري هے - میں پہلے هي خدمت اقدس میں عرض کیا تها که حسب حیثیت سالانه کي پیشکش کو منظور فرمایں - میرے طرف سے آپ آینده پرچه میں درج کردیں که نئے خریدار جهاں تک هوسکے پیدا کیے جائیں ' مگر جن جن صاحبوں کي خدمت میں پرچه پهونچتا هے وه الهلال بجاے آٹهه روپیه سالانه کے ۱۶ روپیه ادا کریں ' بوابسي ڈاک جناب ایک پیسے کا کارڈ تحریر فرمایں تو بنده یه سال جو شروع هوا هے اسکے باقي ۸ روپیه جناب کي خدمت میں روانه کردے -

حکیم ملک امام الدین کلے زئی شفاخانه مسیح - قصور

## الهـلال کي ششماهی مجلدات

### قیمت میں تخفیف

الهلال کي شش ماهي جلدیں مرتب و مجلد هونے کے بعد نهه روپیه میں فروخت هوتي نهیں لیکن اب اس خیال سے نفع عام هو ' اسکي قیمت صرف پانچ روپیه کردي گئي هے -

الهلال کي دوسري اور تیسري جلد مکمل موجود هے - جلد نهایت خوبصورت ولایتي کپڑے کي - پشته پر سنهري حرفوں میں الهلال منقش - پانچ سو صفحوں سے زیاده کي ایک ضخیم کتاب جسمیں سو سے زیاده هاف ٹون تصویریں بهي هیں - کاغذ اور چهپائي کي خوبي محتاج بیان نهیں اور مطالب کے متعلق ملک کا عام فیصله بس کرتا هے - ان سب خوبیوں پر پانچ روپیه کچهه ایسي زیاده قیمت نهیں هے - بهت کم جلدیں باقي رهگئي هیں -

( منیجر )

## نظارة المعارف دهلی کی مجوزه تحریک

اسوقت اسلام اور مسیحیت میں جو زبردست اور خطرناک معنوي معرکه آرائیاں هو رهي هیں انهیں دیکھکر بلا شبهه یه خیال پیدا هوتا هے که چند دنوں کے بعد ان دونوں مذهبوں میں سے کسي ایک کا مطلع بقا ضرور مکدر هونے والا هے - خصوصاً فرزندان اسلام کي باهمي جنگ و جدال اور نا اتفاقي - پهر اسلام اور اوسکي اشاعت سے بے توجهي اور اصلاحي قوت کو بے موقع و محل صرف کرنے اور غیر ضروري مواقع پر حمیت و غیرت کے جوش دکهلانے اور اسلام پر زر و مال کے نثار کرنے میں بخل اور تنگ نظري سے کام لینے کے مشاهدات و واقعات - ان سبکو مد نظر رکھنے سے معامله کي صورت اور زیاده خطرناک هوجاتي هے -

ایسے عهد پر آشوب میں اگر فرزندان اسلام کي مذهبي رگوں میں غیرت و حمیت کا خون جوش مارے اور اونکو جان و مال سے اپنے مذهب و ملت کی حمایت اور اشاعت پر آماده کردے ' تو ایسے پر جوش اور غیور مسلمانونکا تهه دل سے خیر مقدم ادا کرنا ضروري هے - مدینه بجنور مورخه ۲۶ ربیع الاول میں " بلاد عربیه میں اشاعت اسلام " کا عنوان دیکهکر مجهے نهایت خوشی هوئي - خصوصاً جب اس اهم تحریک کو ایک عالم مذهب کے دماغ کا نتیجه کها جاتا هے ' اور پهر قوم کے اون افراد کو جنکے قبضه میں موجوده مسلمانان هند کے ایک معتدبه طبقه کی باگ سمجهي جاتي هے ' اس تحریک کا نه صرف موجد بلکه سر پرست بتایا جاتا هے -

لیکن اسوقت هم نهایت بے تعصبی اور نیک نیتي سے مولانا عبید الله صاحب اور قوم کے ان برگزیده افراد کو جنکا نام نامي هم اس تحریک کے مویدین اور سر پرستوں میں لکها هوا دیکھتے هیں ' مخاطب کرکے چند سوالات کرنا چاهتے هیں ' اور اس تحریک کے بعض پہلوں پر ارادي مگر حق پرستی سے نظر ڈالتے هوے یه دریافت کرنے کی جرأت کرتے هیں که کیا اشاعت اسلام کے تمام پهلوؤں پر غور کر لینے کے بعد یه تحریک قوم کے سامنے پیش کي گئي هے ؟

اس وقت جو تحریک مسلمانوں سے ایکئي هے وه انگلستان میں خواجه کمال الدین کی تحریک اشاعت اسلام کو تقویت پهونچانے کیلیے مسٹر انیس احمد و ڈاکٹر محمد علي شاه کا بهیجا جانا هے جنکے دو ساله صرفه کی مقدار تیس هزار روپیه بتائي گئي هے - اس تحریک میں مندرجه ذیل امور قابل غور هیں :

( ۱ ) یه تحریک بدانه کیسي هے ؟ یعني مسٹر انیس احمد و ڈاکٹر محمد علي شاه کو لنڈن میں خواجه کمال الدین کے ساتهه ملکر کام کرنے کیلیے بهیجنا چاهیے یا نهیں ؟

( ۲ ) مسٹر انیس احمد و ڈاکٹر محمد علی شاه اپني مفوضه خدمت کو پورے طور پر انجام دیسکنے کے قابل هیں یا نهیں ؟

ان سوالات پر غور کرنے کیلیے پہلے ایک اور سوال کا جواب دے لینا چاهیے یعنی اس وقت لنڈن یا دیگر ممالک میں تبلیغ اسلام

تین روز امید و بیم کي حالت میں کامیابي و ناکامیابی کے تصور میں کٹے - اسکے بعد اون حضرت سے جا کردریافت کیا تو انھوں نے جوابدیا کہ " ابھي تو مجھے مسٹریز آف دي کورٹ آف لنڈن کی ضرورت ہے جسکا اشتہار الهلال میں شایع ہوتا ہے پہلے وہ منگوا دیجیے" مجھکو سکتہ ہوگیا -

اب بتلایے کہ جس قوم کي یہ حالت ہو' اس قوم کي نسبت کیونکر یقین ہو سکتا ہے کہ دایمي خریداري قبول ہوگی - پہلے مجھے اسکا خیال ہی خیال تھا ' اب واقعہ مذکورہ بالا سے یقین ہوگیا -

آپ الهــلال کی قیمت میں ایک پائي کا اضافہ منظور نہ فرمائیے - مگر جو صاحبان اولوالعزم خود اِضافــہ کرنا چاهیں' آپ کیوں أنہیں روکتے هیں؟ کیا یہ ممنوع ہے؟ قاعدہ کی بات ہے کہ جو شخص جس سے خوش ہوگا یا فائدہ اٹھا ئیگا اسکے قیام و بقا کا بھي خواهشمند ہوگا ' اگر اضافۂ قیمت الهــلال نا منظور ہے تو وہ طریقــہ بتــلائیے جس سے دائمي اور قابل اعتماد خریدار الهــلال کیواسطے با اینهمہ اوصاف اس قوم کے مجھکو دستیاب ہو سکیں' اور ان پر پورا بھروسہ بھي ہو سکے - فقط

راقم طالب جواب - نمبر ۲۸۳ - حیدر آباد دکن

دو ہزار نئے خریدار پیدا کرانیکي کوشش کے متعلق آپکا اطلاع نامہ دیکھکر بہت جي چاها کہ میں بھي اسمیں حصہ لوں' مگر خوبي قسمت سے همارا خاندان لوگونکي نظروں میں ایسا مبغوض ہے کہ کسي پر کچھہ اثر نہیں ہوسکتا - دوگنی قیمت پر ایک پرچہ خریدنا آپ کے منشا کے خلاف ہے - لہذا یہ صورت ہو سکتي ہے کہ ایک اور پرچہ اپنے هي نام پر جاري کراؤں اور اوسکي قیمت کے آٹھہ روپیہ ادا کردوں - لہذا اس خط کے دیکھتے هي ایک اور پرچہ میرے نام بذریعہ ویلو روانہ فرما دیں آٹھہ روپیہ وصول فرمالیں' اور دونوں پرچے ایک هي پیکٹ میں یا علحدہ علحدہ جیسا مناسب ہو ارسال فرماتے رهیں - عین نوازش ہوگي -

ابراهیم ولد شیخ صاحب مدعو از بھونڈي بمبئي

## الهــــلال :

جزاکم اللہ - آپکی محبت دیني اور جوش ملي کا شکر گذار ہوں - لیکن اسے کیونکر گوارا کروں کہ آپ نقصان اٹھا کر بیکار دوسرا پرچہ خریدیں؟ افسوس ہے کہ آپکي فرمایش کي تعمیل نہ کي جاسکي -

سردست پانچ خریدار حاضر هیں - انشاء اللہ ۲۵ خریداروں تک عنقریب اپني سعي کو پہنچاونگا - سخت نادم ہوں کہ بعض کاروباري جھگڑوں کي وجہ سے دیر ہوگئي -

سید طہور حسن - ضلع محبوب نگر - دکن -

## اطـــــلاع ثـــاني

چند غیر معمولي وجہوں سے انجمن اصــلاح المسلمین - قصــبہ گنیشپور - ضلع بستي نے اپنی جلسہ کے تاریخ میں بجائے ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ - مئي ســــنہ ۱۹۱۴ ع کے ۲۹ - ۳۰ - ۳۱ - مئي سنہ ۱۹۱۴ ع قرار دیا ہے - استدعا ہے کہ برادران اسلام شریک ہوکر اراکین انجمن کو موقعہ شکر گذاري عطا فرمالیں -

ابو محمد - ابوالاعجــاز - عرشي - سکریٹري -
انجمن اصــلاح المسلمین قصبہ گنیشپور -
ضلع - بستي - پوسٹ صدر - یو - پي

### قابل توجہ عمـــوم مسلمـــانان هنـــد

ملک میں مدت سے ترقي کا غلغلہ بلند تھا - اخبار بھي جاري تھے اور اپنے اپنے حوصلہ کے موافق قوم کي خدمت کیلیے جد و جہد میں مصروف تھے - مذهبی' علمي' اور پولیٹیکل مجلسوں کو نازتھا کہ قومی فلاح و بہبودي کا حل صرف انھي کي کوششوں پر منحصر ہے - یہ سب کچھہ تھا مگر قوم پر بیخودي کي ایک کیفیت طاري تھی اسکا مستقبل نہایت تیرہ و تار ہورها تھا - هر طرف سے مشکلات احاطہ کیے ہوے تھے - نہ لیڈران قوم هي اپنے فرائض سے آگاہ تھے اور نہ قوم هي یہ جانتي تھي کہ لیڈروں سے کسطرح کام لیا جاتا ہے - افراد قوم کے دلونمیں تخم عمل کي کاشت تو کیگئي تھی مگر در وقت آبیاري کے نہونیکی وجہہ سے شجر عمل نمودار ہوکر خشک ہوچکا تھا -

یکایک رفتــار زمانہ نے کروٹ بدلی - پولیٹکل حقوق کے حصول میں پوري قوت صرف کیجانے لگي - قوم کو اپنی قوت کا اندازہ ہوگیا - شجر عمل جو خشک ہوچلا تھا اب تر و تازہ ہو چلا - بظاہر اس فوري انقلاب کي کوئی صریح وجہہ معلوم نہیں ہوتي - قوم کے طرز عمل میں ابتک کوئي عظیم الشان تبدیلي واقع نہیں ہوئی ہے' اور لیڈروں نے اپنے پروگرام میں بھی کچھہ تغیر نہیں کیا ہے - اب بھي همارے خیالات اسي آب و هوا میں نشو و نما پا رہے هیں جسمیں کہ اس سے پہلے نشو و نما پاتے تھے - هاں اتني تبدیلی ضرور ہوئی ہے کہ سنہ ۱۹۱۲ ع سے دعوت صداے الهلال کی شکل میں نمودار ہوئی جسنے قوم کے دلونسے وہ زنگ دور کردیا جو برسونکی جمود اور غفلت نے پیدا کررکھا تھا ' اور جسکی پر تاثیر تحریرات نے اهل ملک کے دلوں کو مسخر کر ڈالا - هر دل نے نہایت خلوص کیساتھہ اسکا خیر مقدم کیا اسکے ایک هاتھہ میں مذهب اور دوسرے میں سیاست تھي - اسنے ان دنوں میں اسکي تطبیق کي کہ ارباب دانش وعلم و فضل کو بھي سواے تسلیم کے چارہ نرها - استبداد اور غلامي کی بوجھل بیڑیوں سے قوم کے پاؤں آزاد ہوگئے' اور حریت اور مساوات کا سبق هر متنفس کي زبان پر جاري ہوگیا - اگر یہ سچ ہے تو اے برادران ملت ! کیا تم نہیں چاهتے کہ اس دعوت الهي کا سلسلہ اسیطرح جاري رہے؟ اور کیا تمہیں اب اسکي ضرورت نہیں رهی؟

گو یہ بالکل سچ ہے کہ الهلال نے اپني پہلی منزل طے کرلی ہے مگر ابھي اسکو اور کئي منزلیں طے کرنا ہے' اور ایسے صدها معاملات هیں جنکي رهنمائي کیلیے صرف الهلال هی کي ضرورت ہے - اگر همنے مثل دیگر امور کے الهلال کے معاملہ کو بھي طاق نسیان کے سپرد کردیا تو اپنے هاتھوں ایک ایسے قابل قدر شی کو کھو دینگے جسکی تلافي شاید آئندہ کبھی نہ ہوسکے -

خاکسار محمد عبد اللہ - سکریٹري انجمن اصلاح تمدن - واندبر دکن

مسئلہ قیام الهــلال کے آخري فیصلہ سے موثر ہوکر اور اهل جزاء الاحسان إلا الاحسان کے حکم کي تعمیل کرتے ہوئے ملتمس ہوں کہ بالفعــل مفصل ذیل چار اصحاب کے نام پرچــہ موصوف بذریعہ وي - پي روانہ فرما دیں -

ایسے بے ریا اور حق پرست رسالہ کي جو سر بسر قرآن پاک کے احکام کي تعمیل کی دعوت دیتا ہے جان و دل اور ایمان و ارواح سے خدمت کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں -

حکیم محمد اشفاق - هاسپٹل اسسٹنٹ - هاتھي دروازہ - امرتسر

# مکتــوب لنـــدن

## مسلمـــانوں کا ڈیپوٹیشـــن

از مشیر حسین قدوائي اسکوائر بیرسٹر اٹ لا - نزیل لندن

کون کہتا ہے که مسلمانوں میں اختراعي قابلیت باقي نہیں رہي ؟ اُس سے کہو کہ مسلمانوں کي اس جدت طرازي کو دیکھے که محض اظہار وفاداري و عقیدت کیشي کے لیے ہندوستان کے گوشه گوشه سے بڈھے اور جوانوں کا ایک ڈیپوٹیشن مرتب ہوا - کیسا اختراع اور کیسا حسن انتظام ؟ پھر کس صنعت سے مرصع کاري کي ؟

ایڈریس کے لکھنے والوں کو اس طباعي و صورت آفریني کا خود بھي غرور ہے اور فخر کے ساتھه اسکا ذکر کیا ہے که یه ہم نے ایک غیر معمولي بات کي ہے' اور محض اسلیے کي ہے که کوئي چیز ہمکو اِس سے زیادہ عزیز نہیں که ہماري وفاداري تسلیم کي جاے -

عام خیال تھا که خدا کي تمام خلقت میں صرف ایک ہي قسم کے جانور کو یه بے غیرتي بخشي گئي ہے که اوسکا مالک اوسے چاہے جوتیوں سے مارے' تب بھي وہ قدموں ہي پر لوٹتا رہیگا - یه خیال اس حد تک ایشیائیوں پر غالب ہوا که غریب کتے کو اس خصلت کے باعث بد ترین مخلوق سمجھنے لگے - اونکے نزدیک سب سے جانور بھي اس انتہائي وفاداری کے جوش سے معرا ہیں -

لیکن کچھه زمانه ہوا که ایک ایسے وجود نے جسکے عقیدت کیش اسے اشرف المخلوقات میں بھي اشرف تر شمار کرتے تھے' ہندوستان میں ایسي ہي وفاداری کو رواج دیا' اور بہت سے انسان نماؤں نے اسکو اختیار کیا - بلکه اُس طبقه اشرف المخلوقات کي یه پالیسي قرار پاگئي' جسکو سب سے زیادہ واقعي اشرف و ممتاز ہونا چاہیے تھا اگر وہ اپنے مذہب کا واقعي پابند ہوتا -

اب تھوڑے عرصه سے یه خیال ہو چلا تھا که وہ طبقه اپني حالت سے کچھه نه کچھه باخبر ہو گیا ہے' اور اپنے شعار حقیقي پر چلنے کا خیال کچھه نه کچھه اسمیں آچلا ہے - لیکن اس نئي اپیل نے ثابت کر دیا که وہ خیال غلط تھا -

جو شخص ایڈریس پر دستخط کرنے والوں کي فہرست پڑھیگا اسکو حیرت نه ہوگي - اسلیے که اُسمیں بعض بعض ایسے نام ملینگے جو اپنے کو سگان وفا پیشه کي جگه شیران سربلند کا ہم مثال سمجھتے تھے - مگر بقول غالب :

میرے تغییر رنگ پر مت جا
انقلابات ہیں زمانے کے

میں نے ایڈریس کو غور سے پڑھا' مگر مجھے اُسمیں ایک جمله' ایک لفظ بھي ایسا معلوم نه ہوا جس سے میں یه قیاس کرسکتا که یه مسلمانوں کا ایڈریس ہے - بہت سے لوگ تو اُسمیں ایسے تھے جنہوں نے یه سن لیا ہوگا که رسول الله صلعم نے ایک موقع پر فرمایا تھا که اگر حبشي غلام بھي مسلمانوں پر حکمران مقرر ہو تو اوسکي اطاعت اُنہیں کرنا چاہیے(۱) - یه حدیث اونکے نزدیک انکي اس قسم کي وفاداري کو جائز کردیتي ہے' بلکه بحیثیت مسلمان اونپر فرض کردیتي ہے - ایسے خوش عقیدہ مگر جہالت مآب شرکاء وفد بہت تھے' اور اونسے باز پرس کي کوئي وجه نہیں - دعا ہے که خدا انکي جہالت کو دفع کرے - لیکن میں اُن شخصوں میں شمس العلماؤں

[(۱) قطع نظر اس حدیث کي حقیقت و اصلیت کے' اس سے یه کہاں ثابت ہوتا ہے که حبشي غیر مسلم بھي ہو ؟ کیا ایک حبشي مسلمان حکمراں نہیں ہو سکتا ؟]

اور فرنگي محلیوں کو بھي پاتا ہوں' اور اونسے پوچھتا ہوں که اونہوں نے ایڈریس کا ترجمه سن لیا تھا که نہیں ؟ اونکو اگر بھول گیا ہو تو میں حضرت عمر رضي الله عنه کا ایک واقعه یاد دلاتا ہوں - جب آپنے لوگوں سے کہا که اگر میں کجروي کروں تو تم میرے ساتھه کیا برتاؤ کروگے ؟ مسلمانوں نے جواب دیا که ہم تمکو تکلے کي طرح سیدھا کردیں گے - یه اسلامي وفاداري تھي !

کیا میرے مخدوم مولانا عبد الباري صاحب اور شمس العلماء مولانا شبلي نعماني صاحب کو بھی اُس وفاداري کا حال معلوم نه تھا جسکي خدا قران میں تعلیم دیتا ہے' اور جسکي رسول خدا نے اور اصحاب رسول نے اپنے امثال و اعمال سے تعلیم دي تھي ؟

کیا وہ وھي وفاداري تھی جسکا ذکر ایڈریس میں تھا' اور جسپر ان حضرات نے دستخط کیے تھے ؟

مولانا ابو الکلام نے الهلال میں اسپر تعجب کیا ہے که لارڈ ہارڈنگ نے اسلام کے ارکان میں سے خداے واحد کی پرستش کے ساتھه بادشاہ کي وفاداري کیوں قرار دي ؟

میں اُنسے کہتا ہوں که وہ اسکا جواب اِسے مانگیں - اور نہیں تو مولانا شبلي نعماني وغیرہ تو ضرور دیں - انہیں لوگوں کے دستخطوں نے دھوکا دیا - الله ان پر رحم کرے - میں کہتا ہوں که ایڈریس کے ایک لفظ سے بھي یه نہیں ظاہر ہوتا که یه واقعي مسلمانوں کا ایڈریس ہے - لارڈ ہارڈنگ کو صد آفریں که اونکے جواب سے اس بات کي کچھه بو آتي ہے که وہ مسلمانوں کے ایڈریس کا جواب دے رہے ہیں - کم سے کم اونکے آخري جمله کے اُس حصه سے تو ضرور' جہاں اُنہوں نے مسلمانوں کے خاص شعار خدا کي وحدانیت کا اشارہ کیا ہے - مگر ایڈریس میں تو کہیں اسکا بھي اشارہ نہیں ہے -

لارڈ ہارڈنگ نے خود ہي مقدس مقامات اسلامي کي حرمت و عزت کا بھی ذکر کیا ہے - مسلمانوں کا ایڈریس کسی ایسے ذکر سے بھي خالي ہے !

مجھے ایڈریس کے دستخط کرنے والوں میں جہاں بہت سے ناموں کے نه ہونے پر تعجب ہوا وہاں کم سے کم دو ناموں کے ہونے پر تو بڑا ہي تعجب ہوا - وہ دو نام یه ہیں :

( ۱ ) مولانا عبد الباري صاحب فرنگي محل -

( ۲ ) شوکت علي صاحب معتمد خادم الخدام انجمن خدام کعبه -

مجھے اِن دو ناموں پر تعجب خاصکر اسلیے ہوا که یه انجمن خدام کعبه کے عہدہ دار ہیں -

مولانا عبد الباري صاحب کے نام کے آگے اونکا عہدہ نہیں لکھا گیا ہے - اسلیے میں اسپر نکته چیني نہیں کرتا - بحیثیت فرنگي محلل کے ایک عالم ہونے کے اگر اُنہوں نے اسکا ارادہ کرلیا ہے که وہ اس قابل عزت جگه کي بے عزتي کریں تو اُن لوگوں کو افسوس ضرور ہوگا جو فرنگي محل کو ہمیشه عزت کي نظر سے دیکھتے رہنا چاہتے تھے - کاش وہ مولانا ناصر حسین صاحب اور دیگر شیعه مجتہدین و علماء ہي سے سبق لیتے' جنمیں سے ایک کا نام بھي دستخط کرنے والوں میں نہیں ہے - مجھے مولانا عبد الباري صاحب پر بہت افسوس ہے - مگر میں شوکت علي صاحب پر اس سے بھي سخت اعتراض کیے بغیر نہیں رہ سکتا' اسلیے که اونہوں نے اپنے نام کے آگے معتمد خدام الکعبه لکھنے کي دلیري فرمائي ہے -

جسوقت اونہوں نے انجمن خدام الکعبه کي خدمت کا حلف اُٹھایا تھا اور عہدے دار مقرر ہوے تھے' اُسوقت میں یه سمجھا تھا که اُسوقت تک تو انسان کي رضا جوئی سے مستغنی ہو جائینگے جب تک که وہ اِس انجمن کے عہدے دار ہیں -

# ریاست بھوپال اور مسئلۂ ندوہ

جناب من تسلیم -

یہ امر بالکل غلط ہے کہ مولانا شبلی کی تحریک پر بھوپال کی امداد بند ہوئی - میں پورے وثوق اور کامل معلومات کی بنا پر یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں - اسی طرح یہ امر بھی غلط ہے اور قطعی غلط ہے کہ مولانا نے ہر ہائنس حضور سرکار عالیہ دام اقبالہا کو ندوہ کے معاملات پر توجہ دلائی' یا یہاں کے قیام میں اس کے متعلق نکتہ چینیاں یا برائیاں کیں - مولانا اپنے اثنائے قیام میں غالباً دو تین دفعہ باریاب ہوے اور سوا تذکرۂ سیرۃ اور علمی مباحث و مسائل کے کوئی امر معرض بحث میں نہیں آیا - ان مواقع پر اول سے آخر تک میں خود بھی ساتھ رہا ہوں - میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ جب مولانا کو اس بات کا علم ہوا کہ ہر ہائنس لکھنؤ تشریف لانے والی ہیں' تو انہوں نے اس امر کی پوری کوشش کی کہ حضور ممدوحہ ندوۃ العلما کا معائنہ فرمائیں اور طلبا و اساتذہ اور جماعت منتظمہ کو استقبال کا موقع عطا کریں -

واقعہ یہ ہے کہ ہرہائنس تمام ملکی اور بالخصوص قومی معاملات سے واقف رہتی ہیں - وہ خود اخبارات ملاحظہ فرماتی ہیں اور ان کو جزئی سے جزئی اختلافات کا بھی حال معلوم رہتا ہے جس کا اندازہ پبلک نے اسٹریچی ہال کی مشہور اسپیچ سے کرلیا ہوگا' اور ان خاص اصحاب کو جن کے ہاتھوں میں کالج کا نظم و نسق ہے پرائیویٹ گفتگوؤں سے جو مختلف اوقات میں اور مختلف اصحاب سے برابر تین دن تک ہوئیں' خود اندازہ ہوگیا ہوگا -

حضور ممدوحہ کا یہ خیال ضرور ہے کہ جن مدارس اور قومی انسٹیٹیوشنوں کو وہ امداد عطا فرماتی ہیں ان کے متعلق حالات بھی معلوم کریں' اور اس بات کا اندازہ فرمائیں کہ جو روپیہ عطا دیا جاتا ہے اسکا مصرف کس طور پر ہے' اور آیا اس سے وہ فائدہ حاصل ہوتا ہے یا نہیں جس فائدہ کیلیے روپیہ دیا جاتا ہے ؟

ندوہ کے متعلق جسقدر مضامین اخبارات میں شائع ہوے وہ ضرور ایسے تھے کہ انسے بے اطمینانی پیدا ہو' اور پھر جبکہ مطالبہ اصلاح کیلیے زیر صدارت مولوی نظام الدین حسن صاحب ایک انجمن بھی قائم ہوئی' تو میں نہیں سمجھتا کہ کونسی وجہ ہوسکتی ہے کہ ندوہ کی بد نظمیوں کے متعلق شبہ نہ کیا جاتا -

میں یہ بھی پورے زور اور یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مولانا ابوالکلام آزاد بھی اس الزام سے اسی قدر اور اسیطرح بری ہیں جسقدر اور جسطرح کہ خود مولانا خلیل الرحمان صاحب ہوسکتے ہیں -

مجھے امید ہے کہ آپ مندرجہ بالا سطور کو جو میں اپنی ذاتی حیثیت سے لکھہ رہا ہوں' اپنے معزز اخبار میں شائع فرماکر ممنون فرمائینگے -

خادم محمد امین مہتمم تاریخ - ریاست بھوپال

# کھلی چٹھی کا جواب

از ناظم نظارۃ المعارف

میری جمعیۃ الانصار سے علحدگی اور نظارۃ المعارف کے قائم ہونے پر جس قدر سوالات بعض اراکین جمعیۃ الانصار یا دیگر حضرات کی طرف سے اخبارات میں شائع ہو رہے ہیں اونکے جوابات میری طرف سے صرف اسلیے نہیں دیے گئے کہ میں اس قسم کے مناقشات کا صحیح اور مفید حل یہی تصور کرتا ہوں کہ بذریعہ تحکیم فیصلہ کرا لیا جاے - دفتر جمعیۃ الانصار کے جلسہ انتظامیہ کا فیصلہ میرے پاس القاسم کے نمبر صفر سے پہلے نہیں پہنچا - القاسم دیکھہ کر میں دیوبند گیا' اور مولانا حبیب الرحمن صاحب امیر جمعیۃ الانصار کی خدمت میں دارالعلوم کی مجلس اعلی ( الجامعۃ القاسمیہ ) تک مرافعہ کی درخواست پیش کی - اسکا جواب نہ ملنے پر المشیر مراد آباد میں اسکی نقل شائع کرائی - اسکے سکوت دیکھہ کر فقط ایک درجہ کوشش کا باقی نظر آتا ہے یعنی الجامعۃ القاسمیہ کے معظم اراکین خصوصاً مولانا اشرف علی صاحب اور مولانا عبد الرحیم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ معاملہ پیش کروں - اگر خدا نخواستہ میرا یہ مرافعہ قابل سماعت نہ سمجھا گیا' تو ممکن ہے کہ واقعات کا ایک حصہ اخبارات میں بھیجدوں -

عبید اللہ - سابق ناظم " جمعیۃ الانصار "

افسوس که اونهوں نے نه صرف میرے خیال کا بطلان کیا بلکه انجمن خدام الکعبه کي عزت کو بهي اپنے اس فعل سے گزند پهنچانا چاها -

انجمن خدام الکعبه کے ممبرو اور سب سے زیاده اسکے عهدے داروں کو بحیثیت اسکے ممبر هونے کے سوا خالق مطلق کی رضا جوئی کے اور کسي دنیاوي حاکم کي رضا جوئي سے واسطه نهیں هے - وه دنیوي حاکم جارج پنجم هي نهیں - چاهے رشاد خامس هي کیوں نه هوں -

ارکان انجمن خدام الکعبه کو اس سے بحث هي نهیں هونا چاهیے که اس کام کے انجام دینے میں جسکا اونهوں نے حلف اوٹهایا هے اور عهد کیا هے' کسي حاکم دنیوي کي وفاداري هوتي هے یا غیر وفاداري' اور وه کسي ایسے کاغذ پر تو دستخط کر هي نهیں سکتے جسمیں غیر مشروط وفاداري کسي حاکم دنیوي کي هو' اسلیے که ممکن هے' اونکا حلف اور عهد خدمت حرمین اوس کے خلاف کبهي مجبور کرے - بحیثیت ممبر انجمن خدام الکعبه اونکو سیاست سے واسطه هي نهیں هے - بلکه اونکي حیثیت صرف مذهبي هے جسمیں انسان کي وفاداري و غیر وفاداري کا کوئي سوال هي نهیں - سوال هے تو صرف خدا کي وفاداري کا' اور خانه خدا کي وفاداري کا -

بحیثیت اونکے علی گڈه کے متعلم هونے کے یا اولڈ بوائز اسوسیشن کے سکریٹري هونے کے - یا مسٹر محمد علي صاحب کے بهائي هونے کے' یا کسي دوسري صورت کے' مجهے شوکت علي صاحب کے دستخط کرنے پر مطلق کوئي اعتراض نهیں هے - میں صرف خدام کعبه کو روتا هوں -

میں هرگز انجمن خدام الکعبه کے مبارک نام کو اسطرح ذلیل هوتے نهیں دیکهه سکتا' اور اپني آواز ضرور بلند کرتا هوں - اونکو چاهیے که اسکا اعلان کردیں که وه انجمن خدام الکعبه کے معتمد کي حیثیت سے نهیں شریک هوئے' بلکه کسي دوسري حیثیت سے - انجمن خدام الکعبه کے ممبر یا عهدے دار کي حیثیت خدا کی رضا جوئي کو سب سے مقدم گردانتي هے' اور کسی کی پرواه نهیں کرتي -

میں اونسے به ادب یه بهی عرض کرونگا که جهاں انهوں نے اس ایثار نفس اور محنت سے اس انجمن کي خدمت کی هے جو اونهوں نے قائم کی' وهاں اب وه اس تذبذب اور خدشه سے بهي اپنے کو پاک کرلیں جو ابهی کبهي اونسے ظاهر هوجاتا هے -

اونهوں نے اور اور ممبروں نے ایسے مسئلے بهي اپنے پیش نظر کرلیے هیں که ایا گورنمنت کی رعایا دوسري گورنمنت کو مالي مدد قانوناً دیسکتي هے یا نهیں : وه ایسے معاملات کو گورنمنت سے رجوع کرنا چاهتے هیں' اور شاید اسي لالچ میں وه بحیثیت معتمد کے والسراے کے سامنے گئے بهي' اور کامریڈ سے معلوم هوتا هے که اس معامله میں انجمن خدام الکعبه کے بعض ممبر والسراے کے جواب سے بہت خوش هوئے -

میں اونسے اور اپنے سب بهائیوں سے عرض کرتا هوں که اگر اونکو کامیابي حاصل کرنا هے تو وه پهلا کام یه کریں که اپنے کو اس قسم کے تمام خرخشوں سے بري کرلیں - بلکه انکا خیال بهي نه لائیں -

همارے سامنے ایک هي مقصد هے جو همارا مذهبي مقصد هے - اس مقصد سے همکو کوئي قوت الگ نهیں کرسکتي -

اب همکو اسکي فکریں کیوں هو که هماري گورنمنت کیا کهیگي یا عثماني دولة کیا کهیگي ؟ یا کوئي قوم کیا کهیگي ؟ راستبازي' صفائي' مضبوطي سے همکو اپنے مقصد کے پیچهے رهنا چاهیے اور اپنے خدا پر بهروسه رکهنا چاهیے - میں جانتا هوں که انگریزي قانون یا قانون بین الاقوام کعبه کی خدمت و حفاظت کے لیے ترکوں کو روپیه دینے سے باز نهیں رکهسکتا - لیکن بفرض محال اگر یه قوانین همکو باز رکهنا بهی چاهیں تو هی کیا هم باز رهجاوینگے ؟ کیا همارا حلف اور همارا عهد فضول هی تها ؟

میں آور روںکي بابت نهیں جانتا - لیکن ایک شخص کا نام جانتا هوں جسکو دنیا کا کوئي قانون اس مذهبي خدمت سے باز نهیں رکهه سکتا جسکا اسنے حلف اوٹهایا هے' اور اس شخص کا نام جسکے نزدیک کسي دنیاوي حاکم کي وفاداري هیچ و بدتر از هیچ هے اگر اس سے احکم الحاکمین کي وفاداري میں فرق آوے -

مشیر حسین قدوائي

## ۱۰ مئی کا جلسۂ دهلی

۱۳ - مئي سنه ۱۹۱۳ع کو ایڈورڈ محمڈن هال میں مسلمان چهاؤني ملتان کا ایک غیر معمولي جلسه منعقد هوکر مندرجه ذیل رزولیوشن باتفاق آراء پاس هوے :

( ۱ ) انجمن نصرت الاسلام ملتان چهاؤني کا یه جلسه دهلي کے ۱۰ - مئي والے جلسه کو بنظر اعتماد دیکهتا هے - اور جو کمیٹي بغرض اصلاح ندوه بنائیگئي هے اسپر پورا اعتماد رکهتا هے - اور استدعا کرتا هے که اصلاحی کمیٹي جلد سے جلد اصلاحي رپورٹ تیار کرکے قوم کی آگاهی کیلیے شائع کرے -

محرک مولوي عبد الکریم صاحب امام جامع مسجد -

مؤید حاجی حکیم اله بخش صاحب -

( ۲ ) جلسه ارا کین ندوه سے ملتجي هے که اصلاحی کمیٹی کو هرقسم کی امداد دربارۂ اصلاح کے دینے سے دریغ نه فرمالیں' اور دانیات کو نظرانداز فرما کر قومی مفاد کو ملحوظ رکهیں -

( ۳ ) رزولیوشن مندرجه بالا کي نقول اخبار همدرد - زمیندار پیسه اخبار - الهلال - مسلم گزٹ - وکیل - اور سکریٹري صاحب کمیٹی اصلاح ندوه کے پاس بهیجي جاویں -

محرک - بابو حفیظ الله صاحب -

مؤید - سید عبدالکریم صاحب -

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحكيم

سار کا پتہ
"الہلال کلکتہ"
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

Telegraphic Address,
"Alhilal Calcutta"
Telephone, No 648

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۱-۷ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

جلد ٤

کلکتہ: چہار شنبہ یکم رجب ۱۳۳۲ ہجری
Calcutta: Wednesday, May, 27. 1914

نمبر ۲۱

لکھنؤ میں عثمانی مہمانان محترم کے اعزاز میں یادگار ڈنر
جو ڈاکٹر عدنان بے اور عمر کمال بے صدر و معتمد ہلال احمر قسطنطنیہ کی سیاحت ہند
کے موقعہ پر سر راجہ صاحب محمود آباد کی طرف سے دیا گیا تھا -

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحکیم

تار کا پتہ
" الہلال کلکتہ "
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

Telegraphic Address,
" Alhilal CALCUTTA "
Telephone, No. 648

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

مدیر مسئول و خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

نمبر ۲۱ | کلکتہ: چہار شنبہ یکم رجب ۱۳۳۲ ہجری | جلد ٤

Calcutta: Wednesday, May, 27. 1914

لکھنو میں عثمانی مہمانان محترم کے اعزاز میں یادگار دعوت
جو ڈاکٹر عدنان بے اور عمر کمال بے صدر و منتظم ہلال احمر قسطنطنیہ کی مساجد ہند
کے موقعہ پر سر راجہ صاحب محمود آباد کی طرف سے دیا گیا تھا۔



قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

تار کا پتہ
"الہلال کلکتہ"
ٹیلیفون نمبر ٦٤٨

Telegraphic Address,
"Alhilal CALCUTTA"
Telephone, No. 648

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ٨ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ١٢ آنہ

مقام اشاعت
٧ - ١ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ٢١ — کلکتہ: چہارشنبہ یکم رجب ١٣٣٢ ہجری — جلد ٤

Calcutta · Wednesday, May, 27. 1914


## فہرس



## تصاویر



## مسئلۂ قیام الہلال

ممکن ہے کہ بعض بزرگوں کا یہ خیال ہو کہ اگر کسی وجہ سے الہلال کی اشاعت آئندہ ملتوی کردیگئی ' تو اُن نئے خریداروں کی قسمت کا کیا حشر ہوگا جو اس دو ہزار کی تعداد پوری کرنے کی سعی میں مہیا کیے جارہے ہیں ؟

ہمیں امید ہے کہ خدا نے الہلال کو جیسے احباب و مخلصین عطا فرمائے ہیں ' انکا اعتماد اس سے بہت ارفع و اعلی ہے کہ اس طرح کی بدگمانیاں انکے دلوں میں گذریں - تاہم ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اسکے متعلق پبلک کا اطمینان کردیں -

اگر کسی وجہ سے الہلال کی حالت میں تغیر کیا گیا یا بالفرض بند ہی کردیا گیا ' تو صرف ان نئے خریداروں ہی کی قسمت کا سوال سامنے نہیں آتا بلکہ بقیہ خریداروں کی بقیہ قیمتیں بھی اُنھیں بغیر کسی نقصان کے واپس ملنی چاہئیں -

اگر ایسا ہوا تو ہم دوستوں کو اطمینان دلاتے ہیں کہ انشاء اللہ اس بارے میں بھی الہلال حسن معاملہ کی ایک ایسی نظیر چھوڑ جائیگا ' جو اردو پریس کی تاریخ میں بغیر کسی شرمندگی کے بیان کی جاسکے گی ' اور ایک لمحہ کیلئے بھی پسند نہیں کریگا کہ کسی شخص کا مالی حق دفتر کے ذمے باقی رہے - جو شخص حق سے کچھ سوال کرنا پسند نہیں کرتا ' اسکے لئے یہ سونچنا بالکل غیر ضروری ہے کہ ناحق کا بار اپنے اوپر لینا گوارا کریگا -

# اسد پاشا کی گرفتاری

اسد پاشا

اسد پاشا کا ذکر معاملات البانیا کے ضمن میں اکثر مرتبہ آچکا ہے کہ بغیر کسی تمہید کے اسکا ذکر کرنا چاہیے -

یہ وہی شخص ہے جس نے اپنے تئیں البانیا کا پادشاہ تسلیم کرانا چاہا تھا ' اور اسکے بعد دول یورپ کے اغراض کا رفیق و معاون ہوگیا تھا - اسکی حیثیت ابتدا سے عجیب رہی ہے اور اسکے کاموں کا انداز بسا اوقات مبہم اور پیچیدہ رہا ہے - اسکے تمام ظاہری حالات بتلاتے ہیں کہ وہ ایک دشمن اسلام ' عدو خلافت علیہ ' ملت فروش ' اور اغراض پرست شخص ہے - وہ محض اپنی ذاتی غرض کیلیے خلافۂ علیہ کے دشمنوں کے قدموں پر گرا ' اور جیسا کہ ایسے خائنین ملت کا ایک ہی نتیجہ ہوا ہے ' پوری ذلت اور نامرادی کے ساتھہ اب ٹھکرا دیا گیا ہے -

لیکن اسکے ساتھہ ہی اسکی زندگی کے متعلق بعض ایسی معلومات بھی حاصل ہوئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گو ابتدا میں اسماعیل بے کی سی اغراض مفسدہ رکھتا ہو ' لیکن بعد میں ترکی کے ساتھہ پوشیدہ تعلقات رکھتا تھا ' اور انقلاب وزارت کے بعد اسکا پورا یقین یہ نظر آتا تھا کہ بظاہر تو دول کے اغراض کی حمایت کرے ' لیکن باطن میں اسکی سعی یہ ہو کہ اگر ترکی کیلئے البانیا میں کوئی مفید پہلو باقی نہیں رہتا تو اقلاً ایک مسلمان اور عثمانی رئیس کی پادشاہت تو قائم ہو جاے -

لیکن اسکے بعد اسکے اعمال میں نیا اضطراب شروع ہوا - وہ اس وفد تبریک و خیر مقدم کا رئیس بنکر آتا تھا جو نئے مسیحی فرمانروا کو لینے کیلیے البانیا سے روانہ ہوا تھا

اب تازہ اطلاعات یہ ہیں کہ اسٹریا کا ایک جہاز بکایک پہنچا اور اسد پاشا کو مع اسکی بیوی کے گرفتار کرکے نیپلز پہنچا دیا - وہاں اسے حلف اٹھانا پڑا ہے کہ البانیا کے معاملات میں دخل نہ دیگا -

# مظالم البانیا

لیکن اس واقعہ سے بھی زیادہ دلخراش اور ہوش ربا خبر ان وحشیانہ مظالم کی ہے جو البانی مسلمانوں پر عیسائیوں نے شروع کر دیے ہیں -

قاعدہ ہے کہ جب انسان بہت رو لیتا ہے تو اسکے آنسو خشک ہو جاتے ہیں یہی حال اب مسلمانان عالم کا بھی ہو گیا ہے - طرابلس اور بلقان کے مظالم پر اسقدر آنسو بہ چکے ہیں کہ اب ان وحشت انگیز اور حواس باش مظالم کو سنکر سمجھہ میں نہیں آتا کہ کس طرح ماتم کریں ' اور کن لفظوں کے ساتھہ فرزندان توحید کے اس قتل عام پر آنسو بہائیں ؟

یہ خبریں رویٹر ایجنسی کی ہیں اور یہ کہنا ضروری نہیں کہ اصلیت سے کس قدر کم ہونگی ؟ صدہا مسلمانوں کو ایپرس میں قتل کیا گیا ہے ' صلیب پر چڑھا دیا گیا ہے - مکانونکو جلایا گیا ہے ' اور سب کچھہ ہوا ہے جو اس نئی مسیحی کروسیڈ کی درندگی و سفاکی کی مشہور و مسلمہ خصوصیات ہیں -

کل کی خبر ایک نئے انقلاب حالت کا غیر متوقع طور پر یقین دلاتی ہے کچھہ عجب نہیں کہ البانیہ کے مسئلے میں ایک عظیم الشان اور حیرت انگیز تبدیلی پیدا ہو جاے - معلوم ہوتا ہے کہ کئی ہزار مسلمانوں نے عاجز آکر اعلان جنگ کر دیا ہے ' اور کہدیا ہے کہ یا تو انہیں ترکی کی حکومت دی جاے - یا ایک مسلمان پادشاہ - پرنس لوبد ایک جہاز میں پناہگزیں ہے -

آہ ' جبکہ خون کے سیلاب بہ چکے ' جبکہ یورپ سے اسلام کا قافلہ نکل چکا ' جبکہ دولہ عثمانیہ کے آخری نقش قدم مٹ چکے ' تو اب البانیا کے نا عاقبت اندیش اور فریب خوردہ مسلمانوں کو ترکی ' مظلوم اور بیکس ترکی یاد آئی ! !

# مسئلۂ مساجد و قبور لشکر پور

آج کی اشاعت میں ہم تمام مساجد لشکر پور کا ایک مرقع شائع کرتے ہیں جو خاص طور پر عکس لیکر ہم نے طیار کیا ہے - تا کہ انکی ہیئت مقدسہ نظروں میں محفوظ اور دلوں پر منقش ہو جاے ' اور آئندہ انکی ہستی کے متعلق کوئی فریب اور غلط بیانی کام نہ دیسکے

ان میں پہلی تصویر اس قطعۂ زمین کو پیش کرتی ہے جسمیں کہ تمام مسجدیں واقع ہیں - بعد تصویریں اُن مساجد کی ہیں جو اس قطعہ اور اسکے حوالی میں واقع ہیں - جس مسجد کی برجیاں گرائی گئی ہیں ' وہ بھی ان میں موجود ہے - ناظرین اسے بہ یک نظر پہچان لینگے -

ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ہز ایکسلنسی لارڈ کارمائیکل عنقریب کلکتہ تشریف لانے والے ہیں - اب بھی وقت ہاتھہ سے نہیں گیا ہے اور فرصت باقی ہے - اگر انہوں نے کسی وجہ سے انجمن کے ڈیپوٹیشن کی ملاقات ضروری نہ سمجھی ' تو کم از کم اس موقعہ ہی پر وہ لشکر پور کو ملاحظہ فرما کر مسلمانوں کی خواہشوں کو معلوم کرسکتے ہیں ' اور اس آنے والی مصیبت کو تدبر و دانشمندی سے دور کرسکتے ہیں جو مسلمانوں اور گورنمنٹ ' دونوں کیلیے یکساں طور پر درد انگیز ہے - الہلال ابتدا سے اتمام حجت کے تمام مراحل طے کر رہا ہے - اور اب بھی آخری علاج کا گورنمنٹ کو مشورہ دینا ہے !

# صحت النساء و محافظ الصبیان

طب جدید اور اپنے چالیس سالہ ذاتی تجربے کی بناپر دو کتابیں تیار کی ہیں - صحت النساء میں مستورات کے امراض اور محافظ الصبیان میں بچوں کی صحت کے متعلق مؤثر تدابیر سلیس اردو میں چکنے کاغذ پر خوشخط طبع کرائی ہیں - ڈاکٹر کرنیل زیڈ احمد صاحب نے بہت تعریف لکھہ کر فرمایا ہے کہ یہ دونوں کتابیں ہر گھر میں ہونی چاہییں ' اور جنابۂ ہر ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال دام اقبالہا نے بہت پسند فرما کر کثیر جلدیں خرید فرمائی ہیں - بنظر رفاہ عام چھہ ماہ کے لیے رعایت کی جاتی ہے - طالبان صحت جلد فائدہ اٹھالیں -

صحت النساء اصلی قیمت ۱ روپیہ - ۱۰ آنہ - رعایتی ۱۲ آنہ
محافظ الصبیان ' اصلی قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ - رعایتی ۱ روپیہ -
ملنے کا پتہ :- ڈاکٹر سید عزیز الدین گورنمنٹ پنشنر و میڈیکل افیسر دو جانہ - ڈاکخانہ بھری ضلع رہتک -

الهـلال

یکم رجب ۱۳۳۲ هجري

# اسئلة واجوبتها

## واقعۂ ایلاء و تخییر

## حدیث ، تفسیر ، اور سیرة کي ایک مشترک بحث

گذشته اشاعت کے مقالۂ افتتاحیه کے بعد

### ( اصل مسئلۂ مسئوله عنها )

یہاں تک تو صرف اس [illegible] کا جواب تها جو [illegible] احادیث کے اعتماد و عدم اعتماد کی نسبت [illegible] فرمایا تها ' اور جو ضمناً [illegible] امر اور وقت کی [illegible] متوجه هونا هوں -

آپکے نوجوان دوست [illegible] معاندانه و ابلیسانه تحریف و اضافه کے ساتھ پیش کیا هے ' وه دراصل آنحضرة صلی الله علیه و سلم کی حیات [illegible] واقعه سے تعلق رکھتا هے جو کتب تفسیر و سیرة میں " واقعۂ ایلاء و تخییر " کے نام سے مشہور هے -

( ۱ ) " ایلاء " اصطلاح فقه و حدیث میں شوهر اور بیوي کي اس علحدگي کو کہتے هیں جو بغیر طلاق کے عمل میں آئے اور جسکي صورت یه هے که شوهر غصه کي حالت میں کوئی قسم کها لیتے که میں اپنی بیوي کے پاس نه جاؤنگا - اسکا ماخذ قرآن کریم کي یه آیۂ کریمه هے :

| | |
|---|---|
| للذین یؤلون من نسائهم تربص اربعة اشهر ' فان فاؤ ' فان الله غفور رحیم - و ان عزموا الطلاق فان الله سمیع علیم (بقر: ع - ۲۸) | جو لوگ اپني بي بیوں کے پاس جانے کي قسم کها بیٹهیں ' ان کیلیے چار مہینے کي مہلت هے - اگر اس عرصے میں رجوع کریں تو الله بخشنے والا مہربان هے ' اور اگر طلاق کا اراده کر لیں تو بهي الله سننے والا اور سب کچهه جاننے والا هے ! |

اس آیۂ کریمه سے معلوم هوا که جو لوگ ایلاء کریں یعنے اپني بیوي سے علحدگي کي قسم کها بیٹهیں ' انهیں چار مہینے کے اندر ملاپ کرلینا چاهیے - اگر انهوں نے ایسا کیا تو ایلاء ساقط هوجائیگا - البته قسم کا کفاره دینا پڑیگا - اس امر میں اختلاف هے که اگر شوهر نے چار ماه کے اندر رجوع نه کیا تو محض ایلاء کي مدت کے اختتام سے طلاق پڑجائیگي یا نہیں ؟ احادیث صحیحه سے ثابت هے که اس صورت میں بهي طلاق نہیں پڑتي اور عورت مرد سے نہیں چهوٹتي - اگر مرد عورت کو بالکل معلق چهوڑ دینا چاهیگا ' تو اُسے قید رکھا جائیگا - یہاں تک که وه عورت کي طرف رجوع کرے یا طلاق دیکر فیصله کرے - مگر فقہاے حنفیه کے نزدیک محض انقضاے مدت هي عورت کے حق میں طلاق بائنه هے -

( ۲ ) آنحضرة صلی الله علیه و سلم کي زندگي میں بهي ایک مرتبه ایلا کي صورت پیش آئي - آپنے عہد فرمایا تها که ایک ماه تک ازواج مطهرات سے کوئي تعلق نه رکهیں گے - واقعۂ ایلاء سے یهي واقعه مقصود هے اور یهي شان نزول هے آیات سورۂ تحریم کا -

( ۳ ) یه واقعه به تفصیل صحاح سته میں موجود هے ' اور علی الخصوص صحیحین کے مختلف ابواب و کتب میں متعدد رواة و اسانید سے بیان کیا گیا هے - چونکه اس واقعه کي مختلف حیثیتیں تهیں اور مختلف قسم کے احکام اس سے نکلتے تهے ' اسلیے حضرة امام بخاري ( رضي الله عنه ) نے اپني عادت کے مطابق مختلف ابواب میں اسے درج کیا هے ' اور مختلف احکام نکالے هیں - ابواب نکاح و طلاق اور ایلاء میں تو اصلی حیثیت سے آیا هے ' مگر کتاب التفسیر میں به ضمن سورہ تحریم کیونکه اسکا شان نزول یهي واقعه هے -

میں نے ان تمام ابواب کي احادیث پیش نظر رکهه لي هیں - نیز صحیح مسلم ' بقیه کتب صحاح ' تفسیر امام طبري ' ابن کثیر ' اور در منثور ' بهي سامنے هیں - صحیحین کي شروح میں سے فتح الباري ' عیني ' اور نووي شرح مسلم بهي پیش نظر هیں - ان سب سے جو [illegible] اور صحیح واقعه ثابت هوتا هے [illegible] هوں - [illegible] پیش کرده واقعه کي نسبت [illegible] بعض [illegible] مباحث سے عرض کرونگا -

### ( ازواج مطهرات کا مطالبه )

[illegible]

[illegible] عهد رسول الله ' [illegible]

[illegible] دنیا کي بڑي بڑي شہنشاهیوں [illegible] اور سطوت ربانی کے آگے [illegible] عالم کے تخت [illegible] گئے ' جسکے غلاموں کے سامنے کسری کا خزانه آنے والا ' اور قیصر کا خراج پہنچنے والا تها ' جو اپني حیاة طیبه هي کے اندر عرب و [illegible] کي شہنشاهي کو اپنے قدموں پر دیکھتا ' اور [illegible] دنیا کے تمام خزانے اور طاقتیں [illegible] رب السموات و الارض کي تمام پیدا کرده چیزیں [illegible] خود اپنے لیے [illegible] اسکا حال یه تها که تمام عمر [illegible] نه فرمائي ' [illegible] حد کي فقیري کے نشانات یکسر [illegible] - صلی الله علیه و علی اله و اصحابه و سلم .

اس بارے میں تصریحات سیرة و احادیث اسدرجه مشہور هیں که یہاں دهرانے کي ضرورت نہیں - بسا اوقات ایسا هوتا تها که مہمان آجاتے تهے اور اپنا مطبخ کئی کئی وقتوں سے بالکل سرد هوتا تها - حضرة عائشه فرماتی هیں : مجهے یاد نہیں که کوئي دن آنحضرة پر ایسا گذرا هو که صبح و شام ' دونوں وقت شکم سیر هوکر غذا میسر آئي هو !

اس روح الهي اور پیکر صفات ربانی کي غذا اس خاکدان ارضی پر نه تهی جسکي آرزو اور جستجو هوتي - اسکا سفرۂ [illegible] کہاں بچهتا تها جہاںکی اپنے جسم کی تشنگي آب زلال اور معده کي بهوکهه غذاے حیات هے :

| | |
|---|---|
| ابیت عند ربی ' یطعمنی و یسقینی ( رواه البخاري ) | میں اپنے پروردگار کے هاں شب باش هوتا هوں ' جو مجهے کهلاتا هے اور سیراب کرتا هے ! |

ابتدائی فتوحات اسلامیه کا دائره روز بروز وسیع هوتا جاتا تها ' اور مال غنیمت اس کثرت اور افراط سے آتا تها که اسکا صرف ایک

# مساجد مقدس لشکر پور

ہوگئیں - قرار پایا کہ آنحضرۃ جب وہاں سے اٹھکر ہمارے یہاں آئیں تو کہنا چاہیے کہ آپکے منہہ سے مغافیر کی بو آتی ہے - مغافیر ایک قسم کا درخت ہوتا ہے جسکے پھولوں سے عرب کی مکھیاں رس چوس کر شہد جمع کرتی ہیں - اسکا پھل لوگ کھاتے بھی ہیں مگر اسکی بو اچھی نہیں ہوتی -

اسکے بعد اس تدبیر کی اور بی بیوں کو بھی خبر دیدی گئی اور وہ بھی اسمیں شریک ہوگئیں -

چنانچہ آنحضرۃ حسب معمول جب حضرۃ حفصہ کے ہاں تشریف لے تو انہوں نے کہا : کیا آپنے مغافیر کھایا ہے ؟ آپنے فرمایا نہیں - اسپر انہوں نے کہا کہ آپکے منہہ سے تو مغافیر کی بو آرہی ہے -

اور بی بیوں نے بھی مغافیر کی بو کا آنا ظاہر کیا - یہ دیکھہ کر آپنے قسم کہالی کہ آئندہ شہد نہ کھاؤنگا - شہد ایک حلال غذا تھی اور اسکے نہ کھانے کی قسم کھانا ایک حلال شے کو اپنے اوپر حرام کرلینا تھا - پس سورۂ تحریم کی یہ آیت نازل ہوئی کہ " لم تحرم ما احل الله لك ؟ " آپ اس شے کو کیوں اپنے اوپر حرام کرتے ہیں جو خدا نے آپکے لیے حلال کردی ہے ؟

یہ واقعہ خود حضرۃ عائشہ کی روایت سے امام بخاری نے کتاب الطلاق اور کتاب التفسیر سورۂ تحریم میں درج کیا ہے :

قالت ( عائشہ ) : کان رسول الله صلی الله علیه و سلم یشرب عسلا عند زینب ابنة جحش و یمکث عندها ، فواطیت انا و حفصة عن ایتنا دخل علیها فلتقل له اکلت مغافیر ؟ انی اجد ریح مغافیر - قال لا و لکنی کنت اشرب عسلاً عند زینب فلن اعود له و قد حلفت - لا تخبري بذالك - ( بخاری کتاب التفسیر جزء ۶ - صفحه ۱۵۶ مطبوعه مصر )

حضرۃ عائشہ کہتی ہیں : آنحضرۃ صلی الله علیه و سلم زینب بنت جحش کے یہاں شہد نوش فرماتے اور دیر تک ٹھہرتے - اسپر میں نے اور حفصہ نے یہ قرار داد کی کہ جب آنحضرۃ ہم میں سے کسی کے یہاں اٹھکر آئیں تو کہیں کہ کیا آپنے مغافیر کھایا ہے ؟ اسکی بو آپکے منہہ سے آرہی ہے - چنانچہ ایسا ہی کیا گیا - آنحضرۃ نے یہ سنکر فرمایا کہ مغافیر تو میں نے نہیں کھایا ، البتہ زینب کے ہاں شہد کھایا ہے - اب میں قسم کھاتا ہوں کہ آئندہ کبھی نہ کھاؤنگا - مگر تم اسکا ذکر کسی سے نہ کرنا -

لیکن بخاری کے باب الطلاق میں " ہشام بن عروہ عن ابیه عن عائشہ " کی روایت سے ایک دوسری حدیث بھی موجود ہے ، جو اس سے زیادہ مفصل اور بعض جزئیات میں مختلف ہے - مثلاً حضرۃ زینب کی جگہ شہد کا کھانا خود حضرۃ حفصہ کے ہاں بیان کیا ہے ، اور حضرت سودہ کی نسبت کہا ہے کہ سب سے پہلے انہوں نے مغافیر کی بو کی نسبت کہا تھا - روایت بالا میں صرف حضرۃ عائشہ اور حفصہ کا ذکر ہے - لیکن اسمیں بیان کیا گیا ہے کہ اور بی بیوں کو بھی اسکی خبر دیدی گئی تھی ، اور انحضرۃ اس دن جسکے ہاں تشریف لیگئے ، اس نے یہی بات کہی کہ مغافیر کی بو آتی ہے - ایسا ہونا درایتاً بھی ضروری معلوم ہوتا ہے - اکثر بی بیوں نے ملکر فرداً فرداً کہا ہوگا ، جبھی تو آپنے قسم کھا لی - ورنہ صرف ایک بی بی کے کہنے سے قسم کھا لینا مستبعد معلوم ہوتا ہے - ہم نے بعض ضروری جزئیات اس روایت سے بھی لیلی ہیں اور سب کا مشترک ماحصل بیان کردیا ہے - حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اس اختلاف پر نہایت عمدہ بحث کی ہے اور رجوع تطبیق بیان کردیے ہیں - خوف طوالت سے ہم نقل نہیں کرسکے ( دیکھو فتح الباری جلد ۹ - صفحہ ۳۲۹ مطبوعہ مصر )

( واقعہ " واذا اسرالنبي " )

[illegible] اس اثنا میں ایک اور واقعہ پیش آیا - آنحضرۃ صلی الله علیه و سلم نے اپنی بعض ازواج سے کوئی راز کی بات فرمائی اور تاکید کردی کہ اسکا ذکر اور کسی سے نہ کرنا - لیکن اُن سے ضبط نہوسکا اور ایک دوسری بیوی سے ذکر کردیا - اسی کے متعلق سورہ تحریم کی یہ آیت نازل ہوئی :

و اذا اسرالنبي الى بعض ازواجه حديثاً ، فلما نبأت به واظهره الله عليه عرف بعضه و اعرض عن بعض ، فلما نبأها به قالت من انبأك هذا ؟ قال نبأني العليم الخبير !

اور جبکہ پیغمبر نے اپنی بعض بیویوں سے ایک راز کی بات کہی اور اُس نے فاش کردی ، اور خدا نے پیغمبر کو اس کی خبر دیدی تو انہوں نے اسمیں سے کچھہ حصہ بیان کیا اور کچھہ چھوڑ دیا - یہ سنکر اس بیوی نے پوچھا کہ آپکو کس نے اسکی خبر دی ؟ فرمایا کہ اُس خدا نے جسکے علم اور خبرۃ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں !

بخاری و مسلم کی تمام روایات کے جمع کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ " بعض از واجه " سے یہاں مقصود حضرۃ حفصہ ہیں - انہوں نے ہی حضرۃ عائشہ سے راز کہدیا تھا - اسمیں بعض جزئی وہ اختلافات بھی ہیں جن پر حافظ ابن حجر نے مفصل بحث کی ہے - لیکن محقق و راجح یہی ہے کہ حضرۃ حفصہ اور حضرت عائشہ ہی سے اسکا تعلق ہے - جن حضرات کو یہ بحث تفصیل سے دیکھنا ہو وہ فتح الباری جلد ( ۹ ) شرح کتاب الطلاق - صفحہ ( ۳۲۹ ) کو ملاحظہ فرمالیں - ہم اختصار کیلیے مجبور ہیں - البتہ اس واقعہ کے بعض اہم متعلقات و مباحث آگے آئینگے -

( عہد ایلاء اور سی روزۂ علحدگی )

( ۱۲ ) غرضکہ توسیع نفقہ کیلیے تمام ازواج نے متفق ہوکر اصرار کرنا شروع کیا - آنحضرۃ ( صلعم ) کے استغراق روحانی پر یہ دنیا طلبی اسقدر شاق گذری کہ آپنے عہد کرلیا کہ ایک ماہ تک تمام بیویوں سے کوئی تعلق نہ رکھونگا -

جب کچھہ زمانہ اس علحدگی پر گذر گیا تو صحابۂ کرام کو سخت تشویش ہوئی - اُن میں سے اکثر کو خیال ہوا کہ عجب نہیں آپنے تمام ازواج کو طلاق دیدی ہو - مگر ہیبت نبوت و سطوۃ رسالت اجازت نہیں دیتی تھی کہ اس بارے میں آپسے سوال کیا جاے ، حتی کہ خواص صحابہ و مقربین بارگاہ رسالت بھی دم بخود اور خاموش تھے -

( ۱۳ ) سوء اتفاق یہ کہ اسی زمانے میں آپ گھوڑے سے گر پڑے اور ساق مبارک پر زخم آ گیا - اسکی تکلیف چلنے پھرنے سے مانع تھی ، اسلیے کئی روز تک آپ بالا خانے سے اُتر کر مسجد میں بھی تشریف نہ لاسکے - صحابہ دریافت حال کو آے تو وہیں بیٹھکر نماز پڑھائی -

جب ایک مہینے کے قریب مدت اسی حالت میں گذر گئی تو صحابہ کی تشویش اور زیادہ بڑھگئی ، اور ان حالات کو دیکھکر اکثروں کو یقین ہوگیا کہ آپنے طلاق دیدی ہے ، اور اب ازواج مطہرات سے نہیں ملیں گے -

( حدیث عمر فاروق رض )

( ۱۴ ) یہ حالت کیونکر ختم ہوئی ؟ کس کی جرات محبت و نیاز نے اس تشویش کا خاتمہ کیا ؟ اور کیونکر آیۃ تخییر نازل ہوئی ؟ ان تمام سوالوں کا مفصل جواب اُس مشرح و مطول روایت میں ہے جو حضرۃ عمر فاروق رضي الله عنه سے صحیحین میں منقول ہے - ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ وہ پوری حدیث یہاں نقل کردیں ، اور خود حضرۃ فاروق کی زبانی اس تمام واقعہ کو معلوم کیا جاے - یہ روایت صحیح بخاری میں مختلف طریقوں سے مروی ہے ، اور مختلف ابواب میں اس سے استخراج نتائج و معارف کیا گیا ہے - امام مسلم نے بھی چار مختلف طریقوں سے کتاب الطلاق میں درج کی ہے - بالاتفاق اسکے راوی اول حضرۃ عبد الله ابن عباس ہیں ، اور ان سے عبید بن حنین ، سماک ابی زمیل ، اور عبید الله بن ابی ثور وغیرہ نے روایت کی ہے - ان روایات میں ایک

حصه پاکر عام مسلمان خوشحال و صاحب مال بن جاتے تھے ' مگر خود اس سلطان کونین اور محبوب رب المشرقین کو ایک فقیر العال زندگی کي بھي ضروریات وما یحتاج حاصل نه تھیں !

( ۵ ) ان حالات کو صحابۂ کرام دیکھتے تھے' اور جوش محبت وجاں نثاري سے بیقرار ہو ہو جاتے تھے - سب سے زیادہ اسکا اثر آپکي ازواج مطہرات پر پڑتا تھا ' جنھوں نے گو دنیوي جاہ و جلال پر اس محبوب رب العالمین کے حجرۂ فقر و فاقه کو ترجیح دي تھي ' تاہم وہ انسان تھیں ' انساني خواهشیں اور ضرورتیں رکھتي تھیں - عیش و آرام کے ساز و سامان نسہي ' لیکن ایک فقیر سے فقیر زندگي کیلیے بھي کچھه نه کچھه سامان حیات و منزل کي ضرورت هوتي ہے ؟ اسکا خیال تو انہیں ضرور هونا تھا - اُن میں سے اکثر بي بیاں ایسي تھیں جو امارت و ریاست کے گھروں میں پرورش پا چکي تھیں ' اور انکے ماں باپ امرا و رؤساء وقت میں محسوب تھے - حضرت صفیه خیبر کے امیر اعظم کي صاحب زادي تھیں جو ایک طرح کا شاهي اقتدار رکھتا تھا - حضرة ام حبیبه ابو سفیان کی صاحبزادي تھیں جو اپنے عہد میں جمہوریت حجاز کا پریسیڈنٹ تھا اور قریش کي پوري ریاست رکھتا تھا - اسي طرح حضرة جویریه ایک بڑے قبیله کے رئیس وقت کي بیٹي تھیں جس کا نام غالباً ( اس وقت ٹھیک یاد نہیں ) بنو المصطلق تھا ' حضرة عائشه اور حضرة حفصه بھي ایسے گھروں میں پرورش پائي هوئي تھیں جنھوں نے گو اپنے مال و متاع کو راہ محبت الہي میں لٹا دیا ہو ' مگر صاحب مال و جاہ اور داراے شوکت و احتشام ضرور تھے - یعنی حضرة ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی الله عنهما -

یه تمام خواتین محترمه آنحضرة کے گھر میں آئیں اور اپنے قدیمي شان و شکوہ دنیوي کو انکی عظمت و سطوت روحاني کے آگے بھول گئیں ' تاہم وہ بشر تھیں اور ضرور نیں رکھتي تھیں ' ہر بیوي کو دوسري بیوي کے مقابله میں اقتضاے طبیعة نسائیة سے اپني حالت کي بہتري و رفعت کا بھي خیال هوتا تھا - عام مسلمانوں اور صحابه کو مال و متاع غنیمت سے آسودہ حال دیکھتي تھیں اور مال غنیمت میں اپنے لیے کچھه نه پاتي تھیں - ان تمام حالات کا قدرتی نتیجه یه تھا که انہیں اپني تنگ دستي اور غربت و فقر کا احساس هوتا ' اور جو شہنشاہ تمام دنیا کو سب کچھه دے رہا تھا ' اس سے کچھه نه کچھه اپنے لیے بھي مانگتیں - علی الخصوص جبکه اسکي محبت و عشق کا ان میں سے ہر ایک کو نار تھا ' اور جو کچھه اپنے لیے مانگنے والي تھیں ' وہ بھی در اصل اسي کے لیے طلب کرتا تھا -

( ۶ ) چنانچه ازواج مطہرات کے طرف سے آپ پر توسیع نفقه کیلیے تقاضے شروع هوئے ' اور ایک مرتبه تمام بي بیوں نے ملکر زور ڈالا که هماري حالت اس فقر و غربت میں کیسے بسر هوسکتي ہے ؟ آپکو سب کا خیال ہے مگر خود اپنے گھر کا خیال نہیں - هماري ضرورتوں کے پورا کرنے کا بھي کچھه سامان کیجیے -

( ۷ ) یه مطالبه اگرچه تمام بي بیوں کي طرف سے تھا مگر دو بي بیوں نے خاص طور پر باہم ایکا کرکے زور ڈالا تھا که هماري معروضات پوري کي جائیں - چنانچه انهي کي نسبت سورۂ تحریم کي یه آیة نازل هوئي :

ان تتوبا الی الله فقد صغت قلوبکما ' و ان تظاهرا علیــه فان الله هو مولاہ وجبریل وصالح المومنیــن والمــلائکة بعد ذالــک ظهیـــر -

اگر تم دونوں خدا کي طرف رجوع کرو تو یه تمہارے لیے بہتر ہے کیونکه تمہارے دل مائل هوچکے هیں ' اور اگر رسول الله کے مقابله میں ایکا کرلوگے تو جان لوکه خدا انکا مدد گار ہے - جبریل اور نیک مسلمان بھی انهي کے ساتھه هیں ' اور سب کے بعد ملائکۂ الہي بھي انهي کے مددگار هیں !

اس آیة میں تثنیه کا صیغه " ان تتوبا " اور " قلوبکما " مہر آیا ہے جس سے معلوم هوتا ہے که ایکا کرنے والیں دو بي بیاں تھیں ' لیکن نام کي تصریح نہیں ہے - اس بارے میں اختلافات حدیث کا ذکر آگے آئیگا ' لیکن ارجح خبر یہي ہے که وہ دو بي بیاں حضرة عائشه اور حضرة حفصه تھیں ' جیسا که خود حضرة عمر نے حضرة ابن عباس سے فرمایا -

( ۸ ) غرضکه ازواج مطہرات کا یه مطالبه غیر معمولي طور پر سخت هوا اور آنحضرة کے سکون خاطر اور حیات فقر و استغنا پر بہت بار گذرا - انکي زندگی روحانی استغراق اور اصلاح عالم و انسانیة کے مہمات مقاصد سے اس طرح لبریز تھی که اسمیں اس فکر مال و اسباب دنیوي کی گنجایش نہیں ملسکتي تھي -

( شان نزول لم تحرم ما احل الله )

( ۹ ) اسي اثنا میں ایک اور رنجدہ واقعه بھي پیش آیا جوگو ایک بالکل علحدہ اور مستقل واقعه ہے ' مگر اسکے امتزاج و خلط نے واقعه ایلا میں پیچیدگیاں پیدا کر دي هیں - یعنی سورۂ تحریم کي ان ابتدائي آیات کا شان نزول :

یا ایها النبي لم تحرم مــا احــل الله لــک ' تبتـغــي مــرضــات ازواجک ؟ و الله غفــور رحیــم - قد فــرض الله لکم تحلــه ایمــا نکم ' و الله مولاکم ' و هو العلیم الحـکیــم ( ۶۶ : ۱ )

اے پیغمبر ! تم اپني بیویوں کي خوشي کیلیے اس چیز کو اپنے اوپر کیوں حرام کرتے هو جو الله نے تمہارے لیے حلال کر دي ہے ؟ الله تو بخشنے والا مہربان ہے - بیشک الله نے تمہارے لیے یه فرض کردیا ہے که اپني قسموں کو کھولدو - وہ تمہارا دوست ہے اور سب باتوں کو جاننے والا اور انکي حکمتوں پر نظر رکھنے والا !

ان آیات کریمه سے معلوم هوتا ہے که آنحضرة صلی الله علیه و سلم نے کوئي ایسي بات اپنے اوپر حرام کرلي تھي جو الله کے طرف سے حلال تھي ' اور اسکے لیے کوئي قسم بھی کھا لي تھي - نیز یه که صرف اپني ازواج کي خوشي کیلیے ایسا کیا تھا -

( ۱۰ ) وہ کیا بات تھي ؟ کس بات کیلیے قسم کھالي تھي ؟ ازواج کي خوشي کو اُس سے کیا تعلق تھا ؟ ان سوالات کے جوابات احادیث سے ملتے هیں ' اور اسي کے متعلق وہ بعض روایات کتب تفسیر و سیر میں درج هوگئی هیں جنکو ایک مسخ و بدنما شکل میں اعداء اسلام نے بیان کیا ہے اور جسکي نسبت آپنے دریافت فرمایا ہے -

تفصیلی بحث اُن روایات مختلفه پر آگے آئیگي - یہاں صرف اصلي اور محقق واقعه کو بیان کر دیتا هوں -

بخاري و مسلم کے ابواب نکاح و طلاق و تفسیر میں یه واقعه بالکل صاف اور غیر پیچیدہ موجود ہے -

ان احادیث کا خلاصه یه ہے که آنحضرة کا قاعدہ تھا - عصر کے بعد ازواج مطہرات کے هاں تھوڑي تھوڑي دیر کیلیے تشریف لایا کرتے تھے - ایک بار آپ کئی دن تک حضرة زینب کے هاں معمول سے زیادہ بیٹھے - حضرة عائشه نے اسکا سبب دریافت کیا - معلوم هوا که آپکو شہد اور شیرینی بہت پسند ہے - حضرة زینب کے پاس کہیں سے شہد آگیا ہے - وہ آپکي خدمت میں پیش کرتي هیں - اسکے تناول فرمانے میں معمول سے زیادہ دیر هو جاتی ہے -

رشک اور غیرت مخصت جنس اناث کا وہ فطري جذبه ہے جس کے آگے کسي جذبے کي نہیں چلتي - حضرة عائشه کو یه معلوم کرکے باقتضاء ضعف بشریت رشک هوا - وہ سمجھه گئیں که حضرة زینب نے یه تدبیر آنحضرة کو زیادہ عرصے تک ٹھہرانے کی نکالي ہے - پس کوئي نه کوئي تدبیر اسکے توڑ کی بھی کرنی چاهیے - انھوں نے ایک تدبیر سوچی اور حضرة حفصه بھی اسمیں شریک

انھوں نے یہ بات اس زور سے کہی کہ مجھسے کوئی جواب نہ دیا گیا اور میں خاموش اٹھکر چلا آیا -

اسی زمانے کا واقعہ ہے کہ میرے ہمسایے میں ایک انصاری رہتا تھا - ہم اور وہ دونوں باری باری ایک دن درمیان دیکر آنحضرة کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے - اور ایک دوسرے کو اپنی حاضریوں کے حالات سنا دیا کرتے تھے - یہ وہ وقت تھا کہ مدینہ میں دشمنوں کے حملوں کی ہر وقت توقع کی جاتی تھی اور خود مجھے ملوک غسان میں سے ایک پادشاہ کی طرف سے کھٹکا تھا کہ وہ حملہ کرنے والا ہے -

ایک دن رات کو میرے انصاری ہمسایے نے بالکل نا وقت دروازے پر دستک دی اور پکارا کہ دروازہ کھولو دروازہ کھولو ! میں گھبرایا ہوا گیا اور پوچھا خیر ہے ‘ کیا غسانی مدینہ پر چڑھ آے ؟ اس نے کہا کہ نہیں ‘ مگر اس سے بھی بڑھکر حادثہ ہوا ‘ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دیدی !

میں نے کہا کہ یہ سب کچھہ حفصہ و عائشہ ہی کی ان باتوں سے ہوا ہوگا جو وہ آنحضرة کے ساتھہ کیا کرتی تھیں - میں نے کپڑے پہنے اور سیدھا مدینہ پہنچا - آنحضرة نماز صبح کے بعد بالاخانے پر تشریف لیگئے - مسجد میں لوگ بیٹھے تھے اور غمگین تھے - مجھسے صبر نہوا - بالا خانے کے نیچے آیا اور آنحضرة کے حبشی غلام سے کہا کہ میری اطلاع دو - مگر باریابی کی اجازت نہ آئی - کچھہ وقفہ کے بعد پھر دوبارہ آیا اور غلام سے کہا کہ میری حاضری کیلیے اجازت طلب کر - جب کچھہ جواب نہ آیا تو مجھسے صبر نہوسکا - بے اختیارانہ پکار اٹھا کہ شاید رسول اللہ خیال فرماتے ہیں کہ میں اپنی لڑکی حفصہ کی سفارش کرنے آیا ہوں - خدا کی قسم ! میں تو صرف رسول اللہ کی رضا کا بندہ ہوں - اگر وہ حکم دیں تو خود اپنے ہاتھہ سے حفصہ کی گردن اڑادوں !

غرض اس بار اذن ملگیا اور میں بالاخانے کے اوپر پہنچا - کیا دیکھتا ہوں کہ سرور کائنات ایک کھری چارپائی پر لیٹے ہیں اور آپکے جسم اقدس پر بانوں کے نشان پڑگئے ہیں - گھر کے سارے سامان کا یہ حال ہے کہ ایک طرف مٹھی بھر جو کے دانے پڑے ہیں - ایک کونے میں کسی جانور کی کھال رکھی ہے - دوسری کھال ایک طرف لٹک رہی ہے !

یہ حالت دیکھکر میرا دل بے قابو ہوگیا اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوگئے - آنحضرة نے فرمایا کہ عمر ! تم روتے کیوں ہو ؟ عرض کی کہ رونے کی اس سے زیادہ بات کیا ہوگی ؟ آج قیصر اور کسری عیش و راحت کے مزے لوٹ رہے ہیں حالانکہ خدا کی بندگی سے غافل ہیں‘ مگر آپ سرور دو جہاں ہوکر اس حالت میں ہیں کہ گھر میں ایک چیز بھی آرام کی میسر نہیں اور کھری چارپائی کے نشان جسم مبارک پر نمایاں ہیں ! !

حضور نے فرمایا کہ ہاں ٹھیک ہے - لیکن کیا تم اس پر راضی نہیں کہ قیصر و کسری دنیا لیں اور ہمیں آخرت نصیب ہو ؟

میں نے پوچھا کہ کیا حضور نے ازواج کو طلاق دیدی ؟ فرمایا نہیں - یہ سنتے ہی میں اسقدر خوش ہوا کہ میری زبان سے اللہ اکبر کا نعرہ نکل گیا - پھر میں نے آپکی تفریح خاطر کیلیے عرض کیا کہ ہم قریش کے لوگ عورتوں پر غالب تھے لیکن یہاں آکر دیکھا کہ رنگ دوسرا ہے - اسپر آپ متبسم ہوے - پھر میں نے اپنی وہ سرگذشت عرض کی جو حفصہ اور ام سلمہ کے ساتھہ پیش آئی تھی - اسپر آپ دوبارہ متبسم ہوے - آخر میں عرض کی کہ مسجد میں لوگ مغموم بیٹھے ہیں - اجازت ملے کہ انہیں بھی جاکر خبر دیدوں کہ طلاق کا خیال غلط ہے -

اسکے بعد آپ حضرة عائشہ کے ہاں تشریف لیگئے - انھوں نے عرض کیا کہ آپنے ایک مہینے تک ایلاء کرنے کا عہد کیا تھا - ابھی اسمیں ایک دن باقی ہے - آپنے کہا کہ انتیس دن کا بھی تو مہینا ہوتا ہے ..........."

## ( بعض نتائج و بصائر )

اس حدیث طویل کے نقل کرنے سے مقصود اصلی واقعہ ایلاء وتخییر کے متعلق معلومات صحیحہ کا حصول تھا ‘ لیکن ضمناً جن امور و مسائل پر اس سے روشنی پڑتی ہے ‘ نہایت مختصر لفظوں میں انکی طرف اشارہ کرونگا -

شارحین بخاری نے اس حدیث سے بے شمار باتیں پیدا کی ہیں - خود امام بخاری نے تحصیل علم ‘ تحقیق و سوال ‘ احکام نکاح ‘ احکام اطلاق ‘ نصیحت والدین وغیرہ وغیرہ متعدد مسائل میں اسی ایک روایت سے حسب عادت تبویب کی ہے -

( ۱ ) اسلام سے قبل عورتوں کی کیا حالت تھی اور اسلام نے کس طرح اسمیں انقلاب پیدا کردیا ؟ حضرت عمر کہتے ہیں کہ اسلام سے پہلے ہم عورتوں کا کوئی حق اپنے اوپر نہیں سمجھتے تھے - اسلام نے جب انکے حقوق گنوائے تو ہمیں تسلیم کرنا پڑا -

( ۲ ) حضرت ابن عباس کے اس شوق تحقیق و تلاش علو اسناد کو دیکھیے کہ صرف ایک آیت کے متعلق تحقیق کرنے کیلیے کامل سال بھر تک کوشش کرتے رہے - اس سے فن تفسیر کے متعلق بھی انکے جد و جہد کا حال معلوم ہوتا ہے - جب ایک آیة کے شان نزول کیلیے یہ حال تھا تو پورے قرآن کریم کے معارف کو کس سعی و جہد سے حاصل کیا ہوگا ؟

( ۳ ) اللہ اکبر ! یہ کیا چیز تھی کہ خلفاء راشدین رہتے تو تھے اس مساوات اور فقر و زہد کے ساتھہ کہ کوئی تمیز اعلی و ادنی کی نہ تھی ‘ مگر پھر بھی ہیبت و صولت ربانی کا یہ حال تھا کہ عمر فاروق کے آگے خود صحابہ کی زبانیں نہیں کھلتی تھیں ! ولنعم ما قیل :

> ہیبت حق ست ‘ ایں از خلق نیست !
> ہیبت ایں مرد صاحب دلق نیست !

( ۴ ) حضرة سرور کائنات کی اُس حیاة مقدسہ کا نقشہ سامنے آجاتا ہے جو ایک طرف تو دو جہاں کی پادشاہت اپنے سامنے دیکھتی تھی ‘ دوسری طرف چارپائی پر بچھانے کیلیے ایک کمل بھی پاس نہ تھا :

> مقام اُس برزخ کبری میں تھا حرف مشدد کا !

( ۵ ) صحابہ کی محبت اور جاں نثاری کہ شمع رسالت پر پروانہ صفت نثار تھے - حضرة عمر نے کہا کہ اپنے ہاتھہ سے اپنی بیٹیکا سر قلم کر دونگا - ہمیں اپنے دلوں کو ٹٹولنا چاہیے کہ کیا حال ہے ؟

( ۶ ) حضرة عمر ( رض ) کی جلالة مرتبة اس سے واضح ہوتی ہے - نیز وہ تقرب جو دربار رسالت میں انہیں حاصل تھا - حضرة ام سلمہ نے جھنجھلا کر کہا کہ تم سب باتوں میں دخیل ہوگئے - اب آنحضرة کے گھر کے معاملے میں بھی دخل دینے لگے ہو ؟ جب آپنے یہ واقعہ بیان کیا تو آنحضرة متبسم ہوے !

( ۷ ) اس سے یہ مسئلہ بھی نکلتا ہے کہ باپ کا اپنی بیٹی کے مکان میں بلا اجازت شوہر جانا درست ہے - حضرة عمر حضرة حفصہ کے ہاں بلا اذن آنحضرة کے تشریف لیگئے -

( ۸ ) ایک بڑا اہم نکتہ یہ حل ہوتا ہے کہ اُس وقت مدینہ کس طرح دشمنوں کے نرغے میں تھا ‘ اور ہر وقت حملوں کا خوف تھا ؟ حتی کہ جب انصاری ہمسایے نے کہا کہ دروازہ کھولو تو حضرة عمر بول اٹھے کہ کیا دشمن مدینے پر چڑھ آئے ہیں ؟ پھر جو لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرة نے قیام مدینہ کے زمانے میں خود حملے کیے ‘ انکا یہ کہنا کس قدر غلط اور خلاف واقعہ ہے ؟

( ۹ ) آنحضرة کی منزلی زندگی کی شفقت و نرمی ‘ تحمل و درگذر ‘ رفق و لینت ‘ اور بیویوں کے ساتھہ صبر و برداشت کا سلوک - اس سے جہاں اُس خلق عظیم کی زندگی سامنے آتی ہے ‘ وہاں انکا اُسوۂ حسنہ ہم سے مطالبہ بھی کرتا ہے کہ اپنی بیویوں سے محبت و نرمی کریں ‘ اور ہمیشہ شفقت و سلوک اور درگذر و رفق سے پیش آئیں کہ یہ آبگینہ بہت ہی نازک ہے !

متفق علیه روایت عبید الله بن حنین کی ہے جو حضرة عباس کے غلام تھے - ہم اُسی روایت کو یہاں پہلے نقل کردیتے ہیں :

" عن عبید بن حنین انه سمع ابن عباس رضی الله عنهما یحدث - انه قال : مکثت سنة ارید ان اسال عمر بن الخطاب عن اية. فما استطیع ان اسأله هيبة له' حتى خرج حاجا فخرجت معه' فلما رجعت و كنا ببعض الطريق' عدل الى الاراک لحاجة له - قال : فوقفت له حتى فرغ ثم سرت معه' فقلت یا امیر المومنین ! من اللتان تظاهرتا على النبى صلى الله عليه وسلم من ازواجه ؟ فقال تلك حفصة و عائشة - قال : فقلت و الله ان كنت لا ريد ان اسالك عن هذا منذ سنة' فما أستطيع هيبة لك - قال : فلا تفعل ما ظننت ان عندى من علم فاسالنى' فان كان لى علم خبرتك به - قال ثم قال عمر : والله ان كنا فى الجاهلية ما نعد للنساء امراً حتى انزل الله فيهن ما أنزل' و قسم لهن ما قسم' قال : فبينا انا فى امر اتامره اذ قالت امرأتى لوصنعت كذا و كذا قال : فقلت لها ما لك و لما ههنا فيما تكلفك فى امر اريده' فقالت لى عجباً لك يا ابن الخطاب ! ما تريد ان تراجع انت و ان ابنتك لتراجع رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى يظل يومه غضبان ! فقام عمر فأخذ رداءه مكانه حتى دخل على حفصة' فقال لها يا بنية ! انك لتراجعين رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى يظل يومه غضبان ؟ فقالت حفصة : والله انا لنراجعه' فقلت تعلمين انى احذرك عقوبة الله و غضب رسوله صلى الله عليه وسلم - يا بنية لا تغرنك هذه التى اعجبها حسنها حب رسول الله صلى الله عليه وسلم اياها ( يريد عائشة - ) قال : ثم خرجت حتى دخلت على ام سلمة لقرابتى منها فكلمتها' فقالت ام سلمة : عجباً لك يا ابن الخطاب ! دخلت فى كل شى حتى تبتغى ان تدخل بين رسول الله صلى الله عليه وسلم و ازواجه ؟ فاخذتني والله اخذا كسرتنى عن بعض ما كنت اجد - فخرجت من عندها و كان لى صاحب من الانصار اذا غبت' اتانى بالخبر' و اذا غاب كنت انا آتيه بالخبر' و نحن نتخوف ملكا من ملوک غسان ذكرلنا انه يريد ان يسير الينا فقد امتلاءت صدورنا منه - فاذا صاحبى الانصارى يدق الباب - فقال افتح افتح فقلت جاء الغسانى ؟ فقال بل اشد من ذلك - اعتزل رسول الله صلى الله عليه وسلم ازواجه - فقلت رغم انف حفصة و عائشة - فاخذت ثوبى فأخرج حتى جئت فاذا رسول الله صلى الله عليه وسلم فى مشربة له يرقى عليها بعجلة و غلام لرسول الله صلى الله عليه وسلم اسود على راس الدرجة - فقلت له قل هذا عمر بن الخطاب فاذن لى - قال عمر : فقصصت على رسول الله صلى الله عليه وسلم هذا الحديث' فلما بلغت حديث أم سلمة' تبسم رسول الله صلى الله عليه وسلم - و انه لعلى حصير ما بينه و بينه شى' و تحت راسه و سادة من ادم حشوها ليف و ان عند رجليه قرظاً مصبوباً و عند راسه اهب معلقة' فرأيت أثر الحصير فى جنبه فبكيت فقال يبكيك ؟ فقلت يا رسول الله ! ان كسرى و قيصر فيما هما فيه و انت رسول الله ! فقال أما ترضى أن تكون لهم الدنيا و لنا الا خرة ؟ "

( حلاصۀ بیان )

لیکن اسی واقعہ کو امام بخاری نے کتاب العلم میں عبید الله بن ابی ثور کی روایت سے بھی درج کیا ہے - وہ جزئیات بیان میں زیادہ مشرح و مفصل ہے - علی الخصوص حضرت عمر اور آنحضرة کا مکالمہ زیادہ تفصیل سے اسمیں بیان کیا گیا ہے - امام مسلم کی روایات میں بھی بعض زیادہ تفصیلات ہیں - ہم بخوف طوالت کتاب العلم والی روایة کو نہیں نقل کرسکتے' مگر ان تمام روایات کو سامنے رکھکر انکا مشترک اور مربوط و مرتب خلاصہ باحتیاط درج کردیتے ہیں - بہ نسبت ایک ہی روایت کے ترجمہ کردینے کے یہ زیادہ مفید ہوگا - علاوہ اصل واقعہ کے جو ضمنی روشنی اس روایت سے آنحضرة کی سیرة طیبہ' فقر و استغنا' عورتوں کے حقوق' اسلام کی حمایت حقوق نسواں' زنان عرب کی حالت میں انقلاب' صحابہ کا عشق رسول' حضرة عمر کے مدارج علیہ اور راہ محبت رسول میں بیخودانہ سرشاری' اور اسی طرح کے بے شمار امور و مسائل پر پڑتی ہے' اسکے لحاظ سے بھی اس کا مفصل و جامع خلاصہ درج کرنا بہت ضروری تھا :

" حضرت عبد الله ابن عباس ( رض ) کہتے ہیں کہ میں سال بھر تک ارادہ کرتا رہا کہ حضرة عمر ( رض ) سے قرآن کریم کی ایک آیت کی نسبت پوچھوں' لیکن انکی ہیبت و رعب سے میری ہمت پست ہوجاتی تھی اور پوچھنے کی نوبت نہیں آتی تھی - ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرة عمر حج کیلیے نکلے اور میں بھی انکے ہمراہ روانہ ہوا - جب حج سے فارغ ہوکر ہم لوگ واپس آ رہے تھے تو راستے میں ایک اچھا موقعہ گفتگو کا ہاتھ آگیا اور میں نے اس مہلت کو غنیمت سمجھکر اپنے قدیمی ارادے کو پورا کرنا چاہا - میں نے عرض کیا کہ امیر المومنین ! آنحضرة کی وہ کون دو بیویاں تھیں جنھوں نے اپنے مطالبات کیلیے ایکا کرکے آنحضرة پر زور ڈالا تھا' اور جس کا ذکر خدا تعالی نے " و ان تظاهرا علیه " میں کیا ہے ؟

حضرة عمر نے فرمایا " عائشہ اور حفصہ " اسپر میں نے کہا کہ و الله - میں ایک سال سے ارادہ کر رہا تھا کہ اس بارے میں آپ سے پوچھوں مگر آپکے رعب سے میری زبان نہیں کھلتی تھی -

حضرة عمر نے کہا : " اسکا کچھ خیال نہ کرو - جو بات مجھے معلوم ہے میں بیان کرنے کیلیے موجود ہوں "

اسکے بعد حضرة عمر نے اس واقعہ پر ایک مفصل و مشرح تقریر کی - انہوں نے کہا کہ " ایام جاہلیہ میں ہم لوگوں کا عورتوں کے ساتھہ یہ سلوک تھا کہ کسی طرح کے حقوق انہیں حاصل نہ تھے - ہم سمجھتے تھے کہ عورتیں کوئی چیز نہیں ہیں - لیکن جب اسلام آیا اور الله تعالی نے انکے حقوق کے متعلق آیات نازل کیں اور انکا حق ہم پر قرار پا یا' تو ہماری عورتوں کی حالت بالکل بدل گئی اور اپنا حق مانگنے میں وہ نہایت جری ہوگئیں -

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ کسی بات پر حسب عادت قدیمی میں نے اپنی بیوی کو ڈانٹا اور باہم تکرار سی ہوگئی - اُس نے اُلٹ کر ویسا ہی جواب دیا اور سختی سے بات کی - میں نے کہا : تمہیں کیا ہوگیا ہے ؟ میری بات کا اسطرح جواب دیتے ؟ وہ بولی کہ سبحان الله ! تم کیا ہو کہ میں تمہیں جواب نہ دوں - تمہاری بیٹی ( حفصہ ) تو خود رسول الله صلعم کو برابر کا جواب دیتی ہے - حتی کہ دن دن بھر انسے روٹھی رہتی ہے !

یہ سنکر میں نے اپنے دل میں کہا' یہ تو عجیب بات ہوئی - فوراً اٹھکر حفصہ ( حضرة عمر کی صاحبزادی اور آنحضرت کی زوجۂ مطہرہ ) کے پاس پہنچا اور پوچھا کہ بیٹی ! کیا یہ سچ ہے کہ تم آنحضرة سے سوال جواب کرتی ہو اور دن دن بھر روٹھی رہتی ہو ؟ اور کیا اور بیویاں بھی ایسا ہی کرتی ہیں ؟ حفصہ نے کہا کہ ہاں بیشک ہم ایسا کرتے ہیں - مجھے سخت غصہ آیا اور میں نے کہ تجھے الله کی سزا اور اسکے رسول کے غضب سے ڈرنا چاہیے - رسول الله کی ناراضی عین خدا کی ناراضی ہے - یہ کیا ہے جو تم اسطرح انہیں ناراض کرتی ہو ؟ تجھے حضرة عائشہ کی کوئی نظیر دیکھکر بھول نہ جانا چاہیے جس سے آنحضرة بہت محبت فرماتے ہیں - والله اگر انہیں میرا خیال نہوتا تو وہ تجھے طلاق دیچکے ہوتے - تجھکو جو کچھہ مانگنا ہو مجھسے مانگ - آنحضرت کو کیوں تکلیف دیتی ہے ؟

اسکے بعد میں ام سلمہ ( آنحضرة کی دوسری زوجۂ مطہرہ ) کے ہاں آیا کیونکہ قرابت کی وجہ سے مجھے زیادہ موقعہ دریافت حال اور ملاقات کا حاصل تھا - میں نے انسے بھی وہ تمام باتیں کہیں جو اپنی بیٹی سے کہی تھیں - لیکن انہوں نے سنتے ہی جواب دیا کہ اے ابن خطاب ! تمہاری حالت تو بڑی ہی عجیب ہے ! تم ہر معاملے میں دخیل ہوگئے - اور اب یہ نوبت آگئی کہ رسول الله اور انکی بیویوں کے معاملے میں بھی دخل دینے لگے ہو ؟

" علم خواهش " کس شے کا نام ہے ' جسکا اسقدر شور مچایا جاتا ہے اور جسکے برتے پر گورنمنٹ سے اپنے مقاصد حاصل کرنے کی آرزو ہے ؟ اگر " عام راے " کے معلوم کرنے کا وسیلہ یہ جلسے نہیں ہیں تو مسلمانوں کے اندر عام راے کا وجود ہی نہیں ہے ' حالانکہ گذشتہ چند سالوں کے اندر سب سے زیادہ دعوا علم راے کا قولاً و عملاً مسلمانوں هی نے کیا ہے - میں پوچھتا ہوں کہ جسقدر جلسے طرابلس اور بلقان کیلیے ہوے ' جسقدر تجویزیں صلیبی مظالم اور مسلمانان مقدونیا و البانیا کی مظلومی کے متعلق پاس کی گئیں نیز جسقدر صدائیں ایڈریا نوپل کے عود کے بعد اسلامی ہند نے بلند کیں ' وہ کن جلسوں سے اٹھی تھیں ؟ اور کن لوگوں نے انہیں منعقد کیا تھا ؟ اگر کسی مسئلہ کی تحریک کرنے کا یہ مطلب ہے کہ خود ملک میں کوئی خیال نہیں تو اس دلیل سے تو طرابلس و بلقان کے جلسے تک بالکل ملیا میٹ ہو جاتے ہیں ' کیونکہ نہ صرف انکے لیے اخباروں نے تحریک ہی کی بلکہ واقعہ یہ ہے کہ خاص خاص لوگوں ہی نے جوش اور ہیجان پیدا کرایا - شاید یہ کہنا کسی کے نزدیک بھی مبالغہ نہوگا کہ طرابلس و بلقان کے مسئلہ میں الہلال نے تحریک و دعوۃ کا کام خاص طور پر کیا ہے - پھر اگر اُس وقت الہلال کا لکھنا اور ہر طرح ظاہر و باطن کوشش کرنے " عام راے " کی صحت کو نقصان نہ پہنچا سکا تو العجب ثم العجب کہ آج ندوہ کے متعلق اسکا سعی کرنا یہ مطلب رکھے کہ جو کچھہ ہوا صرف اسی کی تحریک سے ہوا ' اور خود کسی جلسے کے انعقاد کیلیے فرشتے آسمان سے نازل نہ ہوے ؟

میرعزیز نادانوں ! فرشتے تو اب کسی جلسے کا بھی پیام لیکر نہیں آتے ' اور وحی الہی سے کوئی بھی جلسہ منعقد نہیں کرتا - انسانوں ہی کی تحریک ہر جگہہ کام کرتی ہے - ہندوستان ہی نہیں بلکہ تمام آور جمہوری اصول پر چلنے والے ممالک کا بھی یہی حال ہے - عام راے اسی کو کہتے ہیں کہ کسی مسئلہ کی اہمیت کو محسوس کرکے چند اشخاص سب سے پہلے لوگوں کو توجہ دلاتے ہیں ' اور جس شے کو اپنے عقیدے میں ضروری اور اہم سمجھتے ہیں ' اسکی اہمیت کا عام اعتراف کرانے کی سعی کرتے ہیں - پھر لوگ انکی سنتے ہیں اور انکے بیانات پر کان دھرتے ہیں - یہاں تک کہ تحریک کی قوت اپنا کام کرتی ہے ' اور ایک ہیجان و جوش عام پیدا ہوجاتا ہے - پھر وہی صدا جو پہلے محدود تھی عام ہوجاتی ہے ' اور وہی خیالات جو پہلے ایک یا چند شخصوں کے قلم سے نکلتے تھے ' ہر مجمع اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے لگتے ہیں - اسی کا نام عام راے ہے اور دنیا کی تمام قومیں مجبور ہیں کہ اسی کو عام راے سمجھیں اور اسکے آگے سر جھکادیں !

یہ کانپور کی مسجد کا معاملہ ہمارے سامنے ہے - یقیناً الہلال نے اسکے لیے اپنے تئیں وقف کردیا ' اور علاوہ اخبار کے شخصاً بھی ہر طرح کوشش کی ' مختلف مقامات میں لیکچر دیے ' جلسے کی تحریکیں کیں ' انجمنوں کو خواب غفلت سے چونکایا ' اور بالکل اسی طرح بعض اور ارباب غیرت و قوت نے بھی اپنی تمام کوششوں کو اس راہ میں وقف کر دیا - لیکن ایسا ہونا نہ تو عام راے کے وجود سے انکار کی وجہ ہو سکتا تھا ' اور نہ اُن جلسہ اور جماعتوں نے محض چند اشخاص کے کہدینے سے ایسا کیا تھا - مسئلہ اہم ' واقعی ' اور سچا تھا ' خانۂ خدا کی محبت ہر مومن دل میں تھی ' اور شہداے راہ الہی کے درد سے ہر دل بیقرار تھا - پس چونکہ بات سچی اور حقیقی تھی ' اسلیے سب نے سنی ' اور درد بناوٹی نہ تھا ' اسلیے کوئی نہ تھا جسکے منہ سے چیخ نہ نکلی - سر جیمس مسٹن کی گورنمنٹ نے کہا کہ یہ " چند مفسدوں

کی کارستانی ہے " مگر خدا نے ' اسکے قانون صداقت نے ' زمانے کی طاقت نے ' اور پیش آنے والے واقعات و نتائج نے اس الزام کو جھٹلانا اور " عام راے " کے آگے بڑے بڑے سرکشوں کو بالآخر عاجزانہ گردن جھکا دینی پڑی -

ہم عمل اور حرکت کے عہد میں ہیں ' ہمارے اصلی کام ندوہ کے مسئلہ سے زیادہ اہم ہیں - ہم کو آیندہ چپ ہوکر بیٹھہ نہیں جانا ہے بلکہ کام کرنا ہے ' اور ہمارے مقاصد کے مخالف و منکر بڑے ہی ہوشیار اور چالاکیوں اور شرارتوں کے پیکر ہیں - پس خدا کیلیے اصلاح ندوہ کی ضد میں آکر ایسے ہفوات منہہ سے نہ نکالو جو نہ صرف یہ کہ واقعیت کے خلاف ہیں - بلکہ کل کو مخالفوں کے ہاتھہ میں ہمارا سر کچلنے اور ہماری آوازوں کو جھٹلانے اور رد کردینے کیلیے ایک بڑا بھاری پتھر دیدینے والے ہیں - ندوہ کا مسئلہ تو مٹی کو تھا ' لیکن ملک اور قوم کا مسئلہ روز ہمارے سامنے آتا ہے - ہم اپنی خواہشوں کو گورنمنٹ سے منوانا چاہتے ہیں ' اور اپنی عام راے کو اسکے ہاتھوں ذلیل کرانا پسند نہیں کرتے - ہمیں بہت کچھہ لینا ہے اور بہت سے کام ہیں جنکے لیے عام صدائیں بلند کرنی ہیں - اگر آج تم نے یہ کہدیا کہ پچاس سے زائد جلسوں کا ہونا " عام راے " نہیں تو بتلاؤ کہ کل کو کسی بڑے سے بڑے مسئلہ کیلیے بھی جسے تم بڑا سمجھتے ہو ' کس طرح عام راے کا ثبوت دوگے ' اور ان جلسوں کی تحقیر کرکے اور کونسے جلسے لاؤگے جنکی تجویزوں کے ذریعہ گورنمنٹ کے سامنے کھڑے ہوگے ؟

جبکہ وہ کہیگی کہ جلسوں کا ہونا عام راے کا ثبوت نہیں ' تو اسکا جواب ہمارے پاس کیا ہوگا کیونکہ تمام ملک کے پچاس سے زائد باقاعدہ مجالس کوئی شے نہیں ہیں ؟

اصل یہ ہے کہ جو لوگ ان جلسوں کی تحقیر کرتے ہیں ' انہیں شاید اسکی خبر ہی نہیں ہے کہ اسکا اثر عام اسلامی و ملکی فوائد پر کیا پڑیگا ' نیز یہ گورنمنٹ اور حکام کے معاملے میں قوم کی کامیابی کے کتنے ایسے شائق بھی نہیں - اگر ایسا ہی ہے تو پھر ایسے لوگوں کو اسپر توجہ دلانا بیکار ہے - البتہ اصحاب فکر و راے کو سوچنا چاہیے کہ عام مجالس کی تحقیر کا خیال کس درجہ مہلک اور خطرناک غلطی ہے !

اگر میں ان جلسوں کے متعلق فرداً فرداً بحث کروں تو انکی اہمیت کا مسئلہ پوری طرح روشنی میں آ جاے ' مگر اصولاً اس طریق بحث کی ضرورت نہیں سمجھتا - یہ جلسے کیسے بھی ہوں ' باقاعدہ ہوں یا بے ضابطہ ' الہام آسمانی سے منعقد ہوے ہوں ' یا اشارہ انسانی سے - انکے لیے الہلال نے زور دیا ہو یا نامزد کے - لیکن ہمارے جلسے یہی ہیں - ہماری صدائیں انہی میں سے اٹھتی ہیں - ہماری موجودہ عام راے انہی سے عبارت ہے اور انکو الگ کردینے کے بعد ہمارے پاس اور کچھہ نہیں رہتا - بلقان و طرابلس کے تمام مسائل کے متعلق انہی کے ذریعہ ہم نے کام لیا - مسجد کانپور کا مسئلہ انہی کی صداؤں سے عبارت ہے - ہمارے کاموں کی بنیاد اور ہمارے احتجاج کی قوت صرف انہی میں پوشیدہ ہے - پس جسکا جی چاہے انہیں تسلیم کرے ' جسکا جی چاہے تسلیم نہ کرے ' مگر جب کام کا وقت آئیگا تو تمام قوم اور گورنمنٹ مجبور ہوگی کہ انہی کو تسلیم کرے ' اور انہی کو سب کچھہ قرار دے - انکار کرنے والے آفتاب کے وجود سے عین دوپہر کو بھی انکار کرسکتے ہیں لیکن روشنی کا سلسلہ تاریکی کا سوال نہیں بن جا سکتا : فتفکروا وتدبروا یا اولی الالباب -

# مدارس اسلامیہ

## مسئلۂ بقاؤ اصلاح ندوہ

### ۱۰ مئی سے پہلے اور اسکے بعد

رب احکم بالحق ' و ربنا
الرحمن المستعان علی ماتصفون !

گذشتہ اشاعت میں جو کچھہ لکھا جاچکا ہے ' وہ جلسے کے حالات و نتائج پر ایک عام نظر تھی - آج بعض خاص حیثیتوں سے ایک دوسري نظر ڈالنا چاھتا ھوں - یہ جلسہ ھمارے لیے عبرۃ و تذکیر کا ایک عظیم الاثر واقعہ ہے اور ھمارے عام مجامع اور مجلسي کاموں کیلیے اسمیں بڑي بڑي عبرتیں پوشیدہ ھیں - ایسے واقعات کا نہایت غور و فکر سے مطالعہ کرنا چاھیے - انسان کي سب سے بڑي عقلمندي عبرت پذیري ' مگر سب سے بڑي غلطی غفلت و اغماض ہے : ان فی ذلک لذکری ' لمن کان له قلب او القی السمع وھو شهید -

( طریق انعقاد و دعوۃ کار )

هم آج نصف صدي سے بڑے بڑے مجلسي کاموں میں منہمک ھیں - بیس برس سے کانفرنسیں منعقد ھونی ھیں ' اور بڑي بڑي انجمنوں کے علاوہ وقتي مصالح و ضروریات کیلیے عظیم الشان مجلسوں کا اعلان ھوتا ہے - لیکن افسوس ہے کہ ابتک ھمارے پاس طریق انعقاد مجالس و صحت کار کیلیے نہ تو کوئي متفقہ اصول ہے اور نہ کوئي معیار - جس جلسے کو لوگ چاھتے ھیں باقاعدہ کہدیتے ھیں ' جسکو چاھتے ھیں خلاف قاعدہ کہدیتے ھیں - ایک ھی جماعت کو کچھہ لوگ تسلیم کرلیتے ھیں ' کچھہ لوگ انکار کردیتے ھیں - نہ تو تسلیم کرنے والوں کے پاس کوئي اصول ہے اور نہ انکار کرنے والوں کے پاس کوئي معیار -

کبھي اسپر بہت زور دیا جاتا ہے کہ " رازداري " کوئي شے نہیں اور جمہوري کاموں کے یہ معنی ھیں کہ بالکل علانیہ ھوں اور انمیں کوئي راز نہو - لیکن پھر بعض عقلمند لوگوں کو اصرار ھوتا ہے کہ اس عام کلیہ میں استثنا ضرور ھونا چاھیے - حقیقی عمومیت و جمہوریت ایک مفہوم ذھنی یا ادعاء خیالي ہے ' اور کبھی بھی اسکا وجود خارج میں نظر نہ آیا - اس عموم میں کچھہ نہ کچھہ خصوص کي گنجایش رکھني ھي پڑیگي اور ذمہ داري کے کاموں میں رازداري کے بغیر چارہ نہیں -

پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر جماعت کے فوائد کا پاس کرنے والے رازداري سے کام کریں تو وہ عین جمہوري کام ہے ' لیکن جن لوگوں کو جماعت کے فوائد عزیز نہیں ' انکے لیے رازداري جائز نہیں ھوسکتي -

مگر اسپر سوال ھوتا ہے کہ اشخاص کي اس حیثیت کا کیونکر فیصلہ ھو کیونکہ محض ادعا تو اسکے لیے کافی نہیں -

غرضکہ کوئي متفق اصول اس بارے میں قوم کے سامنے نہیں ہے ' اور ایک افسوس ناک طوائف الملوکي اس بارے میں پھیلي ھوئي ہے -

لیکن ۱۰ - مئي کا جلسہ في الحقیقت اس بحث و مناقشہ کا ایک عملي فیصلہ ہے ' اور ایسا فیصلہ ہے جسکو اگر تسلیم نہ کیا جائے تو اس مبحث کا اولی فیصلہ بھي عملاً ممکن نہوگا - باوجود قلت وقت و فقدان فرصت ' جس طرح اسکی تجویز ھوئي ' اور جس طرح اسکے انعقاد کا سامان کیا گیا ' وہ اسکے لیے ایک بہتر نمونہ ہے کہ عام قومي مجالس کو کس طرح منعقد ھونا چاھیے - اور یہ ایک بہت بڑي بصیرۃ ہے جو اس جلسے سے هم همیشہ کیلیے حاصل کرسکتے ھیں -

( ایک خطر ناک اور مہلک سعي )

سب سے پہلے ھمارے سامنے وہ کثیر التعداد جلسے آتے ھیں جو هندوستان کے مختلف حصوں میں مسئلۂ ندوہ کے متعلق منعقد ھوے ' اور جنکي نسبت پورے اعتماد کے ساتھہ کہا جاسکتا ہے کہ اس وقت تک کسی بڑے سے بڑے مسئلہ کے لیے بھي اس سے زیادہ عام آواز نہیں اٹھی ہے ' جسقدر کہ اصلاح ندوہ کیلیے اور ایک آزاد کمیٹي یا کمیشن کیلیے هندوستان کے ھر گوشے سے متفقاً اٹھی ' اور ایک ھي وقت میں اٹھي -

لیکن کچھہ لوگ ھیں جو ان جلسوں کي نسبت کہتے ھیں کہ یہ کوئي چیز نہیں ' اور انھیں کسي طرح بھي عام راے کا خطاب نہیں دیا جا سکتا - انکي بڑي دلیل یہ ہے کہ خود کسي وحي آسماني یا الہام قلبي کي بنا پر انکا انعقاد نہیں ھوا بلکہ بعض لوگوں کي کوشش اور سعی سے ھوا - ایسے جلسے جب چاھیں ھر جگہ کرادیسکتے ھیں - انکي کوئي وقعت نہیں ھوسکتي -

لیکن قطع نظر اس منطق کے جو ان کي تضعیف و تحقیر میں اختیار کي گئي ہے ' سب سے پہلا سوال ان بزرگوں سے یہ ھونا چاھیے کہ انکے ایسا کہنے میں اور اس منطق میں جو مسئلہ مسجد کانپور کے متعلق حکام کام میں لائے تھے ' کیا فرق ہے ؟ سر جیمس مسٹن کي گورنمنٹ بھي بعینہ یہي کہتي تھي کہ خود عام پبلک کو کوئي خیال نہیں ہے - صرف چند آدمي ھیں جو ھر جگہ جلسے کراتے ھیں اور جو مختلف صدائیں اٹھہ رھي ھیں وہ در اصل ایک ھی صدا کی صدائے بازگشت ہے !

پھر کونسي وجہ ہے کہ یہ منطق اس وقت تو تسلیم نہیں کی گئی اور اسکو قوم کی تحقیر اور اسلامي اتحاد کي توھین سمجھا گیا ' مگر آج ندوہ کے مسئلے میں بلا تکلف اسي حربے سے کام لیا جا رھا ہے ؟

مجھے افسوس ہے کہ اس استدلال سے کام لینے میں میں نے ان بزرگوں کو بھي نیز زبان پایا ہے جنھوں نے مسئلۂ مسجد کانپور میں عام راے کی وکالت میں خاص حصہ لیا تھا - پھر کیا مناسب نہوگا کہ وہ اس سوال پر غور کریں ؟

اصل یہ ہے کہ لوگ جو کچھہ کہتے ھیں ' اسے خود اتنا نہیں سمجھتے جتنا دوسرا سمجھہ سکتا ہے اور سمجھتا ہے - اگر مسئلہ ندوہ کے متعلق وہ پچاس سے زائد اسلامي جلسے کوئي چیز نہیں جو هندوستان کے تمام شہروں بلکہ قصبوں اور دیہاتوں تک میں منعقد ھوے ' تو اسکے یہ معني ھیں کہ آپ گورنمنٹ کو ' حکام کو ' اسکے پرستاروں کو ' اور قومي و ملکي خواھشوں اور حقوق کے ھر مخالف کو وہ خطرناک اور مہلک حربہ دے رھے ھیں ' جو قاتل وار آپکي تمام سیاسي و ملکي زندگي کو نیست و نابود کردیگا اور آپ اس سب سے زیادہ کارگر اور حقیقي و اصلي دلیل کو خود ھی رد کردینگے ' جسکا رد ھوجانا آپکے مخالفوں کا بہترین مقصد ہے اور جسکے بھروسے پر آپنے اپنے مقاصد کي ھستي قائم کي ہے !!

اگر وہ جلسے کوئي چیز نہیں جو مسئلہ ندوہ کے متعلق هندوستان میں منعقد ھوے تو پھر مجھے بتلایا جاے کہ " قومي راے "

## صفحة من تاريخ الكيميا

### ( تقسیم علوم )

اگر علوم جدیدہ کی کوئی تاریخ ترتیب اصلی کے ساتھہ لکھی جاے تو اُسمیں سب سے پہلا باب تقسیم علوم کا ہوگا -

قدما کی ایک بنیادی غلطی یہ تھی کہ وہ علوم کی کوئی صحیح تقسیم اور تعیین حدود نہ کرسکے اور طبیعیات کو جسے فی الحقیقت تجربہ اور مشاہدات کا نتیجہ ہونا تھا ' اُن چیزوں سے ملا دیا جو محض زمانۂ قدیم کے ظنون مقصرہ اور قیاسات ابتدائیہ کا نتیجہ تھیں - متاخرین کو نئی راہ کا سراغ ملگیا اور انھوں نے سب سے پہلے علوم کی تقسیم صحیح اور تعیین حدود میں کامیابی حاصل کی - دراصل یہی اولین کام حکماے جـدیـدہ کی اصلی مزیت اور شرف ہے -

اب علوم کے اقسام کا نقشہ بالکل بدل دیا گیا ہے اور گو بہ نسبت اعصار قدیمہ کے بے شمار نئی نئی شاخیں پیدا ہوگئی ہیں ' تاہم اُصولاً انکی تقسیم و حدود ایک صحیح بنیاد پر قائم اور اپنی منحصر تعداد میں بالکل غیر متاثر ہے -

چنانچہ موجودہ زمانے میں دس بارہ غیر اصولی قسموں کی جگہ صرف اِن تین حصوں میں تمام علوم تقسیم کردیے گئے ہیں :

( ۱ ) علوم حیاتیہ -
( ۲ ) علوم نفسیہ -
( ۳ ) علوم طبیعیہ -

ان تینوں قسموں میں سے ہمارا موضوع بحث آخر الذکر علم ' اور سب سے پہلے صرف اسکی ایک ہی شاخ ' یعنی علم کیمیا ہے -

امم قدیمہ میں سے جن جن قوموں کی تاریخ میں ہمیں علم کیمیا کا تذکرہ ملتا ہے ' وہ مصری ' فنیقی ' یہودی ' یونانی ' رومی ' اور عرب ہیں - اِن قوموں میں سے مصری سب سے پہلے گذرے ہیں ' اسلیے غالباً فن کیمیا کا اولین سرچشمہ مصر ہی ہے -

### ( لفظ کیـمـیـا )

" کیمیا " کس زبان کا لفظ ہے اور اسکے کیا معنی ہیں ؟ اسمیں علماء کا اختلاف ہے - بعض کا بیان ہے کہ کیمیا " کمی " سے مشتق ہے جسکے معنی سیاہ زمین کے ہیں - قدیم زمانے میں مصر کا یہی نام تھا اور چونکہ اس فن کا گہوارہ مصر تھا ' اسلیے اسکا بھی یہی نام پڑگیا - اسکی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ کیمیا کو " فن مصری " بھی کہتے ہیں -

مگر بعض کا خیال ہے کہ یہ ایک عبرانی نژاد لفظ سے مشتق ہے جسکے معنی راز یا اخفاء کے ہیں - اصل میں یہ لفظ غالباً شامان ہے - اہل یونان مصر کو سام ابن نوح کی نسبت سے شامیا کہتے تھے -

ایک تیسری جماعت کو ان دونوں رایوں سے اختلاف ہے - اسکے نزدیک یہ دراصـل " سیمیا " تھا - سیمیا کے معنی بھی اخفاء و پوشیدگی کے ہیں -

بہر نوع لفظ کیمیا کا مشتق منہ خواہ کچھہ ہی ہو اور اسکے معنی خواہ سیاہ زمین کے ہوں یا اخفاء کے ' اسقدر یقینی ہے کہ یہ ایک پوشیدہ فن تھا جسے صرف رؤساء مذہبی ہی جانتے تھے ' اور اسکی بڑی دلیل یہ ہے کہ خود ہیکلوں اور عبادتخانوں کے اندر یا انکے قرب و جوار میں کیمیاوی دار العمل ( لبوریٹری ) نکلے ہیں -

### ( کیمیـا کی ابتـدا )

جس طرح دنیا میں تمام علوم کی ابتدا افراد انسانیہ کی غیر منضبط اور توہمات آمیز معلومات سے ہوئی ہے اور رفتہ رفتہ تمدن و عمران کی ترقی نے اُن میں ترتیب اور انضباط پیدا کیا ہے ' اُسی طرح فن کیمیا کی بھی ابتدا ہوئی -

البتہ اسکی ابتدا اس لحاظ سے ایک خاص اور غیر معمولی حالت بھی رکھتی ہے - شاید ہی کسی علم کی ابتدا اسدرجہ توہمات اور خلاف مقصد کوششوں سے آلودہ رہی ہوگی ' جیسی کہ اس نہایت قیمتی اور ضروری فن شریف کی ہوئی ہے !

آگے چلکر فن کیمیا کے مختلف دوروں کی سرگذشت آئیگی - یہاں ہم صرف اسقدر اشارہ کردینا چاہتے ہیں کہ اسکی ابتدا نہ صرف غلط فہمیوں اور غلط مقاصد کے اعتماد کے ساتھہ ہوئی جیسا کہ انقلاب ماہیت معدنیات کی کوشش سے ظاہر ہوتا ہے ' بلکہ بہت کچھہ انسانی جرائم و معاصی کی اُن افسوسناک سرگذشتوں سے بھی اسکا تعلق رہا ہے جو دنیا کے گذشتہ تاریخی زمانوں کی وحشت انگیز یادگاریں ہیں ' اور جنسے اس افسوسناک صداقت کی تصدیق ہوتی ہے کہ بہتر سے بہتر اور اشرف سے اشرف آلہ و وسیلہ بھی انسان کے بہیمی جذبات کے قبضہ میں آکر بدترین لعنت و عذاب بن جا سکتا ہے !

فن کیمیا کے جس قدر ابتدائی تجارب ہیں ' وہ دنیا نے صرف دو طریقوں سے حاصل کیے ہیں :

( ۱ ) بہت سے لوگوں کو خیال پیدا ہوا کہ ادنی درجہ کی دھاتوں کو کسی خارجی ذریعہ سے اعلی درجہ کی دھاتوں میں منقلب کردیا جاے - مثلاً تانبے کو سونا بنا دیا جاے یا قلعی اور پارہ کو چاندی کی صورت اور خواص میں بدلدیا جاے - اس مقصد کے حـاصـل کرنے کیلیے بڑی بڑی علمی اور تجـاربی کوششیں شروع ہوئیں اور صدیوں تـک بڑے بڑے حکمـا اور علمی حلقے اس مقصد کے تجربوں میں مشغول رہے - وہ اپنے مقصد میں تو کامیاب نہوے لیکن انکے تجربوں سے ضمناً بہت سے قیمتی مسائل معلوم ہوگئے جو ایک عمدہ ابتدائی سرمایہ اصلی فن کیمیا کا ثابت ہوا ! -

( ۲ ) پہلا ذریعہ تو یہ غلط فہمی اور غلط تلاش تھی - دوسرا ذریعہ انسانی وحشت و جرائم کے مقتدر اور مخفی حلقوں کا علمی وسائل سے مقصد براری کی کوشش کرنا ہے جو عصر قدیم سے لیکر ازمنہ مظلمہ ( مڈل ایجز ) کے بعد تـک برابر جاری رہی - تاریخ کے مطالعہ سے اُن شریر اور جرائم پیشہ اشخاص اور جماعتوں کا پتہ چلتا ہے جو اپنے علم و حکمت کو اس راہ میں صرف کرکے اپنے بڑے بڑے ذاتی فوائد حاصل کرنا چاہتی تھیں - یہ وہ لوگ تھے

## ( عام جلسه كي ضرورت كا اعتراف )

پس ٹھیک ٹھیک اُسي اصول کار اي بموجب جو اب تک متفق و متعدد طور پر هم کرتے آئے میں' هندوستان کے هر حصه سے اصلاح ندوہ کے لیے ایک عام جلسه کي صدائیں اٹھیں ' اور نفس اصلاح کا تقریباً هر حلقه اور هر گروہ نے اعتراف کیا - شاید هی دو چار ماہ کے اندر کسي تعلیمي مسئله کے متعلق اسقدر عام انکار کي قوت میسر آئي هے ' جیسي که بحمد الله اس مسئله میں حاصل هوئي - اسقدر سرعت سے مطالبهٔ اصلاح کي قوم نے حمایت کي که اسکو کسي بڑي سازش سے تعبیر کرنے کے سوا منکرین اصلاح کوئي توجیهه نه کر سکے -

عام جلسے کي ضرورت کے عام اعتراف کے بعد یه سوال سامنے آتا تها که وہ عام جلسه کہاں منعقد هو؟

مخالفین اصلاح کہتے هیں که اسے لکھنو هي میں منعقد هونا تها ' اور دلیل یه پیش کرتے هیں که جہاں کا معامله هو' وهیں سعي اصلاح زیادہ موزوں اور نتیجه خیز هو سکتی هے - جو لوگ یه خیال اپنے فریقانه مقاصد کی بنا پر ظاهر کرتے هیں ' انسے تخاطب تو مفید نہوگا ' البته غیر جانب دار لوگوں کو ذرا سوچنا چاهیے که ایسا کہکے وہ ایک کہلی اور روشن بات سے کس طرح تجاهل و تغافل کر رهے هیں؟ ندوۃ العلما کا سارا ماتم اسی میں هے که چند حضرات نے اُسے اپنے شخصی اقتدار کا گهر بنا لیا هے ' اور ملک کے قابل اور کارکن اشخاص کیلیے اس میں کوئی جگه نہیں رهی هے ' اور صرف یہی بات مبدء اصلي هے اُن تمام خرابیوں کا جنکے بعد کوئي کوشش اندروني اصلاح کی کامیاب نہیں هو سکتی

پس ایسي حالت میں اصلاح کے مسئله پر غور کرنے کے لیے خود لکھنو میں جلسه کرنا جو مدعا علیه فریق کا مرکز هے ' کیونکر اُس خواهش کو پورا کرسکتا تها ' جو عام طور پر غیر جانب دار کمیٹی کے قیام پر زور دے رهي تهي؟ اسکے تو صاف معنی یه تهے که جن لوگوں کے خلاف یه سارا شور و غل هے' پهر خود انهی کے قدموں پر مسئله اصلاح ندوہ کو گرا دیا جاے ' اور چهوڑ دیا جاے که جس طرح چاهیں وہ اسکا سر کچل ڈالیں -

اصل یه هے که لکھنو کا نام صرف اسی لیے بار بار لیا جاتا هے که وهاں حضرات ندوہ اپنی مجازتي پیدا کرنے کے عمدہ وسائل اپنے هاتهه میں رکھتے هیں ' جسکا ایک چهوٹا سا نمونه ایک مرتبه عهدہ داروں کے انتخاب جدید میں نظر آچکا هے - اگر لکھنؤ میں جلسه هوتا ' تو بآسانی ممکن تها که هزار پانچ سو آدمی شهر اور اطراف سے بلا لیے جاتے ' اور وہ شور مچاتے که اصلاح کوئی چیز نہیں - هم کو کارکنان ندوہ پر پورا اعتماد هے - چونکه اسکا موقعه لکھنؤ سے باهر حاصل نہیں هے اسلیے اسکا همارے دوستوں کو تڑاهي رنج هے -

پس لکھنؤ میں تو اس جلسے کا هونا کسی طرح بهی ممکن نه تها ' اور اِسے هر صاحب بصیرت حتی که خود ارکان ندوہ بهی تسلیم کرینگے ' اگر وہ انصاف اور عدالة سے کام لیں ' اور وقتی مخالفت اور هٹ کو چهوڑ دیں - رهي یه بات که لکھنؤ کے علاوہ کسی دوسرے شهر میں هو تو کہاں هو؟ تو اسکا جواب صاف یه هے که جس شهر کے لوگ اپنا وقت ' اپنا روپیه ' اپنا دماغ ' اور اپني همدردي ایثار کرکے جلسه طلب کریں اور فریق مخالف کے علاوہ عام پبلک اسپر کوئی معقول اعتراض نه کرے ' نیز بہت اچها هو اگر کوئی مرکزي مقام اور هر طرف کے آدمیوں کي شرکت کیلیے سہولت رکھتا هو -

جبکه جلسے کی ضرورت اور کمیشن کے انتخاب کی صدائیں هر جانب سے اٹهه رهي تهیں تو کسی شهر سے بهی ایسے جلسے کیلیے آمادگی و مستعدي ظاهر نه هوے ' اور غریب ندوہ کیلیے بڑي بهی مصیبت تهی که اس گرمي میں اپنا کار و بار معطل کرکے کسي عظیم الشان جلسے کا انتظام کرتا؟

لیکن خدا کی مرضي یہی تهي که با وجود ان تمام باتوں کے هو' اور مسئله ندوہ غفلت و بے توجهی کي نذر نه هو جاے - پس اس نے بزرگان دهلي کے دلوں میں اس خدمت جلیل و عظیم کا خیال پیدا کر دیا ' اور وہ هر طرح کي تکالیف اور صرف مال و وقت کرنے کیلیے مستعد هوگئے - انهوں نے ایک جلسه اپنے اهل الراے اور کارکن حضرات کا منعقد کرکے جلسے کي تجویز منظور کي اور اسکا عام اعلان اسي وقت تمام اردو انگریزي اخبارات میں کردیا - صوبجات متحدہ ' بنگال ' بمبئي ' اور پنجاب کے بعض مشاهیر و عهدہ داران مجالس بهی انکی تجویز سے متفق هوے ' اور انهوں نے اجازت دي که اعلان میں انکے دستخط بهی بڑها دیے جائیں - بمبئی میں انجمن اسلامیه مسلمانوں کی سب سے بڑي انجمن هے - پنجاب میں انجمن حمایت اسلام اور انجمن اسلامیه کی حیثیت تسلیم کرنے سے کسی کو انکار نه هوگا - اله آباد کی پراونشیل مسلم لیگ اپنے صوبے کی با قاعدہ جماعت هے - ان تمام مجالس کے عهدہ داروں نے اپنے دستخط سے اعلان کی اشاعت منظور کرکے شرکت فرمائی -

کسی ایسے جلسه کیلیے اُس شهر کی خواهش اور مسابقت کے بعد صرف یه دیکھنا ضروري تها که وهاں کے لوگوں کي مثل لکھنو کے کوئی فریقانه حیثیت تو نہیں هے ؟

چونکه واقعات نے با وجود هزار سعی و جهاد مخالفت ' مخالفین اصلاح کے مقاصد کا ساتهه نہیں دیا ' اسلیے ظاهر هے که اب وہ اسکے سوا کرهی کیا سکتے هیں که جلسے کی غیر جانب دارانه حیثیت سے انکار کریں ' اور کہیں که دهلی کی تمام مخلوق ' نیز وہ تمام انسانوں کا گروہ عظیم جو انکے مدعو کردہ جلسے میں شریک هوا ' پیشتر هی سے مخالف تها -

یه عام قاعدہ هے که جب عدالت میں کوئي ضدي فریق هار جاتا هے تو یه کہکر اپنے دل کو تسکین دیتا هے که جج کو کچهه دے دلا کر میرے مخالف نے اپنے ساتهه ملا لیا هوگا - پس یه کہنے کا تو همیں چنداں خیال نہیں کرنا چاهیے - البته یه بات قابل غور هے که اگر اتنی بڑي جماعت واقعي مخالفین اصلاح کی مخالف هے اور ابتدا هی سے مخالفانه راے رکھتي هے ' تو پهر ارکان ندوہ اس بیان کے تسلیم کرنے سے کیوں انکار کرتے هیں که علم راے انکے ساتهه نہیں هے ؟

حقیقت یه هے که اگر اس مسئله کے حل کیلیے کسی غیر جانب دار مقام کی جلسه کیلیے ضرورت تهي تو دهلي کي موزونیت میں کسی صاحب انصاف کو عذر نہونا چاهیے - دهلی کے بزرگوں نے ابهی بهی انکے ندوہ کے مناقشات میں کوئی حصه نہیں لیا ' اور نه کبهی انهوں نے کوئي ایسی کارروائی کی جو فریقانه حیثیت پر دلالت کرتی هو - وہ نه تو مخالفین اصلاح کے معهود فی الذهن دشمنوں کی قوت اور اثر کي کوئي جگه هے ' اور نه دیگر مقامات کے مقابلے میں وهاں داعیان اصلاح کو کوئی خاص بات حاصل هے - بلکه جو لوگ اصلاح کے مخالف اور منکر تهے ' اُنهی میں سے بعض بزرگوں کا وهاں اثر هونا چاهیے کیونکه وهیں کے رهنے والے هیں اور قدرتی طور پر اپنی کوئي جماعت اور حلقه اثر رکھتے هونگے - چنانچه اس جماعت سے کام لینے کی پوري کوشش کی گئی اور ۱۰ کی صبح تک جاري رهی -

( ۳ )

اس کو هم دور احتراق (Phlogiston Period) ( عربي ميں اس کا ترجمه عصر السعير کيا گيا هے ) کہسکتے هيں - يه سترهويں صدي کے وسط سے شروع هوتا اور اٹهارويں صدي کے آخر ميں ختم هوجاتا هے - اس عرصه ميں بہت سے علماء کيميا نے ايک مستقل فن بنانے کي کوشش کي - اس سعي کے لحاظ سے کيميا کي تاريخ کا پہلا دور رابرٹ بويل (Robert Boyle) کے وقت سے شروع هوتي هے - رابرٹ بويل کا يه اصول تها که اس فن کا مقصد تراکيب اجسام کا علم هے اور بس -

اس دور ميں ارباب بحث و تحقيق کے خيالات پر چند خاص مسائل چهاگئے تهے جنميں سب سے زياده اهم مسئلۂ احتراق کا هے اور اسي ليے هم نے اس دور کا نام " دور احتراق " رکها هے - اس دور کے علماء کيميا کا يه اعتقاد تها که جب کوئي شے جلتي هے تو اس سے ايک عنصر نکلتا هے جسے فلو جسٹن (Phlogiston) کہتے هيں - فلو جسٹن ايک فرضي عنصر هے جسکے متعلق فرض کيا گيا تها که وه خالص آگ هے اور آتشگير مادوں ميں ملا هوا رهتا هے - يه اعتقاد عرصه تک قائم رها - يہاں تک که ايک مشهور عالم کيمياوي (Lavaisier) نے اس خيال کو باطل ثابت کيا ' اور اسوقت سے چوتها يا موجوده دور شروع هوا -

يه دور لاوزاير کے عظيم الشان و دقيق کارناموں سے شروع هوتا هے - اس کيمياوي جليل نے اپنے تجارب سے ثابت کرديا که اشياء کے جلنے ميں هوا کو بہت بڑا دخل هے ' نيز يه که احتراق اور فلو جسٹن کے متعلق قدماء کے جو اعتقادات تهے ' وه وهم محض سے زياده نهيں هيں - اسي ايک اصول کے دريافت هو جانے سے دفعتاً نظريۂ احتراق کي بنيادين اسطرح هلگئيں که پهر قائم نه رهسکيں -

جيسا که بعد کے مباحث سے آپکو معلوم هوگا ' در حقيقت لاوزاير نے وه عظيم الشان خدمت اس فن کي انجام دي هے جسکي وجه سے اسکا نام هميشه تاريخ کيميا کے صفحات ميں محفوظ رهيگا - اس کے اس کار نامه کي عظمت کا اندازه صرف اسي سے هوسکتا هے که اهل فن نے اسے " موجوده فن کيميا کے باپ " کا لقب ديا هے !

مگر افسوس که قسمت نے اسکا ساتهه نه ديا - انقلاب فرانس کے عهد کشت و خون ميں حکومت فرانس نے اسے قتل کرا ديا !

اس عهد کے ارباب فضل ميں ڈالٹن ( Dalton ) اور برزيليوس ( Berzelius ) بهي هيں - اول الذکر ايک انگريز حکيم هے جس نے ذرات کا وه عظيم الشان نظريه وضع کيا جو آج علوم کيمياويه کا سب سے بڑا محور هے - ثاني الذکر سويڈن کا باشنده تها - اس کا سب سے بڑا کارنامه مختلف عناصر کے اوزان ذري کا ( يعني اس وزن کا جو ذرات سے پيدا هوتا هے ) اندازه کرنا هے -

اسکے بعد عهد آخر کے ارباب کمال کي جماعت هے ' جنميں سويڈن کا ارهي نس (Arrhenius) هالينڈ کا وانٹ هف (Vant Haff) جرمني کا برثولٹ Bertolet اور اسٹوالڈ Ostwald ' انگلستان کا فرينکلينڈ Frankland اور سير وليم رامزے Sir W. Ramsay مشهور صناديد فن هيں - ان ميں سے چار اول الذکر علماء نے کيميا کي ايک نئي شاخ کي بنياد ڈالي جسکو کيمياے طبيعي کہتے هيں - کيمياے طبيعي ميں مرکبات کے خواص طبيعي اور ترکيب کيمياوي کے باهمي تعلق سے بحث هوتي هے -



# بريد فرنگ

## کارزار السٹر

## نتـائج و عبـر

غالباً ياد هوگا - الهلال جلد ۳ نمبر ۲۵ ميں السٹر کي جنگي تياريوں کے متعلق ايک مضمون مع چند اهم تصاوير کے شائع کيا گيا تها - اس مضمون ميں جن قومي اور جنگي تياريوں کي اطلاع دي گئي تهي ' وه اب بڑي حد تک مکمل هوگئي هيں - ٹائمز کا ايک جنگي مراسله نگار لکهتا هے :

" اسوقت تک جتنے فدا کار السٹر کي قومي فوج ميں داخل هوچکے هيں ' انکي تعداد قريباً ايک لاکهه دس هزار هے ' اور روزانه نئے نئے اميد وار جوق جوق تمام اطراف و اکناف ملک سے چلے آ رهے هيں !

چونکه اس فوج ميں هر شخص داخل هوسکتا هے اسليے قدرتاً بہت سے داخل هونے والے بچے ' بوڑهے ' اور مريض و کمزور اشخاص بهي هونگے - اس بنا پر يه خيال چنداں صحيح نه هوگا که سوا لاکهه کي تعداد سے جسقدر خوف و عظمت کا اندازه هوتا هے ' في الواقع اسکي فوجي قوت بهي اتني هي هوگي -

مگر اس خيال کو زياده وسعت دينا اور اس فوج کو ' جس کا هر فرد نه بربناء ملازمت و قانون ' بلکه محض جوش قلبي و عزت و محبت وطني کيليے اپنے خون کا آخري قطره تک بہادينے کيلئے تيار هے ' بهيڑوں کا ايک گله سمجهه لينا بهي صحيح نه هوگا - کيونکه جس شخص کو خوش قسمتي سے اس فوج کي پلٹنوں کے ديکهنے کا موقعه ملا هے ' وه اچهي طرح جانتا هے که هر پلٹن کا بيشتر حصه وهي لوگ هيں ' جنکي رگوں ميں ابهي عنفوان شباب کا خون دوڑ رها هے ' اور جو اس سے زياده تنومند اور چاق و چوبند هيں ' جسکي توقع انکو ديکهنے سے پہلے هوسکتي هے -

رها جوش اقدام و سر فروشي ' تو اسکے متعلق صرف يه کہديدنا کافي هوگا که ظفر و فيروز مندي کي روح تو انميں خود پادشاه کي فوج سے بهي کہيں زياده هے - پادشاه کي فوج کي مشين تنخواه کي ترغيب اور قانون کي قوت سے چلتي هے ' مگر يہاں اسکي جگهه جوش و طفيت اور حميت و غيرت قومي اسکے اندر کام کر رها هے ؟ و شتان بينهما "

( حکومة کي بيچارگي )

جو لوگ اس ملکي فوج کے نظام سے واقف نهيں ' سمجهتے هيں که اگر حکومت اس وقت سختي اور جبر سے کام لے تو اس حرارت کو فوراً روکسکتي هے - وه اسکے مرکز اعلى ( هيڈ کوارٹر ) کا محاصره کرلے ' اور اسکے جتنے زعماء و رؤساء تحريک هيں ' سب کو گرفتار کرلے - مگر وه نهيں غور کرتے که اگر اس فتنه کا انسداد صرف اسي جرأت اور قانوني قوت پر موقوف هوتا ' تو حکومت اپنے تئيں کبهي بهي ان گونه گوں اور تهديد آميز پريشانيوں ميں نه الجهنے ديتي ' اور آج سے بہت قبل وه سب کچهه کرچکي هوتي ' جو ابهي همارے دماغ ميں گردش کر رها هے -

جو اپنے بعض ذاتي مقاصد کے طاقتور دشمن رکھتے تھے' اور انکو مخفي اور ناقابل گرفت ذرائع سے هلاک کرنے کیلیے نئے نئے زهروں اور قاتل ادویه کے متلاشي تھے -

بڑي بڑي اقتدار طلب اور حکومت خواه جماعتیں تھیں جو ایسي ادویات اور مرکبات طیار کرتي تھیں جنکے ذریعه کی تمام طاقتور اشخاص کو پوشیده هلاک کرسکیں جنکا وجود انکے مقاصد میں حارج ھے - متعدد بت پرست اقوام کي مذهبي جماعتیں اور انکے بعد قرون متوسطه کے متعصب اور جرائم پیشه مسیحي خانقاهیں بھي اس سلسلے کي ایک مشهور کڑي هیں' جنهوں نے اپنے گرجوں اور قلعه نما خانقاهوں کے تهه خانوں میں انساني هلاکت و وحشیانه جرائم کو صدیوں تک قائم رکھا ' اور جنکے مظالم کي لعنت سے صرف چند صدي پیشتر هي دنیا کو نجات ملي ھے !

زمانۂ گذشته کي پراسرار کهانت اور مذهبي پیشواؤں کي خوفناک قوتیں بھي بهت کچھه اسي فن کے پوشیده تجربوں کا نتیجه تھیں - یه لوگ پهاڑوں کي غاروں کے اندر اور قلعوں اور گرجوں کے تهه خانوں میں اپنے علم و تلاش کو ان چیزوں کیلیے صرف کرتے تھے' اور ایسے ایسے مرکبات اور ادویات دریافت کرلیتے تھے جنکے خواص اُس زمانے میں عام طور پر معلوم نه تھے' اور پھر انکے ذریعه اپنے تئیں غیر معمولي اور پراسرار قوتوں کا مالک ظاهر کرتے تھے - روم اور جرمني کے قدیم پادریوں اور رومن کیتھولک راهبوں کي خوفناک قوتوں کا تفصیلي تذکره تاریخ میں موجود ھے - انکے پاس عجیب عجیب قسم کے قاتل زهر هوتے تھے جو مختلف غیر محسوس طریقوں اور معین زمانوں کے اندر مقدس جماعت کے دشمنوں کو هلاک کردیتے تھے -

روم میں کارڈنیل پادریوں کا گروه ( جن میں سے نیا پوپ منتخب کیا جاتا ھے ) عجیب الخواص ادویات مهلکه کے لحاظ سے پوشیده اور علمي جرائم کي ایک پوري تاریخ ھے - ان میں سے جو لوگ اپنے تئیں پوپ اور روم کا تاجدار قرار دینا چاهتے تھے' انکے بڑے بڑے پوشیده حلقے موجود تھے' اور اُنهوں نے اُس عهد کے پوشیده علوم و حکمت کے جاننے والوں کي مدد حاصل کرکے ایسي مرکبات حاصل کرلي تھیں جنکے استعمال کے نتائج اُس عهد میں بالکل غیر معلوم تھے - مسلمانوں کے بعد اسپین میں مسیحي حکومت قائم هوئي' اور اس نے مشهور و معروف عدالت روحاني (انکویزیشن) کے ذریعه انسانوں کیلیے سب سے بڑي مسیحي لعنت کا وحشت ناک سلسله شروع هوا - اس عدالت کے خوفناک کارندے اور ممبر تمام مسیحي یورپ میں پھیل گئے تھے' اور انکے خوفناک اقتدار کا ذریعه منجمله دیگر مخفي اسباب و طاقت کے ایک فن کیمیا کے غیر معلوم تجارب بھي تھے -

اسي طرح چودهویں صدي مسیحي سے لیکر سولهویں صدي کے اواخر تک روم اور جرمني میں پادریوں کي ایک مخفي اور خوفناک عدالت کي شاخیں پھیلي هوئي تھیں' اور اُسکے ممبر اور کارندے پوشیده پوشیده تمام یورپ میں منتشر اور پادشاهوں سے لیکر عام باشندوں تک پر اقتدار رکھتے تھے' انکي نسبت بے شمار شهادتیں موجود هیں' جنسے معلوم هوتا ھے که انساني هلاکت کیلیے بهت سے کیمیاوي عرفیات کا انهیں علم تھا' اور اُسکي تجربه گاهیں اُس عهد کے ویران قلعوں اور بڑے بڑے گرجوں اور خانقاهوں کے اندر موجود تھیں - وه طرح طرح کے خوفناک طریقوں سے مفردات و عناصر کي ترکیب و تجزیه کا تجربه کرتے تھے' اور انهوں نے ایسے ایسے آلات بھي ایجاد کرلیے تھے جو آجکل کیمیائي تجارب میں استعمال کیے جاتے هیں - وه زهریلے جانوروں کے اعضا سے زهر نکالتے' اور درندوں کو زنده لٹکا کر اور انکے پیٹ چاک کرکے طرح طرح کے حیواني مادے اور آنتڑیوں کے عرق کھینچتے !

یه ایک وحشیانه اور خونخوارانه تجربه تھا' لیکن اسکي وجه سے فن کیمیا کے بهت سے تجربے معلوم هوگئے' لوگوں کو پوشیده علوم اور پر اسرار معلومات هونے کي وجه سے انکا بڑا حصه غیر معلوم هي رها' تاهم جسقدر بھي معلوم هوسکا' وه اس فن کي ابتدائي معلومات کا قیمتي ذخیره ھے -

## ( کیمیا کے مختلف دور )

دنیا میں جب تک کوئي شے زنده رهتي ھے' اُسوقت تک برابر اسمیں تغیر و انقلاب کا سلسله جاري رهتا ھے' لیکن جب وه مرجاتي ھے تو یه سلسله منقطع هوجاتا ھے - یهي حالت علوم کي بھي ھے - علوم جب تک زنده رهتے هیں اسوقت تک همیشه انمیں حذف و اضافه اور ترمیم و اصلاح هوتي رهتي ھے -

یه مضمون کیمیا کي مکمل تاریخ نهیں بلکه صرف اس کا ایک مفصۂ مطالعه ھے' اسلیے هم مجبور هیں که فن کیمیا کے صرف اهم دوروں کو لے لیں اور انپر نهایت اختصار و اجمال کے ساتھه بحث کریں -

کیمیا کے اهم دور چار هیں :

## ( ۱ )

اس دور میں لوگوں نے علمي یا کم از کم باقاعده تجارب کے ذریعه کیمیاوي ظواهر و آثار کا مطالعه نهیں کیا - اور اسکا نتیجه یه نکلا که اُنهوں نے سب کے سب غلط نتائج نکالے - اس دور میں لوگوں کا تمامتر مقصد یه تھا که جسطرح هوسکے' کم قیمت دھاتوں کو قیمتي دھاتوں مثلاً چاندي یا سونے کي صورت میں منتقل کردیا جائے - یه کوشش اهل مصر میں پهلي صدي عیسوي تک جاري رهی - یهاں تک که کها جانے لگا که کیمیا اُسي علم کا نام ھے جسکے مطابق چاندي اور سونا بنایا جاسکے !

اسکے بعد هی مسلمانوں کا عهد علمي شروع هوا اور ان میں بھي گو ابتدا میں اس غلط خیال کو اشاعت هوئي اور اسکا سلسله برابر قائم رها' لیکن اُنهي کے حکماء محققین نے سب سے پہلے اسکي تغلیط بھي کی اور فن کیمیا کو اصلي مقاصد اور علمي شکل کے ساتھه مدون کرنا چاها -

مگر یورپ میں یه دور سولهویں صدي عیسوی کے وسط تک برابر قائم رها چاندي سونا بنانے کے مدعي شعبده هزارها انسانوں کو دھوکا اور فریب دیکر لوٹتے رهے -

## ( ۲ )

اسکو هم دور طبي بھي کهسکتے هیں کیونکه اسمیں حالات بدل هوگئے' اور بجاے اسکے که ارباب فن کا مقصد عملاً چاندي اور سونے کے ساتھه مخصوص هوتا' اب انکے پیش نظر صرف ادویه کي تیاري آگئي - اس دور میں طب اور کیمیا پهلو به پهلو تھے - علم طور پر خیال کیا جاتا تھا که صحت و مرض' تغیرات کیمیاوي هي کا نام ھے- اسلیے جب کوئي شخص بیمار پڑجاے تو اسکي صحت یابی کے لیے ضروري ھے که اسکے بدن میں کوئي اثر کیمیاوي پیدا کیا جاے -

سیرا سلسس ( Saracelsus ) سب سے پهلا شخص ھے جس نے اس اصول کا صور پھونکا - اس زمانے کے لوگوں میں سے وین هیلمنت ( Van Helmant ) جیسے زبردست عالم تک نے اس مدهب کو قبول کرلیا تھا - اس انقلاب کا نتیجه یه هوا که بهت سے مرکبات کیمیالیه خصوصاً فلزی مرکبات ایجاد هوے - یه دور سترهویں صدي کے وسط میں ختم هوجاتا ھے ا سمیں سب سے زیاده کامیاب علمي حصه مسلمانوں کے عهد طبي و کیمیائي کا ھے -

ثابت ہوتی ہے تو وہ فوراً معزول کردیا جاتا ہے' اور اسکي جگه دوسرا شخص مقرر کیا جاتا ہے -

انگریزي فوج کے بہت سے افسروں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس ملکي فوج کی ہرطرح مدد کرینگے - چنانچه ان میں سے بعض تو گورنمنت کی فوج سے مستعفي ہوکے آ بھی گئے ہیں اور بعض نے اگرچه ابھی استعفاء نہیں دیا ہے مگر تاہم جب ضرورت پڑیگي فوراً داخل کردینگے -

مسٹر اسکویتھه خواہ کتنا ہي چھپانے کي ناکام کوشش کریں' مگر یه واقعه اب سبکے پیش نظر ہے کہ پچھلے دنوں انگلستان کی فوج نے اپنے السٹر کے بھایوں پر تلوار اٹھانے میں ایک سپاہي کي طرح آمادگي ظاہر نه کي تھي اور بہتوں نے تو اسی وقت اپنا اپنا استعفا پیش کر دیا تها - اس وقت پوري گورنمنت اس واقعه سے بد حواس ہوگئي تهی سپه سالار کو بالاخر خود بھي مستعفي ہوجانا پڑا !!

ان فدا کاروں کے ساتھه پادري بھي شریک ہیں جنمیں سے بعض تو محض قوم کو تحریض و ترغیب دینے کے فرائض انجام دیتے ہیں' اور بعض سپاہیانه حیثیت سے بھی حصه لے رہے ہیں -

ایک کمپني خبر رسانی کے لیے بھي مخصوص ہے - چونکه اسکا تعلق تمام مرکزوں سے ہے اسلیے اسمیں ہر مرکز کے چیدہ چیدہ اشخاص شامل ہیں - اس کا سرخیل بلفاسٹ کا ایک مشہور رئیس ہے -

اس کمپنی کے پاس ۴ سو موٹرکار اور ۲ سو موٹر بائیسکل ہیں - انکے علاوہ جھنڈیاں' لیمپ' وہ آلات جنکے ذریعه محض دھوپ کی وساطت سے خبر بھیجي جا سکتي ہے ' وغیرہ وغیرہ تمام سامان معتدبه کافي مقدار میں موجود ہے - تجربه سے معلوم ہوا ہے که ۴ گھنٹه کے اندر صوبه کے اس گوشے سے اس گوشے تک خبر بھیجي جا سکتي ہے !

تحقیقات سے یه بھی معلوم ہوا ہے که اس کمپنی میں انگریزي فوج کے افسروں کی طرح ڈاکخانه کے بھی بہت سے اعلی ملازم شریک ہیں !

( عورتوں کي شرکت )

عورت جو انسان کي ہر خدمت اعلی اور فضیلت وطني و ملکی میں ہمیشه شریک رہی ہے' السٹر کي اس قومي تحریک کے اندر بھی ہر طرح مشغول نظر آتی ہے !

ملکی فدا کاري کی لہروں نے مردوں اور عورتوں' دونوں کو یکساں طور پر ہلا دیا - السٹر کي عورتوں نے بھي اس دفاع کی ویسي ہي طیاریاں کی ہیں جیسي که مردوں نے - انکي فدا کار فوج کی بھي خاص خاص پلٹنیں مرتب ہوئی ہیں' اور میدانوں میں انکے غول کے غول صف آرائیوں اور قواعد جنگ کے سیکھنے میں مشغول نظر آتے ہیں !

فوج کے اُن تمام کاموں کیلیے جو عام نقل و حرکت' تیمارداري' باربرداري' پیغام رسانی' اور جاسوسي و مخبري سے تعلق رکھتے ہیں' عورتوں ہي سے مدد لی جا رہي ہے - نوجوان اور سالخوردہ' ہر طرح کي عورتیں اسمیں شریک ہیں - انھوں نے اپنے لیے خاص طرح

السٹر کي فدا کار عورتوں کي ریجمنٹ جو قومي جھنڈیاں ہاتھه میں لیے ہوے آ رہي ہیں !

کی جھنڈیاں بنائی ہیں اور فوجی وضع کا چست و آسان لباس اختیار کیا ہے - پال مال گزٹ کے نامه نگاروں نے جب انسے گفتگو کی تو انکی قومی جان نثاری کے ولولوں کو سنکر حیرت زدہ اور مبہوت ہوگئے - ایک نامه نگار لکھتا ہے که السٹر کی اٹھارہ برس کی لڑکی وہاں کے چہل ساله باہمت جوان سے کسي طرح جوش و اولوالعزمي میں کم نہیں ہے !

( مسٹر ادورڈ کارسن )

اس سلسلے میں سب سے زیادہ عبرت انگیز منظر جو ہندوستانیوں کیلیے ہو سکتا ہے' اس تحریک کے مشہور لیڈروں کی عجیب و غریب حالت ہے -

مثلاً ادورڈ کارسن ہی کو دیکھیے - یه شخص فوجي تحریک کا مشہور سرغنه ہے - ابتدا سے گورنمنت کا مقابله کررہا ہے' صاف صاف طور پر کہتا ہے که تلوار اور بندوق سے مقابله کیا جائیگا - پھر کہنے کا عہد بھی گذر گیا اور کرنے کا دور شروع ہوا - تمام السٹر نے فوجي طیاریاں شروع کردیں' اور اسکي روک کیلیے جتنی کوششیں کی گئیں' سب کی سب بالکل بے اثر رہیں - اب السٹر پوري طرح آمادۂ جنگ و پیکار ہے !

با ایں ہمه ادورڈ کارسن کے ساتھه گورنمنت کچھه بھي نہیں کرسکتي - گرفتار کرنا یا گرفتاري کا وارنٹ جاري کرنا تو بڑي بات ہے' انکي قوت بھي نہیں رکھتي که اسکي نگرانی کیلیے پولیس کے جاسوسوں کو متعین کرے - وہ بلا تکلف لندن کي گلیوں سے گذرتا ہے' اور اسکے بڑے بڑے ہوٹلوں میں آرام کی نیند سوتا ہے - صرف اتنا ہی نہیں بلکه ہائیڈ پارک میں ہزاروں انسانوں کے سامنے شرربار اور شعله خیز تقریریں کرتا ہے' گورنمنت کو اعلان جنگ دیتا ہے' اور اسکی مصلحانه تدبیروں اور مصنوعي اظہار استقامت پر ٹھٹھا مار مار کر ہنستا ہے - مسٹر ایسکویتھه اور وزراے حکومت اچھه فاصلے پر کھڑے رہکر سب کچھه سنتے ہیں' اور خاموش و بے حرکت چلے جاتے ہیں !

یه حالت ہے اس ملک کي جو حقیقت میں آزادي کا گھر اور حریت کي مملکت ہے !

اسکے مقابلے میں ہندوستان کی حالت پر بھی ایک نظر ڈال لیجیے تاکه انتہا کے دونوں سرے سامنے آ جائیں - گورنمنت کے مقابلے یا تصفیہ کا خیال تو خواب میں بھي آنا مشکل ہے - البته کچھه لوگ ہیں جو ملک کي تباہی پر روتے ہیں اور جابرانه قوانین کے نفاذ پر ماتم کرتے ہیں - انکے ہاتھه میں نه تو تلوار ہے' اور نه ہی انکی زبان پر جنگ کا لفظ - بغاوت کا ایک بہت دور کا اشارہ بھی کبھی انکی زبان سے نہیں نکلتا' اور وفاداري پکارتے پکارتے انکی زبانیں سوکھه گئي ہیں - تاہم پولیس کي ایک رپورٹ یا کسی جاسوس کا ایک حرف مخفي بھی انکي زندگي اور زندگی کی قدرتي آزادي کے سلب کرلینے کیلیے کافي ہے - پھر یا تو جیل خانوں کي دیواروں کے اندر نظر آتے ہیں' یا عدالتوں کے سامنے مجرمانه سر جھکاے ہوے !

اولاً تو وہ ملکي پارٹیونکے اختــلافات کي وجہ سے ایسي جــرات جسمیں اگرکسي السٹر والے کا ایک قطرہ خون بھي گر گیا تو اسکو داخلي خونریزي اور خانہ جنــگی کے پر ھیبت ناموں سے موسوم کیا جالیــگا ) کرنہیں سکتي ' اور اگر وہ اسقــدر بد انــدیش ھو بھی جاے ' جب بھي وھاں کي حالت اسدرجہ قوي ھے کہ اس تحریک کي سرکوبي و پامالی میں کبھي کامیاب نہ ھوگی - اس تحریک کے بانیوں نے فوج کا نظام ایسے اصول پر رکھــا ھے' جسمیں ان خطرات و آفات کے لیے پورا حفظ ما تقدم کا سامان موجود ھے ' اورپھر یہ ایک عظیم الشان داخلي جنــگ ھوگي ' جو قرون گذشتہ کي باھمي خونریزیوں کے واقعات انگلستان میں تازہ کردیگی -

( عــدم تمرکز )

السٹــر کي ملکي فوج کا نظــام اصــول لا مرکزیت پر مبنی ھے - یعنــي اســکا کوئي مرکز عمومي نہیں جسکےساتھہ پوري فوج کا وجود یا عدم وابستــہ ھو' اسلیے اگر اس تحریک کا بڑے سے بڑا سرغنا بھي گرفتار کرلیا جاے جب بھي اسے کوئي ایسا صدمہ نہ پہنچیگا جو اسکي ھستي کے لیے فیصلہ کن ھو -

اس قسم کي تمام قومي تحریکوں کو محض مرکزیت ھي کي وجہ سے نقصان پہونچتا ھے - اسکی قوت صرف چند لیڈروں کے ھاتھہ میں ھوتي ھے جنــکو گورنمنٹ گرفتار کرلیتي ھے' اور پھر انکی تحریک ضعیف ھوجاتی ھے - پس اُن تمام تحریکوں کیلیے جو قانون وقت کے حملوں سے محفوظ رھنا چاھیں ' ضروري ھےکہ اپنا ایک مرکز کبھي بھي نہ رکھیں - انکي قوت سمندروں کي طرح پھیلي ھوئي ھو جسکي سطح کا ھر حصہ مرکز اور جسکي موجــوں کي ھر چھوٹي طــاقتــور ھوتي ھے !

السٹر کاموجودہ نظــام یہ ھے کہ تــمــام فوج متعدد مرکزوں میں منقسم ھے - ھر مرکز میں متعدد کمپنیاں اور ھر کمپنی میں متعدد ریجمنٹ ھیں - ریجمنٹوں میں سپاھیوں کي تعداد مختلف ھے - جس مقام پر جسقدر تعداد کار جمع ھوے ' اتنے ھي آدمیوں کا وھاں ریجمنٹ بنا دیا گیا -

( قومي فوج کي تقسیم )

تمام السٹر میں کل ۹ فوجي مرکز ھیں - ان ۹ مرکزوں میں ٦٥ ریجمنٹیں ھیں - بلفــاسٹ میں جو اس تحریک کا صدر مقام ھے ' ۸ - ریجمنٹ ھر وقت موجود رھتے ھیں - ان ریجمنٹوں کے علاوہ بقیہ فوج تمام صوبہ میں پھیلي ھوئي ھے' بعض میں ۴ ریجمنٹ ھیں' بعض میں تین بعض میں دو' اور بعض میں صرف ایک ھي سواروں کي پلٹن ھے' مگر اس سے ضعف یا کمزوري کا نتیجہ نہ نکالنا چاھیے - کیونکہ جو مرکز جس وقت چاھے گھوڑوں اور سائیکل سواروںکی پلٹن فوراً تیار کرلے سکتا ھے -

اصولاً ھر ریجمنٹ میں ۴ سو سے لیکے ۲ ھزار ۲ سپاھي تک ھوے چاھئیں ' مگر چونکہ انکی چھوٹی چھوٹي ٹولیاں مختلف مقامات پر بھیجدي گئی ھیں تاکہ اھــل آئرلینــڈ کے حملوں کا تــدارک کرسکیں ( جو چاھتے ھیں کہ السٹــر بھي ڈبلن پارلیمنٹ میں ضرور ھی شامل ھو ) اسلیے اب کسي ریجمنٹ میں بھي ایک ھزار سپاھي سے زیادہ نہیں ھیں -

ان کمپنیوں اور ریجمنٹوں کو مرکز سے ھر قسم کے سامان جنگ و خور و نوش کي برابر مدد ملتي رھتي ھے - اسکےعلاوہ طبي امداد کا ســامــان بھی وسیع اور عمدہ پیمانــہ پر ھے - تیمار داري کے لیے السٹر کی پرجوش خاتونیں ھیں - علاج کے لیے اعلی قابلیت کے
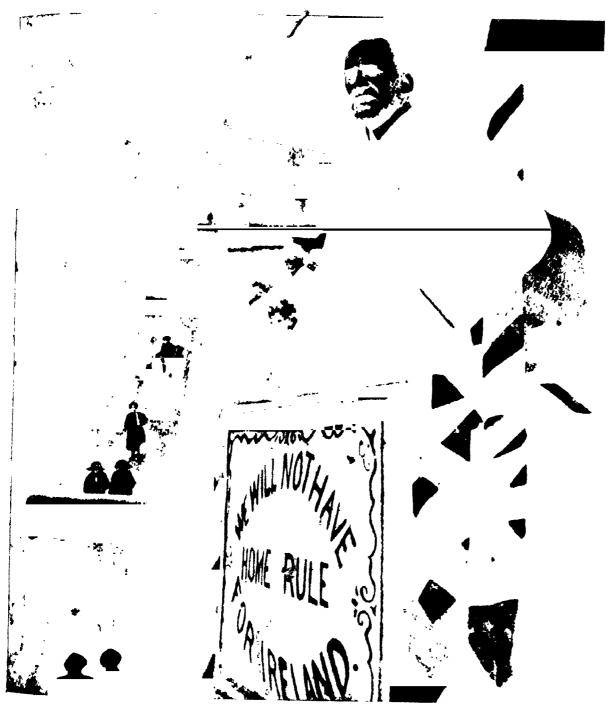
لارڈ کارسن السٹر کے بندرگاہ میں کھڑا ھے اور فوجي استعدادات کیلیے احکام دے رھا ھے !

ڈاکٹر' اور مریضوں کے لیجانے کے لیے کافي مقدار میں گاڑیاں موجود رکھي گئي ھیں !

السٹر کی ملــکی فوج کے نظام میں لامرکزیت کے ساتھہ جمھوریت بھي شامل ھے - چنانچہ تمام ذمہ دار عہدوں کا تقرر بذریعہ انتخاب ھوتا ھے - چھوٹي چھوٹي ٹولیاں یا رسالے اپنے اپنے کمــانڈروں کو خود منتخب کرلیتي ھیں - پھر یہ انتخــاب شدہ کمانڈر ریجمنٹ کے قائد کا انتخاب کرتے ھیں - وہ اپنے افسروں کو منتخب کرلیتے ھیں - بڑے کمانڈر کے بعد جو کمانڈر ھوتا ھے' اسکے انتخاب کا اختیار کبھي تو بڑے کمانڈر کو دیدیا جاتا ھے - کبھي فوج خود اپنے ھي ھاتھہ میں رکھتي ھے -

السٹر کے بڑے بڑے روساء اور عمائد کے متعلق فوج کي نگراني کردي گئی ھے - اگر انمیں سے کسي کي غفلت و بے پروائی

# مسـلمان اب بهي هـوشيار هوں !

## مظـالم البـانيـا

حضرت همدرد قوم مرحوم

السلام عليكم و رحمة الله و بركاته - كل كے انگريزي روزانه اخبارات ميں يـه خبر مجمل درج تهي كـه اپيررتس يعني اپيريس كے عيسائي باشنـدوں نے مقـام كودہ پر دو سو مسلمـانوں كو نهايت بے رحمي سے انواع و اقسام كي عقوبتونـكے ساتهه مار ڈالا اور گرجا كو آگ لـگا دي - آج جو خبر كسيقدر تفصيل كے ساتهه لندن سے شائع هوئي هے اوسكا مطلب يه هے كه اس خبركي مختلف ذرائع و وسائل سے تصديق هوئي هے كه كودرہ ميں نهايت بے رحمي اور ايذا رساني كي گئي هے- مظلوموں كي چهاتيوں' هاتهه' پاؤں ميں كيليں يعني ميخهاے آهني ٹهونكي گئيں - هارمسودا ميں بهي ملے جنكے ساتهه سخت بے رحمي كي گئي تهي - بهتونكي انگلياں كاٹ ڈالي گئي تهيں - يه ظاهـر هوا هے كه كيلورچ كے قريب دوسكو اور ديگر مقات ميں الباني مسلمانونـكا قتل عام كيا گيا هے اور اونـكو اونـكے گهروں ميں اپيررتس كے لوگوں نے آگ لگا كر جلا ديا -

يه لفظي ترجمه ۷ - مئي كي خبر كا هے جو رائٹر كے ذريعه همكو آج ۹ مئي كو وصول هوئي هے - آپ كو معلوم هے كه ايسي خبريں كس احتـياط كے ساتهه يورپ كے اخبـاروں ميں نـكلتي هيں' اور كسقدر اُن ميں كاٹ چهانٹ كي جاتي هے؟ هندوستان ميں تو اور بهي زيادہ هوشياري و احتياط سے كام ليا جاتا هے باايں همه اس خبر كا آنا اسكي صحت كيليے دليل قاطع هے بلـكه معلوم هوتا هے كه جو كچهه بيان كيا گيا هے وہ اصليت سے بدرجها كم هے-

اب هندوستان كے مسلمانوں سے پوچهتا هوں كه سكوت كبتـك؟ كيا وقت نهيں آگيا هے كه مدعيان اسلام كے جگر شق هوجاليں' اور سكون و صبر انهيں جواب ديدے؟ اگر ايسا نهيں تو پهـر ايمان كا دعوا كيوں؟ اگر حكومت تركي كے زمانه ميں مسلمان عيسائيوں كے ساتهه ايسا كرتے تو عيسائي حكومتوں كے جهاز اسوقت قسطنطنيه پر گوله باري كـر رهے هوتے - جو لوگ ايك خـدا كو پوجتے هيں اور خداے مصلوب و متعدد پر ايمان نهيں ركهتے' وہ اس قابـل كهاں كه انكي قابل نفرت وجود كے تلف هونے پر مطالبه كيا جاے؟ يورپ كا ان مظالم كے نسبت يه خيال هے كه اگر يه نه هوتا تو البانيا ميں ايك عيسائي بادشاہ كيوں مقرر كيا جاتا؟ حالانكه تعداد مسلمانوں كي رعيت ميں به نسبت نصارے كے بهت زيادہ هے - پس اصل مدعا يه هے كه ان بد تـرين كفـار يعني مسلمانوں كا كسي طرح مقدس زمين يورپ ميں خاتمه كيا جاے - اگر كوئي مسلمان البانيا كا فرمانروا هوتا تو عيسائيوں كي جان و مال اور حقوق كي حفاظت كے ليے كل نصراني يورپ كے سلطنتيں اپني مجموعي قوت كے ساتهه موجود تهيں - كسي مسلمان كي كيا مجال تهي كه آنكهه اٹها كر بهي اونكي طرف ديكهه سكتا' ليكن اس صورت ميں مسلمانوں كا قلع قمع كيونكر هوسكتا تها - اسليے جو اصلي مقصود تها اوسكا پهلا باب يه خوں ريز حالات هيں - اصلي كتاب آينده شروع هوگي -

مگر سوال مقدم يه هے كه هندوستان كے سات كرور مسلمانوں كو اسـلام كے ليے كيا كرنا چاهيے؟ اسـلام كي اصلي بنـا فتح مكه سے پڑي' اور جبتك مسلمانوں نے جهاد كو نه چهوڑا وہ ذليل نه هوے - جب سے اونهوں نے تـلوار ڈالدي وہ پامال هوگـئے هيں - تركي اور كابل كو ديكهه لو كه كيا كرتي هے - يهاں هم مسلمانوں كے ليے جهاد شمشيري كا موقعه نهيں هے تو نهيں هم هندوستان كے مسلمان جهاد مالي كـركے ايك بقـية السيف سلطنت كو بچـانے كي كوشش كرسكتے هيں' پس براے خدا آٹهو اور مسلمانوں كو جگاؤ كه وہ اپني آمـدني كا ايك حصـه اگرچه وہ كيسا هي خفيف هو تـركي كي بحري اور بري طاقت كے ليے وقف كر ديں -

اگر هنـدوستان كے سات كرور مسلمان ايك روپيه بلـكه ايك پيسه بهي ماهوار اس غرض كے ليے وقف كرديں تو كيا كچهه هوسكتا هے - يه موقع هے كه كلـكته' بمبئي' لـكهنو' دهلي' لاهور وغيرہ شهروں ميں جلسه هاے عامه منعقد كيے جاليں اور قوم سے مرهجي اور بحري امداد سلطنت اسلامي كے ليے اعانت طلب هو اور عام تحريك پيدا كيجاے - پهر جب يه تحريك شروع هو تو يه ضروري هوگا كه راجه صاحب محمود آباد اور سر كريم بهائي وغيرہ معتمدين ملك اسكے امين و محافظ بنيں اور قوم كو اپني اعانت كي نسبت پورا اعتماد رهے -

ميں ايك ملازمت پيشه شخص هوں' ميں اس كام ميں كوئي بڑا حصه لينـے كي طاقت اپنے ميں نهيں پاتا - اسليے ميں آپ سے درخواست كرتا هوں كے آپ همرهمت با ندهيں اور اگر آپ مناسب خيال كريں تو خدام كعبه كے كام كو اپنے ذمـه لے ليں - اسلام و مسلمانوں كي نجات اسي ميں هے بشرطيـكه ايمانداري سے كام كيا جاے -

( خاكسار - م - ا - )

AL - HILAL
Proprietor & Chief Editor,
Abul Kalam Azad
14 McLeod street.
CALCUTTA.
Yearly Subscription Rs. 8
Half yearly „ 4-12

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکلام الدہلوی
مقام اشاعت
نمبر ۱۴ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلیفون نمبر ۶۳۸
قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۲ — کلکتہ: چہارشنبہ ۸ رجب ۱۳۳۲ ہجری — جلد ٤
Calcutta: Wednesday, June, 3. 1914

# مسلمانان ہند اور دولہ عثمانیہ کی جنگی اعانت

## ایک غلط اور افسوس ناک الزام!

### مسلمانوں کے فرض دینی و اسلامی کی تشریح

پچھلے ہفتے مقامی انگریزی معاصر ہندو پیٹریٹ نے دولہ عثمانیہ کی خارجی اعانات کے متعلق ایک مختصر نوٹ لکھا ہے' اور ہمیں افسوس کے ساتھہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ یکسر غلط فہمیوں پر مبنی ہے -

معاصر موصوف لکھتا ہے کہ جنگ طرابلس و بلقان کے زمانے میں بڑے بڑے اعانتی فند اسلامی اخبارات کے دفاتر میں کھولے گئے تھے - اب بعض پنجابی اخبارات کو معلوم ہوا ہے کہ وہ گو ہلال احمر کے نام سے تھے اور اعلان کیا گیا تھا کہ صرف لڑائی کے مجروحین اور انکے پس ماندوں کو اس سے مدد دی جائیگی' مگر انکا بڑا حصہ ہلال احمر فند کی جگہہ خود حکومت عثمانیہ کو جنگی امداد میں دیدیا گیا - اس طرح یہ اہم سوال پیدا ہوگیا ہے کہ باوجود اعلان نا طرفداری کے' مسلمانان ہند کی مالی اعانت کا جنگ میں لگایا جانا قانونا قابل اعتراض تھا یا نہیں؟ پھر آگے چل کر لکھا ہے کہ جو رپورٹ انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ سے آئی ہے' اسمیں ان رقوم کا ذکر نہیں ہے - اس سے استدلال کیا جاتا ہے کہ یہ روپیہ حکومت کو بلقانی ریاستوں کے خلاف لڑنے کیلیے دیا گیا ہے' حالانکہ اس جنگ کے متعلق برٹش گورنمنٹ نا طرفداری کا اعلان کر چکی تھی -

ہم نہیں سمجھتے کہ معاصر موصوف کو یہ معلومات کہاں سے حاصل ہوئی ہیں اور "بعض پنجابی اخبارات" سے مقصود کون اخبارات ہیں؟ اگر اس سے مقصود پنجاب کے وہ معاصرین ہیں جنہوں نے ہلال احمر کی رپورٹ کے متعلق مضامین لکھے ہیں' تو جہاں تک ہمیں معلوم ہے' ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان حضرات کا مقصود محض صرف تحقیقات اور ایک بظاہر اعتراض انگیز مسئلہ کے متعلق اطمینان حاصل کرنا تھا' نہ کہ اس نتیجہ کو پیدا کرنا جو ... مسلمانان میں سب سے پہلے ہندو پیٹریٹ نے پیدا کرنا چاہا ہے' اور گورنمنٹ کے سامنے ایک نئے مسئلہ کے پیش کرنے کی ... کی ہے

ہندوستان کے مسلمانوں نے جنگ طرابلس و بلقان کے زمانے میں جسقدر روپیہ جمع کیا' وہ صرف ہلال احمر فند کیلیے کیا - اور جن لوگوں نے ... بند آپ ہی بھیجا' کلا اسکا صرف مجروحین جنگ ... ان کے پس ماندوں کی اعانت ہی کیلیے بھیجا - ہم پورے وثوق کے ساتھہ کہہ سکتے ہیں کہ تمام ہندوستان میں اس عظیم الشان جنگ بلقان کیلیے جس قدر اعانت کروڑوں روپیے ... کہ یہ ... گیا ...

زیادہ چار پانچ لاکھہ روپیہ بھیجنے کی بے نتیجہ سعی نہیں کی ہے -

البتہ یہ ضرور ہے کہ قسطنطنیہ کی انجمن ہلال احمر ایک غیر سرکاری انجمن تھی - اسکے متعلق پورا وثوق اور اعتماد مسلمانان ہند کو حاصل نہ تھا - بہت سے لوگوں نے قرین احتیاط سمجھا کہ اپنا تمام روپیہ براہ راست حکومت اور اسکے وزرا کے نام روانہ کریں جو ہر طرح کے شکوک اور بدگمانیوں سے بالا تر ہیں -

چنانچہ اکثر لوگوں نے صدر اعظم کے نام اپنی اقساط روانہ کیں - لیکن اس سے انکا مقصد صرف یہ تھا کہ یہ روپیہ ہلال احمر کے کاموں میں حکومت کے ذریعہ صرف ہو' یا اگر حکومت قابل اعتماد سمجھے تو انجمن کے حوالے کر دے - یہ مقصود ہرگز نہ تھا کہ روپیہ جنگ کے کاموں میں خرچ کیا جاے - یہ ایک ایسی معلوم اور کھلی بات ہے جو کبھی بطور راز کے چھپائی نہیں گئی' اور گورنمنٹ اور پبلک دونوں کو معلوم ہے -

الہلال نے اخر ایام جنگ میں جب فہرست اعانت چھوڑی تو ہمیشہ اسکی سرخی جلی ٹائپ میں یہ لکھی جاتی تھی: "زر اعانۂ دولہ عالیہ عثمانیہ" اقلاً بیس چالیس مرتبہ یہ عنوان عام طور پر گورنمنٹ اور پبلک کی نظروں سے گذرا ہے - اس سے مقصود یہی تھا کہ وہ ہلال احمر کے کاموں کیلیے دولہ عثمانیہ کی اعانت کی دعوت دیتا تھا -

رہا انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ کی رپورٹ میں اُن رقوم کا درج نہونا' تو اس سے یہ استدلال کرنا کہ وہ روپیہ لڑائی کی اعانت میں حکومت کو دیا گیا' ایک ایسا صریح غلط استدلال ہے جس کو صرف اُن دماغوں ہی میں جگہہ ملسکتی ہے جو بعض مسلمانوں کے سر پر بیبدل الزامات قائم کرنے کے خاص طور پر شائق اور آرزومند ہیں - اس رپورٹ میں صرف وہی رقوم درج کی گئی ہیں جو براہ راست انجمن ہلال احمر کے دفتر میں بھیجی گئیں - جو روپیہ ہلال احمر فند کا بواسطۂ حکومت گیا' یا اعانت ... کے ذریعہ میں بھیجا گیا' کوئی وجہ نہ تھی کہ اُسے بھی انجمن اپنی رپورٹ میں جگہہ دیتی - ڈاکٹر عدنان بے پریسیڈنٹ انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ نے خود مجھسے متعدد بار فہرست ... کا ... کرتے ہوے کہا تھا' اور ایک بار میں تو انہوں نے صاف صاف یہہ بھی کہا ہے جو رپورٹ کی اشاعت کے بہت بعد میرے نام آیا ہے -

جنگ کے علاج اور شہداء اسلام کے پس ماندوں کی اعانت میں یہ روپیہ صرف ہو اور کوشش کی گئی کہ اگر اس روپیہ کے ذریعہ دشمنان اسلام کے سینوں پر مہلک زخم نہیں لگائے جاسکتے ' تو کم از کم جاں نثاران توحید کے زخموں پر مرهم هی لگا دیا جائے -

اگر سوال کیا جائے ( جیسا کہ همیں معلوم ہے کہ بعض اپنے ہی حلقوں میں چھیڑا جا رہا ہے ) کہ خود دولۃ علیہ نے بھی اس روپیہ کو هلال احمر کے کاموں میں خرچ کیا یا نہیں ؟ تو اسکے جواب میں اور کسی کو یہ کہتے ہوئے تو معلوم ہو تو ہو ' مگر مجھے تو کوئی تامل نہیں کہ هم نے یہ روپیہ هلال احمر کے کاموں کیلیے بھیجا تھا - اس کے سوا بھیجنے والوں کا کوئی مقصد نہ تھا - لیکن اگر حکومت اور وزراے حکومت نے اس قلیل و حقیر رقم کو هلال احمر کی جگہ کسی ایسے کام میں صرف کیا ہو جو هلال احمر سے بھی زیادہ اس زمانے میں اہم ہو ' تو تمام مسلمانان هند کیلیے جنکے دل اپنی نا رسائی کے غم سے اندوهگین اور اپنی محرومی کے ماتم سے زخمی هیں ' اس سے بڑھکر فخر و مسرت کی اور کیا بات هوسکتی ہے ؟ زہے قسمت هم محرومان دور افتادہ کی ' اور صد عزو افتخار هم بد بختان بے دست و پا کیلیے ' اگر همیں یقین ہوجائے کہ ہماری حقیر و لا شے اعانتیں اس حادثہ کبری اور مصیبۂ عظمی کے موقعہ پر مجاهدین مقدسین اسلام اور قاتلین اهل صلیب و عبدۃ الاوثان کی راہ میں ٹھکانے لگیں ' اور هلال احمر کی مرهم پٹی کی جگہ اصلی میدان غزا میں کام آئیں !!

بریں مژدہ گر جاں فشانم روا ست !

البتہ افسوس ہے کہ اسکا کوئی ثبوت وہ لوگ نہیں پیش کرتے ' جنکے نزدیک یہ الزام بھی فی الحقیقت همارے لیے بہترین بشارتیں هیں - مثلاً هندو پیٹریٹ اور اسکے هم مشرب همیں اسکا یقین دلا سکتے کہ ہماری کم همت نیت کے خلاف همارا روپیہ هلال احمر کی جگہ اصلی جہاد مقدس میں صرف کیا گیا ہے !

آخر میں هم امید کرتے هیں کہ همارا معزز مقامی معاصر اپنے کالموں میں اس غلطی کی بہت جلد اصلاح کردیگا - هم خود تو ایسے الزاموں سے کچھ متاثر نہیں ہوتے - بجز اسکے کہ مثل صدہا غلط باتوں کے اسے بھی غلط سمجھ لیں - لیکن اسکا اثر عام طور پر تمام مسلمانوں پر پڑتا ہے ' اور ایک سخت غلط فہمی پیدا ہوتی ہے -

همارا ابتدا سے جو اصول هندو مسلمانوں کے باهمی تعلقات کے مسئلہ کی نسبت رہا ہے ' وہ زمانے سے پوشیدہ نہیں - حتی کہ هم نے همیشہ نہایت شدت اور سختی کے ساتھ اُن مسلمان لیڈروں کو الزام دیا ہے جو هندؤں کو ملکی اشغال کی وجہ سے گورنمنٹ کے سامنے ملزم بنانا چاہتے تھے ' اور انکے مقابلے میں اپنی خوشامد اور غلامی پر ناز کرتے تھے - بہت سے مسلمان هم سے ناخوش هیں کہ هم کیوں انکی طرح هندؤں سے علحدگی اور مخالفت کی دعوت نہیں دیتے -

ایسی حالت میں همارے لیے یہ بڑی ہی دکھ کی بات ہوگی اگر مسلمانوں کو ایک نئے مگر بے اصل سیاسی الزام کا مورد بنانے کیلیے هندو پریس کے کسی رفیع رکن کی طرف سے کوشش ہو اور با وجود کشف حقیقت کے وہ تصحیح و اعتذار سے انکار کردے -

هم اسے یقین دلاتے هیں کہ جو لوگ هلال احمر کی رپورٹ کی بنا پر بحث کرتے تھے اور جنکا اس نے حوالہ دیا ہے ' وہ خود بھی یہ کبھی پسند نہ کرینگے کہ انکے مضامین کا وہ نتیجہ نکالا جائے جو هندو پیٹریٹ نے نکالا ہے - انکا مقصد صرف تحقیقات تھا - یا اور جو کچھ بھی ہو - لیکن یہ تو کبھی بھی نہ تھا کہ انکے مضامین کو ایک نئے پولیٹکل الزام کا آلہ بنایا جائے ' اور کہا جائے کہ لوگوں نے هلال احمر کے نام سے جنگی اغراض کیلیے روپیہ جمع کیا اور ترکی کو پوشیدہ روانہ کردیا ! روپیہ بھیجنے والوں نے همیشہ اعلان کیا ہے کہ وہ خود حکومت کے نام بھیجتے رہے هیں - یہ کوئی ایسا راز نہ تھا جو اس رپورٹ کی اشاعت سے یکایک آشکارا ہوگیا ہو !

# مسئلۂ مساجد و قبور لشکر پور

# هز ایکسلنسی کا ورود اور نئی درخواست

## پراونشل لیگ اور انجمن دفاع مساجد کی متحدہ اور آخری سعی !

کانپور کی مسجد کا معاملہ جب اُن تمام حوادث و مصائب کے ساتھ شروع ہوا جو ایک ایک کرکے اب لشکر پور کے مسئلہ کی وجہ سے یاد آ رہے هیں ' تو همارے سامنے ناصحوں اور مشورہ فرماؤں کی ایک بڑی جماعت رونما ہوئی ' اور مسلمانوں کی اُن غلطیوں اور بے اعتدالانہ و سرکشانہ گمراهیوں کو واضح کیا گیا جو اگر نہ ہوئی ہوتیں ' تو نہ تو مسٹر ٹائیلر کو فائر کرنے کا حکم دیکر گورنمنٹ کے قیمتی سامان جنگ کو ضائع کرنا پڑتا ' اور نہ هز آنر سر جیمس کو آگرہ سے بعجلت لکھنؤ آکر اس حد کی اسراف مگر فیاضانہ عمل سیاست کے مصائب و مشاغل برداشت کرنے پڑے !

ان نصیحت فرماؤں میں پہلا گروہ حکام کا تھا - انکو افسوس تھا کہ " باهر کے چند سرکش اور مفسد " مسلمانوں نے عام پبلک کو خطرناک مذهبی جوش میں مبتلا کرکے یہ تمام درد انگیز مصائب پیدا کیے - هز آنر سر جیمس مسٹن نے یادگار الفاظ میں ' ان مفسدوں کے بدامنی پیدا کرنے اور بہت سا ناحق خون بہا کر " خدا اور اسکے بندوں " دونوں کے سامنے اپنے تئیں جوابدہ قرار دیا "

لیکن دوسرا گروہ ناصحین اور مجمع واعظین خود همارے هی قوم کے اُن سنجیدہ و متین ' عاقبت اندیش ' معاملہ فہم ' سرد و گرم چشیدہ ' امن دوست ' وفا پیشہ ' اطاعت فرما ' اور سر عظیم " اولو الامر منکم " کے محرمان راز بزرگوں کا تھا ' جو ابتدا میں تو اپنی پر وقار علحدگی اور مصلحت اندیش خاموشی کی زبان پنہاں سے حق نصیحت و وعظ ادا فرماتے رہے ' لیکن جب مسجد کی منہدمہ دیوار کی شکستہ اینٹیں گرد و غبار بنکر اڑ گئیں ' جب شہداء جنون مذهب اور دیوانگان جہل مسجد پرستی کے خون کی چھینٹوں سے مسجد کی در و دیوار رنگین ہوچکیں ' جب کانپور کا جیل خانہ ایک سو سات گرفتاران بغاوت کے هجوم سے بالکل رک گیا ' اور جبکہ " چند باهر کے " مفسدوں کی شرارتیں اور " مذهبی جہل و جنون " کے فسادات یہاں تک طاقتور اور متمرد ہوگئے کہ اسکے لیے شملہ کی خوابگاہوں سے اترکر هندوستان کے سب سے بڑے حکمراں کو کانپور آنا پڑا ' تو پھر صداے سکوت اور نصائح خاموش کا عہد غیبت و پنہانی ختم ہوا ' اور اس تبریک مسرت میں سب سے پہلے شریک ہونے کے بعد جسکی تعزیت غم میں احکام مصالح اور اسرار اطاعت نے شرکت کی اجازت نہیں دی تھی ' بعض نصائح حکیمانہ اور مواعظ بزرگانہ زبان و قلم دونوں سے جاری ہوئے ' اور نا قدر شناس و کج راے قوم کو پر امن و با اعتدال کاموں کا طریقہ بتلایا گیا !

ان نصیحتوں کی اہم دفعات یہ تھیں کہ جوش اور هیجان سے کام لینا عقل اور دانشمندی کے خلاف ہے - ادب اور عاجزی کے ساتھ مثل رعایا اور محکوموں کے التجائیں کرنی چاهئیں - همیشہ چاهیے کہ ذمہ دار جماعتیں اندر هی اندر کام کریں ' اور عوام کو انکے بیجا جوش اور خطرناک هیجان سے کام لینے کا موقعہ نہ دیں - وغیرہ وغیرہ

یہ نصیحتیں کتنی هی قیمتی ہوں مگر مسجد کانپور کے مسئلے کیلیے تو بالکل بیکار ثابت ہوئیں - کیونکہ اگر یہ کوئی صحیح طریق کار تھا تو اس نہایت عمدگی اور صحیح ترین دستور العمل کو کامل طور پر پہلے هی مسلمانان کانپور اختیار کرچکے تھے ' اور جسقدر طریقے طلب و سوال ' عجز و نیاز ' منت و زاری ' نالہ و فغاں ' اور ادب و رعایت کے ساتھ کام کرنے کے ہوسکتے هیں ' اُن سب کا ایک ایک

# الہلال

۸ رجب ۱۳۳۲ ہجری

## اسئلۃ واجوبتہا

## واقعۂ ایلاء و تخییر

### تفسیر ، حدیث ، اور سیرۃ کی ایک مشترک بحث

( ۲ )

( آیۃ تخییر )

چنانچہ اس کے بعد ہی سورۂ احزاب کی آیۃ تخییر نازل ہوئی :

یا ایہا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا و زینتہا فتعالین امتعکن و اسرحکن سراحا جمیلا و ان کنتن تردن اللہ و رسولہ و الدار الآخرۃ فان اللہ اعد للمحسنات منکن اجرا عظیما - ( ۳۳ : ۳۰ )

اے پیغمبر ! اپنی بیبیوں سے کہدو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اسکی زینت کی طالب ہو تو صاف صاف کہدو ، میں تمہیں اچھے طریقہ سے رخصت کردوں ، اور اگر تم اللہ ، اسکے رسول ، اور آخرت کی طالب ہو تو پھر اسی کی ہو رہو ، اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والی عورتوں کیلیے بہت ہی بڑا اجر عظیم تیار رکھا ہے -

ازواج مطہرات کے متعلق یہ آخری اور الہی فیصلہ تھا - چونکہ توسیع نفقہ اور طلب اسباب آرام و راحت کیلیے انہوں نے انحضرۃ (صلعم) پر زور ڈالا تھا ، اور اس مطالبہ میں تمام بی بیاں متفق ہو گئی تھیں ، حتی کہ انحضرۃ نے ایلاء کرکے ایک ماہ کیلیے انسے علحدگی کرلی تھی ، اسلیے اللہ تعالی نے چاہا کہ ایک مرتبہ ہمیشہ کیلیے اسکا فیصلہ ہو جاے ، اور دونوں راستے انکے آگے پیش کردیے جائیں - یا تو اللہ اور اسکے رسول کی راہ میں آرام و راحت دنیوی کو بالکل خیرباد کہیں ، یا دنیا کے نعائم و لذائذ کیلیے اللہ [illegible] رفاقت ترک کردیں !

چنانچہ اس آیۃ میں فرمایا کہ دنیا اور آخرت ، دونوں تمہارے سامنے ہیں - اگر دنیا کی طلب ہے تو صاف صاف کہدو - تمہیں متعۂ عمدہ عمدہ جوڑے پہنا کر اپنے گھر سے بعزت و احترام رخصت کردوں - لیکن اگر خدا اور اسکے رسول کی معیت چاہتی ہو تو [illegible] دنیوی کی خواہشوں کو ترک قلم جواب دیدو کیونکہ ایسا کرنے والوں کیلیے خدا کے ہاں بڑا ہی اجر اور ثواب ہے -

( مصالح و حکم تخییر )

اس حکم کے نزول میں فی الحقیقت بہت سی عظیم الشان مصلحتیں پوشیدہ تھیں - یہ ازواج مطہرات کیلیے بہت بڑی آزمائش تھی - دنیا کو دکھلانا تھا کہ جن لوگوں کو خدا کے رسول نے اپنی زندگی میں شریک کیا ہے ، انکے تزکیۂ باطنی اور خدا پرستی کا کیا حال ہے ؟ اگر اس طرح کے واقعات پیش نہ آتے تو ازواج مطہرہ کا تزکیۂ نفس اور انکی دلوں کی محبت الہی کیونکر دنیا کے سامنے واضح ہوتی ؟

چونکہ توسیع نفقہ کی خواہش میں حضرۃ عائشہ اور حضرۃ حفصہ نے سب سے زیادہ حصہ لیا تھا اسلیے انحضرۃ ( صلعم ) سب سے پہلے حضرۃ عائشہ کے ہاں تشریف لاے اور اس آیت کے حکم سے مطلع کیا - ساتھہ ہی فرمایا کہ اس معاملہ میں جلدی نکرو - بہتر ہوگا کہ اپنے والدین سے بھی مشورہ کرلو - حضرت عائشہ بے اختیار بول اٹھیں کہ بھلا اسمیں مشورہ کرنے کی کیا بات ہے ؟ جب خدا نے دو راہیں میرے سامنے کردی ہیں تو اسکا جواب ہر حال میں صرف ایک ہی ہے دنیا اور دنیا کی نعمتیں آپکی رفاقت کے سامنے کیا شے ہیں ؟ میں سب کچھہ چھوڑ کر اللہ اور اسکے رسول کی معیت اختیار کرتی ہوں - اسکے بعد اور تمام بی بیوں سے آپنے پوچھا اور سب نے یہی جواب دیا -

خود حضرۃ عائشہ کی روایت سے صحیحین میں مروی ہے :

مسلم عن مسروق عن عائشہ قالت : خیرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخترنا اللہ ورسولہ فلم یعد ذلک علینا شیئاً ( بخاری - کتاب الطلاق باب من خیر ازواجہ )

صحاح کی دوسری روایتوں میں حضرۃ عائشہ کا بیان زیادہ تفصیل سے منقول ہے - ہم نے واقعہ بیان کرتے ہوے انہیں کی پیش نظر رکھا ہے - مثلا امام مسلم و نسائی نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے جو روایت اس بارے میں نقل کی ہے ، اسمیں حضرۃ عائشہ فرماتی ہیں :

بدا بی رسول اللہ (صلعم) فقال انی ذاکر لک امرا فلا علیک ان لا تعجلی حتی تستامری ابویک قالت و قد علم ان ابوی لا یامرانی بفراقہ - ثم قال رسول اللہ ( صلعم ) " یا ایہا النبی قل لازواجک الخ " فقلت فی ہذا استامر ابوی ؟ فانی ارید اللہ و رسولہ و الدار الاخرہ - (صحیح نسائی کتاب النکاح - صفحہ ۱۵ - مطبوعۂ دہلی )

پس انحضرۃ نے مجھسے گفتگو کی اور فرمایا کہ میں تمھسے ایک امر اہم کا ذکر کرتا ہوں لیکن کوئی مضائقہ نہیں اگر اسکا جواب دینے میں جلدی نہ کرو اور اپنے والدین سے بھی انکی راے پوچھہ لو - انحضرۃ کو علم تھا کہ میرے والدین کبھی اسے علحدگی کی راے نہ دینگے بہرحال اسکے بعد آیۃ تخییر آپنے پڑھی اور دنیا اور آخرت کی دونوں راہیں پیش کردیں - میں نے عرض کیا : کیا یہی بات تھی جسکے لیے حضور فرماتے تھے کہ اپنے والد سے بھی پوچھہ لوں ؟ بھلا اسمیں پوچھنے کی کونسی بات ہے ؟ اسکا جواب تو صرف یہی ہے کہ میں اللہ اور اسکے رسول کا ساتھہ دیتی ہوں اور دنیا کی جگہہ آخرۃ کو لیتی ہوں -

یہ حکم اگرچہ صرف ازواج مطہرات کے متعلق تھا مگر در اصل اسمیں اس راہ کیلیے ایک عام بصیرۃ بھی پوشیدہ ہے - اس واقعہ کے ضمن میں خدا تعالی نے ظاہر کیا ہے کہ دو چیزیں ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتیں جو دل خدا اور اسکی رسول کی محبت اور مرضات کے طالب ہوں ، انہیں چاہیے کہ پہلے ہی نظر میں دنیا اور اہل دنیا کی طرف سے دست بردار ہو جائیں - یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک طرف تو خدا کی محبت کا بھی دعوا ہو ، دوسری طرف زخارف دنیوی کے پیچھے بھی سرگرداں رہیں ، وللہ در من قال :

کرکے تجربہ کیا جاچکا تھا - جب یہ تمام بانیں بے سود نکلیں اور ۲ - جولائی کی صبح کو مسجد کی دیوار نیشوں کے ضرب سے گرائی جا چکی ' تو اسکے بعد مسلمانوں کی آنکھیں کھلیں ' اور انھیں اِس سنجیدہ و پر امن دستور العمل کی جگہ قانون فتح و ظفر کی وہ ایک ھی ھنگامہ خیز دفعہ یاد آگئی ' جسکی بے حسن صداقت اِن نصائح کی ظاہر فریبی سے زیادہ محکم ہے ' اور جو ہمیشہ سے یکساں طور پر نصیحت کرتی آئی ہے کہ " اعتراف صرف قوت ھی کا کیا جاتا ھے ' اور عجز مزید کا جواب ہمیشہ تشدد مزید سے ملتا ھے ' پر تشدد کا نتیجہ نرمی اور عاجزی ہوتا ھے " !

تاہم کانپور میں جو کچھہ ہونا تھا ہو گیا - اب لشکر پور کی مساجد کا معاملہ عرصے سے ہمارے سامنے ھے - بہتر ھے کہ خواہ کچھہ ھی ہو ' لیکن اِن نصائح و مواعظ پر اتمام حجت کیلیے پورا پورا عمل کیا جاے -

ہم نے ابتدا سے اس معاملے میں صبر و تحمل کا طریقہ اختیار کیا ھے ' اور جسقدر وسائل امن و سکون کے ہو سکتے ھیں ' وہ سب ایک ایک کرکے عمل میں لاے ھیں - اس مسئلہ کی ابتدا سنہ ۱۸۹۹ سے ہوتی ھے - اسی وقت مسلمانوں نے کمال عجز و نیاز اور ادب و تذلل کے ساتھہ گورنمنٹ کو توجہ دلائی ' اور ایک میموریل سر بیکر کی خدمت میں روانہ کیا جو اس وقت صوبے کے لفٹنٹ گورنر تھے - مگر اسکے جواب میں کہا گیا کہ یہ کوئی ایسی قابل توجہ بات نہیں ھے - مدراسیوں نے حکام کو اطمینان دلا دیا ھے ' اور گورنمنٹ اچھی طرح معاملہ کو سمجھہ چکی ھے !

اسکے بعد گذشتہ فروری میں جب مساجد کی انہدام کا کام شروع ہوا تو مسلمانوں کے دل بے قابو ہوگئے - اسی وقت متعدد واقف حال [illegible] مقامی حکام سے ملے ' مودبانہ و عاجزانہ تجویزوں اور [illegible] کا دوسرا سلسلہ شروع ہوا ' نیز بعد [illegible] جلسے بھی منعقد ہوے ' جن میں گورنمنٹ کو توجہ دلائی گئی اور رزولیوشنوں کی نقلیں بھیجی گئیں -

پھر انجمن دفاع مساجد نے ایک خاص جلسہ اس غرض سے منعقد کیا کہ ہز اکسلنسی گورنر بنگال کیخدمت میں ایک قائم مقام وفد لیجاے اور معاملہ کی اہمیت پر توجہ دلاے - اسکے متعلق خط و کتابت کی گئی ' مگر جواب آیا کہ وفد کا آنا کچھہ مفید نہوگا اور گورنمنٹ کی نظر سے کوئی بات پوشیدہ نہیں ھے !

اب سوال یہ ھے کہ جو نصیحت فرما مسلمانوں کو صبر و اعتدال کی نصیحت کرتے ھیں ' اور کہتے ھیں کہ عام ایجی ٹیشن غیر ضروری ھے ' وہ خدا را بتلائیں کہ جب یہ تمام وسائل بے سود ثابت ہوجائیں تو پھر مسلمان کیا کریں ' اور کیونکر اپنی عبادت گاہوں کو گرد و خاک بنکر نابود ہونے سے بچائیں ؟ جو لوگ مسجد کانپور کے حادثہ کے زمانے میں ' عام مسلمانوں کو الزام دیتے تھے ' کیا وہ اس موقعہ پر باہر نکلنے کی زحمت گوارا فرمائینگے ' اور ہمیں بتلائینگے کہ اب مسلمان کیا کریں اور کہاں جائیں ؟

یہ بالکل سچ ھے کہ کام خاموشی اور سکون کے ساتھہ ہونا چاہیے ' مگر لا علاج مصیبت یہ ھے کہ گورنمنٹ اس قسم کے کاموں سے کچھہ متاثر نہیں ہوتی ' اور جب تک ایجی ٹیشن نہو ' اُس وقت تک اپنی جگہ سے حرکت کرنا نہیں چاہتی - یہی خطرناک طریق عمل ھے جو عام طور پر ملک کو ایجی ٹیشن بلکہ اس سے بھی زیادہ افسوس ناک باتوں کی دعوت دے رہا ھے ' اور امن و سکون کے ساتھہ کوئی سچا سے سچا اور اہم سے اہم مطالبہ بھی پورا نہیں ہوتا !

تمام وسائل عمل میں لاے جا چکے - وقت سے پہلے خطرات کی اطلاع دینے والوں نے اپنا فرض ادا کردیا - عام پبلک صرف ذمہ دار اشخاص کے روکنے سے بمشکل سکون میں ھے اور انھیں سمجھایا جا رہا ھے کہ جوش و ہیجان کو کام میں نہ لائیں - اب صرف ایک آخری موقعہ اور باقی رہگیا ' جسکے نتائج کا ہمیں انتظار ھے - ہماری دلی خواہش ھے کہ پہلے انتظاروں کی طرح یہ آخری انتظار بھی نا کام ثابت نہو !

یہ معلوم ہوا ھے کہ عنقریب ہز اکسلنسی گورنر بنگال کلکتہ تشریف لانے والے ھیں - براونشیل مسلم لیگ کا ایک خاص جلسہ پچھلے ہفتے منعقد ہوا جسمیں انجمن دفاع مساجد کلکتہ کے ارکان بھی شریک تھے - اس جلسے میں بالاتفاق اس مضمون کی تجویز منظور ہوئی کہ از سر نو پھر اس معاملہ کے متعلق ایک دوسری درخواست پیش کی جاے اور خواہش کیجاے کہ ہز اکسلنسی کلکتہ تشریف لا رہے ھیں - اس موقعہ پر اجازت دیں کہ مسلم لیگ اور انجمن دفاع مساجد کے چند منتخب قائم مقام حاضر ہوں ' اور مساجد لشکر پور کے متعلق عرض مقاصد کریں -

گذشتہ واقعات کیسے ھی تاریک ہوں - تاہم آخری مایوسی ابھی نہیں آئی ھے ' اور امید کی روشنی بالکل غروب نہیں ہوئی - ہز اکسلنسی کی گورنمنٹ اپنی دانشمندی و تدبر اور رعایا کی جائز خواہشوں کی مستعدانہ سماعت کے لحاظ سے جو شہرت حاصل کر چکی ھے ' وہ مسلمانوں کیلیے کامیابی کا بہت بڑا سہارا ھے - ہمیں امید ھے کہ اس درخواست کو منظور فرما کر تمام مسلمانان ہند کی سچی شکر گذاری حاصل کرنے میں کامل فرمائینگے - اور معاملہ خیر و عافیت کے ساتھہ ختم ہو جائیگا

---

## اعتذار

کئی ہفتے سے الہلال کی اشاعت میں غیر معمولی تاخیر ہو رہی ھے - اس ہفتے امید تھی کہ ٹھیک بدھہ کے دن حسب معمول نکل جائیگا - پھر بھی ایک دن کی تاخیر ہو ھی گئی - امید ھے کہ آئندہ ہفتہ تک یہ ایک دن کا بل بھی نکل جائیگا -

پچھلے دنوں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد ناگزیر سفر پیش آتے رھے - دھلی سے واپس آیا تو بزرگان بہار اپنے دو سال کے متصل اصرار اور مواعید کا مطالبہ کررہے تھے - خیال تھا کہ دھلی سے واپسی میں ایک دن کیلیے اُدھر جاؤنگا ' لیکن اسٹیشن چھوٹ گیا اور مجبوراً کلکتہ آکر پھر پلٹنا پڑا - پورے تین دن اسمیں صرف ہوگئے - وہاں سے واپس آیا اور ابھی دو دن بھی کام نہیں کیا تھا کہ عین اخبار کی اشاعت کے دن کلکتہ سے بیس میل کے فاصلے پر ایک دیہات میں جانا پڑا - وہاں جانا بھی ناگزیر تھا - واپسی میں گاڑی نہیں ملی - مجبورا پچیس میل خام سڑک کا سفر رات بھر کے اندر پالکی کے ذریعہ طے کرکے کلکتہ آیا - بارش کی وجہ سے بخار میں مبتلا ہوگیا تھا لیکن اسی حالت میں معاً اخبار کی فکر کرنی پڑی !

غرضکہ ایسے حالات پیش آجاتے ھیں اور معیت و رفاقت سے محروم ہوں - ان مجبوریوں کی وجہ سے اگر سال بھر میں ایک دو ہفتے اشاعت میں تاخیر ہوجاے تو گو ایک اخبار کے دفتر کیلیے کتنا ھی بڑا جرم ہو ' لیکن میری کمزوری اور معذوریوں کو دیکھتے ہوے قابل معافی ضرور ھے -

یہی سبب ھے کہ پچھلے اور آج کی اشاعت میں تمام ضروری ابواب و مضامین نہ آسکے اور با تصویر مضامین کی بھی گنجائش نہ نکل سکی - صرف پرچے کو کسی طرح نکالدینا اور اس تاخیر کو آیندہ کیلیے متعدی نہ ہونے دینا پیش نظر تھا - میں چاہتا ہوں کہ الہلال کے مضامین منحصر ہوں اور تقریباً تمام ضروری ابواب اپنی اپنی جگہ قائم رہیں - اس ہفتہ چونکہ کئی دن کی تاخیر ہو گئی ھے اور امید ھے کہ آیندہ وقت پر کام ہو ' اسلیے انشاء اللہ العزیز آیندہ اشاعتوں میں مضامین و تصاویر بکثرت ہونگے اور ہر باب و عنوان کے متعلق درج ہونگے : و افوض امری الی اللہ - ان اللہ بصیر بالعباد -

میں - پھر صرف اتنا ھي نہیں بلکه اول درجه کي صحیح کتب حدیث یعني کتب صحاح اور علی الخصوص صحیحین کي روایات انکے صریح مخالف بھي ھیں - اور جو سبب نزول آیة تحریم کا اُن سب میں بیان کیا گیا ھے' اس سے اِن روایات کے بیان کردہ قصه کو کوئي تعلق نہیں -

( ۲ ) یه تمام روایتیں طبـراني ' ابن سعـد ' ابن جریر طبري وغیرہ کي ھیں - اِن مصنفوں کے متعلق لکھه چکا ھوں که انکا مقصود صرف روایات کو جمع کر دینا اور ھر طرح کے ذخیرۂ احادیث و اثار کو ضائع ھونے سے محفوظ کر دینا تھا - نه تو انھوں نے کبھي یه دعوا کیا که انکي تمام مرویات صحیح ھیں اور نه محققین نے انہیں یه درجه دیا - پس طبراني اور طبري وغیرہ کي روایات صرف اسی وقت قبول کي جاسکتي ھیں جبکه انکي صحت کي دیگر وسائل سے بھي تصدیق ھو جاے - یا حسب اصول مقررۂ حدیث انکي صحت پایۂ ثبوت تک پہنچا دي جاے -

علي الخصوص جبکه کتب معتبرۂ حدیث مثل بخاري و مسلم انکے مخالف ھوں ' اور تمام صحاح سته خاموش -

( ۳ ) اِن روایتوں میں لِــــمَ تحرم ما احل الـلـه لـک - اور واذ اسر النبي الى بعض ازواجه کا شان نزول بیان کیا گیا ھے' لیکن امام بخاري و مسلم اِنہیں آیات کا شان نزول دوسرا واقعه بیان کرتے ھیں یعني جس حلال شے کو آپنے اپنے اوپر حرام کرلیا تھا اسکي نسبت خود حضرۃ عائشه کا قول متعدد روایات و اسناد صحیحه سے موجود ھے که وہ شهد تھي نه که ماریۂ قبطیه امام بخاري نے پانچ چھه بابوں میں اس واقعه کو لیا ھے لیکن کہیں بھي ماریۂ قبطیه کو اپنے اوپر حرام کرلینے کا واقعه نظر نہیں آتا - پھر ھم اس بارے میں امام بخاري و مسلم اور مصنفین صحاح کي روایت کو تسلیم کریں یا واقدي ' ابن سعد ' طبراني ' اور طبري کي ؟

( ۴ ) قطع نظر اسکے اصول فن کے لحاظ سے بھي یه روایات پایۂ اعتبار سے ساقط ھیں - طبراني ' ابن مردویه ' اور ابن جریر وغیرہ نے مختلف طریقوں سے انہیں روایت کیا ھے لیکن ان میں سے کسي روایت کي بھي اسناد صحیح نہیں - آگے چلکر محققین فن کي تصریحات اس بارے میں درج ھونگي -

( ۵ ) البته صرف ایک مبہم و مجمل روایت ھے جس سے ان روایات کي تقویت کا کام لیا جاتا ھے - اسکے دو مختلف طریقوں کي بعض محدثین نے توثیق کرني چاھي ھے' اور صرف یہي روایت ھے جو قصه ماریۂ قبطیه میں نسبتاً بہتر بن اسناد سے سمجھي جاتي ھے - ھم صرف اسي پر نظر ڈالینگے اور اس سے ظاهر ھوجائیگا که جب بہترین اور اقوي روایت کا یه حال ھے تو پھر اُن روایتوں اور انکے اسناد کا کیا حال ھوگا جنکو خود انکے جامعوں نے بھي پیش کرنے کے قابل نه سمجھا ؟

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا !

## ( روایه مسروق و رقاشي )

حافظ ابن حجر عسقلاني نے کتاب التفسیر کي شرح میں ان تمام روایتوں پر بحث کي ھے اور جتنے مختلف اسناد سے مروي ھیں سب کو پیش نظر رکھا ھے :

و اختلف في المراد بتحریمه في حدیث عائشه ثاني حدیثي الباب اني ذالك بسبب شربه ( صلعم ) العسل عند زینب بنت حجش ............ و وقع عند سعید بن منصور باسناد صحیح الى مسروق قال : حلف رسول الله لحفصه لا یقرب امته وقال على حرام - ( جلد ۸ - صفحه ۵۰۳ مطبوعۂ مصر )

جس شے کو انحضرۃ نے اپنے اوپر حرام کرلیا تھا اسکے تعین میں اختلاف ھے - عائشه کي حدیث میں جو اس باب کي دوسري حدیث ھے' یه ھے که اسکا سبب انحضرۃ کا شهد تناول فرمانا تھا جو زینب بنت حجش کے یہاں آپنے کھایا تھا ...... لیکن سعید بن منصور نے سند صحیح سے جو مسروق تک پہنچتي ھے' روایت کیا ھے که اسکا سبب وہ قسم تھي جو انحضرۃ نے حفصه کیلیے کھالي تھي که اپني لونڈي کے پاس نه جاونگا اور وہ مجھه پر حرام ھے -

حافظ موصوف نے ان تمام روایات میں سے صرف اس ایک روایت ھي کي توثیق کي ھے اور اسے سند صحیح سے قرار دیا ھے - باقي روایتیں جو طبراني ' ابن مردویه ' اور مسند هیثم وغیرہ سے مروي ھیں اور عموماً قرطبي اور واحدي وغیرہ نے اپني اپني تفسیروں میں درج کردي ھیں ' انکو صرف اس خیال سے نقل کیا ھے که جب مسروق والي حدیث معتبر قرار دیلي گئي تو ان روایتوں سے اسکي تقویت کا کام لیا جاسکتا ھے گو فی نفسه ان میں سے کسي کي سند بھي قابل اعتنا نہو - چنانچه آخر میں لکھتے ھیں :

وهذا طرق کلها یقوی بعضها بعضاً فیحتمل ان تکون الایة نزلت في السببین معاً ( جلد ۸ صفحه ۵۰۳ )

اور یه تمام مختلف طریق باھم ایک دوسرے کو قوت پہنچاتے ھیں - پس یه احتمال پیدا ھوتا ھے که ممکن ھے سورۂ تحریم کي پہلي آیة دونوں واقعوں کے متعلق ایک ساتھه نازل ھوئي ھو -

اس قول میں حافظ موصوف نے دونوں واقعات کے باھم تطبیق کي کوشش ھے' اسکي نسبت ھم آگے چلکر لکھیں گے - یہاں صرف اسقدر دکھلانا مقصود ھے که تمام روایات ماریۂ قبطیه میں صرف مسروق والي روایت ھي سے حافظ موصوف متاثر ھیں اور دیگر اسناد و طرق کو اسلیے پیش کرتے ھیں که روایۂ مسروق کي اُن سے تقویت مزید ھو جاتي ھے - پس اس بارے میں عروۃ الوثقی صرف مسروق ھي کي روایت ھوي -

اس روایت کے ایک دوسرے طریق کي حافظ ابن کثیر نے بھي اپني تفسیر میں توثیق کي ھے ' اگرچه وہ خود بھي اس واقعه کا شان نزول سورۂ تحریم ھونا تسلیم نہیں کرتے جیسا که آگے بیل کیا جائگا -

چنانچه حافظ موصوف نے سورہ تحریم کي تفسیر میں حسب عادت وہ تمام روایات نقل کردي ھیں جو امام طبري وغیرہ نے اس بارے میں درج کي ھیں ' لیکن چونکه انکي اسناد کا حال ان پر واضح تھا اسلیے کسي طریق و سند کي بھي توثیق نہیں کي - البته جو روایت هیثم بن جلیب نے اپني مسند میں درج کي ھے ' اسکو نقل کرکے لکھا ھے که اسکي سند صحیح ھے :

قال الهیثم في مسنده ثنا ابو قلابه عبد الملك بن محمد الرقاشي ثنا مسلم بن ابراهیم ( الــخ ) عن عمر قال قال النبي صلعم لحفصه لا تخبري احدا وان ام ابراهیم على حــرام فقـالت اتحرم ما احل الله لك ؟ قال فوالله لا اقربها ... هذا اسناد صحیح - ولم یخرجه احد من اصحاب الکتب السته - واختاره الحافظ الضیاء المقدسي ( بر حاشیۂ فتح البیان جلد ۱۰ صفحه ۱۸ )

هیثم نے اپني مسند میں حضرۃ عمر سے بواسطۂ ابن رقاشي وغیرہ روایت کي ھے که انحضرۃ صلعم نے حفصه سے کہا که کسي کو اس بات کي خبر نه دینا ابراهیم کي ماں مجھپر حرام ھے - حفصه نے کہا : کیا آپ اُس چیز کو حرام کرتے ھیں جسکو آپکے لیے خدا نے حلال کیا ھے ؟ فرمایا که قسم خدا کی ' میں کبھي اس کے پاس نه جاونگا اس روایت کي اسناد صحیح ھے - لیکن صحاح سته کے جامعین میں سے کسي نے بھي اسے روایت نہیں کیا - البته حافظ ضیاء مقدسي نے اپني مستخرج میں اسے لیا ھے -

سرمد گلہ اختصار می باید کرد
یک کار ازین دو کار می باید کرد
یا تن برضاے دوست می باید داد
یا قطع نظر ز یار می باید کرد !

حق و صداقت کی محبت ہی میں خدا اور اُسکے رسول کی محبت پوشیدہ ہے - اس راہ میں جتنی کشمکشیں پیدا ہوتی ہیں اور جسقدر ٹھوکریں لگتی ہیں ' وہ صرف اس بات کا نتیجہ ہیں کہ راہروؤں نے دو راہوں میں سے ایک راہ اختیار کرنے کا کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا ہے ' اور بغیر اسکے کہ ایک کے ہو رہنے کا فیصلہ کرکے قدم اُٹھائیں ' یونہی جوش میں آکر اُٹھ کھڑے ہوے ہیں !

( قصۂ ماریۂ قبطیہ اور روایات موضوعہ )

یہاں تک تو ہم نے ایلاء و تخییر کا اصلی واقعہ بیان کردیا جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہے - اب ہم اُن روایات کی جانب متوجہ ہوتے ہیں جنکی آمیزش سے اس صاف واقعہ کو مکدر و مشتبہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے ' اور جسکی ایک محرف و مسخ صورت ایک مسیحی معلم نے پیش کی ہے -

اُن تمام روایات سے صحاح ستہ خالی ہیں - البتہ ابن سعد ' ابن مردویہ ' واقدی ' ابن جریر طبری ' طبرانی ' بزار ' اور ہیثم بن کلیب وغیرہ نے درج کیا ہے ' اور اُن سے عامۂ مفسرین و ارباب سیرۃ نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کردیا ہے -

ان روایات کا تعلق واقعۂ تحریم سے ہے - اگر انہیں تسلیم بھی کرلیا جاے ' جب بھی واقعۂ ایلا پر کوئی اثر نہیں پڑسکتا - البتہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ " لم تحرم ما احل اللہ " کا شان نزول یہ واقعہ نہ تھا کہ آنحضرۃ نے شہد کو اپنے اوپر حرام کرلیا تھا ' بلکہ ماریہ قبطیہ سے اسکا تعلق ہے جو آپکی لونڈی تھی اور آپنے ازواج کی خاطر اسے اپنے اوپر حرام کرلیا تھا -

ہم اِن روایات کیلیے امام طبری کی تفسیر کو سامنے رکھ لینا کافی سمجھتے ہیں کیونکہ انہوں نے سورۂ تحریم کی تفسیر میں حسب عادت تمام روایتوں کو جمع کردیا ہے - چنانچہ لکھتے ہیں :

احتلف اهل العلم في الحلال الذی کان اللہ احلہ لرسولہ فحرمہ علی نفسہ ابتغاء مرضاۃ ازواجہ ' فقال بعضهم : کان ذلک ماریۃ مملوکتہ القبطیہ حرمها علی نفسہ بیمین انہ لا یقربها طلبا بذالک رضا حفصہ زوجتہ - ( تفسیر طبری - جلد ۲۸ - صفحہ ۱۰۰ )

اہل علم نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے کہ وہ کونسی بات تھی جو خدا نے اپنے رسول کیلیے حلال کی تھی اور اُنہوں نے اپنی بیویوں کی خوشی کیلیے اپنے اوپر حرام کرلی ؟ ان میں سے بعض کا یہ بیان ہے کہ وہ ماریہ قبطیہ لونڈی تھی - آپنے اپنے لیے حرام کرلیا تھا - ایک قسم کھاکر کہ کبھی اسکے پاس نہ جاؤنگا - اور ایسا حفصہ بنت عمر کی خوشی کیلیے کیا تھا جو آپکی زوج مطہرہ تھیں -

لیکن امام موصوف نے جن " بعض اہل علم " کی یہ راے نقل کی ہے ' اکثر ائمۂ حدیث مثل امام بخاری و مسلم بلکہ جمیع مصنفین کتب صحاح کے مقابلے میں انکی کیا وقعت ہوسکتی ہے جنہوں نے سرے سے اس واقعہ کو نقل ہی نہیں کیا ہے ؟

بہرحال اسکے بعد امام موصوف نے وہ تمام روایتیں جمع کردی ہیں جو اس بارے میں اُن تک پہنچی ہیں - ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ ماریۂ قبطیہ آنحضرۃ ( صلعم ) کی لونڈی تھیں - ایک دن حضرۃ حفصہ آئیں تو اُنہوں نے دیکھا کہ اُنہی کے مکان میں آنحضرۃ ( صلعم ) ماریہ کے ساتھ خلوت میں ہیں - آپ اسپر آزردہ خاطر ہوئیں - اور کہا کہ میری ہی باری اور میرے ہی مکان میں اور میری ہی باری کے دن آپ نے ایسا کیا ؟ آنحضرۃ نے فرمایا کہ اگر تم خفا ہو تو میں قسم کھاتا ہوں کہ ماریہ سے کوئی تعلق نہ رکھونگا لیکن اس قسم کھانے کا ذکر کسی دوسری بیوی سے نہ کرنا - حضرۃ حفصہ اور حضرۃ عائشہ تمام ازواج مطہرہ میں باہم رازدار اور دوست تھیں - انسے ضبط نہوسکا - اُنہوں نے حضرۃ عائشہ سے کہدیا - اسپر یہ دونوں آیتیں نازل ہوئیں کہ لم تحرم ما احل اللہ لک ؟ اور و اذ اسر النبی الی بعض ازواجہ - پس جو چیز آپنے اپنے اوپر حرام کرلی تھی وہ ماریۂ قبطیہ تھی جسے خدا نے آپ کیلیے حلال کیا تھا ' اور جو راز بعض ازواج نے ظاہر کردیا تھا وہ بھی یہی آپکا قسم کھانا تھا - بعض روایتوں میں اتنا اور زیادہ ہے کہ علاوہ قسم کھانے کے آپنے حضرۃ حفصہ سے یہ بھی کہا تھا کہ میرے بعد حضرۃ ابوبکر اور تمہارے والد میرے جانشیں ہونگے ! !

امام طبری نے اس واقعہ کے متعلق متعدد روایتیں درج کی ہیں - یہی روایتیں ہیں جو محمد ابن سعد ' ہیثم ' ابن مردویہ ' اور طبرانی نے عشرۃ النساء اور مسند وغیرہ میں درج کی ہیں ان میں باہم سخت اختلاف ہے اور ایک ہی واقعہ کو مختلف صورتوں میں بیان کیا ہے - لیکن جب سرے سے انکی اسناد ہی قابل قبول نہیں تو اضطراب و اختلاف متون پر کیا بحث کی جاے ؟

( تحقیق و نقد روایات )

لیکن ہم پورے وثوق اور زور کے ساتھ اِن روایات کی صحت سے قطعاً انکار کرتے ہیں - اور اسکے لیے کافی وجوہ موجود ہیں کہ انہیں یک قلم نا قابل قبول و اعتبار قرار دیا جاے - بالاختصار اسکے وجوہ حسب ذیل ہیں :

( ۱ ) سب سے پہلے اُس بیان کو پیش نظر رکھیے جو اس مضمون کے پہلے نمبر میں احادیث و کتب حدیث کے متعلق لکھ چکا ہوں - محققین و ائمۂ فن نے طبقات و مراتب محدثین کے متعلق کافی تصریحات کردی ہیں اور اس بارے میں حضرۃ شاہ ولی اللہ ( رح ) کی تقسیم قدماء محققین کی آرا کی بہترین ترجمان ہے - اُنکا بیان پہلے گذر چکا ہے کہ کتب حدیث چار درجوں میں منقسم ہیں - پہلا درجہ صحیحین کا ہے - دوسرا بقیہ کتب صحاح کا ' تیسرا تصانیف دارمی ' عبد الرزاق ' بیہقی ' طبرانی وغیرہ کا - چوتھا ابن مردویہ ' ابن جریر طبری ' ابونعیم ' ابن عساکر ' ابن عدی وغیرہ کا - تیسرے اور چوتھے درجہ کی کتابوں میں صحت کا التزام نہیں کیا گیا ہے اور ہر طرح کا رطب و یابس ذخیرہ جمع کردیا ہے -

یہ محققانہ تقسیم باعتبار صحت ' شہرت ' اور قبول کے کی گئی ہے -

* صحت " کے معنی یہ ہیں کہ اس کتاب کے مصنف نے صحیح حدیثوں کے جمع کرنے کا اسمیں التزام کیا ہو اور اگر کوئی حدیث اس درجہ کی نہو تو اسکے نقص کی بھی تصریح کردی ہو -

" شہرت " سے یہ مقصود ہے کہ ہر زمانے میں ارباب فن نے درس و تدریس میں رکھا ہو اور اسکے تمام مطالب کی تفسیر اور چھان بین ہوگئی ہو -

" قبول " سے مراد یہ ہے کہ علماء فن نے اس کتاب کو مستند تسلیم کیا ہو اور کسی نے اس سے انکار نہ کیا ہو -

اب غور کرو کہ قصۂ ماریہ قبطیہ کی جتنی روایتیں ہیں وہ نہ تو پہلے درجہ کی کتابوں میں ہیں ' نہ دوسرے درجہ کی ' تمام تر تیسرے اور چوتھے درجہ کی کتابوں میں روایت کی

## صفحة من تاريخ الكيميا

### ( ۲ )
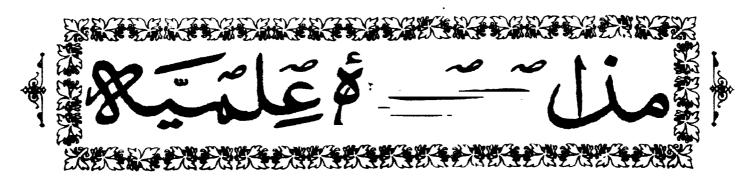
فن کیمیا کے ان مختلف دوروں کی یہ ایک سرسری تقسیم تھی - اب هم کسی قدر تفصیل کے ساتھہ انپر نظر ڈالتے هیں تاکہ هر دور کی ترقیات و انقلابات سامنے آ جائیں -

### دور اول

[ قسم نظری ]

اس عہد کے لوگوں نے اپنے اعمال کیمیائیہ میں همیشہ نہایت هی اور نظری امور کے مطالعہ پر اکتفا کی - وہ کبھی بھی کسی ... اور علمی تجربہ میں مشغول نہ هوے - انکا قاعدہ یہ تھا کہ وہ کلیات سے جزئیات مستنبط کرتے تھے - حالانکہ استنباط و اخذ نتائج کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ تجربہ و مشاهدے سے جو جزئی واقعات نظر آئیں' ان سے کلیات اور عام قوانین بنائے جائیں - اسی لیے انکی کوششوں کا ماحصل بجز ناکامی اور ضیاع عمر و محنت کے اور کچھہ نہ ہوا -

### ( مسئلۂ تخلیق و عناصر )

اس عہد کے علما کے پیش نظر سب سے زیادہ اهم مسئلہ یہ تھا کہ عالم اور ما فی العالم ( یعنے دنیا میں جو کچھہ ہے ) اسکے عناصر اصلیہ کیا هیں ؟

انکو یقین تھا کہ عمل کیمیاوی کے ذریعہ بعض کم قیمت دھاتوں سے دوسری بیش بہا دھاتیں بنائی جا سکتی هیں - چنانچہ انهوں نے چاندی اور سونے کے بنانے کی بارها کوشش کی -

عناصر اصلیہ کیا هیں ؟ اسکے متعلق چھٹی صدی قبل مسیح کے علماء میں اختلاف تھا - بعض کا مذهب یہ تھا کہ هر شے کی اصل پانی ہے ( فلاسفۂ اسلام میں سے ابن رشد کا مذهب بھی یہی تھا - وہ اپنی تائید میں قرآن حکیم کی یہ آیت : وجعلنا من الماء کل شی حی - پیش کرتا تھا ) اس جماعت کا سرگروہ طالیس تھا - ایک دوسرے جماعت کہتی تھی کہ عناصر اصل میں صرف دو هیں : آگ اور هوا -

تیسرا گروہ ان دونوں پر خاک کا بھی اضافہ کرتا تھا -

دیمقراطیس جو پانچویں صدی قبل پیدایش مسیح میں تھا' کہتا تھا کہ عنصر اصلی صرف ایک مادۂ خاکی هی ہے - یہ مادۂ خاکی نہایت چھوٹے چھوٹے ذرات میں منقسم ہے - یہ ذرات اگرچہ حجم میں باهم مختلف هیں مگر انکا مایۂ خمیر اور شکل ایک هی ہے - یہ ذرات همیشہ گردش کرتے رهتے هیں - جسم میں جسقدر تغیرات هوتے هیں' وہ انهی ذرات کے اجتماع و افتراق کا ( یعنے ملنے اور الگ هونے کا ) نتیجہ هیں -

دیمقراطیس کی یہ راے ذرات کے موجودہ نظریہ سے فی الجملہ مشابہ ہے -

اسکے بعد سنہ ۴۴۰ ق - م - میں امبیدکیلیس آیا - اُس نے یہ خیال ظاهر کیا کہ عناصر اصلی چار هیں : آب و آتش اور خاک و باد - انهی سے تمام اجسام مرکب هوتے هیں - یہ خیال ارسطو کی طرف بھی منسوب کیا جاتا ہے - بہر حال یہ مذهب خواہ ارسطو کا هو کسی دوسرے حکیم کا' لیکن دونوں میں سے کسی نے بھی ان عناصر اربعہ کے مایۂ خمیر میں فرق نہیں کیا - یعنی دونوں اپنی اپنی جگہ پر یہ تسلیم کرتے هیں کہ ان چاروں کا قوام ایک هی مادے سے ہے اور تعداد و اختلاف محض خاصیت کے اختلاف کا نتیجہ ہے -

ان مختلف خواص میں سے جن اهم خاصیتوں تک قوت لامسہ کا دسترس ہے وہ چار هیں : رطوبت' یبوست' حرارت' برودت - هر عنصر اصلی میں دو دو خاصیتیں هیں - مثلاً آگ گرم و خشک ہے - هوا گرم و تر ہے' پانی سرد و تر ہے' خاک خشک و سرد ہے - اس تفصیل میں آپ نے محسوس کیا هوگا کہ هر خاصیت گویا دو عنصروں میں مشترک ہے -

هم نے ابھی بیان کیا ہے کہ هر عنصر میں دو خاصیتیں هیں' لیکن یہ یاد رکھنا چاهیے کہ دونوں مساوی نہیں هیں - کسی عنصر میں ایک خاصیت زیادہ ہے کسی میں دوسری خاصیت - چنانچہ هوا میں رطوبت اور حرارت دونوں هیں' مگر حرارت کی مقدار رطوبت سے زیادہ ہے - پانی میں برودت اور رطوبت دونوں هیں' لیکن برودت رطوبت پر غالب ہے - خاک یبوست و برودت کی جامع ہے' مگر یبوست غالب ہے - آگ یبوست اور حرارت دونوں اپنے اندر رکھتی ہے لیکن غلبہ حرارت کو حاصل ہے -

انهی خواص کی قلت و کثرت کے ساتھہ عناصر کی نوعیت بدلتی رهتی ہے - مثلاً اگر پانی کی رطوبت پر آگ کی یبوست غالب آگئی تو اس سے هوا پیدا هوجائیگی - یا اگر خاک کی برودت پر هوا کی حرارت غالب آگئی تو اس سے پانی پیدا هوجائیگا - یا اگر آگ کی یبوست پانی کی رطوبت پر غالب هوگئی تو اس سے خاک پیدا هوگی - اسی طرح اگر پانی کی رطوبت آگ کی حرارت پر غالب هوگئی تو اس سے هوا پیدا هوگی - غرض جسم کے هر قسم کے تغیرات انهی خواص کے تغیر کے ساتھہ وابستہ هیں -

چونکہ بظاهر ان عناصر میں سے بعض عناصر کا بعض کی شکل میں منتقل هوجانا ممکن تھا' اسلیے اگر قدماء اس کے قائل تھے کہ بعض مادے دوسرے مادوں کی شکل میں منتقل هوسکتے هیں تو یہ کوئی تعجب انگیز امر نہیں ہے -

مثلاً پانی اور هوا رطوبت میں مشترک هیں اسلیے یہ ممکن ہے کہ حرارت کے ذریعہ اسے هوا بنا دیا جاے -

مگر ظاهر ہے کہ یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے - هم جانتے هیں کہ پانی اور خاک رطوبت میں مشترک هیں مگر نہ تو خاک کو هم کسی طرح پانی بنا سکتے هیں اور نہ پانی کو خاک - صرف اس ایک هی مثال سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ قدماء جزئیات سے کیونکر کلیات بنایا کرتے تھے اور کس طرح غلطیوں میں مبتلا هوجاتے تھے ؟

مگر ارسطو نے یہ محسوس کیا کہ عناصر اربعہ تمام عالم کے کیمیاوی و طبیعی ظواهر کی تفسیر کے لیے کافی نہیں هیں - اسلیے

در اصل یہ روایت بھی وہی مسروق والی روایت ہے مگر دوسرے طریق سے مروی ہے - پس ان تمام روایتوں میں جن میں ماریۂ قبطیہ کا حضرۃ حفصہ کے مکان میں آنحضرۃ کے ساتھہ ہونا ' آنکا عتاب کرنا اور آزردہ ہونا ' پھر آنحضرت کا قسم کھانا وعدہ وغیرہ بیان کیا گیا ہے ' صرف یہی ایک روایت ہے جسکے ایک طریق کی حافظ ابن حجر نے اور دوسرے طریق کی حافظ ابن کثیر نے توثیق کی ہے اور کہا ہے کہ اسناد صحیح سے مروی ہے ' لہذا انکے علاوہ اور جسقدر طریق ہیں ' انکا ذکر کرنا فضول ہوگا - کیونکہ انکی صحت کے متعلق کوئی تصدیق ہمارے سامنے نہیں ہے -

( روایۃ مسروق و رقاشی کی حقیقت )

اب آئیے ' اس روایت پر نظر ڈالیں کہ اصول فن کے لحاظ سے یہ کہاں تک قابل اعتبار و تسلیم ہے ؟ اور اسکا اثر اصل واقعہ پر کہاں تک پڑسکتا ہے ؟

سب سے پہلے اسپر غور کرنا چاہیے کہ اس روایت میں نہ تو ماریۂ قبطیہ کا ذکر ہے اور نہ واقعہ کے وہ تمام اہم حصے منقول ہیں جو امام طبری وغیرہ نے اپنی روایات میں درج کیے ہیں - صرف اسقدر بیان کیا ہے کہ آنحضرۃ ( صلعم ) نے حضرۃ حفصہ سے فرمایا کہ میں اپنی لونڈی کے پاس نہ جاؤنگا - اسکے لیے قسم کھاتا ہوں - پس اگر یہ روایت تسلیم بھی کرلی جاے ' جب بھی ان تفصیلات کی تصدیق کیلیے قیاس محض کے سوا اور کچھہ ہاتھہ نہیں آتا -

ثانیاً - اس روایت کا پہلا سلسلہ مسروق تک منتہی ہوتا ہے - مسروق صحابی نہ تھے - تابعی تھے - ( یعنی انہوں نے آنحضرۃ کو دیکھا نہیں تھا ) لیکن وہ کچھہ نہیں بتلاتے کہ انہوں نے یہ واقعہ کس صحابی سے سنا ؟ اور جس سے سنا وہ کس حیثیت سے بیان کرتا ہے ؟ صرف انکا بیان ہے جو بعد کے راویوں نے روایت کردیا ہے - اسکو اصطلاح حدیث میں " منقطع " کہتے ہیں - یعنی اسکا سلسلہ آنحضرۃ تک نہیں پہنچتا - ایک ایسی منقطع روایت کو بخاری و مسلم اور کتب صحاح کی متصل اور کثیر الطرق روایات صحیحہ کے مقابلہ میں کیونکر تسلیم کیا جاسکتا ہے ؟

یہ کہنا کہ دونوں میں تطبیق محتمل ہے ' کسی طرح صحیح نہیں - آگے چلکر ہم اسے واضح کرینگے -

رہا اس روایت کا دوسرا طریقہ جسکی حافظ ابن کثیر نے توثیق کی ہے ' تو وہ بھی اپنے اندر کوئی ایسی قوت نہیں رکھتا جو آیت اس حالت میں قائم کرسکے جبکہ امام بخاری و مسلم کی صحیح روایتیں سورۂ تحریم کا شان نزول دوسرے واقعہ کو بیان کررہی ہیں اور تمام کتب صحاح اسکی مؤید ہیں -

اسکے اسناد میں سب سے پہلے جو راوی ہمارے سامنے آتے ہیں ' وہ ابو قلابہ عبد الملک بن محمد الرقاشی ہیں - حافظ ابن حجر نے تہذیب میں انکا ترجمہ لکھا ہے - اسمیں شک نہیں کہ متعدد ثقات نے انکی توثیق کی ہے ' اور ابن حبان نے ثقات میں انکا ذکر کیا ہے - نیز ابن جریر وغیرہ انکے حفظ کا اعتراف کرتے ہیں - با ایں ہمہ دار قطنی جیسے شخص کی انکی اسناد کی متعلق یہ راے تھی :

کثیر الخطاء فی الاسانید والمتون - کان یحدث من حفظه فکثرت الاوهام فـــي روایتـــه ( ۱ )

وہ روایت کی سندوں میں اور حدیث کے اصل الفاظ میں کثرت سے غلطیاں کرجاتے ہیں - انکا قاعدہ تھا کہ محض اپنے حفظ کی بنا پر حدیث بیان کرتے تھے - اسلیے انکی روایت میں بہت اوہام پیدا ہوگئے -

پھر اسی تہذیب میں دار قطنی کا دوسرا قول نقل کیا ہے کہ " لا یحتج بما ینفرد به "

آخر میں خود حافظ ابن حجر لکھتے ہیں :

( ۱ ) حافظ ابن حجر کی تہذیب التہذیب حال میں دائرۃ المعارف حیدر آباد نے چھاپی ہے - میں نے اسی سے یہ عبارت نقل کی ہے - ( دیکھو جلد ۶ - صفحہ ۴۲۰ )

" بلغنی عن شیخنا ابی القاسم انه قال : عندی عن ابی قلابه عشرة اجزاء ما منها حدیث مسلم اما فی الاسناد و اما فی المتن - کان یحدث من حفظه فکثرت الاوهام فیه " فتامل !

چنانچہ اسی بنا پر بعض محدثین نے اس حدیث سے انکار کردیا ہے ' جو ابو قلابہ رقاشی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ " ان النبی صلعم صلی حتی تورمت قدماہ " جیسا کہ حافظ موصوف نے تہذیب میں تصریح کی ہے -

پس ان تمام تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ ابو قلابہ کی اسناد میں کثرت خطا و اوہام روایت و اغلاط متون کی ارباب جرح و تعدیل نے صاف صاف شکایت کی ہے ' اور ظاہر ہے کہ راوی کی شخصی ثقاہت اور موصوف بالخیر و الصلاح ہونا ( کما قال الخطیب ) کچھہ مفید نہیں ہوسکتا جبکہ اسکے حفظ و اتقان اور صحت اسناد و متون کے متعلق مخالف تصریحات موجود ہوں - اور علی الخصوص ایسے موقعہ پر کہ صرف اسناد کی قوت ہی مطلوب ہے اور دیگر اسناد معتبرۂ و مرفوعۂ و متصلہ اسکے مخالف ہوں -

( قصۂ ماریہ اور محققین فن )

( ۲ ) حقیقت یہ ہے کہ اس بارے میں کوئی روایت بھی صحیح موجود نہیں ہے ' جو شان نزول حضرۃ عائشہ کے بیان کردہ ہے اور جسکو بالاتفاق ائمۂ حدیث و اساطین فن نے درج اسفار معتبرہ و صحیحہ کیا ہے ' وہی اصلی اور صحیح واقعہ ہے اور صرف وہی قابل قبول ہے

چنانچہ خود حافظ ابن کثیر باوجود رقاشی کی روایت کی توثیق کرنے کے ' آگے چلکر اسکا اعتراف کرنے پر مجبور ہوے :

والصحیح ان ذالک کان فی تحریمه العسل کما قال البخاری عند هذه الایـــة ( ابـــن کثیـــر جلد ۱۰ - صفحه ۱۹ )

اور صحیح یہ ہے کہ سورۂ تحریم کی پہلی آیہ اس بارے میں نازل ہوئی کہ آنحضرۃ نے شہد کو اپنے اوپر حرام کرلیا تھا جیسا کہ امام بخاری نے اس آیہ کی تفسیر میں لکھا ہے -

صرف حافظ موصوف ہی پر موقوف نہیں ' دیگر ارباب نظر و تحقیق نے بھی صاف صاف لکھدیا ہے کہ ماریۂ قبطیہ کے اس واقعہ کے متعلق کوئی صحیح روایت ثابت نہیں ہے - علامہ عینی شرح بخاری میں ان تمام روایات کا ذکر کرکے لکھتے ہیں :

و الصحیح فی سبب نزول الایة انه فی قصة العسل لا فی قصة ماریة المروی فی غیر الصحیحة ( عینی جلـد ۹ صفحـــه ۵۴۸ )

اور اس آیت کے شان نزول کی نسبت صحیح روایت یہی ہے کہ وہ شہد کے متعلق ہے - ماریۂ قبطیہ کے قصہ کے متعلق نہیں ہے جو کتب صحاح کے علاوہ دیگر کتب میں مروی ہے -

یہی راے قاضی عیاض کی بھی ہے - بلکہ جو الفاظ علامۂ عینی نے لیے ہیں در اصل قاضی موصوف ہی کے ہیں - امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں انکی راے انہی الفاظ میں نقل کی ہے - خود امام موصوف کی بھی راے یہی ہے :

و لـم تات قصـــة مـــاریـــة من طـــریـــق صحیـــح -

اور ماریۂ قبطیہ کا قصہ کسی صحیح طریق سے مروی نہیں ہے

( نووی جلد ۱ - مطبوعہ مولانا احمد علی مرحوم - صفحہ ۴۷۹ )

اسی صریح اور صاف تصریحات کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ ماریۂ قبطیہ کا قصہ صحیح ہے ؟ اور کیونکر جائز ہوسکتا ہے کہ اسی بنا پر معترضین اسلام اپنی معاندانہ تلبیس اور ابلیسانہ فریب کاری کے ساتھہ اس واقعہ کو ہمارے سامنے بطور حجت اور دلیل کے پیش کریں ؟

اسکو بعض اشیا میں بہت جلد دستگاہ حاصل ہوجاتی ہے - اسیطرح مختلف پیشہ وروں اور دستکاروں کو اسکی ضرورت ہوتی ہے کہ اپنے کام کی جزئیات سے کماحقہ واقف ہوں' نیز انکے پیشہ کے متعلق جدید انکشافات و ایجادات اونکے پیش نظر رہیں' اسیطرح ایک باقاعدہ فلسفی کیواسطے بھی اشد ضروری ہے کہ اون چیزوں کے متعلق جو اوسکے ذہن میں گذرتی ہیں' دریافت کرے کہ اوسکے پیشروؤں نے اونکے متعلق کیا خیالات قایم کیے ہیں ؟

( فلسفہ کی غرض )

فلسفہ کی غرض کیا ہے ؟ اور اس سے ہمکو کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے ؟

ارسطو کے نزدیک فلسفہ کی ابتدا صرف تعجب و تحیر سے ہوئی - جب انسان اس عالم میں آتا ہے تو تغیرات سے دو چار ہوتا ہے - زندگی کی نیرنگیاں اور کائنات کے عجائبات اوسکو محو حیرت کردیتے ہیں - پس یہ تقاضاے فطرۃ ہے کہ وہ ہر چیز کو دیکھے اور اپنے دل سے سوال کرے کہ یہ کیوں ہے ؟ کب سے ہے ؟ اور کب تک ہے ؟ یہ عالم مع اپنے تمام کائنات کے انسانکے واسطے ایک معما ہے - اسکے حل کرنیکی کوشش ہی کا نام فلسفہ ہے -

پہلی چیز جو انسان کو دریافت حقایق کی طرف مائل کرتی ہے' معاش اور نفع ہے - کہا جاتا ہے کہ علم ہیئت کی ابتدا قدیم مصریوں میں اسوجہ سے ہوئی کہ اونکو دریاے نیل کی طغیانی کے بعد اپنی زمینیں ناپنا پڑتیں - بیاباں نورد عربوں نے ستارہ شناسی اسیواسطے سیکھی کہ اپنے ملکوں میں رہنمائی کرسکیں -

انسان زندگی کے معمے کو حل کرنیکی کوشش بھی اسوجہ سے کرتا ہے تاکہ اپنے فایدوں اور حقوق کی حفاظت کرسکے - عام اس سے کہ وہ مادی ہوں یا غیر مادی - مگر ان پیچیدہ مسائل کی کوئی انتہا نہیں ہے - زمین سے آسمان تک سب اونہی سے مملو ہے - انسان ضرورت اسی فکر میں رہتا ہے کہ وہ فطری راز جو مدت سے سر بستہ چلے آے ہیں' اونھیں یکے بعد دیگرے دریافت کرتا جاے' اور یہ عجب بات ہے کہ گو وہ دریاے علم سے سیراب ہوتا جاتا ہے' پھر بھی اسکی پیاس نہیں بجھتی بلکہ اور زیادہ بڑھتی جاتی ہے !

یہ تلاش و تفتیش کی عادت انسان میں فطری ہے - یہ کسیطرح اس سے الگ نہیں ہوسکتی اور نہ ہی مٹ سکتی ہے - اسکی ترقی عقل کی ترقی کے ساتھہ وابستہ ہے - جوں جوں عقل ترقی کرتی جاتی ہے' اوسیقدر حقائق اشیا کی تلاش بھی بڑھتی جاتی ہے - اسکو اپنی لا علمی کا علم ہوتا ہے' اپنی ناواقفیت سے واقف ہوتا ہے' اور حقائق کو صرف جاننا ہی نہیں چاہتا بلکہ اوسپر عمل بھی کرنا چاہتا ہے -

پس فلسفہ کی مختصر تعریف اسطرح کیجا سکتی ہے کہ "وہ اشیا کے اسباب مخفیہ کے تجسس کا علم ہے جس سے غرض یہ ہے کہ ہمارے افکار اور اعمال میں ایک کامل ربط و اتحاد پیدا ہو' اور جسطرح ہمارے خیالات ہوں' اوسی طرز کے ہمارے افعال بھی ہوجائیں - جہل سے گریز کرنا' حقائق دریافت کرنا' اور غلطیوں سے مطلع ہونا' وہ غلطیاں جو شاہد حقیقت کے چہرہ پر نقاب بنی ہوئی ہیں' یہی اصلی غرض زندگی کی ہے - اور یہی غرض فلسفہ کی ہوسکتی ہے"

( لفظی تشریح )

خود لفظ "فلسفہ" کی ابتدا اور تاریخ ہمارے اس دعوے کی دلیل ہے - یونانی مورخ هیرو ڈوٹس رقمطراز ہے کہ کریس نے سولن سے کہا تھا:

"میں نے سنا ہے کہ تو ملکوں ملکوں فیلسوف کیطرح ( یعنی تلاش علم میں ) پھرا ہے"

تھلز فلسفہ کے یہ معنی بتلاتا ہے :

" تہذیب نفس کیواسطے کوشش کرنا " -

بہر صورت اس لفظ کے ابتدائی معنی اعتراف جہل اور تحصیل علم کے ہیں - حکیم فیثا غورث کا ( بعض کا خیال ہے کہ سقراط کا ) مقولہ ہے :

" عقل صرف خداوند جل و علی کے واسطے ہے - انسان صرف جاننے کی کوشش کرتا ہے - البتہ وہ عقل کا عاشق اور علم و حق کا جویا ہے "

یہی لفظی معنی " فلاسفی " اور " فلاسفر " کے بھی ہیں جو یونانی لفظ " فیلوس " ( عاشق ) اور " سوفیا " ( عقل ) سے مرکب ہے - یہ عجیب بات ہے کہ ابتدا میں " سوفاس " ( عاقل ) اوس شخص کو کہتے تھے جو کسی ہنر یا دستکاری کا ماہر ہو - مثلاً ایک گویا یا باورچی یا ملاح یا بڑھئی' مگر رفتہ رفتہ یہ لفظ علوم عقلیہ کے ماہروں کے واسطے استعمال ہونے لگا - اسی کا دوسرا مشتق " سوفسٹ " ( سوفسطائی ) ہے جو اون لوگونکے واسطے استعمال ہوتا تھا جو مثل بازاری سودا بیچنے والونکے مختلف علوم و فنون کو بھی بقیمت بیچتے تھے - چنانچہ سقراط نے اپنے تئیں فلسفی کہا ہے نہ کہ سوفسطائی !

( تقسیم )

گو کہ فلسفہ تمام عالم کے مسایل پر حاوی ہے مگر آسانی ترتیب کے خیال سے کہ تمام مسایل بلحاظ اپنے موضوع کے تین اقسام پر تقسیم کیے جا سکتے ہیں :

( ۱ ) مسئلۂ وحدت یعنی اصل اصول - وہ قادر اور مبدع قوت جو تمام عالم کی روح ہے - اسکے مباحث کو مسایل ما بعد الطبیعہ کہتے ہیں -

( ۲ ) مسئلۂ اکوان یا علوم مشاہدات عالم' اسکو فلسفہ طبعی کہتے ہیں -

( ۳ ) فلسفہ انسانی ( انتھرا پالوجی ) جسکے ذیل میں فزیالوجی ( علم الابدان ) اور سائکالوجی ( علم النفس ) ہیں - پھر سائیکالوجی کے ذیل میں منطق ہے' جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان استنباط کیونکر کرے' اور صحیح نتائج تک کیونکر پہنچے ؟ پھر فلسفۂ جمال اور فلسفۂ اخلاق ہے -

پروفیسر سیلی کا قول ہے :

" ہمارے مدرکات پر بنا ہے علم منطق کی' جو اون قوائد کے متعلق ہے جن سے ہم یہ جانچ سکتے ہیں کہ ہمارا خیال یا ہماری بحث صحیح ہے - اسی طرح ہمارے جذبات پر بنیاد ہے فلسفۂ جمال کی جس سے ہم اوس چیز کیلیے ایک معیار قائم کرسکتے ہیں جو ہمارے ذہن میں حسن اور قابل فریفتگی ہے " -

اعمال انسانیہ کیواسطے " تاکہ وہ نیکی تک پہنچ سکے " یہ ضروری ہے کہ تحدید و اقامت مقاصد کیے جائیں - فرایض کیواسطے قانون الہی ہے اور قانون یا تو فطری ہے یا انسانی - اسکے علاوہ کچھہ ایسے مسائل بھی ہیں جو افراد کے رشتۂ باھمی سے متعلق ہیں انکو سوسیالوجی ( علم الاجتماع ) کہتے ہیں - اسمیں فلسفۂ تاریخ بھی داخل ہے -

پس اس بنا پر فلسفہ کی آٹھہ قسمیں حسب ذیل ہوئیں :

( ۱ ) ما بعد الطبیعہ

( ۲ ) فلسفۂ طبعی -

( ۳ ) فلسفۂ نفس -

( ۴ ) منطق -

( ۵ ) فلسفۂ جمال -

( ۶ ) فلسفۂ اخلاق -

( ۷ ) فلسفۂ قانون -

( ۸ ) علم الاجتماع اور فلسفۂ تاریخ

اس نے ایک اور عنصر کا اضافہ کیا - ارسطو نے یہ پانچواں عنصر اثیر غالباً ھندؤں سے اخذ کیا تھا -

ارسطو کے بعد جو لوگ آئے انھوں نے اس پانچویں عنصر کو مادہ سے علحدہ کر کے دیکھنا چاھا مگر ان کوششوں میں کامیابی نہ ھوئی اور کیونکر ھوتی جبکہ اثیر ( ایتھر ) کوئی واقعی شے نہیں ہے بلکہ ایک وھمی وجود ہے جو علماء طبیعۃ فرض کرلیتے ھیں - محض اسلیے کہ اس کے فرض کرنے کے بعد ان بہت سے ظواھر و عملیات کی تفسیر آسان ھو جاتی ہے جو مشاھدہ میں آتے رھتے ھیں -

مثلاً تلغراف لاسلکی میں کھربالیت ایک جسم سے دوسرے جسم میں جاتی ہے ' مگر ان دونوں جسموں کے درمیان کوئی مادی واسطہ نظر نہیں آتا ' اور یہ مسلم ہے کہ کوئی مادی طاقت ایک جسم سے دوسرے جسم تک بغیر واسطہ کے نہیں جاسکتی - لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قوت کھربائی کو الگ کر کے بطور ایک عنصر کے دیکھا جا سکے -

دوسرے دور میں بھی ایک جماعت کا ایسا ھی خیال تھا کہ اصلی عنصر پانی ہے - اس خیال کی بنیاد وان ملبنت کے تجارب تھے جن میں سے ایک تجربے کا تذکرہ ھم یہاں کرینگے -

ملبنت کا بیان ہے کہ اس نے ایک پودہ جسکا وزن پندرہ پونڈ تھا ' تھوڑی سی مٹی میں بودیا - اس مٹی کو پہلے ایک تنور میں اس خیال سے خشک کرلیا گیا تھا کہ جب اسمیں کوئی شے بوئی جاے تو خالص مٹی کا وزن معلوم ھوسکے - کیونکہ اگر مٹی گیلی ھوگی تو ظاھر ہے کہ اسمیں مٹی کے ساتھہ پانی کا وزن بھی شامل ھوگا - خشک کرنے کے بعد مٹی کا وزن ۲ سو پونڈ تھا - پانچ سال تک وہ اس پودے کو پانی دیتا رھا - اسکے بعد جب تولا گیا تو اسکا وزن ۱۶۹ پونڈ اور ۳۰ اونس ھوگیا تھا - پھر جب مٹی کو خشک کرکے تولا تو اس کا وزن دو اونس کم تھا !

اس تجربے سے بظاھر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس درخت میں جسقدر ترقی ھوئی' تمام تر پانی ھی سے ھوئی - اسلیے عرصہ تک ایک جماعت اس کی قائل رھی کہ عنصر اصلی پانی ہے - لیکن جب انجنوز ( Ingenhousz ) اور لاوازیہ پیدا ھوئے تو انھوں نے اپنے قاطع و مسکت جواب سے اس خیال کو بالکل باطل کر دیا -

اھل یونان میں بعض لوگ صرف آگ کو بھی عنصر اصلی مانتے تھے - مگر یہ خیال غالباً کلدانی' ایرانی' اور قدیم ھندؤں کی آفتاب پرستی کی راہ سے آیا ھوگا - ایک گروہ صرف خاک کو عنصر اصلی کہتا تھا اور اپنے اس خیال کی تائید میں یہ دلیل پیش کرتا تھا کہ تمام اشیاء جب مٹ جاتی ھیں تو خاک ھوجاتی ھیں - ایک اور جماعت صرف ھوا کو عنصر اصلی مانتی تھی - اسکے مذھب کی بنیاد انا کسیمنس کے اس قول پر تھی کہ پانی ابر کے تکاثف سے پیدا ھوتا ہے اور ابر ھوا کے تکاثف سے' نیز یہ کہ پانی کو چونکہ ھوا بنایا جاسکتا ہے اسلیے ھر شے کی اصل ھوا ھی ہے -

ان فرقوں میں ھر ایک کسی ایک عنصر کو عنصر اصل سمجھتا رھا - یہاں تک کہ ارسطو آیا اور اس نے عناصر اربعہ کا اصول روشناس کیا -

---

## ترجمہ اردو تفسیر کبیر



---

# فلسفہ

مبادا اللہ کا ایک سرسری مطالعہ

## ( ۱ )

### ( فلسفہ کی حقیقت )

عام خیال ہے کہ فلسفہ نہایت دقیق اور مشکل مضمون ہے جو صرف بعض خاص دماغوں ھی کیلیے موزوں ہے ' یا ایک ایسا غیر مفید اور بے نتیجہ علم ہے جس سے صرف انھی لوگونکو سروکار ھونا چاھیے جو کاروباری دنیا کے لایق نہ ھوں ' اور جو ھر وقت اپنے خیالات میں محو اور اپنے توھمات میں غرق رھتے ھوں - مگر ایسا خیال کرنا سخت غلطی ہے -

انسان اشرف المخلوقات ہے - کیوں ؟ اسلیے کہ عقل یا قوت ممیزہ اسمیں ودیعت کیگئی ہے جسکا وجود اور جانداروںمیں نہیں پایا جاتا - بیشک دیگر حیوان سنتے ' دیکھتے ' اور یاد بھی رکھتے ھیں ' مگر اونکی قوتیں صرف عین ضرورت کیوقت ھی استعمال میں آتی ھیں - برخلاف اسکے انسان مشاھدات عالم کا مطالعہ کرتا ہے ' اونکی نسبت اپنے خیالات قایم کرتا ہے ' پھر اون خیالات کا ایک دوسرے سے مقابلہ کرکے اونمیں ایک باھمی ربط اور نسبت دریافت کرتا ہے - تا کہ اونپر من حیث الکل نظر ڈالے اور حقایق اشیا سے روشناس ھو -

یہی فلسفیانہ عمل ہے -

ھم جب کسی چیز کی نسبت خیال قایم کرتے ھیں ' عام اس سے کہ وہ چیز مادی ھو یا غیر مادی' تو ذیل کے سوال ھمارے ذھن میں ضرور پیدا ھوتے ھیں :

اول یہ کہ وہ چیز جو ھمارے ذھن میں ہے کیا ہے ؟ دوسرے یہ کہ اوسکی ابتدا کب سے ہے ؟ تیسرے یہ کہ اوسکا تعلق دیگر اشیا یا خیالات کیساتھہ کس قسم کا ہے ؟ یعنی ھم اشیا یا خیالات کی کیفیت اور اونکی ابتدا اور اونکا باھمی اتحاد و تناسب دریافت کرنا چاھتے ھیں -

### ( فلسفی )

ھر شخص کو اپنی عمر میں اس قسم کے تفکر کا کبھی نہ کبھی ضرور موقع ملا ھوگا - لہذا کہا جاسکتا ہے کہ ھر شخص کم و بیش ایک فلسفی فکر ضرور رکھتا ہے -

لیکن ساتھ ھی اسکے ھر وہ عقل جو صرف کبھی کبھی غور و فکر اور تجسس و تلاش کا عادی ھو اور اپنی راے بھی قایم کرے' صحیح معنوں میں فلسفی نہیں بھی کہا جاسکتا ' جسطرح کہ اوس شخص کو جو لوھے کے اوزار کو درست کرنا جانتا ھو ایک باقاعدہ لوھار نہیں کہسکتے' یا اوس شخص کو جو شیشونکی عارضی مرمت کرسکتا ھو' شیشہ گر نہیں کہا جاسکتا - پیشہ ور شیشہ گر یا لوھار وھی ہے جسنے اسے کام کو اپنا پیشہ ٹھرا لیا ھو' جسنے باقاعدہ تربیت کے علاوہ اپنی دایمی جد و جہد اور مزاولت سے اوس کام میں کمال حاصل کیا ھو' اور جو بہ نسبت ایک نو کار آدمی کے اپنا کام کم وقت میں مگر زیادہ خوبی کیساتھ انجام دیسکتا ھو -

یہی مثال ایک باقاعدہ فلسفہ دان کی ہے جسنے حقایق اشیا کا مطالعہ کرنا اور اونکی تلاش و تفتیش کرنا اور اونکے اسباب و علل دریافت کرنا اپنا منشاء زندگی قرار دے لیا ھو - جسطرح ایک لوھار کو آلات کی ضرورت ھوتی ہے' اوسیطرح فلسفی کو بھی ھوتی ہے - اسکے آلات اسکے خیالات ھیں - محض مشق اور عمل کے ذریعہ

رهتي هو يا نه رهتي هو ' تاهم همیں افسوس کرنا پڑیگا اگر ترکي میں بھي عورتوں نے اپني معاش کے مسئله کو عام طور پر اپنے هاتھوں میں لے لیا - اور یورپ اور امریکه کے اُن عورتوں کی درد انگیز مثالیں پیدا هوگئیں جو آج متمدن دنیا کي معیشت منزلي کا سب سے زیاده گهرا مرض هیں ' اور جسکے درد سے وهاں کے بڑے بڑے حکماء اجتماعی چیخ آٹھے هیں !

* * *

عورت کو قدرت نے جن فرائض کے انجام دینے کیلیے پیدا کیا هے ' انکو وہ کبھی بھي نہیں چھوڑ سکتي - انکي حقیقت اب بھي ویسی هي مسلم هے جیسي که کسي ابتدائي عهد وحشت میں رهی هوگي - وہ انسان کي ماں بننے کیلیے پیدا کی گئي هے - اسکي نازک اور منفعل خلقت کبھي بھي اُن کاموں کیلیے موزوں نہیں جو گھر کي زندگي کے باهر انجام دیے جاتے هیں - موجوده تمدن نے اس قدرتي حد بندي کو توڑ دیا اور عورت کو گھر کی سهنشاهي سے نکلکر اپني غذا حاصل کرنے کے لیے آواره پھرنا پڑي ' تاهم اسکا نتیجه وهي نکلا جو احکام قدرت کی خلاف ورزي کا هونا چاهیے - آج یورپ اور امریکه میں عورتیں ( بقول ایڈیٹر سائنس پروگرس ) ایک مصنفي ملوث یا ... ورزشي کھیل کے میدان میں اول درجے کا کھلاڑي ... ضرور هیں ' مگر نه تو وہ ایک اچھي ماں هیں جو بچوں کی پرورش کرتي هے ' اور نه اپنے نسواني فرائض ادا کرنے والی بیبي هیں ' جسکے کاموں کا میدان گھر کے اندر بنایا گیا هے !

موجوده عهد کا ایک بہت بڑا سوسیالست حکیم ( مسٹر بروڈن ) ... سال پہلے ان عورتوں کي حالت پر ماتم کرتا هوا لکھتا هے :

" صنف انساني کا وہ جمیل و لطیف نصف حصه جسکا ... کائنات کا اصلي حسن اور جسکي مسکراهٹ عالم ارضي کی حقیقي مسرت تھي ' افسوس که آج دنیا سے چھینا جا رها هے ' ... کیا گیا هے که اب دنیا میں مرد بعوض عورت کے رفیق ... مرد اور عورت کو دو جنس قرار دینے اور اس تعریف کی ... سمجھنے میں ایک سخت غلطي کی تھی جسکي تصحیح ... زیاده مهلت نہیں هوني چاهیے !

" وقت بہت قریب هے جب " عورت " کا وجود صرف گذشته ... شعرا کے تخیلات اور عهد قدیم کے صحائف و اوراق ... ملیگا - لوگ آہ سرد بھر کر کهینگے که ملٹن نے اپني نظم ... " عورت " کے محسوسات بتلاے هیں ' یا ڈکنس نے اپنے قصه ... ایک دوشیزه لڑکي کی تصویر کهینچي هے ' ... کرنے کی ... تعجب انگیز چیز هے مگر افسوس که اب همکو دونوں کا پیدا ... هوگیا !

" جو کچھ میں کهه رها هوں محض ایک شاعرانه تخیل نہیں هے ... حقائق هیں جن پر متمدن دنیا کا هر باشنده ... کر سکتا هے بشرطیکه وہ دنیا کو دیکھے جس طرح برابر ... هو - اس آنے والے زمانے کو چھوڑو دو جسکو همارے موجوده ... کی غلط کاریاں اور ضلالت پیدا کریگي ' موجوده عهد هی ... کیا تم نه متمدن دنیا کے بڑے بڑے دار العلوموں میں ... " بستی هیں اور کہاں بستي هیں ؟ کیا تم اُس مخلوق ... " عورت " کهنے کی جرات کر سکتے هو جو ... کارخانوں میں پھرکي کی طرح حرکت کر رهی هیں ؟ ... هیں نه بیوي - نه تو انکا سر کسي قدرتي رفیق کے ... هے اور نه انکي گود میں کوئي محبت اور نسواني جذبات ... هے - وہ محنت و مشقت کی ایک تھکی هوئي روح هے

یا کارخانوں کي ایک مضطرب الحال مزدور ' یا پھر ایک ایسي مخلوق جو ... - روٹي اور ... کیلیے محنت سراے عالم کي تکلیفوں اور مصیبتوں میں کود پڑي هے - البته مرد محنت و مشقت اپني بیوي اور اسکے بچوں کیلیے کرتا هے - یه صرف اپنے نفس کیلیے کر رهي هے !

بهر حال وہ کوئي هو ' لیکن قطعا عورت تو نہیں هے - مرد بھي نہیں هوسکتي - پس وہ ایک تیسري جنس هے جسے خدا کی جگه شریر اور گستاخ انسان نے پیدا کیا هے !

عورت اور مرد کے فرائض بالکل الگ الگ تھے - انکي نسبت جو کچھ ابتدا سے هو رها تھا ' وهي خدا کا قانون تھا مگر آسے توڑ ڈالا گیا - عورت نوع انساني کي تکثیر اور اسکي پرورش و تربیت کیلیے تھي - کارخانوں میں مزدوري تلاش کرنے کیلیے نه تھي - نه اسلیے تھي که مدة العمر مجرد رهکر - وسائٹي کا ایک کم قیمت کھلونا یا سڑکوں اور تفریح گاهوں کے اندر ایک آلۀ رونق کی طرح متحرک رهے !

جبکه یه حدود توڑ دیے گئے اور عورت پر وہ فرائض ڈالدیے گئے جو صرف مردوں کیلیے مخصوص تھے ' تو اسکا لازمی نتیجه یه نکلا که عورت اپنے جسم سے وہ کام لینے لگي جو اسکا اصلي کام نه تھا - اس حالت نے اسکے محسوسات بدل دیے ' اسکے جذبات میں تغیر عظیم هوگیا ' اسکا نازک جسم محنتوں اور مشقتوں سے کمهلا گیا ' بلکه اسکے اندر ایک عضوي انقلاب کے آثار نمایاں هونے لگے - اب نه اسکا عورت کا سا چہره هے اور نه عورت کا سا دل ( یعني جذبات ) وہ تمام اپنے جذبات لطیفه و رقیقه سے محروم هوگئی هے - وہ مرد بھی نه بني جسکے بننے کے شوق میں اس نے اپنا سب کچھ کھو دیا تھا - پس یقینا اسے ایک تیسري جنس هي کهنا چاهیے جو خلقت انساني کا ایک نیا نمونه هے ' اور جسکا وجود سوسائٹی اور خاندان کیلیے هلاکتوں اور بربادیوں کا پیام هے "

* * *

... اسی ایک ذات پر موقوف نہیں ... عام هے اور یورپ کے تمام اجتماعي حلقے ان مصائب انگیز نتائج کو محسوس کر رهے هیں

... احساس و علم جو ... اس ... حصے کو اب هوا هے ' ... ایک هزار ... سو برس پہلے سے معلوم تھا جنہوں نے قرآن حکیم کی هدایات و تعلیمات کو اپني زندگی کا دستور العمل قرار دیا ہے

قرآن حکیم نے اسی شے کو " حدود الله " سے تعبیر کیا هے جسکو آج ... اجتماعي هر مخلوق اور هر انساني ... و جنس کے " ... فرائض " کے نام سے تعبیر کرتے هیں ' ... فرمائی ... هیں ' ایک ... :

تلک حدود الله فلا تقربوها ( ۱ : ۱۸۷۰ ) یه خدا کی قرار دي هوئي حدیں هیں - ان ... فرمائی ... قریب بھي نه جاؤ ' پھر کها :

" تلک حدود الله فلا تعتدوها ' ( ۱۰ : ۲۲۹ ) یه خدا کی حدود هیں ان حدود کو نه توڑو ' اسی طرح سورۂ طلاق میں فرمایا :

و تلک حدود الله و من یتعد حدود الله فقد ظلم نفسه ( ۶۵ : ۱ ) یه الله کی قرار دي هوئی حدیں هیں جو شخص ... قدم ... وہ اپنے هی اوپر ظلم کریگا

اس سے بھی بڑھکر ... مومنوں کی سب سے بڑي تعریف سورۂ توبه میں یه بتلائی . الحافظون لحدود الله ( ۹ : ۱۱۳ ) وہ خدا کی قرار دی هوئی حدود کی حفاظت کرتے هیں

# عــالم اســلامی

## تــرکی اور تعلــیم و حریـۃ نســواں

### مسئلۂ حریۃ نسواں پر ایک ضمنی نظر

یورپ میں حیاۃ اجتماعیہ کا ماتم اور فراں حـ م

دفتر الہـــلال میں جو مصور و غیر مصور احبارات و رسائل یورپ سے منگواے جاتے ہیں' ان میں پیرس کا مشہور " السترینسن" ( L'illustation ) فرانسیسی زبان کا بہترین مصور رسالہ ہے - اور مضامین کی کثرت ' مواد کے تنوع ' تصاویر کی صناعۃ و طباعۃ کے لحاظ سے گریفک ' الستریٹڈ لنڈن نیوز' اسفیر وغیرہ 'تمام انگریزی رسالوں پر ہر طرح فوقیت رکھتا ہے -

بلاد مشرقیہ اسکا ایک خاص مصور موضوع ہے - چنانچہ ۲۸ اپریل کی اشاعت میں ایک پورے صفحہ کا مرقع دیتے ہوے لکھتا ہے :

" ترکی کی تمدنی حالت میں روز بروز انقلابات ہو رہے ہیں - ایک سیاح کو انکی سست رفتاری سے اگرچہ نا امیدی ہوتی ہے ' تاہم وہ اسکی رفتار سے انکار نہیں کرسکتا اور ایک ہی موسم میں چند بار سفر کرکے اس حرکت کے نتائج اپنے سامنے نمایاں دیکھہ سکتا ہے -

ایک ماہ سے زیادہ عرصہ ہوا کہ قسطنطنیہ میں عام طور پر استعمال کرنے کیلیے تیلی فون لگایا گیا ہے - آپ نہایت تعجب سے سنیں گے کہ بہت سی ترک لڑکیاں تیلی فون کے مرکزی دفتر میں کام کر رہی ہیں ' اور بہت سی لڑکیاں کام سیکھہ رہی ہیں !

ترکی میں تیلی فون اور تیلی گراف کے محکمے انگلستان اور فرانس کی طرح نہیں ہوسکتے جہاں صرف ایک ہی زبان جاننے والا اسی طرح کام کرسکتا ہے - یہ مغربی اسلامی ملک ایک عجیب و غریب مخلوط آبادی سے عبارت ہے ' جہاں یورپ اور ایشیا کی متعدد زبانیں بولنے والی مخلوق بستی ہے - یہ جس طرح ایک ترک کا گھر ہے جو اپنے کاروبار میں بلا ضرورت کسی دوسری زبان اختیار کرنا پسند نہیں کرتا ' اسی طرح ایک یونانی کا بھی وطن ہے جو یونانی زبان کو ہر طرح عثمانی زبان پر ترجیح دیتا ہے - پھر اسکا یورپین حصہ جو ان تمدنی رسائل سے زیادہ کام لینے والا ہے ' مختلف یورپین اقوام پر مشتمل ہے - انگریز ' فرنچ ' جرمن ' تقریباً اکثر اقوام یورپ یہاں آباد ہیں ' اور وہ اس تیلی فون سے زیادہ فائدہ نہیں اٹھا سکتے جسکے مرکز میں احکام کی تعمیل کرنے والے صرف ترکی زبان ہی کا مطالعہ کریں !

اس دقت کے دور کرنے کیلیے کمپنی نے ( جو در اصل خود حکومت ہی ہے ) یہ شرط قرار دیدی ہے کہ تیلی فون کے مرکزی اسٹیشنوں کے تمام کارکن اقلاً تین زبانوں سے ضرور واقف ہوں

با ایں ہمہ اس صیغہ میں عثمانی لڑکیوں کا ہونا اس امر کا بین ثبوت ہے کہ یہ لڑکیاں عام ترک مردوں سے بھی زیادہ زبان داں ہیں - کیونکہ ان میں سے ہر لڑکی اقلاً تین زبانیں علاوہ اپنی مادری زبان کے ضرور ہی جانتی ہے !

یہ صیغہ ایک انگریز لیڈی کے ماتحت کھولا گیا ہے - اس وقت تک پندرہ لڑکیاں سیکھہ کر نکل چکی ہیں اور کافی تعداد زیر تعلیم ہے ' انگریزی معلمہ کہتی ہے کہ ان سے زیادہ جفا کش ' محنتی اور ذہین طلبا میں نے یورپ میں بھی نہیں دیکھے انکے ارادے بلند اور انکا نسوانی درجہ نہایت اعلی ہے "

* * *

اس مراسلے کے ساتھہ [illegible] ایک [illegible] ہے جسمیں [illegible] کے مدرسے کی [illegible] [illegible] اعلے [illegible] [illegible] [illegible] شائع کرتے ہیں - یہ [illegible] لڑکیوں کی تصویر ہے [illegible] فارغ ہو کر [illegible] لڑکیاں میں انگریز لیڈی بھی ہے جو اس [illegible] کی معلمہ اور منتظمہ ہے [illegible] بائیں جانب [illegible] سامنے وہ ترک خاتون ہے [illegible] اسی اسکول کی تعلیم [illegible] ہے مگر اب اسکی تعلیم [illegible] [illegible] ہے - دونوں جانب [illegible] بیٹھی ہیں اور [illegible] پشت پر چار لڑکیاں کھڑی ہیں

قسطنطنیہ میں تیلی فون کا استعمال - [illegible] اور ترک متعلمات

* * *

اس رسالے کے مراسلہ نگار کا بیان ہے کہ یہ تمام مسلمان لڑکیاں ہیں - وہ تعجب کے ساتھہ اس تبدیلی کا ذکر کرتا ہے جو عورتوں کی حالت میں ہوئی ہے -

ان تصویروں میں عورتوں کے چہرے اگرچہ بالکل بے نقاب ہیں لیکن جسم پر ابھی برقعہ کا وہ تمام حصہ موجود ہے جو نقاب کے الگ کردینے کے بعد بھی بطور ایک بالائی فرغل کے استعمال کیا جاتا ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو نقاب اتار کر ابھی رکھدی ہے ' یا اسکول کے اندر اسکی چنداں ضرورت نہیں سمجھی گئی -

بہر حال خواہ ان جمائش اور حیران معاش چہروں پر

موسیو کایو وزیر مال فرانس

عالم حسن و عشق کی هر زندگی کیلیے " محبت کی پہلی غلطی" همیشه درد ناک رهی هے اور اس راه میں جب کبھی ٹھوکر لگتی هے تو پہلے هی قدم کو لگتی هے :

طفل نادانم و اول سبق است !

میدم کایو کے دل عشق خواه کیلیے بھی اسکی "پہلی غلطی" کی یاد زخم حسرت تھی اسکے لیے تلافی کا مرهم تھا مگر اس راه کی پہلی غلطی همیشه لا علاج ثابت هوتی هے اسکا زخم جب گہرا هوجاے تو پھر اسکا کوئی علاج نہیں :

جرم را ایں جا عقوبت هست و استغفار نیست !

یہی غلطی تھی جس نے بالاخر اسے عدالت کے سامنے مجرمین کی طرح پہنچایا ' حالانکه کتنے هی مجرمان عشق اور گنہگاران محبت هونگے جنهوں نے اس قہرمان ناز و عشوه کے سامنے اپنی زندگی کا آخری فیصله سننے کیلیے سر جھکا یا هوگا !

* * *

سن سنه ١٩٠٠ میں اسکی پہلی شادی هوئی ' یہی اسکی "پہلی غلطی" تھی - بسا اوقات محبت چہرے پر نقاب ڈالکر آتی هے جو بہت دلفریب هوتا هے ' مگر اسکی دلفریبی کو چھپے هوے چہرے کی دلفریبی سمجھه لینے میں هم غلطی کر جاتے هیں میدم کایو پر بہت جلد هی ظاهر هوگیا که اس تعلق میں اسکے لیے خوشی نہیں هے اور انتخاب کرتے هی اسکے دل پر حسن طلب کا تقاضا تھا - وه اپنے شوهر کیلیے اعلی زیوروں کی ایک بہت بڑی ..... ..... ..... ..... شوهر کی نظروں کا جب اسکی ..... مزاج کا مائل هوتا عشق نے دوسرے اسبابوں کی جستجو شروع کردی میں محبت کا خاتمه هوا اور ناخوشگوار معاملات شروع هوے بالاخر اس نے قانونی چاره جوئی کا ایک موسم کے معامله میں دخل ..... اپنی دلچسپیوں کی راهیں الگ الگ نکال لیں :

بس لیجیے سلام ' اپنا بھی زنده هے کسی سے !

آج کل یورپ اور امریکه کے اعلی طبقوں کی ازدواجی زندگی اکثر ..... باهمی ناموں پر بسر هو رهی هے !

* * *

لیکن یه طرز زندگی بھی زیاده عرصه تک قائم نه رهسکی اور بہت سے معاملات طشت از بام هوگئے - آخر عدالت کے قانون سے مدد لینی پڑی ' اور تین سال کے بعد اس مقدس معاهدهٔ محبت کا جو قربانگاه کے سامنے هاتھه میں هاتھه دیکے دائمی زندگی کیلیے کیا گیا تھا ' یه نتیجه نکلا که قانون طلاق کے ذریعه دونوں علحده هوکر آزاد هوگئے !

اس طرح "پہلی غلطی" کا علاج کیا گیا - مگر عشق کی غلطی کا کون علاج کرسکتا هے ؟ یه زخم دوا پذیر نہیں :

کے گفته بود که دردش دوا پذیر مباد !

* * *

اب پھر امیدواروں کا هجوم ' طلب گاروں کا انبوه ' عشق کی فریادیں ' حسن کی خود داریاں ' سرسائٹی کیلیے زور بازار رد و قبول کا هنگامه گرم ' اور مسابقت و رقابت کی کشمکش کی صلاے عام تھی :

سر دوستاں سلامت که تو خنجر آزمائی !!

بالاخر اس معرکهٔ عظیم میں موسیو کایو وزیر مال فرانس اپنی فتح مندی سے مخسودانه بازی لیگئے اور طلاق کے ایک سال بعد هی دونوکا باقاعده عقد هوگیا -

* * *

حال میں بعض پولیٹکل مسائل کے متعلق مختلف جماعتوں میں جوش و هیجان پیدا هوا اور اسکا اثر ان اشخاص و افراد تک پہنچا جنکا ان مسائل سے خاص تعلق تھا - اسی سلسلے میں اخبار " فگارو " موسیو کایو کا سخت مخالف هوگیا اور اپنے حریف کو شکست دینے کیلیے هر طرح کے حربے کام میں لانے لگا -

اسنے مخالفانه مضامین کا ایک پورا سلسله شروع کردیا جسکے هر نمبر میں کوئی نه کوئی سخت اعتراض اور طعن هوتا اور پبلک طور پر اسکا جواب طلب کیا جاتا - یہاں تک که ایک بار صاف صاف لکھدیا : "میرے پاس اس قسم کی تحریری شہادتیں موجود هیں جن سے اس مغرور وزیر کی زندگی کے بڑے بڑے راز آشکارا هوتے هیں میں انہیں عنقریب شائع کرونگا اگر وه اپنے کاموں سے باز نه آیا"

* * *

اس دهمکی کے شائع هوتے هی تمام پبلک میں ان رازوں کا تذکره شروع هوگیا - یورپ میں پریس کی قوت سب کچھه کرسکتی هے -

میدم کایو ایڈیٹر فگارو کی قاتله

یہی " حدود اللہ " نظام انسانیۃ کی اصلی بنیاد ہیں ' اور انسانی ضلالت جب کبھی انکو توڑتی ہے تو اسکا لازمی نتیجہ خسران و ہلاکت ہوتا ہے -

درحقیقت " اسلام " بھی عبارت اسی " حدود اللہ " کے قیام سے ہے " مسلم " وہی ہے جسکی زندگی ان حدود کی ایک عملی اور کامل تصویر ہو - مستقل مضمون اس موضوع پر لکھوں تو یہ حقیقت واضح ہو -

پس مرد اور عورت کے فرائض کے متعلق بھی خدا کے حدود قرار دیے ' اور اُن تمام حکمتوں اور دانائیوں کے جاننے والوں سے زیادہ کامل اور زیادہ بہتر طریقہ سے انکی تصریح کردی ' جو آج تمدن و علم کے مختلف حلقوں میں ان کی حقیقت بیان کر رہے ہیں -

دیکھو ' سورۂ روم میں جہاں خدا کے احسانات و نعائم گنائے ہیں ' وہاں ایک سب سے بڑی نعمت خدا کی یہ بتلائی

| | |
|---|---|
| ومن آیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیہا و جعل بینکم مودۃ و رحمۃ (۳۰ : ۲۱) | اور خدا کی حکمت و قدرت کی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس کی ساتھی عورتیں پیدا کیں تاکہ تمہیں اپنی زندگی میں سکون اور امن و راحت ملے ' |

اور پھر شوہر اور بیوی کے رشتے کو باہمی محبت و رحمت سے مسرت بخش بھی بنا دیا ' تاکہ تم خوشی اور راحت کے ساتھ زندگی بسر کرو -

یہ آیۃ کریمہ فی الحقیقت اس بحث کا آخری فیصلہ ہے - عورتوں کے پیدا کرنے اور حیاۃ ازدواجی کی غرض و غایت یہ بتلائی کہ " لتسکنوا الیہا " تاکہ تم سکون اور چین پاؤ - یعنی عورت مرد کی رفیق زندگی ' اور اسکی کامل زندگی کا وہ بقیہ نصف ٹکڑا ہے جسکے ملے بغیر اسکی زندگی پوری نہیں ہوسکتی - پھر کہا کہ " جعل بینکم مودۃ و رحمۃ " اس رشتے کی بنیاد " محبت اور رحمت " پر رکھی -

اس سے معلوم ہوا کہ اس زندگی کی اصلی شے مودت اور رحمت ہے - لیکن وہ پیدا ہو نہیں سکتی جب تک اسطرح کا باہمی اشتراک جذبات و قوی میں پیدا نہو جاے کہ مرد عورت کیلیے ہو ' اور عورت مرد کیلیے - یعنی بالفاظ کامل تر :

| | |
|---|---|
| ہن لباس لکم و انتم لباس لہن (۲ : ۱۸۷) | تم عورتوں کی زینت ہو اور عورتیں تمہارے لیے زینت ہیں ! |

اللہ اکبر ! کون ہے جو کلام الہی کے ان حقائق کیلیے اپنے فکر و دماغ کو وقف کرے ' اور غور کرے کہ اسکے ایک ایک لفظ کے اندر حیاۃ انسانیہ اور اسرار الہی کی کیسے بڑے بڑے صحائف و دفاتر موجود ہیں ؟ انسان کی زندگی اور حیاۃ مدنی کی جس غرض و غایت کو آج بڑے بڑے مدون علوم ہمیں نہیں بتلا سکتے ' قران حکیم نے اس ایک جملے میں بتلا دیا کہ " جعل بینکم مودۃ و رحمۃ " نیز کہا کہ " لتسکنوا الیہا " صرف ان دو جملوں کی پوری تشریح کی جاے اور اسکے ہم مطلب دیگر آیات کریمہ بھی جمع کی جائیں تو مسئلۂ حیاۃ اجتماعی و عائلی پر ایک پوری کتاب مرتب ہوجاے !

غرضکہ یہی اشتراک جنسی اور باہمی مودۃ و رحمت ہے جس سے یورپ و امریکہ کی سرزمین خالی کی جا رہی ہے - کیونکہ عورت اپنے فرائض کے حدود سے باہر نکل گئی ہے اور مرد و عورت کے اشغال و وظائف کی قدیمی اور قدرتی حد بندی یکسر توڑ ڈالی گئی

# برید فرنگ

## ایک ایڈیٹر اور وزیر فرانس !

### یورپ میں پریس کی قوت

**مشرق کی پہلی غلطی !**

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ پچھلے دنوں رائٹر ایجنسی کی تاربرقیوں میں پیرس کے ایک سخت حادثہ کی خبر دی گئی تھی جو وہاں کے مشہور روزانہ اخبار " فگارو " کے دفتر میں واقع ہوا تھا ' اور جسمیں فرانس کے وزیر مال کی بیوی نے ایڈیٹر " فگارو " کو خاص اُسکے دفتر میں جاکر ریوالور سے قتل کردیا تھا -

شاید عام نظروں نے اس واقعہ کو زیادہ اہمیت نہ دی ہو مگر فی الحقیقت مختلف نتائج و اطراف کے لحاظ سے یہ ایک نہایت اہم اور قابل غور و تفکر واقعہ تھا -

پچھلی ڈاک میں فرانس کے جو اخبارات و رسائل آئے ہیں ' اُن میں اس حادثے کی پوری تفصیل درج ہے - پیرس کے مصور رسالہ " السٹریشن " نے ایڈیٹر فگارو ' اُسکے خاندان ' اسکی بیباک قاتلہ ' اور قاتلہ کے شوہر کی تصویریں بھی دی ہیں اور پوری تفصیل سے قتل کے اسباب پر بحث کی ہے -

* * *

میڈم کایو جس نے ایڈیٹر فگارو کو قتل کیا ' پیرس کی موجودہ اعلی سوسائٹی کی ایک حسین ' فیشن ایبل ' اور طرحدار لیڈی ہے - اُس کا حسن و جمال گو اس درجہ کا نہیں ہے کہ اسکی مثالیں کم یاب ہوں ' تاہم بہ حیثیت ایک شیوہ طراز اور مجلس آرا لیڈی ہونے کے اعلی سوسائٹی نے ہمیشہ اسکی دلربائیوں اور سحر ادائیوں کا اعتراف کیا ہے ' اور ابتدا سے اسکے قدردانوں اور امیدواروں کا حلقہ وسیع ہے :

خوبی ہمیں کرشمہ و ناز و خرام نیست '
بسیار شیوہ ہاست بتاں را کہ نام نیست !

[ بقیہ مضمون پہلے کالم کا ]

ہے - ضرور ہے کہ اسکے نتائج ظاہر ہوں ' اور واقعات کہتے ہیں کہ ظاہر ہوگئے -

پس یہ ایک سخت خطرناک غلطی ہے کہ مشرق یورپ کی نقالی کے شوق میں اُن چیزوں کی طرف بھی بڑھ رہا ہے جنسے خود یورپ تنگ آگیا ہے اور چاہتا ہے کہ کسی طرح پیچھے ہٹے - مسلمانوں کے پاس اس بارے میں ایک سچی اور حقیقی تعلیم موجود ہے - عورتوں کو تعلیم دینے اور علم حقوق و مقاصد حیات میں برابر سمجھنے کیلیے تمہیں یورپ کی شاگردی و نقالی کی ضرورت نہیں - تمہارے پاس وہ سب کچھہ موجود ہے جو بہتر اور اصلی ہے اور اُن مضرتوں سے پاک ہے جنکو یورپ الگ کرکے عورتوں کے مسئلہ کو حل نہ کرسکا - پھر اس سے بڑھکر اور کیا مصیبت ہوگی کہ تم اپنی ہستی کو بھول جاؤ اور یورپ کے سامنے اسکے لیے ہاتھہ بڑھاؤ ؟ حالانکہ خود یورپ اپنی اس حالت پر رضامند نہیں ہے -
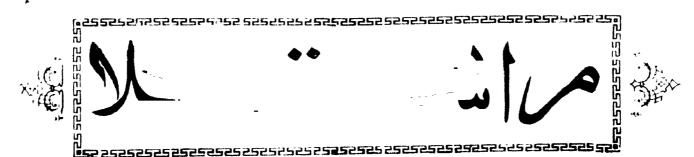
## كتاب مفتــوح بنــام

### ایـڈیـٹـر الهــلال از عبد السلام ندوي

جناب مولانائے معترم زاد الله بسالتکم شدة و قوة - تحیت و سلام -

میرا خط جس کو طلبائے دارالعلوم ندوة العلماء کے اعتصاب کا محرک قرار دیا گیا ہے اور جس کا ذکر جناب نے بھی اپنے جریدہ میں ضمنی طور پر کیا ہے ' میں اوسکے متعلق اخبارات میں مختلف حیثیتوں سے نہایت تفصیلی بحث کرنا چاہتا تھا ' لیکن احباب نے مشورہ دیا کہ اب تمام مباحث کو چھوڑ کر جلسۂ دهلي کے نتائج کا انتظار کرنا چاهیے - میں اگر چه حقائق شریعت کے اظہار میں مصلحت وقت کا لحاظ خدع نفس کی بدترین شکل خیال کرتا هوں ' تاهم جب یه مشورہ اصرار اور اصرار سے جبر و اکراہ کی صورت میں بدل گیا ' تو مجھے مجبوراً خاموش ہونا پڑا ' لیکن اب جب کہ قوم کے اس جوش ملی کے اظہار کا زمانہ ختم هوگیا ' میں آپ کے اخبار کے ذریعه ان مباحث کو چھیڑنا چاهتا هوں - میں اس خط کے متعلق صرف شرعی اور اخلاقی حیثیت سے بحث کرنا چاهتا هوں - اسلیے میں نے الهلال کو منتخب کیا ہے کہ اس جریدہ غراء کا عروة الوثقی صرف شریعت هی ہے -

سب سے پہلے آپ سے پوچھنا چاهتا هوں کہ جب آپ کو یه معلوم هوا کہ میں نے بمبئی سے ایک خط بھیجا اور وہ مکتوب الیه تک نہیں پہونچا ' آپکو یه بھی معلوم هوا که مولوي اعجاز علي صاحب نے اخبار مساوات مورخه ۲۰ نومبر میں یه خط شائع کیا ' وہ براہ راست اونکو کا کوئی میں نہیں مل سکتا تھا ' اس بنا پر بظن غالب ( جس پر تمام دنیا کے کاروبار کا دارومدار ہے ) یه خط اونکو متعلقین دفتر نظامت یا دفتر اهتمام کے ذریعه ملا هوگا جن کے هاتھ میں ڈاک کا انتـظام تھا - بہر حال تقیدی طور پر کوئی ذریعه متعین نہیں کیا جاسکتا - تاهم یه یقینی ہے کہ اس معامله میں تودوا الامانات الی اهلها کے محکم اصول کی خلاف ورزی کیگئی تو پھر آپ نے بحیثیت مدعي امر بالمعروف و النهی عن المنکر ہونے کے کشف حقیقت کا ( اس معامله میں ) فرض کیوں نہیں ادا کیا ؟ اور شریعت کے اس اصل مہم کی توہین کیوں گوارا کی ؟ حالانکہ امر بالمعروف و احتساب دینی کا فرض صرف اشخاص کی ذات تک محدود تھا ' لیکن یه خط جلسه انتظامیه میں پیش کیا گیا - اور اوسکے ذریعه اسٹرائک کا قطعي فیصله کیا گیا ' مجھے اگر چه قانون سے واقفیت نہیں ہے تاهم عقل سلیم بتاتی ہے کہ اس خط کے متعلق تمام مباحث کا فیصله اوسی جلسے کو پورے ملک و قوم کے سامنے ایک موثق صورت میں پیش کرنا تھا - لیکن جلسه انتظامیه کی روئداد سے یه نہیں معلوم هوتا که وہ خط کیونکر ناظم صاحب کے هاتھ آیا ؟ اور مولوي اعجاز علی تک کیونکر پہونچا ؟ جلسه نیز میں اصل خط پیش کیاگیا یا اوسکی نقل سے کام لیا گیا ؟ بہر حال جب ایک جلسه نے ان تدلیسات باطله کو جائز رکھا تو اس نے قومی حیثیت سے ایک امر منکر کا ارتکاب کیا ' اس حالت میں آپ نے بحیثیت ایک ناهی منکر هونے کے اس شر مستطیر کي طرف کیوں نہیں توجه کي ؟ معلوم هوتا ہے کہ آپ اس قانون کے اتباع سے جس نے کسي مدرسه کے ناظر یا مدیر کو خطوط کھولنے کا اختیار دیا ہے ' آپ نے شریعت کے اس اخلاقي اصول کو نظر انداز کردیا هوگا ' لیکن آپکو یقین دلاتا هوں که مولوي خلیل الرحمان صاحب نے اخبارات میں ایک تحریر شائع کی ہے جس میں اس خط کے کھولنے سے انکار کیا ہے ' اور غالباً مہتمم صاحب بھی انکار کرینگے اور اوس قانون کی رو سے صرف انهي دو بزرگوں کو یه حق حاصل تھا - ان کے علاوہ جس شخص نے یه جرأت کی هوگي ' وہ یقیناً اخلاقی ' شرعی ' بلکه قانوني مجرم هوگا

اگر چه اس قسم کی عـام فریب تحریروں سے حقیقت نہیں چھپ سکتی - ناظم صاحب نے جب اوس خط کو جلسه میں پیش کیا تو انکو کھولنے والے کے نام سے ضرور واقفیت هوگی ' اسلیے وہ شرعي حیثیت سے کتمان شہادت کے مجرم هیں ' اور اس نے آپ کے احتساب دینی کے فرائض میں ایک دوسرے فرض کا اور اضافه کردیا ہے جو هر حیثیت سے آپ کی توجه کا محتاج ہے ' لیکن میرے نزدیک تو اس بے توجهي اور اغماض کا حقیقي سبب آپ کی بیجا خود داري اور مفرط بلند خیالی ہے آپ فخر و غرور کے لہجه میں اکثر کہا کرتے هیں که " میں مقاصد مہمه پر نظر رکھتا هوں نه تو یه جزئي بات ہے - "

" میں کلیات سے بحث کرتا هوں ' اصول کو پیش نظر رکھنا چاهیے همیں فروعات سے کیا بحث - فلاں شخص قابل خطاب نہیں " غالبا اسی بنا پر آپ نے اس خط کے متعلق بھی تمام جزئي مباحث کو نظر انداز کردیا هوگا - میں آپ کی همت بلند کا معترف هوں ' لیکن جب خود خدا کہتا ہے : ان الله لا یستحیي ان یضرب مثلا ما بعوضة فما فوقها " " فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره و من یعمل مثقال ذرة شرا یره " " تبت یدا ابی لهب " تو پھر ایک مصلح دیني و محتسب عمومي کا یه عذر بارد کہاں تک بجا هوسکتا ہے ؟ اگر ایک مصلح دیني بت پرستي و شرک سے دنیا کو نجات دلانا چاهتا ہے ' تو جسطرح اوسکا یه فرض ہے که بت خانوں کے کنگرہ هائے مرتفع کو منهدم کرے ' اوسی طرح اوسکا یه فرض بھی ہے که اوس خم گشته کو بھي ٹھکرادے ' جو باعتبار طول و عرض کے سطح ارض سے ملصق و متصل ہے مگر ایک بندۂ خدا کی جبین عبودیت کو داغدار بناتا ہے میں اب آپکی خاطر اصول شریعت کو چھوڑ کر صرف عقلی حیثیت سے بحث کرتا هوں کیونکه کوئی طریقه عقل و نقل سے باهر نہیں - آپ بتائیں که کلیات و اصول کا دنیا میں کہاں وجود ہے ؟ قابل خطاب اشخاص تو هر زمانے میں چند هي هوتے هیں ' باقي عام لوگ هیں جن کو جمہور و امت کہا جاتا ہے ' اور شریعت انهي لوگوں کیلیے نازل هوئی ہے ' پھر خدا تو ان کو قابل خطاب سمجھتا ہے ' اور آپ ان سے اس بنا پر قطع نظر کرتے هیں که اس خط کو کسی عظیم الشان آدمي نے غائب نہیں کیا ' بلکه منشي محمد علي یا عبد الغفور یا کسي اور شخص نے غائب کیا هوگا ' اور یه لوگ قابل التفات نہیں - پھر وہ خط بھی مولانا شبلي کا نہیں تھا ' بیچارے عبد السلام کا تھا جو قابل توجه نہیں ہے -

اور مطبوعات کي آزادي کي آگے خود حکومت اور اعلي ترين حکام و وزراء حتی که خود پريسيڈنٹ جمهوريت کي بهي کچهه نهيں چلتي - اگر وهاں پريس کسي شخص کا مخالف هو جاے تو اسکا مرض لا علاج هوتا هے -

" فگارو " کے مضامين سے وزير فرانس کي زندگي تلخ کردي اور اسکي رفعت و عزت کا يکايک خاتمه هوگيا !

* * *

دهمکي کے اعلان سے پانچ دن بعد دن کا وقت تها - تاره بج چکے تهے - دفتر فگارو ميں چيف ايڈيٹر اپني ميز کے سامنے بيٹها تها - يکايک اُسے ايک کارڈ ملا جس پر " ميڈم کاييو " کا نام لکها تها - وه حيران هوا که اسکے سب سے بڑے مخالف کي بيوي کا اُس سے کيا کام هوسکتا هے ؟ بهر حال اُس نے نوکر سے کها که ميرے کمره تک معزز ملاقاتي کو پهنچا دو -

ميڈم کاييو نهايت سنجيدگي اور ايک معمولي ملاقاتي کي طرح بڑهي' اور ايڈيٹر کي ميز کے سامنے آکے کهڑي هوگئي - وه مصافحه کرنے کيليے اُٹها اور اپنے خوبصورت ملاقاتي کے رک جانے پر کچهه کهنا چاها - يکايک ميڈم کي حسين آنکهيں خوفناک روشني سے چمک اُٹهيں - اس نے اپنا دهنا هاتهه کوٹ کي جيب سے نکالا جسميں بهرا هوا پستول تها - قبل اسکے که اس حيرت انگيز واقعه کو سمجهنے کي اسکے مخاطب کو مهلت ملے' پستول کے چهوٹنے کي آواز سنائي دي' اور بے خبر ايڈيٹر ميز کے پيچهے فرش پر لوٹنے لگا ...

* * *

پوليس نے فوراً قاتله کو گرفتار کرليا - اُس نے ذرا بهي مزاحمت نه کي - اس حادثه کے بعد يه راز کهلا که جو دهمکي فگارو نے تحريري شهادتوں کي نسبت دي تهي' وه در اصل قاتله کے اس نا جائز حسن و عشق کے تعلقات سے متعلق تهيں' جو اُس کے پهلے شوهر کے زمانے ميں موسيو کاييو اور اسميں باهم جاري رهے تهے - يه عاشقانه خطوط کا ايک بهت بڑا بنڈل تها جو کسي طرح ايڈيٹر فگارو يا اُسکے ساتهيوں نے حاصل کرليا تها -

ان خطوط سے معلوم هوتا هے که شادي سے پهلے بهي يه دونوں باهم هر طرح کے تعلقات رکهتے تهے' اور حالت يهاں تک بڑهگئي تهي که بالآخر پهلا بد نصيب شوهر مجبور هوگيا که عدالت تک معامله پهنچا کر باقاعده طور پر علحده هوجاے اور اپني بيوي کو نئے دوستوں کيليے خود مختار چهوڑ دے !

ان ميں وه خطوط بهي هيں جن سے ثابت هوتا هے که اس زمانے کے تعلقات صرف موسيو کاييو هي تک محدود نه تهے' بلکه عشاق اور طلبگاروں کا پورا حلقه کامياب لطف و کرم تها' اور اس فياض حسن کي بخشش کي عموميت امتياز و خصوصيت کے بخل سے پاک تهي !

جب " فگارو " نے تحريري شهادات کي دهمکي دي تو ميڈم کاييو کو يقين هوگيا که اب تمام معاملات طشت از بام هوجائيں گے - اسکا علاج کچهه نه تها جبکه ايک اخبار حريف و مقابل هوگيا تها - مجبور هوکر اُس نے اراده کرليا که قبل اسکے که اسکے دشمن کا قلم کام کرے' خود اسکي زندگي هي کا خاتمه کرديا جاے -

معامله با قاعده عدالت کے سامنے هے - ميڈم کاييو جيل خانے ميں هے - اسکے وکلا ثابت کرنا چاهتے هيں که يه اقدام جنون اور ايک طرح کي هيجاني کا نتيجه هے جسميں قاتله عرصے سے مبتلا تهي - مگر ساتهه هي ايڈيٹر فگارو کا جو مقصد تها وه حاصل هوگيا کو اسکي زندگي جاتي رهي - يعني وزير مال نے استعفا ديديا !

* * *

اس واقعه سے متعدد اهم نتائج حاصل هوتے هيں :

( ۱ ) يورپ کے اعلی طبقه کي موجوده زندگي سامنے آجاتي هے جسکي حياة ازدواجي عيش محبت سے يکسر محروم هوتي هے اور گو اسکا ظاهر کتنا هي روشن هو ليکن اسکے اندر جونداروں اور اخلاقي جرائم کي تاريکي پوشيده هے !

( ۲ ) دنيا کي قديمي اخلاقي صداقتيں اب بالکل بے اثر هوگئي هيں - يورپ کي زندگي روز بروز جس طرف جا رهي هے' اسکا لازمي نتيجه يه هے که بڑي بڑي معزز زندگياں بهي اس قسم کے واقعات کو چنداں اهم نهيں سمجهتيں - محض سوسائٹي کے اعتبار' مجلسي قواعد کے وقار' اور رسمي ضوابط کے اعتراف پر هر شے منحصر هے - في نفسهٖ تو اخلاقي اصول کوئي شے هيں اور نه عصمت و عفت کوئي چيز هے -

( ۳ ) يورپ کے پريس کي قوت جسکے آگے کسي قوت کي نهيں چلتي - جب وه کسي شخص کا مخالف هوجاے تو خواه وه کتنا هي بڑا آدمي هو' ليکن اسکے سوا کوئي علاج اپنے پاس نهيں رکهتا که يا تو خود اپني زندگي سے هاتهه اُٹهالے يا اپنے مخالف کو قتل کرڈالے - اس واقعه ميں دوسرا طريقه اختيار کيا گيا ليکن بے شمار واقعات اس قسم کے بهي هوچکے هيں جنميں بڑے بڑے آدميوں نے پريس کي مخالفت سے عاجز آکر خود کشي کرلي هے -

## مسئلۂ قيام الهلال

الهلال ميں ديکها گيا که الهلال کے بقاء کا مسئله درپيش هے اور دو هزار خريدار بهم پهنچانے کي خواهش کي گئي هے - اسکي تعميل ميں آپ کے خادم مصروف هيں - ميں بهي في الحال دو خريدار حاضر کرتا هوں - انشاء الله عنقريب اور بهيجونگا -

خدا آپکے اخبار کو کامياب کرے اور آپ کي عمر و اقبال ميں ترقي دے - آپ کے اخبار کا مجهکو بے حد انتظار رهتا هے - ڈاک خانه ميرے سکونتي مکان کے سامنے هے - ڈاک ۲ بجے رات کو آتي هے - ميں اخبار کے انتظار ميں هر هفتے کي راتيں دو دو بجے تک انتظار ميں کاٹ ديتا هوں !

اپنے بچوں کي خيريت کے خط کا مجهے اسقدر انتظار نهيں هوتا جسقدر آپ کے اخبار کا -

آپکا خادم محمد عبد الرزاق - تعلقه کهيم ضلع مدگل ( علاقۂ نظام )

چهه خريدار سردست حاضر هيں - تين کي قيمت بذريعه مني آرڈر بهيجتا هوں اور تين کے نام وي پي روانه هو -

عقيدت مند

محمد خليل الله شريف - محاسب ضلع ورنگل دکن

سردست پانچ خريدار ان اطراف کے حاضر هيں - مزيد کوشش جاري هے -

سيد ظهور حسن کنٹراکٹر و کميشن ايجنٹ جالم پٹه - ضلع محبوب نگر ( دکن )

هزار کي لاگت سے تیار هوئي هے' ساڑهے نو هزار کے فرنیچر اور پچیس هزار کی کتب سنسکرت سے بهي آراسته نظر آتي هے - اس میں درسر طالب علمونکو مفت تعلیم دینے کي تجویز منظور کی گئی هے جنمیں سے سو طالب علمونکو بلا کسي معاوضه کے هوسٹل میں جگه بهی دی جایگی اور اونکے لیے خود یونیورسٹي قوم سے سالل هوکر انکي خورد و نوش کا سامان کریگي - نیز بعد فراغت اجار جیا کر ۲۰ روپیه ماهوار کا تین سال تک وظیفه ملے گا -

لیکن کمیٹي کے راز سربسته سے ایک نا واقف شخص جب یه دریافت کرتا هے که گورنمنٹ نے اپني مسلمان رعایا کے ساتهه جنکو اڑیسه کي هندو آبادي کے ساتهه ضم هوجانے سے بهت سے حقوق میں محروم هوجانا پڑا هے' تعلیم میں کیا مراعات کیں؟ تو اسکو نهایت مایوسانه جواب ملتا هے' اور مسلمانان بهار کو یکسر گویا اخراج کا حکم دیدیا جاتا هے!!

کمیٹي کے هندو اور یوروپین ممبر برابر حصه تقسیم کرلیتے میں' کیونکه جهاں هندؤں کیلیے ایک کالج قائم کیا گیا هے اور ... ۲۷ هزار سالانه کي رقم دیگئي هے' وهاں هندو ممبروں نے اپني فیاضي سے اضافه کے ساتهه یوروپین ممبرونکو پرنسپل اور پروفیسر کے عهده کي طمع دیتے هوے تیس هزار سالانه کا ایک عهده ( وائس چانسلر ) کا نذر کیا هے جو کسي یونیورسٹي میں نهیں هے' اسپر یوروپین منصف مزاج ممبروں نے بهي اپنے حصه میں سے اس کالج کے کل عهدے هندؤں کو دیکر برابر کا سهیم بنا لیا هے!

پهر ایسي صورت میں هم کیونکر باور کرسکتے هیں که یه یونیورسٹي اسي گورنمنٹ کي هے جسکی سلطنت کا قیام ان دونوں ستونوں ( هندو مسلمانوں ) پر هے؟ عربی تعلیم گاه کے قائم کرنیکي تجویز نا کام رهي تو اسکا ذمه دار کون هوگا؟ آنریبل مولوی نصر الدین صاحب اور مسٹر نور الهدی صاحب مسلمانونکو اس بارے میں واقفیت بخشیں ورنه قوم کي جانب سے پوري ذمه داري انهی پر عائد هوگی -

سید ابو الحسن از محله گدري - پٹنه

مقصد اس تطویل کا یہ ہے کہ اس معاملہ میں آپکے فرائض احتساب قومی پر جائز نکتہ چینی کی جاسکے ' ورنہ اگر آپ اپنے احتساب و مخاطبین کا دائرہ محدود کردیں تو مجھکو کوئی اعتراض نہیں : ولکل قوم ہاد - آپ صرف طبقۂ امرا و افاضل و اجلاء کے ہادی کہے جائینگے ' اور اس تحدید سے آپ کی خود داری اور فخر و غرور میں بھی اضافہ ہو جایگا -

آپ اکثر یہ بھی کہتے ہیں کہ " فلاں مسئلہ کے چھیڑنے کا وقت نہیں تھا - یہ چیز مصالح وقت کے خلاف ہے " غالباً اس خط کے متعلق تمام مباحث بھی اسی مصلحت آمیز اصول کے تحت میں آگئے ہونگے - لیکن میں نہیں سمجھہ سکتا کہ فرض احتساب دینی وقت کا کیوں پابند ہے ؟ آنحضرت کی ہدایات و ارشادات تو سفر ' حضر ' جنگ ' امن ' جلوت ' خلوت ' غرض تمام اوقات میں جاری تھے - پھر آپ وقت کی تحدید کس اصول کی بنا پر کرتے ہیں ؟ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ عبادات شریعت کا وہ جزو ہے جو اخلاق سے الگ ہے ' اور اخلاقی فرائض میں رخص و عزیمت کا مساغ نہیں - مقصد یہ ہے کہ اس خط کی نسبت بحث کا اصلی وقت وہی تھا جب وہ روداد میں شائع ہوا - آپ نے وہ فرصت کھودی ' لیکن اب بھی وقت ہے - کتمان شہادت ' اور خیانت اخلاقی جرم ہیں ' اور احتساب کیلیے ہر شخص اور ہر زمانہ برابر ہے !

بہرحال اس ضروری و مخلصانہ نکتہ چینی کے بعد میں اپنے خط کے متعلق چند بحث طلب امور کی طرف اشارہ کرتا ہوں :

( ۱ ) میرا خط مکتوب الیہ کو نہیں ملا ' ناظم صاحب مجاریہ و رجسٹر کی رو سے اخبارات میں تحریر شائع کرتے ہیں کہ میں نے ڈاک کا انتظام ۷ - اگست کو اپنے ہاتھہ میں لیا ' اور وہ خط ۲۵ جون کا چلا ہوا تھا جو اس سے پہلے پہونچا ہوگا ' اسلیے میں اس خط کو کیونکر کھول سکتا تھا - اب صرف مہتمم صاحب کی شہادت درکار ہے کہ ڈاک اب تک اونکے پاس آتی تھی ' اگر وہ بھی انکار کردیں ' تو ہمیں منشی محمد علی کو شہادت میں طلب کرنا ہوگا جسکے مختلف وجوہ ہیں - وہ اپنی ڈاک براہ راست منگواتے ہیں ' ڈاک سب سے پہلے اونکے پاس جاتا ہے ' وہاں سے ہوکر مہتمم صاحب کی باری آتی ہے - مولانا شبلی کی کتابیں وہی فروخت کرتے ہیں ' الندوہ کی خط و کتابت بھی اونہی کے متعلق ہے ' اسلیے تمام فرمائشی خطوط اونکے پاس جاتے ہیں - اس بنا پر اونکی شہادت شرعی نہایت ضروری ہے -

مولوی عبد الغفور محرر دفتر نظامت کی شہادت بھی مفید ہوگی کہ دفتر کے تعلق سے انکو اس خط کے متعلق علم ہوگا ' بہر حال میرا مقصد یہ نہیں کہ کسیکو اس فعل شنیع کے ساتھہ متہم کروں - تاہم ناظم صاحب کے انکار کے بعد نفس واقعہ کے انکشاف کیلیے ان تینوں صاحبوں کی شہادت ضروری ہے - خود ناظم صاحب تو اس خط سے بری ہیں ' لیکن مولانا شبلی کے ۱۹ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ کو جو خط مجھے حیدر آباد سے بھیجا تھا اور جو مجھے نہیں ملا مگر جلسہ میں پیش کرکے درج روداد کر دیا ' اوسکی نسبت اونکا یہ عذر کافی نہیں کہ " میں نے ۷ اگست سنہ ۱۹۱۳ع کو ڈاک کا انتظام اپنے ہاتھہ میں لیا " وہ اس خط کے غائب کرنے والے کا نام بتلائیں - بظاہر تو وہی اسکے مجرم معلوم ہوتے ہیں ' کیونکہ اسوقت ڈاک اونہی کے ہاتھہ میں آگئی تھی -

( ۲ ) میرے خط کی نقل جلسہ انتظامیہ میں پیش کیگئی ' حالانکہ اصل خط کے ہوتے ہوے اسکی ضرورت نہ تھی - اب قانونی و اخلاقی دونوں حیثیتوں سے سوال ہوتا ہے کہ نقل میں کچھہ اضافہ یا تغیر و تبدیل تو نہیں کیا گیا ؟ جب تک اصل خط چند معتبر اشخاص کے سامنے نہ پیش کیا جاے یہ شبہہ قائم رہے گا - مجھے خط کا مضمون یاد ہے ' مگر اوسکے الفاظ محفوظ نہیں - چار سطر یہ فقرہ ہے " مولانا کا حکم ہے " مگر مجھے اسمیں شبہہ ہے - اگر یہ ثابت ہو جاے کہ میرے ان الفاظ کو بدل دیا گیا ہے تو جعلسازی و بد دیانتی ناظم صاحب کی ثابت ہو جائیگی ' کیونکہ انجیل کے محرف ہونے کیلیے یہ ضروری نہیں کہ ہر لفظ میں تحریف کی گئی ہو - کسی کے نام سے جعلی خط بنا کے عدالت میں پیش کرنا ' یا کسی کے خط میں تغیر کرکے عدالت کو دکھلانا ' میرے نزدیک اخلاقی حیثیت سے دونوں برابر ہیں - قانون کو میں نہیں جانتا -

( ۳ ) اس خط کی عجیب و غریب خصوصیت یہ ہے کہ اگر وہ مکتوب الیہ کے پاس پہونچتا تو اسٹرائک نہ ہوتی ' لیکن نہیں پہونچا اسلیے اسٹرائک ہوگئی ' مولانا خلیل الرحمان کے ہاتھہ میں مولانا شبلی کی بدنامی کی دستاویز ہاتھہ آگئی ' اوسکے بھروسے پر انھوں نے طلباء پر سختیاں کیں کہ اگر دب گئے تو میرا رعب قائم ہو جائیگا ' اور اسٹرائک کی بنا پر اس خط کے ذریعہ سے مولانا شبلی کو بھی بدنام کرونگا ' طلباء کی اسٹرائک کو بھی سازشی ثابت کرکے بے اثر کردونگا - پس فی الحقیقت اسٹرائک کا بانی مرض وہی شخص ہے جس نے مولانا خلیل الرحمان کو یہ خط دیا -

( ۴ ) یہ خط مولانا خلیل الرحمان کو نیک نیتی سے نہیں دیا گیا بلکہ اسکا مقصد نہایت وسیع تھا - جس شخص نے اونکو یہ خط دیا ہوگا وہ اونکے دل میں رسوخ و محبت پیدا کرسکتا تھا - اس خط کے ذریعہ مولانا شبلی کو بد نام کر سکتا تھا ' اور مجھے موقوف کرا سکتا تھا ' غرض کہ اس قسم کے مختلف اغراض شخصیہ کو پورا کر سکتا تھا -

میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ ندوہ کی اوسوقت تک اصلاح نہیں ہوسکتی جب تک کہ اوس شخص کا پتہ نہ لگایا جاے جس نے میرا خط اوڑایا - اسی فتنہ انگیز نے اس قسم کے نا جائز و مخفی ذرائع سے ندوہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ہوگی - پس آپ کا فرض ہے کہ فرض اصلاح کے اتمام کیلیے اوسکا پتہ لگائیں - ارکان ندوہ کو اسکی طرف متوجہ کریں ' جو کمیٹی تمام معاملات جزئیہ ندوہ کی تحقیقات کرے ' وہ تمام ملازمین مدرسہ کی اخلاقی خصوصیات کو بھی پیش نظر رکھے - ہر قومی مدرسہ میں اپنے اغراض شخصیہ کی تکمیل کیلیے اس قسم کے مفسد پیدا ہو جاتے ہیں ' اور ندوہ میں بھی اسی قسم کے مفسد ہیں ' اور اونکے جال میں پھنسکر اور لوگ بھی نا دانستہ فتنہ گری کرتے ہیں - مجھے توقع ہے کہ آپ اس خط کو شائع کرکے تمام مراتب کی تحقیقات کرینگے -

## پٹنہ یونیورسٹی اور مسلمان

پٹنہ یونیورسٹی کے متعلق تمام امور پر غور کرنے کے لیے جو کمیٹی قائم کیگئی تھی ' اسکی رپورٹ شائع ہوگئی - اسکے دیکھنے سے ابتدائی نظر میں اسکا فیصلہ کرنا دشوار ہے کہ یہ یونیورسٹی گورنمنٹ یونیورسٹی ہوگی یا ہندو یا عیسائی یونیورسٹی ؟ کیونکہ جہاں ایک طرف کینگ کالج کی عمارت کی بنیاد پڑتی ہے ' وہاں اسیکے مقابل میں ایک سنسکرت کالج کی عالیشان عمارت بھی جو ایک لاکھہ چونسٹھہ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحکیم

تار کا پتہ
" الہلال کلکتہ "
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

Telegraphic Address,
" Alhilal Calcutta "
Telephone, No. 648

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت :
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

جلد ۴ — کلکتہ: چہارشنبہ ۱۵ رجب ۱۳۳۲ ہجری — نمبر ۲۳

Calcutta: Wednesday, June, 10. 1914.

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

14 McLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription Rs. 8

Half yearly ,, 4-12

# الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول خصوصی

[illegible]

**مقام اشاعت**

نمبر ۱۴ مکلاڈ اسٹریٹ

**کلکتہ**

ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

**قیمت**

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۳ — کلکتہ: چہارشنبہ ۱۵ رجب ۱۳۳۲ ہجری — جلد ٤

Calcutta: Wednesday, June, 10. 1914.


## فہرست



## تصاویر



## الاسبوع

پچھلے دنوں ریوٹر ایجنسی کے ذریعہ یہ خبر آئی تھی کہ کیمبرج یونیورسٹی میں ڈاکٹر منگانا نے ایک قدیم مسودہ کی بنا پر قران کریم کے کسی ابتدائی ایڈیشن کا پتہ لگایا ہے اور یہ موجودہ نسخہ سے مختلف ہے - اسکے متعلق اخبارات میں بحث چھڑ گئی ہے اور اس ہفتہ کی ولایتی ڈاک میں بعض مزید معلومات آئی ہیں -

جب تک ڈاکٹر منگانا اپنی کتاب شائع نہ کرے ' اسکے متعلق کچھہ لکھنا فضول ہے - البتہ تاریخی حیثیت سے ہم چاہتے ہیں کہ الہلال میں " تاریخ جمع و تنزیل قران " کا سلسلہ شروع کردیں جسکے لکھنے کا عرصہ سے خیال کر رہے تھے' اور جسکے لیے اس واقعہ سے ایک تحریک مزید پیدا ہوگئی - انشاء اللہ تعالی -

ہندوستان میں کچھہ عرصہ سے " شیعہ کانفرنس " قائم ہے - افسوس ہے کہ شخصی مسائل کی بنا پر اختلافات و نزاعات سے وہ بھی محفوظ نہ رہسکی - ایک عرصہ تک نفس صدارت کا جھگڑا جاری رہا - اس سال یہ بحث چھڑ گئی ہے کہ آیندہ اجلاس کیلیے جو صدر منتخب ہوا ہے' اسکی جگہ کوئی دوسرا شخص ہو - انکا اجتہاد مسلم نہیں ہے - اب ہر جگہ موافق و مخالف جلسے ہو رہے ہیں - اگر ہمارے راے دینے کو مداخلت بیجا نہ سمجھا جاے ( اور امید ہے کہ ایسا نہ سمجھا جائگا ) تو ہم کہینگے کہ خدا کیلیے اس بحث کو ختم کردیا جاے - یہ بڑی ہے افسوس ناک اور لا حاصل بحث ہے - ایک شخص کو ہندوستان میں منتخب کر کے پھر الگ کر دینا کسی طرح بہتر نہ ہوگا - اور صدر کیجیےگا تو انکے مخالفین کانفرنس کے مخالف ہو جاینگے - پس بہتر ہے کہ اس سال شیعہ کانفرنس عراق اور عتبات عالیات سے کسی مجتہد مسلم کو دعوۃ دیکر طلب کرے - اور اسی کو جلسہ کا صدر بناے - اگر ایسا کیا گیا تو موزوں اشخاص کے متعلق بھی ہم مشورہ دیسکتے ہیں جنکی نسبت ہمیں ذاتی واقفیت حاصل ہے -

سفربجٹ عورتوں کی جد و جہد زور بزور بڑھتی ہے اور ہندوستان کے مردوں کیلیے انکا ہر اقدام تازیانۂ عبرت ہے - پرسوں کی تاروں میں ایک عجیب واقعہ کی خبر دیگئی ہے - لندن میں پادشاہ کے ہاں ڈراینگ روم کا دربار تھا ( یعنی صرف عورتوں کی لیوی ) ایک مشہور کرنیل کی لڑکیاں بھی پیش ہوئیں جنکے سفربجٹ ہو جانے کے متعلق انکی ماں کا بیان ہے کہ اسے کوئی خبر نہ تھی - جونہی وہ پیش ہوئیں - ان میں سے ایک گھٹنے ٹیک کر کھڑی ہوگئی اور پکار کے کہا : " حضور ہم پر ظلم نہ کریں اور اپنی فوج کو ہماری مخالفت میں کام نہ لائیں ! " پادشاہ اور ملکہ متحیر رہگئیں اور کچھہ جواب نہ دیا - بالاخر رئیس تشریفات ( چمبرلین ) نے انہیں باہر کردیا -

حال میں انہوں نے کئی عمارتیں بھی جلا دی ہیں - دربار کی نسبت پہلے سے افواہیں اڑ رہی تھیں کہ کچھہ نہ کچھہ کیا جائیگا - مسز پنکھرسٹ کی نسبت تو یہاں تک شبہہ کیا گیا ہے کہ وہ خود پادشاہ کے متعلق کوئی کارروائی کرنا چاہتی ہے - اس نے قصر شاہی کے سامنے ایک مکان لیا ہے جسکی جنگی پولیس نگرانی کررہی ہے - پادشاہ نے صبح کی چہل قدمی بھی اسی خیال سے ترک کردی !

ہاوس اف لارڈ میں ایک بل کا مسودہ بھی عورتوں کے حقوق کے متعلق پیش کیا گیا ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان نازکبدن عشوہ گروں نے اپنی جد و جہد سے بالاخر مغرور مردوں کو تھکا ہی دیا - ایک ہم ہیں کہ اپنی غفلت و سرشاری ہی کا مقابلہ کرتے کرتے تھک گئے ہیں !

شکست و فتح نصیبوں سے ہے ' ولے اے میر
مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا ؟

مصلحتہ اسي بنا پر گدشتہ اشاعت میں ہم نے ان تمام واقعات کا تذکرہ نہیں کیا - صرف وہي کار روائي درج کي جو متفقہ قرار پائي تھي ' اور پسند نہ کیا کہ ایک اہم اور اسلامي مسئلہ کے متعلق ناگوار اور اغیار پرستانہ کوششوں کا ذکر کریں -

لیکن افسوس ہے کہ اسکے بعد ہي ہم نے وہ تار دیکھا جو لیگ کے اس جلسے کے متعلق اخبارات میں بھیجا گیا ہے اور نیز گورنمنٹ میں بھي اسي کي نقل گئي ہے -

اس تار کا مضمون یہ ہے کہ جلسہ میں یہ مسئلہ پیش ہوا کہ مجوزہ جلسۂ ٹون ہال میں لیگ حصہ لے یا نہ لے ؟ بالاخر قرار پایا کہ سردست جلسے کو نہونا چاہیے - اسکا انعقاد بالکل خلاف مصلحت ہے -

مگر یہ تار صریح غلط اور سر تا سر خلاف واقع ہے - اول تو ٹون ہال کے جلسے کي تحریک کے مناقشہ کے متعلق بالاتفاق طے پایا تھا کہ اسے شائع نہ کیا جائیگا اور اسي بنا پر بہت سے اہم امور قرار داد اور منظور کیے گئے - پھر یہ تو بالکل ہي غلط ہے کہ اسکے متعلق لیگ میں کوئي تجویز قرار پائي - ایسا لکھکر غلط بیاني کي ایک ایسي نظیر قائم کي گئي ہے جس سے زیادہ شدید غلط بیاني سمجھہ میں نہیں آتي اور جسپر یقیناً اس صحبت کا ہر شریک انگشت بدندان ہوگا !

تو لوگوں کو اس امر کا افسوس تھا کہ جس بات کا ذمہ لیگ نے لیا تھا وہ پوري نہ ہوئي - مگر اس میں اسکے نہوںے سے ہمیں شرمندگي و خجالت کا سامنا ہوا ' تو پھر یہ تھا کہ خود جلسے ہي میں تحریک قائم رکھي - یہ کیا کہ جلسے کے اندر تو صرف ایک گرم لہجہ میں یہ جملہ کہدینے سے کہ " جلسہ ہوگا اور آئندہ اتوار ہي کو ہوگا " سارے عزائم اور مواعید ختم ہوگئے اور تجویز واپس لیلي ' لیکن پھر اسکے بعد خلاف وعدہ ' خلاف واقعہ ' خلاف صداقت ' بالکل ایک فرضي کار روائي اخباروں میں بھیجي گئي ؟

افسوس کہ یہ تار دیکھکر ہمیں مجبور ہوجانا پڑا کہ اصلي واقعات پبلک تک پہنچا دیے جائیں - اس بارے میں ہم پر کوئي الزام نہیں - ہم نے گدشتہ اشاعت کے الهلال میں ایک حرف نہیں لکھا تھا - یہ اس امر کا صریح ثبوت ہے کہ ہم نے قاعدہ تحت تو توڑنا نہیں چاہتے تھے - لیکن " البادي اظلم " جب خود بعض حضرات نے عہد شکني کي - اور خلاف واقعہ اور فرضي کارروائي شائع کرکے پبلک کو غلط فہمي میں ڈالنا چاہا جو نہایت ہي قابل افسوس کارروائي ہے ' تو بالکل مجبور ہوکر ہمیں قلم اٹھانا اور وقت صرف کرنا پڑا -

ہم جناب مولوي نجم الدین احمد صاحب جوائنٹ سکریٹري لیگ کے شکر گذار ہیں کہ انہوں نے اخبارات کو دوسرا تار بھیجدیا ہے جسمیں اصلي حقیقت بے کم و کاست بیان کردي ہے -

خدا کي مسجدوں کا معاملہ نہ تو ایڈیٹر الهلال کا ذاتي معاملہ ہے اور نہ کسي دوسرے شخص کا - یہ ایک دیني و اسلامي اور تمام مسلمانوں سے یکساں تعلق رکھنے والا مسئلہ ہے - پس ہمارے لیے اس سے زیادہ کوئي نا زیبا بات نہیں ہوسکتي کہ ہم چند صاحب حکومت انسانوں کي خاطر خدا کي عبادتگاہوں اور تمام مسلمانوں کے حق دیني کي طرف سے بالکل آنکھیں بند کرلیں : والعاقبۃ للمتقین !!

**یا للاسف و یا للعار**

صلیبي لڑائیوں کے زمانے میں عیسائیوں نے اسلام اور پیغمبر اسلام کي نسبت ایسي ایسي مفتریات و مکدرات شائع کي تھیں کہ انکے تذکرہ سے آج خود مورخین یورپ کو شرم آتي ہے - موسیو کاستري کي ایک کتاب کا مصر کے زغلول پاشا نے ترجمہ کیا ہے وہ لکھتا ہے کہ یورپ کو یقین تھا کہ مسلمان ایک سنہري بت کو پوجتے ہیں جو مکہ میں ہے !

غالباً سب سے پہلے گبن نے ان مفتریات کي جگہ اسلام کو نسبتاً صحیح صورت میں دیکھنا چاہا اور اب کہا جاتا ہے کہ مشرق اور مغرب باہم مل رہے ہیں - لیکن افسوس کہ واقعات تو اب تک ایسے ہي پیش آتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیحي یورپ کیلیے تیرھویں صدي ہي کا زمانہ وحشیانہ تعصب و جنون کا نہ تھا ' بلکہ اسکا دماغ ایک دائمي کروسیڈ میں مبتلا ہے !

کل کے اسٹیٹسمین میں اسکے نامہ نگار کراچي نے اس قسم کے ایک وحشیانہ مسیحي افتراء کي خبر دي ہے جسکا اگر فوراً انسداد نہوا اور آئندہ کیلیے بھي اطمینان نہ دلایا گیا ' تو وہ صرف کراچي ہي کا نہیں بلکہ سات کروڑ مسلمانوں کے ایک عظیم الشان اور نا قابل تسخیر ایجي ٹیشن کا معاملہ ہوجایگا ' اور وہ مجبور ہونگے کہ ایک بار اپني ہستي کا سب سے زیادہ قطعي ثبوت پیش کریں !

وہ لکھتا ہے کہ " کراچي میں سینٹ سینو گراف ( صور متحرکہ ) کي ایک یورپین کمپني ہے - حال میں اس نے ولایت سے ایک نئي فلم منگوائي ہے جسمیں " عظیم " نامي ایک قصہ کے مختلف حصے دکھلاے گئے ہیں - قصہ ( حضرہ ) پیغمبر اسلام ( صلعم ) کے ایک خیالي واقعہ کے متعلق ہے - فرض کیا گیا ہے کہ وہ ایک عورت " سالکہ " نامي پر ( نعوذ باللہ ) عاشق تھے جو آپکے ایک سپہ سالار کي بیوي تھي - اسي زمانے میں ایک جنگ پیش آگئي - آپنے سپہ سالار کو میدان جنگ میں بھیجدیا اور کچھہ عرصے کے بعد مشہور کردیا کہ وہ مارا گیا - اسکے بعد آپ اسکي بیوي کے طرف متوجہ ہوے مگر اسنے انکار کردیا - قصہ کا خاتمہ یہ ہے کہ سپہ سالار زندہ و سلامت واپس آتا ہے اور اپني بیوي کو لیجاتا ہے " ( سبحانک ھذا بہتان عظیم ! )

کمپني نے بے دھڑک اس فلم کا تماشا دکھلانا شروع کردیا اور کراچي کے غیر مسلم لوگوں نے اسمیں بڑي ہي دلچسپي لي - مسلمانوں کو معلوم ہوا تو وہ بر افروختہ ہوے اور کمپني کے مالک سے شکایت کي مگر اس نے کچھہ خیال نہیں کیا اور کہدیا کہ جسے برا معلوم ہو وہ تماشہ نہ دیکھے - بالاخر مجبور ہوکر سیٹھہ محمد ہاشم صاحب نے باقاعدہ عدالت میں توہین مذہب و اشتعال انگیزي کي نالش کردي اور تا انفصال مقدمہ تماشے کو رکوادینا چاہا - مجسٹریٹ نے درخواست منظور کرلي ہے اور کمپني کے نام سمن نکالا ہے - عام مسلمانوں میں سخت جوش پھیل گیا ہے - سنتے میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ سو آدمي جمع ہوکر چلے تھے کہ تماشہ گاہ کو منہدم کردیں "

اسکے بعد نامہ نگار لکھتا ہے : " اگر تماشہ بند نہوا تو بہت ممکن ہے کہ مسلمانان کراچي کسي دن ایسا ہي کر بیٹھیں "

مگر ہم نامہ نگار مذکور سے کہنا چاہتے ہیں کہ ایسا ہونے کي نسبت بے فائدہ شک و شبہ نہ کرے - اگر یہ تماشہ بند نہوا اور اس علانیہ توہین مذہبي اور ابلیسانہ تہمت و افترا کیلیے کمپني کو سزا نہ دي گئي تو صرف کراچي کے مسلمانوں ہي پر اس معاملہ کو نہیں چھوڑ دیا جایگا ' بلکہ انسانوں کا ایک ایسا گروہ عظیم آگے بڑھیگا جسکے سات کروڑ متحد ہاتھہ حرکت کرینگے - اور جسکي اتني ہي صدائیں اٹھکر پورے بر اعظم ہند کو ہلا دینگي ! !

یه پہلا موقعه تھا که اس بے معنی اور بے اصول طریقه سے ایک پبلک هال اور میونسپلٹی کی ملکیت کے دینے سے انکار کیا گیا ' اور " ٹون هال کلکته " کا مسئله مستقل طور پر چھیڑ گیا -

اب همارے لیے پبلک کے حقوق اور ٹون هال کو ایک یورپین چیرمین کی ملکیت نه بننے دینے کیلیے ضروری ہوا که " ٹون هال " کے مسئله پر متوجه هوں ' لیکن چونکه اصل معامله سامنے تھا اور ابھی بذریعه شریف کلکته کے جلسه هوسکتا تھا ' اسلیے یہی بہتر معلوم ہوا که اس انکار کی تلخی کو چند روزوں کیلیے برداشت کرلیں ' اور اصل معامله سے فارغ هوکر اسکی طرف متوجه هوں -

پرنس غلام محمد کے بعد مسٹر اسٹوارٹ کلکته کے شریف هوے هیں - مساجد لشکرپور کا مسئله اگر چند شخصوں کا بنایا ہوا نہیں ہے اور انجمن صرف عام پبلک کے جذبات کی ترجمان ہے ' تو ضرور ہے که اسکا احساس هر شخص کو هو - چنانچه دوسرے هی دن شریف کے دفتر میں جلسے کی درخواست بھیج گئی جس پر مسلمانان کلکته کے هر طبقه کے لوگوں نے دستخط کیے ' اور تمام معززین و متوسطین و عوام شہر جلسه کے انعقاد کا مطالبه کرتے تھے '

اب صورت معامله بالکل دوسری هوگئی - شریف کو کوئی اختیار نہیں ہے که عام پبلک کی ایک ایسی قوی درخواست کی رفعت سے انکار کردے - اسکا کام کلکته کی پبلک کی امانت ہے

بہر حال انھوں نے کہا که " جواب کیلیے چند دنوں کی مہلت چاهیے - اس قسم کا جلسه شریف کی شرکت بغیر نہیں هوسکتا - پہلے شریف مسلمان تھا - اتوار کے دن شریک هوسکتا تھا - میں مسیحی هوں - اتوار کے دن نہیں آسکونگا - پھر مسئله کی اهم ہے " اسپر همنے کہلا دیا که جس دن فرصت هو اسی دن جلسه کیجیے

اس مہلت طلبی کو هم خوب سمجھه گئے کہ مسٹر اسٹوارٹ کو قطعی جواب دینے کیلیے اتنے دن کی مہلت ضرور ملنی چاهیے تھی ' جسمیں کلکته سے کسی قریبی کوهستانی مقام تک مسٹر ٹکمن قربیکلین کی قیمتی ایجاد ڈاک کا تھیلا لیجا سکے اور پھر ویسا هی ایک تھیلا واپس لاکر پہنچا بھی دے '

سر این رشته رجائیست که من کی دانم !

بہر حال هم نے بھی اصرار نہیں کیا اور بخوشی مہلت دیدی که ذرا آن بلند نشینان فلک و بے خبری کو بھی حقیقت حال معلوم هوجاے جو زمین کی سطح سے آٹھه هزار فیٹ بلندی پر رہتے هیں ' اور نہیں جانتے که زمین پر بسنے والوں کے دلوں کا کیا حال ہے ؟

ز دامنے نه کشادیم ما تہی دستان
تو میوۂ سر شاخ بلند را چه خبر ؟

کم از کم اتنا تو معلوم هوجائیگا که خدا کی عبادت گاهوں کے انہدام کا مسئله صرف " انجمن " کے بعض عہده داروں هی کا طبع زاد نہیں ہے - بلکه انکے پیچھے ایک دوسری طاقت بھی موجود ہے - اس طاقت سے وہ غریب بھی اسی طرح مجبور هیں جس طرح خود گورنمنٹ کو مجبور هوجانا پڑتا ہے - گو ابتدا میں وہ بد هی ناک بھوں چڑھاے -

هاں ! یه تو آسان ہے که انجمن کے وفد کو " غیر مفید " بتلا دیا جاے ' اور اسکے لیے ایک چٹھی بھی ضرورت سے زیاده ہے ' لیکن شاید " مسلمانوں کا سوال " اس آسانی کے ساتھه " غیر مفید " نہیں سمجھا جا سکتا ' اور اسکے لیے یه بیفکرانه و ناعاقبت اندیشانه اغماض بالکل ویسا هی " غیر مفید " ہے ' جسطرح قانون اسلامی کی " صحیح واقفیت و معلومات " کی موجودگی میں کسی قائم مقام ڈیپوٹیشن سے گفتگو کرنا " غیر مفید " ہے !

بہر حال اب حالات میں نیا یک تغیر شروع ہوا اور لشکرپور کی مساجد کا مسئله اس درجه غیر اهم نہیں رہا جیسا که اس سے پہلے تھا - ادھر مسٹر اسٹوارٹ جواب کیلیے مہلت لیتے رہے ' ادھر آمد و رفت اور فہم و تفہیم کا ایک نیا سلسله شروع هوا - مقامی مسلم لیگ کے چند عہده دار اور ممبر ایک جگه جمع هوے ' اور ایک صاحب نے یه تجویز پیش کی که لیگ کی جانب سے دوالتی چاهی که " مجوزہ ٹون هال کا جلسه ملتوی کردیا جاے ' همیں اس سے کوئی تعلق نہیں " !

یه تحریک جسقدر بے معنی اور مضحکه انگیز تھی ' اسکا ٹھیک اندازہ کرنے کیلیے مقامی لیگ کی پوری تاریخ سامنے رکھنی ہے مگر اسقدر تضیع وقت کی همیں فرصت نہیں - صرف اسقدر کہدینا کافی ہے که کسی ایسی تجویز کے منظور کرنے کا لیگ کو کوئی حق حاصل نه تھا - جلسه عام پبلک طلب کررهی تھی جو مقامی لیگ کے وجود هی سے یکسر غیر متاثر ہے - جلسه لیگ کے اهتمام سے نہیں هو رہا تھا جس نے ابتک مسئله مساجد کے متعلق کوئی کارروائی نہیں کی - پھر اسکے التوائی تجویز پاس کر کے گورنمنٹ میں بھیجنے کا اُسے کیا حق تھا ؟ اور کسی پوشیده حکم کی تعمیل کے سوا عام پبلک پر اسکا کیا اثر پڑ سکتا تھا !

اس صحبت میں انجمن دفاع مساجد کے سکریٹری ( آنریبل مولوی فضل الحق ) اور پریسیڈنٹ ( ایڈیٹر الهلال ) ' نیز بعض دیگر ممبر بھی موجود تھے -

ایس خود بنگال لیگ کے جوائنٹ سکریٹری مولانا نجم الدین صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر نے نہایت زور کے ساتھه اس تجویز کی مخالفت کی ' ( جو انجمن کے بھی ایک سرگرم ممبر هیں ) اور مجازلینی نے انکا ساتھه دیا - بعض وجوہ معاوضه کی بنا پر محرک کو اس کی منظوری پر بہت اصرار تھا - لیکن جب ایڈیٹر الهلال نے صاف صاف کہدیا که اگر ایسا کیا گیا تو اسکا نتیجه صرف یہی نکلے گا که بجاے ایک دو هفته بعد کرنے کے ( جیسا که خیال ہے ) آینده هفتے هی ٹون هال میں جلسه منعقد کیا جائیگا ' تو مجبور هو کر انھیں اپنی تجویز واپس لے لینی پڑی ' اور کچھه مجازلینی کی وجه سے نا منظور هی هوتی -

اسکے بعد نفهمی اتفاق اور بدسلوکی کے ساتھه قرار پایا که اس بے معنی تجویز کو بالکل بھلا دیا جاے ' اور صرف دو رزولیوشن اتفاق عام سے منظور کرکے گورنمنٹ میں بھیجدیے جائیں - جنکا مضمون یه هو که هز ایکسلنسی کلکته آ رہے هیں - اس موقعه پر مسلمانوں کے چند وکلا کو اس مسئله کے متعلق گفتگو کرنے کا موقع دیں ' اور وہ وکلا لیگ اور انجمن دفاع مساجد کے منتخب اشخاص هوں

صرف یہی کارروائی تھی جو اس صحبت میں هوئی - جوں ... کی الحقیقت خود لیگ کیلیے بھی که بہت ... ناموزوں تھی که اسمیں ایک عام پبلک اور اسلامی ... کے خلاف اسقدر مہمل ' اسقدر مضحکه انگیز ' اسقدر بے موقعه ... خلاف وقت ' اور اسدرجه پبلک میں جائز بدگمانیاں پیدا کرنے والی تجویز شائع کی جاے ' اسلیے یہی بات مناسب نظر آئی که جو تجاویز آخر میں عام اتفاق سے قرار پا گئی هیں ' صرف انہی کو شائع کیا جاے اور اس تجویز کا کچھه تذکرہ تک نہو - البته اس میں تجویز کے محرک کے خواهش کی تھی که انکا نام رزولیوشن کم از کم لیگ کے دفتر میں ضرور درج کردیا جاے تاکه انکے لیے کسی سے یه کہنے کا موقعه باقی رہے که :

**البانیا**

البانیا کی حالت بدستور ہے - ایک طرف وحشیانہ مظالم کی خبر خود یورپ کے ذریعہ پہنچتی ہے - دوسری طرف اب گورنمنٹ یونان کا پیام بھی سنایا جا رہا ہے کہ وہ صحیح نہ نہیں !

مسلمان پوری قوت کے ساتھ کام کر رہے ہیں انہوں نے اپنے مطالبات دول کے پاس بھیجدیے ہیں جنکا خلاصہ یہ ہے کہ یا تو ایک مسلمان بادشاہ دیا جاے یا دولۃ عثمانیہ کی محکومی !

کرجہ نامی ایک قصبہ پر بھی انہوں نے قبضہ کر لیا اور موجی پرنیس کو شکست دیکر چلے جانے پر مجبور کردیا ہے - ۶ جون کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ جو بین الملی کمیشن گفتگو کرنے کیلیے گیا تھا وہ نا کام رہا اور واپس آ گیا - وہ اپنی اس خواہش سے کسی طرح ہٹنا نہیں چاہتے کہ کسی مسلمان کو البانیا کا پرنس بنایا جاے -

البانیا کی سب سے بڑی جماعت مالیسوریوں کی ہے جنھوں نے پچھلے دنوں اپنی مفسدانہ اور باغیانہ شرارتوں سے جنگ بلقان کی بنیاد رکھی تھی - گورنمنٹ نے انہیں حکم دیا کہ انقلابی گروہ کا مقابلہ کریں لیکن انہوں نے صاف انکار کر دیا اور مجبور ہو کر حکم واپس لینا پڑا -

دول کا رویہ ابتک مضطرب ہے - کوئی قطعی کارروائی نہیں کی گئی - کل کے تار میں ظاہر کیا گیا ہے کہ حالات نے اجازت دی تو جہاز بھیجے جائینگے : و لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا !

**کینیڈا اور هندوستان**

جنوبی افریقہ کی داستان مصیبت ختم نہیں ہوئی تھی کہ اب کینیڈا کی گورنمنٹ کے تشدد و مظالم کا مسئلہ سامنے آگیا ہے !

کیسی عجیب بات ہے ! غلامی و محکومی اور ذلت و نکبت کے نتائج کا کیسا موثر منظر ہے ! هندوستان میں دنیا کے ہر حصے کے باشندے آسکتے ہیں، اسکی زرخیز زمین کی دولت سے اسکے بدبخت فرزندوں کو محروم کرکے اپنے اپنے ملکوں کی دولت بڑھا سکتے ہیں - ایک آزاد شہری کی طرح رہتے ہیں، اور انکے آرام و آسائش کے آگے خود اس ملک کی آبادی بھی کوئی چیز نہیں سمجھی جاتی - لیکن اگر هندوستان کے باشندے جنوبی افریقہ میں جائیں تو انکے لیے دروازہ بند ہے - اگر کینیڈا میں جائیں تو تارک الوطنی کا قانون ساحل ہی پر روک دیتا ہے - لٹنے، برباد ہونے، اور غلام بننے کیلیے صرف هندوستان ہی ہے مگر اپنی سرزمین کے فوائد کو صرف اپنے ہی لیے مخصوص کرنے کیلیے تمام دنیا ! جو انگلستان اسکے سب کچھ کا مالک ہے، وہ صرف اس سے مانگ ہی سکتا ہے - دینے کیلیے اسکے پاس بھی کچھ نہیں !

گورنمنٹ کینیڈا کی اس ظالمانہ بندش کا عملی مقابلہ کرنے کیلیے پچھلے دنوں ایک مرد غیور و محترم سردار گوردت سنگھ ایک خاص جہاز چھہ سو هندوستانی نو آباد کاروں کا لیکر کینیڈا روانہ ہوے تھے - جب جہاز ساحل ونیکو پر پہنچا تو گورنمنٹ نے روک دیا اور کسی شخص کو اترنے نہیں دیا - حتی کہ وہاں کے هندوستانیوں کو بھی اسے جاکر ملنے کی اجازت نہ ملی !

اسپر سردار گوردت نے گورنمنٹ کینیڈا سے درخواست کی کہ تارک الوطن هندوستانیوں کے حقوق پر غور کرنے کیلیے ایک کمیشن بٹھایا جاے - لیکن اس سے بھی صاف انکار کردیا گیا اور جواب ملا کہ قانون کی سخت پابندی کے ساتھ سلوک کیا جائیگا !

بعد کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ باقاعدہ تحقیقات کیلیے ایک جماعت مقرر ہوئی ہے جس میں ایک هندوستانی قائم مقام بھی شامل ہے - لیکن جب تک تحقیقات کا نتیجہ نہیں نکلے گا، مصیبت زدہ مسافروں کو ساحل پر قدم رکھنے کی اجازت بھی نہیں ملیگی !

کیا گورنمنٹ هند ان هندوستانیوں کیلیے کچھ بھی نہیں کریگی، اور بالکل خاموش رہیگی ؟

**اصلاح ندوہ**

بعض اخبارات میں غلطی سے شائع ہوگیا ہے کہ ۱۰ مئی کے جلسۂ دهلی میں جو کمیٹی مسئلۂ اصلاح ندوہ کی تکمیل کیلیے منتخب ہوئی، اسکے ممبروں میں ایڈیٹر الهلال کا بھی نام ہے - حالانکہ اسکی کوئی اصلیت نہیں - یہ غلطی سب سے پہلے روزانہ معاصر لاہور پیسہ اخبار کے نامہ نگار سے ہوئی ہے - اسی سے اور لوگوں نے نقل کرلیا -

واقعہ یہ ہے کہ جلسہ میں جب ممبروں کے نام پیش ہوے تو پہلے صرف مولانا ثناء اللہ، نواب سید علی حسن، حکیم عبد الولی، مولوی نظام الدین حسن، بابو نظام الدین، پیرزادہ محمد حسین، اور مولانا عبید اللہ کے نام لیے گئے تھے - اسکے بعد ہی تمام جلسے کی طرف سے متفقاً اصرار ہوا کہ کچھ نام اور بھی بڑھاے جائیں - جن ناموں کا جلسہ اضافہ کرنا چاہتا تھا، خود ان لوگوں کو شرکت سے انکار تھا - وہ کہتے تھے کہ ہماری عدیم الفرصتی اور کثرت اشغال کو پیش نظر رکھکر اس خدمت سے ہمیں معاف رکھا جاے - لیکن جلسے کا اصرار نہایت شدید تھا - بالآخر مجبور ہوکر ان میں سے اکثر بزرگوں کو قبول ہی کرنا پڑا، اور اسطرح حاذق الملک، مسٹر محمد علی، آنریبل خواجہ غلام الثقلین کے ناموں کا اضافہ ہوا -

چنانچہ اس موقعہ پر ایڈیٹر الهلال کی شرکت کیلیے بھی اصرار کیا گیا تھا - علی الخصوص بزرگان دهلی اسپر بہت مصر تھے - حتی کہ ایک بزرگ نے (جنکا نام افسوس ہے کہ مجھے معلوم نہیں) جلسہ میں تقریر بھی کی، اور کہا کہ ہمیں سخت شکایت ہے کہ ہماری خواہش کو پورا نہ کیا گیا، لیکن میں اس اظہار کرم و لطف کو بوجوہ نامنظور کرنے پر مجبور تھا، اسلیے برابر انکار کرتا رہا - بالآخر صرف مندرجۂ صدر حضرات ہی کی تعداد کافی قرار دی گئی -

ممکن ہے کہ اس وقت ایڈیٹر الهلال کا نام سنکر بعض اشخاص کو غلط فہمی ہوئی ہو اور انہوں نے سمجھا ہو کہ میرا نام بھی بعد کو بڑھا دیا گیا ہے، لیکن اگر وہ اسکی تحقیق کرلیتے تو بہتر تھا -

**ادارۂ الهلال**

الحمد للہ، اس ہفتہ سے الهلال کی اشاعت بالکل باقاعدہ ہوگئی ہے - ٹھیک بدھ کے دن تمام اخبار ڈاک میں ڈالے گئے - حسب معمول جمعرات، جمعہ، اور بہت دور کے احباب کو سنیچر کے دن اخبار ملجائیگا - اگر ایسا نہو تو وہ یقین کریں کہ ڈاکخانے میں کوئی بدنظمی ہوئی ہے اور مقامی پوسٹ آفس سے تحقیق کرنا چاہیے -

متصل شب و روز کام کرکے چار دن کی تاخیر دور کی گئی !

ٹائپ بھی بالکل بدلدیا گیا ہے - پورا پرچہ نئے ٹائپ میں کمپوز ہوا ہے - مضامین کے اختصار، تنوع، اور ترتیب میں بھی جو نمایاں تبدیلی ہوئی ہے، یقین ہے کہ محسوس ہوگئی ہوگی - تین سال سے گرمیوں کا موسم میرے لیے ایک پیام آزمایش ہے - اختلاج، دائمی دوران و وجع سر، نفث الدم، ضعف بصارت، جلدی بھی شکایتیں ہیں، سب کا موسم بہار یہی زمانہ ہوتا ہے - اس پر کلکتہ کی آب و ہوا کے مسئلہ کا بھی اضافہ کر دیجیے کہ جسقدر میرے کاموں کیلیے بہتر و موزوں ہے، اتنی ہی میری صحت و طبیعت کیلیے مہلک و قاتل ہے، بلکہ یوں کہیے کہ شمالی هند اور پنجاب کے ہر باشندے کیلیے :

> کمند کہنہ و بازوے سست و بام بلند
> بمن حوالہ، و تو میدہم کہ گیرند !!

---

ربنا لا تحمل علینا ما لا طاقۃ لنا بہ، واعف عنا واغفر لنا، وارحمنا، انت مولانا، فانصرنا علی القوم الکافرین !!

مسلمانوں کا مذهب کوئی راز نہیں ہے - انکے پیغمبر کی حیات مقدسہ انا جیل اربعہ کے پیش کردہ مسیح کی سی نہیں ہے جو ( بروایت متی و لوقا ) جب کبھی یروسلیم میں آتا تھا تو گنہ گار عورتوں ھی کے یہاں مہمان رہتا تھا اور زانیہ عورتوں کی بڑی حمایت کرتا تھا - پس ہم بالکل نہیں چاہتے کہ ہمارے مخالفین ہماری مخالفت نہ کریں صرف یہ چاہتے ہیں کہ اسدرجہ اپنے نفس شیطان کی غلامی میں نہ دیدیں کہ جھوٹ اور افترا پردازی کو واقعات کے نام سے پیش کریں ' اور دنیا میں انسانی خباثت اور ابلیسی رذالت کے سجرۂ ملعونہ کو ہمیشہ سرسبز رکھنے کا کام ترقی کرتا رہے !

یقیناً یہ قصہ اور اسکی فلم کسی مسیحی حلقہ کی تصنیف ہے ' اور چونکہ وہ بائبل میں پڑھچکا ہے کہ حضرت داؤد ( ع ) نے ایک فوجی افسر کو اسکی بیوی کیلیے مروا دیا تھا ( نعوذ باللہ ) ' اسلیے اس شیطان لعین نے ' جس سے اسکے مصلوب خدا کو کئی دن تک آزمایا اور حریفانہ مقابلہ کیا تھا ' اپنی اختراع و افتراء کے ابلیسی الہام کو نہایت آسانی سے حاصل کرسکا ہے ' اور یہ قصہ گھڑنے کوشش کی ہے کہ تفریح و تماشے کے ضمن میں بھی اس صلیبی خدمت کو انجام دے ' جو اسکے بھائی بند مذہب کے منبروں ' سڑکوں اور باغوں کے لیکچروں ' اور پھر کبھی کبھی البانیا اور مقدونیا کے خونریز میدانہاے جنگ میں انجام دیا کرتے ہیں !

ہمیں انتظار کرنا چاہیے کہ کرانچی کا مجسٹریٹ اس بارے میں کیا کرتا ہے - اور پھر اسکے بعد بالکل طیار رہنا چاہیے کہ صرف تماشہ کو بند ھی کرکے نہ چھوڑ دیا جائے بلکہ اس صریح قانونی جرم کی پاداش میں اس شریر شخص کو پوری پوری سزا بھی دی جائے جس نے کئی دن تک ایک تماشہ گاہ کے اندر اس جرم عظیم کو انجام دیا ہے -

**مسلم یونیورسٹی**

ایسو سی ایشن کے متعلق مسلمان جس غفلت سے کام لے رہے ہیں ' عجب نہیں کہ بہت جلد اسپر انہیں متاسف ہونا پڑے !

علی گڈہ کے یونیورسٹی فاونڈیشن کے جلسہ میں قرار پایا تھا کہ ایک نئی جماعت " مسلم یونیورسٹی ایسو سی ایشن " کے نام سے قائم ہو اور تمام معاملات اپنے ہاتھہ میں لیلے - نیز اسکے لیے دو سو ممبر مختلف انتخاب کنندہ جماعتوں میں سے منتخب کیے جائیں - غالبا چھہ یا سات جماعتیں اسکے لیے منظور ہوئی تھیں -

پچھلے دنوں صدر دفتر یونیورسٹی نے جو اعلانات شائع کیے ہیں ' انسے معلوم ہوتا ہے کہ کانفرنس ' ٹرسٹیز ' اولد بوائز ' اور اسلامیہ کالج کمیٹی وغیرہ کے ۱۲۵ قائم مقام منتخب ہو چکے ہیں اور اب صرف ۷۵ ممبروں کا انتخاب مسلمان گریجوائٹس کلد ' زمیندار و جاگیردار ' ٹیکس ادا کنندگان ' پراونشیل مجالس ' مسلمان اخبارات ' اور علماء کرام کی جماعت سے باقی ہے -

ان جماعتوں میں مسلمان گریجویٹس ' زمیندار ' جاگیر دار ' اور ٹیکس پیرر کیلیے سب سے پہلے الکٹوریٹ یعنے انتخاب کرنے والوں کی کوئی جماعت ہونی چاہیے - جب تک ایسا نہوگا ' انکے قائم مقام کیونکر منتخب ہونگے اور کون منتخب کریگا ؟

اسکے لیے یہ اصول قرار پایا تھا کہ ان تمام جماعتوں میں سے جو لوگ دس روپیہ فیس داخلہ اور پانچ روپیہ سالانہ دینا منظور کریں گے ' نیز اپنا نام انتخاب کنندہ جماعت کے رجسٹر میں درج کرادیں گے ' صرف انہی کو حق حاصل ہوگا کہ مسلم یونیورسٹی ایسو سی ایشن کیلیے اپنی اپنی جماعتوں میں سے قائم مقام منتخب کریں -

گریجویٹ سے مقصود وہ لوگ ہیں جنھوں نے کسی [illegible] سے بی اے ' یا منشی فاضل اور مولوی فاضل کی [illegible] لی ہو ' اور حصول سند پر پانچ سال گذر چکے ہوں

زمیندار ' جاگیر دار ' اور ٹیکس پیرر سے ہر [illegible] و ملکیت رکھنے والے اور انکم ٹیکس دینے والے [illegible] ہیں -

یہ بات طے پاچکی ہے کہ ایک ہی شخص [illegible] حیثیتیں حاصل ہوں تو وہ اپنی ہر حیثیت سے [illegible] فیس ادا کرکے بہ یک وقت مختلف جماعتوں [illegible] دینے کا حق حاصل کرلے - مثلاً آپ صاحب جائداد [illegible] ہیں ' زمیندار ہیں ' ٹیکس پیرر ہیں ' پس آپکو [illegible] یونیورسٹی فنڈ کی اعانت کیجیے ' اور چار [illegible] بیس روپیہ سالانہ ادا کرکے ان چار مختلف حقوق [illegible] ووٹ حاصل کرلیجیے -

ہمیں اسکے متعلق چند امور عرض کرنا ہیں :

( ۱ ) یہ ایسو سی ایشن جو بن رہی ہے ' [illegible] اصلی کارکن جماعت ہوگی ' اور گو فاونڈیشن کمیٹی [illegible] ہے اور آخری حق منظوری و عدم منظوری صرف [illegible] ہے ' تاہم قوم نے تیس لاکھہ روپیہ کا نقد کالج [illegible] کانسٹی ٹیوشن اور یونیورسٹی کمیٹی کو اسلیے بھی ایک [illegible] تسلیم سے صرف نہیں ' وجود ہوئی - پس چاہیے کہ [illegible] نہ کریں اور اسکی سرگرمیوں کیلیے پوری سعی [illegible] تہرے ہوں

جس یونیورسٹی کیلیے انھوں نے اس [illegible] اور پھر جسکی آزادانہ تاسیس کیلیے اپنی عمر [illegible] ایک ایسی تاریخی نظیر قائم کی جسکا ثبوت [illegible] آزاد حلقے بھی ابتک نہیں دیسکے ہیں ' اسکے عین اصلی [illegible] پر اسطرح غفلت و بے خبری کا چھا جانا [illegible] رنج کی بات ہوگی -

تمام مسلمان پنج سالہ گریجویٹ اصحاب ' زمیندار اور عموماً ٹیکس ادا کنندگان فوراً بیدار ہوں اور [illegible] الکٹوریٹ رجسٹر میں درج کرائیں - صرف ۱۰ - روپیہ داخلہ روپیہ فیس سال اول ' کل پندرہ روپیہ درخواست کے [illegible] دفتر مسلم یونیورسٹی علی گڈہ " کے نام جانا چاہیے - [illegible] دیا گیا اور ایک خاص خیال کے لوگوں ھی کی [illegible] [illegible] کو انہیں شکایت کا کوئی حق نہوگا -

( ۲ ) اسی طرح مسلمان اخبارات کو بھی اپنا نام [illegible] جلد رجسٹر میں درج کرانا چاہیے -

( ۳ ) صدر دفتر یونیورسٹی سے ہم درخواست کرتے معاملہ کی اہمیت پر نظر رکھکر دفتر رجسٹر کو ابھی کچھہ کھلا رکھے ' اور ۱۵ - جون تک ناموں کے پہنچنے کی لگائی گئی ہے ' اسے چند ہفتے اور بڑھا دیا جائے - جہاں نکل گئے ہیں وہاں چند دن اور سہی - لوگوں کو ابتک [illegible] تھی - بہتر ہے کہ کچھہ دنوں اور مہلت دیدی جائے اور اولین انتخاب زیادہ سے زیادہ وسیع رایوں سے ہوسکے - امید ہماری اس درخواست پر توجہ کی جائیگی -

( ۴ ) حضرات علماء کرام کے ۱۰ - قائم مقاموں کے انتخاب کمیٹی نے اپنے ہاتھہ میں رکھا ہے - ہم سمجھتے ہیں کہ [illegible] بھی پہلے الکٹوریٹ علماء کی فہرست مرتب کی جاتی اور [illegible] رایوں سے قائم مقام علماء منتخب ہوتے تو یہ زیادہ بہتر [illegible]

الذين يذكرون الله قياما و قعودا و على جنوبهم و يتفكرون في خلق السماوات والارض ربنا ماخلقت هذا باطلا ۔

وہ سچے مومن جو خدا کی یاد اور ذکر سے کبھی غافل نہیں ہوتے - کھڑے ہوں ' بیٹھے ہوں ' لیٹے ہوں ' کسی عالم میں بھی ہوں ' مگر اسکے ذکر سے ہمیشہ شاد کام ہوتے ہیں - اور اسی طرح آسمان اور زمین کی خلقت و اشیاء کا بھی فکر سے مطالعہ کرتے ہیں ' اور انکے اسرار و مصالح کو تلاش کرتے ہوے زبان حال سے کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ! تو نے یہ عجائب و مراتب کائنات یقیناً بیکار و لا حاصل نہیں بنائے ہیں ! !

اس آیۂ کریمہ میں جہاں اُس عبادت کا ذکر کیا ہے جو جسم سے کھڑے رہکر اور بیٹھکر کی جاتی ہے یعنی نماز ' وہاں اُس عبادت کی طرف بھی اشارہ کیا ہے جو " خلق السماوات والارض " میں تفکر کرنا اور عالم اور ما فی العالم کی اشیا کی حقیقت و مصالح کو معلوم کرنا ہے ' اور ظاہر ہے کہ اسکے لیے سیر و سیاحت ناگزیر ہے -

دنیا میں کون مذہب ہے جس نے عام روحانی احکام کے ساتھ سیر و سیاحت پر بھی اس طرح جا بجا زور دیا ہو ؟ حالانکہ قرآن حکیم ہر جگہ کہتا ہے کہ " سیروا فی الارض " زمین میں پھرو اور سفر کرو تاکہ تمہیں بصیرۃ و حکمت حاصل ہو !

سیر و سیاحت کے ذکر میں یہ آیتیں اگرچہ کافی تھیں - مگر سخت تعجب ہوتا ہے کہ ان سب سے بھی بڑھکر سیر و سیاحت کا ذکر قرآن میں کیا گیا ہے اسکو آجکل بہت کم لوگ جانتے ہیں - سورۂ توبہ میں خدا کے سچے مومنوں کی صفتیں بیان کی ہیں اور بتلایا ہے کہ ایمان و عبادت کے کیا کیا مختلف مدارج لیے ہیں ؟ :

التائبون العابدون الحامدون السائحون الراكعون الساجدون الآمرون بالمعروف والناهون عن المنكر والحافظون لحدود الله و بشر المومنين ( ۹ : ۱۱۳ )

توبہ کرنے والے ' اللہ کے عبادت گذار ' اسکی حمد و ثنا میں رطب اللسان ' اسکی راہ میں سیر و سفر کرنے والے ' اسکے آگے جھکنے والے اور سجدے میں گر پڑنے والے ' نیکی کا حکم اور بدیوں سے روکنے والے ' اور اُن تمام الٰہی حدود کی دنیا میں حفاظت کرنے والے جو اللہ نے مقرر کردی ہیں !

اس آیۂ کریمہ میں سب سے پہلے توبہ کرنے والوں کا ذکر ہے پھر عبادت گذاروں کا ' پھر حمد الٰہی میں رطب اللسان رہنے والوں کا ' اسکے بعد درجہ بدرجہ ان لوگوں کا جو " السائحون " ہیں یعنی سیر و سیاحت کرنے والے ہیں ' اور جنکے ولولۂ سیاحت و سیر فی الارض میں اپنے وطن کی دلبستگی ' عزیز و اقربا کی محبت ' گھر کا آرام و راحت ' سفر کے شدائد و مصائب ' کوئی شے بھی مانع نہیں ہوتی - علم و انسانیت کی خدمت اور تبلیغ حق و صداقت کی راہ میں انکے قدم ہمیشہ دست بستہ ' اور رضاء الٰہی کی خاطر انکی زندگی ہمیشہ دو چار خطرات و مہالک رہتی ہے !

اس سے بڑھکر سیر و سیاحت اور سیر فی الارض کا اور کیا حکم ہو سکتا تھا ؟ اسی حکم ربانی کا نتیجہ تھا کہ مسلمان سلف چند صدیوں کے اندر ہی اندر تمام دنیا کے گوشوں گوشوں میں پھیل گئے ' اور کبھی " طارق فاتح " نے اپنا گھوڑا مغرب و مشرق کے درمیانی سمندر میں ڈالکر جبل الطارق پر علم توحید نصب کیا ' اور کبھی " بیرونی " کے شوق علم و تحقیق میں عرب و عجم کے دشت و جبل طے کرکے ملتان اور پنجاب کی متعصب اور پر خطر سر زمین کو برسوں تک اپنا موطن و ملجا بنائے رکھا !

* * *

مسلمانوں کی سیر و سیاحت کے واقعات اگر قلمبند کیے جائیں تو ایک بہت بڑی ضخیم مجلد صرف اسی موضوع پر مرتب ہو جائے - دنیا کا چپہ چپہ انکی سیر و سیاحت کا شاہد ہے - مغرب و مشرق کے ہر حصے میں اسلام کے آثار خالدہ انکی جہاں نوردیوں کا افسانہ سنا رہے ہیں - ابن حوقل ' البیرونی ' ابن جبیر ' ابن بطوطہ ' علامۂ مقدسی ' اور قزوینی صاحب آثار البلاد کے سفرنامے اور تصنیفات اب تک دنیا کے علمی ذخیرہ کا سرمایۂ ناز ہیں - ابو العباس نباتی کا تذکرہ تاریخوں میں پڑھا جا سکتا ہے ' جس نے فن طب کی تکمیل اور مفردات و عقاقیر کی تدوین کیلیے آٹھ مرتبہ مشرق و مغرب کا سفر کیا - پھر اُن مسافران راہ تبلیغ حق اور مبشران صداقت و ہدایت کا شمار تو ممکن ہی نہیں ' جو پیغام توحید لیکر اپنی اپنی سر زمینوں سے اٹھے ' اور دنیا کے بڑے بڑے حصوں کو مسخر کر لیا !

کونٹیس مولیئر ایک عورت ہے اور یورپ کی علمی و سیاسی اغراض کی تکمیل کیلیے بڑی اولو العزمی کا کام کر رہی ہے ' لیکن ہم کو بھی اُن مسلمان سیاح عورتوں کا حال معلوم ہے جو عہد گذشتہ میں محض علم و تحقیق کیلیے دنیا کے بڑے بڑے سفروں میں نکلتی تھیں ' اور یہ متاع بھی ایسی نہیں جو ہم نے اپنے بازار علم و تمدن میں نہ رکھی ہو !

علامۂ مقری نے نفح الطیب میں اُن سیاحوں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے ممالک مشرقیہ سے اندلس ( اسپین ) تک کا سفر کیا تھا ' اور انکی تعداد تقریباً تین سو بتلائی ہے - وہ لکھتے ہیں کہ ان میں سات سے زیادہ مسلمان عورتیں بھی تھیں جنہوں نے محض تحصیل علم و حصول معلومات کیلیے سفر کیا تھا ! ( ۱ )

جب صرف ایک عہد اور ایک حصے کے سیاحین و سیاحات کا یہ حال تھا ' تو ظاہر ہے کہ تمام عہد اسلامی میں سیر و سیاحت کی کیا حالت رہی ہوگی ؟

* * *

لیکن افسوس کہ اب یہ رنگ ہمارے چہروں پر نہیں کھلتا - ہماری موجودہ حالت تمام خصوصیات ملی و اسلامی سے محروم ہے - ہم میں قرآنی خصائص اور ربانی اعمال بالکل مفقود ہوگئے ہیں ' اب ہم میں نہ " وہ راکعون الساجدون " ہیں جو " آمرون بالمعروف " اور " ناہون عن المنکر " تھے - اور نہ وہ " سائحون العابدون " ہیں جو خدمت انسانیت و کشف حقائق و سرائر کی راہ میں ارض الٰہی کی سیر و سیاحت کرتے تھے - ہم غیروں میں ان ولولوں کو دیکھکر متعجب ہوتے ہیں ' حالانکہ دنیا کیلیے تعجب و تحیر کا تماشہ کبھی ہماری ہی اولو العزمیوں اور سرفروشیوں سے تھا - غلامی و محکومی ' ذلت و نکبت ' فلاکت و عسرت ' ادبار و تنزل کی مصیبتیں اٹھائینگے لیکن اپنی اُس سر زمین کو کبھی نہ چھوڑینگے جو ہمارا بار اٹھانے سے اب عاجز آگئی ہے - ہمارے خدا نے اپنی تمام زمین کو ہمارا وطن اور اپنی تمام مخلوق کو ہمارا کنبہ بنا دیا تھا - عزت و کامیابی ہی ہمارا اصلی گھر تھا - جہاں یہ نصیب ہوتی ' وہی ہماری زندگی کی اصلی بستی ہوتی :

الم تكن ارض الله واسعة فتهاجروا فيها - کیا تم لوگ کہ اللہ پر ایمان لائے ہو ! یہ نہیں دیکھتے کہ خدا کی زمین بڑی

(۱) نفح الطیب جلد ۲ صفحہ ۳۲۱ -

# الهـلال

۱۵ رجب ۱۳۳۲ هجری


## ایک یوروپین کونتیس اور جنوبی عرب کی سیاحت !

Cauntess Molitor Explorer.

### سیر فی الارض اور السائحون العابدون !

رسالۂ " گریفک " لندن نے ایک دولت مند انگریز لیڈی کونتیس مولیتر ( Molitor ) کی تصویر شائع کی ہے ' جو حال میں جنوب عرب کے اندرونی اور پر خوف و خطر مقامات کی سیاحت کیلیے لندن سے روانہ ہوئی ہے ' اور عرب کے اُن دور دراز گوشوں تک جانا چاہتی ہے جہاں سے بڑے بڑے یورپین سیاح ناکام واپس آچکے ہیں !

اسکے اس اولو العزمانہ سفر کی کئی خصوصیات ایسی ہیں جن کی وجہ سے یورپ کے تمام علمی حلقوں میں اس سیاحت کا خاص طور پر چرچا ہو رہا ہے - اول تو ایک امیر زادی نے جس نے یورپ کے بہترین دار الحکومت میں پرورش پائی ہے ' غیر معلوم اور پر خطر ریگستان عرب کے سفر کا قصد کیا ہے - پھر وہ تمام سفر میں بالکل تنہا رہیگی - اپنے همراہ کسی شخص کو نہیں لیجاتی - اس قسم کے سفر موجودہ عہد کی با قاعدہ اور با سر و سامان سیاحتوں میں بالکل مفقود ہوچکے تھے -

سب سے زیادہ یہ کہ وہ عربی لباس اور برقعہ پہنکر سفر کریگی ' تاکہ غیر متمدن قبیلوں اور بادیہ نشین عربوں میں سے بلا تکلف گذرسکے ' اور انکے تعصب اور مخالفت سے ناکامیوں اور مصیبتوں میں گرفتار نہو !

چنانچہ سفر سے پہلے اس نے عربی برقعہ پہنکر جو تصویر کھنچوائی تھی ' وہ ہم گریفک سے نقل کرتے ہیں - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح مغرب کا ایک مسیحی چہرہ عرب - اسلامی لباس سے چھپا دیا گیا ہے ' اور عجب نہیں کہ اس سیاحانہ اور مستشانہ مکر و فریب سے صحرا کے نادان عرب اور قبائل کی خیمہ نشین عورتیں دھوکا کھا جائیں !

* * *

عربی کے مشہور زادی ابو نواس نے ایک بوڑھے باغبان کا ذکر کیا ہے جسکا شگفتہ باغ اُجڑ چکا تھا ' اور جسکے ماتم حسرت کا یہ حال تھا کہ گلیوں اور کوچوں میں آوارہ گردی کرتا ' اور جب کبھی کوئی سبز پتہ یا سرخ پھول نظر آجاتا تو بے اختیار چیخ اُٹھتا کہ ہائے میرا شگفتہ اور سرسبز و شاداب باغ !!
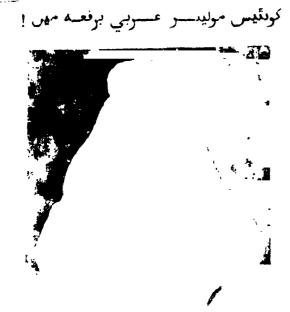
کونتیس مولیتر عربی برقعہ میں !

یہی حال ہمارا ہے - ہمارے اقبال و عروج کا باغ اُجڑ چکا ہے - اسکے بڑے بڑے شاداب تختے تاراج خزان غفلت و طوفان انقلاب ہوچکے ہیں - تاہم ابھی اسکی یاد باقی ہے اور ہم اسکی دلفریب بہاروں کو کسی طرح نہیں بھلا سکتے - اب بھی جب کبھی ترقی یافتہ قوموں کے باغ و بہار کی سبز ہرے ہوے کوئی شگفتہ ورق گل نظر آ جاتا ہے تو ابو نواس کے ماتم زدہ باغبان کی طرح اپنے اقبال رفتہ کو یاد کرلیتے ہیں کہ :

گذر چکی ہے یہ فصل بہار ہم پر بھی !!

* * *

گو یہ شخصی اولوالعزمیوں کا کوئی واقعہ ہو ' مگر اسکے نظارے میں کوئی نہ کسی ہی ابدی گذری ہوئی بات ضرور پاتے ہیں - آج یورپ کے سیر فی الارض اور سیاحت و سفر کا دور ہے ' کرۂ ارضی کے گوشے گوشے کو متلاشیان علم و حقائق کے چھان ڈالا ہے ' افریقہ کے لق و دق صحراؤں کی پیمائش ہوچکی ہے ' تانجریا اور سوڈان کے وحشی حصوں میں سیاحان مغرب کے صدہا قافلے گذر چکے ہیں ' قطب شمالی و جنوبی کی مہموں کی سرگذشتیں سب کے سامنے ہیں - پہاڑوں کی چوٹیاں ' قہار و متلاطم سمندروں کی ناپیدا کنار موجیں ' صحراؤں اور میدانوں کی مہلک اور خوفناک وادیاں ' زندگی کا فطری عشق اور نفس کی مسحورانہ دامنگیریاں ' کوئی چیز بھی انکے شوق سفر اور ہواے تحقیق کیلیے مانع نہیں ہوسکتی - یہاں تک کہ قافلے کے قافلے کٹتے ہیں - جہازوں کے جہاز ٹوٹتے ہیں - صدہا سیاح مفقود الخبری یا موت اور تباہی سے دوچار ہوے ہیں - تاہم ہر بربادی خوف کی جگہ ایک نئی عزیمت ' اور ہر ناکامی بے ہمتی کی جگہ اور زیادہ تحریک و ولولہ کا کام دیتی ہے ' حتی کہ وہ مقامات تک ان سیاحوں کے حملوں سے محفوظ نہ رہے جہاں اجنبیوں اور غیروں کیلیے موت اور تباہی کا اعلان صدیوں سے چلا آرہا ہے !

ایک وقت تھا کہ ہمارے سیاحان ارض اور جہاں نوردان علم کا بھی یہی حال تھا - انکے ولولہ سیاحت کیلیے بھی کوئی روک مانع کار نہ تھی ' انکے عشق جہاں پیمائی کا مرکب بھی بحر و بر کے چپے چپے پر سے گذر چکا تھا - چونکہ انکے تمام کاموں کا مرکز تعلیم اسلام اور انکے ہر جذبے کے اندر حکم الہی کی اطاعت و فرمان برداری کام کرتی تھی - اسلیے جس طرح وہ اپنے گھروں کے اندر بیٹھکر خدا کی عبادت کرتے تھے ' بالکل اسی طرح خدا کی زمین میں بھی پھرتے اور اُسکے پیدا کردہ سمندروں اور پہاڑوں پر سے گذر کے اسکے حکموں کی تعمیل کرتے تھے ' اور جسم و اعضا کی عبادت کے ساتھہ فکر و ذہن کی بھی عبادت انجام دیتے تھے :

نزول نہیں ہے - کہیں اسکا اشارہ تک نہیں ہے کہ اسکا سبب ماریۂ قبطیہ کا واقعہ بھی تھا - اگر اسے بھی اس آیت سے کوئی تعلق ہوتا تو ظاہر ہے کہ حضرۃ عائشہ ایک ایسے اہم سبب نزول آیت کو کیوں چھوڑ کر محض شہد کے واقعہ کو کیوں بلا وجہ مقدم کرتیں اور بیان کرتیں ؟ پھر امام بخاری و مسلم اور جامعین صحاح ستہ نے اس آیت کے شان نزول کیلیے خاص ابواب قرار دیے اور ان میں صرف اسی سبب کو درج کیا - کونسی وجہ بیان کی جاسکتی ہے کہ اِن تمام اساطین فن و ائمۂ عظماء حدیث نے بکسر اس دوسرے سبب کو چھوڑ دیا ؟

اگر کہا جاے کہ کسی وجہ سے یہ واقعہ امام بخاری و مسلم تک نہیں پہنچا ' اور جو روایتیں اُنہیں ملیں وہ انکی شروط پر نہ تہیں - اسلیے ترک کردیں ' تو اول تو ایسا ہونا ہی خود انکی تضعیف کا ثبوت ہے - ثانیاً صرف شروط بخاری و مسلم ہی کا یہاں سوال نہیں ہے - تمام کتب صحاح میں نہونے سے تو ثابت ہوتا ہے کہ کسی کے نزدیک بھی لائق قبول ثابت نہ ہوئیں - ثالثاً - یہ واقعہ کوئی معمولی بات نہ تھی - ایک نہایت اہم واقعہ تھا - کیونکر تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ ایک ایسے اہم واقعہ کو جسکا قران حکیم کی ایک آیت سے تعلق ہو ' امام بخاری و مسلم و مولفین صحاح نے چھوڑ دیا ہو ؟

گذشتہ ازاں ' ایک ہی آیت کا دو مختلف واقعات کے متعلق ہونا ایک ایسا دعوا ہے جو محض احتمالات کی بنا پر تسلیم نہیں کیا جاسکتا - علی الخصوص جبکہ قران کریم کی آیت سے دو مختلف واقعات ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا -

چنانچہ حافظ ابن کثیر کو بھی اسکا اعتراف کرنا پڑا - دونوں روایتوں کو جمع کرنے کا ذکر کرکے لکھتے ہیں : " وفیہ نظر - واللہ اعلم " ( ابن کثیر - جلد ۱۰ - صفحہ ۲۱ ) -

( خلط مبحث )

اصل یہ ہے کہ اس واقعہ میں ساری پیچیدگی ایک طرح کے خلط مبحث سے پیدا ہوگئی ہے ' اور مختلف واقعات کو جو بالکل الگ الگ واقع ہوے ' ایک ہی واقعہ کے سلسلے میں ملادیا ہے -

سورۂ تحریم سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرۃ سرور کائنات کو کئی واقعات پیش آے تھے :

( ۱ ) ازواج مطہرات اور علی الخصوص دو بیویوں کا طلب نفقہ کیلیے مظاہرہ کرنا : وان تظاہرا علیہ فان اللہ ھو مولاہ - الخ -

( ۲ ) افشاء راز . و اذ اسرّ النبي الى بعض ازواجک - الخ

( ۳ ) کسی حلال چیز کا اپنے اوپر حرام کرلینا : لم تحرم ما احل اللہ لک ؟

یہ تینوں الگ الگ واقعات ہیں ' اور انحضرت کا ایلاء کرنا اور بیویوں سے کنارہ کش ہونا صرف پہلے ہی واقعہ کا نتیجہ ہے - افشاء راز کے واقعہ سے اور کسی حلال شے کو اپنے اوپر حرام کرلینے سے ایلاء کو کوئی تعلق نہیں -

اسکے صریحی ثبوت گذشتہ نمبروں میں گذر چکے ہیں - سب سے بڑا ثبوت خود سورۂ تحریم ہے - احادیث سے بالاتفاق ثابت ہے کہ جب ایلاء کی مدت ختم ہوئی تو آیۂ تخییر نازل ہوئی - پس اب چاہیے کہ اسی آیت میں ایلاء کے سبب کو ڈھونڈیں کہ وہ کیا تھا ؟ کیونکہ ایلاء کے سبب اصلی کا جواب اس آیت میں دیا گیا تھا اور آیندہ کیلیے اسکا سد باب کیا گیا تھا - جو سبب اس سے معلوم ہوگا ' وہ ایلاء کے متعلق قران کی ایک ایسی داخلی و محکم شہادت ہوگی جسکے بعد کوئی گنجایش ایں و آں کی باقی نہ رہیگی

پس دیکھو کہ اس آیۃ میں حق سبحانہ نے ازواج مطہرات سے فرمایا کہ تمہارے سامنے دنیا و آخرت دونوں موجود ہیں - ان میں سے ایک چیز کو چن لو - اس سے معلوم ہوا کہ ایلاء کا سبب قطعاً دنیا طلبی ہی تھی - اگر ایسا نہ ہوتا تو ازواج مطہرات کے سامنے آخرت کو کیوں پیش کیا جاتا ؟

( تشریح مـــزیـد )

حقیقت یہ ہے کہ ایلاء کا سبب اصلی بجز توسیع نفقہ کی خواہش کے اور کچھ نہ تھا - ازواج مطہرات آرام و راحت کی گودوں سے اٹھکر حجرۂ نبوت و رسالت کے عالم زہد و فقر میں آئی تھیں - انھیں اپنی تنگی و عسرت باربار محسوس ہوتی تھی ' اور زبانوں سے حرف شکایت بنکر نکلتی تھی - آنحضرۃ ( صلی اللہ علیہ و علی ازواجہ و آلہ و اصحابہ و سلم ) اپنی حسن عشیرۃ اور فطری شفقت و رحمت کی وجہ سے شکایات سنتے ' اور خاموش رہجاتے - اگر مضمون بہت بڑھ نہ گیا ہوتا تو میں صحیح مسلم کی ایک اور روایت اس بارے میں نقل کرتا - اس روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک دن حضرۃ ابو بکر اور حضرت عمر ( رض ) آنحضرۃ ( صلعم ) کی خدمت اقدس میں حاضر ہوے - بعض ازواج مطہرات بھی بیٹھی تھیں - پوری مجلس پر سکوت طاری تھا اور خود حضور کی خاموشی سے انکے طبع مبارک کی افسردگی اور تکدر کا پتہ چلتا تھا - حضرۃ عمر نے چاہا کہ کسی طرح حضور کی افسردگی دور ہو - عرض کی : یا رسول اللہ ! اس وقت ایک ایسا معاملہ پیش آیا جو بڑا ہی پر لطف تھا - میری بیوی نے مجھسے نفقہ طلب کیا ' اور لگی اصرار کرنے - میں بے ساختہ اٹھا اور جھٹ اسکی گردن پکڑکے دبا دی !

آنحضرۃ یہ سنکر بے ساختہ ہنس پڑے - پھر فرمایا کہ یہ جو میرے پاس بیٹھی ہیں ( ازواج مطہرات ) یہ بھی یہی چیز ( نفقہ ) طلب کرتی ہیں -

حضرۃ ابو بکر اور حضرۃ عمر ( رض ) دونوں غصے میں آگئے - بے اختیار اٹھے کہ اپنی اپنی صاحب زادیوں ( یعنی حضرۃ عائشہ اور حضرۃ حفصہ رض ) ) کو ماریں - انھوں نے کہا کہ " تم اللہ کے رسول سے وہ چیز مانگتی ہو جو اسکے پاس نہیں ہے ؟ " آنحضرۃ نے اسقدر سعی کرکے انھیں روکا اور بات آئی گئی ہوئی

اس روایت سے نیز اسکے دیگر ہم مطلب روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ طلب نفقہ کا ازواج مطہرات کو بہت خیال تھا اور وہ بار بار توسیع کے لیے اصرار کرتی تھیں - اس روایت میں صحابہ کی خاموشی اور آنحضرۃ کا تکدر طبع اس امر کا ثبوت ہے کہ انکے آنے سے پہلے ازواج مطہرات نے توسیع نفقہ کیلیے اصرار کیا تھا ' اور آنحضرۃ اسکی وجہ سے افسردہ طبع تھے -

یہ اصرار بڑھتے بڑھتے جب اس حد تک پہنچ گیا کہ تمام بیبیوں اور علی الخصوص حضرۃ عائشہ اور حضرۃ حفصہ نے اسکے لیے ایکا اور مظاہرہ کیا ' تو آنحضرۃ کے طبع مبارک پر بہت شاق گذرا اور آپنے ایلاء کی قسم کھا لی - عملا اور درایتا بھی ( حالانکہ ہم نے تمام مبحث میں صرف روایتاً نظر ڈالنا ہی کافی سمجھا ہے ) ایک ایسی کنارہ کشی اور علحدگی کیلیے یہی سبب اصلی اور حقیقی ہوسکتا ہے -

مخالفین مفتریں اور معاندین سیاطین نے اس خلط مبحث سے یہ فائدہ اٹھایا کہ ایلاء کا سبب ماریہ قبطیہ کا قصہ قرار دیدیا ' اور پھر اس سے یہ استدلال کیا کہ آپکی زندگی میں ( نعوذ باللہ ) ایسے ناگفتہ بہ واقعات پیش آتے تھے ' جنکی وجہ سے تمام بی بیاں ناراض ہوجاتی تھیں ' اور آپ ایک ایک مہینے تک انسے روٹھکر خانہ نشین رہتے تھے - آجکل دوست کے مسیحی معلم نے بھی اسی فریب سے کام لیا ہے : واللہ یعلم انہم لکاذبون !

فاياي فاعبـــدون ! كل نفس ذائقة الموت ثم الينا ترجعون ( ۲۹ : ۵۶ )

هي وسيع هے - اوسكے سوا ايك گوشه اور كوئے هي نهيں هو تو يه رهكر و اگر سفر و سياحت ميں موت سے ڈرتے هو تو موت كا مزه تو هر نفس كيليے چكهنا ضروري هے، اور ايك مرتبه تم سب كو همارے سامنے واپس آنا هے !

* * *

كونٹيس موليٹر كے سفر ميں كئي باتيں قابل غور هيں :

( ۱ ) يورپ كا شوق سياحت اور راه تحقيق و كشف ميں اولوالعزمي كه عورتوں تك ميں يه ولوله سرايت كرگيا هے - همارے مرد گهر سے ايك دن كے فاصله پر بهي كهيں جانے كيليے قدم نكالتے هيں تو دس دس مرتبه رك رك كر پيچهے ديكهتے هيں، اور ايك ايك عزيز سے گلے مل ملكر رخصت هوتے هيں كه ديكهيے اب كيا هو؟ كونٹيس موليٹر ايك نوجوان عورت هے - آرام و راحت كا رفت اور عيش حيات كي عمر ركهتي هے، ليكن تن تنها ايك پرخطر سفر كيليے طيار هوگئي هے !

( ۲ ) عرب كي سرزمين يورپ كي سياسي طماعيوں كا عرصے سے نشانه بني هوئي هے - كچهه تو قدرتي اور سرزميني موانع تهے - كچهه مذهبي بندشيں تهيں، زياده تر عربوں كي اجنبيوں سے نفرت تهي جس كے مدت تك اسكا دروازه يورپ پر بند رها - اسي كا نتيجه هے كه يورپ كي غلامي كي لعنت سے اسكا اندروني حصه ابتك پاك هے -

ليكن بيس پچيس برس سے اب يه سرزمين بهي اجنبيوں كا جولانگاه بنتي هے - طرح طرح سے بهيس بدلتے اور مكر و فريب كے طريقوں سے كام لےكر يورپين سياح پهنچتے هيں اور آهسته آهسته اپني راه نكال رهے هيں - اب ايك عورت مسلمان خاتون كے لباس ميں نكلي هے - آمد و رفت اور تحقيق و تفتيش ميں عورتوں كيليے جو آسانياں هيں، وه مردوں كے ليے نهيں هو سكتيں - وه هر مقام پر جاسكتي هيں - قبيلوں اور شهروں ميں رهسكتي هيں، عورتوں سے ملسكتي هيں - اس قسم كي سياحتيں صرف اسليے هيں تاكه عرب كے بقيه محفوظ حصے كا طلسم كسي طرح توڑيں. يمكرون و يمكر الله، و الله خير الماكرين !

( ۳ ) يورپ كا كوئي كام سياست سے خالي نهيں هوتا - اسكي علمي خدمتيں، مذهبي جماعتيں، اشاعت علم و تمدن، تحقيق و سياحت، مجالس و مجامع، ماليات و اقتصاديات، جسقدر بهي عملي شاخيں هيں، ان ميں سے كوئي سے بهي ايسي نهيں جس سے كوئي خاص سياسي مقصد حاصل نه كيا جاتا هو - اس قسم كي سياحتيں بهي گو بظاهر محض علمي و جغرافيائي تحقيق طر آتي هيں ليكن دراصل سياسي اغراض و فوائد ان ميں پوشيده هوتے هيں - كونٹيس موليٹر اگر كامياب هوئي تو انگلستان كے عربي مطامع كيليے ( لا قدر لله ) يقينا كوئي برا كام انجام ديگي -

( ۴ ) اس كارگاه عمل كي امير زاديان اور محلات عيش كي پرورش يافته نازك عورتيں بهي كام كر رهي هيں مگر همارے عمال اور مزدور سو رهے هيں ! انكي مجلس طرب و عشرت جسقدر مستعد هے، كاش همارے سپاهي اسقدر سرگرم هوں !

# اسئلة واجوبتها

## واقعۂ ايلاء و تخيير

## تفسير، حديث، اور سيرة كي ايك مشترك بحث

### ( ۴ )

( تطبيق و توجيه )

( ۷ ) رهي يه بات كه كيا يه ممكن نهيں كه آيت تحريم كے شان نزول ميں يه دونوں واقعات جمع كيے جاسكيں، اور كوئي وجه تطبيق پيدا كي جاے ؟

حافظ ابن حجر نے اسكي خفيف سي كوشش كي هے، ليكن سوال يه هے كه ايسا كرنے كي همين ضرورت هي كيا هے ؟ ايك واقعه كے متعلق صاف صاف اور صحيح و مستند روايتيں آن كتابوں ميں موجود هيں جن سے زياده صحيح اس آسمان كے نيچے حديث كي كوئي كتاب نهيں - انكے خلاف جو روايتيں پيش كي جاتي هيں وه نه تو صحاح ستة ميں مروي هيں نه اصول فن كے اعتبار سے انهيں كوئي وقعت حاصل هے - صرف ايك روايت هے جسكي اسناد كو صحيح كها جاتا هے ليكن اول تو اسميں عارضه قبطيه كا قطعي ذكر نهيں كيا گيا هے، پهر اسكي سند بهي منقطع هے، اور روايت منقطع احاديث صحيحه متصله كے مقابلے ميں حجت نهيں هوسكتي - ( كما صرح به ابن الصلاح في المقدمة و النووي في شرح التصحيح ) دوسرے طريق كا بهي يهي حال هے - اسكا راوي كثير الخطا في الاسانيد و المتون هے -

پس ايسي حالت ميں همارے لئے كونسي مجبوري هے كه ان روايات كے تحفظ كيلئے تطبيق و توجيه باردہ و ركيكه كي زحمت اٹهائيں، اور بے فائده احتمالات پيدا كريں؟ صاف بات يه هے كه حسب اصول و قواعد فن ان روايات كا كوئي اعتبار نهيں - جب صحيح و معتبر صحيح ميں تعارض هے تو غير صحيح كو بلا تامل ساقط كرديجيے - اسميں تكلف كيوں هے ؟

يه تو بڑي هي عجيب بات هوئي كه جو تخالف و تعارض ان روايات كے ناقابل قبول هونے كي سب سے بڑي دليل هے، اسي كو انكے تحفظ كيليے محرك تطبيق و توجيه بنا يا جاے ؟

پهر اسپر بهي غور كرو كه تطبيق كيليے جو احتمال پيدا كيا جاتا هے وه كهاں تك موزوں اور قابل اعتبار هے ؟ حافظ ابن حجر لكهتے هيں : " فيحتمل ان تكون الاية نزلت في السببين معا " يعني ان دونوں روايتوں كو يوں ملايا جاسكتا هے كه شهد كو حرام كرنے كا واقعه بهي هوا هوگا، اور ماريه قبطيه كا قصه بهي پيش آيا هوگا - سورۂ تحريم كي آيات ايك هي وقت ميں دونوں كيلئے اتري هوں -

ليكن يه توجيه كسي طرح بهي تسليم نهيں كي جاسكتي - صحيح بخاري و مسلم وغيره كي روايات ميں صاف صاف تصريح هے كه آيت تحريم شهد كے واقعه كے متعلق اتري - خود حضرت عائشه جنكا اس واقعه سے حقيقي تعلق هے اور جو اسكے ليے اعلم الناس هوسكتي هيں، صاف صاف فرماتي هيں كه آيت كا شان

بهاپ اور بجلي کے انجام دے لیتي تهي' جس طرح آج قدم قدم پر ان عظیم الشان طاقتوں سے هم مدد لیتے هیں اور اُن پر مغرور هیں !

* * *

یہ کیسي عجیب مگر دلچسپ بات هے که جو کام آج انسان بجلي اور بهاپ کي حیرت انگیز قوتوں سے لینے پر نازاں هے' وہ کسي زمانے میں ایک نہایت معمولي اور حقیر جانور سے لیا جاتا تها' اور جبکه ریل کي گاڑیاں ڈاک کے تهیلے لیکر نہیں جاتي تهیں اور تار کے سلسلوں نے دور دراز ملکوں میں باهم خبر رساني کو اسطرح آسان نہیں کر دیا تها' تو نامۂ بر کبوتروں کے غول تھے' جو اپني نازک نازک گردنوں میں خطوط کي امانت لیکر اور بڑے بڑے میدانوں اور دریاؤں پر سے گذر کے مکتوب الیه تک پہنچتے تھے' اور جس طرح آج تاربرقي کے هرجگه اسٹیشن هیں' بالکل اسیطرح اِن بے زبان پیسام بروں کے اڑنے اور اُترنے کیلیے بلندیوں پر اسٹیشن بنائے جاتے تھے !

نامه بر کبوتروں کا وجود عهد قدیم کي ایک نہایت مشہور اور بڑي هي دلچسپ کہاني هے - اسکا سلسله نصف صدي پیشتر تک بڑي بڑي آبادیوں میں جاري تها - اب بهي دنیا سے بالکل مفقود نہیں هوا هے - بڑي بڑي لڑائیوں اور جنگي حصاروں کے

ایک مستقل فن بنگیا تها جسمیں متعدد کتابیں بهي تصنیف کي گئیں - انکا ذکر تاریخوں میں موجود هے

حال میں رساله " سائنٹفک امریکن " کے ایک مضمون نگار نے نامه بر کبوتروں کے متعلق ایک نہایت دلچسپ مضمون لکها هے اور بہت سي تصویریں بهي دي هیں جسے دیکهکر مسلمانوں کے عهد گذشته کي وہ ترقیات یاد آگئیں جنکا تفصیلي تذکرہ سیوطي اور مقریزي وغیرہ نے مصر کي تاریخوں میں کیا هے - هم سب سے پہلے اس مضمون کا ترجمه هدیۂ قاربین کرام کرتے هیں - اسکے بعد دوسرے نمبر میں مسلمانوں کے عهد کي ترقیات تفصیلي طور پر درج کرینگے' اور اُن واقعات کا بهي حال لکهینگے جن میں مسلمانوں نے نامه بر کبوتروں سے بڑے بڑے کام لیے تھے اور اُنکي پرورش و تربیت کو ایک با قاعدہ فن بنا دیا تها -

* * *

( فرانس میں نامه بر کبوتروںکي درسگاہ )

سائنٹفک امریکن کا مقاله نگار لکهتا هے :

" یه خیال کیا جاسکتا هے که موجودہ عهد علمي میں جبکه تاربرقي اور هوائي طیارات کي ایجادات نے دنیا کے تمام گوشوں کو ایک کردیا هے' ان تیزرو اور وفادار پیغامبروں کي کچهه ضرورت نه رهي'

اعلی نسل اور قسم کے نامه بر کبوتر جداو فرانس میں با قاعدہ طور پر نامه بري کیلیے طیار کیا جاتا هے !

زمانے میں انسے کام لینا هي پڑتا هے جب نئي دنیا کي بڑي بڑي قیمتي اور مغرورانه ایجادیں کام دینے سے بالکل عاجز هو جاتي هیں - حکومت فرانس نے تو اب تک انکے با قاعدہ اهتمام اور پرورش کے کام کو باقي و جاري رکها هے !

اِن امانت دار پیامبروں نے دنیا میں خبررساني کي عجیب عجیب خدمتیں انجام دي هیں اور احسان فراموش انسان کو بڑي بڑي هلاکتوں سے بچایا هے جہاں انسان کي قوتیں کام نه دےسکیں' وهاں انکي حقیر هستي کام آگئي !

* * *

همارے عالم حسن و عشق کے راز دارانه پیغاموں کیلیے اکثر انهیں سفیروں سے کام لیا گیا هے - عشاق بے صبر کو انکا انتظار قاصد بے مہر کے انتظار سے کچهه کم شاق نہیں هوتا - شعرا کي کائنات خیال میں بهي خبر رساني و پیامبري صرف انهي کے سپرد کردي گئي هے' اور فارسي شاعري میں تو " عظیم الشان " بلبل کے بعد اگر کسي دوسرے وجود کو جگه ملي هے تو وہ یهي مسکین کبوتر هے !

* * *

مسلمانوں نے بهي اپنے عهد تمدن میں اِن پیامبروں سے بڑے بڑے کام لیے تھے - حتی که نامه بر کبوتروں کے اقسام و تربیت کا کام

جنہوں نے جنگ جرمني و فرانس میں بڑي بڑي گرانقدر خدمات انجام دي تهیں (۱) - حقیقت یه هے که بہت سے لوگوں کا یهي خیال هے - وہ کہتے هیں که نئي ایجادات نے حالت بدلدي هے اور اب نامه بر کبوتر صرف چند بوڑهے شکاریوں هي کے کام کے رهگئے هیں !

مگر ایسا خیال کرنا بہت بڑي غلطي هوگي - جو توجه که اسوقت یورپ کي حکومتیں خصوصاً حکومت فرانس ان پرندوں پر کر رهي هے' اس سے معلوم هوتا هے که ابهي تک وہ خدمت فراموش نہیں هوئي هے جو ان مسکین پرندوں نے حملۂ جرمني کے زمانے میں محصورین پیرس کي انجام دي تهي !

اسوقت فرانس کے یہاں ۲۸ فوجي کبوتر خانے هیں جو اسکے تمام قلعوں میں علی الخصوص اُن قلعوں میں جو مشرقي سرحد میں واقع هیں' پهیلے هوے هیں - یه کبوتر خانے جو انجینیرنگ کور کے زیر انتظام هیں' افزایش نسل اور تربیت کے لیے وقف کردیے گئے هیں -

مجهے ان فوجي کبوتر خانوں میں جانے کے لیے اور خاص اجازت حاصل کرنے میں کامیابي هوئي جو پیرس کے قلعوں کے قریب مقام ( Vaugirard ) میں واقع هیں - یہاں کے حکمران افسر نے مجهے اس عجیب جانور کي افزایش اور تربیت کا نظام سمجها دیا - قارئین کرام

# مذاكرۂ علمیه

## تاریخ قدیم کا ایک فراموش شده صفحه !

## نامه بر کبوتر !

### عهد قدیم کي تار برقي اور طیارات !

مشاطۂ عالم نے همیں کچهه اسطرح اپني نئي نئي سحر ادائیوں اور دلفریبیوں میں مسحور کرلیا ھے که اُسکے عهد گذشته کے بهت سے دلچسپ افسانے بالکل خواب و خیال هوگئے هیں ' حتی که نئي دلچسپیوں کي مشغولیت میں کبهي انکا خیال بهي همارے دماغوں میں نهیں گذرتا !

هم میں سے کتنے هیں جو ٹائیٹنک اور امپریس کي غرقابي کا حادثه سنکر اُن چهوٹي چهوٹي کشتیوں کو بهي یاد کرلیتے هونگے' جنهیں کبهي بحر خزر اور قلزم کي موجوں میں انکے با همت اسلاف کي بحري اولوالعزمیاں نے خوف و خطر ڈالدیني نهیں ؟ یا اُن بادباني جهازوں کي پراني تصویروں پر ایک نظر ڈال لیتے هونگے جو عهد قدیم کي تمدني ترقیات کے انتهائي سر و سامان تھے ' اور جنکے ذریعه بالکل اسي طرح آرام جو اور حیات پسند انسان بڑے بڑے قهار سمندروں کو طے کرتا تها ' جس طرح آج یورپ اور امریکه کے عیش دوست سیاح اٹلانٹیک کے طوفانوں پر سے تاش کهیلتے هوے اور اُسکے ایوان رقص میں سرور و نشاط کي سرگرمیوں کے مزے لوٹتے هوے گذرا کرتے هیں ؟

جبکه هم میکسم توپوں کے عظیم الشان کارخانوں کا حال پڑهتے هیں تو همیں بهت کم یاد آتا ھے که رومیوں نے بیت المقدس کي دیواروں پر منجنیقوں سے پتهر برساے تھے - اور شاید هم میں صرف تاریخ قدیم کي ورق گرداني کرنے والے اور آثار قدیمه کے عجائب خانوں کے علماء و مصنفین هي کو یه یاد رها هوگا که کسي زمانے میں انسانوں نے اُن فوائد کو حاصل کرنے کیلیے جو آج پریس کي مشینوں سے حاصل کیے جاتے هیں ' لکڑي کے حروف بنائے تھے اور انکے ذریعه ایک تحریر کي متعدد نقلیں بغیر دوباره لکهنے کے حاصل کرلیتے تھے !

اصل یه ھے که انسان ماضي کو کسي مقدس دیوتے کي طرح پوجتا تو ضرور ھے مگر اسکے افسانوں کو یاد رکهنے کي بهت کم پروا کرتا ھے اسکي اصلي مشغولیت زمانۂ حال میں هوتي ھے - وه صرف موجود اور حاصل هي کا متلاشي رهتا ھے - البته مستقبل بهي اسکے لیے دلکش ھے - کیونکه انساني دلفریب امیدیں اور سرمست آرزوئیں مستقبل کے هاتهه میں هیں ' اور اس مخلوق غفلت و فراموشي کیلیے امیدوں کا وجود اسقدر دلچسپ هوتا ھے که بسا اوقات زمانۂ حال کي موجود و حاصل مشغولیتوں کو بهي بهلا کر صرف مستقبل هي کي حسرتوں میں اپني پوري عمریں بسر کردیتا ھے !

لیکن انسان کي سب سے بڑي غلطي یهي ھے - مستقبل پر اُسے اختیار نهیں ' اور حال هي ماضي کا جانشیں اور اُسکے ترکے کا وارث ھے - پس اسکے لیے جو کچهه سرمایۂ فلاح و مراد ھے ' وه صرف ماضي هي کي یاد اور اسیکے نتائج و عبرت کے درس و بصیرت میں رکهدیا گیا ھے - اسي لیے نوع انساني کي سب سے بڑي کتاب هدایت نے بار بار واقعات گذشته ' تاریخ حوادث ' اور سوانح ماضیه کے یاد رکهنے اور سوچنے اور سمجهنے کي وصیت کي .

| | |
|---|---|
| قل سیروا فی الارض ' فانظروا کیف کان عاقبة الذین من قبل ؟ ( ۳۰ : ۴۱ ) - | خدا کي زمین پر پهرو اور سیر کرو ' اور دیکهو که جو آبادیاں اور اقوام تم سے پہلے تهیں ' انکا نتیجه کیا هوا ؟ . |
| اولم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبة الذین من قبلهم ' و کانوا اشد منهم قوة ؟ ( ۳۵ : ۴۳ ) | کیا لوگ زمین پر سیاحت نهیں کرتے اور نهیں دیکهتے که جو قومیں اسے پہلے تهیں انکا کیا نتیجه هوا ؟ حالانکه وه اسے قوة و عظمت میں کهیں بڑهي هوئي تهیں ! |

پهر جا بجا واقعات ماضیه کي طرف اشاره کرکے تاریخ گذشتگان پر توجه دلائي ' اور کها که فاقصص القصص ' لعلهم یتفکرون ( ۷ : ۱۷۵ ) لقد کان فی قصصهم عبرة لاولی الالباب ( ۱۲ : ۱۱۱ ) ان فی ذالك لایات لقوم یسمعون ! ( ۱۰ : ۶۷ )

* * *

دنیا نے همیشه اپنے کاموں اور ضرورتوں کو پورا کیا ھے جتنے عجیب و غریب آلات و وسائل کارخانے تھے جو آج هم اپنے چاروں طرف دیکهه رهے هیں ' جب بهي دنیا اسي طرح آباد تهي جیسي که آباد ھے ' اور جب بهي بالکل اسي طرح اسکي تمام ضرورتیں پوري هوتي تهیں جس طرح که اب پوري هو رهي هیں !

موجوده عهد میں جبکه سفر کیلیے برق رفتار ریل اور اسٹیمر ' خبر رساني کیلیے تار برقي اور لا سلکي ' اشاعت علوم و فنون کیلیے پریس اور مطبوعات ' اور اسي طرح هر انساني احتیاج کیلیے انتهائي وسائل و ذرائع موجود هیں ' اور جبکه هم ان تمام نئے وسائل و اسباب کے اپني زندگي میں کچهه اسطرح عادي هوگئے هیں که اگر ایک دن کیلیے بهي یه هم سے واپس لیلیے جائیں تو هم نقل و حرکت اور کاروبار زندگي سے بالکل معذور هو جائیں ' تو بسا اوقات یه خیال کرکے همکو تعجب هوتا ھے که جس زمانے میں یه چیزیں دنیا والوں کے پاس نه تهیں ' اُس وقت کیونکر انکي زندگي بسر هوتي تهي ؟ کیونکر وه سفر کرتے تھے ؟ کیونکر ضروري خبروں کو حاصل کرتے تھے ؟ یه کیسے ممکن تها که بغیر پریس کے اور بغیر چهپي هوئي کتابوں کي بڑي بڑي دکانوں کے وه علم حاصل کرتے تھے اور اپنے عهد سے پہلوں کي اور اپنے معاصروں کي تصنیفات مطالعه کیلیے مهیا هو جاتي تهیں ؟ .

لیکن حقیقت یه ھے که جس وقت دنیا میں اسباب و وسائل میں سے کچهه بهي نه تها ' اُس وقت بهي دنیا اور دنیا والوں کي ضرورتیں پوري هوتي تهیں جبکه چند ابتدائي وسائل پیدا هوے ' جب بهي اسي طرح دنیا نے امن اور چین سے زندگي کاٹي ' اور پهر جبکه یه سب کچهه موجود نه تها جسکي همارے زندگي اسقدر عادي هوگئي ھے ' تو اس وقت بهي دنیا اپنے کاموں کو اسي طرح بغیر

## اسلام کی بیکسی اپنے گھر میں

### فلسطین میں صہیونی یہودي اور مسلمان

هم روتے هیں که اسلام ان ممالک میں ذلیل و پامال هو رها هے جو هماري بد اعمالیوں کي بدولت مسیحي استعمار ( یعني نو آبادیوں ) کی بد بختي میں گرفتار هیں' لیکن اگر هم موجوده شئون و حالات کا ایک غلط انداز نظر سے بهي مطالعه کریں تو صاف نظر آجاے که اب همارے ضعف و انحطاط کا یه عالم هوگیا هے که فرزندان اسلام خود اپنے گهر میں اور اپنے زیر دستوں کے هاتهوں بهي مقهور و مظلوم هو رهے هیں !

فلسطین وہ مقام هے جس پر ایام مظلمه میں مسیحیت کي خوفناک خونیں کوششوں' اور موجوده عهد تمدن میں یورپ کے پر فریب سیاسي دسائس کے باوجود' آج تک اسلام کا پرچم توحید لہرا رها هے -

با ایں همه وهاں کي موجوده حالت نهایت درد ناک اور ماتم انگیز هے -

فلسطین اس سلسلۂ مضامین کي ایک مستقل کڑي هے جو هم بقیه " عالم اسلامي " کے عنوان سے شائع کرنا چاهتے هیں - مختلف دول یورپ کا نفوذ' انکے مصالح و اعراض کا تعارض و تصادم' یهودیوں کا هجوم و استیلاء' مسلمانوں کي حسرتناک مغلوبیت و کس مپرسی' اسکے ضروري مگر دل فگار و گریه انگیز نقطه هاے بحث هیں جنهیں سردست نهیں چهیڑینگے - صرف دو ایک واقعات کے بیان پر اکتفا کرینگے جو تازه عربي ڈاک میں موصول هوے هیں :

مشکوکے انقلابات اور قوموں کي بیداري کي تاریخ کا یه ایک متواتر و مسلم واقعه هے که ظلم و مشار کي زیادتي' هجوم و استیلاء کي شدت' جبر و عدوان کي کثرت' اور چیره دست و غالب قوم کي سبعیت و درندگي' یعني تاخت و تاراج' خونریزي سفاکي' اور اسي طرح کے تمام مظالم کسي خاموش و افسرده ملک میں عالمگیر حرکت و بیداري اور ایک غافل و خوابیده قوم کے اندر عام احساس و تنبه پیدا کردیتے هیں - بشرطیکه اسکے بهلے دن آنے والے هوں -

گذشته نصف صدي سے عالم اسلامي پر ایک عام جمود و افسردگي طاري تهي - گو اسکے مختلف حصوں میں احساس و شعور کے آثار نمایاں هوے مگر در حقیقت وہ ابتدائي لهریں تهیں جنکا وجود صرف سطح سمندر هي پر هوتا هے - اسکے نیچے یعني وسط و قعر حسب سابق خاموش و ساکن رهتے هیں !

لیکن گذشته دو خونین سالوں نے عالم اسلامي کي حالت یکسر بدلدي - اب عربوں نے بهي جمود و تعطل' اور معض ترکوں کے ساتهه معرکه آرائي کرنے کي سطح سے کسیقدر بلند هوکے نظریں ڈالي هیں' اور انهیں اپنے وطن عزیز اور گهوارۂ اسلام میں اجنبي قوتونکے اثر کا غلبه' پرانے دشمنوں کا تسلط' اور زمین کے بهوکے فرنگیوں کا چاروں طرف ابتحام نظر آرها هے - یه منظر قدرتا انکي ایک نئي حرکت کا موجب هوا - انهوں نے اس عرصے میں وقتاً موقتاً اپني موجوده حالت پر ماتم اور اس سے نجات کے لیے استغاثه و فریاد کي چیخیں بلند کیں - مگر یورپ کے مصري ذریات یعني المؤید' المقطم' اور لسان العال وغیره ان علائم و آثار کو ایسے خوفناک عنوانوں سے ساتهه شائع کرتے هیں جن سے عربوں اور ترکوں کے تعلقات کي پراني دشمني کو همیشه غذا ملتي رهے' اور اختلاف کي وہ خلیج وسیع سے وسیع تر هوجاے جسکے پاني سے یورپ کي امیدوں کا شجرۂ ملعونه و خبیثه سیراب هوتا رهتا هے'

چنانچه گذشته حرکت عربیه اور اسکے طرفداروںکے نزدیک نظم حمیدي کے دائرۂ اقتدار کي توسیع پر اهل عراق کي بے چیني' مسلمانان فلسطین کي داخلي تدابیر مقاومت' اور ملک و حکومت کي اطلاع کے لیے شور و فغاں کرنا اسي کا نتیجه هے -

صهیوني یهودیوں کے روز افزوں تسلط اور اقتدار و مظالم کا تذکره اس جلد کے کسي گذشته نمبر میں آچکا هے - آج ایک اور واقعه نقل کیا جاتا هے جسکو اُس ظلم و ستم اور توهین و تذلیل کے صدها واقعات کا نمونه سمجهنا چاهیے جو یہاں برابر پیش آتے رهتے هیں -

" محمد عون آفندي ایک پر جوش و غیور شخص مقام زواره کا دولتمند تها - وہ دیکهرها تها که یهودي رفته رفته تمام شهر پر قبضه کرتے جاتے هیں - اسلیے جب یهودیوں نے زواره کا ٹهیکه لینا چاها تو اس نے سخت مخالفت کي - مگر افسوس که اسکي کچهه نه چلي - یهودیوں کو اپني کوشش میں کامیابي هوگئي -

حال میں اس پر بعض ایسے ناگهاني مصائب آپڑے که اسے اپني جائداد رهن رکهنا پڑي - فلسطین میں مسلمان اسقدر دولتمند کہاں هیں که وہ رهن رکهسکتے ؟ مجبوراً یهودیوں هي کے هاتهه گرو رکهنا پڑي - ان ظالموں نے پہلے تو روپیه نهایت خنده پیشاني سے دیا' مگر تهوڑے هي دنوں کے بعد نهایت سختي سے تقاضا شروع کیا - جب وہ روپیه نه دیسکا تو اسکو گرفتار کرکے مارنے پیٹنے لگے اور جب اچهي طرح زد و کوب کرچکے تو ایک قلعه میں نظر بند کر دیا اور اسکي جائداد نیلام کرکے خود هي خریدلي - وہ بیچاره اب قیدي هے - اسکے اهل و عیال دانے دانے کو محتاج هیں - اهل شهر نے والي بیروت کے پاس فریاد کي - گو والي نے هنوز قطعي طور پر یاس انگیز جواب نهیں دیا هے مگر تاهم وہ برابر ٹال رها هے - اسکي وجه بظاهر یهي معلوم هوتي هے که مجرم یهودي جرمني اور روس کي رعایا هیں - والي کو خوف هے که اگر اس نے کسي قسم کي عملي کارروائي کي تو دونوں سلطنتیں حفظ حقوق کے نام سے مداخلت کرینگي - یہاں یه بهي افواه هے که انهوں نے اپني اپني سلطنتوں کو اس واقعه کي اطلاع دیدي هے اور وهاں سے انکو اطمینان دلایا گیا هے " یه حالت هے اس ملک کے مسلمانونکي جهاں خود هماري حکومت هے'

## روزانه الهلال

چونکه ابهي شائع نهیں هوا هے' اسلیے بذریعه هفته وار مشتهر کیا جاتا هے که ایمبرائیڈري یعني سوزني کام کے گل دار پلنگ پوش' میز پوش' خوان پوش' پردے' کامدار چوغے' کوٹے' رنگی پارچات' شال' الوان' چادریں' لوئیاں' نقاشي مینا کاري کا سامان' مشک' زعفران' سلاجیت' ممیره - جدوار' زیره کالي بنفشه' ممیره وغیره هم سے طلب کریں - فهرست مفت ارسال کي جاتي هے - ( دي کشمیر کواپریٹیو سوسائٹي - سري نگر - کشمیر )

کو یہ سنکے تعجب ہوگا کہ ان پرندوں پر اسقدر روپیہ صرف کیا جا رہا ہے - سپاہی ان ننھے ننھے جانوروں کو بہت چاہتے ہیں اور انکی تعلیمی تربیت کو سرگرم دلچسپی کے ساتھہ دیکھتے رہتے رہیں -

مقام زیجیبرگ اور اسیطرح دوسرے مقامات میں کبوتروں کی ڈھابلیاں مکان کی چھت پر ہوتی ہیں - ہر ایک ڈھابلی ایک روش کے ذریعہ دو حصوں میں منقسم ہوتی ہے - فرش پر پلاسٹر اور اس پر خشک اور متوسط درجہ کی خوشنما چٹائیوں کی ایک تہہ ہوتی ہے تاکہ انکے پنجے نجاست میں آلودہ نہ ہوں - پانی کے برتن چھوٹے بنائے گئے ہیں تاکہ کبوتر نہانے میں زیادہ پانی نہ پھینک سکیں - لیکن جب کبھی ان ڈھابلیوں کی چھت پر بہنے ہوے پانی کا سامان ہوجاتا ہے تو بڑے برتن رکھدیے جاتے ہیں تاکہ وہ انمیں آزادی سے نہا دھو سکیں ' اور اسطرح مہلک جراثیم سے محفوظ ہو جائیں -

ہر خانے میں ہوا کی آمد و رفت کا عمدہ انتظام کیا گیا ہے - ہر کبوتر کے جوان جوڑے کو ۳۵ فیٹ مکعب ' اور ہر بچہ کو ۹ فیٹ مکعب جگہ دیگئی ہے - اس خیال سے کہ ہوا کی گردش میں سہولت ہو ' پہاڑی یا سرد ملکوں کے علاوہ اور کہیں ڈھابلیوں کی چھتوں پر استرکاری نہیں کی جاتی -

ان ڈھابلیوں کا مشرق رو ہونا بھی نہایت ضروری ہے - قریبا تمام فرانسیسی ڈھابلیوں کا رخ شمال اور شمال و مشرق تیز طوفان آب کے تمام رخوں کے بالکل مخالف ہوتا ہے - اس کا خیال رکھا جاتا ہے کہ یہ ڈھابلیاں ٹیلیگراف یا ٹیلیفون کے دفتر کے پاس نہ بنائی جائیں جنکے تار اڑنے میں ٹکرا کے انہیں زخمی کرسکتے ہیں -

نامہ بر کبوتروں کی پارک اور انکی بالائی درسگاہ ! !

بڑے بڑے درخت اور اونچی اونچی عمارتیں بھی قابل اعتراض سمجھی جاتی ہیں - کیونکہ انکی وجہ سے ان کبوتروں کو بآسانی بیٹھنے کے مواقع ملجاتے ہیں اور اڑنے سے جی چرانے لگتے ہیں - کترنے والے جانوروں مثلاً ( ordents ) کی روک کے لیے شیشہ دار پنجرے چوکھٹوں میں رکھے جاتے ہیں - پاس کی چمنی پر لوہے کا جال تنا رہتا ہے تاکہ چمنی میں بچے نہ گرسکیں - تمام کبوتر خانوں اور انجینیرنگ کور کے دفتروں میں ٹیلیفون لگا ہوا ہے -

یہ قاعدہ ہے کہ ہر کبوتر خانے میں ۱۰۰ کبوتر ایسے ہوے ہیں جو فراہمی فوج میں شرکت کے لیے تیار کیے جاتے ہیں - اس مفید طاقت کے قائم رکھنے کے لیے دو کمرے ایک سو تیس جوان کبوتروں کے ' ایک کمرہ دو سو بچوں کا جو اسی سال پیدا ہوے ہوں ' ایک جنوب رو شفا خانہ ( Imfirmary ) ' اور ایک دار التجربہ (Laboratory) درکار ہوتا ہے -

ان خانوں میں رکھنے کے لیے کبوتر ان بچوں میں سے انتخاب کیے جاتے ہیں جنکی عمر ابھی ۴ ہفتہ ہی کی ہوتی ہے ' اور جو ابھی تک اپنے ان پیدائشی خانوں سے نہیں نکلے ہوتے جنمیں وہ پیدا ہوے ہیں -
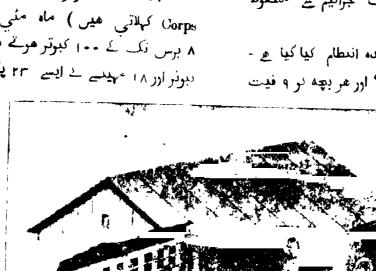
صحت اور غذا کی نگرانی کے خیال سے پہلے ۴ یا ۵ دن تک انکی دیکھہ بھال رہتی ہے - اسکے بعد خانے سے نکلنے اور ادھر ادھر اڑنے پھرنے میں اسطرح حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ بغیر ڈرائے ہوے ( تاکہ وہ اپنے داخلے کا دروازہ پہچان سکیں ) نکل بھاگنے کا انہیں موقع دیا جاتا ہے - یہ تربیت روز ۳ بجے دن کو کی جاتی ہے -

جب اس کو آبادی میں جوان کبوتر ملا دیے جاتے ہیں تو یہ مشق بہت دیر تک جاری رہتی ہے - تازہ وارد کبوتر پہلے تو ایک معتدبہ زمانے تک علحدہ بند رہتے ہیں - اسکے بعد پرانے رہنے والوں کے ساتھہ ملا دیے جاتے ہیں - آخر میں انکی اگلی پانچ پانچ یا چار چار تیلیاں دو دو انچ کے قریب کتر دی جاتی ہیں تاکہ موسم بھر اڑ نہ سکیں - جب پر جھاڑنے کا زمانہ آتا ہے تو ان کتری ہوئی تیلیوں کی جگہ پوری پوری نئی تیلیاں نکل آتی ہیں -

قابل خدمت ٹکریوں میں ( ٹکریاں فوجی اصطلاح میں کور Corps کہلاتی ہیں ) ماہ مئی کے قریب ۲ برس سے لیکے ۸ برس تک کے ۱۰۰ کبوتر ہوتے ہیں - انمیں اکتوبر تک ۶ محفوظ کبوتر اور ۱۸ مہینے کے ایسے ۲۳ پٹھہ نوجوان بڑھا دیے جاتے ہیں جو تعلیمی معرکوں میں حصہ لیچکے ہیں -

نہانے کے لیے سیم ' مٹی اور مسور کا آکرا دیا جاتا ہے جو برابر سال بھر تک جمع ہوتا رہتا ہے - اس کی مقدار فی کبوتر قریباً ڈیڑھہ اونس ہوتی ہے جو تین وقتوں میں یعنی صبح ' دوپہر ' اور ۳ بجے دن کو دی جاتی ہے - اسکے علاوہ مٹی ' چونا ' دریا کی عمدہ بالو ' انڈے کے چھلکے ' اور گھونگے بھی ہم وزن پسے ہوے ملتے ہیں - یہ مرکب جسے نمک آمیز زمین ( Solted Earth ) کہتے ہیں ' ہمیشہ انکے پنجروں میں پڑا رہتا ہے -

بہار کے زمانے میں اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ دو ہلکے یا دو بہت ہلکے رنگ کے کبوتروں میں ' یا نہایت ہی قریبی رشتہ دار کبوتروں میں ' یا ایک دوسرے سے بیحد ملتے ہوے کبوتروں میں جوڑا نہ لگنے پائے - جوڑا صرف انہی کبوتروں میں قائم کرنا چاہیے جنکی آنکھوں اور پروں کے رنگ مختلف ہوں - چھوٹے بڑے ' جوان بوڑھے ' باہم مانوس اور غیر مانوس کبوتروں میں الٹ پھیر ضرور بنا دینی چاہیے -

جب چند دنوں تک ایک ساتھہ علحدہ بند رہنے سے جوڑا لگ جائے تو پھر انہیں کمرہ میں آزادی سے پھرنے دینا چاہیے - جوڑا لگنے کے بعد سے ۴۰ دن کے اندر مادہ انڈے دیتی ہے ' اور اسکے بعد ۱۷ دن تک سیکتی ہے - جب بچے ۴ یا ۵ ہفتے کے ہوجاتے ہیں اور دانہ چگنے لگتے ہیں تو ماں باپ سے علحدہ کرکے ایک ایسے جنوب رویہ کمرہ میں رکھدیے جاتے ہیں جسمیں زیادہ سے زیادہ دھوپ آتی ہو - کسی دوسری جھولی کے یا موسم خزاں کے انڈے نہیں رکھے جاتے - کیونکہ انکے بچے مرتے ہوتے ہیں اور بیقاعدہ پر جھاڑنے لگتے ہیں -

( لہا بقیۃ صالحۃ )

...م برسي کي - ليکن حضرموت کو بهي اس بات سے کم فخر نہیں ہے کہ اسکے سلاطين نصارا کے يد بيضا کا معجزہ ديکهه رهے هيں ! ... ملي ميں هز هائنس سلطان مقاله کو هم نے ديکها هے که ... خامس کے آگے اپني عزت کو نثار کر رها تها !

... وه خطه هے جسکے باشندوں کي بدولت آج چاليس ... جزائر سوماترا اور جاوه ميں مسلمان نظر آتے ... يہاں کے عرب وه مشنري اور تاجر هيں جو ايسٹ انڈيا ميں ... اور اب بهي وهاں ايسے سلاطين هيں جنکا رشته حضر... موت سے هے - مارب کے عظيم الشان کهنڈر اسي حضرموت ميں هيں - يه حصه انهي سلاطين ميں منقسم هے - مقاله سنگ سرخ ... کے اندروني جانب واقع هے - يہاں کا حاکم القاسمي خاندان کا ايک سلطان هے - اس خاندان کا سات منزله قلعه ايک بلند رقبه پر ابتک موجود هے ' جسکے مورچے اور ديواريں بهت هي مضبوط هيں -

تيم وادي حضرموت کا سب سے بڑا شهر اور تيل کا رنگ ... کے ليے مشهور هے - اسي کا ايک شهر شهر قديم زمانے ميں تجارت کا مرکز تها - يہاں خاندان القاس کا ايک وارث نواب هے جسکا باپ نظام حيدر آباد کي عربي فوج کا سپه سالار هے -

حضرموت يمن کا ايک حصه هے - ترکي فوج ايک بار يمن سے لڑ کر يہاں پہونچ بهي گئي تهي مگر کمزور و بزدل باب عالي نے انگريزي اعتراض کے آگے سر تسليم خم کرديا ' اور اس خطه کو جو اسکي عربي مقبوضات کے ليے ايک لعل بے بہا تها ' غيروں کے هاتهه چهوڑ ديا !

... عرب ميں ايک خطه وادي دار سير اور نجدران کے نام سے مشهور هے - يہاں عبد الله بن سبا کے فرقے کے لوگ هيں - ... دار سير ۳۰۰ ميل لمبي اور ايک سو ميل چوڑي هے - يمن کا سب سے بڑا زرخيز خطه يہي هے - دار سير ميں نين منزل تک کهجور هي کے باغ هيں - ان ملکوں ميں کو ابهي تک کسي يورپين طاقت کا گذر نہيں هوا ليکن ترکي بهي اس پر متوجه نہيں اور ساحل کبهي دبي هي هو - ( باقي )



# عالم اسلامي

## مجمع الجزائر مالديپ

## غربي هند ميں عربوں کا ابتدائي ورود

### محيط هند ميں ايک عرب سلطان !

مالديپ ( جسکو عربي جغرافيه نويس ملاديف يا ملديف کہتے هيں ) بحر هند کے بے شمار چهوٹے چهوٹے جزيروں کا ايک مشهور مجمع الجزائر هے جو اپني بحري پيداوار کي وجه سے هميشه دور دور کے تاجروں اور ملاحوں کيليے ايک پرکشش خطه رها هے - اسکے جزيرے گو بهت چهوٹے چهوٹے هيں حتی که هر جزيره کا طول و عرض ايک ميل سے زياده نہيں ' ليکن چونکه انکي تعداد بے شمار هے - اسليے مجموعي حيثيت سے ايک بڑي وسيع آبادي پيدا هوگئي هے ' اور بيس سے تيس هزار تک بيان کي جاتی هے

يہاں کی مشهور پيداوار عنبر ' مرواريد ' اور زياده تر موتي هيں جنکي وجه سے اسکے بندرگاه هميشه تاجران عالم کا جولانگاه رهے هيں -

* * *

يہاں کي تمام آبادي تقريباً مسلمان هے اور ايک خاص مقامي زبان بولتي هے - تاريخ و آثار سے ثابت هوتا هے که يه سب کے سب عربي النسل هيں ' اور ان عرب تاجروں اور داعيان اسلام کی اولاد ميں سے هيں جو تاريخ اسلام کي ابتدائي صديوں ميں هندوستان کے جزائر عربي کي طرف بڑهتے ' اور بحکم :

يا عبادي الذين امنوا ! ان ارضي واسعة ' فاياي فاعبدون ! نہيں آباد هوئے !

يہاں کي حکومت ابتدا ميں اسي آبادي کے هاتهه ميں رهی جو ملکي قوم کے نام سے مشهور هے ' ليکن اسلام ايک دولت هے جو اگر ضائع نه کردي گئي هو تو صرف حکومت اور فرمانروائی هی نہيں بخشي گئي هے ' اور وه کبهي بهي محکوم و غلام هوکر نہيں رهسکتي - تهوڑے عرصه کے بعد هی ايک عربي سلطنت قائم هوگئي جسنے مختلف زمانوں ميں قرب و اطراف کے بت پرستوں ' قرون متوسطهٔ هند کے دريائي ڈاکوؤں ' يورپ کے ولنديزيوں ' اور ڈچ تاجروں کے وحشي حملوں سے اپني سرزمين کي مدافعت کي ' اور مرکز اسلامي سے هزارها فرسخ کے فاصلے پر ' عام بحري گذرگاهوں سے الگ رهکر ' اور محيط هندي کي هلاکت خيز موجوں اور طوفانوں کے اندر ' دعوة توحيد اور صداے مقدس لا اله الا الله کو عظمت و حکمراني کے ساتهه قائم رکها !

* * *

يہاں تک که هندوستان ميں ايسٹ انڈين کمپني پہنچي اور آهسته آهسته تمام اطراف و جوانب بحر پر بهي قبضه کرنا شروع کرديا - اپني ... پيداوار کي وجه سے يه مجمع الجزائر هر اجنبي قوم کي طمع و آرزو کو قدرتي طور پر دعوت ديتا تها - رفته رفته انگريزي تجارت کے جهازوں نے آمد و رفت شروع کي اور قبل اسکے که هندوستان کے اندر ميدان پلاسي ... مستقبل کا فيصله کرے ' انگريزي نفوذ نے حسب عادة مالديپ پر قبضه کرليا !

* * *

گيارهويں اور بارهويں صدي هجري ميں يہاں کا مسلمان حکمران بالکل خود مختار تها - مير غلام علي آزاد بلگرامي نے تاريخ " سبحة

# عرب كي بقيه ازاد حكومتوں كا خاتمه

## مسقط ' عمان ' يمن ' حضر موت

### تاريخ و مبسرا

سنه ۱۷۹۸ ع ميں ايست انڈيا كمپني سے سلطان مسقط نے عهد كيا كه وه فرانسيسيوں كو عمان سے خارج كرديگا -

سلطان سعيد سنه ۱۸۰۴ سے سنه ۱۸۵۶ ع تـك حكمران رها - اسنے انگريزوں كے ساتهه ملكر عربي قزاقوں سے جنگ كي' اور غلامي كے انسداد كے ليے تين عهدنامے تحرير كيے - سعيد كي وفات پر عمان سے اسكے ماورا البحر مقبوضات جدا هوگئے - سيد سيواني مسقط ميں اور اسكا چهوٹا بهائي زنجبار ميں حكمراں تها - سيواني سنه ۱۸۶۶ ع ميں بمقام سيار قتل هوا - اسكا بيٹا سليم جانشيں هوا - اسكے بعد سنه ۱۸۷۱ ع ميں سيد تركي سعيد كا ايک بيٹـا تخت نشيں هوا - اسكے وقت ميں اكثر بغاوتيں هوتي رهيں - انگريزوں كے كهنے سے اسنے افريقه اور زنجبار ميں غلاموں كي تجارت مسدود كردي - اِسكے معاوضه ميں انگريز اُسے چهه هزار پونڈ سالانه ديتے رهے -

سنه ۱۸۸۸ ميں اسنے وفات پائي اور اسكا بيٹا فيصل بن تركي جانشيں هوا - اسكے زمانے ميں بهي بغاوتيں بند نه هوئيں - فروري سنه ۱۸۹۵ ميں بدويوں نے بغاوت كركے شهر مسقط لوٹ ليا - سلطان خوف سے قلعه بند هوگيا - بنائے فساد يه تهي كه سلطان نے ايک شيخ صالح محمد نامي سے خراج طلب كيا - وه مطلوبه رقم سے كم ديتا تها -

نومبر سنه ۱۸۹۴ ع سے ۱۲ فروري سنه ۱۸۹۵ ع تـك باغي اسلحه اور فوج جمع كرتے رهے - ۱۲ فروري كو عبد الله بن شيخ صالح ۲۰۰ مسلح بدوي ليكر سلطان مسقط سے ملاقات كرنے گيا - اوسكي سلامي هوئي اور سلطان نے چار سو پونڈ نقد تحفه ديا -

مسلح بدويوں كو شهر ميں جانے كي اجازت ديدي گئي تهي - آدهي رات گـذرنے پر باهر سے آكر انهوں نے حملـه كرديا - شهـر كے دروازے كهولديے اور بهت سے بدوي گهس آئے - بازار كا دروازه اور بڑا مغربي دروازه دونوں بدويوں نے مسخر كرليے - پهر سلطان كے محل پر حمله كيا - سلطان نے جاگتے هي دو حمله آوروں كو گولي سے مار ديا ' اور خود ايک پوشيده دروازے سے قلعه ميں چلا گيا جهاں سے شهر اور بندرگاه پر گوله باري هوسكتي تهي - اوسكا بهائي بهي ايک دوسرے قلعه ميں چلاگيـا - دونوں قلعوں ميں پچـاس پچـاس آدمي اور باره پونڈ كي چند توپيں تهيں -

محل پر گوله باري شروع هوگئي جسپر بدوي قابض تهے - مگر ۱۳ فروري كو بدويوں نے شهر كے دروازے بند كركے اوسپر قبضه كرليا - محل سلطاني بالكل لوٹ ليا - سلطان نے قلعوں كي توپوں اور بندوقوں سے آتش افشاني شروع كي - تين روز تـك اپنے هي محل پر گولے برساتا رها - باغيوں نے قلعه پر حمله نه كيا ' اور شهر ميں بهي نه پهيلے - انگريزي حصه بالكل محفوظ رها -

حتى كه ساحلي شهروں سے ايک هزار فوج مدد كے ليے آئي جس نے دشمن پر حمله كرديا - حمله كے اثنا ميں برٹش ريزيڈنٹ هندي انگريزي رعايا كو مقابله ميں لے گيا - شام تک اور كمک بهي آگئي - آخر باغي بهاگ گئے اور غريب سلطان كو انگريزي رعايا كے نقصان كا كفاره دينا پڑا !

سنه ۱۸۹۲ ميں مسقط ميں فرانسيسي قنصل خانه قائم هوا جسكا مدعا صرف سياسي تها - اُنهوں نے بهت سي سازشيں كيں ليكن انگريزي رقابت سے كوئي اثر هونے نه پايا - انگريزوں نے البته فرانس كے مقابلے ميں بهت سي مراعات حاصل كرليں - چنانچه سلطان مسقط نے بحر قلزم كا سلسله تار قائم كرنے كے ليے پانچ جزيرے ديديے - يه جزيرے بهت زر خيز هيں -

سنه ۱۸۶۱ ميں انگريزي كمشنري نے مسقط اور زنجبار كي حكومت كے دو دعويداروں كے درميان ثالثي كي ' اور سلطاني علاقه كو دو قسموں ميں منقسم كرديا - ليكن تهوڑے هي عرصه كے بعد آخر الذكر حكومت برٹش ايست افريقه ميں جذب هوگئي ! پهر سنه ۱۸۷۳ ع ميں عمان پر بهي دست آز دراز هوا ' اور اپني عالمگير انگريزي پاليسي كے مطابق بالاخر سلطان كو وظيفه خوار بناكے چهوڑا !!

عمان كي موجوده پوليٹكل حالت يه هے كه جنـگ بلقان كے آخر سے عمان ميں پهر بغاوت كي حركت شروع هوئي - ابهي بغاوت فرو نه هوئي تهي كه سلطان فيصل بن تركي كا انتقال هوگيا - اس كشمكش ميں انگريزي طماعي بهلا كب اس بات كي متقاضي تهي كه خاموش رهے ؟ سلطان كے طرف سے كچهه هندوستاني فوج مسقط ميں اتار دي گئي اور انگريزي بيڑه كو بهي اشاره هوا كه بركه اور ساحل سهار پر گوله باري كرے !

بغاوت ابهـي تـک فرو نهيں هوئي هے - انـگريزوں كا اقبال بر سر اوج هے' اور عمان كو شكنجه ميں كسنے كے ليے ايک نيا پيچ گهمايا گيا هے - برٹش گورنمنٹ سے جو معاهده خليج فارس كے ليے هوا تها' مجهے خيال هوتا هے كه اسميں ايک دفعه يه بهي تهي كه تركي عمان كے قانوني دعوے سے دست بردار هوگئي -

مجهكو خوف هے كه اسي طرح كل كو يمن ' پهر حجاز' پهر شام و عـراق سے بهي دست بردار هونا نه پڑے - هاں اس معاهده سے اتنا پته ضرور چلا كه عمان بهي كسي وقت تركي كے زير سيادت هونے كا فخر ركهتا تها -

عمان اور مصر كي حالت ايک سي هے - عمان كے قريب هي جزيره نمائے القوس و بحرين' اور اُسكے متصل ايک مشهور موتيوں كا جزيره هے - ساتهه هي خليج فارس كے قبرس كي طـرفسے بهي اُسے انـگريزوں كے حواله كرديا گيا هے - بحرين جسكا نام هم شروع اسلام سے سنتے آئے هيں اور تاريخ ميں اسكي اهميت اكثـر مطالعه كرچكے هيں' آج يونين جيک كے زير سايه هے ! زر خيزي ميں يه جزيره تمام عرب ميں بے مثل هے' اور اپني قدامت ميں تو بابل كا همسر سمجها جاتا هے - يهاں اُن قبور كا پته چلتا هے جو قحطان كے بتوں كي هيں' اور يهي پهلا مستقر اقوام عرب يا قبيلۂ عدنان كا هے -

كويت اور القطار بهي انـگريزوں كے زير اثر هے - عدن كو بهي اس بات كا فخر حاصل هے كه اس نے پہلے پہل سفيد جنس كي

# مکتـــوب لنـــدن

از مشیـــر حسین قدوائي اسکرٹـــر نزیل لنـــدن

معترم مولانا - افسوس که هم میں غلامي کي عادت اسقدر سرایت کرگئي هے که همارا اس سے آزاد هونا بہت مشکل هوگیا هے - همارے سرغنه اور تعلیم یافته لوگ بھي اوس سے علحده نہیں هو سکتے -

میں نے همیشه یه خیال کیا که اگر مسلمان موجوده تمدن سے الگ نه رکھے جالیں تو اونکو هندو بھائي نیچے رکھنا کیا معنی ' مجبور هونگے که اپنا سرغنا بنائیں - میرا یه خیال محض اسلیے تها که مجھے اسلام کي قوت پر اعتماد هے - موجوده تمدن میں جو کچھه خوبیاں هیں' وه سب کي سب اسلام میں موجود هیں - ایک مسلمان کو نئے سبق کي کچھه ضرورت نہیں - کسي طرح نئي عادات پیدا کرنا نہیں - اوسکے لیے نئي راهوں میں ذرا بھي رکاوٹیں نہیں هیں -

اگر اسکي عملي مثال کي ضرورت هو تو اڈیٹر الهلال کي مثال موجود هے - ایڈیٹر الهلال انگریزي زبان اور تمدن یورپ سے ویسے واقف نہیں جیسے اور نئے تعلیم یافته بزرگ اور مشہور لیڈر - تاهم ایک زمیندار کي ضبطي هي کے معامله کو دیکھیے - اسمیں صائب ترین راے صرف اڈیٹر الهلال هي کي رهي هے - کیوں ؟ اسلیے که وه سچے اسلام سے واقف هیں - انکے کاموں کي بنیاد تعلیم اسلام پر هے - زمیندار کي ضبطي کے متعلق میں نے الهلال دیکھا - اور دیگر اخبارات بھي دیکھے - شروع هی سے یه فرق نظر آیا که جس اصول پر الهلال نے اس معاملے کو اوٹھایا هے وه پورا مدبرانه هے - اور جس نظر سے دیگر مشہور و آزاد اخبارات نے اس معاملے کو دیکھا وه بالکل حقیر و ذلیل هے اور پست همتی پر مبنی هے - بلکه بعض لوگوں نے تو یه کمال کیا که صاف صاف لکھدیا که عدالت میں مقدمه لیجانے کی جگهه ( یعنی بجائے حق پر لڑنے کے ) صرف لفٹننٹ گورنر صاحب سے غلامانه عرض معروض کي جائے تو بہتر هے - مجھے اس اختلاف راے کا نہایت هی صدمه هوا - اور چونکه میرا مسلک :

فاش میگویم و از گفتهٔ خود دلشادم
بندهٔ عشقـــم و از جملـــه جهاں آزادم

هے' اسلیے میں آپ سے کہے بغیر نہیں رهسکتا - خدا نے آپکو اسلامي دل دیا هے - اور یہي راز هے که آپ بالطبع غلامي اور غلامي کے طریقوں سے گھبراتے هیں - مانا که هندوستان کي عدالتیں بالکل آزاد نہیں هیں - پهر بھي عدالت میں لیجانا اصولاً ضروري تها - یہاں کے حالات بھي اسي کے مقتضي تھے -

میں نہیں سمجھتا که لفٹننٹ گورنر صاحب کے هاں دوڑنے سے اگر کامیابي بھي هو - اگر استبداد اور پرسٹیج کو دهکا لگنے کا بہانه جواب کے لیے نه بھي ڈھونڈھا جاوے - اگر ضبط شده چهاپه خانه نہیں بلکه اوسي کے ساتهه زمیندار کے مالک کو اور پچیس هزار کا انعام بھي دیدیا جاوے جسطرح که اوده کے بادشاه نے پانچ سو کے فدیه سے شاهي فیاضي کا نمونه دکھایا تها - تب بھي کیا حاصل هوگا ؟

میں زمیندار کي خدمت کا قائل هوں - حیات بخش الهلال کي طرح اوسنے بھي قومي خدمات کیں - میں ظفر علي خاں سے ذاتي ملاقات بھي رکھتا هوں اور یہاں دیکھه رها هوں که گو اونکے ساتهه بعض همارے سرغناؤں نے یہاں کے قیام کے دوران میں اچھا برتاؤ نہیں کیا اور اونکے کام میں اور مشکلات ڈالدیں' پهر بھي وه بیچارے پریس ایکٹ کا بہت سا کام کرچکے هیں - ترکوں کے معامله میں بھي اونہوں نے شاید سب سے زیاده عملي کام هندوستان میں کیا - الغرض ذاتي طور پر میں اونکي وقعت کرتا هوں - اور کم نہیں کرتا - لیکن اگر زمیندار کا معامله ذاتي رکھا جاے تو میں اُس اخبار کو ایک کاغذ کے ردي ٹکڑے کے مثل سمجھونگا جسکا پاره پاره کردینا هی ٹھیک اور مقابلتاً بہتر هے - اگر اونکو صرف اپني منفعت هی کا خیال اور اپنے پریس هی کي واپسي مقصود هے تو میں سچ کہتا هوں که میرے دل میں اونکي کچھه بھی وقعت نه هوگي !

آپ کي راے بہت صائب تهی - آپنے بالکل درست لکھا که یه بھي غلطي کي گئی که اسے دوباره جاري کرنے کیلیے چنده کیا گیا - مشترکه سرمایه سے جاري کرنا تها - اسمیں بھي ذاتي منفعت کي جهلک نظر آتی هے - حالانکه اوسکا قومي بنا دینا بہتر اور مضبوط ترین چیلنج هوتا -

خدا را آپ اپني آتشین زبان سے میري قوم کو اور اپني قوم کو یه سمجھا دیں که وه لوگوں کے سامنے هاتهه پھیلانا اور انسانوں کو سجده کرنا چھوڑ دے - وه اپنے پیروں پر آپ کھڑا هونا سیکھے - وه اپنے حقوق پر مضبوطي ' استقلال ' اور پا مردي کے ساتهه جم جاے - وه ذاتي غرض کو قومي اور مذهبي غرض میں فنا کردے - پهر دیکھے که دنیا کي کونسی قوت هے جو اوسکي کامیابي میں حائل هوسکتي هے ؟ زمین اور آسمان ملکر بھي سچے مسلمان کے حصول مقصد میں حائل نہیں هوسکتے !!

مجھے آپ کو اتنا اسوقت اور لکھدینا هے که انجمن خدام الکعبه کے متعلق بھي مجھے اسي کا اندیشه هورها هے - کہیں اوسمیں بھي وهي هاتهه جوڑنے کي پالیسي نه اختیار کیجاوے -

مجھے آپ پر بھی اسمیں مجنونانه دلچسپي نه لینے کا بڑا اعتراض هے جو میں کسي دوسرے وقت لکھونگا - خدا کے لیے اوسمیں در آئیے - اور پوري طرح در آئیے -

میں مستقل خط پهر لکھونگا - مسلمان ابھي بہت بڑے خطروں میں هیں - آثار بہت خراب هیں - بلائیں اُمڈ رهي هیں - وه ابتک غافل هیں گو قهر انگیز و آتش فشاں بجلي کی کڑک اور توپ کانوں کے پردے اُڑاے دیتي هے - نه صرف هندوستان کے مسلمان بلکه ترک بھي غافل هیں - بالکل سوتے هوے - آپ کی خدمت میں میري گذارش هے که خدام کعبه کو اسوقت کا اهم ترین کام سمجھیے اور خدا کیلیے اوسمیں در آئیے -

کیا اچھا هو اگر آپ الهلال کو کسي دوسرے اهل پر چھوڑکر یہاں آجائیں اور میں اور آپ حجاز اور ٹرکي کے قریه قریه میں دوره کریں - اگر یہاں آپ نه آئیں تو میں نہیں آپ سے مل لوں - میرے نزدیک کئي مصلحتوں سے آپ کا ایک نظر اس ملک کو بھی دیکھه لینا بہتر هوگا -

آئیے - وقت تنگ هے اور تنگ تر هورها هے - بلکه معدوم هونے میں کچھه بھي کسر باقي نہیں رهی - آئیے - اور جلد آئیے - میں تو دل بیمار بھي رکھتا هوں فرصت حب تنگ هے - هے - آئیے اور بہت هي بہت جلد آئیے - والسلام -

المرجان فی آثار ہندستان " میں اس زمانے کے حالات نہایت دلچسپ لکھے ہیں - شیخ اسماعیل شافعی السورتی نامی ایک سیاح نے یہاں کے حالات انسے بیان کیے تھے - اور سنہ ۱۱۷۵ میں سید قمر الدین اورنگ آبادی نے بھی ان جزیروں کو اپنی سیاحت حجاز کے اثنا میں دیکھا تھا - وہ لکھتے ہیں کہ نہایت خوبصورت اور آباد جزائر ہیں - آبادی مسلمانوں کی ہے جو حد درجہ صوم و صلوۃ اور جمیع احکام اسلامیہ کے پابند ہیں - تین جمعوں کی نماز بھی میں نے یہاں کی جامع مسجد میں پڑھی - خطبہ میں سلطان عثمانی اور شاہنشاہ دہلی کیلیے دعا مانگی جاتی ہے - سلطان عثمانی کا ذکر اسلیے کیا جاتا ہے کہ لکونہ خادما للحرمین الشریفین زاد ہما اللہ جاہا - یعنی اسلیے کہ وہ خادم الحرمین الشریفین ہیں !

اس سے اندازہ کرو کہ ابسے ڈیڑہ سو برس پہلے ان سمندروں کے بے تعلق جزیروں کے اندر بھی سلطان عثمانی کا نام خطبوں میں لیا جاتا تھا ' اور ٹھیک اسی بنا پر لیا جاتا تھا جس حیثیت سے آج ہم لینا چاہتے ہیں ' اور جسکے تسلیم کرنے پر بعض ہندستانی پیشواؤں کو اسلیے اعتراض ہے کہ انگریز اس سے خوش نہیں ہوے !

سنہ ۱۱۷۵ میں مالدیپ کے جزیروں کے اندر خلافت عثمانیہ کیلیے دعا مانگی جاتی تھی ' مگر سنہ ۱۳۳۱ میں جامع مسجد دہلی کے اندر یا علی گدہ کی سب سے بڑی اسلامی تعلیم گاہ کی مسجد میں اسکے لیے دعا مانگنے کی جرات پیدا نہیں کی جاتی !

اسی سلسلے میں سید قمر الدین اورنگ آبادی نے ایک بات نہایت عجیب لکھی ہے - وہ جب جزیرۂ سیلون کے بندرگاہ گالی میں گئے تو اس زمانے میں وہاں ولندیزیوں کا قبضہ تھا ' مگر مسلمان آباد تھے اور ایک شاندار جامع مسجد موجود تھی -

جمعہ کے دن مسجد میں گئے تو دیکھا کہ ایک ولندیزی افسر دروازہ پر بیٹھا ہے ' اور ایک بہت بڑا رجسٹر اسکے ہاتھہ میں ہے - ہر مسلمان جو نماز پڑھنے کیلیے آتا ہے ' اسکا نام پوچھتا ہے اور رجسٹر میں درج کرتا ہے - تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہاں کے ولندیزی حاکم کے پاس تمام مسلمانان جزیرہ کے نام [illegible] ہوے ہیں - جمعہ کے دن ایک افسر انکے [illegible] سے رجسٹر [illegible] ہے اور نماز آنے والوں کے نام رجسٹر میں [illegible] تا کہ اگر کوئی مسلمان [illegible] جمعہ [illegible] مسجد [illegible] معلوم ہو جائے [illegible]

[illegible] سے [illegible] صون [illegible] ' یجلس علی [illegible]

[illegible]

[illegible] ' یواخذہ [illegible]

المسلمین [illegible] کبیر [illegible] ماخوذ عند رئیس النصاری

( دیکھو سبحۃ المرجان - مطبوعۂ بمبئی - صفحہ ۲۳ )

گویا ولندیزی اور مسیحی حاکم مسلمانوں کی مذہبی [illegible] محتسب [illegible] تھا - آج ہندستان میں خود مسلمان اپنے [illegible] دینی سے غافل ہیں

[illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی سلطان عثمانی [illegible] کے [illegible] خطبہ میں دعا مانگی جاتی تھی

* * *

لیکن اب اسلام کے تمام بہترین خزانوں کی طرح یہ موتیوں کے جزائر بھی انگریزوں کے قبضے میں ہیں - اپنی مشہور مسلمہ پالیسی نے مطابق حکمران خاندان کو برائے نام باقی رکھا ہے جو " سلطان مالدیپ " کے لقب سے مشہور ہے - موجودہ سلطان ہز ہائنس محمد شمس الدین اسکندی ہے جو چند سال ہوے ' اپنے باپ سلطان سابق کے ساتھہ حج کیلیے مکہ معظمہ گیا تھا - وہاں سے واپسی میں اسکا باپ مصر آیا اور اسکندریہ میں انتقال کرگیا - اسی وقت سے مالدیپ کا سلطان یہی قرار دیا گیا ہے -

ان لوگوں کی رنگتیں بدل گئی ہیں - زبان دوسری ہوگئی ہے - عادات و خصائل میں بھی بہت سے تغیرات ہوگئے - تاہم عربی خصائص ابتک مٹے نہیں ' اور اس قافلے کے نقش قدم باقی ہیں جو خشکی اور تری ' دونوں میں اپنی نہ مٹنے والی یادگاریں چھوڑ گیا ! عربی حکومتیں مٹ گئیں اور جو برائے نام باقی ہیں وہ بھی بظاہر چراغ سحری نظر آ رہی ہیں ' تاہم اُن عربوں کا نام تو دنیا کبھی نہیں مٹا سکتی جو چند صدیوں پیشتر تک دنیا کے سب سے بڑے تمدن ' سب سے بڑے علم و حکمت ' سب سے زیادہ حصۂ ممالک اور سب سے زیادہ خدا اور اسکے بندوں کے تعلقات کے مالک تھے !

تلک الجنۃ التی نورث من عبادنا من کان تقیا !.( ۱۹ : ٦٤ )

ایچ - احمد دیدی صاحب مالدیوی مقیم لکھنو نے ہمیں دو تصویریں اشاعت کیلیے دی ہیں - جنمیں سے ایک سلطان مالدیپ کے محل شاہی کی تصویر ہے ' دوسری وہاں کی ایک مشہور سڑک کو پیش نظر کرتی ہے - یہ سڑک دار الحکومت کی سب سے بڑی سڑک ہے - سلطان کا محل ' جامع مسجد ' شمس الدین کا مزار ' مشہور تاریخی منارہ ' تمام بڑی بڑی عمارتیں اسی سڑک میں واقع ہیں -

ان تصویروں کو ہم نے اس لیے شائع کر دیا کہ مالدیپ کے ذکر میں مسلمانوں کی گذشتہ اولو العزمیاں اور عربی حکومت کی عالمگیر قوت کی یاد پوشیدہ ہے ' اور یہ جو چند مٹے ہوے اور مٹنے کے قریب نشانات دنیا کے مختلف حصوں میں نظر آ رہے ہیں ' فی الحقیقت عزت و دبدبہ کی صدائیں ہیں ' اور ایک ایسی قوم کے لیے جو اپنا اقبال و تمدن تاراج غفلت کرچکی ہے ' یہ مطالعۂ و نظر سے بڑھکر اور کوئی وسیلۂ بیداری و اعتبار نہیں ہو سکتا

لمن کان لہ قلب او القی السمع و ہو شہید ! !

ہم احمد دیدی صاحب کا ان تصویروں کیلیے شکریہ ادا کرتے ہیں

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ مولوی انیس احمد صاحب جیسا تقریر و تحریر میں ممتاز، نواب وقار الملک کا معتمد، حضرت مولانا محمود حسن صاحب کا پسندیدہ، دوسرا گریجوائٹ نظر نہیں آتا۔ پھر اسقدر حیرت کا مقام ہے کہ ایک شخص دینی خدمات کے لیے آمادہ کیا جاتا ہے، بجائے اسکے کہ اُسکی ہمت افزائی کی جائے، بعض حضرات اپنی تمام توجہ اسکی بے بنیاد عیب چینی میں صرف کردیتے ہیں؟ کیا یہی طریقہ ہے جس سے نوجوان تعلیم یافتہ حضرات دینی خدمات کیلیے راضی کیے جائینگے؟

خاکسار ضیاء الدین - ایم - اے - پروفیسر نظارة المعارف دهلی -

## الہلال :-

مولوی قیس صاحب در بھنگوی کا یہ مضمون عرصہ ہوا بغرض اشاعت پہنچا تھا لیکن چونکہ بہت طول طویل تھا اسلیے شائع نہ کیا جاسکا اور انہیں اطلاع دیدی گئی کہ صرف اسکا خلاصہ شائع ہوسکتا ہے - انھوں نے اصرار مزید کیا اور اختصار کی اجازت دی، چنانچہ بعد اختصار شائع کردیا گیا کہ ہر طرح کی رائیں بعد کو فریق کا ساتھہ دیے شائع کردینی چاہئیں - بہر حال ہم سمجھتے ہیں کہ حضرت مولانا محمود حسن صاحب قبلہ کی تحریر مبارک اشاعت کے بعد یہ امر واضح ہوگیا ہے کہ جس سعندی [illegible] مخالفانہ رائیں بعض حضرات نے دی ہیں، واقعیت اسکے خلاف ہے۔ موجودہ عہد قابلیتوں کے فقدان و قحط الرجال کا بتلایا جاتا ہے [illegible] قسم کے کاموں کیلیے تو واقعی جامع حیثیات مبلغین کا بہت [illegible] قحط ہے - ایسی حالت میں چاہیے کہ کام کسی نہ کسی طرح [illegible] کیا جائے، اور اپنا معیار اتنا بلند نہ کیا جائے کہ کام کے آغاز کی نوبت ہی نہ آئے - ہمارا خیال تو یہ ہے کہ خلوص و صداقت ہی سب سے بڑی چیز ہے اور اگر یہ ہو تو بہت سی علمی [illegible] کی بھی تلافی کردیتی ہے -

---

## مسلمان مستورات کی دینی، اخلاقی، مذہبی حالت سنوارنیکا بہترین ذریعہ

نہایت عمدہ خوبصورت ایکہزار صفحہ سے زیادہ کی کتاب بہشتی زیور قیمت ۲ روپیہ ساڑھے ۱۰ آنہ محصول ۷ آنہ -

جسکو ہندوستان کے مشہور و معروف مقدس عالم دین حکیم الامة حضرت مولانا محمد اشرفعلی صاحب تھانوی نے خاص مستورات کی تعلیم کے لیے تصنیف فرماکر عورتوں کی دینی ودنیاوی تعلیم کا ایک معتبر نصاب مہیا فرما دیا ہے - یہ کتاب قرآن مجید و صحاح ستہ (احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم) و فقہ حنفی کا اُردو میں لب لباب ہے - اور تمام اهل اسلام خصوصاً حنفیوں کیلیے بے حد مفید و نافع کتاب ہے - اسکے مطالعہ سے معمولی استعداد کے مرد و عورت اُردو کے عالم دین بن سکتے ہیں اور ہر قسم کے مسائل شرعیہ اور دنیوی امور سے واقف ہو سکتے ہیں - اس نصاب کی تکمیل کیلیے زیادہ عمر اور زیادہ وقت کی ضرورت نہیں - اُردو پڑھی ہوئی عورتیں اور تعلیم یافتہ مرد بلا مدد اُستاد اسکو بہت اچھی طرح پڑھ سکتے ہیں - اور جو لڑکیاں یا بچے اُردو خواں نہیں وہ تھوڑے عرصہ میں اسکے حصہ اول سے بعد پڑھکر اُردو خواں بن سکتے ہیں - اور باقی حصوں کے پڑھنے پر قادر ہو سکتے ہیں - لڑکیوں اور بچوں کے لیے قرآن مجید کے ساتھہ اسکی بھی تعلیم جاری کردی جاتی ہے، اور قرآن مجید کے ساتھہ ساتھہ یہ کتاب ختم ہو جاتی ہے (چنانچہ اکثر مکاتب و مدارس اسلامیہ میں یہی طرز جاری ہے) - اس کتاب کو اسقدر قبولیت حاصل ہوئی ہے کہ اسوقت تک بار بار چھپکر ساتھہ ستر ہزار سے زیادہ شائع ہو چکی ہے - دهلی، لکھنؤ، کانپور، سہارنپور، مراد آباد وغیرہ میں گھر گھر یہ کتاب موجود ہے - اسکے علاوہ ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں صدہا جلدیں اس کتاب کی پہنچ چکی ہیں - اور بعض جگہہ مسجد کے اماموں کے پاس رکھی گئی ہے کہ نماز کے بعد اهل محلہ کو سنا دیا کریں - اس کتاب کے دس حصے ہیں اور ہر حصے کے ۹۶ صفحات ہیں اور ساڑھے [illegible] آنہ قیمت -

**حصہ اول** الف باتا - خط لکھنے کا طریقہ - عقائد ضروریہ - مسائل وضو غسل وغیرہ -

**حصہ دویم** حیض و نفاس کے احکام نماز کے مفصل مسائل وترکیب

**حصہ سویم** روزہ، زکوة، قربانی، حج، منت، وغیرہ کے احکام -

**حصہ چہارم** طلاق، نکاح، مہر، ولی عدت وغیرہ

**حصہ پنجم** معاملات، حقوق معاشرت زوجین، قواعد تجوید و قرات -

**حصہ ششم** اصلاح و تردید رسوم مروجہ شادی غمی [illegible] عرس چہلم دسواں وغیرہ -

**حصہ هفتم** اصلاح باطن تہذیب اخلاق ذکر قیامت [illegible] و نار -

**حصہ هشتم** نیک بی بیوں کی حکایتیں وسیرت [illegible] ندوی -

**حصہ نہم** ضروری اور مفید علاج معالجہ تمام [illegible] عورتوں اور بچوں کا -

**حصہ دهم** دنیاوی هدایتیں اور ضروری باتیں حساب وغیرہ و قواعد ڈاک -

**گیارهواں حصہ** بہشتی گوہر ہے جسمیں خاص مردوں کے مسائل معالجات اور مجرب نسخے مذکور ہیں - اسکی قیمت ساڑھے ۷ آنہ اور صفحات ۱۷۴ ہیں - پورے گیارہ حصوں کی قیمت ۲ روپیہ ساڑھے ۱۰ آنہ اور محصول ۷ آنہ ہے - لیکن پوری [illegible] خریداروں [illegible] صرف ۳ روپیہ کا ویلو روانہ ہوگا، اور [illegible] [illegible]

[illegible] کے وقت بیٹی کو نصیحت [illegible] مولانا کا پسند [illegible] قیمت دو پیسہ -

[illegible] جدید اسلامی جنتری سنہ ۱۳۳۲ [illegible] جسکو حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے مضامین [illegible] بخشی ہے - دیندار حضرات کا خیال ہے کہ آجتک ایسی جنتری مرتب نہیں ہوئی قیمت [illegible] آنہ -

فقیر اصغر حسین هاشمی - دار العلوم مدرسہ اسلامیہ دیوبند ضلع سہارنپور

## نظـــارۃ المعـــارف دهلـــی

### اور تبلیغ اسلام کي مجوزہ تحریک

( ۱ ) عنوان مندرجہ بالا سے ایک مضمون الهلال مورخہ ۱۳ - ۲۰ مئي سنہ ۱۹۱۴ع میں مولوي نورالهدی صاحب دربھنگوي کے نام سے شائع ہوا ہے - اس مضمون کے تین جزو هیں : اول تو صاحب مضمون نے اپني اس راے کا اظہار کیا ہے کہ مسلمانوں کے لیے هندوستان هي میں بے شمار فرائض ادا کرنے کو هیں - لہذا اشاعت اسلام کے لیے انگلستان یا جرمني جانا فضول ہے - دوسري راے صاحب مضمون کي یہ ہے کہ جو مسلمان مبلغ انگلستان جائیں ' انکو خواجہ کمال الدین کي ماتحتي میں کام کرنا مناسب نہیں - تیسرا جزو مضمون کا مولوي انیس احمد صاحب بي - اے کي ذات پر حملہ ہے - مولوي نور الهدی فرماتے هیں کہ " مولوي انیس احمد صاحب قران کي ایک آیت کا بھي صحیح ترجمہ نہیں کرسکتے - کسي حدیث سے واقف نہیں ' کوئی معمولي سے معمولی مسئلہ وہ نہیں بتلا سکتے ... کانفرنس اور علیگڈہ کالج سے تحریر و تقریر میں انہیں طلائی تمغے ملے هونگے مگر قوم کو اس سے کیا فائدہ پہنچا ' اور اس تبلیغ و اشاعت کے نام میں اس سے کیا اهمیت پیدا هوئي "

( ۲ ) مضمون کے پہلے دو جزو ایسے مسایل سے وابستہ هیں جنکے متعلق میں اس موقعہ پر بحث کرنا ضروری نہیں سمجھتا - لیکن تیسرے جزو میں جو کہ مولوي انیس احمد صاحب کي ذات پر حملہ ہوا ہے' لہذا میں بلحاظ تعلق نظارۃ المعارف اپنا فرض سمجھتا هوں کہ مولوی نور الهدی صاحب کو انکی غلطی سے آگاہ کروں -

( ۳ ) انیس احمد صاحب کی کالج لائف کے متعلق جو کچھ صاحب مضمون نے نقل کیا ہے وہ غیر مکمل ہے - علیگڈہ کالج کے اعلی پروفیسر نے انکی کالج لائف کے متعلق جو سند اکو دي ہے ' وہ حسب ذیل ہے :

" انیس احمد همارے کالج کے سات سال تک طالب علم رہے - اپنے پہلے سال میں انہوں نے انگریزي میں اول انعام حاصل کیا ' اور اپنے درجہ کے ضمیمہ آرٹس میں اول رہے - بعدہ انھوں نے بہت سی تحریري ... میں اول درجہ ' ڈیونٹي پرائز حاصل کیا - دوسرے سال بولنے ... میں اپنے درجہ کے ... کے ساتھہ تقریري مقابلہ میں اول انعام حاصل کیا - ... سال مسلم یونیورسٹی کے مضمون ... میں انکو اول درجہ کا طلائی تمغہ ملا ' اور ... سال ... مضمون نویسی کے مقابلہ میں انکو اول درجہ کا انعام ... عطا هوا ہے - انکا علمی مذاق بہت اچھا ہے اور میرا خیال ہے کہ اگر انکا مطالعہ جاري رہا تو وہ فاضل بن جائیں گے "

مولوي انیس احمد صاحب کو انعام اور تمغے ملنے سے صرف یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ تحریر و تقریر میں ممتاز درجہ رکھتے هیں - مذهبي مبلغ کي کامیابی میں تحریر و تقریر کی مہارت کو بہت دخل ہے -

( ۴ ) اب رہا یہ دعوی کہ " مولوي انیس احمد ... قران کي ایک آیت کا ترجمہ کرنے کے بھي قابل نہیں - اس کے متعلق میں اپني یا مولانا عبید اللہ صاحب ناظم نظارۃ المعارف کي راے نقل کرنے کے بجاے صرف شیخ الشیوخ حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندي مد ظلہم العالی کے الفاظ نقل کر دینا کافي سمجھتا هوں :

" مولوي انیس احمد صاحب بي - اے ( کالج علیگڈھ ) شریف و خوش خلق ' نہایت فہمیدہ و سنجیدہ ' تقریر و تحریر میں حسن ' امور اسلامیہ میں پختہ اور درست هیں ( علاوہ قیام دیوبند کے ) مولانا عبید اللہ صاحب کي خدمت میں رهکر انسے کلام مجید اور کتب حدیث توجہ اور شوق اور محنت کے ساتھہ پڑھتے رہے - مولوي صاحب موصوف بندہ کے نزدیک تبلیغ اسلام کي خدمت کے لیے جس کي ضرورت ممالک غیر اسلامیہ میں درپیش ہے نہایت مناسب اور لائق هیں - امید ہے کہ مولوي صاحب موصوف امور اسلامیہ کو پورا ملحوظ رکھے هوے اس بھاري خدمت کو ... اللہ انجام دیکر ... خوشنودي حاصل کرنے میں پوري جانفشاني ... اور اسکو انعام خداوندي سمجھکر هر طرح اسکي ... کرنے میں کوتاهی نہ کرینگے :

منت منہ کہ خدمت سلطان همي کني
منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

اللہ تعالی انکو ... عطا کرے - حسبنا اللہ و نعم الوکیل -
۲۱ صفر سنہ ۱۳۳۲ ھ "

( ۵ ) مجھے مناسب معلوم هوتا ہے کہ حضرت مولانا کے ارشاد کي نقل کے بعد نواب وقار الملک سابق آنریري سیکرٹري علیگڈہ کالج کي وہ تحریر بھي نقل کردوں ' جو آج سے تین سال پیشتر اخبارون میں شائع هوچکی ہے :

" مولوي انیس احمد صاحب چار سال سے کالج میں تعلیم پا رہے هیں - مذهبي تعلیم کے ازدیاد کا ارادہ ہے کہ بي - اے کي ڈگري حاصل کرنیکے بعد ڈپٹي کلکٹري کا سب جج هوسکنے کي ... انہوں نے اشاعت اسلام کو اپنی زندگي کا مقصد قرار دیا ہے ' اور آج کل وہ علیگڈہ کالج میں اپنے ... اس دائمي خدمت کیلیے تیار ... رہے هیں ... سالہا سال کے تجربہ سے اور رات دن کے ایک جگہ رہنے سے معلوم هوجاتا ہے کہ جو شخص اس قسم کے وعدے ... کیا حال ہے ؟ اور ... سمجھتا هوں کہ ... انیس احمد ... صداقت اور سچے جوش اسلامی کے ... هیں ... "

مولوي انیس احمد صاحب کي مذهبي تعلیم شروع ... نواب وقار الملک کي راے اور تعلیم ختم کرنے کے ... زمانہ میں حضرت مولانا کي راے ملاحظہ فرمائي جاے ' تو ... اشاعت اسلام کي ... سے مولوي انیس احمد صاحب کي مناسبت ایسي واضح هوجاتي ہے کہ کسي صاحب ... اعتراض کي گنجائش مطلقا نہیں رهتی -

AL - HILAL
Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad
14 MCLeod Street,
CALCUTTA
Yearly Subscription Rs. 8
Half yearly „ 4-12

نمبر ۲۴ — کلکتہ: چہار شنبہ ۲۲ رجب ۱۳۳۲ ہجری — جلد ٤
Calcutta: Wednesday, June, 17. 1914

# الاسبوع

" مسئلۂ ندوہ " کے متعلق بعض بزرگوں نے ہمیں لکھا ہے کہ الہلال کیوں خاموش ہے ؟ کیا مقصود اصلی حاصل ہو گیا ؟

جواباً گذارش ہے کہ مقصود اصلی تو حاصل نہیں ہوا لیکن حصول مقصد کا جو عملی وسیلہ ہو سکتا تھا اور جو اس درجہ ضروری تھا کہ اسکی تلاش بھی دم از تلاش مقصد حقیقی نہ تھی، بحمد للہ وہ حاصل ہو گیا ہے - ۱۰ مئی کو مسلمانوں کی ایک ایسی عظیم الشان جماعت نے جو ہندوستان میں کسی اہم مسئلہ کیلیے یک جا ہو سکتی ہے، ۹ - آدمیوں کی ایک کمیٹی منتخب کر لی ہے -

الہلال کا مقصد حصول نتائج ہے نہ کہ محض مسلسل مباحث و مناظرات۔ اس لیے ایک باقاعدہ اور معتمد کمیٹی کے قائم ہونے کے بعد ہم نے یہی مناسب سمجھا کہ اب اسکے نتائج کا انتظار کریں اور دیکھیں کہ کیا صورت حال پیش آتی ہے ؟

دو ہی صورتیں ہیں جو ہمارے سامنے ہیں:

یا تو حضرات ندوہ اصلاحی کمیٹی کا ساتھ دینے کیلیے طیار ہو جائینگے اور اسکے کاموں میں حارج نہونگے، یا ( خدا نخواستہ ) بعض ناسمجھ اور نادان لوگوں کے طفلانہ خیالات سے متاثر ہو کر کوشش کرینگے کہ اپنے استبداد اور شخصیت کے آگے جماعت کی خواہشوں کو کوئی چیز نہ سمجھیں -

پہلی صورت میں انشاء اللہ مقصود اصلاح حاصل ہے اور اسکے بعد ضرورت نہیں کہ جو کام ایک کمیٹی کے ہاتھ میں دیدیا گیا ہے اسکو اخبار کے صفحوں پر لایا جائے -

لیکن اگر خدا نخواستہ دوسری صورت پیش آئی تو پھر مجبوراً ہم سب کا فرض ہوگا کہ " مسئلۂ اصلاح ندوہ " کی طرف پہلے سے بھی زیادہ متوجہ ہوں، اور جو لوگ نادانی سے سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی عظیم الشان جماعت کی منتخب کردہ کمیٹی کی قوت سے بآسانی انکار کر دیا جاسکتا ہے، انہیں بتلا دیں کہ مثل اور بہت سی پچھلی باتوں کے انکی یہ راے بھی صحیح نہیں ہے اور ایک ایسی امید کو اپنے دماغ میں جگہ دیتا ہے جس کا نتیجہ ناکامی کے سوا اور کچھ نہ ہوگا -

ایسا کرنا نہ صرف اصلاح ندوہ ہی کیلیے ناگزیر ہوگا بلکہ اسلیے بھی کہ بہتر سے بہتر قومی اجتماع اور بڑا سے بڑا جلسہ جو کسی قومی مسئلہ کیلیے منعقد ہو سکتا ہے، وہ وہی تھا جو ۱۰ مئی کو لکھنؤ میں منعقد ہوا - پس ہر اس شخص کا جو ہندوستان میں کام کرنا چاہتا ہے اور اپنے صدہا سیاسی و غیر سیاسی مقاصد کو محبوب رکھتا ہے، فرض ہے کہ جماعت کی قوت کے تحفظ اور عام راے کے احترام کے بقا کیلیے اس جلسہ کی واقعی عظمت و رفعت

کو ہر حال میں قائم رکھے، اور ایک لمحہ کیلیے بھی ان لوگوں کی مہلک کوششوں کو کامیاب ہونے نہ دے جو محض اپنے وقتی اور شخصی منافع کیلیے آمادہ ہو گئے ہیں کہ کسی طرح اس جلسہ کی قوت سے انکار کر دیں، اور اس طرح مسلمانوں کو انکے اعمال حیات کے سب سے بڑے آلہ سے محروم کر دیں

پس ہم انتظار کر رہے ہیں کہ اصلاحی کمیٹی کو حضرات ندوہ کی جانب سے قطعی جواب کیا ملتا ہے ؟ اسکے بعد اپنی راہ اختیار کرینگے -

ہم نے سنا ہے کہ طرح طرح کی کوششیں کی جا رہی ہیں کہ کسی طرح سعی اصلاح و اصلاح سے پہلے ریاست بھوپال اور ریاست رامپور کے ملتوی شدہ وظائف کھل جائیں - سنا ہے کہ اس غرض سے بعض لوگ بھوپال جائینگے -

لیکن ہم نہیں سمجھتے کہ جن لوگوں نے ۱۰ مئی کے جلسہ کے فیصلہ کا ساتھ دینے اور اسکی مخالفت کے خیال خام سے باز آجانے کا ابتک اعلان نہیں کیا، انہیں کیا حق ہے کہ وہ ان اعانات کے لیے دست طلب دراز کریں جو " تا وقت اصلاح " کی شرط کے ساتھ ملتوی کر دی گئی ہیں !

بالآخر ۱۲ - جون کو " زمیندار لاہور " کی اپیل چیف کورٹ لاہور میں پیش ہوئی - گورنمنٹ کی جانب سے مسٹر پٹ مین اور اپیلنٹ کی جانب سے مسٹر فضل حسین بیرسٹر ایٹ لا پیش کار تھے -

اس مقدمہ کیلیے انتظام کیا گیا تھا کہ مشہور مسٹر نارٹن کی خدمات حاصل کی جائیں - خود مسٹر موصوف کو بھی اس مقدمہ سے اسقدر دلچسپی تھی کہ وہ نہایت شوق سے لاہور جانے کیلیے مستعد تھے

لیکن افسوس ہے کہ وقت پر اطلاع نہیں دیگئی، اور ۱۵ - جون تک کیلیے وہ ایک دوسرے بڑے مقدمے کے واسطے روک لیے گئے

کارروائی دو دن تک جاری رہی - ان تمام مضامین کے ٹکڑا ٹکڑا اعتراض حصوں پر بحث ہوئی جو دوسری ضمانت اور آخری ضبطی کا موجب قرار دیے گئے ہیں - ضمناً یہ مسئلہ بھی چھڑ گیا کہ " گورنمنٹ " کا مفہوم متعین کیا ہے ؟ وہ حکام و اشخاص جو ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں، یا کوئی اور سے جو الگ بالا تر نظامی قوت ہے ؟

مسٹر فضل حسین نے بمبئی لا رپورٹ سے ایک مقدمہ کا فیصلہ سنایا جسمیں لکھا ہے کہ " گورنمنٹ کے خاص خاص افراد کے متعلق نفرت پھیلانا خود گورنمنٹ کے خلاف نفرت پھیلانا نہیں ہے، کیونکہ افراد آتے جاتے رہتے ہیں، مگر گورنمنٹ ہمیشہ مستقل رہتی ہے "

فیصلہ ابھی محفوظ ہے - ہم آئندہ اشاعت میں تفصیلی صورت پر لکھینگے -

# مسئلہ مساجد و قبور لشکر پور

**بنگال مسلم لیگ**

پرسوں شب کو مسلم لیگ بنگال کا ایک جلسہ منعقد ہوا ' اور اسمیں یہ مسئلہ باقاعدہ پیش ہوا کہ ۵ - جون کے جلسے کی جو فرضي اور مصنوعي کارروائي اخبارات میں بذریعۂ تار بھیجي گئي ہے وہ کیوں بھیجي گئي اور کس نے بھیجي ؟

سکریٹري صاحب نے بیان کیا کہ انہیں اس تارکي کوئي خبر نہیں اور نہ کسی دوسرے ذمہ دار شخص نے لیگ کے دفتر سے بھیجا ہے !

بہر حال ایک با قاعدہ تجویز اسکے متعلق منظور ہوگئي ' اور قرار پایا کہ سکریٹري اسکی تغلیط اخبارات میں بھیجدیں -

جب اس تار کے مضمون کی مصنوعیت و کذب بیانی تسلیم کرلي گئي ' تو اب ہمیں اس سے کچھہ بحث نہیں کہ وہ تار کس نے بھیجا اور کیوں بھیجا ؟

مسئلۂ مساجد کي موجودہ حالت یہ ہے کہ ابتک کوئی با قاعدہ جواب ہز اکسلنسي کي جانب سے نہیں آیا ہے - غالباً جولائي کے پہلے ہفتہ میں کلکتہ تشریف لائینگے - یہ بالکل آخري فرصت ہے جو انکے سامنے ہے - امید ہے کہ وہ اپني مشہور دانشمندي کا اس موقع پر بھی ایک یادگار نمونہ پیش کرینگے اور لیگ اور انجمن دفاع کے قائم مقاموں سے ملکر مسلمانوں کو انکی سب سے بڑي پیچیدگی کی طرف سے اطمینان دلا دیں گے -

**مسلم یونیورسٹی**

ایسو سی ایشن کے متعلق گذشتہ اشاعت میں ہم نے خواہش کی تھي کہ چندہ دہندہ ۱۵- جون کی جگہ کوئی دوسري تاریخ مقرر کردے تاکہ کافي لوگوں کو شریک کار ہونے کا موقعہ ملے - ہم نہایت خوش ہیں کہ اس سے قبل ہي مسٹر محمد علی کی درخواست پر ایک ماہ کی مہلت اور بڑھادي گئي ہے' اور اب آخري تاریخ الکشن کے درج رجسٹر ہونے کی ۱۵ - جون کي جگہ ۱۵ - جولائی قرار پائي ہے - ہم سکریٹري کمیٹي کی اس فراخ دلی اور قابل تعریف مستعدي کے شکرگذار ہیں' اور سمجھتے ہیں کہ انہوں نے اپنا انتہائی فرض ادا کردیا - اب عام تعلیم یافتہ حضرات اور زمینداران و تیکس ادا کنندگاں کا فرض ہے کہ اس مہلت سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں اور فیس داخلہ و سال اول بھیجکر بکثرت شریک کار ہوں -

ممکن ہے کہ بعض اصحاب کو خیال ہو کہ فیس کي بھی قید لگا دي گئي ہے - لیکن ایسا خیال کرنا بڑي ہي چھوٹے درجہ کی بات ہوگي - ان طبقوں کے حضرات کو ایسے محسوبات سے بھی اپنے تئیں محفوظ رکھنا چاہیے - دس روپیہ سالانہ کوئي ایسي بڑي رقم نہیں جو تیکس پیرر اور زمینداروں کیلیے قابل ذکر ہو -

ادنی قسم کا ہوانا سگار بھي دس روپیہ سیکڑہ سے کم میں نہیں آتا کتنے ہي ارباب استطاعت ہیں جو ہر ماہ دو چار تے ضرور ہی سگار کے پھونک ڈالتے ہونگے - یہی سمجھہ لیں کہ سال میں ایک سو سگار کم پیے !

**کرانچی بائسکوپ کمپنی**

بعد کی خبروں سے معلوم ہوا کہ کرانچي کی جس سینی میٹوگراف کمپنی نے " عظیم " نامی قصے کي فلم دکھلا کر اسلام و پیروان اسلام کی دلآزاري کي ایک نہایت شرمناک کوشش کي ہے ' اسکے مینجنگ ڈائرکٹر کا نام مسٹر گرین فیلڈ ہے -

بعض واقعات جو مقامي اینگلو انڈین معاصر میں شائع ہوے ہیں' انسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک نہایت سرکش اور مغرور آدمي ہے' اور نہایت بے پرواهي سے کہتا ہے کہ جن لوگوں کو میرے تماشے سے دکھہ پہنچتا ہو ' وہ تماشہ گاہ سے نکل جائیں - ہم نے یہ پڑھکر کہا کہ سچ ہے جس قوم کو اسکي قسمت نے اپنے نعمت اقبال و عزت کے چھوڑنے پر مجبور کیا ہو ' اسکے لیے اس سرپھرے مینیجر کا یہ کہنا بالکل ٹھیک ہے کہ میرے تماشہ گاہ کو چھوڑ دو - اصل میں یہ سب باتیں قومي ذلت و ادبار کے نتیجہ ہیں جو قوم ذلیل سمجھہ لی جاتي ہے ' اُسے مسلط قوم کا ہر ادنی سے ادنی فرد بھي ذلیل و حقیر سمجھتا ہے - اسکي کوئي ہستی ہي تسلیم نہیں کي جاتي - جذبات و معتقدات کا پاس کرنا تو بڑي بات ہے :

حرم مقدست پیش تو گر قدر من کم ست
خود کردہ ام بدست خریدار خویش را !

یہ واقعہ کوئي تازہ واقعہ نہیں ہے - غالباً سنہ ۱۸۸۰ میں ایک تھیٹریکل کمپني نے کسی منسٹیري شخص سے ایک ڈراما لکھوایا تھا ' اور اسمیں واقعۂ افک کي بنا پر ایک ابلیسانہ تہمت تراشي کی گئي تھي - اسي طرح گذشتہ سال دھلي میں بھي ایک کمپني نے حضرة اسماعیل ( ع ) کے متعلق ایک فرضي قصہ کي فلم منگوائي اور پبلک میں اس سے سخت جوش پھیل گیا - قانون موجود ہے جو کہتا ہے کہ ہر مذہب کے جذبات کا پاس و لحاظ رہے - پینل کوڈ بھي ہے جسکی دفعہ ۱۵۱' ۱۵۲' اور ۲۹۸ کہتي ہے کہ کوئي فرقہ کسي دوسرے فرقے کی مذہبی توہین نہ کرے اور قوموں کو باہم اشتعال نہ دلایا جاے - بے طرفدار حکومت بھي اپنے دبدبۂ و سطوت کے ساتھہ قائم ہے اور اُسکے اصول حکومت کی پہلي سطر یہ ہے کہ کسی مذہب کی تحقیر و تذلیل نہو یہ سب کچھہ ہے' تاہم اسکو کیا کیجیے کہ ان میں سے ہر شے بیکار ہے جب تک اس سے کام لینے والے بھي اپنے اندر قوت نہ رکھتے ہوں - قومي ذلت و ادبار ایک ایسا زخم ہے جسکے لیے کوئي مرہم مفید نہیں ہوسکتا - قوت ہو تو کمزوروں کی بھی ضرورت نہیں - نہ روح حیات نہیں تو تمام چیزیں بیکار ہیں - مردہ لاش سامنے پڑي ہو تو معزز اور سرسار تحفوں و دعوتوں کو اٹھا کر سے کون زندہ کرسکتا ہے ؟ قانون بہت کریگا تو بعد کو سزا دیگا ' لیکن جو شیشہ ٹوٹ چکا اسکے جوڑنے کیلیے مرہم بھی بیکار ہے '

آہ ! ہم نے قرآن کو بالکل بھلا دیا ' جسنے ملکۂ سبا کی زبانی ان تمام مصائب کی اصلي علت پہلے ہي بتلا دي تھي ان الملوك اذا دخلوا قریۃ افسدوھا ' و جعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ و کذالك یفعلون ! ( ۲۷ : ۳۲ )

**مسٹر گرین فیلڈ**

تاہم مسٹر گرین فیلڈ کو معلوم ہونا چاہیے کہ زخمي شیر کو زخمی سمجھہ لینے میں تو کوئي غلطي نہیں ہے' لیکن زخمي شیر کو زخمي بھیڑیا سمجھہ لینا صحیح نہوگا - مسلمان اپنی غفلت و ترک عمل کے ہاتھوں خواہ کتنے ہي ذلیل و حقیر ہوگئے ہوں' تاہم ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ دنیا کی سب سے بڑی کے داغ زندگی کے متعلق ایسي ناپاک جسارتیں دیکھیں اور اپنے تئیں طاقت سے محروم پاکر خاموش ہو رہیں - دنیا میں جو سب سے بڑی طاقت حکومت و فرمان روائی سمجھی جاتی ہے' لیکن حکومت کے بغیر بھي دنیا میں بہت کچھہ ہوسکتا ہے اور ہوا ہے

وہ اس قسم کی مضربات پر محض اس وجہ سے غضبناک نہیں ہوتے کہ انکا مذہبي اعتقاد اس سے زخمی ہوتا ہے' بلکہ صرف اسلیے کہ سچائی کے عالمگیر اصول پر حملہ کیا جاتا ہے' اور محض افتراء اور بہتان کے ذریعہ اپنے مذہبي عداوت و بغض کا مقصد حاصل کرنے کي ناپاک کوشش کی جاتی ہے - وہ اپنے مخالفوں سے رعایت کے طالب نہیں ہیں بلکہ صرف سچ بولنے کے !

الہلال

۲۲ رجب ۱۳۳۱ ہجری

۲

# ادبیات

# آثار علمیہ خطیہ

## مرزا غالب مرحوم کا غیر مطبوعہ کلام

مصائب غدر، قلعۂ معلی کی نباہی، وفاداری و بغاوت کی ایک قدیمی حکایت!

مرزا غالب مرحوم کا سال وفات "آہ غالب بمرد" ہے - یعنی سنہ ۱۲۸۵ ہجری -

اس لحاظ سے فی الحقیقت انکا شمار موجودہ عصر جدید کے عہد میں ہونا چاہیے - ہندوستان میں پریس سترہویں صدی مسیحی کے اواخر میں رائج ہوچکا تھا اور غدر سے پہلے خود دہلی میں حاجی قطب الدین وغیرہ تجار کتب کے بعض پریس قائم کردیے تھے - پس انکو اپنی تصنیف و تالیف کیلیے ابتداء ہی سے پریس موجود ملا، اور اپنے حاصل عمر کو اشاعہ و طباعۂ کیلیے غیروں پر موقوف رکھنے یا ضائع ہو جانے کی مصیبت سے دو چار ہونا نہ پڑا جو بدقسمتی سے کسی صاحب کمال کیلیے زمانۂ گذشتہ کی سب سے بڑی مصیبت اور سب سے بڑا جانکاہ صدمہ رہا ہے

انکی کلیات نظم و نثر اور مکاتیب و رسائل اردو و فارسی کی تمام تالیفیں باستثناء اردوے معلی ( جو انکے انتقال کے بعد مرتب ہوئی ) انکی زندگی میں خود انہیں کی زیر نگرانی شائع ہوچکی تھیں - دیوان فارسی غالباً سب سے پہلے مطبع اودھ اخبار لکھنو ( نولکشوری پریس ) میں خود چھپوایا - اسی طرح پہلے ۱۲۷۴ میں نیمروز، پھر مع دستنبو و مکاتیب فارسیہ باسم پنج آہنگ شائع کی - قاطع برہان، درفش کاویانی، نامۂ غالب، تیغ تیز وغیرہ دہلی میں چھپوائیں - دیوان اردو بھی غالباً پہلے مطبع اودھ اخبار میں اور پھر مکرر سہ کرر دہلی و لکھنو میں چھپوا کر شائع کیا -

لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آخری زمانے میں جسقدر اردو کلام لکھا، وہ نئے ایڈیشنوں میں داخل نہیں ہوا - جو پہلا ایڈیشن غدر سے پہلے دہلی میں چھپا تھا، اسی کی نقلیں چھپتی رہیں - بخلاف کلیات نظم فارسی کے جسکا پہلا ایڈیشن اور موجودہ ایڈیشن، دونوں میرے پاس موجود ہیں، مگر دونوں کے قصائد و غزلیات و قطعات وغیرہ کی تعداد میں بہت بڑا فرق ہے - پہلے ایڈیشن میں ملکۂ وکٹوریا کی مدح کا قصیدہ:

دور روزگارها نتواند شمار یافت
جون روزگار آنچه در بن روزگار یافت

اور ۳۳ - وان قصیدہ سر الیلینڈ برون والا -

بہر کس سیرۂ خاصی در ایثار ست ارزانی
زمن مدح و ز لارڈ ایلن بر آنجیینہ افشانی

اور لارڈ کیننگ کے دربار آگرہ اور عطاے خطابات کی تبریک:

رسال نو دگر آئے بروی کار آمد

وغیرہ قصائد ہیں - اسی طرح سر سالار جنگ اعظم کی مدح کا مشہور قصیدہ:

شرطست نہ داستان نہ گویم

بھی نہیں ہے کہ یہ غدر کے بعد لکھا گیا -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فارسی کلیات نظم کے ہر ایڈیشن میں نیا کلام شامل کردیا جاتا تھا -

مگر افسوس کہ اردو دیوان کی قسمت اس بارے میں نارسا رہی اور نیا کلام اسمیں شامل ہونا نہ رہا - اسکا ثبوت وہ متعدد غزلیں، قطعات، رباعیاں، اور بعض اردو قصائد ہیں جو بعض حضرات کے پاس قلمی موجود ہیں اور مطبوعہ دیوان میں انکا پتہ نہیں -

اس قسم کے غیر مطبوعہ کلام میں سے دو اردو رباعیاں میں نے اس مطبوعہ نسخہ کے حاشیہ پر خود میرزا صاحب کے ہاتھ سے لکھی ہوئی دیکھی ہیں، جو انہوں نے خواجہ فخر الدین حسین دہلوی مصنف سروش سخن کو دیا تھا - اور دو قصیدے، دو قطعے، ایک قطعۂ تاریخ، تین غزلیں دیوان اردو کے اس قلمی نسخہ میں ہیں جو نواب سعید الدین احمد خانصاحب طالب رئیس دہلی کے پاس موجود ہے - اس مرتبہ دہلی میں وہ نسخہ چند دنوں تک میرے پاس رہا اور میں نے تمام غیر مطبوعہ کلام کی نقل لیلی - اسکے لیے میں نواب صاحب موصوف کا شکرگذار ہوں -

ان نظموں میں اردو کا ایک مختصر قصیدہ ہے جسے آج بسلسلہ ادبیات شائع کیا جاتا ہے - یہ بالکل نئی چیز ہے اور علاوہ غیر مطبوعہ ہونے کے اس سے مرزا مرحوم کے حالات و سوانح پر بھی مزید روشنی پڑتی ہے -

( قصیدہ )

اس قصیدے کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں کوئی سرکاری دربار ۱۳ - جنوری کو منعقد ہوا تھا جسمیں حسب معمول مرزا صاحب کو بھی مدعو کیا گیا - لیکن جب وہاں پہنچے تو انکی عزت قدیمانہ کے مطابق نشست و ترتیب کا کوئی انتظام نہ تھا حتی کہ انہیں [illegible] ادنی صف میں کرسی ملی - [illegible] قدیمی باتیں خواب و خیال ہوگئی ہیں

اس بزم پر فروغ میں اس تیرہ بخت کو
[illegible] نشست ملی از روے اهتمام

* "از روے اهتمام" یعنی از روے قاعدۂ و ترتیب دربار جسمیں وہ بہت پیچھے اور عام صفوں میں بٹھاے گئے ہونگے

اس حالت کو دوسروں نے بھی محسوس کیا اور اشارے ہوے تھے:

دربار میں جو مجھپہ چلی چشمک عوام!

الحمد للہ کہ پیغمبر اسلام کی زندگی بائبل کے یسوع کی طرح
ایک مجہول و مخفی زندگی نہیں ہے جسکی زندگی کے تیس
سالوں میں سے صرف آخری دو سالوں کے متفرق حالات دنیا کو
معلوم ہوے ہیں' اور وہ بھی اسقدر بے اصل ' باہم متضاد ' باہمد گر
معارض ' مختلف الروایہ ' اور مبہم آمیز ہیں کہ انکی تصحیح
تطبیق سے عاجز آکر امریکہ کے بعض آزاد حلقوں نے سرے سے
یسوع کے وجود ھی سے انکار کردیا ہے! اس کرۂ ارضی پر صرف محمد
سلام ھی کی زندگی ایک تنہا زندگی ہے ' جو ایک کھلی ہوئی
کتاب کی طرح تیرہ سو برس سے دنیا کے سامنے ہے ' اور اسکی حیات
مقدسہ و مطہرہ کا ایک چھوٹا سا واقعہ بھی مخفی و مستور نہیں ہے!

وہ نہ تو یسوع کی طرح اپنے ملک سے آغاز عمر ھی میں
مفقود الخبر ہوگیا' نہ اُس نے مصر کی متمدن و عیش پرست آبادیوں
میں ایک طویل و مجہول زندگی بسرکی' اور نہ ھی اُس نے
یسوع کی طرح اپنی زندگی کا حصۂ شباب اور امتحان و آزمایش کا
سب سے بڑا دور دنیا کی نظروں سے اوجھل رہکر صرف کیا - جس
طرح اسکی واضح اور سادہ تعلیمات میں تثلیث و کفارہ کے سے عقل
دشمن رموز ہیں نہیں' بالکل اسی طرح خود اسکی زندگی میں بھی
یسوع کے سی سالہ اسرار حیات کی طرح کوئی راز نہیں - وہ انسانوں
میں رہا اور ایک کامل ترین انسان کی بے داغ اور معصوم
زندگی بسرکی - جس طرح اسکی زندگی اُس وقت سب کے
سامنے تھی' اسی طرح آج بھی سب کے سامنے موجود ہے'

پس ایک ایسی عالم آشکارا زندگی کیلیے جو دو پہر کے سورج
کی طرح سب کے سامنے ہو اور جسکی زندگی کی کوئی بات بھی
غیر معلوم نہ رہی ہو' جھوٹے قصے گڑھنا اور انھیں عقیدہ تماشہ گاھوں
میں دکھلانا ' نہ صرف کسی خاص قوم ھی کے جذبات کی تذلیل
ہے ' بلکہ فی الحقیقت بیسیوں صدی کی ادعائی روشنی کے اندر
اخلاق کو ذبح کرنا اور راستی و حقیقت کو علانیہ شیطان کے مذبح پر
قربان کرنا ہے - یہ انسان کے اخلاقی موت کا ایک ناپاک مظہرہ
جسپر کوئی راستی پسند انسان ماتم کیے بغیر نہیں رہسکتا!

اگر ان لوگوں کو قدیم زمانے کے مشہور اور عظیم المرتبۃ انسانوں
کے متعلق شرمناک حکایتوں کے دیکھنے کا شوق ہے' تو اس ابلیسی
مکر و افتراء کی جگہہ کیوں نہیں اُن واقعی قصوں اور مستند حکایتوں
کے عظیم الشان ذخیرہ کی طرف توجہ' جو خیر سے خود بائبل کی
کی مجلدات کے اندر موجود ہے' اور جو اُس تو متعدد تاریخ مسیحیت
کے علاوہ ہے جسکی اخلاقی نعم منداں پہلی صدی عیسوی سے
لیکر پندرھویں صدی تک برابر جاری رھیں' اور جو دراصل انسانی
نفس پرستی و بہیمیت کی ایک ایسی مکروہ سرگذشت ہے' جسکی
نظیر دنیا کی وحشی سے وحشی قوموں میں بھی نہیں ملسکتی

جس زندگی کے بیس سال مجہول و غیر معلوم ہیں' وہی
پر اسرار زندگی ایسی حکایتوں کیلیے زیادہ موزوں ہوسکتی ہے -
اگر کسی وجہ سے اسے مستثنی کردیا جائے' جب بھی اُن ہزاروں
مسیحی ولیوں اور مقدس پیشواؤں کی خانقاھوں کے خلقی اسرار
و خفایا بے حد و شمار ھیں' جوگذشتہ ایک ہزار سال تک تمام
مسیحی یورپ میں خدا کے اقلوم ثالث کی اخلاقی وراثت کے
مالک رہے ہیں' اور روم اور ہسپانیہ کے گرجوں کی تاریخ تو ابھی
دنیا سے مخفی نہیں ہوئی ہے'

ہم آیندہ کسی قدر تفصیل سے اس موضوع پر لکھینگے'
اور مسٹر گرین فیلڈ کے تماشہ گاہ کیلیے بعض دلچسپ
قصص و حکایات کا ذخیرہ پیش کرنے کی کوشش کرینگے تا کہ
وہ انمیں سے چند دلچسپ روایات چھانٹ کر فلم بنانے کے
کیلیے ولایت روانہ کر سکیں - وہ "عظیم" کے مرضی قصے
کی طرح محض افتراء و کذب پر مبنی نہونگے' بلکہ
مقدس نوشتوں اور تاریخ کلیسا کے مسلم واقعات سے اخذ کی
جائیں گی جنکی تصدیق خود مسٹر گرین فیلڈ کے روحانی
آباء و اجداد کرچکے ہیں -

آخر میں ہم کہدینا چاہتے ہیں کہ اسلام حضرۃ مسیح علی
نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کا احترام ... کسی ... دل نہیں ہے -
... جو کچھہ لکھا جاتا ہے اس سے مقصود صرف بائبل کے پیش کردہ
یسوع کی زندگی ہے ... جو لوگ شیشے کے گھر میں رهکر لوھے کے
ستونوں پر پتھر پھینکتے ہوں انھیں اپنی ہستی کی قوت بھی معلوم
ہوجانی چاہیے -

## پریس ایکٹ

کانگریس کا ڈیپوٹیشن انگلستان میں مجوزہ
اصلاحات انڈیا کونسل کے متعلق سعی و جہد
کرنے کے علاوہ پریس ایکٹ کے متعلق بھی قابل قدر خدمات انجام
دے رہا ہے - حال میں مسٹر مظہر الحق نے پریس کانفرس کے
سامنے اس ایکٹ کے متعلق ایک مفصل تقریر کی تھی جسکا خلاصہ
ہم درج کرتے ہیں :

" میں قانون مطابع سنہ ۱۹۱۰ کے عملی نتائج پریس کانفرس
کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں - سنہ ۱۹۱۰ ع میں ہندوستان
میں ایسے جرائم کی کثرت ہو رہی تھی جن میں جبر و اشتداد سے
کام لیا گیا تھا - اس وقت مناسب خیال کیا گیا کہ اخبارات کی
تحریروں پر سرکاری نگرانی قائم کی جائے - لارڈ منٹو کی اصلاح یافتہ
کونسل کا سب سے پہلا کام یہی تھا - مگر جو قانون نافذ کیا گیا وہ اس
قدر سخت تھا کہ سر لارنس جنکنس کا (جن کا ممتاز ترین ججوں
میں شمار کیا جاتا ہے) قول ہے کہ بائیبل جیسی مقدس کتاب بھی
اس قانون کی زد میں لائی جا سکتی ہے - اس زمانہ میں
جو لوگ وائسرائے کی کونسل میں اہل ہند کی طرف سے قائم مقام
تھے وہ بھی سخت شش و پنج میں تھے - انھیں اس امر کا علم تھا
کہ اخبارات کی شورش انگیز تحریروں پر نگرانی رکھنے کی ضرورت
ہے - مگر وہ اس کے ساتھہ اس بات کے بھی خواھشمند تھے کہ ہماری
جائز آزادی میں کسی طرح کا فرق نہ آنے پائے - اگرچہ اس
بارہ میں حکام کو مطلوبہ اختیارات عطا کردیے گئے' مگر اس امر
کی بھی کوشش کی گئی کہ جن لوگوں پر اس قانون کا اثر پڑتا تھا
انھیں اس امر کا اختیار دیا جائے کہ عمال کی کارروائی کے جائز و
حق بجانب ہونے کی آزمایش کرسکیں - مسٹر سنہا نے جو اس
زمانہ میں قانونی ممبر تھے' اس بات کی دھمکی بھی دی تھی
کہ اگر اس ایکٹ میں اس مضمون کی شرط داخل نہ کی گئی
اور اہل ہند کو عالی عدالتوں میں اپیل کرنے کا اختیار نہ دیا گیا
تو میں استعفا دیدونگا -

بدقسمتی سے وہ خطرے بعد میں صحیح ثابت ہوے - اس
ایکٹ کی تحت میں اس قسم کی کارروائی عمل میں لائی گئی
جسکا قانون وضع کرتے وقت کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا - مثال
کے طور پر اخبار کامریڈ کا معاملہ پیش کیا جاسکتا ہے جسنے
بدقسمتی سے ایک پمفلٹ کو جو یورپ میں شائع کیا گیا تھا
دوبارہ چھاپ دیا - گورنمنٹ ہند نے ظاہر کیا کہ اس پمفلٹ کی
اشاعت سے ہز مجسٹی کی مسیحی رعایا کی توہین و تذلیل
مقصود ہے - اس بنا پر اس نے اخبار کامریڈ کے وہ تمام پرچے جن
میں پمفلٹ شائع کیا گیا تھا' سرکاری طور پر ضبط کرلیے - حکام
کی اس کارروائی کا ہائیکورٹ کلکتہ میں مرافعہ کیا گیا - ہائیکورٹ
کے تین ممتاز ججوں نے جنمیں سر لارنس جنکنس بھی شامل تھے
اپیل کی سماعت کی اور یہ فیصلہ کیا کہ ہماری راے میں ایڈیٹر
کامریڈ نے کسی جرم کا ارتکاب نہیں کیا ہے' بلکہ اس پمفلٹ کو دوبارہ
چھاپنے میں ایک قابل تعریف مقصد اسکے پیش نظر تھا -

کیا انگریزی قوم کا کوئی فرد ایک دن کے لیے بھی اس قسم
کے قانون کو قلمرو برطانیہ کی سنیچوٹ میں رکھنا گوارا کرسکتا ہے؟

و اجلال کے سوا کسی مصیبت کا کبھی تصور بھی نہیں ہوا تھا ' اور جو ہمیشہ اُن کروڑوں انسانوں کو جنکی آبادیاں کابل کے کوہستان سے لیکر آسام کے جنگلوں تک پھیلی ہوئی تھیں ' اپنے سامنے سربسجود پاتے تھے ' کون تھا جو سنگ و آہن کا دل و جگر پیدا کرکے بھی یہ دیکھہ سکتا تھا کہ وہ چوروں اور ڈاکوؤں کی طرح گلیوں میں مارے جائیں' اور انکی لاشیں اُس عظمت رفتہ کا افسانۂ ماتم سنائیں ' جو چند روز پیشتر تک دنیا میں صرف اُنہی کیلیے تھی ؟

عدا سمراً بين الانام حديثهـــم
وذا سمر يدمي المسامع كالسمــــر !
تحيــــة مشتاق و الف ترحـــم
على الشهداء الطاهرين من الوزر !

ان الملوك اذا دخلوا قرية ' افسدوها جعلوا اعزة اهلها اذلة وكذ لك تفعلون (۲۷ : ۳۴)

لیکن یہ سب کچھہ دیکھنے اور سننے کیلیے مرزا غالب دهلی میں زندہ تھے اور دیکھنے رہے تھے - یہ وہ حوادث هیں جن پر غیروں کی انکھوں سے بھی آنسو نکل آتے هیں - ممکن نہ تھا کہ مرزا غالب جیسے غم دوست شاعر نے یہ سب کچھہ دیکھا ہو اور اسکے دل و جگر کے ٹکڑے ٹکڑے نہو گئے ہوں !

گو ضرورت و احتیاج نے اُنہیں انگریز حکام اور گورنروںکی چوکھٹوں پر گرادیا تھا اور مدحیہ قصائد لکھوائے تھے' تاہم "مرزا صاحب مشفق و مہربان" کے خطابات اور ساتھہ سو روپیہ کا خلعت اُس زخم کاری کا مرہم تو نہیں ہوسکتا تھا جو حوادث غدر سے انکے دل پر لگا ہوگا ؟ ایک ضعیف الارادہ انسان وقت و احتیاج سے مجبور ہوکر صدها باتیں اوپرے دل سے کر بیٹھتا ہے مگر کچھہ اس سے دل کے اصلی محسوسات و جذبات مٹ نہیں سکتے - علی الخصوص ایسے حادثۂ کبری اور مصیبۂ عظمی کے موقعہ پر جسکو دیکھکر بڑے بڑے غدار و ملت فروش دلوںسے بھی آہیں نکل گئی ہونگی !

( الزام بغاوت ! )

چنانچہ معلوم ہوتا ہے کہ ان سب باتوں کا جو اثر ایک مسلمان هندوستانی کے قلب پر پڑتا تھا' مرزا مرحوم پر بھی پڑا ' اور اُنکی غیرت و حمیت نے گوارا نہ کیا کہ فتح دهلی کے بعد فاتح حکام کے سامنے جاکر خوشامد و عاجزی کریں' اور اُس عیش و نشاط باغ کا تماشہ دیکھیں جو دهلی مرحوم کی بربادی و تباہی کے غم و ماتم سے حاصل کی گئی ہے - وہ خود ہی کہہ چکے تھے :

هر جادہ کہ از نقش پئے نست بہ گلشن
جاکیست بجیب هوس انداختۂ ما !

انکے تعلقات حکام انگریزی کے ساتھہ ابتدا سے خوشامدانہ رہے تھے - انکا وظیفہ اُنہی کے هاتھہ میں تھا - اس کمبخت وظیفہ کے واگذار کرنے کیلیے اُنہیں بیسیوں قصیدے انگریزونکی مدح و ثنا میں اس جوش سے لکھنے پڑے گویا اکبر و جہانگیر کی مداحی هو رهی هے ! پھر وقت بھی ایسا پر آسوب تھا کہ مارشل لا جاری تھا' اور سولی کے تختوں اور درختوں کی ٹہنیاں همیشہ لاشوں سے بھری رهتی تھیں - ان حالات کی وجہ سے وہ بڑی هی مجبوریوں میں پھنس گئے تھے - تاهم انکی طبیعت کچھہ اسطرح بیزار هوئی کہ فتح کے بعد قلعہ میں وفاداران سرکاری جمع هوے - انعامات و سندات ملیں - اُن تمام لوگوں نے بڑی بڑی کوششیں کرکے اپنے تئیں نمایاں کیا جنہوں نے غدر میں حصہ نہیں لیا تھا اور اسکے صلۂ و اکرام سے مالا مال هوے' مگر مرزا غالب اپنے بیت الحزن سے نہ نکلے ' اور کسی حاکم کے آگے جاکر اسکا منتقم و قاهر چہرہ نہ دیکھا !

بعد کو اپنی بریت کیلیے اُنھوں نے اس عدم حاضری کے بہت سے وجوہ بیان کیے تھے ' مگر اصل حقیقت یہی تھی کہ دل دردمند کے هاتھوں پاؤں بندھنئے اور مصلحت و ضرورت کی عاقبت اندیشیونکی بھی کچھہ نہ چلی ' بعد کو هوش آیا تو عذر بنا کر پیش کرنے پڑے

نتیجہ یہ نکلا کہ سرکاری حلقوں میں عام طور پر اس هندوستان کے سب سے بڑے شاعر کی نسبت ٹھیک اسی طرح " غیر وفاداری" کا یقین هوگیا ' جس طرح آجکل بہت سے نثر نویسوں کی نسبت یقین کیا جاتا هے جو اپنے دلی جذبات و حسیات کے هاتھوں مجبور هیں - اُنکی وہ پنشن بھی بند هوگئی جو اُنکی زندگی کا اصلی آذوقہ تھی اور چند جام هائے " فرنج" گلاب آمیز (۱) کا وسیلہ تھی - انگریزی درباروں میں پرسش و طلب اور عام تعلقات لطف و نوازش بھی یک قلم موقوف هوگئے اور پوری طرح نمک باغیوں میں شمار هونے لگا !

مرزا مرحوم کیلیے یہ حالت بڑی هی سخت مصیبت تھی - ایک شاعر ان کڑی منزلوں کا مرد نہیں هوسکتا - انوری نے صاف کہدیا هے :

حکیم و شاعر و ملا چگونہ جنگ کنند ؟

قلعہ کے برباد هونے سے وہ چند روپیے بھی جاتے رهے جو بہ تعلق تاریخ نویسی و شاعری ملا کرتے تھے - اسپر سرکاری وظیفہ کا بند هو جانا قیامت تھا - شام کی سرشاری اور صبوحی کی خمار شکنی دونوں سے محروم هوگئے - ساری زندگی آزادانہ داد و ستد اور یک گونہ فارغ البالی میں بسر هوئی تھی - اب فاقہ مستی تک نوبت پہنچ گئی' اور صرف دوستوں اور شاگردوں کی خدمت گذاری پر دن کٹنے لگے - اس زمانے کے خطوط اردوے معلی میں موجود هیں - انسے معلوم هوتا هے کہ زندگی سے تنگ آ گئے تھے اور سرکاری وظیفہ کی واگذاری اور الزام بغاوت سے بریت کیلیے بڑی بڑی کوششیں کرتے تھے

( غیر مطبوعہ قصیدہ )

یہ زمانہ تین سال تک رها اور صفائی کی کوئی کوشش سود مند نہ هوئی - معلوم هوتا هے کہ اردو کا یہ غیر مطبوعہ قصیدہ بھی اسی زمانے سے تعلق رکھتا هے - دربار و خلعت کا نہ ملنا ' قدر و عبرہ کا سلسلہ بند هو جانا ' قدیمی عزت و احترام کی یاد ' اپنی بے آبروئی و بے عزتی پر حسرت و افسوس ' یہ تمام باتیں جو اسمیں پائی جاتی هیں ' صرف اسی زمانے کی شکایتیں هوسکتی هیں - غالباً لارڈ کیننگ نے جنوری سنہ ۱۸۶۰ میں جو دربار آگرہ میں لب دریاے جمنا کیا تھا ' اسی کی طرف اسمیں اشارہ کیا گیا هے - دهلی سے اسمیں شریک هونے کیلیے شاید آگرہ گئے هونگے - " لب دریا " خیموں کے لگنے اور ریل کا وقت کم هونے کے ذکر سے اس خیال کی تائید هوتی هے -

چنانچہ اسکی تصدیق اُنکے بعض فارسی قصائد و قطعات سے بھی هوتی هے جو اسی زمانے میں لکھے گئے تھے ' اور جو بالکل اس اُردو قصیدے کے هم معنی و هم مطلب هیں -

( ۱ ) مرزا مرحوم اپنے فارسی خطوں میں ولایتی شراب کو " فرنج " لکھا کرتے هیں - فرانس اور اسپین شراب سازی کا مرکز هیں - کوئی فرانسیسی شراب کی هوگی جسکو ساختۂ فرانس هونے کی وجہ سے " فرانج " کہدیا هوگا - انھوں نے اپنے عالم وارستگی میں یہی نام رکھہ لیا - قاعدہ تھا کہ اسکی تیزی کم کرنے کیلیے گاہ گاہ عرق گلاب ملا لیا کرتے تھے - چنانچہ ایک غزل کے مقطع میں کہتے هیں :

آسودہ باد خاطر غالب کہ خوے اوست
آمیختـــــن بـــہ بادۂ صافی گلاب را !

دربار کے بعد انہوں نے چاہا کہ لفٹنٹ گورنر پنجاب سے ملیں اور عرض حال کریں لیکن ریل کا وقت تم رہگیا تھا اور درباریوں کا ہجوم بھی بہت تھا - ملاقات کا موقعہ نہ ملا :

آیا تھا وقت ریل کے کھلنے کا بھی قریب
تھا بارگاہ خاص میں خلقت کا اژدحام
اس کشمکش میں "آپکا" مداح نامور
"آقاے نامور" سے نہ کچھہ کرسکا کلام

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دربار' دہلی کے علاوہ کسی دوسری جگہ ہوا ہوگا کیونکہ ریل کے وقت کا ذکر کرتے ہیں - "آپکا مداح نامور" میں پنجاب کے لفٹننٹ گورنر سے خطاب ہے - معلوم نہیں "آقاے نامور" سے بھی خود وہی مراد ہیں یا کوئی اور؟ تخاطب کے بعد اسطرح کے ضمیر نما وصف سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی دوسرا شخص ہوگا -

اس زمانے میں لدھیانہ سے کوئی اخبار نکلتا تھا - اس نے دربار کی روداد چھاپتے ہوے یہ تمام باتیں لکھدیں - اسپر مزید ستم یہ کیا کہ انکا نام اور لقب لکھنے میں کچھہ ایسی غلطیاں کردیں جسے دیکھکر انکا رنج اور دوگنا ہوگیا :

اخبار لودھیانہ میں میری نظر پڑی
تحریر ایک' جس سے ہوا بندہ تلخ کام
ٹکڑے ہوا ہے دیکھکے تحریر کو جگر
کاتب کی آستیں ہے مگر تیغ بے نیام
وہ فرد جسمیں نام ہے میرا غلط لکھا
جب یاد آگئی ہے کلیجا لیا ہے تھام!

معلوم ہوتا ہے کہ دربار میں انہیں معمولی خلعت بھی نہیں دیا گیا اور نہ نذر دیدے والوں میں شمار کیے گیے :

سب صورتیں بدل گئیں ناگاہ یک قلم
نمبر رہا' نہ نذر' نہ خلعت کا انتظام'

لیکن قصیدے سے ٹھیک معلوم نہیں ہوتا کہ کس زمانے کا یہ واقعہ ہے اور کس دربار کا ذکر کر رہے ہیں؟ صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ غدر کے بعد کا دربار ہے - کیونکہ لفٹنٹ گورنر پنجاب کی مدح کی ہے - نیز اس وقت انکی عمر ستر برس کی تھی -

میں نے اس وقت مولانا حالی کی یادگار غالب دیکھنا چاہی مگر کتابوں میں ملی نہیں - غالباً اس واقعہ کے متعلق اسمیں کوئی ذکر نہیں ہے - میرا خیال یہ ہے کہ شاید یہ قصیدہ غدر کے بعد کے اس سہ سالہ عہد سے تعلق رکھتا ہے' جبکہ قیام دہلی' تعلق قلعہ' اور فتح کے بعد عدم حاضری کی وجہ سے انکا سرکاری وظیفہ بند ہوگیا تھا - انکی وفاداری مشتبہ سمجھی گئی تھی اور بڑی ہی تکلیف و شدائد کی زندگی بسر کرتے تھے -

( مصائب غدر اور مرزا غالب )

غدر میں مرزا گھر سے باہر نہیں نکلے اور آخر تک بند رہے - مہاراجہ پٹیالہ کی سرکار سے سپاہی متعین ہوگئے تھے جو عفران مآب حکیم محمود خان مرحوم اور مرزا غالب' دونوں کے مکانوں کی حفاظت کرتے تھے (۱)

(۱) بلی ماروں میں حکیم صاحب کے مکان کے سامنے مسجد ہے - بالکل اس سے متصل مرزا مرحوم کا کوٹھا تھا جہاں غدر سے پیشتر آ رہے تھے - آجکل ہندوستانی دواخانہ جس مکان میں ہے - ٹھیک اسکے مقابل مرزا صاحب رہتے تھے - میں جب کبھی وہاں سے گذرتا ہوں تو شوق و عقیدت کی ایک نظر ڈال لیتا ہوں - اسی مسجد کے قرب کی نسبت کہا تھا :

مسجد کے زیر سائے اک گھر بنالیا ہے
یہ بندۂ کمینہ ہمسایۂ خدا ہے!

غدر کی تمام بربادیاں اور اس قلعۂ دہلی کی تمام خونریزیاں ایک ایک کرکے انکی آنکھوں کے سامنے گذریں' جو ہندوستان میں شش صد سالہ حکومت اسلامی کا آخری نقش قدم تھا' اور گو بہادر شاہ ( رحمۃ اللہ علیہ ) خود کچھہ نہ تھا لیکن اسکے بساط عظمت و جبروت اسلامی کی ایک بہت بڑی روح زندہ تھی - اسکے مٹنے سے اکبر و شاہجہاں کا گھر بے چراغ ہوگیا! اسکا مٹنا درحقیقت سلالۂ تیمور و آل بابر کا مٹنا تھا - معتصم عباسی خود کچھہ نہ تھا لیکن جب فتنۂ تاتار میں بغداد کے محل لوٹے گئے تو معتصم کی جگہہ ہارون و مامون کی عظمت لٹ رہی تھی!

و ما کان قیسا ھلکہ ھلك واحدا
و لکنہ بنیان قومٍ تھدما!

مرزا غالب نے عمر بھر بہادر شاہ کی لاحاصل مداحی کی تھی' اور وہ قصیدے جو عرفی اور نظیری کے قصائد سے مقابلہ کا دم رکھتے تھے' ایک ایسے مخاطب کے سامنے ضائع کیے تھے جسکے سر پر جہانگیر و شاہجہاں کا تاج تو ضرور تھا' پر نہ تو عرفی و نظیری کی قدر شناسی کا ہاتھہ تھا اور نہ کلیم کو زر خالص سے تلواکر بخشش کرنے والا خزانہ - تاہم وہ جو کچھہ لکھتا تھا' اسکا تخاطب خود بہادر شاہ سے نہوتا تھا - بلکہ اس تخت اعظم کی روح صولت و عظمت اسکے سامنے ہوتی' تھی جسپر کبھی بیٹھکر اکبر نے فیضی سے' جہانگیر نے عرفی و طالب سے' اور شاہجہاں نے کلیم سے مدحیہ قصائد سنے تھے' اور جو اب بھی جشن نوروز و عید کے دن اس زرد زرد دھوپ کی طرح جو غروب آفتاب سے کچھہ پہلے اونچی دیواروں اور محرابوں پر دکھائی دیتی ہے' دیوان عام و خاص کے طلائی ستونوں کے پیچھے چند لمحوں کیلیے نظر آجاتی تھی!

کہ با وجود خزاں بوے یاسمن باقیست!

چنانچہ انکے اکثر قصائد مدحیہ کی تشبیبوں میں اور علی الخصوص اس مدحیہ نثر میں جو مہر نیم روز کے دیباچہ میں حضرۃ بہادر شاہ رحمہ اللہ علیہ کو مخاطب کرکے لکھی ہے' اس سوز دروني اور اس آتش پنہانی کی گرمی صاف محسوس ہوتی ہے' جسکا شعلہ کا زوال عظمت کے اس آخری مسافر کو دیکھکر بے اختیار انکے دل میں بھڑک اٹھتا تھا' اور جسکو وقت کی حالت اور انگریزی حکومت کے ذریعہ وظیفہ حاصل کرنے کے تعلق نے ایک حد تک طبیعت کی شاعرانہ طماعی و وارستگی نے غالب آکر بظاہر پوشیدہ و افسردہ کر دیا تھا!

فتح دہلی کے بعد جو عالمگیر اور عدیم النظیر مصیبت اشراف و اعیان شہر پر نازل ہوئی' اور جسطرح شاہجہاں آباد کی ان سڑکوں پر جہاں کبھی صاحبقران اعظم کی سواری کیلیے چمن پانی کا چھڑکاؤ کیا جاتا تھا' مسلمانوں کے خون کے فوارے بہے' مرزا غالب نے دہلی میں رہکر اسکے تمام مناظر خونین اپنی آنکھوں سے دیکھے' اور ان چیخوں کو اپنے کانوں سے سنا جو عرصے تک دارالخلافہ کی گلیوں اور کوچوں سے بلند ہوتی رہی تھیں :

فلا تسئلن عما جری یوم حصرھم
و ذالك مما لیس یدخل فی حصر!

علی الخصوص قلعۂ معلی کی بربادیاں جن کے لیے اگر تمام حیوانات ارضی کی آنکھیں اشکبار ہو جاتیں' اور جنکے ماتم میں اگر آسمان سے پانی کی جگہ خون برستا' جب بھی انکے ماتم کا حق ادا نہ ہوتا - وہ اجساد محترمۂ و رفیعہ' جو تیمور و بابر کی یادگار اور اکبر اعظم و صاحبقران ثانی کی خون عظمت و جبروت کے حامل تھے' جنہوں نے چھہ صدیوں سے متصل شہنشاہی اور فرمانروائی کی گود میں پرورش پائی تھی' جنہیں حکم و سلطنت کے عیش

# آثار علمیہ خطیہ

## مرزا غالب مرحوم کا ایک غیر مطبوعہ قصیدہ

کرتا ھے چرخ روز بصد گونہ احترام * فرماں رواے کشور پنجاب کو سلام
حق گو و حق پرست و حق اندیش و حق شناس * نواب مستطاب امیر شہ احتشام
جم رتبہ منٹگمری بہادر کہ وقت رزم * ترک فلک کے ھاتھہ سے وہ چھین لیں حسام !
جس بزم میں کہ ھو انھیں آئین میکشی * واں آسمان شیشہ بنے ' آفتاب جام !

### قطعہ

چاھا تھا میں نے تم کو مہ چاردہ کہوں * دل نے کہا کہ یہ بھی ھے تیرا خیال خام
در رات میں تمام ھے ھنگامہ ماہ کا * حضرت کا عز و جاہ رھیگا علی الدوام
سچ ھے تم آفتاب ھو ' جس کے فروغ سے * دریاے نور ھے فلک آبگینہ فام
میري سنو کہ آج تم اس سرزمین پر * حق کے تفضلات سے ھو مرجع انام
اخبار لودھیانہ میں میری نظر پڑي * تحریر ایک ' جس سے ھوا بندہ تلخ کام
ٹکڑے ھوا ھے دیکھہ کے تحریر کو جگر * کاتب کي آستیں ھے مگر تیغ بے نیام
وہ فرد جس میں نام ھے میرا غلط لکھا * جب یاد آگئي ھے ' کلیجہ لیا ھے تھام !
سب صورتیں بدل گئیں ناگاہ یک قلم ' * نمبر رھا ' نہ نذر ' نہ خلعت کا انتظام !
ستر برس کي عمر میں یہ داغ جانگداز * جس نے جلا کے راکھہ مجھے کر دیا تمام
تھي جنوري مہینے کي تاریخ تیرھویں * استادہ ھو گئے لب دریا پہ جب خیام
اس بزم پر فروغ میں اس تیرہ بخت کو * نمبر ملا نشست میں از روے اھتمام
سمجھا اسے گراب ھوا پاش پاش دل * دربار میں جو مجھپہ چلي چشمک عوام
عزت پہ اھل نام کے ھستي کي ھے بنا * عزت جہاں گئي تو نہ ھستي رھي نہ نام
تھا ایک گونہ ناز جو اپنے کمال پر * اس ناز کا فلک نے لیا مجھہ سے انتقام
آیا تھا وقت ریل کے کھلنے کا بھي قریب * تھا بارگاہ خاص میں خلقت کا ازدحام
اِس کشمکش میں آپکا مداح دردمند * آقاے نامور سے نہ کچھہ کر سکا کلام
جو واں نہ کر سکا وہ لکھا حضور کو * دیں آپ میري داد کہ ھوں فائز المرام
ملک و سپہ نہو نو نہو ' کچھہ ضرر نہیں * سلطان بر و بحر کے در کا ھوں میں غلام
وکٹوریا کا دھر میں جو مدح خواں ھو * شاھان عصر چاھیے لیں عزت اس سے وام
خود ھے تدارک اسکا گورنمنٹ کو ضرور * بے وجہ کیوں ذلیل ھو ' غالب ھے جسکا نام
امر جدید کا تو نہیں ھے مجھے سوال * بارے قدیم قاعدے کا چاھیے قیام
ھے بندہ کو اعادۂ عزت کي آرزو * چاھیں اگر حضور تو مشکل نہیں یہ کام
دستور فن شعر یہي ھے قدیم سے * یعنے دعا پہ مدح کا کرتے ھیں اختتام
ھے یہ دعا کہ زیر نگیں آپکے رھے * اقلیم ھند و سندہ سے تا ملک روم و شام

مثلاً غدر کے بعد جو فارسی قطعہ مسٹر ایڈمنسٹن بہادر لفٹننٹ گورنر صوبۂ شمال و مغربی کو مخاطب کرکے لکھا ہے' اور جسکا پہلا شعر :

فــرزانـۂ یگانـہ ' ایڈ منسٹن بہـادر

کا موخت دانش از رے آئین کاردانی

ہے - اسمیں اپنی مصیبتوں کا افسانہ سنا کر الزام شرکت بغاوت سے اپنی برأت کی ہے' اور کہا ہے کہ حکام کے دل میری جانب سے پھر گئے ہیں - آپ مدد کیجیے اور میری صفائی کرا دیجیے !

چنانچہ لکھتے ہیں کہ میرے تعلقات انگریزی حکومت سے نہایت قدیمی ہیں - میں ہمیشہ حکام کی مدح میں قصائد لکھتا رہا اور صلۂ و انعام سے شاد کام ہوا :

از حضرة شہنشہ خاطر نشان من بود

در مزد مدح سنجی صد گونہ کامرانی

یہی حالت تھی کہ :

ناگہ تند بادی کاں خاست در قلمرو

برہم زد آں بنا را نیرنگ آسمانی !

یعنی غدر کا ظہور ہوا -

در وقت فتنہ بودم غمگین و بود با من

زاری و بے نوائی ' پیری و نا توانی

حاشا کہ بودہ باشم " باغی " بآشکارا

حاشا کہ کردہ باشم ترک وفا نہانی !

از تہمتی کہ بر من بستند بد سگالاں

حکام راست با من یک گونہ سر گرانی

یعنی غدر کے زمانے میں پیری و ناتوانی کی وجہ سے کہیں جا نہ سکا اور اظہار وفاداری نہ کرسکا - باغیوں سے مجھے کوئی تعلق ظاہر و باطن نہ تھا - محض بہت تراشی سے مقامی حکام مجھسے بدظن ہوگئے ہیں -

اسی طرح سنہ ۱۸۶۰ میں جب لارڈ کیننگ گورنر جنرل نے دربار کیا ہے' تو دو مطلعوں کا ایک پر زور قصیدہ لکھکر پیش کیا :

رسال نو دگر آئے بروے کار آمد

ہزار رحمت صد وشست در شمار آمد

اس قصیدہ کے آخر میں وہ سب شکایتیں ایک ایک کرکے لکھی ہیں جنکے لیے اس غیر مطبوعہ اردو قصیدے میں لفٹننٹ گورنر پنجاب سے فریادی ہیں - معلوم ہوتا ہے کہ ٹھیک ایک ہی وقت کی لکھی ہوئی دونوں چیزیں ہیں - فارسی قصیدہ ویسرائے کے پاس بھیجا ہوگا ' اور یہ اردو کا غیر مطبوعہ قصیدہ لفٹننٹ گورنر پنجاب کے پاس - اردو قصیدے میں نمبر کرسی ' خلعت و نذر ' وظیفہ و انعام' تینوں چیزوں کے بند ہوجانے پر افسوس کیا ہے :

نمبر رہا نہ نذر' نہ خلعت کا انتظام'

یہی دکھڑا اس فارسی قصیدہ میں بھی رونا ہے - اپنی قدیمی مداحی و وظیفہ خواری کے ذکر کے بعد لکھتے ہیں :

بہ ناگرفت چناں صرصرے وزید بدہر

کزاں بر آئینۂ آسماں غبــار آمــد

سرارہ بار غبارے و مغز خاک انگیخت

سیــاہ رو سپہــے کاندریں دیار آمد

دریں جگر گسل آشوب کز صعوبت آں

سپاہدار سپہرے بہ زینہـــار آمــد

گواہ دعوی غالب بعـــرض بے گنہی

ہمیں بس ست کہ ہرگونہ رستگار آمد

یعنی غدر کی بادِ صرصر سے مصائب کا غبار چھا گیا - اس زمانے میں میری بے گناہی کا ثبوت یہی ہے کہ میرے خلاف کوئی ثبوت نہ ملا ' اور اسلیے کوئی مخالفانہ کارروائی میرے مخالف حکام نہ کر سکے

اسکے بعد کہتے ہیں کہ اب آپسے طالب لطف و کرم و تلافی مافات ہوں :

کنوں کہ شد زتو رینت فزائے روے زمیں

سواد ہند کہ چوں زلف تار و مار آمــد

خطاب و خلعت و پنشن ز شاہ می خواہم

ہم از نخست بدیں پایہ ام قرار آمــد

پس از سہ سال کہ دررنج و پیچ و تاب گذشت

سر گدازش اندوہ انتظـــار آمــد

یہاں بھی انہی چیزوں کو طلب کیا ہے اور لکھا ہے کہ تین سال اس حالت پر گذر چکے ہیں -

غالباً اس قصیدے کے گذرانے کے بعد شملہ سے تحقیقات کی گئی اور جب انکی بے گناہی ثابت ہوگئی تو بدستور پنشن جاری کر دی گئی - تین سال کی پچھلی مجموعی رقم بھی دیدی گئی تھی - اس سے مرزا صاحب بہت خوش ہوئے تھے - چنانچہ اردوے معلی میں اسکا ذکر موجود ہے -

جن لوگوں نے مرزا مرحوم کی صفائی کیلیے خاص طور پر کوشش کی تھی ' مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اُن میں سر سید مرحوم بھی تھے - اس واقعہ سے سید صاحب اور مرزا مرحوم میں صفائی بھی ہوگئی جنکے باہمی تعلقات قدیمانہ آئین اکبری کی تقریظ کے قصہ سے کچھ مکدر ہوگئے تھے -

بہر حال اس غیر مطبوعہ قصیدے کے متعلق میرا خیال ہے کہ یہ سنہ ۱۸۶۰ میں لکھا گیا ہے' اور ۳ جنوری کے دربار سے مقصود دربار آگرہ ہے - امید ہے کہ مرزا مرحوم کے اُن عقیدتمندان کمال کیلیے جنکی تعداد اب ملک میں روز افزوں ہورہی ہے' یہ غیر مطبوعہ قصیدہ بہت دلچسپ ہوگا - گو شاعری کے اعتبار سے چنداں اہم نہو - رحمۃ اللہ علیہ و نعم اللہ ذنوبہ !

# الانســـان

مولوی سجاد مرزا بیگ صاحب دہلوی مصنف حکمت عملی کے نام سے ناظرین ناواقف نہیں ہیں - حال میں انہوں نے ایک کتاب علم " الانسان " پر شایع کی ہے - جس کا نام الانسان ہے - کتاب بڑی جامعیت سے لکھی گئی ہے جس کے مطالعہ سے انسان کے تمام قواء نفسانی اور جسمانی اور خصوصیات طبعی کی کیفیت اچھی طرح منکشف ہوجاتی ہے - علم الانسان اور مشاہدہ ذات کی تعریف اور کیفیت بیان کرنے کے بعد انسان کی جسمانی ساخت ' ارتقا ' قدامت' انواع و اقسام وغیرہ کے متعلق زمانۂ حال کی تحقیقات کو نہایت عمدگی سے بیان کیا ہے' اور پھر احساسات اور نطق کی حقیقت بیان کرکے حیات نفسیہ کی کیفیت اور نفس کی تمام قوتوں کا حال مشرح بیان ہوا ہے - مذہب' اختلاف معاشرت و تمدن کا فلسفہ بھی نہایت خوبی سے بیان کیا ہے - اردو زبان میں کوئی کتاب اس فن پر اس سے بہتر نہیں لکھی گئی - طرز بیان نہایت دلچسپ اور زبان با محاورہ اور شستہ ہے' علوم جدیدہ کی اصطلاحات محنت و تلاش سے قائم کی گئی ہیں اور دقیق مضامین کو اس خوبی سے بیان کیا ہے کہ سمجھنے میں ذرا دشواری نہیں ہوتی - غرض اس کتاب کے مطالعہ سے نئی اور مفید معلومات حاصل ہوتی اور خیالات میں بیش بہا ترقی ہوتی ہے - عنقریب اس کتاب پر الهلال میں ریویو نکلے گا - کتاب عمدہ کاغذ پر صاف اور خوشنما چھپی ہے تصاویر اور نقشے موقع بموقعہ دیے گئے ہیں - مصنف سے دو روپیہ قیمت پر ذیل کے پتہ سے مل سکتی ہے :

سجاد مرزا بیگ دہلوی - بازار عیسی میاں - حیدر آباد دکن

# اسئلة و اجوبتها

## اعتراف و تحقیق مزید

### تتمۂ "واقعۂ ایلاء"

( یکے از افاضل و ارباب علم - از دهلي )

حضرة مولانا مد فیوضه -

سچ سچ عرض کرتا ہوں کہ واقعۂ ایلاء پر آپکا محققانہ مضمون دیکھکر جو في الحقیقت فن حدیث و سیر کا ایک بہترین رسالہ ہے' آپکي جانب سے میرے خیالات بالکل هي بدل گئے' اور یقین ہو گیا کہ اللہ تعالی نے آپکے دل کو علم و خدمت علم کیلیے کھولدیا ہے -

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خداے بخشندہ

البتہ اس بحث میں ابھي چند سوالات کی اور گنجائش باقي رهگئي ہے - اگر ان پر بھي بحث ہو جاے تو مسئلہ بالکل صاف ہو جاے' اور پورا مضمون الگ ایک رسالہ کی صورت میں شائع کردیا جاے - وہ سوالات یہ ہیں :

( ۱ ) یہ بات تعجب انگیز معلوم ہوتي ہے کہ آنحضرت نے صرف حضرت حفصہ کے کہنے سے شہد اپنے اوپر حرام کرلیا ہو - اسکی مزید توضیح کرني چاهیے -

( ۲ ) حضرة عائشہ پر الزام سازش کا اور آنحضرة کو اذیت دینے کا عائد ہوتا ہے' جس سے ازواج مطہرات کو پاک ہونا چاهیے -

( ۳ ) سائل نے مسیحي معترض کا قول نقل کیا تھا کہ آنحضرة اس واقعہ کي وجہ سے اسقدر آزردہ ہوے کہ ایک ماہ تک گھر سے نہ نکلے - جناب نے اسکا کوئي مدلل جواب نہیں دیا -

## الهلال :

اظہار لطف کیلیے شکر گذار اور مستدعی دعا ہوں - جناب نے غالباً خیال کیا کہ یہ بحث ختم کر دي گئی حالانکہ ابھی باقی ہے - عدم گنجایش کی وجہ سے پچھلي اشاعت میں بقیہ تکڑہ نہ نکل سکا - جن سوالات کو جناب نے لکھا ہے' اس عاجز نے خود هي انکو ضروري سمجھا تھا اور اوپر مستقل عنوانات سے نظر ڈالي تھي - چنانچہ بقیہ ٹکڑہ اب درج کیا جاتا ہے' اسے ملاحظہ فرمائیں :

( واقعۂ تحریم شہد کی اهمیت )

ایک معترض یہ شبہ پیدا کرسکتا ہے کہ تم قصۂ ماریہ سے انکار کرتے ہو اور جو چیز آنحضرت صلعم نے اپنے اوپر حرام کرلي تھي' اسے موطوۂ لونڈي کي جگہ شہد بتلاتے ہو' لیکن اول تو محض بوے مغافیر کي شکایت کرنے سے شہد نہ کھانے کي قسم کھا لینا ایک ایسي بات ہے جو قرین عقل نہیں معلوم ہوتي - پھر اگر ایسا ہوا بھي ہو تو ایک معمولي کھانے پینے کي چیز کے نہ کھانے کي قسم کھا لینا کونسي ایسي بڑي بات تھي جسکي وجہ سے خدا نے تنبیہ ضروري سمجھي اور ایک خاص آیت نازل کي ؟

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرور وہ کوئي بڑي هي اهم بات ہوگي اور وہ یہي ماریۂ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کرلینا ہے -

لیکن یہ شبہات بھي صرف اسي دماغ میں جگہ پا سکتے ہیں جو سیرۃ حضرۃ سید المرسلین' و خصائص نبوت عظیمہ' و مصالح و اسرار شریعت' و وجوہ تنزیل کلام الہی و احکام دینیہ سے واقف نہ ہو - ورنہ فی الحقیقت یہ امر بالکل واضح و عین قرین عقل و درایت ہے -

آنحضرة ( صلعم ) کا شہد کیلیے قسم کھا لینا کچھ بھي خلاف عقل نہیں ہے جبکہ روایات صحیحہ سے معلوم ہوگیا ہے کہ اس بارے میں تمام بیویوں نے ایکا کرلیا تھا' اور ایک هي چیز سے متعلق' ایک هي زمانے میں' ایک هي انداز سے' سب نے شکایت کي تھي - امام بخاري کي تمام روایات کو جمع کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اس تدبیر میں تمام بیویاں شریک کرلي گئي تھیں - کتاب الطلاق والي روایت میں ہے کہ حضرۃ عائشہ نے سب کو اطلاع دیدي اور سب سے پہلے حضرت سودہ نے اظہار کیا -

پس ظاہر ہے کہ آنحضرۃ ( صلعم ) یکے بعد دیگرے تمام بیویوں سے ملے ہونگے - ان میں سے سب نے شکایت کي ہوگي کہ مغافیر کي بو آتي ہے - آپ حضرۃ زینب کے ہاں معمول سے زیادہ تشریف فرما رہتے تھے اور وہیں شہد تناول فرمایا تھا - آپ توسم نبوت سے سمجھہ گئے ہونگے کہ اس شکایت کي تہہ میں رقابت کا جذبۂ محبت مخفی ہے - ازواج مطہرات سے آپ کمال محبت و شفقت فرماتے تھے اور عورتوں کے ساتھہ عموماً آپکا سلوک نہایت رضا جوئی اور سلوک و تسامح کا تھا - یہ حالت دیکھکر انکي خوشي کیلیے آپ نے قسم کھا لي ہوگي کہ اگر ایسا هي ہے تو لو میں اب شہد کبھي نہ کھاؤنگا -

اس میں تعجب و انکار کی کونسي بات ہے ؟

رهي یہ بات کہ محض کھانے پینے کي ایک چیز میں کونسي ایسي اهمیت تھي کہ خدا کو آیت نازل کرني پڑي اور " لم تحرم ما احل اللہ لک ؟ " کے الفاظ میں آپکو متنبہ فرمایا ؟ سو یہ شبہ احکام شریعت کے اصول و مصالح جاننے والوں کي زبان سے تو کبھی نہیں نکل سکتا - شریعت الہي ایک قانون ہے جو بہت سے کاموں کا حکم دیتا اور بہت سی چیزوں سے روکتا ہے - قانون کا تمام تر دارو مدار اصول ( پرنسپل ) پر ہے' اور اسکي ہر فرعي اور ہر جزئي سے جزئي بات کا بھي اثر اسکے اصل اصول پر پڑتا ہے - مانا کہ شہد فی نفسہ کوئي اهم چیز نہ تھي' لیکن کیا قانون الہي کی حلال کردہ شے کو کسی انسان کی خوشی کیلیے اپنے اوپر حرام کرنے کي نظیر بھی اهم و رفیع نہ تھي ؟ اللہ سبحانہ نے دیکھا کہ نبی ایک حلال شے کو اپنے اوپر حرام کرتا ہے - اس نظیر کا اثر شریعت کے عام قانون حلت و حرمت پر پڑیگا - انبیا و حدود شریعت کا عملی نمونہ اور اسوہ حسنہ ہے - اس نظیر کي وجہ سے احکام الہي کي قطعیت مشتبہ ہوجائیگی - اور لوگ حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام کرلیا کرینگے - پس نہایت ضروري تھا کہ فوراً امت پر واضح کردیا جاتا کہ کوئی انسان خدا کی حلال کردہ شے کو اپنے اوپر حرام نہیں کرسکتا - اور جو کھانے پینے کی چیزیں اس نے اپنے بندوں کیلیے حلال کردي ہیں' وہ ہر حال میں حلال ہیں - اس نظیر کو نظر انداز کردیا جاے اور قانون پر اسکا اثر نہ پڑے -

پھر اس واقعہ سے یہ سوال بھي پیدا ہوگیا تھا کہ اگر کوئي شخص ایسا کر بیٹھے تو اسکے لیے شریعت کا حکم کیا ہوگا ؟ کیا واقعی اسکے حرام کرلینے سے وہ حلال کردہ شے اس پر حرام ہو جائیگی ؟ اسکو بھي صاف کردینا قانون کي تکمیل و حفظ کیلیے ضروري تھا - پس خدانے صاف کردیا کہ ہر معاهدہ' ہر قسم' اور ہر وعدہ جو قانون شریعت کے خلاف ہو' شریعت کے نزدیک کوئي چیز نہیں ہے - تم ہزار کسي حلال شے کو اپنے اوپر حرام کرلو لیکن جبکہ قانون الہی نے تم پر حرام نہیں کیا ہے اسلیے وہ کبھي حرام نہوگی -

اسمیں ضمناً یہ پہلو بھي ملحوظ تھا کہ اسلام نے انسان کیلیے جائز اور غیر مضر لذتوں اور راحتوں کا دروازہ بالکل کھول دیا ہے

# تاریخ قدیم کا ایک فراموش شدہ صفحہ !

## نامۂ بر کبوتر !

### عہد قدیم کی تار برقی اور طیارات !

نامہ بر کبوتروں کی فوجی تربیت کا آغاز اس طرح ہوتا ہے کہ پہلے انہیں کبوتر خانوں کے گرد و پیش اوڑا دیے جاتے ہیں - ہر کبوتر سے یہ چاہا جاتا ہے کہ وہ ہر روز ۵ گھنٹے دن بھر میں دو بار اُڑیں -

ان آزمایشی لڑائیوں کی نگرانی نہایت توجہ سے کی جاتی ہے - پنجروں کی کھڑکیاں جب کھولی جاتی ہیں تو سپاہی مستعد رہتے ہیں اور اُن کبوتروں کو ڈھابلیوں کی چھت پر بیٹھنے نہیں دیتے - جو کاہل کبوتر پاس کی جھوں پر بیٹھکے اپنے رفقاء کے سامنے نافرمانی کی بری مثال پیش کرتے ہیں ' انہیں بلا تکلف فوراً گولی سے مار دیا جاتا ہے -

اعلی درجہ کے تربیت یافتہ کبوتر غول باندھکے اُڑتے ہیں ' جسکی وجہ سے وہ کبھی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے پاتے -

کورے پٹھے پہلے چند مدت اُڑتے ہیں ' پھر بتدریج بڑھتے جاتے ہیں - یہاں تک کہ تین مہینہ کی عمر میں گھنٹے گھنٹے بھر تک اڑنے لگتے ہیں -

ایک طرح کی نقل و حرکت کے لیے ہمیشہ ایک ہی قسم کے اشارے کیے جاتے ہیں تا کہ کبوتر سمجھہ سکیں کہ اسے کیا کہا جا رہا ہے ؟ کبوتروں کو پنجروں سے نکالنے کے لیے چیخیں ' تالیاں ' اور کمروں کی درمیانی اوٹیں کھڑکھڑائی جاتی ہیں واپس بلانے کے لیے کونڈوں میں پانی بھرے اور زمین پر دانہ ڈالنے کے بعد سیٹی بجائی جاتی ہے -

( نامہ بری کی مشق )

پرواز کے ساتھہ ساتھہ نامہ بری کی مشق بھی شروع کرائی جاتی ہے - مسافت کی مقدار بتدریج بڑھتی رہتی ہے - فراہمی افواج کی حالت میں کبوتر کسی ایسے مقام پر رکھے جاتے ہیں جسمیں اور فوج میں حملے کے وقت سلسلۂ نامۂ و پیام ضرور رہنا چاہیے -

جو مقامات ایسے ہیں کہ بعض ذرائع مراسلت کی بربادی کے بعد کبوتروں کو وہاں رکھا جا سکتا ہے ' انکے متعلق سلسلۂ تعلیم کا جاری رکھنا ایک منطقی نتیجہ ہے ' مگر اسکی قسمت میں پابندی نہیں - کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ کبوتر ڈھابلیوں کے ہر طرف اُڑائے جاتے ہیں - بارش ' کہر ' اور برف کے زمانے میں اُڑانے کی کوشش نہیں کی جاتی - جاڑے کے زمانے کو بالکل غیر مناسب سمجھا جاتا ہے - فروری ' مارچ ' اور اپریل کے مہینے پٹھوں کی نگرانی و پرداخت کے لیے وقف ہوتے ہیں -

عمر کے لحاظ سے کبوتروں کے دو درجے ہوتے ہیں - پہلے درجے کے کبوتر یا تمام افواج کی ٹور جسکی عمر ۱۸ مہینے سے لیکے ۸ برس تک ہوتی ہے ' روزانہ اپنی ڈھابلی سے اُڑکے وہاں تک جاتے ہیں ' جہاں وہ جنگ کے زمانہ میں رکھے جائینگے - یہ یا تو چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں اُڑتے ہیں یا کبھی ایک دم سے چھوڑ دیے جاتے ہیں ' مگر بہر صورت اسمیں سے ہر ایک کے کام کا خیال رکھا جاتا ہے تا کہ ہر کبوتر کی مشق اچھی طرح ہو جائے - بعض کبوتر عرصہ تک موجوں کی اجتماع گاہوں میں بند رہتے ہیں - لیکن بسنت زمانے تک کسی خاص راہ پر باقاعدہ ہر روز اُڑائے جاتے ہیں -

نامہ بر کبوتروں کے سفری آشیانے

مسافت کی مقدار پہلے دن ۲۰ کیلومیٹر ( ساڑھے ۱۲ میل ) ہوتی ہے - تیسرے دن ۳۰ کیلومیٹر - چھٹے دن ۵۰ کیلومیٹر - چودھویں دن ۸۰ کیلومیٹر - بیسویں دن ۱۳۰ کیلومیٹر - ستائیسویں دن ۲۱۰ کیلومیٹر - اور چونتیسویں دن ۳۰۰ کیلومیٹر کردی جاتی ہے -

ایک سال کی عمر کے پٹھوں کو بھی چھہ ہفتے میں قریبا یہی مشق کرائی جاتی ہے - ڈھابلی کے آس پاس چند ابتدائی کاؤں کے بعد اولاً ۱۰ - کیلومیٹر تک جاتے ہیں ' اسکے بعد مسافت بتدریج بڑھتی جاتی ہے - یہاں تک کہ چھٹے ہفتہ کے آخر میں ۲۰۰ کیلومیٹر پورے ہوجاتے ہیں -

پرواز کی مشق خشکی یا دریا میں ' جس پر کبوتر خانوں کی مقامی حالت اجازت دے ' کرائی جاتی ہے - دھوپ کی گرمی کے خیال سے کبوتر بہت ہی تڑکے چھوڑے جاتے ہیں - موسم سرما میں شرح پرواز ۸۰ سے لیکے ۹۰ میٹر ( ڈیڑہ میل ) فی منٹ ہوتی ہے - ان مشقوں کے نتائج ' گم شدہ کبوتر ' دیگر سانحات ' یہ سب چیزیں قلمبند ہوتی ہیں -

چونکہ ان مشقوں کا مقصد کبوتروں کو باقاعدہ نامہ بری کی تعلیم دینا ہے ' اسلیے انکے ساتھہ ایسے خطوط بھی کردیے جاتے ہیں جو خاص طور پر اسی غرض سے ہلکے اور محفوظ بنائے جاتے ہیں تا کہ بحفاظت و سہولت جا سکیں -

اس رقم میں مختلف قسم کے قرض شامل ہیں- ۲۱,۴۸,۲۱,۸۶۰ پونڈ کی رقم ۱,۸۵۵ اور ۱۸۹۱ کے قرضوں کی ہے جسکا سود ۴ فیصدی ہے - ایک رقم سنہ ۱۸۹۴ کے قرض کی ہے جسکا سود ساڑھے تین فیصدی ہے - ان قرضوں کی ادائگی مصر کے خراج سے ہوتی ہے -

یہ ایک قسم کے قرض تھے - دوسری قسم کے قرضوں کی تعداد ۴۴,۷۲,۳۱۳ پونڈ ہے - اسمیں مندرجۂ ذیل قرض شامل ہیں:

اجارہ تمباکو کی کمپنی کا قرض جو سنہ ۱۸۹۳ع میں ۴ فیصدی پر لیا گیا ہے - ریلوے کمپنی کا قرض جو سنہ ۱۹۹۳ع میں ۵ فیصدی پر لیا گیا ہے - صومہ بندرمہ ریلوے کمپنی کا قرض جو سنہ ۱۹۱۱ع میں ۴ فیصدی پر لیا گیا ہے - ان قرضوں کی ادائگی بعض مقررہ مالی معاہدوں سے ہوتی ہے -

قرض کی تیسری قسم چند کے قرض ہیں - انکی مقدار ۲,۲۶,۴۰,۰۲۴ پونڈ ہے - اسمیں سنہ ۱۹۰۲ اور ۱۹۰۹ کے قرض اور سنہ ۱۹۱۱ع کے قرض کی پہلی قسط بھی شامل ہے - ان قرضوں کی شرح سود ۴ فیصدی ہے - انکی ادائگی خود حکومت کو براہ راست کرنا پڑتی ہے -

اس تفصیل سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ آخر فروری سنہ ۱۹۱۱ع تک دولۂ عثمانیہ کے عام قرضوں کی کل مقدار ۲,۹۱,۲۳,۴۲,۹۱۱ فرانک تھی ( ایک فرانک دس آنہ کا ہوتا ہے ) جسمیں سے اسوقت تک ۳۰۱,۲۶,۶۸۵ فرانک ادا ہوچکے ہیں اور ۲,۶۰,۵۶,۱۶,۲۲۶ فرانک دولۂ عثمانیہ کے ذمہ باقی ہیں -

لیکن اسکے بعد ہی دولۂ عثمانیہ دو شدید ہولناک جنگوں میں گرفتار ہوگئی - علی الخصوص جنگ بلقان میں [illegible] ہوئی اور قرض بجائے کم ہونے کے اور بڑھگیا - چنانچہ [illegible] اور ادرنہ کے واپس لینے سے قبل ( آخر جون سنہ ۱۹۱۲ع میں ) وزیرمال نے اعلان کیا تھا کہ اسوقت دولۂ عثمانیہ کے ذمہ قرضہاے عام کی مقدار ۱۳,۰۲,۵۴,۴۵۷ عثمانی پونڈ یعنی ۲,۹۹,۵۸,۵۴,۵۱۱ فرانک ہوگئی ہے -

اسوقت قسطنطنیہ اور یورپ میں عثمانی رعایا کی تعداد ۱۸۰۰۰۰۰ لاکھ ہے - ایشیا میں جن ممالک پر دولۂ عثمانیہ عثمانی افسروں کے ذریعے حکومت کرتی ہے انکی آبادی ۱۵۱۰۰۰۰۰ ہے - اگر یہ قرض تمام عثمانی رعایا پر تقسیم کیے جائیں تو ہر شخص کے ذمہ ۱۴۳ فرانک پڑینگے -

لندن پیرس میں [illegible] مالی [illegible] ہونے والی ہے اسمیں [illegible] کا ایک حصہ ضرور ریاستہاے بلقان سے ادا [illegible] اگر یورپ نے [illegible] سے کام لیا تو امید ہے کہ اس [illegible] حصہ ریاستہاے بلقان کے ذمہ ادا جائیگا [illegible] ۴۶۶۰۰۰۰۰۰ فرانک ہوگی - اسکے بعد دولۂ عثمانیہ کے ذمہ ۲۵۰۰۰۰۰۰۰۰ فرانک [illegible] رہجائینگے جسمیں [illegible] قرضوں کے شامل [illegible] ( آخر جون سنہ ۱۹۱۳ع تک ) ذمہ عثمانیہ کی کل رقم ۳,۶۸,۱۶,۴۱۱ عثمانی پونڈ ہوئی - اس میں وہ قرض بھی شامل ہیں جو مختلف ملکوں سے لیے گئے اور اب اس اخری فرانسیسی [illegible] سے ادا کیے جائینگے -

---

[illegible] الہلال کا میں [illegible] [illegible] ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] نہ چھوڑا زمانے

[illegible] آشنائے [illegible]

[illegible] نین [illegible]

ممنون [illegible]

[illegible] شاہ محمد [illegible]

[illegible] حیدر آباد -

## تلخیص و اقتباس

اسد پاشا کی گرفتاری کے متعلق تارِ انگریزی ڈاک میں تفصیلات آگئی ہیں مگر بیانات باہم مختلف ہیں - معلوم نہیں ہوتا کہ دونوں وزارتوں سے اسد پاشا کا استعفا شہزادہ وِد کی ملاقات کا نتیجہ ہے یا محافظ فوج میں اضافہ ہونے کا؟ بہر حال ہوا یہ کہ ڈچ جندرمہ ( جنگی پولیس ) کے افسر اعلی نے اسد پاشا کو حکم دیا کہ اپنی فوج کو منتشر کرکے ہتیار حوالے کردے - اس نے انکار کیا - بیان کیا جاتا ہے کہ اسکے بعد اسد پاشا کی فوج نے آتشباری شروع کردی تھی جسکا جواب اس فوجی توپخانہ نے دیا جو پہلے سے بنظر احتیاط موقع ( پوزیشن ) پر رکھدیا گیا تھا - مگر اسکے بعد اسد پاشا نے صلح کا سفید جھنڈا بلند کردیا -

ایک مشترکہ فوج اسد پاشا کے گھر کی طرف بڑھی اور گرفتار کرکے آسٹریا ہنگری کے ایک [illegible] لے آئی - یہاں سے وہ ایک اطالی تجارتی جہاز پر سوار کرکے برنڈزی بھیجدیا گیا -

اسد پاشا نے ایک اعلان پر دستخط کردیے ہیں جسکا مطلب یہ ہے کہ وہ البانیا کے معاملات میں شہزادہ وِد کے بغیر اجازت دخل نہ دینگے -

ایپرس میں دول کی [illegible] ہوئی - الحمد [illegible] قبضہ کے متعلق [illegible] ایپرس کی [illegible] حکومت کے درمیان [illegible] ایک [illegible] ہے - اسکا خلاصہ یہ ہے کہ ملک دو انتظامی صوبوں ( [illegible] ) میں تقسیم کردیا جائے جو والیوں ( Prefect ) کے ماتحت ہوں - جسقدر یونانی مذہبی و غیر مذہبی عمارات ہیں وہ سب بدستور قائم رہیں - عام مدارس کے ابتدائی تین درجوں میں تعلیمی زبان البانی اور یونانی دونوں ہوں - اسیطرح مقامی انتظامی اور قانونی کارروائیوں میں بھی یونانی زبان البانی زبان کے پہلو بہ پہلو رکھی جائے - اہل ایپرس سے ہتیار نہ لیے جائیں - جندرمہ ( جنگی پولیس ) کے لیے اشخاص وہیں سے فراہم کیے جائیں - اس جندرمہ کی خدمات کسی دوسری جگہ کے لیے صرف اسی وقت لی جا سکیں کہ جبکہ کسی بڑی طاقت سے مقابلہ کی صورت پیش آجاے اور اسکا فیصلہ بین الملی کمیشن کریگا - یہی کمیشن تنظیم و ادارۂ داخلی اور نئی حکومت کے قیام کا بھی ذمہ دار ہوگا - آخر میں یہ ہے کہ اہل ایپرس [illegible] [illegible] دیدی جائیگی -

[illegible] میں بلغاری ایوان شوری [illegible] [illegible] بحث یہ تھا کہ بلغاریہ [illegible] اور ناکامیوں کے لیے کوسف اور دینیف کی [illegible] تک ذمہ دار ہیں؟ اعضا ( [illegible] ) نے اپنی [illegible] کے خیالات بیان کیے [illegible] مباحثہ و مناقشہ [illegible] اس پر ہوا کہ تمام [illegible] [illegible] کیے متعدد سعی [illegible] میں [illegible] [illegible] مناقشات کو [illegible] بار آئے

اس سلسلے میں اس حقیقت کا بھی [illegible] ہوگیا جو الہلال بہت پہلے لکھ چکا ہے جبکہ جنگ [illegible] جاری تھی [illegible] بلغاری فتح مندیوں کی خبروں نے دنیا کو حیران [illegible] تھا ہم لکھا تھا کہ جنگ لولی برغاس کے بعد ہی بلغاری [illegible]

سلطان عبد الحميد نے ميرزا يحيى کا ثاني ملقب به " صبح ازل " کو ايڈريا نوپل ميں اور بهاء الله کو عکه ميں رکها تها - يهي عکه بهائي مذهب کا موجوده مرکز هے - شيخ بهاء الله کے بعد اسکا بڑا لڑکا " عباس افندي " جانشين هوا - وه ايک صاحب علم' وسيع المعلومات ' اور نهايت فصيح و بليغ شخص هے

دستوري حکومت کے اعلان تک رئيس بهائيه کو عکه سے باهر نکلنے کي اجازت نه تهي - اعلان مشروطه کے بعد آزادي ديدي گئي - اس وقت سے ابتک شيخ عباس نے متعدد سفر کيے هيں ' پہلے مصر گيا - پهر امريکه کا سفر کيا جهاں کئي هزار امريکن بهائي موجود هيں اور متعدد شهروں ميں انهوں نے اپني مذهبي سوسائٹي ( بيت العدل ) قائم کر رکهي هے -

پچهلے دنوں وه انگلستان آيا اور متعدد صحبتيں تحريک و دعوة کي منعقد کي گئيں - مگر اس بارے ميں انگلستان اور امريکه بالکل مختلف آباديان هيں - يهاں مذهبي تحريکيں اس قسم کي سياحتوں سے قائم نهيں هوسکتيں - تاهم بعض اخبارات ميں ايک نئے ايراني مذهب کا ذکر کيا گيا ' بعض رسائل نے اپنے نامه نگاروں کو تحقيق عقائد کيليے بهيجے ' بعض نے انکي اور انکے امريکن اور ايراني ساتهيوں کي تصويريں شائع کيں - غرضکه کچهه نه کچهه چرچا هوگيا -

متعدد امريکن عورتيں انکے همراه تهيں جو بهائي هوگئي هيں - انهي ميں سے ايک نوجوان داعيه حال ميں کلکته آئي تهي -

خيال کيا جاتا هے که شيخ عباس آفندي اب هندوستان کے سفر کا اراده کر رهے هيں جو تمام دنيا ميں مسلمانوں کا سب سے بڑا مرکز هے اور جهاں گذشته بيس پچيس سال سے بهائي داعي متصل مگر بالکل خاموش کام کر رهے هيں - غالباً وه عنقريب سيلون و برما هوکر هندوستان پهنچيں -

مقامي معاصر " هندو پيٹريٹ " نے شيخ عباس اور انکے ساتهيوں کي تصويريں بضمن سفر انگلستان و تذکرۂ داعيۂ امريکه شائع کي هيں - هم نے انکے بلاک اشاعت کيليے منگوا ليے تهے جو آجکي اشاعت ميں درج " الهلال " کرتے هيں -

ان ميں پهلي تصوير ايک امريکن بهائيه کي هے - اسکا نام مسز استے نرق هے - وه شيکاگو ( امريکه ) ميں بهائي هوئي اور پهر تکميل و تربيت کي غرض سے پانچ سال تک عکه ميں مقيم رهي - پچهلے سال بهائي مذهب پر لکچر دينے کيليے [illegible] کا سفر کيا اور وهاں سے گذشته دسمبر ميں لندن پهنچي - بمبئي ميں کچهه دنوں رهکر کراچي آئي اور کانفرنس [illegible] ميں شريک هوئي - وهاں سے مدراس گئي اور مدراس سے کلکته آئي

بهائي مذهب کے داعي جس سرگرمي [illegible] کے ساتهه کام کرتے هيں ' اسکيے همارے لئے [illegible] هے - رنگون ' بمبئي ' الکته ' اور مدراس [illegible] تعداد هندوستاني بهائيوں کي [illegible] آجتک [illegible] لوگوں کو حالت معلوم هے

# دولت عثمانيه کي موجوده مالي حالت

## قرض اور آمدني

کسي سلطنت کے عام حالات پر اسکي مالي حالت کا بهت بڑا اثر پڑتا هے - خصوصاً دولة عثمانيه که يورپ کے ضغط و فشار اور اسکي عجز و درماندگي کي اصلي وجه اسکي مالي حالت هي هے - اسليے ضروري هے که جب آپ دولة عثمانيه پر نظر عام ڈالتے هوے اسکي مشکلات پر غور کريں ' تو اسکي مقروضيت کي وسعت اور اسکي آمدني کي قلت کو بهي پوري تفصيل کے ساتهه پيش نظر رکهليں -

دولة عثمانيه پر يورپ کے جسقدر قرض هيں ' انکي دو قسميں کي گئي هيں :

( ۱ ) وه جو کسي نظام و آئين کے ماتحت هيں -

( ۲ ) جو اس قيد و بند سے آزاد هيں -

پهر منتظم اور با قاعده قرضوں کي بهي ۳ - محرم کے اتفاق ( اگريمنٹ ) کي رو سے دو قسميں هيں -

( ۱ ) وه جو صيغه قرضه هاے عام يعني ( صندوق الدين ) کے ذريعه سے ادا هونگے -

( ۲ ) وه جو دولة عثمانيه نے کسي اجنبي بنک سے اس شرط پر ليے هيں که وه خود براه راست ادا کرديگي -

وزير مال نے اپنے صيغه کي جو رپورٹ سب سے آخر ميں شائع کي هے ' اس سے معلوم هوتا هے که آخر فروري سنه ۱۹۱۱ع تک دونوں طرح کے باقاعده قرض حسب ذيل تهے :

" دولة عثمانيه نے يورپ سے جو قرض اس شرط پر ليے تهے که وه صيغه قرضهاے عام يا صندوق الدين کے ذريعه سے ادا هونگے ' انکي مجموعي تعداد ۹,۱۳,۵۶,۳۲۸ عثماني پونڈ هے - يه صيغه جسوقت سے قائم هوا هے اسوقت سے ليکر سنه ۱۹۱۱ع تک اس رقم ميں سے کچهه اوپر دو ملين ادا هوچکے هيں - اب عثماني خزانه کے ذمه ۸۲ ملين ۱۰ هزار ۳ سو ۵۰ ملين پونڈ باقي هيں - ( ايک ترکي پونڈ ۱۲ - روپيه کا هوتا هے )

اصلي قرض ميں ۵,۷۹,۰۸,۳۲۰ پونڈ کي وه رقم بهي هے ' جسکا شمار ان قرضوں ميں هے جو ريلوے کي آمدني سے ادا هونگے - اسکا سود ۴ فيصدي هے ' اور سنه ۳ محرم کے اتفاق ميں منظور بهي هوچکا هے - اسکے علاوه باقي ۲,۳۴,۴۸,۰۰۸ پونڈ ميں مندرجۂ ذيل رقميں شامل هيں : سنه ۱۸۹۰ ' ۱۹۰۳ ' ۱۹۰۴ ' اور ۱۹۰۵ کے قرض جنکا سود ۴ فيصدي هے وه رقميں جو بموجب سنه ۱۹۰۵ع اور سنه ۱۹۰۸ع ميں بغداد ريلوے کي ضمانت پر لي گئي هيں - انکا سود بهي ۴ فيصدي هے - سنه ۱۸۹۶ع کا قرض جسکا سود ۵ فيصدي هے

دولة عثمانيه نے يورپ کے بنکوں سے جو قرض اس شرط پر ليے تهے که وه خود براه راست ادا کريگي ' انکي مجموعي تعداد [illegible] عثماني پونڈ هے - جسميں سے آخر فروري [illegible] قريباً ۴ ملين پونڈ ادا هوچکے هيں ' اور ۲۰,۰۸,۸۷۲ پونڈ [illegible] خزانه کے ذمه واجب الادا هے

حرم گم گشتگان بادیه گمراهي کی صحیح رهنمائي کر رهي ہے مبادا کہیں هماري نظرونسے گم هو جاے ' اور پهر هم اس ظلمت کده میں روشني کیلیے اسطرح محتاجونکي طرح بهکتے هوے پهریں ' جسکے تصور هي سے دل خائف هیں -

عنقریب جدد خریدارونکے پتے ارسال خدمت کرونگا ' مگر میرے خیال میں یه کوئي ایسي امداد نهوگي - جس امداد کي منظوري کیلیے جناب سے هم امید وار هیں - اسپر توجه هو !

نیاز کیش

( حافظ ) امام الدین اکبر آبادي - خریدار نمبر ۳۸۵۷

( ۲ )

حضرة الاعز المحترم -

آپ کیوں هم لوگوں سے اسقدر بیزار هوگئے هیں که همارے رنج و الم کا آپکو احساس تک نہیں رها ؟ به خبر که الهلال ' محبوب و محترم الهلال ' اپنی مالي مجبوریوں کي وجه سے (جو اگر ایک میعاد معینه کے اندر پوري نهوئیں تو خدا نخواسته بند کردیا جائیگا ) کیا همارے دلوں کو زخمي کرنیکے لیے نا کافي نہیں ' جو آپنے اون باتوں کا اظہار سروع کردیا جو اوس حادثه جانکاه کے وقوع کے بعد پیش آنے والي هیں ؟ یعني یه که " خریداران اخبار کے چندوں کا کیا حشر هوگا ؟ " خدا کے لیے یه باتیں لکهه لکهه کر فدائیان الهلال کے مجروح دلوں پر نمک پاشي نه فرمائیے اور اونپر رحم کیجیے - آپنے خدا جانے کیونکر سمجهه لیا ہے که الهلال کو جو کام کرنا تها وه کرچکا اور اب اسکي ضرورت باقي نہیں ہے ؟ اسکو تو اون سے پوچهنا چاهیے جو اسکي ضرورت کو محسوس کرتے هیں - کیا آپکو اس سے انکار ہے که ضروریات زمانه کیطرف متوجه کرنے والا اور مختلف الخیال اشخاص کو ایک مرکز پر لاکر اونسے ضروریات دیني و دنیوي کا التزام کرانے والا یہي ایک رساله ہے - اگر اپکے نزدیک مسلمانوں کي دیني و دنیوي ' سوشیل و پولیٹکل ضرورتیں درجۂ تکمیل کو پہونچ چکیں اور کوئي مزید احتیاج باقي نہیں رهي تو بسم الله ' کل کے بدلے الهلال کو آج هي بند کر دیجیے - چشم ما روشن - اور اگر ایسا نہیں ہے تو خدا کے لیے اس اراده سے باز رهیے اور مسلمانوں پر رحم فرمایے - میں کہتا هوں که آپ جس مدت تک اوسکي ضرورت سمجهتے تهے اب اوسکے بعد هم اوسکي ضرورت پہلے سے زیاده محسوس کرتے هیں - سب سے اهم سوال جو اس رنجده تبدیل کا باعث هوا ہے ' وه اسکی مالی حالت ہے - بے شک توسیع اشاعت کي ضرورت ہے ' اور آپ کہانتک نقصان برداشت کر سکتے هیں - لیکن میں نہیں سمجهتا که آپ کیوں ضد پر قائم هیں که قیمت میں اضافه نه کیا جاے - نئے خریدار پیدا کرنے سے یه زیاده آسان ہے که قیمت میں قدرے اضافه کردیا جاے - جو لوگ الهلال کے خریدار اور رسایق هیں وه معمولی اخبارون کے خریدار جیسے نہیں هیں - افسوس ہے که آپ کو اس کا علم نہیں ' اگر علم ہے تو عمداً اغماض کرتے هیں - میں تو یقین کے ساتهه سمجهتا هوں که خریداروں میں سے هر هر فرد دو روپیه سالانه الهلال پر نثار کرنے کو اپنا فرض نہیں بلکه سعادت سمجهے گا اگر آپ اس کا چنده بجاے ۸ - روپیه کے ۱۰ روپیه سالانه کردینگے - اس سے قبل بهی میں لکهه چکا هوں اور دیگر حضرات نے بهي یہي استدعا کي تهي که ایسا کیا جاے لیکن معلوم نہیں اسپر توسیع اشاعت کو کیوں ترجیح دیجاتي ہے ؟ اسمیں آپکي ذاتي منفعت کو دخل نہیں ہے جسکي وجه سے آپ متامل هیں ' بلکه میں تو یہانتک عرض کرنیکي جرات کرتا هوں که خدا نخواسته کیا آپ کا کانشنس آپکو اجازت دیتا ہے که آپ همارے منافع کو صرف اس وجه سے پا مال کردیں که اوسے ایک شائبه آپکي نسبت سوء ظن کا نکلتا ہے ؟ یه مسئله الهلال کے بقا و قیام کا ہے جسمیں سب مسلمان شریک هیں - زیاده سے زیاده آپ یه کیجیے که ایک قسم ۸ - روپیه کي بهي رهنے دیجیے اور جو صاحب ۸ - روپیه سے زیاده کا بار نه اوٹها سکیں وه اس درجه میں رهیں اور کاغذ کي قسم میں تخفیف کرکے اوسکي کمي پوري کر دیجیے مگر لله بند کرنے کا خیال بهي دل میں نه لائیے - میں آپسے بادب درخواست کرتا هوں که میرے اس معروضه کو الهلال میں چهاپ دیجیے جس سے میري یه عرض ہے که دیگر خریداران اخبار بهي اسپر توجه فرمائیں اور اس باره میں جو اُنکی راے هو اوس سے بذریعه اخبار مطلع کریں ' نیز اتني بات پر اڑ جانے والے اور اپني ضد سے نه هٹنے والے مولانا سے استدعا کیجاے که وه توسیع خریداري پر زور دینے کي جگهه قیمت کی بیشي کو منظور فرمالیں -

والسلام - آپکا ادنی خادم

غلام حسن از امروهه

تین بزرگوں کے نام الهلال بذریعه وي پي کے ارسال فرماویں مزید کوشش جاري ہے - تابعدار بنده محمد امین خریدار نمبر ۹۱۴ -

هو گیا ہے اور صرف اسي لیے بلغاریا اور اسکے حامي بیقرار هیں که آیندہ بغیر مزید جنگ کے خط اینوس میڈیا هي پر صلح طے هو جائے اور اسی مقصد کیلیے کامل پاشا کو دول یورپ نے طیار کیا تھا -

---

دیلي نیوز کے ایک دولتمند مهاجن اور کماندیا کے معوث ( دلدوبي ) قسطنطین هاجي کیلشوف نامي نے بلغاری پارلیمنٹ میں بیان کیا که بلغاري فوج کے مرکز اعلی ( هیڈ کوارٹر ) کے حدود اسکو خط اینوس رمیڈیا کی منظوري کے لیے قسطنطنیه بھیجنا چاھا تھا ' اور اس کے لیے کامل پاشا بالکل تیار تھا - اپنے بیان کی توضیح و توثیق کے لیے اس نے چند تار پڑھکر سنائے - پہلا تار ڈینف کا تھا ' جسمیں گوشف سے کہا تھا کہ خط اینوس میڈیا کی بابت کامل پاشا سے گفتگو کرنے کے لیے یه شخص جاتا ہے - اسکے لیے مجلس کی منظوری حاصل کرو - اسکے جواب میں گوشف نے لکھا که مجلس کسی خاص وفد کے قسطنطنیه بھیجنے کی ضرورت نہیں سمجھتی - اسکے بعد ۲۹ نومبر کو شاہ فرڈیننڈ نے تار دیا که قسطنطین کیلشوف کے متعلق صدر مجلس کي تجویز سے بالکل اتفاق کرتا هوں - فوري کار روائي کي هدایت کرتا هوں - اسکے جواب میں گوشف نے لکھا که " مجلس اس فیصله کی وقت پر اپني سنگین ذمه داري سے با خبر ہے " گوشف نے اس تار میں یه بھي لکھا تھا " آپ مذکورہ مقصد کے متعلق وزیر مال کو تار دیں - قسطنطنیه میں بلغاریوں کو آنے کی اجازت نہیں کیلشوف کا شخصی طور پر جانا ممکن ہے - انہیں وکیل خاص بنا نا هوگا "

مگر قدرت الهي نے عین وقت پر اپني نیرنگي دکھلائی - کامل پاشا کي وزارت کا خاتمه هوا ' اور انور بے نے باب عالی کا مسئلہ هال ختم کرلیا - نتیجه یه نکلا که بلغاریا کو بالاخر روز بد کا منهه دیکھنا پڑا اور مع اپنے اعوان و انصار یورپ کے اپني تمام امیدوں میں ناکام و خاسر رهي !

---

روس نے تبریز سے ۱۸ - ویں پیادہ پلٹن اور دو توپخانوں کے بریگیڈوں کو قفقار سے واپس بلا لیا ہے - روسي اخبارات اس واقعه کو بہت اچھال رہے هیں - ایک مقتدر اخبار لکھتا ہے که غالباً اب اس پیچیدگي میں سکون پیدا هوجائیگا ' جس کے متعلق کہا جاتا ہے که شمال ایران پر روس کے مسلسل فوجي قبضه کی وجه سے [illegible] میں محسوس کی جا رهی ہے - [illegible] روسی فوج واپس [illegible] ہے مگر پھر [illegible] فوج [illegible] - سوال یه ہے که [illegible] ہے [illegible] فوج کی [illegible] فوج [illegible] ؟

[illegible] ایران میں ۱۲۴۰۰۰ روسی محافظ فوج موجود ہے !

---

لندن میں علوم و السنهٔ شرقیه کے مطالعه و اشاعت کیلیے [illegible] مدرسه قائم هونے والا ہے ' اسکے متعلق [illegible] میں ایک اپیل شائع هوئي ہے جسپر چند مشاهیر انگلستان کے دستخط هیں - اس سے معلوم هوتا ہے که لندن انسٹی ٹیوشن کي عمارت ( جسکي قیمت ایک لاکھه پونڈ ہے ) قواعد پارلیمنٹ کي رو سے اسکے لیے حاصل کرلي گئي ہے - ضروري ترمیم و تعمیر کے لیے حکومت نے ۲۰ هزار سے ۲۵ هزار پونڈ تک دینے کا وعدہ بھي کیا ہے - یه مدرسه لندن یونیورسیٹی کے متعلق هوگا - مشرق اور افریقه کی اهم زبانیں ( جنھیں ۸۰ کروڑ انسان بولتے هیں ) انکی تعلیم پر ۲۴ هزار پونڈ سالانه صرف کیا جائیگا - اسکے مقابله میں اسفرڈ [illegible] میں ۱۰ هزار پونڈ اور پیرس میں ۸ هزار پونڈ سالانه صرف هو رہا ہے - حکومت انگلستان ۴ هزار پونڈ سالانه اور حکومت هند ۱۲۵۰ پونڈ سالانه دیگي - بقیه روپیے کے لیے قوم سے اپیل کي گئي ہے -

## مسئلۂ قیــام الهــلال

قاعدہ ہے که جس چیز کی ابتدا هوتي ہے اسکي انتہا بھی لازمي ہے ' پس اگر الهــلال اپني دعوۃ اسلامي کي ابتدائي منزل طے کرچکا ہے [illegible] کا ابھي سوال باقي ہے -

صداقت الهی کی راہ میں سخت سے سخت مشکلات کا مقابله کرنا پڑتا ہے ' مگر مستقل طور سے ان مشکلوں کا سامنا وهي شخص کرسکتا ہے جو حق و صداقت کی مظلومیت اور دین الهي کي بیکسي و غربت پر از سر تا پا پیکر اضطراب اور تصویر الم بن جائے ' اور جو اپنے دلمیں کچھه اسطرح کا درد اور ٹیس رکھتا هو جسطرح کہ سانپ کا کاٹا اور اژدھے کا ڈسا هوا مریض تڑپ سے لوٹتا اور کراهتا ہے -

الحمد لله که یه سب کچھه الهــلال میں پایا جاتا ہے اور صرف الهلال هی میں - مگر مولانا ! جناب کیلیے خاکسار کا مسودہ ایسا هي هوگا جیسے آفتاب اور ذرہ کی مثال - وہ اسلامی نسل کے سچے اور شیدائي اور غیر معمولي افراد ' جو الهلال پر اپني جان و مال تصدق کرنے کیلیے آمادہ هیں ' کیوں نہیں انکي خدمات قبول کی جاتي هیں؟ اگر سب نہیں تو اسیقدر سہی جس سے الهلال کا مالي مسله حل هوجائے - جناب نے متعدد مخلصین کے منی آرڈر واپس کیے ' رجسٹریاں لوٹا دیں ' اور درخواستیں نا منظور کیں ' جنکا حال مجھے معلوم ہے ' حتی که وہ لوگ جنھوں نے [illegible] کی مسافرت میں جناب سے درخواستیں کیں که همارے نام بھی الهلال جاري کردیجیے ' عمداً انکے نام جاري نہیں کیا گیا - آخر کیوں اسکا سبب ؟

کیا وہ عطیات جناب اپنے لیے ' یا اپنے اخراجات کیلیے تصور فرماتے هیں؟ یا انکے قبول کرنے میں کسي قسم کي بدنامي کا اندیشہ ہے؟ [illegible]

[illegible]

خدمت اسلام و مسلمین میں حائل هوتے هیں -

الهلال کے دو هزار نئے خریدار پیدا هوجائے پر بھي [illegible] مسئلہ سے [illegible] ممکن ہے [illegible] دائمي نہو سکیں بلکه عارضی هوں - اسواسطے استدعا ہے که [illegible] علاوہ دو هزار نئے خریدار پیدا هونے کے اگر ناظرین و معاونین [illegible] کی دوسرے طریقه سے توسیع الهلال کي خدمات قبول کرلي جائیں تو یه تمام مسلمانوں پر احسان هوگا !

بلاشک ' الهــلال اول دن هي سے غیورانه خاموشي سے نقصان برداشت کرتا رها ہے ' اور گدایانه طلب و سوال کے التماس پر [illegible] نقصانات کو ترجیح دیتا رها ہے ' لیکن تابکے ؟ آخر اسکی کوئي حد بھی ہے ؟ جبکه نقصانات بھي حد برداشت سے افزوں هوتے جائیں ؟ ناظرین و معاونین الهلال سے بھي التجا ہے آیندہ جولائي سے پیشتر هي الهلال کے قیام کیلیے کوئي ایسي تدبیر کریں جس سے الهلال کا مالي مسله ایک عرصه کے لیے حل هوجائے - ورنه هدایت الهي کي یه روشني

لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین (القرآن الحکیم)

تار کا پتہ
"الہلال کلکتہ"
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

Telegraphic Address,
" Alhilal CALCUTTA "
Telephone, No. 648

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۱-۷ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۲۵ | کلکتہ: چہارشنبہ ۲۹ رجب ۱۳۳۲ ہجری | جلد ٤

Calcutta: Wednesday, June, 24. 1914.


دار الفنون قسطنطنیہ کے طلبا اور مدارس خارجیہ کا فٹ بال میچ
جو ۲۳ مئی کو میدان جامع احمد میں ہوا



فی پرچہ — ساڑھے تین آنہ

مدیر مسئول و خصوصی

احمد مکی المکنی ابو الکلام آزاد الدہلوی

مقام اشاعت

۱۴ - مکلوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

سالانہ ــــ ۸ ــــ روپیہ

ششماہی ــــ ۴ ــــ ۱۲ ــــ آنہ


AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

14 MCleod Street

CALCUTTA

Yearly Subscription Rs 8

Half yearly ,, 4-12

نمبر ۲۵ — کلکتہ چہار شنبہ ۲۹ رجب ۱۳۳۲ ہجری — جلد ۴

Calcutta : Wednesday, June, 24 1914.


## اطلاع

## معاونین کرام الہلال

ان حضرات نے ششماہی قیمت گذشتہ جنوری میں دی تھی یا گذشتہ سال کے جولائی سے سال بھر کیلیے خریدار ہوے تھے ' انکا حساب جون میں ختم ہوگیا ہے - جولائی کا پہلا پرچہ انکی خدمت میں وی پی جانا چاہئے - یا خود انہیں بذریعہ منی آرڈر قیمت بھیج دینی چاہیے -

الحمد للہ کہ الہلال کے دوستوں کا عہد محبت بہت محکم و استوار ہے ' اور وہ جب ایک مرتبہ بندھجاتا ہے تو بہت کم ٹوٹتا ہے - انکا رشتہ محض کاغذ و سیاہی کی خرید و فروخت کا نہیں ہے جسکی کبھی ضرورت ہوتی ہے اور کبھی ضرورت نہیں ہوتی - دل کے زخموں اور جگر کے داغوں کیلیے بہار و خزاں اور امسال و پار سب برابر ہیں !

سخن طرازی و دانش ہنر نظیری نیست

قبول دوست مگر نالۂ حزیں گردد !

تاہم ایسے موقعہ پر کہ قیام الہلال کا مسئلہ پیش نظر ہے اور توسیع اشاعت کیلیے احباب کرام سعی فرما رہے ہیں ' خریداران قدیم کو بھی اگر انکے فرض کی طرف توجہ دلائی جاے تو غالباً نا موزوں نہوگا - جن حضرات کی پچھلی قیمت ختم ہوگئی ہے ' انکا آیندہ کیلیے خریدار رہنا بالکل ویسی ہی اعانت ہوگی جیسے الہلال کی مالی دقتوں کے رفع کرنے کیلیے نئے خریداروں کا بہم پہنچانا - بلکہ اس سے بھی زیادہ -

ان حضرات کی خدمت میں جولائی کا دوسرا پرچہ وی پی جائیگا - امید ہے کہ وہ وصول کرلینگے - یا بصورت دیگر اس اطلاع کو دیکھتے ہی ایک کارڈ لکھدینگے کہ وی - پی - نہ بھیجا جاے -

## مسئلہ قیام الہلال

بکثرت تحریرات اسکے متعلق جمع ہوگئی ہیں جن میں سے صرف ایک دو شائع کردی جاتی ہیں - سب کیلیے گنجایش نکالنا مشکل ہے - توسیع اشاعت کے علاوہ سب سے زیادہ زور اضافۂ قیمت پر دیا جاتا ہے - بزرگان کرام اور احباب مخلصین کی اس نوازش بیکراں کا نہایت ممنون و متشکر ہوں - انشاء اللہ جولائی کے دوسرے نمبر میں تمام رایوں کا خلاصہ پیش کرنے کی کوشش کرونگا - و نسال اللہ سبحانہ و تعالی ان یہدینا سواء السبیل -

## " زمیندار "

" زمیندار " کی اپیل کا فیصلہ ہوگیا - نامنظور ہوئی - آیندہ تفصیل کے ساتھہ واقعات مقدمہ پر نظر ڈالی جائیگی -

## مسٹر تلک کی رہائی

مسٹر تلک کی رہائی کے متعلق مختلف افواہیں مشہور تھیں مگر سب غلط نکلیں ' اور وہ ۱۷ جون کو ۱۲ بجکے ۲۵ منٹ پر رہا کردیے گئے -

مسٹر تلک کا بیان ہے کہ رہائی کی خبر ان تک سے مخفی رکھی گئی - ۱۸ ماہ حال یوم دوشنبہ کو دوپہر کے وقت وہ منڈلے سے روانہ ہوے اور دوسرے دن صبح کو رنگون پہنچگئے - اسی وقت آئی - آر - ایم - اسٹیمر میں بٹھاے گئے اور وہ مدراس روانہ ہوگیا - مدراس کے سفر میں ۸ دن لگے - ۱۶ ماہ حال کو شب کے وقت جب جہاز سے اترے تو ایک سپیشل ٹرین تیار تھی - اسمیں بٹھاے گئے اور ٹرین پونا روانہ ہوئی - اس سفر میں پولیس کا ایک محافظ دستہ ہمراہ تھا - ٹرین پونا کے بدلے منڈسبر میں ٹہری جو پونا سے دو میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا اسٹیشن ہے - یہاں مسٹر گائڈر اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس ' ایک سی - آئی - ڈی افیسر ' اور دو اور افسر موجود تھے جنھوں نے انہیں موٹر میں بٹھاکے گھر تک پہنچا دیا -

مسٹر تلک کی صحت اچھی ہے - قیام منڈلے میں انھوں نے اپنا وقت زیادہ تر مطالعہ و تصنیف میں صرف کیا - چنانچہ علم ہندید قدیم پر ایک کتاب تین جلدوں میں لکھی ہے جو ہنوز نا مکمل ہے

ایڈوکیٹ آف انڈیا کو معلوم ہوا ہے کہ وہ پہلے انگلستان جائینگے اور ایک مقدمے کی اپیل کے متعلق وکلاء کو ہدایات دینگے جو پریوی کونسل میں دائر ہے - اسکے بعد جرمنی میں چند سال قیام کرینگے ' اور وہاںسے آکر اپنی بقیہ زندگی تصنیف و تالیف میں صرف کردینگے

لیکن اگر مسٹر تلک اب بھی وہی مسٹر تلک ہیں جیسا کہ انھوں نے دنیا کو یقین دلایا تھا تو ہمیں اس توقع کے ماننے میں تامل ہے ' اور اگر سچ نکلے تو افسوس :

تعزیر جرم عشق ہے بے صرفہ محتسب

بڑھتا ہے اور ذوق گنہ یاں سزا کے بعد !

## " البلاغ "

یکم جولائی سنہ ۱۹۱۴ع سے ایک ماہوار رسالہ " البلاغ " دار الریاست مالیر کوٹلہ پنجاب سے زیر ایڈیٹری مہدی حسن صاحب شائع ہوگا - جسمیں قومی ' مذہبی ' اخلاقی ' سوشیل اور تعلیمی مضامین درج ہوا کرینگے - نصف حصہ عالم نسواں کی اصلاح تعلیم اور حمایت حقوق کے لیے وقف ہوگا - اسکے کاغذ ' اعلی لکھائی اور اعلی چھپائی کا خاص التزام کیا گیا ہے - چندہ ۴ روپیہ سالانہ - حجم ۲۴ صفحہ - تقطیع ۲۰ × ۲۶ - درخواست کے ساتھہ چندہ پیشگی وصول ہوے یا وی - پی کی اجازت موصول ہوے پر جاری ہوسکیگا - نمونہ کا پرچہ ۲ - آنہ کے ٹکٹ بھیجکر طلب فرمائیے

تمام درخواستیں بنام منیجر " البلاغ پور کاتیج مالیر کوٹلہ " آنی چاہئیں -

تقلید کرنی چاهی جو دو دو هزار سالانه قیمتوں کے دینے والے بیس بیس هزار خریدار رکھتا ہے" اور ترتیب مضامین ' کثرت مواد اور تنوع مذاق و معلومات کے لحاظ سے ان رسائل کا مقابله کرنا چاها جنکی طیاری ارباب علم و تصنیف کی بڑی بڑی جماعتوں کے هاتهه سے هوتی ہے" اور رسالے کے ایک ایک باب اور ایک ایک کالم کیلیے ایک ایک ایڈیٹر مخصوص هوتا ہے - تاهم ابناے ملت کی علم حالت نے اجازت نه دی که وه قیمت کی مقدار میں بھی یورپ کی تقلید کرتا ' اور نه ملک کے قحط الرجال اور افلاس علم و مذاق نے اسکا موقعه دیا که وه اپنے ساتھ معین و مددگار گروه کو اپنے ساتهه دیکھتا - ایک هی [illegible] ایک هی قلم سے خالص دینی افکار و جذبات کے مباحث [illegible] بھی لکھے جاتے تھے" سیاسی مسائل و معاملات پر بھی بحث هوتی تھی ' ادبی و انشائی مضامین بھی ترتیب پاتے تھے - علمی ابواب و تراجم کی بھی فکر کی جاتی تھی" اور ان سب میں اپنے انداز مخصوص اور معیار کار کا قائم رکھنا بھی ضروری تھا -

پھر ایک خاص مقصد تبلیغ اور دعوة اسلامی کا اعلان بھی اسکے پیش نظر تھا" اور اپنے سیاسی معتقدات کی وجه سے ( جو اسکے سینے میں اسکے خالص دینی معتقدات تھے ) طرح طرح کے موانع و مصائب سے بھی هر آن و هر لمحه محصور رهنا پڑتا تھا جو بڑی بڑی با اقتدار طاقتوں کی طرف سے پیدا کی جاتی تھیں اور هر طرح کی قوتیں انکے ساتهه کام کر رهی تھیں - صحت سے محرومی ' قدرتی ضعف جسمانی ' زندگی کے بے شمار پیش آنے والے حوادث " اور حیات شخصی کی عام مشکلات و صعوبات ان کے علاوه هیں" اور ان سب کا بھی اگر اضافه کردیا جاے تو فی الحقیقت اسکا وجود کاموں اور مصدوں کے هجوم اور اسباب و قوی کی قلت و ضعف بلکه فقدان و عدم کے اجتماع کا ایک عجیب و غریب نمونه تھا!

( نقـــد و احتســـاب نتـــائج )

لیکن با این همه اسباب تعب و واماندگی ' الحمد لله که چار شش ماهیاں اسپر گذر چکی هیں" اور اسکا سفر کاموں کی هر شاخ میں بلا توقف و تامل جاری رها ہے - پس ان تمام حالات کی بنا پر نهایت ضروری تھا که اس سفر کے نتائج پر پوری تفصیل و تشریح سے نظر نقد و احتساب ڈالی جاتی ' اور اندازه کیا جاتا که جو هم مسلمان کی پوری ایک صدی کی حیات طباعة و صحافة اور دور تصنیف و تالیف جدید میں شروع نهوسکا ' اسکو ایک ضعیف اراده ' ایک بے سروسامان آمادگی ' ایک در مانده جد و جهد ' ایک بے اسباب و وسائل سعی و تدبیر ' ایک دائم المرض زندگی ' ایک مبتلاے آلام و موانع اقدام ' ایک مغضوب حکومت ' مبغوض امرا ' اور محصور صد اعداء و معاندین هستی ' غرضکه عاجزیوں اور درماندگیوں کی ایک التجاء حقیر ' اور بے سر و سامانیوں اور بیچارگیوں کی ایک دعاء مضطر نے شروع کرکے کس حد تک پہنچا یا ؟ اور جبکه دنیا اور دنیا والوں کے پاس اسکے لیے کچھه نه تھا ' تو خدا اور خدا کی غیبی نصرت فرمائیوں اور دستگیریوں نے اسکے لیے کیا دیا ؟

بخاک راه ارادت بروے گرد آلود
نشسته ایم بدریوزه تا چها بخشند !

چنانچه تقریباً هر جلد کے اختتام اور نئی جلد کے فاتحۂ آغاز کے موقعه پر اراده کیا گیا که الهـلال کی تمام گذشته جلدوں پر ایک تفصیلی نظر ڈالی جاے اور اسکے کاموں کی هر هر شاخ پر علحده علحده بحث کی جاے ' لیکن پھر خیال هوا که اپنے کاموں پر خود اپنی نظر ڈالنے کی جگه بہتر ہے که اسے اوروں کی نظر و راے پر چھوڑ دیا جاے - انسان کو اگر صرف اپنی نیت اور اراده کے احتساب کی مهلت ملجاے تو یهی بہت بڑی توفیق ہے - کاموں اور انکے نتائج کا احتساب دوسرے هی صحیح کر سکتے هیں - اور انهیں پر چھوڑ دینا چاهیے :

بے پرده تاب محرمی راز ما مجو
خوں گشتن دل از مژه و استیں شناس

چنانچه اسی خیال کا نتیجه ہے که نئی جلد کا فاتحۂ آغاز لکھتے هوے جب کبھی الهـلال کے کاموں پر نظر ڈالی بھی گئی ' تو صرف دعوة دینیه کے احیاء هی کا تذکره کیا گیا ' اور اسکے نتائج پر بھی تفصیل کے ساتهه بحث نہیں کی گئی ' بلکه نهایت اجمال و ایجاز کے ساتهه اصل دعوة کے بقا و قیام اور رفع و اشاعة کی طرف اشاره کرکے کار و بار دعوت کے بعض بصائر و مواعظ مهمه کے پیش کر دینے هی کو کافی سمجھا گیا - حالانکه اسکی حیثیتیں متعدد اور اسکے اثرات بے شمار تھے - وه احیاء تعلیمات صادقة اسلامیه کا داعی تھا " اسلام کی سنت حریت کی تجدید اور جهاد حق و عدالة کی طرف بلاتا تھا " علم و ادب اسکا موضوع خاص تھے ' طرز تحریر مقالات و انشاء فصول و رسائل میں وه ایک اسلوب جدید اور انداز نو رکھتا تھا ' اس نے اردو کی صحافة کی هر شاخ میں اپنی راه سب سے الگ نکالی تھی ' اور اصولی باتوں سے لیکر چھوٹی چھوٹی جزئیات تک میں دوسروں کی تقلید کی جگه وه خود اپنا نمونه دوسروں کے سامنے پیش کرنا چاهتا تھا - پس اسکے وجود کے نتائج و اثرات پر نظر ڈالنے اور ان عظیم الشان تغیرات کو شمار کرنے کیلیے جو اردو علم ادب و صحافة میں اس دو سال کی اقل قلیل مدت کے اندر ظاهر هوئے " کاموں کی متعدد شاخیں سامنے آتی تھیں - تاهم هم نے اس داستان طویل کو کبھی بھی نه چھیڑا اور صرف اسکے مقصد اولی کے تذکره هی پر اکتفا کیا -

آج بھی که الحمد لله و بعونه چوتھی جلد کا اختتام اور نئی جلد کا استقبال درپیش ہے" هم مناسب نہیں سمجھتے که قارئین کرام کا وقت عزیز اس بحث میں ضائع کریں - علی الخصوص اس وجه سے بھی که اگر یه حکایت شروع کی گئی تو قدم قدم پر ایسے مواقع پیش آئینگے جنهیں فخر و ادعا کی آمیزش سے بچانا مشکل هوگا ' اور یه غذاے مهلک نفس حریص کو حسد بھی کم میسر آتی ہے -

( حـــاصـــل گـــذارش )

هم کو اپنے سفر میں نکلے هوے دو سال هوگئے - همارا سفر تاریکی میں نه تھا ' بلکه دو پہر کی روشنی میں تھا اور دنیا اسے دیکھه رهی تھی - هم اگر حرکت میں رهے هیں تو اسپر پرده نہیں پڑا ہے ' اور اگر جمود و غفلت میں ٹھہرے کے ٹھہرے رهگئے هیں تو وه بھی کوئی راز نہیں ہے - اگر اپنے سفر کا کچھه حصه طے کرسکے هیں تو دیکھنے والے اسکی شهادت دیسکتے هیں ' اور اگر راه کی دشواریوں سے رامانده رهگئے هیں تو همت کا تزلزل اور قدم کی لغزش بھی برسر بازار ہے - متاع بالکل نئی تھی ' اور اپنے سفر کیلیے خود هی ایک نئی راه نکالی گئی تھی - نه تو همارے سامنے نمونه تھا اور نه کوئی راهنمائی کی هادی و رشدی :

لب خشک رفت و دامن پرهیز نه کرد
زاں چشمۂ که خضر و سکندر وضو کنند

قوموں اور جماعتوں میں انقلاب و تغیر کی دعوتوں کے نفوذ کا کام ایک ایسا دشوار گذار سفر ہے که اگر قرنوں کی بادیه پیمائی [illegible] تک و دو کے بعد سلامتی کا ایک قدم بھی طے هو جاتا ہے ' تو اس کی کامیابی رشک انگیز اور اسکی فتح مندی جشن و نشاط کی مستحق هوتی ہے - ایک ٹوٹی هوئی دیوار کو گرا کر

# شذرات

## خاتمہ جلد چہارم

اللهم لا تجعلنا بنعمك مستدرجين ! ولا بثناء الناس مغرورين ! ولا عن الدين يا تلون الدنيا بالدين ! و صل و سلم على رسولك و حبيبك خاتم النبيين ! و على اله و صحبه اجمعين ! !

رهروان را خستگی راه نیست
عشق خود راه است و هم خود منزل ست !

الهلال کی چوتھی جلد کا یہ آخری رسالہ ہے - آیندہ نمبر سے پانچویں جلد یعنی تیسرے سال کی پہلی شش ماہی شروع ہوگی - فالحمد لله الذي هدانا لهذا و ما كنا لنهتدي لو لا ان هدانا الله !

ہم کو اس سفر میں نکلے ہوے پورے دو سال ہو گئے - ضروری تھا کہ ایک مرتبہ الہلال کے گذشتہ دو سالہ سوانح و حالات پر تفصیلی نظر ڈالی جاتی' اور غور کیا جاتا کہ تلاش مقصود اور طی منازل میں ابتک اُس کا کیا حال رہا ہے ؟ طلب و حرکت میں رہا یا تعیر و جستجو میں ؟ استقامت و جہد سعی رہی یا تزلزل و قناعت ؟ سفر مقصود قطع راہ و نظارۂ منازل میں کامیاب ہوا یا محض تلاش راہ ہی میں تمام ہمت بادیہ پیمائی صرف ہو گئی ؟

اسکا سفر گو فی الحقیقت ایک ہی مقصود اصلی کی تلاش میں تھا جو اسکے تمام کاموں پر حاوی ہے' لیکن وقت کی ضرورتوں اور آرزوں کی وسعت نے ضمناً اور بھی بہت سے مقاصد اسکے ساتھہ کر دیے تھے -

( تعدد مقاصد و نتائج )

اس نے ایک ہی وقت میں دعوۂ دینیہ کے احیاء اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے اعلان کے ساتھہ متعدد علمی اور ادبی اغراض کا بار بھی اپنے اوپر لے لیا تھا' اور وہ ملک کے سامنے اپنی تمام ظاہری اور باطنی خصوصیات کے ساتھہ اعلی و اکمل مذاق کا ایک ہفتہ وار رسالہ بھی پیش کرنا چاہتا تھا - پس اگر اسکے اصلی مقصد دینی اور دعوۂ اسلامی کو بالکل علحدہ کر دیا جاے' قوم کے مذہبی افکار و اعمال اور سیاسی آراء و معتقدات میں جو عظیم الشان تغیرات و انقلابات ہوے ہیں' انسے بالکل قطع نظر کرلی جاے' اور محض اس لحاظ سے دیکھا جاے کہ یورپ کے ترقی یافتہ پریس کے نمونے پر وہ اردو کا ایک ادبی' علمی' سیاسی' اور مذہبی رسالہ ہے' جب بھی اس دو سال کے اندر اسکے کاموں کا ذخیرہ اسقدر وسیع ہے کہ نقد و نظر کیلیے ایک بہت بڑا میدان باقی رکھتا ہے' اور یہ سوال سامنے آتا ہے کہ اردو علم ادب اور قوم کے عام ادبی و علمی مذاق پر اسکے وجود سے کس قسم کا اثر پڑا ؟ اور ان شاخوں میں اسکا سفر ابتک کس قدر راہ طے کرسکا ؟ وقت و حالات کے مقابلے میں اسکی مقدار امید افزا ہے یا مایوسی بخش ؟

( اردو پریس الہلال سے پہلے )

ہندوستان میں پریس کی اشاعت و ترویج پر ایک صدی سے زیادہ زمانہ گذر چکا ہے - سنہ ۱۷۹۸ کی چھپی ہوئی کتاب میرے پاس موجود ہے - اس عرصے میں صدہا اخبارات و رسائل اردو زبان میں نکلے' اور نئی تعلیم کی اشاعت نے نئے قسم کے کاموں کا ذوق بھی ایک بڑے وسیع حلقہ میں پیدا کر دیا - لیکن یہ کیسی عجیب بات ہے کہ پورے سو برس کے اندر ایک چھوٹی سے چھوٹی مثال بھی اسکی نہیں ملتی کہ یورپ کے ترقی یافتہ نمونے پر کوئی عمدہ ہفتہ وار رسالہ یا اعلا ماہوار میگزین ہی اردو میں نکالا گیا ہو' اور اسکی ایک کامیاب کوشش ہی چند دنوں کیلیے کی گئی ہو !

روزانہ اخبارات پر بھی مسلمانوں کی توجہ نہ ہوئی - زیادہ تر دو ہی قسم کے اخبار نکالے گئے اور انھی پر سب نے قناعت کرلی - یا تو ماہوار علمی و ادبی رسائل نکلے جن میں سے رسالۂ حسن حیدرآباد اور پادری رجب علی کے پنجاب ریویو کو مستثنی کردینے کے بعد اکثر کی ضخامت تیس چالیس صفحہ سے زیادہ نہوتی تھی' یا پھر ہفتہ وار اخبارات نکلے جو زیادہ تر پنجاب سے شائع ہوے اور دو چار پریسوں نے ہفتہ میں دوبار نکالنے کی بھی کوشش کی -

پھر انکا بھی یہ حال تھا کہ یورپ کے پریس کی کوئی صحیح تقسیم پیش نظر نہ تھی - کبھی ہفتہ وار سے روزانہ کی تار برقیوں اور دنیا بھر کی خبروں کے اکٹھا کر دینے کا کام لیا جاتا تھا' اور کبھی ان میں ہفتہ وار جرنل اور میگزینوں کی تقلید کرکے چند تاریخی مضامین لوگوں سے لکھوا کر شائع کر دیے جاتے تھے یا خریداروں کی دلچسپی کیلیے کوئی ناول شروع کردیا جاتا تھا - سب سے بڑی چیز خود ایڈیٹر یا ایڈیٹوریل اسٹاف کی تلاش و محنت ہے - مگر اردو پریس میں یہ چیز ہمیشہ مفقود رہی - ایڈیٹری کا مفہوم اس سے زیادہ نہ تھا کہ باہر کی بھیجی ہوئی مراسلات کو ایک ترتیب خاص کے ساتھہ کاتب کو دیدے جاتا' اور جب صفحات ختم ہوجائیں تو ابتدا میں ایک دو کالم لکھہ کر شائع کردیتا - یہی حال ہفتہ وار اخبارات کا تھا اور یہی ماہوار رسائل کا - مجھے ایسے اخباروں اور رسالوں کا حال بالکل معلوم نہیں جنمیں خود ایڈیٹر یا ایڈیٹوریل اسٹاف اول سے آخر تک مضامین لکھتا ہو یا خاص اہتمام سے لکھواے جاتے ہوں - اخبار اور رسالے کا ایک ادبی یا علمی معیار ابتدا سے قائم کرلینا اور پھر صرف انھی چیزوں کو درج کرنا جو اسکے مطابق ہوں' اسکا تو شاید خیال بھی بہت کم لوگوں کو ہوا ہوگا - ( تہذیب الاخلاق اس بحث سے مستثنی ہے )

یورپ میں " ہفتہ وار رسائل " پریس کا ایک خاص درجہ ہے - انکے مختلف ابواب ہوتے ہیں اور ہر باب کا ایک موضوع خاص - مراسلات سے اگر مقصود ایڈیٹوریل اسٹاف کے علاوہ دیگر ارباب قلم کے مضامین ہوں تو ان میں سے بھی صرف وہی لیے جاتے ہیں جو ان ابواب کے متعلق ہوتے ہیں' لیکن اسکا کوئی نمونہ ابتک اردو پیش نہیں میں کیا گیا تھا - اس بارے میں مصر و شام کی حالت بھی مثل ہندوستان کے ہے' کو روزانہ اخبارات اور ماہوار رسائل میں بدرجہا آگے ہے -

( الہلال )

پس جو کام پوری ایک صدی کی حیاۃ طباعۃ و صحافۃ میں کوئی بڑی سے بڑی جماعت اور کمپنی بھی شروع نہ کرسکی' اُسے الہلال نے متوکلاً علی اللہ محض ایک فرد واحد کے دل و دماغ اور شخصی اسباب و رسائل کے ساتھہ یکایک شروع کر دیا' اور اس حالت میں شروع کیا کہ نہ تو سرمایہ کیلیے کوئی مشترکہ کمپنی تھی' نہ انتظام و ادارہ کیلیے کوئی جماعت - نہ تو ایڈیٹوریل اسٹاف کیلیے اہل قلم کی اعانت میسر تھی' اور نہ ملک میں ارباب تصنیف و تالیف کا کوئی ایسا گروہ موجود جو یورپ کی طرح اعلی درجہ کے مقالات و تراجم سے مدد دینے کیلیے مستعد و اہل ہو - اس نے ظاہری شکل و صورت کے لحاظ سے اس پریس کی

# الہلال

۲۹ رجب ۱۳۳۲ ہجری

## باب التفسیر : قسم علمی

# اختلاف الوان

### صفحہ من علم الحیوان

ومن آیاتہ خلق السماوات والارض واختلاف السنتکم والوانکم - [ ۳۰ : ۲۱ ]

شاہد طبیعہ اور جمال کائنات کا ایک سب سے بڑا منظر حسن ' مخلوقات و موجودات کا اختلاف الوان ہے - بعض مختلف رنگوں بوقلمونی اور انکے اختلاف و تناسب کی حسن آرائی - آسمان کی نظر اٹھاؤ ! آفتاب کی کرنیں ' فضاء محیط کی رنگت ' ستاروں کی چمک ' چاند کی روشنی ' قوس قزح کی دلفریبی ' غرضکہ اوپر نظر آنے والی سے میں رنگتوں اور انکے اختلاف جمیل کا ظہور ہے - خود آفتاب کی روشنی ہی سات رنگوں کا مجموعہ ہے قوس قزح کے مختلف اللون خطوں میں کبھی کبھی صاف نظر آجاتے ہیں

پھر یہی ترتیب رنگوں کا ظہور زمین پر نظر آتا ہے - عالم نباتات کے اس حسن کدۂ طبیعۃ پر نظر ڈالو ' جس کا ہر ورق سرخ و سبز جمال اور ہر برگ سبز ایک پیکر دلفریبی و نظر ہے ان بے شمار جڑی بوٹیوں اور عام پیداوار ارضی کو دیکھو جن کا ہر دانہ کتنے ہی رنگوں کا مجموعہ ہوتا ہے اور جس کے اندر کا نقاب اسکے اصلی چہرے کی رنگت سے مختلف ہے !

پہاڑوں کی سر فلک دیواریں جو زمین کے مختلف حصوں پر دور دور تک چلی گئی ہیں ' کبھی تم نے انکی رنگت پر غور کیا ہے ؟ کوئی سفید ہے ' کوئی سرخ ہے ' کوئی خاکی ہے ' کوئی جلی ہوئی سیاہ رنگت سے سوختہ ' جو یقیناً جمال فطرۃ کا اصلی رنگ و روغن نہیں ہوسکتا !

ان سب کو چھوڑ دو ! خاک کے ذروں کو دیکھو جو تمہارے پاؤں کے نیچے پامال غفلت و غرور ہوتے ہیں - ان کنکروں اور مختلف قسم کے پتھروں کے ٹکڑوں پر نظر ڈالو ' جن سے تمہارے پاے غفلت کو ٹھوکر لگنے کا اندیشہ ہوتا ہے - سمندر کی تہہ میں اترنے جاؤ اور کائنات بحری کی پیداوار معدنی کا مطالعہ کرو - اسکی تہہ میں کھڑے ہو جاؤ اور مٹھیاں بھر بھر کر اسکی زرخاک کو اوپر لے آؤ ! ان تمام اشیاء و موجودات کے اندر بھی دیکھو کہ رنگوں کا نمود حسن اور ظہور جمال اسی طرح موجود ہے عالم نباتات کی ارواح جمیلہ و اجسام ملونہ کے اندر ' اور ... ہر شے بالکل اسی طرح اختلاف الوان کے اسرار کا ایک دفتر رنگیں ہے ' جس طرح صبح و شام آسمان پر پھیلنے والے لکہ ہاے ابر کی بوقلمونی ' اور رنگ آرائیاں ' یا قوس قزح کے حلقہ کی مختلف رنگتوں کی رعنائی و رنگ نمائی ' جو یقیناً عروس فطرۃ کے گلے کا ایک رنگین ہار ہوگا !

متمدن دنیا کی راحت جوئیوں نے تمہیں بہت کم موقعہ دیا ہوگا کہ صبح سویرے اٹھکر کسی صحرا یا میدان میں نظارۂ فطرۃ کیلیے نکل جاؤ جبکہ شاہد قدرت کا چہرہ بے نقاب ہوتا ہے ' اور جبکہ ملکوت السماوات و الارض اپنے شب خوابی کے کپڑے جلد جلد اتار کر مختلف رنگتوں کی رنگین چادریں اوڑھ لیتے ہیں - یہ وقت اختلاف الوان طبیعہ کے نظارے کا اصلی وقت ہوتا ہے - خواہ تم غفلت سحر کی کروٹیں بدلتے ہوے اپنے مکان کے دریچہ سے آسمان پر ایک نظر ڈال لو ' خواہ جنگلوں اور صحراؤں میں ہو ' خواہ باغوں کی روشوں اور سبزہ زاروں کی فرش پر چل رہے ہو ' خواہ کسی دریا کے کنارے جا رہے ہو یا سمندر کے وسط میں دوڑنے والے جہاز کی چھت پر کھڑے ہو ' کہیں ہو ' لیکن تمہارے سامنے رنگتوں کے ظہور و نمود اور اختلاف الوان کے حسن و جمال کا ایک ایسا منظر ہوگا جسکو دیکھکر بے اختیار اس مبدء جمال حقیقی اور اس سر چشمۂ حسن مطلق کے تصور میں تو گم ہوجاؤگے ' جو اس تمام کائنات الوان و جمال اختلاف الوان کا خالق ہے ' جو ان تمام مصنوعات و تکوینات حسینہ و جمیلہ کا صانع ہے ' جو ان تمام صفحہ ہاے نقش و نگار ملونہ کا مصور ہے ' جسکے دست قدرت کی مشاطگی سے جو شے بنی حسین بنی ' جسکے قالب تخلیق سے جو وجود نکلا ' دلربا و رعنا بنکر نکلا ' اور جسکے عکس و ظلال کا ہوتے سے عالم خلقت کے ہر ذرہ نے اخذ جمال و رعنائی کیا :

| | |
|---|---|
| فسبحان اللہ حین تمسون وحین تصبحون ۔ ولہ الحمد فی السماوات والارض وعشیاً وحین تظہرون !! ( ۳۰ : ۱۶ ) | پس تمام برائیاں اور ہر طرح کی تقدیس اللہ کیلیے ہو جبکہ تم پر شام آتی ہے اور پھر جبکہ تم صبح کو اٹھتے ہو - اور تمام حمد و ثنا اسی کے لیے ہے تمام آسمانوں اور زمینوں میں ' تیسرے کے ڈھلتے ہوے اور جبکہ تم دوپہر کی روشنی میں ہو ! |

آہ ! وہ خود کیسا حسین ہوگا ' جسکے کائنات کی کوئی شے نہیں جو حسین نہو ؟

جسکے نقاب حسن کی دلآرائی کا یہ حال ہے ' اسکے روے جاں طلب کی رعنائی کا کیا حال ہوگا ؟ آہ ! خود اسی کے سوا کون ہے جو اسکے جمال مطلق کا اندازہ شناس ہو ؟

مشکل حکایتے ست کہ ہر ذرہ عین اوست
اما نمی تواں کہ اشارت بار کند !

( القرآن الحکیم )

یہی سبب ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں کہیں قدرۃ الہی اور مظاہر خلقت کے عجائب و غرائب پر انسان کو توجہ دلائی ہے ' وہاں خاص طور پر رنگوں کے ان مظاہر متنوعہ و عجائب مختلفہ کی طرف بھی اشارہ کیا ہے ' اور طرح طرح کے رنگوں کے ہونے اور انکے اختلاف کو قدرت الہی اور حکمت ربانی کی ایک بہت بڑی علامت قرار دیا ہے -

آج ہم چاہتے ہیں کہ ان آیتوں پر علمی حیثیت سے ایک اجمالی اور سرسری نظر ڈالیں -

* * *

سب سے پہلے سورۂ روم کی آیۂ کریمہ سامنے آتی ہے جسمیں عام طور پر اختلاف الوان کو قدرت الہیہ کی نشانی بتلایا ہے :

نئی دیوار کے بنانے کیلیے کس قدر سامان اور وقت مطلوب ہوتا ہے ؟ پھر ان لوگوں کیلیے تو وقت کا کوئی سوال ہی نہ ہونا چاہیے جو معتقدات و اعمال کی ایک پوری آبادی کو بدلدینا چاہتے ہوں ' اور صرف کسی دیوار اور محراب ہی کو نہیں بلکہ شہر کی تمام عمارتوں کو از سر نو بنانے کے آرزو مند ہوں !

کتنے ہی عظیم الشان ارادے اور اولو العزم ہمتیں ہیں جنہوں نے اس فکر میں حسرت و آرزو کے سوا کچھ نہ پایا ' اور کتنے بڑے بڑے قافلے ہیں جو اس تلاش میں اس طرح گم ہوگئے کہ پھر انکی کوئی خبر دنیا نے نہ سنی ؟

میپرس رہ کہ ز سرہاے رہروان حرم
نشانہاست کہ منزل بمنزل افتادست

پس اسکا تو ہمیں دعوا نہیں ہے کہ ہم نے اس تھوڑی سی مدت میں اپنے سفر کا بڑا حصہ طے کرلیا ؟ اور منزل مقصود کے قریب پہنچ گئے ' کیونکہ منزل تک پہنچنے کا ان لوگوں کو کچھ اختیار نہیں دیا گیا ہے جو اسکی تلاش میں نکلنا چاہتے ہیں - البتہ ہمارا ضمیر مطمئن ہے ، ہم نے سفر کا اعلان کیا تھا ' اور الحمد للہ کہ پیہم سفر ہی میں رہے ' اور اگر اس منزل مقصود سے قریب تر نہ ہوے جہانتک ہمیں پہنچنا ہے ' تو اس منزل سے بعید تر تو ضرور ہوگئے جہانسے ہم نے سفر شروع کیا تھا - اس راہ کے مسافر کیلیے اتنی کامیابی کافی ہے - یہاں صرف منزل تک پہنچنے کا خیال ہی مقصود نہیں ہوتا بلکہ منزل کی جستجو میں چلتے رہنا بھی کم از حصول مقصود نہیں :

رہروان را خستگی راہ نیست
عشق خود راہست و ہم خود منزل ست !

ہم کو اپنے کاموں کی خوبی کا دعوا نہیں ہے ' لیکن جن حالات اور جن بے سر و سامانیوں میں کام کر رہے ہیں اسکے لیے داد طلب ضرور ہیں - وہ بھی انسانوں سے نہیں کیونکہ آدم کی اولاد کو سچائی کی عدالت نہیں دی گئی ہے - وہ کھرے کو کھوٹے سے اور اعلی کو ادنی سے پرکھنے میں ہمیشہ عاجز رہی ہے - ( انما اشکوا بثی و حزنی الی اللہ ' و اعلم من اللہ ما لا تعلمون )

بعض ضروری مطالب اس موقعہ کو بالاختصار ظاہر کرنے تھے جنکے عرض کرنے کی غالباً جلد بہت جلد ہمیں لکھنے وقت توفیق ملے - محنت کا معاوضہ خود محنت ہے اور فرض کو صرف اسی معاوضہ کیلیے کرنا چاہیے جو خود فرض کے وجود میں رکھدیگئی ہے - کام کرنے والوں کے داد و تحسین کی اصلی جگہ خود انہیں کے اندر ہے ' اپنے سے باہر تلاش کرنا لا حاصل ہے - اگر سلامتی نیت اور حسن ارادہ کے ساتھہ کوئی خدمت بن آئی تو یہ اللہ کا فضل ہے ' اور اگر نیت کے کھوٹ ' نفس کی لعنت ' اور اغراض کی خباثت نے اس سے محروم رکھا تو یہ اپنا قصور ہے :

| | |
|---|---|
| ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک - | جو بہتری اور نیکی تمہیں پیش آئی وہ اللہ کی توفیق کا نتیجہ ہے اور جن برائیوں سے دو چار ہوے وہ خود تمہارے نفس ہی کی کرتوت ہے - |

و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین - والعاقبۃ للمتقین -

# حادثۂ الیمۂ کراچی

اس ہفتہ ہمیں اس درخواست کی نقل ملگئی ہے جو کراچی بائسکوپ کمپنی کی فلم " عظیم " کے متعلق محمد ہاشم شاہ صاحب قریشی نے سٹی مجسٹریٹ کراچی کی عدالت میں داخل کی ہے اور جسکی بنا پر تماشہ کو معطل کردیا گیا ہے - ہم اسکا ترجمہ نقل کرتے ہیں - کیونکہ اس سے مزید تفصیل اس ابلیسی حملہ کی معلوم ہوگی جو اس تماشہ گاہ کے اندر دنیا کی سب سے بڑی مقدس ہستی پر کیا گیا ہے :

( ۱ ) ملزم مذکورہ پروگرام کے بموجب اس ہفتے سے حرکت کرنے والی تصاویر دکھا رہا تھا -

( ۲ ) پروگرام میں ایک فلم کا نام " عظیم " درج ہے -

( ۳ ) چوتھی تاریخ کی رات کو مستغیث پکچر پیلیس میں تماشہ دیکھنے گیا جہاں اس نے وہ تصویر بھی دیکھی جسکا نام " عظیم " ہے - پیغمبر اسلام ( صلی اللہ علیہ وسلم ) اپنے فوجی عہدہ داروں میں سے ایک شخص مسمی عظیم کی بی بی سالکہ پر عاشق ہوجاتے ہیں اور عظیم کو لڑائی پر بھیجتے ہیں تاکہ سالکہ کو حاصل کرسکیں - " عظیم " سالکہ سے رخصت ہوکر لڑائی کو روانہ ہوتا ہے - پیغمبر اسلام ( صلعم ) اپنے غلاموں میں سے ایک غلام کو سالکہ کے پاس بھیجتے ہیں کہ وہ اسکو " عظیم " کے لڑائی میں مارے جانے کی جھوٹی خبر سنا دے - پھر عظیم کو پھر خبر لگتی ہے کہ اسکی بی بی پیغمبر اسلام کے پاس موجود ہے - وہ انکے پاس جاتا ہے ' مگر وہ کہتے ہیں کہ سالکہ مرگئی ہے اور اسکو تسلین دیتے ہیں پھر وہ ( رسول اکرم ) بہت سی خوبصورت عورتوں کو بلاکر " عظیم " سے کہتے ہیں کہ ان میں سے جس کو چاہو اپنی بی بی بنانے کے لیے پسند کرلو - وہ انکار کرتا ہے اور اِس پریشانی میں اپنے گھر چلا جاتا ہے - گھر کے قریب عظیم کو اطلاع ملتی ہے کہ واقعی سالکہ زندہ ہے اور ( پیغمبر اسلام صلعم ) کے قبضہ میں ہے - وہ غصبناک ہوکر رسول اللہ ( صلعم ) کی حرم میں تلوار لیکر جاتا ہے - اور اپنی بی بی کو چھڑانا چاہتا ہے - پیغمبر اسلام (صلعم) چھپ جاتے ہیں اور سالکہ کو ترغیب دیتے ہیں کہ وہ زہر کھالے - ایسا کرنے سے وہ انکار کرتی ہے اور " عظیم " سالکہ کے سامنے زہر پیش کرتے ہوے دیکھہ لیتا ہے - پیغمبر وہاں سے بھاگ جاتے ہیں ( نعوذ باللہ ) اور انکے غلام عظیم کو بیڑیاں ڈالکر قید کردیتے ہیں - بالاخر وہ کسی نہ کسی طرح نکلکر معہ اپنی بی بی کے بھاگ جاتا ہے اور ہمیشہ کے لیے ملک چھوڑ دیتا ہے -

( ۴ ) ایسا تماشا مسلمانوں کی مذہبی محسوسات کے لیے سخت نفرت انگیز ہے - اگر رسول مقبول ( صلعم ) کو اسی نیک کام میں بھی تصویروں کے اندر مشغول دکھایا جائے ' جب بھی اس سے مسلمانوں کے جذبات کو صدمہ پہنچیگا - آنحضرت کو اسطرح ایک برے کام میں مشغول دکھانا سخت ہتک اسلام کی ہے -

( ۵ ) بہت سے مسلمانوں نے جو اس وقت موجود تھے اپنی ناراضگی کا باواز بلند اظہار کیا ' لیکن کچھہ توجہ نہیں کی گئی - اس تماشہ سے سینکڑوں مسلمانوں میں جوش پیدا ہوگیا ہے - اگر اسکو فوراً بند نہ کیا گیا تو بلوہ اور خونریزی ہوجائیگی - ایک پیر صاحب کو جو اسوقت وہاں موجود تھے ' بمشکل روکا گیا ' ورنہ وہ ترکی قونصل کو تار دینے پر آمادہ تھے -

ملزم نے یقیناً دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند کے بموجب ارتکاب جرم کیا ہے اور التجا کی جاتی ہے کہ اسکے ساتھہ بموجب قانون عملدرآمد کیا جائے -

( دستخط ) بی ایم میک ایوی داخل استغاثہ

( دستخط ) محمد ہاشم - مستغیث کراچی -

بڑا حسن سمجھے جاتے ہیں ' کیا ہیں ؟ وہ جو دودھ کی رنگت سے سفید اور آئینہ کی چمک سے زیادہ درخشندہ ہوتے ہیں ' کہاں سے نکلتے ہیں؟ یہ سنگ سرخ جس سے " روضۂ تاج " کا جمال آتشین نمایاں ہوا ' کہاں سے آیا ؟ نہ تو وہ سفید دودھ سے پیدا ہوا اور نہ سرخ پھولوں کی رنگت جمع کرکے بنایا گیا ' بلکہ دست قدرت نے اسی خاک ارضی کے اندر اسکی تہیں جمائیں اور اسکے طول و عرض کو زمین کی بد رنگ پشت کے اوپر پھیلا دیا ' تاکہ خلقت الہی کا معجزہ ' حسن آباد ارضی کا زیور ' اور اس حیرت آباد عالم میں معرفت الہی اور توجہ الی اللہ کیلیے درس بصیرۃ ہو : ولکن اکثر الناس لا یعلمون !

عالم جمادات و نباتات کے بعد حیوانات کی خلقت کا صفحہ کھلتا ہے - اختلاف الوان و اشکال کے لحاظ سے اسکے عجائب و غرائب بھی عقل کی سرگشتگی اور ادراک کے عجز و اعتراف کا پیام ہے : ربنا ! ما خلقت ہذا باطلا ! پس فرمایا کہ و من الناس والدواب والانعام کذالک ! جس طرح خلقت انسانی کی ہر نوع کے اندر اختلاف الوان کا قانون کام کررہا ہے ' اسی طرح خلقت کا یہ سب سے بڑا نمونہ اور ارتقاء موجودات کی سب سے آخری کڑی بھی طرح طرح کی رنگتوں کا ایک صحیفۂ رنگیں ہے ' اور جو لوگ اسرار و حقائق موجودات کو غور و تدبر سے دیکھتے ہیں ' وہی کچھہ اسکی کنہ اور حقیقت کو بھی سمجھہ سکتے ہیں : ان فی ذالک لایات لقوم یعقلون ! وما یعقلها الا العالمون !

( خلاصۂ امور )

اس نظر اجمالی کے بعد غور و فکر کا قدم اور بڑھایئے تو ان آیات کریمہ سے مندرجۂ ذیل امور واضح ہوتے ہیں :

( ۱ ) عالم کائنات کے بے شمار و بے تعداد مظاہر خلقت کی طرح ' رنگوں کا اختلاف بھی قدرت الہی کی ایک بہت بڑی نشانی ہے - کیونکہ اسکے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حسن و جمال عالم محض ایک بے ارادہ و تعقل مادۂ خلقت کی حرکت اور ترتیب اتفاقی کا نتیجہ نہیں ہوسکتا - کوئی ارادۂ وراء الوری ضرور ہے جسکے دست قدرت و حکمت کی مشاطگی یہ تمام نیرنگ صناعہ دکھلا رہی ہے !

قرآن کریم نے اسی امر کو دوسری آیتوں میں واضح کیا ہے جبکہ منکرین الہی سے پوچھا ہے کہ :

امن یخلق کمن لایخلق ؟ افلا تذکرون ؟ ( ۱۶ : ۱۷ )

کیا وہ ہستی جو پیدا کرتی ہے اور وہ جو کچھہ پیدا نہیں کرسکتی ' دونوں برابر ہیں؟ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ غور نہیں کرتے ؟

یعنی کیا ایک خالق و صانع ہستی جو صفات واجبۂ ارادہ و عقل و علم سے متصف ہے ' اور ایک بے ارادہ و تعقل شے ( خواہ وہ افلاک کی حرکت ہو خواہ اجزاء سالمات دیمقراطیسی ) دونوں ایک طرح ہوسکتے ہیں ؟ حالانکہ کائنات کا ذرہ ذرہ ایک صاحب ارادہ و عقل خالق کی ہستی کی شہادت دے رہا ہے !

یہاں صرف " خلقت " کا لفظ فرمایا اور کہا کہ خلق کرنے والا اور وہ جو خلق نہیں کرتا ' دونوں برابر نہیں ہو سکتے - خلق وہی کرسکتا ہے جو ارادہ و تعقل رکھتا ہو - " لا یخلق " کے اندر تمام چیزیں آگئیں جو قوت خالقیت نہ رکھتی ہوں ' اور خالقیت کیلیے ارادہ و تعقل مستلزم ہے - پس فی الحقیقت اس آیہ میں نیز اسکی ہم مطلب دیگر آیات میں انہی لوگوں کا رد کیا گیا ہے ' جو وجود الہی کی جگہ کسی بے ارادہ و تعقل شے کو خلقت عالم کیلیے کافی سمجھتے ہیں ' خواہ وہ یونانیوں کی حرکت افلاک ہو یا موجودہ زمانے کے اجزاء سالمات ابتدائیہ - ان آیات کو یونانیوں سے کوئی تعلق نہیں جیسا کہ ایک سمجھا گیا ہے - اسکی حقیقت بغیر تفصیل و تشریح کے ذہن نشین نہیں ہوسکتی اور وہ مستقل مضمون کی محتاج ہے -

( ۲ ) اختلاف الوان کے اندر بڑی بڑی مصلحتیں اور حکمتیں پوشیدہ ہیں - وہ محض ایک ظہور حسن اور نمایش خلقت یا فطرۃ کا اتفاقی نمود ہی نہیں ہے - کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ہر جگہ تذکیر و تفکر پر کیوں زور دیا جاتا ؟ اور علی الخصوص پہلی آیت میں یہ کیوں کہا جاتا کہ ان فی ذالک لایات للعالمین کہ صاحبان علم کیلیے اس اختلاف الوان میں بڑی نشانیاں ہیں -

( ۳ ) اخری آیۃ عجیب و غریب ہے - اور اس سلسلے کی ایک آیت ہے جسکی بناپر بعض نئے استدلالات قرآنیہ میرے ذہن میں ہیں - اختلاف الوان وغیرہ مظاہر خلقت اور اسرار کائنات کا ذکر کرکے فرمایا : انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ! اللہ کے وہی بندے خوف و خشیت اپنے اندر پاتے ہیں جو صاحبان علم ہیں -

اس بیان کے ساتھہ ہی " خشیت الہی " اور " علماء " کا ذکر بغیر کسی ربط حقیقی کے نہیں ہوسکتا - اس سے صاف صاف واضح ہوتا ہے کہ خدا کی ہستی کا یقین ' اسکی شناخت ' اور اسکے صفات کی معرفت کے بغیر اسکا خوف پیدا نہیں ہو سکتا ' اور قرآن کریم اس یقین کے حصول کا ایک بڑا وسیلہ یہ بتلاتا ہے کہ خلقت عالم کے حقائق و اسرار اور اختلاف و تغیرات کی تہہ و حقیقت کا علم حاصل کرو تا کہ مصنوعات کی نیرنگیاں اور عجائب آفرینیاں صانع مطلق کی حکمتوں کا سراغ بتلائیں اور معرفۃ الہی کا یقین و اذعان پیدا کریں - چونکہ یہ کام ان لوگوں کا ہے جو ارباب علم و تحقیق ہیں اور جنکا شمار علماء حقیقت میں ہے - اسلیے فرمایا کہ یہ عجائب عالم اور یہ اختلاف الوان جو کائنات کی ہر نوع اور ہر قسم میں جلوہ گر ہے ' اسکے اسرار و مصالح پر غور کرنے والے اور انکی حقیقت کی جستجو میں رہنے والے ہی وہ بندگان الہی ہیں ' جنکے لیے انکا مطالعہ معرفت الہی کا وسیلہ ہوتا ہے ' اور پھر معرفت الہی منزل خشیت و عبودیت کیلیے راہنما ہوتی ہے - وہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ؟

( ۴ ) اختلاف الوان ایک قانون خلقت ہے جو تمام انواع میں جاری و ساری ہے - عالم جمادات ' نباتات ' حیوانات ' کوئی نوع نہیں جسکے اندر طرح طرح کی رنگتوں کا ظہور نہو - پس یہ نہیں ہوسکتا کہ ایسا عام ظہور کسی بڑی ہی مصلحت و حکمت پر مبنی نہو ؟

( اشارات علمیہ )

قرآن کریم علم الحیات یا علم الحیوان کی کوئی کتاب نہیں ہے ان اشارات حکمیہ سے اسکا مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ انسان کو حکمت و قدرۃ الہیہ کی طرف توجہ دلائے ' اور ان حقائق کا مطالعہ وسیلۂ تدبر ' و ذریعۂ عبرت ' و توجہ الی اللہ ہو - پھر ان اشیا کے اسرار و مصالح کی تحقیق و کشف کا اسکے دل میں ولولہ اور شوق پیدا کرے تاکہ وہ انکی تحقیقات کی دشوار گذار راہوں میں قدم رکھے اور معرفت الہی اور حصول منزل خشیت کیلیے راہ علم کی تمام مصیبتوں کو خوشی خوشی برداشت کرلے

پس چاہیے کہ پہلے ہم سائنس علم کی طرف متوجہ ہوں کہ وہ اختلاف الوان کے متعلق کیا کہتے ہیں ؟ اسکے بعد دیکھیں کہ قرآن کریم کا اسطرف توجہ دلانا اور اس کو ایک آیۃ الہیہ قرار دینا ' کن اسرار و حکم کو مقتضی ہے ؟ ( البقیہ تتلی )

و من آیاته خلق السماوات و الارض و اختلاف السنتکم و الوانکم ان فی ذالک لآیـــات للعالمیـــن ! ( ۳۰ : ۲۱ )

اور حکمت الہی کی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی آسمانوں اور زمین کی خلقت ہے اور طرح طرح کی بولیوں اور رنگوں کا پیدا ہونا - فی الحقیقت اسمیں بڑی ہی نشانیاں ہیں ارباب علم و حکمت کیلیے !

پھر بعض آیات میں زمین کی پیداوار اور عالم نباتات کے اختلاف الوان کا ذکر کیا جو فی الحقیقت رنگوں کی بوقلمونی کا سب سے بڑا منظر عجیب و موثر ہے :

الم تر ان الله انزل من السماء ماء فسلکه ینابیع فی الارض ثم یخـــرج به زرعاً مختلفاً الوانه ثم یهیج فتریٰه مصفرا - ثم یجعله حطاما - ان فی ذالک لذکریٰ لاولی الالباب ! ( ۳۹ : ۲۲ )

آیا تم نہیں دیکھتے کہ الله نے اوپر سے پانی اتارا ، پھر زمین میں اسکے چشمے بہاے ، پھر اسی پانی سے رنگ برنگ کی کھیتیاں اگائیں ، پھر وہ کھیتیاں اپنے جوش نمو میں بڑھیں اور طرح طرح کے پھل اور پھولوں سے لد گئیں - اسکے بعد جب اچھی طرح پک چکیں تو تم دیکھتے ہو کہ وہ بالکل زرد ہو جاتی ہیں اور خدا اسے چورا چورا کر ڈالتا ہے - بیشک ، عالم نباتات کی اس ابتدا و انتہا اور اختلاف و تغیرات میں ارباب عقل و دانش کے لیے بڑی ہی عبرت ہے !

اسی کی نسبت سورۂ نحل میں فرمایا :

و ما ذرا لکم فی الارض مختلفا الوانــــه ان فی ذالک لآیات لقوم یذکرون ! ( ۱۶ : ۱۳ )

اور بہت سی چیزیں جو تمہارے فوائد کیلیے زمین سے اگائی جاتی ہیں جنکی طرح طرح کی مختلف رنگتیں ہیں ، سو ان میں بھی ان لوگوں کیلیے حکمت الہی کی بڑی ہی نشانیاں ہیں جو غور و فکر کو کام میں لاتے ہوں !

نیز سورۂ فاطر میں فرمایا :

الم تر ان الله انزل من السماء ماء فاخرجنا به ثمرات مختلفا الوانها ؟ ( ۲۷ : ۴۵ )

ایا تم غور نہیں کرتے کہ الله نے اوپر سے پانی برسایا اور اس سے طرح طرح کے پھل پیدا ہوے جنکی مختلف رنگتیں ہیں ؟

اسی طرح شہد کی مختلف رنگوں پر توجہ دلائی جو مکھی کے اندر سے نکلتا اور قدرۃ الہیہ کا ایک عجیب و غریب نمونہ ہے :

یخرج من بطونها شراب مختلف الوانه فیه شفاء للناس - ان فی ذالک لآیة لقوم یتفکرون ! ( ۱۶ : ۷۱ )

انکے اندر سے ایک عرق نکلتا ہے جسکی مختلف رنگتیں ہوتی ہیں - اسمیں انسانوں کیلیے مرض کی شفا اور نفع رکھدیا ہے - ارباب فکر کیلیے اسمیں بڑی ہی نشانیاں ہیں !

اختلاف الوان کا ایک نہایت مدہش منظر پہاڑوں کی مختلف رنگتیں اور انکے سرخ و سفید پتھر بھی ہیں جنسے انسان بڑی بڑی عظیم الشان عمارتوں کو خوشنما و دلفریب بناتا اور طرح طرح کے کام لیتا ہے - چنانچہ اسکی طرف بھی ایک جگہ اشارہ کیا :

و من الجبال جدد بیض و حمر مختلف الوانها و غرابیب سود ( ۲۷ : ۳۵ )

اور اسی طرح پہاڑوں میں ہم نے مختلف رنگوں کے طبقات پیدا کیے - کوئی سفید ہے کوئی لال ہے - بعض کالے سیاہ ہیں !

یہاں تک عالم کائنات کے عام اختلاف الوان اور پھر خاص طور پر عالم نباتات و جمادات کی رنگتوں کا ذکر کیا تھا - اب خاص طور پر عالم حیوانی کے اختلاف الوان پر یہ اشارہ کرکے توجہ دلائی :

و من الناس و الـدواب و الانعام مختلف الوانــه کذالک ، انما یخشی الله من عباده العلمـاء - ان اللـــه عزیـــز غفـــور ( ۲۷ : ۳۵ )

اور اسی طرح آدمیوں ، جانوروں اور چارپایوں کی رنگتیں بھی کئی کئی طرح کی ہیں جن میں الله نے بڑی بڑی حکمتیں رکھی ہیں - الله کا خوف الہی لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوسکتا ہے جنھوں نے کائنات کے ان اسرار و حقائق کا مطالعہ کیا ہے اور اسکے علم و حکمت سے بہرہ اندوز ہوے ہیں -

( ایک اجمالی نظر )

ان آیات کریمہ پر پہلے ایک اجمالی نظر ڈالو اور دیکھو کہ کس طرح عالم کائنات کی ہر نوع اور اختلاف الوان کے ہر منظر پر عموماً توجہ دلائی ہے ؟ سب سے پہلے عام طور پر اختلاف الوان کا ذکر کیا اور فرمایا کہ زبانوں اور بولیوں کے اختلاف کی طرح رنگوں کے اختلاف میں بھی حکمت الہیہ اور قدرت سرمدیہ کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں - اس طرح انسانکی نظروں کو تمام کائنات کی ہیئت مجموعی کے جمال الوان اور اختلاف مظاہر و نمائش کیطرف دعوت فکر و تدبر دی تا کہ وہ آسمان کی اُن رنگ آرائیوں کو بھی دیکھیں جنکا جمال وصائی عقل افگن اور جنکے تغیرات ملونہ حیرت فزا ہیں ، اور پھر زمین کے اس بہارستان حسن پر بھی نظر ڈالیں جسکی کائنات نباتی اور عالم حیوانی کا ہر گوشہ رنگتوں کی رعنائیوں اور انکے اختلاف و تعدد کی دلفریبیوں کا ایک بہشت زار جمال ہے !

اسکے بعد اس نظر اجمالی کی تفصیل ہوئی اور کائنات کی مختلف انواع و اقسام کے اختلاف الوان کی طرف اشارہ کیا گیا - سب سے پہلے صناع طبیعت کی اس سب سے بڑی اعجاز فرمائی کا جلوہ قدرت دکھلایا جو عالم نباتات کی ارواح حسینہ اور اجسام ملونہ و جمیلہ کے اندر نظر آتی ہے ، اور جسکے ایک چھوٹے سے پھول اور پتے میں بھی حیرت و مدہوشی کے وہ وہ جلوے پوشیدہ ہیں کہ اگر دنیا کی تمام پچھلی اور آیندہ حکمتیں اور دانائیاں یک جا اکٹھی ہوجائیں اور کسی حقیر سے حقیر پھول کی ایک مرجھائی ہوئی پتی کو اٹھا کر ( جو انسانی عقلت و سرشاری کے کسی قدم جہل سے پس گئی ہو ) اپنے سامنے رکھہ لیں اور اسکے عجائب و غرائب حسن کا مطالعہ کرنے رہیں ، جب بھی اسکا دفتر حکمت ختم ہوگا !

فرمایا کہ غور کرو ، انکی خلقت کس قدر عقلوں کو متعجب اور انسانی دانائی کو ہلاک حیرت کر دینے والی ہے ! چند خشک بیج ہیں جو زمین میں ڈال دیے جاتے ہیں - اوپر سے زمین میں گرم ہوے اور آسمان کے پانی سے اندر ہی اندر سرسبز ہوے - پھر وہ کیا چیز ہے جو انکے اندر ایک عجیب و غریب قوت پھونکتی ، ابھرنے ، بڑھنے ، پھیلنے ، پھر طرح طرح کی رنگوں سے رنگین ہوکر نمودار ہونے کی پیدا کر دیتی ہے ؟ کبھی انکے رنگ الگ الگ ہوتے ہیں ، کبھی کسی خاص تناسب کے ساتھہ انکی رنگتیں مجموعہ ہوتے ہیں ، اور کبھی ایک ایک پتے اور ورق گل میں کئی کئی رنگوں کی دھاریاں اور نقش و نگار بن جاتے ہیں - فتبارک الله احسن الخالقین !

عالم نباتات کی طرح عالم جمادات بھی اختلاف الوان کا عجیب و غریب منظر ہے جسے ترتیب مدارج خلقت کے اعتبار سے نباتات پر مقدم ہونا چاہیے - زمین کے اندر سے طرح طرح کے مختلف رنگوں کے پتھروں کا پیدا ہونا اور پہاڑوں کے اندر سے نکلنا اس سے کم عجیب نہیں ہے جسقدر نباتات کے عرائب و عجائب ہیں - یہ سنگ مرمر اور سنگ موسی کے بڑے بڑے ستون جنکے نیچے شہنشاہوں کے دربار لگتے ہیں اور جو ایوان ہاے عظمت و جبروت کیلیے ...

فصـل گل و طرف جوئبـار و لب کشت
با یـک دو سه اهل و لعبتي حـور سرشت
پیش آر قـدح که باده نوشـان صبوح
آسـوده ز مسجـدند و فارغ ز کنشت !

ان مرقعات میں سے چار تصویریں "اسفیر" لندن نے شائع کرسي هیں - انکي نقل هم بھي شائع کرتے هیں - انکے نیچے انگریزي میں رباعیات کا ترجمه بھي درج تھا - تین ترجموں کی اصل رباعیاں یاد آگئیں اور درج کردي گئیں - لیکن ایک ترجمه اسدرجه مبہم معنصر' اور کسي بہت هي غیر معروف رباعي سے تعلق رکھتا ہے جسکي اصلي رباعي کا سرسري طور سے پته نه لگ سکا - اور صرف اتنی سي بات کیلیے رباعیات کي ورق گرداني کون کرتا ؟ -

( مکـمل تـرجمه )

ایک بہت بڑي خصوصیت اس ایڈیشن کی یه هے که اسمیں عمر خیام کی تمام رباعیات کا مکمل انگریزي ترجمه کیا گیا ہے - مشہور فز جیرالد کے ترجمه کی طرح نظم میں هے' اور کوشش کی گئی هے که فارسي شاعري کے اس سب سے بڑے نادر الکلام مترجم کا نسق و انداز اور اسلوب خاص هر رباعي کے ترجمه میں محفوظ رهے - حتی که اسکي جمع و تهذیب کرنے والوں کا خیال هے که ایک ناواقف شخص فیز جیرالڈ کي نظم میں اور اسکے تراجم میں بمشکل فرق کرسکے گا -

هم نے بعض اردو جرائد میں دیکھا که اس نسخه کي اشاعت کا تذکرہ کرتے هوے انھوں نے اسے پہلا مکمل ترجمه خیال کیا هے - حالانکه یه صحیح نہیں هے - اس سے پیشتر ایک بڑي تعداد میں ایسے ایڈیشن شائع هوچکے هیں جن میں فیز جیرالڈ کی ترجمه کرده رباعیات کے علاوه کئي سو اور رباعیوں کا ترجمه بھی نظم و نثر میں دیا گیا هے' اور بعض میں تو یه التزام کیا هے که رباعیات کے جس نسخه کو اصل قرار دیا' اسکي تمام رباعیوں کا ترجمه بھي ساتھه ساتھه درج کردیا - اس قسم کے مترجموں میں گارنر' هنري دے مرنان' نیکولس' اور علی الخصوص پروفیسر والا نیٹن ژوکفسکی کا نام قابل ذکر هے' جس نے نسخۂ کلکته اور نسخۂ سینٹ پیٹرز برگ کی تمام رباعیات کا ترجمه کردیا هے -

ان میں سے آخرالذکر مستشرق کا نسخه میرے پاس موجود هے - اس نئے امریکن ایڈیشن سے پہلے یہي ایڈیشن سب سے آخري ایڈیشن سمجھا جاتا تھا - اسمیں سینٹ پیٹرز برگ کے نسخه کي ۳۴۰ رباعیوں کا مکمل ترجمه شامل کیا گیا هے - دیگر نسخوں کي مترجمه رباعیوں کو شامل کرلیا جاے تو انگریزي ترجمه شده رباعیوں کی تعداد پانچ سو تک پہنچ جاتي هے !

اسي طرح فرانسیسي' دنمارکي' الماني ( جرمن ) اور روسي زبان میں بھي ۷۵ سے ۴۰۰ تک رباعیوں کا ترجمه هوچکا هے -

لیکن یه ترجمے وہ قبولیت حاصل نه کرسکے جو "مغربي خیام" یعني فیز جیرالڈ کي ۷۵ رباعیوں کیلیے قدرت نے مخصوص کردي تھي - اسکي انگریزي رباعیوں میں جو سلاست و عذوبت اور حسن ترکیب و تاثر بیان پایا جاتا هے' اسکے سامنے یه تمام ترجمے اس طرح نظر آتے هیں جیسے کسي اصلي فارسي نظم کے مقابلے میں اسکا بے اثر لفظي ترجمه - فارسي شاعري اور مغربي ادبیات اصولاً اس درجه باهم مختلف هیں که دونوں میں تباین و تضاد کا ایک اٹلانٹک بہه رها هے - اسے عبور کرنے میں صرف فیز جیرالڈ هي کي همت کام کرگئي' اور وقت و حالات' جدت و حداثت' اتحاد خیالات و مشرب' نیز جماعت کے وقتي انفعال و تاثر نے ایک مرتبه اسکا ساتھه دیدیا - یه باتیں همیشه اور هر شخص کے حصے میں نہیں آسکتیں -

یہي سبب هے که یه تراجم ایک ادبي یا حکیمانه مترجمه ذخیره سے زیاده وقعت حاصل نه کرسکے - اسے صرف یه کام لیا گیا که غیر فارسي داں ادباء عمریین نے انکے ذریعه بقیه رباعیوں سے بھي واقفیت حاصل کرلي - ان سب میں مسٹر برون اور هارفیلڈ کے بعض تراجم نسبتاً زیاده فصیح و دلنشیں هیں جنھوں نے کیمبرج کے نسخه کی بعض رباعیات کا ترجمه سنه ۱۸۹۰ میں کیا تھا' اور "مجلس عمر خیام" لندن نے سنه ۱۸۹۲ میں شائع کیا - تاهم نه تو وه فیز جیرالڈ کی طرح عشاق خیام کے وسیع حلقه میں کوئي ادبی محبوبیت حاصل کرسکیں' اور نه انگریزي ادبیات میں ایک داخلي جزو شعري کی طرح انھیں قبولیت هوئي - انکا شمار بھي "ترجمه" میں هے - البته اعلی قسم کے تراجم میں -

پس یه کہنا تو صحیح نہیں که نیا امریکن ایڈیشن رباعیات کا پہلا مکمل ترجمه هے - البته اسکی خصوصیت یه بتلائي جاتي هے که اسکے تراجم میں فیز جیرالڈ کے اتباع بلکه همسري کي پوري کوشش کی گئي هے - فیز جیرالڈ کا اصلي کارنامه "سوئن برن" کے الفاظ میں یه هے :

"وہ یورپ کا خیام هے - اس نے ترجمه نہیں کیا هے بلکه انگریزي میں خیام کی روح شعري کو متشکل و مممثل کردیا هے - اگر خیـام انیسویں صدي کے اندر انگلستان میں پیدا هوتا اور فردوسی کی جگه خوش کی زبان میں ( یعني انگریزي میں ) رباعیات کہتا' تو یقیناً وہ ایسي هي هوتیں جیسی که اس مغربی خیام کے دل پر مشرقی فیضان الہامي سے القا هوئي هیں"

اس ایڈیشن کے مرتب کرنے والوں کا دعوا هے که فیزجیرالڈ نے ایسا ترجمه صرف ۷۵ رباعیوں کا کیا هے - لیکن یه خیام کی تمام رباعیوں کا ویسا هي مکمل ترجمه هوگا -

ادبا و شعراے عمریین کی ایک بہت بڑي امریکن و انگریزي جماعت نے ترجمه کا کام باهم بانٹ لیا تھا - چند اصول مقرر کرلیے جنکی پابندي کي هر مترجم کوشش کرتا تھا - ان میں سے اکثر مترجم ایسے هیں جنھوں نے ایک ایک رباعي کا ترجمه ایک ایک سہ ماهي میں کیا هے - پہلے ترجمه کیا جاتا - پھر تصحیح هوتي - پھر قدیم ترجموں سے مقابله هوتا - اسکے بعد نظم کیا جاتا - پھر عرصے تک خود ناظم اپنے مختلف اوقات و اثرات میں کمال استغراق شعریه و شوقیه کے ساتھه پڑھتا' خاص خاص نغمات مخصوصۂ خیام میں

# مطبوعات جدیدہ

می خوردن و شاد بودن آئین منست
فارغ بودن ز کفر و دین دین منست
گفتم بعروس دہر کابین تو چیست؟
گفتا "دل خرم تو کابین منست"!

این کوزہ چو من عاشق زارے بودست
در بند سر زلف نگارے بودست
این دستہ کہ بر گردن او می بینی
دستیست کہ بر گردن یارے بودست!

## رباعیات عمر الخیام

## ایک نیا امریکن ایڈیشن

پچھلے دنوں بعض اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ رباعیات عمر الخیام کا ایک نیا ایڈیشن امریکہ میں مرتب ہوا ہے اور عنقریب شائع ہونے والا ہے - ڈاک کی پچھلی ڈاک میں اسکے تفصیلی حالات آگئے ہیں - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ کی ایک بہت بڑی پبلیشر کمپنی جان مارٹن اس ایڈیشن کو چھاپ رہی ہے' اور متعدد خصوصیات اسمیں ایسی جمع کی گئی ہیں جنکی وجہ سے یورپ اور امریکہ کے "ادباء عمریین" (۱) اسکی اشاعت کا نہایت دلچسپی سے انتظار کر رہے ہیں -

( مرقعات و رسوم )

اس ایڈیشن کی ایک بڑی خصوصیت انتہا درجہ کا جمال طباعۃ اور حسن صورت ہے -

عمر خیام کے اس وقت تک بے شمار پر تکلف ایڈیشن مختلف شکلوں میں نکل چکے ہیں - لیکن بیان کیا جاتا ہے کہ اس نئے ایڈیشن کے تکلفات کے آگے تمام پچھلے ساز و سامان ہیچ نظر آئینگے - علی الخصوص اسکے مرقعات اور تصاویر و رسوم جو دلدادگان خیام کی نظر افروزی کیلیے ہر تیسرے چوتھے صفحہ کے بعد لگائے گئے ہیں:

مشاطہ را بگو کہ بر اسباب حسن دوست
چیزے فزون کند کہ تماشا بما رسد!

(۱) " ادباء عمریین " سے مقصود یورپ اور امریکہ کے وہ ارباب ادب و شعر اور صاحبان فلسفہ و حکمت ہیں جو اپنے تئیں عمر خیام کی طرف نسبت دیتے ہیں' اور اپنے خیالات و ادبیات میں بالکل اس خراسانی حکیم کے پیرو و مقلد ہوگئے ہیں - کچھ ضرور نہیں کہ وہ مستشرق ( اورینٹلسٹ ) اور فارسی داں بھی ہوں - ایسے بھی ہزارہا شعرا و ادباء اس حلقہ میں داخل ہیں جنہوں نے محض فزجیر الڈ یا اس سے کم تر درجہ کے مترجمین کے ذریعہ خیام کے خیالات سے واقفیت حاصل کی' مگر رباعیات کے انداز بیان پر اسلوب شاعری سے اس درجہ متاثر ہوے کہ اسی رنگ اور اسلوب پر نظم و نثر فخریہ لکھنے لگے -

یہ خیالی تصویریں جو آجکل پر تکلف ادبی تصنیفات کے ساتھہ چھاپی جاتی ہیں' غالباً عام قارئین کرام کو انکی قدر و قیمت کی صحیح اطلاع نہ ہوگی - مشاہیر گذشتہ کی تصنیفات کے متعلق خیالی تصاویر بنانا ایک مستقل فن ہے' جسکے بڑے بڑے ماہرین و مستعد ہیں - جب ابھی کوئی نادر کتاب چھپتی ہے تو اسکے لیے ان کی خدمات محفوظ کرلی جاتی ہے - وہ ایک ایک تصویر بنانے کو سو سو پونڈ اجرت پیشگی لیتے ہیں!

پچھلے دنوں انگلستان کے ایک کلب نے الف لیلہ کے ترجمہ برٹن کا نہایت پر تکلف ایڈیشن دس جلدوں میں طبع کیا تھا' اور اسکے لیے بڑے بڑے مناظر حسن و عشق و خلافۃ و سلطنت کی تصویریں یورپ کے مشہور مصوروں سے رسوم خیالیہ سے بنواکر شامل کتاب کی تھیں - میں نے یہ نسخہ دیکھا ہے - پوری کتاب میں اقلاً پچاس مرقع ضرور ہونگے - لندن میں مرقع ۳۰ پونڈ سے لیکر دو سو پونڈ تک اجرت دی گئی تھی!

" رباعیات عمر خیام " بھی پچھلی چوتھائی صدی سے بڑے بڑے مصوران مشہورہ کے فکر و تخیل کا ایک معرکۃ الارا موضوع رہا ہے - عمر خیام کی صورت کا مصوروں نے تصور کیا اور اسکی رباعیات کے مطالب کو تمثیل مصورہ کی اشکال میں پیش کرنے کیلیے بڑے بڑے مصوروں نے اپنے اپنے جوہر کمال دکھلائے - علی الخصوص موجودہ یورپ کے مشہور ترین مصور مسٹر گلبرٹ جیمس کی تصویریں عدیم النظیر تسلیم کی گئیں' جنمیں سے بعض کو فیر جیرالڈ کے ترجمہ میں آپ نے ضرور دیکھا ہوگا -

لیکن امریکن ایڈیشن کے شائع کرنے والوں کا دعوا ہے کہ انہوں نے تمام پچھلے نسخوں سے بہتر مرقعات کا اہتمام کیا ہے - ایک اسکندر ژوندہ اور دماغ خیام کی تصویروں پر کسی نے صرف نہیں کیا - یورپ کے مشہور مصوروں کی خدمات کئی سال پیشتر سے حاصل کرلی گئی تھیں' اور فارسی شاعری کی ادبی تاریخ اور اس عہد کے عجمی حکما و شعرا کے لباس و اشکال کا تاریخی مواد اس غرض سے بہم پہنچایا گیا کہ مصوروں کو بہتر سے بہتر اور اقرب سے اقرب تصور قائم کرنے میں اس سے مدد ملے -

ان تصویروں میں خود خیام کی تصویریں نہایت اعلی درجہ کی کھینچی ہیں' اور کامل الفن اشخاص معترف ہیں کہ تمام پچھلی تصویروں سے زیادہ مشرقی اور خیام کے خیالات کے لحاظ سے کامل در فنیاد کے مطابق ہیں - انکے علاوہ سو سے زاید رباعیوں کے بھی مرقع کھینچے ہیں اور رنگین اور مطلا و مذہب طبع کیا ہے!

# ادبیات

## عدل جہانگیری

قصر شاہی میں کہ ممکن نہیں غیروں کا گذر * ایک دن " نور جہاں " بام پہ تھی جلوہ فگن
کوئی شامت زدہ رہ گیر اُدھر آ نکلا * گرچہ تھی قصر میں ہر چار طرف سے قدغن
غیرت حسن سے بیگم نے طمنچہ مارا * خاک پر ڈھیر تھا اِک کشتۂ بے گور کفن !

* * *

ساتھ ہی شاہ جہانگیر کو پہنچی جو خبر * غیظ سے آگئے ابروے عدالت پہ شکن
حکم بھیجا کہ کنیزان شبستان شہی * جاکے پوچھ آئیں کہ سچ یا کہ غلط ہے یہ سخن ؟

* * *

نخوت حسن سے بیگم نے بہ صد ناز کہا : * میری جانب سے کرو عرض بہ آئین حسن
" ہاں مجھے واقعۂ قتل سے انکار نہیں * مجھ سے ناموس حیا نے یہ کہا تھا کہ " بزن "
اسکی گستاخ نگاہی نے کیا اسکو ہلاک * کشور حسن میں جاری ہے یہی شرع کہن "

* * *

مفتی دیں سے جہانگیر نے فتوی پوچھا * کہ شریعت میں کسی کو نہیں کچھ جاے سخن
مفتی دیں نے یہ بے خوف و خطر صاف کہا : * شرع کہتی ہے کہ " قاتل کی اُڑا دو گردن "
لوگ دربار میں اس حکم سے تھرا اُٹھے * پر جہانگیر کے ابرو پہ نہ بل تھا نہ شکن !
ترکنوں کو یہ دیا حکم کہ اندر جاکر * پہلے بیگم کو کریں بستۂ زنجیر و رسن
پھر اسی طرح اُسے کھینچ کے باہر لائیں * اور جلاد کو دیں حکم کہ " ہاں تیغ بزن "

* * *

یہ وہی نور جہاں ہے کہ حقیقت میں یہی * تھی جہانگیر کے پردہ میں شہنشاہ زمن
اسکی پیشانی نازک پہ جو پڑتی تھی گرہ * جاکے بن جاتی تھی اوراق حکومت پہ شکن !
اب نہ وہ نور جہاں ہے ' نہ وہ انداز غرور ' * نہ وہ غمزے ہیں ' نہ وہ عربدۂ صبر شکن !
اب وہی پانؤں ہر اِک گام پہ تھرائے ہیں * جنکے رفتار سے پامال تھے مرغان چمن !
ایک مجرم ہے کہ جسکا کوئی حامی نہ شفیع ! * ایک بیکس ہے کہ جسکا نہ کوئی گھر نہ وطن !

* * *

خدمت شاہ میں ' بیگم نے یہ بھیجا پیغام : * خوں بہا بھی تو شریعت میں ہے اِک امر حسن
مفتی شرع سے پھر شاہ نے فتوی پوچھا * بولے جائز ہے ' رضامند ہوں گر بچۂ و زن
وارثوں کو جو دیے لاکھ درم بیگم نے * سب نے دربار میں کی عرض کہ " اے شاہ زمن !
ہم کو مقتول کا لینا نہیں منظور قصاص * قتل کا حکم جو رک جاے تو ہے مستحسن "

* * *

ہوچکا جب کہ شہنشاہ کو پورا یہ یقین * کہ نہیں اسمیں کوئی شائبۂ حیلہ و فن
اُٹھ کے دربار سے آہستہ چلا سوے حرم * تھی جہاں نور جہاں معتکف بیت حزن
دفعتاً پانؤں پہ بیگم کے گرا اور یہ کہا : * " تو اگر کشتہ شدی ' آہ چہ می کردم من " ؟

( شبلی نعمانی )

یہ واقعہ اگرچہ عام تاریخوں میں نہیں ہے اور خود جہانگیر نے بھی اسکا تذکرہ نہیں کیا ہے ' لیکن ایک ایسے مستند راوی سے مروی ہے جسکی تنہا شہادت بھی ہر طرح لائق قبول ہے - والہ داغستانی جو حملۂ افاغنہ کے زمانے میں ایران سے نکلا اور محمد شاہ کے عہد میں دہلی آیا تھا ' اپنے ضخیم تذکرۂ شعرا ( ریاض الشعرا ) میں اس واقعہ کو بادعاء صحت بیان کرتا ہے - جہانگیر کی نسبت اور بھی چند غیر معروف واقعات اس نے بیان کیے ہیں - شیخ نور اللہ شوستری مرحوم کے واقعہ کی وجہ سے وہ جہانگیر کا مخالف تھا اسلیے اسکی روایتیں مداحانہ مبالغہ نہیں ہو سکتیں - ( الہلال )

کا تا ' اور دوسروں سے لے میں پڑھواکر سنتا - جب اس طرح اسکی کیفیت و وجدان کے ذوق و تاثیر کی طرف سے پورا پورا اطمینان ہوجاتا اور کئی کئی مرتبہ ترمیم و اضافہ ہوچکتا' تو پھر تمام مترجمین کی صحبت میں پیش کیا جاتا اور کئی کئی دن تک محافل و مجالس شعراے عربیین میں اسپر بحث و مذاکرہ ہوتا - جو لوگ باہر کے شریک کار ہیں' انکے پاس لکھکر بھیجدیا جاتا ' اور اسطرح تمام رائیں جمع کی جاتیں -

ان تمام مراحل کے بعد مترجمہ رباعی داخل کتاب کی جاتی - اس وقت بھی کہ کتاب چھپ رہی ہے اور عنقریب نکلنے والی ہے ' تغیر و تبدل اور اصلاح و نقد کا سلسلہ برابر جاری ہے !

ہر نظم گوہریں کہ بیاد تو گفتہ ام
دل رخنہ کردہ و جگر خویش سفتہ ام !

( رباعیات کی تعداد )

رباعیات عمر خیام کی اصلی تعداد کا مسئلہ اب تک مختلف اور ایک حد تک مشتبہ ہے - مختلف نسخے جو یورپ اور مشرق میں پالے جاتے ہیں ' باہم تعداد میں مختلف ہیں - مصنفین یورپ نے انکی تحقیقات و کشف حقیقت کیلیے بڑی بڑی کوششیں کی ہیں -

سب سے زیادہ قدیم نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کا ہے جو آٹھویں صدی ہجری کے اواخر کا لکھا ہوا ہے - یعنے عمر خیام کی وفات سے تقریباً تین سو برس بعد کا - اسمیں ۴۰۲ رباعیاں ہیں - میں نے یہ نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی میں ممبر ہونے سے پہلے دیکھا تھا - اسکے بعد ایک مرتبہ نکلوانا چاہا تو معلوم ہوا کہ لندن گیا ہے اور غالباً مسٹر اڈورڈ براؤن نے منگوایا ہے - اب عرصے سے بالکل مفقود الخبر ہے - کچھ پتہ نہیں چلتا کہ کہاں گیا ؟ اسکے ساتھ گلستان کا وہ قیمتی نسخہ بھی مفقود الخبر ہے جو عالمگیر اورنگ زیب نے نہایت اہتمام سے نقل کرایا تھا ' اور اس نسخہ کی نقل تھا جو خود شیخ سعدی کے لڑکے کے ہاتھہ کا لکھا ہوا تھا - ڈاکٹر بروکلمین اور سر جان گلکرسٹ نے گلستاں کے ایڈیشن اسی نسخہ سے نقل لیکر شائع کیے تھے -

میں نے کئی بار سکریٹری کو توجہ دلائی کہ برٹش میوزیم سے خط و کتابت کرکے تحقیق کیا جاے - وہیں یہ نسخے گئے ہیں اور رکھہ لیے گئے ہیں - لیکن غریب ایشاٹک سوسائٹی کو اسکی جرأت کب ہوسکتی ہے کہ انڈیا آفس کے زیر اثر کتب خانے سے کسی طرح کا مطالبہ کرے ؟

اسکے بعد سر گور اوسلی کا نسخہ ہے - وہ ایران سے لاے تھے' اور اب اکسفورڈ کے کتب خانہ بوڈلین میں محفوظ ہے - اسکا سال کتابت سنہ ۱۴۶۱ مسیحی ہے - یعنی مصنف سے ساڑھے تین سو برس بعد کا نسخہ ہے - انگریزی مترجمین و مولفین نے زیادہ تر اسی نسخہ پر اعتماد کیا ہے مگر اسمیں صرف ۱۵۸ رباعیاں ہیں

تیسرا قدیمی نسخہ سینٹ پیٹرز برگ کے کتب خانہ کا ہے جسکا عکس پروفیسر والنٹین ژوکوسکی ( Valentin Zhukovski ) نے باعانت بیرن ویکٹر روزین معلم السنۂ مشرقیہ پیٹرز برگ یونیورسٹی شائع کیا ہے ' اور جو نہایت اعلی ترین خط نستعلیق میں فی صفحہ ایک رباعی کی ترتیب سے لکھا گیا ہے - اسکے کاتب نے اپنا نام " سید علی الحسینی " لکھا ہے - سال کتابت سنہ ۱۴۹۹ مسیحی ہے - یعنی سر گور اوسلی کے نسخہ سے تقریباً چالیس برس بعد - اسمیں ۳۴۰ رباعیاں ہیں -

چوتھا نسخہ بانکی پور کے کتب خانے کا ہے پانچواں کیمبرج یونیورسٹی کا جو کسی قدیم طہرانی نسخہ کی نقل ہے - اول الذکر میں ۶۰۴ رباعیاں ہیں - دوسرے نسخہ میں ۸۰۰ -

انکے علاوہ بے شمار حدیث العہد قلمی نسخے یورپ کے مختلف کتب خانوں میں ہیں جنمیں سے بعض کی مندرجہ رباعیات پندرہ پندرہ سو تک شمار کی گئی ہیں - پروفیسر براؤن نے ایک قدیم نسخہ طہران میں دیکھا تھا جسمیں ۷۷۰ رباعیاں تھیں اور عہد صفویہ کے درمیانی زمانے کا نوشتہ تھا - مگر جو نسخہ طہران میں چھپا ہے ' اسمیں صرف ۲۳۰ رباعیاں ہیں - اسی کی نقل بمبئی میں بھی دو بار چھپ چکی ہے -

ایک اور نسخہ پرانا رباعیات کا ہے جسکا ذکر مجھسے آجکل کے ایک روسی سیاح و مستشرق موسیو امرالوف نے کیا ہے جو انہوں نے اصفہان میں دیکھا تھا اور اسکی نقل لیلی تھی -

یہ نقل آجکل میرے ہی پاس ہے - اسمیں ۴۱۷ رباعیاں ہیں اور عام ترتیب ابجدی کی جگہ ابتدا میں حمد و نعت کی تمام رباعیاں جمع کردی ہیں - اسکے بعد بغیر کسی ترتیب کے باقی رباعیاں درج کی ہیں - سیاح موصوف کا بیان ہے کہ اصلی نسخہ سنہ ۸۰۷ ہجری کا نوشتہ ہے - اگر یہ سچ ہے تو یہ نسخہ سب سے زیادہ قیمتی ہے - اور سر گور اوسلی کے نسخہ سے بھی زیادہ اسکو قیمتی سمجھنا چاہیے - اسی خیال سے میں دیگر نسخوں سے اسکا مقابلہ کر رہا ہوں - چند رباعیاں اسمیں بالکل نئی ہیں -

# بقیہ آزاد عرب

مسلمانوں کے مسروقہ خزانے کے چند موتی جو باقی رہگئے ہیں

## تاریخ و عبر!

## ( ۲ )

اب ہمکو ایک نظر عرب کے اُن خطوں پر ڈالنی چاہیے جو آزاد عرب کے نام سے مشہور ہیں - آزاد عرب سے مراد ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں سے ہے جو آجکل جزیرہ نماے عرب میں یورپین قوموں کی ریشہ دوانیوں کا آماجگاہ ہیں - انہی میں مشہور وہابی تحریک نجد اور فرقہ اباضیہ کی سلطنت عمان بھی شامل ہے - انکے علاوہ حضرالموت کا خطہ ہے جس میں قدیم سلطنتوں مارب اور سبا کی بنیادیں رکھی گئی تھیں ' اور جو یمن کے ساتھ عرب معمورہ یا ( Arabic Feline ) میں شامل ہے -

حضرالموت کے شمال میں نجران و وادی دوسیر کا زرخیز علاقہ ہے - لیکن مشرق کی طرف ایک دشوار گذار ریگستان ہے جو " ربع الخالی " کے نام سے مشہور ہے - اس ریگستانی علاقہ کے علاوہ اور شمالی صحراے شام کو چھوڑ کر ' یہ تمام حصہ ایک عظیم الشان سلطنت کے لیے مایۂ ناز ہوسکتا ہے - اگر ان خطوں پر یورپ کا دسترس ہوتا تو اسمیں شک نہیں کہ اپنی مادی ترقیوں میں ہندوستان و مصر کے برابر ہوتے - لیکن دسترس ہونا اس لحاظ سے مشکل ہے کہ اس ملک کے آباد اور جنگجو فرقے کسی غیر ملت کے ماتحت رہنا گوارا نہیں کرسکتے - البتہ سلطنت ترکی اگر چاہے تو حکمت عملی سے انکو اپنا حلقہ بگوش بنا سکتی ہے - کیونکہ اول تو یہ علاقے یمن و حجاز کے بالکل محاذی واقع ہوے ہیں - اسلیے ترک ہر طرف سے اپر قابو پانے کی طاقت رکھتے ہیں - دوسرے ترک بھی حبل المتین اسلام کے پکڑنے والوں میں سے ہیں جن سے عرب کے غیور زیادہ بیگانہ نہیں ہوسکتے -

لیکن واقعہ یہ ہے کہ وہ زر خیز خطے جو کبھی قوت اسلامی کا اصلی سر چشمہ تھے ' ابھی تک ایسی کسمپرسی کی حالت میں پڑے ہوے ہیں جس طرح قدیم رومیوں اور فارسیوں کے زمانے میں ان پر ایک دور گذر چکا ہے -

شاید اسوجہ سے کہ عرب کا ملک بہت عرصے تک اپنی کم مایگی کیلیے بد نام تھا ' اور " وادی غیر ذی ذرع " یعنے حوالی مکہ کا اطلاق کل سر زمین عرب پر کیا جاتا تھا - لیکن سیاحوں اور مبصرین جغرافیہ دانان قدیم و جدید کی راے ہے کہ درحقیقت عرب ہی کے بعض قطعے باغ عدن کہلانے جانے کے قابل ہیں - خطہ نجد جو وسطی عرب پر مشتمل ہے ' اور جو ترکی صوبے الحجاز اور الحسا کے درمیان واقع ہے ' کسی طرح شام و عراق سے اپنی اہمیت و زرعیت میں کم نہیں ہے - اگر زر خیزی ہی کو مد نظر رکھا جاے ' جب بھی موجودہ عراق کو نجد سے کوئی نسبت

نجد وسط عرب کا ایک وسیع اور زرخیز ملک ہے جسکی مجموعی آبادی تقریباً بیالیس لاکھ سے زاید ہوگی - عرب کا سب سے مشہور درخت سمانا جسکا کوئلا دنیا بھر کے درختوں کے کوئلے سے بہتر ہوتا ہے ' یہاں کی پہاڑیوں میں بکثرت پیدا ہوتا ہے - عرار نجد جسکی خوشبو سے پورا جنگل مہک جاتا ہے ' اسی خطہ سے تعلق رکھتا ہے[1] - شتر مرغ کے جھنڈ اور غزال عرب کے قطار اگر عرب میں کہیں پائے جاتے ہیں تو وہ یہی خطۂ حسن و شعر ہے - عرب کا مشہور گھوڑا بھی در اصل نجد ہی کا گھوڑا ہوتا ہے - نجد ہی کے بعض حصوں میں لوہے کی کانوں کے نشان پائے جاتے ہیں - یہاں کی بھیڑوں کے اون بہت ملایم مثل کشمیری اون کے ہوتے ہیں ان خطوں کے بعض ناموں سے اُسکی شادابی کا حال معلوم ہوسکتا ہے - مثلاً ریاض ( باغ ) بلاد الزہور ( پھولونکا ملک ) بلاد البحور ( آخروٹ کا ملک ) وغیرہ وغیرہ

یہ پہاڑی خطے ہمارے نیپال اور کشمیر سے کم نہونگے - مگر اس ملک کی طبیعی حالت سے کہیں زیادہ دلچسپ اسکی پولیٹکل حالت ہے - سو برس کا عرصہ گذرا کہ ایک شخص محمد بن عبد الوہاب اس سر زمین سے اٹھا - اسکی پیدایش سنہ ۱۶۹۱ ع میں بتائی جاتی ہے ' یعنی ٹھیک اسی وقت جبکہ ترکی سلطنت اپنے عروج کے نصف النہار کو پہونچ چکی تھی اور اُس نے پہلے پہل یمن میں قدم رکھا تھا - اس شخص کا معاون ابن مسعود نامی ایک رئیس قبائل اور جنگجو آدمی تھا - اس نے یکایک اپنی فوجی قوت بڑھا لی - یہاں تک کہ اسکے پوتے نے ایک مرتبہ نکلکر حجاز و اطراف حجاز پر حملہ کردیا اور قابض ہوگیا - جس زمانے میں نپولین یورپ میں تہلکہ مچا رہا تھا - اُسی وقت مسعود ترکی سے لڑائیوں میں مشغول تھا -

بالاخر ابراہیم پاشا حاکم مصر نے جو سلطان کے طرف سے مقابلے کے لیے بھیجا گیا تھا ' عبد اللہ بن مسعود کو گرفتار کرکے قسطنطنیہ بھیجدیا - اسکے بعد عبد اللہ کے بیٹے نے سلطان نجد کے لقب سے اپنا ملک پھر حاصل کرلیا - ابتدا میں خدیو مصر کو خراج دینے کا اقرار کیا تھا مگر سنہ ۱۸۳۱ میں بالکل مستقل حاکم ہوگیا - اسپر مصری و ترکی فوجوں نے حملہ کرکے ہفہف اور قطیف ( صوبہ الحسا ) پر قبضہ کرلیا اور والی نجد کو قید کرکے مصر لے آے - سنہ ۱۸۴۳ میں وہ مصر سے پھر واپس آیا اور سنہ ۱۸۶۵ تک مطلق العنان بادشاہ کی حیثیت سے حکومت کرتا رہا -

اسکے بعد اسکا بیٹا تخت نشین ہوا - مسعود اسکا بھائی تخت کے لیے لڑا اور کامیاب ہوا - عبد اللہ ترکی بھاگ گیا اور سلطان سے مدد مانگی - چنانچہ بغداد سے ترکی فوج نے آکر الحسا پر دائمی قبضہ کرلیا -

مسعود سنہ ۱۸۷۳ میں مر گیا - عبد اللہ ہمیشہ لڑتا رہا اور آخر غالب آیا - سنہ ۱۸۸۶ تک ریاض میں وہی حکمراں تھا -

---

( ۱ ) آہ یہی عرار ہے جسکی بوے عشق آور کی نسبت شاعر عرب نے وصیت کی ہے :

تمتع من شمیم عرار نجد
فما بعد العشیۃ من عرار !

( الہلال )

## ایک افتتاحی رسم

### جدید وزارت جنگ کا ایک تازہ ترین مرقع

اس مرقع میں انور پاشا مع دیگر وزراے عثمانیہ کے موجود ہیں - یہ تصویر اس موقع کی ہے جبکہ برقی ٹریموے کے ایک نئے خط کی افتتاحی تقریب میں تمام اولیاء حکومت شریک ہوے تھے -

## دولة عثمانیه کے محاصل

دولة عثمانیه کي آمدني کا صحیح گوشوارہ اور مختلف سالوں کا موازنہ کرنا مشکل ہے ' البتہ یہ وثوق و یقین کے ساتھہ کہا جاسکتا ہے کہ اسکي آمدنی ہرسال بڑھتي ہي رہتي ہے - اسکي بڑي وجہ سفر و نقل کي سہولت ' موجودہ تمدني وسائل کا حصول ' اور سست رفتار اصلاحات کا نفاذ ہے -

آمدني کے ذرائع دو قسم کے ہیں :

( ۱ ) ٹیکس -

( ۲ ) ٹیکس کے علاوہ دیگر ذرائع -

جو ذرائع ٹیکس میں شامل نہیں ' وہ حسب ذیل ہیں .

( ۱ ) ریلوے کي آمدني :

اسوقت تک جسقدر لائنیں دولہ عثمانیه میں ہیں وہ اکثر دوسري قوموں کي ہیں جو ٹھیکہ پر بناتي ہیں - اسوقت دولة عثمانیه کو انسے ایک مقررہ رقم ملتي ہے - جب ٹھیکہ کي مدت ختم ہو جائیگی تو تمام لائنیں دولة عثمانیه کي ملک ہو جائینگي ' اور اسطرح کسی نہ کسي وقت انشاء اللہ خزانہ عامرہ کي آمدنی میں ایک معتد بہ اضافہ ہو جائیگا -

( ۲ ) زمین - دولة عثمانیه کا ایک بہت بڑا ذریعہ اسکي طویل و عریض زمینیں ہیں جنمیں ہر قسم کے معدنی اور نباتاتی خزانے مدفون ہیں ' مگر انتظام کا یہ حال ہے کہ آج تک انکا صحیح شمار و پیمایش تک نہ ہوا - اسوقت ان زمینوں سے جو کچھہ ملتا ہے ' چاہے وہ خود زیادہ نہ ہو ' مگر انتظام و تدبیر کے بعد جو کچھہ ملسکتا ہے ' وہ یقیناً بہت زیادہ ہے -

( ۳ ) اوقاف - اوقاف دولة عثمانیه میں بکثرت ہیں اگر انکا انتظام اعلی درجہ کا ہو تو دولة عثمانیه کو ان سے کونہ گوں فوائد حاصل ہوں - شکر ہے کہ حکومت کو اسکي طرف توجہ ہوئي ہے حال میں انکے متعلق ایک قانون بصورت تجویز پیش ہوا ہے جس سے بہت کچھہ توقعات لیے جاسکتے ہیں -

( ۴ ) چُنگي - اگر گذشتہ سلاطین عثمانیه نے اپنے آپ کو بہت سے معاہدوں کا پابند نہ کر دیا ہوتا تو تنہا چنگي ہي ایک ایسي شے تھی جس سے بے شمار آمدني ہو سکتي تھي - کیونکہ بد قسمتي سے ضرورت اور آرائش کی قریباً تمام چیزیں باہر سے آتي ہیں اور چنگي سے ملیونہا روپیہ وصول ہوسکتا ہے - لیکن انقلاب کے بعد سے اسکی حالت کچھہ نہ کچھہ روبہ ترقي ہے - چنانچہ گو آخر فروری سنہ ۱۹۱۳ع میں روم ایلي اور جزائر کي چنگي شامل نہیں ہوئی تا ایں ہمہ صرف تین ماہ میں چنگي کی آمدني اس سے کہیں زیادہ ہوئي جتني کہ سنہ ۱۹۰۸ اور ۱۹۱۰ میں ہوئي تھي -

## ترکی قالین

### عثمانی مصنوعات قدیمہ کی اصلاح و ترقي

ترکی کے قالین صدیوں سے تمام عالم میں مشہور ہیں - لیکن یورپ کے دخانی کارخانوں نے جو شکست تمام صنائع قدیمہ کو دی ہے ' اسی سلسلے میں یہ نفیس صنعت بھی گمنام ہوگئی - حال میں دولة عثمانیه نے تمام ترک قالین بافوں کو بڑے بڑے کارخانوں کی صورت میں منتظم کردینے کی تجویز کی ہے ' اور اسکا انتظام ہورہا ہے یہ تصویر ادرنہ کے ایک کارخانے کی ہے جسمیں ایک قالین قریب التکمیل حالت میں دکھلایا گیا ہے -

# برید فرنگ

## تلخیص و اقتباس

انجمن انگریزی و عثمانی ( اینگلو آٹومن کمیٹی ) کے سکریٹری " نیرایسٹ " کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں :

" سابق انجمن عثمانی کے بانی اور موجودہ انجمن انگریزی و عثمانی کے سکریٹری کی حیثیت سے میں اعلان کرتا ہوں کہ ایک منظم جماعت کیلیے جو یہ کہتی ہو کہ وہ عثمانی شاہنشاہی اور عثمانی رعایا کے ساتھہ انصاف کرنے کی حامی ہے ( یعنے انگلستان کے لیے ) یہ ایک اخلاقی خود کشی ہے کہ وہ نہ صرف فرانس کے موسیو پیر لوتی بلکہ روسی اخبار نوی ورمیا کے مراسلہ نگار موسیو میشکوف اور انکے علاوہ اور نیس یورپین ارباب صحافت کی قاطع و عینی شہادات کے ہوتے ہوے بھی بالکل خاموش رہے ! ان شہادتوں سے ان جگر پاش مظالم کے حالات معلوم ہوے ہیں جو مظلوم مسلمانوں پر بلاد بلقان و البانیا میں بے دردانہ کیے جا رہے ہیں "

بخارست اور قسطنطنیہ کے عہد ناموں کی وجہ سے بلقان کی جو نئی صورت پیدا ہوتی ہے ' اسکی تصدیق کے متعلق حال میں سر اید ورڈ گرے نے دارالعوام میں تصریحات کی تھیں - مسٹر ایل ولف جو " گریفک " کے مشہور سیاست نگار ہیں ' اسکی نسبت خامہ فرسائی کرتے ہوے لکھتے ہیں

" اس اصول ( یعنی تصدیق [illegible] دول ) کو اگر کسیقدر توسیع کے ساتھہ بیان کیا جاے ' تو اسکے معنی یہ ہونگے کہ دولۂ عثمانیہ کے خاتمہ ( لا قدر اللہ ) کا نتیجہ [illegible] یورپ کا خطرہ میں پڑجانا ہے ' اسلیے چاہیے کہ اسکی مقبوضات کی دو بارہ تقسیم یورپ کے اتفاق اور اقتدار کے ساتھہ عمل میں آے -

یہ اصول کم و بیش تاریخی کے عالم میں سنہ ۱۸۲۰ ' ۱۸۴۰ ' ۱۸۵۶ ' اور ۱۸۷۱ ' میں مانا گیا ' مگر صاف طور پر اسکی منظوری اور نفاذ سنہ ۱۸۷۸ع میں برلن کانگرس میں ہوا - برلن کانگرس سے پہلے اسکے چہرہ پر " دولۂ عثمانیہ کی سلامتی و خود مختاری " کا فریب نقاب پڑا رہتا تھا - لیکن سنہ ۱۸۷۸ع میں اپنی اصلی شکل میں جلوہ گر ہوگیا - یہ عہد نامہ سینٹ اسٹی فانو سے دوسرے درجہ کا واقعہ ہے جسکی بنا اس فرض کرنے پر تھی کہ " جنگ نے روس اور دولت عثمانیہ کو آزاد کردیا ہے اور انہیں اختیار ہے کہ جسطرح چاہیں مسئلہ شرقیہ کا فیصلہ کرلیں "

اس " فرض کردہ اصول " کے خلاف سب سے پہلے آسٹریا نے آواز بلند کی - کونٹ بیاست Beust نے لارڈ ڈربی کو ایک نوٹ میں لکھا کہ یورپ کے معاہدوں نے سیاست مشرقیہ کا جو نظام قائم کردیا ہے ' اسمیں جب کسی قسم کا تغیر کیا جاے تو ضرور ہے کہ اسے یورپ کی منظوری حاصل ہو - انگلستان نے اس اصول سے اتفاق کیا - اسکے بعد لارڈ سالسبری نے معاہدۂ سینٹ اسٹی فانو کو یورپ کی کسی کانگرس کے حوالہ کر دینے کے لیے جو مراسلہ لکھا تھا ' اسمیں اس اصول کو اسطرح بیان کیا تھا :

" کوئی معاہدہ جو حکومت روس اور باب عالی میں ہوگا اور جسکا اثر سنہ ۱۸۵۶ اور سنہ ۱۸۷۱ کے معاہدوں پر پڑتا ہوگا ' وہ اسوقت تک ہرگز جائز نہیں قرار پائیگا جب تک کہ [illegible] سلطنتیں بھی اسے منظور نہ کرلیں ' جو ان میں شریک نہیں "

اسکو خود روس اور تمام بڑی سلطنتوں نے منظور کرلیا - اسی سے وہ قانون پیدا ہوا جسے " تصدیق دول " سے موسوم کرنا چاہیے - یعنی جب تک دول ستہ تصدیق نہ کریں ' ترکی کے متعلق کوئی معاہدہ معتبر نہیں ہو سکتا -

پس ہماری سمجھہ میں نہیں آتا کہ اس کا تعلق عہد نامۂ بخارست سے کیوں نہو ؟ اور اس کے لیے کوئی معقول وجہ کیوں موجود نہیں -

بلا شبہ یہ سچ ہے کہ بلقانی مقبوضات کی بے اعتدارانہ تقسیم سے امن یورپ کو جو خطرات ہوسکتے ہیں ' وہ ایک حد تک رفع ہوگئے ہیں ' مگر یہاں تو قانون کا سوال ہے !

بہر حال جس چیز کو کونٹ کی اسٹ " سیاست شرقیہ کا نظام " کہتا ہے ' وہ سنہ ۱۸۷۸ ع سے للیداً محض زمین یا سیادت و برتری ہی کا سوال نہیں رہا ہے - درحقیقت دول نے شروع ہی میں یہ محسوس کرلیا تھا کہ ان کے فیصلہ سے جس آبادی پر اثر پڑیگا ' اسکی بہبودی و فلاح کی ذمہ داری جب تک وہ اپنے اوپر نہ لینگے اسوقت تک بلقان کے جغرافیۂ سیاسی کی نگرانی کا انہیں کوئی حق نہیں - اسی سنہ ۱۸۳۰ میں یونان اور سنہ ۱۸۵۸ میں رومانیا کی کامل ترین مذہبی اور ملکی آزادی کے حصول پر اصرار کیا گیا تھا - لیکن معاہدۂ برلن میں ان شرائط نے وسیع تر دائرہ اختیار کرلیا اور مشرق ادنی کی تمام سلطنتوں کی بقاء ' ہر قسم کی مذہبی اور ملکی مجبوریوں کے انسداد اور ہر طبقۂ رعایا کے مساویانہ اور آزادانہ سلوک سے مشروط ہوگئی - یہ ذمہ داری ہمیشہ کی طرح آج بھی موجود ہے - اسلیے دول کا فرض ہے کہ وہ دیکھیں کہ اس " نظام سیاسی " کو عہد نامہ بخارست سے صدمہ تو نہیں پہنچ رہا ہے ؟

البانیا کا ہنگامۂ رستخیز ہنوز ایک غیر منحل عقدہ ہے - یورپ کی تازہ ڈاک بھی اسپر کوئی مزید روشنی نہیں ڈالتی - مسلمانوں کا خروج ' اسد پاشا کی اعانت حکومت ' اسکے صلہ میں جلا وطنی ' ابتداً مسلمانوں کی اسکے ساتھہ سرد مہری ' پھر ہمدردی ' یہ واقعات کچھہ اسدرجہ پیچیدہ ہیں کہ ہنوز انکی تشریح قبل از وقت ہوگی -

مگر انگریزی سیاست خارجیہ کا نے انتہا ضابط و معتمی مداح " نیر ایسٹ " واقعات کی پیچیدگی اور حقیقت کے اخفاء کو تسلیم کرتے ہوے اپنے مجتہدانہ قیاس سے ایک حل پیش کرتا ہے

اسکے نزدیک اس طلسم کی کنجی علم برداران خروج کا اسلام ہے - یہ تسلیم کرنے کے بعد کہ یہ لوگ مسلمان ہیں ' ایسے واقعات کا تم سدہ نظام ملتا ہے - " یعنی مسلمانوں کو شکایت ہے کہ شہزادہ ویڈ کی منظور نظر صرف عیسائی آبادی ہے - خود مختاری کے ثمرات سے صرف عیسائیوں ہی کے دامن مالا مال ہو رہے ہیں - پس انکے خروج کا اصلی محرک یہی خیال تھا - پھر اسد پاشا کے متعلق مسلمانوں کا خیال ہوا کہ وہ انکو شہزادہ ویڈ کی نظر عنایت سے محروم کرنا چاہتا ہے - اس خیال کو اس واقعہ سے اور بھی تقویت ہوئی تھی کہ مسلمان فیوڈل سسٹم (۱) کے خلاف اور اسد پاشا اسکا حامی تھا - اس لیے جب وہ دورز پہنچے تو انکو اس سے کوئی ہمدردی نہ تھی ' مگر جب انہوں نے دیکھا کہ انکے مقابلہ کے لیے صرف عیسائی بھیجے گئے ہیں اور نیز یہ کہ اسد پاشا ایک مسلمان ( اگرچہ وہ مسلمانوں کا دشمن اور عیسائیوں کا حامی ہے ) جلا وطن

(۱) فیوڈل سسٹم " سے مقصود وہ طرز حکومت ہے جسمیں ایک مرکزی طاقت کی جگہہ مختلف چھوٹے چھوٹے رؤساء اور صاحبان اراضی و املاک باقتدار ہوں اور اپنی اپنی حدوں کو اپنے صرف سے قائم رکھیں - قدیم یورپ اور اسلام میں دولۂ سلجوقی وغیرہ کا یہی طرز حکومت تھا - فرانس اور انگلستان کے بائنس مشہور ہیں ( الہلال )

جب امیر ترکي کو اسکے بھتیجے مہدي نے قتل کردیا اور فصیل تخت نشیں ہوا تو ریاض کي فوج میں ایک نوجوان عبد الله بن رشید نامي تھا - اسنے دبے پاوں محل میں جاکر مہدي کو قتل کردیا - اور اسطرح فصیل کو اپنے باپ کا تخت ملگیا - اس نوجوان کو اسکي شجاعت اور وفاداري کے صلے میں اسکے وطن جبل شماز کي گورنري ملگئي -

وہ خود مختار ہوکر ایک علحدہ ریاست بنانے کي سعي کرنے لگا اور بہت جلد فصیل کا ہم قوت ہوگیا - سنہ ۱۸۴۴ میں اُس نے انتقال کیا -

بلال ' شعیب ' محمد ' یہ اسکے تین بیٹے تھے - بلال بڑا بیٹا حاکم ہوا - اسنے بغداد و بصرہ کے تاجروں کو اپنے پایہ تخت میں آباد کیا اور بتدریج ریاض کے وہابي قبائل کا جوا گردن سے اوتارکر پھینکدیا - سنہ ۱۸۶۷ میں ایک مرض سے پریشان ہوکر اسنے خود کشي کرلي -

شعیب اسکا جانشیں ہوا لیکن بلال کے بیٹوں نے ایک سال کے اندر ھي مروا ڈالا -

عبد الله کا تیسرا بیٹا محمد ' ریاض میں پناہ گزیں تھا - موقع پاکر امیر عبد الله فصیل سے اجازت لیکر مایل میں آیا اور اپنے بھتیجے کو قتل کیا - پھر بلال کے باقي بیٹوں کو مار کر سنہ ۱۸۶۰ میں خود ھي بے غل و غش امیر بن گیا - سنہ ۱۸۶۶ میں امیر عبد الله بن فصیل کو اسکے بھتیجوں نے قید کرکے تخت پر قبضہ کرلیا - اسوقت سے وسطي عرب میں وہابیوں کے سرخ و سفید علم کے بجاے امیر مایل کا سبز و ارغواني علم لہرانے لگا ھے -

امیر مائل محمد بن رشید بابعالي کا باجگذار تھا - وہ شریف مکہ کو سلطان کے لیے سالانہ رقم پیشکش کرتا رہا - سنہ ۱۸۹۰ میں ریاض کے قدیم حکمراں قبائل نے بغاوت کرکے ریاض کو آزاد کرانا چاہا مگر ناکام رہے - سنہ ۱۸۹۷ میں محمد بن رشید نے رحلت کي - اوسکا جانشیں عبد العزیز بن شعیب ابتک حکمراں ھے - یہ سخت گیري میں محمد بن رشید سے کم مگر سیاست میں اسکا ہم پلہ ھے -

## ( نئـي شـورش )

قارئین کرام پر واضح ہوگیا ہوگا کہ نجد کي اس پولیٹکل کشمکش میں ترکوں کو کتنا دخل رہا ؟ امیر نجد شکست کے بعد سلطان کا ادب ملحوظ رکھتا تھا - ہر طرح سے انکو اپنا سرپرست جانتا تھا - اگر ترکوں کي طرف سے اس تعلق کے مضبوط کرنیکي کوشش ہوتي رہتي تو بلا شبہ آج ریاست نجد ترکوں کے زیر اقتدار ہوتي -

لیکن جب کسي قوم پر زوال آتا ھے تو تمام تدابیر ملکي اسکے دماغ سے مفقود ہوجاتي ہیں - موجودہ جنگ بلقان سے بھي بعدہوں نے فائدہ اٹھایا ' اور الحساء کو تاراج کرکے قطیف پر قابض ہوگئے -

در اصل اس حرکت و شورش کے اندر ایک پر اسرار ہاتھہ کام کررہا ھے ' جسکا نام لیتے ہوے مثل اور ہندوستانیوں کے ہمکو بھي ڈرنا چاھیے - مگر ہماري بزدلانہ چشم پوشي ہم پر بہت آفت لا چکي - اب اور کہاں تک خوف کھائیں؟ اسمیں کچھہ شک نہیں کہ گذشتہ صدي میں خلیج فارس کي حفاظت کے نام سے ساحل عرب پر انگریزوں نے بڑے بڑے طوفان برپا کیے - یہ سورش بھي انھي کا ایک ٹکرہ ھے -

ابھي ترکي کا گلا دبا کر کویت و بحرین کا معاملہ طے کرایا جا چکا تھا کہ بیچارے کے سر پر دوسري آفت لائي گئي -

" دیوانۂ نجد را ھوے بس ست " امیر نجد کو اتنا اشارہ کافي تھا کہ سلطان نے انکے قدیمي ملک الحساء کو انگریزوں کے حوالے کرنیکا تہیہ کرلیا ھے - غیور ملک پرست عرب بے اختیار ترکوں کے سر دوڑ پڑے - ریوٹر کي تازہ ترین خبر سے تو یہ پایا جاتا ھے کہ ترک ساحل الحساء چھوڑکر بھاگ گئے ہیں - و الله اعلم -

یہ واقعہ اگر صحیح ھے تو خدا نخواستہ مسلمانوں کو ایک بہت بڑي بلا کے مقابلے کے لیے آمادہ ہوجانا چاھیے - حجاز و مشرقي دروازہ نجد تھا ' اور اسکي اوٹ صوبہ الحساء - اگر اس ابتدا میں اس طرف توجہ نہ کي گئي تو میں وثوق کے ساتھہ پیشین گوئي کرتا ہوں کہ ساحل خلیج فارس پر کل ھي انگریزي جہاز دکھلائي دینگے جو اس بہانے سے قطیف او ر کویت پر گولا باري کرینگے کہ بحري قزاقوں کا مسکن ہورہے ہیں اور اُن سے انگریزي تجارت کو سخت نقصان پہنچ رہا ھے -

پھر امیر نجد کہاں جاتا ھے - دو خوبصورت دو ریتیلي ' بچھہ رنگین چشمے ' دو ایک سنہري گھڑیاں ' دو چار قسم کے باجے ' بس یہ بچے اسکے لیے کافي ہیں - بدبخت مولاي عبد العزیز سلطان مراکش کو صرف ایک سائیکل کو پاکر مدہوش ہوگیا تھا !

ہم نے بارہا قرب قیامت کي روایتیں وعظوں میں سني ہیں جنمیں بیان کیا گیا ھے کہ تمام اسلامي ممالک پر نصاری قبضہ کرلینگے - ہم اپنے آنکھوں سے جب شام ' بحر احمر ' عدن ' یمن ' عمان ' فارس کو دوسروں کے قبضے میں دیکھہ رہے ہیں تو ہمیں ان روایات کي پوري تصدیق ہوجاتي ھے - عرب اور ترکوں کي قومي مقاومت کے تشویشناک مسئلہ کي تاریخ کا سرورق انگلستان کے فارن آفس ھي میں ھے - آہ ! وہ سلطنت جسنے دوسري صدي ھجري میں امریقي ساحل پر ایک زلزلہ ڈالدیا تھا ' جو اسلام میں پہلي ریاست ھے جسنے پرتگال اور ڈچ او ر انگریزوں کي طرح ماوراء البحر نو آبادیاں بسائي تھیں ' یعني مشرقي افریقہ اور زنجبار ' وہ آج جرمن اور برٹش ایسٹ افریقہ میں منقسم ھے ! !

عمان بجاے خود ایک باقاعدہ سلطنت ھے جو اپني وسعت میں اٹلي کے برابر ھے ' اور آبادي میں یونان یا بلغاریہ کے ہم نہیں - ۳ ملین اباضي خوارج جو گذشتہ عہدوں سے بچ رہے ہیں' انکا مسکن یہي ھے - اسمیں تمام جنوبي ملک کا وہ علاقہ بھي شامل ھے جو اس خطے کے مشرق میں واقع ھے -

ساحل عمان پر بارش بھي معقول ہوتي ھے جسکے سبب سے ساحلي مقامات برخلاف تمام عرب کے سر سبز ہیں - لیکن پہاڑ سمندر کے کنارے دور دور تک چلے گئے ہیں - اسکا میدان دو سو میل تک ھے - چوڑائي بارہ میل ھے - اور عقب میں جبل اخضر کا سلسلہ ھے جسکي چوڑائي ۹۹۰۰ فیٹ اونچي ھے اور سمندر میں سو میل سے نظر آتي ھے -

عمان کے کچھہ خطے سہد اور لوبان کے لیے مشہور ہیں - مشہور ھے کہ شہزادي سبا بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے لوبان اور میوہ کي بڑي مقدار بھیجي تھي جو انھیں اطراف سے حاصل کي گئي تھي -

لوبان ایک درخت کي گوندہ ھے جو عمان کے پہاڑوں پر بکثرت پایا جاتا ھے - عرب بھر میں عمان کا ایک کوہان والا اونٹ سب سے افضل ہوتا ھے - اسي لیے یہ خطہ " ام الابل " کے نام سے مشہور ھے -

اس ملک کي آب و ہوا منطقہ حارہ اور معتدلہ کي درمیاني حالت میں ھے - اسکي بلندي ۳ ہزار سے ۵ ہزار فیٹ تک ھے - یہاں پہاڑي ندیاں اور چشمے جاري ہیں - بحرین اور عمان کے معادني ساحل اپنے بیش قیمت موتیوں کے لیے مشہور ہیں -

پہلے عمان میں آزاد اماموں کي حکومت تھي جو خانداني نقاط سے انتخاب نہیں کیے جاتے تھے بلکہ جمہوري اصول پر - لیکن سنہ ۱۵۰۶ ع میں خلیج فارس پر انگریزوں کے نمودار ہونے کي وجہ سے مسقط بھي سنہ ۱۶۵۰ ع تک انکے قبضہ میں رہا - سنہ ۱۷۴۱ ع میں امیر احمد بن سعید ایک مجہول الحال اونٹ چرانے والے نے سہارنپور کي گورنري حاصل کرلي اور ایرانیوں کو جو پرتگالیوں کے بعد قابض ہوگئے تھے ' مسقط سے نکالدیا اور اس خاندان کو قائم کیا جسکي [illegible] ابتک براے نام باقي رکھي گئي ھے - ( رفیقی )

اس میں کم و بیش اضافہ ہو رہا تھا کوئی شخص جسمیں ذرا سا بھی انصاف ہو' وہ اس خرابی کا ذمہ دار صرف موجودہ جماعت ہی کو نہیں سمجھہ سکتا' بلکہ ہر ایک نظامت اور ہر ایک معتمدی کو اسکا ذمہ دار سمجھیگا - بہر حال ایسے اسباب پیش آے کہ ندوہ کی خرابیاں آہستہ آہستہ تمام ہندوستان میں پھیلنے لگیں' اور بہت سے شہروں میں ندوہ کی جماعت سے اصلاح کے مطالبات شروع ہوگئے' اور اسلامی اخباروں نے موافقت اور مخالفت میں خاص طور پر دلچسپی لینی شروع کی - اس کشمکش میں ندوہ کی حالت حالی کے اس شعر کے مطابق تھی :

این می کشدش از چپ' آن می کشد از راست
مسکین دل کم مانده دریں کشمکش اندر !

ایسی حالت میں ضرور تھا کہ مسلمانوں کا ایک قایم مقام جلسہ کسی شہر میں جمع ہوکر اس ناگوار حالت کو دور کرے' اور مسلمانوں کے ان مطالبات کو اعتدال کے ساتھہ ارکان ندوہ کی خدمت میں پیش کرے تاکہ ایکطرف ندوہ کی وہ خرابیاں جو اساسی ہیں اور جنہیں دونوں فریق بغیر اختلاف کے تسلیم کرتے ہیں دور ہوں - دوسری طرف مسلمانوں کو بھی ان اصلاحات پر اطمینان ہو جائے' اور ان کی دلچسپی اپنی اس تعلیم گاہ کے ساتھہ انہیں حدود پر آجائے جہاں کہ پہلے تھی -

( دو اعتـــراض )

قوم کے بعض بزرگ ۱۰ مئی کے جلسہ پر اعتراض فرماتے ہیں کہ :

( ۱ ) اسٹرایک کی حالت میں یہ جلسہ مضر تھا - اسٹرائک کے بعد ہونا نو مناسب تھا -

( ۲ ) ہر ایک تعلیم گاہ کیلیے جو جماعت قوم نے خاص خاص اصول پر مقرر کر دی ہے' اس جماعت پر بھروسہ کرنا چاہیے اور چونکہ یہ جلسہ عملاً اس اعتماد کو کھونے والا ہے' اور اس سے دوسری تعلیم گاہوں کے لیے بھی مسلمانوں کی ایک عام مداخلت کی ایسی نظیر قایم ہوئی ہے جو ان کے نیک کاموں میں سد راہ ہوگی - اس لیے یہ جلسہ مفید ہونے کے بجاے مضر ہوگا - ان دونوں اعتراضوں کے جواب ذیل میں عرض کرتا ہوں :

( ۱ ) اس جلسہ کو حقیقت میں اسٹرایک سے کچھہ تعلق نہ تھا - نہ یہ طلبہ کی کفالت پر غور کرنے کیلیے بلایا گیا تھا - تاہم ضرور تھا کہ ہم عام طور پر اس امر کو ظاہر کردیتے کہ ۱۰ - مئی کے جلسہ کو اسٹرایک سے کوئی تعلق نہیں ہے - چنانچہ سب سے پہلے لکھنؤ میں میرے مکان پر ایک جلسہ ۱۰ - مئی کے جلسہ کو بلانے اور دوسرے انتظاموں کیلیے منعقد ہوا - اسمیں جو ریزولیوشن پہلے پاس ہوا' وہ اسٹرایک کو ختم کردینے ہی سے متعلق تھا - ہم میں سے کسی ایک کو بھی اسٹرایک سے ہمدردی نہیں تھی - بلکہ ہم اسٹرائک کو سب سے زیادہ خود طلبہ کے لیے مضر سمجھہ رہے تھے - ہم نے اس جلسہ کی کار روائی کو بھی چھاپ دیا تھا - اہل اسلام نے اپنے روزانہ ہفتہ وار پرچوں میں اسے پڑھہ بھی لیا تھا - اس کے بعد پھر بعض بزرگان قوم کا یہ فرمانا کہ اسٹرایک کی حالت میں جلسہ ہونا اس موقعہ پر مناسب نہیں تھا - کیوں کہ طلبہ کو یا دوسرے اصحاب کو یہ قیاس کرنیکا موقع مل سکتا تھا کہ ۱۰ - مئی کا جلسہ اسی اسٹرایک سے تعلق رکھتا ہے' میرے خیال میں انصاف سے بالکل بعید ہے' اور اگر مجھے میرے احباب معاف فرمائیں تو میں عرض کرونگا کہ میں اسے سخن پروری کی ایک ایسی قسم سمجھتا ہوں جو ان اصحاب میں اکثر پائی جاتی ہے جو غلط یا صحیح طور پر اپنی راے پر جمے رہتے ہیں' اور جو کچھہ وہ ایک مرتبہ ظاہر کردیا کرتے ہیں اس سے انحراف کرنا اپنے اصول مسلمہ کے خلاف سمجھتے ہیں - ابھی تک ۱۰ مئی کی تاریخ نہیں آئی تھی کہ بعض اصحاب کی کوشش سے اسٹرائک ختم ہوگئی' اور جلسہ کا کوئی وہمی تعلق بھی اسٹرایک سے باقی نہیں رہا - مگر کسقدر لطیف بات ہے کہ اب تک بھی ۱۰ - مئی کے جلسہ کی جرائم کی فہرست میں اسٹرایک کا جرم بھی برابر شامل کیا جا رہا ہے' اور راے کی پختگی کی وہ مثال دکھائی جاتی ہے جو نہ پیش ہوتی تو زیادہ بہتر تھا -

( ۲ ) دوسرے اعتراض کے متعلق گو میں اپنے مضمون میں کچھہ لکھہ چکا ہوں' مگر یہاں بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ کچھہ عرض کروں :

ندوہ میں ابتدا سے خرابیاں پائی جاتی تھیں اور اس کا قانون اساسی اصلاح کا محتاج تھا - قانون پر سالہا سال سے عمل نہیں ہوتا تھا' ندوہ روز بروز پست ہو رہا تھا' باہمی فتنوں نے اسے اور بھی نقصان پہونچا رکھا تھا - اسکی یہ حالت کم و بیش دس بیس برس سے ہو رہی تھی' اگر تھوڑی دیر کیلیے یہ فرض کرلیجیے کہ ایسی ہی حالت کسی دوسری تعلیم گاہ کی ہو تو میں دریافت کرتا ہوں کہ قوم کو اس میں مداخلت ( جائز طور پر ) کرنی چاہیے یا کسی اور آسمانی جماعت کا اسے انتظار کرنا چاہیے جس کے سپرد اس نے یہ خدمت کر رکھی ہے ؟ اگر فرض کر لیجیے کہ قوم اس میں مداخلت نہ کرے' تو مجھے یہ سوال کرنے کی اجازت دیجیے کہ کیا وہ اپنے فرض سے غافل نہیں سمجھی جائیگی ؟ اور کیا اس کا یہ گناہ نہیں ہوگا کہ جس تعلیم گاہ کے مقصد کے ساتھہ وہ اس قدر دلچسپی رکھتی ہے اور جس کے لیے اس نے روپیے اور روپے سے مدد کی ہے' اس کی مختلف اور دیرینہ خرابیوں کے معلوم ہونیکے بعد بھی وہ خاموش ہے' اور انہیں بزرگوں پر اس کی عمدہ اسالی کا بار ڈال رہی ہے جن کے ناخن اس کے لیے کچھہ مفید ثابت نہیں ہوے ؟

اگر ہم میں سے ایک جماعت یہ چاہتی ہے کہ قوم کی طرف سے ایسی مداخلت ہو' تو اس قسم کے جلسوں کو بے معنی طور پر مضر بنانے سے بہتر ہوگا کہ وہ اپنے اپنے انتظامی تیور سدوں کو ایسی حالت میں نہ رکھے کہ مسلمانوں کی عام جماعت کو توجہ کرنے کی ضرورت ہو - اگر آپ چاہتے ہیں کہ طبیب آپ کو دوا نہ دے تو آپ پر لازم ہے کہ آپ اپنی صحت کو بہتر حالت میں رکھیں - اگر آپ بیمار ہوں اور خود آپ کی چارہ سازی آپ کیلیے مفید نہ ہو تو پھر طبیب کی مداخلت ناگزیر امر ہے - کیا یہ تعجب خیز بات نہیں ہے کہ آپ اپنی تدبیر سے درماندہ ہوں' اور دوسرا آپ کی چارہ سازی کے لیے بڑھا ہو تو آپ غل مچائیں کہ تمہیں مداخلت کا کوئی حق نہیں ہے ؟ اگر تم اس طرح مداخلت کروگے تو ہمارا نظام بالکل خراب ہو جائیگا ؟

( ایــک دھمکــی )

اس سلسلہ میں نا مناسب نہ ہوگا اگر میں یہ بیان کروں کہ بعض اصحاب نے مدرسہ طبیہ کی مثال دی ہے' اور اس طرح مجھے سمجھایا ہے کہ تم بھی ایک اسکول رکھتے ہو اگر تمہارے اسکول کے ساتھہ بھی یہی سلوک قوم کی طرف سے ہو تو تم کیا خیال کروگے ؟ اس کے جواب میں میں التماس کرتا ہوں کہ میں اس روز اپنی خوش قسمتی سمجھونگا' جس روز ملک کا ایک قائم مقام جلسہ مجھہ سے مطالبات کریگا - اگر ایسا ہوا تو جو جواب میری طرف سے ہوگا وہ صرف اسکی شکر گذاری ہوگی اور اس کے نیک مشوروں کو قبول کرنا ہوگا - اس وقت کا انتظار کرنا بالکل ایک عبث فعل ہے - میں عرض کرتا ہوں کہ جس جماعت کا دل

کیا جا رہا ہے' تو انہیں محسوس ہوا کہ مذہبی تفریق کو جسقدر پہلے سمجھتے تھے' حقیقت میں اس کہیں سے زیادہ سنگین ہے - اسلیے فوراً وہ اسکے ہمدرد ہو گئے "

مسئلۂ خروج البانیا کا یہ فلسفہ ہے جو انگلستان کے اخبارات پیش کر رہے ہیں !

یہ حل کس حد تک تشفی بخش ہے ؟ اور اسکے اندر کونسی روح کام کر رہی ہے ؟ اس کا اندازہ قارئین کرام خود کر سکتے ہیں - مسیحی اہل قلم اور سیاست فرما صدیوں سے صرف یہی کام کرتے آئے ہیں کہ اپنے جرائم کو اپنے حریفوں کے سر الزام رکھکر پوشیدہ کریں !

واقعہ کی اہمیت کو کم کرنے کے لیے رپورٹ میں لکھا گیا ہے کہ البانیا کے انقلابی " صرف دہقانیوں اور کسانوں کی ایک غیر ترتیب یافتہ جماعت ہے جسمیں کوئی معتبر شخص نہ تھا " مگر شاید اس تعبیر کی تصنیف کے وقت یہ خیال نہ رہا کہ جب اس تحقیر آمیز بیان کے ساتھ یورپ کے قرار دادہ شہزادہ کے فرار' تمام شہر کے خوف زدہ ہو جانے' اور جندرمہ ( فوجی پولیس ) کی گرفتاری کی خبریں بھی شائع ہونگی' تو اسوقت البانی حکومت کی کمزوری اور غریب شہزادہ کی بزدلی کا سوال بھی قدرتاً پیدا ہو جائیگا - چنانچہ جن اخبارات کو شہزادۂ وِد کے انتخاب سے اختلاف تھا' وہ ایک طرف رہے' خود نیرایسٹ کو بھی مجبوراً کہنا پڑا ہے : " اس واقعہ سے سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا شہزادہ وِد بغیر یورپ کی فوجی اعانت کے حکومت چلا بھی سکتا ہے یا نہیں ؟ "

شہزادے کے بھاگنے میں جن لوگوں کو شرکت کا شک تھا' ان میں آسٹریا کا وزیر بھی ہے - اسلیے حکومت آسٹریا نے اعلان کر دیا ہے کہ " اس کا وزیر شہزادہ کے تعجیلانہ فرار کا ذمہ دار نہیں ہو سکتا - وہ اطالی وزیر کے مشورہ سے ہوا ہے " تعجب ہے کہ ایک جرمن شہزادہ نے ایک ایسے شخص کو پامردی و ثبات کے باب میں قابل مشورہ کیوں سمجھا' جسکی قومی شجاعت کی حقیقت صحراء لیبیاء و طرابلس میں طشت ازبام ہو چکی ہے ؟

حکومت اطالیہ کے استعماری حوصلے روز بروز پاؤں پھیلا رہے ہیں - طرابلس کی ہڈی اگرچہ ابھی تک حلق میں پھنسی ہوئی ہے مگر اسکا ہاتھ یورپ کے خوان یغما ( دولت عثمانیہ ) کی طرف بھی بڑھنے سے باز نہیں آتا - اب اسکے پیش نظر ایشیاے کوچک ہے !

طرابلس کی طرح اس موقع پر بھی برطانی سیاست اسکی تائید ( بلکہ مداحاً کہنا چاہیے کہ ) ایک حد تک اسکی خاطر ایثار کر رہی ہے ! سمرنا آئدین ریلوے کے متعلق ایک برطانی کمپنی کو اپنے استحقاق کا دعوی تھا - حکومت اطالیا اسکے متعلق عرصہ سے کوشش کر رہی تھی' بالآخر اسے حکومت برطانیہ کی وساطت سے کامیابی حاصل ہو گئی - حال میں اس کمپنی اور حکومت اطالیا میں ایک معاہدہ ہوا ہے جسکی تفصیل ہنوز معلوم نہیں - لیکن اطالی وزیر خارجیہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو کامیاب سمجھتا ہے چنانچہ پچھلے ہفتے ایک تقریر میں اسکی طرف اشارہ کرتے ہوے اس نے کہا : " یہ در اصل اس راہ میں پہلا قدم ہے جو غالباً منفعت طلب ثابت ہوگا "

اس تقریر میں ایشیاء کوچک کے اندر اسی قسم کی دوسری اطالی کوششوں کی طرف بھی اشارے کیے گئے ہیں -

مگر اطالیا جس کو لقمۂ تر سمجھ رہی ہے وہ ان شاء اللہ طرابلس سے بھی زیادہ گلوگیر ثابت ہوگا' کیونکہ یہ ترکوں کا اصلی وطن اور فوجی نقل و حرکت کے بری راستے موجود ہیں -

# مدارس اسلامیہ

## ۱۰ مئی کا جلسۂ دہلی

( از جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خانصاحب )

۱۰ مئی کے جلسہ کے بعد میں بہت جلد شملہ آ گیا - لیکن میں برابر اسلامی اخباروں میں ان تمام مضامین کو پڑھتا رہا جو اس جلسہ کے متعلق معزز ایڈیٹروں اور نامہ نگاروں نے لکھے ہیں اب تک لکھ رہے ہیں ...... مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ میں نے ان واقعات کے پہلو میں جو مختلف اخباروں میں درج کئے گئے ہیں' صداقت کی روشنی بہت کم دیکھی -

جن بزرگوں نے اب تک ۱۰ مئی کے جلسہ پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے' ان میں سے بعض حضرات کے متعلق میرا یقین ہے کہ انہیں صحیح اور کافی معلومات کے حاصل کرنیکا وقت نہیں ملا ہے - اس لیے وہ ندوہ کے الجھے ہوے واقعات کے سلجھانے سے قاصر رہے ہیں - لیکن جو کچھ وہ لکھ رہے ہیں اسے وہ صحیح سمجھ رہے ہیں - ان بزرگوں کے علاوہ دوسرے حضرات وہ ہیں جو اپنے خیالات کے ساتھ واقعات کو مطابق کرنے کی خواہش مند ہیں' اور ایسی دوربین سے ۱۰ مئی کے جلسہ کے واقعات کو ملاحظہ فرمانے کی تکلیف گوارا کر رہے ہیں' جسے وہ مفید مطلب چیزوں کے دیکھنے کیلیے نو سبد کے طور پر استعمال کرتے ہیں' لیکن جب کوئی چیز ان کے خلاف سامنے آتی ہے تو دوربین کو الٹا کر لیتے ہیں' تاکہ وہ معمولی حالت سے بہت چھوٹی اور حقیر معلوم ہو' اور اس طرح وہ اپنے دل کے گہوارہ میں مصنوعی تسلی کو جھلا رہے ہیں'

میں چاہتا ہوں کہ ایک مرتبہ اپنے قلم سے ان واقعات کو جو میرے علم میں صحیح اور یقینی ہیں' اہل اسلام کے سامنے پیش کردوں' اور پھر اپنی طرف سے اس بحث کا دروازہ بند کردوں - دوسروں کو اختیار ہے کہ وہ جس وقت تک چاہیں اور جس طریقہ کے ساتھ چاہیں اس بحث کو جاری رکھیں -

سب سے پہلے میں ۱۰ مئی کے جلسہ کی ضرورت پر کچھ لکھونگا' اس کے بعد جلسہ کے حالات بیان کرونگا' پھر اس کے نتائج سے بحث کرونگا - اگرچہ یہ تمام باتیں بہت وقت لینے والی ہیں مگر میں کوشش کرونگا کہ اختصار سے کام لوں -

( جلسہ کی ضرورت )

ندوہ ایک ایسی تعلیم گاہ ہے جو اپنی تعلیمی خصوصیتوں کے لحاظ سے دوسری تعلیم گاہوں سے امتیاز رکھتی ہے - اسکا اصلی مقصد یہ تھا اور ہے کہ اس سے جو علماء فارغ التحصیل ہوکر نکلیں وہ اپنے علوم میں ماہر ہونیکے علاوہ دوسری زبانوں سے بھی ( جیسے کہ انگریزی زبان ہے ) بقدر آشنا ہوں' تاکہ ایک طرف وہ اشاعت اسلام جیسے مقدس اور عظیم الشان فرض کو ادا کرسکیں' اور دوسری طرف وہ ان غیر مذہب والوں کے حملہ سے بھی واقف ہوے اور ان کے جوابات دیتے رہیں' جو اپنا فرض سمجھ رہے ہیں کہ اسلام کو دنیا کی نظروں میں ایک نہایت ہی کمزور اور ضعیف مذہب ثابت کریں - " ندوہ " کا یہی وہ اعلی اور اہم فرض تھا' جس نے مسلمانوں کو بہت جلد اپنی طرف کھینچ لیا اور ندوہ کا یہی وہ نصب العین تھا جس نے اسے اور اسلامی مدارس سے ممتاز بنا دیا - اس ندوہ میں بدقسمتی سے ایسی بے قاعدگی شروع سے چلی [illegible] جو بتدریج ندوہ کی اساس کو کمزور کر رہی تھی' اور روز بروز

## مسئلـــه سـود کـي تـرقی

سود ے متعلق میں ے ابتک چند ماہ ے پبلک کو کوئي اطلاع نہیں دي تھي ' حالانکه پبلک کا حق ھے کہ ان معاملات میں اسکو باخبر رکھا جاے لہذا مفصلۂ ذیل عرض کیا جاتا ھے :

( ۱ ) سود کے بارے مین پہلي کارروائي یه تھي که ۱۴ - اپریل سنه ۱۹۱۳ ع کو لجیسلیٹو کونسل صوبجات متحدہ میں بحث کے موقع پر ایک تقریر کي تھي ' جسکو چھاپ کر انگلستان اور هندوستان کے خاص خاص عہدہ داروں اور اڈیٹروں کے پاس بھیجا تھا -

( ۲ ) ایک جلسه پراونشل کانفرنس صوبجات متحدہ کا جو بمقام فیض آباد سنه ۱۹۱۳ ع میں هوا تھا - اس میں سب صوبه کے منتخب قائم مقام موجود تھے ' وھاں بالاتفاق یه تجویز منظور هوئي که سود کا قانون نہایت درجه قابل اصلاح ھے ' اور اس سے کاشتکاروں زمینداروں ' کاریگروں اور چھوٹي تنخواہ کے ملازموں کا بہت نقصان ھے - مناسب ھے که گورنمنت اسکا انسداد فرماے -

( ۳ ) تیسري منزل اس مسئله کي یه تھي که اردو اور بعض انگریزي اخباروں نے میري بحث اسپیچ کے متعلق اس مسئله پر بحث کرني شروع کي - چنانچه بیشمار مضامین لکھے گئے اور سنه ۱۹۱۳ ع کي رپورٹ میں جو حصه پریس کے متعلق ھے اس میں بیان کیا گیا ھے که پریس نے اس سال سود کي اصلاح پر زور دیا -

( ۴ ) جب سے میں نے ۲۰ دسمبر سنه ۱۹۱۲ ع سے کام شروع کیا اور آخر جلسه اپریل سنه ۱۹۱۴ ع تک تقریباً کوئي اجلاس کونسل کا ایسا نہیں هوا ' جس میں مختلف سوالات سود کے بارے میں نہیں کئے گئے انکي تعداد ۳۰ - ۴۰ سے کم نه هوگي -

( ۵ ) اسي عرصه میں زبان انگریزي میں تاریخ مسئله سود مرتب کي گئي ' جو ۲۲۸ صفحه پر شائع هوئي ھے ' اور دفتر عصر جدید میرٹھ سے مل سکتي ھے - اس کتاب میں قدیم مصریوں اور هندؤں سے لیکر حال تک جسقدر قوانین سود کے متعلق ھوے ھیں اُن سب کا ذکر ھے - جو جو دلائل غیر محدود سود کے حق میں بیان کئے گئے ھیں اُن کو توڑا گیا ھے - انگریزي اور اُردو اخبارات اور گورنمنت کے نقشه جات کا اقتباس دیا گیا ھے - مجھکو افسوس ھے که اس کتاب کا اعلان کرنیکي فرصت نه ملي - لیکن صوبجات متحدہ کے تمام ممبروں کو اور امپیریل کونسل کے تقریباً تمام ممبروں کو اور مشہور اُردو اور انگریزي اخباروں کو اس کتاب کي ایک ایک جلد بطور هدیه بھیج چکا هوں -

( ۶ ) ۱۴ مارچ سنه ۱۹۱۴ ع کو میں نے ایک مسودہ بنام " قانون اصلاح سود " کونسل صوبجات متحدہ میں پیش کیا - اسکے متعلق کونسل میں هز آنر لفٹننٹ گورنر کي تقریر ملاکر دس تقریریں هوئیں - جن میں سے نصف تقریریں تائید اور نصف مخالفت میں تھیں ' لیکن مخالف تقریروں نے بھي موجودہ سود کي سختي کو تسلیم کیا تھا - اس مسودہ کا خلاصه یه تھا که سادہ قرضوں میں عدالتوں کو صرف ۱۲ آنه في صد سالانه اور کفالتي قرضوں میں نو فیصد سالانه سود در سود کی ڈگري کا اختیار هوگا ' اور کوئي عدالت سادہ قرضوں میں ۶ سال اور کفالتي قرضوں میں ۱۲ سال سے زیادہ کا سود نه دلاسکے گي - اسوقت یه مسودہ نامنظور هوا تھا - مگر مدراس سیلون کانفرنس میرٹھ وغیرہ بہت جگه سے اصلاح قانون سود کا مطالبه هوا -

( ۷ ) اگلے دن یعني ۱۵ مارچ سنه ۱۹۱۴ ع کو میں نے ایک دوسرا مسودہ قانون جسکا نام تھا " قرضداروں کي منصفانه داد رسي کا قانون " تیار کر کے سکریٹري کونسل کو بھیجدیا - اس میں عدالتوں کو سود کے گھٹانے کا اختیار دیا ھے - اول ۳۱ مارچ اسکے مباحثه کے لیے مقرر هوئي تھي - میں نے خانگي خطوط بھي اسکي تائید میں موقر ممبران گورنمنت اور دیگر ممبران کونسل کے نام روانه کیے تھے - لیکن مباحثه ملتوي هوگیا ' اور گورنمنت نے کہا که هم اسپر غور کر رھے ھیں - چنانچه مسودہ ابھي تک زیر غور ھے - نیز ۱۴ اپریل سنه ۱۹۱۴ ع کو جو حال کي بحث پر میں نے تقریر کي تھي اسمیں میں نے بتایا تھا که موجودہ قانون کسي طرح قائم نہیں رہسکتا - یه تقریر ۲۴ مئي کے عصر جدید میرٹھ میں شائع هوئي ھے -

( ۸ ) حال میں ایک بڑا جلسه کلکته میں هوا جسمیں ایک مشہور پادري فادر وان ڈیي مرکل نے لیکچر دیا ' اور تمام خرابیاں جو سود کے غیر محدود هونے سے هوتي ھے اور پالٹیکل انجمنوں سے میرے مسودہ قانون متذکرہ دفعه ۶ ضمن هذا اور دیگر اُمور کے متعلق راے طلب کي -

( ۹ ) اخبار پائیر کي خبر سے اور جو خط هز آنر سر جیمس مسٹن نے مجھے حال میں لکھا تھا - اُس سے بھي معلوم هوتا ھے که مسئله سود گورنمنت اوف انڈیا میں زیر تجویز ھے - تائیدي تقریروں میں آنریبل راجه کشل پال سنگه بہادر کی تقریر مندرجه عصر جدید ۸ مئي سنه ۱۹۱۴ ع اس قابل ھے که صاحبان اخبار اسکو نقل فرمائیں -

( ۱۰ ) میں اس گشتي چٹھي کے ذریعه نہایت زور کے ساتھه صاحبان اخبار اور پبلک سے اپیل کرتا هوں که گورنمنت کے هاتھه مضبوط کرنے کے واسطے اس معامله پر مضامین لکھیں ' اور جلسے کریں کیونکه جبتک عام خواهش نه معلوم هو گورنمنت مجبور ھے که نیا قانون نه بناے - جہاں کہیں جلسه هو اسکي روئداد جس اخبار میں درج کي جاے خواہ وہ پرچه میرے پاس بھیجدیا جاے یا اس قسم کی روئداد عصر جدید میں درج کرنے کے لیے بھیجدي جاے -

غلام الثقلین میرٹھه - سعید منزل

---

## ترجمه اردو تفسیر کبیر

قیمت حصه اول ۲ - روپیه - ادارۂ الهلال سے طلب کیجیے

چاهے ' دفتر انجمن طبیه میں تشریف لاے ' نمام کاغذات کو ملاحظه کرے ' اور جو نیک مشوره وه چاهے مجهے دے ' اور پهر دیکهے که میں اسکے عوض میں اس جماعت کا شکر گذار هوں گا اور اس کي نیک صلاحوں پر عمل کرونگا ' یا اس کي شکایت کروں گا اور اس کي نیک صلاحوں کو ردي کي ٹوکري میں ڈال دونگا ؟

( جلسه کا انعقاد )

اس مضمون کے ایک حصه کو میں نے ختم کر دیا هے - اب دوسرے حصه کو شروع کرتا هوں اور ١٠ مئي کے جلسه کے متعلق کچهه لکهتا هوں - مناسب هوگا که اس حصه کو سهولت بیان کے خیال سے دو حصوں میں تقسیم کردیاجاے :

( ١ ) ١٠ - مئي سے پہلے کے واقعات -

( ٢ ) ١٠ - مئي کے جلسه کے واقعات -

جلسه سے پہلے جو واقعات پیش آے ' انهیں بهي اختصار کے ساتهه میں بیان کرنا چاهتا هوں ' تاهم میں سمجهتا هوں که میرا مضمون اس وجه سے که واقعات ان دونوں حصوں میں زیاده هیں ' کچهه نه کچهه طویل هو هي جائیگا جس کیلیے معافي چاهتا هوں -

( ١ ) دهلي میں دو هفتے یا اس سے بهي پہلے بعض حامیان و ملازمین ندوه تشریف لے آئے تهے ' اور انهوں نے دهلي کے بعض اصحاب کے ساتهه مل کر مختلف قسم کي مخالفتیں شروع کردي تهیں - چونکه میں نے اس مضمون میں اول سے آخر تک یه اراده کر لیا هے که میں کسی خاص شخص کا کسي واقعه کے ساتهه نام نه لوں - اس لیے میں صرف واقعات کو بغیر ان اشخاص کے ناموں کے جن کا تعلق ان کے ساتهه تها ' ذکر کرونگا ' اور اس کوتاهي کی معافي چاهونگا - ان حضرات نے جو کچهه بهي کیا وه حسب ذیل هے :

( الف ) اس جلسه کي مخالفت کي غرض سے ڈپٹي کمشنر صاحب کے اجلاس میں ایک درخواست دي که اس جلسه میں فساد کا اندیشه هے اس لیے یه جلسه نہیں هونا چاهیے -

( ب ) مسجد جامع میں سیرة رسول مقبول علیه الصلوة والسلام پر ایک جلسه قرار پایا تها - اس مضمون کے بیان کرنے والے چونکه اصلاح ندوه کے حامي تهے ' اس لیے اس کے متعلق بهی صاحب ضلع کي خدمت میں ایک عرضي بهیجی گئي تهي که مسجد میں فساد کا اندیشه هے - اس جلسه کو بهي روک دیاجاے -

( ج ) سیرة نبوي پر جس شخص نے مسجد جامع میں نہایت دلگداز مضمون بیان کیا تها ' اسکی تکفیر کا فتوی مرتب کیا گیا ' جو جلسه کے بعد شائع هوا -

( د ) اسي بزرگ کے عقاید فاسده کو اشتهاروں میں چهاپ کر بهی اشتعال دلانے کي کوشش کي گئي ' تا که جلسه پر اس کا اثر پڑے -

( ه ) بهت سے مختلف قسم کے اشتهارات جو عامیانه تهذیب کا نمونه پیش کرتے تهے ' چهاپ کر وقتاً فوقتاً شائع کیے گئے -

( و ) یه تجویز کي که ١٠ - مئي کے جلسه میں فساد کردیا جاے تا که یه جلسه بے نتیجه رهے ' اور جو لوگ اس موسم میں اپنے اپنے گهروں کا آرام چهوڑ کر آے هیں ' وه بغیر کچهه کیے واپس چلے جائیں -

یه اور آپ یقین کریں که اسي قسم کي اور بهت سي باتیں ( جن کا یهاں بیان کرنا گو ضروري هے ' مگر میں طوالت کے خیال سے ان کا ترک کردینا هي مناسب سمجهتا هوں ) کي گئیں - اس لیے دهلي کی کمیٹي نے مناسب سمجها که اب جلسه میں داخل هونے کے لیے ٹکٹوں کا انتظام کرنا ضروري هے - اس لیے یه تجویز بدرجه مجبوري محض انتظام کیلیے پاس کي گئي - یه ضروري تهي یا نہیں ؟ اس کا فیصله هر ایک شخص اوپر کے چند واقعات هي سے جو " مشتے نمونه از خروارے " کے طور پر بیان کیے گئے هیں

الغرض سب سے پہلے آٹهه سو ٹکٹ چهپوا لیے گئے تهے - لیکن جب یه معلوم هوا که یه نا کافي هونگے ' دو دو سو ٹکٹوں کا اور انتظام کیا گیا ' کیونکه اسیقدر راما تهیٹر میں گنجایش تهي - یه کل ایک هزار ٹکٹ تهے ' جنهیں اس طرح تقسیم کیا گیا که سو ٹکٹ ان معزز اصحاب کیلیے نامزد کیے گئے جو باهر سے همارې دعوت پر تشریف لانے والے تهے ' اور جن کے جوابوں سے هم نے ایسا هي اندازه کیا تها ' پانچسو کے قریب شهر کے اُن اصحاب کے نام بهیجے گئے جو عام مجالس میں شریک هوا کرتے هیں اور جو کسي نه کسي حیثیت سے مختلف جلسوں اور تقریبوں میں بلاے جاتے هیں - پندره ٹکٹ انجمن خدام کعبه کے ممبروں کے لیے منگائے گئے تهے ' وه بهیجے گئے - اسیطرح کامو[illegible] کیلیے کچهه ٹکٹ بهیجے گئے - سو ٹکٹوں کے قریب متفرق طور پر خود لوگ آ آ کر لیتے گئے - چند ممبران کمیٹي نے اپنے اپنے احباب کیلیے ٹکٹ مانگے جو انهیں دیے گئے - ان کي تعداد بهي سو سے اوپر تهي - مدرسه طبیه کے جسقدر طلبه نے وهاں جانے کي خواهش کي انهیں ٹکٹ بهیجے گئے - غالباً انکي تعداد پچاس یا ساٹهه هوگي - سو ٹکٹ اس لیے رکهے گئے تهے که ارکان ندوه اور ان کے ساتهیوں کو دیے جائیں - اس کے ساتهه یه انتظام بهي کیا گیا تها که جلسه کے وقت اگر کوئي شریف صورت آئے تو اُسے روکا نه جاے ٩ مئي کی شب کو میرے مکان پر معزز ارکان ندوه نے یه طے کر لیا که ١٠ - مئي کے جلسه میں وه شریک هونگے اور تمام جلسه کے سامنے ان میں سے ایک بزرگ نے ان الفاظ میں اعلان کردیا که " ارکان ندوه نے یه فیصله کر لیا هے که وه کل کے جلسه میں شریک نہیں هونگے " یه اعلان ان تمام معزز ارکان ندوه کي موجودگی میں کیا گیا جو اُس وقت اُس مجلس مصالحت میں شریک تهے جو میرے مکان پر هو رهي تهي - ١٠ مئی کي صبح کو جبکه میں جلسه میں جانے کے لیے تیار تها ' مجهے دو صاحبوں نے جو ارکان ندوه کي فرود گاه سے تشریف لا رهے تهے یه خبر دي که وه لوگ شکایت کر رهے هیں که اُن کے پاس ٹکٹ نہیں پہنچے ' اور جلسه کا وقت قریب هے - میں نے اُسي وقت اپنے ایک شاگرد کو ایک بزرگ ندوه کي خدمت میں بهیجا که " شب کے فیصلے کي وجه سے آپ کي خدمت میں ٹکٹ پیش نہیں کیے گئے ' اب جتنے ٹکٹ درکار هوں بهیج دیے جائیں - نیز یه معلوم هونا چاهیے که کن کن بزرگوں کیلیے ٹکٹوں کي ضرورت هوگي - چونکه اس کا جواب اچها نہیں ملا اس لیے جب میں جلسه میں پہنچا ' تو میں نے ان لوگوں سے جو ٹکٹوں کي دیکهه بهال کے لیے دروازوں پر کهڑے هوے تهے یه کهدیا که معزز ارکان ندوه کو اور جنهیں وه اپنے ساتهه لائیں هرگز نه روکنا ' بلکه احترام کے ساتهه پلیٹ فارم پر پہنچا دینا ( اگر وه لوگ تشریف لائیں ) اور جهانتک مجهے علم هے ایسا هي هوا - مگر افسوس هے که اس پر بهي ٹکٹ نه ملنے کي محض نا واجب شکایت دهلي کي انتظامي کمیٹي سے کي جاتي هے -

( ح ) لکهنو سے جو بزرگ تشریف لائے تهے انهوں نے بطور خود اپنے قیام کا انتظام کرنا مناسب خیال کیا ' اور دهلي کي کمیٹي کو کوئي اطلاع نہیں دي - تاهم میں نے خود ان میں سے ایک ممتاز شخص سے التماس کي که گو آپنے بطور خود اپنے ٹهرنے کا انتظام فرمالیا هے لیکن میري درخواست هے که آپ مهرباني فرما کر اپني جماعت کے قیام و طعام کے مصارف مجهے ادا کرنیکي اجازت دیجیے انهوں نے اچهے الفاظ میں عذر فرمایا اور یه کها که یه مناسب نہیں هے ( مجهے ان کے الفاظ ٹهیک یاد نہیں هیں ) اس کے بعد بهی غیر ذمه دار اشخاص یه شکایت کرتے هیں که ندوه کي حامي جماعت کي مدارات نہیں کي گئي ' اور اس کا سارا الزام دهلي کي کمیٹي کے اوپر رکهنا هي زیاده مناسب سمجهتے هیں -

مکمل فائل کی جدید عکسی اشاعت

# الہلال

ہفتہ وار

مصوّر

رئیس

مولانا ابوالکلام آزاد

| جلد پنجم |
| --- |
| ۱۹۱۴ء |

الہلال اکیڈمی

۳۲-اے، شاہ عالم مارکیٹ لاہور

# تاریخ حیات اسلامیہ

## مسئلہ قیام الہلال

کمترین کو پروردگار جل شانہ نے ایسے ملک میں رکھا ہے جہاں مسلمان اسلام کے طریقہ اور نام تک سے بیزار ہیں ' ایسے لوگوں سے پھر کیا امید ہوسکتی ہے ؟ بتوں اور دیویوں کی پرستش کرتے ہیں اور جملہ رسومات ہندؤں کے علانیہ کرتے ہیں - اگر انکو منع کیا جاوے کہ تم مسلمان ہوکر ایسا کیوں کرتے ہو؟ تو کہتے ہیں کہ ہمارے آبا و اجداد ایسا ہی کرتے آے ہیں - ہم ایسا ہی کرینگے - ہر چند تلقین کی جاتی ہے مگر نہیں سنتے ' اور علانیہ رسومات شیعہ میں شریک ہوتے ہیں - مسلمانوں کی یہ حالت دیکھکر سواے افسوس اور رنج کے کچھہ نہیں ہوسکتا - نام تو ان مسلمانوں کے ابراہیم ' عبد الرحمان وغیرہ ہوتے ہیں ' مگر فعل رام لعل وغیرہ کا کرتے ہیں - باوجود اس قحط الرجالی کے ایک خریدار کا پیدا کرنا بھی محالات سے تھا - اسی اضطراب اور قلق میں تھا کہ ایک ٹھیکہ دار جو محکمہ نہر میں کام کرتا ہے بہ تقریب ملاحظہ نیازمند سے ملاقی ہوا ' اور ان سے اخبار الہلال کی خریداری کے واسطے عرض کیا گیا بہت رد و قدح کے بعد انھوں نے خریداری اخبار کی منظور کی -

خاکسار غضنفر علی چشتی سب اوورسیر خریدار الہلال نمبر ۲۰۸۳

اخبار الہلال کے آخری فیصلہ کا مضمون اخبار میں پڑھکر میں بہت مضطرب ہوا ' اور لگاتار کوشش کررہا تھا کہ بتعداد کافی خریدار فراہم کروں - شکر ہے خداوند کریم کا کہ مجھے اپنی کوشش میں کامیابی ہوئی - سردست چار اصحاب خریداری پر آمادہ ہوے ہیں -

محمد خلیل اللہ شریف - تحصیلدار تعلقہ نظام آباد - دکن

صدا بصحرا کے جواب میں جو صداے لبیک ہندوستان کے ہر گوشہ سے بلند ہوئی ہے ' اوس سے وہ حضرات واقف ہیں جنکو اخبار الہلال دیکھنے کا فخر حاصل ہے - اوسکے بقا کی ضرورت کا ہر متنفس قائل ہے - چنانچہ اس معاملہ میں درد مند دل رکھنے والے اصحاب نے خامہ فرسائی کی ہے - اس کے بعد مجھہ ہیچمدان کا اِس بارے میں کچھہ لکھنا اپنی کم مایگی کا اظہار کرنا ہے ' اسلیے میں صرف یہ دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم اپنے حبیب پاک کے صدقہ سے اخبار الہلال کی اشاعت کو آپ کی خواہش سے زیادہ ترقی عطا فرماوے کہ اسکا یگانہ وجود مسلمانان ہند کیلیے علی الخصوص آیہ رحمت سے کم نہیں ہے - اگر خدا نخواستہ یہ رسالہ بند ہوجاے تو جو زندگی کے آثار اب مسلمانان ہند میں پیدا ہوچلے ہیں ' وہ یکسر نابود ہوجائینگے -

میں نے فی الحال چار خریدار خاص ضلع نظام آباد میں مہیا کیے ہیں اور خدا چاہے تو عنقریب اور خریدار بھی مہیا کیے جائینگے - وی پی روانہ کردیجیے -

خاکسار احمد محی الدین حسین - مددگار ناظم جنگلات

مستقر نظام آباد - خریدار نمبر ( ۱۸۳۱ ) -

ایک خریدار حاضر ہے -

نیازمند خریدار نمبر ۳۶۲۰

براہ مہربانی مندرجہ ذیل تین صاحبوں کے نام ایک ایک سال کے لیے الہلال جاری فرمائیں -

تابعدار شیخ رحمت - اللہ ہیڈ ماسٹر اسکول کل امام

بالفعل ایک خریدار پیش کرتا ہوں - مزید کوشش جاری ہے -

محمد شمس الدین - از حیدر آباد دکن

مہربانی فرماکر اخبار الہلال میرے چچا صاحب کے نام جاری کر دیجیے -

عبد الاحد - جہارنی شاہجہانپور خریدار الہلال نمبر ۲۱۰۴

مندرجہ ذیل دو اصحاب کے نام الہلال جاری کردیں اور قیمت بذریعہ وی - پی - پارسل وصول فرمالیں - اس سے پہلے ایک خریدار بھیج چکا ہوں -

خاکسار محمد سعید - اسسٹنٹ انجینیر پشاور

مندرجہ ذیل چار اصحاب کے نام ایک سال کیلیے وی پی الہلال ارسال فرما کر ممنون فرماویں -

محمد یار مفتی عنہ - خریدار نمبر ۳۸۹۱ ار بہاول نگر

الہلال کو پبلک جس عزت کی نظر سے دیکھتی ہے اگر اوسکا اظہار آپ پر کیا جاے تو یہ بھی ایک نوع کی ناشکری ہے - میری [illegible] قلم میں طاقت نہیں کہ جناب کی سچی قومی خدمات کے متعلق کچھہ عرض کرسکوں - خداوند تعالے سے دعا ہے کہ وہ آپکو حوادث زمانہ سے مصئون و مامون رکھے اور ہماری درماندہ قوم کی مساعدت کی مزید توفیق عطا فرماے -

الہلال کے دو پرچے بذریعہ وی پی حسب ذیل پتہ پر روانہ فرمائیں -

آپکا خادم

محمد رضا حسین [illegible] ضلع ورنگل - علاقۂ نظام

## نوٹس بنام والدین طلباء مدرسة العلوم علی گڈھ

چونکہ طلباء اسکول اور انکے والدین کو ان دو کالرا کیس کے بارہ میں جو حال میں اسکول میں وقوع میں آے ہیں نسیقدر پریشانی ہے لہذا حسب ذیل اطلاع اسکی پریشانی دور کرنیکے واسطے شائع کیجاتی ہے :

( ۱ ) بتاریخ ۴ جون سنہ ۱۹۱۴ع سرفراز بورڈنگ ہاؤس کے ایک لڑکے کو ہیضہ ہوا ' اور اوسی روز انتقال ہوگیا -

( ۲ ) ۹ جون سنہ ۱۹۱۴ع کو ممتاز ہاوس کا ایک باورچی بیمار پڑا ' اور فوراً اچھا ہوگیا -

( ۳ ) سرفراز بورڈنگ ہاوس بند کردیا گیا ہے ' اور وہاں کے لڑکے ممتاز بورڈنگ میں منتقل کردیے گئے -

( ۴ ) ممتاز ہاوس کا باورچی خانہ بند کردیا گیا ' اور لڑکوں کو کالج کے باورچی خانہ سے کھانا بلوا کر کھلایا جاتا ہے -

( ۵ ) صرف دو ایسے کیس وقوع میں آے اور اوسکے بعد پھر ہر ایک قسم کی احتیاط کیجا رہی ہے ' تاکہ کوئی بیماری پھر نہ ہو

( ۶ ) والدین کو کسی قسم کی پریشانی اپنے لڑکوں کے بارے میں نہونا چاھیے -

( ۷ ) لہذا اُن والدین سے جنھوں نے اپنے لڑکوں کو بلا لیا درخواست کیجاتی ہے کہ فوراً اونکو روانہ اسکول کردیں ' تاکہ نقصان انکی تعلیم کا ہو رہا ہے آئندہ نہو -

قائم مقام ہڈ ماسٹر محمڈن کالج اسکول علی گڈہ

[PRI]NTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, A[T] THE HILA[L] [HILAL EL]ECT. PRTG. & PUBLG. HOUSE, 14 MOLEOD STREET, CALCUTTA.

# فہرس المجلد الخامس

از

جولائی سنہ ۱۹۱۳ء

تا

نومبر سنہ ۱۹۱۴ء

## القسم المنثور

چونکہ نومبر ۱۹۱۴ء میں الہلال بند ہوگیا تھا۔ لہذا مولانا اُس کی فہرست بنا کر شائع نہ کر سکے۔ آپ ہر جلد کے مضامین کی فہرست اگلی جلد کے پہلے شمارے کے ساتھ لگا دیتے تھے۔ یہ فہرست ہم نے تیار کی ہے۔ ممکن ہے مفصل نہ ہو۔ ع
اپنی کوشش ہے ناتمام سہی۔

### (الف)



### (ب)



### (ت)

## نوٹ

"الهلال" کی نقل مطابق اصل آپ کے ہاتھوں میں ہے، ہم نے اس میں سوائے
اشتہارات نکالنے کے اور کوئی کمی بیشی نہیں کی، حتیٰ کہ بعض جگہ صفحات اگر غلط ہیں تو
ان کو بھی اسی طرح رہنے دیا کہ شاید کسی جگہ ان کا حوالہ انہی صفحات کے ساتھ ہو —
بعض جگہ دو کاپیاں یعنی آٹھ صفحات غائب ہیں جیسا کہ جلد پنجم میں شمارہ ۸ — ۹ کے شروع
میں ہے ہم نے اس کے لیے پنجاب یونیورسٹی۔ قائداعظم یونیورسٹی۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ
اور پنجاب پبلک لائبریری کے علاوہ حضرۃ احسان دانش صاحب، مولانا ظفر اقبال صاحب،
پھ جگہ دیکھا ہر جگہ یہ صفحات نہیں ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نے عین وقت پر کسی کاپی کو یا ورق
کو نکال دیا صفحات کی غلطی پروف ریڈر کی غلطی ہے، ہم نے ہر جلد کے اپنی ترتیب سے
بھی صفحات دے دیے ہیں —

---



---

AL - HILAL

...prietor & Chiet Editoi.

Abul Kalam Azad

14 MC Leod Stieet

CALCUTTA

Yearly Subscriptioii Rs 8
Half yearly ,, 4-12

# الہلال

مدیر مسئول و خصوصی قلم تحریر

ابو محمد المکنی بابی الکلام آزاد الدہلوی

مقام اشاعت

۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانہ — ۸ — روپیہ

ششماہی — ۴ — ۱۲ — آنہ

نمبر ۱

کلکتہ چہار شنبہ ۶ شعبان ۱۳۳۲ هجري

Calcutta : Wednesday July, 1. 1914.

جلد ۵

پرنس سعید حلیم پاشا صدر اعظم دولۃ علیۃ عثمانیہ

جنگی وزارت نے امۃ و حکومت کی عالمگیر ہلاک [illegible] ی کے بعد اپنے حسن تدبیر اور قوت نظم و ادارہ سے ترقی

و اصلاح کا ایک معیر القول دور شروع [illegible] طرابلس و بلقان کے بعد بھی باب عالی کی قوت

کو اس حالت میں قائم رکھا کہ [illegible] نئی بحری جنگ کیلیے تہدید کرسکے

و نادی المنادي بشعارها في جو السماء بین الخافقین : " اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمداً عبده و رسوله " صارخاً بالشهادتین !

هذا کان شان الاسلام و المسلمین و الامر علی ذلک ، حتی عمل الشیطان مکائده علیهم ، و الفی باسهم بینهم ، و افشی فیهم فتنة الشبهات و الشهوات ، و زینت لهم التقالید و العادات و المبتدعات - فدب الفساد الاجتماعی فی جسم الامة ، و عم الظلم و الطغیان و الفتنه - و فسد الاخلاق ، و ضعف النفوس ، و تقاعست الهمم ، و فترت العزائم ، و طبع القلوب بالتعبد و التذلل ، والخضوع والخشوع - حتی لا امر بمعروف و لا نهي عن منکر ، و لا تعاون علی بر ، و لا تناصر علی رفع ضر - فتمزق شمل المسلمین ، و اضاعو السیاسة و الدین ، و ردوا الامة اسفل سافلین ، فخسروا الدنیا و الاخرة : ذالک هو الخسران المبین ( ۲۲ : ۱۱ )

اما خسرانهم للدنیا ، فان معظم شعوبهم و بلادهم قد استولی علیها الکفرة الفجرہ ، و ما بقی منها فی ایدیهم قد ارغلت سلطة الکفر فی احشائه ، و هی تهدده بسلب دمائه - و اما خسرانهم الاخرة ، فبما ابتدع جماهیرهم فی الدین ، و اتبعوا غیر سبیل المسلمین الاولین ، فقد وعد الله بنصر الحق و ما هم منصورین ، وکتب الغلب لحزبه و ما هم بغالبین ، و نراهم قد غلب علیهم الذل ، و لله العزة و لرسوله و للمومنین ( ۶۳ : ۸ )

ان دین الله العظیم ، و شریعة رسوله الکریم ، شانه تعلو عن ان یکون مهباً للاهواء ، او مثاراً لاختلاف الاصول و الارا ، او اله لسلطان الرؤساء ، فهو حنیفیة السمحة لیلها کنهارها ، و ظا هرها کباطنها - و قال سبحانه و تعالی فی کتابه المیمون : ان الذین فرقوا دینهم و کانوا شیعاً لست منهم فی شی ، انما امرهم الی الله ، ثم ینبئهم بما کانوا یعملون ( ۶ : ۱۵۹ )

مضی زمن النبي صلی الله علیه وسلم ، و الصحابه رضوان الله علیهم ، و اهل الاسلام علی غایة من الاستقامة في دینهم - و هم متعاضدون متناصرون ، متحابون متعا شرون - و لم یکن للناس من الفراغ ما یخلو فیه مع عقولهم ، لیبتلو ها بالبحث فی بیان عقائد هم ، و ما کان من اختلاف فقلیل رد الی السنة و الکتاب : اولائک الذین هداهم الله و اولائک هم اولوالالباب ( ۳۹ : ۱۷ )

ثم الامر علی ذلک ، و لکن خلف من بعدهم خلف اضاعو الصلوات و اتبعو الشهوات ( ۱۹ : ۴۰ ) فمرقوا بین المومنین ، و مزقوا شمل المسلمین ، و صاروا شیعاً کل شیعة تعادی الاخری لمخالفتها ایا ها في المذهب ، و مباینتها فیما احدثت من المشرب - یتنابزون و یتلاعنون ، و یزعمون فی ذلک انهم بحبل الله مستمسکون - فقالوا سنی و شیعي ، وعربی و عجمی ، وهندی و ترکی ، و هذا خارجي یلعن امیرالمومنین ، و هذا سبعي یلعن الخلفاء الراشدین - و السني یکفر الشیعي و یقول انهم الفاسقون ، و الشیعي یضلل السني و یقول انهم الکافرون - و الامم الطامعة من ورائهم یقول انکم مسودون و مستعبدون : الذین فرقوا دینهم و کانوا شیعاً ، و کل حزب بما لدیهم فرحون ( ۳۰-۳۲ ) و یحسبون انهم علی شي الا انهم هم الخاسرون ( ۷ : ۱۷۷ )

* * *

و قد طفق المسلمون یشعرون فی هذه الایام بانهم ما فقدوا مجد سلفهم الصالحین ، و تلک السعادت التی کانت لابائهم الاولین ، الا لانهم لم یهتدوا بالقرآن ، و لم یاخذوه بقوة و ایمان - و ان الامة فی مرض ، و الدول فی حرض ، فاذا لم تبادر بالعلاج ، تم فساد المزاج -

اما ذالک الشعور الطفیف الذي الاح بارقة فی آفاق العالم الاسلامی ، فان هو الا اعدادا بطئیا للانتقال الی طور اخر ، مصیره مجهول لعامتهم ، و مرتاب فیه عند خاصتهم ، لا یدرون ایکون ذلک دراء ناجعاً تعقبه السعادة و الهناء ، ام داء عضال ینتهی الی موت زؤام ؟ فمنهم البائس یراه فی الافساد ، و منهم الراجي یدعو الی سبیل الرشاد - یستوی في ذلک جمیع البلاد الاسلامیه ، حرة کانت او مستعمرة ، مستقلة کانت او مستظلة -

و اما اهل الرجاء ( و نحن منهم ) فانهم یعرفون ما تحتج به اهل الیاس و لا ینکرونه و لهم نظر اخر ابعد ، و رای اسد و ارشد ، یویدونه بایات الکتاب المجید ، و یستندون علیه بوعد الله العلیم الشهید : و هو الذي ینزل الغیث من بعد ما قنطوا و ینشر رحمته و هو الولي الحمید ( ۴۲ : ۲۸ )

فهذه الدعوة الاصلاحیة القرانیة التی دعانا الیها المصلحون المرشدون ، و هی التي ندعو الیها " الهلال " من اول نشره و لن کرها الجامدون الجاهلون ، و المتفرنجون المفسدون -

و قد بلغ الهلال الثالثة من عمره فی هذا الشهر و هو دائب علی صادق الخدمه ، التي یعتقد بها فلاح الملة و نجاح الامة - متبعاً سنن الحق ، بعلمه و ایمانه بان الحق احق ان یتبع ، و ان ینصت له و یستمع - و الباطل اجدر بالدثور ، و اقتلاع الجذور : و الله ولي الذین امنوا یخرجهم من الظلمات الی النور ( ۲ : ۲۵۷ )

اللهم انقذنی من عالم الشقاء ، و اجعلنی من اخوان الصفاء ، و اصحاب الوفاء ، و سکان السماء ، مع الصدیقین و الشهداء ، انت الله الذي لا اله الا انت فاطر الاشیاء ، و نور الارض و السماء ، امنحنی فیضا من العلوم الالاهیه ، و هذب نفسي با نوار الحکمة النبویه ! وارنی الحق حقا و الهمنی اتباعه ، وارنی الباطل باطلا و احرمنی اعتقاده ! !

اللهم اید دینک القویم بالعلماء العاملین ، و اکشف ببرکتهم جهل الجاهلین ، و ارفع بجمیل سعیهم غفلة الغافلین ، وهب لمرشدیها وجداناً صادقاً ، و علما نافعا ، و قلبا صافیا ، و لسانا بالحق ناطقا - یجاهدون في سبیل الله و لا یخافون لومة لائم ! انک انت السمیع مجیب - و اخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین - و العاقبة للمتقین -

# فاتحة السنة الثالثة

## المجلد الخامس

الحمد لله الذي رضي لنا الاسلام ديناً و نصب لنا الدلالة على صحته برهانا مبينا - و وعد من قام باحكامه و حفظ حدوده اجراً جسيما - و دخر لمن و افاه به ثواباً جزيلاً و فوزاً عظيما - و فرض علينا الانقياد له و لاحكامه - و التمسک بدعائمه و ارکانه - والاعتصام بعراه و اسبابه - فهو دينه الذي ارتضاه لنفسه ' و لانبيائه و رسله ' و ملائكة قدسه ' و لجميع مخلوقاته ' فبه اهتدى المهتدون - و اليه دعا الانبياء و المرسلون : افغير دين الله يبغون ؟ و له اسلم من في السماوات و الارض طوعاً و کرها و اليه ترجعون ( ۳ : ۸۳ ) فلا يقبل من احد دينا سواه من الاولين و الاخرين : و من يبتغ غير الاسلام دينا فلن يقبل منه و هو في الآخرة من الخاسرين ( ۳ : ۸۵ ) و حکم سبحانه بانه احسن الاديان و لا احسن من حکمه و لا اصدق منه قيلا : و من احسن دينا ممن اسلم وجهه لله و هو محسن و اتبع ملة ابراهيم حنيفا و اتخذ الله ابراهيم خليلا ( ۴ : ۱۲۵ ) -

فسبحان من جعل دين الاسلام عصمة لمن التجاء اليه - و جنة لمن استمسک به و عض بالنواجذ عليه - فهو حرمه الذي من دخله کان من الامنين - و حصنه الذي من لاذ اليه کان من الفائزين - و من انقطع دونه کان من الهالکين : فمن اهتدى فانما يهتدي لنفسه ' و من ضل فقل انما انا من المنذرين ( ۲۷ : ۹۵ )

و اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له ' شهادة اشهد بها مع الشاهدين - و اتحملها عن الجاحدين '

و اشهد ان محمدا عبده المصطفى ' و نبيه المرتضى ' و رسوله الصادق المصدوق الذي لا ينطق عن الهوى ' ان هو الا وحي يوحى ( ۵۳ : ۴ ) ارسله کافة للناس بشيرا و نذيرا ' و داعياً الى الله باذنه و سراجاً منيرا ( ۳۳ : ۴۶ ) هدى به من الضلالة ' و بصر به من العمى ' و ارشد به من الغي ' و فتح به اعيناً عميا ' و اذاناً صما ' و قلوبا غلفا فبلغ الرسالة ' و ادى الامانة ' و نصح الامة ' و جاهد في الله حق جهاده ' و عبد ربه حتى اتاه اليقين - فصلى الله عليه و على اله الطيبين الطاهرين - و اصحابه المهتدين - و اتباعه الصادقين - و علمائه العاملين - و جميع الشهداء و الاولياء و الصالحين - صلوة و سلاماً دائمة بدوام السماوات و الارضين !!

* * *

( و بعد ) فان الله جل ثناؤه ' و تقدست اسماؤه ' بعث محمداً صلى الله عليه و سلم على فترة من الرسل ' و طموس من السبل - و استوجب اهل الارض ان تحل بهم العقاب و نظر الله سبحانه اليهم ' فمقتهم عربهم و عجمهم الا بقايا من اهل الکتاب (۱) و استند کل امة الى ظلم ارائهم ' و حکموا على الله باباطيلهم و اهوائهم - و ظهر الفساد في البر و البحر بما کسبت ايدي الناس ( ۳۰ : ۴۱ ) - من جميع الشعوب و الاجناس - و ملاءت الارض بشرک المشرکين و ضلالة المضلين ' و ظلم الظالمين ' و غواية الضالين ' و قيادة الغاوين ' و سياسة المستبدين - و اصبحت الدماء مسفوکة ' و الاعراض مهتوکة ' و القوى منهوکة ' و الاموال مسلوبة و منهوبة - والعدل مفقوداً و العدوان موجودا - حتى انت الارض من جور الظالمين - و استغاثت السماء من طغيان الکافرين - و سمع رب العزة انين المظلومين و بکاء الباکين : و اوحى اليهم ربهم لنهلکن الظالمين ( ۱۴ : ۱۳ )

فقلق الله سبحانه بمحمد ( صلى الله عليه وسلم ) صبح الايمان - و طلع شمس الهداية من مشرق العرفان و ملاء الافاق نوراً و ابتهاجا - و دخل الناس في دين الله افواجا - انزل عليه کتابا ' احتج على صحة العقائد في الانفس و الافاق - و بين فوائد ما دعا اليه من العبادة و مکارم الاخلاق - و اشار الى مصالح الناس فيما شرعه من الاحکام و السنن و نبه على مفاسد ما حرمه عليهم من المنکرات و الفواحش ظهر منها و ما بطن - و جعل النظر و الفکر اساس الدين و قضى على الوثنية التي اذلت البشر و استعبدتهم الملوک المستبدين ' و رؤساء الروحانيين ' و امراء الطامعين و قرر حرية الوجدان و الاجتهاد - في جميع الاعمال و الاعتقاد - و جاء بالبينات و الهدى - فنهى عن التقليد و اتباع الهوى - و عظم شأن الفکر و العقل ' و جعله هو المخاطب بفهم النقل فامتاز دينه على سائر الاديان ' و بطلت دعوة الشيطان و تلاشت عبادة الاوثان ' و ...

حتى ...

( ۱ ) ...

۶ - شعبان - ۱۳۳۲ هجري

## خطبات و مواعظ

( ۱ )

## ان الحكم الا للّه

| | |
|---|---|
| ان الحكم الا لله (۱۲ : ۴۰) | فالحكم لله العلي الكبير ا (۴۰ : ۱۲) |
| افحكم الجاهلية يبغون ؟ | و هو خير الحاكمين |
| و من احسن من الله حكما لقوم يوقنون | (۱۳ : ۱۰۹) |
| (۵ : ۵۳) | الا ' له الحكم ' و هو |
| و له الحكم و اليه ترجعون ! | اسرع الحاسبين ' |
| (۲۸ : ۷۰) | (۶ : ۶۲) |

لوگ دنیا میں سیکڑوں قوتوں کے محکوم هیں - ماں باپ کے محکوم هیں ' دوست و احباب کے محکوم هیں ' استاد اور مرشد کے محکوم هیں ' امیروں ' حاکموں اور پادشاهوں کے محکوم هیں ' اگرچہ وہ دنیا میں بغیر کسي زنجیر اور بیڑي کے آتے هیں مگر دنیا نے انکے پانوں میں بہت سي بیڑیاں ڈال دي هیں -

لیکن مومن و مسلم هستی وہ هے جو صرف ایک هي کی محکوم هے - اسکے گلے میں محکومي کي ایک بوجھل زنجیر ضرور هے پر مختلف سمتوں میں کھینچنے والي بہت سي هلکي زنجیریں نہیں هیں - وہ ماں باپ کي اطاعت اور فرماں برداري کرتا هے ' کیونکہ اسکے ایک هي حاکم نے ایسا کرنے کا حکم دیا هے - وہ دوستوں سے محبت رکھتا هے ' کیونکہ اُسے رفیقوں اور ساتھیوں کے ساتھ سچے برتاؤ کي تلقین کي گئي هے - وہ اپنے سے هر بزرگ اور هر بڑے کا ادب ملحوظ رکھتا هے ' کیونکہ اسکے ادب آموز حقیقی نے اسے ایسا هی بتلایا هے - وہ پادشاهوں اور حاکموں کا حکم بھي مانتا هے ' کیونکہ حاکموں کے ایسے حکموں کے ماننے سے اُسے نہیں روکا گیا هے جو اسکے حاکم حقیقي کے حکموں کے خلاف نہوں - وہ دنیا کے ایسے پادشاهوں کي اطاعت بھی کرتا هے جو اسکي آسماني پادشاهت کي اطاعت کرتے هیں کیونکہ اسے تعلیم دي گئي هے کہ وہ همیشہ ایسا هي کرے لیکن یہ سب کچھہ جو وہ کرتا هے ' تو اسلیے نہیں کرتا کہ ان سب کے اندر کوئی حکم ماننا اور انکو جھکنے کي جگہ سمجھتا هے ' بلکہ صرف اسلیے کہ طاعت ایک هي کیلیے هے ' اور حکم صرف ایک هي کا هے - جب اُس ایک هي حکم دینے والے نے ان سب باتونکا حکم دیدیا ' تو ضرور هے کہ خدا کیلیے ان سب بندوں کو بھي مانا جاے ' اور اللہ کي اطاعت کي خاطر وہ اسکے بندوں کا بھي مطیع هوجاے !

* * *

پس فی الحقیقت دنیا میں هر انسان کیلیے بے شمار حاکم اور بہت سي جھکانے والي قوتیں هیں - لیکن مومن کیلیے صرف ایک هي هے - اسکے سوا کوئي نہیں - وہ صرف اسی کے آگے جھکتا ہے ' اور صرف اُسي کو مانتا هے - اسکي اطاعت کا حق ایک هی کو هے ' اسکي پیشاني کے جھکنے کي چوکھت ایک هی هے ' اور اسکے دل کي خریداري کیلیے بھي ایک هي خریدار هے - وہ اگر دنیا میں کسي دوسري هستي کي اطاعت کرتا بھي هے تو صرف اسي ایک کیلیے ' اسلیے اسکي بہت سي اطاعتیں بھی اُس ایک هي اطاعت میں شامل هو جاتي هیں :

مقصود ما ز دیر و حرم جز حبیب نیست
هرجا کنیم سجدہ بداں آستاں رسد !

حضرت یوسف ( علیہ السلام ) نے قید خانے میں اپنے ساتھیوں سے کیا پوچھا تھا ؟

| | |
|---|---|
| ارباب متفرقون خیر ام الله الواحد القهار ؟ ( ۱۲ : ۳۹ ) | بہت سے معبود بنالینا بہتر هے یا ایک هي قہار و مقتدر خدا کو پوجنا ؟ |

یہي وہ خلاصۂ ایمان و اسلام هے ' جسکي هر مومن و مسلم کو قرآن کریم نے تعلیم دي هے کہ :

| | |
|---|---|
| ان الحكم الا لله ' امر الا تعبدوا الا ایاہ ! | " تمام جہان میں اللہ کے سوا کوئي نہیں جسکی حکومت هو - اس نے همیں |

حکم دیا هے کہ اسکے سوا اور کسی کو نہ پوجیں اور نہ کسي کو اپنا معبود بنائیں "

یہی " دین قیم " هے جسکي پیروي کا حکم دیا گیا :

ذالك الدين القيم ' و لكن اكثر الناس لا يعلمون ( ۴۰ : ۲۲ )

* * *

حدیث صحیح هے کہ فرمایا :

| | |
|---|---|
| لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق ! ( بخاري و مسلم ) | جس بات کے ماننے میں خدا کی نافرمانی هو ' اسمیں کسي بندے کي فرمان برداري نہ کرو ! |

اسلام نے یہ کہکر في الحقیقت اُن تمام ما سوی اللہ اطاعتوں اور فرماں برداریوں کی بندشوں سے مومنوں کو آزاد و هر کامل کردیا ' جنکي بیڑیوں سے تمام انسانوں کے پانوں بوجھل هو رہے تھے ' اور اس ایک هي جملہ میں انساني اطاعت اور پیروي کي حقیقت اس وسعت اور احاطہ کے ساتھہ سمجھا دي کہ اسکے بعد اور کچھہ باقي نہ رہا - یہي هے جو اسلامي زندگي کا دستور العمل هے ' اور یہي هے جو مومن کے تمام اعمال و اعتقادات کی ایک مکمل تصویر هے - اس تعلیم الہي نے بتلادیا هے کہ جتنی اطاعتیں ' جتني فرماں برداریاں ' جتني وفاداریاں ' اور جسقدر بھي تسلیم و اعتراف هے ' صرف اُسی وقت تک کیلیے هے ' جب تک کہ بندے کی بات ماننے سے خدا کی بات نہ جاتي هو ' اور دنیا والوں کے وفادار بندے سے خدا کی حکومت کے آگے تعارض نہ هوتي هو - لیکن اگر کبھی ایسي صورت پیش آجاے کہ اللہ اور اسکے بندوں کے احکام میں مقابلہ آ پڑے ' تو پھر تمام طاعتوں کا خاتمہ ' تمام عہدوں اور شرطوں کی شکست ' تمام رشتوں اور ناطوں کا انقطاع ' اور تمام دوستیوں اور محبتوں کا اختتام هے - اس وقت نہ تو حاکم حاکم هے نہ پادشاہ پادشاہ ' نہ باپ باپ هے نہ بھائي بھائي - سب کے آگے تمرد ' سب کے ساتھہ انکار ' سب کے سامنے سرکشي ' سب کے ساتھہ بغاوت - پہلے جسقدر نرمی تھي ' اتني هی اب سختي چاهیے ! پہلے جسقدر اعتراف تھا ' اتنا هی اب تمرد چاهیے - پہلے جسقدر فرماں برداري تھي ' اتني هی اب نافرماني مطلوب هے - پہلے جسقدر جھکاؤ تھا ' اتنا هی اب غرور هو - کیونکہ رشتے کٹ گئے اور عہد توڑ ڈالے گئے - رشتہ دراصل ایک هی تھا اور یہ سب رشتے اسي ایک رشتے کی خاطر تھے - حکم ایک هي کا تھا ' اور یہ سب اطاعتیں اُسي ایک کی اطاعت کیلیے تھیں - جب

# ادبیات

# آثار علمیۂ خطیہ

## مرزا غالب مرحوم کی ایک غیر مطبوعہ غزل (۱)

ممکن نہیں کہ بھول کے بھی آرمیدہ ہوں * میں دشت غم میں آہوے صیاد دیدہ ہوں
ہوں دردمند ' جبر ہو یا اختیار ہو * گہ نالۂ کشیدہ گہ اشک چکیدہ ہوں
جاں لب پہ آئی تو بھی نہ شیریں ہوا دہن * از بسکہ تلخی غم ہجراں چشیدہ ہوں
نے سبحہ سے علاقہ نہ ساغر سے واسطہ * میں معرض مثال میں دست بریدہ ہوں
ہوں خاکسار پر نہ کسی سے ہے مجھکو لاگ * نے دانۂ فتادہ ہوں نے دام چیدہ ہوں
جو چاہئے نہیں وہ میری قدر و منزلت * میں یوسف بقیمت اول خریدہ ہوں
ہرگز کسی کے دل میں نہیں ہے مری جگہ * ہوں میں کلام نغز ولے نا شنیدہ ہوں
اہل ورع کے حلقہ میں ہر چند ہوں ذلیل * پر عاصیوں کے زمرہ میں میں برگزیدہ ہوں

پانی سے سگ گزیدہ ڈرے جس طرح ( اسد )
ڈرتا ہوں آئینہ سے کہ مردم گزیدہ ہوں

## التجاے پروانہ

وہ زمانہ بھی ہے تجھکو یاد ' اے شمع حرم ؟ * نور کے سایہ میں تیرے جبکہ آسودہ تھے ہم ؟
اب مگر تجھہ میں نہیں ہے وہ گداز سیل نم ؟ * یا ہمیں میں درد آسا آگئی ہے خوے رم ؟

دیدہ خونناب کی وہ دجلہ باری کیا ہوئی ؟
کیا ہوئی راتوں کی میری آہ و زاری کیا ہوئی

تو وہی ہے ' اور ترے شعلہ کی رعنائی وہی * عارض روشن کی تیری محفل آرائی وہی
تیرے جلوہ میں نہاں ہے سوز فرمائی وہی * ذرہ افزائی وہی حسن تپش زائی وہی

در خور آہنگ سوزش بال پروانہ نہیں
ورنہ یہ تیری ضیا نو اب بھی بیگانہ نہیں

ہاے وہ دن ' جب ترا شعلہ ادھر تھا برق کوش * اور ادھر تھا وقف سوزش خرمن صد صبر و ہوش
طور پرور تھا ادھر گر جلوۂ خورشید جوش * رشک موسی تھا ادھر ہر ذرۂ آئینہ پوش

وہ ہجوم نازکی ہر لمعہ جلوہ تاریاں !
اور وہ انبوہ نیاز عشق کی جانبازیاں !

سینہ جوشش گاہ سیل وسعت آمال تھا * ولولوں کی موج سے ہر قلب مالا مال تھا
یہ سکون نکبت و ذلت جو دور از حال تھا * بارگاہ صد تپش آسودہ زیر بال تھا

سور نغمہ سے عرص معمور تھا ہستی کا ساز
دل مثال آئینہ تھا گریہ بردار گداز

* * *

تجھکو کیا ' اک ہم نہیں تو اور پروانے بہت * حسن تیرا چاہیے ' مجھہ سے ہیں دیوانے بہت
لطف ساقی ہو تو ساغر اور پیمانے بہت * پردہ داری ہو ترے شب کی تو افسانے بہت

ہر پتنگے میں کہاں لیکن وہ شعلہ باریاں ؟
خاک میں اب بھی لگن کے ہونگی کچھہ چنگاریاں !

( نیاز فتح پوری )

---

( ۱ ) اسکی اصلی سرخی " آثار ادبیۂ خطیہ " ہے لیکن اسکا بلاک اس وقت طیار نہ تھا - آثار علمیۂ خطیہ کا دیدیا گیا -

ہمارے اسلاف کرام کی یہ تعریف کی گئی تھی کہ :

| | |
|---|---|
| اشداء علی الکفار ' | کافروں کے لیے نہایت سخت ہیں پر آپسمیں |
| رحماء بینھم ! | نہایت رحم والے اور مہربان ! |

پر ہم نے اپنی تمام خوبیاں گنوا دیں' اور دنیا کی مغضوب قوموں کی تمام برائیاں سیکھہ لیں - ہم اپنوں کے آگے سرکش ہوگئے اور غیروں کے سامنے ذلت سے جھکنے لگے - ہم نے اپنے پروردگار کے آگے دست سوال نہیں بڑھایا لیکن بندوں کے دستر خوان کے گرے ہوے ٹکڑے چننے لگے - ہم نے شہنشاہ ارض و سما کی خداوندی سے نافرمانی کی مگر زمین کے چند جزیروں کے مالکوں کو اپنا خداوند سمجھہ لیا - ہم پورے دن میں ایک بار بھی خدا کا نام ہیبت اور خوف کے ساتھہ نہیں لیتے ' پر سیکڑوں مرتبہ اپنے غیر مسلم حاکموں کے تصور سے لرزتے اور کانپتے رہتے ہیں !

یا ایہا الانسان ما غرک بربک الکریم ' الذی خلقک فسواک فعدلک' فی ای صورۃ ما شاء رکبک ' کلا ' بل تکذبون بالدین' و إن علیکم لحفظین ' کراماً کاتبین' یعلمون ما تفعلون - ان الابرار لفی نعیم' و ان الفجار لفی جحیم' یصلونھا یوم الدین' وما ھم عنھا بغائبین ' وما ادراک ما یوم الدین ؟ ثم ما ادراک ما یوم الدین ؟ یوم لا تملک نفس لنفس شیأ' و الامر یومئذ للہ ! ( ۸۲ : ۶ )

اے سرکش انسان ! کس چیز نے تجھے اپنے مہربان اور محبت کرنے والے پروردگار کی جناب میں گستاخ کر دیا ہے ؟ وہ کہ اس نے تجھے پیدا کیا ' تیری ساخت درست کی' تیری خلقت کو اعتدال بخشا ' اور جس صورت میں چاہا تیری شکل کی ترکیب کی' پھر یہ کس کی وفاداری ہے جس نے تجھے اس سے باغی بنا دیا ہے ؟ نہیں' اصل یہ ہے کہ تمہیں اسکی حکومت کا یقین ہی نہیں ' حالانکہ تم پر اسکی طرف سے ایسے بزرگ نگرانکار متعین ہیں' جو تمہارے اعمال کا ہر آن احتساب کرتے رہتے ہیں ' اور تمہارا کوئی فعل بھی انکی نظر سے مخفی نہیں - یاد رکھو کہ ہم نے ناکامی اور کامیابی کی ایک تقسیم کردی ہے- خدا کے اطاعت گذار بندے عزت و مراد اور عیش و کامرانی کے عیش و نشاط میں رہینگے ' اور بدکار و نا فرمان خدا کی پادشاہی کے دن نامرادی و ھلاکت کے عذاب میں مبتلا ہونگے ' جس سے کبھی نکل نہ سکینگے - یہ خدا کی پادشاہی کا دن کیا ہے ؟ وہ دن جسمیں کوئی کسی کے لیے کچھہ نہ کر سکیگا اور صرف خدا ہی کی اس دن حکومت ہوگی !

اس سے پہلے کہ خدا کی پادشاہی کا دن نزدیک آئے' کیا بہتر نہیں کہ اسکے لیے ہم اپنے تئیں طیار کرلیں ؟ تا کہ جب اس کا مقدس دن آئے تو ہم یہ کہکر نکال نہ دیے جائیں کہ تم نے غیروں کی حکومت کے آگے خدا کی حکومت کو بھلا دیا تھا' جبکہ آج خدا کی پادشاہت میں بھی تم بالکل بھلا دیے گئے ہو ! لا بشری یومئذ للمجرمین :

وقیل الیوم ننساکم کما نسیتم لقاء یومکم ھذا وماواکم النار وما لکم من ناصرین - ذالکم بانکم اتخذتم آیات اللہ ھزواً و غرتکم الحیاۃ الدنیا' فالیوم لا یخرجون منھا ولا ھم یستعتبون ! ( ۴۵ : ۳۳ )

اور اس وقت ان سب سے کہا جائیگا کہ جس طرح تم نے اِس دن کی حکومت الہی کو بھلا دیا تھا' آج ہم بھی تم کو بھلا دینگے - تمہارا ٹھکانا آگ کے شعلے ہیں اور کوئی نہیں جو تمہارا مدد گار ہو - یہ اس کی سزا ہے کہ تم نے خدا کی آیتوں کی ہنسی اڑائی ' اور دنیا کی زندگی اور اسکے کاموں نے تمہیں دھوکے میں ڈالے رکھا - پس آج نہ تو عذاب سے تم نکالے جاؤگے' اور نہ ہی تمہیں اسکا موقع ملیگا کہ توبہ و استغفار کرکے خدا کو منالو' کیونکہ اسکا وقت تم نے کھو دیا !

* * *

آج خدا کی حکومت اور انسانی پادشاہتوں میں ایک سخت جنگ برپا ہے - شیطان کا تخت زمین کے سب سے بڑے حصے پر بچھا دیا گیا ہے - اسکے کھلے ... وراثت اسکے پوجنے والوں میں تقسیم کردی گئی ہے ' اور " دجال " کی موج ہر طرف پھیل گئی ہے - یہ شیطانی پادشاہتیں چاہتی ہیں کہ خدا کی حکومت کو نیست و نابود کر دیں - انکی دہنی جانب دنیوی لذتوں اور عزتوں کی ایک ساحرانہ جنت ہے' اور بائیں جانب جسمانی تکلیفوں اور عقوبتوں کی ایک دکھائی دینے والی جہنم بھڑک رہی ہے - جو فرزند آدم خدا کی پادشاہت سے انکار کرتا ہے' یہ دجال کفر و ظلمت اسپر اپنی جادو کی جنت کا دروازہ کھولدیتے ہیں کہ حق پرستوں کی نظر میں فی الحقیقت خدا کی لعنت اور پھٹکار کی جہنم ہے : لابثین فیھا احقابا لا یذوقون فیھا برداً ولا شرابا ( ۷۸ : ۲۳ ) اور جو خدا کی پادشاہت کا اقرار کرتے ہیں' انکو ابدی ابلیسی عقوبتوں اور جسمانی سزاؤں کی جہنم میں دھکیل دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ : حرقوہ وانصروا آلھتکم ( ۲۱ : ۶۸ ) مگر فی الحقیقت سچائی کے عاشقوں اور راست بازی کے پرستاروں کیلیے وہ جہنم جہنم نہیں ہے - لذتوں اور راحتوں کی ایک جنۃ النعیم ہے' کیونکہ انکے اسلام ایمان و ایقان کی صدا یہ ہے کہ :

فاقض ما انت قاض انما تقضی ھذہ الحیاۃ الدنیا ! انا امنا بربنا لیغفرلنا خطایانا ( ۲۰ : ۷۵ )

اے دنیوی سزاؤں کی طاقت پر مغرور ہونے والے پادشاہ ! تو جو کچھہ کرنے والا ہے کرگذر ! تو صرف دنیا کی اس زندگی اور گوشت اور خون کے جسم ہی پر حکم چلا سکتا ہے بس چلا دیکھہ ! ہم تو اپنے پروردگار پر ایمان لاچکے ہیں تاکہ ہماری خطاؤں کو معاف کرے - تیری دنیاوی سزائیں ہمیں اس کی راہ سے باز نہیں رکھہ سکتیں !

چونکہ یہ سب کچھہ ہورہا ہے' اور زمین کے ایک خاص ٹکڑہ ہی میں نہیں بلکہ اسکے ہر گوشے میں آج یہی مقابلہ جاری ہے' تو بتلاؤ' پرستاران دین حنیفی ان دجاجلۂ کفرو شیطنت اور اس حکومت اِلہی میں سے کس کا ساتھہ دینگے ؟ کیا اِن کو اس آگ کے شعلوں کا ڈر ہے جو دجال کی حکومت اپنے ساتھہ سلگاتی آتی ہے ؟ لیکن کیا انکو معلوم نہیں کہ انکا مورث اعلی کون تھا ؟ دین حنیف کے اولین داعی نے بابل کی ایک ایسی ہی سرکش حکومت کے مقابلے میں خدا کی حکومت کو ترجیح دی' اور اسے آگ میں ڈالنے کیلیے شعلے بھڑکائے گئے' پر اسکی نظر میں ہلاکت کے وہ شعلے گلزار بہشت کے سگفتہ پھول تھے : قلنا یا نار کونی برداً وسلاماً علی ابراھیم ! ( ۲۱ - ۶۹ )

کیا انکے دلمیں دنیوی لذتوں اور عزتوں کی اس جھوٹی جنت کی طمع پیدا ہوگئی ہے جسکے فریب باطل سے یہ جنود شیطانی انسانی روح کو فتنہ میں ڈالنا چاہتی ہے ؟ اگر ایسا ہے تو کیا انہیں خبر نہیں کہ مصر کا پادشاہ حکومت الہی کا منکر ہوکر اپنی عظیم الشان گاڑیوں اور بڑی بڑی رتھوں سے اور اس ملک سے جس پر اسے " رب اعلی " ہونے کا گھمنڈ تھا' کتنے دن متمتع ہوسکا ؟

ان فرعون علا فی الارض و جعل اھلھا شیعاً یستضعف طائفۃ منھم' یذبح ابناءھم و یستحی نساءھم ' انہ کان من

فرعون ارض مصر میں بہت ہی بڑھہ چڑھہ نکلا تھا - اس نے ملک کے باشندوں میں تفریق کرکے الگ الگ گروہ قرار دے رکھے تھے - ان میں سے ایک گروہ کو یعنی اسرائیل کو اسنے کمزور اور بے بس

انکے ماننے میں اُس سے انکار، اور اِنکی وفاداری میں اُس سے بغاوت ہونے لگی، تو جس کے حکم سے رشتہ جوڑا تھا، اُسی کی تلوار نے کاٹ بھی دیا، اور جسکے ہاتھہ نے ملایا تھا، اسی کے ہاتھہ نے الگ بھی کر دیا کہ لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق !

سرور کائنات اور سید المرسلین (صلعم) سے بڑھکر مسلمانوں کا کون آقا ہوسکتا ہے ؟ لیکن خود اُس نے بھی جب عقبہ میں انصار سے بیعت لی، تو فرمایا کہ والطاعۃ فی معروف (۱) میری اطاعت تم پر اُسی وقت تک کیلیے واجب ہے، جب تک کہ میں تم کو نیکی کا حکم دوں - جب اس شہنشاہ کونین کی اطاعت مسلمانوں پر نیکی و معروف کے ساتھہ مشروط ہے تو پھر دنیا میں کون بادشاہ، کونسی حکومت، کون سے پیشوا، کون سے رہنما، اور کونسی قوتیں ایسی ہوسکتی ہیں جنکی اطاعت ظلم و عدوان کے بعد بھی ہمارے لیے باقی رہے ؟

آدم کی اولاد دو کی محکوم نہیں ہوسکتی - وہ ایک سے ملیگی، دوسرے کو چھوڑیگی - ایک سے جوڑیگی، دوسرے سے کٹیگی - پھر خدا را مجھے بتلاؤ کہ ایک مومن کس کو چھوڑیگا اور کس سے ملیگا ؟ ایک ملک کے دو بادشاہ نہیں ہوسکتے - ایک باقی رہیگا - ایک کو چھوڑنا پڑیگا - پھر مجھے بتلاؤ کہ مومن کی اقلیم دل کس کی بادشاہت قبول کریگی ؟ کیا وہ اس سے ملیگا جسکی حالت یہ ہے کہ :

و یقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل ؟ ( ۲ : ۲۵ )

خدا نے جسکو جوڑنے اور ملانے کا حکم دیا ہے وہ اُسے توڑتے اور جدا کرتے ہیں !

کیا اُسکی بادشاہت قبول کریگا جسکی حالت کی تصویر یہ ہے ؟

و یفسدون فی الارض، اولائک ہم الخاسرون ! ( ۲ : ۲۵ )

وہ دنیا میں فتنہ و فساد پھیلاتے ہیں اور انجام کار وہی ناکام و نامراد رہینگے !

اور کیا اُسکی بادشاہت سے گردن موڑ لیگا جو پکارتا ہے کہ :

یا ایہا الانسان ! ما غرک بربک الکریم ! ( ۸۲ : ٦ )

اے غافل انسان ! کیا ہے جسنے گھمنڈ سے تجھے اپنے مہربان اور پیار کرنے والے آقا سے سرکش بنا دیا ہے ؟

مگر آہ، یہ کیسے ہوسکتا ہے ؟

کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا، فاحیاکم، ثم یمیتکم، ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون ! ( ۲ : ۲ )

تم اُس شہنشاہ حقیقی کی حکومت سے کیونکر انکار کروگے جس نے تمہیں اُس وقت زندہ کیا جبکہ تم مردہ تھے - وہ تم پر پھر موت طاری کریگا - اسکے بعد دوبارہ زندگی بخشے گا، پھر تم سب اُسی کے پاس بلا لیے جاؤ گے !

دنیا اور اسکی بادشاہیاں فانی ہیں - انکے جبروت و جلال کو ایک دن مٹنا ہے - خداے منتقم و قہار کے بھیجے ہوے فرستادہ ہاے عذاب انقلاب و تغیرات کے حربے لیکر اُترنے والے ہیں - انکے قلعے مسمار ہوجائینگے - انکی تلواریں کند ہوجائینگی، انکی فوجیں ہلاک ہونگی، انکی توپیں انکو پناہ نہ دینگی - انکے خزانے انکے کام نہ آئینگے - انکی طاقتیں پست و نابود کردی جائینگی - انکا تاج غرور انکے سر سے اُتر جائیگا - انکا تخت جلال و عظمت واژگوں نظر آئیگا :

و یوم تشقق السماء بالغمام و نزل الملائکۃ تنزیلا - الملک یومئذ الحق للرحمن و کان یوما علی الکافرین عسیرا ( ۲۵ : ۲۸ )

اور جس دن آسمان ایک بادل کے ٹکڑے سے پھٹ جائیگا، اور اس بادل کے اندر سے فرشتے جوق جوق اُتارے جائینگے - اس دن کسی کی بادشاہت باقی نہ رہیگی - صرف خداے رحمن ہی کی حکومت ہوگی، اور یاد رکھو کہ وہ دن کافروں کیلیے بہت ہی سخت دن ہوگا !!

پھر اُس دن جبکہ رب الافواج اپنے ہزاراں ہزار قدوسیوں کے ساتھہ نمودار ہوگا اور ملکوت السماوات والارض کا نقیب پکاریگا :

لمن الملک الیوم ؟ للہ الواحد القہار ! ( ۴۰ : ۱٦ )

آج کے دن کس کی بادشاہی ہے ؟ کسی کی نہیں، صرف خداے واحد و قہار کی !!

تو اس وقت کیا عالم ہوگا اُن انسانوں کا، جنہوں نے بادشاہ ارض و سماء کو چھوڑ کر مٹی کے تودوں کو اپنا بادشاہ بنا لیا ہے، اور انکے حکموں کی اطاعت کو خدا کے حکموں کی اطاعت پر ترجیح دیدی ہیں ؟ آہ اُس دن وہ کہاں جائینگے جنہوں نے انسانوں سے صلح کرنے کیلیے خدا سے جنگ کی، اور اپنے اُس ایک ہی آقا کو ہمیشہ اپنے سے روٹھا ہوا رکھا ؟ وہ پکارینگے پر جواب نہ دیا جائیگا - وہ فریاد کرینگے پر سنی نہ جائیگی وہ توبہ کرینگے پر قبول نہ ہوگی - وہ نادم ہونگے پر ندامت کام نہ دیگی !

اے انسان ! اُس دن کیلیے تجھہ پر افسوس ہے ! ویل یومئذ للمکذبین ( ۸٦ : ۱۵ )

وقیل ادعوا شرکاءکم فلم یستجیبوا لہم !

انسے کہا جائیگا کہ اب اپنے اُن خداوندوں اور حاکموں کو پکارو جنکو تم خدا کی طرح مانتے تھے اور خدا کی طرح اُنسے ڈرتے تھے - وہ پکارینگے، پر کچھہ جواب نہ پائینگے !

پس وہ معلم الہی، وہ داعی ربانی، وہ مبشر و منذر، وہ رحمۃ للعالمین، وہ محبوب رب العالمین، وہ سلطان کونین، آگے بڑھیگا، اور حضور خداوندی میں عرض کریگا :

وقال الرسول : یا رب ان قومی اتخذوا ہذا القرآن مہجورا ! ( ۴۵ : ۳۲ )

اے پروردگار ! افسوس ہے کہ میری اُمت نے قرآن کی ہدایتوں اور تعلیموں پر عمل نہ کیا اور اس سے اپنا رشتہ کاٹ لیا - اسی کا یہ نتیجہ ہے جو وہ آج بھگت رہے ہیں !

اللہم صل وسلم علیہ وعلی الہ وصحبہ واتباعہ الی یوم الدین !

* * *

بس سفر سے پہلے زاد راہ کی فکر کرلو، اور طوفان سے پہلے کشتی بنا لو - کیونکہ سفر نزدیک ہے، اور طوفان کے آثار ظاہر ہوگئے ہیں - جنکے پاس زاد راہ نہوگا وہ بھوکے مرینگے، اور جنکے پاس کشتی نہوگی وہ سیلاب میں غرق ہو جائینگے - جب تم دیکھتے ہو کہ مطلع گرد آلود ہوا اور دن کی روشنی بدلیوں میں چھپ گئی، تو نہ سمجھتے ہو کہ برق و باراں کا وقت آ گیا - پھر تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ دنیا کی امن و سلامتی کا مطلع غبار آلود ہو رہا ہے، دین الہی کی روشنی ظلمت کفر و طغیان میں چھپ رہی ہے، مگر تم یقین نہیں کرتے کہ موسم بدلنے والا ہے، اور طیار نہیں ہوتے کہ انسانی بادشاہوں سے کٹ کر خدا کی بادشاہت کے مطیع ہو جاؤ ؟ کیا تم نہیں چاہتے کہ خدا کے تخت جلال کی منادی پھر بلند ہو، اور اسکی زمین صرف اسی کیلیے ہو جاے، حتی لا تکون فتنۃ و یکون الدین للہ ( ۲ : ۱۸۹ ) ؟

* * *

آہ ! ہم بہت سوچکے اور غفلت و سرشاری کی انتہا ہوچکی - ہم نے اپنے خالق سے ہمیشہ غرور کیا لیکن مخلوقوں کے سامنے کبھی بھی فروتنی سے نہ شرمائے - ہمارا وصف یہ بتلایا گیا تھا کہ :

اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین ! ( ۵ : ۵۷ )

مومنوں کے ساتھہ نہایت عاجز و نرم مگر کافروں کے مقابلے میں نہایت مغرور و سخت -

---

( تصحیح ) پہلے فارم کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ عربی فاتحۂ جلد خامس میں کئی غلطیاں رہگئی ہیں - دوسرے صفحہ - سطر ۳۲ میں " یستوی فی ملک جمیع البلاد " ہے - حالانکہ " جمیع " کی سطر کیلیے پروف میں لکھا تھا گیا جو وہاں دیدیا گیا - اصلی عبارت یوں ہے : تستوی فی ذالک البلاد الا سلامیہ -

## باب التفسير : قسم علمي

# اختلاف الوان

## صفحة من علم الحيوان

## ( ۲ )

هم نے گذشته نمبر میں قرآن کریم کی وہ آیتیں جمع کردی تھیں جن میں رنگوں کے اختلاف و ظہور کی طرف اشارہ کیا ہے - اور آخر میں حسب ذیل نتائج اخذ کیے تھے :

(۱) قرآن کریم کی آیات سے واضح ہوتا ہے کہ مثل اور بے شمار مظاہر خلقت کے رنگتوں کا اختلاف بھی خدا کی قدرت کی ایک بہت بڑی نشانی ہے -

(۲) اختلاف الوان کے اندر قدرت الہی کی حکمتیں اور مصلحتیں پوشیدہ ہیں جنکو صاحبان عقل و فکر ہی سمجھ سکتے ہیں

(۳) اختلاف الوان ایک قانون ہے جو ہر نوع میں جاری و ساری ہے - پس یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک ایسا عام ظہور مصالح و اسرار پر مبنی نہو، جبکہ قدرت الہیہ کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ؟

اسکے بعد ہم نے لکھا تھا کہ شارحین علم کی تحقیقات اس بارے میں معلوم کرنی چاہیے کہ وہ اختلاف الوان کو کس نظر سے دیکھتے ہیں ؟

آج ہم صرف حیوانات کی رنگتوں کے اختلاف پر نظر ڈالینگے

### ( اختلاف الوان اور علم الحیوان )

یہ مسئلہ علم الحیات ( بایولوجی ) اور علم الحیوانات ( زوالوجی ) کا مشترک موضوع ہے -

جسقدر تحقیقات اس وقت تک ہوئی ہیں، وہ گو ایک مرتب صورت میں مدون کردی گئی ہیں، تاہم ابھی ابتدائی درجہ سے آگے بڑھنے کا موقع نہیں ملا ہے، کیونکہ مقاصد و علل کا بہت کم حصہ سامنے آیا ہے اور بہت بڑا میدان ابھی باقی ہے

علماے "وظائف الاعضا" ( فزیالوجی ) کے ایک گروہ کی تحقیقات یہ ہے کہ حیوانات میں اختلاف الوان محض فزیالوجیکل اسباب سے پیدا ہوا ہے، اور اسمیں قدرت کے کسی ارادے اور قصد یا تقدیر و تعیین کو دخل نہیں ہے ( فزیالوجی کا صحیح ترجمہ "علم وظائف الاعضا" ہے - "فزیالوجیکل اسباب" یعنے وہ اسباب و موثرات جنکا تعلق علم وظائف الاعضا سے ہے ) پس ہم ذیل میں انکی تحقیقات کا خلاصہ درج کرتے ہیں :

### ( فزیالوجیکل اسباب )

"مادی اشیاء خواہ وہ حیوانات ہوں یا نباتات و جمادات، انکے لیے اکثر حالتوں میں رنگ لازمی ہے - حیوانات اور نباتات ایک طرف رہے، جمادات میں بھی بمشکل کوئی ایسی مثال ملیگی جسکا کوئی اور بعض خاص عناصر (کیس) کی طرح کوئی خاص رنگ نہ ہو - چونکہ تمام حیوانات اور نباتات کے جسم جمادات سے مرکب ہیں، اسلیے طبیعی طور پر انکے جسموں میں ان جمادات کے رنگوں کا موجود ہونا ضروری ہے - البتہ ہماری آنکھوں کو صرف وہی رنگ نظر آتا ہے جو جسم کی بالائی سطح سے قریب ہوتا ہے - مگر جب کسی جسم کی تشریح کی جاتی ہے تو اسمیں ان تمام جمادات کے رنگ یا انکے آثار نظر آجاتے ہیں جنسے انکا قوام مرکب ہوتا ہے

علم الحیوانات کی اصطلاح میں حیوانات کی ایک قسم پروٹوزوا (Protozoa) (۱) یا حیوانات اولی ہے - جس قسم کے حیوانات پر اس اصطلاح کا اطلاق ہوتا ہے انکی نسبت ایک اہم سوال یہ ہے کہ کیا در حقیقت وہ سلسلۂ حیوانات کا اولین حلقہ ہیں یا اُن سے پہلے بھی کوئی اور کڑی ہونی چاہیے ؟ قطعی جواب تو اسکا کوئی نہیں دیا گیا اور غالباً دیا بھی نہیں جا سکتا - البتہ یہ معلومات موجودہ کہ مسلم ہے کہ اس وقت تک جسقدر حیوانات دریافت ہوے ہیں، ان سب میں بسیط ترین اور اولین حیوان یہی ہیں -

ان حیوانات کے جسم سے ایک خاص قسم کا لیس دار مادہ نکلتا ہے - اس مادہ سے جب بالو کے ذرہ ملتے ہیں تو فوراً چپک جاتے ہیں اور ان سے ایک خول ( کیس ) سا تیار ہوجاتا ہے - عموماً اس خول کا رنگ حیوان کے جسم کا رنگ سمجھا جاتا ہے - غور کرو کہ اسمیں رنگ کس شے کا ہوگا ؟ ظاہر ہے کہ بالو کے علاوہ اور کسی شے کا نہیں ہوسکتا -

حیوانات کے ظاہری اعضاء کی طرح اندرونی اعضاء کے رنگ بھی مختلف ہوتے ہیں - مثلاً جگر کا رنگ اور ہے آنتوں کا اور، دل کا رنگ ایک ہے اور گردہ کا دوسرا - وعلی ہذا - مگر ظاہری اعضاء کی طرح انکے رنگوں کا اختلاف بھی فزیالوجیکل اسباب ہی کا نتیجہ ہے - چنانچہ انکی امتیازی تشریح کے نتائج اسکی تشفی بخش شہادت دیتے ہیں" انتہی

### ( تحقیق مزید )

یہاں تک علم وظائف الاعضا کی اُس جماعت کے بیان کا خلاصہ تھا جو کہتی ہے کہ اختلاف الوان محض حیوانات کی جسمانی ترکیب کا ایک اتفاقی نتیجہ ہے - اسمیں فطرہ کے کسی خاص ارادہ اور مقصد کو دخل نہیں -

لیکن اگر اس تحقیق کو تسلیم کرلیا جاے تو اسکے معنی یہ ہونگے کہ قرآن کریم کا اختلاف الوان کو قدرت الہی کی ایک نشانی قرار دینا اور بار بار "ان فی ذالک لایات لقوم یتفکرون" "ان فی ذالک لایات للعالمین" اور "ان فی ذالک لذکری لاولی الالباب" کہنا ( نعوذ باللہ ) بالکل باطل ہے، کیونکہ نشانی وہی چیز

(۱) "پروٹوزوا" کا مادہ ترکیب دو یونانی لفظ (Protos) اور (Zoa) ہیں جنکے معنی علی الترتیب "ابتدائی" اور "حیوان" ہیں - عربی میں پروٹوزوا کا ترجمہ "حیوانات اولی" ہوا ہے جو اس اصطلاح کے ٹھیک لفظی معنی ہیں -

المفسدین - و نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلهم ائمة و نجعلهم الوارثین - و نمکن لهم فی الارض و نری فرعون و هامان و جنودهما منهم ما کانوا یحذرون - ( ۲۸ : ۳ )

سمجھ رکھا تھا کہ انکے فرزندوں کو قتل کرنا اور انکے اعراض و ناموس کو برباد کرنا - اسمیں شک نہیں کہ وہ زمین کے مفسدوں میں سے بڑا ہی مفسد تھا - لیکن با ایں همه همارا فیصله یه تھا کہ جو قوم اس کے ملک میں سب سے زیادہ کمزور سمجھی گئی تھی ' اسی پر احسان کریں ' اسی قوم کے لوگوں کو وہاں کی سرداری و ریاست بخشیں ' انہی کو وہانکی سلطنت کا وارث بنائیں ' اور انہی کی حکومت کو تمام ملک میں قائم کرا دیں - اس سے همارا مقصد یه تھا فرعون و هامان اور اسکے لشکر کو جس ضعیف قوم کی طرف سے بغاوت و خروج کا کھٹکا لگا رهتا تھا ' اسی کے هاتھوں انکے ظلم و استبداد کا نتیجه انکے آگے آئے !

* * *

مسلمانو ! کیا متاع آخرة بیچ کر دنیا کے چند خزف ریزوں پر قناعت کی خواهش هے ؟ کیا الله کی حکومت سے باغی رهکر دنیا کی حکومتوں سے صلح کرنے کا اراده هے ؟ کیا نقد حیات ابدی بیچکر معیشت چند روزه کا سامان کررهے هو ؟ کیا تمهیں یقین نہیں کہ :

ما هذه الحیاة الدنیا الا لهو و لعب ' و ان الدار الاخرة لهی الحیوان ( ۲۹ : )

یه دنیا کی زندگی ( جو تعلق الہی سے خالی هے ) اسکے سوا اور کیا هے کہ فانی خواهشوں کے بہلانے کا ایک کھیل هے ؟ اصلی زندگی تو آخرة هی کی زندگی هے جسکے لیے اس زندگی کو طیار کرنا چاهیے -

اگر تم صرف دنیا هی کے طالب هو ' جب بھی اپنے خدا کو نہ چھوڑو - کیونکہ وہ دنیا و آخرت دونوں بخشنے کیلیے طیار هے - تم کیوں صرف ایک هی پر قناعت کرتے هو ؟

و من کان یرید ثواب الدنیا فعند الله ثواب الدنیا و الاخرة ( ۴ : ۱۳۳ )

اور جو شخص دنیا کی بہتری کا طالب هے ' اس سے کہدو کہ صرف دنیا هی کیلیے کیوں هلاک هوتا هے ؟ حالانکہ خدا تو دین اور آخرة دونوں کی بہتری دیسکتا هے - وہ خدا کے پاس آئے اور آخرة کے ساتھ دنیا کو بھی لے !

مسلمانو ! پکارنے والا پکار رها هے کہ اب بھی خدائے قدوس کی سرکشی و نافرمانی سے باز آجاؤ ' اور پادشاہ ارض و سما کو اپنے سے روٹھا ہوا نہ چھوڑو ' جسکے روٹھنے کے بعد زمین و آسمان کی کوئی هستی بھی تم سے من نہیں سکتی ! اس سے بغاوت نکرو ' بلکہ دنیا کی تمام طاقتوں سے باغی هوکر صرف اسی کے وفادار هو جاؤ !

پھر کوئی هے جو اس آواز پر کان دھرے ؟ فهل من مستمع ؟ آسمانی پادشاهت کے ملائکۂ مکرمین اور قدوسیان مقربین اپنے نورانی پروں کو پھیلائے هوئے اس راست باز روح کو ڈھونڈھ رهے هیں جو مخلوق کی پادشاهت چھوڑکر خالق کی حکومت میں بسنا چاهتی هے - کون هے جو اس پاک مسکن کا طالب هو ' اور پاکباز روحوں کی طرح پکار اٹھے کہ :

ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان آمنوا بربکم ' فآمنا - ربنا فاغفرلنا ذنوبنا و کفر عنا سیاتنا و توفنا مع الابرار ! ربنا و آتنا ما وعدتنا علی رسلک و لا تخزنا یوم القیامة ' انک لا تخلف المیعاد ! ! ( ۳ : ۱۹۰ )

اے همارے حقیقی پادشاہ ! هم نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو تیری پادشاهت کی آواز دے رها تھا - اے همارے ایک هی پادشاہ ! هم نے تیری پادشاهت قبول کی پس همارے گناہ معاف کر ! همارے عیوب پر پرده ڈال ! اپنے نیک بندوں کی معیت میں همارا خاتمه کر ! تو نے اپنے منادی کرنے والوں کی زبانی هم سے جو وعدے کیے ہیں ' وہ پورے کر ! اور اپنی آخری پادشاهت میں همیں ذلیل و خوار نکر کہ تو اپنے وعدوں سے کبھی ٹلتا نہیں ! !

# زمیندار کی اپیل

گذشته هفته کی اشاعت میں قارئین کرام یه خبر پڑھچکے هیں کہ " زمیندار پریس " لاهور کی اپیل کا فیصله هوگیا - ضمانت اور ضبطی ' دونوں کی اپیلیں نا منظور هوئیں -

اس خبر کو سنکر نہ تو همیں افسوس هوا اور نہ تعجب - هم نے اسکو سنا اور بالکل اسی سنجیدگی اور اطمینان کے ساتھ سنا جس طرح ایک عامة الورود اور متوقع واقعه کی خبر کو سننا چاهیے - تعجب همیشه اس واقعه پر هوتا هے جو توقع کے خلاف هو ' اور شکایت اسی وقت آتی هے جب امید آگے جا چکی هو - لیکن جبکہ توقع پیدا هی نہ هوئی تو تعجب کس بات پر کیا جائے ؟ اور جہاں امید کے قدم نہیں رہا وہاں اسکے جانے کا صدمه کیوں هو ؟ نظائر و نتائج کا وافر ذخیره همارے سامنے موجود هے ' اور وہ اس درس حقیقت کیلیے کافی هے کہ بحالت موجوده همیں کیا توقعات رکھنی چاهییں ؟ هندوستان اپنی سیر حیات اور دوران بقاؤ ممات کی جس منزل سے گذر رها هے ' وہ دنیا میں همیشه قوموں اور ملکوں کو پیش آچکی هے ' اور همارا معامله نیا نہیں هے - اس منزل کے سوانح تاریخ میں بھی پڑھے جا سکتے هیں جبکہ وہ گذشته حکایتیں سناتی هے اور موجوده عہد کے واقعات میں بھی دیکھا جاسکتا هے جو دنیا کے مختلف حصوں میں پیش آرهے هیں - یه منزل پہلی هے جہاں پہنچکر آینده منزلوں کیلیے طیار کرنا چاهیے - پہلی منزل هی کے مشکلات سے کہ همت هار بیٹھنا اور منزل مقصود کو گریز نہیں کرنا چاهیے -

اس منزل میں پہنچکر توقعات کا پیمانه الٹ دیا جاتا هے اور امیدیں یکسر منقلب هوجاتی هیں - یہاں جسقدر بھی ناکامی و مایوسی اور ضغط و فشار هو ' عین متوقع اور بالکل امیدوں کے مطابق هے ' اور جب کبھی حق و حقیقت کی صورت نظر آجائے ' بالکل خلاف توقع اور محض غیر مترقبه هے - پہلی صورت کو پوری سنجیدگی کے ساتھ جھیلنا چاهیے ' مگر دوسری حالت پر تعجب و حیرت کرنا چاهیے !

پس اگر تم دیکھو کہ کلکته هائی کورٹ میں رساله مظالم مقدونیه کا مقدمه نا کام رها تو تم کو بالکل متعجب نہ هونا چاهیے کیونکہ در اصل ایسا هی هونا چاهیے تھا - لیکن جب تم چیف جسٹس کی اس رائے کو پڑھو جو پریس ایکٹ کے متعلق دی گئی هے ' تو سخت تعجب کرو کیونکہ یه بالکل توقع کے خلاف هے !

اسی طرح اگر نیرنگ خیال کا کلکته هائی کورٹ سے رهائی پا گیا تو بالکل خلاف توقع هے - لیکن اگر زمیندار کی اپیل چیف کورٹ لاهور میں نا منظور کردی گئی تو یه بالکل ٹھیک هے ' اور کوئی وجه نہیں کہ اسپر تعجب کیا جائے کیونکہ ایسا هی هونا بھی چاهیے تھا : و ما تخفی صدور هم اکبر ' قد بینا لکم الایات ان کنتم مومنین !

پس همیں زمیندار کی اپیل کے خارج هونے پر ذرا بھی تعجب نہیں هے اور نہ اس سے هماری تاسف انگیز معلومات میں کوئی اضافه هوا هے جب پریس ایکٹ کے تسلط و احاطۂ مستبدانه کے آگے کلکته هائی کورٹ کی شاندار عدالتی روایات بھی کچھ کام نہ دیسکیں ' اور وہ جسٹس جس نے گورنمنٹ هند کے ایک ممبر سے زیاده قدرت کے ساتھ انصاف اور حقیقت کے آگے کوئی جبر نہ سمجھا تھا ' بالکل مجبور هوگئی کہ پریس ایکٹ کے ایک محض بے قیمت عمل کے آگے اپنی بے بسی کا اعتراف کرے تو پھر ظاهر هے کہ اور عدالتوں سے کیا امید هوسکتی هے ؟

البته نہایت ضروری هے کہ واقعات مقدمه پر تفصیل و بسط سے نظر ڈالی جائے ' کیونکہ وہ بہت هی عجیب هیں ' اور مقدمه کو یا کسی سے قطع نظر ' جس طریقه سے اثبات جرم کا کام لیا گیا هے وہ نہایت وسیع اور مخدوش هے - هم انشاء الله تفصیلی نظر سے باز نہیں رهینگے -

جب حیوانات اُن حصوں میں رہنے لگے تو قانون مطابقۃ نے جس طرح انکی تمام جسمانی حالت اور قوی کو انکے وسط (گرد و پیش) کے مطابق بنا دیا ' اسی طرح ضرور تھا کہ انکی رنگت بھی انکے وسط کے مطابق ہوتی - کیونکہ قانون مطابقۃ ہر جسمانی اعمال پر موثر ہے -

چنانچہ تحقیقات سے نظر آتا ہے کہ ایسا ہی ہوا - حیوانات کی ایک بہت بڑی تعداد کے متعلق ثابت ہوچکا ہے کہ انکے جسم کی رنگت بعینہ ویسی ہے ' جیسی رنگت انکے گرد و پیش کے درختوں' پھولوں' پتوں' پتھر' اور زمین کی ہے - یا اُن طبیعی موجودات کی ہے جنسے وہ خطہ گھرا ہوا ہے - علماء نشوؤ ارتقاء نے اس حالت کو ایک خاص موثر طبیعی تسلیم کیا ہے - وہ کہتے ہیں وہ یہ "مماثلت وسط" ہے - یعنے گرد و پیش کے مطابق حیوانات کے جسم کے رنگ کا بھی ہونا -

مثلاً شیر نیستاں میں رہتا ہے - اسکا اصلی وطن وہی ہے گو وہ کسی غار کے اندر یا دریا کے کنارے بھی لیٹا ہوا نظر آجاے - پس اسی لیے اسکی کھال کے بالوں کا رنگ دھاری دار ' خاکی ' یا مٹیالا ہوتا ہے -

بعض شیر ایسے ہیں جو ریگستان میں رہتے ہیں - ریت کی رنگت تمہیں معلوم ہے - پس انکے جسم کی رنگت بھی گرد آلود' زردی مائل' اور بالکل ریت کی سی ہوتی ہے !

قطب شمالی کی ریچھ کی رنگت دیکھی گئی ہے کہ بالکل سفید ہوتی ہے ' کیونکہ اسکے وطن کی زمین ہمیشہ برف سے سفید رہتی ہے - اسی طرح بے شمار پرند ہیں جو درختوں میں آشیانے بناتے ہیں ' اور انکی رنگت بالکل ان پتوں کی سی ہوتی ہے جو ان درختوں کی شاخوں میں لگتے ہیں -

یہ مماثلت خواہ حیوانات اولی ( Protozoa ) کے لیس دار جسم کے ساتھ خارجی اجزاء ارضیہ کے ملجانے کا نتیجہ ہو جیسا کہ علماء وظائف الاعضا کا قول اوپر گذر چکا ہے ' یا کسی معنی قانون طبیعی کا نتیجہ ہو جیسا کہ بحمد اللہ ہمارا اعتقاد ہے' مگر بہرحال قانون نشو و ارتقا کے علما تسلیم کرتے ہیں کہ اسکے اندر بعض بیش بہا منافع اور حکمتیں نظر آتی ہیں !

ازانجملہ ایک حکمت جس تک ہم انسانی دسترس پاسکی یہ ہے کہ یہ مماثلت حیوانات کی زندگی کے بقا اور دشمنوں سے حفظ کا ایک بہت بڑا وسیلہ ہے - یہ اگر نہ ہوتی تو ہزارہا حیوانات دنیا سے نابود ہوجاے - اس مماثلت کی وجہ سے وہ اپنے دشمنوں اور اپنے سے قوی تر حیوانات کی نظروں سے پوشیدہ ہوجاتے ہیں - کیونکہ انکی رنگت اور انکے گرد و پیش کے اشیا کی رنگت ایک ہی ہے' اسلیے انکے دشمن کی نظریں انکے وجود کو ارد گرد کی چیزوں سے الگ کرکے نہیں دیکھہ سکتیں اور وہ انکے حملے سے محفوظ رہجاتے ہیں - گویا رنگت انکے لیے ایک بہترین کمین گاہ کا کام دیتی ہے !

برفستان کے اندر ان جانوروں کو دیکھہ لینا کسقدر مشکل ہے جنکی رنگت کی سفیدی اور برف کی سفیدی میں کچھہ فرق نہیں ؟ ریگستان کے اندر ان جانوروں کو کیونکر دور سے پہچانا جاسکتا ہے جو ریت کے کسی ٹیلے کے ساتھہ لگ کر لیٹ گئے ہیں' اور انکی کھال بالکل اسی رنگ کی ہے' جو رنگت کہ ریت کی ہوتی ہے ؟

اسکا صحیح اندازہ ان لوگوں کو ہوسکتا ہے جو شکار کے شائق ہیں' اور بسا اوقات جنگلوں میں سانپ کی نکلی ہوئی دم کو ایک خوشنما اور رنگین پتہ سمجھہ کر پکڑ لیا ہے' حالانکہ وہ اُس رنگت والی جلد کا سانپ تھا' جس رنگت کے پتوں اور گھانس سے جنگل کا وہ ٹکڑا بھرا ہوا ہے !

یہ دنیا تنازع للبقا (Struggle for Exesiance) کا میدان کارزار ہے' اور ہر حیوان اپنے دشمنوں کی بڑی بڑی صفیں اپنے سامنے دیکھتا ہے جو اسکے قرب و جوار ہی میں پھیلی ہوئی ہیں' یا اس فضا میں اڑتی پھرتی ہیں جو اسکے اوپر پھیلا ہوا ہے - پس غور کرو کہ اگر ان حیوانات کی رنگت اُس زمین اور وسط کے مطابق نہ ہوتی جسمیں وہ رہتے ہیں' تو انکے لیے اپنے گھروں سے نکلکر تلاش غذا میں پھرنا اور زندہ رہنا کسقدر مشکل ہو جاتا ؟ لیکن قدرت الہیہ اور حکمت ربانیہ نے انکی رنگت کو انکے وسط کی رنگت کے مثل بناکر انھیں دشمنوں کی نظروں سے آڑ میں کردیا - وہ نکلتے ہیں' زمین پر پھرتے ہیں' ایک درخت سے اڑکر دوسرے درخت پر جاتے ہیں' مگر انکے دشمن اکثر اوقات پہچان نہیں سکتے - وہ کسی درخت کی شاخ یا مٹی کے ٹیلے کے ساتھہ لگ کر چھپ جاتے ہیں' اور انکا رنگ ان چیزوں کے ساتھہ ملکر دشمنوں کی نظروں کو دھوکا دیدیتا ہے : ان فی ذالک لآیات لقوم یتفکرون !

یہ مماثلت کیونکر پیدا ہوتی ہے ؟

اگر ایک طبیعیانہ مذاق رکھنے والا قدرت کی نوازش و مہربانی کے علاوہ کسی دوسرے جواب کا بھی طالب ہو تو اسکا جواب یہ کہ ان حیوانات میں پہلے وہ تمام رنگ پیدا ہوے جنھیں علم وظائف الاعضاء کے قاعدہ سے پیدا ہونا چاہیے تھا' مگر بعد کو انتخاب طبیعی کا عمل شروع ہوا جسکے معنی یہ ہیں کہ فطرۃ صرف قوی' موافق' مناسب' موزوں' اور صحیح و سالم چیزوں ہی کو باقی رہنے دیتی ہے اور نشو و نما کیلیے چھانٹ لیتی ہے - باقی معدوم و نابود ہوجاتے ہیں - پس یہ انتخاب جب نافذ ہوا تو صرف وہی رنگ رہگئے جو انکے وسط و محیط کے مناسب تھے' اور بقیہ رنگ بہت سے اعضاء کی طرح ناپید ہوگئے -

( انتخاب جنسی )

اس سے بھی بڑھکر اختلاف الوان کے مصالح و اسرار کا سراغ اس نظریہ سے لگتا ہے جسے انتخاب جنسی ( Sexual Selection ) کہتے ہیں -

خواہ اسباب کچھہ ہوں' مگر واقعہ یہ ہے کہ ہر قسم کے حیوانات کی خاص خاص اور الگ الگ غذائیں ہیں - علم وظائف الاعضاء کی رو سے جسم پر جن چیزوں کا اثر پڑتا ہے' انمیں ایک بہت بڑی شے غذا بھی ہے - غذا کا اثر رنگ پر بھی پڑتا ہے جو بقدر استعداد طبیعی کم و بیش ہوتا رہتا ہے -

چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ حیوانات کی غذاؤں کے رنگ اگر روشن ہیں تو خود انکے جسم کے رنگ بھی روشن ہیں - اگر غذا کا رنگ تاریک ہے تو خود انکا رنگ بھی تاریک ہے -

مثلاً طوطا زیادہ تر پھل کھاتا ہے' اسلیے اسکا قیام پھل والے درختوں میں رہتا ہے - درختوں کے رنگ عموماً روشن ہوے ہیں اسلیے اسکا رنگ بھی روشن ہے - یا بعض قسم کی مکھیاں ہیں جو اصطبلوں میں رہتی ہیں - چونکہ وہ نجاست پر زندگی بسر کرتی ہیں جسکا رنگ تاریک ہوتا ہے' اسلیے خود انکا رنگ بھی تاریک ہو جاتا ہے -

ایک عرصے کے استعمال سے جانوروں کو اپنی غذاؤں کے رنگ سے ایک خاص قسم کی موانست و الفت پیدا ہو جاتی ہے' اسلیے جب ان کی تناسلی خواہش میں حرکت ہوتی ہے تو وہ دوسری جنس کے انہیں افراد کی طرف بالطبع زیادہ مائل ہوتے ہیں جنمیں

هوسکتی هے جسکے اندر خلقت قدرت و فطرة کے اسرار و حکم اور معارف و مصالح پوشیده هوں ' لیکن اگر وه محض حیوانات کے جسمانی حالات کا ایک ایسا نتیجه هے جسمیں فطرة کے کسی خاص مقصد اور غرض کو دخل نهیں ' تو اسکی وجود و حکمت کی نشانی کیونکر هوسکتی هے ؟

به حیثیت مسلمان هونے کے هم اس تحقیق پر قانع نهیں هوسکتے ' کیونکه همارا اعتقاد یه هے که " ربنا ! ما خلقت هذا باطلا ! " خدایا ! تونے اس عالم کائنات کی کوئی چیز بهی بغیر کسی مقصد و مصلحت کے نهیں بنائی هے - اور هم کو بتلایا گیا هے که : وما خلقنا السماء و الارض و ما بینهما لاعبین ( ۲۰ : ۱۶ )

پس هماری تشفی صرف وهی علم کرسکتا هے ' جو قدرت کے اسرار خلقت کو هم پر منکشف کردے - هماری کتاب هدایت نے هم کو ایسی هی تحقیقات کا عادی بنایا هے ' اور همارا معیار علم به حیثیت حامل قرآن هونے کے اس بارے میں حاملین علم سے بهت ارفع و اعلی هے - تعالی الله عما یقولون : ما لهم بذلك من علم ان هم الا یظنون ! ( ۴۵ - ۳۰ ) بل هم فی شك یلعبون ! ( ۴۴ : ۹ )

( قانون مقـایسه )

خود علماے حیوانات و علم الحیات هی نے همیں یه بتلایا هے که جاندار چیزوں کی بالیدگی ایک عام قانون کے ماتحت هوتی هے جسکو " موازنه " یا " مقایسه " کهسکتے هیں - یعنی مختلف اشیا کو باهم قیاس میں لانا اور انکا موازنه کرنا - یه قانون جسطرح حیوانات کے قد' حجم' اور اندرونی ساخت میں نافذ هے' بالکل اسیطرح رنگ میں بهی جاری هے - چنانچه جب هم مختلف اللون حیوانات کو غور سے دیکھتے هیں ' تو انکی رنگا رنگی اسی قانون کے ماتحت نظر آتی هے -

اگر ایک جانور کے ایک بازو پر کوئی خاص رنگین خط یا گل هے تو ضرور هے که دوسرے بازو پر بهی بعینه ' اسی جگه ' ویسا هی رنگ هوگا ' کیونکه دونوں بازوؤں کا خمیر ایک هی قسم اور ایک هی مقدار کے مادے سے بنا هے -

شیر اور چیتے کے جسم کو دیکھو - مور کے پروں کا مطالعه کرو - کس نظام و ترتیب اور تناسب و تقابل کے ساتھه ایک ماهر ترین بهزاد نقاش کی طرح نقاشی کی گئی جس سے زیاده متناسب اور با قاعده نقش و نگار هو نهیں سکتے - مختلف قسم کے هوائی پرندوں پر نظر ڈالو' اور ان چهوٹی چهوٹی تتلیوں کو دیکھو جو شام کو اڑتی هوئی دیواروں پر آکر بیٹهه جاتی هیں ! انکے پروں میں نقش و نگار رنگین کا نمود کیسا باقاعده ' کیسا منظم ' کیسا مرتب ' کس درجه با اصول هے ؟ ایک معمولی نقاش چند لکیریں بهی کهینچتا هے تو کسی نه کسی تصویر و نقش کے مقصد اپنے سامنے رکهتا هے - پهر کیا قدرت کی اتنی بڑی نقاشی محض ایک بے قصد و مقصد اتفاق اور ترکیب جسمی هی کا نتیجه هے اور کوئی غرض اور کوئی حکمت اسمیں پوشیده نهیں ؟ هل عندکم من علم فتخرجوه لنا ؟ ( ۱۴۸:۶ ) فما لکم کیف تحکمون ؟ ( ۱۰ : ۴۵ ) و یجعلون لله ما یکرهون ؟ ( ۶۲:۱۶ )

علماے حیوانات قانون مقایسه کو رنگوں میں ایک باقاعده مؤثر قانون تسلیم کرتے هیں اور کهتے هیں که اگر شیر کے خطوط میں ایک محسوس تسویه اور نظام محفوظ هوتا هے' تو اسکی وجه صرف یهی قانون هے جسکے سبب سے اسکے دونوں پهلوؤں میں مماثلت و مساوات نظر آتی هے -

بیشک ' بعض مثالیں ایسی بهی ملینگی جهاں یه قانون بظاهر غیر مؤثر نظر آئیگا ' لیکن جب زیاده دقت نظر سے کام لیا جائیگا تو معلوم هو جائیگا که در اصل وهاں بهی یه قانون محفوظ هے مگر کسی غیر طبیعی سبب سے ( مثلا مختلف قسموں کے باهمی اختلاط سے ' یا گرد و پیش کے بعض مؤثرات خارجیه سے ' یا بعض عوارض اور اتفاقی توارث وغیره سے ) یه حالت پیدا هوگئی هے -

( مماثلت وسط )

پس هم تلاش و جستجو میں آگے بڑھتے هیں ' اور علم الحیوانات کی بلند تر تحقیقات و معلومات کو ڈهونڈهتے هیں - همارے سامنے محققین قانون کا ایک گروه آتا هے جس نے اسرار الوان کا غائر نظر سے مطالعه کیا هے' اور اسے محض فزی یالوجیکل مؤثرات کا نتیجه کے قصد سمجهه لینے پر هماری طرح قانع نهیں هے - اس بارے میں همیں سب سے زیاده مشهور معلم' چارلس ڈارون کا ممنون هونا چاهیے جس نے اپنے سفر امریکه کے جمع کرده جانوروں کے متعلق تحقیقات کرتے هوے اس موضوع کی طرف اشاره کیا' اسکے بعد بعض حکماء حال هیں جو علم الحیوانات کی تحقیق طلب راهوں میں تلاش منزل مقصود کیلیے تگ و دو کر رهے هیں -

قانون تسویه ارتقا یا ڈارون ازم کا ایک بنیادی مسئله (Teleology) هے جس کا ترجمه " قانون مطابقه " کیا گیا هے' اور " تاثرات وسط " سے بهی اسے تعبیر کرتے هیں - الهلال جلد ۳ نمبر ۲۴ میں ڈاکٹر رسل ویلس پر مضمون لکھتے هوے هم اس قانون کی تشریح کرچکے هیں -

مختصر لفظوں میں اسکا خلاصه یه هے که حیوانات پر اسکے گرد و پیش اور مولد و موطن کے تمام حالات کا اثر پڑتا هے اور رفته رفته انکے اعضا اور جسم میں تغیرات پیدا کردیتا هے - جس قسم کی آب و هوا میں رهتے هیں' جس طرح کا مکان انهیں ملتا هے' جیسی غذا انکے اندر جاتی هے ' اسی کے مطابق انکے اندر جسمی تغیرات بهی هوتے رهتے هیں' اور اسی کے مناسب انکے جسم کی پرورش هو جاتی هے - گرد و پیش کے حالات کو عربی میں " وسط " کہتے هیں جو انگریزی کے لفظ (Middle) کا ترجمه هے - اسی اصطلاح کو هم نے بهی اختیار کیا هے -

اسی قانون مطابقه سے اختلاف الوان کے ایک بهت بڑے بهید کا سراغ لگتا هے -

علماے حیوانات کی تحقیق ابهی هم لکهه چکے هیں که اشیا کا رنگ ان اجزاء کے رنگ کا نتیجه هوتا هے جنسے وه ترکیب پاتی هیں - مثلا پته سبز هوتا هے اسلیے که اسمیں کلوروفیل (Chlorophyll) هوتا هے جو سبز هے - خون سرخ هوتا هے کیونکه وه بے شمار چهوٹے چهوٹے کریوات دمویه سے مرکب هے اور انکا رنگ سرخ هے (۱)

پس اب ان اجزاء و مواد کو پیش نظر رکهو اور غور کرو که زمین کے مختلف حصوں میں عالم نباتات و جمادات کی جسقدر پیداوار هیں' انکے اجزا کی وجه سے ایک خاص قسم کی هوتی هے - اور حصوں میں قدرت نے کثرت و فراوانی بهی هے - اور اسیلیے هر حصهٔ زمین میں کسی خاص رنگ کا غلبه و احاطه هے -

(۱) " کریوات دمویه " سے مراد وه بے شمار چهوٹے چهوٹے اجزا هیں جو خون میں پائے جاتے هیں اور خوردبین سے نظر آتے هیں ترکی کے بعض مترجمین " حییات خورده بینی " کی اصطلاح سے بهی انهیں موسوم کرتے هیں - علماے تشریح نے دریافت کیا هے که خون کے ایک ایک قطره میں کتنی کتنی لاکهه کریوات دمویه هوتی هیں ! !

یہ صحیح ہے کہ ان میں سے بعضوں کی مشابہت بہت ہی وہمی ہے مگر اسکے مقابلہ میں بعض کی مشابہت حیرت انگیز طور پر نہایت نمایاں بھی ہے اور بغیرا دقت نظر کے ساتھہ تفتیش کی متحمل ہوسکتی ہے - مثلاً بی آرکڈ (Bee Orchid) جسکا اصطلاحی نام افرس اپیفرا (Aphrys Apitera) ہے ' کیا ہے ؟ ایک چھوٹا سا اعلی درجہ کا رنگین بھونرا ہے - بازو ' سر ' مونچھیں ( Antinnea ) روئیں دار جسم ' سبھی کچھہ اسمیں موجود ہے - اسی طرح نام نہاد فلائی آرکڈ (Fly Orchid) کا ' جسکا اصطلاحی نام (Aceras Anthropphoria) ہے ' عام اثر بہت ہی تعجب انگیز ہے - پھولوں کی قطاریں سبز پتلیوں کی صفیں معلوم ہوتی ہیں - البتہ وہ بہت ہی عجیب و غریب فلائی آرکڈ جسکو آفرس میو سیفرا (Ophrys Muotiera) کہتے ہیں ' اسمیں اس قسم کی مشابہت چنداں قوی نہیں ہے - تاہم ایک قوی تخیل اپنی ساحرانہ طاقت سے اگر چاہے تو اسکے پروں ' مونچھوں ' اور آگے کی طرف نکلے ہوے سر کو بلا سکتا ہے - اسکے پروں کا زیریں حصہ ایک پتلی کے مانند ہے جو شب خوابی کے کپڑے پہنے ہوئی ہے ' اور اسکے سینہ پر ایک پٹکا بندھا ہے !

ان مثالوں میں مشابہت کا اصلی سبب انکی کلیوں کی نچلی پنکھڑیوں ( Labellum ) کی خاص قطع ہے -

مسلمہ طور پر آرکڈ کی کسی صنف کا شمار بہت مخصوص و ممتاز پھولوں میں نہیں کیا جاتا ' حالانکہ انکے حیرت انگیز تغیرات اگر تمامتر نہیں تو زیادہ تر کیڑوں کی مداخلت کا نتیجہ ہیں - ان میں سے اکثر پھولوں کی تلقیح (۱) (Pollination) مخصوص کیڑوں کی آمد پر موقوف رہتی ہے - چنانچہ جب تک کیوپڈ کے ( یونانی علم الاصنام میں عشق کا دیوتا ہے - الہلال ) یہ پردار پیامبر نہیں آتے اسوقت تک وہ اس قابل نہیں ہوتے کہ ان میں ایک بیج بھی پیدا ہو -

نچلی پنکھڑی نے ایک نباتاتی پلیٹ فارم پر یہ کیڑے آکر اترتے ہیں ' اور رس (Nectar) کے لیے پھول کا گوشہ گوشہ تلاش کرتے وقت اس پر ٹھہرے رہتے ہیں - چونکہ آرکڈ کو ان کیڑوں سے شدید تعلق ہے ' اسلیے ہمیں تسلیم کرلینا چاہیے کہ ہر موقع پر نچلی پنکھڑی کی مخصوص قطع کا مقصد کم و بیش انہی مہمانوں کیلیے سہولت پیدا کرنا ہوگا جنکی عبادت زبر بحث پھول خاص طور پر کیا کرتے ہیں

کرے آرکڈ کے تمام خاندان کی شکلوں میں بیحد اختلاف ہے اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شکل ایک خاص قسم کے کیڑے کو اپنی طرف کھینچنے یا اسے سنبھالے رکھنے کے لیے بنائی گئی ہے -

بہت سے لوگ دل طائر کینری ( Canary bird flower ) یا رخاف کینری ( Canary creeper ) سے واقف ہونگے - اس کو اصطلاح میں ( Tropolum canariense ) (۱) کہتے ہیں - یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ اسکی کلیونکی غیر معمولی شکل صرف کیڑے ہی کی آمد کے لیے ہے - معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے پودوں کی کلیاں خاص طور پر ایک لمبی زبان والے کیڑے کی حاجت روائی کے لیے بنائی گئی ہیں جو پھول پر نہیں بیٹھتا - صرف اسکے سامنے اپنے جلد جلد حرکت کرنے والے پروں پر معلق رہتا ہے - اسی حالت میں وہ اپنی زبان نکالتا ہے اور پھول کی " مہمیز " میں ( یعنی پھول کا وہ حصہ جو مہمیز کے کانٹے کی طرح ابھرا ہوا ہوتا ہے ) چبھو دیتا ہے ' اسوقت اس کا سر پھول کے اندام نہانی (۲) (Pistil) یا عضو رجولیت ( Stamer ) پر ہوتا ہے ' اور پہلی صورت میں مادہ تولید جمع کرتا ہے اور دوسری صورت میں مادہ تولید نکالتا ہے -

---

(۱) قدرت نے حیوانات کو نر اور مادہ ' دو صنفوں میں تقسیم کیا ہے - موجودہ علماء نباتات کا یہ خیال ہے کہ یہ تقسیم حیوانات کی طرح نباتات میں بھی جاری ہے - چنانچہ جب پھولوں کو خورد بینی آلات سے دیکھا جاتا ہے تو ایک ہی قسم کے پھولوں میں ایسے اجزا نظر آتے ہیں جو اپنی ساخت اور وظائف طبیعی میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں - ان مختلف اجزا کے اندر مختلف نوعیت کے مادے ہوتے ہیں - جب یہ مادے باہم ملتے ہیں تو پھل یا بیج پیدا ہوتا ہے - یہی پھول کی ولادت ہے -

انگریزی میں اس اختلاط و امتزاج کو Pollination کہتے ہیں

نباتات میں نر اور مادہ کی تقسیم کوئی نیا نظریہ نہیں ہے - عربوں کو آج سے بہت قبل یعنی عین عہد جہل و بدویت میں بھی اس کا علم تھا اگرچہ اسکا دائرہ صرف کھجور تک محدود تھا اسکو وہ اپنی اصطلاح میں " تابیر " کہتے تھے

یہی شے ہے جس سے جناب رسالت پناہ ( صلعم ) نے مدینہ والوں کو منع فرمایا تھا ' مگر جب اس سال پھل نہیں آئے تو پھر اجازت دیدی اور فرمایا کہ انتم اعلم بامور دنیاکم -

تابیر کا دوسرا نام تلقیح ہے -

تلقیح کا مادہ " لقح " ہے ' لقح کا استعمال محاورات عرب میں مختلف طور پر ہوتا ہے - لقح اونٹ اور اونٹنی کے اجتماع تناسلی کو کہتے ہیں - یہی لقح کھجوروں کی تابیر کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے - اسی کا ایک مشتق یعنی " لاقح " اس ہواء کے لیے بھی بولا جاتا ہے جسکے چلے بغیر بادل نہیں برستے - آخر الذکر محاورہ قرآن حکیم میں بھی استعمال کیا گیا ہے - سورہ حجر میں خدا تعالی نے اپنے احسانات کے سلسلہ میں جہاں زمین کی زرخیزگی اور آسمان کی بارش کا ذکر کیا ہے ' وہاں فرمایا : و ارسلنا الریاح لواقح فارسلنا من السماء ماء

[ بقیہ حاشیہ پہلے کالم کا ]

تلقیح کا لفظ ابتداً نباتات میں سے صرف کھجور کے لیے استعمال کیا جاتا تھا ' مگر جب سے عربی نباتات کی تدوین اور تالیف کا طریقہ رائج ہوا ہے ' اسوقت سے یہ لفظ توسعاً ( Pallination ) کیلیے بھی استعمال کیا جاتا ہے - منہ -

---

(۱) ( Topalolum ) ایک قسم کی بیل ہے جو جنوب امریکہ میں ہوتی ہے - اسکی بہت سی قسمیں ہیں - ایک کا ذکر مضمون میں آیا ہے - جنوب امریکہ میں اس بیل کی کاشت بھی ہوتی ہے اسکے پھولوں کے متعلق مشہور ہے کہ وہ بہت بے قاعدہ ہوتے ہیں - " کنری برڈ فلاور " اور " کنری کریپر " اسکے انگریزی نام ہیں -

(۲) ہمارے حاشیہ میں ہم لکھہ آئے ہیں کہ ایک ہی قسم کے پھولوں میں بلکہ بسا اوقات ایک ہی پھول میں دو ایسے جزء ہوتے ہیں جنکی شکل اور خواص طبعی مختلف ہوتے ہیں اور اسی بنا پر علماء نباتات نے پھولوں میں نر اور مادہ کی تقسیم کی ہے -

جو جزء یا عضو نر کے خواص ادا کرتا ہے اسے ( Staman ) اور جو مادہ کے فرائض ادا کرتا ہے اسے ( Pistil ) کہتے ہیں -

مثلاً گلاب کا پھول دیکھیے اور اسکے درمیانی حصہ کو بغور دیکھیے جہاں آپکو بہت سے زیرے مجتمع نظر آئینگے - یہی مقام ہے جہاں انعقاد تدبیر و تانیث ہوتے ہیں - یہ زیرے نہایت ہی

# مذاکرۂ علمیہ

انکی عداؤں کے رنگ زیادہ نمایاں ہوتے ہیں - یہی سے ہے جسکو انتخاب جنسی کہتے ہیں - پس جس طرح ڈارون ارتقا کا انتخاب طبیعی ایک مدت مدید کے بعد پوری نوع کی نوع میں انقلاب پیدا کردیتا ہے ' اسیطرح انتخاب جنسي بھی انواع کے رنگ پر حیرت انگیز تغیرات طاري کر دیتا ہے -

بہت سے جانور ایسے ہیں جنکے رنگ عام طور پر تو معمولی حالت میں رہتے ہیں ' مگر جب انکے توالد و تناسل کا موسم آتا ہے اور نر اور مادے کی یک جائی ضروری ہوتي ہے تو رنگوں میں ایک دلفریب چمک دمک اور ایک خاص رونق و حسن پیدا ہوجاتا ہے - حیوانات کي بعض انواع یعنی کبوتر ' فاختہ ' مور ' ایسي ہیں ' جو اتحاد تناسلی سے پہلے اپنی مادہ کو اپنے طرف مائل کرنے کے لیے مستانہ رقص و تواجد کرتے ( یعنے ناچتے ) اور اپنے پروں کے دلفریب رنگوں کي ایک خاص انداز سے نمایش کرتے ہیں - اسکي وجہ سے انکے اندر دلفریبي و رعنائی کی کشش پیدا ہوجاتي ہے جو بے اختیار مادہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور جذبۂ طبیعی کیلیے اختلاف الوان ایک بہت بڑا معین خارجي ہوجاتا ہے '

غرضکہ حیوانات کي جنسي خواہش پر رنگوں کا اثر پڑتا ہے ' اور زیادہ تر وهي رنگ موثر ہوتے ہیں جو معروف و دلفریب ' نظر افروز اور دلپسند ہوتے ہیں - اس سے ثابت ہوا کہ حیوانات کي نسل کي افزایش و حفاظت کیلیے قانون انتخاب جنسی اپنا کام کرتا رہتا ہے اور حیوانات کی رنگت ایک بہت بڑے مقصد حیات کو پورا کرتي ہے !

( خلاصۂ مباحث )

ہم نے بہت اختصار و ایجاز سے کام لیا کیونکہ ابھی اختلاف الوان کا بہت بڑا میدان یعنے عالم نباتات کي بحث باقی ہے - امید ہے کہ مندرجۂ ذیل امور قارئین کرام کے سامنے آگئے ہونگے :

( ۱ ) اختلاف الوان کے متعلق شارحین و حاملین علم نے جو کچھہ تحقیق کیا ہے ' اسمیں ابھی تحقیقات مزید کی بہت بڑي گنجایش باقی ہے - تاہم موجودہ تحقیقات سے بھي ثابت ہوتا ہے کہ اختلاف الوان کے اندر حکمت الہیہ کے بعض عجیب و غریب اسرار و مصالح رکھے ہیں ' اور آگے چلکر نہیں معلوم اور کسقدر اسرار منکشف ہوں ؟ قرآن حکیم اسي لیے انھیں حکمت الہي کی نشاني کہتا ہے -

( ۲ ) قرآن حکیم نے اس زمانے میں جبکہ انسان کی معلومات محدود تھی ' اسرار خلقت کے چہرے پر نقاب پڑا تھا ' اور اسکے مخاطب وہ لوگ تھے جو علم و حکمت سے بالکل نا آشنا تھے ' اختلاف الوان کو اللہ کي قدرت و حکمت کي نشانی قرار دیا اور فرمایا کہ اسمیں صاحبان عقل و فکر کیلیے بڑے بڑے اسرار و بصائر ہیں

آج علم الحیوان اور علم الحیات کي تحقیقات اسکي تصدیق کرتی ہے اور انسان نے صدیوں کي تحقیق و تفتیش کے بعد چند مصالح کا سراغ لگایا ہے - یہ خدا کے کاموں کي انساني تحقیق ہے اور وہ خدا کے کلمات کا مجموعہ ہے - پھر کیا یہ اسی کا " قول " نہیں جسکے " فعل " کے اسرار و مقاصد کي تحقیقات کی جا رہی ہے ؟

لا تبدیل - " لکلمات اللہ " ولا تبدیل " لخلق اللہ " !

---

عجیبۂ فطرت کا ایک دلچسپ صفحہ

## عالم نباتات اور حیوانات

## مختلف الجنس اشیاء میں حیرت انگیز مشابہت

( مقتبس از سائنٹیفک امریکن )

دنیا کی جن اشیاء میں کوئي حقیقی تعلق نہیں ہے ' انکی شکل یا ساخت میں مشابہت کا سراغ لگانا ایک دلچسپ علمی مشغلہ ہے - چاہے ابتداء میں یہ کام ایک طفلانہ حرکت معلوم ہو ' مگر اس حقیقت سے اسکے مفید ہونے میں تو کسي کو کلام نہیں ہوسکتا کہ اس سے تخیل کو تحریک ہوتی ہے اور نفس کو تحقیق کی ایک ایسي راہ اپنے سامنے نظر آجاتی ہے جو بہت سے اہم اکتشافات تک پہنچا دیسکتی ہے -

اس مشغلہ کا تعلق خاص کر کم سن طلبہ کي تربیت سے ہے ' کیونکہ ایک درجہ کے لڑکوں کے اندر فہم آمیز مطالعہ سے دلچسپي پیدا کرنے میں جو دقتیں پیش آتي ہیں ' انہیں وہ لوگ فوراً تسلیم کرلینگے جنہیں مدرس کي حیثیت سے کوئي تجربہ حاصل ہے - بالفاظ دیگر انکے لیے ایک ایسي شے کي ضرورت ہے جو نفس کي کل کو ہلائے ' اور یہ خدمت اس مشغلہ سے بخوبي انجام پاسکتي ہے -

مثلاً ممکن ہے کہ ایک پھول یا کیڑے کے صرف دیکھنے سے یہ مقصد حاصل نہ ہو لیکن اگر ہم اس پھول یا کیڑے اور کسی دوسری مانوس و مالوف شے میں کوئي ایسي مشابہت نکالسکیں جس سے تعجب اور حیرت پیدا ہو یا بے اختیار ہنسي آجاے ' تو صرف اسي ایک ابتدائي نقطہ سے چلکر اور مختلف درمیاني مراحل سے گذرکر ' ہم بڑے بڑے سوالات ساخت طبیعي ' رشتہ باہمي ' گرد و پیش کے حالات کے ساتھہ مطابقت ' وغیرہ وغیرہ تک طالبعلم کو لیجاسکتے ہیں - اور اسکے اندر ایک ایسي دلچسپي پیدا کرسکتے ہیں جو خشک علمی مباحث میں ہر دماغ کو نہیں ہوسکتی '

مثال کے طور پر آرکد (Orchid) (۱) نامی پھول کو لیجیے - اسکی چند قسموں کے عام نام ایسے ہیں جنسے خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ حیوانات کے بعض اعضاء سے مشابہت رکھتے ہیں - آرکد کي قسمیں یہ ہیں :

مین آرکڈ (Man Orchid) -

اسپائڈر آرکڈ (Spider Orchid) -

لیزرڈ آرکڈ (Lazard orchid) -

مونکی آرکڈ (Mankey Orchid) -

---

( ۱ ) Orchid ایک درخت ہے جسکا دوسرا نام Aphrys ہے - اسکي بہت سي قسمیں ہیں جن میں سے بعض مشہور اور دلچسپ اقسام کا ذکر اس مضمون میں کیا گیا ہے -

یہ درخت زیادہ تر ان ممالک میں ہوتا ہے جو بحر میڈیٹرینین کے کنارہ پر واقع ہیں - ان کي پیدایش کا موسم فصل بہار اور آغاز ' کا زمانہ ہوتا ہے -

## رباعیات عمر الخیام

## ایک نیا امریکن ایڈیشن

### ( ۲ )

ان رباعیوں کی تعداد کے اختلاف نے یہ مسئلہ پیدا کردیا کہ اصلی رباعیوں کی تعداد کتنی ہے ؟ اور یہ جو زیادہ سے زیادہ تعداد تک رباعیاں موجود ہیں ' یہ سب کی سب عمر خیام ہی کی ہیں یا نہیں ؟

مستشرقین عمر یئین کا عرصہ تک یہی خیال رہا کہ جسقدر زیادہ رباعیاں نکلتی آتی ہیں ' وہ سب کی سب عمر خیام ہی کی ہیں' اور جن نسخوں میں تعداد کم ہے' وہ یا تو ناقص ہیں یا کسی شخص نے اپنے مذاق کے مطابق اصل دیوان رباعیات کا انتخاب کرلیا ہے - چنانچہ جب کبھی کسی زیادہ تعداد والے نسخہ کی ان میں سے کسی کو اطلاع ملی تو وہ اس درجہ خوش ہوا ' گویا علوم و حکمت قدیمہ کا کوئی گم شدہ ذخیرہ ہاتھ آگیا ہے' یا برباد شدہ مدرسۂ اسکندریہ کے کتب خانے کا سراغ ملگیا ہے !

حکیم عمر الخیام (۱)

غالبا سب سے پہلے مستشرق بزرگ و شہیر' پروفیسر والانتین ژوکوسکی (Valentin Zhukovsky) نے اس غلطی کو محسوس کیا' اور ایک محققانہ رسالہ عمر خیام پر لکھکر ثابت کیا کہ یہی تعداد رباعیات منسوبۂ خیام کی الحاقی ہے' اور بعد کو کسی غلط فہمی کی وجہ سے خیام کی جانب منسوب ہوگئی ہے -

یہ رسالہ سنہ ۱۸۹۷ میں " المظفریہ " کے رسائل کے ساتھ سنٹ پیٹرزبرگ سے چھپ کر شائع ہوا - اس وقت سے یورپ اور امریکہ کے عمر یئین و خیامیین کے حلقہ میں الحاقی رباعیات کی تحقیق و تجسس کی ایک نئی کاوش پیدا ہوگئی ہے -

پروفیسر ژوکوفسکی نے اپنے دعوے کے ثبوت میں ۸۲ رباعیاں پیش کی ہیں جو مختلف معروف و متداول نسخوں میں خیام کی طرف منسوب ہیں' حالانکہ خیام سے انہیں کوئی تعلق نہیں -

وہ دراصل شیخ عطار' خواجہ حافظ' مولانائے روم' شیخ عبد اللہ انصاری' اور انوری وغیرہ متوسطین شعرائے ایران کی ہیں -

اس مضمون کو پڑھکر مستشرقین فرنگ نے الحاقی رباعیات کی تلاش شروع کردی - پروفیسر براؤن نے ۱۲ رباعیوں کا اور ثبوت بہم پہنچایا ہے - انکے بیان کے مطابق اسوقت تک کل ۱۰۱ رباعیاں الحاقی ثابت ہوچکی ہیں - ( ان نئی الحاقی رباعیوں کی تفصیل کیلیے پروفیسر براؤن کی تاریخ ادبیات ایران : Literary History of Persia, باب ۱۲ - صفحہ ۲۴۶ سے ۲۵۹ تک دیکھیے )

اسمیں شک نہیں کہ پروفیسر والانتین ژوکوسکی کی تلاش و جستجو قابل تحسین ہے' لیکن افسوس کہ مستشرقین کے بعض دیگر مباحث خیامیہ کی طرح یہ بحث ہمارے لیے چنداں قیمتی نہیں ہوسکتی ' اور نہ اس بارے میں پروفیسر مذکور کی تحقیقات کے ہم محتاج ہیں -

اگر وہ مشرق کے کسی ایسے شخص کی اعانت بہم پہنچا لیتے جو فارسی شاعری کا تھوڑا سا بھی ذوق رکھتا ہے اور عام تذکروں اور دیوانوں کا مطالعہ کرچکا ہے' تو اس مشکل کی قیمت چند سرسری لمحوں کی نظر سے زیادہ نہ نکلتی اور بغیر کسی زحمت و تلاش کے اس سوال کا حل ملجاتا - بلکہ جس حد تک وہ حل کرسکے ہیں' اس سے کہیں زیادہ وسیع و تشفی بخش ہوتا -

اصل یہ ہے کہ الحاقی کلام کا سوال صرف خیام ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ ایک حد تک عام ہے - الحاقی منسوبات کی عام بلا سے شاید ہی کوئی مشہور شاعر بچا ہو - اس درجہ سے بھی نظر بلند کیجیے اور عام طبقۂ مشاہیر و اعاظم مصنفین متقدمین و متوسطین کو دیکھیے تو ہر علم و فن کے ارباب کمال اسی مصیبت سے دوچار نظر آئیں گے - آج کتنی ہی تصنیفات ہیں جو امام ابو حنیفہ ' جابر طرطوسی' ابن قتیبہ ' امام غزالی' ابو معشر فلکی ' فخر الدین رازی ' بوعلی سینا ' معلم ثانی ' ابن عربی ' محقق طوسی وغیرہ' سے منسوب ہیں جنکی مصنفات ہر عہد اور ہر حصۂ عالم میں معروف و متداول رہیں ' لیکن نظر دقت سے دیکھا جائے تو از سر تا پا الحاقی ہیں !

ناصر خسرو' فردوسی ' خواجہ حافظ' جلال الدین رومی' حکیم سنائی ' سب کے دیوانوں کا یہی حال ہے - لیکن جن لوگوں کو ایک ادنی ذوق بھی فارسی شاعری اور مختلف اعصار ادب و علوم کے متعلق حاصل ہے اور ہر شاعر کے انداز مخصوص اور افکار مختصہ کے متعلق نظر و بصیرت رکھتے ہیں' وہ بغیر کسی زحمت و کاوش کے کامل نظر اندازہ کرلیتے ہیں کہ کس قدر کلام اصلی ہے اور کس قدر بعد کو اغلاط رواۃ و کاتبین اور سہو و التباس ناقلین یا بعض دسائس و اغراض متعصبہ و دنیّیہ سے ملادیا گیا ہے ؟

علی الخصوص عمر خیام کے متعلق تو یہ مسئلہ کچھ بھی دشوار نہ تھا - اسکا انداز بیان و نظم ایک خاص طرز کا ہے - وہ اپنے افکار شعریہ و حکمیہ میں بعض ایسی خصوصیات رکھتا ہے جو چند رباعیوں کے مطالعہ کے بعد ہی نمایاں ہوجاتی ہیں اور کسی دوسرے کا کلام سامنے آکر دھوکا نہیں دیسکتا -

---

( ۱ ) مصورین یورپ نے ابتک عمر خیام کی جسقدر تصویریں کھینچی ہیں ' ان سب میں مسٹر گلبرٹ جیمس کے قلم صنیع کا عموماً زیادہ اعتراف کیاگیا ہے جس نے پچھلے سال ایک ایرانی فیلسوف کے تصور ... بسر کرڈالے - یہ تصویر اسی تصویر کو پیش نظر رکھکر منشی رحمت اللہ صاحب رعد نے " سوانح نظام الملک سلجوقی " کیلیے بنائی تھی - جو فی الحقیقت ہندوستان میں سنگی طباعۃ و مصوری کے ایک نہایت مشاق ماہر ہیں -

ٹراپیولم نامی ایک پھول ہے جو سبز پتیوں کے ایک بیرونی لفافہ میں رہتا ہے - اس لفافہ کو اصطلاح میں ( Calyx ) (۱) کہتے ہیں - اس کا رنگ چمکدار اور اسکی شکل اسطرح لمبی ہوتی ہے که مہمیز کا کانٹا سا معلوم ہوتا ہے - اسی کا زیریں تنگ حصہ رس کا مخزن ہے - اسمیں کبھی کبھی اس قدر کثرت سے رس ہوتا ہے که از خود اُبلکے کنارے تک آجاتا ہے - اسی " مہمیز " سے طائر کیسری کا سر اور گردن بنتا ہے - رہی دم تو وہ پھیلی ہوئی پنکھڑیوں سے پیدا ہوجاتی ہے - اسکی شکل ہو بہو ایک جاندار مخلوق کی سی ہوتی ہے - جب وہ کلی کی حالت میں ہوتا ہے تو معلوم ہوتا ہے که ایک چڑیا بیٹھی ہے !

( گرم ممالک کا Birth worth )

( Arlisolochia gigas ) نامی ایک اور پھول ہے جس کی نا شگفته کلی راج ہنس سے مشابہت کا ایک دلچسپ نمونه پیش کرتی ہے - یه اور اسکے ساتھه کی اکثر اور قسمیں گرم مکانوں (۱) ( Hot house ) میں ملینگی ......... یه تمام عجیب و غریب پھول جو اعجوبگی میں آرکڈ کے حریف ہیں' ان دو پر والی مکھیوں کو اپنی طرف کھینچنے اور پھر انکو گرفتار کرنے کے لیے بنائے گئے ہیں جو نجاست اور مردار کھاتی ہیں' اور اسے دوسری چیزوں سے بہتر غذا پر ترجیح دیتی ہیں - انکی بدبو اور زردی نعفن کی طرف

[ بقیه حاشیه صفحه ۱۳ کا ]

باریک خطوط یا ریشوں میں قائم ہوتے ہیں - ان ریزوں اور ریشوں کے اجتماع سے ایک نیزہ سا بنگیا ہے جسکے سرے پر ایک بھرا ہوا مشکیزہ ہے - اسکا وسط نیزہ کے سرے پر ہے' اور دونوں گوشوں میں سے ایک گوشہ ایک طرف کو زیادہ مائل ہے - یہی وہ عضو ہے جو فرائض رجولیت ادا کرتا ہے - اس مشکیزہ نما زیرے میں زرد رنگ کا ایک غبار سا ہوتا ہے جسکو انگریزی میں ( Pollen ) اور عربی میں " طلع " کہتے ہیں - خود اس مشکیزہ نما زیرہ کا اصطلاحی نام ( Anther ) ہے - عربی میں کبھی تو بعینه یہی الفاظ استعمال کرتے ہیں اور کبھی اسے " مخزن الطلع " سے بھی تعبیر کرتے ہیں -

لیکن کبھی ریشے اور ریزے کی اجتماعی صورت یه ہوتی ہے که ایک نیزہ ہے جسکے سرے پر ایک دہانه سا پیدا ہوگیا ہے' اور وہ بالکل کھلا ہوا ہے - یه عضو فرائض نسائیت ادا کرتا ہے - اسی واسطے ہم نے اس کا ترجمه رحم کیا ہے - انگریزی میں اس عضو کو ( Pistal ) اور اس دہانه کو اسٹیگما ( Stigma ) کہتے ہیں - یہی وہ حصه ہے جو مادۂ تولید کو اپنے اندر پہنچاتا ہے - اسٹیگما ایک ریشه پر قائم ہوتا ہے اور اندر سے کھوکھلا ہوتا ہے - اسلیے عربی میں اسے " قناۃ " کہتے ہیں - انگریزی میں اس کا نام ( Style ) ہے - اسکے بعد ایک تھیلی سی ہوتی ہے جسمیں بیج پیدا ہوتے ہیں اور ابتدائی پرورش پاتے ہیں اسے ( Ovary ) کہتے ہیں - عربی میں اسکا ترجمه " مبیض " کیا گیا ہے - اسٹیگما میں ہر وقت ایک لیسدار مادہ رہتا ہے - مادہ تولید جب اس میں داخل ہوتا ہے تو اس لیسدار مادہ کے ساتھه مل کے " قناۃ " کے راستہ سے " مبیض " تک پہنچ جاتا ہے -

(۱) یعنی وہ غلاف یا لفافه جسمیں کلی کھلنے سے پہلے ملفوف ہوتی ہے اور جو کھلنے کے بعد بھی اکثر باقی رہتی ہے - اسکو انگریزی میں ( Calyx ) کہتے ہیں اور عربی میں " کمامه " اکمام اسکی جمع ہے -

حمال کو متوجه کرتی ہے جس سے انسان کو سخت نفرت پیدا ہوجاتی ہے -

اس پھول کی مختلف قسموں کی ساخت میں ایک گونه اختلاف ہے' تاہم ان کی مشابہت کے اصلی مناظر یه ہیں .

(۱) ایک ترغیب دینے والا رقبه (۲) وہ چیز جو ایک حلق یا ڈیوڑھی کی طرف رہنمائی کرتی ہے (۳) وہ راہ جو ایک اندرونی کمرہ یا قید خانه میں لیجاتی ہے

راج ہنس سے " اے کی کاس " نامی مکھیوں کی مشابہت ہمیں مذکورہ بالا تشریح کے سمجھنے کے قابل بنا دیتی ہے - راج ہنس ( یعنی وہ کلی جو راج ہنس معلوم ہوتی ہے ) کا جسم پھیلکے ترغیب دینے والا رقبه بنجاتا ہے - یه ایک وسیع کشادگی ہے جو ۲۶ انچ لمبی اور ۱۱ - انچ چوڑی ہوتی ہے - تمام سطح پر خون نما ارغوانی رنگ کی رگوں کا جال پھیلا ہوا ہے - اور اسپر اس قسم کے بالوں کی صفیں کھچی ہیں جنکی نوکیں اندر کی طرف مائل ہیں -

جو مکھی اس ترغیب دینے والے رقبه پر بیٹھتی ہے' اسے پھول کی ڈیوڑھی کی گردن میں جانے کی ترغیب دیتی ہے - یه گردن ایک عجیب طلسم ہے - وہ آنے کے وقت تو مکھی کو بے تکلف آنے دیتا ہے اور بال جانے میں سہولت پیدا کردیتے ہیں' مگر جب باہر نکلنا چاہتی ہے تو وہی بال روک لیتے ہیں اور مجبوراً اندر کے کمرہ میں جو راج ہنس کی گردن کے پیچھے ہوتا ہے' گھستی چلی جاتی ہے جہاں اسے اصلی تناسلی اعضاء سے ملنا پڑتا ہے -

اس کمرہ میں مکھیاں قید ہوجاتی ہیں - ان میں سے جو مکھیاں دوسرے پھولوں سے آتی ہیں وہ اپنے ہمراہ مادۂ تولید بھی لاتی ہیں اسطرح اقدام نہانی ( Pistil ) کی تلقیح وجود میں آجاتی ہے -

اعضاء تناسل جب طلوع کو پہنچتے ہیں تو ان مقید مکھیوں کے جسم پھر مادہ تولید سے آلودہ ہوجاتے ہیں' اور جب تک پھول پژمردہ اور اسکے حلق کے بال خشک نہیں ہوجاتے' اسوقت تک انہیں اس قید سے رہائی نہیں ملتی . [ البقیه تتلی ]

( مسئلہ قیام الہلال )

برائے خدا رسول الہلال کے بند کرنیکے خیال کو بالکل ترک کردیں خدا کے لیے قوم کی حالت پر رحم کریں - اگر یه رساله بند ہوگیا' تو یقین جانیے که قوم پھر مردہ کی مردہ ہوجائیگی میرا ایمان ہے که اس رساله جیسا مفید کوئی رساله یا اخبار ہندوستان میں نہیں نکلا اور نه ہے - اگر آپکے دل میں قومی درد ہے تو ضرور اسکی اشاعت بدستور جاری رہنیگا - اگر اسکی آمدنی سے ضروریات پوری نہیں ہوتیں تو کیوں نہیں اسکی قیمت بڑھا دی جاتی ؟ یا تو اب چندہ قبول کریں یا اسکی قیمت بڑھالیں - آپکا دلی تابعدار - عبد الغنی - از لاہور

حضرۃ المحترم - آپکے اخبار الہلال کی مالی حالت کے متعلق نے میرے دل پر بہت گہرا اثر کیا - ارادہ تو یہی تھا که البلاغ بیروت یا العدل قسطنطنیه کو اپنے نام جاری کرانا' مگر اب التماس کرتا ہوں که جون کا پہلا پرچه مندرجه ذیل پته پر ارسال فرمائیں -

نیاز مند

عبد العزیز - عربک پروفیسر مشن کالج - پشاور

مفصله ذیل تین اصحاب کے نام الہلال جاری فرمائیں

خریدار نمبر ۲۱۰۲ ارسری نگر ...

# مدارس اسلامیه

## ۱۰ مئي کا جلسۂ دهلي

( از جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خانصاحب )

( ۲ )

( ۲ ) اب جلسه کے واقعات سنیے :

( الف ) سب سے پہلے پریسیڈنٹ کے انتخاب کا مسئله هے - جلسه ھي میں جناب پریسیڈنٹ صاحب سے صدارت کیلیے استفسار کیا گیا اور انهوں نے مهرباني فرماکر اپني رضامندي ظاهر فرمائي - پھر ان کے نام کی تحریک و تائید کي گئي - اس وقت کسی بزرگ نے کهڑے هوکر اختلاف نہیں کیا - چونکه یه جلسه ندوة العلماء کے متعلق تها اس لیے یه بهتر سمجها گیا که کسي عالم کا انتخاب کیا جائے - میں بالکل یقین دلاتا هوں که پریسیڈنٹ صاحب کے خیالات کے متعلق کسی کو بهي معلوم نه تها که کیا هیں' نه اس لحاظ سے ان کا انتخاب کیا گیا تها - خدا کے فضل سے جناب پریسیڈنٹ صاحب اس وقت هم میں موجود هیں - ان سے دریافت کرلیا جائے که کس کس نے ان سے جلسے سے پہلے کیا کیا کہا تها' اور انهیں کیا کیا هدایت کي تهي ؟ بهرحال ان کا انتخاب کیا گیا - گو اور اچهے اچهے علماء بهي جلسه میں تشریف رکهتے تهے' لیکن قومي جلسوں کے قواعد و ضوابط کے متعلق ( تحریک صدارت کرنے والوں کي ناقص راے میں ) جناب پریسیڈنٹ صاحب کو گروه علماء میں نسبة زیاده واقفیت معلوم هوتي تهي - فرض کرلیجیے که اگر ان کا انتخاب نه هوتا' تو میں دریافت کرنا چاهتا هوں که جس بزرگ کو دوسرے اصحاب اس جلسه کي صدارت کیلیے پیش کرتے تو کیا اس قسم کے اعتراضات سے ان کا اسم گرامي محفوظ رهسکتا تها - مثلاً اگر کسي تعلیم یافته شخص کو اهل جلسه پیش کرتے تو سب سے پہلے اسکي نسبت بهي یه اعتراض نہیں کیا جاتا ؟ کم سے کم مجهے معلوم نہیں هے که وه صدر انجمن صاحب جلسه سے بهتر ایسے جلسه کو زیر انتظام رکهه سکتے' جیسا که ۱۰ مئي کا جلسه تها -

( ب ) اس کے بعد میرے خطوط پیش کرنے کا واقعه هے - میں نے جلسه میں وه خطوط اور مضامین پیش کیے تهے جو اس کي موافقت و مخالفت میں میرے پاس آئے تهے - جهاں تک مجهے یاد هے میں نے کسي ایک خط کو بهی نہیں چهوڑا تها - مجهے معلوم تها که جلسه کي موافقت کے خطوط زیاده هیں اور اسیطرح مختلف شهروں کي انجمنوں نے جو کارروائیاں اپنے اپنے جلسوں کی بهیجي تهیں وه بهي جلسه کي موافقت میں زیاده تهیں - اگر میں ان تمام کو پڑهتا تو کم از کم ڈیڑه گهنٹه جلسه کا صرف هوتا اور مجهے معلوم تها که جلسه کو تهکا دینے والي طوالت دي جائیگي - اس لیے میں نے یه کهکر که "یه خطوط جلسه کي موافقت میں میرے پاس آے هیں لیکن ان کے پڑهنے میں آپ صاحبوں کا وقت ضایع هوگا - اس لیے ان موافق اور مخالف خطوط کو میں میز پر رکهے دیتا هوں' جس صاحب کا دل چاهے انهیں دیکهه لے" یهکر میں نے کاغذات میز پر رکهدیے - کسي صاحب نے اتني تکلیف نہیں فرمائي که انهیں دیکهتے نه کسي شخص نے مجهه سے خواهش کی که انهیں پڑهنا چاهیے - لیکن کیا تو یه کیا که جلسه کے بعد یه اعتراض کرنے لگے که ان خطوط کو جو ندوه کي موافقت میں زیاده تهے نہیں پڑها گیا - اب بهي وه سب فایل میں موجود هیں - جس صاحب کا دل چاهے انهیں پڑهکر اپنا اطمینان فرمالیں' اور دیکهه لیں که موافقت کا حصه ان میں زیاده هے یا مخالفت کا ؟

( ج ) جلسه کی بد نظمي کا بوجهه بهي جلسه کرنیوالوں کی گردن پر ڈالنا ایک تسلیم شده بات سمجهي گئي هے - مگر واقعات کبهي چهپانے سے نہیں چهپ سکتے - اصل واقعه یه هے که اس جلسه کو برهم کرنے کا قدرتي طور پر بعض اصحاب کے دلوں میں خیال تها اور انکي دلي خواهش تهي که اس جلسه میں کوئي کارروائي نه هوسکے - اس کے ثبوت میں میں یه عرض کرنا چاهتا هوں که سب سے پہلے بولنے کے لیے جو صاحب کهڑے هوے تهے وه ندوه کے ایک معزز رکن تهے' اور پیهم جو کوشش اس فریق کي طرف سے بولنے کي هوئي وه بهي کسي شخص پر پوشیده نہیں هے - یهانتک که اسٹرایک کا رزولیوشن جو سراسر اس گروه کے لیے مفید تها' اسپر کم سے کم دو گهنٹه تک جهگڑا کیا گیا - بالا خر پیش کرنیوالے نے اسے واپس لے لیا - اس کے علاوه هر ایک شخص بولنے کے لیے کهڑا هوتا تها' اور جب اسے روکا جاتا تها تو وه کهتا تها که همیں بولنے سے روکا جاتا هے - ایکن بولنے کی یه حالت تهي که صرف اسٹرائک کے رزولیوشن نے دو گهنٹے لیلیے تهے' اور آخر میں وه واپس لے لیا گیا تها - جبر نہیں واپس نه لینے کی صورتمیں اور کتنی دیر لگتي - صاحبان ندوه میں سے بعض اصحاب نے علی الاعلان یه کہا که جلسه کو جلد ختم کرنے کی کوشش کي جاتي هے' حالانکه هم ایک مهینه تک بحث کیے جائینگے - پهر شاید اس مدت کو بڑها کر انهوں نے ایک سال یا قیامت تک کی ایک معمولي سي قید بهی لگادي تهي - ( مجهے الفاظ و مضمون ٹهیک یاد نہیں ) -

ایک طرف یه حالت تهی - دوسري طرف لوگ ان بحثوں سے تنگ آ گئے تهے اور ان معرروں کی تقریروں میں آخر کار دراندازي کرنے لگے تهے - ایک اور گروه تها' جو اس وجه سے کچهه خوش نه تها که ابهی تک ان میں سے بعض مقرروں کو صدر انجمن صاحب نے بولنے کی اجازت نہیں دي تهی - اس گروه کے بعض اصحاب بهي جلسه کي بدنظمی کے ایک حد تک ذمه دار تهے - اب ان واقعات کو پیش نظر رکهکر فیصله کرلیا جائے که کون کس حد تک جلسه کی بدنظمی کا بوجهه اٹها سکتا هے -

ایک بزرگ رکن ندوه نے جو درویش و عالم بهی هیں' مجهه سے خود فرمایا که بس اب هماري راے تو یه هے که اس جلسه کو ختم کردیجیے' کیونکه گڑبڑ هو رهی هے - میں نے ان سے عرض کیا که اگر آپ کو جلسه میں بیٹهنے سے تکلیف هو تو آپ مکان جاکر آرام فرمائیں' یه جلسه اپنا کام کرکے ختم هوگا - کیا یه واقعات نہیں تهے ؟ اور کیا ان سے یه نہیں سمجها جاسکتا که دراصل جلسه کو کون بدنظمی کا شکار بنارها تها' اور جلسه بغیر نتیجه کے ختم کرنے کا کون خواهش مند تها ؟ اس کے بعد یه بهی سنیے که جب پریسیڈنٹ صاحب نے کمیٹی کے انتخاب کے رزولیوشن پیش هوتے وقت یه فرمایا که میں مخالف اور موافق پانچ پانچ حضرات کو بولنے کی اجازت دوں گا' اس کے بعد ووٹ لے لونگا - تو اس کی بهی مخالفت کی گئی - مگر جب پانچ پانچ حضرات دونوں طرف کے اپنی اپنی تقریریں ختم کرچکے اور پریسیڈنٹ صاحب راے لینے کے لیے آماده هوے' تو ارکان ندوه میں سے اکثر حضرات اسی وقت جلسه میں سے تشریف لیگئے -

( د ) صدر انجمن صاحب پر یه غلط الزام لگایا جاتا هے که انهوں نے لکهنو کے کسی نواب زاده کو جلسه سے علیحده کرنیکا حکم دیا - حالانکه اسکی کچهه بهی اصلیت نہیں هے -

( ه ) یه کہا جاتا هے که جلسه میں بهت سے اصحاب سکهالے هوئے تهے - اس کے متعلق گذارش هے که جس ذریعه سے آپ

تصوف و اخلاق سنائي اور عطار' دونوں کہتے هیں - رزم و جنگ فردوسي اور نظامي' دونوں نے لکھا ہے - خمریات اور جام و صراحي حافظ کي طرح سب کے هاتھہ میں ہے - تغزل اور راز و نیاز عشق سے سعدي کي طرح خسرو اور نظیري کي طرح عرفي کي کائنات شعر بهي معمور ہے' لیکن اس سے کیا هوتا ہے ؟ گو ان سب کا لباس اور شکل و صورت ایک هو لیکن ادائیں تو خاص خاص هیں جو کسي طرح صاحبان نظر سے چھپ نہیں سکتیں :

من انداز قدت را مي شناسم !

میں تو کہتا هوں که اُس شخص کیلیے فارسي شاعري کے ذوق و مطالعه کا دعوا حرام ہے جسمیں اتني ادا شناسي بهي نہو که صرف کلام سنکر ایک شاعر کو اسکے دوسرے هم رنگ و هم فکر شاعر سے تمیز کرلے :

هر که خواهد میل دیدن' در سخن بیند مرا !

علاوہ بریں جو رباعیات عمر خیام کے نام سے منسوب کي گئي هیں' انکا بڑا حصه فارسي کے تذکروں اور دیوانوں میں دیگر شعرا کے نام سے موجود ہے جسکے لیے کسي بڑے علمي تجسس کي ضرورت نہیں - تذکرہ دولت شاہ' مراۃ الخیال' آتشکدہ' مجمع الفصحا' واله داغستاني' اس درجه کي مشہور کتابیں هیں که معمولي درجه کے فارسي دانوں نے بهي اُنهیں ضرور دیکھا هوگا - ان میں وہ رباعیات دوسروں کے کلام میں هر شخص دیکھه سکتا ہے - شیخ بوعلي سینا کي یه رباعي همارے یہاں بچه بچه کي زبان پر ہے :

در دهر چو یک مني و آن هم کافر
پس در همه دهر یک مسلمان نبود

لیکن بعض نسخوں میں اسے عمر خیام کے نام سے لکھدیا ہے - همارے یوروپین محققوں کو یه ثابت کرنے کیلیے بڑي هي جانکاہ محنتیں گوارہ کرني پڑیں که یه رباعي خیام کي نہیں بلکه شیخ کي ہے !

اسي طرح شیخ جامي کي لوائح' لمعات' شرح ابن فرض وغیرہ رسائل میں جو رباعیات وحدۃ الوجود وغیرہ کے متعلق بکثرت درج کي گئي هیں' انکو بهي بعض ناقلین نے خیام کي طرف منسوب کر دیا - پروفیسر ژوکفسکي نے انکي تحقیقات میں کئي سال بسر کردیے اور سینٹ پیٹرز برگ کے کتبخانے کي ایک ایک کتاب دیکھه ڈالي' حالانکه شیخ جامي کے یه رسائل نہایت عام اور کثیر الاشاعة هیں' اور بمشکل کوئي فارسي داں شخص ایسا هوگا جس نے انهیں نه پڑھا هو !

شیخ جامي کے بعد سب سے زیادہ التباس شیخ الاسلام انصاري کي بعض رباعیات میں هوا ہے - شیخ کي مناجاتوں کا عام انداز یه ہے که وہ پہلے نثر مسجع میں ایک دعا مانگتے هیں یا رحمت و رافت الہیه سے مخاطبه کرتے هیں - اسکے بعد ایک قطعه یا رباعي مناسب مقام ایراد کرکے دوسرا مخاطبه شروع کرتے هیں - یه رباعیات اکثر خود انهی کي هوتي هیں - کہیں کہیں دوسروں کي بهي لے لیتے هیں - سوز و گداز' والہانه طلب و سوال' عاشقانه شکوہ و شکایت' اور عارفانه و حکیمانه حکم و مقاله' شیخ الاسلام کي نظم و نثر کي خصوصیات هیں مگر یہي باتیں ایک دوسرے فلسفیانه رنگ میں خیام کے هاں بهي هوتي هیں - عوام کو اسمیں دهوکا هوا اور شیخ کي بہت سي رباعیاں خیام کے نام سے نسخوں میں لکھدیں - رباعیات خیام کا جو نسخه آجکل ایران اور هندوستان میں رائج ہے' اسمیں بهي شیخ کي متعدد رباعیات ملتي هیں -

## ( ایک نئي دریافت )

یہاں تک تو هم نے اُن الحاقي رباعیات کے متعلق لکھا ہے جنکي تعداد ایک سو سے متجاوز ہے اور جنکا بڑا حصه پروفیسر والنتین ژوکفسکي نے تحقیق کیا ہے' مگر اب هم مستشرقین یورپ کي تحقیقات سے الگ هوکر خود نظر ڈالنا چاهتے هیں - خیام کي مسلمه رباعیات میں سے جنکو تمام ناقدین و محققین و عمریین نے خیام کے مخصوص نوادر فکر و سحر میں سے شمار کیا ہے' ایک رباعي یه ہے :

من بندۂ عاصیم' رضاے تو کجاست ؟
تاریک دلم' نور و صفاے تو کجاست ؟
ما را تو بہشت اگر بطاعت بخشي
آن بیع بود' لطف و عطاے تو کجاست ؟

اکثر تذکرہ نویسوں نے بهي اس رباعي کو خیام کے ترجمه میں لکھا ہے اور فی الحقیقت یه ہے که ایک نہایت هي بلند ترین مقام عبودیت و تذلل و اعتراف ہے جو بہتر سے بہتر طریقے' اور موثر سے موثر انداز میں شاعر نے اسمیں بیان کیا ہے - اسکا حقیقي لطف صرف انهي صاحبان حال و کیفیت کو حاصل هو سکتا ہے جو اس مقام تک پہنچ چکے هیں -

قران حکیم میں برادران یوسف ( علی نبینا و علیه السلام ) کا عزیز مصر سے یه کہنا اسي نکته کي طرف اشارہ ہے :

جئنا ببضاعة مزجاة فاوف لنا الکیل' و تصدق علینا' ان الله یجزي المتصدقین ! — هم ایک ناقص پونجي لیکر تیرے سامنے حاضر هوے هیں' لیکن تو اُسکے نقص اور کمي کو نه دیکھه بلکه اپنے لطف و کرم پر نظر رکھکر همیں بهر پور غله دیدے - یه خرید و فروخت اور برابر کا معاوضه نہیں ہے' تجھسے بطور صدقه و عطیه کے طلبگار هیں - خدا صدقه دینے والوں کو اسکا بدله ضرور هي دیتا ہے ! " بدریوزہ کرم آمدہ ایم نه به تجارت "

و قال المتنبی :

وهبت علی مقـــدار کفی زماننـــا
و نفسي علی مقـــدار کفك یطلب !

لیکن خیام کے مطالعه کرنے والے تعجب سے سنینگے که یه رباعي خیام کي نہیں ہے بلکه عارف مشہور و جلیل سلطان ابو سعید ابو الخیر قدس الله سرہ کي ہے !

سلطان ابو سعید کا کلام نظم غالباً ایک جگه جمع نہیں کیا گیا - صرف تذکروں میں چند رباعیات مل جاتي هیں - ان مشہور رباعیات میں یه رباعي نہیں ہے - اسي لیے کسي شخص کو اسکي نسبت شبه پیدا نہیں هوا - لیکن شیخ کے حالات و مقامات میں ایک نہایت صحیم کتاب انکے پوتے شیخ محمد بن المنور بن ابو سعید نے لکھي ہے جسکا نام " اسرار التوحید في مقامات الشیخ ابي سعید " ہے - اسکا مطالعه کرتے هوے یکایک اس رباعي پر میري نظر پڑگئي - اسکے مصنف نے تصریح کردي ہے که ایک خاص وجداني حالت میں یه دو بیتي شیخ کي زبان پر جاري هوئي تهي -

اگر مزید تلاش کي جاے تو عجب نہیں که اسي طرح الحاقي رباعیات کے متعلق غیر متوقع معلومات جمع هوجاے -

## ( نیا امریکن ایڈیشن )

اس تفصیل سے مقصود یه تھا که نئے امریکن ایڈیشن کي منتخبه رباعیات کي مقدار پر نظر ڈالي جاے - بیان کیا گیا ہے که اسمیں ۴١٨ رباعیوں کا ترجمه دیا گیا ہے -

اس سے معلوم هوتا ہے که اس ایڈیشن کے مولفین کے نزدیک اصلي مقدار اتني هي ہے - مگر هم کو یقین ہے که اسمیں ایک بڑي تعداد الحاقي رباعیات کي هوگي - کیونکه اگر سر گور اوسلي کے نسخے کي تمام رباعیات اصلي تسلیم کرلي جائیں' جب بهي اتني تعداد اصلي رباعیات کي ثابت نہیں هوتي -

بہرحال ایڈیشن مذکور کي اشاعت کا انتظار کرنا چاهیے - مطالعه کے بعد هي هم راے قائم کي جاسکے گي -

# کنیڈا میں ہندوستانیوں کی حالت زار

اُن چار جانباز ہندوستانی عورتوں میں سے ایک عورت جو جابرانہ قانون کا مقابلہ کرنے کیلیے کنیڈا میں داخل ہوگئی ہیں !

کنیڈا میں ہندوستانیوں کے رہنے کے مکان

" یہ لوگ ہمارے ملک میں حاکم بنکے چلیے آتے ہو - ہم تمہارے یہاں قلی بنکے بُلایے جاتے ہیں - اسپر بھی تم ہمیں آنے کی اجازت نہیں دیتے ؟ "

[ گردت سنگھ ]

سردار تیجا سنگھ جو کنیڈا کے نوآباد ہندوستانیوں کے ایک با اثر لیدر ہیں -

## بهر زمین که رسیدیم آسمان پیدا ست !

کنیڈا میں جو جہاز نوآباد ہندوستانیوں کو لیکر سردار گردت سنگھ گئے تھے اور جو بالآخر ظلم اور جنسیت قومی کے تعصب سے شکست کھاکر غالباً واپس آجانے والا ہے' اسکے ساحل کنیڈا تک پہنچنے سے پیشتر مندرجہ ذیل مراسلت مشہور اہل قلم سیتہ نہال سنگھ نے گریفک لندن کو بھیجی تھی' جو تازہ ولایت کی ڈاک میں آیا ہے :

" کنیڈا میں ہندوستانیوں کی نو آبادی کا مسئلہ سخت خطرے کی حالت میں نظر آتا ہے - ۳۷۵ ہندوستانی ایک جاپانی جہاز میں کولمبیا روانہ ہوگئے ہیں - ہندوستان کے ایشیائیوں نے یہ جہاز جاپان کے ایشیائیوں سے کرایہ پر لیا ہے' اور دونوں یکساں طور پر کنیڈا سے اپنے حقوق کے داد خواہ ہیں !

ہندوستانی نہایت استقلال و جوش اور جاں نثاری کے ولولوں کے ساتھہ روانہ ہوے ہیں' اور اس بات پر تلے ہوے ہیں کہ برطانی رعایا ہونیکی حیثیت سے اپنے حقوق حاصل کرینگے - انکا مقصود ایک عملی آزمایش کے ذریعہ اس سوال کو حل کرنا ہے کہ آیا سلطنت برطانیہ کا ایک جز ہونے کے لحاظ سے انہیں کنیڈا میں رہنے کا حق حاصل ہے یا نہیں ؟

ان ہندوستانیوں میں زیادہ تعداد اُن سپاہی پیشہ سکھوں کی ہے جو زمانۂ حال کی انگریزی لڑائیوں میں ایک تاریخی افتخار حاصل کرچکے ہیں - وہ تاج انگلستان کے لیے ہندوستان کے اندر اور ہندوستان' کے باہر ( مثلاً سرحد افغانستان' تبت' چین صومالی لینڈ ) میں لڑچکے ہیں اور بارہا اپنا خون بہاچکے ہیں - ان لوگوں میں شاید ہی کوئی شخص ایسا ہوگا جسکو یہ دعوا نہ ہوگا کہ اسکے قریب اور محبوب رشتہ داروں میں سے کوئی نہ کوئی سر فروش اس سلطنت کے لیے اپنا خون بہا چکا ہے' جسکے تاج سلطنت کا سب سے زیادہ قیمتی نگینہ ہندوستان ہے - بہر حال اس بحث کو چھوڑ دو کہ سکھوں کے حقوق ایک وفادار برطانی سپاہی ہونے کی حیثیت سے خاص نوعیت رکھتے ہیں - عام قومی اور قانونی لحاظ سے دیکھو' جب بھی یہ ایک نہایت ہی افسوسناک اور ناقابل تحمل منظر ہے - ہندوستان ہی کے باشندے ہیں جنہوں نے محنت و مزدوری کرکے ان نو آبادیوں کو یورپ کی دار الحکومتوں کا ہم سر بنا دیا ہے' لیکن آج نہایت بے دردی کے ساتھہ ان پر اسکا دروازہ بند کیا جا رہا ہے - بظاہر ایسے پر فریب قواعد وضع کیے گئے ہیں جنسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دروازہ چند رکاوٹوں کے ساتھہ ابتک کھلا ہے' مگر فی الحقیقت وہ پوری طرح بند کردیا گیا ہے - مثلاً ایک طرف یہ قاعدہ رکھا ہے کہ نوآباد ہندوستانی کلمبیا میں ایک ہی ٹکٹ پر نہ آے' دوسری طرف حکم دیدیا گیا ہے کہ اگر وہ اسی جگہہ جہاز بدلے تو اسکو آگے بڑھنے کی اجازت نہ دی جاے - اسکا صاف مطلب یہی ہوا کہ کوئی ہندوستانی کولمبیا نہ جاے - یہ قانون یہاں تک سخت کردیا گیا ہے کہ نوآباد ہندوستانیوں کی بی بیاں بھی اپنے شوہر کے پاس جانے سے روک دی گئی ہیں - یہ ایک ایسی کھلی وحشت ہے جسے اسکی حالت پر چھوڑ دینا کوئی انسان گوارا نہ کریگا !
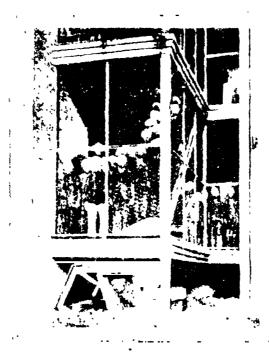
جو ہندوستانی پیشتر سے وہاں موجود ہیں' ان پر بھی نوکریوں کا دروازہ بند کردیا گیا ہے - ساتھہ ہی ایک طرف تو حکام نے ہندوستانیوں کی بیبیوں کو اندر

مظلوم ہندوستانیوں کی بے بسی کا ایک منظر! کینیڈا کے حکام صیغۂ مہاجرت نے نوآباد ہندوستانیوں کو یہاں مقید کر رکھا ہے !

حضرات چاهیں اس امر کو تحقیق فرمالیں که جو صاحب باهر سے بلاے هوے تشریف لاے تهے' ان میں سے کسی صاحب سے بهی هم لوگوں نے کچهه فرمایش کی تهی ؟ دهلی میں جو پانچسو کے قریب ٹکٹ تقسیم کیے گئے تهے' کیا ان کے پاس هم لوگوں نے کسی آدمی کو کچهه سمجهانے کے لئے بهیجا تها ؟ کیا مدرسه طبیه کے طلباء سے هماري کمیٹی کے کسی شخص نے اچهه فرمایش کی تهی ؟ بیشک کمیٹی کے سب ممبر ایک خیال کے تهے اور ان کے اکثر احباب ان کے هم خیال تهے اخبارات میں کافی مضامین نکل چکے تهے - دهلی کے بهت سے پڑهے لکهے حضرات ان مضامین کو پڑه پڑهکر اپنی اپنی رائیں قائم کرچکے تهے - ایسي حالت میں اکثر اصحاب کا اصلاح ندوه پر اتفاق تها - جس کی ضرورت کو ندوه کے انصاف پسند حضرات نے خود بهی تسلیم کرلیا تها اور ۱۰ - مئی کے جلسه میں اس کا باقاعده اعلان بهی هوچکا تها - ان تمام باتوں کو پیش نظر رکهکر دهلی کے جلسه کي عام راے کے متعلق صرف یهی صحیح قیاس هوسکتا هے که وه اصلاح ندوه کے مرید تهے اور کسی سے سبق لینے کے محتاج نه تهے -

( و ) یه تو باربار لکها جاتا هے که جلسه میں مدرسه طبیه کے طلبه موجود تهے' لیکن کسی منصف مزاج نے یه نہیں لکها که مدرسه امینیه کے اور بعض دیگر اسلامی مدارس کے طلبه بهی جلسه میں اچهی تعداد میں موجود تهے' جو بغیر ٹکٹ کے آگئے تهے' اور جنهیں جلسه میں شریک هونے سے کسی نے بهی نہیں روکا تها - ایک طرف کسي طالب العلم کو داخل هونے سے منتظمین نہیں روکتے تهے اور دوسري طرف وه یه دیکهه رهے تهے که حامیان ندوه میں سے بعض اصحاب ایک ایک ٹکٹ کو بار بار استعمال کررهے هیں' اور ان لوگوں کو داخل کر رهے هیں جنهیں وه کسی نه کسی خاص غرض سے داخل کرنا چاهتے تهے - کیا کوئی شخص نه کهه سکتا هے که منتظمین نے رواداری کے برتاؤ کے سوا کچهه بهی ان امور پر نوٹس لیا -

( ز ) یه بهی اعتراض کیا جاتا هے که ریزلیوشن زبردستی پاس کرلیے گئے حالانکه اکثر حاضرین جلسه ان کے خلاف تهے - یه اعتراض اور اسی قسم کے بعض دوسرے اعتراضات حقیقت میں اس قابل هیں که ان کا کوئي جواب نه دیا جاے تو زیاده بهتر هے - اس نه بات سمجهه میں آسکتی هے که جلسه خلاف هو اور کوئی ریزلیوشن پاس کرلیا جاے' تو اعتراض بهی سمجهه میں آسکتا هے - واقعه یه هے که جب موافقت کے لیے هاتهه اٹهانیکو کها گیا تو تقریبا سب نے هاتهه اٹهاے' لیکن جب مخالفت کے لیے هاتهه اٹهانے کو کها گیا تو میں نے خوب غور کرکے دیکها' صرف دو هاتهوں کے سوا کوئی تیسرا هاتهه هوا میں بلند نه تها ! جلسه میں سیکڑوں آدمی تهے اور وه اس امر کی آسانی کے ساتهه شهادت دے سکتے هیں - ان سے دریافت کرلیا جاے تو اور بهی بهتر هوگا -

## ( نتائج عاجلـه )

میں مختصر طور پر جلسه کے حالات بیان کرنے کے بعد اس جلسه کے نتائج پر بحث کرنا چاهتا هوں جس کا وعده میں نے اپنے اس مضمون کے ابتدائی حصه میں کیا تها -

میں اس جلسه کا نتیجه سمجهتا هوں که ان بزرگان ندوه نے جو انصاف پسند هیں' اصلاح کی طرف قدم بڑهایا هے' اور وه اب اسکی جد و جهد اصلاح کیلیے کررهے هیں - ۱۴ جون کو انهوں نے اپنی انتظامی کمیٹی کے جلسه کو بلایا هے' اور احقر کے ذیل امور درج کئے هیں - جن میں سے اکثر امور اصلاح سے تعلق رکهتے هیں -

( ۱ ) ( الف ) منظوري کار روائي جلسه هاے انتظامیه گذشته -

( ب ) حساب نه ماهه دار العلوم و ندوة العلماء پیش هو -

( ۲ ) جن مدرسین کی نسبت مہتمم صاحب دارالعلوم نے اپنی رپورٹ شائع شده میں لکها هے که انهوں نے طلبه کی اسٹرائیک میں حصه لیا هے' ان کا معامله بغرض تصفیه پیش هوگا -

( ۳ ) جن طلبه نے اسٹرائیک کی تهی انکی وه درخواستیں پیش هوں گی جن میں انهوں نے اپنے قصور کی معافی چاهی هے' میں نے ( ناظم صاحب نے ) با تصفیه جلسه انتظامیه ان کو دارالعلوم اور دار الاقامة دونوں سے مستثنیٰ هونیکا عارضي حکم دیا هے -

( ۴ ) سالانه ندوة العلماء کے طلب کرنے کي جلد سے جلد ضرورت هے' لهذا اس کے لئے تاریخ اور مقام کا تعین کیا جائیگا -

( ۵ ) مراسله ریاست بهوپال و رامپور مشعر الدواء امداد تعدادی ۵۰۰ روپیه سالانه بلا تعین مدت ( پیش هوگا )

( ۶ ) به میر مهدي عبد الله صاحب اور قاضي تلمذ حسین صاحب کي رخصت کے متعلق هے )

( ۷ ) ماسٹر دین محمد صاحب کے متعلق هے )

( ۸ ) ( معیه اول کی جنه کے انتظام کے متعلق هے )

( ۹ ) انتخاب ممبران مجلس هاے دار العلوم و مال و کونسل نظامت و فهرست انتخاب ارائین نامزد شده ( جو منسلک هے )

( ۱۰ ) تجویز متعلق نگراني بورڈنگ هاؤس -

( ۱۱ ) معامله جلسه دهلی منعقده ۱۰ مئي سنه ۱۹۱۳ء و مراسله مولوي ثناء الله صاحب پریسیڈنٹ جلسه دهلي بابت انتخاب تقرر کمیٹي براے اصلاح ندوه -

( ۱۲ ) دیگر ضروري امور جو اس وقت تک هنگامي طور پیش آجائیں یا ضروري تحریرات -

اس ایجنڈا سے صاف معلوم هوتا هے که ارکان ندوه اپنے فرائض کے ادا کرنیکے کا اهتمام کر رهے هیں جو امید هے که پورے هوں گے - اور وه پورے هوگئے تو جسقدر انهیں خوشی هوگي اسیقدر هندوستان کے ان تمام مسلمانوں کو بهی هوگی جو ندوه کے ساتهه دل چسپی رکهتے هیں -

اس کے علاوه ناظم صاحب ندوه نے اعلان کردیا هے که اب قواعد و ضوابط کو درست کرنا چاهتے هیں اور اس غرض کے لیے تمام مسلمانوں کو دعوت دے رهے هیں - پس ۱۰ - مئی کی منتخب شده کمیٹي بهی اپنے خیالات کو ان حضرات کی خدمت میں پیش کرے گی' اور یهی اس کا فرض هے - ان باتوں کا جو نتیجه هوگا' امید هے که بهتر هوگا اور ۱۰ - مئی کے جلسه کي غرض کسي نه کسي طرح پوري هوجائیگي - بعض معزز ارکان ندوه میں چند حضرات خاص طور پر معامله فهمی میں ممتاز هیں - وه اچهي طرح جانتے هیں که هٹ اور ضد سے ندوه کو نقصان پهونچنے کا اندیشه هے' اور صحیح مطالبات کو قبول کرنا ندوه کي فلاح اور بهبود کا باعث هوگا - دوسري صورت میں قوم کے ایک حصه کی دل چسپي ندوه کے ساتهه ساقط هوجانیکا خوف هے - بس هم امید هے که خدا نے چاها تو تمام معاملات درست هوجائیں گے' اور آخرکار سب ملکر ندوه کے ایسے هي خادم بن جائیں گے - جیسے کے پہلے تهے' اور واقعات کو متفق هوکر بالکل بهلا دیں گے -

بهت سے ایسے اعتراضات میں نے چهوڑ دیے هیں جو صحیح نہیں مگر میں انهیں مهتم بالشان نہیں سمجهتا هوں - میں نے ایسے واقعات بهي ترک کردیے جن کا اس وقت ذکر مصلحت کے خلاف هے اور وه فریقین میں پهر نا گوار بحث کا باعث هوجائیں گے - اگر ذمه دار اشخاص ایسی بحثوں کو چهیڑیں تو میں واقعات کو دهرانے کے لیے حسب ضرورت مجبور هونگا -

محمد اجمل

خیال میں جو خریدار اس وقت ہیں انہی کو بذریعہ الہلال اطلاع دیکر قیمت ڈیوڑھی یا دوگنی کردینے کی خبر دینی چاہیے - میں امید رکھتا ہوں کہ جتنے خریدار اس وقت الہلال کے موجود ہیں وہ انشاء اللہ تعالی بڑی خوشی اور رضا و رغبت کے ساتھ اضافہ کو منظور کرکے قیمت ادا کرینگے -

مجھے عرض کرنے کی کچھ ضرورت نہ تھی ' جن جن اشخاص نے الہلال دیکھا ہوگا وہ جانتے ہونگے ' اور آپ بھی اچھی طرح واقف ہیں - بے شک دعوۃ دینی اپنی پہلی منزل سے گذر چکی ہے مگر اسکا قیام و استحکام صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ تعلیمات برابر جاری رہیں اور ترغیب و تحریص کا سلسلہ بند نہ ہو - خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے الہلال کو قائم و بر قرار رکھے اور آپکے دلی ارادوں کو کامیاب فرماوے ؟

محمد زمان ' معرفت محمد ابراہیم ' ٹھیکہ دار

از کلو - ایس - ایس - برما

افسوس مسئلہ الہلال پر خریداران الہلال نے پوری توجہ نہ کی ' اگر ایک ایک خریدار بنائے تب بھی مسئلہ الہلال کی بابت آپ کو نمبر ۱۹ و نمبر ۲۰ میں درج کرنا نہ پڑتا - خدا تعالی اس چراغ کو قائم رکھیگا - میرے نام الہلال کی قیمت بجائے آٹھ روپیہ کے بارہ روپیہ درج کی جاوے - دوسرا پرچہ زیادتی چندہ کا وی - پی - روانہ فرماویں ایک خریدار پہلے دے چکا ہوں - دوسرے کا پتہ درج ذیل ہے -

فضل الہی از کلو - ایس - ایس - برما

الہلال کی نسبت میری راے یہ ہے کہ یہ پرچہ ملک کیواسطے رحمت الہی ہے ' اسکی کسیطرح کی کمزوری ملک کے واسطے سب سے بڑی مصیبت ہوگی ' لہذا اگر آپ اسکی قیمت میں اضافہ کردیں تو میں نہایت خوش ہونگا تا کہ مالی کمزوری باقی نہ رہے - دو خریدار جدید پیش کرتا ہوں -

محمد یونس عفی عنہ - از ملیح آباد - لکھنؤ

## مسئلۂ قیام الهلال

الهلال نمبر ۱۲ کا مضمون بعنوان " مسئله قیام الهلال کا آخري فیصله " پڑھکر ایسا صدمه هوا که اسکا اظهار احاطۂ تحریر سے باهر هے - نہیں معلوم کونسا جادو اس مضمون میں تھا که پڑھتے هی دل هاتهه سے جاتا رها اور آنکھوں کے سامنے اندهیرا چھا گیا - مولانا ! سچ سچ عرض کررها هوں که اول تا آخر ایک ایک لفظ مکرر سه کرر پڑھا ' اور غور کرتا رها اور کرتا هوں که نه معلوم هم عاجزوں کیلیے کونسا انقلاب اور کیا حشر هونے والا هے ؟

جناب نے فرمایا هے که " الهلال نے خدا سے مهلت مانگي تھي که اپنے سامنے اپنے بعض مقاصد کو دیکھه لے " اور " اب دیکھتا هوں که الهلال اپنا پہلا کام پورا کرچکا هے اور اپنے بعض مقاصد اپنے سامنے دیکھه رها هے " لیکن مولانا ! خود اپنے هي ضمیر سے فیصله طلب کیجیے که کیا " بعض مقاصد " هي کے پورا کردینے سے کام انجام پاسکتا هے ؟ اگر نہیں تو پھر کیا هم گم گشتگان ضلالت کو نیم بسمل چھوڑ نے هي کے لیے الهلال جاري کیا گیا تھا ؟ اگر ایسا تھا ( خدا نه کرے که ایسا هو ) تو بهتر تھا که اس کام کا بیڑا هي نه اٹھا یا جاتا - یه کہاں کا انصاف اور قانون هے که ادھورا چھوڑ کر اعراض کیا جاے -

---

( بقیه مضمون صفحه ۱۹ کا )

آدمي ممانعت کردي ' دوسري طرف یه رپورٹ عام طرحسے پھیلادي گئي که هندو ( هندوستانیوں کو کنیڈا میں هندو کہا جاتا هے خواه وه مسلمان هی کیوں نه هوں - جس طرح عرب هر باشنده هند کو هندو کہتے هیں - الهلال ) بالطبع نہایت اوباش هیں - اور انکي اخلاقي و معاشرتي حالت کی متمدن ابادي متحمل نہیں هو سکتي !

وه هندؤں کی جماعت جو کنیڈا میں کوما گاٹا مارو جہاز پر روانه هوئي هے ' صرف یه دکھلانا چاهتي هے که کنیڈا کی گورنمنٹ کیسے پیچیده طریقوں سے هندوستانی کو آبادیوں کو روک رهي هے ؟

یه جہاز جو هندوستان سے روانه هوا هے اسمیں کوئی کاریگر نہیں ' مستري نہیں - فقط محنت کے قلی هیں - یه غیر معمولی ملازم نہیں هیں ' اسوجه سے انهیں مجبور نہیں کیا جاسکتا که هندوستان لوٹ جائیں -

اس بات کو ذاتي طور پر تحقیق کرنے کے بعد همیں پته لگا هے که سکھوں کے ساتھه کنیڈا میں جو امتیاز برتی گئي جاتی هے ' اسمیں ایک حد تک مذهب کو بهی دخل هے - وه ایسے وقت میں آئے جبکه وهاں کے لوگ چینیوں اور جاپانیوں سے بگڑے هوے تھے - چونکه یه بهي مشرقي تھے اسلیے انکے ساتھه بهي چینیوں اور جاپانیوں کی طرح سلوک کیا گیا اور اس بات کا خیال کیا نہیں کیا گیا که هندوستاني برطاني رعایا هیں -

سلطنت کے نقطه خیال سے هر خیر خواه برطانیه اس واقعه کو افسوس کي نظروں سے دیکھیگا - اگر کنیڈا نے یه ناشائسته طریقه قائم رکھا تو بہت ممکن هے که هندوستان میں سخت بے چیني اور اضطراب پھیل جاے " ( نہال سنگھ )

میں نہایت عاجزي سے گذارش کرتا هوں که " مسئلۂ قیام الهلال کے آخري فیصله " کا فیصله جلد سنا دیجیے تاکه انتشار و تردد رفع هو جو اب نہایت شاق گذر رها هے - اگر فیصله موافق هوا تو کیا ' اور اگر نفي میں هوا تو پھر بدتعمیل اپنے اس قول کے که " ایک قطعی فیصله کرنے میں غیرت ساتھه هو جائیں " یه احقر بھي آپکا ساتھه دینے سے گریز نہیں کریگا - انشاء الله تعالی - الحمد لله میں بھي پہلي منزل پوري کرچکا هوں اور میرے سامنے بھي دوسري منزلیں نمودار هو گئي هیں - میں بھي انکے طے کرنے کے لیے کمر بسته هوجاؤنگا - ناظرین الهلال بھي اپنی پہلي منزلیں ختم کرچکے هونگے اور دوسري کے طے کرنے کیلیے تیار هونگے ' اگر وه خدا نخواسته اپني آینده منزلیں طے کرنے کے لیے تیار نہیں هیں تو انا لله و انا الیه راجعون -

آخر میں ناظرین الهلال سے درخواست هے که ۱۲ روپیه سالانه قیمت دینے پر تیار هوجائیں - اگر وه رضامند نہیں هیں تو ایک پیسه کا کارڈ ڈالکر خریداري سے سبکدوش هوجائیں - اگر کوئي ایسا خط وصول نه هو تو ۱۲ - روپیه پر رضامند سمجھه لیا جاے اور آینده ۱۲ روپیه سالانه قیمت مقرر کردي جاے -

نئے خریداروں کي فہرست منسلک عریضه هذا هے -

احمد علي خریدار نمبر ۳۸۶۲ - از بھٹنڈا -

آپکے اخبار کے مضامین نے جو اثر میرے دل پر کیا هے اسکا حال مجھے هی معلوم هے - آپکا اخبار بے علموں کیلیے ایک ایسا مقدس ذریعه علم هے ' جس سے بہت دین اسلام کی حقیقي اور روحاني معلومات حاصل هوتی هیں - خداوند کریم آپکو جزاے خیر دے - ایسے اخبار کیلیے قیام و عدم قیام کا سوال پیدا هونا هم مسلمانوں کیلیے حیف هے - میرا تو یه خیال هے که هر مسلم کے هاتھه میں یه پرچه هونا چاهیے - فی الحال تین اصحاب کے نام اخبار روانه کیجیے آینده بھي ان شاء الله کوشش کرونگا - وما توفیقي الا بالله -

براے خدا الهلال کے بند کرنیکا هرگز اراده بلکه وهم بھي نه فرمائیں الله مددگار هے فقط والسلام -

عزیز الدین - خریدار نمبر ۳۹۹۳ از لاهور

آج اتفاق سے ایک بزرگ سے الهلال کا پرچه نمبر ۲۰ اور ۱۹ جو ایک ساتھه شائع هوا هے ' چند مدت کے لیے دیکھنے کو ملگیا - الهلال کي توسیع اشاعت کیلیے اهل دل حضرات جان و دل سے کوشاں هیں - خاکسار ایک غریب طالب العلم هے ' عربي پڑھتا هے ' اتني اوقات نہیں جو آٹھه روپیه گھر سے دیکر الهلال کا خریدار بن جاؤں - کیا یه ممکن هے که آپ میرے اس عریضه کو اپنے پرچه کے کسي گوشه میں جگهه دیدیں ؟ بہت ممکن هے که میري عرضي شرف قبولیت کو پہونچ جاے ' اور کوئي صاحب دل حضرت ایک سال کے لیے الهلال میرے نام آپکو قیمت بھیجکر جاري کرادیں -

خاکسار سید محمد منصور احمد

مقام اوررن ڈاکخانه لکھوه - ضلع مونگیر

## الهلال :

ادارۂ الهلال کا اول اول اشاعت سے یه طریقه رها هے که توسیع اشاعت اور اعانت طلبا وغیره کی غرض سے بھی کسی پر بار ڈالنا پسند نہیں کیا گیا اور پہلے سال پانچ سو پرچے طلبا کو نصف قیمت پر ' اور سو کے قریب مفت ' اور اسي طرح دوسرے سال چھه روپیه قیمت پر کئي سو پرچے جاري کردیے -

یه پہلی درخواست هے جسکا جواب ادارۂ الهلال نے خود نہیں دیا بلکه قارئین کرام نے انکے بعوض جواب پیش کیا هے -

لا تهنوا ولا تحزنوا وأنتم الأعلون إن كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

تار کا پتہ
"الہلال کلکتہ"
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

Telegraphic Address
" Alhilal CALCUTTA
Telephone, No. 648

# ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنّیٰ بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷-۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۲ — کلکتہ چہار شنبہ ۱۳ شعبان ۱۳۳۲ ہجری — جلد ۵

Calcutta Wednesday, July, 8, 1914.

مدیر مسئول و رئیس قلم تحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی
مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلی فون نمبر ۶۴۸
سالانہ — ۸ — روپیہ
ششماہی — ۴ — ۱۲ — آنہ

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor,
Abul Kalam Azad
14 McLeod Street
CALCUTTA
Yearly Subscription Rs. 8
Half yearly 4-12

# الهلال

نمبر ۲ — کلکته : چهار شنبه ۱۳ شعبان ۱۳۳۲ هجري — جلد ٥
Calcutta: Wednesday, July, 8. 1914.


# شذرات

## حادثۂ کراچی

کراچی کی بائسکوپ کمپنی کے مقدمے کے متعلق پچھلے ہفتے ہم نے کچھہ نہیں لکھا - باوجودیکہ ہمیں معلوم ہوچکا تھا کہ مجسٹریٹ نے مقدمہ خارج کردیا ہے -

اسکا سبب یہ تھا کہ تفصیل صحیح کے منتظر تھے اور آن وجوہ کو معلوم کرنا چاہتے تھے جنکی بنا پر مقدمہ خارج کیا گیا ہے -

جس تار میں مقدمے کے خارج کیے جانے کی خبر دی گئی تھی ' اسی میں میر محمد ایوب صاحب پیرسٹر ایٹ لا کراچی کا یہ بیان بھی نقل کیا تھا کہ " اس فلم کو ( حضرت ) پیغمبر اسلام ( صلے اللہ علیہ وسلم ) سے کوئی تعلق نہیں " نیز ظاہر کیا تھا کہ انہوں نے یہ راے فلم کے دیکھنے کے بعد قائم کی ہے -

مجسٹریٹ شہر نے خود جاکر اس فلم کو دیکھا اور اسکے بعد مدعی سے کہا کہ مقدمہ اٹھا لے - اُس نے انکار کیا اور مقدمہ خارج کردیا گیا -

اُس تار کے پڑھنے سے یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ بہت ممکن ہے ' اس معاملے میں عام مسلمانوں کو کچھہ غلط فہمی ہوگئی ہو اور انہوں نے عربی لباس میں تصویریں دیکھکر بجاے خود یہ نتیجہ نکال لیا ہو کہ پیغمبر اسلام ( صلے اللہ علیہ وسلم ) کو اس حالت میں دکھلایا گیا ہے -

یہ بھی بالکل سچ ہے کہ مراکش ' مصر ' سوڈان ' اور بلاد عرب کے بعض امرا و رؤساء کے متعلق فرانس میں صدہا حکایتیں تصنیف کی گئی ہیں اور ان میں مسلمانوں کی بدوضعی ' خونریزی ' ظلم و سفاکی ' نفس پرستی ' اور حرم کی فرضی زندگی کے مکروہ واقعات دکھلائے گئے ہیں - بعض حکایتوں میں آخری نتائج کسی قدر تحسین نما ہوتے ہیں - مثلاً ایسی حکایتیں جن میں انکی شجاعت ' دوست نوازی ' وفاے عہد ' اور مہمان پرستی کے مناظر بھی آے ہیں ' تاہم چونکہ مسلمانوں کے متعلق صدہا غلط بیانیوں کا اعتقاد عام طور پر راسخ ہوگیا ہے - اسلیے ان میں بھی کثرت ازدواج ' شدت و افراط طلاق ' اور حرم کی مکروہ و وحشیانہ عیش پرستی کا تذکرہ ضرور ہی آجاتا ہے -

کئی سال ہوے ' ایک باہر کی کمپنی بمبئی میں آئی تھی - میں نے اسکا چھپا ہوا پروگرام دیکھا تھا جسکی سرخی " مولائی حفیظ کا انصاف " تھی - پڑھنے سے معلوم ہوا [illegible]

مراکشی امیر اور ایک فرانسیسی جنرل کی بیوی کا قصہ ہے - مراکشی امیر مولائی حفیظ سلطان مراکش کے ہاں اسے دیکھہ کر عاشق ہوجاتا ہے اور صحرائی بدؤں کی ایک جماعت بھیجکر گرفتار کرلیتا ہے - فرانسیسی جنرل اپنی حکومت سے طالب اعانت ہوتا ہے مگر وہ کچھہ نہیں کرسکتی ' اور بڑی تلاش و جستجو کے بعد بھی مفقود الخبر عورت کا پتہ نہیں لگتا - آخر وہ سلطان کے پاس جاتا ہے اور اسکے تخت کا پایہ پکڑکے روتا ہے - سلطان متاثر ہوکر وعدہ کرتا ہے اور بادیہ نشین قبائل کے ایک شیخ کو بلاتا ہے - شیخ جاتا ہے اور ایک پرانے کھنڈر کے غار نما تہ خانے سے عورت کو نکالکر واپس کردیتا ہے

اسکے بعد مراکشی امیر گرفتار ہوتا ہے اور سلطان کے آگے مقدمہ پیش کیا جاتا ہے - وہ حکم دیتا ہے کہ ایک خونخوار شیر کے پنجرے میں زندہ ڈالدیا جاے -

اس حکایت میں بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان سلطان کے انصاف ' مساوات ' اور عدالت میں عدم امتیاز مسلم و مسیحی کا نمونہ پیش کیا گیا ہے - لیکن در حقیقت اس سے ایک طرف تو مسلمان امرا کی وحشت و نفس پرستی دکھلانا مقصود ہے ' دوسری طرف انصاف کے پردے میں مولاے عبد الحفیظ کی خونخواری اور درندگی ' کہ مجرم کو زندہ شیر کے آگے ڈالدیا !

میں اس فلم کو دیکھنے کیلیے گیا - میرے ساتھہ ایک پارسی شخص تھا - جب مراکشی امیر کے حرم کے وحشیانہ مناظر اسنے دیکھے تو میں نے کہا کہ واقعات میں جو جزئیات دکھلاے گئے ہیں وہ عقلاً مستبعد ہیں ' اور کوئی مسلمان ایسا نہیں کرسکتا - اُس نے کہا " اس حکایت کا مصنف مسلمانوں کا دوست ہے - ایک مسلمان بادشاہ کا انصاف دکھلا رہا ہے - وہ اپر تہمت نہیں تراش سکتا " میں نے کہا کہ اگر تمہارا عقیدہ یہ ہے تو جس غرض سے حکایت لکھی گئی تھی وہ حاصل ہوگئی !

غرض اسمیں شک نہیں کہ اس بارے میں غلط فہمی بھی ہوسکتی تھی ' اور میر محمد ایوب صاحب کی شہادت اسکی توثیق میں بیان کی گئی تھی

مگر دوسری طرف مسلمانوں کی درخواست تھی ' جسمیں نہایت وثوق کے ساتھہ دعوا کیا گیا تھا اور پروگرام کی نقل شامل کردی تھی - سینما میٹوگراف کا قاعدہ ہے کہ ہر منظر سے پہلے ایک صفحہ سادہ سامنے آتا ہے جسپر اسکے متعلق مختصر حالات لکھے ہوتے ہیں - صدہا آدمی جو تماشا گاہ میں برافروختہ ہوگئے تھے ' ان میں کوئی نہ کوئی تو ضرور انگریزی جانتا ہوگا اور اُس نے پڑھا ہوگا کہ کیا لکھا ہے ؟

ایسی حالت میں یہ مان لینا بھی مشکل تھا کہ دعوا سرتا سر ایک جاہلانہ حماقت کا نتیجہ ہے اور اسکی کوئی اصلیت نہیں

... طرز پر ایسا باور کرنے کے وجوہ پائے جاتے ہیں یا نہیں ؟ تو اسکا فیصلہ کراچی کے مسلمان ہی بہتر کرسکتے ہیں - باہر کے لوگوں کیلیے بہت مشکل ہے کہ وہ تمام وجوہ و دلائل کا اندازہ کرسکیں - لیکن ... خود وہ انکار کرتا ہے اور بقول سندھ گزٹ کے " تعلیم یافتہ " مسلمانوں کی اعانت اسکے ساتھ ہے' تو کم از کم یہ بتلانا اسکا فرض ہے کہ " دی پرافٹ " سے خود اس نے کیا سمجھا تھا ؟ اور کس ... " کا قصہ دکھلا رہا تھا ؟ اگر وہ صحیح جواب نہیں دیسکتا تو سمجھ میں نہیں آتا کہ مقدمہ کس بنا پر خارج کردیا گیا ؟

مزید میں ایک اور تار چھپا ہے' اسمیں لکھا ہے کہ میر محمد ... صاحب اب مسلمانوں کے ساتھ اعتراض میں شریک ہوگئے ... اور آیندہ اعتراضی جلسہ میں حصہ لینگے - یہ اگر سچ ہے تو ... معاملے میں انکی راے کا اضطراب و اختلاف بالکل نا قابل فہم ہے - سمجھ میں نہیں آتا کہ جبکہ انکی شہادت مستر گربن ... کیلیے اسقدر مفید ہوئی ہے' تو ہم کس قسم کا فائدہ حاصل کریں ؟

موجودہ حالت یہ بیان کی گئی ہے کہ کلکٹر کراچی نے ملم ... ضبطی کا وعدہ کیا ہے' گو قانوناً اسکے دکھانے کیلیے پیکچر پبلس ... پوری آزادی ملگئی ہے -

لیکن ہمارے خیال میں مسلمانان کراچی کو صرف وعدوں ہی پر مطمئن نہ ہو جانا چاہیے' بلکہ کوشش کرنی چاہیے کہ ایک قطعی فیصلہ حاصل کریں - اگر انکی کوشش بے سود نکلی تو باہر کے مسلمان انکی اعانت کیلیے ہر وقت طیار ہیں -

## بابو گنگا پرشاد ورما

آنریبل راے بہادر بابو گنگا پرساد ورما کی وفات ہندوستان کی ... فاجعات عظیمہ میں سے ہے' جسکے ماتم میں ملک کے ہر فرد کو ... حصہ لینا چاہیے -

وہ ہندوستان کے اُن مخصوص افراد عالیہ میں سے تھے جنھوں نے ... زندگی کے ہر عمل کو سچی خدمت اور بے لوث ملک پرستی کا نمونہ بنایا تھا' اور جنکا وجود اس صداقت کی ایک زندہ ... تھی کہ سچائی کے ساتھہ کام کرنے والے کیونکر اپنے لیے راہ ... رفعت پیدا کرتے ہیں' اور کس طرح اُن مدارج کو استحقاق ... کے ساتھہ طے کرتے ہیں' جنھیں بغیر حق و قابلیت کے حاصل کرنے کیلیے نادان انسان مضطرب رہتا ہے ؟

انکی زندگی کی ابتدا ایک ایسے بے نشان و حیثیت طالب العلم کی زندگی سے ہوتی ہے' جو میٹریکولیشن کے امتحان میں ناکام رہچکا ... اسکے بعد انھوں نے " ہندوستانی " نکالا' اور صوبجات متحدہ کے ... اردو اخبار نویس کی زندگی سے پبلک میں آئے -

اس واقعہ پر پورے تیس سال گذر چکے ہیں - ایک قرن تک ... حقیقت ابتدا مختلف راستوں سے اپنے شاندار انتہائی مقصود ... طرف بڑھتی رہی -

لیکن آج ہم " ہندوستانی " کے ایڈیٹر اور ایک میٹرک فیل ... ہندوستانی کی وفات پر ماتم نہیں کر رہے ہیں' بلکہ ہمارے سامنے تیس ... کی ایک شاندار عملی زندگی کے فقدان کا دلخراش ماتم ہے' ... اولو العزمیوں اور فضائل و محاسن سے معمور تھی - وہ اردو کے ... ملکی اخبار کے ایڈیٹر تھے - ملک کی سب سے بڑی سیاسی ... کے سرگرم رکن تھے - ہندوستان کے ایک اہم ترین صوبے کے ... اور تعلیمی رہنما تھے' جس نے تیس سال تک ...

... مندوں ... کے جد و جہد میں بڑے آدمیوں کی طرح حصہ ... اور اپنی قابلیت' دانشمندی' فہم و تدبر' اصابت راے' اعتدال ... عزم و ثبات' سچی خدمت' اور بے لوث محنت کا ایسا ... فراہم کردیا' جو بجا طور پر ہندوستان کی جدید سیاسی و عملی زندگی کی ایک ... سوانح عمری ہوسکتا ہے !

ملک کی ہر بہتر اور مفید تحریک کیلیے انھوں نے اپنی زندگی کو وقف کردیا تھا - وہ ایک ایسی زندگی رکھتے تھے' جو کسی وقت بھی محنت سے خالی نہ تھی -

پچیس تیس برس سے ہمارے ملک میں ملکی کاموں کی زندگی بسر کرنے کا شوق پیدا ہوگیا ہے اور اسمیں مقبولیت و مرجعیت اور جلب توجہ حکام و حکومت کی بعض ایسی کششیں ہیں' جنکی وجہ سے ہر شخص اس زندگی کے خواب دیکھنے لگتا ہے -

مگر بابو گنگا پرشاد ہندوستان کے ان مخصوص لوگوں میں سے تھے' جنکا وجود اس خواب کی سچی تعبیر تھی' اور بہت کم ایسے خوش نصیب ہیں جنکے لیے ملکی خدمت کا خواب' خواب پریشان کی جگہ ایک رویاء صادقہ ثابت ہوا ہے !

اسمیں شک نہیں کہ انکا احسان صوبجات متحدہ پر اور علی الخصوص لکھنؤ پر سب سے زیادہ ہے' مگر فی الحقیقت وہ تمام ہندوستان کے خادم تھے' اور ہمیں چاہیے کہ انکی زندگی کی عزت کو صوبوں کی تقسیم سے بالا تر سمجھیں - بلا شبہہ انھوں نے لکھنؤ کو اپنی بے نظیر دانشمندی اور محنت و جانفشانی سے بہت شاندار بنا دیا' لیکن وہ جو کچھہ لکھتے پڑھتے رہے' اسمیں تمام ہندوستان کے شاندار بننے کا بھی بیج موجود ہے' اور وہ اس سے کم نمایاں نہیں ہے جسقدر لکھنؤ میونسپلٹی کے کاموں میں نظر آتا ہے - وہ تیس سال تک ایک ایسے عمدہ اخبار کو مرتب کرتے رہے جسکی نسبت ہمیشہ ہمارا خیال یہ رہا کہ وہ اردو کا بہترین اخبار ہے - جسقدر صحیح سیاسی تعلیم اور خالص معلومات وہ اپنے پڑھنے والوں کیلیے فراہم کرتا رہا' شاید ہی کوئی اور اخبار ایسا کرسکا ہو - انکی وفات اردو پریس کیلیے خاصۃً ایک حادثۂ شدیدہ ہے -

ہندو مسلمانوں کے اتحاد کے متعلق انکے خیالات نہایت قیمتی تھے' اور جہاں تک ہمیں معلوم ہے' ہم وثوق کے ساتھہ کہہ سکتے ہیں کہ انھوں نے کبھی بھی حملہ آورانہ قومیت کا وہ افسوسناک رویہ اختیار نہیں کیا' جو بعض ہندو اور مسلمان لیڈر اختیار کرتے ہیں - وہ خصوصاً پنجاب کے اُن ہندو اخبارات کو ناپسند کیا کرتے تھے جنکی پالیسی کبھی موجودگی متحدہ ہند کے تصور کے ساتھہ کبھی بھی جمع نہیں ہوسکتی - خود مجھسے انھوں نے بارہا کہا کہ ایسے لوگوں اور اخبارات سے بڑھکر ملک کا کوئی دشمن نہیں خواہ وہ مسلمان ہوں خواہ ہندو -

پچھلے دنوں جب میں رامپور سے دہلی جا رہا تھا تو ... کے اسٹیشن پر ایسے سرسری ملاقات ہوئی - افسوس کہ یہی آخری ملاقات تھی - ہندو مسلمانوں کے اتحاد کے عملی کام کی نسبت عرصے سے میرے بعض خاص خیالات ہیں - اس ملاقات میں سرسری طور پر انکا ذکر کیا اور کہا کہ آپ اپنے صوبے میں سب سے پہلے اس کی آزمائش شروع کردیں - انھوں نے پوری مستعدی کے ساتھہ اس سے اتفاق کیا تھا اور کہا تھا کہ خاص اسی کام کیلیے ایک مرتبہ لکھنو آؤ اور صوبے کے بعض دیگر لیڈر بھی شریک صحبت کیے جائیں تو پورے مشورہ کے بعد کام شروع کیا جاے -

اخبار " ہندوستانی " کو قائم رکھنا انکی اولین یادگار ہے - اسکے بعد صوبے کے ارباب راے کو غور کرنا چاہیے کہ زیادہ مفید اور موزون صورت میں اور کونسی یادگار ہوسکتی ہے ؟ ہمیں امید ہے کہ اگر فنڈ کھولا گیا تو بلا استثنا ہندو مسلمان' سب شریک ہونگے -

لیکن اگر اس مقام کے مسلمانوں کي حالت ایسي نہیں ہے که روپیه کا انتظام هو سکے یا کوئي انجمن اور جماعت کارکن موجود نہیں ہے که پورا انتظام کر سکے ' تو اس صورت میں همیں اطلاع دیني چاهیے که کم از کم اسقدر انتظام وهاں کے مسلمانوں سے ممکن ہے - باقي کا انتظام جماعت خود کرلیگی -

اگر کسي وجه سے ایسی حالت ہے که کچھه بھي انتظام ممکن نہیں مگر وهاں کام کي ضرورت بھي شدید ہے' تو یه تیسري صورت ہے - اس صورت میں بھي متوکلاً علي الله هم اعلان کرتے هیں که هم سے بلا توقف خط و کتابت کي جاے - انشاء الله تمام مصارف اپنے ذمے لیکر حسب ضرورت دعاة و سیاحین کا انتظام کردیا جایگا -

( ۸ ) " حزب الله " کیلیے کوئي فنڈ قائم نہیں کیا گیا ہے اور نه اسکے شرکاء سے ابتک کوئي رقم دائمي یا یکمشت طلب کي گئي ہے - دنیا پہلے روپیه مانگتی ہے - پھر کام کرتي ہے - لیکن همارے نزدیک ترتیب بر عکس هوني چاهیے - همارا اعتقاد یه ہے که جس طرح روپیه کاموں کیلیے سب سے زیاده ضروري چیز ہے ' اسی طرح اسکا وجود بہتر سے بہتر کاموں کیلیے سخت و شدید مہلکات و موانع میں سے بھی ہے - هم ابتدا سے اس کام کو آجکل کی انجمنوں اور مجلسوں کے عام قواعد و رسوم سے بالکل الگ هو کر کر رهے هیں ' اور همارے پیش نظر اپنے گذشته اور بھلاے هوے نمونے هیں :

لب تشنگي ز راه دگر برده ایم ما !

( ۹ ) هم مختصراً یه بھي بتلادینا چاهتے هیں که ان دعاة و سیاحین کا کام کیا هوگا ؟ کیونکه ابتک اسکا کوئی نمونه قوم کے سامنے نہیں آیا ہے - بہت ممکن ہے که وه " وعظ " و " تعلیم " اور " تبلیغ و دعوة " کے نام سے کسي غلطي میں پڑجاے -

یه محض وعظ فروشي کي بساط تجارت بچھانے والا کوئي گروه نہوگا جو چند دنوں کیلیے ایک دکاندارانه دوره کرکے آگے بڑھجاتے هیں ' بلکه جماعة دعاة و سیاحین سے مقصود ایسے ارباب صدق و خلوص هیں ' جو انشاء الله تعالے اپنے کاموں اور اپنی سچي اور راست بازانه زندگي میں قوم کیلیے ایک نمونه ثابت هونگے - وه مجاهدین فی سبیل الله کا گروه ہے جس نے اپنی تمام بہتر سے بہتر اور اعلی سے اعلی دنیوي امیدوں اور توقعات و تعلقات سے کناره کش هوکر اور لذائذ و نعائم حیات کي امنگوں اور خواهشوں سے دل کو صاف کرکے ' اپني پوري زندگي خدمت دین و ملت کیلیے وقف کردي ہے ' اور الله اور اسکے ملائکۂ مقربین کو اپني قرباني اور جاں فروشي کے عهد و میثاق کا گواه قرار دیا ہے - وه نه تو دنیا کے طالب هوسکتے هیں اور نه دنیوي عزو جاه کے خواستگار ' نه آرام و راحت کے متلاشي هوسکتے هیں ' نه عمده بستروں اور لذیذ و قیمتي غذاوں کے آرزومند ' کیونکه ان تمام چیزوں کو وه اپنے پیچھے چھوڑ آے هیں - اگر ان چیزوں کے طالب هوتے تو خود بخود انھیں کیوں چھوڑ دیتے ؟ وه الله کي رضا اور اسکے کلمۂ حق کي خدمت کي راه میں سیر و سیاحت کرینگے ' اور تمام دکھیں اور مصیبتیں جو اس راه میں پیش آئینگي ' انھیں خوشي خوشي برداشت کرینگے - کیونکه یہي وه کانٹے هیں جنکي تلاش میں انھوں نے پھولوں کو چھوڑا ہے ' اور یہي وه درد و بیقراري ہے جسکی محبت میں انھوں نے آرام و راحت کي زندگي کو اسکے دشمنوں کي طرح ٹھکرا دیا ہے -

وه فقیروں کي طرح نکلینگے - دیوانوں کي طرح آواره گردي کرینگے - اور جہاں کہیں ٹھہرینگے ' خاکساروں کي طرح ٹھہرینگے - نه تو وه کسی سے نذر و نیاز لینگے اور نه کسي پر ایک پیسه کا بار ڈالینگے - ضرورت کے مطابق انکے کام هونگے - وه قران کریم کا درس دینگے ' حدیث نبوي کي تعلیمات بیان کرینگے ' عام دیني مسائل و معتقدات سے لوگوں کو باخبر کرینگے ' تعلیم یافته اصحاب کے مذهبي شکوک اور موجوده عہد کے اعتقادات و اعمال العادیه کي اصلاح کرینگے - عام مجلسوں میں ' انجمنوں میں ' مسجدوں میں ' ایک واعظ کي طرح جائینگے - ذکر میلاد کي مجلسوں میں مولود پڑھینگے ' اور هر موقعه پر لوگوں کو الله اور اسکي مرضات کي طرف بلائینگے - مساجد کي جماعت وجمعه کا صحیح و شرعي انتظام اور اس سے هر طرح کے فوائد و نتائج کا حاصل کرنا انکا ایک بہت بڑا کام هوگا -

صرف انھي کاموں تک انکي همت ختم نہو جائیگي - بلکه ضرورت پڑیگي تو وه بیماروں کے شب باش تیمار دار ' ضعیفوں کیلیے بلا عذر خادم ' مسجدوں کیلیے بلا تنخواه کے خطیب و موذن ' بچوں کے لیے مفت کے معلم ' غرضکه هر حال میں مسلمانوں کے خادم اور مخدوم ' دونوں هونگے ' اور هر خدمت کو انجام دینے کیلیے مستعد رهینگے -

یه تو انکے کاموں کي ایک مختصر سي تفصیل تھي - جامع لفظوں میں انکا مقصد یوں بیان کیا جاسکتا ہے که " مسلمانوں کے دیني اعتقادات و اعمال کي اصلاح و درستگی ' اور انھیں اعتقاداً و عملاً ایک سچا مسلمان ' راسخ الاعتقاد مومن ' اور اولوالعزم و بلند اراده مجاهد في سبیل الله بنادینے کی سعی کرنا ' اور مسلمانوں کے عام طبقات کے اندر وه تمام معلومات ضروریه اپنے وعظ و بیان سے پیدا کردینا ' جو ایک عالم و صاحب فضل شخص کو از روے علم و کتاب حاصل هیں "

اسکے لیے ضروری ہے که ایسے لوگ مختلف مقامات میں رهجائیں ' اور عرصے تک کیلیے اس طرح مقیم هوجائیں گویا وهی انکا گھر ہے اور وهیں انکو آخر تک بسنا اور زندگي گذارنا ہے - سلف صالحین کے داعیوں کا بھی اسوۂ حسنه همارے سامنے ہے - محض ادعائي واعظوں کی چند روزه گشتوں اور دوروں سے نه تو کبھی کوئي اثر پیدا هوا ہے - اور نه کسی گروه کے اندر اس سے کوئی تبدیلی پیدا هوئي - تبدیلی تعلیم سے پیدا نہیں هوتی بلکه ان چیزوں سے حاصل هوتي ہے جسکے لیے محض شریعت کے تجدید کي جگهه انبیاء کرام علیهم السلام کے ظهور و قیام کو الله نے ضروري قرار دیا تھا -

پس وه اپنے تمام تعلقات و محبوبات سے بے پروا هوکر خدمت اسلام و مسلمین کے رشتے کو ترجیح دینگے ' اور ایک روز سے لیکر سالها سال تک کیلیے مقیم هوجائینگے ' تا آنکه انکی خدمات کے قابل اطمینان نتائج پیدا هوجائیں اور مزید قیام کی ضرورت باقی نه رهے -

انکا طریق درس قرآن و سنت و عموم تعلیم و تبلیغ انھی اصولوں کے ماتحت هوگا جو دعوة الهلال کے اصل الاصول هیں -

وحید ابو الکلام - کان الله له -

## اطلاع

عرب کمپنی سے اطلاع ملي ہے که جده ( پهلوان ) آگبوٹ ۲۱ جولائي کو حجاج لیکر جده جانیوالا ہے -

نرخ بتفصیل ذیل ہے :

تدق ۶۰ روپیه - چھتري ۹۰ روپیه - سکنڈ سلون فلور ۱۰۰ روپیه - فرسٹ سلون فلور ۱۲۰ روپیه - سکنڈ کلاس ۱۴۰ روپیه - فرسٹ کلاس ۲۰۰ روپیه - مگر تدق کا ٹکٹ ۴۰ روپیه کو بک رها ہے -

محافظ حجاج بمبئی

# مسئلۂ قیام الہلال

" مسئلہ قیام الہلال " کا ابتک میں کوئی قطعی فیصلہ نہ کرسکا - میں نے لکھا تھا کہ پہلی جولائی تک فیصلے کو ملتوی رکھا جاتا ہے - آج ۶ جولائی ہے لیکن میرا تذبذب بدستور باقی ہے -

ایک طرف اُن کاموں کو دیکھتا ہوں جنکا وقت ہاتھہ سے نکلا جا رہا ہے اور الہلال کی گرفتاری مہلت نہیں دیتی کہ انکے لیے کافی وقت صرف کروں - " حزب اللہ " کے متعلق تمام ابتدائی مراحل طے ہوچکے ہیں ' کام شروع ہوچکا ہے' اور آیندہ کاموں کے اجراء کیلیے ضرورت ہے کہ کم از کم چھہ سات ماہ کلکتہ سے باہر رہا کروں اور تمام کاموں سے الگ ہوکر صرف اسی کیلیے وقف ہو جاؤں ' لیکن اگر ایسا کروں تو الہلال کو کس پر چھوڑ دوں ؟

دوسری طرف الہلال کی بقا کی ضرورت کا سوال ہے - سچی بات یہ ہے کہ خود میری طبیعت بھی گوارا نہیں کرتی کہ اسے بند کردیا جائے -

اگر کسی نہ کسی طرح جاری رکھا جائے' تو سب سے پہلا سوال مالی مسئلہ کا سامنے آتا ہے - اس دو سال کے اندر جسقدر مجھہ سے ہوسکا خاموشی کے ساتھہ روپیہ لگاتا رہا - خداے علیم ہی بہتر جانتا ہے کہ کس طرح اب تک کام چلا ہے اور کس قدر مالی قربانیوں کے بعد اسکا ایک نمبر نکالا گیا ہے ؟ اب اقلاً اتنا تو ہو جانا چاہیے کہ جمع و خرچ برابر ہو جائے ' یا آیندہ نقصان بھی ہو تو جزئی ہو -

میری طبیعت کسی طرح منظور نہیں کرتی کہ قیمت بڑھائی جائے یا احباب پر کوئی اور مالی بار ڈالا جائے - حتی کہ کبھی اسکی بھی خواہش نہ کی کہ غیر مستطیع شائقین اور طلبا تک الہلال کو پہنچانے کیلیے کوئی اعانتی مد قائم کیا جائے - ہمیشہ خود ہی صدہا پرچے مفت ' صدہا نصف قیمت پر ' اور اسکے بعد چھہ روپیہ پر جاری کرتا رہا - اسکی وجہ سے مالی نقصان اور زیادہ وسیع ہوگیا ہے -

میں نے توسیع اشاعت کی خواہش کی کہ ہر طرح موزوں اور آسان تھی - میں سچے دل سے اعتراف کرتا ہوں کہ احباب کرام نے اس بارے میں پوری طرح کوشش کی ' اور جسقدر سعی وہ اپنے اپنے حلقے میں کرسکتے تھے ' اس سے ذرا بھی دریغ نہیں کیا لیکن مشکل یہ ہے کہ نقصانات اسقدر زیادہ ہیں کہ ایک معین و معدود زمانے کی سعی اسکی تلافی کو نہیں سکتی - دو ہزار نئے خریداروں کا جلد پیدا ہو جانا آسان نہیں ہے - نتیجہ یہ نکلا کہ اب تک مطلوبہ تعداد کے مقابلے میں رفتار اشاعت بہت ہی کم رہی - میں سمجھتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ چھہ سات سو خریدار نئے فراہم کیے گئے ہونگے -

بہر حال اکثر مراسلات میں زور دیا گیا ہے کہ چار ہفتے تک اور نتائج کا انتظار کیا جائے اور فیصلے میں جلدی نہ کی جائے - میں اسکی تعمیل کرتا ہوں اور مزید انتظار اور غور و فکر کیلیے آمادہ ہوں - لیکن یہ قطعی اور بالکل ناگزیر ہے کہ اگست سے پہلے ہفتے تک آخری فیصلہ ہو جائے - میرے دوستوں کو یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ آج نہیں ' تین ہفتے کے بعد سہی ' لیکن ایک قطعی فیصلہ بہر حال ناگزیر ہے -

# اعلان

## جماعۂ حزب اللہ

الا ' ان حزب اللہ ہم الغالبون !

۱۳۳۱ ہجری

( ۱ ) " حزب اللہ " کے مختلف مدارج اور جماعتوں میں سے ایک جماعت " السائحون العابدون " کی ہے - جنکا کام یہ ہے کہ تبلیغ و ہدایت اور نشر و اشاعت تعلیم قرآن و سنت کیلیے ہمیشہ سفر و گردش میں رہیں ' اور جس جگہ زیادہ ضرورت دیکھیں ' وہاں ایک روز سے لیکر سالہا سال تک کیلیے اس طرح مقیم ہوجائیں کہ :

نشستہ ایم کہ از ما غبار بر خیزد !

( ۲ ) جو جو طالبان حق اس جماعت میں منتخب ہوے ہیں ' انہوں نے اپنی سیاحت شروع کردی ہے -

( ۳ ) یہ سیاحت ہندوستان اور بیرون ہند ' دونوں کیلیے ہے ' لیکن ہندوستان کو مقدم رکھا گیا ہے ' اور اسی سے کام شروع کیا گیا ہے -

( ۴ ) کن مقامات میں تبلیغ و تعلیم اور احتساب و دعوت کی زیادہ ضرورت ہے ؟ اور کن مقامات میں کس قسم کی ضرورتیں مقدم ہیں ؟ اسکی نسبت صحیح معلومات حاصل کرنے کیلیے " حزب اللہ " کے منتسبین سال گذشتہ اور سال رواں میں تحقیقات کرچکے ہیں - صرف دو صوبوں کے متعلق رپورٹ کی تکمیل باقی ہے - تاہم اس اطلاع کے ذریعہ عام اعلان کیا جاتا ہے کہ مختلف مقامات کے باخبر مسلمان اپنی مقامی معلومات کی بنا پر بھی ہمیں اطلاع دیکر دعاۃ و سیاحین طلب فرما سکتے ہیں

( ۵ ) جن شہروں ' قصبوں ' اور دیہاتوں میں مسلمانوں کی مذہبی حالت افسوسناک ہو ' اعمال دینیہ کی پابندی بالکل مفقود ہو' رسم و رواج بدعات و رذائل' فسق و فساد کا نسبتاً زیادہ طور ہو' عام اخوت و ہمدردی ' مصائب اسلامی کا احساس' جماعتی کاموں کا شوق ناپید ہو ' تو ایسے مقامات میں سب سے پہلے دعاۃ جانا اور قیام کرنا چاہیے - پس ہم چاہتے ہیں کہ اس طرح مقامات کے لوگ ہمیں فوراً اطلاع دیں ' اور حسب ضرورت ایک یا دو " داعی " طلب کریں -

( ۶ ) اسکے علاوہ جن مقامات کے مسلمان اپنے یہاں قرآن کریم کا باقاعدہ درس جاری کرانا چاہتے ہوں ' مواعظ و خطبات صحیحہ و صادقہ کے آرزو مند ہوں ' مجالس میلاد اور عام تقریبات میں سچے اور حقیقی اسلامی مواعظ کو سننا چاہتے ہوں ' وہ بھی ہمیں فوراً اطلاع دیں - بحمد للہ سال بھر کی سعی کے بعد ہم طیار ہیں کہ اپنے پیش نظر معیار سے نسبتاً اقرب اشخاص بہم پہنچا سکیں -

( ۷ ) دعاۃ و سیاحین کے طلب کرنے کے دو طریقے ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ جن مقامات کے مسلمان انہیں طلب کریں اقلاً انکے ضروری مصارف کا انتظام خود کرلیں ' اور ایسا کرنا کچھ مشکل نہیں ہے - صرف ایک محلے کے مسلمان بھی جمع ہو جائیں تو کرسکتے ہیں اکثر مقامات پر اسلامی انجمنیں قائم ہیں اور وہ اتنا روپیہ فراہم کرسکتی ہیں جو ایک یا دو شخص کی ضروریات کیلیے کافی ہو -

۱۳ - شعبان - ۱۳۳۲ هجري

# فاتحة السنة الثالثة

## هذا بيان للناس

و هدي و رحمة لقوم يوقنون !

فیضي کمال مبرکه غم دل نهفته ماند
اسرار عشق انچه تواں گفت گفته ایم !

الهلال' یا دعوة دینیهٔ الاهیه " امر بالمعروف و نهي عن المنکر" کي زندگي کے تیسرے سال کا یه عهد ابتدائي هے - چار جلدیں مکمل هوچکیں اور اس رسالے سے پانچویں جلد کا آغاز هے :

فالحمد لله في البداية و الانتهاء ' و الشکر له في الضراء و السراء ' و نسأل الله ان یرزقنا ' کمال الحسنی ' و سعادة العقبی ' و خیر الآخرة و الاولی !

میں نے اس سفر کو جس دعاء مقدس سے شروع کیا تھا ' اور اسکي هر شش ماهي منزل کے وصول پر جس دعا کو همیشه دهراتا رها ' وهی دعا آج بھی رفیق کار و مونس راہ و ملجاء آمال هے :

| | |
|---|---|
| رب ادخلني مدخل صدق و اخرجني مخرج صدق ' و اجعل لي من لدنک سلطانا نصیرا ! ( ۱۷ : ۷ ) | اے پروردگار ! اس سفر میں جو میں نے شروع کیا هے ' ایک بهتر مقام تک پہنچائیو ' اور دشمنوں کے هجوم سے نکالیو تو عزم و مراد کے ساتھه نکالیو ! گو میں ضعیف و ناتواں هوں مگر تو اپني توفیق و نصرة سے کارزار حق و باطل میں مجھے غلبهٔ و فتح عطا فرما ! |

( فواتح سنین و مجلدات جدیدہ )

آغاز اشاعت الهلال سے اس عاجز کا طریقه یه رها هے که هر نئي جلد کا آغاز ایک مبسوط و مفصل فاتحة الکتاب سے هوتا هے جو نئي جلد کیلیے مثل دیباچه یا مقدمه کے هوتا هے ' اور ادبیات عربیه کے خطبات حکمیه کے طرز پر لکھا جاتا هے - اُردو میں اس عاجز کے فواتح سنین و مجلدات کی تعریف منجمله الهلال کی مخصوصات و اولیات کے هے -

یه فواتح سنین فی الحقیقت الهلال کے تمام مقالات و مضامین اپنے مطالب و مقاصد کے لحاظ سے ایک خاص اهمیت رکھتے هیں ' اور اسکے تمام مقاصد کا لب لباب اور اسکے تمام جهاد لسانی و قلمی کا خلاصه امور و حاصل معتقدات هیں - اگر ایک طالب حق و بصیرة الهلال کي تمام جلدوں کو نظر انداز کر دے ' اور صرف ان فواتح مجلدات هي کو نظر و تفکر کے ساتھه ایک بار پڑھلے ' تو میں سمجھتا هوں که اسکے لیے بس کرتا هے - کیونکه کارزار دعوة و اصلاح کے قیام و ظهور ' هدایة الاهیه کے اعلان و نتائج ' قوانین ربانیه کے اثرات و نفاذ ' اور ناموس نصرة حق و خذلان باطل کے عجائب و خوارق متدبرهٔ قرآن حکیم کے متعلق جو معتقدات و معارف ان میں بیان کیے گئے هیں ' اگر گوش حق نیوش باز اور دیدہ بصیرة وا هو تو ان میں سے هر بیان موعظة و حکمت کا ایک دفتر درس اور تصفیهٔ قلوب و تنویر افکار کیلیے ایک صحیفهٔ هدایت هے

فیضي کمال مبرکه غم دل نهفته ماند
اسرار عشق انچه تواں گفت ' گفته ایم !

اور ایسا کہنا خود میرے لیے کسي فضیلت و ادعا کا موجب نہیں هوسکتا - کیونکه ان میں جو کچھه لکھا گیا هے ' وہ یکسر قرآن حکیم سے ماخوذ هے ' اور اسي کے ارشادات کی حرف بحرف ترجمانی هے - پس اگر دلوں کے ایقان و بصیرة کیلیے اسمیں هدایت نہیں هے تو پھر دنیا میں اور کونسي آواز هے جو انسانوں کو پکاریگي ؟ کونسا هاتھه هے جو گمراهوں کو تھامے گا ؟ اور کون هے جو تاریکي سے نکالکر روشني میں پہنچایگا ؟ و من لم یجعل الله له نورا فماله من نور :

| | |
|---|---|
| لقد جاء کم من الله نور و کتاب مبین - یهدي به الله من اتبع رضوانه سبل السلام و یخرجهم من الظلمات الی النور و یهدیهم الي صراط مستقیم ( ۵ : ۱۸ ) | بیشک تمهارے پاس الله کي طرف سے روشني اور هر بات کو بیان کرنے والي کتاب آئي - الله اسکے ذریعه سلامتي کے راستے اس شخص پر کھول دیتا هے جو اسکي رضا چاهتا هے اور ' پھراسے هر طرح کی تاریکي سے نکالکر روشني میں لاتا اور صراط مستقیم پر چلاتا هے ! |

ان فی ذالک لذکری لمن کان له قلب او القي السمع و هو شهید !
( ۳۷ : ۵۰ )

* * *

اس سلسلے میں سب سے پہلے الهلال کي اولین جلد پر نظر پڑتي هے جسکا مقالهٔ افتتاحیه چند ارادوں کے اظهار و اعلان کے بعد حضرة باري ( عز اسمه ) میں ایک خاص دعا مانگتے هوے ختم کردیا گیا تھا ' اور فی الحقیقت اسی مختصر سي دعاء کے دس بارہ حملوں کے اندر هي الهلال کے کاموں کی پوري تاریخ پوشیدہ هے -

* * *

اسکے بعد جنوري سنه ۱۹۱۳ میں دوسري جلد شروع هوئی یه وقت وہ تھا که ایک شش ماهي کے اندر هی اندر الهلال کی دعوت هندوستان کے مشرق و مغرب تک پہنچ چکي تھی ' اور اعلاء کلمه ' و رفع ذکر ' و رجوع قلوب ' و اجتماع الناس ' و سلطان تبلیغ ' و نفوذ دعوة کا ایک ایسا ما فوق العادہ ظهور ارباب حق کیلیے بشارت فرما اور معاندین و منکرین کیلیے حسرت افزا تھا ' جو دعوة و انقلاب کي تاریخ میں همیشه تعجب و تحیر کے ساتھه یاد کیا جائیگا : و ما جعله الله الا بشری لکم و لتطمئن قلوبکم به ' و ما النصر الا من عند الله العزیز الحکیم ' لیطقع طرفا من الذین کفروا او یکبتهم فینقلبوا خائبین ! ( ۳ : ۱۲۲ )

پس اس جلد کا آغاز دعوة امر بالمعروف و نهي عن المنکر کي تاریخ سے هوا ' اور اُس سلسلهٔ الهی کے بقا و قیام پر توجه دلائي گئی جو حفظ کلمهٔ حق ' و دفع منکرات ' و احیاء امة ' و هدایت عموم الناس کیلیے تاریخ اسلام میں همیشه اپني دائمي زندگي کا ثبوت دیتا رها هے ' اور جسکی پیشین گوئی زبان وحي نے روز اول هی سے کردي تھي - جب که فرمایا که امة مرحومه کي حیات ایمانی و بقاے معنوي کیلیے همیشه ایک طائفهٔ مهتدین اور گروہ مومنین صالحین باقی رهیگا - اسکی بهت بڑي علامت یه هوگی که باوجود قلت تعداد و فقدان اسباب و ضعف ظاهري کے ' وہ جیوش ضلالت و سلطان کفر و فساد پر فتح پائیگا ' اور اسکے مخالفین کي تمام کوششیں رائگاں جائینگي جو اسکي مقاومت
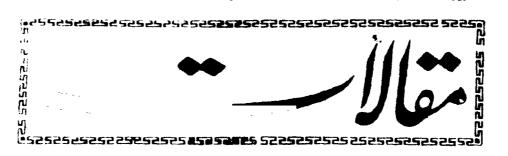
# علوم القرآن

یعنی مسلمانوں نے قرآن مجید کے متعلق کون کون علوم ایجاد کیے اور ان پر کتنی کتابیں لکھیں ؟

( ٤ )

## مباحث باقیہ متعلق الفاظ القرآن

از مولانا السید سلیمان الندوی پروفیسر عربی پونا کالج

علوم القرآن کے عنوان سے ایک سلسلۂ مقالات اس جلد کے ابتدائی نمبروں میں شروع ہوا تھا جسکا آخری نمبر ۲۵ فروری کی اشاعت میں نکلا تھا - ان نمبروں میں قرآن حکیم کے متعلق ۲۰ علوم کا تذکرہ ہوچکا ہے - آخری عنوان الفاظ القرآن تھا - اسکا بقیہ حصہ آج سے پھر شروع کیا جاتا ہے -

( ۲۱ — ہجاء القرآن )

عجائب قدرت الہی کا ایک نمونہ یہ ہے کہ دنیا میں تقریبا ۵۰۰۰ زبانیں بولی جاتی ہیں جو باوجود اختلاف شدید ' حروف معانی کی آواز میں ( باستثناے چند حروف ) بالکل متحد و مشترک ہیں - لیکن یہہ اتحاد و اشتراک انکے الفاظ کے اتحاد و اشتراک پر ذرا بھی موثر نہیں ہے - زیادہ سے زیادہ ۳۲ یا ۳۳ حروف ہیں جو کرۂ زمین دنیا کی پانچ ہزار زبانوں کے لیے ہمیشہ جدید اور غیر مشترک الفاظ کا ذخیرہ فراہم رکھتے ہیں '

عربی زبان تمام السنۂ سامیہ سے زیادہ حروف رکھتی ہے - عبری جو باعتبار ادبیات و علوم تمام سامی زبانوں میں سب سے زیادہ قدیم ہے ' اوسکی بنیاد صرف ان ۲۲ حروف پر ہے :

ا ب ج د - ( گ ) ہ و ز - ح ط ي - ک ل م ن - س ع ف ( پ ) ص - ق ر ش ت -

انکا مجموعہ ابجد - ہوز - حطي - کلمن - سعفص - قرشت - ہے عربی زبان میں ٦ حرف زیادہ ہیں : ث خ ذ - ض ظ غ - جنکا مجموعہ ثخذ اور ضظغ ہے -

اس تفصیل سے یہ سمجھنا ہوگا کہ عربی زبان میں حروف ہجاء کی بہ تبعیت عبری ترتیب کیا تھی ؟ یعنی در اصل اسطرح تھی :

ا ب ج د ' ہ و ز ' ح ط ي ' ک ل م ن ' س ع ف ص ' ق ر ش ت ' ث خ ذ ' ض ظ غ -

بعد از اسلام سب سے اول جس چیز کو عربی زبان حیطۂ تحریر میں لائی ' وہ قرآن مجید ہے - کسی چیز کو لکھنے کے لیے حروف ہجا کی ترتیب و تعیین کوئی ضروری شے نہیں ' لیکن اوسکے پڑھنے کے لیے یقیناً سب سے اول حرف ہجاء کی ' اور پھر اوسکو بحسن و صحت پڑھسکنے کے لیے حروف ہجاء کی ترتیب صحیح و آسان کی ضرورت ہوتی ہے - چنانچہ سب سے پہلے مسلمانوں نے حروف ہجاء کو آسان ترین و بہترین ترتیب میں منتقل کیا ' اور تمام ہم شکل و متحد الصورت حروف کو یکجا کردیا - مثلاً :

ا ' ب ت ث ' ج ح خ ' د ذ ' ر ز ' س ش ' ص ض ' ط ظ ' ع غ ' ف ق ' ک ' ل ' م ' ن ' ہ ' و ' ي -

حروف ہجاء کے تلفظ کی ایک اور مصیبت تھی - عبری میں کہ السنۂ سامیہ کی مہذب ترین شاخ تھی ' تلفظ کی صورت یہ تھی -

الف ' بیتھ ' گیمل ' دالتھ ' ہے ' واو ' زین ' حیتھ ' طیتھ ' یود ' کاف ' لامید ' مم ' نن ' سمن ' عین ' فے ' صدیق ' قف ' ریش ' سن ' تاو -

قران مجید کے لیے حروف ہجاء کی تہذیب و ترتیب میں اس اختلاف تلفظ کو بھی دفع کیا گیا اور حتی الامکان ایک متحد و متساوی الصوت تلفظ وضع کیا گیا - مثلاً الف ' بے ' تے - الخ - یا الف ' با ' تا ' الخ -

الغرض یہ مباحث ایسے تھے جو مسئلہ تدوین علوم قرآنیہ میں سب سے اول بحث و ترتیب کے لائق تھے ' چنانچہ دوسری اور تیسری صدی کے علماء نے ان مباحث پر بھی منفرد و مخصوص کتابیں لکھیں جنکا نام عموماً " ہجاء المصحف " ہے - ابن ندیم جو چوتھی صدی کا مصنف ہے ' اوس نے اس موضوع پر متعدد تصنیفات کا ذکر کیا ہے ' جیسے : ہجاء المصحف یحیی بن حارث ' ہجاء المصحف ابن سیف ' ہجاء المصحف احمد بن ابراہیم الوراق - وغیر ذلک -

( ۲۲ — النقط و الشکل فی القرآن )

عربی زبان میں ابتدا ء حروف ہجا میں نقطے نہیں ہوتے تھے ' اسلیے اکثر اہل عجم کی نظر میں حروف باہم متشابہ معلوم ہوتے تھے اور وہ صحیح نہیں پڑھ سکتے تھے - حجاج بن یوسف ثقفی کے تمام اوراق عمل میں سیاہی کے سوا اور کچھ نہیں ' تاہم اگر ان میں کچھ اجالا ہے تو یہی ہے کہ اوس نے قران کو اس مشکل سے نجات دی -

چنانچہ چند علما کی مدد سے اوس نے نقطے ایجاد کرائے - اس پر بھی غلطی رفع نہوئی تو قران کے الفاظ پر شکل یعنی زبر ' زیر اور پیش لگائے - اکثر عربی کتابوں میں تم نے " اعجام " اور حروف " معجم " پڑھا ہوگا - اسکے اصلی معنی یہ ہیں کہ " لفظ عربی کو عجمی بنانا " چونکہ یہ نقطے عجمیوں کی خاطر ایجاد کیے گئے تھے ' اسلیے حروف ہجاء پر نقطے لگانا گویا " اعجام " ہونا تھا - یعنی عربی لفظ کو عجمی بنانا تھا

چونکہ یہ علامات بالکل نئی تھیں اسلیے ان کے قواعد و اصول کیلیے مستقل تصنیفات کی ضرورت تھی - علماے اسلام نے یہ ضرورت بھی بحسن و خوبی پوری کی اور حسب ذیل کتابیں یادگار چھوڑیں :

کتاب النقط و الشکل خلیل بن احمد ( واضع علم عروض ) المتوفی سنہ ۱۷۰ ھ - کتاب النقط و الشکل محمد بن عیسی ' کتاب النقط و الشکل یحیی بن مبارک الیزیدی النحوی المتوفی سنہ ۲۰۲ ھ ' کتاب النقط و الشکل ابو حاتم سجستانی المتوفی سنہ ۲۴۸ ھ ( یہ کتاب جداول و دوائر پر مشتمل ہے ) - کتاب النقط و الشکل ابن قتیبہ دینوری المتوفی سنہ ۲۷٦ ھ

ہے ؟ پس چاہتے کہ تم بھی میری سنو اور مجھپر سچا ایمان لاؤ - کچھہ عجب نہیں کہ ہدایت و ارشاد کا دروازہ تم پر کھل جاے "

اور پیشتر اسکے کہ اس سے باہر رد و قبول ' فتح و شکست ' اور موت و حیات کا فیصلہ ہو ' اس نے خود اپنے اندر ہی اسکا فیصلہ کرلیا - اس نے دعا مانگی کہ اگر اسکی امۃ مرحومہ اور اسکے کلمۃ الحق کی خدمت کی کوئی حقیقی طلب اسکے اندر موجود ہے ' اور نیت کے خلوص اور ارادے کی سچائی کا ایک ادنی حصہ بھی اسے ملا ہے تو اسکو مہلت دی جاے ' اور غیبی نصرتوں کا دروازہ اسپر کھل جاے - لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو پھر اسکے ساتھہ وہی کیا جاے جسکا ہر تخم باطل اور اعلان فساد مستحق ہے : لاتستوی الحسنہ و لا السئیۃ ( ۴۱ : ) -

| | |
|---|---|
| ان اللہ سیبطلہ ' ان اللہ لا یصلح عمل المفسدین ( ۱۰ : ۸۱ ) | اللہ تعالے کا قانون ہے کہ وہ بہت جلد جھوٹے کاموں کو باطل کردیگا - اللہ کبھی مفسدوں کے کاموں کو کامیاب ہونے نہیں دیتا ! |

پس اسکی دعا قبول ہوئی : فستجاب لہ ربہ ( ۱۲ ۳۴ ) اور اسے مہلت بھی دی گئی اور نصرت بھی مرحمت ہوئی اسکے " بعض مقاصد " تکمیل کو پہنچے ' اور انکی تکمیل کی راہ میں کوئی طاقت مانع نہ ہوسکی : و یحق اللہ الحق بکلماتہ و لو کرہ المجرمون - ( ۱۰ : ۸۲ )

ضرور تھا کہ یہ دعا دھرائی جاتی اور اسکے نتائج کے در فیصلہ حق و باطل کا کیا ہے وہ عالم آشکارا ہوتا - چنانچہ کئی اعادہ صحیحہ اور تکرار حقیقت کئی جس سے گذشتہ فاتحہ الکتاب شروع ہوا -

اسکے ساتھہ ہی " قانون نصرۃ حق و خذلان باطل " کے متعلق قرآن حکیم کی تصریحات اور اسکے بعض مخصوص معارف بیان کیے گئے ہیں ' اور ان علائم و آثار کی تشریح کی گئی جو دعوۃ الی الحق کیلیے خدا کی بتلائی ہوئی نشانیاں ہیں - پھر " کلمۃ طیبۃ " اور " کلمۃ خبیثۃ " کے دو درختوں کا حال لکھا تھا جو زمین میں یکساں اسباب و عزائم کے ساتھہ بوئے گئے ' پر ایک نے اپنی شاخوں میں فتح و مراد کا پھل پایا اور دوسرے نے اپنے اوپر ہلاکت اور خسران کی آندھیاں چلتی ہوئی دیکھیں ' و مثل کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ اجتثت من فوق الارض ' ما لہا من قرار ( ۱۴ : ۲۶ ) کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ ' اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء ( ۱۴ : ۲۵ )

* * *

پھر ان تمام بیانات سے بھی بڑھکر ایک امر اہم و عظیم تھا جس کو واضح و یقین کردینا بہت ضروری تھا - پس تیسرے نمبر میں اس سوال پر بحث کی گئی کہ یہ سب کچھہ جو ہوا اور ہو رہا ہے ' اور یہ تمام اظہارات و تصریحات جو بہتوں کی نظروں میں مافوق العادہ قوتوں کا ادعا اور غیر معمولی مدارج کا اعلان ہے ' آغاز کار سے کیے جا رہے ہیں ' تو انکا مقصود حقیقی کیا ہے ' اور ان تمام کامیابیوں کی فضیلت کس کو پہنچتی ہے ؟

چنانچہ اچھی طرح واضح کردیا تھا کہ نہ تو یہ کوئی غیر معمولی دعوا ہے اور نہ مخفی طاقتوں اور روحانی خوارق کے ظہور کا کوئی اعلان ہے - بلکہ ایک نہایت ہی عام اور معمولی بات ہے - اتنی معمولی بات کہ ہمیشہ اسکی حقیقت کو تمام انسانوں نے تسلیم کیا ہے - اور اب بھی ہر زبان سے کہلوا دی جاسکتی ہے اور ہر شخص ایک عام بات کی طرح اسے کہتا اور مانتا ہے - تم میں سے کون ہے جسکا یہ اعتقاد نہیں ہے کہ سچی اور نیک بات ہمیشہ کامیاب ہوتی ہے اور جو جس زبان سے نکلے' فتح و مراد

تو اسکا منتظر ناکام [illegible] اور ایسا ہی ہوا تو یہ کوئی انسانی کی بات نہیں ہے [illegible] ایک ماورا [illegible] دعوا سمجھا جاے [illegible] اور سچ بولنے والے [illegible] فضیلت ہے ' اور نہ یہ داعی حق کی یہ معمولی برائی [illegible] کوئی قدرت ہے ' کیونکہ سچ خود ہی اپنا راستہ پیدا کرتا ہے اور کلمۂ حق خود ہی اپنے خواص دکھلاتی ہے - عام اس سے کہ اسکا بولنے والا کون ہے اور کتنی قصداً رکھتا ہے ؟

ایک مومن و رح کا اعتقاد تو یہ ہونا چاہیے کہ خدا اگر چاہے تو اپنی سچائی کیلیے پتھر کے ٹکڑوں اور جلانے کی لکڑیوں سے بھی وہ کام لیلیے جو بڑے بڑے انسان نہیں کرسکتے - پھر اگر ایک عاجز و مجبور ہستی کے ہاتھوں ایسا کوئی کام انجام پاگیا تو یہ کونسی عجیب بات ہے ؟ اگر ایمان [illegible] کیا ہو اور دلوں کے اعتقاد الہی کہہ کہ دیا ہو تو کہ صرف [illegible] مسلمان کو اسے مان ہی لینا چاہیے ' بلکہ خود کرکے دو حق و صداقت کے معجزوں کو آزمانا چاہیے - اور دیکھہ لینا چاہیے کہ خدا [illegible] قوم انکے ساتھہ کیا کرتا ہے ؟

انسان و حمایت [illegible] وہ جبر ہے کہ اسکی پکار بلند کرنے والے کو حق پہنچتا ہے کہ تمام دنیا کو اپنے آگے [illegible] اور تمام طاقتوں کو اپنے [illegible] سے [illegible] وہ [illegible] دعوا [illegible] کو اسمیں رائی برابر بھی [illegible] نہ ہوا [illegible] ایک ایسی [illegible] جیسے کوئی دن کو دن اور رات کو رات [illegible] اور دو چار ہوتے ہیں اور سب [illegible] کو [illegible] کیا کرتا ہے - کیونکہ وہ مومن ہے اور صرف مومن ہی کو ساری عزتیں [illegible] ساری فتح مندیاں ' اور ہر طرح کی عظمتیں اور رفعتیں [illegible] ہیں :

| | |
|---|---|
| و للہ العزۃ و لرسولہ و للمومنین و لکن المنافقین لا یعلمون ( ۶۳ : ۸ ) | عزت صرف اللہ کیلیے ہے ' اسکے رسول کیلیے ہے ' اور مومنوں کیلیے - مگر منافقوں کو جو لوگ منافق ہیں وہ اس حقیقت سے بے خبر ہیں ' |

( فاتحۃ السنۃ الثالثۃ )

ان تمام مواقع [illegible] دعوۃ الہلال کی کامیابیوں کا ذکر کرتے ہوئے مناسب [illegible] ان حالات و حوادث پر بھی تفصیل کے ساتھہ نظر ڈالی جاے جن سے اس دعوۃ الاھلہ کی مدت دو سالہ معمور ہے ' اور واضح کیا جاے کہ یہ کامیابی کن راہوں اور کن کن صورتوں میں نمودار ہوئی ؟ کیونکہ اول تو یہ موضوع نہایت اطناب طلب تھا - ثانیاً الہلال کے کاموں کے نتائج و سوانح اسقدر روشن اور آشکارا ہیں کہ محض سرسری اشارہ اور اجمالی تذکرہ کردینا ہی انکے لیے کافی تھا -

لیکن آج پانچویں جلد کو شروع کرتے ہوئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موضوع پر بھی ایک اجمالی نظر ڈالی جاے اور کاروبار دعوت کے تمام دیگر پہلوؤں سے قطع نظر کرکے صرف اسکی کامیابی اور تکمیل مقاصد کے واقعات کو بحث و نظر کیلیے مخصوص کیا جاے [illegible] جانبوں سے دائم دعوۃ الہلال کی کامیابی اور مخالفین [illegible] اور [illegible] کے عدم تسلط و استیلا و خذلان اعمال ' و حسبان اعمال کا ذکر کیا جا رہا ہے - بس [illegible] ہے کہ الہلال کی [illegible] و معاندین کی [illegible] و سوانح پر بھی ایک بار نظر ڈال لی جاے [illegible] کہ عموماً اسمیں بہت سے اسے مواعظ و نصائح [illegible] ہوں جو کسی مستقل [illegible] کے ساتھہ مسلسل تحریر [illegible]

لیکن قبل اسکے کہ اصل بیان شروع ہو ' ایک مختصر تمہید ضروری ہے - اور اسلیے یہ مضمون تین نمبروں میں ختم ہوگا - اس کا ہر ٹکڑہ بجاے خود مستقل ہوگا -

و الحمد للہ رب العالمین -

معیفۂ فطـرت کا ایک دلچسپ صفحـہ

## عـالـم نبـاتات اور حیـوانات

## مختلف الجنس اشیـاء میں حیـرت انگیـز مشـابہت

( ۲ )

پھولوں کي مشابہت کی جتني صورتیں هیں' ان میں سب سے زیادہ حیرت انگیز ( Schuberati (1) granditlora ) نامي پھول کی مشابہت ہے - اسے دور سے دیکھیے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایک مہربان نسل اور کہن سال آدمي آپکو دیکھہ رہا ہے ! ہر انسانی خط و خال کي شبیہ نہایت مکمل طور پر اسمیں موجود ہے اور ہو بہو ایک انسان کا چہرہ بنگیا ہے - اسکی ہر شاخ میں متعدد پھول ہوتے ہیں' اور شاخ خم کھا کر عرض میں دھنے سے بائیں طرف چلی جاتي ہے - اسلیے ہر شاخ میں بجاے ایک چہرے کے مسلسل کئي چہرے پیدا ہوگئے ہیں !

آرکڈ کي طرح یہاں بھي مادہ تولید کے ذرات ملکر چھوٹے چھوٹے ڈلے بنجاتے ہیں جنھیں مناسب قد کے کیڑے نوڑ کے مادہ کو دوسرے پھولوں تک لیجاتے ہیں - اس درخت کے پھول میں جو رس ہوتا ہے اسی کي تلاش میں کیڑے آتے ہیں' اور عصو رجولیت کے کالم ( ستون ) پر بیٹھہ جاتے ہیں - بیٹھتے ہي انکے پیر ان طویل اور عمیق شگافوں میں چلے جاتے ہیں جو اسکے تمسخر انگیز چہرے کے ہر طرف پیدا ہوگئے ہیں - جب کیڑا بھاگنا چاہتا ہے تو اسکے پیر اوپر کي طرف جا کے سیاہ قرصوں ( یعنی چہرہ کي آنکھوں ) کے ایک تنگ سوراخ میں پھنس جاتے ہیں' اور وہ اپنے پانوں نکالنے کیلیے سخت جد و جہد کرنے لگتا ہے - اس کشمکش میں آنکھوں کے قرص مع مادۂ تولید کي دونوں ڈلیوں کے ٹوٹ جاتے ہیں اور اسطرح عروس گل کے حاملہ ہو جانے کا سامان پیدا ہو جاتا ہے !

جب کبھي کوئی بڑا اور طاقتور کیڑا پھنستا ہے تو یہ تدبیر پوري طرح انجام پاتي ہے' لیکن اگر چھوٹا اور کمزور کیڑا گرفتار ہوا تو پھر وہ نہیں نکل سکتا - وہیں مرکے رہجاتا ہے' اور وہ مقصد ( یعنے تلقیح ) فوت ہوجاتا ہے جسکے لیے یہ تدبیریں کي گئي تھیں - اسي لیے ان پھولوں کو " ظالم " یا " صیاد " (Pinching trop ) پھول بھي کہتے ہیں جو اپنے عشق و محبت کي مجبوئیوں میں اسقدر جلاد اور خونریز ہیں !

جب کوئي طاقتور کیڑا مادہ تولید نکالکے لیجاتا ہے تو اس مادہ میں ایک ایسي حرکت پیدا ہوتي ہے جسکی وجہ سے انکے پھیلے ہوے اجزا سمٹکے مختصر ہو جاتے ہیں - اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ جب کیڑا دوسرے پھول پر جا کے بیٹھتا ہے تو اسکے رحم میں یہ مادہ بآساني داخل ہو جاتا ہے - ان پھولوں کے قرب و جوار میں بکثرت بھڑیں اور دوسرے قسم کے کیڑے ملینگے جنکے پیروں میں مادۂ تولید کي ڈلیاں یا آن آنکھوں کے ٹکڑے لگے ہونگے جن سے یہ مادۂ تولید نکالا گیا ہے -

( Acarus calmus ) (۱) کے کھلنے کا طریقہ بھي عجیب وغریب ہے - اسوقت اسکے پھولوں کا تختہ حیرت انگیز طور پر ایک گول صف کے مشابہ ہوجاتا ہے !

اس پھول کا تعلق ( Orantiaceal ) کي قسم سے ہے - یہ در اصل مشرقي ایشیا کا پھول ہے مگر اب دوسرے ملکوں میں بھی ہونے لگا ہے' اور جنوبي روس میں تو اسکا مربہ بھي بنایا جاتا ہے وہیں سے اسکي جڑیں آئي ہیں - ان جڑوں سے ایک قسم کا خوشبودار' معطر' مقوي' مگر تلخ عرق نکلتا ہے جو بعض شربتوں میں طبي طور پر ملایا جاتا ہے -

تلقیح نفس ( یعني از خود تلقیح کا ہونا اور کسی دوسرے پھول کے مادہ تولید کا عدم شمول جسکو اصطلاح میں Self-pollination کہتے ہیں ) یا ازدواج نفس ( یعني نر اور مادہ الگ الگ نہ ہوں - خود ہي نر بھي ہو اور مادہ بھي جسے اصطلاح میں Autogamy کہتے ہیں ) ہمارے سوال کے دائرہ سے خارج ہے کیونکہ ہر پھول کا رحم مرکز مادۂ تولید کے نکلنے سے پہلے ہي مرجھا جاتا ہے - ہاں یہ صحیح ہے کہ تختہ کے بالائي پھولوں کے رحم میں نیچے کے پھولوں کے عضو رجولیت سے مادہ تولید نکالا جاسکتا ہے' مگر یہ اسیوقت تک بار آور ہو سکتا ہے جب تک کہ اسمیں کیڑوں کي اعانت شریک نہ ہو -

لڑکے نہایت شوق سے اس پھول کے بھچے ہوے جبڑوں کو

---

( ۱ ) Schubertia ایک درخت ہے جو جنوبي امریکہ میں ہوتا ہے - اسکے پتے پیچ و خم دار ہوتے ہیں - پتیوں کي سطح پر بکثرت باریک بال ہوتے ہیں اور توڑا جاے تو اندر سے دودھ کي طرح سفید عرق نکلتا ہے - اسکي مختلف قسمیں ہیں جنمیں سے ایک مشہور قسم Schu. Grandiflora ہے -

(۱) Acarus یعني ایکرس ایک قسم کا درخت ہے جسکي مختلف قسمیں ہیں - ان اقسام میں سب سے زیادہ دلچسپ قسم Acarus Calmus ہے جسکا ذکر مضمون میں آیا ہے - ایکیرس انگلستان میں زیادہ تر ساحلي اور مرطوب مقامات میں ہوتا ہے - انگلستان کے علاوہ ہندوستان اور شمال امریکہ کے سرد حصوں میں بھی پایا جاتا ہے -

## ( ۲۳ — اجزاء القــرآن )

هر کتاب تحصیل فوائد اور تسہیل مطالب کی غرض سے مختلف ابواب و فصول پر منقسم ہوتی ہے - صحف الہیہ بھی اس اصول سے مستثنی نہیں - تورات مختلف پرو ( مرق ) یعنی مدارل اور مختلف اصحاح یعنی سور پر منقسم ہے - قرآن مجید کی اصلی تقسیم معنوی تو سورتوں پر ہے ' لیکن لوگوں نے تلاوت کی آسانی کے لیے مختلف اجزاء پر اسکو منقسم کردیا ہے - ان تقسیمات کا مبنی صرف الفاظ و عبارات کی متساوی تقسیم ہے ' تاکہ پڑھنے والوں اور حوالہ دینے والوں کو سہولت و آسانی ہو -

قرون اولی کے عباد و زهاد علی العموم قران کی کامل تلاوت ایک هفته میں ختم کردیتے تھے - اس مناسبت سے قران کی سب سے پہلی لفظی تقسیم یہ ہوئی کہ سات ٹکڑوں پر منقسم کیا گیا جن میں سے ہر ایک کو " حزب " ( ٹکڑا ) یا " منزل " کہتے ہیں کہ تلاوت قران کا مسافر هر روز وہاں اپنے سفر کی ایک منزل ختم کرتا ہے -

تلاوت کا اس سے زیادہ سہل طریقہ یہ ہے کہ مہینے میں ایک بار ختم کیا جاے - اس بنا پر لوگوں نے قران کو مہینے کے حساب سے برابر برابر تیس حصوں پر منقسم کردیا ' جن کا نام " پارہ " یا " جزء " ہے -

پھر ہر پارہ دو برابر حصوں میں منقسم ہوتا ہے جنکو " نصف " کہتے ہیں - نصف کے بھی دو ٹکڑے ہیں جن میں سے ہر ایک کا ایک ایک " ربع " ہے یعنی اصطلاحاً ایک ٹکڑے کو ربع ' دو ٹکڑے کو نصف ' تین ٹکڑے کو ثلث ' اور چاروں ٹکڑوں کو ملاکر ایک " پارہ " کہتے ہیں -

قران مجید کے ان مختلف اجزا و اقسام کی تعیین کہ کہاں سے شروع ہوے ہیں ؟ کہاں ختم ہوے ہیں ؟ کہاں تک نصف ہے ؟ کہاں ربع ہے ؟ کہاں ثلث ہے ؟ محتاج تالیف و ترتیب تھی ' اسلیے دوسری اور تیسری صدی کے علماے نحو و ادب نے اس احتیاج سے بھی قران کریم کو مستغنی کردیا - اجزاء القران ابوبکر بن عیاش الموجود سنه ۱۲۷ ح ( یہ کتاب ۳۰ پاروں کی تقسیم میں ہے ) اجزاء القران حمید بن قیس الهلالی ' اسباع القران ( ۷ منازل کی تفصیل ) حمزه زیات المتوفی سنه ۱۵۶ اجزاء القران سلیمان بن عیسی ' اجزاء القران کسائی نحوی المتوفی سنه ۱۸۸ ' اجزاء القرآن ابو عمر الدوری الموجود سنه ۲۰۲ -

## ( ۲۴ — مقطوع القران و موصوله )

کسی ایسی کتاب کے لیے جو متنوع المعانی اور مختلف المطالب ہو ' اوس کو پڑھتے وقت نہایت ضروری ہے کہ عبارت کا توڑ جوڑ اور ختم و شروع ایسے فقرہ پر کیا جاے ' جس سے عبارت کے ربط اور معنی مختلط نہوں ' اسی کا نام قطع و وصل ہے - قران مجید کی تلاوت کے لیے بلکہ صحیح طور مطالب سمجھنے کے لیے نہایت ضروری ہے کہ قران مجید کی مقطوعات و موصولات سے واقفیت ہو - حسب ذیل کتابیں اسی واقفیت کا ذریعہ ہیں: مقطوع القران و موصوله عبد الله عامر یحصبی قاری شام المتوفی سنه ۱۱۸ ' مقطوع القرآن و موصوله حمزه بن حبیب الزیات قاری کوفه المتوفی سنه ۱۵۶ ' مقطوع القران و موصوله علی بن حمزه کسائی قاری کوفه المتوفی سنه ۱۸۸

## ( ۲۵ — عدد آي القران )

جس طرح عام کتابوں کی ہر فصل و باب کی ترکیب فقروں سے ہوتی ہے اسی طرح قران مجید کی ہر سورہ آیتوں سے مرکب ہوتی ہے ' " آیة " عربی میں ( اور آوہ عبری میں ) لغة ' نشان و علامت ' کے مرادف ہے ' اور اصطلاحاً عبری میں تورات کے ایک حرف کو بھی آوہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے مدلول علیه کے لیے صرف ایک قسم کا نشان اور علامت ہے - لیکن عربی کی اصطلاح اس سے زیادہ وسیع قرار دی گئی ہے ' اور وہ قرآن کے پورے ایک فقرہ پر حاوی ہے -

آیت یا فقرہ کسکو کہتے ہیں ؟ کسی کلام مسلسل کے اوس مختصر ٹکڑے کو جو اداے مطلب اور تفہیم معنی میں مستقل ہو - اس تعریف کی رو سے ممکن ہے کہ کلام کا ایک ٹکڑا جسکو ہم اداے مطلب کے لیے مستقل سمجھتے ہوں ' تم نہ سمجھتے ہو ' پس یہ بالکل ممکن ہے کہ اگر ایک فریق کے نزدیک سورہ فاتحہ کے سات ٹکڑے ہوں یعنی سات آیتیں ' تو دوسروں کے ہاں چھ ہوں یا آٹھ ' اسی پر پورے قران مجید کی تمام آیات کی تعداد کو قیاس کرلو

قران مجید کے تحفظ و صحت کی اخیر حد یہہ ہے کہ مسلمانوں نے اس کے ایک ایک حرف ' ایک ایک لفظ ' اور ایک ایک آیت کا شمار کرلیا ہے - حروف اور الفاظ کی تعداد میں تو زیادت و نقص نہیں ہو سکتی ' لیکن بہ تداے تفصیل ما مرّ ' آیات کی تعداد میں اختلاف راے ممکن ہے ' چنانچہ " علم عدد آي القران " کا موضوع یہی مسئلہ ہے

علم العدد کی تفصیل میں اوپر ذکر کر چکا ہے کہ فنون قران کے لیے قرون اولی میں پانچ مشہور اسکول ( درسگاہ ) تھے : مکہ معظمہ ' مدینہ مبارکہ ' بصرہ ' کوفہ ' شام - ان میں سے ہر اسکول نے اپنی تحقیق و راے کے مطابق آیات قرانیہ کی تعداد و شمار پر مستقل رسائل ترتیب دیے ہیں

**مکہ معظمہ**

کتاب العدد عطاء بن یسار المکیه ' کتاب العدد عراقی ' کتاب حروف القران خلف البزار

**مــدیـنـه مبارکــه**

کتاب العدد نافع قاری مدینه المتوفی سنه ۱۶۹ ' کتاب العدد عیسی المدنی ' کتاب العدد اسماعیل بن ابی کثیر القاری -

**کــوفـــه**

کتاب العدد حمزه الزیات قاری کوفه المتوفی سنه ۱۵۶ ' کتاب العدد خلف النحوی الکوفی ' کتاب العدد محمد بن عیسی الکوفی ' کتاب العدد علی بن حمزه الکسائی النحوی قاری کوفه المتوفی سنه ۱۸۹ ھ -

**بصـــره**

کتاب العدد ابن معافا ' کتاب العدد عاصم الجحدری ' کتاب العدد حسن بن حسن بصری ' عدد آي القران محمد بن مستنیر قطرب المتوفی سنه ۲۰۶

**شـــام**

کتاب العدد یحیی بن حرث الذماری ' کتاب العدد خالد بن معدان ' کتاب اختلاف العدد ربیع العسده -

عدد کی تصنیفات میں ' متاخرین میں موصلی ( نام نہیں معلوم ) کی ذات الرشد ' اور ابو معشر عبد الکریم بن عبد الصمد الطبری المتوفی سنه ۶۷۸ کی تعداد الآي القران وغیرہ اسی فن کی کتابیں ہیں

[ الباقی تاتی ]

هندوستـان میں ایـک بڑا کیـڑا ہوتا ہے جسے " سانپ " ( Attacus attas ) کہتے ہیں - اسے یہ لقب اسلیے ملا ہے کہ اسکے اگلے پر کے سرے ایسے نظر آتے ہیں جیسے ایک پر غضب کوبرا ( ایک قسم کے زہردار سانپ ) کا سر ہے جو کسي تصویر کے خانے میں دکھایا گیا ہے !

اس خاندان کے دوسرے کیڑوں کے اگلے پروں پر بھي بہت سے خوشنما اور تعجب انگیز صفتیں ہوتي ہیں - چنانچہ اس ڈروپنگ برڈ ( Drooping bird مرجھانیوالي کلي ) کو دیکھیے جو " چاند " نامي کیڑے کے اگلے پروں پر نظر آتي ہے - یہ اور اسي قسم کے اور نمونے جو تتلیوں اور کیڑوں کے پروں پر بنے ہیں ' گونہ گوں وضعوں اور طرح طرح کے نمونوں کا ایک ایسا ذخیرہ جمع کردیتے ہیں جن سے مصور بہت فائدہ اٹھا سکتے ہیں - جب انہیں نئي نئي وضعوں کے القا و الہام کی ضرورت ہوتی ہے تو قدرت کی یہ مصنوعات عجیبہ و غریبہ انکے سامنے نمونہ کھلدیے آجاتي ہیں - اگر یورپ کي بہت سي صنعتوں اور نقش و نگار کے کاموں کے اصل کا سراغ لگایا جاے تو یقیناً انہي کیڑوں کے پر نکلینگے - کشمیر اور ہندوستان کي مشہور شالوں کے نمونوں میں (cethocia) نامي جنس کے نقش و نگار تتلیوں ہی کے رنگ ہیں جنکي نقل اتاري گئی ہے -

( مـــرقـــع )

اس مضمون کے ساتھہ اُن پھولوں اور کیڑونکا ایک مرقع بھی دیا جاتا ہے جنکا ذکر گذشتہ اور آج کے نمبر میں آیا ہے - بائیں جانب سے بہ ترتیب دیکھتے آئیے - تصویریں دو کالم میں کردي گئي ہیں - پہلے کالم کو ختم کر کے دوسرے کالم کو شروع کیجیے گا :

(۱) " سانپ " نامی ہندوستاني کیڑا جو کوبرے کا سر معلوم ہوتا ہے -

(۲) یہ " موت کے آوارہ گرد کیڑے " کي تصویر ہے ' جسکے جسم پر انسان کی کھوپریوں کي متقاطع ہڈیوں کی شکل ہوتي ہے -

(۳) یہ " مرجھانے والي کلي " ہے ' جو " چاند " نامی کیڑے کے اگلے پروں پر نظر آتی ہے -

(۴) وہ تتلی جسکے پروں پر انگریزي کے ( 80 ) ہندسہ کی شکل ہوتی ہے -

(۵) یہ گل ٹرو پیولم ہے - اسکي شکل ہو بہو ایک نہایت عمدہ کا بوتر کي سي ہوتي ہے - اس پھول کی دو تصویریں دي گئي ہیں - ایک تصویر پوري طرح کھلے ہوے پھول کی ہے - اسي لیے اسمیں مشابہت بہت واضح ہے - دوسري تصویر ایک نیم شگفتہ کلي کي ہے ' اسلیے زیادہ نمایاں نہیں ہے -

(۶) اولین نظر میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہت سي انساني کھوپریاں ہیں ' جو یکے بعد دیگرے رکھدي گئي ہیں ' مگر در حقیقت یہ وہ پھلیاں ہیں جنمیں اسنیپ ڈراگن Snap-dragon نامي درخت کے بیج ہوتے ہیں -

(۷) یہ ایکرس کیلمس نامي درخت کے پھول کی تصویر ہے جس کا ذکر گذشتہ نمبر میں کیا گیا ہے -

(۸) یہ اس پھول کي تصویر ہے جو ایک پیر مرد کے مشابہ ہوتا ہے - اس کا ذکر اس نمبر کے گذشتہ حصہ میں آیا ہے -

(۹) Aristolochia کا ذکر اس مضمون کے گذشتہ نمبر میں آیا ہے - یہ اسي کي کلي ہے - اس کلي کو اگر ایک رخ سے دیکھیے تو معلوم ہوتا ہے کہ راج ہنس کے چہرہ کا ایک غیر مکمل خاکہ ہے -

# بریدِ فرنگ

## اقتـراعیـات

حقوق پرستـــان انگلستان کے تازہ ترین سوانح و حوادث

اقتراعیہ ( یعني عورتوں کے سیاسي حقوق کی تحریک ) در اصل حق انتخاب کا مطالبہ ہے - یہ اس صنف کی طرف سے کیا گیا ہے - جسے توراۃ مقدس کی روایت کے بموجب محض مرد کے دل بہلانے کے لیے پیدا کیا گیا تھا - لیکن اس دل بہلانے والے کھلونے کے مطالبات نے اب ایسي خطرناک صورت اختیار کرلي ہے کہ سارا انگلستان درد و اضطراب سے چیخ اٹھا ہے ' اور جیسا کہ مقامي اینگلو انڈین معاصر کے مراسلہ نگار لندن نے لکھا ہے " انکا وجود انگلستان کے لیے ایک سخت ترین اجتماعي خطرہ ہوتا جاتا ہے جسکي برباد کن ترقي کی رفتار بہت ہي تیز ہے - اس اجتماعي خطرہ کا اگر جلد تدارک نہ کیا گیا تو مسٹر ڈرایل کا یہ اعلان عملاً سامنے آجائگا کہ " لوگ قانون کو اپنے ہاتھوں میں لے لینگے ' اور ان عورتوں کو خود سزا دینگے جو مردوں کو سزا دینے میں اب بالکل ناقابل برداشت ہوگئي ہیں " -

اقتراعیہ کي دراز دستیوں کا دائرہ اسقدر وسیع ہوگیا ہے کہ ایک ادنی پولیسمین سے لیکر شاہ عہد تک ' اور گولف اور ٹینس کلبوں کے خیموں سے لیکر مصنوعات نفیسہ کي گیلریوں اور مقدس مذہبی مقامات و آثار تک انکي دست درازي سے محفوظ نہیں :

( پولیسمین )

وہ لال پگڑي والی طاقت جسکے ڈنڈے چھوٹے سے ڈنڈے کي ایک معمولی جنبش ہزارہا ہندوستاني مردوں کے بھرے مجمع کو منتشر کر دیتي ہے ' انگلستان میں خوبصورت ہیئت اور رعب انگیز نیمي وردي کے اندر بہت با قاعدہ ہے - تاہم گرفتاري کا قصد ایک طرف رہا ' اگر محض بچانے کے خیال سے بھي کوئی پولیسمین ان عورتوں کو پکڑتا ہے تو بقول مراسلہ نگار انگلشمین " اس حفاظت کا صلہ آسے ایک زنانہ ایڑي کے بوٹ کی ٹھوکر کي شکل میں ملتا ہے " !

یہ کسي نازک اندام کی لا ابالانہ ٹھوکر نہیں ہوتي ' کہ " ضرب حبیب " کا لطف آئے ' بلکہ ایک ایسي عورت کی جس نے اچھي طرح اس عجیب اسلحہ کے استعمال کی مشق کرلي ہے ' اور جو وزن میں ۹ اسٹون ( ۱ ) سے بھي کہیں زیادہ ہے ! وہ اسقدر زور سے بے محابا اور اسطرح ناک کے با اصول ٹھوکر مارتي ہے کہ جنگ پیشہ سپاہي حیرت سے مبہوت رہجاتا ہے !

ہندوستان میں پولیس کے کسي غیر قانونی حکم کي بھي نافرماني کم از کم ۲۴ گھنٹہ حوالات میں رکھنے کے لیے کافي ہوتي ہے - ممکن ہے کہ آپ انگلستان کو بھي اسي پر قیاس کرلیں ' اور کہیں کہ چونکہ اس نے اداے فرائض حکومت میں مداخلت کي ہے اسلیے دفعہ ( ۲۲۴ ) عاید کي جاتي ہے اور یقیناً دو سال قید کي مستحق ہے - مگر یہ قیاس صحیح نہوگا - گوري رنگت کي پولیس گوري آبادي کیلیے ہم سیاہ رو وحشیوں کا سا قانون نہیں رکھہ سکتي - انگلستان کا ضابطہ فوجداري ایسے موقع پر پولیسمین کو

( ۱ ) ایک اسٹون ۱۴ - پونڈ کا ہوتا ہے -

چٹکي سے نوچتے هیں' جسکا نام ( Antirrhinum ) (۱) نہایت هي مناسب اور موزوں ہے -

لارڈ ایبری اس پھول کو ایک ایسے مضبوط صندوق سے تشبیہ دیتے هیں جسکي کنجی صرف بھونرے هي ( Humble bee ) کے پاس ہے ' کیونکہ چھوٹے چھوٹے کیڑے تاج ( Corolla ) (۲) کی بند پنکھڑیوں میں سے اپنا راستہ نکالنے میں کامیاب نہیں هوسکتے -

اس پھول کي تلقیم کے لیے ایک بڑي زبان والی مکھی کي ضرورت هوتي ہے - اسکا عضو نسائي ایک قسم کي زیر زمین راہ ہے جسمیں سے هوکے کیڑا رس تک پہنچسکتا ہے اور جو بالکل اسکے کنارے میں هوتا ہے - اس راہ کے سرے پر اسکي چھت کي طرف دبے هوے مادہ تولید میں ملفوف اینتھر هوتے هیں - پھول کے امتحان سے صاف نظر آتا ہے کہ اگر کیڑے اندر جا سکتے تو وہ ان مرکز هاے مادہ تولید کو مس کیے بغیر اس تک پہنچ جاتے -

بڑي مکھي سے یہ راہ بالکل بھر جاتي ہے ' اسلیے جب وہ باهر نکلتي ہے تو خود بخود اسکي روئیں دار پیٹھہ کے ساتھہ مادہ تولید کے ذرات بھي لگ کے چلے آتے هیں -

یہ واقعات هیں جن سے اس پھول کے ان بھچے هوے جبڑوں کے حالات کي تشریح هوتي ہے جو اپنے کھلنے کے لیے شہ زور بیرروں کو همیشہ صلاے زور آزمائي دیتا رهتا ہے -

اس پھول ہ سب سے زیادہ دلچسپ حصہ کیپسیول ہے (۳)

( ۱ ) یہ ایک قسم کا درخت ہے جسکي ۱۴ قسمیں هیں - اسکا اصلي وطن بحر میڈیٹرینین ہے مگر بسا اوقات کالیفورنیا میں بھي نظر آجاتا ہے -

( ۲ ) " کارولا " پھول کا وہ حصہ ہے جو کلي کے اندر اور بار اور حصہ کے گرد هوتا ہے - اسکا وجود عموماً محض دو تین پتیوں هي سے عبارت هوتا ہے جو تکمیل نشو کے بعد بڑي هوجاتي ہے - یہ پتیاں بالائي غلاف ( کمامہ ) کي پتیوں سے زیادہ خوشنما اور پر رونق هوتي هیں - انگریزي میں انکو (Corolla) کہتے هیں جو ایک لاطیني نژاد لفظ ہے - لغت میں اسکے معني تاج کے هیں - اسي لیے هم نے بھی تاج هي ترجمہ کیا -

( ۳ ) وہ ایک تھیلی ہے جسمیں بیج رهتے هیں - عربي میں اسکو " خریط " کہتے هیں -

اس مضمون کا یہ مقصد نہیں کہ اس میں تمام تعجب انگیز مشابہتوں کي ایک مکمل فہرست پیش کي جائے - اگر ایسا کیا جاے تو اس موضوع پر ایک مبسوط کتاب لکھنے والے مصنف کا بوجھہ هم اپنے سر لے لینگے حالانکہ اسکے لیے بالکل طیار نہیں هیں - همارا مقصود صرف یہ ہے کہ چند دلچسپ صورتوں کا اجمالي تذکرہ کردیں اور اسپر توجہ دلائیں کہ اس موضوع سے تعلیم میں کیونکر فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے ؟ پڑھنے والے اپنے تخیل اور مشاهدہ کي قوت سے کام لینگے تو انہیں اس موضوع کے متعلق قریباً بے پایاں سلسلوں کے دریافت کرنے میں کوئی دقت نہ هوگي -

( عالم حیوانات )

اب تک تو نباتات کا ذکر تھا - اب هم حیوانات کو لیتے هیں -

کیڑوں کے پر جس قسم کے نقش و نگار کے نمونے پیش کرتے هیں' اگر انکو جمع کیا جائے تو انمیں بہت سي مختلف صنعتوں اور تصویروں کا سراغ ملیگا - هم نے اپنے مضمون کے ساتھہ صرف ایک دو پروں کي تصویر دي ہے - غالباً ان تصویروں میں سب سے زیادہ تعجب انگیز نشان وہ ہے جو بالکل رومن اعداد کا عدد ۸۰ - یعنی 80 لکھا هوا دکھائي دیتا ہے - اور جو جنوبي امریکہ کي تتلي ( Catagramma ) نامی کے پچھلے پروں پر هوتا ہے - بے شک یہ عدد اس جنس کي تمام انواع میں پوري طرح واضح نہیں ہے' مگر عموماً پچھلے پر کی اندروني سطح پر 80 یا 88 کا نشان ضرور هوتا ہے - اسیواسطے جو لوگ برازیل میں ان تتلیوں کو پکڑتے هیں' وہ انہیں " ایٹي ایٹ " ( اٹھاسی ) کہتے هیں -

وہ کیڑے جو موت کا سر ( Death's Head ) کہلاتے هیں' انکے سینے کے نقش و نگار بھي ایک نہایت دل نشیں منظر ہے - کیونکہ وہ انساني کھوپڑیوں اور انکي متقاطع هڈیوں کي نہایت عمدہ نقل هوتي هیں' اور انہیں دیکھکے جرمن سواروں کے مشہور رسالے کا نشان یاد آجاتا ہے !

جرمني اور پولینڈ میں ( جہاں یہ کیڑے کثرت سے هوتے هیں ) انکو ( Death's head phantom " موت کے سر کي تصویر " یا (Wandering death bird) یعنی " موت کے آوارہ گرد کیڑے " کہتے هیں - وهاں کے جاهل کسانوں کا عقیدہ ہے کہ وہ بہت هي منحوس اور بد اثر هیں !

تهي اور کچهه زمين پر کهنچتي چلي جاتي تهي - انهي کے ساتهه ساتهه ليڈي بلوم فيلڈ اور انکي همشير بهي باهر نکل آئيں -

بيان کيا جاتا هے که اس واقعه پر شاه يا ملکه نے چنداں توجه نه کي - دربار اس طرح اپني حالت پر رها گويا کچهه هوا هي نهيں - چنانچه جو لوگ پيچهے تهے جب انهوں نے مس بلوم فيلڈ کو مع اپني والده اور همشيره کے اسطرح جاتے ديکها تو وه سمجهے که يه بے هوش هوگئي هے -

يه بيانات هيں جو شائع کيے گئے هيں ' ليکن اصلي واقعه اب اسقدر مختلف اور مخفي هوگيا هے که کچهه نهيں کهلتا ' صورت حال کيا پيش آئي تهي ؟

( ايک تاريخي کليسا )

يه دن انگلستان کے ليے ايک منحوس و نامبارک دن تها ' کيونکه ايک طرف تو دربار کي اسطرح توهين هوئي - دوسری طرف وه اپنے ايک نهايت تاريخي و ديني سرمايه سے محروم هوگيا -

اقترائي عورتوں نے ڈربي شائر کے مشهور اور تاريخي گرجے ميں آگ لگا دي - ريورينڈ جان و هاليتيکر اسکے ريکٹر ( ايک مذهبي عهده هے ) بلائے گئے - ڈربي کا آگ بجهانے والا انجن بهي آيا ' مگر کيا حاصل ؟ چهت گرچکي تهي ' شعلے هوا ميں بلند هو هو کے گاؤں بهر ميں آتشزدگي کا اعلان کر رهے تهے - آفتاب طلوع هوا تو لوگوں نے اس عظيم الشان تاريخي کليسا کي سوخته اور برهنه ديواريں ديکهيں - مشهور طبيعي چارلس ڈارون ' اسکے چچا کي ياد گاريں ' اور انکے علاوه اور جسقدر آثار عتيقه اس کليسا ميں موجود تهے ' سب کے سب جلکر خاک سياه هو گئے - وه پرانا خوشنما پرده جو اس کليسا کے آثار محفوظه ميں ايک نهايت ممتاز يادگار تهي ' وه قديم کتابيں جنکو اهل شائر نهايت تقديس و احترام کي نظر سے ديکهتے تهے اور جو پڑهنے کے ڈيسک ميں رکهي رهتي تهيں ' وه اسکي عظيم الشان ' حسين ' خوبصورت عمارت جسکو ديکهنے کيليے سياح آتے تهے ' آه ! سب برباد هوگئے ! عورت ' نازک ' حسين ' دلربا ' محبت طلب عورت نے سب برباد کر ديا ! کليسا کي عمارت نارمن طرز تعمير کي ايک خاص يادگار تهي - اگرچه اس عهد کي بني هوئي چيزوں ميں سے صرف ايک جنوبي دروازه هي باقي رهگيا تها ' مگر وه بهي کچهه کم با عظمت نه تها - اس دروازه کے متعلق ماهرين ( آرکيا لوجسٹس ) کا اندازه تها که وه سنه ۱۱۵۰ ع ميں تعمير هوا هے -

مگر اس تذکره سے کيا حاصل ؟ "عورت" اب بربادي و هلاکت کي پياسي نکلتي هے - وه سب کچهه جلاديگي ! سب کچهه برباد کرديگي !

( گيلري )

تصاوير کے عجائب خانوں اور گيلريوں پر تو انکے حملے هو چکے هيں اب معمولي حملوں کا تذکره کوئي خاص دلچسپي نهيں رکهتا ' ليکن هم جس واقعه کا ذکر کرنا چاهتے هيں وه اس عموم سے مستثني هے - کيونکه اسکے ساتهه ايک خط بهي ملا هے جو اقترائيات کے جذبات و حيات کا ايک عبرت انگيز آئينه هے -

بانڈ اسٹريت ميں مصنوعات نفيسه کي ايک گيلری هے جو "ڈور گيلري" کهلاتی هے - هفته کي ڈاک ميں ايک کم سن اور حسين عورت اپنے گون ميں ايک کلهاڑي چهپائے هوے آئي ' اور نظر بچا کے دو تصويروں کو کلهاڑي سے کهرچ ڈالا - ان دونوں تصويروں ميں سے ايک کا نام "مجروح عشق" تها - يه بارٹولوزي نامي مشهور مصور کي کنده کاري ( انگريوينگ ) کا نمونه تهي ' اور بالاخر اسي حسن کے هاتهوں مجروح هوئي جو دنيا ميں عشق کا حريف قديم هے !

دوسري گرينڈ کيسلي و يدس کي تصوير تهي - اس پر آبي رنگ ( واٹر کلر ) تها - يه تصوير جان سيپليںڈ کے زور قلم کا نتيجه تهي اور سو پونڈ ميں خريدي گئي تهي - گيلري کے نگران و مهتمم کو کسي طرح اسکا علم هوگيا - اس نے اپنے حسين مجرم کو پکڑ لينا چاها - ليکن يهاں حسن کا ظهور ويسا نرم و لطيف نه تها جيسا که ابتک رها هے - عورت کے پوري طرح گرفت ميں آنے سے پہلے ايک نهايت سخت کشمکش هوئي ' حتی که غريب گيلري کا مهتمم زخمي هو گيا !

جسکا تو قاتـــل هـــو اسکے واسطے
کونسي لذت هے خنجر سے لذيذ !

يه عورت مارلو اسٹريت کے مجسٹريٹ کي عدالت ميں حاضر کي گئي - گواهي ميں زخمي مهتمم نے تفصيل کے ساتهه بيان کيا که کيونکر اس نے گيلری کے جنوبي و مغربي حصے ميں شيشه ٹوٹنے کي آواز سني ' اور جب وه آيا تو اس نے ديکها که ايک هاتهه کلهاڑی ليے شيپليںڈ کي تصوير کے پاس متحرک هے - پهر آپ نے ديکهکے کس طرح عورت نے کلهاڑي اس پر بهي اٹهائي مگر اس نے نهايت هشياري سے کام ليا اور فوراً ٹوٹ پڑنے کے بدلے دريافت کيا که اس نے يه حرکت کيوں کي ؟ جسکے جواب ميں عورت نے کها که بس يهي ايک راسته هے جو همارے واسطے اب باقي رهگيا هے -

اس نے کها که دوسري تصوير بهي خراب هوگئی هے -

اسکے بعد ايک خط اسي گيلري ميں پڑا ملا جسکا مضمون يه تها :

"اگر تم ان حرکتوں کو روکنا چاهتے هو تو همارا انصاف کرو - هم اپنے مطالبه سے دست بردار هونے سے پہلے اپني جان ديديسے کے ليے تيار هيں - هم تمام دروازوں کو کهٹکهٹا چکے هيں ' اور هر جگهه سے مايوس هوکے ادهر آئے هيں - بيشک هم گذشته زمانے ميں بهت هي زن نما تهے مگر همارا وه دور ختم هوگيا - اب هم مردوں سے بهي بهتر جنگ کے ليے تيار هيں - تم همکو قتل کرنے کا حکم ديسکتے هو ' ليکن همارے مرنے سے هماري تحريک مرده نهيں هوسکتي - اگر هم ميں سے ايک مرجائيگي تو اسکي جگهه دس بهنيں اور پيدا هوجائينگي - ميں ( يعنی کاتبۂ خط ) بهي جنگ ميں شريک هوگئي هوں "

( خانقاه ويسٹ منسٹر )

ليکن ان سب ميں بربادي کي شديد ترين کوشش وه تهي جو حال ميں کي گئي هے - خانقاه ويسٹ منسٹر اپني اهميت و عظمت کے لحاظ سے انگلستان کي سب سے بڑي خانقاه هے - يهي جگهه هے جهاں کے کليسا ميں شاه انگلستان کي تاجپوشي هوتی هے -

اس ميں ايک بمب کا گولا رکها گيا تاکه اسکي عمارت کا خاتمه کردے - حسن اتفاق سے اسکي ساخت نامکمل رهگئي تهي ' اسليے وه ناقص طور پر پهٹا ' اور خانقاه کي بهترين اشياء مثلاً سکون کا پتهر ' تاجپوشي کي کرسي ' شاه ايڈورڈ کنفيسر کا چيپل وغيره ' بچ گئے - ورنه يه تمام عظيم الشان يادگاريں دهواں بنکر اڑ جاتيں ' اور اس عظيم الشان عمارت کے بهترين حصے بهي گر کر ريزه ريزه هو جاتے !

حق نہیں دیتا کہ اپنی حفاظت کے لیے اس حملہ آور عورت کو ترکی به ترکی جواب دے !

( مجسٹریٹ )

مجسٹریت جو هندوستان میں اپنے زیر انتظام شہر کا پادشاہ هوتا هے' اور بغیر کسی تامل کے مچھلی بازار کانپور کے ایک نہتے مجمع پر مسلسل ۱۰ مدت تک ۶۰۰ کارتوسوں کی بارش کراسکدا هے ' اسکی وقعت یه عورتیں اتنی بھی تو نہیں کرتیں جتنی هندوستان کے کسی بڑے شہر میں پولیس کے جمعدار یا داروغه کی هوتی هے !

" نیلی هال" اور " گریس رر " دو اقتراعیه عورتیں هیں جنکا چالان چند امتراعی سازشوں کے سلسلے میں پولیس نے کردیا تھا - جب پیشی کا دن آیا تو مسٹر پال ٹیلر نامی مجسٹریت کی عدالت میں حاضر کی گئیں - ابھی مسٹر باڈکن وکیل استغاثه نے کھڑے هوکے مجسٹریت کو مخاطب هی کیا تھا که " نیلی هال " نے پولیس کے جبریه کھانا کھلانے کا افسانه چھیڑ دیا - مسٹر ٹیلر سر جھکا کے سنا کیے - تھوڑی دیر کے بعد انھوں نے سر اٹھایا هی تھا که هال چیخ اٹھی :

" تم کو اچھی معلوم هے که هم پر کیا کیا ظلم کیے گئے هیں ( یعنی کس طرح بجبر کھانا کھلایا گیا هے ؟ ) اسلیے اگر تم غیرت مند هوگے تو هم سے آنکھیں چار نه کر سکوگے "

اسکے جواب میں مسٹر ٹیلر نے کہا :

" قصور معاف - یه خود کردہ مصائب هیں "

اس پر هال برهم هوکے بول اٹھی : " اس کا مزہ تم نہیں جانتے - کیونکه تم پر کبھی پڑی هی نہیں "

" رر " نے بھی اپنی سہیلی کی تائید کی ' اور نہایت بے باکی سے ظاهر کیا که اسے مجسٹریت کا چہرہ دیکھکے خوف آتا هے - گویا مجسٹریت آدمی نہیں هے - ایک مونسٹر ( عجیب الخلقت جانور ) هے - اس پر مسٹر ٹیلر نے ایک زهر خند هنسی کے ساتھه کہا :

" تم نہیں چاهتیں که میں تمھیں برابر دیکھتا رهوں ؟ کیوں ؟ ایسا هی هے نا ' یا چاهتی هو ؟ بولو ! "

هال اور برهم هوگئی - جھلا کے بولی :

" اگر تمھیں دن بھر میں تین بار زبردستی کھانا کھلایا جاتا تو تم اسطرح نه هنستے "

اب مجسٹریت صاحب بھی ذرا هلے اور کسی قدر غضب آلود سنجیدگی کے ساتھه کہا :

" میں بھی تم پر هنستا هوں پھر کیا تم مجھے بھی الزام دیتی هو ؟ بولو ! "

اتنا سننا تھا که " هال " اور " رر " دونوں آگ بگولا هوگئیں اور کئی دفعه زور زور سے چلائیں " مسٹر باڈکن اسے ( یعنی غریب مجسٹریت کو ) روکو "

اسکے بعد اس عجیب الخلقت مقدمے کی کارروائی شروع هوئی - اثناء شہادت میں دونوں نے کئی بار کہا :

" هم نہیں چاهتے که همارا مقدمه چلایا جاے - همکو یوں هی سزا دیدو "

مگر مقدمه کی کارروائی هوتی رهی - ایک پولیس کا گواہ پیش هوا - اسکے بعد مقدمه آیندہ کے لیے ملتوی کردیا گیا - جب " هال " اور " رر " باهر لائی گئیں تو دونوں بہت زور سے چلائیں

" خیر ' کچھه پروا نہیں - هم لوگ برابر لڑتے رهینگے ! لڑتے رهینگے !! لڑتے رهینگے !!! "

( شـاہ اور ملکه )

ان واقعات کا ذکر هم نے اس خیال سے کیا که وفا کیش اور اطاعت بردار هندوستان کی همت کے لیے یہی واقعات لرزہ انداز و دهشت انگیز هیں ' ورنه جس جماعت کا اسوقت ذکر هو رها هے ' وہ تو خود وزیر اعظم مسٹر ایسکویتھه کو بر سر مجلس بارها ذلیل و رسوا کرچکی هے ' اور پھر انتہا هی اسکے طائر جرأت کا سدرۃ المنتہی نہیں هے - وہ اس عرش عظمت و جلال تک بھی پرواز کرچکی هے ' جو انگلستان کی دنیا میں احترام و اجلال کی آخرین منزل هے !!

مسز نیلی هال پولیس کے قبضے میں - کشمکش ' مقابله ' اور بالاخر شکست !

پادشاہ کے ساتھه گستاخانه جرأت کی ابتدا تو اس سرفروشانه اقدام سے هوتی هے جو ایک اقتراعیه نے گھوڑ دوڑ کے میدان میں دکھلایا تھا ' اور شاهی گھوڑے کو پکڑنے کی لا حاصل کوشش میں اپنی جان تک گنوا دی تھی ' مگر اسکے بعد ایک دوسرا واقعه پیش آیا جسکے متعلق انگریزوں کا خیال هے که " وہ مہذب دنیا کی نظروں میں انگریز عورت کی گستاخی اور بد تہذیبی کا ایک شرمناک ترین منظر هے "

شاید ایسا هی هو !

ڈرائنگ روم کا شاهی دربار تھا - شاہ اور ملکه رونق افروز تھے اور درباری باری باری سے گذر رهے تھے - کوئی گیارہ بجنے والے تھے که لیڈی ٹارن شینڈ اپنی همشیرہ مسز والفریڈ کی طرف سے مراسم دربار ادا کرکے هٹیں ' اور انکے بعد لیڈی بلوم فیلڈ مع اپنی دونوں لڑکیوں کے آگے بڑھیں -

لیڈی بلوم فیلڈ شاہ کے حضور آداب بجا لاچکی تھیں اور ملکه کے لیے جھکنے والی هی تھیں که یکایک ایک شیریں اور پر اثر و موسیقیت آواز بلند هوئی ' اور تمام دربار حیرت زدہ هوگیا :

" یور مجیسٹیز ! خدا کے واسطے !! .............. "

لیڈی بلوم فیلڈ نے مڑکے دیکھا تو انکی لڑکی گھٹنوں کے بل بیٹھی هوئی هے ' اور دونوں هاتھه شاہ اور ملکه کے آگے پھیلا رهی هے

یه منظر دیکھکے وہ گھبراهٹ میں پیچھے مڑی - اتنے میں اسکی دوسری لڑکی نے بڑھکے اپنی بہن کا هاتهه پکڑلیا - جب تک سر ڈی - ڈاسن بھی آ گئے جو لارڈ چمبرلین کے ساتھه شاہ کے بائیں جانب کھڑے تھے - ان دونوں نے چند دیگر اشخاص کی مدد سے مس بلوم فیلڈ کو اسطرح باهر نکالا که کچھه تو لوگوں کے هاتھه

# ھــوائی ریـــل

( ایک گھنٹہ میں ۳۰۰ میـــل کی رفتـــار )

### ایک عظیم الشان اختراع

قوۃ دفع کے نتائج معجزہ

فرانس کے ایک مشہور مخترع و موجد نے ایک ایسی ریل طیار کی ہے جو موجودہ صدی کا سب سے بڑا معجز العقول معجزہ علم سمجھی جائیگی - فاصلے کی تکالیف کو دور کرنے اور وقت کی طاقت کو مغلوب کرنے والے آلوں میں کوئی بھی اس ریل کا مقابلہ نہیں کرسکتا - یہ ایک معلق ھوا پر چلنے والی ریل ہے جو فی منٹ ۵ میل تک مسافت طے کریگی -

... کی طرح اسمیں ستیم سے مدد نہیں لی گئی ہے - جس طرح یورپ میں ستیم کی جگہہ برقی طاقت سے بکثرت کام لیے جانے لگے ھیں اور اس کو ھر جگہہ قدرت کی سب سے بڑی طاقت تسلیم کرتے ھیں' اسی طرح ھوائی ریل میں بھی برق ھی کا دست اعجاز کام کرتا ہے -

اس ریلوے کا نام (Lavitated Railway) ہے - اسکا موجد ایک فرانسیسی ہے جسکا پورا نام عمائل بیشیل (Emile Bachelet) ہے - بیشیل ۲۲ سال تک امریکا کے سرکاری محکمہ تعمیرات میں ملازم رہچکا ہے -

( ۲۲ - سالہ جہاد علمی )

بیشیل کو ایک بار خیال ھوا کہ اگر ھم ثقل کو اسطرح اپنے اختیار میں کرنا چاھیں کہ وہ وسط ھوا میں بغیر کسی محسوس سہارے کے معلق رہے تو ایسا کیونکر کرسکتے ھیں؟ اس خیال میں وہ ۲۲ سال تک غلطاں و پیچاں رہا - گو اسکی جد و جہد سخت عزیز و جانفشاں' اور اسکے مقابلے میں نتائج ھمیشہ مایوس کن اور ھمت شکن رہے' تاھم اس نے کبھی بھی سر رشتۂ صبر و استقلال ھاتھہ سے نہ دیا اور اپنی کوششوں کو برابر جاری رکھا - یہاں تک کہ بالآخر وھی ھوا جو ھر مستقل اور مسلسل کوشش کے لیے وعدہ کیا گیا ہے' یعنی فرانسیسی اخبارات نے اسکی کامیابی کا اعلان ایک [illegible] مضمون کے ذریعہ کردیا!

( ایجـــاد کی روح )

قدرت نے مقناطیس میں قوت دفـع وجذب' دونوں رکھی ھیں جنکو اصطلاح میں علی الترتیب (Attraction) اور (Repulsion) کہتے ھیں -

یعنی جس طرح مقناطیس کو اسکی طاقت سے کسی چیز کو اپنی طرف کھینچ سکتا ہے' اسی طرح اسے پیچھے بھی ھٹا سکتا ہے -

انسان نے مقناطیس کی قوت جاذبہ کو دریافت کرلیا اور اس سے فائدہ بھی اٹھایا - چنانچہ قطب نما اسی کا صدقہ ہے جسکی برکت سے بڑے طوفاں خیز اور ناپید کنار سمندروں کے قلب کو چیرتے

ھوے جہاز [illegible] ھیں - لیکن اسکی قوت دافعہ عرصے تک مخفی رہی - بعضوں کو علم ھوا بھی تو بیشیل سے پہلے کسیکو اس سے فائدہ اٹھانیکی توفیق نہ ملی -

بیشیل پہلا شخص ہے جس نے اس معطل قوت کی طرف توجہ کی' اور ۲۲ سالہ شب ھاے انتظار اور روز ھاے امید پر ماتم کرنے کے بعد وہ آج تمام عالم سے خراج تحسین لے رہا ہے! - ونعم اجر العاملین!

( ریل کا نظام )

بیشیل کی ریل میں نہ تو انجن ھوتا ہے اور نہ معمولی پہیے ھیں' نہ دندانہ دار پہیوں کا کوئی مربوط باھم [illegible] سلسلہ ہے اور نہ وہ احتکاک (رگڑ) جو بیجان جسم میں حرکت پیدا کردیتی ہے -

پھر یہ ریل کیونکر چلتی ہے؟

گاڑی ایک پٹری پر رکھی رھتی ہے - اس پٹری میں خم ھوتے ھیں جنمیں مقناطیس کی قوت دافعہ بھری ھوتی ہے - جب چلانا مقصود ھوتا ہے تو ایک بٹن کو دبا دیتے ھیں' جسکے بعد قوت دافعہ کی رو گاڑی میں ساری ھوجاتی ہے اور گاڑی اسکے دھکے سے ھوا میں بلند ھو جاتی ہے - گاڑی کے ھوا میں بلند ھونے کے بعد قوت دافعہ کا کام ختم ھوجاتا ہے -

لیکن صرف گاڑی کے اچھل جانے سے نہ تو اصلی مقصد پورا ھو سکتا ہے' اور نہ اسکے لیے یہ ایجاد کسی قابل تحسین اعجوبگی یا ندرت کی مستحق ہے - اسلیے درحقیقت ایجاد کا اصلی کمال اسکے بعد سے شروع ھوتا ہے -

موجد نے یہ انتظام کیا ہے کہ گاڑی کے ھوا میں بلند ھونے کے بعد اسے معاً برقی رو ملجاتی ہے جسکے سہارے پر وہ تھمی رھتی ہے' لیکن دیکھنے والا تو یہ سہارا نظر نہیں آتا -

لیکن برقی رو بھی صرف اسیقدر کر سکتی ہے کہ اسے گرنے نہ دے - آگے بڑھنے کا سوال پھر بھی باقی رہجاتا ہے -

اسکے لیے موجد نے یہ انتظام کیا ہے کہ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر سولینائڈ رھتے ھیں - یہ سولینائڈ مقناطیس کے ھوے ھیں - گاڑی کی رفتار جب مزید قوت کی طالب ھوتی ہے تو فوراً ان میں قوت پہنچائی جاتی ہے' اور اس قوت کی وجہ سے گاڑی برابر آگے بڑھتی رھتی ہے -

( ھوائی ریل کا نمونہ )

لندن کے عین وسطی حصہ میں ایک عالیشان عمارت کے اندر ھوائی ریل کا نمونہ رکھا گیا ہے - [illegible] کا نامہ نگار خاص اپنے مشاھدہ کو نہایت دلچسپ طور سے بیان کرتا ہے کہ نمونہ ھلکا سا ھے [illegible] سیر بحدہ وزن کے برابر ھوگا اسکی گاڑیاں سگار کی طرح کاؤدم [illegible] ھیں تاکہ حرکت کے وقت ھوا سے زیادہ رگڑ نہ پیدا ھو - [illegible] تھوڑے تھوڑے فاصلے پر بڑی بڑی [illegible] پیچ دار [illegible] کے سہارے پر قائم رھتی ھیں - جس بڑی [illegible]

# ادبیات

## اسوۂ حسنہ

### ہجرۃ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم)

جب کہ آمادۂ خوں ہوگئے کفار قریش * لاجرم سرور عالم نے کیا عزم سفر
کوئی نوکر تھا، نہ خادم، نہ برادر، نہ عزیز * گھر سے نکلے بھی تو اس شان سے نکلے سرور!
اک فقط حضرت بوبکر تھے ہمراہ رکاب * اُن کی اخلاص شعاری تھی جو منظور نظر
رات بھر چلتے تھے، دن کو کہیں چھپ رہتے تھے * کہ کہیں دیکھ نہ پائے کوئی آمادۂ شر
چونکہ سو اونٹ کا انعام تھا قاتل کے لیے * آپ کے قتل کو نکلے تھے بہت طالب زر
انھی لوگوں میں سراقہ خلف جعشم تھے * جن کو فاروق [۱] نے کنگنے کے پنہائے تھے گھر
تین دن رات رہے ثور کی غاروں میں نہاں * تھا جہاں عقرب و افعی کی حکومت کا اثر
بیم جاں، خوف عدو، ترک غذا، سختی راہ * ان مصایب میں ہوئی اب شب ہجرت کی سحر

* * *

یاں مدینے میں ہوا غل کہ رسول آتے ہیں * راہ میں آنکھ بچھانے لگے ارباب نظر
لڑکیاں گانے لگیں دوق میں آکر اشعار * نغمہ ہاے "طلع البدر" سے گونج اُٹھے گھر
ماں کی آغوش میں بچے بھی مچل جانے لگے * نازنینان حرم بھی نکل آئیں باہر!
آل نجار [۲] چلے شہر سے ہو کر تیار * زرہ و جوشن و چار آیینہ و تیغ و سپر!

* * *

دفعتاً راکبۂ شاہ رسل آپہنچا * غل ہوا: صل علی خیر اناس و بشر
جلوۂ طلعت اقدس جو ہوا عکس فگن * دفعتاً نار شعاعی تھا ہر اک تار بصر
طور سے حضرت موسیٰ کی صدا آتی تھی: * آج ایک اور جھلک سی مجھے آتی ہے نظر!

* * *

سب کو یہی فکر کہ دیکھیں یہ شرف کس کو ملے * میہماں ہوتے ہیں کس کے آج شہنشاہ سرور؟
سب یہ کہتے تھے کہ خلوت کدۂ دل حاضر ہے! * آنکھیں کہتی تھیں کہ ہم اور ہمی طیار ہیں گھر

* * *

ہاں مبارک تجھے اے خاک حریم نبوی * آج سے تو بھی ہوئی خاک حرم کی ہمسر!

صل یا رب، علی خیر نبی و رسول!
صل یا رب، علی افضل جن و بشر!

[۱] جب ایران فتح ہوا اور کسری کے ملبوسات اور موتیوں کے ہار غنیمت میں ہاتھ آئے تو حضرت عمر نے حضرت سراقہ کو پہنا کر دیکھا تھا - کیونکہ یہ بہت جامہ زیب تھے -

[۲] نجار کا خاندان آنحضرت سے ننہالی رشتہ رکھتا تھا -
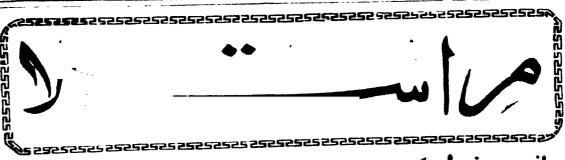
## اعلان از جانب خدام کعبہ

میں حسب الحکم جناب خادم الخدام صاحب به اجلاس ارکان اصلیه یه درخواست کرتا هوں که جو جو برادران ملت امسال حج بیت الله شریف کو اپنے اپنے اخراجات سے تشریف لیجانیوالے هیں - وه براه کرم انجمن کے دفتر کو جسقدر جلد ممکن هو اطلاع دیں که وه کس وقت روانه هونیوالے هیں ؟ یہاں به تجویز زیر عمل هے که آن حضرات کا جو انجمن میں داخل هوچکے هیں ایک منتخب وفد بدیں غرض ترتیب دیا جائے که وه دوران سفر کے کل حالات و ضروریات پر حسب منشاء انجمن خدام کعبه ایک ایسي تحقیقات فرمائے جو انجمن کو آئنده خدمات کے لیے مشیر راه کا کام دے - نیز جناب شریف مکه اور افیسران دولت عثمانیه سے تبادلۂ خیالات کرکے صاف صاف بتلائے که حجاج و زوار کو کس کس قسم کي تکالیف و ضروریات سے سابقه پڑتا هے اور آنکے دفع کرنے اور آسانیاں بہم پہنچانے کے کیا ذریعے اور وسائل هوسکتے هیں ؟ اس وفد کي ترتیب کے متعلق بہتر صورت یه هوسکتي هے که جب جانیوالے حضرات کے نام معلوم هوجائیں تو اُن میں سے چند پرجوش ' جفا کش ' هر معامله پر غائر نظر ڈالنے اور هر معامله کي حقیقت دریافت کرنیوالے حضرات کا انتخاب عمل میں لایا جائے ' اور اُنہیے دهلي شریف لاکے اور باهم مشوره کرکے کي تکلیف دي جائے - یا اگر یه ممکن نہو تو ایک وقت و تاریخ مقرر کي جائے تا که بمبئي میں اس وفد کي ترتیب اور انتخاب ممکن هوسکے -

میں حسب الحکم ارکان اصلیه به تعمیل نمبر ۵ رولداد مذکور مورخه ۲۶ جون سنه ۱۹۱۴ ع کو بمبئي بدیں غرض حاضر هوگیا هوں که حجاج و زوار کے واسطے دوران ایام قیام بمبئي میں خرید ٹکٹ رجائے قیام و روانگي وغیره میں انجمن کي جانب سے مع دیگر سیدائیوں کے اپني خدمت بجا لاؤں - انجمن خدام کعبه کي جانب سے گورنمنٹ بمبئي حج کمیٹي کي خدمت میں ایک مراسله بدیں استدعا بهیجدیا گیا هے که انجمن کي خدمات سے فائده اُٹهایا جائے - پس امیدوار هوں که جانے والے حضرات جس قدر جلد ممکن هوسکے اپنے اپنے ارادوں سے دفتر کو مطلع فرماویں -

شوکت علي بي - اے - معتمد انجمن خدام کعبه
جمعیت اصلیه دهلي

( بمبئي کا پته :- نمبر ۱۳ اسپلیند روڈ - مکان انریبل سرفاضل بهائي کریم بهائي - بمبئي )

## اپیل براے وظائف

همارے قوم کو ابهي پورے طور سے معلوم نہیں هے که علیگڈه کالج میں صدها طلبا ہے جو اعلیٰ تعلیم حاصل کي هے ان میں بہت بڑي تعداد ایسے طلبا کي هے جنکو اگر کالج اور کانفرنس سے مالي مدد نه دي جاتي تو وه علم کي نعمت سے قطعاً محروم رهجاتے - انجمن " القرض " اور آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کو جسقدر آمدني قوم کے روشنضمیر اصحاب کي فیاضي کي بدولت هوتي رهي هے اسکا بڑا حصه قوم کے هونہار غریب طلبا کي امداد میں صرف هوتا رها هے ' جسکا نتیجه یه هے که ملک کے تمام صوبجات میں قومي کالج کي تعلیم و تربیت یافته نه صرف نظر آتے هیں بلکه با اثر اور با وقعت مدارج پر ممتاز هیں -

سر سید علیه الرحمة اور نواب محسن الملک مرحوم کے زمانه میں وظائف کیلیے خاص چنده هوتا تها ' اور اس کا فنڈ علیٰحده رهتا تها - لیکن اسکے بعد جب کانفرنس کے کام میں وسعت هوئي اور اسکي آمدني میں اضافه هوا تو اسي میں سے وظائف کے لئے بڑا حصه صرف هوتا رها - لیکن سنه ۱۹۱۱ ع میں مسلم یونیورسٹي کیوجه سے کانفرنس کیلیے چنده قطعاً وصول نہیں کیا گیا ' اور سنه ۱۲ و ۱۹۱۳ ع میں جنگ بلقان اور عام قومي انتشار کے سبب سے کانفرنس کي آمدني بہت کم هوئي - با وجود اسکے وظائف کي تعداد اور مقدار میں کمي نہیں کیگئي ' اور پچهلے سال تک تقریباً ایک هزار روپیه ماهوار وظائف پر صرف هوتا رها - لیکن گذشته تین سالوں میں چونکه آمدني نہیں هوئي اسلیے یه خرچ اس رقم میں سے کیا گیا ' جو گذشته چهه سال میں پس انداز کي گئي تهي - مگر اب سب خرچ هوچکي هے ' اور اب نه کانفرنس فنڈ میں گنجایش هے ' اور نه وظائف فنڈ میں ' اور حالت یه هے که کالج میں داخله کا وقت قریب آنے کي وجه سے درخواستوں پر درخواستیں طلباء کي چلي آرهي هیں ' اور ان میں بہت سے ایسے هیں جن کي اگر مدد نه کي جاے تو ان کو تعلیم ترک کرنا پڑیگي - میں عرصه سے ممبران سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹي کي توجه اسطرف مبذول کررها هوں اور رؤسا کي خدمت میں عرضداشتیں بهیج رها هوں لیکن اسوقت تک کچهه نتیجه بر آمد نہیں هوا -

ممکن هے که کسي کو یه خیال هو که یه مدد صرف ایک کالج کیلیے خاص جاتي هے ' اور مسلمانوں کي تعلیمي ضرورتیں سب جگه یکساں هیں - اگر کسیکا ایسا خیال هو تو وه قابل اصلاح هے ' کیونکه علیگڈه کالج میں طلبه علیگڈه خاص کے تعلیم نہیں پاتے بلکه جو مدد دي جاتي هے وه هندوستان کے کل صوبجات کے مستحق طلبه کو دي جاتي هے - علاوه اسکے یه خوب سمجهه لینا چاهیے که تمام صوبجات کے هونہار طلبه کي خواهش هوتي هے که وه علیگڈه کالج میں تعلیم پاویں لیکن اکثر ان کي مدد نه کي جاوے تو ان میں سے بہت سے نا کام رهتے هیں - اسلیے اس کالج کے غریب طلبا کي مدد کرنا في الحقیقت کل ملک کے مسلمانوں کي تعلیم میں مدد کرنا هے - آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس اس کالج کے طلبه کي مدد اسي وجه سے کرتي که یه دار العلوم مرکزي هے ' اور اسکے ذریعه سے کل صوبجات کے هونہار مسلمانوں کي مدد هوسکتي هے - علاوه ازیں کانفرنس کے وظائف صرف کالج تک محدود نہیں هیں بلکه یه وظائف تمامي صوبجات میں اور مختلف کالجوں میں دیے جاتے هیں - اسوقت علاوه علیگڈه کے لاهور ' بریلي ' میرٹهه ' لکهنؤ ' اله آباد ' کلکته ' پونا بمبئي ' ناگپور ' جے پور - وغیره میں یه وظائف دیے جاتے هیں ' بلکه بعض طالبعلموں کو انگلستان کي تعلیم کے لیے بهي وظیفه دیا جاتا هے - ماسواء اسکے وظائف کسي خاص تعلیم کے لیے مخصوص نہیں هیں ' بلکه آرٹ کي تعلیم انجنیري ' ڈاکٹري ' ٹریننگ وغیره کے لیے هر قسم کي مدد دي جاتي هے - ان وجوه سے کانفرنس کے وظائف کو مقامي وظیفه خیال کرنا بالکل غلط هے -

پس اب یه اپیل قوم سے کي جاتي هے ' اور استدعا هے که وظائف فنڈ کے لیے جو جس سے هوسکے وه جلد عطا کرے - اس مصرف سے بہتر همارے قوم میں اور مقاصد بہت کم هو سکتے هیں - بیسیوں درخواستیں آئي هوئي هیں اور انکي منظوري کا انحصار اسي پر هے که وظائف فنڈ میں کچهه روپیه وصول هو -

( آفتاب احمد آنریري جائنٹ سکریٹري آل انڈیا
محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس )

دبانے میں تو فوراً گاڑیاں الیومینیم کے تاروں سے علحدہ ہوکر ہوا میں معلق ہوجاتی ہیں - اس کے بعد آلۂ دافع ( پروپیلر ) کے ذریعہ حرکت کھاتے ہی بیرنیطرح اس تیزي سے دوڑنے لگتي ہیں کہ انساني نظر ان کا پیچھا نہیں کرسکتي -

( شرح رفتار )

اس قسم کی ریل گاڑیوں میں نہ تو خود گاڑیاں کوئي وزن رکھتي ہیں' نہ سڑک کوئي مقاومت ( Resistance ) کرتي ہے' اور نہ پہیوں اور انکی رگڑ کا جھگڑا ہے - اسلیے یہ کہنا بالکل بجا ہوگا کہ رفتار کي سرعت کا دار و مدار صرف ہوا کي مقاومت پر ہے - جہاں ہوا کا فشار اور دباؤ Pressure یا تصادم کم ہوگا' وہاں یقیناً اسکي رفتار بھی زیادہ ہوگي' اور جہاں یہ دونوں یا ان میں سے کوئي ایک زیادہ ہوگي' اسي کے تناسب سے رفتار میں بھی کمی ہوتی جائیگی -

خیر' یہ تو اصولی بحث تھی - سوال یہ ہے کہ اسوقت تک اسکي رفتار کا اوسط کیا رہا ہے ؟ اسوقت تک جسقدر تجربے ہوچکے ہیں انکي بنا پر موجد کا اندازہ یہ ہے کہ اس ریل کی شرح رفتار ۳ سو میل فی گھنٹہ ہوگی !

( مراسلات اور مسافر )

موجد نے اسوقت تک جو نمونہ پیش کیا ہے' وہ صرف نامہ بري کے لیے موزوں ہے - چنانچہ خود موجد کو بھی اس کا اعتراف ہے - وہ اس ریل کو صرف ڈاک کے لیجانے کے لیے پیش کرتا ہے' البتہ اسکا دعوی ہے کہ یہ نظام اصلاً مسافروں کے لے جانے سے بھی عاجز نہیں ہے - اسمیں کسیقدر اضافہ و ترمیم کي ضرورت ہوگي - اسکے نزدیک جن گاڑیوں پر مسافروں کو لیجانا ہو' ان میں ایک پٹري کے بدلے دو پٹریاں اور سوائے نائڈ کے بدلے آلۂ محرک Motor اور ہوائي دافع Aerial propellor لگانا چاہیے -

( پیرس سے سینٹ پیٹرزبرگ دس گھنٹوں میں )

ہوائی ریل کے ذریعہ پیرس سے پیٹرز برگ میں ( جن کا باہمی فاصلہ ۳۰۰۰ میل ہے ) صرف ۱۰ گھنٹے کے اندر جاسکتے ہیں - اسي طرح ہوائي ریل لندن سے برلن تک ۵ گھنٹوں میں پہنچ جائیگي - پہلائي مرتبہ سے ایک خط کا جواب تین گھنٹہ کے اندر آسکیگا !

( ہوائی ریل کا مستقبل )

اس کا موجد اس بات کا مدعي ہے کہ اگر بروپہند مضبوط ہو اور برقي طاقت کافي پیمانہ پر طیار ہوسکے' تو ہوائی ریل کے ذریعہ فی گھنٹہ ۶۰۰ میل تک جاسکتے ہیں' یعنی اسکی رفتار ایک منٹ میں ۱۰ میل ہوگی - اس کا خرچ بھي بہت کم ہوگا - یعنی ۳۰۰ میل تک آدہ سیر وزن لے جانے میں صرف ۲ پیسہ خرچ ہوتا ہے -

( تین تصویریں )

اس مضمون کے ساتھہ تین تصویریں دي گئي ہیں :

( ۱ ) پہلي تصویر میں اس ریل کے داخلي آلات دکھلائے گئے ہیں - ماسٹر کینیھ آلدرٹن نامی ایک بچہ بٹھا دیا گیا ہے - کیونکہ ابھی ریل اسقدر چھوٹی ہے کہ بڑے آدمي کي اسمیں گنجایش نہیں -

( ۲ ) دوسري تصویر " کریعک " لندن کے نامہ نگار نے بنائی ہے' اس سے ریل کي بیروني شکل کا جو مثل سگار کے گاؤ دم ہے' اندازہ کیا جا سکتا ہے - اگر ریل لندن میں جاري ہوئي تو اسکي صورت ایسي ہوگي -

( ۳ ) تیسري پیرس کے رسالہ " السٹریشن " سے نقل کي گئي ہے جو اس ریل کے نمونے کي اصلي تصویر ہے' اور خود موجد نے شائع کي ہے -

( مسئلہ قیام الہلال )

آج الہلال مورخہ ۱۳ و ۲۰ ماہ مئي سنہ ۱۹۱۴ع کا ڈبل پرچہ ملا - پہلے ہی صفحہ پر شذرات کے ضمن میں جو نوٹ مسئلہ قیام الہلال کی نسبت تھا' اسے پڑھکر از حد بیقرار ہوں' مگر کیا کروں مجبور ہوں - آپ کسي کو اس کار خیر میں حصہ لینے کا موقعہ دینے ہي نہیں -

آپنے جو دو ہزار نئے خریداروں کے واسطے لکھا ہے تو اول تو یہ تعداد اگر برابر کوشش کیجاوے جب بھی تھوڑے عرصہ میں جاکر پوري ہوگی' کیونکہ حق و صداقت کے جویاں صادق اور سچے دل والے لوگ بہت کم ہونگے - اور اگر خریدار ہو بھي جائیں' تو یہ معلوم نہیں کہ وہ دائمي خریدار ہیں یا عارضی ؟

میرے خیال میں جو خریدار اس وقت ہیں انہی کو بذریعہ الہلال اطلاع دیکر قیمت ڈیوڑھی یا دوگنی کردینے کي خبر دیدینی چاہیے - میں امید رکھتا ہوں کہ جتنے خریدار اس وقت الہلال کے موجود ہیں وہ انشاء اللہ تعالی بڑي خوشي اور رضا و رغبت کے ساتھہ اضافۂ قیمت کو منظور کرکے قیمت ادا کردینگے -

مجھے عرض کرنے کي کچھہ ضرورت نہ تھی' جن جن اشخاص نے الہلال دیکھا ہوگا وہ جانتے ہونگے' اور آپ بھي اچھي طرح واقف ہیں - بے شک دعوہ دینی اپني پہلی منزل سے گذرچکی ہے - لیکن اسکا قیام و استحکام صرف اسي صورت میں ممکن ہے کہ تعلیمات متواتر جاري رہیں اور ترغیب و تحریص کا سلسلہ نہ ٹوٹے - خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے الہلال کو قائم و برقرار رکھے اور اسکے دینی ارادوں کو کامیاب فرمادے -

محمد زمان' معرفت محمد ابراہیم' ٹھیکہ دار
ارکلو - ایس - ایس - برما

" كتاب مرقوم يشهده المقربون ( ۸۳ : ۱۸ )

" في ذالك فليتنافس المتنافسون ! " [ ۸۳ : ۲۳ ]

# السحر الحلال

في

# مجلدات الهلال

نوائے کہ معنی سخن گستران پیشینی

مباش منکر " غالب " کہ در زمانۂ تست !

( ۱ ) " **الهلال** " تمام عالم اسلامی میں پہلا هفته وار رساله ہے جوایک هي وقت میں دعوة دينيۀ اسلامیۀ کے احیاء ' درس قرآن و سنت کي تجدید ' اعتصام بحبل الله المتین و وحدة ملۀ امۀ مرحومه کي تحریک کا لسان الحال ' اور نیز مقالات علمیه ' و فصول ادبیه ' و مضامین و عناوین سیاسیۀ و فنیه کا مصور و مرصع مجموعه ہے - اسکے درس قرآن و تفسیر و بیان حقائق و معارف کتاب الله الحکیم کا انداز مخصوص محتاج تشریح نہیں - اسکے طرز انشاء و تحریر نے اردو علم ادب میں دو سال کے اندر ایک انقلاب عام پیدا کردیا ہے - اسکے طریق استدلال و استشهاد قرآنی نے تعلیمات الٰهیه کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونه پیش کیا ہے ' وہ اسدرجه عجیب و موثر ہے کہ الهلال کے اشد شدید و اعدی عدو مخالفین و منکرین تک اسکي تقلید کرنے لگنے ساعي هیں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور هیں - اسکا ایک ایک لفظ ' ایک ایک جمله ' ایک ایک ترکیب ' بلکه عام طریق تعبیر و ترتیب و اسلوب و اسج بیان اس وقت تک کے تمام اردو ذخیرہ میں مجددانه و مجتهدانه ہے -

( ۲ ) قرآن کریم کی تعلیمات اور شریعۀ الالٰهیه کے احکام کو جامع دین و دنیا و حاوي سیاست و اجتماعیۀ ثابت کرنے میں اسکا طریق استدلال و بیان اپني خصوصیات کے لحاظ سے کوئي نظیر مثال تمام عالم اسلامي میں نہیں رکھتا -

( ۳ ) وہ تمام هندوستان میں پہلي آواز ہے جس نے مسلمانوں کو انکي تمام سیاسي و غیر سیاسي معتقدات و اعمال میں اتباع شریعت کي تلقین کي ' اور سیاسی آزادي و حریت کو عین تعلیمات دین و مذهب کي بنا پر پیش کیا - یہاں تک کہ دو سال کے اندر هي اندر اسے هزاروں دلوں ' هزاروں زبانوں ' اور صدها اقلام و مخالف سے معتقدانه نکلوا دیا !

( ۴ ) وہ هندوستان میں پہلا رساله ہے جس نے موجودہ عهد کے اعتقادي و عملی الحاد کے دور میں توفیق الٰهي سے عمل بالاسلام والقرآن کي دعوت کا از سرنو غلغله بپا کردیا ' اور بلا ادنی مبالغه کے کہا جاسکتا ہے کہ اسکے مطالعه سے بے تعداد و بے شمار مشککین مذبذبین ' متفرنجین ' ملحدین ' اور تارکین اعمال و احکام راسخ الاعتقاد مومن ' صادق الاعمال مسلم ' اور مجاهد في سبیل الله مخلص هوگئے هیں - بلکه متعدد بڑی بڑی آبادیاں اور شهر بشهر هیں جن میں ایک نئي مذهبي بیداری پیدا هوگئی ہے : ذلك فضل الله یوتیه من یشاء و الله ذو الفضل العظیم !

( ۵ ) علی الخصوص حکم مقدس جهاد في سبیل الله کے جو حقائق و اسرار الله تعالی نے اسکے صفحات پر ظاهر کیے ' وہ ایک فضل مخصوص اور توفیق و رحمت خاص ہے -

( ۶ ) طالبان حق و هدایت ' متلاشیان علم و حکمت ' خواستگاران ادب و انشاء ' تشنگان معارف الٰهیه و علوم نبویه غرضکه سب کیلیے اس سے جامع و اعلی اور بہتر و اجمل مجموعه اور کوئي نہیں - وہ اخبار نہیں ہے جسکي خبریں اور بحثیں پرانی هوجاتی هوں - وہ مقالات و فصول عالیه کا ایک ایسا مجموعه ہے ' جن میں سے هر فصل و باب بجاے خود ایک مستقل تصنیف و تالیف ہے ' اور هر زمانے اور وقت میں اسکا مطالعه مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید هوتا ہے -

( ۷ ) چهه مہینے میں ایک جلد مکمل هوتي ہے - فہرست مواد و تصاویر به ترتیب حروف تہجي ابتدا میں لگا دی جاتي ہے - ولایتي کپڑے کي جلد ' اعلی ترین کاغذ ' اور تمام هندوستان میں بہترین و مزید چهپائي کے ساتهه بڑي تقطیع کے ( ۵۰۰ ) صفحات !

( ۸ ) پہلي اور دوسري جلد دوبارہ چهپ رهي ہے تیسری اور چوتهي جلد کے چند نسخے باقی رهگئے هیں تیسری جلد میں ( ۹۹ ) اور چوتهي جلد میں (۱۲۵) سے زاید هاف ٹون تصویریں بهي هیں ' اس قسم کي دو چار تصویریں بهي اگر کسي اردو کتاب میں هوتی هیں تو انکي قیمت دس روپیه قرار دی جاتي ہے -

( ۹ ) با ایں همه قیمت صرف پانچ روپیه ہے - ایک روپیه جلد کي اجرت ہے -

**بہت ممکن ہے کہ الهلال کی قیمت بڑها دی جاے - اگر ایسا هوا تو پهر مکمل جلدوں کی قیمت بهی زیادہ هو جائیگی**

# تاریخ خیابان اسلام

## مسئلہ قیام الہلال

اردو پریس اور کم ازکم اسلامی پریس میں صرف الہلال هي کو یه خاص شرف حاصل تها که اسکے مالک و اڈیٹر نے خدا کا نام لیکر بغیر اپیلین شایع کرنے اور بغیر طویل و عریض اشتہاري مضامین چهپوانے کے چپ چاپ اور یک بیک ایک نہایت سخت کٹهن وقت میں :

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

الہلال جاري کر دیا اور اس مسحرانه قوت کے سانهه جاري کر دیا که هندوستان کي اخباري دنیا میں اسکي نظیر ملنی مشکل هے - مگر هماري بد بختي هے که تهوڑے عرصه سے الہلال میں بهي اس قسم کے مضامین نکلنا شروع هوگئے هیں جنسے معلوم هوتا هے که اسکي مالي حالت قابل اطمینان نہیں - حقیقت یه هے که الہلال کے مضامین "صدا بصحرا" نے ناظرین الہلال کے دل هلا دیے هیں' اور اس سلسله میں اڈیٹر صاحب کے آخري نوٹ نے جو الہلال کي ۱۳ اور ۲۰ - مئي کي بکجائي اشاعتوں میں شایع هوا هے' دلوں پر اور بهي بجلي گرا دي هے - معلوم نہیں مولانا ناظرین الہلال کي اس محبت و الفت کا امتحان کرنا چاهتے هیں جو ان کو اپنے پیارے الہلال سے هے' یا کوئي اور ایسي بات پیدا هوگئي هے که اب الہلال کي خدمت سے کنارہ کشي اختیار کرنا چاهتے هیں - بہر حال کچهه بهي هو مولانا کے اس خیال اور عذر سے تو کم از کم مجهے اتفاق نہیں که "پہلي منزل آپ طے کر چکے هیں' احیاے ملت اور دعوت دیني کے اعلان و اشاعت کا احساس اب اپني ابتدائي منزلوں سے گزر چکا هے .. ...... اور الہلال کي دعوت نے اپنا پہلا کام پورا کر دیا هے"

میں نہیں جانتا الہلال سا اخبار هو' اور پهر اسکي کمي اشاعت کي شکایت اور رونا هو؟ اگر ایسا هے تو پهر صاف ظاهر هے که الہلال کا یه دعوا (که اس نے پہلي منزل اپنے کام کي ختم کرلي هے اور اب اسے دوسرے زیاده ضروري کاموں کي طرف جانا هے) بالکل غلط اور سراسر بے بنیاد هے - اگر قوم میں ابهي تک الہلال جیسے اخبار کو زنده رکهنے کي ضرورت کا احساس پیدا نہیں هوا' تو میں کہونگا که الہلال نے ابهي پہلي منزل کیا معنی پہلي منزل کا پہلا میل بهي طے نہیں کیا - "صدا بصحرا" جیسے زبردست مضامین شایع هوں' اور پهر دو هزار جدید خریدار مہیا نه هوں؟

مسلمانوں کي سیاسي' ادبي' اور مذهبي زندگي میں انقلاب پیدا کرنے والے الہلال کي زندگي کا فیصله آینده جولائي اور اخیر جون میں کیا جایگا - دیکهیے اس دن هماري قسمت کا کیا فیصله هونا هے؟ لیکن میں قوم سے بالعموم اور ناظرین الہلال سے بالخصوص اپیل کرتا هوں که اس فیصله کي اهمیت کا وه خدا را بر وقت اندازه لگا لیں - اگرچه اڈیٹر صاحب نے اسقدر وعده فرمایا هے که وه ایک بار اور عام مشوره کرکے اپني راه اختیار کرینگے - لیکن اس سے بڑهکر سوهانک بات اور کیا هو سکتي هے که آینده جولائي تک مطلوبه تعداد جدید خریداران کي پوري نه هو؟ اس مشوره کي ضرورت هي پیش نہیں آئیگي اگر موجوده ناظرین الہلال تهوڑي سي کوشش اور توجه سے بهي کام لیں گے - خاکسار اس سلسلے میں چار خریدار الہلال کي نذر کرتا هے' اور اڈیٹر صاحب سے میري درخواست هے که آینده جولائي سے وه میرے نام ایک پرچے کي جگه جو اسوقت جاري هے' ۵ پرچے الہلال کے بهیجا کریں - امید هے که دیگر اصحاب بهي اس طرف فوراً توجه فرمائینگے' اور مسئلۂ قیام الہلال جو اسوقت بے انتہا تشویش اور پریشاني کا موجب هو رها هے خود بخود حل هو جائیگا - ورنه خدا نخواسته اگر الہلال بند هو گیا تو اس سے جو نقصان عظیم قوم کو برداشت کرنا پڑیگا' اسکي تلافي کسي طرح ممکن نه هوگي -

الہلال اگر بوجه کمي اشاعت اور زیادتي اخراجات کے مزید مالي قربانیوں کا متحمل نہیں رها هے تو قوم کا فرض هے که وه اس باره میں الہلال کو هر طرح امداد دے اور هر ممکن کوشش الہلال کو زنده رکهنے کي جاے -

مقبول از کشمیر

# مسلمان مستورات کی دینی، اخلاقی، مذہبی حالت سنوارنیکا بہترین ذریعہ

نہایت عمدہ خوبصورت ایکہزار صفحہ سے زیادہ کی کتاب بہشتی زیور قیمت ۲ روپیہ ساڑھے ۱۰ آنہ محصول ۷ آنہ -

جسکو ہندوستان کے مشہور و معروف مقدس عالم دین حکیم الامۃ حضرت مولانا محمد اشرفعلی صاحب تھانوی نے خاص مستورات کی تعلیم کے لیے تصنیف فرماکر عورتوں کی دینی و دنیاوی تعلیم کا ایک معتبر نصاب مہیا فرما دیا ہے - یہ کتاب قرآن مجید و صحاح ستہ ( احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ) و فقہ حنفی کا اردو میں لب لباب ہے - اور تمام اہل اسلام خصوصاً حنفیوں کیلیے بے حد مفید و نافع کتاب ہے - اسکے مطالعہ سے معمولی استعداد کے مرد و عورت اردو کے عالم دین بن سکتے ہیں - اور ہر قسم کے مسائل شرعیہ اور دینوی امور سے واقف ہو سکتے ہیں - اس نصاب کی تکمیل کیلیے زیادہ عمر اور زیادہ وقت کی ضرورت نہیں - اردو پڑھی ہوئی عورتیں اور تعلیم یافتہ مرد بلا مدد استاد اسکو بہت اچھی طرح پڑھ سکتے ہیں - اور جو لڑکیاں یا بچے اردو خواں نہیں وہ تھوڑے عرصہ میں اسکے حصہ اول سے ابجد پڑھکر اردو خواں بن سکتے ہیں - اور باقی حصوں کے پڑھنے پر قادر ہو سکتے ہیں - لڑکیوں اور بچوں کے لیے قرآن مجید کے ساتھہ اسکی بھی تعلیم جاری کر دی جاتی ہے' اور قرآن مجید کے ساتھہ ساتھہ یہ کتاب ختم ہو جاتی ہے ( چنانچہ اکثر مکاتب و مدارس اسلامیہ میں یہی طرز جاری ہے ) - اس کتاب کو اسقدر قبولیت حاصل ہوئی ہے کہ اسوقت تک بار بار چھپکر ساٹھہ ستر ہزار سے زیادہ شائع ہو چکی ہے - دہلی' لکھنؤ' کانپور' سہارنپور مراد آباد وغیرہ میں گھر گھر یہ کتاب موجود ہے - انکے علاوہ ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں صدہا جلدیں اس کتاب کی پہنچ چکی ہیں' اور بعض جگہہ مسجد کے اماموں کے پاس رکھی گئی ہے کہ نماز کے بعد اہل محلہ کو سنا دیا کریں - اس کتاب کے دس حصے ہیں اور ہر حصے کے ۹۶ صفحات ہیں اور ساڑھے ۳ آنہ قیمت -

**حصہ اول** الف با تا - خط لکھنے کا طریقہ - عقائد ضروریہ - مسائل وضو غسل وغیرہ -

**حصہ دویم** حیض و نفاس کے احکام نماز کے مفصل مسائل و ترکیب

**حصہ سویم** روزہ' زکوۃ' قربانی' حج' منت' وغیرہ کے احکام -

**حصہ چہارم** طلاق' نکاح' مہر' ولی عدت وغیرہ -

**حصہ پنجم** معاملات' حقوق معاشرت زوجین' قواعد تجوید و قرات -

**حصہ ششم** اصلاح و تردید رسوم مروجہ شادی غمی میلاد عرس چہلم دسواں وغیرہ -

**حصہ ہفتم** اصلاح باطن تہذیب اخلاق ذکر قیامت جنت و نار -

**حصہ ہشتم** نیک بی بیوں کی حکایتیں و سیرت و اخلاق نبوی -

**حصہ نہم** ضروری اور مفید علاج معالجہ تمام امراض عورتوں اور بچوں کا -

**حصہ دہم** دنیاوی ہدایتیں اور ضروری باتیں حساب وغیرہ و قواعد ڈاک -

**گیارھواں حصہ** بہشتی گوہر ہے جسمیں خاص مردوں کے مسائل معالجات اور مجرب نسخے مذکور ہیں - اسکی قیمت ساڑھے ۷ آنہ - اور صفحات ۱۷۴ ہیں - پورے گیارہ حصوں کی قیمت ۲ روپیہ ساڑھے ۱۰ آنہ اور محصول ۷ آنہ ہے - لیکن پوری کتاب کے خریداروں کو صرف ۳ روپیہ کا ویلو روانہ ہوگا' اور تقویم شرعی و بہترین جہیز مفت نذر ہوگا -

بہترین جہیز - رخصت کے وقت بیٹی کو نصیحت حضرت مولانا کا پسند فرمایا ہوا رسالہ قیمت دو پیسہ -

تقویم شرعی - یعنی بطرز جدید اسلامی جنتری سنہ ۱۳۳۲ھ جسکو حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے مضامین نے عزت بخشی ہے - دیندار حضرات کا خیال ہے کہ آجتک ایسی جنتری مرتب نہیں ہوئی قیمت ڈیرہ آنہ -

راقـــــــم

فقیر اصغر حسین ہاشمی - دارالعلوم مدرسہ اسلامیہ دیوبند ضلع سہارنپور

## پبلک کی دلچسپی و فائدہ رسانی

کا سامان بہم پہنچانا اور خالص ہمدردی کی سپرٹ میں ملک و قوم کی سچی خدمت بجا لانا اخبار " ہمدرد " کا اس کے یوم اجراء سے مقصد رہا ہے' اور اس مقصد کو زیادہ وسعت و سہولت کے ساتھہ انجام دینے اور ہر حیثیت و درجہ کے آدمیوں تک پہنچنے کی خاطر ہمدرد نے بجاے عربی ٹائپ کے یکم جولائی سنہ ۱۹۱۴ سے معمول عام خط نستعلیق اختیار کیا ہے' جسمیں وہ بجلی کی طاقت سے چلنے والی لیتھو گراف مشینوں پر اعلی درجہ کے اہتمام سے چھاپ جاتا - اس تبدیلی رسم الخط کے باعث مضمون میں دگنی گنجایش پیدا ہوگئی ہے' اور ہندوستان و ممالک غیر کی ضروری تار برقیاں - سبق آموز رائیں اور دلچسپ و مفید عام مضامین زیادہ ... سے جلد شائع کرنیکا موقعہ بہم پہنچا ہے - اس کے ... قیمت بھی ... سبب بقدر نصف گھٹا دی گئی ہے' اور اب زیادہ استطاعت نہ رکھنے والے اصحاب بھی مقامی ایجنسیوں سے روزانہ " ہمدرد " ایک پیسہ فی پرچہ کے حساب سے خرید سکتے ہیں' اور ۱۲ روپیہ سالانہ - ۶ روپیہ ۸ آنہ ششماہی اور ۳ روپیہ ۶ آنہ سہ ماہی - چندہ معہ محصول ڈاک پر براہ راست دفتر سے منگا سکتے ہیں - آپ اپنے ہاں کی ایجنسی سے ایک پرچہ خرید کر' یا دفتر سے نمونہ منگا کر دیکھیں -

المشـــتہر

مینیجر اخبار " ہمدرد " کوچۂ چیلاں دہلی

Printed & Published by A. K. AZAD, at the HILAL Electrical Prtg. & Publg. House, 14 Mcleod Street, CALCUTTA.

— Telephone Nº 648.

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad

14 Mcleod Street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8

Half yearly „ Rs. 4-12

# الهلال

احمد المكني بابي الكلام الدهلوي

مقام اشاعت

۱۴ — مكلوڈ اسٹريٹ

كلكته

ٹيلي فون نمبر ۶۴۸

سالانه — ۸ — روپيه

ششماهي — ۴ — ۱۲ — آنه

نمبر ۳

كلكته: چهـــار شنبه ۲۰ شعبـــان ۱۳۳۲ هجري

Calcutta: Wednesday July, 15. 1914.

جلـد ۵


## الاسبوع

البانيا كي حالت روز بروز ابتر هوتي جاتي هے اور ايسا هونا طبيعي هے-كيونكه يورپ جس قسم كي حكومت پر البانيوں كو مجبور كررها هے وه انكے ملكي اور ملي مصالح اور حيات و جذبات كے ليے قاتل هے -

دررزو كے تار سے معلوم هوتا هے كه اس بد بخت شهر پر ايك رات بهي امن و سكون كي نهيں گذرتي - گويا اس كے ليے غروب آفتاب جنگ كا اعلان هے' اور جب رات زياده آجاتي هے تو آتشيں اسلحے اپنے تماشے دكهانے لگتے هيں !

---

يورپ كے پاس سب سے زياده كامياب هتيار جهوٹ هے' اور اسلام كے مقابله ميں جب كبهي اسے ميدان جنگ ميں شكست هوتي هے تو وه اس شكست كا انتقام ٹيلي گراموں' سفارت خانوں' اور اخبارات كے دفتروں ميں لے ليتا هے !

الباني مسلمان جو تعداد ميں ۹۵ فيصدي هيں' چاهتے هيں كه انكا پادشاه مسلمان هو - يه مطالبه جزيره نماے بلقان كي دوسري قوموں كي طرف سے تو ايك جائز مطالبه تها ' چنانچه اسي بناء پر انگلستان نے يونان اور روس نے بلغاريا كو ٹركي كي غلامي كے بار سے سبكدوش كرديا ' مگر اب جبكه يهي مطالبه مسلمان البانيوں كي طرف سے كيا گيا هے تو يه بغاوت اور سركشي هے جسكے ليے دهمكي دي گئي هے كه اس كا نتيجه سلب خود مختاري اور بين القومي احتلال هوگا ! ويل للمطففين !

---

ليكن شايد ضمير كي ملامت ( اگر ضمير يورپ ميں اسلامي معاملات كے ليے زنده سمجها جاسكتا هو ) اور اس دهمكي كي نامعقوليت نے اس پر قائم رهنے نه ديا - اسليے اب ايك نو تصنيف نغمه خبروں كے اس گرامو فون ميں بهرا گيا هے جسكي كنجي انگلستان كے هاتهه ميں هے -

ريوٹر اطلاع ديتا هے كه " دررزو ميں ايك اجتماع هوا جسميں تمام اطراف و اكناف البانيا كے ۴۰ قائمقام موجود تهے- موجوده حالت پر ايك سرگرم مباحثه كيا گيا - گو اس كارروائي كا كوئي نتيجه ابهي تك نهيں نكلا هے' تاهم يه امر خاص طور پر قابل لحاظ هے كه شهزاده ويڈ كي حكومت كے بقاء و استحكام كے ليے مسلمانوں اور عيسائيوں ميں پورا اتفاق تها " سبحانك هذا بهتان عظيم !

---

شهزاده ويڈ كو رومانيا سے كيا كيا اميديں نه نهيں ؟ مگر شايد وه وقت قريب آگيا هے جبكه اميدوں كا پرده فريب چاك هوجايگا - دررزو كي تازه ترين خبروں سے معلوم هوتا هے كه البانيا كے امن و نظام كے ليے رومانيا سے فوجي اعانت ملنے كي [illegible]يد نهيں -

اسليے بعض مشيران كار يه راے ديرهے هيں كه بين المللي فوج كے ليے كوشش كرني چاهيے -

---

حال ميں سينٹ پيٹرسبرگ ميں ايك موتمر اسلامي منعقد هوئي تهي' جسميں يورپين اور ايشيائي روس كے ۴۰ سے زايد مدعوين ( وكلا ) شريك هوے - اس موتمر كا اصل مقصد يه تها كه وه تمام كوششيں جو اسوقت منتشر و متفرق طور پر مسلمانان روس كي ديني وغير ديني مصالح كي حفاظت ميں مصروف كار هيں' ان سب ميں ايك مركزيت اور تنظيم پيدا كردي جاے -

مسئله تعليم كے متعلق اس موتمر نے يه راے قائم كي كه جب تك عورتوں ميں تعليم كي اشاعت نه هوگي اسوقت تك نئي اسلامي نسل كوئي صحيح و مطلوب ترقي نهيں كرسكتي -

---

بالاخر السٹر نے اپنے صوبے كي علحده گورنمنٹ كا اعلان كركے السٹر پارليمنٹ قائم كرهي لي - اس گورنمنٹ نے اپنا مطمح نظر يه قرار ديا هے كه ملك ميں قانون' امن' اور انتظام كي حفاظت كي جاے' ساتهه هي آئرش پارليمنٹ ميں السٹر كے بجبر شامل كرنے كے خلاف جنگ كي جاے ' مگر اسطرح كه شاه برطانيه كے ساتهه كوئي اعلان بغاوت نهو-

جب سے يه خبر شايع هوئي هے' اسوقت سے انگلستان ميں ايك هنگامهٔ قلم و زبان برپا هے - مختلف جماعتوں كے اخبارات ميں اسكے متعلق اهميت و حقارت ' اعتراض و جواب ' الزام و حمايت ' اور تحسين و تقبيح سے لبريز مضامين شائع هو رهے هيں-

---

سر ايڈورڈ كارسن نے فدا كاران السٹر كي فوجي قواعد ديكهتے هوے ايك پر جوش تقرير كي اور كها :

" بظاهر صلح كي كوئي اميد معلوم نهيں هوتي ' ليكن بهر حال اگر عزت كي صلح ناممكن هوئي تو پهر عزت كي جنگ كي جاےگي "

بيلي ميدا ميں مسٹر والٹر لونگ نے لوگوں سے كها : " حكومت اب تمهاري حكومت نهيں رهي - اسكے خلاف اپنے ليڈر سر ايڈورڈ كارسن كي پيروي كرلو "

---

جهاز كوماگاٹا كے متعلق آخري فيصله هوگيا- اسے واپس آنا پڑيگا- عدالت اٹاوا كے نزديك هندوستانيوں كے اخراج كے متعلق حكومت كے قواعد بالكل جائز اور عين عدل و انصاف هيں !

---

كوماگاٹا كے مظلوم مسافروں نے درخواست كي كه انهيں واپسي كيليے مدد دي جاے - اسكے جواب ميں گورنمنٹ نے لكها كه مدد نهيں دي جاسكتي ' تا كه تمهاري حيراني اوروں كے ليے وسيلهٔ عبرت هو !

سچ يه هے كه جو ملك عزت سے محروم هو گيا هو اسكا وجود صرف عبرت هي كيليے كار آمد هو سكتا هے -

در جنوں بیکار نتواں زیستن
آتشم نیزست و داماں می زنم!

یہ بالکل سچ ہے اور یہی میرے دل کا اصلی زخم ہے لیکن افسوس کہ وہ یہ کہتے ہوے اپنی اور اپنے گرد و پیش کی حالت بھول گئے - میں صرف اس حالت پر توجہ دلا دینا انکے جواب کیلیے کافی سمجھتا ہوں -

اس قسم کے تمام کاموں کیلیے اولین شے تقسیم عمل ہے - یعنی متعدد اشخاص اور جماعتوں کا موجود رہنا جن میں سے ہر شخص یا جماعت کام کے ایک ایک حصے کو اپنے ذمے لیلیے ' اور ان سب کی مجموعی مساعی و اعمال سے تکمیل مقصد ظہور میں آے -

پس صورت یہ ہونی چاہیے کہ ایک جماعت تو ہمیشہ صرف تحریک و دعوت اور تنبہ و ایقاظ کے کاموں میں مشغول رہے' تاکہ بیداری قائم اور غفلت کا استیلاء مقہور و مخذول رہے - دوسری جماعت اس تحریک کے نتائج سے کام لے ' اور جو استعداد پیدا ہوتی جاے اسے ضائع نہونے دے -

ہماری اصلی بدبختی یہی ہے کہ اس قسم کے کام کرنے والے ناپید ہیں اور کوئی حقیقی تقسیم عمل ہو نہیں سکتی - میں دو سال تک اسی چیز کی تلاش میں رہا کہ کسی طرح دونوں کاموں کو ایک ہی وقت میں انجام دیا جاسکے مگر اپنی محرومی سے کامیاب نہوا -

* * *

اب میرے سامنے صرف دو ہی راہیں ہیں - پہلی راہ یہ ہے کہ محض تحریک و قیام دعوۃ ہی کے کام میں مشغول رہوں ' اور اسکے علاوہ جو دینی ' علمی ' ادبی ' سیاسی' اور عام اصلاح و ترقی کی شاخوں میں الہلال کام کر رہا ہے یا کر سکتا ہے ' اس پر قناعت کروں - یہ میدان بھی کام کرنے والے کیلیے کچھ کم قدر و قیمت نہیں رکھتا اور بجاے خود ایک بڑی سے بڑی خدمت ہے - مگر کیا کروں' دل ہمت طلب صرف اتنے پر قناعت نہیں کرتا - میں دیکھ رہا ہوں کہ وقت کم اور فرصت مفقود ہے - آمادگیاں ضائع جا رہی ہیں ' اور استعداد بغیر جمعیت افکار و عمل کے بھٹک رہی ہے - بیج ڈالا جاچکا ہے مگر کوئی نہیں جو آبپاشی کا سامان کرے - کس دل سے گوارا کروں کہ ایسا دیکھوں اور آنکھیں بند کرلوں ' اور اپنے تمام بہترین عزائم کو سپرد خاک کردوں ؟

پھر یہ بھی ہے کہ ہماری حالت اوروں کی سی نہیں ہے - اب وقت اسکا نہیں رہا کہ آہستہ آہستہ ایک ایک منزل کو طے کیا جاے - اب تو معرکۂ جنگ درپیش ہے - ہر سپاہی جو کچھ کرسکتا ہے کرے' اور صرف اپنے ایک ہی فرض پر قناعت نہ کرلے -

پس خواہ کچھ ہی کیوں نہو' میں نے تو روز اول جو فیصلہ کرلیا ہے اور جسکے اندر اس قادر قیوم نے میرے دل کا اصلی سکھ اور میری روح کی حقیقی لذت رکھدی ہے' اسے ترک نہیں کرسکتا - ممکن ہے کہ میں اپنی قوت اور اپنے بس سے کہیں زیادہ کام کرنے کی طلب میں پوری طرح کامیاب نہوں ' لیکن وہ ناکامی جو تلاش کے بعد ہو' اس سے بہتر ہے کہ ناکامی کے خوف سے تلاش ہی نہ کی جاے - کامیابی محض اشخاص و تعینات سے وابستہ نہیں ہے - وہ کہ حقیقی یقین کی آواز صرف اسی کے منہ سے نکلتی ہے ' کہہ رہا ہے کہ صادق نیتوں کے لیے ناکامی نہیں ہوسکتی - مجھے کامیابی نہو' مگر یہ تو طے شدہ ہے کہ میرے مقصد کو طلب و جستجو کی ہر منزل میں فتح مندی اور کامیابی ہی ہوگی : ربنا علیك توکلنا والیك انبنا والیك المصیر! ربنا لا تجعلنا فتنة للذین کفروا ' واغفرلنا ربنا ' انك انت العزیز الحکیم !! ( ۶۰ : ۵ ) ربنا افرغ علینا صبراً و ثبت اقدامنا و انصرنا علی القوم الکافرین ! ( ۲ : ۱۸۲ )

* * *

رہی دوسری صورت یعنی اپنے ارادوں اور طلب و اضطراب کے مطابق "دوسری منزل" کے جن کاموں کو شروع کرچکا ہوں' انہیں تکمیل تک پہنچانے میں لگ جاؤں اور اسکے سوا چارہ بھی نہیں' تو حقیقت یہ ہے کہ متضاد سمتوں کی کشمکش و کشاکش سے میں عاجز آگیا ہوں - ایک ہی وقت میں تن تنہا اعلان و دعوت کے کاموں اور خدمات علمیہ و ادبیہ کو بھی قائم رکھنا ' پھر دوسری منزل کے کاموں کو بھی کرنا بہت دشوار ہے - جو کام اب درپیش ہیں انکے لیے پورے وقت کے صرف کردینے کی ضرورت ہے ' اور اکثر اوقات کلکتہ سے باہر رہنے کی اور ایسے کاموں سے گھر جانے کی جن میں شغل تحریر و کتابت و ترتیب و تدوین رسائل کی مہلت نہیں ملسکتی -

میں دو سال تک اس فکر میں رہا کہ اقلاً اتنا ہی انتظام ہو جاے کہ الہلال جاری رہے ' اور اگر پورا وقت نہیں نکال سکتا تو اور کاموں کیلیے نصف وقت تو نکال سکوں - لیکن تجربے سے ثابت ہوا کہ ایسا ہونا بحالت موجودہ آسان نہیں - پس اگر ان کاموں میں مصروف ہوتا ہوں تو الہلال کا مسئلہ سامنے آ جاتا ہے ' اور حیران رہجاتا ہوں کہ کیا کروں ؟

* * *

الہلال کی ترتیب اور دائمی مشغولیت کیلیے جس طرح ایک پوری جانکاہ اور دماغ پاش زندگی چاہیے ' اسکا اندازہ میرے دوستوں کو نہیں ہے :

بخرام سوے کلبۂ احزان من شبے
تا بنگری کہ عشق تو با ما چہ میکند ؟

ایک پرچہ الہلال کا اٹھا کر دیکھیے اور اسکے تمام ابواب پر نظر ڈالیے - اگر اسقدر مواد محض نقل ہی کیا جاے - جب بھی اسکے لیے ایک دو آدمی کافی نہیں ہوسکتے - چہ جائیکہ دماغ کا یہ تک ودو' ان سب کو مدون کرنا اور تمام شرائط و خصائص کے تحفظ کے ساتھ لکھنا - پھر انکی ترتیب و نگرانی اور نظر عمومی و نظم مجموعی -

بلا شبہ مجھے بعض حضرات سے مدد بھی ملتی ہے جسکے لیے میں انکا ممنون ہوں ' لیکن وہ مدد ایسی نہیں ہے جو الہلال کو بہ حیثیت الہلال میری عدم موجودگی میں قائم رکھے -

* * *

یہ کشمکش ہے جسمیں گرفتار ہوں' اور اسی کے طرف میں نے اشارہ کیا تھا - افسوس ہے کہ بعض حضرات نے اسپر غور نہیں فرمایا اور متعجب ہوکر پوچھنے لگے کہ الہـــلال کو بند کر دینے کا خیال کیوں پیدا ہوا ہے' اور " پہلی منزل " سے مقصود کیا ہے ؟ حالانکہ مقصود تو صاف تھا اور حالات بالکل غیر پیچیدہ -

* * *

یہ دوسری منزل " جماعہ حزب اللہ " کی تکمیل ہے -

" حزب اللہ " کے اعلان کو ایک سال ہوگیا - اس عرصے میں جو ابتدائی مراحل اسکے متعلق ضروری تھے ' رفتہ رفتہ طے ہوتے رہے ' اور متعدد اہم الامور مراتب کی انجام دہی کی حق سبحانہ نے توفیق دی - ایک بڑا کام کلکتہ میں کسی مرکزی درس گاہ اور " دار الجماعہ " کی تعمیر و تاسیس تھی' سو الحمد للہ کہ اسکے متعلق بھی تمام انتظامات تکمیل کو پہنچ گئے ہیں اور انشاء اللہ پہلی رمضان المبارک کو اسکا بنیادی پتھر نصب کر دیا جائیگا : الذی انزل فیہ القرآن -

اب اسکے بعد جو کام ہیں ' انکے لیے ضرورت ہے کہ کچھ عرصے تک کیلیے اپنا پورا وقت صرف کروں' اور یکسوئی کے ساتھ اسکی تکمیل کیلیے وقف ہو جاوں-

یہی " دوسری منزل " ہے جسمیں اب کسی طرح توقف نہ ہونا

# شذرات

## مسئلـــه قیـــام الهـــلال

### " پهلی منزل "

مسئلهٔ قیام الهلال کو پیش کرتے هوے اس عاجز نے لکها تها که " دعوت الهلال اپني پهلي منزل سے گذر چکي هے" بعض احباب کرام کو اسکے سمجهنے میں غلطي هوي - حالانکه " صدا به صحرا " کے عنوان سے جو مضمون شائع هوا تها ' اسمیں ایک حد تـک اِسکي تصریح کردي گئي تهي -

میں تفصیل کےساتهه نہیں لکهه سکتا - مختصر یه هے که الهلال متعدد حیثیتیں رکهتا هے - از انجمله ایک حیثیت دعوة و تحریک کي هے - تحریـک کے لیے پهلي منـزل یه هے که دلوں کي غفلت دور کي جاے' عام احساس و بیداري پیدا هو جاے ' اور جن مقاصد کیلیے پکارا جا رها هے وہ هزاروں دلوں میں اپنا گهر بنا لیں -

جب ایسا هو جاے تو دعوت اپني " پهلي منزل " سے گذر گئي - اسکے بعد اس سے سخت تر اور مهم تر منزلوں کي طرف بڑهنا چاهیے - استعداد و قبول مثل تخم ریزي کے هے - اسکے بعد آبپاشي کي فکر کیجیے - تا که کهیت پوري طرح نشو و نما پاے' اور فصل آے تو کاٹنے کے لیے هر شاخ اپنا ذخیرہ پیش کر سکے -

* * *

اِس آبپاشي کي مختلف صورتیں هیں اور اسي کو میں " دوسري منزل" قرار دیتا هوں -

الهـــلال به حیثیت داعي الی الحق هونے کے اسلیے آیا تها تا که سنة مقدسهٔ حریة اسلامیه کا احیاء کرے' اور اسلام کی تعلیمات حقه کو انکي اصلي وسعت اور محیط کل صورت میں پیش کرے - نیز بتـلاے که تعلیم الهي محض چند احکام وضو و طهارت هي سے عبارت نہیں هے جیسا که بد بختي سے سمجها جا رها هے' بلکه وہ ایک نظام اجتماعي و مدنیة صالحه کا نام هے' جو انسانوں کے فلاح و نجاح کے لیے سنن الهیه کے ماتحت هر قسم کي اعلي ترین هدایات اپنے اندر رکهتي هے' اور اس نے مقام انسانیت کو اسقدر ارفع و اعلی کر دیا هے که دنیا کي کوئي دوسري الهامي و حکمی تعلیم اسکی نظیر پیش نہیں کرسکتي- وہ اصلاح عالم او ر نظام کائنات کا ایک قانون هے جو تمام مخلوقات و موجودات پر حاوي هے' اور سب [illegible] بهي کسي گروہ یا ملـک نے رفعت و عظمت حاصل کی هے تو اسي نظام کے ماتحت [illegible] کو اس نے اسلام کی حیثیت [illegible] هو اور طرح [illegible]

فاقم وجهك للدين حنيفا ' فطرة الله التي فطر الناس عليها ' لا تبديل لخلق الله ' ذلك الدين القيم ' ولكن اكثر الناس لا يعلمون ( ٣٠ : ٣٠ )

* * *

چنانچه اس نے اپنی آواز بلند کی اور تمام مخالف و مفسد قوتوں کے خلاف اعلان جهاد کردیا - اس راہ میں سب سے بڑا بت وہ هیبت اور مرعوبیت تهي' جو کفر و ارباب کفر اور انکے خلفاء مضلین کي مسلمانوں کے دلوں پر چها گئي تهي' جسکو بعض منافقین مفسدین اور ملحدین مارقین نے اپني ابلیسانه مساعي سے اور زیادہ محکم و جا گزینه کردیا تها' اور جسکي وجه سے اس پوري نصف صدي کے اندر کسي مسلمان کی زبان اُن کلمات الهیه کي دعوة و احیاء کیلیے نه کهل سکي جو مذهب اسلام کی اصل اساس و بنیاد نظام هیں' اور جن سے کتاب و سنت کے تمام اوراق و صحائف بهرے هوے هیں' اور سلف صالحین نے اپني بڑي بڑي مقدس زندگیاں انهي کي دعوت اور پکار میں بسر کردي هیں -

پس سب سے پہلے اس نے اسی طاغوت اعظم اور ابلیس شرک و کفر مجسم کو اپنی بے پردہ دعوہ کا نشانه بنایا ' اور اتباع اسوۂ مقـدسهٔ ابراهیمي کي روح سے معمور هوکر علانیـه پکار اٹها :

تا لله لا كيدن اصنامكم بعد ان تولوا مدبرين ( ٢١ : ٥٨ )

| | |
|---|---|
| افتعبـــدون مـــن دون الله ما لا ينفعكـــم شيئـــاً ولا يضـــركم ؟ اف لكـــم ولما تعبدون من دون الله افلا تعقلون ؟ ( ٢١ : ٦٧ ) | کیا تم خدا کو چهوڑ کر ایسے ( لوگوں) کی غلامي کرتے هو جو نه تو تم کو کچهه نفع پهنچا سکتے هیں اور نه نقصان ؟ تف هے تم پر اور تمهارے اُن خداوندوں پر جنهیـــں خدا |

کو چهوڑ کر تم پوجنے لگے هو ! تمهیں کیا هوگیا هے که ایسي سهي بات بهي تمهاري عقلوں میں نہیں سماتي ؟ "

* * *

الحمد لله که ضلالت و افساد کے بهت سے چهوٹے چهوٹے بت در نیـــم هوکر گرچکے هیں ' " طاغوت اعظـم " کی هیبت و مرعوبیت کي جگهه هزارها قلوب مومنین مخلصین میں خداے ابراهیم و محمد ( علیهما الصلواة و السلام ) کی عظمت حقیقي اور عبودیة صادقه جا گزیں هو چکی هے' اور احساس و افکار کے انقلاب عام کا ایک ایسا عدیم النظیر اور معجز العقول منظر سامنے هے جو کسی کے وهم و گمان میں بهی نه تها !

پس اتباع اسوۂ ابراهیمي و محمدی ( علیهما الصلوة و السلام ) و اطاعت او امر اسلامیه ' و جوش خدمت کلمۂ اسلام و مسلمین و دفع بدعات و زوائد ' او ر تبلیغ دین الخالص کتاب الله و سنه رسوله کي جو دعوة شروع کی گئي تهي ' الحمد لله که وہ عام طور پر " قبول " کرلي گئي هے - اسي قبولیت کو میں " پهلي منزل" سے تعبیر کرتا هوں -

اب دوسري منزلیں اسکے بعد کی هیں - ازانجمله یه که اس استعداد کو فوراً ایک ایسي منظم و نافذ صورت میں منتقل کردیا جاے که اعمال و افعال میں اسکا ظهور پوري قوت و تاثر کے ساتهه نمایاں هو جاے ' اور یه جو تبدیلي مختلف گوشوں اور افراد میں پهیلي هوئي اور متفـرق هے ' اسے یکجـا و مجتمع کرکے ایسی جماعتیں پیدا کی جائیں جو قولاً و عملاً دعوہ اسلامیه کي حامل هوں' اور سلف صالح و مسلمین اولین کے فراموش کردہ طریقوں کے مطابق چلکر ایک عام تبدیلي مسلمانوں کے دیني معتقدات و اعمال میں نافذ و ساري کر دیں -

* * *

هر کام کیلیے دعوت ضروري هے' اور اسلیے اعلان و اظهار بهی ضروري - لیکن اعلان و اظهار کا عهـد ختم هو گیا - اب خاموشی و تمناسی کا دور حقیقي شروع هونا چاهیے - آگ جب تک نہیں لگی تهي' اُسکي طلب میں شور و هنگامه تها - پر جب سلگنی شروع هو گئی تو اب جلنے اور سوز و تپش کی لذت حاصل کرنے کے سوا اور کوئی مشغله نه هونا چاهیے :

این سوخته را جان شد و آواز نیامد !

الحمد لله که یه عاجز شور و هنگامه کے عین عروج میں بهی سکوت و خاموشي کے اعمال کي لذت سے بے خبر نه رها ' البته ضرورت حس استغراق و استهلاک کي تهی' اسکي مهلت بوجه مشغولیت کے نه ملسکی -

* * *

اکثر حضرات اس امر پر زور دیتے هیں که دعوہ و تحریک کے قیام کیلیے ضروري هے که اسکا سلسله همیشه جاري رهے - میں تسلیم کرتا هوں که یه ایک واقعي صداقت هے جسے اسکے صحیح و اصلی موقعه پر وہ دهرا رهے هیں - اگر الفاظ بدل دیے جائیں تو انکا مقصود زیادہ واضح هو جایگا - آگ کے شعلے مطلوب هیں تو سلگاکر چهوڑ نه دینا چاهیے - هروقت اسے هوا پهنچاے اور پنکها جهلتے [illegible] بهی بقدر بست کرنا ضروري هے :

٢٠ - شعبان ١٣٣٢ هجري

بسلسلة فاتحة السنة الثالثة

# اولیاء اللہ و اولیاء الشیطان

## اصحاب النار و اصحاب الجنة

### تفسیر القرآن کا ایک باب
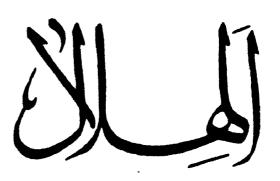
قران حکیم کے تدبر و مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حق و باطل ' ایمان و کفر' نور و ظلمت ' تعلق علوي و رشتۂ سفلی' اور اعمال صالحه و کاروبار مفسدہ و سیئہ کے اختلاف کے اعتبار سے دو بالکل متضاد اور باہمدگر مخالف گروہ دنیا میں ہمیشہ سے ہوتے چلے آئے ہیں' اور جب کبھی حق و باطل کا معرکہ گرم ہوتا ہے تو انہیں دو جماعتوں کی قطاریں ایک دوسرے کے مقابلے میں صف آرا ہوتی ہیں - قران حکیم نے مختلف ناموں سے ان دونوں جماعتوں کا ذکر کیا ہے اور جابجا انکے آثار و علائم اور خواص و اعمال کی تشریح کی ہے -

مثلاً ٣٢ سے زیادہ مقامات میں ایک ایسی جماعت کا ذکر کیا ہے جس نے اپنے دلوں کو حق کے قبول کیلیے مستعد کرلیا ہے اور - و اپنی تمام قوتوں اور تمام جذبوں سے اللہ اور اسکی صداقت کو چاہنے والی اور پیار کرنے والی ہے' اور اسلیے اللہ نے بھی اسے اپنا دوست اور ساتھي بنا لیا ہے -

اس جماعت کو " اولیاء اللہ" کے لقب سے پکارا گیا ہے - یعنے وہ خدا کے دوست ہیں اور اسکے چاہنے والوں کے گروہ میں داخل ہیں - چنانچہ سورۂ بقر میں فرمایا :

الله ولی الذین امنوا یخرجهم من الظلمات الی النور ( ٢ : ٢٥٧ )

اللہ تعالی مومنوں کا ولی ( دوست ) ہے وہ انہیں تاریکي سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے -

آل عمران میں کہا :

و اللہ ولی المومنین ( ٣ : ٦٨ )

اور اللہ مومنوں کا " ولي " یعني دوست ہے -

سورۂ جاثیہ میں متقین کہا :

و اللہ ولی المتقین -

اللہ متقي انسانوں کا ولي ہے -

سورہ اعراف میں صالحین کہا :

و هو یتولی الصالحین ( ٧ : ١٩٥ )

اللہ صالح انسانوں کا دوست ہے -

اولیاء اللہ کی پہچان -

سورۂ جمعه میں اس گروہ کیلیے ایک آزمایش بتلائی' جسمیں پڑکر معلوم ہو جایگا کہ کون اولیاء اللہ میں سے ہے اور کون اولیاء الشیطان میں سے ؟

قل یا ایها الذین هادوا ان زعمتم انکم اولیاء للہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین ( ٦٢ : ٦ )

اے پیغمبر یہودیوں سے کہدو کہ اگر تم کو اس بات کا دعوا ہے کہ تمام بندوں میں سے صرف تم ہي اللہ کے ولي اور دوست ہو' تو اسکي آزمایش یہ ہے کہ خدا کي راہ میں موت کي آرزو کرو - اگر تم سچے ہوگے تو ضرور ایسا ہي کروگے -

اس آیۃ سے ثابت ہوا کہ اللہ کے دوستوں کی سب سے بڑي پہچان یہ ہے کہ جب انہیں جان دینے اور زندگي اور اسکي لذتوں سے دست بردار ہوجانے کي دعوت دي جاتی ہے تو وہ لبیک کہتے ہوے اسطرح دوڑتے ہیں' گویا بھوکوں کو غذا کي اور پیاسوں کو پانی کي پکار سنائي دي - پر جو جھوٹے ہیں اور اللہ کي ولایت سے محروم' وہ انکار کر دیتے ہیں اور یہ انکے جھوٹے ہونے کی مہر ہے جو خود انہوں نے اپنے اوپر لگا دي :

و لا یتمنونه ابدا بما قدمت ایدیهم و اللہ علیم بالظالمین !

اور یہ اللہ اور اسکي صداقت کي دوستي کا جھوٹا دم بھرنے والے کبھی بھی موت کی تمنا کرنے والے نہیں - کیونکہ انہوں نے ایسے کام کیے ہیں جو انہیں موت کے تصور سے ڈراتے ہیں اور زندگي کي مہلت کو غنیمت سمجھے ہوے ہیں -

موت کی تمنا سے مقصود ہرگز یہ نہیں ہے کہ کوئي آدمي موت کو پکارے اور اسکے لیے التجا کرے - اللہ کا مقصود اس سے یہ تھا کہ سچے اور جھوٹے کي پہچان کیلیے ایک کسوٹي دیدے - پس فرمایا کہ اگر خدا کے دوست ہو تو موت کی تمنا کرو - یعنے اسکے لیے اور اسکے کلمۂ حق کیلیے ایسے کاموں میں پڑو جن میں جان دینے' اپنا خون بہانے' اپنے جسم کو طرح طرح کی مہلک مشقتوں میں ڈالنے' اور زندگي کے عیش و نشاط سے محروم ہونے کی ضرورت ہے - اسکے بعد پھر خود ہی فیصلہ کیا کہ یہ کام اولیاء اللہ کا ہے - اولیاء الشیطان کبھي بھي ایسا نہیں کرینگے - کیونکہ یہ موت کے نام سے ڈرتے اور کانپتے ہیں' اور زندگي کے عشق میں پاگل ہو گئے ہیں :

قل ان الموت الذي تفرون منه' فانه ملاقیکم' ثم تردون الی عالم الغیب و الشهادة' فینبئکم بما کنتم تعملــون ! ( ٦٢ : ٨ )

انسے کہدو کہ اے نفس پرستو ! جس موت سے کہ تم اسقدر بھاگتے ہو' وہ کچھہ تمہیں چھوڑ نہ دیگي - ایک دن ضرور ہي آئیگي - پھر تم اسی خدا کے طرف لوٹائے جاؤگے جو پوشیدہ اور ظاہر سب کچھہ جانتا ہے -

لاخوف علیهم و لا هم یحزنون -

سورۂ یونس میں انکي ایک بہت بڑي علامت یہ بتلائي کہ انکے لیے خوف اور غم نہ تو دنیا میں ہوتا ہے اور نہ آخرۃ میں :

الا' ان " اولیاء اللہ " لا خوف علیهم و لا هم یحزنون - الذین آمنوا و کانوا یتقون - لهم البشری فی الحیاة الدنیا و فی الاخرة' لا تبدیل لکلمات اللہ' ذالك هو الفوز العظیم ! ( ١٠ : ٦٢ )

یاد رکھو کہ " اولیاء اللہ " پر نہ تو کسي طرح کا ڈر اور خوف طاري ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے - یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ پر سچي روحوں کی طرح ایمان لائے اور اپنے اعمال میں اسکا خوف پیدا کیا - پس انکے لیے دنیا کي زندگی میں بھی خوشخبري ہے اور آخرۃ میں بھي - یہ اللہ کا قانون ہے اور اللہ کے کلمات میں ذرا بھي تبدیلي نہیں ہوتي - انسان کیلیے بھی سب سے بڑی کامیابي ہے !

دارالسلام

سورۂ انعام میں ان ارباب حق کا ذکر کیا جنکے دلوں کو خدا نے اسلام کیلیے کھولدیا ہے : فمن یرد اللہ ان یهدیه' یشرح صدره للاسلام- اور جو ان لوگوں کے مقابلے میں ہیں جنکے دل فشار کفر و ضلالت سے

چاهیے - نهیں کهه سکتا که کیونکر یه تمام کام انجام پائینگے ؟ بجز اسکے که الله تعا لی کوئي ایسا سامان مهیا کردے جس سے ایک طرف الهـلال کي صداے دعوت و خدمات علمیه و ادبیه کا سلسله بهي قائم رهے - دوسري طرف اسکا وجود " دوسري منزل " کی تکمیل و اعمال میں بهي مانع نهو !

ربنا اتنا من لدنك رحمة و هئي لنا من امرنا رشدا !
( ۱۸ : ۱۰ ) ربنا لا تزغ قلوبنا بعــد اذ هـــديتنا ' و هب لنا من لدنك رحمه ' انـــك انت الوهاب ! ربنا انك جامع الـنـــاس ليوم لا ريب فيه ' ان الله لا يخلف الميعاد ( ۳ : ۸ ) ربنا انـــك اتيت فرعون و ملاه زينـــة و اموالا في الحياة الدنيا - ربنا ليضلوا عن سبيلـــك ' ربنا اطمس على اموالهم ' و اشدد على قلوبهم ' فلا يومنوا حتى يروا العذاب الاليم ! ( ۱۰ : ۸۸ )

# مشهـــد اکبـر

## مواعيـــد باطلـــه کا خاتمـــه

مسجد کانپور کي تعمیر جدید کا نقشه پیش کردیا گیا

### متولیان مسجد جواب دیں

الذين يتخذون الكافرين اولياء من دون المومنين' ايبتغون عند هم العزة ؟ فان العزة لله جميعا - ( ۴ : ۱۳۶ )

هز ایکسلنسي لارڈ هارڈنگ کے فیصلے کے بعد مسجد مچهلي بازار کانپور کي از سر نو تعمیر کا مسئله چهیڑ دیا گیا تها - هز آنر سر جمیس مسٹن نے کانپور میں متولیان مسجد سے ملاقات کرکے بعض رقوم کا اعلان کیا تها اور کہا تها که تیس چالیس هزار روپیه صرف کرکے از سر نو مسجد کی تعمیر کي جاے - بعض متولیوں نے کہا که هم بغیر مسلمانوں کے مشوره کے کچهه نهیں کهه سکتے - اسپر انهوں نے " مسلمانوں " کے لفظ کي تعریف دریافت فرمائي اور کہا که کیا تمام دنیا کے " مسلمانوں " سے راے لي جائیگي ؟ جواب میں کہاگیا که اگر ممکن هو تو ایسا بهي کیا جاسکتا هے -

اسکے بعد بالکل خاموشي رهي اور کچهه معلوم نه هوا که کیا هو رها هے ؟ بعض اصحاب سے هم نے تحقیق کیا تو معلوم هوا که ابهي کوئي فیصله نهیں هوا - همیں یقین تها که مسجد مچهلي بازار کے متولي حادثۂ گذشته کے بعد اسقدر جلد خود راے اور شتر بے مهار نه هو جائینگے که ایک ایسے اهم معامله کے متعلق جسکي قیمت میں مسلمانوں کا خون ' بیواؤں کي آهیں ' اور یتیم بچوں کے اشک هاے حسرت دیے جا چکے هیں ' بغیر مسلمانوں کے علم و حصول راے کے آخري فیصله کر دینگے -

لیکن اسي اثنا میں برتهه ڈے کي فهرست خطابات شائع هوئی اور کانپور کے دو مسلمانوں کو " خـــان بهادر " اور " خانصاحب " کا خطاب دیا گیا - بظاهر یه ایک بے تعلق بات تهي اسلیے هم نے زیاده توجه نه کی - صـــله همیشه پچهلي خدمتوں کا ملتا هے نه که مستقبل خدمات کا - اور ایسے مزدور جنهیں پوري ایک شش ماهي کے بعد کام کي اجرت ملي هو' بهر حال رحم کے مستحق هیں- انهیں چهوڑ هي دینا بهتر هے -

مگر هم ایران کے ایک صائب الراے حکیم کا قول بهول گئے تهے :

که مزدور خوش دل کند کار بیش !

۷ جولائي کي صبح کو ڈپٹي محمد علي " خان بهادر " اور عنایت حسین " خانصاحب " کلکٹر صاحب کے هاں گئے - وهاں سے واپس آکر مسجد کے چار متولیوں کو جن میں سب سے زیاده قابل ذکر مجید احمد اور بساطي بازار کا مشهور " کریم احمد " هے ' اپنے ساتهه لیا - ان لوگوں کے پاس مجوزه تعمیر مسجد کا ایک ساده نقشه تها ' نیز کلکٹر کے نام ایک درخواست تهي - درخواست میں لکها تها که " بحضور ' فیض گنجور ' غریب پرور ' خداوند بندگان " وغیره وغیره من التعبد والتـــذلل والخرافـــات - آستاں بوسي و باریابي کے بعد نقشه اور درخواست پیش کي گئي اور اُسي وقت " منظور کر کے " بغیر حق ادخال میونسپل بورڈ واپس بهي کردي گئي : يخادعون الله والذين امنوا ' وما يخدعون الا انفسهم وما يشعرون ' ( ۲ : ۸ )

مسئلۂ مسجد کانپور کا آغاز جس موت و استیلا و عظمت و نفوذ کے ساتهه هوا تها ' اور جس طرح مسلمانوں کے اجتماع عام اور قوۃ دیني نے مقامي حکومت کے استیلاء کو شکست فاحش دي تهي ' افسوس که اسي طرح اسکا خاتمه بهي کمال غفلت و نادانی اور لغزش و تزلزل پر هوا - لے دیکے اب تمام امیدیں صرف مسجد کي مستقبل حالت پر رهگئي تهیں اور چونکه علانیه وعده کیا گیا تها که سڑک کي تعمیر کے وقت میونسپل بورڈ میں بهتر تجاویز منظور هو جائینگي ' اسلیے مسلمان خاموش تهے اور سمجهتے تهے که اس مرتبه متولیان مسجد اپني گذشته سده نفاق کی تجدید نه کرینگے ' اور انهیں غافل رکهکر ملت فروشی کا سودا نه چکا دینگے - مگر افسوس که انکي غفلت سے پورا پورا فائده اٹها یا گیا ' اور نفاق کا درخت وهی پهل لایا جو بهر حال آگے لانا تها -

تاهم متولیان مسجد اور انکے خداوند ان نعمت کو هم مطلع کردیتے هیں که انهوں نے مسلمانوں کی غفلت کو جسقدر مفید مطلب سمجهه لیا هے ' خوش قسمتی سے ابهي اسدرجه نهیں هے - سمندر کي سطح کو ساکن دیکهکر مغرور نه هو جانا چاهیے - بهت ممکن هے که اسکي تهه میں لهریں چهپي هوئي هوں - وه اگر ساکن و پر امن هونا جانتا هے تو هیجان و تلاطم بهی اسکے خواص میں داخل هیں - یه کسي طرح ممکن نهیں که اس مسجد کي قسمت کا فیصله چار متولیوں کے هاتهوں میں چهوڑ دیا جاے جسکے لیے هم اپنا خون بہا چکے هیں ' اور جسکے دهبے ابتک مسجد کي دیوار پر باقي هیں گو انکے معدوم کر دینے کی غرض سے جدید تعمیر کیلیے فیاضانه اصرار کیا جا رها هے - مسجد خدا کي هے اور علی الخصوص مسجد کانپور تو تمام مسلمانوں کا مسئله بنگئي هے - اسکے لیے هم نے اپني جانیں دي هیں ' روپیه لٹا یا هے ' خطرات میں پڑے هیں ' اور مهینوں آگ کے انگاروں پر لوٹے هیں - بساطي بازار کے چند دکانداروں کو خان بهادر اور خانصاحب اپنے همراه لیجا کر نقشے منظور کراے هیں تو کرا لیں - مسلمان ایک مدت کیلیے بهی انهیں کوئي وقعت نهیں دیسکتے - وه کبهی اپني رضا و خاموشی سے موقع نه دینگے که بغیر عام اعلان و منظوري کے مسجد کي عمارت میں ایک رائي برا بر بهي تبدیلي هو ' اور اس بارے میں انتهائی جد و جهد جو وه کر سکتے هیں ضرور کرینگے -

هم اس مضمون کے ذریعه متولیوں کو توجه دلاتے هیں که وه اس وقت تک کي تمام کار روائي فوراً شائع کر دیں اور بتلائیں که انهوں نے کس قسم کا نقشه پیش کیا هے ' اور کیا طے پایا هے ؟ هم کبهي بهي اس مسئله کو غفلت میں گم هو جانے کیلیے نهیں چهوڑ سکتے -

هم کو مسجد کی نئي تعمیر اسطرح منظور نهیں - نه هم اسکي شاندار عمارت بنانے کیلیے صوبجات متحده کي " فیاض " گورنمنٹ کو زحمت دینا چاهتے هیں - همیں همارے افلاس و فقر پر چهوڑ دیا جاے - هم مسجد کو اُسکي موجوده حالت پر رهنے دینگے ' اور فی الحال کسی بڑي مسجد کی ضرورت نهیں هے جسکے لیے مسلم ارباب فیض کی اعانت منظور کي جاے -

اکتفا کرونگا - امید ہے کہ عنقریب بسلسلۂ " باب التفسیر " ایک مستقل مضمون اس موضوع پر لکھہ سکوں -

## ما وجدنا علیہ آبائنا

ازانجملہ اس جماعت کا ایک خاصہ یہ ہے کہ جب کبھی اولیاء اللہ اسے برائیوں اور معصیتوں سے روکتے ہیں تو وہ کہتی ہے کہ :

وجدنا علیہ اباءنا و اللہ امرنا بہا ' قل : ان اللہ لا یامر بالفحشاء اتقولون علی اللہ ما لا تعلمون ؟ ( ٧ : ٢٧ )

ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طریقہ پر پایا اور اسی کا ہمیں حکم دیا گیا ہے - اسکے جواب میں ان گمراہوں سے کہدو کہ خدا نے کبھی بھی اپنے بندوں کو برائیوں اور فواحش کا حکم نہیں دیا - کیا تم اللہ کی نسبت وہ باتیں کہتے ہو جنہیں نہیں جانتے ؟

## خسران عاقبت

اولیاء الشیطان کی ایک بہت بڑی علامت یہ بھی ہے کہ کامیابی و فلاح انہیں نصیب نہوگی اور عاقبت کار گھاٹے ٹوٹے ہی میں رہینگے :

و من یتخذ الشیطان ولیاً من دون اللہ فقد خسر خسراناً مبیناً - یعدھم و یمنیھم و ما یعدھم الشیطان الا غروراً ( ۴ : ١١٨ )

" اور جس شخص نے اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا دوست بنایا تو یقیناً بڑے ہی سخت گھاٹے ٹوٹے میں پڑا - شیطان اپنے دوستوں اور پجاریوں سے طرح طرح کے وعدے کرتا اور بڑی بڑی امیدیں دلاتا ہے ' لیکن جان رکھو کہ شیطان جو کچھہ وعدے کرتا ہے اُن میں دھوکے اور فریب کے سوا کچھہ نہیں ہے "

## تخویف شیطانی !

شیطان اپنے ولیوں اور پجاریوں کے ذریعہ اللہ کے ولیوں اور پرستاروں کو ہمیشہ ڈراتا اور دھمکاتا رہتا ہے - مگر مومنوں کو اس کا کوئی خوف نہیں :

انما ذالکم الشیطان یخوف اولیائہ ' فلا تخافوھم و خافون ان کنتم مومنین ! ( ٣ : ١٧٥ )

" بیشک ' یہ شیطان تھا جسکا قاعدہ ہے کہ اللہ کے دوستوں کو اپنے دوستوں کی جماعت کا ڈراؤ دکھلاتا ہے - مگر اے مسلمانو ! تم اس سے ذرا بھی نہ ڈرنا - اگر تم سچے مسلمان ہو تو بس ہماری ہی حکومت کا خوف کرو ! "

## یخرجونھم من النور الی الظلمات

ایک بہت بڑا فرق حالت کا یہ بھی ہے کہ " اولیاء اللہ " ایسے عہد میں ہوتے ہیں جبکہ حق اور سچائی معدوم ' مگر باطل اور فساد عام ہوتا ہے ' اور گمراہی کی تاریکی اس طرح پھیل جاتی ہے کہ کوئی گوشہ بھی پوری طرح روشن و منور نہیں ہوتا - ایسی ہی بدامنی اور ایسی طرح کے گرد و پیش میں وہ پرورش پاتے ہیں ' گمراہی خیالات و اعتقادات کو آنکھیں کھولکر ہر طرف دیکھتے ہیں - انکے سامنے جو کچھہ ہوتا ہے وہ بھی یکسر گمراہی ہوتی ہے ' انکے کان جو کچھہ سنتے ہیں اسمیں بھی ضلالت ہی کی صدا اُٹھتی ہے ' دل و دماغ و فکر جو کچھہ سوچتا ہے اُسکا سامان بھی سرتا سر گمراہی و باطل ہی کے واسطے سے میسر آتا ہے !

لیکن جبکہ وہ اس طرح چاروں طرف کی پھیلی ہوئی اندھیاری میں ٹھہرے ہوئے ہیں تو یکایک خدا کا ہاتھہ چمکتا ہے ' اور انہیں گمراہی سے نکالکر حق و ہدایت کے اُجالے میں لے آتا ہے - انکی ہدایت کی مثال بالکل ایسی ہوتی ہے جیسے کوئی معذور آدمی اندھیری رات میں ٹھوکروں سے قریب اور غاروں کے کنارے کھڑا ہو اور اندھوں کی طرح دیکھنے اور چلنے سے معذور ہوگیا ہو - اتنے میں ایک واقف راہ اور با خبر ہاتھہ ظاہر ہوکر اُسکا ہاتھہ تھام لے ' اور ٹھوکروں سے بچاتے ہوئے اور گڑھوں اور غاروں سے نگرانی کرتے ہوئے ایک سیدھے اور محفوظ شاہراہ سے منزل مقصود تک پہنچا دے -

آنکھوں کو اندھا اور بصارت کو بے فائدہ کردیتی ہے ' تو اُس وقت خدا تعالی اپنے دوستوں کیلیے ہدایت کا سورج چمکا دیتا ہے ' اور انکے دلوں کا اسکی روشنی کے اخذ و انعکاس کیلیے انشراح کردیتا ہے !

لیکن جو لوگ ہوا و ہوس کی دنیا میں اپنی ہواے شیطانیہ کو اپنا مولی اور آقا بناتے ہیں ' اور شیطان کے عاشقوں اور پیار کرنے والوں کے حلقے میں شامل ہوجاتے ہیں ' سو انکی حالت ان لوگوں سے بالکل برعکس ہوتی ہے - پہلی جماعت تاریکی سے نکل کر روشنی میں آتی ہے - پر یہ جماعت روشنی سے نکال کر تاریکی میں ڈالی جاتی ہے - پہلی جماعت کی اصلی اور ابتدائی حالت تاریک ہوتی ہے مگر اللہ اُنہیں سعادت و ہدایت کی نورانیت میں نکال لاتا ہے - دوسری جماعت کے لیے ابتدا میں تو ہدایت و سعادت موجود ہوتی ہے لیکن بعد کو شیطان سعادت سے نکالکر شقاوت میں دھکیل دیتا ہے - چنانچہ سورۂ بقر کی آیہ کریمہ اوپر گذر چکی ہے - اسکے لفظوں پر غور کرو :

اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمات الی النور ' والذین کفروا اولیاوھم الطاغوت ' یخرجونھم من النور الی الظلمات

اللہ مومنوں کا دوست اور ولی ہے - وہ اُنہیں تاریکی سے نکالکر روشنی میں لاتا ہے - مگر جن لوگوں نے راہ کفر اختیار کی ' انکے دوست طاغوت ہیں جو انہیں اللہ کی روشنی سے نکالکر شیطان کی اندھیاری میں ڈالتے ہیں !

اولیاء اللہ کی نسبت کہا کہ یخرجھم من الظلمات الی النور اور اولیاء الشیطان کیلیے کہا : یخرجونھم من النور الی الظلمات -

## و یحسبون انھم مھتدون

ایک علامت انکی یہ بھی ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے زعم باطل میں اپنے تئیں حق و ہدایت پر سمجھتے ہیں - اسکا انہیں کوئی احساس ہوتا ہے اور نہ کبھی کھٹکا ' حالانکہ وہ ہدایت سے اسقدر دور ہوتے ہیں جسقدر کہ وجود اندھیرا کا روشنی سے تاریکی :

انھم اتخذوا الشیاطین اولیاء من دون اللہ و یحسبون انھم مھتدون ( ٧ : ٢٩ )

انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانی قوتوں کو اپنا دوست بنا لیا ہے ' تاہم وہ اس زعم باطل میں گرفتار ہیں کہ وہی راہ ہدایت پر ہیں !

## وحی شیطانی

شیاطین ہمیشہ اپنے اولیاء پر وحی کرتے رہتے ہیں تاکہ خدا کے دوستوں سے شیطانی الہامات کے مطابق بحث و جدل کریں اور انہیں اللہ کی بادشاہت سے نکالکر شیطانی حکومتوں میں داخل ہونے کی ترغیب دیں :

و ان الشیاطین لیوحون الی اولیاءھم لیجادلوکم ' و ان اطعتموھم انکم لمشرکون ! ( ٦ : ١٢١ )

اور شیاطین اپنے ولیوں کی طرف وحی کرتے رہتے ہیں ' تاکہ وہ تمہارے ساتھہ شیطانی القا کے بموجب بحث و جدل کریں - لیکن اگر تم نے انکی باتوں کی اطاعت کرلی تو جان رکھو کہ پھر تمہارا شمار بھی مشرکوں میں ہوگا !

### ( حزب اللہ و حزب الشیطان )

قرآن کریم ان دو جماعتوں کو ایک دوسری اصطلاح سے بھی موسوم کرتا ہے - سورۂ مائدہ میں مسلمانوں کو اس سے منع کیا ہے کہ اللہ اور اسکی شریعت کے مقابلے میں یہود و نصاری کو اپنا ولی بنائیں :

لا تتخذوا الیھود و النصاری اولیاء - اسکے بعد فرمایا ہے کہ اگر لوگ اللہ کی دوستی کی راہ چھوڑ کر الگ ہوجائیں ' تو اسلام کے کاموں کا کچھہ بھی نقصان نہ ہوگا ' خدا ایک دوسری جماعت سچے مومنوں اور اپنے دوستوں کی پیدا کردیگا ' جنکی ولایت الہی اور محبت ربانی یہاں تک بڑھی ہوئی کہ وہ اللہ کے چاہنے والے

اسقدر تنگ ہوگئے ہیں کہ اب انکا انشراح روحانی ہو نہیں سکتا : و من یرد ان یضله' یجعل صدره ضیقاً حرجاً - اسکے بعد اول الذکر جماعت کے لیے بشارت دی :

لهم دار السلام عند ربهم و هو " ولیهم " بما کانوا یعملون ( ٦ : ١٢٧ )

انکے پروردگار کے پاس انکے لیے امن اور سلامتی کا گھر ہے اور انکے نیک عملوں کے صلے میں وہی انکا " ولی " ہے !

قال اننی من المسلمین

سورہ حم سجدہ میں ان مومنین کاملین کا حال بیان کیا ہے جنھوں نے پہلے مقام عبودیة و اعتراف ربوبیت حاصل کیا - پھر مقام استقامت و ثبات عمل و ایمان تک مرتفع ہوے : ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا - انکی نسبت فرمایا کہ : تتنزل علیهم الملائکة الا تخافوا و لا تحزنوا ' وابشروا بالجنة التی کنتم توعدون - یعنی ایسے صاحبان استقامت و کاملین پر نزول ملائکہ ہوتا ہے ' جو طمانیة و سکینة اور بے خوفی و بے غمی کا مقام انپر طاری کردیتے ہیں اور جس نعمة جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اسکی انہیں بشارت دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ :

نحن " اولیا ئکم " فی الحیاة الدنیا و فی الاخرة ' و لکم فیها ما تشتهی انفسکم و لکم فیها ما تدعون - نزلا من غفور رحیم - و من احسن قولاً ممن دعا الی اللـــه و عمل صالحاً و قال اننی من المســــلمیـــن !! ( ٤١ : ٣٠ )

ہم تمہارے مددگار ہیں دنیا میں بھی اور آخرة میں بھی - اور تمھیں اس حیـــاة بہشتی میں ہر طرح کا اختیار اور حکم بخشدیا گیا ہے - جس چیز کو تمہارا جی چاہے تمہارے لیے مہیا ہے' اور جو نعمت اللہ سے مانگو گے تمھیں عطا ہوگی - یہ مقام تمھیں خداے غفور الرحیم کی طرف سے عطا ہوا ہے - اور ظاہر ہے کہ اُس شخص سے بڑھکر اور کس کی بات ہو سکتی ہے جو اللہ کی طرف لوگوں کو دعوة دے اور اعمال صالحہ اختیار کرے - نیز کہے کہ میں مسلم ہوں ؟

اولیـــاء الشیطـــان

لیکن اس جماعت کے مقابلے میں ایک دوسری جماعت ہے جو اپنے خواص و اعمال میں بالکل اسکی ضد اور مخالف واقع ہوئی ہے - قرآن کریم اسے " اولیاء الشیطان " سے تعبیر کرتا ہے - قرآن کی اصطلاح میں وہ تمام قوتیں جو تعلق الہی اور رشتۂ حق و صداقت کے مخالف ہیں ' شیطانی قوت ہیں' اور ان میں ہر قوت اور ہر عمل شیطان لعین کا ایک مظہر خبیث ہے - پس جو لوگ حق و عدالہ کی راہ روشن سے ہٹکر اعمال باطلہ کی تاریکی میں گم ہوگئے ہیں اور اللہ کا رشتہ انکے ہاتھوں میں نہیں ہے' وہ خواہ کسی حال اور کسی شکل میں ہوں' لیکن درحقیقت شیطان کے ولی' اسکے پرستار' اسکی نسل کے چاکر' اور اسکی پادشاہت کے غلام ہیں -

یہی وہ شیطان کی ولایت اور پرستش ہے جسکے متعلق بنی ادم سے ربوبیه الاهیه نے عہد لیا تھا :

الم اعهد الیکم یا بنی ادم ان لا تعبـــدو الشیطان انه لکـــم عدوا مبین - وان اعبدونی ' هـــذا صـــراط مستقیـــم ؟ ( ٣٦ ! ٥٩ )

اے اولاد آدم ! کیا ہمنے تمھیں تاکید نہیں کردی تھی کہ شیطان کی پوجا نہ کرنا - وہ تمہارا کھلا دشمن ہے ؟ اور یہ کہ صرف ہماری ہی بندگی کرنا یہی انسان کیلیے سیدھا راستہ ہے ؟

چنانچہ سورہ اعراف میں صاف صاف اسکی تصریح کی :

فریقـــاً هدی ' و فریقاً حق علیهم الضلالہ ' انهم اتخذو الشیاطین اولیاء من دون الله ویحسبون انهم مهتدون ! ( ٧ : ٢٨ )

خدانے دو فرقوں میں سعادت و شقاوت کو تقسیم کردیا - اُسنے ایک جماعت کو ہدایت دی ہے اور ایک فریق ہے کہ گمراہی اسپر چھا گئی ہے - یہ وہ لوگ ہیں ( یعنی دوسری جماعت کے گمراہ ) کہ انھوں نے خدا کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا ولی بنا لیا ہے' اور با این ہمہ اس زعم باطل میں گرفتار ہیں کہ وہی راست پر چل رہے ہیں -

اسی سورة میں اس سے کچھ پہلے ایمان و مومنین کے مقابلے میں " اولیاء الشیطان " کا ذکر کیا ہے -

انا جعلنا الشیاطیـــن اولیـــاء للذین لا یومنون ( ٧ : ٢٧ )

ہم نے شیطانوں کو اُن لوگوں کا ولی یعنی آشناء و ہمدم بنادیا ہے جو ایمان سے محروم ہیں -

معرکۂ قتال و جدال

پس اس آیة سے صاف صاف ہمارا استدلال واضح ہو گیا - یعنی دو فرقے ہیں جن میں سے ایک کو خدا نے اولیاء اللہ کے نام سے پکارا ' اور دوسرے کی نسبت تصریح کی کہ اُس نے شیطان کو اپنا ولی بنا لیا ہے -

سورۂ کہف میں شیطان کا ذکر کر کے فرمایا :

افتتخذونه و ذریته اولیاء من دونی و هم لکم عدو ؟ بئس للظـــالمین بدلا ؟ ( ١٨ : ٥١ )

کیا تم ہم کو چھوڑ کر شیطان کو اور اُسکی نسل کو اپنا ولی بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارا دشمن ہے ؟ ظالموں کیلیے یہ کیا ہی برا بدلہ ہے کہ وہ خدا کی جگہ نسل شیطانی کے ماتحت آگئے !

معرکۂ قتال و جدال

پس ایک طرف تو " اولیاء اللہ " ہیں' اور دوسری طرف " اولیاء الشیطان " - " اولیاء الشیطان " کے بھی مثل اولیاء اللہ کے مختلف مدارج و مراتب ہیں - آخری مرتبہ درجہ " کفر " ہے اور اسکا سب سے بڑا اصل و اشقی گروہ " الکافرین " کا ہوتا ہے - یہ دونوں جماعتیں ہمیشہ ایک دوسرے کے مقابلے میں صف آرا رہتی ہیں اور باہم معرکۂ جنگ و قتال گرم رہتا ہے :

الذین آمنوا یقاتلون فی سبیل الله ' والذین کفروا یقاتلون فی سبیـــل الطاغوت - ( ٤ : ٧٥ )

پس جو لوگ مومن اور اللہ کے ولی ہیں' وہ تو اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں مگر جن لوگوں نے " کفر " اختیار کیا وہ " طاغوت " کی راہ میں لڑنے کیلیے نکلتے ہیں !

طـــاغـــوت

" طاغوت " سے مراد یہی قوة ابلیسی و شیطانی اور اسکے مختلف مظاہر ہیں - خواہ وہ پتھر کے بت ہوں یا بولنے والے انسان - اسی لیے سورۂ بقر کی آیة کریمـــه میں اولیـــاء اللہ کا ذکر کرکے اولیاء الشیطان کی نسبت فرمایا کہ والذین کفروا ' اولیائهم الطاغوت ( ٢ : ٢٥٧ ) جن لوگوں نے حق سے انکار کیا ' انکا دوست اور ولی خدا نہیں ہے - طاغوت ہیں -

جنگ و جدال

غرضکہ پہلی جماعت اللہ کی راہ میں اپنے تئیں قربان کرنے کے لیے نکلتی ہے ' اور دوسری جماعت شیطان کی راہ میں جنگ و جدال کرنے کے لیے :

فقاتلوا اولیاء الشیطان ' ان کید الشیطان کان ضعیفا - ( ٤ : ٧٥ )

" پس اولیاء الشیطان کو قتل کرو تاکہ دنیا ظلم و فساد سے نجات پاے اور صرف اللہ کیلیے ہوجاے - شیطان کے مکر و فریب خواہ کتنے ہی مہیب اور ڈراوے نظر آئیں' تاہم یقین کرو کہ اولیاء اللہ کے مقابلے میں بالکل کمزور و ضعیف ہیں "

اگر اُن تمام آیتوں کو جمع کیا جاے جن میں ان متضاد و متخالف دو جماعتوں کے خواص و اعمال کا اور انکی پہچان کی نشانیوں کا ذکر کیا گیا ہے تو مضمون اسقدر بڑھجاے' کہ اصل مطلب کی گذارش کی نہیں معلوم کتنی اشاعتوں کے بعد نوبت آے - پس میں نہایت اختصار سے کام لونگا اور صرف اشارات موجزہ پر
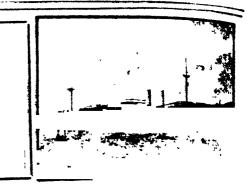
# حـادثـه اليـمـه بحـريـه

## ايمپريس اف آئر ليند كا ماتم !

## حفظ ما تقدم كي ايك نئي تجويز

### آينده جهاز كا هر تخته بجاے خود ايك جهاز هوگا !

جهاز ايمپريس كي مهيب تباهي كے حالات اخبارات ميں شائع هوچكے هيں - ليكن هم منتظر تهے كه ولايت كي ڈاك ميں جزئيات حادثه كے متعلق پوري تفصيل اور مصور رسائل ميں ضروري مناظر آجائيں تو الهلال كيليے مضمون ترتيب ديں -

ولايت كي گذشته ڈاك ميں اسكے متعلق نهايت مفصل اور دلچسپ مواد آگيا هے -

موجوده فن مصوري كي ايك شاخ واقعات و حوادث كي تعبير مرسومه و مصوره هے - يعني كسي واقعه كے تمام حالات و جزئيات سامنے ركهكر اسكي تصوير بنانا ' اور اسكے ذريعه ان دقيق و مشكل جزئيات واقعه كو ذهن نشين كرديناً جو محض عبارت و بيان سے ذهن نشين نهيں هوسكتيں -

قديم زمانے كے مصور خيالي قصص و حكايات كيليے تصويريں بناتے تهے - انكا مقصود بهي يهي تها - ليكن اب يه فن اسقدر ترقي كرگيا هے كه چهوٹے چهوٹے واقعات اور معمولي حوادث بهي بڑے بڑے مصور صفحات و مرقعات كے ذريعه سمجهاے جاتے هيں - اور ايك ايك واقعه كے متعلق دس دس تصويريں بنائي جاتي هيں تاكه اسكا هر حصه نظروں كے سامنے آجاے -

جهاز " ايمپريس " كے حادثے كے متعلق بهي يورپ كے مصور رسائل نے بے شمار تصويريں شائع كي هيں اور ان ميں هر تصوير كسي نه كسي اهم اور پر از معلومات پهلو كو واضح كرتي هے - اگر ايك دو صفحے حادثه كي تفصيل بيان كرنے ميں سياه كرديے جائيں ' جب بهي اسقدر صحيح اور تشفي بخش معلومات حاصل نهونگي جسقدر ان تصويروں ميں سے ايك چهوٹي سي تصوير بتلاسكتي هے - هم چند تصويريں شائع كرتے هيں -

### ( مفصل حادثه )

مگر پہلے حادثه كي اصلي صورت ذهن نشين كرليني چاهيے - حادثه دو جهازوں ميں تصادم سے هوا - دونوں كے كپتان زنده بچ گئے هو موجود هيں اور اپني اپني بريت كي كوشش كررهے هيں - اسليے دونوں كے بيانات ميں اختلاف هے اور ايك دوسرے كو ملزم قرار ديتے هيں - صحيح واقعه كا معلوم كرنا مشكل هوگيا هے - هم نے كوشش كي هے كه دونوں بيانات كے متفق عليه حصے كو اختيار كريں -

جهاز ايمپريس آف آئرليند معه ميلبرن (آسٹريليا) سے ۱۴۶۷ مسافر ليكر ليورپول كي طرف روانه هوا - ۱۸۰ - ميل راسته طے كيا تها كه شب كے وقت كهر كي زيادتي كي وجه سے اسے رك جانا پڑا - يه مقام جهاں وه ركا ' فادر پوئنٹ Father point ( ۱ ) سے زياده دور نه تها -

ليكن اسي اثناء ميں نارويے كا ايك جهاز سامنے سے آرها تها جس كا نام " استوارستيڈ " هے - ايمپريس كے كپتان كا بيان هے كه اس نے دو ميل كے فاصلے سے اسے ديكها ' اور لاسلكي (بے تار كي خبر رساني ) كے ذريعه اپنے رجوه سے مطلع كيا -

ايمپريس كا خيال تها كه استوارستيڈ دهنے هوكر نكل جائيگا - استوارستيڈ كهتا هے كه ميں نے اس اطلاع پر عمل كيا ليكن خود ايمپريس سامنے آگيا - بهر حال جب دونوں جهاز قريب هوے تو غالباً دونوں نے ايك دوسرے كو كترا كر نكل جانے كي كوشش كي - ليكن كهر بهت زياده تها اور انجن پوري قوت ميں تهے- ايمپريس نے استوارستيڈ كو اپنے دهنے چهوڑ دينے كي كوشش كي اور اسليے ( بقول خود ) جهاز كا رخ اور زياده بائيں جانب كرديا - استوارستيڈ بجاے اسكے كه دهني جانب هوكر سنبهلتا ' سيدها بڑهتا چلا آيا " اور عين اس وقت جبكه ايمپريس دهني طرف مڑنے كي وجه سے استوارستيڈ كے سامنے عرض ميں آگيا تها ' بخط مستقيم بڑهكر اسكے درمياني حصے كے سامنے پهنچ گيا -

يهي موقعه اس وقت تك حادثه كا اصلي وقت سمجها گيا هے - دونوں جهاز ٹكراے - مگر بالمقابل هوكر نهيں ٹكراے- كيونكه استوارستيڈ سيدها آرها تها اور ايمپريس اسكے عرض ميں آگيا تها - اگر دونوں كو انسان فرض كرليں جو ليٹے هوے تهے تو صورت حادثه يوں هوئي كه استوارستيڈ كے سر كي ايمپريس كے سينے سے ٹكر لگي ' اور پچهلي جانب كي ديوار كا تخته انڈے كے چهلكے كي طرح ٹوٹ كر الگ هوگيا !

### ( لاسلكي )

جس وقت يه حادثه هوا ايمپريس لاسلكي تار ( بے تار كي خبر رساني ) كے مركزي استيشن سے بهت قريب تها - حادثے كے ساتهه هي اس نے اپني مصيبت كي اطلاع دي ' اور فوراً دو دخاني كشتياں اعانت كيليے روانه هوگئيں - ان ميں سے ايك كا نام ليڈي ايوليں اور دوسرے كا نام يوريكا تها -

---

(۱) فادر پوئنٹ دريائے سينٹ لارنس كے ايك لاسلكي ( بے تاركي خبر رساني ) كے استيشن كا نام هے - يهاں هر وقت متعدد چهوٹے اسٹيمر موجود رهتے هيں -

اس صفحه كي چار تصويروں ميں دهني جانب كي پهلي تصوير جهاز استوارستيڈ كي اور دوسري ايمپريس كي هے -

بائيں جانب كي پهلي ليڈي ايوليں اور دوسري يوريكا كي هے -

انما وليكم الله و رسوله و الذين آمنوا ' الذين يقيمون الصلوة و يوتون الزكوة و هم راكعون - و من يتول الله و رسوله والذين امنوا فان "حزب الله" هم الغالبون ( ۵ : ۶۱ )

" مسلمانو ! تمهارا دوست الله اور اسکا رسول هے ' اور وہ مومن جو ایمان لاچکے هیں ' جو صلوة الهی کو دنیا میں قائم کرتے هیں ' جو خدا کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے هیں ' اور جو هر وقت الله اور اسکے حکموں کے آگے جهکے رهتے هیں - پس جو شخص الله ' اسکے رسول ' اور مومنوں کا دوست و ولي هوکر رهیگا " حزب الله " وہ میں سے هے ' اور یقین کرو کہ " حزب الله " هی کے لوگ غالب هونے والے هیں ! "

اس آیۃ کریمہ سے معلوم هوا کہ جو لوگ الله کے ولي اور اسکے دوست هیں ' انکا ایک نام لسان الله الحکیم میں " حزب الله " بھي هے - " حزب " کہتے هیں گروہ اور جماعت کو - حزب الله سے مقصود وہ لوگ هوے جو الله کی جماعت هیں -

چنانچہ سورۂ حشر میں فرمایا کہ جو لوگ الله کی محبت کی راہ میں دنیا کے تمام رشتوں کی کچھہ پروا نہ کریں ' حتی کہ ماں باپ اور عزیز و اقربا کی محبت اور دامنگیري کو بھی هیچ سمجھیں ' اور خدا کي پکار جب انکے کانوں میں پڑ جاے تو سب کو چھوڑ چھاڑ کر اسی کی طرف دوڑ جائیں ' تو ایسے لوگ " حزب الله " هیں :

اولائك " حزب الله " الا ان حزب الله هم المفلحون - ( ۵۸ : ۲۲ )

یهي لوگ " حزب الله " هیں - سن رکھو کہ یقیناً " حزب الله " هی کے افراد فلاح پانے والے هیں !

جس طرح اولیاء الله کا ایک نام یا ایک درجہ " حزب الله " هے - اسی طرح " اولیاء الشیطان " کا بھی دوسرا نام " حزب الشیطان " هے -

استحوذ علیهم الشیطان فانساهم ذکر الله ' اولائك " حزب الشیطان " الا ان " حزب الشیطان " هم الخاسرون ! ( ۵۸ : ۱۹ )

شیطان اور اسکي قوتیں ان پر مسلط هوگئی هیں - پس انهوں نے خدا کے ذکر اور رشتے کو فراموش کردیا هے - یهی لوگ " حزب الشیطان " هیں اور جان رکھو کہ حزب الشیطان کیلیے آخر کار نقصان اور خسران هی هے !

## ( اصحاب النار و اصحاب الجنة )

اور یهی وہ دو جماعتیں هیں جنکو صدها مقامات میں " اصحاب النار " اور " اصحاب الجنة " کے لقب سے بھي یاد کیا گیا هے ' اور انکے اعمال و خواص کي جابجا توضیح کی هے - چنانچہ سورۂ بقر والي آیۃ کو ایک بار اور پڑھو اور اسکے بقیہ ٹکڑے کے الفاظ پر غور کرو :

والذین کفروا اولیاء هم الطاغوت ' یخرجونهم من النور الی الظلمات ' اولائك " اصحاب النار " هم فیها خالدون ! ( ۲ : ۲۵۸ )

اور جن لوگوں نے راہ کفر اختیار کی تو انکے اولیا طاغوت هیں جو انهیں نور و هدایت سے نکال کر ظلمات ضلالت میں مبتلا کرتے هیں - یه لوگ " اصحاب النار " هیں اور همیشہ دوزخي عذابوں میں رهینگے

اس آیۃ کریمہ سے معلوم هوا کہ جن لوگوں کے اولیا و سردار " طاغوت " هوں ( اور " طاغوت " سے مراد یهی شیطان اور اسکے خلفاؤ مظاهر هي هیں ) تو ایسے لوگ " اصحاب النار " هیں ' کیونکہ انکي زندگي همیشہ آگ میں جلتے رهنے کي اور سوختني هوگي روح کي راحت اور دل کا سکھہ انهیں نصیب نہ هوگا -

اس سے پہلے ایک آیۃ گذر چکی هے جسمیں " اولیاء الله " کی نسبت فرمایا کہ تتنزل علیهم الملائکة الا تخافوا ولا تحزنوا ' وابشروا بالجنة التي كنتم توعدون

اس آیۃ کریمہ میں خاص طور پر اولیاء الله کو " جنت " کی بشارت دي گئی هے - پس فی الحقیقت وهي " اصحاب الجنة " بھی هیں - کیونکہ انکي حیات دنیوي و دیني ' جسمی و روحی ' ظاهري و معنوي ' هر حال اور عهد و دور میں کامیابیوں ' فتح مندیوں ' آرام و راحت ' نعائم و لذائذ ' اور عیش و نشاط کی زندگي هوگي !

## اعمال و خصائص

سورۂ یونس میں " اصحاب الجنة " اور " اصحاب النار " کی تعریف پوري وضاحت کے ساتھہ بتلا دي هے ' اور یہ بھی واضح کردیا هے کہ دونوں جماعتوں کے اعمال کیسے هوتے هیں ؟ اور ان نتائج کی بنا پر انکے او جنت والونکي اور آگ کو نار والوں کی زندگی ملتی هے ؟

للذین احسنوا الحسنی و زیادة و لا یرهق وجوههم قتر و لا ذلة ' اولائك " اصحاب الجنة " هم فیها خالدون ( ۱۰ : )

" اور جن لوگوں نے دنیا میں اچھے اور بھلائي کے کام کیے ' انهیں نیک کاموں کے بدلے میں ویسي هي بھلائي اور کام ملیگي ' بلکہ انکے حق سے بھی زیادہ ملیگی - انکو کبھي بھي ناکامی کا غم ' شکست کی رسوائی ' اور نامرادي و ذلت کی ذلت پیش نہ آئیگی - یهی لوگ " اصحاب الجنة " هیں جو همیشہ بہشتي زندگی میں رهینگے "

اسکے بعد دوسرے گروہ کی حالت بتلائي :

والذین کسبوا السیئات ' جزاء سیئة بمثلها و ترهقهم ذلة ' ما لهم من الله من عاصم ' کانما اغشیت وجوههم قطعا من اللیل مظلما ' اولائك " اصحاب النار " هم فیها خالدون ! ( ۱۰ : )

اور جن لوگوں نے دنیا کے کاموں میں برائي حاصل کی اور بدي کا راستہ اختیار کیا ' تو یہ ظاهر هے کہ قطرة الهي برائي کا بدلہ ویسي هي برائي سے دیگي - ذلت اور نامرادي سے انکے چهرے ایسے کالے پڑ جائینگے گویا رات کی اندھیر طلمت کا ایک ٹکڑا پھاڑ کر انکے چهروں پر ڈالدیا گیا هے - الله کے اس عذاب سے انهیں کوئی نہیں بچا سکتا - یهی لوگ " اصحاب النار " هیں جنکے لیے همیشہ دوزخي زندگی هوگي "

ان دو آیتوں کی اگر اپنے مذاق کے مطابق تفسیر کروں تو ایک مستقل کتاب هوجاے - اسلامی تعلیم کی حقیقت اور قرآن حکیم کے اصول درس حقائق و معارف کا ایک بحر ذخار هے جو ان دو چار جملوں کے اندر بند کردیا گیا هے : ختامه مسك ' و في ذلك فلیتنافس المتنافسون !

ثواب و عذاب کی حقیقت ' نتائج اعمال اور مکافات عمل کا فطري اور طبعي اصول ' کی تشریح ' مذهب و اخلاق کی اساسات اصلیہ اور اعتبارات عامہ ' قانون تعالی و تسلسل بشري کے مبادی حقائق ' اصحاب جنة و نار باب نار کي قدرتی تقسیم ' قطرة کا قانون عمل بالمثل ' اور انسان کیلیے راہ سعادت و هدایت کی کلي اصولي تعلیم ' غرضکہ شریعت و اخلاق اور حکمت و تعلیم کی کوئي اصولي بحث ایسي نہیں هے جو ان دو آیتوں پر متفرع نہ هو ' اور انکي طرف ایک واضح و بین اشارہ ان میں نہ کردیا گیا هو - تا وقتیکہ تفسیر القرآن کی تحریر و توزیع کا مستقل انتظام نہ هو ضمنی طور پر یہ چیزیں بیان میں نہیں آسکتیں ( ۱ )

( ۱ ) یہاں کا حاشیہ ایک مستقل مضمون کی صورت میں زیر عنوان مقالات درج هے -

# ایک نئی اسکیم

جہاز ایمپریس کی تباہی کے اسباب حسب ذیل تھے :

( ۱ ) تقابل کی حالت میں متقابل جہازوں کی غلط فہمی اور کہر کی شدت کی وجہ سے معائنہ کی مشکلات -

( ۲ ) جہاز کے تختوں کے ٹوٹ جانے کی حالت میں جہاز کی بالکل بے بسی -

( ۳ ) اس قسم کے اسباب کا نہ ہونا جنکی وجہ سے تھوڑے عرصے کے اندر بڑی تعداد مسافروں اور اسباب و سامان کی بچالی جاسکے -

( ۴ ) حوادث کے وقت بعض ان چھوٹی چھوٹی کشتیوں پر اعتماد جنھیں نہ تو بڑی تعداد میں جہاز رکھہ سکتا ہے اور نہ بڑی تعداد مسافروں کی ان میں آسکتی ہے -

( ۵ ) انجن کے ٹوٹ جانے کے بعد کسی دوسرے وسیلہ کا باقی نہ رہنا جو جہاز کو غرق ہونے سے بچا سکے -

ان اسباب میں آخری اسباب کو سب سے زیادہ دخل تھا - اگر غفلت اور غلط فہمی کی وجہ سے تصادم ہوگیا تھا، تو محض تصادم ہی سے اتنی بڑی انسانی تعداد ہلاک نہیں ہو سکتی تھی - تصادم کے بعد سدھا انسان زندہ جہاز میں موجود تھے - اگر ایسے اسباب مہیا ہوتے جو جہاز کو انجن ٹوٹنے کے بعد بھی کھینچکر لاسکتے یا مسافروں کو جہاز سے الگ کردیتے، تو حادثہ کوئی بڑا نقصان نہ پہنچا سکتا -!

ان تمام اسباب پر غور کرکے بعض متخرعین بحریہ نے ایک نئی اسکیم نکالی ہے جسکے مطابق آیندہ جہاز بنائے جائینگے، اور ان تمام خطرات کا انسداد ہو جائیگا جو اسطرح کے حوادث کے وقت موجب ہلاکت و بربادی ہوتے ہیں -

فن آلات بحریہ و جہاز رانی کے مشہور ماہر فن، مسٹر فرانک تی - بولین Frank T. Bullen نے اس اسکیم کو پسند کیا ہے -

اس اسکیم کا ما حصل یہ ہے کہ جہاز کی بالائی سطح کے تمام حصے آیندہ سے ایسے بنائے جائیں جو جہاز سے الگ ہونے کی صورت میں ایک بہت بڑے تیرنے والے تختے کا کام دیں اور جڑے ہوئے کی صورت میں معمولی ڈیگ ہوں - انکی وجہ سے نہ تو جہاز میں کوئی نئی چیز بڑھانی پڑیگی اور نہ کوئی نیا آلہ لگانا پڑیگا - جس طرح اب جہاز کی بالائی سطح پر تختے ہوتے ہیں، ویسے ہی تختے اس وقت بھی رہینگے - البتہ انکی تعداد تو بر تو زیادہ ہوگی، جہاز کے ہر حصے کو ( جو اسطرح کا تختہ بن سکتا ہے ) ایک الگ تختہ بنا دیا جائیگا -

جہاز کی بالائی سطح کے تمام حصے، سب سے اوپر کی نشست ... ڈائیننگ ہال، ترایننگ روم، بال روم، اور اسی طرح تمام بڑے بڑے مکانوں کی چھتیں، سب ایسے تختوں سے بنائی جائیں گی جو ہر وقت اپنی جگہ سے الگ ہوسکیں، اور مستقل حالت میں ایک بہت بڑے تیرنے والے کشتی نما تختے کی صورت اختیار کرلیں - علی الخصوص جہاز کی چھت صرف اسی سے پاٹی جائیگی -

تصویر نمبر ۲ کسی واقعی جہاز کی تصویر نہیں ہے بلکہ یہ فرض کرکے کہ اسکیم کے مطابق ایک جہاز بنگیا ہے اور وہ حادثہ میں مبتلا ہوگیا ہے، دکھلایا گیا ہے کہ کیونکر اس اسکیم کی بدولت اسے بچایا جاسکتا ہے، اور کس طرح جہاز کے تیرنے والے تختے دریا میں ڈالے جا رہے ہیں ؟

( ۱ ) یہ جہاز کا تیرنے والا تختہ نمبر [۱] ہے - جہاز کے ٹوٹنے کے بعد یہ پانی میں تیرنے لگتا ہے - اسکے اوپر آہنی جالیاں ہیں -

( ۲ ) یہ تیرنے والا تختہ نمبر [۲] ہے - یہ اس طرح بنایا گیا ہے کہ جس رخ ہوا چلتی ہے اس طرف کو نکلا ہوا ہے - چند ڈھیلی جالیوں کے ذریعہ اسے جہاز سے وابستہ کردیا گیا ہے - جالیاں اسلیے بنائی گئی ہیں تاکہ تیرنے میں سہولت ہو - عموماً ہر تیرنے والے تختے میں مستول، بادبان، متحرک ڈانڈے، اور پانی کے حوض تیار رہتے ہیں تاکہ جہاز سے الگ ہوکر معاً دریا میں تیرنا شروع کردیں -

( ۳ ) یہ جہاز کی پوری دیوار ہے جو طول میں چلی گئی ہے مگر در اصل تیرنے والے تختوں کا مجموعہ ہے - ان تختوں کی مجموعی طاقت سے زخمی جہاز کھینچ کر لایا جاسکتا ہے - اگر یہ تختے ہوتے تو ایمپریس انجن کے بیکار ہونے سے ڈوب نہ جاتا - ان میں سے ہر تختے کا طول ۱۰ - فٹ اور عرض ۴۰ - فٹ ہے - اس حساب سے تمام تختوں کا مجموعی رقبہ ۲۴ - ہزار مربع فیٹ ہوا - اتنی بڑی قوت یقیناً جہاز کھینچ کر لیجا سکتی ہے -

(۴) جہاز سے ڈاک کے تھیلے اور سامان خورد نوش وغیرہ اتارا جا رہا ہے -

( ۵ ) یہ وہ جھولے ہیں جنمیں بیٹھکر مسافر ان تختوں پر چلے آئینگے - دکھلایا ہے کہ مسافر جھولوں میں بیٹھے ہوئے اتر رہے ہیں -

( ۶ ) مستول کا باد بان -

( ۷ ) ملاحوں سے بھری ہوئی کشتیاں جو تیرنے والے تختوں کو کھینچنے کیلیے اتر رہی ہیں -

( ۸ ) یہ ایک خاص قسم کا تختہ ہے جسکے اندر کاگ بھرا ہوا ہے تاکہ پانی میں کسی طرح ڈوب نہ سکے -

( ۹ ) اتارنے سے پہلے تیرنے والے تختے کی حالت -

( ۱۰ ) یہ وہ پٹریاں ہیں جہاں سے تختے اتھائے جاتے ہیں

( ۱۱ ) ایک تختہ اتارا جاچکا ہے دوسرا اتارنے کیلیے تیار کیا جا رہا ہے

( ۱۲ ) اس تختے کو اتارنے کیلیے بالکل تیار کرچکے ہیں -

( ۱۳ ) اگر کشتیوں ... کی صورت ... جائے تو ... کی صورت ایسی ہو

لیکن ان دونوں کشتیونکا پہنچنا کچھہ مفید نہ ہوا - تصادم نے ایمپریس کو بالکل برباد کردیا تھا - جہاز کا ایک تہائي حصہ ٹوٹ گیا تھا جسکي وجہ سے تربے میں بہت کم وقفہ لگا - صرف چار کشتیاں آتاري جاسکیں جن میں ۴۴۴ آدمي سوار ہوگئے اور بچ گئے - باقي ۱۰۲۳ انسانوں کو چند لمحوں کے اندر ' خشکی سے صرف ۱۸۰ میل کے فاصلے پر ' نئي دنیا کے تمام سامانوں اور بندوبستوں کے ساتھہ ' بالاخر قعر سمندر کا گوشہ نصیب ہوا !!

( حادثـہ کا اثـر )

ٹـکرانے کے ساتھہ ہي ایمپریس کے پچھلے حصے کي دیوار بالکل ٹوٹ گئي - یہ وہ حصہ تھا جسکے اندر انجن کا گھر تھا ' اور اسکے بعد ہي مسافروں کے داخلي کمرے ( کیبن ) تھے - حادثہ رات کے وقت ہوا - تمام لوگ بے خبر بستروں پر لیٹے تھے - ٹـکر کا اثر سب سے پہلے انجن پر ہوا ' اسکے سامنے کا تختہ ٹوٹ کر الگ ہوگیا ' اور پانی کے سیلاب نے اندر پہنچکر انجن کو بیکار کردیا - بحري سفر میں

(۵) اس خط کے ذریعہ وہ راستہ دکھلایا ہے جس سے ایمپرس گذرا -

( ۶ ) ایورنکا جو اعانت کے لیے روانہ ہوا -

[ اب نمبر ۷ سے لیکر نمبر ۹ تک ایمپرس کا وہ حصہ دکھلایا ہے جو تصادم سے ٹوٹ گیا تھا - ]

( ۷ ) ان تمام کمروں میں جتنے مسافر تھے یا تو اپنے بستروں هي پر مرگئے یا ڈوب گئے - سیکڑوں کو اٹھنے اور حادثے کو سمجھنے کا موقعہ هي نہیں ملا

( ۸ ) اس حصے میں جو سوراخ ہوا ' زیادہ تر اسي راہ سے سمندر کو اندر جانے کا موقع ملا -

( ۹ ) یہاں سب سے پہلے ٹکر لگی اور انجن میں پانی بھر گیا -

( ۱۰ ) اس خط کے ذریعہ وہ راہ دکھلائي ہے جسپر سے گذرکر اسٹوارسٹید جہاز ایمپرس سے متصادم ہوا اور پھر پیچھے ہٹا -

( ۱۱ ) اسٹوارسٹید پیچھے ہٹ رہا ہے ( ایمپرس کا بیان ہے کہ ٹکر لگنے کے ساتھہ هي اس نے اسٹوارسٹید کو لا سلکي کے ذریعہ کہا
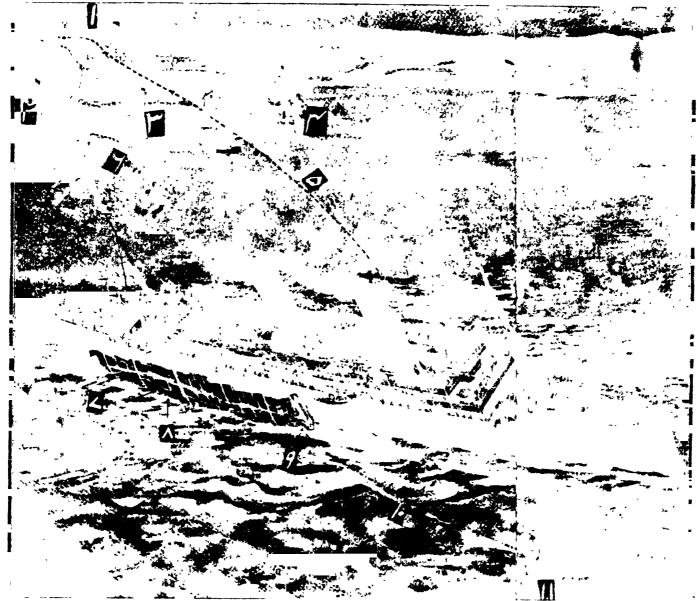
مغرور انسان کا سب سے زیادہ اعتماد دھوئیں اور بھاپ کے اس بت هي پر ہوتا ہے - سب سے پہلے قدرت نے اسي دیوے کو بیکار کردیا !

اسکے ساتھہ هي وہ حصہ پھٹا جو جہاز کے داخلي کمروں کے بالمقابل تھا - انکے اندر کے تمام مسافر یا تو اندر هي مرگئے یا پاني کے سیلاب میں غرق ہوکر بہہ گئے !

# تصـــویر نمبر [ ۱ ]

اس تصویر میں حادثہ کي صورت دکھلائي گئي ہے - تصویر میں نمبر دیدیے ہیں - انکي تشریح حسب ذیل ہے :

( ۱ ) مقام کیوبک جہاں سے ایمپرس روانہ ہوا -

( ۲ ) ریموسکی - یہ وہ جگہ ہے جہاں ایمپرس کي تباهی کے بعد بقیہ ۴۴۴ مسافر آتارے گئے -

( ۳ ) لیڈي ایریلن لا سلکي کے ذریعہ خبر پاکر اعانت کیلیے جا رہا ہے !

( ۴ ) دریاے سینٹ لارنس -

کہ پیچھے نہ ہٹے اور اسي طرح ایمپرس سے لگا ہوا آگے بڑھتا جاے - اس سے مقصود یہ تھا کہ اگر معاً پیچھے ہٹ گیا تو ایمپرس کا جسقدر حصہ ٹوٹ گیا ہے ' وہاں سے فوراً پاني بھرنا شروع ہوجائیگا اور بچنے کے لیے مہلت نہ ملیگي - اگر تصادم کے بعد اسي طرح دونوں جہاز ملے رہے تو شکستہ تختے کچھہ عرصے تک نہیں گرینگے اور کچھہ مہلت درستگي یا بچاؤ کي مل رہیگي -

اسٹوارسٹیڈ کا بیان ہے کہ بیشک مجھسے ایسا چاہا گیا تھا مگر میں قوانین طبیعۃ کے آگے مجبور تھا - ٹکر کے بعد هي جہاز خود بخود پوري طاقت سے پیچھے ہٹا ' اور میں نے ہرچند روکنا چاہا مگر کامیابي نہوئی - یہ جواب بالکل صحیح ہے - اسٹوارسٹیڈ کا کپتان طبیعۃ کي قوۃ دفع کو کیونکر روک سکتا تھا ؟

بہر حال تحقیقات ہو رہي ہے - لارڈ میر لنڈن کی زیر ریاست کمیشن مصروف تفتیش ہے - ممکن ہے کہ کمیشن کا فیصلہ اس اختلاف بیان کا تصفیہ کرے - )

## ریڈیم اور اسکے اثرات

( از جناب مولوي محمد عبد الله صاحب وکیل
سکریٹري انجمن اصلاح تمدن - نانڈیر - دکن )

عجائب زار کائنات جن معجزہ نما اشیا سے معمور ہے' انمیں ایک عجیب شے ریڈیم بھي ہے جو ایم - کوري آف پیرس (M. Curie of Paris) نے اپنے مرنے سے آٹھہ سال پیشتر سنہ ۱۸۹۸ ع میں دریافت کیا تھا - ریڈیم خالص سونے سے تین ہزار مرتبہ زیادہ وزني ہے' اوسکا رنگ معمولي ٹیبل سالٹ ( نمک ) کے مانند ہے - ابتک صرف چند اونس ریڈیم زمین سے نکالا اور صاف کیا گیا ہے -

چند دن ہوے امریکہ کے رسالہ میکلیورس میگزین ( Maclures Magzine ) نے وہ گفتگو شائع کي تھي ' جو مسٹر کیلیو لینڈ موفت (Mr. Clevelras moffet) اور ایم - کوري اور اوسکے لیبوریٹري اسسٹنٹ مسٹر ایم - ڈین (M. Danve) میں ہوئي تھي - رسالہ مذکورہ سے اوسکا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے - یقین ہے کہ قارئین کرام کي دلچسپي کا موجب ہوگا :

" مسٹر موفت " جب ایم - کوري سے ملے تو اُنہوں نے اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر اُسکے مددگار مسٹر ڈین سے چند ابتدائي سوالات ریڈیم کے متعلق کیے - مسٹر موفت اگرچہ ریڈیم کے تمام حالات کا مطالعہ کرچکے تھے' با ایں ہمہ یہ سوالات اسلیے کیے کہ وہ ریڈیم کے حالات ایسي زبان سے سننا چاہتے تھے جو اُسکے متعلق نہایت صحیح ترین معلومات بیان کرنیکا حق رکھتي ہے -

مسٹر موفت — کیا یہ سچ ہے کہ ریڈیم سے حرارت اور روشني ہمیشہ اور مسلسل پیدا ہوتي رہتي ہے اور یہ کہ وہ ایک بے اندازہ قوت کا منبع ہے ؟

مسٹر ڈین — ہاں یہ بالکل سچ ہے کہ صاف شدہ ریڈیم بغیر کسی مضر اثر کے پیدا کیے' ہماري ایجاد کردہ خوشنما آلات کے ذریعہ روشني اور حرارت دونوں پیدا کرتا ہے -

مسٹر موفت — کیا یہ روشني چمکتي ہوئي ہوتي ہے ؟

ایم ڈین — ہاں یہ روشني بالکل چمکتي ہوئي ہوتي ہے - ایم - کوري آپکو اسکي روشني بتلائینگے -

مسٹر موفت — کیا دوسرا شخص اسکو نہیں بتلا سکتا ؟

ایم - ڈین — اسکے متعلق اگرچہ بہت سے نظریے قائم کئے گئے ہیں لیکن اُنکے ذریعہ بتلانا کسیقدر مشکل ہے -

ایم - ڈین نے مسٹر موفت سے ریڈیم کي چند اور تاثیرات کا ذکر کیا جو نہایت ہي عجیب ہیں - علاوہ روشني اور حرارت کے اس عجیب دھات سے تین قسم کي نا معلوم شعاعیں بھي نکلتي رہتي ہیں' اور جس سرعت کے ساتھہ روشني حرکت کرتي ہے' اوسي سرعت سے یہہ بھي حرکت کرتي ہیں - اگر ان شعاعونکو خاص طریقے سے استعمال کیا جاے تو حسب ذیل اثار پیدا کرتے ہیں :

ان شعاعونکے اثار مفید اور مضر دو قسم کے ہوے ہد -

مفید آثار :

( ۱ ) زندگي کو قوت بخشتا ہے -

( ۲ ) ایسے جراثیم کو ہلاک کرتا ہے جو زندگي کے لیے خطرناک ہیں - کسي درد کا خصوصاً خوفناک (Lupus) کا نہایت عمدہ علاج ہیں -

مضر آثار :

( ۱ ) جسم میں نا قابل محسوس درد پیدا کرتا ہے -

( ۲ ) زندگي کو فنا کردیتا ہے -

دوسرے دن مسٹر موفت نے دیکھا کہ ایم - کوري ایک چھوٹے سے چیني کے برتن پر جھکے ہوے ہیں جسمیں سات سو پونڈ ریڈیم آہستہ آہستہ گھولا جا رہا ہے - مسٹر موفت کے دریافت کرنے پر اونہوں نے کہا کہ ریڈیم کو غلیظ دھاتوں سے پاک کرکے خالص ریڈیم اسي طرح حاصل کیا جاتا ہے - لیبوریٹریوں دار التجارب یا معمل میں ماہرین کی آزمایش کیلیے ریڈیم کی انتہائي صفائي اور اسمیں بلور کي سي چمک پیدا کرنے میں سخت احتیاط کي ضرورت ہے' کیونکہ اُسکے ضائع ہوجانے کا خوف ہر وقت دامنگیر رہتا ہے - چنانچہ اسي بے احتیاطي کي وجہ سے چند ہفتہ پیشتر مجھہ سے ½۱ گرین ریڈیم ضائع ہوچکا ہے - یہ ضائع شدہ ریڈیم ایک چھوٹي سی نلکي میں رکھا ہوا تھا - یہ نلکي ایک دوسري نلکي میں ڈالکر اُسمیں سوراخ کردیا گیا تھا - ان دونوں نلکیوں کو ایک برقي انگیٹھي پر رکھکر گرم کرنا شروع کیا - جب دو ہزار درجہ تک حرارت پہونچ گئي تو یکایک دونوں نلکیاں ٹوٹ گئیں اور یہ گراں بہا شے ضائع ہوگئي - بظاہر میري غفلت کے سواء اس حادثہ کا اور کوئي سبب معلوم نہیں ہوتا -

مسٹر موفت نے پھر دریافت کیا کہ جب ریڈیم میں صلابت آجاتي ہے تو کیا وہ اپني شکل بدلدیتا ہے ؟ ایم - کوري نے جواب دیا کہ نہیں' اُسوقت بھی اُسکي شکل بلور کے سفید ٹکڑے کے مانند ہوتي ہے' اور سفید سفوف میں صاف کرنے کے بعد معمولي نمک کي طرح معلوم ہوتا ہے ریڈیم کے چند ٹکڑے یہاں پڑے ہیں - اُنکے دیکھنے سے تم پر واضح ہوجائیگا -

اب پروفیسر کوري نے ریڈیم کی شعاعوں کے آثار دکھلانے کے لیے میز کے خانے سے شیشہ کي ایک چھوٹي نلکي نکالي. جسکے اندر سفید سفوف تھا' نلکي دیا سلائي سے زیادہ موٹي نہ تھي - اس کے دونوں طرف مہریں لگي تھیں اور اُسپر سیسے کي ایک تہ چڑھي ہوئي تھي - سیسہ نلکي پر اس غرض سے چڑھایا گیا تھا کہ جب کوئي شخص نلکي کو پکڑے تو اُن مضر شعاعوں سے محفوظ رہے جو ہر وقت نلکي سے نکلتي رہتي ہیں - سیسہ مضر شعاعوں کو روکدیتا ہے' - پروفیسر نے کہا کہ نلکي کے اندر ریڈیم ایک مضطرب حالت میں رہتا ہے اور اسکي حرارت ۵,۰۰,۰۰۰ درجہ ہوتي ہے - اگر میں اسکو تمہارے ہاتھہ یا جسم کے کسي دوسرے حصے پر رکھدوں تو تم اس حرارت سے واقف ہوجاؤگے -

مسٹر موفت — مجھے تو کچھہ حرارت محسوس نہیں ہوتي -

پروفیسر — بے شک' ابھي محسوس نہیں ہوگی اور جب کہ ریڈیم کو میں نے پہلے بار چھوا تھا تو مجھے بھی محسوس نہیں ہوئي تھی -

## بـاب الـتـفسيـــر :

# بعض مبـــادث مهـمه

( حاشيه متعلق مقـالــهٔ افـتـتـاحيـه )

اس هفته کے مقالۂ افتتاحیه میں دو آیتیں ایسي آگئي هیں جن پر مستقل عنوان سے نظر ڈالني تهي - لیکن اسکي ابهی الهلال میں گنجایش نهیں - حاشیے میں کسی قدر تفصیل کی گئی ' مگر حاشیه اسقدر بڑهگیا که ایک مستقل مضمون کی طوالت پیدا هوگئي - خیال هوا که اسے ایک مستقل مضمون کي طرح باب التفسیر کے تحت میں دیدیا جاے - قارئین کرام پہلے ملاحظه فرمالیں که مقالۂ افتتاحیه کے صفحه ۴ کالم ۲ سطر آخري میں نمبر (۱) دیا گیا هے - اسي کے متعلق یه حاشیه هے -

( ۱ ) الذین احسنو ' الحسنی و زیادة ' ولا یرهق وجوههم قتر ولا ذلة ' اولائك اصحاب الجنة هم فیها خالدون ( ۱۰ : ۲۳ )

اِس آیة میں " ولا یرهق وجوههم قتر " کا لفظ آیا هے " قتر " کے معني تاریک غبار کے هیں - چهرے کی سیاهی اور دهوئیں کے معنوں میں بهی بولتے هیں - کم کرنے کے معنی میں بهی آیا هے - " ذلة " خضوع و انکسار اور انتها درجه کی عاجزي اور اپنے تئیں حقیر کرنے کو کهتے هیں - پس آیة کا لفظی ترجمه یه هوا که جو لوگ اصحاب الجنة هیں " انکے چهروں پر سیاهي اور ذلت کبهي نه چهائیگي " حاصل مطلب یه هے که کبهي انکي حالت ایسي نهوگي جو رسوائي ' حقارت ' مایوسي ' اور شکستگي کی هو - هر طرح کی انسانی اور قومي ذلتیں اسمیں داخل هیں - سب سے بڑي ذلت محکومي و غلامي هے جو کبهي الله اپنے دوستوں اور مومنوں کیلیے پسند نهیں کرسکتا بشرطیکه اسکے سچے مومن هوں -

دوسري آیة میں " اصحاب النـار " کیلیے فرمایا که " ترهقهم ذلة " اور کہا که " کانما اغشیت وجوههم قطعاً من اللیل مظلما " - " قطع " بفتح الطاء " قطعه " کی جمع هے - ایک قرات میں بسکون طاء بهي آیا هے - " قطع " کے معني ایک تکڑے اور حصے کے هیں - اسلیے اس آیة میں " قطعا من اللیل " کا ترجمه " رات کا ایک ٹکڑہ " هوگا ( قال ابن السکیت : القطع طائفه من اللیل ) اسي لیے هم نے ترجمه میں " رات کی چادر ظلمت کا ایک ٹکڑہ " لکها هے - ( دیکهو ترجمۂ آیت مقالۂ افتتاحیه میں ) مقصود یه هے که انکے چهرے شدت ذلت و ناکامي اور شکست و مایوسي سے ایسے کالے کلوٹے هو جائینگے ' گویا رات کي اندهیاري انکے منهه پر چها گئي هے !

اس تشبیه کي اصل یه هے که قرآن حکیم نے هر جگه ایمان کو " روشني و نور " اور ضلالت و کفر کو " تاریکي و ظلمت " قرار دیا هے : لقـد جائکم من الله نور و کتاب مبین ( ۵ : ۱۸ ) الله نور السماوات والارض ( ۲۴ : ۳۵ ) و من لـم یجعل الله لـه نوراً فماله من نور ( ۲۴:۴۰ ) هو الذي ینزل علی عبده آیات بینات لیخرجکم من الظلمات الی النور ( ۵۷ : ۹ ) الحمد لله الذی خلق السماوات و الارض و جعل الظلمات و النور ( ۶ : ۱ )

اس آیة میں اصحاب النار کی نسبت کہا که انکے چهرے تاریک هونگے - یه ٹهیک ٹهیک اُس حالت ایماني و اسلامي کي ضد هے جو دوسري جگه مومنوں کیلیے فرمائي هے - یعني انکے ایمان و اعمـال حسنه کی روشنی و نورانیت کی شمع انکے سامنے روشن رهیگی -

یوم لایخزي الله النبي والذین آمنـوا معه ' نورهـم یسعی بیـن ایدیهـم و بایمانهـم . یقـولـون ربنـا ! اتمـم لنـا نـورنـا ! ( ۶۶ : ۸ )

وه عاقبت کار اور ظهور نتائج کا وقت که خدا اس دن اپنے نبي کو اور اُن لوگوں کو جو اسکے ساتهه ایمان لائے هیں ' کبهي شرمنده و رسوا نه کریگا - انکا نور انکے آگے اور انکے دهني طرف ساتهه ساتهه چلے گا ' اور وه الله سے التجا کرینگے که اے پروردگار ! همارے اس نور کو کامل کردے اور آخر تک قائم رکهه ،

اسي طرح سورۂ حدید میں ایمان و کفر اور مومنین و منافقین کی تقسیم کو نور و ظلمت هي کی مثال دی هے :

یـوم تـری المومنین والـمومنـات یسعی نورهم بایدهم و بایمانهم ' بشـرا کـم الیـوم ! ( ۵۷ : ۱۲ )

اس دن تم مسلمان مردوں اور عورتوں کو دیکهوگے که انکا نور انکے آگے آگے اور انکے ساتهه ساتهه چل رها هوگا ' اور انسے کہا جائیگا که آجکے دن تمهارے لیے فتح و مراد کي بشارت هے !

لیکن منافقین و مضلین اس " نور " سے محروم هونگے اور نهایت حسرت کے ساتهه مومنوں کی حالت دیکهینگے - اسکي مثال یوں فرمائي :

یـوم یقول المنافقون والمـنافقـات للـذین امنوا : انظرونا نقتبس من نورکم ! قیل ارجعوا ورائـکم فالتمسوا نـوراً ( ۵۷ : ۱۳ )

اس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مومنوں سے کهینگي که ذرا همارا انتظار کرو که هم بهي تمهارے اس نور سے کچهه روشني حاصل کرلیں - مگر اسے کہا جائیگا که ایسا نهیں هوسکتا - آگے مت بڑهو - پیچهے هٹو اور کوئي اور روشني تلاش کرلو -

اندلس کے ایک شاعر نے اپنے نقاب پوش خلیفه کو مخاطب کرکے اس آیت کو نظم کر دیا تها :

انظرونا نقتبس من نورکم
ان هذا نور رب العالمین !

بہر حال اس " نور " سے مراد وه الهی روشني هے جو " اولیاء الله " اور " اصحاب الجنه " کو اپنے اعمال صالحه کے نتائج سے حاصل هوتي هے اور انکے تمام اعمال و افعال کو ضلالت کي تاریکي سے پاک کر دیتي هے - اسکا ساتهه ساتهه چلنا اس طرف اشاره هے که جس آدمي کے ساتهه اندهیري رات میں روشني هو ' اور وه اسکے ساتهه اس طرح کردي جاے که جهاں جاے ایک مشعل راه دکهلاتی اسکے آگے آگے هو ' تو وه کبهي ٹهوکر نهیں کهائیگا اور نه کبهی بهٹکے گا اسي طرح سچے مومنوں اور الله کے پرستاروں کیلیے هدایت و سعادت کی ایک مشعل روشن هو جاتي هے ' جو همیشه انکے ساتهه رهتي هے ' اور جهاں جائیں انکے ساتهه ساتهه حرکت کرتی هے - نه تو کبهي انپر تاریکي چها سکتي هے ' اور نه انکے لیے ٹهوکر اور [illegible] هے -

[ بقیه مضمون کے لیے صفحه ۱۷ ملاحظه هو ]

## باب الصحۃ و تدبیر المنزل

# خطرناک مکھی !

ان اللہ لا یستحی ان یضرب مثلا ما بعوضۃ (۲ : ۲۴)

حال میں مکھیوں کے متعلق ڈاکٹر اڈورڈ راس کی تحقیقات نے علمی و طبی حلقوں کو اس موضوع پر خاص توجہ دلائی ہے - ڈاکٹر موصوف مشہور سر رونالڈ راس کے بھائی ہیں اور علم الجراثیم (بکٹریالوجی) کے مسایل کی تکمیل و تحقیق سے خاص دلچسپی رکھتے ہیں -

ایک مختصر سا مضمون انکا "گریفک" میں نکلا ہے جسمیں عام پبلک کی واقفیت کیلیے سرسری طور پر اپنی تحقیقات کی طرف اشارہ کیا ہے - ہم اسکا خلاصہ مع ایک دلچسپ تصویر کے شائع کرتے ہیں - (الہلال)

### ( تندرستی کا جہاد )

سائنس کے تجارب سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ گھر کی معمولی مکھیاں سخت خطرناک چیزیں ہیں - یہی ہوائی سیاح ہیں جو ایک شخص کی بیماری دوسرے تک لیجاتی ہیں ' اور اسلیے اسقدر حقیر نہیں ہیں جسقدر کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے - ہر گھر کیلیے جسمیں صحت اور تندرستی کی قیمت محسوس کی جاتی ہو ' ضروری ہے کہ انکی تعداد کم کرنے کیلیے ایک سخت جہاد شروع کردے ' تاکہ وہ بیماریاں جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتی ہیں ' کم ہوجائیں اور کچھہ دنوں کے بعد بالکل معدوم -
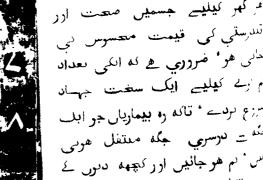
### ( ہلاک کرنے کی کوشش )

ایک طریقہ ان بیماری پھیلانے والی مکھیوں کے کم کرنے کا یہ ہے کہ انہیں ہلاک کردیا جاے ' اور اسی لیے "مکھی مار" کاغذ کا استعمال بہت سے مقامات میں ' خاصکر امریکہ کے شہروں میں شروع ہوگیا ہے - لیکن تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چنداں مفید نہیں - اسطرح کے وسائل سے مکھیاں اتنی تعداد میں ہلاک نہیں ہوسکتیں ' جس سے انکی مہیب تعداد میں کوئی بڑی کمی واقع ہوسکے - گھراؤ مکھیوں کے بچے گرمی کے موسم میں بہت زیادہ مقدار میں پیدا ہوجاتے ہیں ' اور انکی ہلاکت اور پیدایش کا مقابلہ کرنے سے پیدائش کی تعداد ہر حال میں زیادہ ہی رہتی ہے -

پس دراصل مارنے کی کوشش کی جگہ اس بات کی سعی کرنی چاہیے کہ کسی طرح انکی پیدایش کو کم کیا جاے - کسی بیماری کے علاج سے بہتر اس بیماری کے نہ ہونیکی تدبیر ہی کیوں نہ کی جاے ؟ سب سے بہتر طریقہ اس کا یہ ہے کہ صفائی کا بہت زیادہ لحاظ رکھا جاے - صفائی سے یہ فائدہ ہوگا کہ کیڑے آپ ہی آپ دور ہو جائینگے اور بیماریاں جو انکے ساتھہ آتی ہیں بالکل غائب ہوجائینگی - یہ طریقہ پناما اور نہر سویس کے کنارے مچھروں کے دفعیہ کے لیے برتا گیا ' اور نہایت کامیاب ثابت ہوا -

### ( موطن و مولد )

گھراؤ مکھیاں میلی اور گندی جگہوں میں انڈے دیتی ہیں - موسم گرما میں ایک مادہ مکھی قریب ڈیڑھہ سو انڈے سڑے ہوئے پتوں یا مکان کے کوڑے کرکٹ یا غلیظ راستوں میں دیتی ہے - ان انڈوں سے کچھہ دنوں کے بعد بے شمار چھوٹے چھوٹے کرم پیدا ہوجاتے ہیں - پانچ دن گذرنے کے بعد انکی شکل چنے کے مانند گول ہوجاتی ہے دسویں دن دو پاؤں اور چھہ پر مکمل طور پر نکل آتے ہیں - اسی کا نام مکھی ہے -

نیلے پیٹ والی مکھی بھی اسی طرح انڈے دیتی ہے - مگر فرق صرف اسقدر ہے کہ وہ زیادہ تر سڑے ہوئے گوشت میں انڈا دیتی ہے -

### ( جراثیم )

گھراؤ مکھی اور چھوٹی مکھی اپنے پاؤنکو مریض مقامات میں آلودہ کرکے بیماری کے کیڑے اپنے ساتھہ لے لیتی ہے اور غذا کی تلاش میں اڑتی ہے - بیماری کے کیڑے بکثرت اسکے پاؤں میں لپٹے ہوے ہیں ' اور اسکی ڈنک بھی مہلک جراثیم کی ایک پوری آبادی ہوتی ہے - پھر وہ دودھہ کے جگ میں ' چاے کی پیالی میں ' روٹی کے ٹکڑے پر ' اور ہر طرح کی غذاؤں اور انسانی جسم و اعضا پر آکر بیٹھتی ہے ' اور بغیر قصد کے صدہا مہلک کیڑوں کو پھیلا دیتی ہے جو فوراً اپنا کام شروع کردیتے ہیں - بعض مکھیاں کیڑے کو نگل لیتی ہیں - وہ اس کے اندر جاکر اور بڑھتے ہیں اور اسکے بعد جب مکھی بیٹھتی ہے تو وہی کیڑے نکل کر جمع ہو جاتے ہیں '

### ( ان اللہ یحب المطہرین )

ہم لوگ تھوڑی سی توجہ بھی باقاعدگی کے ساتھہ اس طرف کریں ' تو برباد کن اس بہت بڑی فوج سے نجات پاسکتے ہیں - ہم لوگوں کو چاہیے کہ اپنے رہنے کے تمام مقامات کو ہر طرحکی کثافت اور میلے پن سے پاک کردیں - اگر ہم نے ایسا کردیا تو اسکے یہ معنی ہونگے کہ اپنے دشمنوں کو بیخ و بنیاد سے نیست و نابود کردیا - کیونکہ اصلی سوال پیدایش کا ہے ' اور مکھی صرف کثافت اور غلاظت ہی میں انڈے دیتی ہے - ہر گرد آلود اور میلی جگہ کم سے کم ہفتہ میں ایک بار ضرور ہی صاف کر دینی چاہیے -

حال میں اخبارات نے مکھیونکے خلاف اعلان جنگ کیا ہے - نیز حفظان صحت کے محکموں کے ڈاکٹر ان کے دور کرنے کی تدابیر محنت کے ساتھہ ڈھونڈ رہے ہیں - لیکن جب تک لوگوں کو خود صفائی کی طرف توجہ نہوگی ' یہ کوششیں کچھہ مفید نہیں ہو سکتیں -

یہ کہکر پروفیسر نے اپني قمیص اُتاري اور اپنا بازو مجھے دکھلایا جسمیں زخم کي وجہ سے ابھي تک سرخي اور گہرا داغ موجود تھا

اسي سلسلہ میں انہوں نے اپنے دوست پروفیسر بیکرل ( Pro. Becquerel ) کا تجربہ بیان کیا کہ وہ لندن کے سفر میں اپنے تجارب دکھلانے کے لیے ریڈیم کی ایک نلکي اپني واسکٹ کي جیب میں رکھکے لیگئے - اثناے سفر میں تو انہیں کچھہ تکلیف نہیں ہوئي - لیکن دو ہفتہ کے بعد پروفیسر نے دیکھا کہ جیب کے نیچے کي جلد سرخ ہوگئي ہے اور جھڑ رہي ہے - آخر کار اس جگہہ ایک گہرا اور تکلیف دہ زخم ہو گیا جو کئي ہفتہ تک اچھا نہ ہوا - ریڈیم کے ان زخموں میں یہ ایک عجیب خاصیت پائي جاتي ہے کہ شعاعوں کے اثر کرنے کے بعد وہ ایک عرصہ تک بالکل نظر نہیں آتے !

مسٹر موفٹ نے ایم - کورے سے دریافت کیا کہ کیا اسوقت بھي ریڈیم حرارت اور روشني پیدا کرتا ہے ؟

ایم - کوري — بے شک، روشني اور حرارت دونوں پیدا کرتا ہے - روشني کے تجربہ کے لیے میں تمہیں ایک تاریک کوٹھري میں لیجاؤنگا اور وہاں اُسکی روشني دکھاؤنگا - حرارت کے متعلق جو دریافت کرنا چاہتے ہو تو تھرمامیٹر کے ذریعہ تم معلوم کر سکوگے کہ بہ نسبت اطراف کي ہوا کے ریڈیم کی نلکي ڈیڑہ درجہ زیادہ گرم ہے !

مسٹر موفٹ — کیا یہ نلکي ہمیشہ اسي طرح گرم رہیگي ؟

ایم - کوري — جہانتک مجھے علم ہے یہ ہمیشہ گرم رہیگي - اب میں اس نلکي کو یونہی رکھہ دیتا ہوں اور تم دیکھوگے کہ منجمد ریڈیم خود بخود رقیق ہوتا چلا جائیگا -

مسٹر موفٹ — کہ ہمیشہ رقیق ہوتا رہتا ہے ؟

ایم کوري — میں اپني تجربہ کے بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ یہ ہمیشہ ہوتا ہے -

اسکے بعد پروفیسر ایم - کوري مجھے ایک تاریک حجرہ میں لے گئے، اور میں نے نلکي سے نہایت صفائی کے ساتھہ روشني نکلتے دیکھي - یہ روشني اتني چمکدار ہوتي تھي کہ ایک مطبوعہ کتاب بآساني پڑھي جاسکتي تھي - پروفیسر نے کہا کہ ایک گرام ریڈیم پندرہ مربع انچ سطح زمین کو روشن کردیتا ہے جو پڑھنے کے لیے بالکل کافی ہے - اسی طرح ایک کیلوگرام ( ۲ ، ۲ ) پونڈ ریڈیم میں بیس مربع فیٹ رقبہ کا حجرہ روشن ہوجاتا ہے - یہ روشني اور زیادہ چمکنے لگے اگر سلفائڈ اف زنک کے پردے ریڈیم کے نزدیک رکھے جائیں - لیکن اس قسم کی روشني کے پیدا کرنے کے لیے بہت صرف ہوتا ہے - کسي آبادي میں اگر ریڈیم کی روشني کیجاے، تو وہ آبادی فالج اور دوسري اعصابي امراض میں مبتلا ہو جائیگي - اور اسي وجہ سے آیندہ ایک زمانے تک ریڈیم کی روشني صرف تجربہ گاہوں کے عجائبات ہي میں رہیگي -

کچھہ دیر تاریک حجرہ میں ٹھیرنے کے بعد ایم - کوري نے ریڈیم کي نلکي دبیز کاغذ میں لپیٹ کر مسٹر موفٹ کے ہاتھہ میں دیدي اور کہا کہ آنکھیں بند کر کے اس نلکي کو اپني پلکوں پر رکھو اور زور سے دباؤ - مسٹر موفٹ نے انکے کہنے پر عمل کیا اور انکو آنکھہ کے بیروني حصے میں وسیع روشني کا اثر محسوس ہونے لگا - ایم - کوري نے انکو یقین دلایا کہ یہ روشني آنکھہ کے بیروني جانب نہیں بلکہ اندروني حصہ میں ہے - پروفیسر نے مسٹر موفٹ کو ہدایت کی کہ ریڈیم کي نلکي کو زیادہ عرصہ تک پلکوں پر نرکھیں کیونکہ اسکا نتیجہ یہہ ہوگا کہ یا تو بصارت کو سخت صدمہ پہنچیگا یا بصارت بالکل جاتي رہیگي - دوسرا تجربہ ریڈیم کو پیشاني پر رکھکر کیا گیا - اس مقام پر بھی باوجود آنکھیں بند ہونیکي مدھم روشني کا اثر نظر آنے لگا - شعاعوں نے سر کي ہڈیوں میں سے نفوذ کرکے آنکھہ کے ڈھیلے پر اپنا اثر ڈالاتھا -

ریڈیم کي شعاعیں ابتک امراض چشم میں استعمال کي گئي ہیں، اور موتیا بن کي تشخیص کا نہایت عمدہ ذریعہ ثابت ہوئي ہیں، ان سے معلوم ہوجاتا ہے کہ ریٹینا ( Retina ) بے نقص ہے یا نہیں، اور عمل جراحي کہاں تک کامیاب ہوگا ؟

موتیا بن کی وجہ سے اگر کسي شخص کي بصارت جاتي رہي ہے اور وہ ریڈیم کی روشني میں دیکھہ سکتا ہے، تو اُسکي بصارت واپس ہوسکتي ہے - اگر ریڈیم کی روشني میں بھي نہیں دیکھہ سکتا تو بصارت کي واپسي کي اُمید نہیں -

ابتک زمین سے بہت کم ریڈیم نکلا ہے، اور ایم - کوري کو زمین کے اندر زیادہ مقدار میں ریڈیم موجود ہونیکے متعلق شک ہے - انکا بیان ہے کہ قرب و جوار کی کانوں میں ریڈیم اتنی کم مقدار میں پایا جاتا ہے کہ کئی سو مربع گز چٹانوں میں کہیں کہیں اوسکے آثار پاے جاتے ہیں -

کان سے ریڈیم نکالنے کی اُجرت بھي اُسکے نکالے جانے میں مانع ہے -

## الهلال :

ریڈیم کے متعلق الهلال کی دوسري جلد میں ایک مفصل مضمون نکل چکا ہے، جسمیں بتلایا ہے کہ کیونکر ڈاکٹر ایم کوري اپنے انکشافات میں کامیاب ہوا ؟ ناظرین کرام اسپر بھي ایک نظر ڈال لیں -

# عالم اسلامی

## جدید عثمانی کارخانہ ہاے صناعی

### جدہ میں آب شور کو شیریں بنانے کا کارخانہ

جدہ سے سرزمین حجاز کی سرحد شروع ہوتی ہے ' جہاں آب شیریں ہمیشہ سے ناپید ہے - مکۂ معظمہ اور مدینہ منورہ ( زاد اللہ شرفہما ) میں چند کنووں اور نہر زبیدہ کے سوا اور کوئی منبع آب نہیں - جدہ اگرچہ ساحلی مقام ہے لیکن سمندر کا نمکین پانی پینے کے کام میں نہیں آسکتا -

دولۃ عثمانیہ نے سرزمین حجاز کی ترقی و اقتصاد پر از سر نو توجہ شروع کردی ہے - اس سلسلے میں ایک قابل ذکر شے سمندر کے پانی کو میٹھا پانی بنانے کا دخانی کارخانہ ہے جو نہایت وسیع پیمانہ پر قائم ہوا ہے - اور اب بغیر صرف و مشقت کے صدہا گیلن میٹھا پانی ہر شخص حاصل کر لے سکتا ہے -

یہ تینوں تصویریں اسی کارخانے کی ہیں - پہلی تصویر کارخانے کے ایک خاص حصہ کو نمایاں کرتی ہے ' جہاں پانی لینے والوں کا ہجوم ہے - دوسری تصویر کارخانے کے آلات اور مشینری کا نمونہ دکھلاتی ہے ' جہاں سمندر کے پانی سے نمک نکال لیا جاتا ہے ' اور چند لمحوں کے اندر پانی میٹھا ہو جاتا ہے -

تیسری تصویر صناعی آب شیریں کا مرکزی حوض ہے جہاں ہر وقت پانی موجود رہتا ہے ' اور اہل شہر میں تقسیم ہوتا ہے -

[ بقیہ مقالات صفحہ ۱۶ ]


پس آس آیہ میں " اصحاب النار " کی نسبت جو کہا ہے کہ انکے چہروں پر تاریکی چھا جائیگی ' تو یہ ٹھیک ٹھیک " اصحاب جنۃ " کی اس حالت کے مقابلے میں ہے جو پچھلی آیتوں میں بیان کی گئی ہے : نورہم یسعی بین ایدیہم و بایمانہم ۔

آیۂ مندکرۂ متن کے متعلق ایک اور نکتہ بھی قابل درس و فہم ہے جسپر توجہ دلاے بغیر نہیں رہسکتا - فرمایا کہ " للذین احسنوا الحسنی و زیادۃ " جن لوگوں نے نیکی اور بھلائی کے کام کیے ' انہیں ویسا ہی نیک اجر بھی ملیگا - نیز اس سے بھی کچھہ زیادہ - یعنی جسقدر عمدہ کام کیے ہیں انکے مطابق تو نتائج حاصل ہی ہونگے ' لیکن اسکے علاوہ بطور لطف و مرحمت کے بھی بہت کچھہ عطا کیا جائیگا -

اس آیۂ کریمہ میں نیکی کے بدلے نیکی کی مقدار سے کہیں زیادہ معاوضہ ملنے کی بشارت دی ہے ' لیکن دوسری آیت میں جب برائی اور بد عملی کا ذکر کیا ہے تو وہاں صرف اسیقدر ہے : " والذین کسبوا السئیات جزاء سئیۃ مثلہا - جن لوگوں نے برائی حاصل کی تو جیسی برائی کی ' ویسا ہی اسکا بدلہ بھی پائینگے -

یہاں " زیادۃ " نہیں کہا بلکہ " مثلہا " کا لفظ کہا - جس سے ثابت ہوا کہ نیکی کا بدلہ نیکی کے مقدار سے زیادہ ملیگا ' پر بدی کیلیے اتنی ہی سزا ہوگی جتنی کہ بدی کی گئی ہے - اسی قسم کی ہوگی جس قسم کی وہ بدی تھی -

اللہ کی عدالۃ حقہ کا یہی اصول لطف و مر[illegible] ہے - وہ نیکی کے معارضہ میں فیاض و رحیم ہے ' لیکن بدی کی سزا دینے میں صرف عادل - اگر ثواب کی طرح عذاب میں بھی یہ " زیادتی " کا اصول عمل میں آتا ' تو نہیں معلوم اس معصیت سراے عالم کا کیا حال ہوتا ؟ شاید ایک ہستی بھی زمین پر باقی نہ رہتی - امال وال سبحانہ

| | |
|---|---|
| ولو یواخذ اللہ الناس بظلمہم ما ترک علیہا من دابۃ ولکن یوخرہم الی اجل مسمی ( ۱۶ : ۶۳ ) | اور اگر اللہ انسانوں کو انکے ظلم و گناہ پر پورا پورا پکڑتا اور سزا دیتا تو زمین پر ایک حیوان بھی باقی نہ رہتا اور انکی بد اعمالیوں کی پاداش میں سب کے سب برباد و ہلاک ہوجاتے - لیکن |

وہ عفو و درگذر سے کام لیتا ہے اور انکے معاملے کو چھوڑ دیتا ہے - یہاں تک کہ انکے کاموں کے قدرتی نتائج کے ظہور کا وقت آجاے اور وہی سزا انکے لیے بس کرتی ہے '

قرآن حکیم میں دوسری جگہ اسے کھول کر بالکل واضح کر دیا ہے ۔

| | |
|---|---|
| من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا ' ومن جاء بالسیئۃ فلا یجزی الا مثلہا ( ۶ : ۱۶۰ ) | جو شخص نیکی اور بھلائی کے ساتھہ ہمارے سامنے آئیگا تو اسکا بدلہ دس گنا زیادہ ملیگا - اور جو بدی لیکر آئیگا تو اسکے لیے کچھہ زیادتی نہوگی ' بلکہ |

ٹھیک ٹھیک اتنی ہی سزا پائیگا جتنی کہ اس نے بدی کی ہے !

اسی طرح سورۂ نمل اور سورہ قصص میں کہا : من جاء بالحسنۃ فلہ خیر منہا ( ۲۷ : ۸۹ و ۲۸ : ۸۴ )

کاش " البصائر " نکلتا اور مباحث کلام اللہ کیلیے کافی میدان بحث و نظر ہاتھہ آتا - اسطرح ضمناً نہ تو جی بھر کر لکھا جاسکتا ہے ' اور نہ کوئی مرتب اور منظم سلسلہ شروع ہوسکتا ہے -

ہم لوگوں میں سے ہر شخص مکھی کے مقابلے میں حصہ لے سکتا ہے - کیونکہ ہم سے ہر شخص خواہ وہ کتنا ہی غریب ہو' اپنے گھروں کو مکھیوں سے پاک رکھہ سکتا ہے - ہفتے میں ایک بار صبح کے وقت اپنے گھر کو اچھی طرح دیکھہ لو کہ صفائی اور چیزوں کی ترتیب کا کیا حال ہے ؟ سب سے پہلے بارورچی خانے سے معائنہ شروع کیا جائے - برتن رکھنے کی جگہوں کو دیکھیں' موری خانہ کھلوائیں' جنس اور اشیا کے ظروف کا تجسس کریں - تفتیش اس بات کی ہونی چاہیے کہ ہر گوشہ صاف ہے یا نہیں ؟ اسکے بعد خصوصیت کے ساتھہ گھر کے ان تمام موقعوں کو بذات خاص دیکھنا چاہیے جو کوڑا کرکٹ پھینکنے اور کثافت جمع ہونے کی جگہیں ہیں - ہماری زندگی کی سلامتی کا رشتہ گھر کے انہیں اڈے اور حقیر گوشوں کے ہاتھہ میں ہے - اگر انکو جلد جلد صاف کرنے کا انتظام کرلیا گیا تو پھر اس معرکے میں فتح ہی فتح ہے - چاء کی پتیاں اور بچا ہوا کھانا پھینک دینا مکھیوں کو انڈہ دینے کیلیے بلانا ہے - اسکی بڑی احتیاط رکھنی چاہیے -

( غطوا الاناء ! )

ایک بہت بڑا اصولی نکتہ یہ ہے کہ کھانے کی ہر چیز ہر حال میں ڈھانپ کے اور بند کرکے رکھنی چاہیے - انہیں کھلا چھوڑ دینا ہی اسکا سبب ہوتا ہے کہ مکھی آکر بیٹھے اور اپنے پانوں کے لپٹے ہوے قاتل کیڑوں کو ڈالدے !

( زندگی کا مسئلہ )

صفائی کا مسئلہ زندگی کا مسئلہ ہے' اور اس شخص سے بڑھکر کوئی احمق نہیں جو اپنی زندگی نوکروں کے اعتماد پر چھوڑ دے -

جنگی جہازوں کا قاعدہ ہے کہ ہر اتوار کی صبح کو کپتان اور دیگر افسر جہاز کے گوشے گوشے کو صفائی کیلیے دیکھتے ہیں - ہم لوگوں کو بھی چاہیے کہ اپنے گھر کے کپتان بن جائیں' اور اسی طرح ہفتہ میں چند گھنٹے زندگی اور صحت کیلیے صرف کریں -

یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اپنے ہمسایوں کو مکھیوں کی خطرناک حالت سے اچھی طرح مطلع کردیں اور ان سے التجا کریں کہ وہ بھی ہمارے مقابلے میں شریک ہوں - اسطرح ایک مجموعی طاقت مکھیوں کے دفعیہ میں سرگرم جہاد ہونی چاہیے - بچوں کو بھی اسکے متعلق ابتدا سے تعلیم دینا نہایت ضروری ہے' اور ان صدہا تعلیموں سے یقیناً مقدم جو اسکولوں کے اندر دی جاتی ہیں

اگر ہم لوگ اپنے گھر کو پاک و صاف رکھیں تو ہمارے بچوں کی صحت اچھی رہیگی ' گرمی میں جو بیماریاں بکثرت ہوتی ہیں بالکل نہ ہونگی ' ٹائیفوڈ کم ہوجائیگا ' ڈاکٹر کا بل بھی کم آیا کریگا ' گھر کا ہر فرد چین اور سکھہ کی زندگی بسر کریگا - خدا اور اسکے بندے ' دونوں کی خدمت صرف تندرست آدمی ہی کرسکتا ہے - پس آؤ ' ہملوگ اسی کے مطابق عمل کریں !

( ملاحظات )

آج جبکہ علوم کی انتہائی ترقیات و کشفیات سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ مکھیوں سے غذا کو بچانا چاہیے' اور سختی تاکید کی جا رہی ہے کہ غذا کو ڈھانپ کر رکھا کرو ' تو اُن احادیث نبویہ کو بھی نظر کرلینا چاہیے جن میں نہایت اصرار سے تاکید کی گئی ہے کہ کوئی چیز کھانے کی کھلی نہ رکھو

اس قسم کی احادیث بکثرت وارد ہیں' اور عموماً کتب حدیث کے ابواب اطعمہ و آداب اکل و شرب میں درج کی گئی ہیں - بعض کتابوں میں " تغطیة الاوانی " کا مستقل باب رکھا گیا ہے اور اسکے تحت میں اس قسم کی تمام حدیثیں جمع کردی ہیں - ان سب پر نظر ڈالنے کیلیے بہترین کتاب جمع الجوامع ہے - امام غزالی نے بھی احیاء میں ذکر کیا ہے - ہم صرف بخاری و مسلم کی ایک متفق علیہ حدیث یہاں نقل کردیتے ہیں :

| | |
|---|---|
| جاء رجل من الانصار باناء | آنحضرت (صلعم) کی خدمت میں |
| من لبن الی النبی صلی | ایک شخص برتن میں دودھ لایا - |
| اللہ علیہ و سلم - فقال | آپ نے دیکھکر فرمایا کہ تونے اسے ڈھانکا |
| الا خمرتہ و لو ان | نہیں - کسی تنکے ہی سے سہی - |
| تعرض علیہ عوداً - | لیکن ڈھانک دینا ضروری ہے ! |

اسکے علاوہ متعدد حدیثوں میں " غطوا الاناء " ( یعنی برتنوں کو ڈھنکا ہوا رکھو ) بھی آیا ہے -

اس سے ہمارا مقصود اُس مسلک کو اختیار کرنا نہیں ہے' جو آجکل کے بعض مصنفین و اہل قلم حضرات کا ہر نئی تحقیق کو کسی قدیمی تعلیم سے تطبیق دینے کا ہے - اکثر صورتوں میں ایسی کوششیں محض بے معنی و لغو ہوتی ہیں - ہم صرف یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ احادیث نبویہ میں مفید تعلیمات کا بہت بڑا حکیمانہ ذخیرہ موجود ہے -

( مرقع )

اس مضمون کے ساتھہ ایک تصویر بھی دی گئی ہے' جسمیں دکھلایا ہے کہ مکھی کیونکر انڈے دیتی ہے اور مہلک کیڑے کس طرح اسکو اپنی قاتل سیاحت و نفوذ کا مرکب بناتے ہیں؟ تصویر میں جابجا نمبر دیدیے ہیں - یہاں انکی تشریح کردی جاتی ہے - تصویر سامنے رکھہ لیجیے :

( ۱ ) مکھی کے انڈے اپنی اصلی مقدار میں -

( ۲ ) مکھی کے بچے انڈوں سے نکل رہے ہیں -

( ۳ ) مکھی کے بچے -

( ۴ ) انڈے اصلی حالت سے بہت بڑا کرکے دکھلاے ہیں -

( ۵ ) مکھی کے پانوں جن میں بیماری کے خورد بینی کیڑے ( میکروب ) لدے جاتے ہیں - دونوں جانب پرونکے نیچے اسکی ٹانگیں دکھائی دیتی ہیں - ٹانگونکے سروں پر × کا نشان دیا دیا ہے - اسی طرح سامنے کی چار ٹانگوں کے سروں پر بھی یہی نشان ہے - نیز منہ کے سامنے بھی نشان دیا ہے - یہ تمام مقامات خورد بینی کیڑوں کے جمع ہونے کے ہیں

( ۶ ) یہ بیماری کے خورد بینی کیڑوں کی صورت ہے - انکے اصلی جسم کو کئی سو مرتبہ بڑا کرکے دکھلایا ہے -

( ۷ ) مکھی کی زبان - اصل سے بدرجہا بڑی کرکے دکھلائی ہے -

( ۸ ) مکھی کی زبان کا وہ حصہ جو خورد بینی کیڑوں کو جمع کرتا ہے -

( ۹ ) خورد بینی کیڑے لپٹے ہوے ہیں -

( ۱۰ ) مکھی کا پانوں اصل سے بدرجہا بڑا کرکے دکھلایا ہے

کیسا سمجھتا ہوں اور وہ کونسی بعض خوبیاں ہیں جو مجھے نظر آتی ہیں؟ مختصراً عرض کرونگا - یہ ایک نہایت ضروری مبحث ہے - ضرورت تھی کہ اسپر تفصیلی نظر ڈالی جاتی اور مشرح لکھاجاتا - مگر باوجود اختصار ملحوظ رکھنے کے تحریر طویل ہوئی جاتی ہے' اور یہ بھی چاہتا ہوں کہ جلد سے جلد وہ شائع ہوجاے - پس مختصر اشارات عرض کرونگا -

اسلام اور اسلامیونکو خداے کریم و رحیم نے منجملہ بیشمار نعمات و عطاے دینی و دنیوی کے ایک نعمت غیر مترقبہ قران کریم عطا فرمائی ہے جو ہمارے تمام امراض روحانی و جسمانی کی ایک ہی دوا و علاج ہے' اور ہماری روزانہ زندگی کا ایک ہی قابل تعظیم دستورالعمل ہے - ہماری ہر ضرورت' خواہ وہ دینی ہو خواہ دنیوی' اسی کے زیر حکم ہونی چاہیے -

مگر صد حسرت و افسوس ہماری غفلتوں اور گمراہیوں پر! اس زریں و متبرک اصول کو جب سے ہم فراموش کر بیٹھے ہیں' کونسی تباہی ہے جو نازل نہیں ہوئی' اور کونسا حادثہ ہے جو ہمپر نہیں گذرا؟ فن طبابت میں تشخیص مرض دشوار ہے اور جب مرض کی تشخیص صحیح ہوجاے تو پھر ازالۂ سبب مرض مشکل نہیں رہجاتا - الهلال کی پہلی اور قابل تعظیم خصوصیت یہی ہے کہ اسنے سب سے اول سبب اصلی کی تشخیص کی - اور بلاشبہ الهلال ہی وہ مصلح اعظم و اول ہے جسنے اخباری اجسام میں قران کریم کی روح پھونکدی اور گم کشتگان بادیہ ضلالت کو صراط مستقیم بتادی - یعنی مدتوں کی سوئی ہوئی قوموںکو چند ماہ کے اندر بیدار کردیا' اور یہی اسکا وہ مسلک محبوب ہے جسپر ہمیں ہزار جان سے نثار ہونا چاہیے -

دوسری خصوصیت اسکی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا وعظ ہے - یعنی وہ برائیوں سے بچنے اور بھلائیوں کے اختیار کرنے کی تعلیم و تلقین کرتا ہے - یہی وہ تعلیم ہے جو ہمارا اساس کار ہو تو تمام روگ دور ہو جائیں -

تیسری خصوصیت اسکی راہ حق و صداقت میں مجاہدہ و بے نظیر استقلال و ثبات ہے - میں بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ اگر اس عصیاں آباد ہند میں ایک متنفس بھی اسکے مطابق آواز بلند کرنیوالا باقی نہ رہے' اور تمام دنیا کی حاکم و قاہر قوتیں اسکی دشمن ہو جائیں' پھر بھی اسکے پاے ثبات و استقلال کو فضل الہی سے جنبش نہوگی - و ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء!

ان تین عظیم و جلیل خصوصیتوں کے بعد بیشمار خصوصیات اور بھی ہیں جو ہر ہفتہ نئے نئے انداز و اسلوبوں کے ساتھہ جلوہ آرا ہوتی ہیں -

پھر اسکا طرز نو و جدید' اسکی رزم و بزم' اسکی متانت و ظرافت' اسکی انشاپردازی و بلاغت' ہمدردی انام' خدمات اسلام' واقفیت عامہ' تبحر علمی' علوم و فنون' بصائر و حکم' باقاعدہ و منظم اشاعت' تقسیم ابواب و فصول' تسمیہ عناوین وغیرہ وغیرہ' بے شمار خصائص ہیں کہ ہر صفت کو تمام مطبوعات میں عدیم النظیر و بیمثال پاتا ہوں -

اگر مفصل لکھا جاے تو الهلال کی ہر ہر خوبی بجاے خود ایک مبحث ہے - مختصر یہ کہ وہ امۂ مرحومہ کیلیے چودھویں صدی کی ایک قابل صد فخر و نازش نعمت ہے - اسکی خوبیاں اور فضائل گنانے سے یہ کہیں زیادہ بہتر ہے کہ جنھوں نے اسکو نہ دیکھا ہو دیکھیں' اور پڑھیں' سوچیں' اور سمجھیں -

الهلال کے قیام کے مسئلہ کا اختیار آپکو نہیں' مشتاقان و شیفتگان هلال کو ہے - اگر وہ مالی دشواریوں سے بند کیا جاتا ہو تو جاں نثاران هلال کو ابدار مال سے نہ روکیے - ایک طرف تو آپ کی غیور طبیعت کی یہ سختی کہ قبول خدمات سے انکار سدید' اور دوسری طرف اسکے بند کردینے کی دھمکی - تہدید!

هم بھی منہہ میں زبان رکھتے ہیں
کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے؟

خریدار نمبر ۴۰۷۳

# تاریخ حیاتِ اسلامیہ

## خصایص مقدسه الهلال

طرز دگراں و داع کردی ! * طرز دگر اختراع کردي !

آپ جیسے بلند نظر اور مستقل خیال بزرگ کیخدمت میں دفعة کچهه عرض کرنیکي جرات کرنا شاید نتیجه خیز نہیں هوسکتا - جب سے که صدا بصحرا کے عنوان سے الهلال میں مضمون شایع هوا هے ' میں مضطرب رها هوں اور سخت متفکر - چاهتا رها که کچهه عرض کروں ' مگر مانع گذارش یه فکر رهي که عرض کروں تو کیا عرض کروں ؟ ابتک جسقدر مکاتیب اس بارے میں شیفتگان و دلدادگان هلال کے شائع هوچکے هیں ' اُنمیں صاحبان همت و حیثیت کیا کیا کچهه نه کرچکے ' اور اب کیا باقي رهگیا هے جسکے عرض کرنے کے لیے میں اپنے قلب کو مضطر پاتا هوں ؟

هلال کا هر نمبر جب نظر افروز چشم نظارہ گیاں هوتا هے تو اپنے ساتهه کچهه جملے ' کچهه الفاظ ایسے بهی رکهتا هے جسکے خیال سے قلب کا کچهه عجیب حال هوجاتا هے - خصوصاً نمبر ٢١ دیکهنے کے بعد عرض حال کیلیے مجبور هوگیا هوں -

میں ایک نہایت ناچیز حیثیت رکهتا هوں - الحمد لله که خداے کریم نے جمع مال کی فکر سے مجهے آزاد رکها هے - الهلال عرصه سے بالالتزام دیکهتا هوں' مگر کسي خریدار سے مانگ کر - الهلال کے پہونچنے کا دن جب آتا هے تو خریدار صاحب کے مکان پر جاتا هوں اور اکثر ایسا هوتا هے که یا تو وہ نہیں ملتے یا پرچه نہیں ملتا هے - ادهر شوق و اشتیاق کا یه تقاضا ' اور ادهر بے بضاعتي کا یه حال که میں مستقل اُسے خرید نہیں سکتا ! بالاخر جنوري سنه ١٤ع سے اداره الهلال نے مجهے اطلاع دي که تمهارا چنده وصول هوگیا - آینده پرچه پہونچیگا - اب خریداران الهلال کي آسماں بوسی موقوف هوئی اور ذالحمدانه کی حاجتی مسرور هوگئی :

خود هی چلکر نه بلا لائیں گر آے مجهں هے دیر !

پرچه پہونچنے میں جب کبهی ایک روز کی دیر هوجاتی هے تو عرض نہیں کیا جا سکتا که وہ انتظار کسدرجه شدید هوتا هے ؟ اور اگر دو پرچے ایک ساتهه آے کا حال معلوم هو تو دوسرا هفته بڑی هي دقت سے ختم هوتا هے -

بس جس محبوب و مطلوب کي تلاش میں کوچه گردي کرنی پڑتي هو' جس حسن مجسم کا یکروزه فراق بهي بیتاب کردیتا هو ' جسکے محب رنگیں ادا کي چند روزه جدائی آنکهوںکو انتظار کا روگ لگا دیتي هو - یعني جس شاهد مقصود کي چند لمحوں یا چند دنوں کي مفارقت بهي برهم زن متاع هوش و خرد هو' خدارا ' اندازہ کیجیے که اُسکے فراق دایمي کا خیال دل و دماغ پر کیا کیا بجلیاں نه گراتا هوگا ؟ پهر یه حالت میري هي نہیں هے بلکه خریداران الهلال کے بیشتر حصے کا بعینه یہي حال هے :

هم هوے تم هوے که میر هوے
انہیں زلفوںکے سب اسیر هوے

مشاهدات کی بنا پر کہنا پڑتا هے که الهلال ایک هي مقبول انام اور محبوب خواص و عوام پرچه هے اور لوگ اُسے حرز جاں بنا کر رکهتے هیں - میں نے اُسکا کوئی ورق پاره هوتے نہیں دیکها - کوئي حصه ناکارہ حالت میں نہیں پایا - هاں یه اکثر دیکها هے که شوقین طبع اور نفاست پسند لوگ نہایت خوشنما و بیش قیمت جلد بندي کراکے اپنے کتب خانے میں ایک ممتاز اضافه کرلیا کرتے هیں - موجوده عالم اسلامي کی هر چهپنے والی شے میں جو شرف و قبولیت عامه اسکو حاصل هے ' وہ عدیم النظیر و بدیع المثال کہا جا سکتا هے - هر بات کي کوئي وجه ضرور هوا کرتی هے - محبت کسی شے کي بلحاظ اُسکی خوبیوںکے هوتی هے - ارباب بصیرت و اصحاب قابلیت کا فرض تها که الهلال کو نقد نظر سے دیکهتے تاکه بدفعه واحده اُسکے خصائص و فضایل سامنے آجاتے ' اور اُسکی وہ خوبیاں جو آسے وحید الوجود و عدیم المثال بناے هوے هیں' عام هوجاتیں - مگر الهلال کو اپنی ناچیز اور ناقص خیال میں

Telegraphic Address-"Alhilal" Calcutta
— Telephone No. 648

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

14 Mcleod Street.

CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 8

Half yearly „ Rs. 4, 12


# الہلال

مقصد وحید

الامر بالمعروف والنہی عن المنکر


میر مسئول و رئیس قلم تحریر

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانہ — ۸ — روپیہ

ششماہی — ۴ — ۱۲ — آنہ

نمبر ۲ — کلکتہ. چہار شنبہ ۲۷ شعبان ۱۳۳۲ ھجری — جلد ۵

Calcutta Wednesday July, 22. 1914


## مسئلہ قیام الہلال

اس مسئلہ کا اب ایک قطعی اور آخری فیصلہ ہو ہی جانا چاہیے۔ تذبذب میرے لیے بھی تکلیف دہ ہے اور احباب کرام کیلیے بھی۔

اس وقت تک جسقدر خطوط اور مضامین اس مسئلہ کے متعلق آئے ہیں اور جن میں سے بہت سے خطوط شایع کیے جا سکے، ان کا خلاصہ مندرجۂ ذیل تجاویز ہیں :

( ۱ ) الہلال ہفتہ وار کو بند کردیا جائے اور اسکی جگہ الہلال ماہوار کا مصدر ایک ضخیم ترین ماہوار رسالے کی صورت میں شایع ہو۔

( ۲ ) دو ہزار نئے خریداروں کے فراہم کرنے کیلیے مدت بڑھا دی جائے ( اسکی تعمیل کی جاچکی )

( ۳ ) لوگوں سے قیمت کے علاوہ بھی مالی اعانت لی جائے ( جزاکم اللہ تعالی )

( ۴ ) الہلال پریس کو ایک مشترکہ کمپنی بنا دیا جائے اور دس دس بیس بیس روپیہ کے اسہام قرار دیے جائیں۔

لیدی ہاردنگ
جنکی وفات پچھلے ہفتے ایک
افسوسناک واقعہ ہے -

لیکن الہلال جس قسم کا کام کر رہا ہے کمپنی کی صورت میں ممکن نہیں۔ یہ میں اور لوگوں کے روپیہ کا بوجھ اٹھانے کیلیے اپنے تئیں تیار بھی نہیں کرسکتا - آدمی ملسکے نہیں - پس بحالت موجودہ کمپنیوں کے خواب کو بھلا دینا ہی بہتر ہے )

( ۵ ) الہلال کی قیمت بڑھا دی جائے ( یہ سب کی راے ہے لیکن غیر مستطیع خریداروں کیلیے بعض بہ سبب ناواقفیت مصارف ایک ارزاں ایڈیشن نکالنے کی راے دیتے ہیں حالانکہ بعض کاغذ کے اختلاف سے مصارف میں کچھہ کمی نہیں ہوسکتی، اور بعض ایک اعانتی فنڈ کھولنے کی )

### ( آخری فیصلہ )

میں نے بہت غور کیا اور تمام پہلوؤں پر نظر ڈالی - اگر الہلال کا سلسلہ جاری رکھا جائے تو حسب ذیل دفعات ناگزیر ہیں :

( ۱ ) زمانہ جانتا ہے کہ باوجود اشد شدید نقصانات کے قیمت بڑھانے کا میں ابتدا سے سخت مخالف رہا ہوں - اسی لیے دو ہزار نئے خریداروں کی تجویز کی گئی تھی - اسکے لیے احباب کرام نے جو مخلصانہ اور بلا شائبۂ ریا و مزد خدمات انجام دیں، انکے لیے نہایت شکرگذار ہوں - لیکن تجربہ سے ثابت ہوا کہ ایک محدود زمانہ اسکے لیے کافی نہیں ہے - ابتک کل سات یا آٹھہ سو نئے خریدار ہوسکے ہیں - پس اب فی الحقیقت اضافۂ قیمت کے سوا چارہ نہیں رہا -

یہی آخری تدبیر ہے - میں اپنے عقیدے میں پہلی منزل طے کرچکا اور دعوۃ الہلال کا کام پورا ہوگیا ہے پس مجبور نہیں ہوں کہ مزید مالی قربانیوں کا اسے مستحق سمجھوں - اگر ایسا نہ ہوتا میں پورے یقین کے ساتھہ کہتا ہوں کہ اسی حالت میں کئی سال تک اور کسی نہ کسی طرح الہلال کو جاری رکھتا

بہر حال اب ناگزیر ہے کہ آئندہ سے ۱۲ روپیہ سالانہ قیمت قرار دی جائے - اس قیمت میں بھی الہلال اسقدر ارزاں ہے کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں - اسی کا ہم نام عربی رسالہ قاہرہ سے نکلتا ہے - باوجودیکہ ماہوار ہے لیکن سالانہ قیمت ۱۰ روپیہ علاوہ محصول رکھی گئی ہے -

یہ اضافہ عارضی ہوگا - یعنی صرف اس وقت تک کیلیے جب تک کہ الہلال کی اشاعت کافی ہو جائے - اگر اسکی اشاعت مطلوبہ حد تک پہنچ گئی تو پھر بدستور ۸ روپیہ بلکہ اس سے بھی کم قیمت کردی جائیگی -

( ۲ ) یہ تو مالی مسئلہ کا حل تھا، لیکن اصلی مسئلہ باقی رہگیا ہے - یعنی دوسرے کاموں کیلیے علی الخصوص " حزب اللہ " کیلیے فرصت کا طالب ہوں اور کسی طرح اب اپنی اس طلب سے باز نہیں آسکتا -

سر دست اسکا صرف یہی علاج ہے کہ حتی الامکان ایڈیٹوریل اسٹاف کو وسیع کرنے کی ایک اور کوشش کروں - اور ساتھہ ہی احباب کرام سے سال میں ایک ماہ کی فرصت بھی حاصل کروں -

ایک ماہ کی فرصت سے مقصود یہ ہے کہ آیندہ الہلال کا سال اشاعت گیارہ مہینے کا قرار پاے - نومبر میں اسکی جلد ختم

دارالعلوم کے مکان میں آگ لگا دیتے یا لکھنؤ سے اسے وطن و مکان کو چھوڑ کر ھجرت کر جاتے، یا ندوہ کو ایک مردہ لاش سمجھ کر دفن کروادیتے؟ پھر یہ کیا عقل کی تضحیک اور سمجھ کا تمسخر ہے جو کے نامل کہا جا رہا ہے، اور کسی کو خیال نہیں آتا کہ دنیا کو بھی ایسا ہی عقلمند سمجھے جیسا اپنے تئیں سمجھنے کے حسن ظن میں مبتلا ہے؟

کسی کام کے مرجانے کے یہ معنی ہیں کہ اسکی ہستی کا اعتراف مفقود ہوجاے، اور زندگی کے معنی یہ ہیں کہ اسکے وجود کا احساس و اعتراف عام طور پر ہونے لگے - تمام باتیں اسی کا نتیجہ ہوتی ہیں - پس سر انٹونی کے الزام بغاوت کے بعد حالت اس درجہ افسوس ناک تھی کہ ندوہ کا وجود کالعدم ہوگیا تھا اور لوگوں نے بھی اسے اسکی قسمت پر چھوڑ دیا تھا - اسکے بعد مالی حیثیت سے سب سے پہلی اعانت ریاست بھوپال نے کی، اس کے اعلان کے ساتھ ہی لوگوں کو معلوم ہوا کہ ندوہ پھر اٹھ سکتا ہے اور کام کر سکتا ہے - بعد کو تو سب طرح کے اسباب جمع ہوگئے اور مالی حالت رفتہ رفتہ درست ہوگئی -

بہر حال یہ بحث فضول ہے - اس سے کوئی فائدہ نہیں - اصلی مسئلہ ندوہ کے حال و مستقبل کا ہے - اگر کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے ندوہ کی بڑی بڑی خدمتیں انجام دی ہیں تو چشم ما روشن دل ما شاد - لیکن اسکے صرف یہی معنی ہونے چاہئیں کہ وہ اب بھی اسکے خادم ہیں نہ کہ مالک، اور پرانی باتوں کو بھلا کر اصلاح کیلیے آمادہ ہوجائیں -

اصلی ضروری بات جو اس مضمون میں لکھی گئی ہے وہ ریاست بھوپال کے ماہوار عطیہ کے التوا کی شکایت ہے -

اول تو مجھے نہایت رنج کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ میرے عزیز دوست نے غالباً ناواقفیت کی وجہ سے اس واقعہ کی تعبیر بالکل غلط اور خلاف واقعہ لفظوں میں کی ہے - یعنے " التوا " کو " بندش " اور " روک دینے " سے تعبیر کیا ہے -

حالانکہ یہ بالکل غلط اور صریح اتہام ہے - نہ تو ریاست بھوپال نے " ندوہ کا رزق " بند کیا ہے اور نہ عطیہ کو بالکل روکدینا چاہا ہے - جو ریاست اس وقت بلا مبالغہ اپنے محاصل کا بڑا حصہ مسلمانوں کی عام خدمت دین و علم میں صرف کررہی ہو، اسکے متعلق ایسا خیال کرنا معصیت سے کم نہیں -

البتہ ریاست نے دیکھا کہ ندوۃ العلما کی حالت روز بروز خراب ہورہی ہے - قوم کا ایک بڑا حصہ اصلاح کا طالب ہے - خود ارکان ندوہ کا ایک حصہ برسوں سے اصلاح اصلاح چیخ رہا ہے اور کوئی نہیں سنتا، حتی کہ بقول خواجہ غلام صادق خاں بہادر " اصلاح کے طرف سے مایوس ہوکر لوگ بیٹھ رہے ہیں " پس اس نے قانون، اخلاق، اور شریعت کی تعلیمات حقہ کے ٹھیک ٹھیک مطابق، ایک سچی اور راست باز اسلامی ریاست ہونے کی حیثیت سے اپنی اعانت کو " تا اصلاح " ملتوی کردیا - اور یہ ایک ایسا اعلی و اشرف عمل اسلامی و شرعی ہے، جسکو فی الحقیقت ریاست بھوپال کا سب سے بڑا کارنامہ سمجھنا چاہیے، اور انتہائی جد و جہد کرنی چاہیے کہ تمام دیگر ریاستیں اور تمام مسلمان امرا اس اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں - نیز تمام قوم بھی اسکی پیروی و تقلید کیلیے اٹھ کھڑی ہو - تاکہ افساد شکست کھاے اور اصلاح کو فتح ہو - اور تاکہ اعانت افساد و تضعیف اصلاح کی معصیت سے ارباب دول نجات پالیں -

میں علانیہ اعلان کرتا ہوں کہ تمام ہندوستان میں جس شخص کو ریاست بھوپال کے اس اشرف و اعلی عمل شرعی و اسلامی پر اعتراض ہو، وہ سے معنی و ظاہر فریب بیانات کو چھوڑ کر دلیلوں اور احکام و حقائق کی روشنی میں آے، اور ثابت کرے کہ کس دلیل شرعی، کس دلیل اخلاقی، کس دلیل قانونی کی بنا پر ریاست بھوپال کا یہ فعل مستحسن نہیں ہے؟ اور کیوں ایک ایسے کام کی اعانت روک نہ دی جاے جسکا درست و صحیح ہونا مختلف فیہ ہوگیا ہو، اور ایک بہت بڑی جماعت مسلمانوں کی ( جن میں ہر طبقہ کے معتمدین ملت شریک ہوں ) دلائل و واقعات کی بنا پر اسے مفسد بتلا رہی ہو، اور جسکو ایک خود مختار اور بے قاعدہ جماعت ( جو سرے سے ندوہ کی رکن و عضو ھی نہ رہی ہو ) چلا رہی ہو، اور پھر سب سے اخر یہ کہ ایک عظیم الشان اجتماع اسلامی کمال صلح و صلاح اور عفو و تسامح کے ساتھ اس سے طالب اصلاح ہوتا ہو مگر وہ اسکی کچھ پروا نہ کرتی ہو؟ ایک مدت، ایک دقیقہ، ایک عشر دقیقہ کیلیے بھی کیوں اسے روپیہ دیا جاے، اور کیوں تمام اعانتوں کو روک کر مجبور نہ کیا جاے کہ اصلاح کو اسکے صحیح اور حقیقی طریقوں سے وہ منظور کرے؟ یا للعجب! جس قوم کی اصلاح طلبی کی حکام ندوہ کو ذرا بھی پروا نہ ہو، وہی قوم اسکے لیے مجبور بھی کی جاے کہ ندوہ کو روپیہ دیتی رہے؟ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین! (۲: ۱۰۶)

بہت سی باتیں ہیں کہ لوگ ھاہے واسے کرنے کیلیے کہدیتے ہیں، اور اس حد تک رہیں تو سننے میں اچھی بھی معلوم ہوتی ہیں لیکن حقیقت اسے اتنی ہی دور ہوتی ہے جتنی کہ ندوہ کے صدر مقام سے مسٹر قدوائی کی موجودہ قیام گاہ لندن - میرے دوست نے خبر اور مدللات سے بھی اسی طرح کی چند باتیں لکھدی ہیں اور انکو پڑھکر تعجب ہوتا ہے کہ ایک صاحب فہم و راے آدمی کیونکر ایسی باتیں لکھ سکتا ہے؟ مثلاً وہ لکھتے ہیں کہ سر انتونی میکڈانل نے ندوہ کی اعانتیں رکوادی تھیں - بیگم صاحبہ نے بھی روک دیں - گویا انکے خیال میں گورنمنٹ کا ندوہ کو باغی سمجھکر مخالف ہونا اور ریاست بھوپال کا بغرض اصلاح اعانت کو ملتوی کردینا دونوں ایک ہے! و یقذفون بالغیب من مکان بعید! (۳۴: ۵۳)

یا مثلاً بڑے ھی زور و کدار کے متوکلانہ و عارفانہ لہجہ میں لکھتے ہیں کہ اگر ریاست بھوپال نے اعانت بند کردی ہے تو خیر، اسلام کے کاموں کا اللہ مالک ہے!

میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے دوست جنگ بلقان کے موقعہ پر اور مصائب اسلامی کے گذشتہ قریبی عہد میں اظہار عظمت اسلامی و نصرت الہی کے بہت سے موثر جملے دل سے لکھتے رہے ہیں، اور میں نے انہیں بہت پسند کیا ہے، لیکن براہ کرم انکے مواقع استعمال کے متعلق ذرا سمجھ سے کام لیں، اور اس حقیقت کے ماننے سے انکار نہ کریں کہ ایک ہی جملہ ہر جگہ مزہ نہیں دیسکتا - کجا اصلاح کی غرض سے اعانت کا ملتوی کرنا اور کجا شان توکل و استغناء اسلامی کا اظہار! کل کو اگر ایک شخص کسی مسجد کے امام کی تنخواہ اسلیے بند کردیگا کہ وہ ٹھیک نماز نہیں پڑھاتا اور مسجد کو اس نے برباد کردیا ہے، تو غالباً میرے دوست اس پیش امام کو بھی یہی صلاح دینگے کہ تم اخبارات میں چھپوادو: " میری تنخواہ اگر بند کی گئی ہے تو بند ہوجاے، خیر، اسلام کا بھی خدا مالک ہے - وہ تنخواہ بند کردینے سے ہلاک نہیں ہو جائیگا "

ہوجائیگی اور دسمبر میں کوئی نمبر ( بغیر اشد ضرورت یا کسی اہم مسئلہ کے پیش آجانے کے ) شائع نہوگا - پہلی جنوری سے نئی جلد شروع ہوگی -

یہ ایک مہینہ میں کلکتہ سے باہر بسر کیا کرونگا اور الہلال کی طرف سے فارغ البال رہونگا - مصر کے بعض پرچے ایسا ہی کرتے ہیں - الہلال قاہرہ کے اپنا سال دس ماہ کا رکھا ہے -

لیکن یہ ایک ماہ کی تعطیل بھی خریداران الہلال سے بالکل رائگاں نہیں مانگی جاتی - اگر الہلال کے چار پرچے انہیں نہیں ملینگے تو اسکے معاوضے میں ان سے کہیں بہتر و اعلی چیزیں پیش کی جائینگی - یعنی جنوری کے پہلے ہفتہ میں کوئی ضخیم اور مفید کتاب ( جو غالباً تفسیر القرآن کے مستقل اور مبسوط سلسلے کی ایک ضخیم جلد ہوگی ) بلا قیمت نذر کی جائیگی - نیز جنوری کا نمبر غیر معمولی ضخامت و مضامین کے ساتھ نکلے گا ' اور اس طرح ایک ماہ کی کمی پوری ہو جائیگی -

اخوان کرام کو اس پر بھی نظر رکھنی چاہیے کہ اس عاجز کا اور انکا معاملہ کوئی تاجرانہ اور دکاندارانہ معاملہ نہیں ہے کہ قیمت اور جنس کا سوال سامنے آئے - ایک خدمت دینی ہے جسمیں وہ میرے معاون ہیں ' اور حتی المقدور میں اسے انجام دینا چاہتا ہوں - اگر ایک مہینے کی فرصت اسے چاہتا ہوں تو وہ بھی اپنے ذاتی آرام و آسائش کیلیے نہیں ' بلکہ ویسے ہی کاموں کیلیے جیسا کہ الہلال ہے - پس اگر انہوں نے تھوڑی فرصت عطا فرما دی تو یہ بالکل اسی طرح کی اعانت حق و عمل ہوگی ' جسطرح کی اعانت الہلال کے کام میں وہ کر رہے ہیں -

آرام و راحت کا سوال میرے لیے بالکل غیر موثر ہے - میرا حال تو اُس قیدی کی طرح ہوگیا ہے جو بیس سال تک قید خانے میں رہا تھا اور جب رہا کیا گیا تو اُس نے کہا کہ مجھے پھر قید خانے میں بھیجدو - قید کی محنت و مشقت کا اس طرح عادی ہوگیا ہوں کہ اب آزادی کی زندگی مجھے تکلیف دیتی ہے -

اگر میں بیکار رہکر آرام اٹھانا چاہوں بھی ' جب بھی نہیں اٹھا سکتا - اسکی بارہا آزمایش کرچکا ہوں جبکہ ڈاکٹروں نے اپنی حاکمانہ نصائح کی کثرت و تواتر سے مجھے مجبور کردیا ہے -

میرا آرام اور چین کام کرنے میں ہے - کام سے الگ ہونے میں نہیں ہے - میں دن بھر مزدوروں کی طرح کاموں میں ڈوبا رہنے کا لذت شناس ہوں ' اور راتوں کو سونے کی جگہ چراغ کے آگے بیٹھے رہنے کا عاشق - خواہ الہلال کو مرتب کروں ' خواہ اور کسی شکل میں مشغول کار رہوں - لیکن ہر حال میں مقصود کام ہی ہے - اطبا کی نصیحتوں کو بارہا سن چکا ہوں ' مگر کبھی بھی ان کے احکام میں جی نہ لگا :

لو یسمعون کما سمعت کلامہا
خروا لعزۃ سجداً و رکوعا !

( مشورہ )

پس احباب کرام سے ملتجی ہوں کہ میں نے آخری فیصلے سے پہلے مشورے کا وعدہ کیا تھا ' چنانچہ اسیکے مطابق اپنے آخری فیصلہ کو آج پیش کردیا ہے - اگست کی پہلی تک چاہتا ہوں کہ انقطاعی فیصلہ ہو جائے - پس براہ کرم وہ ان سطور کو بغور ملاحظہ فرمالیں اور مجھے اطلاع دیں کہ اس پر انہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے ؟ اطلاع دینے کی آسان صورت یہ ہے کہ جن بزرگوں کو اختلاف ہو ' وہ اس نمبر کو ملاحظہ فرماتے ہی ایک کارڈ لکھکر مطلع فرمادیں - جو متفق ہیں انکی خاموشی انکے اتفاق کی ترجمان ہوگی - خط لکھنے کی ضرورت نہیں : وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ ان اللہ کان علیماً حکیما -

# مسئلۂ اصلاح و بقاء ندوہ

## اور ریاست بھوپال ' ادامہا اللہ بالعز و الاقبال !

اولئک ینادون من مکان بعید ( ٤١ : ٤٥ )

---

میرے عزیز و اعز دوست مسٹر مشیر حسین قدوائی کی ایک تحریر روزانہ معاصر زمیندار میں شائع ہوئی ہے جسمیں انہوں نے ندوۃ العلماء کے مختلف عہدوں کی تاریخ بیان کی ہے اسکے اصلی خدمت کرنے والوں کے نام گنائے ہیں ' اسکے مقاصد کی تشریح کی ہے ' اور اسی طرح کی بہت سی باتیں لکھی ہیں - ان میں بعض باتیں مشتبہ ہیں ' بعض اغلاط آمیز ہیں ' بعض میں بجا حسن ظن یا سوء ظن کام کررہا ہے - بعض باتیں انکی دائرۂ معلومات و رائے سے خارج ہیں - مثلاً مسئلۂ اصلاح و تجدید ' و جمع علوم و حکمت و اعمال دینیہ ' و تربیت علمی و دینی کہ بنیادی مقاصد ندوہ ہیں - اسلیے وہ صحیح رائے قائم کرنے سے معذور رہیں -

کچھہ حصہ اسپر مشتمل ہے کہ ندوہ سے گورنمنٹ کی بدظنی کے دور ہونے اور سرکاری اعانت ملنے کا اصلی سبب خود مسٹر موصوف ہیں ' چنانچہ تمام واقعات کو وہ بصیغۂ جمع متکلم تعبیر کرتے ہیں - مثلاً " ہم نے مولانا شبلی کو پیش پیش کیا " " ہم نے اس وقت یہی مناسب سمجھا " " ہم نے یہ حالت دیکھی " مجھکو اسکے مان لینے میں کچھہ عذر نہیں ' کیونکہ اس سے مسئلۂ اصلاح ندوہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے کبھی بھی یہ نہیں لکھا ہے کہ گورنمنٹ کے تعلقات محض مولانا شبلی کی وجہ سے اچھے ہوئے - البتہ میرے دوست کو یہ مشکل ضرور پیش آئیگی کہ اس " صیغہ متکلم " کے حصہ دار خود ندوہ کے اندر اور بھی بہت سے حضرات موجود ہیں ' اور ٹھیک اسی طرح اسی بے پروائی کے ساتھہ ' ایسے ہی بیان واقعہ کے لب و لہجے میں ' وہ بھی عنقریب ندوہ کی ہر بات کو بصیغہ متکلم کہنے آئے ہیں - میرے دوست ان لوگوں سے اپنے " جمع متکلم " کے معاملے کو صاف کرلیں - میں انہیں مطلع کیے دیتا ہوں کہ اس مسئلے میں بڑی بڑی مشکلات پیش آئینگی -

رہی خود میری معلومات تو وہ یہ ہے کہ مسٹر مشیر حسین کو واقعی ابتدا سے ندوہ کے ساتھہ خاص دلچسپی رہی ہے اور حسب انکا قاعدہ ہے برابر اسکے لیے لکھتے پڑھتے رہے ہیں - اس بات کو بلا تامل مان لینا چاہیے -

انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ ندوہ کا ابتدائی دور ایسا تھا اور ویسا تھا ' اور پھر جب سر انٹونی میکڈانل مخالف ہوگیا تو صرف فلاں فلاں اشخاص ہی اسکے " ساتھہ " رہے -

یہ پڑھکر مجھے اپنے عزیز دوست کی غلط فہمی پر نہایت افسوس ہوا - اور بھی بعض لوگوں سے بارہا ایسا سن چکا ہوں - لیکن کوئی مجھے یہ نہیں بتلاتا کہ ندوہ کے ابتدائی دوروں میں سب کچھہ ہوا مگر " کام " کتنا ہوا اور کیا ہوا ؟

رہا سر انٹونی میکڈانل کا دور ' تو سمجھہ میں نہیں آتا کہ ندوہ کے " ساتھہ دینے " کا مطلب ان بزرگوں نے کیا سمجھا ہے ؟ ندوہ تباہ ہوگیا تھا - دار العلوم میں خاک اڑ رہی تھی ایک پیسہ کہیں سے آتا نہ تھا - تحویل کا یہ حال تھا کہ کل کا خدا حافظ - لوگ بھی چپ تھے اور بعمل خود غرض - ایک شخص بھی نہ تھا کہ اٹھے اور نڈر ہوکر قوم کو متوجہ کرے - جنکا تعلق ندوہ سے تھا وہ سب کے سب خاموشی کے ساتھہ اپنی مجبوریوں میں پڑے تھے - اگر اسی کا نام ساتھہ دینا ہے تو شاید ساتھہ نہ دینے اور چھوڑ دینے کا مطلب میرے دوست کے ذہن میں یہ ہوگا کہ

۲۷ - شعبــان ۱۳۳۲ هجري

بسلسلۂ فاتحۃ السنۃ الثالثہ

# اوليــاء اللـه و اوليــاء الشيطــان

## اصحاب الجنــة و اصحاب النــار

### اصحاب المشئمه و اصحاب الميمنه

( بقيه - اصحاب الجنة )

گذشته مضمون کے آخر میں " اصحاب الجنه " اور " اصحاب النار " کي تقسيم کرتے هوے سورۂ يونس کي ايک آية درج کی تهی :

| | |
|---|---|
| الذين احسنوا ' الحسنی و زيادة ' ولا يــرهــق وجوههــم قتــر ولا ذلة ' اولئك " اصحاب الجنة " هم فيها خـالـدون - ( ۱۰ : ) | جن لوگوں نے دنیا میں اچھے اور بھلائی کے کام کیے ' انھیں ویسی هي بھلائي اور فلاح بھي مليگی - بلکه انکے استحقاق سے کہیں زیادہ بدلہ ملیگا - یہي لوگ " اصحاب الجنه " هیں جو همیشه بهشتی زندگی میں رهینگے ! |

اسکے بعد ایک دوسرے گروہ کا حال بیان کیا جو اس گروہ کے مقابلے میں بالکل اسکي ضد واقع هوا هے :

| | |
|---|---|
| والذين كسبوا السيئات ' جـزاء سيئـة بمثلهـا و ترهقهـم ذلـة ' ما لهـم من الله من عاصم - كانما اغشيت وجوههـم قطعـاً من الليـل مظلمـا ! اولئك " اصحاب النار " هـم فيهـا خـالـدون ! ( ۱۰ : ) | اور جن لوگوں نے برائیوں کا اکتساب کیا تو یہ ظاهر هے کہ برائی کا نتیجہ بھي ویسي هی برائی هے جیسی کہ کی گئی - انکے چہرے ذلت اور نامرادي کي پھٹکار سے ایسے کالے پڑ جائینگے گویا رات کي چادر ظلمت کا ایک ٹکڑہ پھاڑ کر انکے چہروں پر ڈالدیا هے ! الله کے اس عذاب سے انھیں کوئي نہیں بچا سکتا - یہی لوگ " اصحاب النار " هیں جو همیشه دوزخی زندگي میں رهینگے ! " |

ان آیات کے درج کرنے سے مقصود یہ تھا کہ " اصحاب الجنه " اور " اصحاب النار " کي کھلي کھلی تقسیم کرکے انکے کاموں اور کاموں کے نتائج کو صاف صاف بتلا دیا هے - بس یہ دو آیتیں میري بحث و استدلال کی اصل و اساس هیں - اسے واضح هوگیا کہ دونوں گروہ بالمقابل اور بالضد واقع هوے هیں - ایک کیلیے کامیابی ' نتم و مراد ' اور فوز و فلاح هے اور ذلت و رسوائي سے محفوظ هے - دوسرے کے لیے شرمندگي ' خجالت ' ناکامی اور همیشه آگ میں سوکھي لکڑي اور خشک پتوں کی طرح جلنے کا عذاب اليم هے !

دونوں جماعتوں کی سب سے بڑي پہچان یہ هے کہ " اصحاب الجنه " همیشه کامیاب و فتح مند هونگے اور اصحاب النار کے حصے میں همیشه عاقبت کار اور انجام امور کا خسران و نقصان آئیگا

| | |
|---|---|
| لا يستوي اصحاب النــار و اصحاب الجنه ' اصحاب الجنـه هـم الفائزون - ( ۵۹ . ۲۰ ) | اصحاب الجنه اور اصحاب النار اپنے کاموں اور انکے نتیجوں میں ایک طرح کبھی نہیں هوسکتے - اصحاب الجنه هي کامیاب هونے والے هیں ! |

موقع تفصیل کا نہیں - تقریباً ۸۰ مقامات پر " اصحاب النار " اور " اصحاب الجنه " کے اعمال و علائم اور آثار و نتائج کی تفصیل بیان کیے گئے هیں - پھر ان جماعتوں کے بھي مختلف مدارج هیں اور اسي بنا پر " اصحاب النار " کو " اصحاب الجحيم " اور " اصحاب السعير " بھی کہا گیا هے - مگر میں بحث کو طول نہ دونگا -

تمام آیتوں کے جمع کرنے سے ثابت هوتا هے کہ وہ نفوس مومنه و صالحه جو " اعتقاد حق " اور " عمل صالح " کے ساتھ متصف هیں ' اور جنھوں نے الله کے رشتے اور تعلق کے آگے تمام باطل اور خبیث قوتوں کے رشتوں کو توڑ ڈالا هے ' اور اسکي بخشی هوئی قوتوں کو اسي کے بتلائے هوئے صالح اور صحیح کاموں میں خرچ کرتے هیں ' سو ایسے تمام لوگ اصحاب الجنة میں داخل هیں : هم فيها خالدون همیشه هر طرح کی کامیابیاں اور خوبیاں انھي کیلیے هیں - لیکن جو لوگ اعتقاد حق اور عمل صالح سے محروم هیں ' اور الله کے نیچ و تحت قدوس سے باغی هوگئے هیں ' خواہ کسی بھیس اور کسی روپ میں هوں ' لیکن وہ سب کے سب " اصحاب النار " میں داخل هیں - انکے تمام کاموں کیلیے آگ کی تپش اور سوختگی کے سوا اور کچھ نہیں هے - جنگل کی سوکھی لکڑي اور درختوں کے خشک پتے جس طرح بھڑکتے هوئے شعلوں میں جلتے هیں - ٹھیک ٹھیک اسی طرح وہ بھی جلینگے !

( اصحاب الميمنه و اصحاب المشئمه )

پھر ایک اور تقسیم بھی هے جو ان دو جماعتوں کے متعلق قرآن حکیم میں نظر آتی هے - بعض خاص حالات و خصائص کی بنا پر انھیں " اصحاب الميمنه " اور " اصحاب المشئمه " کے ناموں سے بھی موسوم کیا گیا هے ' یعنی دھنی جانب کی جماعت اور بائیں جانب کا گروہ :

| | |
|---|---|
| فا صحـاب الميمنـه ' ما اصحاب الميمنـه ! و اصحـاب المشئمـه ما اصحـاب المشئمـه و السابقون السابقون اولئك المقـربون في جنـات النعيـم ( ۵۶ : ۸ ) | اصحاب الميمنه ' اور اصحاب الميمنه کے مدارج کا کیا کہنا کہ بڑے هی عالی مرتبہ هیں ! اور اصحاب المشئمه ' اور اصحاب المشئمه کي بد بختیوں کو کیا کہیے کہ انکي کوئي حد و انتہا هی نہیں ! اور پھر سابقون السابقون کہ درگاہ الهي کے وهي مقرب بندے هیں ! |

یہاں تین جماعتوں کا ذکر کیا هے ' پہلی دو جماعتیں " اصحاب الميمنه " اور " اصحاب المشئمه " هیں - اور تیسری " السابقون السابقون " چنانچہ اس سے پہلے کہدیا هے کہ : و كنتم ازواجا ثلاثه

" سابقون السابقون " سے وهي لوگ مراد هیں جنکی نسبت سورۂ انبياء میں فرمایا هے : ان الذين سبقت لهم منا الحسنی اولائك عنها مبعدون - لیکن اس جماعت کا حال میں

# مسئلۂ اسلامیۂ کانپور

## مسجد مچھلی بازار

مسجد کے متنازع فیہ حصے کے نقشہ کی دو صورتیں ہیں - ایک وہ جسکے متعلق جناب مولانا عبد الباری کا بیان ہے کہ پہلے وہی صورت فیصلہ کیلیے پیش کی تھی' اور جسپر پچھلے دنوں الهلال میں کافی بحث ہو چکی ہے - یعنے اوپر چھجہ نکالکر نیچے ایک سہ درہ سا بنا دیا جاے اور مسجد کا زینہ وہیں رکھا جاے - مولانا عبد الباری صاحب کا اس سے مقصد یہ تھا کہ سیڑھی کے ہونے کی وجہ سے عام مرور کی صورت قائم نہ رہیگی - اور مقدس حصے کا یک گونہ تحفظ ہو جایگا -

بار بار وعدہ کیا گیا تھا کہ سڑک کی تعمیر کے وقت اسکا لحاظ رکھا جایگا' اور اگر ہماری یاد غلطی نہیں کرتی تو خود سر علی امام اور سر بیلی قائم مقام لفٹنٹ گورنر کا وعدہ اس بارے میں بہ تصریح نقل کیا جاتا تھا -

دوسری صورت یہ ہے کہ نیچے کا تمام حصہ فٹ پاتھ میں شامل کر دیا جاے اور زمین کی مسجد کامل طور پر شامل راہ ہو جاے -

اصولاً اس مسئلہ کا تعلق میونسپل بورڈ سے ہے' نہ کہ حکام سے -

ہم کو نہایت صحیح اور موثق ذریعہ سے جو اطلاعات ملی ہیں انکا خلاصہ یہ ہے .

مسجد مچھلی بازار کی تولیت پہلے صرف منشی کریم احمد یا کسی اور شخص سے متعلق تھی' لیکن جب قصہ بڑھا تو اور آدمی بڑھاے گئے اور کل بارہ متولی قرار پاے -. شیخ احمد اللہ اور مولوی عبد القادر صاحب سبحانی کا اسی وقت تقرر ہوا تھا -

لیکن ہز ایکسلنسی کے فیصلہ کے بعد متولیوں نے دیکھا کہ سخت کشمکش میں جان پڑ گئی ہے - ایک طرف مسلمانوں کے آگے جوابدہی ہے - دوسری طرف " حضور' ہیز کمپور' غریب پرور " وغیرہ وغیرہ ہیں - کون اس مصیبت میں پڑے ؟ نتیجہ یہ نکلا کہ رفتہ رفتہ مستعفی ہونا شروع ہوگئے' اور بارہ متولیوں میں سے صرف پانچ آدمی باقی رہگئے : مولوی عبد القادر سبحانی' شیخ عبد الرحیم' منشی مجید احمد' منشی کریم احمد ( متولی قدیم و مشہور - ہداہ اللہ تعالی ) اور ایک اور صاحب -

سخت اصرار اور تعجیل اس بارے میں ہونے لگی - بالآخر مسجد اور سڑک کے تعلقات کے متعلق با قاعدہ اور بے قاعدہ جلسے شروع ہوے - مولوی عبد القادر سبحانی اور شیخ عبد الرحیم نے یہ راے دی کہ نقشہ ایسا بنا یا جاے جسمیں زینہ مسجد کے مقدس حصے پر تعمیر ہو اور اسے حسب قاعدہ میونسپل بورڈ میں پیش کیا جاے - لیکن مجید احمد سکریٹری کو اصرار تھا کہ ایک سادہ نقشہ کلکٹر صاحب کے سپرد کردیا اور انھیں کے لطف و کرم اور " غریب پروری " پر سب کچھ چھوڑ دینا چاہیے - یقیناً یہ اس شخص کے نفس کا خود ساختہ خیال نہوگا' بلکہ اُن کی طرف سے القا کیا گیا ہوگا جنسے مسلمانوں نے ہمیشہ پناہ مانگی ہے :

الذي يوسوس في صدور الناس، من الجنة و الناس !

کریم احمد متولی بھی ابتدا میں اس خیال کا مخالف تھا مگر بعد کو ساتھ ہوگیا : اولیاء بعضهم اولیاء بعض ( ۵ : ۵۴ )

۲ - جولائی کو آخری جلسہ ہوا - اس میں غالباً شیخ عبد الرحیم صاحب نے بھی راے بدل دی ( قطعی طور پر ہمیں نہیں بتلایا گیا ہے ) اور اس طرح چار متولیوں نے ملکر " حضور' ہیز کمپور' غریب پرور " کی خدمت میں پیش کرنے کیلیے سادہ نقشہ منظور کرلیا ڈپٹی محمد علی " خان بہادر " اور عنایت حسین " خان صاحب " رہنماے طریقت ہوے' اور ۸ - کی صبح کو کلکٹر صاحب کے بنگلہ کی جبہہ سائی چاروں متولیوں کو نصیب ہوگئی

از بخت شکر دارم و از روزگار هم !

افسوس کہ اِن تمام نتائج کا الزام سب سے پہلے ان لوگوں پر عائد ہوتا ہے جنھوں نے ایک ایسے اہم معاملے کو صرف چار آدمیوں کے ہاتھوں میں چھوڑ دیا' اور ایسے آدمیوں کے ہاتھوں میں جنکا تجربہ اچھی طرح پہلے ہوچکا ہے -

ہم نے شخصی طور پر ہمیشہ کانپور سے حالات دریافت کیے مگر کبھی بھی کوئی ایسی اطلاع نہیں دی گئی جس سے معلوم ہوتا کہ بہت جلد فیصلہ ہوجانے والا ہے -

کانپور کے معززین سے کیا شکایت کی جاے کہ انہوں نے معاملہ کو کوئی با وقعت کمیٹی بنا کر اپنے ہاتھوں میں نہیں لیا' کیونکہ وہ بیچارے تو ایسے سہمے ہوے اور اپنی اپنی فکر میں پڑے ہیں کہ کوئی ذمہ داری کا کام کر ہی نہیں سکتے - البتہ تمام مسلمانان ہند کا مطالبہ اُن اصحاب سے ہے جنھوں نے اس مسئلہ میں خود پڑکر اپنی ذمہ داری پر فیصلہ کرایا تھا اور مسلمانوں کو ہمیشہ سمجھایا تھا کہ کسی نہ کسی طرح اس فیصلہ پر خاموش ہو رہیں - یعنی سر راجہ صاحب محمود آباد' مولانا عبد الباری فرنگی محلی' اور مسٹر مظہر الحق بیرسٹر ایٹ لا -

ہم ان بزرگوں کو توجہ دلاتے ہیں کہ کم از کم آیندہ کیلیے تو اس معاملہ کو اپنے ہاتھوں میں لے لیں یا ایک معتمد کمیٹی بنا کر اسکے سپرد کردیں - شہداء کانپور کے پس ماندوں کی اعانت وغیرہ بھی اسی کمیٹی کے متعلق ہوجائیگی پھر اُس روپیہ کی بھی کوئی امین بنا دی جائیگی جسکا بوجھہ ابتک تنہا صرف مسٹر مظہر الحق ہی کے سر ہے - مجھے معلوم ہے کہ اگر وہ انگلستان کو چلے گئے ہوے تو تمام روپیے کو باسم " بیت المال ملی " ایک کمیٹی کے سپرد کر دیتے -

یہاں تک لکھہ چکے تھے کہ ایک اشتہار ملا جو الهلال کی گذشتہ تحریر کے رد میں شیخ مجید احمد نے شائع کیا ہے - اسمیں لکھا ہے کہ جو کارروائی کی گئی وہ سر راجہ صاحب' مسٹر محمد علی ایڈیٹر کامرید' اور مولوی فضل الرحمن صاحب وکیل کے مشورہ سے کی گئی' اور نقشہ میونسپل بورڈ میں بھی پیش ہوگا -

ہم اشتہار دینے والوں کو مطلع کرتے ہیں کہ ہم نے جو کچھہ لکھا ہے' وہ ایسے موثق اور معتبر ذرائع سے معلومات حاصل کرکے لکھا ہے جس سے زیادہ قابل اعتماد ذریعہ بحالت موجودہ معاملات کانپور کیلیے نہیں ہوسکتا - جن بزرگوں کی نسبت اشتہار میں لکھا ہے کہ وہ شریک کار ہیں' جب تک انسے دریافت نہ کرلیں' کچھہ نہیں کہہ سکتے - اب ہم اس معاملہ کو آخر تک پہنچائینگے اور جو کچھہ اصلیت ہوگی بہت جلد منکشف ہوجائیگی - متولیوں کو چاہیے کہ بہت جلد اپنی کارروائیوں کی رپورٹ شائع کردیں -

آیندہ نمبر میں زیادہ تفصیل سے بحث کی جائیگی -

## ( مسٹر محمد علی کا جواب )

مسٹر محمد علی کا جواب آگیا - لکھتے ہیں کہ " مجید احمد نے اشتہار میں جو کچھہ لکھا ہے بالکل غلط اور گمراہکن ہے - کریم آیا تھا مگر ہر ایک امر میں میری راے کے خلاف کیا گیا " مفصل آئندہ -

[illegible] (۱) مقصود صرف پہلی دو جماعتیں هیں
[illegible] اعمال و خصائص [illegible] جہاں تو [illegible]
[illegible] صاف بتلا دیا ہے :

[illegible]

اور لوگ "اصحاب المیمنه" هیں "

اسکے بعد دوسرے گروہ کے کاموں اور نتائج کی تعریف بیان کی :

| | |
|---|---|
| والذین کفروا بایاتنا هم "اصحاب المشئمة" علیهم نار موصدہ ( ۹۰ : ۱۷ ) | مگر جن لوگوں نے هماری نشانیوں کو هماری تعلیمات کو همارے احکام کو اور هماری بهیجی هوئی هدایت کو قول سے اور عمل سے جهٹلایا تو وہ لوگ " اصحاب المشئمه " هیں - |

ان آیات سے پہلے انسان کی خلقت کے ضعف اور پھر نفس [illegible] کی ابلیسانہ گمراهی کا ذکر کرکے غافل انسانوں کو ملامت کی ہے [illegible] ہے کہ خدا نے انسان کے آگے هدایت و ضلالت دونوں راهیں [illegible] هیں - آنکھیں دیکھنے ' سوچنے ' امتیاز کرنے کیلیے عقل و [illegible] دیدی ہے - پس باوجود اسکے یہ کیسی شقاوت ہے کہ هدایت کی راہ چھوڑکر ضلالت کا راستہ اختیار کیا جاے' اور الله کی [illegible] و بصائر سے بالکل آنکھیں بند کرلی جائیں ؟ اسکے بعد فرماتا ہے [illegible] اس گمراہ انسان کو دیکھو جو بڑے بڑے دعوے اور گھمنڈ کی باتیں کرتا ہے' پر آزمایش کی اس گھاٹی تک کو طے نہ کرسکا ہے جو انسان کی هدایت کی پہلی منزل ہے - یہاں اصلی لفظ " عقبه " [illegible] ہے اسکے معنی دشوار گذار کام یا گھاٹی کے هیں - چونکہ " اصحاب المیمنه " کے کاموں میں دشوار اور مشکل امتحانات هیں اسلیے انھیں " عقبه " ( ۲ ) کے لفظ سے تعبیر کیا ہے -

اس آیه سے معلوم هوا کہ " اصحاب المیمنه " کے کاموں کے دو درجے هیں - پہلا درجہ جو اس سفر میں بطور آزمایش کی ایک گھاٹی ( عقبه ) کے ہے' وہ یہ ہے کہ بندگان الهی کو غلامی و محکومی سے نکالنے کیلیے سعی کرنا' اور انکی گردنوں کو انسانوں کے تسلط و حکومت کے بوجھ سے آزاد کرانا - نیز اپنے مال کو مسکینوں' محتاجوں' اور یتیموں کیلیے خرچ کرنا' اور بھوکوں کو افلاس و فقر کے زمانے میں کھانا کھلانا ہے - جب اس منزل سے گذر جائیں تو اسکے بعد دوسری منزل آتی ہے - جسے تواصوا بالصبر و تواصوا بالمرحمه سے تعبیر کیا ہے - اور یہی مقام ہے جسے سورۂ عصر میں و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر کہا ہے - تمام وہ فضائل و اعمال جنکے لیے صرف قوی' و تحمل مصائب' و نظارۂ آلام' و ثبات و استقامت کی ضرورت ہے' مفهوم " صبر " میں داخل هیں - " مرحمه " سے مقصود تمام اعمال حسنه و فاضله هیں - والقصد بطور " اصحاب المشئمه " ان دونوں مقاموں سے محروم هونے کی یہی انکی علامت ہے -

( اصحاب الیمین و اصحاب الشمال )

" اصحاب المیمنه " اور " اصحاب الیمین " بھی [illegible] " اصحاب المشئمه " اور " اصحاب الشمال " [illegible] سے بھی [illegible] ہے - دونوں کا مفهوم ایک هی ہے چنانچہ سورۂ واقعه میں اصحاب المیمنه اور اصحاب المشئمه کا ذکر آکے چلکر یوں کیا ہے و اصحاب الیمین ' ما اصحاب الیمین ! فی سدر مخضود ' و طلح منضود ' و ظل ممدود ' و ماء مسکوب ' و فاکهة کثیرة ' لا مقطوعة و لا ممنوعة ( ۵۶ . ) کہ اصحاب الیمین کے لیے باغ و بہار کی دائمی خوشحالی اور نظارے هیں - جو نہ تو کبھی روکے جاسکیں گے [illegible] نہ کبھی انکا سلسلہ ٹوٹے گا -

پھر کہا کہ : و اصحاب الشمال ' ما اصحاب الشمال ! فی سموم و حمیم ' و ظل من یحموم ' لا بارد و لا کریم ' انهم کانوا قبل ذالک مترفین - الخ - ( ۵۶ : ۱ ) یعنی اصحاب الشمال وہ هیں کہ انکے لیے تپش و سوزش اور کھولتے هوے پانی کی سی گرمی ہے - یہ وہ لوگ هیں کہ پہلے بڑے آسودہ حال تھے' مگر پاداش عمل میں [illegible] حال هوگیا -

پہلی آیة میں لا مقطوعة و لا ممنوعة اور دوسرے میں انهم کانوا من قبل ذالک مترفین قابل غور ہے -

( دعوة الی الله و دعوة الی الشیطان )

ایک اهم موضوع بحث ان دونوں جماعتوں کے خصائص و اعمال' آثار و نتائج' اور عوائد و عواقب کا ہے - چونکہ یہ دونوں جماعتیں باهم ایک دوسرے کی ضد هیں اسلیے انکے تمام کام بھی ایک دوسرے سے بالکل متضاد و مخالف واقع هوے هیں

قرآن حکیم نے اس کثرت سے اسکے متضاد و متباین خصائص و اعمال کا جابجا ذکر کیا ہے کہ اگر ان سب کو یکجا کیا جاے تو اقلا سو آیتیں ضرور هوجائیں' اور انسان کے اعمال هدایت و ضلالت کے متعلق عجیب عجیب اسرار و معارف منکشف هوں - مگر چونکہ اس مضمون میں یہ تمام تذکرہ ضمناً و تبعاً ہے نہ کہ اصلاً' اسلیے صرف سرسری نظر سے کام لے رها هوں اور انھی امور کی طرف اشارہ کرتا هوں جنسے آگے چلکر اصل موضوع کے فہم و درس میں مدد ملیگی شاید ایک مستقل مضمون " اولیاء الرحمن و اولیاء الشیطان " کے عنوان سے بسلسلۂ باب التفسیر لکھکر اپنے تمام خیالات کو بہت جلد یکجا کرسکوں -

از آنجملہ ایک سب سے بڑا نمایاں اور بنیادی اختلاف جو ان دونوں جماعتوں کے کاموں میں هوتا ہے اور جسکو قرآن کریم نے انکا امتیازی نشان قرار دیا ہے' یہ ہے کہ یہ دونوں جماعتیں دنیا کو اپنے اپنے دوستوں اور معبودوں کی طرف بلاتی اور دعوت دیتی هیں - " اولیاء الله " الله کے دوست اور ساتھی هیں' اسلیے وہ اپنی تمام قوتوں کو الله کی پکار بلند کرنے اور اسکی طرف انسانوں کو بلانے میں صرف کر دیتے هیں - پر اولیاء الشیطان قواے شیطانیہ کے پجاری اور والہ و شیفتہ هوتے هیں' اسلیے انکا جهاد خدا کی جگہ شیطان کی راہ میں هوتا ہے اور اسی کی طرف خدا کے بندوں کو دعوة دیتے اور پکارتے هیں - اولیاء الله اور اصحاب الجنه کا مقصد

---

( ۱ ) سورۂ واقعه کی مستقل تفسیر مرتب ہے اور متعدد اهم مطالب و مقاصد پر مشتمل - بسلسلۂ باب التفسیر شائع هوگی - نیز بصورت رسالہ -

# مدارس اسلامیہ

## باز گو از نجد و از یاران نجد

### دستور العمل ندوۃ العلما کی بے نتیجہ ترمیم

عام رائے کے اظہار اور اصلاح ندوہ کا اصلی وقت

حضرات ندوہ کی جانب سے ایک دستور العمل اخبارات میں بعرض حصول آرا شائع کیا گیا ہے - برسوں سے ندوۃ العلما کی منتظمہ کمیٹی ترمیم ترمیم کہہ رہی تھی - خدا خدا کرکے اب کہیں اس نے مسودہ کی تصنیف سے فراغت پالی - اگر ندوہ کوئی ضروری شے ہے اور اگر اسے زندہ رہنا چاہیے تو فی الحقیقت اصلی نقطۂ کار یہی ہے جو ہمارے سامنے آیا ہے - یعنی مسئلۂ اصلاح دستور العمل و مسئلہ نظام و قواعد -

لیکن قبل اسکے کہ دستور العمل پر نظر ڈالی جائے ' ایک مرتبہ اُن مفاسد کو مجملاً دہرا لینا چاہیے جنکی اصلاح مطلوب ہے اور جنکے دفع کرنے کیلیے نیا دستور العمل بنایا جا رہا ہے - جب تک لوگوں کے سامنے وہ امور صاف صاف طور پر نہ آجائینگے ' وہ دستور العمل کے متعلق کوئی صحیح رائے قائم نہیں کرسکتے -

( مفاسد کار )

ندوہ کے مفاسد اصولاً دو قسموں میں بیان کیے جاسکتے ہیں :

( ۱ ) دستور العمل اور قانون اساسی ( کانسٹی ٹیوشن ) کا اصول قوانین عامہ مجالس کے لحاظ سے انتہائی حد تک بے قاعدہ ' بے اصول ' غیر منظم ' اور یکسر مستبدانہ ہونا ' جو ایک لمحہ کیلیے بھی کسی جماعتی اور اسلامی و شرعی کام کا دستور العمل نہیں ہوسکتا - اسکی اکثر دفعات شریعۃ حقہ اسلامیہ کی صریح مخالف ہیں - کیونکہ اصول مقدس شوری امۃ کو ( کہ بغیر اسکے کوئی جماعتی کام اسلامی نہیں ہوسکتا ) بالکل نظر انداز کردیا گیا ہے -

مثلاً دستور العمل میں ایک مجلس علاوہ مجلس انتظامیہ کے " مجلس خاص " کے نام سے بڑھالی گئی ' اور کانسٹی ٹیوشن کا تغیر و تبدل ' منیجنگ ممبروں کا انتخاب ' صیغۂ مال کے حسابات کی جانچ ' اور اسی طرح کے تمام اہم اور بنیادی امور اسکے ہاتھہ میں دیدیے گئے - لیکن اسکے نظام کا یہ حال ہے کہ کوئی وقت اور کوئی زمانہ معین اسکے لیے ضروری نہیں " حسب تحریک ارکان یا ناظم یا نائب ناظم جب ضرورت پیش آے منعقد ہوسکتا ہے " ( دفعہ ۲۸ )

اس عجیب الخواص " مجلس خاص " کے قائم کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ ندوہ کی تمام ہستی بیکار ہو گئی - نہ تو ارکان انتظامی کچھہ چیز رہے - نہ شوری و اکثریت کی کوئی حیثیت باقی رہی - جب ناظم یا نائب ناظم چاہے ' چند آدمیوں کو اکٹھا کرکے اپنے حسب منشا نئے ممبر بنا لے ' یا قواعد منسوخ کرڈالے ' یا حسابات کے متعلق موافق و مخالف رزلیوشن پاس کرلے - چنانچہ بارہا ایسا ہی ہوا اور اسی کا نتیجہ ہے کہ ندوہ چند اشخاص کے زیر تسلط آگیا ہے - جب چاہتے ہیں مجلس خاص منعقد کرکے بغیر اطلاع ممبران انتظامیہ و حصول رائے ' پندرہ پندرہ شخص ممبر بنا لیتے ہیں ' تاکہ اپنے مذاق کی اکثریت پیدا کرکے مخالف کو شکست دیدیں -

جمہوری اور جماعتی کاموں کا کبھی بھی یہ منشا نہیں ہوا ہے کہ تعداد کے لحاظ سے کل افراد قوم کو کسی کام میں شریک کرلیا جائے - عملاً بھی یہ ناممکن ہے - جمہوریت اور شوری سے مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ حتی الامکان ایسے قوانین وضع کیے جائیں جنکی وجہ سے کسی ایک شخص یا چند آدمیوں کو تسلط و تغلب کا موقع نہ ملے ' اور رائے زیادہ سے زیادہ ممکن الاجتماع افراد میں بٹ جائے - ان افراد میں پہلا گروہ وہ ہوتا ہے جو شریک کار ہوتا ہے - دوسرا وہ وسیع تر گروہ جو پہلے گروہ کو منتخب کرتا ہے - اس طرح معاملہ بہت سے آدمیوں کے ہاتھوں میں چلا جاتا ہے ' شخصیت انہی میں گم ہوجاتی ہے ' اور علی سبیل الاستبدال تمام افراد قوم و جماعت اسمیں شریک ہوجاتے ہیں یا ہوسکتے ہیں -

یہی معنی اصول شوری اور اجتماع حل و عقد کے ہیں اور اسی اصول پر آج تمام دنیا کے مشترکہ اور مجلسی کام ہو رہے ہیں - کوئی چھوٹی سے چھوٹی مجلس بھی ایسی بمشکل ملیگی جو اپنے تئیں " شخص " کی جگہ " مجلس " کہتی ہو ' اور پھر " مجلس خاص " کی طرح ایک خود مختارانہ کمیٹی بھی اس نے بنا لی ہو -

یا مثلاً سکریٹری کی معزولی کا حق عام مسلمانوں کی جگہ ایک خود ساز جماعت انتظامیہ کے ہاتھہ میں دیدینا جو مسلمانوں کا حق فطری و شرعی ہے - اور جبکہ وہ خلیفۂ وقت کو معزول کرسکتے ہیں تو کسی انجمن کے سکریٹری کو بھی معزول کرسکتے ہیں بشرطیکہ شرائط عزل بیان کردیں - ندوہ کا اصلی دستور العمل جسپر سالہا سال تک عمل ہوتا رہا ' اسمیں بھی حق عزل جلسۂ عام کو دیا گیا تھا - جلسۂ عام میں ہر شخص شریک ہو سکتا ہے ' اور اضافی کثرت و عمومیت اسے حاصل ہوتی ہے ' اسلیے اطلاق عام رائے کا اسی پر کیا جائیگا -

یا مثلاً منیجنگ کمیٹی کے ممبروں کا انتخاب عام ممبروں کی رائے لیکر ہونا چاہیے - جو لوگ کسی مجلس کی تمام ہستی اپنے دست اقتدار میں لیتے ہیں ' قانوناً و شرعاً و اخلاقاً انہیں مسلمانوں کے وسیع گروہ کی جانب ہی سے منتخب ہونا چاہیے - اسمیں مصلحت یہ ہے کہ خاص خاص شخصوں اور معدود جماعتوں کو اپنا غلبہ پیدا کرنے کا موقعہ نہ ملے اور ہر شخص اپنے تئیں منتخب کراکے ندوہ کے کام میں حصہ لے سکے - قدیم دستور العمل میں ایسا ہی تھا لیکن نئے دستور العمل سے یہ دفعہ نکال دی گئی -

اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ جلسۂ انتظامیہ کوئی شے نہ رہا - اسکو " جلسہ " کہنا مجلسی و مشترکہ کاموں کی حقیقت کو مشتبہ کرنا ہے - وہ چند آدمیوں کی ایک بے قاعدہ بھیڑ ہوگئی جسے آپس کے مبادلۂ انتخاب سے اکٹھا کرلیا گیا ہے - جن مسلمانوں کی جانب سے نیابت کا اسے دعوا ہوتا ہے ' انہیں یہ تک نہیں معلوم کہ کون ہمارا مختار کل ہوا ہے ؟ کب ہوا ہے ؟ اور کب اسکے پنجے سے چھٹکارا نصیب ہوگا ؟

یا مثلاً ندوہ کسی خاص صوبے یا شہر کی مخصوص انجمن نہ تھی - تمام مسلمانان ہند کیلیے کام کرنا چاہتی تھی ' پس ضرور تھا کہ تمام صوبوں سے اسمیں ممبر لیے جاتے اور اس طرح صحیح انتخابی اصول کی تعمیل کے ساتھہ عام دلچسپی اور واقفیت بھی مسلمانوں کو ہوتی ' مگر اسکا کچھہ لحاظ نہیں رکھا گیا اور تمام کاموں کو صرف چند ہاتھوں کے ذریعہ انجام دیے کی باسم مجلس ایک نئی مثال مشئوم قائم کی گئی -

غرضکہ اسی طرح کے مفاسد سے موجودہ دستور العمل لبریز ہے ' اور اسی کا نتیجہ ہے کہ جب تک یہ پتھر راہ سے نہ ہٹے ' کوئی اصلاح نہیں ہوسکتی - یہی ندوہ کی جڑھ کا اصلی مرض ہے - اسی کے باعث تمام مقاصد دینی و تعلیمی کے حصول سے یک لخت محروم رہا ہے اور کام کر نہیں سکتا - خواہ انسانوں کی جگہ آسمان سے فرشتے بھی اتر آئیں لیکن ایسے دستور العملوں کی موجودگی میں وہ کچھہ نہ کرسکینگے -

طبیعت کی اور اسی سے کیے مفسد ہو تو وہ اپنے تئیں کبھی بھی صالم نہیں بنا سکتی - انجمنوں کیلیے انکا کانسٹی ٹیوشن بمنزلۂ طبیعت و فطرت کے ہے جب یہ قائم ہوگئے تو پھر جلد میں تبدیلی نہیں ہوسکتی - پس سب سے پہلا سوال بنیاد کا ہے نہ کہ در و دیوار کا -

# وثايق وحقائق

## جهـــاز ایمپـرس کی تبـاهـي
اور
## مطالعـۂ قران حکیم کا ایک لمحـۂ فکریه

دنیا کي نئي بحري ترقیات ' سمندروںکي قاهرانـه تسخیر ' عظیم الشان اور آهنین جهازوں کي طیاریاں ' اور قوۃ دخاني کے احاطۂ و تسلط کے مناظر دیکهه کر بارها مجهے خیال هوا که کیا دنیا کي ترقي نے قران حکیم کي بهت سي موثر مثالوں کا اثـر کهو دیا هے ؟

* * *

مصیبت کا انتهائي نزول اور اسباب و تدابیر کا بکلي انقطاع انساني قلب کیلیے توجه الی الله کا ایک هي خالص اور بے ریا وقت هوتا هے - یه وقت اگر دنیا میں نه آے تو شاید بهت کم هستیاں هوں جو عمر بهر میں ایک مرتبـه بهي خدا کا نام لیں - نیکي کا حقیقي سرچشمه خدا کا تصور هے - اگر انسان خدا کو بهول جائیگا تو قطعاً وه نیکي کو بهي بهول جائیگا - مگر نیکي کا درخت مصیبت هي کي آبیاري سے قائم رهتا هے !

* * *

اگر بیماریاں معدوم هوجائیں ' اگر بے چیني کي کروٹ ' اضطراب کي آه ' درد و بیقراري کي تڑپ ' اور درد مند بیماروں کا سنر الم باقي نه رهے - اگر سفر کے قافلے بے خوف هوجائیں ' اور پهاڑوں کا پیدا کنار سمندروں میں مسافروں کیلیے کوئی کهٹکا باقی نه رهے ' تو کیا پهر بهي دنیا آتنا هی خدا کو یاد رکهیگي جیسا که همیشه سے رکهتی آئي هے ؟

اسکي سچي یاد کا مقدس وقت صرف درد دکهه کي پر حسرت گهڑیوں هي میں آتا هے ' اور جب وه گهڑي ٹل جاتي هے تو پهر تسلیموں کے ساتهه تسلیموں کا دور دورے والا بهي بهلا دیا جاتا هے - یه حوادث الیمه اور سوانح مهلکه جو انسانوں کو همیشه پیش آتے رهتے هیں ' یه هولناک آتشزدگیاں ! یه لا علاج زلزلے ' یه هلاکت بار وبائیں ' یه آتش فشان پهاڑوںکی آتش افشانیاں ' یه اجسام عظیمه کا تصادم اور کائنات بحر و بر کا تلاطم و تضارب ' غور کرو که فی الحقیقت کیا هے ؟ یه هدایت انسانی اور سعادت عالم کیلیے ملائکۂ معذبین هیں جو دنیا میں بهیجے جاتے هیں تاکه دنیا کو غفلتوں سے چونکائیں ' گمراهیوں سے نکالیں ' سرشاریوں سے بچائیں : باطنه فیه الرحمة و ظاهره من قبله العذاب ( ۱۳ : ۵۷ )

* * *

چنانچه قرآن حکیم نے انسان کي اس فطرۃ کي طرف جا بجا اشارہ کیا هے :

واذا مسه الشر فذو دعاء عـریـض ! ( ۵۱ : ۴۱ )

اور جب انسان کسي مصیبت اور شر میں مبتلا هوجاتا هے تو اُس وقت اپنی سرکشي اور غفلت کو بهول جاتا هے اور لمبي چوڑي دعائیں مانگنے لگتا هے !

سورۂ یونس میں فرمایا :

واذا مس الانسان الضر دعانـا لجنبه او قاعدا او قائما ' فلما کشفنا عنه ضره مر کان لم یدعنـا الي ضر مسه ! ( ۱۰ : )

اور جب انسان کسی دکهه اور مصیبت میں گرفتار هوتا هے تو خواه کمزوري سے لیٹا هوا هو ' یا بے چیني اور اضطراب سے بے حال و مضطرب بیٹها هو ' یا هر طرف هلاکت اور بربادي کو دیکهکر حیران کهڑا هو ' کسي حال میں هو ' مگر معاً الله کي طرف متوجه هوجاتا هے اور بے اختیار اسے پکارنے لگتا هے - لیکن جب هم اُس کي مصیبت دور کر دیتے هیں تو پهر ایسا بے پروا هوکر چل دیتا هے ' گویا اس نے اپني مصیبت کیلیے کبهي همیں پکارا هي نه تها !

سوره اعراف ' انعام ' بني اسرائیل ' روم ' زمر ' حم سجده وغیره میں بکثـرت اس آیت کي هم مطلب آیات موجزه و مفصله موجود هیں -

* * *

پهر مصیبتوں کا بهي یک ساں حال نهیں - جس مصیبت میں جسقدر مایوسي اور بے بسي زیاده هوتی هے ' اتني هی زیاده الله کي طرف توجه بهی پیدا هوتي هے - علي الخصوص ایسے مصائب جن میں دنیوی وسیلوں اور مادي تدبیروں کی طرف سے بالکل مایوسي هو جاے اور کوئي رشته امید کا باقی نه رهے - ایسے مواقع انسان کي ملکوتیت اور قدوسیت کے اصلي اوقات هوتے هیں - وه همه تن فریاد و دعا بن جاتا هے ' اور انتهاء خلوص و صداقت اور حضور قلب و ابتهال و تضرع سے الله کو پکارنے لگتا هے - لیکن جب وه ساعت ٹل جاتی هے تو پهر اسکي ابلیسیت عود کر آتي هے - اُس وقت کے مصائب کے ساتهه اُس هستي کو بهی بهلا دیتا هے جسے هر طرف سے مایوس هو کر اس نے پکارا تها : و کان الانسان کفورا ( ۶۹:۱۷ )

* * *

ایسے وقتوں میں سے ایک خاص سخت و شدید وقت وه هوتا هے جب انسان زمین کے پر امن کناروں سے دور هو جاتا هے ' اور سمندر کي مهار و بے امان اقلیم کے اندر طوفانوں اور موجوں میں گهر جاتا هے - حتکه جهاز کے تختے ٹوٹنے لگتے هیں ' پانی کي چادریں هر طرف سے اٹهه اٹهه کر ڈهکنے لگتي هیں ' اور آسمان اور سطح سمندر کے اندر کوئی هستی نهیں هوتی جو اس قریب فنا هستي کو بچاسکے اور هلاکت کے منه سے نکال لے - اُس وقت غفلت انساني کی سرکشی اور بغاوت کا سر عاجزي سے گر جاتا هے اور یه دیکهکر که اب دنیا میں کوئی نهیں جو اُسے بچاسکے ' وه دنیا کے اس مالک حقیقی کو پکارنے لگتا هے جسکی نسبت اُسے یقین هوتا هے که وه هر حال میں اپنے پکارنے والوں کو بچا سکتا هے !

چنانچه اسی لیے قران حکیم کی موثر ترین مثالوں میں ایک بڑی تعداد اُن مثالوں کي هے ' جنمیں دریا کے مایوس مسافروں کی حالت کا نقشه کهینچا هے ' اور دکهلایا هے که کس طرح کشتی کے عالم میں انکی فطرۃ اصلیه ایک مافوق هستی کے تصور سے بهر جاتی هے اور پهر جب وه کنارے پر سلامتی کے ساتهه پهنچ جاتے هیں تو کس طرح نسیان و ذهول عود کر آتا هے ؟ فقال سبحانه :

هو الذي یسیرکم في البر و البحـر حتی اذا کنتـم في الفلك و جرین بهم بریح طیبة و فرحوا بهـا ' جاءتها ریح عاصف ' و جاءهم المـوج من کل مـکان و ظنوا انهـم احیط بهم ' دعو الله مخلصین له الدین : لئن انجیتنا من هـذه لنکونن من الشاکرین ! فلما انجاهم اذا هـم یبغـون في

" وه خدا هی تو هے جسنے خشکي اور تري میں تمهاري سیر و سیاحت کے سامان پیدا کردیے هیں - یهاں تـک که بعض اوقات تم جهاز میں هوتے هو اور وه باد موافق کی مدد سے مسافروں کو لیکر چلتا هے ' اور لوگ اسکی پر امن چال سے خوش هوتے هیں - ناگهاں هوا کا ایک جهونکا آ لگتا هے اور موجیں هر طرف سے امڈ امڈ کر محاصره کر لیتي هیں - اُس وقت لوگ سمجهتے هیں که اب تباهي میں آ گهرے - پس مایوسی اُنکے دلوں کو اسباب دنیوي کی طرف سے هٹا کر

(۲) دوسرا سرچشمۂ مفاسد ایسی طبائع کا سوال ہے جو قواعد کی پابندی کو ضروری نہیں سمجھتیں، اور یہ مرض پہلے سے بھی زیادہ مہلک ہے - کیونکہ صحیح و سالم کاموں کیلیے جس درجہ صحیح و سالم قانون کی ضرورت ہے، اتنی ہی ایسے صالح و صحیح العمل لوگوں کی بھی ضرورت ہے جو قانون کی پابندی کریں اور انکا دماغ کسی با قاعدہ کام کے کرنے سے انکار نہ کرے - اگر ایسا نہ ہو تو پھر قانون بیکار ہے اور قواعد کی حقیقت محض بے سود - آپ بہتر سے بہتر قانون بناکر کاغذ پر لکھ لیں، لیکن وہ صرف کاغذ ہی تک رہیگا اگر اسپر عمل نہ کیا گیا - یہی نکتہ ہے جسکی طرف قرآن حکیم نے اشارہ کیا جبکہ آغاز قرآن میں فرمایا:

ذالک الکتاب لاریب فیه، هدی للمتقین - الم (۲ : ۲)

قرآن کریم بلا شک و شبہہ خدا کی کتاب ہے - اُن لوگوں کو ہدایت بخشنے والی ہے جو متقی ہیں اور احکام الہیہ پر عمل کرتے ہیں - مثلاً ایمان بالغیب و قیام صلواۃ و ایتاء زکواۃ -

فرمایا کہ قرآن " ہدی للمتقین " ہے - متقی روحوں کو ہدایت دینے والا ہے - یہ نہیں فرمایا کہ " ہدی للمضلین و الکافرین " ہے - یعنی گمراہوں اور کافروں کو ہدایت دینے والا ہے حالانکہ ہدایت کی ضرورت تو گمراہوں کو ہوتی ہے نہ کہ انکو جو متقی ہیں؟ نسخہ بیمار کو چاہیے نہ کہ تندرست کو؟

لیکن حقیقت اسکی یہی ہے کہ کتاب الہی ایک قانون ہے - قانون اسی کام کو درست کرسکتا ہے جو قانون کے مطابق کیا جاے اور اسکی تعلیمات عمل و نفاذ میں آئیں - لیکن اگر ایک شخص قانون کی پروا نہیں کرتا اور اسپر عمل کرنے کیلیے طیار نہیں تو ایسے شخص کیلیے وہ قانون اسی طرح بیکار ہے جیسا اس بیمار کیلیے دوا جو طبیب سے نسخہ لیکر اسے استعمال نہیں کرتا، اور ہوے طریقہ کے مطابق پرہیز کرنے کیلیے مستعد نہیں

متقی وہ ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے اور ڈرتا وہی ہے جو اللہ کے احکام کو مانتا اور اسپر عمل کرتا ہے - پس فرمایا کہ قرآن کے قانون الہی اور نسخۂ شفا ہونے میں تو کوئی شک نہیں - البتہ یہ قانون اسی کیلیے قانون ہے جو اسپر عمل کرے، اور یہ نسخہ اسی کیلیے وسیلۂ شفا ہے جو اسے استعمال کرے: یہدی به الله من اتبع رضوانه سبل السلام و یخرجهم من الظلمات الی النور و یهدیهم الی صراط مستقیم (۵ : ۱۸)

ورنہ اکثر اوقات تو گمراہوں کیلیے قانون کی موجودگی اور زیادہ موجب گمراہی ہو جاتی ہے - کیونکہ قانون سے انہیں عناد ہو جاتا ہے، اور اور زیادہ اسکی مخالفت کرنا چاہتے ہیں: یضل به کثیراً و یهدی به کثیرا و ما یضل به الا الفاسقین! (۲ : ۲۶)

پس ندوہ کے موجودہ مفاسد میں اعتقاد اور عمل، قول و فعل، قلب و اعضاء، قانون و نفاذ، دونوں قسم کے مفاسد موجود ہیں - اسکا دل اور جسم دونوں بیمار ہیں - اول تو اسکے پاس کوئی صحیح قانون ہی نہیں ہے جو بمنزلۂ اعتقاد کے ہے اور جسپر اعضا و جوارح کے تمام اعمال مرتب ہوتے ہیں - پھر جیسا کچھ بھی ناقص و بے قاعدہ قانون موجود ہے، ستم پر ستم یہ کہ اسپر بھی عمل نہیں ہوتا - و للہ در من قال:

لاکھ ہو تو اسکو ہم سمجھیں لگاؤ
گر نہ ہو کچھ بھی تو دھوکا کھائیں کیا؟

پس اسکی بیماری نہ صرف قانون کی ہے، بلکہ قانون کے عمل و نفاذ کی بھی ہے - اگر ہم دیکھتے کہ جیسا کچھ بھی قانون موجود ہے، اسکے مطابق ندوہ میں کام ہو رہا ہے تو ہمارا ماتم صرف اسی قدر ہوتا کہ قانون کی ترمیم یا تجدید کر دیں - ایک بہتر قانون بنا کر یا خود الہی لوگوں سے بنوا کر ندوہ کے سپرد کر دیں اور پھر فارغ البال ہو کر بیٹھ رہیں - لیکن بلا شدید سے اشد ہے، اور مصیبت وسیع سے وسیع تر - دستور العمل کی درستگی کے بعد اسکے نفاذ و عمل کا مسئلہ سامنے آتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ نہ صرف فروعات و جزئیات ہی میں بلکہ یکسر بنیادی اور اساسی امور میں ندوہ کا مسلمہ دستور العمل بالکل بے اثر اور قطعاً بیکار ہے - کبھی بھی اسکی کو پروا نہ ہوئی کہ اقلاً اسکی موٹی موٹی دفعات اور اصولی نظم و قواعد ہی کی پیروی کرلی جاے، اور کم سے کم اس مجلس کی بنیاد اور اساس تو باقاعدہ ہوجاے -

بلا شبہ مسلمانوں کے دوسرے مجلسی کاموں میں بھی بے قاعدگیاں اور خلاف ورزیاں کیجاتی ہیں - پونا کی مسلم لیگ سے لیکر علی گڈہ کالج کے عظیم الشان ٹرسٹیوں تک کا یہی حال ہے - شاید ہی کوئی انجمن ایسی نکلے جسمیں ٹھیک ٹھیک قواعد و ضوابط کی پیروی کی جا رہی ہے اور کوئی بات قابل اعتراض نہ ہوتی ہو - لیکن بے قاعدگیوں کی بھی قسمیں ہیں اور قانونی خلاف ورزیاں بھی یکساں نہیں ہوتیں - ایک بے قاعدگی جزئی اور فروعی امور میں ہوتی ہے - ایک اصولی اور اساسی امور میں -

ایک بے قاعدگی یہ ہے کہ کام اصلاً تو با قاعدہ بنیادوں پر قائم ہوچکا ہے - اساسی دفعات عمل میں آچکی ہیں اور اسدرجہ محکم ہوچکی ہیں کہ ان میں کوئی ایک فرد واحد یا کوئی معدود جماعت تغیر و تبدل نہیں کرسکتی - لیکن اسکے طریق کار و عمل میں بعض فرعی دفعات نظر انداز کردی جاتی ہیں، یا چند اشخاص اپنی کسی خاص غرض کو حاصل کرنے کیلیے چند مخصوص قواعد کے عمل میں مانع ہونے لگتے ہیں - یا عمل کراتے بھی ہیں تو انکی اصلی حقیقت پیدا نہیں ہونے دیتے وغیرہ وغیرہ -

لیکن ایک بے قاعدگی یہ ہے کہ سرے سے کام کی بنیادی دفعات ہی پر عمل نہیں کیا گیا ہے - جن قواعد کی بنا پر اس کی بنیاد رکھی گئی ہے، اور جنکے عمل میں لانے کے بعد وہ ایک انجمن اور ایک باقاعدہ مجلس بنتی ہے، سرے سے انہی کو یک قلم چھوڑ دیا ہے - نہ صرف فروعات بلکہ اصول مفقود ہیں نہ محض طریق عمل ہی غلط ہے بلکہ عمل کیا ہی نہیں گیا ہے - سالہا سال گذر گئے لیکن ایک نظیر بھی نہیں پائی جاتی جو ان اصولی دفعات کے عمل و نفاذ کا یقین دلاے!

ان دونوں قسم کی بے قاعدگیوں اور خلاف ورزیوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے، گو بے قاعدگی دونوں ہیں - ایک شخص فرض نماز پڑھتا ہے، سنت چھوڑ دیتا ہے - ایک کو فرض رکعتیں ادا کرنے کی بھی توفیق نہیں:

بر بد سلمی والاعز ابن حاتم!

بلا شبہ پہلی قسم کی بے قاعدگی عام ہے اور بد قسمتی سے اکثر کاموں میں پائی جاتی ہے جسے دور کرنا چاہیے - لیکن ندوہ کی بے قاعدگی دوسری قسم کی بے قاعدگیوں میں سے ہے، اور اسلیے اسکی حالت مجالس و انجمن کی عام بے قاعدگیوں سے بالکل مختلف ہے:

و شتان ما بین خل و خمر!

یہ کہنا کہ یہ بے قاعدگی فلاں نے کیوں دور نہ کی اور فلاں پر اسکا الزام زیادہ ہے، بالکل بے معنی ہے - سوال مفاسد کا ہے اگر اسکا وجود ہے تو جب اور جس وقت اور جن لوگوں کو مہلت ملے انکی اصلاح کرنی چاہیے - خواہ کسی عہد میں پیدا ہوئی ہوں اور خواہ زید انکا پرورش کنندہ ہو یا عمر؟

ہم آئندہ نمبر میں اسی بے قاعدگیوں کی چند مثالیں بھی پیش کرینگے تاکہ لوگوں کو صحیح راے قائم کرنے میں مدد ملے اور سمجھ سکیں کہ اصلاح ندوہ کے مسئلہ میں اصلی بل کہاں پڑ گیا ہے؟

اسکے بعد اس دستور العمل پر نظر ڈالینگے جو شائع کیا گیا ہے، اور بتلاینگے کہ وہ کس بنا پر محض بیکار ہے اور بعض اصولی امور میں تو پہلے سے بھی ابتر ہے - ندوہ کے اصل مفاسد میں سے کسی ایک فساد کی بھی اس سے اصلاح نہیں ہوسکتی - اسکے بعد مسلمان راے قائم کریں کہ ندوہ کی موت و حیات صرف انہی کے ہاتھہ میں ہے

# مکتوب استانۂ علیہ

( از دائرۂ مقدسۂ مشیخت اسلامیۂ کبری زاد اللہ شرفها )

## ( شیخ الاسلام فیلی پائن )

حضرۃ الشیخ محمد وجیہ الجیلانی ( جنکا تذکرہ ایک سے زیادہ مرتبہ الہلال میں ہو چکا ہے اور جو گذشتہ دسمبر میں براہ ہند فلی پائن گئے تھے ) حال میں اُنکا ایک خط آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فیلی پائن کی آب و ہوا اُنکے سخت ناموافق ہوئی اور مجبوراً بغرض علاج قسطنطنیہ واپس آنا پڑا - چنانچہ تحریر فرماتے ہیں :

اے استاذ حکیم ! السلام علیک و رحمۃ اللہ و برکاتہ !

و بعد ' در جزائر فیلی پائن دو ماہ و نیم قیام کردہ بودم - مرض مزمن —— کہ در اواخر قیام آثار پر خطرہ اش ظہور یافتہ بود —— عاجز مسکین را بدار الخلافۃ مجبور عودت کرد -

لاکن للہ مزید المنۃ کہ الاں ان خطر زائل ' و صحت بدر رفت ضعف و نقاہت داخل شد - آن وقت کہ از جزائر حرکت کردم ' مشغول بالنفس بودم ' و بجانب اشرف حضرۃ عالی عریضۂ جوابیہ نتوانستم تقدیم کنم - اما انچہ نوشتہ بودند بوضوع انجامید ' و اکثرے از مطالب مہمہ را.....................تحریر نمودم - و الاں بالمشافہ یک صحبتی مفصلی میسر آمد..........

در روز مفارقت از فیلی پائن جریدۂ یومیۂ محلیہ " دی منیلا تائمس " یک مقالۂ مطولہ متعلق باین عاجز نشر کردہ بود کہ مقطوعش را ( یعنی اُسکے کٹینگ کو ) ہمراہ این عریضہ ارسال دارم - اگر مناسب است ترجمہ اش را نشر نمایند -..........

از طرف این عاجز جمیع اخوان مسلمین ہند را تحیہ و سلام ' ... فیلی پائن مطلع فرمایند - امید دارم از لطف و کرم حضرۃ عز اسمہ کہ در وقت قریب باین عاشق خدمت صحت و توانائی حاصل ' و بجزائر مذکورہ عودت میسر خواہد شد -

عضویت مجلس گزین مقدس تبشیر را با کمال فخر و مباہات قبول کردم و انشاء اللہ العزیز درین قیام دار الخلافہ نقاط مہمۂ این مطلب با تمام و تکمیل خواہد انجامید - از غیرت و حمیت اسلام پرورانہ و خدمات عظیمۂ اسلامیۂ حضرۃ عالی حضرۃ اجل و اعظم شیخ الاسلام و المسلمین بسیار ممنون و متشکر اند ' و در مجالس حضرۃ ایشان ذکر جمیل شما بکرات و مرات می آمد - متع اللہ الاسلام و المسلمین بطول حیاتکم !

از دعوات صالحہ این مریض را فراموش نفرمایند - اللہ سبحانہ حافظ و ناصر شما باشد - و السلام علیکم و علی جمیع اخواننا المسلمین -

اخوکم : محمد وجیہ الجیلانی

شیخ الاسلام فیلی پائن - قسطنطنیہ

اس خط میں فیلی پائن کے روزانہ اخبار " منیلا تائمس " کے جس مضمون کا حوالہ دیا ہے ' اسکا خلاصہ حسب ذیل ہے :

## ( شیخ الاسلام جزائر )

## ( شیخ محمد وجیہ الجیلانی )

" افسوس ہے کہ شیخ الاسلام جزائر فیلیپائن اپنی ناسازی مزاج اور موسم جزائر کی عدم موافقت کی وجہ سے مجبوراً قسطنطنیہ واپس چلے گئے - روانگی سے قبل " زیمبوگا " میں ایک عظیم الشان وداعی جلسہ منعقد ہوا تھا جسمیں ۵ ہزار سے زاید مسلمانان جزائر شریک تھے -

اس عظیم الشان مجلس میں لوگ جوش عقیدت سے زمین پر جھک جھک کر ان کے قدموں اور انکے دامن کو نہایت ادب و احترام اور ارادت و عقیدت سے بوسہ دیتے تھے اور بمنت و الحاح التجا کرتے تھے کہ خدا کے لیے یہاں سے نہ جائیے !

جو لوگ مسلمانان جزائر کی حالت کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں انکا خیال ہے کہ شیخ الاسلام کی آمد سے مسئلہ مور ( مسلمانان جزائر ) کے حل کا آغاز ہوگیا ہے - انکی راے ہے کہ اگر مسلمان ان نیم وحشی لوگوں پر انہی کے مذہب کی راہ سے اثر ڈالنا چاہیں تو ان پر بڑی حد تک اقتدار حاصل ہوسکتا ہے اور اسطرح یہ نیم وحشی پر امن اور کارکن شہری بن جا سکتے ہیں -

شیخ الاسلام کی قسطنطنیہ سے روانگی بھی ایک ممتاز اور نمایاں واقعہ تھا کیونکہ انکو رخصت کرنے کے لیے مشاہیر مذہب اور اعیان و اشراف ملت آئے تھے اور انہیں بعض گرانبہا تحائف بطور یادگار کے دیے گئے تھے انہوں نے شکریہ کے ساتھہ تحائف واپس کر دیے اور کہا :

" مجھے اپنی ذات کے لیے ان تحائف کی یا کسی اور شے کی ضرورت نہیں - میں اگر آپ لوگوں سے کچھہ چاہتا ہوں تو وہ یہ ہے کہ اُن لوگوں کی اصلاح میں میری مدد کیجیے جنکے لیے میں جا رہا ہوں "

شیخ الاسلام جب آئے تو " زمبوگا " اور اسکے قرب و جوار کے ناواقف اور بے خبر فیلی پائنی امریکن عام طور پر ڈرے تھے کہ یہ کوئی نئے نبی یا ایک نئے مہدی ہیں جو اسلیے آئے ہیں تاکہ مسلمانوں کے غولوں کو لیکے مقدس جنگ شروع کردیں -

مگر جب انکا قیام ہوا تو یہ خوف محض بیجا نکلا اور ثابت ہوگیا کہ وہ نہ صرف خلیفۃ المسلمین کے نائب اور شریعہ اسلامیہ کے ایک مفتی ہی ہیں ' بلکہ ان فضائل کے ساتھہ ایک نہایت شریف خصائل و بہترین تعلیم یافتہ شخص بھی ہیں جو اس عہد کا ایک مسلمان ہوسکتا ہے -

ہمارے اخبار کے نامہ نگار نے مسلمانان جزائر فیلی پائن کے سیاسی مستقبل کے متعلق شیخ موصوف سے دریافت کیا تھا - انہوں نے جواب دیا

" جب میں نے یہاں کے مسلمانوں کی حالت دیکھی تو میرا دل فرط غم و تاسف سے چور چور ہوگیا - انکو مدد کی سخت ضرورت ہے - انہیں ہر طرح کی عمدہ تعلیم دینی چاہیے - اسوقت عالم اسلامی میں ان لوگوں کی اصلاح و ترقی سے زیادہ افضل و اشرف کوئی کام نہیں "

مراسلہ نگار نے اس وحشیانہ قتل و خونریزی کے متعلق پوچھا جسے یہاں " جورا میںیدو " کہتے ہیں - شیخ الاسلام نے کہا کہ یہ انکی ایک وحشیانہ عادت ہے جو بطور آثار عہد جاہلیت کے اب تک ان میں باقی ہے - چنانچہ جو لوگ حج کر آئے ہیں وہ اس حرکت کے سخت خلاف ہیں - اسلامی تعلیم کی اشاعت سے اس مذموم عادت کی بیخکنی ہوسکتی ہے - قرآن شریف میں کہا گیا ہے کہ جو آدمی ایک انسان کو قتل کرتا ہے ' گویا وہ سب کو قتل کرتا ہے ( من قتل نفساً بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعاً ) -

الارض بغیـــر الحـــق (١٠ : ٧٢) خدا کی طرف متوجہ کردیتی ہے' اور نہایت خلوص اور عبودیت کے ساتھ دعائیں مانگنے لگتے ہیں کہ خدایا ! اگر اس مصیبت سے تو ہمیں بچالے تو ہم پھر کبھی تجھے نہ بھلائینگے اور ہمیشہ تیرا شکر کرتے رہینگے '

لیکن جب خدا اُنہیں اس بلا سے نجات دیدیتا ہے تو وہ خشکی پر پہنچتے ہی سرکشی اور بغاوت کرنے لگتے ہیں' اور اپنی مصیبت کی گھڑی اور وعدے کو بھول جاتے ہیں "

* * *

قرآن حکیم نے تقریباً دس بارہ موقعوں پر یہ مثال بیان کی ہے۔ یہ اُس وقت کی مثالیں تھیں جبکہ جہازوں اور کشتیوں کی سلامتی کا دار و مدار محض ہوا پر تھا ' جبکہ سمندر کی قہرمانیۃ کے آگے انسان کی بے بسی بہت ہی زیادہ تھی ' اور جبکہ ہوا کی مخالفت ' سمندر کی طغیانی ' بحری راستوں کی ناواقفیت ' اور خوفناک دریائی حیوانات کی خونخواری کے مقابلے کیلیے چھوٹے چھوٹے تختوں کی کشتیاں کچھہ کام نہیں دے سکتی تھیں - لیکن اب دنیا تیرہ سو برس آگے بڑھگئی ہے ' اور انسان نے اپنی مصیبتوں کو دور کرنے کیلیے صنعت اور علم کے بڑے بڑے معجزات دکھلائے ہیں - اسٹیم کی ایجاد نے ہوا کی موافقت و مخالفت سے بے نیاز کردیا ہے جسکے آگے انسان کی کوئی کوشش کارگر نہیں ہوتی تھی - تمام دریائی راستے اس طرح معلوم کرلیے گئے ہیں کہ پچھلے زمانے کے لوگوں کو خشکی کی راہوں کا بھی اتنا علم نہ ہوگا - روشنی کے منارے ' جہازوں کی دائمی آمد و رفت ' حرکت و سکون کے عجیب الخواص آلات ' بے تار کی خبر رسانی ' اور نئی نئی ایجادات و انکشافات نے دریائی سفر کو زمین کے سفر کی طرح بالکل پر امن کردیا ہے ' اور اتنے بڑے بڑے جہاز سمندروں میں ڈالے جاتے ہیں کہ مثل ایک پوری بستی اور آبادی کے ہوتے ہیں ' اور تمام بحری حوادث و خطرات سے بے خوف و خطر ہر طرف پھرتے اور دنیا کے ایک گوشے کو دوسرے گوشے سے متصل کرتے رہتے ہیں .

پس اگر ایسا ہی ہوا ہے تو کیا یہ تمام مثالیں جو قرآن حکیم نے دریائی سفر کے متعلق دی ہیں بیکار ہوجائینگی ؟ کیا اب انسان کی عبرت کیلیے لسان الہی کے بیانات کام نہ دینگے ؟ کیا انسان نے اپنی بے بسی کی مصیبتوں کو نابود کردیا' اور خدا کے پکارنے کی اُسے کچھہ احتیاج نہ رہی ؟

* * *

بارہا میرے دل میں یہ سوالات آئے' مگر سچ یہ ہے کہ انسان نے ابتک کچھہ بھی نہیں کیا ہے۔- اسکے غرور اور گھمنڈ کو کچلنے کیلیے ابتک حوادث ارضیہ و بحریہ کا ہاتھہ متحرک ہے- زمین اسی طرح بے بس کردینے والی مصیبتوں سے معمور ہے جس طرح کہ پہلی تھی' اور دریا ٹھیک ٹھیک اسی طرح مایوسی و نا امیدی کی ہلاکت کے بے شمار مواقع رکھتا ہے جسطرح کہ قران حکیم نے بتلایا ہے - مصیبت و عجز انسانی کی ایک مثال بھی ابتک بے اثر نہیں ہوئی - انسان نے بہت ترقی کی ہے' لیکن وہ خدا کے سامنے ایک بےبس اور لاچار ہے- وہ خواہ کتنے ہی طاقتور اور ناقابل تسخیر جہاز بنالے ' لیکن جیسا کہ اُسکے خدا نے کہا ہے ' اُسے سمندروں کی مصیبتوں سے دو چار ہونا ہی پڑیگا - وہ طوفانوں میں ضرور گھریگا ' موجوں کے احاطے سے بے بس ہوگا ' پانی کی چادریں اسپر سے گذرینگی ' لہروں کی طغیانی اسکا محاصرہ کریگی ' بالاخر اسکو اپنے گھمنڈ اور تمرد کا سر جھکانا پڑیگا ' اور بے بس اور عاجز ہوکر خدا کو پکارنا ہی پڑیگا - ٹھیک اسی طرح جسطرح کہ اسسے بہت پہلے انسانوں نے خدا کو پکارا تھا جبکہ وہ چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں باد بانوں کے ٹکڑے جمع کر رہے تھے ' اور سمندر کی قہرمان ہستی کے مقابلے کے لیے عظیم الشان جہازوں اور مہیب انجنوں کی حکمت صرف انسانی کے نمد جوڑے ہوئے نکتے اپنے ساتھہ رکھتے تھے !

* * *

مصیبت ... سچ ہے کہ ... وہ ایک ہی راستے سے آتی - حالات کے بدلنے سے وسائل و بواعث بھی بدلتے رہینگے یہ سچ ہے کہ اب بادبانی جہاز نہیں ہیں جنکی سلامتی ہوا کی موافقت پر موقوف تھی - تاہم بحر اطلانطک میں بہتی ہوئی برف کی کوئی نہ کوئی چٹان تو اب بھی نکل آسکتی ہے جو " ٹائٹنیک " جیسی انسان کی مغرور اور عظیم الشان صناعی قوت کو فنا کردیگی ؟

اگر یہ صورت بھی نہو تو خود وہی انجن جسکے اعتماد پر انسانی غرور نے تسخیر بحر کا اعلان کیا ہے' موت اور تباہی کا وسیلہ بن جاسکتا ہے اور پھٹکر تمام جہاز میں آگ لگا دیسکتا ہے - جہاز " والٹرنو " کی آتشزدگی سے بربادی چند ماہ پیشترکی بات ہے ۔

* * *

حال میں " ایمپرس آف آیرلینڈ " کی درد انگیز تباہی نے اس حقیقت کو بالکل واضح کردیا ہے - نہ تو قوۃ دخانی کا عظیم الشان دیو کچھہ کرسکا ' نہ تو بے تار کی خبر رسانی کچھہ کام آئی' اور نہ بیسویں صدی کے سائنس اور تمدن نے کچھہ فائدہ پہنچایا - وہ سب کچھہ ہوا جو اِن مثالوں میں قرآن حکیم نے بیان کیا ہے - دریا کی موجیں ہر طرف سے اٹھیں ' لہروں نے بڑھکے سطح جہاز پر قبضہ کرلیا ' سمندر کی قہرمانیت ہر طرف سے محیط ہوگئی ' اور چند گھنٹوں کے اندر ایک ہزار تئیس متمدن انسان انتہائی بے بسی اور درماندگی کے ساتھہ دریا کے اندر فنا ہوگئے - انسانی علم و ایجادات کا غرور ایک متنفس کو بھی نہ بچا سکا : ما لهم من الله من عاصم !

* * *

یہ فی الحقیقت اللہ تعالی کی طرف سے انسانی غرور اور گھمنڈ کے پشت غفلت پر ایک تازیانۂ عبرت ہے جو کبھی کبھی حرکت کرتا ہے تا کہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ بڑی بڑی ترقیوں کے بعد بھی انسان اسی طرح فطرۃ کے پنجے میں ہے جیسا کہ خلقت کائنات کے پہلے دن تھا' اور خدا کے پکارنے کیلیے ابتک اسی طرح مجبور ہے جیسا کہ ہزاروں برس پہلے تھا - خواہ وہ کتنا ہی اپنی تدبیروں میں غرق اور اپنی فتحمندیوں پر نازاں ہو لیکن جسطرح خدا اُسے اپنی حفاظت کیلیے یکے بعد دیگرے نئی نئی تدبیریں سجھاتا رہتا ہے ' اسی طرح وہ نئی نئی تدبیروں سے اسکے سر غرور کو کچل بھی سکتا ہے - ادھر کوئی نئی تدبیر بچاؤ کی نکلیگی ' ادھر قدرت ہلاک کی کسی نئی صورت کو مسلط کردیگی :

و اذا مسکم الضر فی البحر ضل من تدعون الا ایاه فلما نجاکم الی البر اعرضتم' و کان الانسان کفورا - افامنتم ان یخسف بکم جانب البر او یرسل علیکم حاصباً ثم لا یجدوا لکم وکیلا ؟ (١٧ : ٦٨ )

" اور جب سمندر کے اندر تم مصیبت میں مبتلا ہو جاتے ہو تو جن قوتوں پر تمہیں اعتماد تھا ' ان میں سے کوئی بھی تمہارے کام نہیں آتی - تم سب کو بھول جاتے ہو - صرف خدا ہی تمہیں یاد آتا ہے - لیکن پھر جب خدا تمہیں خشکی تک پہنچا دیتا ہے ' تو اُس سے گردن موڑ لیتے ہو اور اپنی مصیبت کی گھڑی بھول جاتے ہو !

لیکن اگر تم اپنی مصیبتوں کی طرف سے مطمئن ہوگئے ہو اور سمجھنے لگے ہو کہ اب اور کوئی مصیبت ہم پر آسکتی ہے تو یہ تمہاری بڑی ہی غفلت ہے - کیا یہ ممکن نہیں کہ خدا تمہیں دریا کی جگہ خشکی ہی میں ہلاک کرڈالے اور زمین کو دھنسا دے ؟ یا خوفناک آندھیاں چلا دے اور اُس وقت تم کسی کو اپنا مددگار نہ پاؤ ؟ اسکے عذاب کی تو ہزاروں صورتیں ہو سکتی ہیں۔ وہ کچھہ تمہاری طرح اپنے کاموں میں عاجز و درماندہ نہیں ہے "

پروفیسر موصوف نے بہت سے ایسے عجیب غریب آلات بنائے ہیں جو نہایت صحت و دقت کے ساتھہ ان تمام حرکات و تغیرات کو قلمبند کر لیتے ہیں جو پودوں میں خارجی اثرات سے پیدا ہوتے ہیں یا خارجی اثر کے بغیر خود بخود اندر ہی اندر پیدا ہوتے رہتے ہیں - رائل سوسائٹی کے صدر جب پروفیسر موصوف کی پرائیوٹ تجربہ گاہ میں آئے تو ان پر سب سے زیادہ اثر انہی آلات کا پڑا - چنانچہ انہوں نے خود اس کا اظہار کیا اور کہا کہ اس سلسلے میں علم وظائف الاعضاء ( فزیالوجی ) کے متعلق جو تحقیقات ہوئی ہے بہت اہم ہے - نیز انہیں امید ہے کہ یہ تحقیقات ایک ایسے انداز میں جاری رہیگی جو اس مسئلہ کے شایاں شان ہے -

" اسٹینڈرڈ ورک ان فزیالوجی " ( علم وظائف الاعضاء میں ایک مستند کتاب ) کے مصنف پروفیسر اسٹارلنگ (Professer Starling) اور علم " وظائف اعضاء نباتات " (Plant Physiology) کے مشہور ماہر پروفیسر آلیور (Olwer) بھی پروفیسر بوس کی لیبوریٹری میں آئے تھے - انکے ساختہ آلات کی دقت و صنعت عملی سے بیحد متاثر ہوئے - انہوں نے اعتراف کیا کہ پروفیسر بوس کا عملی اور علمی طریق دونوں بہت اہم اور عظیم الشان ہیں !

( عام دلچسپی اور اعتراف )

یہ عجیب بات ہے کہ اس دلچسپی کا دائرہ محض علم النباتات اور اسکے ہمرشتہ علوم کے حلقوں ہی تک محدود نہیں ہے ' بلکہ طبعیات کے دیگر حلقوں میں بھی نہایت گہری توجہ پیدا ہوگئی ہے -

پروفیسر آرتھر ریڈ ایک ماوراء طبیعی (Metaphysician) ہیں - یعنی انکا موضوع بحث و فکر مسائل ما وراء الطبعیات ہوا کرتے ہیں - فطرت ( نیچر ) کے ماوراء الطبیعی مسائل پر انہوں نے ایک کتاب بھی لکھی ہے جسکا نام " میٹافزکس آف نیچر " ہے -

وہ کہتے ہیں کہ علمی دنیا میں کہا مشکل سے کوئی کام اس قدر اہم نہیں ہوا ہے جیسا کہ اس ہندوستانی عالم نے کیا - انکی رائے میں یورپ کے موجود فلسفیانہ خیالات پر اس انکشاف کا نہایت گہرا اثر پڑیگا - اور اب تک ہم جس نظر سے روح اشیاء کو دیکھتے آئے ہیں ' اسمیں یقیناً بہت کچھہ تغیر ہو جائیگا -

مسٹر آرتھر بالفور بھی پروفیسر بوس کے نظریہ سے بہت متاثر ہیں - اور انکی پرائیوٹ تجربہ گاہ میں کئی بار آچکے ہیں - پروفیسر نے انکو درختوں کی زرد ریحی اور چڑ چڑے پن کے متعلق جو تجارب دکھلائے ' انمیں انہوں نے نہایت گہری دلچسپی لی - مسٹر بالفور کو حیرت ہے کہ یہ نظریہ علمائے وظائف الاعضاء کے لیے کسقدر اہم و عظیم الاثر ہے !

ادبیات

# آثار علمیہ خطیۂ

## مرزا غالب مرحوم کا غیر مطبوعہ کلام

شب وصال میں مونس گیا ہے بن تکیہ
ہوا ہے موجب آرام جان و تن تکیہ

خراج بادشہ چیں سے کیوں نہ مانگوں آج ؟
کہ بن گیا ہے خم جعد پرشکن تکیہ

بنا ہے تختۂ گلہائے یاسمیں بستر
ہوا ہے دستۂ نسرین و نسترن تکیہ

فروغ حسن سے روشن ہے خوابگاہ تمام
جو رخت خواب ہے پرویں ' تو ہے پرن تکیہ

قطعہ

مزا ملے کہو کیا خاک ساتھہ سونے کا ؟
رکھے جو بیچ میں وہ شوخ سیم تن تکیہ

اگرچہ تھا یہ ارادہ مگر خدا کا شکر
اٹھا سکا نہ نزاکت سے گلبدن تکیہ

ہوا ہے کاٹ کے چادر کو ناگہاں غائب
اگرچہ زانوے نل پر رکھے دمن تکیہ

بضرب تیشہ وہ اس واسطے ہلاک ہوا
کہ ضرب تیشہ پہ رکھتا تھا کوہکن تکیہ

یہ رات بھر کا ہے ہنگامہ صبح ہونے تک
رکھو نہ شمع پر اے اہل انجمن تکیہ

اگرچہ پھینکدیا تم نے دور سے لیکن
اٹھائے کیونکہ یہ رنجور خستہ تن تکیہ

غش آگیا جو پس از قتل میرے قاتل کو
ہوئی ہے اسکو میری نعش بے کفن تکیہ

شب فراق میں یہ حال ہے اذیت کا
کہ سانپ فرش ہے اور سانپ کا ہے من تکیہ

روا رکھو نہ رکھو تھا جو لفظ " تکیہ کلام "
اب اسکو کہتے ہیں اہل سخن " سخن تکیہ "

ہم اور تم فلک پیر جسکو کہتے ہیں
فقیر غالب مسکیں کا ہے کہن تکیہ

( مسٹر بوس کا کارنامہ )

یہ مضمون ہم نے صرف اسلیے اس اشاعت میں شائع کیا تاکہ پروفیسر بوس اور انکی سرسری تعارف الہلال کے حلقۂ مطالعہ سے ہوجائے - ورنہ اصلی موضوع بحث پروفیسر موصوف کی تحقیقات و انکشافات کی تشریح ہے اور اسکا باتصویر سلسلہ آئندہ اشاعت سے شروع ہوگا -

## شذرات علمیہ

### کوا پریٹو سوسائٹی

شکر ہے کہ کوا پریٹو سوسائٹی کی تحریک ہندوستان میں آگے بڑھہی ہے اگرچہ رفتار افسوسناک طور پر سست ہے - اس تحریک کے آغاز کو دس سال ہوگئے - اسوقت کل ۲ ہزار سوسائٹیاں ہیں ' اور انکے ممبروں کی تعداد قریباً ۲ لاکھہ - کار و بار میں لگے ہوے سرمایہ کی مقدار ۵ کرور ہے -

یہ نظام اعانت ہندوستان کے علاوہ مصر جرمنی ' اور اطالیا میں بھی رائج ہے - مصر میں ہندوستان کے بعد اور اسی کے نمونہ پر روشناس کیا گیا ' اسلیے اسکے نتائج قابل ذکر نہیں - البتہ اطالیا اور جرمنی کے موازنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زراعتی آبادی میں سے ہر ۲۰ ہزار کے لیے اطالیا میں ۱۵ اور جرمنی میں ۵۲ ' ہیں مگر بدبخت ہندوستان میں صرف " ایک " !

اسکی وجہ کچھہ تو اس تحریک کی نوعمری اور زیادہ تر ملک کی وسعت ' جہل کا استیلاء ' اور تعلیمیافتہ طبقہ کی اقتصادی اور اجتماعی تحریکوں سے غفلت و بے رغبتی ہے

### دول یورپ اور فوج

آیندہ سال امن کی حالت میں جرمن فوج کی اصل تعداد ۸ لاکھہ ۷۰ ہزار ہوگی لیکن جنگ کے زمانہ میں ۵۴ لاکھہ تربیت یافتہ اشخاص کی خدمت حاصل ہوسکیگی اور اس ہمہ فوجی حلقوں میں مزید اضافہ کی فرمایش ہورہی ہے - جرمنی کو دیکھکر فرانس نے بھی اپنی فوج میں معقول اضافہ کرلیا ہے - مگر وہ اضافہ کے بعد بھی جرمنی سے بہت کم ہے - اسکی وجہ یہ ہے کہ فرانس جرمنی کی طرح زیادہ فوجی مصارف کا متحمل نہیں ہوسکتا - یہی سبب ہے کہ وہ اپنے حلیفوں کی طرف اعانت طلب نظروں سے دیکھہا ہے -

روس بھی اپنی فوج میں اضافہ کا انتظام کررہا ہے جسکی تعداد ۴ لاکھہ ۵۰ ہزار ہوگی - سب ملاکر امن کی حالت میں روسی فوج کی تعداد ۱۷ لاکھہ ہے - گویا جرمنی سے کوئی دو چند -

لیکن سچ یہ ہے کہ جرمنی کو اس غیر معمولی اضافہ سے کوئی فائدہ نہیں ہوا - کیونکہ اب بھی مفاہمت ثلاثہ کی فوجی طاقت اتحاد ثلاثہ کی فوجی طاقت سے بہت زیادہ ہے -

# مشهــور پــروفيسر جے - سی - بــوس
## اور
# علماء انگلستــان كي قــدردانى
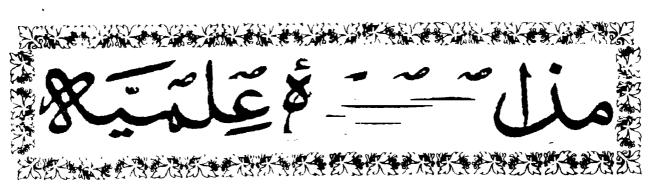
آجکل مشهور بنگالي عالم پروفيسر بوس انگلستان میں مقیم هیں اور اپنے نودریافت نظریه پرجا بجا تقریریں کر رهے هیں - انكي پرائیویت برطاني تجربه گاه ( لیبوریٹری ) علما و مصنفین انگلستان کا مرکز شوق و شغف بنگئی هے !

آج دنیــا کے سب سے چھوتے براعظم ( یورپ ) اور بقیه کرۂ ارض کي هر شاخ حیات ملی میں جو عظیم الشان فرق نظر آتا هے' وہ قدرت کی کسي غیر عادلانه تقسیم کا نتیجه نہیں هے - قدرت نه تو بخیل هے اور نه متعصب - اسکے نزدیک امتیاز مرز وبوم اور تفریق رنگ و نسل کوئي شے نہیں -

سیاه امریقه ' گلفام ایران ' زرد رو مشرق اقصی ( چین و جاپان ) بوقلموں هندوستان ' اور سفید یورپ ' سب اسکے نزدیک ایک هیں : کلکم من آدم و آدم من تراب !

اس کا ابر کرم سب پر یکساں برستا هے - البته جو لوگ اپنے باغ و چمن کو اس سے سیراب کرلیتے هیں ' انکا دامن همت گل و ثمرے مالا مال رهتا هے - لیکن جنکے یہاں برسات کا موسم غفلت میں کاٹ دیا جاتا هے ' انکے وهاں همیشه خاک اڑتی رهتی هے من عمل ' فلنفسه - و من عسی فعلیها -

مواهب وهبیه قدرت نے یورپ اور غیر یورپ ' دونوں کو یکساں دیے هیں - یورپ میں اسکي تربیت و پرداخت کی جاتي هے - اسلیے جلیــل القدر فلسفی ' عظیم الشان طبیعی ' عالی مرتبه مخترع ' بلند پایه مصنف ' جادو نگار انشاء پرداز ' اور سحر آمیز خطیب پیدا هوتے هیں ' لیکن مشرق نے اپنے تمام خصائص تعلیم و تربیت کھو دیے - نتیجه یه نکــلا که وہ تمــام فطري قوتیں جو قدرت کي بخشش سے آئے ملي هیں ' ضائع جاتی هیں ' اور هم میں اکابر و ابطال ( هیروز ) کا هر طرف قحــط هے : و ما کان الله لیظلمهم و لکن کانوا انفسهم یظلمون !

* * *

اس حقیقت کی مثالوں کی کمي نہیں اور نه همیں کسی غیر معمولی تفحص و تلاش کی ضرورت هے - کیونکه اسکی تازه ترین مثال پروفیسر بوس همارے سامنے موجود هیں - وہ ایک ایسی قوم کے ممبر هیں جو صدیوں سے خوابیده و افتاده پري تھی مگر ایک صدي سے ام کی بیداري نے آج اسمیں اوساء دماغی کی بہترین مثالیں پیدا کردي هیں !

( اکسفورڈ )

پروفیسر موصوف کي اولین تقریر غالبا آکسفورڈ میں هوئي هے- اس تقریر کي کامیابی کا غلغله جب سے بلند هوا هے ' اسوقت سے تمام علمي حلقوں کی نظریں دفعة اٹھگئی هیں اور دوسرے علمی معاهدوں (انسٹیٹیوشنز ) سے بھي دعوتیں آرهی هیں که اپنی تحقیقات سے انهیں افاده کا موقعه دیں !

( کیمبرج )

آکسفورڈ کے بعد انهوں نے کیمبرج میں تقریر کی - کیمبرج والوں نے اسقدر اهتمام کیا که اسکے تجربه کے پودوں کے لیے خاص هندوستان کی مٹي مهیا کي !

کیمبرج کا بتانیکل تھیٹر ( تماشا گاه نباتات ) ایک وسیع اور کشاده عمارت هے - پروفیسر موصوف اسی عمارت میں اپنی نظریه کے متعلق تجربے دکھا رهے تھے - ریوٹر کا بیان هے که یه عمارت بڑے بڑے طبیعیین اور خصوصیین ( اکسپرٹس ) سے اس طرح بھري هوئی تھي که تل رکھنے کی جگه نه تھي - اور یه تمام مجمع اساتذۂ علم همه تن گوش هورها تھا !

کیمبرج کا قاعده هے که جب کوئی طالب علم کسي خاص شاخ میں فضیلت ( آنرز ) کا درجه حاصل کرتا هے تو ایک خاص امتحان لیا جاتا هے - اسے ترپیوس (Tripos) کہتے هیں -

پروگرام کے قرار داده وقت کی رو سے تقریر کا وقت آگیا تھا مگر اسوقت بعض مستعد طلبه ترپیوس میں بیٹھے تھے - اسلیے پروفیسر بوس سے درخواست کی گئي که وہ صرف دس منٹ اور توقف کریں تاکه طلبه امتحان سے فارغ هوکے آجائیں اور محروم نه رهیں -

( سر ایف - ڈارون )

اثناء تقریر میں هر تجربه اور اسکے مظاهره (Demonstration) کا استقبال گرمجوشي اور پر زور چیرز سے کیا جاتا تھا - تجربہ کے متعلق یه امر قابل ذکر هے که انکي ابتداء موجوده انگلستان کے مشهور عالم نباتات (Botanist) سر فرانسس ڈارون کرتے تھے - عموماً پہلے انھی کے هاتھوں کو تالیوں بجانے کے اختیارانه جنبش هوتي تھی ' اور پھر تمام هال گونج اٹھتا تھا !

سر ایف - ڈارون نے آخر میں یه تجویز پیش کی که پروفیسر بوس کے لیے شکریه کا ووٹ پاس کیا جائے - ووٹ تجویز کرتے هوے انهوں نے کہا که وہ قدر دانی کے جذبات سے لبریز هیں که صرف اسلیے که هم کہاں درخشاں و یادگار هے' بلکه اس لیے که تجارب کی نوعیت ایسی هے که انسان کو ناگزیر طور پر قائل هوجانا پڑتا هے - انهوں نے اعتراف کیا که مقرر ایک نادر الوجود ذهن و دماغ رکھنے والا صاحب عملیات هے - نیز حاضرین کو اس امر کی طرف توجه دلائي که انهوں نے جو کچھه ابتک کیا هے محض اپنی جیب خاص کے مصارف سے کیا هے - حتی که انکو اپنے تجارب کے لیے بہت سے خاص خاص آلات بنانا پڑے جو اسقدر قیمتی اور نازک هیں که دیکھنے حیرت هوتي هے -

نفس موضوع کے متعلق انهوں نے کہا که اپنے اندر ایک عجیب دلچسپی رکھتا هے اور اگر یه کام آگے بڑھا تو اس سے بہت کچھه امید کی جاسکتی هے -

( مسٹر بوس کی تجربه گاه )

پروفیسر بوس کے مسئله کے متعلق انگلستان کے علمی حلقوں میں اسقدر دلچسپي بڑھگئي هے که بہت سے اجله علماء و مشاهد انکے پرائیوٹ تجربه گاه ( لیبوریٹري ) میں آتے هیں اور انکے مقصود و مانه الافتخار مسئله کا درس و مطالعه کرتے هیں !

جوگرکے اٹھتے ہیں وہ انسے زیادہ بے خطر دوڑتے ہیں جنھیں راہ کی ٹھوکروں کی خبر نہیں -

وہ ہمیشہ کیلیے بندھگیا - یہی حملہ کیوپڈ کا ناقابل دفاع ہوتا ہے ' حالانکہ جنگل کی عورتوں نے اسے پہلی مرتبہ دیکھکر کہا تھا : " تو اپنی کمان کھینچ مگر زنجیر سے کام نہ لے " (۱)

عشق چون بر سر کسی حملۂ بیداد آرد
اولش قوت بگـــریختن از پا برود

* * *

" ٹریبک " لندن کے مشہور انتقاد نگار مسٹر ملپ ٹیس نے اس کتاب پر نہایت دلچسپ ریویو لکھا ہے اور بعض قابل غور اقتباسات پیش کیے ہیں - ہم اسکا خلاصہ درج کرتے ہیں :

" پارنل " اپنے وقت میں آئرش تحریک کا سب سے بڑا لیدر تھا - اسوقت کسی کو اسکا وہم بھی نہیں ہوسکتا تھا کہ وہ ایک عورت کے لیے تمام دنیا کو کھو بیٹھیگا ؟ یا یہ کہ ایک قوم جو انتہائی قانون شکنی کے لیے اٹھی ہے ' اپنی قومی قسمت کے ایک نہایت ہی نازک وقت میں اپنے ایک ہی لیڈر کو صرف اسلیے چھوڑ دیگی کہ اس نے ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی کی تھی ؟

مگر ایسا ہی ہوا - پارنل سے لغزش ہوئی - عشق کے حملے کو وہ نہ روک سکا - اسکے متبعین نے اسکا ساتھہ چھوڑ دیا - نتیجہ یہ نکلا کہ آئرش تحریک کم از کم بیس سال پیچھے ہٹگئی -

مسز " اوشے " ہی وہ عورت ہے جسکے لیے پارنل نے اپنا مستقبل برباد کیا ' اسلیے اسکے اس قول کو ضرور باور کیا جاسکتا ہے کہ وہ (یعنی مسیز اوشے) " پارنل کی روح کے خلوتکدوں میں اسکی پیچیدہ تاریکیوں اور نظر خیرہ کن روشنیوں کے باوجود داخل ہوئی " -

پارنل ایک دراز قامت ' عمیق و سنجیدہ چشم ' مسرور مگر خوشنما چہرہ انسان تھا - تعجب یہ ہے کہ جب وہ ان لوگوں سے ملتا تھا جن کو اس سے ہمیشہ سابقہ پڑتا تھا ' تو اسوقت بھی وہ معمولی انسان نہیں معلوم ہوتا تھا !

اسمیں اپنے انگریزی آبا و اجداد کی نخوت اور مغرورانہ کم سخنی تھی جسکی تائید اسکے حیاء پرور اور ذکی الحس مزاج سے ہوتی تھی ' لیکن ساتھہ ہی اسکے کریکٹر میں چالیمپ کا بھی انداز تھا - آئرش قوم کی روح پوری طرح اسمیں موجود تھی - اسکی گہری اداسی اسکی وہم پرستی ' اسکا انسانوں کا سا اندر ہی اندر سلگنے والا جذبہ ایسا عجیب تھا ! وہ رومن کیتھولک نہ تھا ' مگر انکی اسرار پرستی کی ہوا اسے لگ گئی تھی - تاہم وہ انکے عقائد سے اتفاق نہ کر سکا

مسز اوشی لکھتی ہیں - " اسکا (پارنل کا) ارادہ سخت خود مختار تھا ' وہ جب ایک دفعہ کسی کام کا ارادہ کر لیتا تو پھر نہ کسی کو اسمیں مداخلت کرنے دیتا تھا ' اور نہ کسی شے کو اپنی راہ میں حائل ہونے دیتا "

مسز مذکور بتلاتی ہیں کہ " جب اسکی جماعت میں سے کوئی شخص اسے روکتا تھا ' تو وہ کس طرح خوفناک ستبد ہو جاتا تھا ؟ اور کس طرح اس شخص کو اپنی جماعت سے ایک ایسی خاموشی اور سرد مہری کے ساتھہ نکالدیتا جو اسکے ارادہ کی ناپسندیدہ مخالفت سے پیدا ہوتی "

اسکا قول تھا کہ " جب تک میں لیڈر ہوں ' لوگ میرے آلات اور اوزار ہیں - اگر انہیں یہ منظور نہیں تو چلے جائیں " اس نے بیرحمی سے ان " آلات " کو اپنی خطرناک سرد طاقت سے ڈھال کے مانند ہوے اور لڑائی کا وہ معرکہ شروع کیا جو انگریزی ارباب سیاست کے لیے ایک " خواب پریشان " ہوگیا -

(۱) یونانی علم الاصنام میں کیوپڈ عشق کا دیوتا ہے جسکے ہاتھہ میں عشق کا تیر و کمان ہے - ایک منظر میں دکھایا ہے کہ جنگل کی حسین عورتوں نے سب سے پہلے اسے دیکھہ اور [illegible] کمان کھینچ مگر زنجیر سے کام نہ لے -

لیکن یہ اتفاق دیکھو کہ جب وہ اپنے سے باہر اس طرح محشر بپا کر رہا تھا تو خود اپنے اندر عشق کا شکار ہوگیا - اسی کی داستان الم کا دفتر ایتھرائن اوشی نے اپنی کتاب میں کھولا ہے -

پہلے کیتھرائن ایپنن اوشی آئرش ممبر پارلیمنٹ کی بیوی تھی - اس نے پارنل ' بہت لمبے ' دبلے ' اور خوفناک زرد رو پارنل کو سب سے پہلے " پیلس یارڈ " میں دیکھا - وہ لکھتی ہے :

" اس نے (پارنل نے) ایک تبسم کے ساتھہ میری طرف سیدھی نظروں سے دیکھا - اسکی شعلہ فشاں آنکھوں نے کچھہ ایسے حیرت انگیز شوق کے ساتھہ دیکھا تھا کہ فورا میرے دماغ میں اسکی عجیب ہستی کا تصور پیدا ہوگیا - میں نے خیال کیا یہ شخص عجیب و غریب اور مختلف قسم کا ہے "

اسی وقت سے یہ معلوم ہونے لگا کہ ان دونوں میں بہت گہری ملاقات ہوگئی ہے - اسکے بعد ہی باقاعدہ مگر مخفی خط و کتابت بھی شروع ہوگئی

سنہ ۱۸۸۰ع میں جب پارنل کو خوف پیدا ہوا کہ اسے بغاوت کے جرم میں گرفتار کرلیا جائیگا ' تو وہ ایک دن شب کو مسز اوشی کے مکان پر آیا اور اس سے اپنے تئیں چھپانے کی فرمایش کی -

پارنل مسز اوشی کے ڈریسنگ روم میں دو ہفتہ تک چھپا رہا - مکان والوں میں سے کسی کو اسکی خبر نہ ہوئی - البتہ نوکروں نے صرف اسقدر کہا کہ " بیوی (مسٹریس) پہلے جسقدر گوشت کھاتی تھیں - اب ڈریسنگ روم میں اس سے زیادہ کھانے لگی ہیں ! "

مسز اوشی کے یہاں سے جب پارنل جانے لگا تو اس نے تمام سیاسی مراسلات مسز اوشی کے حوالے کردیں - مسز اوشی نے ایک مضبوط کنگن بنوایا اور اسمیں ان مراسلات میں سے دو مراسلوں کو جو خاص طور پر اہم اور خطرناک تھیں ' رکھکر اپنے بازو پر پہن لیا - یہ کنگن اسیطرح تین برس تک اسکے بازو پر بندھے رہے -

مسز اوشی پارنل کے تمام رازوں کی محرم تھی - یہ اسی کا مکان تھا جہاں پارنل اپنی جماعت کے جلسوں کو چھوڑ کے آ جایا کرتا تھا ' اور گھنٹوں اس عجیب عورت کے ساتھہ بیٹھا رہتا تھا جسکو وہ اپنی زبان میں " ملکہ " کہا کرتا تھا اور وہ بھی اسے اپنا " بادشاہ " کہتی تھی !

بارہا ایسا ہوا کہ وہ نہایت اہم جلسوں میں صرف اسلیے نہ جا سکا کہ اسکی " دلربا ملکہ " نے اسے اجازت نہ دی - آہ ! وہ کس قدر ظالم تھی جبکہ اس انسان کو روک رہی تھی ' جسکے جانے پر ایک پورے ملک کے مستقبل استقلال کا دار و مدار تھا !

مسز اوشی جب کبھی اسے لعنت و ملامت کرتی تو وہ ہمیشہ یہ جواب دیتا کہ ملکہ ! تم آئین بادشاہت سے واقف نہیں " کہ کبھی وجہ بیان کرے اور نہ کبھی معذرت دے " !

اسکے ساتھہ ہی ہنسکر (جو اسکے لیے عام طور پر ایک نادر الوقوع امر تھا) ان الفاظ کا اضافہ کردیتا " اگر میں معذرت کی انسانی کمزوری سے بالاتر نہ ہوتا تو اپنی جماعت کو قائم نہ رکھہ سکتا "

اس قصہ کا وہ حصہ بہت دلچسپ ہے جہاں مسز اوشی نے یہ بتایا ہے کہ وہ کیونکر پارنل اور گلیڈسٹون میں ایک متوسط کی حیثیت سے کام کیا کرتی تھی اور کس طرح حسن و عشق سیاست اور قومی تحریک کا نامہ بر تھا ؟

مسز اوشی کا دعوا ہے کہ اس محبت کے بارے میں وہ پارنل کو (جس نے اپنی تمام عمر ایک عورت کے لیے خطرہ میں ڈالدی) اور اپنے آپ کو (جس نے اپنے جاں نثار عاشق کے لیے شریف شوہر سے بیوفائی کی) ہرگز مجرم نہیں سمجھتی - اور وہ ان لوگوں کے نفاق کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے جو اس قصہ کے طشت از بام ہونے اور طلاق کے منظور ہونے کے بعد ان دونوں کی محبت کو برا کہتے ہیں - حالانکہ وہ اس سے پہلے بھی انکے باہمی تعلقات سے واقف تھے مگر کبھی انہوں نے کوئی اعتراض نہیں کیا -

مسٹر پارنل

# مطبوعات جدیدہ

## تاریخ استقلال آئرلینڈ کی ایک عشق آمیز داستان

## چارلس استوارٹ پارنل
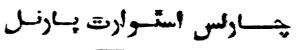
( ایک پولیٹکل لیڈر اپنے عشق و محبت کی زندگی میں ! )

آجکل آئرلینڈ کی آزادی و استقلال کی تحریک اپنی آخری منزلوں سے گذر رہی ہے - اس موقعہ پر اگر اس تحریک کے ایک مشہور لیڈر کا تذکرہ کیا جاے تو غالباً وقت اور موسم کے خلاف صحبت نہ ہوگی - علی الخصوص ایسی حالت میں کہ اسکے اندر انسانی حیات کے بہت سے دلچسپ اور مطالعہ طلب اسرار کا انکشاف ہو !

* * *

اس تحریک کے مشہور لیڈروں میں ایک جانباز شخص " چارلس استوارٹ پارنل" تھا - اس نے مسٹر گلیڈ اسٹون کے زمانے میں بے انتہا شہرت حاصل کی جبکہ وہ آئرلینڈ کا " ہوم رول بل" ترتیب دے رہے تھے - موجودہ تحریک کی زندگی اسی کی جانفروشیوں کا نتیجہ ہے -

آئرش تحریک کے تمام ہوا خواہوں میں اسکی پرستش کی جاتی تھی اور تمام قوم اسکی مطیع و منقاد تھی !

* * *

لیکن اسکے بعد کچھہ ایسے واقعات پیش آگئے جنکی وجہ سے پارنل یکایک نظروں سے گر گیا ' اور خود اسے بھی محسوس کیا کہ اسکی عملی قوت شکست کھاکے اسے چھوڑنا چاہتی ہے -

پبلک اس سے بدظن ہوگئی ' عزت و اطاعت کی جگہ حقارت و تذلیل کے ساتھہ اسکا ذکر ہونے لگا - خود انہی لوگوں نے ساتھہ چھوڑ دیا جنکے استقلال کیلیے اس نے اپنی زندگی خطرات و مہالک میں ڈالدی تھی - نتیجہ یہ نکلا کہ آئرلینڈ کا مسئلہ کامیابی سے قریب تر ہوکر پھر گر گیا ' اور آئرش تحریک بیس سال کیلیے پیچھے رہگئی - یہ مسلم ہے کہ اگر مسٹر پارنل کو اسکی قوم نے چھوڑ نہ دیا ہوتا تو آئرلینڈ کی موجودہ حالت ایسے ایک چوتھائی صدی پہلے ہو رہتی -

* * *

یہ انقلاب جو ایک محبوب القلوب اور پر عظمت و رفعت زندگی میں ہوا اور جس سے آفتاب شہرت کو عین نصف النہار کے وقت گہن لگ گیا ' اسکی علة صرف ایک عورت کی نگہ ساحرکی افسوں طرازی تھی ' جسکے آگے آئرلینڈ کو استقلال دلانے والے دماغ نے اپنے تئیں بالکل بیدست و پا پایا ' اور ہمت و عزائم کے جس تاج و تخت کو حکومت کی سطوت و ہیبت مرعوب نہیں کرسکتی تھی ' وہ ایک متبسم چہرے ' ایک شگفتہ چشم و ابرو ' ایک پر اسرار عشق نگہ یار ' اور ایک دلستان و شکیب ربا صداے مترنم کے آگے اضطراب و تزلزل سے کانپنے لگا !

مسز اوشی

اس عورت کا نام " مسز اوشی " تھا - مسٹر اوشی ممبر پارلیمنٹ کی بیوی تھی مگر پارنل کے لیے اس نے اپنے شوہر کو چھوڑ دیا ' اور جب عرصے تک خفیہ تعلقات رہچکنے تو طلاق لیکر اسی کی ہوگئی - یہ حالات جب مشہور ہوے تو لوگوں کو سخت افسوس ہوا اور ' افسوس نفرت و حقارت بنکر یکایک تمام ملک میں پھیل گئی !

حال میں خود " مسز اوشی " نے ایک نہایت دلچسپ کتاب مسٹر پارنل کے متعلق شائع کی ہے جسکا نام " پارنل ' اسکے عشق کا افسانہ ' اور اسکی سیاسی زندگی " ہے - یہ کتاب نہایت دلچسپ ہے - علی الخصوص اس لیے کہ گویا ایک صید و نخچیر کی سرگذشت ہے جو خود صیاد کی زبان سے نکلی ہے - اور اس خصوصیت کے اعتبار سے شاید اپنے رنگ میں ایک ہی کتاب ہے -

فرہاد و شیریں ' لیلی و مجنوں ' جمیل و سلمی ' اور قیس و لبنی کا عہد گیا :

دور مجنوں گذشت و نوبت ماست !

اب اس عہد نے مجنوں و فرہاد مسٹر پارنل جیسے عشاق میں اور لیلی و شیریں کا حصلۂ حسن مسز اوشی جیسی نکتہ شناس اور دہاب طرار عہدہ گروں کو ملا ہے - پہلے عشق کی داستانیں صرف زبان عشق ہی سے سنی جاتی تھیں - اب زبان حسن انکی ترجمانی کریگی - یہ گویا فرہاد کی سوانح عمری ہے جو اس عہد کے شیریں کے قلم سے نکلی ہے !

یا رب اس آشناے کسے نسکنہ دل مباد !

* * *

سب سے بڑی خصوصیت جو اس سوانح عمری میں ہے ' وہ ایک سیاسی زندگی کا حیات عشقیہ سے آمیز ہونا ہے - اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حسن و عشق کی خود فراموشانہ محبتوں میں آکر ایک پولیٹکل لیڈر کا کیا حال ہوتا ہے ؟

بظاہر یہ دونوں چیزیں متضاد نظر آتی ہیں مگر حقیقت میں سرچشمہ دونوں کا ایک ہی ہے - ایک نہ ہو جب بھی عشق کی روح تو وہ جوہر حیات ہے جو ہر جسم کو زندہ کر دیتا ہے :

یکے دوا ست بدار الشفاء میکدہ ہا

و ہر مرض کہ بیالد کسے شراب دھند !

کرامویل نے بھی محبت کے ...ں تقدیس کی ' اور اٹلی کے پاک ... " میزینی " کی نسبت ... کہا جاتا ہے کہ ایک زلف صد ... جسکی لٹوں میں کبھی کبھی ... بے مہر انگلیاں محبت سے ... کرتی تھیں - نپولین جب ماسکو کو تباہ کرکے واپس آ رہا تھا تو اس نے ... " میں عشق سے انکار نہیں کرتا ! "

لیکن پارنل کی مصیبت دوسری قسم کی تھی - وہ کرکراتھہ نہ سکا ...

مسٹر استوارٹ پارنل
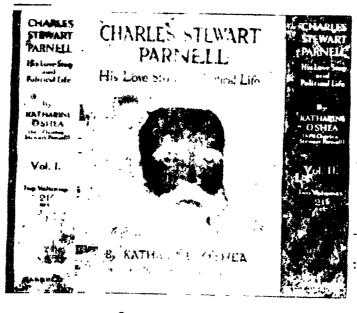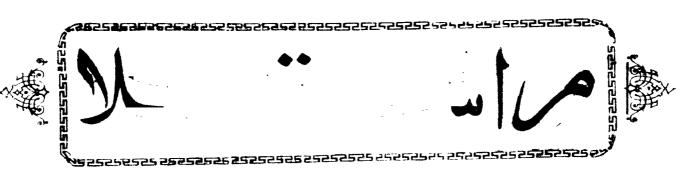
## دولۃ عثمانیہ کا مستقبل

### اور تعلیم و تربیت و نظام عمومی

حضرت مولانا - السلام علیکم و رحمۃ اللہ - جب خالد خلیل بے بمبئی میں تشریف فرما تھے تو میں نے اونکی خدمت میں چند خیالات ظاہر کرنے چاہے تھے' مگر افسوس کہ وہ یہاں سے چلے گئے اور مجھکو وقت نہ ملا کہ اپنا ارادہ پورا کرسکتا -

اسمیں کچھہ شبہہ نہیں کہ نصرانی یورپ اس باقی ماندہ اسلامی سلطنت ترکی کی تباہی کے درپے ہے اور انسانی قوی کی رفتار پر غور کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بفرض محال اگر ترکی کی اسلامی رعایا میں وہ جوش پیدا بھی ہوجاے' جو قرون اولی کے مسلمانوں میں تھا یا اب جاپان میں ہے' تو بھی انکا ترقی کرکے کسی ایک نصرانی سلطنت کے ہم پلہ ہونا بھی ممکن نہیں -

یہ سب کچھہ تسلیم کرنے کے بعد بھی دل محض سکوت اور خاموشی پر مائل نہیں ہوتا - میرا یہ عقیدہ ہے کہ اسلام کا دار مدار صرف اب ترکی تلوار ہی پر ہے - اگر خدا نخواستہ ترکی نہیں تو مسلمانوں کا بھی خاتمہ ہے - یہودی سلطنت کھوکر تاجر بن گئے' مگر بدبخت مسلمانوں میں تو یہ مادہ بھی نہیں اور نہ ہوسکتا ہے کہ وہ بنیے بقال بن جائیں - پس ہمکو اس پرچم اسلام کی حفاظت کے لیے جو کچھہ ہوسکے کرنا چاہیے' اگرچہ موجودہ علائق کی بیڑیوں کی وجہ سے ہماری کوشش کا دائرہ کتنا ہی محدود اور تنگ کیوں نہ ہو -

میں نے آپکی خدمت میں پہلے بھی لکھا تھا کہ خدام کعبہ کی تحریک ایک اصلی اور بہترین تجویز ہے' بشرطیکہ اسکو صحیح اصول اور غیر متزلزل دیانت کے ساتھہ چلایا جاے - میں یہ ہرگز نہیں کہتا کہ خدا نخواستہ بانیان خدام کعبہ کی دیانت مشتبہ ہے مگر مسئلہ یہ کہ روپیہ کا انتظام اس سے بھی زیادہ باقاعدہ نہو جیسا کہ اب ہے' پبلک کو اطمینان نہیں ہوسکتا ' اور اگر ایسا ہی ہوجاے تو پھر دیگر عوائق کے پیش آنے کا احتمال ہے جسکو یہ جماعت ابھی سے محسوس کررہی ہے - خیر' یہ تو بیرونی مساعی ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ جبتک اندرونی کوششیں نہونگی اسوقت تک ترکی کی موجودہ حالت قائم رہنے نظر نہیں آتی - حکومت کا انتظام بیحد ناقص ہے جسکی وجہ ارکان اشخاص اور حکام کی نالائقی ہے - سول سروس باقاعدہ نہیں - مشرقی اصول پر نالائق وزرا کے متوسلین ذمہ دار عہدوں پر مامور ہیں' اور چونکہ ایسے اشخاص عموماً نا قابل ہوا کرتے ہیں اسلیے اپنے فرائض منصبی کو وہ ادا نہیں کرسکتے' جسکا نتیجہ یہ ہے کہ اجنبی نصاری کو دخل دینا کا موقع ملتا ہے - اسکے انسداد کے لیے میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں :

قسطنطنیہ میں ایک کالج قائم کیا جاے' یا یوں کہیے کہ امتحان کا ایک بورڈ ہو' اور اسمیں کل عثمانی رعایا کے اشخاص مقابلہ کا امتحان دیسکیں' اور امتحان میں کامیاب ہوکر سول سروس کے اعلی درجہ سے ترقی کریں - انکے سوا کسی کو سول کے عہدے نہ دیے جائیں - انکے واسطے ایک یورپین زبان مثلاً انگریزی یا جرمن وغیرہ لازمی ہو - اسکے علاوہ انکے نصاب میں یورپین قانون' قانون بین الاقوام' قران شریف کل مع ترجمہ ترکی' فقہ کا وہ حصہ جو معاملات سے متعلق ہے' اور عربی علم ادب ہو - گھوڑے کی سواری اور امتحان صحت بھی لیا جاے جیسے یورپ کے تعلیم یافتہ تین مسلمان قائم کیا کریں - اس امتحان میں کامیاب ہونے کے بعد ان امیدواروں کو تنخواہ ملنی شروع ہوجانی چاہیے جو مقدار میں بہت کم ہو مگر ضروری مصارف کے لیے کافی ہو - پھر ان سے کہا جاے کہ جس ملک کی زبان انہوں نے امتحان میں لی ہو' اوسی ملک میں ایک سال تک رہکر وہاں کا قانون اور عدالتوں کی عملی کارروائی کا مطالعہ کریں - اسکے بعد ایک سال کیلیے وہ ہندوستان میں آکر کسی ضلع میں بطور آنریری مجسٹریٹ کام کا تجربہ حاصل کریں - اردو زبان چنداں مشکل نہیں - دو تین مہینے میں سیکھی جا سکتی ہے - البتہ لکھنا مشکل ہے' لیکن آنریری مجسٹریٹ کو ابتدا ہی میں قلم سے لکھنا ضروری نہیں ہے - اسکے بعد وہ اپنے ملک میں جاکر کام کریں

اکیس برس سے کم عمر کا آدمی امتحان مقابلہ میں شریک نہوسکے' اور ۲۳ سال سے زیادہ عمر کا آدمی نہ لیا جاے - دو سال تجربہ کے لیے کافی ہونگے - ہاں ریاضی انٹرنس کے درجہ تک کی لازمی کیجاے - اگر ترک ایسا کوئی انتظام کرسکیں تو میں یقین کامل رکھتا ہوں کہ نہ تو یورپ سے انسپکٹر لینے کی ضرورت اونکو پیش آئیگی اور نہ وہ عہدہ دارونکے لیے بھیک مانگتی پھریگی - اس امتحان میں ہندوستان اور کابل کے مسلمانوں کو بھی شامل ہونے کی اجازت دیجاے' بشرطیکہ وہ ترکی زبان میں مہارت حاصل کرلیں' اور پندرہ برس کی عمر سے اکیس سال کی عمر تک سلطنت عثمانیہ کے حدود میں سکونت رکھیں -

دوسرا اہم مسئلہ ترقی تجارت کا ہے' اور شاید اس سے بھی زیادہ مشکل ہے' کیونکہ بلاد عثمانیہ کے نصاری یورپ کی خاص ملک ہے - اور اسکو آپ سے زیادہ غالباً کوئی ہندوستان میں نہیں سمجھہ سکتا' مگر پھر بھی ایشیاے کوچک میں ترقی تجارت کے وہ موقع ہیں جو شاید اور کسی یورپ کے ملک میں نہوں - کتنی بڑی شرم کی بات ہے کہ ابتک ترکی ٹوپیاں ترکی میں نہیں بن سکتی تھیں - اب کچھہ کارخانے کھلے ہیں - لیکن سوتی اور اونی کپڑا اب بھی وہاں مطلق نہیں بنتا - اسکے لیے جائنٹ سٹاک کمپنی کے طریق پر جا بجا ایشیاے کوچک میں با قاعدہ طور پر کارخانے کھولنے چاہئیں ' اور قبل اسکے کہ ایسے کارخانے جاری کیے جائیں ' تین اشخاص کو جنمیں سے ایک مصری تاجر ضرور ہو' ہندوستان میں آکر کانپور' بمبئی' دھر یوال' اور کلکتہ میں اس قسم کے کارخانوں کا مطالعہ اور معاینہ کرنا چاہیے' اور انتظام کا طور دیکھنا چاہیے - ان کارخانوں کے مینیجر ابتداً جرمن اور انگریز بنائے جاسکتے ہیں' لیکن اگر روپیہ عثمانی ہو تو مالک کارخانہ صرف مسلمان ہو یا عثمانی رعایا ہو - اجنبی نصرانیونکو حصے بھی نہ دیے جائیں - یہ کپڑا کم معمولی قیمت پر ہندوستان میں آئیگا' تو لاکھوں مسلمان بڑی خوشی خرید لینگے' اور اسکو زیب تن کرنا مذہبی فخر سمجھینگے -

میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ جاپان کی ترقی کا بڑا محرک اسمائل کی کتاب سلف ہلپ' تھرفٹ' اور کریکٹر ہے -

ولا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین (القرآن الحکیم)


Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, McLeod Street

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly " " 4/12

# الہلال

ایک ہفتہ وار مصوّر رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ – ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲

جلد ٥

کلکتہ : چہار شنبہ ٥ رمضان المبارک ١٣٣٢ ہجری
Calcutta Wednesday, July, 29 1914.

نمبر ٥


رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَنَجِّنَا
بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ! (١٠ : ٨٦)

رَبَّنَا اِنَّكَ اٰتَیْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِیْنَةً وَّ
اَمْوَالًا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا، رَبَّنَا لِیُضِلُّوْا عَنْ
سَبِیْلِكَ، رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰۤی اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ
عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ
الْاَلِیْمَ !! (١٠ : ٨٨)

جاپان میں اس وقت کوئي گھر شاید مشکل سے ملے کا جسمیں یہ کتابیں بزبان انگریزي یا جاپاني موجود نہ ہوں میں نے بھی ان کتابوں کو پڑھا ہے - في الحقیقت اگر ان کتابوں کا عام رواج ترکي میں ہوجاے تو ممکن ھي نہیں کہ انکا اثر نہ پڑے - گولڈن دیڈز (Golden Deeds) ایک اور کتاب ہے جسکا ترکي میں ترجمہ ہونا چاھیے - اگر ان کتابوں کا ترکي میں ترجمہ ہونے کا کوئی انتظام ضرورت پذیر ہو تو میں ایک مختصر رقم سو روپیہ کی اپنے پاس سے دینے کو آمادہ ہوں ( اسمائل کی تصنیفات کا ترجمہ ابسے پچیس برس پلے ترکي میں ہو چکا ہے - اور اسکے علاوہ آور بھی صدھا مصنفات جدیدہ کا - تراجم کے اعتبار سے ترکی کا جو پایہ ہے اسپر جناب کی نظر نہیں - اصلی مرض صرف ڈیوٹی اور سلف ھلپ کے مطالعہ ھی سے دور نہیں ہوسکتا - الهلال )

ھر سال مکۂ معظمہ میں قرباني کی لاکھوں کھالیں ضائع ہوتي ھیں - اگر کوئي کھالونکے رنگنے کا کارخانہ خاص مکۂ معظمہ میں یوروپین طریق پر جاري کیا جاے ' تو بلا مبالغہ لاکھوں ھي روپیہ کا نفع ہوسکتا ہے - اسکي طرف بھي سلطنت کو توجہ دلاني چاھیے - مگر اسکي بابت میں یہ عرض کرونگا کہ براے مہرباني کلکتہ کے کسي مسلمان سوداگر چرم کو مائل کریں کہ وہ مکۂ معظمہ میں ایک چرم سازي و دباغي کا کارخانہ کھولے -

آپکا خادم

محمد فضل متین

# الهلال :

آپکے خیالات نہایت قیمتي ھیں - کئی سال سے ان امور پر بذریعہ مراسلات طویلہ و مبسوطہ اولیاء حکومت کو توجہ دلا رھا ھوں - لیکن علم و تجارت سیکھنے کیلیے ترکونکو ھندوستان آنیکی دعوت دینے کی ضرورت نہیں - سول سروس کے امتحانات اور نظم تعلیم کے متعلق آپنے حکومت عثمانیہ کو جس قدر مفلس سمجھہ لیا ہے اس قدر نہیں ہے - ایک بہت بڑا سوال امن و فرصت اور صحیح العمل جماعت کا ہے -

# تاریخ حسیات اسلامیہ

## مسئلـــہ قیـــام الهـــلال

الهلال کی اشاعت نے مسلمانوں میں جو احساس مذھبي پیدا کردیا ہے وہ بلا شبہ بے نظیر ہے اور آسکے لیے آپ خاص طور پر مبارکباد کے مستحق ھیں - الهلال کا بند کرنا بلا شبہ مسلمانوں کے لیے سخت جانکاہ صدمہ ہوگا - خواہ آسکي قیمت میں اضافہ کرکے اور خواہ اشاعت میں ترقي کراکے لیکن براے خدا جاري رکھیں' اور آسکے بند کرنے کا خیال بھي دل میں نہ لائیں - یہ سچ ہے کہ ایسے عدیم المثال رسالہ کا جاري رکھنا بدون کافي سرمایہ یا ترقي تعداد اشاعت کے محال بلکہ ناممکن ہے - لیکن ھندوستان کے مسلمان تو دونوں باتوں پر راضي ھیں' پھر کیوں نہیں آپ اس کا ایک دفعہ فیصلہ کر دیتے؟ قیمت میں اگر اضافہ دس روپیہ سالانہ تک ہو جاے ' تو بمقابلہ حیثیت الهلال کے کچھہ زیادہ نہیں ہے - تعداد اشاعت میں ترقي کے لیے آپ جا بجا اسکے ایجنٹ مقرر فرمائیں - کم سے کم اگر دس ھزار کي اشاعت مستقل طور پر ہوجاے تو پھر باطمینان یہ رسالہ اسي قیمت پر جاري رہ سکتا ہے -

خاکسار عطا محمد خان گورنمنٹ پنشنر امرتسر - کٹرہ اھلو والیہ نیو مارکٹ

تاریخ حسیات اسلامیہ کے عنوان سے جو خطوط شائع ہوئے ھیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ خریدار پیدا کرنیکي کوشش جاري ہے - لیکن وہ رفتار جو الهلال جیسے ملی و قومي مصلح کے لیے ہوني چاھیے نہی نہیں ہے - اگر اصحاب اُن خریداروں کی تعداد بذریعہ الهلال ظاھر فرمادیتے جو ابتک ہوچکے ھیں ' تو بقیہ کے لیے زیادہ جوش سے کوشش کیجاتی - چار خریدار حاضر خدمت ھیں -

نیاز مند رحیم حسین قدوائي - بارہ بنکی

Telegraphic Address - "Alhilal" Calcutta
Telephone No 648
AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor.
Abul Kalam Azad
14 Mcleod Street.
CALCUTTA.
Yearly Subscription, Rs. 8
Half yearly .. Rs. 4.12



# الہلال

مدیر مسئول و رئیس قلم تحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی
مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلی فون نمبر ۶۴۸
سالانہ — ۸ — روپیہ
ششماہی — ۴ — ۱۲ — آنہ

جلد ۵

کلکتہ: چہار شنبہ ۵ شعبان ۱۳۳۲ ہجري
Calcutta: Wednesday July, 29. 1914

نمبر ۵

## شہداے ادرنہ کی یادگار

یہ اُس جدید عثمانی درسگاہ کا مرقع ہے جسے شہداے ادرنہ کی یادگار میں جاری اور پاشاے ادرنہ ( اندریا نوپل ) میں قائم کیا ہے - اور جسکے ساتھہ ھي پس ماندگان جنگ کے لیے ایک دارالیتامی کی بھی بنیاد ڈالی ہے - اس مرقع کا ملاحظہ هم مرزا محمود علي بیگ وکیل ھائي کورٹ حیدر آباد کے ممنون ھیں جنھوں نے سفر قسطنطنیہ کے اثنا میں اس مدرسہ کی زیارت کی ' اور اس مرقع میں بھی دھنی جانب ھندوستانی لباس میں موجود ھیں -

## مسئلہ قیام الہلال

گذشتہ نمبر میں ھم نے اضافۂ قیمت اور مہلت یک ماھہ کے متعلق آخري تجویز بعرض مشورہ پیش کی تھی اور معاونین کرام سے درخواست کي تھی کہ بصورت اختلاف بہت جلد اپني راے سے اطلاع بخشیں -

اس وقت تک متعدد تحریریں اتفاق و منظوري کي آچکي ھیں جیسا کہ ھمیں احباب کرام کے لطف و کرم سے امید تھي - مخالفت میں صرف ایک بزرگ نے راے دي ہے -

اب ھم چاھتے ھیں کہ جن حضرات کا سال خریداري جون یا جولائی کے کسی ھفتہ سے شروع ھوا ہے اور ۸ روپیہ کے حساب سے انھوں نے قیمت روانہ کی ہے یا وي - پي - وصول لیے ھیں' وہ ۱۲ - روپیہ قیمت تصور فرماکر بقیہ روپیہ خود ارسال فرمادیں یا وي پی بھیجنے کي اجازت دیں - انمیں سے اکثر حضرات نے لکھا تھا کہ ۱۲ - روپیہ کا وي پی بھیجا جاے لیکن چونکہ اس وقت تک کوئي آخري راے قرار نہیں پائي تھي ' اسلیے انکے نام حسب معمول ۸ - روپیہ کے حساب سے وي - پی - روانہ کیے گئے - اب جبکہ انکي تجویز اور اظہارات کریمانہ کے مطابق مجبوراً قیمت بڑھانے کا فیصلہ ھوگیا ہے ' تو یہ خواھش بیجا نہیں اگر کی جاے کہ وہ اسي سال سے اس قیمت

فیصلہ کرنا چاہیے کہ آیندہ مقامی دباؤ اور تلقینات و وساوس سے اس مسئلہ کو کیونکر محفوظ رکھا جاے ؟

اشتہار میں بڑے زور سے اپنا یہ بہادرانہ کارنامہ بھی لکھا ہے کہ ہم نے درخواست میں مولانا عبد الباری صاحب کے کسی تار کا حوالہ دیا تھا کہ "بوقت تعمیر اسلامی جذبات کا لحاظ رکھا جائے" مگر معلوم نہیں کہ اسلامی جذبات سے مقصود کیا ہے ؟ اگر " اسلامی جذبات " سے مقصود چند مسلمانوں کے جذبات ہیں تو اسمیں شک نہیں کہ گذشتہ فہرست خطابات میں ان جذبات کا کافی لحاظ رکھا گیا ' اور اگر آیندہ بھی مسلمانوں کو استرضاء کفر و نفاق کی توفیق ملی تو انشاء اللہ بہت کچھہ لحاظ رکھا جائیگا - لیکن اگر اسلامی جذبات سے وہ جذبات مراد ہوں جنکا لحاظ ۲ - جولائی اور ۱۱ - اگست کو رکھا گیا تھا ' تو ہم سمجھتے ہیں کہ مسلمان اب اپنے جذبات کی رعایت کے معنی اچھی طرح سمجھہ چکے ہیں ' اور وہ مسٹر ٹائیلر کو اس بارے میں مزید احسانات کیلیے زحمت دینا نہیں چاہتے -

یہ بالکل ایک واضح بات ہے کہ مسجد کی زمین کا جو فیصلہ کیا گیا اس سے حقیقت میں مسلمانوں کو ذرا بھی اطمینان نہ ہوا ' اور اگر بہت سے رزولیوشن اظہار شادمانی کے پاس کیے گئے تو لاکھوں مسلمان غم و غصہ میں متالم و متاسف بھی رہے - تاہم بار بار اطمینان دلایا گیا کہ فٹ پاتھہ کی تعمیر کے وقت کوئی نہ کوئی ایسی بات ضرور کی جائیگی جس سے ایک حد تک حکم شرعی کا تحفظ ہو جائیگا ' اور صرف یہی سبب ہے کہ بڑی بڑی شدید مخالفتوں کے طوفان جو اس فیصلہ کے متعلق اٹھنے والے تے ' بڑی دقتوں کے بعد سمجھا بجھا کے روکے گئے - پھر کیا اب فیصلہ کرانے والوں کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ اپنے تئیں مسلمانوں کے آگے تکمیل وعدہ و ایفاء مواعید کا ذمہ دار سمجھیں ' اور مسجد کے معاملے کو اپنے ہاتھوں میں لیکر آخر تک پہنچائیں ؟

اشتہار میں یہ بھی لکھا ہے کہ متولیوں نے صرف اس منظوری کیلیے نقشہ پیش کیا تھا کہ ویسراے کے فیصلہ کے خلاف تو نہیں ہے ؟ اول تو یہ محض جھوٹ ہے اور اسقدر صریح جھوٹ جس سے زیادہ بیباکانہ جھوٹ نہیں ہو سکتا - نقشہ کا پیش کرانا محض اندرونی تلقینات و وساوس کا نتیجہ تھا جو متصل و پیہم جاری تھیں ' اور اسی کیلیے شیخ کریم احمد لکھنو اور دھلی گیا تھا تا کہ کسی طرح اور لوگوں کو بھی اپنا ساتھی بنا لے ! - جب اس میں کامیابی نہ ہوئی تو پھر یہ کیا گیا کہ تین ممبروں کا کورم قرار دیکر ایک براے نام جلسہ قرار دیدیا اور نقشہ منظور کرکے پیش کردیا -

لیکن اگر بالفرض اسے تسلیم بھی کرلیا جاے ' جب بھی سوال یہ ہے کہ متولیوں کو کس قانون اور عدالت نے مجبور کیا تھا کہ خواہ مخواہ نقشہ کلکٹر کے سامنے پیش کریں ؟ اسکی ضرورت ہی کیا تھی ؟ حسب قاعدہ میونسپل بورڈ میں پیش ہوتا ' اور پھر اسکے بعد حکام کو بھی مداخلت کا موقع حاصل تھا - جو کچھہ ہونے والا ہوتا ہو رہتا -

پھر اس حماقت پر انسان روے یا ہنسے ؟ ابتدا میں تو یہ نادان شخص یہ لکھتا ہے کہ منظوری کیلیے کلکٹر صاحب بہادر کو نقشہ دکھلایا گیا ' مگر آخر میں کہتا ہے کہ "نقشے طیار کراے جارہے ہیں - اس وقت تک طیار نہیں ہوے ہیں جو میونسپلٹی میں داخل کیے جاتے"

سوال یہ ہے کہ اگر نقشے ابتک طیار نہیں ہوے ہیں تو وہ مبعوث نقشہ کونسا تھا جو کلکٹر صاحب کی "غریب پرور" پیشگاہ میں بہ معیت "خاں صاحب" و "خان بہادر" حاضر کیا گیا ؟

# مدارس اسلامیہ

## باز گو از نجد و از یاران نجد

### دستور العمل ندوۃ العلماء

ہم نے گذشتہ نمبر میں ندوہ کے مفاسد پر نظر ڈالتے ہوے انھیں دو قسموں میں منقسم کردیا تھا - ایک اصل قانون اور کانسٹی ٹیوشن کے مفاسد - دوسرا عدم نفاذ قانون کا افساد عظیم کہ جیسا کچھہ دستور العمل موجود ہے ' اسپر بھی عمل نہیں ہوتا - پہلی قسم کی چند مثالیں دی تھیں - دوسری قسم کی مثالیں پیش کرنا باقی ہیں -

دستور العمل کی خلاف ورزیوں کی مختلف صورتیں ہیں - ہم صرف چند نہایت اہم اور بنیادی باتوں کو لے لینگے - اگر جزئیات و عام طرز عمل کو پیش نظر رکھیں تو یہ داستان بہت طول طویل ہے -

مثلاً دستور العمل حال کی دفعہ ۵ ہے .

" رکن ندوۃ العلما وہ شخص ہوگا جسکو جلسۂ انتظامیہ مندرجۂ دفعہ ۱۵ منتخب کرے "

دفعہ ۱۵ جسکا اس دفعہ میں حوالہ دیا ہے یہ ہے :

" ندوۃ العلماء کی تین قسم کی مجلسیں ہونگی : مجلس انتظامی ' مجلس خاص ' مجلس عام "

اسکے بعد " رکن " کے متعلق حسب ذیل بیان آرہا ہے :

" ( الف ) رکن وہ شخص منتخب ہوسکیگا جو علاوہ خیرخواہ ندوۃ العلماء ہونے کے طبقۂ علما یا مشائخ میں سے ہو - تقریر یا تحریر میں با کمال مشہور ہو ' یا کسی قسم کی قابلیت خاص رکھتا ہو - ( ب ) ہر رکن پابند اداے زر چندہ کم از کم دو روپیہ سال ہوگا بشرطیکہ مجلس انتظامی اسے مستثنی نہ کردے "

اِن دفعات سے واضح ہوا کہ ندوۃ العلما کی ترکیب تین قسم کے ممبروں سے ہے : ممبران انتظامی ' ممبران خاص ' ممبران عام -

ممبران عام وہ ہیں جو اقلاً دو روپیہ سالانہ دیں ' اور علما و مشائخ سے ہوں ' مقررین و کاملین فن سے ہوں ' یا کوئی اور نمایاں قابلیت رکھتے ہوں -

ایسے ممبروں کو مجلس انتظامیہ حسب دفعہ ۱۵ " منتخب " کریگی -

لیکن لوگ اس واقعہ کو سنکر حیرت و تعجب سے چیخ اٹھینگے کہ ندوۃ العلماء میں آجتک دستور العمل کی اس بنیادی اور اساسی دفعہ تک پر کبھی عمل نہیں کیا گیا ' اور آجتک مجلس انتظامی نے نہ تو ارکان کو کبھی با قاعدہ منتخب کیا ہے اور نہ انکی کوئی فہرست بنائی ہے ' اور نہ ان میں سے کسی شخص کو اسکا احساس اور خیال ہے !

جس مجلس کے کارکنوں کا یہ حال ہو کہ آجتک ممبروں کا انتخاب تک نہوا ہو اور کسی رکن انتظامی کو اسکا حس بھی نہو ' ظاہر ہے کہ اس سے عام دفعات قانون کی پیروی اور دیانت دارانہ پابندی کی کیا امید کی جاسکتی ہے ؟

کو منظور کریں ' اور بقیہ قیمت روانہ فرمادیں - اگر انکی قیمت ششماهی تھي تو جدید اضافہ کے بعد ۶ - روپیہ - ۱۲ - آنہ قیمت شش ماهي هوگی -

یہ ممکن تھا کہ نیا اضافہ آیندہ ششماهي جلد سے قرار دیا جاتا لیکن اس صورت میں دفتر کی مشکلات کو اس سے کچھہ بھي فائدہ نہ ہوتا - اصلي سوال تو موجودہ مالی مشکلات اور نقصانات کا ہے - اگر قیمت بڑھانے کے بعد اس وقت مدد نہ ملي تو یہ اضافہ بحالت موجودہ بالکل بے سود ہوگا -

هم ایک مرتبہ اور احباب کو یقین دلانا چاهتے هیں کہ قیمت کي زیادتي بڑي هي مجبوري کے عالم میں کی گئی ہے - اگر همارى پہلی تجویز تکمیل تک پہنچ جاتی تو هم کبھی بھی ایسا نہ کرتے - اب بھی اس اضافے کو محض عارضی اور موقت سمجھتے هیں اور جس وقت اسکی اشاعت مطلوبہ تعداد تک پہنچا دي جائیگی هم فوراً اسکی قیمت کم کردینگے ' اور بہت ممکن ہے کہ سابق سے بھی زیادہ تخفیف هو جائے -

همیں احباب کرام کی اس محبت و لطف سے جسکی ناقابل فراموش شہادتیں اپنے دل میں محفوظ پاتے هیں ' پوری امید ہے کہ انکو یہ اضافہ ناگوار نہ گذریگا کیونکہ انهیں کے اصرار کی تعمیل کی گئی ہے ' اور جون اور جولائی کے تمام قدیم و جدید خریدار نئی قیمت کے حساب سے بقایا روانہ کردینگے -

# مسئلـــۂ اسلامیـــۂ کانپــور

## فریب کذب و افســـاد افتــراء

جبکہ بڑے بڑے عقلمند و دانا ' مدبر و هوشمند ' دارائے علم و فضیلت ' صاحبان تجربۂ و خبرۃ ' نفس و شیطان کے استیلاؤ تسلط سے مجبور هوکر بے وقوفوں کی سي باتیں ' بچوں کی سی نا دانیاں ' اور دیوانوں کي سی هرزہ سرائیاں کر بیٹھتے هیں ' تو بساطي بازار کانپور کے دو شخصوں کی ناداني پر افسوس کرنا لا حاصل ہے ' جنھوں نے گذشتہ هفتے اپني مجرمانہ بے بسي سے عاجز آکر کذب و افتراء کے دامن میں پناہ لینی چاهي ہے ' اور یہ دیکھکر کہ عین موقعہ پر مسجد کا معاملہ انکے هاتھہ سے نکل گیا ہے ' الهـــلال کے بیانات کی تغلیط کیلیے ایک اشتہار شائع کیا ہے - حالانکہ اگر ان میں قبول هدایت کی ایک رائی برابر بھی صلاحیت باقي هوتی ' تو بریت کی کذب پرستي کی جگہ توبۂ و اعتراف کا طریق صالح و مسلک مومنین اختیار کرتے : وطبع علی قلوبهم فهم لا یفقهون ( ۹ : ۸۸ )

جھوٹ انسان کی ایک عالمگیر کمزوری ہے اور کروڑھا انسان اسمیں مبتلا هیں ' لیکن کذب و افترا کی بے باکانہ جسارت معدان ایمان کا وہ مرتبۂ بلند ہے جو هر کذب پرست کو نصیب نہیں هو سکتـــا :

ایں سعادت بزور بازو نیست !

مگر تعجب ہے کہ مسجد مچھلي بازار کے دو متولیوں کو صرف ایک سال کی حیات نفاق آمیز و پرستش ائمۂ کفر سے یہ مرتبہ بلند کیونکر حاصل هوگیا ؟

شیخ مجید احمد نے اپنے دستخط سے جو اشتہار شائع کیا ہے اسمیں نہایت بے باکی اور دلیری کے ساتھہ لکھا ہے کہ " بعد مشورۂ راجہ صاحب محمود آباد ' مسٹر محمد علی ' مولوی فضل الرحمن و چند مسلمانوں کے ' جولائی کو ایک نقشہ مع پلانہ کا صاحب کلکٹر بہادر کیخدمت میں پیش کیا گیا " . . .

اس عبارت کا صاف مطلب یہ ہے کہ انھوں نے جو کچھہ کارروائی کي وہ مندرجۂ صدر اشخاص کے مشورے سے کی - اگرچہ یہ بیان عقلاً بھی صحیح نہیں معلوم هوتا تھا ' اور شیخ مجید احمد اور اسکے رشتۂ نفاق کے حقیقی بھائی کریم احمد کی تمام پچھلی کارروائیاں پیش نظر تھیں ' تاهم خیال هوتا تھا کہ ایک شخص خواہ کتنا هی آبرو باختہ اور ایمان فروش هو ' لیکن اسطرح ایک چھپے هوے اعلان میں بکسر جھوٹ بولنے سے ضرور شرمائیگا - کچھہ نہ کچھہ اسکی اصلیت ضرور هوگی - اسی خیال سے هم نے نامبردہ اشخاص سے پہلے تحقیق کرلینا چاها - اور بذریعہ تار دریافت کیا -

مسٹر محمد علی لکھتے هیں : " مجید احمد کا بیان بالکل غلط اور گمراہ کن ہے - کریم احمد میرے پاس آیا تھا لیکن میں نے موجودہ کارروائی کے بالکل خلاف مشورہ دیا ' جسپر عمل نہیں کیا گیا "

سر راجہ صاحب محمود آباد لکھتے هیں . " اس کارروائی میں میرے مشورہ یا رائے کو ذرا بھی دخل نہیں "

مولانا عبد الباری صاحب فرنگی محلی کا بیان ہے : " مجھے اس کارروائی کی کوئی اطلاع نہیں "

مولوي سید فضل الرحمن تار دیتے هیں : " میري نسبت مجید احمد کا بیان بالکل غلط ہے - هرگز هرگز میرا یہ مشورہ نہ تھا "

اب ذرا اس شخص کے جھوٹ بولنے کی همت دیکھو کہ لاکھوں مسلمانوں کو علانیہ دھوکا دینے سے نہیں شرماتا ' اور کیسی ماتم انگیز اخلاقی و ایمانی موت اسپر طاري هوگئی ہے کہ چار مسلمانوں کی نسبت تہمت و افتراء کرنے کے خلاف کوئی ایمانی صدا اسکے دل سے نہیں اٹھتی ؟ چند منافقین مفسدین کي وسوسہ اندازي اور بعض شیاطین الانس کے پیہم القاء ابلیسی نے اسے اس طرح اپنے قابو میں کرلیا ہے کہ نہ تو مسلمانوں کے دل سے کسی بات کو سوچ سکتا ہے ' نہ مسلمانوں کی آنکھوں سے کسی چیز کو دیکھہ سکتا ہے اور نہ مسلمانوں کے کانوں سے کسی آواز کو سن سکتا ہے - بلکہ اب وہ تا بقدم ایک خول بنگیا ہے ' جسکے اندر سے صرف " حضور ' فیض گنجور ' غریب پرور سلامت " هی کی روح بول رهی ہے اِنهم اتخذو الشیاطین اولیاء من دون اللہ و یحسبون انهم مهتدون ( ۷ : ۲۹ ) کاش ان دونوں کی آنکھیں اپنے اوپر روئیں اور اسکا دل اپنے ایمان و صداقت کی موت پر ماتم کرے !

بہر حال هم اس اشتہار کے حصے پر زیادہ وقت ضائع کرنا نہیں چاهتے کہ یہ کوئی چیز نہیں ہے ' اور اگر کچھہ ہے تو صرف مسلمانوں کی بدبختی ہے کہ جس مسجد کیلیے موجودہ سنین میں انھوں نے سب سے زیادہ جان و مال کا انفاق و ایثار کیا هو ' وہ صرف ان لوگوں کے هاتھوں میں چھوڑ دي گئی ہے ' تاکہ چند کے خدمت شعاریں لاکھوں مسلمانوں کو احمق بنائیں ' اور بالآخر کام کرنے والوں کو ان کے پیچھے مارا مارا پھرنا پڑے ' اور انکی مخاطبت میں وقت ضائع کرنا پڑے -

یہ سچ ہے کہ ان لوگوں کیلیے ۱۱ - اگست کے مسٹر ٹائیلر کی نگہ مہر بڑی قیمتي ہے ' مگر انهیں یاد رکھنا چاهیے کہ مسلمانوں کیلیے ۱۱ - اگست کا خون بھی محض بے قیمت نہیں ہے اگرچہ بد قسمتي سے اسے بے قیمت بنایا گیا - وہ کسی طرح بھی راضی نہیں هوسکتے کہ اس مسئلہ کی آخری منزل کو بغیر حد و جہد انتہائی کے چھوڑ دیں !

پس فی الحقیقت اصلی سوال شیخ مجید احمد و کریم احمد کے اعلانات و مزخرفات و مکذوبات کا نہیں ہے ' بلکہ مسجد کے مدرسۂ متنازع فیہ کی تعمیر کا ہے - اور اب فوراً هم کو اسکا

۱۳ ۳۰

# " دار الجماعة " كي تاسيس

شهر رمضان الذي انزل فيه القرآن !

" و اذ يرفع ابراهيم القواعد من البيت و اسماعيل : ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم ! ربنا و اجعلنا مسلمين لك و من ذريتنا امة مسلمة لك ' و ارنا مناسكنا و تب علينا ' انك انت التواب الرحيم ! " ( ۲ : ۱۲۲ )

الحمد لله كه توفيق الهي مسبب الاسباب هوئي' اور گذشته اتوار كے دن كه رمضان المبارک كا آغاز تها ' عصر و مغرب كے درمياني وقفه ميں حزب الله كے " دار الجماعة " كا بنيادي پتهر نصب كرديا گيا : ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم !

( مسئلة تعميرات )

" حزب الله " كے تمام كاموں كي تكميل كيليے سب سے مقدم كام ايک مركزي دارالجماعة كي تاسيس تهي - بغير اسكے نه تو جماعة كے مختلف مدارج كي تعليم و تربيت كا انتظام هوسكتا تها ' اور نه اخوان جماعة كي مجتمعه مجاهدات كا سلسله شروع هوسكتا تها -

اسكي تكميل كي آسان اور قدرتي صورت تو يه تهي كه عام طور پر چنده كي فهرست كهولي جاتي ' يا اقلاً جو مخلصين ملت جماعة ميں شريک هو چكے هيں ' انكو اطلاع دي جاتي كه وه ايک ابتدائي رقم كا اس كام كيليے انفاق كريں - اگر ايسا كيا جاتا تو الحمد لله اخوان جماعة كا اتنا وسيع حلقه موجود هے كه دو هفته كے اندر ايک گرانقدر رقم جمع هو جاسكتي تهي -

آجكل كے تمام كاموں كا طريق عمل يهي هے - ليكن يه كام ابتدا سے جس اسلوب پر اٹهايا گيا هے اور اسلاف صالحين و مومنين اولين ( الذين سبقونا بالايمان - رضي الله عنهم و رضوا عنه ) كے جو نمونے پيش نظر هيں ' الحمد لله وه اس سے بهت ارفع و اعلى هيں كه اس كام كو رسمي طريقوں سے آلوده كيا جاے - انجمنوں كے چندوں اور ممبري كي فيس كے روپيوں سے كالج بن سكتے هيں ' اور لوگوں كو اسكولوں كے بورڈنگ هاؤسوں ميں كرايه ديكر ركهوايا جاسكتا هے ليكن دين كي خدمت نهيں هو سكتي - خدا كے كاموں كيليے صرف خدا كے بخشے هوے جوش اور دل كے خود بخود اٹهے هوے ولولوں هي كي ضرورت هے - چندوں كي فهرستوں كي زمين دل كا ولوله اور قرباني كا عزم كهاں سے لائيگي ؟ همارے ليے خدمت دين و ملت كا اصلي اسوۂ حسنه صحابۂ كرام اور مومنين اولين رضوان الله عليهم اجمعين كي زندگي هے - بلا شبه ان ميں سے ايک ايک مومن قانت نے اپنا تمام مال و متاع راه حق ميں لٹا ديا ' اور بلا شبه جماعتوں اور گروهوں نے مل جلكر بڑے بڑے ملي جهادوں اور اسلامي دفاعوں كے ساز و سامان كي فراهمي ميں حصه ليا ' مگر اس طرح نهيں كه لوگوں سے چندے لكهواے گئے هوں اور فهرستوں پر جبر آميز الحاح و التجا سے دستخط كرالیے گئے هوں' بلكه حالت يه تهي كه خدا نے انكے دلوں كو خود بخود خدمت حق كيليے كهولديا تها - اور انكے سينوں كا انفاق في سبيل الله كيليے كچهه اسطرح انشراح هوگيا تها كه خود آنحضرة صلی الله عليه وسلم بارها انهيں روكتے تهے اور حقوق اعزاء و اقارب كا خيال دلاتے تهے ' مگر وه اپنا تمام مال و متاع لا كر آپكے قدموں پر نثار كرديا چاهتے تهے ! حضرت صديق رضی الله عنه كا انفاق سب كو معلوم هے - جب آپ سے پوچها گيا كه گهر ميں كيا چهوڑ آے هيں ؟ تو فرمايا كه الله اور اوسكے رسول كو :

آنكس كه ترا جويد ' جانرا چه كند ؟
فرزند و عيال و خان و مان را چه كند ؟
ديوانه كني هر دو جهانش بخشی
ديوانۂ تو هر دو جهان را چه كند ؟

يهی وه درجۂ عظيم اور مقام رفيع تها ' جسكی بنا پر آنحضرة نے فرمايا تها : " اني احب ابابكر لا بكثرة صلاته و لا بكثرة صيامه ' ولكن لشی وقع فی قلبه " ميں ابوبكر كو دوست ركهتا هوں مگر نه تو اسليے كه وه بهت نماز پڑهتا هے ' نه اسليے كه بهت روزه ركهتا هے بلكه صرف اس چيز كے ليے جو اسكے دل ميں هے - ان الله لا ينظر الی صوركم و اعمالكم و لكن ينظر الي قلوبكم و نياتكم !

معمورۂ دلے اگرت هست بارگوے
كيں جا سخن به ملک فريدوں نمی رود !

غربة اولی و عود الی الغربة

اسلام كي ابتدا غربت سے هوئی تهی ' اور آج غربت ميں دوباره مبتلا هوے كی خبر دیگئی هے - بدء الاسلام غريباً و سيعود الي الغرباء - آج پهر اسلام پر غربة اولی كا سا عالم چها گيا هے - پس وهي مومنين مخلصين اسكے سچے خادم هوسكتے هيں ' جو اسكے عهد ابتدائي كے خادموں اور جاں نثاروں كی طرح اپنے جان و مال كو اسپر نثار كرديںگے آج اگر هر طرف ابو سفيان اور ابو جهل كی ذريت نے ديار اسلاميه كا احاطه كرليا هے ' تو ضرورت هے كه مهاجرين مكه اور انصار مدينه كے متبعين صادقين بهی هر طرف پيدا هوجائيں ' اور اگر دشمنوں نے دوباره حمله كيا هے تو دوستوں كو بهي دوباره نكلنا چاهيے - آج هميں نه محض مامون الرشيد كا بيت الحكمة فائده دے سكتا هے ' نه صرف صلاح الدين

دھلی میں ۹ مئی کی شام کو ایک جلسۂ شوری حسب تحریک نواب محمد اسحاق خان صاحب منعقد ہوا تھا - اسمیں اکثر حضرات ندوہ و عہدہ داران حال موجود تھے اور انکے سامنے ایک ایک کرکے اصلاح طلب امور بیان کیے گئے تھے - مغرب کے بعد کی صحبت میں جب اس مسئلۂ کو پیش کیا گیا تو مسٹر ظہور احمد وکیل لکھنو و رکن انتظامی ندوۃ العلما نے جواب دیا کہ " چونکہ آجتک کسی شخص نے ہم سے اسکا مطالبہ نہیں کیا ' اسلیے جلسۂ انتظامیہ نے ممبر منتخب نہیں کیے "!! اسکا صاف مطلب یہ ہے کہ جب تک عام پبلک ندوہ سے اپنا حق بزور و جبر طلب نہ کریگی ' اس وقت تک اسکے حقوق پا مال ہوتے رہینگے - اور مجلس کی اساسی و بنیادی دفعات تک پر عمل نہیں کیا جایگا !

یہ جواب اس لحاظ سے تو صحیح ہے کہ اب پبلک اسی اصول پر عمل کرنا چاہتی ہے اور ندوہ کو اشخاص سے واپس لینے کیلیے آمادہ ہوگئی ہے ' لیکن اس سے ارکان ندوہ کے اخلاق و اصول کا جو ثبوت ملتا ہے ' وہ نہایت مکروہ و افسوس ناک ہے -

یہ تو ارکان عام کا حال تھا - ارکان انتظامیہ کا حال اس سے بھی زیادہ تمسخر انگیز ہے -

مجلس انتظامیہ سے مقصود منیجنگ کمیٹی ہے - یہی کمیٹی مجالس کا جزو کل انجام دیتی ہے' اور اسی کے ممبر اسکی ہستی کے اصلی ارکان و جوارح ہوتے ہیں - ندوہ کا کانسٹی ٹیوشن اس اصول پر قرار دیا گیا ہے کہ منیجنگ کمیٹی کے ممبروں کا انتخاب دو سال کیلیے ہوتا ہے - پس ایک مدت کے ختم ہونے کے بعد پھر از سر نو انتخاب ہونا چاہیے - ممبروں کی تعداد ندوہ کے سابق و حال ' دونوں دستور العملوں میں ۳۵ یا ۳۶ رکھی گئی ہے - لیکن دار العلوم کے سنگ بنیاد رکھنے کے موقعہ پر ایک بے قاعدہ جلسہ کرکے ۱۵ ممبر اور بڑھا لیے گئے تھے - اسطرح ۳۶ کی جگہ اب ۵۱ سمجھی جاتی ہے -

تمام دنیا میں دو سالہ یا سہ سالہ ممبروں اور عہدہ داروں کے انتخاب کے یہی معنی سمجھے جاتے ہیں کہ کسی عام گروہ سے ایک خاص تعداد کے اعضاء منتخب کیے جائیں' اور دو سال کے بعد یا تین سال کے بعد جب اُنکا زمانہ ختم ہوجاے تو پھر از سر نو انتخاب کیا جاے - اس انتخاب میں اگر سابق ہی کے ممبر اور عہدہ دار پھر دوبارہ منتخب ہوگئے تو وہی ممبر ہوجائینگے - ورنہ نئے اشخاص رائیں حاصل کرکے اپنے تئیں منتخب کرائینگے -

لیکن ندوہ میں انتخاب کے معنی یہ سمجھے گئے ہیں کہ ایک مرتبہ جو شخص انتظامی ممبر منتخب ہوجاتا ہے گو قانوناً وہ صرف دو سال کے لیے ہوتا ہے' لیکن عملاً لاالف ممبر ہوتا ہے - جب ۳۶ یا ۵۱ ممبروں کا زمانہ ختم ہوتا ہے تو وہی لوگ باہمدگر رائیں دیکر پھر اپنے تئیں منتخب کرلیتے ہیں' اور جب چاہتے ہیں اور آدمیوں کیلیے بھی رائیں دیدیتے ہیں '

لیکن ایسا کرنا قانون کی ہنسی اور مجلس کا تمسخر ہے - اور اس درجہ کی خلاف ورزی ہے جس سے زیادہ قانون کی خلاف ورزی تصور میں نہیں آسکتی - جو لوگ دو سال کیلیے منتخب ہوے ہیں ' بمجرد انقضاء مدت دو سالہ ' انکی ممبری ختم ہوجاتی ہے اور اسکے بعد وہ ممبر رہتے ہی نہیں - پس نہ تو انہیں ووٹ دینے کا حق ہوتا ہے اور نہ وہ کسی طرح کی باقاعدہ کارروائی کرنے کے مجاز ہیں - اسکے بعد پھر از سر نو انتخاب ہونا چاہیے اور کسی دوسری جماعت کی آواز اسکے لیے حاصل کرنی چاہیے - اگر دوبارہ وہی لوگ منتخب ہوجائیں تو البتہ رکن انتظامی ہیں - لیکن جبکہ وہ ممبر رہے ہی نہیں تو انکا ووٹ کیا معنی رکھتا ہے ؟

۹ - مئی کے جلسۂ شوری منعقدۂ دھلی میں جب یہ مواخذے پیش کیے گئے تو تمام جلسہ حتی کہ حضرات ندوہ کے اعوان و انصار تک حیرت و تعجب سے دم بخود رہگئے' اور تمام ارکان ندوہ میں سے ایک شخص بھی کوئی معقول جواب نہ دیسکا' اور بالاخر تسلیم کرنا پڑا -

اصل یہ ہے کہ ندوۃ العلما میں قانون اور عمل عرصے سے الفاظ مہمل ہیں - مولانا شبلی نعمانی ' شیخ عبد القادر - بی اے ' بابو نظام الدین ' خواجہ غلام صادق وغیرہ ارکان نے اندر ہی اندر اسے درست کرنا چاہا - ایک جماعت انکی مخالف ہوگئی - وہ انکی مخالفت میں قانون کی جگہ خود مختاری اور بے قاعدہ جتھہ بندی سے کام لیتی رہی - مذہبی الزامات کو آلۂ کار بنایا گیا' اور ہر سعی اصلاح کی جو اس جانب سے ظہور میں آئی مخالفت ہوئی - نتیجہ یہ نکلا کہ آٹھہ برس کی نئی جد و جہد میں بھی ندوہ کا نظام درست نہوسکا - مولانا شبلی نے غلطی یہ کی کہ ان تمام باتوں کو گوارا کرتے رہے' اور ہمیشہ یہ خیال کیا کہ کسی نہ کسی طرح کام کو چلاتے رہنا چاہیے - وہ سمجھے کہ دار العلوم کے اندر کام کرنے کی مہلت ملتی رہے تو کافی ہے - حالانکہ جس وقت تک ایک جیرہ کانسٹی ٹیوشن ہی درست نہو' اس وقت تک وہ کیونکر مستحکم ہوسکتا ہے ؟

چند موٹی موٹی مثالیں قانونی خلاف ورزیوں کی اور بھی ہیں جنھیں اس سے پہلے بہ تفصیل بیان کیا جاچکا ہے' اور انکی واقعیت کو جلسہ شوری دھلی میں حضرات ندوہ کو تسلیم کرنا پڑا مثلاً ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ جولائی سنہ ۱۹۱۳ کے جلسۂ خاص و انتظامی میں جو کارروائی کی گئی ' وہ نہ صرف دستور العمل ندوہ کے خلاف تھی بلکہ مجالس و مجامع کے عام قوانین و نظام کے لحاظ سے بھی یکسر باطل ہے -

( حاصل مطالب )

ان چند مثالوں کے پیش کرنے سے مقصود یہ تھا کہ ندوہ کا فساد صرف قانون کے نقائص ہی کا نہیں ہے بلکہ اسکے عمل کا بھی ہے - موجودہ حالت میں نہ تو دستور العمل درست ہے اور نہ دستور العمل پر کوئی عمل کرتا ہے - اب اگر اسکی اصلاح اور درستگی ہوسکتی ہے تو صرف اس طرح کہ پہلے ایک صحیح اور صالح قانون بنایا جاے' اور پھر اُن وسائل کو بھی عمل میں لایا جاے جنکے بعد ندوہ کا قانون صرف روئدادوں کے ساتھہ تقسیم کردینے یا دفتر کی کتھہ الماریوں میں بند کرکے رکھنے کیلیے نہ رہجاے بلکہ اسپر ٹھیک ٹھیک عمل بھی ہو - اور جس طرح ایک اسلامی مجلس کو نظام شرعی و دینی کے مطابق ہونا چاہیے ' ٹھیک ٹھیک اسی طرح وہ اپنے کاموں کو انجام دے -

اگر ایسا ہوگیا تو ندوہ کا نظام درست ہوجائیگا اور اغراض و مقاصد کو تخریب کاری و بسی مہلت نہ ملسکے گی جیسی کہ اب تک بدبختانہ ملتی رہی ہے - اسکے بعد اسکے مقاصد کی حقیقی تکمیل اور اسکے کاموں کی معنوی روح عمل کا مسئلۂ اہم و اعظم ہے جسپر متوجہ ہونا چاہیے ' لیکن جب تک نظام درست نہوگا اور استبداد و خود مختاری اور شخصیت و حکومۂ طائفہ کا شجرۂ خبیثہ بالکل جڑ سے کاٹ نہ دیا جائیگا ' اس وقت تک ہر طرح کی تخم ریزی اور آبپاشی اس سرزمین میں بالکل بیکار ہوگی -

آئندہ نمبر میں ہم ترمیم شدہ دستور العمل پر نظر ڈالینگے -

چاهیے' اور پبلک کي طرف سے کوئي ایسي ذمه داري نہیں لے لیدي چاهیے جو اصل مقصد میں خلل انداز هو اور جسکے بعد کام ' وقت ' مصالح عمل ' اور مقتضیات پر نظر نہیں رکھي جاسکے ' بلکه تاجـروں اور دکانداروں کي طرح هر وقت شراکت داروں کو بتلاتے رهنا پڑے که کیا کام کیا جا رها هے ؟ کیونکر کیا جا رها هے ؟ اور اس وقت تسک تعویل میں کتنا آیا هے ؟

اس طرح تمام قومي کام کیے جاسکتے هیں مگر دعوۃ و تبلیغ کے کام نہیں هوسکتے جن میں بسا اوقات متجسس سوالوں کا جواب دینا بھي جائز نہیں هوتا :

کیں زمیں را آسمانے دیگر ست !

ان تمام باتوں سے بھي بڑھکر یه که اس وقت تک تجویزوں کے اعلان اور اعانتوں کے غلغلوں کے بہت سے تجربے هوچکے - اب ایک ایسا تجربه بھي کرنا چاهیے که پہلے کام شروع هوجاے اسکے بعد لوگوں کو اعانت کي دعوت دي جاے -

( اذا اراد الله شیئاً هیئاله اسبابه )

سو الحمد لله که الله تعالیٰ کي توفیق راهنماے کار هوئي - اس نے اسکا سامان حسب التجا و آرزو خود بخود کردیا ' اور وہ اپنے دروازوں کے سائلوں کو کبھي دوسـروں کے دروازوں پر نہیں بھیجتا :

و من یتـوکل علی اللـه فهو حسبـه ( ۶۵ : ۳ )

اور جس نے الله پر بھروسه کیا سو الله کي اعانت و نصرت اسکے لیے بس کرتي هے ! اور کیا اسکے خزائن رحمت اسکے بندے کیلیے کافي نہیں که وہ اسے دوسروں کے دروازوں پر بھیجے ؟

الیس اللـه بکاف عبـده ( ۳۹ : ۴۲ )

دار الجماعه کیلیے سب سے پہلا سوال زمین کا تھا - زمین کا مسئله کلکته اور بمبئي میں جس درجه مشکل مسئله هے اسکا اندازہ صرف وهي لوگ کرسکتے هیں جنهیں ان شہروں میں رهنے کا اتفاق هوچکا هے -

قیمت کے بعد پھر دوسرا اهم سوال زمین کے محل و موقع کا تھا - اس کام کیلیے ' سب سے پہلی شرط یه تھی که زمین شہـر سے باهـر اور آبادي سے دور هـو - دلوں کی بستی همیشه ویرانوں هی میں آباد هوئی هے ' اور شہروں کی آبادي سکون خاطر اور استغراق قلب کے کاموں کیلیے سب سے بڑا مہلکه هے - آبادي کے پر شور میدانوں میں کام کرنے سے پہلے ضرور هے نه باهر کی خاموشی اور سناٹے میں اپنے تئیں طیار کرلیا جاے ' کیونکه شہروں کے انـدر صرف انهی لوگوں نے کام کیے هیں جنهوں نے شہروں سے باهر اپنی زندگی کا کچھه حصه بسر کرلیا هے - بلا شبه شہروں کی رونق بڑي هي کار آمد اور قیمتي هے مگر کاموں کے اتمام کیلیے نه که آغاز کیلیے -

بعض مصالح عظیمه کي بنا پر دار الجماعه کیلیے کلکته هی کو سردست منتخب کرنا پڑا تھا ' تاهم ضرور تھا که آبادي کے کسی غیر آباد کنارے میں اسکے لیے جگه نکلتي -

ابسے اٹھارہ سو برس پہلے رومیوں کے عظیم الشان شہر انطاکیه کے ایک کنارے سے دعوۃ حق کي صدا اٹھی تھي - وہ ایک پاک روح تھي جس نے لوگوں کو نبیوں اور رسولوں کے اتباع کی طرف بلایا تھا ' اور کہا تھا که اُن بتوں کي پوجا چھوڑ دو جو تمھیں کچھه بھي نفع و ضرر نہیں پہنچا سکتے :

و جاء من اقصی المدینه رجل یسعیٰ ' قال یا قوم اتبعـوا المرسلین اتبعوا من لا یسئلکم اجراً وهم مهتدون - و ما لی لا اعبد الـذی فطـرني و الیه ترجعون ؟ ءاتخذوا من دون الله آلهة ان یردن الـرحمن بضر لا تغن عني شفاعتهم شیئاً ولا ینقذون - ( ۳۶ : ۲۳ )

اور شہر کے کنارے سے ایک آدمي دوڑتا هوا بڑھا - اس نے کہا که اے میري قوم کے لوگو ! سچائي کے ان رسولوں کے حکموں کو مان لو ' ایسے لوگوں کي اطاعت کرو جو تمهیں گمراهي سے نجات بخشتے هیں اور پھر اپني محنت اور خدمت کا کوئي بدله بھي نہیں مانگتے - مجھے کیا هوگیا هے که میں ایسي کھلي اور صریح تعلیم سے آنکھیں بند کرلوں اور جس پروردگار نے مجھے پیدا کیا هے اسکي پرستش سے انکار کروں ؟ حالانکه تم سب اُسي کی طرف لوٹا کر لاے جاؤگے -

رومیوں کے عظیم الشان شہر کے کنارے سے یه آواز اٹھي جبکه خدا کے رسولوں کو جھٹلایا جا رها تھا اور احکام الہیه کی هنسي اوڑائي جارهي تھي - اس نے " امنت بربکم " کا اقرار کیا ' اور سچے رسولوں کي پیروي کی راہ میں اُن بڑي بڑي دنیوي سزاوں اور جسماني عقوبتوں کي پروا نه کی جو بت پرستوں کی آبادي میں خدا پرستوں کو دي جا رهي تھیں - حتیٰ که اسي راہ میں شہید هوگیا - کلکته بھي آج هندوستان کي سب سے بڑي آبادي هے اور دنیا خداے واحد کو بھلا کر ضلالت و باطل پرستی کے بہت سے بتوں کو اسکي جگه دے رهي هے - پس آؤ که هم سب بھی یک جا مجتمع هوں ' تا که شہر کے ایک کنارے سے نمودار هوکر رسولوں کے اتباع کي دعوۃ دیں ' اور مقدس جنموں کے ایمان و عمل کی پکار بلند کرکے خدا کے بندوں کو خدا کي طرف بلائیں - عجب نہیں که همـاري عاجز و درمانـده بندگي قبول کرلي جاے ' اور انطاکیه کي اُس شہیـد روح کي طرح هم بھی بشارت پائیں :

قیل ادخلی الجنه ! قال یالیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی و جعلني من الـمـکـرمین ! ( ۳۶ : ۲۵ )

پس اسے بشارت ملی که جنت کی حیـاۃ طیبه میں داخـل هوجا ! اس وقت اس نے کہا که کاش میـري قوم جانتي که میـرے پروردگار نے مجھے کس طرح بخش دیا اور اپنے نوازے هوؤں میں شامل کرلیـا !

وَجَاهِدُوا فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهِ، هُوَ اجْتَبٰكُمْ، وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ، مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ، وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ، فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ، وَاعْتَصِمُوْا بِاللهِ هُوَ مَوْلٰىكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ! (۲۲ : ۷۸)

( مخلص قدیم حاجی مصلح الدین صاحب )

چنانچه الله تعالیٰ نے اسکا یه سامان کیا که مخلص و محب قدیم جناب حاجي مصلح الدین صاحب کو اس خدمت جلیل و عظیم کیلیے بلا تحریک و تشویق خود بخود طیار کردیا - انکی ملکیت میں ایک وسیع قطعهٔ زمین شہر کے مشرقي کنارے میں موجود تھا - یه حصه برخلاف شہر کے تمام اطراف کے اب تک نسبتاً غیر آباد هے ' اور حدود میونسپلٹي سے کچھه فاصلے پر واقع هے - حاجی صاحب نے اس خدمت کیلیے اس قطعه کو وقف کردیا -

حاجی صاحب موصوف کے تعلقات اس فقیر کے خاندان سے نہایت قدیمی هیں ' اور اُس زمانے سے هیں جبکه اب سے چالیس سال پہلے حضرۃ والد مرحوم پہلي مرتبه مکهٔ معظمه سے کلکته تشریف لاے

ایوبی کی تلوار اور نہ ابن سبکتگین کا خزانہ - کیونکہ یہ درمیانی عہد کی کڑیاں تھیں اور اب ہم پھر اپنی ابتدائی غربت کی طرف ہٹ آے ہیں - ہم کو ان سب کی جگہ مہاجرۃ و ذہاب الی اللہ کا وہ ولولہ چاہیے جو جعفر طیار نے ہجرۃ حبشہ میں دکھلایا - ہم کو وہ خلوص و جاں نثاری چاہیے جو غار ثور میں صدیق اکبر اور اسد اللہ الغالب نے دکھلائی : اذ یقول لصاحبه لا تحزن ان اللہ معنا - ہم کو وہ جوش انفاق فی سبیل اللہ چاہیے جو ہجرت مدینہ کے دن انصار مدینہ نے دکھلائی ' اور اپنے مہاجر بھائیوں کو اپنا گھر بار تک سونپ دیا : فسوف یاتی اللہ بقوم یحبهم و یحبونه - ہم کو وہ جذبۂ جہاد اور عشق قتال فی سبیل اللہ درکار ہے جسکی لسان الہی نے مدحت سرائی کی : اذلة علی المومنین اعزة علی الکافرین - یجاهدون فی سبیل اللہ و لا یخافون لومة لائم ( ) ہم کو وہ بھائیوں کی سی برادری اور سپاہیوں کی سی فوج چاہیے جسکی نسبت وحی الہی پکار اٹھی تھی :

اشداء علی الکفار رحماء بینهم !
کافروں کیلیے نہایت سخت مگر آپسمیں نہایت رحم والے '

ہم کو " بدر" چاہیے اور ہم " احد " کے دامن کے متلاشی ہیں - ہمارے دکھہ کی دوا انصار مدینہ کی ان عورتوں کے پاس ہے جو اپنے سات سات عزیزوں کی موت کی خبر سنتی تھیں ' مگر محبوب رب العالمین کی سلامتی کا مژدہ انکی آنکھوں کو اشکبار ہونے کی جگہ خوشی سے چمکا دیتا تھا - ہم مردوں کو ان جاں فروش جبلہ نشینوں کے آگے کرنا چاہیے جو اپنے سینوں کو تیروں کی بارش سے چھلنی کردیتی تھیں مگر رسول اللہ کے جسم مبارک کے سامنے سے نہیں ہٹتی تھیں کہ مبادا دشمنوں کا نشانہ اس وجود مقدس کو صدمہ نہ پہنچادے جسکے قیام سے تمام کرہ ارضی کی سعادت کا قیام ہے !!

من و دل گر فدا شدیم چہ باک
غرض اندر میاں سلامت اوست !

ہمارے اسلاف کرام میں بڑے بڑے فاتح ' بڑے بڑے سلاطین ' اور بڑے بڑے مالک خزائن و اموال گذرے ہیں مگر اب ہماری زندگی بغداد کے دار الخلافہ اور دہلی کے تخت عظمت و جلال کی یاد میں نہیں ہے ' بلکہ مدینہ کی ایک خس پوش مسجد کے فقرا و صعالیک کی یاد کے اندر ہے - اللہ اکبر ! وہ فقراء مقدسین کہ انکا واسطہ دیکر سید المرسلین حضرۃ الہی میں دعاء فتح مانگتے تھے ! وکان رسول اللہ صلی اللہ علیه و سلم یستفتح بصعالیک المهاجرین !

مگر آہ ' میں تنہا ہوں اور میرے دل کا ساتھی کوئی نہیں کس کے پاس جاؤں اور جو سمجھتا ہوں وہ کسے سناؤں ؟ نہ تو قسطنطنیہ میں ان صداؤں کیلیے کان ہیں ' نہ وزد ییلد کا قصر انکے لیے طیار ہے ' اور نہ اس کھر زار ہند کی گلیوں میں کوئی راہگذر ہے جو ان صداؤں کے سننے کیلیے ٹھہر جاے :

کس زبان مرا نمی فہمد
عزیزاں چہ التماس کنم ؟

زمانہ جن کاموں میں مبتلا ہے اور کام کرنے والی قوتیں جن راہوں میں بھٹک رہی ہیں ' وہ ہمیں کچھہ بھی نفع نہیں پہنچا سکتیں - لوگوں نے نہ تو منزل مقصود کو پایا ہے اور نہ اسکی راہ ہی پہچانی ہے - مکان معلوم ہو تو راہ میں بھٹک جانے کا چنداں غم نہیں ' کیونکہ کبھی نہ کبھی ٹھیک راہ پر لگ ہی جائینگے - لیکن مصیبت یہ ہے کہ اپنے گھر ہی کو بھول بیٹھے ہیں - پھر راہ خواہ کتنی ہی پر فضا اور خوشنما ہو ' مگر جس قدر چلتے رہینگے ' منزل سے دور ہی ہوتے جائینگے - کیونکہ راہ اچھی ہے مگر منزل فراموش کردی گئی ہے - ممکن ہے کہ کسی عالیشان محل کے دروازے پر پہنچ جائیں مگر اس طرح چلکر ہمیں ہمارا گم شدہ جھونپڑا تو نہیں ملسکتا !

عجب مصیبت ہے - نہ تو کھول کر بیان کیا جاسکتا ہے اور نہ بغیر کہے چین پڑتا ہے :

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ، وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ! (۱۰ : ۸۶)

رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأَهُ زِينَةً وَّأَمْوَالًا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا، رَبَّنَا لِيُضِلُّوا عَن سَبِيلِكَ، رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ !! (۱۰ : ۸۸)

مثال ماہی دریا و آب مستسقی ست
دہند غرق ولے رخصت نظر نہ دہند !!

اللہ کے ہاتھہ میں ہے کہ وہ تنہائی کو جماعت سے ' انفراد کو کثرت سے ' غربت کو عظمت سے ' اور التجاؤں کو اجابت سے بدلدے : و لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلة !

( اتباع اسوۂ " محمد رسول اللہ و الذین معه " )

بہر حال آج جو کام مختلف شاخوں میں ہو رہے ہیں ' انہیں ہونے دو - لیکن خدمت دین و ملت کیلیے ضروری ہے کہ اپنے عزائم کو بلند کرو ' اپنی نظروں کو سامنے سے ہٹا کر اوپر کرو ' اپنا قبلۂ رخ سامنے کے مناظر کو نہیں بلکہ عقب کی چھوٹی ہوئی منزلوں کو بناؤ ' اور اپنے تمام کاموں میں صحابۂ کرام اور سلف صالح کی پیروی و اتباع کی حیثیت ثابتہ پیدا کرو - خواہ وہ مسئلۂ مال و متاع ہو ' یا مسئلۂ جان و دل - خواہ وہ کاموں کا آغاز ہو یا ارادوں کا انجام ' اور خواہ ' وہ امن کی طیاری ہو یا جنگ کی پکار -

اس سلسلے میں روپیہ کی فراہمی کا مسئلہ بڑا ہی نازک مسئلہ ہے - یہ ظاہر ہے کہ ہر طرح کے کاموں کیلیے اسکی ضرورت ہوتی ہے اور دعوہ و تبلیغ اور اعلاء کلمہ و تحریک ملت کے کام بھی بغیر اسکے انجام نہیں پا سکتے - لیکن ساتھہ ہی اسکا وجود اور اعانہ کا عام پھیلاؤ طرح طرح کے مہلکات و موانع کا موجب بھی ہو جاتا ہے ' اور ہمتوں کیلیے اسمیں بڑی ہی ٹھوکریں اور نیتوں اور طمانیتوں کیلیے اسمیں بڑے ہی خدشات ہیں -

سب سے زیادہ یہ کہ کام کا دار و مدار دل کی جگہ جیب پر ہوجاتا ہے ' اور نیتوں اور ارادوں میں وہ سکون و انشراح باقی نہیں رہتا جو بغیر اسکا قدم درمیان آے ارادوں کو حاصل ہے - اسلیے اللہ اس طرح کے کاموں کی ابتدا کو تو صعفاء قلوب کیلیے آزمایش نہ بنا

# عالم اسلامی

## مسئلۂ اصلاح و تجدید علوم اسلامیہ

### بخارا میں دعوۃ اصلاح کا آغاز

بخارا اسلام کے تمدن و تہذیب ' علم و فضل ' جاہ و جلال ' عظمت و شوکت کا نہایت قدیم مرکز ہے - اب اگرچہ دنیا کے سامنے تمدن و تہذیب کے دوسرے مناظر آ گئے ہیں ' اسلیے وہ اسلام کی تمام تمدنی یادگاروں کی طرح بخارا کو بھی بھول گئی ہے ' لیکن بخارا کی خاک سے جس درجہ کے اہل کمال پیدا ہوے ' جس پایہ کے فضلاء اوٹھے ' اسلامی مصنفات و فنون علمیہ میں جیسا عظیم الشان حصہ انہوں نے لیا ' تاریخ اب تک اسکا تذکرہ ادب کے ساتھہ کرتی ہے ' اور جب کبھی اسلام کے قدیم علوم و فنون کی مرثیہ خوانی کی جاتی ہے ' تو بخارا کے اوراق اشک سوئی کیلیے اپنے دامن کو پھیلا دیتے ہیں !

یہ سچ ہے کہ بخارا کی قدیم عظمت ' دولت و ثروت ' اور زرخیزی کے افسانے اب داستان پارینہ ہوگئے ہیں ' لیکن اگر ہم اوسکو یاد دلانا چاہیں تو کسی مطول تاریخ کی اوراق گردانی کی ضرورت نہوگی ' بلکہ خواجہ حافظ کا ایک مصرعہ کافی ہوگا :

بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

اگرچہ ایشیاء و یورپ کی زبانوں میں ضرب المثل ہے ' اور فرانس و جرمنی کی طرح روس نے مشرقی علوم و فنون کے حفظ و ترویج میں بہت زیادہ شہرت حاصل نہیں کی ہے ' تاہم اوسکو حافظ کا یہ مصرعہ ضرور یاد تھا ' اور ایشیاء کی سیاسی کی داستان کا خلاصہ اوسکے پیش نظر تھا ' جس سے وہ اب کام لے رہا ہے - یورپ کا دامن حسن و جمال دولت و ثروت کے سمیٹنے کی غیر معمولی وسعت رکھتا ہے - بخارا میں روسی عورتیں بکثرت آتی ہیں ' اور اپنے خال و خط دکھا کر کہتی ہیں کہ تمہارے آباء و اجداد نے معاصی کا جو معیار قائم کردیا تھا ' تم بھی اُسے قائم رکھو - انسان بے قابو ہو جاتا ہے ' اور کہتا ہے کہ ہم اس سے بھی اعلی معیار قائم کرسکتے ہیں :

ناخلف باشم اگر من بجوے نفروشم

چنانچہ بخارا میں فسق و فجور کا بازار گرم رہتا ہے ' حدود شرعیہ بالکل معطل ہوگئے ہیں جس نے ہوا و ہوس کا میدان اور بھی وسیع کردیا ہے اور وہ برابر پانوں پھیلاتی جاتی ہیں ' من یتعد حدود اللہ کی وعید کسی زبان سے نہیں نکلتی !

عملی نتائج کے لحاظ سے بخارا کی قدیم علمی عظمت بھی اخلاقی حالت کی طرح پامال اور مذہبی حدود کی طرح بے اثر ہے - قدیم علمی ترقی کا افسانہ صرف تاریخ کے اوراق و بطون میں باقی رہگیا ہے - یا دلوں میں ہے ' یا زبانوں پر ہے - مگر افسوس کہ اعمال ' اور اعمال کے نتائج میں اس کھوئی ہوئی دولت کا سراغ نہیں لگ سکتا !

بخارا کی موجودہ تعلیمی حالت نہایت افسوسناک ہے مدارس قائم ہیں ' تعلیم جاری ہے ' طلباء پڑھتے ہیں ' اساتذہ پڑھاتے ہیں - ایک نصاب تعلیم بھی ہے - لیکن تعلیم کی وہی فرسودہ حالت ہے جسکا رونا اسقدر رویا گیا ہے کہ اب روتے ہوے ہنسی آتی ہے - نصاب تعلیم میں قدماء کی ایک کتاب بھی نہیں - علوم و فنون میں کمال پیدا کرنے کی جگہہ محض فقہ و فروع کی کتابی تعلیم پر قناعت کرلی گئی ہے - قرآن و حدیث کے ساتھہ بالکل اعتناء نہیں ' علوم شرعیۂ حقیقیہ کا علم و فہم یکسر مفقود ہے - موجودہ علوم و فنون و موجودہ ضروریات کا مطلق لحاظ نہیں رکھا جاتا - غرض ہندوستان کی جو حالت ہے اور جس غرض سے ندوۃ العلماء قائم کیا گیا تھا ' وہاں کا بھی یہی حال ہے ' اور حالت کے لحاظ سے اسی قسم کے اصلاح کی ضرورت ہے -

لیکن مسلمانوں کو خوش ہونا چاہیے کہ حال میں والی بخارا نے اس ضرورت کی طرف غیر معمولی توجہ مبذول کی ہے ' اور اس طرز تعلیم کو بدلنا چاہا ہے جو علوم اسلامیہ کے قالب کو دیمک کی طرح کھا رہا ہے -

ہندوستان میں چند اصلاح طلب علماء نے اس ضرورت کو محسوس کیا تھا اور قدیم طرز تعلیم کی اصلاح کرنا چاہی تھی ' لیکن افسوس کہ ندوۃ العلماء انہی کے ہاتھوں برباد بھی ہوگیا - تاہم ندوہ نے گو خود کوئی عظیم الشان تبدیلی پیدا نہ کی ہو ' مگر اسکے اس فخر کو کوئی چھین نہیں سکتا کہ جو فرض تمام عالم اسلامی حتی کہ جہل اباد بخارا و خیوا تک میں آج محسوس کیا جا رہا ہے ' اسکی تشخیص کی توفیق سب سے پہلے اسی کی نباض نظر و فکر کو ملی !

لیکن بخارا کے علمی جمود کا یہ نقشہ سرمایۂ منظر ہے کہ جب والی بخارا کو اصلاح تعلیم کا خیال پیدا ہوا تو بخارا کی تمام جغرافیائی وسعت اور قدیم مدارس و جوامع کی چار دیواریوں کے اندر سے ایک ہاتھہ بھی نہ اوٹھا کہ جو کچھہ والی بخارا کے دل میں تھا اوسکو عملی قالب میں لاکر نمایاں کردیتا - بخارا کے تمام علما اس کام سے عاجز و درماندہ تھے - مجبوراً ترکستان و قفقاز کے روشن خیال علما طلب کیے گئے - اب انکی ایک خاص کمیٹی اس غرض سے قائم ہوئی ہے - ترکستان کے علماء عالم اسلامی میں نہایت روشن خیال اور معتدل الفکر ہیں - ان میں نہ تو جمود و تقلید کا وہ اشتداد ہے کہ اصلاح کو کفر و بدعت قرار دیں ' اور نہ الحاد و تفرنج کی وہ روشن خیالی ہے کہ اصلاح کے نام سے تخریب دین و شریعت کا عمل سلطانی انجام دیں - اسلیے امید ہے کہ یہ کمیٹی اپنا مقصد صحت و اعتدال فکر کے ساتھہ پورا کریگی !

مسلمانوں کو اس علمی انقلاب کا خیر مقدم کرنا چاہیے - کیونکہ ایک کھوئی ہوئی دولت ڈھونڈھی جا رہی ہے ' اور ایک گڑا ہوا خزانہ کھودا جا رہا ہے - اگر مل گیا تو ہر مسلمان اوسکا کلید بردار ہوسکتا ہے ' بشرطیکہ سعی جاری رہے اور ارباب اصلاح کا قدم جادۂ حقیقت و عمل سے نہ ڈگمگاے -

اس تحریک کے عملی نتائج سے اگر قطع نظر بھی کرلی جاے جب بھی یہ خیال بجاے خود اس قدر وقیع ہے کہ والی بخارا کے چہرے پر ہر مسلمان کو محبت آمیز نگاہ ڈالنی چاہیے -

تیے - والد مرحوم کو انکي محبت رخلوص پر بڑا هي اعتماد دیا گیا تها ' اور رہ همیشه انکے جوش ایماني اور محبت دینی کو اور لوگوں کے سامنے بطور نمونے کے پیش کیا کرتے تیے - اس سلسلۂ ارشاد اور لخوان طریقت کي خدمت و اعانت میں بارها أنهوں نے بڑي بڑي گرانقدر رقموں سے انفاق کیا ' مگر سچ یه هے که " حزب الله " کے دارالجماعه کي تاسیس کا شرف ان تمام خدمات سے بدرجها ارفع و اعلی تها ' اور جزو کے مقابلے میں کل کا حکم رکهتا تها - پس کچهه شک نہیں که یه الله تعالی کا فضل مخصوص هے که اس خدمت کي توفیق بهي بالاخر انهي کے حصے میں آئي : و ذلك فضل الله یوتیه من یشاء ' والله ذوالفضل العظیم !

پهر صرف اتنا هي نہیں ' بلکه دار الجماعة کي عمارتوں میں سے دار الارشاد کي تعمیر کے تمام مصارف بهي انهوں نے اپنے ذمے لے لیے هیں اور یهي سب سے زیاده مقدم و اهم عمارت تهي : الذین ینفقون اموالهم في سبیل الله ثم لا یتبعون ما انفقوا منا و لا اذی ' لهم اجرهم عند ربهم ولا خوف علیهم ولا هم یحزنون ! ( ۲۶۴:۲ )

( دارالارشـــاد )

بالفعل " دار الجماعه " کو صرف تین عمارتوں میں تقسیم کیا گیا هے تاکه جلد سے جلد کام شروع هوسکے - بقیه عمارات کیلیے کافي زمین مناسب و موزوں تقسیم کے ساتهه چهوڑ دي گئی هے -

اولین عمارت " دار الارشاد " هے جسکو آجکل کي اصطلاح میں لکچرروم یا ایوان درس سمجهنا چاهیے - یه ایک بہت بڑا و سیع هال هوگا جسمیں به یک وقت کئي سو آدمیوں کے درس کي گنجایش هوگي - تعلیم و ارشاد کا صیغه بغیر اس عمارت کے شروع نہیں هوسکتا تها ' اسلیے اسے مقدم رکها گیا - حاجی صاحب نے علاوہ زمین کے اس عمارت کے تمام مصارف بهي اپنے ذمے لیلیے هیں -

دار الارشاد کے بالکل سامنے ایک نہایت خوشنما اور شاندار مسجد هے جسکي تعمیر گذشته سال ختم هوگئي - مسجد کا هال ۵۰ فٹ لنبا هے اور ایک وسیع صحن اسکے علاوہ هے - مسجد مقدس کی تعمیر سب پر مقدم تهي ' سو الحمد لله وہ مکمل موجود هے -

دار الارشاد کے ساتهه هي کتب خانه هوگا اور اس عاجز نے اراده کرلیا هے که اپنا ذاتي کتب خانه وهیں منتقل کردے -

دار الارشاد اور کتب خانے کے دونوں جانب مسلسل کمروں کی قطاریں هونگي - جنمیں سامنے برآمده ' عقب میں غسل خانه ' اور وسط میں ایک کشادہ کمرہ هوگا - اسکے لیے اتني جگه موجود هے که انشاء الله به یک وقت کئي سو آدمیوں کے رهنے کي جگه نکل آئیگي - سر دست کام کے جلد جاري کردینے کیلیے اقلاً ایک سلسله مکمل هوجانا چاهیے ' تاکه ایک کافي تعداد دعاة و مهاجرین کی وهاں مقیم هوسکے - ایک بڑے کمرے کي لاگت ایک ایک هزار روپیه قرار پائي هے ' اور امید هے که الله تعالی بہت سے ایسے لوگوں کو بهیج دیگا جو کم از کم ایک ایک کمرہ کی تعمیر اپنے ذمے لے لینگے -

( تـــاسیس دار الارشـــاد )

جناب حاجي صاحب کا اصرار شدید تها که جهاں تک جلد ممکن هو بنیادي پتهر نصب کردیا جاے ' مگر بعض وجوہ سے میں تاخیر کررها تها -

لیکن اسی اثناء میں رمضان المبارک کا ورود هوا - یه وہ ماہ مبارک هے جو برکات سماویه کے نزول کا منبع اور سعادت عالم کے آغاز کا عهد اولی هے - : شهر رمضان الذي انزل فیه القران !

پس اس ماہ مبارک سے بڑهکر دار الجماعه کي تاسیس کیلیے اور کونسا وقت مبارک و میمون هوسکتا تها ؟ چنانچه اتوار کا دن اس غرض سے قرار پایا اور عین اس وقت جبکه چودہ گهنٹے کي بهوک پیاس کے بعد افطار کے وقت کا انتظار تها ' اُن ادعیۂ مقدسه کي تلاوت کے بعد جو دین حنیفی کے بانی اول نے خانۂ کعبه کی بنیاد رکهتے هوے مانگی تهیں ' اور اُن دعاؤں کے ساتهه

ساتهه جو ایک مومن و مسلم زندگي کي حقیقي التجائیں اور آرزوئیں هیں ' دارالارشاد کا سنگ بنیاد نصب کردیا گیا -

( دعاے موسوي )

سنگ بنیاد نصب کرنے کے بعد تمام حاضرین نے جناب الهی میں مکرر دست نیاز اٹهایا - افطار کے وقت میں صرف چند منٹ باقي رهگئے تیے اور ایک عجیب و غریب وقت متبرکۂ الهیه کے برکات و افضال اور خشوع و تضرع کا هر شخص کو احساس روحانی هو رها تها - اس موقعه پر الله تعالی نے وہ دعاے جلیل و عظیم بے اختیار هماري زبانوں پر جاري کردي جو حضرة موسی اور انکے ساتهیوں نے مانگی تهي - جبکه انهیں مصر سے نکلنے کی جگه مصر هي میں اپنا گهر بنالینے اور تبلیغ و تبشیر کے ذریعه قوم کو طیار کرنے کا حکم دیا گیا تها ' اور جبکه فرعون کے ظلم و طغیان سے اسرائیل کي نسل عاجز و درمانده هوگئي تهي :

ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظالمین ! ونجنا برحمتك من القوم الکافرین ! و اوحینا الی موسی و اخیه ان تبوا لقومکما بمصر بیوتا واجعلوا بیوتکم قبلة واقیموا الصلواة و بشر المومنین - وقال موسی : ربنا انك اتیت فرعون وملاہ زینة و اموالاً فی الحیاة الدنیا ' ربنا لیضلوا عن سبیلك ' ربنا اطمس علی اموالهم واشدد علي قلوبهم فلا یومنوا حتی یروا العذاب الالیم ( ۱۰ : ۸۸ )

اس عهد کے مظلوم مومنوں نے دعا مانگي که " اے همارے پروردگار ! همیں ان ظالموں کے ظلم کا تختۂ مشق نه بنا اور اپني رحمت سے همیں کفار کے تسلط سے نجات دے ! " اسکے بعد هم نے حضرة موسی اور انکے بهائي کی طرف وحي بهیجي که مصر میں اپنی قوم کي هدایت و ارشاد اور تحریک و تبلیغ کیلیے گهر بنالو اور أنهیں کو اپنی عبادت گاہ قرار دو اور صلوة الهی کو قائم کرو ' اور اس طرح ارباب ایمان کو خوشخبري دو که فرعون کے تسلط سے نجات پانے کا وقت قریب آ گیا - پس حضرة موسی نے دعا مانگي که " خـــدا یا ! تو نے فرعون اور اسکے حاکموں کو بڑي هی شان و شوکت اور جاہ و دولت دے رکهی هے تاکه لوگ انکي دنیاوي حالت سے دهوکا کهائیں - اور سمجهیں که خدا کفر و ظلمت سے خوش هوتا هے جبهي تو کافروں کو ایسی عظمتیں دے رکهي هیں ' اور اسطرح وہ لوگوں کو راہ حق سے بهکائیں - تو اے پروردگار ! حق کی مظلومی اور ضلالت کي طاقت اب تک رهیگی ؟ ایسا وقت جلد بهیج ' اُنکے مال و دولت اور طاقت و جبروت کو مٹا کر دے ' اور اُنکے دلوں کو سخت کر دے کیونکه یه لوگ عذاب دردناک دیکهے بغیر کبهي حق کو قبول نه کرینگے "

یه ایک عجیب و غریب دعا هے جو بني اسرائیل کی نجات کا وسیله بني ' اور جسکے بعد هي حکم الهی کے مطابق أنهوں نے گهر بنا کر دعوة و تبشیر کا کام شروع کردیا - حدیث نبوي میں آیا هے که امة مرحومه پر ایک ایک کرکے وہ تمام حالتیں طاري هونگي جو بنی اسرائیل پر گذر چکي هیں ' اور فی الحقیقت آج امة اسلامیه کی حالت ٹهیک ٹهیک بني اسرائیل کے اس عهد کی سی هوگئی هے جبکه وہ مصر میں گرفتار مصائب و آلام تیے - پس چاهیے که هم بهی آج انهی دعاؤں میں اپنی عالمگیر مصیبت کی نجات ڈهونڈیں ' اور اسوہ مقدسه موسویه کو اپنے سامنے رکهکر پورا پورا اُسکا اتباع کریں - یهی سبب هے که دار الجماعه کی تاسیس کے وقت یه دعا زبانوں پر جاري هوئی - اور کچهه عجیب طرح کا تضرع و خشوع تمام حاضرین کو میسر آیا جسکي کیفیت اب لفظوں میں بیان نہیں کی جاسکتی -

جو بعض کاغذات بطور آثار اساس کے بنیاد میں رکهے گئے ' انمیں ایک بوتل کے اندر سورۂ حج کي پانچ آیتیں اور یه ادعیۂ مقدسه بهي تهیں ' اور اسي لیے ان دونوں آیتوں کو اس مضمون کے وسط میں درج کیا گیا هے که حاصل مقاصد دارالجماعة یهی هیں !

## روح، اسکا مسکن اور حکمـــاء مادیین

### ( مشاہیر علمـــا کے احکام و آراء )

جو لوگ علم الحیات کی تاریخ سے واقف ہیں، انکے لیے یہ کہنا ضروری نہیں کہ نباتات میں بھی روح فرض کی گئی ہے - اریزو (Arezzo) کا مشہـور طبیعی انڈریا سیـل پینس Andrea Cæsalpinus (۱۵۱۹ — ۱۶۰۳) جو اس وقت تک اطالیا میں دوران خون کا مکتشف سمجھا جاتا ہے، اس نے اپنی کتاب ڈي پلینٹس لیبری De Plantis Libri میں نباتاتی روح کی ماہیت اور اسکے مسکن کے متعلق ایک طویل بحث چھیڑی ہے -

روح کو کہـاں رہنا چاہیے ؟ اسکے متعلق ہمیں دیکھنے رس سیسلپنس کے تفصیلی دلائل کے تتبع کی چنداں ضرورت نہیں ہے - صرف اسقدر جان لینا کافی ہو گا کہ بالاخر روح نباتاتی کو وہ اس مقام پر رکھتا ہے جہاں تنا اور جڑیں آکے ملتی ہیں -

یہ مقام جو بعد کو کولیٹ ( Collet ) یا گردن کے نام سے مشہور ہوا، اسکے متعلق ( Linnæus ) کے بعد بھی ایک وہم پرستانہ عزت کے ساتھہ یہ خیال کیا جاتا رہا کہ یہاں زندگی کا کوئی خاص مرکز قائم نہیں کیا گیا ہے -

لیکن مرانس کا ایک مشہور عالم ( Burgundian Marriotte ) المتوفی سنہ ۶۸۴ ع اپنی کتاب Sur Le Sujetdes Plantes ) میں صاف صاف کہتا ہے :

" ہم نباتات کی روح کے متعلق کچھہ نہیں جانتے - اسلیے نباتات کے علم وظائف الاعضاء میں اسکا فـرض کرنا ذرا بھی مفیـد نہیں "

روح اور مادہ کے زیریں طبقہ ( Material subqtratum ) میں جو باہمی تعلق ہے، اسکی تاریخ کے گذشتہ اوراق اگر کافی مقدار میں الٹیں تو ہمیں نظر آئیگا کہ ابتداً عقلی کاموں کے لیے نظام عصبی میں کوئی جگہ تسلیم نہیں کی گئی تھی - قدیم مصری سمجھتے تھے کہ روح دل میں رہتی ہے - ارسطو کا بھی یہی خیال تھا -

یہ خیـال عہد نیپولین کے مشہور فلسفی ویکو ( Vico ) کے وقت تـک زندہ رہا - چنانچہ وہ ڈیکارٹ (Descartes) کے علی الرغم ہمیشہ یہی کہتا رہا کہ نفس کا مسکن دماغ نہیں بلکہ دل ہے -

### ( حجـــاب حاجز )

یونانیوں کا ایک دوسرا قدیم خیال یہ ہے کہ روح یا نفس، حجاب حاجز کا مسکن Diaphragm (۱) ہے، جسکی یادگار ہماری زبان کے ایک لفظ Phrensy ( جنون ) میں ابھی تـک باقی ہے - کیونکہ وہ لفظ فرین Phren سے مشتق ہے جو یونانی زبان میں حجاب حاجز کو کہتے ہیں - فرین سے بہت سے الفاظ مشتق ہوے جن میں سے بعض متداول اور بعض قلیل الاستعمال ہیں - مثـلا Phreno-pathia جو اب عقل کے علاج کے لیے بہت کم استعمال کیا جاتا ہے - یا Phrenetsc جو اسوقت تـک عام طور پر ایسے شخص کو کہتے ہیں، جسکی عقل میں باسانی ہیجان اور برانگیختگی پیدا کی جاسکے - یا Phrenitis جو در حقیقت اشتعال دماغ (Inflammation of brain) کے بالکل مرادف ہے - اسی طرح Phrenology جو ایک فرضی علم کا نام ہے، اسی فرین سے مشتق ہوا ہے -

یہ خیال کہ روح کا مسکن حجاب حاجز ہے، کیونکر پیدا ہوا ؟ اسـکا سمجھہ میں آنا چنداں مشکل نہیں "یہ حجاب حاجز سانس کے لیے اسقدر ضـروری ہے کہ اس پر جذبات کے شدید ہیجان کا بہت سخت اثر پڑتا ہے - ہر جاندار محسوس کرتا ہے کہ جذبات کے ہیجان سے سینہ ابھر آتا ہے اور سانس پھولنے لگتی ہے، اسلیے جذبات کا ہیجان سینے اور اسکے خاص عضلہ حجاب حاجز میں پیدا ہوتا ہے یا رہتا ہے" یہ ہے وہ دلیل جو قدما اس خیال کی تائید میں بیان کرتے تھے ۔

### ( جذبـات اور مختلف اعضـاء شکم )

کیا اتنے قدیم زمانہ سے جسکا آغاز ہمارے حافظہ کی دسترس سے باہر ہے، تلی ( طحال ) کے متعلق یہ خیال نہیں کیا جاتا ہے کہ وہ غیـظ : غضب اور رشـک و حسد کا گھر ہے ؟ ہم ابھی تـک ( Splenotice ) اور ( Fit of spleen ) بولتے ہیں جس سے مراد غصور آدمی اور غصہ کا دورہ ہوتا ہے - حالانکہ انکی لفظی ترکیب میں اسی خیال کا اثر موجود ہے - انگلستان کا سب سے بڑا شاعر شیکسپیر بھی پیٹ کے مختلف حصوں میں تقسیم جذبات کے مذھب کو تسلیم کرتا تھا - مثلاً وہ محبت کی جگہ جگر کو قرار دیتا ہے - البتہ وہ دوسرے نظریہ سے بھی ناواقف نہیں ہے - بلکہ یقیناً دماغ کے متعلق بھی سن چکا ہے کہ وہی روح کا گھر ہے - چنانچہ وہ " شاہ جان " کے ڈرامے میں پانچویں ایکٹ کے ساتویں سین میں کہتا ہے :

" بہت دیر ہوگئی - اسکی تمام خونیں زندگی فساد پذیر طور پر متاثر ہوچکی ہے - اور اسکا دماغ ( جسکے متعلق بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ روح کی ناپائیدار قیام گاہ ہے ) اپنی ہرزہ سرائیوں سے فانی ہستی کے ختم ہونے کی پیشینگوئی کر رہا ہے "

### ( روح اور معدہ )

بیلجیم کا قدیم کیمیا دان وان ہیلمنٹ ( van Helmont ) ( المتوفی ۱۵۷۷ - ۱۶۴۴ ) غالباً ارباب علم میں سب سے آخری شخص ہے جو روح کی جگہ سر کے باہر مانتا ہے - وان ہیلمنٹ کے نزدیک روح قعر معدہ ( Pylorus ) میں رہتی ہے، اور اسکے ثبوت میں جو دلائل پیش کرتا ہے وہ ایک عجیب و غریب قسم کا ذخیرۂ دلائل ہے - اسکے نزدیک " اگرچہ روح کے تمام حرکات اور احساسات دماغ اور اعصاب کے ذریعہ ظاہر ہوتے ہیں مگر اسکا اصلی تحت حکومت قعر معدہ

(۱) ڈائی ایفرم Diaphragm ایک یونانی نژاد لفظ ہے - یہ ایک حیوانی عضلہ کا نام ہے جو سینے اور شکم میں حائل ہے - علوم طبیہ کا جب عربی میں ترجمہ ہوا تو اسوقت اسکے لیے کوئی نیا لفظ نہیں وضع کیا گیا بلکہ اسیکو معرب کرلیا - چنانچہ متقدمین کی تصانیف میں ڈائی ایفرم بصورت "دي ایفرغما" اکثر ملتا ہے - متاخرین نے اسکے لیے " حجاب حاجز " وضع کیا، جو ڈائی ایفرم کا قریباً لفظی ترجمہ ہے - ( الہـلال )

# اکتشـــاف و اختـــراع

## والر لیس ٹائپ رائیٹر

" والر لیس " اور " ٹائپ رائیٹر " علحدہ علحدہ کوئی نئی شے نہیں ہیں - آپ ان دونوں سے اچھی طرح واقف ہیں - والر لیس بے تار کی خبر رسانی کو کہتے ہیں جسکی " لاسلکی " کے نام سے ہم بارہا معرفی کرچکے ہیں - البتہ ان دونوں کا مجموعہ یعنی " والر لیس ٹائپ رائیٹر " ایک تازہ ترین اختراع ہے جسکو خود یورپ میں بھی لوگوں نے اس وقت تک صرف اخباروں ہی کے صفحات میں دیکھا ہے -

والر لیس ٹائپ رائیٹر ایک مشین ہے ' جسکا کام یہ ہے کہ لاسلکی کے ذریعہ جو پیغام آتا جائے وہ ساتھہ ہی ساتھہ قلمبند بھی ہوتا جاے ' اور اسطرح چھپتا جاے جسطرح ٹائپ رائیٹر مشین میں چھپ جاتا ہے -

اسکے موجد ناروی ( نارویجین ) بیڑے کا کپتان اے - این - ہولینڈ ہے - کپتان ہولینڈ کو جب اس مشین کی ایجاد میں کامیابی ہوگئی ' تو اس کا تجربہ لاسلکی تاروں پر کیا گیا - مگر پہلا نتیجہ مشکوک اور نا قابل اعتماد نکلا -

ٹیلیگرافی میں ایک آلہ ہوتا ہے جسکو ریلے (Relay) کہتے ہیں - اس آلہ کے پاس برقی قوت کی ایک بیٹری ہوتی ہے اس کا کام یہ ہے کہ جب تار کے اشارات اس پر سے گذرتے ہیں تو وہ بیٹری کی مدد سے مزید قوت پیدا کردیتا ہے اور کمزور اشارے بھی دور دراز مقامات تک پہنچ جاتے ہیں -

مسٹر ہولینڈ کو جو اپنے اولین تجربہ میں قابل اعتماد کامیابی نہیں ہوئی ' تو اسکی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے کوئی ایسا " ریلے " استعمال نہیں کیا تھا جسمیں اسقدر احساس ہو تاکہ کمزور لاسلکی اشاروں کو بھی محسوس کرلیتا ' اور انمیں مزید قوت پیدا کردیتا تاکہ وہ آگے بڑھسکتے یا ٹائپ رائیٹر کو چلا سکتے -

موجد کو جب اپنی ناکامی کی وجہ معلوم ہوگئی تو اس نے از سر نو کوشش شروع کردی - حال میں اس نے اعلان کیا ہے کہ میں نے ایسے " ریلے " بہم پہنچا لیے ہیں جو کمزور لاسلکی اشاروں کو تقویت دیسکتے ہیں ' اور امید ہے کہ عنقریب ٹیلیگراف ٹائپ رائیٹر کی طرح والر لیس ٹائپ رائیٹر بھی ہر لاسلکی اسٹیشن میں نظر آنے لگے گا !

اس والر لیس ٹائپ رائیٹر کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا استعمال مختلف مخفی کوڈوں ( مصلحات خصوصی ) میں بھی ہوسکتا ہے - چنانچہ اس طرح کے کوڈز کے ۷۲۰ حروف ابجد ترتیب دیے ہیں ' اور انکے ساتھہ ایک اور آلہ بھی درست کیا گیا ہے جو حسب خواہش حروف کو بدلدیتا ہے -

کپتان ہولینڈ کے ٹائپ رائیٹر میں ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ خواہ کسی کوڈ کے حروف استعمال کریں مگر قلمبند کرنے والا حصہ ہمیشہ اسے معمولی کتابی و طباعی حروف میں لکھیگا ' اور اسطرح جب تار مرسل الیہ کو ملیگا تو وہ بغیر کسی مزید تکلیف کے اسے پڑھلیگا !

## ( کہربا اور خزائن الارض )

گوٹنجن یونیورسٹی کے دو پروفیسر ڈاکٹر لیمباچ Dr. Leimbach اور ڈاکٹر لوی (Dr. Lowy) نے ایک ایسا طریقہ دریافت کیا ہے جسکے ذریعہ زمین کی ساخت ' اسکے اندر بہنے والے چشمے ' مدفون خزانے وغیرہ وغیرہ ' بغیر کھودے ہوے محض لاسلکی تار کی برقی رو کے ذریعہ معلوم ہوسکتے ہیں -

اس کا تجربہ مقام ہینوور (Hanover) میں کیا گیا تھا ' جسمیں خاطرخواہ کامیابی ہوئی - چنانچہ ایک مہم بسر پرستی صیغۂ مستعمرات ( کالو نیز ) مغرب و جنوبی افریقہ میں فلزات اور پانی کی جستجو میں گئی ہے ' اور ایک دوسری عنقریب ممالک متحدہ امریکا میں بھی جانے والی ہے -

اس اکتشاف کا سراغ کیونکر لگا ؟ اسکو خود ڈاکٹر لیمباچ نے ایک شخص سے بیان کیا ہے - انہوں نے کہا کہ " برقی رو کے ذریعہ اندرونی زمین کے آشکارا کرنے کیلیے میں اور ڈاکٹر لوی سنہ ۱۹۱۰ ع سے ایک اسکیم پر عملدرآمد کررہے تھے - ہمیں گوٹنجن کی ایک سوسائٹی سے مدد ملتی رہتی تھی - اس نے یہ وعدہ بھی کیا تھا کہ جو طریقہ تجویز کیا جائیگا اسکے تجربہ کو اپنے ذمہ لے لیگی -

اس اسکیم پر عمل کرتے ہوے ابھی صرف چند ماہ ہوے ہیں کہ نہایت غیر متوقع کامیابی ظاہر ہوئی - ہم نمک کی کانوں میں سیلاب کو یقینی طور پر روکنے لگے ' اور ایجاد کے عملیات کا کام شروع کردیا -

اس سال ہم نے [illegible] کانوں میں تجربہ شروع کیا ' جہاں سیلاب کے انسداد کے لیے پانی کو منجمد کردینے یا سمینٹ لگانے کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے - ہم نے دیکھا کہ منجمد یا سمینٹ لگی ہوئی محافظ دیواروں میں اگر شگاف ہوجاتے ہیں تو وہ برقی رو سے صاف صاف معلوم ہوجاتے ہیں - ہمارے اکتشاف کی یہی ابتدا ہے "

## ( خورد بینی دوربین )

" خورد بین " اور " دور بین " دونوں کے فرائض علحدہ علحدہ ہیں - خوردبین کا کام یہ ہے کہ وہ چھوٹی شے کو بڑا کرکے دکھاتی ہے - دور بین سے دور کی شے بڑی ہوکر نظر آتی ہے - کچھہ عرصے سے یہ کوشش ہورہی تھی کہ ایسا جامع آلہ طیار کیا جاے جس سے دونوں کام لیے جاسکیں -

چنانچہ ایک ایسی دور بین تیار ہوگئی ہے جو خوردبین کا کام بھی دیسکتی ہے - اسے (Davon micro-telescope) کہتے ہیں - ہم نے اسکا نام " خورد بینی دور بین " تجویز کیا ہے -

ڈاوڈ اینڈ کمپنی نے جو دور بین اس وضع کی بنائی ہے اسمیں ایک خاص اضافہ اور بھی کیا ہے - یعنی بعض شیشے ایسے لگادیے ہیں کہ خواہ ستارہ کتنا ہی بے رخ ہو ' مگر دور بین سے دیکھنے والا ( راصد ) اپنی نشست بدلے بغیر اسے دیکھہ سکیگا -

# الحسبـــة فی الاســـلام
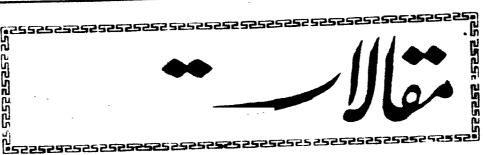
( یعنی احتساب اور اسلام )

انسان کي انکهوں پر غفلت کے پردے پڑ جاے هیں' اوسکے دل پر جہل و ضلالت کی مہر لگ جاتي هے' اوسکی قوت سامعه بے حس هوجاتی هے' تاهم وه اس قدر اندها نہیں هوجاتا که نور و ظلمت کا بدیهي فرق محسوس نه کرسکے' اسقدر جاهل نہیں بن جاتا نه خیر و شر میں تمیز نه کرسکے' اس قدر بہرا نہیں هوجاتا که نغمه هاے شیریں اور دشنامهاے تلخ سے اوسکے کان کے پردوں میں دو مختلف تموج پیدا نه هوسکیں - وه دیکهتا هے' سنتا هے' سمجهتا هے - با اینهمه کبهي نہیں دیکهتا' نہیں سنتا' اور نہیں سمجهتا' کیونکه :

ذهب الله بنورهم و ترکهم فی ظلمات لا یبصرون - صم بکم عمي فهم لا یرجعـــون ( ۲ : ۱۳ )

خدا نے اون لوگوں کی آنکهوں کا نور سلب کرلیا اور اون کو تاریکي میں چهوڑ دیا - اب ارنکو کچهه نہیں نظر آتا - بہرے' گونگے' اندهے هوگئے هیں - پس وه کسی طرح راه راست پر نہیں آسکتے !

یه اجتماع الضدین نہیں هے' بلکه پردهٔ کائنات کا ایک چهپا هوا راز هے جسکا فاش کرنا عیب نہیں بلکه هنر هے - دنیا کي هر چیز میں خیر و شر ملا هوا هے - دامان گل کانٹوں سے اولجها هوا هے' شہد کا ذخیره نیش هاے زهر آلود سے گهرا هوا هے' نور' ظلمت سے مخلوط هے - آب شیریں اور آب شور ایک ساتهه بہتے هیں :

مرج البحرین یلتقیان ( ۵۵ : ۱۸ )

اوس نے کهارے پانی اور میٹهے پانی کے دو سمندر نکالے که آپس میں ملتے هیں -

لیکن اس اختلاط و التباس کے باوجود دونوں کے درمیان ایک هلکا سا پرده بهی ڈالدیا گیا :

بینهما برزخ لا یبغیـــان

دونوں کے درمیان ایـک پرده پڑا هے که اوس کی وجه سے ایک دوسرے کي طرف بڑهه نہیں سکتا !

یه ایک جزئی تمثیل هے' اور قرآن حکیم کا طرز خطاب یہی هے که کلیات کو جزئیات کے ذریعه سمجهاتا هے اور کلیات کو حذف کردیتا هے -

یه التباس و امتیاز عبادات' معاملات' سیاست' اخلاق' غرض تمام چیزوں میں صاف نظر آتا هے' اور نبوت کی ضرورت اور انبیاء کرام کے وجود کا صرف یہی مقصد هے که خیر و شر کے درمیان جو چلمن کهڑي کي گئي هے اوسکو صرصر ضلالت سے بچائیں اور قائم رکهیں' تاکه قانون الهي کے تحفظ کے ساتهه دنیا میں عدل و اعتدال قائم رهے -

لیکن آندهي چلتي هے' طوفان آتا هے' موجیں ساحل سے ٹکراتي هیں - اسوقت ادا شناسان فطرت گهبراتے هیں که کہیں خیر و شر' نور و ظلمت' یمین و شمال' آب شیریں و آب شور' باهم مل نه جائیں' پس وه هاتهه بڑهاتے هیں که ان پردوں کو روکیں - تب آندهي تهم جاتي هے' سیلاب رک جاتا هے' اور موجیں ٹهر جاتي هیں - کیونکه جو هاتهه حق کي حمایت کیلیے اوٹهتا هے' وه پل هاے آهنیں کی طاقت رکهتا هے جن پر سے سیلاب گذر جاتے هیں مگر وه کچهه نہیں هوتے -

خیر و شر' هدایت و ضلالت' اور حق و باطل کا یہی اختلاط امر بالمعروف و النهي عن المنکر کي راه کهولتا هے' اور جو لوگ ان کے درمیان امتیازات قائم کرنے کي کوشش کرتے هیں' اونهي کا نام " آمرین بالمعروف والناهین عن المنکر" هے- انبیاء کرام کا صرف یه کام هے که اشیاء کے مضار و منافع کو جو سیکڑوں پردوں کے اندر چهپے هوے هیں' بے نقاب کردیں - تاکه دنیا کي تشنه کامي آب شیریں کو پالے اور محروم نه رهے -

و هـو الـرسول النبی الامی المکتـوب فی الـتـــوراة والانجیــل : یامر بالمعروف و ینهی عن المنکر و یحل لهم الـطیـبـــات و یحـــرم علیهم الخبائث - ( ۷ : ۱۵۶ )

اور وه وهي نبي امي رسول خدا هے' جسکي نسبت تورات و انجیل میں بشارت دي گئی هے- وه نیکی کا حکم دیتا هے' برائي سے روکتا هے' اچهی چیزوں کو حلال اور خبائث کو حرام کرتا هے -

( تمدن اور احتســـاب )

مذهب کے تمام اجزاء اگرچه بالواسطه یا بالذات تمدن سے تعلق رکهتے هیں' لیکن " احتساب" تمام تمدنی دنیا پرحاوي هے' بلکه سیاست و حکومت کو بهی ( جو تمدن کے محافظ هیں ) احتساب هی نے پیدا کیا هے - فطرت کا یه قانون تم کو معلوم هوگا که هر چیز خیر و شر سے ملي جلي هے' اسلیے انسان کو هر وقت هشیار کرنے اور جگاتے رهنے کی ضرورت هوتي هے' تاکه وه شہد کے بدلے زهر نه پی لے' اور لعل کي جگه انگارے کو نه اٹهالے - اگر ایک شخص وحی کے ذریعه اس فرق اور پہچان کو قائم کرتا هے تو وه پیغمبر هے- اگر ایک شخص فلسفه و اخلاق کے پیرایه میں یه کار نمایاں کرتا هے تو وه حکیم هے' اگر ایک شخص حکومت کي قوت سے اس فرض کو ادا کرتا هے تو وه حاکم هے' اگر ایک شخص راستے میں بیٹهکر اندهوں کو راه دکهاتا هے تو وه خدا کا نیک بنده هے' اگر ایک شخص لوگوں کو بازار کا نرخ ٹهیک بتا دیتا هے تو وه تاجر امین هے' اور اگر ایک شخص صرف صداقت کی خاطر صداقت کا وعظ کرتا هے اور نیکی کا دروازه کهولتا هے تو وه مومن و مسلم هے : و من احسن قولاً ممن دعا الی الله و عمل صالحا و قال انني من المسلمین !

اسي تعاون و تناصر کا ( یعني باهم ایک دوسرے کي مدد کرنے کا اور اسے نقصان اور خرابی سے بچانے کا ) نام تمدن هے' پس احتساب کي ضرورت صرف تمدن حقیقي کي حفاظت کیلیے هے' اگر وه مفقود هوجاے تو تمدن بهي قائم نه رهے -

تعاون و تناصر چونکه هر مسلمان کا فرض هے' اسلیے هر مسلم بالطبع محتسب هوتا هے اور اسلیے هر مومن محافظ تمدن عالم هے- اگر ایمان و اسلام کی حقیقت دنیا سے ناپید هو جاے تو تمام دنیا برباد هو جاے - اسي بنا پر الله تعالی نے هر مسلمان کو ایک دوسرے کا ناصر و مددگار کہا.

والمومنون والمومنـات بعضهم اولیاء بعض یامرون بالمعروف و ینهون عـن المـنکـــر -

مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے مددگار هیں - نیکي کا حکم دیتے هیں اور برائي سے روکتے هیں -

هی میں ہے ' اور وہ خود بھی ذہن معدہ میں رہتی ہے " اسکی تائید میں وہ کہتا ہے : " جذبات کا عظیم الشان ہیجان ہمیشہ بالاے معدہ پر محسوس ہوتا ہے " نیز یہ کہ " اگر ایک شخص کا سر توپ کے گولے سے اڑ جاے تو اسکا دل تھوڑی دیر تک حرکت کرتا رہیگا لیکن اگر بالاے معدہ کوئی شدید صدمہ پہنچے تو فوراً دل کی حرکت بند ہوجائیگی ' اور اسی کے ساتھہ اسکا شعور یا آگہی بھی رخصت ہوجائیگی " -

اپنے اس خیال کی تعبیر وہ اس نازک انداز میں کرتا ہے :

" اگرچہ وہ ایک جگہ رہتی ہے ' مگر مقامی حیثیت سے نہیں رہتی - تم دیکھتے ہو کہ بتی میں روشنی رہتی ہے - ٹھیک یہی مثال معدہ اور روح کی ہے "

( روح اور مرکزی نظام عصبی )

روح کے سر سے باہر کسی دوسری جگہ رہنے کے متعلق ان خیالات کے ساتھہ خیالات کے بعض دوسرے مدارج بھی موجود ہیں جنکے نزدیک نفس کا تعلق مرکزی نظام عصبی سے ہے - ولادت مسیح سے تین سو برس قبل اسکندریہ کے ہیروفلس کا خیال یہ تھا کہ مقدمۃ الراس کے سوراخوں میں ( جو تمام جسم میں سب سے زیادہ اندرونی سوراخ ہیں ) جو سیال مادہ ہوتا ہے ' اسی میں روح رہتی ہے - خاصکر چوتھے سوراخ کو وہ مسکن عقل سمجھتا تھا -

ہیروفلس کا یہ خیال ہمارے لیے بہت ہی دلچسپ ہے - کیونکہ یقیناً اس سوراخ کے نیچے نظام عصبی کے بعض نہایت اہم مراکز موجود ہیں - انصاف یہ ہے کہ سب سے پہلے کلاڈیس گیلن Claudius Galen (متوفی سنہ ۲۰۰ع) نے یہ تعلیم دی تھی کہ " دماغ ہی وہ جگہ ہے جہاں روح اور ذہن دونوں رہتے ہیں "

ہم گیلن کی موت اور ویسیلی اس Vesalius کی عظیم الشان تصنیف De Corporis Humani Fabrica کی درمیانی صدیوں کو نظر انداز کرسکتے ہیں ' کیونکہ دماغی خواص کے لیے کسی مقام کے تعین کے متعلق وضاحت کے ساتھہ غور کرنے میں ان سے کسی قسم کی مدد نہیں ملتی -

علم تشریح کا اب الآباء ویسیلی اس ( ۱۵۱۴ - ۱۵۶۴ ) جسکے لیے علم وظائف الاعضاء کے مسائل کسی طرح کی دلچسپی سے خالی نہ تھے ' نفس کے متعلق اس حیثیت کو ملحوظ رکھتے ہوے کہ اس کا تعلق دماغ سے ہے ' حسب ذیل ملہمانہ ریمارک کرتا ہے :

" یعنی دماغ اپنے وظائف تخیل (۱) استدلال ' غور ' اور حافظہ

(۱) اصلی عبارت میں لفظ Function ہے - انگریزی میں فنکشن اور ڈیوٹی دو ایسے لفظ ہیں جنکے معنی اگرچہ متحد ہیں مگر محل استعمال مختلف ہے - عربی میں فنکشن کے لیے بحالت مفرد " وظیفہ " اور بحالت جمع " وظائف " آتا ہے - ڈیوٹی کے لیے بحالت مفرد " واجب " اور بحالت جمع " واجبات " استعمال کیا جاتا ہے - لیکن اردو میں فنکشن اور ڈیوٹی دونوں کے لیے لفظ " فرض " ہی بولا جاتا ہے جو اگرچہ اصولاً غلط نہیں ہے مگر وسیع زبان اور تدقیق علمی کے لحاظ سے صحیح نہیں - اسی لیے ایک عرصے سے ہم وظیفہ اور وظائف دو فرائض کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں تاکہ اپنے صحیح معنوں میں یہ الفاظ رائج ہوجائیں - یہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ اردو کے بڑے بڑے مترجموں نے بھی آجتک اس فرق کو محسوس نہیں کیا ' اور ہر جگہ فرض ہی کا لفظ لکھتے رہے - جب تک ملک میں عربی داں مترجم علوم جدیدہ پیدا نہونگے ' اردو کی بد بختی لا علاج رہیگی - اس حقیقت پر روئیے تو بہت سے مدعیان علم و تراجم کو شاق گذرتا ہے - یہ دوسری مصیبت ہے -

( یا اور کسی طرح ' غرضکہ خواہ تم اس شخص کا مذہب اختیار کرو یا اس شخص کا ' اور چاہے تم اصلی روح کی چند قیام گاہوں کا نام لیلو ' اور ترجیح دو یا کوئی ترتیب و درجہ بندی قائم کرلو ) یہی انجام کردیتا ہے ؟ میں اسکے متعلق کوئی بھی راے قائم نہیں کرسکتا ' اور نہ میرے خیال میں اسکے متعلق کوئی امر علم تشریح سے یا ان علماء الہیات کے انداز سے دریافت ہوسکتا ہے جو حیوانات کو قوت استدلالی بلکہ ان تمام قوی سے محروم سمجھتے ہیں جنکو ہم اصلی روح کہتے ہیں "

" اسلیے یہ دماغ کی ساخت کے لحاظ سے بندر ' کتا ' بلی ' گھوڑا ' اور تمام چوپائے جنکا امتحان میں نے اب تک کیا ہے بلکہ تمام پرندے اور ہر قسم کی مچھلیاں تک انسان سے ہر ایک شے میں مشابہت رکھتی ہیں ' اور تشریح کے وقت ہمیں کوئی ایسا فرق نظر نہیں آتا جس سے یہ معلوم ہوسکے کہ حیوانات کے فرائض سے ہمیں اسطرح بحث کرنا نہیں چاہیے ' جسطرح کہ ہم انسان کے فرائض سے بحث کرسکتے ہیں "

" اور اگر جسم و دماغ کے باہمی تناسب کے لحاظ سے دیکھیے تو سب سے زیادہ ایپ اور اسکے بعد کتے کا دماغ بڑا نظر آتا ہے - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جن جانوروں کے متعلق معلوم ہوگیا ہے کہ انہیں اصلی روح کے قوی ملے ہیں ' انکے دماغ بھی نسبتاً (۱) بڑے ہیں "

" میں نے مدرسہ دینی علماء الہیات اور دنیا دار فلاسفہ کی تحریروں میں تین جوفوں Ventricles کے متعلق جو کچھہ پڑھا ہے اس پر مجھے حیرت ہوتی ہے "

اس آخری فقرہ میں ویسیلی اس جس خاص راے سے اختلاف کررہا ہے ' وہ لوگوں کا یہی خیال تھا کہ دماغ کا ایک بہت ہی اندرونی جوف قدرت نے صرف احساسات کے لیے رکھا ہے - مثلاً اسکا درمیانی حصہ تخیل کے لیے ہے - آخری حصہ حافظہ کے لیے - وغیرہ وغیرہ -

در اصل اس خیال کے موجد علماء عرب ہیں جنسے بعد میں ڈنس اسکوٹس Duns Scotus اور طامس آکینوس Thomas Aquinas وغیرہ نے اختیار کیا -

( روح اور پی نی ال گلینڈ )

ان دوسروں کے بعد روح میں ایک مقامی حیثیت پیدا کرنے کیلیے جو کوشش کی گئی ' اسکا بانی ایک فرانسیسی عالم رینی ڈیکارٹ Rene Descartes ہے - یہ کوشش جس قابلیت سے کی گئی تھی اسی قدر اسے شہرت بھی حاصل ہوئی - ٹورین Touraine کے فلسفی اعظم نے روح کو Pineal gland (۲) میں رکھا ہے -

(۱) " نسبتاً ' مطرقاً ' دفعتاً ' ندرتاً " وغیرہ الفاظ کا صحیح رسم الخط " نسبة ' مطرة ' دفعة ' ندرة " ہے کیونکہ انکے آخر میں صرف تنوین ہے نہ کہ الف - لیکن چونکہ ہمارے ٹائپ میں تاء مدورہ تنوین والی نہیں ہے ' اسلیے مجبوراً اظہار تنوین و تسہیل قرات کیلیے اس عام غلطی کو گوارا کرلیتے ہیں - ہم نے صحت رسم الخط و سہولت قرات کیلیے ہر طرح کے حروف و اشکال ڈھلوا لیے لیکن یہ حرف ڈھالنے کی غفلت و تساہل سے ابتک نہیں بنا -
الهـــلال -

(۲) دماغ کے بالکل اندرونی حصے میں ایک چھوٹا سا غدود مٹر کے دانے کے برابر ہوتا ہے ' جسکو موجودہ علم تشریح کی اصطلاح میں " پی نی ال گلینڈ " کہتے ہیں -

لا تدركه الابصار و هو يدرك الابصار - ( ٦ : ١٠٣ ) | اُسکو آنکھیں نہیں دیکھہ سکتیں مگر وہ آنکھوں کو دیکھتا ہے -

وہ آنکھوں کي نگراني کرتا ہے کہ کہیں مغز کو چھوڑ کر چھلکے پر نہ پڑیں' اسلیے جب نگاہوں کو بھٹکتا دیکھتا ہے تو ٹوک دیتا ہے :

ان اکرمکم عند الله اتقاکم - ( ٤٩ : ١٣ ) | تم میں سے زیادہ شریف وہي ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے -

یا بالفاظ دیگر جو سب سے زیادہ "ناهي عن المنکر" یعنے محتسب ہے !

اب حر و عبد' مالک و مملوک' اور آقا و غلام کي اصلی صورت دیکھو - تم کو ضعف بصارت کي شکایت نهي' عینک تمهارے سامنے ہے' کیا تم عینک لو بھي نہیں دیکھتے ؟

امام ابو حنیفہ ( رحمة الله علیه ) نے کہا کہ لاحجر علی الحر ( آزاد کو کوئي استعمال آزادي سے روک نہیں سکتا ) اسلیے وہ سب کچھہ کر سکتا ہے' اور فرض احتساب سے اُسے کوئي نہیں روک سکتا - لیکن غلام اس مقدس فرض کو پوري طرح ادا نہیں کرسکتا تھا - یہي ایک غلام اور ایک ازاد زندگي کا حقیقي فرق و امتیاز ہے - اسلیے اسلام نے غلامي کو تو مٹادیا' مگر اس پابندي اور ضروري انقیاد کو قائم رکھا جو تعاون کے لیے ضروري ہے - اب اگر ایک شخص سلطنت سے اسلیے آزادي کا طلبگار ہے کہ وہ بھي اوسي گلاس میں شراب پیے جس میں فرانس کا ایک متوالا پیتا ہے' تو وہ صالح آزادي کا طالب نہیں ہے بلکہ غلامي کا عارضي طوق اتار کر ابدي لعنت کا طوق پہننا چاهتا ہے :

انا جعلنا فی اعناقهم اغلالاً فهي الی الاذقان فهم مقمحون - ( ٣٦ : ٧ ) | هم نے انکی گردنوں میں طوق ڈالدیے هیں' جو انکی ٹھوڑیوں تک آگئے هیں اور اون کے سر الل نے رهگئے هیں -

هاں' اگر وہ احتساب کا میدان وسیع چاهتا ہے کہ اپنی آزادي کا صحیح استعمال کرے' دنیا کو بري باتوں سے بچاے' اور نیک کاموں کی هدایت کرے' تو وہ خدا کا سچا بندہ ہے اور اوسکو سچي آزادي کا سچا سکھہ ملنا چاهیے

اسلام حریت و مساوات کي تعلیم اسي اصول کي بنا پر دیتا ہے اور چونکہ هر مسلمان طبعاً امر بالمعروف و النهی عن المنکر کرتا ہے' اسلیے مساوات اوسکا مایۂ خمیر ہے -

الهلال اسی مساوات اسلامي کی دعوت دیتا ہے' اور حریۃ اوربیه اور حریۃ اسلامیه کا یهی فرق عظیم اوسکے طریق دعوت کو دنیا کے دوسرے احرار کے طریقوں سے مختلف کردیتا ہے -

دنیا نے ابھي حریت کے مفهوم تک کو نہیں سمجھا ہے - وہ اوس حریت کو کیونکر سمجھہ سکتي ہے جو تعلیمات شرعیه کے غلاف کے اندر مستور ہے - یهی سبب ہے کہ اس طریق دعوت میں گرہ پر گرہ کھولني پڑتي ہے پر نہیں کھلتي - اسي گرہ کے کھولدینے کیلیے حضرت موسیٰ علیه السلام نے دعا مانگی تھي :

واحلل عقدة من لساني ! ( ٢٠ : ٢٧ ) | خدایا میري زبان کي گرہ کھولدے !

پس مساوات کا دوسرا نام ہے احتساب' اور احتساب کا نام ہے اسلام' اسلیے اسلام مساوات کا پیکر حقیقي ہے -

## ( ایک فضیلت مخصوصه )

دنیا کے تمام مذاهب میں اختلافات موجود هیں - اهل کتاب کے علاوہ بعض مذاهب ایسے بھي هیں جو سزا و جزاے اخروي کے قائل نہیں لیکن دنیوي آرام و راحت کے وسائل میں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے - اسلیے احتساب هر مذهب کا جزو ہے - اسکي سزا دنیا کے معیار اخلاقی کو قائم رکھتي ہے - سلطنت کي اطاعت' والدین کی فرمانبرداری' قانون کی پابندي' هر مذهب کی اولین تعلیم ہے :

ومن یعص الله ورسوله و یتعد حدوده یدخله نارا خالدین فیها و له عذاب مهین - | جو شخص خدا اور اوسکے رسول کی نافرماني کرتا ہے' اور اوسکے قوانین کی خلاف ورزي کرتا ہے تو خدا اسکو آتشیں عذاب میں ڈالدیگا جس میں وہ همیشه رہے گا اور اسکے لیے ذلیل کرنے والا دکھہ ہے !

لیکن اس باب میں اسلام کو ایک فضیلت مخصوصه حاصل ہے' یعنے اسلام احتساب کے تمام ابواب و شرائط کا جامع ہے :

و یحل لهم الطیبات و یحرم علیهم الخبائث ( ٧ : ١٥٦ ) | اور اونکے لیے تمام پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور تمام خبائث کو حرام قرار دیتا ہے -

آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے اپني بعثت کی غرض اس جامع الفاظ میں بیان فرمائي :

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق - ( الحدیث ) | میں صرف اسلیے مبعوث هوا کہ مکارم اخلاق کي تکمیل کروں -

اس سے ثابت هوا کہ مکارم اخلاق کی تکمیل اب تک باقي تھي قصر شریعت کي آخري اینٹ نے اس عمارت کو مکمل کردیا

حقیقت یہ ہے کہ احتساب قدیم مذاهب کا بھي جزو تھا لیکن جز ناقص - کسی شریعت نے دنیا کي تمام چیزوں کے فائدوں اور نقصانوں کو دنیا کے سامنے اس جامعیت کے ساتھہ نہیں پیش کیا تھا جو اسلام کا طغراے امتیاز ھے - بعض مذاهب نے تو سرے سے کوئي پرهیز هی نہ رکھا حالانکہ " الحمیه راس الدواء " پرهیز دوا کی اصل ہے :

کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسه - ( ٣ : ٩٣ ) | تمام کھانے کي اشیا بنی اسرائیل کیلیے حلال تھیں مگر وہ جسکو اسرائیل نے خود اپنے اوپر حرام کرلیا تھا -

یعنی دوسرے مذاهب و شرائع میں خاص خاص احکام دائرہ احتساب کے اندر آگئے تھے' مگر هر شخص اس فرض کو ادا نہیں کرتا تھا' اور نہ وہ ایسا فرض قرار دیا گیا تھا - منطق کی زبان میں اسے یوں سمجھنا چاهیے کہ صرف جزئي قوت جزئي مادہ میں عمل کرتي تھی -

مگر اسلام کي اصلي فضلیت کبری اور مزیت عظمیٰ یہ ہے کہ تمام دنیا میں صرف وهي اخلاق اور نیکي کي پہلي بادشاهت ہے جس نے ایک طرف تو انسان کے هر عمل کو محکمۂ احتساب کے ماتحت کردیا - دوسري طرف هر انسان پر احتساب فرض کرکے قوت محتسبه کو بالکل عام کر دیا - جس طرح ایک مومن نماز پڑھتا ہے روزہ رکھتا ہے' زکواۃ دیتا ہے' کیونکہ یہ تمام باتیں شخصاً اسپر فرض هیں - ٹھیک اسی طرح اُسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیلیے ایک دائمی محتسب بھی هونا چاهیے' کیونکہ مومن وهي ہے جو نیکي اور عدالت کیلیے محتسب هو -

یہاں "ولی" کا لفظ فرمایا - "ولی" کا صرف یہی کام ہے کہ وہ جس کا ولی ہے اوسکو نیک راہ بتائے، برائی سے روکے، اوسکے مصالح کا لحاظ رکھے، اوسکی ضروریات و مصالح کا محافظ ہو، اور تمام خبائث و رذائل اور تسلط شیطانی و بہیمی سے اسکو بچانے کا آرزومند رہے -

حکومت کے مختلف صیغوں کی تقسیم اسی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا نتیجہ ہے - کانٹے راہ میں بچھے ہوے ہیں، ہر شخص کا قدرتی فرض ہے کہ چلنے والوں کو بتائے کہ قدم سنبھال کے رکھیں - لیکن ایک ہی شخص ہر جگہ موجود نہیں رہ سکتا اور ہر کام کو نہیں کرسکتا - اسلیے تقسیم عمل کی رو سے صیغے فرائض، پیشے، تقسیم ہو جاتے ہیں - یہی وجہ ہے کہ تمدن جس قدر ترقی کرتا ہے، اوسی قدر ان تقسیمات کو بھی ترقی ہوتی جاتی ہے - چنانچہ اسلام نے احتساب کے اس بہترین اصول کو ہر موقع پر قائم رکھا اور کہا کہ نظم و قوام امور کیلیے ہمیشہ ایک شخص کو اپنا امیر بنا لیا کرو - یہاں تک کہ اگر صرف تین مسلمان کسی مقام پر جا رہے ہوں تو انکے لیے بھی ضروری ہے کہ اپنے میں سے ایک کو امیر بنا لیں :

لا یحل لثلاثة یکونون بفلاة من الارض، الا امروا احدهم - ( الحدیث - ابوداود )

تین آدمیوں تک کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی میدان میں ہوں اور ایک کو اپنا امیر نہ بنا لیں

کیونکہ ہدایت و ارشاد کی ہر وقت ضرورت ہے، اور بادیۂ ضلالت کے رہروؤں کو تو اور بھی زیادہ ضرورت ہوجاتی ہے، پس امیر یا حاکم کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ پھولوں کی سیج پر لیٹ کے ہدایت و ارشاد کرے - اوسکو آبلہ پا رہروں کے ساتھ اپنے تئیں بھی کانٹوں پر ڈالدینا چاہیے تاکہ دوسروں کے تلوؤں میں کانٹے نہ چبھنے پائیں ۔

( عبادات اور احتساب )

اسلامی عبادات کی حکمتوں اور مصلحتوں کے متعلق بہت کچھہ کہا گیا ہے، لیکن اگر غور کیا جائے تو یہ تمام مصالح و اسرار ایک محیط کل قانون کی جزئیات و فروع ہیں - احتساب تمدن کا محافظ ہے اور اسلام ایک خالص حقیقی مدنیہ فاضلہ ہے - اس بنا پر احتساب کا قانون بھی اسلام کی تمام تعلیمات میں یکساں قوة و نفوذ کے ساتھہ کام کررہا ہے نماز بجائے خود ایک محتسب اعظم ہے :

ان الصلوة تنهی عن الفحشاء و المنکر ( ۲۹ : ۴۵ )

نماز بری باتوں اور تمام بد اخلاقیوں سے روکتی ہے -

اور محتسب کا بھی یہی کام ہے -

احتساب تمدن کا محافظ ہے اور تمدن باہم ایک دوسرے کی مدد و معاونة کا نام ہے - اسلیے زکوة میں احتساب یہ ہے کہ اس سے فقراء کو مدد ملتی ہے، اور اسلیے وہ نماز کی شفیق ہے :

یقیمون الصلوة و مما رزقنهم ینفقون - ( ۲ : ۳ )

نماز کو قائم کرتے ہیں اور ہم نے جو کچھہ انہیں دے رکھا ہے اسمیں سے لوگوں کو بھی دیتے ہیں -

تمام قران حکیم کو پڑھجاؤ - ہر جگہ قیام صلوة کے ساتھہ ایتاء زکوة کا بھی ذکر پاؤ گے -

حج تعاون و تناصر کی بہترین نمایش گاہ ہے - کلی طور پر وہ ایک وسیلۂ تجارت بھی ہے :

لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلاً من ربکم - ( ۲ : ۱۹۸ )

تمہارے لیے کوئی حرج نہیں کہ خدا کے فضل ( مال و تجارت ) کی تلاش کرو !

اور تجارت اعانت باہمی کا نام ہے - وہی زکوة کی بھی راہ کھولتا ہے :

فمن کان منکم مریضا او به اذی من راسه ففدیة من صیام او صدقة او نسک ( ۲ : ۱۹۶ )

تم میں سے جو شخص مریض ہو، یا اوسکے سر میں کوئی دکھہ ہو تو اُسے چاہیے کہ فدیہ میں روزہ رکھے، یا صدقہ دے، اور یا قربانی کرے -

روزہ تقوی کی طرف دلالت کرتا ہے، اور تقوی کے لغوی معنے بچنے کے ہیں - اصطلاح شریعت میں ہر برائی سے بچنے کا نام تقوی ہے، اور بچنے بچانے ہی کا نام احتساب ہے :

یا ایها الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون - ( ۲ : ۱۸۳ )

مسلمانو ! تم پر روزہ فرض کیا گیا جیسا کہ تم سے پیشتر کے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا - تاکہ تم تقوی حاصل کرو -

یہ محتسب تمہارے پاس پانچ وقت آتے ہیں، ہر سال آتے ہیں، تمام عمر میں ایک بار آتے ہیں، افسوس کہ پھر بھی تمکو ہدایت نہیں ملتی ؟

فاین تذهبون ؟ ( ۸۱ : ۲۶ )

تم سرشاری ضلالت میں کہاں بھکے جا رہے ہو ؟

( جزئیات تعلیمات اسلامیہ )

اسلام کی اخلاقی جزئیات اسی احتساب کی شاخیں ہیں - میرے پاس چاے کا چمچہ نہیں ہے، میں تم سے مانگتا ہوں - تم نہیں دیتے - اور اس طرح احتساب یعنے تعاون کے ایک نہایت ارزاں موقع کو کھو رہے ہو - تمکو یہ موقع حقیر معلوم ہوتا ہے کیونکہ تم بیش قیمت چیزوں کے قدر داں ہو، لیکن شریعت کی چشم عتاب دیکھو اور اشارہ کرتی ہے :

الذین هم یراؤن و یمنعون الماعون - ( ۱۰۷ : ۶ )

پھٹکار ہے اُن لوگوں پر جو ریاکاری کرتے ہیں اور حقیر چیزوں کے دینے میں اُنھیں دریغ و تامل ہے -

تم ایک شخص کیلیے سودا تولتے ہو، اور اپنے ہاتھہ کی حذاقت آمیز گردش سے حبس میں ایک تولہ کم کردیتے ہو کیا ایک تولہ کوئی بڑی چیز ہے ؟ ہاں مادہ تو بڑا نہیں، لیکن روح بہر حال بڑی ہے - تعاون میں اس سے خلل آ گیا، احتساب کا اصول ٹوٹ گیا، اسکے ترازو کیلیے الٰہ ربی کا معاملہ بھی ویسا ہی ہے جیسے ایک من کا :

ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون، و اذا کالوهم او وزنوهم یخسرون ! ( ۸۳ : ۳ )

کم تولنے والوں کیلیے پھٹکار ہے جو لوگوں سے لیتے ہوے تو ناپ کے پورا لیتے ہیں، مگر جب دیتے ہیں تو کم کر کے -

راستے میں ایک کانٹا پڑا ہے - تم اوٹھا لیتے ہو - یہ تمہیں ایک دل بہلاؤ مشغلہ معلوم ہوتا ہے، لیکن کیا تم نے کسی زخم رسیدہ پاؤں کو بھی اس سے نہیں بچا دیا ؟ اگر بچا دیا تو فرض احتساب ادا کر دیا - اسلیے یہ صدقہ ہے جسکا تمہیں ثواب ملے گا -

اگر تم کوئی صیغہ احتساب قائم کرو تو اسکے لیے یورپ کے قانون کا اتباع ضروری نہیں، صحاح ستہ کافی ہیں -

( مساوات اسلامی )

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا :

لم استعبدتم الناس و ولدتهم امهم احرارا ؟

تم نے لوگوں کو کیوں غلام بنا لیا ہے، حالانکہ اونکی ماؤں نے تو اونہیں آزاد جنا تھا

آزاد و غلام میں تمہیں کیا فرق معلوم ہوتا ہے ؟ تم کرسی پر بیٹھے ہو، وہ زمین پر - تم گوشت کھاتے ہو وہ سوکھی روٹی - تم حریر پہنے ہو وہ گاڑھا - ہاں مغرور انسان ایسا ہی دیکھتا ہے، لیکن خدا کی آنکھہ اُس سے زیادہ روشن ہے :

یه اس طول طویل بحث کا نهایت مختصر خلاصه هے جو فرضوئین استعمال قوت کی ضرورت پر کرتے هیں ' اور پھر اسی اصول کا مهلک استغراق اور خونیں غلو هے جو قتل و خون تک پہنچ جاتا هے اور انسانوں کے امن اور آرام کو نابود کردیتا هے -

* * *

قوت کا استعمال کیونکر کیا جائے ؟

اسکے متعلق فوضوئین کا یه خیال هے که اگر طاقت اسقدر وسیع پیمانه پر موجود هو که عام انقلاب پیدا کیا جاسکے تو فوراً سرکشی اور طغیانی سے کام لینا چاهیے' ورنه اسکو بتدریج و بدفعات استعمال کرنا چاهیے که یا تو جان و مال کا نقصان هو یا کم از کم خوف و دهشت پیدا هوسکے ' اور ملک قوة مستبده کی کمزوری اور درماندگی کو دیکھکے اس سے برداشته خاطر هوجائے -

انکے اس اصول کے مطابق نقصان کا نشانه صرف انهی لوگوں کو هونا چاهیے جنکو حکومت سے تعلق هے ' مگر فوضوئین کے نزدیک بسا اوقات عام پبلک هی کو نشانه بنانا مقتضاے مصلحت هوتا هے' کیونکه اس صورت میں وه حکومت کی پالیسی کے خلاف متفقه آواز بلند کریگی -

یه خیالات هیں جو ان خطرناک لوگوں کو اخلاق کی تمام امن طلبانه تعلیمات سے بے پروا کردیتے هیں' اور وه نهایت افسوس ناک اور وحشیانه طور پر قتل و غارت شروع کردیتے هیں -

* * *

ملدسالی وارگریو کی آتشزدگی کے سلسلے میں جو تین خطوط ملے هیں ' انمیں ایک کا پته یه هے

" حکومت کے زرخرید غلاموں اور عورتوں پر ظلم کرنے والوں کے نام "

یه ایک کارڈ هے - اسکے دوسرے رخ پر یه عبارت لکھی هے :

" هم خوف انگیزی کا تجربه کر چکے مگر وه بے اثر ثابت هوئی' اسلیے اب هم نے مال و دولت کو نقصان پهنچانا شروع کیا هے- یه کارروائیاں حکومت کی درندگی اور سنگدلی کا نرمی به نرمی جواب هے - قبل اسکے که زیاده دیر هو کلیسا کو خود اپنے احکام کی پیروی کرنی هو - هم اپنی حرکتیں آخر تک نه چھوڑینگے ۔ پبلک کو دیکھنا چاهیے که حکومت جو هماری فوجی جماعت کو تجربه اور بجبر روکنا چاهتی هے ' اسکا نمونه یه هے "

دوسرے کارڈ کی سرخی یه هے :

" ظلم کا جواب "

" هم نے اب تک جانوں پر حمله کرنے سے احتراز کیا تھا - لیکن معلوم هوتا هے که اب وقت آگیا هے که هم جانوں پر بهی حمله کریں' اور اسکی ابتداء ان سنگدل اور ضمیر فروشوں سے هو جو قید خانوں میں هم پر ظلم کرتے هیں " -

تیسرا خط نهایت مختصر هے مگر با ایں همه اس سے یه معلوم هوتا هے که یه جماعت اپنے مصائب کا کیا صله سمجھتی هے ؟

" تمهارے مظالم همارے لیے حوصله شکن نهیں هوسکتے- همارا عقیده هے که جو لوگ حق و صداقت کی راه میں مصائب جھیلتے هیں ان پر خدا کی رحمت نازل هوتی هے ' اور انهیں بهشت کی حکومت ملتی هے "

( ایـــدیٹــــر )

هندوستان میں ایک ایڈیٹر کی حیثیت خواه کچھه هی هو' مگر انگلستان میں وه خیال اور راے پر حکومت کرنے والی طاقت هے - اشخاص کی نیک نامی و بد نامی ' تجاویز کی منظوری و نا منظوری ' حکام کا عزل و نصب ' وزارتوں کی شکست و فتح ' اور ملکوں کی جنگ و صلح ' ایک ایڈیٹر کی جنبش قلم کے عامة الوقوع کرشمے هیں !

لیکن جبکه تمام انتظامی طاقتیں اقتراعیات کی زد میں آچکی نهیں ' تو یه قلمی طاقت باوجود شدید مخالفت کے بهی اسوقت تک انکے حملوں سے محفوظ تهی - اب اسکی سرزنش کی بهی ابتدا هوگئی هے - بیلفاسٹ سے ایک اخبار نکلتا هے جسکا نام " بیلفاسٹ نیوز لیٹر " هے - اس اخبار میں یه خبر شائع هوئی تهی که گولف کے بعض کلبوں کے ممبروں نے یه طے کرلیا هے که اگر اب اقتراعیات نے ان پر یورش کی تو وه قانون کو اپنے هاتهه میں لیکے خود انهیں سزا دینگے -

ایک عورت جو تنومند' شہزور' پوری ٦ فیٹ لنبی تهی' دفعة اس اخبار کے ایڈیٹر کے کمره میں داخل هوئی - اور نهایت تهدید آمیز لهجه میں پوچھنے لگی : " کیوں جی ! کیا تم کو اس خبر کے ساتهه همدردی هے ؟ "

ایڈیٹر نے کہا " هاں "

هاں کا منهه سے نکلنا تھا که اس مرد نما عورت نے اس کے منهه پر اس زور سے ایک گهونسا مارا که اسکے لمبے اور تیز ناخن ( جو اسی غرض سے بڑهاے گئے تهے ) ایڈیٹر کے گالوں میں بیٹهه گئے ! !

ایڈیٹر فوراً اس حمله آور عورت کے لپٹ گیا اور دونوں میں کشا کش شروع هوگئی - اس کشاکش میں عورت گر پڑی اور اُسکا سر پهٹ گیا' تاهم اسکی همت یا جوش انتقام میں ذرا بهی فرق نه آیا - وه برابر حملے کیلیے کوشش کرتی رهی !

شور و غل سنکے اور لوگ بهی باهر سے آگئے اور انهوں نے کشاں کشاں اس عورت کو بهزار مشکل باهر نکالا -

* * *

بیل فاسٹ سے ایک اور اخبار نکلتا هے جسکا نام " بیلفاسٹ ایوننگ ٹیلیگراف " هے - اسکے ایڈیٹر نے بهی اقتراعیات کے خلاف کوئی حرکت کی تهی - اسکی سزا میں ایک عورت اسکے دفتر میں گهس گئی اور خوب هی زد و کوب کرکے کرسی کے نیچے ڈالدیا !

## مسئلـــهٔ مسجـــد گلبـــرگه

عالیجناب نے گلبرگه کی مسجد کے متعلق بذریعه تار برقی گورنمنٹ نظام کو جو توجه دلائی تهی الحمد لله که بالاخر اسکا نتیجه ظاهر هوا اور ارکان ریاست نے کمال عدل و انصاف سے توجه فرمائی - جو حکم اب جاری هوا هے وه حسب ذیل هے :

" فہمائش نامه مورخه ۲ سهر یور سنه ۲۳ ف

بذریعه هذا فہمایش دیجاتی هے که پیشگاه اقدس و اعلی خلد الله ملکه سے تصفیه فرمایا گیا هے که مسجد زیر تعمیر کی تکمیل کی اجازت دیجاے -

حسب صلع کو بذریعه مراسله لسان ۱۵٦۱ مورخه ۱۷ خور داد سنه ۱۳۲۳ف لکھدیا گیا هے - بهر حال آپ مسجد زیر تعمیر کی تکمیل کرسکتے هیں - جسقدر حصه تکمیل طلب رهجائیگا اسکو سرکاری خرچ سے بنوا دیا جائیگا ۱۲ شعبان سنه ۳۲ -

مولوی فصیح الدین احمد خاں صوبه دار صوبه گلبرگه

## اقتـراعیـات

## حـوادث و سـوانـح

( کلیسـاے وار گریو اور تین خطوط )

اقتراعیه عورتوں نے اب یه طریقه اختیار کیا هے که وہ اپنے حملوں کے بعد بعض تحریریں چھوڑ جاتی هیں تا که پبلک کو اس روح کا اندازہ هوسکے جو انکے قانون شکن اعمال کے اندر کار فرما هے - چنانچه وارگریو کے گرجا کی آتشزدگی کے بعد تین کارڈ ملے هیں - یه کارڈ درحقیقت فوضویت ( انارکی ) کے تین اساسی و بنیادی اصولوں کا ایک اجمالی بیان هے -

* * *

وارگریو ایک ساحلی مقام هے جو دریاے ٹیمس کے کنارے واقع هے - یہاں نہایت قدیم اور تاریخی گرجا تھا - اسکی دیرینه عہدی کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا هے که جو مختلف قسم کے رجسٹر یہاں محفوظ تھے انکا آغاز سنه ۱۵۳۸ سے هوتا تھا - گرجے میں ایک خوشنما اور پر فضاء چمن بھی تھا جسکی تاریخ قدیم کے متعلق علماء آثار برطانیه میں اختلاف هے - بعض اسکو ملکه الیزبتھه کے عہد کا قرار دیتے هیں - بعض شاہ چارلس سوم کی طرف منسوب کرتے هیں -

اتوار کا دن ' صبح ۹ بجے کا وقت تھا که اس گرجے کے قریب تین عورتیں نظر آئیں - وہ بظاهر شریف و شایسته معلوم هوتی تھیں -

انگلستان اب ان فوضویت کی دیبیوں سے اس قدر ترساں اور لرزاں هوگیا هے که ( بقول مراسله نگار انگلشمین ) یه تصور کرنے هی که فلاں قومی معهد ( نیشنل انسٹیٹیوشن ) میں ایک عورت آگئی هے' خوف پیدا هوجاتا هے که کہیں اسکے نکلنے کے بعد بمب کے پھٹنے یا کسی تاریخی اور گراں بہا یادگار کے برباد هونے کی خبر نه آے !

چنانچه اکثر عمارتیں بند پڑی رهتی هیں - بعض کھلی هیں مگر انکی مراقبت و نگرانی اسقدر شدید هے که اگر ایک شریف مرد کسی شریف صورت لیڈی کے همراہ اندر جانا چاهتا هے تو اسے پہلے دروازہ پر پاسبانوں سے ایک اچھا خاصه مناظرہ کرنا پڑتا هے !

* * *

مگر جب بربادی آنے والی هوتی هے تو اسکا راسته هموار کرنے کے لیے غفلت پہلے آجاتی هے - ان عورتوں کو متعلقین کلیسا نے دیکھا مگر کچھه خیال نه کیا -

۵ گھنٹے کے بعد یعنی ۲ بجے ایک خاندان جو گرجے کے سامنے رهتا تھا ' یکایک دھماکے کی آواز سنی اور گھبرا کر گھر کے باهر نکل آے - دیکھا تو آگ کے شعلوں سے تمام افق شفق گون هو رها هے' اور گرجے کی عمارت میں آگ لگ گئی هے - فوراً آگ بجھانے والے انجن کے اسٹیشن کو ٹیلیفون دیا گیا - مقامی اور اسکے بعد ھیڈلی و کنگھم کے انجن بھی پہنچ گئے - انجن والوں اور متعلقین کلیسا کی سخت عرقریز کوششوں کے باوجود آگ گرجے کے اکثر حصوں میں دوڑ گئی ' اور جب بمشکل بجھی تو یه گرجا ' انگلستان کے مشہور و دلپسند دریاے ٹیمس کا تاریخی گرجا ' اپنی برباد و سوخته حالت میں' امزور صنف انسانی کے غضب و انتقام کی ایک سبق آموز یادگار تھا !

البته وہ نہایت قدیم رجسٹر جو حسن اتفاق سے ایک آهنی الماری میں بند تھا ' اور وہ خوشنما و پر فضا چمن جسکے عہد تعمیر میں اختلاف هے' یه دونوں چیزیں بچ گئیں -

جب آگ سرد هوئی تو گرجے کی پھرکی کے نیچے ایک شیشه اور تین خطوط ملے -

( خطوط اور بعض اصول فوضویت )

فوضویت درحقیقت استبداد کا علاج بالمثل هے' اور اگر استبداد کوئی درخت هے تو اسکا ثمرۂ تلخ فوضویت کو سمجھنا چاهیے - چنانچه جسقدر استبداد زیادہ هوتا هے ' اتنا هی اس کے درخت میں یه کڑوا پھل بھی زیادہ لگتا هے !

مثلاً فوضویت سب سے زیادہ روس میں هے جہاں اسکی شدت ظہور و استہلاک کی وجه سے اسکا نام عدمیت ( نہلزم ) رکھدیا گیا هے - لیکن غور کرو که یورپ میں مستبد ترین سلطنت بھی وهی رهگئی هے -

فوضوئین کہتے هیں که " عدل و انصاف " کے الفاظ خواہ کتنے هی خوش آهنگ اور دلفریب معلوم هوں ' مگر افسوس ! که انکی حقیقت مکر و فریب سے زیادہ نہیں -

وہ کہتے هیں که دنیا کی بہت سی قومیں هیں جنکو غلامی کے بعد آزادی ملی هے' اور بہت سے حقوق هیں جو غصب هونے کے بعد انکے مالکوں کو واپس کیے گئے هیں اور انکے حالات آج بھی همارے عبرت و بصیرت اور سبق آموزی و رهنمائی کے لیے موجود هیں' مگر کیا کوئی بتلاسکتا هے که انمیں سے ایک قوم کی گردن سے بھی عدل کے هاتھه نے غلامی کا طوق اتارا هے ' یا ایک حق بھی کسی غاصب کے پنجے سے نکالکے مظلوم مالک کو واپس دلایا هے ؟ یقیناً اس کا جواب سواے " نہیں " کے کچھه نہیں هوسکتا - اگر تمام تاریخ میں کوئی مثال اس کلیه کے جزئی استثنا کی ملتی هے تو وہ صرف جاپان هے -

جب کبھی حقوق کے لیے ضمیر سے اپیل کی گئی هے اور عدل و انصاف یا ترحم و تلطف کا استبداد کو واسطه دیا گیا هے تو همیشه اسکے جواب میں تغافل و تجاهل هی کیا گیا هے' اور جب کبھی صداے حق طلبی کا خروش زیادہ بڑھا هے تو قانون کی لگام منهه میں ڈالدی گئی هے - " عدل و انصاف " ایک تماشه هے جس سے کوتاہ اندیش اور بیخبر جماعتوں کی بڑی بڑی امیدیں وابسته هوتی هیں ' مگر حقیقت بیں دھوکا نہیں کھاتے !

طاقت جب تک مجبور نہیں هوتی' اپنے فوائد سے دست بردار هونا نہیں چاهتی !

وہ کہتے هیں که جب کبھی عدل و انصاف کے حق پرور اور رحمدل فرشته کے بدلے ' طاقت کے خون آشام اور سنگدل دیو سے مدد طلب کی گئی هے ' تو همیشه صدائیں رسا ' خواهشیں کامیاب ' امیدیں مقدم اور مطالبات منظور هوے هیں - ماضی کا تمام تجربه اور انسانی فطرت کا پورا مطالعه بتلاتا هے که اگر کوئی شے جو دلائل و معارف میں اثر اور مطالبات میں زور پیدا کرتی هے ' اگر کوئی شے هے جو ذلیل و معزز ' سر بسجود کو سر بلند ' خاک نشیں کو سریر آراے عالم کو آزاد ' اور محکوم کو حکمراں بناتی هے ' تو وہ طاقت اور صرف طاقت هی هے !

اسی لیے طاقت هی هماری امیدوں کا قبله هے - هم اپنی اعانت و مدد کے لیے صرف اسی کی طرف رجوع کرتے هیں - همارے تمام عزائم و مقاصد کی روح و روان بھی طاقت هے ' همارے تمام افعال و اعمال اسی محور کے گرد گردش کرتے هیں -

اور خرید و فروخت نکرے گا ' اون سے هم کلام نهوگا ' وغیرہ وغیرہ (١)

اس عہد نامہ پر تمام قریش نے مہریں لگائیں ' اور وہ اطلس میں لپیٹ کر خانہ کعبہ میں لٹکا یا گیا - اس معاهدہ کے بعد حضرت ابو طالب اپنے تمام خاندان کو لیکر شعب ابو طالب میں چلے گئے ' اور آنحضرت بھی مسلمانوں کے ساتھ وهیں اقامت پذیر هوے - قریش کا یہ معاهدہ تین برس تک قائم رها ' اور اس وسیع مدت میں آنحضرت نے شعب ابي طالب هی میں قیام فرمایا ' چنانچہ یہ درد انگیز واقعہ سیرت کي تمام کتابوں میں مذکور ہے - اور وہ لوگ بھی مسٹر امیر علی کي کتاب سے اس کی تصدیق کر سکتے هیں ' جو کتب حدیث و سیر سے روایات کے فراهم کرنے کی اهلیت نہیں رکھتے -

خود اسلام میں جب کسي شخص نے قومی منافع پر شخصی فوائد کو ترجیح دي ہے ' تو اُسکے خلاف صحابہ اور خود آنحضرت نے اسی قسم کا طرز عمل اختیار فرمایا ہے - اسلام کي تاریخ میں غزوہ تبوک بعض خصوصیات کے لحاظ سے ایک خاص تاریخي اهمیت رکھتا ہے - چونکہ یہ لڑائی سخت گرمي کے موسم میں واقع هوئی تھی اور مقابلہ بھي شدید تھا ' اسلیے عموماً منافقین اوسکي شرکت سے علحدہ هوگئے ' بلکہ خود بعض مسلمانوں نے بھی شرکت سے جان چرائی - چنانچہ جب آنحضرت تبوک سے واپس آے ' تو مخلفین کو ( وہ لوگ جو لڑائي میں شریک نہیں هوئے تھے ) طلب فرمایا جنکي تعداد ٨٠ سے متجاوز تھی ' اور هر ایک سے عدم شرکت کی وجہ پوچھي - سب نے اپنا اپنا عذر پیش کیا ' اور آپ نے اوسکو قبول فرما لیا - پھر اون سے بیعت لی اور اونکے لیے استغفار کیا - ( یہ سب منافق تھے ) لیکن کعب بن مالک ' مرارہ بن الربیع ' هلال بن امیہ الواقفی کا عذر مقبول نہ هوا ' حالانکہ یہ لوگ مخلصین مومنین میں سے تھے - چنانچہ آنحضرت نے ان تینوں بزرگوں پر سخت ناراضي ظاهر کی اور تمام صحابہ کو اون کے ساتھ سلام ' کلام ' اور نشست و برخاست سے منع فرمادیا - پورے پچاس دن تک یہ حالت قائم رهی - اسکا دو بزرگوں پر یہ اثر هوا کہ تنگ آکر گھر میں گوشہ نشین هوگئے - صرف کعب بن مالک بازاروں میں اس امید میں پھرتے رهتے تھے کہ کوئي سلام کرے - خود مسجد میں آتے اور آنحضرت کو سلام کرتے ' مگر جواب نہ ملنے پر یہ حسرت دیکھتے کہ لب مبارک پر حرکت کے آثار ظاهر هوے یا نہیں ؟ پھر آنحضرت کے قریب جا کر نماز پڑھتے اور دزدیدہ نظروں سے آپکي طرف دیکھتے جاتے ' جب وہ مصروف نماز هوتے تو آنحضرت اُنکي طرف متوجہ هوتے ' اور جب وہ آپ کی طرف دیکھتے تو آپ منہ پھیر لیتے - اس واقعہ نے اس قدر شہرت حاصل کی کہ بادشاہ غسان کے قاصد نے بازار میں اونکو ایک خط دیا جسکا مضمون یہ تھا کہ " محمد صلعم تم کو ذلیل کر رہے هیں ' تم هم سے ملجاؤ - هم تمہارے ساتھ همدردي کرینگے " لیکن اونکے جوش اخلاص نے اس خط کو تنور میں ڈالدیا - ٤٠ دن کے بعد اس حالت میں اور اشتداد پیدا هوا - یعني آنحضرت نے حکم دیا کہ یہ لوگ اپني بي بیوں سے بھي علحدگي اختیار کرلیں جو اس مصیبت میں اونکي شریک و رفیق تھیں - چنانچہ کعب بن مالک نے اپني بي بی کو امال اطاعت سے اسکے میکے روانہ کردیا - جب دس روز اس حالت میں بھی گذر گئے ' تو ایک دن کعب بن مالک اسي حالت تنہائي میں

( ١ ) آپنے غالباً اسٹرائک اور بائیکاٹ میں فرق نہیں کیا ہے - اپکي مثالیں نہایت موثر هیں لیکن اُس انقطاع تعلقات و تعاون تمدنی کیلیے موزوں تر هیں جسے آجکل بائی کاٹ کہتے هیں - اسٹرائک بھی گو اسمیں شامل ہے مگر اسکي صورت دوسري ہے - بہرحال آخر میں اپنا خیال ظاهر کرونگا - الهلال

اپنے گھر پر بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے پہاڑ کي چوٹي سے بآواز بلند پکارا : " یا کعب بن مالک ابشر " یعني اے کعب تم کو خوشخبري هو - وہ فوراً سجدہ میں گر پڑے اور سمجھہ گئے کہ مصیبت کا خاتمہ هوا ' چنانچہ آنحضرت نے بعد نماز فجر اونکي توبہ کے قبول هونے کا اعلان فرمایا - اور لوگ جوق جوق آکر اُنکو بشارت دینے لگے - ایک شخص گھوڑا اُڑاتا هوا آیا اور یہ مژدہ جانفزا سنایا - ایک شخص نے پہاڑ کي چوٹي سے بشارت دي ' چونکہ اوسکی آواز گھوڑے سے پہلے پہونچي تھي اسلیے بطور انعام کے اوسکو کعب بن مالک نے اپنا کپڑا اوتار کر پہنا دیا خود عاریتاً کپڑے مانگ کے پہن لیے ' اور بے اختیار دوڑتے هوے آنحضرت کی خدمت میں حاضر هوے - لوگ اُنکو مبارکباد دیتے جاتے تھے - طلحہ بن عبید الله نے دوڑ کر مصافحہ کیا - آنحضرت کی خدمت میں پہونچے تو آپ کا چہرہ فرط مسرت سے چمک اُٹھا اور آپ نے بھی بشارت دي - اس مسرت میں کعب بن مالک نے اپنا تمام مال صدقہ میں دینا چاها ' لیکن آنحضرت کے فرمانے سے کچھہ مال اپنے پاس بھی رکھہ لیا ( دیکھو بخاري جلد ثالث مطبوعہ مصر ص ٦١ باب غزوہ تبوک )

ان تمام واقعات پر یہ ترتیب غور کرنے سے حسب ذیل نتائج مستنبط هوتے هیں .

( ١ ) زبردست گروہ کو کمزور فرقہ کے خلاف اسٹرائک کرنا سزاوار نہیں " جیسا کہ قریش مکہ نے کیا تھا اسلیے زمانہ اسٹرائک میں طلباء کا کھانا بند کردینا یا انکو بورڈنگ سے نکال دینا جائز نہیں

( ٢ ) اسٹرائک صرف یورپ کی پیداوار نہیں بلکہ وہ ایک فطری چیز ہے اور تاریخ عرب و عہد نبوت میں اسکی مثالیں پائی جاتی هیں

( ٣ ) اسٹرائک صرف جمہوري اصول کی تائید میں کرني چاهیے - جیسا کہ آنحضرۃ صلی الله و سلم نے اُن لوگوں کے خلاف کیا جنھوں نے ایک قومي جہاد میں شرکت سے گریز کیا تھا

( ٤ ) اگر اسٹرائک استقلال کے ساتھہ قائم رکھی جاے ' تو اسکا اثر نہایت شدید هوتا ہے -

( ٥ ) اسٹرائک کیلیے حقوق طلبي بھي ضروري نہیں بلکہ وہ کسی جرم کي سزا بھی هو سکتي ہے -

( ٦ ) اسٹرائک تجارت پیشہ گروہ کیلیے مخصوص نہیں ہے بلکہ خالص مذهبی گروہ بھی کر سکتا ہے -

( ٧ ) اسٹرائک کے لیے مساوات لازمی نہیں ہے ' کعب بن مالک آنحضرت اور دیگر صحابہ کے مساوي نہ تھے - جب کثیر گروہ ضعیف کے مقابلے میں اسٹرائک کر سکتا ہے تو ضعیف کو قوي کے مقابلے میں اسکا حق مرجح حاصل ہے -

( ٨ ) جو شخص جتنا مذهب میں سخت هوگا اور اُس سے جسقدر خیر خواهی (١) و حمایت کي توقع هوسکیگي ' اوسکے مقابل میں اسٹرائک بھی اتنی هي سخت هونی چاهیے - البتہ اگر بیگانہ لوگ مدد میں کمی کریں تو انکو معذور رکھنا چاهیے ' جیسا کہ آنحضرت نے منافقین کو معذور رکھا - فتح الباري میں ہے " و فیها ان القوي في الدین یواخذ باشد ما یواخذ الضعیف " کعب بن مالک کی حدیث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قوي المذهب اور مخلص شخص سے بہ نسبت ضعیف کے سخت مواخذہ کرنا چاهیے ( ص ٩٤ جلد ٨ )

( ٩ ) جمہوری فوائد کیلیے اون اخلاق و آداب کي پابندي

( ١ ) لیکن بعض لوگ اسي خیر خواهانہ تعلقات کي بنا پر تعلیمی اسٹرائک کے عدم جواز کا فتوے دیتے هیں : و ما اوتیتم من العلم الا [illegible] - منہ

# الاعتصـــاب فـــي الاســـلام

( از مولانا عبد الســلام - ندوي )

طلباے دار العلوم ندوۃ العلماء کی اسٹرائک نے جو مباحث پیدا کردیے' ان میں ایک اہم بحث یہ ہے کہ اسٹرائک شرعاً مسلمانوں کیلیے جائز ہے یا نہیں؟ صاحبزادہ افتاب احمد خاں صاحب نے جو مضامین اخبارات میں لکھے تھے ان میں بہت افسوس کیا تھا کہ اسٹرائک کے عدم جواز کے خلاف کوئی دلیل پیش نہیں کی جاتی - ہم چاہتے ہیں کہ انکے ارشاد کی آج تعمیل کریں -

ہندوستان میں بلکہ تمام بلاد اسلامیہ میں جب اس قسم کے مسائل پر بحث شروع ہوتی ہے' تو اکثر طبقہ قدیمہ و طبقہ جدیدہ میں اختلاف پیدا ہوجاتا ہے اور آزاد خیالی کی بنا پر آخر الذکر گروہ اکثر جواز کا فتوی دیدیتا ہے' لیکن حسن اتفاق سے اسٹرائک کو دونوں گروہ نے نا جائز قرار دیا ہے - دونوں فرقوں کے دلائل حسب ذیل ہیں :

( ۱ ) اسٹرائک تمدن جدید کی پیداوار ہے - ایشیاء کی قدیم تہذیب اسکو جائز نہیں رکھتی' بالخصوص طلباے مدارس عربیہ کیلیے تو بالکل نا جائز ہے : من تشبہ بقوم فہو منہم -

( ۲ ) اسٹرائک ان اصول کے مخالف ہے جو اسلام نے استاد اور شاگرد کے تعلقات کے متعلق قائم کیے ہیں - جدید فرقہ اسکو ڈسپلن کی مخالفت سے بھی تعبیر کرتا ہے -

پہلی دلیل اگرچہ طبقہ قدیمہ کے لیے کافی ہے' لیکن جدید گروہ کے نزدیک کسی چیز کے نا جائز ہونے کی صرف یہ وجہ نہیں ہوسکتی کہ " وہ جدید تمدن کی پیداوار ہے " اس بنا پر وہ اس دلیل کو ایک محدود شکل میں پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ :

( ۳ ) تمــدن جدید صرف سیاسی و تجــارت پیشہ گروہ کو اسٹرائک کی اجازت دیتا ہے' اور استاد و شاگرد کے تعلقات یورپ میں بھی محض اخلاقی حیثیت رکھتے ہیں -

ان دلائل پر نقد و بحث کرنے کیلیے امور ذیل تنقیح طلب ہیں :

( ۱ ) کیا اسٹرائک تمدن جدید کی محدثات و بدعات میں سے ہے ؟

(۲) کیا اسٹرائک صرف تجارت پیشہ گروہ ہی کیلیے مخصوص ہے ؟

( ۳ ) اسلام نے استاد و شاگرد کے تعلقات کے متعلق کیا اصول قائم کیے ہیں جنکا اتباع طلبا پر واجب ہے ؟

( تنـقیح اول )

( کیا اسٹرائک تمدن جدید کے محدثات میں سے ہے ؟ )

انسان فطرتاً مدنی الطبع پیدا ہوا ہے' اسلیے وہ تمدنی' مالی' اخلاقی' غرض متعدد حیثیتوں سے دوسرے افراد کے تعاون کا محتاج ہے - اعانت باہمی کا یہی اصول تمدن کا سنگ بنیاد ہے' اور یہ اصول جس قدر منضبط و مستحکم ہوتا ہے' اوسی قدر انسانی زندگی پر لطف' خوشگوار' دلچسپ' بلکہ دیر پا ہوجاتی ہے - اگر کشمکش حیات میں اس اصول کو نظر انداز کردیا جاے تو دفعتاً حیات انسانی خطرے میں پڑ جاے -

لیکن اس فطری اعانت سے انسان کو جو فوائد و منافع حاصل ہوتے ہیں' کبھی کبھی خود غرضی اونکی مساویانہ تقسیم میں خلل انداز ہوجاتی ہے - یعنے ایک گروہ صرف لینا چاہتا ہے اور دینا نہیں چاہتا - اسلیے دوسرا گروہ اپنی مالی یا جسمانی یا اخلاقی اعانت سے اوسکو محروم کردیتا ہے - اسیکا نام اسٹرائک ہے - اس بنا پر صرف ایک ایک فرد بھی اپنی ذاتی اعانت سے دوسرے فرد کو محروم کرسکتا ہے - چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جن لوگوں نے اتہام لگایا تھا ان میں حضرت ابوبکر کے غلام مسطح بھی تھے - انکی معاش کا دار مدار صرف حضرت ابوبکر کی ذات پر تھا - حضرت ابوبکر نے انکو نفقہ سے بالکــل محروم کردیا' اور اسپر قسم کھالی - چنانچہ صحیح بخاری میں ہے :

| | |
|---|---|
| فحلف ابوبکر ان لاینفع مسطحا بنافعة ابدا | حضرت ابوبکر نے قسم کھالی کہ مسطح کو کبھی کسی قسم کا فائدہ نہ پہونچائینگے۔ |

حضرت ابوبکر کا یہ فعل اگرچہ بالکل جائز تھا' تاہم چونکہ مسطح کا کوئی دوسرا سر پرست نہ تھا' اور اس جرم کی بنا پر کوئی شخص سر پرستی کیلیے آمادہ بھی نہیں ہو سکتا تھا' اسلیے حضرت ابوبکر کے طرز عمل سے اوسکی زندگی خطرے میں پڑ گئی تھی' پس خدا تعالی نے اخلاقی حیثیت سے ( نہ کہ نہیاً و وجوباً ) اونکو اس سے روکدیا :

| | |
|---|---|
| ولا یاتل اولو الفضل منکم والسعة ان یوتوا اولی القربی والمساکین والمهاجرین فی سبیل الله و لیعفوا و لیصفحوا الا تحبون ان یغفر الله لکــم واللــه غفــور رحیـــم - ( بخاری مطبوعہ مصر جلد ۳ ص ۱۱۶ ) | اہــل دولت قرابت داروں اور غرباء اور مہــاجرین کو دینے سے دریغ نہ کریں' اور انہیں معاف کردیں - کیــا تم لوگ یہ نہیں پسند کرتے کہ خدا تمکو معاف کردے ؟ خدا تو بڑا رحم و معفرت کرنے والا ہے- |

لیکن اصطلاحاً اس قسم کے تمدنی قطع تعلق پر اوسیوقت اسٹرائک کا اطلاق کیا جاتا ہے' جب ایک گروہ دوسرے گروہ یا فرد کو اپنی اعانت سے محروم کردیتا ہے - اسی بنا پر جدید عربی زبان میں اسٹرائک کو " اعتصاب" کہتے ہیں جسکے معنی گروہ بندی کے ہیں - آجکل اگرچہ یورپ اکثر اس اصول پر عمل کرتا ہے' لیکن اعانت باہمی کسی نہ کسی صورت میں ہر تمدن کا جزو مشترک رہی ہے - پس ہر تمدن اسٹرائک کی گنجایش رکھتا ہے' اس میں یورپ و جاپان کی تخصیص نہیں۔

دنیا میں سب سے زیادہ سادہ تمدن دیہات کا ہوتا ہے جہاں تعلیم و تربیت کی ہلکی سی شعاع بھی نہیں پڑتی - لیکن عموماً تمام دیہاتوں میں عدوات کرنے کا طریقہ جاری ہے جسکی رو سے ایک شخص کا حقہ' پانی' کھانا' پینا بند کردیا جاتا ہے' اور وہ اوسکی زندگی کو تمام تمدنی منافع اور تعلقات صحبت سے محروم کردیتا ہے - ابتداء بعثت میں قریش نے بھی آنحضرت کے ستانے کیلیے اسی قسم کا محالفہ کرلیا تھا - یعنی تمام قریش نے اس مضمون کا ایک عہد نامہ لکھا تھا کہ قریش میں کوئی شخص بنو ہاشم و بنو عبد المطلب کو اپنی لڑکی نہ دیگا - ان سے لین دین

نمبر ۶

کلکتہ: چہار شنبہ ۱۲ رمضان ۱۳۳۲ ہجری
Calcutta Wednesday August, 5. 1914.

جلد ۵


ہ علیہ کا جہاز

" أڈبن رلیس "


قیمت فی پرچہ

چار آنہ

ضروری نہیں جو حالت سخت میں باہمی تعلقات کیلیے ضروری تھی ' چنانچہ حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں :

| | |
|---|---|
| وفيها ترك [۱] السلام على من اذنب و جواز هجره اكثر من ثلاث و اما النهى عن الهجر فوق الثلاث فمحمول على من لم يكن هجره انه شرعيا (جلد ۸ ص ۹۴) | اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جو گنہگار ہو اسکو سلام نہیں کرنا چاہیے' اور تین دن سے زیادہ اوس سے جدائی اختیار کیجا سکتی ہے ' لیکن شریعت میں تین دن سے زیادہ کی جدائی کی ممانعت اوس شخص کیلیے ہے' جسکی علحدگی مذہبی نہ ہو - |

تاہم غیر مذہبی اور ذاتی اغراض کیلیے بھی تین دن تک اسٹرائک جاری رکھی جاسکتی ہے - [ لہا بقیہ صالحہ ]

# عرب اسٹیمر کمپنی

مخدوم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب الہلال ملکہ السلام علیکم - اخبار اتحاد مطبوعہ ۲۳ جون میں جو مضمون مذکورہ بالا کمپنی کے متعلق شایع ہوا ہے' اسمیں یہ بات ظاہر کیگئی ہے کہ عرب اسٹیم کمپنی ٹرنر موریسن کمپنی کے ہاتھوں ( جو اس سے پیشتر پرشین اسٹیم نیویگیشن کمپنی کے خریدنے میں کامیاب ہوچکی ہے ) فروخت کرڈالی گئی ہے - لیکن یہ خبر غلط اور واقعہ کے خلاف ہے - عرب اسٹیمر کمپنی اب تک اپنی اصلی حالات پر قائم ہے' اور وہ پبلک بالخصوص حجاج کی ویسی ہی خدمت بجا لانے کی کوشش کر رہی ہے جیسا کہ پیشتر بجا لاتی رہی ہے - البتہ ٹرنر موریسن کمپنی کے ڈائرکٹروں سے ہماری کمپنی کے فروخت کیے جانے کی بابت کچھہ گفتگو ہوئی تھی جو کامیاب نہیں ہوئی - بات یہ ہے کہ عرب کمپنی کے حال میں ہی اندا کمپنی نے دو بہت عمدہ جہاز خرید لیے ہیں اور اُمید تھی کہ مسلمان اس جدید کام میں ہماری مدد کرینگے اور سواریاں اور مال ہمارے ہی جہازوں کے ذریعہ حجاز کو بھیجا جاتے گا - مگر افسوس ہے کہ اس معاملہ میں ہم لوگوں کو بڑی ہی مایوسی ہوئی - مسلمانوں نے ہماری امداد اور کمپنی کے حصص خریدنے میں بڑی سرد مہری کا اظہار کیا - اگر خدا نخواستہ ایسی ہی عدم ہمدردی کا سلسلہ جاری رہا تو اندیشہ ہے کہ یہ اسلامی کمپنی اپنا کام نہ کرسکے اور حجاج کو صرف تکلیف برداشت کرنے کے علاوہ دیگر آفتوں میں بھی مبتلا ہونا پڑے - عرب اسٹیمر کمپنی تجارتی فوائد کو مد نظر رکھنے کے ساتھہ ساتھہ خدمت اسلام بالخصوص امداد حجاج کو اپنا فرض عین تصور کرتی ہے اور ٹکٹ کی قیمت حجاج کی آسائش و سہولت کیلیے ہمیشہ معقول رعایت کی ہے لیکن کمپنی کی ترقی اور حجاج کی راحت اسوقت ممکن ہے جبکہ مسلمان اسلامی ہمدردی اور خدمت سے کام لیں ' کمپنی کی امداد میں پوری پوری سعی فرمائیں

راقم محمد مشاری - منیجنگ ڈائرکٹر عرب کمپنی بمبئی

( ۱ ) یہ جو بعض مدعیان علم و حدیث شکایت کرتے ہیں کہ اسٹرائک کے دوران میں سلام و کلام بزرگوں کو صرور کرنا چاہیے حالانکہ نہیں کیا گیا ' تو اوسکا مبنی بخاری کا وہ نسخہ ہوگا جسکو مولانا احمد علی مرحوم والد بزرگوار مولوی خلیل الرحمن صاحب سہارنپوری نے چھپوایا تھا - اوس میں شاید یہ حدیث نہوگی کیونکہ اسکا اثر حقوق اولاد پر پڑنے والا تھا - مگر ہم نے مصر کے نسخہ مطبوعہ سے اس روایت کو لیا ہے - ( منہ )

# سر جیمس مسٹن اور متولیان مسجد کانپور

## تصحیح و تشریح

مسجد مچھلی بازار کانپور کے نقشہ تعمیر کے متعلق آپکے اخبار میں ایک مضمون شائع ہوا ہے' جسمیں لکھا ہے کہ ہزآنر لفٹننٹ گورنر بہادر نے چالیس ہزار روپیہ اور جگہ دینے کا اعلان کیا تھا - یہ صحیح نہیں ہے - اصلیت یہ ہے کہ جسوقت سر جیمس مسٹن بہادر کانپور آنیوالے تھے اوس سے ایک روز قبل ماسٹر بشیر الدین اڈیٹر البشیر کانپور آئے' اور مجھسے اور نیز دو ایک متولیوں سے بیان کیا کہ جناب لفٹننٹ گورنر صاحب آمادہ ہیں کہ تعمیر مسجد کیلیے جانب شمال کا کل میدان بلا قیمت اور مبلغ پچیس ہزار روپیہ نقد بطور عطیہ عنایت کریں تاکہ مسجد عالیشان تعمیر ہوجاوے ' لیکن جزو مسجد منہدمہ پر برآمدہ کے متعلق کوئی رعایت اس قسم کے نہیں کرینگے جو حسب منشاے مسلمانان زینہ زیر الدرون برآمدہ ہونے سے خیال کیا جاتا ہے' بلکہ نیچے عام راستہ رہیگا -

ہم لوگوں کا یہ خیال تھا کہ نیچے کے برآمدہ میں نصف حصہ مسجد میں جانیکے لیے زینہ ہوجاے ' اور نصف حصہ رہگذر عام کیلیے رہے اور یہ خیال اسی طرح فیصلہ وائسراے کے خلاف بھی نہیں تھا - دوسرے روز حضور لفٹننٹ گورنر بہادر رونق افروز کانپور ہوے' اور جملہ متولیان بلائے گئے - نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کے سامنے گفتگو کرنے کیلیے تمدین منتخب کیا گیا - وقت پیشی کے ماسٹر بشیر الدین صاحب دست راست پر رونق افروز ہیں ہم لوگوں کے پہنچ جانے پر لارڈ صاحب بہادر نے دریافت فرمایا کہ مولوی بشیر الدین صاحب نے بہت کوشش کی ہے' اور نیز مولوی صاحب ایک نیک مسلمان ہیں (۱) لہذا مولوی صاحب نے جو کہا ہے اسمیں کیا راے ہے ؟ میں نے عرض کیا کہ مولوی صاحب نے اسمیں ضرور حضور کے خیال کا کچھہ لحاظ کیا ہے ممکن ہے اور بھی دو چار اصحاب سے کہا ہو - لیکن عام طور پر لوگوں کے حق میں اسلئے تا وقتیکہ ہم لوگ استصواب کی تحریر نہ کرلیں کچھہ راے ظاہر نہیں کرسکتے ہیں - اسپر حضور ممدوح نے فرمایا کہ " کیا تمام دنیا کے مسلمانوں سے راے حاصل کرنیکی ضرورت ہے " میں نے مودبانہ عرض کیا کہ اگر چہ زیادہ وقت حصول جواب مطلب نہیں ہے تب بھی ہم سے اس معاملے میں اہل الراے سے راے لینا بہت ضروری ہے ہم لوگ بلا راے کے ایک مذہبی کام میں تصفیہ کرنے سے قاصر ہیں - اسپر فرمایا کہ بہتر ہے -

اسکے بعد بذریعہ راجہ صاحب محمود آباد ( کہ وہ بھی اس روز تشریف لائے ہوئے تھے ) حضور لفٹننٹ گورنر بہادر سے معلوم ہوا کہ ماسٹر بشیر الدین صاحب کا بیان ٹھیک نہیں ہے - ثقل سماعت کے باعث انہوں نے وہ سمجھا جو کہا ' ورنہ لارڈ صاحب نے اس پچیس ہزار کا وعدہ نہیں کیا تھا -

نیازمند محمد نثار الدین تاجر کتب کانپور مستعفی متولی مسجد مچھلی بازار کانپور

( ۱ ) بعض اخباروں کے ہزآنر کا یہ جملہ بھی نقل کیا ہے کہ " مولوی بشیر الدین صاحب مسلمانوں کے بہت بڑے عالم اور لیڈر ہیں ! ( الہلال )

Telephone No 648

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

14 Mcleod Street,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs 8
Half yearly . Rs 4 12

# الہلال

ابو الکلام آزاد الدہلوی
مقام اشاعت
۱۴ - مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

سالانہ ـــ ۸ ـــ روپیہ
ششماہی ـــ ۴ ـــ ۱۲ ـــ آنہ

نمبر ۶ — کلکتہ : چہار شنبہ ۱۲ - رمضان ۱۳۳۲ ہجری — جلد ۵

Calcutta : Wednesday, August, 5 1914.

## نار اللہ الموقدة ، التی تطلع علی الافئدة !!

## عفـــریت جنگ کا عالمگیر تسلط

مدینۃ خبیثہ کا خذلان و خسران !

بلقـــان کے کوہ آتش فشاں کا ایک شرارہ
تمـام یورپ میں آگ لگا دیگا

( پرنس بسمـارک )

الاخر استعمار کے اس شجرہ ملعونہ میں پھل آگئے' جسے آج ۳۰ سال سے یورپ مشرق کے خون سے سینچ رہا - اب ان پھلوں کی تلخی اسکے کام و دہن کے لیے ایک عذاب الیم ثابت ہو رہی ہے - فسنعان من بطشه شدید ' و اخذه و بیل -

* * *

یعنی یورپ میں موعود و منتظر عالمگیر جنگ چھڑ گئی -

صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ آگ اس چنگاری کی لگائی ہوئی ہے جو عشق " سربیہ عظمی " کی راہ میں ایک سر فروش سرب طالب العلم کی ریوالور سے نکلی تھی اور ولی عہد آسٹریا کے دل و جگر سے پار ہو گئی تھی' مگر یورپ اب شاہ پرست نہیں ہے کہ وابستگان شاہ بلکہ خود شاہ کے انتقام کو بھی اتنا ضروری سمجھتا کہ اسکے لیے قوموں اور ملکوں کو قربان کردے - پس ہم کو سلسلۂ جنگ کے سراغ میں اور آگے بڑھنا چاہیے -

( جنگ کا ابتـدائی ســر رشتـــہ )

تاریخ عالم کے گذشتہ صفحات الٹیے اور سنہ ۱۸۷۸ ع یعنی جنگ روس و دولت علیہ ' معاہدہ سینٹ اسٹی فانو ' اور بالاخر کانگریس برلن تک آییے - یہ وہ زمانہ تھا جبکہ فرانس اور انگلستان دونوں روس کے نہایت شدید رقیب تھے - دونوں انتہائے اضطراب و حسرت کے ساتھ دیکھ رہے تھے کہ روس اقلید عالم ( قسطنطنیہ ) پر عملاً قابض ہوا چاہتا ہے -

انگلستان اور فرانس دولہ عثمانیہ کے حامی بنے آئے تھے' مگر انگلستان بقول نپولین ایک تجارت پیشہ اور بقال سرشت قوم ہے اسلیے خواہ وہ کتنا ہی شریف المقصد اور بلند پایہ کام کرے تاہم " نفع و لم " کا نقطہ اسکے پیش نظر رہتا ہے' اور جب ابھی وہ علم ' تمدن ' مسیحیت ' یا امن کی خدمت انجام دیتا ہے تو اسکے خرمن حرص میں کوئی نہ کوئی دانہ ضرور بڑھجاتا ہے -

انگلستان نے دولت عثمانیہ سے اپنی حمایت کی قیمت میں جزیرۂ قبرس لے لیا -

ڈسرائیلی اور لارڈ سالسبری نے اس معاہدہ پر دستخط کیے لیے تھے

حسنِ اتفاق یہ تھا کہ وہ کانگریس میں ترکوں کے ساتھ کوئی پوشیدہ معاہدہ کا خفیہ انتظام کیے بغیر داخل ہوئے ہیں' حالانکہ جو کچھ کرنا تھا وہ کرچکے تھے -

اتفاق سے گلوب نامی ایک اخبار کو معاہدۂ قبرس ملگیا اور اس نے اسکا اقتباس شائع کردیا -

اس عین وقت پر پردہ دری کا اثر فرانس اور روس پر یہ پڑا کہ دونوں ملکوں میں نفرت و حقارت اور غیض و غضب کا ایک طوفان بپا ہوگیا' اور فرانسیسی وزیر نے کہا کہ وہ فوراً برلن چھوڑ دیتے ہیں -

اسوقت داہی زمانہ پرنس بسمارک " ایماندار دلال " کے بھیس میں آیا اور اس معاملہ کو معاہدہ برلن کی صورت میں طے کرا دیا -

اسی معاہدہ برلن میں ہرزی گوینا اور بوسینیا آسٹریا کو دلوایا گیا -

سلاوی روس کے لیے جرمن نسل کے ہاتھوں یہ دوسرا چرکا تھا جو آسٹریا کے اقتدار سے لگایا گیا' مگر وہ بالکل مجبور تھا - کیونکہ دول یورپ میں کسی نے اسکا ساتھ نہیں دیا

لیکن اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اس وقت سے روس اور جرمنی کے تعلقات میں کشیدگی پیدا ہوگئی -

سنہ ۱۸۷۰ ع کی جنگ کے بعد سے جرمنی اور فرانس کے تعلقات نہایت درجہ خراب ہو رہے تھے - فرانس نے اس فرصت کو مغتنم سمجھا اور روس سے تعلقات پیدا کرنے کی کوشش شروع کی - ادھر بسمارک نے بھی اپنی غلطی محسوس کی اور تلافی مافات کرنا چاہی' مگر اس منافست و مقابلہ میں فرانس کامیاب ہوا

پس آسٹریا اور روس کے باہمی تعلقات میں برلن کانگریس کے بعد سے ایک غاصب و مغصوب یا ملزم و مجرم نصیب حریفوں کی سی حالت پیدا ہوگئی -

موجودہ بلقانی ریاستوں کی آزادی کا تعلق برلن کانگریس سے پیشتر نہ تھا مگر کانگریس کے بعد سے یہ خیال سلاوی نسل میں پیدا ہوگیا' اور نہ صرف پیدا ہوگیا بلکہ انکے دلوں میں پوری طرح جاگزیں بھی ہوگیا - چنانچہ اسکے بعد ہی سے اسکی تیاریاں ہونے لگیں -

بغرض اختصار ہم سنہ ۱۸۷۸ سے سنہ ۱۹۱۲ ع تک کا درمیانی زمانہ نظر انداز کر دیتے ہیں -

سنہ ۱۲ ع میں ایک طرف تو تیاریاں پایہ تکمیل کو پہنچ چکی تھیں' دوسری طرف ترک جنگ طرابلس میں الجھے ہوئے تھے - سلاوی نسل کو خیال آیا کہ اس مقصد کے لیے ایک طلائی فرصت انہیں حاصل ہے - روس نے جنگ بلقان کی تجویز پیش کی

انگلستان نے جو ساحل باسفورس پر اپنے اثر کی امید اور جرمن نفوذ کی روز افزوں ترقی دیکھہ دیکھکے خار کھا رہا تھا اور ترکوں کو زک دینے کیلیے چالاک بلی کی طرح اشتعال و مصروفیت کا منتظر تھا ' اس تجویز کی نہایت شد و مد سے تائید کی ' اور بالاخر فرانس بھی راضی کرلیا گیا -

اتحاد ثلاثہ ( ٹرپل الائنس ) میں سے اطالیا کو یہ سمجھا کر راضی کرایا گیا کہ اگر دولت عثمانیہ جنگ بلقان میں پھنسگئی تو پھر طرابلس میں تمہارے لیے میدان صاف ہوگا - آسٹریا کو مخالفت کی گنجائش نہ تھی کیونکہ جب اس نے ہرزیگووینا اور بوسینیا کا الحاق کیا ہے ' تو باوجودیکہ اسمیں بڑی آبادی سلاوی عنصر کی تھی مگر پھر بھی روس نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا - بظاہر جرمنی کے رام ہونے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی ' خصوصاً ایسی حالت میں کہ نوجوان ترکوں سے اور اسکے تعلقات نہایت درجہ بڑھے ہوے تھے ' مگر اغلباً اطالیا کے پاس حلف نے اسے مجبور کر دیا ہوگا -

اگر اتحاد ثلاثہ کو ان غیر متوقع نتائج کا وہم بھی ہوتا تو وہ یقیناً اس جنگ کو منظور نہ کرتا ' مگر بہر حال اعلان جنگ ہوا اور وہ سب کچھہ ہوا جو ہونا تھا -

( موجودہ جنگ کی ابتدا )

یہ خلاف امید غیر رو مندانہ موجودہ جنگ کی تمہید تھی ' کیونکہ ایک طرف آسٹریا کی جرمن نسل کو ( جو تعداد میں زائد سے زائد ۸ - ملین ہے ) اپنے سامنے حریف قوم کا اور بچے سے تعداد میں سہ چند زیادہ سلافی نسل کا ایک امنڈتا ہوا عظیم سیلاب نظر آیا - دوسری طرف اہل سرویا " ساحل ادریاٹک سے لب بحر روم تک پھیلی ہوئی سرویہ عظمی " کا خواب پریشان دیکھنے لگے !

آسٹریا نے اتحاد ثلاثہ کی پالیسی کی غلطی اور اس نے آنے والے خطرہ کو اسی وقت محسوس کر لیا اور چاہا کہ بڑھنے ہوے سیلاب کے لیے ایک بند باندھے - چنانچہ سرویا نے ان خوش آیند اور شاندار امیدوں کی پامالی کے لیے البانیا کو اپنا آلۂ عمل بنایا

اس کار روائی میں مقتول ولی عہد سرویا نے غیر معمولی حصہ لیا تھا - اس سے اور زیادہ سرویوں میں آسٹریوں کی طرف سے بغض و عداوت کی آگ بھڑک اٹھی - بالاخر اسے قتل کرکے چھوڑا -

( اتحاد و مفاہمت )

یورپ کی چھوٹی چھوٹی سلطنتوں کو چھوڑ کے کل ۶ بڑی سلطنتیں ہیں - انمیں سے جرمنی ' آسٹریا ہنگری ' اور اطالیا کا باہمی اتفاق اتحاد ثلاثہ ( ٹرپل الائنس ) کہلاتا ہے - روس اور فرانس کے باہمی اتحاد کو الائین ( ڈیول الائنس ) کہتے ہیں ' اور روس ' فرانس ' اور انگلستان ' تینوں کے باہمی اتحاد کا نام مفاہمت ثلاثہ ( ٹرپل اینٹنٹے ) ہے -

اتحاد ثلاثہ کے معاہدہ کی رو سے اگر کسی ایک رکن پر حملہ کیا جاے تو بقیہ ارکان کا فرض ہوگا کہ وہ اسکی مدد کریں - الائین کے عہد نامہ کی بموجب جب دونوں میں سے کسی ایک سے جنگ ہو تو دوسرے کو بھی حصہ لینا پڑیگا - لیکن مفاہمت ثلاثہ کی رو سے ضروری نہیں کہ اگر ایک رکن عہد جنگ میں پڑجاے تو دوسرے ارکان بھی جنگ میں ضرور ہی حصہ لیں -

مفاہمت ثلاثہ اور اتحاد ثلاثہ کے بحری اور بری قوی کا موازنہ ذیل کی جدول سے ہوسکتا ہے :

( قواے بحریہ )

| نام جہاز | مفاہمت | اتحاد ثلاثہ |
|---|---|---|
| دریڈ ناٹ | ۳۵ | ۲۲ |
| چھوٹے دریڈ ناٹ | ۹۷ | ۵۷ |
| کروزر | ۸۴ | ۳۱ |
| ہلکے کروزر | ۹۲ | [illegible] |
| تباہ کن کشتیاں | ۴۲۷ | ۲۹۷ |

چھوٹی چھوٹی جنگی کشتیاں مفاہمت کے پاس اتحاد ثلاثہ سے بہت زیادہ ہیں -

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگر برطانیہ کو علحدہ کرلیا جاے تو مفاہمت کی قوت نصف سے بھی کم رہجاتی ہے -

( قواے بریہ )

جرمنی

| | |
|---|---|
| فوج میدان ( فیلڈ آرمی ) | [illegible]۰۰۰۰۰ |
| مستحفظ | ۲۵۰۰۰۰ |
| لینڈ وہیر | [illegible]۰۰۰۰۰ |
| لینڈ سٹرم | ۱۰۰۰۰۰ |
| | ۴۳۵۰۰۰۰ |

آسٹریا

| | |
|---|---|
| فوج میدان | ۳۹۰۰۰۰ |
| مستحفظ ( غیر تربیت یافتہ ) | ۱۶۷۰۰۰۰ |
| [illegible] | ۳۲۰۰۰۰ |
| لینڈ وہیر | ۲۴۰۰۰۰ |
| | ۳۵۰۰۰۰۰ |

اطالیا

| | |
|---|---|
| فوج میدان | ۲۵۰۰۰۰ |
| [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | ۱۲۰۰۰۰۰ |
| | [illegible] |

ان میں سے صرف ۱۰۲۰۰۰۰ ایم ریش تربیت یافتہ ہیں

روس

| | |
|---|---|
| فوج میدان | ۲۰۰۰۰۰۰ |
| مستحفظ | [illegible] |
| سرحدی بٹالین | [illegible] |
| کسک | [illegible] |
| قدیم مستحفظ | [illegible] |
| | [illegible] |

لیکن روس اپنی فوج کا بیشتر حصہ سلطنت کے کسی ایک حصہ میں تمسلسل جمع کرسکتا ہے -

فرانس

| | |
|---|---|
| فوج میدان | ۱۴۰۰۰۰۰ |
| مستحفظ | ۱۰۰۰۰۰۰ |
| قدیم مستحفظ | [illegible] |
| | ۴۵۰۰۰۰۰ |

انگلستان

| | |
|---|---|
| فوج کل ( [illegible] ) | ۱۷۰۰۰۰۰ |

* * *

یہ بری قوی کا ایک سرسری و تخمینی نقشہ ہے - ان دونوں نقشوں سے اندازہ ہوگیا ہوگا کہ بحری قوت میں مفاہمت زیادہ اور بری قوی میں اتحاد کا پلہ بھاری ہے مجموعی حیثیت سے دونوں میں ایک بھی اس قدر قوی نہیں کہ بغیر [illegible] بلکہ انتہائی مجبوری کے دوسرے پر حملہ اور ہو [illegible] ایک مایوسانہ جانبازی ہوگی -

جب حالت یہ ہے تو پھر آسٹریا اور جرمنی کو جنگ پر کیوں [illegible] ہے ' اور وہ ایک غیر متعین اور مشتبہ کھیل میں کیوں تقدیر ڈال رہی ہے ؟

۱۲ - رمضان ۱۳۳۲ هجري

# تـــذكار نـــزول قـــرآن

شهر رمضان الذي انزل فيه القران !

اسوة النبي صلى الله عليه و سلم

دنيا ایک تماشا گاہ حوادث ہے جسکے مناظر دمبدم متغیر ہوتے رہتے ہیں - اسکا نقاب جسم و صورت ایک جلوۂ نیرنگی و بو قلمونی ہے ' جو حوادث و انقلابات عالم کے ہاتھوں ہمیشہ بدلتا رہتا ہے - یہ تغیر عام ہے ' اور تجدد و تبدل کے قانون سے کائنات کی کوئی شے خالی نہیں - جسطرح انسان کی عظیم الشان آبادیوں اور بحر و بر کے بڑے بڑے رقبوں میں انقلابات و تبدلات ہوتے رہتے ہیں ' اسی طرح ان غیر مرئی ذروں میں بھی ایک مستمر تغیر اور مستعجل تجدد بپا ہے ' جس سے جسم کائنات کے اجزاء طبیعیہ ترکیب پاتے ہیں ' اور جو اسقدر چھوٹے ہیں کہ انہیں انسان کی چشم غیر مسلم (۱) نہیں دیکھہ سکتی !

ان انقلابات کا ایک بڑا نمونہ مظاہر فطرہ کا نمود اور کائنات ہستی کے تغیرات طبیعیہ ہیں جو آغاز تکوین سے جاری ہیں اور جنھوں نے نہیں معلوم کتنی مرتبہ کرۂ ارضی کا نقشہ بدلدیا ہے ؟ مثلاً وہ حوادث طبیعیہ جنکی وجہ سے دریا خشک ہوگئے ' زمین کے بڑے بڑے رقبے سمندر میں ملکر فنا ہوگئے ' دریاوں نے اپنا رخ بدلدیا ' اور اپنی روانی کی جگہ خشکی کے بڑے بڑے ٹکڑے چھوڑدیے - بحر اٹلانٹیک میں کبھی بے شمار جزیرے تھے - آج سب سے بڑی دریائی موجیں اسی میں اٹھتی ہیں - بحر عرب اور قلزم کے درمیان بہت بڑا حصۂ ارضی حائل تھا مگر چند قرون حوادث تعریہ کے بعد اتنا کم رہگیا کہ باسانی ملادیا گیا - یا مثلاً وہ انقلابات جو آتش فشاں پہاڑوں کے پھٹنے سے آئے اور دور دور تک انہوں نے زمین کی سطح بدلدی - یا وہ ہولناک زلزلے جنھوں نے ایک پوری قلیم کو تہہ و بالا کردیا ' اور خشکی کے نشیب میں ڈالئی سطح کے دریا امنڈ آئے - اسی طرح وہ انقلابات ارضیہ جو علم طبقات الارض کے حوادث طبعیہ سے ہمیشہ آتے رہتے ہیں ' اور جنکی وجہ سے دریاوں کے رخ بدلتے ' خشکیوں کے قطعات غرق ہوتے ' اور آبادی کی جگہ ویرانی اور زندگی کی جگہ موت طاری ہوجاتی ہے !

## ( انقلاب اقوام و امم )

اسی طرح تماشا گاہ ہستی کا ایک بہت بڑا منظر وہ تغیرات بھی ہیں جنکے طوفان قوموں اور ملکوں کے اندر اٹھتے ہیں اور بڑی بڑی آبادیوں کو تہہ و بالا کر دیتے ہیں - حتی کہ آبادیوں کی جگہ ویرانیوں سے مبدل ہوجاتی ہے ' صحرا ونکی جگہ شہر بس جاتے ہیں ' زندگی کی رونق پر موت کا سناٹا چھا جا تا ہے ' اور انسانی عیش و نشاط کے بڑے بڑے محل مدفن قبور و مقبرۂ اموات و خرابۂ سلب و نہب ہوکر نابود و مفقود ہوجاتے ہیں :

| | |
|---|---|
| وکم اهلكنا من قريـــة بطرت معيشتها فتلك مساكنهم لم تسكن من بعد هم الا قليلا وكنا نحن الوارثين ( ۲۸ : ۵۸ ) | اور کتنی ہی آبادیاں ہیں جنھیں ہم نے ہلاک کردیا حالانکہ اسباب حیات و معشیت سے وہ مالا مال تھیں - یہ بربادی کے خرابے اور تباہی کے کھنڈر انہی لوگوں کے گھر ہیں جو پھر آباد نہوسکے اور آخر کار انکے مال و متاع کے ہم ہی وارث ہوے ! |

سکندر اعظم نے ایران کو جلاکر تباہ کر دیا ' ایرانیوں نے بابل کی اینٹیں بجا دیں ' بخت نصر نے بیت المقدس کو ویران کرکے بنی اسرائیل کو کئی قرنوں تک مقید رکھا ' رومیوں نے ایشیا اور افریقہ کی آبادیاں بارہا غارت کیں ' اور ونڈلس نے شمالی افریقہ کے ریگ زاروں کے اندر عالیشان شہر آباد کیے - تاتاریوں کے اولین ظہور نے روسۂ الکبری کی تاریخ ختم کردی تھی ' اور جرمنی کے وحشیوں نے تمدن قدیم کا نقشہ بدلدیا تھا : وتلك الايام نداولها بين الناس -

## ( انقلاب مادي و روحاني )

لیکن یہ تمام انقلابات عالم جسم و ظاہر کے تغیرات ہیں جو صرف دریاوں اور خشکیوں کو ' آبادیوں اور صحراوں کو ' پہاڑوں اور جنگلوں کو ' انسانوں کے بسائے ہوے شہروں اور انکے مکانوں کی اینٹوں اور پتھروں کو بدلدیتے ہیں ' اور انکے اندر سلطان تغیر و تقلب کی قوت اس سے زیادہ طاقتور نہیں ہوتی -

لیکن ان انقلابات سے بھی بالا تر ایک عالم تغیر و تبدل ہے ' جسکے انقلابات کی حکومت صرف مادے کی نمود اور جسم کی صورت ہی تک محدود نہیں ہے ' بلکہ اس سے بھی آگے تک نکل گئی ہے - پہلے قسم کے انقلابات مٹی کے ذروں ' اینٹ پتھر کے مکانوں ' اور انسان کے جسموں اور صورتوں کو بدلدیتے ہیں ' پر یہ انقلابات روحوں اور دلوں کی کائنات کو منقلب کر ڈالتے ہیں - اس عالم کے بحر ذخار کے طوفان دنیا کے طوفانوں کی طرح نہیں ہیں جو سمندروں میں اٹھتے ہیں اور کناروں سے ٹکرا کے رہجاتے ہیں ' بلکہ اسکی موجوں کا منبع آسمان کے اوپر ہے ' جہاں سے وہ جوش کھاتی ہوئی ابلتی ہیں ' اور کرۂ ارضی کی سطح پر گرتی ہیں !

اسکے اندر جب زلزلے اٹھتے ہیں تو صرف زمین کے محدود رقبوں ہی کو جنبش نہیں دیتے ' بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پورے کرۂ ارضی کو ہلا دیتے ہیں - کیونکہ انکی پیدا کی ہوئی جنبش نظام اعتقاد و عمل کے اندر حرارت پیدا کردیتی ہے - اسکے آتش فشاں پہاڑوں کی آتش افشانی صرف پتھروں کے اڑانے ہی میں صرف نہیں ہو جاتی ' بلکہ جب اسکے پہاڑ پھٹتے ہیں تو انسانی اعتقادات و اعمال کی بڑی بڑی اقلیموں کو اڑا کر نابود کر دیتے ہیں - پہلے قسم کے انقلابات شہروں کو ویران کرتے ہیں ' پر یہ انقلاب وہ ہیں جو دلوں کی اجڑی ہوئی بستیوں کو آباد کر دیتے ہیں - انکی قسم و نتیجہ جسم و زمین کی ہوتی ہے ' مگر انکا احاطہ قلب و معنی کا ہوتا ہے - وہ زمین کی سلطنتیں ہیں جو زمین والے انجام دیتے ہیں ' مگر یہ آسمانی سلطانی ہے جس سے ارواح سماویہ کا نزول و ورود پورا ہوتا ہے - وہ ویرانی اور موت لاتے ہیں ' مگر یہ آبادی اور زندگی کی بشارت دیتے ہیں - وہ جسموں کو بدلتے ہیں جو فانی ہیں - مگر یہ روحوں کو بدلدیتے ہیں جو دائمی زندگی پاتی ہیں - انکا شہریار زمین کے زندوں اور انسان کے جسموں کو مسخر کرتا ہے تا اپنی بادشاہت کا تخت بچھائے ' پر اس اقلیم کا فاتح جب اٹھتا ہے تو زمین کی جگہ آسمان کی بلندیوں کو اور انسان کے جسموں کی جگہ انکی روحوں کو فتح کرتا ہے تا خدا کے تخت جلال و کبریائی کا اعلان کر دے !

(۱) چشم غیر مسلح یعنی بغیر کسی آلہ کے دیکھنے والی آنکھہ -

معتدل نہیں رہی - آسمانوں کے وہ دروازے جو صدیوں سے زمین پر بند کردیے تھے٬ یکایک کھل گئے٬ خزائین فیضان و برکات سماوی کی بخشش کا سلسلہ رک گیا تھا٬ پھر مسافرین ہدایت و سالکین [illegible] کے منتظر ہوگئے - خداوند سینا اپنے دس ہزار قدسیوں کو [illegible] فاران پر نمودار ہوا تا آتشیں شریعت کو ہویدا کرے٬ اور [illegible] روح القدس فارقلیط اعظم کی ہیکل میں [illegible] ہوکر اسکو بھیجدے جو ناصرہ کے نبی کے آنے کی خبر [illegible] تھا :

انا انزلناه فی لیلة القدر و ما ادراک ما لیلة القدر؟ لیلة القدر خیر من الف شهر - تنزل الملائکة والروح فیها باذن ربهم من کل امر٬ سلام هی حتی مطلع الفجر

ہم نے قرآن کو لیلة القدر میں اتارا اور تم سمجھے کہ لیلة القدر کیا شے ہے؟ لیلة القدر ایک عہد رحمت و دور برکت ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے - ملائکہ سماوی و روح الہی کا اسمیں ہر طرف سے نزول ہوتا ہے - سلام اسپر٬ یہاں تک کہ صبح طلوع ہو جاے -

وہ آتش فشاں پہاڑوں کا پھٹنا نہ تھا جنکی چوٹیوں سے آگ ابلتی اور ہلاکت و موت بنکر اجسام حیوانیہ پر برستی ہے٬ بلکہ وہ فاران کی چوٹیوں پر نمودار ہونے والا ابر رحمت تھا جو انسانیہ کی سوکھی کھیتیوں کو سرسبز کرنے اور کائنات ارضی کی تشنگی سعادت کو سیراب کرنے کیلیے امنڈا تھا٬ تا کہ جس طرح یروشلیم کے مرغزاروں کو ہدایت کی بہشت بنایا گیا تھا٬ اسی طرح عرب کی ریتلی اور بنجر زمین کو بھی شگفتہ و شاداب کردے :

فانظر الی اثار رحمت الله کیف یحیی الارض بعد موتها؟ ان ذالک لمحیی الموتی٬ و هو علی کل شی قدیر (۳۰ : ۴۹)

پس رحمت الہی کی نشانیوں کو دیکھو کہ کس طرح وہ موت کے بعد زمین کو حیات بخشتا ہے - بیشک وہ مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر بات پر قادر ہے!

( نزول قرآنی )

یہ قرآن حکیم اور فرقان مبین کا نزول تھا جس نے قلب محمد ابن عبد الله علیه الصلوة والسلام کو اپنا مہبط و مورد بنایا - جبکہ وہ غار حراء کے اندر بھوکا پیاسا٬ تمام مادیات عالم سے کنارہ کش ہوکر٬ اپنے پروردگار کے حضور میں سر بسجود تھا :

انه لتنزیل رب العالمین٬ نزل به الروح الامین٬ علی قلبک لتکون من المنذرین٬ بلسان عربی مبین٬ و انه لفی زبر الاولین! ( ۲۶ : ۱۹۱ )

بیشک وہ پروردگار عالم کا اتارا ہوا کلام ہے - روح الامین نے تیرے قلب پر نازل کیا تاکہ تو ضلالت و فساد کے نتائج سے دنیا کو ڈرانے والوں میں سے ہو اور سعادت و فلاح کی طرف دعوت دے - یہ کلام نہایت کھلی ہوئی اور واضح زبان عربی میں نازل ہوا٬ اور پچھلی کتابوں میں اسکی خبر دی جا چکی تھی"

وہ غذاے آسمانی کی طلب میں زمین کی پیداوار سے کنارہ کش ہوکر بھوکا پیاسا تھا - پس خداوند نے اسکی بھوک کو دنیا کی سیرابی کیلیے قبول کرلیا ( و هو یطعمنی و یسقینی ) - وہ انسانیہ کی غفلت و سرشاری کے دور کرنے کیلیے راتوں کو اٹھ اٹھ کر جاگتا تھا٬ پس الله نے اسکی بے خواب آنکھوںکو اپنے نظارہ جمال کی ٹھنڈک بخشی ( قرة عینی فی الصلوة ) اور تمام عالم کیلیے بصیرت عطا کی ( قد جائکم بصائر من ربکم ) - وہ انسانوں کو سرکشی اور تمرد کے عصیان سے نکالنے کیلیے شہنشاہ ارض و سما کے آگے سر بسجود تھا٬ پس رب الافواج نے اسکے سر کو الفت ملائکت کے ہاتھوں سے اٹھایا٬ اور زمینوں اور آسمانوں میں

سربلندی دی٬ تا کہ روح اسکے کلام کی حامل ہو٬ اور اسکے منہہ سے خدا [illegible] ما ینطق عن الهوی٬ ان هو الا وحی یوحی [illegible]

سعادت [illegible] جسمی [illegible] کی [illegible] کے سپرد ہوئی٬ [illegible] عزت کریں [illegible] اسکے منہہ [illegible] سب سے پہلے [illegible] ظہور ہوا وہ [illegible] "القدر" تھی٬ اور لیلة القدر جس مہینے میں آئی وہ رمضان المبارک تھا -

شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن هدی للناس و بینات من الهدی والفرقان ( بقر )

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا جو انسانوں کیلیے سرتاپا ہدایت ہے اور جسکی تعلیم ہدایت و تمیز اور حق و باطل کی نشانی ہے -

( انقلاب اعظم )

قرآن حکیم٬ فرقان مجید٬ نور و کتاب مبین٬ بصائر للناس٬ هدی و موعظة للمتقین٬ شفاء لما فی الصدور کے نازل ہوتے ہی تاریخ عالم کا صفحہ الٹ دیا٬ اور نشور انسانیة کی از سر نو تعمیر شروع کی - وہ تمام تاریکیاں جنہوں نے نور سعادت سے دنیا کو محروم کردیا تھا اور عالم ارضی یکسر شب تاریک ہو رہا تھا٬ اس آفتاب ہدایت کے طلوع ہوتے ہی نابود ہوگئیں اور ظلمت و تاریکی کی جگہ نور اور روشنی کا عہد رحمت شروع ہوا - اس نے کفر و وثنیت کے طوق سے انسانوں کو نجات دلائی٬ انسانی غلامی و استبداد کی زنجیروں سے انہیں رہا کیا - نیکیوں کا ایک لشکر ترتیب دیا جس نے صدیوں کی پھیلی ہوئی بدیوں اور جمی ہوئی گمراہیوں کو شکست دی - اور خدا کی بندگی اور پرستش کی ایک ایسی پادشاہت قائم کردی جسکے آگے دنیا کی تمام ما سوا الله طاقتیں سر نگوں ہوگئیں -

قد جاءکم من الله نور و کتاب مبین - یهدی به الله من اتبع رضوانه سبل السلام و یخرجهم من الظلمات الی النور باذنه و یهدیهم الی صراط مستقیم ( ۵ : ۱۸ )

بیشک الله کی طرف سے تمہارے پاس نور اور واضح و روشن کتاب آئی - الله اسکے ذریعہ ان لوگوں پر سلامتی کی راہیں کھولدیتا ہے جو اسکی رضا کی متابعت کرتے ہیں - وہ انہیں تاریکیوں سے نکالکر روشنی میں لاتا ہے اور صراط مستقیم کی طرف انکی ہدایت کرتا ہے!

( ماہ مقدس )

پس رمضان المبارک کا مہینہ فی الحقیقت اس سعادت انسانیہ اور ہدایت امم کے ظہور کی یادگار ہے جس کا دروازہ قرآن حکیم کے نزول سے دنیا پر کھلا٬ اور خدا اور اسکے بندوں میں ہجر و حرماں کی جگہ وصل و محبت کے راز و نیاز شروع ہوے - یہی مہینہ ہے جو اس آسمان کی سب سے بڑی برکت کے نزول کا پیغام لایا٬ اور یہی مہینہ ہے جو اپنے ساتھہ زمین کی سب سے بڑی سعادت لایا - اسی موسم میں خدا کی رحمتوں کی پہلی پہل بارش ہوئی اور اسی عہد میں دنیا کی وہ سب سے بڑی خشک سالی ختم ہوئی جو صدیوں سے انقلاب روح و قلب پر چھائی ہوئی تھی - ہدایتوں کے فرشتے اسی میں اترے٬ سعادت کے قدوسی اسی میں زمین پر پھیلے - خدا نے سب سے پہلے اسی مہینے میں بندوں کو پیار کیا اور بندوں نے بھی سب سے پہلے اسی ماہ میں اسکی محبت کا جام پیا - یہ پاکی اور بزرگی کا وقت تھا کہ پاک تعلیمات کا منبع بنا٬ اور عظمت و شرف کا عہد مقدس تھا کہ خدا کا کلام اسکے بندوں پر نازل ہوا -

ھی الحقیقت یہی نتیجہ [illegible] اصلی [illegible]
[illegible] اسماعیل کا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] مادی انقلابات [illegible]
کی دائمی و مستقر [illegible]
کچھہ حقیقت نہیں رکھتے - انکی هستی [illegible]
زمین کے چند رقبوں کو بدلدیں یا [illegible]
لیکن یہ انقلابات کروڑوں انسانوں کے اُن اعتقادات و اعمال کو بدل دیتے هیں جو صدیوں سے انکے دلوں میں جاگزیں هوے هیں ' اور اُن عالمگیر گمراهیوں اور تاریکیوں کو نابود کردیتے هیں جو تمام سطح ارضی پر چھائی هوئی هوتی هیں - دریاؤں کو خشک کر دینا آسان ہے اور زمین کو سمندر بنا دینا مشکل نہیں ' پر کروڑوں روحوں اور دلوں کو بدلدینا بہت مشکل ہے جسکی قوة مادہ کی طاقتوں کو نہیں دی گئی -

سکندر اعظم نے نصف دنیا فتح کرلی ' لیکن وہ ایک دل کو بھی فتح نہ کرسکا - رومیوں نے کیسے کیسے عظیم الشان شہر بسا دیے لیکن دلوں کی اجڑی هوئی بستی نہ بسا سکے - بخت نصر اتنا طاقتور تھا کہ ایک پوری قوم کو اُسنے قید کرلیا اور ستر برس تک غلام بنائے رکھا ' لیکن با این همه وہ ان میں سے ایک دل کو بھی اپنا غلام نہ بناسکا - ایرانیوں نے بابل کے لاکھوں انسانوں کو قتل کرڈالا لیکن وہ ایک روح کی گمراهی کو بھی قتل نہ کرسکے - تلا سبھہ دنیا میں بڑے بڑے مادی انقلابات گذر چکے هیں ' جنھوں نے عجب نہیں کہ درمیان کی زمینیں کاٹ کے سمندروں کو باهم ملا دیا هو ' لیکن کسی کی طاقت نہ نہ کرسکی کہ ایک انسان کو بھی اسکے خدا سے ملا دے ' حالانکہ وہ اس سے دور نہیں : و نحن اقرب الیه منکم و لکن لا تبصرون ( ٥٦ : ٨٣ )

پس مادی طاقتوں کی تبدیلیاں کتنی هی مہیب اور هولناک هوں مگر وہ عظمت و جلال نہیں پاسکتیں جو روحانی اصلاحات کے ایک چھوٹے سے چھوٹے طور کو بھی حاصل ہے - سکندر اعظم کو تم دنیا کا سب سے بڑا فاتح کہتے هو ' لیکن بتلاؤ ' اس نے اپنی تمام عمر میں بدیوں کے کتنے لشکروں کو شکست دی ' اور ضلالتوں کے کتنے بت توڑے ؟

( بقاے ذکر و دوام تذکار )

اسی کا نتیجہ ہے کہ انقلابات و تغیرات کے " تنازع للبقا " میں اُن انقلابوں کے تذکرے کو رفعت ذکر اور زندگی دوام نہیں ملتی جو صرف کائنات کی صورت کو بدلنا چاهتے هیں ' پر وہ جو اسکی روح و معنی کو بدلتے هیں ' ایک ایسی حیات دائم و دائم اور هستی عام و غیر معدود لیکر آئے هیں کہ نہ تو وقت کا امتداد و بعد انکی یاد کو فنا کرسکتا ہے اور نہ حوادث و تغیرات کا هاتهہ انکے ذکر کو مٹا سکتا ہے - صدیوں پر صدیاں گذر جاتی هیں مگر انکا ذکر دنیا کو ایسا هی یاد هوتا ہے جیسا کہ انکے ظہور کے پہلے دن تھا -

وہ اپنی یاد اور تذکار کو آیندہ باقی رکھنے کیلیے جمعیۂ بشری کے سپرد کردیتے هیں جو نسلاً بعد نسل اس مقدس امانت کی حفاظت کرتی رهتی ہے اور کروڑوں انسان اپنے تئیں اسکی یاد کا پیکر و تمثال بنا لیتے هیں - پس جو قوت کہ ایک کی جگہ کروڑوں میں هو ' اور جس امانت کے حامل و محافظ اوقات و ایام نہیں بلکہ ارواح و قلوب هوں ' اسکو کون مٹا سکتا ہے اور وہ کب نابود هوسکتی ہے ؟ انا نحن نحی الموتی و نکتب ما قدموا و آثارهم و کل شیئ احصیناہ فی امام مبین ( ٣٦ : ١٢ )

سکندر کا نام تاریخ کے کہنہ صفحوں کے باهر کتنوں کو یاد ہے ؟ [illegible] کے فاتح اعظم کو آج کون ہے جو عمر بھر میں ایک مرتبہ بھی [illegible] شہروں کے بسانے والے ' ملکوں کو فتح کرنے [illegible] والے اور [illegible] جن سے [illegible] نکالی جاتی [illegible] طاقتور هوگی جسکے انھوں نے [illegible] گذرنے [illegible] انکے انقلابات [illegible] فنا هوگیا ' اور دنیا سے [illegible] کی دنیا بھی [illegible] کہ وہ آج [illegible] نابود هوجانے والے نشانوں کی طرح گمنام هیں اور [illegible] کو اتنا بھی یاد نہیں ہے کہ وہ کب تھے ؟ کہاں تھے ؟ اور انھوں نے [illegible] کیسے ؟ [illegible] لم یکن شیئا مذکورا -

( سنه ٦٠٠ عیسوی )

ایسا هی ایک انقلاب روحانی تھا ' جواب سے ٹھیک ١٣ - سو ٤٤ برس پہلے دنیا میں هوا ' جبکہ دنیا تغیر کیلیے بیقرار اور تبدیلی کیلیے تشنہ تھی - اور جبکہ کوئی نہ تھا جو اسکی پیاس کو بجھاے اور اُسکے لیے مضطرب هو - وہ سمندروں کی طغیانی نہ تھی جو زمین کی بستیوں پر چڑھہ آئے هیں ' بلکہ سر چشمۂ هدایت و فیضان الہی کا ایک سر جوش آسمانی تھا جو برسات کے پانی کی طرح زمین پر برسا تا آسے سیراب کردے - وہ زمین کی سطح کو هلانے والا بھونچال نہ تھا جس سے کہ انسان ڈرتا ہے اور پرند اپنے گھونسلوں سے نکلکر چیخنے لگتے هیں ' بلکہ عالم روح و معنی کا ایک آسمانی زلزلہ تھا جسکی جنبش نے دلوں کو غفلت سے بیدار کیا اور بیقرار روحوں کو امن اور راحت بخشی ' تا وہ سونے کی جگہ بیدار هوں اور رونے کی جگہ خوشیاں منائیں - وہ انسانوں کی درندگی نہ تھی جو اپنے ابناے جنس کو ساحلوں کی طرح تسدی اور بھیڑیوں کی طرح چیرتی پھاڑتی ہے ' بلکہ خدا کی محبت اور فرشتوں کی برکت کا ایک الہی ظہور تھا ' جو نسل آدم کے بچھڑے هوے گھرانوں کو ملا رہا تھا اور زمین کو اسکی کھوئی هوے امنیت اور سعادت واپس دلاتا تھا -

| لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم ( ٩ : ١٢٩ ) | تمہارے پاس تم هی میں سے ایک رسول الہی آیا جسپر تمہاری تکلیف بہت هی شاق گذرتی ہے اور تمہاری اصلاح کی آسے بڑی هی تمنا ہے مسلمانوں پر نہایت شفیق اور بیحد مہربان ! |
|---|---|

( لیلۃ القدر )

یہ انقلاب جس نے دنیا کے لیالی و ایام هدایت کی تقویم بدلدی ' فی الحقیقت ایک مقدس رات تھی جو وادی بطحا کے کنارے جبل بوقبیس کی ایک تنگ و تاریک غار کے اندر نمودار هوئی - اور اس سمسماں کا هوتی کے اندر مشرق ربوبیت اعلی سے آفتاب تمام اللہ طلوع هوا !

| یا ایها الناس قد جاءکم برهان من ربکم و انزلنا الیکم نورا مبینا ( ٤ : ١٧٤ ) | اے لوگو ! تمہارے پروردگار کے طرف سے تمہارے پاس " برهان مقدس " بھیجی گئی - اور هم نے تمہاری طرف ایک نہایت روشن اور کھلا نور نازل کیا ! |
|---|---|

دنیا پر چھہ صدیاں ضلالت کے سناٹے اور کفر کی خاموشی کی گذر چکی تھیں لیکن اب وقت آگیا تھا کہ سینا کے بیابان کا خداوند اور کوہ زیتون کی روح القدس پھر گویا هو ' اور ایام اللہ کا ایک نیا موسم بہار پر آے - پس ایسا هوا کہ فضاے وحی الہی کے افق مبین پر نور روشنی کی بدلیاں چھاگئیں ' فیضان الہیہ کے بحور و انہار جوش میں آگئے ' ملاءے اعلی اور قدسیان عالم بالا میں هل چل مچ گئی ' مدبرات روحانیہ اور ملائکۂ سماویہ کو حکم هوا کہ زمین کی طرف متوجہ هوجائیں کیونکہ اب وہ آسمانوں میں مقہور

# الحسبة فـي الاسـلام

( یعنی احتساب اور اسلام )

( ۲ )

( عموم احتساب )

بعض مذاهب کو صرف بعض چیزوں سے پرهیز بتایا گیا تھا :

فبظلم من الذین هادوا حرمنا علیهم طیبات احلت لهم - ( ۴ : ۱۵۸ )

پس یہودیوں کے ظلم کے سبب هم نے ان پر ان پاک چیزوں کو حرام کردیا جو انکے لیے حلال تھیں -

لیکن اسلام نے تمام چھوٹی چھوٹی چیزوں تک پر حلت و حرمت کا فتوی لگایا ' اور اس احاطہ کے ساتھہ کہ نفع و ضرر کا کوئی پہلو باقی نہ رها : یحل لهم الطیبات و یحرم علیهم الخبائث - حلت و حرمت کی تفریق و تمیز محتسب کیلیے لازمی ہے - کیونکہ طبیب وهی ہے جو اشیا کے خواص سے واقف هو - اس فرض کو اگرچہ تعلیمات اسلامیہ نے تمام چیزوں پر محیط کردیا تھا ' لیکن ابتدا میں طریق دعوت عام نہ تھا - حجۃ الوداع نے احتساب کے تمام راستے کھولدیے اور دنیا نے احتساب کا کھلا هوا میدان پالیا - پس عالم روحی آسمانی کی زبان کھلی اور زمین والوں کو مژدۂ تکمیل شریعت سنا دیا :

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا - ( ۵ : ۴ )

آج کے دن میںنے تمهارا دین کامل کردیا ' اپنی نعمتیں تمکو بھرپور دیدیں اور تمهارے لیے اسلام کا مذهب پسند کیا !

احتساب کا یہ تعلق صرف مادہ کے ساتھہ تھا - قوت فاعلی اب تک غیر متعین تھی - مادہ کی تعمیم کے متعلق جو آیۃ تھی وہ اوپر بارها گذر چکی - اب قوت فاعلی کی تعمیم پر نگاہ ڈالو :

و المومنون و المومنات بعضهم اولیاء بعض یامرون بالمعروف و ینهون عن المنکر - ( ۹ : ۷۰ )

مسلمان مرد اور عورت ایک دوسرے کے نیکی میں مددگار هیں - نیکی کا باهم حکم کرتے هیں اور برائی سے روکتے هیں -

دوسری جگہ فرمایا :

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنهون عن المنکر - ( ۳ : ۱۰۶ )

تم بہترین امت هو جو دنیا میں هدایت انسانی کیلیے بھیجی گئی ' نیکی کا حکم دیتے هو اور برائی سے روکتے هو -

تم کہوگے : کیا اندھے ' لنگڑے ' لولے ' گونگے بھی محتسب هیں ؟ کیا ایک دست شل مادہ عالم کو حرکت دے سکتا ہے ؟ لیکن تم نے انسانی قوتوں کی غیر محدود وسعت و طاقت کو بالکل محدود کردیا - اگر هاتھہ نہیں حرکت کرتے ' اگر پانوں نہیں اوٹھتے ' اگر زبان نہیں هلتی ' تو کیا دل بھی حرکت نہیں کرتا ؟ کیا تم مردہ هو ؟ کیا تم روشنی و تاریکی میں کچھہ بھی فرق نہیں کرتے ؟ کیا شہد کی مٹھاس اور اندرائن کی کڑواهٹ تمهیں الگ الگ محسوس نہیں هوتی ؟ یعنی کیا تمکو برائی بری نہیں معلوم هوتی ؟ اگر معلوم هوتی ہے تو اسی احساس خیر و شر ' معروف و منکر ' صلاح و فساد ' اور نور

و ظلمت کا نام احتساب ہے اور تم محتسب هو - اگر یہ احساس فنا هوگیا ہے تو تم مومن هی نہیں :

و لیس وراء ذلک من الایمان حبۃ خردل ( الحدیث )

اسکے سوا ایمان رائی کے دانے کے برابر بھی نہیں !

( طرق احتساب )

دعوت احتساب کے مختلف طریقوں کے لحاظ سے بھی اسلام کو دوسرے مذاهب پر فضیلت حاصل ہے - امم قدیمہ میں سب سے زیادہ مکمل مذهب حضرت موسی کا ہے - دین و دنیا کی جھلک اس مذهب میں موجود ہے - اسلیے اسلام کا مقابلہ اوسی سے کرنا چاهیے -

امر بالمعروف کا آخری طریقہ قتال ہے جو جہاد دینی کی آخری منزل ہے ' لیکن دنیا کی کسی قوم نے اسلیے کبھی جہاد نہیں کیا کہ نیکی کو پھیلاے - حضرت موسی نے اپنی امت کو جہاد پر ابھارا تو پہلے انهوں نے یہ جواب دیا :

ان فیها قوما جبارین و انا لن ندخلها حتی یخرجوا منها - ( ۵ : ۲۵ )

اس ملک میں تو ایک نہایت سخت و جابر قوم رهتی ہے - هم اسی وقت وهاں جاسکتے هیں جب وہ لوگ وهاں سے نکل جائیں - اسطرح هم انکا مقابلہ نہیں کرینگے -

ایک مدت کے بعد آمادہ بھی هوے تو اس لیے نہیں کہ نیکی اور عدالت کا گھر آباد کرینگے ' بلکہ اسلیے کہ همارا گھر اوجاڑ دیا گیا ہے - اسے پھر بسائینگے :

و ما لنا ان لا نقاتل فی سبیل اللہ و قد اخرجنا من دیارنا و ابنائنا -

هم کیوں خدا کی راہ میں نہ لڑیں - حالانکہ هم اپنے گھر بار سے نکال دیے گئے هیں اور هماری اولاد بھی نشانۂ ظلم هوئی ہے -

اسپر بھی یہ حال تھا کہ :

فلما کتب علیهم القتال تولوا الا قلیلا منهم ( ۲ : ۱۴۷ )

جب قتال فرض کردیا گیا تو انهوں نے اس سے اعراض کیا الا ایک تھوڑی سی تعداد جو اطاعت کیلیے طیار هوگئی -

لیکن اسلام صدائے جہاد بلند کرتا ہے اور تمام مدینہ امنڈ آتا ہے - کیا مدینہ کے لوگ بھی بنی اسرائیل کی طرح گھر سے نکالے هوئے تھے ؟ کیا کوئی وسیع سلطنت انکے پیش نظر تھی ؟ اگر حضرت خالد کا نام لیتے هو تو حضرت ابوذر کو بھی نہ بھولو ' اگر مہاجرین کی فہرست پر نظر ڈالتے هو تو انصار کو بھی یاد کرلو - بلا شبہ مکہ کے مہاجرین ظلم و ستم کا بدلہ لے سکتے تھے ' لیکن مدینہ کے انصار کو تو قریش نے انکے گھروں سے نہیں نکالا تھا ؟ پس نیکی کی حمایت ' مظلوموں کی نصرت ' حق کے اعلان ' معروف کے اظہار ' اور باطل و فساد کے خذلان کے سوا اور انکا مقصود کیا هوسکتا تھا ؟ هاں ' انکا جہاد صرف اسلیے تھا کہ :

و یکون الدین کلہ للہ ( ۸ : ۳۹ )

تا کہ دین صرف اللہ هی کیلیے هوجاے -

* جو گھر کیلیے لڑے تھے ' خدا جانے اونکو گھر ملا یا نہیں ؟ لیکن هم کو یہ معلوم ہے کہ غنیمت نہیں ملی - اونکو صرف اپنے بال بچوں کا رونا تھا ' وہ مل گئے هونگے - لیکن ایک قوم جو اپنا گھر بار ' متاع

کبھی ایسی زبان کو اپنا مہبط نہیں بناسکتے جس نے سب سے پہلے خود اپنے نفس کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا مخاطب نہ بنایا - ممکن ہے کہ ایسے محتسب کا وعظ چند لمحوں کیلیے دوچار دلوں کو گرم کردے لیکن دلوں کے اندر سچی قبولیت اور اعمال کے اندر حقیقی تبدیلی پیدا کرنے میں وہ کبھی کامیاب نہیں ہوگا - اس بارے میں اصل اساس صرف انبیاء کرام کا آسوۂ حسنہ ہے - انکا حال یہ تھا کہ جو صدا زبان سے نکلتی تھی ' اعمال و افعال اسکا یکسر پیکر و نمونہ ہوتے تھے !

( ایک ضروری نکتہ )

البتہ ایک سخت اور عالمگیر غلط فہمی کا ازالہ بھی ضروری ہے جسنے بدبختی سے آج تمام مسلمانوں کے دلوں میں گھر کرلیا ہے اور جسکی وجہ سے امر بالمعروف اور احتساب عمومی و انفرادی مفقود ہے -

بلا شبہ محتسب کیلیے ضروری ہے کہ وہ سب سے پہلے خود عمل صالح اختیار کرے اور اپنے نفس کے احتساب سے غافل نہو لیکن اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ جب تک کوئی شخص تمام بدیوں سے منزہ اور تمام لغزشوں سے پاک نہو جاے ' اس وقت تک امر بالمعروف کیلیے زبان نہ کھولے ؟ اسلام نے احتساب ہر مسلمان پر فرض کردیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ہر مسلمان ابوذر و سلیمان نہیں ہوسکتا اور نہ جنید و شبلی بن سکتا ہے - ٹھوکریں سب کو پیش آتی ہیں اور نفس کا فریب اور ارادہ کے زلات بڑے ہی سخت ہیں - پس اگر احتساب کے لیے محتسب کا بہمہ وجوہ عامل و اصلح ہونا شرط سمجھا جاے تو یہ فرض کیونکر عام ہوگا اور ہر مسلمان کیونکر محتسب بنے گا ؟

بد قسمتی سے ایسا ہی سمجھہ لیا گیا ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ لوگ امر بالمعروف کیلیے بڑے بڑے زہاد و عباد کے درجوں کے متلاشی رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بھلا ہم گناہگاروں کی کیا ہستی ہے کہ لوگوں کو نیکی کی دعوت دیں ! یہی سبب ہے کہ دعوۃ معروف کی صدائیں مفقود ہوگئی ہیں ' منکرات کے ملاء عام جیسے کوئی مانع نہیں ' اور ایک شخص باوجود مسلمان ہونے کے جائز رکھتا ہے کہ اپنے سامنے بدیوں کو دیکھے مگر منافقوں کی طرح اور گونگے شیطان کی مانند چپ ہو رہے ! •

حقیقت یہ ہے کہ انسان مکلف کو دو چیزوں کا حکم دیا گیا: خود گناہوں کا چھوڑ دینا ' اور دوسروں کو گناہوں کے چھوڑنے کی ترغیب دینا - یہ ضروری نہیں کہ اگر انسان ایک فرض کو ابھی پوری طرح ادا نہیں کرسکا ہے ' تو دوسرا فرض بھی ادا نہ کرے -

( شـــرائـط احتساب )

اگر تمہیں جنگ کرنا ہے تو جنگ سے پہلے مسلح ہوجانا چاہیے - جہل و ضلالت ' فتن و فساد ' طغیان نفس ' افساد ضمائر ' اعمال فاسدہ ' اخلاق غیر مرضیہ ' بدعات و محدثات ' غرضکہ تمام منکرات کی تاریکی نے دنیا کے چہرے پر تاریک پردے ڈالدیے ہیں - جنود ابلیس اسی ظلمت زار میں شبخون مار رہا ہے تمہیں اوس سے جہاد و قتال کرنا ہے - اسلیے تم کو ہتیار سنبھال لینا چاہیے -

اگرچہ یہ بالکل سچ ہے کہ :

آہن باآہن نتوان کرد نرم !

اسلیے جو مخلوق آگ سے پیدا کی گئی ہے اوس پر سہاب ثاقب ہی کے گولے برسانے چاہئیں ' لیکن اپنی غضب کو ہر موقع پر محفوظ رکھنا بھی اخلاقی فلم مندی ہے ' اور وقتی مقتضیات پر لطفِ اصلحہ کو مقدم رکھنا چاہیے - تم کو خدا نے طین لازب سے پیدا کیا ہے - اسلیے تمکو اوسکے قواء و خواص کا بہترین مظہر بننا چاہیے -

احتساب کیلیے علم سب سے مقدم شرط ہے - اگر ایک جاہل طبیب مریض کیلیے علاج تشخیص کرتا ہے اور بعض اشیاء سے پرہیز کرنے کی ہدایت کرتا ہے لیکن وہ اشیاء کے خواص و تاثیر کا عالم نہیں تو یقین کرو کہ وہ مریض کو ہلاک کر رہا ہے - اوسکو کیا خبر کہ مریض کو جس چیز سے روکتا ہے ' وہ شہد ہے ' اور جس شے کو استعمال کراتا ہے وہ زہر ہے ؟ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازدیاد علم کی دعا فرمائی :

رب زدنی علمـــا ! — خدایا میرے علم میں زیادتی کر !

ایک بار حضرت ابن عباس کو گود میں اوٹھاکر دعا دی تھی :

اللهم تفقه في الدين ! — خدایا اوسکو دین میں قوۃ فکر و نظر دے !

علم کے بعد وعظ و تلقین ' ارشاد و ہدایت ' دعوۃ و عمل کی باری آتی ہے - مخاطبین کی حالت مختلف ہوتی ہے - کوئی سخت کوئی نرم ' کوئی معاند کوئی جنگجو ' کوئی ضدی ' کوئی ہٹ دھرم ' کوئی عالم ' کوئی جاہل - غرض تمکو دنیا کے تمام قواے متضادہ سے مقابلہ کرنا ہے - پھر کیا تم ہر شخص سے لڑتے پھروگے ؟ نہیں تمکو نرمی اختیار کرنی چاہیے !

ادفع باللتي هي احسن — بہترین طریقے سے مدافعت کرو ( ۲۳ : ۹۷ )

لو كنت فظاً غليظ القلب لانفضوا من حولـــك ( ۳ : ۱۵۹ ) — اگر تم الھڑ اور سخت ہوتے تو لوگ تمہارے پاس سے بھاگ جاتے

ما كان الرفق في شي الا زانه ولا كان العنف في شي الا شانه ( ) — نرمی ہی ہر چیز کو زینت دیتی ہے اور سختی اسکو بد نما کردیتی ہے '

ان الله رفيق يحب الرفق في الامر كله و يعطي على الرفق ما لا يعطي على العنـــف — خدا نرم ہے اور ہر چیز میں نرمی پسند کرتا ہے - اور نرمی پر وہ کچھہ دیتا ہے جو سختی پر نہیں دیتا -

سمندر میں طوفان آتا ہے ' موجیں بلند ہوتی ہیں ' پہاڑوں سے ٹکراتی ہیں اور وہ چور چور ہوجاتا ہے ' لیکن تمکو اس مثال پر مغرور ہوکر سختی کا استعمال نہیں کرنا چاہیے - تمکو پہاڑ سے ٹکر لگانا نہیں ہے ' بلکہ شیشۂ دل میں عکس کی طرح نیکی کو مرتسم کرنا ہے ' اسلیے تمکو بجلی کی رو کی طرح چلنا چاہیے کہ کسیکو خبر نہ ہو مگر دنیا کے تمام پرزے حرکت میں آجائیں ' یہاں تک کہ دل کا شیشۂ لطیف اوس رو کو جذب کرلے !

دنیا میں برائی مخفی طریقوں سے پھیلتی ہے ' تم نے گوسالہ سامری کو نہیں دیکھا کہ کسطرح بنی اسرائیل کے دل میں چپکے چپکے گھر کرلیا تھا ؟

اشربوا في قلوبهم العجل — اونکے دلوں میں گوسالہ پلا دیا گیا ( ۲ : ۹۳ )

پھر نیکی کو بدی سے زیادہ سریع النفوذ ہے :

انما المومنون الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم واذا تليت عليهم آياتــه زادتهم ايمانا ( ۸ : ۲ ) — اور سچے مومن وہ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو انکے دل لرز اٹھتے ہیں - جب خدا کی آیتیں اون پر پڑھی جاتی ہیں تو اونکے ایمان کو اور بڑھا دیتی ہیں -

جو دل خود زخمی ہورہے ہیں ' اونکو زخم کیوں لگاتے ہو ؟ روئی کا پھاہا بن جاؤ کہ زخم رسیدوں کو اسی کی ضرورت ہے -

لیکن نرمی بلکہ خود قانون فطرت اخلاق حسنہ کا مقتضا نہیں ہے - دنیا ایک ہر ظلمت چیز ہے جو خاموشی کے ساتھہ نہیں دیکھا - اگر موسی کی طرح عزلت گزینی مقصود [illegible] ہم تمہیں [illegible]

و اموال، اور اهل و عیال چهوڑکر حق کیلیے جهاد کرتي هے، جسکے بچے یتیم هوجاتے هیں، جسکي عورتیں بیوه هوجاتي هیں، جسکا اثاث البیت برباد هوجاتا هے، ضرور هے که خدا تعالی دل تعا و توازن کو قائم رکهے، اور اسکا معارضه غنیمت اور ملک یمین کي صورت میں انهیں دیدے - تم اسکو غلامي کهتے هو، هم اسکو ایک قسم کي جبري تعلیم کا ذریعه سمجهتے هیں - انسان اگر خود اپني خوشي سے نیک نهیں بنتا تو هم اسے جبراً نیک بنالینگے - تم غلاموں سے چاؤشي و دربانی کا کام لیتے تهے، هم نے انسے خداے واحد کیلیے اذان دلوائي!

لیکن اسلام مادیات پر قانع نهیں هوسکتا - اوسکو عداے روحاني کا معارضه ملنا چاهیے - تم کهوگے که اس سے جنت مراد هے؟ بے شبهه هے مگر تمکو اس فضل الهي کے دیکهنے کا موقع کیونکر مل سکیگا؟ اسلیے انعام روحانیت کے ساتهه انعام محسوس بهي هونا چاهیے اور وه دنیا میں حق کي کامیابی کا ظهور هے - جس قوم کا هر فرد صداقت مجسم هے، جو دنیا میں صرف نیکي پهیلانے کیلیے آیا هے، اوسکي مجموعي قوت کبهي بهٹک نهیں سکتي - جس قوم کا هر فرد آمر بالمعروف اور ناهي عن المنکر هے، جب وه قوم باهم مل جلکر ایک چیز سے روکتي هے اور ایک چیز کي طرف لےجاتي هے، تو اسمیں ایک ایسی الهی طاقت پیدا هوجاتي هے جسے کوئي قوت مسخر نهیں کرسکتی - : و ید الله علی الجماعة ( الحدیث ) اجماع امت اسي کا نام هے یه شرف کسي امت کو حاصل نه هوا، کیونکه کسي امت نے فرض احتساب کو کامل طور پر ادا نهیں کیا -

## ( ترتیب احتساب )

لیکن کسي محتسب کو صرف اتنے هي پر قناعت نه کرلیني چاهیے که هر برائي پر کسیکا هاتهه پکڑلے، یا زبان سے اوسکا انکار کردے، یا دل سے برا سمجهه لے - بلکه احتساب ایک خاص ترتیب کا پابند هے - اوسی ترتیب سے اس مقدس فرض کو ادا کرنا چاهیے - سب سے مقدم اپنے نفس کي اصلاح هے که :

| | |
|---|---|
| ان النفس لامارة بالسوء ( ۱۳ : ۵۳ ) | نفس برائي کا بهت بڑا حکم دینے والا هے، |

اسلیے جب خود اپنے دامن میں گرد لگی هوئي هے تو سب سے پہلے اسي کو جهاڑ لینا چاهیے، ورنه اس سے دوسروں کا گرد آلود چهره کیونکر پاک هوسکے گا؟ الله تعالے نے دوسرے موقع پر اس سے زیاده وضاحت کے ساتهه فرمایا :

| | |
|---|---|
| قد افلح من زکاها و قد خاب من دساهـــا ( ۹۲ : ۹ ) | وه کامیاب هوا جس نے اپنے نفس کا تزکیه کیا اور وه نا مراد هوا جس نے اپني قوت خیر کو برباد کردیا! |

نیز عام طور پر فرمایا :

| | |
|---|---|
| یا ایها الـذین آمنوا قوا انفسکم و اهلیکم نارا ( ۲۲ : ۶ ) | مسلمانو اپنے آپکو اور اپنے اهل و عیال کو عذاب آتش سے بچاؤ! |

آنحضرت صلی الله علیه و سلم کو جب تبلیغ رسالت کا حکم دیا گیا تو الله تعالے نے اوسکي ترتیب یه قرار دي :

| | |
|---|---|
| یا ایها المدثر! قم فانذر و ربك فکبر، و ثیابك فطهر والرجز فاهجر ( ۷۴ : ۳ ) | اے چادر اوڑهه کر سونے والے! اوٹهه پهر لوگوں کو ڈرا، اپنے خدا کي تکبیر کهه، اپنے کپڑوں کو پاک کر، اور بتوں سے دوري اختیار کر! |

اصلاح نفس کے بعد آل، اولاد، اعزه، اور اقارب کا درجه هے :

| | |
|---|---|
| وانــذر عشیـــرتـــك الا قربین (۲۶ : ۲۱۴) | اپنے اقرباء و قبیله کے لوگوں کو گمراهی و ضلالت کے نتائج سے ڈراؤ! |

ان مراتب کے بعد اپني قوم هے -

| | |
|---|---|
| و هـــذا کتــاب انزلنـــاه مبارك مصدق الذي بین یـــدیه و لتنـــذر ام القـــری و مـــن حـــولها - ( ۶ : ۹۲ ) | اور یه قران کتاب الهي هے جسے هم نے نازل کیا، وه برکت دینے والي هے اور ان کتابوں کي تصدیق کرني هے جو اس سے پہلے کي موجود هیں - اور اے پیغمبر هم نے قران اسلیے اتارا تاکه تم مکه کے اور اسکے اطراف کے لوگوں کو اعمال بد کے نتیجوں سے ڈراؤ اور دعوت حق کي دعوة دو! |

قوم کے بعد تمام دنیا :

| | |
|---|---|
| وما ارسلنـــاك الا کافـــة للنـــاس ( ۳۴ : ۲۸ ) | اور هم نے تم کو نهیں بهیجا مگر تمام عالم انسانیة کي نجات کیلیے |
| وما ارسلنـــاك الا رحمـــة للعـا لمین ( ۲۲ : ۱۰۷ ) | اور هم نے اے پیغمبر تم کو تمام جهان کیلیے رحمت بنا کر بهیجا - |

چنانچه حضرة داعي اسلام علیه الصلوة و السلام نے اسي ترتیب سے احتساب حق شروع کیا اِسي اسوهٔ حسنه کے اندر سلسلهٔ احتساب کي قدرتی ترتیب مضمر هے -

## ( محتسب کی شخصیت )

احتساب کا اصلی طریقه جو معتضد به کتاب و سنت هے وه یهي هے، لیکن ایک ایسا شخص بهي فرض کیا جاسکتا هے جو خود معاصي میں منهمک هے، عزیز و اقارب کي اصلاح سے بے خبر هے، لیکن وه پبلک اسٹیج پر آتا هے، اور تمام دنیا کو دعوت احتساب دیتا هے - وه پرکار کي طرح پہلے ایک نقطه پر قدم نهیں رکهه لیتا، بلکه هوا میں معلق هوکر پورے دائرے کے گرد گردش کرتا رهتا هے - پهر کیا اوسکا یه دعوی صحیح هے؟ کیا اوسکی دعوت قبول کرلیني چاهیے؟

علما میں باهم اختلاف هے - ایک گروه نفي میں جواب دیتا هے اور قرآن مجید اوسکي تائید کرتا هے

| | |
|---|---|
| اتا مرون النـــاس بالبر و تنســـون انفسکـــم | کیا تم لوگ دنیا کو نیکی کا حکم دیتے هو اور اپنے آپ کو بهول جاتے هو؟ |

دلائل عقلی بهی اوسکا ساتهه دیتے هیں .

( ۱ ) احتساب کا مقصد یه هے که غیروں کو مصالح کي طرف هدایت کی جاے اور مفاسد سے بچایا جاے - یه ایک احسان عظیم هے جسکو محتسب دنیا پر کرنا چاهتا هے، لیکن اپنے اوپر احسان کرنا غیروں سے مقدم هے -

( ۲ ) اگر ایک شخص کسیکو ایک چیز سے منع کرتا هے مگر خود اوسکا مرتکب هوتا هے، تو اسکا اثر اولٹا پڑےگا - وه سمجهیگا که باوجود اس علم کے جب وه خود اس کام کو کررها هے، تو اوسکے ترک ترک اور منع کرنے کي کوئي اصل نهیں معلوم هوتی - یقیناً وه کام بیان کرده مضرتیں نهیں رکهتا، یا رکهتا هے تو انکا ترک اسقدر ضروري نهیں که فوراً چهوڑ دیا جاے - اگر ایسا هوتا تو معلم و ناصح سب سے پہلے چهوڑ دیتا - بلکه بجاے کی جگه وه اور بهی اس عمل کے کرنے کا حریص هوجائیگا : الانسان حریص علی ما منع -

( ۳ ) جو شخص وعظ کهتا هے اوسکا مقصد یه هوتا هے که اثر پڑے، لیکن جب وه خود گناهوں میں ڈوبا هے، تو اثر کی جگه اوسکے وسط سے اور نفرت پیدا هوگی -

( ۴ ) اگر ایک فاسق فرض احتساب ادا کرسکتا هے، تو هم فرض کرتے هیں که وه ایک عورت سے زنا کرتا هے، لیکن اوسي سے یه بهي کهتا هے که نا محرم کو منهه دکهانا حرام هے - اس سے بڑهکر اور کیا حماقت هوسکتي هے؟

( ۵ ) سب سے زیاده یه که فرض احتساب و دعوة الی الحق ایک الهی مقصد اور ایک رباني عمل هے اور اسکے انوار و برکات

اس سلسلے میں ایک امر اور بھی قابل ذکر ہے - اگرچہ ہیجان کے دماغ تک پہنچا دینے کے بعد عصب کا کام ختم ہوجاتا ہے ' مگر یہ ہیجان خود ختم نہیں ہوجاتا بلکہ عضلات کی طرف بھی منتقل ہوسکتا ہے اور اس صورت میں متقلص (سکڑنے والے) عضلات میں ایک قسم کا جھٹکا پیدا ہوجاتا ہے -

( ایک عجیب تجربہ )

یہ صرف قیاس اور نظریہ ہی نہیں ہے بلکہ علماء وظائف الاعضاء نے اس کا مشاہدہ کرا دیا ہے -

یہ لوگ مینڈک کی سرین سے ایک عضلہ اسطرح کاٹ لیتے ہیں کہ جو اعصاب اسکے ساتھ لگتے ہیں ' وہ عضلہ کے ساتھ ملے رہتے ہیں - پھر ان میں سے کسی ایک عصب کے ایک سرے پر برقی رو یا کسی دوسرے میکانیکی طریقہ سے ( یعنی آلات کے ذریعہ سے ) تحریک پیدا کرتے ہیں - اس تحریک کا ہیجان فوراً ایک سرے سے دوڑ کے دوسرے سرے تک چلا جاتا ہے اور وہاں سے عضلہ میں منتقل ہوتا ہے - عضلہ میں تحریک ہوتے ہی ایک جھٹکا سا لگتا ہے جو دیکھنے والے کو صاف نظر آجاتا ہے !

شاید کسی کو یہ خیال ہو کہ جب یہ عضلہ اور عصب جسم سے قطع کرکے علحدہ کرلیے گئے تو وہ زندہ نہ رہے ہونگے ' اسلیے جو تجارب مقطوع عضلات و اعصاب پر کیے جاتے ہیں اُن پر ایک زندہ جسم کی حالت کو قیاس کرنا صحیح نہ ہوگا -

مگر ایسا خیال کرنا اصول علمی سے بے خبری کا نتیجہ ہوگا - بعض دوائیں ایسی ہیں کہ اگر انکو کسی سیال شے میں حل کردیا جائے اور اس محلول ( Solution ) میں کٹے ہوے اعضاء کو رکھا جائے تو وہ کئی کئی گھنٹے تک زندہ رہسکتے ہیں - اور ڈاکٹر کارل کا تو یہ بیان ہے کہ انکے پاس بعض بعض خلایا اس طرح کے صناعی محلول میں کئی کئی دن تک زندہ رہے ہیں -

( روح نباتاتی کا ابتدائی منظر )

غالباً اب یہ ذہن نشیں ہوگیا ہوگا کہ اعصاب کا وظیفہ اصلی کیا ہے ؟

اس تفصیل سے ہمارا منشا اس نکتہ کو واضح کرنا تھا کہ نباتات میں اعصاب کے وجود کا جب دعوا کیا جاے تو اسکا یہ مطلب نہیں قرار دینا چاہیے کہ درختوں میں بھی کوئی ایسی شے موجود ہے جو اپنی ساخت اور مایۂ خمیر میں بعینہ حیوانی عصب کے مانند ہے ' بلکہ یوں سمجھنا چاہیے کہ درختوں میں بھی بعض ایسے ریشے موجود ہیں جو بعینہ وہی کام کرتے ہیں جو جسم حیوانی میں اعصاب کا کام ہے -
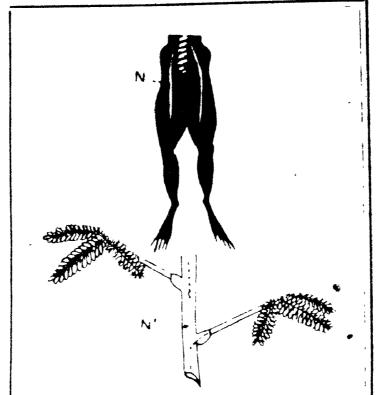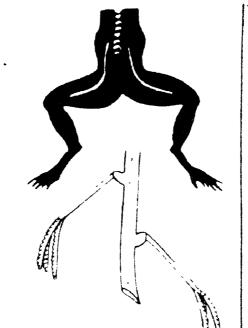
( ۱ ) مینڈک کا کٹا ہوا حصۂ جسم جسکے تجربہ کا ذکر مضمون میں آیا ہے - اور مموسا کے درخت کے عضلات -

اوپر مینڈک کا زیریں حصۂ مقطوع ہے - اسمیں جو خطوط نظر آتے ہیں یہی عضلات ہیں جو ہیجان اور تنبہ کو دماغ تک پہنچاتے ہیں - انکی شناخت کیلیے انگریزی کا حرف N بنا دیا گیا ہے -

اسکے نیچے مموسا کی شاخ ہے - شاخ کے اندر خطوط دکھلاے ہیں - یہی خطوط بمنزلۂ عضلات کے ہیں جو ہر اثر و ہیجان کو پل وی نس تک پہنچا دیتے ہیں ( دیکھو N ) - اس تصویر میں یہ دونوں چیزیں سکون کی حالت میں دکھلائی ہیں -

( ۲ ) لیکن نیچے کی تصویر ہیجان اور تنبہ کی حالت کو پیش نظر کرتی ہے - مینڈک کا وہی مقطوع حصہ ہیجان اور اہتزاز کی حالت میں ہے - اسی طرح مموسا کی پتیاں بھی سکڑکے جھک گئی ہیں - دونوں کے اندر خطوط انکے نسج و عضلات ہیں -

Mimosa ( مموسا ) ایک ذکی الحس اور سریع التاثیر درخت ہے جسے ٹھیٹ اردو میں چھوئی موئی کہنا چاہیے - اسکی ذکاوت حس کی یہ حالت ہے کہ ہاتھ لگتے ہی کسی شرمگیں و حیا سرشت دوشیزہ لڑکی کی طرح اسکی پتیاں کمہلا کے جھک جاتی ہیں -

مموسا میں مس کرنے سے جو ہیجان پیدا ہوتا ہے وہ بھی قریباً اسی طرح مس کردہ مقام سے مرکز تک منتقل ہوتا ہے جسطرح کہ حیوانات کے مس کردہ عضو سے دماغ تک پہنچتا ہے -

مثلاً آپنے ایک پتی کو چھوا - بمجرد لمس ایک قسم کا ہیجان پیدا ہوگا جو نہایت سرعت کے ساتھہ اس عضو تک پہنچ جائیگا جسکو عضو حرکت پذیر (Motile organ) کہتے ہیں - مموسا میں یہ عضو پتیوں کے جوڑ کے پاس ہوتا ہے - اسی کے پاس پل وی نس ( Pulvinus ) نامی ایک عضو نباتاتی ہوتا ہے جسکی خاصیت یہ ہے کہ ہیجان کی حالت میں عضلات کی طرح اسمیں بھی تقلص و انقباض ( کھنچنا اور سکڑنا ) ہوتا ہے - جب ہیجان اس عضو حرکت پذیر تک پہنچتا ہے ' تو اس سے منتقل ہوکے پل وی نس میں آتا ہے اور سمٹنے لگتا ہے - اسکے سمٹتے ہی مینڈک کے عضلۂ مقطوع کی طرح اسمیں بھی ایک جھٹکا لگتا ہے - یہی جھٹکا ہے جو دفعتاً پتیوں کے کمہلا کے گرجانے کی شکل میں ہم کو نظر آتا ہے -

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ حیوانات میں نقل ہیجان کا اصلی ذریعہ وہ ریشے یا خطوط ہیں جن سے اعصاب مرتب ہوے ہیں - نباتات میں بھی ایک قسم کے ریشے ہوتے ہیں جنکو انگریزی میں (Tissue) اور عربی میں نسیج کہتے ہیں - یہی ریشے ہیں جو ہیجان کو منتقل کرتے ہیں - مموسا میں یہ ریشے تنے یا شاخ میں ہوتے ہیں اور اسطرح چسپاں ہوتے ہیں کہ بمشکل علحدہ ہوسکتے ہیں - البتہ فرن (Fern) میں نہایت آسانی سے علحدہ ہوجاتے ہیں -

تنگ حجرہ بنائے ' لیکن تم تو حباب کي طرح سطح دریا پر تیرنا چاهتے هو ' اسلیے موج کے تهپیڑے ناگزیر هیں - تم برق کي رو کي طرح تمام کارخانۂ دنیا میں حرکت پیدا کرنا چاهتے هو ' اسلیے تصادم ' مقاومت ' کڑک ' چمک سے دو چار هونا هي پڑیگا - تم نرمي کے ساتھہ بولوگے - جواب سخت دیا جائیگا - تم جهکوگے - تمهارے سامنے سر اونچا کیا جائیگا - ایسي حالت میں کیا تم کو بهي تن جانا چاهیے ؟ اسکا جواب حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو دیدیا ہے :

| | |
|---|---|
| و امر بالمعروف و انہ عن | نیکي کا حکم دے - بدي سے روک ' |
| المنکر و اصبر علی ما اصابک - | اور جو دکهہ تجهکو پهونچیں اونپر |
| ان ذلک من عزم الامور - | صبر کر - یہ تو بڑے کٹهن کام هیں - |

چنانچہ خود حضرۃ داعي اسلام علیہ السلام کو بهي فرائض رسالت کي تعلیم کے بعد حکم دیا گیا :

| | |
|---|---|
| و لربک فاصبر ( ۷۴ : ۷ ) | اپنے خدا کیلیے صبر کر - |

دوسري جگہ فرمایا :

| | |
|---|---|
| فاصبر کما صبر اولو العزم | صبر کر ' جس طرح کہ تجهہ سے پہلے تمام |
| من الرسل ( ۴۶ : ۳۵ ) | اولو العزم رسول کرتے آئے هیں ' |

پس احتساب کیلیے علم ' رفق ' صبر ' حلم ' وقار کی اشد ضرورت ہے -

( احتساب هر حال میں چاهیے )

لیکن اگر تم علم نہیں رکهتے ' اگر تم نرمي اختیار نہیں کرسکتے ' اگر تم میں حلم و صبر نہیں ہے تو کیا فرض احتساب بنیم هزار دنیا میں کس مپرس هوجایگا ؟ یہ سچ ہے کہ علم ایک جوهر ہے ' رفق ایک زیور ہے ' صبر ایک کوہ الماس ہے ' لیکن حسن کبهي کبهي بغیر زیور کے بهي دنیا کے سامنے نمایاں هوتا ہے - اسلیے تمکو خدع نفس میں مبتلا نہ هونا چاهیے - بلاشبہ یہ اوصاف پیدا کرو ' لیکن ان کے بغیر بهي خدا کا کام جاري رکها جاسکتا ہے -

برائي هر حال میں برائي ہے ' نیکي هر حال میں نیکی ہے - اسلیے ایک کا مٹانا اور ایک کو قائم رکهنا هر حال میں فرض ہے - کارخانۂ احتساب کبهی معطل نہیں رہ سکتا -

غور کرو ' تین صورتیں تمهارے سامنے هیں :

( ۱ ) عدم احتساب کا ضرر کبهي ان اوصاف کے فقدان کے ضرر سے زیادہ هوگا ' جو شرائط ضروریہ احتساب هیں -

( ۲ ) کبهي برابر -

( ۳ ) کبهي کم -

پهلي دونوں صورتیں زیادہ عام و متداول هیں ' اسلیے با وجود ان اوصاف کے هونے کے احتساب کا کام جاري رکهنا چاهیے - البتہ تیسري صورت میں زبان حق گو اور دست عمل خواہ کو روک لینا چاهیے - پهر بهي دل کي حرکت لازمي ہے ' اور ایمان کا یا بالفاظ دیگر حیات روحی کا آخري درجہ یهي ہے -

اب تمکو معلوم هوگیا هوگا کہ کفر خاموش ہے مگر ایمان غلغلہ انداز - باطل ساکت ہے ' مگر حق شور انگیز - ضلالت جمود میں ہے مگر هدایت حرکت کا نام ہے - حرکت هی میں برکت ہے اسلیے ایک مسلمان کبهي خاموش اور ساکن نہیں رہ سکتا :

| | |
|---|---|
| قال النبي (صلعم) اصدق | آپ نے فرمایا : سچا نام حارث ( کمی |
| الاسماء حارث و همام - | کرنے والا ) اور همام ( قصد کرنے والا ہے ) |

## علم النباتات کا ایک جدید صفحہ

### روح نباتات اور احساس

### ( مسٹر بوس کا اکتشاف جدید )

هم نے گذشتہ سے پیوستہ اشاعت میں پروفیسر جے - سي - بوس کي تقریب کرتے هوے وعدہ کیا تها کہ هم انکي اکتشافات و تحقیقات کو اردو زبان کے حلقۂ علمی تک پهنچانے کي کوشش کرینگے - آج اس سلسلۂ مضمون کی طرف متوجہ هوتے هیں :

تم بارها باغ گئے هوگے ' گهانس کے مخملین فرش پر آزادانہ بیٹھے هوگے ' چمن کی سرخ روشوں پر گلگشت تفرج کي هوگي ' پهولوں سے دامن بهر بهر کے لطف گلچیني اٹهایا هوگا ' لیکن اس چمن طرازي و گلستان فرمائی میں یہ خیال شاید کبهی نہ آیا هوگا کہ هم جس وجود پر اپنی عشرت جوئیوں کي لا ابالانہ مشقیں کررہے هیں ' خود اسپر کیا گزرهی ہے ؟

مگر آج علم کچهہ اور کہتا ہے '

کیا نباتات میں بهی احساس ہے اور کیا اسکے پاس بهي وسائل حس یعنی اعصاب هیں ؟

( وظائف عصبیہ )

اسکے جواب سے پہلے هم یہ بتادینا چاهتے هیں کہ اعصاب کا وظیفۂ اصلی کیا ہے ؟

عصب کا اصلی کام یہ ہے کہ هر هیجان excitement جو اسکے کسی حصے میں پیدا هوتا ہے وہ جسم کے دوسرے حصے تک پہنچاے -

اعصاب نہایت چهوٹے چهوٹے ریشوں سے مرکب هیں جنکو انگریزي میں Fiber اور عربي میں خیط کہتے هیں - خیوط اسکی جمع ہے - جب جسم کے اسي حصے میں هیجان پیدا هوتا ہے تو اسکے معنے یہ هیں کہ اس مقام کے خیوط میں ایک حرکت پیدا هوگئی ہے یہی حرکت برقی رو کی طرح آگے دوڑتی ہے ' اور جسطرح کہ برقی تار کے ایک سرے کی حرکت بسرعت تمام دوسرے سرے تک آجاتی ہے ' اسیطرح هر ریشہ اپنے بعد کے ریشے کو حرکت دیتا هوا چلا جاتا ہے - یہاں تک کہ یہ حرکت مرکز اعصاب یعنی دماغ تک پهنچ جاتی ہے - ان تمام سلسلوں کا منبع اور مخزن تاثرات دماغ ہے - اقلیم جسم پر اسکی سلطنت انہیں اعصاب کي بدولت قائم ہے !

مثلا تم نے گلاب کا ایک پهول دیکها - اب سونچو کہ کیونکر دیکها اور اسمیں کون سے قوي کو کن جبلي ( وظائف الاعصابی ) اعمال انجام پائے ؟

جب تم نے آنکهیں کهولیں تو شعاعیں شبکیہ ( ۱ ) تک پہنچیں اور ان شعاعوں کی وجہ سے شبکہ میں ایک هیجان سا پیدا هوا - اسکے بعد اعصاب کا فعل شروع هوا - اعصاب بصارۃ نے اس حرکت کو لے لیا ' اور بطریق مذکورۂ بالا دماغ تک پهنچا دیا -

---

( ۱ ) یہ آنکهہ کا ایک پردہ ہے جسمیں نہایت باریک باریک رگوں کا جال هوتا ہے - یہی وہ پردہ ہے جو شے مرئي کا عکس قبول کرتا ہے - انگریزي میں اسے Retina کہتے هیں -

# مدارس اسلامیه

## باز گو از نجـد و از یاران نجـد !

## نـــدوه کا جـدیـد دستـور العمـــل

آندھیاں چل چکیں' گرد اُڑ چکی' فضا غبار آلود ھوکر صاف ھوگئی' دروغ بیانی' اتہامات' انتقامی جذبات کا زمانہ گذر چکا - اب وقت آگیا ہے کہ قوم اس اصلی راز تک پہنچ سکے کہ ندوہ کیا کررہا ہے' اور قبول اصلاح کی آمادگی جو اسنے ظاهر کی ہے' وہ کہاں تک واقعی ہے ؟ اصلاحی مطالبات میں سے کارکن اشخاص نے صرف دستور العمل کی ترمیم منظور کی ہے اور جدید دستور العمل طیار کرکے شائع کردیا ہے - اسلیے هم مختلف پہلوؤں سے اسپر نظر ڈالتے هیں - ندوہ کے مفاسد هم بیان کرچکے هیں پس اصلاح کا وهی قدم صحیح ہوگا جو اُن دونوں قسموں کے مفاسد کو دور کرے -

سب سے پہلا امر یہ ہے کہ دستور العمل کے شروع میں کوئی تمہید نہیں ہے جس سے یہ ظاهر ہو کہ ترمیم کی کیا ضرورت تھی اور نمایاں طور پر کن خاص امور کی شکایت تھی جن کو جدید دستور العمل میں رفع کردیا گیا ہے ؟ اس سے بڑھکر یہ کہ دستور العمل میں لکھا ہے کہ قدیم دستور العمل جہاں تک کہ اس دستور العمل کے خلاف نہ ہو' قایم رهیگا - مگر اس دستور العمل کے ساتھہ قدیم دستور العمل شائع نہیں کیا گیا ہے' اسلیے عام پبلک اور اخبارات وغیرہ کو معلوم نہیں ہوسکتا کہ موجودہ قواعد کے ساتھہ اور کیا کیا قواعد هیں' اور وہ کہاں تک صحیح یا غلط هیں ؟

اسی ابہام اور عدم انکشاف حالت کا اثر یہ ہے کہ دستور العمل کو شائع ہوئے ہفتوں گذرگئے' لیکن کوئی اخبار اسپر کچھہ نہ لکھہ سکا - کسی کو فرصت کسکو ہے کہ تمام دستور العمل پڑھے' قدیم اور جدید کا موازنہ کرے' اور پھر انتقاد اور جرح و تعدیل کرے ؟

( ۱ )

لیکن پیشتر اسکے کہ ترمیم شدہ دستور العمل پر بحث کی جاے' اس سوال پر غور کرنا چاهیے کہ موجودہ کمیٹی ندوہ قاعدہ کی رو سے کوئی باضابطہ کمیٹی ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں ہے تو وہ خود قائم رهکر ترمیم و تغیر کی مجاز ہے یا نہیں ؟

جدید دستور العمل میں قواعد کی دفعہ اول یہ ہے کہ " قواعد و ضوابط ھذا کا نفاذ اس تاریخ سے ہوگا جب کہ جب اراکین انتظامی موجودہ ندوۃ العلماء اسکو مجلس انتظامی سے منظور کریں "

لیکن اصلاحی گروہ کا سب سے پہلا مطالبہ یہ ہے کہ دستور العمل قاعدہ کی رو سے موجودہ ارکان انتظامی' ارکان انتظامی هی نہیں هیں - اور ندوہ کی کوئی جائز مینیجنگ کمیٹی موجود هی نہیں ہے -

اس بنا پر سب سے پہلے یہی مسئلہ طے ہونا چاهیے - کیونکہ دستور العمل کی دیگر دفعات تمامتر اسی ایک مسئلہ پر مبنی هیں -

ندوہ کا سب سے پہلا دستور العمل تقریباً ۶ - ۷ برس تک نافذ رہا پھر منسوخ کرکے نیا دستور العمل مرتب کیا گیا جو اسوقت تک جاری ہے - ان دستور العملوں میں ندوہ کی انتظامی کمیٹی کی ترتیب یہ ہے کہ اسکے ممبر صرف دو برس کے لیے منتخب ہوتے هیں - ان کی مدت کے انقضاء کے بعد جدید انتخاب ہوتا ہے - ممبروں کی تعداد دونو دستور العملوں کی رو سے ۳۵ یا ۳۶ تھی -

لیکن ندوہ کی جدید عمارت کا جب سنگ بنیاد رکھا گیا تو ایک جلسہ خاص کیا گیا' اور اس میں دفعۂ دستور العمل میں یہ ترمیم کردی گئی کہ ممبروں کی تعداد ۳۶ سے بڑھاکر ۵۱ کردی جاے' اور پھر اسی جلسہ میں فوراً ۱۵ ممبر انتخاب بھی کرلیے گئے - یہ کارروائی بغیر اسکے کی گئی کہ کوئی ایجنڈا شائع کیا جاتا اور باهر کے ارکان سے راے طلب کی جاتی - چونکہ یہ کارروائی تمام تر خلاف ضابطہ تھی اسلیے یہ جدید ممبر بالکل خلاف ضابطہ هیں اور حقیقت میں ان کا کوئی قانونی وجود نہیں ہے - لیکن اسوقت سے اب تک یہ زاید شدہ تعداد موجود ہے' اور کثرت آرا کے بنا پر جسقدر فیصلے ہوے هیں' ان میں زیادہ تر' انہی کی تعداد نے کام دیا ہے - یہ بے ضابطگی کا پہلا اساس الامور ہے -

لیکن خیر اسکو بھی جانے دیجیے - اس سے آگے بڑھجانے کے بعد بھی ندوہ کی کوئی جائز مینیجنگ کمیٹی نہیں ملتی -

* * *

دستور العمل کی رو سے ارکان انتظامی کا انتخاب جلسہ خاص کا کام ہے ( دیکھو دفعہ ۳۲ ) جلسہ خاص میں ارکان کا نصاب ۱۵ رکھا گیا ہے - ارکان انتظامیہ کا پچھلا انتخاب جو جولائی سنہ ۱۹۱۳ع میں ہوا' وہ بھی بالکل بے ضابطہ تھا' اور ندوہ کی کمیٹی بالکل شکست ہوچکی تھی -

تفصیل اسکی یہ ہے کہ جولائی سنہ ۱۹۱ ع سے دو مہینے پہلے ۴۲ ارکان انتظامیہ کی مدت ممبری گذرچکی تھی اور وہ ممبری سے خارج ہوچکے تھے - پس اُن کو ووٹ دینے کا کوئی حق نہ تھا - صرف ۹ ممبر باقی رہ گئے تھے جو ووٹ دینے کے مجاز تھے - لیکن چونکہ دستور العمل دفعہ ۳۳ کی رو سے جلسہ خاص میں ۱۵ ارکان کی موجودگی ضرور ہے - اسلیے یہ جلسۂ خاص قانوناً بالکل بے ضابطہ اور بے اثر تھا -

اگر یہ کہا جاے کہ جلسہ خاص میں جو ارکان مشروط هیں اس سے ارکان عام مراد هیں تو انکے لیے بھی حسب دفعہ ۵ دستور العمل یہ ضرور ہے کہ جلسہ انتظامیہ نے اُن کا انتخاب کیا ہو' لیکن ارکان عام کا انتخاب کسی جلسہ انتظامیہ میں نہیں ہوا -

غرض جولائی سنہ ۱۹۱۳ع سے پہلے ندوہ کی کمیٹی کے صرف ۹ ممبر باقی رہ گئے تھے اور وہ جلسہ خاص کرنے کے مجاز نہ تھے ( کیونکہ اسکے لیے ۱۵ کی تعداد درکار ہے ) ایک سال کے گذرنے کے دوران میں سے بھی کئی کی مدت ممبری ختم ہوگئی' اور اب قاعدہ کی رو سے یہ تعداد ۷ سے بھی کم ہے -

اسلیے ندوہ کا کوئی جلسہ منعقد نہیں ہوسکتا کیونکہ جلسہ خاص جو جدید ممبر انتخاب کرسکتا ہے' اسکے لیے ۱۵ ارکان کی تعداد ضروری ہے' اور مجلس انتظامی کیلیے بھی کم از کم ۷ - لازمی هیں' لیکن اس وقت با قاعدہ ممبروں کی تعداد ۸ - بھی کم ہے -

پس دنیا کو تعجب اور حیرت سے سننا چاهیے کہ قانوناً ندوہ کا اس وقت وجود هی نہیں ہے' محض ایک بے قاعدہ اجتماع ہے جو ندوہ کو چلا رہا ہے - اسلیے سب سے پہلا کام یہ ہونا چاهیے کہ ندوہ کا ممبروں کا انتخاب بالکل نئے سرے سے عمل میں آے اور از سر نو اسکا نظام درست ہو - جب تک یہ مرحلہ طے نہوگا' اس وقت تک ندوہ کی تمام کارروائیاں حتی کہ اصلاح دستور العمل بھی محض بے قاعدہ اور بے معنی ہونگی - اگر یہ بیان صحیح نہیں ہے تو ارکان ندوہ کو اس کی تصحیح کردینی چاهیے -

# مکتـــوب استـــانـــہ علیـــہ

## سالنامـہ جمعیۂ هـلال احمـر قسطنطنیہ

اور

## ارسیـالیـات مـالیـہ هنـــد

### جنرل سکریٹری هلال احمر قسطنطنیہ کا مراسلہ

بخدمت ادیب اریب و فاضل طبیب مولانا ابو الکلام آزاد متعنا الله ببقاه -

پس از ستایش آں فاضل محترم عرض مي شود که نامۂ نامی مورخۂ ۱۱ - جون رسیده - مطالعه شد - از مضمون مکتوب آگاهي حاصل گشت - چندی است که در مطبوعات هندوستان پارۂ مقالات و بیاناتی دیده مي شود که جمله متعلق مناقشات اعانۂ - چندۂ - هلال احمر میباشد - مي توان گفت که تمام ایں قیل و قالها را وقع و صحتی درکار نیست - چه که سالنامۂ هلال احمر که موجب ایں همه گفتگوها گشته ' عبارت از راپورت هائی است که دو سال قبل طبع و انتشار یافته ' و هنوز اسمأ خیلی از اعانه دهندگان در آں کتاب درج و اشاعه نیافته است که در سالنامۂ آینده متعلقۂ سالهای ۱۳۲۹ و ۱۳۳۰ دیده و خوانده خواهد شد -

دیگر اینکه مبالغی که در سالنامه مذکور و مندرج است ' عبارت از مبالغی میباشد که از راه راست بدون توسط و مداخلۂ کسی و منبعی ' یکسره باداره مرکز عمومی جمعیت هلال احمر قسطنطنیه واصل و اخذ و قبض گردیده - دریں شکی نیست که بسیاری مبالغ دیگر نیز که بواسطۂ اشخاص و منابع متعدده فرستاده شده است هنوز داخل سالنامۂ مذکوره نگردیده است - یکی دیگر آنست که مبالغی بدون اینکه نام هلال احمر از طرف اعانت دهنده و فرستنده ذکر شود ' بنام صدارت عظمی رسیده ' و ایشان آں مبلغ را طوری که صلاح دیده اند برای صرف مجروحین و غزاۃ راسا بوزارت جنگ تسلیم و سپرد فرموده اند که در دفتر خانۂ وزارت مذکوره مضبوط و مقید میباشد ' و بجاے لازم خود خرج و مصروف رسیده است

پس چناں مناسب است که مطبوعات محترمه هند تا هنگام انتشار سالنامۂ آینده دم از مناقشات و مطاعنات و بدگوئی و اتهام همدیگر بربسته ' مترصد و منتظر استقبال باشند - آنگاه سلیم از سقیم و غث از سمین معلوم و آشکار خواهد گشت -

در ختام ایں نامه از گفتن چند جمله ناگزیر هستیم که آں ایں است : برادران محترم ما مسلمانان هندوستان یقین کنند و مطمئن باشند که تمام مبالغ مرسوله که بنام اعانۂ هلال احمر فرستاده اند - خود شاں کاملاً بانی جمعیت انسانیت پرور رسیده و یک فلس آں حیف را حیف نشده ' و تماماً صرف غازیان و مجروحان در اثناء جنگ شده - و ازیں روے ملت نجیبۂ عثمانیه و دولت علیه از همۂ مدد کنندگان کمال منت و شکر گذاري را داشته و هیچ وقت نیکي و خوبیهاے آں برادران نیکنام را فراموش نخواهند نمود -

بدیں وسیلۂ حسنه تقدیم احترامات فائقه نموده موفقیت جنابعالي را در کافۂ امور خواهانم - والسلام

کاتب عمومي هلال احمر عثماني در قسطنطنیه :

در قتور عدنان

( تـرجمـــه )

گذارش ہے کہ آپکا خط مورخہ ۱۱ - جون پہونچا اور مطالب مندرجہ سے آگاهي هوئی -

کچھہ عرصے سے هندوستان کے اخبارات میں چند ایسے بیانات و مضامین دیکھے جاتے هیں جو تمام تر چندۂ هلال احمر کے جھگڑوں کے متعلق هیں - لیکن اس تمام قیل و قال میں کسي طرحکي واقعیت و صحت نہیں ہے - اسلیے کہ هلال احمر قسطنطنیہ کی رپورٹ جو ان مناقشات کا موجب هوئي ہے ' اب سے دو سال قبل طبع هوئي ' اور بہت سے روپیہ بھیجنے والوں کے نام اسمیں درج نہ هوسکے - وہ ۱۳۲۹ اور ۱۳۳۰ کي رپورٹ میں درج هونگے جو شائع هونے والي ہے -

دوسري بات یہ ہے کہ رپورٹ میں جو رقمیں درج کی گئی هیں ' وہ صرف وهي رقوم هیں جو براہ راست و بغیر توسط ' اور بلا کسی درمیاني شخص کے وسیلہ اور اسي دفتر کے دخل کے ' یکسر دفتر انجمن هلال احمر قسطنطنیہ میں پہنچیں اور وصول کی گئیں - اسمیں شک نہیں کہ انکے علاوہ اور بھي بہت سا روپیہ دیگر اشخاص اور دفاتر کے واسطہ سے بھیجا گیا ہے کہ هنوز رپورٹ میں درج نہیں کیا گیا ہے - ایسا بھی هوا ہے کہ بعض رقوم انجمن هلال احمر کی جگہ وزیر اعظم کے نام بھیجی گئیں اور انھوں نے جس طرح مناسب سمجھا مجروحین جنگ کی اعانت کیلیے براہ راست وزارت جنگ کے سپرد کردیا اور حکم دیا کہ دفتر وزارت میں درج کیا جائے ' اور وہ بھی اپنے مقصد خاص میں یعنی مجروحین جنگ کی اعانت میں خرچ و صرف کیا گیا -

پس مناسب ہے کہ هندوستان کے اخبارات اپنے جھگڑوں و اور باهمدگر طعن و قدح کو اور اتهام و بدگوئی کے سلسلے کو دوسري رپورٹ کی اشاعت تک بند کردیں اور اسکی اشاعت کا انتظار کریں اس وقت حقیقت ظاهر هوجائیگی اور کھرے کھوٹے میں تمیز کی جاسکیگی -

خط کے خاتمہ میں چند جملے زر اعانت کے خرچ و تصرف کی نسبت کہدینا ضروري سمجھتا هوں - همارے محترم بھائی یعنی مسلمانان هند یقین کریں اور مطمئن رهیں کہ تمام روپیہ جو انھوں نے هلال احمر فنڈ کیلیے بھیجا ہے ' وہ سب کا سب انجمن کو وصول هوچکا ہے اور ایک پیسہ بھی اس میں سے ضائع کیا خیانت نہیں هوا - اور تمام تر صرف غازیان مجروح کی تیمار و اعانت میں خرچ کیا گیا - ملت عثمانیہ اور نیز دولت علیہ تمام مدد کرنے والوں اور زر اعانت بھیجنے والوں کی کمال درجہ ممنون و شکر گذار ہے اور کبھی بھی هندوستان کے نیک نام بھائیوں کی اس سچی نیکی اور حمیت کو فراموش نہیں کرسکتی -

اس تقریب مراسلہ کے موقعہ پر احترامات فائقہ کا تحفہ پیش کرتے هوے ' جناب عالی کے تمام امور و مقاصد کی کامیابی کی دعا مانگتا هوں - والسـلام -

جنرل سکریٹري انجمن هلال احمر قسطنطنیہ :

داکٹر عدنان

" یہ لوگ تھے جنھیں بھرتی لوکے یونان کے مقابلہ کے لیے حرب کی طرف بھیجا تھا " ۔

" اسکا یہ قدرتی نتیجہ تھا کہ تمام وقت ' روپیہ ' اور محنت ان پر صرف ہو گئی ' اور البانیا کے دوسرے حصوں میں پاے عمل لنگڑا نے لگا "

" مصیبت بالاے مصیبت "

یہونا پر بعض ترکی افسروں کا حملہ ' ترانا اور البیسن میں اندیشہ ناک اجتماع افواج ' اسد پاشا کی مشکلات ' اور سب سے آخر مگر سب سے بڑھکر موجودہ بغاوت ! "

دروزہ میں اهل البانیا کا اجتماع اور " یا مسلمان حکمراں یا دوبارہ ترکی حکومت " کا نعرہ ! !

اس اعتذاری تمہید کے بعد انھوں نے ڈچ مشن کی مشکلات اور نا هنوز ناکامی کی داستان چھیڑی اور بتلایا کہ انکا سارا وقت مسالس کی برهمزنی ' اشخاص کے انتخاب ' انکی تربیت ' اور انھیں مرکزی وابستگی و اتحاد کے رنگ میں رنگ دینے میں صرف ہوتا رہا - ان کوششوں کے نتائج کا ذکر کرتے ہوے انھوں نے کہا کہ جب تک ہمارے تمام افسر ' جو اسوقت اطراف و جوانب میں پراگندہ ہیں ' کسی ایک مرکز پر مجتمع نہ ہو جائیں ' اسوقت تک ہمیں کچھ نہیں نظر آسکتا کہ کتنی کامیابی ہوچکی ہے ؟

" البانیا پر کس کا قبضہ کیا ہوگا ؟ "

جنرل موصوف نے کہا کہ یہ ایک بہت بڑا مشکل مسئلہ ہے - بعض ماہرین سیاست کا خیال ہے کہ یہی آخرین حل ہے ' مگر چونکہ یہ ایک خالص سیاسی سوال ہے اسلیے جواب دینا میرا کام نہیں -
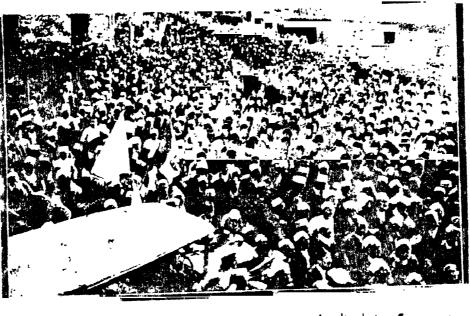
جب اسد پاشا کے متعلق پوچھا گیا ' تو پہلے تو انھوں نے نہایت احتیاط اور احساس مسئولیت کے ساتھ کہا کہ " صاف دلائل ملنا مشکل ہے " لیکن اسکے بعد کچھ کچھ احتیاط کی بندشیں ڈھیلی کر دیں ' اور کہا کہ قیاس هواے غیر مامون پر بیٹھکے وهاں پہنچ گئے جہاں آج تمام یورپ مصروف گلگشت ہے "

## قطب جنوبي

خالباً یاد ہوگا کہ ہم نے الهلال ( جلد چہارم ) میں سر ارنسٹ شیکلٹن کی سر کردگی میں ایک نئی مہم کے جانے کی اطلاع دی تھی ' جو قطب جنوبی کے مسئلہ کو انتہا تک پہنچا دینے کی کوشش کریگی -

سابقہ سر شیکلٹن تجربہ کے طور پر چند آدمیوں کے همراہ ناروے کی طرف گئے - اس مختصر اور آزمایشی سفر سے وہ حال ہی میں واپس آے ہیں - خود شیکلٹن اور انکے رفقاء کے چہروں پر سفر کے جو آثار نظر آے ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ اثناء سفر میں انھیں کیسے کیسے مصائب و شدائد کا مقابلہ کرنا پڑا ہے ؟

ایک اخبار کا نامہ نگار ان سے ملنے گیا تھا - اس نے جب سفر کے حالات و نتایج کے متعلق درخواست کی تو انھوں نے کہا :

" میں اپنے تجربہ کے نتائج سے خوش ہوں - قطب جنوبی کے متعلق یہ پہلا کام ہے جو ان حالات میں کیا گیا ہے - ہمارے امتحان نے یہ واضح کردیا ہے کہ ہماری تیاریوں کا رخ صحیح ہے - ہم اپنی کمزوریوں کو معلوم کرنے گئے تھے جو ہمیں معلوم ہوگئیں ' اور اب ہم انکا انسداد کردینگے - ہمارے ساز و سامان میں موٹرکار اور خیمے دو سب سے زیادہ کامیاب چیزیں ثابت ہوئی ہیں - یہ دونوں چیزیں آئندہ تجارب میں اور زیادہ کامیاب ثابت ہونگی -

سر شیکلٹن

در اصل ہم نے تمام فصلوں میں کام کیا ' اور جہاں تک ممکن ہوا بحر انطراطیک کے سے سخت و خطرناک حالات میں کیا !

منجملہ شدید واقعات کے ایک یہ واقعہ قابل ذکر ہے کہ ایک بہت ہی ڈھالو اتار پر سے گزرتے وقت موٹر سیلج ( موٹر کی طاقت سے برف پر چلنے والی گاڑی ) الٹ گئی - مگر غنیمت ہے کہ کسی شخص کو نقصان نہیں پہنچا - سطح کی حالت نے جہاں جہاں اجازت دی ہماری جماعت نے گاڑیاں خوب کھینچیں ' مگر عموماً یہاں کی سطح انطراطیک کی سطح سے زیادہ نرم ہے - جو سطحیں اسوقت تک تجربے میں آچکی ہیں ' ان میں سب سے بہتر متوسط درجہ کی انطراطیکی سطح کو سمجھنا چاہیے -

غذا تھیلوں کے بدلے ٹین کے بکسوں میں رکھی گئی تھی جو ان تھیلوں سے زیادہ هلکے اور هاتھ میں رکھنے کے قابل تھے - لوگوں کو کھانا تین وقت یعنی صبح ' دوپہر اور شام کو ملتا تھا - پینے کے لیے صرف چاے یا دودھ تھا "

سر شیکلٹن کا یہ سفر محض ایک آزمایشی سفر تھا - وہ چاهتے تھے کہ نئے سامانوں کا تجربہ کر دیکھیں کہ ان سے کس قدر مدد ملتی ہے - اب تک اس سفر میں برفستانی کتوں کی گاڑیوں سے کام لیا جاتا تھا مگر اس آزمائش نے ثابت کر دیا ہے کہ موٹرکار سے اس مہم میں بہت مدد ملسکتی ہے -

# مسئلۂ البانیا

## جنرل دي ويہر کا بیان

یورپ کو دوسري قوموں کي ملی عصبیت کی مذمت و هجو کرتے کرتے اب خود اپنے تعصب و تنگ دلي سے بھی شرم آنے لگی ہے - اگرچہ تعصب اسکے رگ و پے میں جاري و ساري ہے ' مگر جب کبھی اسکے منظر عام پر آنے کا موقع پیش آتا ہے تو وہ همیشه اسکے چہرہ پر فریب و خدع کا نقاب ڈالکر آتا ہے -

البانیا کا اسلامی حکومت سے محروم ہونا یورپ کے مسیحي تعصب اور دیرینہ سازش کا نتیجه ہے ' تاهم یورپ نے اسکي وجه یه بیان کی که اولاً تو اصولاً هر قوم کو اپنے اوپر خود حکومت کرنی چاهیے - ثانیاً چونکه ترک یہاں امن و نظام قائم نہیں کرسکتے - اسلیے یه سرزمین همیشه کشت و خون اور جنگ و جدل کے عذاب میں گرفتار رهتی ہے - پس ترکوں کو نکالدینا چاهیے -

وجه اول کہاں تک صحیح ہے ؟ اسکا اندازہ شہزادہ ویڈ کے جبریه تقرر ' پھر فرار' اهل البانیا کے خروج ' اور یورپ کے نامرادانه تعامل و سکوت سے هوگیا هوگا - اور دوسرے سبب کا اندازہ جنرل دي ويہر کے بیان سے هوسکتا ہے جو البانیا کی ڈچ جندرمه کے افسر اعلی هیں -

وہ آجکل اپنے وطن واپس آئے هوے هیں - یه حالات انہوں نے هوالینڈ دي گزیٹ کے مراسله نگار سے بیان کیے هیں -

انہوں نے کہا که " البانیا کی سرزمین سازشوں اور چالاکیوں کی سرزمین ہے - وهاں هر قبیله اپنے همسایه قبیله کے اور هر معزز آدمی اپنے معزز همسایه کے خلاف سازش میں شب و روز مشغول رهتا ہے - جس شے نے پراگندہ حالي بدتر بدتر هوگئی ہے ' وہ یه ہے که خارجي نفوذ و اثر بھی برسرکشاکش هیں - یہ یه ہے که جس شخص نے البانیا بچشم خود نہیں دیکھا ہے اسکے لیے یه اندازہ کرنا که یه سازشیں کسقدر غیر متناهی هیں اور ان سے حکمران جماعت کے فرائض میں کس درجه اشکال و دقت پیدا هوتی ہے ؟ محال نہیں تو محال سے دوسرے درجه پر ضرور ہے "

اسکے بعد جنرل موصوف نے بتلایا که جب وہ البانیا پہنچے هیں تو وهاں کے مناسب حال جندرمه ( جنگی پولیس ) کی ترتیب کے لیے کس طرح انہوں نے اس وسیع ملک کا ایک طویل دورہ کیا ؟ اور کیا کیا حالات پیش آئے ؟ اسکے بعد انہوں نے کہا

" لیکن همارے دورہ سے واپس آتے هی بین القومي کمیشن کے فیصلے نے همیں مجبور کیا که هم فوراً ایک طاقت تیار کریں جو یونان سے ان مقامات کو خالی کرالے جن پر وہ اسوقت قابض تھا -

یه همارے مشکلات کا آغاز تھا اب ذرا سوچیے که یه قوت کس قسم کے هیں ؟ کامل موجود ( اناردي ) کے علاوہ کسی دوسری حالت سے نا آشنا معض هیں - " وطنیت " " ارض پدري " ان الفاظ کا تصور بھی انکے ذهن میں نہیں - ان میں نه تو تربیت ہے اور نه وابستگی نه مادري کا احساس ہے اور انجام اندیشی و فرق مراتب کا خیال - وہ افسر کو بھی بالکل اسیطرح بے باکي سے گولی ماردینگے جسطرح وہ ایک باغی کو ماردیتے هیں -

( ۱ ) پرنس ویڈ مع اپنی بیوی اور سر جوار بچے کے جسکو یورپ کی حریه : مساوات کے غرض سے البانیا کی غالب اسلامی آبادي پر مسلط کرنا چاها -

( ۲ ) لیکن البانیا کے غریب خوردہ اور بد بخت مسلمان بالاخر هشیار هوے اور پکار اٹھے که " همیں اس نصراني حرنت و عدالة کی جگه پھر ترکوں کا ظلم واپس دلادو ! " عام خروج اور بد امنی پھیل گئی -

بالاخر پرنس ویڈ کو جسے پادشاهوں کا تاج پہنایا گیا تھا ' چوروں اور مجرموں کی طرح بھاگنا پڑا - دیکھو ! وہ پوشیدہ ایک کشتی پر سوار هو رہا ہے جو اسے ایک جنگی جہاز میں پہنچا دیگی -

( ۳ ) اب یورپ حیران ہے - اور مسئلۂ البانیا کیلیے ایک غیر رسمی کانفرنس منعقد کی گئی ہے -

میں تعلیم معاش کا ذریعہ ہے جو عصبیت کی عزت سے بمراحل دور ہے' اور معلم ضعیف اور مسکین شخص سمجھا جاتا ہے جسکو کوئی خاندانی عزت حاصل نہیں ہوتی - اس بنا پر بہت سے ذلیل اہل پیشہ اسکے ذریعہ سے وہ مناصب حاصل کرنا چاہتے ہیں' جسکے وہ اہل نہیں ہیں - اونکو حرص و طمع کہاں سے کہاں پھینک دیتی ہے' اگر سر رشتہ امید اونکے ہاتھہ سے چھوٹ جاتا ہے وہ ہلاکت کے گڑھے میں گر پڑتے ہیں اور وہ غریب نہ نہیں جانتے کہ اونکے لیے یہ مناصب محالات سے ہیں اور وہ صرف پیسہ ور ... ہیں - لیکن تعلیم کا ابتداے اسلام میں یہ حال نہ تھا - وہ کوئی پیشہ نہ تھی' صرف شارع کی باتوں کا دوسروں تک پہونچانا' اور اون باتوں کی جن سے لوگ ناواقف ہیں تبلیغ کرنا' تعلیم کا حقیقی مفہوم تھا - اس لیے خاندانی معزز لوگ جو دین کی حفاظت کے ذمہ دار تھے' وہی قرآن و حدیث کی تعلیم بھی دیتے تھے - بحیثیت تبلیغ نہ بحیثیت پیشہ' کیونکہ وہی اونکی منزل کتاب تھی' اوسی سے اونکو ہدایت ملی تھی' اوسی کا نام اسلام تھا' اوسیکے لیے اونہوں نے جنگ کی تھی' اور اوسی نے اونکو دوسری قوموں سے ممتاز کر دیا تھا - اسلیے وہ اوسکی تبلیغ کے حریص تھے - اونکا غرور' اونکی حمیت اس راہ میں خلل انداز نہیں ہوتی تھی - چنانچہ انحضرت نے وفود عرب کے ساتھہ کبار صحابہ کو خود حدود اسلام کی تعلیم کیلیے بھیجا تھا' اور عشرہ مبشرہ کو بھی یہ خدمت تفویض ہوئی تھی - ان مثالوں سے اسکی تصدیق ہوتی ہے - لیکن جب اسلام کو استحکام حاصل ہو گیا' اور دوسری قومیں اوسکے حلقے میں داخل ہوئیں اور کثرت وقائع سے استنباط احکام کی ضرورت ہوئی' تو اسکے لیے ایک قانون کا محتاج ہونا پڑا جو غلطی سے محفوظ رکھے - اب علم ایک ملکہ کا نام ہوگیا' جسکے لیے تعلیم ضروری تھی' اسلیے وہ ایک پیشہ بن گئی جیسا کہ اوسکا ذکر تعلیم و تعلم کی فصل میں آئیگا - چنانچہ معزز لوگ امور سلطنت کے انجام دینے میں مشغول ہوگئے' اور اونکے علاوہ دوسرے لوگ تعلیم دینے لگے - اب وہ ایک پیشہ بن گئی اور امراء کو اس سے شرم معلوم ہونے لگی' اور وہ غربا کیلیے مخصوص ہوگئی' اور معزز لوگوں نے اوسکو حقیر سمجھہ لیا - حجاج بن یوسف کا باپ شرفاے ثقیف میں تھا' اور عرب کی عصبیت اور قریش کے مقابلہ کا جو شرف قبیلہ ثقیف کو حاصل تھا وہ مخفی نہیں - وہ قرآن مجید کی تعلیم اوس حیثیت سے نہیں دیتا تھا جو اس زمانے میں بطور ذریعہ معاش کے رائج ہے - بلکہ اوس طریقہ پر جو ابتداء اسلام میں جاری تھا" ( مقدمہ تاریخ - ص - ۲۹ ) -

اس بنا پر علماء کی ذلت و نظام تعلیم کی بے اثری کی یہ نوبت پہونچی کہ معلمین کے معائب میں حدیثیں وضع کیگئیں :

شرارکم معلموکم اقلهم رحمة على اليتيم واغلظهم على المسكين -

سب سے برے تمہارے معلم ہیں' جو یتیموں پر بہت کم رحم کرتے ہیں' اور غرباء کیلیے سب سے زیادہ سخت ہیں ( کیونکہ وہ تنخواہ نہیں دیتے ) -

لاتستشير والحاكة و المعلمين فان الله سلبهم عقولهم و نزع البركة من اكسابهم ( موضوعات شوكاني ص : ۹۱ )

جولاہوں اور مدرسوں سے مشورہ نہ کیا کرو کیونکہ خدا نے اونکی عقل سلب کرلی اور اونکی کمائی سے برکت کو اوٹھا لیا -

لیکن با اینہمہ طلباء پر اثر و اقتدار کا قائم رکھنا ضرور تھا' اسلیے خود علماء نے اپنے فضائل میں حدیثیں وضع کیں -

لا حسد و لا ملق الا فى طلب العلم ( تعقبات السيوطي على موضوعات ابن جوزي ص ۴۸ )

حسد اور چاپلوسی صرف علم ہی میں ہے -

حضور مجلس عالم افضل من صلوة الف ركعة -

عالم کی مجلس میں حاضر ہونا ہزار رکعت نماز سے افضل ہے -

مداد العلماء افضل من دماء الشهداء

علماء کی روشنائی شہیدوں کے خون سے افضل ہے -

علماء امتى كانبياء بنى اسرائيل -

میری امت کے علماء مثل انبیاء بنی اسرائیل کے ہیں -

من جالس عالما فكانما جالس نبيا ( موضوعات ملا على قاري - ص ۴۲ ' ۵۷ ' ۸۲ )

جو شخص کسی عالم کے ساتھہ بیٹھے وہ گویا کسی نبی کے ساتھہ بیٹھا -

نظام تعلیم کا یہی انقلاب اب تک قائم ہے' بلکہ امتداد زمانہ سے اور بھی ابتر ہوگیا ہے - اب غور کرنا چاہیے کہ نظام تعلیم اسٹرائک کا متحمل ہوسکتا ہے یا نہیں؟ صرف وہ ... اساتذہ کا ذریعہ معاش صرف طلباء ہیں - مدارس کا چندہ صرف طلباء کی کثرت کی بنا پر وصول کیا جاتا ہے' علماء کا کوئی وقار نہیں' اونکا طلباء پر کوئی احسان نہیں' با ایں ہمہ ہر مدرس تعظیم و وقار کا مدعی ہے - ہر طالب العلم جانتا ہے کہ اساتذہ اجرۃ درس لیتے ہیں' اس بنا پر اگر تمام طلباء متفقہ طور پر مدرسہ سے علحدگی اختیار کرلیں تو اساتذہ کا بہترین ذریعہ معاش ہاتھہ سے جاتا رہے' چندہ کے مدارس دفعۃ برباد ہوجائیں' مدرسین کا فرضی وقار و عزت خاک میں مل جاے' اب ہم تسلیم کرلیتے ہیں کہ اسٹرائک صرف تجارت پیشہ اصحاب کا حق ہے - لیکن سوال یہ ہے کہ خود ہمارا نظام تعلیم تجارتی اصول پر قائم ہے یا نہیں؟ اگر ہے اور قطعاً ہے تو وہ اسٹرائک کی گنجائش کیوں نہیں رکھتا؟ یورپ کی تعلیم گاہوں میں اگر اسٹرائک نہیں ہوتی تو اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ یورپ کا نظام تعلیم تجارتی اصول پر قائم نہیں ہے' مدرسین کو تنخواہیں ملتی ہیں' لیکن اونکی حیثیت ہندوستان سے مختلف ہے - اگر ہمارا نظام تعلیم ایک ہفتہ کے لیے بھی وہاں قائم کردیا جاے تو تمام یورپ میں دفعتاً ہنگامہ برپا ہوجاے - ہندوستان کے انگریزی مدارس پھر بھی غنیمت ہیں' لیکن مدارس عربیہ کی حالت ناگفتہ بہ ہے -

ہمارا قدیم نظام تعلیم بھی اخلاقی اصول پر قائم تھا اور اب اس اصول کو ڈسپلن کے پردے میں بجبر قائم رکھا جاتا ہے' لیکن اس حقیقت کو فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ قدیم نظام تعلیم کو خود اخلاق ہی نے قائم کیا تھا - اور جبر قانون کی حفاظت کرسکتا ہے' لیکن اخلاق کا محافظ خود اخلاق ہی ہوسکتا ہے - اس بنا پر اگر ہم اپنے نظام تعلیم کو اخلاقی اصول پر چلانا چاہتے ہیں' تو ہم کو سب سے پہلے اساتذہ کے اخلاق و عادات کی نگہداشت کرنی چاہیے' اور اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو ہم کو اعلان کردینا چاہیے کہ ہمارا نظام تعلیم اخلاق کے بجاے ایک اور قانون کے زیر اثر ہے' اور وہ قانون اسٹرائک کی اجازت نہیں دیتا - اس اعلان کے بعد ہم بھی تعلیمی اسٹرائک کو ناجائز تسلیم کرلینگے - لیکن ہم اسکو بھی تسلیم کرلیتے ہیں کہ ہمارا نظام تعلیم خالص اخلاقی اصول پر قائم ہے' اساتذہ مفت تعلیم دیتے ہیں' طلباء کو اساتذہ کی طرف سے وظائف ملتے ہیں' طلباء و اساتذہ کے درمیان خالص علمی تعلقات قائم ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ علمی تعلقات میں بھی اختلاف' نفرت' بلکہ عداوت غرض تمام اسباب اسٹرائک کا احتمال ہے یا نہیں؟ جو طلباء قاعدہ بغدادی اور پرائمر پڑھتے ہیں وہ بے شبہہ اساتذہ پر کوئی اعتراض نہیں کرسکتے' لیکن ایک بی - اے کا طالب العلم پروفیسروں سے کیوں نہیں اختلاف کرسکتا؟ چند طلباء ایک عالم سے شمس بازغہ کا درس حاصل کرتے ہیں' اونکو اس سے تسکین نہیں ہوتی' اور اونکو اسکا صحیح احساس بھی ہے' پھر وہ اوس عالم کے حلقہ درس سے علحدہ ہوکر اپنی تعلیم کا دوسرا بہتر انتظام کیوں نہیں کرسکتے؟ اور اگر اونکے نزدیک اسٹرائک کے ذریعہ سے یہ انتظام ہوسکتا ہے تو اونکو کون سی چیز اسٹرائک سے روک سکتی ہے؟

# الاعتصــاب فــي الاســلام

از مولانا عبــد الســلام نــدوي

## ( ۲ )

### ( تنقيــــم دوم )

### ( کیا اسٹرائک صرف تجارت پیشہ گروہ ھي کرسکتا ھے ؟ )
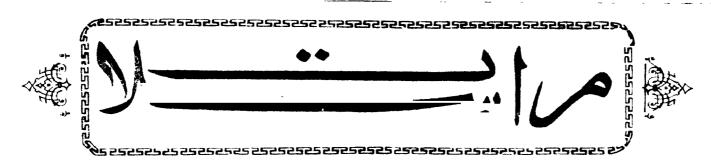
تصریحات متذکرہ بالا سے اگرچہ ثابت ھوگیا ھے کہ اسٹرائک تجارتي تعلقات رکھنے والوں کے ساتھہ مخصوص نہیں ھے ' لیکن ایک معترض کہہ سکتا ھے کہ طلباء کي مخصوص حالت تمام دنیا سے مختلف ھے اور وہ اونکو اسٹرائک کي اجازت نہیں دیتي - اس بنا پر سب سے مقدم سوال یہ ھے کہ اوستاد و شاگرد کے تعلقات اسٹرائک کے متحمل ھوسکتے ھیں یا نہیں ؟

اسلام کے نظام تعلیم میں ابتدا سے لیکر آجتک جو تغیرات وانقلابات ھوے ھیں' اونکي تاریخ اگرچہ نہایت دلچسپ ھے لیکن یہ مضمون اوسکي گنجایش نہیں رکھتا' اجمالاً صرف یہ بیان کردینا کافی ھوگا کہ صحابہ کرام بلکہ تابعین کے زمانہ تک تعلیم پر اجرت لینا سخت ننگ و عار بلکہ گناہ خیال کیا جاتا تھا ' اور محدثین نے مدت تک اس روش کو قائم رکھا - چنانچہ ایک محدث کی آنکھہ میں آشوب تھا - ایک طالب العلم نے سرمہ پیش کرنا چاھا ' انھوں نے صاف انکار کردیا کہ علم حدیث اس ظاھري معاوضہ کا بھي متحمل نہیں ھو سکتا حالانکہ یہ معاوضہ نہ تھا - (۱)

ایک مرتبہ حضرة حسن بصري نے بازار میں کپڑا خریدنا چاھا - بزاز نے کہا کہ " آپ کو اس قیمت پر دیتا ھوں ورنہ دوسرے کو ھرگز ندیتا " چونکہ اس رعایت کا سبب صرف یہ تھا کہ وہ بہت بڑے محدث تھے ' اسلیے بظاھر یہ تخفیف ' علم حدیث کا معاوضہ تھي ' لیکن یہ غیر محسوس معاوضہ بھي اونکو اس قدر شاق گذرا کہ پھر تمام عمر خرید و فروخت کیلیے بازار نہ گئے (۲) -

محدثین میں اگر کوئي ماھوار وظیفہ لیتا بھي تھا تو اوسکو طلباء پر صرف کردیتا تھا (۳) بعض محدثین خود طلباء کو مالي اعانت دیتے تھے (۴) اس استغناء و قناعت کا یہ اثر تھا کہ علماء کو سلاطین کا مطلق خوف نہ تھا (۵) بلکہ اسکے برعکس خود شاھزادے محدثین سے ڈرتے تھے (۶) بعض محدثین علانیہ سلاطین کو گالیاں دیدیتے تھے (۷) یہ استغناء صرف مال و دولت تک ھی محدود نہ تھا' بلکہ علماء کو عزت ' شہرت ' اور جاہ طلبي سے بھي سخت نفرت تھي - امام اعمش کا بیان ھے کہ ھم نے ابراھیم کو مجبور کیا کہ وہ مسجد میں ستون کے پاس بیٹھہ کر درس دیں - چونکہ اس ذریعہ سے گویا اپنے آپ کو نمایاں کرنا تھا - اسلیے اونھوں نے انکار کردیا حارث بن قیس جعفي کا یہ حال تھا کہ جب ایک یا دو آدمی اون سے درس حدیث حاصل کرتے تھے تو وہ بیٹھے رھتے تھے ' لیکن جب مجمع ھوجاتا تھا تو شہرت و جاہ طلبي کے خوف سے اوٹھہ جاتے تھے - ربیع کے پاس جب طلباء حاضر ھوتے تھے تو کہتے تھے کہ خدا تمہارے شر سے بچاے (۱) -

تذکرة الحفاظ وغیرہ میں اس قسم کے واقعات بکثرت منقول ھیں ' لیکن اس موقعہ پر ھم محدثین کے فضائل و مناقب کا باب کھولنا نہیں چاھتے' بلکہ اس تفصیل کا مقصد یہ ھے کہ جب تک یہ نظام تعلیم قائم تھا ' طلباء و اساتذہ کے تعلقات اسٹرائک کي گنجایش نہیں رکھتے تھے' کیونکہ اسٹرائک کا مقصد ( جیسا کہ اوپر گذر چکا ) یہ ھوتا ھے کہ تمدنی فوائد و منافع سے دوسرے گروہ کو محروم کردیا جاے - لیکن اس نظام تعلیم میں اساتذہ کو طلبا کے ذریعہ سے کوئی ذاتی فائدہ حاصل نہ تھا - مال و دولت سے وہ بیزار تھے' جاہ و شہرت سے اونکو نفرت تھي ' خود بعض محدثین طلباء کو مالي مدد دیتے تھے' ایسی حالت میں اسٹرائک اونکو اس فائدہ سے محروم کرسکتی تھی ' بلکہ اسکا اثر خود طلباء پر نہایت مضر پڑسکتا تھا - اخلاقی حیثیت سے اس کے تجاوزي اور نے ... طلباء پر جو اثر پڑتا تھا وہ کسي قسم کی سرکشی کی اجازت نہیں دیسکتا تھا - لیکن تاریخ اسلام کے یہ ایام بیض جب گذر گئے تو دفعۃً نظام تعلیم میں انقلاب پیدا ھوا اور اوس نے شاگرد و اوستاد کے علمی تعلقات کو مبدل بہ تجارت کردیا - علماء کو ماھوار تنخواھیں ملنے لگیں' بیش قرار وظائف مقرر کیے گئے - اور اس انقلاب نے رفتہ رفتہ انھیں حرص و طمع کا خوگر بنا دیا ' جس نے اون کے وقار کو دفعۃً بالکل مٹا دیا

علامہ ابن خلدون نے مقدمہ تاریخ میں روایات کی تنقید کا ایک خاص اصول یہ قائم کیا ھے کہ " تاریخي روایات میں زمانے کے تغیرات کو نظر انداز کردینا سخت غلطیوں کا باعث ھوا کرتا ھے " چنانچہ لکھتے ھیں :

ومن الغلــط الخفي في التاریخ ' الــذهول عن تبدل الاحوال في الامم والاجیال بتبدل الاعصار ومرور الایام وهو داء دوي شدید الخفاء اذ لا یقع الا بعــد احقاب متطاولــه فلا یكاد یتفطن له الا الآحاد من اهــل الخـــليقــة

تاریخ میں ایک مخفي غلطي یہ ھے کہ تغیرات زمانہ سے قوموں میں جو تغیر ھوتا ھے اوسکو بھلا دیا جاتا ھے' اور یہ سخت مرض ھے جو نہایت مخفی طور پر پیدا ھوتا ھے کیونکہ اوسکا ظہور ایک زمانہ ممتــد کے بعد ھوتا ھے اسلیے اوســکو صرف چنــد مخصوص افــراد سمجھتے ھیں -

علامہ موصوف نے اس قاعدہ کے جزئیات کی جو تشریحی مثالیں دي ھیں' اون میں ایک مثال تعلیم و معلم کي بھي ھے - جس سے اس انقلاب کی حیثیت اور اوسکا عملی اثر اچھي طرح واضح ھوسکتا ھے ' اسلیے ھم اوسکا خلاصہ درج کرتے ھیں :

" اسی قبیل سے یہ واقعہ بھی ھے جسکو حجاج کے متعلق مورخین نے بیان کیا ھے کہ اوسکا باپ معلم تھا ' حالانکہ اس زمانہ

---

( ۱ ) تذکرة الحفاظ جلد ۱ - ص ۳٦۳

( ۲ ) مسند دارمي صفحہ ۷۵

( ۳ ) تذکرة الحفاظ جلد ۴ - ص ۱٦۱

( ۴ ) تذکرة الحفاظ جلد ۴ - ص ۲۵۰

( ۵ ) تذکرة الحفاظ جلد ۱ - ص ۳۴۳

( ٦ ) تذکرة الحفاظ جلد ۱ - ص ۱۸۹

( ۷ ) تذکرة الحفاظ جلد ۱ - ص ۲۹۵

( ۱ ) دارمی صفحہ ۷۱

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ
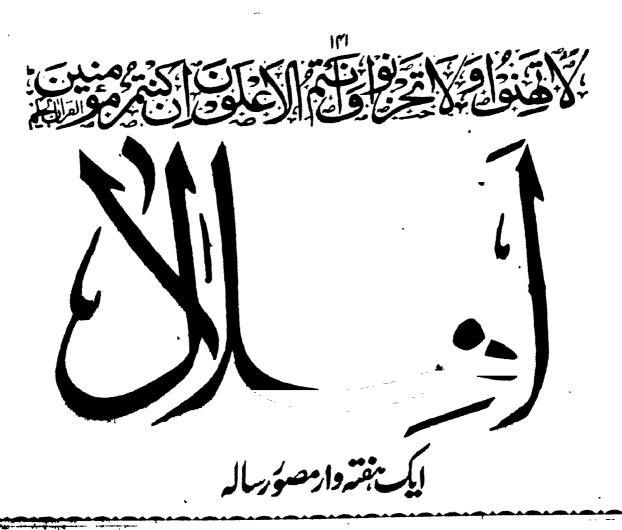
نمبر ۱۰ | کلکتہ: چہار شنبہ ۱۹ رمضان ۱۳۳۲ ہجری | جلد ۵
Calcutta : Wednesday August, 12. 1914.

دولہ عثمانیہ کا جنگی جہاز
"ملت"

کیا اسٹرائک کے عدم جواز پر کوئی شرعی دلیل قائم ہے ؟ حضرت موسی علیه السلام نے بغرض تحصیل علوم حضرت خضر علیه السلام کے ساتھه به التعام و منت سفر کرنے کی اجازت چاہی' اعتراض و اختلاف نه کرنے کا باہم معاہدہ بھي ہوگیا ' لیکن حضرت موسی علیه السلام نے اون سے ہرجگه اختلاف کیا - یہاں تک کہ اونکو ناگواري کے ساتھه حضرت خضر علیه السلام کي رفاقت سے الگ ہونا پڑا - اس قصه کی تفسیر میں امام رازي نے نہایت نکته سنجی کے ساتھه طلباء و اساتذہ کے اختلاف کا فطرتي اصول بتا دیا ہے' چونکه اس سے ہمارے بیان کي تائید ہوتي ہے' اسلیے ہم اس موقع پر امام رازي کی تقریر کا خلاصه درج کرتے ہیں -

" جاننا چاہیے که طالب العلموں کی دو قسمیں ہیں' ایک وہ طالب العلم ہے جو بالکل علم نہیں رکھتا - وہ بحث و مباحثه کا خوگر نہیں ہوتا ' اعتراض کرنے کی اوسکو عادت نہیں ہوتي - دوسرا وہ طالب العلم ہے جس نے بہت سے علوم حاصل کرلیے ہیں ' دلیل قائم کرنے اور اعتراضات کرنے کا عادي ہے - پھر وہ اپنے سے کامل تر انسان سے تعلق پیدا کرتا ہے تا که درجه کمال کو پہونچ جاے ' اس دوسري صورت میں تعلیم حاصل کرنا نہایت دشوار ہے' کیونکه جب ایسا طالب علم کوئی ایسی چیز دیکھتا ہے یا کوئی ایسا کلام سنتا ہے' جو اوسکو بظاہر ناپسندیدہ معلوم ہوتا ہے - لیکن در حقیقت صحیح اور ٹھیک ہوتا ہے تو چونکه طالب العلم چونکه بحث مباحثه' مجادله و مناظرہ کا خوگر ہوتا ہے اور اوس شے کی ظاهري ناپسندیدگي اور اپنے عدم کمال کی بنا پر اوسکي حقیقت سے واقف نہیں ہوتا ' اسلیے نزاع ' بحث اور اعتراض کی جراءت کر بیٹھتا ہے' اور اس اعتراض کا سننا اوستاد ماہر فن پر گراں گذرتا ہے ' جب اس قسم کا واقعه دو تین مرتبه پیش آ جاتا ہے' تو اوستاد و شاگرد میں سخت نفرت پیدا ہو جاتی ہے خضر علیه السلام نے حضرت موسی سے که کہکر " که تم صبر کی طاقت نه رکھو گے " اس طرف اشارہ کیا تھا که تم بحث و مباحثه کے خوگر ہو چکے ہو ( اسلیے اعتراض کرو گے ) اور اپنے اس قول سے " که تم کو جس چیز کی حقیقت معلوم نہیں اوس پر کیونکر صبر کرسکتے ہو "

یه اشارہ کیا تھا که آپ حقائق اشیاء کے عالم نہیں' اور ہم بیان کرچکے ہیں که جب یه دونوں باتیں جمع ہوجاتی ہیں تو سکوت مشکل اور تعلیم دشوار ہو جاتی ہے اور آخر کار اوستاد و شاگرد میں نفرت و بغض پیدا ہوکر قطع تعلق ہو جاتا ہے -

( تفسیر کبیر جلد ۵ - ص - ۷۴۱ )

اگر حضرت موسی علیه السلام نے باوجود معاہدہ کے حضر علیه السلام پر اعتراضات کیے اور ناگواري کی یه نوبت پہونچی که اونکا ساتھه چھوڑنا پڑا ' تو ہمارے طلبا کو اسٹرائک کرنے پر کیوں لعن و طعن کیا جاتا ہے ؟ کیا اونھوں نے بھی اساتذہ کے ساتھه کوئی معاہدہ کیا ہے ؟

یه یاد رکھنا چاہیے که مقدمه دائر کرنے کیلیے مدعی کا صرف یه اعتقاد کافی ہے که وہ حق پر ہے وہ اسکا ذمه دار نہیں ہے که قانون بھی اسکي تائید کریگا یا نہیں ؟ ورنه اگر یه ذمه داري بھی اس پر عائد کر دي جاے ' تو مدعی مدعي نرہے گا ' بلکه ختم ہو جائیگا -

( لها بقیة ما بعدہ )

# خریـــداران الهـــلال سے التمـــاس

بندہ محمد ایک یتیم اور نادار غریب لڑکا ہے والد کو فوت ہوے دس سال کامل گذر گئے - نه کوئی ہماري جائداد ہے اور نه کوئی بیروني آمدنی ' باوجود ان سب باتوں کے مجھے اخبار بینی کا اسقدر شوق ہے که تحریر نہیں کر سکتا - بالخصوص جناب کے اخبار الهلال کو جس شوق سے میں پڑھتا ہوں اور جناب کی تحریر پر جس طرح شیدا ہوں اسے کیا عرض کروں؟ پہلے تو جناب کا اخبار مجھے دیکھنے کو مل جاتا تھا ' لیکن اب عرصه تین چار ماہ سے محروم ہوں - میري تعلیم اسوقت عربی میں کافیه اور اردو و انگریزي میں میٹرک تک ہے اگر کوئي صاحب دل بزرگ مجھه غریب یتیم کے حال پر نظر توجه فرما کر في سبیل الله اخبار جاري فرمادیں تو عند الله ماجور اور عند الناس مشکور ہونگے -

فقیر حافظ محمد شریف طالب علم معرفت مولوی محمد عبد الطیف صاحب امام مسجد حضرت شاہ - متصل ڈاک خانه - ار بہرور بکا - ضلع ملتان

# إن الله مــع الصـابـرين

حضرت مولانا ! نمبر ۴ کھولتے ہی مضمون " مسئله قیام الهـــلال " نظر پڑا -

آخر خدا خدا کر کے مہر سکوت ٹوٹی جب تک تمام مضمون نه پڑہ لیا - بے حد بے چینی رہي - کبھی یه خیال ہوا که الهلال و خدا نخواستہ ! بند ہو جائیگا - کبھی یه تذبذب که ماہوار نکلیگا - کبھی یه که کاغذ کم درجه کا لگایا جائیگا - قصـه مختصر یه که ایک خیال آتا تھا ' دوسرا جاتا تھا - آخر کار یه پڑھکر که الهلال ہفته وار جاري رہیگا تمام امیدیں بر آئیں - فالحمد لله علی ذالک -

اس کو جناب کا لکھا ہوا تصور کروں یا یه کہوں که خاکسار کی ہی تجویز کو شرف قبولیت بخشا گیا - احقر کا جو مضمون نمبر ایک میں نکلا ہے - اسمیں " ایک پیسه کا کارڈ ڈالکر خریداري سے سبکدوش ہوجائیں " کا مطلب یہی تھا که دیکھوں کون آزمائش میں کامیاب ہوتا ہے ؟ تاہم صاف صاف لکھنا مناسب نه سمجھا خیر یه تو جمله معترضه تھا - اصل مطلب یه ہے - که یہی میں وارثین اسلام کے لیے آزمائش ہے - اگر وہ اس آزمائش میں پورے اترے - تو آئندہ مقاصد کے پورا ہو جانے کی امید ہے - اور اگر نہیں تو معمولي طرف سے الهلال چاہے جاري رہے یا بند ہو جائے - یکساں حال ہے -

احمد علی از محلوق قدیم روڈ - بھاولپور

# خـــدام کعبه

جناب خان بہادر سید محمد حسن صاحب ریٹائرڈ اگزیکٹو انجنیر دیائیٹڈ پروانس حکمه آر پ کبیس ورکس ( آبپاشی ) کے کام میں ۳۲ سال کا تجربه ہے - آپ انجمن خدام کعبه در آئندہ جنوری سنه ۱۹۱۵ میں اپنی خدمات سپرد فرماتے ہیں که حجاز کا ملاحظه فرمائینگے اور جدہ کنال ( نہر ) کا ملاحظه فرما کر اپنی رپورٹ پیش کرینگے جس سے مکه معظمه میں آب رسانی میں ترقی ہو -

Tel Address.-"Alhilal," Calcutta
Telephone No 648

**AL-HILAL.**

Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad,
14, McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly ,, Rs. 6-12


الامر بالمعروف والنهی عن المنکر

مدیر مسئول و رئیس تحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکته

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانه — ۱۲ — روپیه
ششماہی — ۶ — ۱۲ — آنه

نمبر ۷ | کلکته چهار شنبه ۱۹ - رمضان ۱۳۳۲ هجري | جلد ۵
Calcutta : Wednesday, Augst, 12 1914.


## اعتذار

( ۱ ) یورپ کی منتظر و موعود جنگ شروع ہوگئی - اسکے متعلق بحث و مذاکرہ اور اعتذار نصیحت کے بکثرت اطراف و مواضیع ہیں' جن پر مسلسل لکھنا چاہیے' مگر مجھ ابتک نہ تفصیل لکھنے کی مہلت نہ ملی - ضروري حالات و اخبار درج کردے گئے ہیں تاکہ قارئین کرام کی معلومات کے تسلسل میں انقطاع نہو - آیندہ مقالات افتتاحیہ اسی موضوع پر شائع ہونگے - احباب منتظر رہیں -

( ۲ ) الہلال اردو پریس میں پہلا رسالہ ہے جو ہفتہ وار رسالہ کا صحیح نمونہ پیش کرنا چاہتا ہے - لیکن ایسے حوادث کے فرائض صالحہ میں یہ داخل نہیں کہ وہ جنگ یورپ کے موقعہ پر تمام خبروں کو اکٹھا کرتا رہے - یہ کام روزانہ اخبار کا ہے اور اسي لیے ایک روزانہ ضمیمہ شائع کردیا گیا ہے - ہفتہ وار رسالے کا کام زیادہ تر یہ ہے کہ ہفتے بھر کے حوادث و سوانح پر ایک جامع نظر ڈالے اسکا خلاصہ پیش کردے -

چنانچہ اس لحاظ سے الہلال کي نسبت ہم جنگ بلقان کے زمانے کو یاد دلاتے ہیں' اور موجودہ جنگ کے متعلق بھي اطمینان دلاتے ہیں کہ جیسی معلومات' جیسے مفید اور بلند مباحث' جیسی دقیق اور پر از نتائج نظر و نقد' اور جیسي دلچسپ تصویریں اور مناظر الہلال فراہم کریگا' انشاء الله تعالی وہ اسکے معیار و درجہ سے کمتر نہیں بلکہ بلند تر ھي ہونگے

## تذکار ماہ مقدس !

( ۱ ) ہم نے گذشتہ اشاعت میں وعدہ کیا تھا کہ آیندہ اشاعت میں ماہ رمضان المبارک کے متعلق غیر معمولی تعداد میں مضامین مرتب کرنے کی کوشش کرینگے - چنانچہ اس نمبر میں اکثر ابواب اسی کے مقالات و مباحث پر مشتمل ہیں -

( ۲ ) ان مضامین کی کثرت کی وجہ سے تصاویر کی گنجایش نہ نکل سکی - پچھلی چند اشاعتیں بھی تصاویر کے اعتبار سے قلیل البضاعۃ تھیں - ہمیں ایسا خیال ہے - آیندہ اشاعت میں ان سب کی تلافی کردی جائیگی' اور اسکا تقریبا ہر باب مصور ہوگا - نہایت عمدہ پچیس تصویریں ترتیب دي جارہی ہیں' اور بعض مزید علحدہ بطور ضمیمہ کے آرٹ پیپر پر چھپ رہے ہیں' علی الخصوص جنگ یورپ کے متعلق

( ۳ ) مگر احباب کرام کو بھی توجہ کرنی چاہیے کہ قیمت کے اضافہ کے بعد بقیہ روپیہ کا بھیجدینا ہم نے انکے ذمے چھوڑ دیا ہے - اپنی طرف سے سعی نہیں کی - پس جن حضرات نے ابتک توجہ نہ کی ہو وہ توجہ فرمائیں - دفتر الہلال روپیہ پیسے کیلیے بار بار اصرار کرنے کا عادي نہیں ہے -

## روزانہ ضمیمہ

--:*—

مقامی پبلک کے اصرار سے مجبور ہوکر دفتر الہلال نے ایک روزانہ ضمیمہ شائع کرنا شروع کردیا ہے - محض روزانہ تار برقیوں کا ترجمہ عین وقت پر شائع کرنا مقصود تھا لیکن ضمناً جنگ کے متعلق ضروري مباحث و مضامین بھي درج کیے جاتے ہیں :

( ۱ ) رائل سائز کے چار صفحوں پر شائع ہوتا ہے - فی صفحہ چار کالم -

(۳) قیمت سالانہ بذریعہ ڈاک کیلیے یہ ضمیمہ یکساں مفید ہے -

(۴) صوبہ بہار کے تمام شہروں نیز مظفر پور' مرزا پور' اور بنارس وغیرہ کیلیے ایجنٹوں کی ضرورت ہے جو مقدار معتدبہ فروخت کریں - معقول کمیشن قرار دیا گیا ہے -

طرح بحر ابیض میں بھی جنگ شروع ہو جاتی' اور اسطرح برطانی بیڑہ کی طاقت کو دو ٹکڑوں میں بٹ جانا پڑتا -

لیکن اب بحر ابیض پر سکون رہیگا اور بحر شمالی میں فرانسیسی اور برطانی' دونوں بیڑے جرمن بیڑے کے مقابلے میں صف آرا ہونگے -

آسٹریا اور جرمنی دونوں مشترکہ طور پر جنگ میں شرکت کے لیے اطالیا پر دباؤ ڈال رہے ہیں لیکن ابھی تک اسکی طرف سے ناطرفداری ہی پر اصرار ہے -

( اولوالعزم جرمنی )

جرمنی کی انجام اندیشی کی خواہ داد نہ دیجاے' مگر اسکی اسکندرانہ حوصلہ مندی اور اولو العزمانہ نپولین فرمائی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے - ایک طرف تو وہ بلجیم کو تاراج کررہی ہے' دوسری طرف فرانس سے معرکہ آرا ہے' تیسری طرف مشرقی یورپ کے عفریت ( روس ) سے پنجہ آزما ہے' چوتھی طرف سب سے بڑی طاقت یعنی انگریزی بیڑے پر بے باکانہ حملہ آور ہے - پھر لطف یہ کہ ہر جگہ فاتحوں اور حاکموں کی طرح ہجوم و اقدام ہے' نہ کہ دفاع و جواب ! !

حقیقت یہ ہے کہ خواہ نتیجہ کچھہ ہی نکلے' لیکن تاریخ قرون جدیدہ میں اولوالعزم اور فرزند ہمت جرمنی کی بے جگری ہمیشہ عظمت و شرف اور تکریم و احترام کے ساتھہ یاد کی جائیگی - اس نے اس تاریخی صداقت کو پھر زندہ کردیا کہ اصلی طاقت دل و دماغ کی طاقت ہے' اور اصلی قوت جذبات و حسیات کی ہے - آہن پوش جہازوں سے بڑھکر ہمت کو قوی ہونا چاہیے - اور مشینی توپوں کی کثرت کی جگہ عزم و ارادے کی فضاء میں وسعت درکار ہے !

( بحر شمالی کا معرکہ زار )

بحر شمالی میں جسقدر مدارشات ہوے ہیں' انمیں ابتک دونوں فریق برابر رہے - اگر جرمنی کا جہاز کوایینجن غرق ہوگیا ہے تو انگلستان کا ایمفن بھی ڈوبا ہے - کوایینجن کے علاوہ جرمنی کے دو کروزر اور ایک زیر آب کے غرق ہونے کی بھی اطلاع دی گئی ہے - لیکن جس زمانہ میں " ۱۹ جہازوں کی گرفتاری " اور جرمن بیڑے کے فرار ہونے کی بے بنیاد خبریں شائع ہورہی ہوں اس زمانے میں ان غیر سرکاری تاروں کا کون اعتبار کرسکتا ہے ؟ لیکن اگر یہ تسلیم کرلیا جاے کہ جرمنی کے دو کروزر اور زیر آب غرق ہوگئے - تب بھی جرمنی کی بلند ہمتی کی داد دینا پڑیگی - کیونکہ با ایں ہمہ اس نے پھر ۹ ماہ حال کو برطانی اسکوئڈرن پر حملہ کردیا ہے - اگرچہ کہا گیا ہے کہ یہ حملہ ناکام رہا اور خود جرمنی کی ایک زیر آب کشتی غرق ہوگئی -

( جرمنی اور فرانس )

اس ہفتہ جرمنی اور فرانس میں بحری اور بری' دونوں قسم کی جنگیں ہوئیں - ریوٹر کے تمام تاروں کا خلاصہ یہ نظر آتا ہے کہ مجموعی حیثیت سے دونوں قسم کی جنگوں میں جرمنی ہی کو شکست ہوئی' مگر اصلیت یہ ہے کہ ہندوستان میں بیٹھکر فتح و شکست کی صحیح خبروں کا معلوم کرنا اب تقریباً محال ہوگیا ہے - کیونکہ کوئی خبر بغیر سرکاری نگرانی کے نہیں آ سکتی - حتی کہ اسٹیسمین وغیرہ کی پچھلی خاص ڈاک بھی بمبئی میں روک لی گئی کہ کہیں حکومت کے عظمت خلاف کوئی خبر اسمیں نہ دیدی گئی ہو -

بحری جنگ کے متعلق ریوٹر الجزائر سے تار دیتا ہے کہ فرانسیسی بیڑے نے پینتھر نامی جرمن کروزر کو غرق کردیا - ڈیلی کرانکل نے جوش مسرت میں اپنے نامہ نگار پیرس کی روایت پر اتنا اضافہ اور کردیا ہے کہ " گوبین " اور " بریسلا " نامی جرمن جہازونکو فرانس نے گرفتار کرلیا ہے - لیکن تھوڑے ہی دیر کے بعد اسکی تغلیط کرنی پڑی' کیونکہ یہ دونوں جہاز اسوقت تک [illegible] اصلی مالک کے قبضہ میں بدستور مصروف جنگ و پیکار ہیں !

السیس اور لورین' فرانس کے دو صوبے ہیں' جن [illegible]

سنہ ۷۰ کی جنگ میں قبضہ کرلیا تھا' لیکن اعلان کیا گیا ہے کہ فرانسیسی پیشقدمیاں اس طرف کامیاب ہوئیں' اور جرمنی کے استحکام سے پہلے فرانس کو بڑھنے کا موقعہ ملگیا -

لورین میں فرانسیسی فوج نے " ول " اور " فرانیوک " پر قبضہ کرلیا ہے - التکوچ میں بھی وہ داخل ہوگیا - فرانس نے التکوچ میں فرانسیسی فوج کی " حیرت انگیز ہمت مردانہ " کی خود ستایانہ داد دی ہے -

( روس و جرمنی )

روس اور جرمن فوجیں بھی اس ہفتہ باہم معرکہ آرا رہیں - سینٹ پیٹرسبرگ کے ایک مبہم و مجہول تار سے معلوم ہوتا ہے کہ روس اور جرمنی کا کسی خاص مقام پر باہم مقابلہ ہوا مگر جرمن فوج کو شکست ہوئی' اور وہ بہت سے گاؤں جلا کے پیچھے ہٹگئی ہے -

لیکن لندن سے ۷ - اگست کا چلا ہوا ایک تار مظہر ہے کہ روس کے نقصانات بہت شدید ہیں' اور جرمنی کی سوار فوج نے وربیلن کے قریب مقام کبرٹی پر حملہ کردیا ہے -

( آسٹریا اور روس )

آسٹریا نے سرویا پر حملہ موقوف کرکے اپنی تمام قوت کا رخ روس کی طرف پھیر دیا تھا' مگر سرویا اور جبل اسود (مانٹی نیگرو) کے اتحاد نے پھر اسطرف متوجہ کردیا ہے - آخرین خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ سروی فوج اسوقت روسی گرد اور سنجک کوئی بازار پر قابض ہوگئی ہے -

علی ہذا جبل اسود کی فوج نے بحر اڈریاٹک کے ایک ساحلی شہر اسپیزا نامی اور اسکے قرب و جوار کے اور دو شہروں پر بھی قبضہ کرلیا ہے - ادھر آسٹریا نے بھی کئی بار دریاے ڈینیوب کو عبور کرنے کی کوشش کی' اور گو اسمیں کامیابی نہ ہوئی مگر جبل اسود کے بندرگاہ اینٹی وری پر گولہ باری شروع کردی ہے' جس کا آغاز جنگ میں اس نے محاصرہ کرلیا تھا -

روس اور آسٹریا کے متعلق سب سے آخرین اور سب سے زیادہ قابل ذکر خبر یہ ہے کہ روسی فوج راسی اسٹائر کی راہ سے آسٹریا کی قلمرو میں داخل ہوگئی ہے

( تغیرات نـــارہ )

۱۱ - اگست کے تاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ کے موجودہ نقشہ میں عنقریب ایک خاص تغیر ہونے والا ہے - سرویا نے جرمنی کے مقابلہ میں بھی اعلان جنگ کردیا ہے - آسٹریا فرانسیسی سرحد پر نہایت سرعت کے ساتھہ فوجی تیاریاں کررہا ہے - جاپانی بیڑا بھی امیر البحر ڈیڈا کے زیر کمان دریا میں آگیا ہے اور عجب نہیں کہ اتحاد کی طرف سے جرمنی اور آسٹریا کے جہازوں پر حملہ آور ہو یا اس وقت جنگ میں حصہ لے' جب بحر ہند یا بحر ابیض پر حملہ کیا جاے -

آسٹریا اور انگلستان کے تعلقات ہنوز منقطع نہیں ہوے ہیں - لیکن اگر منقطع ہوگئے اور اطالیا کو بھی جرمنی کے انذار و تہدید یا قوم کے اصرار و ضد سے میدان جنگ میں اترنا پڑا' تو جنگ کا نقشہ اس نقشہ سے بالکل مختلف ہوجائیگا جو تمام دنیا بلکہ خود جرمنی اور آسٹریا جنگ سے پہلے اور آغاز جنگ کے وقت سمجھتی تھی -

( شعـــاع امید )

موجودہ دولہ عثمانیہ کی حکومت جس حسن تدبیر اور سیاست و حکمت جنگی کا نمونہ ابتدا سے پیش کررہی ہے' وہ تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہیگا -

دول عظمی کے طرف سے باہمی اعلان جنگ ہونے ہی دولہ علیہ کے آلات عمل میں ایک نئی حرکت شروع ہوگئی تھی اور تمام یورپین سرحدوں پر جنگی طیاریوں کا حکم دیدیا گیا تھا - اب ۱۱ - اگست کے ایک تار سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب ضابطوں سے گذر کر اقدام و عمل کے میدان میں پہنچ گئے ہیں یعنی دیدی اغاچ کے [illegible]

میں آکر اسکے آگے جھک جائیں - خدا کے رشتے کی کوئی زنجیر انکے پاؤں میں نہیں رہی ' کیونکہ نفس و شیطان کی غلامی کے طوق انکی گلوں میں پڑگئے :

انا جعلنا فی اعناقهم اغلالاً فهی الی الاذقان فهم مقمحون ( ۳۸ : ۸ )

ہم نے گمراہی اور شیطان کی غلامی کے طوق انکی گردنوں میں ڈالدیے جو انکے ٹھڈیوں تک اگئے میں اور انکے سر پھنس کے رہگئے ہیں ؟

پس انکی فطرت کو عبودیۃ الہی سے کچھہ اسطرح کی اجنبیت ہوگئی ہے کہ اگر ایک لمحہ اور ایک دقیقہ بھی اسکی عبادت و ذکر میں بسر کرنے کے لیے کہا جاتا ہے ' تو انہیں ایسا معلوم ہوتا ہے ' گویا کسی بڑی ہی سخت مصیبت اور بڑے ہی جانکاہ عذاب میں پڑگئے ہیں - حالانکہ اصلی عذاب کی انہیں خبر نہیں جسمیں واقعی پڑنے والے ہیں اور جو واقعی سخت و جانکاہ ہے :

قل افا نبئكم بشر من ذلكم ؟ النار ' وعدها الله الذين كفروا ' و بئس المصير ! ( ۲۲ : ۷۰ )

اے پیغمبر انسے کہدے کہ تمہیں ذکر الہی سے بڑی ہی تکلیف ہوتی ہے لیکن اس سے بھی بڑھکر ایک مصیبت کی تمہیں خبر دوں جو آنے والی ہے ؟ آتش دوزخ ! جسکا خدا نے منکروں سے وعدہ کیا ہے اور جو بڑا ہی برا ٹھکانا ہے !

انکی فطرة پر شدت عصیان اور استغراق ضلالت و فساد سے ایک ایسی تاریکی چھا گئی ہے جو نور ایمان سے بکلی مغائر ہے اور اسکے ساتھہ عبودیۃ الہی کا نور جمع نہیں ہوسکتا - پس نماز سے بھی اسے انکار ہے اور روزہ کی بھی اسے توفیق نہیں - شریعت کے تمام حکموں کو اس نے چھوڑ دیا ہے اور اسکی زندگی بکسر ابلیسی ہوگئی ہے جسمیں خدا پرستی کیلیے چند گھڑیاں اور چند منٹ بھی نہیں ہیں :

اولئک الذین طبع الله علی قلوبهم و سمعهم و ابصارهم ' و اولئک هم الغافلون ( ۱۲ : ۱۰۹ )

یہ وہ لوگ ہیں کہ خدا نے انکے دلوں ' انکے کانوں ' اور انکی آنکھوں پر مہر لگادی ہے اور یہ وہ ہیں کہ غفلت میں گم ہوگئے ہیں !

( امراء فساق و روساء فجار )

پس رمضان المبارک میں ایک گروہ تو تارکین صیام کا ہے جنکے لیے ماہ مقدس کی برکتوں میں کوئی حصہ نہیں رکھا گیا ' اور جن کی نفس پرستی پر روزہ رکھنا بہت ہی شاق گذرتا ہے ان میں ایک جماعت امرا و روساء کی ہے جو فسق و فجور کی تاریکی میں ایسے کھوے گئے ہیں کہ تقوی اور احتساب کی ایک ہلکی سی شعاع بھی انکے سیاہ خانۂ عمل پر نہیں پڑتی ' اور استغراق لہو و لعب اور انہماک شہوات و لذات نے انہیں بالکل اپنی طرف مشغوف کر لیا ہے - روزہ کی اصل صبر اور تقوی ہے صبر کی حقیقت یہ ہے کہ خواہشوں میں ضبط و تحمل پیدا ہو اور اسی مقصد اعلی کیلیے شدائد اور تکالیف برداشت کی جائیں - پس اسکے لیے ضبط و تحمل کی ' ایثار و احتساب کی ' اتقاے روح اور طہارت نفس کی ضرورت ہے ' مگر انکا نفس شریر اپنی بہیمی خواہشوں میں اسدرجہ بے قابو ہوگیا ہے کہ وہ تکلیف اور ایثار کا متحمل نہیں ہوسکتا - انکی طبیعت خواہشوں کی غلام ہے اور نفس پرستیوں کی عادی ہوگئی ہے - پس وہ ایک گھنٹہ بھی ضبط جذبات و تحمل نفس کے ساتھہ بسر نہیں کرسکتے -

وہ ماہ مقدس جو نزول سعادت کی یادگار تھا ' جو مومنوں کیلیے نیکیوں اور خدا پرستیوں کا سرچشمہ تھا ' جو ہمیں تحمل مصائب اور مرضات الہیہ کی راہ میں ایثار نفس کی تعلیم دیتا تھا ' آتا ہے اور گذر جاتا ہے ' پر انکے اعمال شیطانیہ اور افعال خبیثہ میں رائی برابر بھی تبدیلی نہیں ہوتی - پھر ان میں کتنے ہی ہیں جو عین رمضان المبارک کے اندر شرب خمر اور زنا و فسق میں چارپایوں اور حیوانوں کی طرح ڈوبے رہتے ہیں ' اور ماہ مقدس کی برکتوں کی جگہ آسمانی لعنتوں کی انپر بارش ہوتی ہے !

حدیث شریف میں تو آیا ہے کہ " اذا دخل شهر رمضان فتحت ابواب الجنة و اغلقت ابواب النار و صفدت الشياطين " ( رواه البخاري ) جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو نیکیوں کے بہشتی دروازے کھل جاتے ہیں ' برائیوں کے جہنمی دروازے بند ہو جاتے ہیں ' اور ارواح شریرہ و شیطانیہ کا عمل باطل ہوجاتا ہے - لیکن انکی حالت اسکے بالکل برعکس ہے - انکے لیے جہنمی دروازے اور زیادہ وسعت کے ساتھہ کھل جاتے ہیں ' اور ارواح شریرہ کا تسلط انپر اور زیادہ سخت ہو جاتا ہے - و من یعش عن ذکر الرحمن نقیض له شیطاناً فهو له قرین ( ۴۳ : ۳۵ )

( حلقۂ شیاطین و مجمع ابالسہ )

انکے وہ مصاحب اور ندیم جو ہر وقت ذریۃ شیطانی کی طرح انکے اردگرد رہتے ہیں ' اور انکے وہ عمال و حکام جو خدا کی طرح انہیں پوجتے اور مشرکوں کی طرح انکے آگے زمیں بوس ہوتے ہیں ' یہ سب کچھہ دیکھتے ہیں ' مگر شیطان نے انکی زبانوں پر مہر لگادی ہے اور انسان کی بلندگی کی خباثت نے خدا کا خوف انکے دلوں سے محو کر دیا ہے - پس ان میں سے کسی کی بھی زبان نہیں کھلتی کہ حق و معروف کی صدا بلند کرے ' اور گونگا شیطان نہ بنے جو ایمان کی موت اور خدا پرستی کا خاتمہ ہے -

( فتنۂ علماء سوء )

پھر اس سے بھی بڑھکر ماتم انگیز منظر یہ ہے کہ ان امراء فاسقین و رؤساء فاجرین کے حاشیہ نشینوں اور وابستگان دولت کی فہرست میں بہت سے علما و صوفیا کے نام بھی نظر آتے ہیں ' جو اپنے تئیں مسند نبوت کا جانشین اور فضائل رسالت کا وارث حقیقی سمجھتے ہیں ' اور اپنے اتقا و تقدس کے دامنوں کو ہزاروں انسانوں سے سنگ اسود کی طرح بوسہ دلاتے ' اور اپنے بڑے بڑے دامنوں کی عباؤں کو عہد مسیح کے فریسیوں اور صدوقیوں کی طرح دور فضیلت و [illegible] تقدس سے حرکت دیتے ہیں !

انکو اپنی مصنوعات و پیشوائی کا بڑا ہی گھمنڈ ہے - وہ جب اپنے مریدوں اور معتقدوں کے جمگھٹے میں تسبیح مکر و سجادۂ زور کے ساز و سامان فریب کے ساتھہ بیٹھتے ہیں تو اسی طرح خدا کی الوہیت اور رسولوں کی قدوسیت سے اپنے تقدس و کبریائی کو کمتر نہیں سمجھتے - مگر حقیقت یہ ہے کہ انکا وجود شریعت کی توہین اور دین الہی کی سب سے بڑی تذلیل ہے - قوم کا بد تر سے بدتر اور جاہل سے جاہل گروہ بھی ان خلفاء شیاطین و نائبین ابلیس لعین سے زیادہ نیک اور زیادہ راستباز ہے - کیونکہ یہ علماء سوء ہیں ' اور انکے فتنہ سے بڑھکر قوم کیلیے کوئی فتنہ نہیں - ہواء نفس انکی شریعت ہے ' درہم و دنانیر انکا قبلہ ہے ' نفس و شیطان انکا معبود ہے ' اور طلب جاہ و مال انکا ذکر و فکر ہے - چونکہ انکو امراء فساق اور روساء فجار کے دربار سے بڑے بڑے وظائف و مناصب ملتے ہیں اور نذر و نیاز کی فتوحات کا پیہم سلسلہ جاری رہتا ہے ' اسلیے انکی زبانیں گونگی ہوگئی ہیں ' اور اپنے منصبوں اور تنخواہوں اور نذر و نیاز کی لعنت کے بند ہوجانے کے خوف سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ایک لفظ بھی اپنی زبان سے نہیں نکالتے - وہ اپنی آنکھوں سے رمضان المبارک کی توہین کا تماشہ دیکھتے ہیں اور چپ

۱۹ - رمضان ۱۳۳۲ هجري

# ماہ مقدس

## اور جماعۃ ہائے ثلاثہ
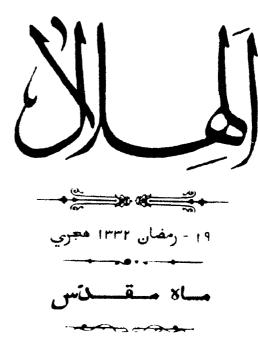
قران کریم نے اعتقاد و اعمال اور تعلق الہی کے لحاظ سے انسانوں کو تین جماعتوں میں تقسیم کردیا ہے :

فمنهم ظالم لنفسه ، و منهم مقتصد و منهم سابق بالخيرات باذن الله - ذالك هو الفضل الكبير ( ۳۵ : ۳۲ )

پس ان میں سے ایک گروہ تو احکام الہی سے سرتابی کرکے اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے - ایک گروہ درمیانی حالت میں ہے ، اور ایک ایسا بھی ہے کہ خدا کے حکم سے نیکیوں کے کرنے میں آگے بڑھا ہوا ہے - سو یہ آخری حالت خدا کا بہت ہی بڑا فضل ہے جو وہ اپنے بندوں پر کرتا ہے !

فی الحقیقت انسان کے اعمال و اخلاق کی یہ ایک ایسی جامع اور قدرتی تقسیم ہے ، جسکی صداقت ہر حیثیت اور ہر پہلو سے دیکھی جاسکتی ہے ، اور نیکی کے کار و بار کا کوئی میدان ایسا نہیں ہے جہاں یہ تین گروہ نظر نہ آتے ہوں - ماہ رمضان المبارک کے احترام و تعظیم اور حکم صیام کی تعمیل کے لحاظ سے بھی غور کرو تو آج ہم میں یہ تینوں گروہ موجود ہیں - ایک گروہ تارکین صیام کا ہے جو روزہ رکھتا ہی نہیں - دوسرا صائمین کا ہے جو روزہ تو رکھتا ہے پر افسوس کہ اسکی حقیقت اپنے اوپر طاری نہیں کرتا - تیسرا گروہ اُن مومنین صالحین کا ہے ، جنہوں نے روزہ کی اصلی حقیقت کو سمجھا ہے ، اور وہ احتساب اور تقوی کے ساتھ ماہ مقدس بسر کرتا ہے - و هم قليل : فمنهم ظالم لنفسه و منهم مقتصد ، و منهم سابق بالخيرات باذن الله -

میں آج ان جماعتوں کے متعلق چند کلمات کہنا چاہتا ہوں -

( تارکین احکام و طاعات )

ان میں سب سے پہلا گروہ " ظالم لنفسہ " کا ہے جو اپنے نفس کیلیے اسلیے ظالم ہیں کہ انہوں نے خدا کو اور اسکے ذکر کو بھلانا چاہا - نتیجہ یہ نکلا کہ خود اپنے نفس ہی کو بھول گئے :

الذين نسوا الله فانساهم انفسهم - اولئك هم الخاسرون ( ۵۹ : ۱۹ )

وہ لوگ کہ انہوں نے اللہ کو بھلا دیا - نتیجہ یہ نکلا کہ اپنے نفس ہی کی طرف سے غافل ہوگئے - یہی لوگ ہیں کہ دونوں جہان کے گھاٹے ٹوٹے میں ہیں -

یہ " ظالم لنفسہ " اسلیے ہیں کہ انہوں نے عدالت حقہ کا راستہ چھوڑکر اسراف و تبذیر کا راستہ اختیار کیا - ظلم کہتے ہیں زیادتی کو ، اور عدالۃ حقہ صرف اسی راہ میں ہے جسے صراط مستقیم ، میزان الموازین ، اور قسطاس مستقیم کہا گیا ہے - یہی وجہ ہے کہ فرمایا :

الذين اسرفوا على انفسهم ( ۳۹ : ۵۴ )

وہ لوگ کہ جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی -

ہوائے نفس کی لذتوں نے انہیں پاگل کردیا ہے : کما يتخبطه الشيطان من المس انکی زندگی کی عادت صرف غذا اور روٹی ہے - خدا نے انہیں انسان بنایا تھا تاکہ وہ قوائے انسانیۃ اعلی سے کام لیں پر وہ مثل چارپایوں کے بنگئے جو صرف اپنا چارا ڈھونڈھتا ہے ، اور صرف اپنی غذا کیلیے دن بھر دوڑتا اور لڑتا رہتا ہے :

اولئك كالانعام بل هم اضل اولئك هم الغافلون ! ( ۸ : ۱۷۸ )

یہ لوگ مثل چارپایوں کے ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر اور یہی ہیں کہ غفلت میں پڑگئے ہیں !

سو ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ خدا کی حکومت سے باغی ہیں ، اسکے قوانین سے انہوں نے علانیہ سرکشی کی ، اسکے پاک حدود و مواثیق کو انہوں نے یکسر توڑڈالا - وہ انسانوں کے آگے جھکتے ہیں ، مگر فاطر الارض والسماوات کے آگے جھکنے سے انہیں شرم آتی ہے - وہ دنیاوی حاکموں سے ڈرتے ہیں پر احکم الحاکمین کا انکے دلوں میں خوف نہیں - انسانی پادشاہت کا اگر ایک چھوٹا سے چھوٹا قانون بھی ہو تو اس سے سرتابی کرنے کی انہیں ہمت نہیں پڑتی کیونکہ انکو یقین ہے کہ اگر وہ ایسا کرینگے تو عدالت سزا دیگی اور حاکم وقت باز پرس کریگا - پر شہنشاہ ارض و سما کے بڑے سے بڑے قانون کو بھی ٹھکرادیتے اور ذلیل و حقیر کرتے ہیں ، وہ نہیں ڈرتے کیونکہ خدا پر انہیں یقین نہیں رہا اور اسکی سزاؤں کو وہ نہیں مانتے - وہ اپنی نفسانی خواہشوں کے پورا کرنے کا اختیار اگر کسی انسان کے ہاتھ میں دیکھتے ہیں ، تو کتے کی طرح اسکے پاؤں پر لوٹتے ہیں ، گدھے کی طرح اسکا مرکب بن جاتے ہیں ، اور غلاموں اور چاکروں کی طرح اسکے آگے ہاتھ باندھکر کھڑے رہتے ہیں ، تاکہ وہ انہیں کچھ غرض کیلیے روٹی دے یا تانبے اور چاندی کے چند سکے حوالے کردے ، پر وہ جسنے انہیں پیدا کیا ، جسکی ربوبیت انکے جسم کے ایک ایک ذرے اور خون کے ایک ایک قطرہ کو پالتی اور ہلاکت سے بچاتی ہے ، جو انکی فریادوں کو درد اور دکھہ کے وقت سنتا ، اور جب وہ ہر طرف سے مایوس ہوجاتے ہیں تو انہیں امید اور مراد بخشتا ہے ، سو اس رب الارباب کیلیے ان مغروروں کے پاس عاجزی کا ایک سجدہ ، بندگی کی ایک پیشانی ، بیقراری محبت کی ایک پکار ، تقوی اور احتساب کا ایک روزہ ، اور خلوص و صداقت کے ساتھ انفاق فی سبیل اللہ کا ایک کھوٹا پیسہ بھی نہیں ہے !

فويل للقاسية قلوبهم من ذكر الله اولئك في ضلال مبين ! ( ۳۷ : ۶۲ )

پس صد افسوس اور صد حسرت ان دلوں پر جو ذکر الہی کی طرف سے بالکل سخت ہوگئے ہیں ، اور یہی لوگ ہیں کہ جو بڑے ہی پلے سرے کی گمراہی میں مبتلا ہیں !!

( ایمان باللہ )

انسان کے تمام کاموں کی جڑ بنیاد اور اعتماد کا استحکام ہے - اسی کو شریعت " ایمان " کے لفظ سے تعبیر کرتی ہے - لیکن انکے دل میں ایمان کا درخت مرجھا گیا ہے ، اسلیے اعمال صالحہ کے پھل نہیں لگتے - خدا کا تصور یا تو محبت کی شکل میں انسان کو اپنی طرف کھینچتا ہے یا خوف کی عظمت و ہیبت دکھلا کر اپنے آگے جھکاتا ہے - اسکے دیکھنے والوں نے ہمیشہ انہی دو شکلوں میں سے اسے دیکھا ہے - پر نہ تو انکے دلوں میں محبت ہے کہ اپنے محبوب کیلیے دکھہ اٹھائیں ، اور نہ خوف ہے کہ ڈرکر اور ہیبت

( المصلحون الدجالون )

پھر عجیب تر یہ کہ اس گروہ میں ایک جماعت مصلحین ملت و الملۃ امت کی بھی ہے جو اپنے تئیں تمام قوم کا پیشوا اور ہادی حقیقی سمجھتی ہے' اور چونکہ اسے یقین ہے کہ ابھی مسلمان احکام شریعت سے متنفر نہیں ہوے ہیں گو غافل ہیں' اسلیے جب کبھی مجلسوں اور کانفرنسوں کے اسٹیجوں پر انکے سامنے آتی ہے تو سر تا سر پیکر اسلام و ایمان و مجسمۂ شریعت و اسلامیہ بن جاتی ہے' اور جس شریعت کے اولین ارکان و عبادات تک سے اسے عملاً انکار ہے' اسکے ماننے والوں کے ادبار و غفلت پر نبیوں کی طرح رونی اور رسولوں کی طرح فغاں سنج ہوتی ہے - پھر نماز کا فلسفہ اسکی زبان پر ہوتا ہے' روزہ کی فلاسفی پر اس سے بہتر کوئی لکچر نہیں دیسکتا - اسلامی عبادات کے مصالح و حکم کے اعلان کا اس سے بڑھکر کوئی واعظ نہیں' حالانکہ خود اسکے نفس کا یہ حال ہے کہ احکام شریعت کی تذلیل و تحقیر کا اس سے بڑھکر کوئی منبع نہیں ہے اور اسکا وجود الحاد و زندقہ کے سوا اور کچھہ نہیں -

یخادعون الله والذین آمنوا وما یخدعون الا انفسهم وما یشعرون - ( ۲ : ۱۰ )

یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ کو اور مسلمانوں کو اپنے نفاق سے دھوکا دینا چاہتے ہیں' مگر نہیں جانتے کہ درحقیقت وہ اپنے نفس ھی کو دھوکا دے رہے ہیں -

( ایک بشارت عظمی )

البتہ دو تین سال سے تعلیم یافتہ طبقہ میں ایک مبارک تغیر و انقلاب کے آثار ضرور نظر آرہے ہیں' اور میں بہت سے ایسے ارباب انابت و رجوع الی اللہ کو جانتا ہوں جنکے دلوں پر پچھلے مصائب اسلامی سے تنبہ و اعتبار کی ایک کاری چوٹ لگی ہے اور انکے اندر مذہبی اعمال کی طرف یکایک میلان و رجوع پیدا ہو چلا ہے - سو فی الحقیقت ایسے مبارک نفوس اس گروہ کی عام حالت سے بالکل مستثنی ہیں' اور اگر انکو استقامت و ثبات نصیب ہو تو کچھہ شک نہیں کہ ہم سب کو چاہیے کہ انکے قدموں کو جوش عقیدت سے بوسہ دیں اور مقدس عباؤں کے دامنوں کی جگہ انکے فرنگی کوٹوں کے دامنوں کو آنکھوں سے لگائیں - کیونکہ موجودہ عہد میں اسلام و ملت کی خدمت کے لیے اس گروہ سے بڑھکر اور کوئی جماعت مفید تر نہیں ہوسکتی اور اسکی اصلاح سے بڑھکر عام اسلامی کیلیے کوئی بشارت نہیں : و لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا -

---

قبـــول اســــلام

آہ ! اسلام کی روح الہی اور صورت ربانی میں وہ کونسی دلفریبی ہے کہ مسلمانوں کے عالمگیر تنزل اور انتہائی تذلل و بیکسی کے باوجود' اسکے حلقے میں ابتک بڑے بڑے ارباب عز و جاہ بطیب خاطر و بلا ترغیب و طمع داخل ہوتے جاتے ہیں !

"الفریڈ رستم بے" جو ایک معزز و ممتاز روسی ہیں' حال میں قسطنطنیہ میں مشرف باسلام ہوے - انکی والدہ کا تعلق ایک مشہور انگریزی خاندان سے ہے جو عرصہ سے قسطنطنیہ میں متوطن ہے - رستم بے بہت سے اعلی عثمانی مناصب پر فائض رہچکے ہیں - یہ عثمانی سفارتخانہ واشنگٹن کے مشیر' عثمانی سفارتخانہ لندن کے عضو' اور سٹنبجی میں وزیر رہے - اب واشنگٹن کے سفیر مقرر ہوے ہیں -

اسکے ساتھہ ھی وہ ایک اعلی درجہ کے انشاء پرداز بھی ہیں' اور بہت سے انگریزی رسائل میں انکے نہایت دلچسپ مضامین نکل چکے ہیں -

انھوں نے اپنا اسلامی نام احمد رکھا ہے -

انکے قبول اسلام پر عثمانی پریس عام طور پر گرمجوشی کے ساتھہ اظہار مسرت کر رہا ہے -

بصـائر و حکم

عامـلین احکام و صائمـین رمضـان

مقالہ افتتاحیہ میں جو کچھہ پڑھچکے ہو' یہ حال تو تارکین صیام کا تھا - اب آؤ انکو دیکھیں جو عاملین و صائمین میں داخل ہیں - یہ سرگذشت انکی تھی جنھوں نے شریعت کو چھوڑ دیا' لیکن آؤ اب انکی سراغ میں نکلیں جو ابتک دامن شریعت سے وابستہ ہیں - یہ وہ لوگ تھے جو پانی سے دور ہوگئے - اب آؤ انکو دیکھیں جو دریا کے کنارے خیمہ زن ہیں !

پھر کیا وہ سیراب ہیں ؟ کیا وہ پہلوں کی طرح پیاسے نہیں ؟

* * *

افسوس کہ حقیقت کی آنکھیں اب تک خونبار ہیں اور عشق مقصود کا قدم یہاں تک پہنچکر بھی کامیاب نہیں - یہ سچ ہے کہ پہلوں نے دریا کی راہ چھوڑ دی اور دوسرے نے اسکے کنارے اپنا خیمہ لگایا اور سمجھہ لیا کچھہ شک نہیں کہ اسکا اجر انہیں ملنا چاہیے' لیکن اگر دریا کا قرب دریا کیلیے نہیں بلکہ دریا کے پانی کیلیے تھا تو پہلا کہ وہ پانی سے دور رہکر پیاسا رہا' اور دوسرے اسکے پاس پہنچکر پیاسے ہیں !

انھیں کشتی نہیں ملتی' انھیں ساحل نہیں ملتا !

* * *

یہ وہ لوگ ہیں کہ انھوں نے شریعت کے حکموں کو تو لے لیا ہے' مگر اسکی حقیقت چھوڑ دی ہے - یہ وہ ہیں کہ انھوں نے چھلکے پر قناعت کی اور اسکے مغز کو ان لوگوں کی طرح چھوڑ دیا جنھوں نے چھلکا اور مغز دونوں چھوڑ دیا ہے - یہ جسم کو انسان سمجھتے ہیں حالانکہ جسم بغیر روح کے ایک سڑجانے والی لاش ہے - یہ نقاب کو چہرۂ محبوب سمجھے ہیں' حالانکہ عیش نظارہ اسے پایا' جس نے نقاب کی جگہ صورت سے عشق کیا - کاشت کار پھل کیلیے بیج بوتا ہے' اور پھولوں کی ساری محبوبیت اسمیں ہے کہ اسکی خوشبو سے دماغ معطر ہوجاتا ہے - پس اگر بیج پھل نہ لایا اور پھولوں نے خوشبو نہ دی' تو کاشتکار کیلیے ہل جوتنے کی جگہ بہتر تھا کہ وہ گھر میں آرام سے سوتا' اور بے خوشبو کے پھولوں سے وہ خشک تنکے زیادہ قیمتی ہے جو چولہے میں جلائی جاسکے : فویل للمصلین الذین ہم عن صلاتہم ساہـــون : ( ۱۰۷ : ۶ )

* * *

نماز ہو کہ روزہ' شریعت کے جتنے احکام اور جتنی طاعات ہیں' سب کا حال یہ ہے کہ ایک شے تو ان میں مقصود بالذات ہوتی ہے اور ایک اس مقصود کے حاصل کرنے کا وسیلہ -

نماز میں اصلی شے عبودیت الہی' انکسار و تذلل' خضوع و خشوع' ابتہال و توجہ الی اللہ' و انقطاع و تبتل ہے' اور نتیجہ اسکا تمام فواحش و منکرات اور رذائل و خبائث سے اجتناب و تحفظ ہے - حج کا مقصود دعوۃ اسلامی کی نشئہ اولی کی یادگار' اسوۂ ابراہیمی کی تجدید' مرکز توحید پر تمام شعوب و قبائل موحدین کا اجتماع' اور وحدۃ اسلامی و اتحاد ممالک و امم کا ظہور و قیام ہے' اور زکوۃ اسکا تعلق الہی کی تقویت' احکام شریعت کا انقیاد اور رفع انشقاق و اختلاف' و انسداد تفریق و تشتت کلمۂ اسلام ہے -

اسی طرح روزہ بھی صرف بھوک پیاس کا نام نہ تھا - اگر ایسا ہوتا تو ہر فقیر عابد ہوتا اور ہر فاقہ کش مومن کامل' حالانکہ بہت سے بے نصیب مسکین ہیں جنکی فاقہ کشی انہیں وہ نہیں دیسکتی جو ایک خدا پرست بادشاہ لذائذ و نعائم سے

رھتے ھیں - انکے سامنے ماہ مقدس کے اندر حکم الھي کو ٹھکرایا جاتا ھے اور وہ خوش ھوتے ھیں - نہ تو کسي شیطان اخرس کي زبان معروف کیلیے کھلتي ھے ' نہ کسي خلیفۂ ابلیس کو شریعت کي علانیہ توھین پر عیرت آتی ھے - امر بالمعروف کو انھوں نے یکسر بھلا دیا ھے اور نہي عن المنکر کو اپنے مقاصد نفسانیہ کے خلاف دیکھکر نسیاً منسیا کردیا ھے - اگر وجود مقدس حضرۃ صادق مصدوق کا حکم باطل نہیں تو میں کہتا ھوں کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب ایسے ھی علماء سوء کو ھوگا : و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم : ان اشد الناس عذاباً یوم القیامۃ ' عالم لم ینفعہ اللہ بعلمہ - ( رواہ ابن عساکر عن ابي ھریرۃ والبیھقی في شعب الایمان و طبراني فی الصغیر والحاکم في المستدرک )

( فتنۂ الحاد و متفرنجین )

پھر تارکین صیام کے گروہ میں اس سے بھی بڑھکر ایک فتنے نے سر اٹھایا ھے ' جسکا اثر بہت شدید اور جسکی آفات سخت متعدي ھیں ' اور جسکے اندر شریعت کا استخفاف و استہزا پہلے سے کہیں زیادہ اور حدود اللہ کے خلاف نفساني جسارت پہلوں سے کہیں بڑھکر ھے - نہایت درد اور رنج کے ساتھہ کہنا پڑتا ھے کہ یہ ان لوگوں کا فتنۂ الحاد و اباحۃ ھے جنھیں افسوس ھے کہ الحاد سے بھي جہل کے سوا اور کچھہ نہ ملا حالانکہ الحاد نے اکثر غرور علم کے ساتھہ ظہور کیا ھے - یہ لوگ تشنۂ مدنیۂ حدیثہ کی مھذب و متمدن مخلوق ھیں جو نئي درسگاھوں کی فضائے جہل و غرور میں پیدا ھوئی ھیں ' اور جو فی الحقیقت غرور ادعا اور جہل افساد کے سوا اور کچھہ نہیں ھیں - پہلي جماعت کی اگر غفلت شدید تھی اور معصیت جرات و جسارت تک پہنچ گئي تھی ' تو افسوس کہ اس گروہ کے اندر غفلت کی جگہ جسارت ' اور اعتراف کي جگہ انکار و سرکشی ' اور کھلم کھلا استخفاف شریعت و استہزاء حدود اللہ پایا جاتا ھے - ان میں سے اکثروں کے نزدیک روزہ عرب جاھلیۃ کے فقر و فاقہ کي ایک وحشیانہ یادگار ھے جو تو اسلیے قائم کی گئی تھی کہ غذا میسر نہیں آتی تھی ' یا منجملہ اُن عالمگیر غلط فہمیوں کے ایک توھم پرستی تھي جو اھل مذاھب میں ابتدا سے پھیلی ھوئي ھیں اور انھوں نے ترک لذائذ اور تعذیب جسم کو وسیلۂ نجات سمجھہ لیا ھے - فعاذ باللہ سبحانہ مما یعتقد الزنادقۃ ! ان میں بہت سے لوگ اپنے الحاد کو شریعت کي نسبت سے انجام دینے کے شائق ھیں - وہ " تطبیق بین العقل والنقل ' العلوم الجدیدۃ والاسلام ' اور الاسلام ھوالفطرۃ والفطرۃ ھي الاسلام " کا راستہ اختیار کرتے ھیں ' اور کہتے ھیں کہ اگر فرض ھوا بھي تھا تو والذین یطیقونہ طعام فدیہ نے ثابت کردیا کہ ایک مسکین کو کھانا کھلاکر ھم روزے کے پنجۂ عذاب سے نجات پاسکتے ھیں - پس یہ ھمارے لیے بس کرتا ھے : فاولئک ھم المتفرنجون ' الذین یفسدون فی الارض و لا یصلحون :

| | |
|---|---|
| واذا قیل لھم لا تفسدوا في الارض قالو انما نحن مصلحون - الا انھم ھم المفسدون ولکن لا یشعرون ( ۲ : ۱۱ ) | اور عجب تر یہ کہ جب انسے کہا جاتا ھے کہ زمین پر فساد نہ پھیلاؤ تو کہتے ھیں کہ ھم تو قوم کے مصلح ھیں ! یقین کرو کہ یھي لوگ ھیں جو دنیا کیلیے مفسد ھیں مگر اپنے فساد سے واقف ھیں ! |

پھر آہ میں ان لوگوں کی حالت تم سے کیا کہوں کہ میرے سامنے صدھا نمونے بڑے ھي درد انگیز موجود ھیں - جس ملحدانہ جسارت ' جس مارقانہ جرات ' اور جس مرتدانہ شوخي کے ساتھہ میں نے انھیں عین رمضان المبارک کے ایام میں ( باوجود صحت و عافیت ' قوت و توانائي و بغیر سفر و عذرات شرعیہ ) اپنے دوزخ شکم کی ایندھن جمع کرتے دیکھا ھے ' میں نہیں سمجھتا کہ اسے کیونکر بیان کروں ؟ وہ اس بے پروائی کے ساتھہ ماہ مقدس میں کھاتے پیتے ھیں ' گویا انھیں اس گروہ سے کوئي تعلق ھي نہیں جسکے لیے رمضان کا ورود صبر و اتقا کا پیام تھا !

( جرم اور بغاوت )

ایک چیز غفلت و تساھل ھے اور ایک انکار و تمرد ھے - بلا شبہ پرانے لوگوں میں بھی ھزاروں اشخاص ایسے موجود ھیں جن میں تسلط نفس و شیطان سے معاصي و ذنوب کي نہایت کثرت ھوگئی ھے اور انپر غفلت و تساھل نے ایک دیني موت طاري کردي ھے - علی الخصوص امرا و رؤسا مسلمین کہ اُن میں سے اکثر احکام و اوامر شرعیہ سے بے پروا و غافل ھیں - تاھم ان میں ایک فرد بھی ایسا بمشکل ملیگا جو احکام الھیہ کا صریح استہزا کرتا ھو ' اور خدا کے شعائر کی بیباکانہ ھنسی اڑاتا ھو - مگر میں نے " اس متمدن و روشن خیال " طبقہ میں بکثرت ایسے لوگوں کو دیکھا ھے جو علانیہ احکام اسلامیہ کي ھنسي اڑاتے ھیں اور تعجب کرتے ھیں کہ لوگ کیسے احمق اور نادان ھیں جو مفت میں بھوکے رھتے اور اپنے نفس کو تکلیف و مشقت میں ڈالتے ھیں ؟ قالوا : ماھي الا حیاتنا الدنیا ' نموت ونحیا وما یھلکنا الا الدھر ( ۴۵ : ۲۴ )

| | |
|---|---|
| قل ا باللہ و ایاتہ و رسولہ کنتم تستھزؤن ؟ ( ۹ : ۶۵ ) | ان ملحدوں سے کہو کہ آیا تم اللہ ' اسکی آیات ' اور اُسکے رسولوں کے ساتھہ ھنسي کرتے ھو ؟ |

ابتدا اسلام میں یہود و نصاری احکام شریعت کي ھنسي اڑاتے تھے جنکا حال سورہ مائدہ میں خدا نے فرمایا ھے :

| | |
|---|---|
| یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم ھزوا و لعبا ( ۵ : ۶۲ ) | اے مسلمانو ! ان لوگوں کا رشتہ نہ پکڑو جنھوں نے تمھاری شریعت کو ھنسي ٹھٹھا اور ایک طرح کا کھیل بنا لیا ھے - |

انکا حال یہ تھا کہ :

| | |
|---|---|
| و اذا نادیتم الی الصلواۃ اتخذوھا ھزوا و لعبا ذالک بانھم قوم لا یعقلون ( ۵ : ۶۳ ) | جب تم نماز کیلیے صدا بلند کرتے ھو تو یہ ھنسی اور ٹھٹھا کرتے ھیں - یہ اسلیے ھے کہ اُنکی عقلیں کھوي گئی ھیں - |

سورہ بقر میں انھیں کی نسبت فرمایا ھے :

| | |
|---|---|
| زین للذین کفروا الحیاۃ الدنیا و یسخرون من الذین امنوا ( ۲ : ۱۰۸ ) | کافروں کي نظروں میں صرف دنیا کی زندگی ھي سما گئي ھے - وہ ان لوگوں کے ساتھہ تمسخر کرتے ھیں جو اللہ پر ایمان لاے ھیں - |

سو اج یہ حالت خود مسلمانوں کا یہ نیا متمدن فرقہ ھمیں دکھلا رھا ھے ' اور صمناً خبر دیتا ھے کہ اسکا شجرہ نسب ملالت کن لوگوں سے ملتا ھے ؟ نماز سے بڑھکر اس گروہ کیلیے کوئي مبغوض و مکروہ حکم نہیں ' کیونکہ علاوہ ایک وحشیانہ حرکت ھونے کے اسکے اکثر اجزا ایسے ھیں جو متمدن زندگي کے ساتھہ جمع نہیں ھوسکتے - وضو سے شرٹ کي آستینوں کا کلف خراب ھوجاتا ھے ' اور سجدہ میں جانے سے پتلوں پر گھٹنوں کے پاس شکنیں پڑجاتي ھیں : و اذا قیل لھم ارکعوا لا یرکعون ( ۷۷ : ۴۸ )

جب نماز کے ساتھہ یہ سلوک ھے تو روزہ کی نسبت پوچھنا ھي عبث ھے - وہ کہتے ھیں کہ موجودہ متمدن زندگي نے دن میں پانچ مرتبہ اقلاً غذا کا حکم دیا ھے ' کوئي وجہ نہیں کہ ایک مہینے تک کیلیے انسان بالکل غذا ترک کردے : قاتلھم اللہ انی یوفکون ( ۹ : ۳۰ )

# تاریخ فرضیت صوم
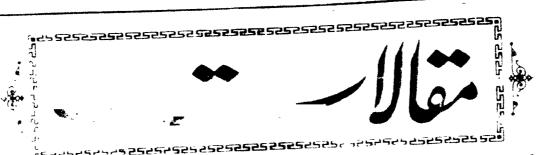
عبادات اسلامیہ کی ترتیب فرضیت اگر اسرار و مصالح پر مبنی ہوتی تو تمام عبادات میں سب سے پہلے رمضان کے روزے فرض ہوتے -

تقدم زمانی کے لحاظ سے تمام فرائض میں سب سے پہلے نماز فرض ہوئی - ابتداء میں وہ اگرچہ نہایت سادہ و مختصر عبادت تھی تاہم تکبیر و تہلیل اور قرات سے اسکا پیکر روحانی خالی نہ تھا جب کفر زار مکہ کی فضاء میں قران مجید کی نامانوس مگر مقدس آیتیں گونجتی تھیں تو کفار اس مختصر عبادت میں بھی رکاوٹ پیدا کرتے تھے - چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کفار نے نماز میں قرات سے صرف اس بنا پر روکدیا تھا کہ اسکا اثر انکے بال بچوں پر شدت کے ساتھہ پڑتا تھا اور انہیں خوف تھا کہ کہیں وہ مسلمان نہ ہو جائیں -

لیکن روزہ ایک غیر محسوس فریضہ الہی ہے - رکوع، سجود، قیام، قعود، تکبیر و تہلیل سے اسکی ترکیب نہیں ہے جسکی صدائیں دوسروں تک پہنچیں اور انہیں خبردار کردیتی ہیں - وہ ایک عدمی چیز ہے - منہیات کے سلب و نفی سے اسکی ترکیب و تقوم ہوتی ہے - یعنی اسکا وجود محض بعض خواہشوں کے روک دینے اور بعض ضروریات جسمی کے حبس و ضبط سے متشکل ہوتا ہے - پس ظاہر ہے کہ ایسی غیر محسوس چیز میں کسیکو رکاوٹ پیدا کرنے کا اور مانع آنے کا کیا موقع مل سکتا ہے ؟

اس سے ظاہر ہوا کہ جب اسلام ہر طرف سے تیروں اور برچھیوں کے حصار میں گھرا ہوا تھا تو اس حالت میں صرف روزہ ہی ایک ایسی عبادت تھی جو خاموشی کے ساتھہ بے روک ٹوک ادا کی جاسکتی تھی، پس عقلاً سب سے پہلے اسی کو فرض ہونا چاہیے تھا کہ آغاز عہد کی مظلومیت و مسکنت میں بآسانی ادا کیا جاسکتا تھا - لیکن تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز تو پہلے ہی دن فرض کردی گئی، مگر روزہ سنہ ۲ ھ میں فرض ہوا، جبکہ مال غنیمت سے مدینہ کا دامن بھر گیا تھا اور تکبیر و تہلیل کی صداؤں کو ایک فضاے غیر محدود مل گئی تھی -

آخر اسکے اندر کون سی حکمت پوشیدہ ہے ؟ کیا اسلام کا نظام عبادت ترتیب معکوس پر قائم ہے ؟

( علة تقدم صلوۃ )

اسلام ایک دین قیم ہے - ترتیب و نظام اسکی حقیقت میں داخل ہے - پس ضرور ہے کہ عبادات کی فرضیت کی تقدم و تاخیر میں بھی اسرار و علل پوشیدہ ہوں اور تدبر و تفکر سے کام لیا جاے تو فی الحقیقت نماز کی تقدیم اور روزے کی تاخیر میں ایک دقیق و اہم نکتہ پوشیدہ ہے -

اگر ہمارے پاس غذاے لطیف نہیں، آب خوشگوار نہیں، زوجۂ جمیلہ نہیں، غرض وہ تمام چیزیں نہیں جنکے استعمال سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے تو ایسی حالت میں ان تمام چیزوں سے منھہ موڑ لینا کوئی حقیقی تقوی نہ ہوگا، بلکہ ایک مجبوری کی شکل ہوگی - کیونکہ اگر روزہ نہ رکھیں، جب بھی دن بھر فاقہ کشی سے کٹتی ہے - پس اگر مکہ میں روزہ فرض کردیا جاتا تو وہ اسی قسم کا ایک مجبورانہ تقوی ہوتا، لیکن مدینہ کی حالت اس سے مختلف تھی - وہاں زمین اپنے خزانے اوگل رہی تھی، خوبصورت کنیزیں ہر طرف سے آ آ کر جمع ہو رہی تھیں، فتوحات نے آغاز ہی سے طرح طرح کی نعمتوں کے انبار لگادیے تھے اور آزادی کے احساس نے ان جذبات کو اور بھی مشتعل کردیا تھا - ایسی حالت میں اگر کوئی شخص ان لذائذ طیبہ سے احتراز کرتا تو یہ بے شبہہ اسکے قوت ایمان و ضبط نفس کی دلیل ہوتی - اسلام درحقیقت صبر و توکل کی ایک آزمایش اور زہد و تقوی کا امتحان گاہ ہے، اسلیے صبر و قناعت کیلیے اس نے مسلمانوں کے زہد و تقوی کو روزے کے ساتھہ آزمایا، اور ایسے وقت میں آزمایا جبکہ لغزش اور ٹھوکر کے اسباب فراہم ہونا شروع ہوگئے -

( اغاز صیام )

جمہور مفسرین کا بیان ہے کہ ابتداے اسلام میں مسلمانوں نے بھی روزہ بالکل انہیں خصوصیات کے ساتھہ اختیار کیا تھا، جسکی مثال عیسائیوں کے سلسلۂ عبادات میں قائم ہوچکی تھی - یعنی عیسائیوں کے یہاں روزہ نہایت سخت شرائط کا پابند تھا - مثلاً اگر کوئی شخص افطار کرکے سوجاتا تھا، تو اوسپر کھانا پینا، عورت کے پاس جانا حرام ہوجاتا تھا، اور اسی قید کی ابتداء سے اوسکے روزہ کی ابتداء قرار پاتی تھی - شروع اسلام میں مسلمان بھی انہی شرائط کے پابند تھے، لیکن بعض صحابہ نے حالت روزہ میں دن بھر کام کیا، شام کے وقت پلٹے تو کھانا طیار نہ تھا - بی بی نے کھانا پکانا چاہا مگر انکو کھانے سے پہلے ہی نیند آگئی اور بغیر افطار کئے ہوے سوگئے - اسی فاقہ کی حالت میں دوسرے روز کا روزہ بھی رکھنا پڑا، نتیجہ یہ ہوا کہ بیہوش ہوگئے - یہ تو مجبوری کی صورت تھی، لیکن بعض لوگ ضبط نفس بھی نکرسکے - خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی بی بی سے علحدہ نہ رہسکے - اس بنا پر خداوند تعالی نے دسریح مزید کردی کہ شریعۃ اسلامیہ کا روزہ اقوام سابقہ کے شدائد پر مبنی نہیں ہے بلکہ اسمیں ہر طرح کی آسانیاں اور سہولتیں رکھی گئی ہیں :

<table>
<tr>
<td>احل لکم لیلة الصیام الرفث الی نسائکم هن لباس لکم وانتم لباس لهن علم الله انکم کنتم تختانون انفسکم فتاب علیکم وعفا عنکم فالان باشروهن وابتغوا ما کتب الله لکم وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر - ( ۲ : ۱۸۳ )</td>
<td>تمہارے لیے روزے کی راتوں میں بیوی کے پاس جانا جائز کر دیا گیا ہے، کیونکہ عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم انکا لباس ہو - خدا کو معلوم ہوا کہ تم لوگ چھپکے ایسا کرتے تھے کہ گویا اپنے نفس کے ساتھہ خیانت تھی - پس خدا نے تمہاری توبہ قبول</td>
</tr>
</table>

کی، اور معاف کردیا - اب تم اطمینان سے کھاؤ پیو، یہاں تک کہ صبح کا سفید ڈورا صبح کے سیاہ ڈورے سے ممتاز ہو جاے

( صلوۃ و صیام )

نماز انکے مخاطب ہے، جو ہمکو ہر برائی سے بچاتی ہے

ان الصلوة تنهی عن الفحشاء والمنکر ( ۲۶ : ۴۰ ) نماز بری باتوں سے روکتی ہے

لیکن محض احتساب سے تقوی حاصل نہیں ہوسکتا - طبیب ہمکو پرہیز بتاتا ہے، لیکن ہم جب تک اس پر عمل نہیں کرتے، اسکے پرہیز کا اصلی مقصد یعنی صحت حاصل نہیں ہوتی - نماز ہمکو تقوی کی تاکید کرتی ہے - لیکن روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو

## علم النباتات کا ایک جدید صفحہ

( مسٹر بوس کا اکتشاف جدید )

روح نباتات اور احساس

( ۲ )

( قدیم تحقیق )

گذشتہ صحبت میں تم نے اندازہ کرلیا ہوگا کہ حیوانات اور نباتات کے ہیجانوں میں کس درجہ مشابہت و مماثلت ہے؟ اور اسلیے غالباً تم دونوں کو یکساں طور پر "ہیجان" اور "عمل عصبی" سمجھتے ہوگے -

لیکن علماء وظائف الاعضاء نباتات کے سر خیل' علامہ پیفر ( Peffer ) کے بعض تجارب کی بنا پر یورپ میں یہ امر قطعی طور پر طے پاگیا تھا کہ حیوانات میں جس شے کو دفع عصبي (Nervous in pulse) کہتے ہیں' اسکے مقابلہ میں نباتات کے اندر کوئي شے نہیں ہے - چنانچہ تمام علماء نباتات برابر یہی کہتے آئے ہیں کہ جسکو ہم بظاہر دفع عصبي سمجھتے ہیں' وہ عمل عصبی نہیں بلکہ ایک طرح کا عمل میکا نیکي ہے

وہ کہتے ہیں کہ پودوں کے جو نسیج طبیعي مقدار سے زیادہ بڑے نظر آتے ہیں' انکي نسبت سمجھنا چاهیے کہ وہ گویا ربڑ کی نلکیاں ہیں جنمیں پانی بھرا ہوا ہے - جب ہم کہربا کے ذریعہ یا کسي اور مکا نیکي طریقہ سے تنبہ و تحریک پیدا کرتے ہیں تو گویا ان پانی سے بھرے ہوے اسپنجوں کو نچوڑنے لگتے ہیں - اسلیے پانی اندر سے پورے زور کے ساتھہ اچھلکر نکلتا ہے اور نکل کے پودے کے اس عضو متعلق ( پل وي نس ) سے ٹکراتا ہے - اس تصادم کي وجہ سے پل وي نس سکڑنے لگتا ہے' اور ناھم کی پتیاں کمھلا کے جھک جاتی ہیں -

ڈاکٹر بوس کی تحقیقات سے پیشتر تمام علمی دنیا کا ان بیانات پر ایمان کامل تھا مگر اب علم کی ایک مشرقی رسالت نے اس ایمان کو متزلزل کر دیا ہے !

اب ہم کو اس طرف متوجہ ہونا چاهیے کہ کیا در حقیقت نباتات میں ہیجان یا حرکت کا انتقال عصبی نہیں ہے بلکہ مکا نیکي ہے؟ اسکے متعلق فیصلہ کرنے سے پہلے انتقال عصبی اور انتقال میکانیکی کا باھمی فرق سمجھہ لینا چاهیے

( انتقال میکا نکی اور انتقال عصبی )

کسي جسم کے ایک مقام سے دوسرے مقام پر صناعي اور آلی طریقہ سے ( یعنی بذریعہ آلات کے ) جانے اور منتقل ہونے کا نام " انتقال مکا نیکی " ہے -

مثلاً تمھارے شہر میں زمین کے نیچے آہنی نلوں کا ایک جال پھیلا ہوا ہے جسے تم پایپ یا نل کہتے ہو - اسمیں ایک مخصوص مقام سے پانی ڈالا جاتا ہے اور بعض مشینوں کی وساطت سے تمھارے گھروں تک پہنچ جاتا ہے - یعنی ایک جسم سیال ( پانی ) بعض آلات کے عمل سے اپني جگہ سے چلتا ہے اور چلکر تم تک آجاتا ہے - یہي انتقال میکانیکي ہے -

انتقال عصبي میں بھي قریباً وھي ہوتا ہے جو انتقال مکانیکی میں ہوتا ہے - اعصاب نہایت چھوٹے چھوٹے ذرات سے مرکب ہیں - ان ذرات میں حرکت و انتقال کی قابلیت موجود ہے - جب اعصاب میں کسی قسم کی تنبیہ یا تحریک ہوتي ہے تو ان ذرات میں آشفتگي و برہمي پیدا ہوجاتی ہے - اسي برہمي و انقلاب کا نام ہیجان ہے -

جب اعصاب اپني پوري زندگي یا بہتر و موافق وظائف الاعضائي حالت میں ہوتے ہیں' تو اسوقت یہ قوت اپنے اوج و شدت پر ہوتي ہے - ضعیف سے ضعیف تنبیہ اور خفیف سي خفیف تحریک بھی ذرات میں ایک انقلاب عظیم اور برہمي عام پیدا کردیتي ہے - اور اسلیے سخت ہیجان محسوس ہوتا ہے -

لیکن جب اعصاب کی وظائف الاعضائی حالت عمدہ نہیں ہوتی' تو ذرات کی برہمی اور ہیجان کی شدت میں بھي فرق آجاتا ہے -

یہ حالت اعصاب موصلہ conducting nerves سے ہوکے گزرتي ہے' اور جہاں سے گزرتي ہے' اس مقام کے ذرات میں انقلاب و برہمی پیدا ہو جاتی ہے - یہی جا بجا اور منزل بمنزل بڑھنے والا انقلاب ذرات ہے جسے تنبہ عصبي nervous epulsim کے انتقال سے تعبیر کیا جاتا ہے -

( وظائف الا عضائی اعتدال )

ہم ابھی لکھہ آئے ہیں کہ ہیجان کي شدت اور اسکا ضعف اعصاب کی حیات تامہ اور موافق و سازگار وظائف الاعضائی حالت پر موقوف ہے' اسلیے ہم بتا دینا چاهتے ہیں کہ " موافق وظائف الاعضائی حالت " سے ہماري مراد کیا ہے ؟

اس سے ہمارا مقصد اعتدال حرارت و برودت ہے -

اعصاب کے اداء وظائف پر حرارت و برودت کا بہت بڑا اثر پڑتا ہے - جسوقت اعصاب کے کسی حصہ میں تنبہ یا تحریک پیدا ہوتي ہے' اگر اسوقت وہ معتدل حالت میں ہوتے ہیں تو انمیں ایک طبیعی و عادي ہیجان پیدا ہوتا ہے لیکن اگر یہ اعتدال موجود نہو بلکہ برودت غالب ہو' تو پھر جسقدر برودت کا غلبہ ہوتا ہے اسیقدر ہیجان میں بھی کمی ہوتی جاتی ہے - یہاں تک کہ جب برودت بہت زیادہ بڑھجاتی ہے تو پھر ہیجان بالکل باطل ہو جاتا ہے - یہي بطلان ہیجان ہے جس کو مرض فالج کہتے ہیں

لیکن اگر برودت کے بدلے حرارت کا غلبہ ہے تو اس سے ہیجان میں ایک غیر طبیعی حالت پیدا ہوتی ہے - اس حالت کے حد سے زیادہ ہونے کے بعد برودت کے نتائج کی طرح اسکے نتائج بھی سخت خطرناک ہو جاتے ہیں

بعض ایسے وسائل بھی ہیں جنکے ذریعہ سے اعصاب میں ہنگامی طور پر فالج کی سی کیفیت پیدا کی جاسکتي ہے - انکو اصطلاح میں anaesthetics کہتے ہیں -

انکے اثرات کا اصلی عمل یہ ہے کہ وہ اعصاب کی قوت تنبہ کو قبضہ کر لیتے ہیں اسي طرح بعض ایسی سمیات (زہریلی دوائیں) بھی ہیں جنکے ذریعہ اعصاب کی قوت ایصال کو فنا کردیا جاسکتا ہے

# الحسبة في الاسلام

## ( ۳ )

### ( مواقع احتساب )

جبکہ تمام عالم کو برائیوں نے گھیر لیا ہے ' نیکی کا چراغ اس تاریکی میں ٹمٹما رہا ہے ' اسلیے تمکو برائی ہر جگہ مل سکتی ہے اور تم ہر جگہ شیطان سے جہاد کرسکتے ہو ' لیکن جزئیات کا استقصا مشکل ہے - بہتر ہوگا کہ چند ابواب مقسومہ میں اصولی طور پر مواقع احتساب متعین کردیے جائیں -

سب سے اول درجہ احتساب کا ایمان باللہ اور توحید باری تعالی ہے - اور وہ تمام معتقدات جنسے ایمان باللہ مرتب ہوتا ہے - لیکن یہ حصہ بہت وسیع ہے اور اسکے لیے ایک مستقل مضمون درکار ہے - ہم یہاں صرف اعمال کو لیںگے -

( ۱ ) عبادات و فرائض و سنن -

عبادات تمکو معلوم ہے کہ چار ہیں : نماز ' زکوۃ ' روزہ ' حج - سب سے پہلے ان کے قیام و استحکام کیلیے احتساب کرنا چاہیے - یہ اگرچہ نہایت ضروری ہے مگر پھر بھی آسان ہے - دشواری اسوقت پیش آتی ہے جب ان میں حشویات و زوائد کا اضافہ ہوجاتا ہے - اسیکا نام بدعت ہے ' اور انسان ان کے چھوڑنے پر بہ مشکل آمادہ ہوتا ہے - علماے اسلام کو اکثر انھی کیلیے جہاد کرنا پڑا - اس زمانے میں تو یہ احتساب فرض عین ہوگیا ہے - کیونکہ بدعات کے ازالہ سے شاید ہي کوئی عمل دینی محفوظ رہا ہو -

( ۲ ) معاملات

تجارت میں بھی احتساب کی سخت ضرورت ہے - ایک شخص کم تولتا ہے ' ایک شخص اچھے کے ساتھہ ردی مال ملا دیتا ہے ' ایک شخص غلہ روک لیتا ہے ' ایک شخص نرخ بڑھا دیتا ہے ' ایک شخص کھوٹا دیتا ہے ' منڈي میں غلہ کی گاڑیاں آتی ہیں ' ایک شخص آگے بڑہ کر کل غلہ خرید لیتا ہے - ایک دیہاتي سودا لیکر آتا ہے ' ہوشیار شہری اوسکو دھوکہ دیکر سستے داموں پر خرید لیتا ہے - اسلام میں یہ تمام مواقع پیش آے ہیں اور ان پر احتساب کیا گیا ہے ' جیسا کہ کتب حدیث میں بہ تصریح مذکور ہے - تمدن جدید نے ان معاملات و فریب کو اور با قاعدہ اور وسیع کر دیا ہے ' اسلیے جہاں جہاں اسلامی آبادیاں جدید تمدن کے رذائل و معائب کا شکار ہوئي ہوں ' وہاں اس احتساب کي بھی نہایت سخت ضرورت ہے - علی الخصوص ہندوستان اور مصر میں -

ملازمت کی ہر قسم کی بددیانتي قابل مواخذہ و احتساب ہے - رشوت خواري ' عدم اداے فرائض ' اور قبول رشوت بصورت ہدایا جو نہایت کثرت کے ساتھہ جاری ہے اور جسکی نسبت نہایت صراحت سے احادیث کثیرہ و مشہورہ میں ممانعت کي گئی ہے ' وغیرہ وغیرہ -

( ۴ ) اخلاق و عادات کی نگرانی -

انسداد شراب نوشي ' قمار بازي ' ترویج فحاشی ' نا جائز گداگری ' مسافروں کو خدع و فریب دینا ' اسکے علاوہ انکے مقدمات و دواعی کا استیصال بھي احتساب کا وسیع میدان ہے - یعنی اُن تمام چیزوں کو بھي روکنا چاہیے جو کو خود ان مفاسد میں داخل نہیں مگر ان مفاسد کے پیش خیمہ اور وسیلہ ہیں - اس سلسلے میں مسلمانوں کی شادی و غمی کی رسم و رواج بھی بڑا موقعۂ احتساب ہیں - اکثر صورتوں میں انکی مذہبی مجالس کی نشاط فرما کر فسق و فجور اور اکثر منکرات کا مجموعہ بنا دی گئی ہیں - اسراف و تبذیر جو سب سے بڑي معصیت ہے ' نہایت مہلک اور تباہ کن حد تک پہنچ گئی ہے - پس ان احتساب کی دعوت و تعلیم اور سعي و مجاہدات کو اسپر متوجہ ہونا چاہیے -

( ۵ ) صیغہ دیوانی و ملکی کا میدان بھی احتساب کا بہترین معبر ہے - صیغہ مال ' صیغہ دیوانی ' خراج و مالگذاري کي تشخیص جیل خانوں کی اصلاح ' پولیس کے مظالم کا انسداد ' کو نسلوں کی وسعت ' میونسپلٹی کی با قاعدگي ' محکمہ زراعت و محکمہ حفظان صحت کی نگرانی ' غرض تمام محکمہ ہاے حکومت جو انسان کی آرام و آسایش کے ذمہ دار ہیں ' سب سے زیادہ قابل توجہ و التفات ہیں - بدقسمتي سے اسمیں ہندوستانی رعایا کو بہت کم دخل ہے - اسلیے اس سبب ہندوستان میں اسکا موقعہ ناپید ہے -

( ۶ ) تعلیمی یعنی مدارس اسلامیہ کی اصلاح ' مدارس سرکاري کا با قاعدہ مراقبہ ' تعلیم عام کی اشاعت اور مضر تعلیم روکنا ' صحیح و صالح تعلیم و تربیت کو رواج دینا ' احتساب کے سلسلے میں داخل ہیں اور اس سفر کي نہایت اہم منزلیں ہیں -

غرض ہر وہ وقت واقعہ جو دنیا پر بھلا یا برا اثر ڈال سکتي ہے احتساب کی طالب ہے - اسلیے تمام دنیا ایک عام صیغہ احتساب ہے

ابتداے اسلام میں ہمیشہ صیغہ احتساب قائم رہا ' اور حدود شرعیہ ' ضمان و قصاص ' عقوبات مالیہ و بدنیہ ' اسي غرض سے قائم کیے گئے کہ دنیا کا معیار اخلاق اپنے توازن طبیعي کے ساتھہ قائم رہے - دنیا میں حکومتوں اور سلطنتوں کو احتساب ہی نے قائم کیا ہے ' اور سلطنت کے تمام اجزاء احتساب ہی کے زیر اثر کام کررہے ہیں - کلکم راع و کل راع مسئول عن رعیتہ -

### ( احتساب اعظم )

دنیا میں جب تک اسلامي سلطنتیں قائم رہیں ' عبادات اخلاق ' تجارت ' ملازمت ' سیاست ' تعلیم ' غرض ہر چیز میں مذہب کا رنگ نمایاں طور پر نظر آتا تھا اور رشتۂ احتساب دین کے ہاتھہ میں تھا ' لیکن اب جبکہ تمھارے دلوں میں نور ایمان نہیں رہا تو تمھیں ہر چیز تاریک نظر آتی ہے - عبادات میں مذہب کي جھلک البتہ نظر آجاتی ہے اور رمضان میں مسجدوں کی قندیلیں گاہ گاہ اسے نمایاں کردیتی ہیں ' لیکن اگر یہي لیل و نہار ہیں تو ممکن ہے کہ یہ چراغ بھی زیادہ عرصہ تک روشن نہ رہیں - لا قدر اللہ ! اسکے علاوہ تمام چیزوں پر سیاست کا رنگ چڑہ گیا ہے - تجارت ' ملازمت ' تعلیم ' غرض ہر چیز سے تم اسلیے بھاگتے ہو کہ یہ سیاست کا میدان ہے اور ہمکو اس میں قدم نہیں رکھنا چاہیے ' لیکن تمکو گھبرانا نہیں چاہیے - سلطنت کے تمام اجزاء بھی احتساب ہي کا فرض ادا کر رہے ہیں - محکمۂ بحث سزا دیتا ہے کہ اخلاق کا معیار پست نہ ہونے پاے ' جج حق دلواتا ہے کہ انصاف قائم رہے ' ڈاکٹر علاج تقسیم کرتا ہے کہ انسان کا مزاج اعتدال پر رہے ' پس تمکو خوش ہونا چاہیے کہ غیر تمھارا کام کر رہے ہیں ' البتہ چونکہ تم مومن ہو اسلیے تمکو محتسب اعظم بنکر خود انکا احتساب لینا چاہیے کہ وہ کیا کر رہے ہیں ؟ سچا احتساب انکے اندر ہے یا نہیں ؟

[illegible] کا نتیجه عملي صورت میں دکھا دیتی هے [illegible] سکھاتي تھی ' اور هم نے روزے میں تمام [illegible] سے [illegible] تقوی حاصل کرلیا - پس نماز کا اصلی نتیجه روزه هے [illegible] هے که وه نماز کے بعد فرض کیا گیا ' کیونکه نتیجه کبھی [illegible] سے منفک نہیں هوسکتا -

( زکواة و صیام )

روزه اگرچه نماز کا عملي نتیجه هے ' لیکن وه خود زکواة کی علت [illegible] هے - انسان جب روزه رکھتا هے تو خود بھوکا پیاسا رهکر [illegible] اور مسکینوں کی بھوک پیاس کا اچھی طرح اندازه کرلیتا هے - پس اب وه فقراء و مساکین جو [illegible] میں جو باره مہینے اس [illegible] میں مجبوراً مبتلا رهتے هیں ' جس [illegible] کو روزه دار نے اپنی خوشي سے ایک ماه کیلیے اختیار [illegible] نتیجه یه هے که اسکے دل میں اونکی اعانت کا [illegible] جذبه پیدا هوجاتا هے - اور جب کبھي کسی بھوکے [illegible] کو دیکھتا هے تو ٹھیک ٹھیک سمجھه لیتا هے که اسپر کیسی مصیبت طاری هے ؟

یہی وجه هے که آنحضرت صلی الله علیه و سلم رمضان المبارک میں معمول سے زیاده انفاق کیا کرتے تھے ' اور یہی سبب هے که رمضان کے بعد صدقۂ فطر واجب کیا گیا -

اس لحاظ سے عبادات کے سلسله میں زکوة کا تیسرا درجه اتفاقی نہیں بلکه عقلی هے ' کیونکه وه روزه کا نتیجه هے [illegible] عبادات کے سلسله میں روزے کا چونکه دوسرا درجه تھا ' اسلیے اسکے نتیجه کا تیسرا اثر زکوة قرار پایا -

( حج و صیام )

حج ان تمام عبادات کا جامع هے [illegible] کا آخری فرض هے - نماز بھی اوسکا جزو هے جو [illegible] کے ساتھه ادا کی جاتی هے - وه روزه و زکواة کا بھی [illegible] هے -

| | |
|---|---|
| فمن کان منکم مریضا او به | تو تم میں سے جو [illegible] هو یا |
| اذی من راسه ففدیة من صیام | اوسکے سر [illegible] کوئی [illegible] هو تو |
| او صدقة او نسك | وه روزے کا [illegible] صدقه کا یا قربانی |
| | کا فدیه ادا کرے - |

پس وه اسلام کی عبادات سه گانه کا ایک جامع مرقع هے جو دنیا کو علی الاعلان دکھایا جاتا هے -

لیکن در حقیقت حج بھي روزے کا [illegible] نتیجه هے ' روزے کا بہترین نتیجه ' یا روزے کا ایک [illegible] هے ' جس میں انسان پر وه چیزیں حرام هوجاتی هیں جو [illegible] روزے کے زمانه میں حلال تھیں -

| | |
|---|---|
| ولا تباشروهن و انتم عاکفون | اور اپنی عورتوں کے پاس حالت |
| فی المساجد تلک حدودالله | اعتکاف میں [illegible] خدا کے حدود |
| فلا تقربوها کذلک | هیں [illegible] اسی طرح خدا |
| یبین الله آیاته | اپنی [illegible] کو انسان کیلیے |
| للناس لعلهم یتقون - | بیان کرتا هے [illegible] تقوی اختیار کریں - |

اعتکاف تقوی کا بہترین مظہر هے ' اسلیے اسکے لیے وه تمام شرائط لازمي هیں جنکے [illegible] میں تقوی [illegible] پاتا هے - اعتکاف کیلیے روزه ضروری هے جو مجسم تقوی هے - مسجد کے حدود سے باهر کوئی شخص معتکف نہیں هوسکتا ' اور مسجد هي وه گھر هے جسکو خدا نے موسس علی التقوی کہا هے ' پس اعتکاف روزه کا ایک جزو یا اسکی ایک اعلی ترین شکل هے ' اور حج کی غرض سے هم جس مقدس گھر کی زیارت کو جاتے هیں اسکی تعمیر کا بھی ایک مقصد اعتکاف تھا -

| | |
|---|---|
| و عهدنا الی ابراهیم | اور هم نے ابراهیم و اسمعیل کو وصیت |
| و اسمعیل ان طهرابیتی | کی که تم همارے گھر کو طواف کرنے |
| للطائفین و العاکفین | والوں [illegible] اور مجاوروں کیلیے اور |
| والرکع السجود - | رکوع سجود کرنے والوں کیلیے پاک کرو ! |

( شہر رمضان )

لیکن همکو سب سے زیاده اس چیز پر غور کرنا چاهیے جسکی بنا پر قرآن مجید رمضان میں نازل کیا گیا - هم نماز پڑھتے هیں ' زکوة دیتے هیں ' حج کرتے هیں ' لیکن هم پر کوئی آیت نازل نہیں هوئی - صرف روزه هي ایک ایسی عبادت هے جسکی برکت [illegible] هم پر پورا قرآن نازل هوا : شهر رمضان الذي انزل فیه القرآن -

الله تعالی نے قرآن کریم کو صرف متقین کے لیے نازل فرمایا هے

| | |
|---|---|
| ذلك الکتاب لاریب فیه | اس کتاب میں کوئی شبه نہیں - |
| هدی للمتقین الذین یومنون | وه ان پرهیزگاروں کیلیے رهنما |
| بالغیب ' و یقیمون الصلوة و مما | هے جو غیب پر ایمان لاتے هیں ' |
| رزقنهم ینفقون - ( ۲ : ۲ ) | نماز پڑھتے هیں ' اور هم نے جو |

کچهه انہیں دے رکھا هے ' اسمیں سے انفاق و صدقات کرتے هیں -

روزه صرف تقوی کا نام هے ' اس بنا پر قرآن مجید کا حقیقی ظرف رمضان ' اور اوسکا حقیقي مخاطب صرف روزه دار هی هوسکتا هے :

| | |
|---|---|
| شهر رمضان الذي انزل فیه | رمضان کا وه مہینه جسمیں قرآن |
| القرآن هدی للناس و بینت | نازل کیا گیا - جو هدایت هے لوگوں |
| من الهدی و الفرقان - | کیلیے ' اور اوس میں [illegible] واضح |
| ( ۲ : ۱۸۱ ) | اور روشن دلیلیں امتیاز و هدایت |
| | کی موجود هیں - |

امام رازي نے لکھا هے که خدا نے سورۂ بقره کے اول میں هدی للمتقین کہا تھا اور یہاں هدی للناس کہا هے ' اسلیے ان دونوں آیتوں کے ملانے سے معلوم هوتا هے که آدمي وهي هے جو پرهیزگار هے جو پرهیزگار نہیں وه آدمي نہیں - دوسرے الفاظ میں اس مفہوم کو یوں بھی ادا کرسکتے هیں که کامل انسان وهی هے جو روزه دار هے - یعنی ضبط و صبر اور ایثار کی قوت رکھتا هے - جو روزه دار نہیں وه انسان هی نہیں ' کیونکه انسان وهي هے جسمیں چارپایوں سے کچهه زائد جوهر هوں - وه جوهر اسکی ملکوتیت هے -

روزے سے انسان کے قلب میں تقوی و طہارت کی جو کیفیت الهیه پیدا هوجاتي هے ' اوسکا مظہر اگرچه اوسکی زندگي کا هر حصه هوسکتا هے تاهم اوسکے اظہار کا حقیقي موقع معاملات تمدني هیں جہاں انسان کا قدم ڈگمگا جاتا اور حلال و حرام کے درمیان جو مشتبہات هیں ' اونکی تمیز اوٹھه جاتي هے - کسي نے امام محمد سے کہا که اپ زهد میں کوئی کتاب نہیں لکھي - اونھوں نے فرمایا: میں نے معاملات میں [illegible] لکھدي هیں - زهد کا مظهر اوس سے زیاده کیا هوسکتا هے ؟

اس لحاظ سے تمہارے معاملات روزے کے نتائج کے اظہار کا بہترین [illegible] هیں ' یہی وجه هے که الله تعالی نے روزے کے احکام کے بعد فرمایا:

| | |
|---|---|
| ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل | اور اپنے مال کو باهم ناجائز طریقه |
| و تدلوا بها الی الحکام لتاکلوا | سے نه کھاو ' اور نه حکام کو رشوت |
| فریقا من اموال الناس بالاثم | دو که وه لوگوں کے مال کا ایک |
| و انتم تعلمون - ( ۲ : ۱۸۴ ) | حصه نا جائز طریقه سے کھالیں - |

نظم کلام و ترتیب آیات کے لحاظ سے ان احکام کو بظاهر روزے سے کوئی مناسبت نہیں معلوم هوتی ' لیکن حقیقت یه هے که روزے کی روح یہی اکل حلال هے - روزه نے انسان پر اکل حلال صرف اسلیے حرام کر دیا که وه اگر سد رمق پر قناعت نہیں کرسکتا تو اوسکو کم از کم زهد و قناعت کا خوگر هوکر اکل حرام سے تو ضرور بچنا چاهیے - قرآن مجید کا طرز خطاب یہی هے که وه مقدمات قائم کر دیتا هے ' اون کے نتائج پیش کر دیتا هے ' لیکن یه نہیں بتلاتا که اس میں کون سا مقدمه هے اور کون سا نتیجه ؟ تاهم فطرت سلیمه خود بخود ان کی طرف هدایت کرتي هے - ان هذ القرآن یهدي للتي هي اقوم -

اس تمہیدی تفصیل کے بعد اب یہ آسانی سے سمجھہ میں آسکتا ہے کہ انتقال مکانیکی اور انتقال عصبی میں کیا فرق ہے ؟

مثـــلاً پانی جو میکانیکی طور پر پائپ سے نکلتا ہے' اس پر موثرات طبیعیه یعنی گـرمی سردی کا اثر نہیں پڑتا - نہ پائپ کے احساس میں ( اگر اسمیں احساس ہو ) کچھہ فرق آتا ہے ' اور نہ پانی کی روانی میں کچھہ کمی ہوتی ہے - اگـر اسکے گرد سم آلود پٹی باندھدیجـاے یا خود اسی میں زہر کے قطرے ڈالدیے جائیں - جب بھی اسکی قوت ایصال میں کچھہ فرق نہ آئیگا -

لیکن اگر انہی چیزوں کا استعمال کسی حیوانی عصب پر کیا جائیگا تو وہ ضرور متاثر ہوگا -

اب اگر تم کسی انتقال کے متعلق یہ معلوم کرنا چاهتے ہو کہ یہ میکانیکی ہے یا عصبی' تو اسکی صورت یہ ہے کہ پہلے دیکھـو کہ وظائف الاعضائی تغیرات کا اثر اس پر پڑتا ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں پڑتا تو وہ مکانیکی ہے ورنہ عصبی -

یورپ میں مشہور جـرمن عالم وظائف الاعضاء کے تجارب کی بناء پر یہ فیصلہ کرلیا گیا ہے کہ نبـاتات میں صرف انتقال مکانیکی ہے - حالانکہ مسکین پفیفر کا تجربہ صرف ایک مقدر و معلوم درا تک محدود ہے - اسنے کلورو فارم مموسا کے تنے کی بالائی سطح پر استعمال کیا اور اسکے بعد اسے مس کیا - پتیاں بدستور کمہلا کے جھک گئیں - اس سے وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ نبـاتات میں انتقال میکانیکی ہے نہ کہ عصبی -

واقعی بظاہر یہ تجـربہ قابل استناد معلوم ہوتا ہے اور جو شخص سنتـا ہے وہ ابتـدا میں باسانی پفیفر کی راے سے اتفاق کرلیتا ہے - چنانچہ ڈاکٹر بوس ایک موقع پر لکھتے ہیں :

" خـود مجھہ پر بھی اسـکا اثر عرصے تک بہت قوی رہا لیکن تھوڑے غور و خوض کے بعد اصل حقیقت منکشف ہوگئی -

معلوم ہوتا ہے کہ پفیفر اپنے تجارب میں ان داخلی نسیجوں

( ۱ ) یہ پٹی اور پچکاری کی دو مختلف حالتوں کا مرقع ہے بالائی تصویر اس حالت کی ہے جب پٹی اور پچکاری دونوں ایک دوسرے سے علحدہ ہیں - دوسری زیریں تصویر میں پچکاری کی گولی پٹی کے کنارے سے ملی ہوئی دکھائی گئی ہے - یہی حالت تجربہ و عمل کی ہے -

اس دوسری تصویر میں نظریۂ انتقال میکانیکی کو مصور کرکے دکھایا گیا ہے -

یعنی یوں فرض کیجیے کہ نباتات کے وہ نسیج جو معمولی مقدار سے زیادہ ضخیم نظر آتے ہیں مثل ایک پچکاری کے ہیں - جب ہم اس پچکاری کا ایک سرا دباتے ہیں تو پانی زور کے ساتھہ نکلنا چاهتا ہے اور اسی کوشش میں وہ گولی نما سرے کو آگے دھکیلتا ہے کہ دوسرا سرا آگے پٹی کے متقلص نسیج سے لگتا ہے اور وہ سکڑنے لگتا ہے -

( ۲ ) اس موقع میں انتقال عصبی اور انتقال میکانیکی کی تصویر کھینچی گئی ہے -

ہم نے مضمون میں یہ بتا دیا ہے کہ انتقال عصبی ان چھوٹے چھوٹے ذرات کے انتشار و آشفتگی کا نام ہے جن سے اعصاب مرکب ہوتے ہیں انکو اصطلاح میں دقائق کیمیاویہ بھی کہتے ہیں - چنانچہ مندرجہ بالا تصویر میں آپ دیکھتے ہونگے کہ بہت سے نقطے نقطے سے پریشان و منتشر ہیں -

انتقال میکانیکی کی حقیقت یہ ہے کہ ایک سیال مادہ متحرک ہوتا ہے - دوسری زیرین تصویر اسی انتقال کو واضح کرتی ہے - اسمیں سیال مادہ کی موجیں خطوں کی شکل میں دکھائی گئی ہیں -

دونوں تصویروں کے وسط میں آپ دو خط دیکھتے ہیں - یہی وہ مقامات ہیں جہاں پر مخدر ادویہ کا استعمال کیا گیا ہے -

کو متاثر نہ کرسکا جو احساس کا اصلی سرچشمـہ ہیں - یہ کوئی تعجب انگیز بات نہیں ہے کیونکہ یہ کام نہایت مشکل تھا - اسمیں کچھہ درختوں ہی کی خصوصیت نہیں ہے - حیوانات میں بھی اسکی مثالیں بکثرت ملتی ہیں - مثلاً اگر حیوانات کی بالائی جلـد پر کلورو فارم کا استعمال کیا جاے تو اسکا اثر ان عصبی تھیلیوں (Nerve trunk) تـک نہیں پہنچتا جو عضلات کے درمیان ہوتی ہیں -

اسی خیـال سے میں نے ازسرنو اس مسئلہ پر غور کرنا شروع کیا' اور اسکے لیے مختلف بارہ طریقے استعمال کیے - اب ان تمـام طریقوں سے یہ امر ثابت ہوگیا ہے کہ نبـاتات میں جس قسم کا تنبہ ہوتا ہے اسکی نوعیت بعینہ وہی ہے جو حیوانات کے تنبہ کی ہے " -

( طرق دوازدہ گانہ )

مسٹر بوس کے ان بارہ طریقوں میں ہم تین طریقوں کو نہایت اختصار کے ساتھہ بیان کرینگے -

سرعت تاثر اور ذکاوت حس کے لحاظ سے ہم نے ممو سا کو شروع میں انتخاب کیا تھا اور اسوقت بھی اسی کے تجربۂ و مثال کو قائم رکھتے ہیں - ممو سا میں جو تنبہ ہوتا ہے' ظاہر ہے کہ یہ عصبی قرار پائیگا بشرطیکہ ثابت ہوجاے کہ:

( ۱ ) وظـائف الاعضـــائی تغیرات کا اثر تنبہ کے انتقال کی رفتار پر پڑتا ہے -

( ۲ ) جن وظائف الاعصائی موانع کی وجہ سے حیوانات میں تنبہ کو روکا جاسکتا ہے' بعینہ انہی موانع کے ذریعہ یہاں بھی تنبہ کو روکا جاسکتا ہے -

( ۳ ) طبیعی انتشار کے بغیر ہیجـان کا آغاز اسکے دائرہ کی توسیع ہوسکتی ہے -

آخری تحقیقات نے ہمارے لیے ایسے آلات فراہم کردیے ہیں جنکے ذریعہ ہم انتقال تنبہ کی رفتار اور مختلف حالات میں اسکے تغیرات معلوم کرسکتے ہیں -

آئندہ نمبر میں ہم ان آلات کے متعلق تفصیل سے بحث کرینگے

## علم النباتات کا ایک جدید صفحہ

(مسٹر بوس کا اکتشاف جدید)

روح نباتات اور احساس

(۲)

(قدیم تحقیق)

گذشتہ صحبت میں تم نے اندازہ کرلیا ہوگا کہ حیوانات اور نباتات کے ہیجانوں میں کس درجہ مشابہت و مماثلت ہے؟ اور اسلیے غالباً تم دونوں کو یکساں طور پر " ہیجان" اور "عمل عصبی" سمجھتے ہوگے -

لیکن علماء وظائف الاعضاء نباتات کے سر خیل ' علامہ پیفر ( Peffer ) کے بعض تجارب کی بنا پر یورپ میں یہ امر قطعی طور پر طے پاگیا تھا کہ حیوانات میں جس شے کو دفع عصبی (Nervous in pulse) کہتے ہیں ' اسکے مقابلہ میں نباتات کے اندر کوئی شے نہیں ہے - چنانچہ تمام علماء نباتات برابر یہی کہتے آئے ہیں کہ جسکو ہم بظاہر دفع عصبی سمجھتے ہیں ' وہ عمل عصبی نہیں بلکہ ایک طرح کا عمل میکا نیکی ہے -

وہ کہتے ہیں کہ پودوں کے جو نسیج طبیعي مقدار سے زیادہ بڑے نظر آتے ہیں ' انکی نسبت سمجھنا چاہیے کہ وہ گویا ربڑ کي نلکیاں ہیں جنمیں پاني بھرا ہوا ہے - جب ہم کہربا کے ذریعہ یا کسي اور مکا نیکي طریقہ سے تنبہ و تحریک پیدا کرتے ہیں تو گویا ان پاني سے بھرے ہوے نسیجوں کو نچوڑنے لگے ہیں - اسلیے پاني اندر سے پورے زور کے ساتھہ اچھلکر نکلتا ہے اور نکل کے پودے کے اس عضو متعلق (پل وي نس) سے ٹکراتا ہے - اس تصادم کي وجہ سے پل وي نس سکڑنے لگتا ہے ' اور باہر کی پتیاں کمھلا کے جھک جاتی ہیں -

ڈاکٹر بوس کی تحقیقات سے پیشتر تمام علمي دنیا کا ان بیانات پر ایمان کامل تھا مگر اب علم کی ایک مشرقی رسالت نے اس ایمان کو متزلزل کر دیا ہے !

اب ہم کو اس طرف متوجہ ہونا چاہیے کہ کیا در حقیقت نباتات میں ہیجان یا حرکت کا انتقال عصبي نہیں ہے بلکہ مکا نیکي ہے؟ اسکے متعلق فیصلہ کرنے سے پہلے انتقال عصبی اور انتقال میکانیکی کا باہمی فرق سمجھہ لینا چاہیے -

(انتقال میکا نیکی اور انتقال عصبی)

کسي جسم کے ایک مقام سے دوسرے مقام پر صناعي اور آلی طریقہ سے ( یعنی بذریعہ آلات کے ) جانے اور منتقل ہونے کا نام "انتقال مکا نیکی" ہے -

مثلاً تمہارے شہر میں زمین کے نیچے آہنی نلوں کا ایک جال پھیلا ہوا ہے جسے تم پایپ یا پم کہتے ہو - اسمیں ایک مخصوص مقام سے پاني ڈالا جاتا ہے اور بعض مشینوں کی وساطت سے تمہارے گھروں تک پہنچ جاتا ہے یعنی ایک جسم سیال ( پانی ) بعض آلات کے عمل سے اپني جگہ سے چلتا ہے اور چلکر تم تک آجاتا ہے - یہي انتقال میکانیکي ہے -

انتقال عصبي میں بھي قریباً وہي ہوتا ہے جو انتقال مکانیکی میں ہوتا ہے - اعصاب نہایت چھوٹے چھوٹے ذرات سے مرکب ہیں - ان ذرات میں حرکت و انتقال کی قابلیت موجود ہے - جب اعصاب میں کسی قسم کي تنبیہ یا تحریک ہوتي ہے تو ان ذرات میں آشفتگی و برہمي پیدا ہوجاتی ہے - اسي برہمي و انقلاب کا نام ہیجان ہے -

جب اعصاب اپني پوري زندگي یا بہتر و موافق وظائف الاعضائي حالت میں ہوتے ہیں ' تو اسوقت یہ قوت اپنے اوج و شدت پر ہوتي ہے - ضعیف سے ضعیف تنبیہ اور خفیف سي خفیف تحریک بھي ذرات میں ایک انقلاب عظیم اور برہمي عام پیدا کر دیتي ہے - اور اسلیے سخت ہیجان محسوس ہوتا ہے -

لیکن جب اعصاب کي وظائف الاعضائی حالت عمدہ نہیں ہوتی ' تو ذرات کی برہمی اور ہیجان کی شدت میں بھي فرق آجاتا ہے -

یہ حالت اعصاب موصلہ conducting nerves سے ہوکے گزرتي ہے ' اور جہاں سے گزرتي ہے ' اس مقام کے ذرات میں انقلاب و برہمی پیدا ہو جاتی ہے - یہی جا بجا اور منزل بمنزل بڑھنے والا انقلاب ذرات ہے جسے تنبہ عصبی nervous epulsim کے انتقال سے تعبیر کیا جاتا ہے -

(وظائف الا عضائی اعتدال)

ہم ابھی لکھہ آئے ہیں کہ ہیجان کي شدت اور اسکا ضعف اعصاب کی حیات تامہ اور موافق و سازگار وظائف الا عضائی حالت پر موقوف ہے ' اسلیے ہم بتا دینا چاہتے ہیں کہ " موافق وظائف الاعضائی حالت " سے ہماري مراد کیا ہے ؟

اس سے ہمارا مقصد اعتدال حرارت و برودت ہے -

اعصاب کے اداء وظائف پر حرارت و برودت کا بہت بڑا اثر پڑتا ہے - جسوقت اعصاب کے کسی حصہ میں تنبہ یا تحریک پیدا ہوتي ہے ' اگر اسوقت وہ معتدل حالت میں ہوے ہیں تو انمیں ایک طبیعی و عادي ہیجان پیدا ہوتا ہے - لیکن اگر یہ اعتدال موجود نہو بلکہ برودت غالب ہو ' تو پھر جسقدر برودت کا غلبہ ہوتا ہے اسیقدر ہیجان میں بھی کمی ہوتی جاتی ہے - یہاں تک کہ جب برودت بہت زیادہ بڑھجاتی ہے تو پھر ہیجان بالکل باطل ہو جاتا ہے - یہي بطلان ہیجان ہے جس کو مرض فالج کہتے ہیں -

لیکن اگر برودت کے بدلے حرارت کا غلبہ ہے تو اس سے ہیجان میں ایک غیر طبیعی حالت پیدا ہوتی ہے - اس حالت کے حد سے زیادہ ہونے کے بعد برودت کے نتائج کی طرح اسکے نتائج بھی سخت خطرناک ہو جاتے ہیں -

بعض ایسے وسائل بھی ہیں جنکے ذریعہ سے اعصاب میں ہنگامی طور پر فالج کی سی کیفیت پیدا کي جاسکتي ہے - انکو اصطلاح میں anaesthetics کہتے ہیں -

انکے اثرات کا اصلی عمل یہ ہے کہ وہ اعصاب کي قوت تنبہ پر قبضہ کر لیتے ہیں - اسی طرح بعض ایسي سمیات (زہریلی دوائیں) بھي ہیں [illegible] ذریعہ اعصاب کي قوت اتصال کو فنا کردیا جاسکتا ہے -

تنزل الملئکه والروح فيها باذن ربهم - اوس رات میں فرشتے اور روح اپنے رب کے حکم سے اترتے هیں -

فرشتے اور روح اس رات میں اترتے هیں' مگر بتدریج پورے ایک مهینے میں اترتے هیں کیونکه دنیا کا دامن دفعتہ ان برکات و فضائل کے سمیٹنے کی وسعت نہیں رکھتا :

دامان نگه تنگ گل حسن تو بسیار
گلچین نگاه تو ز داماں گله دارد

* * *

لیکن یه ملائکه کیا هیں ؟ اور اس روح کی حقیقت کیا هے ؟ الله تعالی نے خود اسی آیت میں اس حقیقت کو واضح کردیا هے : من کل امر سلام یعنی وه ملائکه اور روح امن اور سلامتی هیں - جو دنیا کو یکسر امنیه و سلامتی کی برکتوں سے معمور کردیتے هیں !

* * *

یه سکون' یه اطمینان کامل' یه سلامتی' یه امن عام جو هم پر آسمان سے اترا' صرف عرب کے لیے مخصوص نه تها بلکه وه مشرق و مغرب دونوں کو محیط هے - همارا آفتاب اگرچه مغرب سے طلوع هوا تها جو همارا قبلهٔ ایمان هے' لیکن اسکی شعاعوں نے مشرق کے افق کو بهی روشن کردیا جہاں سے دنیا کا سورج نکلتا هے' اور جہاں سے صبح کا ستارہ طلوع هوتا هے :

حتی مطلع الفجر - وه امن و امان کا پیغام صبح کے طلوع هونے کی جگه تک یعنی مشرق تک پهنچ جائیگا

دنیا نے اس وعدے کی صداقت کو دیکھ لیا' جب خدا کے پاک فرشتے یعنی قرآن نے مشرق و مغرب دونوں کو اپنے پروں کے نیچے چهپا لیا - ان الله علی کل شی محیط -

* * *

امن عام کا یه پیغام کیا هے ؟ اور وه کیونکر مشرق و مغرب تک پهونچایا جائیگا ؟

قرآن حکیم نے دوسری آیتوں کے ذریعه اس نکته کو حل کردیا هے :

انا انزلناه في ليلة مباركة انا كنا منذرين فيها يفرق كل امر حكيم امرا من عندنا انا كنا مرسلين - رحمة من ربك انه هو السميع العليم - (۴۴ : ۴) - هم نے قرآن کو ایک مبارک رات میں اتارا کیونکه هم دنیا کو اسکی ضلالت کے نتائج سے ڈرانے والے تھے - تمام انتظامات الاهیه جو حکمت و مصلحت عالم پر مبنی هیں' اسی رات میں طے پاتے هیں - از انجمله قرآن کا نزول جو اسی رات میں شروع هوا - پهر همکو اپنا رسول بهیجنا مقصود تها' جسکا ظهور الله کی رحمت کا نزول هے -

اب ان دونوں سورتوں کے تطابق و تماثل پر غور کرنا چاهیے -

الله تعالی نے سورۂ قدر میں فرمایا : انا انزلناه في ليلة القدر اور یہاں فرمایا : انا انزلناه في ليلة مباركة اسلیے که دونوں راتیں ایک هی هیں - وهاں فرمایا تها تنزل الملئکة والروح فيها باذن ربهم من كل امر سلام اور فرمایا : فيها يفرق كل امر حكيم امرا من عندنا - اس بنا پر یه " امر سلام " اور یه " امر حکیم " جسکی تنزیل و تقسیم لیلة القدر میں خدا کے حکم سے کی گئی هے' دونوں ایک هی چیزیں هیں -

* * *

لیکن سوال یه هے که خود وه " امر سلام " اور " امر حکیم " کیا چیز هے ؟ دوسری آیتوں نے اسکی بهی تفسیر کردی هے :

الرا تلك آيت الكتب الحكيم - اكان للناس عجبا ان اوحينا الى رجل منهم ان انذر الناس وبشر الذين امنوا ان لهم قدم صدق عند ربهم ؟ - یه قرآن حکیم کی آیتیں هیں' پهر کیا لوگوں کو تعجب هے که هم نے انهی میں سے ایک آدمی پر وحی کی تاکه وه لوگوں کو ڈرائے اور مومنوں کو اس بات کا مژده سنائے که خدا کے رحمت کے نیچے انکا قدم جم گیا هے ؟

اسلیے یه " امر حکیم " اور یه " امر سلام " خود قرآن کریم هے جو لیلة القدر میں نازل کیا گیا -

* * *

الله تعالی نے سورۂ قدر میں قرآن حکیم کی چند خصوصیات کا اجمالی ذکر فرمایا تها' لیکن اس آیت میں وه خصوصیتیں به تفصیل بیان فرمائی هیں -

سورۂ قدر میں فرمایا تها که " وه سورج کے طلوع هونے کی جگه تک پهیل جائیگا " یه نهایت مجمل طرز خطاب تها - سورۂ دخان میں اوسکی تفسیر بهی کردی : فيها يفرق كل امر حكيم امرا من عندنا یعنی قرآن حکیم کی آیتیں همارے حکم سے ایک پیغمبر پر تقسیم کی جاتی هیں تاکه وه دنیا کے سامنے ان آیتوں کو لے کے جائے اور هر شخص کے آگے اس خوان کرم کو بچهادے' تاکه هر شخص اپنا حصه لے لے : انا كنا مرسلين رحمة من ربك - لیکن دنیا غفلت کی نیند میں سو رهی تهی' اسلیے یه ابر رحمت پہلے گرجا تاکه دنیا جاگ اوٹهے - اوس نے اپنی چادر غیب سے پہلے اوس هاتھ کو نکالا جس میں بجلی کا تازیانه تها :

يا ايها المدثر قم فانذر ! - او چادر اوڑهنے والے' اوٹھ' اور ڈرا !

پہلے اوسکو گرجنے اور تڑپنے کی ضرورت تهی' اسلیے وه گرجا' چمکا' تڑپا' انا انزلناه في ليلة مباركة انا كنا منذرين لیکن درحقیقت اوسکا یه وصف عارضی تها' ورنه رفق و ملاطفت اوسکا مایهٔ خمیر' اور عنصر حقیقی هے : عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمومنين رؤف رحيم - اسلیے وه روئی کے گالے سے بهی زیاده نرم و سفید یا دل کا ایک ٹکڑا تها' جو آب شیریں کا خزانه اپنے ساتھ رکھتا تها اگرچه ابتدا میں بجلی کی کڑک اسکا مظهر ورود هوئی' یه انذار و وعید' یه قهر و غضب اوس قوم کی شامت اعمال کا نتیجه تهی' ورنه پیغمبر امی خدا کی طرف سے صرف بشارت رحمت اور لطف و کرم کا مجسمه بنا کر بهیجا گیا تها : انا كنا مرسلين ' رحمة من ربك -

لیکن خدا کی یه رحمت صرف عرب کے ساتھ نه تهی - بلکه اس ابر کرم نے تمام مشرق و مغرب کو جل تهل کردیا - چنانچه دوسری جگه رحمة من ربك کی تفسیر کردی گئی -

وما ارسلناك الا رحمة للعالمين - هم نے تجهکو تمام دنیا کیلیے صرف رحمت هی رحمت بنا کے بهیجا !

* * *

" لیلة القدر " کو تمام راتوں پر صرف اسی لیے فضیلت نہیں هے که اوسمیں عبادت کا ثواب تمام راتوں سے زیاده ملتا هے بلکه اس بنا پر بهی که اوس میں همکو ایک کتاب دیگئی اور همکو مشرق و مغرب میں اسکی منادی کرنے کا حکم دیا گیا - بادشاهوں کی منادی طبل و علم کے ساتھ کی جاتی هے' لیکن خدا کی منادی تهلیل و تکبیر کے ساتھ هونی چاهیے - رمضان کے بعد عید کا حکم اسی لیے دیا گیا تا که تهلیل و تکبیر کی مقدس صداؤں میں اسلام کے جاه جلال' ظهور و قوت' اور وسعت و انتشار کا سماں دنیا کو نظر آجائے - ولتكبروا الله على ما هداكم ولعلكم تشكرون -

پهر آه تمهاری غفلت کیسی شدید اور تمهاری گمراهی کیسی ماتم انگیز هے که تم لیلة القدر کو تو ڈهونڈهتے هو پر اس کو نہیں ڈهونڈهتے جو لیلة القدر میں آیا اور جسکے ورود سے اس رات کی قدر و منزلت بڑهی - اگر تم اسے پالو تو تمهارے لیے هر رات لیلة القدر هے :

هر شب شب قدر است اگر قدر بدانی !

# وثائق و حقائق

## لیلۃ القدر

عالم تقدیر خاموش نہیں ہے - وہ ایک امام ناطق ہے - اُس نے مجموعی طور پر تمام عالم کی قسمت کا فیصلہ ازل ہی میں کردیا تھا ' لیکن اشخاص و اقوام کی تقدیر کا فیصلہ ہمیشہ ہوتا رہتا ہے -

کارکنان قضاء و قدر بہت سی قوموں کی قسمت کا فیصلہ کرچکے تھے' مگر ایک بادیہ نشین قوم پہاڑوں کے دامن میں دبی پڑی تھی - انھی پہاڑوں کے غار سے آتشیں شریعت کا ایک شرارہ اوڑا ' اور دفعۃً خرمن جہل و ضلالت پر برق خاطف بنکر گرا - اس مردہ قوم کی سوئی ہوئی تقدیر نے مدت کے بعد ایک خاص رات میں کروٹ بدلی ' اسلیے اس رات کو لیلۃ القدر کہا گیا ' کیونکہ اسی رات میں اوسکے نامۂ اعمال کو قرآن حکیم کے ذریعہ سے معین و مقدر کردیا گیا تھا -

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر     ہم نے اوسکو لیلۃ القدر میں نازل کیا (۱)

لیلۃ القدر : قیل لیلۃ الشرف و الفصل و قیل لیلۃ التدبیر و التقدیر و ہو اقرب ( احکام القرآن لابن عربی )

* * *

عربی زبان میں متکلم کیلیے " انی " و " انا " کی دو ضمیریں ہیں جو بہ ترتیب " واحد متکلم " و " جمع متکلم " کیلیے مستعمل

---

( ۱ ) یہاں فرمایا کہ قرآن کریم لیلۃ القدر میں اترا - اور سورۂ بقر میں فرمایا کہ رمضان میں : شہر رمضان الذی انزل فیہا القرآن - پس اس سے ثابت ہوا کہ لیلۃ القدر رمضان ہی کی رات مراد ہے - نزول قرآنی سے مقصود یہ ہے کہ نزول کا آغاز لیلۃ القدر اور رمضان المبارک میں ہوا ورنہ یہ ظاہر ہے کہ پورا قرآن نجماً نجماً ۲۳ برس میں نازل ہوا ہے -

" قرآن " اور " الکتاب " کا اطلاق جس طرح کل پر ہوتا ہے اسی طرح اسکے ایک جزء پر بھی ہوسکتا ہے - قرآن کے ہر ٹکڑے کو اللہ نے قرآن اور الکتاب کہا ہے -

لیکن بعض مفسرین کو خیال ہوا کہ " انا انزلناہ فی لیلۃ القدر " سے مقصود پورے قرآن کا نزول ہے ' اسلیے انھوں نے طرح طرح کی تاویلیں کیں - مثلاً کہا گیا کہ قرآن کریم رمضان کی بیس راتوں میں جبریل علیہ السلام کو دیا گیا اور انھوں نے ۲۰ سال کے اندر انحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا - لیکن قاضی ابوبکر ابن عربی لکھتے ہیں :

| | |
|---|---|
| و من جہالۃ المفسرین انہم قالوا ان السفرۃ القتہ الی جبریل فی عشرین لیلۃ و القاہ جبریل الی محمد علیہما السلام فی عشرین سنۃ و ہذا باطل لیس بین جبریل و بین اللہ واسطۃ ولا بین جبریل و محمد علیہما السلام واسطۃ ( احکام القرآن جلد ۲ صفحہ ۳۱۷ ) | اور مفسرین کی یہ جہالت ہے جو وہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم بیس راتوں کے اندر خدا نے جبریل علیہ السلام کو دیا اور انھوں نے بیس سالوں کے اندر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا - سو ایسا کہنا بالکل باطل ہے - نہ تو خدا اور جبریل میں کوئی واسطہ ہے اور نہ جبریل اور انحضرۃ علیہما السلام میں کوئی واسطہ - |

ہوتی ہیں - اللہ تعالی نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا کی نشاۃ اولی کا موسس بنانا چاہا تو فرمایا :

انی جاعل فی الارض خلیفۃ     میں زمین میں ایک خلیفہ کو ( ۲ : ۲۸ )     بنانے والا ہوں

اس آیت میں اللہ تعالی نے اپنے لیے معمولی صیغہ واحد متکلم کا استعمال کیا ہے ' کیونکہ اشیا و امثال کا پیدا کرنا اسکی قدرت کاملہ کے نزدیک کوئی غیر معمولی اہمیت نہیں رکھتا تھا - لیکن نظر روحانی کی نشاۃ جدیدہ دنیا کیلیے مایۂ صد رحمت و برکت تھی اسلیے اللہ تعالی نے جب کسی پیغمبر کو اس نشاۃ حقیقیہ کا ذریعہ بنایا ہے تو اس موقع پر اپنے لیے ضمیر جمع متکلم کا صیغہ استعمال کیا ہے جو واحد کیلیے تعظیم و شرف کا پہلو رکھتا ہے - یہ تعظیم در حقیقت اوس جدید روح سعادت و ہدایت کی اہمیت و عظمت کو نمایاں کرتی ہے جو دنیا میں ظہور پذیر ہونا چاہتی تھی

حضرت آدم علیہ السلام نے دنیا کا قالب موزوں تیار کردیا تھا لیکن وہ روح سے خالی تھی یعنی نافلہ دین الٰہی کی حقیقی روح سے خالی تھا - اللہ تعالی نے سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کو نبوت دیکر دنیا کی طرف بھیجا جو ایک عظیم الشان روحانی انقلاب تھا ' پس ضمیر تعظیمی سے اسکا اظہار کیا :

انا ارسلنا نوحا     ہم نے نوح کو بھیجا

* * *

لیکن یہ روح استعداد کے لحاظ سے فرسودہ ہوگئی تھی ' ... بلکہ یہ کہنا ... کہ بالکل مردہ ہوگئی تھی - اسلیے اللہ تعالی نے قرآن مجید کے ذریعہ اس روح مردہ کو ' اس کل پژمردہ کو ... تحت جسد کو ' پھر زندہ کیا ' شگفتہ کیا - بیدار کیا ' یہ ایک عظیم الشان انقلاب تھا جس نے نقشۂ عالم کو بلکسر پلٹ دیا تھا پس ہمیشہ اسکی اہمیت بھی صیغہ تعظیمی کے پردے میں نمایاں کی گئی :

انا نحن نزلنا الذکر     یقیناً ہم ہیں کہ ہم نے اپنے ذکر کو نازل ( ۱۵ : ۹ )     کیا

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر     ہم نے اوسکو لیلۃ القدر میں نازل کیا

* * *

اسی کتاب ذوالمجد والجلال کو خدا نے " کوثر " بھی کہا ہے کہ وہ مایۂ خیر کثیر ہے :

انا اعطیناک الکوثر     ہم نے تمکو کوثر یعنی قرآن عطا فرمایا

یہاں بھی قرآن کا ذکر متکلم جمع تعظیمی سے کیا -

اسی کے ذریعہ دین ابراہیمی زندہ ہوا ہے ' اسلیے اس نعمت خیر کے عطا کرنے کے بعد اللہ تعالی نے اوسکی سب سے بڑی یادگار " قربانی " کے قائم کرنے کا حکم دیا :

فصل لربک وانحر     تو اپنے خدا کی نماز پڑھ اور قربانی کر!

اللہ تعالی نے اسی دین کے ذریعہ ابراہیم علیہ السلام کی یادگار اور ذکر عظیم کو قائم رکھا -

و جعلنا لہم لسان صدق علیا     اور ہم نے انکے ذکر خیر کو رفعت و بلندی عطا کی -

انحضرت کا ذکر جمیل بھی اوسیکی برکت سے علعلہ انداز عالم روح و ایمان ہے - و رفعنا لک ذکرک اسلیے ان دونوں مقامات میں بھی جمع متکلم کے ساتھہ ذکر کیا گیا ہے -

* * *

مذہب کی پاک روح مردہ ہوگئی تھی ' لیکن اس رات میں اعادۂ معدوم اور حیات بعد الممات ہوا - وہ کتم عدم سے عالم شہود میں اوتری

# باب التفسیر

**و علی الذین یطیقونه فدیة طعام مسکین ( ۲ : ۱۸۱ )**

اس آیۃ سے اجمالاً ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں ایک گروہ ایسا بھی قرار دیا گیا ہے جو روزہ کا فدیہ ادا کرکے اس فرض سے مستثنی ہوجاتا ہے، لیکن گفتگو یہ ہے کہ وہ کونسا گروہ ہے؟ مفسرین کرام نے متعدد وجوہ نقل کیے ہیں :

( ۱ ) ابتداء اسلام میں ہر شخص کو روزہ رکھنے یا فدیہ دینے کا عام اختیار تھا، جس کا جی چاہتا تھا روزہ رکھتا تھا اور جس کا جی چاہتا تھا فدیہ دیدیتا تھا۔ لیکن چند دنوں کے بعد فمن شهد منکم الشهر فلیصمه ( جو تم میں سے یہ مہینا پائے تو وہ روزہ رکھے ) نے اس عام حکم کو منسوخ کردیا۔

( ۲ ) یہ حکم ابتداء ہی سے بوڑھوں کے ساتھہ مخصوص تھا، بعد کو ان کے لیے بھی منسوخ ہوگیا۔ اس بنا پر "یطیقون" سے پہلے "لا" کو محذوف ماننا پڑیگا، یا طاقہ کو باب افعال کی خاصیت سلب ماخذ پر قیاس کرنا ہوگا کیونکہ "یطیقونه" کے معنی طاقت رکھنے کے ہیں۔ حالانکہ بوڑھوں کو یہ آسانی اس لیے دیگئی ہے کہ وہ طاقت نہیں رکھتے

( ۳ ) لیکن بعض اصحاب تفسیر نے "یطیقونه" کے بدلے "یطوقونه" پڑھا ہے، جسکے معنی یہ ہیں کہ جو لوگ بہ تکلف و بہ مشقت روزہ رکھہ سکتے ہیں اونکو فدیہ دینا چاہیے۔ اس بنا پر اس آیت کے تحت میں بوڑھے، ضعیف، اپاہج، حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورتیں بھی داخل ہوسکتی ہیں چنانچہ امام سفیان ثوری، امام مالک، امام شافعی، اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے نزدیک حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں پر قضاء واجب نہیں وہ بھی فدیہ دیسکتی ہیں (۱)

( ۴ ) یہ آسانی مسافروں اور مریضوں کے ساتھہ مخصوص ہے۔ مسافروں اور مریضوں کی دو قسمیں ہیں : ایک مسافر اور مریض تو وہ ہیں جو روزہ رکھنے کی بالکل طاقت نہیں رکھتے۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو طاقت تو رکھتے ہیں، مگر روزہ رکھنا انپر نہایت شاق گذرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی نے پہلے قسم کے مریضوں اور مسافروں کا حکم بتا دیا :

| | |
|---|---|
| فمن کان منکم مریضاً او علی سفر فعـــدة من ایام اخر | جو لوگ مریض اور مسافر ہوں انکے لیے قضا کرنے کی دوسری مدت ہے۔ |

لیکن وہ مریض اور مسافر رہ گئے تھے، جو بہ تکلف روزہ رکھہ سکتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالی نے انکے لیے روزہ رکھنے یا فدیہ دینے کا اختیار دیا :

| | |
|---|---|
| فمن کان منکم مریضاً او علی سفر فعدة من ایام اخر۔ و علی الذین یطیقونه فدیة طعـــام مسکین، فمن تطوع خیرا فهو خیر لـــه و ان تصومـــوا خیر لکـــم ان کنتـــم تعـلمون ( ۲ : ۱۱۸ ) | جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ دوسرے دنوں سے روزے کی گنتی پوری کرلے۔ اور ان بیمار اور مسافروں کیلیے جو روزے کی طاقت نہیں رکھتے یہ حکم ہے کہ ایک محتاج کو اپنے روزے کے بدلے کھانا کھلادیں۔ |

البتہ جو شخص اپنی خوشی سے زیادہ نیکی کرنا چاہے تو یہ اوسکے لیے زیادہ بہتر ہے، اور اگر غور کرو تو روزہ رکھنا تمہارے لیے بہرحال بہتر ہے

## ( قـــول مـــرجح )

اب ہمکو ان تمام اقوال میں سے قول مرجح کا انتخاب کرنا چاہیے۔ یہ ظاہر ہے کہ پہلے دونوں احتمالات کیلیے نسخ لازم ہے لیکن جو لوگ قائل نسخ ہیں، اون میں بھی محققین کا مذہب یہ ہے کہ قرآن مجید میں باشد ضرورت و بہ احتیاط تمام نسخ کا دعوی کرنا چاہیے۔ پس جب ہم واضح و بہتر تفسیر کرکے اس قسم کی احتیاط برتسکتے ہیں، تو ہمکو ان دونوں اقوال کے ماننے کی کون سی ضرورت داعیہ ہے؟

تیسری توجیہہ اگرچہ نسخ سے خالی ہے، تاہم اوس میں بھی قرات شاذہ کا اتباع کرنا پڑتا ہے۔ صرف چوتھی توجیہہ البتہ نسخ و قرات شاذہ دونوں سے خالی ہے، اور آیت کے سیاق و سباق سے مناسبت بھی رکھتی ہے

پہلے خدا نے مریضوں کا حکم بتایا ہے اوسکے بعد یہ آیت آئی ہے پس اگر یہ آیت بھی کسی خاص قسم کے مریضوں کے ساتھہ متعلق کردی جائے تو آیت میں نظم و ترتیب پیدا ہوجائیگی، اسکے بعد اللہ تعالی فرماتا ہے : و ان تصوموا خیر لکم اگر تم روزہ رکھو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس آیت سے بوڑھے مراد نہیں لیے جاسکتے کیونکہ وہ تو سرے سے روزہ رکھنے کی طاقت ہی نہیں رکھتے۔ انکی نسبت و ان تصوموا کہنا بالکل بے معنی ہوگا۔

عام خیال یہ تھا کہ اس آیۃ سے پہلی صورت مقصود تھی، لیکن بعد کو یہ فیاضانہ حکم فمن شهد منکم الشهر فلیصمه سے منسوخ کردیا گیا، لیکن اسی آیت کے بعد اللہ تعالی فرماتا ہے یرید اللہ بکـــم الیسر خدا تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے و لا یرید بکـــم العســـر سختی نہیں چاہتا۔

پس اگر آیت کے یہ معنی مراد لیے جائیں کہ پہلے ہر شخص بجائے روزہ رکھنے کے فدیہ دیسکتا تھا اور اب نہیں دیسکتا کیونکہ اوسکو روزہ ہی رکھنا چاہیے، تو یہ اس آیت کے مفہوم سے بالکل مختلف ہوگا۔ کیونکہ یہ تو آسانی نہ ہوئی، بلکہ آسانی کو سختی کے ساتھہ بدل دینا ہوا۔ شیخ فانی، مرضعہ، حاملہ بھی اسی چوتھے قسم میں داخل ہوسکتی ہیں۔ وہ درحقیقت مریض ہیں، یا کم از کم روزہ اون میں امراض کی استعداد پیدا کردیسکتا ہے۔

اسلام کے روح اعتدال کے ساتھہ بھی یہی تفسیر مناسبت رکھتی ہے۔ اسلام نہ تو اسقدر فیاض ہے کہ قوی، صحیح، تندرست، اور مقیم آدمی کو افطار کی اجازت دے، اور نہ وہ اس قدر ثقیل ہے کہ ہر شخص پر بلا استثنا مشقتوں کا بوجھہ لاد دے۔ وہ ایک معتدل مذہب ہے، اسلیے وہ انہی لوگوں کے ساتھہ نرمی کرتا ہے، جو اوسکے مستحق ہیں۔ و ان تصوموا خیر لکم کا تعلق بھی اسی قسم کے مسافروں اور مریضوں کے ساتھہ موزوں معلوم ہوتا ہے، کیونکہ وہ لوگ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے

---

( ۱ ) ترمذی ص ۱۲۵ کتاب الصوم۔

## الاعتصاب في الاسلام

از مولانا عبد السلام ندوي

( ۳ )

(اسلام نے اوستاد و شاگرد کے تعلقات کے متعلق کیا اصول قائم کیے ہیں ؟)

( تنقیح سوم )

تعلیمی اسٹرائک پر سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ اوس سے اساتذہ کا احترام شرعی قائم نہیں رہتا لیکن ہمکو جہاں تک معلوم ہے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں کہ نص سے خاص اوستاد کا کوئي حق متعین هي نہیں کیا گیا ' بلکہ اسکے خلاف اساتذہ کو غریب الوطن طلباء کے ساتھہ مدارات و مواسات کا حکم دیا گیا ہے -

قال سیاتیکم اقوام یطلبون العلم فاذا رایتموهم فقولوا لهم مرحبا مرحبا بوصیة رسول الله صلی الله علیه وسلم واقنوهم -

آپنے فرمایا کہ تمہارے پاس کچھہ لوگ بغرض طلب علم آئینگے' جب اونکو دیکھو تو مرحبا مرحبا کہو ' کیونکہ یہ رسول الله کی وصیت ہے اور اونکو تعلیم دو -

قال لنا ان الناس لکم تبع و انهم سیاتونکم من اقطار الارض یتفقهون في الدین فاذا جاوکم فاستوصوا بهم خیرا - (سنن ابن ماجه ص ۲۲ )

آپ نے صحابہ سے فرمایا لوگ تمہارے تابع ہیں' اسلیے تمہارے پاس اطراف ملک سے مذہبی علوم سیکھنے آئینگے - جب وہ آئیں تو اون کے ساتھہ بھلائي کرو -

آنحضرت نے خود اپنے طرز عمل سے اسکی بہترین مثال قائم کردي تھي اور صحابہ نے اوسکو محفوظ رکھا تھا' اسمعیل کا بیان ہے کہ "ہم لوگ حسن کي عیادت کو گئے - جب آدمیوں کي کثرت سے گھر بھر گیا ' تو انہوں نے اپنے دونوں پاؤں سمیٹ لیے اور کہا کہ ہم لوگ ابو ہریرہ کي عیادت کو گئے تھے جب آدمیوں سے گھر بھر گیا تھا تو انہوں نے دونوں پاؤں سمیٹ لیے تھے' اور کہا کہ ہم رسول الله کی خدمت میں حاضر ہوے' یہاں تک کہ گھر بھر گیا' آپ لیٹے ہوے تھے - جب ہملوگوں کو دیکھا تو دونوں پاؤں سمیٹ لیے اور فرمایا کہ تمہارے پاس کچھہ لوگ طلب علم کیلیے آئینگے - اونکو مرحبا کہنا' تحیت بجا لانا ' اور تعلیم دینا " چنانچہ تاریخ اسلام میں جب کبھي اسکے خلاف کیا گیا ہے تو عموماً شکایت پیدا ہوئی ہے اسي روایت میں اسمعیل کہتے ہیں کہ " ہم نے ایسے علماء کا زمانہ پایا ہے' جو نہ تو مرحبا کہتے ہیں' نہ تحیت بجا لاتے ہیں' نہ تعلیم دیتے ہیں' بلکہ جب ہم اونکے پاس جاتے ہیں' تو بد خوئي کے ساتھہ پیش آتے ہیں" ( ۱ ) ان روایات صحیحہ کي بنا پر اگر اس زمانہ میں طلباء کو اساتذہ سے شکایت پیدا ہو تو وہ بالکل بجا اور صحیح ہے -

طلباء و اساتذہ کے تعلقات کے متعلق سب سے اہم اور مقدم سوال جس پر تمام حقوق و اختیارات متفرع ہوتے ہیں یہ ہے کہ اوستاد کا حق انتخاب کسکو حاصل ہے ؟ اوستاد کي علمي' مذہبی' اور اخلاقی زندگی کا اثر براہ راست صرف طلباء هي پر پڑتا ہے' اور وهی اسکا احساس بھي کرسکتے ہیں' اس بنا پر عقلاً طلباء هی کو اوسکے انتخاب کا حق حاصل ہونا چاہیے -

اسلام کے قدیم نظام تعلیم میں اسي اصول کی بنا پر اوستاد کا حق انتخاب ' صرف طلباء کو حاصل تھا ' اور اس پر تمام محدثین و فقہاء کا عمل تھا -

عن ابراهیم قال کانوا اذا اتوا الرجل لیاخذوا عنه نظروا الی صلاته و الی سمته و الی هیئاته ثم یاخذون عنه

ابراہیم سے روایت ہے کہ جب لوگ کسی عالم کے پاس بغرض تحصیل علم آتے تھے تو اوسکے نماز' اوسکے طریقے' اور اوسکي وضع کو دیکھتے تھے کہ اس سے علم حاصل کریں -

عن ابي العالیه. قال کنا ناتی الرجل لناخذ عنه فننظر اذا صلی فان احسنها جلسنا الیه و قلنا هو لغیرها احسن و ان اساءها قمنا عنه و قلنا هو لغیرها اسوء

ابو العالیہ سے روایت ہے کہ جب ہم کسی عالم کے پاس بغرض تحصیل علم آتے تھے' تو جب وہ نماز پڑھتا تھا تو دیکھتے تھے' اگر وہ اچھي نماز پڑھتا تو اوسکے پاس بیٹھتے تھے کہ وہ دوسري باتوں کو بھی بہتر طریقہ سے کرتا ہوگا اور اگر نماز ٹھیک طور پر نہ پڑھتا تو اوٹھہ کھڑے ہوتے کہ وہ دوسري چیزوں کو اس سے بھی برے طور پر کریگا -

عن محمد: قال انظروا عمن تاخذون هذا الحدیث فانه دینکم - ( مسند دارمی ص ۶۱ )

محمد سے روایت ہے کہ جس شخص سے تم لوگ روایت حدیث کرتے ہو اوسکي جانچ کرلو' کیونکہ یہ تمہارا مذہب ہے -

ان روایات سے یہ تصریح ثابت ہوتا ہے کہ اوستاد کے اخلاق و عادات ' مذہب' وضع ' غرض ہر چیز کی جانچ پڑتال کا طلباء کو حق حاصل ہے ' اور اگر اوستاد اس معیار پر ٹھیک نہیں اوترتا تو وہ اوس سے کنارہ کشي کرسکتے ہیں ' لیکن موجودہ نظام تعلیم میں یہ حق صرف منتظمہ جماعت کو حاصل ہے' اور اگر طلباء کبھي اوستاد کے متعلق زبان شکایت کھولتے ہیں' تو اسکو گستاخی اور بے ادبی خیال کیا جاتا ہے -

ہم کو سرکاري اسکولوں میں مداخلت کا کوئی حق حاصل نہیں' لیکن ہم قومی اور مذہبی مدارس میں اسلام کی اس قدیم خصوصیت کو قائم رکھہ سکتے ہیں' اور اسکو قائم رکھنا چاہیے -

گو قرآن مجید' احادیث صحیحہ' اور صحابہ و تابعین کے طرز عمل سے ثابت ہوگیا کہ اسلام نے اوستاد کا کوئي حق متعین نہیں کیا ' لیکن ہم تسلیم کرلیتے ہیں کہ اسلام نے اوستاد کے حقوق کي تعیین کردي ہے' اوسکے ادب و احترام کو واجب کردیا ہے' لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اوستاد کی شکایت کرنا یا اوس سے علحدگی اختیار کرلینا اس ادب و احترام کے منافی ہے ؟ اسلام نے امام مسجد کو مقتدیوں سے افضل تسلیم کیا ہے' اور اوسکے اقتداء کو واجب کردیا ہے -

قال رسول الله صلعم یوم القوم اقرا هم لکتاب الله و اقدمهم قراءة فان کانوا فی القراءة سواء

آنحضرت نے فرمایا کہ قوم کی امامت وہ شخص کرے ' جو قرآن کا سب سے زیادہ قاري ہو اور قرات میں ممتاز ہو - پھر اگر سب کے سب قراءة میں برابر

---

( ۱ ) سنن ابن ماجه ص ۲۲ کتاب العلم -

بالکل متغیر ہوگئی ہے۔ جو جرمن فیڈریشن ( اتحاد المانی ) اسوقت تک زیر اثر تھا، وہ جرمن شہنشاہی کا بھی حواج میدان جنگ میں اترتی ہے -

غرض لکسمبرگ ایک ناطرفدار ملک تھی، مگر جرمنی نے اسکی ناطرفداری کو اسلیے ختم کردیا کہ بلا رکاوٹ انگلستان سے دائم جنگیے ایک ناگزیر مقصد ہے، اور سیڈان کی کانس پر غلبہ کا علم نصب کرنے کیلیے اسے فتح کرنا ضروری ہے -

( بلجیـــــم )

لکسمبرگ کی ناطرفداری کی پامالی درحقیقت اس سفر کی اولین منزل ہے جو جرمنی کے پیش نظر ہے۔ اسلیے کہن سال اور انجام اندیش انگلستان کے متعلق یہ سوء ظن نہ کرنا چاہیے کہ وہ محض جوش حفظ عہد میں خانہ بر انداز ہوگیا ہے اور صرف اسلیے کہ ایک چھوٹی سی قوم پامال کی جارہی ہے یا ایک عہد نامہ کی توہین ہورہی ہے، وہ برطانیہ کے ان فرزندوں کو جنگ کی آگ میں جھونک رہا ہے جنمیں سے ( بقول ٹائمز ) " ایک ایک کی ہڈیاں تمام سر زمین ایران کی آزادی سے زیادہ قیمتی ہیں "

انگلستان کا یہ اضطراب و ہیجان اور جرمنی سے دست و گریبان ہونے کے لیے مستعدی صرف اسلیے ہے کہ لکسمبرگ کے بعد ہی بلجیم کا نمبر آیگا -

مگر آپ یہ بھی سمجھے کہ انگلستان بلجیم پر حملے کے خیال سے کیوں کانپ اٹھتا ہے ؟ ذرا نقشۂ یورپ پر ایک نگاہ پھر ڈالیے دیکھیے ! بلجیم کے ساحل سے آبنائے ڈوور کسقدر قریب ہے ؟ یہ وہی آبنائے ڈوور ہے جسکے متعلق نپولین کہا کرتا تھا کہ " اگر مجھے اس پر صرف چھہ گھنٹے کے لیے حکومت مل جائے تو میں تمام عالم کو فتح کرلوں " اس آبنائے سے متصل دریائے ٹیمس ہے اور اسکے سامنے ہی عظیم الشان لندن -

پس اگر جرمنی کی فوجیں بلجیم سے گذر سکیں اور آبنائے ڈوور میں اسکے بیڑے کا مقابلہ بلجیم کے بیڑے سے نہ ہو تو وہ کسقدر آسانی کے ساتھہ انگلستان کے پایہ تخت پر حملہ کرسکتا ہے ؟

بلجیم کی طرفداری و ناطرفداری کا مسئلہ آج سے نہیں بلکہ سالہا سال سے انگلستان کے لیے طمانیت سوز رہا ہے - اولاً تو اسلیے کہ اگر جرمنی ایک زبردست قوت کے ساتھہ اس پر حملہ آور ہوجائے تو وہ اسکی مدافعت سے بالکل مجبور ہے، ثانیاً اگر مدافعت کی طاقت پیدا کر بھی لے، جب بھی یہ کیا ضرور ہے کہ وہ جرمنی کا مخالف ہو اور انگلستان کے دروازے کی حفاظت سے انکار نہ کرے ؟

اس واقعہ سے انگلستان اور بھی خائف و متفکر تھا کہ ساحل انیوریپ بلجیم میں انگلستان کی جانب واقع ہے۔ بلجیم نے اسکی قلعہ بندی کی اسکیم کو بہت ہی مستعدی و سرگرمی سے شروع کردی، مگر " فی الور " کی تحصین و استحکام میں نہ تو مستعدی دکھلائی گئی اور نہ روپیہ صرف کیا گیا جو جرمنی کے جانب کی سرحد ہے -

یہ کیا عجیب بات ہے کہ جب وقت آیا تو بلجیم کا صوبہ نا طرفدار، بلکہ انگلستان کا طرفدار تھا ! انگلستان کی سرگرمی اور شعبدہ ریشہ دوانیوں کے تاثیر و نفوذ کا یہ ایک بہت بڑا ثبوت ہے -

سچ یہ ہے کہ بلجیم جسطرح انگلستان کی طرف قلعہ بندی کررہا تھا، اسیطرح اسنے جرمنی کی طرف کے بھی تحفظات کی تھی اور ہے، اس امور زیادہ مشکلات و دقت پیدا کرسکتی ہے - [illegible]

[illegible]

بلجیم کی [illegible] سرحد میں ایک [illegible]

[illegible]

[illegible] ہیں

رقبہ ( جسکو بلجین لکسمبرگ بھی کہتے ہیں ) نہایت دشوار گذار جگہ ہے اور قدرتی قلعہ و حرکت کو اسمیں قریباً ناممکن ہے - اس صورت میں بلجیم کا خط مدافعت ہی اور نامی مقام ہوگا جسکے پیچھے اسکی فوج ایک مناسب موقع پر جم جاسکتی ہے یہاں تک کہ فرانس یا انگلستان سے ( جیسا کہ اسوقت انگلستان کروہ لاکھہ فوج بھیج رہا ہے ) اسکی مدد کیلیے کمک پہنچ جائے -

مقام کی بھی قلعوں اور بیٹریوں کے حلقہ میں ہے مگر محفوظ نہیں، کیونکہ جرمنی کی فوج میسٹر چٹ کے راستہ سے اندر آجا سکتی ہے -

یہ بلجیم کی فوجی اور جنگی حیثیت تھی - جغرافی حیثیت سے اسکا رقبہ ۲۹۵۰۰ کیلومیٹر ہے اور آبادی ۷۴۱۰۰۰۰ دارالسلطنت کا نام برسلز ہے، اور عام ملکی زبان فرانسیسی -

بلجیم سنہ ۱۸۱۵ع سے پہلے فرانس کے ماتحت تھا، مگر انگلستان نے اپنی حفاظت کے خیال سے اسکو اور ہالینڈ کو فرانس کی محکومی سے آزاد کرایا - اسوقت سے وہ اپنے آپ کو انکی آزادی کا محافظ سمجھتا ہے -

( فرانسیسی سرحد )

بلجیم کی طرف جرمن پیشقدمیوں کا اصلی مقصد تو انگلستان ہے، لیکن دوسرا مقصد فرانس بھی ہو سکتا ہے - نقشے کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ برلن سے پیرس تک کا سیدھا راستہ ٹھیک بلجیم میں سے ہوکے گیا ہے - موجودہ فن جنگ میں سب سے بڑا حملہ آورانہ کام یہ ہے کہ پوری مستعدی کے ساتھہ ابتداء کی جائے، اور جلد سے جلد اور مختصر سے مختصر راستے سے ہوتے ہوئے ایک ایسی فوج کے قلب میں پہنچ جائے جو ہنوز طیار نہ ہوئی ہو - اسطرح ایک ہی حملے میں تمام فوج حریف پامال ہوجائیگی -

اس لحاظ سے جرمنی کیلیے براہ بلجیم فرانس جانے کا راستہ بوجہ قرب مسافت ایک نہایت قیمتی خط جنگ ہے - اسوقت یورپ کی جنگ ایک قسم کی گھوڑ دوڑ ہے - اور تھوڑے دنوں تک یہی حالت رہیگی - اس دوڑ میں جو حریف سب سے زیادہ تیز ہوگا، وہی کامیاب جنگ جاری رکھہ سکے گا

اہل فرانس عموماً اس خیال میں تھے کہ انکی شمالی سرحد خطرہ سے محفوظ ہے - کیونکہ اولاً تو السیس اور لورین میں جرمنی کیلیے ہر قسم کی مشکلات موجود ہیں - پھر بلجیم کے [illegible] کے ہنوز اور نامور میں بھی جرمنی کے بیچ سنگہائے گراں حائل کردیے ہیں -

لیکن حالات نے بہت جلد اس اعتماد کو بے بنیاد ثابت کردیا - جرمنی آج کئی سال سے میلوبیڈی میں سفر و حرکت کیلیے ہر طرح کی آسانیوں کا سامان کر رہا تھا اور اس درجہ مکمل و مستعد ہوچکا تھا کہ فرانس کی سرحدی مشکلات اور استحکامات اسکے سامنے کچھہ بھی مدافعت نہیں کر سکتیں -

السیس اور لورین کی واقعہ بندیوں کے حالات حال میں فرانس کے ایوان مبعوثین ( چیمبر آف ڈپوٹیز ) میں بیان کیے گئے تھے - اگر یہ صحیح ہے کہ ان قلعہ بندیوں کو تازہ ترین اصول کے رکھنے میں کامیابی نہیں ہوئی ہے تو سمجھنا چاہیے کہ انکی اہمیت زیادہ سے زیادہ دوسرے درجہ کی ہے۔ بہرنوع دائمی قلعہ بندی کی اہمیت خصوصاً اس حالت میں جبکہ اسکو مدد اور کمک نہ پہنچ سکے، ہمیشہ سے مشکوک سمجھی گئی ہے -

غرض یہاں تک قرائن صحیحہ سامنے آئے ہیں، شمالی سرحد فرانس کی قلعہ بندیوں کو مختصر سا اثر سمجھنا چاہیے - اور یہ عجب نہیں کہ ( ؟ ) اور سرمست فوج و سیلاب جرمنی کی ان قلعہ بندیوں کی حقیقت کا تجربہ دکھلادے

( السیس اور لورین دو فرانسیسی صوبے ہیں جن پر سنہ ۷۰ میں جرمنی نے قبضہ کرلیا تھا )

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

جلد ۵ — نمبر ۸-۹

کلکتہ: چہار شنبہ ۲۶ رمضان ۳ شوال ۱۳۳۲ ہجری
Calcutta : Wednesday August, 19 & 26. 1914.

مقصد وحید:

الامر بالمعروف والنھی عن المنکر

وَجَاهِدُوا فِی اللہِ حَقَّ جِهَادِهٖ، هُوَ
اجْتَبٰکُمْ، وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ
مِنْ حَرَجٍ، مِلَّةَ اَبِیْکُمْ اِبْرٰهِیْمَ هُوَ
سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِیْ هٰذَا
لِیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِیْدًا عَلَیْکُمْ، وَ
تَکُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَی النَّاسِ، فَاَقِیْمُوا
الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ، وَاعْتَصِمُوْا
بِاللہِ هُوَ مَوْلٰکُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَ
نِعْمَ النَّصِیْرُ؛ (۲۲ : ۷۸)

قیمت فی پرچہ — چار آنہ

(ڈبل — نمبر ہونیکی وجہ سے قیمت آٹھ آنہ)
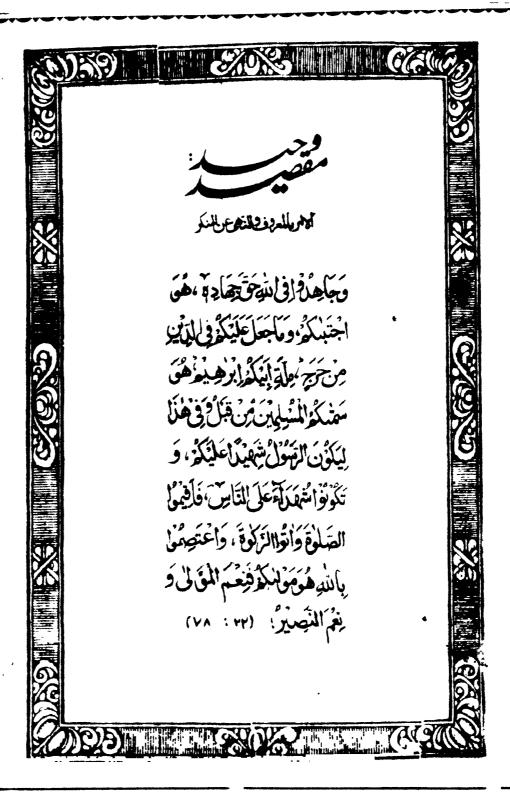
فليومهم اقدمهم هجرة فان كانوا في الهجرة سواء فليومهم اكبرهم سنا ( سنن ابو داؤد صفحه ۷۵ )

هوں تو وہ شخص امامت کرے ' جس نے سب سے پہلے هجرت کی هو ' اگر سب کے سب هجرت میں بھی برابر هوں تو وہ شخص امامت کرے ' جو سن میں سب سے بڑا هو

اگر اوستاد کے ادب و احترام کو قطعي الثبوت تسلیم کرلیا جاے ' تو اوسکو مختلف حیثیتوں سے امام کے ساتھہ مشابہت هوسکتی هے ' اس بنا پر عہد نبوت میں صحابه کا جو طرز عمل امام کے متعلق رہا هوگا ' وہ امام کے ادب و احترام کے منافي نہ هوگا ' اسلیے طلباء بھي اساتذہ کے معاملات میں اوسي طرز عمل کی تقلید کرسکتے هیں ' اور اسکو گستاخي یا بے ادبي پر محمول نہیں کیا جاسکتا -

عہد نبوت میں امام کے متعلق صحابه کا جو طرز عمل تھا اوس پر صحیح بخاري کي ایک روایت سے کافي روشنی پڑسکتي هے -

قال رجل يا رسول الله اني لا تاخر عن الصلوة في الفجر مما يطيل بنا فلان فيها فغضب رسول الله صلعم ما رايته غضب في موضع كان اشد غضبا منه يومئذ - ثم قال يا ايها الناس ان منكم منفرين فمن ام الناس فليتجوز فان خلفه الضعيف و الكبير و ذالحاجة ( بخاري جلد اول مطبوعه - مصر ص - ۹۰ )

ایک شخص نے کہا یا رسول الله میں نماز فجر میں اسلیے دیر کرکے شریک هوتا هوں کہ فلاں امام نماز کو بہت طول دیتا هے آپ اسقدر غصه هوے کہ کبھي کسی موقع پر اس قدر برهم نہ هوے تھے پھر آپ نے فرمایا : لوگو ! بعض لوگ تم میں سے لوگوں کو بھگاتے هیں ' جو شخص امامت کرے ' وہ تخفیف کرے کیونکہ اوسکے پیچھے ضعیف ' بڈھے ' اور اهل حاجت بھی هوتے هیں -

یہ شکایت مجمع عام میں کیگئي ' اور کسي نے اسکو ادب و احترام کے منافی نہیں سمجھا ' اور خود رسول الله نے امام هی کو تنبیه کی -

لیکن هم اوستاد و امام کی مشابہت کو بھی ناقص فرض کرلیتے هیں ' اور اوستاد کو ایک ایسی ذات سے تشبیه دیتے هیں جسکو شریعت نے اس قدر واجب التعظیم تسلیم کیا هے کہ خدا کے بعد اوسکي پرستش کی جاسکتي هے

لو كنت آمر احدا ان يسجد لاحد لامرت النساء ان يسجدن لازواجهن لما جعل الله لهم عليهن من الحق ( ابو داؤد جلد ۱ - ص ۲۷۳ )

اگر میں کسیکو سجدہ کا حکم دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوهروں کو سجدہ کریں ' کیونکہ خدا نے شوهروں کو عورتوں پر حق دیا هے

لیکن بحث یہ هے کہ عورت اس واجب التعظيم شخص کی شکایت کرسکتي هے یا نہیں ؟ اور اگر کرسکتی هے تو شکایت کا طریقه کیا هوسکتا هے ؟ روایات صحیحه سے ثابت هوتا هے کہ عورت مرد کی جائز شکایت کرسکتي هے اور بالکل اوسی طریقه سے کرسکتي هے جو اسٹرائک سے مشابہت رکھتا هے ' سنن ابو داؤد میں هے ( جلد اول - ص - ۲۷۳ )

قال رسول الله صلعم لا تضربوا اماء الله فجاء عمر الى رسول الله صلعم فقال ذئرن النساء على ازواجهن فرخص في ضربهن فاطاف بآل رسول الله صلعم نساء كثير يشكون ازواجهن - فقال النبي صلعم لقد طاف بآل محمد نساء كثير يشكون ازواجهن ليس اولائك بخياركم

آنحضرت نے فرمایا کہ خدا کی لونڈیوں کو نہ مارو ' حضرت عمر آپ کے پاس آے اور کہا کہ اس حکم سے عورتیں دلیر هوگئیں تو آپ نے مارنے کی اجازت دی اسکے بعد آنحضرت کے مکان پر بکثرت عورتیں اپنے شوهروں کی شکایت لیکر آنے لگیں ' تو آنحضرت نے فرمایا کہ بکثرت عورتیں اپنے شوهروں کی شکایت لیکر آتی هیں ' ایسے شوهر صالح آدمي نہیں هیں

اس روایت میں عورتوں نے علانیه مردوں کی شکایت کی هے ' اور آنحضرت نے عورتوں هی کے حق کا لحاظ رکھا هے - اس کے پہلے جزو پر طلباء مذهبی حیثیت سے عمل کرسکتے هیں ' دوسرے جزو پر عمل کرنے کا منتظمین مدارس کو اختیار هے -

لیکن هم اسپر بھی قناعت نہیں کرتے ' هم اوستاد کا وهي حق اور وهی درجه تسلیم کرتے هیں ' جو باپ کو بچے پر حاصل هے - هم بچوں میں طالب العلم کا وهي پست درجه فرض کرتے هیں جو اولاد اناث کو اولاد ذکور کے مقابله میں حاصل هے -

لیکن گفتگو یہ هے کہ اولاد باپ سے اپنے جائز حقوق کا مطالبه کرسکتی هے یا نہیں ؟ احادیث صحیحه سے ثابت هوتا هے کہ اولاد باپ سے اپنے حقوق کا مطالبه کرسکتي هے اور دلیرانه کرسکتي هے - سنن نسائي میں هے ( جلد - ۲ - ص - ۲۲ )

عن عائشة ( رض ) ان فتاة دخلت عليها فقالت ان ابي زوجني ابن اخيه ليرفع بي خسيسته و انا كارهة ' قالت اجلسي حتى ياتي النبي ( صلعم ) فجاء رسول الله صلعم فاخبرته فارسل الى ابيها فدعاه فجعل الامر اليها فقالت يا رسول الله قد اجزت ما صنع ابي و لكن اردت ان اعلم ان للنساء من الامر شي - (۱)

حضرت عائشه ( رض ) سے روایت هے کہ ایک نوجوان عورت اونکے پاس آئی ' اور کہا کہ میرے باپ نے اپنے بھتیجے سے میرا نکاح کردیا هے کہ وہ میري وجه سے معزز هوجاے ' مگر میں اوسکو پسند نہیں کرتی حضرت عائشه نے کہا رسول الله کے آنے کا انتظار کرو جب آپ آے تو اوس نے واقعه بیان کیا - آپ نے اوسکے باپ کو بلا بھیجا ' اور اوس عورت کو نکاح کا اختیار دیدیا - اوس نے کہا کہ یا رسول الله میں اپنے باپ کے فعل کو جائز رکھتي هوں ' لیکن میں صرف یہ معلوم کرنا چاهتی تھی کہ عورت کو بھی معاملات میں کچھہ اختیار هے یا نہیں ؟

ان روایات کی مجموعی ترتیب سے حسب ذیل نتائج مستنبط هوے هیں :

( ۱ ) اسلام نے استاد کا کوئي حق تسلیم نہیں کیا - اسلیے اسٹرائک پر اسکا کوئي اثر نہیں پڑتا

( ۲ ) استاد پر طلبا کے حقوق اسلام نے تسلیم کیے هیں -

( ۳ ) اگر استاد کے ادب و حقوق تسلیم بھی کرلیے جائیں ' تو اون کی شکایت اور اون سے علحدگی ان آداب و حقوق کو پامال نہیں کرتی

( ۴ ) اوستاد کی شکایت علانیه مجمع عام میں کی جاسکتی هے -

( ۵ ) ان تمام نتائج کی منطقیانه ترتیب سے وهی نتیجه پیدا هوگا جسکو اسٹرائک کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا هے اس بنا پر اوستاد کی فضیلت ' اوستاد کا ادب ' اوستاد کا حق اسٹرائک کے منافی نہیں هے (۲)

---

( ۱ ) لیکن جو لوگ فن تعلیم کی مہارت کے ساتھہ صاحب اولاد کثیرہ بھی هیں وہ ندوہ کی اسٹرائک سے زیادہ علی گڈہ کی اسٹرائک سے اور علی گڈہ کی اسٹرائک سے زیادہ صاحبزادوں کی اسٹرائک سے گھبراے هیں

( ۲ ) لیکن هم تعلیمی اسٹرائک کو صرف قیاس سے ثابت کرنا نہیں چاهتے بلکه اس مضمون کے پانچویں نمبر میں تاریخ اسلام سے اسکي متعدد مثالیں دینگے .

# الهلال

۱۹ و ۲۶ اگست ۱۲۳۲ هجري

## الطـامـة الكـبرى !!

### وقعت الواقعـة ، ليس لوقعتهـا كاذبة !

و النازعات غرقاً ، والناشطات نشطـاً ، و السابحات سبحـا ، فالسابقات سبقاً ، فالمدبرات امرا : موت اور هلاکت کے وہ اوقات الیمہ جو خون کی رگوں اور گوشت کے ریشوں کے اندر سے انسان کی جانوں کو کھینچ لیتے هیں اور آبادیاں اُجاڑ اور زندگیاں هلاک هو جاتي هیں - وہ ارواح حروب و قتال جو زندگی کیلیے موت اور آبادي کیلیے ویراني کا دروازہ اسي عجلت اور ایسی اسانی سے کھولدیتي هیں ، گویا کسي ابدے هوے سد کو کھول دیا گیا ، وہ هلاکت اور موت کی عظیم الشان هستیاں جن پر انسان پاش پاش ہوتی هولیں اور آگ اور خون کے خونخوار درندے سوار هیں ، اور جو سمندروں میں تیرتی پھرتی هیں اور ایک دوسرے سے باري لیجانا چاهتی هیں تا اپنے اپنے سفن و امور کی تدبیر کریں ، ان سب کی چھائي هوئی هیبت اور پھیلی هوئي وحشت کی قسم ، اور ان سب کی پھیلائي هوئی موت اور برسائی هوئی هلاکت کی گواهی ، کہ ارض الہی کا امن ڈوب گیا ، انسانیہ کی بستی اُجاڑ هوگئی ، نیکی کا گھر لوٹ لیا گیا ، اور دنیا مثل اُس بیوہ کے هوگئی جسکا شوهر زبردستی قتل کردیا گیا هو اور اُسکے یتیم بچوں پر ظلم کیا گیا هو - اب وہ اپنے لٹے هوے سنگھار پر ماتم کریگی ، اور اپنی پھٹی هوئی چادر کو سر سے اُتار دیگی - کیونکہ اسکا حسن زخمی هوگیا ، کیونکہ اسکا شباب پامال کردیا گیا ، اور اسلیے کہ اسکے فرزندوں نے اسپر تلوار اٹھائی ، اور اسلیے کہ اسکے دوستوں نے اسے چھل دیا - پس زندگی کی جگہ موت ، عیش و سلامتی کی جگہ اضطراب ، نغمۂ نشاط کی جگہ شور ماتم ، زمزمۂ سنجی کی جگہ نوحہ خوانی ، آب زندگی کی جگہ بحر خونیں ، بستیوں کی جگہ قبریں ، اور زندگی کے کاروبار اور بازار کی چهل پهل کی جگہ موت کے وہ جنگل جنمیں لاشیں سڑینگی ، اور هولناک سمندروں کے خونیں طوفان جنمیں انسان کی لاشیں مچھلیوں کی طرح تیرینگی - اور اے دنیا کے بڑے بڑے معرور شہروں کے بسنے والو ! کل تک تمھاري ماؤں نے تمھیں جنا تھا کہ زندگی پر گھمنڈ اور طاقت پر مغرور هو - پر آج تم موت کے پھلوں کو جنهیں بکار دیا جائیگا ، اور هلاکت کی مورتیں هو جنهیں مٹا دیا جائیگا - اور پھر اے وہ کہ تمدن کی بہشت ، علم کے مرغزار ، اور عیش و نشاط زندگی کے حیرت آباد اور اعجوبہ زار تھے ! تم کل تک دوسروں کی موت و هلاکت کی خبریں سنتے تھے ، پر آج تمھاري هلاکت کی خبریں پڑھی جائینگي - کل تک تمھارے پاس کرۂ ارضی کی مصیبتوں کا قلم تھا ، پر آج تمھاری مصیبتوں کی تاریخیں مدون هونگي - تم کل تک دوسروں پر ظلم و قہر کرتے تھے پر آج تم پر ظلم کیا جائیگا - تم کل تک دوسروں کیلیے آگ سلگاتے تھے ، پر آج تمھارے لیے جہنم بھڑک رهي هے تم کل تک ضعیفوں اور ناتوانوں کیلیے درندے تھے ، پر آج درندوں میں خود شکاری اور بھیڑیوں نے آپس میں ایک دوسرے پر پنجہ مارا - تم کل تک دنیا کیلیے موت کی بجلی اور هلاکت کی بدلی تھے ، پر آج کوئی نہیں جو تمھیں هلاکت کی بارش اور بربادي کے رعد و برق سے بچا سکے - کل مشرق کی بربادیوں کا تم نے تماشہ دیکھا تھا ، آج وہ تمھاري هلاکت کو دیکھہ رها هے :

| | |
|---|---|
| فاليوم الذين آمنوا من الكفـار يضحكون ، على الارائك ينظرون ، هل ثوب الكفار ما كانوا يفعلون ( ۸۳ : ۳۶ ) | پس آج کا دن وہ دن هے کہ مسلمان ارباب کفر پر هنستے هیں اور امن و راحت سے بیٹھے هوے تماشہ دیکھہ رهے هیں - هاں ! اب تو وہ وقت آگیا کہ انہوں نے اپنے اعمال کا بدلہ پا یا - |

### ( ماتـم انسانيـة ! )

انسان کی سوئی هوئی سبعیت و بهیمیت پھر جاگ اٹھي هے - وہ اشرف المخلوقات کہ صورت سے آدمی مگر خواهشوں میں بھیڑیا ، محفل سراؤں میں متمدن انسان مگر میدانوں میں جنگلي درندہ ، اور اپنے هاتھہ پاؤں سے اشرف المخلوقات ، مگر اپنی روح بهیمی میں دنیا کا سب سے زیادہ خونخوار جانور هے ، اب اپنی خونریزي کی انتہائی شکل اور اپنی مردم خواري کے سب سے زیادہ بڑے وقت میں آگیا هے وہ کل تک اپنے ایوانوں کے گھروں اور علم و تہذیب کے دار العلوموں میں انسان تھا ، پر آج چیتے کي کھال اسکے چہرے کی نرمی سے زیادہ حسین اور بھیڑیے کے پنجے اسکے دانت تبسم سے زیادہ نیک هیں - درندوں کے بھٹ اور سانپوں کے جنگلوں میں امن و راحت ملیگی ، مگر اب انسانوں کی بستیاں اور اولاد آدم کی آبادیاں راحت کی سانس اور امن کے تنفس سے خالی هوگئی هیں - کیونکہ وہ جو خدا کی زمین پر سب سے اچھا اور سب سے بڑھکر تھا ، اگر سب سے برا اور سب سے کمتر هوجاے تو جس طرح اس سے زیادہ کوئي اور نیک نہ تھا ، ویسا هی اس سے بڑھکر اور کوئی برا بھی نہیں هوسکتا :

| | |
|---|---|
| لقد خلقنا الانسان في احسن تقويم ، ثم رددناه اسفل سافلين - الا الذين آمنوا و عملوا الصالحـات فلهـم اجرا غير ممنون ( ۹۵ : ۹ ) | هم نے انسان کو ایک طرف تو بہترین قوتوں کی ترکیب اور اعلی ترین جذبات کی ساخت میں پیدا کیا لیکن پھـر دوسري طـرف نفسانی خواهشوں اور شریر قوتوں کے لحاظ سے نہایت هی ادنی درجہ کی مخلوق تک بھی لوٹا لاے - هاں وہ لوگ جو اللہ پر ایمان لاے اور اعمال صالحہ و عادلہ اختیار کیے ، سو انکے لیے بے انتہا اجر هے کیونکہ وہ ان متضاد قوتوں کی کشاکش سے بچ نکلینگے - |

شیر خونخوار هے ، مگر کیڑوں کیلیے - سانپ زهریلا هے ، مگر دوسروں کیلیے - چیتا درندہ هے ، مگر اپنے سے کمتر جانوروں کیلیے ، لیکن انسان ، دنیا کا اعلی ترین مخلوق ، خود اپنے هي هم جنسوں کا خون پیتا اور اپنے هی ابناے نوع کیلیے درندہ و خونخوار هے ! و علی ذالک قول بعض شعراء هذا العصر :

ولقد رأيت الاسد احسن خلقـة
من جنس هذا الظالـم المتمرد
الـنـاس تقتل كل يوم بعضها
والاسد تقتـل غيرها اذ تعتدي

انسان هی هے جو فرشتوں سے بہتر هے اگر اپنی قوتوں کو امن و سلامتي کا وسیلہ بناے ، اور انسان هي هے جو سانپ کے زهر اور بھیڑیے کے پنجے سے بھي زیادہ خونخوار هے اگر راہ امن و سلامتي

راجفه ' ابصارها خاشعه ' يقولون ءانا لمردودون في الحافرة ' ءاذا كنا عظاماً نخرة ؟ ( ۷۹ : ۱۰ )

بھونچال آئیگا جب انسان کے دل دھڑک اٹھینگے ' اور رجب اٹھی ہوئی نظریں جھک جائینگی ' اور وہ کہیں گے کہ کیا ہم ( دنیا میں اسقدر ترقی کرکے اور آگے بڑھکے ) پھر ( وحشت و خرابی کی طرف ) لوٹائے جائیں گے ؟ اور وہ بھی ایسی حالت میں جب گل سڑ کر کھوکھلی ھڈیاں ھو جائینگے ؟ ( یقین کرو کہ ایسا ھی ہونے والا ھے )

## ( آلایة الکبری )

اور دیکھو کہ قدرت الٰہی کی یہ کیسی ہولناک نشانی ھے جو ایام الاهیه کی گذشتہ نشانیوں کو یاد دلاتی ہوئی ' غفلت کی دنیا اور غرور انسانی کی بستی پر بجلی کی طرح چمکتی ھے ' اور رب الافواج کہتا ھے کہ میں اپنے ہاتھ سے جلال صولت اور جبروت انتقام کو نمایاں کرونگا - یہ اسکی آواز کی اسی گرج اور اسکے دست جلال کا ایسا معذب وار ھے جو ہزاروں برسوں کے عصیان و تمرد کے بعد ظاہر ہوتا ھے ' اور اس بجلی کے مانند جو سبز کھیتوں پر گرتی ' اور اس طوفان کی طرح جو دفعۃً زمین پر چڑھتا ' اپنا کام پورا کردیتا ھے - یہ اسکا قانون ھے جو ہمیشہ سے ھے اور کبھی اسمیں تغیر نہیں ہوسکتا - اس قانون انتقام و تبدیل کے آبادیاں بدلیں ' بستیاں اجڑیں ' عمارتیں منہدم کیں ' قوموں کو ہلاک ' مملکتوں کو ویران ' اور بسے بسائے شہروں کو نابود اور نئی آبادیوں سے اپنی زمین کو معمور کردیا !

وکاین من قریة عتت عن امر ربها و رسله فحاسبناها حسابا شدیدا و عذبناها عذابا نکرا ( ۶۵ : ۱۰ )

اور کتنی ھی آبادیاں تھیں جنھوں نے اپنے پروردگار اور اسکے رسولوں کی صداقتوں سے سرتابی کی اور عصیان و طغیان پر اتر آئے - تب ہم نے بڑے ھی سختی کے ساتھ انکے کاموں کا حساب لیا اور بڑے ھی سخت عذاب میں گرفتار کیا -

اور یہی قانون ھے جسکے اندر سے خدا کا دست قہار پھر چمکا ھے اور وہ اپنی زمین کے موجودہ مالکوں سے انکے کاموں کا حساب لینا چاہتا ھے جیسا کہ پچھلوں سے لیا گیا !

الم نهلك الاولین ؟ ثم نتبعهم الاخرین ' كذالك نفعل بالمجرمین ' ویل یومئذ للمکذبین ! ( ۷۷ : ۸ )

کیا ہمنے طغیان و عصیان کی پاداش میں اگلی قوموں کو ہلاک نہیں کیا ؟ پس اسی طرح ہم پچھلی قوموں کو بھی انکی مانند عذاب میں مبتلا کرینگے - یہ ہمارا قانون ھے کہ اپنے مجرموں کے ساتھ ایسا ھی کیا کرتے ہیں - پس اس دن اللہ کی سچائی کے جھٹلانے والوں پر افسوس !

متمدن قوموں کا غرور انتہائی حد تک پہنچ چکا ھے - طاقتوں اور عجیب عجیب ترکیبوں نے انہیں متوالا کردیا ھے - انکو حسب سنن الاهیه زمین کی حفاظت کا منصب دیا گیا - لیکن انہوں نے قوت پا کر جنگ و فساد کی راہ اختیار کی ' اور طغیان و عصیان سے ارض الٰہی کو بھر دیا : حتی انت الارض من جور الظالمین ' استغاثت السماء من طغیان الکافرین ' وسمع رب العزة انین المظلومین و بکاء الباکین : و اوحی الیهم ربهم لنهلکن الظالمین -

پس ضرور تھا کہ غرور و طغیان کیلیے کوئی حد ہوتی - عجب نہیں کہ مہلت ختم ہوگئی ہو ' اور کچھ اچنبھا نہیں اگر ارض الٰہی کے امن کیلیے ' بندگان خدا کی راحت کیلیے ' اور مظلوموں کو سکھ کی نیند سلانے کیلیے انکا خون انھی کے ہاتھوں بہایا جائے جنھوں نے دوسروں کا خون اپنے ہاتھوں بہایا ' اور

اس طرح عدالة الٰہی اُن قوتوں کا حساب لے جو صدیوں سے تمام دنیا کے اعمال کا حساب لے رہی ہیں :

و نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلهم ائمة و نجعلهم الوارثین ( ۲۸ : ۲۶ )

ہم نے ارادہ کیا کہ جو لوگ کمزور و ضعیف کیے گئے ان پر احسان کریں ' انھی کو سرداری اور برتری بخشیں ' اور انھی ناتوانوں کو طاقتور انسانوں کا وارث بنائیں -

یہ دنیا کا غرور طاقت ھے جو اب رنگ لایا ھے ' یہ قوت اور سیادت ارضی کی وہ غذا ھے جو اس کے بڑے ھی حرص و طمع سے کھالی پر ہضم نہ کر سکی ' اور اب اسی کا فساد اسکی تندرستی کیلیے مہلک ثابت ہوا ھے :

فذاقت وبال امرها و کان عاقبة امرها خسرا ( ۶۵ : ۲۶ )

بالاخر انکے اعمال کا وبال انکے آگے آیا اور وہ گو طاقت اور عظمت میں بہت بڑھ چکے تھے لیکن انجام کار گھاٹا ھی گھاٹا ہوا -

## ( ذالك بما قدمت ایدیهم ! )

یورپ کا تمدن ' اسکی طاقت ' اُسکا جنگی اقتدار ' اسکے عجیب عجیب اسلحہ ' اور برباد کن ہولناکیاں ' اسکے مہیب جہاز ' اور دور تک پہنچ جانے والی متحدہ فوج ' ایسی قاہر و جابر تھی کہ انکی تنبیہ کیلیے خود انھی کے سوا اور کوئی نہیں ہوسکتا تھا - انہوں نے اپنے سوا ہر قوت کو پامال کیا ' اور اپنے سوا اور کچھ رہنے نہ دیا ' پس کون تھا جو انکے مقابلے میں نکلتا اور دنیا میں کس کا ہاتھ اتنا قوی تھا جو انکے آہنی پنجوں پر پڑتا ؟ وہ تو سب سے بڑے ہوگئے تھے ' انکے لیے وہ لوگ کیا کام دیسکتے تھے ' جو آج سب سے چھوٹے ہوگئے ہیں ؟ انکے جہازوں کے مقابلے کیلیے انکے جہازوں سے بڑھکر جہاز چاہیے تھے ' مگر وہ کہاں بنتے ؟ انکی توپوں کیلیے انکی توپوں سے زیادہ ہلاکت بار توپیں درکار تھیں ' مگر وہ کہاں ڈھلتیں ؟

پس جب زمین پر اُنسے بڑھکر اور کوئی نہ تھا جسکے اندر سے خدا کا ہاتھ ظاہر ہوتا تو دیکھو کہ حکمت الٰہی نے کس طرح خود انھی کو آپس میں مسلط کردیا ' اور اسکی یہ تدبیر کی کہ باہمی جنگ و جدال میں مبتلا ہوگئے - اب انکا ہولناک تمدن جسکو ایک ہزار سال کے اندر اُنہوں نے طیار کیا تھا ' انھی کی تخریب میں کام آیا ' اور انکی ہر ترقی اور ہر بڑائی خود انھی کیلیے وسیلۂ تعذیب ہوئی - اگر انکی توپوں سے بڑھکر دوسروں کے پاس توپیں نہ تھیں ' تو انھی کی توپوں کے گولے انکے لیے اُڑنے لگے - اگر انسے بڑھکر جنگی جہاز دوسروں کے پاس نہ تھے ' تو وہی جہاز انکے مقابلے میں سمندر میں تیرنے لگے - ہر پتھر جو اُنہوں نے اُٹھایا ' خود اُنھی کے لیے اُڑا ' اور ہر آلہ جو انہوں نے طیار کیا وہ انھی کے سر پر منصرف ہوا - اُنہوں نے بڑا سامان کیا تھا ' مگر خدا کا سامان سب سے بڑا ھے :

انهم یکیدون کیدا ' و اکید کیدا ' فمهل الکافرین امهلهم رویدا ( ۵۶ : ۱۲ )

یہ لوگ اپنا داؤ کر رہے تھے اور ہم اپنا داؤ کھیل رہے ہیں ' پس منکروں کو مہلت لینے دو ' زیادہ نہیں - تھوڑی سی -

## ( یہ کون ہیں ؟ )

• یہ کون ہیں جو آپسمیں خون اور ہلاکت کرنے کیلیے دوڑے ہیں ؟ یہ وہ ہیں جنھیں " امن کے شہزادہ " نے انکے اولین ظہور کے وقت

کو چھوڑ کر بہیمیت اور خونخواری پر اتر آے :

انا ھدیناہ السبیل اما شاکرا و اما کفورا ( ۳ : ۷۶ )

ہم نے انسان کو راہ عمل و ترقی دکھلا دی ہے ' پھر یا تو ہماری ھدایت پر عمل کرنے والے ھیں یا انکار کرنے والے -

الم نجعل لہ عینین ' و لسانا و شفتین ' و ھدیناہ النجدین ؟ ( ۹ : ۹۰ )

پھر کیا ہم نے انسان کو دیکھنے کیلیے دو آنکھیں اور زبان اور ھونٹ نہیں دیے ؟ بیشک دیے اور خیر و شر کی دونوں راھیں اسے دکھلادیں

یہی انسانیۃ اعلی اور ملکوتیۃ عظمی ہے جسکی تقویم و تکمیل کیلیے دین الہی اور شریعۃ فطری کا ظہور ہوا ' اور یہی پیغام امن ' رھنماے صلح و صلاح ' اور وسیلۂ فوز و فلاح ہے جسکا دوسرا نام " اسلام " ہے - یعنی جنگ کی جگہ صلح ' خون و ھلاکت کی جگہ عمران و حیات ' اور بربادی و خرابی کی جگہ سلامتی و امید ہے ' وہ بتلاتا ہے کہ اگر انسان اپنی قوۃ ملکوتی اور فطرۃ صالحہ سے کام نہ لے ' تو وہ بڑے ھی گھاٹے ٹوٹے میں ہے :

والعصر ' ان الانسان لفی خسر ' الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات و تواصوا بالحق وتواصوا بالصبر ( ۳ : ۱۰۳ )

زمانہ اور اسکے حوادث گواھی دیتے ھیں کہ انسان بڑے ھی نقصان ٹوٹے میں ہے - مگر وہ لوگ کہ اللہ پر ایمان لاے ' اعمال صالحہ اختیار کیے ' اور حق اور صبر کی باھمدگر وصیت کی !

پھر اس سے بڑھکر خسران و نقصان کیا ھوگا جسمیں آج دنیا مبتلا ہے ؟ وہ دنیا جس نے قوتوں کی تکمیل کی ' جس نے فطرۃ کے قوانین مستورہ کو بے نقاب کیا ' جس نے عقل و ادراک کے خزانے کھلوا دیے ' جس نے ارتقاے فکر و علو مدرکہ سے دنیا کو علم کا گھر اور دریافتوں اور تحقیقوں کی مملکت بنادیا ' جو علم و مدنیت کے انتہاے عروج سے متوالی ھوگئی ' جو قوتوں کے حصول کے نشے سے بد مست ھوکر مغرورانہ جھومنے لگی ' جس نے کہا کہ انسان کے سوا کچھہ نہیں ' اور جس نے اعلان کیا کہ مادہ کے اوپر کوئی نہیں - کیا آج اسکا یہ علم اعلی ' یہ مدنیہ عظمی ' یہ ایجادوں کا ڈھیر ' یہ مخترعات کا انبار ' یہ بے شمار کتابوں کی جلدیں ' اور یہ لا تعد ولا تحصی دماغوں کے افکار عالیہ و مدنیہ ' ایک لمحہ ' ایک دقیقہ کیلیے بھی اس ھولناک بربادی ' اس خوفناک تصادم ' اس وحشت انگیز خونخواری ' اس خون کا سمندر بہانے والی ' اور لاشوں کے جنگلوں کو بھر دینے والی جنگ کو روک سکتے ھیں ' اور نوع انسانی کو عالمگیر نقصان و ھلاکت سے بچا سکتے ھیں ؟ کیا قانون کشش ثقل جس پر نئے علم کو ناز ہے ' اس سے بچالیگا ؟ کیا قوت جذب کا کشف اسے روکدیگا ؟ کیا بھاپ اور اسٹیم کی ایجاد کچھہ سفارش کرسکیگی اور انسان کو ھلاکت سے بچا لیگی ؟ آہ ! یہ ایجادات محیرہ ' یہ مخترعات مدھشہ ' یہ مصنوعات مدورہ ' جس پر مدنیۃ کو ناز اور علم انسانی کو غرہ ہے ' امن و سلامتی کی جگہ خود ھی ھلاکت اور بربادی کا وسیلہ ' اور خون اور آگ کی افزایش و تضاعف کا ذریعہ ھیں - اگر پہلے دنیا کیلیے صرف کمان کا تیر اور تلوار کی دھار تھی ' تو آج تمدن کی بدولت ایک ایک سکینڈ میں کئی کئی مرتبہ چھوٹنے والے ھلاکت بار گولے ' اور لمحوں اور منٹوں کے اندر شہروں اور قلعوں کو مسمار کردینے والے آھن پوش جہاز ھیں - پھر اے علم و مدنیۃ کا شیطان ! کیا تو اسلیے آیا تھا کہ خدا کی آبادی کی ویرانی کو دوگنا اور اسکی ھلاکت کے آلات کو زیادہ مہلک اور لا علاج بنا دے ؟ اور اے انسان کی غفلت اور اے اولاد آدم کی نادانی ! تو اب تک خدا سے لڑیگی ' اور کب تک اسکی زمین کے امن و راحت کو روکیگی ؟ حالانکہ تمدن اور علم تجمع قوی بناسکتا ہے پر نیک نہیں بنا سکتا :

یامعشر الجن و الانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السماوات و الارض فانفذوا ' لا تنفذون الا بسلطان ! ( ۵۵ : ۳۳ )

اے مجمع جن و انس ! اگر تمہاری طاقت میں ہے کہ زمین و آسمان کے مدبرات و ملکوت کے اندر سے اپنی راہ پیدا کرکے آگے کو نکل جاؤ ' تو تم اسکیلیے بھی کوشش کر دیکھو ' مگر بغیر سلطان الہی کے تم نہیں نکل سکتے اور یاد رکھو کہ وہ قوت تمہارے بس میں نہیں ہے :

( وستعلمون العاقبۃ )

اور دیکھو یہ ایسی آگ ہے جو بھڑک اٹھی ہے اور جس طرح تمدن کی حسین و جمیل آبادیاں آگ اور دھویں کی ھولناکی کے اندر ویران ھو رھی ھیں :

یرسل علیکما شواظ من نار و نحاس فلا تنتصران ! ( ۵۵ : ۳۵ )

تم پر آگ کا دھواں اور اسکی لپٹ چھاجائیگی ' اور تمہارے پاس کوئی انسانی قوت ایسی نہیں کہ اسکے ذریعہ اس ھلاکت کو دفع کرسکو !

یہ دنیا کی مغرور و متمدن طاقتوں کی ٹکر ہے ' اور انکی بڑی انسانی درندوں کی لڑائی ' جتنے بڑے خونخوار اسباع و بہائم آجتک کرۂ ارضی پر پیدا نہیں ھوے - دنیا نے ٹیٹس کے قصے سنے ھیں جس نے یروشلیم کو تباہ کردیا ' دنیا نے بخت نصر کو دیکھا ہے جو بنی اسرائیل کو گرفتار کرکے بابل لے گیا ' دنیا میں ایرانیوں کے قہر و استیلا کے افسانے سنے گئے ھیں جنھوں نے بابل کو مسمار کردیا تھا ' اور رومیوں کے عہد تسلط و عروج کے ایسے بہت سے ماتم خونریزوں کی روایتیں مشہور کی گئی ھیں ' جنھوں نے خدا کی پیدا کی ھوئی مخلوقوں کو بہت ستایا اور اسکی زمین پر بہت فساد کیا :

و کذالک جعلنا فی کل قریۃ اکابر مجرمیھا لیمکروا فیھا -

اور اسی طرح ہم نے ھر آبادی میں اسکے بڑے بڑے سرکش گنہ گار پیدا کیے تاکہ وہ مکر و فساد پھیلائیں -

لیکن خون بہانے کی اسی شیطانی قوتیں ' آگ برسانے کے ایسے جہنمی آلے ' اور موت و ھلاکت پھیلانے کی ایسی اشد شدید ابلیسیت کو کسی کو بھی نصیب نہ ھوئی - زمین کی پشت پر ھمیشہ درندوں نے بہت بناے اور اژدھوں نے پھنکاریں ماریں ' مگر نہ تو ایسی درندگی آجتک کسی میں تھی جیسی موجودہ متمدن اقوام کی قوتوں کو حاصل ہے ' اور نہ ابتک ایسا سانپ اور اژدھا پیدا ھوا ' جیسے کہ ان لڑنے والوں میں سے ھر فریق کے پاس ڈسنے ' نگلنے ' اور چیرنے ' پھاڑنے کیلیے عجیب عجیب ھتیار جمع ھیں - پھر اس اژدہے کو دیکھو جو جنوب سے منھہ کھولے ھوے بڑھرھا ہے ' اس ھاتھی کو دیکھو جسکی مستک غرور طاقت سے جھوم رھی ہے " سنسمہ علی الخرطوم " - اور جسکے دانت ھلاکت کے دو نیزوں کی طرح نکلے ھوے ھیں ' اس بھیڑیے کو دیکھو جو مشرقی یورپ کی بھٹ سے چیختا ھوا اٹھا ہے ' اور اس خوفناک چیتے کو دیکھو جو ڈنمارک اور روس کی سرزمین میں خون اور گوشت کیلیے پلا ہے ! یہ کیسے مہیب ھیں ؟ یہ کیسے خوفناک آلات سے مسلح ھیں ؟ ان سب کا باھم ایک دوسرے پر گرنا اور چیرنا پھاڑنا کرۂ ارضی کا ایسا ھولناک بھونچال ھوگا ؟ ایسا بھونچال جو کبھی نہیں آیا ' ایسا طوفان جو کبھی نہیں اٹھا ' ایسی آتش فشانی جو کبھی بھی نہ ھوئی ' اور خدا کا ایسا غصہ جو ابتک کبھی بھی زمین پر نہ ھوا :

یوم ترجف الراجفۃ ' تتبعھا الرادفۃ ' قلوب

وہ ھولناک دن کہ جب زمین کانپ اٹھیگی ' جب ایک بھونچال کے بعد دوسرا

# اسئلة واجوبتها

## اولیاء الله و ارتقاء روحانی

( از جناب مولوی محمد عمر صاحب تهانوی )

**صحیفۂ الهلال** میں سال جدید سے جو سلسلہ مقالات افتتاحیہ کا بعنوان " اولیاء الله و اولیاء الشیطان " شروع ہوا تھا ' اس مضمون کے ایک خاص حصہ کے متعلق کسی قدر مزید شرح و تفصیل کا بھی طالب ہوں - مضمون کے دوسرے نمبر میں جناب نے تحریر فرمایا ہے کہ " اولیاء الله سے مقصود کوئی خاص مصطلحہ جماعت نہیں ہے جیسا کہ سمجھا جاتا ہے - بلکہ قرآن کریم تمام مومنین صادقین کو اولیاء الله کے لقب سے پکارتا ہے - البتہ جو لوگ تزکیۂ نفس اور اعمال صالحہ کے ذریعہ تقرب الی الله کی راہ اختیار کرتے ہیں ' وہ ارتقاے روحانی کے ماتحت مختلف مدارج و مراتب میں سے گذرتے ہیں ' اور انہ و من یطع الله الخ میں انہی کا ذکر کیا گیا ہے "

لیکن گذارش ہے کہ " ارتقاے روحانی " سے مقصود کیا ہے اور اسکا ذکر قرآن کریم میں کیونکر کیا گیا ہے ؟

## الهـــلال :

رمضان المبارک اور جنگ یورپ کی زحمت سے مشغولیات وقت بدل گئی' اور مقالات افتتاحیہ کی جگہ دوسرے مضامین نے لے لی' اسیلیے سلسلۂ " اولیاء الله " عدم تکمیل رهگیا - اب اپ کا استفسار نے سلسلے میں اسے بعنوان اکمل و احسن پورا کرنے کی کوشش کرونگا -

جناب نے " ارتقاے روحانی " کے متعلق سوال کر کے ایک بہت ہی طولانی بحث چھیڑ دی ہے - جو بغیر ایک مستقل و مبسوط مضمون کے ممکن نہیں - مختصراً چند اشارات پر اکتفا کرونگا .

### ( ارتقـــاے روحانی )

قرآن کریم کے مطالعہ و تدبر سے واضح ہوتا ہے کہ اولیاء الرحمن اور اولیاء الشیطان کے مختلف درجے اور مرتبے هیں' اور بہ لحاظ اپنے اعمال و خصائص اور تعلق و نسبت کے یہ دونوں جماعتیں ایمان و نفاق' اسلام و کفر' اور تقوی و فسق میں گھٹتی بڑھتی رہتی هیں

" اولیاء الله " کا گروہ جس قدر محبت الہی او رانقطاع ماسوی الله میں ترقی کرتا ہے' اتنا هی اسکے اعمال میں اخلاق الہی اور نور ربانی کا ظہور بھی ترقی کرتا ہے' اور اسکی روح مقصد الہی سے نزدیک تر ہوتی جاتی ہے - یہانتک کہ تکمیل مرتبۂ انسانیہ تک اسکا ارتقاء ہوجاتا ہے' اور یہی " صراط مستقیم " اور " دین قیم " کا آخری مرتبہ ہے -

اسی طرح اولیاء الشیطان بھی جسقدر اپنے مرکز شقاوت و خباثت سے قریب ہوتے جاتے هیں اور انکی روح کو مقام ایمان بالله و انقطاع الی الله سے بعد ہوتا جاتا ہے' اتنا هی کفر و نفاق اور فسق و عصیان میں بھی ترقی کرتے جاتے هیں' اور اسی ترقی کی نسبت سے انکے مختلف درجے اور مرتبے هیں - پہلا گروہ الله کی طرف جاتا ہے - اسلیے اسکو الہی منزلیں پیش آتی هیں اور اُن راہوں سے ہوکے گذرتا ہے جو الله کے دوستوں کی راهیں هیں - دوسرے گروہ کا رخ مواء شیطانیہ کی طرف ہوتا ہے اسلیے اسے ابلیسی منزلیں پیش آتی هیں اور اُن راہوں کو اختیار کرتا ہے جو شیطان کے عاشقوں اور پیار کرنے والوں کی راهیں هیں - پس اولیاء الله جسقدر الله سے محبت کرتے اور غیر الله سے کٹتے میں ترقی کرتے جاتے هیں' اتنا هی مدارج سیر الی الله میں بھی بڑھتے جاتے هیں - اسی طرح اولیاء الشیطان یا اصحاب النار جسقدر شیطان سے عشق کرتے اور اسکے لیے اور اسکے کاموںکے لیے خدا کو چھوڑتے اور خدا کے کاموں سے دشمنی کرنے میں دلیر اور جری ہوتے جاتے هیں' اتنا هی ذهاب الی الشیطان میں انکے ابلیسی مراتب کی بھی ترقی ہوتی جاتی ہے : یعدهم و یمنیهم وما یعدهم الشیطان الا غرورا

اگر تم کہتے ہو کہ انسان کے جسم کی ترقی اور تکمیل کیلیے دنیا میں " قانون ارتقاء " جاری ہے' اور اس نے ایک رینگنے والے کیڑے کو ترقی دیکر بتدریج انسانی جسم و شکل کے حسن و جمال تک پہنچا دیا ہے' تو پھر انسانی روح کی ترقی و تکمیل کیلیے کیوں کوئی قانون ارتقاء تسلیم نہیں کرتے' اور کیوں انسان کی معنوی زندگی کو ادنی مرتبہ سے اٹھکر اعلی مراتب حیات الاهیہ تک پہنچنے نہیں دیتے ؟

فی الحقیقت وہ " قانـــون ارتقـــاء " جسکو لا مارک' هلیر' ابن مسکویہ' اور ڈارون نے دریافت کیا ہے' صرف مخلوقات کے جسم هی تک محدود ہے - وہ کچھ نہیں بتلاتا کہ ارتقاء کی یہ زنجیر هیکل انسانی کی کڑی تک پہنچکر پھر کہاں چلی جاتی ہے' اور اسکے بعد بھی ارتقاء کے مدارج کوئی رکھتے هیں یا نہیں ؟ لیکن وہ قانون ارتقاء جسے محمد الرسول الله نے دریافت کیا (صلے الله علیہ و سلم ) وہ بتلاتا ہے کہ بلاشبہ انسانیت کے مرتبہ تک پہنچنے کے بعد " ارتقاء جسمی " تو ختم ہو جاتا ہے لیکن اسکے بعد ایک " ارتقاء روحانی " کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے' اور جسم حیوانی کو انسان کا هیکل اختیار کرنے کے بعد بھی انسان کے لیے بہت کچھ بننا اور ترقی کرنا باقی رهتا ہے

یرفع الله الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات' و الله بما تعملون خبیر ! ( ۵۸ : ۱۲ )

جو لوگ تم میں سے ایمان لاے اور جن لوگوں نے علم حق حاصل کیا' سو الله تعالی انکے مدارج کو ترقی دیتا ہے اور ارتفاع بخشتا ہے -

یہی مدارج هیں جو اولیاء الله اور اصحاب النار کے ذهاب الی الله کی مختلف منزلیں هیں - ایمان بالله اور محبت الهی اس ارتقاء روحانی کی اصل ہے' اور ارتقاء انسانی کے معنی یہ هیں کہ الله پر ایمان و ایقان ترقی کرے' اور الله کی ولایت اور دوستی اپنے اونچے مرتبوں اور مقاموں تک بلند ہو جاے :

الیہ یصعد الکلم الطیب و العمل الصالح یرفعہ ( ۳۵ : ۱۱ )

کلمات طیبہ و صالحہ الله هی کی طرف بلند ہوتے هیں اور وہ عمل صالح کرنے والوں کو ارتفاع بخشتا ہے -

اس آیۂ کریمہ میں دو چیزیں بیان کی هیں : " کلم الطیب " اور " عمل صالح " پس انسانیت کی تکمیل و ارتقاء کی بنیاد بھی یہی دو چیزیں هیں - " کلم الطیب " سے مقصود ایمان بالله ہے' اور " عمل صالح " سے مقصود انسان کے وہ تمام کام جو صحت و اصلاح اور عدل و حقیقت کے مطابق ہوں - فرمایا کہ ایمان بالله صعود کرتا ہے اور بلند ہوتا ہے' اور عمل صالح کو خدا اونچے درجوں تک لیجاتا ہے -

یہی ارتقاء روحی ہے جسکو قرآن کریم نے " نعمة " اور " انعام " کے لفظ سے تعبیر کیا ہے' اور اپنے فاتحة الکتاب میں ( کہ تمام قرآن اسی متن کی شرح ہے ) مومنوں کو یہ دعا سکھلائی ہے :

اهدنا الصراط المستقیم : صراط الذین انعمت علیهم !

خدایا ! همیں صراط مستقیم پر چلا' وہ صراط مستقیم جو اُن لوگوں کی راہ ہے جن پر تو نے انعام کیا!

وعظ سنایا تھا ' جبکہ وہ گلیل اور یہودیہ اور بروں پہاڑ کی بھیڑ کو دیکھکر کوہ زیتون پر چڑھگیا ' اور اس نے اپنے شاگردوں کیلیے تعلیم دی :

" مبارک هیں وہ جو دل کے غریب هیں ' کیونکہ وہ آسودہ هونگے - مبارک هیں وہ جو دل کے حلیم هیں کیونکہ وہ زمین کو ورثہ میں پائینگے ' مبارک هیں وہ جو رحم دل هیں کیونکہ انپر رحم کیا جائیگا ' مبارک هیں وہ جو صلح کراتے هیں ' کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائینگے ( متی ٥ : ١٠ )

پس یہ غریب هیں ' حلیم هیں ' رحم دل هیں ' زمین پر صلح اور امن کرانے کیلیے خداوند کے بیٹے هیں ' کیونکہ انهیں کہا گیا تھا :

" تم سن چکے هو کہ اگلوں سے کہا گیا کہ خون نہ کرنا ' پر میں تم سے کہتا هوں کہ جو کوئی اپنے بھائی پر غصے هوگا وہ سزا کے لائق هوگا - ( متی ٥ : ٢١ ) تم سن چکے هو کہ اگلوں سے کہا گیا کہ آنکھہ کے بدلے آنکھہ اور دانت کے بدلے دانت ' پر میں تم سے کہتا هوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا ( ٥ : ٢٣ ) تم سن چکے هو کہ اگلوں سے کہا گیا کہ اپنے پڑوسی کو پیار کرو ' اور اپنے دشمن سے عداوت رکھہ ' پر میں تم سے کہتا هوں کہ اپنے دشمنوں سے پیار کرو اور اپنے ستانے والوں کیلیے دعا مانگو ' تا کہ تم اپنے آسمانی باپ کے بیٹے ٹھہرو " ( ٥ : ٤٤ )

پس یہ ہے اس مقدس تعلیم کا آخری ظہور جو دنیا کے سامنے ہے ' اور یہ ہے وہ پاک امانت جو شہزادہ امن نے اپنی نسل کو دی ' تا کہ وہ آسمانی باپ کے بیٹے کہلائیں اور وراثت کا ' حلم کا ' تحمل کا ' صلح و آشتی کا پیغام دنیا کیا تھا ' اور کہا گیا تھا کہ یہودیوں کو خون کرنے سے روکا گیا مگر ایک مسیحی اپنے بھائی پر غصہ بھی نہیں کریگا ' وہ شریر کے مقابلہ سے بچیگا ' اور دشمن تک کو پیار کریگا -

مگر آج " مسیح " دنیا میں نہیں ہے جو دیکھے کہ خداوند کے بیٹے کہلانے والے کس طرح خداوند کی زمین کی سب سے بڑی خونریزی کیلیے اٹھے هیں ' اور خون بہانے کے ایسے ایسے هتیار انکے کاندھوں پر هیں ' جو زمین نے اجتک نہ دیکھے تھے -

آہ ' آج انکا وہ حال هوگیا ہے جس کی زبور میں خبر دی گئی ' جسکے لیے یشعیاہ نبی نے نبوت کی ' جسپر یرمیاہ نبی نے نوحہ پڑھا ' جسپر حزقی ایل نے ماتم کیا ' اور جسکے لیے ملاکی نبی نے آخری آنسو بہائے - یہ سب کچھہ یہودیوں کیلیے اس سے زیادہ نہ تھا ' جتنا آج خود انکے لیے هو سکتا ہے ' جو یہودیوں کو اس حالت سے چھڑانے آئے تھے

" کوئی راستباز نہیں ' ایک بھی نہیں - کوئی خدا کا طالب نہیں - ایک بھی نہیں ' سب گمراہ هیں - سب بیکار هو گئے - کوئی بھلائی کرنے والا نہیں - ایک بھی نہیں ' انکا گلا کھلی هوئی قبر ہے - انکے هونٹوں میں سانپوں کا زہر ہے - انکا منھہ لعنت اور کڑواهٹ سے بھرا هوا ہے انکے قدم خون بہانے کیلیے تیز هیں - انکی راهوں میں تباهی اور بد حالی ہے - وہ سلامتی اور امن کی راهوں سے واقف نہ هوے ' انکی آنکھوں میں خدا کا خوف نہیں "

( زبور ١٤ : ١ - یشعیاہ ٥٩ : ٧ )

## برطانیہ کا بیڑہ

انگلستان کی جسقدر بحری طاقت آبنائے جزائر برطانیہ میں موجود ہے ' وہ تین بیڑوں میں منقسم ہے :

پہلے بیڑے میں ایک نشان کا جہاز اور چار اسکوائڈرن هیں - اسکوائڈرن ایک بحری اصطلاح ہے جسکا اطلاق جہازوں کے اس خاص مجموعہ پر هوتا ہے جو ایک چھوٹے علم بردار کے ماتحت هوتا ہے -

دوسرے اور تیسرے بیڑے میں صرف دو دو اسکوائڈرن هیں - یہ اسکوائڈرن بیٹلشپ ( جنگی جہاز کی ایک قسم ) سے مرتب هیں -

( پہلا بیڑا )

پہلے بیڑے کے اسکوائڈرن میں جتنے جہاز هیں وہ سب کے سب ڈریڈناٹ وضع کے هیں - " آئرن ڈیوک " ایک نشان بردار جہاز کا نام ہے - اسمیں ١٣ - ٥ ' انچ ' اور ١٣ - ٦ ' انچ کی توپیں هیں - ڈریڈناٹ " مارل برو " نامی اور بعض پرانی وضع کے ڈریڈناٹوں میں ١٢ انچ کی توپیں هیں -

دوسرے بیٹل اسکوائڈرن میں جو دنیا میں جہازوں کا سب سے زیادہ بیش قیمت اور قوی مجموعہ ہے ' " جارج پنجم " اور " اوری " جہاز هیں - ان میں سے هر ایک میں ١٣ - ٥ ' انچ کی توپیں هیں -

چوتھا بیٹل اسکوائڈرن میں اسوقت صرف چار جہاز هیں ' جنمیں سے تین تو پرانی وضع کے ڈریڈناٹ هیں اور چوتھا " اگا میمنن " ہے -

تیسرے بیٹل اسکوائڈرن میں " شاہ ایڈورڈ " نامی ٨ - جہاز هیں - یہ آٹھوں جہاز آهن پوشی ' اسلحہ برداری ' اور سرعت رفتار میں برابر هیں اور سب سے آخری قسم کے پری ڈریڈناٹ کی قسم اور درجے میں انکا شمار ہے ' اور معرکہ آرائی میں ابتدائی ڈریڈناٹوں کے برابر سمجھے جاتے هیں

ان چار اسکوائڈرنوں کے همراہ اس بیڑے میں پہلا بیٹل کروزر اسکوائڈرن جسمیں " لوائن " نامی جہاز بھی شامل ہے - دوسرا بیٹل کروزر اسکوائڈرن ' اور تین اور جہاز بھی هیں - اسکے علاوہ چار تارپیڈو فلوٹیلا بھی هیں اور تیسرے میں سب سے آخری وضع کے جہاز هیں - یہ بیڑہ عموما هارویچ اور نواح میں رهتا ہے -

( دوسرا بیڑہ )

اسمیں دو بیٹل اسکوائڈرن هیں - انکے علاوہ پانچویں اسکوائڈرن میں " کوئن میری " نامی جہاز کے درجہ کے آٹھہ جہاز هیں ' چھٹے اسکو بھی شاہ ایڈورڈ نامی جہازوں کے اسکوائڈرن کے مثل سمجھنا چاهیے - گو یہ طاقت میں ان سے کسیقدر کم ہے - دو کروزر اسکوائڈرن اور پیٹرول فلوٹیلا بھی هیں مگر پیٹرول فلوٹیلا آخری وضع کی تارپیڈو کشتیاں هیں -

دوسرے بیڑے کو پوری طاقت پہنچانے کے لیے ٥ هزار آدمیوں کی ضرورت ہے -

( تیسرا بیڑہ )

تیسرے بیڑے میں بھی بیٹل شپ جہاز جو عموما ساحل میں پڑے رهتے هیں اور کچھہ کروزر کے اسکوائڈرن هیں جو بحری تعلیم و تربیت میں کام آتے هیں - ساتواں بیٹل اسکوائڈرن جس پر دو سال تک امیر البحر اپنا علم بلند رکھتا ہے ' آٹھہ پرانی وضع کے جہازوں سے مرتب ہے - یہ جہاز " مجیسٹک " نامی جہاز کی وضع پر بنے هیں ' اور وزن ' آهنی چادروں ' اسلحہ وضع ' اور شکل میں ڈریڈناٹ جہازوں سے بالکل مختلف هیں -

زندگی مشقت کشی، سنگدلی، خونخواری اور نا عاقبت اندیشی کی طالب ہے، اور تمدن اپنے ساتھہ جو چیزیں لاتا ہے وہ عدم راحت طلبی، تن آسانی، عشق پرستی، انجام اندیسی، اور حب نفس و مال ہے -

چنانچہ اس وقت یورپ کی مختلف قوموں میں جس نسبت سے تمدن ترقي کر رہا ہے، اسي نسبت سے انکے جنگی جوش اور موجی زندگي میں بھی تنزل ہو رہا ہے، اور اگرچہ یورپ کے ایک متمدن سپاهي کا جسم پر شوکت پوساک اور تازہ ایجاد اسلحہ سے آراستہ ہوتا ہے، مگر اسکا سینہ اس دل سے خالي ہوتا ہے جو حربي سپاهي کا اصلی ہتیار ہے - ہر حکومت اسکو محسوس کر رہي ہے اور اسکے تدارک کي فکر میں ہے، مگر عموما جسقدر تدبیریں کي جا رہی هیں، وہ اسلیے چنداں سودمند نہیں ہوتیں کہ انکا استعمال اسوقت ہوتا ہے جب طبیعت کے صفحۂ سادہ پر تمدن کا نقش بیٹھہ جاتا ہے -

یہي غلطي ہے جس کا انسداد بواے اسکوت سستم کا اصلي مقصد ہے -

بچوں کی تعلیم و تربیت کا اصلی گر یہ ہے کہ ان قدرتي قوی و میلان سے کام لیا جاے جو بچے اپنے ساتھہ لیکے پیدا ہوے هیں - اس اصول پر ان سے جو کام لیا جاتا ہے، آپ هنسی خوسی بجالاے هیں، اور چونکہ بطیب خاطر کرتے هیں، اسلیے جلد کامیابی اور ترقي ہوتي ہے - اسي نکتہ کو نظیري نے اپنے ساعرانہ انداز میں بیان کیا ہے :

درس وفا اگر بود زمزمۂ محبتے
جمعہ بمکتب آورد طفل گریز پاے را

( مسٹر بیڈن پاوول )

بواے اسکوت سستم کا سنگ بنیاد یہي اصول ہے سب سے پہلے مسٹر بیڈن پاویل نے اسکی ضرورت کو محسوس کیا اور اس کے قیام کیلیے ملک کو توجہ دلائي - مسٹر فلیپ گبس اس نظام کے آغاز پر بحث کرتے ہوئے "گریفک" میں لکھتے هیں -

"اسکو (Baden-Powell بانی نظام کو) اپنا عہد طفلي یاد تھا - اور اب وہ بڑا ہوگیا تھا - جنگ اور موت کو انکي حقیقي خوفناک شکلوں میں دیکھہ چکا تھا، اسے اپنے تندرست بچپن کے وہ شاندار حالات یاد آگئے، جبکہ وہ ریڈ انڈین کے نقش قدم پر چلتا تھا، اور کینسنگٹن کے مرغزاروں میں شکار کھیلا کرتا تھا -

اس نے اپنے ذھن ثاقب کی ایک فوري تابش سے یہ محسوس کیا کہ بچوں کي زندگي کا آغاز منچلے پن کي روح سے ہوتا ہے جو تخیل کے حدود کے اندر محدود ہوتي ہے - پس اگر کوئی ایسا نظام ترتیب دیا جاے جو بچونکو ادب نفس، (سیلف ڈسپلن) عزت، ہمت، اور مطمح نظر پر اعتماد و اعتماد کی تعلیم دے، تو یہ میدان طبیعي قابو میں آسکتا ہے اور پھر اس سے بہت مفید کام لیے جاسکتے هیں" -

( نظام کار )

اس نظام کا مایۂ خمیر کیا ہے؟ کیا مشاغل تجویز کیے گئے هیں؟ انکی طرف کیونکر رهنمائي ہوتي؟ ان تمام سوالوں کے جواب میں مسٹر گبس لکھتے هیں :

"اس نے اپنے کیمپ اور جہازي کي زندگي اور شکاروں اور معرکہ آرائیوں کے تجارب سے کھیل تجویز کیے جو ایسی عملی معلومات سے لبریز تھے جنھیں بچے پسند کرتے هیں اور جن سے انھیں ستاروں کو ستارے پہچاننا، اوقات اور راستہ معلوم کرنا، اور آنکھوں کو ان حقیر چیزوں کیلیے کھلا رکھنا جو راستوں اور کھیتوں میں چلتے وقت پڑي ملتي هیں، کھلے میدانوں میں اپنے هاتھہ سے اپنا کھانا پکانا، بغیر دیاسلائي کے آگ جلانا، اپنے رفیق کا سراغ اسکے نقش قدم یا کسي پڑي شے سے لگانا، عمدہ گرہ لگانا، ایک اچھا نقشہ کھینچنا، غرض اسی طرح کے ایک ہزار ایک کاموں کو سیکھنے کا موقعہ ملتا ہے، جو بکري کي کھال کے دستانوں، اسفلت کي گچکاري اور تمدن کے رچہ خانوں کے بنے ہوے راستوں کي ایجاد سے پہلے ہر شریف آدمي کي تعلیم میں داخل تھے"

" چونکہ اسے خود اپنا بچپن یاد تھا - اسلیے اسے یہ معلوم تھا کہ بچے مخفی اشارات اور علامات و نشانات [ بیج ] جنگي آوازوں، اور اس قسم کی دوسري چیزوں کے عاشق ہوتے هیں - اس نے یہ سب چیزیں اپنے نظام میں رکھیں اور انکی مختلف جماعتوں کو مختلف حیوانات مثلا بھیڑیا، ریچھہ، عقاب، وغیرہ وغیرہ میں تقسیم کرکے ہر ایک کے لیے ایک خاص علامت اور ایک مخصوص علم مقرر کیا تاکہ ہر بچہ اپنے جرگے کے لڑکوں کو پہچانسکے"

" آنکھہ اور هاتھہ کي مہارت، نجاری کي تعلیم، کاشت کاروں کے کام، نہر، دریا، اور کمپ کے هنر یہ چیزیں هیں جو ان بچوں کي قابلیت میں جوهر شمار کي جاتي هیں"

" انسان (بچہ) وہ سب کچھ حاصل کرسکتا ہے جو سیمافور (ایک قسم کا آلہ جسکے ذریعہ ایک پہاڑی سے دوسري پہاڑي پر اطلاع دیسکتا ہے) کا ٹوٹی ہوئي نعل جلد لگا سکتا اور پھر دوسري کي ناندھسکتا ہے، یا ایک درخت کو جلد کاٹ سکتا ہے یا ایک خیمہ کو کھڑا اور جلد نصب کر دے سکتا ہے" -

( اخلاقی اصول )

لیکن جسطرح جنگی نظام اپنے اندر گونہ گوں فوائد رکھتی ہے اسطرح اسکے بعض اندرونی مضرات بھی هیں - سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ اس سے انسان میں سنگدلی، سفاکی، خونریزی، سنمرانی، انتقام پسندي، اور اسی قسم کے دیگر اخلاق فاسدہ پیدا ہوجاتے هیں -

بیڈن پاویل کا مقصد درندہ نما انسان پیدا کرنا نہ تھا بلکہ وہ ایسے قوی، تندرست، اور سمجھدار شہري پیدا کرنا چاہتا تھا، جو اپني اور اپنے وطن کي آزادي کے حامي و محافظ اور اپني سوسائٹي کیلیے مفید و کار آمد رکن ہوں -

اسلیے اس نے اس بادۂ تند و تلخ میں اخلاق کے عرق گلاب کی اس اندازہ سے آمیزش کي کہ اسمیں اعتدال تو پیدا ہوگیا مگر اسکے کیف میں کچھہ فرق نہ آیا :

آمیختم بہ بادۂ صافي گلاب را !

چنانچہ اس نے قرار دیا کہ ہر بواے اسکوت کا یہ فرض ہے کہ ہر روز وہ کوئي نیک کام کرے، اسکو چاهیے کہ اپنے آرام کو قربان کرکے دوسرے کو آرام پہنچائے - بلکہ اگر خطرہ کا موقع ہو تو اپنے کو خطرہ میں ڈالکر دوسرے کو بچاے - بوڑھوں، ناتوانوں، اور جانوروں کے ساتھہ لطف و مہرباني اسکا اولین فرض ہے - اسکو همیشہ هنسنے اور سیٹی بجاتے رہنا چاهیے - خواہ کتني هي سختي آپڑے مگر اسے کبھی شکایت نہ کرني چاهیے - اسے اپنے خیالات، اعمال، اور الفاظ میں پاک و صاف رہنا چاهیے -

اس نظام کو روشناس ہوے ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا، مگر با ایں همہ یہ اسقدر مقبول عام ہوا ہے کہ اسوقت تک دو لاکھہ لڑکے اسمیں داخل ہوچکے هیں -

اس نظام کو وسیع پیمانہ اور پایدار بنیاد پر لانے کے لیے حال میں قوم سے ڈھائي لاکھہ پونڈ کے لیے اپیل کي گئی تھی، جسکے جواب میں ہر طرف سے چندہ کي بارش ہو رهي ہے - امید ہے کہ بہت جلد یہ رقم پوري ہوجائیگی -

# تربیت اطفــال کا ایک صفحه

## فوجی اور اخلاقی تعلیم کا ایک معتدل مجموعه

بوائے اسکوٹ سسٹم
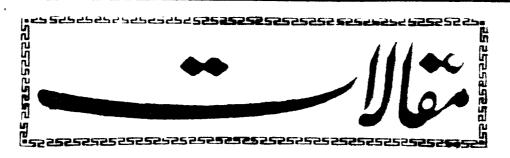
قوموں کی ترقی کے لیے تعلیم سے زیادہ تربیت اهم هے ' بلکه سچ یه هے که اسوقت تک تعلیم مفید نہیں هو سکتی جب تک که اسکے ساتھه صحیح اور با اصول تربیت بھی نه هو -

تربیت کا اصلی وقت بچپن هے - اسلیے که اسوقت بچه کا مزاج ایک غیر متشکل ماده هوتا هے ' جس کا اچھے یا برے قالب میں ڈھالنا مربی کے اختیار میں هوتا هے - اسلیے جو قومیں زنده هونا چاهتی هیں یا اسوقت زنده هیں اور آئنده بھی زنده رهنا چاهتی هیں ' وه ان معصوم هستیوں کی تربیت غور و اهتمام اور اعتناء کامل کے ساتھه کرتی هیں جنکا نام آینده چلکے قوم هوگا -

صحیح تربیت کیا هے ؟ وه نظام پرداخت جسمیں اخلاق ' دماغ ' اور جسم ' تینوں کی پرورش و بالیدگی پیش نظر هو - کیونکه جس طرح اس کاروار حیات میں زنده رهنے کے لیے معلومات میں وسعت اور افکار و خیالات میں روشنی کی ضرورت هے ' اسیطرح بلکه اس سے کئی چند زیاده نظر میں ترفع ' حوصله میں بلندی ' اراده میں جزم ' نیتوں میں اخلاص ' عمل میں ایثار ' دل میں شجاعت ' اور جسم میں صحت و قوت کی بھی ضرورت هے - پس جو نظام تربیت ان صفات کے اشخاص پیدا کرنے میں کامیاب نہیں وه نه صرف ناقص هے بلکه ایک داخلی خطره هے جو قومی حیات کے لیے تمام خارجی خطرات و اعداء سے کہیں زیاده مهلک و قاتل هے - کیونکه ناقص تعلیم و تربیت قومی زندگی کی بنیاد کو کھوکھلا کر دیتی هے ' اور جب کسی عمارت کی بنیادیں اندر سے خالی هو جائیں تو پھر اسکا انجام معلوم !

( هندوستان کی نئی نسل )

آج هندوستان میں جس قسم کی تعلیم و تربیت دی جا رهی هے اسکے نقائص بار بار مدبرین تعلیم تک کی زبانی بیان میں آچکے هیں - اس تعلیم و تربیت سے ایک طرف تو دماغ کا مبلغ علم چند کتابوں کی سطح سے آگے نہیں بڑھتا ' دوسری طرف جسمانی قوتوں اور اخلاقی محاسن کے نشو و نما کا اسمیں کوئی انتظام نہیں -

هم ایک تعلیم یافته هندوستانی خصوصاً مسلمان تعلیم یافته کا جب تصور کرتے هیں جسنے انکے عہد تربیت میں نشو و نما پائی هے تو ایک ضعیف البصر ' نحیف الجسد ' کمزور دل ' محروم الحس ' اور اپنے تمام قومی اور ذهنی ... سے محدم انسان کی مکروه تصویر آنکھوں میں پھر جاتی هے !

لیکن جس معلم کی تربیت کے نتائج هندوستان میں نظر آتے هیں ' وهی جب اپنے ملک میں فرائض تعلیم و تربیت انجام دیتا هے تو اسکے نتائج عموماً تندرست طاقتور ' شجاع ' جان نثار ملک ' اور سر فروش وطن اشخاص اور بسا اوقات اعاظم ابطال و اکابر امجاد کی شکل میں ظاهر هوتے هیں !

اس اختلاف حالت کے اسباب کیا هیں ؟ اس سوال کے جواب کے لیے اس نظام تربیت و تعلیم کا مطالعه کرنا چاهیے جو یورپ اور علی الخصوص انگلستان اپنے لیے اختیار کرتا هے -

( بوائے اسکوٹ سسٹم )

بوائے اسکوٹ سسٹم جو اس مضمون کا موضوع بحث هے ' انگریزی تربیت کا ایک نو پیداوار مگر مقبول عام اور سریع الانتشار نظام هے - بوائے اسکوٹ جسکو بچوں کی فوج کہنا چاهیے ' درحقیقت اخلاقی اور فوجی تعلیم کا ایک بہترین مجموعه هے ' جسمیں دونوں قسم کی زندگیوں کی خوبیوں کو هر طرح کے نقصانوں اور خطروں سے پاک کر کے یکجا کردیا هے -

فی الحقیقت یہی فوجی زندگی هے جسکے اشغال قومی تربیت کی اصلی روح هیں ' اور یہی روح هے جس سے هندوستان کا کالبد بالکل خالی هے -

فوجی زندگی پر تمدن کی ترقی کا اثر همیشه برا پڑا هے - جب کسی قوم میں تمدن آتا هے تو جسقدر تمدن بڑھتا جاتا هے اسیقدر جنگی جوش گھٹتا جاتا هے ' ایسا هونا ایک قدرتی امر هے - کیونکه فوجی

---

( بقیۂ مضمون صفحه ١٣ کا )

" تو نے انعام کیا " یعنی جن اولیاء الله کو مقام الٰهیه و مدارج ربانیه میں ارتقاء و صعود کی تو نے توفیق دی - دوسری جگه ان لوگوں کی نسبت صاف صاف تصریح کردی هے ' اور ارتقاء روحانی کے چار درجے بتلادیے هیں : و من یطع الله والرسول فاولئك مع الذین انعم الله علیهم من النبیین و الصدیقین و الشهداء والصالحین و حسن اولئك رفیقـــا

اس آیۃ کریمه میں صاف صاف بتلا دیا هے که اس ارتقاء روحانی کے چار درجے هیں جو اوپر سے شروع هوتے هیں :

( ١ ) نبوت -
( ٢ ) صداقت -
( ٣ ) شهادت
( ٤ ) صالحیة -

پس یه ارتقاء عمل صالح کے درجے سے شروع هوتا هے ' اور مقام نبوت کے فیضان پر ختم هوجاتا هے - " اولیاء الله " جس قدر اپنے اعمال حسنه اور تزکیه نفس و اتقاء میں ترقی کرتے هیں ' اتنا هی مقام نبوت کے انوار و تجلیات سے بہره اندوز هوتے جاتے هیں -

صحیح بخاری کی حدیث ولی میں اسی طرف اشاره هے ' حضرة فاروق رضی الله عنه کو اس ارتقاء کے مرتبۂ " محدث " کی خبر دیگئی ' تصریحات کتاب و سنت اس بارے میں بے شمار هیں - منتظر رهیے تاکه ایک مستقل مضمون لکھنے کی مہلت ملے - اس بارے میں اس عاجز کے سامنے بعض عجیب و غریب اور نادر و اهم بیانات قرانیه و تصریحات نبویه هیں ' جنکا اظهار بغیر مبسوط بحث و نظر کے ممکن نہیں

۱۶۲۵ سے ۱۶۲۹ تک قائم رہا بالآخر کرستین نے بھی شکست کھا کر لوبک میں صلح کرلی -

اسکے بعد جنگ کا نیا دور شروع ہوا جو سنہ ۱۶۳۰ سے سنہ ۱۶۳۵ تک کی وسیع مدت کو محیط ہے - اس جنگ میں گستاف اڈلف شاہ اسوج نے شاہ جرمنی کی فوج پر سنہ ۱۶۳۱ میں بمقام لیپزگ اور سنہ ۱۶۳۲ میں بہ مقام لوتسن فتح پائی' لیکن وہ آخری معرکہ میں مقتول ہوا اور پروٹسٹنٹ گروہ نے سنہ ۱۶۳۴ میں فتح و ظفر کے بعد پھر شکست کھائی - آخری زمانہ میں کارڈینل ریشلیو نے اس جنگ کی سپہ سالاری کی - وہ پروٹسٹنٹ مذھب کی حمایت کیلیے اوٹھا تھا اور اپنے ارادہ میں کامیاب ہوا - بالاخربرنرد ' ڈیمار ' کونڈی' اور تیورن کے حملوں نے شاہ کو ایک عہد نامہ لکھنے پر مجبور کیا جو سنہ ۱۶۴۸ ع میں لکھا گیا ' اور اسی پر جنگ کا خاتمہ ہوا -

( حرب العلاقہ )

اس کا اطلاق دو لڑائیوں پر کیا جاتا ہے - پہلی لڑائی حرب خلافۃ اسپین کے نام کے ساتھہ موسوم ہے جو سنہ ۱۷۰۱ ع سے سنہ ۱۷۱۳ ع تک جاری رہی -

اس جنگ کو تخت اسپین کے دعویدار خاندان استریا نے اس بنا پر قائم کیا تھا کہ چارلس ثانی نے ( جو اسپین کا آخری تاجدار تھا ) اپنے بعد لوئیس چاردھم کے پوتے فیلیپ کو ولی عہد سلطنت بنایا تھا - لیکن چارلس ثانی کے انتقال کے بعد چارلس سادس نے اسکے متعلق جنگ کی چھیڑ چھاڑ شروع کردی - چنانچہ اسٹریا ' انگلستان ' ھالینڈ ' پروشیا ' اور پرتگال وغیرہ نے فرانس کے خلاف باھم اتحاد کرلیا - جنگ شروع ہوئی تو پہلے میدان فرانس کے ھاتھہ رہا ( سنہ ۱۷۰۲ - سنہ ۱۷۰۳ تک ) لیکن بعد کو اوس کی نکبت و ادبار کا زمانہ شروع ہوا - یہاں تک کہ اوس نے اٹلی اور جرمنی میں شکست کھائی - لیکن اسپین میں گر کے وہ پھر اوٹھا - آخری نتیجہ یہ ہوا کہ چارلس سادس نے تخت سلطنت پر جلوس کیا ' اور سنہ ۱۷۱۳ - سنہ ۱۷۱۴ کے معاھدہ نے جنگ کا خاتمہ کر دیا -

اس سلسلہ کی دوسری لڑائی کا نام جنگ ھفت سالہ بھی ہے - اسکا ذکر اسی عنوان کے تحت میں آگے آئیگا -

تاریخ فرانس میں یہ اون آٹھہ مذھبی لڑائیوں کے مجموعہ کا نام ہے جو سولھویں صدی میں کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقے کے درمیان قائم ہوئیں -

ان میں پہلی لڑائی سنہ ۱۵۶۲ میں شروع ہوئی اور سنہ ۱۵۶۳ تک جاری رہی - اسکی ابتدا ایک کیتھولک عیسائی کے ظالمانہ خنجر کی تھی' جو ایک پروٹسٹنٹ کی گردن پر چلایا گیا تھا - اس جنگ میں کیتھولک فرقہ نے شہر روان پر قبضہ کرلیا - شہر درو پر فتح پائی' ایڈا فرنسو اور گیز و اومعل کردیا -

دوسری لڑائی سنہ ۱۵۶۷ سے قائم ہوئی اور سنہ ۱۵۶۸ تک جاری رہی - اس جنگ کا سبب یہ تھا کہ کیتھولک مذھب کے قائم مقاموں نے مشورہ سے کا تھرینا دومیسی نے جو کانفرنس قائم کی تھی' اوس سے پروٹسٹنٹ فرقے کو طرح طرح کے خطرے پیدا ہوگئے تھے - اس جنگ کا مشہور نام معرکہ سان دنس اور معاھدہ لونگو ہے -

تیسری جنگ کی ابتدا سنہ ۱۵۶۹ سے ہوئی اور سنہ ۱۵۷۰ تک قائم رہی - اس کا سبب یہ ہوا کہ کاندي اور کولیگنی نامی دو پادریوں کے گرفتار کرنے کا جو حکم دیا گیا تھا ' اسپر کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقوں میں جنگ ہوگئی -

چوتھی لڑائی سنہ ۱۵۷۲ میں قائم ہوئی اور سنہ ۱۵۷۳ تک قائم رہی' وہ حصار لیروشل کے نام سے مشہور ہے -

سنہ ۱۵۷۴ میں پانچویں جنگ کا آغاز اور سنہ ۱۵۷۶ میں اسکا خاتمہ ہوا - اس معرکہ میں ھنري گیز نے پروٹسٹنٹ اور اونکی حامی جرمنی کو شکست فاش دی - اسکے بعد صلح بولیو کا انعقاد کیا گیا -

چھٹی لڑائی کی آگ سنہ ۱۵۷۶ سے لیکر سنہ ۱۵۷۷ تک مشتعل رہی' اور بوانیہ کی صلح کے چھینٹوں نے اوسکو بجھایا -

ساتویں جنگ کا آغاز سنہ ۱۵۸۰ سے ہوا - یہ بھی مذھبی جنگ تھی لیکن اسکا جلد خاتمہ ہوگیا -

اس جنگ کو بعض عاشق مزاج لوگوں کی سازش نے قائم کیا تھا ' اسلیے وہ حرب عشاق کے نام سے بھی مشہور ہے -

آٹھویں لڑائی سنہ ۱۸۸۵ میں شروع ہوئی اور بہت پھیلی - پیرس پر حملہ کیا گیا اور ھنري رابع شاہ انگلستان نے مدت تک اسکا محاصرہ قائم رکھا -

سنہ ۱۵۹۴ میں اس جنگ کا انسداد ہوا اور پیرس سے محاصرہ اوٹھا لیا گیا '

اسکے چند سال کے بعد اور بھی مذھبی لڑائیاں پیدا ہوئیں جنکی ابتداء سنہ ۱۶۲۱ و سنہ ۱۶۲۵ میں ہوئی' اور سنہ ۱۶۲۹ میں ختم ہوگئیں -

( حرب ھفت سالہ )

یورپ کی ان لڑائیوں کا آغاز سنہ ۱۷۵۶ ع میں اور خاتمہ سنہ ۱۷۶۳ ع میں ہوا - ان لڑائیوں کی سلسلہ جنبانی ایک نئی سلطنت نے کی جو شمال جرمنی میں اسٹریا کے بالمقابل قائم ہوگئی تھی -

اسلیے آسٹریا نے رشک و حسد کے جذبات سے بے قابو ہوکر سیلیسیا کو واپس لینا چاہا ' حالانکہ سنہ ۱۷۴۰ میں پروشیا اوس پر قابض ہوچکا تھا -

یہ جنگ دو قسموں میں منقسم ہوگئی : ایک تو اون معرکوں پر مشتمل ہے جو فریڈریک ثانی نے بادشاہ پروشیا کے ساتھہ اس بنا پر کیں کہ انگلستان نے اسٹریا ' فرانس' اور روس کی حمایت لی تھی جیسا کہ اسوقت مفاھمت ثلاثہ کی صورت میں ہورہا ہے -

دوسری قسم میں وہ جنگ داخل ہے ' جسکو انگلستان نے فرانس اور اسپین کے مقابل میں قائم کیا تھا -

لیکن فریڈریک نے باوجود حسن تدبیر اور دور اندیشی کے آخر میں شکست کھائی - یہاں تک کہ اوسکی دشمن ملکہ الیزبتھہ کی جگہ اگر پیٹرس ثالث روس کے تخت پر متمکن نہ ہوجاتا تو وہ سنہ ۱۷۶۲ میں ھلاکت کے قریب پہنچ جاتا - اس جنگ کا خاتمہ سنہ ۱۷۶۳ میں معاھدہ فرانس کے ذریعہ ہوا - اس معاھدہ کی رو سے سیلیسیا پروشیا کے قبضہ میں رھنے دیا گیا ' اور اسپین نے انگلستان کیلیے فلوریڈا کا تخلیہ کردیا -

لیکن آخر میں یہ جنگ فرانس کیلیے وبال ہوگئی' کیونکہ اس نے فرانس کی تمام بحری قوت کو برباد کردیا ' اور اسکی وجہ سے مقبوضات ھندوستان کے ۲۰ حصوں میں سے اوس نے ۱۹ حصے اپنے ھاتھہ سے ہمیشہ کیلیے کھودیے -

( حرب صد سالہ )

اس لڑائی نے فرانس اور انگلستان کے درمیان تقریبا ایک صدی تک خون کا دریا جاری رکھا اور طول امتداد زمانہ کی وجہ سے وہ فرانس و انگلستان کے متعدد پادشاھوں کے دور سلطنت کی یادگار ہے -

( بازگشت ماضی )

یورپ اپنی قدیم خونین تاریخ کو اب پھر اوسی آب و رنگ کے ساتھہ دنیا کے سامنے پیش کررھا ہے' اور دنیا اوسکو اوسی دلچسپی کے ساتھہ دیکھہ رھی ہے' جس انہماک و شغف کے ساتھہ یورپ نے مقدونیا میں خون کا فوارا اوچھلتے ہوے دیکھا تھا - گذشتہ بیانات کے پڑھنے سے واضح ہوا ہوگا کہ یورپ کا سب سے بڑا گلشت و خون مسیحیت کی تحریک اصلاح ( ریفارم ) اور کیتھولک اور پروٹسٹنٹ مذھب کی کشمکش کا نتیجہ تھا - اب مذھب کا نام بدل دیا گیا ہے اور اسکی جگہ قومی اور جنسی حرص سیادت نے لیلی ہے -

## الحـــــرب

# یورپ کي تـــاریخ حروب پر ایک نظر !

### ( تاریخ حــرب اور اقوام قدیمه )

جنگ کی تاریخ نہایت قدیم ہے - نشاءۃ انسانیه کے دور اول هي سے اوسکا وجود پایا جاتا ہے - چنانچه فن حرب کا ذکر کتاب مقدس کے عہد قدیم میں موجود ہے' اور اهل ایران کو بھی زمانه قدیم سے انکے جنگی کارناموں نے شہرت دے رکھی ہے - هندوستان کے نوہ پیکر هاتھیوں نے بھي هنود کي جنگي طاقت کو نمایاں کیا تھا -

یورپ میں فن جنگ ایشیاء هی سے منتقل هو کر پہونچا اور اوس نے یونان' اسپارٹا' اتھنز' اور مقدونیه میں بڑي ترقی کی - پھر رومیوں نے اس میں کمال کا درجه حاصل کیا اور فن اسلحه سازي کو بہت بڑي جلا دي' لیکن قرون وسطی میں جب دائرہ کا سلسله جنگ قائم هوا تو فن جنگ دفعة اپنے اوج کمال سے گرگیا اور فوجوں کے نظم و ترتیب میں شہسواروں کی قابلیت کا جو جوهر نظر آتا تھا' وہ بالکل مفقود هوگیا - لیکن پندرهویں صدي سے بارود کی ایجاد نے اس فن میں ایک نیا انقلاب پیدا کردیا ہے اب پرانے هتھیاروں کے جوهر بالکل خاک میں مل گئے هیں

سترهویں صدي میں جنگی کارناموں نے پھر شہرت حاصل کی اور لڑائیوں کا ایک وسیع سلسله قائم هوا' جس میں فوج کی ترتیب و قلعه بندي کا فن ترقی یافته شکل میں نمایاں طور پر نظر آتا ہے

اٹھارهویں صدي میں فریڈریک اعظم ( جرمنی ) نے فن جنگ کو نہایت وسیع پیمانے پر مرتب کیا' اور اپنی فوج کو اوسکی ایسی اچھي تعلیم دي که اوسکے حریف بھي اونکی نقل و حرکت اور هجوم و اقدام کی داد دیتے تھے

جمہوریت و قومیت کی تولید نے بھی فن جنگ میں ایک نمایاں انقلاب پیدا کیا - چنانچه زمانه قدیم سے فوجوں کے گتھم گتھا هوکر لڑنے کا جو طریقه چلا آتا تھا' جمہوري لڑائیوں نے اوسکو بالکل معدوم کردیا اور نپولین اعظم نے اپنی فوج کو عظیم الشان ٹکڑوں میں تقسیم هو هو کر لڑنے کی تعلیم دي' کیونکه یه طریقه فوج کی قوت کو مختلف مرکزوں میں منقسم کر دیتا تھا' اور حمله و اقدام میں سرعت اور آسانی پیدا هوجاتی تھی

جنگ همیشه جماعۃ انسانی کیلیے ایک درد انگیز مصیبت خیال کیگئی ہے اسلیے ایک زمانه میں جماعت نے تمام امن' اور ائتلاف و اتحاد کے تحفظ کیلیے اپنے مساعی جمیله سے اسکا دائرہ تنگ کرنا چاها' جسکا نتیجه قدیم یونان میں ایک اتحادی انجمن کی صورت میں ظاهر هوا تھا' قرون وسطی میں مسیحی چرچ نے بھی ایک اتحاد عام کی بنیاد ڈالی جسکا نام اتحاد سلمی تھا - اسکے ذریعه سے سال کے مخصوص اوقات مثلاً عید وغیرہ میں جنگ کا سد باب کیا گیا تھا -

عرب جاهلیت نے بھی اسی اصول پر رجب میں جنگ کا انسداد کلي کردیا تھا' اور اسی لیے اس مہینے کا نام اصم ( بہرا ) رکھا تھا که اوس میں هتھیاروں کی جھنکار کی آواز سننے میں نہیں آتی تھی -

عیسائی جماعۃ کویکر ( ۱ ) کی بنیاد بھی ابتدا میں اسی مقصد کیلیے ڈالی گئی -

( ۱ ) کویکر مسیحیوں کا ایک خاص فرقه ہے جو کہتا ہے که روح القدس هر شخص پر نازل هوسکتی ہے اور وہ پادریوں کا بالکل محتاج نہیں .

یورپ کرسچن نے بھي ایک دیوان عام کے ذریعه دنیامیں امن و امان کو قائم رکھنا چاها تھا -

اس سلسله میں سب سے اخیر وہ کانفرنس صلح ہے' جو بسط عدل اور نشر امن و سلامتی کیلیے پچھلے دنوں قائم کي گئي' اور اسکے بعد هیگ میں دار العدل کی بنیاد پڑي - لیکن حرص و هوا' شر و فساد' اور بغی و عدوان کے جھونکوں نے امن و سلامتی کے اس شجر ممنوعه کو دفعة جڑ سے اوکھیڑ کے پھینکدیا اور تمام کوششیں رائگاں گئیں -

اصل یه ہے که یه عالمگیر صلح و امن کی کوشش بھی ایک جنگی فریب کا نتیجه تھی جسے دنیا کی سب سے بڑي جنگجو شہنشاهی نے پھیلایا تھا - روس نے جنگ جاپان کے بعد دیکھا که وہ سخت ضعیف هوگیا ہے اور کسی بڑي جنگ کیلیے طیار نہیں ہے پس اس نے چاها که ایسے عرصے تک یورپ کي جنگ کو ملتوي رکھے جب تک وہ اپنی جنگی هستی کو پھر ترو تازہ کر لے اسی غرض سے اسنے یورپ کے ایک مشہور صحافي مسٹر ولیم اسٹیڈ ( ایڈیٹر ریویو اف ریویوز ) کو بلایا' اور هیگ کانفرنس صلح کی بنیاد ڈلوائی آج ایک طرف تو ریویو اف ریویوز میں هیگ کے " بیت الصلح " کی شاندار عمارت کا نقشه شائع هوتا ہے' دوسري طرف دنیا کی سب سے بڑی خونریزي بھی شروع هوگئي ہے !

### ( حروب مشہورہ و عظیمه )

دنیا کی مشہور لڑائیوں میں چند لڑائیوں نے خاص طور پر شہرت عام حاصل کی ہے' اونکی مختصر تاریخ دلچسپی سے خالی نه هوگی -

### ( الحروب الاهلیه )

اس نام سے همارا مقصود وہ لڑائیاں هیں جنکو قرون وسطی میں بعض و انتقام کے جذبات نے یورپ کے دو خاندانوں کے درمیان قائم کیا - یه لڑائی کئی پشت تک قائم رهی' اسکی وجه یه تھی که یورپ میں اب تک کوئي جامع و مانع قانون نه تھا جو ظلم و تعدي کو روکتا' اور مجرمین سے قصاص لیتا -

فیوڈل سسٹم (۲) بھی ضعف کی حالت میں تھا' اسلیے وہ بھی اسکے روکنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا - نتیجه یه هوا که چودهویں صدي عیسوي تک فرانس اور جرمنی کی زمین خون کی رنگین چادروں سے چھپی رهی

شارلمین نے اپنے عہد سلطنت میں حروب اهلیه کیلیے ایک قانون بنایا لیکن اوسکی کوشش ناکامیاب هوئی - اسلیے چرچ کو اتحاد عام قائم کرنا پڑا جسکا ذکر اوپر گذر چکا ہے' پھر جرمنی نے ایک ضابطه قانون مرتب کیا - جسکے رو سے ۴۰ دن تک کوئی شخص قاتل سے قصاص لینے کی جراءت نہیں کرسکتا تھا

### ( حرب سی ساله )

یه جنگ کا وہ عظیم الشان سلسله ہے جو سنه ۱۶۱۸ء میں جرمنی کے امراء اسلام اور امراء کیتھولک کے درمیان قائم هوا' اور سنه ۱۶۴۸ تک جاري رها اس جنگ کا اصلی سبب یه تھا که فرڈیننڈ ثانی نے اون تمام فرامین کو منسوخ کرنا چاها جو بوهیمیا کی مذهبی آزادي کی تائید میں صادر کئے گئے تھے - فریڈرک خامس جو پروٹسٹنٹ مذهب کا بہت بڑا حامی تھا' سب سے پہلے اسکی مخالفت کیلیے کھڑا هوا' اور سنه ۱۶۱۹ سے سنه ۱۶۲۳ تک جنگ جاري رهی بالاخر پروٹسٹنٹ لوگوں نے شکست کھائی اور فریڈریک کی قوت کا خاتمه هوگیا پھر کرسچین رابع شاہ ڈنمارک نے جرمنی کے معاملات میں مداخلت کی اور دوسرا سلسله جنگ شروع هوا جو سنه

( ۲ ) فیوڈل سسٹم یعنی بجاے ایک مرکزي حکومت کے ملک کا متعدد اجزاء متعددہ میں منقسم هونا -

اس نے کہا کہ روح در حقیقت ایک " حساس هوا " Anima sensitira ہے جو تمام جسم میں نافذ هوکے هر عضو اور هر نسیج tissue پر قابض هو جاتی ہے - اسکے ان خیالات کو هوالیت ( Anemism ) ' اور ان خیالات کے قائل کو ( Animiot ) هوالی کہتے هیں -

اس مسئلہ کے متعلق موجودہ ارباب فکر اب اس سوال پر پہنچے هیں کہ " کیا احساس کے لیے صرف دماغی عمل کی همراهی کی ضرورت ہے یا اسکے ساتھہ زیرین مرکزوں اور پی نی اِل گلینڈ کی معیت بھی هونی چاهیے ؟ " اس سوال کا جواب اس مسئلہ کا حقیقی حل ہے -

اسوقت علماء حیات میں ایک شخص بھی نہیں ملیگا جو یہ کہتا هو کہ احساس میں بیداری پی نی اِل گلینڈ کی کارگزاری سے پیدا هوتی ہے ' کیونکہ نظام عصبی کے متعلق جو تجارب هوے هیں وہ اس نتیجہ کے منافی هیں -

رها ذهن اور هیجان جذبات کیلیے کسی مقام کی تعین کا مسئلہ ' تو اسکی حالت یہ ہے کہ احساس کے مادی تعلقات کے متعلق علمی ( سائنٹفک ) طور پر جو کچھہ تحقیق هو چکا ہے ' اس سے علماء قیافہ (Phan josephgall) نہ آگے بڑھے هیں اور نہ پیچھے هٹے هیں -

لیکن اس سے یہ نتیجہ نہ نکالنا چاهیے کہ جان جوزف گال ( Jhon joseph gall ) المتوفی سنہ ۱۸۲۸ ع ( جسکے متعلق مشہور ہے کہ وہ علم القیافہ کا بانی ہے ) وہ بھی اس کا قائل تھا - کیونکہ یہ تو اس پر ایک بہتان ہے - وہ بیچارہ نہ تو اس نام کا واضع ہے اور نہ ان خیالات و عقائد کا بانی جنکا نام علم القیافہ رکھا گیا -

یہ صحیح ہے کہ گال پر اس خیال کا رنگ چڑھگیا تھا کہ بعض عقلی اوصاف کا مسکن دماغ ہے مگر کب ؟ جب اس کا سن آگیا تھا -

اس نے بجا طور پر یہ فرض کیا ہے کہ عقلمندانہ گفتگو اور یادداشت کے لیے خاص خاص مرکز هیں -

بیشک گال نے جرمنی کی مختلف یونیورسٹیوں میں مختلف دماغی وظائف پر لکچردیے لیکن جس حیثیت سے آج هم علم القیافہ کو جانتے هیں ' وہ بات اسمیں گال کے ایک رفیق (Spurtjheim) نے پیدا کی جو کمتر ایک عالم اور زیادہ سے زیادہ ایک هر دلعزیز خطیب تھا

علم القیافہ کے عقائد یا اسکی هرزہ سرائیاں اسقدر مشہور اور انکی تغلیط اتنی بار هوچکی ہے کہ اب هم انکے دام تزویر میں تو نہیں آسکتے - البتہ یہ ممکن ہے کہ هم میں سے بہت سے لوگ ایسے هوں جنکو اس جوش و خروش کا علم نہ هو جو علم القیافہ نے گذشتہ صدی کے ابتدائی سالوں میں پیدا کیا تھا -

ایڈنبرا میں علم القیافہ کی جو سوسائٹی قائم هوئی تھی ' اسمیں ۶۳۰ ممبر تھے - لندن کی سوسائٹی میں ۳۰۰ ممبر تھے - اور گلاسکو کے " اندرسن کالج " میں اسکی ایک کرسی ( چیر ) قائم کی گئی تھی -

اب یہ سوال نہیں ہے کہ روح کہاں رهتی ہے ؟ سوال صرف یہ ہے کہ دماغی نسیج کا کون سا تغیر ایسا ہے جسکی وجہ سے عقلی عمل کے لیے جسمانی عمل کا رفیق پیدا هوتا ہے - یعنی جب قواء عقل کام کرتے هیں تو انکے ساتھہ قواء جسمانی بھی کام کرنے لگتے هیں - رها یہ کہ ان دونوں عملوں میں نہایت شدید ارتباط و وابستگی ہے ' تو یہ ایک ایسا امر ہے جسمیں کسیکو شک نہیں -

ابھی تھوڑے عرصہ قبل تک علماء قیافہ اس پر قائم تھے کہ وہ احساس کے حالات کو ان عصبی خلایا (Neave-cell) کے حالات پر محمول کردیا کرتے تھے جو ایک گورے رنگ کے مادہ میں هوتے هیں - یہ مادہ ایک غلاف میں لپٹا هوا ان نصف دائروں میں هوتا ہے جو دماغ کے اندر هوتے هیں -

لیکن آکسفورڈ کے ڈاکٹر میک ڈوگل - ( Mcdaugal ) وظائف الاعضائی علم القیافہ کے ماهر هیں - انہوں نے بعض ایسی شہادتیں پیش کی هیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ بعض ایسے نقطے هیں جہاں عصبی خلایا کے اعمال آکے مل جاتے هیں اس طرح جیسے احساس کا مرکز یہی خلایا هیں -

یہ مسئلہ تمامتر خصوصیین ( اکسپرٹس ) کی دلچسپی کا ہے اور وهی اسکو حل بھی کرسکتے هیں -

لیکن اگر یہ مسئلہ حل هوجاے ' جب بھی یہ واقعہ تو بدستور باقی رهیگا کہ علم طبیعی ( نیچرل سائنس ) کو کسی ایسے نفس کا علم نہیں جو مادہ سے علحدہ هو ' بلکہ جو کچھہ اسکے علم و تجربہ میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ ایک خاص قسم کا مادہ ہے جس کا تعلق اس سے کی بقاء و ترقی سے ہے ' جسکو هم نفس کہتے هیں -

## ظهر الفساد فی البر و البحر بما کسبت ایدی الناس !

## ملکہ بحر

### کوئن اف سی

آپ نے بارها سنا هوگا کہ انگریزی سلطنت کو سمندر کی ملکہ ( کوئن آف سی ) کہتے هیں - مگر شاید یہ نہ معلوم هوگا کہ اس بحری بادشاهی کے لیے وہ کتنے عظیم الشان مصارف برداشت کرچکی ہے ' اور اسوقت کر رهی ہے ؟

انگلستان نے سنہ ۱۸۹۳ ع سے لیکر اسوقت تک یعنی ۲۱ سال میں ۷۰ کرور پونڈ جہازوں اور کشتیوں وغیرہ کی ساخت اور مرمت میں صرف کیے هیں ' اور اسوقت اسکے صیغہ بحریہ کے ملازمین کی تنخواهوں کا روزانہ اوسط ۲۹ هزار پونڈ ہے - یعنی انگلستان هرروز اپنے بحری صیغہ کے ملازموں کو ۴ - لاکھہ - ۳۵ هزار روپیہ صرف تنخواہ میں دیتا ہے !

اتنی بڑی بڑی رقمیں سنکے آپ کو حیرت ضرور هوئی هوگی ' مگر جب آپ انگریزی جہازوں اور کشتیوں کی تفصیل پڑھیںگے تو اب تو یہ خود معلوم هوجائیگا کہ یہ رقمیں کچھہ بھی زیادہ نہیں -

حال میں " بیڑے کے جہازوں کی فہرست " کے عنوان سے انگلستان کے شاهی بیڑے کے جہازوں کی ایک فہرست شائع هوئی ہے - یہ یاد رکھنا چاهیے کہ تارپیڈو کشتیاں ' زیر آب کشتیاں ' توپ بردار کشتیاں ( آگن بوٹ ) چھوٹے جہاز جنکو انگریزی میں " ویسل " کہتے هیں ' اور بحری سفر کی وہ تمام سواریاں جنکو انگریزی میں " شپ " نہیں کہتے ' اس فہرست میں شامل نہیں هیں -

ان کشتیوں اور چھوٹے جہازوں کے علاوہ وہ جہاز بھی اس تفصیل میں شامل نہیں هیں جو هنوز غیر مکمل هیں -

اسقدر وسیع حذف و اخراج کے بعد بھی فہرست میں ۴۱۱ جنگی جہاز دکھائے گئے هیں - ان جہازوں میں بیٹل شپ ' کروزر ڈیپوشپ اور ڈسٹرائر (تباہ کن) وغیرہ وغیرہ مختلف قسم کے جہاز شامل هیں -

## روح اور اُسکا مسکن

### اور حکماء مادیین کے احکام و آرا

( سلسلے کیلیے ملاحظہ ہو الہلال نمبر ( ٥ ) جلد ( ٥ )

Touraine تورین کے اس جلیل القدر فلسفي نے روح کے قیام کے لیے پي نی إل گلینڈ کو تجویز کیا - مقامي مسکن کے اس انتخاب کي تائید میں دلائل نوکیا البتہ انکی ایک نمایش ضرور تھي- اس کے موجودہ خیال کے مطابق روح ایک ایسي شے تھی جو نہ تو تقسیم ہوسکتي تھي اور نہ جگہ میں پھیل سکتي تھی- اس لحاظ سے اسکے رہنے کے لیے جسم کا کوئي حصہ سادہ اور تنہا پي نی ال گلینڈ کے برابر موزوں نہ تھا - ڈیکارٹ کہتا تھا کہ یہاں روح ایک حاکم یا نگران کي طرح رہتي ہے ' تمام حواس اسے اطلاع دیتے رہتے ہیں ' اور وہ ان اطلاعات کے مناسب ہر طرف احکام جاري کرتی ہے مگر ڈیکارٹ کے خیالات کا ایک پہلو بالکل تاریک تھا - کیونکہ انکے متبعین کو ادنی درجہ کے حیوانات میں نفس ناطقہ کے وجود سے انکار تھا ' اور اس بنا پر انکي یہ تعلیم تھي کہ وحشي مخلوقات کے اعضاء کي حرکت نا دانستہ اور بلا ارادہ ہوتی ہے - اس فلسفیانہ حماقت کا عملی نتیجہ یہ نکلا کہ بعض ڈیکارٹیوں نے ادنی درجہ کے حیوانات پر صریح ظلم کیے -

ڈیکارٹ کي بڑي بدقسمتي سے جب اس خورد بین کے ذریعہ اس عضو کا امتحان کیا گیا ' تو معلوم ہوا کہ اسمیں کچھہ لاعر خیلے (Cells) ' کوئلا ' چونا ' اور بعض اور ارضي مادہ کے بلورات (Crgstolo) ہوتے ہیں - غرض روح کے لیے یہ ایک نہایت ہي ناموزوں قیامگاہ تھا کیونکہ انجیل میں " تو خاک ہے اور خاک میں ملجائیگا " روح کے متعلق کہا گیا ہے

اسکے بعد اب ہمیں اس موضوع پر ایک جلیل القدر انگریز اور اپنے آغار عمر میں ہاروے کے شاگرد طامس ولس ایم - ڈي کے خیالات پر توجہ کرنا چاہیے - ولس نے اگرچہ اعصاب پر بہت کچھہ لکھا ہے مگر عام قاریین کو ڈیکارٹ کي طرح اسکے خیالات بہت کم معلوم ہونگے - ڈیکارٹ کے خیال کے بموجب تو روح حتی الامکان قریباً ایک نا قابل تقسیم نقطہ ہے جو ایک ایسے عضو میں رہتا ہے جو بالکل بسیط و وحید ہے - مگر ولس کے نزدیک " دو روحیں ہیں جنمیں سے ایک خون میں وسیع پیمانے پر پھیلی ہوئی ہے اور دوسري نظام عصبي میں رہتي ہے " ولس کا دعوي تھا کہ روح خون میں اسطرح رہتی ہے جیسے آگ میں شعلہ ' اور نظام عصبي میں اسطرح جیسے آگ میں روشني دماغ سے روح کا جس طرح کا تعلق ہے اسکي تشریح ولس نے یہ کي ہے :

" خون کا سب سے زیادہ ہلکا اور روح آمیز حصہ شرایین کے ذریعہ دماغ کي طرف چڑھتا ہے ' یہاں پہنچکے اسکي تقطیر ہوتي ہے اور حیوانی روحیں نکلتی ہیں- یہ روحیں دماغ کے اگلے اور پچھلے حصوں پر چڑھتی ہیں اور وہاں سے تمام اعصاب میں اتر جاتی ہیں "

" اختیاری احساسات و حرکات کے لیے وہی روحیں ہیں جو دماغ کے اگلے حصہ میں رہتی ہیں ' اور پچھلے حصہ میں جو روحیں رہتي ہیں وہ غیر اختیاري حرکات کے لیے ہیں "

موجودہ تجارب کی روشنی میں یہ آخري خیال دلچسپ ثابت ہوا ہے -

اگرچہ جسطرح بیان کیا گیا ہے' ہم حرف بحرف اسیطرح تسلیم نہیں کرسکتے ' تا ہم یہ خیال اس حقیقت کو ظاہر کرتا ہے جو اب ایک امر واقعہ ہے ' یعنی یہ کہ دماغ کے پچھلے حصے کي تمام کارروائیاں شعور (Cons ciousness) کے دائرہ سے باہر ہوتي ہیں -

یقیناً ولس کو یہ خیال جھلملاتا ہوا نظر آیا تھا کہ احساسات اور انکي یادگاریں ' دماغ کے مایہ خمیر کے تغیرات ہیں - چنانچہ اس نے ان صورتوں کا تذکرہ اسي انداز میں کیا ہے -

ولس کي ایک کتاب جسکا نام "حیوانات کي روح کے متعلق" ہے اسم با مسمی ہے -

اس کتاب میں ولس نے روح کو دماغ کے نصف دائروں میں رہنے کي اجازت دي ہے -

لیکن بہر حال وہ یہاں بھي ان لوگوں کي بدولت چین سے رہنے نہ پائي ' جنکو یقین ہے کہ اسکے رہنے کے لیے کوئي محدود جگہ جسمانی ڈھانچے کے اندر چاہیے - چنانچہ وہ ہمیشہ اس خیال کی مخالفت کرتے رہے -

جب ہم علم ( سائنس ) کے درخشاں نو جوان' ڈین نیکولس سٹیسن ( المتوفي سنہ۱۶۸۶ع) کے پاس آتے ہیں تو ہم اس اولین کوشش کے پاس آتے ہیں جو موجودہ رائے کے اظہار کے لیے کی گئی ہے - یعنی یہ کہ " وظائف " کي جگہ دماغ کے اندر ہے - یہ ایک حقیقت ہے جسے علم القیافہ والے نقل کرتے ہیں اور علم وظائف الاعضاء والے مانتے ہیں -

اسٹیسن نے جہاں عصبی مادہ کے سفید مغز میں ریشوں کے وجود پر بحث کي ہے' وہاں اس خیال کو اس طرح ادا کیا ہے :

" اگر در حقیقت سفید مادہ بالکل ریشہ دار ہے تو ہمکو یقیناً یہ تسلیم کرلینا چاہیےکہ ان ریشوں کی ترتیب کسي خاص ایسی وضع پر رکھی گئي ہے جس کے ساتھہ یقیناً حرکات کا اختلاف وابستہ ہے -

لیکن اس تجربہ کے ساتھہ اتنے مشکلات ہیں کہ نہ معلوم کس خاص طرح کي تیاري کے بغیر ہم اس طریق امتحان کو عمل میں آتے کبھی دیکھہ بھی سکینگے یا نہیں ؟ " -

" ہم کو اس خاص طریقہ کي تیاري کے لیے دو سو برس تک انتظار کرنا پڑا "

یہ خیال علماء کے دل میں عرصہ سے جاگزیں تھا کہ ایک روح تو مرکزي ہے ' اور دوسري اعصاب ' حواس ' اور متحرک اعصاب میں کار فرما ہے - چنانچہ (Prineipia) نامی مشہور و مستند کتاب کی آخر میں سر اسحاق نیوٹن جیسے دماغي فنون کے دیوتے بھی فرض کیا ہے -

لیکن مشہور جرمن مفکر جارج ارنسٹ (Georg. Ernst) المتوفی سنہ ۱۶۹۰ع جو احتراق (Phlogiston) کے خیال کا باني ہے' اس نے پھر یہ خیال ظاہر کیا کہ روح تمام جسم میں ساري و نافذ ہے -

هوگا - جهاز سازي کے مصارف اسقدر برهتے جاتے هيں که اگر سب سے پرانے چهوتے جهاز اور سب سے زياده نئے چهوتے جهازوں کي قيمت کا موازنه کيا جاے تو دو چند کا فرق نظر آئيگا - بالفاظ ديگر ايک قديم ترين چهوتے جهاز کي طياري ميں جو لاگت آتي تهي ' آج اسي قسم کے ايک چهوتے جهاز کے بنانے ميں اس سے دوگونه روپيه لگتا هے - بلکه اب تو ايک چهوتے جهاز کي صرف توپوں اور ان توپوں کي بعض اور ضروري لوازم کے ليے نصف مليں اسٹرلنگ چاهيے !

پهر هر چهوتا جهاز ۴ هزار سے ليکے ۸ هزار تک کي آهني درع ميں ملبوس هوتا هے جو نهايت بيش بها هوتي هے - اس کي قيمت کا اندازه اس سے هو سکتا هے که اگر ايک شخص کي هفته وار آمدني دوگني هوجاے تو اسکي باره مهينه کي آمدني اس درع کے ايک ٹن کي قيمت هوگي -

کچهه ريسل هي کي قيد نهيں ' بيٹل شپ کي بهي يه حالت هے که اسکي صرف مشنيري کي قيمت ايک ربع مليں اسٹرلنگ هوتي هے ' اور اگر کهيں " لوائن " اور " کوئن ميري " کي وضع کے جهاز هوں تو پهر يه رقم دو چند هوجاتي هے -

جب ايک بڑي توپ سر هوتي هے ' تو گويا ۳ - سو پونڈ دهواں بنکے اڑجاتا هے - اس قسم کي توپيں صرف اس ايک بيڑے ميں ۳۷۲ هيں جو امير البحر جيلکو کے زير قيادت هے - تارپيڈو کشتيوں کے مصارف اس سے دس گونه زياده هيں ' مگر ان ميں خوبي يه هے که انکے سر هونے کے بعد انهيں پهر کام ميں لايا جاسکتا هے -

هر جهاز ميں تيل ضرور رهتا هے - اگرچه عام طور پر کوئله جلتا هے ' ليکن زير آب کشتيوں کے علاوه ۱۲۷ تار پيڈو کشتياں هيں جنميں صرف تيل جلتا هے -

ان سب کشتيوں ميں ۱۵ سے ۲۰ ٹن تيـــل آتا هے اور ايک ٹن تيل کي قيمت ۵ پونڈ ديجاتي هے - اب غور کيجيے که

فيلڈ شپ : آئرن ڈيوک

انگلستان کا سب سے بڑا آهن پوش ' جو امير البحر کا جهاز هے -

سابق آرک ڈيوک : فرڈنيں نند ولي عهد آسٹريا جو سراجيو ميں قتل کيا گيا اور موجوده جنگ اسکي يادگار چهوڑي مع اسکي مقتول بيوي کے

سنه ۱۹۰۹ ع سے مابين دوڑائے گئے هيں - ان پر ۲۹۱۸۵۵۸۴ پونڈ لاگت آئي هے -

( جهازوں کے اولين مصارف )

ذيل ميں هم جهازوں کے اولين مصارف درج کرتے هيں - يه اعداد ان اعداد سے ماخوذ هيں جو سرکاري طور پر شائع کيے گيے هيں -

| نمبر | جهاز کي قسم | مصارف بحساب پونڈ |
|---|---|---|
| ( ۱ ) | ڈريڈ ناٹ بٹيل شپ | ۳۶۳۳۹۰۲۴ |
| ( ۲ ) | ڈريڈناٹ کروزر | ۱۳۰۸۱۴۰۵۰ |
| ( ۳ ) | بڑے ڈريڈناٹ بيٹل - - | ۲۴۱۵۳۲۷ |
| ( ۴ ) | زره پوش کروزر | ۲۹۱۸۵۵۸۴ |
| ميزان | | ۱۲۰۷۰۹۲۸۹ |

يه مبلغ خطير اس عظيم الشان رقم کا در حقيقت ايک حصه هے جو بيڑے کے کل ۶۱۵ جهازوں پر صرف کي گئي هے -

اسوقت ۶۰ محفوظ ( پروٹيکٹڈ ) کروزر کام ميں لگے هوے هيں جنکي لاگت ۱۸ مليں هے - انکے علاوه ۲۱۱ ڈسٹرائر ( تباه کن ) هيں ' جنکے مصارف ساڑهے ۱۵ مليں هيں - ۶۸ زير آب کشتياں جن پر ۴ مليں صرف هوے هيں - ۱۰۳ تار پيڈو کشتياں هيں جن پر ۳ مليں سے زايد لاگت آئي هے -

جيسا که هم لکهه آئے هيں اس فهرست ميں چهوٹے جهاز ( ريسل ) شامل نهيں هيں - ان جهازوں کي لاگت کا تخمينه اگر نهايت اعتدال کے ساتهه کيا جائے ' جب بهي ۱۰ مليں سے کم نه

# جرمني کے بحري قویٰ کا ایک منظر عمومي

ہمبولٹ کے قریب جرمن جہازوں کی نمایش

آج سے دو ھفتہ قبل ان ۴۱۱ جہازوں میں ۱۸ جہازوں کے علاوہ اور تمام جہاز بہمہ وجوہ تیار تھے -

جہازوں کے علاوہ انگلستان کے پاس چھوٹے جہاز ( ولیل ) بھی ھیں، جنکی مدد سے وہ اپنے گھر اور باھر کے بحري مقامات میں اپنا قومی اقتدار قائم رکھتا ھے -

آغاز جنگ سے قبل اسکی ۱۰۳ تارپیڈو کشتیاں ' اور ۴۶۸ زیر آب کشتیاں' آبھائے انگریزي ' بحر ابیض ( میڈیٹرینین ) اور مشرق اقصي میں موجود رھتي تھیں ' اور ۱۴ سلوپ ( ایک قسم کا چھوٹا جہاز ) اور اسکي توپ بردار کشتیاں دنیا اُن کے دریاؤں میں پھیلی ہوئی ھیں ' جہاں بڑے جہاز نہیں جا سکتے - ۱۰ ھلکي توپ بردار کشتیاں ان دریاؤں کو پترول کرتي رھتي ھیں ' جو اندرون چین میں بہتے ھیں -

انکے علاوہ اسیقدر اور جہاز ھونگے جو دنیا کے دریاؤں اور سمندروں میں پیمایش' عام تحقیقات ' اور نقشہ کشي کی غرض سے ھمیشہ سیر و سفر کرتے رھتے ھیں -

اسکے ساتھہ ان ۱۵ تارپیڈو والی توپ بردار کشتیوں کا بھی اضافہ کیجیے جو آبھائے انگریزي میں چھوٹے چھوٹے فرائض انجام دیتی رھتی ھیں - اور نیز ان دو مرمت کرنے والے جہازوں کو بھی شامل کرلیجیے جو ھمیشہ انگریزي بیڑے کے ھمراہ رھتے ھیں -

بیڑے کی اصلی جنگ آرا صف میں ڈریڈنات کی وضع کے بیس تیئیس ھیں - یہ تمام جہاز ۷ سال میں یعنی سنہ ۱۹۰۶ سے لیکر سنہ ۱۹۱۲ تک میں بنے ھیں - انکے ابتدائی مصارف ۲۴' ۳۹۰' ۶۳' ۳ پونڈ ھیں -

ان کے ڈریڈناٹوں کے ساتھہ بیٹل کروزر بھی بنوائے گئے تھے جنمیں سے ۷ تو اسوقت بہمہ وجوہ تیار ھیں اور ایک جسکا نام " انوینسبل" ھے ھنوز زیر تعمیر ھے- ان کروزروں پر ۵' ۴۰' ۸۱' ۳۰' ۱ پونڈ صرف ھوے ھیں انکے علاوہ کروزروں کی ایک اور تعداد بھی ھے جو بالکل تیار ھے - اور ۱۷ اور زیر تعمیر ھیں - جو کروزر اسوقت کام دیرھے ھیں انکے مصارف کا اوسط ۱۹ لاکھہ پونڈ ھے - جو بالفعل زیر تعمیر ھیں ' انکي لاگت فی جہاز ۲ ملین سے ساڑھے دائمی ملین تک ھوگی ( ایک ملین دس لاکھہ کا ھوتا ھے ) -

جیسا کہ ھر شخص جانتا ھے " بڑے ڈریڈناٹ " کی قسم کے جہاز اب متروک الاستعمال ھوگئے ھیں ' با این ھمہ کوئی سلطنت بھی اس قسم کے جہازوں سے اپنے بیڑے کو خالي کرنے میں کوے سبقت لیجانا نہیں چاھتی - انگلستان نے سنہ ۱۸۹۴ ع سے لیکر سنہ ۱۹۰۶ ع تک ۳۷ " بڑے ڈریڈنات " بنوائے تھے' جو اسوقت بہمہ وجوہ تیار ھیں -

ان پر ۴۲۱۰۳۲۷۹ پونڈ صرف ھوے ھیں - یہ بڑے ڈریڈنات جتنے بڑے ھیں' اتنے ھی بڑے درعہ پوش کروزر سنہ ۱۸۹۹ ع اور

انگلستان

قیصر جرمني

روس

اسٹریا

فرانس

بلجیم

کیا گیا تھا - اسوقت انگریزي بیڑے کي بقاء و توسیع کے لیے ۷۰۰ ۱۸۰ ۹۹ ۲ پونڈ کي رقم منظور هوئي تهي - ابتدائی گیارہ سالوں میں یعني سنہ ۴ - ۱۸۹۳ سے لیکے ۴ - ۱۹۰۳ تک ۹۰۰ ۲۲۰ ۱۷۰ پونڈ بیڑے پر صرف کیے گئے ' اور سالانہ تخمینہ پہلے سال میں ۱۴۲۲۴۰۱۰۰ پونڈ تھا ' بڑھکر آخري سال میں ۳۴۴۵۷۵۰۰ پونڈ هوگیا -

سنہ ۴ - ۵ - ۱۹۰ع اور سنہ ۱۵ - ۱۹۱۴ ع تک بیڑے کے لیے ۱۰۰ ۹۶۰ ۴۲۸ پونڈ وقف کیے گئے هیں ' سالانہ قسط جو سنہ ۱۴ - ۱۹۰ ع میں ۳۶۸۸۹۵۰۰ پونڈ تهي ' اس سال ۵۱۵۵۰۰۰۰ پونڈ ہے -

غرض ۲۲ سال میں انگریزي بیڑے کے مصارف ۲۶۰ فیصدي بڑھگئي هیں ' اور اگر یہ جنگ نہ هوتي جب بھي آئندہ ان عظیم و مہیب مصارف میں ذرا بھي تخفیف کی امید نہ تھي -

اس روز افزوں ترقی مصارف کی وجہ یہ نہیں نہ مرداً مرداً جہازوں کے مصارف بڑھگئے هیں ' بلکہ اسکا راز اس واقعہ میں مضمر ہے کہ انگلستان اپنے بیڑے کو هر وقت مستعد اور تیار دیکھنا چاهتا ہے - چنانچہ اعلان جنگ کے پہلے هي یہ طے هوچکا تھا کہ ۱۸ مہینہ کے اندر بحر ابیض کے چاروں کروزر واپس بلا لیے جائینگے' اور انکي جگہ ۸ بیٹل شپوں کا ایک بیڑا وهاں متعین کیا جائیگا - ان میں سے هر ایک کے بھم و جوہ تیار رکھنے کے لیے سالانہ ۱۵۰۰۰۰ سالانہ پونڈ صرف هوتے -

مختصراً یہ کہ دول یورپ میں سے صرف ایک انگلستان نے اپنے بیڑے پر ۷ سو ملین پونڈ صرف کیے هیں جو موجودہ یورپ کے جنون سیاسی و حربي کي ایک درد انگیز مثال ہے -

( کل اور آج کی تار برقیوں کے متعلق )

جرمنی برسلز تک آگیا ہے اور بلجیم انٹورپ میں چلا گیا ہے -

## عرفت ربی بفسخ العزائم !

عید کی وجہ سے هم کبھي بھي تعطیل نہیں کرتے لیکن چونکہ عملہ دو دن کي چھٹي لیے بغیر نہیں رهتا ' اسلیے اکثر ایسا هوا کہ دو نمبر ایک ساتھہ نکال دیے گئے -

( ۲ ) اس مرتبہ هم نے ارادہ کیا کہ ۲۶ - رمضان اور ۴ - شوال کا ڈبل نمبر عید سے پہلے ڈاک میں ڈالدیں' اور عید کے متعلق اسمیں بکثرت مضامین و تصاویر هوں - جنگ کی وجہ سے اگر کوئی اهم واقعہ پیش آگیا تو ۴ - شوال کا روزانہ ضمیمہ خریداروں کیخدمت میں بھیجدینگے - عید نمبر کا مدت سے ارادہ کر رہے تھے -

( ۳ ) لیکن بغیر کسي سبب اور شکایت کے ' محض ایک خاص شخص کي شرارت کیوجہ سے تمام کمپوزیٹروں نے اسٹرائک کردي اور کام چھوڑدیا - کئي بار ایسا هوچکا ہے لیکن جو شکایتیں صحیح تھیں انکو دور کیا گیا - افسوس کہ اس مرتبہ محض داخلی و بیروني وسوسہ اندازیوں سے ایسا کیا گیا ہے -

( ۴ ) تمام ضروري اور اهم مضامین لکھے پڑے هیں مگر کمپوز نہوسکے - علي الخصوص جنگ اور عید کے مضامین و تصاویر جنکي تعداد دس گیارہ سے کسی طرح کم نہوگي اور جو نہایت هي اهم اور ضروري تھے - سب سے زیادہ یہ کہ هفتۂ جنگ بھي کمپوز نہوا جو جنگ کي وجہ سے اخبار کا بہت هی ضروري حصہ هوگیا ہے

( ۵ ) احباب یقین کریں کہ پرچہ کی بد نظمی کا انہیں جسقدر احساس هوتا ہے' وہ اس داغ اور زخم کے مقابلے میں کچھہ بھی نہیں ہے جو اسے پہلے میرے دل پر لگتا ہے - انکو صرف اسي بات کا افسوس هوگا کہ بعض معلومات حاصل نہ هوئیں ' لیکن میرا ماتم اسے کہیں زیادہ ہے کہ ایک ضروري وقت پر نہایت ضروری خیالات قوم تک نہ پہنچاسکا اور اسطرح اپنی افضل ترین عبادت سے محروم رہا - یوں سمجھنا چاهیے کہ میری صبح کی نماز اس هفتے قضا هوگئی !
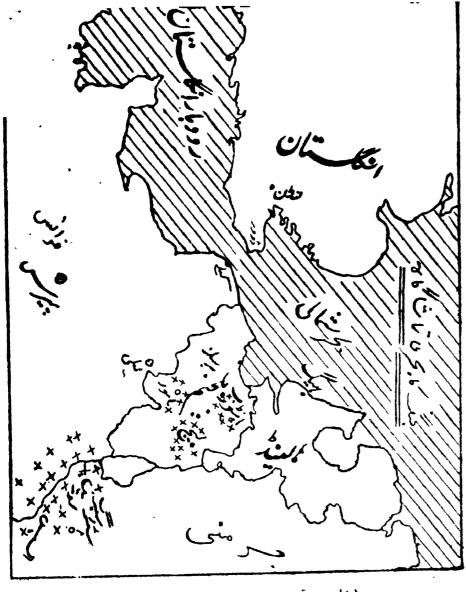
انتہائي کوشش جو کی جاسکتی تھی کي گئي - مجبوراً بغیر شذرات 'هفتۂ جنگ' مضامین عید ' و مباحث و تصاویر متعلق جنگ کے' جتنے فارم چھپ گئے هیں' صرف وهی شائع کردیے جاتے هیں -

( ۶ ) لیکن انشاء اللہ دو چار دن کے اندر هي اندر اس مشکل کا خاتمہ ہے - پورا انتظام هوگیا ہے اور آیندہ هفتہ کي اشاعت دیکھکر امید ہے کہ اس نقصان کو بھلا دیا جاے -

( آخري خبر اس وقت کی یہ ہے کہ حکومت بلجیم جرمني کي فوج کی کثرت کا بالاخر مقابلہ نہ کرسکي اور ظاهر کیا گیا ہے کہ هٹ گئي - برزیل دار الحکومت بلجیم پر جرمني قابض هوگئی ہے اور بلجیم انٹیورپ میں آگیا ہے جسے آپ نقشہ میں دیکھہ لیں - بلجیم نے ایک اعلان شائع کیا ہے جسمیں تسلیم کیا ہے کہ جرمني فوج دریاے میوز کے دونوں حصوں پر قابض هوگئي ہے - تاهم لکھا ہے کہ یہ کوئی افسوس کی بات نہیں - اسکے اندر جنگي مصلحت پوشیدہ ہے -

فرانس اور جرمني کا میدان انتک وبلر ' السیس' اور لورین میں ہے اور جرمن شکستوں کي اطلاعیں دي جارهي هیں -

روس اعلان کرتا ہے کہ مشرقي پروشیا ( جرمني ) میں دور تک لڑائی هورهي ہے اور وہ بیس میل تک بڑھہ آیا ہے -

خبروں کے احتساب نے یقین کے ذرائع مسدود کردیے هیں اور در اصل میدان جنگ بالکل تاریکي میں ہے - اب تک اصلي معرکوں کا انتظار ہے اور مدت کے بعد آج کے اعتراف سے بہت کچھہ اصلیت منکشف هوگئی ہے -

# انگلستان کے قواء بحریہ

بندرگاہ اسپیت ھد کے قریب انگریزی جنگی جہازوں کا ایک عام منظر !
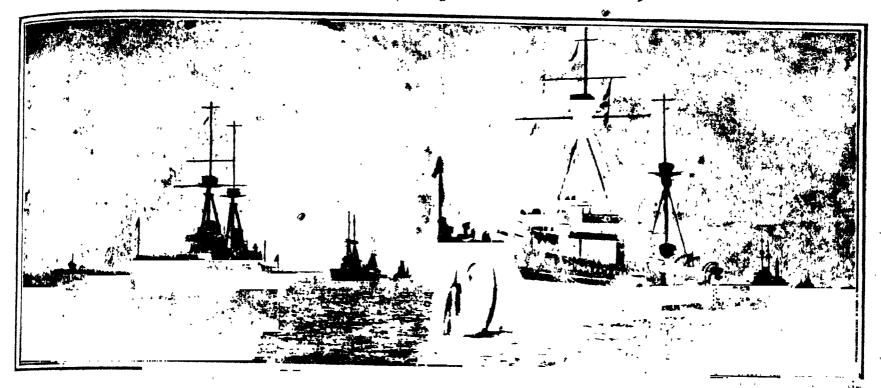
صرف تارپیڈو کشتیوں کے ایندھن کے مصارف کتنے ھیں -

اگرچہ کوئلا اسقدر قیمت کا نہیں - تاھم اسمیں بھي کوئی بڑي کفایت نہیں ھوتي - اسوقت ۲۷ جہاز بہمہ وجوہ تیار ھیں - اگر یہ سب کے سب ۸ گھنٹہ کی پوري طاقت پر بھیجے جائیں تو ۴۳۲۰ ٹن کوئلا خرچ ھوگا' جسکا بل ۳ ھزار پونڈ کا ھوگا - ان حالات کو دیکھتے ھوے یہ معلوم ھوتا ھے کہ اگر سنہ ۱۴ - ۱۵ ع میں صیغہ بحریہ کا صرف کوئلے اور تیل کا بل ۳ ملین سے زاید ھوا تھا تو یہ کوئی تعجب انگیز امر نہیں -

اگر ایک اسکوالڈرن ۸ ڈریڈ ناٹ جہازوں سے ترتیب دیاجاے' ۲۴ گھنٹہ تک پوري سرعت کے ساتھہ چلے' اور انکي تمام توپیں اور تارپیڈو کشتیاں سر ھوں' تو اسمیں کوئي دو لاکھہ پونڈ صرف ھونگے - اسوقت جو بیڑہ بہمہ وجوہ تیار ھے' اسمیں صیغہ بحریہ کے تمام ملازم مع ۱۸ ھزار محفوظ اشخاص کے مشغول ھیں -

سنہ ۴ - ۱۸۹۳ ع میں جب " میجیسٹک " جہاز کے درجہ کے جہازوں میں آشخاص مامور کیے گئے تھے' تو اسوقت بیڑے کے اشخاص کي تعداد ۷۶۷۰۰ تھي - مگر اب اتنا فرق ھوگیا ھے کہ اس سال بیڑے میں ۱۵۱۰۰۰ - آدمي ھیں - امیر البحر نے اگرچہ انکی تعداد کو پوشیدہ رکھا ھے' تاھم اگر ان لوگوں کو علحدہ کرلیا جاے جو ڈیپو میں کسي کام پر ھیں یا کم عمر یا ناتواں ھیں' تو اس صورت میں بھي ان لوگونکي تعداد ۱۳۰۰۰۰ سے کم نہ ھوگی جو اسوقت پانی میں کام کررہے ھیں -

صرف زرہ پوش جہازوں کے لیے ۷۳۰۰۰ آدمی ھیں - کروزروں میں ۲۱۰۰۰' اشخاص ھوے ھیں - اور تارپیڈو کشتیوں اور تباہ کن جہازوں کے بکار آمد ھونے کے لیے ۱۷۵۰۰ ھاتھوں کي ضرورت ھے - زیر آب کشتیوں میں سے ھر ایک کے لیے دو پورے عملوں کی ضرورت ھوتی ھے - اس حساب سے ان میں ۲۰ ھزار افسر اور آدمی لگے ھوے ھیں -

ان افسروں اور آدمیوں کي تعلیم و ترتیب میں کتنا صرف ھوا ھوگا؟ اس کا صحیح اندازہ تو اسوقت بہت مشکل بلکہ قریبا نا ممکن ھے - البتہ ایک نوجوان کو معمولي ملاحی کی تعلیم میں ۳ سال لگتے ھیں' یعنی اسے تو پچي گري یا کسی اور کام میں کوئي خاص ملکہ نہیں پیدا ھوتا - اس ابتدائی تعلیم کی تنخواہ ۲ شلنگ اور ۳ پنس ھے - ( ایک شلنگ بارہ آنہ کا اور ایک پنس ایک آنہ کا ھوتا ھے )

ایک شخص کو جہاز راں جماعت کا حقیقي رکن بنانے کیلیے پانچ سال کی مدت چاھیے' اور اگر جونیر لفٹننٹ بنا نا ھے تو بہر سال سے کم میں ممکن نہیں -

" آئیرن ڈیوک " نامي جہاز جو امیر البحر کا نشان بردار جہاز ھے' اسکے صرف افسروں کی روزانہ تنخواہ ۳۷ پونڈ ۱۹- شلنگ دس پنس ھے - اس رقم کے ساتھہ بھتے وغیرہ کی رقمیں ملکر پوري ۶۰ پونڈ روزانہ ھوجاتي ھے -

صیغہ بحریہ کے موجودہ مالی سال میں تنخواھوں کے لیے ۸۸۰۰۰۰۰ پونڈ منظور ھوے ھیں - جسکے معني یہ ھیں کہ روزانہ تنخواھیں ۲۴۰۰۰ پونڈ کي ھیں' لیکن موجودہ حالت میں ۱۸ ھزار محفوظ اشخاص کے اضافہ سے في ۱۰ - یوم ۵۰ ھزار پونڈ کی رقم اور بھی بڑھگئی ھے - اسلیے اب بیڑے کے اشخاص کی روزانہ تنخواھیں ۲۹ ھزار پونڈ شمار کرني چاھیے -

اسوقت بیڑے سے صدھا پرانے جہاز اور کشتیاں نکالدي گئی ھیں - انکي جگہ نئے جہاز اور کشتیاں داخل کی گئی ھیں - ھزار ھا افسر اور آدمی پنشن پر اپني خدمات سے کنارہ کش ھوگئے ھیں' انکی جگہ نئے افسروں اور اشخاص نے لی ھے - ایں ھمہ یہ کہنا بیجا نہیں کہ اسوقت انگریزي بیڑا ۲۰- سال کے وسیع تجربہ اور بے دریغ مصارف کا ماحصل اور قیمتی سے قیمتي نتیجہ ھے -

سنہ ۴ - ۱۸۹۳ ع میں " میگنی فیسنٹ " اور " میجیسٹک " نامی دو بیٹل شپوں کا انتظ

فلیڈ مارشل : سر جان فرنچ - سپہ سالار افواج بریۂ برطانیہ

# المراسلة والمناظرة

## الاعتصاب في الاسلام

( از جناب مولوي شبير احمد صاحب عثماني - از ديوبند )

الهلال مورخه ۲۹ - جولائي سنه ۱۹۱۴ع کے شعبه مراسلات میں ایک مضمون مولانا عبد السلام ندوي کا عنوان بالا کے متعلق شائع هوا هے جو اگرچه ابهي تک تمام نهیں هوا ' لیکن جتنا حصه اسکا چهپ چکا هے ' وه بهي مذهبی جماعت کی نظرونکو اپنی طرف متوجه کرنے کیلیے کافي هے -

یه بتلانے کي مجهکو ضرورت نهیں که مولانا عبد السلام ندوي کون بزرگ هیں ؟ کیونکه انهیں چند ایام میں به عام طور پر معلوم هوچکا هے که وه دارالعلوم ندوة العلما کے درجه تکمیل کی سند حاصل کرچکے هیں ' اور آجکل اپنے استاد مولوي شبلی نعمانی کو سیرة کے لکھنے میں مدد دے رهے هیں ' اور وهی بزرگ هیں جنکی طرف اس خط کی نسبت کیگئی تهي ' جسکی بنا پر ندوه کی استرائک کا معرف اول مولوي شبلی نعمانی کو بتلایا جاتا هے ' اور جسکے ابتدار میں انهوں نے یه لکها تها که میں جسوقت یه خط لکهه رها تها تو سچ یه هے که اوسوقت غلبهٔ جوش کیوجه سے میرے حواس اور میرا دماغ میرے قابو میں نه تها ( او کما قال )

اگر غور کیا جاے تو بلاشبه اوس خط کیطرح یه تحریر بهی جو فاضل مضمون نگار نے اسوقت الهلال میں شائع کرائی هے اس اعتبار سے بے نیاز نظر نهیں آتی ' کیونکه جن روایات حدیث و سیر سے آپنے استرائک کا شرعی جواز بلکه استحسان ثابت کرنا چاها هے وه نهایت هي مضحکه انگیز هے - وه دلائل یا تو آپکے مدعا سے محض بے تعلق هیں ' اور مسئله استرائک کا اوسکی شرعی حیثیت سے کوئی لگاؤ نهیں ' اور یا اوسے جو نتیجه نکالا گیا هے وه باطل اولنا نکالا گیا هے ' یعنی جس استرائک کے آپ روادار هیں اسکا تو اوس سے جواز نکلتا هے اور جس کی اباحت کے آپ درپے هیں ' اوسکی صاف حرمت منشرح هو رهی هے -

فاضل مضمون نگار کا اصلي منشاء یه ثابت کرنا هے که طلباء دارالعلوم ندوه نے جو استرائک ناظم وغیره کے مقابله میں کی وه شرعاً بالکل حق بجانب هے ' اور زمانه استرائک میں اون طلبا کا کهانا بند کردینا یا اونکو بورڈنگ سے نکالدینا جائز نهیں - اسکے اثبات یا تائید یا تمهید میں آپنے مجموعي طور پر چار واقعات اسطرح ذکر کیے هیں که :

( الف ) حضرت صدیق اکبر نے حضرت عائشه پر اتهام لگانیکے جرم میں مسطح کا نفقه بند کردیا ' اور قسم کهالی که اونکو کبهي کسی قسم کا فائده نه پهونچائینگے ' لیکن خدا تعالے نے اونکو اخلاقی حیثیت سے روکدیا -

( ب ) دنیا میں سب سے زیاده ساده تمدن دیهات کا هوتا هے ' لیکن عموماً تمام دیهاتوں میں کودات کرنیکا طریقه جاری هے ' جسکے رو سے ایک شخص کا حقه پاني کهانا پینا بند کردیا جاتا هے ( گویا یه بهي ایک ساده شکل کی استرایک هے )

( ج ) ابتداے بعثت میں تمام قریش نے اس مضمون کا ایک معاهده لکهکر خانه کعبه میں لٹکایا تها که قریش میں کوئی شخص بنو هاشم و بنو عبد المطلب کو اپني لڑکي نديگا اونسے لین دین و خرید و فروخت نکریگا ' اونسے هم کلام نهوگا ' وغیره وغیره -

( د ) اسلام میں جب کسي شخص نے قومي منافع پر شخصي فوائد کو ترجیح دي ' تو اوسکے خلاف صحابه اور خود آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے اس قسم کا طرز عمل اختیار فرمایا - غزوه تبوک میں تن آساني کیوجه سے شریک نهونے پر آپ نے کعب ابن مالک ' مرارة بن الربیع ' اور هلال بن امیه پر سخت ناراضی ظاهر کي اور تمام صحابه کو ایک مدة تک اونکے ساتهه سلام و کلام اور نشست و برخاست کی ممانعت رهي ' آخر کار جب خدا کے یهاں سے ان تینونکي معافی کا پروانه آگیا - تب یه استرائک ٹوٹي - ( صحیح بخاري )

* * *

ان دلائل میں سے پهلی دلیل ( یعني حضرت صدیق اکبر کا واقعه ) تو قطع نظر اس سے که قرآن مجید نے اوسکو جائز و پسندیده قرار دیا یا نهیں ' استرائک کے اصطلاحی مفهوم سے جو متنازع فیه هے کوئي تعلق نهیں رکهتا ' کیونکه آپ خود اقرار کرتے هیں که اس قسم کے تمدنی قطع تعلق پر اوسیوقت استرایک کا اطلاق کیا جاسکتا هے جبکه ایک گروه کا گروه دوسرے گروه یا فرد کو اپني اعانت سے محروم کردیتا هے ' اور اسی بناپر جدید عربي زبان میں اسٹرائک کو اعتصاب سے تعبیر کرتے هیں ' جسکے معني گروه بندي کے هیں -

باقی دوسري دلیل ( یعنی دیهاتیوں کے کودات کرنیکے طریق ) سے بهی آپ خود اندازه لگاسکتے هیں که شرعي جواز و عدم جواز پر کهانتک روشنی پڑ سکتی هے ' اور ایک مذهبی مسئله کے احتجاج میں دیهاتیوں کے اس طرز عمل کو پیش کرنا ( اگرچه تمهیداً هی کیوں نهو ) کس حد تک درست هے - البته تیسري اور چوتهی دلیلیں ( یعني قریش مکه کا عمل آنحضرت صلی الله علیه وسلم کے مقابله میں اور آنحضرت صلی الله علیه وسلم اور صحابه کا عمل کعب ابن مالک وغیره کے مقابله میں ) ایک خاص حد تک اس قسم کے مباحث کیطرف ذکر کیے جانے کا مساغ رکهتے هیں - ( لیکن میں معاف کیا جاؤں اگر آپ هی کے الفاظ میں یه کهوں که ) صرف انهیں لوگوں کے نزدیک جو کتب حدیث و سیر سے ( باموقعه ) روایات فراهم کرنیکی اهلیت نهیں رکهتے - میرا قصد اس مضمون میں اپنی طرف سے کچهه زیاده لکهنے کا نهیں هے بلکه بجاے اسکے کہی بهتر سمجهتا هوں که فی الحال صرف آپ هی کے استنباط کیے هوے بعض نتائج کو دوباره ناظرین کے ملاحظه میں لاکر فی الجمله اونکي رفاقت پر متنبه کردوں -

آپ نے پهلا نتیجه یه نکالا هے که :

" زبردست گروه کو کمزور فرقه کے خلاف اسٹرائک کرنا سزاوار نهیں ' جیسا که قریش مکه نے کیا تها - اسلیے زمانه اسٹرائک میں طلبا کا کهانا بند کردینا یا اونکو بورڈنگ سے نکالدینا جائز نهیں "

لیکن خاتمه کے نمبر ۷ میں یوں فرماتے هیں که :

" اسٹرائک کیلیے مساوات لازمی نهیں ' کعب ابن مالک آنحضرت اور دیگر صحابه کے مساوي نه تهے ' جب قوي گروه ضعیف کے مقابله میں اسٹرائک کرسکتا هے تو ضعیف کو قوي کے مقابله میں اوسکا حق مرجح حاصل هے "

پس اب آپ خود هي انصاف فرمائیں که ان دونوں نتائج میں سے ' جو آپ نے بیان کیے هیں پبلک کس کو صحیح سمجهے یا کس کو کس قاعده سے ترجیح دے - اگر اسٹرائک کیواسطے مساوات کو ضروري سمجها جاے ' اور زبردست کي اسٹرائک ضعیف کے مقابله میں سزاوار نهو ' تو آنحضرت صلی الله علیه وسلم اور تمام صحابه کے ( معاذ الله ) اس ناسزاوار فعل کی جو کعب

# جنگ کے رعد و برق میں حسن وعشق کا ایک نغمۂ الم !
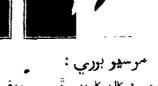
موسیو بوري : مسز کالیو کا بیرسٹر — موسیو الدابیل : چیف جسٹس عدالۂ عالیہ پیرس — موسیو کالمیٹ : مقتول ایڈیٹر نگار — موسیو کالیو : وزیر مال فرانس

دنیا کے مختلف بے تعلق واقعات میں بعض اوقات عجیب عجیب سلسلے ربط و تعلیل کے پیدا ہوجاتے ہیں - فرانس کے ایک مشہور مقدمۂ قتل کی سرگذشت الہلال میں شائع ہوچکی ہے، جسمیں موسیو کالیو کی بیوی نے ایڈیٹر فگارو کو قتل کردیا تھا - اسکے بعد گذشتہ ہفتے یہ تار برقی تعجب کے ساتھ پڑھی گئی کہ عدالت نے مسز کالیو کو بری کردیا - اب ایک اور واقعہ سنیے - موجودہ جنگ یورپ میں فرانس کی بری فوج کا سپہ سالار جنرل جوفر ہے، جسکے بری اقدامات پر تمام دنیا کی نظریں لگی ہوئی ہیں -

لیکن جنرل جوفر کے تقرر کا واقعہ بھی ایک دلچسپ سرگذشت ہے - فرانس میں سنہ ۱۹۱۱ ع تک سپہ سالاری کا عہدہ نہ تھا - ایک جنگی مجلس تھی جو اس خدمت کو انجام دیتی تھی -

لیکن اسی زمانے میں پبلک نے مجلس وزارت پر سخت اعتراضات کیے کہ اس نے سپہ سالاری جیسے اہم عہدے کی جگہ بالکل خالی چھوڑدی ہے - اس اعتراض میں ایڈیٹر فگارو نے سب سے زیادہ حصہ لیا تھا -

چنانچہ مجلس جنگی ٹوٹ گئی، نئی مجلس وزارت ترتیب دی گئی، اور جنرل جوفر سپہ سالار عام مقرر ہوا -

یہ تمام مراتب اسی موسیو کالیو کے ہاتھوں انجام پائے - اور اعتراف کیا گیا ہے کہ اگر جنرل جوفر کا تقرر اس وقت نہ ہوتا، تو موجودہ جنگ کے متعدد جنگی اہتمامات ناقص رہجاتے -

خونریز حسن : مسز کالیو
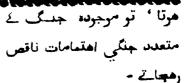
مسز کالیو کے رہا ہوجانے میں بھی موجودہ جنگ کو بہت دخل ہے - کہا جاتا ہے کہ ایسے نازک موقعہ پر اگر اس مقدمہ کو زیادہ سنگین بنایا جاتا تو ملک کے اندر مصر اور خلاف وقت داخلی ہنگامے کے پیدا ہوجانے کا خوف تھا -

ان تمام الگ الگ واقعات کو جمع کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسز کالیو کا مقدمہ موجودہ جنگ کی داستان کا ایک باب تھا -

اگر مسز کالیو چاہے تو موجودہ واقعات کو تمام دنیا سے بالکل الگ ہوکر دیکھ سکتی ہے - اسے حق ہے کہ اس دنیا کی سب سے بڑی جنگ کو محض ایک حسن پرستانہ شورش سمجھے، کہ اسلیے کی گئی تاکہ ایک حسین قاتل عدالت کی سزا سے بچالیا جائے -

مقتول ایڈیٹر فگارو اور اسکا بدنصیب خاندان

# الاعتصاب في الاسلام

از مولانا عبد السلام ندوي

## ( ۴ )

### ( آداب المعلمین والمتعلمین )

اگرچہ تصریحات سابقہ سے ثابت ہوگیا ہے کہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں اوستاد کا بالتصریح کوئی حق متعین نہیں کیا گیا، یہاں تک کہ امام غزالي نے اوستاد و شاگرد کے آداب و حقوق کے متعلق جو بحث کي ہے، اوس میں کسي موقع پر احادیث سے استدلال نہیں کیا ہے حالانکہ وہ ضعیف بلکہ موضوع حدیثوں سے بھي استدلال کرنے میں تامل نہیں کرتے - تاہم اس سے بھي انکار نہیں کیا جاسکتا کہ قرآن مجید کے اشارات و کنایات سے اوستاد کے ادب و احترام پر استدلال کیا جاسکتا ہے - حضرت موسی علیہ السلام نے چونکہ حضرت خضر علیہ السلام کی شاگردي کی اور وہ قصہ قرآن مجید میں مذکور ہے، اسلیے علما نے اوسی قصہ سے اوستاد کے ادب و احترام کے متعلق بھی چند احکام مستنبط کیے میں جنکي تفصیل یہ ہے :

( ۱ ) موسی علیہ السلام نے اپنے آپ کو اونکا تابع تسلیم کرلیا، کیونکہ اونہوں نے کہا هل اتبعك ؟ کیا میں آپ کا اتباع کروں ؟

( ۲ ) اونکے اتباع کي بھي اجازت طلب کي هل تاذن لی ان اجعل نفسی تبعا لك - کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنے آپ کو آپ کا تابع بناؤں ؟ یہ انتہا درجہ کی خاکساري ہے -

( ۳ ) اونہوں نے کہا " علی ان تعلمني " یعنے اس بنا پر اتباع کرتا ہوں کہ آپ مجھے تعلیم دیجیے، اور یہ اپنے جہل کا اقرار اور اوستاد کے علم کا اعتراف ہے -

( ۴ ) اونہوں نے کہا " مما علمت " یعنی اون کے علم کا بعض حصہ سیکھنا چاہا، اور اس سے بھی تواضع کا اظہار ہوتا ہے - یعني اونہوں نے یہ نہیں کہا کہ مجھے علم میں اپنے برابر کردیجیے، بلکہ اون کے اجزاء علوم میں سے بعض اجزاء کی درخواست کي جس طرح فقیر دولت مندوں سے کہتا ہے کہ کچھہ دیدیجیے -

( ۵ ) اونہوں نے کہا : رشدا - یعني اون سے صرف ارشاد و ہدایت کی درخواست کي، اسلیے اوستاد مرشد و رہنما ہوتا ہے -

( ۶ ) انہوں نے کہا " هل اتبعك علی ان تعلمني " کیا میں آپ کا اتباع اس شرط پر کرسکتا ہوں کہ آپ مجھے تعلیم دیں ؟ اسلیے اونہوں نے پہلے اپنے آپ کو تابع تسلیم کرلیا ہے پھر تعلیم کي خواہش کی ہے، یعنے پہلے اونکي خدمت کرنے کا اقرار کرلیا ہے، پھر تعلیم کی درخواست کی ہے - ( ۱ ) ( ہم نے بعض احکام کو حذف کردیا ہے )

لیکن اعتراض و اختلاف اس ادب و احترام کے منافی نہیں ہے، جیسا کہ حضرت موسی علیہ السلام کے طرز عمل سے ثابت ہوتا ہے،

ان ضمنی احکام کے علاوہ قرآن مجید کی بعض آیتوں سے بہ تصریح علماء کی فضیلت پر استدلال کیا جاسکتا ہے - بعض کم درجہ کی احادیث میں بھي علماء کي فضیلت بیان کی گئي ہے، اور علماء نے اخلاقي حیثیت سے بھي اوستاد و شاگرد کے حقوق پر بحث کی ہے، ہم ان تمام آیات و احادیث، اور اقوال کو ایک ترتیب خاص کے ساتھہ درج کرکے اوس پر تفصیلي بحث کرتے ہیں :

| | |
|---|---|
| یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتو العلم درجات | جو لوگ ایمان لائے، اور جن لوگوں کو علم دیا گیا، خدا اونکا درجہ بلند کرتا ہے - |
| انما یخشي اللہ من عبادہ العلماء | خدا کے بندوں میں صرف علماء هی خدا سے ڈرتے ہیں - |
| فضل العالم علی العابد کفضلي علی ادناکم ( دارمی ) | عالم کی فضیلت عابد پر اوسیطرح ہے، جسطرح میں تم میں معمولی درجہ کے آدمیوں سے افضل ہوں - |
| لیس من امتی من لم یجل کبیرنا و یرحم صغیرنا و یعرف ( ۲ ) لعالمنا ( ترغیب و ترهیب ) | جو شخص بڑوں کی تعظیم نہیں کرتا، چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا، علماء کی قدردانی نہیں کرتا، وہ میري امت میں نہیں - |
| ثلاث لا یستخف بهم الا منافق ذو الشیبة فی الاسلام و ذو العلم و امام مقسط ( ترغیب و ترهیب ) | تین آدمی کی توہین بجز منافق کے کوئی نہیں کرتا : مسلمان بوڑھے شخص کی، صاحب علم کی، امام عادل کی - |
| اذا کنت فی قوم .. (۳) فتصفحت وجوههم فلم تر فیهم رجلا یهاب فی اللہ فاعلم ان الامر قد رق | جب تم کسي قوم میں ہو اور بغور ہر ایک کا منہہ دیکھو، تو اگر تمکو کوئی ایسا شخص نظر نہ آئے جسکی توقیر و ہیبت محض خدا کیلیے کیجاتی ہو جان لو کہ دین کا حال پتلا ہو گیا - |

طلباء اگرچہ بالتخصیص ان روایتوں کے مخاطب نہیں ہیں، بلکہ وہ لوگ بھی اس میں شامل ہیں جنہوں نے علماء کي توہین کو ہمیشہ اپنا شعار بنایا ہے، تاہم تخاطب عام کے لحاظ سے تمام امت کے ساتھہ طلباء بھی اس میں داخل ہیں -

علماء میں امام غزالی کی کتاب احیاء العلوم فلسفہ اخلاق کی بہترین کتاب خیال کی جاتی ہے، امام صاحب نے اس کتاب میں طالب العلم کیلیے دس وظائف مقرر فرمائے ہیں، انمیں صرف ایک وظیفہ کا اثر اوستاد کے ادب و احترام اور اشتراک پر پڑسکتا ہے - اسلیے ہم اوسکا خلاصہ درج کرتے ہیں :

" طالب العلم کو چاہیے کہ علم پر غرور اور اوستاد سے سرکشی نہ کرے، بلکہ اپني باگ اوسکے ہاتھہ میں دیدے، اوسکي خیر خواہی کا یقین رکھے، اوس سے تواضع کرے، اور اوسکی خدمت کو شرف و ثواب سمجھے، شعبي نے کہا ہے کہ زید بن ثابت نے نماز جنازہ پڑھی، پھر اونکا خچر اونکے قریب کردیا گیا کہ سوار ہوجائیں تو ابن عباس آئے اور رکاب پکڑلیا - زید نے کہا : آپ الگ رہیے - ابن عباس نے، کہا ہمکو اسي طرح علماء کی توقیر کا حکم دیا گیا ہے زید ابن ثابت نے اونکا ہاتھہ چوم لیا اور کہا کہ ہمکو اہل بیت کی عزت کا بھي یہي طریقہ بتایا گیا ہے -

علم کا غرور یہ بھي ہے کہ طالب العلم اوستاد سے استفادہ کرنے کو عار سمجھے، مگر اون لوگوں سے نہیں جو شہرت طلب و جاہ پرست ہیں،

. . اور جب اوستاد طالب العلم کو کوئی مشورہ تعلیم میں دے تو اوسکي تقلید کرے، اور اپنی رائے کو چھوڑدے - کیونکہ اوستاد کی غلطي طالب العلم کے صواب سے زیادہ مفید ہے، اسلیے کہ تجربہ سے عجیب و غریب باتیں ظاہر ہوتی ہیں ... حاصل کلام یہ کہ جو طالب العلم اوستاد کی رائے کے سوا کوئی رائے اور اختیار کرتا ہے تو اوسکی ناکامیابی کا فیصلہ کرلینا چاہیے - علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ اوستاد سے سوال نہ کرو، اصرار نہ کرو - جب وہ سست ہوجائے

---

( ۱ ) لیکن انبیاء سابقین کے اقوال و اعمال کا اتباع ہم پر واجب نہیں -

( ۲ ) لیکن ترمذي میں " یعرف لعالمنا " کا فقرہ نہیں ہے،

( ۳ ) لیکن احادیث کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر وہ شخص جو طلب علم میں مصروف ہو ان احادیث کا مورد ہے اسلیے طلباء بھی اساتذہ کے ساتھہ اس فضیلت میں حصہ دار ہیں -

ابن مالک وغیرہ کے مقابلہ میں اونسے ظہور پذیر ہوا' ایا توجیہ ہوسکتی ہے؟ اور اگر مساوات کا قاعدہ لازمی نہیں تھا' تو پھر قریش مکہ کی اسٹرائک کو عدم مساوات کی وجہ سے ناروا کہنے میں آپ جیسے روشن خیال نے کیوں تعصب اور تنگدلی سے کام لیا -

* * *

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوںکے اعتقاد کے موافق آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم خداے تعالے کیطرفسے تمام مخلوقات جن و انس عرب و عجم کیلیے ہادی اور اوستاد اور معلم بناکر بھیجے گئے تھے ( چنانچہ آپنے خود بھی اپنے منصب جلیل کو انما بعثت معلما کے الفاظ سے ہی ادا فرمایا ہے ) اور اس اعتبار سے تمام بنی آدم کو طوعاً وکرھاً آپکے ساتھہ تلمذ کی نسبت اور شاگردی کا تعلق حاصل ہونا چاہیے - پس ہمارے نزدیک یہ کہنا غالباً فاضل مضمون نگار کی توجیہات سے زیادہ چسپاں ہوگا کہ قریش مکہ نے اپنی جہالت اور سفاہت کیوجہ سے جو اسٹرائک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کی' چونکہ وہ شاگرد کی اسٹرائک اوستاد کے اور متعلم کی اسٹرائک اپنے حقیقی معلم کے مقابلہ میں تھی' اسلیے وہ بیشک قابل تعریض و ملامت تھی' اور برخلاف اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیجانب سے جو اسٹرائک ( بشرطیکہ وہ اسٹرائک ہو ) چند شاگردوں کی غفلت اور خطا کاری کے مقابلہ پر عمل میں آئی' وہ اوستاد کی اسٹرائک شاگرد کے مقابلہ میں ہونیکی وجہ سے ٹھیک ٹھیک حق بجانب رہی -

اس آخری اسٹرائک کے دباؤ کا نتیجہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ وغیرہ کے حق میں یہ برآمد ہوا کہ اونسے مسلمانوںکے تمام رشتے ناتے توڑ دیے گئے' اور اخوت و ارتباط باہمی کے سب سلاسل منقطع ہوگئے' تو وہ اپنے سادے دل سے خدا کیطرف متوجہ ہوا، گڑگڑالے' اور انہوں نے نہایت ہمت و استقلال کے ساتھہ ہر طرف کے عارضی سہارے چھوڑکر فقط ایک رب العزت کی جناب کو جا پکڑا' انجام کار یا تو یہ حالت تذبذب تھی کہ :

| | |
|---|---|
| و آخرون مرجون لامر اللہ اما یعذبھم و اما یتوب علیھم و اللہ علیم حکیم | اور کچھہ لوگ ہیں کہ حکم خدا کے انتظار میں اونکا معاملہ ملتوی ہے کہ یا تو اونکو عذاب دے یا اونکی توبہ قبول کرے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے - |

اور یہ بشارت نازل ہوگئی کہ :

| | |
|---|---|
| لقد تاب اللہ علی النبی والمہاجرین و الانصار الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ من بعد ما کاد یزیغ قلوب فریق منھم' ثم تاب علیھم انہ بھم رؤف رحیم - و علی الثلاثۃ الذین خلفـــوا حتی اذا ضاقت علیھـــم الارض بمـــا رحبت و ضاقت علیھـــم انفسھم وظنوا ان لا ملجاء من اللـــہ الا الیـــہ ثم تاب علیھـــم لیتوبوا - ان اللـــہ ھو التـــواب الـــرحیـــم - | البتہ خداے پیغمبر پر بڑاہی فضل کیا اور ( نیز ) مہاجرین و انصار پر جنہوں نے تنگدستی کیوقت پیغمبر کا ساتھہ دیا جبکہ ان میں سے بعض کے دل ڈگمگا چلے تھے - پھر اوس نے ان پر ( بھی ) اپنا فضل کیا ( کہ انکو سنبھال لیا ) اسمیں شک نہیں کہ خدا ان سب پر نہایت درجہ مہربان ( اور اونکے حال پر ایدی ) مہر رکھتا ہے - اور ( علی ھذ القیاس ) اون تیـــن شخصـــونپـــر بھی جو ( با نتظار حکم خدا ) ملتوی رہے گئے تھے - یہاں تک کہ جب زمین |

باوجود فراخی اونپـــر تنگی کرنے لگی اور وہ اپنی جان سے بھی تنگ آ گئے اور سمجھہ لیے کہ خدا کی ( گرفت ) سے اوسکے سوا اور کوئی پناہ نہیں - پھر خدا نے اونکی توبہ قبول کرلی تا کہ ( قبول توبہ کے شکریہ میں آیندہ کیلیے بھی ) توبہ کریں - بیشک اللہ بڑا ہی توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہے -

جن لوگوں نے آجکل مسئلہ اسٹرائک پر اخبارات میں بحثیں کی ہیں ( مثلاً صاحبزادہ آفتاب احمد خاں وغیرہ ) انہوں نے بارہا اوستاد و شاگرد کے تعلقات کو باپ بیٹے کے تعلقات سے تشبیہ دی ہے' اور یہ تشبیہ اس اعتبار سے نہایت بلیغ ہے کہ باپ کی مادی تربیت سے اوستاد کی روحی تربیت کسیطرح کم نہیں۔ پس جبکہ اولاد کی اسٹرائک کا والدین کے مقابلہ میں یہ حال ہے کہ :

| | |
|---|---|
| و ان جاھداک علی ان تشرک بی ما لیس لک بہ علـــم فلا تطعھمـــا و صاحبھما فی الدنیـــا معروفـــا ۔ | اور ( اے مخاطب ) اگر تیرے ماں باپ تجھکو اسپر مجبور کریں کہ تو ہمارے ساتھہ کسیکو شریک خدا بنائے' جسکی تیرے پاس کوئی دلیل ہی نہیں ( تو اسمیں ) اونکا کہا نہ ماننا ( مگر ) ہاں دنیا میں سعادتمندانہ اونکی رفاقت کر - |

تو شاگردونکو بھی اوستاد کے مقابلہ میں ( بالخصوص جبکہ اوستاد اپنے شاگردونکی اخلاقی اصلاح کا کفیل ہوتا ہے ) اسٹرائک کا اس سے کچھہ زیادہ استحقاق نہیں ہوسکتا -

* * *

بناء علیہ قریش مکہ اور غزوہ تبوک کے جن دو واقعات سے فاضل مضمون نگار نے اپنا مدعا ثابت کرنا چاہا تھا اون سے برخلاف اسکے یہ ثابت ہوا کہ کسی قومی یا مذہبی درسگاہ کے طلباء کی اسٹرائک جو اپنے اساتذہ اور مصلحین و مربین کے مقابلہ میں ہو سراسر نا جائز ہے اور اگر بالفرض اساتذہ اپنے بعض تلامذہ کے مقابلہ میں تعزیراً اسٹرائک کردیں تو یہ نہ فقط جائز بلکہ مستحسن ہے

اولجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

میں ان سطور کو اب ختم کرتاہوں کیونکہ فی الواقع مجھکو اسوقت نہ تو " ندوہ " کے اسٹرائک کے خطا وصواب ہونے سے چنداں سروکار ہے اور نہ یہ تحقیق مطمح نظر ہے کہ اسٹرائک کا اصلی مفہوم کیا اوسکی جامع مانع تعریف کیا ہے' اور یہ کہ اوسکو شرعاً جائز کہنا چاہیے یا ناجائز - بلکہ اس ایسی تحریر کے بعض استدلالی کمزوریوںکی طرف اشارہ کرنا منظور ہے' جو آجکل بعض بخاری کے درس دینے والونکا علمی نمونہ ہے' اور ابناء زمان کی حدیث دانی اور سیرت فہمی کا ایک بہترین نمونہ ہے' تاکہ عام مسلمان عصر اس قسم کے سطحی مضامین کے خوشنما ٹائپ کو دیکھکر جلدی سے متاثر نہو جایا کریں -

آخر میں میں ناظرین کی اور خصوصاً محترم مدیر الہلال کی توجہ مضمون نگار کے اوس فتنہ کی طرف منعطف کرانا چاہتا ہوں' جو صاحب مضمون کے بعض و نفسانیت کا آئینہ اور بدتہذیبی یا آجکل کی تہذیب کا پورا مجسمہ ہے' اور جس سے اس مضمون کے لکھنے اور شائع کرنیکا اصلی مقصد پوری طرح واشگاف ہوجاتا ہے لکھتے ہیں کہ :-

" یہ جو بعض مدعیان علم حدیث شکایت کرتے ہیں کہ اسٹرائک کے دور ان میں سلام وکلام بزرگونکو ضرور کرنا چاہیے حالانکہ ایسانہیں کیا گیا تو اوسکا مبنی بخاری کا وہ نسخہ ہوگا جسے مولانا احمـــد علی مرحـــوم والد بزرگوار مولوی خلیـــل الرحمن سہارنپـــوری نے چھپوایا تھا' اوسمیں شاید یہ حدیث نہوگی کیونکہ اسکا اثر حقوق اولاد پر پڑنیوالا تھا' مگر ہمنے مصر کے نسخہ مطبوعہ سے اس روایت کو لیا ہے "

میں نہیں سمجھتا کہ اس فتنہ کے لکھنے والے نے مولانا احمد علیصاحب مرحوم کی چھاپی ہوئی صحیح بخاری کو مولوی شبلی کی سیرۃ النعمان سمجھا ہے' جسمیں حضرت سعد بن ابی وقاص کے واقعہ کو غلطی سے عمار بن یاسر کی طرف منسوب کردیا

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ١٠

کلکته: چهار شنبه ١٠ شوال ١٣٣٢ هجري
Calcutta Wednesday September 2. 1914.

جلد ٥


الامر بالمعروف والنهی عن المنکر

وجاهدوا فی اللہ حق جہادہ . هو
اجتبٰکم، وما جعل علیکم فی الدین
من حرج . ملۃ ابیکم ابرٰهیم هو
سمّٰکم المسلمین من قبل وفی هذا
لیکون الرسول شهیدا علیکم ، و
تکونوا شهداء علی الناس . فاقیموا
الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ ، واعتصموا
باللہ هو مولٰکم فنعم المولٰی و
نعم النصیر ؛ (٢٢ : ٧٨)


قیمت فی پرچه

چهار آنه

تو اوسکا دامن پکڑ کے نہ کھینچو٬ اوسکا رازفاش نہ کرو - اوسکی غلطیوں کے پیچھے نہ پڑو٬ اور اگر وہ لغزش کرے ٬ تو اوسکا عذر قبول کرو٬ اوسکی توقیر کرو ( جب تک وہ مذہب کی حفاظت کرے ) اوسکے آگے نہ بیٹھو٬ اور اگر اوسکو کوئی ضرورت ہو تو سب سے پہلے تم اوسکی خدمت کے لیے بڑھو ( احیاء العلوم جلد - ۱ ص- ۳ -)

اوستاد کے حقوق اور ادب و احترام کے متعلق اب اس سے زیادہ کچھہ نہیں کہا جا سکتا ٬ لیکن اسکے ساتھہ ہمکو یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ قرآن مجید اور احادیث نے طلباء کے بھی کچھہ حقوق متعین کیے ہیں یا نہیں ؟ کیا علماء اخلاق نے اساتذہ کو بالکل مطلق العنان چھوڑ دیا ہے٬ یا اون کو بھی کسی چیز کا پابند کیا ہے ؟ ہم دعوے کے ساتھہ کہہ سکتے ہیں کہ اس مسئلہ میں اساتذہ کے مقابل میں طلباء کا پلہ بھاری ہے - قرآن مجید نے ایک بڑی امانت اساتذہ کے سپرد کی ہے :

| | |
|---|---|
| ابلغکم رسالات ربی | میں تمکو خدا کا پیغام پہنچاتا ہوں٬ اور |
| و انا لکم ناصح امین | میں تمہارا خیر خواہ اور امین ہوں - |

اس امانت میں جس طرح خیانت کی جا سکتی ہے ٬ احادیث نے اوسکی تصریح کردی ہے :

| | |
|---|---|
| قال تناصحوا فی العلم فان | علم میں خیر خواہی کرو ٬ کیونکہ |
| خیانة احدکم فی علمه اشد | علم میں کسی کی خیانت اس |
| من خیانته فی ماله | سے زیادہ شدید ہے کہ وہ اپنے مال |
| ( ترغیب ) | میں خیانت کرے - |

اساتذہ کے لیے امین ہونا اسلیے ضروری ہے کہ اساتذہ کسی پیغمبر کے٬ کسی سلطنت کے ٬ کسی قوم کے ٬ یا کم از کم کسی معصوم بچے کے باپ کے خلیفہ ہوتے ہیں٬ اور خلیفہ کے لیے امین ہونا لازمی ہے - یہی وجہ ہے کہ آنحضرت حضرت ابوبکر(ص) و حضرت عمر(ص) کے بعد حضرت ابو عبیدہ جراح (ص) سے نہایت محبت رکھتے تھے- (۱) کیونکہ اون میں خلافت کا یہ جوہر نمایاں طور پر نظر آتا تھا - یہی وجہ ہے کہ اہل یمن نے جب آنحضرت سے ایک معلم کتاب و سنت کی درخواست کی ٬ تو آپ نے ابو عبیدہ جراح (ص) کا ہاتھہ پکڑ کر کہا کہ یہ اس اُمت کے امین ہیں ( ۲ )

امام غزالی نے صرف ایک ایسا طبقہ بتایا ہے جسکی خلاف ورزی کا اثر اساتذہ کے حقوق و ادب و احترام پر پڑتا ہے - لیکن اسکے مقابلے میں خود اونہوں نے اساتذہ کیلیے متعدد وظائف بتائے ہیں٬ جن سے اگر بے پروائی کی جائے ٬ تو طلبا کے تمام حقوق پامال ہوجائیں چنانچہ اونکی تفصیل یہ ہے :

(۱) اوستاد طلباء پر شفقت کرے٬ اور اونکو بیٹے کے برابر سمجھے ... .. اسیلیے اوستاد کا حق باپ ماں سے زیادہ ہے کیونکہ باپ دنیوی زندگی کا سبب ہے ٬ اور اوستاد اخروی زندگی کا - لیکن صرف دنیا کمانے کیلیے تعلیم دینا تو خود ہلاک ہونا ہے اور دوسرے کو ہلاک کرنا ہے -

(۲) اوستاد متبع شریعت ہو٬ تعلم پر اجرت نہ لے٬ ایکا احسان نہ جتائے٬ اگرچہ احسان لازمی طور پر ہوجاتا ہے٬ شکر گذاری اور معاوضہ کا خواستگار نہ ہو٬ بلکہ خود طلباء کا احسان مانے کہ اونھوں نے اشاعت علم کا موقع دیکر اوسکے دل کو صاف کیا ہے - کیونکہ معلم کو تعلیم میں طالب العلم سے زیادہ ثواب ملتا ہے اور اگر وہ کوئی دنیاوی جو وظائف کیلیے سلاطین کی خدمت میں طرح طرح کی ذلتیں برداشت کرتے ہیں٬ اور اگر بادشاہ لوگ وظائف دینا ترک کردیں٬ تو وہ لوگ تعلیم دینا بھی چھوڑ دیں - پھر ایسے معلم طلباء سے اُمید رکھتے ہیں کہ مصائب میں اونکی حمایت کریں ٬ اونکی دوستوں کی مدد کریں ٬ اور گدھے کی طرح اونکے سامنے فرمانبردارانہ کھڑے رہیں ؟ اگر اس میں کچھہ کمی کی - ٬ تو وہ طلباء کے جانی دشمن ہوجاتے ہیں - پس کتنا کمینہ ہے وہ عالم جو اس کو اپنے لیے پسند کرتا ہے ٬ اور اسپر خوش ہوتا ہے - اور اوسے یہ کہتے ہوے شرم نہیں آتی کہ میں بغرض اشاعت علم تعلیم دیتا ہوں -

(۳) یہ فن تعلیم کا دقیق مسئلہ ہے کہ طالب العلم کو حتی الامکان صراحتا زجر وتوبیخ نہ کی جائے ٬ بلکہ مہربانی سے تنبیہ کی جائے نہ بطور ملامت کے - کیونکہ تصریح سے اوستاد کا وقار جاتا رہتا ہے ٬ اور طالب العلم کو مخالفت کی جرأت ہوتی ہے٬ اور یہ طریقہ جرم کرنے پر اور ہمت دلا دیتا ہے - تعریضا تنبیہ کرنا ذہین طلباء کو اوسکے معنی کے استنباط کرنے پر مائل کرتا ہے٬ جب وہ مطالب تعریض سمجھہ جاتے ہیں تو استنباط کیجہہ پر اونکو علمی مسرت ہوتی ہے "

استاد و شاگرد کے حقوق و اداب کے متعلق قرآن مجید٬ احادیث صحیحہ ٬ اور فلسفہ اخلاق کے تتبع و استقراء سے جو مواد فراہم کیا جا سکتا تھا وہ سامنے آگیا ٬ اب ہم اس پر تفصیل سے بحث کرتے ہیں

قرآن مجید و احادیث صحیحہ اور فلسفہ اخلاق نے اساتذہ و طلباء دونوں کیلیے خاص خاص باتوں کی ہدایت کی ہیں - لیکن شریعت کے تمام احکام یکساں حیثیت نہیں رکھتے بعض کی تعمیل وجوبا و فرضا ضروری ہوتی ہے بعض احکام اخلاقی حیثیت سے قابل عمل ہوتے ہیں ٬ اور خود اخلاقی احکام میں بھی فرق مدارج ہوتا ہے اسلیے استحباب و وجوب میں با عتبار جزا و سزا کے فرق ہے٬ ایک تارک صلاۃ کو جو سزا دیجا سکتی ہے وہ اوس شخص کو نہیں دیجا سکتی ہے ٬ جس نے مہمان کا حق ضیافت ادا نہیں کیا بلکہ اول الذکر شخص کو شریعت نے عذاب شدید کی وعید سنائی ہے - اگر اس اصول کو فیصلہ کا معیار قرار دیا جائے تو صاف نظر آئیگا کہ طالب العلم پر اوستاد کی مراعاۃ ادب اخلاقی حیثیت سے فرض ہے جسکو شارع نے پرزور الفاظ میں بیان کرکے یہ ظاہر کردیا ہے کہ مدارج اخلاق میں یہ ایک اہم ترین درجہ ہے - لیکن اوستاد کی حالت اس سے مختلف ہے - اوس پر جن احکام کی پابندی لازم ہے٬ وہ واجب ہیں- مثلا وہ مبلغ شریعت اور امین ودائع مذہب ہے اور خیانت بہ نص صریح قرآنی حرام ہے - وہ حامل حدیث ہے اور کذب فی الحدیث کی نسبت خود حدیث میں وعید شدید موجود ہے - تمدنی حیثیت سے وہ اس زمانہ میں ایک اجیر کی حیثیت رکھتا ہے ٬ اسلیے اگر وہ اپنے فرائض کو صحیح طور پر ادا نہیں کرتا تو ناجائز طریقہ سے کسب معاش کرتا ہے - اس بنا پر معاملات اسلامیہ کی تحقیقات میں صرف یہی نہیں دیکھنا چاہیے کہ طلبا نے اساتذہ کے ادب و احترام کا لحاظ نہیں کیا ٬ بلکہ یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ اساتذہ نے اپنے فرائض صحیح طور پر ادا کیے یا نہیں ؟ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ وہ بھی طلباء کی طرح مجرم ہیں٬ تو جس حیثیت سے اون پر پابندیاں لازم ہیں ٬ اوسی حیثیت سے سزا بھی مختلف اور شدید ہونی چاہیے -

---

( ۱ ) ترمذی ص ۶۲۲ کتاب المناقب

( ۲ ) مسلم مطبوعہ مصر ۳۳۰ کتاب المناقب

اس مقصد کے حصول کیلیے جرمنی کے آگے متعدد راستے تھے - ایک راستہ یہ تھا کہ فرانس میں براہ راست اُس متصلہ سرحد سے داخل ہوجاے جو سوئٹزرلینڈ کے مجمع الثغور (کئی سرحدوں کے ملنے کی جگہ) سے لیکے لانگوے اور لکسم برگ تک چلی گئی ہے - (دیکھو نقشہ نمبر ۲) دوسرا یہ کہ سوئٹزرلینڈ ہوکر گذرے - تیسرا راستہ براہ بلجیم تھا - جرمنی نے اپنے تمام مصالح جغرافیائی و فوجی کو ملحوظ رکھکے (جنکی تفصیل پہلے ہوچکی ہے) آخری راستہ تجویز کیا جیسا کہ دس سال پہلے سے تجویز کرچکی تھی' اور ۵ - اگست کو پانچ جرمن دستے بلجیم میں داخل ہوگئے -

فرانس نے بظاہر اپنے ایسے ہجوم اور دفاع کے دو خط قرار دیے - ایک طرف تو حدود جرمنی میں میٹز کی جانب بڑھا' اور دوسری طرف بلجیم کے ساتھہ ملکر جرمنی کے ہجوم کو روکنا چاہا جو بلجیم کو مسخر کرکے پیرس کی طرف بڑھنا چاہتی تھی -

فرانس کا مقصد ہجوم اور حملے سے اسکے سوا اور کچھہ نہیں ہوسکتا تھا کہ جہانتک ممکن ہو جرمنی کے اندر بڑھتا جاے' اور اسطرح اسکے شمالی حملہ کی مشغولیت میں (جو براہ بلجیم ہے) خلل ڈالدے -

لیکن اسکی انتہائی طاقت کا اصلی میدان بلجیم تھا' اور یہاں پہونچکر اسکی منزل دفاع یہ تھی کہ جرمنی کو اول تو بلجیم کی تسخیر سے روکے' اور اگر روک نہ سکے تو کم از کم اپنی سرحد میں داخل نہ ہونے دے -

انگلستان نے فرانس کی حمایت کی اور جنگ کے میدان میں اترا - اسکا مقصد جنگ خشکی میں فرانس اور بلجیم کی حمایت تھا تاکہ جرمنی انپر قابض نہو اور فرانس میں داخل نہ ہوسکے' اور دریا میں بحر شمالی کے اندر تا تو جرمنی پر حملہ کرنا یا اسکے حملہ کا دفاع -

روس ایک طرف آسٹریا سے متصل ہے' دوسری طرف جرمنی سے - وہ دونوں طرف حملہ آور ہوا - جرمنی کی سرحد پر مشرقی پروشیا کی طرف سے' اور آسٹریا میں اسکے صوبہ گلیشیا کی جانب سے - روس نے اپنا خط جنگ یہ ظاہر کیا تھا کہ وہ مشرقی پروشیا میں بڑھتے ہوے اسکے صدر مقام "کونگز برگ" پر قابض ہوجائیگا' اور پھر براہ راست برلن (دار الحکومت جرمنی) تک بڑھتا ہوا چلا جائیگا - جس طرح جرمنی کی منزل مقصود پیرس ہے' ٹھیک اسی طرح روس کی منزل جنگ برلن قرار دینی چاہیے -

( سد سکندری )

اب جبکہ بلجیم کی قسمت کا درد انگیز فیصلہ ہوچکا ہے اور باستثناے انٹورپ تمام خاک بلجیم جرمن سواروں کا جولانگاہ بن چکی ہے' ہم اسکے لیے بالکل طیار نہیں ہیں کہ بلجیم کی بے حقیقتی اور حقارت کے افسانے سنیں - ابھی ایک ہفتہ کی بات ہے کہ لیج اور نامور کے قلعوں کے متعلق نہایت ادعاء اور زور کے ساتھہ بیان کیا جاتا تھا کہ "تمام دنیا میں اول درجہ کے جنگی اور دفاعی استحکامات ہیں" اور علی الخصوص لیج کے بارہ قلعے جو علاوہ اپنے عدیم النظیر استحکام و تحصن کے دریا' جنگل اور پہاڑوں کی طبیعی مشکلات سے بھی گھرے ہوے ہیں' اور ایک ایسے آہنی اور ناممکن التسخیر دائرے میں پھیلے ہوے ہیں' جس سے بڑھکر محکم دائرۂ دفاع نہ صرف یورپ' بلکہ تمام دنیا کی جنگی تعمیرات میں شاید ہی کوئی اور ہوگا -

لیج کے بعد دوسرے درجہ پر بلجیم کا مستحکم ترین مقام نامور ہے جسکے نو قلعے تمام یورپ میں اپنی خصوصیات تحصین میں

صرف المثل ہیں' بلکہ بعض ماہرین جنگ کی نظریں (جنکو نامور سے پہلے) اسکے لیج سے بھی زیادہ دشوار گذار جگہ سمجھتی تھیں -

ان اسباب سے فرانس نے اپنی سب سے بڑی اولین کامیابی یہ سمجھی کہ بلجیم کو جرمنی کے مقابلہ کیلیے طیار کردیا جاے اور اسکے ناممکن التسخیر قلعے فرانس اور جرمنی کے درمیان سد سکندری کا کام دینے لگیں -

پس الاتر (یعنی حلفاء متحدۂ فرانس و انگلستان و روس) نے ترتیب جنگ یہ قرار دی (جیسا کہ ۳ - اگست سے لیکے اس وقت تک کی تار برقیوں اور علی الخصوص پریس بیورا کے تصریح اظہارات رسمیہ سے واضح ہوتا ہے) کہ جرمن بلجیم کے استحکامات کے ثبات سے اس وقت تک روکی جاے' جب تک کہ فرانس اور انگلستان کی فوجیں بلجیم میں لڑنے کیلیے نہ پہونچ جائیں' اور وہ متحد ہوکر اگر جرمنی کو بڑھنے سے روک نہ سکیں تو اقلا سرحد فرانس تک تو نہ پہونچنے دیں -

اسکے بعد انکی نظریں روس کی طرف اٹھیں' اور امید کا آفتاب مشرقی پروشیا کے افق پر طلوع ہوا - اسکی تریں جسقدر پھیلائی جاتی تھیں' انکی ہی اس "جنگی حقیقت" کا زیادہ بلند آہنگی سے صور پھونکا جاتا تھا کہ "سٹیم رولر (روس) گو بہت دیر میں متحرک ہوتا ہے' مگر جب متحرک ہوتا ہے تو حریف کو آٹے کی طرح پیس ڈالتا ہے"

الاتر نے کامل وثوق کے ساتھہ اس امید کو قبول کیا کہ وہ جرمنی کو بلجیم میں روک لینگے' اور اگر روک نہ سکے تو اقلا سرحد فرانس و بلجیم سے تو گذرنے نہ دینگے - اتنے عرصے میں "سٹیم رولر" اچھی طرح متحرک ہوا روز سے گردش کھائیگا' اور کونگز برگ سے برلن تک کے خط کو پیس کر رکھدیگا !

اگر آپ روزانہ اخبارات پڑھتے رہے ہیں تو ۲۰ سے ۲۸ - اگست تک کی تاربرقیوں اور ان استخراجات پر ایک نظر ڈال لیں جو انگریزی پریس اس عرصے میں کرتا رہا ہے -

( انقلاب )

لیکن یہی فرانس اور جرمنی کا میدان جنگ ہے جب سنہ ۷۱ میں ایک قدیم مدبر وزارت خانے کے اندر کہا گیا تھا:

"قلم کا بنایا ہوا نقشہ پھاڑ دو کیونکہ صفحۂ زمین پر تلوار کی نوک نے دوسرا نقشہ کھینچ دیا ہے"

اور قریب قریب یہی جملہ ہے جسے نومبر سنہ ۱۹۱۲ کی شام کو گلڈ ہال لندن میں مسٹر ایسکویتھ نے دھرایا تھا جبکہ انہوں نے جنگ بلقان کے بعد پہلی تقریر کی تھی' اور قدیم سلاطین کی حسب سرائی تھی: و تلک الایام نداولها بین الناس !

یورپ کے وہ نقشے جو معرکۂ واٹرلو کے بعد سے اس وقت تک کھینچے گئے' ابھی بالکل پارہ پارہ نہیں ہوے ہیں گو بیکار ضرور ہوگئے ہیں' لیکن اسمیں شک نہیں کہ ارادوں اور امیدوں کے جو نقشے انکے قلم سے یقین کے صفحوں پر کھینچے گئے تھے' بالآخر ایک ہفتے کے حوادث سے بعد اور انقلابات متعددہ نے انہیں بالکل ٹکڑے ٹکڑے کردیا' اور حریف فاتح کے تیر سے نکلکر برسلز سے بڑھکر نامور کو پامال کر' اور سرحد فرانس کو عبور کرلے تھا - "سچا نقشہ وہی ہے جو قدیم سواروں کی اڑائی ہوئی گرد کی چادر کے نیچے کامیاب تلوار کی نوک سے کھینچا جاے" اللهم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شی قدیر !

سب اسکے لیے بیکار محض ہوگئے ہیں کہ دنیا کے سب سے بڑے حادثہ کے متعلق دنیا کو صحیح و یقینی خبریں پہنچائیں !

خبروں کے سرکاری احتساب نے تمام وسائل پر قبضہ کرلیا ہے اور کوئی خبر بغیر حذف و اضافہ ' تحریف و تحشیہ ' اور تصرف و تبدل کے دنیا تک نہیں پہونچ سکتی - ہم اُن خبروں کے متعلق کچھہ نہیں جانتے جو جرمنی اور آسٹریا کے ذریعہ ملتی ہونگی ' مگر ہمارے سامنے وہ ذخیرہ موجود ہے جو ہم تک پہنچتا ہے ' اور افسوس کہ وہ فن روایت کی ناکام سعی تحریف و اخفا کے مختلف متضاد مناظر کا ایک ایسا مجموعہ ہے جسکے کسی ایک چھوٹے سے چھوٹے ٹکڑے کو بھی بمشکل " خبر " کے لفظ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے - اسکی خاموشی عجیب ہے مگر اسکی آواز عجیب تر ہے - وہ جب لاعلمی کا اظہار کرتا ہے تو ساتھہ ہی ایک شبہہ انگیز علم کے دیدبے سے بھی نہیں بچ سکتا ' لیکن جب خبر دیتا ہے تو اسکی تصرف کردہ صورت میں اطمینان اور تشفی کے پیدا کرنے سے عموماً عاجز ثابت ہوتا ہے اور اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ حقیقت کی قوت ناقابل تضعیف ہے اور اس سے بہت بلند تر ہے کہ تصرف کا ہاتھہ اسے نیچا کرسکے - سب سے زیادہ عجیب نمایش اس خبر رسانی کی وہ ہوتی ہے جب صریح متضاد خبریں یکے بعد دیگرے آنے لگتی ہیں ' اور معلوم ہوتا ہے کہ کسی بڑی زنجیر کی درمیانی کڑیں بے ترتیبی کے ساتھہ نکال دی گئی ہیں ' اور بقیہ ٹکڑوں کو بغیر باہم ملائے اور جوڑے کے جلدی میں بھیجدیا ہے - اب وہ کسی طرح بھی باہم نہیں جڑ سکتیں !!

( حقیقۃ قاہرہ ! )

تاہم حقیقت کا اظہار جلد یا بدیر ناگزیر ہے ' اور واقعات اپنی قوت میں اٹل اور اپنے اظہار میں نا قابل تسخیر ہیں - حوادث کے جلد جلد ورق الٹے اور دو ہفتہ کے اندر ہی اندر نقشۂ جنگ بالکل منقلب ہوگیا - درمیان کی کڑیاں چھوڑ دی گئی ہوں لیکن آخری سرا زیادہ عرصہ تک مخفی نہیں رہسکتا اور وہ سامنے آہی جاتا ہے -

اب بہت سے پردے اٹھہ چکے ہیں ' بہت سے اٹھنے والے ہیں ' اور عجب نہیں کہ علم صحیح کا افق اسقدر تاریک نہ رہے جیسا کہ ابتک رہچکا ہے - اگر تمام خبروں کو ترتیب و تدقیق کے ساتھہ سامنے رکھا جاے تو حقیقت بالکل منکشف ہوجاتی ہے ' اور اُن لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جنہوں نے اپنی راے کو خبروں کے نتائج کی جگہ محض انکی تفسیر و توجیہ کرنے والوں کا اعلان و ادعاء کی ناکام بالا خانیوں پر چھوڑ دیا ہے -

( جنگ بست روزہ )

ممکن ہے کہ بہت سے لوگوں کا یہ خیال نہ ہو ' مگر ہمارا یقین ہے کہ ہم نے پچھلے تین ہفتے ایک عظیم الشان جنگ " بست روزہ " کے عہد میں بسر کیے ہیں جسپر جنگ یورپ کا پہلا دور ختم ہوگیا ' اور اگر اس جنگ کو دو منزلوں میں تقسیم کردیا جاے تو اسکی پہلی اہم ترین منزل وہی تھی جو محاصرۂ لی یژ (یا لیج) سے شروع ہوئی ' اور جرمنی کے سرحد فرانس عبور کرنے پر ختم ہوگئی - اب صرف دوسری منزل باقی ہے جسکا معرکہ گاہ پیرس اور اسکے حوالی و اطراف کے استحکامات خمسہ ہونگے ' اور افسوس (یکم سپتمبر) کی آخریں خبروں نے اسکے قریب ترین علائم کی اطلاع دیدی ہے !

اس عہد کی جنگ کیطرح اسکی ہر بات عجیب ہے - کروڑوں انسان ہیں جو اب تک کسی بڑے سرحدی معرکہ کے انتظار میں بے چینی کی کروٹیں بدل رہے ہیں ' وہ اس تعلیم پر قانع ہوگئے ہیں جو انہیں دی جا رہی ہے ' اور جسمیں ایک ہفتہ سے روزانہ کہا جا رہا ہے کہ " اب تک جو کچھہ ہوا ہے وہ کچھہ بھی نہیں ہے ' اور جو کچھہ ہونے والا ہے وہ اب ہوگا " لیکن یہ کیسی عجیب غلط فہمی ہے اور کیسی عظیم الشان بے خبری ؟ وہ یقیناً تاریکی میں ہیں اور انہیں روشنی کیلیے نکلنا چاہیے - وہ یقین کریں کہ جنگ اپنے نصف اہم سے گذر گئی ' اور نصف آخر درپیش ہے - اب اس خبر کے بے فائدہ انتظار کی جگہہ جو ہوچکی ہے ' انہیں چاہیے کہ اُس معرکہ کا انتظار کریں جو ہونے والا ہے : مابنظرون الا صیحۃ واحدۃ تاخذہم وہم یخصمون ! ( ۳۶ : ۳۴ )

( تماشہ گاہ جنگ )

ہم چاہتے ہیں کہ داستان کو کسی قدر ابتدا سے شروع کریں تاکہ وہ تمام ترتیبات اچھی طرح واضح ہوجائیں جنسے ہم نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے -

سب سے پہلے ایک نظر یورپ کے نقشے پر ڈال لیجیے ' اور دیکھیے کہ فریقین جنگ کا جغرافیائی رشتہ کیا ہے ' اور جنگ کے خطوط کن کن مقامات سے شروع ہوتے ہیں ؟

آپکے مشرقی جانب روس کا عظیم الشان رقبہ پھیلا ہوا ہے ' اسکے بعد ہی جرمنی ہے ' اور مغربی روس کی سرحدیں جرمنی کے حصۂ پر وشیا سے ' اور نیچے آکر جنوبی روس کی سرحدیں آسٹریا ہنگری سے ملگئی ہیں - روس و جرمنی شمال کی جانب بحر بالٹک سے متصل ہیں ' اور روس اپنے جنوبی نشیب میں بحر اسود پر آکر مقام اوڈیسہ میں ملگیا ہے -

جرمنی سے مغرب جانب فرانس ہے - جرمنی اور فرانس کی سرحد درمیان میں دو سو میل تک تو بالکل متصل ہے ' لیکن شمالی جانب ایک مثلث ٹکڑے کی شکل میں بلجیم حائل ہوگیا ہے ' اور جنوبی نشیب میں سوئٹزرلینڈ ہے -

بلجیم کا مثلث اسطرح حائل ہوا ہے کہ اسکا جنوبی کونا لکسمبرگ نامی ایک چھوٹی سی خود مختار ریاست سے متشکل ہوا ہے -

( خطوط و منازل جنگ )

اعلان جنگ دو فریقوں میں ہوا - یعنے فرانس ' روس ' انگلستان اور دوسری طرف جرمنی اور آسٹریا - پس یہ پانچوں سلطنتیں اپنی اپنی سرحدوں سے ہجوم و دفاع کے خطوط پر بڑھیں -

جنگ کے متعلق راے قائم کرنے کیلیے مقدم امر یہ ہے کہ ہر فریق جنگ کا خط جنگ اور منزل مقصود متعین کرلیا جاے - انجام فتح اور کامیابی کے معنی صرف یہ ہیں کہ اپنے خطوط پر قائم رہ کر پیش نظر منزل مقصود تک رسائی حاصل کی جاے -

موجودہ جنگ رقبہ اور ممالک کی جنگ نہیں ہے ' کوئی وسیع زمین فریقین کے سامنے نہیں اور نہ محض کثرت مقتولین و شدت قتل و غارت کامیابی کا معیار ہوسکتا ہے - دونوں فریقوں کی سرحدیں ملی ہوئی ہیں ' اور زیادہ سے زیادہ تین چار سو میل کے اندر رہکر انہیں اپنی قسمتوں کا فیصلہ کرنا ہے - پس فتح و کامیابی کا اندازہ صرف اسی سے کیا جاسکتا ہے کہ ہر فریق کا مقصد سفر متعین کرکے دیکھا جاے کہ وہ کہاں تک اس سے قریب ہوا ہے ' اور کس قدر راستہ طے کرنے کیلیے باقی رہگیا ہے ؟

جرمنی کا خط جنگ اور منزل مقصود بالکل واضح ہوگیا ہے ' وہ اس سنہ ۱۹۱۴ میں بھی وہی ہے جو سنہ ۷۰ اور ۱۸۷۱ میں تھا - یعنے بخط مستقیم سرحد جرمنی سے نکلنا اور پیرس پر قابض ہوجانا -

یاهن هونے کي جرات کوئی بیڑا نهیں کرسکتا - اسے تعمیر اور مرمت کی هر قسم کی سهولتیں بکثرت حاصل هیں' کیونکه اسکے پاس " رواللل ۔۔ یارڈ " اور کمپنی کا " جرمانیا یارڈ " هے ' جو اپنے پیچھے "اسپس" کے تمام سر چشمے رکھتا هے -

دیبز کے لینے هی جرمن گورنمنت نے نهر کیل کی تیاری شروع کردي - نهر کیل " هوالتینا " سے شروع هوتي هے' اور خلیج کیل میں سے " برنس بیتل" تک چلي جاتي هے جو " ایلب" پر واقع هے- یه مسافت کوئي ٦۰ میل کي هے- اس نهر نے بحیرہ بالٹک اور بحر شمالي کا تعلق نهایت قریب کردیا هے' اور اب جرمن بیڑا ٦۰ گھنٹے سے لیکے ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر ایک سمندر سے دوسرے سمندر میں پوري آساني کے ساتھه چلا جاسکتا هے !

جس زمانے میں روس کے بحیرہ بالٹک کے بیڑے کی وجه سے جرمني کي بحري حالت میں تغیرات هورهے تھے ' اسوقت جرمن بحري قوت کا صدر مقام نهر کیل هي تها -

اسکا بیـــڑا بڑي بڑي توپوں کو پیچھے رکھکے ( جنکے پهلو به پهلو حفاظت کیلیے خشکی پر آرمي کور موجود رهتے تھے ) چاهے بحیرہ بالٹک پر ٹوٹ پڑتا اور چاهے بحر شمالي میں گھس آتا - جرمن بیڑے کی دلپسند جولانگاہ تو بحیرہ بالٹک تھــا مگر اس نے کیل سے گـزرنے کی مسلسل مشق کي - جنهوں نے واقف کار دیکھنے والوں کا تخمینه تھــا که جرمن بیـــڑہ زمانه جنگ کی سرعت اور اطمینان کا خیال کیے بغیر گزرے تو ۲۴ گھنٹے میں ایک سمندر سے دوسرے سمندر میں جا سکتا هے !

لیکن ادھر جنگ روس اور جاپان میں روسی بیڑے کی بربادي اور ادھر جرمنی کے بحري حوصلوں کی ترقی نے جرمني کی بحري ترقیوں کا رخ بدلدیا اور " ولي هیلم شیوین" میں عظیم الشان تعمیرات کا سلسله شروع هوگیا - یہاں تک که وہ اس قابل هوگیا که بالائي سمندر کے پورے جرمن بیڑے کو اپنے یهاں جگه دیسکے -

نهر کیل اور زیادہ گهری کی گئی تاکه موجودہ عهد کا بڑے سے بڑا جهاز اس سے گذر سکے - مزید لوک ( پانی جمع کرنے کی احاطے ) نهر کیل میں بمقام " هوال تینا " اور " برنس بیتل " بنائے گئے' تاکه ان جهازوں کے کاموں میں سهولت هو -

ان آبی احاطوں کے متعلق ایک امر قابل ذکر هے - هوال تینا میں اتار چڑھاؤ بهت زیادہ نهیں هوتا' اسلیے یهاں ان احاطوں کا کام صرف یه هے که نهر کو طوفان سے محفوظ رکھیں لیکن اگر یه نکاه بھی هو جائیں تب بھی چنداں نقصان نهیں هوگا - البته برنس بیتل میں تموج کا تلاطم برپا رهتا هے' اور وهاں نهر کے تمام کاموں کے لیے ان احاطوں کا وجود نهایت ضروري هے -

نهر کیل کی توسیع اور لوک کی تعمیر سے پہلے هي بالائی سمندر کے جرمن بیڑے کا صدر مقام نهر کیل کی جگه ول هیلم شیوین قرار پا گیا یعني اُسکے خوشقسمت مجوزہ جنگ کا سرا روس کی طرف سے انگلستان کی طرف پھیر دیا گیا - جدت انگیز بحری طاقت بهت سے بیتل شپ جهازوں کو بهمه وجوہ تیار رکھنے لگی اور تعداد بڑھادي گئی - ول هیلم شیوین کی حفاظت اسطرح کی گئی که ایلبي سے جیڈ تک کے راستے کی مزید حفاظت کے لیے مقام بورکم کو قلعه بند کر کے ایک تارپیڈو اسٹیشن بنادیا گیا - اوهیلي گولینڈ جو ایک بحري سنتری اور تار پیڈو کا ڈیپو هے' اسکی اهمیت کو اور ترقی دیگئی - اس انتظام میں صرف ایک شے کی کمی تھي' یعني یه که ایلبی ایک نهر کے ذریعه جیڈ سے ملادیا جاتا - چنانچه اسکي تجویز کی گئي تھی مگر بعض اور اهم کاموں کی وجه سے ملتوي رهی - بورکم کی ترقی نے اسکی ضرورت کو بھی کم کردیا تھا -

اس تشریح کو جب آپ نقشه کے ساتھه ملاکے پڑھینگے تو جرمن بیڑے کا جنگی پوزیشن بالکل واضح هوجائیگا - اسکی بنیاد " ول هیلم شیوین" پر هے جو حمله کے خوف سے بالکل آزاد هے - هیلي گولینڈ تار پیڈو اسٹیشنوں کا ایک جال هے جهاں سے صرف جرمني هي گذر سکتا هے - " هیلی گولیڈ " اور " ول هیلم شیوین" دونوں میں حفاظت کی قلعه بندیاں کي گئیں اور هر وہ چھوٹي بڑي تدبیر کی گئی جو ایک جنگي ذهن سوچسکتا هے - سمندر تارپیڈو اور زیر آب کشتیاں یهاں هیں ' انکے بعد ذهن میں نهیں آتا که کوئی بتیل شپ جهاز ان دفاعی انتظامات کے علی الرغم یهاں آنے کی کوشش کریگا -

نهر سوئز کے بعد دنیا کی دوسری عظیم الشان صناعي نهر: کیل کا ایک منظر!
بائیں جانب خود قیصر جرمنی مع شاهی استاف کے کهڑا هے !

جرمنی چاهے تو اپنے بیڑے کو داخلی خطوط کے برابر برابر بحر بالٹک تک بھي بھیج سکتا هے - یه مسافت صرف ۸۰ میل کي هے - نهر کیل اسطرح بنائي گئي هے که جنگ کے زمانه میں جهاز اسمیں نهایت سرعت کے ساتھه گذر سکتے هیں - پورا جرمن بیڑا ڈیڑھه دن میں بحر شمال سے بحیرہ بالٹک میں آجا سکتا هے -

جرمني اور انگلستان میں بحري جنگ اسلحه کا ایک نیا اور نا آزمودہ میدان هے - لیکن تاهم بوثوق کہا جاسکتا هے که اگر جرمن بیڑا عام مقابله کے خطرہ میں نهیں پڑنا چاهتا تو اس سے کوئي کام نهیں لیا جاسکتا اس صورت کہا جائیگا که جسطرح جنگ نپولین میں فرنچ بیڑے کی ناکه بندي کردي گئي تھی' اسی طرح جرمن بیڑے کی بھی ناکه بندی کردی جائیگی - اگرچه ایسا کرنا ممکن ضرور هے' مگر موجودہ زمانه میں آلات دفاع کی ترقي سے خود ناکه بند بیڑے کے خطرات بھی بڑھگئے هیں -

جنگ نپولین میں انگریزی امیر البحر نلسن اپنے جهازوں کو فرنچ بندرگاهوں سے تین میل کے اندر لیجاسکا لیکن آج یه ممکن نهیں

اب دیکھیے کہ نتائج کا فیصلہ کیا ہے ؟ جرمنی نے بلجیم کو فتح کرلیا اور سرحد عبور کرکے پیرس کی طرف پوری سرعت سے بڑھ رہی ہے - متحدہ افواج افسوس ہے کہ اسے نہ روک سکیں -

وہ اس وقت ہمارے اطلاع میں پیرس سے ۸۰ یا زیادہ سے زیادہ ۹۰ میل کے فاصلے پر ہے -

روس نے جو خط جنگ مقرر کیا تھا اسمیں بالکل ناکام رہا اور آگے چھوڑ دیا - برلن تک پہنچنا ایک طرف وہ ابتک کچھہ بھی نہیں کرسکا ہے -

یہی فیصلہ ہے جو جنگ کی پہلی منزل کو ختم کردیتا ہے - جرمنی کیلیے زیادہ سے زیادہ تین منزلیں تھیں : تسخیر بلجیم ' عبور سرحد ' اور فتح پیرس ' چنانچہ دو منزلیں اس نے طے کرلی ہیں - ایک باقی ہے - پس جنگ کا پہلا باب ختم ہوگیا -

یہ کہنا کہ " جرمنی کا پروگرام یہ تھا کہ ۳ اگست کو سرحد فرانس عبور کرلیگی ' اور یہ پروگرام ایک قیدی کے جیب سے نکلا " ایک ایسا استدلال ہے ' جسے کوئی عقلمند تسلیم نہیں کرسکتا - کون کہسکتا ہے کہ جرمنی نے کتنا زمانہ اپنے خط جنگ کے اختتام کیلیے قرار دیا تھا ؟ سچ یہ ہے کہ بحالت موجودہ یہ فیصلہ بالکل نہیں کیا جاسکتا کہ جو وقت اسے اپنی دو منزلوں کے طے کرنے میں لگا ہے یہ اسکے اندازہ سے زیادہ تھا یا کم ؟ و لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا !

روس اور جرمنی بالٹک میں

اس نقشے سے یہ واضح ہوگا کہ جرمنی نے روس کی تمام بحری طاقت کو کسی طرح بیکار کردیا ؟

۳ - اگست کو جرمنی جہازوں نے بالٹک میں بڑھکر روسی قوت کو خلیج فنلینڈ کی طرف دھکیل دیا اور جزائر ابلینڈ پر قبضہ کرلیا جو ٹھیک خلیج فنلینڈ کے دہانے پر واقع ہیں - اور اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ سینٹ پیٹرز برگ سے کوئی جہاز بالٹک میں نہیں نکل سکتا کیونکہ اسکا دہانہ جرمن جہازوں کی زد میں آگیا ہے -

* نقشہ میں دھنی جانب سینٹ پیٹرز برگ ہے اور دہانہ خلیج کے مجازی جزائر ہیں -

# بحـــر شمـــالـــي

# نهـــر كيـــل

نقاط حربیہ مفیدہ

بلجیم میں اسوقت فیصلہ کن واقعات جنگ کی شکل میں ظاہر ہو رہے ہیں ' بلکہ ہوچکے -

ہمیشہ یہہ خیال کیا گیا ہے کہ جب کبھی جرمنی معرکہ شروع کریگا تو اسکے لیے وقت کا سوال سب سے زیادہ اہم ہوگا - کیونکہ اسے فرانس کو صرف شکست ہی نہیں ' بلکہ جلد شکست دینا ہے ' تاکہ اپنی مشرقی سرحد پر روسی فوج کے دباو کے سنگین ہونے سے پہلے وہ بلجیم اور فرانس کی فوجوں سے فارغ ہوجاے -

فرانس کو جلد شکست دینے ہی کے لیے اسوقت جرمنی نے بلجیم کی نا طرفداری کو توڑ ڈالا ہے ' اور لیج اور نامور کے قلعے جن سے دریاے می یوز کی وادی مستور ہو رہی ہے ' سرفروشانہ کوششیں کرکے مسخر کرلیے ہیں -

لیکن جب کہ جنگ کے رفتار کی حالت اسقدر نازک ہو رہی ہے ' تو قدرتا ہر شخص کی نگاہیں بحر شمالی کی طرف اٹھی ہیں ' جہاں اسوقت انگریزی اور جرمن بیڑے باہم برسر مقابلہ ہیں -

جرمنی کی نمایاں طبیعی مزیت یہ ہے کہ وہ ساحل سمندر پہلی تو دور تک ہے مگر اسکے پاس عمدہ بندرگاہ ایک بھی نہیں - بحر شمالی میں صرف دو فوجی بندرگاہ ہیں ' اور دوسرے بندرگاہ مثلا ہیمبرگ ' ایلی ' برمن ' دریاے ویزر پر واقع ہیں یہ بندرگاہ تجارتی ہیں اور انگلستان کے اصلی بندرگاہوں یعنی لندن اور لورپول کی طرح سطح دریا میں اچھی بلندی پر واقع ہیں -

اگرچہ یہ بندرگاہ تجارتی کہلاتے ہیں ' مگر ان میں ہیمبرگ کا بندرگاہ فن جنگ کی حیثیت سے بہت زیادہ اہم ہے - یہاں بلوم ' واسر ' اور واٹن کمپنیوں کے جہاز سازی کے کارخانے اور تعمیر ہوے ڈک ہیں ' جو موسم کے لحاظ سے جنگ کے زمانے میں نہایت قیمتی اہمیت رکھتے ہیں - نہر کیل کے نام بحر شمالی تنگ ہوتے "نہر ایلب" بنجاتی ہے جو دہانہ ککس ہیون سے ۱۸ میل کے فاصلہ پر ہے ایلب اس دہانہ تک اسقدر سرعت کے ساتھہ تنگ ہوتی ہوئی چلی آتی ہے ' جہاز رانی کے قابل ایسا اسقدر تنگ کہ مخالف بیڑے کے لیے یہاں آنا ممکن ہی نہیں - بظاہر تو یہاں مدافعت کے لیے صرف توپیں نظر آتی ہیں جو کہلی گاڑیوں پر رکھی ہوئی ہیں ' مگر یقینا اسکے اندر بڑی بڑی سرنگیں ہونگی - بحر شمال میں جرمن بیڑے کی پالیگاہ صرف ایک ہی جگہ " ولہلم شیون " نامی ہے - جب یہ مقام اولڈنبرگ کی ریاست سے سنہ ۱۸۵۲ ع میں لیا گیا تھا ' تو اسوقت پروشین گورنمنٹ نے اپنی بحری طاقت کا سنگ بنیاد رکھنا شروع کردیا تھا - مگر یہ کام نہایت مشکل اور کے انتہا صرف کا تھا ' کیونکہ خلیج کی کھاڑی کو قدرتی مواقع حاصل نہ تھے -

سنہ ۱۸۶۴ع میں جب اولڈنبرگ سے جنگ ہوئی اور نہر حاصل کی گئی ' تو اسکی وجہ سے " ولی ہلم شیون " پیچھے پڑگئی - ایک زمین سے گھرا ہوا ایک ایسا بندرگاہ ہے ' جس سے خوبصورتی اور طاقت میں بڑھکے اور کوئی بندرگاہ نہ ہوگا - یہ ایک بہت ہی گہری کھاڑی ہے - اسکے ساتھہ ہی ایک تنگ آبناے ہے جسمیں جنگ کے وقت

سے مل جاتا ہے' اوسکے سامنے بے پردہ اور برھنہ لونڈیوں کی قطاریں کھڑی ہو جاتی ہیں' اوسکے سامنے گنجینہ و دفائن کا ایک ڈھیر لگ جاتا ہے جسکو ہر مجاہد کا دامن حرص و آز سمیٹ لیتا ہے !

یورپ کی قدیم و جدید تاریخ سے اگرچہ اسکا معارضانہ جواب نہایت آسانی کے ساتھہ دیاجا سکتا ہے' یورپ کے جنون مذہبی کی یادگار صلیبی جنگ کی تاریخ کا ہر صفحہ خون کی ایک چادر ہے جس نے ایک مدت تک دنیا کے امن و آشتی کو اپنے اندر چھپا لیا تھا - اس سے بھی بڑھکر یہ کہ یورپ کا موجودہ میدان کارزار ایک عرصۂ رستخیز ہے جسکی توپوں کے دھانے سے یہ زلزلہ انگیز صدائیں بلند ہو رہی ہیں :

یا ایہاالناس اتقوا ربکم ان زلزلۃ الساعۃ شی عظیم - یوم ترونہا تذھل کل مرضعۃ عما ارضعت وتضع کل ذات حمل حملہا و تری الناس سکاری - وماھم بسکاری ولکن عذاب اللہ شدید ( ۲۲ : ۱ - ۲ )

لوگو ! اپنے خدا سے ڈرو کہ وقت موعودہ کا بھونچال ایک بڑی ہی مصیبت ہے - اوس دن ہر دودھ پلانے والی عورت اپنے شیر خوار بچے کو بھلا دیگی' اور ہر حاملہ عورت کا حمل ساقط ہو جائیگا - اور تم لوگوں کو دیکھوگے کہ متوالے اور بدحواس ہیں' حالانکہ وہ متوالے نہیں ہیں - لیکن خدا کا عذاب بہت سخت ہے جسنے انہیں بدحواس کردیا ہے !

لیکن اس سوال کے تحقیقی جواب کے لیے ھمکو سب سے پہلے عرب ھی کی قدیم تاریخ کی طرف رجوع کرنا چاھیے جہاں سے اسلام کا ظہور ہوا تھا' جس میں اسلام نے نشو و نما پائی تھی' اور جس میں بزعم یورپ اسلام نے خون کا طوفان برپا کیا !

( الحــرب و العــرب )

عرب نے ابتداء ھی سے مثل دیگر اقوام کے جنگ کا نہایت بد نما نمونہ قائم کیا تھا - اونکی اکثر لڑائیاں صرف لوٹ مار کے لیے ہوتی تھیں جو لڑائیاں غیرت' خود داری' حمیت' اور عزت نفس کے تحفظ کیلیے برپا ہوتی تھیں' اون میں بھی غارتگری کا وحشیانہ منظر نمایاں طور پر نظر آتا تھا بلکہ اس قسم کی لڑائیوں میں بغض و عداوت کا شعلہ ان کے وحشیانہ افعال کو اور بھی زیادہ روشن کردیتا تھا -

عرب کی لڑائیوں کی خصوصیات حسب ذیل ہیں :

( ۱ ) عورتیں عموماً بے پردہ کردی جاتی تھیں' اور اس پر علانیہ فخر کیا جاتا تھا :

وعقیلـــۃ یسعی علیھـــا قیـــم
متغطرس ابدیت عن خلخالہا

ترجمہ - بہت سی پردہ نشین عورتیں ہیں جنکا خود دار شوہر باوجودیکہ اونکی حفاظت کی کوشش کرتا ہے' لیکن میدنے اون کے پازیب کھولدیے -

اس لیے اہل عرب عورتوں کی حفاظت و ستر پوشی کو اپنا سب سے بڑا کارنامہ خیال کرتے تھے - چنانچہ اوپر کے شعر سے اوسکی تصدیق ہوتی ہے - ایک دوسرا شاعر بھی کہتا ہے :

وخمارغانیۃ عقدت براسھـــا
اصلا وکان منشـــرا بشمالھـــا

ترجمہ - اور ایک نو جوان عورت کو میں نے شام کے وقت دوپٹا اوڑھا دیا' حالانکہ وہ دن بھر بے پردہ اور بدحواس رہ چکی تھی -

( ۲ ) بغض و عداوت کے نشے میں تذلیل و تحقیر کے لیے میدان جنگ میں دشمنوں کی لاشوں کو گھسیٹنا لڑائیوں میں اکثر ہوتا تھا - چنانچہ یہ کہنا کہ " میں نے حریف کو میدان جنگ میں پاؤں پکڑ کر گھسیٹا " اس جملہ کا مرادف تھا کہ " میںنے اوسکو قتل کیا " گو قتال اور یہ تذلیل دونوں لازم و ملزوم تھے :

وسدواشدہ اخری مجـــروا
فارجل مثلہم و رموا جوبـــا

ترجمہ - اور دشمنوں نے دوسرا حملہ کرکے اپنے حریف مقابل کے پاؤں پکڑے اور گھسیٹا' اور جوان کو تیر مارا -

( ۳ ) دشمن کے ناک کان کاٹ ڈالنا اور اوسکی صورت کو مسخ کردینا' نہ صرف مردوں ھی تک محدود تھا بلکہ عورتیں اس میں مردوں سے بھی آگے تھیں - چنانچہ تاریخ اسلام میں حضرت حمزہ کی لاش ہندہ کے اس وحشیانہ طرز عمل کا درد انگیز منظر پیش کرسکتی ہے -

( ۴ ) دشمن کو زندہ آگ میں جلادینا ایک بڑا تاریخی کارنامہ خیال کیا جاتا تھا - چنانچہ ایک شخص نے کسی قوم کو آگ میں جھونک دیا تھا جسکی یادگار میں عرب نے اوسکو " محرق " کا خطاب دیا' اور اوس نے عرب کی تاریخ جنگ میں ایک نئی تلمیح پیدا کردی - چنانچہ ایک شاعر چند بہادران عرب کی مدح میں کہتا ہے :

کانوا علی الاعداء نار محـــرق ولقـــومہم حرما من الاحرام

ترجمہ — وہ لوگ دشمنوں کے لیے تو محرق کی آگ تھے جسنے ایک قوم کو زندہ جلادیا تھا - مگر اپنی قوم کیلیے مجمعلــہ اور پناہ گاہوں کے ایک جائے پناہ تھے -

( استدلال لغوی )

جنگ اگرچہ ہمیشہ دنیا کیلیے ایک مصیبت خیال کی گئی ہے' لیکن عرب کے وحشیانہ طریقہ جنگ نے مثل روم و بابل کے اوسکو اور بھی زیادہ مہیب اور خطرناک بنادیا تھا - چنانچہ عربی زبان میں جنگ کیلیے جو الفاظ جو ترکیبیں' اور جو استعارے وضع کیے گئے تھے' اون سب سے اسکا اظہار ہوتا ہے -

اہل عرب لڑائی کو آگ سے تشبیہ دیکر اوسکے لیے آگ کے تمام لوازم ثابت کرتے تھے :

و اوقد نارا بینہـــم بضرامہا لہا وھج للمصطلی غیر طائل

ترجمہ — اور خدا دونوں قبیلوں میں لڑائی کی آگ کا شعلہ بھڑکاے جو تاپنے والے کیلیے سخت مضر ہو !

قرآن مجید نے بھی اس استعارہ کا استعمال کیا ہے :

کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاھا اللہ - ( ۵ : ۶۹ )

جب جب اونہوں نے لڑائی کی آگ بھڑکائی' خدا نے اوسکو بجھا دیا -

لڑائی کو اونٹ سے تشبیہ دیتے تھے جو سب سے زیادہ انتقام کیش جانور ہے' اور جب زمین پر دفعۃً بیٹھتا ہے تو اوسکے عظیم الشان سینہ و گردن کا ثقل ہر اوس چیز کو چور چور کردیتا ہے جو اوسکے اندر آ جاتی ہے :

انعدم علینا کلکل الحرب مرہ فنحن منیخوھا علیکم بکلکل

ترجمہ - جس طرح تم نے ہمارے اوپر لڑائی کے اونٹ کو بٹھاکر ہمیں چور چور کردیا' اسی طرح ہم بھی تم کو پاش پاش کردینگے -

مفرد استعارے بھی اسی قسم کے مفہوم پر دلالت کرتے تھے - نطاح مینڈھوں کے ٹکر لڑنے کو کہتے ہیں - لڑائیوں میں بھی چونکہ اسی قسم کی بہیمیت و سبعیت کا اظہار کیا جاتا تھا' اسلیے حملے کیلیے اس لفظ سے استعارہ کرتے تھے :

والکر بعـــد الفـــراد کرہ التقدم و النطاح

ترجمہ — اور پہلو بچانے کے بعد حملہ' جب کہ آگے بڑھنا اور ٹکر لڑنا ناگوار معلوم ہونے لگتا ہے -

آج سرنگوں اور تار پیڈو اور زیر آب کشتیوں کے طویل سلسلوں کی وجہ سے نا کہ بند بیڑا خود ہی سخت خطرہ میں مبتلا ہوجاتا ہے -

جاپانیوں کے بٹیل شپوں کا ایک ثلث حصہ محض ان سرنگوں کی وجہ سے ضائع ہوگیا تھا' جو پورٹ آرتھر کے باہر لگی ہوئی تھیں -

غرض بہ نسبت نیلسن کے زمانے کے آج ناکہ بندی بہت مشکل ہوگئی ہے اور اسلیے یہ شے چنداں قابل اعتماد نہیں -

ہمکو صحیح طور پر نہیں معلوم کہ دونوں حریفوں کے بیڑوں کی طاقت کتنی ہے ؟ تاہم جسقدر واقعات و حالات شائع ہوئے ہیں' انکی بنا پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انگلستان کی بحری قوت جرمنی کی بحری قوت سے زیادہ ہیں - پس اگر جرمن بیڑے نے معرکہ پیش کیا تو اغلب یہ ہے کہ انگریزی بیڑا اسکے قبول کرنے میں پس و پیش نہ کریگا' لیکن اگر جرمن بیڑے نے اپنے مصالح جنگ کی وجہ سے معرکہ پیش کرنا مناسب نہ خیال کیا اور صرف کوئی چھیڑ چھاڑ کرتا رہا' تو پھر یہ مشکل ترین سوال سامنے آتا ہے کہ انگریزی بیڑا کیا کریگا ؟ کیا یہ کہ انتظار کی سختی اور تیاری کا بار گراں برداشت کرتا رہے ؟ لیکن یہ تو اسکے لیے نہایت ہی سخت آزمایش ہوگی - ایسا کرنا نا قابل اندازہ نقصانات اور مشتبہ نتائج کے حدشات سے پر ہے !

آجکل کی بحری جنگ محض طاقت جسمانی اور دہانت کا نام نہیں ہے' بلکہ بڑی حد تک اسمیں موجودہ تمدن و علم کے پیدا کیے ہوئے جہنمی اسلحہ کو بھی دخل ہے - ایک جرش قسمت ناز پذیر کشتی یا چھوٹی سی سرنگ ایک بڑے سے بڑے اور بہتر سے بہتر بٹیل شپ جہاز کو قعر دریا میں پہنچا دے سکتی ہے - جرمنی کا ایک درجبیل جہاز بم کا ایک گولا پھینک کے تمام برطانیہ میں تہلکہ مچا دیسکتا ہے' اور اس یقین کا خاتمہ کر دیسکتا ہے کہ برطانیہ اور جرمنی کی تماشہ گاہ جنگ محض بحر شمالی ہی تک محدود ہے !

اگر ایک کھلے شہر پر درجبیل ہوائی جہاز سے بم کے گولے پھینکے جائیں کا کسی دور دراز سے سبل گولا اتار آجاے تو بیشک اس شہر کے باشندوں میں خوف اور ہراس پیدا کیا جاسکتا ہے -

البتہ ان چیزوں سے سمندر کی امان حاصل نہیں ہوسکتی اسلیے جرمنی اگر سمندر کی کمان اپنے ہاتھہ میں لینا چاہتی ہے تو ضرور ہے کہ اسکا بالائی سمندر کا بیڑا انگریزی بیڑے کو چیلنج دے -



۱۰ شوال ۱۳۳۲ ہجري

# الحــــرب والاســـــلام

## انقلاب مـــاهیت جنـگ

یقلب الله اللیل و النهار ان فی ذلک لعبرة لاولی الابصار ( ۲۴ : ۴۴ )

" حرب " اور " اسلام " میں کسی قسم کا اتحاد و ائتلاف نہیں - ترکیب ہجائی کے لحاظ سے ان دونوں لفظوں میں ایک حرف کا بھی اشتراک نہیں پایا جاتا - مفہوم لغوی میں اس سے بھی زیادہ اختلاف ہے - حرب کے لغوی معنی سے ایک ایک بچہ واقف ہے' لیکن اگر کوئی بد قسمت انسان ایسا بھی ہے جسکو اسکی تحقیق کی ضرورت ہے' تو قاموس اور لسان العرب کی ورق گردانی کی جگہ اوسکو دنیا کی گذشتہ دنوں کی تاریخ کا بغور مطالعہ کرنا چاہیے' جسکا ایک ایک صفحہ اس لفظ کی عبرت انگیز تفسیر کرتا ہے - اگر اوسکو اس سے بھی تسکین نہ ہو تو آجکل یورپ کا میدان کارزار ایک مبسوط لغت کی طرح دنیا کے سامنے کھلا ہوا ہے - خون کی دھاریں اوسکی ایک ایک سطر کو نمایاں کر رہی ہیں' ان سطروں میں اس لفظ کی سرخی آسانی سے نظر آجاسکتی ہے !

لیکن ایسی حالت میں جبکہ ارض الہی کا امن سمندر کی خونین موجوں میں ڈوب گیا ہے' صلح و آشتی کی دیوی نے خون کی چادروں میں اپنا منہ چھپا لیا ہے' اور اطمینان و سکون کو خونخوار توپوں کا دھواں نگل چکا ہے' لفظ اسلام کی لغوی تحقیق مشکل اور بہت مشکل ہے - ایسی حالت میں دنیا کو کیونکر یقین دلایا جاسکتا ہے کہ " اس لفظ کا مادہ سلم ہے جسکے معنے صلح کے ہیں " صلح کا آخری نتیجہ اطاعت و فرمانبرداری ہے' اسلیے اگر یہ صحیح ہے کہ اسلام کے معنے " گردن انداختن " کے ہیں' تو دنیا کے تمام مذاہب میں صرف یہی ایک ایسا مذہب ہے جو صلح و آشتی کا آخری نتیجہ ہے :

| | |
|---|---|
| واذکروا نعمت الله علیکم | اور خدا کے اوس احسان کو یاد کرو کہ جب |
| اذ کنتم اعداء فالف | تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو خدا نے |
| بین قلوبکم فاصبحتم | تم میں باہم میل اور الفت پیدا کردی |
| بنعمته اخوانا | اور تم اوسکے فضل سے دشمنوں کی |
| ( ۳ : ۹۸ ) | جگہ آپسمیں بھائی بھائی ہوگئے |

لیکن با اینہمہ تنافی و تباین' با اینہمہ تضاد و تعارل' با اینہمہ تخالف و تناقض' اب تک یورپ ان دونوں لفظوں کو مترادف سمجھتا ہے - ایک یورپین کے سامنے جب اسلام کا نام لیا جاتا ہے تو فوراً ایک وسیع سلسلہ اوسکے پیش نظر آجاتا ہے' وحشت' خونریزی' غارتگری' اور بد امنی کا ایک خونین منظر اوسکی نگاہ کے سامنے آجاتا ہے - وہ اوسکو دیکھتا ہے تو اوسے رشتۂ نگاہ خون کی دھار

اکثر لوگ مداحاً یا تحقیراً اشخاص کے نام بگاڑ دیتے هیں ' اور رفتہ رفتہ یہی مسخ شدہ نام اونکا اصلی نام بن جاتا ہے - مدینہ میں اسکا عام رواج هوگیا تها - بظاهر یہ ایک معمولی بات تهی ' لیکن قرآن مجید میں اسکے متعلق ایک خاص آیت نازل هوئی :

یا ایها الـذین آمنـوا لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکـونوا خیرا منهم ولا نساء من نساء عسی ان یکن خیـرا منهن ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقـاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لـم یتب فاولئـک هم الظالمون - ( ۴۹ : ۸ )

مسلمانو ! کوئی قوم کسی قوم کی هنسی نہ اڑاے ' شاید وہ ان سے بہتر هو' اور نہ کوئی عورت کسی عورت کی هنسی اوڑاے ' شاید وہ عورتیں ان سے بہتر هوں - آپس میں ایک دوسرے کی تحقیر کی غرض سے اشارہ بازیاں نہ کرو ' لوگوں کے نام نہ بگاڑو ' ایمان لانے کے بعد ایسے ناموں کا هونا کیسی بری بات ہے ! اور جولوگ اس سے رجوع نہیں کرتے وہ یقیناً ظالم هیں -

یہ اصلاحیں ان خیالات کے طریق اظہار کے متعلق تهیں جن کی حقیقت کو اسلام نے نہیں بدلا تها ' لیکن اسلام نے جنگ کی حقیقت ' اونکے اسباب ' اور اونکے مقاصد میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کردیا تها جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے - اس لحاظ سے جنگ کے متعلق عرب کا لٹریچر اسکی اصلاح کا سب سے زیادہ مستحق تها - عرب میں جنگ کیلیے سیکڑوں الفاظ ' سیکڑوں محاورے ' سیکڑوں ترکیبیں ' اور سیکڑوں استعارے پیدا هوگئے تهے ' لیکن وہ سب کے سب صرف ایک وحشیانہ جنگ کیلیے موزوں تهے - ایک متمدن قوم ' ایک ترقی یافتہ نظام ' ایک صلح پسند مذهب ' ایک پیغام رساں امن جماعت ' ان الفاظ کی متحمل نہیں هوسکتی تهی -

( الجهــاد )

اسلیے حقیقت جنگ کے انقلاب کے ساتهہ اسلام نے ان تمام الفاظ و محاورات کو بهی یک لخت متروک کردیا ' اور غزوات اسلامیہ کیلیے صرف ایک سادہ لفظ " جہاد " کا استعمال کیا جس سے " حرب " کی طرح نہ تو غیظ و غضب کے جذبات ظاهر هوتے تهے ' نہ لوٹ مار ' سلب و نہب ' اور وحشت کی بو آتی تهی - بلکہ وہ صرف اوس انتہائی کوشش پر دلالت کرتا ہے جو ایک اعلی مقصد کے حصول کیلیے کیجا سکتی ہے - خواہ بذریعہ دولت هو ' خواہ بذریعہ زبان ' خواہ بذریعہ افعال جوارح ' یا بواسطۂ قبضۂ شمشیر :

لیس للانسـان الا ماسعی

انسان کو صرف اپنی کوششوں هی کا صلہ مل سکتا ہے -

قرآن حکیم نے جنگ کے هر موقع پر اسی لفظ کا استعمال کیا ہے ' اور قرآن مجید کی اصطلاح میں اس کا اطلاق صرف جنگ خونریزی هی تک محدود نہیں ہے ' بلکہ عموما اسکے ذریعہ سے دائم [illegible] ضبط ' خاموشی ' تزکیہ نفس ' اور اخلاق کا اظہار کیا گیا ہے :

[illegible] الرسول و الذین [illegible] معہ جاهدوا باموالهم [illegible] انفسهـم و اولئـک [illegible] الخیـرات و اولئـک هم المفلحون ( ۹ : ۸۹ ) الذین جاهـدوا فینـا لنهدینهم سبلنا و ان اللہ لمع المحسنین ( ۲۲ : ۹ )

لیکن رسول اور وہ لوگ جو رسول کے ساتهہ ایمان لاے ' جو وہ لوگ هیں کہ انہوں نے اپنی جان و مال دونوں سے جہاد کیا - تمام بهلائیاں صرف انهی کے لیے هیں - اور وهی کامیاب هیں - اور جن لوگوں نے همارے لیے جہاد ( ریاضت و سعی ) کی سو هم اونکو اپنے پانے کے راستے بتالیدگے ' اور خدا صرف ارباب احسان هی کے ساتهہ ہے -

اس آیۃ میں جس جہاد نفس و روح کا ذکر کیا ہے ' اسے آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام الاحادیث یعنی حدیث جبریل میں بدیل تشریح " احسان " واضح تر کردیا ہے :

ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک ( مشکوۃ - ص - ۳ )

خدا کی عبادت اس طرح کرو کویا تم اوسکو دیکهہ رہے هو ' اور اگر اسطرح نہیں هوسکتا تو ام ازکم اس قدر استغراق تو هو کہ گویا وہ تمهیں دیکهہ رها ہے !

ثم ان ربک للـذین هاجروا من بعد مافتنـوا ثم جاهدوا و صبروا ' ان ربک مـن بعـدها لغفور رحیم - ( ۱۶ : ۱۱۱ )

اونلوگوں کیلیے جنهوں نے سخت آزمایش کے بعد هجرت کی ' پهر جہاد اور صبر کیا ' اللہ کا فضل طیار ہے - خدا ایسی صداقتوں کے بعد بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے -

وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر -

وہ مسلمان کامیاب هیں ' جنهوں نے حق اور صبر کی وصیت کی -

ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانهـم بنیان مرصوص ( ۶۱ : ۴ )

خدا اونلوگوں کو دوست رکهتا ہے جو اوسکی راہ میں اس طرح استقلال کے ساتهہ صف بستہ لڑتے هیں ' گویا وہ جڑی هوئی دیوار هیں !

( قتال اسلامی اور سلب و نہب )

ان آیتوں سے ثابت هوتا ہے کہ جہاد اسلامی کی حقیقت صرف صبر و استقلال اور ضبط و ایثار سے متقوم هوتی ہے - مال غنیمت اور اظہار غیظ و غضب وغیرہ اوسکی حقیقت میں نہ تو داخل هیں - اور نہ اوسکا خاصہ لازمی هیں - وہ محض بالکل عارضی چیزیں هیں - جہاد کا اصلی مقصد ان سے بہت اعلی و اشرف ہے - یہی وجہ ہے کہ ابتداے اسلام میں طلب مال غنیمت پر عذاب الہی نازل هوا تها :

فلما کان یوم بدر وقعوا فی الغـنائم قبـل ان تحل لهم ' فانزل اللہ لولا کتاب من اللـہ سبـق لمسکم فیمـا اخـذتم عذاب عظیـم ( ترمذی کذا التفسیر ص - ۵۰۳ )

جب واقعہ بدر پیش آیا تو صحابہ مال غنیمت کے جمع کرنے میں مصروف هوگئے ' حالانکہ وہ اوسوقت تک حلال نہیں هوا تها ' اسپر خدا نے یہ آیت نازل کی کہ " اگر خدا کی مشیت نے اسکا فیصلہ نہ کردیا هوتا تو جو مال تم نے بطور غنیمت کے لوٹا ہے ' اوسپر بہت بڑا عذاب نازل هوتا "

اس حدیث سے معلوم هوتا ہے کہ اسلام کے سب سے پہلے اور سب سے بڑے معرکہ جہاد میں غنیمت حرام تهی ' حالانکہ اگر اسلامی جہاد کا مقصد لوٹ مار هوتا ' تو قریش کا کاروان تجارت ' اسلام کے دامن مقصود کو اچهی طرح بهر سکتا تها - اسلیے وهی اسکا بہترین موقع تها -

اسکے بعد اگرچہ غنیمت حلال هوگئی تاهم اوس سے جہاد کے ثواب اور مجاهدوں کے خلوص میں کمی آجاتی تهی :

ما من غازیۃ تغـزو فی سبیـل اللـہ فیصیبون الغنیمۃ الا تعجلو ثلثی اجرهم من الآخرۃ ویبقی لهم الثلـث و ان لـم یصیبـوا غنیمـۃ تم لهم اجرهم ( مسلم جلد ۲ ص ۱۴۰ )

جو فوج خدا کی راہ میں لڑکر غنیمت حاصل کرلیتی ہے ' اوسکے اخروی ثواب کا دو ثلث اوسکو فوراً مل جاتا ہے لیکن ایک ثلث باقی رہ جاتا ہے - پهر جب وہ لوٹ مار نہیں کرتی تو اوسکو یہ ثلث بهی مل جاتا ہے -

جذبۂ انتقام کے ایک اضطراری اور بدرجۂ اخر اظہار پر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کی طرف سے متنبہ کیا گیا :

مفرد الفاظ بھی اسی قسم کے معانی پر مشتمل ہوتے تھے - عربی زبان میں لڑائی کیلیے ایک متداول لفظ " روع " ہے جسکے معنے خوف کے ہیں :

اذا حملتنی والسلاح مشیحة
الی الروع لم اصبح علی سلم وائل

ترجمہ — جب وہ گھوڑا مجھکو مع ہتھیاروں کے سوار کرکے میدان کی طرف دوڑیگا ' تو میں بکر بن وائل کی صلح کو تسلیم نکرونگا بلکہ لڑونگا -

لڑائی کو " یوم کریہہ " یعنے مصیبت کا دن بھی کہتے تھے ' اور جو لوگ مرد میدان ہوتے تھے اونکو " ابن کریہہ " کا خطاب دیا جاتا تھا - یعنے " فرزند مصیبت " -

اما فی بنی حصن من ابن کریهة
من القوم طلاب الترات عشمشم ؟

ترجمہ - کیا قبیلہ بنی حصن میں کوئی مصیبت ( جنگ ) کا انتقام کیش اور اولوالعزم فرزند نہیں ہے ؟

( حــرب )

عربی زبان کی وسعت اس قسم کے سیکڑوں ہزاروں الفاظ پیش کرسکتی ہے ' لیکن سب سے زیادہ متداول لفظ حرب تھا جو لغوی معنی کے لحاظ سے مقاصد جنگ کی ایک جامع تفسیر ہے دنیا میں صرف لوٹ مار یا بغض و انتقام کے لیے شعلۂ جنگ بھڑکایا جاتا تھا - پہلی قسم کی لڑائیوں کو الف و عادت نے عرب کے لیے ایک معمولی چیز بنا دیا تھا ' اسلیے اونہوں نے کوئی تاریخی حیثیت نہیں پیدا کی - لیکن دوسری قسم کی لڑائیوں کی عبرت انگیز داستانوں کو تاریخ نے محفوظ رکھا ہے ' جنکے لیے اهل ادب کی اصطلاح میں " ایام العرب " کا لفظ وضع کیا گیا ہے -

"حرب" کا لفظ ان دونوں قسموں کی لڑائیوں کے اسباب و مقاصد پر محیط ہے ' جیسا کہ تصریحات لغت سے ثابت ہوتا ہے کہ حرب

حرب خشمگیں شدن تحریب بر اغالیدن و خشم کردن - و بخشم آوردن و تیز کردن سنان را ' حربه الرجل ماله الذی یعیش به حرب گرفتن مال کسے و بے چیز ماندن - وقد حرب ماله ای سلبه فهو محروب و حریب و احربته ای دللته علی ما یغنمه من عدو -

کے معنی غصہ ہونے کے ہیں ' اور تحریب کے معنے بھڑکانے ' غصہ کرنے غصہ دلانے ' اور نیزہ تیز کرنے کے - حربة اوسی مال کو کہتے ہیں جس پر انسان کی زندگی بسر ہوتی ہے - حرب کا استعمال کسی کے مال کے لے لینے اور مفلس رہ جانے پر بھی ہوتا ہے - کہا جاتا ہے کہ "حرب ماله" یعنے اوسکا مال چھین لیا گیا - ایسے شخص کو " محروب " اور " حریب " کہتے ہیں کہتے ہیں کہ " احربته " یعنے میں نے کسی شخص کو دشمن کے مال کی طرف رہنمائی کی تاکہ اوسکو لوٹ لے -

یہی قوم تھی ' یہی لٹریچر تھا ' یہی زبان تھی ' جس میں قرآن مجید نازل ہوا - اب ہمکو دیکھنا چاہیے کہ اوس نے عرب کے عقائد ' عرب کے اعمال ' عرب کے تمدن ' عرب کی تہذیب میں جو اصلاحیں کیں ' عرب کی تاریخ جنگ پر اور پھر تمام دنیا کی تہذیب جنگ پر بھی ان تغیرات و اصلاحات کا اثر پڑا ہے یا نہیں ؟

( العرب و القرآن )

قرآن حکیم نے عقائد ' اعمال ' اخلاق اور تہذیب و تمدن کے متعلق جو اصلاحیں کیں ' وہ صرف اونکی سطح باطنی تک محدود نہیں ہیں ' بلکہ اونکے خال و خط ان چیزوں کی سطح ظاہری پر بھی نمایاں نظر آتے ہیں - الفاظ و اصطلاح اگرچہ کوئی حقیقی چیز نہیں ' بلکہ معانی کا غلاف ہیں جو اونکے اوپر چڑھا دیا گیا ہے - لیکن چونکہ اسلام کی اصلاحیں مغز و پوست دونوں کو شامل ہیں ' اسلیے اوس نے تمام چیزوں کے ساتھ عربی لٹریچر اور عربی زبان کی بھی اصلاح کی ہے -

زبان درحقیقت ہماری کیفیات نفسانیہ کی سفیر ہے جو نہایت دیانت داری کے ساتھ ہمارے دل کا پیغام دنیا کو پہونچا دیتی ہے - اس بنا پر وہ تمامتر ہمارے خیالات ' ہمارے عقائد ' اور ہمارے اخلاق و عادات کی تابع ہے وحشت کے زمانے میں چونکہ انسان کے خیالات نہایت پست و ذلیل ہوتے ہیں ' اسلیے الفاظ و عبارات پر بھی اونکا اثر پڑتا ہے - وحشی قوموں میں سیکڑوں فحش الفاظ اسی پستی اخلاق کی بنا پر رواج پا جاتے ہیں جنکو ایک متمدن انسان سن بھی نہیں سکتا - عرب کی وحشت اور بدویت نے اس قسم کے جو الفاظ پیدا کردیے تھے ' اوسکو وہ اعلی درجہ کا تمدن نہیں گوارا کرسکتا تھا جسکو قرآن مجید پیدا کرنا چاہتا تھا - اس بنا پر قرآن مجید نے ان تمام الفاظ کی اصلاح کی اور اونکو بدل دیا -

اظہار خیالات کا سب سے زیادہ نازک موقع وہ ہوتا ہے جہاں انسان کے وظائف زوجیت اور اجتماع تناسلی کے بیان کرنے کی ضرورت ہوتی ہے - عرب کے مشہور شاعر امرء القیس نے جس فحاشانہ طریقہ سے اس خیال کو ظاہر کیا تھا ' تمام ادباء اسلام کی تہذیب اوس سے نالاں ہے -

و مثلک حبلی قد طرقت و مرضع فالهیتها عن ذی تمائم محول

لیکن قرآن حکیم میں خاص عورتوں کے متعلق سورہ نساء نازل ہوئی - چونکہ اسمیں عورتوں کے نکاح و طلاق کے تمام احکام مذکور ہیں ' اسلیے قدرتی طور پر نازک موقع بیان بھی بار بار آئے ہیں - لیکن قرآن مجید نے جن مہذب الفاظ اور لطیف اشارات میں اونکا ذکر کیا ہے ' اونکو شرم و حیا اپنے چہرے کا نقاب سمجھتی ہے !

مثلاً یہ مفہوم ادا کرنا تھا کہ خلوت صحیحہ کے بعد عورتوں سے مہر واپس نہیں لیا جاسکتا ' تو قرآن مجید نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے :

وکیف تاخذونه وقد افضی بعضکم الی بعض واخذن منکم میثاقا غلیظا ( ۴ : ۲۴ )

اور مہر کیونکر واپس لے سکتے ہو ' حالانکہ تم میں ایک دوسرے تک پہونچ چکا ' اور عورتوں نے تم سے پختہ وعدہ لے لیا -

قرآن حکیم نے دوسرے موقع پر اسکے لیے " لمس " کا لفظ استعمال کیا ہے جسکے معنی صرف " چھونے " کے ہیں مرد اور عورت کے اجتماع خاص کو وہ صرف " عورت کے چھونے " سے ادا کرتا ہے :

او لامستم النساء فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیبا - (۴ : ۲۶)

تم نے اگر عورتوں کو چھودیا ہو اور پھر غسل کیلیے پانی نہ مل سکے تو پاک زمین پر تیمم کر لیا کرو -

انسان کی بعض حوائج فطریہ کا ذکر بھی اکثر حالتوں میں تہذیب کے خلاف سمجھا جاتا ہے ' اسلیے قرآن مجید نے جاےضرور کا ذکر " غائط " کے لفظ سے کیا ہے - جسکے معنی ہموار زمین کے ہیں ' کیونکہ انسان قضاے حاجت کیلیے اکثر ہموار زمین ہی کا انتخاب کرتا ہے :

او جاء احد منکم من الغائط او لامستم النساء فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیبا ( ۴ : ۴۶ )

اور اگر تم میں سے کوئی شخص جاے ضرور سے آے یا تم عورتوں کو چھو دو اور پانی نہ مل سکے ' تو پاک زمین پر تیمم کر لیا کرو -

## موازنه قواء بحریه

### سطح دریا پر جنگی جہازوں کی نمایش

یورپ کے غرور طاقت کے جو مجسمے ( استیچرو ) قائم کیے ھیں، ان میں جدید جنگی جہازوں کے مستول سب سے زیادہ نمایاں نظر آتے ھیں، اور یہی ھیں جنھوں نے آجکل گرجنے والی توپوں، اور گرنے والے گولوں سے سطح دریا پر برق و باد کا ایک تلاطم خیز طوفان برپا کر دیا ہے -

( برطانیه )

یورپ کی سلطنتوں نے چند دنوں سے مسابقت کیلیے میدان

دولۃ علیه کا دوسرا آھن پوش جہاز " سلطان عثمان " جو موجودہ عہد کا بہترین آھن پوش ہے مگر افسوس که جنگ یورپ کے چھڑ جانے کی وجه سے دولۃ برطانیه اسپر متصرف ھوگئی ہے

کی جگه سطح دریا کو انتخاب کیا تھا اور ھر سلطنت جنگی جہازوں کی تیاری میں ایک دوسرے سے آگے نکل جانا چاھتی تھی، لیکن آگے بڑھ نکلنے کا فخر صرف انگلستان کو حاصل ہوا - چنانچه سنه ۱۹۰۵ع میں سب سے پہلے انگلستان ھی نے ایک نہایت عظیم الشان آھن پوش جنگی جہاز تیار کرایا جسکا نام ڈریڈناٹ ( کسی سے نه ڈرنے والا ) رکھا گیا - یه جہاز عظیم الشان توپوں سے مسلح کیا گیا تھا، اور لوہے کی وہ چادریں جن سے اوسکی سطح کو منڈھا گیا تھا، ۳۰ - سینٹی میٹر دبیز اور ... تھیں اور اسکے اندر ۱۷۰۰ ٹن وزن سما سکتا تھا - اوس میں دس توپیں تھیں جنکے دھانوں کا قطر ۳۰ - سینٹی میٹر سے بھی زیادہ تھا - اور اوسکا انجن ۲۳۰۰۰ گھوڑے کی طاقت رکھتا تھا، اور اسکی انتہائی رفتار فی گھنٹه ۲۱ میل بحری تھی -

اس سے پہلے جو جنگی جہاز موجود تھے اونکی رفتار فی گھنٹه ۲۰ میل بحری سے بھی کم تھی، اور صرف ایک جہاز پر ۴ بڑی توپیں تھیں، لیکن اس ڈریڈناٹ نے جنگی جہاز کا ایک نیا نمونه قائم کردیا، اور تمام سلطنتوں نے اسی وضع کے جہاز تیار کرانا شروع کردیا - خود انگلستان نے سنه ۱۹۰۵ اور ۱۹۰۶ع میں اس وضع کے تین جہاز اور بنوائے - سنه ۱۹۰۶ اور سنه ۱۹۰۷ میں بھی برطانیه کی بحری قوت میں تین جہازوں کا اضافه کیا گیا - سنه ۱۹۰۷ اور سنه ۱۹۰۸ع میں بھی ویسے ھی تین جہاز تیار کرالیے گئے، اور علی سبیل الترتیب سنه ۱۹۰۸، سنه ۱۹۰۹، اور سنه ۱۹۰۹ سنه، ۱۹۱۰ میں دو دو جہازوں کے سالانه اضافه سے انگلستان نے دفعتاً سطح سمندر کو بالکل چھالیا -

نیوزیلنڈ کی طرف سے بھی انگلستان کیلیے اس وضع کا ایک جہاز تیار کراکے پیش کیا گیا -

چھوٹی چھوٹی توپوں کے علاوہ ان تمام جہازوں میں آٹھ دس بڑی بڑی توپیں بھی لگائی گئی ھیں جنکا قطر ۳۰ - سینٹی میٹر سے زیادہ کا ھوتا ہے - ان میں تین جہازوں کی رفتار ۲۷ میل ( بحری ) تک پہنچ گئی ہے جو بہت زیادہ شرح رفتار ہے -

( جرمنی )

سلطنت جرمنی سنه ۱۹۰۷ سے سنه ۱۹۱۱ تک اپنی بحری طاقت کے بڑھانے میں مصروف رھی - اس مدت میں اوس نے اسی قسم کے ۲۱ جہاز تیار کرائے، جنکی بڑی توپوں کا دھانه ۲۷ سے لیکر ۳۰ سینٹی میٹر تک کا تھا - اونکی شرح رفتار ۲۱ میل بحری سے ۲۸ میل بحری تک پہونچ چکی ہے -

( فرانس )

سلطنت فرانس نے سنه ۱۹۱۰ع سے سنه ۱۹۱۱ع تک کے زمانے میں چار جہاز تیار کرائے، جن میں ھر ایک بارہ بڑی توپوں کا خطرناک ذخیرہ اپنے ساتھه رکھتا تھا، اور ان توپوں کے دھانے کا قطر ۳۰ سینٹی میٹر تھا - ان توپوں کے علاوہ ھر ایک جہاز میں چھوٹی چھوٹی توپیں بھی لگائی گئیں تھیں انکے دھانوں کا قطر ساڑھے بارہ

لیس لک من الامر شی او یتوب علیهم او یعذبهم فانهـــم ظالمون - تمکو اسکا کوئی حق نہیں' یا تو خدا اونکی توبہ قبول کریگا یا اونکو عذاب دیگا کیونکہ وہ لوگ ظالم ہیں -

( ایفـــاء عهـــد )

غدر و بیوفائی جنگ کا خاصہ لازمی تھی - عورتوں' بچوں' قاصدوں' اور نوکروں کے قتل میں کسی قسم کی تفریق نہیں کی جاتی تھی بلکہ سب کے سب بدر تیغ ہوجاتے تھے - دشمنوں کو زندہ آگ میں جلا دیا جاتا تھا' دشمن کے ناک کان کاٹ کر بطور ہار کے پہنے جاتے تھے' دشمنوں کو باندھکر قتل کیا جاتا تھا' کھانے پینے کیلیے راستے میں کسیکو لوٹ لینا معمولی بات تھی' لیکن اسلام نے جنگ کی اس حقیقت کو بدلکر دفعتاً ان تمام وحشیانہ افعال کو مٹا دیا :

لکل غـادر لواء یـوم القیامة یعرف به یقال هذا غدرة فلان ( مسلم جلد - ۲ - ص - ۹۴ ) قیامت میں ہر بد عہد کیلیے ایک جھنڈا کھڑا کیا جائیگا جس کے ذریعہ سے وہ پہچانا جائیگا اور کہا جائیگا کہ یہ فلاں کی عہد شکنی کا جھنڈا ہے -

ایک اور حدیث میں ہے :

ان امراة وجدت فی بعض مغازی رسول الـلـه صلی الله علیه وسلـم مقتولـة فـانکـر رسول اللـه قتل النساء والصبیـان ( مسلـم جلد ۲ - ص - ۹۵ ) آنحضرت نے کسی غزوہ میں ایک مقتول عورت دیکھی' اسپر آپ نے بچوں اور عورتوں کے قتل سے منع فرمایا -

مسیلمۂ کذاب کا قاصد جب اوسکا خط لیکر آیا تو آپ نے فرمایا :

لولا ان الرسل لا تقتل لضربت اعناقکما ( ابو داؤد جلد - ۲ - ص - ۲۴ ) اگر قاصدوں کا قتل جائز ہوتا تو میں تمہاری گردن اوڑا دیتا -

ابو داؤد میں ایک اور تصریح ہے :

لا تقتلـن امراة و لا عسیفـاً ( ابو داؤد جلد ۲ - ص - ۶ ) عورتیں اور نوکر نہ قتل کیے جاویں -

آگ میں جلانے سے قطعاً روک دیا :

لا ینبغی ان یعذب بالنار الا رب النار ( ابو داؤد جلد - ۲ - ص ۷ ) آگ کا عذاب صرف خدا ہی دیسکتا ہے -

مسلمانوں کیلیے میدان جنگ میں اعلی ترین اخلاق قائم کیا :

قال : اعف الناس قتلة اهل الایمان ( ابوداؤد جلد - ۲ - ص - ۶ ) سب سے زیادہ معفوط اور باپردہ مسلمانوں کے مقتول ہیں -

قطع اعضا کی وحشیانہ رسم کی ممانعت کے متعلق بے شمار تصریحات ہیں :

کان یحثنا علی الصدقه و ینهانا عن المثلة ( ابو داؤد - جلد - ۲ ص ۶ - ) آنحضرت صحابہ کو صدقہ کی ترغیب دیتے تھے' اور مثلہ سے یعنے انسان کے اعضاء کے کاٹنے سے منع فرماتے تھے -

دشمن کو باندھکر اور اذیت دیکر قتل کرنا آج کل کی متمدن دنیا کے لیے بھی مفاخر میں داخل ہے لیکن اسے تیرہ سو برس پہلے ریگستان حجاز کا تمدن اسلامی یہ تھا :

غزونا مع عبد الرحمن بن خالد بن ولید فاتی باربعة اعلاج من العدو فامربهم فقتلوا صبرا - فبلغ ذلک ابا ایوب الانصاری - فقال سمعت رسول الله (صلعم) ینهی عن قتل الصبر والذی نفسی بیـده لـو کانت دجاجة مـا صبرتها - فبلغ ذلک عبد الرحمن بن خالد بن الولیـد فاعتـق اربعة رقاب ( ابو داؤد جلد - ۲ ص - ۱۰ ) ہم عبد الرحمن بن خالد بن الولید کے ساتھ ایک غـــزوہ میں گئے تو چار کافر دشمنوں میں سے پکڑ لائے گئے - انہوں نے انکو باندھ کے قتل کرا دیا - ابو ایوب انصاری کو خبر لگی تو انہوں نے کہا : آنحضرت نے اس قسم کے قتل سے منع فرمایا ہے' خدا کی قسم اگر مرغی بھی ہوتی تو میں کبھی باندھ کر اوسکا ڈھیر نہ لگاتا - خالد کو یہ معلوم ہوا تو چار غلام اسکے کفارہ میں آزاد کیے ! !

الله اکبر ! چھٹی صدی عیسوی کے صحرا نشین عربوں کا یہ اخلاق اور نوع پروری تھی جسکی مثالیں آج بلجیم کے متمدن میدانوں میں بھی نہیں ملسکتیں! اس سے بھی بڑھکر یہ کہ لوٹ مار اور غارت مال و متاع سے خاص طور پر مسلمانوں کو روکدیا گیا :

ان النهبة لیست باحل من المیتة ( ابو داؤد جلد - ۲ - ص - ۱۳ ) آپ نے فرمایا کہ لوٹ مار کا مال بالکل ایسا ہی ہے جیسے مردار لاش - وہ مردار گوشت سے زیادہ حلال نہیں -

اسکے علاوہ اور بھی بہت سی جزئی باتیں تھیں جو بظاہر معمولی معلوم ہوتی ہیں' لیکن در حقیقت اسی قسم کی چیزیں وحشت اور مدنیۃ صالحہ کے درمیان ایک دقیق حد فاصل قائم کردیتی ہیں - مثلاً عرب رومیوں اور قرطاجنیوں کی طرح لڑائیوں میں بہت غل مچاتے تھے' اسی بنا پر لڑائی کو عربی زبان میں وغی کہتے ہیں جسکے معنے شور و غل کے ہیں - ایک جاہلی شاعر کہتا ہے :

فدضجت معن بجمع ذی لجب قیساً وعبـد انهـم با لمذهب

ترجمہ - قبیلہ معن نے بنی قیس اور اونکے تابعداروں کو مقام مذہب میں ایک شور کرنے والے مجمع کے ساتھ لوٹا -

لیکن اسلام نے شور و ہنگامہ کی جگہ غزوات میں سکون و وقار پیدا کیا :

کان اصحاب النبی (صلعم) یکرهون الصوت عند القتال (ابوداؤد جلد ۲ ص ۴) صحابہ لڑائی کے وقت شور و غل کو ناپسند کرتے تھے

ایک مرتبہ صحابہ نے کسی غزوہ میں زور سے تکبیر و تہلیل کے نعرے بلند لگائے تو آنحضرت نے فرمایا :

ار بعوا علی انفسکم انکم لا تدعون اصم ( بخاری جزو ۸ - ص - ۹۲ کتاب الدعوات ) یعنی آهسته آهسته ! خدا بہرا نہیں ہے جسکو تم چلا کر مخاطب کر رہے ہو -

عرب کی جنگجو فطرت ہمیشہ جنگ و فساد کی منتظر رہتی تھی اور اسکو حصول مال کا ذریعہ سمجھتی تھی - ایک جاہلی شاعر کہتا ہے :

فلئن بقیت لار حلن بغـزوة نحوی الغنـائم او یموت کریم

اب اگر زندہ رہا تو ایک ایسی جنگ کی تیاری کرونگا جو مال غنیمت کے جمع کرنے کا بہترین ذریعہ ہوگی' یا نہیں تو شریفانہ موت مرجاؤنگا -

لیکن آپنے صحابہ کو اس قسم کے ناگوار توقع سے منع فرمایا :

قال لا تمنـوا لقاء العدو فاذا لقیتمـــوهم فاصبروا (مسلم جلد ۳ - ص - ۶۴۰) آپ نے فرمایا کہ دشمنوں کے مقابلہ کی آرزو نکرو' لیکن جب سامنا ہوجاے تو صبر کرو -

( لہا بقیة صالحه )

بنانے کا بھی حکم دیا تھا ' جو نہر رائین میں تیار ہو رہے ہیں ' اور پیرو میں انکے لیے آلات و ادوات بنائے جا رہے ہیں -

کارخانہ نارمن کو بھی دولت عثمانیہ کی طرف سے ۱۲ ڈیسٹرائیر کے بنانے کی فرمایش کیگئی ہے ' جن میں ۱۰۴۰ ٹن کی گنجایش ہوگی ' اور فی گھنٹہ ۳۲ میل بحری کی مسافت طے کرسکینگی - اونکا دخیرہ آلات جنگ ۵ توپوں اور ۱۶ عدد تارپیڈو کشتیوں سے مرکب ہوگا -

دولت عثمانیہ کے یہ وہ جہاز ہیں جنکے بنانے کی جنگ بلقان کے بعد کوشش کی گئی' لیکن اسکا موجودہ جنگی بیڑا ذیل کے جہازوں سے مرکب ہے :

(۱) خیر الدین بربروس
(۲) طورغود رئیس

یہ وہ دو جہاز ہیں جنکو دستوری حکومت کے بعد دولت عثمانیہ نے جرمنی سے خریدا - دونوں ایک ساتھہ تیار ہوے تھے اور سنہ ۱۸۹۱ میں انکے ساتھہ دریا میں ڈالے گئے - ان میں ہر ایک اپنے اندر ۹۹۰۱ ٹن وزن کی وسعت رکھتا ہے ' اور ہر ایک کی مقدار رفتار فی گھنٹہ ۱۷ میل بحری ہے - ان کا ذخیرہ آلات جنگ مختلف قسم کی توپوں پر مشتمل ہے ' جن میں ۶ توپوں کا قطر ۳۳ سنٹی میٹر ' ۸ توپوں کا قطر ۱۰ سنٹی میٹر ' اور آٹھہ ۱۱۱ ہے -

( مسعودیہ )

یہ جہاز سنہ ۱۸۷۴ع میں سمندر میں ڈالا گیا ' اور سنہ ۱۹۰۲ع میں اسکی مرمت کیگئی ' اسکا وزن ۹۱۲۰ ٹن اور مقدار رفتار فی گھنٹہ ساڑھے ۱۲ میل بحری ہے - اسکا ذخیرہ آلات ۱۴ توپوں سے مرکب ہے ' جن میں دو کا دھانہ تقریباً ۲۸ - سنٹی میٹر کا ' اور دو کا ۱۵ - سنٹی میٹر کا ہے -

( عصر توفیق )

سنہ ۱۸۸۶ میں سطح سمندر پر نمودار ہوا ' وزن ۴۶۱۳ ٹن اور مقدار رفتار فی گھنٹہ ۱۳ میل بحری ہے - ذخیرہ آلات میں ۸ توپیں ہیں ' جن میں دو کا قطر ۲۸ - سنٹی میٹر سے کچھہ زیادہ اور ۶ کا قطر ۱۵ - سنٹی میٹر کا ہے -

( فتح بلند )

سنہ ۱۸۶۹ میں سمندر میں اتارا گیا - وزن ۲۷۲ ٹن - رفتار ۱۳ میل بحری ہے - چار توپیں رکھتا ہے ' جنکا قطر ۲۸ - سنٹی میٹر ہے - اسکے آلات جنگ میں بعض آخری سرعت کے ساتھہ چلنے والی توپیں بھی ہیں -

(۱) حمیدیہ
(۲) مجیدیہ

یہ دونوں چھوٹے کروزر ہیں جو سنہ ۱۹۰۶ میں دریا میں ڈالے گئے - ہر ایک کا وزن ۷۴۰ ٹن اور رفتار ۲۲ میل بحری ہے - آلات جنگ میں دو توپیں اور ۱۶ تارپیڈو کشتیاں ہیں -

(۱) ملت
(۲) معاونۂ ملت
(۳) محبت وطن
(۴) قومی حمیت

یہ چار تباہ کرنے والی کشتیاں ( ڈیسٹرویر ) ہیں ' جو سنہ ۱۹۰۹ ع میں دریا میں ڈالی گئیں - ہر ایک کا وزن ۶۱۰ ٹن - اور مقدار رفتار ۳۵ میل بحری ہے - ہر ایک اپنے ساتھہ صرف چار چار توپیں بھی رکھتی ہے -

(۱) سون
(۲) بصرہ
(۳) تاسوس
(۴) یار حصار

یہ چاروں بھی تباہ کرنے والی کشتیاں ہیں' جو سنہ ۱۹۰۷ - اور سنہ ۱۹۰۸ میں دریا میں ڈالی گئیں - ہر ایک کا وزن ۳۸۰ ٹن اور سرعت رفتار ۲۸ میل بحری ہے - انکے دخیرہ آلات میں مختلف پیمانوں کی تارپیڈو کشتیاں شامل ہیں - ان کے علاوہ اس بیڑے کے اجزاء ترکیبی میں چھوٹی بڑی ۸ چھوٹی کشتیاں بھی شامل ہیں ' جن میں چار کا وزن ۱۶۸ ٹن اور سرعت رفتار ۲۷ میل بحری ہے - چار اور جنگی کشتیاں جو ان چاروں سے بھی چھوٹی ہیں' انکا وزن ۹۷ ٹن اور مقدار رفتار ۲۶ میل ہے - یہ کشتیاں سنہ ۱۹۰۶ میں دریا میں ڈالی گئیں -

( یونان )

حکومت یونان کی بحری طاقت فی الحقیقت ناقابل تذکرہ ہے اور ترکی سے بھی گئی گذری ہے - البتہ اب مندرجہ ذیل تین چھوٹے کروزروں کی جرمن کے کارخانے کو فرمائش دی ہے لیکن جنگ کی وجہ سے انکی تعمیل غیر ممکن ہوگئی ہے تین

دولت عثمانیہ کے کروزر " بار بروس " کی بالائی سطح اور ۲۷ سنٹی میٹر قطر کی توپوں کے دھانے ' جنہوں نے زمانۂ جنگ بلقان شکستہ کے خطوط کی حفاظت میں یادگار خدمات انجام دی تھیں - یہ جہاز پرانا اور جرمنی کا مستعمل ہے -

( دولة عثمانیه کا کروزر: حمیدیه )
جس نے باوجود کہنگي و شکستگي کے گذشته جنگ
بلقان میں حیرت انگیز کار نامے یادگار چھوڑے

سینٹي میٹر تھا - وه في گھنته ٢١ میل بحري یا اس سے بھي زیاده مسافت طے کرسکتے هیں -

( امریکه )

امریکه نے سنه ١٩٠٦ ع سے سنه ١٩١٢ ع تک کي مدت میں ١٢ نئے جهاز تیار کراے ' ان میں سے آٹھه جهازوں میں جو بڑي بڑي توپیں لگالي گئي تھیں ' ان کے دهانوں کا قطر ٣٠ - سینٹی میٹر تھا - لیکن چار جهازوں کي توپوں کا نکل جانے والا دهانه ٣٥ - سنٹي میٹر کي وسعت رکھتا تھا - شرح رفتار فی گھنٹه ٢٠ میل بحري سے لیکر ٢١ میل بحري تک هے -

( جاپان )

جاپان بھي اس میدان میں اپنے حریفوں سے پیچھے نه رها - اوسکے جدید جنگي جهازوں میں دو جهازوں پر جو توپیں قائم کیگئي تھیں ' انکا قطر ٣٠ سنٹي میٹر ' اور طاقت رفتار في گھنٹه ٢٠ میل بحري تھي ' لیکن پانچ جهازوں کي توپوں کا قطر ٣٦ سنٹي میٹر تھا ' اور شرح رفتار في گھنٹه ٢٧ میل تھی - ان کا انجن ٨٦٠٠٠ گھوڑوں کي طاقت کا هے - لیکن پانچویں جهاز کی رفتار ابھي تک متعین نهیں هوسکي هے -

( اٹلي )

اٹلي نے بھی سنه ١٩٠٩ سے لیکر سنه ١٩١٢ ع تک جنگی جهازوں کي تیاري میں سرگرم زندگي بسر کی - چنانچه اوس نے اس مدت میں ٦ دریڈ ناٹ بناے ' جنکی مقدار رفتار فی گھنٹه ٢٣ میل سے لیکر ٢٥ میل بحري تک هے -

( اسٹریا )

اسٹریا نے بھی سنه ١٩١٠ع میں ڈریڈ ناٹ کے نمونه پر چار جهاز بنواے ' جن میں سے هر ایک پر ١٢ عظیم الشان توپیں ٣٠ سنٹی میٹر قطر کی لگائی گئي تھیں ' اور شرح رفتار فی گھنٹه ٢٠ میل بحري تھي -

( سپر ڈریڈ ناٹ )

لیکن ڈریڈ ناٹ کے علاوه جنگي جهازوں کی ایک خاص قسم اور بھي هے ' جسکو " سپر ڈریڈناٹ " کہا جاتا هے - اس قسم کے جهاز ڈریڈ ناٹ سے بھي بڑے هوتے هیں اور ان پر جو توپیں لگائی جاتی هیں وه پہلے سے بھي زیاده عظیم الشان هوتی هیں - انکی مقدار رفتار بھي ڈریڈ ناٹ سے کہیں زیاده هے -

سلطنت برطانیه نے اپني بحري طاقت کي نمایشگاه میں اس قسم کے ٢١ - جهاز نمایاں کیے هیں جو سنه ١٩٠٩ع سے سنه ١٩١٣ع تک میں تیار هوے ' اور اس سال اس وضع کے ٥ جهاز اور بھی تیار هونے والے هیں ' ان میں سے ١٦ جهازوں کے اندر جو بڑي بڑي توپیں هیں ' اونکا قطر ٣٣ سنٹي میٹر کا هے ' اور پانچ جهازوں کي توپوں کا قطر تو ٣٨ تک پہونچ گیا هے - انکي شرح رفتار مختلف هے ' جو في گھنٹه ٢١ میل بحري سے شروع هوکر ٢٨ میل بلکه ٣٠ میل بحري تک پہونچ جاتي هے - جن توپوں کے دهانے کا قطر ٣٨ سنٹي میٹر کا هے ' وه ١٩٥٠ رطل کا وزني گوله پھینک سکتي هیں ' لیکن جن توپوں کا دهانه ٣٣ هے ' وه ١٤٠٠ رطل کا وزني گوله پھینکتي هیں -

اس قسم کے جنگي جهاز نہایت عظیم الشان هوتے هیں ' چنانچه مشهور انگریزي جهاز " الیزبتھه " کا طول ٦٥٠ انچ ' عرض ٩٤ - انچ ' اور بلندي ٣٣ سنٹي میٹر هے -

( دولت عثمانیه )

دولت عثمانیه کي جدید بحري طاقت جن تازه ترین عظیم الشان جنگی جهازوں کے مجموعه سے عبارت هے ' اونکا نام رشادیه ' عثمان اول ' اور فاتح هے - رشادیه گذشته ستمبر میں دریا میں ڈالا گیا - اوسکے اندر ٢٣ هزار ٹن کي گنجایش هے ' اور شرح رفتار في گھنٹه ٢١ میل بحري -

عثمان اول وهي جهاز هے جسکا پہلا نام ریوجانیر تھا ' اور جسکو دولت عثمانیه نے برازیل سے خریدا تھا - وه گذشته سال ٢٢ جنوري کو سمندر میں ڈالا گیا - اوسکے اندر ٢٧٥ ٹن کے وزن کي وسعت هے اور مقدار رفتار في گھنٹه ٢٢ میل هے - اوس میں ١٤ توپیں هیں جنکا قطر ٣٠ سنٹي میٹر کا هے -

" فاتح " ابھي دریا میں نهیں ڈالا گیا ' بلکه دولت عثمانیه نے کارخانه کو اوسکے تیار کرانے کا حکم دیا هے -

پہلے اور دوسرے جهاز لندن میں مکمل و مسلح کیے جارهے تھے اور مملکت عثمانیه کا هر فرد انکے ورود کا مجنوں وار مشتاق تھا - لیکن افسوس که جنگ یورپ کے چھڑ جانے کي وجه سے حسب قانون یورپ ' انگلستان نے ان دونوں پر قبضه کرلیا ' اور اسطرح دولة عثمانیه کی نئي بحري قوت کے تمام مواقع مسدود هوگئے !

دولت عثمانیه نے ارمسٹرانگ اور ویکرز کے کارخانوں کو ٦ تباه کن کشتیوں ( ڈیسٹرائر ) اور دو لالت ... کے

دولة علیه کا نیا ڈریڈناٹ " رشادیه " جو بالکل طیار هوچکا تھا اور ساحل بوسفورس پر جانے کیلیے مستعد تھا که جنگ یورپ چھڑ گئی اور انگلستان نے اسے اپنے لیے روک لیا

# السبـــق فـي الصحـــافـــه

## مــوجــودہ فــن صحـــافہ

### نامۂ نگاران جنگ کی مسابقت

دنیا کے ایک بد قسمت حصے میں آتش جنگ بھڑکتی ہے ' خون کے چھینٹے اڑتے ہیں ' تلواریں بجلیوں کی طرح چمکتی ہیں ' توپیں رعد آساگرجتی ہیں ' لیکن تمام دنیا میں اس برق و باد کے طوفان کی لہریں نہیں پھیل سکتیں - اسلیے اگر نامہ نگاران جنگ کی سرخ پنسل دنیا کو یہ خونین منظر نہ دکھاتی ' تو مقتولین جنگ کے ساتھہ یہ واقعات بھی زمین کے نشیب و فراز میں دفن ہوجاتے -

مشرق میں فن صحافۃ ابھی ترقی کی ابتدائی منزل میں ہے ' ہمارے جرائد و مجلات کو ابھی تک ان خبروں کے توزیع و تقسیم کا بھی سلیقہ نہیں آیا جو یورپ کے اخبارات ہمارے لیے فراہم کرتے ہیں ' لیکن یورپ کی حالت مشرق سے بالکل مختلف ہے - یورپ نے دنیا کے سامنے جد و جہد کا جو وسیع میدان عمل کھولدیا ہے ' یورپ کے ہر کام میں جو حسن ترتیب اور سنجیدگی پائی جاتی ہے ' فن صحافہ میں بھی اسکا اثر نمایاں طور پر نظر آتا ہے -

یورپ کے نامہ نگار اور ایڈیٹر خبروں کے حاصل کرنے ' اونکو پایۂ تحقیق تک پہونچانے ' اور اونکے شائع کرنے میں جو کد و کاوش اور دوڑ دھوپ کرتے ہیں ' اوس نے اس فن کی تاریخ میں متعدد دلچسپ واقعات کا اضافہ کردیا ہے - آج کل جب کہ جنگ یورپ کی وجہ سے ہمارے کان ہمیشہ نامہ نگاروں اور ایڈیٹروں کی آواز کی طرف لگے رہتے ہیں ' ان واقعات کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا -

( ۱ ) ٹائمز کے اڈیٹر جان والٹر اپنے دفتر میں بیٹھے تھے کہ فرانس کی ڈاک سے متعدد فرانسیسی اخبار آئے - ان تمام اخبارات میں وہ تقریر شائع ہوئی تھی جو شاہ لوئس فیلیپ نے افتتاح پارلیمنٹ کے وقت کی تھی - ٹائمز نکل چکا تھا اور اس تقریر کی اشاعت ضروری تھی - مسٹر جان والٹر نے دیکھا تو ایک ایڈیٹر اور ایک کمپوزیٹر بھی دفتر میں موجود نہیں ہے - وہ خود اوٹھے ' خود ہی اوس تقریر کا انگریزی میں ترجمہ کیا ' اور خود ہی کمپوز کیا ' یہاں تک کہ دو پہر تک ٹائمز کا ایک نیا نمبر چھپکر بازار میں آگیا -

( ۲ ) طرابلس شام میں جہاز وکٹوریا ایک دوسرے جہاز سے ٹکرا کر ڈوب گیا - لندن اور نیویارک کے تمام اخباروں نے اجمالا اوسکے ڈوبنے کی خبر شایع کی اور قیاساً یہ نتیجہ نکالا کہ بہت سے لوگ ڈوب گئے ' لیکن لندن میں ایک امریکن اخبار کا نامہ نگار موجود تھا ' اوسکے پاس مالک اخبار کا تار آیا کہ " فوراً واقعہ کی تفصیل بھیجو " نامہ نگار اور اوسکے اعوان و انصار واقعہ کی تفصیل کے لیے اوٹھے اور لندن کی ایک ایک گلی چھان ڈالی لیکن کچھہ پتہ نہ چلا - بلکہ اور اخباروں کے ایڈیٹروں نے اونکی آوارہ گردی کی ہنسی اڑائی ' تاہم نامہ نگار مایوس نہیں ہوا - اسنے راتوں ہی رات تلغراف بحری کے افسر کے پاس پہونچکر واقعہ کی تفصیل حاصل کرنے کی کوشش کی ' اور اوسکو بہت بڑے معاوضہ کی طمع دلائی - افسر مذکور نے اپنی دشواریوں کا اظہار کیا ' لیکن نامہ نگار کا اصرار اور بھی بڑھتا گیا - بالاخر وہ راضی ہوا اور طرابلس کے محکمۂ خبر رسانی کے نام اس مضمون کا ایک تار بھیجا کہ " جہاز وکٹوریا کے حادثہ کی تفصیل بھیجدیجیے - معاوضہ جو کچھہ ہوگا میں دینے کیلیے تیار ہوں " صبح کو اس کا جواب آیا : " ہمارے پاس تفصیل نہیں ہے " - اوس نے دوسرا تار دیا ' " ایک کشتی کرایہ پر کرلیجیے اور اوسکے ذریعہ تفصیلی واقعہ بھیجدیجیے - میں سوگنی معاوضہ دونگا " وہاں سے جواب آیا کہ " پہلے معاوضہ بھیجدو " اوس نے دو گھنٹے تک مختلف بنکوں کے مالکوں سے بذریعہ تار گفتگو کی ' اور آخرکار ایک بنک کو اس رقم کے ادا کرنے پر آمادہ کرلیا - غرض اس جد و جہد اور ان بے دریغ مصارف کے بعد چوتھے دن اوسکو واقعہ کی تفصیل معلوم ہوسکی ' اور اوس نے اپنے اخبار کو نہایت شرح و بسط سے روانہ کردی حالانکہ اب تک امریکہ اور یورپ کے کسی اخبار نے یہ تفصیل شائع نہیں کی تھی -

( ۳ ) جنـرل بوتھـہ اور جنـرل دے لاری جب لنـدن آے ' تو تمام اخبـاروں کے قائم مقاموں نے اون سے ملنا چاہا لیکن کسیکو ملاقات کا موقعـہ نہیں ملا - ایک اخبار کے ایڈیٹر نے نہایت غور و فکر اور جد و جہد کے ساتھہ اونکی ہر نقل و حرکت کا مطالعہ کرکے یہ پتہ لگایا کہ ان میں ایک شخص سوٹ سلانے کیلیے کسی خاص دن ایک درزی کی دکان پر آئیگا - چنانچہ اوس نے اپنے نامہ نگار کو درزی کے پاس بھیجا کہ وہ درزی کی وساطت سے جنرل موصوف کے خیالات دریافت کرکے لاے -

نامہ نگار ٹھیک وقت پر درزی کے پاس پہونچ گیا ' اور اوسکو اپنے مقصد سے اطلاع دی ' درزی نے کہا کہ تم قلم اور کاغذ لیکر دکان کے ایک ملازم کی طرح بیٹھہ جاؤ جب جنرل مذکور آئیگا تو میں اوسکا کپڑا ناپوں گا ' اور اسی حالت میں اون مسائل کے متعلق بھی سوال کرتا جاونگا جنکے متعلق تمکو جنرل موصوف کی راے معلوم کرنی ہے - چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد وہ آیا ' اور درزی سے ایک سوٹ کے سلنے کی فرمایش کی - درزی نے کپڑا ناپنا شروع کیا ' اور نامہ نگار قلم کاغذ لیکر پہلو میں کھڑا ہوگیا - درزی نے پہلے اوسکا ہاتھہ ناپ کر کہا " ۲۵ " نامہ نگار نے بھی اس عدد کا دوبارہ اعادہ کیا - درزی نے اوسکے ہاتھہ سے کاغذ لے لیا اور جنرل مذکور سے کہا : " دوبارہ ان کاغذات کو اسلیے دیکھہ لیتا ہوں کہ غلطی نہ ہونے پاے " یہ کہہ کر کاغذ کو دیکھا تو اوسمیں لکھا ہوا تھا " مسٹر چمبرلین کے متعلق جنرل موصوف کی راے دریافت فرمائیے ؟ " یہ پڑھکر اوس نے کاغذ نامہ نگار کو دیدیا اور پھر ناپنے میں مصروف ہوگیا ' اسی حالت میں اوس نے جنرل موصوف کی راے دریافت کرلی جسکو نامہ نگار نے لکھہ لیا - پھر درزی نے " ۴۰ " کہا ' نامہ نگار نے بھی حسب دستور اسکا اعادہ کرکے کاغذ کو درزی کے حوالے کیا - ابکے اسمیں لکھا ہوا تھا کہ " لندن کے متعلق جنرل موصوف کا کیا خیال ہے ؟ " درزی نے کاغذ واپس کردیا ' اور اسی طرح بلطائف الحیل ہر مسئلہ کے متعلق جنرل موصوف کا خیال دریافت کرتا رہا - نامہ نگار نے دوسرے دن کے اخبار میں جنرل موصوف کی یہ گفتگو شائع کردی ' جسکو پڑھکر تمام دنیا متحیر ہوگئی -

( ۴ ) عرابی پاشا کے زمانۂ شورش میں جب انگریزی فوج نے مصری لشکر پر فتح پائی ' تو اوسوقت مسٹر برل نے ڈیلی تیلیگراف کے نامہ نگار ہونے کی حیثیت سے اخبار مذکور کے دفتر میں ایک تار بھیجا - اس میں اجمالا اس فتح کی خبر دی تھی - اس مضمون کا یہ پہلا تار تھا جو لندن میں پہونچا - اسکے بعد نامہ نگار موصوف نے واقعہ کی تفصیل لکھنی شروع کی کہ اجمالی خبر کی طرح تفصیل کے بھیجنے کا فخر بھی سب سے پہلے اسی کو حاصل ہو - اس خیال سے وہ میدان جنگ میں آیا ' وہاں آکر معلوم ہوا کہ انگریزی فوج نہایت تیزی کے ساتھہ قاہرہ کی طرف روانہ ہوگئی - وہ فوراً گھوڑے پر سوار ہوکر قاہرہ پہونچا - وہاں لڑائی کا خاتمہ ہوچکا تھا ' اسلیے فوراً تار کے دفتر میں پہونچا

کرنیل روف بے کمانڈر " حمیدیہ "

جہازوں یا تین لائٹ کروزروں میں منقسم ہے ' جو یورپ میں تیار ہو رہے ہیں -

سلامیس

ان میں پہلے جہاز کا نام سلامیس ہے ' جسکے بنانے کا جرمنی کے کارخانہ ملکان بستنت کو گذشتہ سال حکم دیا گیا ہے - اسکا وزن ۱۹۵۰۰ ٹن' اور مقدار رفتار ۲۳ میل بحری ہوگا - اس میں ۸ توپیں لگائی جائینگی جنکا قطر ۱۵ سنتی میٹر کا بیان کیا گیا ہے -

دوسرا جہاز فرانس کے ایک کارخانہ میں تیار ہو رہا ہے ' جو فرانسیسی جہاز لورین کی طرز پر بنایا جائیگا - اسکا وزن ۲۳۰۰۰ ٹن اور مقدار رفتار ۲۱ میل بحری ہوگی - اس میں دس توپیں بھی ہونگی جنکا قطر ۳۷ سینتی میٹر کا ہوگا -

یونان کو تیسرے جہاز کی تیاری میں غالبا انگلستان کے کارخانوں کا ممنون ہونا پڑتا' لیکن جنگ نے یکایک حالت بدل دی -

ان کے علاوہ حکومت یونان نے ولایات متحدہ امریکہ سے دو جہاز اور خریدے ہیں ' جو سنہ ۱۹۰۴ میں ایک ساتھہ تیار ہوے ہیں ' اور ہر حیثیت سے باہم ایک دوسرے کے مشابہ و مماثل ہیں - ان میں سے ہر ایک کا وزن ۱۳۰۰۰ ٹن اور مقدار رفتار فی گھنٹہ ۱۷ میل بحری ہے -

ان جہازوں کے علاوہ یونان کے محکمہ بحری نے پارلیمنٹ سے چار لائٹ کروزروں کے اضافہ کی اور منظوری بھی حاصل کی تھی ' پہلا لائٹ کروزر وہ ہوگا جو ولایات متحدہ کے کارخانے میں سلطنت چین کے لیے بن رہا تھا' لیکن یونان نے اوسکو خرید لیا اور اوسکا نام ہلی رکھا - غالباً چند دن ہوے کہ حکومت یونان کی طرف سے انگلستان کو بھی ایک لائٹ کروزر کی فرمایش بھیجی گئی تھی ' لیکن ابھی تک کسی کارخانے کو بقیہ لائٹ کروزروں کے بنانے کا حکم نہیں دیا گیا ہے -

یونان کے محکمہ بحری نے ۱۲ تباہ کن کشتیوں ( ڈیسٹرویر ) کے اضافہ کی بھی اجازت حاصل کرلی ہے' جن میں سے چار کے بنانے کا حکم بھی انگلینڈ کے کارخانوں کو دیدیا گیا ہے -

ان کے علاوہ ۲ ڈوب کر چلنے والی کشتیاں اور دس دریائی ہوائی جہاز بھی فرانس اور انگلستان میں تیار ہو رہے ہیں - یہ جو یقیناً اب ضبط کرلیے گئے ہونگے -

یونان کا موجودہ بیڑا حسب ذیل جہازوں سے مرکب ہے :

امیروف

آہن پوش جہاز ہے جو سنہ ۱۹۱۰ ع میں دریا میں ڈالا گیا ' اوسکا وزن ۹۹۵۶ ٹن اور مقدار رفتار فی گھنٹہ ۲۷ میل بحری ہے - ذخیرہ آلات جنگ میں ۱۲ توپیں ہیں

| | |
|---|---|
| ( ۱ ) ہیدرا<br>( ۲ ) بسارا<br>( ۳ ) سیدائے | یہ تین جہاز ہیں ' جو حسب ترتیب سنہ ۱۸۸۹ ع ' سنہ ۱۸۹۰ ' سنہ ۱۸۹۱ ع میں دریا میں ڈالے گئے ' اور فرانس کے کارخانہ لا سائن |

میں سنہ ۱۸۹۷ اور سنہ ۱۹۰۰ کے درمیان اونکی مرمت ہوئی - ہر ایک کا وزن ۴۸۰۸ ٹن اور مقدار رفتار ۱۶ میل بحری ہے -

| | |
|---|---|
| ( ۱ ) ایٹوس<br>( ۲ ) لیون<br>( ۳ ) برزالوس<br>( ۴ ) پیارنس | چار تباہ کن کشتیاں ( ڈیسٹرویر ) ہیں جو سنہ ۱۹۱۱ ع میں دریا میں ڈالی گئیں ' ہر ایک کا وزن ۹۸۰ ٹن اور مقدار رفتار فی گھنٹہ ۳۲ میل بحری ہے ' اور چار تارپیڈو کشتیوں اور چار توپوں سے مسلح ہیں - |

| | |
|---|---|
| ( ۱ ) نوا تراتورا<br>( ۲ ) تیالا<br>( ۳ ) سفندونی<br>( ۴ ) اونکی<br>( ۵ ) لیکی<br>( ۶ ) اسپیسیا<br>( ۷ ) دواسا<br>( ۸ ) فالوس | یہہ آٹھوں تباہ کن کشتیاں ہیں جو سنہ ۱۹۰۶ میں دریا میں ڈالی گئیں - ہر ایک کا وزن ۳۵۰ ٹن اور مقدار رفتار ۳۰ میل بحری ہے - اونکے آلات جنگ میں متعدد اور مختلف ضخامت کی تارپیڈو کشتیاں بھی ہیں - |

| | |
|---|---|
| ( ۱ ) نور فانوس<br>( ۲ ) نیا جنیا | یہہ دونوں تباہ کن کشتیاں سنہ ۱۹۱۲ ع میں دریا میں ڈالی گئیں ہر ایک کا وزن |

۷۵۰ ٹن ' اور مقدار رفتار ساڑھے ۳۲ میل بحری فی گھنٹہ ہے' چار توپ اور دو تارپیڈو کشتیوں سے مسلح ہیں -

| | |
|---|---|
| ( ۱ ) دلفن<br>( ۲ ) ریکیس | دونوں ڈوبکر چلنے والی کشتیاں ہیں جو سنہ ۱۹۱۱ سنہ ۱۹۱۲ ع میں دریا میں |

ڈالی گئیں - ہر ایک کا وزن ۴۰ ٹن' اور ۱۴ میل بحری فی گھنٹہ مقدار رفتار ہے' اور پانچ تارپیڈو کشتیوں سے مسلح ہیں -

ان کے علاوہ چھہ کشتیاں اور بھی ہیں جنکا اب تک کوئی نام نہیں رکھا گیا - وہ گذشتہ سال دریا میں ڈالی گئیں ' ان میں ہر ایک کا وزن ۱۲۵ ٹن اور مسافت رفتار ۲۵ میل بحری فی گھنٹہ ہے - وہ متعدد تارپیڈو کشتیوں سے بھی مسلح ہیں -

اس تفصیل سے ظاہر ہوا ہوگا کہ موجودہ عثمانی بیڑا ۲۵ جہازوں سے مرکب ہے' جنکا مجموعی وزن ۴۹۵۷۵ ٹن ہے' اسکے مقابل میں یونان کا بیڑا ' ( ان دو جہازوں کے علاوہ جو اوس نے امریکہ سے خریدے ہیں ) ۲۶ جہازوں پر مشتمل نظر آتا ہے جنکا وزن ۳۴۱۵ ٹن ہے' لیکن فی الحقیقت یہ مقابلہ محض ظواہر اور تعداد کا مقابلہ ہے ورنہ یونان کی بحری معدومیت بالکل مسلم ہے کیونکہ ترکی کی طرح اسکے پاس بحری فوج نہیں ہے جو بہتر سے بہتر جہاز میں بھی کام کرسکے -

# مذاکرۂ علمیہ

## شراب کا اثر حیوانات پر

( اختبارات حدیثہ و تجارب جدیدہ کے عملی نتائج )

( اثمہما اکبر من نفعہما ! )

شراب کی مذمت مختلف طریقوں سے کی گئی ہے - لیکن اس مذمت میں سب سے زیادہ عام اور متداول مقولہ یہ ہے کہ "انسان شراب کے نشے میں انسان نہیں رہتا بلکہ جانور بنجاتا ہے"

لیکن سوال یہ ہے کہ خود جانور بھی شراب کی بد مستی میں جانور باقی رہتا ہے یا نہیں ؟

جدید طبی اختبارات سے ثابت ہوگیا ہے کہ شراب حیوانات کی قوت شعور اور حس و ادراک میں بہت بڑا انحطاط پیدا کردیتی ہے - اسلیے وہ باغیان احکام شریعت ' جو شراب کے نشے میں چور رہتے ہیں ' فی الحقیقت اوسی درجہ کے جانور ہیں ' جن کے پست درجہ کو شراب اور بھی پست تر کردیتی ہے : " ان ہم " الا کالانعام بل ہم اضل سبیلا - وہ لوگ بالکل جانور ہیں بلکہ اون سے بھی گمراہ تر !

( بلیوں پر تجربہ )

حال میں جدید طبی طریق سے ڈاکٹر ہوج نے ( جو کلارک کی یونیورسیٹی میں علم الحیات کے پروفیسر ہیں ) چند بلیوں پر اسکا تجربہ کیا ہے - یہ بلیاں شراب کی عادت ڈالنے سے پہلے نہایت چست و چالاک اور تنومند تھیں - پہلی بار کے تجربہ سے ثابت ہوا کہ بلیاں فطرتاً شراب کی طرف مائل نہیں ہوتیں - اس لیے پروفیسر موصوف نے شراب میں دودھ ملایا جو بلیوں کی مخصوص غذا ہے ' لیکن بلیوں نے اس مخلوط دودھ کی طرف بھی رغبت ظاہر نہ کی - ڈاکٹر موصوف نے جبراً اونکو پلانے کا طریقہ پلایا ' لیکن دس ہی روز شراب کے نشے میں گذرے تھے کہ بلیوں کی حالت اوس آدمی سے بھی بدتر ہوگئی جو شراب کے اخری نتائج کا عبرت ناک منظر دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے - پہلے وہ مطرب رقیق القلب و نرم خو تھیں - اب اون میں وحشت و شرارت آگئی - پہلے وہ ذکی الحس تھیں ' اب بالکل بلید الحس ہوگئیں - اگر اونکے سامنے ایک گیند پھینک دیا جاتا تھا تو حسب دستور قدیم اوسکے طرف جھپٹنے کیلیے اون میں کسی قسم کی حرکت پیدا نہیں ہوتی تھی - چوہے اونکے سامنے سے گذر جاتے تھے ' مگر انھیں خبر تک نہیں ہوتی تھی - وہ اپنا منہ اودھر ادھر میں ڈالدیتے تھے ' مگر اونکو اتنا بھی محسوس نہیں ہوتا تھا کہ یہ اونکا قدیم دشمن ہے - نہ تو اچھی طرح بولتی تھیں ' نہ دوسری بلیوں سے چھیڑ کرتی تھیں - اونکی عقل ' اونکا شعور ' اونکا نشاط اس طرح مفقود ہوگیا تھا گویا اونکے سر میں دماغ ہی نہیں تھا -

چند دن کے بعد پروفیسر موصوف نے اعادۂ صحت کیلیے اونکی شراب چھڑوادی ' لیکن اونکی برباد شدہ صحت پھر عود نہ کرسکی ! !

( دوسرا تجربہ )

ڈاکٹر موصوف نے کتوں پر بھی شراب کا تجربہ کیا ' اور نتائج اس سے بھی زیادہ افسوس ناک صورت میں ظاہر ہوے - چنانچہ اونھوں نے چار اسپینیل کتوں کو ( جن میں دو نر اور دو مادہ تھیں ) اسکے لیے انتخاب کیا جو ایک ہی دن پیدا ہوے تھے - اونھوں نے دو کتوں کو جو نسبتاً زیادہ قوی اور چاق و چست تھے ' اپنا تختۂ مشق بنایا ' اور دو کو انکی اصلی حالت پر چھوڑ دیا تاکہ نتائج کے مقابلہ کا موقعہ مل سکے - تجربہ سے معلوم ہوا کہ کتے کی فطرت بھی شراب نوشی سے انکار کرتی ہے - آخر کار اونکو بھی جبراً شراب پلائی گئی ' تاہم اسکی مقدار اوس سے کم تھی جو عموماً شراب نوشوں کا روزانہ معمول ہے - چند ہی دنوں میں وہ نتائج ظاہر ہونے لگے ' جنکو قرآن حکیم نے آج سے ڈیڑہ سو برس پہلے ظاہر کردیا تھا :

انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ و البغضاء فی الخمر و المیسر -

شیطان چاہتا ہے کہ تملوگوں کے درمیان شراب نوشی اور قمار بازی کے ذریعہ باہم عداوت قائم کرادے -

چنانچہ ان کتوں کے پنجرے میدان کارزار بن گئے ' جن میں شب و روز معرکۂ جدال و قتال گرم رہتا تھا - ابتداء برہمی و تند خوئی کا اظہار دونوں شراب نوش کتوں ہی کی طرف سے ہوتا تھا ' لیکن مقابلہ میں اون کتوں سے شکست کھا جاتے تھے جنکو اس مرض میں مبتلا نہیں کیا گیا تھا - ڈاکٹر موصوف نے جسمانی ورزشوں کے ذریعے سے بھی ان کی قوتوں کا موازنہ کیا - سو قدم کے فاصلے پر گیند پھینک دیے جاتے تھے ' اور یہ کتے جھپٹ کے اونکو اوٹھا لاتے تھے ' لیکن متوالے کتے ایک بار بھی گوے سبقت نہ لیجا سکے اور انکے پانوں شل سے ہوگئے !

کتے عموماً دلیر ہوتے ہیں ' لیکن شراب نے ان دونوں کو اس قدر بزدل بنا دیاتھا کہ ہوا کی کھڑکھڑاہٹ اور گھنٹی کی اواز سے بھی گھبرا کر بھونکنے لگتے تھے !

شراب کے اثر سے اون میں روز بروز وہم و خوف کا مادہ پیدا ہوتا جاتاتھا ' یہاں تک کہ اکثر اوقات بغیر کسی سبب کے بھی بھونکا کرتے تھے -

( شراب کا اثر توالد و تناسل پر )

ڈاکٹر موصوف نے توالد و تناسل کے لحاظ سے بھی اونکا مقابلہ کیا ' چنانچہ اونھوں نے شراب نوش جوڑے کو ایک پنجرے میں علحدہ رکھا ' اور غیر شراب نوش جوڑے کو ان سے الگ کر کے دوسرے پنجرے میں بند کردیا - شراب نوش مادہ نے پہلی بار سات بچے جنے ' جن میں دو مردہ تھے - دوسری مرتبہ صرف تین بچے پیدا ہوے ' جن میں دو اپنی روح کو ماں ہی کے پیٹ میں دفن کر آے تھے - تیسری بار گیارہ بچے ہوے جن میں دو مردہ تھے ' اور چھہ جنے کے ساتھہ ہی مرگئے - تین زندہ رہے ' مگر وہ بھی نہایت کریہ المنظر تھے - چوتھی دفعہ تین مردہ بچے پیدا ہوے ' مگر اس مرتبہ ماں کی زندگی کا بھی خاتمہ ہوگیا - غرض اس مادہ کے کل ۲۶ بچوں میں صرف چار صحیح و توانا تھے - باقی یا تو ماں کے پیٹ ہی سے مردہ پیدا ہوے ' یا پیدا ہونے کے ساتھہ ہی مرگئے - جو زندہ رہے ' اون میں بھی کوئی نہ کوئی جسمانی عیب ضرور تھا -

لیکن غیر شراب نوش مادہ کے بچوں کی مجموعی تعداد ۴۵ تھی جن میں ۴۱ بالکل صحیح و سالم تھے !

تار روانہ کرنا چاہا ' لیکن بدقسمتی سے ملازمین دفتر انگریزی زبان سے نا واقف تھے اور اسلیے تار بھیجنے سے معذور تھے - مجبوراً نامہ نگار نے اسیوقت ایک گھوڑا مستعار لیا اور اندھیری راتوں میں باغیوں کے درمیان سے گذرتا ہوا مقام قصامین کی طرف روانہ ہوگیا - جب منزل مقصود تک پہونچنے میں صرف دس میل کا فاصلہ رہ گیا تو گھوڑے نے زمین پر گر کر جان دیدی - اب وہ پیدل چلا اور متصل دو دن کی سواری اور ۱۴۰ میل کی قطع مسافت کے بعد اوسکو واقعہ کی تفصیل کے روانہ کرنے کا موقع ملا !

( ۵ ) لندن میں ایک اخبار نویس اور ایک ڈاکٹر کو ایک ہی میز پر کھانا کھانے کا اتفاق ہوا - ڈاکٹر نے مختلف ملکوں کی آب و ہوا کے طبی اثرات پر گفتگو کرنا شروع کی - اثناء کلام میں کہا :

" اکثر لوگ ہندوستان کی آب و ہوا سے ڈرتے ہیں ' چنانچہ آج میرے پاس ایک لارڈ آے اور ہندوستان کی آب و ہوا کے متعلق مجھہ سے طبی مشورہ لیتے رہے - "

اخبار نویس نے نہایت بے پروائی کے ساتھہ پوچھا :

" تو پھر آپ نے کیا جواب دیا ؟ "

ڈاکٹر نے کہا :

" مینے انکو ہندوستان جانے کا مشورہ دیا "

اخبار نویس نے اب اس سے زیادہ پوچھہ کچھہ نہیں کی - اپنے دفتر میں آیا اور فوراً یہہ خبر شایع کردی : " ہندوستان کی وایسرا ئلٹی کا عہدہ فلان لارڈ کی خدمت میں پیش کیا گیا اور اونہوں نے اسے قبول کرلیا -

یہ اس ذہین نامہ نگار کا محض قیاس تھا مگر اس نے جرأت سے کام لیکر اعلان کردیا اور بالکل صحیح نکلا - وہ اس زمانے میں سن چکا تھا کہ ہندوستان کی گورنر جنرلی کے لیے کسی نئے شخص کا تقرر درپیش ہے - جب ڈاکٹر نے کہا کہ ایک لارڈ نے ہندوستان جانے کی نسبت مشورہ کیا ہے تو اس نے قیاس کیا کہ وہ ہندوستان گورنر جنرل ہوکر جانے والا ہوگا - پھر جب ڈاکٹر نے کہا کہ میں نے اسے جانے کا مشورہ دیا تو اسے یقین ہوگیا کہ وہ اب ضرور جایگا - ان تمام حالات سے وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ " ہندوستان کی گورنر جنرلی کا عہدہ اسی لارڈ کو ملا ہے اور اس نے منظور کرلیا ہے !

( ۶ ) جنوبی افریقہ میں جب انگریزوں نے بوئروں سے صلح کی تو اسوقت مسٹر اڈگر روس ڈیلی میل کے نامہ نگار ہوکر وہاں گئے تھے - اسی زمانے میں مقام جوہنس برگ سے ۵۰ میل کے فاصلے پر وکلاے فریقین کا ایک جلسہ ہوا ' لیکن کسی اخبار کے نامہ نگار کو شرکت کا موقع نہیں دیا گیا تھا -

خبروں کے احتساب کا طریقہ بھی وہاں نہایت سخت تھا ' اور صیغہ احتساب کو مراسلات میں ہر قسم کے تصرف کرنے کا پورا اختیار حاصل تھا - اس لیے کوئی واقعہ اپنی اصلی صورت میں لندن تک نہیں پہونچ سکتا تھا - مسٹر رواس کا بیان ہے :

" ہم نے باہم چند اصطلاحی الفاظ وضع کرلیے تھے جنکا حقیقی مفہوم اونکے ظاہری مفہوم سے بالکل مختلف تھا - حسن اتفاق سے صیغہ احتساب نے لعل اور سونے کی کانوں کے متعلق ہر قسم کے تجارتی مراسلات بھیجنے کی اجازت دے رکھی تھی ' اسلیے تجارتی اصطلاح کے پردے میں پولیٹیکل خبروں کے بھیجنے کا پورا موقع مل سکتا تھا - چنانچہ ہم نے تجارتی اصطلاح ہی میں سلسلۂ مراسلات شروع کیا ' اور ۱۲ اپریل سنہ ۱۹۰۲ ع کو ذیل کے الفاظ میں ایک مراسلہ ڈیلی میل لندن کو بھیج دیا :

" اوس زمین کے خریداروں کی جانب سے جس میں سونے کی کان ہے ' میں تمکو اطلاع دیتا ہوں کہ دونوں فریق ہری ٹوریا کی طرف روانہ ہوگئے ' جہاں الف بھی بھاؤ چکانے کے لیے پہنچ گئے ہیں - مجھکو پورا یقین ہے کہ بیچنے والے بیچنے پر آمادہ ہیں " -

لندن میں یہ مصطلحہ تار پہونچا تو اسکا اصلی مطلب سمجھہ لیا گیا اور ڈیلی میل نے اسکو ذیل کے الفاظ میں شائع کیا :

" گفتگوے صلح کی بنا پر میں آپ لوگوں کو اطـــلاع دیتا ہوں کہ ڈیلیگیٹ پریٹوریا کی طرف روانہ ہوگئے ہیں - لارڈ الفرڈ ملز بھی اس غرض سے گئے ہیں کہ بہترین شرائط پر انعقاد صلح کرالیں - مجھکو کامل اعتماد ہے کہ بوئیر مائل بہ صلح ہیں "

ٹرانسوال کی زمین سونے کی کانوں کی زمین ہے - پس نامہ نگار نے انگلستان کی فوج کو " سونے کی زمین کے خریداروں " سے تعبیر کیا - لارڈ الفرڈ کیلیے " الف " لکھدیا جو صلح کیلیے گئے تھے اور گویا اپنے مقاصد کا بھاؤ چکا رہے تھے - بوئیر صلح پر آمادہ تھے اسلیے انہیں اپنی زمین فروخت کر دینے کیلیے آمادہ ظاہر کرنا نہایت صحیح استعارہ تھا - خبروں کے محتسبوں نے اس تار کو محض ایک تجارتی تار سمجھکر نہیں روکا ' اور اس طرح وقت سے پہلے ڈیلی میل کو صلح کی خبر شائع کرنے کا فخر ملگیا !

نامہ نگار مذکور اسکے بعد کہتا ہے :

" اسی طرح میں برابر مراسلات بھیجتا رہا - لیکن صرف لندن تک خبروں کے پہونچانے کیلیے یہ طریقہ مفید ہوسکتا تھا - اصلی اور صحیح ماخذوں سے خبروں کے حاصل کرنے میں اس سے کچھہ مدد نہیں ملسکتی تھی ' حالانکہ یہ کام خبروں کے بھیجنے سے بھی زیادہ اہم تھا - اسی غرض سے بعض نامہ نگاروں نے فوجی لباس پہنکر کانفرنس میں گھسنا چاہا ' لیکن اونکو ذلت کے ساتھہ نکال دیا گیا -

بالاخر میں نے ایک سپاہی سے جو میرا دوست تھا مدد لینا چاہی ' اور وہ مجھہ تک وکلاے صلح کے نتائج گفتگو پہونچانے کیلیے آمادہ ہوگیا - راے یہ قرار پائی کہ میں روزانہ جوہانس برگ سے ٹرین پر سوار ہوکر اوس مقـام سے گذرا کرونگا جہاں وکلاء اجلاس کررہے ہیں ' لیکن چونکہ شبہہ کے خوف سے وہاں اوتر نہ سکونگا - اسلیے صرف اشارات کے ذریعہ مجھے نتائج بحث کی اطلاع دی جاے گی -

چنانچہ انہی اشاروں میں سلسلۂ کلام شروع ہوا - ہم نے باہم علامات مقرر کرلی تھیں - جب وہ نیلے رنگ کے رومال کو ہلاتا تھا تو میں سمجھتا تھا کہ گفتگوے صلح موقوف ہوگئی - سرخ رومال کی حرکت سے معلوم ہوتا تھا کہ صلح قریب ہے - سفید رومال کی جنبش انعقاد صلح کی خبر دیتی تھی - چنانچہ اسی غرض کیلیے ہزاروں بار جوہانسبرگ سے اس مقام تک کا سفر کرنا پڑا - بالاخر ایک دن میں نے ریل کی کھڑکی سے جھانکا تو اپنے دوست کے ہاتھہ میں سفید رومال ہلتے ہوے دیکھا - اوسیوقت میں نے ڈیلی میل کو تار دیدیا :

" میں نے ٹرانسوال کی کانوں کے حصوں میں سے تمہارے لیے ہزار حصے خریدے " یعنی ٹرانسوال کی سرزمین ہاتھہ آگئی اور صلح کا انعقاد ہوگیا !

لیکن یورپ کے نامہ نگار اور ایڈیٹر جس طرح نہایت تحقیق و جانفروشی کے ساتھہ واقعات کا مواد فراہم کرسکتے ہیں ' اوسی طرح اونکو واقعات کے مسخ کرنے کی بھی قدرت حاصل ہے - چنانچہ ٹرکی اور چین کی لڑائیوں میں اسکا بارہا تجربہ ہوچکا ہے ' اور ایک عظیم الشان نیا تجربہ ہمارے سامنے ہے - اس مرتبہ جنگ یورپ میں خبروں کی بندش کا ایسا شدید انتظام کیا گیا ہے کہ آجتک کسی لڑائی میں ایسا نہیں کیا گیا - نامہ نگاروں کا وجود بالکل بیکار ہوگیا ہے - اور خبروں کے معلوم کرنے کا صرف ایک ہی ذریعہ سرکاری محکمہ احتساب اخبار ہے ' جو اگر خبر دینے کی جگہ نہ دے تو یہ دنیا کو حقیقت کبھی کبھی پہونچنے نہ دیگا کہ ہوا ہوگا !

لیکن شراب کی مضرت صرف یہی نہیں ہے کہ وہ خود جزو بدن ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی - اسکا اصلی نقصان یہ ہے کہ دوسری غذاؤں کو بھی جزو بدن نہیں ہونے دیتی - چنانچہ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ اگر کھانا کھانے کے بعد ایک شخص سے کوئی بوجھہ اوٹھوایا جاے تو وہ اوسکو متعدد بار اوٹھا سکیگا ' لیکن اگر کھانے کے ساتھہ اوسکو شراب بھی پلا دی جاے تو اوسکے جسم کی قوت کم ہوجائیگی ' اور وہ اوس بوجھہ کو متصل کئی بار نہ اوٹھا سکیگا -

اسکا اصلی سبب یہ ہے کہ طبیعت ہمیشہ مرغوب چیزوں کی طرف توجہ کرتی ہے ' اسلیے جب غذا کے ساتھہ شراب پی لی جاتی ہے تو تمام قواے طبیعیہ شراب ہی کے کیف و سرور میں رقص مستانہ کرنے لگتے ہیں ' اور اپنے وظائف ضروریہ کی طرف ملتفت نہیں ہوتے - نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ غذا غیر منہضم رہ جاتی ہے اور جزو بدن نہیں ہونے پاتی - شراب میں بجاے خود ایسے اجزاء غذائیہ موجود نہیں ہیں جو اس کمی کا بدل ما یتحلل ہوسکیں ' اسلیے تمام نظام جسمانی دفعتاً کھوکھلے درخت کی طرح گر پڑتا ہے اور اعصاب کے ریشے بیخ و بن سے اوکھڑ جاتے ہیں !

احادیث کے اشارات و کنایات سے بھی شراب کی عدم غذائیت پر استدلال کیا جاسکتا ہے - یہ مسلم ہے کہ انسان کی فطری غذا دودھ ہے جو نہایت مفید اجزاے غذائیہ سے مرکب ہے - شب معراج میں حضرت جبریل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت سلیمہ کو ممتحن کرنے کیلیے دو پیالے پیش کیے تھے : ایک شراب کا ' دوسرا دودھہ کا - آپنے دودھہ کا پیالہ لے لیا ' اسپر حضرت جبریل نے فرمایا کہ آپ دین فطرت پر ہیں - یعنے اوسی چیز کو آپنے انتخاب کیا ہے جو فطرتاً اجزاے غذائیہ کا بہترین مجموعہ ہے

جب بلی اور کتے کی فطرت شراب سے اباء کرتی ہے ' تو اوسکے غذاے غیر فطری ہونے میں کسکو کلام ہوسکتا ہے ؟ فطرت صرف اصلح کا انتخاب کرتی ہے ' اسلیے یہ فطری انکار اس بات کی دلیل ہے کہ شراب نوع انسان کیلیے غذاے صالح نہیں ہے !

## حادثۂ ادبیۂ عربیہ

### جارج زیدان

[ سابق ] ایڈیٹر الہلال - مصر

مصر کی پچھلی ڈاک کی ایک اطلاع مظہر ہے ' جارج زیدان ایڈیٹر الہلال مصر کا انتقال ہے -

جارج زیدان کا اصلی وطن شام ہے - سنہ ۱۸۶۱ع میں پیدا ہوا اور ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد کلیۂ سوریہ ( سوریا کالج ) میں داخل ہوگیا یہ موجودہ عہد کی ایک بہت بڑی مشرقی درسگاہ ہے ' اور تمام ممالک اسلامیہ میں حتی کہ خود دار الخلافۃ قسطنطنیہ میں اس سے بہتر تعلیم جدید کا انتظام نہیں - اسی درسگاہ میں اس نے عربی اور ترکی کے علاوہ انگریزی اور فرنچ زبان کے علوم ادبیات کو بھی حاصل کیا -

وہ غالباً سنہ ۱۸۷۹ع میں پہلی بار مصر آیا اور عربی زبان میں ایک دو ناول اور معمولی درجہ کی چند تاریخیں لکھیں - فری میسن لاج کی تاریخ ' مصر اور انگلستان کی مختصر تاریخیں سید مہدی سوڈانی کے متعلق ایک ناول ( اسیر المتمہدی ) غالباً اسی عہد کی تصنیفات ہیں -

اس زمانے میں مصر سے متعدد اخبارات نکلتے تھے ' لیکن " المقتطف " کے سوا کوئی علمی رسالہ شائع نہیں ہوتا تھا - جارج زیدان نے " البصیر " نامی ایک ہفتہ وار اخبار میں بعض علمی مضامین لکھے ' اور وہ اسقدر مقبول ہوے کہ ادارۂ البصیر نے ایک خاص ماہوار رقم معاوضہ میں دینے کیلیے منظور کرلی - اس واقعہ سے اسکی ہمت بڑھی ' اور سنہ ۱۸۸۲ع میں الہلال جاری کردیا -

الہلال " المقتطف " کی طرح اعلی درجہ کا علمی رسالہ نہ تھا اسمیں ابتدائی قسم کے ادبی مضامین ( لائٹ لٹریچر ) اور عام تاریخی و سیاسی معلومات اور تراجم و فوائد کا حصہ زیادہ ہوتا تھا - اسلیے عام طور پر پسند کیا گیا اور روز بروز اسکی اشاعت بڑھنے لگی - سنہ ۱۸۸۵ع میں اسکا خاص پریس بھی قائم ہوگیا ' اور زندہ کتابوں کی اشاعت و تراجم کے بھی متعدد سلسلے شروع کیے گئے - عربی زبان کی انسائکلوپیڈیا ( دائرۃ المعارف ) کی دسویں جلد سلیمان بستانی مرتب کررہے تھے - انھوں نے اسکی اشاعت بھی الہلال پریس کے متعلق کردی ' اور ۱۰ سے ۱۳ جلدوں تک کی اشاعت کا اسے موقعہ ملا - اس طرح الہلال پریس کو بہت جلد شہرت ہوگئی - گذشتہ سال مجھ ایک خط میں لکھا تھا کہ " اجکل الہلال کی اشاعت اندس ہزار کے قریب پہنچ گئی ہے " '

الہلال کی ۲۲ جلدیں اس نے مرتب کیں - تاریخ اسلام کے ناولوں کے ۱۵ نمبر شائع کیے ' تاریخ و تمدن و علوم عربیہ کے متعلق ۸ کتابیں لکھیں ' عام تراجم و علوم پر بھی تقریباً آٹھہ دس چھوٹے بڑے رسالے موجود ہیں ' یہ تمام ذخیرہ اسکے لیے کافی ہے کہ اسکی علمی و ادبی خدمات کا اعتراف کیا جاے ' اور اسکے وجود کو موجودہ عربی زبان کے ممتاز اہل قلم میں جگہ دی جاے - اسکی علمی خدمات اگرچہ ابتدائی قسم کی تھیں اور شرف تحقیق و علو فکر و حسن اخذ و ترتیب سے اسکی تمام تصنیفات خالی ہیں ' تاہم اس نے کامل ایک چوتھائی صدی تصنیف و تالیف میں بسر کی ' اور عربی زبان میں ترجمہ و اقتباس سے ایک بہت بڑا ذخیرہ ادبیات علمیہ کا فراہم کردیا - پس وہ یقیناً موجودہ عہد کا ایک ممتاز مشرقی اہل قلم تھا ' اور اسکی وفات سے عربی زبان اپنے ایک بہت بڑے مستعد مسیحی خادم سے محروم ہوگئی ہے !

ہم آیندہ نمبر میں کسی قدر تفصیل کے ساتھہ مطبوعات الہلال پر اپنی راے ظاہر کرینگے ' کیونکہ اس نمبر میں زیادہ گنجائش نہیں ہے -

## ( نتائج تجارب )

ڈاکٹر موصوف نے ان کتوں کے تجارب سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جو شخص جسقدر قوي اور چست و چالاک ہوگا ' اوسي قدر شراب کی مضرت کا اثر اوس پر زیادہ پڑے گا - اس بنا پر اون لوگوں کو شراب سے قطعاً احتراز کرنا چاہیے جو لوگ اس قسم کے مشاغل میں مصروف رہتے ہیں جن میں قوت و نشاط کي زیادہ ضرورت ہوتي ہے - حالانکہ اکثر لوگ قوت و نشاط کے بڑھانے ہي کے حیلے سے شراب نوشي کي ابتداء کیا کرتے ہیں !

اسلام ایک دین الہي و فطري ہے - فطرت کے قوانین کے انکشاف کے ساتھہ اوسکے اسرار و مصالح بھي روز بروز نمایاں ہوتے جاتے ہیں -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے پوچھا کہ ہملوگ سرد ملک کے رہنے والے ہیں اور اعمال شاقہ میں مصروف رہتے ہیں ' ہمکو حرارت اور قوت و نشاط کي زیادہ ضرورت ہے ' اسلیے ہملوگ گیہوں کي شراب پیتے ہیں - آپنے فرمایا کیا وہ نشہ آور ہے ؟ اونہوں نے کہا " ہاں " آپنے سختي کے ساتھہ اونکو ممانعت کردي -

جدید طبي تحقیقات آج حرف بحرف اسکي تائید کرتی ہے انسان کے نظام عصبي پر شراب کا جو اثر پڑتا ہے ' اوسکا بھي مختلف طریقوں اور مختلف آلات سے تجربہ کیا گیا ہے -

## ( جہاز عصبی اور الکحل )

انسان اپنے اعضاء میں سب سے زیادہ دہنے ہاتھہ کی انگشت شہادت سے کام لیتا ہے - ایک اطالي عالم نے ایک عجیب و غریب آلہ ایجاد کیا ہے - جب وہ ہاتھہ میں لگادیا جاتا ہے تو ہاتھہ کي حرکت کو بالکل روک دیتا ہے - صرف انگشت شہادت کھلی رہتي ہے ' اور آلہ کي قوت مانعہ کا اوسپر کوئی اثر نہیں پڑتا - اسلیے اوسکي حرکت سے بآسانی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ شراب کا اثر اس انگلی کے عضلات پر کسقدر پڑتا ہے ؟

چنانچہ مختلف تحقیقات نے ثابت کردیا ہے کہ شراب اسکی قوت میں نمایاں کمي پیدا کر دیتا ہے - ایک شخص کو پہلے ٹوڑین کھلا کر ( ۱ ) ایک کیلو گرام ( ۲ ) کا بوجھہ اوٹھوایا گیا - اسکے بعد اوسی شخص کو شراب پلا کر یہی تجربہ کیا گیا تو دونوں میں سخت اختلاف نظر آیا - ٹوڑین کھانے کے بعد وہ متعدد بار اس بوجھہ کو اوٹھا سکتا تھا ' لیکن شراب پینے کے بعد اس میں دفعتاً کمی آگئی - اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اگر شراب میں ٹوڑین جتنی بھی قوت ہوتی تو نتائج میں اس قدر اختلاف نہ ہوتا

## ( قوی عقلیہ پر اسکا اثر )

عام اعصاب دماغی پر شراب کا جو اثر پڑتا ہے ' اوسکے شواہد بھي بکثرت ہیں - عام خیال یہ ہے کہ شراب قواے دماغي میں اشتعال ' روانی ' اور تیزي پیدا کردیتي ہے - لیکن علمی تجارب اسکی تائید نہیں کرتے - ایک شخص کو ایک سادہ حساب دیدو ( مثلاً جمع کرنا ) وہ ان اعداد کو جتني دیر میں جمع کرے ' اوسکو محفوظ رکھو - پھر اوسي شخص سے شراب پلا کر انھي اعداد کو جمع کراؤ - تم کو اوقات کي نسبت میں نمایاں اختلاف نظر آئیگا - یعني دوسري صورت میں بہ نسبت پہلی صورت کے زیادہ دیر لگیگي اور یہہ انحطاط قواے عقلیہ کی کھلي دلیل ہے -

اس سے بھي واضح تر مثال یہہ ہے کہ حالت صحت عقل میں ایک شخص سے اوسکے گھر کا تصور کراؤ ( مثلاً ) - اوسکا گھر مختلف چیزوں کا مجموعہ ہوگا : خاندان ' بی بی ' بچے ' گھوڑے ' میز ' کرسی ' وغیرہ ' اسلیے اوسکو گھر کے ساتھہ ان تمام چیزوں کا تصور بھي لازمي طور پر کرنا پڑیگا ' کیونکہ گھر انھي اجزاء کے مجموعہ سے عبارت ہے - اب ان تمام خانگي اسباب کي ( جو گھر کے تصور کے ساتھہ اوسکے ذہن میں آئے ہیں ) ایک فہرست مرتب کرلو ' پھر اوسی شخص کو شراب پلا کر ۱۲ گھنٹے کے بعد اسي قسم کا تجربہ کرو - تمکو متواتر تجربوں کے بعد دونوں حالتوں میں محسوس فرق نظر آئیگا - پہلي حالت میں گھر کي تمام چیزیں نہایت تیزي اور خاص ترتیب و نظام کے ساتھہ اوسکے ذہن میں آئینگي ' لیکن دوسري صورت میں نہ تو یہہ حسن نظام قائم رہیگا ' نہ اس دفعی انتقال ذہني کي شان نظر آئیگي !

## ( شراب اور علم الجراثیم )

انسان مختلف خطرات میں گھرا ہوا ہے ' لیکن قدرت نے اوسکے اندر مختلف قواے دافعہ پیدا کردیے ہیں جو ان خطروں کا مقابلہ کرتے رہتے ہیں - انسانی زندگي اسي کشمکش کا نتیجہ ہے ' لیکن انسان میں امراض متعدیہ ( ایک سے دوسرے کو لگنے والے امراض ) کے مقابلہ کرنے کی جو قوت ہے - شراب اوسکو بالکل فنا کردیتي ہے ' پروفیسر متنی کوف نے اپنے تجربہ سے ثابت کیا ہے کہ انسان کے خون میں بہت سے سفید رنگ کے جراثیم ہوتے ہیں - وہ امراض متعدیہ کي مدافعت کرتے ہیں ' اور شراب دفعتاً ان جراثیم کو ہلاک کردیتي ہے - اسلیے امراض ساریہ و متعدیہ کي مقاومت کے لیے اور مہلک کیڑوں کے دفع کرنے کے لیے فطرت نے جو فوج ہمارے جسم کے اندر مرتب کردي ہے ' شراب کا پہلا تباہ کن حملہ اوسي پر ہوتا ہے اور اسے برباد کر دیتا ہے

## ( شراب اور قواء جسمانی )

لیکن یہ تمام نتائج ایک دوسرے اصول کے ہیں - اصل سوال یہ ہے کہ شراب میں اجزاے غذائیہ ہیں یا نہیں ؟ اگر وہ اجزاء غذائیہ کی کافی مقدار رکھتی ہے ' تو یقیناً وہ تمام غذاوں کی طرح جسم کی قوت کے بڑھانے کا سبب ہو سکتي ہے - لیکن یعض اخباروں نے اسکا بھی مایوسانہ جواب دیا ہے - پروفیسر ولیم اتاوٹر نے ( جو موجودہ زمانے کا بہت بڑا کیمیاداں ہے ) ایک صندوق تیار کیا ہے جس سے غذا کے افعال طبیہ کا تجربہ کیا جا سکتا ہے - چنانچہ آدمی کو اگر اس صندوق میں بند کردیا جائے ' تو یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ غذا کا کسقدر حصہ جزو بدن ہوا ' اور اس قدر فضلہ بنکر نکل گیا ؟ شراب کی غذائیت کا اس آلہ کے ذریعہ سے تجربہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ اپنے اندر غذائیت کي کافي مقدار رکھتی ہے ' اور اوسکے سو حصوں میں سے ۹۸ حصہ جزو بدن ہوتا ہے -

جو لوگ استداد شراب نوشی کے حامي ہیں ' وہ اس تجربہ سے سخت گھبرا گئے ' لیکن بعد کو خود پروفیسر مذکور کی تشریح سے معلوم ہوا کہ وہ روٹی ' گوشت ' اور عام غلوں کي سي غذائیت نہیں رکھتی یعنے وہ تحلیل کیمیاوي کی رو سے مختلف اجزاء نباتیہ و معدنیہ پر مشتمل نہیں ہے جو جسم کو لگتے ہیں اور اسکی قوت کو بڑھاتے ہیں جیسا کہ تمام غذاؤں میں ان اجزاء کا کافي ذخیرہ ہوا کرتا ہے - بلکہ وہ ایک غذاے ناقص یا صرف ایک ہی قسم کی غذا ہے - بالخصوص اوس سے اعصاب کے ریشوں کی تولید تو بالکل ہي نا ممکن ہے ' کیونکہ یہ ریشے نیٹروجن اور دوسرے معدني اجزاء سے بنتے ہیں ' مگر شراب میں ان اجزاء کا ذخیرہ نہیں پایا جاتا -

---

( ۱ ) ایک غذا ہے جو عموماً مریضوں اور ضعیفوں کو دیجاتي ہے -

( ۲ ) کیلو گرام فرانس کا سیر ہے جو ۸۵ تولے سے کچھہ زیادہ کا ہوتا ہے - ہندوستان میں پکا سیر ۸۰ تولے کا سمجھا جاتا ہے

سرجان جیلیکو امیر البحر برطانیہ

سرجان فرنچ - سپہ سالار افواج بریہ برطانیہ

# مشاہیر افواج بریہ فرانس و المان

## جنرل ژوفرے

سپہ سالار افواج بریہ فرانس

اب لقب لیاں ...یا ہے

فرانس کو امن کے زمانہ میں ... فوج کی کمان لینے کے لیے اور اس سے زیادہ اہم یعنی خارجی یا داخلی حملہ کے وقت فوج اور ملک کی حفاظت اور ایک فوج گراں سے کام لینے کے لیے ایک خاص قسم کے آدمی کی ضرورت تھی - اس میں کوئی شک نہیں کہ جنرل ژوفرے اسی طرح کا آدمی ہے -

جنرل ژوفرے اپنے باطنی اخلاق کی طرح اپنے چہرہ کے ظاہری شمائل میں بھی رعب و تاثر کی قوت رکھتا ہے - اسکا بالائی لب گھنی لمبی، سفید، اور سپاہی کے شایان شان مونچھوں سے مستور ہے، جنکے نیچے اسکے سفید براق دانت تبسم کے وقت برق کی طرح چمکتے ہیں - اسکی ناک اگرچہ مختصر ہے مگر اسکے ساتھ ہی موٹی اور بھاری ہے، اور اسطرح اسکے اختصار کی تلافی ہوگئی ہے - اسکی یہ عادت ہے کہ وہ اپنی صاف آنکھوں سے اسطرح بغور اور ہولناک طور پر دیکھتا رہتا ہے، گویا وہ نظروں کو اس شے کے پار کردینا چاہتا ہے جسکو وہ دیکھ رہا ہے !

جنرل ژوفرے سنہ ١٨٥٢ ع میں پیدا ہوا - وہ ابھی ١٨ سال ہی کا تھا اور اسکی فوجی تعلیم ہو رہی تھی کہ جنگ فرانس و جرمنی کی آگ شعلہ زن ہوگئی - اسکے تعلیم موقوف کردی اور سکنڈ لفٹننٹ بنا دیا گیا - نو عمر ژوفرے اسوقت توپخانہ میں تھا جس نے محاصرۂ پیرس کے زمانے میں پیرس کی مدافعت کی تھی

جنرل ژوفرے نے مشرق اقصی کے معرکہ ٹونکن میں اس حالت کے ساتھ قلعے بنائے میں جبکہ چینی فوجوں کے آتشین گولے براہ راست اس پر آگ برسا رہے تھے !

اس جانبازانہ کارنامہ کے بعد وہ سرج اندر چائنا میں بھیجدیا - یہاں بھی اس نے تین جنگیں کیں - آخر میں پیرس واپس ہونے سے قبل اسے مقام تمبکٹو میں اپنے وطن کی سرگرم خدمت انجام دینی پڑی -

جنرل ژوفرے اس داخلی پیچیدگی کے بعد فرنچ سپاہ کا سپہ سالار بنا دیا گیا جسکی وجہ سے فرانس کی جنگی مجلس کی زندگی خاتمہ ہوگیا ؛ سنہ ١٩١١ع میں ( جب تک کہ وہ کمانڈر انچیف نہ بنایا گیا تھا ) فرنچ سپاہ کا کوئی کمانڈر انچیف نہیں تھا - بلکہ ایک جنگی مجلس اس غرض کیلیے قائم تھی -

فرانس کی مجلس وزارت پر یہ حملہ کیا گیا کہ اس نے قومی حفاظت کے اہم ترین کام کو نظر انداز کر دیا ہے - وزیر جنگ جنرل ... نے کہا کہ جب تک جنگ نہ چھڑ جائے، اسوقت تک کسی خاص شخص کے متعلق سپہ سالار عام ہونے کا فیصلہ کرنا عقلمندی کے خلاف ہے -

اس تجویز کی منظوری کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرانس کی مجلس وزارت ٹوٹ گئی کیونکہ اخبارات نے اس جواب کا مضحکہ اڑایا اور نہایت سختی سے نکتہ چینی کی - بالاخر موسیو کایو نے نئی مجلس وزارت ترتیب دی اور موسیو میسمی وزیر جنگ قرار پائے - یہی وہ زمانہ ہے جبکہ جنرل ژوفرے کا انتخاب عمل میں آیا اور اب وہ نپولین کے وطن کی عزت کا تنہا محافظ ہے !!

## جنرل وان مولٹک

یہ مشہور شخص آج ٨ سال سے جرمن فوج کے بڑے جنرل اسٹاف کا چیف ہے - اور اس مشہور شخص کا بھتیجا ہے جسکا لقب " اورگنائزر اف وکٹری " ( فتح کی تنظیم قائم کرنے والا ) تھا اور جس نے موجودہ " فوجی جرمن " کی بنیاد مستحکم کی - یہ جنگ جو جرمنی نے شروع کی ہے اس کا فیصلہ کردیگی کہ " اورگنائزر آف وکٹری " کا یہ بھتیجا اپنے اس مشہور و معروف چچا کے دوسرے لقب ونر آف وار ( فاتح جنگ ) کا مستحق ہے یا نہیں ؟

یکم جولائی سنہ ١٩٠٦ع میں وان مولٹک ایک درخشاں سپاہی یعنی کونٹ وان شلی مین کی جگہ جنرل اسٹاف مقرر ہوا - پہلے وہ فوج میں ایک معمولی درجہ پر تھا - لیکن جنگ جرمنی و فرانس میں حسن خدمات کے صلہ میں اسے لفٹنٹی کا عہدہ اور " ائرن کراس " کا تمغہ ملا - اسکے بعد وہ مختلف عہدوں سے گذرتا ہوا سنہ ١٩٠٢ع میں جنرل لفٹیننٹ کے عہدہ پر فائز ہوا - مگر یہ تقرری بنظر استحسان نہیں دیکھی گئی ؛ کیونکہ خود فوج میں اور اسکے باہر عام طور پر یہ سوال زبانوں پر تھا کہ جس منصب پر " شیلی مین " تھا ؛ اس پر مولٹک کیسے فائز ہوگیا ؟

لوگ علانیہ کہتے ہیں کہ مولٹک کو یہ کامیابی محض قیصر کی نظر توجہ سے ہوئی - قیصر کی دلی آرزو تھی کہ جرمن فوج کے اس صیغہ میں جو بمنزلہ دماغ کے ہے، ایک بار پھر " مولٹک " کا نام نظر آ جائے جو اِس مولٹک کا چچا تھا - قیصر نے پرنس بلو کی علحدگی کے بعد اسے امپیریل چانسلر بنانا چاہا تھا مگر اس نے اس بناء پر انکار کردیا کہ وہ ایک سپاہی ہے - اسلیے اسے ہمیشہ فوجی اور جنگی کاموں کے ساتھ ہی وابستہ رہنا چاہیے -

یہ وان مولٹک ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ جرمنی کی فوج امن کے مصارف میں ٥ کرور پونڈ کا اضافہ ہوگیا -

آج جرمنی کی قسمت کا فیصلہ جن ہاتھوں کی کامیابی و ناکامی پر موقوف ہے، ان میں سب سے پہلا شخص یہی ہے - تمام کرۂ ارضی کی نگاہیں اسکی طرف اٹھی ہوئی ہیں !!

جنـــرل وان مـــولتـــک

سپه سالار افواج جرمنی

# معـــرض المشاهیر

## رؤســاء جنـــگ یورپ

انگلستان ' جرمنی ' اور فرانس کے رجال بحرو بر جو کرۂ ارضی کي هلاکت و تباهی کیلیے منتخب هوے هیں !

امیـــر البحـــر وان تـــرپتـــز

جرمن وزیر بحریه

## نائب امیـــر البحـــر ' بـــرطـــانیـــه

سـر جـان جلیکو

سر جان جیلیکو کے متعلق عرصه سے یه تسلیم کیا جاتا ہے که وه انگریزي بیڑوں میں ایک بہترین دماغ ہے - اسکا اصلي کمال یه ہے که ماهرانه معلومات کو سلیقه شعاري کے ساتهه اس طرح ملادیتا ہے که اس مجموعه کو بلا مبالغه نادره روزگار کہا جاسکتا ہے -

اسکي یه مزیت اس سال کی تمام نمایشي جنگوں میں ظاهر هوچکی ہے -

سـر جان جیلیکو آج سے نہیں بلکه عرصه سے اپنے حسن خدمات کي وجه سے مشہور ہے جو اس نے اس جگه پر انجام دي نهیں ' جس پر اسکا تقرر سنه ١٨٧٢ع میں هوا تها -

آج سے ١٨ ماه قبل یه خبرعام طور پر مسرت و تشفي کے ساتهه پڑھي گئی تھي که وه ( یعني سر جان جیلیکو ) پرنس لوئس آف بیٹنبرگ کي جگه سکنڈ سي لارڈ ( ایک بحري عهده ) بنایا گیا ' اور پرنس لوئس آف بیٹنبرگ سر فرانسیس برجمین کے کناره کش هونے کی وجه سے فرسٹ سی لارڈ قرار پاے -

( اُس نے توپخانے کی مدد کیونکر کی ؟ )

بیڑے میں گوله باري و نشانه بازي کی ترقي کے متعلق بہت کچهه کہا جاتا ہے - سچ یه ہے که اس تعریف و توصیف کے ایک معقول حصه کا مستحق سر جان جیلیکو ہے - اگر سر جان جیلیکو کي شرکت نه هوتي تو غالب امیر البحر سر پرسي اسکوات اس کار عظیم کو ترقی نه دیسکتے - سر جان جیلیکو اسوقت ڈائرکٹر آف " نیول اور ڈیننس " تها - قدرت نے اسکو ایسي طبیعت دي تهي جو نئے نئے خیالات پیدا کرتی رهتي تهي - اسکے ساتهه هی اس میں نشاط و سرگرمي بهی تهي - جس کام کو کرتاتها ' فوراً ' اور پوري مستعدي کے ساتهه کرتا تها - ان سب پر مستزاد یه که وه خود بہت بڑا قادر انداز تها -

یه اسباب تهے جنکی وجه سے انگریزي بیڑے میں توپخانه نے اسقدر ترقي کی

جس زمانه میں " ڈریک " نامی جهاز کی کمان اُسکے هاتهه میں تهي ' اسوقت اُسنے مستعدي و جانفشاني سے ڈریک کو بیڑے بهر میں سب سے زیاده قادر انداز جهاز بنا دیا تها - جب وه ڈائریکٹر آف " نیول اور ڈنیس " هوا تو اس نے بیڑے کي اولین جنگ آزما صف کي توپوں کو قابل اعتماد بنانے کیلیے هر ممکن کوشش کی

( حیرت انگیز تجارب )

سر جان جیلیکو طالب العلمي هی کے زمانے سے هونہار معلوم هوتا تها - چنانچه اسی زمانه میں اس نے " روائل نیوي کالج " میں ٨٠ پونڈ کا ایک گرانقدار انعام حاصل کیا -

اس نے اپنی بحري زندگی کے آغاز هي میں چند ایسے پر خطر اور قابل ستایش کام کیے جن کی وجه سے اعلی افسروں کی نظریں اس پر پڑنے لگیں -

مثلاً ایک دفعه ایک اسٹیمر ریت میں پهنس گیا اور کسی طرح نکالے نہیں نکلتاتها - سر جان جیلیکو نے تهاما اسے نکالنے چلا ' حالانکه اسوقت پانی میں سخت تلاطم برپا تها اور موجیں خلاف توقع و عادت بڑھی تهیں - یہاں تک که سر جان جیلیکو کی کشتی الٹ گئی مگر خوش قسمتي سے وه زنده بچکر نکل آیا تها -

اس سے زیاده حیرت انگیز جرات اس نے اسوقت کی تهی جب " ڈیمبر ڈون " نامی جهاز ڈوبتا تها - اس کا واقعه یه ہے که انگریزي بیڑے کا موجوده کمانڈر اسوقت نائب امیر البحر " ٹرلي اون " کے نشان بردار جهاز کا کمانڈر تها - یه نشان بردار جهاز " لیمپر ڈون " جهاز سے ٹکرایا اور وه ڈوبکے پانی میں غرق هونے لگا - جسوقت یه حادثه پیش آیا ہے ' اسوقت جیلیکو اپنے کیبن میں بیمار پڑا تها ' لیکن جب جهاز الٹا ہے تو اس نے نہایت حیرت انگیز طور پر مسٹر رلیت نامی ایک شخص کی اعانت سے اپنے آپ کو پانی پر سنبهالے رکها ' اور بالاخر صحیح و سالم نکل آ یا !

اس واقعه کے چار سال کے بعد وه اس مهم میں زخمی هوا جو پیکن کے انگریزي سفارتخانوں کو چهڑانے کے لیے بهیجی گئی تهی - اس مهم میں جو خدمات اس نے انجام دي تهیں ' اسکے صله میں چیف اسٹاف آفیسر بنادیا گیا -

سر جان جیلیکو اگرچه اڈمرلٹی ( صیغه امیر البحر ) میں رہا ہے ' مگر اسکو وسیع عملی تجربه حاصل ہے - اور بیڑے کی تیاری میں خاص دلچسپي ہے مختلف مواقع پر نمایشي جنگوں میں خود نمایاں کر چکا ہے -

منجمله ان کثیر التعداد اعزازات کے جو سر جان جیلیکو کو ملے هیں ' ایک اعزاز یه ہے که اسے قیصر جرمنی نے عقاب سرخ کے دوسرے درجے کا تمغه دیا تها ' اور ابهی چند ماه قبل هی وه سرکاری طور پر جرمنی بهی گیا تها اور خود قیصر کا مہمان رہا تها - مگر حالات کا انقلاب دیکهو جو شخص کل تک مہمان تها ' آج وه بیڑا لیکے حمله کرنے چلا ہے -

سرجان جیلیکو حال میں دوسرے کورو و اسکوالڈرن کا امیر مقرر هوا ہے -

# خـــط دریـاے می یــوز

جرمنی اور فرانس کی سرحد مقام لوا نگوے سے لیکے بیلفورٹ تک طول میں ۱۵۰ میل ھے - اس سرحد کے پورے طول میں فرانس نے مدافعت کے لیے بعض ایسے سامان کیے ھیں جنکی نسبت اسے دعوا تھا کہ اگر جرمنی اس جانب سے حملہ کریگی تو خواہ وہ کسی جگہ سے بھی چلے مگر بالکل الجھکے رهجالیگی اور آگے نہ بڑھسکے گی - اس اثناء میں فرانس مہلت سے فائدہ اٹھایگا اور کسیقدر ھٹکے اس کے پیچھے اپنی فوجیں جمع کرلیگا -

لیکن گذشتہ هفتہ کے اخری اعترافات نے ظاهر کردیا کہ یہ دعوا صحیح نہ تھا -

اهل جرمنی کا یہ خیال تھا کہ وہ فرانس کے خط مدافعت کے هر موقع پر غالب آ سکتے ھیں - اگرچہ یہ خود انکو بھی تسلیم تھا کہ اس قسم کی پیشقدمیاں کوئی فیصلہ کن نتیجہ نہیں پیدا کرسکتیں - چنانچہ آخری واقعات نے ثابت کردیا ھے کہ جرمنی کا خیال بالکل صحیح تھا - وہ سرحد فرانس کو عبور کرکے پیرس کی صرف بڑھرھی ھے !

ان سرحدوں کی حالت کو پیش نظر رکھتے ھوے یہ بھی ضروری معلوم ھوتا ھے کہ جرمنی کے جنگی پروگرام کے مطابق فرانس پر روس سے پہلے حملہ ھونا چاھیے -

گذشتہ چند سالوں میں جرمنی کے طرز عمل نے یہ خیال یقین کی حد تک پہنچا دیا تھا کہ وہ بلجیم ( اور اگر ضرورت و مصلحت مقتضی ھو تو سوئٹزرلینڈ ) کی راہ سے فرانس پر حملہ کرنا چاھتی ھے - چنانچہ جب جنگ شروع ھوگئی تو اس نے بلجیم کی راہ سے فرانس پر فوج کشی کرنا چاھی ' مگر بلجیم خلاف امید دست و گریباں ھوگیا اور غیر متوقع درجہ تک مدافعت کی -

جرمنی کے سامنے دو راھیں تھیں : ایک بلجیم ' دوسری سوئٹزرلینڈ - مگر اسکو معلوم تھا کہ سوئٹزرلینڈ دشوار گزار اور دیر طلب راہ ھے - اسلیے اس نے اپنی سرگرمی کا استعمال زیادہ تر بلجیم ھی کی سرحد پر کیا ' اور اسکی اس دانشمندی سے کوئی انکار نہیں کرسکتا جبکہ وہ باوجود سخت مزاحمتوں کے بلجیم کو فتح کرکے فرانس میں داخل ھوگئی ھے -

اگرچہ اس نے ایسی ریلوے لائنیں بنالی ھیں جو بالکل سوئٹزرلینڈ کی سرحد تک پہنچا دیتی ھیں ' مگر بلجیم کی سرحد پر بھی اسے عجیب طرح کی مہلت حاصل تھی - بغیر اخفا اور اهتمام کے اور بلا کسی غیر معمولی کوشش کے اس نے اقدام و ھجوم کی تیاریاں شروع کردی تھیں -

اس نے علانیہ مقام انکس لاچیپل اور بیرک کے مابین دو عظیم الشان کیمپ بنالے ھیں - ایک مال میڈے نامی مقام کے قریب ایلسین بارن میں ' اور دوسرا ٹریس سے متصل اسون میلڈر ھاف میں -

موجودہ جنگ میں انھی دونوں کیمپوں سے کام لیا گیا ھے - ایلسین بارن کی فوج نے خط می یوز کے خلاف لیشر پر حملہ کیا اور اسون میلڈر ھاف کی فوج لکسمبرگ کی طرف سے لوانگوے کی طرف بڑھی جو سرحد فرانس کے استحکامات کا ابتدائی سرا ھے -

سرحدی ریلوے لائن کی طرح ایکس لا چیپل سے سینٹ و تھرنگ نامی مقام تک بھی ایک لائن بن گئی ھے - " ریسمیس " ایلسین بارن کے کیمپ کا جنکشن ھے - ابھی چند سال کی بات ھے کہ یہاں سے ایک لائن تعمیر کی گئی ھے جو سرحد کو عبور کرتی ھوئی استیویلاٹ تک چلی گئی ھے -

اس لائن کے متعلق یہ امر قابل غور ھے کہ یہ لائن اپنے ساتھ کسی طرح کے اقتصادی فوائد نہیں رکھتی - معمولی زمانہ میں ٹرینوں کی ٹرینیں خالی جاتی ھیں ' کیونکہ اولاً تو آبادی کم ھے اور جتنی کچھہ ھے بھی ' وہ محض کاشتکار ھیں - انھیں سیر و حرکت کی بالکل ضرورت نہیں -

جرمنی نے یہ راستہ محض اسلیے اختیار کیا تھا کہ وہ اسکو زیادہ کامیاب سمجھتا تھا - اسکے خیال میں بلجیم اس قابل نہیں تھا کہ وہ کسی عظیم الشان فوج کے حملہ کی تاب لاسکے -

مدافعت کا اصلی خط دریاے می یوز کا خط ھے ' جسمیں لیشر نیز اور نامور کے قلعے اور گڑھیاں بھی شامل ھیں - اس خط کے استحکام اور قلعہ بندی میں اسقدر کوشش کی جاچکی ھے کہ اس کے بعد دریا کے داھنے طرف جرمنی کی پیشقدمی روکنے کے متعلق سوال کرنا بیکار سمجھا جاتا تھا -

بلجیم نے اپنی قوت سے زیادہ جوانمردی کی لیکن بالاخر دریاے می یوز کا یادگار خط دوام اسکے کیلیے زیادہ عرصہ تک بند نہ رهسکا - اور لیشر کے مستحکم ترین استحکامات کو مسخر کرکے وہ نامور پر قابض ھوگیا اور وہاں سے آگے بڑھکر فرانس کے دروازے ھلا دیے - اب آیندہ ھفتہ خط دریاے می یوز کی آخری تعبیر بتلا دیگا جسمیں چند دن پہلے جرمنی کو می یوز کے کنارے ناکام دیکھا گیا تھا !

Telephone No. 648

AL-HILAL.

Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad,
14, McLeod Street,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly „ Rs 6-12

۲۱۳

الہلال

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱۴ - مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانہ - ۱۲ - روپیہ
ششماہی - ۶ - ۱۲ - آنہ

نمبر ۱۱

کلکتہ : چہار شنبہ ۱۷ - شوال ۱۳۳۲ ہجری
Calcutta : Wednesday, September, 9 1914.

جلد ۵


# الاسبوع

انتظار کی رات کب کی ختم ہوچکی ہے مگر صبح نتائج کا انتظار کرنے والے ابتک کروٹیں بدل رہے ہیں - حوادث و سوانح کا آفتاب کب کا طلوع ہوچکا ہے مگر منتظرین طلوع ابتک ٹکٹکی لگائے ہوے ہیں - پھر یہ کب اٹھینگے ؟ کیا اس وقت جب اس صبح کی دوپہر پھیل جائیگی اور سورج سر پر پہنچکر نظروں کو خیرہ کردیگا ؟ فسینغضون الیک رؤسہم و یقولون متی ہو ؟ قل " عسی ان یکون قریبا "

---

فرانس کے میدان جنگ کی سب سے قیمتی امید یعنی روس کو بالآخر مشرقی پروشیا میں شکستیں ملنی شروع ہوگئیں اور ایسی شکستیں جنکو خود روس "شکست" کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے !

چنانچہ جو خبریں ۲ ستمبر کو لندن سے آئی ہیں وہ روسی اسٹاف کا یہ اعلان نقل کرتی ہیں کہ "پروشیا میں جرمن کمک پہنچ گئی اور اس نے روسی فوج کو تہہ و بالا کردیا "

کیا اب روس برلن نہیں پہنچیگا حالانکہ دمشقت جرمنی پیرس سے ۲۵ میل کے فاصلے پر محاصرہ کی طیاریاں کر رہا ہے ؟

---

آسٹریا کی شکستیں اگر ویسی ہی ہیں جیسی بیان کی گئی ہیں تو فی الحقیقت اسکی طرف سے بالکل نا امید ہونا چاہیے - روسی پیش قدمی گلیشیا میں برابر بڑھتی جاتی ہے - لمبرگ کے بعد (جسے یہی اسرائیل کو یوروسلم میں گرفتار کیا تھا ) آج تاریخ کے دوسرا نام زار روس کا درج کیا ہے ' جس نے لیمبرگ میں ۷۰۰۰۰ ہزار زندہ آسٹرین گرفتار کرلیے ہیں !

---

بحر شمال میں گو ابتک منتظرہ معرکہ نہیں ہوا لیکن ہیلی گولینڈ میں ایک معرکے کے گرم ہونے اور انگریزی فتح کی خبروں نے بحری توجہ پیدا کرادی ہے - یہ مقابلہ محض تیسرے درجے کے کروزروں کا مقابلہ تھا - اسکے بعد بھی ابھی کسی جرمن جہاز کے ڈوبنے اور کبھی کسی انگریزی جہاز کے ڈوبنے کی خبریں آتی رہی ہیں -

---

جاپان کے متعلق بالکل سناٹا ہے بجز اس اعلان کے کہ کیاچو کے سات جزیروں پر قبضہ کرلیا گیا -

---

روس ' فرانس ' اور انگلستان نے آپس میں [illegible]دہ کر لیا ہے کہ ہم میں سے کوئی تنہا طاقت جرمنی سے صلح کر لینے کی مجاز نہوگی - شاید اسکی ضرورت اسلیے پیش آئی ہے کہ جرمنی کے پیرس پر پہنچ جانے نے فرانس کے مضطر بہ صلح ہونے کا خدشہ پیدا کر دیا ہے -

---

مسٹر ایسکویتھ نے ۴ ستمبر کو گلڈ ہال میں موجودہ حالات پر ایک مبسوط تقریر کی اور کہا کہ انگلستان بلجیم کی حمایت کے لیے اٹھہ کھڑا نہوتا تو یہ ذلت کی انتہا تھی - انہوں نے جرمنی کے مفتوحہ ممالک پر جزیہ لگانے اور لوین کی آتشزدگی کی طرف اشارہ کرتے ہوے کہا : " قانون پر قوت اور آزادی پر بہیمیت کی حکومت دیکھنے سے پہلے میں اپنے ملک کو صفحۂ تاریخ سے محو ہوتا دیکھنا زیادہ پسند کرتا ہوں "

---

یہہ بڑی موثر اور عمدہ بات ہے جو انہوں نے کہی مگر واقعہ یہی ہے کہ جرمنی سے باہر بھی ہر جگہہ حکومت قوت ہی کی ہے نہ کہ قانون کی - انگلستان کو قوت ہے اور وہ جرمنی کے " وحشیانہ " اعمال پر معترض ہے - ترکی کو قوت نہ تھی - وہ طرابلس میں اٹلی کے لیے کچھہ نہ کرسکی -

---

پچھلے جرمن اور متحدہ افواج کے معرکوں کے متعلق اب زیادہ طولانی تار آرہے ہیں ' لیکن سب کا خلاصہ یہی ہے کہ جرمنی باوجود فوجی ناقابلیت و نالائقی کے ہر معرکے میں کامیاب ہوئی اور متحدہ افواج باوجود انتہا درجہ و فوجی فضائل اور عسکری مناقب میں کامیاب ہونے کے بالآخر ناکام رہی !

---

خیر ' عالم جسم و مادہ کے علاوہ ایک اقلیم روح و معنی بھی ہے - کیا ہوا اگر دشمن زمین کے ٹکڑوں اور اینٹ چونے کے بنائے ہوئے قلعوں کے لینے میں کامیاب ہوگیا ؟ اخلاق و جذبات کی سرزمین مقدس میں تو اسے ایک انچ جگہہ بھی نہ ملسکی حالانکہ متحدہ افواج نے بلجیم کی محدود سرزمین کی جگہہ ایک پوری اقلیم محاسن و مناقب فتح کرلی ہے !

---

جرمنی اگر بڑھتی بھی ہے تو بالکل بیہودہ طور پر ' لیکن متحدہ افواج ہٹتی بھی ہیں تو شاندار طریقہ سے ' یادگار سرد طبعی کے ساتھہ ' بغیر کسی معقول نقصان کے - پھر جو لوگ محض زمین ناپنے کا فیتہ لیے ہوئے افسوس کر رہے ہیں ' کیا انکے پاس جنگی مصالح ' فوجی فضائل ' اور اخلاقی متعددیوں کی پیمایش کے لیے کوئی آلہ نہیں ؟
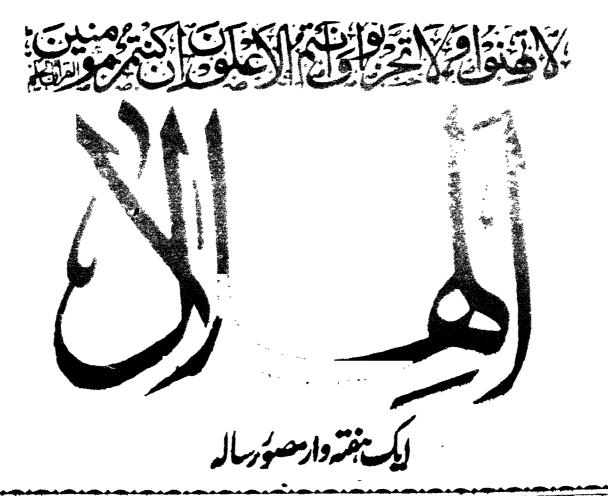
ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۱۱ — کلکتہ: چہار شنبہ ۱۷ شوال ۱۳۳۲ ہجری — جلد ۵
Calcutta : Wednesday September 9. 1914.
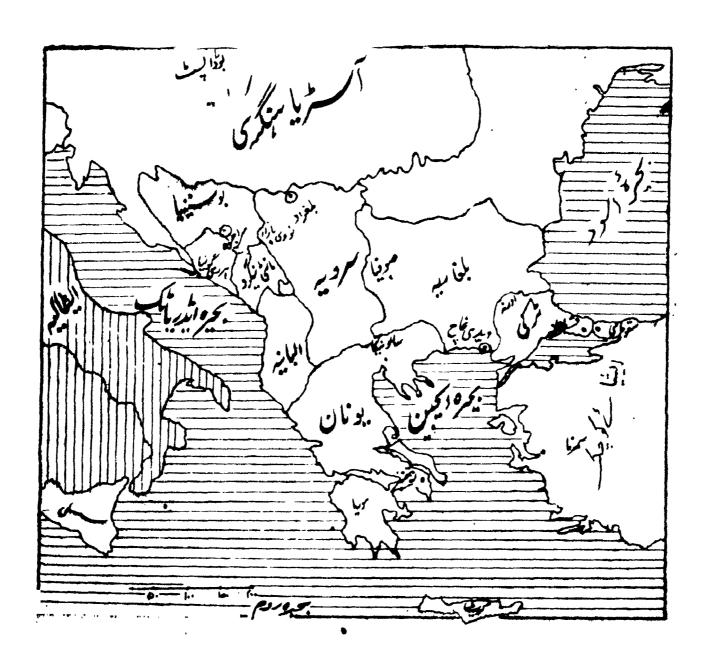
اب ریم کے بعد پیرس کے سوا اور کوئی مستحکم زرل نہیں رہی تھی - چنانچہ اسکے بعد ہی جرمنی کے لافرتے زرامرے نامی ایک مقام تک آجانے کی خبر ملی جو پیرس سے صرف ۳۰ میل کے فاصلہ پر ہے

آخری تار برقی موجودہ حالات کو زیادہ روشنی بخشتی ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب جرمنی فوج کے قرب و بعد کا سوال نہیں رہا بلکہ بالکل پیرس کے محاصرے کا - پیرس سے مشرق میں نان تیول' و میوس' وتری' نامی مقامات کا ایک جنوب رویہ خط چلا گیا ہے اور اس سے اوپر مشرقی جانب فرانسیسی جرمن سرحد کا قلعہ وردن ہے - جرمن فوج نے اسی کو اپنا خط مقرر کیا ہے اور فوج پھیلا رہی ہے -

جرمن فوج نے پیرس کے سامنے دریاے اوئس ( یا ارے ) کے کنارے قیام نہیں کیا اور اوسکے مشرق میں خط ہجوم پہنچا - اس سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ شاید اس جانب متعدد افواج نے آتے شکستیں دیدی ہیں -

مگر نقشہ دیکھنے سے اس خیال کی صحت مشتبہ ہو جاتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح کرنے میں جرمنی نے اپنے اوس جنگی تدبیر اور دانشمندی کا ایک تازہ ترین ثبوت دیا ہے جو فوج کے سفر اور قوت کے پھیلاؤ میں ابتدا سے دکھلاتی آئی ہے - پیرس کے مشرق میں آنے سے اسکا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ اندرون جرمنی سے لیکر پیرس تک ایک ایسا مربتی اور مسلسل فوجی خط قائم رہے جو جرمنی اور اطراف پیرس کو ایک کردے ' اور وہ ہر دم اپنے مرکز سے قوت پاتی رہے -

چنانچہ نقشہ کے دیکھنے سے واضح ہوگا کہ پیرس کے مشرق میں جرمنی کا سرحدی قلعہ " میتز " ٹھیک پیرس کے محاذ میں واقع ہے اور اسکے سامنے فرانسیسی سرحد کے اندر وردن ہے - پیرس سے اگر ایک سیدھا خط کھینچا جائے تو وہ وردن ہوتا ہوا میتز تک پہنچیگا اور وہاں سے مائل بہ شمال ہوکر سیدھا برلن تک چلا جائیگا - اسی میتز کو آجکل قیصر جرمن نے اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا ہے اور فوجی قوت کے ایک مرکزی سرچشمہ کی حیثیت رکھتا ہے - پس جرمن فوج نے اندرون فرانس کی جرمن قوت کو مرکز سے بالکل وابستہ کردینے کیلیے نان تیول' اور میوس' وتری' اور وردن کے خط مثلث کو اپنا قیام گاہ بنایا' اور وردن میں آکر یہ خط مستقیم و متصل ' سیدھے میتز جہاں خود قیصر موجود ہے !

پیرس سے میتز تک کا خط ۱۸۰ میل کا ہے اسمیں سے ۲۵ میل نکالدینے چاہئیں جو پیرس اور نان تیول کا باہمی فاصلہ ہے - باقی ۱۵۵ - رہے - پس اس سے ظاہر ہوا کہ سرحد فرانس کے اندر اور پیرس کے سامنے ۱۵۵ میل طول تک جرمنی نے اپنا فوجی خط پھیلا دیا ہے اور ساتھہ ہی اسے میتز کے ہیڈ کوارٹر سے بالکل ملادیا ہے "

خدا کے ارادوں کو کون جان سکتا ہے ؟ وما تشاؤن الا ان یشاء الله - لیکن یہ واقعات بتلاتے ہیں کہ جرمنی نے اپنے خط جنگ کی تمام منزلیں طے کرلی ہیں ' اور اب صرف پیرس کا قصہ باقی ہے - روس اسپر دباؤ ڈالنے میں ناکام رہا ' اور فرانس کا ابتدائی حملہ بھی کچھہ نہ کرسکا - انگریزی فوج نے فرانس کی مدد کی پوری کوشش کی ' مگر وہ فرانسیسی فوج کی غلطیوں کو اسے تدارک کو کہاں تک دور کرتی ؟ کام کرنے کی اصلی جگہ خود فرانس کی تھی نہ کہ انگلستان کی - پھر بھی جرمنی کو پیرس تک آنے میں جتنا وقت لگا ' معلوم ہوتا ہے کہ صرف انگریزی فوج کی موجودگی اسکا باعث ہوئی ' ورنہ اگر صرف تنہا فرانس ہوتا تو نہیں معلوم واقعات کی صورت موجودہ حالت سے بھی کسقدر افسوسناک ہوتی - فرائن صاف کہتے ہیں کہ اب آخری نتائج دور نہیں : بل الساعة موعدهم والساعة ادهی و امر

---

جنگ کے شروع ہوتے ہی ولایت کی ڈاک میں بے ترتیبی شروع ہوگئی - جمعہ کی جگہ سنیچر اور اتوار کو اسٹیمر پہنچنے لگا اور ایک بار تو پیر کے دن پہنچا - اس سے بھی بڑھکر یہ کہ ایک ہفتہ کی ڈاک دوسرے ہفتہ میں ملنے لگی - ادارۂ الہلال اور متعدد مقامات میں پچھلے ہفتہ کی ڈاک بالکل نہیں آئی اور شہر میں لنڈن کے اخبارات و رسائل پانچ پانچ روپیہ قیمت پر بھی نہ ملے - بارے الحمد لله کہ کل دونوں ہفتوں کی ڈاک یکجا ملگئی ہے' اور اسمیں جنگ کے متعلق مضامین و تصاویر اور نقشوں کا نہایت مفید اور دلچسپ ذخیرہ ہے - افسوس کہ اس ہفتہ اس سے کچھہ کام نہیں لے سکتے -

اس وقت کے ایک تار سے معلوم ہوتا ہے کہ خود قیصر جرمن فرانس کے اندر پہنچ گیا ہے اور " نانسی " میں موجود تھا - اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جرمن طیاریوں کا کیا حال ہے ؟

---

ذیل کے نقشہ میں جرمنی کا پیرس کے پاس موجودہ خط ہجوم دکھلایا گیا ہے جو آج تک کی خبروں سے واضح ہوتا ہے - نان تیول سے یہ خط اسی قدر نیچے وتری نامی ایک مقام تک آتا ہے - وہاں سے پھر وردن پر مائل بہ شمال بلند ہوگیا ہے - اس خط ہجوم میں بڑی مصلحت یہ رکھی گئی ہے کہ وردن کے سامنے اور سرحد کے اندر میتز ہے جہاں قیصر جرمنی موجود ہے اور جرمن ہیڈ کوارٹر قرار پایا ہے - پس اسطرح فرانس کے اندر جرمن قوت اپنے ہیڈ کوارٹر سے بالکل متصل ہوگئی - میتز کو نمایاں کرنے کے لیے ایک جھنڈا بنادیا ہے - انگریزی فوج کے متعلق آخری اطلاع جو ملی ہے اسکے مطابق وہ جرمن خط کے عقب میں ہوگی جہاں نقشہ میں دوسرا جھنڈا بنادیا گیا ہے -

## ( طلوع نتائج )

سورج جب اچھی طرح بلند هوجاتا هے تو اسکی روشنی تنگ اور تشیبی گوشوں تک پہنچ جاتی هے' مگر صبح او روشنی کے نظارے کے لیے میدان چاهیے -

جنگ یورپ کے نتائج کی صبح شروع هوئی مگر میدان سے باهر نظر نه آئی - بہت کم آنکهیں جاگتی تهیں جو سفیدی کے ڈوروں کو دیکهه سکیں ' لیکن اب اچهی طرح روشنی پهیل گئی هے اور آفتاب اسقدر بلند هوچکا هے که اس سے انکار ممکن نہیں - مگر :

| | |
|---|---|
| و غرتکم الامانی حتی جاء امر الله (۵۷ : ۳۲) | افسوس که تمنا امیدوں کے دهوکے میں رها ' یہانتک که امر الہی آ پہونچا ! |

بہر حال اب موسم اچهی طرح بدل چکا هے اور خود هندوستان کا انگریزی پریس میدان جنگ کے متعلق علانیه اُن رایوں کے اظہار پر مجبور هوگیا هے جو سرکاری محکمۂ خبر رسانی کی تفسیرات و تاویلات سے بالکل مختلف هیں -

مقامی مشاق تاویل و توجیهه معاصر ( انڈین دیلی نیوز ) ۷ - کے لیڈنگ ارٹیکل میں اعتراف کرتا هے : "جہاں تک واقعات ظاهر هوے هیں' انکا موازنه ناگزیر طور پر یہی ظاهر کرتا هے که انگریزی اور فرانسیسی تمابیر ابتک کام نہیں جاتیں " فاقبل بعضهم علی بعض یتلاومون ! قالوا یا ویلنا انا کنا طاغین !

یکم ستمبر کے تایمس آف انڈیا میں ایک طویل بحث کے بعد تسلیم کیا هے که جرمنی اپنا کام پورا کر رها هے اس نے اپنا تمام راسته بالکل صاف کر دیا' اور اب امید کا سہارا صرف روسی پیش قدمی پر هے - اگر ایک دن بهی جرمنی فرانس میں رکا رهے تو خوش هونا چاهیے که روس کو چوبیس گهنٹه اور جانبکی اور مہلت مل گئی !

لیکن افسوس هے که نه تو جرمنی رک سکا ' اور نه روس کو جرمنی کے اندر بڑهنے کی مہلت ملی - ساری امیدیں کولڈز برگ کی طرف روس کے بڑهنے پر تهیں : کمثل العنکبوت اتخذت بیتا ( ۲۹ : ۳۰ ) لیکن جرمنی نے اسے وهانسے بالکل هٹا دیا ' اور جبکه جرمنی پیرس سے ۳۵ میل پر هے تو روس کی پیش قدمی کا سرے سے کوئی وجود هی نہیں ! و ان اوهن البیوت لبیت العنکبوت لو کانوا یعلمون ! (۲۹ : ۳۱)

## ( مزید پیش قدمی )

بالاخر همارا خیال بالکل صحیح نکلا جو هم نے گذشته اشاعت کے افتتاحیۂ جنگ میں ظاهر کیا تها' اور قبل اسکے که پرچه ڈاک میں پڑے ' اطلاع آگئی که " حکومۂ فرانس نے پیرس چهوڑ دیا اور بورڈو چلی گئی " بورڈو پیرس سے ۳۰۰ میل جنوب میں هے - اخبار طان وغیره کے دفاتر بهی وهیں چلے گئے هیں' اور

یه انتقال اس امر کا صریح ثبوت هے که فرانس پیرس کے محفوظ رهنے کی پوری امید نہیں رکهتا -

حسب معمول اس تار کے بعد هی اسکی تشریحات و توجیهات کا سلسله شروع هوگیا ' اور یکے بعد دیگرے اطلاعات شایع هونے لگیں - چند تاروں میں تو اُن " ماهرین جنگ " کی تشفی بخش رائیں هیں جو اجکل هر موقعه پر فنون جنگ اور مصالح حربیه کی بے تحاشا بخشش کے لیے همه تن مستعد رهتے هیں اور اچهی طرح جانتے هیں که فن جنگ کے دقائق کو ایسے موقعوں پر کیونکر خرچ کرنا چاهیے ' مگر بعض تاروں میں وهی " مصلحت جنگی " کا اعلان هے جو اس سے پہلے بهی هر ایسے موقعه پر هوچکا هے -

ان سب تاروں کا خلاصه یه هے که پیرس سے حکومت کا منتقل هونا کوئی پریشانی کی بات نہیں - یه نہایت عمده تدبیر هے اور ایک اعلی قسم کی "جنگی مصلحت"

" جنگی مصلحت " اسمیں شک نہیں که ایک قیمتی چیز هے لیکن شاید اُن لوگوں کیلیے اسکے دائمی اسراف میں چنداں تشفی نہو جو فن جنگ کے مصالح سے ناواقف هیں - وه کہتے هیں که نامور مسخر هوگیا - یه جنگی مصلحت تهی - برسلز سے مثل پیرس کے حکومت اٹهه آئی - یه جنگی مصلحت تهی -

متحده افواج نے شارلی رائے کے معرکه میں اپنا خط چهوڑ دیا یه جنگی مصلحت تهی پهر لیل اور امینس کے خط سے بهی پیچهے هٹ آئی - یه جنگی مصلحت تهی - و قس علی ذالک پر آخر اسکا سلسله کب تک رهیگا ؟ اور کیوں کمبخت جرمنی "جنگی مصلحت" سے ایک جگهه بهی نہیں چهوڑتی ؟

## ( موجوده خط حصار جرمنی )

هم نے گذشته اشاعت میں ظاهر کیا تها که جرمنی کیمبرے تک آگئی هے اور اب ۸۰ میل سے بهی کم فاصله پیرس سے رهگیا هے - لیکن هفته رواں میں اسکی پیش قدمی اسقدر تیزی سے جاری رهی جسنے هر چوبیس گهنٹے میں ایک نئے تغیر کی خبر سنائی -

کیمبرے کے بعد جرمن موج اور آگے بڑهی - خبروں سے معلوم هوا که نا یام پر لڑائی هو رهی هے جو کیمبرے کے عقب میں هے ' دریائے سوامی کے اُس پار ایمینس ' لامیرے ' لیون ' هوتے هوے مزرس تک متحده افواج نے اپنا خط دفاع بنایا هے اور جرمنی کو روکنے کی جانبازانه کوشش کر رهے هیں -

اب متحده افواج کیلیے سب سے بڑی امیدگاه " ریم " تها جو پیرس سے مشرق جانب نہایت مستحکم قلعه بند مقام هے ' اور آبادی کے چاروں طرف آٹهه قلعے مدور بنے هوے هیں - بار بار تاروں میں اطمینان دلایا گیا تها که یہاں دشمن کچهه نه کرسکیگا - لیکن اسکے بعد هی جرمنی کے ریم سے بهی آگے بڑه آنے کی اطلاع ملی اور همارے مستعد انگریزی معاصر (اسٹیٹسمین) نے توجیهه کرلی که "جنگی مصلحت سے غالباً ریم چهوڑ دیا گیا "

# الهلال

۱۷ شوال ۱۳۳۲ هجري

## يوم التغابن

معاربه عظيمه منتظره موعوده

اور

## ليالي جنگ کي صبح نتائج !

( ۲۶ - اگست سنه ۱۹۱۴ )

هذا الذی کنتم به تکذبون ! ۸۳ : ۱۷

وه آزمایش ثبات اور امتحان قیام کا ایک یوم عظیم تھا جو آیا اور چلا گیا ' وه امید و بیم ' استقرار و اضطرار ' اور اقدام و تقہقر کی ایک تقسیم و تقدیر تھی جو آئی اور چلی گئی ' وه فوز و خسران اور اقبال و ادبار کا ایک پیغام تھا جو پہنچا اور سنادیا گیا ' وه فتح و مغلوبی ' حکم و محکومی ' امر و مامورى ' اور قہر و مقہوري کا ایک تماشاگاه تھا جو شروع ہوا اور ختم بھی هوگیا ' وه آنے والے وقتوں اور هونے والے واقعات کے لیے ایک امر ناطق ' ایک حاکم فاصل ' اور ایک ترجمان مستقبل تھا جس نے اپنا حکم سنادیا اور پورا هوا ' وه تسابق احزاب ' تصادم قوی ' اور تعارض سیوف و مدافع کا اولین فیصله تھا جو هونے والا تھا اور هوگیا - غرضکه وه سب هائے انتظار اور لیالي خوف و طمع کی ایک صبح نتائج تھی ' جسکی هولناک اور محشر خیز روشنی دریائے "میوز" کی پر امن اور ساکن سطح کے افق پر نمودار هوئی ' اور قلعۂ "میوبرس" اور "موونت میدی" کی برجیوں تک پھیلکر آنے والے دور عظیم میں مدغم هوگئی .

| | |
|---|---|
| واللیل اذا ادبر ! و الصبح اذا اسفر ! انها لاحدی الکبر ' نذیراً للبشر ' لمن شاء منکم ان یتقدم او یتاخر ! ( ۷۴ : ۴۰ ) | " ( پس ) قسم ہے ( انتظار کے ) رات کی جب وه ختم هونے لگے ' اور صبح ( نتائج ) کی جب وه روشن هوجائے ' که دنیا کے عظیم الشان واقعات میں سے یه ایک عظیم الشان واقعه ہے ' اور ( اپنے آنے والے نتائج و حوادث ) سے انسان کو ڈرانے والا ہے - البته یه انذار و تخویف انہی کیلیے ہے جو تم میں نظر عبرت رکھتے هیں ' اور جنکا دماغ فہم و فکر کیلیے متحرک رہتا ہے - یعني جو تم میں سے آگے بڑھنا چاهتے هیں یا پیچھے هٹنا چاهتے هیں ' پر ایک هی خیال پر ( پتھر کی طرح ) منجمد نہیں " - |

هاں ' یه سچ ہے که وه " یوم الفصل " نه تھا جو آخری فیصله کرنے والا دن ہے اور جو آنے والا ہے .

| | |
|---|---|
| ان " یوم الفصل " کان میقاتا : یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجــا ! ( ۷۸ : ۱۹ ) | بیشک فیصلے کا ایک دن مقرر ہے - وه دن جبکه آخری نتائج کے ظہور کا صور پھونکا جائیگا اور تم فوج در فوج هر طرف سے آ جمع هوگے ! |

وه " یوم عسیر " نه تھا جو مصیبتوں کی انتہا اور سختیوں اور مصیبتوں کے نزول کا آخری دن هوگا ' اور جبکه ان ایام هائے عیش و نشاط کا حساب لیا جائیگا ' جو اعمال عصیان و طغیان اور فساد فی الارض میں بسر کیے گئے هیں .

| | |
|---|---|
| فذالک یومئذ یوم عسیر علی الکافرین غیر یسیر ! ( ۷۴ : ۱۰ ) | پس وهی دن ہے که بڑے هی سختی اور مشکل کا دن هوگا ' جسمیں کسی راه اور کسی شکل کی آسانی کی صورت نظر نه آئیگی ! |

وه " اجل مسمی " نه تھی جو آخری فتح و شکست اور نصرت و خسران کا فیصله کریگی ' اور جو لکھی جاچکی ہے .

| | |
|---|---|
| وجعل لهم اجلا لا ریب فیه ( ۱۷ : ۹۹ ) | اور انکے لیے ایک وقت مقرر کردیا ہے جسکے آنے میں کچھ شک نہیں |

البته وه "یوم التغابن" تھا - کیونکه اسمیں هار جیت کا پہلا میدان گرم هوا ' اور اسلیے جنگ یورپ کے ایام عظیمه کی پہلی منزل جسکے لیے تمام سطح ارضی یکسر چشم انتظار تھی ' اسی میں نمودار هوئی ' اور حوادث و سوانح کا قافله منزل نتائج پر پہنچا اور گذر گیا :

| | |
|---|---|
| ذالک یوم التغابن ! ( ۶۴ : ۹ ) | ( یقیناً ) یہی هار جیت کا دن تھا ! |

(انتظار غیر مختتم !)

لیکن جبکه یه سب کچھ جو هونے والا تھا ' هوچکا - جبکه اس دن کے نتائج بجلی کی طرح چمک چکے اور بادل کی سی آواز گرج چکے ' جبکه وه آنے والا جس کا انتظار تھا آگیا ' اور جس تماشے کا منتظر بتایا گیا تھا وه شروع بھی هوا اور ختم بھی هوگیا ' تو ملالت فکر ' تعطیل رائے ' اور تسائل کار کا یه کیسا عجیب و غریب منظر ہے که انتظار کرنے والے ابتک بدستور مشغول انتظار هیں اور انسے کہا جارها ہے که انتظار کیے جاؤ ؟ عشق نتائج کی وه شب تاریک جو تمام دنیا بڑی بے چینیوں اور بیقراریوں میں کاٹ رهی تھی اور روشنی کے لیے یکسر چشم هوگئی تھی ' بالاخر ختم هوئی اور اگر فیصله کا روز روشن نہیں تو اس کی صبح کی روشني تو ضرور پھیل گئی ' لیکن انسان کی جسارت غفلت کی اس سے بڑھکر اور کیا مثال هوگی که آسمان کے طرف تکنے والے ابتک تک رہے هیں ' اور انسے کہا جارها ہے که صبح کے ستارے کے اگنے هی رهو اور جو روشنی پھیلی ہے اسے نه دیکھو ؟

پھر اگر یه سچ ہے که ابتک کچھ بھي نہیں هوا اور جس منزل کا انتظار تھا وه ابتک نہیں آئي ' تو آخر وه کب آئیگی ؟ منزلوں پر منزلیں گذرتي گئیں لیکن هر مرتبه کہا گیا که وه نہیں آئی ' انقلاب پر انقلاب هوتے گئے لیکن هر تغیر پر یقین کیا گیا که وه نہیں آیا بلکه اب آئیگا - آخر یه انتظار کب تک ؟ اور یه تغافل کب تک ؟

| | |
|---|---|
| هل عندکم من علم فتخرجوه لنا ؟ ان تتبعون الا الظن وان انتم الا تخرصون ! | پھر کیا تمهارے پاس کوئی ( اور ) علم صحیح و تشفی بخش ہے جو همارے ( اطمینان و رفع شک کے لیے ) تم پیش کرسکو ؟ افسوس که تمهارے پاس کچھ بھی نہیں ہے - سوا اسکے که اپنے ظن و وهم سے لا یعني باتیں اڑاؤ ! |

اگر امید کا حکم اور قیاس کا فیصله ایسا هی ہے تو یقین کرو که یه انتظار کبھي بھي ختم نه هوگا - یہاں تک که انتظار کرنے والے انتظار هی میں رهینگے اور انقلاب اور حوادث کا آخری ورق الٹ دیا جائیگا ' اور اس سے پہلے کا ورق تو اب کا الٹا جا چکا :

| | |
|---|---|
| هل ینظرون الا الساعــة ان تاتیهم بغتة و هم لا یشعــرون ( ۴۳ : ۶۶ ) | کیا یه لوگ اس آخري وقت کے منتظر هیں که ناگہاں انپر آجائے اور انکو خبر بھی نہو ؟ |

کے قلعہ لانگوے تک پھیل گیا - جو ٹکڑہ ایسٹن عبور کرکے نامور کی طرف بڑھا تھا ' غالباً ۱۵ - اگست کو نامور سے دس میل ادھر اس سے بلجین فوج کا ایک مقابلہ ہو رہا تھا کہ اتنے میں متحدہ فوج بلجیم پہنچ گئی اور نامور کے پاس ایک مثلث شکل میں اپنا خط دفاع مقرر کیا -

نامور دریاے مي یور کے مغربی جانب عین ساحل پر ہے - اسکے دوسری جانب کسی قدر پیچھے ہٹکے دیناں ہے - جرمنی فوج وہاں تک پہنچ چکی تھی اور اسکا ایک حصہ مي یوز کے پار سے بھی مثل مغرب کے نامور کی طرف بڑھ رہا تھا -

( فوج کی تعداد )

خبروں میں افواج کی تعداد کے متعلق بھی جابجا تضاد ہے - تاہم ۲۶ اگست کو ٹائمس لندن کے فوجی نامہ نگار نے جو آخری تعداد بتلائی ہے' وہ اس بارے میں صحیح روشنی بخشتی ہے :

" ۴ - لاکھ ۳۰ - ہزار جرمن مي یور کو عبور کرچکے ہیں - انکے علاوہ وہ تعداد ہے جو بلجیم فوج کی نگرانی کرتی ہے یا زخمیوں وغیرہ کے پاس ہے - یا لورین اور السیس وغیرہ میں کام کرنے کیلیے چھوڑ دي گئی ہے - پس نقصانات اور فوج ردیف کے علاوہ اس امر کی کوئی شہادت نہیں کہ کسی وقت بھی جرمنی نے ۱۳ لاکھ سے زیادہ آدمی جمع ہوے ہوں - مگر فرانسیسیوں کی فوج کے پہلے ہی خط میں ۲۰ - لاکھ فوج ہے اور انگریزی اور بلجیم فوج اسکے علاوہ ہے ' پس کوئی وجہ نہیں کہ ہم مطمئن نہوں "

اس سے معلوم ہوا کہ متحدہ فوج کي تعداد پہلے ہي خط میں ۲۴ لاکھ سے زائد تھي اور جرمني کی تعداد ۴ لاکھ ۳۰ ہزار سامنے ' اور اندر ہی میوز کے مشرق میں اور مختلف نقاط پر پھیلی ہوئي ہوئي - پس اس سے اندازہ کرلیا جاے کہ تعداد کے لحاظ سے دونوں فریقوں کا باہمی تناسب کیا تھا ؟

( متحدہ ہجوم سے پہلے )

۴ - اگست سے ۱۵ تک صرف بلجیم کے دفاع کا پہلا دور ہے - سرکاري اطلاعات کے بموجب یہ تمام زمانہ اس عالم میں گذرا کہ جرمنی برابر شکستوں پر شکستیں کھاتی رہی - رسد کا ذریعہ مسدود ہوگیا ' ہر معرکہ میں اسے بے تحاشا بھاگنا پڑا ' اسکے توپ خانے کي بست ... عظمت غلط نکلي ' بڑي بڑي تعدادوں میں وہ قید کی گئی ' بے شمار جرمن قتل ہوے ' اور انکے زخمیوں سے میدان بھر بھر گیا - غرضکہ اسے ایک فتح بھی نصیب نہ ہوئی اور انتہاے ناکامی سے دوچار رہی -

ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ متحدہ افواج کا یہ ہولناک سیلاب جس دشمن کو بہانے کیلیے بڑھ رہا تھا ' اسے گویا پہلے ہی سے بلجیم نے بد حواس کردیا تھا اور اب متحدہ فوج دشمن کو زخمی کرنے کے لیے نہیں بلکہ اسکے زخم کو اور زیادہ گہرا کرنے کے لیے بڑھی تھی !

( معرکۂ مونس' سقوط نامور و شارلی رائے )

متحدہ افواج کے ورود کا جرمن پر کیا اثر پڑا ؟ اسکا جواب تو مشکل ہے ' البتہ واقعات سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ اسکے قدم اور زیادہ تیز ہوگئے - سب سے پہلے اس نے لیژ کے قلعوں کو مسخر کرلیا - پھر فوج کا ایک ٹکڑا مشرق میں بڑھکر برسلز (دارالحکومت بلجیم) پر قابض ہوا - لیژ کی تسخیر کا ابتک اقرار نہیں کیا گیا ' مگر برسلز کے سقوط کی اطلاع دي گئی ' اور ساتھ ہی انگلستان کے ماہرین جنگ نے دنیا کو پیام تشفی بھیجا کہ " یہ محض جنگی مصلحت ہے نہ کہ شکست " یفرحون بما اوتوا (؟) و ما لیس فی قلوبہم

بالآخر خدا خدا کرکے پردۂ انتظار چاک ہوا' اور اس معرکۂ عظیمہ کا میدان ہولناک نظر آیا' جسمیں دنیا کی اعلی ترین تیس لاکھ فوج بیسویں صدي کی آخرین مہلک ایجادات سے مسلح ہوکر نبرد آزما تھی ' اور جو آیندہ کے لیے متحدہ افواج کی بیس لاکھ سے زائد جمیعت کے مشن کا قطعي فیصلہ کرنے والا تھا -

متحدہ افواج نے اپنا پہلا پڑاؤ نامور کے قلعوں کے سایے میں ڈالا تھا کیونکہ لیژ کے بعد سب سے بڑا مستحکم مقام یہی تھا بلکہ تاروں میں ظاہر کیا گیا تھا کہ وہ لیژ سے بھی زیادہ مستحکم ہے ۱۸ اگست کی ایک تاربرقی ( جس نے زبان پنہاں میں سب سے پہلے لیژ کی تسخیر کی مخبري کی ہے ) یہ تھي :

" اب یہ دلچسپ سوال پیدا ہوگیا ہے کہ کیا جرمني نامور پر حملہ کرنے کی جرات کریگی یا خوف کھاکر اسے چھوڑ دیگي ؟ نامور کے قلعے لیژ کے قلعوں سے کہیں زیادہ مستحکم ہیں "

لیکن ظالم جرمني نے " خوف کھاکے بالآخر " نہ چھوڑا اور جرائتوں سے معمور ہوکے پوري تیز قدمی سے بڑھی - ۲۳ کو مونس میں جرمن اور متحدہ فوج کا مقابلہ ہوا اور اس " عظیم الشان معرکہ " کا سلسلہ شروع ہوگیا جسکا اسقدر اضطراب ' اسقدر امیدوں ' اور اسقدر عجز و ارادوں کے ساتھ انتظار کیا جا رہا تھا - ۲۵ کو اس معرکے کے جو حالات ہمکو سنائے گئے انکا دلچسپ اور تاریخ فن روایت میں یادگار رہنے والا خلاصہ یہ تھا کہ " دن بھر لڑائي رہی اور ( حسب قاعدہ ) انگریزي فوج آخر تک اپنی جگہہ پر قائم رہی " اور گو اس کامیابی کے ساتھ قائم رہنے

بلجیم کی وہ حالت جب متحدہ افواج داخل ہوئی - جرمنی جس ترتیب اور راہ سے بلجیم میں بڑھتی آئی' اسکو بذریعہ نقطوں کے خطوط کے دکھلایا ہے - متحدہ افواج نے نامور کے قریب اپنا پہلا خط بنایا تھا - سرحد بلجیم کے اندر دوسري جدول دریاے مي یور کا مشہور خط استحکامات ہے - سیڈان کا ذکر تاروں میں آیا ہے جہاں ۱۸۷۰ع کے حملے میں جرمني نے یادگار فتح حاصل کی تھی -

فرانسیسی مقام پر قابض ہوکر وہ پیرس کے سامنے ہے : الهاکم التکاثر حتی زرتم المقابر !

| | |
|---|---|
| و ان ادری اقریب ما توعدون ام یجعل له ربی امدا - (١٨ : ٩٢) | اور میں نہیں جانتا کہ وہ آخری وقت جو آنے والا ہے اور جسکی خبر دی گئی' بالکل قریب ہے یا پروردگار عالم اسمیں کچھہ تاخیر ڈالدیگا ! |

ہم اس فوج کی اخلاقی عظمت کے کارناموں پر نازاں ہیں جس نے ایسے آتش افشاں اور ناعاقبت اندیش دشمن کے مقابلے میں (جو آگے بڑھنے کے مقابلے میں شدید نقصانوں کی بھی کچھہ پروا نہیں کرتا) ابھی بھی اپنی "تہذیبی" طبیعت اور پر تحمل عسکریت کی پر فخر روایتوں کو ضائع نہ کیا - وہ جب ابھی پیچھے ہٹی تو فرار و انہزام کے اضطراب کی جگہ حملہ کے اجتماع کی طرح عمدہ ترتیب اور پر سکون قاعدہ کے ساتھہ ہٹی' اور جب کبھی اس نے کسی مقام کو چھوڑ دیا اور پیچھے کی طرف تفھر کیا تو اس میں بھی اسرار جنگ کا یہ سر مخفی ملحوظ رکھا کہ "دشمن کو بعد اور معدود مقامات کی جگہہ کھلے میدانوں میں لڑکے تباہ کرنا" چاہا'

اس سر مخفی کے تباہ کن نتائج کسی وجہ سے ہمیں نہ بتلائے گئے ہوں یا انکو ظاہر ہونے کا موقعہ نہ ملا ہو' تاہم تخم ریزی کی محنت کو پھل کے نہ آنے سے بالکل نظر انداز نہیں کر دیا جاسکتا -

بلاشبہ یہ ایک عظیم الشان یادگار ہے جو امید ہے کہ تاریخ جنگ میں فوجی محاسن اور فنی قابلیت کے ایک قیمتی باب کا اضافہ کردیگی - لیکن چونکہ اس وقت ہمارے سامنے جنگی فضائل کی تاریخ کی تدوین کا کام نہیں ہے بلکہ ایک جنگی پیش قدمی اور اسکی مدافعت کا میدان ہے' اور ہمیں بد قسمتی سے ایک رقبہ زمین کے قبض و سقوط کی پیمائش کرنی ہے' اسلیے سخت رنج کے ساتھہ کہنا پڑتا ہے کہ عالم فضائل جذبات و مناقب اخلاق کی خواہ کتنی ہی اقلیمیں مسخر ہوگئی ہوں مگر بلجیم اور سرحد فرانس کا وہ چھوٹا سا رقبہ جسکو طے کرکے حریف معرور فتح و شکست کا آخری فیصلہ کرنا چاہتا ہے اور جسکی ایک ایک انچ زمین ابتک خون کے سمندر اور لاشوں کے جنگل بھرے جارہے ہیں' افسوس کہ اسی وجہ سے قبضہ میں نہ رکھا جاسکا ' اور ہم میدان جنگ سے اسقدر دور رہکر جو کچھہ سمجھہ سکتے ہیں وہ قدرتی طور پر صرف یہی افسوس و تالم ہے - قبل اسکے کہ روس کا حملہ جرمنی کو کچھہ نقصان پہنچاتا' وہ بلجیم کے پورے طول سے گذر گئی ہے' سرحد فرانس میں میلوں آگے بڑھ آئی ہے' پیرس کو محاصرہ کی دھمکی دے رہی ہے' اور جنگ کی موجودہ منزلوں کیلیے اسقدر بس کرنا ہے - ان فی ذالک لایات لقوم یعقلون

یہ آخری انقلاب جس نے جنگ کا نقشہ منقلب کردیا ہے' قیاس صحیح و غالب کہتا ہے کہ اسکا فیصلہ ان میدان کی تھا جو ٢٤ - اگست کو سون' سارلی روے' اور دنمان نے سرحدی خط پر گرم ہوا' اور پھر ستمبر تک پہنچکر دریاے سوام تک پہنچ گیا - ابتداے اطلاع سے ہماری راے ہے کہ جنگ کی دوسری منزل کا نصف اول کا فیصلہ ان معرکہ کی تھی' اور گو اسکے تفصیلی حالات حسب عادت ہمیں کچھہ نہیں بتلائے گئے ہیں' لیکن فرانس اور انگلستان کی ... اسکی ہمت کے اعتراف پر مجبور ہوگئی ہیں - پس فی الحقیقت یہی وہ شب انتظار جنگ کی پہلی صبح تھی جس کی روشنی سے نتائج ابھرکے نصف النہار کو منتقل ہونا چاہیے : و ذلک یوم التغابن

یہ معرکہ اگرچہ ٢٤ سے شروع ہوکر برابر ایک ہفتہ تک جاری رہا یعنی پہلی ستمبر تک جبکہ جرمنی نے "امیینس" سے قریب ہوے اور پھر معرکۂ جنگ کے خط دریاے سوام پر منتقل ہوجانے کا باقاعدہ اعلان کیا گیا :

| | |
|---|---|
| سخرہا علیہم سبع لیال و ثمانیہ ایام (٦٩ : ٧) | برابر سات رات اور آٹھہ دن تک یہ حادثہ ان پر طاری رہا |

لیکن موجودہ ذخیرہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام ایام میں "یوم التغابن" ٢٦ - اگست ہی کو سمجھنا چاہیے جس نے پیرس کا دروازہ کھول دیا' اور جرمنی کو ٦٠' ٧٠ میل اور آگے بڑھنے سفر کو شروع کرنے کا موقعہ ملا' اسکی نئی پیش قدمی (جو اب پیرس سے چالیس پچاس میل ادھر تک پہنچ چکی ہوگی اور اجکل میں اسکی خبر ملنے والی ہوگی) اسی تاریخ سے قرار دینی چاہیے -

( معرکہ عظیمہ کی ابتدا )

فرانس کی معرکے کو دو حصوں میں منقسم کرنا چاہیے - پہلا حصہ ٤ اگست سے شروع ہوتا ہے جب جرمنی نے اولین قدم خاک بلجیم پر رکھا اور لیژ کے قلعوں کا محاصرہ کرلیا

بلجیم کی مقاومت سے فرانس اور انگلستان کا مقصد یہ تھا کہ وہ دشمن کو آگے بڑھنے سے روک دے - اتنے عرصہ کی فرصت میں انگلستان اور فرانس کی متحدہ فوجیں بلجیم میں پہنچکر مدافعت کیلیے موجود ہوجائینگی - چنانچہ ١٥ اگست کو اعلان کیا گیا کہ انگلستان اور فرانس کی فوجیں حدود فرانس میں داخل ہوگئی ہیں -

اس متحدہ فوج کے پہنچنے سے جنگ کی بلجیمی مدافعت کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے کیونکہ اب فرانس' بلجیم' انگلستان تینوں فوجیں عمدہ فرصت پاکر دشمن کی روک کے لیے مستعد ہوگئی تھیں پس پہلا حصہ ٤ اگست سے شروع ہوکر ١٥ پر ختم ہوجاتا ہے جبکہ پیرس میں سرکاری اعلان کیا گیا کہ اب متحدہ فوج نے اپنا خط قائم کرلیا ہے اور ٢٥٠ میل کے رقبہ کی جنگ شروع ہونے والی ہے - اور دوسرا ١٦ سے شروع ہوکر یوم "التغابن" پر ختم ہوتا ہے' جو غالباً ٢٦ - اگست تھی جبکہ خط پیرس کی فتح و شکست کا فیصلہ ہوگیا -

واقعات کے تفحص سے معلوم ہوتا ہے کہ غالبا نامور کے حوالی میں متحدہ فوج نے اپنا پہلا خط دفاع بنایا اور ١٦ - اگست سے نئے معرکے شروع ہوگئے -

( ورود کے رفت )

جب متحدہ فوج بلجیم میں وارد ہوئی ہے تو اسوقت نقشۂ جنگ کی حالت یہ تھی جرمنی نے غالبا لیژ کے قلعوں کو تمام مسخر نہیں کیا تھا لیکن اسکا مقدمہ سرحد جرمنی و بلجیم سے نکلکر اور دریاے می یوز کے کنارے میدان میں پہنچکر نیو سائر تک پھیل گیا تھا' اور میسرہ تمام ایسدن می یوز کو عبور کرکے می یوز کے مغربی ساحل سے آگے بڑھ رہا تھا - لیژ کے علاوہ نامور کے قلعے بھی صحیح و سلامت موجود تھے اور می یوز کے مغربی کنارے سے شمال میں اینٹورپ تک' اور مغرب میں ساحل تک تمام خطۂ بلجیم دشمن سے بالکل پاک تھا ( دیکھو نقشہ صفحہ ٧ )

جرمنی کے اپنا خط سفر یہ مقرر کیا تھا کہ وہ لوواں سے نکلکر سرحد بلجیم میں ایلا شاپیل سے بڑھی' اور میمنہ قلعہ لیژ کے دھنی جانب' میسرہ بائیں جانب' اور قلب سامنے کی طرف بڑھا - میمنہ نے دریاے می یوز کو ایسدن پر عبور کیا اور جنوب کی طرف روانہ ہوگیا میسرہ دیاں پر قابض ہوا وہاں سے شمال میں اترے اور نامور تک سے ہوکر فرانسیسی

## رجال حرب و زعماء جنگ یورپ ! اولین حادثہ مفسدہ و معرکہ سراجیو

ایک جدید قسم کا فرانسیسی بیٹل شپ جہاز

( ۱ ) جرمنی
( ۲ ) اسٹریا
( ۳ ) بلجیم

سابق ڈیوک : پرنس فرڈی ننڈ ولیعہد آسٹریا مع اسکی مقتول بیوی کے -

( ۱ ) انگلستان
( ۲ ) فرانس
( ۳ ) روس

فیلڈ مارشل سر جان فرنچ - سپہ سالار افواج

ران مرلٹک - سپہ سالار افواج جرمنی

کے بعد جرمن کی فوج کو پیچھے ھٹنا چاھیے تھا نہ کہ کامیاب انگریزی فوج کو' تاھم چونکہ بارجود شکست کھانے کے جرمن فوج نے بد قسمتی سے "نامور کا خط مدافعت لے لیا ھے اسلئے ضرورتا متحدہ فوج کا ایک حصہ ھٹکے خط دریا سیمبرے ( سرحد فرانس ) تک آگیا ھے" !!

فما استطاعوا من قیام و ما کانو منتصرین ! پس وہ جم نہ سکے اور نہ اپنا بدلہ ھی لے سکے ( ۵۱ : ۲۲ )

" نامور" کی تسخیر نے فی الحقیقت جرمنی کے مشن کو بلجیم میں آخری حد تک کامل کردیا' کیونکہ امیدوں کا آخری سہارا یہی مقام تھا' اور اب لیر سے لیکر سرحد تک اسکے لیے میدان صاف ھوگیا ! نیز اس واقعہ سے متحدہ مشن کی ناکامی بھی آشکارا ھوگئی -

جنگ کے افق پر صبح امید کی یہ پہلی شام مایوسی تھی جو افسوس ھے کہ پھر ختم نہ ھوئی' اور برابر تاریکی کے بعد تاریکی بڑھتی ھی گئی - آن عظیم الشان امیدوں کا جو متحدہ افواج کے ورود سے تمام دنیا میں پھیل گئی تھیں' اسقدر جلد خاتمہ کس درجہ درد انگیز ھے ؟ علی الخصوص ایسی حالت میں جبکہ میدان جنگ کی خبروں نے دشمن کو پہلے ھی سے سخت شکست خوردہ اور گویا آمادہ فرار ثابت کردیا تھا' اور ھر شخص منتظر تھا کہ اب متحدہ فوج ایک آھنی دیوار بنکر دشمن کے سیلاب کو روک دیگی' اور ایک انچ بھی آگے بڑھنے نہ دیگی - جرمنی کے وہ کمبخت قیدی جو فرانس اور انگلستان میں اپنی فوج کی پریشانیوں' فاقہ مستیوں' فتح و شکست' اور فقدان نشاط و شجاعت کی روایات امید پرور اور بشارتہاے جشن انگیز پھیلاتے تھے' یقیناً ھم سب کی اس مصیبت [illegible] ذمہ دار ھیں جو ان عظیم الشان امیدوں کی بلندی سے ناکام گرجانے سے ھمیں برداشت کرنی پڑی

( آخری نتیجہ )

۲۳ سے ۲۶ تک اس عظیم الشان جنگ کا سلسلہ برابر جاری رھا' اور یہ اندازہ کرنا مشکل ھے کہ خون کے کتنے سیلاب بہے اور لاشوں کی کتنی پہاڑیاں بلند ھوئیں ؟ سائنس نے اس وقت تک ھلاکت اور بربادی کے اعلی سے اعلی اور کامل سے کامل طریقے جسقدر ایجاد کیے ھیں' ان سب کی کامل ترین آزمایش کا یہ اصلی میدان تھا -

تاھم افسوس ھے کہ متحدہ افواج ایک انچ بھی دشمن کو پیچھے ھٹانے کا موقع نہ پاسکی' اور بارجود ان اعلانات کے جو افواج کی فوجی قابلیت اور عسکری مناقب کے متعلق جنرل ژوفرے اور جنرل فرنچ نے یکے بعد دیگرے بھیجے' جرمنی نے شارلی راے کے معرکے ھی میں سرحد فرانس عبور کرلی جو اسکے خط جنگ کی دوسری منزل تھی' اور "معرکۂ عظیمہ" کا فیصلہ ھوگیا -

اب اعلان کیا گیا کہ متحدہ افواج سرحد کے ادھر آگئی ھے' اور اس نے لیل سے لیکر موبر تک سرحد کے پیچھے اپنا خط بنایا ھے - یہ متحدہ افواج کا دوسرا خط تھا - کاش اسی خط پر جمنے کا موقع ملجاتا ! لیکن افسوس کہ ۲۵ کو عظیم الشان معرکے کی دوسری قسط پیش آئی' اور متحدہ افواج نے گو اپنی ھیبت و سطوت کے علم گاڑدیے' اور اپنی شجاعت و بسالت کے سکے بٹھادیے' تاھم اسے پیچھے ھٹنا ھی پڑا اور دشمن کیمبرے تک پہونچ گیا !

اسکے بعد متحدہ افواج اور پیچھے ھٹی اور کیمبرے کے عقب میں آئی' لیکن ۲۶ کے ورطۂ خیز معرکۂ کیمبرے کے بعد یہاں سے بھی "شاندار مقابلہ کرکے" پیچھے ھٹنا پڑا' اور سابق اطلاع کے مطابق دریاے سوم کے پاس ایمی نس سے لامیرے اور لیون ھوتے ھوے' ایک ثلث دائرے کی شکل میں میزیرس تک پھیل گئی - و ذالک یوم التغابن !

( یوم التغابن کے بعد )

جرمن فوج یہاں بھی روکی نہ جاسکی اور یکے بعد دیگرے متحدہ افواج کو پیچھے ھی ھٹنا پڑا : فانھم الی نصب یو فضون (۷۰ : ۱۱)

لا فیرے اور لاون کے بعد قلعہ ھاے "ریم" کے استحکام نے بڑی بڑی امیدیں دلائی تھیں کیونکہ وہ ایک مضبوط و مستحکم مقام ھے

الا فی قری محصنة او من وراء جدر ( ۵۹ : ۱۷ ) گھری ھوی اور محفوظ بستیوں میں یا دیواروں کی آڑ سے !

لیکن [illegible] ( ۳۳ : ۲۰ ) متحدہ افواج نے اگرچہ جان توڑ کر داد شجاعت دی اور کوئی کسر اٹھا نہ رکھی' لیکن یہاں سے بھی پیچھے ھٹنا پڑا اور ریم فتح ھوگیا !

( متحدہ افواج کی ناکامی )

یہ کہنا نہایت ھی افسوس ناک ھو مگر واقعات مجبوراً کہلاتے ھیں کہ متحدہ افواج کو اور علی الخصوص فرانس کی ۲۰ لاکھ سے زیادہ جمعیت کو جرمنی کے مقابلہ میں کامیابی حاصل نہ ھوئی' اور جس غرض سے وہ نکلی تھی یعنے جرمنی کو روکنے کیلیے' اسکے لیے کچھہ بھی نہ کرسکی - اب جرمنی پیرس کا محاصرہ کررھی ھے اور کچھہ نہیں کہا جا سکتا کہ کل کیا ھو ؟ ممکن ھے کہ مشیت الہی کوئی غیر متوقع تبدیلی پیدا کردے :

انه علی رجعه لقادر ! (۸۶ : ۸)

بیشک خدا تو اسپر بھی قادر ھے کہ اسے لوٹا دے -

لیکن حالات کا قدرتی نتیجہ اسکے خلاف ھے والعلـــم عند اللہ -

" جو ھونا چاھیے تھا اور جو کچھہ عمل اس کو سونپا گیا تھا' اور جو کچھہ اس وقت ھو رھا ھے' ان دونوں کا موازنہ کرکے ھم سب قائل ھیں جہاں تک واقعات ظاھر ھوے ھیں اسسے ناگزیر طور پر یہ نتیجہ نکلتا ھے کہ انگریز اور فرنچ کمانڈر اپنا کام نہیں جانتے"

( اسپیکٹیٹر ۷ ستمبر )

متحدہ افواج اپنے قیام کے خط بنا بنا کر ھر بار پیچھے ھی ھٹتی آئی - اس نقشہ سے بہ یک نظر معلوم ھوتا ھے کہ نامور سے لیکر یکے بعد دیگرے پانچ خط قیام بنائے گئے مگر جرمنی انپر قابض ھوتی گئی - اسکے بعد موجودہ خط قائم ھے -

# مراکب مخفیۂ بحریہ ! اسطول متحدہ و مشترکہ بحر و فضاء آسمانی ! !

سمندر کے نیچے مراکب مہلکۂ بحریہ کا استقرار !

اس مرقع میں دکھلایا ہے کہ جدید ایجادات بحریہ میں سے تحت البحر کشتیاں (سب میرین ) کس طرح سمندر کے نیچے پھیل جاتی ھیں اور دشمن کے جہازوں کی آمد و رفت روک دیتی ھیں ؟ سمندر کی سطح پر تحت البحر کشتیوں کے مستول نکلے ہوے صاف دکھائی دیتے ھیں - سامنے پہاڑی کے کنارے دو جنگی جہاز حیران کھڑے ھیں اور گذر نہیں سکتے - اگر وہ گذریں تو چند لمحوں کے اندر ھی تباہ کردیے جائیں -
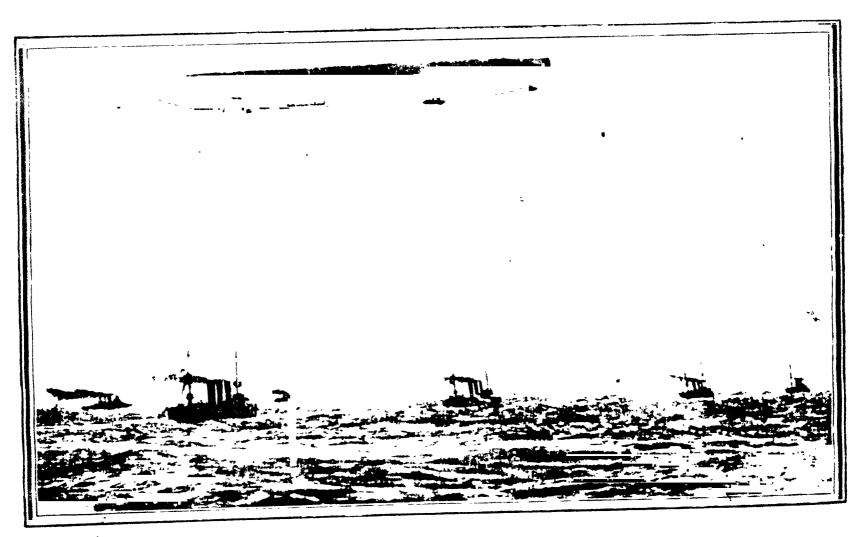
ہوائی جنگی جہازوں کا بالاے سمندر ایک منظر !

عالم آب و باد کا متحدہ حملہ ! !

نیچے جرمنی کا ایک بیڑہ ہے اور اوپر ایک زپلن ہوائی جہاز' جہازوں کے ساتھہ ساتھہ سفر کر رھا ہے - بحری اور فضائی متحدہ حملے کو اسمیں واضح کیا گیا ہے -

# مناظر بحریہ ! مشاھیر افواج بریہ برطانیہ و آلمان ! مراکب شہیرہ عظیمہ !

بندر گاہ اسپت ھیڈ میں برطانیہ قواء بحریہ کا ایک منظر عمومی

نہر کیل میں جرمنی کے قواء بحریہ کی ایک عام نمائش !

سرجان جلیکیو نائب امیر البحر برطانیہ
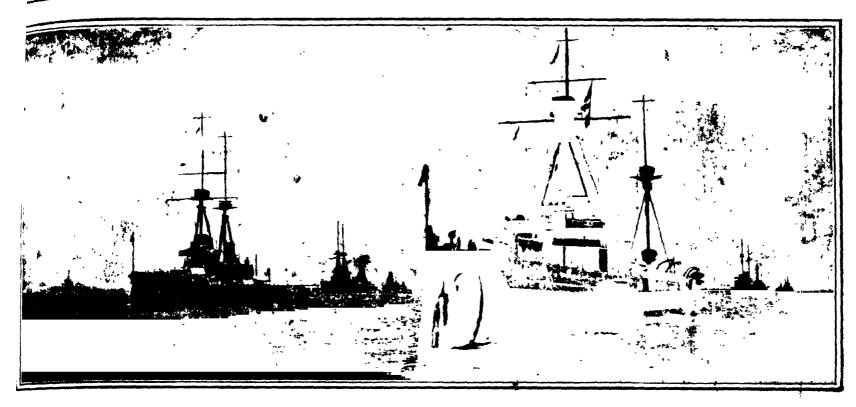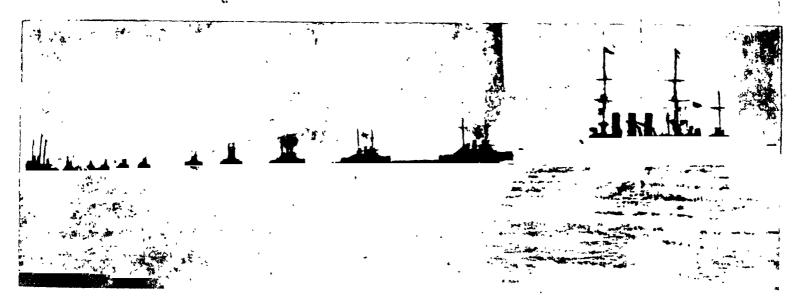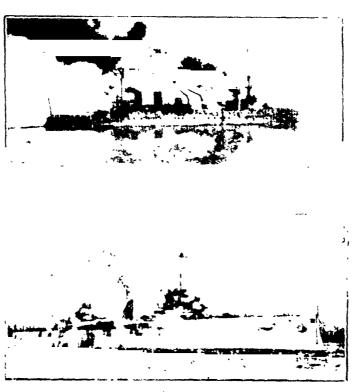
( ۱ ) ایک فرانسیسی کروزر : ژرلیس می شیلے نامی جو برطانی جہازوں کے ساتھہ مصروف کارزار ہے -

( ۲ ) جرمنی کا سب سے بڑا اور سب سے آخری قسم کا بیٹل شپ جہاز -

امیر البحر وان ٹرپتز جرمن وزیر بحر

# تاریخ حروب اخیرہ کا ایک صفحہ

## نفقـــات جنــگ
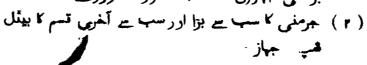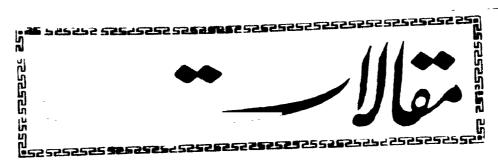
اسلامي غزوات اور جدید دور تمدن کي لڑائیوں میں روحاني اور مادي مقاصد نے جو حد فاصل قائم کردي ہے' اوسکو دور جدید کے مصارف جنگ اور بھي زیادہ نمایاں کردیے ہیں - ہم نے کتب حدیث و سیر میں بارہا پڑھا ہے کہ ایک مقدس وجود اعلاء "کلمة الله" کیلیے اوٹھا ہے' اور اس مقصد جلیل کی تکمیل میں اسکی ایثار نفسی نے صرف ایک لقمۂ خشک پر قناعت کی ہے - ہمکو اس مقدس گروہ کا حال بھی معلوم ہے جسکو اس پاک مقصد کی اشاعت کیلیے راستے میں درخت کی پتیاں چبانی پڑیں' اور اس نے خوانہاے نعمت سے سیر شکم اور زرہ و جوشن سے آہنی جسم بنکر لڑنے والوں کو صداے تکبیر کی ایک گرج میں بے دم کردیا ! تاہم ببنیان مرصوص ایسے ہی فاقہ مستوں کا وصف حال تھا -

لیکن موجودہ لڑائیاں دنیا کیلیے ایک ایسی لعنت ہیں جو جان و مال' دونوں کا خاتمہ کردیتی ہیں - اعلان جنگ ہونے کے ساتھہ ہی یورپ کا اعلی ترین علم الاقتصاد صاف جواب دیدیتا ہے کہ وہ امن و صلح کے زمانے کا ایک خواب تھا' جسکو اب بالکل بھلا دینا چاہیے !

خوش قسمتي سے یہ دولت جو زمانۂ جنگ میں نہایت بیدردي کے ساتھہ صرف کی جاتی ہے' وہ خون کي طرح بالکل بہ نہیں جاتي بلکہ صفحۂ قرطاس پر نقش و نگار کي صورت میں اپنی یادگار بھي چھوڑ جاتي ہے' اور اس نقش خونیں سے ہم اس زمانے کے مصارف جنگ کا ایک ہولناک نقشہ مرتب کرسکتے ہیں - دوران جنگ میں ملک کي اقتصادي حالت کو مختلف غیر منضبط طریقوں سے جو نقصان عظیم پہونچتا ہے' اوسکے اندازہ کرنے کا ہمارے پاس کوئي ذریعہ نہیں ہے لیکن لڑائیوں کے مصارف عظیمہ و خسائر معززہ و الیمہ کا مکمل نقشہ پیش کیا جاسکتا ہے -

( قرون اخیرہ کے حروب عظیمہ )

یورپ میں جنگ کریمیا کے زمانے سے آج تک جو لڑائیاں ہوئیں اون میں جان و مال کا جو نقصان ہوا' اوسکی تفصیل یہ ہے

| (نام جنگ) | (سنہ) | (نقصان جان) | (نقصان مال) |
|---|---|---|---|
| جنگ کریمیا | ۱۸۵۴ | ۷۸۰۰۰۰ | ۳۴۰ ملین گنی |
| جنگ آزادی اطالیہ | ۱۸۶۱ ۱۹۷۱ | ۸۰۰۰۰۰ | ۱۴۰۰ ,, |
| جنگ فرانس جرمنی | ۱۹۷۰ ۱۹۷۱ | ۸۵۳۰۰۰ | ۵۶۰ ,, |
| جنگ روس ترکی (پلیونا) | ۱۸۷۷ | | |
| جنگ امریکہ اسپین | ۱۸۹۸ | ۰۰۰۰ | ۰۲۵۹ ,, |
| جنگ ٹرانسوال | ۱۸۹۹ ۱۹۰۲ | ۰۶۸۷۰۰ | ۲۷۰۰ ,, |
| جنگ روس جاپان | ۱۹۰۴ - ۱۹۵ | ۴۸۵۰۰۰ | ۵۰۳ ,, |

( جنگ بلقان کے مختلف فریق ) :

| (نام جنگ) | (سنہ) | (نقصان جان) | (نقصان مال) |
|---|---|---|---|
| بلگیریا | | ۱۴۰۰۰۰ | ۰۰۹۰ ملین گنی |
| سرویا | | ۰۷۰۰۰۰ | ۰۰۵۰ ,, |
| یونان | | ۰۳۰۰۰۰ | ۰۰۲۵ ,, |
| مانٹي نیگرو | | ۰۰۸۰۰۰ | ۰۰۰۱ ,, |
| | | میزان | ۳۸۵۲ |

جنگ بلقان کے زمانے میں دولۃ عثمانیہ کے نقصانات کی اگرچہ صحیح تفصیل معلوم نہیں ہے' تاہم اس میں شبہ نہیں کہ لاکھوں سپاہیوں کي جانیں ضائع گئیں' تمام سامان جنگ برباد ہوگیا' اور مصارف جنگ کي تعداد کم از کم ۸۰ ملین گنی تک پہونچ گئي - ( ایک ملین ۱۰ - لاکھہ کا ہوتا ہے )

( موجودہ جنگ کا قبل از جنگ تخمینہ )

جرمني' انگلستان و فرانس کے ساتھہ ایک مدت سے آمادہ پیکار تھی' اسلیے وہاں کے علماے اقتصاد و رجال حرب نے پہلے ہي سے اوسکے مصارف جنگ کا ایک تخمینہ لگالیا ہے - علم الاقتصاد کے ایک مشہور جرمن عالم کا خیال تھا کہ جب حکومت جرمني دوسري سلطنتوں کے ساتھہ دست و گریباں ہوگی تو اوسکو جنگ کے پہلے ۲ ہفتوں میں فوج اور جنگي جہازوں کے مصارف کیلیے ۲۰ ملین گني کي ضرورت پڑیگی - اسکے علاوہ رسد وغیرہ کے مصارف ۵۰ ملین گنی سے کم نہونگے- خوف و بے اطمینانی کي وجہہ سے عام تجارت اور ملکی بازاروں کا جو نقصان ہوگا' اوسکي تعداد بھی ساڑھے بارہ ملین گنی ہوگي' اسطور پر جنگ کے پہلے چھہ ہفتوں میں جرمن کو ۱۲۲ ملین اور نصف ملین گنی کا نقصان برداشت کرنا پڑیگا!

چنانچہ آج وہ منتظرہ جنگ شروع ہوگئي ہے اور جرمنی کے حملے پر چار ہفتے گذر چکے ہیں - اب مندرجہ بالا تخمینے سے اس ہولناک نقصان کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے جو اس جنگ میں ابتک صرف جرمني کو پہونچا ہو گا - دوسري حکومتیں ابھی باقی ہیں - اگر جنگ نے طول پکڑا تو عالم انسانیت کے اس نقصان کا آخري میزان کیسا ماتم انگیز ہوگا جو محض چند مغرور انسانوں کے فتنۂ افساد اور جوع سیادت سے کرہ ارضي پر عالمگیر ہو رہا ہے ؟

( ضروریات زندگی کا اثر )

آج ۴۰ سال سے تمدنی ضروریات بہت بڑہ گئی ہیں اور بڑھتی جاتی ہیں - موجودہ دور تمدن میں انسانی زندگي نہایت گران قیمت ہوگئی ہے جسکا اثر مصارف جنگ پر بھی شدت کے ساتھہ پڑا ہے - سنہ ۱۸۷۰ میں جرمني اور فرانس کے درمیان جو جنگ ہوئی تھی' اوس میں جرمنی کو فی سپاہی ۵ - روپیہ اور فرانس کو ساڑھے پانچ روپیہ روزانہ صرف کرنا پڑا تھا' لیکن آج ایک سپاہی کا روزانہ خرچ ساڑھے سات روپیہ سے کسی طرح کم نہوگا' جنگ ٹرانسوال میں تو انگریزوں کو فی سپاہی ایک گنی تک صرف کرنا پڑا تھا -

اسٹریا کے وزیر جنگ نے سنہ ۱۹۱۰ میں بیان کیا تھا کہ زمانہ جنگ میں ایک اسٹرین سپاہی کا خرچ روزانہ ساڑھے سات روپیہ

# معرکہ زار بحر شمال ! خوارق و عجائب ترقیات حربیہ بحریہ !
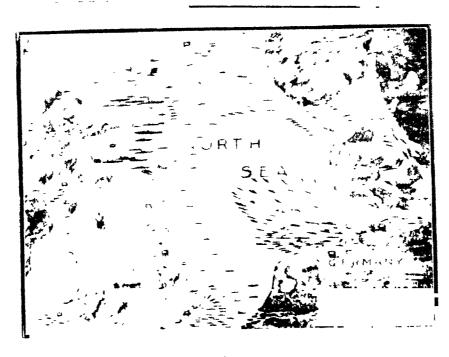
بحر شمالی آج دنیا کے قواء حربیۂ بحریہ کا سب سے بڑا بحری تماشہ گاہ ہے - کیونکہ دنیا کے دونوں زعماء بحر (برطانیہ و جرمنی ) کی بحری طاقتوں کو اسی سے تعلق ہے - موجودہ جنگ میں سیادت بحری کا شاید آخری فیصلہ یہیں ہو - اس نقشہ میں برطانیہ اور جرمنی کے جنگی جہازوں کے مواقع ' حدود ' ترتیب ' اور تقابل کا ایک تخمینی منظر دکھلایا گیا ہے - دھنی جانب جرمنی کے جہاز ہیں اور بائیں جانب برطانیہ کے - درمیان میں نقطوں کی جدول سے انکے حدود بحری کو الگ کردیا ہے - بالکل سیاہ نقوش بیٹل شپ جہاز ہیں اور جنکے اندر سفیدی چھوڑ دی ہے ' وہ کروزر ہیں -

به یک تدبیر دو دعویش !
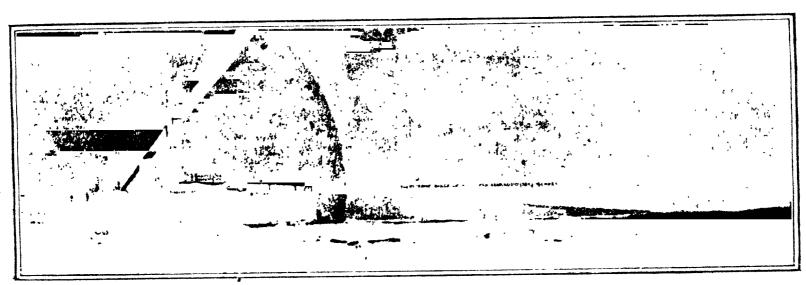
اس موقع میں موجودہ جنگی جہازوں کی روشنی کے برقی آلات کی قوت دکھلائی ہے - جہاز نے ایک ہی وقت میں آسمان اور زمین ' دونوں کو روشن کردیا ہے - سمندر کو روشن کرکے دیکھنا جاتا ہے کہ تارپیڈو کشتیوں کی زد میں نہ آجائے - ساتھہ ہی آسمان کی فضا کو روشن کرکے دیکھہ رہا ہے کہ کہیں اوپر سے دشمن کا ہوائی جہاز گولہ باری نہ کردے !
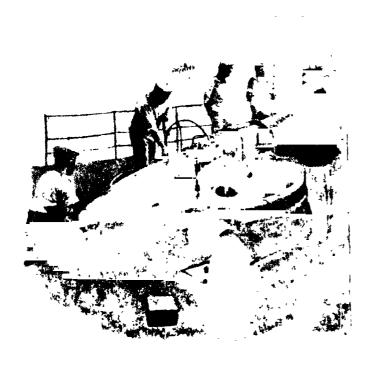
انگریزی بیڑے کی ہولناک توپ !

جسکا دہانہ ۱۳ × ٥ - انچ کا ہے - یہ توپ بڑے ڈریڈ ناٹ جہاز " اورین " نامی میں نصب ہے -

بائیں جانب تارپیڈو کشتی کا وہ آلہ دکھلایا ہے جسمیں ہوا بھری جاتی ہے اور جسکی قوت سے وہ حملے کے وقت نہایت آسانی سے اوپر نیچے ہوتی

مصارف جنگ کی وسعت ' قانون کی پیداوار ' بینکوں کی در آمد بر آمد ' اور مہاجنوں کے لین دین سے ثابت ہوگیا ہوگا کہ اس زمانے میں لڑائی کی باگ تمامتر مہاجنوں ہی کے ہاتھہ میں ہے ' وہ مالی مدد دیکر جس سلطنت کو چاہیں دوسری سلطنت سے لڑاسکتے ہیں ' یا جنگ روک دے سکتے ہیں - ابھی دو برس کا زمانہ گذرا ہے کہ جرمنی و فرانس میں جب جنگ کا اندیشہ پیدا ہوگیا تھا تو فرانس کے مہاجنوں نے اپنا تمام سرمایہ جرمن بنکوں سے نکال لیا تھا - مجبوراً جرمنی کو اس ارادہ سے باز آجانا پڑا - دولة عثمانیہ اور یونان میں بھی جنگ کے جب نئے خطرے پیدا ہوے ' تو مہاجنوں نے باب عالی کو دھمکی دی کہ " اگر جنگ جاری کیگئی تو قرض دیدے سے اپنا ہاتھہ کھینچ لینگے "

لیکن افسوس ہے کہ اس قوت سے الٹا کام لیا جاتا ہے - دنیا میں جتنی لڑائیاں قائم ہوتی ہیں ' اونکی تہ میں انہی مہاجنوں کا ہاتھہ کام کرتا ہے - اس سے انکا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جب دوران جنگ میں لڑنے والی سلطنتوں کو قرض کی ضرورت پیش آئیگی تو قرض دیکر ان لوگوں کو سالانہ سود کے سمیٹنے کا موقع ملجائیگا ' یا اور متعدد اقتصادی اور مالی اغراض ہوتے ہیں جنکے لیے وہ کسی انقلابی حالت کی ضرورت دیکھتے ہیں - لارڈ سیسل اور جنگ ٹرانسوال کے تعلقات کی داستان قارئین الہلال میں سے بہت سے باخبر اور مطالعہ دوست اصحاب کو یاد ہوگی -
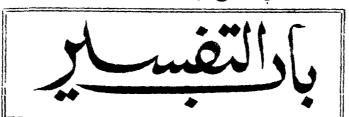
# الحــرب فــي الــقـران
## (۲)

اس مضمون کا پہلا ٹکڑہ گذشتہ اشاعت کے مقالہ افتتاحیہ کے صفحات میں " العرب و الاسلام " کے عنوان سے درج کیا گیا تھا لیکن چونکہ اسکا اصلی موضوع در حقیقت تفسیر القرآن سے تعلق رکھتا ہے اسلیے آج باب التفسیر کے تحت میں شائع کیا جاتا ہے

---

گذشتہ اشاعت میں ہم قدیم وحشیانہ اعمال حرب کی ایک اجمالی فہرست پیش کرکے اسلامی تعلیمات کو واضح کرچکے ہیں - مضمون کا خاتمہ اس مبحث پر ہوا تھا کہ عرب جاہلیہ میں جنگ و فساد اور لوٹ مار کا فخر و انبساط کے ساتھہ اظہار کیا جاتا تھا ' اور یہ اظہار قومی زندگی کے خصائص میں داخل ہوگیا تھا -

### ( القتال والحــرب )

جنگ کے یہی وحشیانہ اعمال تھے جن پر " حرب " کا مفہوم لغوی مشتمل تھا ' اور اہل عرب نے عملی طور پر حرب کا یہی نمونہ قائم کیا تھا جیسا کہ دنیا کی اور تمام قوموں نے کیا - لیکن اسلام نے جنگ کے ان تمام آثار و علائم کو مٹاکر ایک نیا مدنی نظام قائم کیا - اس بنا پر لغۃ و حقیقۃ کسی حیثیت سے بھی " جہاد اسلامی " پر حرب کا اطلاق نہیں ہو سکتا تھا - پس یہی وجہ ہے کہ قران مجید میں جہاد پر ایک جگہہ بھی اس لفظ کا استعمال نہیں کیا گیا - البتہ جہاد کی ایک خاص صورت کی تعبیر " قتال " سے کیگئی ہے ' جو ظاہری مفہوم کے لحاظ سے کوتہ بینوں کے نزدیک نہایت خطرناک لفظ ہے - حالانکہ جہاد اور قتال میں ایک طرح کے عموم و خصوص کا فرق ہے :

| | |
|---|---|
| واقتلوا المشرکین حیث وجدتموهم ( ۹ : ۵ ) | مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کرو - |
| و اقتلوهم حیث ثقفتموهم و اخرجوهم من حیث اخرجوکم ( ۲ : ۵-۱۸۷ ) | اور کفار کو جہاں پاو قتل کرو اور جہاں سے اونہوں نے تمکو نکال دیا ہے وہاں سے تم بھی انہیں نکال دو - |

لیکن دوسری آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مشاکلۃ اللفظ باللفظ ہے جو کلام میں زور پیدا کرنے کا ایک طریقہ ہے - خدا اپنے متعلق کہتا ہے ومکروا و مکر اللہ و اللہ خیر الماکرین - حالانکہ خدا مکار نہیں ہے ' البتہ یہ زور طریقہ ہے کہ کفار کے اعمال شنیعہ کا جواب دیا گیا ہے ' ہم اپنی زبان میں کہتے ہیں برائی کا بدلہ برائی ہے ' حالانکہ برائی خود برائی ہے لیکن اوسکا بدلہ برائی نہیں ہے بلکہ وہ قانون عدل کا ایک احسن نتیجہ ہے : جزاء سیئة سیئة مثلها ( برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے ) اسی طریقہ پر اس لفظ کا بھی استعمال کیا گیا ہے ورنہ اسکی حقیقت شدہ مقصود نہیں ہے ' جسطرح خدا کے مکر کرنے سے حقیقی مکر مراد نہیں لیا جا سکتا - اسی طرح یہاں قتال سے بھی دنیا کا عام قتال مراد نہیں ہے :

| | |
|---|---|
| فان قاتلوکم فاقتلوهم ( ۲ : ۱۷۲ ) | اگر وہ تم سے مقاتلہ کریں تو تم بھی ان سے مقاتلہ کرو - |

اور اگر اسکو تسلیم نہ کیا جاے ' تب بھی یہ خود مقاتلین کی سابقت اعمال کا نتیجہ ہے - جہاد کا اصل مقصد نہیں ہے - چنانچہ دوسری آیت میں اس کی تشریح کردی گئی ہے :

| | |
|---|---|
| فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیه بمثل ما اعتدی علیکم و اتقوا اللہ و اعلموا ان اللہ مع المتقین ( ۲ : ۱۹۱ ) | جو شخص تم پر زیادتی کرے ' تم بھی اوسی کے مثل زیادتی کرسکتے ہو لیکن اس سے زیادہ تجاوز کرنے میں خدا سے ڈرو ' اور یقین کرو کہ خدا پرہیزگاروں ہی کے ساتھہ ہے - |

### ( آیات نسخہ )

لیکن تمام قران کریم میں جہاد پر " حرب " کا اطلاق کہیں بھی نہیں کیا گیا ہے - صرف ایک جگہ " حرب " کا لفظ آیا ہے ' حالانکہ تمام قرآن کریم جہاد کی ترغیب و تحریض سے بھرا ہوا ہے :

| | |
|---|---|
| والذین اتخذوا مسجدا ضرارا و کفرا و تفریقا بین المومنین و ارصادا لمن حارب اللہ و رسوله من قبل ( ۹ : ۱۰۸ ) | جن لوگوں نے مسلمانوں کو نقصان پہونچانے کیلیے ' ان میں پھوٹ ڈالنے کیلیے ' اور اوس شخص کی گھات کیلیے جس نے خدا اور اسکے رسول سے پہلے لڑائی کی ہے ' نیز اپنے کفر کیلیے ایک مسجد بنائی ہے - |

| | |
|---|---|
| انما جزاء الذین یحاربون اللہ و رسوله و یسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیهم و ارجلهم من خلاف او ینفوا من الارض ذالک لهم خزی فی الدنیا و لهم فی الاخرة عذاب عظیم ( ۵ : ۳۷ ) | جو لوگ خدا اور اوسکے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ' اونکی سزا یہ ہے کہ وہ قتل کردیے جائیں ' یا اونکو پھانسی دی جاے ' یا انکے ایک ایک دائیں بائیں ہاتھہ پاوں کاٹ ڈالے جائیں ' یا جلا وطن کردیے جائیں - دنیا میں بھی ان کیلیے یہ ذلت اور رسوائی ہے ' اور آخرت میں دوسرا بڑا عذاب ہونے والا ہے - |

تک پہونچ جاتا هے - بیوہ عورتیں' یتیم بچے' هتیار' اور رسد کي فراهمی کا صرف اسکے علاوہ هے - اس بنا پر اگر ٢٠ - لاکهه فوج ٦ ماہ تک متصل گرم پیکار رهے تو اوسپر ١٨٠ ملین گنی صرف کرنا هوگی!!

( گذشته جنگ فرانس و جرمنی )

یورپ میں سب سے تازہ ترین اور عظیم‌الشان جنگ' فرانس اور جرمنی کی لڑائی خیال کي جاتي هے - یه جنگ مہاجنوں کی توقعات کے خلاف قائم هوگئی تهي - اس بنا پر اونکو تاوان اوٹهانا پڑا - ابتدائی جنگ میں فرانسیسی بنکوں کی شرح قرض ٧٣ فی صدی تهی' لیکن اعلان جنگ هونے کے ساتهه هی دفعۃً بازار نرخ گر گیا' اور شرح قرض ٦٦ فی‌صدي تک اتر گئی - جنگ کے ساتهه ساتهه شرح قرض کا یه تنزل بهی برابر جاری رها - یہاں تک که واقعه سیدان کے بعد ٥٣ تک پہونچ گیا' اور اسکے بعد نوٹوں کی خرید و فروخت کا سلسله قریب قریب بالکل رک گیا - اگر کسیکو اسکی ضرورت پیش اتی' تو اوسکو سخت قیمت ادا کرنا اور سخت نقصان اوٹهانا پڑتا تها

فرانس کے بنکوں سے ٩ جون سنه ١٨٧٠ سے ٨ ستمبر سنه ١٨٧٠ تک کی مختصر مدت میں جو رقم نکال لی گئی' اوسکي تعداد ٣٢ ملین گنی تهي - اعلان جنگ کے وقت پروشیا کے خزانے میں ٤٥٠٠٠٠٠ گنی موجود تهی' اور اوسنے قرض بهي لینا چاها تها جسکی قیمت ١٨ ملین تک تهی' لیکن اس مدت میں دو ملین سے زیاده جمع نہوسکا' اور پروشیا کی هنڈیوں کا نرخ ٩٣ سے گر کر ٧٧ تک پہونچ گیا - قومی کمپنیوں کے حصے بهی فی صدی ٤٠ تک میں کم هوگئے تهے - چنانچه اسکے بعد پرنس بسمارک نے خود کہا تها که "اگر ساڑهے چار ملین گنی خزانهٔ سلطنت میں نہوتي تو جرمن دو دن بهی فرانس سے نہیں لڑسکتے - "

فتح کے بعد بسمارک نے فرانس سے ٥ لاکهه ملین گنی کا تاوان جنگ طلب کیا تها لیکن آخر میں دو لاکهه ملین گنی پر راضي هوگیا - فرانس نے یه رقم خطیر دو سال کی مدت میں ادا کی اور اسکی وجهه سے یورپ کے مالی بازار میں دفعتاً جهاڑو پهرگئی -

( روس و جاپان )

زمانه جنگ روس و جاپان میں مالی تحفظ کیلیے جاپان نے جو اهتمام اور تیاریاں پہلے سے کي تهیں' وہ اوسکے لیے نہایت مفید ثابت هوئیں - چنانچه جاپان نے اعلان جنگ سے پہلے هی ١١٦٩٩٠٠٠ گنی کي رقم خطیر بنک میں جمع کرلی تهي - روس کے بنک اور سلطنت کے خزانه کا کل سرمایه ١٠٥٠٠٠٠٠٠ گنی تها' لیکن اختتام جنگ پر جاپان کے خزانے میں ١٠٤٤٤٠٠٠ گنی باقی رهگئي - حالانکه وہ جنگ پر دو لاکهه ملین گنی صرف کرچکا تها - اس مالی فایده کي وجه صرف یه تهی که دوران جنگ میں جاپانی قوم اور جاپانی سلطنت اپني تمام ضروریات کو ملکی ساخت کی چیزوں سے پورا کرتی تهي' اسکا نتیجه یه هوتا تها که روپیه بنک سے نکل کر ملک کی جیب میں آجا تا تها' اور ملک کی جیب سے نکل کر خزانه سلطنت کو پر کردیتا تها - خزانه سلطنت اوسکو بنکوں میں منتقل کردیتا اور اسطرح جو کچهه بنکوں سے برآمد کیا جاتا تها' وہ هر پهرکر پهر دوباره اونهي میں داخل هوجاتا تها - یهي وجه هے که جنگ کے اس طویل زمانه میں جاپانی بنک کو صرف ایک ملین گنی کا خساره اوٹهانا پڑا جو تاریخ جنگ میں همیشه اسکے لیے کار نامهٔ مفخر رهیگا!

جاپان کي حکومت نے اضافه نرخ اشیاء بهی کو نہایت سختی کے ساتهه روکدیا تها' اسلیے حکومت کا سرمایه حکومت هی کے خزانے میں محفوظ رها اور وہ اوس سے نکل کر تاجروں کے خزانه کا جزو نه بن سکا -

( جنگ بلقان )

مالی بازار پر جنگ کا اثر بلقان کی آخري لڑائی سے ظہور پذیر هوا هے -

جب ریاستهاے متحده بلقان نے اخیر ستمبر سنه ١٩١٢ع میں فوجی تیاریاں شروع کیں' تو برلن اور وائنا کے بنکوں پر اول اکتوبر هی میں اسکا اثر پڑ گیا' اور رفته رفته پیرس کے بنکوں تک متعدي هوا' لیکن جب مانٹی نگرو نے بهی جنگ کے کیلیے هتهیار اوٹهاے' تو پیرس' برلن' اور لندن کے بنکوں کا سنگ اساس بهی دفعتاً هل گیا' اور ٦ ماہ تک یورپ کے تمام بنک اسی حالت تزلزل میں رهے -

اسی اثناء میں جرمنی اور فرانس نے فوج کي تعداد میں اضافه کرنا چاها - مالی حالت پر اسکا بهي نہایت گہرا اثر پڑا - چنانچه ستمبر ١٩١٢ع سے اخیر جولائی ١٩١٣ع تک کی مدت میں کمپنی کے حصوں اور هنڈیوں کا نرخ ٥٠٠ ملین گنی گهٹ گیا' اور تمام مہاجنوں نے بنک سے اپنے اپنے روپیے نکال لیے - نتیجه یه هوا که جن بنکوں میں اوائل ستمبر سنه ١٩١٣ع تک ٥٤٥٤٣١٠٠٠ گنی کے نوٹ برآمد هوتے تهے' ان میں اخیر دسمبر سنه ١٩١٢ع تک صرف ٥١١٥٠٩٠٠٠ گنی رهگئی' یعنے راس المال میں ٣٣٩٠٠٠ گنی کی کمی آگئی

جنگ بلقان سے یورپ کے بنکوں کو جو نقصان عظیم اوٹهانا پڑا اوسکي تعداد کم از کم ٧٠ ملین گنی هے' کیونکه لوگوں نے خوف و رعب کی وجه سے اپنا تمام سرمایه بنکوں سے نکال کر اپنے گهروں میں بهر لیا - اسوقت سے تمام بڑی بڑي سلطنتیں آنے والے خطرات کے انسداد کے لیے اپنےاپنے خزانوں اور اپنےاپنے بنکوں کے سرمایه میں اضافه کرنے لگیں - چنانچه ذیل کے نقشے سے اسکا اندازه هوسکتا هے

( آخر سنه ١٩٠٩ع سنه ١٩١٠ع )

| نام بنک | سرمایه اصلی | إضافه | إضافه [illegible] مجموعی تعداد |
|---|---|---|---|
| بینک آف انگلینڈ | ٣٨٢٢٥٠٠٠ | ٣٠٢٦٢٠٠٠ | ٩٥٥٨٠٠٠ |
| امپریل بنک آف جرمني | ٢٢٣٢٥٠٠٠ | ٣١٨٨٣٠٠٠ | ٣٠٣٧٠٠٠ |
| بنک آف اسٹریاهنگري | ٤٢٨٠٤٠٠٠ | ٥٣٤٩٩٠٠٠ | ١٠٦٩٥٠٠ |
| بنک آف فرانس | ٧٢٢٣١٠٠٠ | ١٢٤٦٥٧٠٠٠٠ | ٥٤٣٣٩٠٠٠ |
| بنک آف اٹلی | ١٥٣٨١٠٠٠ | ٤٧٧١٠٠٠٠ | ٣٢٤١٩٠٠٠ |
| بنک آف روس | ٠٨٧٨٥٩٠٠٠ | ١٢٦٨٠١٠٠٠ | ٣٨٩٤٢٠٩٠ |
| بنک آف یونائیٹڈ استیٹ (٠ امریکه ) | ١٣٦٧٧٧٠٠٠ | ٢٨٢١٤٤٠٠٠ | ١٤٥٣٦٧٠٠٠ |

سنه ١٩٠٩ و سنه ١٩١٠ع میں دنیا کي کانوں سے بقدر ٨٠٧٤٠٠٠٠٠ گني کے سونا نکالا گیا - بینک و تجارت وغیره پر اوسکي تقسیم جس مقدار سے کیگئي' اوسکا اندازه ذیل کے نقشے سے هوگا:

| | |
|---|---|
| تجارت وغیره | ١٩١٧٠٠٠٠٠ |
| هندوستان کو دیا گیا | ٠٨٦٦٠٠٠٠٠ |
| مصر کو | ٠٠٢٩٠٠٠٠٠ |
| بنک آف جاپان میں داخل کیا گیا - | ٠١٣٨٠٠٠٠٠ |
| بنک آف ساوتهه جنوبی امریکا | ٠٠٦٨٠٠٠٠٠ |
| بنک آف میکسکو - (امریکه) | ٠٠٥٧٠٠٠٠٠ |
| بنک آف یونائیٹڈ اسٹیٹ (امریکه) | ١٤٥٣٠٠٠٠٠ |
| بنک آف کنیڈا - (برطانی نو آبادي) | ٠١٧١٠٠٠٠٠ |
| بنک آف اسٹریلیا و جنوبی افریقه | ٠١٩١٠٠٠٠٠ |
| بنک آف یورپ | ١٧٢٧٠٠٠٠٠ |
| عام اور بقیه بنک - | ٠٥٧٦٠٠٠٠٠ |
| میزان کل | ٨٠٧٤٠٠٠٠٠ |

جنگ کی تپش میں تپتے ہوے چہروں پر پھر دائمی صلح کا ظل الغمام اپنا سایہ ڈال سکتا ہے ؟

یورپ کے بڑے بڑے ارباب سیاست اور ارباب حل و عقد نے اس سوال کا جواب مختلف طریقوں سے دیا ہے' لیکن ایک صلح پسند شخص کیلیے ان میں ایک جواب بھی تسکین بخش نہیں -

امریکہ کا سابق پریسیڈنت روز ویلٹ کہتا ہے :

" ہاں دنیا کو صلح و آشتی کے وسائل فراہم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے' لیکن ہر صلح بھی پسندیدہ نہیں ہوسکتی - دنیا میں بہت سے ظالم ایسے پیدا ہوگئے ہیں جنکا سینۂ تنگ فتنہ کا ایک ہولناک میدان ہے' لیکن وہ اس میدان کو صلح کا خوشنما سبزہ زار کہتے ہیں -

بہت سے لوگ بزدلی ' ضعف عزیمت ' اور مکر و فریب کو بھی صلح کے پردے میں چھپا رہے ہیں - اسلیے ہمارا فرض ہے کہ اپنے آپ کو اوس صلح سے الگ رکھیں جسکی ترتیب ظلم اور بزدلی سے ہوتی ہے - تاہم ظالمانہ لڑائیاں بہت اور ظالمانہ صلح کم ہیں - لیکن دونوں کی دونوں قابل نفرت ہیں "

لارڈ ایبری ( سر جان لبک ) کی راے ہے :

" مجھے صلح کی توقع بہت کم ہے - خود ہم انگریز' اپنے بحری و بری مصارف جنگ کو بڑھا کر دنیا کے سامنے جنگ کی تیاری کا بدترین نمونہ پیش کر رہے ہیں "

سر فریڈریک پولیک نے اپنے وسیع قانونی تجارب کی بنیاد پر جو اونکو زمانہ ججی میں حاصل ہوے ہیں' یہ راے قائم کی ہے :

" عام خیال ہے کہ سلطنتوں کے جھگڑے بھی شخصی نزاعوں کے مثل ہیں' اس لیے حکم کے ذریعہ اسکا فیصلہ ہو سکتا ہے' لیکن سلطنتوں کی اکثر حالتیں اشخاص سے مختلف ہوتی ہیں مثلاً باہمی معاہدوں کے دفعات کی تشریح ' یا اونکی خلاف ورزی کا فیصلہ عدالتوں اور ثالثوں کے ذریعہ سے نہیں ہوسکتا - سب سے بڑا مسئلہ سیادت و اقتدار کا ہے جسکو ایک سلطنت کسی ملک پر قائم کرنا چاہتی ہے - ان تمام باتوں کا فیصلہ صرف تمام سلطنتوں کے اتفاق و اتحاد ہی سے ہو سکتا ہے ' اور اس اتحاد کو اوس قوت سے زیادہ مضبوط و مستحکم ہونا چاہیے جو اوسکی حریف بنکر اوسکا مقابلہ کرنا چاہتی ہے - پھر یہ اتفاق بھی صرف چھوٹی چھوٹی لڑائیوں ہی کو روک سکتا ہے - وہ عظیم الشان سلطنت جو دوسری سلطنت کو حقارت سے دیکھتی ہے ' یا اوسکو اپنے ساتھہ ملالینے کی قدرت رکھتی ہے' اس اتفاق کی بھی پروا نہیں کرسکتی "

سر گلبرٹ پارکر نہایت دلیری سے صلح کانفرنس کے خلاف اپنا یہ خیال ظاہر کرتے ہیں :

" میں صلح کی خوشنما امیدوں سے اپنا دل بہلا نہیں سکتا ' واقعات ہمکو ایک عظیم الشان جنگ کی دھمکی دے رہے ہیں' جب تک وحشت موجود ہے ' جب تک غیر مکمل طور پر تہذیب یافتہ قومیں سطح زمین پر آباد ہیں ' اتفاق و اتحاد نا ممکن ہے - ہمکو خدا پر بھروسہ کرکے اپنے بارود کو خشک رکھنا چاہیے "

مشہور سر ٹامس بر کلی کا خیال ہے :

" دائمی صلح آسان نہیں' بعض لڑائیاں قانون ارتقاء کے ثابت شدہ اصول " تنازع للبقاء " کے لیے کی جاتی ہیں' کو آبادیوں کے لیے صرف اسی غرض سے لڑائیاں قائم ہوتی ہیں کہ انسان پر اپنے ملک کا دائرہ تنگ ہوجاتا ہے ' اور وہ دوسری قوموں کو دھکیل کر آگے بڑھنا چاہتا ہے - کیونکہ اسکے بغیر اوسکی زندگی ممکن ہی نہیں -

بعض لڑائیاں استبداد و استقلال کے لیے برپا ہوتی ہیں ' جنکی تحریک صرف ظلم کرتا ہے ' بعض لڑائیاں تہذیب و تمدن کے استحکام کی غرض سے قائم کی جاتی ہیں - اگر وحشت و ہمجیت اپنے انتہائی درجہ تک پہنچ گئی ہے' تو اس قسم کی لڑائیاں دنیا کی سعادت مدنیہ کے لیے مبارک فال ہیں -

اسکے علاوہ جہالت اور جذبات کا جوش بھی کلیتاً نہیں روکا جا سکتا ' پس اگرچہ جنگ کا انسداد کلی محال ہے ' تاہم ہر انگریز ' ہر فرنچ ' ہر امریکن ' ہر جرمن ' اب لڑائی کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے ' اور اوس کی طرف اپنا میلان نہیں ظاہر کرتا "

مسٹر الزک امریکہ کے ایک سیاسی فیلسوف ہیں اُن کی تمناوں کا خوش نما سبزہ زار یہ ہے :

" میری بڑی خواہش یہ ہے کہ جنگ سے علحدگی اختیار کیجاے' لیکن یہ منزل ابھی بہت دور ہے' بہت سے مسائل ثالثی کے ذریعہ حل ہوسکتے ہیں ' لیکن آگے بڑھنے والے اقتدار و نمود کو کون روک سکتا ہے ؟ "

صلح و آشتی کی یہ آخری خدمت تھی جسکو یورپ کی ترقی یافتہ مدنیہ نے انجام دیا لیکن امن کا یہ فرشتہ یورپ سے نکل کر بلقان ' طرابلس' اور ایران کا دورہ کرچکا ہے' اور اب خود اپنے مستقر یورپ کے تخت جلال کا پایہ پکڑ کر دنیا کو اپنا زخمی چہرہ دکھا رہا ہے :

| | |
|---|---|
| و حملت الارض والجبال فدكتا دكة واحدة فيومئذ وقعت الواقعة وانشقت السماء فهي يومئذ واهية ( الحاقه ۱۴ ) | آسمان اور زمین اوٹھا کر ایک ساتھہ پٹک دیے گئے اور وہ دفعتاً چور چور ہوگئے پس آج ہی کے دن قیامت کا سب سے بڑا دن آ گیا آسمان پھٹ پڑے ' اور اونکی دیواریں ڈھیلی ہوگئیں !! |

(۳) یا ایها الذین آمنوا اتقوا الله وذروا ما بقي من الربوا ان کنتم مومنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من الله و رسوله ( ۲ : ۲۷۸ )

مسلمانو ! خدا سے ڈرو اور رجو رقم سود کی تمهاري آدمیوں پر باقي هے ' اوسکو چهوڑ دو اگر تم مسلمان هو' اور اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو یقین کرو که خدا اور اوسکے رسول کا تمهارے ساتهه اعلان جنگ هے -

(۴) و القینا بینهم العداوة و البغضاء الی یوم القیامة کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاها الله و یسعون فی الارض فسادا و الله لایحب المفسدین ( ۶۹ : ۳۲ )

هم نے یہود و نصاری میں قیامت تک کیلیے باهم دشمني ڈالدي هے - جب جب وه آتش جنگ بهڑکاتے هیں ' خدا اوسکو بجها دیتا هے ' مگر وه دنیا میں فساد پهیلاتے هیں ' اور خدا مفسدوں کو دوست نہیں رکهتا -

(۵) الذین عاهدت منهم ثم ینقضون عهدهم فی کل مرة و هم لایتقون - فاما تثقفنهم فی الحرب فشرد بهم من خلفهم لعلهم یذکرون ( ۸ : ۵۸ )

وه لوگ جن سے تمنے عهد لیا مگر وه هر مرتبه اپنے عهد کو توڑ دیتے هیں اور خدا سے بالکل نہیں ڈرتے ' سو اگر تم اونکو جنگ میں پاؤ ' تو چاهیے که ایسا دباؤ ڈالو تاکه جو لوگ انکے پیچهے هیں انکو بهی تنبیه هو جاے -

(۶) فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموهم فشدوا الوثاق فاما منا بعد و اما فداء حتی تضع الحرب اوزارها (۴۷ : ۴)

جب تمهارا اور کفار کا جنگ میں مقابله هو تو اونکی گردن اوڑادو ' یہانتک که جب خوب خونریزي هوچکے تو اونکو غلام بناو ' اسکے بعد یا تو احسان اونکو چهوڑ دو یا فدیه لیکے رها کردو ' یہانتک که لڑائی موقوف هوجاے -

پہلي آیت میں "حرب" کا جو استعمال کیا گیا هے' اوسکو قتال اسلامي سے کوئی تعلق نہیں ایک عرب تها ابو عامر راهب ' جسکي ریاست مذهبی کو آنحضرت صلی الله علیه وسلم کی بعثت سے صدمه پہونچا تها - اسنے اپنے عز و جاه کو قائم رکهنے کیلیے متعدد لڑائیاں کی تهیں - چنانچه آیت میں " من قبل " کا لفظ خود اسپر دلالت کرتا هے' لیکن جب قبیله هوازن نے شکست کهائی تو وه شام کی طرف بهاگ نکلا اور وهاں سے منافقین کو پیغام دیا که " تم آلات جنگ فراهم کرو' اور ایک مسجد بنادو ' میں قیصر کے پاس جاکر فوج گراں لیکے آتا هوں اور محمد کو مدینه سے نکال دیتا هوں " - ظاهر هے که اس جنگ کا مقصد محض بغض و انتقام ' خدع و فریب ' ظلم و عدوان ' اور طلب ریاست تها جس پر جنگ کی حقیقت لغویه بالکل منطبق هوسکتی هے اسلئے قرآن مجید نے اس لفظ کو اوسکے صحیح مفهوم کے مطابق استعمال کیا هے نه که جہاد کیلیے -

(۲) دوسري آیت قاتلین اور مفسدین فی الارض ' غارتگران امن و اخلاق ' اور راهزنوں اور ڈاکوؤں کے متعلق هے ' اور لوٹ مار حرب کے مفهوم هی میں داخل هے' اسلیے یه آیت پہلے سے بهی زیاده واضح هے - جہاد سے اسکو ذرا بهی مس نہیں

(۳) تیسري آیت میں بے شبهه خدا نے اپنے اور اپنے رسول کي طرف " حرب کا " انتساب کیا هے' لیکن جہاد یہاں بهی مراد نہیں هے - خود مفسرین کو یه شبهه هے که مسلمانوں سے یه طرز خطاب بظاهر صرف کلام میں زور پیدا کرنے کا ایک طریقه هے' لیکن یه کیوں ضروري سمجهه لیا گیا هے که اسلام کی هر جنگ مقاصد جہاد هی پر مشتمل هو بلکه سیاسی حکومت سے فوائد دنیوي بهي اوسکا مقصد هوسکتے هیں اور اس لحاظ سے یه لفظ بهی اس جگه اپنی حقیقت لغویه پر منطبق هو سکتا هے' سود خواري در حقیقت ایک راه زنی هے اور هر سود خوار ایک ڈاکو هے جو بندگان خدا کے مال کو بلا معاوضه لوٹ لیتا هے' اسلیے خدا نے فرمایا :

" جس طرح تم غریبوں کا مال لوٹ رهے هو' هم بهي اسی طرح تمهارا مال لوٹ کر انکو واپس دلادینگے " یہی " حرب " کے معنے هیں -

( ۴ ) چوتهی آیت اسی تاویل کی محتاج نہیں ' وه یہود و نصاری کے متعلق هے - اونهوں نے باهم جو لڑائیاں قائم کی تهیں ' اونکا سبب صرف بغض و انتقام اور شر و فساد تها جسپر لغوی حیثیت سے یه لفظ دلالت کرتا هے - با اینهمه خدا نے اسکو پسند نہیں کیا اور اس مشتعل آگ کو بجها دیا - کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاها الله -

اب یه آگ پهر مسیحی دنیا میں اس اعلان الهی کی تصدیق دائمی کو محکم تر کرتی هوئی مشتعل هوگئی هے -

( ۵ ) پانچویں آیت قبیله بنو قریظه کے متعلق هے' جنهوں نے اسلام کے ساتهه متعدد بار معاهده کرکے عهد شکنی کی تهی' اور تمام قبائل عرب کو آنحضرت کے ساتهه جنگ پر اماده کردیا تها اسمیں " حرب " سے وهی حرب مراد هے جو بنو قریظه کی ریشه دوانیوں کا نتیجه تهي اور یه ظاهر هے که اونهوں نے جو لڑائیاں قائم کی تهیں ' اونکا سبب صرف بغض و فساد تها ' اسلیے یہاں بهی " حرب " سے جہاد اسلامی مراد نہیں هوسکتا ' بلکه حرب کی وهی حقیقت لغوی ' سفاکی و عداوت مراد هے

( ۶ ) چهٹی آیت میں بے شبهه بظاهر " جہاد اسلامی " پر حرب کا اطلاق کیا گیا هے ' لیکن شرم و توضیح کے بعد معلوم هوگا که یه آیت جہاد اسلامی کا مقصد بتلاتی هے ' اور جہاد کی حقیقت مقدس اسی لفظ میں مضمر هے ' چنانچه اسکی تشریح آگے آتی هے -

( جنگ میں صلح )

اورپ نے اگرچه مطلوب کے تمام راز هاے سر بسته فاش کردیے ' مگر وه ابتک " التوحید فی التثلیث والتثلیث فی التوحید " کی گره کو نه کهول سکا - لیکن اسلام " السلم فی الحرب والحرب فی السلم " کے عقده لا ینحل کو حل کر دکها چکا هے' یعنی " امن و صلح میں جنگ اور جنگ میں صلح و امن " مگر اس مسئله میں همکو پہلے یورپ هی کے کار نامه اعمال پر نظر ڈالنی چاهیے -

اسلام کے " امن و سلام " کا جو دور جدید قائم کردیا تها ' دنیا کی سبعیت اور بہیمیت نے اگرچه اوسکو " جنگ و خونریزي " سے بدل دیا هے ' لیکن تاهم کبهی کبهی سیاسی مصالح سے اس فراموش شده حقیقت کا نام زبانوں پر آ هی جاتا هے ' اور اس بهولے هوے خواب کی یاد تازه کی جاتی هے انهی مصالح سے پچهلے دنوں تمام یورپ میں ایک عجیب و غریب قسم کی صلح کا انعقاد هوا تها جسکا نام ارباب سیاست نے " مسلح امن " رکها تها !

عرب کے ایک شاعر نے کسی قبیله کی هجو میں کہا تها " نه وه مرد هیں نه عورت ' جسطرح شتر مرغ که نه چڑیا هے نه اونٹ " اسی طرح اس صلح کی حقیقت بهی اگرچه مشتبه هے' لیکن هم " مسلح امن " کے بدولت شتر مرغ کے پر کے سایے میں بهی زندگی بسر کرسکتے تهے تاهم اسکے بعد کے خونین واقعات نے ثابت کردیا که یه شتر مرغ بهی صرف بعض خاص موسموں هی میں اپنا سایه ڈال سکتا هے !

تاهم جنگ و صلح کي اس آمیزش نے دنیا کے لیے ایک نهایت دلچسپ سوال پیدا کردیا که " کیا جنگ کا خاتمه هوسکتا هے ؟ کیا

بیج نے اب اگرچہ گھنے شاخ و برگ پیدا کرلیے ' لیکن اب تک تلوار کا پھل اونکے اندر چھپا ہوا تھا ' یعنی جنگ عالم نہ ہوئی ' بلکہ اس قضیہ کا فیصلہ لندن میں ایک کانفرنس کے ذریعہ کیا گیا -

اس کانفرنس نے تمام سلطنتوں کی ذمہ داری میں لکسمبرگ کو ایک آزاد اور خود مختار صوبہ قرار دیا - اس فیصلہ نے فرانس کے نفوذ و اقتدار کو بالکل مٹادیا ' اور پروشیا کی طاقت اور پرنس بسمارک کی شہرت میں غیر معمولی اضافہ کردیا -

اس بنا پر اس فیصلہ کے بعد ہی دونوں سلطنتوں میں سخت ناچاقی پیدا ہوگئی ' فرانس کو یقین ہوگیا کہ سلطنتوں کی قسمت کا فیصلہ اب صرف تلوار ہی کرسکتی ہے - اسی دن سے فرانسیسیوں نے در پردہ جنگی تیاریاں شروع کردیں -

اسی تھوڑے زمانے کے زمانے میں اسپین کا تخت ایک سریرآرا کے وجود کا محتاج ہوا ' اور جنرل پریم وزیر اسپین نے ایک جرمن امیر لیوپولڈ وان زولرن کو اس منصب کیلیے منتخب کیا ' لیکن فرانس نے اوسکو اپنے حقوق کے منافی سمجھا ' اسپر سخت لہجہ میں اعتراضات کیے ' اور ان اعتراضات کو سفیر پروشیا مقیم پیرس کے پاس ایک یاد داشت کی صورت میں مرتب کرکے بھیجدیا - سفیر پروشیا نے ایمس میں جاکر شاہ پروشیا سے ملاقات کی ' شاہ نے جواب دیا کہ لیوپولڈ وان زولرن کی تخت نشینی کا فیصلہ ابھی تک نہیں ہوا ہے - وہ اسپین کی عام رائے پر اوٹھا رکھا گیا ہے ' پروشیا اس معاملہ میں کوئی مداخلت نہیں کرسکتی ' اگر اسپین کی پبلک نے لیوپولڈ کو بادشاہ منتخب کرلیا تو اسکے سوا چارہ نہیں کہ وہ اوسکی تائید کرے -

سوء اتفاق سے اسپین کے عام اجتماع نے لیوپولڈ کے سر پر تاج شاہی رکھدیا ' اور چونکہ پرنس بسمارک جنگ جرمنی و فرانس کا شدت کے ساتھ انتظار کررہا تھا اور یہ واقعہ اوسکا سب سے بڑا معین و مددگار تھا ' اسلیے عام خیال یہ ہے کہ یہ بسمارک کی ریشہ دوانیوں ہی کا نتیجہ تھا -

## ( ابتدائی جنگ )

فرانس بھی پہلے ہی سے جنگ کی تیاری میں مصروف تھا اس واقعہ کے بعد اوسکی مخفی طاقت علانیہ ابھر آئی ' اور اپنی تمام سرحدوں پر فوج جمع کرنا شروع کردی - بالخصوص دریاے رین کی طرف تو فرانسیسی لشکر کا ایک سیلاب عظیم روانہ ہوگیا اور جنرل مکمیہن اوس کا سپہ سالار بنایا گیا - شاہی فوج کی سپہ سالاری کا منصب جنرل بےزین کو عطا ہوا تھا -

اس جنگ کا اصلی سبب امیر لیوپولڈ تھا جو اسپین کا تاجدار بنایا گیا تھا - لیکن یہ قابل صد ہزار آفرین ایثار نفسی دنیا کبھی نہ بھلائی جائیگی کہ اس نے اپنی تخت نشینی کی یادگار میں اس بد ترین جنگ کو چھوڑنا پسند نہ کیا اور اس منصب سے کنارہ کش ہوگیا !

بادشاہ پروشیا نے اسکی علحدگی کو صرف اوس خاص اقتدار کی بنا پر تسلیم کرلیا جو تمام ملک کیساتھ اوسکو لیوپولڈ کے خاندان پر حاصل تھا - مگر اپنے عام ملکی اختیارات سے اسکی تصدیق نہ کی - لیکن نپولین ثالث کو اسپر اصرار تھا کہ اس علحدگی کو عام شاہی اختیارات کی بنا پر تسلیم کرنا چاہیے جسکے معنی یہ تھے کہ سلطنت پروشیا اپنے اس حق سے دست بردار ہوگئی ' مگر شاہ پروشیا نے نپولین کے اس مطالبہ کو منظور نہ کیا اور دریاے رین کی طرف تامہ تک اپنی فوجیں روانہ کردیں

داهیۂ سیاست " بسمارک "

پرنس بسمارک موقع کا منتظر تھا - اب وہ موقع آگیا ' اوس نے چاہا کہ نپولین ثالث نے سنہ ۱۸۶۷ میں الحاق بلجیم کے متعلق جو یاد داشت پیش کی تھی ' اوسکو پرنس بسمارک نے دبا رکھا تھا ' اب اوس نے اسکو عام طور پر شائع کردیا جس نے تمام یورپ میں ایک تہلکہ مچادیا - انگلستان نے چونکہ بلجیم کی محافظت کی ذمہ داری لی تھی ' اسلیے اوسپر نسبتاً اسکا اثر زیادہ پڑا ' اور اوس نے فرانس سے زمانہ جنگ میں بلجیم کے حفاظت کی ذمہ داری لینے کا مطالبہ کیا -

پرنس بسمارک جرمنی کے داخلی اتحاد و اتفاق کا جو خواب پریشان ایک مدت سے دیکھ رہا تھا ' یہ جنگ اوسکی صحیح تعبیر تھی - چنانچہ اعلان جنگ کے ساتھ ہی جرمنی کی پوری طاقت پروشیا کی حمایت کیلیے امڈ آئی ' اور جرمنی فوج کی سپہ سالاری خود فریڈرک ولیم ولیعہد سلطنت اور اوسکے چچا زاد بھائی پرنس فریڈرک چارلس نے کی کمانڈر انچیف ( قائد عام ) خود شاہ پروشیا تھا ' لیکن اوسنے اس عہدہ جلیلہ کو جنرل کونٹ وان مولٹک کے سپرد کردیا ' جو دنیا کے سپہ سالاروں میں سب سے بڑا سپہ سالار خیال کیا جاتا ہے - اور جو موجودہ جنگ کے وان مولٹک کا چچا تھا -

جرمن فوج کا یہ سیلاب مےنس اور کوبلنس کے درمیان جمع ہوا ' اور وہاں سے حدود فرانس کی طرف موجیں مارتا ہوا بڑھا - فرانسیسی لشکر نے بھی نانسی اور میٹز میں اپنی قوت جمع کی جنکا نام موجودہ جنگ میں بھی سب سے پہلے آیا ہے ' اور وہاں سے حدود جرمنی کی طرف روانہ ہوگیا - خود نپولین نے اس کی سپہ سالاری کی تھی -

ابھی جولائی کا مہینہ ختم نہیں ہوا تھا کہ ۷۰۰۰۰۰ جرمن سپاہی حدود فرانس میں موسیل سے رین تک پھیل گئے - دوسری طرف ۳۵۰۰۰۰ فرنچ سپاہیوں کے ٹڈی دل نے حدود جرمنی کو گھیر لیا -

## ( معرکہ اولی )

پہلا معرکہ مقام ساربروکن میں ۳ - جولائی کو شروع ہوا ' اور یکم اگست تک جاری رہا - اس معرکہ میں میدان فرانسیسیوں کے ہاتھ رہا اور انہوں نے اس مقام کو فتح کرلیا - لیکن دو ہی تین روز کے بعد زمانہ نے پلٹا کھایا ' اور اب پروشین فوج نے ایک نمایاں کامیابی کے ساتھ انہزام و شکست کے اس بدنما داغ کو اپنے دامن شجاعت سے مٹادیا - چنانچہ ۴ - اگست کو ولی عہد کی سپہ سالاری میں ویسن برگ پر قابض ہوگئی - اور فرانس کا سپہ سالار جنرل ڈوای اس معرکہ میں کام آیا - نیز تقریباً ۸۰۰ فرانسیسی قیدی بھی گرفتار ہوے -

اسوقت تک پروشین فوج صرف مدافعت کررہی تھی ' لیکن اس تاریخ سے اوس کی فاتحانہ جنگ کا زمانہ شروع ہوا -

# تاریخ و عبر

## اولین جنگ جرمنی و فرانس

### سنہ ۱۸۷۰ و ۱۹۱۴ع میں

ولیم اول شاہ پروشیا

نپولین ثالث

کہا جاتا ہے کہ زمانہ آگے بڑھتا ہوا چلا جاتا ہے اور ماضی مستقبل کی طرف مڑکے نہیں دیکھتا' لیکن حوادث کی موت اوسکو پیچھے ہٹا سکتی ہے -

کہا جاتا ہے کہ شباب کا زمانہ گذر جاتا ہے اور پھر پلٹ کے نہیں آتا' لیکن دل کے اوبھرنیوالے ولولے اوسکو بلا سکتے ہیں -

کہا جاتا ہے کہ موج گل نکل جاتی ہے' اور پھر لوٹ کر نہیں آتی' لیکن ہوا کا جھونکا اس قافلہ کو لوٹا لاتا ہے -

یہ صرف دعوا ہی دعوی نہیں ہے' بلکہ بیسویں صدی کے ایک ہولناک حادثے' ایک اوبھرنیوالی موت' اور ایک معرکۂ دائرہ خون و آتش نے ان محالات کو ممکن کر دکھایا ہے - سنہ ۱۸۷۰م میں جرمنی اور فرانس کے درمیان جو یادگار جنگ قایم ہوئی تھی' اوسکا نہ بھولنے والا زمانہ گذر گیا تھا' اور دنیا سمجھی تھی کہ شاید اب وہ دوبارہ پلٹ کے نہ آئے' لیکن آج ۱۵ - اگست سنہ ۱۸۷۰ع کا دن پھر پلٹ کے آگیا ہے' اور عنقریب اوسکا آفتاب اپنی پوری حرارت قاہرہ کے ساتھہ پیرس کے سر پر چمکنا چاہتا ہے -

( اسباب جنگ )

یہ جنگ جس زمانے میں قائم ہوئی' جرمنی اور فرانس کی حالت موجودہ دور سے بالکل مختلف تھی' اور سچ تو یہ ہے کہ جرمنی اور فرانس کو موجودہ حالت پر اسی جنگ نے پہونچایا -

جرمنی کے نظام اجتماعی میں آج جو اتحاد اور قومیت نظر آتی ہے' وہ اوس زمانے میں بالکل مفقود تھی - تمام سلطنت چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہوگئی تھی' اور جرمنی کا دماغ اعظم یعنی پرنس " بسمارک " دیکھہ رہا تھا کہ ان بکھرے ہوے موتیوں کو صرف کوئی بڑی خارجی جنگ ہی ایک رشتہ اجتماع میں منسلک کرسکتی ہے -

اب اگرچہ فرانس کو جمہوریت کا موسس اول تسلیم کیا جاتا ہے' لیکن وہ اوسوقت نپولین ثالث کے دست استبداد کے پنجہ آہنیں میں گرفتار تھا - نپولین کا دور حکومت مادی ترقیوں کے لحاظ سے اگرچہ فرانس کی تاریخ میں ایک یادگار زمانہ خیال کیا جاتا ہے' اوسکے عہد میں فرانس نے تجارت میں خاص طور پر ترقی کی' ریلوے لائنوں کا جال ملک میں پھیل گیا' زمین کی تمام کانوں نے اپنا خزانہ فرانس کیلیے اوگل دیا' ملک میں کثرت سے کارخانے قائم ہوگئے' اور تمام یورپ میں پیرس نے ایک عظیم الشان دارالسلطنت کی حیثیت پیدا کرلی' تاہم ان ترقیوں کی وسعت اور اونکے وسائل نے ملک کو ٹکس کے بوجھہ سے گرانبار بھی کردیا تھا اور اسلیے ملک میں بے چینی بڑھتی جاتی تھی -

سوء اتفاق سے اسی زمانے میں اوس نے ایک کتاب لکھی' جس میں شخصی حکومت کو جمہوری حکومت پر ترجیح دی تھی اور تمام ملک کو یقین دلایا تھا کہ فرانس صرف اسی قسم کے طرز حکومت سے ترقی کرسکتا ہے - چونکہ اس قوت کی نشو و نما کیلیے فرانس کی زمین تنگ ہوگئی ہے' اسلیے فتوحات ملکی کے ذریعہ دوسری سلطنتوں کے حدود میں داخل ہوکر ترقی کرنے کا موقع حاصل کرنا چاہیے -

اوس کے بڑھاپے کے زمانے تک اگرچہ استبداد کا پنجہ آہنیں فرانس کا مالک الرقاب رہا' لیکن اخر میں لویس تیارے اور ژول فاور نے اوسکی سخت مخالفت کی - ٹکس کی کثرت سے ملک میں نپولین کی طرف سے جو ناراضی پیدا ہوگئی تھی' اوس سے ان لوگوں نے پورا فائدہ اوٹھایا' اور اپنی ایک مستقل پارٹی پیدا کرلی - نپولین نے رفق و ملاطفت کے ذریعہ اس فتنہ کو دبانا چاہا اور نیابتی اصول پر ہاؤس آف لارڈز ( مجلس الشیوخ ) کے ذریعہ ایک قانون مرتب کرکے ۱۵ - اگست سنہ ۱۸۶۹ کو نافذ کردیا - اسی قانون نے پارلیمنٹ کی بنیاد ڈالی اور ایک نئی وزارت قائم ہوئی' جسکے اکثر ممبر جمہوریت پسند تھے -

( پروشیا اور جرمنی )

اسوقت جرمنی کے تمام اجزاء (جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے) بکھرے ہوے تھے - ملک میں چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم تھیں جن میں سب سے زیادہ طاقتور پروشیا تھی' اور ولیم اول فریڈریک سریر آراے تخت سلطنت تھا - پروشیا جنگ فرانس سے پہلے آسٹریا کو صرف سات ہفتوں میں شکست دیچکی تھی اسلیے ایک طرف تو نپولین ثالث اوسکو بد گمانی کی نگاہ سے دیکھہ رہا تھا' دوسرے طرف بسمارک جنگ فرانس کو جرمنی کے سلسلۂ اتحاد کی ایک نمایاں کڑی خیال کرتا تھا' پس جرمنی و فرانس دونوں کے دل میں بغض و عداوت اور رشک و حسد کا بیج پڑ گیا' جو آگے چلکر دیگر اسباب کے ساتھہ ملکر جنگ کا سبب بن گیا -

جنگ آسٹریا اور پروسیا کے تہی سات ہفتے اپنی یادگار میں ایک طویل و ممتد سلسلۂ جنگ چھوڑ گئے - چنانچہ اس واقعہ جنگ کے بعد پروشیا نے جن طبیعی حدود کا الحاق کرلیا تھا اوسکے معاوضہ میں نپولین ثالث نے جرمنی کے اون حدود کا مطالبہ کردیا جو دریاے رہن کے مغربی سواحل پر واقع تھے -

لیکن بسمارک نے قطعی انکار کردیا - اب مجبوراً نپولین نے اپنے اس مطالبہ سے دست بردار ہوکر سفیر برلن کے ذریعہ ایک یاد داشت پیش کی - اسمیں بلجیم اور جنوبی جرمنی کو فرانس کے ساتھہ ملحق کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا - یہ یاد داشت جب پرنس بسمارک کے سامنے پیش کیگئی تو اوس نے اس موقع کو مغتنم سمجھکر یاد داشت اپنے پاس رکھہ لی' اور کچھہ جواب نہ دیا

( مسئلۂ لکسمبرگ و بلجیم )

اسی زمانے میں شاہ ہولینڈ ریاست (ڈچی) لکسمبرگ کو فروخت کرنا چاہتا تھا جسکو نپولین نے سنہ ۱۸۶۷ع میں خریدنا چاہا' لیکن پرنس بسمارک نے اس پر اعتراض کیا کہ " وہ جرمنی کا ایک ٹکڑا ہے اور پروشیا کی فوج اوسکی حفاظت کی ذمہ دار ہے " اس پر دونوں سلطنتوں میں سخت نزاع قائم ہوگئی - بغض و عداوت کے

وبعثم واصبروا ان اللہ مع الصابرین - (۸ : ۴۷) ایسا کروگے تو تمہاری قوت جاتی رہیگی اور دشمنوں پر جو تمہارا بھرم قائم ہے وہ جاتا رہیگا - پس اپنے اندر ثبات و استقامت پیدا کرو - خدا کی مدد صبر کرنے والوں کے ساتھہ ظاہر ہوتی ہے !

حضرت موسی علیہ السلام کا جب فرعون سے مقابلہ ہوا ' تو اسکی جماعت پر قہر الہی نے باہمی تنازع اور خانہ جنگی کی صورت ہی میں ظہور کیا تھا جیسا کہ سورہ طہٰ میں ہے :

فتنازعوا امرہم بینہم و اسروا النجوی (۲۰ : ۶۲) پس فرعون کے لوگ اپنے معاملہ کے بارے میں باہم نزاع کرنے لگے اور پوشیدہ اور سازشانہ سرگوشیاں ان میں شروع ہوگئیں -

یہ تعلیم تھی جو اسلام نے اپنے پیروؤں کو دی اور وہ اسپر کچھہ عرصے تک کاربند رہے ' لیکن افسوس کہ بہت جلد نزاع باہمی کے شیطان نے ظہور کیا ' اور اب تو ہر طرف عالم اسلامی پر جامع المتفرقین کی جگہ اسی وسوسۂ مفرقہ و مشتتہ کی حکومت ہے !

و کل حزب بما لدیہم فرحون !

لیکن آج دنیا کی زندہ قومیں اسپر عامل ہیں اور موجودہ جنگ کے اندر بھی اسکا ایک یادگار منظر نظر آتا ہے -

جنگ سے چند گھنٹے پیشتر انگلستان کیسی عظیم الشان خانہ جنگی میں مبتلا تھا ؟ آئرلینڈ کے استقلال کی تحریک نے السٹر میں آگ لگادی ' اور تمام آئرش پروٹسٹنٹ حکومت کی مخالفت پر آمادہ ہوگئے - حتی کہ معاملہ انتہائی حد تک پہونچ گیا ' اور تمام السٹر نے بغاوت اور جنگ کا اعلان کردیا - بہت سے بہتر فوجی طیاریاں جو ایک زندہ قوم کرسکتی ہے وہ السٹر میں نظر آرہی تہیں اور صلح کی تمام کوششیں بیکار گئی تہیں - آخر میں خود شاہ کی طرف سے کانفرنس کا انعقاد ہوا مگر پھر بھی کوئی نتیجہ نہ نکلا - آسٹریا اور سرویا میں جنگ کا اعلان ۲۸ جولائی کو ہوا ہے پہلی اگست کو یورپ کا عہد امن بالکلیہ ختم ہوگیا تھا - لیکن ۲۸ کی شام تک مشہور السٹریسٹ سر ایڈورڈ کارسن انگلستان سے جنگی مقابلہ کرنے کیلیے السٹر کے والنٹیروں کو جوش دلا رہا تھا !

اسی طرح اقتراعیہ ( سفرجیٹ ) عورتوں کی جنگی جماعت نے تمام برطانیہ کے امن کو غارت کردیا تھا -

لیکن جونہی انگلستان کا خارجی مطلع غبار آلود ہوا اور جرمنی کی حرکت جنگی کی پہلی گرج سنائی دی ' معاً تمام آئرلینڈ اور جزائر برطانیہ کی فضا پر انقلاب و تغیر کا ایک نیا موسم چھا گیا اور باہمی نزاع اور خانہ جنگی کی تمام صدائیں آناً فاناً اسطرح نابود و معدوم ہوگئیں ' گویا دریاے ٹیمس کے کنارے داخلی جنگ کی کوئی آواز صدیوں سے آئی ہی نہ تھی - اب تمام ملک ایک عنصر واحد بنکر باہر کے دشمن کیلیے شمشیر بکف طیار ہے !

السٹر کی تمام فوجی طیاریاں جو پہلے حکومت انگلستان کیلیے تہیں ' اب دشمنوں کے مقابل ہوگئیں ' اور سر ایڈورڈ کارسن نے اعلان کردیا کہ جب تک باہر کا خطرہ باقی ہے ' اس وقت تک ہمیں اپنا قصہ بالکل بھلا دینا چاہیے !

وہی سر ایڈورڈ کارسن جو پہلی اگست سے چند گھنٹے پیشتر کہہ رہا تھا کہ " یا جنگ یا موت " وہی اب بلفاسٹ میں اپنے پہلے سابق جوش کے ساتھہ اعلان کر رہا ہے جبکہ السٹر کی جنگ آزمائی برطانیہ کونسل اسکے سامنے ہے کہ :

## محـــاصرہ پیرس !

## استحـــکامات پیرس

جرمنی اسوقت پیرس سے ۳۰ میل پر موجود ہے اور محاصرۂ پیرس کا سوال غیر متوقع سرعت سے دنیا کے سامنے آگیا ہے -

جیسا کہ ایک جرمن مقالہ نگار نے لکھا ہے ' پیرس فی الواقع دنیا کا سب سے بڑا قلعہ ہے - پیرس کے پاس مدافعت کے تین حلقے ہیں جو ایک دوسرے سے بالکل علحدہ ہیں ' اور حملہ آور فوج کے لیے ایک حلقہ مدافعت کے فتح کرنے کے بعد دوسرے حلقہ کی ایک مستقل منزل باقی رہجاتی ہے -

اگر آپ پیرس کے اندر سے چلیں تو سب سے پہلے آپکو ایک شہر پناہ ملیگی - اسکے بعد ان قدیم قلعوں کا حلقہ ہے جنکا محاصرہ سنہ ۱۸۷۰ میں پروشیا کی فوجوں نے کیا تھا - اس حلقہ کے بعد وہ استحکامات ہیں جو بالکل جدید ترین اصول پر تعمیر ہوے ہیں اور اپنی وسعت میں اگر کسی کو حریف تسلیم کرسکتے ہیں ' تو وہ صرف استحکامات اینٹورپ ہیں -

یہہ استحکامات اوزے سے ۱۱ میل پر اور شہر پناہ سے ۸ میل پر واقع ہیں - انکی شکل ایک دائرہ کی ہے جس کا دور ۷۵ میل مدور ہے -

اتنے وسیع دائرہ استحکام کے محاصرہ کے لیے اسقدر فوج کی ضرورت ہوگی ؟ ماہرین جنگ نصف ملین یعنی ۵ لاکھہ فوج تجویز کرتے ہیں ' لیکن جہاں اس پر فوجکشی کے لیے اسقدر لشکر چاہیے ' وہاں انکی مدافعت کے لیے پیرس کے اندر اس تعداد کے نصف حصہ کی بھی ضرورت نہیں - ان استحکامات کی حفاظت و مدافعت کے لیے ایک لاکھہ ۷۰ ہزار فوج کافی ہے -

ان قلعوں میں سے ہر ایک قلعہ میں ۲۴ سے لیکے ۶۰ تک بڑی توپیں اور ۶ سو سے لیکے ۱۲ سو تک آدمی ہوتے ہیں -

ان قلعوں کے متعلق جو مورچے اور بیٹریاں ہیں ' ان میں سے ہر ایک میں ۲ سو آدمی اور ۶ توپیں ہوتی ہیں -

( آتشگیر گولوں کا اثر )

ان قلعوں کی تاریخ تعمیر سنہ ۱۸۸۵ ع سے شروع ہوتی ہے - یہی وہ سال ہے جب قلعوں کی موجودہ طرز تعمیر کو قبول عام حاصل ہوا ہے -

( بقیہ مضمون پہلے کالم کا )

" ملک اور سلطنت کے فائدے کے لحاظ سے امن قائم رہنا بہت ضروری ہے - السٹر کے قومی والنٹروں کو چاہیے کہ ملک اور سلطنت کی اعانت کریں اور السٹر اور آئرلینڈ کے لیے عزت حاصل کریں - مجھے پوری امید ہے کہ السٹر کے والنٹیر انگلستان کے محکمہ جنگ کے ماتحت اپنے افسروں کے ساتھہ باقاعدہ ڈویژن بناکر جنگ پر جائینگے اور انگلستان کے دشمن کے سامنے ایک ہوکر لڑینگے "

انگلستان نے صرف ایک جرمنی کیلیے اپنی خانہ جنگی موقوف کردی - لیکن آہ ' آج عالم اسلامی جرمنی جیسے صدہا دشمنوں میں ہر طرف سے گھرا ہے ' لیکن افسوس کہ مسلمان تعلیم اسلامی پر عمل کرنا ضروری نہیں سمجھتے ' اور اپنے جنسی ' وطنی ' قومی ' مذہبی اور جماعتی اختلافات و نزاعات کے نزعات شیطانیہ بدستور اسپر محیط ہیں : فما لہا ولاء القوم ' لا یکادون یفقہون حدیثا ؟

## هنا و هناک !

دنیا پر خون اور آگ کے عذاب کے دو هفتے اور گذر گئے' مگر معلوم هوتا هے که اسکی جوع خونیں اور عطش آتشیں کے لیے نه تو انسان کے گوشت کا ڈهیر ابتک کافی جمع هوا هے' اور نه خون کی نہریں اچهی طرح بہی هیں - اسکی مثال اس مدت کے بهوکے پیاسے انسان کی سی هے جو چند ابتدائی لقمے کها کر اور دو چار گهونٹ آتار کر اپنی بهوک پیاس کو آور زیادہ مستعد اور طیار کرلیتا هے - پس ابتک جو کچهه هوا هے' نه خوان جنگ کے ابتدائی لقمے تهے - اس عهد الیم و معذب کی بهوک اس سے سیر نہیں هوئی هے' بلکه اور زیادہ کهل گئی هے : فذرهم حتی یلقوا یومهم الذین فیه یصعقون ' یوم لا یغنی عنهم کیدهم شیئاً و لا هم ینصرون - و ان للذین ظلموا ' عذاباً دون ذالک ' و لاکن اکثرهم لا یعلمون ( ۵۲ : ۳۹ )

لیکن اس عرصه میں هلاکت و بربادی کی دنیا سے کچهه دیر الگ هوکر بہتر هے که زندگی اور امن کی آبادیوں پر نظر ڈالیں -

پچهلے تین هفتوں کا ایک سب سے زیادہ عظیم الشان منظر یه هے که جبکه تمام انگلستان کی سرزمین صف بسته جنگ آوروں کی حرکت سے پر شور رهی هے' تو هندوستان کے هر گوشے اور هر حصے میں عهد وفاداری کی تجدید کے لیے بهی هر باشندے نے متحدہ حرکت میں حصه لیا هے -

انگلستان میں جو کچهه هوا آسے یہی کرنا تها' اور هندوستان نے جو کچهه کیا' وہ صرف اتنا هی کرسکتا تها -

اگر انگلستان کی موجودہ فوجی زندگی کی حرکت اور حفظ وطن کا جوش اسقدر عظیم و وسیع هے' جسکی نظیر پوری ایک صدی کے اندر نہیں ملسکتی' تو هندوستان کا موجودہ اظہار وفاداری بهی جس عام اتحاد اور وسعت کے ساتهه تمام ملک میں هوا هے' کوئی پچهلی نظیر نہیں رکهتا - ملک کی هر جماعت اور هر حصه نے اسمیں حصه لیا هے' اور بے شمار جلسوں میں لوگوں نے کہا هے که هم اپنا سب کچهه انگلستان کو دیدینے کیلیے طیار هیں -

موجودہ جنگ کا سب سے بڑا موثر منظر انگلستان کی داخلی حالت هے - جنگ سے چند گهڑی پیشتر تک السٹر کی بغاوت اور جنگ کا معامله اپنی انتہائی منزلوں سے گذر رها تها اور شاهی دعوت پر جو کانفرنس صلح منعقد هوئی تهی' وہ بهی ناکام رهی تهی - لیکن اعلان جنگ کے ساتهه هی انگلستان کی اس سب سے بڑی مہلک خانه جنگی کا خاتمه هوگیا' اور اسطرح تمام آئرلینڈ اور برطانیه متحد هوگیا گویا اختلاف و نزاع کا صدیوں سے وجود هی نہیں -

بلا شبه یه بہت هی شاندار منظر هے اور السٹر کی بغاوت نے ایثار اور اتحاد وقت کی قدر شناسی کا یادگار ثبوت دیا هے' لیکن اسکے ساتهه هی هندوستان کو بهی نظر انداز نہیں کردینا چاهیے - اگر السٹر نے اپنی ایک هی آخری شکایت کو وقت کی مصیبت دیکهکر بهلادیا هے تو هندوستان نے بهی اپنی بہت سی ابتدائی شکایتیں بهلا دی هیں' اور گو اسکے درد کے افسانے بہت طول طویل تهے' مگر سب کو ملتوی کرکے سکون اور اعتماد کا عام اعلان کردیا هے -

البته اس اعلان میں نه تو سر ایڈورڈ کارسن کی تلوار هے' جو اب خانه جنگی کی جگه خارجی دشمن کے دماغ میں چلیگی' اور نه حب الوطنی اور حفظ ملک کا وہ زندہ جوش هے جو برطانیا کے جزیروں سے لیکر نو آبادیوں کے دور افتادہ اور منقطع میدانوں تک میں پهیل گیا هے - ایک همیشه کا اقرار هے جسکو زیادہ مستعدی کے ساتهه دهرایا جارها هے' اور ایک صبر اور ماضی فراموشی کا اعلان هے جسکے اندر ارادہ کے استحکام اور مستعدی کے ثبات نے تاثیر پیدا کردی هے -

لیکن افسوس که اوکے لیے هندوستان مجبور هے - وہ اس سے بهی زیادہ کرنا چاهتا هے مگر نہیں کرسکتا - اسکی جنگی زندگی قائم نه رهی - اور اس کی بد قسمتی سے ایسے حالات میں پرورش پائی' جنکی وجه سے اسکے اندر " برطانی شہری " کا قومی احساس پیدا نه هوا - اسکا دل شہریت کے جوش سے خالی هے' اور اسکا هاتهه روح شمشیر کے بغیر مردہ هوچلا هے -

اگر الجیریا کے ترک فرانس کیلیے سب سے بہتر بندوقچی ثابت هوے اور تیونس کے والی عهد نے اپنی تلوار نیام سے نکالی تو هندوستان کے هندو مسلمان بهی اپنی گذشته جنگی روایتوں کو یاد رکهه سکتے تهے اور آج اپنے ملک اور اسکے امن کی حفاظت کیلیے اپنی تلواروں کے جوهر دکهلا سکتے تهے - مگر افسوس که انکو اسکا موقع نہیں دیا گیا اور گذشته زندگی ایسی سرگذشتوں میں بسر هوئی جنکے بعد اسکی وفاداری کا امتحان گاہ اب زبان اور ارادے کے سوا اور کچهه نہیں هے - جبکه میدانوں میں جنگ آوروں کے کام کا اور حفاظت ملک کیلیے سرفروشوں کے کام کا وقت آیا هے' تو هندوستان اتنا هی کرسکتا هے که اپنی وفاداری کا مکرر اعلان کردے' اور اپنے خالی هاتهوں اور بے ولوله دلوں کو پیش کردے که اگر انسے کچهه کام لیا جا سکتا هے تو وہ حاضر هیں !

تاهم هندوستان جو کچهه کرسکتا تها - اوس سے دریغ نہیں کیا - اسنے ماضی کے بهولنے اور حال کیلیے ایثار کرنیکی ایک ایسی مثال پیش کردی هے' جسے اگر روابطوں میں یاد رکها جاے تو نامورزوں نهوگا - وہ اپنی بے دست و پائی اور افسردہ زندگی کے لحاظ سے صرف اتنا کرسکتا هے که انگلستان کو اس نازک وقت میں اپنی جانب سے مطمئن کردے' اور یقین دلادے که اسکی طرف سے ذرا بهی شورش خاطر نه هونا چاهیے - وہ اگر زندوں کی طرح شمشیر بدوش دوڑ نہیں سکتا تو پر امن غافل کی طرح خاموشی اور امن و سکون کے ساتهه سوکر اپنی جانب سے کام کرنے والوں کو بے کهٹکے کام کرنے کا موقع دیسکتا هے' اور وہ ایسا هی کریگا -

اسلام نوع بشری کے حفظ و فلاح کیلیے ایک دین فطری اور صراط مستقیم هے - اس نے فلاح معاد کے ساتهه اصلاح معاش کے بهی اصول بتلاے هیں - جو جماعت اُن اصولوں پر کار بند هوگی' انکے نتائج حسنه اسکا قدرتی ورثه هوگا - ایک زمانے میں انکے کامل ترین محافظ و عامل مسلمان تهے - لیکن اب انکی حقیقت دنیا کی بہت سے قوموں میں بٹ گئی هے -

اسلام نے قومی زندگی کے بقا و ثبات کے لیے ایک تعلیم اولین یه دی تهی :

لا تنازعوا فتفشلوا وتذهب اور آپسمیں خانه جنگی نه کرو - اگر

# مراسلات

اسکے بعد دهنے یا بالفاظ دیگر مشرق کی طرف قلعه امبرولر واقع هے جسکی کمان میں پونڈی کا مشهور جنگل هے -

یه چاروں قلعے نسبتاً پست زمین پر واقع هیں - شرقی استحکامات ۳ سو فٹ سے لیکے ۳ سو ۵۰ فیٹ تک بلند زمین پر قائم هیں - ان استحکامات میں ۴ قلعے اور مختلف چهوٹے برج هیں ' سنٹ مارلیس ' فراسیس کے قریب دو برج هیں جو باهم ایک فصیل کے ذریعه سے وابسته هیں - اور دریائے سین اور مارنے کے مابین قلعه شاریلنٹن واقع هے -

شهر کے جنوب میں شهر پناه سے ایک میل پر بهی قلعوں کا ایک سلسله موجود هے - یه قلعے اگرچه بجائے خود نهایت مستحکم طور پر بنے هیں ' مگر جیسا که سنه ۱۸۷۰ ع میں تجربه هوچکا هے ' یه زالقدر توپوں کے مقابله میں محض بیکار هیں -

شهر کے مغرب میں قلعه مونٹ ویلیرں هے ' اسکا ارتفاع سطح سمندر سے ۵۳۶ فیٹ اور سطح دریا سے ۴۵۰ فیٹ هے - یهاں پهنچکر قلعوں کے داخلی خط کی فهرست مکمل هو جاتی هے - اس آخر الذکر قلعه کی تحصین و استحکام ان استحکامات کے ذریعه کی گئی هے جو اثناء محاصره ۱۸۷۰ میں عارضی طور پر بنائے گئے تھے مگر بعد کو مستقل کر دیے گئے -

خندقوں سے گهرا هوا کیمپ تین حصوں میں منقسم هے : شمالی ' مشرقی ' اور جنوبی و مغربی - شمالی حصه میں مقام سین کے شمالی کناروں پر ایک بهت وسیع اور طویل پشته هے جسکی شکل مقناطیس کے زور بجانے والے لوهے کی سی هے -

یه پشته کوئی ۵۶۰ فیٹ بلند هے - اس پشته پر استحکامات کا ایک مجموعه هے جو کارمیلس نامی گاؤں کے نام سے موسوم هے -

سینٹ ڈینس سے ۵ میل کے فاصله پر مونٹسگلنن ڈیمورنٹ کے استحکامات واقع هیں - مونٹسگلنن ۶ سو سے لیکے ۶ سو ۷۰ فیٹ تک بلند هے - مقام ایکوین میں ایک علحده پهاڑی پر ایک قلعه اور ایک برج هے ' اور انکے دهنے جانب قلعه سیٹن اور دو باٹریاں هیں -

مشرقی حصے میں مقام ( پوزیشن ) وین جور هے جو تمام قلعوں سے نمایاں تر قلعه هے - اور شهر کے شمالی پهلو بذجوز سے ۳ میل پر دهنے جانب شیلس میں واقع هے ' جو وادی لورنے کے راستوں اور ریلوے لائینوں کو روکتا هے مالر نے کے دوسری جانب ویلسر اور شمپگنی کے قلعے هیں - انکے دهنے جانب بوسی سینٹ لیجر کے قریب ایک اور قلعه هے اور اس تمام حصه کے دهنے جانب ویلینیوسینٹ جارج کے استحکامات هیں - جنوبی و مغربی حصه میں ایک طاقتور قلعه بنایا گیا هے جسکا نام پیلی سین هے اور اسکے ساتھ باٹریاں بهی هیں - اسکا اقتدار سینی ویلی تک هے

قلعه پیلی سین کے پیچهے ' اس قلعه کی اور قلعه شیلن کی درمیانی مسافت کے نصف حصه پر قلعهائے وبریرس کا مجموعه هے - پیلی سین کے دهنے جانب وبرسلیس کی بلندی پر چند استحکامات هیں اور وبرسلیس کے گرد قلعه سینٹ سائر کے دهنے بائیں باٹریوں کا ایک نصف دائره پهیلا هوا هے - مارلیے کے گرد مختلف مقامات پر کوئی سات یا آٹهه باٹریاں اور بهی هیں -

## الاعتصاب فی الاسلام

از مولانا عبد السلام ندوی

( ٥ )

(مدارس قدیمه میں تعلیمی اسٹرائک)

قدیم نظام تعلیم اگرچه تجارتی اصول پر قائم نه تها ' تاهم مناظره اوسکا ایک ضروری جزو هوگیا تها جسنے طلباء کو نهایت آزاد اور دلیر بنا دیا تها - اس لیے وه اساتذه پر علانیه نکته چینی کرسکتے تھے ' اور کبهی کبهی ناگواری کی نوبت یهاں تک پهنچ جاتی تهی که اساتذه سے علانیه علحدگی اختیار کر لیتے تھے - امام محمد ' امام شافعی کے اوستاد تھے ' لیکن انهوں نے ایک مجمع میں اهل مدینه کی هجو کسی اور کها که "میں نے اهل مدینه کے رد میں ایک کتاب لکهی هے ' جسکے ایک نقطے کو بهی کوئی اپنی جگه سے نهیں هٹا سکتا " امام شافعی اهل مدینه کی بڑی عزت کرتے تھے ' اسلیے غصه سے بیتاب هوگئے اور کها : " بسم الله " اور " صلی الله " کے سوا آپ کی کتاب کا ایک ایک حرف غلط هے " ( ١ )

امام بخاری اور امام ذهلی میں مسئله خلق قرآن کے متعلق ایک لفظی نزاع پیدا هوگئی - ذهلی نے حکم دیدیا که همارے حلقه درس کا کوئی طالب العلم امام بخاری کے پاس درس حاصل کرنے کیلیے نه جائے - تمام طلبا رک گئے لیکن امام مسلم باز نه آئے ' امام ذهلی کو اسکی خبر لیگئی اور کها گیا که حجاز و عراق میں بهی ان کو اس عقیده سے روکا گیا تها مگر وه اوس پر قائم رهے اس بنا پر امام ذهلی نے اپنے حلقۂ درس میں عام منادی کردی که "جو شخص الفاظ قرآن کو مخلوق کهتا هے وه همارے مجلس درس میں آنے نه پائے" ( ١ ) امام مسلم سرپر چادر تان کر علانیه حلقۂ درس سے اوٹهه کهڑے هوے ' اور جو حدیثیں امام ذهلی کے حلقۂ درس میں لکهی تهیں ان سب کو جمع کر کے ایک مزدور کے ذریعه سے امام ذهلی کے پاس بهیجدیں - ( ٢ ) واصل بن عطاء اور امام حسن بصری میں ( وه واصل کے اوستاد تھے ) ایک مسئله کے متعلق اختلاف پیدا هوگیا ' اور بات اسقدر بڑهی که واصل نے اوسی

حقیقت یه هے که اسلام نے دو اصول قائم کردیے هیں ' ایک تو یه که معصیت پر اطاعت نهیں کرنا چاهیے ' دوسرے یه که ایک شخص کسیکا حق بخوشی نهیں دیتا تو اوسکو وه جبراً لے سکتا هے ' (دیکهو ابو داود جلد ۲ صفحه ۳۱۱ باب الجهاد ' و ص ۱۲۶ کتاب الاطعمه) پس جو لوگ اسٹرایک کو ناجائز قرار دیتے هیں ' اونکو پہلے یه ثابت کرنا چاهیے ' که یه دونوں اصول غلط هیں ' انهیں دونوں اصولوں کی بنا پر بیٹا باپ پر مقدمه دائر کرسکتا هے ' اور شریعت و اخلاق کی عدالت میں مجرم نهیں قرار پا سکتا -

( ١ ) مناقب الشافعی للرازی ص ۳۲ نسخه قلمی

( ١ ) ندوه میں بخاری کے درس اور مولود کی رکاوٹ پر طلبا کے طرز عمل کو بهی اسی پر قیاس کرنا چاهیے

(٢) ابن خلکان مطبوعه مصر جلد ۲ ص ۹۱

سنه ۱۸۸۵ ع تاریخ جنگ میں همیشه ممتاز رهیگا ' کیونکه اسی سال وہ انقلاب انگیز ایجاد (یعنی آتشگیر گولے) وجود میں آے جنهوں نے قدیم طرز تعمیر میں ایک تغیر عظیم پیدا کردیا ' اور موجودہ طرز تعمیر کو دنیا سے قبول عام کی سند دلوائی -

ان گولوں کا تجربه سب سے پہلے فرانس میں قلعه مالمیسن پر کیا گیا اور مختلف تجارب کے بعد قلعوں کے طرز تعمیر میں حسب ذیل تغیرات هوے :

(۱) گچکار چهتیں ۶ - انچ سے لیکے ۱۰ - انچ تک موٹی بنائی جانے لگیں - ان چهتوں کی اهمیت کا اندازہ کرنے کے لیے یہ سمجهه لینا چاهیے که انهی چهتوں پر وہ تمام آگ برستی هے جو قلعه شکن توپوں کے دهانوں سے نکلتی هے - انمیں وہ برج بهی شامل هیں جو فصیلوں میں هوتے هیں اور جنمیں شدید گوله باری کے وقت محافظ فوج آکے پناہ لیتی هے -

( ۲ ) توپوں کے لیے وہ برجیاں روشناس کی گئیں جو بوقت ضرورت گردش کرسکتی هیں ' اور بسا اوقات نظر سے بالکل هی غائب هوجاتی هیں -

توپیں خود قلعوں میں بہت تهوڑی تعداد میں رکهی جانے لگیں اور انکے متعلق یہ انتظام کیا گیا که یا تو وہ قلعوں کے باهر کسی مخصوص مقام پر رهیں ' یا پهر ایک مقام سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے مقام پر نقل و حرکت کرتی رهیں -

اس حرکت و انتقال کا فائدہ یہ هے که اگر دشمن کو توپونکا صحیح مقام معلوم هوجاے اور وہ سنگین گوله باری کرے تو صرف چند توپوں هی کو نقصان پهونچا سکتا هے ' ورنه دوسری صورت میں اکثر توپوں کے ضائع هوجانے کا خوف تها -!

(۳) یہ طے کیا گیا که قلعے باهم وابسته هوں ' یعنی انکے درمیان میں پیادہ فوج کے خندقوں سے گهرے هوے مقامات ' موانع ' اور پیادہ فوج کے ٹهرنے کیلیے بانس کی چهت کی پناہ گاهیں هوں -

ان قلعوں میں یہ خیال بهی عملاً تسلیم کیا گیا هے که قلعوں کے حلقه کو شهر کے باهر فاصله پر هونا چاهیے تاکه دشمن کی قلعوں پر گوله باری سے شهر کو کسی قسم کا نقصان نه پهونچے - چنانچه قلعه سینٹ سائر شهر پناہ سے ۱۰ میل پر واقع هے -

( پیادہ فوج کے فرائض )

اگرچه یہ امر تعجب انگیز معلوم هوتا هے که قلعوں کی مدافعت میں بهی مدافعت کا سارا بار پیادہ فوج هی پر پڑتا هے ' مگر کیا کیجیے که واقعه یہی هے -

اگرچه پیرس کی مدافعت میں قلعوں کے اندر سے توپوں کی آتشباری اور مختلف قلعوں کی آتشباری میں جو وقفے هونگے ' انکے اثناء میں باٹریوں کی آگے سے گوله باری هوگی اور یہ دونوں آتشباریاں مهتم بالشان حصه لینگی ' مگر سچ یہ هے که در اصل اعتماد تمامتر پیادہ فوج هی کی مدافعت پر هوگا ' یعنی قلعوں کے درمیان میں انکے موانع هونگے اور لڑنے والی پیادہ فوج کی صفوں کے مقامات کا سلسله هوگا -

ان آتشبار خندقوں کو برجوں سے مدد ملتی رهیگی - جو مختصر هیں ' هر طرف سے سادہ وضع هیں ' بلکه یوں کهیں که درحقیقت پیادہ فوج کے چهوٹے چهوٹے قلعے هیں - ان برجوں میں بهی سپاهیوں اور سازو سامان کے لیے بانس کی چهت کی پناہ گاهیں یا برجیاں هوتی هیں -

( ذرائع نقل و حرکت )

قلعوں کی مدافعت میں اول درجه کا اهم سوال ذرائع آمد و رفت کا سوال هے - کیونکه اس سے صرف یہی نهیں هوتا که ضروریات جنگ کے لیجانے میں سهولت هوتی هے ' بلکه مدافع فوج کو اس واقعه سے بڑا فائدہ اٹهانے کا موقع ملجاتا هے که وہ داخلی خطوط پر لڑ رهی هے - یعنی جب که دشمن کی فوج ایک وسیع حلقه میں پهیلی هوئی هوتی هے ' تو اسوقت یہ مدافع فوج قدرتاً ایک مقام پر مجتمع هوجاتی هے - پس اگر داخلی خطوط میں باهم آمد و رفت هوسکتی هو تو فوج بے تکلف حسب ضرورت ایک نقطه مدافعت سے دوسرے نقطه مدافعت تک جاسکتی هے ' یا دشمن کے کسی کمزور نقطه پر حمله کرنے کیلیے یکجا جمع هوسکتی هے -

استحکامات پیرس کا ایک مجموعی نقشہ

یہ یاد رکهنا چاهئے که جب تک شهر پناہ اور قلعوں کے درمیان صف آرائی کی کافی گنجایش نه هو - اسوقت تک کسی ایک مقام پر حمله کے لیے جمع هونا مفید نهیں هو سکتا - یہی قلت وسعت تهی جسکی وجه سے سنه ۱۸۷۰ع میں جنرل ٹروشو کے قلعوں سے نکل نکل کے حملے ناکام رهے ' اسلیے جب جنگ سنه ۱۸۷۰ کے بعد مدافعت کی دوبارہ اسکیم ترتیب دیگئی ' تو اسمیں یہ امر خاص طور پر ملحوظ رکها گیا -

دریاے مارن کے دوسرے جانب ولرس اور شیمپگنی کے قلعه میں یہ قلعه اسطرح بنائے گئے هیں که یہاں فوج دریاے مارن کے آگے جوابی حمله کے لیے جمع هو سکتی هے -

شهر پناہ کے حدود سنه پیمایش میں ۲۲ میل هیں - اسمیں ۹۳ برجیں ' ۶۷ پهاٹک ' اور ۹ ریل کے راستے هیں -

اسکے بعد ان قلعوں کا حلقه هے جو سنه ۷۰ ع میں مشهور هوے تهے - انکے حدود سنه ۳۴ میل میں هیں - ان میں سے هر ایک کی قطع چهوٹی کرمیرلکی سی هے - البته انمیں بکثرت برجیں هیں اور سوار بهی رهتے هیں -

شمال کی طرف تین قلعے هیں جو باهم ایک فصیل کے ذریعه وابسته هیں - یہ قلعے سینٹ ڈینس کے گرد واقع هیں - ان میں ایک قلعه اسطرح بنایا گیا هے که سیلاب و طغیانی پر وہ پوری طرح اقتدار رکهتا هے -

نمبر ١٢ | کلکتہ: چہار شنبہ ٢٢ شوال ١٣٣٢ ھجري — Calcutta : Wednesday September 16. 1914. | جلد ٥


هز ایکسلنسی لارڈ هارڈنگ بالقابه جنکی زیر صدارت هندوستان کے مصیبت زدگان جنگ کے لیے ریلیف فنڈ قائم ہوا ہے

مسجد کے ایک گوشے میں اپنا حلقۂ درس علحدہ قائم کرلیا (۲) -

لیکن جب اسلام کا نظام تعلیم تجارتی و سیاسی اصول پر قائم ہوا تو تجارت و سیاست کے تمام لوازم پیدا ہوگئے ' جن میں ایک موجودہ دورکی اسٹرائک بھی ہے - چنانچہ مدرسہ نظامیہ بغداد میں دو طلباء کو ایک استعفاء کے معاملہ پر سزا دیگئی ' اس پر طلبا نے برہم ہوکر جن افعال شنیعہ کا ( باصطلاح مسٹر محمد علی ) ارتکاب کیا ' اسکو ابن اثیر نے ان الفاظ میں لکھا ہے :

| | |
|---|---|
| ما على الفقهاء المدرسة و القوا كرسي الوعاظ في الطريق و صعدوا سطح المدرسة ليلاً و استغاثوا و ذكروا الادب ركن حينئذ مدرسهم الشيخ ابا النجيب السهروردي ( سيد الطائفة السهروردية ) (۱) | تو فقہاء نے مدرسہ کا دروازہ بند کردیا ' اور واعظوں کی کرسیاں راستے میں پھینکدیں اور رات کو مدرسہ کی چھت پر چڑھ گئے ' اور شور و غل کیا اور ادب کو بالائے طاق رکھدیا - اسوقت انکے مدرس شیخ ابوالنجیب سہروردی تھے |

لیکن اسوقت نہ تو اس جرم پر طلباء کو سزا دیگئی ' نہ انکو فتنہ پرداز کہا گیا ' نہ انکو مجنون و سفیہ بنایا گیا ' نہ ان پر لعنت و ملامت کے ریزولیوشن پاس کیے گئے ' بلکہ خود مدرس اعظم کو سلطنت سے معافی مانگنی پڑی ( ۲ )

( کمیشن تحقیقات )

جب کوئی گروہ اسٹرائک کرتا ہے تو اوسکے شکایات و مطالبات پر غور کرنے کیلیے ایک کمیشن مقرر کیا جاتا ہے جو ضروری شہادتیں لیکر مناسب فیصلہ کردیتا ہے - تعلیمی اسٹرائکوں میں کمیشن کا تقرر عملاً اصول ذیل کا پابند ہوتا ہے :

( ۱ ) تقرر کمیشن یا کم از کم تحقیقات سے پہلے اسٹرائک بند کرادی جاتی ہے -

( ۲ ) ارکان کمیشن وہی لوگ ہوتے ہیں ' جو انتظام مدرسہ سے تعلق رکھتے ہیں -

( ۳ ) کمیشن خفیہ طور پر تحقیقات کرتا ہے ' پبلک کو اسکی خبر نہیں ہوتی -

( ۴ ) ہر کمیشن کا فیصلہ چند طلباء کے نام ضرور خارج کرتا ہے -

( ۵ ) اساتذہ و منتظمین پر بہت کم آنچ آتی ہے ' اور اگر باسد ضرورت کسیکو موقوف بھی کیا جاتا ہے ' تو بلطائف الحیل - لیکن ہمکو غور کرنا چاہیے کہ تحقیقات کا یہ طریقہ اصول شریعت کے مطابق ہے یا نہیں ؟ خوش قسمتی سے اسکے متعلق صحیح بخاری میں ایک مصرح واقعہ موجود ہے ' جو اس بحث کا فیصلہ ناطق ہوسکتا ہے ' ( ۲ ) " اہل کوفہ نے حضرت عمر ( رض ) سے حضرت سعد ( رض ) کی شکایت کی کہ وہ نماز اچھی نہیں پڑھاتے ' حضرت عمر ( رض ) نے سعد ( رض ) کو فوراً معزول کرکے انکی جگہ پر عمار ( رض ) کو بھیجدیا - پھر سعد کو بلا کر فرمایا کہ " یہ لوگ ( اہل کوفہ ) کہتے ہیں ' کہ تم نماز اچھی نہیں پڑھاتے " - سعد نے کہا " خدا کی قسم میں انکو بالکل آنحضرت کے طریقہ پر نماز پڑھاتا ہوں ' اس میں ذرہ برابر کمی نہیں کرتا ' عشاء کی نماز پڑھاتا ہوں تو اول دو رکعتوں میں طول دیدیتا ہوں ' اور آخر کی رکعتوں میں تخفیف کرتا ہوں ' حضرت عمر ( رض ) نے فرمایا " تمہاری نسبت بھی حسن ظن تھا " پھر ان لوگوں کے ساتھہ تحقیقات کرنے کے لیے چند آدمی کردیے - وہ لوگ کوفہ گئے اور ایک ایک مسجد میں جاکر تحقیقات کی - تمام لوگوں نے سعد کی تعریف کی ' لیکن جب بنوعبس کی مسجد میں پہونچے ' تو ایک شخص نے جسکا نام اسامہ بن قتادہ تھا کہا : " اگر تم ہم سے قسم لیکر پوچھتے ہو تو واقعہ یہ ہے کہ سعد ( رض ) فوج کے ساتھہ نہیں جاتے - انصاف کے ساتھہ مال نہیں تقسیم کرتے - مقدمات کے فیصلہ میں عدل نہیں کرتے " - سعد ( رض ) نے اوسکو بددعا دی اور وہ اوسپر پڑ گئی -

( ۱ ) اس واقعہ سے حسب ذیل نتائج مستنبط ہوتے ہیں :

( ۱ ) تحقیقات سے پہلے اوس مدرس یا منتظم کو معزول کردینا چاہیے جسکے خلاف شکایت کی گئی ہے ' جیسا کہ حضرت عمر ( رض ) نے کیا -

( ۲ ) تحقیقات خارجی اشخاص کے ذریعہ سے ہونی چاہیے ' جیسا کہ حضرت عمر ( رض ) نے خود مدینہ سے تحقیقات کے لیے چند آدمیوں کو روانہ فرمایا

( ۳ ) تحقیقات پبلک طور پر ہونی چاہیے ' جیسا کہ ان لوگوں نے ایک ایک مسجد میں جاکر تحقیقات کی -

( ۴ ) تحقیقات دوران اسٹرائک ہی میں ہونی چاہیے ' چنانچہ حضرت عمر ( رض ) نے کوفہ والوں سے یہ نہیں کہا " کہ پہلے تم لوگ سعد ( رض ) کے ساتھہ نماز پڑھو پھر معاملہ پر غور کیا جائیگا " -

( ۵ ) جو لوگ اسٹرائک کے ذریعہ سے اظہار شکایت کرتے ہیں انکو کسی قسم کی سزا نہیں دینی چاہیے ' چنانچہ کوفہ والوں نے جو شکایت کی تھی ' باوجودیکہ وہ تحقیقات سے غلط ثابت ہوئی ' تاہم حضرت عمر ( رض ) نے انکو کوئی سزا نہیں دی -

( ۶ ) یہ ضروری نہیں کہ جو شکایت ہو اوسی کا مطالبہ بھی کیا جائے ' بلکہ خاص شکایت کو عام مطالبات کا ذریعہ بنایا جاسکتا ہے ' چنانچہ ان لوگوں نے نماز کی شکایت کی تھی ' لیکن مطالبہ یہ تھا کہ سعد فوج میں نہیں جاتے ' انصاف نہیں کرتے -

شریعت کے ساتھہ عقل بھی اسی طریقہ تحقیقات کی تائید کرتی ہے - مقدمہ کے ختم ہونے کے بعد عدالت کا قائم کرنا ایک دعوی مہمل ہے - جماعت منتظمہ بالذات یا بالواسطہ فریق ہوتی ہے ' اور کوئی فریق جج نہیں ہوسکتا - جب شکایت کا طریقہ پبلک ہے تو تحقیقات بھی پبلک طور پر ہونی چاہیے - مقدمہ دائر کرنا یا افسروں کی شکایت کرنا کوئی جرم نہیں ہے جسکی سزا دی جاتی ہے - زیادہ سے زیادہ مقدمہ خارج کردیا جاسکتا ہے - طلبا کا وجود مدرسہ میں عارضی ہوتا ہے ' لیکن مدرسین و منتظمین مستقل ہوتے ہیں ' اس لیے انکے موقوف نہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ شر محکم کو اور مستقل کردیا گیا - سزا ہمیشہ عبرت کے لیے دیجاتی ہے ' اور خفیہ موقوفی سے یہ مدعا حاصل نہیں ہوتا - کہا جاتا ہے کہ اس سے مدرسین کی توہین ہوگی جو اصول تعلیم کے مخالف ہے - لیکن سزا تو توہین ہی کے لیے دیجاتی ہے ' اور انتظامی معاملات میں قانون کا احترام اخلاق سے زیادہ کیا جاتا ہے - لیکن ہمارے موجودہ نظام تعلیم کا طرز عمل بالکل ان مذہبی و عقلی اصول کے مخالف ہے ' اور وہ لوگ بھی اسکی پیروی کرتے ہیں ' جو ایک ایسے مدرسہ کو چلانا چاہتے ہیں ' جو عقل و نقل میں تطبیق دینے کا مدعی ہے ! ان ہذا لشی عجاب -

---

(۱) ملل و النحل زیدی ص ۵۳ - ابن اثیر جلد ۱۱ ص ۷۹ اوقعات سنہ ۵۴۷ -

( ۲ ) یہ تحقیقات اگرچہ اسٹرائک سے تعلق نہیں رکھتی ' تاہم بعض قضیہ و اظہار شکایت میں یہ واقعہ اسٹرائک سے مشابہت رکھتا ہے - یہ شکایت پبلک کام کے متعلق علانیہ کی گئی تھی جو اسٹرائک کے مقاصد سے بالکل مشابہ ہے ' اسلیے دونوں کے طریقہ تحقیقات کو بھی یکساں ہونا چاہیے -

( ۱ ) بخاری جلد ۱ ص ۹۵ مطبوعہ مصر -

Tel. Address:—"Alhilal," Calcutta
Telephone No. 648.

AL-HILAL.

Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
14, McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly „ Rs. 6-12

# الہلال

محمد المکتب ابو الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
١٤ - مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ٦٤٨

سالانہ - ١٢ - روپیہ
ششماہی - ٦ - ١٢ - آنہ

نمبر ١٢ — کلکتہ : چہار شنبہ ٢٤ - شوال ١٣٣٢ ہجری — جلد ٥
Calcutta : Wednesday, September, 16. 1914.


## ہفتۂ جنگ

### نقشۂ جنگ میں یکایک انقلاب

( جرمنی کی رجعت )

بارے غنیمت ہے کہ اتنے عرصہ کی مایوس کن مصلحت
لیوں کے بعد اب واقعات میں ایک نئی تبدیلی نمایاں ہوئی'
متحدہ افواج کے پیچھے ہٹنے کی جگہ آگے بڑھنے کی خبریں آنا
م ہوئیں -
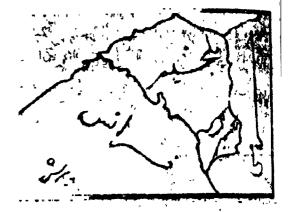
فی الحقیقت یہ ایک غیر متوقع انقلاب ہے جو میدان جنگ میں یکایک رونما ہوا - جبکہ جرمن فوج پیہم اقدام کے بعد پیرس سے ٣٥ میل کے فاصلے پر پہنچ چکی تھی' اور محاصرۂ پیرس اسقدر متوقع تھا کہ فرانس نے دار الحکومت چھوڑ دیا تھا' تو یکایک جرمنی کے مقبوضہ مقامات چھوڑ دینے اور متحدہ افواج کے آگے بڑھنے کی خبریں آنا شروع ہوگئیں - حتی کہ جرمنی اپنے تمام آخری خط ہجوم کو چھوڑ چکی ہے' اور فوج کے ایک بڑے حصہ کے کسی دوسرے مقام پر روانہ ہونے کی اطلاع آ رہی ہے -

"کمپنگن" کے معرکہ کے بعد سے جرمن فوجوں نے اپنی پیشقدمی کا رخ بدلدیا تھا' اور اوسوقت سے وہ براہ راست پیرس کیطرف جانے

موجودہ جرمن سرحد کا مشہور جنگی مقام " میٹز " جو سنہ ٧١ میں جرمنی نے حاصل کیا' اور جہاں قیصر کے هیڈ کوارٹر قائم کرنے کی خبر آئی تھی -

( قیصر جرمنی فوجی لباس میں )

جو اس وقت لکسمبرگ میں مقیم ہے -

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ


میر مسئول و محرر خصوصی

[illegible] الکلام الدہلوی



قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

اس جدید انقلاب کے متعلق ہم بغیر مزید رفتار حال دیکھے ہوے کچھہ نہیں کہہ سکتے -

( حادثۂ خلیج بنگال )

لیکن اس ہفتہ میں سب سے زیادہ عجیب اور سب سے زیادہ غیر متوقع واقعہ ایک جرمن کروزر کا خلیج بنگال میں پہنچنا اور پانچ انگریزی تجارتی جہازوں کو غرق کر دینا ہے - یہ واقعہ اسقدر غیر متوقع ہے کہ اگر اسکی اطلاع ہمیں خود گورنمنٹ سملہ کے دفتر سے نہ ملی ہوتی تو بمشکل ہم اسے تسلیم کرتے -

یہ حادثہ ۱۰ اور ۱۴ - ستمبر کے درمیان واقع ہوا' لیکن اسکا اعلان اسوقت (۱۵ - کو) کیا گیا ہے غالباً - جرمن کے طرف سے یہ حملہ کیا تھا اور پھر فرار کرکے پھر مفقود الخبر ہوگیا ہے - اس واقعہ کی اطلاع کے ساتھہ جہاں ہم پبلک کو اطمینان دلاتے ہیں کہ وہ ایک لائٹ کروزر کے ہندوستان آجانے کی خبر سے مشوش خاطر ہوا اور مطمئن رہے کہ اس سے زیادہ وہ اور کچھہ نہیں کرسکتا تھا جو کر گیا - وہاں گورنمنٹ کی بھی غفلت پر متعجب ہوے بغیر نہیں رہسکتے جس کی افسوسناک بے خبری سے انکو اس قدر نقصان کے پہنچانے اور پریشان کرنے کا دشمن کو موقعہ ملگیا - افسوس کہ اخبار کا کالم قائم ہوچکا ہے اور مزید گنجایش نہیں - اسلیے تفصیلی حالات آیندہ درج کرینگے -

( میدان جنگ سے پہلی رسمی مراسلۂ )

۹ ستمبر کو سر جان فرنچ سپہ سالار افواج برطانیہ نے میدان جنگ سے پہلی تفصیلی مراسلت بھیجی ہے' جسمیں برطانی فوج کے اولین ورود سے اوائل ستمبر تک کے حالات درج ہیں - یہ پہلی مفصل سرگذشت ہے جو فوج کے اعلی ترین افسر کی زبانی ہمارے سامنے آئی ہے :

تار برقیوں میں صرف اسکا خلاصہ بھیجا گیا ہے - ہم اسکا خلاصہ درج کردیتے ہیں :

"انگریزی فوج وقت معینہ کے اندر فرانس میں وارد ہوئی - فوجی انتظام عملاً ۲۱ - اگست کی شام تک تکمیل کو پہنچ گیا - ۲۱ - کو میں ان مورچوں کی طرف چلکر میں مستحکم سمجھتا تھا اور جنہیں سے لڑائی کی طرح ڈالی جانے والی تھی' فوج کو حرکت میں لانے کے قابل ہوسکا - دوسری آرمی کور" اور "کوادی" سے "مونس" تک لائن پر منصرف ہوئی' اور اول کور دوسرے کور کے داہنے جانب متعین کیگئی - پنجم بریگیڈ رسالہ بنسی پر متسلط ہوا - مگر ہوائی جہازوں اور آلات پرواز کی دیکھہ بھال دشمن کے پہلو کا پتہ لگانے میں قاصر رہی - ۲۳ - اگست کی خبروں سے منکشف ہوا کہ دشمن نے اسی وقت سے حملے شروع کردیے ہیں - بالخصوص مونس اور بنسی میں ہمارے مورچہ کے داہنے بازو پر دشمن کا بہت بڑا زور ہے - اسپر رسالہ نے بنسی کو خالی کردیا' اور دشمن اسپر مسلط ہوگیا - جنرل ژوفری نے پیغام بھیجا کہ فرانسیسی فوج پیچھے ہٹ رہا ہے' کیونکہ دشمن نے ۲۲ - اگست کو شارلی اور نامور کے مابین دریاے سیمبر کے راستوں پر قبضہ کرلیا تھا -

۲۳ - اگست کی شب کو تمام لائن پر جنگ جاری رہی - "موبیوز" کی طرف ہٹتے ہوے دوسرے دستے کے تیسرے ڈویژن کو دشمن نے سخت نقصان پہنچایا' اور مونس پر مکرر حملہ کیا -

لیکن دوسرا دستہ کسی قدر مورچہ بندی کے ساتھہ ٹھہرا رہا اور پہلے دستے کو بتدریج مراجعت کرنیکا موقع ملگیا - شام کے

سات بجے وہ موبیوز پہنچا - میں پہلے سے منتظر جنرل انداکی کو اپنے بائیں جانب کام کرنے کا حکم دے چکا تھا جہاں دشمن بڑی مستعدی ظاہر کر رہا تھا - صبح کو جنرل انداکی کو سر چارلس فرگیوسن کا پیغام پہنچا کہ پانچویں ڈویژن پر بہت زور پڑا ہے - وہ اپنا رسالہ لیکر امداد کو پہنچے - اس لڑائی کے اثنا میں بریگیڈیر جنرل ڈی لسلی نے جرمنی کے آگے کی پیدل فوج پر حملہ کرکے اسے منتشر کرنیکا موزوں موقع تصور کیا لیکن مقصود منزل سے پانچسو گز ادھر تاروں نے جال نے اسے روک لیا اور اسطرح پیچھے ہٹنے میں سخت نقصان پہنچا - اسکے بعد میں نے دریاے سوام کا اورس پہنچنے کا ارادہ کیا' جسکی وجہ یہ تھی کہ میرے داہنی جانب فرانسیسی سپاہ مسلسل طور پر پیچھے ہٹتی جاتی تھی اور ہماری فوج بالکل بے پناہ رہگئی تھی - دشمن کے مغربی دستوں کا منشا مجھے گھیر لینے کا تھا اور ان سب سے بڑھکر یہ کہ میری سپاہ بہت خستہ ہوگئی تھی -

۲۵ کو پہلا دستہ دن بھر سفر کرتا رہا اور دس بجے شب کے لاند ریسز میں پہنچا - میں چاہتا تھا کہ کسی قدر اور مغرب کی طرف بڑھکر لی کاٹو اور لاند ریسیز کے درمیانی حصے کو معمور کردیتا - مگر سپاہی تھکے ہوے تھے - اسلیے وہ سستانے کے بغیر آگے بڑھنے کے قابل نہ تھے -

مگر دشمن نے انہیں آرام لینے کی اجازت نہ دی -

۲۴ کو ساڑھے ۹ بجے شب کے لاند ریسیز میں محافظ بریگیڈ پر ایک جرمن دستہ نے سخت حملہ کیا' مگر بریگیڈ نے نہایت بہادری سے مقابلہ کیا - دشمن شمالی جنگل سے نکلکر شہر کے بازاروں میں در آیا تھا - سات سو سے لیکر ایک ہزار تک دشمن کے نقصان جان کا اندازہ کیا جاتا ہے"

اسکے بعد مراسلہ میں چار روزہ جنگ کے سخت نقصانات پر اظہار افسوس کیا گیا ہے - مگر "یہ نقصان ناگزیر تھا' کیونکہ مجتمع ہونے کے دو روز بعد ہی جرمن کے پانچ دستوں کے سخت حملوں کا برٹش سپاہ کو متحمل ہونا پڑا"

ممکن ہے کہ اس مراسلت میں متعدد افواج کے بار بار پیچھے ہٹنے کے اسباب سے کوئی تفصیلی بحث کی گئی ہو' لیکن جو حصہ تاروں میں آیا ہے' اس سے اس سوال پر کچھہ زیادہ روشنی نہیں پڑتی' اور صرف اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ انگریزی فرانسیسی افواج کے پہنچنے کے بعد جرمن فوج نے ظاہر حملے کیے' اور رفتہ رفتہ متحدہ افواج کو مونس سے ہٹکر سرحد فرانس کے اندر کونڈی پر اور پھر دریاے سوام تک چلا آنا پڑا -

ہم نے گذشتہ اشاعت کے افتتاحیہ میں متحدہ افواج کے معرکوں پر بحث کی تھی' اور ان پانچ خطوط دفاع کے نتائج پر نظر ڈالی تھی جو یکے بعد دیگرے متحدہ افواج نے بنائے اور چھوڑے - ساتھہ ہی انکا ایک نقشہ بھی دیا تھا - لیکن اسوقت تک کوئی یکجا مفصل بیان ہمارے سامنے نہ تھا - زیادہ تر قیاس اور متفرق خبروں کے منفردہ واقعات سامنے تھے - اب سر جان فرنچ کی مراسلت

ایم سازا نوف وزیر خارجیۂ روس

ڈاکٹر ران بیتھمن - جرمن چانسلر

کے بدلے پیرس کے مشرق کی طرف بڑھرھی تھیں - چنانچہ دریاے مارنے کو عبور کرکے " کولومیرس " نامی ایک مقام تک پہنچ گئی تھیں - کولومیرس پیرس کے ٹھیک مشرق میں دریاے مارنے کے اس پار واقع ہے - اور آجکی اشاعت میں جو نقشہ دیا گیا ہے اس میں دیکھا جا سکتا ہے - لیکن نئی خبروں کا مفاد یہ ہے کہ کولومیرس جرمن پیشقدمی کی آخری منزل ثابت ہوا - کیونکہ اسکے بعد ہی پیرس سے فوجیں آگے بڑھیں اور " میرے اور مونتمیریل نامی دو مقاموں کے درمیان سے حملہ آور ہوئیں " ایک معرکہ بپا ہوا جو دو دن تک جاری رہا - جرمنی کا جو سرکاری تار نقل کیا گیا ہے اسکا بیان ہے کہ " جرمن فوج نے سختی کے ساتھہ اپنے حریفوں کو روکا اور آگے بھی بڑھیں ' مگر جب یہ اعلان کیا گیا کہ دشمن کے نئے کالم آرہے ہیں تو اسوقت جرمن بازو پیچھے ہٹ گیا "

اس واپسی نے طول کھینچا اور جیسا کہ آج کے ( ۱۶ - ۷ ) تاروں سے معلوم ہوتا ہے ' ۱۰ تک برابر جاری رہی - اس اثناء میں جرمن فوج اور اسکے پیچھے پیچھے متحدہ فوجیں بہت سے مقامات سے گزریں جنمیں سے اکثر چھوٹے چھوٹے غیر اہم اور معمولی مقامات ہیں -

غالبا ۵ - ستمبر تک جرمن فوج کا دھنا بازو پیرس کے شمال و مشرق میں " سینلس " سے لیکے " پرووینس " کے قرب تک پہنچ گیا تھا - " پرووینس " پیرس کے مشرق و جنوب میں کولومیرس کے نیچے اور دریاے " سین " کے ساحل سے اسیقدر فاصلہ پر واقع ہے -

یہاں سے انکی فوجیں مشرق و جنوب میں " ترواس " سے گزرتی ہوئی پھیلی ہونگی - آگے چلکر " اور سن " ایک مقام ہے - " سین " اور " اور سن " میں ایک خط پیدا ہوتا ہے غالبا جرمن فوجیں اسی خط کے برابر پھیل گئیں -

نئی خبروں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آج سے تین دن قبل اس خط سے جرمن فوجیں تقریباً ۵۰ میل ہٹ چکی تھیں ' اسلیے اسوقت جرمن فوج کا خط " سواسنس " سے شروع ہوکر جنوب و مشرق میں ریمس کی طرف جاتا ہوگا -

خلاصہ یہ کہ اسوقت جرمن فوج کا دھنا بازو جو پہلے مقام " بنیلس " میں تھا ' اب ہٹکے " سوایس سنس " میں آگیا ہے جو پیرس سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے - اسمیں غالباً چار آرمی کور یعنی تخمیناً ڈھائی لاکھہ آدمی ہیں - ابھی جرمن فوج کا قلب اور بایاں بازو باقی ہے ' اور اگرچہ اسکے بھی ریمس اور ورتن کی طرف جانے کی خبر دی گئی ہے ' مگر ابھی تک اسکو شکستہ نہیں کہا جا سکتا -

جرمنی کے دھنے بازو میں وہ فوج تھی جو معرکہ لکسمبرگ کے وقت سے لڑ رہی ہے ' لیکن قلب اور دھنے بازو کی فوج نے صرف معرکۂ " مونس " کے وقت سے لڑنا شروع کیا ہے -

متحدہ افواج نے اعلان کردیا ہے کہ اب انہوں نے مدافعت کی جگہہ حملے کا پہلو اختیار کرلیا ہے - " مونس " کے بعد متحدہ کا یہ پہلا جارحانہ اقدام ہے -

بحالت موجودہ واقعات کی صاف رفتار یکایک اسدرجہ الجھہ گئی ہے کہ کسی صحیح راے کا قائم کرنا بہت مشکل ہوگیا ہے - سول اینڈ ملیٹری لاہور کے ایک تار سے معلوم ہوا تھا کہ جرمنی کے یکایک پیچھے ہٹنے سے انگلستان میں یہ سمجھا گیا ہے کہ وہ فرانس کے دھنے بازو پر حملہ کرنا چاہتی ہے ' مگر بعد کے تاروں سے اسکی مزید تصدیق نہ ہوئی -

یہ امر تو بالکل ظاہر ہے کہ جرمنی نے ابتک اپنی تمام قوت پیرس کی طرف کرسی تھی لیکن ' اس اثناء میں روس نے آسٹریا کے اندر غیر معمولی فتوحات حاصل کرلیں - پس فوج کے ایک حصہ کی نقل و حرکت کے صاف معنی یہی ہیں کہ وہ آسٹریا کی مدد اور روس کے روکنے کیلیے روانہ کی گئی ہیں -

اسی طرح ایک عظیم الشان جرمن بیڑہ جسمیں ۴۸ جنگی جہاز ہیں ' بالٹک کی طرف بھی روانہ ہوگیا ہے ' اور غالباً دار الحکومت روس پر بحری حملہ کریگا -

لیکن ان اسباب کا صحیح تعین مشکل ہے جنگی وجہ سے بظاہر جرمنی نے اپنے قدیم خط جنگ کو بدلکر پیرس سے علحدہ ہونا شروع کردیا - جب تک کہ زیادہ صریح واقعات ظاہر نہوں - البتہ آخری دنوں کے تمام واقعات کو جمع کرنے کے بعد ایک نیا خیال سامنے آتا ہے -

جرمنی نے اپنا خط سفر یہ مقرر کیا تھا کہ سب سے پہلے پیرس کا محاصرہ کرے یا تو اسپر قبضہ کرے یا فرانس کو صلح پر مجبور کرے ' لیکن فرانس نے دشمن کو سر پر دیکھکر پیرس خالی کردیا ' اور ساتھہ ہی انگلستان نے ایک نئی تدبیر یہ کی کہ باہم ایک نیا معاہدہ کرکے فوراً اس کا اعلان کردیا جسکا منشا یہ ہے کہ فریق متحدہ میں سے کوئی حکومت جرمنی سے تنہا صلح کرلینے کی مجاز نہوگی - ممکن ہے کہ ان دونوں کارروائیوں نے جرمنی کی پیش قدمی کو بے حاصل کردیا ہو ' اس نے سوچا ہو کہ اگر انتہائی فوجی قربانی کے بعد پیرس پر قبضہ کر بھی لیا گیا تو محض ایک خالی شہر کی گلیاں ہاتھہ آئینگی ' جو جدید دار الحکومت سے ۳۰۰ میل کے فاصلہ پر سنسان ہو رہی ہیں ' اور بوجہ نئے معاہدے کے فرانس صلح بھی نہیں کرسکے گا - اس سے بہتر ہے کہ اب قوت کسی دوسرے جنگ پر صرف کی جاے - اسی خیال سے اب وہ پیرس کو چھوڑ رہا ہے - بہر حال
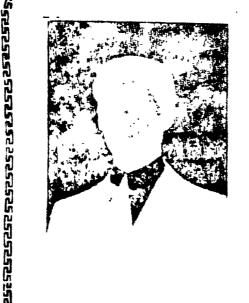
هزایکسیلنسی لارڈ هارڈنگ کے صاحبزادہ لفٹننٹ ( آی - سی ) هارڈنگ جنکے زخمی ہونے کی خبر آئی تھی اور جو الحمد لله رو بصحت ہیں

کولومیرس تک پہنچ گئي ( جسکا صحیح فاصلہ پیرس سے اب ۳۵ میل کا متحقق ہوگیا ہے ) تو قدرتي طور پر محاصرہ کا رقت الیم سامنے آگیا' اور اسکے سوا کوئی صورت نجات نظر نہ آئی کہ پیرس کو خالی کر دیا جاے' اور دشمن سے ۳۰۰ میل دور جا کر حکومت قیام کرے -

اگر " جنگی مصلحت " کا سر عظیم و معنی یہی تھا تو یہ بالکل ٹھیک ہے ' اور اس خبر کے سنتے ہی ہر متنفس نے یہی سمجھا تھا ' مگر اسکے ساتھہ ہی رسمی اطلاعات میں یہ ظاہر کرنا کہ " اسکو فرانس کا ضعف اور اضطراب نہ سمجھا جاے " واقعات کی قدرتی زنجیر میں ایک ایسی کڑی کو رکھنا ہے جو باقی کڑیوں سے بالکل مختلف ہے -

پیرس آدمیوں سے خالي ہوگیا ہے - دنیا کا وہ حسین و جمیل شہر جو ابھی چند ہفتے پیشتر تمام سطح ارضي کے لیے اپني رونق و عیش و نشاط میں کشش رکھتا تھا' اب ایک ایسی مصیبت بن گیا ہے جس سے انسان دور رہنا چاہتا ہے - چوبیس گھنٹہ میں ایک لمحہ بھی ایسا نہیں آتا جب دریا اور خشکی کی راہیں جانے والونکی پیہم قطاروں سے خالي ہوں - حتی کہ ریلوے وغیرہ کے تمام کاموں میں مردوں کي جگہہ عورتیں کام پر لگائی گئي ہیں - پیرس کي کل آبادی بیس لاکھہ آدمیوں کی بتلائی جاتی تھی - ساڑھے سترہ لاکھہ انسان چند دنوں کے اندر اس سے نکل گئے ہیں - اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ موجودہ تاریخ عالم کا یہ سب سے بڑا ہولناک تخلیہ ہے' جسکي نظیر صدیوں سے دنیا میں نہیں ملتی -

اس مہیب منظر کو اپنے سامنے لاو کہ دنیا کے ایک عظیم الشان شہر کے پھاٹک ہر طرف سے کھلے ہوے ہیں' اور ساڑھے سترہ لاکھہ انسان جن میں عورتوں اور بچوں کی حیرانی بھی شامل ہے ' دو چار دن کے اندر ہی اندر اس سے نکل جانا چاہتے ہیں ! پھر جنگ کے ہولناک نتائج کي یہ کیسي انقلابي قسط ہے جو اسقدر جلد دنیا کے سامنے آگئی ہے' اور اگر اس اضطراب و دہشت کے اندر سے اولوالعزمانہ اطمینان اور فیروزمندانہ سکون و ثبات کی صدائیں اٹھہ رہی ہیں' تو افسوس کہ ایسی عجیب و غریب صداؤں کے سننے کیلیے ماہرین تدابیر مخفیۂ جنگ کی طرح ہمیں قوت سامعہ نہیں ملی ہے !

اس ہفتہ کے آغاز سے نقشہ جنگ میں جو یکایک انقلاب ہوگیا ہے ' اسکی اطلاعات کے ضمن میں تخلیہ پیرس کی حقیقت زیادہ نمایاں ہوگئی ہے - ہم اس قسم کے مواقع کے ابتدا سے شکر گذار رہے ہیں' جنکے ضمن میں بہت سے غیر معلوم واقعات خود بخود روشني میں آ جاتے ہیں -

۸ - کا تار ہے کہ متحدہ افواج کی جدید کامیابی اور جرمن فوج کی واپسی نے محاصرۂ پیرس کے خوف کو بہت کچھہ دور کردیا ہے اور اب پیرس میں اطمینان پھیل رہا ہے - یہاں تک کہ خیال کیا گیا ہے کہ اب بوردو سے حکومت کو واپس آجانا چاہیے !

اگر پہلے پریشاني نہ تھي تو اب اطمینان کس بات پر ہے؟ اگر پیرس چھوڑنا محض محاصرے کے خوف سے نہ تھا ' تو اب دشمن کے ہٹنے پر انہوں دوبارہ پیرس میں چلے آنے کا خیال پیدا ہوا ہے ؟

اس بحث سے ہمارا مقصود صرف یہ ہے کہ واقعات کو بعض غیر منطبق توجیہات کے چھوڑدینا ہي بہتر ہے ' اور اس قسم کی توجیہیں جو آگے چلکر واقعات کا ساتھہ نہ دیسکیں ' اطمینان کی جگہ دلوں میں اور زیادہ خلجان پیدا کر دیتی ہیں - حالانکہ ہم سب کو کوشش کرني چاہیے کہ پبلک میں شک و شبہہ پیدا ہونے دیں -

## مسئلہ "وفاداری" اور "پایونیر"

عین اسوقت جبکہ امن و سکون کي ایک نازک آزمایش میں ملک کا ہر گروہ صرف وقت کي ضرورت اور مصلحت کے سوال ہی سے دلچسپي لینا چاہتا ہے ' ہم میں سے یقیناً کسی شخص کو اسکي آرزو نہوگی کہ وہ خطرناک " فرانسس جوزف " کی طرح اعتماد اور باہمی صفائی کے حصار پر پہلی گولی چلانے کی ذمہ داري اپنے اوپر لے - کیونکہ کتاب پیدایش کے مقدس لٹریچر میں بدي کا جو ہاتھہ قائن ( قابیل ) نے ہابل ( ہابیل ) پر اٹھایا تھا' دنیا کي تمام آنے والي بدیوں کی ذمہ داري اسی پر ہے !

لیکن افسوس کہ گولي چل چکی ہے ' اور اسلیے " فرانسس جوزف " کی طرح نہیں جس نے پہلا قدم اٹھایا' بلکہ " سر ایڈورڈ گرے " کي طرح جنھیں مجبوراً سفارتی تعلقات قطع کرنے پڑے ' ہم اس ناگوار اور خلاف وقت بحث میں حصہ لینے کیلیے مجبور ہوے ہیں -

روس کی لیمبرگ کي طرف فتحمندانہ پیش قدمیوں کے بعد اسکا فیصلہ مشکل ہوگیا ہے کہ دنیا کا یہ سب سے زیادہ تجربہ کار بادشاہ اپني ذمہ داریوں کو سمجھنے کي کہاں تک قابلیت رکھتا ہے جبکہ وہ دنیا کی صلح جویانہ درخواستوں کو مغرورانہ ٹھکراتا ہے ؟ تاہم اس سے پہلے ایسا نہ تھا - اسي طرح گو بحالت موجودہ اسکا فیصلہ مشکل ہو کہ ہندوستان کا ایک سب سے زیادہ تجربہ کار اینگلو انڈین پریس ( پاینیر ) اپنی ذمہ داریوں کے سمجھنے کے لیے کہاں تک مستعد ہے جبکہ اس نے ۱۰ سپتمبر کی اشاعت میں نیسن لوورز باشندگان ہند کي وفاداری کو ٹھکرایا ہے؟ تاہم اگر اس نے موجودہ " تیوٹینک اخلاق " کی تقلید اسی طرح جاري رکھي تو کچھہ عجب نہیں کہ گلیشیا کے میدانوں کي طرح الہ اباد کے ایک وسیع پرنٹنگ ہاؤس کے صحن میں بھی " ذمہ داري " کا مفہوم سمجھا جاسکے !

چنانچہ حاکمانہ رد و قبول کی ایک ایسی بلندي پر سے جو بظاہر لارڈ ہارڈنگ کو بھی نصیب نہیں' وہ ہندوستان کے موجودہ اظہار وفاداري کو طے شدہ مسئلہ کی جگہہ ایک بحث طلب سوال کی شکل میں دیکھتا ہے ' اور کونسل کے پچھلے اجلاس کي تقریروں کی نیابتی حیثیت پر حملہ کرنے کے بعد لکھتا ہے :

" ہندوستان کی عام راے مصنوعي چیزوں کي طرح ہر سال بنائی جاتی ہے یہ مشہور ہے کہ صوبوں کے خاص شہروں کے علاوہ بڑے شہروں میں بھی درجنوں ایسے اشخاص موجود ہیں جو ہر قسم کی نیابتی مجلسیں منعقد کرتے ہیں - ایک جلسہ کی روداد کی اشاعت کے ساتھہ ہي ہر مرکزي مقام اور ضلع میں اسي قسم کے جلسوں کے انعقاد کا سلسلہ جاری کردیا جاتا ہے اور انہي مضامین کي تجویزیں پاس ہونا شروع ہوجاتی ہیں "

ہندوستان کے اس سب سے بڑے ہمعصر کے عقیدے میں (جو اتنا بڑا ہے کہ ہندوستان کي وفاداري کی بحث میں اسے لارڈ ہارڈنگ اور مسٹر ایسکوینھہ کی صف میں بیٹھنے سے بھی عار آتی ہے ) وفاداری کے موجودہ اعلانات " مصنوعی " چیزوں سے مثال دینے کیلیے مستحق ہیں - کونسل کے ممبروں کے اظہارات عام پبلک کے پوشیدہ جذبات سے مختلف ہیں' اور وہ صدہا جلسے اور رزلیوشن جو پچھلے پانچ ہفتوں کے اندر ہندوستان کے ہر طول و عرض میں ترتیب دیے گئے' اس سے زیادہ قیمت پانے کے مستحق نہیں کہ

سے انگریزی اور فرانسیسی خطوط مدافعت کے مقامات واضح اور قطعی طور پر بنا دیے ہیں -

اب ہم اس مراسلت کو سامنے رکھکر ایک دوسرا نقشہ بناتے ہیں- اسکے دیکھنے سے واضح ہوجائیگا کہ ہم نے جو صورت حال اس مراسلت کی اشاعت سے پہلے قرار دی تھی وہ بالکل صحیح نکلی البتہ بعض جزئیات اس میں زیادہ واضح ہوگئے ہیں جنکا تذکرہ تاربرقیوں میں نہ تھا -

دوہری جدولیں دریاؤں کی ہیں - سب سے پہلے دریاے میوز کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جسکے کنارے پر لیبز اور نامور کے قلعے واقع ہیں - نامور کے قریب آکر اسکا رخ مڑ گیا ہے اور مغرب کی جگہہ جنوب مشرق ہو کر فرانس میں چلا گیا ہے - فرانس کا مستحکم قلعہ وردن بھی اسی پر واقع ہے -

لیکن نامور سے ایک دوسرے دریا کا خط بھی آپ دیکھہ رہے ہیں' جسکے کنارے پر "شارلی راے" اور سرحد فرانس کے اندر "موبیوژ" واقع ہے - اسکا نام "سامبرے" ہے - اسکا بدنام آغاز ورود افواج متحدہ کے رقعے بار بار ہوا تھا -

نیچے سرحد فرانس کے اندر دریاے سوام' ایزن' اور مارنے بھی واضح طور پر دکھلاے ہیں جنکا نام موجودہ جنگ نے صدیوں تک کیلیے مشہور کردیا ہے - ایزن اور مارنے کے درمیان فرانس کا مشہور قلعہ "ریم" ہے -

سرجان فرنچ کی مراسلت سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریزی فوج نے سب سے پہلے مونس میں اپنا کام شروع کیا - ۲۲ کو جرمنی فوج نے "طاقتور" حملہ کیا اور وہ مجبوراً سرحد فرانس سے ہٹ کر موبیوز کے پاس چلی آئی - فرانسیسی فوج انکے داہنے جانب "لیل" میں موجود تھی نقشہ میں لیل کا سیاہ مربع نشان آپ کے بائیں جانب خط سرحد بلجیم و فرانس کے نیچے موجود ہے' لیکن غلطی سے وہاں نام لکھنا رہگیا -

اسکے بعد ہی جرمن فوج نے بھی سرحد فرانس کو عبور کرلیا' اور انگریزی فوج کو مع فرانسیسی افواج کے دو دو جگہہ خالی کرنی پڑی - ۲۵ کو وہ کیمبرے پہونچی اور راستہ تمام عرصے میں عظیم الشان معرکہ جاری رہا - بالاخر ۲۶ - کی صبح طلوع ہوئی جسے ہم نے
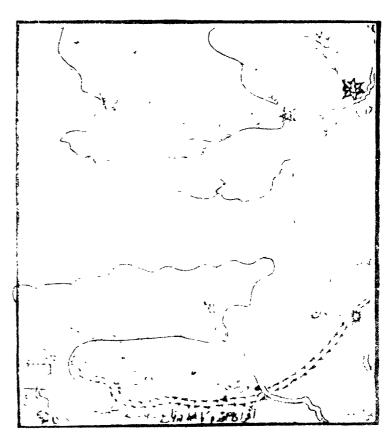
"یوم التغابن" کے نام سے تعبیر کیا تھا' اور ایک ہولناک چار روزہ معرکے کے بعد یہ خط بھی چھوڑ دیا گیا -

۲۶ - کو انگریزی فوج دن بھر متصل کوچ کرنے کے بعد دریاے سوام کے پاس پہنچی - لیکن دشمن کے حملے نے اس جگہہ کے ترک پر بھی مجبور کردیا -

اسکے بعد "امیینس" سے متحدہ کا خط مدافعت شروع ہوا' جسمیں بمقام "لافیرے" دریاے ارئس کے کنارے انگریزی فوج مقیم تھی' لیکن یہاں سے بھی پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوئی اور یکم ستمبر کو "کمپیگن" کے دونوں کناروں پر چلی آئی - ۳ - ستمبر کو "سیلی" میں اسکی موجودگی کی اطلاع دی گئی تھی- یہاں سے بھی پیچھے ہٹنے کے بعد آخری متحدہ خط "مارنے" سے لیکر وردن تک پھیلا دیا گیا - اسمیں پیرس سے قریب تر مقام کولومیرس تھا جو صرف ۳۵ میل کے فاصلے پر ہے - اور خط "ویٹری" ہوتے ہوے وردن تک پہنچ گیا تھا - لیکن اخر کو جرمن فوج کے "لافرٹے" آے' ریم پر قبضہ کرکے مارنے کو عبور کرے' اور وان تبول اور کولومیرس تک پہنچ جانے نے اس خط سے بھی پیچھے ہٹا دیا' اور اسی خط کے تمام سلسلے پر جرمن نے اپنا خط ہجوم مقرر کرکے وردن کو "میٹز" سے ملادیا - گذشتہ ہفتہ میں ہم اسکا نقشہ دے چکے ہیں -

اس نقشہ میں تاریخ وار صرف انگریزی خطوط دکھلاے ہیں اور گذشتہ اشاعت کے نقشے میں فرانسیسی فوج اور انگریزی فوج دونوں کا متحدہ خط دکھلایا تھا - مثلاً اس نقشہ میں ۱ - ستمبر کا خط صرف "کمپیگن" کے پاس نظر آتا ہے لیکن فرانسیسی فوج کے ساتھہ ملکر وہ "ریم" تک چلا گیا تھا -

اس مراسلہ نے ہمارے گذشتہ افتتاحیہ کے تمام بیانات کی تصدیق کردی -

## تخلیہ پیرس

ہفتۂ زیر تحریر کا آغاز تخلیۂ پیرس کے واقعہ کو بھی روشنی میں لاتا ہے -

اس واقعہ کا قدرتی طور پر جو مقصد واضح ہوتا تھا' انگلستان کے "ماہرین جنگ" کی راے میں فوجی اسرار و عوامض بالکل اسکے برعکس ہیں - چنانچہ حکومت فرانس کے بوردو منتقل ہونے کے ساتھہ ہی اطلاع دی گئی تھی کہ "لندن میں عام طور پر اس انتقال کو ایک قابل صد تعریف فوجی تدبیر مانا گیا ہے' اور فرانس کی تحسین کی جارہی ہے کہ اس نے یہ تدبیر کیا"

یقیناً یہ ایک فوجی تدبیر تھی' لیکن ویسی ہی تدبیر جیسی کوئی جماعت دشمن کو سر پر پہونچتا دیکھکر اور اپنے کو کمزور پاکر مدافعت کو ناقابل اطمینان پاکر آخری علاج کے طور پر اختیار عمل میں لاتی ہے - اسلیے اس واقعہ کی سمجھنے کیلیے کسی مزید توجیہ کی ضرورت نہ تھی -

اصل یہ ہے کہ سنہ ۱۸۷۱ کے محاصرۂ پیرس کے مصائب فرانس کے سامنے ہیں' اور گو پیرس کے نئے استحکامات نے محاصرہ کی کامیابی کو اسقدر آسان نہ رہنے دیا ہو جیسا کہ اسوقت تھا' تاہم استحکامات مکان کو مضبوط کرسکتے ہیں' مگر محصوری کی مصیبتوں کو کم نہیں کر سکتے - اسلیے جب جرمن فوج

الهلال

۲۴ شوال ۱۳۳۲ هجري

## غـــزوات اسلامیۂ

### اور اسکی یادگاریں

### ( ۱ )

سیلاب آتا ہے تو اوسکی سطح پر سر بفلک عمارتیں حباب کی طرح تیرتی پھرتی ہیں - زلزلہ آتا ہے تو فقیروں کی جھونپڑی کے ساتھہ قصر شاہی کے ستون بھی متزلزل ہو جاتے ہیں - آندھی چلتی ہے تو سب سے پہلے عظیم الشان محلوں کے کنگرے ہی اوسکے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں !

جنگ بھی ایک سیلاب ہے ' جو تمدن کے آثار کو بہا لے جاتا ہے - لڑائی بھی ایک زلزلہ ہے' جو نظام امنیۃ کی بنیادوں کو دفعتاً ہلا دیتا ہے - معرکہ کار زار بھی ایک آندھی ہے' جو علم و تہذیب کے ایک ایک ریشے کو بیخ و بن سے اوکھاڑ کر پھینکدیتی ہے !

دنیا کی تاریخ نے ہر زمانے میں اسکی دردناک مثالیں بکثرت پیش کی ہیں - بخت نصر اوٹھا اور بیت المقدس کو برباد کردیا - ایرانی آے اور بابل کے قدیم تمدن کو تاراج کرکے چلے گئے - رومی نکلے اور کارتھیج کی سر زمین کو آگ اور خون سے بھردیا - سکندر یونان سے نکلا اور ایران کی در و دیوار کے ایک ایک نقش کو مٹا آیا - تاتاری اوبھرے اور بغداد کے قدیم آثار تہذیب کو دجلہ میں ڈبودیا -

اس قسم کے حملوں نے مادی یادگاروں کے ساتھہ ہمیشہ روحانی یادگاروں کو بھی فنا کردیا ہے - تاتاریوں نے بغداد کے کتب خانے کا ایک ایک حرف دجلہ کے بہتے ہوے پانی سے دھو دیا ' اسکندریہ کا عظیم الشان کتب خانہ آگ کے شعلوں کی نذر ہوگیا ' ایران کے تاج شاہی کے موتیوں کے ساتھہ اپنے علمی جواہر بھی غارتگروں کے پانوں پر نثار کردیے ' سیکڑوں بت خانے منہدم ہوگئے سیکڑوں مسجدیں ویران ہوگئیں' ہزاروں گرجے گرادیے گئے' [illegible] مدارس برباد ہوگئے !

( دارالعلم لووین کي بربادی )

آج خود یورپ ہی کی روایت سے جو [illegible] کا ہماري معلومات میں اضافہ ہوا ہے [illegible] تمدن کی اس سب سے بڑی محافظ قوم کو [illegible] ہے جو آج فلسفہ اور صناعۃ کي نئی عمارتوں کا اصلی معمار ہے - جسکی سر زمین نے علم کی سب سے بڑي خدمت کی ' جسکے حکماء نے فلسفہ کي نئی زندگي کیلیے سب سے پہلے [illegible] کیا ' جس نے مشرقی علوم و آثار کو سب سے پہلے بچایا ' جسکے فلاسفہ نے ارسطو کي عظمت خاک میں ملادي اور یونان کے علمي تسلط کي جگہ اپنے عرش فکر و ادراک کے آگے تمام دنیا کو مسجود کرایا ' جسکا ملک سب سے بڑا دارالصنائع' جسکے دارالعلوم سب سے زیادہ پایگاہ علم' اور جسکی قوم سب سے زیادہ پرستار معارف اور عشاق علوم ہے !

با ایں ہمہ ہمیں یقین دلایا گیا ہے کہ اس نے یورپ کے ایک بہت بڑے علمی پایگاہ ( لووین ) کو جلا دیا - اسکا دارالعلوم' اسکا دار الکتب' اسکے علمی تجربہ گاہ ' سب آگ اور دھویں کے اندر فنا کردیے گئے - غیر محارب انسانوں کے قتل اور بے قصور علمی عمارتوں کی آتشزدگی پر آج علم و تمدن کا ہر فرزند اپنے آپکو خونبار و ماتم سنج دکھلاتا ہے !

( یخرج الحی من المیت )

لیکن کبھی کبھی وہی پانی جو طوفان بن کے موجیں مارتا تھا ایسا بھی ہوتا ہے کہ ابر کرم کا چھینٹا بنجاتا ہے - کبھی کبھی زمین کی وہی حرکت جو زلزلہ بن جاتی ہے' ایسا بھی انقلاب ہوتا ہے کہ سبزہ کي لہک اور بوے گل کی موج ہوجاتی ہے - کبھی کبھی ہوا کا وہی تند جھونکا جو آندھی بن کے چلتا تھا ' ایسا بھي ہوا ہے کہ نسیم خوشگوار بنکر چلنے لگا ہے : یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی !

اسلام اسی ابر کرم کا چھینٹا ' اسی بوے گل کا قافلہ ' اسی نسیم سحر کی موج حیات تھا - بخت نصر نے بیت المقدس کو برباد کر دیا تھا ' ایرانیوں کے حملے سے بابل کا تمدن منہدم ہوگیا تھا ' ایران کے در و دیوار سکندر کے حملوں سے چور چور ہوگئے تھے ' تاتاري بغداد میں اینٹ پتھر کا ڈھیر چھوڑ کر چلے آئے تھے ' لیکن فرزندان اسلام نے خدا کی راہ میں جان و مال کو برباد کیا تاکہ دنیا کو آباد کریں - اونھوں نے اپنے آپکو مٹایا تاکہ دنیا کی مٹي ہوئی یادگاریں پھر زندہ ہوجائیں ' اونھوں نے اپنے خون کو بہایا تاکہ دنیا کے چہرے کا وہ آب و رنگ پھر عود کر آے جسکو وحشیانہ حملوں کے سیلاب بہا لیگئے تھے !

اونھوں نے اس پاک مقصد کے لیے تلوار ہاتھہ میں لي' اور دنیا نے دیکھہ لیا کہ جو چیز سررشتۂ حیات کو پہلے کاٹ دیتی تھی' وہ اب تمدن کے بکھرے ہوے اجزاء کو کیونکر جوڑ رہي ہے ؟

دنیا نے دیکھہ لیا کہ عرب کے جن میدانوں میں خاک اوڑ رہی تھی ' اوس میں نسیم خوشگوار کے جھونکے چلنے لگے - ایران کے مٹے ہوے نقش و نگار پھر اوبھر آے' یونان کی برہم شدہ مجلس علم پھر گرم ہوگئی' مصر و شام کا کاروان رفتہ پھر لوٹ آیا - بیت المقدس پھر تمدن کا قبلۂ مقصود بن گیا - پہلوں نے جو کچھہ لوٹا تھا' انھوں نے وہ سب کچھہ واپس دلادیا - پہلوں نے برباد کیا تھا - انھوں نے زندگی بخشی - ٹیٹس رومی یروشلیم آیا تا کہ برباد کرے - لیکن اعراب حجاز یروشلیم گئے تاکہ اسکے لٹے ہوے باغوں کو سرسبز و شاداب کردیں ! رومیونکی موجیں افریقہ اور ایران سے گذریں' لیکن انکی راہوں میں ہلاکت اور بد حالي تھي - ٹھیک انھي زمینوں پر سے مسلمان بھي گذرے' مگر انکے ساتھہ ساتھہ تمدن و آزادي اور امن و نظام کے فرشتے سایہ افگن تھے !

فانظـــر الی اثار رحمت اللہ ! کیف یحی الارض بعد موتہا ان ذالک لمحی الموتی وھو علی کل شـــي قـــدیر ! ( ۳۰ : ۴۹ )

پس اللہ کي رحمت کي ان نشانیوں کو دیکھو کہ اس نے کس طرح زمین کو از سر نو زندگی بخشي جبکہ وہ مرچکي تھی ؟ بیشک وہ موت کو حیات سے بدلنے والا ہے اور سب کچھہ کرسکتا ہے !

( مقصد ظہور امم )

لیکن جس قوم نے اعلاء کلمۃ اللہ کا جھنڈا بلند کیا تھا ' جو ایک دین قیم کي صداقت کو دنیا کے تمام ظلم و فساد اور عصیان و طغیان پر غالب کرنا چاہتي تھی' اوسکے سینے کے اندر امن و اصلاح عالم کی جس روح القدس نے اپنا نشیمن بنایا تھا ' وہ صرف تمدن

بعض چند لوگونکي ایک سازشی اور مصنوعي سلسله جنبانی هے' جنهوں نے اپنے ایجنٹ هر جگه رکهه چهوڑے هیں !

اسکے بعد وہ افسوس کرتا هے که گورنمنٹ اف انڈیا اس موقعه پر اپنے مرکز کو جو مدد دیسکتي تهی' اس سے کافي طور پر عهده برا نهوي' اور پهر اس هندوستانی فوج کے متعلق ( جسکا تذکرہ ۴ سپتمبر کو کلکته هال میں کیا گیا ) اور ( غالباً ) الکته بار کے ان هندوستانی ممبروں کے متعلق جنهوں نے جنگ میں "قلیوں" اور "کهاروں" تک کا کام کرنے کیلیے اپنے تئیں بلا شرط ڈالدیا اگر وہ سپاهي کي ڈیوٹي بجالانے کے قابل نهوں' یه نا قابل فراموش رائے دیتا هے :

" هم لوگ اطمینان کے ساتهه هر هندوستانی فوجی دستے کو جرمنی کے مقابله پر نهیں بهیج سکتے اور اندرونی امن کو بیرسٹر والنٹیروں پر نهیں چهوڑ سکتے - همکو معلوم هے که هندوستان کے ایجی ٹیٹروں نے فوج کو بهکانے کی کوشش کی تهی' اور شاید ان میں وہ لوگ بهی شامل تهے جو آج وفاداری کے رزولیوشن پاس کر رهے هیں "

اسکے ساتهه هی وہ خوف ظاهر کرتا هے که هندوستانی فوج کے اندر ان "ایجی ٹیٹروں" کے پهیلاے هوے "جراثیم" موجود هوسکتے هیں اور اسلیے فرانس کے فیصله کن میدان میں انکا تعینه کوئی دانشمندانه عمل نهوگا -

یه هے ایک سرسري اندازہ اس قیمت کا جو "پاینیر" هندوستانیوں کو انکی موجودہ وفاداری کی جانچ کرلینے کے بعد دینا چاهتا هے :

فمابعث نجارتهم و ما کانوا مهتدین !

جنگ کا اعلان هوتے هی تمام هندوستان میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک جس تاریخی اتحاد اور سرعت کے ساتهه ملک کے هر گروہ نے عهد وفاداري کی تجدید کی' پایونیر کی نگاہ میں وہ ایک "مصنوعی" قسم کی پبلک اوپینین هے اور ذرا بهی قابل لحاظ نهیں - ملک کے هر گوشے سے "جان و مال" کی غیر مشروط اور انتہائی درجه تک پهونچی هوئی صدائیں اٹهیں' مگر وہ اسے ایک سونچی سمجهی هوئی سازشی وفاداری قرار دینے میں بالکل بیباک هے -

تمام ملک نے اپنی بڑي سے بڑي شکایتیں بهلادیں' اور ماضي کا پورا دفتر جو اکثر حالتوں میں خوش آیند نه تها' تک قلم تهه کردیا گیا - گورنمنٹ نے افسردہ کن بے توجہی کے ساتهه پبلک کو فوجی خدمات میں لینے سے اعراض کیا' مگر اسکے جوش میں فرق نه آیا - وہ اسکے لیے بهی طیار هوگئی که زخمیوں کے بستر اٹهاے اور زخمی گاڑیوں کو کهینچنے هی کیلیے اسے قبول کرلیا جائے اس سے بهی انکار کیا گیا' اور دو هزار آدمیوں کو لیجانے کی منظوری دیکر منظوری فسخ کی گئی - بایں همه اسکی آمادگی میں ذرا بهی ضعف نه آیا - پهر جان کے بعد مال کی منزل آئی' اور گو یورپ کی جنگ نے بے قصور هندوستان کو ناگهانی افلاس اور خوفناک بیکاري سے دوچار کردیا هے' تاهم اسکے لیے بهی هر جماعت آگے بڑهی اور مهاراجه میسور کی پچاس لاکھ رقم سے لیکر امپیریل ریلیف فنڈ کی چهوٹی رقموں تک' هندوستانیوں نے عام طور پر اسمیں حصه لیا - اسکی فوج سب سے زیادہ کم تنخواہ پر سب سے زیادہ جاں نثاری ظاهر کرنے میں کبهی بهی پیچهے نه رهی' اور اب بهی اپنی جانوں کو هتیلیوں پر لیکر اندرون فرانس کے اندر پهیل گئی هے - یه سب کچهه هو چکا هے اور هو رها هے - فضا ساکن هے اور موسم پر امن - سمندر کی سطح جیسی اب خاموش هے کبهی نه هوئي' اور "رفت" کے حکم کا جیسا اعتراف اب کیا گیا هے ویسا کبهی بهی نهیں کیا گیا - تاهم اعتماد اور یقین کے اس عام سکون میں یکایک شک اور شبه کی ایک بے هنگم صدا اٹهتی هے اور وفادار دلوں کو شک اور ناقابل برداشت بے اعتمادی کے حملے سے مجروح کرناچاهتی هے -

یه پایونیر هے جو ان حقیقتوں سے کهلے طور پر انکار کرتا هے' جنسے نه تو لارڈ هارڈنگ کو انکار هے اور نه مسٹر ایسکویتهه کو' اور پهر اس وقت انکار کرتا هے جبکه وقت کے تغیرات کے لحاظ سے بهي هندوستان کی وفاداري کو اسقدر حقیرانه هونا چاهیے جیسا که اس سے پہلے انگلو انڈین نقطۂ خیال سے رهی هے - پهر کیا همیں بتلایا جا سکتا هے که اگر شک اور خوف کا یه بیج خدا نخواسته پهل لاے' تو اسکی کراهت کا ذمه دار کون هوگا ؟

اعتماد اور سکون کی دیواریں پوري طرح بلند هوچکی تهیں اور اسے ایک مستحکم قلعه کا کام لیا جا سکتا تها' لیکن پایونیر اور اسکے هم آواز (اگر کچهه هوں تو) اس امر کے ذمه دار هیں که انهوں نے ان دیواروں پر حملے کا سب سے پہلا قدم اٹهایا هے - انکے لیے بهتر تها که وہ سر ابڈورڈ گرے کی پالیسی کی پیروي کرتے جنکی امن جوئی کی سرگذشت ۴ سپتمبر کو برطانی وزیر اعظم سے خوفناک "بیرسٹر والنٹیروں" کے تذکرہ سے کچهه پہلے سنائی تهی که دولت بر جنڈولق کے دوران جنگ کی جس نے "پہلا قدم" اٹهانے کی ذمه داریوں میں اپنی تمام عاقبت اندیشي گم کردي هے -

بدقسمتي سے اس نئے علم الجراثیم (Bacteriology) کے متعلق همیں کچهه معلوم نهیں هے' جنکے جرمس هندوستان کے فوجی اعضاء میں متعدي هوچکے هیں' اور جنکو ایک پر آشوب جنگی عهد میں دریافت کرنیکی پایونیر کی اینگلو انڈین اکاڈیمي نے عزت حاصل کی هے - البته بغیر کسي مائکروسکوپ (Microscape) کے هم ان خطرناک جراثیم کو دیکهه رهے هیں' جو اس قسم کی زهریلی تحریروں کے هر نقط کے اندر موجود هیں' اور جنکے دیکهنے کے لیے پایونیر کی طرح کسي جدید ساخته "بغاوت نما" (Seditionoscope) آلے کی ضرورت نهیں هے - کیونکه هر عقل اسے محسوس کرسکتی هے' اور هر عاقبت اندیشي اسکےلیے دیدہ ور هے -

اگرچه هندوستانیوں کی وفاداری کیلیے یه ایک سخت دلشکن اور درد انگیز حمله هے جو کیا گیا هے' تاهم هم انهیں سمجهالینگے که یه پہلا هی واقعه نهیں هے جس سے وہ متاثر هوں بد قسمتي سے اینگلو انڈین پریس کی تاریخ ایسے نظائر سے پر هے پس انکو چاهیے که وہ پایونیر اور اسکے هم مشربوں کے پاس اپنی قسمت کی قیمت نه ڈهونڈهیں' بلکه انکی طرف دیکهیں جنهوں نے بالاتفاق انکے ادبے کا مل اعتماد ویقین کے پے درپے اعترافات کیے هیں اور وهی انکی قسمت کے مالک هیں - وہ هندوستان کے چاروں بڑے صوبوں کے حکمرانوں کی طرف متوجه هوں جنهوں نے انکی وفاداری کا پهر سے نهایت واضح لفظوں میں اعتراف کیا هے - وہ هندوستان کے سب سے بڑے حاکم کی آواز سنیں جس نے پچهلے کونسل میں انکی جان نثاریوں کی داد دي هے' اور یه بالکل بهلادیں که ایک "پرنٹنگ هاوس" میں سمله کے "وایسرائگل لاج" سے زیاده خطرناک عقلمندي کا دعوا پر ورش پارها هے - سب سے مگر سب سے زیادہ انهیں تاج کے اس یادگار اعلان پر اپنی نصرت جمادینی چاهئیں جو اسي هفته کے آغاز کا پہلا یادگار واقعه هے -

لیکن ساتهه هی هم گورنمنٹ سے بهی یه سوال کیے بغیر نهیں رہ سکتے که وہ ..... هندوستانیوں کو خصم کرنا نهیں چاهتی که کیا وہ ایسی زهریلی رالیوں سے لدائي ..... جانب کوئی مستعدي دکهلائیگی ؟ کیا وہ اپنے مشیروں کو یه مشورہ دیسکتی هے که اگر انکے پاس مصرف کیلیے اسکے سوا اور کچهه نهیں هے' تو کم از کم اس موقع پر تو اپنے خیالات کا اظهار ملتوي رکهه سکتے هیں ؟

افسوس که هندوستان کا پریس ایکٹ ( بقول حکیم سولن ) مکڑي کا جالا هے' جو هندوستانی پریس کي مکهي کو تو اپنے اندر قید کرلیتا هے' لیکن اینگلو انڈین پریس کی لاٹهي کے سامنے نهیں ٹهر سکتا !

## جنگ کے اسبـــاب

### هاتهي کے دانت !

هاتهي کے دانت دکهانے کے آور هوتے هیں کهانے کے اور - بعینه اسی طرح جنگ بهی ظاهري و باطنی' دو قسم کے اسباب کا نتیجه هوتي هے' لیکن سیاست کي زبان ظاهري اسباب دکها کر تمام دنیا سے اپنے هجوم و اقدام کے جواز کا فتوی لے لیتي هے' اور جنگ کے حقیقي اسباب کو اونکے پردے کي تاریک آڑ میں چهپا دیتی هے -

جنگ کا حقیقي سبب حرص و طمع کی وہ فوج هے' جو همیشه اپنا کمینگاہ بادشاهوں کے دلوں کو بناتی رهتی هے - یهی فوج دوسري همسایه سلطنتوں پر دهاوا مارتي هے' اور دنیا کی دوسری ضعیف قوموں کے دبانے کے گهات میں لگی رهتي هے -

لیکن جب تک حمله کا کوئی ظاهري سبب پیدا نهیں هوتا وہ خاموشی کے ساتهه انتظار کرتي هے - جب خوش قسمتی سے اس قسم کا موقع هاتهه آجاتا هے تو پهر علانیه میدان جنگ میں آجاتی هے اور اپنے مظالم و وحشت پر ظاهري اسباب کا پردہ ڈال کر دنیا کو خدع و فریب میں مبتلا رکهتی هے - حتی که قتل کرتی هے مگر سمجهتي هے که امن و تهذیب کے قیام کی ایک مقدس خدمت انجام دي جارهی هے !!

شخصي سلطنت کے زمانے میں جنگ کا اعلان صرف پادشاہ یا سپه سالار کے ارادہ کی بنا پر کیا جاتا تها - کسیکو اوسکے اسباب کے دریافت کرنے کی جرأت نهیں - هوتی تهي لیکن اکثر اس حمله کا تعلق پادشاہ کی ذات اور شخصیت سے هوتا تها' ملک اور قوم پر اسکا کوئی اثر نهیں پڑتا تها - کبهی کبهی سلاطین قدیم میں صرف عاشقانه رقابت هي کی بنا پر عظیم الشان جنگیں هوگئی هیں' اور کبهي ایسا بهی هوا هے که چند ناگوار لفظوں نے بعض اوقات آگ دفعتاً دنیا میں بهڑکا دي هے -

سلاطین جب تک انتقام لینے کي قدرت رکهتے هیں' شخصی سلطنتوں میں اونکو اظهار سبب اور توجیه و تعلیل کی ضرورت پیش نهیں آتی - تمام فوج اور تمام ملک انکے اشارہ چشم و ابرو کے ساتهه دفعتاً حرکت میں آجاتا هے - لیکن جب وہ ضعیف هو جاتے هیں اور اونکا قدم میدان جنگ کي طرف نهیں بڑهتا تو اس وقت حیله آفریني کی ضرورت هوتی هے' اور بعض اخلاقی اسباب کی بنا پر ملک کے جذبات کو بهڑکا کر آمادۂ جنگ کیا جاتا هے - تمام قوم دهوکے سے یقین کرتي هے که وہ اپنی عزت' اپنے وطن' اور اپنے مصالح پر اپني جان قربان کر رهي هے' حالانکه در حقیقت میدان جنگ سلاطین کي اغراض شخصیه کا شکارگاہ هے' جسکو همیشه مصالح مصنوعي برقع پوش رکهتے هیں -

اگرچه تمام دنیا کي لڑائیوں کے اسباب کی تفصیل نهیں کی جا سکتی تاهم هر جنگ انهی ظاهري و باطني اسباب کا نتیجه هوتی هے' اور میدان جنگ کا غبار همیشه باطنی اسباب کو اپنے پردے میں چهپا هوا رکهتا هے -

( مصر کے دو فاتح ! )

جب تک دنیا میں عرب کی سادہ سلطنت قائم رهی' اوسکا دامن خدع و فریب' کذب و اختلاق' تدلیس و دسائس کے داغ سے پاک رها - حضرت عمرو ابن العاص نے زمانه جاهلیت میں مصر کی ثروت اور شادابی کے مناظر اپنی آنکهوں سے دیکهے تهے - جب اسلام لائے اور اونکو حضرت عمر رضي الله عنه نے سپه سالاري کا منصب عطا فرمایا تو اونکو وہ خواب یاد آگیا جسکو اونهوں نے مصر کے سبزہ زاروں میں دیکها تها - چنانچه اونهوں نے حضرت عمر کی خدمت میں مصر پر چڑهائی کرنے کی درخواست کی' لیکن اوسکے سبب کا اظهار اوس ذوالوجهین پالیسی کي زبان سے نهیں کیا جو یورپ کے دهن حرص و آز میں رہ کر تیغ دو دم کا کام کرتي هے' بلکه اونهوں نے صاف صاف کهدیا :

"اگر آپ نے مصر کو فتح کرلیا' تو وہ مسلمانوں کی عظیم الشان قوت کا مرکز هو سکتا هے - مسلمانوں کو اوس سے بهت بڑي مدد مل سکتي هے - وہ دولت و ثروت کا خزانه هے اور خوش قسمتي سے اسوقت وهاں کے باشندے جنگ کي طاقت بهی نهیں رکهتے" (۱)

چنانچه حضرت عمر رضي الله عنه نے بهت لیت و لعل کے بعد اجازت دیدي -

لیکن جب اسی مصر پر نپولین بونا پارٹ نے حمله کرنا چاها تو اوس برهنه حقیقت پر جسکو عمرو بن عاص نے صاف نمایاں کردیا تها تو برتو پردے پڑ گئے' اور فرضی و مصنوعی اسباب نے اصلي غرض کو چهپا دیا - جب فرانسیسي کونسل کے ممبروں نے اوسکي راے سے اختلاف کیا تها اور حمله کي اصلی وجه دریافت کی تهی تو اوس نے منجمله اور اسباب کے سب سے بڑا سبب وهي بتایا تها جو حضرت عمرو بن عاص نے حضرت عمر کو بتایا تها' لیکن جب وہ اسکندریه میں داخل هوا تو معاً زبان حقیقت طراز کا لهجه بالکل بدل گیا' اور وهاں پهونچکر اوس نے جو اعلان جنگ دیا اوس میں حقیقي سبب پر یه غلاف چڑها دیا گیا تها :

" سناجق جو اسوقت مصر کے بادشاہ هیں ایک مدت سے فرانسیسیوں کے ساتهه نهایت ظالمانه اور اهانت آمیز سلوک کر رهے هیں' اور اب هم زیادہ ظلم گوارا نهیں کر سکتے - همارا مقصد صرف یه هے که ظلم کا بدله لیں اور عدل و امن قائم کریں خود مصري بهی اونکے ظلم وستم سے عاجز آ گئے هیں اور اب همارے ذریعه نجات حاصل کرسکتے هیں "

اٹلی نے طرابلس عرب پر جو ظالمانه حمله کیا تها اس وقت اگرچه اوسکے پهلو میں بونا پارٹ کا بهادر دل نه تها' تاهم اوسکے مونهه میں زبان اوسی کی تهی - اسلیے اوس نے بهی اسباب جنگ کے اعلان میں اسی قسم کے خداعانه فقروں کا اعادہ کیا تها

لیکن بونا پارٹ کے حملۂ مصر کا ایک سبب اور بهی تها جو اوسکے دل میں مخفی تها' اور اوس نے پارلمنٹ کے ممبروں کو بهی اوسکی خبر نهیں کی تهی وہ اوسکی شهرت طلبی اور ابقاے ذکر جمیل کا وہ جذبه تها جو هر سپه سالار کے دل میں مدة العمر نشو و نما پاتا رهتا هے !

و تہذیب کی گلکاریوں ہی پر فریفتہ نہیں ہوسکتی تھی - اسکا مقصد ظہور اس بلندی سے جسکے بعد چشم مادہ کچھہ نہیں دیکھہ سکتی' اور اس وسعت سے جسکے بعد ہماری بڑی سے بڑی رصد گاہیں جواب دیدیتی ہیں ' بہت بلند تر تھا :

| | |
|---|---|
| کنتم خیرامۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر' (۳ : ۱۰۶) | تم کو خدا نے دنیا کی بہترین قوم بنا کر نمایاں کیا ہے - تم سچائی کا حکم دینے ہو اور دنیا کو برائیوں سے روکنے ہو - |

( تشریح مزید )

ہمکو نہیں معلوم کہ عظیم الشان مصری دنیا میں کیوں آئے تھے ؟ لیکن ہمنے ہیرو غلیفی نقوش کے اندر پڑھا ہے کہ انہوں نے بڑی بڑی قوموں کو غلام بنا کر ذلیل و خوار کیا' انکو عجیب عجیب طرح کے آلہ ہاے تعذیب کے شکنجوں میں کسا' جنکی تصویریں " منی فس " کے مندر میں دیکھکر ہم اشک الود ہوے ہیں' اور اسکے بعد بڑے بڑے مینار بنا کر اور حیرت انگیز عمارتیں کھڑی کرکے دنیا سے چلے گئے - مگر ان تعمیری و صناعی کارناموں کا وجود بھی مظلوموں کی اُن آہوں اور بے بسی کے اُن آنسوؤں کی یاد دلاتا ہے جو بلاد نوبہ اور کنعان کی مفتوح قوموں نے انکے لیے چار پایوں سے بھی زیادہ محنت کرتے ہوے بہاے تھے !

ہم نہیں جانتے کہ روم کے ہولناک فاتحوں کا جنکے سر پر تمدن قدیم کا سب سے زیادہ درخشاں تاج نظر آتا ہے ' کیا مقصد تھا ؟ مگر ہم نے شمالی افریقہ میں کئی میلوں تک پھیلا ہوا ایک تودہ دیکھا ہے' جسکے اندر سے کارتھیج کی دیواروں کی ٹوٹی ہوئی اینٹیں نکلتی رہتی ہیں' اور ایران و شام کی خاک کے ذرے کہتے ہیں کہ ہمیں سب سے زیادہ خون انہی رومی تلواروں کی لعنت سے نصیب ہوا ہے !

تاریخ کے عہد قدیم کی تاریکی ہمیں کچھہ نہیں بتلاتی کہ وہ عظیم الشان ایرانی جنھوں نے اصطخر کی عظیم الاثر محرابیں بنائیں اور اپنی روایتوں کے اندر دیوؤں سے لڑے اور تمام بحر و بر کو تخت ایران کے آگے سر بسجود دیکھا ' دنیا میں کیوں نمایاں ہوے تھے اور دنیا نے انسے کیا پایا ؟ البتہ دریاے فرات کے کنارے کے وحشت ناک تودے اور کہیں کہیں سے ابھر کر نظر آجانے والی شکستہ دیواریں اپنے اندر ایک تاریخ عمل ضرور رکھتی ہیں' اور ایران کا سب سے بڑا کارنامہ یہ بتلاتی ہیں کہ عہد قدیم کے عظیم الشان کھور تمدن یعنی بابل پر خوفناک درندوں کی طرح وہ چڑھہ آے اور اسکی عجیب الصناعۃ دیواروں کے نیچے بربادی اور تباہی نے انکے مقصد ظہور پر نوحہ پڑھا !

پھر خود وہ بابل ( جو ایرانیوں کی خونخواری پر نوحہ خواں ہے ) دنیا میں کس غرض سے آیا تھا اور کیا کرگیا ؟ یہ سچ ہے کہ اس نے معلق باغ بنائے جو بڑے ہی عجیب تھے اور آج بھی عجیب سمجھے جاتے ہیں ' لیکن اس نے تمدن و انسانیت کے اُن باغوں کے ساتھہ کیا کیا جو گو عجیب نہ تھے' لیکن باغبان دنیا کے ہزارہا برسوں کی محنت کی کمائی تھے ؟ ہولناک بخت نصر کا تاراج کن سیلاب جب شام میں پھیلا ہے تو یروشلیم ( بیت المقدس ) کی زمین کا چپہ چپہ شادابی و سرسبزی کی بہشت تھا' لیکن بابل کے متمدن مورخ وہاں اسلیے آئے تھے کہ زندگی کی شادابی کی جگہ آگ کے حرفوں کے نقشوں میں اپنے ظہور کا مقصد لکھہ جائیں ! فجاسوا خلال الدیار' وکان وعداً مفعولا (۱۵ : ۹)

پھر وہ قوم جو ان سب کی جا نشین ہوئی - شام سے اٹھی اور روم پہنچی ' پھر یونان و مصر اور شمالی افریقہ تک پھیل گئی اسکی نسبت بھی ہمیں نہیں معلوم کہ اسکے آنے کا مقصد کیا تھا ؟ اور گو وہ کوہ " ریٹون " کی ایک چٹان پر بتلایا گیا ہو ' لیکن نہ تو روم کی تاریخ میں وہ قابل فہم ہے ' اور نہ پانچویں صدی مسیحی سے لیکر ( جبکہ اس نے تخت حکومت اور تلوار بے نیام کے ساتھہ اپنی نمایش کی ) پندرھویں صدی مسیحی تک (جبکہ اسپین میں مجلس تعذیب روحانیین ( انکویزیشن ) کام کر رہی تھی ) وہ سمجھا جا سکتا ہے - البتہ ڈریپر کی رہنمائی میں ہمنے قرطبہ اور غرناطہ کی وہ عمارتیں دیکھی ہیں جہاں پہلے تمدن کی رونق' علم کی مجلسیں' اور عمران و تہذیب کی آبادیاں تھیں ' مگر اسکے بعد وحشت و ہمجیت کا ایسا سناٹا چھایا' جسے بیسویں صدی کی عالمگیر چہل پہل بھی ابتک دور نہ کرسکی !

( امہ وسط )

لیکن دنیا کی ان تمام بڑی سے بڑی قوموں کے بعد ' ہمارے سامنے صرف ایک قوم ایسی آتی ہے جس نے اپنے ظہور کے پہلے ہی دن اپنا مقصد بتلا دیا تھا ' اور جو محض قوتوں کا ایک ہجوم' طاقتوں کا ایک اجتماع ' اور قہر و استیلاے بہیمی کا ایک انقلابی سیلاب نہ تھا جو آیا اور بہا کر چلاگیا ' بلکہ طے شدہ کاموں کا ایک کھلا اور اعلان کردہ پروگرام تھا' جسے اپنے ہاتھوں میں لیکر وہ دنیا کی اجڑی ہوئی آبادیوں اور برباد کردہ علم و تمدن کی یادگاروں کے سامنے نمودار ہوئی :

| | |
|---|---|
| الذین ان مکناھم فی الارض' اقاموا الصلوۃ و اتوا الزکواۃ و امروا بالمعروف و نھوا عن المنکر' و للہ عاقبۃ الامور ! (۲۲ : ۳۵) | " یہ وہ قوم ہے کہ اگر ہمنے انہیں دنیا میں قائم کردیا تو انکا کام آبادیوں کو اجاڑنا ' انسانوں کو قتل کرنا ' عمارتوں میں آگ لگانا' اور قہر و استیلا کی لعنت میں عالم انسانیۃ کو مبتلا کرنا نہوگا' بلکہ |

وہ کارگاہ عالم میں اسلیے قدم رکھیگی کہ صلوۃ الہی کو قائم کرے' محتاج اور کس مپرس انسانوں کو اپنے مال کا شریک بنائے' سچائی اور راست بازی کا حکم دے' اور ہر طرح کی برائیوں اور ظلم و فساد کو دنیا میں روکے' اور سب کا انجام کار اللہ ہی کے ہاتھہ میں ہے ! "

تاریخ موجود ہے اور کئی ہزار سال تک کا سراغ ہم نے لگا لیا ہے ' لیکن دنیا میں آجتک کوئی قوم ایسی نہیں آئی جس نے اپنے ظہور کا مقصد یہ قرار دیا ہو' اور اپنے ظہور کے اول دن ایسے صاف لہجے اور ایسی کھلی روشنی میں اسکا عام اعلان کردیا ہو !

( غزوات اسلامیہ کی یادگاریں )

پس جس قوم کے ظہور کا مقصد قیام صلواۃ ' امر بالمعروف' اور نہی عن المنکر تھا' ضرور تھا کہ وہ جو کچھہ کرتی' صرف اسی مقصد کیلیے کرتی' اور اپنے سفر سعی کے ہر قدم پر اسی کو ڈھونڈھتی - چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جبکہ دنیا کی تمام قوموں کی لڑائیوں کی یادگاریں بربادی و ہلاکت اور شر و طغیان کی صورت میں صفحۂ زمین پر باقی ہیں ' تو اسلام کی غزوات و جہاد کی یادگاریں ایک اور ہی رنگ اور ایک دوسری ہی حالت میں نظر آتی ہیں -

اگرچہ اسکا نقش قدم جس سرزمین پر پڑتا تھا' ایک یادگار علم و تمدن بن جاتا تھا لیکن وہ ہر سفر جہاد سے اپنے ساتھہ صرف روحانی یادگاریں ہی لیکر واپس ہوئی -

اسکی مادی و علمی یادگاروں پر بہت کچھہ لکھا گیا ہے مگر اس موضوع پر ابتک کسی نے توجہ نہ کی ہم آئندہ نمبر میں اسکی روحانی یادگاروں کے چند منظر دکھلاینگے -

کہنا دیں جنہوں نے اوسکے مفہوم، اوسکے اثر، اور اوسکے لہجے کو بالکل بدل دیا - اسکے بعد مارشل مولٹک کی طرف متوجہ ہوا، اور فوجی طاقت اور نتائج جنگ کے متعلق تفصیلی گفتگو کی - مارشل موصوف نے کہا : " اگر جنگ لابدی چیز ہے تو اب اس میں جلدی ہی کرنی چاہیے، کیونکہ لیت و لعل سے روز بروز ہمارے خطرات میں اضافہ ہوتا جاتا ہے "

بسمارک نے جب اس گفتگو کے ذریعہ اونکے دل کو ٹٹول لیا، تو پھر تلوار سے پہلے اپنی دست سیاست کے جوہر دکھائے، اور اس تار کو نہایت وضاحت کے ساتھہ پڑھکر سنایا جسکو سنکر اونکے چہرے فرط مسرت سے چمک - اور اونہوں نے کہا : " اب اس کا لہجہ بالکل بدل گیا ہے " بسمارک کے دل کو اونکی داد نے اور بڑھا دیا اور اوس نے کہا کہ " یہ تار آدھی رات کے قبل ہی پیرس میں پہنچ جائیگا، اور فرانسیسی جذبات پر اوسکا وہی اثر ہوگا، جو ایک سرخ جھنڈے کا ہو سکتا ہے - ہماری کامیابی تمامتر اس پر موقوف ہے کہ فرانس کی طرف سے جنگ کی ابتدا کی جاے، تاکہ ہم یورپ کو یقین دلاسکیں کہ ہم صرف مدافعت کے لیے اوٹھے ہیں " مولٹک نے مسکرا کر آسمان کی طرف آنکھہ اٹھائی اور خوشی کے لہجے میں چیخ اوٹھا " اگر میں زندہ رہا تو اپنی فوج کی سپہ سالاری کرونگا " یہ کہکر فرط مسرت سے اپنے سینے پر زور سے ایک گھونسہ مار کر اٹھہ کھڑا ہوا !

اس تصریح سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جنگ کا اصل سبب بسمارک تھا، اور اوسیکے پر فریب ہاتھوں نے پس پردہ اس آگ کو بھڑکایا تھا - لیکن دیکھو کہ ظاہری اسباب نے اصلی حقیقت کو کیونکر چھپا دیا ؟ اگر پرنس بسمارک خود تصریح نہ کرتا تو دنیا اسک اس جنگ کی اصلی تاریخ سے واقف نہ ہوتی اور ظاہری حالات ہی کو حقیقی یقین کرتی !



# باب التفسیر

## الحرب فی القرآن

( ۳ )

( اسباب جنگ کی تشریح )

سیاست کی زبان اگرچہ بعض حالتوں میں جنگ کے اسباب و مقاصد کو نہایت پیچدار الفاظ میں بیان کرتی ہے - لیکن استقراء تام و استقصاء جزئیات سے اونکی تعیین نہایت آسانی کے ساتھہ ہوسکتی ہے -

(ابن آدم کی پہلی جنگ)

قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے کہ دنیا کی سب سے پہلی جنگ کو صرف بغض و حسد کے جذبات نے قائم کیا تھا :

| | |
|---|---|
| واتل علیهم نبأ ابنی آدم بالحق اذ قربا قربانا فتقبل من احدهما ولم یتقبل من الآخر قال لأقتلنک قال انما یتقبل الله من المتقین لئن بسطت الی یدک لتقتلنی ما انا بباسط یدی الیک لاقتلک انی اخاف الله رب العالمین انی ارید ان تبوء باثمی و اثمک فتکون من اصحاب النار و ذلک جزاء الظالمین - فطوعت له نفسه قتل اخیه فقتله فاصبح من الخاسرین فبعث الله غرابا یبحث فی الارض لیریه کیف یواری سوأة اخیه قال یا ویلتی اعجزت ان اکون مثل هذا الغراب فاواری سوأة اخی فاصبح من النادمین - من اجل ذلک کتبنا علی بنی اسرائیل انه من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا و من احیاها فکانما احیا الناس جمیعا (۶ : ۳۷) | اور آدم کے دونوں بیٹوں کا صحیح صحیح قصہ ان لوگوں کو سناؤ جب کہ اون دونوں نے خدا کیلیے قربانی کی، لیکن ایک کی مقبول اور دوسرے کی نا مقبول ہوئی - اسپر دوسرے نے حسد سے بھر کر کہا: "میں تجھکو قتل کردونگا" دوسرے نے جواب دیا کہ "یہ حسد ناحق کا ہے - اسمیں میرا کوئی قصور نہیں خدا صرف پرہیز گاروں ہی کی قربانی قبول کرتا ہے - اگر تم نے میرے قتل کیلیے ہاتھہ بڑھایا تو خیر مجھے قتل کرڈالو، مگر میں تو اپنا ہاتھہ تمہارے قتل کیلیے کبھی نہ اوٹھاونگا کیونکہ میں دنیا کے پالنے والے خدائے برحق سے ڈرتا ہوں - میں چاہتا ہوں کہ تم ہی پر میرے اور تمہارے دونوں کے گناہوں کا وبال پڑے اور تم ہی اصحاب النار میں داخل ہو بالآخر اوسکے دل نے اوسکو اپنے بھائی کے قتل و خون پر آمادہ کردیا اور اس نے قتل کرکے اپنے سامنے نا کامیابی کا راستہ کھول دیا - پھر خدا نے ایک کوے کو بھیجا جو زمین کرید تا تھا تاکہ اسکو اپنے بھائی کے دفن کرنیکا طریقہ بتاے اوسکو دیکھکر اوس نے کہا : حیف ہے کہ میں اس کوے سے بھی گیا گذرا کہ تو اپنے ایک ہم جنس کو گاڑنے کیلیے زمین کھود رہا ہے لیکن میں انسان ہوکر اپنے بھائی کے ساتھہ ایسا سلوک کرتا ہوں! غرضکہ وہ اپنے کامیں نادم و متاسف ہوا - |

اور اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ فرض کردیا کہ جس شخص نے کسی کو بغیر قصاص کے یا بغیر کسی فساد کے قتل کردیا تو گویا اوس نے اپنی گردن پر تمام

امیر جزائر فرنچ قنصل کے پنکھا مار رہا ہے

لیکن جمہوریت کے زمانے میں سلاطین کا اقتدار بالکل اوٹھہ جاتا ہے ' اور انکے شخصی ارادہ کی قوت کلیتاً ضعیف ہوجاتی ہے' اسلیے جنگ پر انکے انتقامانہ اور شخصی جذبات کا کوئی اثر نہیں پڑتا - تاہم اسباب ظاہری و باطنی کا پردہ بھی قائم رہتا ہے' اور گو تمام متمدن دنیا کو جنگ کے ظاہری اسباب کا یقین دلا کر حملہ کے جواز کا فتوی لے لیا جاتا ہے - لیکن تہ میں وہی فاتحانہ و غاصبانہ جذبات کام کرتے میں جو سلاطین قدیم کے دلوں میں موجزن رہتے تھے

( جنگ جزائر اور ایک پنکھا )

فرانس نے گذشتہ صدی کے اوائل میں الجزائر پر جو حملہ کیا تھا ' وہ اس حقیقت کو بالکل بے نقاب کردیتا ہے - جزائر کی سرسبزی و شادابی کا خوشنما منظر ایک مدت سے فرانس کے پیش نظر تھا - اسلیے وہ اوسکو اپنے مقبوضات میں شامل کرنا چاہتا تھا ' دسائس سیاسیہ ایک سہارا ڈھونڈھ رہے تھے - حسن اتفاق سے اس متمدن سلطنت کو وہی حیلہ ہاتھہ آگیا جو عرب کے وحشیانہ جذبات کو مشتعل کردیتا تھا - ایک خاص معاملہ کے متعلق گفتگو کرتے ہوے فرانس کے قنصل نے امیر جزائر کو کوئی سخت بات کہدی - امیر نے غصہ میں اوسکے مونہہ پر پنکھا مار دیا - قنصل نے سلطنت فرانس سے اس توہین آمیز برتاؤ کی شکایت کردی - اب فرانس کو حملے کا پورا موقع مل گیا ' اور اس پنکھے کی ہواسے تین برس تک جزائر میں آتش جنگ مشتعل رہی - فرانس نے امتداد جنگ سے گھبرا کر آخری فیصلہ کرنا چاہا - سنہ ١٨٣٠ میں امیر البحر دوپربہ کی سپہ سالاری میں ٣٧١٠٠٠ پیادہ ' اور ٤٠٠٠٠ سوار فوج کے دستے روانہ کردیے - جزائر اس فوج گراں کا مقابلہ نہ کرسکا - مجبوراً صلح کرلی ' اور عظیم الشان افریقی ملک ہمیشہ کیلیے فرانس کی نو آبادیوں میں شامل ہو گیا -

آخر میں امیر عبد القادر جزائری کے اندر سے حب الوطنی کی ایک طاقتور صدا اٹھی اور اسنے فرانس سے جزائر کا مطالبہ کرنا چاہا - اس واقعہ سے جنگ کا ایک نیا سلسلہ جاری ہوگیا جو سات سال تک قائم رہا - لیکن بالآخر فرانس نے فتح پائی ' اور امیر عبد القادر کو شام کے اطراف میں جلا وطن کردیا گیا -

( گذشتہ جنگ فرانس و جرمنی )

ان اسباب ظاہری و باطنی کا ایک بین نمونہ گذشتہ جنگ فرانس و جرمنی بھی ہے - پرنس بسمارک نے اس جنگ کو جن سیاسی معاہدات سے بھڑکایا تھا' اوسکے نتائج نے اس جنگ کی تاریخ کو بالکل منقلب کردیا -

بظاہر سب سے پہلے جرمنی پر فرانس نے حملہ کیا تھا ' اسلیے مورخین نے فرانس ہی کو اس جنگ کا معترف اول قرار دیا ہے - لیکن سنہ ١٨٩٢ میں خود پرنس بسمارک نے ایک

اخبار کے نامہ نگار کے سامنے جس حقیقت کا اظہار کیا' اوس سے اس جنگ کی تاریخ بالکل بدل جاتی ہے - بسمارک نے اوسکے سامنے اعتراف کیا کہ " ولیم اول شاہ پروشیا نے اوس بڑی پیغام کو جو اوس نے فرانس کے متعلق بھیجا تھا' میں نے قصداً تحریف و تبدیل کرکے شائع کیا ' جسکا مقصد صرف فرانس کے قومی جذبات کو بھڑکانا تھا" چنانچہ بسمارک نے ایک یاد داشت میں جو اوسکی وفات کے بعد شائع ہیگئی' اس واقعہ کی عجیب تفصیل درج کی ہے - اس یاد داشت کا خلاصہ یہ ہے :

جب پروشیا اور فرانس کے درمیان اسپین کے تخت سلطنت کے متعلق نزاع قائم ہوئی ' تو نپولین نے اپنے سفیر مقیم برلن کو پیغام بھیجا کہ وہ شاہ پروشیا سے بالمواجہہ گفتگو کرکے معاملہ کو فرانس کی خواہش کے مطابق طے کرائے - ۹ جولائی سنہ ١٨٧٠ کو سفیر نے شاہ پروشیا سے ملاقات کی ' لیکن اوس نے نہایت نرم لہجے میں اوسکے مطالبات سے انکار کردیا ' جو سفیر فرانس کی تحقیر و توہین کے اثر سے بالکل خالی تھا - بسمارک کو اس انکار کا حال پہلے سے معلوم تھا - لیکن وہ ایسے سخت لہجے میں اس انکار کا اظہار کرانا چاہتا تھا جو فرانس کے آتش غضب کو بھڑکا کر تمام قوم میں آگ لگادے ' اور اوس جنگ کا سبب بن جاے جسکا وہ مدت سے انتظار کر رہا تھا -

اس جنگ کا انتظار پرنس بسمارک کو اسلیے تھا کہ اس وقت جرمنی کوئی متحدہ قوت نہ تھی اور ملک چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم تھا ان میں باہم لڑائیاں ہوچکی تھیں اور مرکزی اتحاد کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی - بسمارک نے سوچا کہ اگر اس وقت ایک بڑی خارجی جنگ شروع ہوجاے اور جرمنی پر باہر کا کوئی غنیم چڑھہ آے تو ملک میں حب الوطنی کے جذبات بھڑک اٹھیں گے' اور تمام قوتیں یک جا مجتمع ہو کر ایک مرکزی قومی طاقت حاصل کرلیں گے - چنانچہ اسی لیے وہ فرانس کو چھیڑنا چاہتا تھا -

لیکن شاہ پروشیا کے نرم جواب نے اوسکو بالکل مایوس کردیا ' اور اب اوس نے دوسرے حیلے ڈھونڈھنے شروع کیے -

١٣ جولائی سنہ ١٨٧٠ کو اس نے مارشل وان مولٹک اور بعض دیگر ارکان حکومت کو کھانے پر مدعو کیا - وہ انکے ساتھہ کھانا کھا رہا تھا کہ میز ہی پر اوسکو شاہ پروشیا کا ایک تار دیا جو فرانس کے نام روانہ کیا گیا تھا - بسمارک نے اوسکو تمام مہمانوں کے سامنے پڑھا' اور بادشاہ نے سفیر فرانس کو جس نرم لہجے میں جواب دیا تھا' اوسنے ان لوگوں کو اس درجہ افسردہ اور مایوس کردیا کہ سب نے کھانے سے ہاتھہ کھینچ لیا - بسمارک تار کو بار بار پڑھتا رہا اور چونکہ بادشاہ نے اسکی اشاعت کی اجازت دیدی تھی اسلیے اوسیوقت ہاتھہ میں قلم لیا ' اور اوسمیں چند ایسی باتیں بڑھا

فرانسیسی قنصل شاہ پروشیا کے سامنے

| | |
|---|---|
| يحسبون انهم يحسنون صنعا ( ۱۷ : ۱۰۴ ) | میں بھی بیکار گئیں اگرچہ وہ سمجھہ رہے ہیں کہ ایک بہت بڑا کام کررہے ہیں - |

اس بنا پر درحقیقت اسلام سے پہلے جنگ کا پیکر خونیں ' روح حقیقت یعنی مقصد سے بالکل خالی تھا اور دنیا کے ہاتھہ میں خشت و خون کے بعد ندامت کے سوا کچھہ نہیں آتا تھا - چنانچہ ایک جاہلی شاعر جنگ کے آخری نتایج کا ذکر ان حسرت آمیز الفاظ میں کرتا ہے :

فآبوا بالرماح مكسرات و ابنا بالسيوف قد انحنينا

وہ لوگ ٹوٹتے ہوے نیزے اور ہم کج شدہ تلواریں لیکر میدان جنگ سے واپس آے -

یہی وجہہ ہے کہ دنیا کی زبانوں میں جنگ کیلیے کوئی ایسا لفظ وضع نہیں کیا گیا جو اسکے مقصد پر دلالت کرتا ہو - بلکہ جنگ کے تمام نام محض اسکے اوصاف و نتائج هی کا بیان ہیں - لیکن اسلام نے جنگ کو "جہاد" کی وسیع اصطلاح کے ماتحت لا کر اسکے مقصد اور حقیقت کو اسکے نام ہی سے واضح کردیا -

یہی اعلی مقصد ہے جسکے لیے اسلام نے ہر موقع پر جد و جہد ' کوشش و سعی ' اور دوڑ دھوپ کی ترغیب دی ہے :

| | |
|---|---|
| لا يستوي القاعدون من المومنين غير اولي الضرر و المجاهدون في سبيل الله باموالهم وانفسهم فضل الله المجاهدين باموالهم و انفسهم على القاعدين درجة و كلا وعد الله الحسنى و فضل الله المجاهدين على القاعدين اجرا عظيما - ( ن م ۹۷ ) | مسلمانوں میں جو لوگ معذور نہ تھے باایں ہمہ گھر میں بیٹھے رہے ' وہ ان لوگوں کا مرتبہ نہیں پاسکتے جنھوں نے اپنے اموال اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا - ایسے مجاہدین کو گھر میں بیٹھہ رہنے والے مسلمانوں پر ایک خاص درجہ تک بزرگی دی اگرچہ دونوں کیلیے خدا نے بہتری کا وعدہ کیا مگر مجاہدین کیلیے بمقابلہ غیر مجاہدین کے اجر عظیم ہے - |

( وہ اعلی مقصد کیا تھا ؟ )

قران مجید نے اسکا جواب نہایت مختصر اور سادہ الفاظ میں دیا ہے :

| | |
|---|---|
| حتى لايكون فتنة ويكون الدين كله لله | دنیا میں فتنۂ ظلم و فساد باقی نہ رہے اور دین اللہ کیلیے ہو جائے |
| هوالذي ارسل رسوله بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله (توبه) | وہ خدا جسنے اپنے رسول کو نوع بشری کی ہدایت اور دین حق کی دعوت کیلیے بھیجا ' تاکہ اوس کی سچائی کو دنیا کے تمام ادیان پر غالب کردے - |

لیکن انہی سادہ اور مختصر الفاظ نے عرب کی تاریخ جنگ کا ڈھانچہ بدل دیا -

اقوام قدیمہ کی لڑائیوں کا اصل مقصد اکثر محض قتل و غارت ' سیادت ' ارضی وسعت ممالک ' عزت و نمود اور اظہار شجاعت ہوتا تھا - عرب کا بھی یہی حال تھا جسکے اندر اسلام کی دعوت شروع ہوئی :

و ايامنا مشهورة في عدونا
لها غرر معلومة و حجول

"ہمارے معرکے ہمارے دشمنوں میں نہایت مشہور ہیں - اونکے بیل بوٹے اور نقش و نگار اب تک اچھی طرح چمک رہے ہیں"

و الا ان دل الشجاع فانني
بضرب الطلى و الهام حق عليم

" اگرچہ میں بہت بڑا بہادر نہیں ہوں تاہم سر اور گردن اڑا دینے کا خوب ماہر ہوں " ( یہ گویا کسر نفسی ہے ! )

مشينا مشية الليث
غدا والليث غضبان

" ہم میدان جنگ میں شیر کی چال چلے ' ایسا شیر جو صبح کے وقت شدت گرسنگی میں نہایت غضبناک ہوکر شکار کی جستجو میں اٹھہ کھڑا ہوتا ہے -

اس مقصد کا اظہار صرف میدان جنگ هی میں نہیں کیا جاتا تھا ' بلکہ وہاں سے پلٹ کر عورتوں کو اپنی اپنی بہادری کے افسانے سنا کر انہیں اپنے کارنامہ اعمال سے مرعوب کرتے تھے :

فانك لورايت ولن تريه
اكف القوم تخرق بالقنينا

" اے معشوقہ ! اگر تو دیکھتی ( حالانکہ تیرا دل گردہ یہ نہ تھا کہ دیکھہ سکتی ) کہ دشمنوں کی ہتھیلیاں کیونکر نیزوں سے چھدتی جا رہی ہیں ' تو تجھکو میدان قیامت کا منظر نظر آجاتا "

لقاك النأي ممن لم تريه و رحبت العواقب للبنينا

" اگر تو نے مجھے اس معرکہ میں نہیں دیکھا تو یہ بہتر ہے ' ورنہ اپنے اور اپنی قوم کے فرزندوں کیلیے تو دعاے خیر کرتی "

لیکن جسطرح عرب کا اصل مقصد " غارتگری " اس مقصد کے منافی نہیں تھا ' بلکہ دونوں ساتھہ ساتھہ پورے کیے جاسکتے تھے ' اسی طرح اشاعت و اعلان حق اور دعوت صداقت و عدالة کے ساتھہ بھی اس مقصد کو پورا کیا جاسکتا تھا عرب کی لڑائیوں کی تمام خصوصیات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے سامنے موجود تھیں ' اور اونکا جوش اون کو اور زیادہ نمایاں کرنا چاہتا تھا - ایک صحابی نے آپ سے دریافت کیا :

| | |
|---|---|
| الرجل يقاتل للمغنم | آدمی کبھی لوٹ مار کیلیے لڑتا ہے |
| والرجل يقاتل للذكر | کبھی شہرت کیلیے - اور کبھی میدان |
| والرجل يقاتل ليرى مكانه | میں اپنی شجاعت کے اظہار کیلیے ' |
| فمن في سبيل الله ؟ | لیکن حضور فرمائیں کہ انمیں سے کون |
| (بخاري جزو ۴ - ص - ۴) | شخص مجاہد فی سبیل اللہ ہے ؟ |

چونکہ اسلام نے ہر عمل کا اصول اولین یہ قرار دیا ہے :

| | |
|---|---|
| انما الاعمال بالنيات ( الحديث ) | ہر عمل کا ثواب تمہاری نیتوں کی بنا پر ہے - |

اسلیے اگرچہ یہ مقاصد اشاعت کلمۂ حق کے منافی نہ تھے ' تاہم اسلام جس خلوص اور جس عدالہ حقہ کا واعظ تھا ' اسکے لحاظ سے ضرور تھا کہ اس بارے میں سب سے پہلے نیتوں ہی کو درست کرے - کیونکہ انہی کا اثر خارج کے تمام اعمال پر پڑتا ہے - چنانچہ آنحضرت ( صلی اللہ علیہ و سلم ) نے اس سائل کو جواب دیا :

| | |
|---|---|
| من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو في سبيل الله ! ( بخاري جزو - ۲ - ۴ ) | جس شخص نے اس نیت سے لڑائی کی کہ خدا کا بول بالا ہو اور اسکی سچائی قائم کی جاے ' تو صرف اسکا قتال خدا کی راہ میں ہے ! |

حقیقت اگر حقیقت ہے تو پردے میں نہیں رہ سکتی - حضرة داعی اسلام علیہ الصلوة و السلام نے جہاد اسلامی کی اس حقیقت کا اظہار کیا تو خدا نے عملی نمونہ قائم کرکے اونکے اشتباہ کو زائل بھی کردیا - ایک غزوہ میں ایک شخص نہایت بے جگری کے ساتھہ لڑا

دنیا کا خون لے لیا ' اور جس نے کسی ایک آدمی کو قاتل سے بچایا تو گویا اوس نے تمام دنیا کو زندہ کردیا "

اس بیان کو تورات سے ملانے کے بعد واضح ہوتا ہے کہ وہ آدم کے بیٹے قابیل و ہابیل تھے - ہابیل کی قربانی قبول ہوئی کہ نیکی کی قربانی کبھی رد نہیں ہوتی ' اور قابیل کی قربانی قبول نہ کی گئی کہ وہ دل کا نیک نہ تھا اور بدی کا عمل کبھی قبول نہیں کیا جاتا - یہ دنیا کی پہلی لڑائی تھی جسمیں اولاد آدم نے شیطان سے اپنی بہیمیت سیکھی -

لیکن وہ دونوں درحقیقت آدم کے بیٹے نہ تھے بلکہ " جنگ و صلح " کی مجسم تصویر تھے ' اور ان میں سے ہر ایک تصویر دنیا کو " جنگ و صلح " کا متضاد منظر ایک ہی وقت میں دکھا رہی تھی - ایک نے جذبۂ حسد سے اپنے بھائی کو قتل کرکے اوسکے گناہوں بلکہ تمام دنیا کے گناہوں کا بوجھہ اپنے سر پر لے لیا ' جذبۂ بہیمی و شیطانی کا بدترین نمونہ قائم کیا ' اور نوع انسانی کیلیے سب سے بڑی مصیبت کی بنیاد رکھی - کما ورد فی الحدیث : قال صلی اللہ علیہ و سلم :

لا تقتل نفس الا کان علی آدم کفل منہا ( بخاری جزو ۹ ص ۳ )

ہر وہ شخص جو قتل کیا جاتا ہے ' اوسکے خون کا ایک حصہ آدم کے اوس بیٹے ہی کی گردن پر ہوتا ہے جس نے قتل و خونریزی کی سب سے پہلے بنیاد ڈالی تھی -

لیکن بعد کو اس ناپاک اور بوجھہ کے ثقل فرط ندامت سے اسکی گردن جھک جاتی ہے : فاصبح من النادمین -

لیکن دوسرے نے صلح کا ہاتھہ بڑھایا اور خون بہانے کیلیے آمادہ نہ ہوا - اوسنے کہا کہ تم میرے قتل پر ہاتھہ اٹھاے ہو تو اوٹھاو مگر میں تمہارے قتل کیلیے ہاتھہ نہیں اوٹھا سکتا - آخر کار صلح و امن کی ملکوتیت پر جنگ کی بہیمیت غالب آگئی اور وہ قتل کردیا گیا - پھر عالم ہوا کا ایک مکروہ ' بد شکل ' مردار خوار ' اور ذلیل پرند جو مقتولین جنگ کی لاشوں کو نوچ نوچ کے کھایا کرتا ہے ' آتا ہے اور اپنے ہم جنس کی لاش دفن کرکے قبر کھودنے کا طریقہ بتاتا ہے : اسپر قاتل کی بہیمیہ کو کوے کی حیوانیت سے بھی شرم آنے لگتی ہے کہ : یویلتی اعجزت ان اکون مثل ہذا الغراب فاواری سوأۃ اخیہ ! فاصبح من النادمین - آخر کار خدا اس اولین تمثیل جنگ و صلح کے بعد ہمیشہ کیلیے ایک نظام عدل قائم کردیتا ہے کہ : من اجل ذلک کتبنا علی بنی اسرائیل - الخ

( اسلام اور صلح )

اسلام اسی صلح ہابیلی کا آخری نتیجہ اور اسی نظام عدل کی آخری کڑی ہے - وہ اس ابتدائی عہد بشریت سے برابر بڑھتی رہی اور مختلف صورتوں اور متعدد تعلیموں میں ظاہر ہوتی رہی - لیکن دنیا میں ہمیشہ نیکی برائی کے بعد پھیلتی ہے اور نور ہمیشہ ظلمت کے بعد جلوہ افگن ہوتا ہے - اسلام سے پہلے دنیا ابن آدم کی اوسی فطرت اولی پر عمل کر رہی تھی - عرب کی تمام لڑائیاں بغض و انتقام ' رشک و حسد ' منافست و مباغضت کا نتیجہ ہوتی تھیں - حرب داحس اور غبراء نے صرف ایک گھوڑے کے بھڑکا دینے پر تمام عرب میں آگ لگا دی - حرب بسوس نے صرف ایک اونٹنی کیلیے تمام عرب میں قیامت برپا کردی !

مہذب سلطنتوں میں ملک گیری کیلیے جو سلسلہ جنگ قائم ہوجاتا ہے ' وہ اگرچہ اپنی نمایشی خصوصیات میں غیر متمدن اقوام اور وحشیانہ لڑائیوں سے کسی قدر مختلف نظر آتا ہے ' لیکن در حقیقت اسکی آخری کڑی بھی اوسی فطرت اولیہ سے جا کر ملتی ہے جسکا ظہور قابیل کی شیطنت کے اندر سے ہوا تھا اور جسکی تمثیل تورات اور قرآن دونوں نے دی -

اسلام دنیا میں آیا تو ان دونوں قسم کی لڑائیوں نے سطح ارض کو ایک معرکہ جنگ بنا رکھا تھا ' لیکن اسنے دفعتاً لڑائی کے حلق کی شہرگ کاٹ دی :

لا تباغضوا و لا تحاسدوا و لا تدابروا " ایک دوسرے سے دل میں عداوت اور کینہ نہ رکھو ! باہمدگر حسد نہ کرو ! اور نہ آپسمیں باہم ایک دوسرے کی جگہہ پر اسے پیچھے ہٹا کر قبضہ نہ کرو ! "

و کنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا ' کذالک یبین اللہ لکم آیاتہ لعلکم تہتدون -

اور تم لوگ باہم جنگ و جدل اور قتل و خونریزی کی وجہہ سے گویا آگ کے گڑھے پر کھڑے تھے اور وہ بھڑک رہی تھی ' لیکن خدا نے اسلام کی تعلیم دیکر تمہیں اس آگ سے نکال لیا -

روم و فارس کی مہذب سلطنتیں ملک گیری کیلیے باہم دست و گریبان تھیں - اسلام نے انکے مقابلے میں پکارا کہ دنیا اور دنیا کی پوری زمین اسلیے نہیں بنائی گئی ہے کہ اوس پر بنی نوع انسان کے خون کا سیلاب بہایا جاے ' ایک فریق دوسرے فریق کو نکال کر تمام روے زمین پر خود قابض ہوجاے ' اور آدم کی بہت سی بے خان و مان اولاد کو نو آبادیاں ڈھونڈھنی پڑیں ' بلکہ دنیا کی سطح صرف اسلیے ہے کہ اوس میں آدم کا ہر بچہ اپنے اپنے مراکز پر قائم رکھکر خدا کی عبادت میں مصروف رہے - اور جو خلقت عبادت الہی کے لیے پیدا کی گئی ہے ' وہ جنگ و خونریزی کے کاموں کے لیے نہیں ہو سکتی :

و ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون ( ۵۱ : ۵۶ )

ہم نے جن و انس کو صرف اپنی عبادت کیلیے پیدا کیا ہے ' نہ کہ بغض اور لوٹ مار کیلیے و عداوت ' قتل و غارت اور شر و فساد -

اوسوقت جب کہ دنیا کے نظام امن کو بالکل بدلدیا تھا ' جب کہ ایک فریق دوسرے فریق کو پائمال ستم کر رہا تھا ' جب کہ ایک سلطنت دوسری سلطنت کے ممالک مقبوضہ کو چھین رہی تھی ' اسلام آیا اور اس ظالمانہ نظام کو بدل کر ایک نیا عادلانہ نظام قائم کیا جسکا مقصد دنیا کی تمام لڑائیوں سے بالکل مختلف تھا -

( مقصد جنگ )

دنیا کی خونریز لڑائیوں کا مقصد جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے ' صرف بغض و انتقام کے تشنہ کام جذبات خبیثہ کی پیاس بجھانا تھا - انسان فرط غیظ و غضب میں اگرچہ جنگ کو ایک عظیم الشان مقصد خیال کرتا ہے ' لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس چیز کو غضب انسانی مقصد عظیم خیال کرتی ہے ' مدینہ فاضلہ اوسکو کوئی مقصد ہی نہیں قرار دیتی - ڈاکہ اور راہزنی کسی متمدن انسان کا مقصد نہیں ہوسکتا ' ظلم و تعدی انسانیت کی غرض نہیں ہو سکتی ' بغض و انتقام کے بعد انسان کے ہاتھہ میں انسانیت کیلیے کیا رہ جاتا ہے ؟ اگر تمدن سچا اور شائستگی واقعی شائستگی ہے تو وہ کبھی وحشی بغض و انتقام کے ساتھہ کبھی جمع نہیں ہو سکتی -

عرب سے زیادہ اس قسم کی جنگ و خونریزی کیلیے کس نے دوڑ دھوپ کی ہوگی ؟ لیکن دیکھو خدا خود کہتا ہے :

ہل ننبئکم بالاخسرین اعمالا الذین ضل سعیہم فی الحیوۃ الدنیا و ہم

کیا ہم تمہیں سب سے زیادہ نقصان میں رہنے والونکا پتہ دیں ؟ یہ وہ لوگ ہیں جنکی کوششیں اس دنیوی زندگی

مارشل وان مولٹکے

اس قدر سپاہی ضائع ہوئے کہ میدان کا تمام سبزی حصہ لاشوں سے پٹ گیا - فرانس کے مجروحین و مقتولین و اسیران جنگ کی تعداد ٥٠٠٠٠ تک پہونچ گئی تھی - لیکن پروشین فوج کا بھی بہت زیادہ نقصان ہوا تھا - اخر میں پروشین فوج نے میتز کے قریب بازین کا محاصرہ کیا - اور اوسکے تمام تعلقات پیرس کو منقطع کردیا -

اب وہ سخت مصیبت میں گرفتار ہوگیا - دوسری طرف سے ولی عہد جرمنی دو لاکھ فوج لیکر شالون کے جنوب کی طرف پیرس کے محاصرہ کے لیے ( میتز سے آگے ) بڑھتا چلا جاتا تھا - اور اوسکی مدافعت میں جنرل مکماہون کا ہر قدم پیچھے تھا - شاہ ولیم بھی اپنی فوج کے ساتھہ آگے بڑھکر میتز کے قریب ولیعہد سے ملگیا - اور اب اس اجتماعی قوت نے پیرس کے محاصرہ کو بالکل آسان کردیا -

جنرل مکماہون کو شالون سے ہٹنے کے بعد کمک پہونچی - اور اس نے میتز کے قریب بازین کو مدد پہونچانا چاہی - لیکن ولی عہد نے اپنا راستہ بدل دیا - اب مکماہون نے شمال کی جانب حدود بلجیم تک اسکا تعاقب کیا اور ٢٨ سے لیکر ٢٩ - اگست تک دونوں فوجوں میں معمولی لڑائیاں ہوتی رہیں - ٣٠ - اگست کو مکماہون موزن میدی کی طرف بڑھا - پروشین فوج نے اس مقام پر اوسکو شکست دیکر ١٢ توپیں چھین لیں اور ہزاروں قیدی گرفتار کیے - لیکن اسی مقام پر جدید کمک نے دونوں فوجوں کی طاقت میں ایک نمایاں اضافہ کردیا - جس سے اوسی رات کی صبح کو ایک عظیم الشان معرکۂ جنگ گرم ہوا - لیکن فرانسیسیوں نے بالاخر شکست ہی کہائی - اور مقام سیدان تک پیچھے ہٹ آئے -

( یوم سیدان )

یکم ستمبر کی صبح کو مکماہون کو پھر کمک پہونچی - اور وہ مقام سیدان کے قریب قلعہ بند ہوگیا - پروشین فوج نے صبح کے پانچ ہی بجے سے حملہ شروع کیا - اور ابتدا میں فرانسیسی فوج نے بہادرانہ مدافعت کی - گو دو پہر تک لڑائی جاری رہی - مگر پروشین کے حملہ کو فرانسیسی فوج نے پسپا کردیا - پروشین فوج نے دوسری بار پھر حملہ کیا - لیکن اس مرتبہ بھی ناکامیاب واپس ہوئی -

عزم و ظفر کے حوصلہ مندانہ جذبات پر یہ ناکامی سخت شاق گذری - اسی دن ٣ - بجے کے بعد پھر پروشین فوج نے جانبازانہ حملہ کیا - اور اسی حملہ نے اس جنگ کا آخری فیصلہ کردیا - تمام فرانسیسی فوج کے پاؤں اوکھڑ گئے اور اونہوں نے راہ گریز اختیار کی - پروشین فوج نے تعاقب کیا اور کامیاب واپس آئے - اس معرکہ میں ٣٠٠٠٠ پروشین سپاہی مجروح و مقتول ہوئے - اور فرانسیسی فوج کے ٢٠٠٠٠ جانوں کا نقصان ہوا

( اعتراف شکست )

اسی معرکہ میں مارشل مکماہون بھی زخمی ہوا اور اوسکی پوری لشکر پر مایوسی چھا گئی - بالاخر اوس نے شاہ پروشیا کے سامنے اپنی شکست تسلیم کرلی - نپولین ثالث بھی مکماہون کے ساتھہ شریک جنگ تھا - اوسکو بھی مجبور ہوکر نہایت ہی درد انگیز اور مایوسانہ الفاظ کے ساتھہ اس شکست کا اعتراف کرنا پڑا - یہ گویا عزت و عظمت کیلیے ہمیشہ کیلیے ماتم کی یادگار رہگئی

" چونکہ میں اپنی فوج کے آگے سرفروشانہ موت مرنے کی قدرت نہیں رکھتا - اسلیے حضور کے پاؤں پر اپنی سپر ڈالدیتا ہوں فاعتبروا یا اولی الابصار ! "

شاہ پروشیا نے اوسکے ساتھہ نہایت شریفانہ برتاؤ کیا - اور خاص اوسکے خاندان کے قیام کے لیے کسل کے قریب ایک محل خالی کردیا -

( انقلاب حکومت فرانس )

پیرس میں جب شکست کی خبر پہونچی تو ایک تلاطم برپا ہوگیا - تمام لوگ بازاروں میں دیوانہ وار پھرنے - اور قیام جمہوریت کے لیے شور و غل مچانے لگے - بادشاہ اور تمام شاہی خاندان سے عمداً نفرت - بیزاری - اور علحدگی کا اظہار کیا گیا - اسلیے کہ نپولین نے تلوار ڈالدی اور پروشیا کے آگے سر عجز خم کردیا -

٤ ستمبر کو تمام باشندوں کے ساتھہ وطنی والنٹیروں نے بھی جمہوریت کا مطالبہ کیا - ہاؤس آف لارڈ اور مجلس عامہ ٹوٹ گئی - اور تمام لوگوں نے یہ متفقہ صدا بلند کی کہ بونا پارٹ کے خاندان نے ملک کے ساتھہ خیانت کی ہے - بالاخر جمہوریت کے تمام ارکان نے دارالحکومت میں جاکر ایوان فرانس میں سے کنارہ اشخاص کی ترتیب سے ایک وقتی حکومت قائم کی - ملک میں اس انقلاب حکومت کا نہایت خوشی اور مسرت کے ساتھہ استقبال کیا گیا - اور جبراً بادشاہ کے تمام اعزازات چھین لیے گئے -

ان کنارہ شخصوں میں سے مشہور و نامور یہ چھہ اشخاص ہیں : جولیل اراگو - عمانوئیل اریمیو - ژول فیری - ژول سیمون - ژول ٢ ... ان میں ژول سیمون مشہور مصنف ہے -

مارشل مکماہون

# برید فرنگ

( ضرورت قانون سے نا آشنا ہے )

۴ - اگست کو جرمن چانسلر نے برلن میں جو تقریر کی تھی، اسکے اقتباسات لندن ٹائمز نے شائع کیے ہیں - ایک موقع پر وہ کہتا ہے :

"حضرات! ہم ضرورت کے عالم میں ہیں اور ضرورت قانون سے نا آشنا ہے - ہماری فوجوں نے لکسمبرگ پر قبضہ کرلیا ہے اور شاید وہ اسوقت خاک بلجیم پرقدم زن ہوچکی ہونگی - حضرات! یہ اقدام بین الملی قانون کے خلاف ہے - یہ بھی صحیح ہے کہ فرانس نے برسیلز میں یہ اعلان کیا ہے کہ جب تک انکے حریف بلجیم کی ناطرفداری کا پاس کرینگے، اسوقت تک وہ بھی لحاظ کریگا - تاہم ہم کو یہ بھی معلوم ہے کہ فرانس تاراج کرنے کے لیے تیار کھڑا ہے - فرانس انتظار کرسکتا ہے مگر ہم انتظار نہیں کر سکتے - ہمارے سرحدی بازو پر فرانسیسی فوج کی نقل و حرکت ہمارے لیے ایک آفت ثابت ہوسکتی ہے - اسلیے ہمیں لکسمبرگ اور بلجیم کے جائز اعتراض کو مجبوراً پامال کرنا پڑا ہے -

ہم علانیہ کہتے ہیں کہ ہم ایک حق تلفی کے مرتکب ہو رہے ہیں، مگر جونہی ہمارا فوجی مقصد حاصل ہوجائیگا، ہم فوراً اسکی تلافی کی کوشش کرینگے - جوکوئی بھی ہماری طرح خطرہ میں ہوگا اور اپنے بلند ترین مقبوضات کے لیے لڑیگا، اسکا صرف یہی ایک خیال ہوگا کہ کسی طرح قطع و برید کرکے اپنا راستہ نکالا جاے"

نیر ایسٹ اپنی تازہ ترین اشاعت کے ایڈیٹوریل نوٹس میں لکھتا ہے :

"انگریزی امیر البحر کے "سلطان عثمان اول" اور "رشادیہ" لے لینے کی خبر سے ایتھنس میں جو مسرت و شادمانی پیدا ہوئی تھی مگر اس خبر سے کسیقدر صدمہ پہنچا ہوگا کہ جرمنی کے "گیوبن" اور "بریسلا" جہاز اب عثمانی بیڑے کی فہرست میں نظر آتے ہیں - اب بحر ایجین میں بحری قوی کے توازن کا میلان یونان کے خلاف ہے -

ہر شخص یہ جانتا ہے کہ ایک طرف تو بعض اعضاء انجمن اتحاد و ترقی کو سالونیکا کی روایات کے ساتھہ کسقدر شدید وابستگی ہے، اور دوسری طرف جزائر ایجین کے متعلق ترکوں کی حسیات کیا ہیں؟ وہ اس امر کے معلوم کرنے میں ناکام نہیں رہیگا کہ "گیوبن" کی آمد ایجین کے نا طے شدہ سوال کے لیے ایک سنگین پیچیدگی ہے - غرض حالت سنگین ہے گو اتنی سنگین نہ ہو کہ ان امور کو تسلیم کرلیا جاے، جو ان فقروں کے لکھنے کے وقت ظہور ہو رہی ہیں -

شاید حالات کا سب سے زیادہ تشفی بخش پہلو یہ ہے کہ موسیو وینزیلوس "اتحاد بلقان" کے دو بارہ قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، اور یونان کی تمام دوسری سیاسی جماعتوں کے لیڈر اس وقت میں انکی مساعدت کے لیے بظاہر مستعد معلوم ہوتے ہیں -

اگر ترکی کو غلط مشورہ دیا گیا کہ وہ موجودہ حالت میں اپنے آپ کو بالکل خطرہ کے اندر ڈالدے ( جو ایک حماقت ہے جسکے متعلق ہمیں امید ہے کہ ترک اسکے ارتکاب کے قابل نہ ہونگے ) تو ایک طرف کے پلہ میں اسکے وزن کا توازن دوسرے طرف کے پلے میں اسکے ہمسایوں کے وزن سے ہوجائیگا"

نیر ایسٹ اسی اشاعت کے مقالۂ افتتاحیہ میں لکھتا ہے :

"گیوبن" اور اسکے رفیق ( بریسلا ) کا ایک حریف طاقت کے پاس سے نکلکے ایک نا طرفدار طاقت کے پاس عین جنگ کے زمانہ میں چلا جانا قسطنطنیہ پر قہار میفک اعتراض کی ایک بنیاد پیدا کرتا ہے - لیکن یہ ایک اہم واقعہ ہے کہ اگر جنگ کا ایک خوفناک انجن معرکہ کی اس صف سے نکلگیا ہے جو ہمارے مقابلہ میں آراستہ کی گئی ہے، تو وہ باب عالی کے ہاتھہ میں چلا گیا ہے، اور ہمکو یہ اعتراف کرنا چاہیے کہ جو لوگ استنبول کی پالیسی پر قابض ہیں، وہ مغرب کے دل پر اس احساس کے نقش کرنے میں ناکام رہے ہیں کہ صلح پسند ارادوں کے متعلق انکے عہد و پیمان میں صداقت و واقعیت ہے"

غالباً نیرایسٹ کے دفتر میں یہ پیغمبرانہ اخلاق اس وقت ظاہر کیا جا رہا تھا، جب کہ خود یورپ کے باہمی پیمان ہاے صلح و امن کا جنازہ دفن ہو چکا تھا! سب سے زیادہ دلچسپ حصہ مضمون کے خاتمہ کا ہے :

"انجمن ( اتحاد و ترقی ) کے ایک حصہ پر افسوس اور دوسرے حصہ کے حوصلوں کی قدر دانی کی جا سکتی ہے، اور بہت سے لوگوں سے انہیں عملی ہمدردی بھی حاصل ہوگی، لیکن ہم اس واقعہ کو ایک بد قسمتی خیال کرتے ہیں کہ ان حوصلوں کے خوش کرنے اور ان افسوسوں کے بدلہ لینے کے ذرائع ایسے وقت میں حاصل ہوے ہیں جب کہ قسطنطنیہ کی پالیسی پر متحدہ طور سے دباؤ ڈالنے کے لیے یورپ موجود نہیں ہے" انہ لحسرۃ علی الکافرین و انہ ہوالحق الیقین فسبح بحمد ربک العظیم -

اسی ہفتہ کا نیر ایسٹ اپنے ایک دوسرے ایڈیٹوریل نوٹ میں لکھتا ہے :

"یہ اعلان کردیاگیا ہے کہ مصر جنگ کی حالت میں ہے اور انگریزی جماعت کے زیر سایہ ہے - اسکی تفسیر صرف یہ کی جاسکتی ہے کہ سرکاری طور پر خدیو کا سلطان کے ساتھہ تعلق برطانیہ کے تعلق کے مقابلہ میں کم تسلیم کیا گیا ہے - جسوقت کہ مصر کا براے نام بادشاہ ( سلطان المعظم ) سنہ ١٩١١ع سے سنہ١٩١٣ع تک جنگ میں مصروف تھا، تو اسوقت وہ جنگ کی حالت میں نہ تھا، مگر اب کہ انگریزی فوج نے ٹیوٹینک شاہنشاہوں ( یعنی قیصر جرمنی اور شاہنشاہ آسٹریا ہنگری ) کے مقابلہ میں اپنی عدم علم کی ہے، تو اسکی حالت بالکل برعکس ہے!

ہم کسی روایت کو الغا نہیں چاہتے جب تک کہ وہ محض بےضرر اور خوشنما رہے - مثلاً یہ کہ عباس حلمی ( خدیو حال مصر ) ایک عثمانی پاشا اور رواتنا مصر کے وائسراے ہیں - مگر ہم خیال کرتے ہیں کہ وقت آگیا ہے کہ اس کیپچیولیشن ( مشروط اطاعت ) کا دور ختم ہوجانا چاہیے جسکی وجہ سے خدیو کی بادشاہی کا استعمال نہایت سنگین طور پر پابزنجیر ہے" یعنی نیرایسٹ کے خیال میں وقت آگیا ہے کہ ترکی کا تعلق مصر سے بالکل منقطع کردیا جاے اور اسکا آخری فیصلہ ہوجاے! وما تخفی صدورہم اکبر!

• ستمبر کو اس وقتي حکومت نے جمہوریت کا عام اعلان کیا اور وہ بالاتفاق تسلیم کرلیا گیا - نپولیں کی بیگم بھاگ کر انگلستان چلي آئي ' اور تمام سلطنتوں میں سب سے پہلے ولایات متحدہ نے فرانس کي جمہوریت کا اعتراف کرلیا -

( محاصرہ پیرس )

لیکن اوبلتے ہوئے چشموں' اوبھرنے والی موجوں ' اور بہنے والی طاقتوں کو کون روک سکتا ہے ؟ مکماھون اور نیپولین کے اعتراف شکست کے بعد شاہ پروشیا نے ۴ لاکھہ سپاھیوں کو لیکر پیرس کا محاصرہ کرلیا - اب باشندگان پیرس کے سامنے صلح کے سوا نجات کي اور کوئي راہ نہ تھي - چنانچہ مشہور فرانسیسی سیاسي و مورخ تیارے نے' جسکا ذکر اوپر گذر چکا ہے' اس غرض سے لندن ' وائنا' پیٹرسبرگ کا سفر کیا' لیکن ان سلطنتوں نے بیچ میں پڑنے سے انکار کر دیا -

وزیر وزیر خارجیہ فرانس نے خود کونٹ بسمارک سے صلح کے متعلق گفتگو کي لیکن اسنے جواب دیا :

" صلح نا ممکن ہے ' کیونکہ اسوقت پیرس میں کوئی مستقل حکومت نہیں ہے - ساتھہ ھي پروشیا صوبہ الزاس اور لورین کے الحاق سے دست بردار بھي نہیں ھو سکتي "

اگرچہ فرانسیسیوں نے اپنے مقبوضہ ممالک کے ایک چپہ دینے سے بھي انکار کیا ' لیکن پروشین حکومت نے ہنگام کے پہلے ھي دن سے اسٹرا سبرگ میں اپنی ایک فوج بھیجدي - اور اس نے اسپر فوجي قبضہ کرلیا -

۱۶ سپٹمبر کو تقریباً نصف ملین پروشین فوج پیرس کے گرد جمع ہوئی اور اوسکے محاصرے کا اعلان کیا - اسوقت پیرس میں ۲۳۰۰۰۰ فوج تھي - اب فرانسیسي صلح سے مایوس ھوگئے تھے ' اسلیے اونہوں نے جان پر کھیل کر مدافعانہ حملے کا عزم کرلیا - حکومت وقتیہ کے بعض ارکان محاصرہ سے پہلے ھي تورس چلے گئے تھے' اور وھاں سے بیرونی دنیا کي خبریں غبارہ کے ذریعہ پیرس کے اندر پہونچاتے رھتے تھے -

جنرل گریبالڈی نے اپنے دونوں لڑکوں کے ساتھہ جمہوریت کا اعتراف کرلیا ' اور ایک لاکھہ مزید فرانسیسی فوج آکر جمع ھوگئی ' لیکن محاصرہ پیرس ھی تک محدود نہ تھا ' جنرل بازین نے میٹز میں بھی مجبور ھو کر شکست تسلیم کرلی تھي - باشندگان پیرس پر میٹز کا سقوط نہایت شاق گذرا اور اونہوں نے جنرل بازین پر بھي خیانت کا الزام لگادیا ' کیونکہ اوس نے اب تک جمہوریت کا اعتراف نہیں کیا تھا - چنانچہ اوسکے گرفتار کرلینے کا سرکاري اعلان ھوا -

( اتحاد جرمنی )

اسي محاصرہ کے زمانے میں جرمني کے تمام مستقل صوبے پروشیا کے ساتھہ ملحق ھوگئے اور جرمني ایک متحدہ سلطنت بن گئي - ولیم اول شاہ پروشیا اوسکا بادشاہ بنایا گیا ' اور جنوري سنہ ۱۸۷۱ میں اسکا اعلان عام کردیا گیا - اس طرح اتحاد جرمني اور " جرمن امپائر " کے اس خواب کي تعبیر ملگئي جو پرنس بسمارک نے دیکھا تھا اور اسکی تعبیر جنگ فرانس و جرمنی کے خون و ھلاکت کے اندر ڈھونڈھی تھی -

( انعقاد صلح )

اب پروشین فوج کے محاصرہ نے فرانسیسیوں پر دنیا تنگ کردی اور صلح پر بالکل مجبور و مضطر ھوگئے - بالاخر تین ھفتے کی ھنگامی صلح پر دونوں سلطنتوں کا اتفاق ھوا ' اور اس اثناء میں فرانسیسیوں کو ...... بورڈو میں انعقاد مجلس صلح کیلیے وکلا کے انتخاب کرنے کا موقع دیا گیا - ۲۸ جنوری سنہ ۱۸۷۱ع کو فرانس کی طرف سے ژول ریڈ ' اور پروشیا کي جانب سے بسمارک کا نام پیش کیا گیا - فرانسیسیوں میں وکلاکے انتخاب کے بارے میں سخت اختلاف ھوا ' لیکن ۸ فروري کو جمہوري راے غالب آئي اور ۱۵ وکلاے صلح کا اور انتخاب ھوگیا -

۱۵ فروري کو بورڈو میں تمام وکلا کا جلسہ ھوا ' اور موسیو تیارے کو مجلس صلح و حکومت جمہوریہ' دونوں کا پریسیڈنٹ مقرر کیا گیا - ۲۸ فروري کو بہت سے بحث و مباحثہ کے بعد ایک معاھدہ لکھا گیا جسکے ذریعہ اسٹرا سبرگ اور الزاس کے پورے صوبے' اور لورین کے پانچویں حصے کا الحاق جرمنی کے ساتھہ کردیا گیا - میٹز بھی اس میں شامل تھا - اسکے علاوہ فرانس سے پانچ برس کي مدت میں ۲۰۰۰۰۰۰ گني کا تاوان جنگ بھي دلوایا گیا ' اور اسي پر جنگ کا خاتمہ ھوگیا •

اس جنگ پر تقریبا نصف صدي گذر گئي' لیکن فرانسیسیوں کے دل پر اسکا داغ ھمیشہ تازہ رہا -

موجودہ عہد کا بیٹل شپ

ایک وسیع ٹکڑا ہے - اس مقام سے فاصلہ پر ایک کارخانہ ہے جہاں فولاد کی چادریں اور سلاخیں ڈھلتی ہیں - چھوٹی کشتیاں ان چادروں اور سلاخوں کو لاکے اس زمین کے ٹکڑے پر ڈالدیتی ہیں - اس مقام پر ریک یا الماریاں ہیں جن میں یہ بڑی بڑی چادریں رکھی جاتی ہیں -

ان کا طول ۴۰ فیٹ اور وزن ۷ ٹن کا ہوتا ہے - غور کیجیے کہ ایک چھوٹی سی تعمیر گاہ کیونکر اسقدر طویل اور وزنی سلاخوں اور چادروں سے کام لینے کیلیے کافی ہوسکتی ہے ؟

اب ذرا ہموار کرنے والے آلے (پلیز) کو دیکھیے - آپ کو معلوم ہوگا کہ جیسے ایک تولنے والی مشین ہے اور اس کے پلیٹ فارم پر ایک آدمی کھڑا ہے - یہاں پر جو چادریں رکھی ہیں' انکا سرا نیچے کی طرف ہوتا ہے - اور وہ آدمی انکے سرے کے اوپر برابر دوڑتا چلاجاتا ہے اور کنارے ہموار کرتا جاتا ہے - اسکی روز ۳۰ میل کی دوڑ ہے - بظاہر یہ مسافت کافی معلوم ہوتی ہے اور ایک دو سال پہلے کافی سمجھی بھی جاتی تھی' مگر اب اسکو اندازہ ناکافی سمجھتے ہیں کیونکہ یہ مسافت بالکل نا کافی ہوتی ہے اور اب فولادی چادروں کا طول ۳۰ فیٹ اور زیادہ بڑھا دیا ہے

تعمیرگاہ میں ہر شے پریشان سا ہوتا ہے اور انکی روانگی کی ایک منزل مقصود متعین ہے سلاخوں اور چادروں کے ہزارہا ٹکڑے ہوے ہیں - مگر یہ عجیب بات ہے کہ جو ٹکڑا جہاں جانا چاہیے ٹھیک اسی مقام پر جاتا ہے' اور ذرا بھی بے ترتیبی نہیں ہوتی - اب دیکھیے یہ چوڑی سلاخیں ہیں - انکے کناروں کو اسطرح مڑنا چاہیے جسطرح گاڑیوں کے کنارے مڑے ہوتے ہیں - یہ سلاخیں بسرعت تمام ایک دبانے والی مشین میں چلی جاتی ہیں' اور جب چند سکنڈ کے بعد نکلتی ہیں تو انکی وہی شکل ہوجاتی ہے جو مطلوب و مقصود ہے - اسکے بعد ایک اور مشین ہے جو ... مختلف شکل کے کونوں میں انہیں ڈالدیتی ہے

اب دوسری طرف نظر اٹھا کر دیکھیے - یہاں سوراخ کرنے والی مشینیں ہیں - یہاں جو سوراخ ہوتے ہیں انکی خصوصیت یہ ہے کہ یہ کیل کو نہایت مضبوطی سے پکڑ لیتے ہیں - اس مقام پر آپ کو کچھ آدمی سیاہ عینکیں لگائے ہوے نظر آتے ہونگے انکے ہاتھوں میں لچکدار پائپ ہیں - ان پائپوں سے نیلگوں شعلہ نکلتا ہوا نظر آتا ہوگا - یہ گیس اور اس ایسیٹیلین کے شعلے ہیں جو سخت سے سخت لوہے کو بھی لمحوں کے اندر نرم کردیتے ہیں

اب آپ جہاز کی کمانیوں کے نیچے آجاتے ہوں - یہ کمانیاں نصف حصہ تک فولاد کی چادروں سے منڈھی ہوئی ہیں ٹھن - ٹھن ٹھن ........ یہ ہتھوڑوں کی آواز ہے جو مسلسل فولاد کی چادروں پر پڑ رہے ہیں - اور گویا اپنی اہمیت ہنسی میں قہقہا لگا رہے ہیں کہ باوجود ایسی ایسی عظیم الشان مشینوں کی ایجاد کے ابتک انسان کی دستی محنت سے صناعۃ بے نیاز نہیں ہوسکی ہے !!

یہ ہتھوڑے چادروں کے ٹکڑوں کو جا بجا جوڑ رہے ہیں

فرانس کا ایک جدید ترین جنگی جہاز
( سنہ ۱۹۱۳ع )
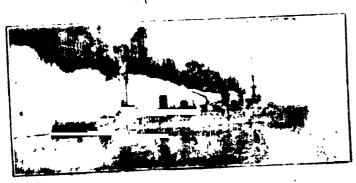
اب ذرا جہاز کے مختلف اجزاء و حصص کی ترتیب سمجھ لیجیے - سب سے پہلے جہاز کا پیندا ہوتا ہے جسکو انگریزی میں "کیل" کہتے ہیں - اسکے بعد دو باہری طرف اور اوپر کی جانب نکلی ہوئی کمانیاں ہوتی ہیں' جنکو انگریزی میں "رب" کہتے ہیں - یہ کمانیاں پیندے کے دونوں طرف ہوتی ہیں' اور انکی شکل بالکل اس طرح کی ہوتی ہے' جیسی چت لیٹنے کے وقت ہماری پسلیوں سے پیدا ہوجاتی ہے - ہماری پسلیوں پر گوشت اور کھال کا غلاف ہے - اسی طرح جہاز کی ان "پسلیوں" پر بھی آہنی چادروں کا غلاف ہوتا ہے -

اتنا تو آپ خود قیاساً اندازہ کرلیتے ہونگے کہ ایک جہاز میں کئی ملین چھوٹی بڑی کیلیں ہوتی ہونگی جنسے جہاز کی زمین تیار ہوتی ہے -

( کمپریسر )

پورٹسموتھ کی تعمیرگاہ میں ایک کمپریسر ( یعنی ہوا کو دبانے والی مشین ) ہوتی ہے یہ مشین ہر منٹ میں ۴ ہزار فٹ مربع ہوا کو فی انچ سو پونڈ وزن کے اوسط سے دباتی ہے - یعنی اسکی ایک انچ ہوا میں اتنی طاقت ہوتی ہے جتنی ایک سو پاونڈ وزن کی کسی چیز میں ہوسکتی ہے -

اب آپ اندازہ کرلیں کہ جب ہوا دبائی جاتی ہے تو اسمیں کسقدر طاقت پیدا ہوجاتی ہے ؟

اس مشین کے جوڑنے اور چلانے میں بڑی رقم صرف ہوتی ہے اسکا ہر ہینڈل ٹول جب چلتا ہے تو ۳۴ پونڈ خرچ کراتا ہے' اور پھر ایسے ہنڈل ٹول ایک دو نہیں بلکہ بہت سے درکار ہوتے ہیں -

( ہوائی ہتھوڑے )

یہاں آپکو ہوائی ہتھوڑے بھی نظر آئینگے ان میں سے ہر ہتھوڑے کی ایک ضرب کا وزن ۳۴ پونڈ ہوتا ہے ان ہتھوڑوں تک ہوا ربر کے پائپوں میں سے آتی رہتی ہے جو ڈنگ کے گرد سانپ کی طرح پیچ کھائے پڑے رہتے ہیں ان ہوائی ہتھوڑوں کے چلانے کے لیے ہاتھ کی سخت گرفت کی ضرورت ہوتی ہے ابتدا میں مزدوروں نے انکے چلانے سے انکار کردیا تھا - کیونکہ انکے چلانے کے بعد انکے ہاتھ اور بازو مجسم رعشہ ہوجاتے تھے واقعی انکی یہ شکایت بجا تھی ان ضربت طاقت ہوائی ہتھوڑوں کے پکڑنے سے انکے عضلات اور اعصاب کانپنے لگتے ہیں - مگر عادت کا دبو بھی کچھہ کم مضبوط نہیں ہے مزدور جب چند دن تک کام کرتے رہتے ہیں تو بتدریج عادی ہوجاتے ہیں' اور اسکے بعد انہیں ذرا بھی تکلیف نہیں ہوتی

( کرین اور کینٹری )

جب جہاز کا ڈھانچہ آراستہ میں ہوتا ہے اور اسکا اساسی و اصلی حصہ تیار کیا جاتا ہے' نیز جب وہ پانی میں اتار دیا جاتا ہے اور اسکے باقی حصہ کی تکمیل ہوتی ہے' تو ان دونوں حالتوں میں وزنی پرزوں کے اٹھانے کیلیے کرین اور گینٹری نامی آلات بار برداری کی ضرورت ہوتی ہے - ایک گینٹری کی قیمت ۴۰ ہزار پونڈ ہے -

## بحریات حدیثہ

# مراکب بحریہ عظیمہ !

و اسابعات سدھا !

## بیٹل شپ

ملکہ الیزبتھہ کے عہد کا ایک جنگی جہاز
( سنہ : ۱۵۵۸ ع )

عظیم الشان جنگی جہازوں کا وجود اور انکے ہولناک اور مہیب آلات دنیا کے نئے علمی دور کا سب سے زیادہ خونریز منظر ہیں سائنس نے آج اپنی قوت کی سب سے بڑی نمایش جس میدان میں کی ہے وہ بحری آلات و اساطیل ہی کا خوفناک میدان ہے !

موجودہ جنگ یورپ نے کرۂ ارضی کے خشکی اور تری دونوں میں آتش ہلاکت مشتعل کردی ہے : ظہر الفساد فی البر و البحر بماکسبت ایدی الناس ! خشکی کا معرکہ زار فرانس، آسٹریا ہنگری اور روس کا مشرقی حصہ تھا جو اچھی طرح گرم ہوچکا ہے، لیکن آنے والا بحری معرکہ ابھی باقی ہے جو بحر شمالی اور بالٹک کی سطح آبی کو رنگین کریگا، اور ملکۂ بحر (انگلستان) اپنے دست خونیں پر آگ اور دھویں کا نقاب ڈالکر جلوہ افگن ہوگی - یہ حصہ پہلے حصے سے بھی زیادہ ہولناک ہوگا اور انگلستان اور جرمنی کا بحری تصادم قوتوں کی سب سے بڑی ٹکر ہوگی جو ابتک دنیا میں ہوئی ہے !

بحری میدان کے تمام معرکوں کا دار و مدار جنگی جہازوں کے اقسام و تعداد اور انکے ضعف و قوت پر ہے، اور جب تک انکے متعلق کافی معلومات حاصل نہوں، بحری واقعات سے صحیح دلچسپی پیدا نہیں ہوسکتی - لیکن ہندوستان میں عام طور پر بہت کم لوگوں کو انکا حال معلوم ہے - حتی کہ ہزارہا اخبار بین اشخاص یہ تک نہیں جانتے کہ اجکل روزانہ تار برقیوں میں جنگی جہازوں کی جن قسموں کا تذکرہ ہوتا ہے، انسے کس قسم کے جہاز مراد ہیں، اور کروزر، لائٹ کروزر، سب میرین، دسٹرائر، ڈریڈ ناٹ، بیٹل شپ، تار پیڈو، وغیرہ اقسام میں باہم کیا فرق ہے ؟

اسلیے ہم چاہتے ہیں کہ آجکل کی بحری کرویات کے متعلق ایک سلسلۂ مضامین شروع کریں - سب سے پہلے بیٹل شپ جہازوں کی صنعت اور مالی مصارف کے متعلق چند دلچسپ معلومات فراہم کرینگے -

( ہولناک صناعی نمائش )

ایک بیٹل شپ کی ساخت میں دو سال اور دوملین پونڈ سے زاید روپیہ خرچ ہوجاتا ہے - اتنی مدت اور یہ رقم بجائے خود بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے، لیکن اگر آپ بیٹل شپ کی ساخت کے طریق پر ایک نیم تفصیلی نظر بھی ڈال لیں اور ساتھہ ہی کام کی اہمیت اور وسعت کو بھی پیش نظر رکھیں تو یہ دونوں چیزیں ذرا بھی آپکے لیے تعجب انگیز نہ ہونگی -

ایک بیٹل شپ میں ۹ ہزار ٹن ( ایک ٹن ۲۷ من کا ہوتا ہے ) تو صرف فولاد کی چادریں اور آہنی سرے ہوتے ہیں، اور اسکی درم ۵ ہزار ٹن کی ہوتی ہے -

ایک دوسرا قدیم برطانی جنگی جہاز جنگ اسپین میں ( سنہ ۱۵۸۷ ع )

اسکی مختلف مشینیں جنکی مدد سے وہ چلتا ہے، ۳۵۰۰ ٹن کی ہوتی ہیں، اور اسیقدر وزن اسکے اسلحہ کا بھی ہوتا ہے -

اتنے وزنی جہاز کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کی تعمیر گاہ جدید ترین آلات سے آراستہ ہو - مثلاً اسی زمانے میں تعمیر گاہ کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ تک پرزوں وغیرہ کے لیجانے کے لیے ۳۰ یا ۴۰ ٹن وزن تک لیجانے والے آلات بار برداری کافی ہوتے تھے، مگر اب چونکہ جہازوں کا مجموعی وزن بہت بڑھگیا ہے، اسلیے یہ آلات ناکافی ثابت ہوے ہیں - اسوقت جس تعمیر گاہ میں بیٹل شپ بنتے ہیں، اسکے لیے کم از کم ایک سو ٹن وزن اٹھانے والے آلات چاہئیں !

اس قسم کے ایک آلے کی قیمت ۴ ہزار پونڈ ہوتی ہے - یعنی ۶۰ ہزار روپیہ !!

بیٹل شپ میں ایک خاص قسم کا پہیا ہوتا ہے جسکو اصطلاح بحریات میں " ٹربائن " کہتے ہیں - اس پہیے کے بنانے کے لیے جتنی مختلف قسم کی مشینوں کی ضرورت ہوتی ہے، انکی قیمت ۲۰ ہزار پونڈ ہے !!

جہاز کی ضروریات تعمیر کی یہ بالکل معمولی مثالیں ہیں ورنہ یوں تو ایک ایک پرزے اور ایک ایک حصہ کے لیے صدہا بیش قیمت آلات کی ضرورت ہوتی ہے -

علم میکانک کا اصل مقصد یہ ہے کہ جو کام انسان دیر میں اور زیادہ محنت سے کرتا ہے، وہ آلات کے ذریعہ تھوڑے وقت اور کم محنت میں انجام پذیر ہو جاتا ہے -

مسٹر وائٹ ( جنہوں نے خود ایک تعمیر گاہ میں جاکر بعض کے ساتھہ جہازوں کو بنتے دیکھا ہے ) " لنڈن میگزین " میں لکھتے ہیں:

" میں نے بیٹل شپ کی تعمیر گاہ میں انسانی محنت بچانے والے آلات کی ایجاد کے عجائب و غرائب دیکھے - بعض مشینوں کو دیکھا کہ وہ فولاد کی چادروں میں برق کی سرعت کے ساتھ سوراخ کر رہی ہیں - بعض ایک ایک انچ موٹی چادروں کے کنارے اسطرح برابر کر رہی ہیں جیسے ایک نہایت چابکدست بڑھئی کسی معمولی لکڑی کے تختے کے کنارے ہموار کرتا ہے - ایک طرف دیکھا کہ بعض حیوانی جبڑوں کی شکلیں اور رولر ہیں جو موٹی موٹی فولادی چادروں کو دباکے اسطرح حسب مرضی موڑ دیتے ہیں جسطرح ہم تم معمولی کارڈ کو اپنی چٹکی میں دبا کے موڑ دیں ! - ان موڑنے والی مشینوں میں سے صرف ایک مشین کے نصب کرنے میں ۶ ہزار پونڈ صرف ہوتے ہیں !

یہ مشینیں جسطرح فولادی سلاخوں اور چادروں پر اپنے تصرفات کرتی ہیں، اسکا منظر بھی نہایت عجیب و غریب اور سحر آفریں ہوتا ہے !

تھوڑی دیر کے لیے اپنی قوت متخیلہ سے کام لیجیے اور تصور کیجیے کہ ایک طویل ڈھالو راستہ ہے - اسکے ایک طرف زمین

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ


نمبر ۱۳ | کلکته: چهار شنبه ۲ ذیقعده ۱۳۳۲ هجري | جلد ٥

Calcutta : Wednesday September 23 1914.


جرمنی کا اول درجه کا ڈریڈ ناٹ جنگی جہاز " هالسٹن " جسکا وزن ١٦ هزار ٹن ہے -


فی پرچه

سالانه

۲۵۰ ٹن کا ایک کرین جسکا قطر ۱۰۰ فیٹ کا ہو اور وہ بوجھہ کو سطح زمین سے ۱۶۵ فیٹ کی بلندي پر اٹھا لیجاتا ہو' ۴۰ ہزار سے بھی زیادہ قیمت پر ملتا ہے !

یہ تو صرف اسکی قیمت تھی - اب اسکے نصب کرنے کے مصارف کو بھي سامنے لايیے تو یہ کرین ۵۰ ہزار پونڈ صرف ہوے ہیں !!

**( بحري معمار )**

جہاز کي تعمیر گاہ میں تربیت یافتہ بحری معماروں کا ایک معقول اسٹاف ہونا چاھیے - کیونکہ جب امیر البحر کے صیغہ تعمیر سے کسي نئے جہاز کا خاکہ آتا ہے تو وہ اسي اسٹاف کو دیا جاتا ہے - اس خاکے میں جہاز کے محض اصلي خطوط دکھادیے جاتے ہیں - خاکے کے بقیہ حصہ کي تکمیل نقشہ کشي ( ڈرائنگ ) کے دفتر کے اسٹاف کا کام ہے -

تکمیل کے بعد خاکہ ایک اور صیغہ میں چلا جاتا ہے - یہاں اس خاکے کے مطابق پتلي لکڑي کا ایک جہاز نمونہ کے طور پر بنایا جاتا ہے ' مگر وہ جوڑا نہیں جاتا - یعني اسکے تمام حصے علاحدہ علاحدہ رہتے ہیں - یہ لکڑي کا جہاز اسٹیل کا ورکس (معمل فولاد) میں بھیجدیا جاتا ہے - اسٹیل ورکس میں ان لکڑي کے پرزوں کے نمونے پر فولاد (اسٹیل) کے پرزے ڈھلتے ہیں -

جب پرزے ڈھلکر آنے لگتے ہیں تو اسوقت سے تعمیر کا اصلی کام شروع ہوجاتا ہے ' لیکن ڈھلائی کے آغاز سے پہلے صرف خاکہ بنانے اور لکڑي کے نمونہ وغیرہ کے کام میں ۶ مہینہ لگ جاتا ہے !

**( آھنی جلد )**

جب چادروں پر چادریں رکھدیتے ہیں - جب کہیں جاکر جہاز کي عظیم الشان آھنی جلد تیار ہوتی ہے - ۲ - مہینہ میں جہاز اس قابل ہوجاتا ہے کہ اسکي جلد پر محافظ زرہ رکھی جاے ' تاہم اسوقت تک یہ زرہ چڑھائی نہیں جاتي جب تک کہ جہاز پانی میں نہ اتار دیا جائے - آغاز ساخت سے ۹ مہینہ کے بعد جہاز کو اس قابل ہوجانا چاہیے کہ اس میں آگے بڑھانے والي (پراپلر) مشین لگائی جا سکے

جب پانی کے اندر رہنے والا حصہ اپنی جگہ پر جڑ جاتا ہے تو جہاز پانی میں اتارا جاتا ہے - اسکے بعد اندروني حصے کے جوڑنے کے دقت طلب کام کا نمبر آتا ہے - جہاز جسوقت پانی میں اتارا جاتا ہے' اسوقت آھني جلد' بالائی سطح' اور داخلی انتظامات کا ایک سرسري خاکہ ہوتا ہے ' مگر آغاز ساخت سے دو سال کی مدت میں عموماً بالکل مکمل ہوجاتا ہے -

( البقیہ تتلی )

# جرمن نو آبادیاں

شہزادہ بسمارک اپنے زمانہ میں دنیا کا ایک سب سے بڑا سیاسی انسان تھا - وہ جب تک جرمنی کا وزیر اعظم رہا اس نے ہمیشہ اپنی تمامتر توجہ اور کوشش ملک کی اندروني اصلاح اور استحکام تک محدود رکھی' اور جرمن مدبروں کے شور و غوغا کے با وجود اسنے کبھی بھی نو آبادیوں کے قائم کرنے کي طرف توجہ نہ کي - اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ اس میدان میں انگلستان' فرانس اور روس سبقت لیگئے - لیکن جب تجارت کی ترقی اور اطمینان و فارغ البالی کیوجہ سے جرمن قوم میں روز افزوں ترقی ہونے لگی اور جرمن حوصلوں اور ہمتوں کے لیے جرمن قلمرو ناکافی ثابت ہوئي تو نو آبادیوں کی فکر دامنگیر ہوئی ' اور افریقہ اور چین میں چند نو آبادیاں قائم کی گئیں -

اگرچہ یہ نو آبادیاں سیاسی اور تجارتي حیثیت سے چنداں اہم نہیں ہیں' خصوصاً دماغ' محنت' اور روپیہ کي اُن قربانیوں کي تو ہرگز مستحق نہیں ہیں' جو جرمني نے ان نو آبادیوں کے حاصل کرنے کے لیے کي ہیں' تاہم اشک شوئی کا سہارا ضرور تھیں - لیکن موجودہ جنگ سے جرمنی کو سب سے پہلا نقصان یہ پہنچا ہے کہ اسکي نو آبادیاں ایک ایک کرکے اسکے ہاتھہ سے نکلی چلی جا رہی ہیں' اور اگر یہي رفتار رہي تو خوف ہے کہ جرمني شاہنشاہی جو نہایت سخت عرقریز اور جانفشاں کوششوں کے بعد یورپ کے دائرہ سے نکلکر افریقہ اور ایشیا تک پہنچي تھي ' کہیں سمٹکے پھر اسی یوروپین مقبوضات کے دائرہ میں نہ آجاے ' جسمیں وہ بسمارک کے وقت میں محدود تھي -

مسٹر چرچیل سابق وزیر جنگ برطانیہ
و حال وزیر صیغہ بحریہ

چین میں " کیا چوا " کو جاپانی بیڑے نے محصور کر لیا ہے - اب وہ مرکزي حکومت سے بالکل منقطع ہوگیا ہے -

ادھر افریقہ میں ٹوگولینڈ اسکے ہاتھہ سے نکل چکا ہے - یہاں دنیا کا ایک سب سے بڑا لا سلکی (بے تار کی تار برقی کا ) اسٹیشن تھا - ریلوے لائنیں تھیں جو اچھی طرح چل رہی تھیں اور انسے معقول نفع ہوتا تھا - مقام بنجلی میں کچے لوہے کي کانیں بھي ہیں جنسے ۷۰ فیصدي کار آمد لوہا نکلتا ہے - جرمنی یہاں ایک لوہے کا کارخانہ بھی قائم کرنیوالی تھی -

مقام ہربرٹ شو بھی جرمنی کے ہاتھہ سے نکلگیا ہے - "ہربرٹ شو" نیو پومیرینا میں واقع ہے جو بحر پیسفیک کے جنوب میں ہے - یہ مقام جرمن نیو گائینا کا پایہ تخت تھا اور یہاں جرمن گورنر رہا کرتا تھا -

یہ سمجھنا تو بالکل حماقت ہوگا کہ جرمني کو پیشتر سے ان نقصانات کي اطلاع نہ تھی - کیونکہ کم از کم مشرقی افریقہ کی نو آبادیوں کے متعلق جو برٹش طاقت سے بالکل ملحق ہیں' یہ بالکل ظاہر بات تھي کہ چند گھنٹوں کے اندر ھي انگلستان اُن پر قبضہ کرلیگا - پس معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنی قسمت کا اصلی فیصلہ یورپ کے ... جنگ ھي کو قرار دیا ہے اور سمجھتي ہے کہ یہاں کا ... دوبارہ ارضی کدلیے کافی ہوگا !



Printed And Published by A. K. AZAD, at the HILAL Electrical Prtg. and Publg. House, 14 Mcleod Street, CALCUTTA.

Tel. Address :—"Alhilal," Calcutta
Telephone No 648.

AL-HILAL.

Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad.
14, McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs 12
Half-yearly ,, Rs. 6-12

# الہلال

مدیر مسئول و رئیس التحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی
مقام اشاعت
۱۴ - مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸
سالانہ - ۱۲ - روپیہ
ششماہی - ۶ - ۱۲ - آنہ

نمبر ۱۳ — کلکتہ : چہار شنبہ ۲ - ذیقعدہ ۱۳۳۲ ہجری — جلد ۵
Calcutta : Wednesday, September, 23. 1914.

## ( کشف حقیقت )

گو اس ہفتہ نے بھی جرمن افواج کی رجعت کا راز حل نہ کیا ہو' مگر تاہم تاریخ جنگ میں یہ ہفتہ نسبتاً نمایاں ضرور رہیگا - کیونکہ اس نے واقعات کے سمجھنے میں اچھہ نہ کچھہ مدد ضرور دی ہے -

۷ - ستمبر سے خبروں نے جس انقلاب حالت کی اطلاع دینا شروع کیا' انکا مقصد حسب قاعدۂ اخبار جنگ بالکل مشتبہ تھا' اور یہ ظاہر نہیں ہوتا تھا کہ جرمن فوج پیرس سے ۲۰ - میل کے فاصلے تک پہنچکر خود ہٹ گئی یا ہٹا دی گئی؟ گو دنیا کو گذشتہ ایک ماہ سے اس قسم کے واقعات کے سمجھنے کیلیے جو سمجھہ بخشی ہے' اسکا فیصلۂ قطعی پہلی ہی صورت کی طرف تھا' تاہم خبروں کا تحکم اسکے خلاف تھا -

چنانچہ جو تار مسٹر ولیم میکس ویل نے پیرس سے بررقیر بھیجا تھا' وہ ان لفظوں میں ہم تک پہنچایا گیا :

" جرمن افواج بالکل پھنس گئی ہیں - انکا اپنے ملک میں صحیح سلامت پہنچ جانا معجزہ سے کم نہ ہوگا - اب پیرس کا محاصرہ نہیں ہوسکتا - گورنمنٹ فوراً پیرس میں واپس آسکتی ہے "

اسکے صاف معنی یہ تھے کہ جرمن افواج اسی نہایت ہی ہولناک مصیبت میں پھنس گئی ہیں اور حریفوں کے تاخت و تاراج نے انہیں پیچھے ہٹا دیا ہے -

جو خیال اس تار میں ظاہر کیا گیا ہے' اگر ایسا ہی ہو تو یہ بہت عمدہ بات ہے' لیکن دنیا کو جرمنی کے متعلق جو کچھہ معلوم ہے اسے اسقدر جلد بھلادینے کیلیے طیار نہیں کہ چھہ ہفتے کی جنگ سے اسکی قوت کا بالکل خاتمہ تسلیم کرلے - بلکہ یہ ایک ایسا تمسخر انگیز خیال ہے جو جنگ کے فریقانہ ادعاوں کے [illegible] زبان تک لایا بھی نہیں جا سکتا -

لیکن نہ تمام ہفتہ اس اعتراف کے تکرار و اعادے میں بسر ہوا کہ جرمنی کا پیچھے ہٹنا خود اسی کا ایک اختیاری فعل تھا نہ کہ کسی دوسری قوت کا جبر - جب وہ پیچھے ہٹنے لگی تو متحدہ افواج نے بڑھکر اپنے پچھلے مقامات پر قبضہ کرنا شروع کردیا اور اس ادبار و اقدام میں جگہ جگہہ باہم مدبھیڑ بھی ہوتی رہی " جس میں متحدہ افواج کامیاب رہیں "

ساتھہ ہی اس ہفتہ نے اس امر کا بھی فیصلہ کردیا کہ جرمنی نے یہ رجعت کسی طویل واپسی کیلیے نہیں کی ہے جیسا کہ خیال کیا گیا تھا اور اسکی بےترتیب واپسی کو " معجزہ " سے تشبیہہ دی تھی' بلکہ یہ کسی غیر معلوم مصلحت کی بنا پر ایک محدود واپسی ہے اس نے صرف اپنا آخری خط ہجوم چھوڑ دیا ہے اور سرحد بلجیم سے لیکر ایک نہایت وسیع فرانسیسی رقبے پر بدستور قابض ہے - بلکہ وہ مورچہ بند ہیں اور جہاں آکر رک گئے ہیں' وہانسے ابتک نہیں ہٹائے جا سکے' اگرچہ جہاںسے وہ ہٹ آے تھے' وہانسے " ہٹا دیے گئے "

اسکا بڑا ثبوت یہ ہے کہ ابتدا کے دو چار دنوں تک جن مقامات کے نام لیےگئے تھے کہ جرمن فوج وہاں سے ہٹ گئی ہے یا " ہٹا دی گئی ہے " انپر ابتک کوئی اہم اور موثر اضافہ نہیں ہوا ہے' اور تمام عرصہ صرف مقابلوں' حملوں' فوجی جوابوں' اور استحکامات و حصار کی خبروں ہی میں گذر گیا ہے - حالانکہ اگر جرمن افواج واپس ہو رہی تھیں تو ضرور تھا کہ وہ واپس ہوتیں' جس طرح کہ واپس ہونے والے واپس ہوتے ہیں' نہ کہ وہ کچھہ کرتیں جو وہ کر رہی ہیں -

تمام خبروں کی ترتیب سے صورت حال یہ معلوم ہوتی ہے کہ جرمن فوجیں اپنے خط ہجوم و اقدام میں مشرقی جانب کولومیرس اور اوسکے نیچے ڈان ٹیول تک پہنچ گئی تھیں - لیکن وہ یکایک پیچھے ہٹیں' اور انکے قلب اور میمنہ کی نسبت پچھلے ہفتہ خبر ملی کہ " سواسنس " تک ہٹتا ہوا چلا آیا ہے جو نہر " اسنی " کے کنارے ہے' اور ریمس سے جانب شمال تقریباً ۴۰ میل پر واقع ہے - اس سے مشرق میں کسی قدر نیچے (جنوب رویہ) ریمز ہے' اور ریمز کے بعد ایک خط وارڈن تک چلا گیا ہے -

صفحه مصوره:

نغمه حسن ؛ طبل جنگ

سر دوستاں سلامت ،، تو خنجر آزمائی !

سگنل کے ذریعہ پوچھتا ہے کہ " تمہیں ظالم ایمڈن کی بھی کچھہ خبر ہے " ؟

ایں سخن را چہ جوابست ' توهم می دانی !

پھر جب اسکے سر پر پہنچ جاتا ہے تو کہتا ہے کہ " کمبخت ایمڈن میں ہی ہوں " ! !

خیر ' یہ تو اس ایمڈن کی کرشمہ سازیاں تھیں - لیکن یکایک ساحل زنجبار کے قریب ایک بحری معرکے کی خبر بھی آئی ہے جسمیں جرمن کروزر کو لنگز برگ نے انگریزی کروزر " پیگاسس " کو غرق کردیا - اس تار میں پہلی مرتبہ یہ نئی حقیقت منکشف ہوئی ہے کہ زنجبار کے پاس ایک جرمن کروزر موجود ہے جسکی توپیں ۴.۱۰ انچ کی ہیں -

زنجبار مشرقی افریقہ میں ہے - اسکے ساتھہ جرمن نوابادی پھیلی ہوئی ہے اور اسپر انگریزی قبضہ کی خبر دیگئی ہے - نقشہ کے دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ مشرقی افریقہ عین بحر ہند کا ساحل ہے ' اور وہاں کے ایک تیز رفتار کروزر کیلیے ہندوستان کے تمام ساحلی مقامات کا راستہ بالکل کھلا ہوا ہے - وہاں جرمن کروزر کی موجودگی افریقی جرمن نوآبادیوں کے مسئلہ کو بھی پیچیدہ کردیتی ہے -

اسی سلسلے میں ان سب سے اہم تر آخری واقعہ وہ ہے جو مدراس میں واقع ہوا ہے - ابتک تو صرف سمندر کے اندر جہاز غرق کیے جا رہے تھے - لیکن اب ایک بہت بڑے ساحلی شہر پر گولہ باری تک نوبت آگئی ہے !

یقینی طور پر معلوم نہیں ہوسکا ہے کہ یہ کس جہاز کی کارستانی تھی ؟ ممکن ہے کہ کوئی دوسرا جہاز ہو اور ممکن ہے کہ ایمڈن ہی ہو - بہر حال اس وقت تک حادثہ کی تفصیل حسب ذیل معلوم ہوئی ہے :

" ۲۲ - کی رات کو نو بجے یکایک ایک گولہ برما آئل کمپنی کے تیل کے خزانے پر گرا جس سے تیل میں آگ لگ گئی - پھر دوسرا گولہ آیا جس سے دوسرا خزانہ مشتعل ہوا - اسکے بعد متصل گولے آتے رہے - آخر میں مدراس کے قلعہ پر گولہ باری ہوئی مگر قلعہ سے بھی جواب دیا گیا اور اسکے بعد جہاز چلا گیا -

تیل کے خزانے جل گئے - نیشنل بنک کی عمارت کا بڑا حصہ گرگیا - نئے پورٹ ٹرسٹ پر بھی گولے پڑے اور بقدر نقصان ہوا - آئل کمپنی کے دو پہرہ دار زخمی ہوے - ایک مر چکا ہے - ایک ہندوستانی پولسمین کو بھی بندرگاہ میں گولہ لگا اور مر کر رہ گیا - مدراس سیلنگ کلب بالکل برباد ہوگیا ہے - ریل کی مال گاڑیاں بھی مضروب پائی گئیں "

ہم یقیناً اب بھی پبلک کو اطمینان دلائینگے کہ صرف ان حوادث کی بنا پر وہ اپنا اطمینان نہ کھوے اور ہر صاحب اثر شخص کوشش کرے کہ غلط اور خود تراشیدہ افواہیں ( جو اکثر حالتوں میں گورنمنٹ سے زیادہ خود ملک کیلیے مضر ہوتی ہیں ) پھیلنے نہ پائیں ' لیکن ساتھہ ہی ہم سمجھتے ہیں کہ واقعات کے رفتار کی ایسی عجیب و شدید تیزی کا اثر کھونے کیلیے جو اب ۷۵۶۶۰۰ - پونڈ کے جہازی نقصان سے گذر کر عمارتوں ' مال و متاع کے ذخیروں ' اور انسانوں کی جانوں تک پہنچ چکا ہے ' محض زبانی تسلیاں کافی نہیں ہیں -

# افکار و حوادث

## حیات بعد الممات !

موجودہ جنگ یورپ دنیا کیلیے ایک عہد انقلاب و تجدد ہے - وہ دنیا کے نقشے کو بدلدیگی ' درسگاہوں کے جغرافیے از سر نو بنانے پڑینگے ' اور حکومتوں اور قوموں کو نمایاں کرنے والے رنگوں میں جو بڑے بڑے نقشوں کے اندر بھرے جاتے ہیں ' نہیں معلوم کیا کیا تبدیلیاں ہوجائینگی ؟

مگر اب معلوم ہوتا ہے کہ اسکی قوت انقلاب کی سطوت ' سطح زمین کی تقسیم و تحدید ہی تک محدود نہیں ہے ' بلکہ وہ دنیا کے علمی و مادی عقائد میں بھی ایک انقلاب عظیم پیدا کردیگی -

دنیا آجتک موت و حیات کے عقدہ کو حل نہ کرسکی - اس غیر معلوم آغاز عالم سے لیکر جسوقت سے کہ انسانی دماغ و مدرکہ نے زمین پر نشو و نما پائی ' اسوقت تک دنیا کا غیر متزلزل اعتقاد یہ رہا ہے کہ فنا کے بعد بقا نہیں ' موت کے بعد زندگی نہیں ' اور جو وجود ایک مرتبہ موت کے پنجے میں چلا گیا ' وہ پھر دوبارہ واپس نہیں آسکتا -

لیکن جو عقدہ آجتک امن اور زندگی کی مہلتوں میں حل نہیں کیا جا سکا تھا ' معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ جنگ نے خون اور موت کی قوت سے اُسے حل کردیا ہے - اور زندگی کو موت سے بدلدینے والے وقت نے دعوا کیا ہے کہ وہ موت کو زندگی سے بھی بدلدے سکتا ہے !

بظاہر یہ بات کتنی ہی عجیب سمجھی جاے لیکن واقعہ یہی ہے کہ مردے زندہ ہوگئے ہیں - عجیب و غریب جرمنی فرانس کے قلعوں کے سامنے خواہ کتنی ہی نامعقول اور بے معنی طور پر آگے بڑھی ہو ' لیکن اسمیں شک نہیں کہ موت و حیات کے اس لاینحل عقدہ کے حل کرنے میں تو اس نے بہت ہی معقول اور معنی خیز پیش قدمی کی ہے !

۶ - اگست کا واقعہ ہے کہ روس اور جرمنی کے جنگی جہازوں میں ایک مقابلہ ہوا اور دونوں نے اپنی قوت سے زیادہ کام لینا چاہا - جرمن کروزر کا نام " ایمڈن " تھا ' اور روسی کروزر کا " اسکولڈ " کچھہ عرصے تک کشمکش جاری رہی - بالاخر " ایمڈن " نے " اسکولڈ " کو ڈبادیا -

چونکہ موجودہ جنگ میں کمبخت جرمنی کیلیے ناکامیوں کے اندر بھی ناکامی ہوتی ہے اور فتح میں بھی شکست ' اسلیے قدرتی طور پر اس واقعۂ فتح کے ساتھہ ایک حادثۂ شکست کا پیوند بھی ضروری تھا - چنانچہ " ڈیلی میل " کے معزز نامہ نگار نے اطلاع دی کہ " گو روسی جہاز کو اسنے ڈبادیا لیکن ساتھہ ہی خود بھی ڈوب گیا " :

گو مشت خاک ما هم برباد رفته باشد !

یہ حادثہ مقام " وائی ہے وائی " کے سامنے گذرا تھا - ہمیں معلوم نہیں کہ موجودہ فن اسپر یچو لیزم ( روحانیات و استحضار ارواح ) نے عمق سمندر میں بسنے والی روحوں کے متعلق بھی کوئی مشاہدہ کیا ہے یا نہیں جیسا کہ پروفیسر روابر ہار نے ارواح ارضیہ کے برزخ روحانی کے متعلق کیا تھا - تاہم یہ تو

اب معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہٹے اور سواسنس میں مورچہ بند ہوکر شمالی رخ قینچی کے دوشاخے کی صورت میں "نایون" اور "لیون" تک پھیل گئے ' اور " نایون " سے مشرقی جانب " ریم " کے نا ہموار حصے سے ہوتے ہوے وردن کے شمال تک اپنا خط قائم کردیا -

بحالت موجودہ بھی وہ پیرس سے تقریباً ۴۰ یا ۴۵ میل کے فاصلے پر ' اور سرحد فرانس کے اندر بخط مستقیم ۸۰ - میل سے زیادہ بڑھے ہوے ہیں -

۱۷ - ستمبر کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن فوج کی واپسی کی سب سے بڑی جنگ اسی مقام پر ہوئی اور چار دن تک جاری رہی - شہر میں داخلہ ناممکن تھا کیونکہ مسلسل آتشباری ہورہی تھی - تاہم " انگریزی توپخانے نے دریا کو عبور کر لیا اور نہایت مستعدی سے سفری پل نصب کر دیے - جب دشمن بھاگ گئے تو دو توپ خانوں پر بھی قبضہ کر لیا "

لیکن افسوس کہ اس تار سے یہ عقدہ حل نہیں ہوتا کہ " سواسنس " پر بالاخر قابض بھی ہوے یا نہیں ؟

لیکن اسکے بعد کی خبروں سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ جرمن افواج "سواسنس" پر قابض ہیں - کیونکہ ۲۲ - کا تار ہے کہ سواسنس اور ریم کے درمیان معرکہ جاری ہے - بعض انگریزی دستوں نے سخت نقصان اٹھایا تاہم "انہوں نے استقلال کے ساتھہ اپنے کام کو انجام دیا"

( آخر الانباء )

آخری تار جو وزیر ہند نے ہز ایکسلنسی ویسرائے کے نام بھیجا ہے ' اسمیں اس وقت تک کی پوری تفصیل دی گئی ہے - اسکا خلاصہ یہ ہے کہ ۱۰ - کو انگریزی فوج نے دریائے مارنے کو عبور کیا - اسی اثناء میں فرانسیسی بھی فاتحانہ " سول " کو عبور کرگئے - " اسنی " کے شمال میں دشمن کی حالت اچھی ہے - وہ سواسنس کے دونوں جانب مقیم ہیں اور شمال کے جانب پہاڑوں پر مورچہ بند ہیں - انگریزی افواج نے شہر کے نصف جنوبی حصہ پر قبضہ کرلیا - ۱۲ - کو " اسنی " پر پھر جنگ شروع ہوئی اور ابتک جاری ہے - ۱۳ - کو فرانسیسیوں نے " ریم " واپس لے لیا

ریم پر گولہ باری ' گرجے کی تباہی ' جرمن وحشت کاریوں کا قصۂ طویل ' اور ممالک امریکہ وغیرہ کے احتجاج کے واقعات بھی اس ہفتہ کے اہم نقاط بحث ہیں مگر چونکہ ہمیں ایک مستقل مضمون میں موجودہ جنگ کے " وحشیانہ اعمال " پر بحث کرنی ہے اسلیے انکا تذکرہ یہاں نہیں کرینگے -

## حادثہ بنگال و مدراس

جنگ کی شعلہ افشانیوں کی چنگاریاں ہندوستان تک !

باوجود اس پورے اطمینان کے جو ہمیں ہندوستان کے تحفظ کے متعلق ہے ' اور باوجود ان قطعی و طبیعی جغرافیائی حقائق کے جو بحالت موجودہ حفظ ہند کا یقین دلاتے ہیں ' ہم یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتے کہ موجودہ جنگ میں ہندوستان کے بالکل بچے رہنے کی نسبت جو کچھہ سمجھتے رہے ' وہ صحیح نہ تھا ' اور ہم نے جرمنی کو جسقدر دور دیکھا تھا ' اسقدر دور نہیں ہے !

یہ سچ ہے کہ ہندوستان محفوظ ہے - یہ بھی سچ ہے کہ ہندوستان کا اصلی بحری دروازہ سوئز ہے ' اور اسمیں بھی ابتک کوئی تبدیلی نہیں ہوئی کہ مشرقی افریقہ میں جرمن نوآبادیاں غیر اہم ' اور اسکے مشرقی بیڑے کو بے اثر کرنے کیلیے جاپان کی حرکت سے کام لیا جا چکا ہے - تاہم اس سے بھی تو انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وہی جرمن قوم جو برلن میں رہتی ' بلجیم پر قابض ہوتی ' اور فرانس میں لڑ رہی ہے ' کلکتہ سے ۲۰ میل کے فاصلے تک پہنچ گئی اور خلیج بنگال میں پانچ جہاز غرق کرکے بلا ادنی ضرر اٹھائے صاف نکل گئی و لیاتیھم بغتۃ وھم لا یشعرون -

ہندوستان کی خشکی اور تری پر ایک سو برس سے برٹش گورنمنٹ کا بلاشرکت غیرے قبضہ ہے - خلیج بنگال کا کونہ کونہ انگریزی جہاز رانوں کا جولا نگاہ ہے - اسکے ساحلی مقامات بڑے بڑے شہروں سے معمور ہیں ' اور ہمیشہ سنا گیا ہے کہ ایک انگریزی مشرقی بیڑہ ہندوستان میں بھی رہتا ہے - پھر اس ہوشیاری اور حفظ ما تقدم کا ذکر ہی فضول ہے جو جنگ کی وجہ سے قدرتی طور پر گورنمنٹ اف انڈیا کرچکی ہے - تاہم یہ کیسی عجیب بات ہے کہ " ایمڈن " جہاز اس بے پروائی اور بے فکری کے ساتھہ گویا نہر کیل کے اندر چہل قدمی کر رہا ہے ' ہندوستان کے سمندر میں بے باکانہ چلا آیا اور ہماری آنکھوں کے سامنے اپنا عظیم الشان وار کرکے صاف نکل گیا ؟ پھر اتنا عرصہ گذر چکا ہے لیکن ایک چھوٹے سے کروزر کو ہماری مجموعی طاقت بھی ابتک گرفتار نہیں کرسکی ہے ؟

ہم مقامی معاصر اسٹیسمین کے لفظوں میں پوچھہ سکتے ہیں کو اسے زیادہ طول نہ دیں ' کہ کیا ہندوستان کی گورنمنٹ نے ہمارے اطمینان کیلیے یہی انتظام کیا ہے جو تازہ واقعات ہمیں بتلا رہے ہیں ؟ ہم ناخواندہ پبلک کو الزام دیتے رہے کہ وہ لاحاصل گھبرا اٹھتی ہے - یقیناً اسے اب بھی گھبرانا نہیں چاہیے ' لیکن ساتھہ ہی گورنمنٹ بھی تو اسکے لیے جوابدہ ہے کہ وہ ایک معمولی کروزر کی لائی ہوئی آفتوں سے بچنے کیلیے پیشتر سے کیوں طیار نہ تھی ؟

کاش کہ سلسلہ یہیں تک ختم ہوجاتا - لیکن عجیب و غریب ایمڈن کی یادگار جراتوں کی ( خواہ وہ کوئی بھی ہو ) بے اختیار داد دینی پڑتی ہے کہ خلیج بنگال سے غائب ہوکر پھر دوبارہ نمایاں ہوا ' اور ۱۹ - کو رنگون سے تار آیا کہ اس نے ایک اور جہاز غرق کردیا ہے !

یہ انکشاف کلین لاگز اور کلین نیس کے ملاحوں اور افسروں کے ذریعہ ہوا جو ۱۹ - کو رنگون پہنچے - انکے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمڈن نے انکے جہاز کو عین دریائے ہوگلی کے سامنے غرق کردیا اور جہاز کے تمام آدمیوں کو کولہ کے ایک جہاز پر سوار کرادیا جو اسکے ساتھہ تھا - پھر دونوں رنگون کی طرف روانہ ہوے - راہ میں ایک اور جہاز " ڈورے " کو گرفتار کیا ' اور قیدیوں کو اسپر منتقل کرکے حکم دیا کہ جہاز پر کوئلہ بھریں - نصف ڈالر ( یعنی تقریباً سوا روپیہ ) یومیہ اجرت ملیگی - اسکے بعد سب لوگ ڈورے پر سوار کرائے گئے اور انکا کرایہ دیکر رنگون بھجوا دیا -

کیا عجیب واقعات ہیں ! خلیج بنگالہ ' دریائے ہوگلی ' پوری کا ساحل ' کلکتہ کا قرب ' اور ایک چھوٹے سے جرمن کروزر کی یہ جرأت روائیاں کہ جس کو چاہا گرفتار کیا ' جس کو چاہا غرق کردیا ' جسکو حکم دیا اسنے قیدیوں کو منزل مقصود تک پہنچا دیا ! کل تک یہ باتیں ناممکن تھیں - آج واقعات ہیں !

پھر ایمڈن کا شریفانہ سلوک اور بہتر سے بہتر انسانیت و اخلاق ایک ایسا موضوع بحث ہے ' جسکی جزئیات کو بغیر ایک مستقل مضمون کے سمیٹنا ممکن نہیں - معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہم سے ایک طرح کی جنگی دل لگی کر رہا ہے - سمندر کے اندر رہکر اپنے کارناموں کے پیامبروں کو بحفاظت رنگون اور کلکتہ بھیجدیتا ہے تاکہ اسکی جراتوں اور شرافتوں کا افسانہ اچھی طرح ہمیں سنادیں !

اس سے بھی بڑھکر اسکے کپتان کی ستم ظریفی یہ ہے جو انڈین ڈیلی نیوز نے عام روایات کو نقل کرتے ہوے لکھی ہے - "جب کبھی کسی جہاز کو اپنے قریب پاتا ہے تو خود ہی اس سے

**الہلال کا آئندہ نمبر جنگ کے مناظر و تصاویر کا خاص نمبر ہوگا**

# اُسوهٔ حسنه

لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة

## غزوات اسلامیه

### اور اسکی یادگاریں

( ۲ )

( گذشته اشاعة کے مقالهٔ افتتاحیه کے بعد )

دنیا کی موجوده اور گذشته جنگوں کے نتائج تمهارے سامنے هیں - قتل ' آتشزدگی ' سلب و نهب ' بربادی علم ' هلاکت عمران و تمدن کے سوا تمهیں اور کچهه نهیں نظر آتا - اب آو ' اُس قوم کی جنگوں کی یادگاروں کی جستجو میں نکلیں جس نے اپنا مقصد ظهور " قیام صلواة الهی ' امر بالمعروف ' نهی عن المنکر ' و ایمان بالله " بتلایا ' اور اسکے دشمنوں نے اول روز هی سے اسے مسلح هو جانے پر مجبور کردیا - هم ڈهونڈهیں کے که جنگ کے میدانوں میں وه اپنے مقصد کی حفاظت کر سکی یا نهیں ' اور جب خون اور مٹی کے کیچڑ پر سے گزری تو جنگ کی کیا کیا یادگاریں پ پیچهے چهوڑ گئی ؟

اس سفر جستجو میں متعدد منزلیں پیش آئینگی - سب سے پہلے هم روحانی یادگاروں کو جمع کرتے هیں - اس سے ثابت هوگا که مسلمانوں کی غزوات کی سب سے پہلی یادگار " عبادت الهی " هے -

عبادت اسلامی کے ارکان عظیمه پانچ هیں : نماز ' روزه ' صیام ' حج ' زکواة - ان میں سے کوئی عبادت ایسی نهیں هے جسکے لیے غزوات اسلامیه کی یادگاریں سامنے نه آجاتی هوں - سب سے پہلے نماز سے شروع کیجیے -

( ارکان صلواة )

عبادت الهی روحانیت کا سر چشمه ' هدایت قلبی کا منبع ' نیکی کا مرکز ' برکات الهیه کا مهبط ' اور انسان کو تمام بہیمی قوتوں اور نفسانی جوشوں سے بچانے والی هے .

| | |
|---|---|
| ان الصلوة تنهی عن الفحشاء و المنکر ! (۲۹ : ۴۵) | نماز انسان کو تمام برائیوں سے روک دیتی هے (کیونکه اسکی وجه سے همیشه خدا کے تعلق کا تصور قائم رهتا هے ! ) |

پس وه ایک قلعه هے جو برائیوں کے لشکر کو اپنے اندر گهسنے نہیں دیتا ' لیکن اس قلعه کے ستونوں کو اس قوم کے سفر جهاد و غزوات هی نے قائم کیا تها :

| | |
|---|---|
| کان النبی صلعم و جیوشه اذا علوا الثنایا کبروا و اذا هبطوا سبحوا ' فوضعت الصلوه علی ذالک (ابو داود جلد - ۱ - ص ۳۴۴ کتاب الجهاد ) | آنحضرت اور مجاهدین کی فوجیں جب پہاڑوں کے اوپر چڑهتی تهیں تو تکبیر کا غلغله بلند کرتی تهیں ' اور جب اوپر سے نیچے کی طرف اترتی تهیں تو سبحان الله کا نعره مارتی تهیں - پس نماز میں قیام و قعود ' رکوع و سجود اور تکبیر و تسبیح کو اسی قالب ... دیا - |

اس سے ظاهر هوا که نماز کے ارکان لڑائی هی کی بدولت وجود میں آئے - اسلیے نماز مسلمانوں کی لڑائیوں کی ایک پہلی یادگار هے -

تمام نمازوں میں " صلوة الخوف " جهاد کے ساتهه مخصوص هے جسکے احکام اور نمازوں سے مختلف هیں .

| | |
|---|---|
| و اذا کنت فیهم فاقمت لهم الصلوة فلتقم طائفة منهم معك و لیاخذوا اسلحتهم فاذا سجدوا فلیکونوا من ورائکم ولتات طائفة اخری لم یصلوا فلیصلوا معك ولیاخذوا حذرهم واسلحتهم ود الذین کفروا لو تغفلون عن اسلحتکم و امتعتکم فیمیلون علیکم میلة واحدة (۴ : ۱۰۳) | اور جب تم مجاهدین کی صف میں نماز پڑهنا چاهو تو ایک گروه تمهارے ساتهه اپنے هتیار لیکر شریک نماز هوجائے - جب وه سجده کرچکیں تو پیچهے هوجائیں تاکه حفاظت کرتے رهیں اور دوسرا گروه آئے جسنے ابهی نماز نهیں پڑهی هے - اور چاهیے که نهایت هوشیاری کے ساتهه مسلح هو کر تمهارے ساتهه نماز ادا کریں - کیونکه کفار موقع ڈهونڈهه رهے هیں که تم اپنے هتیار اور اپنے مال و متاع سے غافل هو جاو تو دفعةً تم پر آ ٹوٹ پڑیں - |

مجاهدین اسلام نے اپنی اس یادگار کے ذریعه دنیا کو دکهادیا که خدا کی صداقت کی محافظ قوم دشمن کے مقابلے میں اپنی روحانی یادگاروں کو کیونکر قائم رکهه سکتی هے ؟ جبکه میدان جنگ میں تمام قومیں فرصت کے لمحوں کو سستانے اور کهانے پینے میں خرچ کرتی هیں ' مسلمان تلواروں کے سایے کے نیچے اپنی مہلت کی گهڑیں صرف الله کی عبادت میں صرف کیا کرتے تهے !

چونکه صلوة الخوف بهی اسلامی غزوات کی ایک یادگار هے -

( واقعهٔ حضرت خبیب انصاری )

اسلام میں دو رکعت کی ایک اور نماز بهی بطور یادگار کے قائم رکهی گئی هے جو ایک مظلوم مجاهد کے جوش مذهبی کی یادگار هے - اسلام صبر و استقلال ' تقوی و طهارت ' اور خشوع و خضوع کا ایک قلعه تها جسکو میدان جنگ میں کهڑا کیا گیا تها :

| | |
|---|---|
| ان الله یحب الذین یقاتلون فی سبیله صفا کانهم بنیان مرصوص (۶۱ : ۴) | خدا ان لوگوں کو دوست رکهتا هے جو اسکی راه میں اس استقلال کے ساتهه صف بسته لڑتے هیں ' گویا ایک دیوار هیں جسکے اندر سیسه پگهلا کر بهر دیا هے ! |

اس لیے اسلام نے سخت مصیبت کی حالت میں بهی عزم و استقلال کی زنده امثال یادگار چهوڑی هیں - اسنے فساد کی لڑائیوں کو روکنے کیلیے عدالت کی جتنی لڑائیاں لڑیں ' انکی یادگاروں میں اسکے سوا اور کچهه نهیں هے -

ایک بار آنحضرت (صلعم) نے فوج کے دس دستے روانه کیے اور عاصم بن ثابت انصاری کو انکا امیر مقرر فرمایا - جب یه لوگ مقام هداة میں پہونچے تو قبیله بنو لحیان کو انکا پته لگ گیا ' اور انهوں نے دو سو تیر انداز انکے پیچهے روانه کردیے - جب عاصم نے دشمن کے مسلح گروه کو دیکها تو پہاڑ پر چڑه گئے - دشمنوں نے هر طرف سے گهیر لیا اور امان دیکر پہاڑ سے اترنیکی خواهش کی ' لیکن عاصم نے کہا : میں کسی کافر کی امان سے فائده اٹهانا نهیں چاهتا - اسپر ان لوگوں نے تیروں کی بارش شروع کردی ' اور وه سات آدمیوں کے ساتهه شهید هوگئے -

مگر فوج کے تین دستے عهد و میثاق لیکر اوپر آئے - ان میں خبیب انصاری اور ابن دثنه بهی تهے - کفار نے کمانوں کی زه اتار لی ' اور اوس سے ان لوگوں کو باندهه لیا - ان کے ساتهه ایک

یقینی ہے کہ سمندر میں مرنے والے اجسام کی ارواح کیلیے بھی وہ تمام انتظامات ضرور ہی ہونگے جو خشکی پر آزاد ہونے والی روحوں کے متعلق تسلیم کیے جاتے ہیں -

بہر حال مقتول و مدفون ایمڈن مع اپنے ۲۵ ناٹ رفتار والے انجن اور ۴ × ۴ - انچ والی دس توپوں کے ( جنھیں بمنزلہ روح کے سمجھنا چاھیے ) اور مع اپنے آھنی چادروں اور چوبین در و دیوار کے ( جو یقیناً اسکا جسم و استخوان ہے ) بحر چین کے نیچے پہنچا اور ملائکۂ اموات کے سپرد کر دیا گیا - اسکے بعد انسان کی موجودہ ما بعد الطبیعہ معلومات اپنے قصور کا اعتراف کرتی ہے اور کچھہ نہیں بتلاتی کہ کیا ہوا ؟

" قبر کا منھہ جب ایک بار لے لیتا ہے تو پھر واپس نہیں کرتا - فنا و ممات کے قانون میں کسی کیلیے رعایت نہیں - ڈوبے ہوؤں کو کسی نے زندہ اچھلتے نہیں دیکھا ہے' اور جو مرجاے پھر اسکی نسبت کبھی خبر کے سننے کا انتظار لا حاصل ہے "

ہاں یہ سب سچ ہے' لیکن ڈوبے ہوے " ایمڈن " نے ایکی ایک جنبش صعود میں قوانین طبیعیۃ کی ان تمام حقیقتوں کو یکسر غلط کردیا !

کیونکہ قبر شق ہوگئی' قانون ممات نے استثنا قبول کرلیا' سمندر کی موجوں نے راہ دیدی' اور " ایمڈن " مر کر پھر زندہ ہوگیا ! وہ بحر چین کے سمندر کے عمق سے اوڑا' اور خلیج بنگال کی سطح پر نمودار ہوا - دنیا اسکو موت کے حوالے کرکے بھلا چکی تھی' مگر افسوس کہ اس نے دنیا کو نہ بھلایا' اور اسکے جہازوں کو غرق کرنے کیلیے دوبارہ آ موجود ہوا !

۶ - اگست کو اسپر موت طاری ہوئی تھی - اور ۶ ستمبر کے بعد سے اسکی نشئہ ثانیہ کا ثبوت ملنا شروع ہوگیا - گویا پورا ایک ماہ اس نے عمق سمندر کے دار الارواح میں بسر کیا - بلاشبہ قدیم روایات میں " تین دن کے بعد " مر کر جی اٹھنے کی بعض مذھبی مستثنیات طبیعہ ملتی ہیں' لیکن تیس دن کے بعد ڈوبکر زندہ ہوجانے کی بظاہر کوئی نظیر تاریخ قدیم اور " مقدس " روایتوں میں بھی نہیں ملیگی - یہ فی الحقیقت مسئلۂ حیات و ممات کے حل کی طرف ہمارے علمی عہد کا اولین کامیاب قدم ہے !

اب تک یورپ کے روایتوں نے ہمیں " جرمنی " کی عظیم الشان جنگی طیاریوں کی روایتیں سنائی تھیں' اسکی فوجی قوت اور نظام کے دبدبۂ و سطوت کی ترجمانی کی تھی' ہم نے علم و تمدن اور ایجاد و اختراع کے میدان میں بھی اسکا قدم سب سے آگے دیکھا تھا' اور اسکی یونیورسٹیوں اور علمی جماعتوں کے خالص علمی کارناموں کی جو داد عملاً تمام عالم تمدن دے رہا تھا' اسمیں شریک ہوگئے تھے -

پھر موجودہ جنگ شروع ہوئی - روایتوں اور جنگی و قومی اعتقادوں کا موسم بیکایک بدلا - سفیدی سیاھی سے' نامدی پستی سے' عروج تنزل سے' نیکی بدی سے' اور محبوبہ انسانیت سے' ناگہاں بدلدی گئی' اور ہم سے کہا گیا کہ اب سے پہلے جو کچھہ تم سے کہا گیا ہے اور جو کچھہ تمنے دیکھا اور سنا ہے' سب یکسر بھلا دو ! ہمنے ایسا ھی کیا' اور ایسا ھی کرینگے - تا وقتیکہ ہر شے کو بدلدینے والی یہ جنگ ختم نہ ہو جاے -

لیکن " ایمڈن " کے دوبارہ زندہ ہو جانے اور اپنی نئی زندگی کا ایسا تلخ اور غم انگیز ثبوت دینے نے جرمنی کے متعلق طرح طرح کے نئے وسوسوں کی طرف رہنمائی کردی ہے' اور ہمیں ڈر ہے کہ کہیں اُس کی فوجی اور علمی طاقتوں کی گذشتہ روایتوں کیطرح' اسکی خوفناک اور ما فوق العادۃ قوت کی بھی ایک نئی روایت پیدا نہو جاے - کیونکہ ۶ - ستمبر والے ایمڈن کا نیا " بھوت " دنیاے قدیم کے روایتی جنوں کی طرح بہت ہی عجیب ہے !

لیکن اگر فرشتۂ موت کی گرفت ہمارے حریف کیلیے ایسی ہی ڈھیلی ہوگئی جس سے صرف تیس دن کی جد و جہد کے بعد چھوٹ نکل کر اور جا سکتی ہے' تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری مشکلات کا اصلی میدان دنیا سے باہر ہے - اگر صرف کمبخت " ایمڈن " دوبارہ آگیا یا بقاعدۂ تناسخ اسے نیا چولا ملگیا تو چنداں حرج نہیں' لیکن اصلی سوال آیندہ کا ہے - ڈیلی میل کے صادق الروایۃ نامہ نگار کی موت بخشی کی طرح موت و حیات کی اور بہت سی تقسیمات بھی ہمارے سامنے ہیں' اور ہماری معلومات کی فہرست اموات بڑی ہی وسیع ہے - اگر خدا نخواستہ موجودہ عہد کے مرنے والوں کی موت اسی طرح صرف تیس دن کی موت ثابت ہوئی' تو نہیں معلوم اور کتنے کروزروں' کتنے ہزار جہازوں' اور کتنی ہی مقتول لاشوں کو ہمارے فہرست کے خانۂ اموات میں سرخ پنسل کی لکیر نصیب ہوگی !

اس سے بھی ایک زیادہ دلچسپ لطیفہ ہے جو جنگ کی اس حسن اور عاجزانہ مشغولیت کے عہد میں امید ہے کہ تبدیل ذائقہ کیلیے بہت ہی کار آمد ہوگا - بعض عوام کے خیال میں جو اپنے ہر قول کے سند میں " داستان امیر حمزہ " کی کسی جلد سے بحوالہ صفحہ و سطر استشہاد کرنے کی اعلی قابلیت سے بھی بہرہ ور ہیں' یہ جہاز واقعی ایمڈن نہیں ہے جو جنگ کی حدود کے عالم میں مرچکا ہے' بلکہ اسکی ایک خبیث روح ہے جو ایمڈن کا بھوت بنکر نمودار ہوئی ہے - بڑا ثبوت اس فلسفہ کی صداقت کا یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اگر ۱۰ - سے ۱۴ - تک نمایاں ہونے والا ایمڈن واقعی ایمڈن ہی ہوتا تو اسے ہندوستان آنے کی کیسے جرات ہوتی ؟ اور آگیا تھا تو ابتک کیسے بچا رہتا ؟ کچھہ نہیں یہ ایمڈن کا بھوت ہے - اور بلجیم میں جرمنوں کی جو وحشیانہ حرکتیں بیان کی گئی ہیں' انکے لحاظ سے یقیناً مرنے کے بعد خبیث روحوں ہی کی شکلوں میں مسخ کردیے جانے ہونگے' پاک روحوں کے درجہ میں تو صرف نیک اعمال انسانوں کو ملسکتی ہے - قتل و غارت کرنے والے بدکردار اگر مرکر بھوت نہیں بنینگے تو کیا فرشتوں کے ایوانوں میں بھیجدے جاوینگے ؟

بہر حال خواہ کچھہ ہی ہو مگر ہمیں امید ہے کہ جنگ کی حدوں کو دیکھنے والے آیندہ زندگی و موت کی ایسی بحثوں سے ہمیں معاف رکھینگے' اور جب کسی کو مارینگے تو دنیا کے اسی قدیم طریقے کے مطابق مارینگے جسکے بعد نہ تو ڈوبے ہوے اچھل سکتے ہیں اور نہ مرے ہوؤں کی روحیں بھوت بنکر بے خبر زندوں کو ستانے آسکتی ہیں - اس نئی موت اور عرفانی کے علمی تجربے کیلیے سردست ہم لوگ طیار نہیں ہیں - اگر موت کا پھندا ہی اتنا کشادہ ہوگیا ہے کہ اب مردوں کی گردنیں پھنسکر باسانی نکل پڑتی ہیں تو براہ عنایت اسکا تجربہ یالفعل اور کچھہ دنوں تک محدود رکھا جاے تو بہتر ہے - اگر ہر روز ایک مرکر جیتے ہوے جہاز بھی اچھل پڑینگے' جب بھی ہمیں کوئی شکایت نہیں لیکن غریب اور بے قصور ہندوستان کے سمندروں کو اس تجربہ کا مشق نہ بنایا جاے

کیونکہ بظاہر یہ ایک وقتی حکم تھا ' لیکن پھر رک گئے کیونکہ انکی نظر دقیقہ سنج نے محسوس کیا کہ یہ یادگار مسلمانوں کیلیے ہمیشہ درس شجاعت وتحریک عزائم کا وسیلہ ہے' اور ہر حال یاد دلاتی ہے کہ انکے اسلاف کرام نے ضعف جسمانی کی حالت میں بھی کس طرح اپنی صولت اسلامی کو قائم رکھا تھا ؟

( نتائج واقعہ افک )

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ افک بھی جو ایک سفر جہاد میں پیش آیا تھا ' اسی سلسلے کی روحانی یادگار ہے - یہ یادگار اگرچہ ابتداء میں نہایت درد انگیز معلوم ہوئی ' لیکن در حقیقت خدا کی رحمت کا بہت بڑا خزانہ اسکے اندر مستور تھا - قرآن مجید میں عورتوں کے تمدنی حقوق کی حفاظت کیلیے ایک خاص سورۃ یعنی سورۂ نساء نازل ہوئی جسکو عورتوں کی مخصوص یادگار کہا جاسکتا ہے - لیکن ازالۂ وضع ' لباس ' طرز معاشرت ' حقوق منزلی وغیرہ کی عام اصلاح کے متعلق اب تک کوئی آیت نازل نہیں ہوئی تھی - مگر اس واقعہ کے بعد ہی سورہ "نور" اتری جو زیادہ تر انھی احکام سے مملو ہے -

چھٹی صدی عیسوی میں انسان کا یہ شریف تر نصف حصہ انتہا درجہ کی بیکسی و ذلت میں ڈالدیا گیا تھا - تمدن اور مذہب ' دونوں نے اسکے ساتھہ بے رحمی کی تھی - اسلام نے سب سے پہلی مرتبہ عورتوں کے حقوق کا اعلان کیا اور انکے معاشرتی درجہ کو خاندان میں سب سے زیادہ نمایاں جگہ دی - لیکن اس انقلاب کا بڑا حصہ سورۂ نور کے نزول سے وجود میں آیا ہے اور سورۂ نور ایک سفر جنگ کو یاد دلاتی ہے - پس عورتوں کے حقوق کی سب سے بڑی اور سب سے پہلی اصلاح بھی غزوات اسلامیہ ہی کی یادگار ہے

حد قذف اور حد زنا کے متعلق بھی اب تک کوئی آیت نازل نہیں ہوئی تھی ' لیکن اس واقعہ کے بعد ہی ان حدود کی تعیین کے لیے آیتیں نازل ہوئیں -

حضرت عائشہ کی فضیلت اگرچہ عام طور پر مسلم تھی ' لیکن قرآن مجید کی برأت نے اسکو اور بھی قطعی کردیا ' پس یہ واقعہ اُن احکام کی روحانی یادگاروں کا ایک مجموعہ ہے جنکو حدود اللہ کے جامع و مختصر لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے - وہ ازواج مطہرہ کے فضائل مخصوصہ کا ایک باب ہے جسکو اس نے کھولدیا تھا - یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے اسکو مسلمانوں کے لیے خیر و برکت کہا . لا تحسبوہ شرا لکم ' بل ہو خیر لکم ( ۲۴ : ۱۱ ) اس واقعہ کو برا نہ سمجھو ' وہ تو تمہارے لیے موجب خیرات و برکات ہوا -

( اسلامی یادگاروں کا عجائب خانہ )

دنیا کی دوسری قوموں نے اپنے نمایاں کارناموں کی مادی یادگاریں قائم کی ہیں - خاص خاص لڑائیوں کو مختلف مخصوص طریقوں سے نمایاں کیا ہے - عجائب خانوں میں سلاطین قدیم اور جانباز بہادروں کے آلات جنگ محفوظ رکھے ہیں - انکی یادگار میں مجلسیں مقرر ہوتی ہیں ' اور شادیوں و غم کی قومی و ملکی تقریبیں قائم کی جاتی ہیں - اسلام نے اگرچہ اس قسم کا کوئی عجائب خانہ نہیں بنایا ' تاہم اسکی یادگاریں محفوظ ہیں - اسکی لڑائیوں کی یادگار لوہے کی تلوار نہ تھی جو عجائب خانہ میں رکھدی جاتی ' بلکہ وہ روح و دل کے تغیرات و انقلابات تھے ' جنکے لیے تمام عالم انسانیہ یکسر عجائب خانہ ہے !

مکہ اور مدینہ میں عجائب خانے کیلیے ایک چھوٹی سی عمارت بنادی جاتی تو اس سے کیا فائدہ ہوتا جبکہ تمام دنیا کی سطح ارضی اسکے لیے دارالآثار بنگئی ہے ؟ بدر اور حنین کی تھالیں اور ترنم سے

یورپ کی طرح ہم نے بھلا کر نہیں رکھے - کیونکہ بدر کے انھارے نیزوں کے سامنے جو ہاتھ اللہ کی عبادت کیلیے اٹھتے تھے ' وہ ابتک چالیس کروڑ انسانوں کے اندر سے ہر روز دن میں پانچ بار اٹھکر بدر کی یاد کو مٹنے نہیں دیتے' اور اس محسوس اور حی و قائم یادگار نے ہمیں معدنی اور سنگی یادگاروں سے مستغنی کر دیا ہے !

( حاشیہ )

(۱) مسلمانوں نے ( بزعم یورپ ) غزوہ بدر میں کفار کا جو قافلہ لوٹ لیا تھا ' اس میں بچوں کا ایک کھلونا بھی تھا جو خوش قسمتی سے ابن زبیر کے ہاتھہ آگیا تھا - یہ کھلونا کیا تھا ؟ راہ حق میں ایک گہرا زخم جسکے سوراخ سے بچوں نے کھیلا ! ابن زبیر اپنے والد کی نسبت کہتے ہیں :

| | |
|---|---|
| ضربۃ ضربھا یوم بدر قال عروۃ کنت ادخل اصابعی فی تلک الضربات العب - | ان کے مونڈھے پر بہت سے زخموں کے ساتھہ ایک وہ زخم بھی تھا جو انکو معرکہ بدر میں لگا تھا - عروہ کہتے ہیں کہ میں ان زخموں کے اندر انگلی ڈال کر کھیلا کرتا تھا ! |

انہی کھلونوں نے فرزندان اسلام کیلیے جان پر کھیل جانے کو ایک کھیل بنا دیا تھا ! !

(۲) غزوات اسلامیہ میں واقعہ بدر نہایت اہم ہے جس نے دنیا کی تاریخ بدلدی - صحابہ اسکے ہر واقعہ کو یاد رکھتے تھے اور اس عہد کی ہر چیز کو یادگار سمجھتے تھے - انھی یادگاروں میں حضرت ابن زبیر کی تلوار بھی تھی جسکے جوہر انہوں نے معرکہ جنگ میں دکھائے تھے - جب عبد اللہ ابن زبیر ( رض ) کو عبد الملک ابن مروان نے قتل کر دیا ' تو انکے صاحبزادے عروہ بن زبیر کو بلاکر یہ تلوار دکھائی اور کہا . " تم اس کو پہچانتے ہو ؟ " انہوں نے کہا " ہاں " عبد الملک نے اسکی نشانی پوچھی - انہوں نے جواب دیا کہ وہ غزوہ بدر میں ایک جگہ سے کند ہوگئی ہے - مروان نے کہا سچ ہے:

بھن فلول من قراع الکتائب !

"وہ تلواریں دشمنوں کے جسم پر لگتے لگتے کند ہوگئی ہیں "

چنانچہ اس مصرع کو پڑھکر یہ خاندانی یادگار عروہ بن زبیر کو دیدی - لوگوں نے ۳ - ہزار تک قیمت لگائی اور ایک شخص نے اپنے لیے سرمایۂ افتخار سمجھکر خرید لیا -

اسی زمانے میں مسلمانوں کی تلواریں دشمنوں کے جسم پر لگتے لگتے کند ہوجاتی تھیں - اب نیام میں پڑے پڑے کند ہو جاتی ہیں:

ابتدا وہ تھی ' انتہا ہے یہ !

و بلوناہم بالحسنات والسیئات ' لعلہم یرجعون !

تیسرا شخص بھی تھا - اوس نے کہا : " یہ پہلی عہد شکنی ہے جس سے مجھے قتل و خون کی بو آتی ہے - میں انکے ساتھ نہیں جا سکتا " ان لوگوں نے جبرا ساتھ لیجانا چاہا مگر اوسنے انکار کردیا ' یہانتک کہ شہید کردیا گیا - وہ حبیب اور ابن دثنہ کو ساتھ لیگئے اور مکہ میں غلام بناکر بیچ دیا - قبیلہ بنو حارث ابن عامر نے حبیب کو خرید لیا ' اور چونکہ یہ وہی حبیب تھے جنھوں نے غزوہ بدر میں حارث ابن عامر کو قتل کردیا تھا - اس لیے ان لوگوں نے اس خون کا انتقام لینا چاہا ' اور انکو حرم سے باہر قتل کرنے کیلیے لیگئے کہ دار الامن میں قتل ناجائز تھا -

لیکن حضرت حبیب کے عزم و استقلال نے شہادت کے وقت ایک روحانی یادگار قائم کردی - انھوں نے دشمنوں سے دو رکعت نماز کی اجازت چاہی - کفار نے اجازت دیدی - انھوں نے نہایت سکون و اطمینان کیساتھ نماز ادا کی ' اور کہا کہ اگر تمکو اسکو جزع و فزع کے لیت و لعل پر محمول نہ کرتے اور یہ بدگمانی ہوتی کہ میں موت کیوقت میں تاخیر ڈالنے کیلیے بہانہ کرتا ہوں تو میں نماز کو اور زیادہ طول دیتا اور بہت دیر تک اپنے خداوند کے حضور رہتا ! اسکے بعد یہ اشعار پڑھے :

ما ابالی حین اقتل مسلماً        علی ای شق کان للہ مصرعی

"جبکہ میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جاتا ہوں تو مجھے کچھہ پروا نہیں کہ خدا کی راہ میں کس پہلو پر جان دونگا ؟ "

و ذلک فی ذات الالہ و ان یشاء        یبارک علی اوصال شلو ممزع

" میرا قتل صرف خدا کی راہ میں ہے ' اور اگر وہ چاہے تو کاٹے ہوے جوڑوں میں برکت دے سکتا ہے "

کفار نے اونکو نہایت بیدردی کے ساتھہ باندہ کر قتل کردیا ' اور اونھوں نے ان دو رکعتوں کو ہر اوس شخص کیلیے بطور ایک زندہ سنت صبر و ثبات کے یادگار چھوڑا جو اسی ظالمانہ طریقہ سے قتل کیا جاے !

اسلامی غزوات کی ایک یادگار یہ تھی !

( دوسرات طہارت )

عبادت اسلامیہ کی آسانیوں میں تیمم خدا کی دی ہوئی ایک یادگار آسانی ہے - اسکے برکات کا ظہور زیادہ تر سفر ہی میں ہوتا ہے - حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) اور صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم) کا سفر اکثر جہاد ہی کیلیے ہوا کرتا تھا ' اسلیے سفر ہی میں مسلمانوں کو یہ عطیہ الہی بھی دیا گیا - چنانچہ ایک سفر میں حضرت عائشہ آپ کے ساتھہ تھیں - سوء اتفاق سے راستے میں انکا ہار گم ہوگیا - انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام صحابہ کے ساتھہ اوسکے ڈھونڈھنے کیلیے ٹھہر گئے لیکن منزل پر دور تک پانی کا نام و نشان نہ تھا - صحابہ نے حضرت صدیق ( رضی اللہ تعالی عنہ ) سے اسکی شکایت کی - انھوں نے حضرت عائشہ پر ناراضی ظاہر کی کہ تمہاری ہی غفلت نے تمام قوم کو اس مصیبت میں مبتلا کررکھا ہے - چنانچہ اسی موقع پر آیت تیمم نازل ہوئی ' اور تمام صحابہ مسرت کے لہجے میں پکار اٹھے :

ما ھی باول برکتکم یا آل ابی بکر ! ( بخاری )        اے آل ابی بکر ! یہ کچھہ تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے !

اس بنا پر تیمم بھی غزوات اسلامیہ ہی کی یادگار ہے -

( تیسرات صلواۃ و صیام )

حالت سفر میں قصر اور رمضان میں افطار صوم کی اجازت بھی جہاد ہی کی راہ میں آسانیاں پیدا کرنے کیلیے دی گئی

قران کریم کی آیات قصر میں صاف طور پر جہاد کے مواقع کا ذکر اوپر گزر چکا ہے - حضرۃ عائشہ فرماتی ہیں کہ حکم قصر دراصل جہاد کیلیے ہوا تھا - ( بخاری )

( حج )

عبادات اسلامیہ میں حج مختلف یادگاروں کا مجموعہ ہے - وہ جس گھر میں ادا کیا جاتا ہے ' خدا کے سب سے برگزیدہ بندے کے ہاتھہ کی قائم کی ہوئی یادگار ہے :

و اذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت و اسمعیل : ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ( ۲ : ۱۲۱ )        جب حضرت ابراہیم اور اسمعیل خانہ کعبہ کی دیواریں چن رہے تھے تو اسوقت یہ دعا انکی زبانوں پر تھی کہ خدایا ! ہمارے اس عمل کو قبول کرلے ! توہی سننے والا اور جاننے والا ہے !

بلکہ دنیا کی مذہبی یادگاروں میں سب سے قدیم یادگار وہی ہے :

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکہ مبارکا وھدی للعالمین ( ۳ : ۹۰ )        پہلا گھر جو انسان کی پرستش کا بنایا گیا ' وہی گھر ہے جو مکہ میں تمام دنیا کی برکت و ہدایت کیلیے تعمیر کیا گیا -

ان بندوں نے خدا کے وحدانیت کی ایک زندہ رہنے والی یادگار قائم کی تھی - خدا نے بھی اوسی میں اونکی یادگار قائم کردی :

فیہ آیات بینات مقام ابراھیم ( ۳ : ۹۱ )        اس گھر میں مقام ابراہیم ایک نمایاں یادگار مقدس ہے !

صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا حضرۃ ہاجرہ کی اس سراسیمگی کا منظر تازہ کرتی ہے جب وہ پانی کی جستجو اور بچے کی محبت میں پریشان حال تھیں - چاہ زمزم قدرت الہی کی اس کرشمہ سازی کو یاد دلاتا ہے ' جس نے وادی غیر زرع ( بنجر اور خشک سرزمین ) میں خدا کی رحمت کے بہتے ہوے چشمے کا منھہ کھولدیا تھا - قربانی حنیفیت اسلامیہ کی اس جاں فروشی اور فدویت کے سر روحانی کو محسوس و ممثل کر دکھاتی ہے ' جس کے حضرت خلیل و ذبیح علیہما السلام کے اندر سے ظہور کیا تھا - "رمی جمار " اس شیطانی و ابلیسی قوتوں سے دنیا کو روکتا ہے جو اس پاک مقاصد کی تکمیل میں سنگ راہ ہو رہے ہیں -

لیکن غزوات اسلامیہ نے ان یادگاروں میں ایک یادگار کا اور اضافہ کر دیا - فتح مکہ سے ایک سال پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش مکہ سے صلح کرلی تھی جو صلح "حدیبیہ" کے نام سے مشہور ہے - اس صلح کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھہ عمرہ کے لیے تشریف لاے تو صحابہ کو مدینہ کی آب و ہوا نے چور چور کردیا تھا ' اور بخار کے عام ابتلا نے انکی طاقت رفتار سلب کردی تھی - اس ضعف کا اثر طواف کی حالت میں بھی صاف نمایاں ہوتا تھا اور مکہ والے دیکھتے تھے - کفار نے جو اسلام کی فوجی طاقت کا ہر موقع پر امتحان لیتے رہتے تھے ' طنز آمیز لہجہ میں کہا :

اوھنتہم حمی یثرب !        مدینہ کے بخار نے تو اونکو چور چور کردیا ہے

( مسلم )

اگرچہ ابھی تک عملا اونکو یہ یقین نہیں دلایا جاسکتا تھا کہ یہی ناتوان ہستیاں ' یہی ضعیف بندے ' ایک دن اونکی قوت کے سر پر غرور کو کچل دینگے ' تاہم علامات و آثار دکھلانے کا وقت تھا ' اسلیے آنحضرت (صلی اللہ علیہ و سلم) نے صحابہ کو تندرستوں کیطرح اکڑ کر چلنے کا حکم دیا کہ روح کی ایمانی قوت اس جسم ضعیف کے پردے میں بھی نمایاں کردیں - یہ یادگار اب تک قائم ہے اور فقہاء کی اصطلاح میں "رمل" کہا جاتا ہے جسکے بعد ا[illegible] حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے اسکو [illegible]

کبھی کبھی کتوں کی ژرهوں میں مشعل بھی لٹکا دیتے تھے اور وہ دشمن کے خیموں میں بڑھکر آگ لگا آتے تھے -

کتوں کے فوجی نظام تعلیم نے آگے چل کر اس سے بھی زیادہ نشو و نما حاصل کی - سنہ ١٤٧٦ میں جب سوٹزرلینڈ اور برگنڈی میں معرکہ کارزار گرم ہوا تو فوج کے ساتھہ دونوں طرف کے کتے بھی باہم سرگرم پیکار تھے اور سوٹزرلینڈ کے کتوں نے برگنڈی کے کتوں پر فتح پائی تھی -

## ( عہد جدید کے ابتدائی فوجی کارنامے )

جدید دور تمدن کی ابتدائی تاریخ بھی کتوں کے کارنامہ ہاے شجاعت و جلادت سے لبریز ہیں - چنانچہ کولمبس نے جنگ امریکا میں جن اجزاء سے اپنی فوج کو مرتب کیا تھا اون میں ٢٠ - کتے بھی تھے - ان کتوں نے ایسے ایسے نمایاں کام کیے کہ پادشاہ اسپین کو حکم دینا پڑا کہ انکے لیے بھی تمام فوج کی طرح تنخواہیں مقرر کردی جائیں !

اوسٹرلیٹس کے اوس مشہور واقعہ میں جو سنہ ١٨٠٥ ع میں فرانس اور روس و اسٹریا کی افواج متعددہ کے درمیان ہوا تھا علم شاہی کو ایک کتے ہی نے اسٹرین فوج کی غارتگری سے بچایا تھا - اس خدمت نمایاں کے صلے میں مارشل لیل نے ایک اعزازی تمغہ اسے پہنایا !

فرانسیسیوں نے جزائر عرب کی لڑائیوں میں کتوں سے پہرے کا کام لیا تھا -

ترک بھی سترھویں صدی میں کتوں کی جنگی قابلیت سے واقف ہوگئے تھے - جنگ یونان سنہ ١٨٢٢ ع میں اونھوں نے کتوں سے بیش بہا جنگی خدمات لیں - جب یونانی سپاہی کرلیولیس کی فصیلوں پر چڑھگئے تھے تو ان کتوں نے اونکو ٹڈی دل کی طرح گھیر لیا تھا !

سنہ ١٨٧٧ میں روس نے ترکوں کی جنگ میں کتونکا استعمال کیا - سنہ ١٨٨٢ ع میں روس اور اسٹریا کے درمیان جو جنگ ہوئی تھی اوس میں فوج کے ساتھہ کتے بھی نبرد آزما تھے -

نپولین نے بھی پہرے دلیے اسکندریہ کے دیوں نے جمع کرنے کا حکم دیا تھا جب اس نے مصر پر قبضہ کیا تھا - اور جنگ اٹلی میں اون سے جاسوسی اور خبر رسانی کی خدمت بھی لی تھی -

سنہ ١٥٢٢ ع میں فرانس اور اسپین کے درمیان جنگ ہوئی - ھنری ہشتم شاہ انگلستان نے اپنے بھانجے چارلس خامس شاہ اسپین کو فوجی مدد بھیجی - اوس فوج میں ٤٠,٠٠٠ سپاہیوں کے ساتھہ ٤,٠٠٠ کتے بھی تھے - چنانچہ ان کتوں نے مرنچ کتوں پر نہایت جانبازانہ حملہ کیا

اسٹریا کے لوگوں نے سنہ ١٨٨٢ میں ایک خاص نسل کے کتوں کی تربیت و پرداخت کی تھی - یہہ لئے دشمنوں کی کمین گاهوں کا سراغ لگاتے پھرتے تھے - جنرل کوریف (روسی) نے جب جیوک کے قلعے پر حملہ کیا تھا تو ترکمان لٹیروں کی کمینگاہ کا پتہ کتوں ہی نے لگایا تھا -

( لہا بقیۃ صالحۃ )

# تبلیـغ اســلام اور ایڈیٹـر الهــلال

لڑائی کے متعلقات میں تاریخی ' جغرافی ' سیاسی ' علمی وغیرہ معلومات جو جناب اپنے اخبار کے ذریعہ نہایت وضاحت و فصاحت اور بکمال حسن بیان کے ساتھہ مہیا کرتے ہیں ' اردو خواں پبلک کیواسطے بیحد مفید ہے - اور ہم سب لوگوں کو آپکا بہت بہت شکریہ ادا کرنا چاہیے - اللہ تعالی آپکی عمر اور صحت میں بڑی ترقی عطا فرمائے - لیکن ( حشا اور واللہ باللہ طنزاً نہیں بلکہ صرف بہبودی اسلام و مسلمانان کے واسطے ) اسکا افسوس ضرور ہے کہ یہ بے نظیر قابلیت صرف اشاعت اسلام کے لیے منحصر نہ ہوئی جسکی بہت ضرورت ہے - غالباً آپ نے اگست کا " اعادہ " مطالعہ فرمایا ہوگا جس میں میرے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ جزائر فلپائن میں کسی ہندی عالم کو جانا چاہیے - کیا جناب گروہ علما میں سے کسی خاص مرور شخص کو ترغیب نہیں دے سکتے کہ وہاں چلا جائے ؟ گو بہت سے لوگ عملاً میری اس راے کے مخالف ہیں مگر میں تو پھر بھی کہونگا کہ بہ نسبت دوسروں پر اعتراض کرنے کے خواہ وہ اعتراض سچا ہی کیوں نہ ہو ' ہمکو خود اپنی اصلاح زیادہ مفید ہے - بلکہ سچ یہ ہے کہ اگر مجھکو کوئی شے فائدہ پہنچا سکتی ہے تو وہ اپنی اصلاح - اور اگر اس کا عملی پہلو ہو تو بہت ہی اچھا ہے -

میں نہایت ادب اور پورے اخلاص سے معافی چاهکر کہونگا کہ خدا را اب جناب مولوی عبد السلام صاحب ندوی کے مضامین اسٹرایک دید کردیں - جنکو پڑھکر میرا تو دم گھٹنے لگتا ہے اگر ہم ایسی دلیلوں سے کام لیں تو جدال و قتال باہمی کے جواز اور استحسان کی ہمکو روایتیں - صحابہ کرام اور تابعین عظام کے عمل سے ملسکتی ہیں - اگر اسٹرایک کو ایسا ہی مقبول عمل سمجھا جاے جیسا کہ جناب مولوی صاحب ممدوح ثابت کرنا چاهتے ہیں تو مسلمان طلبا کو کوئی مکتب - مدرسہ - اسکول - کالج اپنے دروازے کے اندر نہ آنے دیگا -

اپکا نہایت ادنی خادم

( نواب حاجی ) محمد اسمعیل ( خان صاحب رئیس دتاولی )

# مسئـلـہ قیــام الهــلال

از جناب مولانا سید مرتضی صاحب ( نونہرہ - غازیپور )

الہلال کے بند کردینے کی خبر نے مسلمانوں کی حمیت دینی کو فوق فلک الافلاک تک پہنچایا کوئی دل ایسا نہ تھا جو رسیدہ میں مضطرب نہو - کوئی اضطراب ایسا نہ تھا جسکی سعی و زاری کی صدا مجیب دعوۃ المضطر کی جناب تک رسائی کی کشمکش نہ کرتی ہو - الہلال کا بند ہونا گویا آفتاب معلومات اسلامیہ و مہر ادب و علوم ' و تحقیق و تدقیق ' و درس حریت ' و دعوہ صدق و صفا کا ہندوستان سے غروب ہونا تھا - اس پرچہ کی قدر اهل علم کے قلوب سے پوچھیے - اردو زبان کو علمی زبان و ادب کا جو خلعت آپ ہی کے خامۂ بدائع نگار نے پہنایا ہے - الا نثر غالب و سید احمد خاں - لیکن وہ ابتدا تھی ' ان کو یہ جامہ زیبا ہرگز نصیب نہ تھا - ہر موقع پر نوادر اشعار کا وہ مجموعہ آپ کے حافظہ میں ہے کہ معلوم ہوتا ہے ' صدہا دواوین اساتذہ کے آپ حافظ ہیں - قرآن کریم کی آیات آپ کے نوک زبان ہیں - ملکی مضامین پر آزادی راے کا جو لامع و ساطع حصہ ہے وہ اپنی آپ ہی نظیر ہے - فن تفسیر و حدیث کی تنقید و تحقیق کس مرتبہ کی ہے ؟

رفیق ناقد مشو ہر نکتہ را نہ می نگرم

اس تارک کو الہلال کے کسی ناحیہ میں ممکن ہو تو جگہ دیجیے -

# کـــلاب الحرب !

## انسان کی جنگ

## اور کتوں کی عجیب و غریب خدمات !

و تحسبهم ایقاظا و هم رقود و نقلبهم ذات الیمین و ذات الشمال ، و کلبهم باسط ذراعیه بالوصید ( ۱۸ : ۱۷ )

پچھلی ڈاک میں یورپ کے جو اخبارات و رسائل آئے ہیں ، انسے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ جنگ یورپ میں جرمن فوج "فوجی کتوں" سے بھی کام لے رہی ہے - بلجیم کے حملہ میں کتوں کے کئی دستے اسکے ساتھہ تھے ریل کی گاڑیوں میں انکی نقل و حرکت کیلیے مخصوص گاڑیاں بنائی گئی ہیں جن میں انکی نشست و برخاست اور خواب و خورش کے الگ الگ کمرے ہیں !

اس سے پہلے ہندوستان کے اخبار بین حضرات ان مضامین کا مطالعہ کرچکے ہیں جن میں فرانسیسی پولیس کے کتوں سے کام لینے کے دلچسپ حالات بیان کیے گئے تھے اور جو غالبا اسے تین چار سال پہلے اخبار میں شایع ہوے تھے - چونکہ کتوں کی جنگی خدمات کے متعلق ابتک اردو میں کچھہ نہیں لکھا گیا ہے اسلیے یہ خبر پڑھکر خیال ہوا کہ ایک مستقل مضمون اس موضوع پر شائع کیا جاے

( انسان کا وفاسرشت خادم )

کتا انسان کا قدیم وفادار خادم ہے - انسان جب زمانہ وحشت میں خود جانوروں کی طرح جنگلوں کے اندر زندگی بسر کرتا تھا ، اسوقت بھی یہ وفا سرشت جانور اوسکی اطاعت اوسی وفاداری کے ساتھہ کرتا تھا ، جسطرح آج بیسویں صدی کے اسی متمدن انسان کی کرتا ہے !

اس زمانے میں اگرچہ وسائل تعلیم کی کثرت اور ذرائع تربیت کی وسعت نے کتوں کو بھی تعلیم یافتہ بنا دیا ہے ، لیکن اب تک اونکو عہد وفا کا وہ سبق اچھی طرح یاد ہے ، جسکو انسان نے زمانۂ وحشت میں پڑھا دیا تھا -

انسان جب جنگلوں میں وحشیانہ زندگی بسر کرتا تھا تو اسوقت وہ صرف شکار کی غذا پر زندہ تھا - اس وجہ معاش کی فراہمی میں تیر و کمان کے علاوہ اگر کوئی اور رفیق اوسکی اعانت کرسکتا تھا تو وہ یہی کتا تھا - وہی شکار کو تلاش کرتا تھا ، وہی جنگلوں کے گھنے اور گنجان درختوں کے اندر گھس کر اونکو ڈھونڈھتا تھا ، وہی پہاڑوں پر سے اونکو نیچے اوتار کر لاتا تھا ، اور وہی اونکو پکڑ کے اپنے آقا کے پانوں پر ڈالدیتا تھا -

آج بھی جب کبھی اس عہد وحشت کی یاد تازہ کی جاتی ہے اور متمدن انسان جانوروں کے شکارگاہ سے اوٹھا کر خود اپنے ابنائے جنس کو شکار کرنا چاھتا ہے ، تو کتا اوسکا حق رفاقت ادا کرتا ہے ، اور اوسکے ساتھہ ساتھہ اوسی وفادارانہ طریقہ سے میدان جنگ کا چکر لگاتا ہے ، جسطرح عہد وحشت میں اوسکے شکار کے پیچھے پیچھے دوڑتا پھرتا تھا !

( امم قدیمہ اور کتوں کی جنگی خدمات )

اب اگرچہ جنگی کتوں کی تعلیم و تربیت کا ایک خاص نظام قائم ہوگیا ہے ، لیکن کتوں سے فوجی خدمت تقریباً تمام قدیم متمدن سلطنتوں نے بھی لی تھی - زمانہ قدیم کی تاریخ جنگ میں کتوں کے جنگی کارنامے نمایاں طور پر نظر آتے ہیں -

سنہ ۳۶۳ قبل مسیح میں جب اجیلاوس شاہ اسپارٹا نے منتھی نیا کا محاصرہ کیا تھا تو اوسوقت اوسکی فوج میں کتوں کی صف بھی نظر آتی تھی -

کمبیس تاجدار ایران نے جب مصر پر حملہ کیا تو یہ وفادار خادم بھی اوسکے ساتھہ تھا - یونانیوں نے بھی ٹراوڈا کے محاصرے میں کتوں کی شجاعت سے کام لیا تھا - مقدونیا کی فوج کی دارنگی جرات کا دمہ دارانہ کام بھی کتوں کے سپرد کیا گیا تھا - ٹیوٹن کے تمام قبائل عموماً جنگ میں کتوں سے کام لیتے تھے اور اونکو زرھیں پہنا کر اور گلے میں خاردار طوق ڈال کر میدان جنگ میں ساتھہ لے جاتے تھے - ورجہ تالین نے کتوں کا ایک دستہ بنا لیا تھا ، اور وہ قدم قدم پر فوجی حیثیت سے اونکے ساتھہ ساتھہ رکھتا تھا -

الٹن کے بادشاہ نیورس نے جب اپنے سفیر کو رومیوں کے پاس بھیجا تو وہ نہایت کر و احتشام کے ساتھہ روانہ ہوا - سفیر ذاتی وجاہت کے لحاظ سے نہایت بلند بالا شخص تھا اوسنے گلے میں ایک طوق پہن لیا تھا ، اور الٹنوں میں سونیکے انگن نظر آتے تھے - ساتھہ ساتھہ کاھن قومی ترانہ گاتا ہوا چلتے تھے ، با ایں ہمہ خود سفیر کتوں کے حفاظت میں محصور تھا ، اور وہ با قاعدہ فوج کی طرح نہایت منظم طور پر اوسکے ساتھہ ساتھہ چلتے تھے !

جب سفیر رومیوں کی فوج میں پہونچا تو رومیوں کو کتوں کی اس فوجی تربیت و با قاعدگی کا نظارہ نہایت عجیب معلوم ہوا ، اور اونہوں نے بھی کتوں کی فوجی تعلیم کا مستقل نظام قائم کرلیا - اس نظام نے اس قدر ترقی کی کہ قلعوں کی حراست کا تمام کام کتوں کے متعلق ہوگیا عموماً قلعوں کی فصیلوں اور برجیوں پر کتوں کا پہرا رکھا تھا جب دشمن قلعے کے قریب آجاتے تھے تو وہ بگل پھونک کر فوج کو ہوشیار کر دیتے تھے !

ہرکلانیوم کے کھنڈروں میں جو آثار عتیقہ ظاہر ہوے ہیں ، ان میں ایک زرہ پوش کتے کی صورت بھی ہے جو ایک رومن فوج پر پہرہ دے رہا ہے

قرون وسطی میں رومیوں نے کتوں کی تعلیم و تربیت میں اس سے بھی زیادہ ترقی کی - کتوں سے پہلے صرف حراست کا کام لیا جاتا تھا - اب وہ میدان جنگ میں ایک مستقل بہادر سپاہی کا کام دیتے تھے - یہ عام طور پر مسلم ہے کہ جنگ میں سپاہیوں سے زیادہ گھوڑے کام کرتے ہیں ، لیکن کتوں کا حملہ خاص طور پر گھوڑوں کی قطاروں پر ہوتا تھا - کتوں کے گلے میں خاردار طوق ڈال دیے جاتے تھے ، اور اوس میں بڑی بڑی نوکدار چھریاں باندہ دی جاتی تھیں - یہ مسلح کتے میدان جنگ میں دوڑتے پھرتے ، اور سپاہیوں کو اس مخفی حملہ کی اوسوقت خبر ہوتی ، جب اونکے گھوڑوں کے پانوں زخم سے بیکار ہو کر آگے بڑھنے کی طاقت سے معذور ہو جاتے !

کس درجه هولناک ' اور کیسی زهره گداز هوجاتی هے ؟ پهولوں کی سیج پر لیٹنے والوں اور اپنے بستر راحت کے هر طرف همدردوں اور غمگساروں کا جمگهٹا دیکهنے والوں کیلیے میدان جنگ کے زخمیوں کی مصیبت سمجهنا بہت مشکل هے :

تو اگر این نخورده گزند را چه خبر ؟

( یورپ میں اسکی ابتدا )

اسلامی ممالک میں جنگ کے سفری شفاخانے اگرچه آغاز تمدن اسلامی هی میں قائم هوگئے تهے لیکن یورپ میں اس طرح کے شفاخانوں کی اولین بنیاد دسویں صدی مسیحی میں ڈالی گئی اس زمانے میں اٹلی مشرقی تجارت کا سب سے بڑا مغربی مرکز تها ' اور اطالی تجار بکثرت هر سال مصر اور فلسطین کے شهروں سے گذرتے تهے - بیت المقدس میں جب انکا گزر هوتا تو عیسائی زائروں کی هزارها جماعتیں انکی نظر سے گذرتیں جو ممالک اطالیه سے وهاں هر سال جمع هوا کرتی تهیں وه سفر کی مشقتوں سے چور هوتیں ' طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا هو جاتیں ' اور ان میں سے اکثر زائر فقر و مرض کے شدائد سے مجبور هو کر وهیں رهجاتے اور نذر اجل هوتے -

اس نظارے نے اطالی تاجروں کے دلوں میں همدردانه احساس پیدا کیا اور سنه ۱۰۳۲ ع میں اُن کی ایک جماعت نے ظاهر بالله فاطمی خلیفۂ مصر سے ان مریض حاجیوں کے علاج کے لیے بیت المقدس میں خیراتی شفا خانه قائم کرنیکی درخواست کی - ظاهر بالله نے نهایت فیاضی کے ساتهه اجازت دیدی ' اور اونلوگوں نے قدیس ( سینٹ ) یوحنا کی یادگار میں ایک خیراتی شفا خانه وهاں قائم کردیا اور یورپ کے دولت مندوں کی فیاضی نے اُسے بیحد ترقی دی -

عرب جاهلیه کے زمانے میں جس طرح حجاج اور خانه کعبه کی انتظامی خدمات انجام دینے کے لیے مختلف جماعتوں کو سقایه ' سدانة ' حجابة وغیره کے مختلف مناصب عطا کیے گئے تهے ' اسی طرح بیت المقدس میں بهی خدام حجاج کا ایک مستقل عمده قائم تها ' جنکو " شهسواروں کی برادری " کہا جاتا تها - جب خدمت زوار کا یه جدید طبی صیغه قائم هوا تو اسکا انتظام بهی ایک جدید اخویت (برادرهڈ) کے سپرد کیا گیا جو تمام اخویات ایطرح اپنا مستقل شعار رکهتی تهی - باهمی امتیاز کیلیے کوئی جماعت سیاه چادروں پر سفید صلیب لگاتی تهی ' کوئی سفید چادروں پر سیاه صلیب لگا کر نمایاں هوتی تهی - لیکن اس جماعت نے اپنا شعار سفید چادر اور سرخ صلیب کے نقش کو قرار دیا - رفته رفته یه علامت اس جماعت کا عام شعار هوگیا ' اور جو لوگ فوج کے ساتهه طبی خدمات انجام دینے کے لیے جاتے تهے ' اونکی شخصیت کو یهی علامت ممتاز کرنے لگی - بالاخر سرخ صلیب ( ریڈ کراس ) کی علامت خیراتی شفاخانوں کے لیے مخصوص هوگئی -

( صلیب احمر )

یهی جماعت هے جو اب " جمعیۃ صلیب احمر " کے نام سے پکاری جاتی هے -

اگرچه مذهبی گروه کی خدمت کیلیے اٹالین تاجروں نے سفری شفاخانه قائم کیا تها - لیکن اسی سے میدان جنگ میں بهی صلیب احمر کی بنیاد پڑگئی -

هنری ڈیوان ایک رحم دل پادری تها جو سوئٹزرلینڈ کا باشنده تها سنه ۱۸۵۹ ع میں فرانس اور آسٹریا کے د[illegible] سلفرینو کی جو مشهور خونریز لڑائی هوئی ' اوس میں وه بهی شریک تها - اس قیامت خیز جنگ میں مریضوں کے علاوه ۴۰ هزار آدمی زخمی هوے تهے - اوس نے خود ان مریضوں کی تیمارداری کی تهی ' اونکی مصیبتوں کو اپنی آنکهوں سے دیکها تها ' اونکے کراهنے کی آواز اپنے کانوں سے سنی تهی ' اور اس درد انگیز منظر کے مجموعی اثر نے اوسکے دل کو رحم و همدردی کے جذبات سے بهردیا تها - چنانچه وهاں سے پلٹ کر اوسنے ایک کتاب لکهی جسکا نام " یادگار سلفرینو " تها - اس کتاب میں اوس نے جنگ کے ماتم خیز نظارے کا منظر اس موثر طریقه سے دکهایا که هر شخص کے همدردانه جذبات میں جنبش پیدا هوگئی ' اور اس حرکت کی مجموعی رفتار نے دفعتا جذبات رقیقه کا ایک طوفان جد و جهد برپا کردیا ؛

اول اول خود سوئٹزرلینڈ کی جمعیه خیریه نے رحمدلی سے اس همدردانه جنگ میں اوسکے ساتهه شرکت کی - اسکے بعد یورپ کے تمام شهروں میں مجروحین جنگ کی اعانت کیلیے انجمنیں قائم هوگئیں اور اونهوں نے اس قدر ترقی کی که تمام سلطنتوں نے اونکی حفاظت اور نشو و نما کو اپنی آغوش میں لے لیا -

( جنیوا کانفرنس )

چنانچه ۶ جون سنه ۱۸۶۴ ع میں تمام دول یورپ کی ایک کانفرنس جنیوا میں منعقد هوئی ' اور ان انجمنوں کے تحفظ و بقاء کا قانون پیش کیا گیا - سلطنت فرانس نے نهایت سرگرمی سے اوسکی تائید کی ' اور ۱۸ اگست کو کانفرنس کے اجلاس ختم هوے -

اس کانفرنس نے مریضوں کی اعانت اور طریق علاج کے تمام مراتب طے کیے ' اور تمام وکلاء دول نے اوسکی تصدیق کی - اخر میں ترکی ' ایران ' جاپان ' سیام وغیره کی سلطنتوں نے بهی اس کانفرنس کے رزولیوشنوں کے ساتهه اتفاق کیا -

بحری جنگ کے متعلق بهی کانفرنس میں چند دفعات قانونی پیش کی گئی تهیں لیکن ابتک تمام سلطنتوں نے اونکی تصدیق نهیں کی هے ' اور بهت ممکن هے که موجوده جنگ یورپ کے بحری میدانوں میں انکے مسائل تازه هوجائیں -

کانفرنس میں اس انجمن کے متعلق جو قانون پاس کیا گیا اوسکی اهم دفعات حسب ذیل هیں :-

( ۱ ) کوئی سلطنت اپنے فاتحانه یا مدافعانه جنگ میں ان شفاخانوں سے اسیطرح کا تعرض نه کریگی ' بشرطیکه ان میں مریض اور زخمی هوں - فوج نه هو -

( ۲ ) ڈاکٹروں ' تیمار داروں ' اور شفاخانوں کے تمام متعلقین کی حفاظت هر سلطنت کا لازمی فرض هوگا - مثلاً اگر وه دشمن کے هاتهه میں گرفتار هوجائینگے تو اونکا شمار اسیران جنگ میں نه هوگا دشمن خود اپنے یهاں اون سے طبی کام لے سکتا هے - لیکن اگر اوسکو اونکی ضرورت نهیں هے تو بحفاظت تمام اونکی فوج میں پهونچا دیا جائیگا -

باشندوں میں سے جن لوگوں نے زخمیوں کی تیمارداری کی هے ' اون پر جنگی ٹیکس اور تاوان کا بار نه ڈالا جائیگا -

( ۳ ) صلیب احمر کو بلا تخصیص ملک و مذهب هر قوم ' هر شخص ' اور هر مذهب کے افراد کے زخمیوں کا علاج کرنا هوگا - اگر کسی زخمی کی تیمار داری ناممکن هوجائے تو سپه سالار کا فرض هوگا که اوسکی فوج میں اُسے واپس بهیجدے -

( ۴ ) جو زخمی صحت یاب هونے کے بعد بهی جنگ میں شریک هونے کے قابل نهو سکینگے اونکو واپس کردیا جائیگا -

( ۶ ) کوئی شخص زخمیوں کی گاڑیوں سے کسی قسم کا تعرض نکر سکے گا ' البته اگر ان گاڑیوں سے فوج کی تنظیم و ترتیب میں کوئی خلل آئیگا ' یا اوسکے راستے میں رکاوٹ پیدا هوگی ' تو سپه سالار ان گاڑیوں کو دوسرا راسته اختیار کرنے پر مجبور کر سکے گا

# شـئون حـربيـه

## صليب احمـــر

### ميدان جنگ کے شفاخانے

آجکل لڑائیوں کے میدانوں میں ڈاکٹروں اور تیمار داروں کی جو با قاعدہ جماعتیں زخمیوں کے علاج کیلیے جاتي هیں ' انکو ریڈ کراس یعنے صلیب احمر کہتے هیں ترکوں نے صلیب احمر کي جگہہ هلال احمر کا لقب انکے لیے اختیار کیا ہے اور گذشتہ جنگ طرابلس و بلقان کے موقع پر یہ نام بچے بچے کي زبان سے نکل چکا ہے -

موجودہ جنگ یورپ میں بھي هر فوج کے ساتھہ صلیب احمر کی جماعتیں مصروف خدمت هیں -

لیکن بہت کم لوگوں کو اس جماعت کے قیام کی تاریخ اور ابتدائي حالات معلوم هونگے - هم چاهتے هیں کہ ایک مختصر مضمون میں اسکي تاریخ بیان کردیں -

اس مضمون سے قارئین کرام کو اسکا بھی اندازہ هوجایگا کہ جنگ کے سفري شفاخانوں کي ایجاد مسلمانوں کے عهد تمدن کی یادگار ہے' اور یورپ کي " صلیب احمر " اس سے تقریبا دو سو برس بعد عالم وجود میں آئي تھي -

( عهـد قـديم )

فطرت مرض کے ساتھہ ساتھہ دوا بھي پیدا کردیتي ہے - اس اصول کي بنا پر اگرچہ جنگ کي عالمگیر مصیبت کو خود انسان کي فطرت هي نے پیدا کیا تھا' لیکن مجروحین جنگ کي مرهم پٹي کا سامان بھي اوسیکے اندر چھپا هوا تھا :

بیک دست گوهر بیک دست نیع !

بدو خلقت هي سے انسان کے سر پر مصیبت کا یہ بادل چھا گیا' لیکن سب سے پہلے اس ابر غلیظ کے سیاہ پردوں کے چاک کرنے کے لیے جو هاتھہ اوٹھا' وہ عورت کا نرم و نازک هاتھہ تھا - اسکے رقیق و لطیف جذبات کے همدردانہ احساس نے پیش قدمي کي - عورت اگرچہ اپنے ضعف فطري کیوجہ سے اس پردے کو چاک نہ کرسکی تاهم اوس میں اتني قوت ضرور تھي کہ اپني چادر کو پھاڑ کے اپنے اعزا و اقارب کے زخموں پر پٹي باندھدیتي - جوش مستي سے زمانۂ وحشت کي آزادي نے اوسکو میدان عمل میں مردوں کے دوش بدوش کھڑا کردیا تھا' اسلیے وہ اونکے ساتھہ میدان جنگ میں بھي جاتي تھي' اور جبکہ سنگدل مرد خون کا سیلاب بہاتے تھے' تو وہ اونکو مشک میں بھر بھر کے پاني پلاتی' اونکے زخموں کو دھوتي' اور اونکي کي مرهم پٹي کرتي -

( غزوات اسلامیه )

زمانۂ جاهلیت میں عرب کي عورتوں نے عموماً یہ همدردانہ شعار قائم کرلیا تھا - عهد اسلام میں اس نے اور ترقي کی' اور میدان جنگ میں عورتوں کي خدمات لازمي هوگئیں - غزوات عهد نبوت و خلفاے راشدین میں عورتوں کي جنگی خدمات نہایت نمایاں هیں -

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے روے مبارک کے زخم کا خون حضرت فاطمہ نے دھویا تھا ' اور حضرت عائشہ نے بھي تشنہ کامان جہاد کو پاني پلا کر شرکت جہاد کا شرف حاصل کیا تھا -

جنگ یورپ : صلیب احمر کا شفاخانہ اور " سینٹ اکسٹائن " کي راهبات ( نرس ) - بمقام ماسٹرٹ ( بلجیم )

اسلامي تمدن و تہذیب کے زمانے میں اس همدردانہ طرز عمل نے نہایت ترقی حاصل کی' اور اطباء کی ایک خاص جماعت مرتب کیگئی جو فوج کے ساتھہ ساتھہ میدان جنگ میں جاکر طبی خدمات انجام دیتی تھي - یہ سفری شفاخانے همیشہ فوج کے ساتھہ نقل و حرکت کرتے رهتے تھے ' ساتھہ هي متعدد اونٹ اور خچر هوتے تھے جن پر زخمیوں کي مرهم پٹی اور مریضوں کے علاج کا تمام سامان لدا هوتا تھا اور انکو "مارستانات نقالہ" کہتے تھے - یعنے سفری شفاخانے - (مارستان فارسی کے بیمارستان کا معرب ہے )

سلطان محمود سلجوقي کي فوج کے ساتھہ جو سفري شفا خانہ تھا ' اوسکا تمام طبي ساز و سامان ۴۰ اونٹوں پر آتا تھا ! مورخین اسلام نے عموماً جنگوں کی تفصیل میں شفا خانوں کا بھی خاص طور پر حال لکھا ہے

تاریخ آل سلجوق میں اسکے تذکار بکثرت ملتے هیں - ابن اثیر' ابوالفداء ' اور مقریزی کي تصریحات اگر جمع کي جائیں تو ایک مفصل رسالہ مرتب هوجاے

( مصائب جنگ )

لیکن دنیا کا عام تمدن و تہذیب کی برکات سے زیادہ همدردی سے چلتا ہے - اس قسم کے سفری شفا خانوں کا سنگ بنیاد عورت نے خالص همدردي کی سطح پر رکھا تھا ' اسلیے اوسکي دیواروں کو بھي همدردي هی کے هاتھوں نے چنا ' اور آج هم اوسکو ایک عظیم الشان عمارت کی شکل میں دیکھہ رهے هیں !

انساني مصیبتوں میں مرض سب سے بڑي مصیبت ہے - فقر و افلاس کو اگرچہ انسان کیلیے ایک عظیم الشان مصیبت خیال کیا جاتا ہے ' لیکن انسان اس حالت میں اوٹھہ بیٹھہ سکتا ہے ' چل پھر سکتا ہے ' اور اپنی قوت کے استعمال سے اپنا پیٹ بھر سکتا ہے - لیکن مرض کي حالت میں وہ بالکل بیدست و پا هو جاتا ہے - علی الخصوص سفر کي حالت میں جب ایک مریض صاحب فراش هوتا ہے ' تو بعض حالتوں میں تو وہ اپنے جیب سے روپیہ پیسہ نکالنے کی بھي قدرت نہیں رکھتا کہ اپنے علاج کا سامان خرید کرلاے - لیکن ایک فقیر گلیوں میں گھوم پھر کے اپنے فقر و فاقہ کا علاج کر لیتا ہے -

یہ عام سفر کے مصائب هیں - لیکن جنگ کي غربت و بیکسی کا اندازہ کرنے کیلیے انکا تصور کافی نہیں - جبکہ غضبناک دشمن سر پر اور از خود رفتہ ساتھي اپني اپني جانوں کی فکر میں هوتے هیں' جب لاشیں گھوڑوں کي ٹاپوں سے روندي جاتي هیں اور سوار کو یہ سوچنے کي مہلت بھي نہیں هوتي کہ نعل پھر پس رهے هیں یا انسان کا جسم کچلا جارها ہے ؟ جب زخمیوں کي آهیں اور دم توڑنے والوں کي فریادیں آلات جنگ کے شور اور خونریز قوتوں کے ٹکر کے هنگامہ میں بالکل گم هوجاتي هیں' تو کون اندازہ کرسکتا ہے کہ اس [illegible] زخم اور دکھہ کي مصیبت کس درجہ درد انگیز'

سیاست رحم دلي کي دشمن هے ' لیکن ابسے پہلے اسکی نسبت کہا جاتا تھا کہ اوسکي رحم دلي سیاست پر غالب هے - چنانچہ اوسنے چند سال سے پھانسي کے کسي فیصلہ پر دستخط نہیں کیا - جب اسٹریا میں هیضہ پھیلا تو اوسکے انسداد کیلیے اپنی پوري کوشش صرف کي - لوگوں کے یہاں خود تعزیت کو جاتا تھا ' شفاخانوں میں جاکر مریضوں کو دیکھتا اور اونکو تسکین دیتا تھا - جب هنگري میں طوفان آیا ' تو خود وهاں جاکر لوگوں کو بچانے کیلیے آمادہ کیا - بلکہ بہت سے ڈوبنے والوں کو اپنے هاتھہ سے بچالیا !

لیکن یہ عجیب انقلاب وقت هے کہ جس بادشاہ کی رحمدلي اسکو گوارا نہیں کرتي تھي کہ ایک مجرم کو پھانسی دینے کیلیے دستخط کرے ' وهي آج لاکھوں بے قصور انسانوں کے قتل و غارت کا محرک اول هوگیا !

کہتے هیں کہ وہ نہایت فیاض اور کریم النفس بھي هے - زمانہ جنگ میں مجروحین کو خود اپنا وظیفہ دیتا هے ' اور خود نہایت سادہ سپاهیانہ غذا پر بسر کرتا هے - اسي همدردانہ برتاو کی بنا پر اوسکو اپني رعایا پر کامل اعتماد حاصل هے - وہ تنہا باهر نکلا کرتا هے ' بجز سرکاري تقریبوں کے کبھي محافظ فوج اوسکے ساتھہ نہیں رهتي یورپ کے اخبارات میں اسکي رحم دلي اور فیاضی کی حکایتیں همیشہ چھپتی رهي هیں -

ایک مرتبہ وہ اپنے بچپنے کے زمانے میں لیمبرگ کے باغ میں اپنے دادا کے سامنے کھیل رها تھا - اسی حالت میں ایک پہرہ دار سپاهي پر اوسکی نظر پڑگئي - اوس نے اپنے دادا سے گھبراکر پوچھا : " کیا یہ فقیر هے ؟ " اسکے دادا نے پوچھا کہ تمہیں اوسکي فقیري کا حال کیونکر معلوم هوا ؟ جوزف نے جواب دیا " اسلیے کہ وہ اپنے فرائض کو مجبورانہ انجام دے رها هے " فرانسیس نے مسکراکر کہا :

" عزیز من ! هر امیر فقیر کو اپنے اپنے فرائض مجبورانہ هي انجام دینے پڑتے هیں یہاں تک کہ شاهنشاهوں کی اولاد کو بھي - لیکن واقعي یہ پہرہ دار محتاج هے - اس نوٹ کو لو اور اسے دے آؤ "

جوزف نہایت تیزي سے نوٹ لیکر اوسکي طرف بڑھا اور کہا " یہ نوٹ لو - میرے دادا نے تمکو دیا هے " اس زمانے کے فوجي قانون کی رو سے کوئی سپاهي اسي قسم کا عطیہ قبول نہیں کرسکتا تھا - اسلیے اوس نے سر کے اشارے سے انکار کیا ' جوزف نہایت ناراض هوا اور اپنے دادا کے پاس جاکر شکایت کی - اوس نے کہا کہ جاکر اوسکے کارتوس کي تھیلی میں چپکے سے ڈالدو - لیکن جوزف کا هاتھہ سپاهی کی کمر تک نہیں پہونچتا تھا ' اسلیے فرانسیس نے اوسکو گود میں اوٹھالیا ' اور اوس نے نوٹ اوسکي تھیلی میں ڈالدیا - اب اوس نے غایت مسرت کے لہجے میں سور مچانا شروع کیا : " سپاهي نے مفلسی سے نجات پائی "

جوزف نے اپني عمر کے پانچ مرحلے طے کیے تھے کہ اوسکے دادا نے انتقال کیا - چھٹے سال اوسکی تعلیم و تربیت شروع هوئی - اوسکي ماں صوفیا خانداني حیثیت سے عالي مرتبہ اور نہایت دور اندیش اور عاقلہ عورت تھی - اوس نے اپنے بچوں کی تعلیم کی نگرانی کا اهم فرض خود اپنے ذمہ لیا - آسٹرین شہزادوں کی تعلیم و تربیت کا ایک خاص قانون تھا جسکو شاهنشاہ جوزف ثاني نے مرتب کیا تھا - اوس نے شاهزادوں کي تعلیم کا پروگرام جن اصولوں پر مرتب کیا تھا ' اوسکي تصریح خود اوسي نے اپنے نہایت جامع الفاظ میں ایک بار کي تھي :

" عام لوگ اپنے بچوں سے کہتے هیں کہ اگر تم تعلیم حاصل کروگے تو ملازمت کے ذریعہ اپني ذات کو فایدہ پہونچاسکوگے - لیکن اگر تم نے علوم و فنون میں مہارت حاصل نہ کي ' تو اس سے ملک کو کوئي نقصان نہ پہونچیگا بلکہ خود تمہیں کو بڑا سے بڑا ضرر پہونچے گا -

لیکن یہ فقرے شاهزادوں کی تعلیم و تربیت پر منطبق نہیں هوسکتے - کیونکہ وہ علم و جہالت ' دونوں حالتوں میں ملک کے فرمانروا هونگے ' اسلیے اوسکا نفع و نقصان ملک کو لازمي طور پر پہونچیگا ' پس اونکے لیے علوم و فنون میں کامل مہارت حاصل کرنا نہایت ضروري هے "

اهل هنگري اپني زبان کو زندہ رکھنے اور سرکاري زبان بنانے کی کوشش میں همیشہ سے مصروف تھے - مگر سلطنت آسٹریا همیشہ هنگري زبان کو حقارت کي نگاہ سے دیکھتی تھي ' اور کوئی آسٹرین بھولے سے بھي اوسکي تعلیم کی طرف توجہ نہیں کرتا تھا - لیکن شاهنشاہ جوزف نے بچپن هي میں اونکی زبان کو سیکھا اور اوس میں اس قدر مہارت حاصل کي کہ اچھي طرح بات چیت کرنے لگا - حسن اتفاق سے سنہ ۱۸۴۷ع میں جب کہ وہ صرف آرچ ڈیوک تھا ' گورنر کے تقرر کی رسم ادا کرنے کیلیے هنگري آیا - یہ هنگرین شورش و بغاوت کا ابتدائي زمانہ تھا - اونکي شورش کا مقصد صرف اپني قومیت ' وطنیت ' اور زبان کو محفوظ رکھنا تھا جو اسٹریا کے ساتھہ مدغم هوتي جاتی تھي - آرچ ڈیوک فرانسیس جوزف نے نہایت دور اندیشی سے اس فتنہ کو فرو کرنا چاها اور اونکے سامنے هنگري زبان میں ایک اسپیچ دي - اسپر تمام هنگرین قوم نے اس زور سے خوشی کے نعرے بلند کیے کہ انکے گلے پڑ پڑ گئے ' اور اپنے قدیم طرز پر اظہار مسرت کیلیے تلواریں نیام سے کھینچ لیں !

چند دنوں کے بعد هنگري نے آسٹریا کے دائرۂ اقتدار سے نکلنے کے لیے پھر شورش کی ' لیکن وهاں کے گورنر نے اونکو یقین دلایا کہ جس آرچ ڈیوک نے تمہارے سامنے تمہاري زبان میں تقریر کی تھی ' وہ عنقریب آسٹریا کا شہنشاہ مقرر کیا جائیگا - اس خوشگوار وعدہ کا نہایت اچھا اثر هوا ' اور دفعتاً بغاوت کی آگ بجھہ گئی - چند دنوں کے بعد جب شہنشاہ جوزف کے سر پر تاج شاهی رکھا گیا تو تمام هنگري نے اوسکی رسم تخت نشینی کا نہایت مسرت سے خیر مقدم کیا - حالانکہ وہ دوسرے بادشاهوں سے عموماً اظہار نفرت کرتے تھے -

اسکی روزانہ زندگی کا حسب ذیل پروگرام ایک اخبار میں شائع هوا تھا :

پانچ بجے صبح کو اوٹھتا هے ' اور چاے وغیرہ پیکر کام میں مصروف هو جاتا هے دس بجے سے ۱۲ بجے تک لوگوں کو دربار میں باریابی کا موقع دیتا هے - پھر اپنے پرائیوٹ سکریٹروں سے ملکی معاملات میں مشورہ کرتا هے - تین بجے کھانا کھاکر سیر و تفریح کي تیاري کرتا هے ' اور اکثر تھیٹروں میں جاتا هے - ان تفریحی مشاغل سے فارغ هوکر دس بجے کھانے سو رهتا هے - اس ایسی مصروفیت اور کسل و تکان کی کبھي شکایت نہیں کرتا - اکثر امور ملکي کے انجام دینے سے طبیعت گھبرا جاتي هے تو چند دنوں سیر و شکار کے لیے باهر نکل جایا کرتا هے -

وہ یورپ کي تمام زبانوں کا ماهر هے اور ان تمام زبانوں میں گفتگو کرسکتا هے - اوس نے ایک مرتبہ فوج کا جائزہ لیا تو اوسکے سامنے مختلف قوموں کے پانچ دستے پیش کیے گئے - اوس نے هر ایک کے سامنے اوسیکی زبان میں تقریر کی !

# تاریخ و عبر

## کرہ ارضی کی آتشزدگی کا اولین شعلہ

## فرانسس جوزف شہنشاہ آسٹریا

( حیات خصوصی )

معمر ترین حکمران عالم

وہ آرچ ڈیوک فرانسیس کارل کا بیٹا ہے - ۱۸ اگست سنہ ۱۸۳۰ ع میں پیدا ہوا' اور سنہ ۱۸۴۸ع میں جبکہ اسکی عمر صرف اٹھارہ برس کی تھی اسکی تخت نشینی ہوئی - سنہ ۱۸۶۷ ع میں اسکے تاج شاہی میں ایک نیا طرہ لگایا گیا - یعنی وہ ھنگری کا بادشاہ بھی بنایا گیا - اسوقت اسکی عمر تقریباً ۸۴ برس کی ہے -

سنہ ۱۸۵۴ ع میں آنجہانی ملکہ الیزبتھ ڈیوک آف باویریا کی لڑکی سے شادی کی جو یورپ کی شہزادیوں میں عام طور پر معمار خیال کی جاتی تھی' اور اسکا حسن و جمال مسلم تھا - اوس کے بطن سے چار اولاد پیدا ہوئیں جنمیں سے صرف دو لڑکیاں آرچ ڈچیز جزلا اور ماریا زندہ ہیں - سنہ ۱۸۹۸ ع میں ملکہ پر جب وہ جنیوا میں شاہی کشتی میں جا رہی تھی' ایک انارکسٹ نوجوان نے دفعتاً حملہ کیا اور قتل کردیا -

شہنشاہ جوزف کے تین بھائی تھے' جن میں سے ایک مکسیک پر حکومت کر رہا تھا' اوس نے ۱۸۶۷ع میں وفات پائی - دوسرے بھائی کا نام آرچ ڈیوک کارل تھا جس نے سنہ ۱۸۹۶ ع میں انتقال کیا - اس نے متعدد اولاد چھوڑی - فرانسیس فردیننڈ جو حال میں سراجیو میں قتل کیا گیا' اسی کا لڑکا تھا شہنشاہ جوزف نے پرنس ارودلف کے انتقال بعد اسکو ولی عہد مقرر کیا تھا' لیکن وہ قطرتاً نہایت ضعیف الجثہ تھا - ڈاکٹروں نے اوسکو وائنا کے قیام سے منع کردیا تھا - ماہرین سیاست کی راے تھی کہ وہ حزم و تدبیر کے ساتھہ آسٹریا جیسے مختلف العناصر ملک پر حکومت نہیں کر سکتا - اپنی اس کمزوری کو وہ خود بھی محسوس کرتا تھا - اسلیے ایک خاموش لطف و مسرت کی زندگی بسر کر رہا تھا -

عام خیال تھا کہ اگر یہی حالت قائم رہی تو اسکی جگہہ شاہنشاہ جوزف کے بھائی آرچ ڈیوک اوٹو کو ولی عہد بنایا جائیگا' لیکن سرا جیو نے ہمیشہ کے لیے اوس سے یہ منصب چھین لیا -

شہنشاہ جوزف کا خاندان تمام یورپ میں سب سے قدیم ترین حکمران خاندان ہے - وہ ۶۳۲ برس سے حکمرانی کر رہا ہے' اور یہ ایسا فخر ہے جو دوسرے خاندانوں کو بہت کم نصیب ہوا ہے - اس سلسلہ حکومت کا پہلا تاجدار رودلف وان ھیبسبرگ تھا وہ پہلے جرمنی کا ایک کونٹ تھا لیکن سنہ ۱۲۷۳ ع میں جرمانیا کا باشاہ مقرر کیا گیا -

اس خاندان نے ایک مدت تک آسٹریا' ھنگری' بوھیمیا' وسط جرمنی' ھالینڈ' اٹلی' اسپین وغیرہ' پر حکومت کی ہے اور اوس پر سے ہر قسم کے ملکی انقلابات کا سیلاب گذر چکا ہے - اس وسیع مدت نے مردوں کے ساتھہ عورتوں کو بھی حکومت کرنے کا موقع دیا - چنانچہ سنہ ۱۷۴۰ ع جب شاہنشاہ کارل سادس کا انتقال ہوا' اور اوس نے اولاد ذکور میں سے کسیکو وارث تاج و تخت نہ چھوڑا تو اسکی لڑکی ماریا تھریزا کے سر پر تاج شاہی رکھا گیا - حکمراں ہونے سے پہلے سنہ ۱۷۳۶ ع میں اوسکی شادی ڈیوک فرنسیس لورین سے ہوئی تھی - اب جب اوس نے تخت سلطنت پر قدم رکھا تو اوسکا شوہر ڈیوک فرنسیس اول شاہنشاہ بنایا گیا' یہی فرنسیس ہے جسکی اولاد آج تک بر سر حکومت ہے - اسلیے آسٹریا کے موجودہ خاندان شاہی کو ھیبسبرگ لورین کہا جاتا ہے -

شاہنشاہ جوزف کا سالانہ وظیفہ ۹۳۰,۰۰۰ پونڈ ہے' اس رقم میں سے اوسکو نصف آسٹریا اور نصف ھنگری کے خزانہ سے ملتا ہے - وائنا اور بودا پسٹ میں اوسکیلیے متعدد محل تعمیر کئے گئے ہیں' اور پیرانہ سالی' تجربہ کاری' اور زمانہ شناسی کے لحاظ سے وہ یورپ کے تمام بادشاہوں میں نہایت موقر اور قابل احترام خیال کیا جاتا تھا لیکن افسوس کہ موجودہ جنگ یورپ میں خونریزی کا پہلا قدم اوٹھا کر اسنے اپنی ہشتاد سالہ عزت یورپ کے بڑے حصے میں برباد کردی ہے -

فنون لطیفہ کے ساتھہ نہایت دلچسپی رکھتا ہے - بالخصوص مناظر طبیعیہ کا شیدا ہے ساتھہ ہی فنون سپہگری میں بھی اسے خاص شہرت حاصل ہے اوس نے اکثر میدان جنگ سے پیچھے ہٹ جانے پر موت کو ترجیح دی' چنانچہ معرکہ سالفرنو میں جب اسٹرین فوج کے جنرل ھسر کی سپہ سالاری میں فرانس اور سارڈینین فوج کی متحدہ فوج سے مقابلہ تھا اور جنرل ھیس نے بعض جنگی مصالح کی بنا پر فوج کو ہٹانے کا حکم دیدیا' تو شاہنشاہ جوزف کی بہادری نے اسے ھٹنے کی اجازت نہ دی اور خود فرانچ توپوں کی داغتی کے آگے سینہ سپر ہوکر کھڑا ہوگیا' جو نہایت تیزی کے ساتھہ پیچھے ہٹنے والی اسٹرین فوج پر گولے برسا رہی تھیں!

ایک مرتبہ وہ سرسبز کھیتوں کے درمیان گذر رہا تھا - اوسکو دو شخص نظر آے جو پالتو جانوروں کو شکار کیلیے چرانا چاہتے تھے - جب اون دونوں نے شاہنشاہ جوزف کو دیکھا تو آکر پانوں پر گرپڑے اور رونے لگے:

" ہمارا خاندان بہت بڑا ہے - صرف زراعت سے گذر اوقات نہیں ہوسکتی - پہلے ہم فوج میں ملازم تھے' اب موقوف کردے گئے ہیں - اسلیے اس جرم کے ارتکاب پر مجبور ہو گئے "

شاہنشاہ جوزف نے اونکا نام و نشان پوچھکر اون کو واپس چلے جانیکی اجازت دی - وہ چلے گئے' مگر مواخذہ کا خوف دامنگیر تھا - اسکے بعد شاہنشاہ نے اونکے پاس فرمان بھیجا جسکے ذریعہ اونکو شکار گاہوں کا نگراں مقرر کیا گیا - فرمان کو پہلے تو وہ وارنٹ گرفتاری سمجھے لیکن بعد کو معلوم ہوا کہ بادشاہ نے اونکی صداقت اور فوجی خدمات کے صلے میں انکو نوکری اور منصب عطا کیا ہے!

ایک روز وہ شونبرن کو جارہا تھا' راستے میں فائر بریگیڈ ملا جو کہیں آگ بجھانے کیلیے جا رہا تھا - اوسکے گھوڑے کیچڑ میں پھنس گئے تھے -

وہ دفعتاً رک گیا' بادشاہ نے خود اپنی گاڑی کے گھوڑے کھلواکے اوس میں جتوادیے - ان گھوڑوں نے فائر بریگیڈ کو کیچڑ سے نکالا' اور مقام آتشزدگی تک پہنچا آے - شہنشاہ خود کرایہ کی گاڑی پر [illegible] چلا گیا!

انعامی مضامین سے مقصود یہ ہے کہ کسی موضوع یا عنوان کو متعین کر کے اہل قلم کی خدمت میں پیش کیا جاے تا کہ وہ اسپر فکر آزمائی کریں' اور پھر بہتر و امثل مضمون کیلیے ایک اعلان کردہ رقم پیش کی جاے - اسلیے نہیں کہ وہ اسکا معارضہ ہے بلکہ محض بغرض امتیاز' و تشویق و تحریص -

یہ ایک نہایت عمدہ طریقہ ہے جس سے ارباب قلم میں تحریر و تصنیف کا شوق پیدا ہوتا ہے - یورپ کے اخبار و رسائل اور مجالس و مجامع کو پبلک کی طرف سے بڑی بڑی رقمیں دی جاتی ہیں تاکہ وہ انعامی مضامین کا اعلان کر سکیں - وہانکے اخبارات خود بھی اس قابل ہوتے ہیں کہ علمی اُلوالعزمیوں میں حصہ لیں اور اپنے ادارہ کی طرف سے گرانقدر رقوم ارباب علم و ادب میں تقسیم کریں -

علی الخصوص جب کبھی کوئی نئی اختراع یا علمی تحقیق شائع ہوتی ہے اور اسکی تکمیل و ترقی کیلیے ارباب علم اور عام پبلک کی توجہ مطلوب ہوتی ہے تو عموما اس کام میں سب سے زیادہ مدد انعامی مضامین کے مقابلوں ہی سے ملتی ہے اور انعاموں کی تعداد اور مقدار میں خود اخبارات و رسائل کا باہمی مقابلہ شروع ہو جاتا ہے - مثلاً کئی سال سے تمام یورپ کے اخبارات و رسائل پر ہوائی جہازوں کے تجارب کا ایک بحران علمی طاری ہے - جنگ سے پہلے کوئی ہفتہ ایسا نہیں جاتا تھا کہ کوئی نہ کوئی انعام انکے متعلق شائع نہ کیا جاتا ہو - صرف ایک اخبار " ڈیلی ٹیلی گراف " لندن نے تین سال کے اندر ۱۲ - بڑے انعام تقسیم کیے جنکی رقوم کی مجموعی تعداد ۳ - ہزار پونڈ سے زائد تھی - پھر وہ عظیم الشان انعام اسکے علاوہ ہے جو ڈیلی ٹیلی گراف نے پچھلے سال ہوائی مسابقت کیلیے انگلستان میں تقسیم کیا تھا !

افسوس کہ ہندوستان میں یہ باتیں ابتک خواب و خیال ہیں- یہاں کے اخبارات کو دست سوال کی وسعت اور طبع دریوزہ گر کی فلاکت سے اتنی مہلت کہاں ملتی ہے کہ انکے بڑھے ہوے ہاتھوں میں دوسروں کیلیے بھی کوئی بخشش ہو؟ ان میں سے اکثر اپنی فلاکت و درماندگی سے مجبور ہیں اور بعض اپنی طبیعت سے - پبلک نے ابتک علم و ادب اور مطبوعات و مصنفات کی حقیقت نہیں سمجھی ہے - وہ ہمیشہ اس فکر میں رہتی ہے کہ ڈیڑھ روپیہ میں سال بھر تک سب سے زیادہ سیاہی اور کاغذ کون دیسکتا ہے ؟

لیکن ان تمام باتوں سے بھی زیادہ افسوس ناک امر یہ ہے کہ اگر بہتر سے بہتر اسباب جمع بھی ہوجائیں تو ملک میں بدبختی سے صحیح دلچسپی لینے والی کوئی جماعت نہیں ہے - یہاں اخبار کے معنی یہ ہیں کہ ایک مشین بصورت انسان جو پرنٹنگ مشین کی آخرین ایجاد کی طرح خود ہی کاغذ کاٹتی ہے' خود ہی چھاپتی ہے' خود ہی مرتب کرتی ہے' خود ہی موڑتی ہے' غرضکہ سب کچھہ خود ہی کرتی ہے - پھر انعام کے معنی بھی یہاں یہی ہوسکتے ہیں کہ خود ہی عنوان تجویز کیا جاے' خود ہی رقم معین کی جاے' اور پھر خود ہی لکھکر بعد انقضاے مدت مقررہ رقم وصول بھی کرلی جاے :

خود کوزہ' خود کوزہ گر و' خود گل کوزہ !

آغاز اشاعت الہلال سے ہمیں کسی ایسے سلسلے کے اجرا کا بارہا خیال ہوا مگر اہل قلم کی بے توجہی اور اکثر حالتوں میں بد مذاقی نے مایوس کردیا -

لیکن آج اس خیال سے کہ اگر خشک علمی مضامین اور تحقیق طلب مذہبی مقالات کیلیے ارباب قلم طیار نہیں ہیں تو اقلاً ادب و انشاء کے میدان میں تو آسکتے ہیں' اس تصویر کو شائع کرتے ہیں' اور اردو ادب و شعر کے با مذاق حضرات کے آگے صرف فکر و خیال کا ایک نیا میدان کھولتے ہیں - اس اولین تجربے پر آیندہ کے ارادے موقوف ہیں -

ہم سے پہلے ایک اہل قلم کو ہم سے بھی زیادہ مصیبت پیش آئی تھی :

رومسخرگی پیشه کن و مطربی آموز
تا داد خود از کہتر و مہتر بستانی !

الحمد للہ کہ گو بعض ابناے عصر نے اپنے تئیں یہاں تک بھی پہنچا دیا ہو مگر ہمیں اسکی ضرورت نہیں ہوئی ہے' اور اگرچہ علمی و مذہبی مضامین کی جگہ محض ادب و شعر کی دعوت دینا ہمارے لیے ایک طرح کا تنزل ہو- تاہم فی نفسہ اسکی ضرورت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا -

کچھہ عرصہ پہلے عالم ادب و شعر کے ہم خود بھی رہ نورد تھے اور الہلال کی اشاعت کے وقت ارادہ تھا کہ خالص ادبی و شعری افکار و مقالات کا بھی اسمیں غالب حصہ ہوگا- لیکن آگے چلکر معلوم ہوا کہ یہاں ایک کے ہو رہنے کے سوا چارہ نہیں' اور بالاخر عالم جذبات و حسن و عشق سے الگ ہوکر صرف اصلاح و مذہب ہی پر قناعت کرلینی پڑی - شاید ہم اب بھی اس کام کو کرسکتے ہیں مگر نہیں کرتے - و للہ در ما قال :

رند ہزار شیوہ را طاعت حق گراں نبود
لیک صنم بہ سجدہ در ناصیہ مشترک نخواست

اگر ارباب ذوق نے اس تجربے میں ساتھہ دیا تو انعامی مضامین کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہیگا اور پھر علمی و مذہبی تحقیقات کے عنوان بھی پیش کرینگے -

( نغمۂ حسن و طبل جنگ )

اس مرقع کا موضوع تخیل " نغمۂ حسن و طبل جنگ " ہے - حسن و عشق کی دنیا بھی ایک معرکہ زار ہے مگر وہاں کے اسلحہ و آلات اور ہیں - وہ جنگ جسمیں لوہے کی تلوار اور چمڑے کی ڈھال سے کام لیا جاتا ہے' بظاہر اس سے کوئی ربط نہیں رکھتی' لیکن اس تصویر میں دونوں چیزیں جمع کردی گئی ہیں - حسن کی مغرور و بیغرور نگاہیں تلوار پر جھکی ہوئی ہیں :

سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی !

انعامی موضوع بحث یہ ہے کہ صرف یہ مرقع اور اسکا عنوان شائع کردیتے ہیں اور اسکے تاریخی ماخذ اور تمام جزئیات مرقع کے متعلق کچھہ نہیں بتلاتے - ارباب ذوق و فکر اس مرقع کو سامنے رکھکر اظہار خیال کریں اور جس پہلو کو زیادہ نمایاں پائیں بحث میں لائیں- آخر اکتوبر تک تمام مضامین آجانے چاہئیں - جو مضمون سب سے زیادہ بہتر و ارفق اور موضوع مرقع پر حاوی ہوگا' اسکے لیے ایک گنی نقد اور ایک گنی قیمت کی مجلدات الہلال پیش کی جائیگی -

مضامین صاف اور خوشخط لکھے ہوں - ورق کے صرف ایک صفحہ پر لکھے جائیں - انعام صرف خریداران الہلال کے حلقہ میں محدود رہیگا -

# اقتراح ادبی و شعری

## نغمہ حسن و طبل جنگ !

دعوت تسابق افکار و تنافس اقلام

و فی ذالک فلیتنافس المتنافسون ! (۸۳ : ۲۳)

انعامي مضمون - دو کدي کا پہلا سلسلہ : " مواضیع ادبیہ " ۳۱ - اکتوبر تک -

آجکي اشاعت کے ساتھہ ایک دلچسپ مرقع شائع کیا جاتا ہے جو کلکتہ کے ایک دقیقہ سنج اور مشاق مصور کے قلم سحر کار کا نتیجہ ہے - اور ایک عمیق و وسیع حسن تخیل' تفحص تاریخی' اور فکر شعري نے اسکا خاکہ کھینچا ہے -

بظاہر اس مرقع کو دیکھیے تو صرف دو تصویریں ہیں جنہوں نے زیادہ سے زیادہ ایک صفحہ کی دس بارہ انچ جگہ روک لی ہوگي - لیکن ارباب نظر اگر چاہیں تو انکے صرف ایک گوشۂ نگاہ هي کے اندر صدہا صفحوں کے صحائف معاني اور دفاتر سوانح و حوادث پڑھلے سکتے ہیں :

احوال ما ز حوصلۂ نامہ بیش بود
لختے ز حال خویش بسیما نوشتہ ایم !

عالم جذبات و حسیات کے صدہا مطالب ہیں جنہیں ہزارہا صفحوں پر پھیلاکر لکھیے - جب بھي سمٹ نہیں سکتے - لیکن اگر ایک سیماء گویا' ایک چشم سخنور' ایک نگہ ناطق' ایک غمزۂ معنی طراز' ایک جمال فکر اندیش' سامنے آجاے تو انکے درس و فہم کیلیے صرف ایک لمحۂ نظارہ هي کافي ہوتا ہے - بلکہ اس سے بھي کم -

یہ ایک ایسي حقیقت ہے جسکي ہر صاحب حال فوراً تصدیق کریگا -

ارسطو اگر شرم و حیا کے واردات و اثرات کا فلسفہ مرتب کرتا اور دس ضخیم جلدیں لکھہ جاتا' جب بھي آپ کچھہ نہ سمجھتے - لیکن کسي کے چہرۂ محجوب اور نگہ شرمگیں کا ایک نظارہ آپکو سب کچھہ سمجھا دیتا ہے' اور حقائق حسن و عشق کے وہ وہ اسرار و غوامض خود بخود حل ہوجاتے ہیں جو دنیا بھر کے حکیموں اور فلسفیوں کي ربانیں ملکر بھي حل نہیں کرسکتي ہیں !

آپ کے نزدیک علم الذوق کا سب سے بڑا ماہر وہ ہے جسنے بہت وسیع علمي عمارت کے اندر بڑي بڑي کتابیں اور بڑے بڑے آلات دیکھے ہوں - لیکن میري نظر میں اس کي حقیقت اوس خوش نصیب سے بڑھکر کوئی نہیں جانتا جسے کسی جمال آتشیں کي ناگہانی جلوہ تابی کے نظارہ کا بار بار موقعہ ملا ہے' اور ہمیشہ اسکے خرمن صبر و شکیب پر بجلیاں گرتی رہي ہیں - و نعم ما قیل :

نہ دانم تا چہ برق فتنہ خواہد ریختن در ہوشم
تصور کردہ ام بگسستن بند نقابش را

* * *

یہي نکتہ ہے جو فن تصویر و رسوم کو تحریر و کتابت پر ترجیح دیتا ہے - قدیم مصري هیرو غلیفي ( نقوش مصورہ و ممثلہ ) کے ذریعہ خط و کتابت کرتے تھے اور یقیناً ہم سے زیادہ عقلمند تھے -

دشمن کے ہجوم کي تصویر کھینچنے میں ہم صفحے کے صفحے صرف کردیتے ہیں اور پھر بھی اپنے چشم و دماغ کو مخاطب کے سر میں نہیں رکھدیسکتے - لیکن وہ ایک شمشیر بکف سپاهي کو مکان کے دروازے پر کھڑا دکھلا کر ہم سے زیادہ بہتر درس مطالب پر قادر تھے - جذبات و واردات' حوادث و سوانح' اور مظاہر طبیعیہ و تعبیرات فطریہ کے بیان میں ہزارہا صفحے ایک طرف' اور ایک انکی چھوٹي سي تصویر ایک طرف ! ہومر نے کسقدر صرف فکر و تصور کے بعد محاصرہ ٹراے کے چند معرکے دکھلاے اور ہومر اعظم ہوگیا ؟ لیکن ایک مصور پنسل کی چند لکیریں کھینچکر دو چار منٹ کے اندر اس سے زیادہ جنگ کے میدان دکھلا دیسکتا ہے' مگر دنیا کا معیار فضیلت دوسرا ہے -

علی الخصوص انسانی جذبات و خواطر اور عالم عواطف و حسیات کے اظہار کے لیے تو زندہ انسانوں کے بعد صرف تصویر هی ایک ایسی شے ہے جو دل کے چھپے ہوے راز دوسرے دلوں تک منتقل کر دیسکتي ہے -

واقعہ نویس اور شاعر کے کاموں کو مصور سے وهي نسبت ہے جو ایک فلسفی کے فلسفۂ حسن کے مقابلے میں خود ایک زندہ جمیل و حسین کو حاصل ہو سکتي ہے - اسي لیے شعر کی ساري فضیلت اسمیں ہے کہ وہ تصویر ہو -

* * *

یہ مرقع جو آپ دیکھہ رہے ہیں' اس بیان کي تصدیق کرسکتا ہے - تاریخ و وقائع' سوانح و حوادث' عجائب تصادفات' نیرنگی انقلابات' حسن و عشق کي کرشمہ سازي' جذبات متضادہ و متباینہ کی کشاکش' اور قلمرو حسن و عالم سیف و سناں کی باہمی آویزش' یہ سب کچھہ اسمیں موجود ہے' اور ان سب سے زیادہ نزہۃ شعر و موسیقي کي وہ معجزیت اعلیٰ جسکے اظہار سے مورخ کا قلم' خطیب کی زبان' مطرب کي ترانہ سنجی' اور شاعري کا فکر' سب عاجز رہجاتے ہیں' اگرچہ وہ سب اسکي طرف اشارہ کرتے ہیں اور اسکے ضروري اجزاء مہیا کردیتے ہیں !

## انعامی عناوین و مضامین

اردو زبان میں " انعامي مضمون " کي ایک نہایت سخیف و عامیانہ ترکیب رائج ہوگئي ہے' اور غالباً رسالۂ " حسن " حیدرآباد کي بہت سي عمدہ یادگاروں کے ساتھہ یہ ایک ناگوار لغوي مدعہ بھي باقي رہگئي ہے - اس قسم کی ترکیبیں میرے مذاق سے بالکل دور ہیں' لیکن چونکہ رائج ہو گئي ہے اسلیے مجبوراً لکھنا پڑا - کسي عمدہ ترکیب سے اسے بدلدینا چاہیے -

ولا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین (القرآن الحکیم)

# الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۱۲ — کلکتہ: چہار شنبہ ۹ ذیقعدہ ۱۳۳۲ ہجری — جلد ۵

Calcutta : Wednesday September 30. 1914.


انگلستان کا سب سے زیادہ قوی و اعلی بیٹل شپ : ایچ - ایم - ایس بلدر ورن - جسکا وزن ۱۸۵۰۰ ٹن اور جسکی توپیں ۱۰ × ۱۲ - اور ۱۶ × ۴ انچ کی ہیں ۔

قیمت فی پرچہ — چار آنہ

# بريد فرنگ

" تائمز " كاغذ كي كميابي پر بحث كرتے هوے لكهتا هے ' " يه ظاهر هے كه اسوقت كاغذ كي جتني مانگ هے اس سے كاغذ كي مجموعي فراهمي بهت كم هے - كاغذ كي قيمت ميں ۷۵ فيصدي كا اضافه مطابع كي تجارت كے ليے عموماً اور اخبارات كے مالكوں كے ليے خصوصاً ايك سنگين معامله هے ليكن اس گراني كے مسئله سے بهي زياده اهم يه سوال هے كه اسوقت جبكه يورپ ميں كاغذ سازي كے ليے لكڑي كے مغز (ورڈ پلپ) كي آمد و رفت بند هے ' تو كيا يه اميد كي جاسكتي هے كه آينده گراں تر قيمت هي پر سهي مگر بهرحال كاغذ ملتا رهيگا ؟

بهترين ذرائع اطلاع كے بموجب لكڑي كے مغز كے اسٹاك كا خرچ ۱۵ هزار ٹن سے بڑهكے ۱۹ هزار روزانه تك پهنچگيا هے - روزنامه (محفوظ خزانے) ميں معمولي شرح صرف كے لحاظ سے ۱۰ - هفته كا سامان رهتا هے - ليكن آجكل خرچ كا جو اوسط هے ' اسكے حساب سے تو روزنامے بهي ۶ هفته سے زياده نهيں چلينگے -

---

قرون وسطي نے اپنے هر قسم كے وحشيانه اور خود غرضانه جذبات كے ليے مذهب كو آڑ بنايا تها - موجوده زمانے نے مذهب كے بدلے تهذيب و تمدن كو انتخاب كيا هے - چنانچه اسوقت بهي جبكه تهذيب و تمدن كي بستياں تاراج اور انسانيت كا قتل عام هو رها هے ' هر طرف سے جو صدائيں آ رهي هيں ' وه حفظ تهذيب ! حمايت تمدن ! ! اور انتقام انسانيت هي كي هيں ! الله ! الله !

يقولون بافواههم ماليس في قلوبهم

اس حقيقت كو ايك انگريز آزاد مقاله نگار كا قلم اسطرح بے نقاب كرتا هے :-

" جنگ كا جو سبب عام طور پر بيان كيا جاتا هے وه اسقدر كم لڑائي كي اصلي اور حقيقي وجه هوتي هے كه هم بےتكلف يه اصول قرار ديسكتے هيں كه جنگ كا جو سبب بهي علانيه بيان كيا جاے وه محض حيله هے -

صليبي لڑائياں بلكه خود تحريك " اصلاح " كے متعلق جو جرمن سے شروع هوئي اور پهر انگلستان اور فرانس تك پهيلي ' جب شهادتيں لي گئيں تو ثابت هوا كه محض ايك نمايش و نمود تهي اور در اصل اس پرده ميں كوئي اور مقصد مخفي تها -

مثلاً جيمس دوم كے ٹيسٹ ايكٹ ( قانون امتحان ) كي تنسيخ كے وقت " تسامح " اور " حريت ضمير " كي وكالت كي مگر يه محض ايك حيله هي تها - اب هم كو معلوم هوا هے كه اسكا مقصد صرف يه تها كه اس بهانه پارليمنٹ ميں كيتهولك عنصر كو روشناس بلكه غالب كيا جاے - هر قوم جب كارزار ميں اترتي هے تو اپنے اس فعل كے جواز كے ليے قابل قدر اسباب كي جستجو كرتي هے مگر يه كوشش بالكل عبث هے - جو جنگ ضروري هے وه جائز اور بجا هے ' گو اسكے ليے خود ساختہ شاندار اسباب نه هوں "

---

موجوده جنگ چاهے مالي حيثيت سے دنيا كے ليے مضر بلكه مهلك ثابت هو مگر اخلاقي حيثيت سے تو وه اپنے اندر عبرت و بصيرت كا ايك بهترين ذريعه هے -

شاهنشاه آسٹريا كل تك يورپ كا " سب سے زياده محترم معمر انسان " تها مگر آج اعلان جنگ كے بعد وه جس شكل ميں همارے سامنے پيش كيا جارها هے اسميں ايك محترم متمدن انسان كے بدلے ايك سفاك ' عياش ' پسر كش ' اور بد عهد ' انسان كے خال و خط زياده نماياں هيں !

اخبار " نيشن " شهنشاه آسٹريا كے متعلق لكهتا هے :

" اسكي تاريخ كيا هے ؟ يه ايك دلچسپ سوال هے - فرانسيس جوزف ( شهنشاه آسٹريا ) نے اپني بے اصول ماں كي آغوش ميں پرورش پائي تهي ' اور اسكے اتاليق كونٹ بمبيل نے برائي ميں هميشه اسكي حوصله افزائي كي تهي - ۱۸ - سال كي عمر ميں اسكے سر پر شاهنشاهي كا تاج ركها گيا - اس نے سب سے پہلے روس كي مدد سے بسر كردگي كونتهه اهل هنگري كے دبانے كي كوشش كي - تمام ملك هنگري قتل و خونريزي كا وحشت ناك منظر بنگيا - ۲۵ جنرل قتل هوے ' هزارها انسان بندوق كا نشانه بنے اور پهانسي كے تختے پر لٹكائے گئے - اسطرح فرانسيس جوزف انساني خون كے سيلاب سے گذرتا هوا تخت شهنشاهي پر آكے بيٹها -

ليكن هزارها نا كرده گناه انسانوں كا خون رائگاں نهيں گيا - بالآخر انتقام كي ديوي " نيمسيس " نے اسكا تعاقب كيا - سب سے پہلے اسي ملك پر آفت نازل هوئي جسكے ليے خون كا هولناك دريا بهايا گيا تها - " المبارڈي " اور " سالفرينو " دو مقام اسكے هاتهه سے نكل گئے -

اسكے بعد كو نگريٹز كا چركه لگا - اور آخر ميں ايك مشهور تاريخي شهر وينس بهي چهن گيا -

انتقام كا دائره اسكي قلمرو ملك هي محدود نه رها ' بلكه اسكي خانگي زندگي بهي تلخي اور ماتم گساري ميں كٹي - ليكن اسكا بهي ذمه دار وه خود هي هے -

قدرت نے يورپ كي ايك حسين و جميل ترين عورت كا هاتهه اسكے هاتهه ميں ديا - فرانسيس جوزف اپني عم زاد بهن الزبتهه آف بيوريا سے شادي كرنے ميں كامياب هوگيا - مگر اس نے اس مسرت و شادماني كو اسطرح خاك ميں ملايا كه ايك مشهور آسٹرين ايكٹرس " فراو رال " نامي كو " اشل " ميں بطور داشته عورت كے ركهليا - اس صدمه سے اسكي حسين و جميل ملكه ٹريسٹ بهاگ گئي -

اگرچه حسين اليزبتهه شاهي مسندي پر ايك دن كے ليے عاودك واپس آئي - مگر در اصل ٹريسٹ كي روانگي كے بعد سے اپنے بوالهوس اور بے وفا شوهر كے ساتهه ايك دن بهي نه رهي - اور بالآخر لواسين ميں قتل هوگئي -

قدرت نے اولاد كے بارے ميں اس سے بخل نهيں كيا ' روڈلف اسكا بيٹا تها ' اگرچه اكلوتا - نه كوئي دوسرا بهائي اور نه كوئي بهن - مگر اسكا كيا انجام هوا ؟ ميئرلنگ ميں خود كشي اور ايك غم انگيز افسانه جو آج تك كسي كي سمجهه ميں نه آيا ! ( روڈلف كے قتل پر يه مشهور كيا گيا تها كه اس نے خود كشي كرلي هے مگر ايك شهزادي نے مالي پاسٹ يعني مبري سر گذشت كے نام سے جو كتاب شائع كي هے اس سے ثابت هوتا هے كه خود باپ هي نے اپنے بيٹے كو قتل كرديا - يه اسليے كه هنگري كا بادشاه نه هو جاے جسكے ليے وه خفيه طور پر پوري طرح تياريان كرچكا تها ' اسكے بعد آسكا بهتيجا ولي عهد هوا -

مگر ابهي انتقام كي ديوي كا غصه فرو نهيں هوا تها - جس چراغ كے گرد برسوں سے اميدوں پروانه وار طواف كر رهي تهيں اسے سراجيوا ميں ايك سروي طالب علم كے هاتهه نے گل كرديا !

پس اگر فرانسيس جوزف دنيا ميں شاهي هستي كا ايك عمده اور اپنے هاتهه سے اپني خوشي كو خاك ميں ملانے والا نمونه بكر [illegible] كي تعجب انگيز امر نهيں هے - اسوقت انسانيت جس [illegible] مصيبت ميں مبتلا هے - يه بهي اسكے دل كي پيرانه كمزوري [illegible] صدقه هے "

## زعماء حرب ہفت لشکر! و ملوک مقاتلین و محاربین ہفت کشور!

پریسیڈنٹ جمہوریۂ فرانس

ہز امپیریل مجسٹی شاہ برطانیہ و قیصر ہند
امیر البحر اول مراتب بحریۂ برطانیہ

شہنشاہ : قیصر جرمنی

شاہ سرویا

پرنس آف ویلز ( ولی عہد برطانیہ )

زار روس

شاہ بلجیم

شاہ اٹلی

شہنشاہ آسٹریا

# رجال عظیمہ جنگ ہفت لشکر! وزراء ممالک و نظارت ہائے خارجیہ!

ڈاکٹر وان بیتھہ مین:
جرمن چانسلر

ایم - سازا نوف ناظر خارجیہ:
روس

ولیعہد جرمن میدان جنگ میں

جرمن سفیر اعظم متعینہ لندن -
نظارت جنگ سے جا رہا ہے!

فیلڈ مارشل سر جان فرنچ سپہ سالار
افواج برٹش برطانیہ

لارڈ کچنر نظارت حربیہ کا عہدہ لے
کرکے دفتر جنگ جا رہے ہیں

آرچ ڈیوک فریڈرک کمانڈر آسٹریا

جنرل ہمرہر [illegible] حربیہ رو

## مراکب عظیمہ بحریہ المان و برطانیہ ! منتہاء قوائے بحریہ فریقین !

انگلستان کا سب سے زیادہ نئی و اعلی بیٹل شپ : ایچ - ایم - ایس - المروین - جسکا وزن ۱۸۵۰۰ ٹن اور جسکی توپیں ۱۰ × ۱۲ - اور ۱۶ × ۴ انچ کی ہیں -

جرمنی کا سب سے زیادہ نئی اور بحری بیٹل شپ . قائیسیر جسکا وزن ۲۲۰۰۰ ٹن ہے
( اس کی توپوں کی مقدار اور وزن وغیرہ معلوم نہیں )

# مناظر عمومیہ اساطیل بحر شمال ! نہر عظیم الصنعۃ "کیل" !

برطاني تباہ کن ( ڈسٹرائر ) : سربفت - وزن ۱۸۰۵ - ٹن - ۴ - انچ
ني ٹورپیڈو سے مسلح

بحر شمال کا مشہور برطانی کروزر: میٹوٹور-
وزن ۶۰۰ و ۱۴ ٹن

جاپان کا قوي ترین ڈریڈ ناٹ : ٹوکیو

مشہور و عظیم برطانی بیٹل شپ : لارڈ نیلسن - وزن ۱۶۵۰۰ - ٹن

بہرینل ( جرمني ) کا ایک نظارہ ! قیصر جرمني مع اپنے اسٹاف کے بائیں جانب
کھڑا ہے اور انگریزي جہاز کي سلامی لے رہا ہے جو
[illegible] کیا تھا !

Tel. Address: "Alhilal," Calcutta
Telephone No 648

AL-HILAL.

Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad
14, McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly „ Rs. 6-12


مدیر مسئول و رئیس التحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانہ — ۱۲ — روپیہ
ششماہی — ۶ — ۱۲ — آنہ

نمبر ۱۴ | کلکتہ : چہار شنبہ ۹ - ذیقعدہ ۱۳۳۲ ھجری | جلد ۵
Calcutta : Wednesday, September, 30. 1914.


## ہفتہ جنگ

وداع و وصل جـداگانہ لذتے دارد
ہزار بار برو صد ہزار بار بیا !

فرانس کے میدان جنگ کے نئے تغیرات کی اولین اطلاع ہمیں ۷ - ستمبر کو دی گئی تھی - تمام دنیا نے حیرت و تعجب کے ساتھ سنا کہ جرمنی پیرس کی طرف مزید پیش قدمی کرنے کی جگہ پیچھے ہٹ رہی ہے -

فی الحقیقت یہ ایک عجیب منظر تھا - فوجوں کا ایک پر جوش سیلاب عین نشیب کے کنارے تک پہنچکر پھر پلٹ پڑا - میجر مے کے لفظوں میں " اگر یہ مصلحت جنگی تھی تو قوۃ جنگی و ضبط عسکری کی ایک ایسی واقعی اور حقیقی مصلحت جسکی نظیر تاریخ جنگ میں نہیں ملیگی "

یہ امر اب روز بروز واضح تر ہوتا جاتا ہے کہ جرمن فوج کی مراجعت محض کسی قریبی استحکام اور ایندہ کے تحفظ کیلیے تھی' نہ کہ کسی خارجی نقل و حرکت کیلیے - اگر یہ سچ ہے تو اس فوج کے ضبط و تحمل اور حقیقی مصلحت دوستی کا اعتراف کرنا چاہیے' جو اپنے دل پر اسقدر قادر رہتی ہے کہ منزل مقصود کو بالکل سامنے دیکھکر بھی پیچھے ہٹ سکتی ہے !

ہم نے گذشتہ اشاعت میں ۲۳ تک کی تار برقیوں پر نظر ڈالی تھی اور اس کا خلاصہ پیش کیا تھا - جرمنی کی مراجعت جسقدر ثابت ہوئی تھی' وہ صرف اسقدر تھی کہ اسنے پیرس سے قریبی مقامات کا آخری خط چھوڑ دیا جو نان ٹیرل اور اوامیرس ہوتے ہوے ورڈن کے جنوب تک پھیلا ہوا تھا' اور دریاے اسنی کے کنارہ سوایسنس سے نایون اور لیون تک کے مربعہ شکل مثلث میں مقیم ہوگئی -

اس امر کا قطعی ثبوت کہ جرمن افواج واپس نہیں ہو رہی ہیں بلکہ محض اپنے مصالح کی بنا پر ایک خط پیچھے ہٹ الی ہیں' یہ تھا کہ پچھلے ہفتے یکے بعد دیگرے جرمن فوج کی مورچہ بندی' استقرار جنگی' اور حملہ آورانہ رویہ کی برابر خبریں آتی رہیں - اور انسے بغیر کسی کاوش کے یہ امر واضح ہوتا تھا کہ قافلہ کوچ نہیں کررہا ہے بلکہ ایک منزل ہٹکر پھر آگے بڑھنا چاہتا ہے :

یعنی آگے بڑھینگے دم لیکر !

اس ہفتے یہ حالت اور زیادہ واضح و بین ہوگئی ہے - سرکاری اطلاعات میں صاف صاف دشمن کے حملہ آورانہ اقدامات کا اظہار کیا گیا ہے - عجب نہیں کہ فضاے جنگ پر انقلاب موسم کی یہ پہلی بدلی ہو -

۲۵ - کی شام تک خبروں میں عموماً ایسے مقابلوں کا ذکر کیا گیا تھا جنمیں دشمن کے اقدام کو واپسی پر مجبور کیا گیا - یا اطلاع دی گئی تھی کہ حالت غیر متغیر ہے -

لیکن ۲۶ - سے خبروں کے رجحان میں ایک محسوس تغیر شروع ہوا اور جرمن کے ہیبت ناک حملے نمایاں ہوے - چنانچہ ایک پریس کمیونک شائع ہوا کہ " مشرق میں دشمن کا نہایت ہیبتناک حملہ جاری ہے - بعض مقامات پر کبھی ہم پیچھے ہٹے کبھی دشمن "

اس مساویانہ اقدام و ادبار کے بعد جرمنوں کی شکست کی بھی چند خبریں شائع ہوئیں' لیکن کامیابی کے اظہار میں اسقدر غیر معمولی اور شک آمیز احتیاط سے کام لیا گیا تھا کہ کسی قطعی نتیجہ تک پہنچنا محال تھا - مثلاً " دشمن کے جوابی حملوں کے پسپا کرنے سے ہمیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم فتحمند ہوے "

اسکے بعد متحدہ افواج کے " پرونی " پر قابض ہونے اور شمال مغرب کی طرف " کسی قدر " بڑھجانے کی خبر آئی -

لیکن ۲۷ - کو تغیر حالت کا ایک قدم اور آگے بڑھا اور سرکاری طور پر مشتہر ہوا کہ " جرمن میمنہ کو لوران اور قلب سے مزید امک پہنچ گئی ہے "

ایک دوسرا پریس کمیونک ہم تک پہنچا جس نے دریاے سوم کے بلند مقامات پر جنگ کی خبر دی - نیز یہ کہ " شمال مغرب میں دشمن کی تعداد ہم سے بہت زیادہ تھی - ایک خوفناک اور خونریز جنگ ہوئی - کمک پہنچ جانے سے دشمن نے نہایت طاقتور حملہ آورانہ اقدام کیا' اور ہم اپنی جگہ سے کسیقدر پیچھے ہٹا دیے گئے "

۲۸ - کو اس تدریجی تغیر حالت کا تیسرا قدم ہمارے سامنے آیا' اور فرانسیسی کمیونک میں نقل کیا گیا کہ " دشمن نے دریاے میوز کو عبور کرلیا ہے تاہم ہمارے حملوں نے بھی بہتوں کو مراجعت پر مجبور کیا' نیز چودھویں جرمن دستہ کو شکست ہوئی ہے "

غرضکہ تمام خبروں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن فوج برابر حملے کر رہی ہے - نہ کہ مراجعانہ مدافعت - نئی کمک اسے پہنچ گئی ہے' اور غالباً وہ اب کوئی اسطرح کا قوی اقدام کرے جس سے اسکا موجودہ مقصد جنگ بالکل واضح ہو جاے - فانی اراہ قریباً ان تجدوہ بعیدا -

# افکار و حوادث

## سر دلبراں !!

ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ نہ دیکھہ ! اس نے آنکھیں بند کرلیں - پھر کہا نہ سن ! اس نے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں - پھر کہا نہ سونگھہ ! اس نے ناک کے دونوں نتھنے بند کردیے - آخر میں کہا نہ سمجھہ !

غلام نے کہا یہ ممکن نہیں - آنکھوں کو بند کر سکتا ہوں - کانوں میں انگلیاں ڈال سکتا ہوں - لیکن دماغ کو کیسے بند کروں ؟

---

سچ یہ ہے کہ جرمنی کچھہ بھی نہیں کر سکتی - یہ دوسری بات ہے کہ اس کا ایک چھوٹا سا جنگی جہاز اتفاقاً ہندوستان تک آگیا اور چند جہاز غرق کرکے ہندوستان کی تجارت کو پامال کرگیے' پبلک کو پبلک کے اطمینان اور مسئلۂ تحفظ ہند کو کچھہ عرصے کے لیے متزلزل کردیا - اگر آپ کہیں کہ یہی کیا کم نقصان ہے تو ہم بلا تامل کہہ سکتے ہیں کہ جنگ تو نقصان ہی کا نام ہے - اس سے کیا ہوتا ہے !

---

جنگ پر پورے آٹھہ ہفتے گذر گئے - اس دو ماہ کی مدت میں جرمنی نے لیا بھی اور دیا بھی - اس نے زمین لی یا مٹی اور اینٹ کی دیواریں جو بہرحال فانی ہیں' لیکن اس کے حریفوں نے اخلاق و محاسن' صبر و تحمل' اور مصالح و دانشمندی کی سرزمینوں پر قبضہ کیا جنکے لیے کبھی فنا نہیں -

---

جرمنی اپنی سرحد سے نکلکر برابر بڑھتی رہی اور متحدہ افواج نامور کے عقب سے لیکر پیرس تک برابر ہٹتی ہی آئی - تا آنکہ ۷ - ستمبر کو نیا تغیر شروع ہوا - اس بڑھنے اور ہٹنے کی ہر منزل پر مقابلے ہوے' اور بڑے بڑے ہولناک معرکوں کے بعد بڑھنے والوں نے سامنے کا اور ہٹنے والوں نے مصلحتاً عقب کا راستہ لیا - یہ سب سچ ہے' اور اس سے بھی ہمیں انکار نہیں کہ ظاہر بیں نظریں ہمیشہ بڑھنے کو طاقت اور ہٹنے کو ذلت سمجھتی ہیں - لیکن ساتھہ ہی اسکو بھی تو دیکھنا چاہیے کہ یہ تمام حوادث کس عالم میں گذرتے رہے ؟

حالت یہ تھی کہ متحدہ افواج کمال حزم و احتیاط' و دقائق جنگ' و رموز فن و تجارب کو ملحوظ رکھکے اپنا خط دفاع بناتیں اور دلیرانہ دشمن کے بڑھنے کا انتظار کرتیں - کچھہ عرصے کے بعد جرمن افواج پہنچتیں اور معرکۂ ہجوم و دفاع گرم ہوتا - پھر ناعاقبت اندیش جرمن تو صرف بڑھنے اور اپنی راہ نکالنے کی حماقت ہی میں رہتے' مگر متحدہ افواج پیچھے ہٹنے کے پر اسرار مصالح کو عقلمندانہ پالیتیں' اور دشمنوں کو انکی بیہودہ حماقت میں مشغول چھوڑ کے دانشمندوں کی طرح عقب کا رخ اختیار کرتیں - اسکے بعد سر مصلحت سے بیخبر دشمن اس جگہہ پر قابض ہو جاتا اور بے وقوفوں کی طرح خوش ہوتا' مگر یہ بھول جاتا کہ اس نے اس دس بیس میل زمین پر قبضہ اس وقت پایا ہے جب متحدہ افواج شاندار طریقے سے پیچھے ہٹکر' اور سرد طبعی' عاقبت بینی' مصلحت فرمائی' اور حفظ جان و مال کے عظیم الشان اخلاقی کارنامے انجام دیکر فوجی مناقب کی کتنی ہی اقلیموں پر قبضہ کرچکی ہیں ؟

اس تمام عرصے میں جرمنی نے ایک میل زمین [illegible] ایسی حاصل نہیں کی ہے جس پر اس کے قابض ہونے سے پہلے [illegible] سرزمین

فضائل و محاسن پر ہٹنے والے قابض نہ ہوچکے ہوں - پس جرمنی کی پیش قدمیوں سے ہیبت زدہ ہو جانے والوں کو سونچنا چاہیے کہ فتح پہلے کس نے پائی اور قبضہ پہلے کس کا ہوا ؟

---

مانا کہ اب اتنے دنوں کے بعد جرمنی نے بھی اس بھید کو سمجھا کہ فتح عقلمندوں کی طرح پیچھے ہٹنے میں ہے نہ کہ بے وقوفوں کی طرح آگے بڑھنے میں' اور اس نے بھی پیرس کے سامنے پہنچکر اسکی تقلید کرنی چاہی' مگر :

نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند !

دیکھا دیکھی تقلید کرنا بھی ہر شخص کا کام نہیں ہے - بھلا اس بیہودہ رجعت میں متحدہ افواج کے تقہقر کا وہ جاہ و جلال کہاں ؟ کہاں وہ عدیم النظیر سرد طبعی (coolness) اور کہاں ان شعلہ مزاجوں کی آتش مزاجی ؟

به بیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ؟

---

وہ شاندار طریقہ سے ہٹنا' وہ باوجود ارضی تقہقر کے اخلاقی متمدنی کی نمایش کرنا' وہ " بغیر کسی معقول نقصان " کے اپنے خطوط دفاع دشمن کے حوالے کرنا' وہ باوجود جنگی ولولوں اور غضب و انتقام کے استیلا کے عفو و درگذر کے سر رشتۂ ملکوتیت کو ہاتھوں سے ندینا' اور بالاخر خونریزی سے دست کش ہوکر نکل چلنا !! پھر جرمنی کس کس بات کی تقلید کریگی اور کس کس وصف کو سامنے لائیگی ؟ محض چند میل پیچھے ہٹ جانیکی مصنوعی عقلمندی سے جرمنی فرانس نہیں بن جا سکتی -

---

یہ تقلید نہیں ہے - منہہ چڑانا ہے - متحدہ افواج نے نامور کے عقب سے لیکر پیرس تک پانچ چھہ مرتبہ اپنے ان کمالات مخصوصہ کی نمایش کی - پھر اگر جرمنی کو بھی انکے مقابلے کا دعوا ہے تو زیادہ نہیں' استقامت کے ساتھہ ایک ہی مرتبہ یہ اداے کمال دنیا کو دکھلاے ؟ سو دو سو میل تو بہت ہوتے ہیں' اسکے لیے بڑی ہمت اور بڑا دل گردہ چاہیے - اقلاً بیس پچیس میل تک تو اسی طرح ہٹے اور مصلحت و اخلاق کا ثبوت دے ؟

---

لیکن بالاخر دنیا نے دیکھہ لیا کہ پہلے ہی قدم پر ٹھوکر کھائی :

طفل نادانم و اول سبق ست !

جرمنی اس مغرور غرور کے ساتھہ متحدہ افواج کی ریس کرنے چلی تھی' اور پیرس کے سامنے پہنچکر دکھلانا چاہا تھا کہ مجھے بھی " پیچھے ہٹنا " آتا ہے - لیکن اس فخر و ادعا کا نتیجہ کیا نکلا ؟ اس نے اپنے کتنے مقامات چھوڑے ؟ کتنے میل پیچھے ہٹی ؟ کتنے قدموں' کتنی آبادیوں' کتنے شہروں کو خالی کیا ؟ واقعات کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا اور کل کو تاریخ لکھی جائیگی - دنیا دیکھہ رہی ہے کہ وہ کچھہ بھی نہ کرسکی - اس سے ایک بڑا مستحکم مقام بھی عقلمندانہ چھوڑا نہ گیا - صرف اپنے آخری خط ہجوم کو چھوڑ کر نانسی ڈیول اور کولو میئیس سے سواسنس چلی آئی' اور دریاے اسنی کے کنارے اسی کا عاقبت اندیشی کے ساتھہ جم گئی جس نے اسے پیرس تک پہنچادیا تھا - پھر گویا صرف اتنی ہی قابلیت تقہقر و مراجعت پر وہ متحدہ افواج کا مقابلہ کرنے چلی تھی ؟

اسے یاد رکھنا چاہیے تھا کہ یہ میدان جنگ ہے - ان اکھاڑوں کا بازار نہیں ہے جو جرمنی سے بھاگکر ہندوستان آتے ہیں اور جو اب گورنمنٹ ہند کی صنعت پروری سے خود یہیں بنا کرینگے - وہ ایک ایسی جماعت کی " مصلحت فرمائی " کی نقالی کرنے چلی تھی' جس نے فنون جنگ اور اسرار مصلحت کے سامنے پورے خطۂ بلجیم کی کوئی حقیقت نہ سمجھی - اسے بھولنا نہ تھا کہ میرے سامنے ان لوگوں کی تقلید

( بحري نقصان عظيم )

اس هفته ایک هي حادثه کے اندر یکسر تین انگریزي کروزروں کے تباه هونے کي بھي خبر دي گئی ہے جو برطانوي بیڑه کیلیے في الحقیقت ایک نقصان عظیم ہے -

یه تباه شده جهاز کریسي ' ابوکر اور هوگ تے جن میں سے هر ایک ۱۲ هزار ٹن وزني تھا - بحیرۂ شمالي میں پانچ جرمن تحت البحر کشتیوں نے تارپیڈو لگاکر انہیں تباه کیا - بیان کیا جاتا ہے که ایک هفته قبل اس مقام کي دیکھه بھال کي جاچکي تھي - پہلے ابوکر پر حمله هوا تھا - اسکے آدمیوں کو بچانے کیلیے کریسي اور هوگ نے کوشش کی - اس کوشش میں دشمن کو مزید مهلت ملی اور وه بھي تباه هوگئے -

اس حادثه کا سب سے زیاده هولناک پہلو یه ہے که جهازوں کے ساتھه به یک دفعه دو هزار انسانوں کا بھي نقصان هوا جو برطاني بیڑه کیلیے بہت هي افسوسناک ہے -

جو لوگ بھکر آے هیں وه امید کرتے هیں که سرجان جلیکو اب جرمنوں کو تادیب کردینگے اور پھر ایسي بحري ٹریجڈي واقع نہوگي !

## بحر هند

جنگي حوادث کے سلسلے میں هندوستان کے ساحلوں کا بھی زیر حوادث آجانا ایک ایسا تعجب انگیز واقعه ہے جسکي بالکل امید نه تھي - یه بالٹک اور بحر شمال نہیں ہے جهاں بحري کارزار گرم ہے - یه خلیج بنگال اور بحر هند ہے ' جسکے کنارے صرف دشمن کی ناکامیابیوں کے سننے هي کیلیے تھے ' نه که انکو دیکھنے کیلیے ! لیکن افسوس که " ایمڈن " کے حوادث نے ایک نئے باب کا اضافه کردیا ہے اور یکے بعد دیگرے اسکا بیباکانه تاخت و تاراج جاري ہے -

وه پچھلے هفتے مدراس پر گوله باری کرکے پانڈي چري گیا ' مگر بغیر کسی حادثے کے آگے بڑھگیا - اب کولمبو سے خبر آئی ہے که ایمڈن نے بحر هند کے مغربي سواحل کی طرف چار انگریزی جهاز اور ڈوبا دیے هیں جن میں صیغۂ بحریه کا رسد بردار جهاز ( کوئلے کا جهاز ) بھي شامل ہے !

عشق از پس بسیار کردست و کند !

ایمڈن نے خلیج بنگال میں پہلے پانچ جهاز غرق کیے - پھر ایک جهاز کے ڈوبانے کی رنگون سے خبر ملي - اب چار جهاز اور غرق هوے هیں - کل دس جهاز ابتک وه غرق کرچکا ہے - مدراس کی گوله باری اور خلیج بنگال کي تجارتي نقل و حرکت کے نقصانات جان و مال اسکے علاوه هیں - بنگال چمبر اف کامرس نے صرف خلیج بنگال کے جهازي نقصانات کا اندازه ۷۵۶۶۰۰ پونڈ کیا ہے ' اور ظاهر کرتي ہے که ایک [illegible] تجارتي نقل و حرکت مسدود هوگئی ہے -

سب سے زیاده موثر اور قابل غور [illegible] ہے جس سے زیاده شریف [illegible] دشمن [illegible] نہیں کرسکتا - خلیج بنگال میں [illegible] جهاز [illegible] چھوڑ دیا [illegible] تمام آدمیوں [illegible] کلکته پہنچادیا - [illegible] میں " ڈوبنے " کے ذریعه تباه شده جهازوں کے آدمی پہنچادیے گئے - اس نئے حادثه میں بھی [illegible] ایسا هی هوا اور اسکے کسی انسان کو نقصان نہیں پہنچایا - ایک اسٹیمر کریفویل نامی کو گرفتار کرکے اسیر چاروں جهازوں کے آدمی سوار کرادیے اور اسکو کولمبو بھیج دیا -

هر حادثه کی [illegible] ایک گروه کو خود هی اندرون بحر سے روانه کردیا کرتا ہے !

بهر حال ایمڈن خواه کتنا هی شریف دشمن هو ' لیکن هم اس

خطرناک شریف کی اخلاقي نمایش سے عاجز آگئے هیں اور امید کرتے هیں که گورنمنٹ آف انڈیا نے جن تین جهازوں کی حرکت کا اعلان کیا ہے وه عنقریب اپنے وجود کو نمایاں کرینگے :

هم از غالب حریفي هاے حسن ست
که یک عالم حریف کردنے نیست !

## برطاني افواج کے متعلق ایک عجیب خبر

( اسکي تغلیط ' اور لنڈن ٹائمز اور گورنمنٹ کا سرگرم مباحثه )

ولایت کی اگلی ڈاک میں ایک عجیب مباحثے کی تفصیلي سرگذشت آئی ہے جو آج صبح کو کلکته پہنچي -

اس سے معلوم هوتا ہے که ۳۱ - اگست کو لنڈن ٹائمز کے نامه نگار جنگ کا ایک مراسله پایا جسکا خلاصه یه تھا که " فرانس میں انگریزي فوج عملاً نابود هوگئي ہے " اسکی ابتدا میں لکھا تھا که " یه ایک غمناک داستان ہے جو میں لکھه رها هوں - کاش خدا ایسا کرتا که مجھے نه لکھنا پڑتا ' لیکن افسوس که اب چھپانے کا وقت نہیں رها "

اسکے بعد اس نے انگریزی فوج کی ' آواره گرد ' شکسته اور ٹوٹي پھوٹي حالت کا ذکر کیا تھا ' اور لکھا تھا که " ان ٹکڑوں میں سے بعض کے افسر تو تقریباً سب کے سب کام آگئے "

نیز لکھا تھا که " جرمنی کی پہلی کوشش کامیاب هوئی انگریزی مهم کا خوفناک نقصان هوا " وغیره وغیره -

ٹائمز نے یه مراسله مسٹر ولیم اسمتھه افسر احتساب اخبار کے پاس بھیجدیا - انہوں نے اسمیں جا بجا تبدیلی اور اضافه کرکے واپس کیا اور اپنے خط میں لکھا : " افسوس ہے که هم نے اسکو بجنسه چھاپنے کی اجازت نه دي ' مگر همارے لیے یه امر قابل لحاظ تھا که موجوده حالت پبلک میں لاے جانے کے قابل نہیں ہے - هم نے اپنے اختیار سے بہت کم اسمیں تبدیلي کی ہے ' کیونکه همارے خیال میں سچائي سے بالکل منهه موڑ لینا بھی مناسب نہیں "

ٹائمز نے ترمیم شده مراسله چھاپدیا ' لیکن اسکی اشاعت سے تمام لنڈن اور اسکے مضافات میں ایک اضطراب عام پھیل گیا اور صدها آدمی پریشان هوکر حالات تفتیش کرنے لگے -

لیکن لارڈ کچنر نے معاً اس مراسله کی باقاعده تردید کي اور اسکے تمام بیانات کو بالکل فرضي بتلایا ' اور کہا که یه ایک افسوسناک غلط بیانی کا جرم ہے -

اسکے بعد هاوس آف کامنس میں یه مسئله چھڑا اور مسٹر ایسمریتھه نے افسوس کیا که " انگریزی پریس کی بلند پایه حب الوطنی کے سلسلے میں ٹائمز کی یه حرکت ایک افسوسناک استثنا ہے "

پھر دوباره ایک نہایت طول و طویل اور سرگرم مباحثه شروع هوا - مسٹر اسمتھه کو الزام دیا گیا که انہوں نے کیوں اس مراسلے کی اشاعت کی اجازت دیدی ؟ مسٹر اسمتھه نے جواب میں کہا [illegible] اسکی اشاعت کی پوري ذمه داری لیتا هوں - [illegible] گورنمنٹ ذمه دار نامه نگاروں کو انکے معاملات [illegible] -

لیکن ساتھه هی لنڈن ٹائمز اپنے مراسله نگار کی صداقت [illegible] رها - اسنے لکھا که " [illegible] قابل اور تجربه کار نامه نگار [illegible] ہے ' اور اسکی [illegible] نہیں دبا جاسکتا [illegible] افواهوں کے قریب [illegible] "

بهر حال نظارت جنگ نے اس مراسله کی تکذیب ہے ' [illegible] لارڈ کچنر کی رپورٹ بھی اسکے ساتھه آگئی ہے -

افسوس که اس دفعه بالکل گنجایش نہیں ہے اور یه داستان بہت [illegible] ل ہے - لیکن آینده نمبر میں هم بغیر کسی حذف [illegible] سرگذشت کا مکمل ترجمه درج کردینگے -

سخت دشمنوں کے ساتھہ جیسا انصاف کیا ہے ' اگر صرف ایک عہد ہي کے واقعات جمع کیے جائیں تو مستقل مقالات مرتب ہو جائیں - ہندوستان میں راجپوتوں کي تاریخی شجاعت و مردانگي کے ساتھہ انکا یہ اخلاقي وصف بھي ہر عہد میں اسدرجہ نمایاں رہا ہے کہ آج سر زمین ہند کے ایک ایک ذرے کو انپر ناز ہے - قرون وسطی میں فرانس اور جرمني وغیرہ کے نائٹس اپنے حریفوں کي شجاعت کي داد اس جوش و اعتراف کے ساتھہ دیتے تھے کہ انکا عزیز سے عزیز تر رفیق بھي اس سے زیادہ نہیں کرسکتا تھا !

یہ دنیا کے اُس عہد کے واقعات ہیں جسکا شمار تاریخ نے گذري ہوے وحشت و تاریکی میں کیا ہے اور جبکہ علم و تمدن کي اس روشني سے انسان محروم تھا جسکا پورا آفتاب آج ہر متمدن انسان کے دماغ میں درخشاں ہے - لیکن اب کہ دنیا آگے بڑھگئي ہے' اور جبکہ علم و تمدن نے انسان کو اسکے انتہائی مراتب کمال تک پہنچا دیا ہے تو اسکا کیا حال ہے ؟

ہم سردست اسکا جواب نہیں دینگے - کیونکہ عالمگیر جنگ نے اس امتحانگاہ کا میدان ہر حصہ عالم میں گرم کردیا ہے' اور دنیا کي تمام بڑي سے بڑي اور متمدن سے متمدن قومیں جنگ کے بھڑکاے ہوے شعلوں کي روشني میں اپنے اپنے چہرۂ اخلاق و خصائل کو نمایاں کر رہي ہیں' پس کلیات کے استخراج کیلیے ہمیں انتظار کرنا چاہیے تاکہ جزئیات کا کافي ذخیرہ جمع ہو جاے - تاہم ہم خود کوشش کرینگے کہ اس اخلاقي حقیقت کو نہ بھولیں' اور اسے سامنے رکھکر اپنے سب سے زیادہ قریبي دشمن کے ساتھہ انصاف کریں -

جرمني فرانس میں لڑ رہا ہے - اسٹریا ایڈریا تک کے کنارے دشمن سے سرگرم پیکار ہے - روس گلیشیا کے اندر ایک ایک لاکھہ انسانوں کو مچھلیوں کي طرح ایک ہي مرتبہ جال میں مقید کر رہا ہے ' مگر یہ سب ہم سے اسقدر دور ہیں کہ ہم انہیں اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھہ سکتے' اور جو آنکھیں ہمیں دیکھنے کیلیے دي گئی ہیں افسوس کہ وہ روشن نہیں ہیں - البتہ حسن اتفاق سے دشمن کا ایک چہرہ خود بخود ہمارے سامنے آگیا ہے اور ہم سے اسقدر قریب ہے کہ ہم اپنے گھر کی چھت پر سے اسکے ایک ایک خال و خط کو دیکھہ سکتے ہیں - یہ عجیب و غریب " ایمڈن " ہے جو ناگہاں ہندوستان کے سمندروں میں پہنچا اور ساحل کے بڑے بڑے شہروں کے سامنے نمودار ہوا - اب ہمکو تیس ہزار میل کے فاصلے سے دیکھنے کی چنداں احتیاج نہ رہی ' کیونکہ جسکو دیکھنا چاہتے تھے' وہ تمام درمیانی مسافت طے کرکے خود ہی ہمارے پاس آگیا ہے - پس اب ہم دیکھینگے ' اور خواہ وہ کوئی ہو اور کچھہ ہی کر رہا ہو' لیکن اسکے ساتھہ انصاف کرینگے -

تاریخ ہمیں یاد رکھیگی اور اس سے بڑھکر اور کوئی ناکامی ہمارے لیے نہیں ہوسکتی کہ ہمیں شریف منصف کی جگہ متعصب' تنگ دل' اور سفیہ انصاف کش کے لقب سے یاد کیا جاے -

ہاں ' یہ سچ ہے کہ ایمڈن ہماري جانب دوستوں کی طرح نہیں بلکہ دشمنی کیلیے آیا - اس نے جہاز ڈبو دیے ' گولہ باری کی ' جان اور مال دونوں کا نقصان پہنچایا - تاہم اخلاقی حقائق دوستی و دشمنی کی سطح سے بلند تر ہیں' اور سچائی اور انصاف صرف دوستوں ہی کا حق نہیں ہے - اس نے دشمنی کرتے ہوے بھی اپني شرافت کي بہت سی یادگاریں ہمارے لیے چھوڑی ہیں اور جنگ کے عصبیت کے استیلا سے ہمیں بالکل پاگل نہ ہو جانا چاہیے - اس نے سمندر کي موجوں کے اندر ہماري جانوں کو باوجود قدرت کے ہلاک نہیں کیا - ہم کم سے کم اتنا تو کریں کہ کاغذ کے صفحوں پر اسکے حق اخلاقي کو ہلاک نہ کریں اور جسطرح اس نے اپنے تئیں یاد رکھے جانے کیلیے چھوڑ دیا [illegible] ہم بھی اپنے انصاف کو یادگار چھوڑیں !

( اولین بحري حملہ )

سب سے پہلے تو ہمارا اخلاقی فرض ہے کہ نہایت کشادہ دلي کے ساتھہ اس شخص کی جانفروشی اور شجاعت کا اعتراف کریں جس نے اس مہلک دلیري کے ساتھہ اپنے تئیں ہندوستان کے سمندروں میں ڈالدیا ہے' حالانکہ اسکا کوئي گوشہ اسکا دوست نہیں ہے - وہ ایک وسیع مملکت ہے جسکے تمام ساحلی شہر باقاعدہ آبادی رکھتے ہیں' اور اسکي حکومت کا رعب و داب کوئي چھپا ہوا راز نہیں ہے - ایک ایسے ملک میں تن تنہا اپنی چند توپوں اور گولوں کو لیکر داخل ہوجانا اور چھپنے کی جگہ ہر موقعہ پر قاہرانہ نمایش کرنا ' انساني دلیری اور اولوالعزمي کا ایک ایسا یادگار واقعہ ہے ' جو گو ہمارے دشمن ہي سے ہوا ہو مگر ہم ایسے انصاف کش نہیں ہو سکتے کہ اسکی عظمت سے انکار کردیں !

اسٹیٹسمین لکھتا ہے کہ انسانوں کے بچانے اور انکے ساتھہ بہتر سلوک کرنے میں ایمڈن نے جو شرافت برتي ہے' وہ ایسي ہے کہ اگر جنگ کا زمانہ نہوتا تو ہم اسکے لیے دعا کر سکتے تھے - لیکن ہم کہتے ہیں کہ ہندوستان پر دریا کي جانب سے اولین حریفانہ اقدام کیلیے تن تنہا بڑھکر جو یادگار اثر ایمڈن نے دنیا پر ڈالا ' وہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ اگر جنگ کا عہد نہوتا تو ہم سب اسکي اولوالعزمي کي تعریف میں ترانہ سنجی کرتے !

ہندوستان کی جغرافیائی شکل اس طرح کی واقع ہوئی ہے کہ اسکے تینوں جانب سمندر ہے اور صرف ایک جانب یعنے جانب شمال پہاڑوں کے درے اور چند کوہستانی راستے ہیں جنہوں نے ہندوستان کو ایران ' وسط ایشیا ' تبت ' اور چین و کاشغر تک سے ملادیا ہے -

دنیا کا پچھلا دور بحري نہ تھا - فوجي قوتیں صرف زمین کي سطح تک محدود تھیں - اسلیے ہندوستان کے بحري ساحل حملہ آوروں کي طرف سے ہمیشہ محفوظ رہے' اور سکندر اعظم کے بعد سے احمد شاہ ابدالي تک جسقدر حملے ہوے ' سب کے سب اسي شمالي دروازے سے ہوے - ڈچ اور فرانسیسی ' اور آخر میں انگریزي جہاز اگرچہ دریا کے راستے آے' لیکن وہ فوجي حملہ نہ تھا بلکہ تاجروں اور سیاحوں کا ورود تھا - اگرچہ بالاخر فوجي استیلا پر اسکا خاتمہ ہوا -

پس تاریخ ہند میں وہ چند گولے جو خلیج بنگال اور ساحل مدراس پر پھینکے گئے' اس لحاظ سے نہایت ہی عجیب و غریب ہیں کہ انمیں بحري حملے کا ایک ایسا اقدام پایا جاتا ہے جو بر اعظم ہند میں کبھي بھي نہیں ہوا - مدراس کے ۲۵ گولوں نے " اولین بحري حملے " کي جگہ اپنے لیے تاریخ کے اوراق میں نکال لی ہے !

گذشتہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمڈن جرمني کے مشرقي بیڑہ کا کروزر ہے اور چین میں تھا - گذشتہ ۹ - سپتمبر کو اسکے ترہبے کي بھي خبر دي گئي تھي - ایسي حالت میں ہمارے لیے کچھہ مشکل نہیں کہ اس عجیب و غریب بحري اقدام کا خط سفر متعین کر سکیں -

فرض کیجیے کہ وہ بحر پاسفک کے لق و دق صحراے آبي میں گم ہوگیا تھا ' اور اب وہ ہندوستان کی طرف قدم زن ہوا ہے - اس صورت میں وہ غالباً جزائر " فیلي پائن " سے ہوتے ہوے جنوبي بحر چین میں آیا ہوگا ' اور کوچین وغیرہ قریبي چیني سواحل کے محاذ سے گذر کر خلیج سیام کے دہانے پر پہنچا ہوگا - اب اسکے سامنے مشرقي ہند کے جزائر ہونگے جن میں جو شہر سینگا پور ہے - اور دھني جانب ڈچ مقبوضات جاوا وغیرہ ہونگے وہ حسب ضرورت ان مقامات پر ٹھہرا ہوگا اور اگر کوئلہ وغیرہ کي ضرورت ہوئي ہوگي کسي بندرگاہ سے لیا ہوگا - پھر وہ آگے بڑھا ' اور سینگا پور سے اس بحري شاخ میں داخل ہوا جسکي ایک جانب پینانگ اور دوسري جانب سوماٹرا ہے - اور اس سے نکلتے ہي بحر ہند میں نمودار ہو گیا -

کرنے کی عظیم الشان آزمایش ہے جنھوں نے لیژ کے ۱۲ - قلعوں کی پروا نہ کی ' برسلز چھوڑ دیا ' نامور کے ۹ - قلعوں کو رقعت نہ دی ' مونس سے پیچھے ہٹ آے ' لیکن یہ بھی انکے لیے دامنگیر مصلحت نہوسکا ' دریاے سوام کی لہروں کی فضا بھی انہیں نہ ٹھہرا سکی ' لاویرے کا ساحل بھی ایک طلوع و غروب سے زیادہ انہیں نہ روک سکا ' کمپیگن لو رریم نوورتین کا استحکام بھی انکے استحکام مصلحت پر غالب نہ آیا ' بالاخر پیرس سے بھی فروتر اور کولو میوس اور ریٹری سے بھی آگے انھوں نے قیام کیا ' اور اس طرح اپنی جنگی قابلیت اور مصلحت بینی کی ایک بے نظیر یادگار اوراق تاریخ پر ثبت کردی !

یا مصالم مراجعت کے ایک ایسے عظیم الشان ' متواتر ' غیر منقطع عالم رقابت ' اور مستمر العرکۃ سلسلۂ کمال کا مقابلہ ( جسکی نظیر فوجوں کی تاریخ مراجعت میں شاید ہی ملسکے ) صرف انھی لوگوں کو زیب دیسکتا ہے جو اقلاً اس زنجیر تقہقر کی بے شمار کڑیوں میں سے ایک دو کڑیاں تو خود بھی ڈھال سکیں ؟ یہ کیا کہ ایکھیو ہی منزل پیچھے ہٹ کر قدم ہمت نے جواب دیدیا اور پھر وہی آگے بڑھنے کا سوداء آتشیں مسلط ہو گیا !

~~~~~~~~

اصل یہ ہے کہ بڑی بڑی توپوں سے کام لینا اور فوجوں کے جنگل کو پھیلا دینا دوسری چیز ہے ' اور عقل و مصالم سے کام لینا اور پھیلے ہوے سر رشتہ ہاے امید کو یکایک سمیٹ لینا دوسرا مقام ہے - جرمنی قلعوں کو مسخر کرنا جانتی ہے ' لیکن جوش وہیجان کی تسخیر کا رازاے معلوم نہیں - صبر و تحمل کے یہ معنی ہیں کہ جب مصلحت دیکھی تو بڑے سے بڑے اور مستحکم سے مستحکم مقام کو منٹوں اور لمحوں میں چھوڑ دیا - ایسے لوگوں کی تقلید وہ قوم کیا کر سکے گی جسکی بے صبری کا یہ حال تھا کہ ابھی ایک مقام پر اچھی طرح دم بھی نہیں لیا کہ دوسرے کا رخ کیا ؟

مرد ایں رہ را نشانے دیگر ست !

~~~~~~~~

## حـادثـۂ کلکتـہ

( جہاز کوما گاٹا - اسلحۂ ناریہ کا شدید و مہلک استعمال )

کلکتہ سے بیس میل کے فاصلہ پر ایک ساحلی مقام " بج بج " ہے جہاں بعض اسٹیمر لگاے جاتے ہیں - مشہور جہاز کوما گاٹا کے سکھ مسافر ( جو کنیڈا گئے تھے ) ایک اسٹیمر میں سوار ہوکے ۲۹ کو یہاں لاے گئے - لیکن جب ان سے کہا گیا کہ وہ اسپشل ٹرین میں سوار ہوکے سیدھے پنجاب روانہ ہو جائیں تو انھوں نے انکار کیا ' اور کلکتہ کی طرف پیدل روانہ ہو گئے -

چند میل بڑھے تھے کہ مسلح پولیس نے انھیں روکا اور وہ بج بج واپس آ گئے - لیکن اسٹیشن کے اندر یکایک بر اور ردگی پیدا ہوگئی ' اور پستول اور دو تلواروں سے انھوں نے پولیس پر حملہ کردیا - فوج ریلوے سرک کے جنگلے کے حائل ہوجانے کی وجہ سے بیکار تھی -

سرجن میجر ایسٹ وڈ کی پیٹھہ میں گولی لگی - سر فریڈرک ہالیڈے کمشنر پولیس کلکتہ کا پانوں زخمی ہوا - مسٹر بدزربا کے بازو اور پانوں دونوں زخمی ہوگئے - مسٹر ہمفریز کا زخم شدید بیان کیا جاتا ہے - اسسٹنٹ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ ریلوے کے بھی نہایت مہلک زخم لگے - کئی پولیس سرجنوں کے سر بری طرح زخمی ہوچکے ہیں -

مجبوراً فوج نے فائر کیا ' مگر اسپر بھی وہ باز نہ آے اور کئی بار یورش کی - بالاخر ۱۶ - آدمی انکے ہلاک ہوگئے ' اور دو تماشائی مقتول - گرفتاری جاری ہے - اس وقت تک ۳۲ گرفتار ہوچکے ہیں - باقی اطراف میں پھیلے ہوے ہیں - گورنمنٹ بنگال سخت متاسف ہے کہ

۹ ذیقعدہ ۱۳۳۲ ہجری

## تاریخ ہند میں اولین بحری حملہ کا اقدام

## عجیب و غریب ایمڈن !!

ہے ایک خلق کا خوں اشک خونفشاں پہ میرے
سکھائی طرز اُسے دامن اٹھا کے آنے کسی !

— * —

فرانس کا مشہور انقلابی فیلسوف " روسو " کہتا ہے :

" انسانی اخلاق کی پیمایش کا اصلی پیمانہ جنگ کے ہاتھہ میں ہے اور اسی کی پیمائش ٹھیک بھی ہوتی ہے "

یہ بالکل سچ ہے - کیونکہ جنگ کے زمانے میں ہمارے سامنے دوست نہیں ہوتے جنکے لیے ہمارے ملکوتی خصائل میں حرکت ہوتی ہے اور ہم فرشتوں اور قدرسیوں کی طرح نیک اور مہربان بن جاتے ہیں - بلکہ دشمن ہوتے ہیں جنکے تصور میں غیظ و غضب اور ہیجان و انتقام کے سوا کچھہ نہیں ہوتا ' اور غصہ کا شیطان ہمارے تمام ملکوتی امیال و عواطف کو یکسر قتل کر ڈالتا ہے - اس وقت دنیا کے سامنے ہم بے پردہ آجاتے ہیں اور وہ ٹھیک ٹھیک جانچ سکتی ہے کہ ہمارے چہرۂ اخلاق کے اصلی خال و خط کیا ہیں ؟

انسانیت کا اصلی مقام یہی ہے - دوستوں کے ساتھہ جنگل کے درندے بھی انصاف کرسکتے ہیں ' لیکن دشمنوں کے ساتھہ صرف انسانیت ہی عدل کرتی ہے - اگر ہمارا انصاف صرف اپنے دوستوں کے لیے ہے تو ہم اُس کتے سے کچھہ بھی افضل نہیں ہیں ' جو روٹی کا ٹکڑا پھینکنے والے انسان کے قدموں پر لوٹتا مگر بلی پر ہمیشہ حملہ کرتا ہے - اسی لیے مسیح نے کہا : " اگر تم اپنے پیار کرنے والوں سے پیار کرتے ہو تو تمہارے لیے کیا اجر "

اگرچہ بد قسمتی سے دنیا کا حال ہمیشہ اس تعلیم سے مختلف رہا ہے اور تاریخ اور مشاہدہ بتلاتا ہے کہ انسان نے اخلاق کی تمام حسنتوں کو ہمیشہ دوستوں ہی کے لیے تسلیم کیا ہے نہ کہ سب کے لیے - تاہم دنیا میں ہمیشہ ایسے راستباز انسان بھی رہے ہیں جنھوں نے تلواروں کے نیچے اپنے اخلاق و عدالۃ کا ثبوت دیا ہے ' اور اپنے قاتلوں اور حریفوں کی خوبیوں کا دوستوں سے بڑھکر خیر مقدم کیا ہے - کتنے واقعات تاریخ نے محفوظ رکھے ہیں جن میں ایک شجاع انسان نے اپنے دشمن کی شجاعت کی داد دی اور اسکی گری ہوئی تلوار خود اٹھاکر اسکے کمر میں باندھدی - عرب جاہلیۃ [illegible] سے بڑھکر اور کوئی کمینہ اور سفیہ نہیں سمجھا جاتا [illegible] دشمن کی شجاعت اور مردانگی کے داد دینے میں

ہوے خون کا ایک سیلاب، تڑپتی ہوئی لاشوں کا ایک ڈھیر، کٹے ہوے سروں کا ایک تودہ، دکھا دیا جاتا ہے جنکو حوادث زمانہ نے اسلیے ایک جگہ جمع کردیا ہے کہ ٹھوکر لگانے کیلیے اسی قسم کا ناہموار نشیب و فراز موزوں ہے !

لیکن چشم حقیقت اس پر حسرت نظارہ پر اشکبار نہیں ہوسکتی۔ وہ جذبات سے بالکل خالی ہے، اسلیے بڑی سنگدل اور بڑی ہی بے رحم ہے۔ وہ صرف جلد کے بیرونی چرکوں ہی پر آنسو نہیں بہاتی بلکہ اندر کا ناسور دیکھنا چاہتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ خون کا یہ سیلاب، لاشوں کا یہ ڈھیر، سروں کا یہ تودہ، نہایت بیدردی کے ساتھہ ٹھکرا دیا گیا ہے، لیکن اصلی سوال یہ ہے کہ انسان نے اس گراں قیمت خون، اس سڈول جسم، اور اس مغرور سر کو کیوں ہر شخص کے روندنے کیلیے ہلاکت کی راہ میں ڈالدیا ؟

یہ ایک قیمتی سوال ہے، جسکا جواب دماغ میں نہیں، بلکہ انسان کی جیب میں ہے -

زمین اپنے اندر سے سونا اوگلتی ہے، پہاڑ لعل و الماس کا ذخیرہ باہر نکالتا ہے، سمندر سطح آب پر موتیوں کی دکان لگادیتا ہے، انسان اس قیمتی سرمایہ کو دیکھتا ہے اور آگے بڑھکر اوسکو جیب میں بھرنا چاہتا ہے، لیکن خارجی قوتیں مزاحمت کرتی ہیں اور اون میں باہم کشمکش پیدا ہوجاتی ہے - اب انسان کا بیش قیمت خون خود ۔ جوش کھاکے بہنا چاہتا ہے - جنگ چھڑ جاتی ہے، اور سونے کی ایک خاک آلود سل پر لاکھوں لاشیں تڑپتی ہوئی نظر آتی ہیں - لعل کے ایک دانے پر خون کے ہزاروں قطرے بہادیے جاتے ہیں - ایک موتی کی آب پر ہزاروں جسم کی رطوبت غریزی فنا کردی جاتی ہے - پس انسان کا سرمایہ وہ بیش قیمت خون نہیں ہے جسپر وہ ماتم کرتا ہے - انسان کا سرمایہ وہ سڈول جسم نہیں ہے جس کے زخموں پر وہ مرثیہ خوانی کرتا ہے، انسان کا سرمایہ وہ مغرور سر نہیں ہے، جسکے کٹنے پر وہ نوحہ سنج ہے، بلکہ اوسکا حقیقی سرمایہ وہ تودۂ خاک ہے جس میں سونے کے ذرے چمک رہے ہیں - وہ لعل شب چراغ ہے جو شمع طور کی طرح پہاڑوں کی بلند چوٹیوں پر روشن ہوتا ہے - موتیوں کی وہ آب ہے جسکی نمایش سطح دریا پر کی جاتی ہے !

جنگ کے بعد گراں قیمت خون کا ماتم، موزوں اندام جسم کا مرثیہ، اور مغرور سر کا نوحہ صرف ایک افسانۂ بزم و انجمن کی حیثیت اختیار کرلیتا ہے جس سے کبھی کبھی انکی یاد تازہ کرلی جاتی ہے لیکن دولت کا جو سرمایہ جنگ کی نذر کردیا گیا ہے، اوسکا داغ ایک مدت تک دلوں میں تازہ رہتا ہے خون زمین پر گرتا ہے اور بہہ جاتا ہے، لاش کا ڈھیر لگتا ہے اور زمین کے اندر دفن کردیا جاتا ہے، سر کٹ کے گرتا ہے اور فرش خاک کے برابر ہوجاتا ہے - لیکن عظیم الشان عمارتوں کے کھنڈر کرکے بھی قائم رہتے ہیں - سرسبز کھیتیاں پامال ہوکر بھی خرمن آتش زدہ کی شکل اختیار کرلیتی ہیں، یتیموں کے آنسو رک جاتے ہیں لیکن بھوک نہیں رکتی - بیوہ عورتوں کی آہیں تھم جاتی ہیں، لیکن قوت ہاضمہ اپنے عمل مستمر سے باز نہیں آتی - پس جنگ کے بعد دنیا در حقیقت مال و دولت کے ماتم میں مصروف رہتی ہے اور جن بیدردوں نے اسقدر لاشوںکو نہایت بے پروائی کے ساتھہ زمین کے غاروں میں دفن کردیا تھا، وہ مصارف جنگ کا نقشہ نہایت دیدہ ریزی سے مرتب کرکے دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ ہر شخص اونکے ماتم دلگداز میں حصہ لے !

لیکن انسان کا سرمایہ صرف اوسکی جیب ہی تک محدود نہیں ہے - اوسکا ایک بہترین حصہ دماغ میں بھی ہے - اگر ہم چند ٹوٹے ہوے کھنڈروں پر، اگر ہم چند پامال شدہ باغوں پر، اگر ہم چند رکے ہوے سکوں پر، ماتم عام کر رہے ہیں تو جنگ [illegible] عظیم انکو بہا لیگیا، تو ہمکو اسکے ساتھہ اپنے بطون و دماغ کو بھی ٹٹولنا چاہیے کہ میدان جنگ میں چمکنے والی تلوار کہیں مردونکے سر کے ساتھہ زندہ انسانوں کے سرمایۂ ہوش و حواس کو تو اڑا نہیں لیگئی ؟

اگر بیدرد فوج نے ہماری سرسبز کھیتیوں کے ساتھہ ہمارے خرمن عقل میں بھی آگ لگادی ہے، تو ہمکو اپنے مال و دولت کے ماتم سے فارغ ہوکر اپنے قواے عقلیہ کی اس بیدردانہ غارتگری پر بھی چند آنسو بہا لینے چاہئیں -

لیکن یہ عقلی غارتگری نہایت مخفی طور پر وقوع پذیر ہوتی ہے - خود تلواروں، نیزوں، کمانوں، اور توپوں کے گولوں سے زیادہ تلواروں کی چمک، نیزوں کی لچک، کمانوں کی چرچراہٹ، بندوقوں کی باڑہ، توپوں کی گرج، اس عقلی میدان کو فتح کرتی ہے -

اس عقلی جنگ میں جوہر بہت زیادہ کام نہیں کرتا، میدان صرف عرض کے ہاتھہ میں رہتا ہے -

زمانۂ جنگ میں مال و دولت کی بربادی کا منظر صرف دنیا کے ایک بد قسمت حصے میں نظر آتا ہے لیکن یہ عقلی لوٹ مار عام ہو جاتی ہے - ہر جگہہ سر ہی سر ہوتے ہیں مگر سر میں کچھہ نہیں ہوتا - مادی غارتگری کا صرف ایک ہی اثر ہوتا ہے جو فقر و فاقہ کی صورت میں نظر آتا ہے، لیکن اس عقلی غارتگری کے سیکڑوں نتائج ہوتے ہیں جو مختلف صورتوں میں نظر آتے ہیں - ان میں سے بعض کی تفصیل حسب ذیل ہے :

( ۱ ) زمانہ جنگ میں ہزاروں غلط افواہیں اوڑائی جاتی ہیں لیکن تمام دنیا اونپر یقین کرتی ہے - واقعات کے نقد کا سب سے بدیہی اصول تناقض ہے، لیکن زمانۂ جنگ میں سیکڑوں متناقض خبریں ایک ہی ساتھہ شائع ہوتی ہیں جن پر اکثر لوگ یکساں وثوق کے ساتھہ یقین کرلیتے ہیں، اور کم از کم ذوق و شوق کے ساتھہ تو ہر انسان انہیں سنتا ہے - ایمڈن کے ڈوبنے اور اوچھلنے کا واقعہ ایک ہی دلچسپی کے ساتھہ سنا گیا تھا - لیـژ کے عدم تسخیـر و تسخیر کی حقیقت یکساں کشش کے ساتھہ سامنے آئی - جرمنی کا اقدام و ادبار، دونوں ایک ہی وقت نمایاں ہوے - زمانۂ جنگ میں وہم کی اختراعی قوت نہایت ترقی کرجاتی ہے اور انسان کا دماغ ہمیشہ احتمال آفرینیوں میں مصروف رہتا ہے - اسی وہم پرستی کی بنا پر فوجیں اکثر جنگی غلطیاں کر بیٹھتی ہیں - حال میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ بحیرہ بالٹک میں ایک فریق نے خود اپنے ہی جہازوں پر حملہ کردیا، کیونکہ وہم نے اوسکو غنیم کے جہازوں کی صورت میں دکھایا تھا - بعض اخبارات میں ہوائی جہازوں کے متعلق چشم دید شہادتیں شائع ہوئی ہیں جو زمانۂ جنگ کی وہم پرستیوں کو متمثل کرتی ہیں - کئی شخص شرعی قسم تک کھانے کیلیے طیار ہیں کہ انہوں نے جرمنی کے ہوائی جہاز دیکھے !

ایک معمولی شورش بھی یہی نتائج پیدا کردیتی ہے - لوگ حادثہ مسجد کانپور کے زمانے میں دریا کے اندر سے کلمۂ شہادت کی آواز سنتے تھے، اور اسپر متعدد لوگوں کی شہادتوں کی بنا پر یقین کیا جاتا تھا !

( ۳ ) واقعات جنگ کا نمایاں اثر ہمارے روزانہ طرز معاشرت پر بھی پڑتا ہے -

جب انسان دن بھر کام کرتے کرتے تھک جاتا ہے تو رات کو حلقۂ احباب میں آتا ہے اور اونکی صحبت میں دل بہلاتا ہے - انسانوں کے مختلف طبقے ہیں، اور ہر طبقہ اپنے لیے موزوں صحبت احباب ڈھونڈھ لیتا ہے - زاہدان عبادت گذار معتکفین مساجد کے پاس بیٹھتے ہیں اور دوزخ و جنت کا تذکرہ کرتے ہیں، رند میخوار شراب خانے میں جاتا ہے اور کیف و سرور کے

اب اسکے دهني جانب رنگوں و برما' اور نقشۂ هند کا وہ مشرقي حصه تها جو قینچي کی دو شاخوں کي طرح دونوں جانب چلا گیا هے اور درمیان کا خلا خلیج بنگال هے - اگر وہ بائیں جانب جاتا تو مدراس اور اس سے شمال کو کولمبو تها' مگر وہ کلکته کي طرف بڑھا اور معاً اپني توپوں کا دهانه کهولکر هر سامنے آجانے والے جهاز کو گرفتار کرنا شروع کردیا - حتی که دهانۂ دریاے هوگلي کے سامنے پهنچ گیا' جسکے معنی ٹهیک کلکته میں آجانے کے تهے - کیونکه بحري پولیس' خبررساني' رهنمائی' اور فوجي جهازوں کي قطاریں همیشه وهاں موجود رهتي هیں -

اسکے بعد وہ رنگون کي طرف روانه هوا مگر راہ میں اراده بدلدیا اور بائیں جانب مدراس چلا گیا - وهاں گوله باري کي اور پهر کولمبو کو بائیں چهوڑتے هوئے پانڈي چري کے سامنے نمودار هوا -

یه معلوم نهیں که اگر وہ پاسفک میں تها تو اس کے اس حصے میں اس کا حیات بعد الممات هوا ؟ اسلیے مقدار مسافت کا تعین مشکل هے - تاهم فلي پائن سے شمار کیا جاسکتا هے - مثلا سے پینانگ تک ۱۷۰۰ - میل هے - پینانگ سے پوري ( جس کے جگناتهه مندر کے منارے گرفتاران ایمڈن کے دیکهے تهے ) ٹهیک ۱۰۰۰ - میل هے - پس فیلي پائن سے وسط خلیج بنگال تک دو هزار سات سو میل کي بحري مسافت اس بحري حملے میں طے کی گئي - جزائر شرقیه سے اندرون بحر چین تک کی مسافت اس کے علاوہ هے -

اب غور کیجیے کہ ان مقدمات سے کیا نتائج سامنے آتے هیں ؟

( ۱ ) چین میں جاپاني قوۃ بحري دنیا کی ایک بہت بڑي مسلمه قوت هے - کیا چرا کے بعد هی برٹش چائنا کے مقبوضات اور بندر هینگ کانگ هے - تاهم ایمڈن محفوظ رها -

( ۲ ) تاریخ هند میں بحري حملے کے نظائر ناپید هیں - مگر ایمڈن نے سب سے پہلے اسکے بحري خطوط کی طرف حمله آورانه توجه کي حالانکه (حسب تصریحات رسمیه) وہ کن کتها هے - تیسرے درجه کا کروزر هے - محض ۱ + ۴ - کی توپیں رکهتا هے' اور هندوستان کے استحکامات صد ساله کا غلغلۂ و طنطنه تمام عالم میں بلند هوچکا هے - تاهم اس کي دلیري کا هیجان مصالح پر غالب آیا !

( ۳ ) جزائر فیلي پائن پر امریکن حکومت هے - کیا وہ اس کے ساحلوں پر نمودار هوا تها ؟

( ۴ ) سینگا پور انگریزي حکومت میں هے - ظن غالب هے که وهاں ایمڈن کی خبر ملگئی هوگی' لیکن مسلم کرو رر خواہ کتنا هی چهوٹا هو' هندوستاني ساحلوں میں هر جگهه لا علاج هے - اگرچه بحر شمال میں نهو -

( ۵ ) جاوا وغیرہ ڈچ حکومت کے ماتحت هیں - کیا یه ممکن نهیں که وہ جرمن جهازوں کے ساتهه مساهم اور مددگار ہوں ؟ وهاں کے ساحلوں سے اُسے ضروري معلومات بهی ملی هونگی

( ۶ ) بحر چین سے داخلي هند صرف ڈهائي هزار میل کے فاصله پر هے جسے جنگي جهاز بآساني ایک هفته کے اندر طے کرسکتا هے - اور جاپان ابتک کیا چوا پر قابض نهوسکا

( ۷ ) ایمڈن کا ایسا حیرت انگیز جرات و سرگرمی ... بحري ... کے ... جنگي کے علاوہ هندوستان کے بحر ... کے متعلق ایسي صحیح' ایسي باریک' ایسی جچی تلی ... بے خطا معلومات رکهتا هے ؟ ... ... ... بحري خطوط کے ساحلوں سے هشیار ... نهیں گیا کیونکه وهاں خطرات تهے - مدراس گیا جهاں ... وہ اپنے تمام کام ایسے لوگوں کی طرح انجام دیتا ... کا تمام حال معلوم هے !

# فلسفہ

## الحـــرب

---

( اسباب و موثرات' نتائج و عواقب' علل و علائق )

### ( ۱ )

الهـــلال میں آج ایک نئے باب کا بعنوان " فلسفه " افتتاح کیا جاتا هے -

اس باب کي خصوصیت یه هوگی که اسکے تحت میں جسقدر مضامین شائع هونگے' انهیں هر طرح کے مذهبي معتقدات و آرا سے الگ رکها جائیگا' اور کوشش کی جائیگی که محور فکر و نظر صرف فلسفۂ و اجتماع هو -

ضمناً یه امر بهي پیش نظر رهیگا که اجتماعي و فلسفي مباحث کیلیے ایک نئے طرز بیان و انشاء کا نمونه پیش کیا جاے - بهت سے لوگوں کا خیال هے که فلسفیانه مضامین وهی هوسکتے هیں' جنکي عبارت نهایت روکهی پهیکی اور بے مزہ هو - اگر ایسا نهیں هے تو اُسے فلسفیانه استدلال و نظر سے بالکل خالی سمجهنا چاهیے - مگر همارے خیال میں یه قلمي پست همتی کم از کم ان لوگوں کے لیے تو جائز نهیں رکهی جاسکتی جنهیں خدا تعالی نے اپنے هر طرح کے افکار کو بهتر لفظوں اور موثر فصاحت کیساتهه بیان کرنے کی قدرت دیدی هے : و ذالک فضل الله یوتیه من یشاء - اور انپر بلاغت قرآنی کے درس و افاده سے فیضان بیان کا ایک ایسا دروازہ کهول دیا هے که دقیق سے دقیق خشک مطالب کو بهی وہ حسن و عشق کی دلچسپ داستان بنادیسکتے هیں

آں نیست که صحراے سخن جادہ ندارد
واروں روش کج نظري را چه کند کس ؟

آج جنگ اور اسکے اطراف و نتائج پر ایک صحبت فلسفي و اجتماعي کا سلسله شروع کرتے هیں - اس هفته تمهید نظر سے گذرلے - آئنده اصل مطالب شروع هونگے -

---

انسان فطرۃ ماده پرست هے' اسلیے مادي چیزوں کو اپنا حقیقی سرمایه سمجهتا هے -

لیکن مادیات کا آب و رنگ اوسکو اور بهی مسحور بنا دیتا هے - زمین کے اندر سونا' پهاڑ کے اندر لعل' سمندر کے اندر موتی' انسان کا قیمتی خزانه هیں' لیکن سونا جب ڈهل کر سکه کی صورت اختیار کر لیتا هے' لعل جب پهاڑ سے نکل کر تاج شاهي میں اپنی چمک دمک دکهاتا هے' موتي جب کسي حسین گردن کے هار میں جگه پاکر اپنے اوج مسعود پر ناز کرتا هے' تو وہ چهرۂ کائنات کا آب و رنگ اور عالم مادیات کا چشم و چراغ بنجاتا هے !

زمانۂ جنگ میں دنیا سرگرم فغاں نظر آتی هے' انسانیت ماتم کبری میں مبتلا هو جاتي هے' همدردي مرثیه خوانی کرنے لگتی هے' رحمدلی کا نوحه دلگدار دلوں کو پانی پانی کردیتا هے -

... سوال کیا جاتا هے که یه ناله و فغاں' یه نوحه و ماتم' یه ... و گداز کس متاع عزیز ... م شدگي پر هے ؟ تو بهم

# یورپ کا نیا نقشہ جو طیار ہو رہا ہے
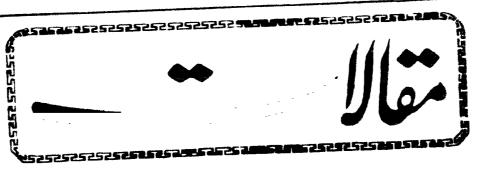
## جنگ یورپ کے نتائج و عواقب کا ایک سرسری مطالعہ

اخبار ڈیلی میل لندن میں جنگ کے نتائج و عواقب پر ایک نہایت اہم اور دقیق النظر مضمون شائع ہوا ہے جسکے نیچے صرف W - T - T کا دستخط ہے -

لیکن مضمون اسقدر دلچسپ ہے کہ اسکا پورا ترجمہ شائع کر دینا چاہیے :

---

مشہور جان رالنگ کا قول ہے :

" جنگ میں بجز اسکے اور کوئی فائدہ نہیں کہ وہ لوگوں کو فن جغرافیہ کی تعلیم دیتی ہے " ۔

اس خیال میں اور برن ہارڈی اور پروشیا کے جنگی مذہب کے اس اصول میں کہ " جنگ ایک روحانی مسہل ہے' جسکے بعد قوم صاف اور قوی تر ہوجاتی ہے " ہمارے لیے انتخاب کی وسیع گنجایش ہے -

جنگ فن جغرافیہ کی تعلیم دیتی ہے - اسکے متعلق تو کچھہ پوچھنا ہی عبث ہے - اسکول کے ایک بد شوق لڑکے کو بھی آج نقشوں اور جغرافیائی حالات سے پوری دلچسپی ہے - اسوقت اسکے لیے بر اعظم یورپ کوئی وسیع خیالی شے نہیں ہے' بلکہ اسی طرح ایک حقیقی شے ہے جسطرح کہ اسکے بزرس کا فٹ بال میدان -

نقشے اب مردہ چیزیں نہیں ہیں بلکہ زندہ حقائق ہیں' لوگوں کی طرح میں نے انکی نہ ختم ہونے والی خواہش کو محسوس کیا ہے -

نقشے اب نقشے نہیں رہے - وہ جنگل' دریا' میدان' شہر اور گاوں' ہوگئے ہیں - جہاں سے فوجوں کے مارچ' توپوں کی گرج' تلواروں کی جھنکار' اور سواروں کے ہنگامے کی آواز آتی ہے - اب میں لندن میں نہیں رہتا ہوں' بلکہ " فالنجیس " اور " ارڈینس " میں ہوں - میں دریاے " می یوز " کے پیچ و خم کو جسقدر جانتا ہوں اسقدر دریاے ٹیمس کو بھی نہیں جانتا - حالانکہ میں نے طفلی کی پہلی آنکھہ اسی پر ڈالی تھی !

مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میں آنکھیں بند کیے معرکے کے وسیع خط کے برابر برابر چلا جاسکتا ہوں - میرے بمعن زیر آبادی کی جگہ موت اور زندگی کے کاروبار کی جگہ وحشت و علامات کا سناٹا ہے' اور سامنے چند ہفتوں کے ہنگامے سے پیدا ہونے والے وہ نتائج جنکو صدیوں تک دنیا پر حکومت بخشی گئی ہے !

### ( اگر جرمنی فیصلہ ہو )

ہمارے دامن خیال کو صرف وہی رقبے نہیں پکڑے ہوے ہیں جہاں جنگ برپا ہے - اب تو تمام یورپ کے نقشے میں ایک مستغرق دلچسپی پیدا ہوتی جاتی ہے - اسوقت یہ بر اعظم ( یورپ ) ایک معدنی ٹکڑے کی طرح آگ پر پگھلرہا ہے' جو آیندہ نقشہ اس جنگ کے نتائج کو اپنے اندر ملفوف کریگا' اسکے متعلق ہم اسوقت صرف قیاس ہی کرسکتے ہیں -

یہ مسئلہ اس لیے پیچیدہ ہے کہ ممکن ہے نتیجہ دو رخہ ہو - یعنے دونوں پہلو رکھتا ہو - فتح و شکست ایک ساتھہ ظہور کرے اور ہر فریق فتحیاب بھی ہو' اور شکست خوردہ بھی - اسکا ایک ہاتھہ جوش مسرت سے اور دوسرا تاسف سے کپکپاتا ہو !

حلیفوں ( دول متحدہ فرانس و روس و انگلستان وغیرہ ) کے مقابلہ میں جرمنی کو خشکی میں فتح ہوسکتی ہے' مگر تری میں شکست قرین قیاس ہے -

فرض کرو کہ ایسا ہی ہوا تو اسکا سیاسی نتیجہ کیا ہوگا ؟

جہاں تک فرانس کا تعلق ہے یہ نتیجہ اسکے لیے سخت مہلک ہوگا - پرنس بسمارک کا قول تھا کہ " میں فرانس کے بیڑے سے پیرس میں لڑونگا " - اس سے اسکا مقصد یہ تھا کہ اگر وہ ایک دفعہ خشکی میں فرانس کا مالک ہوجائے تو پھر فرانسیسی بیڑہ کس شمار میں رہیگا ؟ فرانس کے متعلق یہ قول اب تک بالکل صحیح ہے لیکن انگلستان کے متعلق نہیں - جب تک ہمارا سمندر پر قبضہ ہے' اسوقت تک اس بر اعظم ( یورپ ) میں کوئی آفت ہمیں گھٹنوں کے بل نہیں جھکا سکتی - لیکن اگر ہمکو خشکی پر شکست ملی تو اسکا خمیازہ ہمیں تنہا نہیں بھگتنا پڑیگا - اس لپیٹ میں بلجیم اور فرانس بھی آجائینگے ( میں اس بات میں روس کو ابھی نظر انداز کردیتا ہوں - )

کیا سمندر میں ہماری کام سے جرمنی کی ساحلی کامیابی میں توازن پیدا ہوجائیگا ؟ کیا ہمارے بیڑے کا خطرہ جرمنی کے لیے اتنا ہی دہل ڈالنے والا ہوگا جسطرح کہ جرمن فوجوں کا خطرہ فرانس کے لیے ؟ بالفرض ایسا نہ ہوا تو ہمارا پوزیشن اسوقت غیر معمولی طور پر مشتبہ ہوجائیگا - ممکن ہے کہ ہماری فوجیں صحیح و سالم اور غیر مجروح ہوں' مگر ہمارا حلیف ( فرانس ) تو ایسا پسیگا کہ اسکا نام ہی تمام ہوجائیگا - ہم جرمنی کو جسقدر سمندر میں بالینگے' اسی قدر وہ ساحل کی طرف فرانس پر اپنے شکنجے کا پیچ کسیگی - اس صورت میں اگر ہم اپنے حلیف کو یکسر تباہی سے بچا سکیں تو صرف اسطرح کہ سمندر میں اپنی فوقیت اور فیروزی سے دست بردار ہوجائیں -

کیا یہ قرین قیاس ہے ؟ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ ہم فرانس کو بچانے کے لیے اپنے تئیں ایسے شرائط کے حوالہ کردیں جو ہمیشہ کے لیے ہمیں جرمنی کا محکوم بنادیں ؟

صورت حال کی یہ ایک خطرناک شق ہے -

اس انتخاب کی جانکنی سے بچنے کے لیے خشکی پر فتح ضروری ہے - اگر ایسا نہ ہوا تو آیندہ نقشۂ یورپ برلن میں بنیگا' جرمنی " انٹیورپ " ( بلجیم ) سے لیکے قسطنطنیہ تک کو اپنا صاحب بنالیگی' اور سو اسکینڈ نیویا' ڈوبلن' اور اٹالین جزیرہ نما کی سرحد پر واقع ہیں' وہ اس خداوند جنگ ( وار لارڈ ) کے ماتحت ہونگے

ترانے سنتا ہے - جو لوگ علمی ذوق رکھتے ہیں وہ کسی درسگاہ یا اکاڈیمی میں جا کر چند خشک دماغ انسانوں کے نتائج فکریہ سے مسرور ہوتے ہیں - لیکن زمانہ جنگ میں عبادت خانوں کی صدائیں دفعتاً رک جاتی ہیں' میخانوں کے ترانے خاموش ہو جاتے ہیں' علمی مجالس کا درس حلقۂ رعلوم موقوف ہو جاتا ہے' تمام دنیا ایک انجمن اور ایک حلقۂ احباب بن جاتی ہے' جس میں صرف فتح و شکست کی داستان ہی سنائی جاتی ہے - واقعات جنگ کے علاوہ دوسری باتوں کا تذکرہ کیا بھی جاتا ہے تو عموماً ناگوار ہوتا ہے -

( ۴ ) غلط افواہوں کا اثر زیادہ تر غیر تعلیم یافتہ اور ضعیف الدماغ لوگوں پر پڑتا ہے - موجودہ جنگ کا سب سے زیادہ اثر تاجروں اور تاجروں میں مارواڑیوں پر پڑا ہے - جنگ نے تجارت کو جو نقصان پہونچایا ہے اوس سے نہیں زیادہ ان غیر تعلیم یافتہ تاجروں نے اپنی بدحواسی اور پریشان خیالی سے نقصان اوٹھایا ہے -

( ۵ ) زمانہ جنگ میں لوگ اگرچہ فتح و شکست دونوں کی خبروں کو نہایت دلچسپی سے سنتے ہیں' لیکن فتح و ظفر کا غلغلہ نہایت بلند آہنگی سے بلند کیا جاتا ہے' اور بغیر کسی قسم کے تعلق کے فاتح کے فضائل و مناقب کا غیر معلوم طور پر اعتراف کیا جاتا ہے - ہندوستان کی قسمت آج سلطنت برطانیہ کے ساتھہ وابستہ ہے' اور رعایا کو وفاداری کا پورا ادعا ہے - تاہم آغاز جنگ سے پیش قدمی کی متصل خبروں کے وصول نے جرمنی کی وقعت عوام میں قائم کردی ہے -

( ۶ ) زمانہ جنگ میں کسی شخص کو نہایت آسانی کے ساتھہ نیک نام یا بدنام کیا جاسکتا ہے - رستم کی نیکنامی صرف شاہنامہ کی داستان سرائیوں کا نتیجہ ہے - عیسائیوں میں زمانۂ حروب صلیبیہ کے مخترعہ واقعات نے مسلمانوں کو بدنام کردیا ہے - منافقین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جو الزام لگایا تھا اوسکے لیے اسی غرض سے ایک سفر جہاد کو منتخب کیا تھا - جرمنی کیطرف سیکڑوں وحشیانہ افعال کا انتساب اسی مقصد سے کیا جاتا ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر کتب خانہ اسکندریہ کے جلانیکا الزام زمانۂ جنگ ہی میں لگایا گیا -

( ۷ ) جنگ کے ذریعہ سے اتحاد و اتفاق اور بغض و عداوت کے جذبات کو نہایت ترقی دیجاسکتی ہے - پرنس بسمارک نے اتحاد جرمنی کا خواب جنگ کے ہولناک میدانوں ہی میں دیکھا تھا - موجودہ جنگ میں اٹلی نے جرمنی سے جو علحدگی اختیار کرلی' اوسنے قدیم عہد مودت کو مبدل بہ عداوت کردیا -

روس' فرانس' برطانیہ' جرمنی' آسٹریا و سرویا وغیرہ کا باہمی عہد مودت پہلے سے بھی زیادہ مستحکم اور پائدار ہوگیا ہے - عہد ابتدائی میں مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق کے جس سلسلۂ زریں نے باہم مربوط کردیا تھا' وہ اوسی کارخانے میں تیار ہوا تھا جہاں تلواریں ڈھالی جاتی ہیں !

( ۸ ) جنگ کے ذریعہ ہر قسم کے مذہبی' ملکی' ادبی' اور اخلاقی انقلابات نہایت سرعت کیساتھہ ہوسکتے ہیں - فرانس کی جمہوریت جنگ ہی کا نتیجہ ہے' قران مجید کی اشاعت تعلیم کا سب سے بڑا ذریعہ جہاد فی سبیل اللہ تھا جسنے عرب کے ادبی اور اخلاقی نظام میں دفعتاً انقلاب پیدا کردیا - عمرو بن کلثوم کے مشہور اور پرجوش معلقہ کو قبیلۂ بنو تغلب کا ایک ایک بچہ انہی جنگی کارناموں کے اثر سے ازبر یاد رکھتا تھا' شاہنامہ کی مقبولیت صرف اس بنا پر ہوئی کہ اوس نے گذشتہ جنگی واقعات کو دوبارہ زندہ کردیا - ہومر کے الیڈ کی شہرت نے اسی بنا پر یونان کی حکمیات کی شہرت ماند کردی کہ وہ میدان جنگ کا ایک رنگین خاکہ تھا -

( ۹ ) جنگ اخلاقی حیثیت سے ایک قوم کو دفعتاً ابھار دیتی ہے اور دوسری کو پست کردیتی ہے - سنہ ۱۸۷۰ء کی جنگ فرانس و جرمنی نے فرانسیسیوں کی شجاعت اور عزم و استقلال کا خاتمہ کردیا جسکا اثر آج میدان جنگ میں علانیہ نظر آتا ہے - آج جرمن سپاہیوں کی رگوں میں جو گرم گرم خون دوڑ رہا ہے' وہ صرف آجکل کی تیز و تند شراب ہی سے مخلوط نہیں ہے' بلکہ اوسمیں سنہ ۱۸۷۰ء کے سیلاب خون کے کھولتے ہوے آتشیں قطرے بھی شامل ہیں -

یہودیوں کی بد اخلاقیاں متصل جنگ اور متصل شکستوں کا نتیجہ ہیں - بیت المقدس میں اس قوم نے تین بار شکست کھائی' فرعون کے دربار میں غلام بنکر رہی' عرب کے میدانوں میں بھی ایک ابھرنے والی روحانی طاقت نے انکے لیے جگہہ نہ چھوڑی' آج ان متصل ذلت آمیز شکستوں کا داغ ہر یہودی کے دامن اخلاق پر نظر آتا ہے !

مسلمانوں کا معیار اخلاق جسقدر جہاد نے بلند کردیا تھا' حضرت عیسی کی اخلاقی تعلیم اوسکے مقابلہ میں بالکل بے اثر رہی ...ص ہر قسم کا انقلاب صرف جنگ ہی کے ذریعہ ہوسکتا ہے - فلسفہ نے آجتک نظام عالم میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی' لیکن جنگ نے ذرہ کو آفتاب اور رائی کو پہاڑ بنادیا ہے - پہاڑوں کو زلزلہ ہی متزلزل کرسکتا ہے - کسی قوم نے قدیم عقاید' قدیم تہذیب' قدیم طرز معاشرت ایک مدت کے بعد مستحکم پہاڑ بن جاتے ہیں - اونکو لڑائی کا بھونچال ہی اکھاڑ سکتا ہے - اور کوئی نہیں -

مساوات کی حقیقی روح صرف زمانہ جنگ ہی میں پیدا ہوسکتی ہے - فرانس کی شورش کا سب سے بڑا نتیجہ مساوات ہے - مساوات عدل و انصاف کی ایک شکل ہے' اور عدل و انصاف کے ستون کو صرف قوت ہی قایم رکھہ سکتی ہے -

( ۱۰ ) زمانہ جنگ میں ہر انسان کی مخفی طاقت دفعتاً ابھر آتی ہے' فوج جس دلسوزی و بے جگری سے میدان جنگ میں لڑتی ہے' حالت صلح میں اوسکے تصور کی بھی متحمل نہیں ہوسکتی - نامہ نگاران اخبار' جنگ کی خبروں کی فراہمی میں جسقدر عرقریزی کرتے ہیں' صلح کی خبروں میں اوسقدر محنت نہیں کرسکتے - جنگ کے مضامین میں اڈیٹروں کی قابلیت کا غیر معمولی اظہار ہوتا ہے' قوت حافظہ کو غیر معمولی ترقی ہوجاتی ہے' عرب کے دواوین اشعار کو اسی غیر معمولی قوت حافظہ نے محفوظ رکھا' عرب کی حیرت انگیز قوت روایت کو اسی فوجی اثر نے ترقی دی' شاہنامہ کا وہ سرمایہ جو فردوسی کو نہایت آسانی سے مل گیا تھا' تلوار کے اوس جوہر سے محفوظ رہا جو اسکے دماغ میں سرایت کرگیا تھا !

( ۱۱ ) جنگ کے زمانے میں لوگ وحشت اور بد اخلاقی کی طرف زیادہ تر مائل ہوتے ہیں - فوج تو اسی نشے میں مست رہتی ہے' لیکن خود رعایا بھی رعایا کے جان و مال اور عزت و آبرو کو نہایت بیدردی سے پامال کردیتی ہے - غدر سنہ ۵۷ میں فوج سے زیادہ بدمعاشوں نے لوٹ مار اور قتل و خونریزی کی تھی' لیکن ایک اعلی طاقت ان وحشیانہ اعمال سے روک بھی سکتی ہے' بلکہ اخلاق کا ایک بلند معیار قائم کرسکتی ہے -

عہد نبوت اور عہد صحابہ میں اسکی شاندار مثالیں مل سکتی ہیں - زمانۂ موجودہ بھی اس قسم کی مثالوں سے خالی نہیں - فوج فاقہ سے مرتی ہے لیکن مال غنیمت کا بہترین سرمایہ اپنے سپہ سالار کے پانوں پر لاکر ڈالدیتی ہے اور اوس میں کسی قسم کی خیانت نہیں کرتی - سنہ ۱۸۴۸ کی شورش میں جس گروہ نے قصر سویلری پر حملہ کیا' اوس نے وہانکی بہترین یادگاروں کو ہاتھہ بھی نہیں لگایا - جنگ روس و جاپان میں جب جاپانی سپاہی کسی روسی مقتول کی جیب سے گینی نکالتے تھے' تو اوسکو نہایت دیانتداری سے واپس کردیتے تھے !

وجہ سے ہمیں واقعات کے حق میں اندھا نہ بن جانا چاہیے روس کی اسوقت جو حالت ہے' اس حالت میں وہ قدیم بربریت و وحشت کا ایک نہایت ہی قوی پنجہ ہے' اور اوسکی وجہ سے تمدن ایک قاتل و سفاک گرفت کے عالم میں ہے - جسقدر جرمنی کو ہم گھٹالینگے' اسیقدر روس کو بڑھانا پڑیگا' اور روس کو بڑھانا استبداد و تظلم کو تقویت دینا ہے' جو اپنی ایڑی کے نیچے تمام مظلومان روس' پولینڈ' فنلینڈ' بخارا و ترکستان' ایران' اور یہودیوں کو دبالے ہوے ہے !

روس کے خوف سے نکلے ہوے ہمیں ابھی صرف نصف صدی ہی ہوئی ہے - اس امر کے یقین کرنے کی کیا وجہ ہے کہ جب جرمنی نہ ہوگی تو پھر یہ خوف عظیم دوبارہ زندہ نہ ہو جایگا ؟

هندوستان جہاں پہلے تھا ' ابھی تک اسی جگہہ پر ہے اور روس اس سے بہ نسبت پہلے کے اب اور قریب تر ہے - جرمنی کی طرح روس کے لیے بھی یہی بات کہی جاسکتی ہے کہ ہم روسی قوم سے نہیں ڈرتے بلکہ روسی نظام سے ڈرتے ہیں :

من از عقرب نمی ترسم ولے از نیش می ترسم

کیا ہم کو امید ہے کہ یہ خطرہ دور ہو جایگا ؟

ایک ہفتہ قبل تک تو ذرا بھی امید نہ تھی ' مگر اس اثناء میں زار روس نے روسی پولینڈ سے اندرونی خود مختاری دینے کا وعدہ کر لیا ہے - بلا شبہہ یہ ایک نہایت ہی اہم واقعہ ہے لیکن در حقیقت کسی فیاضی سے نہیں بلکہ محض ضرورت کے مجبورکن استیلاء سے وقوع میں آیا ہے - پولینڈ میں انقلاب کے برپا ہو جانے کے خطرہ کے ساتھہ روس میدان جنگ میں ایسے جا سکتا تھا ؟

خیر' ہم کو اسکے مقصد میں مناقشہ کی ضرورت نہیں - اگر اس وعدہ کا ایفاء ایمانداری سے کیا جاے تو اسکے یہ معنی ہونگے کہ پولینڈ جسکو فریڈرک نے پروشیا ' روس ' اور آسٹریا میں تقسیم کیا تھا' اب پھر متحد ہو جایگا ' اور تاریخ کا ایک عظیم الشان گناہ ڈیڑہ صدی کی ظالمانہ غلط کاری کے بعد مٹا دیا جایگا - آسٹریا ہنگری کی مصنوعی شہنشاہی یورپ کے نقشے سے ناپید ہوجالیگی' اور پولینڈ کی سلطنت نسل ' تہذیب ' اور اعتقاد کے اتحاد کے ساتھہ وسط یورپ میں پھر ظاہر ہو جالیگی !

( زار کے لیے ایک فرصت )

ہم نے کہا ہے کہ " اگر یہ روسی شاہی وعدہ ایمانداری کے ساتھہ پورا کیا گیا " حالانکہ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اسوقت سے پہلے بھی یہی وعدہ ایسے ہی حالات میں کیا جاچکا ہے جو موجودہ حالات سے بالکل غیر مشابہہ نہ تھے -

اسکے ساتھہ ساتھہ ہمکو زار روس کے کمزور کیریکٹر کو بھی یاد رکھنا چاہیے' جو عمدہ جذبات سے استقامت کے ساتھہ اثر قبول کرنے میں بالکل عاجز ہے - جب تک استبداد باقی ہے اسوقت تک ہم اس وعدہ کو محفوظ نہیں سمجھہ سکتے - البتہ یہ ممکن ہے کہ اسکے حلیفوں کا نفوذ و اثر کچھہ کام آے -

اگر پولینڈ زار روس کی سیادت میں آزاد ہو گیا تو کیا ہم یہ امید رکھسکتے ہیں کہ زار ایک قدم اور آگے بڑھیگا ؟ فنلینڈ ' حیرت انگیز فنلینڈ ' اپنے شاندار باشندوں اور تعجب انگیز تہذیب کے ساتھہ زار کے دارالسلطنت کے پھاٹک پر خونچکاں پڑا ہے ! اسکی آزادی رخصت ہوچکی ہے' اسکے جج قید خانے میں ہیں ' اسکی امیدیں جاں کنی میں تڑپ رہی ہیں - ہاں' اس بد بخت فنلینڈ کو بھی داخلی خود مختاری ملنی چاہیے اور اسی وقت ملنی چاہیے - ( اس دروازے کے کھلنے کے منتر اور بھی ہیں )

یہ زار کیلیے بہت بڑا موقع ہے - جب وہ بچہ تھا تو انگریزی خیالات کے اثر سے ایک بار چیخ اٹھا تھا : " آہا ! عوام کا بادشاہ ہونا ! "
( O to he oommon's King ! )

وہ افسوس ناک طور پر ناکام ہوا ' مگر اسکی ناکامی استعداد کی وجہ سے نہیں بلکہ قوت ارادی کے فقدان کی وجہ سے ہوئی - ورنہ اسکے لیے مواقع بہت تھے ' اور اسوقت بھی ایک زریں موقع اسے حاصل ہے -

اگر ہم یہ فرض کرلیں کہ جرمنی کو شکست ہوگی تو روس دنیا کے ان تین شہنشاہوں میں سے ایک ہوگا جو اس عالمگیر کشاکش کے بعد رہینگے - ان میں وہ آخرین مطلق العنان و مستبد بادشاہ ہوگا -

یہ پالیسی کی سب سے بڑی ضرب اور سب سے بڑا انصاف ہوگا جو آج تک کبھی نہیں ہوا - اس نازک حالت میں یہ سلطنت کے لیے ضعف کا نہیں بلکہ قوت کا سر چشمہ ثابت ہوگا - اور روس کو معلوم ہو جالیگا کہ آزاد شاہنشاہی سلطنت کا سب سے بڑا طلسم ہے !

مگر یہ ( یعنی فنلینڈ کی خود مختاری ) اس سے بھی بڑھکے کام کریگی - اسکا اثر ناروے اور سویڈن پر گہرا پڑیگا - جسقدر ہم جرمنی سے خوف کھاتے ہیں ' اس سے کہیں زیادہ یہ سلطنتیں روس سے ڈرتی ہیں - سویڈن ناطرفدار ہے اور رہیگا - اس نے ان روسیوں کے ساتھہ تعجب انگیز فیاضی کا سلوک کیا ہے ' جو اسٹواک ہوالم ( سویڈن ) کی راہ سے بھاگ کے روس گئے ہیں ' اور اس حسن سلوک کے معاوضہ میں زار نے اسکا احسانمندانہ شکریہ ادا کیا ہے - اگر روس نے فنلینڈ کو آزاد کردیا تو سویڈن کے تمام خوف غائب ہوجالینگے ' اور روس یورپ کی خیر اندیشی کے ساتھہ اپنے کام کی طرف بڑھسکےگا -

اگر وہ دانشمند ہے تو قیصر کی ناکامی سے عبرت حاصل کریگا اور فرصت کے آخری لمحوں کو ضائع کردینے کی جگہ تمدن سے اپنا معاملہ صاف کرلینے میں صرف کریگا !

( ایشیا میں رد عمل )

آخر میں جزیرہ نماے بلقان ہے - روسی اثر وہاں غالب ہوگا - لیکن جنگ کے نتیجۂ ثانی کی حیثیت سے ہم بجا طور پر یہ خیال کرسکتے ہیں کہ وہاں بہ نسبت سابق کے عمدہ روح پھیلے گی - سرویا آسٹریا ہنگری کی شاہنشاہی کی غنیمت اور دریا کی طرف راستہ حاصل کرے - مقدونیہ میں بلگیریا کیلیے منصف مزاج بنجالیگی ' اور قدیم بلقانی اتحاد مع رومانیا کی شرکت کے ابکی مرتبہ سابق سے زیادہ مدارک سرپرستی میں قائم ہوگا -

اصلی خوف دولۃ عثمانیہ اور یونان کے باہمی مخفی مشکلات کا ہے - اگر جرمنی فتحیاب ہوگئی تو یہ مشکلات ترقی کرینگے ' کیونکہ دولۃ عثمانیہ کی نظریں برلن کی طرف لگی ہوئی ہیں - اسکے یہ معنی ہونگے کہ دولۃ عثمانیہ کا خاتمہ ہوجاے' اور بدقسمتی سے ہندوستان کے مسلمانوں میں عظیم الشان رد عمل پیدا ہو جو کیتھولک عیسائیوں کی طرح ایک غیر ملکی وفاداری رکھتے ہیں ' جسکا مرکز سلطان عثمانی ہے -

( پرانے نقشہ کو لپیٹ دو )

کہتے ہیں کہ جب " آسترلیز " کی خبر مشہور سیاسی کبیر " پٹ " کو ملی تو اسنے یورپ کے نقشے کی طرف اشارہ کرکے کہا :

" اس کاغذ کو تہہ کردو - اب ان دس سالوں میں اسکی ضرورت نہیں پڑیگی "

هونگے تب - قیصر تمام یورپ کا مالک هوگا - مگر هاے اٹلي ! اسوقت تیرا کیا حشر هو گا ؟

( اگر جرمني کو شکست هو )

لیکن اگر جرمنی کو شکست هوئي تو اسوقت یورپ کا نقشه کیا هوگا ؟

ایک بات یقیني هے - " السیس " اور " لورین " فرانس کو واپس ملجالینگے اور " اسٹراسبرگ " کي شکل " پیلس مدتي کونکورڈ " میں ایک مردہ کي طرح ماتمي لباس میں نہ هوگی بلکه دلهن کی طرح پهولوں سے لدي هوئی !

کہتے هیں که سنه ۱۸۱۷ ع میں جرمني نے جو مہلک غلطي کي تهي ' وہ السیس لورین کا الحاق تها - یه بسمارک کي غلطی نه تهي بلکه جرمنی کے حامیان جنگ کی تهی - اسلیے آینده جب فیصلے کا وقت آئے تو کمرے کے اندر ان حامیان جنگ کو گھسنے نه دینا چاهیے - همیں وہ وقت دیکھنے دو جب جرمن کے پاس " السیس لورین " نه رهے جس سے انتقام کے شعلے بهڑکتے رهتے هیں !

هماری جنگ قیصر اور قیصریت ( یعني قیصر کے افکار و عزائم ) کے مقابله میں هے - همیں جرمني کو تباہ کرنے کا ارادہ نه کرنا چاهیے - همیں چاهیے که بہر حال جرمني کو اپنے داخلی امور کے تصفیه کے لیے اکیلا چهوڑدیں - (بشرطیکه وہ چهوڑ دے الهلال)

(جرمنی کا مستقبل)

جرمني کی شکست کي صورت میں هم قیاس کرسکتے هیں که آینده کیا هوگا ؟ جو عمارت کے بسمارک نے خون اور لوهے کے زور سے تیار کي تهي وہ منهدم هو جائیگي ' جیسا که همیشه خون اور لوهے کي بنائی هوئي چیزوں کا حشر هوا هے -

" هو هینزولرنس " " یور بونس " کے ردی کے انبار میں ملجائیگا - " نیولینس " اور " بویریا " وغیرہ جرمن ریاستیں پروشیا کي مبغوض حکومت کو پهینکدینگي - وہ جرمن شاهنشاهی میں بجبر داخل کی گئی تهیں ' اور جو لوگ اس ملک کے وهاں کے زنده دل اور مہربان باشندوں کو جانتے هیں ' انهیں اس میں ذرا بهی شک نه هوگا که یه ریاستیں بغیر کسي افسوس کے اس شاهنشاهی سے علحده هو جائینگی - قرین قیاس یه هے که یه ملک جنوبی جرمن اتحاد کا سر خیل هو جائیگا - کیونکه ریاست هاے بیڈین و ٹمسبرگ وغیرہ کے باشندوں میں ویسي هي آزادانه اور فیاض روح هے جیسي که خود اسمیں هے - خود پروشیا بهی حامیان جنگ کے مظالم سے نجات پاجائیگی - کو پروشیا کے متعلق یاد رکهنا چاهیے که هم پروشیا کے لوگوں سے نہیں لڑ رهے هیں بلکه اسکے نظام سے لڑ رهے هیں -

اسکا نظام اسکي جمہوریت کے لیے بهي اسی قدر نفرت انگیز هے جسقدر همارے لیے - اگر ان میں فرانسیسیوں کی سی خوفناک انقلابي روح هوتي ' تو کب کے وہ اس " ملعون " شے ( نظام جنگ جو ) کو صاف کرچکے هوتے - عمدہ دماغي اوصاف کے باوجود انمیں آزادي کے لیے عظیم الشان جذبه کی کمی هے - انکے اشتراکیئین (سوشیالسٹ) فوج در فوج انتخاب کے وقت پول میں ( پول ایک مقام هے جہاں چٹهي ڈالي جاتی هے ) پهنچے ' مگر کچهه نکرسکے - اسکا نظام ان اشتراکیوں کا گلا دباے هوے هے اور آج خوفناک سختي کے ساتهه اسکي مدافعت میں وہ کام آرهے هیں جس سے وہ بهاگتے تهے - حالانکه انکو جاننا چاهیے که فتح اس ظلم کو اور زیادہ کردیگي ' اور شکست هي اس سے نجات پانیکا تنہا راسته هے !

( چند نظاموں کی جنگ )

اس جنگ کی عجیب و غریب پیچیدگیوں میں ایک پیچیدگی کو یه واقعه ظاهر کرتا هے که یه جنگ قوموں کی جنگ نہیں هے ' بلکه انکے نظاموں اور اصولوں کی لڑائی هے - پروشیا کی طرح همارے یہاں فوج اور بحري بیڑے کے حامی موجود هیں - اسلیے همیں یه خیال رکهنا چاهیے که جب هم اس بیڑے کی حمایت کو جرمنی میں مٹاتے هوں تو کہیں هم خود انگلستان میں اس پر زین کسکے سوار نه هو بیٹهیں - کیونکه همکو یاد رکهنا چاهیے که اس کشاکش کے پیچهے اصلی تنقیح محض نقشه نہیں هے بلکه اسکے علاوہ کوئی اور گہري شے -

اصلی تنقیح آزاد ' ملکي سرحدیں اور قومی حوصلے هیں - یه اصلی تنقیح در اصل ایک سوال هے :

" آیا استبداد جسکي بنیاد عسکریت اور مخفی سیاست پر هے اور جسکي پشت پناهی اسلحه کی مخفی سازش کرتی هو ' اسکو یورپ کا مالک هونا چاهیے ' یا اُس جمہوریت کو جو هر طرح آزاد هو ؟ "

هم جانتے هیں که اب یورپ میں مدنیت اور بربریت ' اعتماد اور بارود کے بل ' عسکریت اور حریت ' ایک ساتهه نہیں رهسکتیں - پہلی چیز کو یا دوسری کو ' غرض دونوں میں سے کسی ایک کو رخصت هوجانا چاهیے - یه فیصله کرنا جنگ اور اسکے بعد کے فیصلے کا کام هے که کون سی چیز نابود هو ؟ اگر ڈپلومیسٹ گروہ نے فیصله کیا تو قدیم طریقه پهر زنده هوجائیگا اور حریت هلاک هوجائیگی - فیصله قوم کی راے سے هونا چاهیے ورنه پهر اس سے کوئی امید نہیں رکهی جا سکتی !

( آسٹریا خارج )

آئیے پهر نقشۂ یورپ پر ایک نظر ڈالیں ! اب مثني شاهنشاهي ( آسٹریا هنگری ) کا خیال معقول هے - اب یه خیالی صورت رخصت هوجائیگي - ایک بڑے ڈپلومیٹ کا قول هے که " آسٹریا فی الواقع موجود هی نہیں هے ' وہ ایک مصنوعی شے هے جو ایجاد کی گئي هے " اسکا جواب ایک دوسرے ڈپلومیٹ کے الفاظ میں دیا جاسکتا هے : " میں ضرورت کا قائل نہیں "

یورپ کے نقشے میں آسٹریا هنگري سب سے زیادہ مصنوعي معلوم هے نه اسمیں زبان کا اتحاد هے نه قومیت کا ' نه تهذیب کا ' نه اعتقاد کا ' اور نه هي مطمح نظر ایک هے - یه ایک ایسي عمارت هے جو اسلیے بیٹهه جائیگي که اُسکي کوئی مستقل بنیاد نہیں هے - آسٹریا جرمن اتحاد کا ایک رکن بن سکتی هے - هنگري خود مختار هوسکتی هے - جنوب کے سلافي " سرویاء عظمی " میں شامل هوجا سکتے هیں - سرویا مانٹی نگرو کے ساتهه ملکر ابهي اس نسلي اور ملکی همجنسي کو پهر حاصل کرلے سکتي هے جو اسنے چهه سو برس هوے ترکوں کے هاتهوں میدان کسوو ( قصوہ ) میں کهوئی تهي - اطالیا واقعي جنوبي " ٹرائل " سے لیکے " ٹریسٹ " تک لینا چاهتی هے - اسطرح ایک نسل کے اوراق پریشاں کي پهر شیرازہ بندي هوجائیگي !

( پولینڈ کی آمد )

مگر ابهي " پولش آسٹریا " ( پولینڈ کا وہ حصه جو آسٹریا میں شامل هے ) باقی رهگئی هے جو اس حساب میں سب سے زیادہ ناقابل عمل عقدہ هے - هم روس کے ساتهه ملکر لڑ رهے هیں اور روسی اسلحه کي فتحیابی کیلیے اسی جوش و خروش سے دعا کرتے هیں ' جسطرح که خود اپنے لیے - مگر اس هنگامی رفاقت کي

چنانچہ جرمن فوج کے ہر دستے میں دو دو کتوں کو زخمیوں کی تلاش و جستجو کے لیے مخصوص تعلیم دیگئی اور سنہ ۱۸۹۹ ع میں انجمن نے بلدتر میں کتوں کی تعلیم کا سرکاری طور پر امتحان لیا -

امتحان کی صورت یہ تھی کہ ایک اندھیری رات میں اسی قسم کے چار تعلیم یافتہ کتے میدان میں چھوڑ دیے گئے ' اور دو سو سپاہیوں کو حکم دیا گیا کہ میدان کے نشیب و فراز اور متفرق گھاٹیوں میں زخمیوں کی طرح لیٹ جائیں - کتوں کے آگے آگے پانچسو سپاہیوں کو زخمیوں کی ٹولیاں لیکر بھیجدیا گیا - وہ لوگ مشعل لیکر زخمیوں کو ڈھونڈھنے لگے - کتے بھی جستجو میں مصروف ہوگئے - انہوں نے ادھر ادھر چکر لگایا ' اور تھوڑی دیر میں ان تمام مصنوعی زخمیوں کا جو ٹیلوں اور درختوں کی آڑ میں چھپے ہوے تھے ' بغیر شمع و چراغ کے پتہ لگا لیا !

یورپ میں اس کامیاب تجربہ کی اسقدر شہرت ہوئی تھی کہ جب روس و جاپان کے درمیان جنگ چھڑ گئی تو فریقین نے بڑی جد و جہد سے اس انجمن کے تمام کتے خرید لیے !

( اٹلی )

اٹلی میں اگرچہ کتوں کی فوجی تعلیم و تربیت کے لیے کوئی مستقل انجمن قائم نہیں ہوئی ' لیکن خود فوج نے اس طریقہ کو جرمنی سے زیادہ ترقی دی اور کتوں کی تعلیم کے بعض جدید کامیاب تجربے کیے -

مثلاً کتوں کے گلے میں طوق ڈال کر اوسمیں بائیسکل کی لالٹین باندھدی جسکی روشنی کا رخ صرف سامنے کی طرف ہوتا ہے - اوس طوق میں چھوٹی چھوٹی ڈبیاں لٹکا دی تھیں - اور ان میں بعض مقوی ' شیریں ' اور نشیلی دوائیاں تھیں جو زخمیوں کو وقتی فائدہ پہونچانے میں کامیاب ثابت ہوتی ہیں - ان تمام سامانوں کے ساتھہ کتوں کو ۶۰ کیلومیٹر مربع میدان میں چھوڑ دیا گیا اور اوسکے ٹیلوں ' غاروں ' جھاڑیوں اور چٹانوں کی آڑ میں مصنوعی زخمی چھپا دیے گئے - کتوں نے میدان کے ایک ایک گوشے کو چھان ڈالا اور تمام زخمیوں کا پتہ لگا لیا جب کسی زخمی کا سراغ لگ جاتا تھا - تو دو کتے فوراً فوج میں خبر دیدیتے تھے ' اور دو انکے بھونک بھونک کے ڈولی والوں کو اوسکی طرف بلالاتے تھے - دن کے لیے پہلی قسم کے کتوں انکے زیادہ مفید تھے ' اور رات کو کتوں کی ہوشیاری والے کتوں کی آواز سے فائدہ اوٹھایا جا سکتا تھا -

اسوقت تک کتوں کی تعلیم کا یہ طریقہ بھی نامکمل تھا - کیونکہ یہ دونوں کام ایک ہی کتے سے لیے جاسکتے تھے - اسلیے ایک اٹالین کپتان نے چند کتوں کو ایسی جامع تعلیم دی کہ جب کوئی زخمی اونکی نظر سے گذرتا تھا ' تو فوراً وہاں سے ہٹ آتے تھے اور ایک ایسے فاصلہ سے بھونکتے تھے کہ اونکی آواز فوج اور ڈولی والے سپاہی دونوں تک یکساں طور پر پہونچ جاتی تھی -

لیکن ابھی تک اس سے زخمیوں کی تعداد کا اندازہ نہیں ہو سکتا تھا - ایک تعلیم یافتہ کتے نے اس مشکل کو بھی خود ہی حل کردیا - اوسکو پاس پاس دو زخمی نظر آے اور اوس نے ایک ہی وقت کے اندر فوج اور ڈولی والے ' دونوں کو خبر دینی چاہی - اس غرض سے وہ ایک مرتبہ زخمی کے پاس آتا تھا ' پھر دوڑ کے دوسرے زخمی کے پاس جاتا تھا ' اور دونوں جگہہ بھونک بھونک کے اونکی تعداد کی اطلاع دیدیتا تھا !!

( انگلستان )

انگریزوں نے فوجی حیثیت سے اب تک اسطرف چنداں توجہ نہیں کی ہے

## شئون حربیہ

# جرمنی کا زرعی استغنا

( کیا جرمنی زیادہ عرصے تک جنگ جاری نہیں رکھہ سکتی؟ )

اگر جنگ نے طول کھینچا تو جرمنی کا حشر کیا ہوگا ؟

یہ ایک سوال ہے جو آج بار بار مختلف پیرایوں میں دہرایا جا رہا ہے - عام طور پر جو اسکا جواب دیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اسکا نتیجہ جرمنی میں قحط و فاقہ کشی ہوگا - کیونکہ ملک میں ہر قسم کی در آمد بند ہے ' اور وہ صدہا ٹن غلہ جو مختلف اطراف عالم خصوصاً ہندوستان سے ہر ہفتے جرمنی جاتا تھا ' اب نہیں جاسکتا -

لیکن کیا یہ صحیح ہے ؟ کیا چند ہی ماہ کے بعد وہ وقت آجائیگا کہ جرمنی کے پاس جان دینے کے لیے لاکھوں انسان ' اور جان لینے کے لیے ۴۰ پونڈ اور ۵۰ پونڈ کے انسان پاش گولے اور ۹ هاورٹزر کی بھاری بھاری باٹریاں تو ہونگی مگر " گیہوں " اور " چنا " بلکہ خود اوسکی دیسی پیدا وار " آلو " بھی نہ ہوگا ؟ یعنے اسکے کیمپ سپاہیوں سے بھرے ہونگے ' اسکے اسلحہ خانے ہتیاروں سے معمور ہونگے ' مگر اسکے سفر مینا کی دکانیں قوت لایموت سے خالی ہونگی ' اور اسطرح جرمنی ' جنگجوئی اور ساز و سامان سے مغرور جرمنی ' عالمگیر طاقت بننے کے حوصلے میں بدمست جرمنی ' فاقوں سے نزار ' اپنے دونوں گھٹنوں کے بل ' انگلستان و فرانس کے سامنے جھکی ہوگی ' اور بصد عجز و نیاز صلح کی درخواست کریگی ؟ کیا یہ ایک زخمی دل کی تنہا امیدیں ہیں یا واقعات بھی انکے ساتھہ ہیں ؟

اسکے جواب کے لیے کم از کم تھوڑی دیر کے واسطے ہمیں اپنے مطالعہ کا موضوع مغربی اور مشرقی کارزاروں کے بدلے جرمنی کے داخلی کشت زاروں کو بنانا چاہیے ' اور جنگی نقشوں کی جگہہ زراعتی رپورٹوں کی جدولوں اور خطوط هجوم و دفاع کی جگہ ان خطوں کو دیکھنا چاہیے جو دہقانی کبھی مٹی کی سطح زرعی پر گیہوں کو چنے سے الگ کرنے کیلیے کھینچ دیتے ہیں ' نہ کہ هجوم کو شکست سے بدلدینے کیلیے -

( جرمنی کا زرعی خزانہ )

زراعییات کا ایک ماہر مراسلہ نگار اخبار ڈیلی میل لندن میں لکھتا ہے :

"اهل جرمنی کی عادت ہے کہ وہ میدان جنگ میں اس وقت اوترتے ہیں جب انکے کھیتوں میں فصل تیار کھڑی ہوتی ہے - اگر ایسا نہو تو وہ جنگ کو کسی نہ کسی طرح ٹالدیںگے - سنہ ۷۰ ع کی جنگ میں شہزادہ بسمارک نے " ایمس " کے تار میں جو ترمیم کی تھی وہ جولائی کے آخر کا واقعہ ہے - ( ایمس کی تار سے وہ تاریخی ٹیلی گرام مقصود ہے جو ولیم اول شاہ پروشیا نے فرانس کے مطالبات کے جواب میں بھیجا تھا ' لیکن اسقدر شایستہ اور نرم الفاظ میں تھا کہ اسے پڑھکر فرانس کے جنگی ارادوں کا اشتعال سرد پڑ جاتا ' اور جرمنی پر حملہ کرنے کے خیال سے باز آجاتا - پرنس بسمارک نے جب اس تار کو دیکھا تو جنگ کی امیدوں میں

آج ایک سو دس برس کے بعد ہم پھر یورپ کے نقشہ کو تہہ کر رہے ہیں !

ہم اسکے خطوط کو خون کے دریا میں مٹا رہے ہیں - ہمکو خیال رکھنا چاہیے کہ جب ہم آیندہ نسلوں کے لیے نیا نقشہ بنانے بیٹھیں تو فریڈرک ولیم کی طرح ( اپنی تلوار سے ) نقشہ نہ بنالیں - اگر ہمنے ایسا کیا تو ہم اس عالمگیر جنگ سے ایک دوسری عالمگیر جنگ کی تیاریوں کے لیے نکلینگے -

ان سرخ سمندروں سے جو یورپ ڈھلکر نکلے' اسے انسانوں کا یورپ ہونا چاہیے نہ کہ شطرنج بازوں کے لیے ایک نئی بساط - ہمکو یہ کہنا چاہیے کہ اب کبھی ایسے خوف کا وقت ہم پر نہیں آئیگا - اور کوئی قوم بھی دنیا کے امن کو خطرہ میں ڈالنے کیلیے اپنے تئیں مسلح نہ کرسکیگی - یورپ کی نگرانی ایک طاقت کے ہاتھہ میں ہونی چاہیے - اور طاقت تمام دول کے قائم مقاموں کی ایک منظم جماعت کے ہاتھہ میں - ایک قوم کا حملہ دوسری قوم پر تمام قوم کا جرم سمجھا جاے' اور سب ملکے اسے سزا دیں -

اسوقت ہمارے فرزند اس خوفناک وقت کو احسانمندی کے ساتھہ یاد رکھینگے اور انکو ہمارے اس عالم قتل و غارت میں اچھے بہتر دن کی صبح نظر آئیگی !

# غـرائب محـــدثات حـربیہ حاضرہ !

## کـــلاب الحـــرب

انسان کی جنگ

اور کتوں کی عجیب و غریب خدمات !

وتحسبہم ایقاظا وہم رقود' و نقلبہم ذات الیمین و ذات الشمال' و کلبہم باسط ذراعیہ بالوصید ( ۱۸ : ۱۷ )

( ۲ )

( کتوں سے کیا کیا کام لیے جاسکتے ہیں ؟ )

گذشتہ صحبت سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ کتا جنگ میں ہر قسم کی خدمات انجام دے سکتا ہے - وہ حملہ بھی کر سکتا ہے' پہرہ بھی دے سکتا ہے' فوج کی ڈاک بھی لیجا سکتا ہے' دشمن کے خیموں میں آگ بھی لگا دے سکتا ہے بلکہ کبھی کبھی سپاہیوں تک بارود اور گولی بھی پہونچا دیتا ہے - بالخصوص سنگلاخ پہاڑوں میں' گھنے جنگلوں میں' رات کی گھٹاٹوپ تاریکی میں' مثلا دھار بارش میں' ان خدمات کو صرف کتا ہی بہتر انجام دے سکتا ہے -

( جاسوسی )

لیکن ان تمام خدمات میں تجسس و تفحص کیلیے یعنی جاسوسی کے کام کیلیے وہ سب سے زیادہ موزوں ہے - اگر کسی شہر یا گانوں کا حال دریافت کرنا ہے تو فقیروں کے جھونپڑے اور امیروں کے محل' دونوں میں یکساں آزادی سے داخل ہو جاسکتا ہے - اگر کسی جنگل میں دشمن کا پتہ لگاتا ہے تو گنجان درختوں کے اندر بے تکلف گھس سکتا ہے' اگر اندھیری راتوں میں کسی چیز کا سراغ لگاتا ہے تو اوسکی نگاہیں تاریکی کا پردہ نہایت آسانی سے چاک کردے سکتی ہیں' اگر عجلت کے ساتھہ کسی واقعہ کو معلوم کرنا مقصود ہے' تو وہ دوڑنے میں سواروں کے گھوڑے سے تیز اور انجن کی رفتار کا مقابلہ کرنے والا ہے - پس وہ اگرچہ ہر کام کیلیے موزوں ہے' لیکن جاسوسی کیلیے اسکی خدمات نہایت قیمتی اور بے بدل ہیں - اسی لیے یورپ میں اس طرف خاص طور پر مزید توجہ کی گئی -

( عہد جدید اور کتوں کا فوجی نظام تعلیم )

تمدن جدید نے کتوں کی فوجی تعلیم و تربیت کا جو نظام قائم کیا ہے' اوس میں کتے کی اس آخرالذکر خصوصیت کو اور زیادہ منظم اور باقاعدہ کردیا ہے -

میدان جنگ کا وہ منظر در حقیقت نہایت درد انگیز ہوتا ہے' جب توپوں اور بندوقوں کی زلزلہ انگیز صدائیں موقوف ہوجاتی ہیں' اور میدان جنگ پر دفعتاً ایک سناٹا چھا جاتا ہے - دنیا سمجھتی ہے کہ مصیبت کا زمانہ اب چند گھڑیوں کیلیے سر سے ٹل گیا لیکن در حقیقت ایسا نہیں ہوتا' بلکہ یہی وہ وقت ہوتا ہے جب جنگ کے تمام نتائج محزنہ بیک نظر سامنے آجاتے ہیں !

اسوقت میدان جنگ کا دامن خون کے دھبوں کو ہمارے سامنے علانیہ نمایاں کرتا ہے' مقتولین کی لاشیں ہمارے آگے رنج و غم کا انبار لگادیتی ہیں' سب سے زیادہ ہمکو وہ درد ناک صدائیں بیچین کرتی ہیں جو مجروحین کی لڑکھڑاتی ہوئی زبانوں سے نکل کر اعانت کی بیکسانہ طلبگار ہوتی ہیں !

اکثر شام کے وقت یہ درد ناک نظارہ دیکھنے میں آتا ہے - اسوقت ایک مخصوص جماعت جو خاص مجروحین کی تلاش و اعانت کیلیے مقرر کردی گئی ہے' ہاتھہ میں چراغ لیکر اوٹھتی ہے' اور زخمیوں کو ادھر اودھر ڈھونڈھتی پھرتی ہے - جب ان زخم رسیدہ لوگوں کا پتہ لگ جاتا ہے تو اونکو ڈولیوں میں لاد کر فوجی شفا خانوں میں بھیجدیتی ہے -

لیکن بہت سے بدقسمت زخمی ایسے بھی ہوتے ہیں جنکے منہہ سے آواز بھی نہیں نکل سکتی' بہت سے غاروں میں گرپڑے ہیں' اکثر پتھروں کی چٹانوں کی آڑ میں چھپ کر ہمیشہ کیلیے دنیا سے روپوش ہو جاتے ہیں' بہتوں کو رات کی تاریکی چھپا لیتی ہے - اسلیے یہ لوگ اس جماعت کی ہمدردی سے فائدہ نہیں اوٹھا سکتے -

اس حالت میں صرف ایک کتا قدیم وفادار خادم کتا ہی انکی اعانت کرسکتا ہے - وہ میدان جنگ کے ایک ایک گوشے کو ٹٹولتا ہے' اور زخمیوں کی ڈھونڈھنے والی جماعت کو اونکی طرف رہنمائی کرتا ہے !

خوش قسمتی سے زمانۂ قدیم کی تاریخ نے کتوں کے اس مخصوص وصف کو نمایاں کردیا - مشہور مسیحی بزرگ برنارڈ نے خاص کتوں کی ایک جماعت ترتیب دی تھی جو ان لوگوں کو ہلاکت سے بچانے کیلیے جو الپ کی پہاڑیوں میں برف اور سردی کی شدت سے ٹھٹھر ٹھٹھر کے مر جاتے تھے -

( جرمنی اور کتوں کی فوجی تربیت )

سب سے پہلے جرمنی نے برنارڈ کی اس ہمدردانہ رسم قدیم کو تازہ کیا - سنہ ۱۸۹۳ء میں جرمنی کے اندر ایک انجمن کی بنیاد ڈالی گئی جسکا مقصد کتوں کو فوجی تعلیم و تربیت دینا تھا

# مطبوعات جدیدہ

## اوراق ثلاثہ عتیقہ قرآن

## Leaves From Three Ancient Qurans

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ پچھلے دنوں ریوٹر ایجنسی نے قرآن کریم کے ایک قدیمی نسخہ کے انکشاف کی خبر مشہور کی تھی جسکے اوراق ایک انگریز لیڈی کے ہاتھہ آگئے ہیں' اور جنکے متعلق ڈاکٹر منگانا کی تحقیق ہے کہ "وہ حضرت زید بن ثابت کی ترتیب ( مزعومہ ) سے پیشتر کی حالت کی خبر دیتے ہیں اور انکے مقابلے سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن کریم کا موجودہ نسخہ "قدیم" نسخوں سے بالکل مختلف ہے : کبرت کلمۃ تخرج من افواههم ان یقولون الا کذبا -

اس واقعہ پر انگلستان کے علمی و اثری حلقہ میں جو اہمیت دی گئی' وہ اِس سے واضح ہے کہ ریوٹر ایجنسی نے اسکی اطلاع ایک خاص ٹیلی گرام کے ذریعہ مشتہر کی' اور گویا تمام عالم کو اس انقلاب عظیم کے انتظار کی دعوت دی جو ڈاکٹر منگانا کی تحقیقات کی تکمیل و اشاعۃ سے دنیا کے سب سے بڑے تاریخی اعتقاد پر طاری ہو جائیگا !

اسمیں شک نہیں کہ یہ خبر بہت ہی عجیب تھی - تاریخی و اثری مباحث میں مذہبی اعتقادات سے قطع نظر کرلینی چاهیے - لیکن تاریخی حیثیت سے بھی محفوظات قدیمۃ و خطیہ میں دنیا کی تمام عمر کا راس المال صرف یہی ایک کتاب ہے' جسکی "عجیب و غریب حفاظت" کی کوئی نظیر سر ولیم میور کو نہیں ملی' اور جو سیل کے اعتقاد میں بھی "بہر حال نا قابل اعتراض محفوظ" ہے' اور اسپرنگر کی زبان میں "کسی قوم کیلیے یہ شرف بس کرتا ہے کہ وہ ایک ایسی اعجاز اثر حفاظت کی حامل ہو" -

پس فی الحقیقت اُس شخص سے بڑھکر عالم انسانیت کے اعتقاد کا فاتح اعظم اور کون ہو سکتا ہے جو دنیا کی اس ایک ہی محفوظ کتاب کی تاریخ کو تاخت و تاراج کر دے' اور دنیا اپنی تمام عمر میں جس ایک ہی چیز کو ایک محفوظ رکھہ سکی ہے' یہ اسی سے چھین لے ؟

لیکن کیا وہ "فاتح اعظم" آگیا ؟ اور اس اثری انقلاب کا علم ڈاکٹر منگانا کے کاند ھے پر رکھا جا سکتا ہے ؟

اولوالعزم "قیصر" کا تمام یورپ کے مقابلے میں اسکندر اعظم سے بڑھکر فاتح ارضی ثابت ہو جانا اس درجہ فتح انگیز نہ تھا' جسقدر یہ بات کہ مستحق ڈاکٹر منگانا کو (اشرات) مہکم اکتشاف اسکا ہو ، جائے' بشرطیکہ وہ مستحق ہو سکے - ایوانہ عجیب و غرائب "قیصر" اس زمین کو ... جاهتا ہے جو ہمیشہ بدلتی رہی ہے - لیکن عجیب ... منگانا اُس حقیقت کو منقلب کرنا چاہتا ہے جو کبھی نہ بدلی لیکن اس نے اپنے استمرار ابدی و الہی ... سے دنیا کو بدل دیا ! اصلها ثابت و فرعها فی السماء -

( فاتح اعظم کا انتظار )

بہر حال یہ ٹیلیگرام قائم عالم کی اعتقادی سر زمین کے لیے ایک الٹی میٹم تھا' جس سے ایک ہولناک "فاتح اعظم" کے مسلح ہوکر نکلنے کی ہمیں ہیبت بخشی تھی - سکندریا کے سکندر نے جب ایران اور ہندوستان کی طرف رخ کیا تھا تو یقیناً اسکا کام اتنا عظیم و مہیب نہ تھا جیسا کہ کیمبریج کے اس اس اثری فاتح کا - اس نے مشرق و مغرب کو اپنی تلوار فتح سے ناپا' لیکن وہ انسانی معتقدات کی ایک انچ سر زمین میں بھی تغیر پیدا نہ کرسکا - مگر بیسویں صدی کا یہ اثری فاتح کرۂ ارضی کے سب سے بڑے محکم اعتقاد کو فتح کرنا چاہتا تھا - اسکا اسلحہ بالکل نیا تھا - اس نے اعلان کیا تھا کہ وہ اپنے صدہا پیشروں کی طرح نہ تو مذہبی تعصب کے انکار محض کے ساتھہ آئیگا اور نہ قیاسات و ظنون کے پیدا کردہ شکوک و شبہات سے مدد لیگا' کیونکہ اسکی فاتحانہ اولوالعزمی اس سے بہت بلند تر ہے کہ اپنے کم ہمت پیشروں کے نقش قدم کو دلیل راہ بنائے - بلکہ ایک ہزار سوا تین سو برس کی سب سے زیادہ روشن تاریخی مدت میں وہ پہلا شخص ہوگا جو ذہن و قیاس کے فریبانہ دعووں کی جگہہ لکھے ہوے کاغذوں اور مادی آثار و شواہد کے نا ممکن التسخیر آلات کی گرج میں ظہور کریگا' اور تیس کروڑ انسانوں کے اعتقادات کو اپنے سامنے سرنگوں اور عاجز و درماندہ دیکھیگا - پھر آہ ! اُس وقت وہ مسکین قوم کیا کریگی جسکی تمام ملی و اجتماعی ہستی کا دار و مدار صرف اسی اعتقاد کی چٹان پر تھا جو اس قاہرانہ قوت کے ساتھہ گرادی جائیگی ؟ لقد استکبروا فی انفسهم و عتوا عتوا کبیرا -

( فاتح اعظم کا ظہور )

بالآخر تاریخ عالم کے سب سے بڑے اعتقادی انقلاب کی ہولناک ساعت آگئی - اور ڈاکٹر منگانا کی کتاب کیمبرج یونیورسٹی پریس سے چھپکر شائع ہوگئی !

اس عظیم الشان ظہور کا نتیجہ کیا نکلا ؟ کیا تاریخ صحائف نے اپنا سب سے بڑا انقلاب قبول کرلیا ؟ کیا وہ فتح عظیم ظہور میں آگئی جو ہزارہا اسکندروں کی مجموعی قوت سے بھی نہیں ہوسکتی تھی ؟ کیا اعتقاد کی دنیا بدل گئی اور منگانا تاریخ و اثریات کا فاتح اعظم ہے ؟

ان سوالوں کا جواب یہ کتاب دیگی - "قیصر" کے فتح و شکست کا ہم ابھی فیصلہ نہیں کر سکتے' لیکن "منگانا" کے ... کا نتیجہ نکلا سکتے ہیں -

( اوراق ثلاثۃ قرآن )

یہ کتاب اواخر اگست کی کسی ڈاک میں ہمیں ملگئی تھی لیکن جنگ کے متعلق مضامین کی اسقدر کثرت رہی کہ اسکے متعلق گنجائش نہ نکل سکی - تاہم بلجیم اور سرحد فرانس کی جنگ کی مشغولیت میں اس جنگ عظیم کو نہیں بھول جانا چاهیے جسکا اعلان ... ایسا ہی کیمبرج میں اعلان کیا گیا تھا - ہم جناب مولوی نجم الدین احمد صاحب جعفری ڈپٹی کلکٹر ( کلکتہ ) کے ممنون ہیں کہ انہوں نے ... کو ایک ہفتہ تک اپنے پاس رکھا اور اسکے تمام مطالب کا ترجمہ ... کے لیے مہیا کردیا -

آیندہ نمبروں میں ہم اس اثری حملے کی فتح و شکست پر ... -

مایوسی پیدا ہوگئی - وہ چاہتا تھا کہ کسی طرح فرانس حملہ کرے اور پروشیا کو مجبورانہ جنگ میں پڑکر ایک نئے فتح یاب اور متحدہ شہنشاہی کی تاسیس کا موقع ملے - بالاخر اس نے اصلی تار رکھہ لیا اور اسمیں جا بجا ایسی ترمیمیں کردیں جنسے جواب کا لہجہ بالکل بدل گیا' اور لفظ لفظ میں اشتعال انگیزی پیدا ہوگئی - اسی ترمیم کا نتیجہ سنہ ۷۰ کی جنگ فرانس و جرمنی ہے - تفصیلی حالات الہلال کے گذشتہ نمبروں میں زیر عنوان " اسباب جنگ " نکل چکے ہیں - الہلال )

اسکے بعد ۴ - اگست کو اعلان جنگ ہوا - یہ تاریخ اپنے اندر ایک حملہ آور فوج کے لیے بہت سے فوائد رکھتی تھی - کیونکہ یہ مہینہ فصل کی طیاری اور پیداوار کی سرسبزی کا اصلی زمانہ تھا -

وہ جب شمشیر بکف ہوکے نکلی تو اسوقت اسکے پیچھے ملکی فصل بالکل محفوظ تھی - کیونکہ اب نہ تو کاشتکاروں کی پرورش کی ضرورت تھی اور نہ کسی قوم کی تباہی لانے کا خوف تھا - کاشتکار اپنا کام کرچکے تھے اور ملک سر سبز تھا - البتہ جس قوم کو تاراج کرنے کیلیے وہ نکلی تھی' اسکی سر سبز اور لہلہاتی ہوئی کھیتیاں صرف اسکے رحم پر تھیں - کیونکہ دریاے "میوز" کے برابر "آرڈینس" کے جفاکش کسانوں کی کھیتیاں اگست تک طیار نہیں ہوئی تھیں' اور فصل کے کٹنے میں ابھی معتدبہ زمانہ باقی تھا -

یہ صحیح ہے کہ جرمن ایک دستکار قوم ہے' مگر اسکے ساتھہ ہی وہ اس حقیقت ثابتہ سے بے خبر بھی نہیں ہے کہ کسی قوم کی خود اعتمادانہ اور بے نیازانہ زندگی کے لیے دستکاری ناگزیر ہے اور اسلیے جہاں لاکھوں انسان اسکے لوہے اور اسٹیم کے طلسم زاروں میں مشغول رہتے ہیں - وہاں اتنی ہی تعداد میں اسکے افراد وطن اس قدرتی کارخانۂ طبیعۃ میں بیج اور محنت کی باری بھی لگاتے رہتے ہیں' جسکو کھیت اور زراعت کہتے ہیں !

اسلیے اگر جرمن قوم جنگجو ہے' تو اس وہم سے بالکل مطمئن نہ ہوجانا چاہیے کہ وہ دست کاری کاشتکار نہیں ہے - اسکے ہاتھہ توپوں کو سر کرنا' مشینوں کو چلانا' اور ہل جوتنا' تینوں کام جانتے ہیں اور ایک ہی وقت میں کرتے ہیں - عین اس وقت جبکہ اسکے ہاتھہ میں دنیا کی سب سے بڑی اور آخری جنگی ایجاد کا آلہ ہوتا ہے' اسکی نظریں ہل جوتنے کے چکر پر لگی ہوتی ہیں جسے بہت جلد وہ اٹھانے والی ہے -

اس وقت جرمنی میں کاشت کاری ہمیشہ سے زیادہ اور وسیع تر اہم شے ہے' اور بالکل اسیطرح باقاعدہ اور منظم ہے' جسطرح اسکی ہولناک اور لا محدود لا تعصی فوج - ایک مشہور انگریز تاجر تخم نے حال میں جرمنی اور آسٹریا ہنگری کی سیاحت ختم کی ہے - اسکا بیان ہے کہ گیہوں جرمنی میں بکثرت ہے' اور جب سے کہ جرمنی میں بسمارک کا "ٹیرف بل" پاس ہوا ہے' اسوقت سے جرمنی خاص طور پر ایک عمدہ غلہ پیدا کرنے والا ملک ہوگیا ہے - جرمن پولینڈ میں ( یعنی پولینڈ کے اس حصے میں جو جرمنی کے ماتحت ہے ) ہزاروں ایکڑ زمین میں کاشت ہوتی ہے - یہاں خورد سلطنت کے اسامیوں کے لیے ۲۵ لاکھہ کی لاگت سے ۱۲ گھر بنوائے گئے ہیں -

کوئی ۲۰ ہزار پول ( اہل پولینڈ ) جو عموما فصل کے زمانے میں اپنے گھروں کے اندر رہتے تھے' جنوبی اور مغربی جرمنی سے مشرقی جرمنی میں آگئے ہیں جہاں انکے خوب اچھی طرح جتے ہوے پیداوار کے کھیت ہیں !

جن جرمنوں نے اس سر زمین کی کاشت کو باقاعدہ اور با ترتیب بنایا ہے' انکا دعوی ہے کہ یہاں کی فصل اہل جرمنی کیلیے بالکل کافی ہوگی - اگر انسے پوچھیے کہ تمہاری غذا کا سامان کب تک چلیگا ؟ تو وہ کہینگے کہ "ہمیشہ تک کے لیے" جسکے معنی یہ ہیں کہ ایک سال کے لیے کیونکہ دوسرے سال پھر فصل تیار ہوجالیگی !

جرمنی جسکے افراد کی بھوک اور خود اسکی بھوک' دونوں طرح کی گرسنگیاں سرعت کے ساتھہ ترقی کر رہی ہیں' اگرچہ باہر سے اپنی غذا کا بہت سا سامان خصوصاً اپنی مرغیوں کی غذا منگوایا کرتی ہے' مگر در حقیقت جس قدر ضروری چیزیں انسانی غذا کے لیے ہیں' ان سب کو وہ بغیر باہر سے مدد لیے ہوے بلا تکلف اپنے لیے مہیا کر سکتی ہے - اور دوسرے ملکوں سے زرعی تجارت کیلیے مجبور نہیں ہے -

اگرچہ اس سال جرمنی' تہذیب اور انسانیت کا ایک گردن زدنی مجرم ہے' مگر یہ عجیب بات ہے کہ فصل اور پیداوار کی دیوی (.... .......) اس پرپہلے سے کہیں زیادہ مہربان ہے - اس سال اسکے یہاں آلو کی پیداوار معمول سے بہت زیادہ ہوئی ہے -

عام طور پر جرمنی میں آلو کی صرف اسقدر کاشت ہوتی ہے کہ اگر فصل اچھی ہو تو بہت سا آلو بچ رہے - لیکن امسال اس حد سے بھی زیادہ فصل طیار ہوچکی ہے -

آلو کے علاوہ ہر طرح کی ترکاریاں اور گیہوں وغیرہ کی فصل بھی بہت عمدہ ہوئی ہے اور معمولی طور پر تمام امراض زرعی سے محفوظ ہے -

.......

ہاں یہ سچ ہے کہ اس نازک وقت میں انگلستان کی مدد کیلیے اسکے فرزندوں کی طرح اسکی سر زمین بھی اٹھہ کھڑی ہوئی ہے -

لیکن ہمیں یہ نہ بھولنا چاہیے کہ اس قدر عمدہ فصل کے باوجود ہماری وہ حالت نہیں جو جرمنی کی ہے -

جس بیج کے تاجر انگریز سیاح کا اوپر ذکر آ چکا ہے' اسکا بیان ہے کہ ہنگری میں اس نے چنے کی اتنی بڑی فصل کبھی نہیں دیکھی تھی جیسی اس سال ہوئی ہے - وہ کہتا ہے کہ انکے کھیت میں سے در ایک تو ۶۰ - ۶۰ ہزار کے ہیں' اور ان میں ریلوے لائن اور کارخانے بھی ہیں -

یہ کھیت اسطرح باقاعدہ غلہ پیدا کرتے ہیں جسطرح کہ ہمارے کارخانے باقاعدہ مصنوعات بناتے ہیں !

میں اس امر کی طرف توجہ دلا چکا ہوں کہ فرانس' ہنگری' اور اسیقدر اہم درجہ پر جرمنی' یہ تینوں ایسے ملک ہیں کہ انکی پیداوار انکے لیے کافی ہے - وہ جنگ کی حالت میں باہر سے غلہ لینے پر مجبور نہیں ہیں - لیکن اس میدان میں روس کا بھی ذکر کرنا چاہیے - اسکے پاس سائبیریا ہے - گذشتہ سال ہمیشہ سے زیادہ نو آباد کار وہاں گئے ہیں - سائبیریا کی سر زمین اپنی پیداوار کے لحاظ سے تمام دنیا کا پیٹ بھر سکتی ہے - اور پچھلے دنوں اسمیں اسقدر ترقی ہوئی ہے کہ اکیلی سائبیریا چاہے تو تمام روسی فوج کو راشن دیتی رہے جسکی تعداد ۵۰ لاکھہ ہے -

ہاں ہمارے پاس بھی کینڈا ہے جو نہایت جلد فصل ہمارے لیے بھیج سکتا ہے "

* * *

اس بیان سے اندازہ ہوگیا ہوگا کہ جرمنی کی زراعتی مجبوری کے متعلق جو بیانات عام طور پر مشہور ہوگئے ہیں انکی اصلیت تصدیق طلب ہے - آیندہ ہم جرمنی کی مالی حالت پر نظر ڈالینگے -

# برید فرنگ

آسٹرین قلمرو میں روس کی عظیم الشان اور ہولناک فتوحات کی جو خبریں کہ گذشتہ ہفتوں میں آرہی تھیں، انکے متعلق شروع سے ہمارا خیال ہے کہ اگر ان خبروں میں مبالغہ کے ساتھہ نصف حصہ بھی سچ کا ہے تو یقیناً اس کا اصلی سبب آسٹرین فوج کا سلافی عنصر ہے - آسٹریا میں سلاوی نسل کی ایک وسیع تعداد موجود ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ وہ روس کے مقابلے میں کسی طرح بھی فوجی جوش کے ساتھہ نہیں لڑسکتی جسنے بظاہر صرف سلافی نسل کی حمایت میں تیوٹن اقوام کے خلاف اعلان جہاد کیا ہے -

اگرچہ اس حقیقت کا اعتراف صاف لفظوں میں نہیں کیا گیا ہے، اور شاید اگر اقرار کیا بھی جائے تو اسوقت جب تیغ جنگ اپنے دور تکمیل کر کے نیام میں آ چکی ہوگی، اور قلم تاریخ اپنا دور شروع کرنے کے لیے مستعد ہوگا -

تاہم گذشتہ میل کی لندن سے آئی ہوئی بعض معلومات اس پر روشنی ڈالتی ہیں -

ٹائمز آف انڈیا کا نامہ نگار لندن اپنی ۲۱ اگست کی مراسلت میں لکھتا ہے :

" آسٹرین سپاہ سے سلافی رجمنٹوں کی بغاوت کی خبریں آرہی ہیں - یہ بھی خبر آئی ہے کہ ہرزگووینا اور بوسنیا میں علم بغاوت بلند کیا گیا ہے -

اسوقت جبکہ یورپ زیر و زبر ہو رہا ہے، آسٹریا کا اپنی قدیم حالت پر رہنا ایک معجزہ ہے - اسلیے اسوقت جو کچھہ ہو رہا ہے اسکی توقع تھی - اسکے ساتھہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ آسٹرین سپاہ ایک بے ترتیب مجموعہ ہے جسمیں نصف حصہ سلاوی عنصر کا ہے - اس سلاوی عنصر کو روس کے ساتھہ عظیم الشان ہمدردی ہے، اور خاندان ہیپسبرگ ( یعنی شاہنشاہ آسٹریا کیونکہ وہ اسی خاندان سے ہے ) کے ساتھہ ذرا بھی ہمدردی نہیں "

غالباً اب یہ سمجھہ میں آگیا ہوگا کہ کیوں لاکھہ آسٹرین فوج مجہول التعداد روسی فوج کے آگے ہتھیار ڈالدیتی ہے ؟

## مسئلۂ مصر

یورپین اخبارات کے اشیاء کا افراد میں جو تنخواہ دار ایجنٹ ہوتے ہیں اور جنکو وہ " خاص مراسلہ نگار " کہتے ہیں، انکی عام حالت یہ ہے کہ اولاً تو اختلاف قومیت اور ملکی زبان سے ناواقفیت کی وجہ سے ملک کے عام اور حقیقی جذبات و خیالات سے بے خبر رہتے ہیں - پھر ان مواقع کے باوجود انکو جسقدر بھی علم حاصل ہوتا ہے، انکو جب ترتیب دینے بیٹھتے ہیں تو اس حیثیت کو ملحوظ رکھتے ہیں کہ وہ وقائع نگار نہیں بلکہ مراسلہ نویس " ہیں، اور وہ بھی مراسلہ نویس " خاص " یعنی پورے تنخواہ دار ایجنٹ !

پچھلے ہفتوں میں " نیرایسٹ " کے مراسلہ نگار نے قاہرہ مصر کے متعلق جو مراسلتیں بھیجی تھیں، ان میں یہ دکھایا تھا کہ مصر کے عمائد و اعیان، لیڈر، دیسی پریس، جمہور، غرض ہر طبقہ ... میں انگلستان کے ساتھہ ہے - اس کوشش میں کونسی روح کام کر رہی تھی؟ یہ کہ انگلستان کی شاہنشاہی ایک متحدہ شاہنشاہی ہے، اور مصر جو اگرچہ عملاً ملحق ہوچکا ہے مگر رسمی طور پر ملحق نہیں ہوا ہے، وہ بھی انگلستان کے ساتھہ اسی طرح شریک ہے جسطرح کہ شاہنشاہی کے تمام افریقی اور ایشیائی علاقے جنکا الحاق عرصہ ہوا مکمل ہوچکا ہے !

لیکن اخبار " ایپیبتل " کے نامہ نگار قاہرہ نے جو مراسلت بھیجی ہے، اس نے اس کوشش کا پردہ چاک کردیا ہے - وہ لکھتا ہے :

" جب جنگ شروع ہوئی ہے تو اسوقت مصر کے دیسی زیادہ تر بے تعلق سے تھے، لیکن جب انھوں نے دلچسپی ظاہر کرنا شروع کی تو اسوقت انگریزوں کے طرفدار ہوگئے - مگر دس تا پندرہ دن کے اندر ہی حالت یکسر مختلف ہو گئی - یہ معلوم ہونے لگا کہ ملک کے اس گوشے سے اس گوشے تک جرمنی کی طرفداری کی ایک عام ہوا چلگئی ہے !

قاہرہ وغیرہ کے قہوہ خانے آسٹرین اور جرمنی کی عظیم الشان فتوحات پر سر گرم مباحثوں کا مرکز بنگئے، اب انکے متعلق طرح طرح کے قصے ہر طرف پھیلے ہوے ہیں -

ان افسانوں کے اصلی سرچشمے کا سراغ لگانا چنداں مشکل نہیں - قسطنطنیہ سے مصر میں جرمنی کے ایجنٹوں کا ایک سیلاب آگیا ہے، جنمیں زیادہ تر ترک افسر ہیں - یہ گاؤں گاؤں پھرے ہیں، جرمن اور آسٹرین کامیابیوں کی داستانیں بیان کرتے ہیں، اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جب انگلستان اور فرانس کو شکست ہوگی تو اسوقت ہم مصر کی طرف توجہ کرینگے، اور یہاں جسقدر انگریز ہیں سبکو قتل کر کے مصر کی آزادی کا اعلان کر دینگے ! "

ترکوں کو مطعون و بدنام کرنا اور انکی طرف سے انگلستان کے خلاف سنگین ارادوں کو منسوب کرنا عام انگریزی مراسلہ نگاروں کی ایک دیرینہ عادت ہے - یہ ابھی حال ہی کا واقعہ ہے کہ اسی مراسلہ نگار " ایپیبتل " کے حوالہ ... ریوٹر ایجنسی نے اطلاع دی تھی کہ جب " گیوبن " اور " بریسلا " جہاز دردانیال میں پہونچے اور ترک افسران پر گئے تو انھوں نے جرمن افسروں کے ساتھہ برادرانہ برتاؤ کیا - پس " ایپیبتل " کے نامہ نگار نے ترکوں پر انگریزوں کے قتل کے منصوبہ کا الزام لگایا ہے تو اسکے کچھہ بہت زیادہ ترقی نہیں کی ہے - اس دور ارتقاء میں الزام آوری و بہتان طرازی کے فن میں اپنے ایک ہم مشرب سے صرف ایک دو قدم ہی آگے بڑھا ہے !

اب یہ ہمارا فرض ہے کہ اس بیان کی دیانتدارانہ تحلیل کریں اور واقعہ کو اس حصہ سے علحدہ کرلیں جو راویوں کے مسموم قلم کی دسیسہ کار خلاقی کا نتیجہ ہے -

اس بیان کی کائنات صرف دو امور ہیں : قسطنطنیہ سے عثمانی افسروں کی آمد - جرمن اور آسٹرین کے متعلق بعض مختلف خبروں کی اشاعت، مصر کی عام راے میں بعد، اور ترکوں کا انگریزوں کو قتل کرنے کا ارادہ -

یہ بظاہر بعید ہے کہ تمام واقعہ بے اصل ہو، اور سچ یہ ہے کہ اسقدر غلط کہنے کی ضرورت بھی نہیں - یہ بالکل ممکن ہے کہ چند یا چند سے زائد عثمانی افسر مصر آے ہوں جنکو نامہ نگار کا زہر بار قلم " ترک افسروں کے سیلاب " سے تعبیر کرتا ہے -

یہ بھی ممکن ہے کہ ان افسروں کے ذریعہ یا انکے علاوہ کسی اور واسطہ سے مصری پبلک تک فرانس میں جرمن اور روسی پولینڈ میں آسٹرین پیشقدمی کے متعلق زیادہ تفصیلی اور زیادہ صحیح حالات پہونچے ہوں - اور اسلیے قدرتی طور پر مصر کی عام راے میں تغیر پیدا ہوگیا ہو جو پہلے صرف یک طرفہ خبروں میں مقید تھی -

## مکاتبات حربیہ

# شعلہ زار جنگ کا پہلا آتشکدہ

### سرویا اور آسٹریا

ڈیلی ٹیلیگراف لنڈن کا مراسلہ نگار جنگ وسط اگست میں "نش" سے لکھتا ہے :

"میں کل سالونیکا سے اسی ٹرین پر روانہ ہوا جس پر شہزادہ اریئس آرہے تھے - اس اسٹیشن پر سے ایک گشتی تار تمام اسٹیشنوں کے نام شائع کیا گیا تھا جسمیں یہ اعلان تھا کہ "سروی فوج نے ایک قلعہ بند مقام وسگارڈ اور اسکے علاوہ چند شہروں پر قبضہ کرلیا ہے اور بوسنیا کو تاراج کر رہی ہے"

مگر یہیں مجھے معلوم ہوگیا کہ یہ خبر قبل از وقت ہے - سرکاری طور پر جس خبر کی تصدیق کی گئی ہے وہ صرف اسقدر ہے کہ بوسینیا کی سرحد پر جو ایک چھوٹا سا مقام "اور تچا" ہے اسکے آگے آسٹرین فوج نے اپنے عارضی قلعوں ( بلاک ہاؤسیز ) کو مسمار کردیا ، اور اس گاؤں کو خالی کرکے پاس کی ایک پہاڑی پر چلے گئے - پھر گولہ باری شروع کی جو کئی گھنٹہ تک جاری رہی -

مذکورہ بالا مبالغہ آمیز خبر قصداً اپنے ملک میں شائع کی گئی تھی - اسکا مقصد یہ تھا کہ قوم کا جوش جو قدرتاً آغاز جنگ کے وقت بہت کم تھا ، اسمیں تحریک و بر انگیختگی پیدا ہو جاے -

اسیطرح ان سروی فتوحات کا جشن منانے کے لیے کل بڑے گرجا میں ترانۂ حمد ( ٹی - ڈي - ایم ) گایا جانے والا تھا جو محض ایک منفی شکل میں ہے - یعنی وہ صرف اس حد تک ہی فتوحات کی خوشی ہے کہ آسٹریا اپنے تاراج کے ارادے میں کامیاب نہ ہوا -

تاہم یہ پالیسی بار آور ہوئی ہے - لوگوں میں اور خصوصاً فوجی افسروں میں بہت ہی جوش و خروش پھیلا ہوا ہے - ان فوجی افسروں کے پیش نظر اب ایک مایوسانہ جنگ نہیں بلکہ فتح ہے جس سے ہرزگونیا ، بوسینیا ، اور بحر ایڈریاٹک کے ساحل پر ایک بندرگاہ کے متعلق انکی قومی آرزوئیں پوری ہونگی -

( سرویا میں فوجی اجتماع )

فوجی اجتماع قریبا مکمل ہوگیا ہے - ۱۸ - سے ۵۵ سال تک کے تمام مرد فوجی خدمت پر مجبور کیے گئے ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ جسقدر آدمی اسوقت تک جمع ہوچکے ہیں ، انکی تعداد ۴ - لاکھ ۵۰ - ہزار تک ہوگی - مگر ان میں بڑا حصہ خام کار رنگروٹوں کا ہے - رنگروٹوں میں سے میں نے ۶ - ہزار کو اسکوب کے باہر فوجی مشق کرتے دیکھا - رنگروٹوں میں جو لوگ بہت بوڑھے ہیں ، ان سے جدید سرویا میں اجنبی آبادی کی نگرانی کرائی جائیگی - افسروں اور وردی وغیرہ کی قلت کی وجہ سے ایک معقول تعداد کی بے قاعدہ جماعتیں بھی بنائی جارہی ہیں - یہ جماعتیں بوسینیا میں جا گھسینگی اور وہاں کی سروی آبادی میں انقلاب برپا کرینگی -

سروی سپاہ میں در حقیقت لڑنے کے قابل آدمیوں کی تعداد صرف ۲ - لاکھ ۵۰ - ہزار ہی ہے - روسی سپاہ کے مقابلہ میں یہ تعداد کتنی ہی کم سہی مگر اسکو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا - کیونکہ یہ میدان کی فوج ہر طرح آراستہ ہے ، اسکے علاوہ اسمیں وہ تجربہ کار لوگ بھی ہیں جو دو جنگوں کی آتشباریوں میں رہچکے ہیں -

آج میں کئی گھنٹے تک اسٹیشن سے فوج کی روانگی کا منظر دیکھتا رہا - تمام آدمی پوشاک اور دوسرے ساز و سامان سے بخوبی آراستہ تھے - میں نے بہت سے لوگوں سے پوچھا اور ہر ایک نے یہ جواب دیا کہ ہم جنگ بلقان کے دونوں معرکے میں شریک رہچکے ہیں - ہر ٹرین جب اسٹیشن سے روانہ ہوتی تھی تو وہ جوش کے ساتھ گاتے تھے اور سب خوش اور بشاش معلوم ہوتے تھے -

فراہم شدہ فوجیں خاص طور سے سروی ہنگری سرحد پر یکجا کی جا رہی ہیں - میں نے دیکھا کہ ۱۴ - ٹرینیں اسٹیشن سے روانہ ہوئیں - ان میں سے ۱۳ تو بلغراد کی طرف گئیں اور ایک ازالس کی طرف جو سرحد بوسینیا سے قریب ترین اسٹیشن ہے -

( نقشۂ جنگ )

معلوم ہوتا ہے کہ یقیناً یہ فیصلہ کرلیا گیا ہے کہ شمالی سرحد پر حملہ کرکے اس کام کی کوشش کی جائے جسمیں آسٹریا ناکام رہی ہے - یعنی سروی فوج دریاے ڈینیوب کو عبور کرکے روسی فوج سے جا ملے -

اسٹاف افسروں نے مجھسے بیان کیا کہ اجتماع جمعہ ( ۷ - اگست ) تک مکمل ہو گیا - اسکے بعد سے حملہ شروع ہوا ہے - اب فوجیں آگے بڑھنا شروع کردینگی -

بلغراد میں کل کا دن خاموشی اور سکون کا دن تھا ، مگر آج صبح سے آسٹرین فوج نے مقام سلم سے پھر گولہ باری شروع کی ہے - مجھسے وزارت خانے میں بیان کیا گیا کہ ابتدائی گولہ باریاں تو بیقاعدہ اور تھوڑی دیر تک ہوئی تھیں ، مگر اس دفعہ گولہ باری مسلسل اور دیر پا ہے -

یہ معلوم ہوتا ہے کہ جرمن • آجانے اور شہر پر قبضہ کرلینے کے متعلق جو سمن شائع ہوا تھا اور جسکو بلغراد کے سول گورنر نے دو بارہ نا منظور کردیا ہے ، اس سے سخت ناراضی پیدا ہوگئی ہے ، اور انکا یہ ارادہ ہے کہ بلغراد کو جلا کر خاک کردیں -

اس ارادہ کی اہمیت کی طور پر مجھسے بیان کیا گیا کہ جرمن وزیر کی بیوی بلغراد میں رہگئی تھی - اس سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ بلغراد سے "نش" میں آکے اپنے شوہر سے ملجائے جو اسوقت تک "نش" میں موجود ہے - تاہم میرا خیال ہے کہ کل تک پروانہ راہداری اسے ملجائیگا -

( بلغراد پر گولہ باری )

توپخانہ کا ایک فرنچ کپتان ڈیچاڈ نامی ہے جو کل صبح تک بلغراد میں تھا اور اب فرانس میں اپنی فوج سے ملنے جارہا ہے - اسکے روزنامچہ سے میں ذیل کا اقتباس دیتا ہوں - اس اقتباس سے نہایت صفائی کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ گولہ باری کے زمانہ میں بلغراد کی حالت کیا تھی ؟

۲۸ اور ۲۹ - جولائی کی تاریک اور بے چاندنی کی شب میں کوئی ایک بجے ریلوے کے پل کے قریب توپوں نے گولہ باری شروع کی - میں اپنے کمرہ سے جو ہوٹل مواسکوا کی تیسری منزل میں تھا ، دریاے سیو میں جو کچھ ہورہا تھا ، اسے پوری طرح دیکھ رہا تھا - پل کے قریب سروی ساحل کی طرف ایک بہت بڑی تاریکی بڑھتی ہوئی نظر آئی - اس آگے بڑھنے والی تاریکی اور دریاکے دونوں ساحلوں سے آگ کے شعلے نظر آتے تھے اور توپخانوں کی گرج غیر منقطع تھی -

دفعتاً ایک بجکے ۲۵ منٹ پر سرویا کی طرف پل کی چوٹی پر شعلے پھوٹتے ہوے نظر آے جس سے شہر اور اسکے مضافات روشن ہوگئے - ایک سخت دھماکا ہوا اور پل کی بنیادیں ہلگئیں ، جب صبح کو میں نے دیکھا تو پل بالکل مسمار ہوگیا تھا - اسوقت سے پہلے ہی شہر پر ، پھر کڑھی پر ، پھر اسکے میدان پارک پر ، گولوں کی بارش شروع ہوگئی بھی مگر سروی اسکا جواب نہ دیسکے - کیونکہ انہوں نے اپنے توپخانے ہٹا لیے تھے -

غالباً یہ پہلا واقعہ ہے کہ ایک کھلے ہوے شہر پر گولہ باری ہوئی ہے - پرنس [illegible] اسٹریٹ کے گھروں پر بھی گولے آکے پھٹتے تھے جب آگ شہر کی طرف پھیلنے لگی میں اپنی کمرہ سے یہ تحقیق کرنے کیلیے نکلا کہ بربادی کیونکر شروع ہوئی ہے ؟

سخت هیجان پیدا کردیا - اسٹرائک کے متعلق جو کچهه کارروائی که هم ارکان نے کی' وه حضور عالیه کو واقعات اسٹرائک و کارروائی جلسه انتظامیه منعقده ۲۶ مارچ سنه ۱۴ سے واضح هوگی - هم ارکان ندوة العلما کو اس بات کا یقین هے که گو اسٹرائک طلباء دارالعلوم کا کوئی اور سبب بهی هو' لیکن واقعی اور اصلی سبب اسکا وه تحریک تهی جس کا ذکر مولوی عبد السلام صاحب نے اپنے خط مورخه ۲۵ جولائی میں کیا هے -

اصل مقصد بانیان اسٹرائک کا یه تها که ملک اور قوم کو یه دکهایا جاے که یه نتیجه بدنظمی انتظام جدید کا هے' اور ان کوششونکے پورا کرنے کے لیے بعض حضرات نے ایک کمیٹی بنام انجمن اصلاح ندوة العلما ۱۵ مارچ سنه ۱۴ ع کو قائم کی ' اسمیں سے غالب تعداد انهیں لوگونکی تهی جو خود انتظام جدید کے خلاف شورش پیدا کرنیوالے تهے - مگر اسکے نام اور مقصد نے بعض لوگونکو مغالطه دیا ' اور بعض ایسے اصحاب جو اس جماعة سے علحده تهے وه محض اپنی نیک نیتی سے اسمیں شریک هوگئے- هنوز انجمن اصلاح ندوه لکهنؤ نے کوئی عملی کام متعلقه اصلاح ندوه نه کیا تها که ۱۰ مئی کے جلسهٔ دهلی کا اعلان کیا گیا' اور مقصد اوس جلسه دهلی کا بعینه یا قریب قریب وهی تها جو کمیٹی اصلاح ندوة العلما منعقده لکهنؤ کا تها ' هم ارکان ندوه بندگان حضور میں اس امر کا اظهار کردینا اپنا فرض سمجهتے هیں که واقعی اور اصلی غرض کمیٹی اصلاح لکهنؤ و نیز جلسه منعقده دهلی کی یه تهی جسکا وه اعلان نهیں کر سکے که علامه شبلی جو اپنی غلطی سے مستعفی هوگئے هیں پهر اپنے عهده پر بحال هو جائیں جیسا که ان تجاویز سے جو بانی جلسه دهلی جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خانصاحب کے خط مورخه ۱۶ اپریل و ۵ مئی سے ظاهر هوتا هے - جو نقائص انتظام دار العلوم میں عام طور سے ظاهر کیے گئے هیں ' جهانتک انکی اصلیت هے وه سب زمانه استعفا علامه شبلی کے قبل کے هیں ' اگرچه یه اعتراضات استعفا کے معاً تین دن کے بعد شروع هوے هیں ' اور ظاهر هے که تین دن میں کوئی تبدیلی نصاب درس اور طریقه تعلیم اور مدرسین میں نهیں هوئی- چنانچه اسیوجه سے مجبوراً کمیٹی منعقده دهلی نے اپنی کل قوت موجوده دستور العمل ندوة العلماء پر اعتراضات کرنے پرصرف کردی' اور ایک نیا دستور العمل تیار واسطے غور و بحث کے دفتر ندوه میں بهیجدیا -

دستور العمل کے متعلق ارکان ندوة العلماء یهه عرض کردینا مناسب سمجهتے هیں که همکو دو تین سال پہلے اس بات کا خود احساس هوا که ندوة العلماء اور دار العلوم کی ترقی پذیر حالت کے لحاظ سے دستور العمل میں ترمیم کرنیکی حاجت هے' جیسا که عموماً ایسے بڑے کاموںمیں عمل کے بعد دستور العمل میں ترمیم کرنیکی ضرورت پیش آیا کرتی هے - چنانچه اوسکی ترمیم کیلیے چند قانون دان ارکان کی ایک سب کمیٹی قائم کردی گئی جو اسپر غور کر رهی تهی ' اور اب اسکو مکمل کر کے ممبران ندوه میں بهیجدیا هے جسکی اشاعة عام کردیگئی هے' اور اخبارات میں اظهار راے کیواسطے بهیجدیا گیا هے - واقعات مندرجه بالا سے حضور پر بخوبی واضح هوگا که :

( ۱ ) انتظام موجوده آخر جولائی سنه ۱۳ سے قائم هے

( ۲ ) ارکان موجوده کو کافی موقع اس بات کا نهیں دیا گیا که وه دار العلوم کی اصلاح و ترقی کرتے -

( ۳ ) اسٹرائک طلبه دار العلوم سے جو نتیجه نقائص انتظام موجوده کا ملک اور قوم پر ظاهر کیا گیا هے' وه در اصل نتیجه اوس ناجائز کارروائی کا تها جو انتظام سابق کی بنا پر طلبه پر اثر ڈالکر اس غرض سے کی گئی که قوم میں ایک شورش پهیلا کر یه دکهایا جاے که علامه شبلی کا وهاں سے علحده هونا اغراض و مقاصد ندوه کے بالکل خلاف هے ' اور انکو بحال هونا چاهیے -

( ۴ ) کمیٹی اصلاح منعقده لکهنو و منعقده دهلی کا اصل مقصد بهی یهی اغراض تهے ' جو حاذق الملک کے خط سے صاف ظاهر هوتے -

( ۵ ) جو کام اصلاح کا که کمیٹی دهلی نے جسمیں کمیٹی اصلاح لکهنو بالاخر ضم هوگئی اسوقت کیا اور وه اس سے زیاده کچهه نهیں کرسکتی تهی وه یه هے که کمیٹی مذکور نے ایک نیا دستور العمل واسطے غور و بحث اراکین ندوه کے بنایا حالانکه خود اراکین اس کام کو کررهے تهے

حضور عالیه نے امداد شاهانه اس خیال پر که ندوه میں نقائص هیں اور جب تک که وه بذریعه کمیٹی اصلاح رفع نه هوجاے ملتوی فرمائی تهی -

اب چونکه کیفیت و نتیجه کمیٹی اصلاح کا معلوم هوگیا اسلیے اسکے اجرا کی جانب بندگان حضور کی توجه مبذول فرمانے کی درخواست کیجاتی هے - دوسرے یه امر بهی قابل غور حضور هے که جب قوم میں شورش پیدا کردی گئی هےاور اوسکی وجه سے اراکین اسقدر چنده بهی بمشکل جمع کرسکے هیں جو هر سال معمولا جمع هوا کرتا تها' تو ایسے نازک وقت میں امداد شاهانه کے ملتوی هوجانے کا یهی نتیجه هوگا که جو اصلاحیں همارے اراده میں هیں اور هم کر رهے هیں وه نه کرسکیں اور خدا نخواسته یه مذهبی دارالعلوم بند هوجاے' اور اگر اسیوجه سے تهوڑے دنوں کے لیے دارالعلوم بند هوگیا تو پهر اس کا از سر نو زنده هونا بلحاظ همارے قومی اور مذهبی حالات کے بهت دشوار هوگا لهذا هم اراکین ندوه عرض پرداز هیں که حضور عالیه بلحاظ شکسته حالی و بلحاظ اس امر کے که ایسی درسگاه کا بوجه قلت سرمایه بند هوجانا اوسکے قومی اور مذهبی اغراض کے بالکل خلاف هوگا ' امداد شاهانه کو جو معرض التوا میں هے حسب دستور جاری فرمادیں -

آفتاب دولت و اقبال تابان و درخشان باد

---

ترکوں کے خلاف ایک متعصب انگریزی مراسلہ نگار کے خوابیدہ بغض و عداوت کے بیدار کرنے کے لیے اسقدر کافی تھا - اس نے موقع سے فائدہ اٹھا کے انگریزی عام راے کو ترکوں کے خلاف برانگیختہ کرنے کے لیے اسقدر اپنی طرف سے تصنیف کردیا کہ ترک معرکہ آرائی اور انگریزوں کے قتل کا ارادہ ظاہر کر رہے ہیں !

ورنہ یہ ظاہر ہے کہ ترک مصر کے حالات سے اتنے ناواقف نہیں کہ انھیں یہ تک معلوم نہ ہو کہ مصر پر انگلستان کے آہنی پنجہ کی پوری گرفت ہے' اور نہ اتنے سادہ لوح ہیں کہ وہ یہ سمجھتے ہوں کہ چند افسر یا بقول مراسلہ نگار کیپیٹل "افسروں کا سیلاب" بغیر فوج کے مصر کو انگریزوں کے پنجے سے نکالسکتا ہے - رہی مصری فوج' تو اسکی حالت ہمیں اچھی طرح معلوم ہے -

## عزیز بک مصری

خیر' یہ تو اس افسانہ کی درمیانی داستان تھی - یہ مراسلہ نگار حفاظت مصر کے انتظامات و تدابیر کے متعلق لکھتا ہے :

" بہت کوشش کی گئی کہ مصری ہر طرف علم بغاوت بلند کردیں - تاہم انکی کوشش ناکام رہی' اور اسوقت ملک کی حالت اچھی طرح حکومت کے ہاتھہ میں ہے - ساتھہ ہی ان ترکی افسروں میں سے اکثر پا بزنجیر بھی کرلیے گئے ہیں "

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ جب عزیز بک المصری بعض معاملات طرابلس کے سلسلے میں قسطنطنیہ میں گرفتار کیا گیا تو تمام انگریزی پریس یک آواز اسکی حمایت میں چیخ اٹھا تھا' اور جسطرح اسوقت انگلستان نے بلجیم کی حمایت میں تیغ علم کیا ہے' اسی طرح اسکی زبان حال ٹائمز نے شمشیر قلم بلند کی تھی' اور ترکوں اور خصوصاً انور پاشا کے خلاف ایک قلمی معرکہ بپا کردیا تھا -

غالباً آج یہی "معصوم و مظلوم" عزیز بک المصری قسطنطنیہ کے بدلے خود اپنے گھر میں پابجولاں ہے !

چنانچہ یہ مراسلہ نگار لکھتا ہے :

" اگر افواہ صحیح ہے تو ان اسیروں میں عزیز بک المصری بھی شامل ہے جسکو انور پاشا کے پنجۂ ظلم سے چھڑانے کے لیے انگلستان نے چند ماہ ہوے عین وقت پر مداخلت کی تھی -

دارالسلطنت کے اندر بغاوت کے جرم میں دیسی فوج کے چند افسر بھی گرفتار ہوے ہیں - افواہ ہے کہ انکی تعداد ۴۰ ہے - ...... ...کل ہندوستانی فوج کی پہلی قسط پورٹ سعید کے ساحل پر اوتری ہے اور مزید فوج آج [illegible] رہی ہے - اب ۴۸ گھنٹے کے اندر اندر مصر [illegible] فوج [illegible] ہو جائیگی کہ کسی داخلی یا خارجی خطرہ [illegible] سے بھی زیادہ ہوگی " [illegible]

## تجویزات مرکزی کمیٹی شیعہ کانفرنس

( منعقدہ ۲۴ ستمبر ۱۹۱۴ع )

( ۱ ) تجویز ہوا کہ اجلاس ہشتم کانفرنس بتاریخ ۱۸ ، ۱۹ ، ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ع لکھنؤ میں منعقد کیا جاے -

( ۲ ) جو ٹکٹ فروخت ہوچکے ہیں وہ اگلی تاریخ و مقام کیلیے کام میں آئیں اور سفرا سرخی سے تاریخ حال بتادیں -

( ۳ ) دوکانات طعام کا مناسب نرخ کے ساتھہ انتظام کردیاجاے -

آنریری جنرل سکریٹری

سید علی غضنفر عفی عنہ

# مدارس اسلامیہ

## باز گو از نجد و از یاران نجد

حال میں ہمیں وہ عرضداشت ملگئی ہے جو ارباب ندوہ نے ہز ہائنس سرکار عالیہ بھوپال کی خدمت میں اجراے وظیفہ کے لیے روانہ کی ہے اور جس کے تمام مراتب نہایت پوشیدگی کے ساتھہ طے کیے گئے تھے - آیندہ نمبر میں ہم اس تحریر کی متعدد کذب بیانیوں اور خدع و حیل کو آشکارا کرینگے :

بحضور سرکار عالیہ ریاست بھوپال — ہم ارکان ندوۃ العلماء اس وجہ سے کہ بندگان حضور کے دامن دولت سے اکثر مدارس اسلامیہ وابستہ ہیں اور بندگان حضور کو دارالعلوم ندوۃ العلماء سے خاص دلچسپی و ہمدردی ہے' نہایت ادب سے معروضات مندرجہ ذیل کے پیش کرنیکی اجازت چاہتے ہیں :

من ابتداے سنہ ۹ع حضور سے مبلغ ۳ ہزار روپیہ سالانہ کی امداد دارالعلوم ندوۃ العلماء کو مرحمت ہوتی تھی' مگر امسال چند واقعات ایسے پیش آئے جن سے ندوۃ العلماء کی نسبت ملک میں بد ظنی پھیلی اور ایک اثر اسکا یہ ہوا کہ امداد شاہانہ بھی عارضی طور پر ملتوی کردی گئی - اسکے بابت جو اصلی حالات ہیں انکو مختصراً سرکار عالیہ کے خدمت میں عرض کرنا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں - عرصہ ۹ سال سے دارالعلوم ندوہ کا انتظام اس طور سے تھا کہ شمس العلماء علامہ شبلی نعمانی معتمد دارالعلوم تھے' اور جملہ اندرونی انتظام متعلقہ درس وغیرہ انکے زیر اثر اور نگرانی میں تھے - جولائی سنہ ۱۳ع میں علامہ موصوف نے بلحاظ ان معاملات کے کہ جنکا اعادہ خالی از تطویل نہیں حضور نہیں ہے' اپنے عہدہ سے استعفا دینا تجویز کرکے ایک استعفا نامہ باضابطہ مجلس انتظامیہ میں پیش ہونیکو بھیجا' اور اس استعفا کی اشاعت اخبارات میں کرائی - جلسہ انتظامیہ منعقدہ ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ - جولائی سنہ ۱۳ع نے ان وجوہ پر جو باعث استعفا دہی علامہ موصوف ہوے تھے' کامل غور کے بعد استعفا کو منظور کرلیا اور اس انتظام کو جو قبل از تقرر معتمدی علامہ موصوف مطابق دستور العمل قائم تھا پھر جاری کیا - اس موقعہ پر یہ عرض کرنا خلاف ادب نہوگا کہ علامہ موصوف کے طریقہ عمل مابعد سے ہم ارکان ندوۃ العلماء نیز [illegible] قوم پر صاف طور سے واضح ہوگیا کہ علامہ موصوف کا استعفا دینا محض ایک قسم کی دھمکی تھی و [illegible] در اصل استعفا دینا نہیں چاہتے تھے' چنانچہ فوراً بعد اطلاع منظوری استعفا [illegible] اخبارات میں مضامین خلاف فیصلہ جلسہ انتظامیہ و منظوری استعفا [illegible] نکلنا شروع ہوئے' اور اس بات کی کوشش شروع ہوئی کہ طلباء دارالعلوم [illegible] خلاف انتظامات جدیدہ کے شورش پیدا کریں [illegible] جدید انتظام [illegible] ہوے ہے - بندگان حضور کو کارروائی جلسہ انتظامی ۲۶ - مارچ سے واضح ہوگا کہ جو نا مناسب کارروائیاں اس بارے میں ہوئیں انکا اثر یہ ہوا کہ ایک گروہ مخالف انتظام جدید کا اسی وقت سے پیدا ہوگیا' اور ہم ارکان ندوہ کو آیندہ کافی موقع نہیں ملنے پایا تھا کہ نقائص کی اصلاح کرنے کہ اس مخالفت نے بصورت اسٹرائک طلباء دارالعلوم ایک

نمبر ۱۵

کلکتہ: چہار شنبہ ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۳۲ ہجری
Calcutta . Wednesday October 7. 1914

جلد ۵

جرمن توپخانہ کا ایک منظر جو میدان جنگ میں نصب ہے

جسمیں جرمن اور انگریزی سوار ایک دوسرے پر حملہ کرنے کے
ہوئے بڑی سرعت کے ساتھ جارہے ہیں

انگریزی بیڑے کا ایک منظر
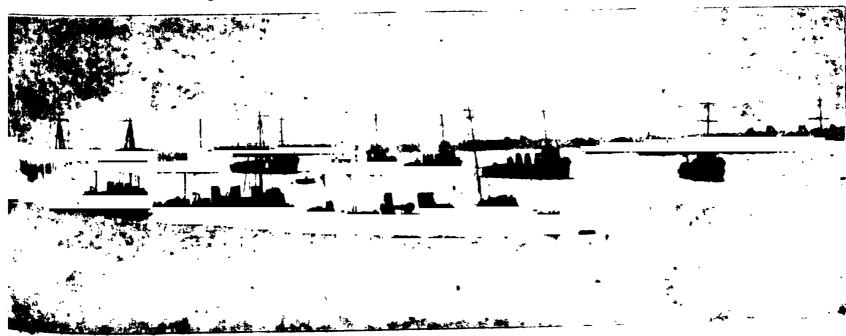
نامور میں بلجین افواج کے اجتماع کا ایک منظر عمومی
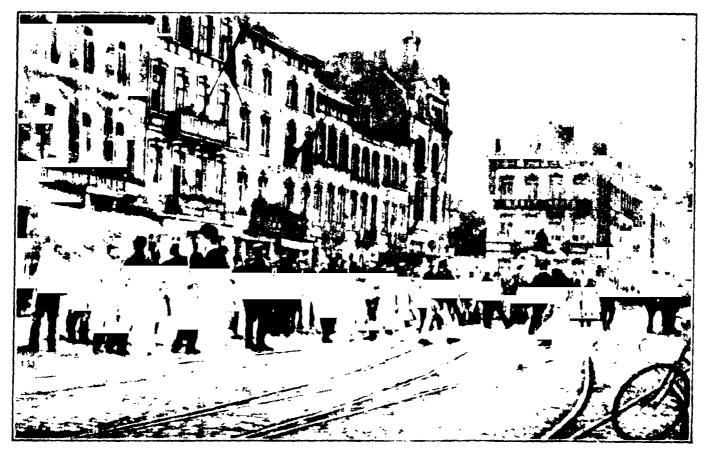
نامور میں بلجین افواج کے اجتماع کا ایک دوسرا منظر جسمیں فوج جمع ہو چکی ہے

روسی وسائل سفر و ارتحال کا منظر عمومی یعنی جرمن سرحد سے روسی پولینڈ کے دارالسلطنت وارسا تک جانے والی لائن جس پر جرمن فوجوں نے قابض ہونیکی کوشش کی تھی

روسی لشکر کی ایک عجیب و غریب فوج جس کا کام یہ ہے کہ اثناء جنگ میں جب سامان غذا کی قلت ہو تو شکار کرکے گوشت وغیرہ بہم پہنچالے

کراسن تیل کے تالابوں کا ایک منظر عمومی جنکو ایمڈن کے گولوں نے مشتعل کر دیا ہے

برھما اوئل کمپنی کا ایک تالاب جس پر دو گولیے آکے گرے ہیں اور اس کے بعد اسکے بائیں جانب ایک تالاب سے سر بفلک شعلے بلند ہو رہے ہیں

ایس ایس ڈپلومیٹ نامی جہاز جسے ۱۳ ستمبر کو ایمڈن نے خلیج بنگال میں غرق کر دیا ہے

ساحل مدراس کا ایک منظر آتشیں جسمیں کراسن تیل کے ایک جلتے ہوئے تالاب کے شعلے نظر آرہے ہیں

کراسن تیل کا آخری تالاب جس سے قیامت خیز شعلے بلند ہو رہے ہیں

# مراکب بحریۂ مخفیہ ! آلات وسلاسل ناریہ و متصادمہ تحت البحر !

تحت البحر سب میرین کشتیاں بحري ایجادات میں سب سے آخري اور سب سے زیادہ خوفناک و بے خطا ایجاد ہے - حال میں ان کشتیوں نے بحري مرکزو اور تباہ کن گولوں نے متعدد ہولناک نقصان پہنچاے ہیں - برطانیہ کے تین جنگي جہازوں کو پانچ جرمن تحت البحر کشتیوں نے پچھلے ہفتے بالکل تباہ کردیا - یہ تصویر دو انگریزي تحت البحروں "کلاس" نامي کی ہیں' جو بحر شمال میں تباہ کن سلسلے پھیلا رہي ہیں -

اس تصویر میں واضح کیا ہے کہ تحت البحر کیونکر اپنا ہولناک کام انجام دیتی ہے ؟ یہ ایک بندرگاہ ہے جہاں دشمن نے ساحلي دفاع کے انتظامات کیے ہیں - اچانک ایک تحت البحر کشتي پہنچی اور سطح سمندر کے نیچے چلی گئی - اوپر کا سیاہ حصہ سمندر کی سطح ہے اور کشتی سمندر کے نیچے بندرگاہ کی طرف جا رہی ہے سامنے ایک گولہ لٹک رہا ہے جسے قریب کر ہوا اسے بندرگاہ کی جالی کے پاس رکھدیا اور پیچھے ہٹکر اپنے دھنے جانب چلی آئی' اور چپ چاپ مقیم ہوگئی اب تکایک وہ پھٹ کر تمام ساحلی دفاع کے استحکامات کو فنا کردیگا !

جزیرہ ہلیگو لینڈ

آغاز جنگ سے جرمني کے اس عجیب و غریب چھوٹے سے جزیرہ کا بارہا ذکر آچکا ہے جسے حقیقت سمجھیے انگلستان نے اپنے موجودہ حریف کے حوالے کردیا تھا - پچھلے دنوں اسکے قریب ایک بحري معرکہ بھي ہوچکا ہے جسمیں انگریزي جہازوں کو کامیابي ہوئي - اس مرقع میں پورا جزیرہ مع اپنے استحکامات کے دکھلایا گیا ہے : ۱ ہوائي جہاز کا اسٹیشن ہے ۲ قلعہ ہے ۳ اور ۸ اور ۴ بحري سرنگوں کے مراکز ہیں - یہ وہ مقام ہے جہاں معرکہ ہوا تھا - ۶ ہوائي رسدگاہ اور توپ خانہ ہے - ۷ بحر شمال کي برطاني وسعت کي جانب ہے

# ہفتۂ جنگ

فرانس کی قلمرو کے اندر جو معرکہ ہو رہا تھا' اسکا فیصلہ ابھی تک نہیں ہوا ہے -

۲۹ کے ریوٹر کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۸ کو پیرس میں ایک سرکاری اطلاعنامہ شائع ہوا ہے' جسمیں اسوقت کی موجودہ حالت کا یہ نقشہ کھینچا گیا ہے -

" بائیں بازو کے متعلق جو خبریں موصول ہوئی ہیں وہ اچھے مفید و موافق ہیں - قلب میں ہماری فوج نے کامیابی کے ساتھہ مزید سخت جوابی حملوں کو روکا ہے - دریاے می یوز کی بلندیوں پر ہم نے کسیقدر ترقی کی ہے' ووور میں سخت کہرے کی وجہ سے پیشقدمی روک لی گئی - لورین اور واسجیس میں حالت غیر متغیر ہے "

اسی تاریخ کو ریوٹر نے "ایپل ٹاور" سے آیا ہوا جو دوام سرکاری تار شائع کیا تھا' اسمیں یہ تھا کہ " جرمن فوج نے اپنے پوزیشن کی کمزوری اور پیچیدگی کو محسوس کرکے جوابی حملے شروع کیے مگر ہر مقام پر انکو ناکامی ہوئی - جرمن ہزارہا زخمی اور مقتول چھوڑ کے بھاگے - اس تار میں پڑھنے کے قابل فقرہ یہ تھا کہ " بہت سے جرمن اگرچہ ہمارے ہاتھہ سے بچکے نکل سکتے ہیں' مگر وہ عمداً ہتیار ڈالدیتے ہیں' کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ لطف و مہربانی ہماری اسیری کی ان کا انتظار کر رہی ہے " -

۲۹ ستمبر کو جو تار آئے ہیں انسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنگ ہوئی مگر کوئی قابل اعتنا نتیجہ نہیں نکلا چنانچہ قلم اطلاعات رسمیہ نے یہ اطلاع دی تھی کہ " حالت میں درحقیقت کوئی تغیر نہیں ہوا ہے - متحدہ فوج کے بائیں بازو پر سخت جنگ ہوئی مگر وہ اپنی جگہہ پر قائم ہے " -

پیرس سے اسی تاریخ کو جو سرکاری اطلاعنامہ شائع ہوا تھا اسمیں قلم اطلاعات رسمیہ کے تار سے کسیقدر زیادہ تفصیل تھی - اسمیں یہ بتایا گیا تھا کہ سوام اور اوائس کے شمال میں دشمن نے دن اور رات کو چند حملے کیے مگر وہ سب پسپا کردیے گئے - شمال آلسن میں کوئی تغیر نہیں ہوا - قلب میں دشمن نے اپنی کارروائی کو گولہ باری تک محدود رکھا - ارگون اور می یوز کے درمیان میں متحدہ فوج نے کسیقدر ترقی کی - واسجیس' لورین' اور ووور میں کوئی قابل ذکر امر نہیں ہوا - اسی تاریخ کے تار میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ جرمنی نے خط آلسن کو عجلت و پریشانی کے عالم میں انتخاب نہیں کیا ہے - بلکہ پورے غور و فکر اور استعداد و تیاری کے بعد وہ اس خط پر آ کے ٹھیری ہے -

۳۰ ستمبر کو پیرس سے جو اطلاع نامہ شائع ہوا تھا اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فوجی کارروائی کا رخ شمال کی طرف بڑھتا جاتا ہے - دشمن نے مقام "ٹریسی لی مرانت" پر سخت حملہ کیا جو آلسن اور اوائس کے مابین واقع ہے - لیکن سخت نقصان کے ساتھہ پسپا ہوا - ریمس سے می یوز تک جہاں قلب پھیلا ہوا ہے سکون ہے - ووور میں سخت جنگ ہوئی ہے اور متحدہ فوج نے چند مقامات خصوصاً سینٹ میہیل کی طرف ترقی کی ہے - لورین اور واسجیس کی حالت بدستور ہے - ان مقامات کا ذکر اس دوسرے تار میں ہے جو لندن سے آیا ہے - اس تار کا ماخذ فرانس کا ایک سرکاری بیان ہے - یہ مقام "سی شیپری" اور "اپ ٹمی میڈ" کے شمالی حصے ہیں - فرانس کی ہاواس کمپنی نے جو تار شائع کیا تھا وہ بھی قریباً یہی بیان کرتا ہے - گو کسیقدر ناقابل اعتناء و فرق ہے -

یکم اکتوبر کو پیرس سے جو سرکاری اطلاعنامہ شائع ہوا تھا اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت تک حالت غیر متغیر تھی' گو متحدہ فوجیں اپنے داہنے بازو میں جنوب کی طرف اور بائیں بازو میں شمال سوام کی طرف بڑھی ہیں -

اسی تاریخ کے ایک دوسرے سرکاری اطلاعنامہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ووور میں ایک سخت معرکہ ہوا' مگر اسکا نتیجہ متحدہ فوج کے موافق ہوا - ارگون میں چند تازہ ترقیاں ہوئیں - عام حالت تشفی بخش تھی -

اسی تاریخ کے ایک تار میں یہ بتانیکی کوشش کیگئی تھی کہ خود جرمنی کے ذہن میں اس معرکہ کا حشر کیا ہے - یہ تار صیغہ ضعف یعنی " بیان کیا جاتا ہے" سے شروع ہوتا ہے - اسکا ماحصل یہ ہے کہ فرانس سے واپسی کیلیے جرمنی نے "گوٹ" اور "نامور" کے مابین پل بنالیے ہیں اور " برسیلز" سے جرمن زخمی دوسری جگہ منتقل کیے جارہے ہیں - اس تار میں یہ بھی تھا کہ مقام " لیسگنی" میں جو ۴ ہزار جرمن فوج ہے اسپر ایسی گولہ باری ہو رہی ہے کہ انکے لیے اپنے آپکو حوالہ کردینا ناگزیر ہوگیا ہے -

۲ - اکتوبر کو جو سرکاری بیان شائع ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن فوجیں " ووور" میں جمع ہوگئی ہیں' اور سخت جنگ برپا ہے - فوجی کارروائیاں شمال کیطرف ترقی کر رہی ہیں - جرمن فوج نے سینٹ میہیل کے قریب ایک پل کو دریاے می یوز کے اوپر پھینک دینا چاہا' مگر یہ پل پہلے ہی اڑادیا گیا تھا - "ووور" میں حملہ جاری ہے - متحدہ فوجیں بتدریج خصوصاً سینٹ میہیل اور اپر مونٹ کے مابین ترقی کر رہی ہیں -

بلجیم میں اینٹورپ کا محاصرہ جاری ہے -

۲۹ ستمبر کو خود انٹورپ سے جو تار آیا ہے اسکا ماحصل یہ ہے کہ جرمن فوجوں نے گولہ باری کی' مگر اس گولہ باری میں جسقدر روپیہ صرف ہوا ہے اوسقدر انہیں کامیابی نہیں ہوئی - اینٹورپ کے قلعوں نے گولہ باری کا جواب دیا' اسکے بعد گولہ باری بند ہوگئی -

۳۰ ستمبر کے تار میں بیان کیا گیا ہے کہ کل جرمن فوجوں نے گولہ باری جاری رکھی - یہ یقین کیا جاتا ہے کہ وہ بھاری آسٹرین توپیں استعمال کر رہی ہے -

اسی تاریخ کے دوسرے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن فوجوں نے مقام " لیر" پر گولہ باری کی' یہ مقام اینٹورپ سے قریب ہے - لیر کے باشندے بھاگ رہے ہیں - خوف ہے کہ لیر تباہ ہوگیا ہے - جرمن فوجیں مقام " ترال" پر قابض ہوگئیں' وہ کہتی ہیں کہ اگر باشندے شہر میں واپس نہ آے تو وہ شہر کو تباہ کردینگی -

۳۰ کو اینٹورپ میں جو سرکاری اطلاعنامہ شائع ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن توپیں بلجیم کی توپوں کو خاموش کرنے میں کامیاب نہیں ہوئیں - جرمن فوجوں نے لیزبل اور بریندر تک کے قلعوں پر حملہ کی کوشش کی - بلجین فوج نے انکو آنے دیا' اسکے بعد توپخانہ اور پیادہ فوج نے انپر گولیوں اور گولوں کی بارش کی' اور انکو سخت نقصان کیساتھہ پسپا کردیا - اس فوجی کارروائی کا جو نتیجہ نکلا ہے اسکی بناء پر یقین ہے کہ بلجین فوج اینٹورپ پر قابض رہیگی -

۲ - اکتوبر کو اینٹورپ سے جو تار موصول ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن فوجوں نے چہار شنبہ کو دن بھر کوٹھی پر گولہ باری

Tel. Address: "Alhilal" Calcutta
Telephone No. 648

AL-HILAL.

Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad.
14, McLeod Street,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly " Rs. 6-12

# الہلال

مدیر مسئول و رئیس التحریر
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

سالانہ — ۱۲ — روپیہ
ششماہی — ۶ — ۱۲ — آنہ

نمبر ۱۵

کلکتہ چہار شنبہ ۱۶ - ذیقعدہ ۱۳۳۲ ھجری
Calcutta : Wednesday, October, 7, 1914

جلد ۵

بلجین فوج کی آخری پناہ گاہ اینٹورپ جو جرمن فوجوں میں محصور ہے اور خوفناک گولہ باری کا ہدف بنا ہوا ہے
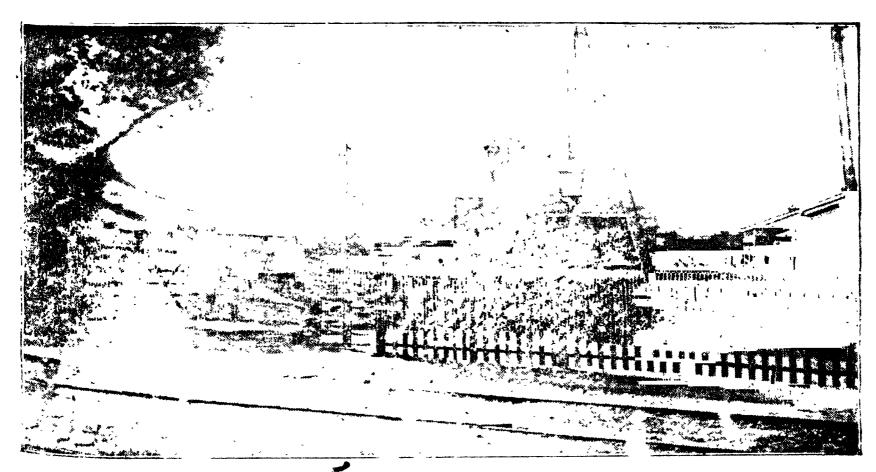
بلجیم اسٹیشن کے صحن کا ایک منظر عمومی، جسکے پیچھے سے آتشباری کا [illegible] ہوا ہے

جاپاني نقصانات کی جو تفصیل پہلے بیان کي گئي تهي' اسکی تصحیح اسي تاریخ کے دوسرے تار میں کی گئی ہے - بیان کیا جاتا ہے کہ اسوقت تک جاپانی نقصانات کي مقدار تین مقتول اور ۱۲ مجروح تھی -

۳۰ ستمبر کے سرکاري تار میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ۲۸ ستمبر کو جاپاني فوج نے ٹسنگ ٹو کے دو قلعوں پر گولہ باری کی ' ایک انگریزي جنگي جہاز نے بھي اس گولہ باری میں حصہ لیا - ایک قلعہ نے غیر موثر طور پر گولہ باري کا جواب دیا -

۳۰ - ستمبر تار سے معلوم ہوتا ہے کہ جاپانی بیڑے کے ایک حصے نے بندر گاہ لوشي میں اپني فوجیں اتار کے اس پر قبضہ کرلیا - لوشی ٹسنگ ٹو کے جوار میں واقع ہے - جرمن کچھہ اپني توپیں چھوڑ گئے تھے جاپانیوں نے ان پر قبضہ کرلیا -

یکم اکتوبر کے ٹوکیو کے تار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ٹسنگ ٹو میں معرکہ جاري ہے ۳۰ ستمبر کو ایک جاپاني محاصرہ کي توپ نے ایک جرمن تباہ کن کشتي کو غرق کر دیا - خود اسکي دو سرنگ صاف کرنے والي کشتیوں کو صدمہ پہنچایا ' جن میں سے ایک تو بالکل تباہ ہوگئی اور ایک صرف خراب ہوئي - جاپاني مقتولین اور مجروحین کی تعداد ۲۳ ہے - جرمن جنگي جہازوں نے جاپانی پوزیشنوں پر سخت گولہ باری کي - دو افسر کام آے -

اسي تاریخ کا دوسرا تار مظہر ہے کہ جاپان نے اپنا پروگرام کسیقدر بدلدیا ہے' یعني اب وہ سخت حملوں سے جرمن کو پیچھے ہٹانے کے بدلے اسکا آہستہ آہستہ محاصرہ جاري رکھینگے !

## بحر ہند

گذشتہ اشاعت میں یہ اطلاع دیجا چکی ہے کہ ایمڈن نے بحر ہند کے مغربي سواحل کی طرف چار انگریزي جہاز اور غرق کردے ہیں' جن میں صیغہ بحریہ کا رسال بردار جہاز (کوئلہ کا جہاز) بھی ہے - کولمبو کا تار ہے کہ مندرجہ ذیل جہازوں کو ایمڈن نے غرق کر دیا :

(۱) " کنگ لڈ " وزن ۳۶۵۰ ٹن - الگزنڈریا سے کلکتہ جا رہا تھا
(۲) " ٹائلرک " وزن ۳۳۱۴ ٹن - جمعہ کی شب کو کولمبو سے روانہ ہوا تھا
(۳) رائبي بیرا وزن ۳۵۰۰ ٹن - " الگزینڈریا " سے " بٹاویا " جارہا تھا
(۴) فوائل وزن ۴۱۴۷ ٹن - مالٹا سے رنگون جا رہا تھا -

ان غرق شدہ جہازات کے جملہ مسافروں کو " گرا فویل " پر سوار کرکے کولمبو بھیجدیا گیا -

صیغہ بحریہ کا رسال بردار جہاز " برسک " جو کولمبو جارہا تھا گرفتار کیا گیا - اسکے عملے کے اشخاص بھی گرافویل پر سوار کردیے گئے اسکے چیف افسر چیف انجینیر' باورچی اور خزانچي قید کرلیے گئے-

غرق شدہ جہاز فوائل کے افسر کا بیان ہے کہ ایمڈن " ایاجر " کے شہر " لزمبرگ " ہوتا ہوا بحر ہند میں پہونچا - چونکہ ایمڈن یہاں ۵۰ دن سے ہے اسلیے وہ نہایت کثیف حالت میں ہے

ایک انگریزي کپتان کا خیال ہے کہ ان دنوں میں دو جرمن جہازات عامل ہیں - کپتان کے خیال میں صرف ایک ایمڈن سے ان حادثات کا وقوع میں آنا طبیعی طور پر ناممکنات میں سے ہے - غالباً ایک جہاز نے کچھہ دنوں کے لیے اپنا نام تبدیل کردیا ہے' اور وہ شاید کونگسبرگ ہے -

مسٹر رو برٹسن (رائي بیرا جہاز کا چیف انجینیر) کا بیان ہے کہ ایمڈن نے جملہ لاسلکي خبروں کو معلوم کرلیا ہے' اور افشاے راز کے خیال سے اس نے خود کہیں ایک تار بھی روانہ نہیں کیا -

## حادثۂ الیمہ بج بج

گذشتہ اشاعت میں حادثہ الیمہ بج بج کا تذکرہ مختصراً ہو چکا ہے - اس ہفتہ میں بھي بوجہ قلت گنجایش صرف ان رسمی و غیر رسمی اطلاعات کی تلخیص پر اکتفاء کیا جاتا ہے' جو اس ہفتہ میں شائع ہوئی ہیں - انشاء اللہ العزیز آئندہ کسي قریبی اشاعت میں آپ اس سانحہ محزنہ پر ایک مفصل و مصور بحث پڑھینگے -

مشہور کوماگاٹو جہاز جس پر سکھہ مسافر کنیڈا سے واپس آرہے تھے ۲۹ ستمبر کو ہوگلي پہنچا - مسافر جب اتر نے لگے تو ان سے بعض سرکاري عمال نے یہ کہا کہ " آپلوگ براہ راست پنجاب جائیں " مگر انہوں نے بعض غیر معلوم وجوہ کی بناء پر اسے منظور نہ کیا' اور کلکتہ پا پیادہ روانہ ہوگئے - فوج کا ایک دستہ ان کو واپس لانے کے لیے روانہ کیا گیا - جو اس کاروان عازم کلکتہ کو بج بج واپس لایا -

اسٹیشن پر ایک افسر مسٹر ڈونلڈ نامي نے ایک سکھہ افسر کو بلایا - بیان کیا جاتا ہے کہ طلبي کا مقصد یہ تھا کہ اسکو ان مسافروں کي موجودہ حالت سے مطلع کیا جاے اور اس سے کہاجاے کہ وہ اپنے اخوان طریقت و ملت کو تعمیل حکم کے لیے فہمایش کرے' مگر یہ سکھہ مسافر اس طلبي پر بر افروختہ ہو گئے -

انکے لوگوں کی جیبوں میں ریوالوریں چھپی ہوئي تھیں -

بزیر دلق مرقع کمندھا دارند

انہوں نے فوراً نکالیں اور سر کرنا شروع کر دیں -

کسنور معلوب یصول علي الکلب

ان " باغیوں " کا مقابلہ کیا گیا' جسمیں سر فریڈرک ہالي ڈے پولیس کمشنر کلکتہ اور دیگر یوروپین افسروں نے بنفس نفیس حصہ لیا' مگر شاید بہ کامي نہ ہوا - فوجي دستہ جو انکو واپس لایا تھا وہ باہر اترا ہوا تھا' اسلیے اسے اطلاع نہ ہوئی کہ اسٹیشن کے اندر معرکہ ہورہا ہے - مگر جب اسے خبر ہوئي تو اسنے بھی اپنا فرض ادا کیا لیکن یہ " باغی " اپنے تمرد و بغاوت میں اسقدر سخت تھے کہ اس پر بھی باز نہ آئے ' اور فوراً قرب و جوار کی دوکانوں میں پناہ گزین ہو کے مسلسل طور پر آتشباري شروع کر دي' مگر بالآخر یہ باغی منتشر ہو گئے - فوج اور پولیس بھاگنے والوں کي تلاش و جستجو میں مصروف و سرگرم ہے -

کوماگاٹو میں کل مسافر ۳۲۰ یا ۳۳۰ تھے - یہ ان ۶۰ مسافروں کے علاوہ ہیں جو بطیب خاطر وطن واپس چلے گئے -

اس ہنگامہ جدال و قتال میں جسقدر سکھہ مسافر کام آئے ہیں انکی تعداد ۱۶ بیان کی جاتی ہے - شدید مجروحین کي تعداد ۷ ظاہر کی گئی ہے - مجروح و غیر مجروح ماخوذین کي تعداد ۷۸ ہے -

یہ یکم اکتوبر کي خبر تھی ۲ - اکتوبر کو یہ اطلاع دي گئی ہے کہ کوماگاٹو کے مسافر علاوہ ان ۶۰ مسافروں کے جو پنجاب روانہ ہوگئے تھے کل ۱۶۰ ہیں - جسمیں ۱۶ مقتول اور سیہ زیر حراست اسپتال میں ہیں -

گورنمنٹ کے کل پانچ آدمی کام آئے ہیں

## اطلاع

ہمارے جن ایجنٹ اور معاونین کرام کے پاس نمبر ۱۰ - ۱۱ ۱۲ ۱۳ موجود ہوں اگر وہ یہ نمبر دفتر کو قیمتاً دیسکیں تو براہ مہربانی بذریعہ وي - پي بھیجدیں -

کی' اور قلعوں نے اسکا سختی سے جواب دیا - دوسرے دن صبح کو تمام محاذ پر بلجین اور جرمن توپخانوں میں مقابلہ رہا - جرمن فوجوں نے میلینس پر قبضہ کرلیا اور بلجین فوج نے اسپر گولہ باری کی - جنوب "رمیست" میں ڈھائی گھنٹہ تک جنگ ہوتی رہی - جرمن فوج بکثرت زخمی چھوڑ کے پیچھے ہٹی -

اسی تاریخ کے ایک سرکاری اطلاع نامہ میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک طویل گولہ باری کے بعد جرمن کل شام کو قلعہ "ریور" کیطرف بڑھے مگر اندھیرے کی وجہ سے حملہ نامکمل رہا - چند جرمن باٹریوں نے قلعوں سے بہت قریب آنیکی کوشش کی' مگر وہ برباد ہوگئیں -

مشرقی رزمگاہ کے متعلق پٹرر گارڈ کے ۲۸ ستمبر کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن فوج کی پیشقدمی مشرقی پروشیا کی سرحد کے اسطرف ۱۸ میل سے زیادہ نہیں بڑھی ہے - مقام "سواپوزکن" اور "ڈرنسکونکی" جہاں روسی فوج نے معرکہ قبول کیا ہے دریاے نیمین کے بائیں ساحل پر واقع ہے - دریاے بوابر کے قریب جرمن فوج کے داھنے بازو کی پیشقدمی میں بہت سی دلدلیں حائل ہیں - صرف ایک مقام سے جرمن فوجیں وارسواپٹرر گارڈ ریلوے سے ۱۸ میل پر ہیں مگر روسی فوجیں اور دریاے نیمین جرمن فوجوں کے درمیان میں حائل ہے -

۲۹ کے سرکاری بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ آگستاف کے جنگلوں کی طرف روسی فوج سرعت کے ساتھ حملے کر رہی ہے - مقام اوسوٹیز پر محاصرہ کی بھاری توپیں گولہ باری کر رہی ہیں - لیکن قلعوں کے قریب آنے کے لیے ایک جرمن پیادہ فوج کی کوشش پسپا کردی گئی - دشمن کو کمک پہنچائی گئی ہے اور سائیلیسین قلعہ میں بہت سرگرم کار ہے "پرزیمیسلی" کی محافظ فوج نے قلعہ سے نکلکے متعدد حملے کیے اور اپنے بہت سے آدمی اور توپیں گرفتار کرائیں -

اسی تاریخ کے تار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ روسی ہیڈ کوارٹر کا بیان ہے کہ پرزیمسل اب پوری طرح گھیر لیا گیا ہے -

۳۰ ستمبر کے لندن کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسوونز' ڈرسکینیکی' اور سملو میں روسی اور جرمن فوجوں میں سخت جنگ ہوئی - دریاے نیمن کے عبور کرنے کی کوشش میں جرمن ناکام رہے - روسی فوج نے ایک بڑے معرکہ کے بعد آگستوف پر پھر قبضہ کر لیا -

اسی تاریخ کے پٹرو گارڈ کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۴ ستمبر اور ۲۸ جرمن جنگی جہاز جسمیں ۹ ٹارپیڈو بوٹ اور ۷ تار پیڈو بردار بھی شامل ہیں" ونڈو" کے فاصلہ پر نظر آئے - ونڈو کے ساحل کے قریب ۱۸ تباہ کن کشتیاں نمودار ہوئیں جب ان پر آتشباری ہوئی تو وہ بھاگ گئیں -

اسي تاریخ کے بداپیسٹ کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۸ ستمبر کو میلومسزیگ ( ھنگری ) میں ایک معرکہ ہوا یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ روسي فوج پسپا ہوئی - یہ تار یہ تسلیم کرتا ہے کہ چونکہ "میریمو روس" اور "اریکر میزو" میں باھم مخابرت و مراسلت موقوف ہوگئي ہے اسلیے اهل شہر میں بیچینی پائی جاتی ہے-

ایک اور تار جو اسي تاریخ کو لندن سے چلا ہے یہ مظہر ہے کہ پیٹرو گارڈ میں یہ خبر ہے کہ بداپسٹ سے اب روسی فوج نصف راستہ پر ہے -

لندن کے ایک اسي تاریخ کے ایک اور تار سے معلوم ہوتا ہے کہ پیٹرر گارڈ کا ایک تار مظہر ہے کہ آسٹرین فوج کو مغربي گیلیشیا کے شہر ڈالا میں شکست ہوئی ہے - ایک اور آسٹرین کالم اپنی توپیں اور ۴۰ گاڑیاں چھوڑ کے بھاگ گیا ہے -

یکم اکتوبر کے پیٹرو گارڈ کے سرکاری بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۸ ستمبر کو روسی فوج نے سخت جنگ کے بعد آگستوو اور کوپدرو کے پوزیشنوں پر قبضہ کرلیا - اسکے دوسرے دن روسی فوج نے سمولینو' اور لیپنگ کے خندق کے راستوں پر قبضہ کرلیا - روسی فوج نے سوال کی اور میرنمیولی میں دشمن کو پسپا کردیا -

اسی تاریخ کا پیٹرو گارڈ کا ایک اور تار مظہر ہے کہ وائنا میں استحکامات سرعت کے ساتھ تیار ہو رہے ہیں اور اگرچہ گورنمنٹ اطمینان دلا رہی ہے' مگر لوگ مضطرب ہیں - ایک دوسرے تار میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ھنگری کے چند ضلعوں اور وائنا میں ہیضہ پھوٹ پڑا ہے -

۲ - اکتوبر کے پٹرو گارڈ کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ روسی کار روائیاں درخشاں طور پر ترقی کر رہی ہیں - ایک سرکاری اطلاعنامہ اعلان کرتا ہے کہ دشمن "سوالکی" اور "لومزا" کے حدود سے برابر نکالا جا رہا ہے - جرمن فوج نے "آوسو و ڈزا" پر حملہ کیا' مگر اب وہ سرعت کے ساتھ شمال کے طرف ہٹرھی ہے - دشمن پیدر اوف اور کیلس میں فوج جمع کر رہا ہے' مگر روسی فوج نے اپنے سخت حملوں سے اسکا نقشہ نقل و حرکت درہم برہم کر دیا ہے -

اس تاریخ کے پٹرو گارڈ کے ایک اور تار سے معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ کے پاس جو مراسلات آئے ہیں' ان سے معلوم ہیں کہ مشرقی پروشیا میں ابھی جنگ جاری ہے - روسی فوج شب خون مار کے سموں کے مغرب میں کریسنا نامي ایک مقام پر قبضہ کر لیا ہے - چونکہ روسی سوار توپخانہ کی اعانت و مدد کے لیے آگے بڑھ رہے ہیں' اسلیے دشمن لیپنگ اور لیک سے ہٹرھا ہے' اور اس اثناء میں کبھی کبھی اسکی فوج میں سخت بے ترتیبی پھیل جاتی ہے -

جرمن فوج نے ریل کے ذریعہ سے سوالکی میں فوراً کمک پہنچائی اور ایک خونریز معرکہ شروع ہوا - دشمن نے سنگینوں سے حملہ کیا لیکن سخت نقصان کے ساتھ پسپا کیا گیا - روسی فوج نے بھاری توپخانہ سے آگستوف پر گولہ باري کی- اسکے بعد ہمارے پیادوں نے حملہ شروع کیا اور دشمن کو پیچھے ہٹا دیا - روسیوں کو "بیچستو" "چائن" اور "گریجیدیو" میں کامیابي ہوئی ہے - روسي فوج نے جرمن قلمرو کو تاراج کرکے موٹروں کی ایک تعداد گرفتار کی ہے' جو اوسو و دتر اور مالو کے مابین چلرهی ہیں -

اسی تاریخ کے ایک لندن کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ "کراکو" میں جرمن فوج کی تعداد ۸ لاکھ ہے - اسمیں ۳ دستے بیویرین اور سیکسن فوجوں کے بھی ہیں -

اسی تاریخ کا لندن کا ایک اور تار مظہر ہے کہ جرمن روسیوں کے مقابلہ کے لیے ایک عظیم الشان معرکہ کي تیاریاں کر رہے ہیں- جرمن عسپ کی محافظ فوج پر روسي فوج نے حملہ کیا' اور انکو خندقوں سے نکال دیا - روسی پیشقدمی ہر مقام پر کامیاب ہو رہی ہے -

اس ھفتہ میں مشرق اقصی سے بھي خبریں آئی ہیں - ۲۸ ستمبر کے تار میں بیان کیا گیا ہے کہ تسنگ ٹو سے ۵ میل کے اندر جاپاني فوج نے جرمنیوں کو گھیر لیا ہے - ۲۷ ستمبر کو جو معرکہ ہوا تھا اسمیں جرمني کے تین جنگی جہازوں نے جاپاني فوج کے داھنے بازو پر گولہ باری کی تھی -

راہزنی و خونخواری کی اس فضاء ابلیسی کے سامنے اعلان کرسکے کہ " سچائی اور اخلاق سے بڑھکر اور کسیکو حق طاقت فرمائی نہیں " گو دنیا اوسے جانتی ہے، مگر اوسے پھر یاد دلانا چاہیے کہ وہ صرف " اسلام " ہے !

## ( ا )

اسلام سے پہلے دنیا کی اخلاقی زندگی پر ایک عام موت طاری ہوچکی تھی، حضرت عیسی علیہ السلام کی معجزانہ طاقت چند مردہ اجسام اور چند افسردہ ارواح میں حرارت پیدا کرکے اپنے اصلی آشیانہ میں جاکر چھپ گئی تھی، اور چھہ سو برس کی اس وسیع مدت نے روح حیات کی اس خفیف اور نامکمل جنبش کو بھی مبدل بہ سکون کردیا تھا، اس لیے تمام دنیا کا شیرازۂ اخلاق درہم برہم ہوگیا تھا - اسلام ایک زندگی تھا، جو دنیا کی روح یعنی فضائل اخلاق کو زندہ کرنے آیا تھا، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنی بعثت کا صرف یہ مقصد بیان فرمایا تھا :

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق ! — میں صرف فضائل اخلاق کی تکمیل اور احیاء کے لیے خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں !

اس مقصد اہم کے لیے وہ دنیا میں آیا اور مادہ عالم کے ایک ایک جزو کو ٹٹولا - اگرچہ اس روحانی نبض شناس نے اوسکے ایک ایک ریشہ کو روح سے خالی پایا تاہم اوسکے تمام قواء زندگی میں جس چیز پر سب سے زیادہ موت کی افسردگی طاری تھی، وہ پابندی عہد کی اخلاقی قوت تھی -

### ( امم قدیمہ )

امم قدیمہ میں سب سے زیادہ قدیم مذہب یہودیوں کا تھا جو تمام عرب پر روحانی حکومت کر رہا تھا، لیکن یہ مذہبی حکومت بھی ہر قسم کے قیود سے، ہر قسم کے پابندیوں سے، ہر قسم کے قول و قرار سے، بالکل آزاد تھی - چنانچہ قرآن مجید نے بار بار اوسکی بد عہدیوں پر تنبیہ کی ہے :

اوکلما عاهدوا عهداً نبذه فریق منهم بل اکثرهم لا یومنون ( ۲ : ۹۴ )

وہ لوگ جب کبھی کوئی عہد کرینگے، تو کیا ایک گروہ اسکی پابندی کی رسی اپنے گلے سے نکال پھینکیگا ؟ یہ حال صرف ایک گروہ ہی کا نہیں ہے، بلکہ اونمیں اکثر ایمان نہیں لاے، اور ایمان ہی ایک ایسی قوت ہے جو پابندی عہد پر مجبور کرسکتی ہے !

الذین عاهدت منهم ثم ینقضون عهدهم فی کل مرة وهم لا یتقون ( ۸ : ۵۸ )

وہ یہودی جنسے تم معاہدہ کرتے ہو پھر وہ بار بار اوسکو توڑ دیتے ہیں، اور خدا سے بالکل نہیں ڈرتے -

یہودیوں ہی کی خصوصیت نہیں اون سے پہلے بھی مذہب کا اخلاقی قالب ایفاء عہد کی روح سے خالی ہو چکا ہے - چنانچہ قرآن مجید نے امم قدیمہ کی بد اخلاقیوں کے سلسلے میں اونکی بد عہدی کا بھی خاص طور پر ذکر کیا ہے :

و ما وجدنا لاکثرهم من عهد و ان وجدنا اکثرهم لفاسقین ( ۷ : ۱۰۰ )

ہم نے اکثر قدیم قوموں کو بدعہد پایا جسکی وجہ یہ ہے کہ اون میں اکثر فاسق اور بد اخلاق تھے -

اسلام سے پہلے دنیا میں بد اخلاقی کے دائرے نے جو وسعت حاصل کرلی تھی، اوسکے محیط نے مجموعی طور پر ہر طرف سے سب کو گھیر لیا تھا - اسلیے وہ نقض عہد میں بھی تمام دنیا سے گوے سبقت لیگیا تھا، اور سچ تو یہ ہے کہ عرب کے شر و فساد، جنگ و جدال اور لوٹ مار کا سنگ بنیاد بھی رہی تھا -

الذین ینقضون عهد الله من بعد میثاقه و یقطعون ما امر الله به ان یوصل و یفسدون فی الارض اولئک هم الخاسرون ( ۲ : ۲۵ )

جو لوگ قول و قرار کے استحکام کے بعد خدا کے عہد کو توڑ دیتے ہیں، خدا نے اعزہ و اقارب سے جس طرح مل جل کر رہنے کا حکم دیا ہے، اسکی خلاف ورزی کرتے ہیں، اور اونکے رشتہ اخوت و مودت کو کاٹ دیتے ہیں - قانون بین الملی کے فطری معاہدے توڑ کر خدا کی زمین میں فتنہ و فساد کرتے رہتے ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ ہم لوٹ مار اور جنگ و جدال کے ذریعہ ایک کامیاب زندگی بسر کرینگے، تو ایسے شریروں کو یقین کرنا چاہیے کہ اس کا نتیجہ صرف ناکامیابی ہی کی صورت میں ظاہر ہوگا - وہ کبھی فلاح نہ پائینگے !

دوسری جگہہ فرمایا :

کیف و ان یظهروا علیکم لا یرقبوا فیکم الا و لا ذمة یرضونکم بافواههم و تابی قلوبهم و اکثرهم فاسقون ( ۹ : ۸ )

کیونکر تم لوگ کفار کے ساتھہ اخلاقی زندگی بسر کرسکتے ہو، حالانکہ اونکی حالت یہ ہے کہ جب کبھی تمپر معمولی غلبہ بھی حاصل کرلیتے ہیں، تو قول و قرار اور عہد و میثاق کی بالکل نگہداشت نہیں کرتے - تمہیں بچوں کی طرح بہلانیکے لیے منہہ سے تو عہد کر لیتے ہیں، لیکن اونکا دل اوسیوقت سے اوسکا انکار کرنے لگتا ہے - ان میں اکثر فاسق ہیں، اسلیے اونکے قول و قرار کا کوئی اعتبار نہیں !

### ( اخلاق کی نشاۃ جدیدہ )

اگر دنیا کا اخلاقی قالب صرف مردہ ہوتا تو اسلام اوس میں جدید روح پھونک سکتا تھا، لیکن صحراء عرب کی گرم ہوا نے اوسکو بالکل متعفن کردیا تھا - لاش جب سڑ جاتی ہے تو اوسکے تمام اعضاء و جوارح گسستہ ہوجاتے ہیں - اسلیے روح پھونکنے سے پہلے اوسکے تمام اجزاء کو جوڑنے کی ضرورت ہوتی ہے، لیکن عرب کا اخلاقی قالب اس حد سے بھی گذر چکا تھا - پس اسلام نے ایک جدید قالب تیار کیا، اور بالکل نئے اجزاء سے اوسکو مرکب کیا - پھر اس نے اسی قالب میں ایمان کی جدید روح پھونکی، اور اس روح نے اوسکے اجزاء کی جن خفتہ قوتوں کو بیدار کیا، اون میں ایک وفاے عہد کی اخلاقی طاقت بھی تھی :

لیس البر ان تولوا وجوهکم قبل المشرق و المغرب و لکن البر من آمن بالله و الیوم الآخر و الملائکة و الکتاب و النبیین و آتی المال علی حبه ذوی القربی و الیتامی و المساکین و ابن السبیل و السائلین و فی الرقاب و اقام الصلوة و آتی الزکوة و الموفون بعهدهم اذا عاهدوا و الصابرین فی البأساء و الضراء و حین البأس اولئک الذین صدقوا و اولئک هم المتقون ( ۲ : ۱۷۲ )

نیکی صرف یہی نہیں ہے کہ مشرق و مغرب کی طرف رخ کرلیا جاے - اصلی نیکی دوسری ہی چیز ہے - خدا کا نیک بندہ وہ ہے جو خدا پر، قیامت پر، فرشتوں پر، آسمانی کتابوں پر، انبیاے سابقین پر ایمان لاتا ہے - پھر باوجود اسکے کہ اوسکو مال کی محبت اور ضرورت ہوتی ہے، اوسکو اعزہ و اقارب کو، یتیم بچوں کو، غریبوں کو، مسافروں کو سائلوں کو بطور احسان کے دیتا ہے، اور اوسکے ذریعہ غلاموں کو آزاد کراتا ہے - نیز وہ لوگ جو عہد کرکے اوسکو پورا کرتے ہیں، مصیبت کے وقت صبر کرتے ہیں، اور لڑائی کے میدان میں ثابت قدم رہتے ہیں ! یہی لوگ وہ پاک بندے ہیں، جنہوں نے جو کچھہ کہا اوسکو سچ کر دکھایا - کیونکہ خدا، اسکے رسول، اور اسکی مخلوق سے عہد کی زبان سے، دل سے، عمل سے، خوشی میں، غم میں، صلح میں، جنگ میں، ہر حالت میں انہوں نے پابندی کی - یہی لوگ حقیقی پرہیزگار ہیں -

۱۶ ذیقعدہ ۱۳۳۲ ھجری

## پابندی عہد اور قرآن حکیم

ہم اس وقت عہد و مواثیق کی غیر متزلزل حقیقت اخلاقی کے اعتراف کیلیے مستعد ہوے ہیں - عہد شکنوں کی تاریخ لکھنے نہیں بیٹھے ہیں - اگر ایسا نہوتا تو ہم اُن بیشمار معاہدوں ' ربانی و تحریری وعدوں ' جنگ و امن کے حلفوں ' اور صدہا قومی و شخصی قول و قراروں کی ایک طول طویل فہرست پیش کرتے ' جو گذشتہ ایک صدی کے اندر سر زمین تمدن نے کیے ' اور عین وقت پر انہیں اس طرح محو و فراموش کردیا گیا کہ اخلاق کی گردن ذبح ہوگئی ' انسانیت کا سینہ شق ہوگیا ' شائستگی کا قلب پھٹ گیا ' اور خدا کے پاک حکموں اور مقدس شریعتوں کی متفقۂ و مشترکہ حقیقت ثابتہ کو قومی و نسلی تعصب و خود غرضی کی لعنت نے پارہ پارہ کردیا ! تاہم نہ تو یورپ کے ادعائی اخلاق کی رگوں میں جنبش ہوئی ' نہ تمدن و تہذیب کی پیشانی پر شرم و خجالت کا ایک قطرۂ عرق آیا ' اور نہ اس قوم کے فخر و غرور انسانیت کی حیا فروش آنکھیں نیچی ہوئیں ' جو تمام دنیا کو مسیحی اخلاق و روحانیت کی بشارت دیتی پھرتی ہے :
تکاد السماوات یتفطرن منہ، و تنشق الارض و تخر الجبال ھدا ! !

آج یورپ کے ایک بہت بڑے حصے میں تہذیب و انسانیت اور اخلاق و شائستگی کا ماتم برپا کیا گیا ہے ' اور فرزندان تمدن اس کوشش میں ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو جیخ چیخ کر رولیں ' اور جسقدر دست و بازو کی قوت ساتھ دے ' اخلاق و تمدن کے پیش کردہ مقتل پر سینہ کوبی کریں - یہ ماتم انسانیت نیا نہیں ہے - موجودہ متمدن ممالک کا ایک دائمی مشغلۂ تمدن ہے جو تقریباً ایک صدی سے برابر جاری ہے - جس وقت سے کہ کرۂ ارضی کی نگرانی نئی قوموں کو ملی ہے - البتہ قوۃ الہیۂ قاھرہ نے اسکے موضوع میں ایک عجیب و غریب انقلاب پیدا کردیا ہے ' اور وہ انکے ہنسنے کیلیے ایک دلچسپ تماشا ہے جو اس وقت تک دنیا میں صرف رونے دھونے ھی کیلیے تھے - اب تک یورپ کا ماتم تہذیب صرف مشرق اور ایشیاء کیلیے تھا - لیکن آج پہلی مرتبہ خود یورپ ھی کیلیے ہے - وہ ھمیشہ اوروں کیلیے رویا تھا ' پر آج خود اپنے اوپر رو رہا ہے ! فالیوم الذین امنوا من الکفار یضحکون علی الارائک ینظرون - ھل ثوب الکفار ما کانوا یفعلون ؟ (۸۳ : ۳۶)

اب افریقہ کے وحشت کدوں کا ماتم نہیں ہے - اب بالقان کے وحشیوں کا رونا نہیں ہے - اب ٹرکی کے مظالم کی داستان الم نہیں بیان کی جاتی - اب طرابلس کے متعصب کاشتکاروں کی تادیب کی مہم درپیش نہیں ہے - اب مراکش اور الجزائر کی وحشت کاریاں سامنے نہیں آتیں - بلکہ اب علم و فن کے سر چشمۂ اعظم ' تمدن و شائستگی کی پالیگاہ اول ' تہذیب یورپ کے مرکز اعلی ' اور دنیا کی نئی ترقیات کے ایوان و اعلی ترین ماوی و ملجا ' یعنی جرمنی کی وحشت و خونخواری ' درندگی و سبعیت ' اور انسانیت کشی و اخلاق دشمنی کا نوحۂ جانگداز اور ماتم کبری درپیش ہے ' جسمیں وہ تمام آنکھیں جن کے آنسوؤں کا وافر ذخیرہ لیکر سرتاسر ہوگئی ہیں ' جنہیں اب تک صرف مشرقی ممالک ھی کی وحشتوں پر جلد جلد خوننابہ افشانی کرنی پڑتی تھی :
فانظر کیف کان عاقبۃ الظالمین ؟

اب دنیا نے گذشتہ دو صدیوں کے تمام مشہور سنین و ایام مواثیق بھلا دیے ہیں ' اور صرف سنہ ۱۸۳۰ کی مظلومی سامنے آگئی ہے - یہ وہ سنہ ہے جب جرمنی نے بلجیم کی غیر طرفداری کے معاہدہ پر دستخط کیے تھے ' لیکن اسکی فوجوں نے آج تلوار کی نوک سے اس معاہدے کے پرزے پرزے کردیے ہیں ' اور ڈاکٹر بیتھمن ( جرمن چانسلر ) کہتا ہے کہ معاہدے کے کھلونے کی ضرورت کی سنجیدگی کے بعد پورا نہیں کی جاسکتی -

نہ سنہ ۱۸۱۵ - کا ماتم ہے - لیکن ھمیں سنہ ۱۸۴۵ بھی یاد ہے جب پیرس کانفرنس میں مشرقی مسئلہ پہلی مرتبہ نمایاں ہوا ' اور جون سنہ ۱۸۷۸ بھی یاد ہے جب برلن کانگریس کا انعقاد ہوا ' اور پھر سب سے آخر مگر سب سے زیادہ دلگداز سنہ ۱۹۱۲ بھی یاد ہے جب جنگ کے نتائج کو جغرافیۂ ممالک پر بالکل بے اثر ظاہر کیا گیا تھا - ان بد بخت گران سنین مواثیق کو اپنے ماتم میں کوئی صف نہیں ملی ' تاہم تاریخ انکو جگہ دینے سے انکار نہیں کرسکتی !

لیکن جیسا کہ ہم نے کہا " ہم عہد و مواثیق کی عظمت کا اعتراف کرنے کیلیے اٹھے ھیں نہ کہ عہد شکنوں کی فہرست مرتب کرنے کیلیے " پس ہم بغیر سنہ ۱۸۷۸ کا ذکر کیے ہوے سنہ ۱۸۱۵ کا ذکر کرینگے ' اور گو ہمارے لیے ایسا ھی مشکل ہو مگر غیر ممکن نہیں ہے کہ ہم بغیر مشہد مقدس پر روسی گولہ باری کا تذکرہ کیے ہوے ریمس کے گرجے کی مصیبتوں پر افسوس کریں -

( اتحاد مثلث )

موجودہ عہد کی ایک بڑی عہد شکنی تو یہ ہے جو جرمنی نے بلجیم پر قبضہ کرکے کی - لیکن اسکے علاوہ یورپ کے مواعید و مواثیق کے صندوق سے ایک اور کاغذ بھی گم ہوگیا ہے ' جسمیں اٹلی ' جرمنی اور آسٹریا کے ساتھ شریک ہوئی تھی - یہ اتحاد اسقدر اہم تھا کہ انگلستان و فرانس و روس نے اسکی زد سے بچنے کیلیے باہم سمجھوتہ کیا - لیکن انگلستان اور اٹلی کے اوس دوسرے سمجھوتہ نے ( جسکا ذکر مسٹر میکالا نے اپنی کتاب " اٹلیز وار " کے پہلے باب میں کیا ہے ) چند لمحوں کے اندر اُسے بے اثر کردیا اور دنیا نے تعجب سے سنا کہ اٹلی اپنے حلفا کا ساتھ دینے پر مجبور نہیں ہے !

( موضوع مقالہ )

موجودہ عہد تمدن و انسانیت کے یہ مواثیق و مواعید ہمارے سامنے ہیں - ہم انکے اسباب و نتائج پر بحث نہیں کرینگے - لیکن دیکھینگے کہ " اسلام " اور اسلام کی قرآن اساسیہ و اصلیہ میں اخلاق و انسانیت کے اس ماتم کیلیے کوئی صدا ہے یا نہیں ؟

جبکہ بڑے سے بڑے معاہدے توڑے جارہے ہیں ' جبکہ حوادث نے ثابت کردیا ہے کہ موجودہ تمدن کے سب سے بڑے مرکز کو بھی عہد شکنی کا علانیہ اعتراف ہے ' اور جبکہ صاف کہا جارہا ہے ( جیسا کہ ہمیشہ کہا جاچکا ہے ) کہ " ضرورت اور قوت سب سے بڑی چیز ہے " تو اخلاق کا زخمی چہرہ ' انسانیت کا دونیم دل ' صداقت اور راست بازی کے روح فرسا عالم احتضار و سکرات کیلیے میں صرف اُس صداے الہی کی ضرورت ہے ' جو وحشت

مصالح هی کے لحاظ سے اوسکو توڑ بھی دیتی هیں ' لیکن اسلام مصالح کا پابند نہیں هو سکتا - وہ ایک عظیم‌الشان روحانی طاقت کا سفیر ہے ' اور وہ معاهدے کی پابندي اوسی روحانی طاقت کے تحفظ کیلیے کرتا ہے :

و اوفـــوا بعهـــد اللـــه اذا عـاهــدتـم ولا تنقضـو الایمـان بعــد توکیدها وقد جعلتم الله علیکم کفیــلا ان اللــه یعلـم مــا تفعلــون ولا تکــو نــوا کالتـــي نقضــت غــزلها مــن بعــد قــوة انـــکاثــا تتخــذون ایمــا نکـــم دخلا بینکـــم ان تکـــون امـــة هي اربی مـــن امة انما یبلوکم اللــه بـــه ( ۹۳ : ۱۶ )

جب کسي سے عہد کرو تو اوس عہد کو پورا کرو - عہد ایک قسم ہے ' اور قسم کو پختہ هو جانیکے بعد هرگز نہ توڑو - تم اسکو کیونکر توڑ سکتے هو ' حالانکہ تمام دنیا بمصالح کي بنا پر عہد کرتي ہے - اور اوسکو مدتوں قائم رکھتی ہے ' لیکن تم نے تو خدا کو اپنا کفیل بنا لیا ہے جو همیشہ رهنے والا ہے - مصالح بدل سکتے هیں ' لیکن خدا اور خدا کا بخشا هوا نور ایمان تو بدل نہیں سکتا ؟ وهي تمهارے عہد وفا کا ذمہ دار ہے ' کیونکہ وہ تمهارے اعمال سے اچھي طرح واقف ہے ' اور اوس عورت کے مثل نہ بن جاو جس نے اپنا سوت کات کر پھر اوسکو ادھیڑ ڈالا هو - تم لوگ اپني قسم اور اپنے قول و قرار کو شر و فساد کا ذریعہ بنانا چاهتے هو کہ ایک قوم دوسرے قوم سے قوي تر هو جاے - لیکن عہد میں ضعیف و قوي کي تخصیص نہیں - اسکے ذریعہ سے خدا صرف تمهاري طاقت ایمان کي آزمایش کرتا ہے !

پس اسلام نے پابندي عہد کا جو اخلاقي نظام قائم کیا ہے ' وہ حصون بلجیم و استحکامات پیرس سے زیادہ مضبوط ہے - اگر تمام سلطنتیں مصالح کی پابند هیں ' تو اسلام کا سر رشتہ وفا ایک ازلی طاقت کے هاتھہ میں ہے ' جس میں صرف اسی اصول فطري کي بنا پر تغیر و تبدل هو سکتا ہے ' جو تمام دنیا کو [illegible] رهے هیں :

ان الله لا یغیــر مابقــوم حتـــی یغیـــروا ما بانفسهم ( ۱۲ : ۱۳ )

خدا کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت کو نہ بدل دے

اس بنا پر اسلام نے کسي قوم کی عہد وفا کو اوسوقت [illegible] ہے ' جب پہلے اوسي قوم نے پیش قدمی کی ہے ' فانبذ الیهم علی سوا

اسلام کا سر رشتہ عہد و وفا نہ ملکوں [illegible] کو الجھاتا ہے اور نہ قوي سے ٹوٹتا ہے ' اس [illegible] عظیم الشان کانفرنسیں اثر ڈال سکتي هیں ' نہ هیگ کا عظیم الشان [illegible] السلام اوسکے ضعف و قوت پر کوئی اثر ڈال سکتا ہے وہ [illegible] روحانی طاقت کے هاتھہ میں ہے ' جو تمام دنیا کے [illegible] رهتا ہے - یداللہ علی الجماعۃ - اسلیے [illegible] معاهدہ کر لیا ہے ' اور وہ هر وقت اوسکی پابندي پر مجبور ہے - جب ایک مسلمان دکاندار اپنی دکان پر بیٹھتا ہے ' تو اسکا نور ایمان اوس سے صدق و دیانت کا عام معاهدہ لے لیتا ہے :

و اوفو بالعهد ان العهد کان مسئولا و اوفوا الکیل اذا کلتم و زنوا بالقسطاس المستقیم ذلــک خیر و احسن تاویلا ( ۳۶ : ۱۷ )

عہد کو پورا کرو ' کیونکہ عہد کی پابندی و عدم پابندي پر سوال و مواخذہ هوگا - جب کوئي چیز ناپ کر فروخت کرو تو پیمانے کو پورا بھر کے دیا کرو ' یہ حسن معاملہ کا بہترین طریقہ ہے ' اور اسکا انجام دین و دنیا دونوں میں اچھا ہے -

اگر کوئي دکاندار اسکی پابندي نہیں کرتا تو وہ خدا کا اوسی طرح گناہ گار ہے ' جسطرح ایک مصلحت اندیش بادشاہ جس نے بعض مصالح کی بنا پر عہد شکنی کی ہے -

ویل للمطففین الــذین اذا اکتالو علـــی النـــاس یستوفون و اذا کالو هم او وزنوهم یخسرون ( ۸۳ : ۲ )

اون کم دینے والوں پر لعنت ہے ' جو لوگوں سے پورا ناپ کر لیتے هیں ' پر جب دیتے هیں تو کم کرکے !

# ھــــوائي بـــيـــڑہ

( ضمیمہ مصورہ کے ایک مرقع کي تشریح )

لڑائی کے هوائی بیڑے کے لیے جس قسم کے طیارات کی ضرورت هوتي ہے ' اسپر آجکل ماهرین فن پرواز و جنگ بحث کررہے هیں '

ایک جنگی هوائی بیڑے کے لیے مختلف قسم کے طیارات کي ضرورت هوتی ہے - طیارہ کی یہی مختلف اقسام هیں جو هوائی بیڑے کے اس دلچسپ مرقع میں دکھائے گئے هیں -

سب سے زیادہ بلندي پر زیلن کے طرز کا ایک جرمن طیارہ ہے - یہ نہایت مضبوط بنا هوا ہے اور اسکا انجن بہت عمدہ ہے - اسکے ساتھہ دو گاڑیاں هیں - ایک خشکي پر اترنے کیلیے ہے اور دوسري دریا میں -

اس قسم کے طیارے کی پہلی صفت یہ ہے کہ یہ تفتیش و تحقیق کا فرض نہایت خوبی سے انجام دیسکتا ہے ' کیونکہ اگر یہ اپنے مرکز سے دور بھي هو جاے یا خشکي سے تري میں اور تري سے خشکی میں چلا آے ' جب بھی اسے کوئی خطرہ نہیں - اسلیے کہ اسکے علاوہ یہ طیارہ آتشگیر مادہ بھی اپنے ساتھہ لیجا سکتا ہے اور اگر وقت پڑے تو اوڑے دشمن سے جنگ آزما هونے میں بھي پس و پیش نہوگا - اسکا نام " اچڈر جبل " ہے -

اسکے نیچے اس سے چھوٹا طیارہ ہے - یہ صرف تفتیش حال کیلیے دریا میں کام آتا ہے - اسمیں کوئی مریم یا ڈھانچہ نہیں هوتا ' صرف بڑے بڑے تھیلے هوتے هیں ' جنمیں گیس بھر دیا جاتا ہے - جب چاهیں گیس کو نکالکے تھیلوں کو لپیٹ لے سکتے هیں - اس قسم کے طیارات کو " سیمی ڈرجبل " کہتے هیں -

تیسرا جہاز بڑے قد کا بالي پلین ہے - یہ خشکی اور پانی دونوں میں اتر سکتا ہے - خشکی پر اترنے کیلیے اسمیں پہیے اور پانی میں اترنے کیلیے فلوٹ بنائے جاتے هیں - انگریزي میں " فلوٹ " طیارے کے اس حصہ کو کہتے هیں ' جسکی وجہ سے وہ پانی پر تیرتا رهتا ہے -

اسمیں روشنی کے ٹورپیڈو بھی هوتے هیں جو اوپر نیچے اور دهنے بائیں گولہ باري کرتے هیں - اسکا نام " هیڈروپلین " ہے -

اس طیارے کے نیچے جو ایک بڑا ایروپلین نظر آرها ہے - یہ اغلباً آیندہ چلکے اڑتی هوئی کشتی کی شکل اختیار کرلیگا - اسکو پراپلر چلاتے هیں - پراپلر انگریزی میں اس آلے کو کہتے هیں جو کسي چیز کو آگے دھکیل کے چلاتا ہے -

یہ مستقبل میں پانی میں اڑیگي اس سے " ڈرجیبل " طیارے پر حملہ اور ساحل کی ناکہ بندي هوا کریگی -

سب سے نیچے آپ ایک جہاز دیکھتے هونگے اور اسکے آگے ایک چھوٹا سا طیارہ نظر آتا هوگا - یہ جہاز بیٹل شپ ہے اور طیارہ " مونو پلین " - مونو پلین طیارہ کی ایک خاص قسم ہے - جس کا امریکہ میں تجربہ کیا گیا ہے جو کامیاب ثابت هوا -

اس مونو پلین کا قد مختصر ' مگر اسکے انجن کی طاقت زیادہ هوگی - اسکے پروپلر کھینچنے والے اسکرو هونگے - اور پھر اسطرح لگاے جائینگے کہ وہ آسانی سے علحدہ هوسکیں - تا اگر سوء اتفاق سے طیارہ دفعتاً پانی سے بہت هی قریب آجاے تو یہ پھر فوراً اوس سے نکال لیے جاسکیں -

تمام طیارات میں بہترین و اعلی قسم " زیلن " جہاز هیں -

یہی تمام چیزیں اسلام کی روح ہیں ' اور قرآن حکیم بار بار اونکی تجدید کرتا ہے - روزہ' نماز' زکوۃ جہاد کی ترغیبات و فضائل سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے ' لیکن جس طرح قرآن کریم نے ان تمام چیزوں کو تر و تازہ رکھا ہے' اوسی طرح اوس نے عہد و میثاق کی پابندی پر بھی مسلمانوں کو بار بار توجہ دلائی ہے ' بلکہ اوسکو مسلمانوں کے مخصوصات میں شمار کیا ہے ' اور اپنا مخاطب صحیح اونہی لوگوں کو بنایا ہے ' جو پابندی عہد کرتے ہیں :

افمن یعلم انما انزل الیك من ربك الحــق کمن هوا اعمی انما یتذکر اولو الالباب الذین یوفون بعهــد الله ولا ینقضــون المیثاق و الذین یصلــون ما امــر الله بــه ان یوصــل و یخشون ربهم و یخافــون سوء الحســاب (۱۹ : ۱۳)

کیا وہ شخص جو یہ یقین رکھتا ہے کہ رسول پر خدا کی طرف سے جو کچھ نازل ہوا ہے وہ حق ہے ' مثل اوس شخص کے ہوسکتا ہے جسکے دل کی آنکھیں اندھی ہوگئی ہیں ؟ قــرآن حکیم سے صرف وہی لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں جــو اہل دانش ہیں' اور نیز وہ لوگ جو خدا کے عہد کو پورا کرتے ہیں ' عہد شکنی نہیں کرتے' اور خدا کے اعزہ و اقارب کو جس رشتے میں منسلک کردیا ہے' اوسکو جوڑے رہتے ہیں - مشرکین کی طرح کاٹتے نہیں - وہ خدا سے ڈرتے ہیں' اسلیے اوسکی زمین میں عہد شکنی کرکے فساد نہیں پھیلاتے "

کیونکہ تمام اعمال کی طرح قیامت میں معاہدوں کا دفتر بھی پھیلایا جائیگا ' اور اوسکی عدم پابندی پر سخت مواخذہ کیا جائیگا .

و اوفوا بالعهد ان العهد کان مسئولا ( ۳۶ : ۱۷ )

وفاے عہد کرو اور کیونکہ عہد کے متعلق خداوند کے حضور تم پوچھے جاؤگے !

( دعــوۃ قــرآنی )

انہی فضائل اخلاق سے مسلح ہوکر اسلام میدان جہاد میں بھی آیا ' اسلیے اوس نے جس طرح اقامت صلوۃ الخوف سے صف لشکر کو نمازیوں کی منتظم جماعت ' اور میدان جہاد کو وسیع مسجد کی صورت میں بدل دیا تھا' ٹھیک اوسی طرح اوس نے ساعت قتال کو ایک موتمر السلام ( صلح کانفرنس ) بھی بنا دیا ' جس میں معاہدہ کی پابندی کا حلف اوٹھایا جاتا ہے !

اس بنا پر قرآن مجید میں معاہدوں کے متعلق خاص احکام مقرر کردیے گئے ہیں' اور جنگ و صلح' دونوں زمانے میں اونکی پابندی یکساں طور پر فرض کر دیگئی ہے :

الا الذین عاهدتم مــن المشرکین ثم لم ینقصوکم شیا و لم یظاهــروا علیکم احدا فاتموا الیهم عهدهم الــی مــدتهــم ان الله یــحب المــتــقیــن ( ۹ : ۴ )

مگر وہ مشرکین جن سے تم نے عہد کرلیا ہے اور ان لوگوں نے کسی قسم کی عہد شکنی نہیں کی ہے' اور تمہارے خلاف تمہارے کسی دشمن کو مدد بھی نہیں دی ہے' تو جس مدت تک کیلیے تم نے معاہدہ کیا ہے اوسکو پورا کرو ' کیونکہ وہ ہمیشہ عہد کی پابندی بڑی ہی پرہیزگاری ہے' اور خدا صرف پرہیزگاروں ہی کو دوست رکھتا ہے -

سورۂ توبہ میں فرمایا :

الذین عاهدتــم عنــد المسجــد الحــرام فما استقاموا لکم فاستقیموا لــهم ان الله یــحب المتقیــن ( ۷ : ۹ )

جن لوگوں سے تم نے مسجد حرام کے پاس عہد کیا ہے ' جب تک وہ لوگ اپنے عہد پر قائم رہیں' تم بھی قائم رہو کہ استقامت وفا بڑی ہی پرہیزگاری کا کام ہے ' اور یقین کرو کہ خدا صرف پرہیزگاروں ہی کو دوست رکھتا ہے -

( اسلامی اخلاقی قربانی )

اسلام کے ابتداے زمانہ غربت میں ضعفاء مسلمین کا ایک گروہ تھا' جو اتنی طاقت' اتنا سامان ' اتنا زاد راہ نہیں رکھتا تھا کہ ہجرت کیلیے آمادہ ہو جاے' اور کفار کے پنجہ سے اپنے آپ کو آزاد کرے - اسلام نے اگرچہ بعض موقعوں پر اسکو ضعف عزیمت کی بنا پر ترغیب آمیز ملامت کی ہے' لیکن کہیں کہیں اوسکی بیکسی پر آنسو بھی بہالے ہیں - پس یہ گروہ اسلام کی اعانت و امداد کا ہر طرح مستحق تھا ' لیکن قرآن مجید نے اوسکی اعانت کو بھی وفاے عہد پر قربان کردیا ہے '

و الذین آمنوا و لم یهاجروا مالکم من ولایتهــم من شی حتی یهاجروا و ان استنصروکم فی الدین فعلیکــم النصــر الا علی قوم بینکم و بینهم میثاق والله بما تعملون بصیر ( ۸ : ۷۳ )

جو لوگ ایمان لانے کے بعد ہجرت نکر سکے ' تو جب تــک وہ ہجرت نہ کرلیں اونکی حفاظت و اعانت کی ذمہ داری تم پــر قانــوناً تو فــرض نہیں ' ہے البتــہ اگــر وہ مذہبی معاملات میں تم سے مدد مانگیں تو تم پر اونکی اخلاقی مدد فرض ہے - لیکن تم اونکو کفار کی اوس جماعت کے خلاف ہرگز مدد نہیں دے سکتے' جنکے ساتھہ تمنے معاہدہ کرلیا ہے خدا تمہارے اعمال کو اچھی طرح دیکھتا ہے -

( انتہاء مسامحت )

قران حکیم نے پابندی عہد کی ایک عملی صورت اور بھی بتائی ہے ' جو ایک طرف تو اسلام کے اصل مقصد کی تکمیل کا باعث ہوتی ہے ' دوسرے طرف کفار و مشرکین کے جان و مال کی حفاظت کرتی ہے :

و ان احد من المشرکین استجارک فاجره حتی یسمع کلام الله ثم ابلغه مامنه ذلک بانهم قوم لا یعلمون ( ۹ : ۶ )

اور اگر کوئی مشرک تمہارے پاس پناہ لے تو اوسکو فیاضی کے ساتھہ پناہ دو ' یہاں تــک کہ خدا کی بھیجی ہوئی آیات کو وہ خوب سن لے - پھر اوسکو باحتیاط اسکے گھر تــک یا اوسکی دوسرے پناہ گاہوں تک پہونچا دو - وہ لوگ جنگ و جدال اور عدو و نبرد آزمائی اسلیے کرتے ہیں کہ قرآن کی طرف کان نہیں لگاتے - اگر اوس سے واقف ہوتے تو تمہاری ہی طرح پابند عہد ہوجاتے !

( حقیقی مشکلات اخلاقی )

قرآن حکیم کی حقیقی تعلیم یہی ہے ' لیکن کبھی کبھی عہد کی پابندی نا ممکن ہو جاتی ہے ' اسلیے قرآن حکیم نے ایسے مواقع بھی بتادیے ہیں ' ان موقعوں پر بھی قرآن حکیم کی تعلیم یہ ہے کہ نقض عہد میں مسلمانوں کو کبھی پیش قدمی نہیں کرنی چاہیے - البتہ اگر کوئی قوم نقض عہد کرنا چاہے تو مسلمان بھی اوسکے عہد کو بھلا سکتے ہیں :

و اما تخافن من قوم خیانة فانبذ الیهم علی سواء ان الله لا یحب الخائنین ( ۸ : ۶۰ )

اگر تم کو کسی قوم سے یہ خوف ہو کہ وہ عہد کرکے خیانت کریگی اور اوس عہد کو توڑ دیگی ' تو تم بھی اوس عہد کی پابندی سے اوسکی طرح بری ہوجا سکتے ہو - کیونکہ خدا خائن لوگوں کو دوست نہیں رکھتا -

( اسلامی اخلاقی مصالح )

قرآن حکیم کی یہی اخلاقی تعلیم ہے ' جسکی روشن مثالیں آگے آئینگی ' لیکن ہمکو اسلام کے کارنامہ اعمال میں جس روح کی تلاش کرنی چاہیے ' وہ تمام دنیا کے نظام اخلاق سے مختلف ہے - دنیوی سلطنتیں مصالح کے لحاظ سے معاہدہ کرتی ہیں ' ا

جو کبھی کبھی ھمارے لیے ظرافت کا سامان مہیا کرتے تھے - اب ایک مستقل دماغ اور جدید خیالات کا سلسلہ پیدا ھوگیا ھے - یہی دماغ ھے جسکو جماعت کا دماغ' اور یہی خیالات ھیں جنکو جماعت کا علم و عقیدہ کہا جاتا ھے - اگر اس دماغ نے اپنے اندر مجنونانہ کیفیات پیدا کرلی ھیں ' تو سمجھنا چاھیے کہ ارسطو اور افلاطون بھی مجنون ھوگئے ھیں' اور اگر یہ دماغ ارسطو و افلاطون کے قواے عقلیہ کا مرکز ھے ' تو یقین کرلینا چاھیے کہ کبھی کبھی بعض مجنوں اور بلید الطبع اشخاص بھی ارسطو و افلاطون ھوجاتے ھیں -

## (هیئة اجتماعیه کا دماغی اضطرار)

( ۳ ) لیکن چند دماغوں کی ترکیب سے جو مستقل دماغ پیدا ھوتا ھے ' وہ اگرچہ کبھی کبھی ارسطو و افلاطون کے نتائج فکریہ سے بھی لبریز ھوجاتا ھے ' لیکن اکثر خواب پریشاں ھی دیکھا کرتا ھے - اوسکے پرزے اپنے قابو میں نہیں رھتے بلکہ اضطراری طور پر خود بخود کسی اندرونی برقی طاقت سے چلتے رھتے ھیں اور کبھی نہیں تھکتے - بلکہ ھمیشہ جدید موثرات کے لیے منتظر و آمادہ رھتے ھیں -

مادہ جسقدر صورت کے قبول کرلینے کیلیے آمادہ ھوگا' اوسیقدر صورت کا شکل آسانی کے ساتھہ عمل میں آئیگا - جماعت کا دماغ بھی موثرات کیلیے منتظر و مستعد رھتا ھے - اسلیے وہ ھر قسم کی غلط افواھوں اور متناقض خبروں کو قبول کرلیتا ھے - وہ جدت چاھتا ھے - حقیقت سے اوسکو غرض نہیں ھوتی - بھوک اچھی اور بری غذا میں تفریق و امتیاز نہیں کیا کرتی - جماعت کا دماغ بھی جوع البقر مرض میں مبتلا رھتا ھے' اسلیے ھر قسم کی غذا کو بآسانی ھضم کے کرلیتا ھے - یہی وجہ ھے کہ قدیم لٹریچر میں جو عجیب و غریب قصے مذکور ھیں' اونکو جماعت ھی کے دماغ نے حسن قبول کا خلعت عطا کیا ھے !

## ( سفر بے مقصود )

انسان کو صرف نتائج ھی جادۂ اعتدال پر لے جاتے ھیں - اگر آپ کو بازار میں سودا خریدنا ھے تو آپ اوس سڑک کو ڈھونڈھینگے جو بازار کی طرف بخط مستقیم جاتی ھے ' لیکن اگر آپ آوارہ گردی کیلیے نکلے ھیں تو آپ کیلیے ھر سڑک مساویانہ حیثیت رکھتی ھے - لیکن جماعت نہایت مختلف الاجزاء لوگوں سے مرکب ھوتی ھے ' وہ متعدد الخیال ھوتی ھے ' لیکن اس اتحاد و اتفاق کا اکثر کوئی حقیقی مقصد نہیں ھوتا - اسلیے اونکا دماغ ھمیشہ آوارہ گردی کرتا پھرتا ھے : فی کل واد یھیمون - آوارہ گرد لوگ ھمیشہ سرعت کے ساتھہ قدم اوٹھاتے ھیں' اسلیے جماعت کا دماغ بھی عموماً مبالغہ اور غلو و اغراق کی طرف مائل رھتا ھے اور مختلف دماغوں کی ترکیب سے اوسکی اغراق پسندی کی قوت میں اور اضافہ ھوجاتا ھے - وہ ھرچیز میں مبالغہ پیدا کرتی ھے - خبرونکی اشاعت نہایت مبالغہ انگیز طریقہ سے کرتی ھے - ایک شخص کی تعریف کرتی ھے تو اطراء اوسکا لازمی جزء ھوتا ھے - ھجو پر آمادہ ھوتی ھے تو انسان کو چارپایا بنا دیتی ھے - کسیکی دوستی کرتی ھے تو اس شدت کے ساتھہ کہ تمام جذبات بغض و حسد کو بھول جاتی ھے دشمن ھوتی ھے تو پھر قدیم عہد مودت اوسکو یاد نہیں رھتا - ایسی حالت میں وہ بد اخلاق بھی ھو جاتی ھے ' خون اوسکے نزدیک پانی کے برابر ھو جاتا ھے - مسجد اور بت خانے میں وہ بالکل تفریق نہیں کرتی - کبھی لوٹتی ھے ' کبھی آگ لگاتی ھے ' کبھی خون بہاتی ھے ' کبھی عظیم الشان عمارتوں کو منہدم کردیتی ھے - ایسی حالت میں اوسکی قوت جسمانی میں بھی اضافہ ھوجاتا ھے - پلوں کو توڑ دیتی ھے ' پہاڑوں کو مسمار کردیتی ھے '

## ( تحریف و تمسیخ صور و افکار )

کبھی کبھی اوسکی یہ مبالغہ آمیزی ایک نیا قلب بدلتی ھے - یعنی جب واقعات میں اغراق کا کوئی جدید پہلو نہیں پیدا کرسکتی تو اونکو مسخ کردیتی ھے - زمانۂ قدیم کی جنگجو قوموں کے خوفناک چہرے ' اونکے عظیم الشان ھتھیار ' اونکے فن جنگ کے عجیب و غریب کرتبوں کی داستانیں ' ھم آج تمسخر انگیز سمجھتے ھیں - لیکن در حقیقت وہ بالکل اصلیت سے خالی نہیں ھیں البتہ جماعت کے دماغ نے اون کو ھمارے سامنے مسخ شدہ صورت میں پیش کیا ھے ' اسلیے اونکے اصلی خط و خال ھمارے نظروں سے چھپ گئے ھیں -

( ۴ ) یہ ممکن تھا کہ اوسی زمانے میں یہ مصنوعی پردے ھٹا دیے جاتے اور دنیا ان واقعات کی اصلی صورت دیکھہ لیتی - لیکن جماعت جس عالمگیر مرض میں مبتلا ھوتی ھے ' وہ متعدی ھوجاتا ھے ' وہ ایک ھی کان سے سنتی ھے ' ایک ھی آنکھہ سے دیکھتی ھے' ایک ھی دل سے یقین کرتی ھے' اسلیے ایک شخص جو کچھہ کہتا ھے ' پوری جماعت کی زبان سے کہتا ھے ' اور ھر شخص اوسکا اوسیطرح یقین کرتا ھے جسطرح کہنے والا اوس پر ایمان لایا تھا -

## ( چند مثالیں )

واقعات سے اسکی متعدد مثالیں فراھم کی جاسکتی ھیں - فرانس میں سوء اتفاق سے دو لڑکیاں ڈوب گئیں - لاش نکالی گئی تو چند اشخاص نے انکی شناخت کی - مزید توثیق کےلیے بہت سے لوگوں کی شہادت لیگئی اور ھر شخص نے اونکی تائید کی - انسپکٹر پولیس نے اونھی لوگوں کی شہادت پر اونکی تجہیز و تکفین کا حکم دیدیا -

لیکن چند ھی دنوں کے بعد معلوم ھوا کہ وہ لڑکیاں زندہ ھیں ' اون میں اور ڈوبنے والی لڑکیوں میں صرف معمولی مشابہت تھی جس نے ایک جماعت کو دھوکے میں ڈالدیا -

اسی طرح ایک لڑکے نے ایک دوسرے لڑکے کی لاش کی شناخت کی تھی ' اور بہت سے لوگوں نے اسکی شناخت پر یقین کر لیا تھا ! اس واقعہ کی عام طور پر شہرت ھوئی تو ایک عورت روتی پیٹتی آئی کہ " وہ میرا ھی لڑکا تھا " لاش کے اوپر سے کپڑا اوتار کر دیکھا گیا تو اوسکے پیشانی میں ایک زخم تھا ' اوسکو دیکھکر عورت اور چلائی : "بے شک' یہی میرا لڑکا ھے - وہ تو مہینوں سے گم تھا ' چند لوگ اوسکو پکڑ لے گئے اور قتل کرڈالا " اس عورت کے اور عزیز و اقارب بھی آے - اونھوں نے بھی کہا کہ " بیشک یہ وھی لڑکا ھے " جس مدرسہ میں تعلیم پاتا تھا اوسکے مدرس سے بھی شناخت کرائی گئی - اوس نے بھی اوسکے گلے کے تعویذ کو دیکھہ کر کہا کہ " یہ وھی ھے - اسکے تعویذ کو میں خوب پہچانتا ھوں "

لیکن بعد کو معلوم ھوا کہ یہ تمام شہادتیں غلط تھیں - وہ شہر بوردو کے کسی شخص کا لڑکا تھا - وھیں مقتول بھی ھوا تھا' اس عورت کے لڑکے سے اسے بھی نعلق نہیں ! !

## ( سریان خیال )

جماعت کے اس دماغی مرض کا نام سریان خیال ھے - پہلے ایک دماغ دو چیزوں کی خفیف مشابہت سے ایک غلط خیال پیدا کرتا ھے - پھر تمام جماعت اندھا دھند اوسکا یقین کرلیتی ھے - دریا میں کنکری پھینکنے سے ایک چھوٹا سا دائرہ پیدا ھوجاتا ھے جو رفتہ رفتہ پھیل کر تمام سطح آب کو محیط ھو جاتا ھے - بعینہ اسی طرح جماعت میں ایک شخص ایک خیال قائم کرتا ھے ' جسکو جماعت کے دماغ کی کارروائی عام کردیتی ھے - یہی وجہ ھے کہ جماعت کی تمام روایتیں غلط ھوتی ھیں ' یا کم از کم قابل اخذ و قبول نہیں ھوتیں - سریان خیال کا اثر ضعیف العقل لوگوں پر

# فلسفه

## الحـــــرب

( اسباب و موثرات ' نتائج و عواقب ' علل و علائق )

## ( ۲ )

### ( عقلی غارتگری )

اگرچه هر جنگ بلکه معمولی شورش بهی ان تمام نتائج کو لازمی طور پر پیدا کردیتی هے جنکی طرف گذشته صحبت میں هم ایک سرسری اشاره کرچکے هیں - لیکن جنگ کے اشتداد و ضعف کے ساتهه ان نتائج میں بهی مد و جزر هوتا رهتا هے - یعنی جنگ کا حمله جس قوت کے ساتهه جسم و ماده پر هوگا ' اوسی شدت کے ساتهه عقل و روح بهی اوس سے متاثر هوگی - اگر جنگ نے سر میں ایک معمولی سی ٹهوکر لگادی تو دماغ میں بهی خفیف سی جنبش پیدا هوگی - تاهم جس طرح هر جنگ چهرۂ کائنات کو کچهه نه کچهه ضرور زخمی کر دیتی هے ' اوسی طرح همارا دماغ بهی اوسکے حمله سے کلیتاً محفوظ نهیں ره سکتا -

اسلیے جبکه هم بیش قیمت خون ' اور خون سے زیاده عزیز " دیوار سرخ " کی بربادی پر ماتم خونیں کرنے کیلیے صف ماتم بچهاتے هیں ' تو همکو اپنے سرمایه عقل و هوش کی تباهی پر بهی ایک حلقۂ ماتم قائم کرنا چاهیے - نتائج معمولی طور پر همارے پیش نظر هیں ' اور وه همارے سامنے عالم عقل و روح کی بربادی کا ایک عبرت خیز منظر پیش کرتے هیں - معرکه کارزار کے گرم هونے کے ساتهه هی هماری عقل اس قدر اندهی هوجاتی هے که تناقص و تباین کے بدیهی امتناع کو بهی ممکن سمجهنے لگتی هے !

کبهی روایت و درایت کے تمام اصول اوسکے لیے بیکار هو جاتے هیں - ایک شخص کو کسی جزئی فروگذاشت کی بنا پر بدنام کرتی هے تو اوسکے تمام فضائل و مناقب سے آنکهه بند کرلیتی هے - ایک شخص کو اس مبالغه آمیز طریقه سے شهرت دیتی هے که اوسکو کبهی فرشته اور کبهی دیو بنادیتی هے - وه میدان جنگ میں تمام نظام اخلاق کو درهم برهم کر کے وحشت و بهیمیت کی تجدید کرتی هے - کهیں کهیں مفید نتائج بهی پیدا کرتی هے ' تاریخ کو مبسوط رکهتی هے ' ادبی لٹریچر کو ارتقا کا موقع دیتی هے ' مرده قالبوں میں شجاعت اور بهادری کی روح پهونکتی هے ' لیکن یه فضائل بهی اختیاری نهیں هوتے - محض اضطراری هوتے هیں ' اور ان میں بهی جادۂ اعتدال سے آگے بڑه جاتی هے -

بهر حال جنگ همارے دماغ میں ایک تلاطم ' ایک طوفان ' ایک مد و جزر کا عالم پیدا کردیتی هے - اسلیے جو چیز همکو ٹهوکر سے بچا سکتی تهی وه خود متصل ٹهوکریں کهانے لگتی هے - پس همکو زمانۂ جنگ میں صرف اپنی جیب هی کو نهیں ٹٹولنا چاهیے - بلکه دماغ کو بهی که اوس میں کیا آیا اور اوس سے کیا گیا ؟

زمانۂ جنگ میں جان و مال کا جو نقصان هوتا هے ' وه اسقدر بدیهی هے که همکو اوسکے علل و اسباب کی تحقیق و تفتیش کیلیے غور و فکر کی ضرورت نهیں ' لیکن دماغ کی حالت اس سے بالکل مختلف هے - وه اپنے تمام سرمایه کو کهودیتا هے مگر خود اوسکو خبر نهیں هوتی - همارے سامنے همارا خزانۂ عقل لٹتا هے لیکن هم اس تباهی کو اپنی آنکهوں سے نهیں دیکهتے -

لیکن عقلی نقصانات کی فهرست مرتب هوچکی هے ' اور وه همارے سامنے هے ' اسلیے همکو ان اسباب کا بهی پته لگانا چاهیے جو اس سرمایه محفوظ کو دفعةً سمیٹ لیتے هیں - اسکے لیے همکو چند مقدمات مرتب کرلینے چاهئیں - جنکی تفصیل حسب ذیل هے :

### ( جماعت کی تعریف اور اوسکے خصائص امتیازی )

( ۱ ) عام طور پر چند اشخاص کے اجتماع پر جماعت کا اطلاق کیا جاتا هے اگر ایک وسیع میدان - یا ایک وسیع سڑک پر سو دو سو آدمی جمع هوجائیں تو عام لوگ اس بهیڑ پر جماعت یا فرقے کا اطلاق کرنے لگتے هیں ' لیکن فلسفه نے جماعت کی ایک نئی ترتیب قائم کی هے - جماعت کی ترکیب کے لیے اشخاص کا اجتماع ضروری نهیں هے ' صرف دماغ اور خیال کا رابطۂ اتحاد کافی هے - اگر ایک لاکهه آدمی شانه سے شانه ملاکر کسی پر فضا میدان میں کهڑے هوجائیں لیکن انمیں کسی قسم کا دماغی اشتراک نه هو تو انپر جماعت کا اطلاق نهیں کیا جاسکتا - برخلاف اسکے اگر چار آدمی ' مشرق و مغرب اور جنوب و شمال کے ایک ایک گوشے پر الگ الگ کهڑے هوجائیں ' لیکن انمیں توافق خیال و عقائد نے رابطه اتحاد پیدا کردیا هو ' تو وه ایک منظم جماعت هیں !

پس جماعت کو صرف دماغ هی مرتب کرسکتا هے - یه کام هاتهه پاؤں کے بس کا نهیں هے - البته یه اشتراک دماغی کبهی کبهی اجسام میں بهی اتحاد و ائتلاف پیدا کردیتا هے ' اسلیے متحد الخیال لوگ ایک جگه جمع بهی هوجاتے هیں - دنیا کی رنگین صحبتیں ' دنیا کے دلچسپ جلسے ' دنیا کی مفید کانفرنسیں ' انهیں متحد الخیال لوگوں کے اجتماع کا نتیجه هوتی هیں - لیکن یه اجتماع جماعت کی حقیقت میں داخل نهیں هے بلکه بالکل عارضی هے - یهی وجه هے که جاپان کا ایک سوشیالسٹ اپنے آپکو روس کے سوشیالسٹوں کی جماعت میں داخل سمجهتا هے ' حالانکه اوسنے ان لوگوں کی صورت بهی نهیں دیکهی هے - تاهم اشتراک دماغ و اجتماع اجسام میں ایک قسم کا مخفی رابطه ضرور هے - چند آدمی ایک جگه رهتے رهتے متحد المذاق هوجاتے هیں - متحد المذاق لوگ خود بخود ایک جگه جمع هوجاتے هیں لیکن انکو دماغ هی نے ایک کیا هے -

( ۲ ) پس جماعت چند دماغوں ' چند خیالات ' اور چند عقائد کے عقلی مجموعه کا نام هے - لیکن جسطرح چند مادی اجزاء کے انضمام و ترتیب سے ایک جدید حقیقت عالم وجود میں آتی هے ' اور ان اجزاء کے تمام خواص و کیفیات سابقه کا استحاله ایک جدید کیفیت میں هوجاتا هے - آکسیجن اور هیڈروجن ملکر پانی کی صورت اختیار کرلیتے هیں - اور حالت انفراد میں انکے جو خواص و اعراض تهے ' وه ایک نئی کیفیت میں منتقل هوجاتے هیں - بعینه اسی طرح چند دماغوں کی ترتیب و انضمام سے ایک مستقل دماغ پیدا هوتا هے جسکے قواے عقلیه فرد کے دماغ سے بالکل مختلف هوتے هیں - ترتیب و انضمام سے پہلے ان دماغوں میں ایک ارسطو کا دماغ تها - دوسرا افلاطون کا - تیسرا ایک مجنون شخص کا - اور چوتها ایک نهایت بلید الطبع آدمی کا ' لیکن اب اشتراک و اتحاد نے ان تمام مختلف العقل دماغوں کو ایک کردیا هے ' اور اس مجموعه میں شامل هوکر ارسطو اور افلاطون کے مخصوص قواے دماغی بالکل فنا هوگئے هیں - اب همکو اس مجموعه دماغ میں ارسطو و افلاطون کی اوس مخصوص قوت فکریه کی تلاش نهیں کرنی چاهیے جسنے فلسفۂ مشائیه و فلسفه اشراقیه کی مستقل شاخوں کو قائم کیا تها - همکو اس مجموعه میں اوس مجنون اور بلید الطبع شخص کے تمسخر انگیز خیالات کا پته بهی نهیں ملسکتا -

# تاریخ و عبر

## ریوٹر ایجنسی

### تاریخ تاسیس و اشاعة

ریوٹر، جسکا نام آج ہر اخبار بیں کی زبان پر ہے، خبر رسانی کی ایک عظیم الشان کمپنی ہے - اگرچہ ریوٹر ایک جرمن لفظ ہے مگر اس کمپنی کو جرمنی سے کوئی تعلق نہیں - یہ خالص انگریزی کمپنی ہے، اور کرۂ ارضی کے تمام بحر و بر میں اسکے خاص ایجنٹ موجود ہیں جو ہر قسم کے واقعات کی مرکز کو اطلاع دیتے رہتے ہیں -

اسکا بانی "جولیس ریوٹر" پروشیا کا ایک نوجوان یہودی تھا - جب ٹیلیگراف کی ایجاد کا اعلان ہوا تو اسے خیال آیا کہ اس ایجاد سے اخباروں کو بہت مدد ملسکتی ہے -

یہی خیال تھا جو سنہ ۱۸۴۹ ع میں ایک کمپنی کی شکل میں ظاہر ہوا - اس نے بہ مقام لاشاپل (جرمنی) ایک کمپنی قائم کی، جسکا مقصد یہ قرار دیا کہ مختلف مقامات سے تجارتی اور مالی خبریں فراہم کر کے لوگوں کے پاس بھیجی جائیں - اس وقت ٹیلیگراف کا سلسلہ بہت کم مقامات پر تھا - اسلیے خبریں بسا اوقات ریل کے ذریعہ اور کبھی کبھی نامہ بر کبوتروں کے ذریعہ فراہم کرنا پڑتی تھیں -

چند روز کے بعد وہ لندن چلا آیا اور یہاں آ کے اس نے سنہ ۱۸۵۱ ع میں اپنی مشہور عالم کمپنی از سرنو قائم کی - لندن میں جو کمپنی اس نے قائم کی تھی، اس نے اپنا دائرۂ عمل صرف تجارتی اور مالی خبروں تک محدود رکھا تھا - اس کی کمپنی سے خبریں خریدنے والے زیادہ تر یونانی تاجر تھے، جنکو دریاے ڈینوب سے گیہوں کی روانگی کے متعلق خبروں کی خاص طور پر ضرورت رہا کرتی تھی -

مگر تھوڑے عرصہ کے بعد ریوٹر نے محسوس کیا کہ اگر تمام انگریزی اخبارات کو ہر قسم کی خبریں پہنچانے کا انتظام کیا جاے تو اس میں کامیابی کے بہت مواقع ہیں، کیونکہ اسوقت تک تمام مقتدر انگریزی اخبارات کو خارجی خبروں کے لیے اپنے اپنے خاص نامہ نگار رکھنا پڑتے تھے -

اس زمانہ میں ایک اخبار "مارننگ ایڈورٹائزر" کے نام سے نکلا کرتا تھا - ریوٹر نے اس اخبار کو کمپنی سے خبر لینے پر راضی کیا - "مارننگ ایڈورٹائزر" خارجی خبروں کے لیے ۴۰ - پونڈ ماہوار دیا کرتا تھا - ریوٹر نے کہا کہ وہ خارجی خبریں صرف ۳۰ پونڈ ماہوار پر دیدیا کریگا - "مارننگ ایڈورٹائزر" اور اسکے علاوہ چند اور اخباروں نے یہ نرخ منظور کرلیا -

وہ عظیم الشان کمپنی، جو آج دنیا کی سب سے بڑی خبر رساں کمپنی ہے، اسکا آغاز یہ تھا !

دوسرے سال ایجنسی کی خوش قسمتی سے اسکی اہمیت محسوس ہونے کا ایک عمدہ موقع پیدا ہوگیا -

جب مقام ٹیلریس میں آسٹرین سفیر کو نپولین سوم نے باریاب کیا تو نپولین نے اس سے کہا :

" افسوس ہے کہ میرے تعلقات آپکی حکومت سے جیسے عمدہ پہلے تھے ویسے اب نہیں، مگر آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنے آقا کو یہ اطلاع دیدیں کہ میرے خیالات میں کوئی تغیر نہیں ہوا ہے "

یہ الفاظ ۹ - فروری سنہ ۱۸۵۹ ع کو ایک بجے کہے گئے تھے مگر اسی دن ۲ بجے ٹائمز کے دوسرے ایڈیشن میں شائع ہوگئے - اس سے ایک طرف تو اسٹاک ایکسچینج میں تہلکہ پڑگیا دوسری طرف ریوٹر کا نام گھر گھر پھیل گیا -

اسکے بعد سے ریوٹر ایجنسی کی طرف اخبارات کی توجہ بڑھنے لگی، اور وہی ایجنسی جو پہلے صرف یونانی تاجروں کو ڈینوب سے آنے والے گیہوں کی خبریں دیا کرتی تھی، آج تمام دنیا کی خبریں عالم صحافت کے ایک بڑے حصہ کو دے رہی ہے، اور اپنے نامہ نگاروں کے جال سے تمام دنیا پر چھائی ہوئی ہے !

( طریق حصول انباء و اخبار )

ریوٹر ایجنسی جسقدر خبریں دیتی ہے، اسکے متعلق یہ خیال کرنا صحیح نہوگا کہ وہ سب اسے اپنے خاص نامہ نگاروں سے ملتی ہیں -

جسطرح اسوقت ریوٹر ایجنسی انگلستان کی قومی خبر رساں ایجنسی ہے، اسی طرح یورپ کی اکثر بڑی سلطنتوں میں انکی قومی ایجینسیاں موجود ہیں - فرانس کی قومی خبر رساں ایجنسی کا نام "ہاواس" ہے - جرمنی میں "ولف" ہے - اٹلی کی ایجیدسی کا نام "سٹیفانی" ہے - جاپان بھی ایک قومی ایجینسی بنانے والا ہے - اور ترکوں نے بھی ایک ایجنسی قائم کرلی ہے -

ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ ریوٹر کے نامہ نگار دنیا کے تمام بڑے بڑے شہروں میں ہیں - لیکن ظاہر ہے کہ واقعات و حوادث صرف بڑے شہروں ہی میں نہیں ہوتے اسلیے ریوٹر ایجیدسی نے یہ انتظام کیا ہے کہ دوسری ایجینسیوں سے انکے ملک کے چھوٹے چھوٹے شہروں کی خبریں لے لیتی ہے، اور اپنے نامہ نگاروں کو دیدیتی ہے - اسکے معاوضہ میں ریوٹر ایجیدسی انکو خبریں دیتی ہے -

اس ایجنسی نے اب اپنے عمل کا دائرہ اور وسیع کرلیا ہے - خبر رسانی کے علاوہ اب لوگوں کے پرائیوٹ ٹیلیگرام بھی بھیجتی ہے - چونکہ اسکے یہاں کا کوڈ سسٹم نہایت عمدہ ہے اسلیے ایجنسی اور کمپنی دونوں کو کفایت رہتی ہے - اسوقت وہ جسقدر پرائیوٹ ٹیلیگرام بھیجتی ہے انکا روزانہ اوسط ایک ہزار ہے -

اس نے روپیہ کا کاروبار بھی شروع کر دیا ہے - ہر سال کروروں روپیہ اسکی معرفت لوگوں کے پاس آتا جاتا رہتا ہے - کمپنی کا پہلا ڈائریکٹر بیرن ڈی ریوٹر تھا - اس نے سنہ ۱۸۹۹ میں انتقال کیا - اب ایجیدسی کا موجودہ منیجنگ ڈائریکٹر اسکا لڑکا ہے -

اس ایجینسی کی اصلی خصوصیت یعنی جلد سے جلد اطلاع دینا اسوقت پوری طرح قائم ہے - اس نے ولیعہد آسٹریا کے قتل سراجیو کی خبر تمام ایجنسیوں سے ایک گھنٹہ قبل اور جہاز ایمپرس آف آئرلینڈ کے غرق ہونے کی اطلاع دو گھنٹہ قبل دی تھی -

بنا پر توهم میں عموماً مبتلا نظر آتے هیں - لیکن جماعت عموما ضعیف الدماغ هوتي هے - جماعت میں شامل هوکر ارسطو اپنے بهترین دماغ کي خصوصیات کهو دیتا هے -

جماعت کي دماغي حالت بالکل عورتوں سے مشابه هوتي هے - یهي وجه هے که وہ اس قسم کے توهمات میں مبتلا هو جاتي هے - یه آج جو لوگ کلکته سے بهاگ رهے هیں' وہ اسي سریان خیال کي ایک بهتي هوئي موج هیں !

جماعت میں جو مخصوص اوصاف پیدا هوجاتے هیں' ونکا باعث پهر بهي سریان خیال هی هے - ایک فرد جماعت میں شامل هوکر دوسرے افراد کي شرکت سے ایک جدید طاقت حاصل کرلیتا هے - جسطرح مسمریزم کا عمل انسان کي اصلي قوت شاعرہ کو فنا کرکے ایک جدید قوت شاعرہ پیدا کر دیتا هے جس سے عجیب و غریب افعال سر زد هوتے هیں ' اسیطرح افراد کے باهمي تاثیر و تاثر سے ایک برقي رو پیدا هوجاتی هے جسکو سریان خیال یا عدوي کهتے هیں - یهي سریان خیال جماعت کے عقائد و خیالات اور مقاصد و اغراض کو متحدہ کر دیتا هے ' اور اوس سے ایسے عجیب و غریب افعال صادر هونے لگتے هیں جو شخصي حالتوں میں بالکل محال تھے - اوسکے تمام عقائد بدل جاتے هیں ' اوسکا قدیم نظام اخلاق درهم برهم هوجا تا هے' اوسکے عوارض شخصیه سلب هوجاتے هیں - جماعت میں شامل هوکر بزدل بهادر هوجاتا هے ' بخیل فیاض ' بنجاتا هے ' ضعیف غیر معمولي قوت حاصل کرلیتا هے - مادي اصول کي بنا پر جو چیز جس قوت سے ابهرتی هے' اوسی قوت سے دبتي بهي هے - زمانۂ جنگ میں مذهبي عقائد' وطنی جوش' اخلاقي محاسن' ادبی لٹریچر' غرضکه هرچیز میں ابهار پیدا هوجا تا هے- اگر کسي قوم نے ان کو دبا دیا تو وہ همیشه کیلیے دب جاتے هیں- اگر ابهار دیا تو همیشه کیلیے ابهر جاتے هیں - جنگ میں جو انقلاب عام پیدا هو جاتا هے' وہ اسي سریان خیال کا نتیجه هے -

اگرچه برقي رو اور عمل مسمریزم کي طرح سریان خیال کي کوئي توجیه و تعلیل نهیں کي جاسکتي - تاهم وہ ایک فطرتي چیز هے' اور انسانوں سے لیکر حیوانات تک میں موجود هے - بکریوں کے ریوڑ میں ایک بهیڑیا گهستا هے ' ایک بکري اوسکو دیکهکر بهاگتی هے - دوسري بکریوں کو اسکی خبر نهیں هوتي ' مگر بهاگنے میں سب کي سب اوسکي شریک هوجاتی هیں ۔ اردو میں بهیڑیا چال ایک عام محاورہ هے- کسی خطرے کي حالت میں ایک گهوڑا هنهناتا هے' تمام گهوڑوں کے کان کهڑے هوجاتے هیں - انسانوں میں تقلید کا مادہ بهي اسي سریان خیال نے پیدا کیا هے - سریان خیال جسم پر بهي اثر ڈالتا هے- طبي تجارب سے ثابت هوگیا هے که جو ڈاکٹر پاگلوں کا علاج کرتے هیں' وہ کبهي کبهي خود بهی پاگل هوجاتے هیں -

سریان خیال کیلیے جماعت کا ایک جگهه مجتمع هونا بهی ضروري نهیں - وہ ایک سیلاب هے جو خود بخود هم تک پهونچتا هے سنه ۱۸۴۸ ع میں پیرس میں جو شورش انقلاب هوئي ' اوس نے چند هي دنوں کے اندر تمام یورپ کو گهیر لیا-

جماعت کے تمام وحشیانه اعمال کا وهي مصدر هے - انسان کو کسي فعل سے صرف لعنت و ملامت اور روک ٹوک کا خیال باز رکهتا هے' لیکن سریاں خیال جماعت کو متحد الافکار بنا دیتا هے ' اسلیے محض ایک فرد کسي دوسرے فرد کو روک ٹوک نهیں سکتا - اسی کا نتیجه هے که جماعت جو کچهه چاهتی هے کر ڈالتی هے ' اور اوسکو کسي قسم کی ندامت نهیں هوتي - خود هر فرد کي اخلاقي قوت حاسه فنا هوجاتی هے - دوسرے افراد روک سکتے تهے ' لیکن وہ بهی اسي مرض میں مبتلا هیں ' ایسي حالت میں اندهوں کو کون راسته دکها سکتا هے ؟

بعض ڈاکٹروں نے تجربه سے ثابت کیا هے که زمانه جنگ میں تمام قوم بالخصوص فوج ایک طرح کے جنون میں مبتلا هوجاتي هے - ممکن هے که یه سریان خیال کی غلط تعبیر هو ' یا اس هیجان دماغی نے حقیقي جنون پیدا کردیا هو -

شاید کسیکو خیال هو که جماعت بهت سے مفید کام بهی کرتي هے' وہ جدید مذاهب کي بنیاد ڈالتي هے ' قدیم عقاید کو محفوظ رکهتي هے ' آزادي کا سنگ بنیاد رکهتی هے ' عزت کا جهنڈا بلند کرتي هے' مظلوموں کي حمایت کیلیے جان تک - دینے سے دریغ نهیں کرتي یه تمام کام کسي قوت شاعرہ سے انجام نهیں پا سکتے - ان میں تو ایک لا زوال روح حیات پائي جاتي هے - لیکن در حقیقت یه خیال صحیح نهیں هے - کسي عمل کا مفید هونا اس بات کي دلیل نهیں هوسکتا که وہ کسي بیدار دماغ کي قوت فکر یه کا نتیجه هے -

دنیا کا نظام تمامتر قواے غیر شاعرہ هی کے اشاروں پر چل رها هے - آفتاب کی حرارت' ماهتاب کي روشنی' دریا کي رواني' هوا کے جهونکے' دنیا کیلیے کسقدر مفید هیں ؟ لیکن کیا یه ذي شعور هستیاں هیں ؟ خون مادہ حیات هے ' لیکن وہ همارے رگوں میں اندها دهند دوڑتا پهرتا هے - عمل هضم پر مدار زندگی هے ' لیکن قوت هاضمه میں خود حس و ادراک نهیں هے -

سب سے بڑهکر یه که قوی دماغوں پر مسمریزم کے عمل کا بهت اثر هوتا هے - جماعت خود تو ضعیف الدماغ هوتی هے ' اور اسیلیے سریان خیال کی رو کی لپیٹ میں آجاتي هے ' لیکن اوسکا لیڈر ایک بیدار دماغ آدمي هوتا هے ' اسلیے وہ اپنی حس و ادراک کو محفوظ رکهتا هے - جماعت سے یه تمام مفید کام وهي لیتا هے -

جماعت صرف کام کرنا جانتي هے - اوسکو نفع و نقصان سے بحث نهیں هوتي - عظیم الشان عمارتوں کو مزدور بناتے هیں لیکن عمارت کا نقشه دوسرے دماغ کا نتیجه هوتا هے - مزدور اوسکے حسن و قبح سے نا واقف هوتے هیں -

بهر حال جماعت دماغ رکهتي هے ' مگر وہ عقل و شعور سے خالي هوتا هے - لیکن سوال یه هے که جماعت میں داخل هو کر افراد کي حالت میں ایسا عجیب و غریب انقلاب کیوں پیدا هو جاتا هے ؟ بظاهر یه ایک نهایت تعجب انگیز بات هے که ارسطو کبهي کبهي مجنوں بهی هو جاتا هے ' اور ایک بلید الطبع شخص افلاطون کي خصوصیات ذهنیه سے متصف هو سکتا هے - حضرت ابوبکر رضی الله عنه کی متانت ' سنجیدگی اور حلم و وقار ضرب المثل هے - لیکن صلح حدیبیه میں اونکي زبان سے بهي بعض سخت کلمات نکل جاتے هیں -

کیا یه دنیا کا کوئي مستثنی واقعه هے ؟ کیا یه کسي مادي اصول کے تحت میں داخل نهیں هو سکتا ؟ دنیا جن موثرات خارجیه سے لبریز هے ' اور وہ دنیا پر جس طرح جابرانه حکومت کر رهے هیں ' اونکے پیش نظر رکهه لینے کے بعد یه انقلاب بهي نظام مادي کے تحت میں آسکتا هے - وہ کتنا هی عجیب و غریب هو لیکن کوئی معجزہ نهیں هے جسکی تعلیل و توجیه نه کی جاسکے' اور هماري آیندہ صحبت بهت سے اهم سوالوں کا جواب دیگي -

یہی وجہ ہے کہ تمام یورپین قوموں میں فرانس کی آبادی روز بروز گھٹتی جاتی ہے ' اور اس نقصان عظیم کا صرف اوس وقت احساس ہوتا ہے ' جب وطنیت کی راہ میں فرزندان وطن کی قربانی چڑھانیکی ضرورت ہوتی ہے !

سنہ ۱۷۷۰ع میں فرانس کی آبادی پروشیا سے ۱۵۰۰۰۰۰ زیادہ تھی ' لیکن اب جرمنی کی آبادی فرانس کی آبادی سے ۲۵۰۰۰۰۰۰ زیادہ ہوگئی ہے - یہ سچ ہے کہ جرمنی کے رقبۂ ملک کی وسعت نے آبادی کے تناسب پر بھی اثر ڈالا ہے ' لیکن اسمیں نسل کی عمدہ افزایش اور ازدواجی زندگی کے قیام کو بھی بہت کچھ دخل ہے - جو لوگ جرمنی سے نکل کر نو آبادیوں میں یا دوسرے ملکوں میں آباد ہوگئے ہیں ' اونکی تعداد اسکے علاوہ ہے

دونوں سلطنتوں کے دار الحکومتوں میں بھی آبادی کا یہی تناسب نظر آتا ہے - سنہ ۱۸۷۰ع میں پیرس کی آبادی ۱۷۵۰۰۰۰ تھی - اب ۲۸۴۶۹۸۶ ہے - یعنی ایک ملین سے کچھ ہی زیادہ اضافہ ہوا ہے - لیکن برخلاف اسکے اوسوقت برلن کی آبادی صرف ڈھائی لاکھ تھی ' مگر اب دو ملین یعنی ۲۰ لاکھ تک پہنچ گئی ہے !!

مالی حالت بھی اسی کے قریب قریب ہے - سنہ ۱۸۷۰ع میں فرانس کی آمدنی ۷۵۰۰۰۰۰۰ گنی تھی اب ترقی کے بعد ۱۷۰۰۰۰۰۰۰ گنی ہے - با اینہمہ اسمیں دوگنے سے کچھ ہی زیادہ اضافہ ہوا ہے - لیکن جرمنی کی آمدنی ۲۰۰۰۰۰۰۰ گنی تھی ' اور اب ۱۴۲۰۰۰۰۰۰ سے بھی بہت زیادہ ہے - یعنی کہ نسبت پہلے کے سات گنا بڑھ گئی ہے !

اسیطرح ملک و حکومت اور قومی اور وطنی زندگی کی ہر شاخ میں دونوں کی حالت بالکل مختلف ہے -

## ( اخلاق و عادات )

دونوں قوموں کے اخلاق و عادات اور طرز و طبائع میں بھی سخت اختلاف ہے - فرانسیسی عموماً رومی اقوام ایطرح ذکی الحس ' تند مزاج ' سریع الاشتعال ' اور شدید الانفعال ہوتے ہیں - اور اسمیں شک نہیں کہ اعلی ترین شہری و تمدنی زندگی اور جذبات رقیقہ و لطیفہ کے اعتبار سے وہ تمام اقوام یورپ میں فرد ہیں ' لیکن عقل و جذبہ دو مختلف چیزیں ہیں اور دونوں کے نتائج مختلف ہیں - فرانس کے شعلہ جذبات مشتعلہ کا ایک آتشکدہ اور بھڑکتے ہوے عواطف کا ایک کوہ آتش فشاں ہے ' لیکن سیاست کا دیو صرف عقل کے کوہ ہمالیہ ہی پر رہتا ہے ' جسکی سطح ہمیشہ برف کے برودت سے سرد رہتی ہے -

فرانسیسی عموماً سیاست سے ناآشنا ہے - جب اوسکے غصہ کی آگ بھڑکتی ہے ' تو خرمن عقل کو دفعۃً جلا کر خاک سیاہ کردیتی ہے ' لیکن سیاست ہمیشہ حزم ' استقلال ' تدبر اور دور اندیشی کے برف زار میں نہایت سکون و اطمینان اور سرد تحمل کیساتھہ زندگی بسر کرنا چاہتی ہے ' اسلیے اوس نے اپنا نشیمن یورپ کے دوسری سلطنتوں کو بنایا ہے - انہی سلطنتوں میں ایک جرمنی بھی ہے جرمن نہایت مستقل ' ثابت قدم ' اور غور و فکر کے عادی ہوتے ہیں - عقل و دور اندیشی اونکے جذبات کو قابو میں رکھتی ہے ' ہر معاملہ پر نہایت غور و فکر کیساتھہ نظر ڈالتے ہیں ' اور اوسپر عمل کرنیکا صحیح راستہ اختیار کرتے ہیں - وہ صرف مظاہرہ اور نمایش کو اپنی زندگی کا مقصد نہیں قرار دیتے ' بلکہ مادی نتائج و عملی حقائق اونکے پیش نظر ہوتی ہیں - یہی وجہ ہے کہ وہ خاموشی کے ساتھہ ہر حیثیت سے روز افزوں ترقی کرتے چلے گئے ' اور دنیا کو اسکی خبر نہ ہوئی - اگر قیصر جرمنی کی شہرت طلبی اونکو نمایاں نکرنا چاہتی ' تو وہ ایسی خاموش عملی زندگی بسر کر رہے تھے کہ دنیا کو کبھی بھی اونکا علم نہوتا !

## مکاتبات حربیہ

### فرنچ اور جرمن توپخانے

آثناے جنگ سے پیشتر [illegible] " کے جنگی نامہ نگار نے جرمن اور فرنچ توپخانوں کا باہم موازنہ کیا تھا - وہ لکھتا ہے کہ " توپخانہ میں سب سے اہم شے میدانی توپخانے ہیں - اس بارہ میں انگریزی نوٹیچیوں کا یہ خیال ہے کہ فرانس کو اپنے حریف پر قطعی اور یقینی فوقیت حاصل ہے - اگرچہ جرمنی نے ابھی پہاڑی توپوں کیلیے نئی گاڑیوں کا سامان کیا ہے ' مگر تاہم فرنچ توپخانوں کی توپوں کی منجنیقیں ' گاڑیاں اور دیگر ساز و سامان جرمنی کے میدانی توپخانوں کی توپوں سے بہتر ہے -

یہاں تک تو حالت عمدہ ہے ' لیکن جب بڑی میدان کی ہاوٹزروں کا نمبر آتا ہے ' تو اسمیں فرانس جرمنی سے پیچھے نظر آتا ہے ' جو " ہاوٹزر " ایک آتشیں آلہ ہے جو اوس کے مداری گولہ باری کرتا ہے -

جرمن سپاہ میں ہر دستہ فوج کےساتھہ میدانی ہاوٹزر کی تین باٹریاں ہوتی ہیں - اسکے مقابلہ میں فرنچ سپاہ کے پاس مخصوص کے ہاوٹزر نہیں ہیں - فرانس اسکی کمی کی تلافی کرنا چاہتا تھا اور یہ تجویز کیا گیا تھا کہ میدانی توپوں کے دہانے پر ایک قسم کی ڈبی لگادی جاے ' جس سے انکی گولہ باری کی سرعت کم ہوجائیگی -

یہ معلوم ہوا ہے کہ اس تدبیر سے نشانہ کی صحت کے متعلق بعض عمدہ نتائج مرتب ہوے تھے -

مگر اس تجویز پر جو اعتراض ہوتا ہے وہ بالکل واضح اور کھلا ہوا ہے - ہاوٹزر کا اصل مقصد یہ بھی ہے کہ اسکے ذریعہ سے بڑے بڑے گولے مثلاً ۴۰ یا ۵۰ پونڈ کے پھینکے جا سکیں - یہ بات فرانس کی ان توپوں کو حاصل نہیں ' کیونکہ وہ صرف معمولی میدان کی توپوں کے گولے پھینکسکتی ہیں -

مخصوص کہ ہمارے ( انگلستان ) پاس میدان کے لیے باقاعدہ بھاری توپیں ہیں اسطرح فرانس کے پاس نہیں ' حالانکہ جرمنی کے پاس اسقدر سامان یعنی توپیں زیادہ ہیں -

بھاری ہاوٹزر کی باٹریاں دونوں سلطنتوں کے پاس ہیں ' لیکن اگر مجموعی حیثیت سے دیکھا جاے تو یہ کہنا پڑتا ہے کہ دونوں سلطنتوں میں انتخاب کی ضرورت نہیں - یہ ظاہر ہے کہ میدانی توپوں کے ساز و سامان کی وجہ سے فرانس کو جو فوقیت حاصل تھی وہ اسلیے منسوخ ہوگئی ہے کہ اسکے پاس بھاری باٹریاں اور میدانی ہاوٹزر نہیں ہیں -

ایسے اسباب موجود ہیں جنکی بنا پر یہ یقین کیا جا سکتا ہے

# اولین جنگ فرانس و جرمنی

## نتائج سیاسیہ و اقتصادیہ و عمرانیہ

اولین جنگ فرانس و جرمنی نے دونوں سلطنتوں میں ایک عظیم الشان ' ملکی ' تمدنی ' اور اقتصادی انقلاب پیدا کر دیا ' جسکا پرتو ان دونوں ملکوں کے ذرے ذرے میں نظر آتا ہے -

( فرانس )

( مردم شماری ' رقبہ ' مداخل و مصارف )

سنہ ۱۸۷۰ ع میں فرانس کا رقبہ ۲۲۲۷۰۰ میل مربع تھا ' اور ۳۸۰۰۰۰۰۰ آدمی اوس میں آباد تھے ' لیکن اس جنگ کے بعد اوسکا رقبہ ۲۰۷۰۵۴ میل ہو گیا ' اور مردم شماری ۳۶۰۰۰۰۰۰ تک گھٹ گئی ' کیونکہ سرحد فرانس کا ایک بڑا حصہ جرمنی میں منتقل ہو گیا ' اور السیس اور لورین کے دو بڑے صوبے نکل گئے - سنہ ۱۹۰۶ ع تک اس تعداد میں صرف ۳۹۲۵۲۰۰۰ کا اضافہ ہوا تھا -

لیکن جرمنی کی مردم شماری میں جو روز افزوں ترقی ہو رہی ہے ' اوسکے لحاظ سے یہ اضافہ بمنزلہ صفر کے ہے -

سنہ ۱۸۶۵ میں فرانس کی مالی آمدنی ۷۵۰۰۰۰۰۰ گنی تھی اور اسیقدر خرچ بھی تھا - لیکن گذشتہ سال اسکی مقدار ۱۷۰۰۰۰۰۰۰ گنی تک پہونچ گئی -

سنہ ۱۸۷۰ میں فرانس پر ۵۰۰۰۰۰۰۰۰ گنی کا قرض تھا - لیکن گذشتہ سال میں اسکی مقدار ۱۲۵۷۲۸۷۰۰۰ تھی - پہلے اوسکا نظام سلطنت شخصی تھا ' اس جنگ کے بعد اوسنے جمہوریت کا قالب اختیار کرلیا -

سنہ ۱۸۷۰ میں اسکی بری فوج ۲۵۰۰۰۰ پیدل اور ۶۲۰۰۰ سواروں سے مرکب تھی ' لیکن جنگ کے زمانے میں پیدل سپاہیوں میں تقریباً دوگنے کا اضافہ کیا جا سکتا تھا ' اور سواروں کی تعداد ۱۰۰۰۰۰ تک پہونچائی جاسکتی تھی - توپچی ۱۶۰۰۰ تھے جنکی تعداد حالت جنگ میں ۴۰۰۰۰ تک ہوسکتی تھی -

سنہ ۱۸۷۰ میں فرانس کی بحری طاقت ۳۳ جہازوں کا مجموعہ تھی ' جو مجموعی طور پر ۱۸۵۷۵ گھوڑوں کی طاقت رکھتے تھے ' اور ۷۷۷ توپیں ان جہازوں پر نصب تھیں -

لیکن چالیس برس کے بعد اسکی کل بری فوج کی تعداد ۶۳۸۰۰۰ کردی گئی ' اور بحری طاقت کو بھی زمانۂ حال کے رجحان بحری کے مطابق بڑی کوشش سے ترقی دی گئی ہے -

ڈریڈناٹ ۲۸ ' کروزر درجہ اول ۱۲ ' درجہ ثانیہ ۱۵ درجہ ثالثہ ۲۰ - ڈیسٹرایر ( تباہ ان ) ۸۰ ' تار پیڈو ۱۵ سب میرین ( تحت البحر ) ۷۰ -

( جرمنی )

سنہ ۱۸۷۰ ع میں پروشیا صرف ایک ریاست کی حیثیت رکھتا تھا - جنگ کے بعد وہ ایک مستقل سلطنت بن گیا ' اور جرمن کے تمام صوبے پروشیا کے ماتحت آگئے ' اور داهیۂ سیاست فرنگ یعنی پرنس بسمارک کا اس جنگ سے یہی مقصد بھی تھا - اسکا رقبہ صرف ۱۳۷۰۰۰ میل مربع تھا ' اب ۲۰۸۷۸۰ میل ہو گیا ' پروشیا کی آبادی جنگ سے پہلے ۱۳,۰۰۰۰۰۰ آدمیوں سے بھی کم تھی ' لیکن اب کل جرمنی کی آبادی ۶,۵۰۰۰۰۰۰ - اشخاص کی ہونگی ہے - جن میں سے ۴۰۲۰۰۰۰۰ آدمی صرف پروشیا میں آباد ہیں - یعنی قتل و خون کی اس غارتگری سے صرف پروشیا کی مردم شماری میں تقریباً دوگنی تعداد کا اضافہ ہوگیا !!

سنہ ۱۸۷۰ ع میں جرمنی کی فوجی طاقت فرانس کے برابر بلکہ اوس سے بھی کم تھی - صرف ضرورت کے وقت اوس میں اضافہ ہو سکتا تھا - اوسکی فوجی طاقت اب بھی اسی قدر ہے ' لیکن زمانہ جنگ میں اوسکی تعداد ترقی کر کے المضاعف ہوجاتی ہے -

سنہ ۱۸۷۰ ع میں اوسکی بحری طاقت جن اجزاء سے مرکب تھی ' انکی مجموعی تعداد ۹۳ سے زیادہ نہ تھی - ان میں بڑے جہاز صرف ۱۰ تھے - جن میں ۲۵۰ توپیں تھیں ' باقی چھوٹی بڑی مختلف قدیم عہد کی کشتیاں تھیں -

لیکن اسکے بعد جرمنی نے اپنی تمام قوت کو جنگ کے بری و بحری ساز و سامان میں صرف کرنا شروع کردیا ' اور اس سرعت کے ساتھہ ترقی کی ' جسکی نظیر تمام تاریخ عالم میں نہیں ملسکتی - اسکی ترقی محض تعداد نفوس و مراکب جنگ کی نہ تھی بلکہ فن و صنائع جنگ و آلات جنگ کی ' اور اسی وجہہ سے جسقدر وقت گذرتا گیا ' اتنا ہی اسکا رعب جنگی اور استیلاے حربی تمام یورپ پر چھانے لگا - یہاں تک کہ چالیس برس کے بعد وہ جدید یورپ میں جنگ و طاقت کے ایک ہولناک عفریت کی شکل میں نمودار ہوئی ' اور قواے دول کے توازن کی میزان اسکے ہاتھہ میں آگیا -

ساز و سامان جنگ میں اسکی بحری قوت ہمیشہ ایک راز سربستہ رہی ہے ' اور کوئی صحیح اندازہ اسکے متعلق نہیں کیا جاسکا ہے - وہ معمولی شمار و اعداد جو خود برلن میں شایع ہوتے رہے ہیں اور جنکو عموماً اصلیت سے بہت کم سمجھا گیا ہے ' انسے معلوم ہوتا ہے کہ اس تمام عرصے میں اسکی بحری قوت ہر طرح ۲۵۰ جہازوں تک پہنچ گئی جن میں ڈریڈ ناٹ جہاز تقریباً ۶۰ - ۷۰ ہیں -

( دونوں سلطنتوں کا مقابلہ )

ان اعداد و شمار کے مقابلے سے معلوم ہوتا ہے کہ رقبہ اور آبادی دونوں کے لحاظ سے جرمنی نے جو ترقی کی اسکے مقابلے میں فرانس کی ترقی بہت حقیر ہے - سنہ ۱۸۷۰ ع میں جنگ سے پہلے فرانس کا رقبہ ۲۱۲۷۰۰ مربع تھا ' صلح کے بعد ۲۰۷۰۰۰ میل ہوگیا - آبادی ۳۸۰۰۰۰۰۰ تھی - صلح کے بعد رقبہ میں جو کمی واقع ہوئی ' اوسکے ساتھہ اس تعداد میں سے بھی تقریباً ۲ ملین آبادی اب لازمی طور پر گھٹ گئی ' اور صرف ۳۶ ملین آدمی فرانس میں رہ گئے - جنگ پر نصف صدی گذر چکی ہے لیکن اب تک اوسکی آبادی میں ۳ ملین سے کچھہ ہی زیادہ کا اضافہ ہوا ہے -

لیکن جرمنی کی حالت فرانس سے بالکل مختلف ہے - پہلے اوسکے تمام صوبے الگ الگ تھے ' اب ایک ہو گئے - فرانس کے رقبہ مملکت کا ایک معتد بہ حصہ بھی اوس میں شامل ہو گیا ' اسکے ساتھہ ہی اوسکی مردم شماری بھی قدرتی طور پر زیادہ ہوئی ' ان تمام اسباب سے اوسکی آبادی مجموعی طور پر ترقی کرکے تقریباً سہ گونہ ہو گئی ہے - جنگ سے پہلے پروشیا کی آبادی کی تعداد صرف ۲۳۵۰۰۰۰۰ تھی ' اب اوسکی آبادی ۴ ملین سے بھی زیادہ ہے - فرانس کی مردم شماری میں اضافہ نہ ہونے کا بڑا سبب اوسکی عیش پرستی اور بے اعتدالانہ تمدنی زندگی کے مضر نتائج ہیں - فرانس کا ہر عیش پرست انسان آزادانہ زندگی بسر کرنا چاہتا ہے ' اور قدیم ازدواجی رسوم کی پابندی سے اکتاتا ہے اسلیے اکثر لوگ سرے سے شادی کرتے ہی نہیں - بہت سے کرتے بھی ہیں تو اس شرط کے ساتھہ کہ محدود اولاد پیدا کی جائیگی - اسکے متعلق میاں بی بی میں ایک محکم معاہدہ ہوجاتا ہے اور اوسکے خلاف عدالت - چارہ جوئی کی جاتی ہے

# مذاکرۂ علمیہ

## بحری سرنگیں

موجودہ جنگ کے تمام عظیم الشان معرکے خشکی پر ہوے ہیں' اسلیے اگر اس جنگ کو مجموعی حیثیت سے بری جنگ کہا جاے تو بیجا نہوگا -

لیکن اگر روے زمین پر ہنگامہ کارزار برپا رہا ہے تو سطح آب کا سکون و قرار بھی قائم نہیں رہا یعنی اگر بلجیم' فرانس' گلیشیا اور مشرقی پروشیا کی سرزمینیں انسانی پشتوں اور قلعہ شکن توپوں کی ہولناک آتشباری' پانی کی طرح بہنے والے انسانی خون کے سیلاب' مقتولین کی لاشوں کے بلند انبار' اور دم توڑنے والے مجروحین کی کراہت اور تلملاہٹ سے یکسر اقلیم موت و ہلاکت بنی ہیں' تو بحر شمال' بحر بالٹک' اور چینی سمندروں میں بھی جنگی جہازوں کے حملہ و مدافعت' فرار و تعاقب' کبھی زیر آب روپوشی اور کبھی سطح آب پر رونمائی سے ایک طوفان و تلاطم اٹھتا رہا ہے -

ان بحری معرکوں میں زیر آب سرنگوں نے نمایاں حصہ لیا ہے -

زیر آب یا بحری سرنگیں کوئی نو ایجاد شے نہیں' مگر انکے مبلغ اتلاف و ہلاکت آفرینی کا حقیقی اعتراف گذشتہ چند سالوں ہی میں ہوا ہے -

اگر آپ اس اعتراف کا سراغ لگانا چاہتے ہیں تو آپ کو تاریخ حروب میں جنگ روس و جاپان کا باب نکالنا چاہیے - اس جنگ میں جاپانیوں نے جس آلہ سے سب سے زیادہ روسی جہازوں کو غرق کیا تھا وہ یہی بحری سرنگیں تھیں -

ایشیا جسکو یورپ اپنے غرور طاقت کے نشہ میں کمزور اور حقیر سمجھتا تھا جب اسکی نوخیز قوم نے یورپ کی ایک بڑی باجبروت و صولت سلطنت کو اسقدر ذلت آمیز اور شرمناک شکست دی' اور یورپ کو یہ معلوم ہوا کہ اس جنگ کے بحری معرکوں میں زیر آب سرنگوں نے نمایاں حصہ لیا ہے' تو انکے جنگی حلقوں میں بحری سرنگوں کے متعلق دلچسپی کی ایک عام لہر دوڑ گئی' اور ہر سلطنت میں سرگرمی و مستعدی کے ساتھہ تجربے ہونے لگے -

جنگ جاپان و روس سے پہلے بحری سرنگوں کے متعلق اکثی امر محتاج ترقی و اصلاح تھے - ان میں اولین نقص تو یہ تھا کہ وہ محفوظ نہ تھیں یعنی جسطرح وہ دشمن کے جہازوں کے لیے سرچشمہ ہلاکت و بربادی تھیں اسیطرح وہ اپنے جہازوں کے لیے بھی خطرناک اور غیر مامون تھیں' اور سرنگوں کے بچھانے کے بعد راستہ دشمن کے جہازوں کے لیے بند ہوجاتا تھا - تو اپنے جہازوں کے لیے بھی کھلا نہیں رہتا تھا - کیونکہ اگر محافظ جہازوں کے لیے سرنگوں پر سے گذرنا موت و ہلاکت کے منہہ میں جانا تھا تو خود اپنے جہازوں کا اسطرف سے نکلنا بھی اپنے ہاتھہ سے اپنے آپ کو گرداب ہلاکت میں ڈالنے سے کم نہ تھا - غرض اسوقت تک وہ مفید تھیں' مگر جسقدر مفید تھیں اسیقدر مضر بھی تھیں - اور گو وہ حصار مدافعت تھیں' مگر اسکے ساتھہ ہی سنگ راہ بھی تھیں -

دوسرا نقص یہ تھا اور یہ پہلے نقص سے کم سنگین نہ تھا کہ انکے نشانہ کی صحت قابل اعتماد نہ تھی - وہ جہازوں کو غرق کرتی تھیں' مگر جب کہ سرنگوں کو چلانے والا انہیں چلاتا تھا تو وہ اسوقت اپنے شکار میں کامیابی کے لیے سرنگوں کی صحت اور اپنی مشاقی سے زیادہ بخت و اتفاق کی مساعدت سے توقع رکھتا تھا

ان دونوں نقائص سے شدید تر نقص' جس وجہہ سے اسوقت تک ان سرنگوں کی قدر و قیمت بہت کم سمجھی جاتی تھی یہ تھا کہ انکی تاثیر و کارفرمائی ناتمام تھی - اسوقت تک یہ بالکل ممکن تھا کہ جہاز سرنگوں پر سے گزرے سرنگیں چلائی جائیں' نشانہ بہدف ہو' جہاز زخمی ہو' مگر غرق نہ ہو کیونکہ یہ نقصان اتنا شدید نہیں ہوتا تھا کہ اسکے بعد غرقابی ناگزیر ہو!

جنگ روس و جاپان کے بعد جو تجربے ہوے انکا محور یہی تینوں نقص تھے -

* * *

مشرق اقصی میں جب ان سرنگوں کو اسقدر نمایاں کامیابی ہوئی تو مسرس وکارس نے جنکا مقصد وحید بحری جنگ کے تمام ضروریات کی فراہمی ہے' اس خوفناک و ہلاکت آفریں آلہ پر توجہ مبذول کی' جسکے نہایت دلچسپ اور مفید نتائج نکلے -

بحری سرنگوں کی ساخت میں تین امور سب سے زیادہ اہم تھے :

( ١ ) سرنگ کا آتشبار حصہ اسطرح بنایا جاے کہ ایک طرف تو گزرنے والے جہاز کی حرکت کا خفیف ترین صدمہ اسکو مشتعل کردے' اور دوسری طرف سرنگوں میں قبل از وقت یا پانی میں اتارتے وقت آگ نہ لگنے پائے -

( ٢ ) جس قدر پانی میں کہ سرنگیں غرق رہیں' اسکا عمق اور متعین اور دائمی ہو یعنی جسقدر عمق پر کہ ہم سرنگ کو رکھنا چاہیں اسیقدر عمق پر وہ برابر قائم رہے -

( ٣ ) اگر ایک سرنگ چلائی جائے تو یہ نہ ہو کہ اسکی وجہ سے اور سرنگیں بھی بلا ضرورت محض اس سرنگ کی وجہ سے مشتعل ہوجائیں کیونکہ اس صورت میں انکا تعدد بیکار ہوجائیگا -

یہ تینوں امور اگرچہ اہم تھے' مگر جسقدر اہم تھے اسیقدر دشوار بھی تھے' لیکن بالآخر تجربات نے اس مشکل کو آسان کردیا' اور مسرس وکارس کی سرنگوں میں یہ تینوں امور ملحوظ رکھے گئے ہیں -

* * *

مسرس وکارس کی سرنگ ( دیکھیے تصویر سرنگ ) ایک کرہ نما مستدیر سرنگ ہوتی ہے' اسمیں ایک لیور ہوتا ہے جو سرنگ کے حلقہ کے باہر نکلا رہتا ہے - جب جہاز سرنگوں سے آکے ٹکراتا ہے' تو یہ لیور اپنی جگہہ سے ایک طرف جھککے جہاز کے نیچے ( جسکو انگریزی میں ہل کہتے ہیں ) کے برابر دوڑتا ہوا آگے بڑھجاتا ہے - لیور کے اس انتقال مکانی سے سرنگ کا آتشبار

## این زمیں را آسمانے دیگرست !

اب هم اصل سرگذشت کي طرف متوجه هوتے هیں جو فی الحقیقت قوۃ احتساب حکومت اور فن روایت و صحافۃ کي ایک تازہ ترین جنگ ھے :

### ( هولناک مراسله امینس )

۳۰ - اگست کو لنڈن ٹائمز نے اپنے اتوار کے خاص نمبر میں ایک دهشت انگیز مراسله شائع کیا تھا جس پر پارلیمنٹ میں ایک سرگرم مباحثه هوا ' اور اس روش کي تقبیح کي گئي ۔ نیز سرکاري دفتر اخبارات کے افسر اعلی مسٹر ایف - اي - اسمتهه - کے - سي ممبر پارلیمنٹ نے ایک اهم بیان شائع کیا -

ٹائمز نے اس ایڈیشن میں اپنے نامہ نگار متعینۂ امینس ( فرانس ) کے دو طویل تار شائع کیے تھے ' جن میں اس نقطه کي طرف توجه دلائي گئي تھي که " فرانس میں انگریزي فوج عملاً پست و نابود هوگئي ھے "

اس نامه نگار نے لکھا تھا که " یه ایک غمناک داستان ھے - میں خدا کرتا که مجھے نه لکھني پڑتي - لیکن کیا کیجیے که اب اخفاء کا وقت کا نہیں رھا " آگے چلکے اس نے شکسته فوج کي آوارہ گرد ' متفرق شدہ " اور شکسته دستوں کے ٹکڑوں " کا تذکرہ کیا تھا ' جن میں سے بعض کے افسر تو "قریباً بالکل هي کام آگئے تھے" اس مضمون کا اثر پڑھنے والوں پر یه پڑا که فرانس میں انگریزي فوج پر نہایت هي سخت مصیبت نازل هوئی ھے - جسکی خبروں کو سرکاری محکمه احتساب نے دبا دیا ھے -

بعد کی کارروائیوں سے معلوم هوا که یه بیان صحیح نه تھا ' چنانچه لارڈ کچنر نے دوسرے دن ایک سرکاری بیان شائع کیا جسمیں نامه نگار کے بیانات کی سلسله وار تردید کی تھي -

### ( پارلیمنٹ میں بحث )

تاهم ٹائمز کی یه رد شدہ داستان لنڈن اور اسکے مضافات میں وسیع پیمانه پر پھیل گئی - ایک سخت هیجان و اضطراب عام پیدا هوگیا - زن و مرد کے جذبات کو انگریزي فوج کي مصیبت کے منظر سے سخت تکلیف هوئي - اخبارات کے دفتروں میں اس هولناک خبر کي تصدیق و ترمیم کے متعلق ٹیلیفون کے ذریعه مضطربانه استفسارات هونے لگے - بالاخر پارلیمنٹ میں یه مسئله ایک اهم موضوع هوگیا اور " اسپیکر " کے کرسی پر بیٹھنے سے پہلے هي یه موضوع پیش کیا گیا - سب سے پہلے وزیر اعظم اٹھے هوے اور انھوں نے کہا که اس بیان کی ذرا بھی تصدیق نہیں هوئی ھے - انھوں نے متاسفانه کہا که " اس بلند پایه وطن پرستانه خاموشي کی تعریف نہیں هوسکتي جو انگریزی پریس نے دوران جنگ میں اختیار کي ھے ' مگر افسوس که ٹائمز کا یه مضمون ایک تاسف انگیز استثناء ھے " انھوں نے اس امر کي طرف بھی اشارہ کیا که " اگر ایسی حرکت پھر هوئي تو عجب نہیں که دار العوام ( هاؤس آف کامنز ) سے درخواست کرنی پڑے که وہ اسکے انسداد کیلیے کوئی سخت قانون وضع کرے "

دار الامراء ( هاؤس آف لارڈز ) میں لارڈ چانسلر نے بھی اسی قسم کے ملاحظات کیے - انھوں نے کہا که " میں اس خیال سے اتفاق کرتا هوں که اگر اس قسم کے واقعات زیادہ پیش آے تو انکے انسداد کیلیے پارلیمنٹ سے مستثنی اختیارات کے حصول کیلیے کہنا پڑیگا "
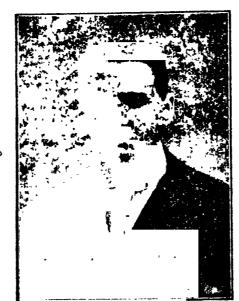
مسٹر ایف - اي - اسمتهه

اسکے بعد سے حکومت نے حتی الامکان تفصیل وار مکمل شکل میں اطلاعات بہم پہنچانے کی تدبیر کي ھے - یعني آیندہ روزانه حوادث جنگ کے حالات بیان کیے جائینگے ' جو میدان جنگ سے براہ راست آئي هوئی اطلاعات پر مبني هونگے ' اور جن سے پبلک کي جائز خواهش اطلاع کی تشفي اچھي طرح هوسکیگی -

### ( الآن حصحص الحق ! )

اسی اثناء میں ٹائمز نے اپنے همرشته اخبار " ایوننگ نیوز " میں یه کیفیت شایع کرائی !

" جو مراسله ٹائمز کے دفتر میں هفته کي شام کو موصول هوا تھا ' وہ ایک قابل اعتماد اور تجربه کار مراسله نگار کے قلم کا لکھا هوا ھے ' جو دنیا کے بہت سے حصوں میں معرکه آرا رهچکا ھے ' اور اسلیے اسکے متعلق ذرا بھي امید نہیں که افواهوں کے فریب میں آجائیگا . چونکه ٹائمز کے قلم تحریر ( ایڈیٹوریل اسٹاف ) نے لازمي طور پر سنجیدگي کے ساتھه اسے قابل غور سمجھا ' اسلیے دفتر اخبارات کی هدایت کے بموجب اسے دفتر اخبارات کے پاس بھیجدیا - اس نے اس مراسله کو واپس کرنے سے قبل تین گھنٹے تک اپنے پاس رکھا - جب وہ ٹائمز کے دفتر میں واپس آیا ھے تو اسکي حالت متغیر هوچکی تھی - اسمیں سے وہ چند فقرے نکال دیے گئے تھے ' جن میں همارے مراسله نگار نے اپنے راستوں کا ذکر کیا تھا - تاهم افسر اعلی نے چند فقروں کا رونق کلام کیلیے اضافه بھی کردیا تھا - نیز اسکے ساتھه یه اطلاع بھی دی تھی که اس نئی شکل میں مراسله کی اشاعت دفتر کو منظور ھے - ان حالات میں ٹائمز کے قلم تحریر نے ( جو دفتر اخبارات کے فیصله پر حیرت زدہ اور اشاعت کے لیے انتظامی حیثیت سے غیر مستعد تھا ) یه نتیجه نکالا که حکومت خود هی چاهتی ھے که یه مراسله شائع هوجاے - اسلیے اس نے بے دریغ شائع کردیا "

### ( دارالعوام میں دوسرا مباحثه )

اس تصریح کا یه اثر هوا که دارالعوام میں یه موضوع پھر تازہ هوگیا - سر اے - ایچ مارکھم نے اس موقع کو دفتر اخبارات اور مسٹر اسمتهه پر اعتراض کرنے کا ایک فرصت بنا لیا - انھوں نے کہا :

" دفتر اخبارات پر بہت بڑي جواب دهی عائد هوتی ھے ' جو صحیح اطلاعات کو دبا کے اور سچی خبروں کو چھپا کے نئے رنگروٹوں کے داخلے کو نقصان پہنچا رہا ھے - کیونکه پبلک کو اس حالت کی سنگینی کا کوئی تخیل نہیں ھے جو اب میدان جنگ میں پیدا هوگئی ھے - ملک کو ایک بڑے سپاهی کي حیثیت سے لارڈ کچنر پر کامل اعتماد ھے - مگر انکو پارلیمنٹري نظام جمہوریت سے تعلق نہیں رها ھے ' اسلیے وہ چاهتے هیں که تمام خبریں پبلک سے پوشیدہ رکھی جائیں - انکا یه خیال قوم کی اس راے کے موافق نہیں ھے که جو کچھه هو رہا ھے اسکی اطلاع قوم کو ملنی چاهیے "

آخر میں سر مارکھم نے پھر اصرار کیا که مجلس وزارت کے اسی عضو کے انتظام میں دفتر اخبارات و اطلاعات جنگ دیدیا جاے - اعلاً ترین تربیت یافته صحافی ( جرنلسٹ ) اس دفتر میں شامل هوں ' اور لارڈ رانسڈن اور لارڈ چارلس بیرسفورڈ سے درخواست کی جاے که وہ اس کمیٹی میں کام کریں -

مسٹر ایم لاسن نے دفتر اخبارات کے افسر اعلی پر اس حمله کو بہت غیر مناسب اور نہایت غلط معلومات پر مبني خیال کیا - انھوں نے کہا که " مسٹر ایف - اي اسمتهه مشکلات اور موانع کے مقابلے

پرزہ ( جسکو انگریزی میں " فالرنگ جی ار " کہتے هیں ) لیور کی گرفت سے آزاد هو جاتا هے -

لیور ایک کمانی پر تھمے هوے تکلے کی رجهه سے مقفل رهتا هے - اس تکلے کو انگریزی میں اسپرنگ سپور ٹیڈ اسپنڈل کہتے هیں ) اسکا مفاد یہ هے کہ جب لیور اپنی جگہہ سے هٹے ' تو اس تکلے اور کمانی کی رجهه سے پورے زور کے ساتھہ هٹے کیونکہ یہ قاعدہ هے کہ جب ایک شے دبی هوئی هوتی هے ' اور وہ اپنی جگهه سے حرکت کرتی هے تو زور کے ساتھہ چلتی هے - کمانی اس قوت و سرعت میں مزید اضافہ کرتی هے -

لیور اور اسکے اور پرزے سرنگ کے پیندے میں جڑے هوے هیں - یہاں ایک پرزہ هوتا هے جس پر تصویر میں حرف " B " بنا هوا هے ' اسکو انگریزی میں اسٹاپ یعنی روکنے والا پرزہ کہتے هیں - جہاز جب سرنگ سے ٹکراتا هے تو ایک قوس نما پرزہ کی وساطت سے اس تصادم کا اثر اس اسٹاپ پرتا هے - یہ پیچھے هٹتا هے اور اسوقت سرنگ آتشبار هوتی هے - جب تک یہ پیچھے نہیں هٹتا سرنگ سے ایک شرارہ نہیں نکلسکتا -

آتشبار پرزہ یعنی فالرنگ جی ار مقفل نہیں رهتا - تصویر میں آپ اس حصہ کو دیکھیں - جہاں حرف " A " بنا هے - یہ بھی ایک تکلا هے اسکو انگریزی میں اسٹرائکر اسپنڈل یعنی مارنے والا تکلا کہتے هیں - اسکا سرا اندر سے مجوف هے - اسکے قریب هی " C " هے - " C " کا سرا صلیب نما ' خار دار اور باهر کے جانب نکلا هوا هے - اسکے هر کنارے کی شکل ایسی هے کہ اس " A " کے مجوف سرے آکے بالکل ٹھیک بیٹھہ جاتا هے - جب یہ صلیب نما خار دار سرا آگے کے جانب نکلتا هے ' تو اسکے کنارے اس وسیع حصہ میں چلے جاتے هیں ' جس پر تصویر میں " D " بنی هوئی هے - ان کناروں کے هٹنے سے تکلا " A " آزاد هوجاتا هے - ایک کمانی اس تکلے کو دباتی هے اور یہ " ڈٹونیٹر " کے اوپر زور سے اچھلتا هے - " ڈیٹونیٹر " وہ حصہ هے جہاں آتشگیر مادہ رهتا هے " E " کے قریب ایک لچکدار جوڑ هے - وہ اسلیے هے کہ پانی کے تموج کا اثر آتشبار مشین پر نہ پڑے -

# اطلاع

( ۱ ) ۲۳ ستمبر کے الهلال میں مقالہ افتتاحیہ شائع نہیں هوسکا لہذا صفحہ ۸ کے بعد صفحہ ۹ پڑھنا چاهیے - امید کہ احباب کرام مزید تفتیش کی تکلیف نہ فرمائینگے -

( ۲ ) جلد پنجم کے تین نمبر یعنی ۱۰ ' ۱۱ ' اور ۱۲ موجود نہیں هیں اسلیے دفتر سردست ارسال سے معذور هے - جن اصحاب کو ان نمبروں کے موصول نہونیکی شکایت هے وہ تا اشاعت ثانی عدم تعمیل فرمایش کو معاف فرمائینگے -

منیجر

# یوم التغابن !

## جنگ احتساب و روایت !

ماقدل بعضهم علی بعض یتلاٰمون - قالوا یا ویلنا انا کنا طاغین !

هم بغیر کسی ذاتی نظر و نقد کے صرف اس طول طویل سرگذشت کا ترجمہ درج کردینا کافی سمجھتے هیں ' جو لنڈن ٹائمز کے هولناک " مراسلۂ امیدس " کے متعلق ولایت کی پچھلی ڈاک میں آئی هے -

نہ آب رنگ و حال و خط چہ حاجت روے زیبا را

اس سرگذشت میں اهل نظر کیلیے بہت سی ضمنی بصیرتیں بھی هیں اگر چشم تفکر سے کام لیں :

میں ابھی چشم غور در الزام حال ہوں
تیری نگاہ شرم سے کیا کچھہ عیاں نہیں !

ضمناً اس واقعہ سے انگلستان کے پریس کی جو قاهرانہ و فرمانروایانہ طاقت ظاهر هوتی هے وہ سب سے زیادہ قابل غور هے - همیں اس سے کوئی بحث نہیں کہ ٹائمز کے مراسلہ نگار کا بیان صحیح تھا یا غلط ؟ جب ارلیاء حکومت نے باقاعدہ اسکی تغلیط کردی هے تو اسے غلط هی تسلیم کرنا چاهیے - لیکن قابل غور امر یہ هے کہ لنڈن ٹائمز کو تغلیط کے بعد بھی اپنے مراسلے کی صحت پر اصرار رها ' اور تمام پارلیمنٹ اسکی مقاومت کیلیے اٹھہ کھڑا هوا ' تاهم هنگامۂ زبان و قلم کے سوا اور کوئی کارروائی نہ کی جاسکی !

اصل یہ هے کہ جن متمدن ممالک میں حریت صحافہ اپنی ابتدائی ابتلاؤں سے گذر چکی هے ' وهاں پریس بجاے خود ایک فرماں روایانہ قوت هے حکومت اس سے مساویانہ جنگ کرتی هے مگر اسکی مالک و حکمراں نہیں هوسکتی -

اسی طرح مسٹر ایف - ای - اسمتھہ کا پوزیشن بھی اس سرگذشت میں خصوصیت کے ساتھہ قابل توجہ هے - وہ صرف اس کام کے لیے منتخب کیے گئے هیں کہ اخبار و مراسلات جنگ کا احتساب کریں - تاهم اس معاملے میں وہ خود مدعی اور ذمہ دار بن گئے هیں - انہوں نے ترمیم و اضافے کے بعد مراسلے کی اشاعت کو ناقابل اعتراض سمجھا - کیونکہ بقول انکے " سچائی سے بالکل منہہ موڑ لینا بھی مناسب نہیں " !!

پبلک کے قائدین نے اس موقعہ پر پارلیمنٹ میں ( باوجود زمانۂ جنگ ) جو اظہارات دیے ' انسے اندازہ کیا جاسکتا هے کہ " آزاد ممالک " کے افکار و طبائع کا کیا حال هوتا هے ' اور انکے محسوسات ان لوگوں سے کس قدر مختلف هوتے هیں جو اس عالم سے دور هیں ؟

ٹائمز نے مسٹر اسمتھہ کے پرائیوٹ خط کا چھاپنا خلاف متانت و سنجیدگي سمجھا ' لیکن " ڈیلي میل " نے اسکا کچھہ خیال نہ کیا اور خط کو بجنسہ چھاپدیا ' جو یہ ہے :

" همیں افسوس ہے کہ همنے آپ کے مراسلہ نگار کے مضمون کو بجنسہ شائع کرنیکي اجازت نہ دی ' مگر همارے لیے یہ امر قابل لحاظ تھا کہ فوج کی موجودہ حالت کو پبلک کے سامنے لانا بالکل غیر مناسب ہے - اس مراسلے میں آپ جسقدر ترمیم و تنسیخ پاتے هیں ' وہ اس سے بہت هی کم ہے جسکی دفتر جنگ نے همیں اجازت دی ہے - لیکن همارے خیال میں سچائی سے بالکلیہ منہہ موڑ لینا بھي مناسب نہیں "

مسٹر اسمتھہ نے یہ بھي لکھا تھا :

" انگلینڈ کو چاهیے کہ وہ موجودہ حالت کو محسوس کرے اور فوراً محسوس کرے - اسکو کمک پر کمک بھیجنا چاهیے - کیا یہ بہتر ہے کہ دلیر فوج صرف دشمن کی زیادتي تعداد سے شکست کھا جاے ؟ اور یہاں کے باشندے گھروں میں بیٹھے هوے " گولف " اور " کریکٹ " کھیلا کریں ؟ همیں سپاهیوں کی ضرورت ہے اور فوراً ضرورت ہے "

( دفتر اخبارات کا اعلان )

ٹائمز کے مضمون کے شائع هونے پر دفتر اخبارات نے حسب ذیل اعلان شائع کیا :

دفتر اخبارات سرکاري طور پر فوج کی لڑائیوں کي حالت بیان کرتا ہے - یہ اعلان جو نہایت هي هوشیاری اور صحت کے ساتھہ لکھا گیا ہے موجودہ حالت کی پوری تصویر کھینچتا ہے - دفتر نے مناسب نہیں سمجھا کہ جنگي مراسلہ نگاروں کے بیان کو چھپنے ندے ' تا وقتیکہ ان مراسلات سے فوج کے قیام اور دوسری جنگی کارروائیوں پر روشني نہ پڑتي هو - خبریں نہایت هوشیاری کے ساتھہ چھاپی جائیں کیونکہ مراسلہ نگار مقام جنگ پر موجود نہیں رهتے ' اور انکو خبریں دوسروں سے ملتی هیں جنکو خود بھي پوری واقفیت نہیں هوتي " -

( لارڈ کچنر کی رپورٹ )

لارڈ کچنر نے فوج کے حالات حسب ذیل الفاظ میں بیان کیے :

" اگرچہ سر جان فرنچ کا کوئي رسمی مراسلہ چند دنوں سے نہیں آیا ہے ' تاهم انگریزي فوج کي کارروائیوں کا پتہ لگتا ہے "

لڑائي ۴ دن تک ( ۲۳ سے ۲۶ تک ) جاري رهی - اس اثنا میں انگریزی فوج فرانسیسی فوج کے ساتھہ ملکے جرمن کو پیشقدمی سے روکتی رهی - گو اس اثناء میں متعدد افواج کو عقب کے دفاعی خط پر چلا آنا پڑا - یکشنبہ کو " مونس " میں جنگ شروع هوئی - جرمنوں نے پر زور حملے کیے ' لیکن همیشہ پسپا کردیے گئے - دوشنبہ ( ۲۴ - اگست ) کو ایک کثیر فوج نے یہ ارادہ کیا کہ انگریزی فوج کو پیچھے هٹنے نہ دے اور " موبیوز " کے قلعہ میں داخل هونے پر مجبور کردے - لیکن انگریزي فوج کے استقلال نے جرمن کو اس ارادہ میں کامیاب هونے نہ دیا - انگریزي فوج ۲۵ کو بھی پیچھے هٹتي رهی - اگرچہ جنگ جاری تھی اور اس روز کیمبرے اور لیکیٹو کے خط پر آ پہونچی - ارادہ تھا کہ ۲۶ کی صبح کو پھر واپسی کا حکم دیا جاے - مگر جرمن کے ۵ دستوں نے پھر حملہ کیا - یہ ۵ دستے اسقدر نزدیک تھے ' اور حملہ اس قدر خونریز تھا کہ شام تک واپس جانے کا موقع نہ ملسکا - اس دن ( ۲۶ - اگست ) کی جنگ نہایت هی سخت اور هولناک تھی - هماري فوج دلیرانہ مدافعت کرتی رهی - اگرچہ فوج تعداد میں بہت کم تھی -

آخر کار هماري فوج خوش ترتیبی کے ساتھہ دشمن سے بچ نکلي - گو کثیر نقصانات کا متحمل هونا پڑا - توپ کے نہایت سخت حملے کا سامنا هوا - دشمن بعض ان توپوں کے جنکے گھوڑے مرگئے تھے ' کسي اور توپ پر قابض نہوسکے - سر جان فرنچ کا تخمینہ ہے کہ ۲۳ - اگست سے ۲۶ - اگست تک همارے نقصانات ۵۰۰۰ اور ۶۰۰۰ کے درمیان هیں ' اور دشمن کے نقصانات همارے نقصانات سے کہیں زیادہ هیں -

" مثلاً سر جان فرنچ کہتے هیں کہ ۲۶ کو " لینڈ ریسس " میں جرمني پیدل فوج اس قدر باهم ملی هوئی کوچ کررهي تھي کہ جب شہر میں داخل هوئے تو سڑک پر مطلق جگہہ باقي نہیں رهي - شہر کے دوسرے جانب سے هماري توپ خانوں نے ان پر گولہ باري شروع کردي ' جس کی وجہ سے اس فوج کا اگلا حصہ بالکل تباہ هوگیا - صرف سڑک هی پر ۸۰۰ یا ۹۰۰ جرمن مقتول و مجروح پڑے تھے - دوسري جگہہ جرمن مستحفظ سواروں کا دستہ ' هماري بارهویں پیادہ فوج پر حملہ آور هوا - لیکن بے ترتیبی کے ساتھہ پسپا کردیا گیا - یہ چند مثالیں تھیں ورنہ اسي طرح تمام خطوط پر هماري فوج نے نام پیدا کیا ہے ' اور جرمن نے اپنے اقدام کو بہت گراں قیمت پر خریدا ہے " -

" ۲۶ کے بعد سے انگریزي فوج کو پھر ستایا نہیں گیا - صرف سواروں سے ایک خفیف مقابلہ هوا - انگریزي فوج نے اس اثنا میں اپنے کو پھر جنگ کے لیے طیار کرلیا ہے اور کمک بھي نقصانات سے در چند پہونچ گئی ہے - توپیں بدل دی گئي هیں ' اور اب فوج اسی همت اور استقلال سے نبرد آزما هونے کے لیے طیار ہے " -

" آج کی خبر پھر حسب دلخواہ ہے - انگریزي سپاہ کو آج لڑنیکا موقع نہیں ملا ' مگر فرانسیسی فوج نے دشمن کے اقدام کو میمنہ اور میسرہ پر روکدیا - سر جان فرنچ کی رپورٹ ہے کہ ۲۸ کو هماري پانچویں سوار فوج نے جرمن سوار کا مقابلہ کیا - اور بارهویں لینسرس ( نیزہ بار ) اور " رائل اسکوٹس " نے دشمن کو بھگا دیا - مگر یہ یاد رکھنا چاهیے کہ فرانس کي لڑائیاں کتنی هي بڑي کیوں نہوں مگر فوج نے صرف ایک هي بازو کی لڑائیاں هیں - همارے جنگي مقامات ایسے هیں کہ ایک فیصلہ کن جنگ میں جرمني کا خاتمہ هوجائیگا - اگر انگریزي اور فرانسیسي افواج جو جرمن کي بہترین فوج سے مقابل هیں ' صرف دفاع هي کرتي رهیگی تو بھی اسکا نتیجہ صرف ایک هي هوگا - " ( یعنی جرمني کي بالآخر ناکامی )

( ملاحظات )

( ۱ ) اصل مراسلے میں جن لڑائیوں کے متعلق مسٹر اسمتھہ نے الفاظ میں " مبالغہ آمیز " اور سرکاري اعلان کي زبان میں " سر تاپا غلط " حالات بیان کیے گئے تھے ' اور پھر جنکي نسبت لارڈ کچنر نے مندرجۂ صدر اعلان شائع کیا ' یہ وهی عظیم الشان معرکے هیں جو متعدد افواج اور جرمن افواج میں " مونس " سے شروع هوکر " کیمبرے " تک هوے ' اور جنکے بعد جرمن سیلاب بلجیم سے فرانسیسي حدود میں آگیا - ۲۳ سے ۲۶ تک یہ معرکہ جاري رها تھا -

( ۳ ) لارڈ کچنر کی یہ رپورٹ روزانہ تاروں میں هم تک نہیں بھیجی گئی - اور اب میل میں آئي ہے - جو بیانات اسوقت یہاں شائع هوے تھے ' اسے یہ پھر بھی کسیقدر زیادہ واضح اور معترف ہے :

( ۴ ) ٹائمز کے بیان سے ظاهر هوتا ہے کہ اسنے خود بھی اس مراسلے کی اشاعت خلاف مصلحت سمجھي تھی ' مگر مسٹر اسمتھہ کو یہ غلط فہمی هوگئی کہ اصلي ضرورت کمک کي ہے اس مراسلے کی اشاعت سے پبلک کو فوج میں داخل هونیکي تحریک هوگی - اگر یہ صورت نہوگئي هوتی تو وہ اجازت نہ دیتے اور یہ تحریر بھی شائع نہوتی -

میں جوش، طاقت، اور دانائی کے ساتھہ معرکہ آرائی کررہے ہیں"

مسٹر ٹی - پی اوکونر نے چشمدید گواهی دی که ایک مشکل فرض کو مسٹر اسمتھہ نے نہایت خوبی سے ادا کیا ہے -

مسٹر پیٹو نے اس امرکی طرف توجه دلائی که جو اخبارات غلط یا دهشت انگیز خبریں شایع کریں انکے بند کرنے کے لیے هوم سکریٹری کو اختیارات ملنا چاهئیں -

مسٹر ولیم نے خبروں کے دبانے کے موجودہ نظام کی مذمت کی اور اسپر زور دیا که گورنمنٹ ذمه دار نامه نگاران جنگ کو محاذ میں جانے دے - اس مشورے کے متعلق هوم سکریٹری نے اعلان کیا ہے که موجودہ حالات میں جبکه هر شے دشمن کے بے خبر رهنے پر موقوف ہے اس پر عمل کرنا ناممکن ہے -

( مسٹر اسمتھہ کا بیان )

آخر میں مسٹر اسمتھہ دفتر اخبارات کی مدافعت اور یه تسلیم کرنے کے لیے کھڑے ہوے که موجودہ نظام مکمل نہیں ہے، اور یه که اسمیں فوراً اهم ترمیمات هونا چاهئیں - انہوں نے بیان کیا که دفتر اخبارات کی رهنمائی کا عہدہ انہوں نے طلب نہیں کیا تھا - اس عہدہ کی وجه سے انہیں اتنے گھنٹے کام کرنا پڑتا ہے که اس سے پہلے انہیں کبھی اسکا اتفاق نہیں ہوا -

انہوں نے کہا که اب تک عہدۂ احتساب مثنی رہا ہے - ( یعنی دو مقام پر خبروںکا احتساب ہوتا ہے ) یہی واقعه ہے جو تاروں کے ساتھہ یہ‌ ‌یداً غیر مساوی طرز عمل کا ذمه دار ہے - متعدد دفتروں میں ٨٠ یا ٩٠ تربیت یافته موجی معتسب هیں - یه توقع کرنا ناممکن ہے که وہ سب کے سب ایک هی نتیجه پر پہنچینگے - اسکے بعد تار دفتر اخبارات کے پاس آتا ہے - اب یه کوشش کی جارهی ہے که عہدہ احتساب کو شامل کرلیا جاے - پریس کے تار جو تمام دوسرے تاروں سے الگ رکھے جائیں گے، ان کے متعلق جو کچھہ ہوگا وہ لندن کے مرکزی دفتر اخبارات هی میں ہوگا - اس مرکزی دفتر میں ٢٠ محتسب ہونگے جو دفتر جنگ اور دفتر اخبارات سے نامه و پیام رکھینگے - امید ہے که اسطرح ایک تار کو دو دفعه احتساب کرنے کی ضرورت باقی نہیں رهیگی - "

اسکے بعد انہوں نے کہا :

" دفتر اخبارات میں امیر البحر اور دفتر جنگ کے افسر رهتے هیں، جو همه وقت دفتر جنگ کے سوالات کے جواب دینے کے لیے مستعد رهتے هیں، اور جب کسی بلند پایه جنگی پالیسی کے متعلق تصفیه هونی ہے تو براہ راست لارڈ کچنر کی ذاتی راے اور اسکے اسٹاف دریافت کرلیتے هیں -

مجھے پبلک کے فوائد کے متعلق امیر البحر یا دفتر جنگ سے کوئی ایسی اهم شے موصول نہیں هوئی جو فوراً میں نے شائع نه کردی ہو -

باقی رها ٹائمز کا مضمون، تو وہ اس حیثیت سے دفتر اخبارات میں بھیجا گیا تھا که یه ایک [illegible] مراسله نگار کا لکھا ہے میں نے خیال کیا که اس کی ظاهری [illegible] سے قطع نظر کر دیا جائے تو هر شخص کے لیے یه معلوم کرنا مشکل هوگا که واقعات کو صحیح سمجھنے کے بعد بھی میں اگر اس مراسلت کو روک دیتا تو اچھا نه کرتا - اس مراسلت کو خود میں نے جانچا تھا اور تصویری [illegible] بوری نقل و حرکت کے متعلق جسقدر حوالے اسمیں تھے، وہ نکال ڈالے تھے -

اس مضمون کی اجازت کے متعلق میں پوری ذمه داری اپنے اوپر لیتا هوں - البته میں اسوقت خیال کرتاهوں که بہتر هوتا، اگر ٹائمز کے ایڈیٹر سے دریافت کرلیا گیا هوتا که گو یه مراسلت قواعد کے موافق ہے، پھر بھی کیا اسکی اشاعت کو دانشمندانه فعل سمجھتا ہے ؟

( اصل مراسله )

افسوس که اس مراسله کی نقل هندوستان میں نہیں آئی ہے جو ٹائمز نے دفتر اخبارات کی کاٹ چھانٹ کے بعد شائع کیا تھا - همنے اس خلاصه میں زیادہ تر اسٹیٹسمین کو پیش نظر رکھا ہے، لیکن انگلشمین نے اس مراسله کا اقتباس نسبتاً زیادہ دیا ہے - هم وہ مقتبسه جملے نقل کردیتے هیں :

" منتشر اور شکسته ٹکڑے ! دشمن برابر انکے سروں پر رها ! چوتھے ڈویزن یعنی ٢٠ هزار آدمیوں میں سے جسقدر لوگ بچے تھے اس عالم میں وہ جنوب کیطرف چلدیے - همارے نقصانات بہت عظیم الشان هیں - میں نے بہت سی رجمنٹوں کے ٹوٹے پھوٹے ٹکڑے دیکھے هیں - مجھے اس امر کا اعادہ کرنا چاهیے که نه ڈسپلن کی ناکامی ہے اور نه خوف و هراس ہے - هر ایک کا مزاج شیریں ہے اور گھبراهٹ ظاهر نہیں هوتی -

ایک ٹولی ممکن ہے که اسمیں ایک درجن آدمی هوں یا اس سے کم و بیش، اس شخص کی کمان میں آئی جسکو انپر کمان کرنیکا حق تھا - آدمی کوچ کرتے کرتے چور هوگئے هیں، اور بھوک کیوجه سے انکو کمزور هوجانا چاهیے - کیونکه کوئی کمسریٹ ایسی حالت میں ساتھه نہیں دیسکتا - تاهم وہ سرگرم اور هشاش بشاش هیں اور جب پہنچتے هیں تو سیدھے اصلی افسر کے پاس آتے هیں - اپنے آپکو پیش کرتے هیں، اور اپنے ریجمنٹ کی خبریں دریافت کرتے هیں -

میں دو آدمیوں سے ملا جنہوں نے ایسی هی سرگذشتیں بیان کیں - ایک شخص نے جلدی سے سلام کرکے کہا : " جناب ! بری طرح سب ٹکڑے ٹکڑے کردیے گئے" دوسرے نے کہا جناب ! مجھے خوف ہے که شدید نقصان هوا " -

بظاهر معلوم هوتا ہے که هر ڈویزن شریک کار رها - بعض بعض ریجمنٹوں کے تمام افسر کام آگئے - ریجمنٹ ٹکڑے ٹکڑے هوگئے مگر اچھی ڈسپلن اور عمدہ اسپرٹ نے ان ٹکڑوں کو بندھا رکھا "

مراسله نگار اپنے مضمون کو اسپر ختم کرتا ہے :

" خلاصه یه که جرمنی کی پہلی کوشش کامیاب هوگئی ! همکو اس واقعه کا سامنا کرنا چاهیے که انگریزی موجی مہم کا خوفناک نقصان هوا ہے، جسے بدقسمتی سے جرمنی کی ضرب کا زیادہ بوجھه برداشت کرنا پڑا ہے - اسے فوراً بہت زیادہ کمک کی ضرورت ہے - بدقسمت انگریزی فوجی مہم نے طرز عظمت حاصل کی ہے لیکن اسے ضرورت ہے آدمیوں کی، آدمیوں کی، اور مزید امدادوں کی !

پیرس کا محاصرہ امکان کے میدان سے خارج نہیں کہا جاسکتا - همیں کمک کی ضرورت ہے اور اسوقت ضرورت ہے - آیا جرمن جنرل اسٹاف کے ساتھ کے پاس نقصانات کے شمار کے بعد بھی اتنے آدمی پہنچینگے جو کامیابی کی امید کیساتھه مزید حملے کیلیے کافی هوں، اسمیں شک ہے ! جرمن نے ایک عظیم الشان کوشش کی ہے، معمولی سرعت کیساتھه [illegible] و جرات کی ہے "

افسوس کہا ہے که اس مضمون کے خط کشیدہ سطور دفتر اخبارات نے رہنے دیں، [illegible] ٹائمز نے اپنے جواب میں کہا ہے کیونکه خط کشیدہ [illegible] ضروری اور بے موقع هیں !

( مسٹر اسمتھه کا پرائیوٹ خط )

مسٹر اسمتھه کی تقریر کے دوسرے دن ٹائمز نے انکی [illegible] تنقید کی، کیونکه مسٹر اسمتھه نے اس مراسلے کا پورا مضمون نہیں بیان کیا تھا - ٹائمز کو انہوں نے پروف واپس کیا تھا تو اسکے ساتھه ایک خط بھی بھیجا تھا جسکے سرے پر " پرائیوٹ " لکھا تھا - لیکن اسکا انہوں نے کچھه ذکر نہیں کیا -

# جاء الحق و زهق الباطل، ان الباطل کان زهوقا !

## مسئلۂ البانیا

پرنس برہان الدین خلف [illegible] سلطان عبدالحمید خاں ثانی جنہے شاہ البانیا ہونے کا حریت خواہان البانیا نے اعلان کیا -

پرنس ریڈ [illegible] جسے شاہ البانیا قرار دینا چاہا لیکن بالاخر ناکام و نامراد ہوکر آسے بھاگنا پڑا
ممانواسطاعدا [illegible] قیام [illegible] مقصرین ! یہ اس موقعہ کی تصویر ہے جب رات کے وقت پرنس
[illegible] کشتی میں سوار ہوکر بھاگ رہا ہے - قاتلہ اللہ !

مشہور البانی ملت فروش اسد پاشا جو آخری واقعہ کے بعد اٹلی میں نظر بند تھا لیکن آخری تار برقی سے
معلوم ہوتا ہے کہ اب البانیا میں پھر پہنچ گیا ہے اور اپنے تئیں مفروضہ جمہوریت
البانیا کا رئیس ظاہر کیا ہے - و لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا !

ایک ہفتہ وار مصوّر رسالہ


نمبر ١٦ — کلکتہ: چہار شنبہ ٢٣ ذیقعدہ ١٣٣٢ ہجری — جلد ٥

Calcutta : Wednesday October 14. 1914.


مقصد وحید

الامر بالمعروف والنهي عن المنكر

وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ، هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ، مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ، هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ، وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ، فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ، وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ، هُوَ مَوْلٰىكُمْ، فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ (٢٢ : ٧٨)

قیمت فی پرچہ — چار آنہ

# مناظر حربیہ بلجیک ! مراکز عسکریہ و عساکر منہزمہ

مقام ہالیسن میں مفرور باشندوں کا پڑاؤ ، جرمن فوج کی واپسی کے بعد !

بلجین سپاہ کا ایک گروہ جنگ سے پہلے آرام کر رہا ہے - یہ راحت کی آخری گھڑیاں تھیں جو اس بدبخت قوم کو نصیب ہوئیں ،

وما ظلمهم الله ولكن كانوا انفسهم يظلمون !

"God was not tyrannical to them but they were tyrannical to themselves" Quran

فرانسیسی توپخانے کا ایک منظر جو دشمن پر گولہ باری کر رہا ہے !

## اسراء جنگ یورپ ! زندانیان رنگون و کلکتہ ! !
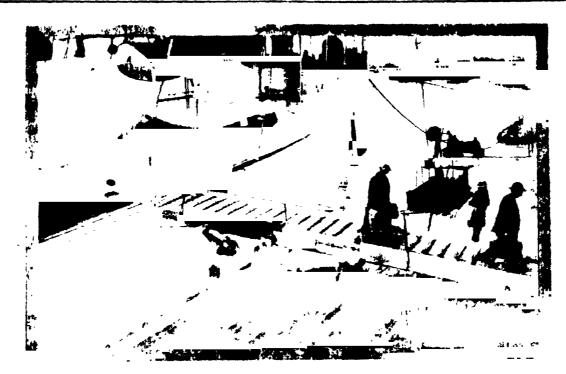
ھندوستان کے جرمن قیدی باشندگان رنگون جو ۶ ستمبر کو کلکتہ لاے گئے

رنگون کے [illegible]اران جرمن جو جنگ کے بعد قید ہوے کلکتہ لاے گئے

جرمن قیدیوں ‌کو کلکتہ جیل میں شمار کیا جا رہا ہے !

رغریب قلعہ اسکی
ز ناقابل تسخیر
طور پر جاری

...nd,
14, McLeod Street
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly „ Rs. 6-12

# الہلال

مدیر مسئول و رئیس التحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی
مقام اشاعت
۱۴ - مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلی فون نمبر ۶۴۸
سالانہ ۔ ۱۲ ۔ روپیہ
ششماہی ۔ ۶ ۔ ۱۲ ۔ آنہ

نمبر ۱۶ - ۱۷ | کلکتہ : چہار شنبہ ۲۳ - دیقعدہ و یکم ذالحجہ ۱۳۳۲ ہجری | جلد ۵

Calcutta : Wednesday, October, 12 - 17. 1914.


بادہ در جوش ست و یاراں منتظر
ساقیا خذ ما صفا دع ما کدر

هزیکسلنسي غازي انور پاشا مقم الله السلام والمسلمین بطول حیاته جنکے متعلق ایک حادثه کي خبر بازافواہ حال میں
مشہور ہوئی تھی مگر بحمد اللہ بخیر ہیں

## اطلاع

## نمبر ۱۶ اور ۱۷

رمضان المبارک کے بعد کمپوزیٹروں کے اسٹرائک سے جو بد نظمی پریس میں شروع ہوئی اسکا سلسلہ برابر جاری تھا - مجبوراً ہر ہفتے کی تاخیر کو ایک بار ختم کردینے کیلیے پچھلے ہفتے کی اشاعت ملتوی رکھی گئی اور آج نمبر ۱۶ اور ۱۷ - ایک ساتھہ شائع کیے جاتے ہیں -

آیندہ نمبر عید اضحی کی تقریب سے خاص طور پر مصور و مزین ہوگا اور مستقل خریداروں کے علاوہ عام خریداروں کے لیے ۸ - آنہ قیمت پر فروخت ہوگا -

**بوجہ ڈبل نمبر ہونے کے اس نمبر کی قیمت ۸ - آنہ ہے**

(۹) سب سے زیادہ یہ کہ سمندر کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور جب تک انگلستان بحر شمال اور نہر ڈوور پر مسلط ہے، انٹورپ اور نیز بلجیم کے تمام ساحلی مقامات کو جرمنی کسی طرح بھی مسخر نہیں کرسکتی - اگر وہ محاصرہ کرلے، جب بھی رسد اور سامان جنگ برابر دریا کی جانب سے پہنچتا رہیگا -

یہ اسباب ستہ جس درجہ موثر، قدرتی، ناقابل انکار، اور شاندار و قوی تھے، انکی نسبت کچھہ کہنا فضول ہے - لیز اور نامور کے استحکامات کے غلغلے اور انکے عاجلانہ نتائج اگرچہ دنیا کے پیش نظر تھے، تاہم یہ ساٹھہ میل کا مستحکم حلقہ، یہ تمام ماہرین جنگ کا اجماع عظیم، یہ لاعلاج پانی کے منافذ، یہ ساحلی دروازے کی ہیبت، اور ان سب سے بڑھکر بحر شمال کی حکمرانی اور برطانی اعانت کا فتح باب، ایسی دلیلیں نہ تھیں جو بالکل بے اثر رہتیں - تاہم جب حوادث نے ورق الٹا اور حقیقت بے نقاب ہوئی تو دنیا نے امید باطل اور فریب آرزو کا ایک نیا تجربہ اپنے سامنے پایا، اور طاقت کے دیوتا نے بڑھکر کہا کہ اسکی جادو کی چھڑی کے آگے استحکام کا لفظ بے معنی، قلعہ کی حقیقت وہم، اور تمام دنیا کے ماہرین جنگ کا ایمان و اعتقاد نقش غلط و سودائے خام ہے !

اذا جاء موسی و القی العصا
فقد بطل السحر و الساحر

استحکامات کی حقیقت آفتاب کے دو طلوع و غروب کے اندر نہیں بدل جاسکتی - ساٹھہ میل تک پھیلے ہوے قلعے اور آہنی گنبدوں کے توپخانے تیلیوں کے ڈھانچے اور روئی کے گالے نہیں بنجاسکتے، بحر شمال کا وہ پر پیچ آبی خط خشک نہیں ہوگیا ہے جس سے نکلکر دریائی لہریں انٹورپ کی دیواروں سے ٹکراتی رہتی ہیں، اور جسکا پانی پھیکر اسکے تمام طول و عرض کو ایک خطۂ آب بنا دیسکتا ہے - پھر انگلستان کی حکومت اس تمام عرض پر پھیلی ہوئی ہے جو ساحل بلجیم اور ساحل ڈوور کے درمیان واقع ہے، اور ہر طرح کی اعانتوں کے حاصل کرنے کیلیے انٹورپ کے دروازے بدستور کھلے ہوے ہیں -

تاہم دنیا کی جنگی طاقتوں کی تاریخ کے کیسے عجیب و غریب عہد سے ہم گذر رہے ہیں جبکہ با این ہمہ جاہ و جلال طاقت و جبروت، و با ایں ہمہ اسباب و وسائل دفاع و استحکام، بالاخر انٹورپ اسی طرح مسخر ہوگیا جسطرح جرمنی کے خط جنگ کی ہر روک مسخر ہوئی - اور بلجیم کا یہ آخری نقشہ امید بھی اسیطرح چاک چاک کردیا گیا جس طرح بے شمار نقشے اس سے پہلے پرزے پرزے ہوچکے ہیں - افسوس کہ یقین و اذعان کے اس بستر یاس کو زیادہ سے زیادہ آرزو و حسرت کی پانچ تاریک راتیں ہی نصیب ہوئیں !

(فن جنگ کا نیا دور)

ہم نے تسخیر انٹورپ کے تذکرہ میں اس نقطہ کو زیادہ نمایاں کیا کہ اسکے استحکامات کی تمام حقیقتیں بدستور قائم ہیں لیکن امید کا نقشہ منقلب ہو چکا ہے - یہ پہلو اسلیے زیادہ وضاحت کا محتاج تھا کہ انٹورپ کی تسخیر کے بعد سے اعتراف و تسلیم کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے، اور یہ خصوصیت ہرطرح اسکی مستحق ہے کہ تاریخ جنگ میں اسے نمایاں جگہہ دی جاے - ابتک جرمنی کی راہ کی ہر روک اپنی مضبوطی اور استحکام کے یقین میں ایک ناقابل فہم سرعت کے ساتھہ منقلب ہوتی رہی ہے، اور بد قسمتی سے سرزمین و قلاع کیطرح "ماہرین جنگ" کا مذہب بھی مغرور حریف کی تلوار کا اسطرح تابع رہا ہے کہ اسکی ہر حرکت پر اسکے اصول و قواعد بدلتے رہے ہیں - لیژ جبتک فتح نہیں ہوا تھا، اس وقت تک وہ دنیا کا سب سے زیادہ مستحکم مقام تھا - اوقیانوس کی موجیں اور ہمالہ کی چوٹیاں بھی اسکے استحکام کے آگے ہیچ تھیں - اسکا عجیب الصنعۃ دائرۂ استحکام، اسکے گھرے ہوے عجیب و غریب قلعے، اسکی سرزمین کے قدرتی موانع، اسکی عالم اعتراف و ناقابل تسخیر عظمت، ایک ایسی مسلم حقیقت تھی، جسکو دو اور دو چار کی طرح ہر "ماہر جنگ" تسلیم کرتا تھا -

لیکن جونہی حملہ آوروں کی فوجیں اسکی منہدم دیواروں پر سے گذریں، دفعتاً فن جنگ کے حقائق میں ایک انقلاب عام واقع ہوا، اور جو قلعے چند دن پیشتر تک تمام دنیا کو اپنی آزمائش کا چیلنج دے رہے تھے، اور جنسے بڑھکر اصول و قواعد حرب و دفاع کا اور کوئی نمونہ پیش نہیں کیا جا سکتا تھا، اب اصول و قواعد ہی کی بنا پر بالکل فرسودہ، ناقابل اعتماد، بے قاعدہ و بے اصول، اور ایک بدتر سے بدتر فوج کے ہاتھوں بھی بآسانی تسخیر ہوجانے والی دیواریں بنگئے :

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بو العجبیست ؟

اب یہ انکشاف ہوا کہ لیژ کے قلعے قدیم طرز پر تعمیر ہوے تھے اور اسلیے انکا مسخر ہو جانا کوئی ایسی بات نہیں جو چنداں لائق التفات ہو - سب سے زیادہ یہ کہ اسکے قلعوں کا باہمی فاصلہ بہت کم تھا، اور ایسی حالت میں وہ ساقط نہو جاتا تو اور کیا ہوتا ؟

تقریباً ایسے ہی انقلابات و انکشافات سریعہ نامور کے آٹھہ قلعوں کے متعلق بھی ہوے - اسرار جنگ اور مصالح حرب کی بخشش اس عہد میں جرمنی کی توپوں سے بھی زیادہ عجیب و غریب رہی ہے !

لیکن غنیمت ہے کہ اب انکشافات "فن جنگ" کے یہ تلاطم و تموج کسیقدر مبدل بہ سکون ہوگئے ہیں، اور معلوم ہوتا ہے کہ گو جرمنی کی جنگی بیقراریوں کے پانوں نہ تھمیں لیکن انگلستان و فرانس کے "ماہرین جنگ" کے اعتقادات کو تو کسی قدر ثبات و استقرار نصیب ہو جایگا - چنانچہ موجودہ جنگ کی تاریخ میں سب سے پہلے "انٹورپ" کے قلعوں کو یہ تاریخی فخر نصیب ہوا ہے کہ انکی برگشتہ قسمت کی طرح فن جنگ نے انکا ساتھہ نہ چھوڑا - اور انکے استحکامات میں بظاہر اب تک لیژ و نامور کے استحکامات کی طرح کوئی نئی خرابی اور خامی بعد از تسخیر ثابت نہیں ہوئی ہے - وہ مسخر ہوچکے ہیں لیکن ابتک انکی مضبوطی اور حفاظت کی حقیقتیں بدستور قائم ہیں، اور انکی خامیوں اور نقصوں کی مرثیہ خوانی کی جگہ حملہ آوروں کی طاقت کا اعتراف کرکے حقیقت و واقعیت پر پہلی مرتبہ لطف و احسان کیا گیا ہے !

پہلے جو قوۃ تحقیق و تدقیق بدبخت مسخر شدہ قلعوں کے نقصوں کی دریافت میں صرف ہوتی تھی، الحمد للہ کہ اب اسکا کچھہ حصہ جرمنی کی عجیب و غریب توپوں کے متعلق ایک نئے انکشاف میں صرف کیا گیا ہے، اور معلوم ہوا ہے کہ یہ ساری کرشمہ سازی جرمنی کی نہیں بلکہ اسکی قلعہ پاش توپوں کی ہے، جنکا قطر ۴۷ سنٹی میٹر کا ہے، اور جنکے گولے تیس تیس من کے بنے ہوتے ہیں !

مارا ازیں گیاہ ضعیف ایں گماں نبود !

(تعزیت مہم)

انگریزی اعانت کے بھیجے جانیکی بھی خبر دی گئی ہے جو انٹورپ پہنچی اور تمام مایوس باشندوں نے اسکی بدولت دو راتیں امید و مسرت میں بسر کیں - جب فوج راستوں سے گذری تو لوگوں نے نہایت جوش سے استقبال کیا اور گرجوں میں حمد و شکر کے ترانے گاے گئے - گو اس قیمتی اعانت سے بد نصیب بلجیم کو کوئی فائدہ نہیں ہوا اور بعض مخالف اتفاقات کی وجہ سے برطانی شجاعت کو اپنے ان موجی مناقب و عسکری فضائل کی نمایش کی کافی مہلت نہ ملی جو فرانس کے میدانوں میں بارہا ظاہر ہوچکے ہیں، تاہم اسنے نہایت عقلمندی کے ساتھہ
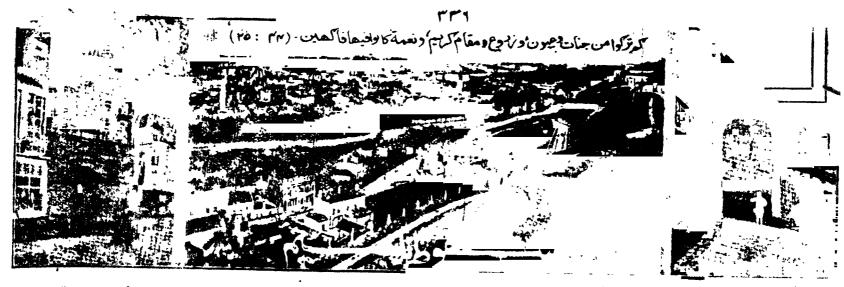
# حديث الجنـــود

## ( دو معركے )

جو جنگ دنيا کے نصف حصے ميں قتل و غارت کا سب سے بڑا دور ارضی تمثيل کر رهی هے' اسکے ميدانوں سے باهر بهي قوتوں کے تصادم اور طاقتوں کے کشاکش کا ايک معرکۂ تقابل و تسابق بپا هے - يه حقيقت اور تصنع کا ايک عظيم الشان مقابله هے جو شايد سلطان حقائق اور انسانی دسائس و خدع کی سب سے بڑي اور سب سے وسيع جنگ کا فيصله کريگا - پہلی جنگ اگر اپنے رقبه کی وسعت' اپنے سامانوں کي هيبت ' اور اپنے نتائج و اطراف کي دهشت ميں دنيا کا سب سے بڑا حادثه هے' تو يه جنگ بهي حقيقت کے قهر و استيلا ' انسانی خدع و حيل کے انتهائي جد و جهد' اور آلات و اسلحه تصنع و دسائس کی نئی نئي نمايشوں کا تاريخ عالم ميں سب سے بڑا واقعه هوگی !

پہلي جنگ کے اعلان کے ساتهه هي اس جنگ کا بهي اعلان هوگيا ' اور جس طرح بلجيم اور پولينڈ کے ميدانوں ميں اوسکے ميدان گرم هوے ' ٹهيک اسی طرح اس جنگ کے معرکوں نے بهی جلد جلد اپنے نقشے بدلے - ليژ اور نامور کي ديواروں پر جس وقت تيس تيس من کے قلعه پاش گولے پهينکے جارهے تهے' اس وقت ان گولوں سے بهي زياده وزني مصنوعات نے حقيقت کي ناممکن التسخير ديواروں کو اپنا نشانه بناليا تها - " قيصر " اور " زار " کے دعوں کي اس ادعاؤ غرور کے آگے کچهه حقيقت نهيں هے' جس نے اس دوسرے ميدان جنگ ميں موۃ حقائق و واقعيت کے خلاف اعلان جنگ کيا هے !

ليکن اس ميدان جنگ کے حريف کی دونيں دوسری قسم کی هيں' اور يه وه تجربه هے جو يکساں نتائج کے ساتهه دنيا ميں هميشه کيا جاچکا هے - ممکن هے که يه سب سے بڑا تجربه هو اور اسکي وسعت عديم النظير ثابت هو - تاهم نتيجه وهي نکليگا جو هميشه نکل چکا هے : وجو ان بعضهم لبعض ظهيرا -

حقيقت کي طاقت قيصر اور دول متحده کی طاقت سے زياده محکم هے - اسکي ديواروں کے ڈهانے کيليے کوئی توپ نهيں ڈهالي جاسکتي !

بالاخر دونوں جنگوں کے حريف انکے نتائج ايک هي وقت ميں ظاهر هوے' اور ايک طرف انٹورپ کے مشهور عالم استحکامات کي تسخير کا اعــلان هوا - دوسري طــرف سے سلطان حقيقت نے بهي اپنے منتظره اور نا ممکن التبديل قهر و تسلط کا آخري فيصله کرديا :

ولتعلمن نباه بعد حين (٣٨ : ٨٨)

## ( بيمار اميد )

انٹورپ کي تسخير موجوده جنگ کي تاريخ ميں سب سے زياده اهم واقعه هے - جنگ کے شمالي ميدان کی يه آخري اميد تهی ' اور چونکه آخري تهي اسليے بهت عزيز و قيمتی تهی - مفلس کے جيب کيليے ايک کهوٹا سکه بهی بهت قيمتی هوتا هے' اور ديوار جب گرجاتي هے تو اسکي ايک قائم و ثابت اينٹ بهي بهت هوتي هے - بد نصيب بلجيم کيليے انٹورپ کا بقية السيف گوشه ايک پوري اقليم' کامرانی سے بهي بڑهکر قيمتی تها - ليکن افسوس که واقعات کي قوت اٹل هے' اور اس آخري بيمار اميد کي عمر پچهلوں سے بهي کم نکلي - جس مدفن آمال ميں ليژ اور نامور کی برجياں دفن کي جا چکي هيں' وهاں انٹورپ کو بهی سپرد خاک کرديغا پڑا :

اين ماتم سخت ست که گويند جواں مرد !

نحن قدرنا بينکم الموت و ما نحن بمسبوقين !

## ( فريب اميد )

کسی دوسری جگه هم نے سقوط انٹورپ کے تمام حالات يکجا کردے هيں - انسے معلوم هوگا که ليژ اور نامور سے کهيں زياده ادعائی اميدوں کا انٹورپ کے گرد هجوم تها - بلجيم نے جب برسلز سے اپنا دار الحکومۃ منتقل کيا تو ماهرين جنگ کي نهايت طول طويل رائيں هم تک پهنچائی گئيں ' اور يقين دلايا گيا که يه سب سے بڑي بلجيمی مصلحت تهی جو عمل ميں لائی گئي هے' اور جرمني کی تمام قوتيں انٹورپ کے سامنے بيکار ثابت هونگي - ڈيلی ميل ' مورننگ پوسٹ ' ڈيلي کرانيکل ' لنڈن ٹائمس ' اور نيز پيرس کے مشهور اخبارات فيگارو وغيره' سب اسپر متفق تهے که پيرس کے استحکامات کے بعد دنيا ميں سب سے بڑا مستحکم مقام انٹورپ هے ' اور هميشه يقين کيا گيا هے که بلجيم کا حمله آور خواه کتنا هی طاقتور کيوں نهو' ليکن يهاں پهنچکر اپنی نامراديوں سے سر ٹکرائيگا -

ماهرين جنگ نے اسکے جو وجوه بيان کيے تهے' ان ميں اهم امور حسب ذيل تهے :

( ١ ) سنه ١٩٠٨ ميں جو نئے استحکامات يهاں بنائے گئے هيں انکی نسبت عام اتفاق هے که ناقابل تسخير هيں -

( ٢ ) انٹورپ اور اسکے اطراف ميں بيس سے زياده قلعے هيں اور انکے مذاسب دوائر اور قلعے اس ترتيب سے قائم کيے گئے هيں که کسی طرف سے بهی حمله آور کو اندر کي باٹريوں سے بچکر آگے بڑهنے کا موقع نهيں ملسکتا - اسليے تسخير بجاے خود رهی' دشمن اسکے قريب بهي نهيں پهنچ سکے گا -

( ٣ ) قلعه بند علاقه ٦٠ - ميل سے زياده کا هے - فولادي گنبدوں ميں بهترين قسم کی زرہ دار توپيں نصب هيں ' اندرون شهر کي تمام سڑکيں انکي زد پر هيں ' خندقيں وسيع اور گهری هيں' ميدانی توپيں بکثرت هر جانب نصب کي گئی هيں -

( ٤ ) نواح انٹورپ کي قدرتی حالت بهي ايسي هے جس پر غالب آنا ممکن نهيں - ايک جانب دريا هے جو شهر کے اندر چلا گيا هے' اور تينوں جانب پانی کے ايسے عريض حلقے بنے هوے هيں جو چند لمحوں کے اندر بهر ديے جاسکتے هيں -

( ٥ ) اگر محاصره کيا جاے تو يه بالکل بے سود هوگا - اسکے شمال و مغرب ڈچ سرحد هے جو غير جانبدار هے - ساحلی مقام هونے کی وجه سے وه سمندر کی جانب سے بيروني آمد و رسد جاري رکهه سکتا هے - اور انگلستان سے اسکو هميشه مدد ملتی رهيگی جو بالکل اسکے سامنے هے -

## حادثہ بمبئی

بمبئی کا وہ مقام جہاں جہاز اوما گاڈر نے مسافر اتارے گئے

## شاہ رومانیا کی وفات

جدید شاہ رومانیا

چونکہ متوفی شاہ رومانیا کا کوئی فرزند نہیں ہے اسلیے اسکا بھتیجا پرنس فرڈیننڈ تخت نشین ہوگا

اپنے ایک بڑے حصے کو ہلاکت سے بچایا ' اور مغروریں انٹورپ کے ٹھیک ھمقدم ھوالینڈ اور اوستینڈ پہنچ گئی !

مورننگ پوسٹ کے نامہ نگار نے خاص طور پر اس عمدہ اثر کا نقشہ کھینچا ہے جو انگریزی فوج کے انٹورپ پہنچنے سے اهل بلجیم پر پڑا - مسٹر چرچیل ( خداوند بحریات برطانیہ ) انگریزی فوج کے کارناموں پر اسے " مبارکباد " دیتے ھیں ' اور فرماتے ھیں کہ " ھماری بحری فوج نے دشمن کے توپخانوں کی شعلہ باری میں قابل تعریف جرأت کے ساتھہ اپنے تئیں ڈالدیا ' اور یہ صرف انہی کے قدم میمنت لزوم کے نزول کا نتیجہ ہے کہ انٹورپ ساٹھہ ہزار دشمنوں کے مقابلے میں ۵ دن تک مدافعت کرتا رہا "

" باقی رہا اسکا واپس چلا آنا تو یہ کچھہ اسکا نتیجہ نہیں ہے کہ دشمن کے حملوں کی وہ تاب نہ لاسکی' بلکہ عام جنگی مصلحت اسکی مقتضی تھی " !!

یہ بالکل ظاہر بات ہے کہ انگریزی فوج کے عمدہ اثر ' اهالیان انٹورپ کی ناپائدار مسرت ' اور قابل تعریف غسل آتشیں کو یہ حقیقت کچھہ بھی صدمہ نہیں پہنچا سکتی کہ انٹورپ کی بدنصیبیوں میں اس نمایش جاہ و جلال سے کچھہ بھی تغیر نہ ہوا - اول تو ایک مایوس جماعت کو دو چار دن تک امید و نشاط سے آشنا کردینا ھی کیا کم بات ہے؟ پھر ایک ایسے بے پناہ حریف کے مقابلے میں جا کر بقیۃ السیف حصے کا بحفاظت واپس چلا آنا بجاے خود مستحق ہزار تبریک و تہنیت ہے !

( حول سقوط انٹورپ )

انٹورپ کی تسخیر کے بعد جرمنی کا کام بلجیم میں ختم ہوگیا - اب جنگ کا ایک نیا صفحہ اولٹتا ہے -

انٹورپ کی سب سے بڑی اھمیت اسکے ساحل کا موقعہ ہے - نقشہ کے دیکھنے سے واضح ہوگا کہ بحر شمالی کی جو شاخ بلجیم و برطانیہ کے درمیان ہوکر گذری ہے اسمیں ھوالینڈ کے کنارے ایک عجیب طرح کے چھوٹے چھوٹے بالمقابل و متوازی جزیرے پیدا ہوگئے ھیں' اور انکا ایک وسیع گوشہ بحر شمال کے دھنے ساحل میں خود بخود طیار ہوگیا ہے - ھوالینڈ کی سرحد میں یہ حصہ داخل ہے اور یہاں سے ایک دریائی خط نکلکے انٹورپ کے اندر چلا گیا ہے -

اس بحری گوشے کی وجہ سے ھر وہ مقام نہایت قیمتی ہوگیا ہے جو اس سے قریب واقع ہو - یہ ایک ایسا محفوظ مقام ہے کہ جو حکومت یہاں قابض ہوگی' وہ تمام بحر شمالی کی جنگی طاقتوں کو ایک کونے میں بیٹھے ہوے بے اثر کردیگی - یہ چھوٹے چھوٹے دریائی خطوط جو نظر آرہے ھیں' انکے اندر اگر ایک توپ بھی نصب کردی جاے تو وہ باہر کی طرف بحر شمال کا راستہ روکدیگی -

پس انٹورپ جرمنی کے خط جنگ کا سب سے بڑا اہم مقام تھا اور اب وہ اسپر قابض ہوگیا ہے - آگے ایک طرف تو بلجیم میں ایک ایسی مستحکم جگہ ملگئی ہے' جسے اپنی بڑی بڑی جرمن توپیں چڑھاکر وہ ناممکن التسخیر بنا دیگا ' دوسری طرف ساحل برطانیہ کا رخ بھی اسکے قبضے میں آگیا ہے' اور اب اس جانب سے میدان جنگ میں کسی مدد کے پہنچنے کا بالکل خدشہ نہیں رہا -

انٹورپ سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر گھنٹ اور گھنٹ سے ۳۰ میل کے فاصلے پر اوستنڈ تھا جو بلجیم میں جزیرہ برطانیہ کے بالکل مقابل اور سب سے زیادہ قریبی مقام ہے - اسکی ساری اہمیت انگلستان کی بحری اعانت کے بندرگاہ ہونے کی وجہ سے تھی - آج صبح کی خبروں میں اوستنڈ کے بھی تقریباً لے لینے کی خبر آچکی ہے' اور شاہ بلجیم جو انٹورپ سے بھاگ کر اوستنڈ آیا تھا ' اب فرانس چلا گیا ہے -

اوستنڈ کے نیچے سرحد فرانس میں کیلے ہے' اور برطانیہ کے سامنے کا سب سے زیادہ قریب تر ساحلی مقام رہی ہے - عنقریب جرمنی اس پر بھی قبضہ کرلیگا اور اسطرح جنگ کا وہ باب جسکا تعلق تسخیر بلجیم اور ساحل انگلش [illegible]

(بعض حقائق جنگ)

اس واقعہ سے مندرجہ ذیل حقیقتیں بالکل صاف اور غیر مشتبہ صورت میں سامنے آگئی ھیں :

( ۱ ) جنگ کے حقائق کا مطلع اب صاف ہے اور حقیقت اسدرجہ آشکارا ہوگئی ہے کہ اس سے انکار کرنے یا اسے مشکوک کردینے کی بالکل گنجایش نہیں رہی -

( ۲ ) جرمنی تمام خاک بلجیم پر قابض ہے - فرانس میں پیرس کے اطراف تک اسنے اپنے دھنے دستے کو پھیلا کر بلجیم کی پوری مملکت اور فرانس کے تمام سرحدی حصے کو حریفوں سے خالی کرالیا ' اور نہایت اطمینان کے ساتھہ اپنے پیش نظر استحکامات اور فوجی مرکز قائم کرلیے - اس نے بڑی بڑی خندقیں مشینوں کے ذریعہ اطمینان سے ایسی حالت میں کھودیں کہ دشمن کی ایک گولی بھی اسمیں حارج نہ تھی - اپنے ان تمام کاموں سے جب وہ فارغ ہوگیا تو آگے بڑھی ہوئی فوج ایک قرار دادہ ترتیب کے ساتھہ واپس چلی آئی اور اب اپنے مرکزوں میں مضبوطی کے ساتھہ جم گئی ہے -

( ۳ ) افواج متحدہ نے اول روز ھی یہ غلطی کی کہ سرحد فرانس کو عبور کرکے جرمنی کو روکنا چاہا - اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ پہلے ھی مقابلے میں انکے پانوں اکھڑے اور پھر خط پیرس کے ادھر تک نہ رک سکے - تا انکہ جرمنی نے خود جگہہ خالی کردی -

( ۴ ) جرمنی کی فوجی طاقت آلات و اسلحہ جنگ ' طریق ھجوم و مقاومت' اور عام انتظامات اور ھر طرح کے ساز و سامان کے متعلق جو خیالات و اوھام پھیلاے گئے تھے ' انکا اگر دسواں حصہ بھی صحیح تسلیم کرلیا جاے تو اسکے یہ معنی ہونگے کہ میدان جنگ کے تمام واقعات سے یک قلم انکار کردیا جاے - اب یہ حقیقت روز روشن کی طرح عالم آشکار ہو چکی ہے کہ جرمنی کی تعجب خیز قوتوں اور سامانوں کے متعلق جو معلومات دنیا برسوں سے رکھتی آئی ہے ' وہ اسی طرح ابتک صحیح ھیں جس طرح جنگ سے پہلے تھے -

( ۵ ) جرمنی نے تمام بلجیم پر قبضہ کرلیا - فرانس میں پیرس تک چلی گئی' روس کے اندر روسی فوج کے ساتھہ لڑرہی ہے اور میلوں اسکے حدود کے اندر ہے - اسکی تمام افریقی نوآبادیاں ابتک بالکلیہ مسخر نہ ہوئیں' اور ایا چوکو جاپان جیسی عظیم الشان بحری طاقت دو مہینے میں بھی نہ لے سکی -

اسکے مقابلے میں جرمنی حدود کا ایک چپہ بھی ابتک اسکے حریفوں کے تصرف میں نہیں آیا ہے' اور بقول اسٹینڈسمین کے بہرحال اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ جسقدر بھی لڑائیاں ہو رہی ھیں وہ سب کی سب جرمنی کے دشمنوں کے ملک ھی میں ہو رہی ھیں - جرمنی کے اسی حصے میں نہیں ھیں "

اسکا نتیجہ یہ ہے کہ جرمنی کے حریفوں کے ملک جنگ کی وجہ سے تہہ و بالا ہو رہے ھیں جیسا کہ بلجیم ' فرانس ' اور روس کے ایک حصے کا حال ہے ' لیکن خود جرمنی کے اندر کہیں بھی لڑائی نہیں ہے اور اسلیے اسکا اندرونی امن و سکون اور داخلی تجارت و اقتصادیات بالکل اصلی حالت میں برقرار ھیں - وہ سامان جنگ کے کارخانوں سے کام لے رہا ہے - توپیں ڈھل رہی ھیں اور ایک ایک سر سبب مرین طیار کی جارہی ھیں - صرف اس اختلاف مناظر ھی سے جنگ کے موجودہ نتائج واضح ہو جاسکتے ھیں -

( ۶ ) انٹورپ اور اوستنڈ کے لے لینے کی وجہ سے میدان جنگ میں اسکا پوزیشن بہت شدید و وزنی ہوگیا ہے' اور میدان جنگ کو دریا کی جانب سے اسکے خلاف جو تقویت تھی ' اسکی راہ مسدود ہوگئی ہے - بظاہر اسکا نصف کام بالکل مکمل ہوگیا - وہ بلجیم اور ساحل کی طرف سے مطمئن ہوکر اب از سرنو اپنی پیش قدمی شروع کریگا - دریاے شیلڈٹ میں اس نے بحری سرنگیں [illegible]

اولیاء الشیطان و اصحاب النار کی لعنت سے پاک ہے' اور صرف خدا کے دوستوں اور اسکی محبت میں دکھہ اوٹھانے والوں کیلیے مخصوص کردیا گیا ہے -

سمندروں کو عبور کر کے' پہاڑوں کو طے کرکے' کئی کئی مہینوں کی مسافت چلکر' دنیا کی مختلف نسلوں' مختلف رنگتوں' مختلف بولیوں کے بولنے والے' اور مختلف گوشوں کے باشندے یہاں جمع ہوے ہیں - اسلیے نہیں کہ سلافی یا ٹیوٹانیک نسل کی باہمی عداوتوں سے دنیا کیلیے لعنت بنیں' اسلیے نہیں کہ ایک انسانی نسل دوسری نسل کو بھیڑیوں کی طرح پھاڑے اور اژدہوں کی طرح ڈسے' اسلیے نہیں کہ خدا کی زمین کو اپنے ابلیسی غرور اور شیطانی سیادت کی نمایش گاہ بنائیں' اسلیے نہیں کہ تیس تیس من کے گولے پھینکیں اور سمندر کے اندر ایسے جہنمی آلات رکھیں جو منٹوں اور لمحوں میں ہزاروں انسانوں کو نابود کردیں' بلکہ تمام انسانی غرضوں اور مادی خواہشوں سے خالی ہوکر اور ہر طرح کے نفسانی ولولوں اور بہیمی شرارتوں کی زندگی سے ماوراء الوری جاکر صرف اُس خداے قدوس کو پیار کرنے کیلیے' اسکی راہ میں دکھہ اٹھانے اور مصیبت سہنے کیلیے' اور اسکی محبت و رافت کو پکارنے اور بلانے کیلیے جس نے اپنے ایک قدوس دوست کی دعاؤں کو سنا اور قبول کیا' جبکہ نیکی کا گھرانا آباد کرنے کیلیے اور امن و سلامتی اور حق و عدالة کی بستی بسانے کیلیے اس نے اپنے خدا کو پکارا تھا :

| | |
|---|---|
| ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتك المحرم ربنا لیقیموا الصلوة فاجعل افئدة من الناس تهوی الیهم و ارزقهم من الثمرات لعلهم یشکرون ( ۱۴ : ۴ ) | اے پروردگار ! میں نے تیرے محترم گھر کے پاس ایک ایسے بیابان میں جو بالکل بے برگ و گیاہ ہے' اپنی نسل لاکر بسائی ہے تاکہ یہ لوگ تیری عبادت کو قائم کریں - پس تو ایسا کرکہ انسانوں کے دلوں کو انکی طرف پھیر دے اور انکی رزق کا بہتر سامان کردے ! |

آہ تم ذرا انکی ان عجیب و غریب حالتوں کا تصور کرو ! یہ کون لوگ ہیں اور کس پاک بستی کے بسنے والے ہیں ؟ کیا یہ اوسی زمین کے فرزند ہیں جو خون اور آگ کی لعنتوں سے بھرگئی' اور صرف بربادیوں اور ہلاکتوں ہی کے لیے زندہ رہی ؟ کیا یہ اسی آبادی سے نکل کے آے ہیں جو سبعیت و خونخواری میں درندوں کے بھٹ اور سانپوں کے غاروں سے بھی بدتر ہے' اور جہاں ایک انسان دوسرے انسان کو اسطرح چیرتا پھاڑتا ہے کہ اجتک نہ تو سانپوں نے کبھی اسطرح ڈسا اور نہ جنگلی سوروں نے کبھی اسطرح دانت مارے ؟ کیا یہ اسی نسل اور گھرانے کے لوگ ہیں جسنے خدا کے رشتوں کو یکسر کاٹ ڈالا' اور اسطرح اسکی طرف سے منہہ موڑ لیا کہ اسکی بستیوں اور آبادیوں میں خدا کے نام کیلیے ایک آواز اور ایک سانس بھی باقی نہ رہی ؟ آہ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر یہ کون ہیں اور کہانسے آے ہیں ؟ یہ قدوسیوں کی سی معصومیت' فرشتوں کی سی نورانیت' اور سچے انسانوں کی سی محبت انمیں کہاں سے آگئی ہے ؟ تمام دنیا نسلی تعصبات کے شعلوں میں جل رہی ہے' مگر دیکھو یہ دنیا کی تمام نسلیں کسطرح بھائیوں اور عزیزوں کی طرح ایک مقام پر جمع ہیں' اور سب ایک ہی' حالت' ایک ہی وضع' ایک ہی لباس' ایک ہی قطع' ایک ہی مقصد اور ایک ہی صدا کے ساتھہ ایک دوسرے سے جڑے ہوے ہیں ؟ سب خدا کو پکار رہے ہیں' سب خدا ہی کیلیے حیران و سرگشتہ ہیں' سب کی عاجزیاں اور درماندگیاں خدا ہی کیلیے ابھر آئی ہیں' سب کے اندر ایک ہی لگن اور ایک ہی ولولہ ہے' سب کے سامنے محبتوں اور چاہتوں کیلیے اور پرستشوں اور بندگیوں کے لیے ایک ہی محبوب و مطلوب ہے' اور جبکہ تمام دنیا کا معبود عمل نفس و ابلیس ہے' تو یہ سب صرف خدا کے عشق و محبت میں خانہ ویران ہوکر اور جنگلوں اور دریاؤں کو قطع کرکے دیوانوں اور بیخودوں کی طرح یہاں اکٹھے ہوے ہیں ! انہوں نے نہ صرف دنیا کے مختلف گوشوں کو چھوڑا بلکہ دنیا کی خواہشوں اور ولولوں سے بھی کنارہ کش ہوگئے - اہا یہ ایک بالکل نئی دنیا ہے جسمیں صرف عشق الہی کے زخمیوں اور سوختہ دلونکی بستی آباد ہوئی ہے - یہاں نہ نفس کا گذر ہے جو غرور بہیمی کا مبدء ہے' اور نہ انسانی شرارتوں کو بار ملسکتا ہے جو خونریزی اور ظلم و سفاکی میں کرۂ ارضی کی سب سے بڑی درندگی ہیں - یہاں صرف آنسو ہیں جو عشق کے آنکھوں سے بہتے ہیں' صرف آہیں ہیں جو محبت کے شعلوں سے دھوئیں کیطرح اٹھتی ہیں' صرف دل سے نکلی ہوئی صدائیں ہیں جو پاک دعاؤں اور مقدس نداؤں کی صورت میں زبانوں سے بلند ہورہی ہیں' اور ہزاروں سال پیشتر کے عہد الہی اور راز و نیاز عبدہ و معبودی کو تازہ کر رہی ہیں : لبیك لبیك - اللهم لبیك - لا شریك لك لبیك ! !

سر روحانیاں داری ولے خود را ندیدستی
بخواب خود درآ تا قبلۂ روحانیاں بینی !

یہ وہ مجمع ہے جسکی بنیاد دعاؤں نے ڈالی - جسنے دعاؤں سے نشو و نما پائی' جو صرف دعاؤں ہی کیلیے قائم کیا گیا' جسکی ترکیب بھی اول سے لیکر آخر تک دعاؤں ہی کے مناسک سے ہوئی' اور جو دعاؤں ہی کی لازوال طاقت سے قائم ہے - سب سے پہلی دعا وہ تھی جو اس گھر کی بنیاد رکھنے ہوے خدا کے دو قدوس دوستوں کی زبانوں پر جاری ہوئی :

| | |
|---|---|
| ربنا و اجعلنا مسلمین لك و من ذریتنا امة مسلمة لك' و ارنا مناسکنا و تب علینا انك انت التواب الرحیم ! ربنا و ابعث فیهم رسولا منهم یتلوا علیهم آیاتك و یعلمهم الکتاب والحکمة و یزکیهم انك انت العزیز الحکیم ! | اے پروردگار ! ہمیں اپنا اطاعت شعار بنا اور ہماری نسل سے ایک امہ پیدا کر جو تیری مومن و مسلم ہو - اور ہمیں اپنی عبادت کے طریقے بتلادے اور ہماری توبہ قبول کرلے - تو تو بہت ہی بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے - اور پھر اے پروردگار ! ہماری نسل میں ایک اپنا رسول مبعوث کر جو اسکے آگے تیری آیتیں پڑھکر سناے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور انکے اخلاق کا ترکیہ کردے - |

سر بیابان حجاز کے قدوس لم یزل نے یہ دعا قبول کرلی اور اپنی اس " امة مسلمه " کو پیدا کیا جو فی الحقیقت وجود ابراہیمی کے اندر پنہاں تھی :

| | |
|---|---|
| ان ابراهیم کان امة قانتة - | بیشک حضرت ابراہیم خلیل اپنے وجود واحد کے اندر ایک پوری قوم اور خدا پرست امت تھے ! |

یہ گھرانا درحقیقت دنیا کی امامت اور ارض الہی کی وارثت کیلیے آباد کیا گیا تھا' اور اسکا عہد و میثاق روز ازل ہی بندھگیا تھا -

پس اس مقدس دعا کی قبولیت نے " امة مسلمه " کو بھی قائم کیا' اور دنیا کے تزکیہ اور تعلیم کتاب و حکمت کیلیے سلسلۂ ابراہیمی کے آخری رسول کو بھی مبعوث کیا' نیز جو امامت و پیشوائی اور خلافت فی الارض حضرة ابراہیم خلیل ( علی نبینا و علیه الصلوة والسلام ) کو دی گئی تھی' اسکی وارث انکی ذریة و نسل ٹھرائی گئی' البتہ بموجب اپنے عہد کے " ظالمین " کو اس سے محروم کردیا گیا - اس نسل کے جو لوگ اپنے نفس و روح کیلیے ظالم ہوے اور خدا کے مقدس نوشتوں کی

# ورود مقدس یوم الحج !

( اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ )

سیریکم ایاتہ فتعرفونہا، وما ربک بغافل عما تعملون !

گویند مگو سعدی چندین سخن عشقش
می گویم و بعد از من گویند بدستانہا !

میں نے بہت چاہا کہ اپنے زخموں کو چھپاؤں لیکن نہ چھپا سکا۔ ایک مدت کے سکون اندمال کے بعد آج پھر ایک لمعۂ اضطراب و کاوش میسر آ گیا ہے - میرے دل کی بے چینیوں نے میرے بستر انتظار پر تہہ و بالا کردیا، اور میرے زخم ہاے کہنہ کے ٹانکے بے اختیار کھل گئے - اب انکی خونابہ فشانی نہیں رک سکتی - بل نکتب والیراع یقطر دما، والقلب یکاد یتمزق اسی و أسفا، مما اصاب الاسلام والمسلمین، من الذل المہین، والعار المشین، والازدراء الہائل، والاحتقار الفاضح، والظغط الفظیع، والقتل المریع! فحاشا للمسلمین ان یکونوا من القوم الکافرین ! !

آمادہ گشتہ ام دگر امشب نظارہ را
پیوند کردہ ام جگر پارہ پارہ را

آج میں پھر اپنی وہی متاع کہنہ لیکر بازار مقصود میں نکلا ہوں جو ہمیشہ سے میرے کار و بار آہ و نالہ کا راس المال رہی ہے، اور جسکے سوا میرے جیب و آستین حسرت میں اور کچھ نہیں ہے - میرے پاس ایک زخمی دل کے چند ٹکڑے ہیں جنسے خون تمنا کے قطرے ٹپک رہے ہیں - میں خریداروں کا متلاشی ہوں - کوئی ہے جو ان پارہ ہاے خونیں کا طلبگار ہو ؟

روے بازار مراد امروز عرفی با مست
دامن تر میفروشم دیدۂ تر می خرم !

میں اپنے جیب زیاں کی یہ کل پونجی دیکر ایک سودا چکانا چاہتا ہوں - مجھے چند آنکھیں چاہئیں جو ماتم یوسف میں یعقوب وار رونا جانتی ہوں - کیونکہ سچے آنسوؤں سے بڑھکر عالم انسانیت میں کوئی شے طاقتور نہیں ہے - وا اسفیٰ علی یوسف !

خشک سالیست دریں عہد وفا را اے اشک !
زاں دیاریکہ تو می آئی، باراں چونست ؟

یہی قیمت زخم، یہی راس المال جراحت، یہی دست ماتم کار، یہی چشم خونبار، اور یہی زبان فغاں سنج ہے، جسے اپنے ساتھہ لیکر میں نے ہمیشہ خریداروں کو پکارا، اور یہی متاع دل اور جنس اشک و خونفشانی ہے جسکو ہمیشہ میں نے ڈھونڈھا - میں ہمیشہ روتا رہا اور میں نے لوگوں کو رلایا ہے - میں ہمیشہ ماتم کرتا رہا اور ہزارہا ہاتھوں نے میری سینہ کوبی میں شرکت کی ہے - آج پھر اشک و فغاں کیلیے پیام درد لیکر اٹھا ہوں - پس ان سب پر سلام جنکی آنکھیں خونبار، دل دردمند، جگر سوختہ اور زبانیں دعا سنج ہیں - کیونکہ اشک افشانیوں کا آخری وقت، اضطراب قلوب و ارواح کی انتہائی فرصت، اور دعا ہاے اشک آلود و فریاد ہاے مجروح و مضطر کی ہر طرف پکار ہے !

دمے و صدق بر آور کہ آورد بعشاں
ہزار گنج اجابت بہ یک دعا بعشند !

امن یجیب المضطر اذا دعاہ و یکشف السوء و یجعلہم خلفاء ؟ ءالہ مع اللہ ! قلیلا ما تذکرون -

اور خدا کے سوا کون ہے کہ ایک مضطر روح کی پکار کو سنے، اسکے دکھہ کو دور کرے، اور اپنے آگے جھکنے والوں کو اپنی خلافت بخشے ؟ افسوس کہ بہت کم ہیں جو عبرت و بصیرت رکھتے ہیں !

وہ جو خشک سالی میں پانی کیلیے روئے، کیا اب بادلوں کی گرج اور بجلیوں کی چمک میں امید کے آخری آنسو نہ بہالیں گے ؟ وہ جنھوں نے نا امیدیوں میں اپنے مقصود کو پکارا، کیا اب امید و بیم کی آخری دیوار حائل تک پہنچکر خاموش ہوجائیں گے ؟ کیا موسم خزاں کے ماتم زدگان حسرت کیلیے یہ جائز ہے کہ بہار کی عین آمد پر اپنے ولولۂ جنوں کو خیر باد کہدیں ؟

دہقان کا کام موسم کے ظہور کے بعد اور زیادہ بڑھجاتا ہے، اور منزل جسقدر نزدیک آتی جاے، رہروان مقصود کے آتش شوق کو اور زیادہ تیز ہوجانا چاہیے - پہلے اگر حسرت و آرزو میں روے ہو تو اب امید میں اور زیادہ چیخ چیخ کر روؤ !

باش کہ کعبہ نمایاں شود ز پا منشیں
کہ نیم گام جدائی ہزار فرسنگ ست

آسمان کے دروازے بند تھے اور تم انکی طرف دیکھہ دیکھہ کر پکارتے تھے لیکن آج کھل گئے ہیں اور تمھاری دعاؤں کے انتظار میں ملائکہ مدبرہ اور ملکوت السماوات نے اپنے اجنحۂ نورانیہ کو کھول دیا ہے - جبکہ جواب نہیں ملتا تھا تو تم پکارتے تھے، آج خود دست اجابت آمادۂ استقبال ہے - پھر زبان سائل کو کیا ہوگیا ہے کہ خاموش ہے ؟ ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین !

بطاعت کوش گر عشق بلا انگیز می خواہی
متاع جمع کن، شاید کہ غارت گر شود پیدا !

موسم بدل رہا ہے، اور اضطراب و شورش کی جن خونیں بدلیوں سے فضا چھپ گئی ہے، وہ بالکل ویسی ہی ہیں جیسے ہر عصر انقلاب ارضی و تجدد مواسم اقوام و ملل میں ظاہر ہوئی ہیں کچھہ عجب نہیں کہ ایام الاہیہ کا ایک یوم عظیم ختم ہو اور دوسرے دن کا آفتاب طلوع ہو - یہ رات کی آخری گھڑیاں ہیں جو برق کی سی تیزی اور بادل کی سی ہیبت میں گذر جائینگی، اور لہو اور دھویں کی بدلیوں کے اندر سے دنیا کی حیات جدیدہ کا ظہور ہوگا - پس صبح کی بخشش میں حصہ لینے والوں کو چاہیے کہ اپنے دماغوں کا نہیں بلکہ آنکھوں کا احتساب کریں اور شیطانی غفلت سے ہشیار ہوجائیں، کیونکہ رات بھر جاگنا آسان ہے، مگر صبح صادق کی گھڑیوں میں اونگھنے سے بچنا مشکل ہے - نہو کہ رات بھر اختر شماری کرنے کے بعد عین صبح کے وقت سو جاؤ، اور جس روشنی کو دیکھنا چاہتے تھے، اسکی کرنیں تمھارے خوابیدہ سروں پر ماتم کریں - سچ یہ ہے کہ نہ تم اٹھے، اور نہ تم نے بیداری کیلیے کوئی کروٹ لی، لیکن جبکہ دہقان آبپاشی سے غافل تھا تو آسمان نے خود ہی مینہہ برسا دیا، اور جبکہ انسانی ہمتیں تھک گئی تھیں تو کارخانۂ الہی خود ہی متحرک ہوگیا - اس وقت کو اسکا حق دینے میں تساہل نہ کرو کیونکہ وہ صرف اتنے ہی کا طالب ہے، اور جسقدر بھی جلد ہوسکے اپنی اصلاح و درستگی کا سامان کرلو: افلا یتوبون الی اللہ و یستغفرونہ و اللہ غفور الرحیم ؟

( یوم الحج کا ورود مقدس )

آج ذوالحجہ کی پہلی تاریخ ہے اور ایک ہفتہ کے بعد تاریخ عالم کا وہ عظیم الشان روز طلوع ہونے والا ہے جسکے آفتاب کے نیچے کرۂ ارضی کے ہر گوشے کے لاکھوں انسان اپنے خداوند کو پکارنے کیلیے جمع ہونگے، اور ریگستان عرب کی ایک بے برگ و گیاہ وادی کے اندر خدا پرستی و عشق الہی کا سب سے بڑا گھرانا آباد ہوگا :

الذین ان مکناہم فی الارض اقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف و نہوا عن المنکر -

وہ لوگ کہ اگر اللہ انہیں زمین میں قائم کردے تو انکا کام صرف یہ ہوگا کہ صلوۃ الہی کو قائم کریں، زکوۃ ادا کرائیں نیکی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکیں

یہ پہلا گھر تھا جو خدا کی پرستش کیلیے بنایا گیا، اور آج بھی دنیا کے تمام بحر و بر میں صرف وہی ایک مقدس گوشہ ہے جو

# اُسوۂ حسنہ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

## پابندی عہد اور اسلام

( ۲ )

گذشتہ صحبت میں ہم نے تصریحات قرآنیہ کی بنا پر بحث کی تھی، اور دکھلایا تھا کہ پابندی عہد و مواثیق کی اخلاقی حقیقتوں کو قرآن کریم نے اپنی تعلیمات اولہ میں کس درجہ اساسی و مرتفع درجہ دیا ہے؟

لیکن سچ یہ ہے کہ اخلاقی احکام کا تعلق جہاں تک تعلیم محض سے ہے، وہ کوئی ایسی متاع غریب نہیں ہے جسکے پیش کرنے پر اسلام فخر کرے - اخلاقی احکام ہمیں ہر جگہ ملسکتے ہیں اور تقریباً ہر مذہب نے اپنا مقصد یہی بتلایا ہے کہ انسان کو اخلاق کا وعظ سنائے - اگر قرآن حکیم تعلیم دیتا ہے کہ عہد و مواثیق کی پابندی کرو تو قانون موسوی اور واعظ ناصری بھی یہ نہیں کہتا کہ عہد باندھکر توڑ ڈالو - حتی کہ آرین نسل کی وہ فلسفیانہ و رہبانیت بھی جسنے ہندوستان اور ایران میں ظہور کیا، اپنی ہر ادنی سے ادنی شاخ کے اندر اخلاقی معلومات و احکام سے لبریز ہے -

پس اصلی چیز تعلیم نہیں ہے بلکہ تعلیم کے نتائج اور اسکا عمل ہے - دیکھنا یہ ہے کہ قرآن کریم نے جو کچھہ کہا، اس نے عملی شکل میں کیسی صورت اختیار کی؟ انسان کی روح اسلیے بیمار نہیں ہے کہ زبانوں نے تعلیم کم دی اور کاغذوں پر زیادہ نہیں لکھا گیا، بلکہ اسکا اصلی دکھہ زندگی کی عملی مشکلات میں ہے اور صرف وہی تعلیم فتح مند ہوسکتی ہے جو ایک مستحکم عملی نمونہ اپنے ساتھہ رکھتی ہو -

عملی حقیقت کے لحاظ سے اولین نمونہ حامل قرآن و اولین داعی اسلام (علیہ الصلواۃ والسلام) کا ہے: لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ - آج ہم صرف اسی حیثیت سے اسلامی مواثیق و عہود پر نظر ڈالینگے -

( ۲ )

جنگ و صلح کی متضاد حالتوں میں انسان کا نظام اخلاق دفعتاً بدل جاتا ہے - ایک شخص بذات خود نہایت رحمدل ہے لیکن میدان جنگ میں جاکر نہایت بے رحم ہوجاتا ہے - ایک شخص اپنے شخصی معاملات میں نہایت حلیم الطبع ہے لیکن اسی فوج میں شامل ہوکر سخت مشتعل اور مغلوب الغضب ہوتا ہے - ایک شخص امن و صلح کے زمانے میں نہایت صادق القول اور پابند عہد ہوتا ہے لیکن زمانۂ جنگ میں اتنا ہی خداع اور عہد شکن بن جاتا ہے - ایک جماعت، ایک قوم، ایک ملک، امن و سکون کے دور میں انسانیت کا بہتر سے بہتر نمونہ ہوتا ہے لیکن جنگی اغراض، طامعانہ اقدامات، اور حربی مصالح کے عہد فساد میں آکر چار پایوں سے زیادہ وحشی اور درندوں سے زیادہ خونخوار ہوجاتا ہے: لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم، ثم رددناہ اسفل سافلین! اسی بنا پر بعض حکماء کا قول ہے کہ "سیاست اپنے پہلو میں دل نہیں رکھتی"!

لیکن دنیا میں صرف "اسلام" ہی ایک ایسی زندہ ہستی ہے جو اپنے پہلو میں دل اور دل میں ایک ناممکن التسخیر اخلاقی طاقت رکھتی ہے - اس پر عوارض خارجیہ کا کوئی اثر نہیں پڑا - ظاہر و باطن، شخصیت و جمہوریت، افتراق و اجتماع، جنگ و صلح، اسکے لیے تمام حالتیں یکساں ہیں - اسکا معیار اخلاق جس طرح امن و صلح کی حالت میں قائم رہا، اسی استحکام و استواری کے ساتھہ جنگ کے سیلاب اور آگ اور خون کے طوفان میں بھی قائم و ثابت نظر آیا -

پیغمبر اسلام (علیہ الصلواۃ والسلام) کی زندگی اعمال انسانیہ کی ہر شاخ پر حاوی تھی - اسمیں حق و صداقت کے آغاز کی غربت و مظلومی بھی تھی، اور اتمام کی فتح مندی و کامرانی کا جاہ و جلال اور سطوت و جبروت بھی تھا - انہوں نے امن و صلح کے ایام بھی کاٹے، اور امن و صلح کیلیے جنگ کی تلوار باندھنے کا حکم بھی دیا - اسلیے عہد و میثاق اور انکے نتائج و عواقب کے واقعات عہد نبوت کی تاریخ میں بے شمار نظر آتے ہیں، اور انکے اندر اخلاق قرآنی کی عملی صورت دیکھی جاسکتی ہے -

( ۳ )

سب سے پہلی چیز اس سلسلے میں وہ اخلاقی سلوک ہے جو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے غیر قوموں اور حریفان جنگ کے ساتھہ کیا - ان قوموں نے معاہدوں کو اکثر توڑا ہے اور نہایت شرمناک طریقہ سے غداریاں کی ہیں -

رعل، ذکوان، عصیہ، اور بنولحیان کے قبائل نے آنحضرت سے اپنے دشمن کے مقابلے کیلیے فوجی مدد کی درخواست کی؛ آنحضرت نے قراء صحابہ میں سے ستر صحابی ساتھہ کردیے، لیکن بئر معونہ پر لے جاکر انلوگوں نے بیوفائی کی، اور مسلمانوں کو بے دریغ قتل کرڈالا (۱)

جب حضرت عاصم کی فوج کو قبیلہ بنولحیان کے دو سو تیر اندازوں نے گھیر لیا، تو انسے وعدہ کیا کہ اگر وہ نیچے اتر آئیں تو کچھہ تعرض نہیں کیا جائیگا - اسپر ایک جماعت اتر آئی، لیکن بعض صحابہ کو اسی جگہ قتل کردیا گیا، اور بعض کو غلام بناکر بیچ ڈالا!

با اینہمہ غدر و بیوفائی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو معیار اخلاق شخصی حالتوں میں تھا، وہی میدان جنگ میں بھی قائم رہا - شخصی حالت میں آپکے وفاے عہد کا یہ حال تھا:

عن عبد اللہ بن ابی الحمساء قال بایعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ببیع قبل ان یبعث، و بقیت لہ بقیۃ فوعدتہ ان آتیہ بہا فی مکانہ فنسیت فذکرت بعد ثلاث فجئت، فاذا ھو فی مکانہ، فقال یا فتی لقد شققت علی انا ھہنا منذ ثلاث انتظرک (ابوداود جلد ۲ ص - ۳۲۶ کتاب الادب)

عبد اللہ ابن حمساء کہتے ہیں کہ آنحضرت کے ہاتھہ انکے مبعوث ہونے سے پہلے میں نے ایک چیز فروخت کی جسکا کچھہ حصہ آپ کے حوالے نہیں کیا تھا، اور وعدہ کیا تھا کہ آپ ٹھہریے - میں اسی جگہ لیکے آتا ہوں - مگر میں گھر جاکر بھول گیا اور تین دن کے بعد اپنا وعدہ یاد آیا - پلٹ کے آیا تو دیکھا کہ آپ اوسی جگہ کھڑے ہیں - آپ نے مجھے دیکھہ کر فرمایا کہ تم نے مجھے بڑی تکلیف دی - میں تین دن سے اسی جگہ تمہارا انتظار کررہا ہوں!!

جہاد اسلامی کی وسعت نے آپ کی اخلاقی طاقت کو اور بھی مستحکم و استوار کردیا - آنحضرت کا معمول تھا کہ جب مجاہدین جہاد کیلیے روانہ ہوتے، تو آپ انکو مخاطب کرکے ایک عام وصیت

---

(۱) بخاری جزو ۵ ص ۱۰۵ - [۲] بخاری جزو ۵ - ص ۱۰۳ -

اطاعت سے سرکشي کي ' انسے وہ امامت موعودہ بھي چھين لي گئي ' اور خلافت موھوبہ سے بھي محروم کردیے گئے کہ " لا ینال عھدي الظالمین " !

فخلف من بعـدھم — پھر انکے بعد وہ لوگ انکے جانشین ھوے
خلف اضاعوا الصلوۃ — جنھوں نے صلواۃ الھي کو ترک کردیا اور
و اتبعو الشہوات - — اپني نفساني خواھشوں کے بندے ھوگئے

یہ دعاوں کا وعدہ تھا جسکا ظہور ھماري اقبال و کامراني کي تاریخ ھے ' اور اسي طرح یہ دعاوں ھی کی ایک وعید بھی تھی جسکی سزائیں اور محرومیاں ھماري برگشتگی اور درماندگیوں کا ماتم ھے ! وہ ھم ھی تھے جو " اني جاعلک للناس اماما " کے وارث ٹھہراے گئے تھے ' اور ھم ھي ھیں جو آج " لا ینال عھدي الظالمین " کي تصویر نامرادي ھیں !

ذالـك بمـا قدمت — یہ سب کچھہ ان اعمال کا نتیجہ ھے
ایدیھم و ان اللہ لیس — جو خود انھوں نے اختیار کیے ورنہ
بظلام للعبید ! — خداے کریم تو اپنے بندوں کیلیے کبھی بھی ظالم نہیں ھوسکتا -

پس دعاوں کا یہ اجتماع لاھوتي ' امۂ مسلمہ کا یہ مجمع مبارک ' اور روحانیۃ مقدسۂ ابراھیمیہ کا یہ مظہر عظیم و جلیل ' قریب ھے کہ اسي بیابان حجاز میں ظہور کرے جہاں خداے ابراھیم و محمد ( علیھما السلام ) نے امامۃ و خلافت الہی کیلیے اولین دعا کو سنا ' اور پھر ھمیشہ دعاوں کے سننے اور اپني پکاروں اور نداوں کے بلند ھونے کیلیے اسے برگزیدہ کردیا - جس وقت یہ پرچہ تمہارے ھاتھوں تک پہنچیگا ' اس وقت ذوالحجہ کي تیسري تاریخ ھوگي ' اور بادیہ نوردان عشق آباد حجاز کے قافلے کوچ کیلیے طیار ھونگے - اس وقت کا تصور کرو کہ وہ کیسا وقت عظیم ھوگا ' جبکہ لاکھوں انسانوں کے اندر سے اسوۂ ابراھیمي کی روحانیۃ عظمی اپنے خداوند کو بیقرارانہ پکاریگي ' اور اسکے مقدس عہد و میثاق کا رشتہ تازہ ھوگا ؟ لاکھوں سر ھونگے جو بیقرارانہ خداوند کے حضور جھکاے جائینگے - لاکھوں پیشانیاں ھونگي جو اسکی چوکھٹ پر گرائي جائینگي ' لاکھوں دل ھونگے جو اسکي نظارۂ جمال کے عشق میں تڑپ جائینگے ' اور لاکھوں زبانیں ھونگي جنسے اسکے حضور میں دعائیں نکلینگی - پھر اس وقت ایسا ھوگا کہ دریاے محبت الھي جوش میں آئیگا ' ملائکہ مقربین اسکے خلوت وصال کو اسکے دوستوں کیلیے خالي کردینگے ' اور وہ اپنے جمال عالم آرا کے جلوے سے اس تمام محشر عشق و طلب کو ڈھانپ لیگا !

سو چاھیے کہ اس وقت عظیم و جلیل اور ایام الاھیۂ مخصوصہ کے حصول کو غنیمت سمجھو ' اور تم خواہ کہیں ھو اور کسي حال میں ھو ' لیکن اپني تمام قوتوں اور تمام جذبوں سے کوشش کرو کہ تمھاري دعائیں بھي ان دعاوں کے ساتھہ شامل ھوجائیں اور تمھاري بے تابیاں اور بیقراریاں بھي ٹھیک اسي وقت خدا کے حضور رحمت طلب ھوں کہ یہ وقت پھر میسر نہ آئیگا - دنیا انقلاب و تجدد کے ایک مہیب عہد سے گذر رھي ھے اور نئے موسم کي علامتوں نے ھر طرف طوفانوں اور بجلیوں کي ایک قیامت کبری برپا کردي ھے - ممکن ھے کہ روز ھجر ختم ھونے والا اور عہد وصال کي ایک نئی رات شروع ھونے والي ھو ' پس ضرور ھے کہ جن لوگوں نے غفلت کی ھے وہ اب عین شام کے وقت غفلت نہ کریں کیونکہ میں دیکھتا ھوں کہ شام آگئي ھے ' اور چراغوں کا انتظام کرنا چاھیے -

ھاں ' ھر مومن کو چاھیے کہ وہ یکسر دعاوں میں ڈوب جاے ' اور ان مقدس ایام کے اندر صدق دل سے توبہ کرے ' اور اپنے خداوند سے اپنا معاملہ درست کرلے - یہ بڑا ھی سخت وقت ھے جسکي نوشتہ الھي میں خبر دي گئي تھي - وہ وقت موعودہ اپني تمام ھولناکیوں کے ساتھہ آگیا ھے ' اور زمین اپنے گناھوں کي پاداش میں ڈالدي گئي ھے - پس توبہ کرو اور اوس کے سامنے اپني سرکشیوں کا سر مجرموں کی طرح ڈالدو ' اور تڑپ تڑپ کے وہ سب کچھہ مانگو جسکو تمہارا دل چاھتا ھے ' مگر تمھارے اعمال اسکے سزاوار نہیں ھیں -

تم اسکے حضور حج کے دن اور عید کي صبح کو جبکہ خلیل اللہ نے اپنے بیٹے کی گردن پر چھري رکھي تھي ' مسکینوں اور لاچاروں کي طرح گڑگڑاو ' اپني سرکشوں اور نفس پرستیوں کے گوسالہ کو ذبح کردو ( فاقتلو انفسکم باتخاذکم العجل ) اور گڑا گڑا کر دعا مانگو کہ خداوندا ! زمین کی سب سے بڑي مصیبت ' انساني معصیت کے سب سے بڑے عذاب ' اور انقلاب اقوام و ملل کے سب سے زیادہ مہیب موسم کے وقت ابراھیم و اسماعیل کي ذریۃ کو نہ بھلائیو ' اور انکے گناھوں کو معاف کردیجیو !

علی الخصوص عید کے دن جب اسکے حضور کھڑے ھو تو اپنے گناھوں کو یاد کرو - تم میں ایک روح بھي ایسي نہو جو تڑپتی نہو اور ایک آنکھہ بھي ایسی نہو جس سے آنسوؤں کے چشمے نہ بہہ رھے ھوں - یاد رکھو کہ دل کي آھوں اور آنکھوں کے آنسوؤں سے بڑھکر اسکی درگاہ میں کوئي شفیع نہیں ھوسکتا - پس جس طرح بھی ھوسکے اپنے خدا کو راضي کرو اور اسے منالو ' کیونکہ تم نے اپني بد اعمالیوں سے اسے غصہ دلایا اور اسکے پاک حکموں کي پروا نہ کي ' اور تم یوں پکارو کہ اے ابراھیم اور اسماعیل کے خداوند ' اور اے رسول امی کے پروردگار ! ھم نے تیرے عہد کي پروا نہ کی اور اپني بد اعمالیوں سے تیري مقدس زمین کو ملوث اور گھنونا کردیا - لیکن اب ھم اپني سزاوں کو پہنچ چکے اور ھم نے بڑا سے بڑا دکھہ اٹھا لیا - ھم مثل یتیم لڑکوں کے ھوگئے ھیں جنکے والدین کو انسے جدا کردیا گیا ھو ' کیونکہ ھمارا خدا ھم سے راضي نہ رھا اور ھم غمگیني اور رسوائي کیلیے چھوڑ دیے گئے - پر اے حي و قیوم ! اب ھم پر رحم کر ' ھمارے قصوروں کو معاف کر ' اور ھم سے منہ نہ موڑ ' گو ھماري خطائیں بیشمار ھیں لیکن ھم سب تیرے ھي نام سے کہلاتے ھیں ' اور تیري راہ میں دکھہ اٹھانے کیلیے طیار ھیں !

اگر نہ بہر من ' از بہر خود عزیزم دار
کہ بندہ خوبي او خوبي خداوندست !

اے ستار و تواب الرحیم ! کیا ھمارا غم دائمي ھے ' کیا ھمارے خزاں کیلیے کبھي بہار نہیں ' اور کیا ھمارے زخم کیلیے کوئي مرھم نہوگا ؟ اے نسل ابراھیمي کے امیدگاہ ! تو ھمیشہ کیلیے ھمیں نہ بھول اور ھمیں اپني طرف لوٹالے - ھم تجھسے ھمیشہ بھاگے ھیں مگر اب ھم تیري طرف لوٹ آئینگے - کیونکہ ھمیں کہیں پناہ نہ ملي !

تو ھمیں نیکي اور صداقت کیلیے چن لے ' اور اپني ھدایت و عدالہ کي تبلیغ کا بوجھہ پھر ھماري گردنوں پر ڈال !! دنیا آج انتہاء ترقی کے بعد بھي امن و عدالت کیلیے ویسي ھي تشنہ ھے جیسي ظہور صداقت کبری کے اولین عہد جہالت میں تھي !

" ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین ! ( ۷ : ۱۳۹ ) اللھـم مالك الملك ' تو تی الملك من تشاء و تنزع الملك ممن تشاء و تعز من تشـاء و تذل من تشـاء بیدک الخیر ' انك علی کل شي قدیر ( ۳ : ۲۶ ) ربنا علیك توکلنا و الیك انبنا و الیك المصیر ! ربنا لا تجعلنا فتنۃ للذین کفرو ! واغفرلنا ربنا ' انك انت العزیز الحکیم ( ۶۰ : ۶ ) ربنا افرغ علینا صبرا و ثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین ( ۲ : ۲۵۲ ) ربنا لاتجعلنا فتنۃ للقوم الظالمین و نجنا برحمتك من القوم الکافرین ( ۱۰ : ۸۷ ) ربنا انك اتیت " فرعون " و ملاہ زینۃ واموالا فی الحیاۃ الدنیا ' ربنـا لیضلوا عن سبیلك ' ربنا اطمس علی اموالھم ' واشدد علی قلوبھم فلا یومنوا حتی یرو العذاب الالیم ! ( ۱۰ : ۸۹ ) رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا ! ( ۲۷ : ۳۱ ) ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنك رحمۃ ' انك انت الوھاب ( ۳ : ) "

ان سے گفتگو کی - انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

| | |
|---|---|
| من کان بینه و بین قوم عهد فلا یشد عقدة و لا یحلها حتی ینقضی امدها او ینبذ الیهم علی سواء- | اگر کوئی شخص کسی قوم سے معاہدہ کرے تو اوس معاہدے کی گرہ نہ تو کھولے اور نہ باندھے - ( یعنی اوس سے کسی قسم کا تعرض نہ کرے اور اوسکو اپنے حال پر قائم رہنے دے) یہاں تک |

کہ معاہدہ صلح کی پوری مدت گذرجائے، یا باہمی معاہدہ کے توڑنے کا عام اعلان کردیا جائے -

چنانچہ امیر معاویہ راستے ہی سے لوٹ آئے ( ابوداؤد )

سلطنتوں میں باہم معاہدے ہوتے ہیں اور وہ قائم بھی رکھے جاتے ہیں، لیکن کوئی سلطنت اپنے معمولی مقاصد کی کامیابی کو بھی عہد وفا کی اخلاقی پابندی پر قربان نہیں کرسکتی - یورپ کا موجودہ اخلاق اسکے لیے کافی شہادت ہے - اٹلی نے اپنے عالم آشکار عہد کو چند لمحوں کے اندر فراموش کردیا، اور جرمنی پیرس کی طرف بڑھنے کو اسقدر ضروری سمجھتی ہے کہ اسکے سامنے بلجیم کی ناطرفداری کوئی شے نہیں ہے - اسلام کا مقصد پیرس کے قلعوں کی برجیوں سے زیادہ بلند تھا، لیکن اوسنے پابندی عہد پر اپنے عظیم الشان مقصد کو بارہا قربان کردیا ہے - اسلام کا مقصد حقیقی اشاعت حق تھا، اسیکے لیے وہ لڑتا تھا، اسیکے لیے صلح کرتا تھا، اسیکے لیے معاہدہ کرتا تھا - یہ مقصد کبھی کبھی بغیر کسی قسم کے جد و جہد کے بھی حاصل ہو جاتا تھا، اور تلوار کی جگہ صرف داعی اسلام کی روحانی طاقت اس میدان کو فتح کرلیتی تھی - لیکن آنحضرت نے ایسے اعلی مقصد کو بھی جو نہایت آسانی سے حاصل ہوسکتا تھا، معاہدہ کی اخلاقی پابندی پر ترجیح نہ دی - قریش نے ایک شخص کو آنحضرت کی خدمت میں قاصد بناکر بھیجا - وہ آپکی صورت مبارک دیکھتے ہی اسلام کیطرف مائل ہوگیا اور بے اختیار پکار اوٹھا کہ " اب اس جونہت کو چھوڑ کر قیامت تک نہ جاونگا " لیکن چونکہ قاصدوں کے ساتھہ کسی قسم کا تعرض نہیں کیا جاتا، اور اونکے ساتھہ ایک خاص معاہدے کی پابندی لازمی ہے، اسلیے آپنے فرمایا : " میں عہد شکنی نہیں کرسکتا، تم سردست تو واپس جاو - اگر تمہارے دل میں اسلام کی محبت ہے تو پھر واپس آسکتے ہو " وہ پیغام لیکر گیا اور پھر پلٹ کر آیا اور اسلام لایا ( ابو داود )

## ( ۷ )

مشرکین نے صلح حدیبیہ میں جو شرائط پیش کی تھیں، اون میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ " کفار مکہ میں سے جو شخص مسلمان ہوکر مدینہ بھاگ جائیگا، اوسکو مسلمان واپس کردینگے " اس شرط پر باہم سخت اختلاف ہوا - صحابہ نے کہا کہ ایک مسلمان کو کیونکر کفار کے حوالے کیا جاسکتا ہے ؟ ابھی اس شرط کا کوئی فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ ابو جندل ابن سہیل بیڑیاں گھسیٹتے ہوے مکے سے پہونچے اور اپنے آپ کو مسلمانوں کے پاؤں پر ڈالدیا - ابو جندل کا باپ سہیل تھا، اور وہی اس وقت قریش کی طرف سے معاہدے کیلیے آیا تھا - سہیل نے کہا کہ میں اپنے بیٹے جندل کی واپسی ہی پر صلح کرونگا - آنحضرت نے فرمایا کہ ابھی تک معاہدہ صلح مکمل نہیں ہوا ہے، اسلیے اسکی پابندی ہمارے لیے ضروری نہیں ہے - مگر اوسنے کہا کہ اسکے سوا کسی دوسری بات پر صلح ناممکن ہے - آپنے مکرر اصرار کیا کہ کم از کم جندل کو تو اس شرط سے مستثنی کردو، مگر سہیل نے صاف انکار کردیا - ابو جندل نے تمام مسلمانوں سے نہایت درد انگیز لہجہ میں کہا کہ " مسلمانو ! میں مسلمان ہوکر آیا ہوں - کیا اب پھر مشرکین کی طرف واپس کیا جاؤنگا ؟ " ان الفاظ نے صحابہ کے مذہبی جذبات میں آگ لگادی - حضرت عمر رضی اللہ عنہ بے اختیارانہ اوٹھکر آنحضرت کی خدمت میں آے اور عرض کیا کہ کیا آپ پیغمبر خدا اور آپکے ساتھی برسر حق نہیں ہیں ؟ آپنے فرمایا کہ بیشک حق پر ہیں - حضرة عمر نے کہا کہ پھر ہم کیوں اسقدر دب رہے ہیں اور ذلت گوارا کر رہے ہیں ؟ آپنے جواب دیا کہ اللہ کا حکم ایسا ہی ہے -

لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس سوال و جواب سے تسکین نہ ہوئی اور اونہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کی گفتگو کی - تاہم کچھہ نتیجہ نہ نکلا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے تمام شرائط منظور کرکے صلح نامہ مرتب کردیا اور دستخط ہوگئے -

اسکے بعد جب آنحضرت مدینہ کو روانہ ہوے تو ساتھہ ساتھہ ابو بصیر بھی مسلمان ہوکر مکہ سے نکل آے - قریش نے اونکی جستجو میں دو آدمی بھیجے اور شرائط صلح یاد دلائیں - آنحضرت نے فوراً ابو بصیر کو واپس کردیا - وہ اونکو لیکر چلے تو مقام ذوالحلیفہ میں پہونچکر کھجوریں نکالیں اور کھانے پینے میں مشغول ہوے - ابو بصیر نے اس موقعہ پر بالطائف الحیل اونکے پھندے سے نکلنا چاہا - وہ کھجور کھانے میں مصروف تھے - ابو بصیر نے ایک شخص کی تلوار کی طرف دیکھہ کر کہا : " کتنی اچھی تلوار ہے " اوس نے داد پاکر تلوار کھینچ لی اور کہا بے شبہہ میں اسکا بارہا تجربہ کرچکا ہوں - ابو بصیر نے ہاتھہ بڑھاکر دیکھنے کے بہانے لیلی اور سب سے پہلے اسی شخص کی گردن قلم کردی - دوسرا شخص یہ حالت دیکھہ کر بھاگا اور دوڑتا ہوا مدینہ پہونچا - آنحضرت ( صلعم ) نے اوسکی بدحواسی دیکھی تو فرمایا " اوسپر کوئی مصیبت آگئی ہے " اوس نے کہا " میرا ساتھی تو قتل کردیا گیا ہے، اور میں بھی قتل کے قریب پہونچ گیا تھا " -

اسی حالت میں ابو بصیر بھی پہونچے اور آنحضرت سے کہا کہ " آپ نے اپنا عہد پورا کرکے مجھے واپس کردیا، اب خدا نے مجھے نجات دی ہے، آپ اسکے ذمہ دار نہیں ہیں " آنحضرت ( صلعم ) نے فرمایا " یہ شخص تو لڑائی کا شعلہ معلوم ہوتا ہے " انہوں نے ان الفاظ سے یہ نتیجہ نکالا کہ آپ دوبارہ مجھے واپس کردینگے - چنانچہ وہ مدینہ سے بھاگ کر ساحل دریا کے کنارے مقیم ہوگئے - ابو جندل کو خبر ہوئی تو وہ بھی اون سے جاملے، یہاں تک کہ قریش کا جو شخص مسلمان ہوتا تھا وہ بھاگ کر ابو بصیر کے دامن میں پناہ لیتا تھا - رفتہ رفتہ ابو بصیر نے ایک اچھی خاصی جمعیت قائم کرلی، اور قریش کے کاروان تجارت کو جو شام کی طرف جاتا تھا، عام طور پر لوٹنا شروع کردیا - بالاخر قریش نے آنحضرت سے شکایت کی، اور آنحضرت نے ابو بصیر وغیرہ کو بلا لیا ( بخاری )

## ( ۸ )

عموماً زمانہ جنگ میں معاہدوں کی پابندی نہیں کی جاتی - اور اشخاص کے باہمی معاہدے تو صلح کی حالت میں بھی کوئی جمہوری وقعت نہیں رکھتے، لیکن اسلام کی جمہوریت اور شخصیت دونوں ایک ہی روحانی طاقت کی تابع تھیں، اسلیے زمانہ جنگ میں اشخاص کے مجبورانہ معاہدوں کو بھی نہایت مضبوطی کے ساتھہ قائم رکھا جاتا تھا - خدیفہ بن یمان کا بیان ہے کہ " میں غزوہ بدر میں صرف اسلیے نہیں شریک ہوسکا کہ میں اور ابو حسیل ساتھہ چلے، تو کفار قریش نے ہم کو گرفتار کرلیا، اور کہا کہ تم محمد کے پاس جاتے ہو - ہم دونوں نے کہا کہ نہیں ہم صرف مدینہ کا ارادہ رکھتے ہیں - چنانچہ اونہوں نے عہد

( ۱ ) ابوداود جلد ۲ ص ۲۴ - ( ۲ ) ابوداود - جلد - ۲ - ص - ۲۲ -

[ ۱ ] بخاری جلد ۳ ص ۱۹۶ - ۱۹۷ -

فرماتے جو متعدد اخلاقی هدایات کا مجموعه هوتی تهی - انهی هدایات میں ایک حکم پابندی عهد کا بهی تها :

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا امر امیرا علی جیش او سریة اوصاه فی خاصة بتقوی الله عز و جل و من معه من المسلمین خیرا ' ثم قال اغزوا باسم الله فی سبیل الله - قاتلوا من کفر بالله اغزوا ولا تغلوا ولا تغدروا ولا تمثلوا ولا تقتلوا ولیدا ( صحیح مسلم - جلد ۲ ص - ۹۲ کتاب الجهاد )

آنحضرت جب کسی شخص کو کسی فوج کا سپه سالار مقرر فرماتے تو اوسکو سب سے پہلے پرهیزگاری اور مسلمانوں کے ساتهه بهلائی کرنے کی وصیت کرتے - پهر فرماتے که خدا کی راه میں خدا کا نام لیکر لڑو ! جن لوگوں نے خدا کا انکار کیا هے اون سے جہاد کرو ' لیکن مال غنیمت میں کسی قسم کی خیانت نه کرنا ' عهد کی پابندی کرنا ' بیوفائی نه کرنا ' کسی کے هاتهه ' پاؤں ' کان ' ناک نه کاٹنا ! بچوں کو قتل نه کرنا !

مجاهدین عموماً ان احکام پر عمل کرتے تهے ' اور یهی اخلاقی هدایت تهی جو اون کو هر قسم کے بے اعتدالانه جنگی افعال سے روکتی تهی -

لیکن ان هدایات میں پابندی عهد پر مسلمانوں نے جس شدت کے ساتهه عمل کیا ' اوسکی نظیر دنیا کی اخلاقی تاریخ میں نهیں مل سکتی - حضرت حبیب اور ابن دثنه کو قبیله بنو لحیان نے امان دیکر پہاڑ سے اوتروایا ' پهر بد عهدی کی اور اونکو غلام بنا کر بیچ ڈالا - عام طور پر جب نقض عهد میں ایک فریق کی طرف سے پیش قدمی کی جاتی هے ' تو دوسرا فریق هر قسم کی پابندیوں سے آزاد هوجاتا هے اور تمام معاهدوں کو توڑ سکتا هے ' اسلیے حبیب اگر اسوقت ان هدایات کی پابندی نه کرتے تو وه معذور سمجهے جاسکتے تهے - لیکن آنحضرت کے احکام جبری احکام نهیں هوتے تهے بلکه آپ کا روحانی اثر اونکو مجاهدین کے رگ و پے میں ساری کردیتا تها - جب حبیب کو حارث بن عامر نے خرید لیا اور حرم کے باهر قتل کرنا چاها تو اونهوں نے حارث کی لڑکی سے استره طلب کیا - لڑکی نے استره اونکے هاتهه میں دینا چاها تو حارث کا لڑکا بهی ساتهه ساتهه چلا آیا - حضرة حبیب نے اوسکو گود میں بٹها لیا - وه ڈری که جو شخص جان سے هاتهه دهو چکا هے اوسکو کسیکی جان پر حمله کرنے میں کیا تامل هوسکتا هے ؟ حضرت حبیب گو جان سے هاتهه دهو چکے تهے اور هاتهه میں ایک هتهیار استره بهی تها ' لیکن آنحضرت (صلعم) نے بچوں کے قتل نه کرنیکا جو عهد اونسے لے لیا تها وه اونکو جان سے بهی زیاده عزیز تها - اونهوں نے اوسکی سراسیمگی دیکهکر کہا : " کیا تمکو ڈر هے که میں اس بچے کو قتل کردونگا ؟ نهیں ' تم ایسا نه سمجهو - میں ایک بچے کا خون اپنی گردن پر نهیں لے سکتا " ( بخاری - جزو - ۵ )

ان اخلاقی احکام سے زیاده خود آنحضرت صلی الله علیه وسلم کے طرز عمل نے صحابه کو پابندی عهد کی تعلیم دی تهی - یهود خیبر نے آنحضرت ( صلعم ) کو زهر دیدیا لیکن آپنے کسی قسم کا انتقام نهیں لیا - آنحضرت پر یهودیوں نے اپنی دانست میں جادو کیا ' لیکن آپنے معاهدے کی بنا پر اونکو معاف کردیا !

( ۴ )

آنحضرت نے جب کفار مکه سے بمقام حدیبیه صلح کرلی تو صلح کے بعد مسلمانوں اور کافروں میں باهم میل جول هوگیا - حضرت سلمه کا بیان هے :

" میں اس حالت اطمینان میں ایک درخت کے نیچے جاکر لیٹ گیا - اتفاق سے میرے پاس چار مشرک آگئے اور آنحضرت کی مذمت کرنے لگے - میں آپکی هجو نه سن سکا اور اوٹهکر دوسرے درخت کے سایے میں چلا گیا - وه سب درخت کی شاخ میں هتهیار لٹکا کر لیٹ گئے ' اسی حالت میں دفعتاً غل هوا که ابن زنیم قتل کردیا گیا - میں نے تلوار میان سے کهینچ لی ' اور اونهی چاروں پر حالت خواب میں حمله کیا - پہلے اونکے هتهیاروں پر اچهی طرح قبضه کرلیا ' پهر اون سے کہا که اوس ذات کی قسم جس نے محمد کو برگزیده کیا هے - تم میں سے جو شخص سر اوٹهائیگا ' اوسکی گردن اوڑا دونگا - پهر ایک طرف سے میں ان چاروں کو ' اور دوسری طرف سے میرے چچا عامر ایک دوسرے کافر کو جسکا نام مکرز تها ' گهسیٹتے هوے آنحضرت کے پاس لاے - لیکن آنحضرت نے اونکو بالکل معاف کردیا اور فرمایا : " ان کو چهوڑ دو ' برائی کی ابتدا اونهی کے طرف سے هونی چاهیے " ( مسلم جلد ۲ )

اگر آنحضرت اونکو قتل کردیتے تو درحقیقت اس بدعهدی کے ذمه دار خود وهی لوگ هوتے - لیکن آپنے نقض عهد کی اس ظاهری شکل کو بهی گوارا نه کیا جو اونکے قتل سے پیدا هوتی تهی !!

( ۵ )

اسلام نے احکام شریعت کے تین درجے قرار دیے هیں:

الحلال بین و الحرام بین وما بینهما مشتبهات -

حلال بهی کهلا هوا هے اور حرام بهی ' البته انکے درمیان چند مراتب ایسے هیں جو حلت و حرمت دونوں کا احتمال رکهتے هیں !

یهی مشتبهات درحقیقت زهد و تقوی کا امتحان گاه هیں - ایک خداع شخص ایک کهلی هوئی نیکی پر عمل کرسکتا هے ' ایک مرائی دکهلاوے کیلیے کسی صریح برائی سے اجتناب کرسکتا هے ' لیکن ایکوں کا کهوٹ وهاں نهیں چهپ سکتا جہاں حلال و حرام کے نهایت نازک درمیانی مقامات هیں - تمام حیل شرعی انهی کے محور پر گردش کرتے هیں -

آنحضرت ( صلعم ) زهر دینے والے اور سحر کرنے والے یهودیوں کو قتل کرسکتے تهے ' آپ اون کفار سے بهی انتقام لے سکتے تهے جنهوں نے صلح حدیبیه کے بعد هجو و غیبت بالله کشت و خون کی طرف قدم بڑهایا - با اینهمه آپنے اونکو معاف کردیا ' تاهم ان بدعهدیوں پر اشتباه کے متعدد پردے پڑے هوے تهے - انسے دائی انتقام کی بو آتی تهی ' اور خلق عظیم کے تمام ابواب اخلاق میں سب سے زیاده نمایاں باب یه هے که :

لم ینتقم لنفسه ( صحیح بخاری )

آپنے کبهی اپنی ذات کیلیے کسی سے بدله نه لیا !!

ایسا کرنے سے اگرچه حقیقی طور پر نقض عهد نهیں هوسکتا تها ' تاهم ظاهر نقض عهد کا شبهه پیدا هوسکتا تها - اسلام اپنے دامن پر اس قسم کا ظاهری دهبه بهی نهیں دیکهه سکتا !

( ۶ )

آپکے طرز عمل نے صحابه کیلیے پابندی عهد کا بهی ایک بلند تر معیار قائم کر دیا تها - اونهوں نے اپنے زمانه میں همیشه اوسکو قائم رکها -

عهد صحابه میں جب کبهی نقض عهد کا ظاهری احتمال بهی پیدا هوا تو لوگوں نے علانیه اوسکا انکار کیا - امیر معاویه نے رومیوں سے ایک مدت کیلیے معاهدۂ صلح کرلیا تها - وه اگرچه نقض عهد کرنا نهیں چاهتے تهے ' تاهم اونهوں نے زمانۂ صلح هی میں رومیوں سے لڑنے کیلیے تیاریاں شروع کردیں - اور فوج لیکر اونکی طرف بڑهے که مدت صلح گذر جانیکے ساتهه هی جنگ شروع کردینگے - اسی حالت سفر میں ایک شخص گهوڑا اوڑاتا هوا پہنچا اور کہا " الله اکبر ! الله اکبر ! یه بد عهدی تمهارے شایان شان هے ؟ تمکو وفاے عهد کرنا چاهیے " لوگوں نے تعجب سے دیکها تو معلوم هوا که عمر بن عبسه هیں - امیر معاویه کو خبر هوئی تو اونکو بلا بهیجا اور
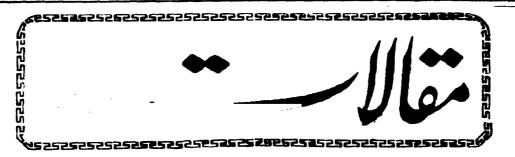
# موجوده جنگ کا علم النفس

## جنگ کي قوت محرکه

### جديد تربيت عسکري

ماخوذ از نیسن

اس طاقت کا تصور ' درحقیقت ' نہایت مشکل ہے جو ایک فوج کو میدان جنگ کے زہرہ گداز امتحان گاہ میں لا کھڑا کرتی ہے - جسے ہم فوج کہتے ہیں وہ دراصل ہمارے ہی طرح کے معمولی انسانوں کا مجموعہ ہوتی ہے ' اور سپاہی جو اس مجموعہ کا مایہ خمیر ہوتے ہیں ان میں علی الاوسط صبر و ثبات کی کوئی خاص قوت نہیں ہوتي - یورپ کی فوجوں میں وہ ایک معمولی شہري یا کاشتکار ہوتا ہے ' جو وردي اور اسلحہ پہنکے ہمیں ایک جانباز اور سرفروش سپاہي نظر آتا ہے - خود ہماري ( انگریزي ) باقاعدہ فوج میں وہ ایک معمولی بے روزگار شخص ہوتا ہے ' جو قریباً ہمیشہ غیر تعلیم یافتہ اور تہیدست ہوتا ہے ' اور محض فاقہ کشي سے بچنے کے لیے اپنا نام سپاہیوں کے رجسٹر میں لکھواتا ہے - لیکن تاہم اس واقعہ سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان طالب معاش انسانوں کے انبوہ میں کچھہ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو پیدایشي سپاہی ہوتے ہیں اور انکا یہی میلان طبیعی انہیں فوج میں لیجاتا ہے -

مگر موجودہ فوجوں میں انکي تعداد کم ہے اور نہ صرف کم بلکہ روز بروز مزید کمی کي طرف مائل ہے - ورنہ اکثر تو ہمارے ہي طرح کے لوگ ہیں یعني انکي طبیعی خواہش نہ مرنا چاہتي ہے اور نہ مارنا ' کیونکہ اسوقت ہماري عام حالت یہ ہے کہ ہم موت خصوصاً غیر طبیعي موت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں - غور کیجیے کہ ایک قتل کے واقعہ پر کیسا ہیجان بپا ہو جاتا ہے - کس طرح جمہور کي توجہ سیاسی پیچیدگیوں بلکہ پہیلوں تک سے اس واقعہ کي طرف پھر جاتي ہے - سونچیے کہ اسوقت ایک سیاسي قتل کس قدر خوف اور ہول کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے - خیال کیجیے کہ ایک ناگہاني مصیبت سے ' جسمیں ہزار ہا جانیں کام آتی ہیں ' کس طرح پورے ملک پر حزن و ملال کے بادل چھا جاتے ہیں -

لیکن قتل کي گونہ گوں شکلیں ہیں معرکہ جمع ہے - جو اپنے اندر بہت سے قتل اور خونریزیاں رکھتا ہے یا یوں کہیے کہ ایک معرکہ مختلف سیاسي قتلوں کي ضرب ہے - البتہ اگر ایک ہزار جانیں ' کام آتي ہیں تو نقصان کا ذکر " نسبتاً کم " کی حیثیت سے کیا جاتا ہے -

( جانبازي کا معرکہ )

نوع انساني میں جو طبیعي میلان کہ تمام دوسرے میلانات کو مغلوب کر لیتا ہے وہ یہ ہے کہ زندگي کي حفاظت کرنا چاہیے - خصوصاً اپنی زندگي کي ' بظاہر یہ امر بالکل قرین عقل ہے کہ ایک سپاہی میں یہ میلان خاص طور پر قوي ہونا چاہیے ' اور چونکہ وہ جوان ہوتا ہے اسلیے غالباً وہ زندگی کا لطف زیادہ اٹھاتا ہے اور بجا طور پر یہ اعتماد کر سکتا ہے کہ وہ طویل مدت تک لطف اندوز رہسکیگا -

مگر کیا عجیب بات ہے کہ وہ معرکہ کارزار میں اسلیے آتا ہے کہ اپنی یہ جان عزیز ہزاروں انسانوں کے پہلو بہ پہلو دے اور جیسا کہ شارلوا کی سڑکوں میں ہوا ہے اتنے بڑے انبوہ کثیر میں دے کہ لاشوں کو گرنے کی جگہ بھی نہ ملے ' بلکہ ایک لاش دوسري لاش کے سہارے پر کھڑي کی کھڑي رہجاے - یہ کون سی طاقت ہے جو اسقدر حیرت انگیز طور پر اس سب پر غالب آ جانے والے میلان طبیعی حفظ نفس ( سیلف پریزرویشن ) پر غالب آ جاتی ہے ' جو عالمگیر زندگی کا عمیق ترین میلان اور ہر ممکن بقا کا روح رواں ہے ؟

قدیم زمانہ میں غصہ اور بہیمی سنگدلی انسانوں کو موت اور خطرہ کے منہ میں لیجاتی تھی اور سچ یہ ہے کہ اسوقت بھي یہ دونوں چیزیں جنگ و قتال کی ایک قوي محرک ہیں - چنانچہ ہم دیکھہ چکے ہیں کہ دو سال ہوے کس طرح اپنے ظالموں (ترکوں) کی طرف سے دیرینہ بغض نے بلغاریوں کو اپني زندگی کي طرف سے بے پروا کردیا تھا ' اور پھر دوسري جنگ بلقان میں کس طرح یہ بغض باہم ان لوگوں میں پیدا ہوا ' جو پہلے ایک دوسرے کے حلیف تھے - قریباً ہر جنگ میں بغض و نفرت کی ترقی کے لیے دشمن کے نام پر شدید اور غیر معقول گالیوں اور اسکے ساتھہ ساتھہ اسکے فظائع و مظالم خصوصاً پانی میں زہر ڈالنے کي کوششوں کے بیانات کا علانیہ اظہار کیا جاتا ہے - چنانچہ جنوبي افریقہ کی جنگ میں افواہوں کا اس امر پر اصرار رہا کہ دشمن دریاء میں سائنڈ آف پوٹیسیم ڈالرہے ہیں - موجودہ جنگ میں بھي یہي ہوا اور لڑائي کے پہلے ہفتہ میں برلن کو یہ یقین دلایا گیا کہ برلن میں جو روسي قیام پذیر ہیں وہ اپنی ہاتھہ کی مجوف چھڑیوں سے برلن کے پانی کے محفوظ خزانوں ( واٹر ورکس ) میں ہیضہ کے جراثیم چھوڑنا چاہتے ہیں -

غرض بغض اور سنگدلي ان قدیم زمانہ کي معرکہ آرائیوں میں زیادہ کام کرتی تھي ' جبکہ انسانوں میں تیغ و سپر سے دست بدست جنگ ہوا کرتی تھي ' مگر جسقدر زمانہ گذرتا جاتا ہے اسیقدر ان جذبات کی شدت اپنی قوت کھوتي جاتی ہے ' اور اسوقت ایک شخص " قومی بغض " تو محسوس کرتا ہے لیکن اسکے مقابلہ میں شاید ہی وہ کورانہ شخصي غیظ و غضب محسوس کرتا ہو ' جو قدیم زمانہ میں اسکي عسکریت و سپہگري کي قوت محرکہ تھی - اسلیے جب ہم یہ کہتے ہیں کہ " پانچ میل کي زد پر "غصہ" کے عالم میں دونوں سر ہولیں " تو یہ " غصہ " اس " غیظ و غضب " سے بالکل مختلف ہوتا ہے - جو عہد قدیم میں تیغ دو دم سے دشمن کے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کیا کرتا تھا -

( تربیت عسکری )

ہمارے زمانہ میں جو شے قوت محرکہ کا کام دیرہي ہے وہ تربیت عسکري یا ڈسپلن ہے - تربیت عسکری کوئی نئي شے نہیں - ایک قدیم شے ہے ' اور جب کبھی تربیت یافتہ اور غیر تربیت یافتہ کا مقابلہ ہوا ہے تو ہمیشہ تربیت یافتہ فوج غیر تربیت یافتہ دشمن میں اس طرح گھستی چلی گئی ہے جس طرح چھري پنیر کے ٹکڑے میں دوڑتی چلي جاتی ہے -

شرکت جہاد کا معاہدہ لیکر ہمکو چھوڑ دیا - ہم آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوے اور شریک جہاد ہونا چاہا - لیکن آپ نے فرمایا: " تم لوگ مدینہ کو واپس جاؤ - ہم کفار کے معاہدوں کو پورا کرتے ہیں' اور اونکے مقابلے میں صرف خدا سے مدد چاہتے ہیں" (۱)

( ۹ )

ایفاے عہد کے متعلق سب سے بڑی بحث یہ ہے کہ کس کے ساتھہ معاہدہ کرنا چاہیے اور کس کے ساتھہ قائم رکھنا چاہیے ؟ روما کے مقنن اعظم سولن نے اسکا نہایت مختصر جواب دیا ہے اور وہی تمام دنیا کے سیاست کی روح ہے : " معاہدہ مکڑی کا جالا ہے جو اپنے سے کمزور کو تو اولجھالیتا ہے لیکن اپنے سے قوی کے مقابلے میں توٹ جاتا ہے " لیکن اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے ' جسکے اخلاقی معاہدوں نے سولن کے اس تار عنکبوت کو توڑ دیا ہے - اسلام ضعیفوں کے ساتھہ فیاضانہ معاہدہ کرتا ہے ' اور اوسکو نہایت مضبوطی کے ساتھہ قائم رکھتا ہے - آنحضرت نے کفار قریش سے بہ مقام حدیبیہ جو صلح کی تھی' وہ بظاہر نہایت عاجزانہ و مجبورانہ صلح معلوم ہوتی ہے - خود صحابہ نے اسکا احساس کیا تھا اور آپ نے بھی نہایت صراحت کے ساتھہ فرما دیا تھا :

| | |
|---|---|
| لا یسألونی خطة یعظمون فیها حرمات اللہ الا اعطیتھم - | میرے سامنے وہ جو شرط بھی پیش کرینگے میں اوسکو قبول کر لونگا' بشرطیکہ اوس سے شعائر الہی کی توھین نہو - |

چنانچہ آپ نے اپنے گروہ مقصود یعنی اون مسلمانوں کو جو نور ایمان سے لبریز ہو کر آئے تھے ' واپس کرنے کا عہد کرلیا - آنحضرت نے صلح نامہ پر " بسم اللہ " لکھنا چاہا - کفار نے اس سے انکار کیا ' لیکن آپ نے باوجود صحابہ کے اصرار کے کفار کی خواہش پوری کردی اور " بسم اللہ الرحمن الرحیم " کی جگہ " باسمک اللھم " لکھا - آپ نے اپنے نام کے ساتھہ " رسول اللہ " لکھنا چاہا ' کفار نے کہا " اگر ہم آپ کو رسول اللہ مانتے تو یہ جھگڑا ہی کیوں ہوتا؟ صرف محمد بن عبد اللہ لکھیے " معاہدہ پر رسول اللہ کا لفظ لکھا جا چکا تھا' لیکن آنحضرت نے حضرت علی علیہ السلام کو حکم دیا کہ " اس فقرے کو مٹادو " اونکے جوش ایمان نے اسکو گوارا نہ کیا تو آپ نے خود مٹادیا !

اس سے زیادہ کمزوری اور کیا ہو سکتی ہے ؟ لیکن کیا درحقیقت آپ مجبور تھے ؟ کیا قریش کی عظیم الشان طاقت نے آپ کو بالکل بیدست و پا کر دیا تھا ؟

تمام سلطنتیں نقض عہد کیلیے ضعف کا بہانہ ڈھونڈھتی ہیں' اور صلح تو ہمیشہ قوی ہی کے ساتھہ کی جاتی ہے ' لیکن اسلام کی امن پسندی نے ایک نہایت ضعیف گروہ کے مقابلے میں نہ فیاضانہ صلح کی ' اور اوسکو نہایت مضبوطی کے ساتھہ قائم رکھا چنانچہ آپ نے خود فرما دیا :

| | |
|---|---|
| انا لم نجئی لقتال احد و لکنا جئنا معتمرین - و ان قریشا قد نہکتھم الحرب واضرت بھم فان شاؤا ماددتھم مدة - | ہم کسی سے لڑنے بھڑنے نہیں آے ہیں' صرف عمرہ کرنے آے ہیں - قریش کو متواتر لڑائیوں نے چور چور کردیا ہے اور اونکی طاقت کو سخت صدمہ پہونچا ہے تا ایںہمہ وہ چاہیں تو ہم ایک مدت کیلیے اون سے صلح کرلے سکتے ہیں - |

دنیوی سلطنتوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے ؟ وہ اس بہترین موقع سے کیا کام لیتیں؟ انعقاد صلح کا یا استعمال جنگ کا ؟ دنیا کی قدیم و جدید تاریخ اسکا نہایت آسانی کے ساتھہ جواب دیسکتی ہے - اگر اس حالت میں کوئی سلطنت صلح بھی کرتی تو اوسکا نتیجہ جنگ سے زیادہ درد انگیز ہوتا -

لیکن یہ جزئی طرز عمل صرف اخلاقی حیثیت رکھتا تھا - اسلام کی وسعت ایک مستقل اور جامع ہدایت کی محتاج تھی جو اس اخلاقی طرز عمل کے ساتھہ اپنے اندر ایک قانونی طاقت بھی رکھتی' اور جبکہ پچھلوں کی اخلاقی طاقت آنحضرت کے اسوہ حسنہ کو بھلا دیتی' تو وہ اپنی جزئی طاقت سے اوسکو یاد دلاتی -

آنحضرت نے غیر قوموں کے ساتھہ جو تحریری معاہدے کیے ہیں وہ بالکل قانونی اور سیاسی حیثیت رکھتے ہیں ' لیکن اون سے ثابت ہوتا ہے کہ اس باب میں اسلام کا قانون کس قدر فیاضانہ تھا ؟ آنحضرت نے نجران کے عیسائیوں کے ساتھہ جو معاہدہ کیا ' اسکے الفاظ یہ ہیں :

| | |
|---|---|
| علی اہل نجران الفی حلة النصف فی صفر والنصف فی رجب یؤدونھا الی المسلمین وعاریة ثلاثین درعا وثلاثین فرسا وثلاثین بعیرا وثلاثین من کل صنف من اصناف السلاح یغزون بھا والمسلمون ضامنون لھا حتی یردوھا علیھم ان کان بالیمن کید ذات غدر علی ان لا تھدم لھم بیعة و لا یخرج لھم قس و لا یفتنوا عن دینھم ( ابو داود جلد ۲ صفحہ ۷۵) | اہل نجران کو دو ہزار حلے با قساط دینا پڑینگے' ایک ہزار صفر میں ' اور ایک ہزار رجب میں' اور اونکو ۳۰ زرہ ۳۰ گھوڑے ' ۳۰ اونٹ ' اور ہر قسم کے ہتھیاروں میں سے تیس تیس ہتھیار بطور عاریت کے بھی دینا ہونگے - مسلمان اس عاریت کے ذمہ دار ہونگے اگر یمن میں کوئی جنگ ہوگی تو وہ لوگ ان چیزوں کو واپس کر دینگے - اور اس معاہدہ کی بنا پر نہ تو اونکے گرجے گراے جائینگے ' نہ اونکے کسی پادری کو جلا وطن کیا جائیگا' اور نہ اونکے مذہب سے کوئی تعرض ہوگا - |

لیکن اسلام کا ہر قانون اپنے اندر اخلاقی روح بھی رکھتا ہے آنحضرت نے اخلاقی نصائح سے اسکو اور بھی موثر بنا دیا :

| | |
|---|---|
| الا من ظلم معاھدا او انتقصه او کلفه فوق طاقته او اخذ منه شیئا بغیر طیب نفس فانا حجیجه یوم القیامة ( ابو داود جلد ۲ - ص - ۷۷ ) | خبردار ' اگر کسی نے کسی غیر مذہب رعیت پر ظلم کیا ' یا اوس کی تنقیص کی' یا اوسکی کوئی چیز بجبر لےلی ' اگر ایسا ہوا تو میں اوس کی طرف سے قیامت کے دن خدا کے سامنے جھگڑونگا - |

صحابہ نے آنحضرت کے بعد اس فیاضانہ طرز عمل کو نہایت ہی تعصب کے ساتھہ قائم رکھا - چنانچہ ہشام ابن حکیم نے حمص کے عامل کو دیکھا کہ قبطیوں کو دھوپ میں بٹھا کر جزیہ وصول کر رہے ہیں ' اونہوں نے اوسوقت آنحضرت کی یہ اخلاقی نصیحت یاد دلائی :

| | |
|---|---|
| ان اللہ یعذب الذین یعذبون الناس فی الدنیا | خدا عذاب دیگا اون لوگوں کو جو دنیا میں انسانوں کو دکھہ پہونچاتے ہیں |

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت اسی اخلاقی قانون کی تجدید کی تھی :

| | |
|---|---|
| و اوصیه بذمة اللہ وذمة رسوله صلی اللہ علیه وسلم ان یوفی لھم بعھدھم و ان یقاتل من ورائھم ولا یکلفوا الا طاقتھم (بخاری جزو ۴ ص ۶۹ ) | میرے بعد جو خلیفہ ہوگا میں اوسکو خدا اور خدا کے رسول کے معاہدے کی حفاظت کے لیے وصیت کرتا ہوں وہ وصیت یہ ہے کہ غیر مذہب والوں سے جو معاہدہ کیا جاے' وہ پورا کیا جاے اونکی جان و مال کی حفاظت کے لیے لڑائی کی جاے' اور انپر اتنا ہی بوجھہ ڈالا جاے جس کے وہ متحمل ہوں - |

عہد خلافت راشدہ میں کسی موقع پر بھی ان الفاظ سے سر مو تجاوز نہیں کیا گیا ' لیکن ہم عہد صحابہ کے پابندی عہد کی مثالیں ایک مستقل صحبت میں جمع کرینگے -

(۱) مسند مسلم جلد ۲ ص ۸۹ -

# فلسفۂ

## الحـــرب

[ اسباب و موثرات ، نتائج و علل ، عواقب و علائق ]

### ( ۳ )

### ( جماعت کے موثرات خارجیہ )

دنیا میں افراد پر مختلف چیزیں اثر ڈالتی ہیں : مذہب ، قومیت ، سیاست ، رسم و رواج ، زمانہ ، غرض اس قسم کے سیکڑوں موثرات سے شخصی حالتوں میں انسان متاثر ہوتا رہتا ہے - وہ مجلس وعظ میں جاتا ہے ، خطباء کی تقریریں سنتا ہے ، تھیٹروں میں شریک ہوتا ہے ، تصاویر متحرکہ کا تماشا دیکھتا ہے ، اور ان تمام چیزوں کا اوسپر مختلف اثر پڑتا ہے - وہ زرق برق پوشاکوں ، پولیس کی خاکی وردیوں ، اور سلطنت کے جھنڈوں کے لہرانے سے بھی مرعوب ہوجاتا ہے - وہ اخبار پڑھتا ہے ، اور ہولناک خبروں سے اوسکے اعصاب میں جنبش پیدا ہوجاتی ہے - وہ خاک نشیں فقیروں کی روحانیت معنویہ کے آگے گردن جھکا دیتا ہے - غرض دنیا کی ہر چیز اسپر اثر ڈالتی ہے ، اور وجود انسانی موثرات کے جلب و انفعال کا ایک پیکر و مثال ہے !

جماعت پر بھی یہی چیزیں اثر ڈالتی ہیں - لیکن جماعت کا معنوی قوام عموماً رقیق ، نرم ، اور لچکدار ہوتا ہے ، اسلیے اوسپر بہ نسبت افراد کے ان موثرات کا اثر زیادہ شدت کے ساتھہ پڑتا ہے ، اور عمل مسمریزم کی طرح وہ اوسکی قوت شاعرہ کو فنا کر دیتا ہے -

بعض شخصی حالتوں میں بھی ضعیف الدماغ افراد کو دیکھا گیا ہے وہ موثرات خارجیہ کے شدت تاثر سے بد حواس ہو گئے ہیں - ایک سڑی لاش کو دیکھکر یا کسی خون چکاں گردن پر نظر ڈالکر بہت سی عورتیں بے ہوش ہو جاتی ہیں -

لیکن " جماعت " عموماً ضعیف الدماغ ہوتی ہے ، اور بہت شاذ و نادر صورتوں میں اسکا دماغ قوت کی نمایش کر سکتا ہے اسلیے یہ موثرات خارجیہ اسپر یکسر چھا جاتے ہیں اور اسکے ہر فرد کو ایک طرح کے جنون میں مبتلا کردیتے ہیں - یہی جنون جماعت کے عجیب و غریب اعمال و افکار کا مصدر و مبدء بن جاتا ہے !

جماعت اگرچہ دنیا کے موثرات میں کم و بیش ہر چیز سے متاثر ہوتی ہے - لیکن چند چیزوں کا اثر خاص طور پر شدید و بے خطا ہوتا ہے - ان موثرات کو جماعت کے " مخصوص موثرات " میں شمار کرنا چاہیے - ہم یہاں کسی قدر تفصیل کے ساتھہ اونہیں دفعہ وار بیان کرینگے :

( موثرات شدیدہ و مخصوصہ )

( ۱ ) ہر جماعت ایک لیڈر کے زیر اثر ہوتی ہے - لیکن لیڈر جس چیز سے جماعت پر حکومت کرتا ہے وہ ایک معنوی طاقت ہوتی ہے ، جسکو نفوذ یا روحانیت کہتے ہیں - کوئی لیڈر اس طاقت کے بغیر لیڈر نہیں بن سکتا - البتہ یہ نفوذ بعض اشخاص میں فطرتاً قوی ہوتا ہے - جیسے نپولین کہ وہ اپنے حصۂ نص ترفع و ریاست کو اپنے ساتھہ لایا تھا - یا تاریخ اسلام میں امیر معاویہ ، تیمور ، اور نادر ، وغیرہ کہ ان میں قدرتاً وہ داعیہ موجود تھی - اس قسم کا فطرتی نفوذ دنیا پر ایک لا زوال طوف کے ساتھہ فرمانروائی کرتا ہے - سکندر مٹ گیا ، نپولین نے اپنے آخری دن نہایت بد حالی میں بسر کیے ، مگر اب نسل انکی شہرت کے آگے ہماری گردنیں اب بھی جھک جاتی ہیں - آن کے نام سنکر ہم کانپ جاتے ہیں ، جھجک جاتے ہیں ، اور ایک عجیب و غریب مخفی اثر عظمت کا احساس کرتے ہیں !

لیکن اکثر حالتوں میں یہ نفوذ خارجی اسباب کا بھی نتیجہ ہوتا ہے - دولت ، ثروت ، تزک و احتشام ، وضع و لباس ، اور خطاب و القاب کے ذریعہ بعض لوگ قوم میں نمایاں ہو جاتے ہیں ، اور اوسکو اپنا علام بنا لیتے ہیں - پولیس کو وردی اسی لیے پہنائی جاتی ہے کہ اوسکا رعب و داب اوسکے اندر چھپا ہوا ہے - علماء کا جبہ و عمامہ اس خارجی و مصنوعی نفوذ کا ایک خطر ناک آشیانہ ہے - بادشاہوں کی سواری جب دھوم دھام سے نکلتی ہے تو ہنگامہ رعب و سطوت بپا ہو جاتا ہے - سلطنتیں اونہی لوگوں کو خطاب دیتی ہیں ، جنکے اثر سے وہ کام لینا چاہتی ہیں -

اس نفوذ عارضی اور نفوذ فطری میں تضاد نہیں ہے بلکہ دونوں ایک ذات میں جمع بھی ہو سکتے ہیں - نپولین اپنے نفوذ ذاتی کو فوجی لباس میں اور بھی نمایاں کردیتا تھا - لیکن اکثر دونوں علحدہ علحدہ جلوہ افگن ہوتے ہیں ، اور زیادہ تر ایسا ہی ہوتا ہے کہ مصنوعی نفوذ کو بغیر ذاتی نفوذ کے پیدا کیا جاتا ہے - جنرل روفرے اور سر جان فرنچ کی صورت کیسی مہیب اور شاندار ہے ؟ مگر غالباً دل کے آتشکدے میں نفوذ کی ایک چنگاری بھی نہیں ہے ورنہ ابتک جنگ یورپ کا صفحہ الٹ چکا ہوتا -

اسی عارضی نفوذ کی نمایش کیلیے لیڈروں کا شاہانہ استقبال کیا جاتا ہے - یہی مصنوعی نفوذ فوجوں کو لڑاتا ہے ، اور ان کو آگ اور خون کے دریا میں دھکیل دیتا ہے - جماعت اس مخفی اثر سے مدہوش ہوتی ہے ، اور اسکو اپنے اعمال کے نتائج کی مطلق خبر نہیں ہوتی -

لیکن ہر نفوذ جماعت پر اثر نہیں ڈال سکتا - جماعت اور لیڈر کے معتقدات و خیالات میں مناسبت ہونی چاہیے - ایک جنرل راہبان عبادت گذار پر کوئی اثر نہیں ڈال سکتا - انکو صرف واعظ کے پند و نصائح ہی متاثر کر سکتے ہیں - انبیاء کرام علیہم الصلواۃ و السلام اسلیے امت کے قدیم عقاید و خیالات کا لحاظ رکھتے ہیں -

جب آگ کے یہ دونوں شعلے باہم ملجاتے ہیں ، تو جماعت ایسے عجیب و غریب کام کرگذرتی ہے ، جنکو خوارق و عجائب میں شمار کیا جاتا ہے !

( ۲ ) جماعت پر کسی بات کے بار بار کہنے کا بھی بڑا اثر پڑتا ہے - نپولین کا قول ہے کہ " دنیا میں وہی شخص کامیاب ہوسکتا ہے جو ایک بات کو بار بار کہتا ہے " قرآن حکیم کی مکرر آیتوں کا اصلی فلسفہ یہی ہے - لیکن اس نکتۂ دقیق و غریب کو بہت کم سمجھتے ہیں اور اس سے بھی کم اسکی تعلیم کرسکتے ہیں -

بعض لیڈر عمر بھر ایک ہی موضوع پر تقریر کیا کرتے ہیں ، اخباروں میں اشتہارات بار بار اسی غرض سے چھاپے جاتے ہیں -

لیکن ہر تاکید موثر نہیں ہوسکتی اور نہ ہر اعادہ و تکرار مفید ہوسکتا ہے - وہ ایک خاص اصول کا پابند ہے - تاکیدی فقرے کو سادہ ، مختصر ، اور دلیل سے خالی ہونا چاہیے - قرآن حکیم نے شراب کے متعلق صرف اسقدر کہا : فهل انتم منتهون ؟ کیا تم باز نہیں آؤگے ؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ چیخ اٹھے : انتهينا انتهينا ! ! ہم باز آے ، ہم باز آے -

لیکن اگر ایک ہی بات کو پہلو بدل بدل کے کہا جاے تو تاکید کا یہ اور بھی موثر تر طریقہ ہے - ایک سادہ اشتہار جب رنگین کاغذ پر چھاپا جاتا ہے تو اوسکا اثر بہت ہی بڑھجاتا ہے !

قدیم زمانہ میں تربیت عسکری کے معنی یہ تھے کہ کسی شخص کو تہدید یا تعذیب کے ذریعہ سے اسطرح اطاعت کی تعلیم دیتا کہ اطاعت اسکی عادت اور یہ عادت اسکی طبیعت و فطرت ہو جاے - اس طبیعت ثانیہ کے یقینی طور پر حاصل کرنے کے لیے ہولناک تدابیر اختیار کی جاتی تھیں - ابھی اس واقعہ کو صرف ایک صدی گزری ہے کہ ولنگٹن اور کرافورڈ اپنے سپاہیوں کو تازیانے اور دار و رسن سے سزا دیا کرتے تھے - اس زمانہ میں تربیت عسکری کے جو معنی سمجھے جاتے تھے وہ اس قابل نہیں ہیں کہ اب پڑھے بھی جائیں -

غالباً یہ بخوبی معلوم ہوگا کہ یہ سر جان مور تھے جنہوں نے مقام "شورن کلف" میں ایک ہلکے ڈیویژن کو تربیت دیکے ہماری فوج کو یہ دکھلا دیا کہ مروجہ تربیت کے علاوہ دوسری قسم کی تربیت بھی وہی اثر پیدا کر سکتی ہے جو مطلوب ہے -

سر جان مور کے نظام تربیت کے متعلق لکھتے ہوے سر ولیم نیپیر کہتے ہیں " داخلی اور اخلاقی نظام، افسروں کی دائمی نگہداشت، کپتانوں کی حقیقی حکمرانی و مسئولیت، یہ چیزیں تھیں جنہوں نے تربیت عسکری کو اس تک پہنچا دیا -

اسکے نتائج کے متعلق " جنرل ہوپکن " جو ہلکے ڈویژن سے واقف ہیں لکھتے ہیں :

"تربیت کے متعلق میری راے اسقدر قوی ہے کہ مجھے اسکے متعلق لکھنا چاہیے - فوج کی بہبودی کے لیے میں تربیت عسکری کو تمام دوسری چیزوں سے بلکہ تجربہ کاری اور بہت سی جنگوں میں شرکت سے بھی بہت بلند تر مرتبہ دیتا ہوں - جب " ٹیلاو میرا " میں ہلکا ڈویژن انگریزی لشکر میں شامل ہوا ہے، تو اگرچہ جنگ اسکے لیے ایک نئی شے تھی، مگر تاہم وہ اس لشکر میں تجربہ کار سپاہیوں کی طرح خیال کیے جاتے تھے - انہوں نے یہ کریکٹر اپنی تربیت عسکری کی بدولت تمام مدت جنگ میں قائم رکھا - انہوں نے کوئی غلطی نہیں کی اور صف کے ٹوٹ جانے کے بعد بھی وہ ویسے ہی باقاعدہ سپاہی معلوم ہوتے تھے جس طرح کہ وہ صف میں نظر آتے تھے -

( سر جان مور کا مطمح نظر )

اگرچہ اسوقت بھی ہلکے ڈویژن ترتیب دیے جا رہے ہیں مگر اب اسکا نظام تربیت اسی تک محدود نہیں، در حقیقت تربیت عسکری کے متعلق سر جان مور کا مطمح نظر ہماری ساری سپاہ میں سرایت کر گیا ہے ، اور جب ہم یہ سوچتے ہیں کہ ہماری سپاہ میں رنگروٹ ایسے اتفاقی طور پر داخل ہوتے ہیں اور انکی کیا اصل ہوتی ہے اسوقت ہمیں پیدا ہونے والے نتائج کسی ساحر کے سحر کا ایک نمونہ معلوم ہوتے ہیں -

اگرچہ اب تربیت کے قدیم معنی اور طریقے بدلگئے ہیں، مگر قدیم تربیت کا جوہر اصلی باقی ہے - وہ غیر تربیت یافتہ مسلح مرد یا عورتیں صرف بیکار ہی نہیں، جو والنٹیر چلانے کی مشق جنگ کے لیے فرضی تیاری کے خیال میں کرتی رہتی ہیں ، بلکہ اپنے وطن کے لیے ایک انتہائی خطرہ ہیں - " مرالتسک " ایک مشہور جرمن ماہر فن جنگ کہتا ہے " غیر تربیت یافتہ اشخاص اسقدر تمسخر انگیز ہیں جسقدر کہ گراں مصارف ہیں کیمپت کے والنٹیر اگرچہ بہت تھے مگر تاہم بیکار تھے "

( کامل اعتماد )

اس لفظ سے زیادہ کوئی لفظ آگاہی بخش نہیں - اطاعت و فرمانبری کی عادت جو قدیم زمانہ میں آہنی عسکری ترتیب پیدا کرتی تھی اگرچہ قابل قدر شے ہے، مگر اب تعلیم یافتہ اشخاص میں اسکا پیدا ہونا قریبا ممکن نہیں جنکی یہ حالت ہے کہ اگر انکو اپنی نقل و حرکت کا کوئی صحیح مقصد معلوم نہ ہو اور یہ نہیں معلوم ہوتا تو وہ شکستہ دل ہو جاتے ہیں، اور انکو اپنے افسروں پر اعتماد نہیں رہتا ، اور اگر مسلسل شکستیں ہولیں تو انکا اعتماد نفس بھی متزلزل ہو جاتا ہے - لیکن جب تک تربیت عسکری قائم رہتی ہے، اسوقت تک نتائج بالکل مختلف ہوتے ہیں - اس حالت میں یہ لوگ اپنی نقل و حرکت کا مقصد جانتے ہیں - انہیں اپنے افسروں پر کامل اعتماد ہوتا ہے اور واپسی کی سخت خطرناک اور دشوار کارروائیوں میں بھی انکا اعتماد نفس قائم رہتا ہے -

یہ کسقدر عجیب بات ہے کہ تربیت عسکری کی بہترین مختصر تعریف ڈارون نے کی ہے - وہ کہتا ہے کہ " اپنے ہمراہی اور رفیق پر کامل اعتماد کی حالت کا نام تربیت عسکری ہے " ہم یہ جانتے ہیں کہ " لفظ کامل اعتماد " طویل معاشرت، مشق ، تجربہ ، اور دستہ کی اس روح پر دلالت کرتا ہے جو سپاہیوں کو دستہ کی صورت میں قائم رکھتا ہے -

جب ہم اس نقطہ تک پہنچ جاتے ہیں تو یہ نقطہ ہمکو ان معرکات سے قریب کردیتا ہے جنکی وجہ سے ایک سپاہی اپنی اس ہستی کو خطرہ میں ڈالدیتا ہے، جسکی دنیا اسقدر قدر کرتی ہے -

اس نئے زمانے کے سپاہیوں کے لیے غالبا سب سے بڑا محرک شرمساری کا خوف ہے - خواہ وہ اپنی ہو، یا اپنی کمپنی کی ، یا اپنے رجمنٹ کی یا پھر اپنی قوم کی، افسر کے ساتھہ ایک قسم کی محبت بھری وفاداری بھی ایک طاقتور شے ہے - خصوصاً ہماری فوج میں جہاں افسروں اور سپاہیوں میں عجیب و غریب دوستانہ ہوتا ہے -

( نیپولین کے اصول موضوعہ )

جس مقصد کے لیے جنگ ہو رہی ہے اسکے ساتھہ محبت و جانثاری بھی ایک بہت عمدہ مگر نایاب شے ہے، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ نیپولین اپنے جنگ کے ٦٥ - اصول موضوعہ میں اسکو اہمیت نہیں دیتا ، بلکہ اسیقدر اسکی تحقیر کرتا ہے -

وہ کہتا ہے کہ " ایک عمدہ جنرل ، ایک خوش ترتیب نظام ، اچھی تعلیم ، اور سخت ترتیب عسکری ، جسکو اچھے انتظام سے مدد ملتی ہو، ان چیزوں سے ہمیشہ عمدہ فوجیں تیار ہونگی خواہ جنگ کا سبب کچھہ ہو " -

اسکے ساتھہ ہی یہ بھی ہے کہ وطن کی محبت ، جوش و عدوات کی روح، اور قومی عزت کا احساس نوجوان سپاہیوں پر عمدہ اثر ڈالیگا "

یہ اس شخص کے استفادہ کرنے والے الفاظ ہیں جو پیر و جوان دونوں میں عیرت و نشاط کی آگ مشتعل کرنیکی قوت اپنے اندر رکھتا تھا ، اور جسکی عادت یہ بھی کہ آغاز سے انجام تک وہ جنگ کے مقصد یا اپنے ساتھہ محبت کے جذبات پیدا کیا کرتا تھا ،

تاہم اسکے پندرھویں اصول سے کسیقدر بہتر اور صحیح تر نغمہ کی صدا آتی ہے -

" ہر جنرل کہ معرکہ پیش کرتا ہے، اسکو اولین فکر اپنی فوج کی سربلندی اور عزت کی ہونی چاہیے - آدمیوں کا حفظ و بقاء دوسرے درجہ پر ہے - یہ مقدم الذکر ( یعنی فکر عزت و نام ) سے پیدا ہونے والی ہمت اور اقدام ہیں، جنکے ذریعہ سے آدمیوں کی حفاظت حاصل ہو سکتی ہے "

ڈسپلن یعنی افسروں پر اور باہم ایک دوسرے پر کامل اعتماد ، شرمساری کا احساس، جو اپنے رفیق، اپنی جماعت، اور اپنے وطن کے آگے ذلت گوارا نہ کرے ، اور سنجیدہ اور حق بجانب مقصد کا احساس یہ طاقتیں ہیں جو ہمارے سپاہیوں کو سرحد پر جانے اور اس طبیعی خوف کا مقابلہ کرنے کی ترغیب دیتی ہیں، جو نوع انسانی کے لیے ہمیشہ ایک مغلوب کن شے ہے

# تاریخ و عبر

## جرمني کي ترقي کا راز

جرمني کي ترقي همیشه دنیا کي تمدني تاریخ کا دیباچهٔ زریں سمجهي گئی هے' اور آج تو اوسکو ایک معجزه سمجها جاتا هے' لیکن درحقیقت یه کسي مافوق الفطرۃ طاقت کا ظهور نهیں هے' بلکه دنیا میں جب کسي قوم نے ترقی کے تمام مبادي و اصول کا احاطه کرلیا هے تو اوسکا ظهور و استیلاء اسی معجزانه طریقه سے هوا هے -

جرمني اگرچه آج تمدن کے تاج کا گوهر درخشاں هے' لیکن انیسویں صدي کے ابتداء میں اوسپر ایک سخت تاریک تاریخی زمانه بهي گذر چکا هے -- آج اگرچه وه تمام یورپ کا نقشه بدل دینا چاهتي هے' لیکن اوسوقت وه دنیا کے نقشے کا ایک اوڑا هوا سا رنگ تهي' جو جذب نگاه کي قوت سے بالکل خالی تها - یهاں تک که جب شارلمان کا تخت و تاج بالکل اولٹ دیا گیا تو اس سیاسی انقلاب نے دنیا میں کسي قسم کی حرکت نهیں پیدا کی' حالانکه آج جرمني کی ایک خفیف سی جنبش سے بهی مرکز عالم ارز جاتا هے -

اس عهد ظلمت میں جرمني دسائس پیشه امراء کی حرص و طمع کا شکارگاه بني هوئي تهي' جو اپني اغراض شخصیه کے حفظ کیلیے اجانب و اغیار کي صف جنگ میں شامل هوکر خود اپنے اهل وطن بهائیوں سے لڑتے تهے - سیاسي روح سے جرمني کا قالب بالکل خالي تها - ان امراء کی متفرق جماعتیں تمام ملک پر استبدادي حکومت کررهي تهیں' اور اونکے پنجۂ آهنیں میں جرمني کا زوپاں زوپاں گرفتار تها - اقتصادي حالت نهایت ابتر تهي' رعایا میں باهم کسي قسم کا ربط و اتحاد نه تها' زمین بنجر پڑي هوئی تهي' صنعت و حرفت کا بازار بالکل سرد تها' اپنے موجوده مفاخر میں اوسوقت جرمني صرف شاعرانه اور فلسفیانه خیالات پر ناز کرسکتی تهي' اور جبکه انگلستان یه فخر کرسکتا تها که وه عظیم الشان سمندروں کی لهروں پر حکومت کر رها هے' اور جبکه فرانس کو یه ناز تها که اوسکا علم سلطنت سرسبز مرغزاروں پر لهرا رها هے' تو انکے مقابل میں جرمني بهت زیاده اونچا اوڑ کر صرف یه کهه سکتی تهي که "میري حکومت کا پرچم شاعرانه خیالات کے هوائي قلعوں پر اوڑ رها هے" لیکن اسي هوائي قلعه میں اوسکی تمام ترقیوں کا راز سر بسته محفوظ تها -

ایشیاء کو یورپ کی قسمت پر رشک کرنا چاهیے که جس چیز نے ایران کو برباد کر دیا ' اوسی نے جرمنی کی ترقیوں کا سنگ بنیاد نصب کیا - شاعرانه و فلسفیانه خیالات پهیل کر بالکل هوا میں نهیں اوڑ جاتے ' بلکه اگر دماغ پاجاتے هیں تو وه کرۂ هوا کی جگهه اوسکو اپنا مستقر بناتے هیں ' اسلیے جرمني کي فضاے بسیط میں اس شاعري کي جو لهریں پهیلتي تهیں ' وه سمت سمت کے دماغ کے ایک گوشے میں مرتکز هوتی جاتي تهیں - لیکن جب وه دماغ ان سے بهر گیا تو دفعتاً چهلک پڑا ' اور جرمنی کی فضاے عبر [illegible] میں بکایک ترقی کا ایک سیلاب آ گیا ' اور یه وهی سیلاب هے ' جو آج میدان جنگ میں صرف آگے بڑهنا جانتا هے' اور پیچهے هٹنا نهیں جانتا - خیالات کا پیدا کیا هوا یه انقلاب بجاے خود فلسفه تاریخ کا ایک راز سر بسته هے ' لیکن اسکي کنجي بهي جرمني هي کے حدود طبیعیه میں هے' اور همکو خزانه سے پہلے کنجي هي کي جستجو کرنی چاهیے -

جرمنی کي فضا چمکتے هوے موتیوں ' جگمگاتے هوے هیروں' لهکتے هوے سبزوں' مهکتے هوے پهولوں' کي مرغزار نهیں هے' بلکه وه پیچدار سواحل کا ایک مجموعه' ٹهوس کانوں کا ایک مخزن' پهیتوں کا ایک طویل سلسله' اور نهروں کا ایک بحر بے کنار هے' اسلیے ان مناظر طبیعه کا قدرتی اثر بهی ایران اور کشمیر سے بالکل مختلف هے - مرغزار ' و خرمن گل ' قهقهه تدرو و نالهٔ بلبل ' اگرچه انسان میں حسن پرستي اور سوز و گداز سے لطف اوٹهانے کا ایک طبیعي ذوق پیدا کردیتے هیں جو ترقي کرکے فنون لطیفه کي شکل اختیار کرلیتا هے ' لیکن عزم و استقلال ' رزانت و متانت ' سنجیدگي و پختگي کی نشوو نما صرف ناهموار میدانوں ' ٹهوس پهاڑوں ' اور سنگلاخ زمینوں هي میں هوسکتي هے - اهل جرمني کو فطرت نے جو غیر مسطح فضا عطا فرمائي تهي وه قدرتاً ایران و کشمیر کي سر زمین کی طرح جذبات میں کوئي رقیق یا اشتعال انگیز احساس نهیں پیدا کرسکتي تهي - اسلیے وه لیٹن قوموں کی طرح مصوري اور موسیقی کے استاد تو نه هوسکے ' لیکن اس نے هر جرمن کو کوه شکن عزم و استقلال کا ایک پیکر مجسم بنا دیا -

جرمنی کے مناظر طبیعه کا یه اثر هر جرمن کے سیماے سخن گو سے علانیه نمایاں هوتا هے - اگرچه اوسکي ظاهري شکل و سباهت اور وضع ولباس میں کوئي ایسي مصنوعي کشش نهیں هوتي جو نازنینان پیرس کی لچکدار کمر کي طرح ذوق طلب آنکهوں کے تار نظر میں سلسلوں پیچ و خم ڈالدے ' لیکن جب وه کسي نقطے کي طرف حرکت کرتا هے تو هر شخص کو صاف نظر آ جاتا هے که وه ایک لوهے کا ٹهوس گولا هے جو هر چیز کو چیرتا پهاڑتا اپنے نشانے هي پر جاکر دم لیتا هے -

هر جرمن اپنے اس مقابلی نفوذ و قوت کی نمایش کرنا چاهتا هے' لیکن وه اسکے ذریعه سے اپنے تفوق و شهرت طلبی کا اظهار کرنا اور نه کوئی مادي فائده اوسکے پیش نظر هوتا هے ' بلکه وه اس اخلاقی نمایش کو انسانیت ' قومیت اور مدنیت کا حقیقي معیار سمجهتا هے ' اسلیے دنیا کے سامنے هر موقع پر ایک اخلاقي نمونه قائم کردیتا هے -

هر جرمن اگرچه فطرتاً اعتماد علی النفس کا مجسم نمونه هوتا هے ' لیکن اوسکی قومی نشو و نما اس اعتماد کو اور بهی بڑها دیتی هے ' جرمن عموماً کثیر الاولاد هوتے هیں ' اور اب تو انکی مردم شماري روز بروز بڑهتی جاتي هے - چنانچه سنه ۱۸۱۶ میں اوسکی تعداد ۲۵ ملین تهی ' لیکن سنه ۱۸۵۰ میں یه تعداد بڑهکر ۳۶ ملین هو گئي ' اور سنه ۱۹۰۵ میں ۶۰ ملین تک پهونچ گئی' اور اب تو اس سے بهی زیاده هے - لیکن اسکے برعکس فرانس توالد و تناسل کے میدان میں رجعت قهقري کر رها هے - نسل انسانی کی اس افزایش و نشو و نما نے جرمني میں مزدور اور پیشهور طبقه کی ایک فوج گراں تیار کردي هے' جو تجارتي اور اقتصادی میدانوں میں ایک کامیاب تمدني جنگ کر رهی هے - کوئی جرمن لیٹن قوموں کی طرح اپنی اولاد کے گذارے کیلیے روپیه کا توڑا چهوڑ کر نهیں مرتا ' بلکه اوسکو صرف ایک زنده اور متحرک طاقت بنا کر مرجاتا هے ' اور طاقت خون کو رگوں سے خود هي جذب کرلیتی هے -

قوت همیشه اپنی نمایش کرنا چاهتي هے ' اسلیے هر جرمن اپنے نفوذ و اثر کے دائرہ کو وسیع کرنا چاهتا هے ' اور یه طبعی میلان

تکرار کا هر شخص پر اثر پڑتا ہے لیکن جماعت کا معنوي قوام چونکه نہایت دقیق ہے اسلیے اس میں جو نقش تکرار کے ذریعه قائم هوجاتا ہے ' وہ کبھی نہیں مٹتا -

انسان جب ایک بات کو مختلف لوگوں سے سنتا ہے ' تو اوسپر مجبوراً یقین کرلیتا ہے - اسي طرح جماعت جب ایک هی بات کو بار بار اور مختلف طریقوں سے سنتي ہے ' تو اوسپر اوسکا وهی اثر پڑتا ہے جو ایک شخص پرکسي روایت کے مختلف الاوصاف اور متعدد راویوں کا پڑتا ہے - اسي تکرار کے اثر سے جماعت میں یقین کي جو کیفیت راسخه پیدا هو جاتي ہے ' وہ اوس قوت سالله کي تولید کا باعث هوتي ہے ' جس کا نام " سریان خیال " ہے ' اور جو جماعت کو ایک رشتۂ وحدۃ فکر و عمل میں منسک کر دیتي ہے !

( ٣ ) جماعت صورت سے زیاده متاثر هوتي ہے - حقیقت کا اثر اوسپر کم پڑتا ہے - اگر کسی جماعت سے کہا جاے که " فلاں محله میں دس آدمي مرض دق میں مبتلا هوکر مرگئے ' تو اوسپر کچھه اثر نه هوگا ' لیکن اگر اسي واقعه کو یوں بدل دیا جاے که ایک مکان گر پڑا اور پانچ آدمی دب کر مرگئے تو اسکا چرچا گھر گھر پھیل جائیگا !

طاعون سے لاکھوں جانیں هر سال ضائع جاتی هیں - هم اخباروں میں اونکي رپورٹیں پڑھتے هیں ' لیکن اسکو ایک معمولی واقعه سمجھتے هیں ' لیکن کسي اخبار میں هماري نظر سے ایک سطر کي خبر گذر جاتي ہے که فلاں جہاز ڈوب گیا ' اور اوسکا ایک مسافر بھي نہیں بچا تو دفعتاً همارے تمام اعصاب متزلزل هو جاتے هیں او ر همارے اندر هیجان و اضطراب پیدا هو جاتا ہے !

تقریر و خطابت کا اثر جماعت پر صرف اسیلیے پڑتا ہے که وہ اوسکي ذهنی صورتوں کو سامنے کھڑا کردیتی ہے - بلکه خطیب کي حرکات ' اوسکا انداز کلام ' اوسکے مختلف اشارے ' خود اوسیکو اوس چیز کي تصویر بنا دیتے هیں ' جسکا وہ وعظ کہتا ہے - جماعت کان سے اوسکی تقریر سنتي ہے اور آنکھه سے اوسکو دیکھتي ہے - اسلیے اندر اور باهر دونوں جگهه اوسکا مطمع نظر ایک متحرک صورت میں نظر آتا ہے ' اور اوسی صورت کا اوسپر اثر پڑتا ہے - یہي وجه ہے که دنیا کے تمام لیڈروں نے هاتھه سے زیاده زبان سے دنیا کو فتح کیا ہے !

الفاظ کے معاني هر زمانے میں بدلتے رهتے هیں ' حریت کا جو مفہوم آج ہے ' گذشته زمانے میں نه تھا - اسلیے مقرر کو الفاظ کے وقتی اثر اور وقتي مفہوم کا بھي لحاظ رکھنا چاهیے - جب کوئی تقریر ان تمام شرائط کی جامع هوتي ہے ' تو وہ جماعت کو دیوانه بنا دیتي ہے -

الفاظ جو مجسمۂ معاني جماعت کے سامنے کھڑا کردیتے هیں ' وہ پھر بھي برقع پوش هوتا ہے - لیکن تھیٹر اور تصاویر متحرکه اوسکو بالکل بے نقاب کردیتے هیں - یہي وجه ہے که جماعت پر ان کا شدت سے اثر پڑتا ہے -

رومن قوم جو دنیا کي ایک متحرک اور زنده قوم تھی ' همیشه تھیٹروں کو اپني کامیابی کی منزل مقصود سمجھتی تھی - اب بھی بہت سے شورش انگیز خیالات انھی کے ذریعه پھیلائے جاتے هیں - شخصی حکومتیں شورش انگیز مضامین کي طرح تصویروں کو بھی ضبط کرلیتي هیں - پیرس میں ایک ایکٹر نے ایک مجرم کا ایکٹ کیا ' اور اوسکے جرم کے مختلف مناظر دکھائے - تماشائیوں میں اس قدر شورش پیدا هوئی که هر شخص اوس فرضی مجرم کی طرف حمله کرنے کیلیے بڑھا - اگر پولیس نے ایکٹر کو اپنے دائرے کے اندر نه لے لیا هوتا تو وہ اپنے ممثل جرم کی حقیقی سزا پا جاتا -

تھیٹر اور بائسکوپ کا اثر جماعت پر اسلیے بھي زیاده پڑتا ہے که جماعت واقعات کے نتائج کي تلاش نہیں کرتي - وہ صرف واقعات کي اصلی صورت دیکھنا چاهتی ہے - هم سنتے هیں که لڑائی میں پانچ هزار آدمی مرگئے - لیکن بائسکوپ همکو اونکے جسم کے زخم اور انکي گردنوں سے بہتا هوا خون دکھلا دیتا ہے - نتایج کے لحاظ سے اخباروں کي خبر اور بائسکوپ کے تماشے میں کوئي فرق نہیں - لیکن جماعت پر نتیجه کوئي اثر نہیں ڈالتا - موت سے زیاده خون کا سیلاب اور زخم کي سرخی اوسکے جذبات کو مشتعل کردیتي ہے - ایک مرده فلسفی کی لاش جماعت کیلیے کوئی موثر چیز نہیں ہے ' لیکن ایک زنده سپاهي کا ایک قطره خون اوسکو اپنے قابو سے باهر کرسکتا ہے !!

( ٤ ) جماعت پر اوهام کا بھی نہایت شدید اثر پڑتا ہے - وہ حقیقت کو نہیں پوجتی حقیقت کے مظاهر وهمیه کی پرستش کرتي ہے - بت پرستی کا رواج اسی بنا پر هوا که انسان خدا کو انسان هی کي شکل میں دیکھنا چاهتا تھا - اگر بت خانے نه هوتے تو بتوں کي طاقت کا خاتمه هو چکا هوتا - عظیم الشان عمارتوں پر هم نوحه خواني کرتے هیں ' لیکن اس اینٹ پتھر کے ڈھیر میں کیا دھرا ہے ؟ اوس میں همارے آبا ؤ اجداد کی عظمت گذشته کي وهمی حقیقت چھپي هوئي ہے - تمام دنیا اسی وهم پرستي کیلیے اپنے قدیم شعار ' اپنے قدیم عوائد کو قائم رکھتی ہے - عجائب خانے اسلیے قائم کیے جاتے هیں که وہ قدماء کي یادگاروں کو دکھا کر همارے دل کے اندر وهي تصویر مرتسم کرتے رهیں - تمدن و تہذیب کے ستون کو بھي اسی وهمی حقیقت نے قائم رکھا ہے - اگر آج یه یادگاریں منادی جائیں تو دنیا کي قدیم وحشت پھر زنده هوجاے - هزاروں لاشیں میدان میں کٹ کٹ کے گرتی هیں ' مگر انسانیت کی آنکھه صرف اشک آلود هوکر رهجاتی ہے ' لیکن جب ایک کتب خانه ' ایک عجائب خانه یا ایک قلعه منهدم کردیا جاتا ہے ' تو تہذیب و تمدن کی آنکھه خون کا سیلاب بہانے لگتي ہے - کیا انسان کے خون سے یه چیزیں زیاده عزیز هیں ؟ کیا انسان سے سب کچھه ہے کہ انسان اینٹ اور پتھر کے ماتم کیلیے ہے ؟

لیکن جماعت اونکی حفاظت کیلیے اپنا خون بہادیتي ہے - کیونکه وہ صرف وهمی امید پر زندگي بسر کرتی ہے ' اور اوسکي امیدوں کا مرکز اوسکا دماغ نہیں هوتا - اوس نے اپنی قوت شعور کو کھو دیا ہے ' اوسکی امیدوں کا آشیانه اوسکے قلعے کي برجیاں هوتي هیں - جب تک وہ قائم هیں ' جماعت بھي زنده ہے - اگر وہ منهدم هوگئیں تو سمجھه لینا چاهیے که جماعت کا شیرازه بھی بکھر گیا !

میدان جنگ میں بادشاه کا تاج دفعتاً زمین پر گر پڑتا ہے - ایک فلسفی کی نظر میں یه نہایت معمولي واقعه ہے - لیکن تمام فوج کے پاؤں معاً اوکھڑ جاتے هیں ' کیونکه وهي اونکا قبلۂ امید تھا -

( ٥ ) جماعت تجربه سے بھی شدت کے ساتھه متاثر هوتی ہے -

اگر بار بار کے تجربے سے یه ثابت هو جاے که ایک قوم یا ایک سلطنت ظالم ہے ' تو جماعت کو اوسکے مقابلے میں به آسانی بھڑکایا جا سکتا ہے - اگر متواتر واقعات اسی قوم کے محاسن کو علانیه نمایاں کرچکے هوں تو جماعت اوسکی حمایت کیلیے نہایت مستعدي سے تیار هو جاتی ہے - اسلام کي مدنیۃ فاضله نے جنگ کے موقعوں پر اس اثر کو نمایاں کیا ہے - مسلمانوں کے مستقل همدردانه و عادلانه طرز عمل اور فیاضانه برتاؤ نے مختلف قوموں کو خود بخود اونکا حلقه بگوش بنا دیا تھا - چنانچه تاریخ اسلام اسکي بکثرت مثالیں پیش کر سکتی ہے -

کرسپی نام کو تو وکیل تھا ' مگر سیاسیات اسکی زندگی تہے - اور قسمت نے اسے پیدا بھی تاریخ کے ایسے دور میں کیا تھا جبکہ اس قسم کی زندگی پوری طرح بسر کی جا سکتی تھی -

کرسپی جسوقت جوان ہوا ہے اسوقت یورپ نیپولین کی والی مولی ذلت و نکبت سے نکل رہا تھا ' اور آیندہ انقلاب کے لیے برباد ہو رہا تھا - ہر ملک میں بیچینی و اضطراب کی ایک نئی اور عجیب و غریب روح پیدا ہو رہی تھی ' یعنی جرمنی میں فرڈیننڈ لیسیل اور کیرل مارکس ' ہنگری میں لوئس کوسوتھ ' فرانس میں لوئس بلینک ' انگلستان میں چارلس جونس ' اور اطالیا میں کیور ' گیری بیلڈی ' اور میزینی موجود تھے -

اس زمانے کی روح حریت کے یہ واضح مظاہر اگرچہ مطالبات میں باہم مختلف تھے ' تاہم شان انقلاب انگیزی میں سب مشترک تھے - کرسپی اطالیوں کے وطن پرستوں میں شامل ہوگیا ' اور سنہ ۱۸۴۸ کی بغاوت صقلی میں عملی حصہ لیا - انقلاب کی ناکامی اور بوربونس کی واپسی سے مجبوراً اسے بھاگنا پڑا - اس نے " پیڈمونٹ " میں جا کے پناہ لی ' جہاں اسکی انقلاب انگیزانہ روح میزینی کے ساتھہ شریک کار ہو گئی ' اور بغاوت " عدن " میں اس نے پھر حصہ لیا - مگر یہاں سے بھی کرسپی کو بھاگنا پڑا وہ مالطہ سے بچتا ہوا پیرس پہنچا - یہاں سے ایک بار پھر حکام وقت نے اسے نکالا اور بالاخر خارجی باغیوں کے دیرینہ ملجا و ماوی لندن نے اسے معہ میزینی کے اپنے حرم حریت یہاں پناہ دی -

لندن میں ان دونوں آدمیوں نے آزادی اطالیا کے لیے متحدہ طور پر کام کیا ' جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گیری کی سرگرمی میں ہزارہا نے علم بغاوت بلند کیا اور بالاخر وکٹر عمانوئیل کی ماتحتی میں اطالیا دوبارہ متحد ہوا -

ان تمام جلیل القدر کاموں میں کرسپی نے معقول حصہ لیا - اسوقت تک کرسپی کے متعلق یہ مشہور تھا کہ وہ ایک ایسا جمہوریت پسند ہے کہ ادنی رعایت کے ساتھہ بھی وہ کسی قسم کا تصفیہ کرنے والا نہیں - کرسپی سنہ ۱۵۶۱ میں اکسٹریم لیفٹ ( بائیں جانب کی انتہائی جماعت ) کے ممبر کی حیثیت سے پارلیمنٹ میں داخل ہوا ' لیکن سنہ ۱۸۶۲ ع میں وہ شاہ پسند ہوگیا ' اور اپنے اس انقلاب کی وجہ میزینی سے یہ بیان کی کہ " شاہی متحدہ کرتی ہے ' مگر جمہوریت تقسیم کرتی ہے "

اسی وقت سے اس نے وطن پرستانہ ایجیٹیشنوں کی قدیم روح کو خیرباد کہا ' اور کرسپی جو پہلے " جنگجو مشہور تھا وہ اب " پارلیمنٹیرین " " وزیر " اور " ڈپلومیٹ " کہلانے لگا -

آخر عمر میں اس پر رشوت ستانی کے الزامات بھی قائم کیے گئے ' جنہیں اسلیے بمحافظت تمام برداشت کیا ' مگر اسکے رفقاء قدیم نے ترک اصول اور غداری کے جو الزام لگائے تھے انکے حق میں وہ اسقدر خوش قسمت نہ نکلا اور بالاخر " لیگا " کے چند پرجوش ( انارکسٹوں ) نے اسکی جان پر بعض غیر کامیاب حملے کیے -

تاہم کرسپی میں ہمت کی کمی نہ تھی - اولی پہدید ' تنقید اور کوئی توہین اسے اپنی حریت کے دبانے کی پالیسی سے نہ روک سکی اور وہ برابر اس پر قائم رہا اس الپسی کی یہ وجہ ہے کو وہ اپنے ابتدائی رفقاء کو کھو بیٹھا ' مگر اسے نئے سیاسی دوست ملگئے جن سے اس کی خود بینی اور ترقی یافتہ طاقت کی تشفی ہوگئی - اس نے گلیڈسٹون سے دوستانہ تعلقات پیدا کیے ' اور بسمارک کے ساتھہ اسکی دوستی

اس قدر بڑھ گئی کہ بالاخر اسکا بہت بڑا اثر اطالیا کی خارجی پالیسی پر پڑا -

میموائرس (۱) کی آخری جلد بھی شائع ہوگئی ہے - اس جلد سے ان آخری دوستیوں کے حالات معلوم ہوتے ہیں ' مگر ہمکو اسوقت دلچسپی صرف اس مفاہمت سے ہے جو بسمارک کے ساتھہ ہوئی تھی کیونکہ [illegible] واقعہ معاملات یورپ کی موجودہ پیچیدگیوں کے سلسلہ کی ایک درمیانی کڑی ہے -

( تاریخ اتحاد ثلاثہ )

ہماری توجہ پر کرسپی کے دعوے کا دار و مدار صرف اس واقعہ کی بناء پر ہے کہ اس نے اتحاد ثلاثہ کی تائید کی - کرسپی کے عہد میں تمام بڑے معاملات کے لیے ہم اس زمانے کے بڑے اشخاص - گیری بالڈی ' میزینی ' اور کیور کے حالات بہت زیادہ خوش کے ساتھہ پڑھینگے ' مگر اطالیا کی موجودہ حالت کے لیے نہیں یعنی اطالیا جس طرح اسوقت متحد اور ایک بڑا ملک ہے یہ بات ان اشخاص کی وجہ سے نہ پیدا ہوتی - اسلیے اسکی تاریخ کے لیے ہم کو کرسپی کے حالات پڑھنا چاہیے -

یہ صحیح ہے کہ کرسپی نے پہلے ان لوگوں کے مقاصد کی خدمت کی ' مگر اسی طرح یہ بھی صحیح ہے کہ آخر عمر میں اس نے ان مقاصد کو اسی طرح روکا اور اپنا قوی اثر انکے خلاف استعمال کیا -

کرسپی فدیہ کی تحریک کا ایک چالاک دشمن تھا -

اطالی وطن پرستوں کی نظر میں غیر مفدی اطالیا (یعنی اطالیا کا وہ حصہ جو کسی دوسری قوم کے پاس ہے اور اب تک فدیہ دیکے آزاد نہیں کرایا گیا ہے ) میں آسٹرین قلمرو کا اطالی بولنے والا حصہ شمالی اطالیا ' نائس ' مالطہ ' اور کارسکا بھی شامل تھے -

محض زبان کی وجہ سے مالطہ پر اطالی حقوق کا قائم کرنا واقعی مشکل ہے ' اور اس سے زیادہ اس امر کا سمجھہ میں آنا مشکل ہے کہ ایسے کارسکا کی پیچیدہ اور مصیبت زدہ تاریخ مفید طور پر چھیڑی جاسکتی ہے - اسلیے ہم اسے قلم انداز کرتے ہیں - لیکن جنوب ٹرانٹل اور اسکے متصل کے ملک کی حالت بالکل مختلف ہے ' اور آسٹریا کے پاس اس خوف کی وجہ تھی کہ یہ ملک بالاخر اسکے ہاتھہ سے نکلکے اطالیا کے پاس چلا جایگا -

سالہا سال سے اطالیا کی خارجی پالیسی ان خواہشوں میں منقسم رہی ہے کہ جنوب ٹرانٹل کو آزاد کرایا جاے - فرانس کے مقابلہ میں اپنی حفاظت کی جائے جس سے وہ (بلاوجہ) خائف رہتی تھی ' اور اپنے متعلق انگلستان کی عمدہ راے کو قائم و برقرار رکھا جائے -

اطالی جمہوریت پسندوں کا ایک بڑا حصہ فدیہ دینے کا حامی تھا گو اسکی راے کو حکومت نے دبایا اور ریٹکن مانع ہوا -

اس کھلی ہوئی قومی تحریک کے ان دونوں مخالفتوں کی وجہ بخوبی ظاہر ہے - ایک طرف تو گذشتہ صدی کی آخری ربع میں ریڈکن پاپائی ریاستوں کی تنسیخ کی پریشانی میں مبتلا تھا ' اور اسے پادریوں کے مخالف اطالیا سے صرف منفی دلچسپی تھی یعنی اسکا نقطۂ دلچسپی یہ تھا کہ اطالیا کوئی مستقل و مستحکم طاقت نہ بننے پائے ' دوسری طرف آسٹریا جو ہمیشہ کی طرح اس

( ۱ ) یہ ایک کتاب ہے جو کرسپی کے حالات میں لکھی ضخیم جلدوں میں شائع ہوئی ہے اسکا ماخذ زیادہ تر خود کرسپی کی تقریریں اور تحریریں ہیں -

صرف افراد کے ساتھہ مخصوص نہیں ' بلکہ جرمني کي سیاست ' جرمني کا تمدن ' جرمني کي تجارت ' جرمني کي صنعت ' جرمني کے علوم و فنون ' غرضکہ اوس سرزمین کا ہر ذرہ دنیا میں اونچا ہي ہوکر رہنا چاہتا ہے - چنانچہ اس بلند حوصلگي کي نمایش نے میدان جنگ میں جرمني کے علم کو ' دریا کی سطح پر اوسکے جنگي جہازوں کے مستول کو ' زمین پر اوسکي قلعوں کے کنگروں کو تمام دنیا سے بلند ترکردیا ہے ' لیکن جرمني کا یہ تفوق و امتیاز سیاسي قوت اور فوجي استحکام کے نظم و ترتیب کا نتیجہ نہیں ' بلکہ ان پختہ و پیچدار سلسلہ خیالات کا نتیجہ ہے ' جنہوں نے جرمني کي حدود طبعیہ کے نشیب و فراز میں نشو و نما پالي ہے -

جرمني کے علمي میدان میں بھي ان پختہ خیالات کي جھلک صاف نظر آتي ہے - جب تک فنون لطیفہ محض تفریح طبع کا ذریعہ خیال کیے جاتے تھے ' جرمني نے مٹی کے بنے ہوے کھلونوں سے کبھي دل نہیں بہلایا - لیکن جب علمي و تمدني ترقیوں نے ثابت کردیا کہ اس دل لگي کے ذریعہ سے مادی فوائد بھي حاصل ہوسکتے ہیں - تو اوس نے کانچ اور پتھر کے کھلونوں میں بھي جدید روح پھونک دي -

جرمني کي سپاہیانہ زندگي کوئی معجزہ نہیں ہے ' البتہ اوسکي ایک خصوصیت خرق عادت خیال کي جاتي ہے - جرمني ایک مدت تک اندروني سیاسي کشمکش کی جولانگاہ بنی ہوئی تھي ' لیکن جب پروشیا میں سیاسی توازن قائم ہوگیا تو دفعتاً اوسکا گرم خون رگوں میں منجمد ہوگیا - اب تمام نزاعیں ' تمام جھگڑے ' تمام مخاصمتیں ' مبدل بہ اتفاق و اتحاد ہوگئیں ' اور جرمني کی پوري قوت ایک عظیم الشان طاقت کے آگے سربسجود ہوگئی ' اور اوسکا مرکز ثقل تمام یورپ بلکہ تمام دنیا کي طرف منتقل ہوگیا -

تقریباً ہر سلطنت ایک مدت تک رعایا کے ساتھہ سرگرم جنگ رہ چکي ہے - لیکن یہ ایک عجیب بات ہے کہ باوجود اس کشمکش کے جرمني کي قوتوں میں باہم کوئي شدید تصادم نہیں ہوا ' اسلیے جرمني کي قومیت کو کسی قسم کا صدمہ نہیں پہونچا ' اور دنیاوي ترقی میں قومیت ہی اصل چیز ہے ' خانہ جنگی کا سب سے بڑا سبب افلاس و دولت کي جنگ اور دولت مند اور سوشیالسٹ فرقوں کا تصادم ہے - جرمنی اگرچہ سوشیالزم کا مرکز ہے ' لیکن اس نے بھي وہاں مفید نتائج پیدا کیے ہیں - جرمني کا ہر سوشیلسٹ اپنے حصول مقصد میں سرگرم رہتا ہے ' لیکن اوسکي طبیعي متانت و سنجیدگي نے اوسکو یہ سبق پڑھا دیا ہے کہ جسطرح فوج کي تربیت باہم لڑاکر نہیں کي جاتي ' اسي طرح یہ مقصد صرف جبر و قوت سے حاصل نہیں ہو سکتا - جرمني میں عموماً صنعت ' حرفت کے میدان میں رقیبانہ حوصلہ مندیاں ایک دوسرے سے گوے سبقت لیجانا چاہتي ہیں - اس لیے ہمیشہ مزدوروں ' کارخانہ داروں ' اور باہم تاجروں میں سیاسی کشمکش کا اندیشہ رہتا ہے ' لیکن اس قسم کی متعدد انجمنیں قائم کر دیگئي ہیں ' جو تزاحم و تصادم کے اسباب کا انسداد کرتي رہتي ہیں ' اس لیے اسی قسم کی شورش نہیں ہونے پاتی ' اور تجارت کا کام ایک منتظم اصول پر چلا جاتا ہے -

ہر جرمن اگرچہ مغرور ہوتا ہے ' لیکن وہ جماعت کے مقابل میں اپنے آپ کو بالکل حقیر سمجھتا ہے ' اس لیے وہ اوس میں نہایت خوشی سے داخل ہو جاتا ہے - جرمني میں ایک خاص قسم کی بے شمار کمپنیاں قائم ہیں جنکو " قرالن " کہتے ہیں ' ہر جرمن ان کمپنیوں میں سے کسي نہ کسي کمپني میں ضرور شامل ہوتا ہے ' اور اس طرح جرمنی کي عملي قوت کا کوئی جزو بیکار نہیں رہتا ' اور یہ اوسکي ترقی کا ایک عظیم الشان ذریعہ ہے -

انضمام قواء کی اس طبعي سہولت نے جرمني کے لیے وطني درجہ کی تدبیر و ترتیب ' بڑے بڑے کارخانوں کے انتظام ' بینکوں ' صنعت گاہوں ' اور کالجوں کے قیام کو نہایت آسان کردیا ہے ' اس لیے وہ علم و ہنر ' صنعت و حرفت ' دولت و ثروت کا مرکز بنگئی ہے -

جرمنی تمام دول یورپ میں ایک معتدل زندگي بسر کررہی ہے - مذہبی حیثیت سے نہ وہ ملحد ہے ' نہ ٹھیٹھہ متعصب ' بلکہ وہ نہایت سنجیدگی کے ساتھہ ' عقل و نقل میں تطبیق دینا چاہتی ہے -

اسی اعتدال نے اوسکو ایک عجیب و غریب نظام حکومت کا معلوم بنا دیا ہے - جرمني نے شخصیت و جمہوریت میں عجیب و غریب رابطۂ اتحاد پیدا کردیا ہے - جرمن قوم عنان سلطنت اپنے ہاتھہ میں لینا نہیں چاہتي ' بلکہ اوس نے ایک صاحب اختیار اور دیني معبود بادشاہ کے ہاتھہ میں اپنے سررشتۂ امید کو دیدیا ہے - تاہم وہ اس شخصیت کے ساتھہ جمہوریت سے بھي متمتع ہو رہی ہے ' یعنی عنان سلطنت تو بادشاہ کے ہاتھہ میں دیدي ہے ' لیکن خود بادشاہ کو اپنے ہاتھہ میں رکھا ہے -

## شئون حربیہ

### اطالیا کا لائحہ عمل کیا ہے ؟

از مسٹر ہالبروک جیکسن

امن یورپ کي بنیاد عہد ناموں پر قائم ہے - ہم ان عہدناموں کا احترام دیانت داروں کي طرح کرتے ہیں - لیکن اگر کوئی شخص انکو توڑیگا تو ہم کو بھی معلوم ہو جائیگا کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے ؟

[ فرانسسکو کرسپي ]

جو سوال میں نے سر مقالہ میں لکھا ہے یہ تاریخ یورپ کي اس عظیم الشان اور مجنونانہ ساعت میں ایک سب سے زیادہ اہم سوال ہے ' اور اس سوال کے نیچے جو قول نقل کیا ہے اس سے طنز و تعریض کي صدا آتي ہے ' کیونکہ یہ قول کرسپي کے ڈپلومیٹک زبان سے نکلا ہے ' جو شہزادہ بسمارک کا کھرا دوست اور اہل اطالیہ میں سے اس " اتحاد ثلاثہ " کا قطعی حامی تھا ' جسکو آج اطالیا نے بے تکلف توڑ دیا ہے -

اطالیا کیا کریگي ؟ اسکا جواب اسوقت تک نہیں دیا گیا ہے - مگر مجھے اس میں ذرا شک نہیں کہ اگر اسوقت کرسپي ہوتا تو وہ کیا کرتا - یعنی گو اس نے یہ ذمہ لیا تھا کہ ضرورت کے وقت اسکا ملک اپنا فرض ادا کریگا ' لیکن ایک ڈپلومیٹ کي حیثیت سے وہ بلا ادنی تکلیف " فرض " کی تفسیر " سیاسی مصلحت " کرتا

بہر حال میرا یہ خیال نہیں کہ اطالیا اپنے اس مشہور مدبر کی تائید کریگي -

( کرسپي کے مختصر سوانح حیات )

فرانسسکو کرسپي سنہ ١٨١٩ ع میں بمقام صقلی پیدا ہوا ' اور سنہ ١٩١٠ ع میں بمقام نیپلس مرا ہے - اس نے اپنی اس طویل عمر میں تاریخ یورپ کے بہت سے انقلابات و تغیرات دیکھے ہیں -

# " الان "

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہر جرمن سوار کو " الان " کہتے ہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے - جس رفت علم عقاب کے زیر سایہ سواروں کا انسانی سمندر موجزن ہوتا ہے تو اس میں "الان" سے کہیں زیادہ " کریسیر " "ھسار" "ڈراگون" ہوتے ہیں - ( کریسیر ' ھسار ' اور ڈراگون مختلف قسم کے سواروں کے نام ہیں - )

الان ایک ترکی نژاد لفظ ہے - اس کے معنی "سوار" کے ہیں - یورپین قوموں میں یہ نام سب سے پہلے پول قوم نے اختیار کیا - ایک زمانہ میں فرانسیسی سپاہ میں بھی الان کے چند ریجیمنٹ تھے جو فرانس کے قومی علم "مثلث اللون" کے خدمتگذار تھے ' مگر یہ ریجیمنٹ زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہسکے اور بہت جلد انہیں سواروں میں شامل کر دیا گیا -

جرمن سپاہ میں " الان " کم و بیش سنہ ۱۷۴۸ میں روشناس ہوے - جس وقت شروع شروع میں الان جرمن سپاہ میں داخل کیے گئے ہیں ' اس وقت انہوں نے جرمن سپاہ میں کوئی امتیاز خاص حاصل نہیں کیا - بلکہ فریڈرک اعظم موسس جرمن شاہنشاہی تو انکی غیر عسکری زندگی سے اس قدر تنگ آگیا تھا کہ بالاخر اس نے ان ریجیمنٹوں کو توڑ دیا -

لیکن فریڈرک اعظم کے بعد الان کے ریجیمنٹ دو بارہ ترتیب دیے گئے اور اس مرتبہ انہوں نے ایسے جوہر دکھائے کہ وہ آج تک جرمن سپاہ کے سر خیل سمجھے جاتے ہیں

جرمن سپاہ میں الان نے یہ شہرت سنہ ۱۸۷۰ کی جنگ فرانس و جرمن میں حاصل کی - اس جنگ میں وہ جرمن سپاہ میں سب سے زیادہ پیش پیش رہے اور اپنی بیمثال بہادری ' جانبازانہ حملہ ' اور فوجی قابلیت و سرگرمی سے سب کی نظروں میں اپنے آپ کو نمایاں اور ممتاز بنا لیا - اس جنگ میں انکی یہ حالت تھی کہ بغیر کسی تنبیہہ و اطلاع کے وہ ایک غیر معلوم مقام سے نکلتے تھے اور دشمن پر ٹوٹ پڑتے تھے - اس وقت انکے جوش و خروش کا یہ عالم ہوتا تھا کہ ہر متنفس کٹنے اور مرنے کے لیے ہمہ تن مستعد نظر آتا تھا !

جرمن سپاہ میں " الان " کا نام " ہلکے سوار " ہے - کیونکہ در اصل وہ وہی کام کرتے ہیں جو سوار کیا کرتے ہیں - چنانچہ الان کے ریجیمنٹ اصل فوج کے آگے آگے چلتے ہیں اور دید بانی ' عام نگرانی ' تفتیش حالات ' اور انکی اطلاع وغیرہ کا کام کرتے رہتے ہیں جو عموماً سواروں کے کام ہیں -

لیکن انکی کارگزاری اسی پر ختم نہیں ہو جاتی - جب پیادہ فوج واپس ہوتی ہے تو اوس وقت وہی اسکو دشمن کی تعاقب کرنے والی فوج کے حملوں سے محفوظ رکھتے ہیں -

امن و صلح کے زمانہ میں ایک الان ریجیمنٹ میں پانچ اسکوالڈرن ' اور ایک اسکوالڈرن میں ۱۳۵ آدمی ہوتے ہیں ' لیکن جنگ کے زمانہ میں ایک اسکوالڈرن میں دھائی ۱۳۰ کے ۱۵۰ آدمی کر دیے جاتے ہیں - جب جنگ ہوتی ہے تو ایک ریجیمنٹ کے صرف ۴ اسکوالڈرن میدان میں جاتے ہیں - کیونکہ پانچویں ریجیمنٹ میں صرف رنگروٹ اور غیر ترتیب یافتہ گھوڑے ہوتے ہیں - یہ پانچواں ریجیمنٹ ڈپو بھیجدیا جاتا ہے - ڈپو میں نہایت سرگرمی اور مستعدی کے ساتھ فوجی تعلیم دی جاتی ہے - یہاں تک کہ وہ معرکہ آرائیوں میں شرکت کے قابل ہوجاتے ہیں -

ایک جرمن الان کا جواب انگریزی فوج میں زیادہ تر انگریزی نیزہ بار ( لانسر ) کو سمجھیے - دونوں کی وردیاں بہت ہی مماثل و مشابہ ہوتی ہیں ' بلکہ درحقیقت " نیزہ بار " کا خود جسکو صحیح طور پر ٹوپی کہنا چاہیے ' الان ہی کے سر کی پوشاک کی نقل ہے - دونوں فوجیں ڈبل بریسٹ ٹیونک ( دوہرے پردے کی صدریاں ) اور گہرے گہرے رنگ کے پائجامے پہنتی ہیں -

اسلحہ میں الان کے پاس تیغ ' نیزہ ' قرابین ' یا طپنچہ ہوتا ہے - تاہم اسکا اصلی ہتیار نیزہ ہی ہے - الان بالاوسط شہسوار ہوتے ہیں - انکی نشست اور گرفت دونوں عمدہ ہوتی ہے - البتہ انکی زینیں اسیقدر تکلیفدہ وضع کی ہوتی ہیں جنکی وجہ سے اکثر گھوڑوں کی پشتیں زخمی رہتی ہیں -

( کام اور ڈسپلن )

ہر جگہ سواروں کو پیادوں سے زیادہ کام کرنا پڑتا ہے - اس کلیہ سے الان بھی مستثنی نہیں - جاڑا ہو یا گرمی ' ہر موسم میں اسے صبح ٦ بجے سے چند مدت بعد پریڈ میں حاضر ہونا پڑتا ہے ' اور پھر شام تک وہ اصطبل اور ڈریل میں لگا رہتا ہے - اسکے بعد بھی اسکا کام ختم نہیں ہو جاتا - کیونکہ رات کو اسے لیکچر سننے کیلیے جانا پڑتا ہے جو افسران فوج فن جنگ پر دیتے ہیں -

ان لیکچروں کا موضوع اگرچہ فن جنگ ہوتا ہے ' مگر وہ درحقیقت مسائل جنگ تک محدود نہیں ہوتے - انمیں تاریخ جنگ اور فن جغرافیہ وغیرہ کا حصہ بھی ہوتا ہے -

ایک الان رنگروٹ کو سب سے پہلے جو شے سیکھنا پڑتی ہے ' وہ اپنے ریجیمنٹ کا ماٹو ہے - اسکے بعد اسے یہ سکھایا جاتا ہے کہ تمہیں قیصر اور ملک کی راہ میں جان دینے کیلیے ہر وقت تیار رہنا چاہیے !

تمام جرمن سپاہیوں کی طرح الان کو بھی قسم کھانا پڑتی ہے کہ وہ ہر وقت قیصر کی اطاعت و فرمانبرداری کے لیے مستعد رہیگا - البتہ امن و صلح کے زمانہ میں اس الان کو حلف اٹھانیکی ضرورت نہیں پڑتی جو مقام " بیویریا " میں پیدا ہوتا ہے -

یہ خیال کہ بالاوسط الان نیم وحشی اور نیم " باہو " ہیں ' نہایت درجہ تمسخر انگیز اور بے بنیاد ہے - یقیناً جب خونریزی اور دشمن کے مقابلہ میں اپنے وطن کے لیے معرکہ آرائی انہیں مشتعل کر دیتی ہے ' تو اوسوقت وہ استعارہ کے طور پر نازک اندام خاتونوں کی طرح بکری کی کھال کے دستانے نہیں پہنتے - مگر یہ کچھ انہی کی خصوصیت نہیں ہے - ہر سپاہی خواہ وہ کسی قوم کا ہو ' ایسے وقت میں یہی کرتا ہے - اگر جنگ نہ ہو تو پھر الان خوش اطوار ' نرم طبیعت ' اور فرماں بردار انسان ہے -

جرمنی کے ہر ریجیمنٹ میں ڈسپلن نہایت سخت ہے - اس موقع پر بھی الان کے دستے اس سختی سے مستثنی نہیں - نن کمشنڈ افسروں حتی کہ کارپورل اور سارجنٹ تک کو سزا و جزا دینے کا اختیار ہے - اگر ایک عام سپاہی کسی افسر سے شکایت کی جرات کرتا ہے تو اس شکایت کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ اسکے ساتھ بد سے بد تر سلوک کیا جاتا ہے -

الان ریجیمنٹ کو صفائی کی نہایت شدید تاکید ہے - اگر پریڈ کے وقت کسی الان سپاہی کے پرتلے یا ٹنن پر گرد و غبار کا ایک دھبا بھی ہو یا کوئی بٹن ڈھیلا ہو تو یہ ایک سنگین جرم قرار پائیگا اور اسکی فوراً واقعی سزا دیجائیگی - الان سپاہیوں کے کئی کئی گھنٹے روز اپنے تکلس ' پرتلے ' اور جوتے وغیرہ کے صاف کرنے میں صرف ہوجاتے ہیں - وہ اپنے بوٹ پر اسقدر پالش کرتا ہے کہ آئینہ کی طرح چمکنے لگتا ہے -

وقت بھي رومه كي وفادار معتقد تھي' ممكن تھا كه كسي وقت اسے ايک حامي فديه كا دور تمثيل كرنا پڑتا -

اسيطرح حكومت كي مخالفت بھي اچھي طرح "مصلحت" كي بنياد پر قايم تھي - غرض فرانس پر اعتماد كي كمي نے جو نپولن كے وقت سے وراثتاً چلي آ رهي تھي' اور شمالي افريقه ميں فرانس اور اطاليا كے منصوبوں كي وجه [illegible] پيچيده هوگئي تھي ' اطاليا كے ليے ايک مركزي طاقت كے ساتھه اتحاد كي ضرورت پيدا كردي -

روس اور انگلستان دونوں كے ساتھه يه اتحاد نا ممكن تھا' كيونكه دونوں ملكوں ميں فرانس كے متعلق دوستانه جذبات ترقي كر رهے تھے - آسٹريا سے يه كام ليا جاسكتا تھا مگر جمهور پسند اس قسم كے اتحاد كو غير طبعي قرار ديتے - جرمني جو فرانس اور روس كي دوستي كے مقابله ميں اپنے استحكام كيليے مضطرب تھي' يه چاهتي تھي كه ايک ايسا اتحاد هو جس ميں آسٹريا كي دوستي بھي شامل هو - بسمارک نے اس قسم كے اتحاد كا اراده كرليا تھا' اور اسكي تكميل كيليے وه هر ڈپلو ميٹک اور سياسي چاليں چلتا رها -

اس نے آسٹريا كے دل ميں پاپا كے ساتھه اطالي طرز عمل كے خلاف ايجيٹيشن كا خيال پيدا كيا' اور اسكے ليے ايک اخباري معركه بپا كيا ' جسميں اس نے اس امر كي طرف اشاره كيا كه اطاليا كي حالت متزلزل اور بر سر انقلاب هے - شاه همبرٹ نے پروشين ڈپلو ميسي كے خلاف جنگ كي' مگر آخر ميں اسكے ارباب سياست بسمارک كي آهني ترغيبات سے مغلوب هوگئے اور سنه ۱۸۸۲ع ميں عهدنامه پر دستخط هوگئے -

اس عهدنامه كے ابتدائي سال خوشگوار نه تھے - كيونكه " اتحاد ثلاثه " هردلعزيز نه تھا - اس نے يه فرض كرليا تھا كه فديه كي تحريک كو دبايا جائے - اس نے فرانس كے ساتھه مفاهمت كي راه ميں لا ينحل مشكلات پيدا كيے اور انگلستان كے ساتھه مطلوب و مرغوب دوستي كو دشوار كرديا -

پانچ سال كے بعد يه اتحاد ٹوٹگيا مگر اسكے بعد اطاليا كے ليے چند مراعات كے ساتھه پھر اس عهد نامه پر دستخط هوے -

اس عهدنامه پر دوباره دستخط كے ۴ ماه بعد كرسپي وزير اعظم هوگيا - كرسپي اهل اطاليا ميں سے اس عهدنامه كا شديد ترين موید تھا - وزير اعظم كي حيثيت سے اسكے اولين كام يه كيا كه وه اس عهدنامه كے متعلق گفتگو كرنيكے ليے بسمارک سے ملنے گيا' اور اسكے بعد سے اس نے هميشه اس موضوع پر اور اسكے همرشته مسئله يعني تحريک فديه كے متعلق جب كبھي كچھه كها تو وه پروشيا كي زبان سے كها - ذيل ميں كرسپي اور بسمارک كي باهمي گفتگو كا ايک حصه درج هے :

كرسپي لكھتا هے كه ايک دن [illegible] هم [illegible] كي باتوں ميں سنه ۱۸۶۶ع كي جنگ كا ذكر آگيا - ميں نے ان سے ( بسمارک ) يه پوچھا كه " ٹريںٹ پر قبضه حاصل كرنے كيلے اطاليا كي كوششوں كي تائيد ميں آپ نے اپني آواز كيوں [illegible] كي ؟ " انھوں نے جواب ديا كه وه اس سرزمين كي حوالگي [illegible] اور فرانسس جوزف نے بحث كي تھي' اور [illegible] دونوں [illegible] كے صلح سے پہلے اور هماري مداخلت كے بعد [illegible] تھا "
كرسپي كهتا هے كه يه بالكل ظاهر هے كه سنه ۱۸۶۶ [illegible] هماري معاملات ميں مداخلت ايک بار اتحاد اطاليا كے ليے پھر آفت انگيز هوتي - اس معامله ميں نه پروشيا [illegible] سے [illegible] كرسكتي تھي اور نه هم خود هي كچھه كرسكتے تھے - [illegible]

اس بناء پر ديديا گيا كه وه انتظامي سرحد ميں داخل هے' اور اسطرح هم جنوبي اليس پر قبضه كرنے سے محروم كرديے گئے -

كرسپي سرحد آسٹريا و اطاليا كي پيش نظر تحديد ثاني كا موید رها' اور تحريک فديه كي هميشه همت شكني كي - آخر عمر ميں وه ڈپلو ميسي كو ايجيٹيشن پر ترجيح ديتا تھا' بلكه وه تو يهاں تک بڑھگيا تھا كه اس نے اپنے دل ميں يه اميد قائم كر ركھي تھي كه جب سنه ۱۸۹۲ ع ميں عهدنامه كي تجديد هوگي تو وه اسميں سرحد كے تصفيه كے متعلق ايک دفعه روشناس كريگا' اور غالباً اگر اسكے هاتھه سے حكومت نكل نه گئي هوتي تو وه يه كرليتا - كرسپي ايسا شخص نه تھا كه اپني پشت پر قوم كو محسوس كيے بغير ايسي روش اختيار كرتا - يه واقعه هے كه اطالي قوم بڑي حدتک تحريک فديه كي حامي هے' اور وه كبھي بھي اتحاد ثلاثه كي پرجوش موید نه تھي -

( كرسپي كي اپنے اهل وطن كو نصيحت )

" ميموائرس " كے مولف نے كرسپي كو وطن پرست ثابت كرنے كي تكليف اٹھائي هے - مگر هميں يه كبھي نه بھولنا چاهيے كه كرسپي كي زندگي كا آغاز ايک وطن پرست كي حيثيت سے هوا اور انجام ايک سياسي كي حيثيت سے - اسليے خواه اسكے خيالات كچھه هوں مگر اسے ايک "مخلص" كے بدلے "فرصت جو" اور عمده موقع كا متلاشي سمجھنا چاهيے - اسكے يه فرصت جويانه ميلانات ايک فديه كے مخالف تقرير ميں ظاهر هوتے هيں جو اس نے سنه ۱۸۸۹ ميں دي هے - اس تقرير ميں اسنے عهد ناموں كے صلح سازانه انجام پر زور ديا هے' مگر تاهم وه سياسي چالاكي سے يه كهتا هے :

" قوميت كے لحاظ سے يه امر نهايت ضروري هے كه بهترين مناسب موقع كا انتخاب كيا جاے - ليكن يه بات ياد ركھنا چاهيے كه جب كبھي جنگ كے وجه سے يورپ كے نقشه ميں تغيرات هوں تو اس وقت اس سوال كو دوباره زنده هونا چاهيے -

اطاليا كو كسي بات كا خوف نهيں هے - اسے دينا كچھه نهيں' البته لينا اور ملنا بهت هے - ليكن جبكه ان اصول كي حيات بخشي هر محب وطن ميں هوني چاهيے - ( ممبروں كي نشستوں كي طرف اشاره كرکے ) خواه وه ان بنچوں پر هوں ( وزراء كي بنچوں كي طرف اشاره كرکے ) يا خواه ان بنچوں پر تو اسكے ساتھه هي يه بھي هے كه وه چوٹي كي صفت' جسكي حكومت سلطنت اور ارباب سلطنت دونوں پر هوني چاهيے " احتياط " هے "

آج ۲۵ سال گزر چكے هيں اور انكے ساتھه بهت سے اختلافات بھي ختم هوگئے هيں - اطاليا فرانس كو اب ايک خطر ناک همسايه نهيں سمجھتي -

دوستي كے جتنے اسباب پيدا هوے هيں انگلستان اور اطاليا كي باهمي دوستي كے ليے اس سے زياده اسباب موجود هيں ايک طرف تو جنگ بلقان روس سے كسي نزاع كے بغير ختم هوگئي هے اور دوسري طرف آسٹريا كے قبضه ميں جنوب " ٹررالل " " ٹريںٹو " هے اور العاق " هرزگووينا " " بوسينا " كي وجه سے " ادرياٹک " اسكي طاقت اور مستحكم هوگئي هے - اسكے علاوه امن يورپ كو اس عهد نامه كے اصلي دستخط كرنے والے نے توڑا هے جو اطاليا سے محض حفظ امن كے ليے كيا گيا تھا - غرض اگر اطاليا محتاط هے تو وه اپنے مشير [illegible] كي طرح آسٹريا ميں " غير منفكي اطاليا " پر نظريں جمائے هوے اختتام جنگ كا انتظار كرتي رهيگي [illegible] احتياط كے بدلے جرأت و همت سے كام ليا تو پھر وه يورپ كي مهذب فوجوں كے ساتھه هوگي [illegible] كے ميدان ميں اپنا كھويا هوا ملک واپس ليگي -

غیر مانوس زبان بولنے والے حکمرانوں کی محکومی کی قیدسے نہ ہونگے' اسوقت تک ان ۶۰ یا ۷۰ ملین انسانوں میں سے کوئی بھی سیاسی یا اجتماعی حیثیت سے خوش نہیں رہسکتا -

اسی طرح یہ بھی ظاہر ہے کہ جب تک ان لوگوں کی معقول طریقہ سے تسلی نہ ہوجائیگی' اسوقت تک یورپ کا امن مشکوک اور غیر یقینی رهیگا - غرض در اصل یہی خطہ ہے جس پر فرانس' جرمنی' انگلستان' اور اطالیا کے امن کا انحصار ہے -

اسلیے یورپ کے نئے نقشے کی ترتیب اور جنوب و مشرق یورپ میں قیام امن و آشتی کا اثر کروروں انسانوں کی زندگی پر پڑیگا - خواہ یہ اثر اچھا ہو یا خراب -

( قوم کی ایک خونخوار شکل )

اس نئے نقشے کی ترتیب اور قیام امن و آشتی میں جن امور پر بحث کرنی ہے' وہ ایسے عظیم الشان ہیں کہ انکے مقابلہ میں ایک عمر کے قتل کے واقعات ایک نظر میں غائب ہوجانے والے ذرے برابر ہیں -

ایک بادشاہ کا قتل جو اپنے انسانوں کے معاملات عشق و محبت میں تمام قوم کی قسمت کو ڈبونا چاہتا ہو' اور وہ بھی قوم کے ہاتھوں سے نہیں' عام جماعت کے ہاتھوں نہیں' بلکہ چند سپاہیوں کا فعل جو اسیقدر محب وطن تھے جسقدر ظالم تھے - سازش کا ایک جال جسے مرتب کرنے والوں نے بچھا دیا تھا - ان میں سے کسی کو بھی ان لاکھوں ملین سروین کی آزادی کی راہ میں حائل نہ ہونا چاہیے جو اسیطرح بے گناہ ہیں جسطرح کہ ایک کسان -

اس زمانہ میں ہر قوم کی شکل خونخوار و مجرمانہ ہوتی ہے - انگلینڈ و امریکہ جو سرویا کے قتل اور بلغاریا کے قتل عام پر وحشت و خوف کا اظہار کر رہے ہیں' اگر یہ تصنع نہیں تو اسکاٹلینڈ' آئرلینڈ' اور ریڈ انڈین کی تاریخ سے ناواقف ہونا چاہیے - اگر سرویا میں سازش قتل کی پرورش کی گئی' تو کیا آئرلینڈ اور امریکہ میں فینی این (مخفی سوسائٹیوں کے ممبر) نہ تھے ؟

فوینکس پارک کے اعلی پیمانہ پر منظم یا متحد قتل کی رسم انگریزوں کے نہ تو آئرلینڈ کو ہمیشہ کے لیے آزادی سے روکا اور نہ امریکہ سے جنگ کی -

جب انگلستان و امریکہ جسقدر جلد اپنے اپنے دل تمام قوم کے خلاف اس منافقانہ سخن سازی سے خالی کرلینگے - چند ہولناک واقعات ہیں اور جو بوہیمی ہنگاموں میں ہوتے ہیں' اسیقدر جلد ہم ان لوگوں کو ترقی اور آزادی کا دیکھینگے' اور یہی ایک ضمانت ہے جو آیندہ دوبری عدم امکان کے لیے ہوسکتی ہے -

بلجیز میں خانماں سوزی و خونریزی کی وجہ سے تمام جرمن بولنے والی قوم کے خلاف (جسکی تعداد ۷۰ - ملین ہے) عداوت اور بے رحم انتقام کی قسم کھالو' تو یہ تمہارا فعل درست اور بالکل بجا ہے - لیکن اسیطرح دوسری قوموں کو بھی دیکھنا چاہیے - مظلوم قومیں اور ستم کشیدہ نسلیں ظلم کے قلعے ہوتی ہیں - یہ جنگ معرکہ تصاویر کا تماشہ نہیں - اس موقع میں ملکہ ڈراگا اور ارچ ڈیوک فرڈیننڈ کی نہیں ہیں - ایک مدبر کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ گذشتہ باتوں کو یاد کرے' بلکہ اسے حال کے امکانات اور مستقبل کی امیدوں پر نظر کرنی چاہیے !

( اولین بلقان لیگ )

اسوقت ایک واضح امکان یہ ہے کہ بلقان لیگ دوبارہ زندہ کی جائے' اور ان دوبارہ اٹھنے والی قوموں کی امیدوں میں اور اپنے مصالح میں تطبیق دیکھاسکتی ہے - اس کار خیر میں انگلستان ایک کار نمایاں اور براہ راست دور تمثیل کرسکتا ہے - بلقان لیگ کی شکست تمام دنیا میں آزاد خیال رایوں کیلیے ایک گہری مایوسی تھی -

مگر یہ ایسی مصیبت نہیں کہ دور نہ ہوسکے - اتفاق تعجب انگیز تھا - افتراق تعجب انگیز نہ تھا - اور اس افتراق کی وجہ سرویا کی مخالفت تھی جو اسکے دوستوں کی طرف سے نہیں بلکہ اسکے دشمن آسٹریا کی طرف سے ہوئی تھی -

اب آسٹریا کا خیال نہیں رہا - اسوقت رومانیا اور بقیہ تینوں سلطنتوں کیلیے ہمارے ساتھہ عام اتفاق اور یکجائی عمل کے ساتھہ کام کرنے میں واضح اور معقول فائدہ ہے -

یونان کے لیے ایپیرس' جزائر ایجین' اور قبرص (ہم اسکو چھوڑ سکتے ہیں) میں کافی معاوضے موجود ہیں - بلغاریا میں مقدونیہ کی منصفانہ اصلاح کا کام موجود ہے اور شمال کی دو سلطنتوں کی طبعی توسیع ابھی ظاہر ہوچکی ہے - ان ریاستوں کو ہماری طرف سے ہوئے متحدہ طور پر کسی کارروائی سے جو شے مانع ہوتی ہے' وہ درحقیقت صرف بے اعتمادی اور عداوت ہے جو پہلی بلقان لیگ کی شکست کی وجہ سے ہنوز باقی ہے - وہ جلد باہم ایک دوسرے پر اعتماد نہیں کرینگے - لیکن وہ انگلستان پر بخوشی اعتماد کرینگے (؟) وہ اب ایک ایسی کانفرنس میں بخوشی بیٹھینگے جسمیں انگلستان' روس' اور اطالیہ کے قائمقام ہوں' اور انکو یہ یقین دلایا جائے کہ یہ فیصلہ دائمی ہوگا اور پھر ایک ہی دن میں انکے پیش اندیشیدہ حدود کے ہر امر کو طے کردیا جایگا - وہ ایسی صلح بخوشی کرینگے جو ایک صدی تک قائم رہے -

انگلستان مصالحت کرانیکے علاوہ کچھہ اور بھی کرسکتا ہے - وہ انہیں مالی مدد دےسکتا ہے اور اسطرح آسٹریا اور جرمنی پر عقب سے حملے کیلیے ۶ یا ۷ لاکھہ جنگ کے خوگر سپاہیوں کی کمک مل سکتی ہے -

( اطالیہ اور موجودہ جنگ )

اسکے علاوہ اگر بلقان لیگ پھر قائم ہوگئی تو یہ بمشکل ممکن ہوگا کہ اطالیا اس جنگ میں شرکت سے انکار کرے - کیونکہ جب سروی "ڈالمیشیا" میں ہونگے تو اسوقت اطالیوں کو ٹریسٹ اور ٹرنٹو میں داخلہ سے باز رکھنا بمشکل ممکن ہوگا اور روسی سیلاب کو برلن تک راستہ ملنے سے بہت پہلے (جسکا انتظار سرگرمی کیساتھہ ہو رہا ہے) اسکی حدودی حملہ اور فوجیں والنا میں ہونگی -

اس جنگ کے محدود رہنے کا زمانہ گیا - اب تو وہ وقت آگیا ہے کہ ہر وہ سپاہی جو میدان جنگ میں لڑنے جاتا ہے' لڑائی کی جانکنی کی مدت کا ایک حصہ کم کردیتا ہے -

یہ بلقان لیگ کے صرف جنگی فوائد نہیں ہیں جنکا مجھے اسقدر خیال ہے - دوبارہ زندہ ہونیوالے یورپ کیلیے صلح کی ایک بلقان لیگ کی شدید ضرورت ہے - بلکہ یہ لیگ تمام عالم کے اطمینان کیلیے بھی ضروری شے ہے - (باستثناے عالم اسلامی - الہلال) میں پھر کہتا ہوں کہ قطعاً اس بلقان لیگ کی ضرورت ہے - اگر ولڈشائر کے دہقان امن و امان کے ساتھہ اپنی بھیڑوں کے گلے چرانا چاہتے ہیں - اگر لوگوں کو چکاگو اور فلاڈلفیا میں خوشحال اور کامیاب ہونا ہے' تو شاید "بلقان لیگ" کافی طور پر وسیع نہیں - کیونکہ جزیرہ نماے بلقان میں رومانیا نہیں ہے - اگر یہ فیصلہ دیرپا ہونے والا ہے تو اسمیں اطالیا کو بھی ضرور شریک ہونا چاہیے -

اگر یورپ کا فیصلہ آزادانہ اصول پر کیا گیا تو اسکی وجہ سے ۲۰ ملین آبادی کی یہ مختلف سلطنتیں پیدا ہوجائینگی' جنمیں سے کوئی بھی تنہا اپنی حفاظت کے قابل نہ ہوگی البتہ مجموعی حیثیت سے وہ دنیا کی قوی ترین طاقت ہونگی - اسکے ساتھہ یہ بھی ظاہر ہے کہ باہم ایک عام رابطہ اور مفاہمت کے ذریعہ وابستہ ہوجائینگی -

### ( غذا اور تنخواہ )

مجموعی حیثیت سے جرمن سواروں کو بری غذا نہیں ملتی - جب وہ ایکٹو سروس پر ہوتا ہے ( یعنی جب وہ کام کرتا ہے مثلاً جنگ میں لڑ رہا ہے یا نمایشی جنگ میں شریک ہے ) تو اسے راشن مفت ملتا ہے - ایسے زمانہ میں ڈیڑھ پونڈ روٹی یا بسکٹ، ساڑھے تیرہ اونس گاے کا گوشت، ساڑھے تین پونڈ آلو اور کافی ملتی ہے - یہ ظاہر ہے کہ اس قسم کا راشن ہر وقت اور ہر حالت میں مہیا نہیں ہوسکتا - خصوصاً شدید جنگ میں کہ بسا اوقات کمسریٹ کی گاڑیاں کہیں کی کہیں نکلجاتی ہیں، اور کبھی تو دشمن کے ہاتھہ لگ جاتی ہیں -

ایسے وقتوں میں اسے اپنے " آدھی راشن " سے کام لینا پڑتا ہے - یہ آدھی راشن چھوٹا سا ٹین کا ایک ڈبا ہوتا ہے جس میں گوشت ترکاری خشک کی ہوئی بند ہوتی ہے - یہ ڈبا ہر سپاہی کے ہمراہ رہتا ہے - گرم پانی، ایک چٹکی آٹا، اور تھوڑا سا نمک، اچھا خاصا مزیدار سالن تیار ہوگیا !

ایک الّٰن سپاہی کو روپیہ پس انداز کرنے کے مواقع بہت کم ملتے ہیں، کیونکہ غذا، وردی، اور دوسری مدوں کے جبریہ جمع کرنے کے بعد اسکے پاس صرف دو پنس ( ایک پنس ایک آنے کا ہوتا ہے ) کے پیسے بچتے ہیں - تاہم بییر اور تمباکو سستی ملتی ہے - البتہ جو والدین اپنے لڑکوں کو بہت چاہتے ہیں، وہ اس عزت کے صلے میں جو انہیں لڑکے کے الّٰن ہونیسے حاصل ہوتی ہے، اسکی جیب میں کبھی کبھی چند " پفین اگ " ڈالدیتے ہیں - پفین نکیبے ایک جرمن سکہ ہے جو پینی کے برابر ہوتا ہے -

### ( مدت خدمت )

۱۷ سے ۴۵ سال تک ہر کام کرنے کے قابل جرمن کیلیے فوجی خدمت لازمی ہے - عام حالات میں ۲۰ برس سے پہلے فوجی تعلیم شروع نہیں ہوتی - اگر کوئی شخص الّٰن فوج میں داخل ہوتا ہے تو اسے ۳ سال تو ریگلس ( عام سپاہیوں ) میں اور دو سال سروس ( خدمت ) میں رہنا پڑتا ہے -

اسکے بعد وہ " لینڈ وہیر " میں آتا ہے - یہاں وہ ۵ - سال تک رہتا ہے - اسکے بعد وہ ۸ سال تک " سکنڈ ڈویژن " میں رہتا ہے اور وہاں سے " لینڈ اسٹرم " میں آتا ہے - جب ۴۵ سال کی عمر ہوجاتی ہے تو پھر اسکی مدت خدمت ختم ہو جاتی ہے اور اپنی دنیاوی زندگی بسر کرنے کیلیے آزاد ہوجاتا ہے -



## بلقان کا عقدہ لا ینحل

انگلستان کے مصالح و ضروریات اور اقوام بلقانیہ کے حوصلے

## بلقان لیگ کی دوبارہ احیاء کی سعی

اثر : کاتب شہیر ایچ - جی - ویلس

بلقان کی ریاستیں کبھی بھی کوئی مستقل مسئلہ نہ تھیں، بلکہ ہمیشہ سے انکی حیثیت ضمنی و تبعی رہی ہے - یعنی ایک اور مسئلہ ہے جسکی وہ ایک جزء رہی ہیں - یہی وجہ ہے کہ آج تک کوئی شخص اس مسئلہ کا ایسا کاغذی حل بھی پیش نہ کرسکا، جسے دوسرا شخص بھی قبول کرسکتا -

اصل یہ ہے کہ معاملات بلقان کو طے کرنے کی کوشش کرنا اور طے کرتے وقت آسٹریا ہنگری کی شاہنشاہی کو نظر انداز کردینا بالکل ایسا ہے، جیسے کسی اسپتال کے چند مریضوں پر بحث کرنا مگر کسی کے سر، کسی کے شانے، کسی کے پیر، اور کسی کے پیٹ کو نظر انداز کردینا - کیا ایسی بحث لائق قبول ہوسکتی ہے ؟

بلقان اور آسٹریا ہنگری کے باہم ارتباط و وابستگی کی یہ حالت ہے کہ اہل سرویا کا بڑا حصہ اور اہل رومانیا کی ایک کثیر تعداد آسٹریا ہنگری میں رہتی ہے - آسٹریا بحر ایڈریا ٹک کی طرف سرویا کی ترقی کی راہ میں ایک پتھر ہے - یہی پتھر ہے جسکی وجہ سے سرویا کو بلغاریا سے ناگوار جنگ کرنا پڑی -

مگر اب شاید ہر شے بدلگئی ہے - اب انگریزوں کو آسٹریا ہنگری کے احساسات کے متعلق کسی قسم کی تکلیف گوارا کرنے کی ضرورت نہیں - اب ہماری مصلحتیں بلکہ شدید ضرورتیں بلقانی قوموں کے حوصلوں کے ساتھہ درج کررہی ہیں -

### ( سرویا اور بلغاریا )

ہمیں پہلے ان چند لغو اور بے معنی خیالات کو صاف کرلینا چاہیے جنکو بہت سے اچھے آدمی بھی ان دو ریاستوں میں سے دو ریاستوں کے متعلق رکھتے ہیں - آجکل کچھہ فیشن سا ہوگیا ہے کہ جب کبھی بلغاریا اور سرویا کے متعلق کچھہ لکھا یا کہا جاے تو اسطرح کہ گویا یہ دونوں قومیں مانوس کن طور پر بربریۃ، جرائم پیشگی، اور حب وطنی میں بوجہ بعض قوموں کی رفاقت کے نا قابل ہیں - سرویا کے متوفی بادشاہ اور ملکہ کے قتل، سراجیوا کی خونریزیاں، بلغاریا کی سرحدی ترسفا کیاں، مقدونیہ میں عہد جنگ کی بے پایان دہشت و ستم گاری، ان امور کو دوبارہ متحد ہونے والی " سرویائے عظمی " دوبارہ پیدا ہونے والی بلغاریا، اور حسب سابق پھر قائم ہونے والی بلقان لیگ کے خلاف بہت زیادہ وزن پیدا کردیا جاتا ہے -

اب ان جرائم و مظالم سے کدر جانے کی کوئی صورت نہیں، تاہم اسوقت دنیا کے سامنے جو عظیم الشان تنقیحیں پیش ہیں، ان میں ان واقعات کو انکی واقعی حد تک رہنا چاہیے اور اس سے آگے نہ بڑھنا چاہیے -

* * *

آسٹریا میں اہل سرویا کی کل تعداد ۱۰ ملین ہے - اہل رومانیا کی تعداد بھی اسیقدر ہے - اہل بلغاریا غالباً ۷ ملین ہیں - زیش اور سلافی ۶ یا ۷ ملین ہیں - مگر ۱۰ ملین سے زاید نہیں ہیں - اسیطرح اہل رتھنیا بھی اسوقت ۴ ملین ہونگے -

ہم انگریز کے لیے ظاہر ہے کہ جب تک یہ لوگ اجنبی

گولي اور شے ) اس میں اور توپ کے گولوں میں یہ فرق ہے کہ توپ جب گولہ پھینکتي ہےتو وہ اوپرکي جانب جاتا ہے - اگر اسکي زد طویل ہو تو ۲۵ سو فیٹ تک بلند ہوسکتا ہے اور پھر نشانہ پرلگنے کے لیے نیچے کي جانب اترتا ہے -

لیکن تارپیڈو کي حالت اس سے مختلف ہے - وہ تارپیڈو کي نلکي کے ذریعہ یا کسي اور طریقے سے پھینکا جاتا ہے - مگر توپ کے گولے کي طرح اوپرکي جانب نہیں جاتا بلکہ نکل کے تھوڑي دیر ٹھہر جاتا ہے اور اسکے بعد پاني کے اندر ھي اندر چلا جاتا ہے - پاني کے عمق کي مقدار پھینکنے والے کي راے و تجویز پر موقوف ہے - وہ جسقدر عمیق پاني میں چاہے تارپیڈو کو لیجاسکتا ہے اور اپنا کام انجام دیسکتا ہے - لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ صرف پھینکنے والے کا ارادہ ھي اس بارے میں کافي نہیں ہے' بلکہ اسکے ساتھہ خود تارپیڈو کي ساخت میں بھي اسکي رفتار و عمق کي ضروري استعداد ہوني چاہیے - اگر اسکي مشین اسطرح نہیں بنائي گئي ہے کہ وہ مختلف درجہ کے عمق میں تارپیڈو پھینک سکے تو تارپیڈو پھینکنے والے کا محض ارادہ کچھہ نہیں کرسکتا -

تارپیڈو اور گولے کا ایک اصولي فرق تو یہ تھا - دوسرا اساسي فرق یہ ہے کہ گولے کي سرعت رفتار کا دار و مدار ان آتشگیر مادوں کي قوت و ضعف پر ہے جو اسے توپ کے دھانے سے نکالتے ہیں - لیکن تارپیڈو اپني سرعت رفتار کے لیے اس قسم کے مادوں کا محتاج نہیں ہے - خود اسکے جسم کے اندر بھي پرو پلنگ مشین ہوتي ہے - یہي مشین تارپیڈو کو باہر نکالتي ہے اور اسکي قوت و ضعف پر تارپیڈو کي سرعت و سست رفتاري موقوف ہے - تارپیڈو کي ابتدائي حرکت خواہ دبي ہوئي ہوا کے ذریعہ سے ہو (جیسا کہ تارپیڈو ٹیوب میں ہوتا ہے ) یا بارود کے ذریعہ ہو' دونوں حالتوں میں جب تارپیڈو نکلتا ہے تو پاني سے ٹکراتا ہے - اس تصادم سے ایک پرزہ ہٹ جاتا ہے جو پہلے ایک قسم کي روک کا کام کرتا تھا - اس روک کے ہٹ جانے سے انجن چلنے لگتا ہے اور بعض مخفي انتظامات کے ذریعہ (جو ایک بحري افسر کي ایجاد ہیں) ایک شدید حرارت پیدا ہو جاتي ہے - اسي حرارت کي وجہ سے دبي ہوئي ہوا کي مقررہ مقدار تارپیڈو کو بہت دور تک لیجاتي ہے -

( تارپیڈو ٹیوب )

اس مضمون میں آپ تین تصویریں دیکھتے ہیں - یہ ایلسوک تارپیڈو ٹیوب ہیں - " تارپیڈو ٹیوب " سے مراد وہ نلکي ہے جو تارپیڈو کے گولے کو دشمن کے جہاز پر اتارتي ہے -

تارپیڈو ٹیوب پہلے کہربائي طاقت سے چلتي تھي مگر اب پاني کے زور سے چلتي ہے - یہ آبي طاقت اسکے لیے یا تو جہاز مہیا کرتا ہے یا برقي اور دستي پمپ کے ذریعہ حاصل کي جاتي ہے - اس پمپ کے ذریعہ في مربع انچ ۱۵۰۰ پونڈ تک دباؤ پیدا کیا جا سکتا ہے - بالفاظ واضح تر پمپ کے ایک مربع انچ پاني کا دباؤ اس شے کے دباؤ کے برابر ہوتا ہے جسکا وزن ۱۵۰۰ پونڈ ہے !

اس پمپ کے لیے برقي طاقت ضروري نہیں ہے - چار آدمي اگر ہاتھہ سے چلالیں تو اتنا دباؤ پیدا ہوسکتا ہے جو اس مشین کے تمام کاموں کو کافي سرعت کے ساتھہ انجام دیگا ( دیکھو تصویر نمبر ۳ - اسمیں تین آدمي ہوا بھر رہے ہیں )

پہلي تصویر میں مشین کے پہلو کي طرف ایک دروازہ سا نظر آرہا ہے - یہ دروازہ بھي پاني کي طاقت سے بند ہوتا ہے - یہاں ایک چونگا ہے جو پاني کي طاقت سے تار کي رسي پر حرکت کرتا ہے - رسي کے سرے چند چرخیوں پر سے گزرتے ہوے دروازے کے کنارے آکے مل جاتے ہیں -

ایک شکنجہ اس دروازہ کو روکے رہتا ہے' اور وہ بھي پاني ھي کي طاقت سے حرکت کرنے والے چونگوں پر متحرک ہوتا ہے - اسکا مقصد یہ ہے کہ جب تک دروازہ اچھي طرح بلند نہ ہوجاے اسوقت تک یہ شکنجہ نیچے نہ گرے - چند سوراخ اسطرح بنالیے گئے ہیں کہ شکنجہ گرنے نہیں پاتا -

( یہ مشین کیونکر گولہ باري کرتي ہے ؟ )

اس مشین میں پاني کي طاقت سے چلنے والا چونگا ہوتا ہے - چونگے کے ساتھہ ایک ریک ہوتا ہے ( ریک میکنکس کي اصطلاح میں ایک سیدھي یا خفیف سي ٹیڑھي سلاخ ہے جسکے ایک جانب دانت بنے ہوے ہیں تاکہ دندانہ دار پہیوں کے اندر کام کرسکے ) ریک ایک دندانہ دار پہیے کو گھماتا ہے اور وہ ایک دوسرے دندانے دار پہیے کے ذریعہ ایک زنجیر سے وابستہ ہے - زنجیر ایک شیفٹ کو کھینچتي ہے - شیفٹ سلاخ کا ایک ٹکڑا ہے جسکے ایک سرے پر دندانہ دار پہیا جڑا ہوتا ہے - یہ آخري پہیا ایک دوسرے ریک سے ملا دیا گیا ہے - یہي ریک اندر کي نلکي کي چوٹي پر بھي نصب ہے - جب ریک گھومتا ہے تو اسکي گردش سے یہ نلکي اندر یا باہر آجا سکتي ہے -

تصویر نمبر (۳) : تارپیڈو کي مشین میں ہوا بھري جارہي ہے !

جس شیفٹ کا ابھي ذکر کیا گیا ہے' وہ ایک دوسري زنجیر سے وابستہ ہوتا ہے - اس زنجیر کو دو پنجے کھینچتے ہیں - ایک پنجہ اندر کي طرف' دوسرا باہر کي جانب -

یہاں ایک امالي ہوتي ہے جو اس پنجہ کو مشغول رکھتي ہے جو نلکي کے اندر کسي شے کے دوڑنے کے لیے ضروري ہے -

تارپیڈو نلکي میں ایک " رزرو واٹر " یعني حوض ہوتا ہے جس میں ہوا بھري رہتي ہے - اس ہوائي حوض میں جب دباو في مربع ۱' انچ ۳۰ پونڈ تک پہنچ جاتا ہے' تو ایک سلنڈر میں ( جس کو اردو میں چونگا یا نل کہنا چاہیے ) ایک آلہ متحرک ہوجاتا ہے جسے پسٹن کہتے ہیں - پسٹن ایک چھوٹے سے پرزے کا نام ہے جسکي شکل چونگے کي سي ہوتي ہے - وہ نلکي کے سرے میں آکے اس طرح ٹھہر جاتا ہے کہ اگر چاہیں تو باري باري سے آگے اور پیچھے اسے حرکت دیں - اردو میں کسي قدر توسع و تجوز کے ساتھہ اس کا ترجمہ ڈاٹ یا کاگ بھي ہو سکتا ہے -

یہاں ایک اور آلے کي صورت بھي ذہن نشیں کرلیني چاہیے جسے " ریلو " کہتے ہیں - ریلو سے مقصود ایک قابل حرکت پردہ ہے جو

## تارپیدو

تصویر ( ۱ )

غالباً جدید بحریات میں سب سے زیادہ خطرناک اختراع " تارپیدو " ہے - اسکے بے پناہ خطرے کا اندازہ اس اعلان سے هوسکتا ہے جو انگلستان کے امیر البحر سر پرسي اسکاٹ نے اعلان جنگ سے کسیقدر قبل کیا تها :

" ان زیر آب کشتیوں نے جنگی جهازوں کو ایک متروک الاستعمال شے بنا دیا ہے - ان پانی کے اندر چلنے والی کشتیوں نے جو حملہ کے ایک تنہا هتهیار کي حیثیت سے تارپیدو کو اپنے همراہ رکهتي هیں' بهاري توپوں سے مسلح جهازوں کو چشم زدن میں مغلوب کرلیا ہے "

( تارپیدو کي اختراع )

تارپیدو کی ایجاد سنہ ۱۸۶۶ ع میں هوئي ہے - اسکا مخترع " لیز " نامی ایک آسٹرین صناع ہے - لیز آسٹرین بیڑے میں کپتان تها - اسوقت اس ایجاد کي کالبد صرف ایک کشتی تهی جسمیں آتشگیر مادے بهرے هوتے تهے - اس کشتي میں ایک اسٹیم انجن یا کلاک ورک مشینري هوتی تهی جو اسے چلاتي تهي - اسکي رهنمائی چند تاروں کے ذریعہ هوتي تهی جو ساحل کے اسٹیشن یا کسی بڑے جهاز تک آتے تهے اور اسی ساحل یا جهاز کي چهت پر سے اسکی رهنمائی کی جاتی تهی -

یہ تارپیدو اپنی هیئت رسمل اور طریق عمل میں بالکل مسٹر برینین کے تارپیدو کے مشابہ تها - ان دونوں تارپیدوں میں بجز اسکے اور کچهہ فرق نہ تها کہ اول الذکر سطح آب کے اوپر کام کرتا تها اور دوسرا پانی کے اندر -

انسان کی تمام ایجادوں کی طرح تارپیدو بهی اپنے ابتدائی عہد اختراع میں غیر مکمل اور محتاج اصلاح تها - خوش قسمتی سے اسکو ایک خریدار ملگیا جس نے اسکی تکمیل کا بیڑا اٹهایا - یہ خریدار مسٹر رابرٹ وہائٹ هیڈ تها

وہائٹ فیوم کے ایک کارخانہ کا ڈائریکٹر تها - اسنے اس ناممکل ایجاد کو لیز سے خرید لیا' اور اسکي اصلاح و تکمیل پر خاص طور سے توجہ کي -

وہائٹ اس موضوع پر دو سال تک غور و خوض کرتا رہا - بالاخر سنہ ۱۸۶۸ ع میں ابتدائی مشکلات مغلوب هوئے' اور ایجاد اس حد تک مکمل هوگئی کہ اسکا اعلان کیا جاسکے -

انگلستان نے وہائٹ کو "شیرنس" میں مدعو کیا تاکہ اسکی ترقی یافتہ تارپیدو کا تجربہ کیا جائے' اور اگر اس امتحان میں وہ کامیاب هو تو انگریزي بیڑے میں بهي یہ اختراع روشناس کی جائے

وہائٹ هیڈ نے اس دعوت کو منظور کیا اور دو تارپیدو کشتیاں ساتهہ لیکر انگلستان پہنچا - ان میں سے ایک کا قطر ۱۶ - انچ اور دوسرے کا ۱۴ - انچ تها - ۱۶ - انچ قطر والی تارپیدو کی زد ۳ هزار فیٹ' اور ۱۴ - انچ والی کی ۲ هزار فیٹ تهی' اور دونوں کي شرح رفتار زاید سے زاید ۷ بحري میل - ( بحري میل کو انگریزي میں " ناٹ " کہتے هیں جو ۶۰۸۰ فیٹ کا هوتا ہے )

اس امتحان میں ترقی یافتہ تارپیدو کشتیاں پوري طرح کامیاب ثابت هوئیں - اسلیے امیر البحر نے ۱۵ هزار پونڈ میں اس اختراع کے تمام حقوق خرید لیے اور یہ شرط لگالي کہ ایک خاص جماعت کو اسکے بنانیکی تعلیم بهي دینا پڑیگي' اور آیندہ جسقدر اضافے یا اصلاحیں هونگی اسے فائدہ اٹهانیکا حق بهی صرف انگریزی بیڑے هي کو حاصل هوگا -

( تارپیدو کیا ہے ؟ )

تارپیدو کے متعلق عام طور پر لوگوں کو غلط فہمیاں هیں' اور نہ صرف هندوستان وغیرہ میں بلکہ خود انگلستان میں بهي لوگ بہت کم صحیح راے رکهتے هیں -

مشہور اخبار " گلوب " کا ایک مضمون نگار لکهتا ہے :

" تارپیدو کیا ہے ؟ اسکے متعلق اسوقت تک اچهے خاصے پڑهے لکهے لوگوں میں بهی غلط فہمی پهیلي هوئي ہے - لوگ عموماً یہ سمجهتے هیں کہ تارپیدو میں جو کا عملہ بهی هوتا ہے وہ کوئی خاص طرح کی آلاتي کشتی ہے - حالانکہ اسکی کوئی بهي اصلیت نہیں - تارپیدو دراصل ایک پرزہ جیک قالب ( پرزہ جیک ) کا اطلاق ہے جو هوتا ہے جو آگے پهینکی جائے - خواہ وہ نکڑا هو یا لوهے کی گولی

تصویر ( ۲ )

# بصائر و حکم

## فاتحـــین کا داخلـــه

مفتوحه ممالک میں

### تاریخ اسلام کا ایک صفحه

به تقریب فتح بلجیم و ورود فاتحین لوین و بروسلز

ان الملوک اذا دخلوا قریة ، جعلوا اعزة اهلها اذلة و کذالک یفعلون

فوجوں کا سیلاب جب میدان جنگ کی طرف بڑھتا ہے تو اوسکے اندر سے ، غیظ و غضب ، جوش و غرور ، اور بغض و انتقام کی لہریں اوٹھتی ہیں - قدیم جنگی داستانوں بلکه ملکی تاریخوں میں جنگ کے جن نمایاں واقعات کے گم شدگی کی عام شکایت کی جاتی ہے ، اونکو زیادہ تر انھی طوفاں خیز موجوں نے اپنی آغوش میں چھپا لیا ہے - سمندر میں جب طوفان خیز لہروں کا تلاطم برپا ہوتا ہے تو اوسکے درد انگیز نتائج کا حال ان لوگوں کو معلوم نہیں ہوسکتا جو شام کے وقت ساحل کے کنارے اسلیے جمع ہوجاتے ہیں که سطح سمندر کے ہر جدید تغیر سے ایک نیا لطف اوٹھالیں - اونکی حقیقت سے صرف وہی خانه ویران واقف ہوسکتے ہیں جنکے گھر کی دیواروں سے یه سیلاب ٹکرا کر گذر گیا ہے -

یونانی فوجوں کے جنون خیز جوش اقدام ، وحشت انگیز هجوم ، اور سودا زدہ تگ و دو کی داستان سکندر نامه کے اوراق کی سطح پر اگرچه ذوق نظر کے لیے ایک مقناطیسی کشش رکھتی ہے ، لیکن اوسکا افسانۂ عبرت صرف ایران کے کھنڈر ہی سنا سکتے ہیں - نظامی نے صرف یه افسانه سنا تھا ، اور انھوں نے اسکو دیکھا بھی ہے !

دنیا میں اب بھی معرکه کارزار گرم ہوتے ہیں ، فوجیں جوش و غرور میں بادل کی طرح امنڈ آتی ہیں - بجلی کی طرح کڑکتی ہیں ، سیلاب کی طرح آگے بڑھتی ہیں - بیسویں صدی کے مناظر جنگ میں اگرچه قدیم زمانے کے خوفناک چہرے ، رولیں تن انسانوں کے هاتھه پانوں ، اور هفت خوان سیاحت کے عجیب و غریب مراحل نظر نہیں آتے ، تاہم "مہذب" انسانوں کا یه سیلاب بھی جب کسی شہر پناہ سے ٹکراتا ہے ، تو ایران و بابل کے بوسیدہ کھنڈر دوبارہ ہمارے سامنے آجاتے ہیں ، اور خانه بدوش انسانوں سے کہیں زیادہ تمدن مظلوم چیخ اٹھتا ہے -

( ۲ )

لیکن دنیا کی ہر ابتداء اور انتہا کے درمیان ایک کڑی اور بھی ہوتی ہے جسکا تناسب صرف ان دونوں سلسلوں کے بیچ میں رکھنے ہی سے نمایاں ہوسکتا ہے - گذشته قوموں کے جنگی کارناموں کی داستانیں بیت المقدس ، بابل ، اور ایران کی چار دیواریاں سنا چکیں ، جدید دور کے فنون حربیه و مناصب عسکریه کا نظارہ لیژ و نامور کے قلعوں کی برجیوں پر سے کیا جاسکتا ہے ، لیکن تاریخ کی زبان کسی زمانے میں بند نہیں رہی ہے - دور قدیم و دور جدید کے وسط میں ایک زمانه اور بھی گذرا ہے جس میں ایک گمنام قوم صحرائے عرب سے اٹھی ، سیلاب کی طرح بڑھی ، اور موج کی طرح تمام کرۂ ارضی پر پھیل گئی - دنیا نے اس سیلاب کی رو میں بھی ظلم و درندگی کی اون لہروں کو دیکھنا چاہا جو ہمیشه فوجوں کے طوفانوں میں اوٹھتی رہی ہیں ، لیکن ذوق نظارہ ناکامیاب ہوکر گوشه چشم میں چھپ گیا - دنیا نے دیکھا که وہ مختلف مادی طاقتوں سے ٹکرائی ، بڑے بڑے قلعوں سے ٹکر لڑی ، عظیم الشان پہاڑوں کو ٹھوکر لگایا ، اور بالاخر تمام کرۂ ارضی کو اوچھال کر رکھدیا ، تاہم نه تو کسی جھونپڑی کو اوجاڑا ، نه کسی گھر میں آگ لگائی ، نه کسی عظیم الشان محل کو برباد کیا ، نه تمدن کی یادگاریں مٹائیں ، اور نه تہذیب کے آثار قدیمه منہدم کیے - وہ فاتحانه جوش میں سیلاب کی طرح بڑھی لیکن جب ممالک مفتوحه میں داخل ہوئی تو گرداب کی طرح سمٹ گئی !!

( ۳ )

دنیا نے اس عجیب و غریب متضاد منظر کو دیکھا اور دم بخود ہوکر رہگئی - صرف ایک ابن خلدون کی زبان میں حرکت نطق باقی رہگئی ہے - وہ اسکے فلسفیانه علل و اسباب پوچھنا چاهتی ہے لیکن روحانیت کے دریا میں عقل و فلسفه دونوں غوطه کھا جاتے ہیں - یہاں یه سوال بالکل بیکار ہے - تاہم اگر ہم بانی فلسفۂ تاریخ کی خواہش پوری کرسکتے ہیں تو ہمکو اوسکے پورا کرنے میں دریغ نه کرنا چاہیے -

دنیا میں جب کوئی فوج فاتحانه جوش میں میدان جنگ کا رخ کرتی ہے ، تو اسکے دل کو مختلف طریقوں سے گرمایا جاتا ہے - طبل و قرنا کی هنگامه خیز صدائیں اوسکا خیر مقدم کرتی ہیں - سپه سالاروں کی فصاحت اور رجز خوانوں کی آتش بیانی اسے گرمجوشی کے ساتھه رخصت کرتی ہے ، علم و پرچم لہرا لہرا کر انسانی آتش غضب کو بھڑکاتے ہیں ، وطن پرستی کی مقدس قسمیں دیجاتی ہیں ، قوم پرستی کا حلف اوٹھوایا جاتا ہے ، اور قدیم کارنامه ہاے شجاعت ایک ایک کرکے یاد دلاے جاتے ہیں -

انھی چیزوں کا پیدا کیا ہوا جوش میدان جنگ میں سنگدلی ، بیرحمی ، قساوت اور وحشت و درندگی کی شکل اختیار کرلیتا ہے ، اور جب کسی شہر ٹکراتا ہے تو اوسکو چور چور کر دیتا ہے -

لیکن اسلامی فوجوں کی حالت تمام دنیا کے فوجی نظام سے بالکل مختلف تھی - نه تو دہل و طبل نے اوسکا دل بڑھایا ، نه اوسکے سامنے آتش بیانوں کی آگ بھڑکائی گئی ، نه سرخ و سبز جھنڈیوں کے سایے کے نیچے اوسکی نمایش کیگئی ، نه اوسکے سامنے وطن پرستی کے ترانے گائے گئے ، نه اوسکے دلوں میں قومیت کی یاد تازہ کرائی گئی ، اور نه عرب کی قدیم شجاعت کے داستانوں سے اوسکے خون کو گرمایا گیا - وہ خدا کی راہ میں ، حق و صداقت کے عشق میں ، خدا کا نام لیکر اوٹھی ، اور قوموں اور فوجوں کے بے شمار نسلی و ملکیه مقصدوں کی جگهه صرف ایک مقصد روحانی اپنے سامنے رکھا :

لیکون کلمة الله علیا - تاکه الله کا کلمه حق سربلند ہو -

وہ صرف ایک اخلاقی دستور العمل لیکر میدان جنگ کی طرف بڑھی :

| | |
|---|---|
| اغزوا باسم الله فی سبیل الله - اغزوا ولا تغلوا ولا تغدروا ولا تمثلوا ولا تقتلوا ولیدا - ( صحیح مسلم ) | خدا کی راہ میں خدا ہی کا نام لیکر لڑنا ، خیانت نه کرنا ، بد عہدی نه کرنا ، دشمن کے هاتھه پانوں ناک کان نه کاٹنا ، بچوں کو قتل نه کرنا - |
| یسروا ولا تعسروا وسکنوا ولا تنفروا ( صحیح مسلم ) | آسانی پیدا کرنا ، دشواری نه پیدا کرنا لوگوں کو اطمینان دلانا ، مفتوحوں کو وحشت زدہ اور غیر مطمئن نه کردینا - |
| استودع الله دینکم وامانتکم وخواتیم اعمالکم ( ابو داود کتاب الجهاد ) | میں تمهارے دین کو ، تمهاری امانت کو ، تمهارے نتائج اعمال کو خدا کے سپرد کر کے تمهیں میدان جنگ میں جانے کیلیے رخصت کرتا ہوں - |

ہلکی کے اوپر ہوتا ہے، اور اس طرح جڑا ہوتا ہے کہ ایک طرف کھلتا ہے اور دوسری جانب بند ہو تا ہے - پسٹن کے متحرک ہونے سے نلکی کا ویلو کھل جاتاہے - اُس کے کھلنے کے بعد ہوا کا دباؤ سلنڈر پر پڑتا ہے جو اندر اور باہر آتا جاتا رہتا ہے، ساتھ ہی پنجہ کھلجاتا ہے - اور ان تمام ترتیبات کے بعد ہوا کا دباؤ پسٹن کے آگے کی طرف نکلکے اس طرح ٹہر جاتا ہے کہ نلکی اندر آ جا سکتی ہے -

تارپیڈو ٹیوب کے سر ہونے کے بعد ہوائی حوض میں ہوا کا دباو کم ہونا شروع ہوتا ہے، اور جب ۲۵ پونڈ فی مربع انچ سے بھی کم رہجاتا ہے تو اس وقت ایک کمانی کے ذریعہ پسٹن اپنے سلنڈر میں پھر واپس چلا آتا ہے - پسٹن کے اندر واپس آجانے سے اندر کی طرف کا پنجہ پھر مشغول ہوجاتا ہے اور ہوائی دباو سلنڈر پر پڑنے لگتا ہے - اسکی وجہ سے نلکی خود بخود اندر چلی آتی ہے -

اس مشین میں دو دستی بیلن بھی ہوتے ہیں - انکا کام یہ ہے کہ وہ بوجھہ کو سنبھالے رہتے ہیں - بیلن ایک پن کے ذریعہ باہم وابستہ ہوتے ہیں - جب پن ہٹا دی جاتی ہے تو پسٹن اور دونوں پنجے حسب دستور کام کرنے لگتے ہیں اور نلکی اندر اور باہر آنے جانے لگتی ہے، بشرطیکہ آتشبار حوض خالی نہ ہوگیا ہو-

یک اگر کسی وجہ سے اپنی جگہ سے ہٹ جاے تو یہ بیلن اسکو ٹھیک بھی کر دیتے ہیں -

تارپیڈو ٹیوب کے متعلق حال میں "گوانگو" نامی جہاز کے تجارب نہایت کامیاب ثابت ہوے ہیں - اسمیں ۲۱ انچ کی ایلسوک تار پیڈو ٹیوب نصب کی گئی تھیں - اس جہاز کی رفتار اثناء تجربہ میں زائد سے زائد ساڑھے ۲۵ ناٹ تھی -

جاپانی جہاز "ھیبی" زیر تعمیر ہے - اسمیں اسطرح کی ۸ مشینیں ہونگی - ٹرکی کے جو دو جہاز انگلستان میں بنے تھے، ان میں بھی یہ مشینیں نصب کی گئی تھیں، مگر افسوس کہ اب انکا تجربہ انگلستان کریگا - کیونکہ اس نے جہازوں پر قبضہ کرلیا ہے اور جنگ چھڑ جانے کی وجہ سے ٹرکی انسے محروم رہگئی ہے -

( جدید تار پیڈو )

جدید تار پیڈو کی شکل ایسی ہوتی ہے جیسے دونوں جانب سے گاو دم سگار کی ہوتی ہے - (دیکھو تصویر ۳) البتہ اسکے سرے پر ایک ابھرا ہوا حصہ ہوتا ہے جسکو انگریزی میں نوز (ناک) کہتے ہیں - اس نوز میں چند پرزوں کا سلسلہ ہوا ہے جنکا نام رھسکر (گل مچھہ) ہے -

ان رھسکروں کی یہ خاصیت ہے کہ انکی ایک ہلکی سی ٹکر بھی تار پیڈو کے مشتعل ہونے کیلیے کافی ہوتی ہے -

تار پیڈو کی نلکی میں اس مقام پر ایک پنکھا بھی ہوتا ہے - جب تار پیڈو نلکی سے روانہ ہونے لگتا ہے تو یہ پنکھا از خود کھل کے متحرک ہو جاتا ہے - پنکھے کا مقصد یہ ہے کہ جب تک تار پیڈو اُس جہاز یا کشتی سے کسی قدر فاصلے پر نہ پہنچ جاے جس سے وہ پھینکا جاتا ہے، اسوقت تک زیادہ حرارت نہ پیدا ہونے پاے - کیونکہ اگر جلد گرمی پیدا ہو جاے تو یہ خطرہ ہے کہ شدت حرارت سے راستے ہی میں پھٹ جائیگا اور بوجہ قرب کے خود اپنے ہی جہاز کو زخمی کردیگا-

تارپیڈو کے ابتدائی حصے میں ۳ سو پونڈ "گن کوائن" ( ایک بہت ہی سخت آتشگیر مادہ ) ہوتا ہے - "گن کوائن" میں ایک پرزہ کے ذریعہ آگ پیدا ہوتی ہے جسکو "ڈیٹونیٹر" کہتے ہیں - یہ ڈیٹونیٹر رھسکروں کے ذریعہ چلتا ہے -

تارپیڈو کے دوسرے حصہ میں دبی ہوئی ہوا ہوتی ہے، لیکن جدید ترین تارپیڈو میں ایک اور کمرہ بھی ہوتا ہے جس میں حرارت انگیز آلات ترتیب دیے گئے ہیں - ان آلات کی وجہ سے جو حرارت پیدا ہوتی ہے اس سے دبی ہوئی ہوا کی قدر و قیمت اور تاثیر بہت زیادہ ہوگئی ہے - ہوا سے بھرے ہوے حصے کے بعد وہ حصہ ہوتا ہے جسمیں انجن لگایا جاتا ہے - اس کے بعد وہ حصہ آتا ہے جسکو "بواے اینسی چیمبر" کہتے ہیں - یہ حصہ کم و بیش خالی ہوتا ہے، اور صرف اسلیے رکھا گیا ہے کہ تارپیڈو بقدر ضرورت تیرتی رہے - کیونکہ ایک معروف جسم جب کسی دوسرے جسم سے ملیگا تو اس دوسرے جسم کو ڈوبنے نہیں دیگا اور سنبھالے رکھیگا -

تارپیڈو کے آخری حصہ میں جسکو ٹربل ( دم ) کہتے ہیں "پرایلر" یعنی آگے بڑھانے والا آلہ اور "رڈر" ہوتا ہے - ( رڈر وہ آلہ ہے جس سے کشتی کا رخ بدلا جاتا ہے، اسکو اردو میں پتوار اور عربی میں سکان کہتے ہیں )

ہر تار پیڈو میں ایک "گائی روس کوپ" بھی ہوتا ہے - گائی روس کوپ ایک آلہ ہے جس سے گردش کی مختلف خصوصیات معلوم ہوتی رہتی ہیں - تارپیڈو کیلیے یہ بہت ضروری ہے - اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ کشتی ٹھیک راستے پر جا رہی ہے یا نہیں ؟

زد کا طول ۱۰ - ہزار گز سے بڑھاکے ۱۲ ہزار گز کردیا گیا ہے - یہ تمام مسافت تقریباً ۳۰ میل بحری کی شرح رفتار کے حساب سے طے کرنا چاہیے - ظاہر ہے کہ جب ۱۲ ہزار گز کا طول ۳۰ بحری میل شرح رفتار کے حساب سے قطع کرنا ہو تو اسوقت قادر اندازی کا سوال کسقدر اہم اور اسی درجہ نازک اور مشکل ہے ؟

( تارپیڈو کے مقابلہ میں حفاظت )

انسان کی جدتی ایجادات کا عجیب عالم ہے! جب کبھی وہ کوئی تباہ کن شے ایجاد کرتا ہے تو ایک ایسی ایجاد کی فکر میں سرگرداں رہتا ہے جو اس برباد کن آلہ کے مقابلہ میں سپر کا کام دے - علی ھذا جب کبھی وہ کوئی محافظ شے ایجاد کرتا ہے تو اسکو یہ خیال دامنگیر ہوتا ہے کہ کوئی ایسی شے ایجاد کیجیے جو اس محافظ آلہ کو بیکار کردے -

انسان نے دشمن کے حملے سے محفوظ رہنے کیلیے آہن پوش جہاز تیار کیے، مگر کیا ان آہن پوش جہازوں میں بھی وہ محفوظ رہ سکا ؟ جہاں تک توپوں کی آتشباری کا تعلق ہے عام طور پر انگریزی ماہرین بحریات کی راے ہے کہ درع یا وہ غلاف آہنی جسمیں جہاز ملفوف ہوتا ہے، توپوں کی آتشباری کے مقابلہ میں بالکل بیکار ہے -

لیکن جب توپوں کے بدلے تارپیڈو کا نام آتا ہے تو یہ مسئلہ اور بھی نازک ہو جاتا ہے -

اسی بناء پر بعض مستقل اندیش اشخاص کی راے ہے کہ بحری مدافعت کی اسکیم میں سے جنگی جہاز کو نکالدینا چاہیے -

بہر نوع تارپیڈو کے حملے سے بچنے کیلیے ایک قسم کا جال بھی ایجاد کیا گیا ہے جو "تارپیڈو نیٹ" کہلاتا ہے - یہ جال جہاز سے کسیقدر فاصلے پر رہتے ہیں اور اسے تارپیڈو کے حملے سے بچاے رہتے ہیں -

## ( ٥ )

لیکن اس زجر و توبیخ کےساتھہ ایک دوسري طاقت بھي تھي جو مجاهدین اسلام کو جادۂ اعتدال و صراط مستقیم سے آگے بڑھنے نہیں دیتي تھي - اسلام جابرانہ قوانین اور اقتدارانہ احکام کا مجموعہ نہیں ہے - اوسکا نظام تعلیم تمامتر اخلاقی روح سے لبریز ہے - جن احکام کو هم اسلام کا سادہ قانون کہتے هیں' وہ بھي اخلاقي رنگ کي آمیزش سے خالی نہیں - اسلیے آنحضرت مجاهدین اسلام کو صرف اخلاقي طاقت هي سے ان احکام کا پابند کرنا چاھتے تھے' چنانچہ سفر جہاد میں جب کبھی اخلاقی نصائح کا جزئی سے جزئي موقع بھي پیش آجاتا تھا ' تو آپ اوسکے ذریعہ مجاهدین کو رفق' وملاطفت' اور نرمي و رحم دلي کي تعلیم دیتے تھے - ایک سفر جہاد میں صحابہ کسي چڑیا کے دو بچے پکڑلاے - چڑیا نے دیکھا تو فرط محبت میں بے اختیارانہ بچوں کے سر پر منڈلانے لگی - آنحضرت کي نگاہ پڑگئي تو فرمایا : " اس چڑیا کا دل کسنے دکھایا ہے ؟ اوسکے بچوں کو چھوڑ دو " پھر دوسري طرف نظر اوٹھائی تو دیکھا کہ میدان میں چیونٹیوں کے گھر میں کسي نے آگ لگادي ہے' آپنے پوچھا کہ ان چیونٹیوں کے گھر کو کسنے جلایا ہے ؟ صحابہ نے کہا : کسی خاص آدمي نے ایسا نہیں کیا' هم سب نے اوسکو برباد کردیا ہے - فرمایا کہ "آگ کا عذاب صرف خدا هي دےسکتا ہے" (۱)

آنحضرت (صلعم) کا ذاتی طرز عمل اس سے بھي زیادہ موثر تھا - یہودیوں نے آپکو زهر دیا لیکن آپنے انتقام نہیں لیا ایک کافر نے حالت خواب میں آپ پر حملہ کرنا چاها - آپ بیدار ہوگئے اور اوسکا حملہ ناکام رہا' تاهم اوسکو کوئي سزا نہیں دي (۲) یہاں تک کہ اگر حالت اضطرار میں بھي آپکي زبان سے کوئي انتقامانہ فقرہ نکل گیا تو خدانے آپکو اوسپر تنبیہ کي - غزوہ احد میں جب آپکے چہرۂ مبارک پر پتھر لگا اور دندان مبارک شہید ہوے تو آپنے فرمایا :

| | |
|---|---|
| کیف یفلح قوم شجوا نبیہم ؟ | وہ قوم کیونکر نجات پاسکتی ہے جسنے اپنے پیغمبر هي کو زخمي کردیا ؟ |

اسپر یہ آیت نازل ہوئی :

| | |
|---|---|
| لیس لک من الامر شی او یتوب علیهم او یعذبهم فانهم ظالمون (۳) | تمہیں اس قسم کی بددعا کرنیکا اختیار نہیں ہے' یہ کام صرف خدا کا ہے' وہ چاهیگا تو اونکي توبہ قبول کریگا ورنہ اونکو عذاب دیگا - کیونکہ وہ ظالم هیں - |

## ( ٦ )

اس احتساب و مراقبہ کی بنا پر جن غزوات میں آنحضرت (صلعم) شریک ہوے تھے' اون میں مجاهدین اسلام جادۂ اخلاق و انسانیت سے سر مو بھی تجاوز نہیں کرسکتے تھے' لیکن جن غزوات میں فوج کا سررشتۂ نظام صرف امیر العسکر کے هاتھہ میں ہوتا تھا' وہ بھی آپکی اخلاقي نگرانی سے خالی نہیں ہوتے تھے - آپنے قبیلہ خثعم کیطرف فوج کا ایک دستہ روانہ کیا - معرکہ کارزار گرم ہوا تو چند آدمی جان بچانیکےلیے یا اسلیے کہ وہ حقیقتاً مسلمان تھے' سجدے میں گرپڑے - تمام فوجیں اونھي لوگوں کیطرف جھک پڑیں' اور ان جھکے ہوے سروں کو نہایت آسانی کیساتھہ تہ تیغ کردیا - آنحضرت کو معلوم ہوا تو آپ نے نصف دیت دلائی (۴) ایک بار آپنے قبائل حرقات کی طرف ایک سریہ بھیجا فوج نے حملہ کرکے ایک آدمی کو گھیر لیا - وہ کلمہ توحید پڑھنے لگے امرشي کے ساتھہ کي تلوار نے اوسکا فیصلہ کردیا - آپ کو خبر ہوئی تو شعلوں نے " قیامت میں اس خون کا ذمہ دار کون ہوگا ؟" اسامہ ابن .... نے گھیر کہا : " وہ حقیقتاً مسلمان نہیں ہوا تھا' جان بچانے کے لیے کلمہ پڑھ دیا تھا " آپنے برهم ہوکر فرمایا : " کیا تمنے اوسکا دل پھاڑ کر دیکھہ لیا تھا ؟ " (۱)

## ( ۷ )

امراء فوج بھي بالکل انھی اصول اخلاق کے پابند تھے' اسلیے وہ فوج کے معمولی وحشیانہ افعال کو بھی گوارا نہیں کرسکتے تھے - فوج کا ایک دستہ عبدالرحمن بن سمرہ کی امارت میں مصروف جہاد تھا - مال غنیمت میں ایک هاتھي آیا تو هر شخص نے اپنے قبضہ میں کرنا چاها - اونہوں نے یہ حال دیکھا تو ایک عام تقریر کی اور فرمایا : " آنحضرت نے اس قسم کي غارت گري سے منع فرمادیا ہے " چنانچہ سب نے مال غنیمت کو جمع کرکے مشترکہ طور پر تقسیم کیا - (۲)

صحابہ میں بعض بزرگ ایسے موجود تھے جو خود امراء کي اخلاقي غلطیوں پر نکتہ چینی کرتے تھے' اور اسلام کے هیئۂ اجتماعیہ کا اصل اصول یہی امر بالمعروف ہے - عبد الرحمن بن خالد بن الولید نے چار کافروں کو هاتھہ پاوں باندھہ کر قتل کروا دیا' حضرت ابو ایوب انصاری کو خبر ہوئی تو اونہوں نے کہا : " آنحضرت نے اس قسم کے وحشیانہ قتل سے منع فرمایا ہے " چنانچہ عبد الرحمن بن خالد نے سکے بدلے چار غلام آزاد کیے (۳)

## ( ۸ )

اس اخلاقی احتساب و مراقبہ نے مسلمانوں کو جس قدر خوش اخلاق' متدین' اور فیاض طبع بنا دیا' اوسکی تصدیق متعدد واقعات سے ہوتی ہے -

حضرت مقداد ایک بار قضاے حاجت کیلیے گئے تو دیکھا کہ ایک چوھا اپنے بل سے اشرفیاں نکال نکال کے باهر رکھتا ہے - اسطرح رفتہ رفتہ اوسنے ۱۸ دینار نکالے - حضرۃ مقداد اونہیں اوٹھا لاے اور آنحضرت کے قدموں پر ڈالدیا - آنحضرت نے یہ کہکر کہ "خدا تمہارے اس مال میں برکت دے " وہ اشرفیاں اونکے حوالے کردیں - (۴)

ایک مرتبہ حضرت سوید بن غفلہ' حضرت زید بن صوحان' اور حضرت سلیمان بن ربیعہ ایک ساتھہ جہاد کي غرض سے روانہ ہوے - راستہ میں ایک کوڑا پڑا ہوا پایا سوید نے اوٹھا لیا - دونوں ساتھیوں نے روکا لیکن اونہوں نے کہا : " میں اوسکے مالک تک پہونچانے کی کوشش کرونگا' ناکامیابی ہوگی تو اوس سے خود فائدہ اوٹھاؤنگا " جہاد سے پلٹ کر اونہوں نے حج کا سفر کیا - حج سے فارغ ہوکر مدینہ آے اور حضرت ابی ابن کعب سے اوسکا واقعہ بیان کیا - اونہوں نے کہا :

" میں نے آنحضرت کے زمانے میں ایک بار سو دینار پاے تھے - آنحضرت کی خدمت میں آیا تو آپ نے فرمایا کہ اوسکے مالک کو تلاش کرو' میں نے تین چار سال تک ڈھونڈھا مگر اوسکا پتہ نہ چلا' پھر میں نے آپ سے اوسکے متعلق دریافت کیا تو آپنے کہا کہ تھیلی سمیت گن کر رکھدو' وہ آے تو دیدینا ورنہ تمہارے کام آئیگا " (۵)

( البقیہ یتلی )

۱ ابوداود جلد ۲ ص ۷ کتاب الجہاد

۲ بخاري جزو ۵ ص ۱۱۵ کتاب الجہاد

۳ بخاري جزو ۵ ص ۹۹

۴ ابوداود جلد ۱ ص ۳۵۴ کتاب الجہاد

۱ ابو داود جلد ۱ ص ۳۵۴ کتاب الجہاد -

۲ ابو داود جلد ۳ ص ۱۲ کتاب الجہاد -

۳ ابو داود جلد ۲ ص ۱۰ کتاب الجہاد -

۴ ابوداود جلد ۲ ص ..

۵ صحیح مسلم جلد ۲ ص .. کتاب اللقطہ

انطلقوا باسم الله وعلی ملة رسول الله ! لا تقتلوا شیخا فانیا ولا طفلا ولا صغیرا ولا امراة ولا تغلوا وضموا غنائمکم واصلحوا واحسنوا ! ان الله یحب المحسنین .. ( ابو داود کتاب الجہاد )

خدا کا نام لیکر اور رسول اللہ کے مذہب کے پابند ہوکر میدان جنگ میں جاو - بڈھوں کو ' بچوں اور لڑکوں کو ' اور عورتوں کو ہرگز قتل نہ کرنا - خیانت نہ کرنا ' مال غنیمت کو متفقہ طور پر جمع کرنا ' اصلاح اور احسان کرنا ' خدا احسان کرنے والوں ہی کو دوست رکھتا ہے -

( ۴ )

یہ احکام اگرچہ خود اپنے اندر روحانی طاقت رکھتے تھے ' لیکن امیرالعسکر کے احکام کی پابندی اس طاقت میں اور بھی اضافہ کردیتی تھی - اسلیے اوس کی اطاعت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے خاص طور پر حکم دیا - اس اطاعت کا مقصد جاہ و اقتدار کا قایم رکھنا نہ تھا ' بلکہ محض اوس شر و فساد کا مٹانا جو فوجوں کے ذریعہ عموماً خدا کی زمین میں پھیلتا رہا ہے :

و من غزا فخرا ورياء وسمعة وعصی الامام وافسد فی الارض فانه لم یرجع بالکفاف ( ابو داود کتاب الجہاد )

جو شخص فخر پرستی اور نام و نمود کیلیے لڑا اور امام کی نا فرمانی کی ' اور خدا کی زمین میں فساد پھیلایا ' تو اوسکو سمجھنا چاہیے کہ وہ جہاد کے ثواب سے خالی ہاتھ واپس آیا -

چنانچہ جب کسی امیر العسکر نے صرف اظہار اقتدار کیلیے مجاہدین کو کوئی حکم دیا تو فوج کے اکثر حصے نے اوسکی مخالفت کی ' اور جب آنحضرت کو اسکی خبر ہوئی تو آپنے اوسکو حق بجانب فرمایا -

ایک مرتبہ ایک امیر فوج نے آگ روشن کی اور فوج کو اوس میں جانے کا حکم دیا - فوج کے ایک حصے نے اوس میں جانا چاہا لیکن دوسرے فریق نے انکار کیا ' اور کہا کہ " ہم تو آگ ہی (دوزخ) سے بھاگ کر یہاں آے ہیں " آنحضرت کو خبر ہوئی تو فرمایا :

" اگر وہ لوگ اون بھڑکتے ہوے شعلوں کے اندر قدم رکھتے تو ہمیشہ آگ ( جہنم ) ہی کے اندر رہتے - اطاعت گناہ کے کاموں میں نہیں کی جاتی ' اطاعت کا تعلق صرف نیک کاموں سے ہے " (ابوداود - کتاب الجہاد) لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق -

یہ اخلاقی احکام اور اخلاقی اطاعت اگرچہ قدم قدم پر مجاہدین کیلیے زنجیر پا بن گئی تھی ' لیکن جس قوم نے وحشت کدۂ عرب میں نشو و نما پائی ہو ' جس نے صحراے عرب ہی میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھاے ہوں ' جو بادیہ نشیں بدؤں سے سرگرم کار زار رہی ہو ' جو بے سرو سامان اور فاقہ مست ہوکر گھر سے نکلی ہو ' جو ہر طرف سے بغض و انتقام کے جذبات مشتعلہ سے گھری ہوئی ہو ' وہ دفعتاً اس قدر مہذب ' سیر چشم ' اور صلح جو نہیں ہو جاسکتی کہ اوسکے اخلاقی دامن پر ایک دھبہ بھی نظر نہ آے ' اسلیے اوس سے قدرتی طور پر بعض جزوی فرو گذاشتیں ہوئیں - لیکن کبھی بھی ان فرو گذاشتوں کی حوصلہ افزائی نہیں کیگئی ' بلکہ اون سے روکا گیا - ان غلطیوں کی داد نہیں دی گئی ' بلکہ اونپر ملامت کیگئی - اور عہد نبوت و خلافۃ راشدہ ان سے بالکل پاک ہے -

چنانچہ ایک غزوہ میں کسی عورت کی لاش ملی تو آپنے عموماً عورتوں اور بچوں کے قتل کی ممانعت کردی (ابوداود) ایک سفر جہاد میں جب صحابہ بھوک کی شدت سے بیتاب ہوگئے تو ادھر ادھر سے کچھہ بکریاں لوٹ لاے اور ذبح کرکے اونکا گوشت دیگچیوں میں چڑھا دیا - آنحضرت کو خبر ہوئی تو کمان کے ذریعہ دیگچیاں اولٹ دیں ' اور فرمایا :

ان النھبة لیست با حل من المیتة ( ابوداود )

لوٹ کا مال مردار چیزوں سے کچھہ بہتر نہیں ہے -

فوج کیلیے خاص طور پر یہ حکم تھا کہ اگر راستے میں دودھہ دینے والے مویشی مل جائیں تو اونکے دودھہ دوھنے کی کسیکو اجازت نہیں - سخت مجبوری کی حالت میں اگر مالک موجود ہو تو اوس سے اجازت لے لینی چاہیے ' ورنہ تین بار بآواز بلند پکار لینا چاہیے ( ابو داود - کتاب الجہاد )

( ۵ )

ان احکام اور اس روک ٹوک کے علاوہ مجاہدین اسلام کی خوش اخلاقی کا ایک اور بھی سبب تھا - فتح ممالک کیلیے جو فوجیں روانہ کی جاتی ہیں ' عموماً اونکی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے - وہ ٹڈی دل کی طرح چاروں طرف اس وسعت کے ساتھہ پھیل جاتی ہیں کہ اونکی جزئی نگرانی رکھنا بالکل ناممکن ہو جاتا ہے - لیکن اسلامی فوجوں کی حالت اس سے بالکل مختلف تھی - امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور اقامت صلواۃ و ایتاء زکواۃ کیلیے اونکا ظہور ہوا تھا ' اسلیے اونکا روحانی پلہ جسقدر بھاری تھا ' اوسی قدر اونکی مادیت کا وزن ہلکا بھی تھا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احد میں مجاہدین کی اسی قلت تعداد کو دیکھکر خدا کی غیرت و رحمت کو ان پر حسرت الفاظ میں جوش دلایا تھا :

اللھم انک ان تشاء لا تعبد فی الارض ( مسلم جلد ۲ ص ٦٥ )

خداوندا ! کیا تیری یہی مرضی ہے کہ زمین پر اب تیری عبادت کرنے والے چند اشخاص بھی باقی نہ رہیں ؟

غزوہ بدر میں مجاہدین کی تعداد صرف ۳۱۴ تھی ! اسلامی فوج کا سب سے بڑا اجتماع فتح مکہ میں ہوا تھا ' لیکن وہ بھی دس ہزار سے متجاوز نہ تھا (مسلم) پس قلت تعداد کی وجہ سے ایک محدود فوج کی اخلاقی نگرانی نہایت آسانی کے ساتھہ ہوسکتی تھی -

عام فوج کی ایک عام خصوصیت یہ ہے کہ وہ میدان جنگ میں جسقدر منظم اور مرتب طور پر دوش بدوش کھڑی ہوکر لڑتی ہے ' اوسیقدر منزل پر پہنچکر غیر منظم طریقے سے منتشر ہوجاتی ہے - یہ وقت عموماً کھانے پینے اور گھومنے پھرنے کا ہوتا ہے - فوجیں اکثر اسی حالت میں ظلم و تعدی ' نہب و سلب ' اور لوٹ مار کرتی ہیں - ایک غزوہ میں مجاہدین کا گروہ ہر طرف پھیل گیا اور لوٹنا چاہا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو منادی کرادی :

من ضیق منزلا او قطع طریقا فلاجہاد له (بخاری جزو ۵ صفحہ ۱۴٦)

جس شخص نے منزل کو گھیر لیا ' یا دوسروں کیلیے جگہ نہ چھوڑی اور رہزنی کی تو اوسکا جہاد جہاد نہیں -

پھر بالکل اسکی ممانعت فرما دی :

ان تفرقکم فی ھذہ الشعاب و الاودیة انما ذالکم الشیطان

ان گھاٹیوں اور ٹیلوں میں جو تم پھیل جاتے ہو تو یہ شیطانی کام ہے -

اسکے بعد فوج کے نظام و ترتیب نے جو ترقی کی ' اوسکو اسی روایت میں نہایت جامع الفاظ میں اسطرح بیان کیا ہے :

فلم ینزل بعد ذلک منزلا الا انضم بعضھم الی بعض حتی یقال لو بسط علیھم ثوب لعمھم (ابو داود)

اسکے بعد جب آپنے پڑاو ڈالا تو مسلمان باہم اسقدر ملے جلے یکجا نظر آتے تھے کہ اگر اونکے اوپر ایک چادر تان دی جاتی تو سب اوسکے نیچے آجاتے !

دنیا نے آج نظام و ترتیب و قواعد میں اسقدر ترقی کی ہے کہ پچھلے انتظامات اسکے آگے وحشیانہ تفرقہ و انتشار معلوم ہوتے ہیں - لیکن کیا آج بھی کوئی منظم سے منظم اور مہذب سے مہذب فوج ایسی پیش کی جاسکتی ہے جو فتح و مراد کی حالت میں اسقدر باقاعدہ طور پر یکجا رہتی ہو ؟ اور پھر اسدرجہ اپنے افسر کی مطیع ہو کہ ایک سپاہی بھی قیام گاہ سے حرکت نہ کرے ؟

انگلستان کا بلجیین مدافعین کے پیچھے کھڑا ہونا ایک " تازیانہ بدست " شخص کي مثال ہے - ہاں انگلستان ہي ہے جس کي وجہ سے انٹورپ کو جس میں لاکھوں جانیں اور ہزاروں صنعت کاهیں تھیں' نقصانات عظیمہ کا متحمل ہونا پڑا - بلاشبہ ایک دن آئیگا جبکہ نہر کے پار ورغلانے والوں پر ہزاروں بددعاؤں اور لعنتوں کا ورود ہوگا " ( یعنی انگلستان پر جو نہر ڈور کے اُس پار واقع ہے )

لیکن بعینسہ اسي طرح انگلستان اسکي تمام ذمہ داري جرمني کے سر ڈالتا ہے جو بلجیم پر بجبر و قوت قبضہ کر رہا ہے - بہر حال قصور خواہ کسي کا ہو' لیکن اسمیں شک نہیں کہ بلجیم غریب کي جان تو گئي :

کچھہ آنکھہ کا گیا نہ گیا کچھہ خیال کا
مارا گیا دل اور یہي بے قصور تھا !

( جرمن تیاریاں )

۹ - کي تار برقیوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ انٹورپ کے سامنے ۲۰۰ جرمن توپیں ۲۸ ' ۳۰ ' اور ۴۲ سنٹمیٹر کي لگي ہولي ہیں جنکے زد کي مسافت ۱۴ کیلومیٹر ہے - ان قلعہ پاش توپوں کي ایجاد اس وقت تک دنیا کي نظروں سے بالکل پوشیدہ تھي - ان توپوں کے تجربے اور انکے تیس تیس من کے گولوں کے نتائج نے قطعي طور پر فیصلہ کردیا ہے کہ جرمن فوج کیلیے قلعوں اور انکي درو دیوار کے استحکامات بالکل بے اثر ہیں' اور انپر بھروسہ کرنا وہي نامراد نتائج پیدا کریگا جو لیژ' نامور' اور انٹورپ میں ظاہر ہوچکے ہیں -

( قلعہ پاش توپیں )

ایک مراسلہ نگار کا بیان ہے کہ جرمني کے محاصرہ کي توپیں اتني وزني ہیں کہ وہ لیژ کے خطوط محاربہ پر بڑي سڑک کے راستے سے لائي گئیں' کیونکہ چھوٹي سڑکوں میں انکا مہیب عرض نہیں سما سکتا تھا - یہ توپیں گاڑیوں پر تھیں جنکے ۹ پہیوں کے قطر ۷' ۷ فیٹ کے تھے !

نامہ نگار اقبال کرتا ہے کہ " میں ہر جگہ گیا ہوں' مگر انکے قبل دول کی اور اسقدر وزني چیز آجتک میري نظر سے نہیں گزري "

" مجھہ سے ایک جرمن افسر نے کہا کہ ہم میں کولي سپاهي ایسا نہیں ہے جو ان توپوں سے کام لے سکے - اس سے کام لینے کے لیے صرف کروپس کے تعلیم یافتہ سپاهي ہیں "

ٹائمس کا نامہ نگار جرمن توپوں کے گولوں کي تشریح کرتا ہوا لکھتا ہے :

" ۴۰ اور ۵۰ فیٹ تک کي بلندي تک جتني چیزیں انکي زد میں آتي ہیں' وہ سالم نہیں بچتیں - ایک اصطبل کے اندر جس میں ۴۰ گھوڑے تھے' ان عجائب الصنعة گولوں کا ایک گولہ گرا اور تمام گھوڑے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے - انکے ایک ایک گولے کا وزن ۳۰ ' ۳۰ من کا ہوتا ہے !

( جرمني کي انسانیت و اخلاق )

امسٹرڈم کا تار ہے کہ جرمن سپہ سالار نے صبح کے وقت اپنے ایک افسر کو سفید علم دیکر انٹورپ میں بھیجا' اور اس نے اعلان کیا کہ ساڑھے ۹ بجے گولہ باري شروع کردیجائیگی - اس سے پہلے لوگ اپني حفاظت کا انتظام کرلیں - اس حکم کے سنتے هي لوگوں نے ڈچ سرحد کي طرف بھاگنا شروع کردیا - دو پہر کے وقت بلجیم گورنمنٹ بھي اوسٹنڈ چلي گئي -

( گولہ باري کا آغاز )

مورننگ پوسٹ لندن کا نامہ نگار رقمطراز ہے :

" نہایت شفاف چاندني میں گولہ باري کا آغاز ہوا - ۸ - اکتوبر کو ایک بجے گولوں کي پہلي بارش هي نے اهل شہر کو لرزا دیا - فقراء شہر سڑکوں پر نکلنے لگے اور ایک غم انگیز خاموشي کے ساتھہ سرحد کي طرف گام زن ہوے - تیل کے خزانوں کے شعلوں نے جنھیں خود بلجیم والوں نے جلادیا تھا' شہر کو ہر چہار طرف سے گھیر رکھا ہے - جلتے ہوے مکانات کے دھویں سے بالکل تاریکي چھا گئي ہے' اور بڑے بڑے گولوں کے ضرب سے مکانات گر رہے ہیں - گولوں کي ضرب سے گچ کے جو ٹکڑے اڑتے ہیں' ان سے دروازوں اور کھڑکیوں کے شیشے چور چور ہو جاتے ہیں -

( الحـــرب خــدعة )

اسي نامہ نگار کا بیان ہے :

" ۵ - کي شب کو بلجیین فوجي دستوں نے قلعہ ڈیونل میں اپني خندقوں کے سامنے دیکھا کہ سپاهیوں کي ایک جماعت چلي آرهي ہے - جب یہ جماعت نزدیک پہونچي تو بلجیین سنتري نے پکارا - انھوں نے جواب دیا کہ " ہم دوست ہیں " - اس جواب سے انھیں یقین ہوگیا کہ یہ انگریزي فوج کا ایک دستہ ہے - لیکن جب اس جماعت کي نظر بلجیین کرنل پر پڑي جو ان دونوں کي گفتگو سن رہا تھا تو اس میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور اسکا منہہ بند کردیا " -

نامہ نگار کا بیان ہے کہ ہم نے دو بلجیین سنتریوں کي نعشیں دیکھیں جنکے گلے گھونٹے ہوے تھے -

" اسکے بعد هي جرمن بلجیین سپاهیوں پر حملہ آور ہوے اور دو هزار سپاهیوں میں سے بارہ سو کو مار ڈالا "

۱۰ - اکتوبر کے تار سے واضح ہوتا ہے کہ جب جرمن انٹورپ کے " ولہن " نامي قلعہ پر قابض ہوگئے تو آب رساني کے ان کارخانوں کو برباد کردیا' جنکے ذریعہ بلجیین گورنمنٹ جرمن فوجوں کو تسخیر انٹورپ میں ناکام رکھنے کي مدعي تھي !

ایک نامہ نگار کا بیان ہے کہ پنجشنبہ کے دن تیل کے ۵۰ خزانوں میں آگ لگي ہولي تھي - وسط شب کو معلوم ہوتا تھا کہ سارا شہر آتشکدہ بن گیا ہے !

( امید باطل )

مورننگ پوسٹ کے نام ایک مراسلت میں ظاہر کیا گیا ہے کہ ۲ - اکتوبر کو بلجیینوں نے مجبور ہوکر شہر حوالہ کردینے کا فیصلہ کیا - مگر ۳ - اکتوبر کو برٹش کمک کے پہنچنے کے مژدہ نے انکي شکستہ همتیں پھر بندھا دیں - برٹش بحري دستہ انگلستان سے تمام شب سفر کرکے ۴ - اکتوبر کو انٹورپ وارد ہوا اور فوراً اس مقام پر جہاں سخت ترین جنگ ہورهي تھي متعین ہوگیا - اسپر اسکي سپاہ کے جنگ کا بہت زیادہ زور پڑا اور دشمن کي سخت ترین آتش فشاني کا هدف بن گیا - بالاخر اُسے مراجعت کرني پڑي "

(جرمن نشانہ بازوںکا کمال)

برٹش صفوف میں جرمن توپوں کے گولے ایسي صحت سے آ کر پڑتے تھے جس سے صاف منکشف ہوتا تھا کہ جاسوسوں نے بتا دیا تھا کہ برٹش بحري بریگیڈ کدھر ہیں ؟ ۵ - اکتوبر کو جب جرمن پیدل لشکر نے حملہ کیا تو وہ ہولناک آتش فشاني سے پسپا کیا گیا - جرمنوں نے وحشیانہ طور پر انگریزوں کو گولوں کا هدف بنایا جنکے پاس مقابلہ کے لیے کافي توپ خانہ تھا - جب برٹش کمکي سپاہ کے انٹورپ پہنچ جانے کي خبر مشتہر ہولي تو انٹورپ میں مسرت و اعتماد کی عام لہر دوڑ گئي - لوگ بازاروں میں مجتمع ہوکر چیرز دینے لگے - گورنمنٹ نے تبادلہ دار الحکومت کا عمل در آمد ملتوي کردیا - ۴ - اکتوبر تک خوشي و مسرت کا ایسا هي عالم رہا - اس روز جرمنوں نے حملے تھم جانے سے گرجوں میں لوگوں کا بہت بڑا هجوم مجتمع ہوگیا تھا -

# تکمیل فتح بلجیم

## ط انتورپ

(ل تاریخی)

۱۶ - ویں صدی کے آغاز میں انتورپ دنیا کا عظیم الشان تجارتی صدر مقام تھا - سنہ ۱۵۷۶ع میں جب اسپینی سپاہیوں نے اسپر قبضہ کیا تو ۸۰۰۰ آدمی مار ڈالے گئے ' اور ایوان شہر ( city hall ) اور تقریباً ایک ہزار مکانات جلادیے گئے - اس واقعہ کے ساتھہ ہی پرما ڈیوک کے یورش نے جو سنہ ۱۵۸۵ میں ہوئی ' انتورپ کو قعر مذلت میں گرا دیا -

سنہ ۱۷۹۴ سے سنہ ۱۸۱۴ تک

جبکہ یہ فرانس کے زیر حکومت تھا ' نیپولین نے اس سے ایک تجارتی منڈی اور فوجی مرکز کا کام لینا چاہا - سنہ ۱۸۱۵ع میں ہوالینڈ اور بلجیم کا باہمی اتحاد انتورپ کے لیے نہایت مفید ہوا - سنہ ۱۸۳۰ میں جب انقلاب پسندوں نے اسے قدم کیا تو ڈچ کمانڈر جنرل چسنی نے قلعہ کی طرف مراجعت کی اور گولہ باری شروع کردی - اس حادثہ سے اسکا اسلحہ خانہ برباد ہوگیا - سنہ ۱۸۳۲ میں ۵۰۰۰۰ فرانسیسی زیر کمان مارسل گیرارڈ انتورپ پر حملہ آور ہوے - فرانسیسی ارٹیلری نے اسکے رہے سہے اندرونی مقامات کو بھی تباہ کرڈالا - اسکے بعد یہ شہر بلجین گورنمنٹ کے حوالے کیا گیا اور سنہ ۱۸۳۹ کے صلحنامہ کے مطابق موجودہ زمانۂ جنگ تک بلجین ہی کے قبضہ میں رہا -
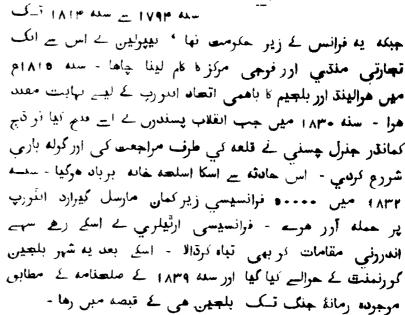
( استحکامات انتورپ )

اینٹورپ کے قلعوں کے استحکامات کے متعلق ہمارے معاصر (استیٹسمین) نے مندرجہ ذیل لفظوں میں ماہرین جنگ کی راے نقل کی تھی :

" ماہرین جنگ کا بیان ہے کہ انتورپ کے قلعے اسدرجہ مضبوط و مستحکم ہیں کہ دشمن کا بہانتک پہونچنا بالکل ناممکن ہے - ان استحکامات کے اعتبار سے جو سنہ ۱۹۰۸ میں وسعت تمام پورے کیے گئے ' اسکو یورپ کے بہترین قلعہ بند مقامات میں شمار کیا جاسکتا ہے ' اور دریا سے جو تعلق اسے حاصل ہے اور جس آسانی سے اسکے اندر رسد وغیرہ پہونچ سکتی ہے ' اس کے لحاظ سے تو اسے بالکل ہی ناقابل تسخیر ہونا چاہیے -

جرمنی نے اگر اسپر قبضہ کرلیا تو اپنے بڑی توپوں اور ترقی یافتہ قلعہ بندیوں سے انتورپ کو مدافعت کا ایک قوی ترین مقام بنا لیگی "

اسی طرح لندن ٹائمز نے اسکے متعلق حسب ذیل لفظوں میں ماہرین جنگ کا بیان شائع کیا تھا :

" بلجین سپاہ کا برسلز سے انتورپ کو مراجعت کرنا عین فوجی مصالح و تجاویز کے مطابق ہے ' کیونکہ انتورپ قلعہ بندیوں سے عملاً ناممکن التسخیر بنگیا ہے - ہمیشہ سے یہ خیال تھا کہ اگر کبھی کوئی طاقت بلجیم کی بے تعلقی میں مخل ہوگی ' تو اسوقت بہ صورت مراجعت انتورپ جاے پناہ کا کام دے سکیگا - اندازہ کیا گیا ہے کہ انتورپ کے قرار واقعی محاصرہ کے غرض سے ۲۰۶۰۰۰ سپاہ کی ضرورت ہے -

انتورپ اور اس کا نواح بیس سے زیادہ قلعوں سے محفوظ ہے - یہ قلعے مشہور فوجی انجینیر جنرل بریالموٹ کے نقشہ کے مطابق تعمیر کیے گئے ہیں - اسی نے لیج اور نامور کے حفاظتی قلعوں کا بھی نقشہ تجویز کیا تھا - قلعہ ہاے مذکورہ ان تمام سڑکوں کی جو انتورپ کو جاتی ہیں محافظت کرتے ہیں - قلعہ بند علاقے کا رقبہ ساتھہ میل سے زیادہ ہے -

قلعے کنکریٹ کے بنے ہوے ہیں اور ہوائٹزر توپوں سے جو فولادی گنبدوں میں ہیں ' نیز جلد چلنے اور غالب ہونیوالی توپوں سے مسلح ہیں - مستقل حفاظتی سامان ' سریع میدانی توپخانوں ' پیدل سپاہ کی خندقوں ' اور خاردار تاروں کے دائروں سے مرکب ہے -

انتورپ کے گرد و نواح کی سر زمین کی قدرتی نوعیت بھی دفاع کی موید ہے - اس کے بہت بڑے رقبہ کو پانی بھر کر دشمن کیلیے ناقابل گذر بنا دیا جا سکتا ہے - بقول سٹنڈرڈ اینٹورپ کو مکمل معنوں میں کبھی بھی محصور نہیں کیا جاسکتا - کیونکہ شمال و شمال مشرق میں اوسکی حد ڈچ سرحد سے ملتی ہے - اسلیے انتورپ کا یہ پہلو ڈچ ( ہالینڈ ) کی رضا مندی کے بغیر بند و مسدود نہیں کیا جاسکتا ' اور ہولینڈ اپنے علاقہ سے محاصرہ کی اجازت نہ دیگا - نیز شلٹ کے ساحل بحری سے بھی محاصرین انتورپ کو فایدہ اٹھانے سے روکا نہیں جاسکتا - جب تک برٹش بیڑہ بحر سمندروں پر حکمراں ہے اہل انتورپ بحری جانب سے بخوبی متمتع ہو سکتے ہیں - پس انتورپ کے لوگوں کو فاقہ کشی سے اطاعت پر مجبور نہیں کیا جاسکتا ' اور انہیں اپنے کھلے ہوے راستوں بالخصوص ساحل بحری کی جانب سے کافی اذوقہ اور سامان جنگ پہنچتے رہنے کا یقین ہے "

( انتورپ کیلیے انگریزی بحری مہم )

لندن کی امارت بحریہ اطلاع دیتی ہے کہ بلجین گورنمنٹ کی درخواست پر ایک بحری فوج اور دو بحری بریگیڈ مع چند بھاری توپوں کے انتورپ کی مدافعت کیلیے بھیجے گئے - ۵ - اکتوبر کی رات تک بلجین فوج اور انگریزی بریگیڈ نے نہر " نیتھی " کی پوری طرح مدافعت کی ' مگر منگل کی صبح کو بلجین فوجیں جو بحری فوج کے دہنی جانب تھیں ' مراجعت پر مجبور کی گئیں ' اور جملہ مدافعین قلعوں کے اندر واپس چلے آئے - بلجین افواج کے اس مراجعت نے دشمن کو شہر کی گولہ باری پر آزاد دلیر کردیا - ... خندقوں کی حفاظت میں انگریزی نقصانات ۳۰۰ سے اسی قدر کم ہوے ' حالانکہ سپاہیونکا مجموعی میزان آٹھہ ہزار ہے -

( جرمنی کا بیان )

مشہور جرمن اخبار " برلینر ٹیجب لیت " لکھتا ہے :

" جب بلجین کے دلوں میں چند شرائط کے ساتھہ انتورپ کی حوالگی کا خیال پیدا ہو رہا تھا تا کہ تباہی و بربادی کا سامنا نہو ' تو یہ انگلستان ہی ہے جس نے حاکمانہ اقدام کی آواز بلند کی اور سب لوگوں کو اسکے منظور کرلینے پر مجبور کیا - حتی کہ بلجیم کا غریب بادشاہ بھی اسکو نا منظور نہ کر سکا '

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنين
القرآن الحکیم
الہلال
ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

قیمت ۸ — آنہ

## ( انگریزي بحري مہم کي ناکامي )

انگریزي امارت بحریه کا بیان ہے که "پنجشنبه کو دشمن همارے خط مراسلات پر جو " لوکیر" کے نزدیک ہے ' حمله آور هوا - اس جگهه بلجین نہایت استقلال سے دشمن کا مقابله کرتے رہے ' لیکن دشمن کي کثرت تعداد نے انکو مراجعت پر مجبور کردیا " مراجعت ایک بلیغ لفظ ہے - عام بول چال میں اسکي جگه " فرار" کا لفظ بولا جاتا ہے - اور یہي زیادہ عام فہم ہے -

شب کے وقت تین انگریزي بحري بریگیڈ " سینٹ گیلي" کي طرف روانه هوے - ان بریگیڈوں میں سے دو صحیح و سالم وسٹنڈ پہونچ گئے ' مگر پہلي بریگیڈ کے اکثر حصے کو جرمن حمله نے اوسٹنڈ نہیں پہونچنے دیا اور اسکو دو حصوں میں منتشر کردیا - غالباً اسکے یه معني هونگے که وہ دو حصوں میں منتشر هوکر مجبور به فرار هوے - اس بریگیڈ کا بڑا حصه جس میں ۲ هزار افسر اور سپاہ تھے ' هوالینڈ میں "هسلٹ" کے نزدیک داخل هوا - هوالینڈ کے غیر طرفدار هونیکي وجه سے انلوگوں کو اپنے تمام اسلحه رکھدینا پڑے -

لندن کا تار ہے که انگریزي فوج اور بلجین فوج کینگ البرٹ ( شاہ بلجیم ) کے همراہ اوسٹنڈ پہونچ گئي ہے - فوج کے ایک حصے پر بھي " فوج" کا اطلاق هوسکتا ہے - اسلیے انگریزي فوج کے پہنچنے سے مقصود محض اسکے ایک بقیة السیف حصے کا پہنچ جانا هوگا -

جرمن کمیونگ کا بیان ہے که قبل اسکے که جرمن انٹورپ میں داخل هوں' انگریزي اور بلجین فوجوں نے شہر کو خالي کردیا تھا - انگریزي فوج ابتدا سے جو عقلمندي حفظ جان و نفس کیلیے ظاهر کر رهي ہے' اسکا اقتضا بھي یہی ہے که اس نے مقابلے کے ناعاقبت اندیشانه خیال پر طریق فرار کے حفظ و صیانت کو ترجیح دي هوگي !

مفرورین جنگ کا بیان ہے که شاہ بلجیم اپنے هاتهه کو سلنگ ( پٹي جو زخمي عضو کے سہارے کیلیے گلے میں ڈالي جاتي ہے ) میں رکھے رهتا ہے - اس سے معلوم هوتا ہے که خود اسے بھي کوئي زخم پہنچا ہے - علاوہ ان زخموں کے جنسے اسکا دل چور چور ہے !
لندن کا تار ہے که ملکه بلجیم لندن پہونچ گئی هیں

## ( مفـــرورین انٹورپ )

ڈچ سرحد کي طرف مفرورین جنگ بکثرت بھاگ رہے هیں -
لندن کا تار ہے که انٹورپ میں دو اسٹیمر اوسٹنڈ جانے کیلیے تیار تھے - ان اسٹیمروں میں ۱۶ سو مسافروں کي جگه تھي لیکن مفرورین جنگ کي تعداد دس هزار تک پہونچ گئي - چھوٹي کشتیوں کے کنارے کي طرف بھي بھاگ نے والوں کا هجوم تھا - کل شام کو ( ۹ - اکتوبر کو ) بھی ایک گاڑي لندن پہونچی ہے جو مصیبت زدگان جنگ سے بھري هوئي تھي -

## ( جـــرمن اعـــلان )

امسٹر ڈم کا تار ہے که جرمن اسٹاف نے اعلان کیا ہے که انٹورپ کے تمام چھوٹے قلعوں پر جرمن قابض هوگئے هیں -
لندن کا تار ہے که مورننگ پوسٹ کو قابل وثوق ذرایع سے خبر ملي ہے که انٹورپ ساقط هوگیا اگرچه بلجین وزیر اسکي تصدیق نہیں کرتا - لیکن کسي مقام کے سقوط کے لیے اسکا ساقط هو جانا کافي ہے - تصدیق کي همیں چنداں احتیاج نہیں -

امسٹر ڈم کا تار ہے که انٹورپ کي حوالگي کے جلسے شریف شہر کي رهنمائي میں هوے - قیدیوں کے شمار کا تخمینه نہیں کیا جاسکتا - جرمنوں نے بیشمار رسد اور سامان جنگ پر قبضه کرلیا ہے -

## ( اهل شہر کے لیے اعلان )

کمانڈر جنرل بسیلر نے انٹورپ میں داخل هوکر اهل شہر کے نام یه اعلان شائع کیا :

" اگر تم مخالفت سے باز رہے تو تمہارا مال و اسباب چھوڑ دیا جائیگا - ورنه تمام مخالفین کو قانون جنگ کے متعلق سزا دي جائیگي اور خود تم هی اپنے خوبصورت شہر کے برباد کیے جانے کا باعث هوگے "

## ( جرمن سلوک و حسن معاملۃ )

لندن کا تار ہے :

" امسٹر ڈم کي خبروں سے واضح هوتا ہے که انٹورپ میں ڈچ سرحد کي طرف ایک اشتہار شائع کیا گیا ہے - اس میں مفرورین جنگ کو شہر میں واپس آجانے کي دعوت دي ہے ' اور یقین دلایا ہے که انکے مال و اسباب کو اس وقت تک کسي قسم کا کوئي نقصان نہیں پہونچایا جائیگا ' جبتک که وہ دشمني سے باز رهینگے - دکاندار خصوصیت کے ساتهه بلائے جا رہے هیں اور انکو یه دهمکي بھي دي گئي ہے که عدم تعمیل کي حالت میں سخت سزا دي جائیگي - اس اشتہار پر شرفاء شہر اور جرمن کمانڈر کے دستخط هیں -

جرمن حکام کا بیان ہے که " ۳۶۵۰۰ بلجین جو تسخیر انٹورپ سے پہلے بھاگ گئے تھے' اب واپس آ گئے هیں" اس سے معلوم هوتا ہے که بہت جلد شہر مکرر آباد هوجائیگا - اور فاتحوں کا سلوک نہایت شریفانه ہے -

ٹائمس کا نامه نگار لکھتا ہے :

" جرمن افسر نہایت خلیق هیں - انکا اخلاق اس قدر وسیع ہے که راهگیروں کے ساتهه بھي شریفانه سلام و کلام سے پیش آتے هیں "

لیکن کیا یه وهي جرمن هیں جو کل تک وحشي ' درندے خونخوار ' شیطان سیرت ' اور بے ننگ و ناموس تھے ؟ الکم لفي قول مختلف !

غالباً لندن کے اس تار کے مطابق که " کچهه دنوں تک انٹورپ کي بربادیوں کي داستانوں پر پردہ پڑا رهیگا " ابتک نام نہاد جرمن وحشت کاریوں کی کوئي خبر نہیں آئي ہے !

## ( انگریزي نقصانات )

سول اینڈ ملیٹري گزٹ کا ایک تار جو ۱۴ کو لندن سے موصول هوا ہے مظہر ہے .

" امارت بحریه کا بیان ہے که انٹورپ کي مدافعت میں انگریزي بحري فوج کا ایک میجر مارا گیا اور چار افسر زخمي هوے - کل ۱۳ زخمي انٹورپ سے " ڈوور" ( انگلستان ) پہونچ گئے هیں "

مورننگ پوسٹ زخمیوں کی تعداد ۲۰۰ لکھتا ہے اور رقمطراز ہے که ان لوگوں کو بڑي توپوں کے نه پہونچنے کا افسوس ہے بحري توپیں بھي بہت دیر میں پہونچیں اور چڑھائي نه جاسکیں

بہرحال انگریزي فوج کا جسقدر بھي نقصان بیان کیا جاتا ہے یه محض توپوں وغیرہ کي اتفاقي بد نظمی کا نتیجه هوگا - ورنه ایک ایسي هشیار اور عقلمند فوج جو مقابله کی جگهه هٹ آنے کو همیشه ترجیح دیا کرتي ہے' لازمی طور پر همیشه محفوظ هي رهیگي !

بلجین کی کل آبادي کا تخمینه ۷ ملین یعنی ۷۰ لاکهه کیا گیا ہے - مفرورین جنگ جو انگلستان یا هوالینڈ پہونچے هیں ' انکي تعداد کا تخمینه ڈیڑہ ملین یعنے ۱۵ لاکهه ہے -

بلجین اور انگریزي مفرورین جنگ جو هوالینڈ گئے هیں انکي تعداد ۲۲۰۰۰ بیان کی جاتي ہے

Printed And Pul shed by A. K. AZAD, at the HILAL Electrical Prtg. and Publg. House, 14 Moleod Street, CALCUTTA.

Tel. Address :– "Alhilal," Calcutta.
Telephone No. 648.

AL-HILAL.

Proprietor & Chief Editor :
Abul Kalam Azad,
14, McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly „ Rs. 6-12

مدیرِ مسئول رئیس تحریر
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱۴ – مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانہ – ۱۲ – روپیہ
ششماہی – ۶ – ۱۲ – آنہ

نمبر – ۱۸
کلکتہ : چہار شنبہ - ۸ ذوالحجہ ۱۳۳۲ ھجری
Calcutta : Wednesday, October, 28. 1914.
جلد ۵

# قطــرات اشــک

درکار ماست نالہ و ما در ہواے او
پروانۂ چراغ مزار خودیم مـا

(عــذر گنــاہ)

(۱) گناہ کی جس معذرت کو " بد تر از گناہ " کہا گیا ہے ' وہ غالباً وہي معذرت ہے جسکي سوء اتفاق سے آجکل ہمیشہ الہلال کو ضرورت پیش آتي رہتی ہے - و عرفت ربی بفسخ العزائم - امسال ارادہ تھا کہ یوم الحج کے تذکار کي ایک خاص اشاعت مرتب کي جائیگی اور صوري و معنوي ' دونوں حیثیتوں سے اسکے لیے خاص اہتمامات ملحوظ رہینگے - چنانچہ باوجود ضیق وقت کے اسکا انتظام کیا گیا ' اور حسب معمول رسالہ کے آخري ابواب کے مقالات کمپوز ہوکر طیار ہو گئے - اب صرف باب التفسیر ' بصایر و حکم ' مقالۂ افتتاحیہ ' اور مباحث جنگ و شذرات باقی تھے - ان میں سے ہر چیز اگرچہ بظاہر " حج و عید " سے تعلق رکھتی تھی ' لیکن جیسا کہ اس عاجز کا طریق قدیم ہے ' فی الحقیقت سب کچھہ وقت و موسم ہي کا افسانہ تھا وللہ در ما قال :

مقصد ہے ناز و غمزہ ' ولے گفتگو میں کام
چلتا نہیں ہے دشنۂ و خنجر کہے بغیر !

علی الخصوص مقالۂ افتتاحیہ جو " اسوۂ ابراہیمی " کے عنوان سے لکھنا تھا اور جو نہایت ہی اہم و ضروری مقاصد پر مبنی تھا - نیز باب التفسیر جسمیں آیۃ کریمۂ " و اذ ابتلی ابراہیم ربہ بکلمات فاتمہن ' قال انی جاعلک للناس اماما ' قال و من ذریتی ؟ قال لا ینال عہدی الظالمین " کے متعلق بے شمار معارف و حکم قرآنیہ فیضان الہي سے پیش نظر تھے -

لیکن عین اتوار کے دن (کہ اسي دن سے ابتدا کے فارم مرتب ہونا شروع ہوتے ہیں) یکایک بخار اور عارضۂ ورم گلو کا ایک ساتھہ حملہ ہوا ' اور اسقدر شدید و اشد حملہ کہ اتوار کی شام سے دماغ بالکل معطل اور از کار رفتہ ہوگیا - ہر چند کوشش کی کہ کسي طرح کام جاری رکھہ سکوں مگر دماغ نے ہر بار صاف جواب دیا - بمشکل طیار شدہ فارموں کي آخري تصحیح و ترتیب میں کچھہ مدد کرسکا جو کسی نہ کسي طرح چھپ گئے ' اور اس وقت تک (کہ بدھ کا آفتاب غروب ہو چکا ہے) اپنے تئیں بالکل مجبور و عضو شل پاتا ہوں :

ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک -

(۲) جو قلبي تکلیف اور روحي صدمہ اسوقت میں محسوس کررہا ہوں ' اسکا صحیح اندازہ شاید ہي آپ کر سکیں - میرے گلے میں اسقدر شدید درد ہے کہ بغیر بھاپ کے آلے کي مدد کے بات نہیں کرسکتا ' تا ہم یقین کیجیے کہ یہ درد اس ٹیس کے مقابلے میں کچھہ بھی نہیں ہے جو ہیجان و تموج افکار ' و ضیق صدر ' و حبس دماغ ' و عدم طاقت تحریر ' و اعلان افکار و جذبات سے میرے دل میں اٹھہ رہي ہے ' اور جسکے دور کرنے کیلیے کوئي آلہ میرے پاس نہیں ہے : یضیق صدری ولا ینطلق لسانی (۲۶ : ۱۲) سال بھر میں عالم اسلامی کیلیے یہ ایک ہي موقعہ تنبہ افکار ' و ایقاظ ہمم ' و تحریک قلوب ' و استقبال وجوہ ' و احیاء ارواح ' و ذہاب الی اللہ کا آتا ہے ' جو فی الحقیقت دین الہي کے تمام آمال و اعمال کا مرکز و محور ' اور حلقہ بگوشان ملت حنیفي کیلیے مبدء تجدد و انقلاب ہے : جبکہ خدا اور اسکے بندوں کے درمیان کوئي حجاب باقی نہیں رہتا ' جبکہ اسکے حریم وصال کے دروازے کھل جاتے ہیں ' جبکہ اسکي رحمت و نصرت کے ملائکۂ مسومین ایک ایک مومن قانت اور مسلم مخلص کے دل کو ڈھونڈھتے ہیں ' اور اسے خدا کے طرف لوٹ آنے کي دعوت دیتے ہیں کہ :

| | |
|---|---|
| یا عبادي الذي اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ' ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا - انہ ہو الغفور الرحیم ! | اے میرے غافل بندو کہ تم نے عہد عبودیت و نیاز کو توڑ کر خود اپنے اوپر ظلم کیا ہے ' اللہ کي رحمت سے مایوس نہو ! خواہ تمہاري بد اعمالیاں کیسي ہي سخت رہي ہوں ' با ایں ہمہ اگر |

اب بھي توبۂ و انابت کا سر جھکا دو تو میں تمہارے تمام جرموں بخشدونگا کیونکہ میں بہت ہي بخشنے والا اور رحم فرما ہوں !

باز آ باز آ ' ہر آنچہ کردي باز آ !
گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ !
ایں درگہ ما درگہ نومیدي نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ !

اللہ اللہ ! ایسے وقت عظیم ' ایسے آوان سعید ' ایسے یوم اللہ الجلیل ' ایسے عہد الہي ' اور ایسے دور قبولیت و اجابت میں اپني زبان کو بے قابو ' اپنے دماغ کو معطل ' اپنے نظام حواس کو درہم و برہم ' اور اپنے قلم خونفشاں کو اپنے دست نارسا کي رسائی سے دور پاتا ہوں اور مجبور ہوں !

ارید وصالہ ' و یرید قتلي !

حالانکہ یہ وقت تو وہ تھا کہ سال بھر کے ضبط و حبس کا معارضہ اسکے ایک ایک لمحہ اور ایک ایک سکنڈ سے لیتا ' اور

آیندہ ضخیم و مصور نمبر ۱۱ - نومبر کو شائع ہوگا - بوجہ عید درمیان کي اشاعت ملتوي رہیگي -

شنیدم خاک و لیکن بسوے تربت مــا
اتواں شناخت کزیں خاک مردمی خیزد

و وهبنا لهم من رحمتنــا و جعلنا لهم لسان صــدق علیــا ( ۱۹: ۵۰ )

یه در اصل حقیقت اسلامي کي اُس عظیم الشان قرباني کی یادگار هے جو حضرۃ ابراهیم علیه السلام نے اپنے جذبات و محبت ماسوی الله کی اور حضرۃ اسماعیل نے اپنے جان و نفس کی ٹھیک اسی ریگستان میں کی تھی ' اور جو تمام نسل ابراهیمي و اسماعیلی کی روحاني قرباني کے فدیه کے بعد قبول کر لیگئي که فی الحقیقت یہی فدیه " ذبح عظیم " تھا :

| | |
|---|---|
| فلما اسلما و تله للجبین و نادیناه ان یا ابراهیم ! قد صدقت الرؤیا ' انا کـذالـک نجـــزي المحسنین ' ان هذا لهو البلاء المبین ' و فدیناه بذبح عظیم ! ( ۳۷ : ۱۰۰ ) | اور جبکه حضرت ابراهیم و اسماعیل ' دونوں پر اطاعت و فدویت اسلامي طاري هوگئي ' اور حضرۃ ابراهیم نے جوش قرباني میں اپنے محبوب فرزند کو ماتھے کے بل گرادیا تاکه راہ حق میں ذبح کرڈالیں تو اس وقت هم نے پکارا که اے ابراهیم بس کرو ! بلاشبه تم نے اپنے رویاء صادقه |

کو پورا کر دکھایا - هم اسي طرح ارباب حق و احسان کو انکی جاں فروشیوں اور قربانیوں کا صله دیا کرتے هیں ' چنانچه هم نے یه قرباني اسطرح قبول کرلي که اسکے فدیے میں ایک بہت هی عظیم الشان اور دائمي قرباني قرار دیدي !

یه قرباني جسکا خون هر سال میدان منا میں جوش زن هوتا هے ' اور یه ذبح عظیم جسکي هر مسلمان شوق و ذوق سے طیاري کرتا هے ' فی الحقیقت اسلام کي حقیقت اعلی کي ایک تمثیل هے ' جسکے پردے میں بتلایا گیا هے که ایمان بالله کا دار و مدار قرباني اور خون شہادت پر هے ' اور جب تک یه مقام ذهاب الی الله اور جهاد في سبیل الله حاصل نهو ' اس وقت تک کوئی هستی مومن و مسلم نہیں هو سکتي : قـل ان کان اباؤکـم و ابنـاؤکـم و اخـوانکـم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال اقتـرفتموها و تجارۃ تخشون کسادها و مساکن ترضونها احب الیکـم من الله و رسوله و جهادا في سبیله فتربصوا حتي یاتي اللـه بامـره و الله لا یهـدي القـوم الفسقین ( ۹ : ۲۴ )

( میثاق ابراهیمی )

اور پھر یه یوم الحــج کا طلوع در حقیقت اُس وعدۂ الهی اور عہد و میثاق رباني کی یادگار هے ' جو حضرۃ ابراهیم سے " امة مسلمه " کی امامت و خلافت فی الارض کے لیے خدا نے باندھا تھا :

| | |
|---|---|
| و اذ ابتلی ابراهیم ربه بکلمات فاتمهــن قال اني جاعلک للنـاس امامـا - قـال ومن ذریتي ؟ قال لا ینـال عهدی الظالمین ! | اور جبکه ابراهیم کو اسکے پروردگار نے حقیقت اسلامي کی قرباني اور معرفت دین فطري کی چند آزمایشوں میں ڈالا اور اس نے انہیں پورا کیا - یعني اپنے جگر گوشے کے گلے پر چھري رکھدي اور چاند اور سورج اور تمام |

مظاهر خلقت و مادیت سے منهه موڑ کر صرف دین فطري و الهی کی طرف متوجه هوگیا ' تو اس وقت هم نے اسے بشارت دی که آج سے تمهیں انسانوں کي امامت و خلافت عطا کي جاتي هے - اسپر حضرۃ ابراهیم نے سوال کیا که " اور میري نسل کو بھي ؟ " فرمایا که " هاں مگر انکو نہیں جو همارے عہد و میثاق کو پورا نه کریں اور آپ ظالمانه توڑ ڈالیں ! "

چنانچه الله تعالی نے اپنا وعدہ پورا کیا اور حضرۃ ابراهیم و اسماعیل کي نسل روحاني و جسماني کو دنیا کي امامت عطا فرمائي - پہلے اسکا ظهور بني اسرائیل کي خلافت و امامت کي صورت میں هوا ' اور پھر جب یروشلیم کا هیکل اور شام کے مرغزار اسکی محبت و اطاعت کے سزاوار نه رهے تو اس نے بني اسماعیل کی قرارگاہ عرب اور وادي بطحا و یثرب کے ریگستانوں کو اپنے جلال و قدوسیت کا نشیمن بنایا :

| | |
|---|---|
| ثم جعلنـاکم خلائف في الارض لننظر من بعدهم کیف تعملون ؟ | اور پھر انکے بعد هم نے تمهیں زمین کي خلافت عطا کي تاکه دیکھیں که تمهارے اعمال کیسے هوتے هیں ؟ |

سو اے پیروان دین ابراهیمی ! و اے وابستگان نسل اسماعیلی ! " اني جاعلک للناس اماما " کا وعدہ بھی پورا هوچکا ' اور " لا ینال عهدی الظالمین " کی وعید کي غمگیني و رسوائی بھی تم دیکھه چکے :

| | |
|---|---|
| و صرفنا فیه من الوعید لعلهم یتقون او یحدث لهم ذکرا ! ( ۲۰ : ۱۱۳ ) | اور هم نے قران حکیم میں اپني وعید اور اسکے نتائج بیان کردیے تاکه لوگ ڈریں یا اسکي وجه سے انکے دلوں میں عبرت و بصیرۃ پیدا هو ! |

یه یوم الحج کا آفتاب هر سال اسلیے فاران کی چوٹیوں اور جبل رحمۃ کی وادیوں پر طلوع هوتا هے تاکه اس وعدہ و وعید کي یاد تازہ کرے ' اور اس " امة مسلمه " کو میثاق الهي یاد دلائے جسکا ظهور اسی دن ان کی دعاؤں سے هوا تھا -

( ۸ ) پس وہ دن آ گیا اور خدا کی رحمتوں اور برکتوں کي سب سے بڑي گھڑي تمهارے سامنے هے -

یهی وہ وقت هے که " امة مسلمة " آخري مرتبه اپنے عهد و میثاق کو یاد کرے ' اور جبکه خدا نے قہر نے زمین کے فساد کو ڈھانپ لیا هے تو وہ اسکی گم کردہ رحمتوں اور برکتوں کي تلاش میں نکلے - تم دنیا کے تغیرات اور نقشۂ امن و جنگ کی تبدیلیوں میں مصروف هوگئے هو - مگر تم خود اپنے اندر تبدیلی پیدا نہیں کرتے جس سے تمام عالم کي تبدیلي وابسته هے ؟

اس تبدیلی کیلیے پہلی شرط یه هے که حقیقت اسلامی کي اُس قرباني کو اپنے روح و قلب پر طاري کرو جسکی یادگار میں هر سال تمهارا هاتھه ظاهري قرباني کي چھري پکڑتا هے اور تم خداوند کے حضور خون بہاتے هو - پھر اسکے ساتھه هي تم الله کے حضور گر جاؤ ' اپنے تمام اعمال زندگي کے اندر اسکے مقدس حکموں کے عشق و اطاعت کي روح پیدا کرو ' توبۂ و انابت کے آنسو بہا کر اور عجز و بیقراري کي تڑپ پیدا کرکے اسکے سامنے مجرموں کی طرح خاک عجز و نیاز پر لوٹو ' اور اپني جانوں کو ' اپنے مال و منال کو ' اپنے اهل و عیال کو ' اپني تمام محبوبات و مطلوبات کو اسکي راہ میں ' اسکے کلمۂ مقدس کے لیے ' اسکي ملت و حرمت کے لیے ' اور اسکي صداقت اور عدالت کے لیے اسکے سپرد کردو - وہ خدا جس نے ابراهیم کي دعا سني ' جس نے اسماعیل کی قرباني کو قبول کیا ' جس نے وادي غیر ذي زرع کو ظهور رسالت کبری سے مرکز مشارق و مغارب و مجمع اولین و آخرین بنادیا ' اگر تمهاري بد اعمالیوں اور سرکشیوں کی وجه سے تمهیں ٹھکرا سکتا تھا ' تو آج وہ تمهیں پیار بھی کر سکتا هے ' اور تمهاري دعاؤں کو سن بھی سکتا هے -

پس توبه کرو ' اپنے عزائم و اعمال مقدسه کو زندہ کرو ' دعائیں مانگو ' اور خداوند حجاز کو پکارو ' تا تمهاري کھوئي هوئي میراث پھر تمهیں واپس ملجائے - تمهارے غمگیني کے دن ختم هوں ' اور " لا ینال عهدی الظالمین " کے زمرے سے نکلکر " اني جاعلک للناس اماما " کے حزب الله میں داخل هو جاؤ - دالله ... ... من کان منکم یومن بالله و الیوم الاخر -

مدتوں کے بعد ہمرہان بے خبر و رفیقان غفلت پیشہ کو دکھلاتا کہ اگر دنیا اپنے موسم خونیں سے گذر رہي ہے تو میرے پہلو میں بھي ایک دجلۂ خون موجود ہے جس سے ایک بہت بڑا رقبۂ حسرت و آرزو سینچا جاسکتا ہے :

پہلو بشگافید و بہ بینید دلم را
تاچند بگویم کہ چساں ست و چساں نیست ؟

( ۳ ) میرے درد نے میرا علاج کیا، اور شدت ہجوم افکار و فشار جذبات و مخفیات نے بستر ناتواني سے اٹھا کر بٹھا دیا - بلاشبہ میں اسوقت مستعد کار ہوں، لیکن چونکہ عید مبارک سے پہلے رسالے کي اشاعت ناگزیر ہے اور آخري دن بھي گذر چکا ہے - اسلیے اس وقت کي مستعدي اسکے لیے کچھہ مفید نہیں ہوسکتي - مجبوراً مقالۂ افتتاحیہ وغیرہ کي جگہ " شئون اسلامیہ " وغیرہ کے چند کمپوز شدہ تراجم و مضامین درج کردیے گئے ہیں تاکہ کسي طرح پرچہ عید سے پہلے شائع ہو جاے - صرف " واقعۂ لاہور " کے متعلق چند سطریں لازمي طور پر لکھني ہیں، اور انکے لیے اس آخري فارم کو کسي طرح لکھنے کي کوشش کر رہا ہوں - اب یوم الحج کي تقریب کے بقیہ مضامین کیلیے اسکے سوا چارہ نہیں کہ آیندہ نمبر میں انکے لیے سب سے پہلے جگہ نکالي جاے - گو کسي قدر دیر ضرور ہو جائیگي لیکن اول تو ماہ مقدس ابھي باقي ہے اور پھر :

فریاد کي کوئي لے نہیں ہے
نالہ پابند نے نہیں ہے !

( پیام حج مقدس )

( ۴ ) تاہم دل نہیں مانتا کہ اسقدر جلد خاموش ہوجاؤں :

کہ حرف ناوک و اصحاب پنبہ در گوش اند !

اے عزیزان غفلت شعار، و اے بقیۂ ماتم گذاران قافلۂ ملت ! تمھاري غفلتوں پر حسرت، تمھاری سرشاریوں پر صد افسوس، اور تمھاري عزائم فراموشیوں پر صد ہزار آہ و ماتم، اگر تم اس وقت عظیم و مہیب کی برکتوں سے محروم رہو، اور جبکہ تمام دنیا کي مٹي خون کی بارش سے سینچی جا رہي ہے، تو تم اپنے دلہاے مجروح و ارواح مضطر کو خونباري و دجلہ ریزي کیلیے طیار نہ کرو ! تم کو اُس جنگ کي خبروں کی تلاش ہے جو دنیا کي چند فاني طاقتوں کے درمیان تین مہینے سے شروع ہوگئي ہے، مگر آہ، تمھیں اُس جنگ کي بھي کچھہ خبر ہے جو دنیا کی سب سے بڑي ضعیف ہستي اور سب سے بڑي لازوال طاقت کے درمیان صدیوں سے جاري ہے، اور جسکي بربادي اور ہولناکی کے آگے میدان فرانس و پولینڈ کي بربادیاں کچھہ حقیقت نہیں رکھتیں ؟ تم فتح و شکست کي خبروں کیلیے شب و روز بیقرار رہتے ہو اور اخباروں کا اسلیے انتظار کرتے ہو کہ جرمني اور فرانس کی فتح و شکست کو زیادہ صحت اور زیادہ یقیني طور پر معلوم کرسکو، لیکن تمھیں اُس جنگ کي صلح و شکست کا بھي کبھي انتظار ہوتا ہے جو تم میں اور تمھارے خداے قاہر و قیوم میں برپا ہے، جسمیں آجتک کسي بڑي سے بڑي قوت نے بھي فتح نہ پائي، اور جسکی آخري شکست بڑي ہي الیم و معذب ہے ؟

تم جرمني کی طاقتوں سے مرعوب ہو، اور اُن توپوں کی ہولناک قوت کا خیال کرکے لرز اٹھتے ہو جو تیس تیس من کا گولہ پھینکتي ہیں - لیکن تم اس فاطر السماوات و الارض کي لایزال و لم یزل طاقت پر ایمان نہیں لاتے جسکی فوج کے گولے صرف انٹورپ اور نامور کی برجیوں ہي کو نہیں، بلکہ تمام کرۂ ارضي کو خاک و خون میں ملا رہے ہیں ؟ تم اُن انساني طاقتوں کی ہیبت کا شب و روز وظیفہ پڑھتے ہو جو تن تنہا بڑي بڑي فوجوں کو شکست دے رہي ہیں، لیکن تمھیں یاد نہیں آتا کہ تم اس شہنشاہ ارض و سما سے سرکش ہوگئے ہو جو اپني ایک نگہ مشیت سے تمام نظام ارضیہ و سماوات کو الٹ دے سکتا ہے ؟ آہ تمھاري غفلتوں پر ! اگر آسمان روے اور زمین ماتم کرے، اگر مرغان ہوائي نغاں سنج ہوں اور سمندروں سے مچھلیاں غم کرنے کیلیے اچھل پڑیں، جب بھي اسکا ماتم ختم نہوگا - کیونکہ تمھارا ماتم تمام دنیا کا ماتم ہے، اور چراغ کے بجھنے کا رونا چراغ پر رونا نہیں ہے بلکہ گھر کي تاریکي پر رونا ہے - تم میدان جنگ کي خبروں کے مشتاق ہو جو تم سے تیس ہزار میل دور ہے - مگر میں تمھارے دل کي خبروں کا آرزومند ہوں جو تم سے باہر نہیں بلکہ خود تمھارے اندر ہي موجود ہے - وفي انفسکم افلا تبصرون ؟ تم دوسروں کي بیداریوں کے افسانے سنکر ترانہ سنج مدح و ثنا ہوتے ہو، مگر اپنے بخت خفتہ و طالع گم گشتہ کو نہیں ڈھونڈھتے کہ وہ کہاں گم ہو گیا ہے ؟ فآہ، آہ، ثم آہ، علی ما فرطتم فی جنب اللہ !

درازي شب و بیداري من ایں ہمہ نیست
ز بخت من خبر آرید تا کجا خفتست ؟

( صلح و شکست )

(۵) جرمن و فرانس کي صلح و جنگ کي خبروں کے عشق میں اپنے تئیں گم نہ کرو، بلکہ جو جنگ تم میں اور تمھارے پروردگار قدوس کے درمیان جاري ہے، اسکي صلح کي کوئي تدبیر نکالو - اگر تم نے اُس سے صلح کرلی تو پھر اُسکي تمام دنیا میں کوئي بھي نہیں ہے جو تم سے بر سر پیکار ہوگا - من لہ المولی فلہ الکل :

ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم و ان یخذلکم فمن ذالذي ینصرکم من بعدہ ؟ و علی اللہ فلیتوکل المومنون !

اگر اللہ تمھیں غلبہ و نصرت عطا فرماے تو پھر تم پر کوئي دنیوي طاقت غالب نہیں آسکتي - لیکن اگر وہي تمھیں ٹھکرا دے تو پھر دنیا میں کون ہے جو خدا کے بعد تمھاري مدد کرسکتا ہے ؟ پس صرف اللہ ہي کي ذات ہے جسپر اہل ایمان بھروسہ کرتے ہیں !

آج کرۂ ارضي کا سب سے بڑا حصہ شیطاني فساد و طغیان کے بھڑکاے ہوے شعلوں سے جل رہا ہے - انسانوں کی ایک نسل دوسري نسل کو بھیڑیوں کي طرح چیر رہي اور اژدہوں کي طرح ڈس رہي ہے، خداے قدوس و قہار کے اپنے دست منتقم و معذب کی ایک ہولناک چمک دکھلائی ہے جیسي کہ ہمیشہ دکھلاتا آیا ہے، اور دنیا کی سب سے زیادہ مغرور و طاقتور آبادیاں اسکے قہر و غضب کے نار جحیم و الیم کے اندر سوکھی لکڑیوں اور خشک پتوں کي طرح ڈالدیگئي ہیں فی سموم و حمیم، وظل من یحموم، لا بارد ولا کریم انہم کانوا قبل ذالک مترفین (۴۵ : ۵۶ ) جبکہ یہ سب کچھہ ہو رہا ہے تو تم ایک نظر میدان عرفات و منا کے اس سر و پا برہنہ گروہ پر ڈالو جو سلافی یا ٹیوٹانیک نسل کي مسابقت کیلیے نہیں بلکہ کلمۂ حق کي عظمت اور خداے واحد کي پرستش و محبت کیلیے جمع ہوا ہے، اور جنکے کاندھوں پر خونریز آلات و اسلحہ نہیں ہیں جنسے آگ اور دھواں نکلتا ہو، بلکہ اللہ کے خوف اور اُسکي جستجو نے خود انکے اندر ایک آتشکدۂ محبت مشتعل کر دیا ہے اور اسکا دھواں والہانہ صداؤں اور بیقرارانہ فریادوں کي صورت میں انکي زبانوں سے اٹھہ رہا ہے :

جمال کعبہ مگر عذر رہرواں خواہد
کہ جان خستہ دلاں سوخت در بیابانش

( اسوۂ ابراہیمي )

(۶) اور دیکھو، یہ مجمع مقدس و الہي اس واقعۂ کبری کی یادگار ہے، اور کس عہد و میثاق خداوندي کے تذکار عظیم کو ہمیشہ کیلیے زندہ رکھتا اور عالم ایمان و اسلام کو اسکی طرف دعوۃ دیتا ہے ؟ گو چشم حقیقت بار اور سامعۂ بصیرۃ وا ہو تو اس ابراہیم کدہ حجاز کا ایک ایک ذرہ آج اُس واقعہ کبری اور آیۃ عظمی کا افسانۂ حقیقت بیان کر رہا ہے، اور ملاء اعلی اور عالم قدس کا ایک ایک گوشۂ عشق ابراہیمي و ایثار اسماعیلی کے غلغلۂ روحانیت سے گونج رہا ہے :

**الله اکبر ! الله اکبر ! لااله الاالله و الله اکبر ! الله اکبر ! و لله الحمد !**

**و اذ جعلنا البیت مثابة للناس و امنا ' واتخذوا من مقام ابراهیم مصلی' وعهدنا الی ابراهیم و اسماعیل ان طهرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود ( ۲ : ۱۹ )**
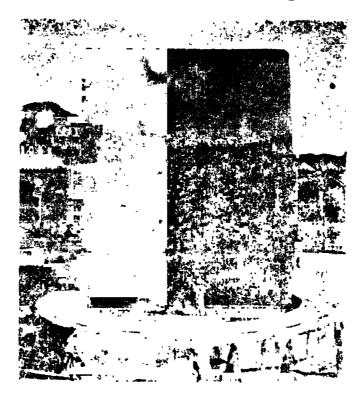
صرف خانہ کعبہ ( زادہ اللہ شرفہا و اجلالہا ) کی چار دیواری کا ایک خاص منظر ' جسپر نیا مصری غلاف چڑھا دیا گیا ہے

" فاجعل افئدة من الناس تہوی الیھم !! "
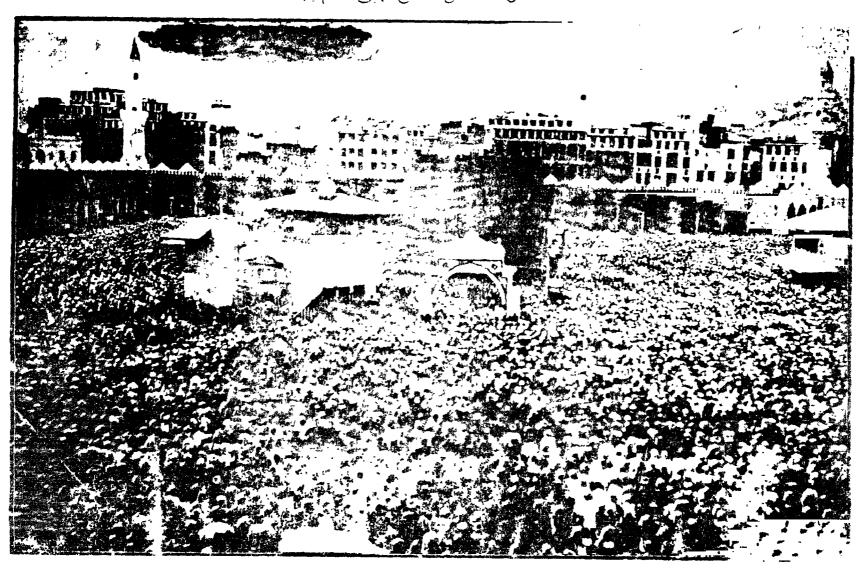
نماز عید حرم محترم کے اندر !

اللهم يا رب هذا البيت العتيق ! اعتق رقابنا و رقاب ابائنا و اخواننا و اولادنا من النار فی الدنيا و الاخرہ '
اللهم احسن عاقبتنا فی الامور کلها و اجرنا من خزی الدنيا و عذاب الاخرہ !

# واقعـــۂ لاهـــور

فاقض ما انت قاض، انما تقضی هذه الحیوة الدنیا ! (۲۰ : ۷۵)

لي سکرتان ، و للندمان واحدة

شي خصصت به من بینهم وحدي

جس وقت یه نمبر قارئین کرام کے هاتهوں میں پہنچیگا ' اس وقت مولوي ظفر علي خان کے واقعه پر پورا ایک هفته گذر چکا هوگا' اور خود ظفر علي خاں بهی محبوسیت کی سات راتیں اپنی منزل تنہائي میں بسر کر چکے هونگے - ایسے کتني هی هفتے ' کتنے هی مہینے' کتنے هي سال' اور پهر کتني هي عمریں زندانیاں صبر و امتحان نے بسر کردي هیں' اور زندگي هر طرح بسر هوهي جاتي هے مگر:

تو هم شب را بسر کے مي بری اے شمع کم فرصت ؟

گرفتــم سوختي پــروانـۂ آتــش بجــانــے را !

یه صرف ایک هفته کا واقعه هے ' مگر میرے سامنے صدیوں اور هزارها سالوں کے واقعات موجود هیں - یه صرف واقعه هے' مگر میري یاد میں وہ کچهه محفوظ هے جس میں واقعات کے ساتهه انکے عواقب و نتائج بهي موجود هیں - یه ابتداے کار هے' اور مجهسے اگر پوچها جاے تو میں انتہاے راہ بهي بتلا سکتا هوں - یه صرف نشان راہ هے' مگر میري نظریں نشان منزل بهي دیکهه رهی هیں - یه صداے جرس هے' لیکن میں محمل امتحان کا متلاشی هوں - یه قدم اولین هے ' لیکن ارباب ذوق کا ولولۂ آبله پائی جادۂ مصائب و محن کا منتظر هے - یه جام ابتلا و شکیب کی پہلی گردش هے ' مگر میں گردش آخرین کے تصور سے نشاط و سرور حاصل کر رها هوں و لله در ما قال :

لي سکرتان ' و للندمان واحده

شي خصصت به من بینهم وحدی !

من کان یرجو لقاء الله فان اجل الله لات !

طفلان شهر بے خبرند از جنون ما

یا این جنوں هنوز سزاوار سنگ نیست !

* * *

یه نه تو نئی خبر هے اور نه کوئی نیا واقعه - تم ایک هفته کے تازہ واقعه سے غمگین هو ' لیکن اگر اس قسم کے حوادث پر غمگین هونے کیلیے همیں بنایا گیا هوتا تو هم تمام حقوق و حریت سے کہتے که اپنے تئیں اکل دے ' اور ان تمام حوادث و نتائج کا همارے صفحے انبار لگادے جنکے عنوان عبرت و دکان [illegible] هیں - اگر ایسا هوتا تو تم نه کہتے که جس حادثه پر تمہیں آج اچنبها هورها هے ' [illegible] درجه پرانی [illegible] قدر عادۃ الرب [illegible]

هے ؟ تم غمگین هو [illegible]

اس وقت [illegible]

جا چکا هے' [illegible]

هیں' انکے سامنے تمہارے [illegible]

[illegible] حقیقت [illegible]

[illegible]

[illegible] عشق

[illegible] ؟

ولنبلونکم بشيء من الخوف و الجوع و نقص من الاموال و الانفس و الثمرات و بشر الصابرین الذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا انا لله و انا الیه راجعون -

پس نه تو اس حادثه پر تعجب هے اور نه شکایت' نه تو طلب هے اور نه سوال - اس بارے میں میرا طریق سخن ابناء عصر سے بالکل مختلف هے' اور میرا دل گوارا نہیں کرتا که رسمي طرز تاسف و اعتراض پر اصل حقیقت کو قربان کردوں - جیسا که میں نے همیشه اسطرح کے مواقع پر ظاهر کیا هے' اب بهی بے پردہ کہتا هوں که تعجب اس چیز پر هوتا هے جو ناگہاني هو' اور شکایت وهاں کي جاتي هے جہاں توقع هو - رها طلب و سوال' تو اسکے لیے پہلي شرط امید هے اور اب امید هي کسکو رهی هے :

نہیں هے طاقت گفتار اور اگر هو بهي

تو کس امید په کہیے که مدعا کیا هے ؟

* * *

اس امر پر مزید بحث کرنا که گورنمنٹ پنجاب نے جن دفعات کی بنا پر یه کار روائي کی اور جس حالت میں کی' وہ کہاں تک رسمی اور نمایشي اعتراضات سے بچ سکتي هے ؟ فی الحقیقت محض بے سود هے - گورنمنٹ پنجاب ایسا کرنا چاهتي تهي اور اس نے کیا - نه تو اس کے جرم کی تشریح کي هے اور نه اسکي چنداں ضرورت هے :

فقلت وما اذنبت ؟ قالت مجیبة :

وجودک ذنب لا یقاس به ذنب !

یه ظاهر هے که مولوي ظفر علي خاں نے اس مرتبه هندوستان اگر کوئی بات گورنمنٹ کی معروفات و مطلوبات کے خلاف نه کی تهی بلکه حتی الامکان ان میں معین هوے تهے - حتی که آخر میں [illegible] اس قدر حد سے گذر گئی تهیں که بعض ارباب استقامت اپنے تاسف و تعجب کو چهپا نه سکے تهے - با ایں همه گورنمنٹ پنجاب نے بہت سے خطرات اپنے سامنے دیکهے اور اسکا علاج صرف انکی [illegible] : ان تحمل علیه یلهث او تترکه یلهث ( ۷ : ۱۷۵ )

هر عقلمند شخص جو موجودہ وقت کی نزاکت اور ضرورت پر [illegible] کیا گیا ' گورنمنٹ کیلیے [illegible] جبر و تشدد کے نتائج کبهی [illegible] هیں ' اور اگر موجودہ وقت کو گورنمنٹ [illegible] سمجهتی هے تو [illegible] زیادہ دانشمند اور بہت زیادہ عاقبت [illegible] گورنمنٹ کے [illegible] همارے سامنے اس وقت دو گروہ [illegible] حادثے سے کمال درجه متاثر هوئے هیں [illegible] دعوت دیتي هے [illegible]

[illegible] شیئاً و یجعل الله [illegible] اور دوسرے [illegible] که اب سے [illegible] همعصران مصر [illegible]

[illegible] همارے لیے کرتا هے - [illegible] زیادہ [illegible]

[illegible] کا فیصله [illegible]

[illegible] حالانکه [illegible]

[illegible] هے -

[illegible] لا تسلیني [illegible]

و یرحم الله عبداً قال آمینا !

ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا ' تتنزل علیهم الملائکة الا تخافوا ولا تحزنوا ' و ابشروا بالجنة التي کنتم توعدون - نحن اولیاؤکم فی الحیوة الدنیا و فی الاخرة - ( ۴۲ : ۴۳ )

میدان عرفات اور جبل رحمة جہاں امیر الحج خطبۂ حج پڑھتا ہے ' اور جہاں حجة الوداع میں تکمیل شریعت الاہیہ کا آخری خطبہ مجمع عرب و عجم کو سنایا گیا تھا !

منا میں دو دن قیام کر حجاج کا ورود اور قربانی -

اللهم اعز الاسلام و المسلمین ! و اخذل الکفرة و المبتدعة و المشرکین ! بدوام سلطنت عبدک و ابن عبدک ' الخاضع لجلال کبریائک و مجدک - سلطان البرین و خاقان البحرین ' خادم الحرمین الشریفین - الغازی و المجاهد فی سبیل الله - السلطان ابن السلطان : السلطان محمد خان - خلد الله تعالی ملکه و سلطنته - اللهم انصره و انصر عساکره ! و کن اللهم حافظه و مویده و ناصره ! و امحق بسیفه رقاب الطائفة الکفرة الفجرة ! یا من بیده امر الدنیا و الاخره !

و اذن في الناس بالحج يأتوك رجالا على كل ضامر يأتين من كل فج عميق !

ربنا اني اسكنت من ذريتي بواد غير ذی زرع عند بیتک المحرم ، ربنا ليقيموا الصلوة ، فاجعل افئدة من الناس تهوی اليهم و ارزقهم من الثمرات لعلهم يشكرون ( ۱۴ : ۳۷ )
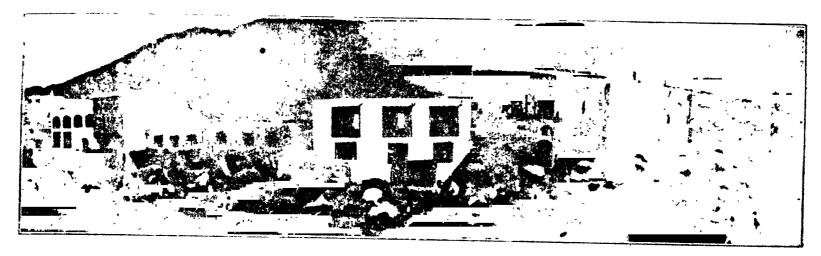
میدان عرفات کی طرف حجاج کا کوچ !

" ان الصفا و المروة من شعائر الله "

صفا اور مروہ کی پہاڑیاں جہاں حجاج سعی کرتے هیں !

حجاج کا پڑاؤ عرفات میں !
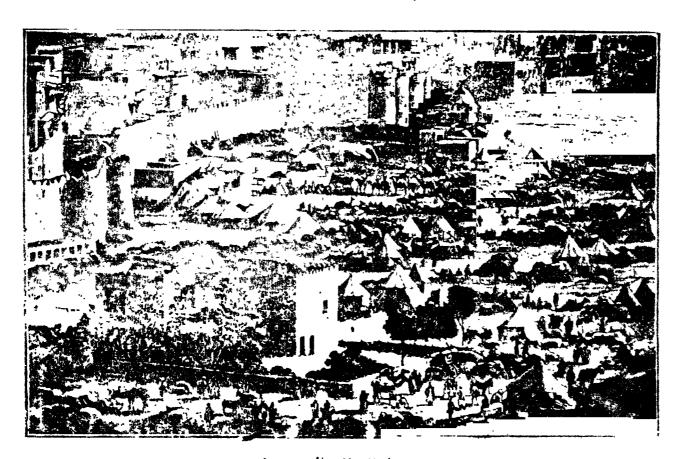
ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا - و من كفر فان الله غني عن العالمين ! ( ۳ : ۹۱ )
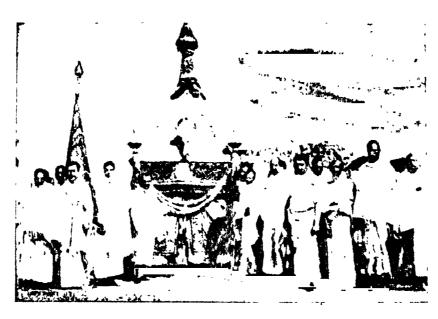
جمال کعبہ مگر عذر رہرواں خواہد
کہ جان خستہ دلاں سوخت دربیا بانش ؛

..الہ کعبہ کے غلاف کا مصری کا محمل جو ہر سال مصر سے ایک جشن عام کے ساتھ روانہ ہوتا ہے !

مصری محمل کا مکہ معظمہ میں ورود !

مسجد حضرۃ سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا و ہدی للعالمین - فیه ایات بینات مقام ابراہیم ۚ ومن دخله کان امنا ( ۳ : ۹۰ )
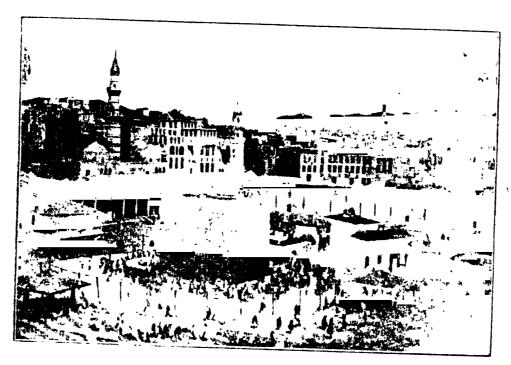
حرم شریف کا ایک داخلی منظر عام ۔

" وادی غیر ذی زرع " ( مکۂ معظمہ ) کی آبادی کا ایک منظر عمومی ۔

مسجد قبا اور نخلستان حجاز کا ایک عام منظر ۔

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوک فاستغفروا الله و استغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما ( ۴ : ۶۴ )

واعی یثرب کجاست ؟ آه ز حرماں لرا ! دامنِ دل میکشد خار مغیلاں لرا !

مدینه منوره زاد الله شرفها کی آبادی کا ایک منظر عمومی !

ان الوسائل للملوک ببابهم و وسیلتی العظمیٰ بهذ الباب !
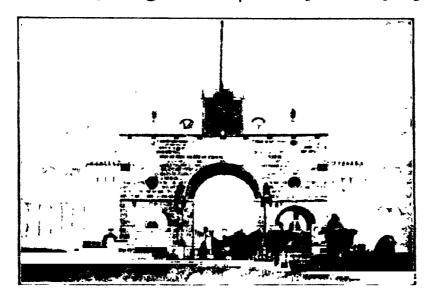
مدینه منوره کا دروازه باب العنبریه ( جسے باب الرشادیه بهی کہتے هیں )
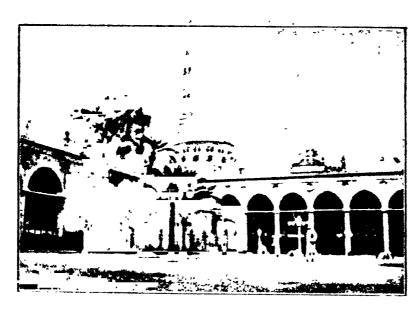
مسجد نبوی کا ایک منظر داخل صحن سے - علی صاحبها الصلوة و السلام -

اللهم اعز الاسلام و المسلمين ! و اخذل الكفرة و المبتدعة و المشركين ! اللهم شتت شملهم ! اللهم مزق جمعهم ! اللهم دمر ديارهم !
اللهم انصر من نصر الدين ! و اخذل من خذل المسلمين ! اللهم انصر من نصر دين محمد صلى الله عليه و سلم و جعلنا منهم !
و اخذل من خذل دين محمد ولا تجعلنا منهم ! "رب لا تذر على الارض من الكافرين ديارا" انك انت العزيز الحكيم -

ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثله، و تلک الایام نداولها بین الناس ( ۳ : ۱۳۴ )
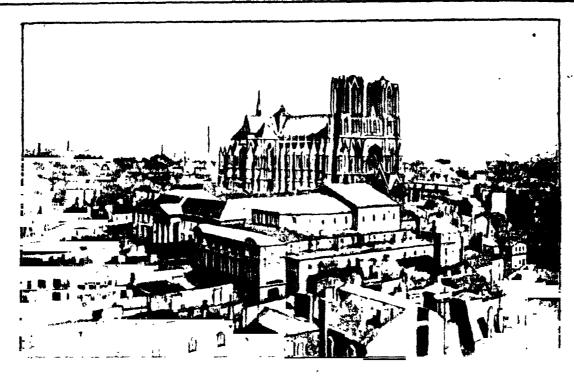
ریم (واقع فرانس ) کي حسین و جمیل آبادی کا ایک منظر عام جسے جرمن گوله باري نے برباد کردیا : فما بکت علیهم السماء والارض و ما کانوا منظرین ( ۴۴ : ۲۹ )
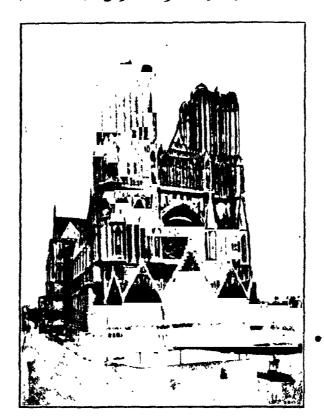
ریم کا مشہور عالم گرجا جسکي دیواریں گرچکي ھیں، جسکے برج ٹوٹي ھوئي اینٹوں اور گرد و خاک کا ڈھیر ھیں، اور زمین مغرب وہ سب کچھ دیکھ رھی ھے جو کل تک مشرق کیلیے مخصوص تھا - و تلک الایام نداولها بین الناس -

جد بخت ولهیم کے حیات آخریں کي سرگزشت : انڈورپ میں توپخانے کے ساتھ سپاھیوں کي موٹرکار پر امدادی حرکت
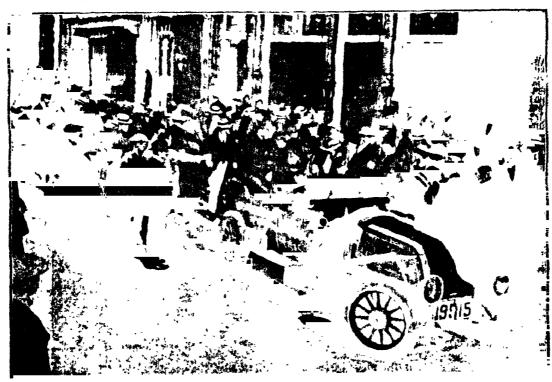
## اسراء جنگ یورپ! مراکب مقیدہ و رعایاء فریق محارب !
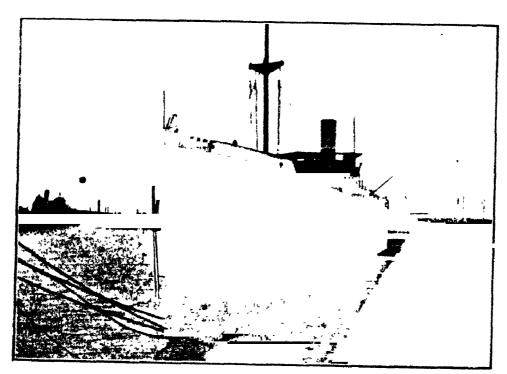
آسٹریا کا ایک اسٹیمر " پرلیا " جو کلکتہ میں اعلان جنگ کے بعد روک لیا گیا۔
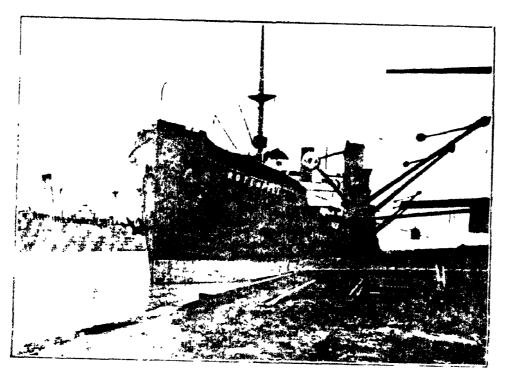
" روئن فلس " جرمن بوٹ جو اعلان جنگ کے وقت کلکتہ میں تھا اور روک لیا گیا

خدرپور ہاوس کلکتہ میں جرمن قیدی جو اعلان جنگ کے بعد نظر بند کردیے گئے

# بعض مناظر متفرقہ جنگ !
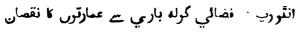
میلینیس کي ایک شاہراہ !

انٹورپ فضائي گولہ باري سے عمارتوں کا نقصان

پیرس سے فوج کا کوچ اور بنات فرانس کي مشایعت !

بلجین اجتماع اوسٹنڈ میں

ہیور میں زخمي سپاہي

## حادثۂ الیمۂ مصیبت زدگان «کوما گاٹو»

مشہور جہاز "کوما گاٹو مارو"

بج بج (کلکتہ) کا وہ مقام جہاں حادثہ ہوا

گرفتاران کوما گاٹو کو حادثہ کے بعد کلکتہ پولیس لے جا رہی ہے

## معرکہ عظیمہ مونس و محاربہ خط سرحد فرانس !
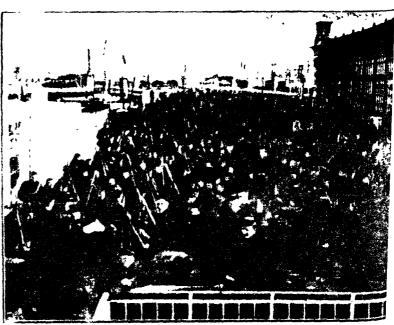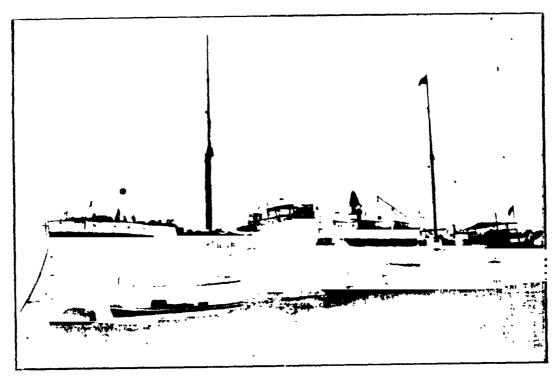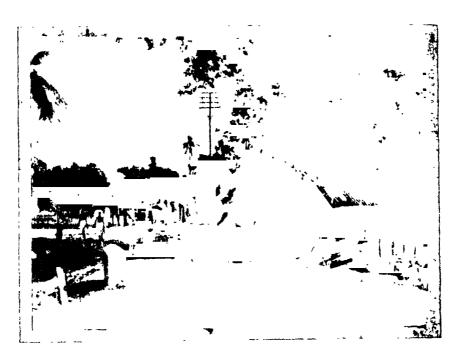
یہ جنگ کا ایک نہایت درد انگیز منظر ہے - ایک معرکے میں افواج متحدہ کا توپ خانہ جرمن گولہ باری سے بالکل برباد ہو گیا اور تمام توپچی نذر اجل ہو گئے - صرف ایک ہالینڈ سپاہی باقی تھا جو آخر تک موجود رہا

جرمن فوج مونس کے قریب ایک نہر کو حملہ آورانہ عبور کر رہی ہے !

## مدراس اور کلکتہ کے دو متفساں منظر !

ساحل مدراس و اطراف کا ایک منظر عام مع برما ارائیل کمپنی کے حوضوں کے جنکو ایمڈن کے گولوں نے مشتعل کردیا ہے اور انسے دھوئیں کی آگیں بلند ہو رہی ہیں۔

( رهي تمر مر السحاب ( ۶ : ۸۸ )

اصف شب کے روت ایمڈن کی شعلہ افشانیوں کا ایک منظر مدرر ! تیل کے حوضوں سے شعلے بلند ہیں اور تمام فضاے تاریک روشن ہوگئی ہے !

ارمینین کالج کلکتہ کے والنٹیر

بي - آئی - کمپنی کا ایک جہاز چہپرہ حادثۂ ایمڈن کے رقت بندرگاہ مدراس میں مقیم تھا - اسکا ایک افسر مسٹر فلیچر ایمڈن کی گولہ باری کی زد میں آگیا - اسکا جنازہ قبرستان جا رہا ہے !

# طیارات حربیہ کی ہلاکت افشانی

اس تصویر میں دکھلایا گیا ہے کہ ہوائی جہاز کیونکر سمندر میں اوپر سے گولہ باری کرتے ہیں اور کس طرح جہازوں کو برباد کر دیتے ہیں؟

ہوائی جہازوں پر نیچے سے گولہ پھینکنے کیلیے یہ توپ ایجاد کی گئی ہے جسکا نشانہ بخط مستقیم اوپر کی طرف رہتا ہے اور ہوائی جہازوں کی حرکت کے ساتھ اسکی مشینری بھی حرکت کرتی رہتی ہے ۔

## تاریخ مراکب ہوائیہ کا ایک صفحہ !

وکٹوریا لوئس نامی ایرو پلین جسمیں سب سے زیادہ جنگی سامان کی تعداد رکھی جاسکتی ہے -

جنگی طیارہ جو فوجی حالات کی تفتیش کر رہا ہے اور جسکی شرح رفتار ۳۸۵ میل فی یوم ہے -

جرمنی کے زیلن قسم کا ایک ہوائی جہاز جسمیں بہ یک وقت ۳۰ آدمی سفر کرسکتے ہیں -

# طلسم ایمڈن کی سحر کاریاں !

تو فتنۂ زمانہ شدي ورنہ روزگار
بود ست پیش ازین قدرے آرمیدہ تر !

پریس کمیونک مظہر ہے :

" یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ایمڈن نے ۱۵ سے ۱۹ اکتوبر کے اندر پانچ اور جہاز غرق کیے ہیں - ان جہازوں کے نام یہ ہیں :

( ۱ ) چلکانا ( ۲ ) ٹروایلس ( ۳ ) بن مہر ( ۴ ) کلن گرانٹ ( ۵ ) پنڈراول -

یہ جہاز بحر ہند کے جنوب مغربي ساحل سے کسي قدر فاصلہ پر غرق کیے گئے -

ان جہازوں کے ملاح اور مسافر سینٹ ایگبرٹ اسٹیمر پر کوچین پہنچے ہیں "

اسي طرح کولمبو کا سرکاري تار ہے :

" ایمڈن نے " مینی کوائے " سے مشرق کے جانب ۱۲۰ میل کي مسافت پر ۵ جہاز غرق کردیے -

چلکانا ' بن مہر ' اور ٹروایلس نامي جہاز بالکل نئے تھے اور پہلي بار سفر کے لیے نکلے تھے - " چلکانا " مسافروں کا اسٹیمر تھا - زغال بردار جہاز " ایکسفورڈ " کوئلے سے بالکل لبریز تھا !

جہاز راني بند ہوگئي ہے ' لیکن گذشتہ شب کی بحري اطلاع واضح کرتی ہے کہ ۲۴ گھنٹے کے اندر راستہ صاف ہوجانیکي امید ہے ( جیسا کہ ایک ماہ سے بحمد للہ برابر امید کي جا رہي ہے ! )

"کلن گرانٹ" کے ملاحوں کے علاوہ ۱۳ یورپین مسافر بھي تھے - یہ جہاز اسباب سے لدا ہوا سیلون جا رہا تھا - گورنر مدراس کي کتابیں ' تصاویر ' اور موڈلس بھي اسي میں تھے ' جنکي قیمت ۲۰۰۰ پاونڈ یعني ۳۰ ہزار روپیہ اندازہ کي گئي ہے - اسکے علاوہ میں ۲۰۰۰ سے زاید وھسکي شراب کے بکس بھي تھے -

ٹراویلس کے اسباب میں ۳۲۰ ٹن یعني ۸۹۶۰ من چاے بھي تھي "

اسي تار سے واضح ہوتا ہے کہ علاوہ ۵ غرق شدہ جہازوں کے ایمڈن نے ایک چھوٹے زغال بردار جہاز " ایکسفورڈ " کو گرفتار کر لیا ہے ' جسکا وزن ۴۵۴۰ ٹن ہے -

## ( مجموعي نقصانات )

ایمڈن ابتک ۱۵ تجارتي جہازوں کو غرق آب کر چکا ہے جنکے نقصانات کا تخمینہ ۲ ملین پونڈ کیا گیا ہے ' یعني ۳ کرور روپیہ -

ایمڈن کے تمام غرق کردہ جہازوں کي فہرست حسب ذیل ہے :

| نام جہاز | مقدار وزن بحساب ٹن |
|---|---|
| ڈپلو میٹ | ۷۶۱۵ |
| لوواٹ | ۶۰۰۰ |
| بن مہر | ۴۸۰۶ |
| کلین متھسن | ۴۷۷۹ |
| فوالل | ۴۱۴۷ |
| ٹرابک | ۴۰۱۴ |
| چلکانا | ۳۹۵۲ |
| کلن گرانٹ | ۳۹۴۸ |
| کنگ لڈ | ۳۶۵۰ |
| کلن | [illegible] |

| نام جہاز | مقدار وزن بحساب ٹن |
|---|---|
| ربرا | ۳۵۰۰ |
| ٹروایلس | ۳۴۳۷ |
| انکس | ۳۳۹۳ |
| ٹالمرک | ۳۳۱۴ |
| پنڈراول | ۲۶۶۹ |
| میزان | ۶۲ ' ۷۶۸ ٹن |

ایمڈن نے ۱۰ ستمبر سے غارتگري شروع کي - ۱۰ اور ۱۴ ستمبر کے درمیان انکس ' لوواٹ ' کلن ' ٹرابک ' ڈپلومیٹ ' ان کو خلیج بنگال میں غرق کیا اور انکے ملاح اور مسافروں کو کبنگا پر سوار کرکے کلکتہ بھیجدیا -

کبنگا کو روانہ کرنے کے چند گھنٹے بعد " کلین متھسن " پر اپنے گولوں کی مزید مشق فرمائی کي ' اور پھر ۲۲ ستمبر کو مدراس کے سامنے نمودار ہوکر تاریخ ہند میں اول مرتبہ دریا کي جانب سے جنگي اقدام کیا ' اور برما اوئل کمپني کے حوضوں پر گولے پھینکے -

اس کے بعد ۲۶ - ستمبر کو بحر ہند کے مغربي ساحل پر کنگ لڈ ' ٹالمرک ' ربرا ' اور فوالل کو غرقاب کیا ' اور امیر البحر کے زغال بردار جہاز " بورسک " کو بھي گرفتار کرلیا -

اسوقت سے اس زیادہ حملہ کي رپورٹ تک غالباً وہ جزایر لکادیپ میں مقیم رہا ' جو " مینی کوائے " سے تقریباً ۱۵۰ میل پر واقع ہیں -

اسي اثنا میں یہ خبر تار برقیوں کے ذریعہ مشہور کي گئي کہ ۲۸ ستمبر کو دو جاپاني جہازوں نے ایمڈن کو غرق کردیا ہے ' ساتھہ ہی ۱۵ - اکتوبر کو امارت بحریہ نے اعلان کیا کہ ( انگریزي ) کروزر " یا رموتھہ " نے جرمني کے " تار کو مینیا " کو ڈبادیا اور اسیطرح اسٹیمر " یونٹو پورس " کو بھي گرفتار کرلیا جو ایمڈن کے ساتھہ بطور بار بردار جہاز کے رہا کرتا تھا - اس سے یہ قیاس پیدا کرایا گیا کہ ایمڈن بھي ضرور غرق ہوگیا ہوگا -

اس واقعہ کے تاریخ سے ہمیں مطلع نہیں کیا گیا ہے ' لیکن یہ امر قابل غور ہے کہ جس تاریخ کو یہ خبر شائع کي گئی ہے ' عین اسي تاریخ سے ایمڈن نے پھر جہازوں کو مغربي ساحل پر غرق کرنا شروع کردیا ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمڈن کو زندہ چھوڑ دینا بہ نسبت اسکي موت کے زیادہ پر امن ہے !

## ( اخري حادثہ کي مزید تفصیل )

مدراس ٹائمس نے ایمڈن کے تازہ ترین حملوں کے متعلق جو بیانات شائع کیے ہیں ' انمیں بعض باتیں نہایت دلچسپ ہیں :

" ۴۰۰ - ستم رسیدگان ایمڈن منگل کے دن کوچین پہونچے - انمیں ایک عورت بھي تھي جسکا نام مسز الیس ہے - مسٹر و مسز الیس مع دو اور مسافروں کے جہاز " ٹراؤس " پر " شنگھے " سے آرہے تھے - ٹراؤس کے کپتان کو خبر دي گئي تھي کہ ایمڈن غالباً خلیج بنگال میں موجود ہے - مگر بد قسمتي سے ایمڈن کو بھي اپنے عجیب وغریب ذرائع سے اسکي اطلاع ہوگئي ' اور اسنے بھي وهي راستہ اختیار کیا جس سے " ٹراؤس " آنیکو تھا - جب ٹراؤس راس کماري ( کیپ کومرن ) سے گذرا تو دور پر ایک روشني سی نظر آئي - سنیچر کي شب کو جب وہ جزیرہ " مینی کوائے " پہنچا جو کوچین سے ۲۰ میل پر واقع ہے ' تو ایمڈن نے ایک گولہ پھینکر اسے ٹہرنے ہو جانے کا حکم دیا - ٹراؤس کھڑا ہوگیا - ایمڈن کے افسر

## میدان کلکتہ میں یوروپین والنٹیروں کی عسکری مشق و نمایش

چهه هزار والنٹیرں کا ایک حصہ جو مشق کررها ہے -

والنٹیرں کا نیا اسکاٹ لینڈی دستہ جسمیں تهائی سو سپاہ هیں -

کلکتہ لائٹ هارس کی قواعد جسکی تعداد آجکل بہت بڑھگئی ہے -

## جنگ یورپ
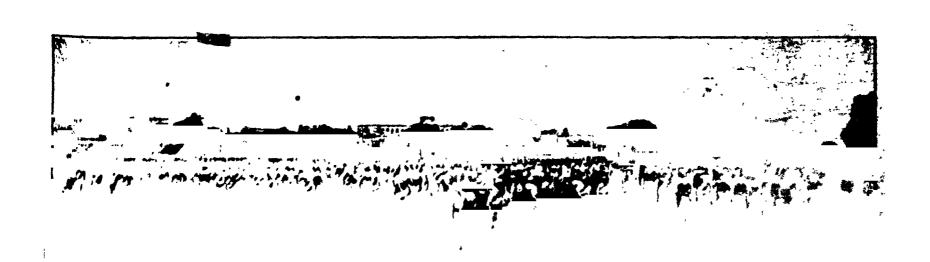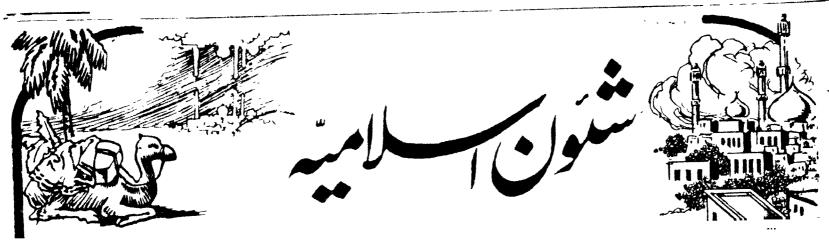
### اور خلافة علیه اسلامیه

الهلال میں ابتک هم موجوده جنگ اور مسئلهٔ عثمانی پر کچهه نه لکهه سکے - حالانکه یه موضوع اب اس حد تک یقینی هوگیا ہے که بحث و نظر ناگزیر ہے - آج مراسله نگار " نیر ایسٹ " کے بعض بیانات بغیر تردید و نقد کے شائع کردیتے هیں جنسے موجوده حالات پر ایک حد تک تازه روشنی پڑتی ہے - اینده اس موضوع پر بالتفصیل بحث کرینگے -

( از مراسلة یافا مورخه ۷ ستمبر )

جب سے روس اور جرمنی میں جنگ چهڑی ہے' اسوقت سے عثمانی حکومت اپنی فوجیں جمع کر رهی ہے اور جسقدر سپاهی دستیاب هو سکتے هیں سب طلب کیے گئے هیں - بیان کیا جاتا ہے که صرف یافا اور اسکے ضلع سے ۳۰ هزار آدمی لیے گئے هیں - جو عثمانی یهودی اور عیسائی فوجی خدمت نہیں کرنا چاهتے' ان سے ۵۰ گنی استثنا لیا جاتا ہے -

اس اجتماع کی وجه یه بیان کی جاتی ہے که اگرچه ترکی ناطرفدار رهنا چاهتی ہے' مگر اسے کامل امن کی طرف سے جو اسکی دلی خواهش ہے اسوقت تک اطمینان نہیں هوسکتا جب تک که وه جنگ کے لیے تیار نه رہے - اسیلیے اسے اپنی سرحدوں پر اور اندرون ملک میں مختلف مواقع پر قابل اور اچهی طرح سے مسلح فوجوں کی کثیر تعداد منقسم رکهنا چاهیے - بظاهر تو یه خیال قابل ستایش معلوم هوتا ہے' مگر زیاده غور کیجیے تو یه وجه تشفی بخش نہیں معلوم هوتی - اگر واقعی ترکی کا میلان امن کی طرف ہے تو اسقدر وسیع پیمانه پر فوجی اجتماع کی ضرورت نہیں ہے - کہتے هیں که ۱۵ دن کے اندر ۴ ملین آدمی مسلح هوگئے - یعنے چالیس لاکهه آدمی !

( صرف مسلم فوج )

پهر اور تمام مواقع پر تو تمام عثمانیوں کو فوجی خدمت ادا کرنی پڑتی تهی' مگر اس موقعه پر فیس لیکے عیسائیوں اور یهودیوں کو تو مستثنی کردیا جاتا ہے اور مسلمانوں کو مستثنی نہیں کیا جاتا' اسکے صاف معنی یه هیں که حکومت ایک " مسلم فوج " چاهتی ہے -

جرمن جنرل اور افسر فوج کو جرمن طریقه پر تعلیم دیرہے هیں - بیان کیا جاتا ہے که نابلس' عکاء' بیت المقدس' سالت وغیره متعدد مقامات میں کسی نه کسی قسم کے استحکامات زیر تعمیر هیں' اور یه خبر تو عام طور پر مشهور ہے که دو دن کے اندر ۴۰ هزار فوج مصری سرحد کیطرف غالباً رافع پر بهیجی جائیگی - یہاں یه باتیں مشهور هیں که ترکی اپنی فوجوں کا ایک حصه طرابلس' مراکش اور مصر بهیجنا چاهتی ہے' اور اسکے بعد وه روس پر اعلان جنگ دیگی -

فوجی اجتماع نے اس ملک پر بہت هی سنگین اثر ڈالا ہے' جیسا که میں پہلے بیان کرچکا هوں -

بہت سے خاندان جنکے نوجوان مرد بلا لیے گئے هیں انکے پاس اپنی پرورش و تکفل کا کوئی ذریعه نہیں ہے' اور حالات کو بد سے بدتر کرنے کے لیے حکومت نے غذا اور کپڑے کا ایک بڑا حصه بغیر قیمت دیے لیلیا ہے -

یہاں عیسائیوں کو انگلستان اور اسکے حلیفوں کے ساتهه همدردی ہے' یهودی نا طرفدار هیں - اکثر جرمنی کے طرفدار بنائے گئے هیں - وه اهل جرمنی کا ذکر ایک مخلص مومن کی حیثیت سے کرتے هیں اور اسکی کامیابی کی دعا مانگتے هیں -

( از مراسلة سمرنا مورخه یکم ستمبر )

اس وقت تک اس الٹیمیٹم کے متعلق کچهه ٹهیک معلوم نہیں جسکے بابت یه بیان کیا جاتا ہے که مفاهمت ثلاثه نے باب عالی کو دیا ہے - مگر افواه یه ہے که اس الٹیمیٹم میں ترکی سے کها گیا ہے که وه فوراً اپنے ارادے بیان کردے - اس کا اثر یه پڑا ہے که اس ملک میں رهنے والے انگریزوں کے خلاف برے جذبات اور ترقی کر گئے هیں -

ایک دفعه تو یه حالت بہت هی سنگین هوگئی - بندرگاه میں جسقدر انگریزی تجارتی جهاز تهے سب کو فوراً روانگی کا حکم دیدیا گیا - یہاں کی انگریزی آبادی پر اس کارروائی کا بہت هی دهشت انگیز اثر پڑا' اور بہت سے خاندانوں نے انگریزی قونصل کے اس مشوره پر عمل کیا که جن لوگوں کو سمرنا چهوڑنا هو وه جسقدر جلد ممکن هو روانه هوجائیں' کیونکه خوف ہے که هر وقت بندرگاه بند هو سکتا ہے - نه معلوم اسوقت بند هو جائے ؟ یه مشوره حتی الامکان خاموشی کے ساتهه دیا گیا تها که جہاں تک هوسکے کم خوف پیدا هو !

جو لوگ سمرنا سے روانه هوے وه صرف جزیره مدلا تک گئے - ان جانے والوں میں سے بعض لوگ سمرنا واپس بهی آگئے هیں -

بهر حال خواه واقعی خطره تها یا نه تها' مگر جسقدر خوف پیدا هوا وه بالکل غیر ضروری تها' اور اسکی وجه سے اس شهرت کو خاص صدمه پہنچا جو انگریزوں کو " سرد مزاجی " میں حاصل ہے - ( اور جس کا ظهور میدان جنگ میں اس کثرت و شدت کے ساتهه هو چکا ہے ! )

تاهم بعض واقعات سے اس یقین کو مدد ملی که ترکی اهل یورپ اور عیسائیوں دونوں پر حمله کی فکر میں ہے -

سمرنا کے مشهور و معروف موجوده والی نے جو بظاهر معلوم هوتا ہے که یه عزم کرچکا ہے که میں اپنی قدیم قیام گاه سالونیکا کی طرح سمرنا کو دشمن کا آسانی سے شکار نه هونے دونگا' کمانڈر کو حکم دیدیا ہے که مختلف اطراف و اطناف شہر میں پولیس کی چوکیوں اور گارد کے گهروں میں پیٹرولیم جمع کرلیا جائے - نیز مشهور هوا ہے که اس نے علی الاعلان اقرار

ٹیمن پر آلیے اور مسافروں کو ایک دوسرے گرفتار شدہ اسٹیمر پر سوار کرادیا - مسافروں کو بہت کافي مہلت دي گئی تھي - حتی کہ بلیاں اور چند پالتو جانور بھي مسافر اپنے ساتھہ لے جاسکے -

دوسرے دن ٹراؤس کے قیدي دیگر قیدیوں کے ساتھہ ڈیک ( جہاز کے بالائي حصے ) پر بیٹھے ہوے اسطرح گپ کررہے تھے' جیسے ڈرائنگ روم میں باطمینان بیٹھے ہوے ہیں - سب کوئي ایمڈن کے کیٹ ماؤس ( ایک قسم کا کھیل ہے جو ہمارے یہاں کے " آنکھہ مچول" کے مشابہ ہے ) کا تماشا دیکھہ رہے تھے -

ایمڈن کي مستعدي اور ہوشیاري کے واقعات نے قدیم افسانوں کے عجائب و غرایب کو زندہ کردیا ہے - اسکے افسر کھیل کود میں لگے رہتے ہیں' لیکن جونہي افق پر کوئي سیاہ دھبہ سے نظر آیا اور کپتان اپنے کام کیلیے مستعد ہو بیٹھا - بیچارے قیدیوں کو اوسوقت اختلاج قلب ہونے لگتا ہے کہ اب کوئي نیا شکار پھنسنے والا ہے - وہ دعا کرنے لگتے ہیں کہ ایمڈن اسکا تعاقب نکرے - مگر نہیں ! ایمڈن کیلیے ایسي دعائیں بیکار ہیں - اسکا وجود خود بھي دعاؤں ہي سے پیدا ہوا ہے - وہ معاً بخط مستقیم اس جہاز کے پاس پہونچتا ہے' اسکو کھڑا کرتا ہے' اسپر اپنے جہاز رانوں کو بھیجتا ہے' اور پھر مسافروں کو اوتار کر جہاز غرق کردیتا ہے "

اسکے بعد خود مدراس ٹائمس لکھتا ہے :

" میرے مخبر کل ۴۴ گھنٹے ایمڈن پر رہے' اور اس درمیان میں ایمڈن نے سات جہازوں کو گرفتار کیا اور ایک گرفتار شدہ جہاز اسکے ہمراہ پہلے سے موجود تھا - انمیں سے ۵ غرق کردیے گئے - ۲ سے زغال برداري کا کام لیا گیا اور آٹھویں پر ( یعني " سینٹ اگبرٹ" پر ) جملہ قیدیوں کو عدن چلے جانیکا حکم دیا اور دور تک اسکے ہمراہ گیا - جب وہ اپنے زغال بردار جہاز کے پاس واپس آیا تو اسے معلوم ہوا کہ سنٹ اگبرٹ پر کافي کھانا نہیں ہے - جو عدن تک کافي ہوسکے - ایمڈن فوراً دوڑا اور سنٹ اگبرٹ کو گولہ پھینک کر ٹھہرایا اور عدن کے بجاے کوچین جانیکا حکم دیا -

جسقدر مسافر یہاں پہنچے ہیں' سب کے سب اہل جرمني کے اخلاق و شرافت اور کمال انسانیۃ و حسن معاملۃ کے مداح ہیں - انکي رحمدلي کي ایک مثال یہ ہے کہ قبل غرق کرنے کے جملہ جاندار چیزوں کو ( مثلاً مرغي کتا وغیرہ کو ) گولي مار دیا کرتے ہیں تاکہ غرق ہونے کي حالت میں انہیں زیادہ تکلیف نہو -

ایمڈن کو ہر بات کي پوري واقفیت ہے اور وہ دنیا کي پوري پوري خبر رکھتا ہے - اسکا ایک افسر ہمسے کہنے لگا کہ ایمڈن کے جہاز ران جزیرہ " مینی کواے" پر آج شام کو فٹ بال کھیلینگے ! ایک قیدي نے پوچھا کہ اگر کوئي انگریزي کروزر آپکے تعاقب میں ہو تو آپ کیا کرینگے ؟ اسنے فوراً جواب دیا کہ ایسا نہیں ہوسکتا - کیونکہ دشمن کا جہاز آج رات کو کولمبو میں رہا ہے - ہمیں سب کچھہ معلوم ہے !

( ایک کپتان کا چشم دید بیان )

مدراس میل نے ایک قایم مقام سے " چلکانا " جہاز کے کپتان " ارکڈیکون " سے حسب ذیل حالات بیان کیے ہیں :

" تقریباً تین ہفتے ہوے کہ " بوسک " جہاز کو گرفتار کرلینے کے بعد ایمڈن ڈالگو گرشیا کیلیے کوں چلا گیا جو مجمع الجزائر " چگوس" کا بہت ہي بڑا جزیرہ ہے - یہاں ایمڈن نے اپنے پاني گرم کرنے کے خزانے کو صاف کیا اور اسپر باطمینان رنگ چڑھایا - اسکے بعد " بوسک" سے کوئلہ لیا اور مزید شکاروں کے کھوج میں نکل کھڑا ہوا - پہلا غرق شدہ جہاز ایک ڈریجر تھا ( یعنے سمندر سے موتي وغیرہ نکالنے والا جہاز ) اور نیوزیلینڈ جارہا تھا - اسیدن اسکو دوسرا شکار " کلانٹ گرانٹ " بھي ملگیا - اتوار کے دن ۲ بجے " بن مہر" گرفتار کیا گیا - اور اسي دن " ٹرائلس" سے بھي اسکي توپوں کو کھیلنے کا موقعہ ہاتھہ آگیا -

دوشنبہ کو سینٹ اگبرٹ اور ایکسفورڈ بھي - غرق ہوے ایکسفورڈ اور بوسک میں صیغہ امیر البحري کا کوئلہ لدا ہوا تھا - ایمڈن کے نے کہا کہ اگر " بوسک" اور " ایکسفورڈ " ہاتھہ نہ لگتے تو ہم کسي غیر طرفدار بندر میں چلے جاتے - یہ جگہ کوچین سے صرف ۱۲۰ میل کے فاصلہ پر ہوگي - غرق شدہ جہازات اور آنکے اسباب کے نقصانات کے متعلق ایمڈن کے کپتان نے کہا کہ ۴ یا ۵ ملین اسٹرلنگ سے کم نہیں ہوا ہے - یعني ۶ یا ۷ کروڑ روپیہ -

ٹرائلس کو ابھي صرف ۷ مہینے پاني میں تالے ہوے گذرے تھے - اسپر ہزار ہا ٹن قیمتي اسباب تجارت لدا تھا -

امریکن جہاز " سینٹ اگبرٹ " مشرق سے نیو یورک جارہا تھا - غیر طرفدار جہاز ہونیکي وجہ سے ڈبایا نہیں گیا لیکن قیدیوں کي سواري کیلیے ساتھہ رکھہ لیا گیا - کپتان ارکڈیکن نے کہا کہ ہمارا جہاز غرق شدہ جہازوں میں ۲۳ واں جہاز تھا - ایمڈن جہازوں کے اوقات نقل و حرکت سے پوري طرح واقف تھا - اُسے اسکي بھي خبر تھي کہ دنیا میں کیا کیا ہو رہا ہے - اخبارات برابر اسکے مطالعہ میں رہے ہیں' اور اس میں بھي شک نہیں کہ کسي خاص جگہ سے اُسے پوري اطلاع ملتي رہتي ہے اور مراسلات کا سلسلہ جاري ہے !! "

( ایمڈن کا طلسم ! )

غرق شدہ جہاز " چلکانا " کا کپتان اور دیگر افسر کلکتہ پہنچ گئے ہیں - پریس کے قائمقام سے ایک افسر نے کہا کہ ایمڈن تمام جہازوں کي نقل و حرکت سے پوري طرح آگاہ تھا - ایمڈن کے ایک افسر نے ایک جہاز کو روانہ کرتے وقت کہا کہ ابھي ہملوگوں کو ۳ جہاز اور غرق کرنے ہیں - پھر اُن آنے والے جہازوں میں سے ہر ایک جہاز کے پہونچنے کا وقت بتلایا جو بعد کو بالکل ٹھیک نکلا - اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ سمندر کے اندر اس تن تنہا وجود قاہر و حاکم کے ذرائع معلومات کیسے عجیب و غریب و طلسمي ہیں ؟

ایمڈن کے افسروں کي صحت بھي بہت اچھي ہے' اور نہایت مطمئن' فارغ البال' اور خوش و خرم رہتے ہیں - وہ اپني ضرورت کي رسد ہمیشہ بروقت جہازوں سے لے لیا کرتے ہیں -

جہاز " چلکانا " کو خالي کرنے میں ۷ گھنٹے صرف ہوے - اس جہاز پر ۴ بھیڑ تھے - ایمڈن جہاز رانوں نے انکو بڑے شوق سے لے لیا -

" چلکانا " جب پورٹ سعید سے روانہ ہوا تھا تو اس نے اخبار اسٹیٹسمین کا فائل اپنے ساتھہ لے لیا تھا - اس میں اگست کي آخري تاریخوں سے لیکر اول اکتوبر تک کے کل پرچے تھے' اور ان میں ایمڈن کے تمام کارناموں پر بحث و مباحثہ کیا گیا تھا - ایمڈن کے کپتان نے نہایت شوق سے یہ فائل لے لیا اور بڑي دلچسپي سے اُن تمام مضامین کو پڑھتا رہا جن میں دشمنوں نے کمالات کا اعتراف کیا تھا !

ایمڈن کے پاس ویلش کا بہترین امیر البحري کوئلہ ہے جو کم سے کم ایک برس تک کیلیے اسکو کافی ہوگا - اسکا وزن ۴۰۰۰ اٹن ہے -

کپتان ارکڈیکون سے ایک شخص نے کہا کہ ایمڈن تو نہایت ہي چھوٹا جہاز ہے - ایسا کیوں نہیں کرتے کہ پوري قوت کے ساتھہ اپنے جہاز کو لیجا کر اس سے ٹکرا دو ؟ کپتان نے جواب دیا کہ یہ ناممکن ہے - قبل اسکے کہ تمہارا جہاز اسکے پاس پہونچے' تمہارے جہاز پر گولے برسنے لگینگے - علاوہ اسکے پہلا گولہ پھینکنے کے بعد ایمڈن چکر کھا کر جہاز کے عقب میں آجاتا ہے - اسلیے اسکی گرفتاري بہت ہي دشوار ہے - اسکو لاسلکي ( بے تار کي خبر رساني کے ذریعہ ) ہمیشہ خبریں ملتی رہتي ہیں - یہ اپنے زغال بردار جہاز کي بھي کچھہ پروا نہیں کرتا - اکثر ایسا ہوا ہے کہ اسے کسي مقام پر چھوڑ کر خود شکار کي تلاش میں نکل گیا ہے' اور پھر جب کبھی ضرورت ہوئي ہے اس سے لاسلکی کے ذریعہ گفتگو کرلي ہے

## مقـــاصـد حـج

دنیا کے تمام مذاهب میں اسلامؔ کی ایک مابه الامتیاز خصوصیت یه ہے که اوس نے تمام عبادات و اعمال کا ایک مقصد متعین کیا ' اور اوس مقصد کو نہایت صراحت کے ساتھه ظاهر کردیا - نماز کے متعلق تصریح کی :

| | |
|---|---|
| ان الصلوة تنهی عن الفحشاء والمنکر - | نماز هر قسم کی بد اخلاقیوں سے انسان کو روکتی ہے - |

روزے کے متعلق فرمایا :

| | |
|---|---|
| لعلکم تتقون | روزے کے ذریعه تملوگ پرهیزگار بنجاؤگے - |

زکواة کی نسبت بیان کیا :

| | |
|---|---|
| خذ من اموالهم صدقة تطهرهم و تزکیهم بها - | اونکے مال و دولت میں سے ایک حصه بطور صدقه کے لے لو ' کیونکه تم اوسکے ذریعه اونکو بخل اور حرص و طمع کی بد اخلاقیوں سے پاک و صاف کرسکوگے - |

احادیث نے اس سے زیادہ تصریح کردی :

| | |
|---|---|
| الصدقه اوساخ المسلمین توخذ من اغنائهم و ترد الی فقرائهم - | صدقه مسلمانوں کے دل کا میل ہے ' اونکے دولت مندوں سے لیکر اون کے محتاجوں کو دیدیا جاتا ہے - |

اسی طرح خداوند تعالی نے حج کے فوائد و منافع کو بھی نہایت وضاحت کے ساتھه بیان فرمادیا :

| | |
|---|---|
| یشهدوا منافع لهم و یذکروا اسم الله فی ایام معلومات - | حج کا اصلی مقصد یه ہے که لوگ اپنے اپنے فوائد کو حاصل کریں' اور اوسکے ساتھه هی چند مخصوص دنوں میں خدا کو یاد بھی کرلیا کریں - |

### ( حج اور تجارة بین الملی )

اس آیت میں قران حکیم نے جن فوائد کو حج کا مقصد قرار دیا ہے ' اون سے اجتماعی و اقتصادی فوائد مراد هیں' اور یه حج کا ایک ایسا اهم مقصد ہے که ابتدا میں جب صحابه کرام نے دینی مقاصد کے منافی سمجھکر اسے بالکل چھوڑ دینا چاها تو الله نے ایک خاص آیت نازل فرمائی :

| | |
|---|---|
| لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم - | اگر زمانه حج میں تجارتی فوائد حاصل کرو تو اسمیں مذهب کا کوئی نقصان نهیں- |

قران حکیم کا عام طرز خطاب یه ہے که وہ جزئیات سے کسی قسم کا تعرض نہیں کرتا - اوسکی توجه همیشه اهم باتوں کی طرف مبذول رهتی ہے - اس بنا پر خداوند تعالی نے جس قسم کی تجارت کو حج کا مقصد قرار دیا اور اوسکی ترغیب و حوصله افزائی کی ' وہ عرب کی اقتصادی و تمدنی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافه تها - عرب اگرچه ایک بادیه نشین اور غیر متمدن قوم تھی تاهم معاش کی ضرورتوں نے اوسکو تمدن کی ایک عظیم الشان شاخ یعنے تجارت کی طرف ابتدا هی سے متوجه کردیا تها - قریش کا قافله عموماً شام وغیره کے اطراف میں مال لیکر جایا کرتا تھا' اور ان لوگوں نے وهاں کے رهنے والوں سے مستقل طور پر تجارتی تعلقات پیدا کر لیے تھے - خود مکه کے متصل عکاظ اور ذوالمجاز وغیره متعدد بازار قائم تھے ' اور وہ حج کے زمانے میں اچھی خاصی تجارتی منڈی بن جاتے تھے - پس اهل عرب کو نفس تجارت کی طرف متوجه کرنے کی چنداں ضرورت نه تھی' لیکن اسلام جو عظیم الشان و عالمگیر مدنیة پیدا کرنا چاهتا تها ' اوسکی گرم بازاری کیلیے عکاظ ' ذوالمجنة ' اور ذوالمجاز کی وسعت کافی نه تھی' وہ دنیا کی تمام متمدن قوموں کی طرح تجارت بین الاقوام کا مستقل سلسله قائم کرنا چاهتا تھا ' کیونکه وہ دیکھه رها تھا که عنقریب افتاب اسلام حجاز کی پہاڑیوں سے بلند هوکر تمام بحر و بر پر چمکنے والا ہے -

پس اس آیة کریمه میں جن اقتصادی و تجارتی فوائد کی طرف اشارہ کیا ہے ' وہ ایک وسیع بین الملی تجارت کا قیام ہے ' ورنه اهل عرب جس قسم کی تجارت کرتے تھے ' وہ تو هر حالت میں قائم رکھی جاسکتی تھی' اور قائم تھی - البته تجارت بین الاقوام کا سلسله بالکل قیام امن و بسط عدل و اجتماع عام پر موقوف تها ' اسلیے جب کامل امن و امان قائم هوگیا اور حج نے راستے کے تمام نشیب و فراز هموار کردیے ' تو اوسوقت خدا نے مسلمانوں کو تمدن کی اس منفعت عظیمه کی ترغیب عام دی -

### ( مقاصد اعلی و حقیقیه )

لیکن اس تصریح و توضیح کے علاوہ قرآن حکیم کا ایک طرز خطاب اور بھی ہے جو صرف خواص کے ساتھه تعلق رکھتا ہے - قرآن حکیم کا عام انداز بیان یه ہے که وہ جن مطالب کو عام طور پر ذهن نشیں کرنا چاهتا ہے ' یا کم از کم وہ هر شخص کی سمجھه میں آسکتے هیں ' اونکو تو نہایت کھلے الفاظ میں ادا کر دیتا ہے - لیکن جن مطالب دقیقه کے مخاطب صرف خواص هوتے هیں اور وہ عام لوگوں کی سمجھه میں نہیں آسکتے ' اونکو صرف اشارات و کنایات میں ادا کرتا ہے -

مقاصد حج میں تجارت ایک ایسی چیز تھی جسکا تعلق هر شخص کے ساتھه تها ' اور اوسکے فوائد و منافع عام طور پر سمجھه میں آسکتے تھے' اسلیے خدا نے اوسکو نہایت وضاحت کے ساتھه بیان فرما دیا - لیکن حج کا ایک اهم مقصد اور بھی تھا جسکو اگرچه صراحتاً بیان نہیں کیا گیا لیکن قدم قدم پر اوسکی طرف اس کثرت سے اشارے کیے که اگر اون تمام آیتوں کو جمع کردیا جاے تو کئی صفحے صرف انهی سے لبریز هو جائیں -

حقایق و معارف الاهیه کے اظهار میں قرآن حکیم نے عموماً اسی قسم کا طرز خطاب اختیار کیا ہے جس سے با وجود ابہام کے حقیقت کا چہرہ بالکل بے نقاب هو جاتا ہے : وما یعقلها الا العالمون !

کہا ہے کہ میں اپنے هاتھه سے سمرنا کو جلا کے خاک سیاہ کردونگا مگر دشمن کے هاتھوں میں جانے نہ دونگا -

یہ دھمکي ایسي نہیں کہ نظر انداز کردیجاے - چند قونصل اس موضوع کے متعلق دریافت کرنے کے لیے والي شہر سے ملنے گئے - لوگوں کا بیان ہے کہ رحمي بے ( والی شہر ) نے اس دھمکي کو پھر دھرایا - اگرچه همارے طاقتور والي کي قدرت سے یہ باهر ہے کہ اجنبي جہازوں کے آنے سے پہلے وہ تمام شہر کو خاک سیاہ کردے ' تاهم عیسائیوں سے کسي نہ کسي طرح انتقام لینے کے اس عزم سے یہ صاف معلوم هوتا ہے کہ اس کا دل کسقدر غیر معمولي وضع کا ہے ؟

والي شہر کا جرمن دوست اور مشیر فوجی کرنیل ٹرمر لیر میدان جنگ روانہ هوگیا ہے ' مگر وہ اپنے ترکي فوجي رفیق ( رحمی بے ) کو جرمنی کے طریقے سمجھا گیا ہے - اسوقت رعایا کے خلاف جو بعض سخت تدابیر اختیار کي جارهي هیں ' انکا سراغ اسي جرمن کرنیل کے اثر تک لگایا جا سکتا ہے -

( ایشیاء کوچک میں فوجي اجتماع )

کولي ملک ایسا نہ هوگا جسے گذشتہ سال میں فوجي اجتماع سے اس قدر نقصان پہنچا هو - معلوم هوتا ہے کہ اس ملک کي زراعتي ترقي کي قسمت میں یہي ہے کہ وہ پس پشت ڈالدي جایا کرے - لوگ فوج سے اپنے اپنے گھر واپس آئے هي تھے کہ پھر بلا لیے گئے - گذشتہ دو سال میں جو تدبیریں اختیار کي گئیں وہ اسوقت کي زیر عمل تدابیر کے مقابلہ میں آسان تھیں - اسوقت رنگروٹ کا داخلہ بخت و اتفاق کے انداز میں هوتا تھا - اسوقت لوگ رشوت دے دلا کے فوجي خدمت سے بچ جایا کرتے تھے - مگر اس موقعہ پر ایک شخص بھی نہیں بچنے پایا ہے - ایک وقت مقرر کردیا گیا ہے جسکے اندر سب کو قریب ترین مرکز میں حاضر هو جانا چاهیے - اگر حاضر نہ هوا تو انتہالي تدابیر اختیار کي جائینگي -

۱۸ سال سے لیکے ۴۲ سال تک تمام قوي الجثہ اشخاص عین اسوقت بلا لیے گئے هیں جبکہ فصل کے کاٹنے ' سلطانہ نامي انگور کے خشک کرنے ' اور انجیر کے سکھانے کے لیے انکي سخت ضرورت تھي - اسوقت سمرنا کا بندرگاہ اسٹیمروں سے بھرا رهتا تھا ' مگر اب تو صرف ایک جرمن اسٹیمر نظر آتا ہے اور وہ بھي اس عالم میں کہ روانہ نہیں هوسکتا ............ انگریزي قونصلخانہ میں ایک اطلاع نامہ چسپاں کیا گیا ہے جسمیں یہ اطلاع دي گئي ہے کہ انگریزي جہاز پھر سمرنا واپس آسکتے هیں - یہ اس امر کي عمدہ علامت ہے کہ انگلستان اور ترکي کے تعلقات کي کشیدگي کم هوگئي ہے ' اور جو لوگ یہاں سے غلہ بھیجتے هیں انکا جسقدر غلہ یہاں رهگیا ہے وہ اب چلا جائیگا -

اتی امر الله فلا تستعجلوہ

# مسئلۂ عثمانیہ

اسٹیٹسمین ۲۲ - اکتوبر کے ایڈیٹوریل نوٹ میں لکھتا ہے :

" ترکي حکومت کا " گوبن " اور " برسلوا " کو غیر مسلح کرنے سے انکار کرنا اس امر پر صاف روشنی ہے کہ وہ موجودہ جنگ میں اتحادي دول کے مقابلہ میں کیا طریقہ اختیار کریگي ؟ بحري جنگ کے اصول کے مطابق جرمن کروزر کو جس نے ایک ناطرفدار دریا میں جاکر پناہ لي ہے ' تا اختتام جنگ وهیں مقید رهنا تھا - اگر یہ صحیح ہے کہ یہ جہاز برالالا اور قسطنطنیہ کے درمیان جرمني تجارتي جہازوں کي محافظت کرتے هیں ' تو ترکي بحیثیت ایک غیر جانبدار سلطنت هونے کے اپنے فرائض کے انجام دهي میں صرف پہلو تہي اور بے پروالي هي سے کام نہیں لیتی ' بلکہ وہ جرمنوں کو اسکے کی آمد و رفت میں مدد دے رهی ہے جہاں اتحادیوں کي کوشش ہے کہ کولي جرمن جہاز آنے نہ پاے - یہ گویا برطانیہ عظمی کے اصلي مفاد پر براہ راست حملہ ہے اور نہایت ضروري ہے کہ هندوستان میں اس امر کي اصلیت کو محسوس کیا جاے -

زمانہ گذشتہ میں برطانیہ عظمی کا جو سلوک ترکي کے ساتھہ رها ہے وہ دو حادثوں پر مبني ہے :

( ۱ ) مقدونیا اور دیگر ممالک کي بد نظمي -

( ۲ ) ترکوں کی عزت جو انگریزي سیاح اپنے ساتھہ لے جاتے هیں

آخر الذکر ترکي سلوک اور مشرقي راستوں کي حفاظت کے لحاظ سے زمانہ گذشتہ میں انگلستان ترکي کے ساتھہ هوکر روس کے حملوں کو همیشہ روکتا رها ہے ' اور اول الذکر امر کے سبب سے انگلستان نے بلقانیوں کے ساتھہ انکے آزاد هونے میں همدردي ظاهر کي ہے -

ان دونوں متضاد سلوک کي جھلک گلیڈ اسٹون کے کمپین ( جنگ در سنہ ۱۸۷۲ ) اور " ڈزرالیلی " کي صلح ( سنہ ۱۸۷۸ ) میں کما حقہ نظر آتي ہے -

بہر کیف هملوگوں کو صرف هندوستان سے واسطہ ہے اور یہ بات نہایت تشفي بخش ہے کہ هندوستان کی اسلامي انجمنیں اور کامریڈ اور حبل المتین جیسے موقر اخبار موجودہ حالتوں کا پورا احساس رکھتے هیں ' اور ترکی پر ظاهر کرچکے هیں کہ انهیں انگلستان کا تعلق کس درجہ عزیز ہے ؟

# هندوستاني فوج میدان جنگ میں

انگریزی معاصر کلکتہ " امپائر " لکھتا ہے :

" هندوستان کی دیسی اور انگریزی سپاہ کے یورپ بھیجے جانے سے جرمني میں بعض بے سر و پا شبہات پھیل رہے هیں - برن هارڈي اور پروفیسر شیمن نے اهل جرمنی کو یقین دلایا ہے کہ یورپ میں انگلستان کي جنگی مصروفیت تو اس کي مقتضی تھی کہ هندوستان میں بغاوت هو جاے - ایسی حالت میں هندوستان سے کالي اور گوری فوجونکا فرانس بھیجا جانا في الحقیقت جرمنوں کیلیے ایک عقدۂ لاینحل ہے - فرینک فورٹ زیٹنگ ( جرمنی اخبار ) لکھتا ہے :

" اگر یہ رپورٹ صحیح ہے تو معلوم هوتا ہے کہ حکومت برطانیہ هندوستانیوں سے بہت خوف زدہ ہے ' یہي وجہ ہے کہ هندوستان سے هندوستاني سپاہ یورپ بھیجے جارہے هیں تا کہ وہ هندوستان کے اندر رهکر ملکي بغاوت کو زیادہ پر خطر نہ بنادیں - بہر حال همیں اطمینان ہے کہ کسي حالت میں بھي هندوستاني سپاهي جنگ پر کولي قوي اثر نہیں ڈالسکتے - "

اندر خدا کے سوا سب کچھ تھا اور صرف اسی کے جمال جہاں آرا کی کمی تھی - اسلیے اوسکی تجدید و نفخ روح کیلیے ایک مدت کے بعد حضرت ابراهیم علیه السلام کی دعا کا سب سے آخری نتیجه ظاهر ہوا - اونہوں نے کعبة الله کی بنیاد رکھتے ہوے دعا کی تھی :

| | |
|---|---|
| ربنا وابعث فیهم رسولا | خدایا انکے درمیان اونہی لوگوں میں سے |
| منهم یتلو علیهم آیاتك | ایک پیغمبر بھیج که وہ اونکو تیری |
| و یعلمهم الکتب والحکمة | آیتیں پڑھکر سنائے اور کتاب اور حکمت |
| و یزکیهم وانت العزیز | کی تعلیم دے اور انکے نفوس کا تزکیه |
| الحکیم ( بقرہ ) | کرے تو بڑا صاحب اختیار اور صاحب حکمت ہے ! |

چنانچه اسکا ظہور وجود مقدس حضرۃ رحمة للعالمین و ختم المرسلین علیه الصلواۃ و التسلیم کی صورت میں ہوا جو ٹھیک ٹھیک اس دعا کا پیکر و ممثل تھا :

| | |
|---|---|
| هو الذي بعث فی الامیین | وہ خدا جس نے ایک غیر متمدن |
| رسولاً منهم یتلو علیهم ایاته | قوم میں سے اپنا ایک رسول |
| و یزکیهم و یعلمهم الکتاب | پیدا کیا جو الله کی آیات اسکو |
| و الحکمة - | سناتا ہے اسکے نفوس کا تزکیه کرتا ہے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے ! |

پس اونہوں نے جو قوم پیدا کردی تھی اوسیکے اندر سے ایک پیغمبر اوٹھا - اوسنے اس گھر میں سب سے پہلے خدا کو ڈھونڈھنا شروع کیا لیکن وہ اینٹ پتھر کے ڈھیر میں بالکل چھپ گیا تھا - فتح مکہ نے اس انبار کو ھٹا دیا تو خدا کے نور سے قندیل حرم پھر روشن ہوگئی - وہ قوم جسکے لیے حضرت ابراھیم علیه السلام نے دعا فرمائی تھی اس پیغمبر کے فیض صحبت سے بالکل مزکی و تربیت یافته ہوگئی تھی - اب ایک مرکز پر جمع کرکے اوسکے مذهبی جذبات کو صرف جلا دینا باقی تھا - چنانچه اسکے خانه کعبه کے اندر لاکر کھڑا کردیا گیا اور اسکی مقدس قدیم مذهبی یادگاروں کی تجدید و احیاء سے اوسکے مذهبی جذبات کو بالکل پخته و مستحکم کردیا :

کبھی ان سے کہا گیا :

| | |
|---|---|
| ان الصفا والمروة | صفا و مروہ خدا کی قایم کی ہوئی |
| من شعائر الله فمن | یادگاریں ہیں پس جو لوگ حج یا عمرہ |
| حج البیت او اعتمر | کرتے ہیں اون پر ان دونوں کے |
| فلا جناح علیه ان | درمیان طواف کرنے میں کوئی حرج |
| یطوف بهما ( بقرہ ) | نہیں - |

کبھی اونکو مشعر حرام کی یاد دلائی گئی :

| | |
|---|---|
| فاذا افضتم من عرفات فاذکر | جب عرفات سے اوترو تو مشعر حرام |
| والله عندالمشعر الحرام (بقرہ) | (مزدلفه) کے نزدیک خدا کی یاد کرو ! |

خانه کعبه خود دنیا کی سب سے قدیم یادگار ہے لیکن اوسکی ایک ایک یادگار کو نمایاں تر کیا گیا :

| | |
|---|---|
| فیه ایات بینات | اوس میں بہت سی کھلی ہوئی نشانیاں |
| مقام ابراهیم - | ہیں - منجمله انکے ایک نشانی حضرۃ ابرهیم کے کھڑے ہونے کی جگه ہے - |

لیکن جو لوگ خدا کی راہ میں ثابت قدم رہے انکے نقش پا سجدہ گاہ خلق ہونے کے مستحق تھے - اسلیے حکم دیا گیا :

| | |
|---|---|
| واتخذوا من مقام | اور ابراهیم کے کھڑے ہونے کی جگه کو اپنا |
| ابراهیم مصلی - | مصلی بنا لو ! |

مادی یادگاروں کی زیارت صرف سیر و تفریح کیلیے کی جاتی ہے لیکن روحانی یادگاروں سے صرف دل کی آنکھیں ہی بصیرت حاصل کرسکتی ہیں - اسلیے انکے ادب و احترام کو اتقا و تبصر کی دلیل قرار دیا گیا :

| | |
|---|---|
| ومن یعظم شعائر | اور جو لوگ خدا کی قایم کی ہوئی یادگاروں |
| الله فانها من | کی تعظیم کرتے ہیں تو یه تعظیم اونکے دلوں |
| تقوی القلوب (حج) | کی پرهیزگاری پر دلالت کرتی ہے - |
| ومن یعظم حرمات | اور جو شخص خدا کی قرار دی ہوئی قابل |
| الله فهو خیر له | ادب چیزوں کا احترام کرتا ہے تو خدا کے |
| عند ربه ( حج ) | نزدیک اسکا نتیجه اوسکے حق میں بہتر ہے - |

آنحضرت صلی الله علیه و سلم ان مقدس یادگاروں کے روحانی اثر و نفوذ کو دلوں میں جذب کرادینا چاہتے تھے اسلیے خاص طور پر لوگوں کو اون کی طرف متوجه فرماتے رہتے تھے :

| | |
|---|---|
| هذه مشاعر | خوب غور سے دیکھو اور بصیرت حاصل کرو کیونکه |
| ابیکم ابراهیم ! | یه تمہارے باپ ابراهیم کی یادگاریں ہیں ! |

## ( اعلان تکمیل )

جب اسلام نے اس جدید النشأۃ قوم کے وجود کی تکمیل کردی اور خانه کعبه کی ان مقدس یادگاروں کی روحانیت نے اوسکی قومیت کے شیرازہ کو مستحکم کردیا تو پھر ملة ابراهیمی کی فراموش کردہ روش دکھا دی گئی :

| | |
|---|---|
| فاتبعوا ملة ابراهیم | پس ابراهیم کے طریقه کی پیروی کرو |
| حنیفا وماکان من المشرکین - | جو صرف ایک خدا کے ہو رہے تھے - |

اب تمام عرب نے ایک خط مستقیم کو اپنا مرکز بنالیا اور قدیم خطوط منحنیه حرف غلط کی طرح مٹا دیے گئے - جب یه سب کچھ ہوچکا تو اسکے بعد خداے ابراهیم و اسمعیل کا سب سے بڑا احسان پورا ہوگیا :

| | |
|---|---|
| الیوم اکملت لکم | آج میں نے تمہارے اوس دین کو کامل کردیا جس |
| دینکم و اتممت | سے تم کو ایک قومیت کے رشتے میں منسلک |
| علیکم نعمتی | کردیا ہے اور اپنے تمام احسانات تم پر پورے |
| و رضیت لکم | کردیے اور تمہارے لیے صرف ایک دین اسلام |
| الاسلام دینا ! | ہی کو منتخب کیا - |

السلام علیکم - کچھ مدت سے اپنے ایک مہربان سے اخبار الهلال لیکر پڑھ لیا کرتا تھا - لیکن اب مجھے اسکے مطالعه سے محروم رکھا جاتا ہے - میں خود نہایت ہی غریب شخص ہوں چندہ کی رقم ادا نہیں کر سکتا - اسواسطے بذریعه اپکے اخبار کے تمام مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں که اگر کوئی نیکدل مسلمان اس عاجز کے نام پرچه جاری کرادے تو انکے حق میں همیشه دعاے خیر کرتا رہونگا -

فیض بخش

سفر حج در حقیقت انسانی ترقیوں کے تمام مراحل کا مجموعہ ہے۔ اسکے ذریعہ انسان تجارت بھی کر سکتا ہے ' علمی تحقیقات بھی کر سکتا ہے ' جغرافیا اور سیاحت کے علمیہ کے فوائد بھی حاصل کر سکتا ہے ' مختلف قوموں کے تمدن و تہذیب سے آشنا بھی ہو سکتا ہے ' ان میں باہم ارتباط و علائق بھی پیدا ہوسکتے ہیں ' اشاعت مذہب و تبلیغ حق و معروف کا فرض بھی انجام دیسکتا ہے ' سب سے آخر اور سب سے بڑھکر یہ کہ تمام عالم کی اصلاح و ہدایت ' و انسداد مظالم و فتن ' و قلع و قمع کفار و مفسدین ' و اعلان جہاد فی سبیل الحق و العدالۃ کیلیے بھی وہ ایک بین الملی مرکز و مجمع عموم اہل ارض کا حکم رکھتا ہے -

## ( امۃ مسلمہ )

لیکن ان تمام چیزوں سے مقدم اور ان تمام ترقیوں کا سنگ بنیاد ایک خاص امۃ مسلمہ اور حزب اللہ کا پیدا کرنا اور اوسکا استحکام و نشو و نما تھا -

حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام نے حج کا مقصد اولین اسیکو قرار دیا تھا :

ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم -

خدایا ! ہم کو اپنا فرماں بردار بنا ' ہماری اولاد میں سے اپنی ایک امۃ مسلمہ پیدا کر ' اور اگر ہم سے اس فرماں برداری میں کوئی لغزش ہو تو اوسکو معاف فرما ! تو بڑا مہربان اور معاف کرنے والا ہے !

لیکن جس قالب میں قومیت کا ڈھانچہ تیار ہوتا ہے ' اوس میں دو قوتیں نہایت شدت اور وسعت کے ساتھہ عمل کرتی ہیں: آب و ہوا اور مذہب - آب و ہوا اور جغرافیانہ حدود طبیعیہ اگرچہ قومیت کے تمام اجزاء کو نہایت وسعت کے ساتھہ احاطہ کرلیتے ہیں ' لیکن اونکے حلقہ اثر میں کوئی دوسری قوم نہیں داخل ہوسکتی - یورپ اور ہندوستان کی قدیم قومیت نے صرف ایک محدود حصۂ دنیا میں نشو و نما پائی ہے ' اور آب و ہوا کے اثر نے ان کو دنیا کی تمام قوموں سے بالکل الگ تھلگ کردیا ہے - لیکن مذہب کا حلقۂ اثر نہایت وسیع ہوتا ہے - وہ ایک محدود قطع زمین میں اپنا عمل نہیں کرتا بلکہ دنیا کے ہر حصے کو اپنی آغوش میں جگہہ دیتا ہے - کرۂ آب و ہوا کا طوفان خیز تصادم اپنے ساحل پر کسی غیر قوم کو آنے نہیں دیتا مگر مذہب کا ابر کرم اپنے سایے میں تمام دنیا کو لے لیتا ہے - حضرت ابراہیم علیہ السلام جس عظیم الشان قوم کا خاکہ تیار کر رہے تھے اوسکا مایہ خمیر صرف مذہب تھا ' اور اوسکی روحانی ترکیب ' عنصر آب و ہوا کی آمیزش سے بالکل بے نیاز تھی - جماعت قائم ہوکر اگرچہ ایک محسوس مادی شکل میں نظر آتی ہے ' لیکن درحقیقت اوسکا نظام ترکیبی بالکل روحانی طریقہ پر مرتب ہوتا ہے جسکو صرف جذبات و خیالات ' بلکہ عام معنوں میں صرف قواے دماغیہ کا اتحاد و اشتراک ترتیب دیتا ہے - اس بنا پر اس قوم کے پیدا ہونے سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک مذہبی رابطۂ اتحاد کے سر رشتہ کو مستحکم کیا :

اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین و وصی بہا ابراہیم بنیہ و یعقوب : یابنی ان اللہ اصطفی لکم الدین فلا تموتن الا وانتم مسلمون (بقرہ)

جبکہ ابراہیم سے اوسکے خدا نے کہا کہ صرف ہماری ہی فرمانبرداری کرو ' تو اونہوں نے جواب دیا کہ میں مسلم ہوا پروردگار عالم کیلیے - اور پھر اسی طریقہ اسلامی کی انہوں نے اور یعقوب نے اپنی نسل کو وصیت کی اور کہا کہ خدا نے تمہارے لیے ایک نہایت برگزیدہ دین منتخب کردیا ہے - تم اوسپر عمر بھر قائم رہنا اور مرنا تو مسلمان ہی مرنا -

## ( نشأۃ اولی )

لیکن جماعت عموماً اپنے مجموعہ عقائد کو مجسم طور پر دنیا کے فضاے بسیط میں دیکھنا چاہتی ہے اور اوسکے ذریعہ اپنی قومیت کے قدیم عہد مودت کو تازہ کرتی ہے ' اسلیے اونہوں نے اس جدید النشأۃ قومیت کے ظہور و تکمیل کیلیے ایک نہایت مقدس اور وسیع آشیانہ تیار کیا :

اذ یرفع ابراہیم القواعد من البیت و اسمعیل: ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم (بقرہ)

جب ابراہیم اور اسمعیل خانہ کعبہ کی بنیاد ڈال رہے تھے تو یہ دعا انکی زبانوں پر تھی : خدایا ہماری اس خدمت کو قبول کرلے ! تو دعاؤں کا سننے والا اور نیتوں کا جاننے والا ہے - !

یہ صرف اینٹ پتھر کا گھر نہ تھا بلکہ ایک روحانی جماعت کے قالب کا آب و گل تھا ' اسلیے جب وہ تیار ہوگیا تو انہوں نے اوس جماعت کے پیدا ہونیکی دعا کی : ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک - اب یہ قوم پیدا ہوگئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی آخری وصیت کے ذریعہ اس روحانی سر رشتۂ حیات کو اوسکے حوالے کردیا :

و وصی بہا ابراہیم بنیہ و یعقوب یابنی ان اللہ اصطفی لکم الدین فلا تموتن الا وانتم مسلمون-

اور ابراہیم اور یعقوب دونوں نے اس روحانی طریقہ نشو و نما کی اپنے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ خدانے تمہارے لیے ایک برگزیدہ دین منتخب فرمادیا ہے - تم اسی پر قائم رہنا !

اذ حضر یعقوب الموت اذ قال لبنیہ ما تعبدون من بعدی' قالوا نعبد الہک و الہ آبائک ابراہیم و اسمعیل و اسحق الہا واحدا و نحن لہ مسلمون (بقرہ)

اور پھر کیا تم اوسوقت موجود تھے جب یعقوب کے سر پر موت آ پہونچی ہوئی اور اوس آخری وقت میں اونہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا : میرے بعد کس چیز کی پوجا کروگے ؟ اونہوں نے جواب دیا کہ ہم تیرے اور تیرے مقدس باپ ابراہیم و اسمعیل و اسحق کے خداے واحد کی عبادت کرینگے ' اور ہم اوسی کے فرمانبردار بندے ہیں !

## ( آثار قائمہ و ثابتہ )

اب اگرچہ یہ جماعت دنیا میں موجود نہ تھی اور اوسکے آثار صالحہ کو زمانے نے بے اثر کردیا تھا :

تلک امۃ قد خلت لہا ما کسبت ولکم ما کسبتم (بقرہ)

وہ قوم گذر گئی ' اوس نے جو کام کیے اوسکے نتائج اوسکے لیے ہیں ' اور تم جو کچھہ کروگے اوسکے نتائج تمہارے لیے ہونگے -

لیکن اوسکی تربیت و نشو و نما کا عہد قدیم اب تک دستبرد زمانہ سے بچا ہوا تھا ' اور اپنے آغوش میں مقدس یادگاروں کا ایک وسیع ذخیرہ رکھتا تھا - اوسکے اندر ابتک آب زمزم لہریں لے رہا تھا ' صفا و مروہ کی چوٹیوں کی گردنیں ابتک بلند تھیں ' مذبح اسمعیل ابتک مذہب کے گرم خون سے رنگین تھا ' حجر اسود ابتک بوسہ گاہ خلق تھا ' مشاعر ابراہیم ابتک قائم تھے ' عرفات کے حدود میں ابتک کوئی تبدیلی نہیں کیگئی تھی ' غرضکہ اوسکے

عمر رجلا ، فاستقبل القبلة ثم مد يديه فجعل يهتف بربه : اللهم انجزلي ماوعدتني ، اللهم آت ماوعدتني ، اللهم ان تهلك هذه العصابة من اهل الاسلام لا تعبد في الارض - فمازال يهتف بربه مادا يديه مستقبل القبلة حتى سقط رداؤه عن منكبيه فاتاه ابوبكر فاخذ رداءه فالقاه على منكبيه ثم التزمه من ورائه وقال يانبي الله كفاك مناشدتك ربك فانه سينجز لك ما وعدك - ( مسلم )

هیں ، تو آپ قبله کي طرف متوجه هوگئے ، اور دونوں هاتھوں کو پھیلاکر خدا کو پکارنا شروع کیا : " خدایا ! تونے مجھه سے فتح و ظفر کا جو وعدہ کیا ہے اوسکو پورا کر ! خدایا ! اگر مسلمانوں کا یه مختصر گروہ فنا هوگیا تو پھر تیري عبادت کرنیوالا کوئي نه رهیگا ! وہ اسیطرح هاتھه پھیلاکر متصل پکارتے رهے ، یہاں تک که جوش استغراق میں آنکي دوش مبارک سے چادر گرگئي - حضرت ابوبکر نے آپ کے اس تضرع و الحاح کو دیکھا تو پاس آئے اور چادر اوٹھا کر آپ کے کاندھے پر ڈالدي - پھر پیچھے سے اکر آپ سے لپٹ گئے ، اور کہا " یا رسول الله ! آپ اپني مناجات ختم کیجیے ، خدا نے آپ سے جو وعدہ کیا ہے اوسکو بہت جلد پورا کریگا -

میدان جنگ میں اوسکو شدید زخم لگتا ہے ، تو اس حالت میں صرف یه کہکر خاموش هوجاتا ہے :

رب اغفر لقومي فانهم لا يعلمون ! ( مسلم )

خدایا ! میري قوم کو معاف فرما ، کیونکه وہ لوگ حق کو نہیں جانتے !

لیکن جب کبھي اوسکے هاتھه سے جهاد کا اصل مقصد موت هوجاتا ہے تو وہ از فرق تا بقدم غضب و قہر الهي کا پیکر جلال و جبروت بن جاتا ہے :

ملاء الله قبورهم نارا قد شغلونا عن الصلوۃ وسطی

خدا کفار کي قبروں کو آگ سے بھردے کیونکه اونھوں نے همارى نماز عصر قضا کرادي -

قصه مختصر ، ایک فاتح میدان جنگ میں سر پر غرور مگر ایک پیغمبر جبیں نیاز هوتا ہے ، ایک بادشاہ میدان جنگ میں زبان خود ستا ، مگر ایک داعي حق زبان شکر سنج هوتا ہے ، ایک بادشاہ میدان جنگ میں غیظ و غضب کا آتشکدہ ، مگر ایک معاد توحید رحم و کرم کا سرچشمه هوتا ہے - ان دونوں متضاد حالتوں کا انجام بھي نہایت مختلف اور عبرت خیز ہے - بادشاهوں کے سر پر غرور بارها ٹھکرا دیے گئے ، لیکن کسي مرید من الله کي جبین نیاز خاک مذلت سے آلودہ نه هوئي - بادشاهوں کی زبان خود ستا بارها ذلت کے ساتھه خاموش کر دیگئی ، لیکن کسی داعی الهی کا نغمۂ حمد و شکر کبھی بھی چپ نه هوا - بادشاهوں کے غیظ و غضب کے شعلے بارها بجھا دیے گئے هیں ، مگر کسي پیغمبر کے دریاے کرم کو دنیا کے خس و خاشاک نه روک سکے : ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انهم لهم المنصورون - و ان جندنا لهم الغالبون -



# تاریخ و عبر

## تـاریخ فـرضیت حـج

اهل عرب نے اگرچه حضرت ابراهیم علیه السلام کے مجموعه تعلیم هدایت کو بالکل بھلا دیا تھا ، لیکن اونھوں نے خانه کعبه کے کنگرے پر چڑھه کر تمام دنیا کو جو دعوت عام دي تھي ، اوسکي صداے بازگشت اب تک عرب کے در و دیوار سے آرهي تھي :

و اذبوانا لابراهیم مکان البیت ان لا تشرک بي شیئا و طهر بیتی للطائفین والقائمین والرکع السجود و اذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا و علی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق -

اور جب هم نے حضرۃ ابراهیم کیلیے ایک معبد قرار دیا اور حکم دیا که همارى قدوسیت و جبروت میں اور کسي چیز کو شریک نه ٹھہرانا ، اور اس گھر کو طواف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کیلیے همیشه پاک و مقدس رکھنا ! نیز هم نے حکم دیا که دنیا میں حج کي پکار بلند کردو ! لوگ تمهاري طرف دوڑتے هوے چلے آئینگے - ان میں پیادہ پا بھی هونگے اور وہ بھي جنھوں نے مختلف قسم کي سواریوں پر دور دراز مقامات سے قطع مسافت کی هوگي -

( بدعات و محدثات جاهلیة )

لیکن سچ کے ساتھه جب جھوٹ ملجاتا ہے تو وہ اور بھي خطرناک هوجاتا ہے - اهل عرب نے اگرچه حضرت ابراهیم علیه السلام کی اس سنت قدیمه کو اب تک زندہ رکھا تھا ، لیکن بدعات و اختراعات کي آمیزش نے اصل حقیقت کو بالکل گم کردیا تھا :

( ۱ ) خدا نے اپنے گھر میں حضرت ابراهیم علیه السلام کو قیام کي اجازت صرف اس شرط پر دي تھي که " کسیکو خدا کا شریک نه بنانا " ان لا تشرک بي شیئا - لیکن اب خدا کا یه گھر تین سو ساٹھه بتوں کا مرکز بن گیا تھا ، اور اونکا طواف کیا جاتا تھا -

( ) خدا نے حج کا مقصد یه قرار دیا تھا که دنیوي فوائد کے ساتھه خدا کا ذکر قائم کیا جاے ، لیکن اب صرف آبا و اجداد کے کارنامهاے فخر و غرور کے ترانے گاے جاتے تھے -

( ۳ ) حج کا ایک مقصد تمام انسانوں میں مساوات قائم کرنا تھا ، اسیلیے تمام عرب بلکه تمام دنیا کو اسکي دعوت عام دیگئی اور سب کو وضع و لباس میں متحد کردیا گیا - لیکن قریش نے غرور و فضیلت سے اپنے لیے بعض خاص امتیازات قائم کرلیے تھے جو اصول مساوات کے بالکل منافی تھے - مثلاً تمام عرب عرفات کے میدان میں قیام کرتا تھا ، لیکن قریش مزدلفه سے باهر نہیں نکلتے تھے اور کہتے تھے که هم متولیان حرم حرم کے باهر نہیں جاسکتے - جسطرح آجکل کے امراء فسق و والیان ریاست عام مسلمانوں کے ساتھه مسجد میں آکر بیٹھنے اور دوش بدوش کھڑے هونے میں اپني توهین سمجھتے هیں -

( ۴ ) قریش کے سوا عرب کے تمام مرد و زن برهنه طواف کرتے تھے - ستر عورت کے ساتھه صرف وهي لوگ طواف کرسکتے تھے جنکو قریش کي طرف سے کپڑا ملتا تھا ، اور قریش نے اسکو بھی اپني اظهار سیادت کا ایک ذریعه بنا لیا تھا -

# اُسوہ حسنہ

## لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

## صحیفۂ نبوت کا ایک صفحہ !

### میدان جہاد میں پیغمبرانہ جاہ و جلال کا ایک روحانی منظر !

### فاتح اور پیغمبر کا امتیاز

جہاد اسلامي کي حقیقت جن مقاصد پر مشتمل ہے ' اوس کے لحاظ سے وہ دنیوي لڑائیوں سے بالکل مختلف ہے 'اور یہ اختلاف اس قدر بد یہی ہے کہ ہم کو اوسکي ظاهري شکل کے ایک ایک خط و خال کے اندر نمایاں طور پر نظر آسکتا ہے -

ایک فاتح جب ملک گیری کے ارادہ سے میدان جنگ کا رخ کرتا ہے تو طبل و دهل کے غلغلے اور فرناء و بوق کے ترانے خیر مقدم بجا لاتے ہیں - سر پر پرچم لہراتا ہے - چتر شاهي آفتاب کي شعاعوں کو بھي اوسکی طرف نگاہ گرم سے دیکھنے نہیں دیتا - جاہ و جلال کا یہ دیوتا میدان جنگ میں ایک مجسمہ کي طرح کھڑا کردیا جاتا ہے اور تمام فوج اسي مرصع بت کے گرد طواف کرنے لگتی ہے - عظمت و جبروت کا یہ منظر دنیا کو دفعتاً مرعوب کردیتا ہے ' اور اس رعب و داب کے احساس سے اس دنیوي فاتح کا سر بادۂ کبر و نخوت سے لبریز ہو جاتا ہے - یہاں تک کہ خاک و خون میں مل کر بھي یہ نشہ نہیں اوترتا - اگر کوئي اس سر پر غرور کو ٹھکرا دیتا ہے تو اوس سے مغرورانہ صدا بلند ہوتي ہے :

زمین را منم تاج تارک نشیں
مجنباں مرا تا نجنبد زمیں

لیکن ایک پیغمبر کي حالت اس سے بالکل مختلف ہوتي ہے ' وہ گھر سے جب نکلتا ہے تو اگرچہ مخلصین و مومنین کي ایک جماعت اوسکے ساتھ ہوتي ہے ' لیکن وہ اپنا رفیق سفر صرف خدا کو بناتا ہے :

| | |
|---|---|
| کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا سافر قال اللهم انت الصاحب فی السفر و الخلیفة فی الاهل ! اللهم انی اعوذ بك من وعثاء السفر و کابة المنقلب و سوء المنظر فی الاهل والمال اللهم اطو لنا الارض و هون علینا السفر ! | آنحضرت جب بغرض جهاد روانہ ہوتے تھے تو یہ دعا کرتے تھے : "خدایا تو هی همارا رفیق سفر ہے ' تو هی همارے بال بچوں میں همارا قائم مقام ہے ' خدایا ! سفر کی شدائد ' اور پلٹ کر اهل و عیال کو برے حال میں دیکھنے کي مصیبت سے پناہ مانگتا ہوں ' |

خدایا مسافت سفر کو کم کردے اور همارے لیے آسان بنادے !

## ( ٢ )

وہ سواري کي پشت پر قدم رکھتا ہے تو خدا کا شکر ادا کرتا ہے :

| | |
|---|---|
| سبحان الذي سخر لنا هذا وما كنا له مقرنين - | کیا پاک و برتر ہے وہ خدا جس نے اس جانور کو همارا فرمانبردار بنا دیا ورنہ هم اسکي قدرت نہیں رکھتے تھے - |

وہ سفر سے پلٹتا ہے تو راہ میں خدا کي حمد کا ترانہ گاتا ہوا چلتا ہے !

| | |
|---|---|
| آئبون ' تائبون ' عابدون ' لربنا حامدون ! | هم توبہ کرکے لوٹتے هیں ' هم خدا کے عبادت گذار بندے هیں ' اور هم اپنے رب کي حمد و ثنا کرتے هیں ! |

پہاڑ کي چوٹیوں پر چڑھتا ہے تو غلغلۂ تکبیر بلند کرتا ہے ' نیچے اوترتا ہے تو ترنم ریز تسبیح و تہلیل ہوتا ہے !

فوج کو روانہ کرتا ہے تو اوسکو نہ غرور طاقت کي یاد دلاتا ' نہ اوسکے جوش کو دو آتشہ کرتا ' نہ قدیم کارنامہاے شجاعت کا تذکرہ کرکے اوسکے دل کو گرماتا ہے ' بلکہ اوسکے دین کو ' اسکي امانت کو ' اسکے تمام نتائج اعمال کو خدا کے سپرد کرکے رخصت کردیتا ہے :

| | |
|---|---|
| استودع اللہ دینکم وامانتکم وخواتیم اعمالکم - | میں تمہارے دین ' تمہاري امانت ' اور تمہارے نتائج اعمال کو خدا کے سپرد کرکے تمکو خدا کي راہ میں جہاد کرنے کیلیے بھیجتا ہوں ! |

## ( ٣ )

وہ منزل پر اوترتا ہے تو نہ تو سلاطین کي طرح اوسکے لیے خیمے قائم کیے جاتے هیں ' نہ فرش و بساط شاهانہ سے زمین اراستہ ہوتي ہے ' اور نہ میدان کا نشیب و فراز هموار کیا جاتا ہے - وہ خدا کا نام لیکر فرش خاک پر لیٹ جاتا ہے اور اس نام کي عظمت کے سہارے پر زمین هي کو اپني حفاظت کي خدمت سپرد کردیتا ہے :

| | |
|---|---|
| یا ارض ربي وربك اللہ اعوذ باللہ من شرك وشر ما فیك ومن شر ما یدب علیك | اے زمین ! میرا اور تیرا ' دونوں کا خدا ایک هي ہے - میں تیرے شر سے ' تیري سطح باطني کے شر سے ' اور تجھپر چلنے والوں کے شر سے ' پناہ مانگتا ہوں ! |

## ( ٤ )

وہ سفر جہاد سے پلٹ کر گھر پہنچتا ہے تو سب سے پہلے اوسکو خدا کا گھر یاد آتا ہے اور مسجد میں جا کر دو رکعت نماز ادا کرتا ہے ' جب اوسکو فتح و ظفر کي خبر ملتی ہے تو نہ تو اوسکے سامنے شادیانے بجائے جاتے هیں ' نہ جشن شاهانہ کي تیاریاں کي جاتي هیں ' نہ عیش و طرب کے ترانے گائے جاتے هیں - وہ صرف اپنے خدا کے آگے سر بسجود ہو جاتا ہے اور سجدۂ شکر بجا لاتا ہے - اوسکو جب مشیت ازلي سے شکست ہوتي ہے ' تو وہ فوج کو بالکل جوش و غیرت نہیں دلاتا ' بلکہ خدا هي کي غیرت کي سلسلہ جنباني کرتا ہے - کیونکہ وہ اپني فوج کو خدا کي فوج یقین کرتا ہے :

| | |
|---|---|
| قال یوم احد . اللهم انك ان تشاء لا تعبد في الارض ! | آپ معرکہ احد کے دن کہتے تھے : خدایا ! کیا تو چاهتا ہے کہ اب زمین میں تیري عبادت کرنے والا کوئي نہ ہو ؟ |

وہ اپني فوج کی قلت اور دشمن کے لشکر کی کثرت کو دیکھتا ہے تو صرف رحمت آسماني هي سے مدد طلب کرتا ہے اور کسی دنیوي طاقت کے آگے دست سوال نہیں پھیلاتا :

| | |
|---|---|
| لما كان یوم بدر نظر رسول اللہ صلي اللہ علیه و سلم الی المشرکین وهم الف واصحابه ثلاثة وتسعة | بدر کے دن جب آنحضرت نے مشرکین کي طرف دیکھا اور آپ کو نظر آیا کہ اونکي جمعیت ایک هزار کي ہے اور مسلمان صرف تین سو اونیس |

غرض سے اوس نے عمرہ کی تیاري کي اور ۱۴ - ۱۵ سو کي جمعیت کے ساتھہ روانہ ہوا کہ پہلی بارا پنے آبائي گھر کو حسرت آلود نگاہوں سے دیکھکر چلے آئیں - لیکن یہ کاروان ہدایت راستے ہي میں بہ مقام حدیبیہ روکدیا گیا - دوسرے سال حسب شرائط صلح زیارت کعبہ کي اجازت ملي اور آپ مکہ میں قیام کرکے چلے آے - اب اس مصالحت نے راستے کے تمام نشیب و فراز ہموار کردیے تھے' صرف خانہ کعبہ میں پتھروں کا ایک ڈھیر رہ گیا تھا اسے بھي فتح مکہ نے ہموار کردیا :

دخل النبي صلی الله علیه و سلم مکة یوم الفتح و حول البیت ستون و ثلثمائة نصب فجعل یطعنها بعود فی یده و یقول جاء الحق و زهق الباطل - ( صحیحین )

آنحضرت فتح مکہ کے دن جب خانہ کعبہ میں داخل ہوے تو اوسکے گرد تین سو ساٹھہ بت نظر آے - آپ انکو ایک لکڑي کے ذریعہ ٹھکراتے جاتے تھے اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے " جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل کان زهوقا " یعني حق اپنے مرکز پر آگیا اور باطل نے اوسکے سامنے ٹھوکر کھائي - باطل پامال ہونے ہي کے قابل تھا -

( فرضیت حج )

اب میدان بالکل صاف تھا - راستے میں ایک کنکري بھي سنگ راہ نہیں ہو سکتي تھی - باپ نے گھر کو جس حال میں چھوڑا تھا بیٹے نے اوسي حالت میں اوسپر قبضہ کرلیا - تمام عرب نے فتح مکہ کو اسلام و کفر کا معیار صداقت قرار دیا - جب مکہ فتح ہوا تو لوگ جوق جوق دائرۂ اسلام میں داخل ہونے لگے - اب وقت آ گیا تھا کہ دنیا کو اس جدید النشئۃ "امة مسلمه" کے قالب روحانی کا منظر عام طور پر دکھا دیا جاتا' اسلیے دوبارہ اوسی دعوت عامہ کا اعادہ کیا گیا جسکے ذریعہ حضرت ابراهیم علیه السلام نے تمام عالم میں ایک غلغلہ عام ڈالدیا تھا مگر اس قوت کا فعل میں آنا ظہور نبي امی پر موقوف تھا :

ولله علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا -

جو لوگ مالي اور جسماني حالت کے لحاظ سے حج کي استطاعت رکھتے ہیں اونپر اب حج فرض کردیا گیا -

( تکمیل حج )

اس صدا پر تمام عرب نے لبیک کہا اور آپکے گرد ۱۳ - ۱۴ ہزار آدمي جمع ہوگئے - عرب نے ارکان حج میں بدعات و اختراعات کا جو زنگ لگادیا تھا' وہ ایک ایک کرکے چھڑا دیا گیا - آبا و اجداد کے کارناموں کے بجاے خدا کي توحید کا غلغلہ بلند کیا گیا :

فاذکرو الله کذکرکم آباءکم او اشد ذکرا ( بقرہ )

زمانہ حج میں خدا کو اوسي جوش و خروش سے یاد کرو جسطرح اپنے آباء اجداد کے کارناموں کا اعادہ کرتے تھے' بلکہ اس سے بھي زیادہ سرگرمي کے ساتھہ -

قریش کے تمام امتیازات مٹادیے گئے' اور تمام عرب کے ساتھہ انکو بھي عرفہ کے ایک گوشہ میں کھڑا کردیا گیا :

ثم افیضوا من حیث افاض الناس و استغفرو الله ان الله غفور رحیم ( بقرہ )

اور جس جگہ سے تمام لوگ روانہ ہوں تم بھي وہیں سے روانہ ہوا کرو - اور فخر و غرور کي جگہ خدا سے مغفرت مانگو کیونکہ خدا بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے -

سب سے بد ترین رسم برہنہ طواف کرنے کي تھي' اور مردوں سے زیادہ حیا سوز نظارہ برہنہ عورتوں کے طواف کا ہوتا تھا - لیکن ایک سال پہلے ہي سے اسکي عام ممانعت کرادیگئي :

ان ابا هریرة اخبره ان ابابکر الصدیق رضی الله عنه بعثه فی الحجة التی امره رسول الله (صلعم) قبل حجة الوداع یوم النحر فی رهط یؤذن فی الناس' الا : لا یحج بعد العام مشرک و لا یطوف بالبیت عریان ( بخاري جزو - ۲ ص ۱۵۳ )

حضرت ابو ہریرہ ( ض ) کہتے ہیں کہ حجۃ الوداع سے پہلے آنحضرت نے حضرت ابو بکر رضي الله عنه کو ایک حج کا امیر بنایا اور اونھوں نے مجھکو ایک گروہ کے ساتھہ روانہ کیا تاکہ یہ اعلان کر دیا جاے کہ اس سال کے بعد کوئي مشرک یا کوئي برہنہ شخص حج یا طواف نہ کرسکے گا -

زمانہ حج میں عمرہ کرنے والوں کو فاسق و فاجر کہا جاتا تھا' لیکن آنحضرت نے حجۃ الوداع میں عمرہ ہي کا احرام باندھا اور صحابہ کو بھی عمرہ کرنے کا حکم دیا - پا پیادہ اور خاموش حج کرنے کي ممانعت کیگئي - قرباني کے جانوروں پر سوار ہونے کا حکم دیا گیا' ناک میں رسي ڈالکر طواف کرنے سے روکا گیا - گھر میں دروازے سے داخل ہونے کا حکم ہوا :

لیس البر بان تاتو البیوت من ظهورها ولکن البر من اتقی و اتو البیوت من ابوابها واتقو الله لعلکم تفلحون ( بقرہ )

یہ کوئي نیکي کا کام نہیں ہے کہ گھروں میں پچھواڑے سے آو' نیکي تو صرف اوسکي ہے جس نے پرہیزگاري اختیار کي - پس گھروں میں دروازے ہي کی راہ سے آو' اور خدا سے ڈرو - یقین ہے کہ تم کامیاب ہوگے -

قرباني کی حقیقت واضح کی گئي اور بتایا گیا کہ وہ صرف ایثار نفس و فدویت جان و روح کے اظہار کا ایک طریقہ ہے - اوسکا گوشت یا خون خدا تک نہیں پہونچتا کہ اوسکے چھاپہ سے دیواروں کو رنگین کیا جاے - خدا تو صرف خالص نیتوں اور پاک و صاف دلوں کو دیکھتا ہے :

لن ینال الله لحومها ولا دماؤها ولکن یناله التقوی منکم ( الحج )

خدا تک قرباني کے جانوروں کا گوشت و خون نہیں پہونچتا' بلکہ اوس تک صرف تمہاري پرہیزگاري پہونچتی ہے -

یہ چھلکے اوتر گئے تو خالص مغز ہي مغز باقي رہ گیا - اب وادي مکہ میں خلوص کے دو قدیم و جدید منظر نمایاں ہوگئے' ایک طرف آب زمزم کی شفاف سطح لہریں لے رہی تھی' دوسري طرف ایک جدید النشاءۃ قوم کا دریاے وحدت موجیں مار رہا تھا !

( اعلان عام و حجۃ الوداع )

لیکن دنیا اب تک اس اجتماع عظیم کي حقیقت سے بے خبر تھي - اسلام کي ۲۳ سالہ زندگي کا مد و جزر تمام عرب دیکھہ چکا تھا' مگر کوئي نہیں جانتا تھا کہ اسلام کي تاریخي زندگی کن نتائج پر مشتمل تھي' اور مسلمانوں کي جد و جہد' فدویت' ایثار نفس و روح کا مقصد اعظم کیا تھا ؟ اب اوسکي توضیح کا وقت آگیا تھا -

حضرت ابراهیم علیه السلام نے اس گھر کا سنگ بنیاد اس دعا کو پڑھکر رکھا تھا :

و اذ قال ابراهیم رب اجعل هذا بلدا آمنا وارزق اهله

جب ابراهیم نے کہا کہ خداوندا اس شہر کو امن کا شہر بنا اور اوسکے

( ۵ ) عمرہ گویا حج کا ایک مقدمہ یا جزر تھا ' لیکن اهل عرب ایام حج میں عمرہ کو سخت گناہ سمجھتے تھے' اور کہتے تھے کہ " جب حاجیوں کی سواریوں کی پشت کے زخم اچھے ہو جائیں اور صفر کا مہینہ گذر جاے ' تب عمرہ جائز ہو سکتا ہے "

( ۶ ) حج کے تمام اجزاء و ارکان میں یہودیانہ رھبانیت کا عالمگیر مرض ساری ہوگیا تھا - اپنے گھر سے پا پیادہ حج کرنیکی منت ماننا' جب تک حج ادا نہ ہو جاے خاموش رہنا ' قربانی کے اونٹوں پر کسی حالت میں سوار نہ ہونا ' ناک میں نکیل ڈالکر جانوروں کی طرح خانہ کعبہ کا طواف کرنا ' زمانہ حج میں گھر کے اندر دروازے کی راہ سے نہ گھسنا بلکہ پچھواڑے کی طرف سے دیوار پھاند کے آنا ' در و دیوار پر قربانی کے جانوروں کے خون کا چھاپہ لگانا' عرب کا عام شعار ہوگیا تھا -

( ظہــور اســلام و تزکیــۂ حــج )

اسلام درحقیقت دین ابراهیمی کی حقیقت کی تکمیل تھی ' اسلیے وہ ابتداء ہی سے اوس حقیقت گم شدہ کی تجدید و احیاء میں مصروف ہوگیا جسکا قالب حضرت ابراهیم علیہ السلام کے مبارک هاتھوں نے تیار کیا تھا - اسلام کا مجموعۂ عقائد و عبادات صرف توحید ' نماز ' روزہ ' زکوۃ ' اور حج سے مرکب ہے - لیکن ان تمام ارکان میں حج ہی ایک ایسا رکن ہے جس سے اس تمام مجموعہ کی هئیت ترکیبی مکمل ہوتی ہے - اور یہ تمام ارکان اسکے اندر جمع ہوگئے ہیں یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو صرف خانۂ کعبہ ہی کے ساتھہ معلق کردیا :

| | |
|---|---|
| انما امرت ان اعبد رب هذه البلدة الذي حرمها وله كل شي و امرت ان اكون من المسلمين ( قصص ) | مجھکو صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر ( مکہ ) کے خدا کی عبادت کروں جس نے اوسکو عزت دی - سب کچھہ اوسی خدا کا ہے ' اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اوسکا فرماں بردار مسلم ہوں - |

اور یہی وجہ ہے کہ قران حکیم نے ہر موقع پر حج کے ساتھہ اسلام کا ذکر بطور لازم و ملزوم کے کیا :

| | |
|---|---|
| و لكل امة جعلنا منسكا ليذكر اسم الله على ما رزقهم من بهيمة الانعام فالهكم اله واحد فله اسلموا و بشر المخبتين ( حج ) | اور ہر ایک امت کیلیے ہم نے قربانی قرار دی تھی تا کہ خدا نے انکو جو چار پاے بخشے ہیں ان کی قربانی کے وقت خدا کا نام لیں پس تم سب کا خدا ایک ہی ہے |

اوسی کے تم سب فرمانبردار بنجاو اور خدا کے خاکسار بندوں کو حج کے ذریعہ دین حق کی بشارت دو -

اسلام خدا کا ایک فطری معاهدہ تھا جسکو انسان کی ظالمانہ عہد شکنی نے بالکل چاک چاک کردیا تھا ' اسلیے خدا نے حضرت ابراهیم علیہ السلام کی ناخلف اولاد کو روز اول ہی اوسکے ثمرات سے محروم کردیا :

| | |
|---|---|
| و اذا ابتلى ابراهيم ربه بكلمات فاتمهن قال اني جاعلك للناس اماما قال ومن ذريتي ؟ قال لا ينال عهدي الظالمين ( بقرہ ) | جب خدا نے چند احکام کے ذریعہ ابراهیم کو آزمایا اور وہ خدا کے امتحان میں پورے اوترے ' تو خدا نے کہا کہ اب میں تمہیں دنیا کی امامت اور |

خلافت عطا کرتا ہوں - اسپر حضرت ابراهیم علیہ السلام نے عرض کیا : اور میرے اولاد کو بھی ؟ ارشاد ہوا کہ ہاں' مگر اس قول و قرار میں ظالم لوگ داخل نہیں ہوسکتے -

( امــۃ مسلمــہ )

خدا نے حضرت ابراهیم علیہ السلام کو جن " کلمات " کے ذریعہ آزمایا اور جنکی بنا پر اونہیں دنیا کی امامت عطا ہوئی وہ اسلام کے اجزاء اولین یعنی توحید الہی ' قربانی نفس و جذبات ' صلواۃ الہی کا قیام' اور معرفۃ دین فطری کے امتحانات تھے - اگرچہ اونکی اولاد میں سے چند ناخلف لوگوں نے ان ارکان کو چھوڑ کر اپنے اوپر ظلم کیا اور اس موروثی عہدے سے محروم ہوگئے : قـــال لاینـــال عہدی الظالمین - لیکن حضرت ابراهیم علیہ السلام کی ذات کے اندر ایک دوسری امت بھی چھپی ہوئی تھی جسکے لیے خود اونہوں نے خدا سے دعا کی تھی :

| | |
|---|---|
| ان ابراهيم كان امة قانتة | حضرۃ ابراهیم گو بظاهر ایک فرد واحد تھے مگر انکی فعالیت روحانیہ و الہیہ کے اندر ایک پوری قوم' قانت و مسلم پوشیدہ تھی ! |

( اجــزاء حــج )

اب اس " امۃ مسلمہ " کے ظہور کا وقت آگیا اور وہ رسول مزکی و موعودہ غار حراء کے تاریک گوشوں سے نکل کر منظر عام پر نمودار ہوا تا کہ اوس نے خود اس اندھیرے میں جو روشنی دیکھی ہے ' وہ روشنی تمام دنیا کو بھی دکھلا دے :

| | |
|---|---|
| يخرجهم من الظلمات الى النور - | وہ پیغمبر اونکو اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے - |
| لقد جاءكم من الله نور و كتاب مبين - | بیشک تمہارے پاس اللہ کے طرف سے ایک نور هدایت اور ایک کھلی کھلی هدایتیں دینے والی کتاب آگئی - |

وہ منظر عام پر آیا تو سب سے پہلے اپنے باپ کے موروثی گھر کو ظالموں کے هاتھہ سے واپس لینا چاها' لیکن اسکے لیے حضرت ابراهیم علیہ السلام ہی کی طرح بتدریج چند روحانی مراحل سے گذرنا ضرور تھا - چنانچہ اوس نے اون مرحلوں سے بتدریج گذرنا شروع کیا - اوس نے غار حراء سے نکلنے کے ساتھہ ہی توحید کا غلغلہ بلند کیا کہ خدا نے حضرت ابراهیم علیہ السلام سے جو عہد لیا تھا اوسکی پہلی شرط یہی تھی : " ان لاتشرک بي شيئا " پھر اوس نے صف نماز قائم کی کہ یہ گھر صرف خدا ہی کے آگے سر جھکانے والوں کیلیے بنایا گیا تھا : و طهر بيتي للطائفين و القائمين و الركع السجود - اوس نے روزے کی تعلیم دی کہ وہ شرائط حج کا جامع و مکمل تھا :

| | |
|---|---|
| فمن فرض فيهن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال في الحج ( بقرہ ) | جس شخص نے ان مہینوں میں حج کا عزم کر لیا تو اوسکو ہر قسم کی نفس پرستی ' بد کاری ' اور جھگڑے |

تکرار سے اجتناب کرنا لازمی ہے' اور روزہ کی حقیقت یہی ہے کہ وہ انسان کو غیبت ' بہتان ' فسق و فجور' مخاصمت و تنازعت ' اور نفس پرستی سے روکتا ہے جیسا کہ احکام صیام میں فرمایا :

| | |
|---|---|
| ثم اتموا الصيام الى الليل و لا تباشروهن و انتم عاكفون في المساجد ( بقرہ ) | پھر رات تک روزہ پورا کرو' اور روزہ کی حالت میں عورتوں کے نزدیک نہ جاؤ - اور اگر مساجد میں اعتکاف کرو تو شب کو بھی اون سے الگ رہو - |

اوسنے زکواۃ بھی فرض کردی کہ وہ بھی حج کا ایک اهم مقصد تھا :

| | |
|---|---|
| فكلوا منها و اطعموا البائس الفقير - | قربانی کا گوشت خود کھاؤ اور فقیروں اور محتاجوں کو بھی کھلاؤ ! |

( فتح مکہ )

اسطرح جب اس " امۃ مسلمہ " کا روحانی خاکہ تیار ہوگیا' تو اوس نے اپنی طرح اسکو بھی منظر عام پر نمایاں کرنا چاها - اس

و سعة و من يخرج من بيته مهاجرا الى الله و رسوله ثم يدركه المـوت فقد وقع اجره على الله و كان الله غفـورا رحيما ( ۴ : ۹۱ )

جہنم ہے' اور وہ بدترین ٹھکانا ہے - البتہ وہ ضعیف مرد و عورت اور بچے جو نہ کسی تدبیر کرنے کی طاقت رکھتے ہیں نہ اونکو راستہ ملتا ہے تو خدا اونکو معاف کردیگا' وہ بڑا ہی معاف کرنے والا ہے -

جو شخص خدا کي راہ میں هجرت کریگا' وہ زمین میں وسعت اور فلاح و نجاح پالیگا' اور جو شخص اپنے گھر سے نکل کر خدا اور خدا کے رسول کي طرف هجرت کرے' اور راستہ هی میں اوسکو موت آجاے' تو یقین کرو کہ اوسکا بدلہ خدا پر واجب هوچکا' اور خدا بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے "

* * *

وہ دنیا میں پھیلا' اور حبش و مدینہ کی آبادیوں نے اوسکو اپني آغوش میں لے لیا - بدر و حنین نے اوسکے لیے اپنا دامن خالي کردیا' بنو قریضہ و بنو نضیر کے سر سبز باغوں نے اوسکے لیے اپني جگہ سنواري - خیبر کے نخلستانوں نے اوسکو اپنے سایے میں بٹھایا' لیکن با اینہمہ وہ ابھی پھیلنے کیلیے اور گنجایش ڈھونڈھتا تھا' اور بڑھنے کیلیے اور وسعت چاھتا تھا - قصر شریعت کي آخري اینٹ نے اوس کمي کو پورا کردیا تھا جسکی وجہ سے دین الہی کی عظیم الشان عمارت تمام دنیا کو بدنما نظر آتی تھی :

ان رسول اللـہ صلى اللہ علیہ وسلم قال ان مثلي و مثـل الانبياء من قبلي كمثل رجـل بنى بيـتا فـاحسنه و اجمله الا موضع لبنة من زاوية فجعـل النـاس يطوفون به و يعجبون له و يقولون هلا وضعت هذه اللبنة قـال فانـا اللبنـــة و انـا خاتـم النبيين ! ( بخـاري ص۱۸۶ كتاب المناقب)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میری اور پچھلے نبیوں کی مثال بالکل اوس شخص کی سی ہے' جس نے ایک نہایت خوشنما مکان بنایا' لیکن اوسکے کسی کونے میں صرف ایک اینٹ کی کسر رہگئی - پھر لوگوں نے خوب گھوم پھر کے دیکھا اور بہت خوش ہوے - تاهم اونکو یہ کہنا پڑا کہ آخر یہ ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئی ؟ تو دیکھو کہ وہ آخري اینٹ میں هوں' اور اسی لیے میں خاتم الانبیا هوں !

شریعت اسلامیہ نے اس کمي کو پورا کردیا تھا' لیکن تمام دنیا کو دکھا دینا ابھي باقي تھا' خدا نے حجۃ الوداع میں اس عمارت کو اپنی مکمل صورت کے اندر دکھا دیا اور تمام دنیا نے خانہ کعبہ کا طواف کرکے دیکھہ لیا کہ اب ایک اینٹ کی جگہ بھی خالي نہ رهي :

اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتى و رضيت لكم الاسلام دينا

آج کے دن میں نے تمھارے دین کو کامل کردیا اور تمپر اپنے احسانات پورے کردیے' اور تمھارے لیے دین اسلام کو منتخب کیا !

* * *

قرآن حکیم کے بطون و اوراق کي طرح وہ ظروف و مواقع بھی کچھہ کم اھمیت نہیں رکھتے' جن میں اسکی مقدس سورتوں اور آیتوں کا نزول هوا ہے - دیوار کے لیے اینٹ اور گارا ضروري اجزا هیں مگر انسے اس سفیدي کي دلاویزي میں کچھہ فرق نہیں آسکتا جو اگرچہ دیوار کی سطح پر ہے' لیکن مکان کے اور اجزاء سے کہیں زیادہ گذرنے والوں کو اپني طرف مائل کر رهي ہے -

دین الہی بھی ایک عمارت ہے جسکي تعمیر ازل سے شروع هوئی اور ختم نبوت کی آخری اینٹ نے مکمل کردیا - اس لیے وہ بھی اور عمارتوں کی طرح داخلی و خارجي اجزاء سے مرکب ہے - پہلی قسم کے اجزاء سے اوسکی تقویم و ترکیب هوئي ہے' اور دوسرے قسم کے اجزا نے اوسکے آب و رنگ اور اوسکي زینت و رونق کو نماں کیا ہے -

* * *

اسلام نے کبھی یہ شکایت نہیں کي کہ اوسکے اجزاء پورے نہیں کیے جاتے - اوس نے همیشہ اونکے اظہار کا دعوی کیا - مکہ میں صرف دو رکعت نماز فرض کی گئی تھی اور آنحضرت و صحابہ بالکل اسپر قانع تھے' البتہ آرزو اسکي تھي کہ آزادي کے ساتھہ اس مختصر عبادت کے ادا کرنے کا موقع ملے - آنحضرت نے نزول فرائض کا کبھی انتظار نہیں کیا' لیکن تبدیل قبلہ کے لیے نہایت اضطراب کے ساتھہ وحی آسماني کي راہ دیکھتے رہے :

نرى تقلـب وجهـك فى السماء -

هم تبدیل قبلہ کے لیے انتظار وحي میں آسمان کي طرف تمھارے چہرے کی گردش دیکھتے رہتے هیں -

کیونکہ قبلہ هی دین اسلام کی قوت و نفوذ کا مرکز اولین و مظہر آخرین تھا' اس لیے متمم و مکمل دعوۃ ابراهیمی اوسکا بیقراري کے ساتھہ انتظار کرتا تھا -

اصل حقیقت کے لحاظ سے اسلام تمام مذاهب عالم کا آب و رنگ تھا - مذهب کے تمام اجزاء بسیطہ پہلے هي سے موجود تھے' اسلام نے صرف اونکو جلا دیکر نمایاں کردیا - آئینہ کا خاکہ پہلے هی سے تیار تھا' اسلام اوسکا جوهر بنگیا - وہ چہرۂ کائنات کا غازہ تھا جس نے حسن حقیقت کو اور دلفریب بنا دیا - وہ آب و رنگ تھا' صیقل تھا' جلا تھا' غازہ تھا' ان میں سے هر چیز نمایاں هونے والی ہے - اس لیے وہ نمایاں هونا چاھتا تھا -

اسلام کا قالب حقیقت مکہ هي میں متشکل هو چکا تھا - مدینہ میں آکر اسکے اجزا بھی مکمل هوگئے' لیکن وہ ایک حسن بے پردہ تھا جو دنیا کے سامنے بے نقاب هونا چاھتا تھا - حجۃ الوداع نے اوسکے چہرے سے یہ نقاب بھی اولٹ دي اور تمام دنیا کو اوسکا روشن چہرہ نظر آگیا -

چنانچہ عرفات کے میدان میں اسلام کي حقیقت کے اسي ظہور کامل کا اعلان کیا گیا : اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتى و رضيت لكم الاسلام دينا -

* * *

لیکن وہ دنیا کے سامنے صرف ظاهر هونا اور چہرہ دکھا کر گذر جانا نہیں چاھتا تھا - اگر وہ اتنے پر راضي هوتا تو کب کا راضي هوگیا هوتا - آنحضرت ( صلعم ) نے ایام مظلومی هي میں تمام قبائل کے سامنے اسلام کو پیش کردیا تھا' اور تمام جزیرہ عرب اوس سے روشناس هوچکا تھا' مگر وہ غلبہ کاملہ' تسلط عام' اور ظہور تام چاھتا تھا' یعني وہ ایک عظیم الشان خلافت الہی کی بنیاد ڈالنا چاھتا تھا جو میزان عدل کو قائم رکھے' شعائر الاهیہ کی حفاظت کرے' دنیا کو امن و سلامتی کا پیغام سنائے' مساوات عامہ کی تعلیم دے' پرانے حقد و حسد کو مٹا کر نئے سرے سے الفت و محبت کی بنیاد ڈالے - اسلام کے تازہ خون کا قصاص لے' جاهلیت کے دم خشک کر اپنے تلوں سے مسل دے' دنیا کو معاملات و معاوضات کا صحیح اصول بتاے' وہ حکومت چاھتا تھا جو انسان کے تمام عقائد' اعمال' اخلاق' اور معاملات پر محیط هو جاے - اس عمارت کی بنیاد اگرچہ مکہ هی میں پڑ چکی تھی' لیکن اوسکا افتتاح حجۃ الوداع میں هوا' اسلیے تکمیل دین کا اعلان بھی اسي زمانے میں کیا گیا -

خدا کا دین پہلے هي سے کامل تها لیکن اب تک وہ مسلمانوں کے عزت و قوت کے شایان شان نہ تها - آج خدا نے اوسکو مسلمانوں کے شایان شان بنا کر اوس پر دائمی پسندیدگي اور رضاے تام کي مہر لگادي : ورضیت لکم الاسلام دینا -

* * *

دنیا کا کوئي داعی مذهب ' دنیا کي کوئي صالح قوم ' دنیا کا کوئي اولوالعزم پیغمبر' اپنے مقاصد میں سلطنت کے بغیر کامیاب نہیں هو سکتا ' چنانچہ دنیا میں جب کوئي صالح قوم پیدا هوئی ہے اور اوس نے نیکي پهیلانے اور امر بالمعروف و النهي عن المنکر کي الهی خدمت اپنے ذمہ لي ہے تو خدانے اوسکو همیشہ صاحب تاج و تخت بنایا ہے' اور جب تک اوسکے سر پر حکومت کا تاج نہیں رکها گیا ' اوسکا دین خدا کي آخري مرضي کے مطابق نہیں هوا ' چنانچہ اللہ تعالی خود فرماتا ہے :

وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملو الصالحات لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم ولیمکنن لهم دینهم الذي ارتضی لهم ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا - یعبدوننی ولا یشرکون بي شیأ ومن کفر بعد ذلک فاولٰئک هم الفسقون (۲۲ - ۵۴)

تم میں سے جو لوگ ایمان لاے اور عمل صالح اختیار کیا ' تو خدا نے اونسے وعدہ کرلیا ہے کہ آنکو زمین کي خلافت بخشیگا جیسا کہ اوس نے گذشتہ لوگوں کو اونکے عمل صالح کي وجہ سے بخشا نیز خدا نے اونکے لیے جو دین پسند فرمادیا ہے ' اوسکو مستحکم کر دیگا ' اور اونکے خوف کو امن سے بدل دیگا - تا کہ اسی کی عبادت کریں اور کسي چیز کو اسکا شریک نہ بنالیں ' اور جو لوگ اس کے بعد کافر هوے' سو وہ یقینا مجرم و ملزم هیں -

* * *

اللہ تعالے کي اسی سنت جاریہ کے مطابق مکہ میں ایک قوم ایمان لائي اور اسنے عمل صالح اختیار کیا ' اسلیے خدانے اوسکو زمین کا خلیفہ بنایا - خدا نے اوسکے لیے جس دین کو منتخب فرمایا تها اب تک وہ اوسکے وعدے کے مطابق مستحکم نہیں هوا تها - فتح مکہ نے اسکو مستحکم کردیا - مدینہ میں رهکر آنحضرت (صلعم) نے تمام عرب کي مشرکانہ قوت توڑ دي تهی - صرف اهل مکہ اپني اصلي حالت پر قائم تهے - اگر اسلام کو کچهہ خوف تها تو اسي مرکزي طاقت کا تها - فتح مکہ نے اس طاقت کو بهی پامال کر دیا - اب خوف مبدل بہ امن و امان هو گیا - اس امن و امان کا مقصد جیسا کہ خود خدا نے بیان فرمادیا ' یہ تها کہ خدا کي پرستش کي جاے' تمام انسانی پرستشوں اور معبودانہ اقتدارں کا خاتمہ کردیا جاے' اور خدا کے بندے صرف خدا هی کیلیے هوجائیں - فتح مکہ میں تین سو ساٹهہ بت جاء الحق و زهق الباطل کي غلغلہ انگیز صداوں کے ساتهہ توڑ دیے گئے ' اور توحید الهي کیلیے میدان صاف هوگیا - حجة الوداع میں پہلے هی سے منادی کرادیگئی تهی کہ کوئي مشرک خانہ کعبہ کے اندر داخل نہیں هو سکتا - دین الهی کی یہی تکمیل تهی' یہی غلبۂ عام تها ' یہي ظہور تام تها ' یہی حقیقی امن و امان تها ' جو اس عہد سے شروع هوگیا ' اور اسی کا خدا نے وعدہ فرمایا تها :

لیظهرہ علی الدین کلہ — خدا اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کردیگا

جب یہ وعدہ پورا هوا تو امت کو یہ بشارۃ عظمی سنائی گئی :

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا -

* * *

یہ آیۃ کریمہ وعظیمہ جمعہ کے دن خاص عرفات کے میدان میں نازل هوئی اور ایک ایسا عطیۂ الهی سمجهي گئي کہ ایک یہودي نے حضرت عمر رضي اللہ عنہ سے بہ حسرت کہا : " اگر ایسی آیت همارے مذهب میں نازل هوتي تو هم اوسکے نزول کی یاد گار میں عید مناتے" حضرت عمر نے فرمایا : " همکو اس یادگار کے قائم کرنے کی ضرورت نہ تهی - یہ آیت خود عید هی کے دن نازل هوئي جب کہ خدا کے مخلص بندے عرفات کے میدان میں اوسکے سامنے کهڑے تهے - پس همیشہ کیلیے یہ دن همارے لیے عید کا جشن عام هوگا اور خدا کی یہي مرضی تهی "

* * *

اسی بشارۃ عظمی نے عید کی حقیقت کو بهی بے نقاب کردیا - وہ محض سیر و تفریح' عیش و نشاط ' لہو و لعب کا ذریعہ نہیں ہے - وہ تکمیل شریعت کا ایک مرکز ہے' وہ سطوت خلافت الهی کا ایک مظہر ہے ' وہ توحید و وحدانیت کا منبع ہے' وہ خالص نیتوں اور پاک دلوں کی نمایش گاہ ہے -

اوسکے ذریعہ هرقوم کے مذهبي جذبات کا اندازہ کیا جاسکتا ہے ' اگر وہ اپني اصلی حالت میں قائم ہے تو سمجهہ لینا چاهیے وہ مذهب اپني پوري قوت کے ساتهہ زندہ ہے - اگر وہ مٹ گئی ہے' یا بدعات و مزخرفات نے اوسکے اصل مقاصد کو چهپا دیا ہے' تو یقین کرلینا چاهیے کہ اس مذهب کا چراغ بجهہ رها ہے -

* * *

یهی وجہ ہے کہ اسلام میں جس دن سے قوت کي نشو و نما کا آغاز هوا اوسی دن سے عید کو اوس کے اظہار کا ذریعہ بنایا گیا - مدینہ میں صرف عید الفطر کے ذریعہ دنیا کو اسلام کی وسعت اثر کا ایک منظر دکهایا جا سکتا تها ' لیکن وہ صرف اتنے هی پر قانع نہ تها ' وہ تمام دنیا کیلیے ایک چشمۂ رحمت تها جو ابلنا چاهتا تها - ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین -

وہ عرفات کے میدان میں اوبلا' اور اپنے پهیلنے والي موجوں کي چادر میں تمام دنیا کو چهپا لیا - اسلیے تمام دنیا نے اسلام کے جاہ و جلال' ظہور و غلبہ ' اور نفوذ و وسعت کا تماشہ دیکهہ لیا -

* * *

پس عید اگر شعائر اسلام کو قائم رکهتي ہے' مذهبي روح کو زندہ کرتي ہے' مذهب کے کارنامہ اعمال کو دنیا کے سامنے پیش کرتي ہے' عہد محبت و میثاق الهی کي تجدید کرتي ہے' تمام امت کو ایک نظام میں مربوط کر دیتي ہے' مختلف ممالک کے مسلمانوں کے درمیان سفارت کا کام دیتي ہے' تو بلا شبہ وہ عید ہے' حج ہے' طواف ہے - ورنہ وہ صرف کهجور کي ایک گٹهلي ہے جسکو ایک سنت کے احیاء کیلیے هم علی الصباح کها کر پهینکدیتے هیں -

* * *

یہ عجیب حسن اتفاق ہے کہ اسلام کي اس سب سے عظیم الشان عید کے بعد اسلام کي دعوۃ اولی کي زندگي کا دور ختم هوگیا ' اور خود یہ آیت جس نے مذهب کي تکمیل کا اعلان کیا تها ' اسکا مقدمہ و تمهید تهی - چنانچہ اوس کے نزول پر اگرچہ اکثر صحابہ کو نہایت مسرت حاصل هوئی' لیکن جو لوگ اس حقیقت کو جانتے تهے کہ داعي حق کی زندگی کا سب سے آخري مقصد دین کی تکمیل اور اوسکا عروج عام و ظہور تام تها ' اونکی آنکهیں تکمیل کے بعد کے نتیجہ کو دیکهکر اشکبار هوگئیں - یہ مقصد حقیقي حجة الوداع میں حاصل هوگیا تها ' اوسکے ایک هی سال بعد آفتاب نبوت رحمت الهی کي آغوش میں غروب هوگیا - اللهم صل و سلم علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد کما صلیت و سلمت علی علی سیدنا ابراهیم و علی آل سیدنا ابراهیم انک حمید مجید !

## نامہ نہان جرمن مظالم

### اهل جرمني کے افکار انکے بیان کردہ مظالم کے متعلق

### ایک جرمن خاتون کا خط

مقام إلا شبهل ( جرمني ) سے ۲۷ - اکست کو ایک جرمن خاتون نے اپنے کسي عزیز کے نام ایک خط لکھا تھا - یہ خط اتفاق سے اخبار " مورننگ پوسٹ " لندن کے هاتھه لگ گیا ' اور اس نے اسے شایع کردیا - اس خط میں یہ جرمن خاتون لکھتي ہے :

" مجھے یقین ہے کہ تمام تعلیم یافتہ انگریز اس جنگ کو برا کہتے ہونگے ' جسکي ذمہ داري انگریزي حکومت کي پالیسي پر عاید ہوتي ہے -

اهل جرمني کو سالہا سال سے یہ خوف دامنگیر تھا کہ ایک نہ ایک دن انکو میدان جنگ میں مجبوراً دھکیلا جالیگا ' اور اسوقت انکے امن دوست قیصر کے هاتھه سے صبر و تحمل کا سر رشتہ جاتا رهیگا - بالاخر وہ هولناک دن آگیا ' اور اب دنیا دیکھرهي ہے کہ ظاهري عیش و عشرت کے اندر سے کیسي قوي تن اور عجیب و غریب جرمني نکلي ہے ؟ وہ جرمني جو بظاهر عیش و تنعم میں غرق نظر آتي تھي ' اب اس جنگ کے وقت کیسي طاقتور اور کسطرح عجیب و غریب قوتوں کا پیکر معلوم هوتي ہے ؟ "

اسکے بعد اس خاتون نے ظاهر کیا ہے کہ ریشتیک ( جرمن پارلیمینٹ ) نے کس اتفاق و هم آهنگی ' یگانگت و یکسولی ' اور جوش و خروش کے ساتھہ قرضہ جنگ کو منظور کیا ہے ' اور جب وہ تلغرافي مخابرات و مراسلات شائع هوے هیں ' جو قیصر ' زار ' اور شاہ انگلستان میں باهم هوے تھے ' تو جرمن پبلک میں کسقدر جوش و خروش پیدا هوا ہے ؟

وہ لکھتي ہے :

" ان تاروں نے یہ ثابت کردیا ہے کہ قیام امن یورپ کے لیے همارا شاهنشاہ (یعني قیصر جرمني) جو کچھہ کرسکتا تھا وہ اسوقت اس نے کیا اور کامل طور پر کیا -

عالم سیاسي میں هز مجسٹي ( قیصر ) کے برابر کوئي شخص محترم اور راست باز نہیں ہے "

اسکے بعد وہ موجودہ جنگ کي نوعیت کا ذکر کرتے هوے لکھتي ہے :

" هم جانتے هیں کہ هم اهل جرمني اپني هستي و بقاء کے لیے لڑ رہے هیں ' کیونکہ همارے دشمن جو هم سے بہتر کارنامے دنیا کے همارے فوقیت و برتري پر غالب نہیں آسکے ' اب اپنے اس عجز و ناکامي کے بعد چاهتے هیں کہ جسطرح بنے ' هم سب کو قتل کر ڈالیں ' تا کہ همارے همیشہ کے رقیب و غالب مقابلہ سے انہیں نجات ملجاے -

یہ صحیح ہے کہ هر طرف ناگواري پھیلي هوئي ہے اور ایسا هونا ناگزیر ہے ' مگر اسکے ساتھہ هي جرمني میں ایثار بھی ایسا ہے کہ اسکا مقابلہ و موازنہ نہیں هو سکتا - صرف گذشتہ تین هفتوں میں ۱۲۵۰۰۰ - آدمیوں نے اپنے آپ کو فوجي خدمت کیلیے بطیب خاطر پیش کیا ہے ' اور امیدواروں کا اسقدر هجوم و ازدحام رها کہ بالاخر فہرست داخلہ بند کردینا پڑي - جو جرمن سپاهي همارے شہر سے گذرے هیں وہ نہایت شاندار تھے - انکي وردي اور دیگر ساز و سامان کي هر شے بالکل نئي معلوم هوتي تھي - ان سپاهیوں کا ادھر سے کوچ حیرت انگیز نظم و ترتیب کے ساتھہ انجام پذیر هوا - تمام سپاهیوں کا استقبال شہر والوں کے گھروں میں هونے والا تھا - سب نے انہیں هاتھوں هاتھہ لیا اور بخوشي اپنے یہاں ٹھیرایا - سپاهیوں کا طرز عمل اسقدر عمدہ تھا کہ گھر والوں کو ان پر پورا اعتماد هوگیا تھا - لیکن کیسي عجیب بات ہے کہ انہي مسکینوں کے متعلق فرانس میں کیسي کیسي خوفناک باتیں مشہور کي جارهي هیں ! "

اسکے بعد وہ ان مظالم کا ذکر کرتي ہے جو بموجب اسکے بیانکے اهل بلجیم اپني مغلوبیت و شکست کے جوش انتقام میں درماندہ و عاجز جرمنیوں پر کر رہے هیں - وہ لکھتي ہے :

" اسپتال میں ایک نوجوان آیا ہے جسکي دونوں آنکھیں ایک دس برس کي بلجین لڑکی نے نکال لي هیں - یہ حرکت اس ناشاد لڑکی نے اسوقت کي ہے جب یہ بد بخت نوجوان گولي کھا کے زمین پر گرا ہے - یہ واقعہ تیج صلیب احمر کے ایک ڈاکٹر نے خود دیکھا ہے - دوسرے مواقع پر جرمن زخمیوں کے هاتھہ اور پیر کاٹ ڈالے گئے هیں - جن مکانوں میں کہ جرمن زخمي تھے اور ان پر جرمن علم لہرا رہے تھے ' ان زندہ زخمیوں کے گلے نہایت بے دردي اور وحشیانہ طریقہ سے کاٹے گئے - تعجب انگیز امر یہ ہے کہ یہ حرکتیں صرف سپاهیوں هي نے نہیں کي هیں جو عموماً فوجي اور جنگي زندگي کی وجہ سے قسی القلب اور بے رحم هو جاتے هیں ' بلکہ لڑکیوں اور جوان اور بوڑھي عورتوں نے کیے هیں - مگر انہیں بھي اپنے کیے کا قرار واقعي خمیازہ کھینچنا پڑا اور بالاخر هولناک سرزنش کی گئي - فوجي قانون ( مارشل لا ) کے مطابق انہیں گولي ماردي گئي ' اور تنبیہ و عبرت کے لیے انکے مکان جلادیے گئے -

اگر یہي باتیں هیں جنہیں فرانس اور انگلستان میں جرمني کي وحشت و بربریت سے تعبیر کیا جا رہا ہے ' تو اسکي ذمہ دار خود بلجیم کی رعایا ہے ' کیونکہ ابتدا اسیکي طرف سے هوئی ہے ' اور یہ ظاهر ہے کہ اسوقت جنگ کا زمانہ ہے - امن کا وقت نہیں ہے کہ اس قسم کے مظالم کی سزا عدالتی قانون کے مطابق دیجا ئے -

البتہ اس هولناک انجام کو دیکھتے هوے ان بدبختوں کے اندھے پن پر ضرور افسوس آنا چاهیے - کیونکہ یہ لوگ جو کچھہ کر رہے هیں ' اپنے حکام کي تحریک و اغواء سے کر رہے هیں -

هم لوگ قدرتی طور پر یہاں اپنی عظیم الشان فتوحات پر خوشی منا تے هیں - اسوقت بلجین اخبارات جرمن زبان میں نکل رہے هیں اور دا نعاے اور ریلیں جرمن هاتھوں میں هیں - چونکہ لورین میں فرانسیسیوں کو بري طرح شکست هوئي ہے اور همنے نامور اور لیژ فتح کرلیا ہے - اسلیے امید ہے کہ جنگ زیادہ عرصے تک نہیں رهیگي " -

اسکے بعد یہ خاتون اجنبی خصوصاً دشمن رعایا کے ساتھہ جرمن حکومت کے عمدہ سلوک اور حسن معاملۃ کا ذکر کرتے هوے لکھتي ہے :

من الثمرات من آمن منهم بالله واليوم الآخر ( بقرہ )

باشندے اگر خدا اور روز قیامت پر ایمان لائیں' تو اونکو ہر قسم کے ثمرات و نعائم عطا فرما !

جسوقت اونہوں نے یہ دعا کی تھی ' تمام دنیا فتنہ و فساد کا گہوارہ بن رہی تھی - دنیا کا امن و امان اوٹھہ گیا تھا ' اطمینان و سکون کی نیند آنکھوں سے اوڑ گئی تھی - دنیا کی عزت و آبرو معرض خطر میں تھی - جان و مال کا تحفظ نا ممکن ہوگیا تھا ' کمزور اور ضعیف لوگوں کے حقوق پامال کردیے گئے تھے ' عدالۃ کا گھر ویران ' حریۃ انسانیۃ مفقود' اور نیکی کی مظلومیت انتہائی حدتک پہنچ چکی تھی - کرۂ ارضی کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جو ظلم و کفر کی تاریکی سے ظلمت کدہ نہو - اسلیے اونہوں نے اباد دنیا کے ناپاک حصوں سے کنارہ کش ہوکر ایک " وادی غیر ذی زرع " میں سکونت اختیار کی - وہاں ایک دار الامن بنایا اور تمام دنیا کو صلح وسلام کی دعوت عام دی - اب اونکی صالح اولاد سے یہ دار الامن بھی چھین لیا گیا تھا - اسلیے اوسکے واپسی کیلیے پورے دس سال تک اوس کے فرزند نے بھی باپ کی طرح میدان میں ڈیرہ ڈالا - فتح مکہ نے جب اوس کا مامن و ملجا واپس دلادیا تو وہ اوس میں داخل ہوا کہ باپ کی طرح تمام دنیا کو "گم شدہ حق کی واپسی" کی بشارت دے - چنانچہ وہ اونٹ پر سوار ہوکر نکلا اور تمام دنیا کو مژدہ امن و عدالۃ سنایا :

( خطبۂ حجۃ الوداع )

ان دماء کم و اموالکم علیکم حرام کحرمۃ یومکم هذا فی شہرکم هذا فی بلدکم هذا - الا ان کل شی من امر الجاهلیۃ تحت قدمی موضوع و دماء الجاهلیۃ موضوعۃ و اول دم اضعه دماءنا دم ابن ربیعۃ و ربا الجاهلیۃ موضوع و اول ربا اضع ربانا ربا عباس ابن عبد المطلب - اللهم اشهد' اللهم اشهد' اللهم اشهد - ( ابو داود جلد-۱- ص ۲۹ کتاب الحج )

جسطرح تم آجکے دن کی' اس مہینہ کی' اس شہر مقدس میں حرمت کرتے ہو اوسی طرح تمہارا خون اور تمہارا مال بھی تم پر حرام ہے' اچھی طرح سن لو کہ جاہلیت کی تمام بری رسموں کو آج میں اپنے دونوں قدموں سے کچل ڈالتا ہوں - بالخصوص زمانہ جاہلیت کے انتقام اور خون بہا لینے کی رسم تو بالکل مٹادی جاتی ہے' میں سب سے پہلے اپنے بھائی ابن ربیعہ کے خون کے انتقام سے دست بردار ہوتا ہوں - جاہلیت کی سود خواری کا طریقہ بھی مٹادیا جاتا ہے اور سب سے پہلے خود میں اپنے چچا عباس ابن عبد المطلب کے سود کو چھوڑتا ہوں - خدایا تو گواہ رہیو ! خدایا تو گواہ رہیو !! خدایا تو گواہ رہیو کہ میں نے تیرا پیغام تیرے بندوں تک پہونچادیا !

( تکمیل دین الہی )

اب حق پر پھر کے پھر اپنے اصلی مرکز پر آ گیا' اور باپ نے دنیا کی ہدایت و ارشاد کیلیے جس نقطہ سے پہلا قدم اوٹھایا تھا ' بیٹے کے روحانی سفر کی وہ آخری منزل ہوئی ' اور اوسی نقطے پر پہونچکر اسلام کی تکمیل ہوگئی ' اسلیے وہ کہ اس نے تمام دنیا کو مژدہ امن سنایا تھا ' آسمانی فرشتے نے بھی اوسکو کامیابی مقصد کی سب سے آخری بشارت دیدی :

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا !

آج کے دن میں نے تمہارے دین کو بالکل مکمل کردیا اور تم پر اپنے تمام احسانات پورے کردیے' اور میں نے تمہارے اسلام کو ایک برگزیدہ دین منتخب کیا -

# وثائق و حقائق

## عیـد اور تکمیـل شریعت

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا

آگ کا شرارہ کوہ آتش فشاں کے دامن میں چھپا رہتا ہے' لیکن جب پھوٹتا ہے تو تمام دنیا کو محیط ہو جاتا ہے - نمو کی قوت ذرات خاک میں مخفی رہتی ہے ' لیکن جب فصل بہار آتی ہے تو اس میں اسقدر ابال آ جاتا ہے کہ اوسپر زمین کی فضاے بسیط تنگ ہوجاتی ہے - پانی کا سیال مادہ بادل کے ایک ٹکڑے میں سمٹا ہوا پڑا رہتا ہے' لیکن جب برستا ہے تو پھیل کر خشکی و تری کو باہم ملا دیتا ہے - برق کی رو دنیا کے ہر ذرے میں موجود ہے' لیکن جب اوسمیں تموج پیدا ہوتا ہے' تو کارخانۂ قدرت کے ایک ایک پرزے میں دفعتاً حرکت پیدا ہوجاتی ہے - موج دریا ہی میں پنہاں ہے' لیکن جب اوٹھتی ہے اور اوٹھکر بلند ہوتی ہے' تو دریا میں تلاطم برپا ہوجاتا ہے !!

* * *

اسلام بھی اسی قسم کا ایک شرارہ' اسی طرح کی ایک طاقت نمو' اسی فیاضی کے ساتھہ بہنے والا ایک چشمۂ آب حیات' اسی قوت کے ساتھہ حرکت پیدا کرنے والا بجلی کی ایک رو' اور اسی سرعت کے ساتھہ پھیلنے والی ایک موج ہدایت تھی - جس نے اوڑ کر خرمن جہل و ضلالت میں آگ لگادی' جس نے پھول پھلکر شورزار دنیا کو تختۂ گل و یاسمن بنا دیا' جس نے برس کر تمام دنیا کو سرسبز و شاداب کردیا' جس نے چلکر دنیا کے سکون کو حرکت سے بدل دیا' اور جس نے اوٹھکر کفر و فساد فی الارض کے بحر ظلمت خیز میں ایک عظیم الشان تلاطم برپا کردیا !

* * *

یہ شرارہ' یہ نمو' یہ برق' یہ موج' غار حراء میں دبی ہوئی تھی - ایک مبارک رات میں اسکا ظہور ہوا' لیکن اوسکے لیے ایک فضاے غیر متناہی' ایک وسعت غیر محدود' ایک کرۂ غیر معمورہ درکار تھا' اسے اونہوں نے پھیلنا چاہا' لیکن کفرزار مکہ کی زمین گھبراکر پکار اوٹھی : " آہستہ خرام بلکہ مخرام " - اب اسلام دنیا کے دوسرے حصوں کی طرف بڑھا' کیونکہ سکڑنا اوسکی فطرت کے خلاف تھا' اور فطرت کی خلاف ورزی عتاب الہی کا مقدمہ ہے :

ان الذین توفهم الملٰئکۃ ظالمی انفسهم قالوا فیم کنتم' قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا الم تکن ارض الله واسعۃ فتهاجروا فیها فاولٰئک ماواهم جهنم و ساءت مصیرا الا المستضعفین من الرجال و النساء و الولدان لا یستطیعون حیلۃ ولا یهتدون سبیلا فاولٰئک عسی الله ان یعفو عنهم و کان الله عفوا غفورا - و من یهاجر فی سبیل الله یجد فی الارض مراغما کثیرا

جن لوگوں کی روح کو فرشتوں نے ایسی حالت میں قبض کیا کہ وہ لوگ ارض شرک میں رہکر اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے' تو اوسے فرشتوں نے کہا کہ تم ایسی مصیبت میں کیوں مبتلا رہے؟ اونہوں نے جواب دیا کہ "زمین کفر میں ہمیں اوتنی طاقت حاصل نہ تھی" فرشتوں نے کہا " تو کیا خدا کی زمین وسیع نہ تھی کہ اوس میں ہجرت کرجاتے ؟ پس ایسے لوگوں کا ٹھکانا صرف

" اغیار یعني فرانسیسیوں' روسیوں' انگریزوں ' اور اهل بلجیم کے ساتھہ جو عمدہ سلوک یہاں کیا جا رہا ہے ' وہ اسدرجہ حد سے گذرا ہوا فیاضانہ ہے کہ اسپر هم لوگ اپنی گورنمنٹ سے رفتہ رفتہ بہت هي ناراض هوتے جاتے هیں - ان میں سے جو لوگ مفلوک الحال هیں' انکے لیے چندے هو رہے هیں - نہ معلوم کب جرمني اپني اس فضول مہرباني کو رخصت کریگي ؟ اسے معلوم هونا چاهیے کہ خود اسکي رعایا کے ساتھہ دوسرے ملکوں میں ذلت آفریں سلوک هو رہا ہے ! هم کبھي ان مظالم کو نہیں بھولینگے جو اهل جرمني پر بلجیم میں کیے گئے - وهاں دولت مند سے دولتمند جرمن موجود هیں ' مگر انکے بدن پر بمشکل سالم کپڑا نظر آلیگا - انکے ساتھہ خوفناک بدسلوکي کیگئي اور بالاخر انکو بھاگنا پڑا - عورتوں پر ایسے ایسے ظلم ڈھالے گئے کہ انہیں اپنے بچوں کو مکان کي کھڑکیوں کے باهر پھینکدینا پڑا اور بہت سي مائیں تو پاگل هوگئیں !

هم کو یقین ہے کہ همارے سپاهی همارے لیے میدان فتح کرینگے' لیکن اگر بفرض محال همارے دشمنوں کي زیادہ فوج نے انہیں کچل بھي ڈالا - جب بھي همیں اپنے ایماندار اور راست باز هونے پر همیشہ فخر و ناز رهیگا -

تاهم یہاں توکسیکو بھي یہ خیال نہیں کہ هم کو شکست هوگی - چاهے انگلستان دوسري نصف دنیا کو بھي همارے مقابلہ میں لاکے کھڑا کردے مگر همیں فتح هی هوگی " -

یہ خاتون اسي خط میں بعد کی نوشتہ عبارت مورخہ ٢٩ - اگست میں لکھتی ہے :

" هم جب اجنبي اخباروں میں یہ پڑھتے هیں کہ هم بربري اور وحشي هیں تو همکو بے حد هنسي آتي ہے - گویا وحشي لوگ بھی کرپ کي توپیں ' زپلن هوائي جہاز' هر قسم کے تھییٹر' اوپرا' حیرت انگیز عجائب خانہ ' اور ایمپیریٹر نامي جہاز کے برابر جہاز بنا سکتے هیں ! تاهم مسکین اور ذلیل فرانسیسي کیا کریں ؟ وہ اس سے زیادہ کچھہ نہیں جانتے "

ایک دوسري بعد کي نوشتہ عبارت میں لکھتی ہے :

"همیں چار چھوٹے کروزروں کے ضائع هونے کي اطلاع دیگئی ہے - مگر یہ نقصان ان عظیم الشان فتوحات کے مقابلہ میں کچھہ بھی نہیں ہے جو همیں حاصل هوئي هیں - اسوقت همارے پاس ٣٠ هزار روسي قیدي هیں جو اس امر پر خوش هیں کہ انہیں جرمنی میں عمدہ غذا ملتی ہے " ( لیکن اسکے بعد روسي قیدیوں کي تعداد بہت زیادہ هوگئي ہے )

# مکتـــوب استـانـہ علیـــہ

## اجیـــبو داعـــي اللـہ !

### مکتوب مبارک جمعیۃ هلال احمر قسطنطنیہ

برادر عزیز محترم :

پس از ستایش و نیایش عرض میشود کہ جمعیۃ هلال احمر عثماني خدمات شما را کہ از راہ اسلامیت و اخوت در اثنای جنگ طرابلس و بلقان ابراز و اثبات فرمودہ اید' گاهے فراموش نخواهد کرد - نہ تنہا این جمعیت ' بلکہ تمام ملت نجیبۂ عثمانیہ منتدار و شکرگذار انسانیت و نیکیهاے برادران آں دیار بودہ' و همیشہ مشغول تمجید و تحسین مي باشند - از پرتو همم عالیہ و تبرعات دیندارانۂ برادران دینی هندوستان در جنگهای گذشتہ و ایام اضطراب ' این جمعیت مي توانست از عهدۂ خدمات بزرگ و کارهاے سترگ بر آید ' چنانچہ مبالغ اعانات مرسولہ بے حیف و میل کلیاً صرف غزاۃ و مجروحین عثمانی گردید -

هیچ شکي نیست کہ خبر جنگ عمومی اروپ بسمع مبارک رسیدہ است - امروز تمام دول شرق و غرب - خواہ درین حرب عمومی شریک و سهیم باشند یا نباشند محض صیانت و محافظۃ استقلال و شرف دیرینۂ خود شان مجبور بہ سفربري و آمادۂ کار زار بودہ' و تمام قواے بري و بحري خود را مهیا و مستعد ساختہ و منتظر حلول وقت میباشند - بمصداق " حاضر جنگ باش اگر میطلبی صلح و صلاح " دولت ابد آیت علیۂ عثمانی نیز' با اینکہ همیشہ صلح و مسالمت را رهبر مساعي نمودہ و آں را بر رزم و دعا ترجیح دادہ است ' برای احتیاط اکنون مجبور احضار و تهیۂ کلیۂ قواے بری و بحری خود گردیدہ - و الحمد للہ بر حسب ارادۂ مبارکۂ سنیۂ اعلی حضرت خلیفۃ المسلمین متعنا اللہ بطول حیاتہ وخلد اللہ ملکہ و دولتہ و بہ همت زمامداران امور و مدبران مهام جمهور از عهدہ این کار بخوبي چنانکہ شاید و باید ' بر آمدہ ' و قواے مهمۂ عسکریہ و بحریۂ خود را کاملاً تدارک و تجهیز' و بحدود مملکت و ثغور دولت روانہ کردہ است -

خدا نکردہ اگر جزئي تجاوزی بشرف و استقلال دولت علیہ از طرف هرکدام از دول اروپ واقع گردد ' بی محابا در دفع و تنکیل آں و محافظۃ بیضۂ مقدسۂ اسلامی انچہ از دست بر آید ' مادتاً و معناً ' مالاً و بدناً' کوتاهی نخواهد شد - تا اینکہ استقلال این یگانہ دولت اسلامي و شرف و عزت تمام مسلمانان روے زمین و برادران دیني محفوظ و مصئون ماند و از ننگ خذلان و ذلت وا رستہ آید -

پس درین هنگام و اوقات مغتنمہ بر تمام مسلمانان عالم دیناً و وجداناً واجب است کہ یاري و معاونت نمودہ و از همدیگر دستگیري کنند -

لہذا جمعیت مرکزیۂ هلال احمر عثمانی و این بندہ کہ بشرف عضویت آں و دوستی جنابعالي مفتخرم ' از راہ دیانت پروری و اسلامخواهی لازم دانستم کہ نظر دقت آں حضرت را بدین نقطۂ باریک درین وقت خطرناک پیش از پیش جلب نمودہ ' و کما فی السابق طلب معاونت و امداد نمایم - البتہ میدانید کہ یاري و اعانت بہلال احمر خالي از همہ گونہ مسئولیت شخصي و دولی بودہ' و متفقاً تمام دول متمدنۂ عالم امداد باین گونہ جمعیات را در مجامع رسمیہ و اجتماعیات دولیہ تصدیق و تائید نمودہ اند - جمعیت هلال احمر هیچ وقت با امور سیاسیہ و کارهای پولتیکی رابطہ و علاقۂ نداشتہ و همیشہ تمام همت خود را حصر تداوي مجروحین و واماندگان جنگ نمودہ است - پس دریںصورت خواهش مي شود کہ از حالا شروع و مبادرت بہ جمع اعانات لازمہ چنانچہ مقتضی شیمۂ مرضیۂ آنجناب و تمام اخوان دین است ' بفرمائید - نیز متوقعیم کہ مبالغ مجموعہ را راساً بدون هیچ واسطۂ تا جائیکہ ممکن است ' بجمعیت مرکزیۂ قسطنطنیہ ارسال داشتہ و نام اعانت دهندگان را بانگلیسی و فارسي با کمال وضوح تحریر نمائید' تا منتظما و مکملاً در دفاتر اساسیہ و اصلیۂ هلال احمر بی غلط و خطا درج و ثبت شود و در آیندہ موجب هیچ گونہ قیل و قال و مؤاخذہ نگردد - بدین وسیلۂ حسنہ در ختام این عریضۂ اخوت مریضہ پیشکی تشکر از همت و خدمت جنابعالی نمودہ ' موفقیت و عافیت همگي را از درگاہ حضرت احدیت مسئلت می نمائیم و السلام ( عند اللہ لا یضیع اجر من احسن عملا ) -

بتاریخ ٧ ' ماہ رمضان مبارک سال ١٣٣٢

خادم انسانیت و اسلامیت :

عضو هلال احمر : کمال عمر - کاتب عمومی هلال احمر : دکتور عدنان

رئیس ثاني هلال احمر : دکتور بسیم عمر

Azad,
14, McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly „ Rs. 6-12

# الهلال

ہندوستان پریس قلم تحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانہ — ۱۲ — روپیہ
ششماہی — ۶ — ۱۲ — آنہ

جلد ۵ | کلکتہ : چہار شنبہ - ۲۳ ذوالحجہ ۱۳۳۲ ہجری | نمبر - ۱۹

Calcutta : Wednesday, November 11. 1914.


لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

## مسجد نبوی کي تعمیر

هجرت کے بعد آپ نے پہلا کیا جو کام * تعمیر سجدہ گاہ خدائے انام تھا

* * *

ایک قطعۂ زمیں تھا کہ اس کام کے لیے * واقع میں ہر لحاظ سے موزوں مقام تھا
وہ قطعۂ زمیں تھا یتیموں کي ملک خاص * ہر چند قبرگاہ و گذرگاہ عام تھا
چاہا حضور نے کہ بہ قیمت خرید لیں * اُن کے مربیوں سے کہا جو پیام تھا

* * *

ایتام نے حضور میں آکر یہ عرض کي : * " یہ چیز هي ہے کیا کہ جو یہ اهتمام تھا ؟
یہ هدیۂ حقیر پذیرا کریں حضور" * اللہ اِس زمین کا یہ احترام تھا !

* * *

لیکن حضور نے نہ گوارا کیا اسے * منت کشي سے آپکو پرهیز تام تھا
احسان ، اور وہ بھي یتیمان زار کا ! * بالکل خلاف طبع رسول انام تھا
بارہ هزار سکۂ رائج عطا کیے * یہ تھا وہ خلق جس سے مخالف بھي رام تھا!

* * *

سامان جو ضرور هیں تعمیر کے لیے * اب اُنکي فکر ، مشغلۂ صبح و شام تھا
مزدور کي تلاش بھي تھي سنگ وگل کي بھي * از بسکہ جلد بننے کا خاص اهتمام تھا
انصار پاک اور مہاجر تھے جسقدر، * مزدور بنگئے کہ خدا کا یہ کام تھا

* * *

اِک اور نفس پاک بھي ان سبکا تھا شریک * جو آب و گل کے شغل میں بھي شاد کام تھا
کندھوں پہ اپنے لاد کے لاتا تھا سنگ و خشت * سینہ غبار خاک سے سب گرد فام تھا
سمجھے کچھہ آپ ، کون تھا انکا شریک حال ؟ * یہ خود وجود پاک رسول انام تھا ! !
جو وجہ آفرینش افلاک و عرش ہے * جسکا کہ جبرئیل بھي ادنیٰ غلام تھا ! !

* * *

صلوا علی النبي و اصحابہ الکرام * اس نظم مختصر کا یہ مسک الختام تھا

( شبلي نعمانی

قیمت فی پرچہ - ۳ آنہ
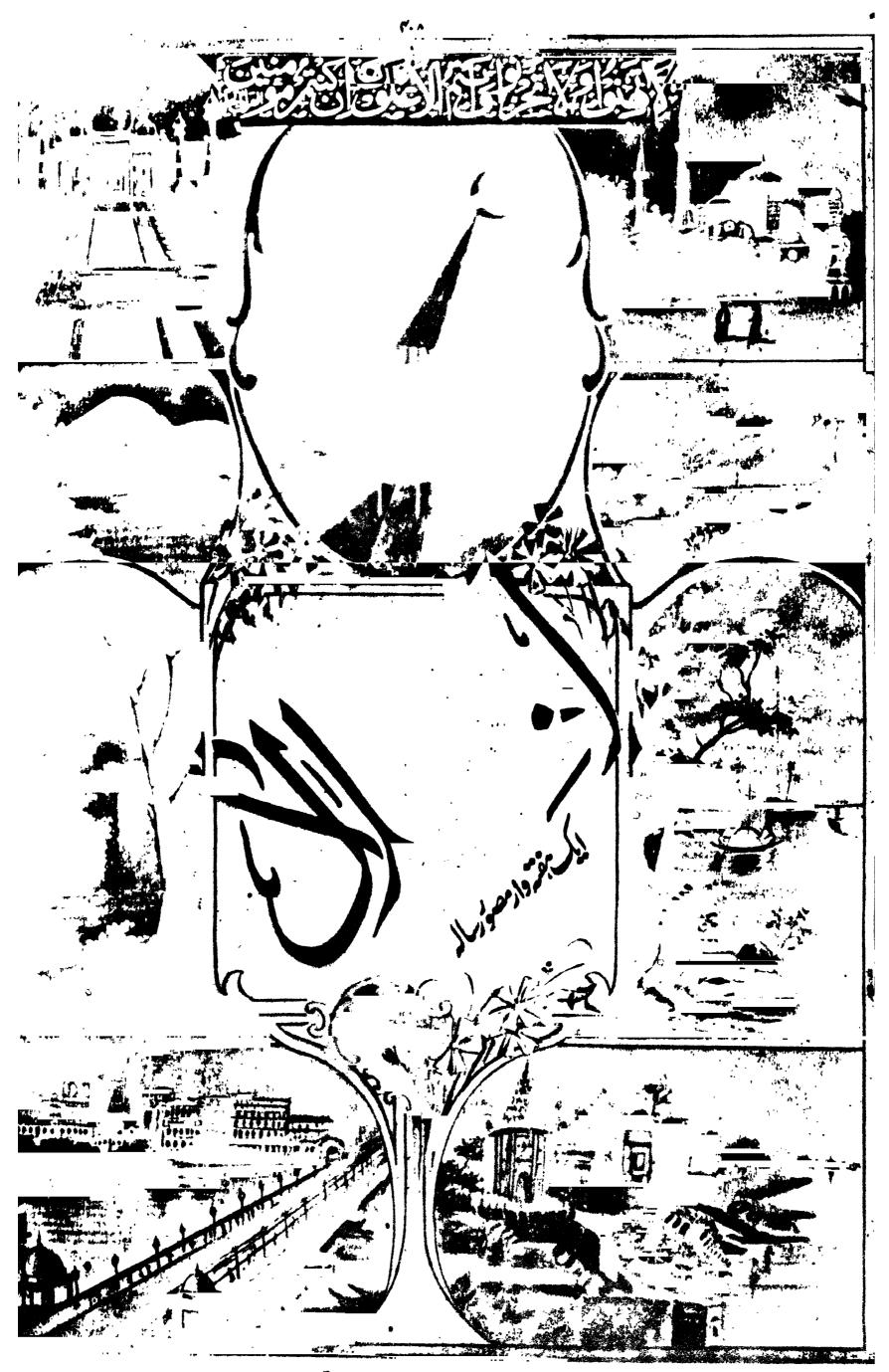
کردو : " جنت صرف مسلمانوں هي کیلیے حلال ہے - نماز کیلیے جمع هوجاؤ " صحابه جمع هوے تو آپ نے پہلے اونکے ساتھه نماز پڑھي - پھر نہایت غصه کے لہجے میں ایک خطبه دیا جسکا لفظي ترجمه یه ہے :

" کیا تم میں سے کولي شخص تخت حکومت پر مسند لگاے هوے اور مغرورانه بیٹھا هوا یه خیال کرتا ہے که صرف وهي چیزیں حرام هیں جنکا ذکر قرآن مجید میں ہے ؟ ( اور قرآن نے مال غنیمت کو حرام نہیں کیا ہے ؟ ) اگر کسیکا یه خیال ہے تو وہ بالکل غلط ہے - خدا کي قسم ' میں نے بار بار تمکو نصیحت کي ' حکم دیا ' اور بہت سي چیزوں سے روکدیا ( جن میں سے ایک غارتگري بھی ہے ) میں جن چیزوں کو تم پر حرام کر دیتا هوں وہ بھی محرمات قرآنیه هي کي طرح بلکه اوس سے بھی زیادہ قابل اجتناب هیں - خدا نے تمہارے لیے یه هرگز جائز نہیں کیا که تم بلا اجازت اهل کتاب کے گھر میں گھس جاؤ ' اونکي عورتوں کو مارو پیٹو ' اور اونکے پھلوں کو کھا جاؤ " ( ۱ )

بہر حال خیبر فتح هوا تو یہودیوں نے درخواست کی که هم زراعت کا کام آپ لوگوں سے زیادہ خوبی کے ساتھه انجام دیسکتے هیں ' اسلیے هماري زمین همیں کو دیدي جاے اور سال میں نصف پیداوار هم سے تقسیم کرالي جاے - آنحضرت نے اونکے ساتھه اسي شرط پر مصالحت کرلي اور اسپر عملدرآمد شروع هوگیا - جب پہلي فصل تیار هولي تو آپ نے حضرت ابن رواحه کو پیداوار کے تقسیم کرانے کیلیے بھیجا - وہ آے تو تخمیناً پیداوار کے دو حصے کر دیے اور ایک حصه خود لے لیا - یہودیوں نے شکایت کی که یه تو بہت ہے - اونہوں نے کہا " تو پھر همارا حصه تمہیں لے لو " اس مسامحت اور فیاضي سے متاثر هو کر تمام یہودي پکار اوٹھے :

| | |
|---|---|
| هذا هوالحق و به تقوم السماء والارض ( ۲ ) | اسیکا نام انصاف ہے ' اور آسمان و زمین اسی انصاف سے قائم هیں ! |

( مجاهدین اسلام کا داخله مکه میں )

اسلام نے هر چیز کي بتدریج اصلاح کی ہے - شراب بتدریج حرام هولی ' نمازمیں بتدریج تغیرات کیے گئے ' عرب کي قدیم جنگجو فطرت کي اصلاح بھي اسي اصول پر هولي - غارتگري عرب کا عام شعار تھا اور صحابه بھي دفعتاً اس قدیم عادت کو نہیں چھوڑ سکتے تھے - آنحضرت نے مختلف موقعوں پر مختلف طریقوں سے اس طریقه کا انسداد کیا ' لیکن اب غزوۂ خیبر میں اسکي تکمیل هوگئي - غزوۂ خیبر کے بعد فتح مکه کا مرحله پیش آیا تو اسلام کي تربیت یافته فوج اپنے قدیم آبائي گھر میں اس سکون و اطمینان کے ساتھه داخل هوئي که تمام عرب کو نظر آگیا که اسلام نے عرب کی فطرت اصلیه بالکل بدل دی ہے : هوالذی بعث فی الامیین رسولاً منهم یتلو علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمه و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین !

آنحضرت نے فتح مکه کي تیاریاں شروع کیں تو حسن اتفاق سے پہلے هي منزل پر بطور فال رحمت کے رفق و ملاطفت کے اظہار کا موقع پیش آگیا - حاطب ایک بدري صحابي تھے جنہوں نے خفیه طور پر قریش کو ایک خط لکھا تھا اور اسلامي تیاریوں کي خبر دیدي تھي - اونکا خط راستے هي میں پکڑ لیا گیا اور آنحضرت نے اون سے پوچھا که کیا معامله ہے ؟ اونہوں نے کہا :

" ابھی مجھے سزا دینے میں جلدي نه کیجیے ' اصلي واقعه سن لیجیے - میں قبیله قریش سے کولي خانداني تعلق نہیں رکھتا - صرف انکا حلیف هوں ' لیکن بہت سے مہاجرین اونکے ساتھه خانداني تعلقات بھي رکھتے هیں جنکي وجه سے اپنے بال بچوں کي حفاظت کر سکتے هیں - میں نے چاها که قریش پر ایک احسان کردوں جسکے صلے میں شاید میں بھي اسی قسم کي محافظت کا مستحق هو جاؤں - میرا قصور صرف اتنا هي ہے - ورنه میں مرتد نہیں هوا هوں "

حضرت عمر رضی الله عنه اس پر اسقدر برهم هوے که آنحضرت سے اونکي گردن اوڑا دینے کي اجازت چاهی ' لیکن آنحضرت نے شرکت بدر کی فضیلت کي بنا پر اونہیں بالکل معاف کردیا ! ( ۱ )

اس اولین واقعه هي سے اندازہ کیا جا سکتا ہے که اسلام کا سلوک ان لوگوں کے ساتھه کیسا تھا جنکي وجه سے اسکے مقاصد کو سخت سے سخت نقصانات پہنچ سکتے تھے یا پہنچ چکے تھے ؟ حاطب بن بلتعه نے یقیناً بغیر کسي مخالفانه قصد کے یه کارروائي کي هوگي ' لیکن نیت کی صفائی اس نقصان عظیم کی کیا تلافي کرسکتي تھی جو اس خط کے پہنچنے سے اسلامی فوج پر وارد هوسکتا تھا ؟ جنگ کی حالت میں آج بڑي سے بڑي متمدن قوم بھی جو کچھه کررهی ہے وہ همارے سامنے ہے - فوجی رازوں کا افشاء کرنا اور جنگ کی حالت میں دشمن سے خط و کتابت کرنا ایک ایسا جرم ہے جسکی سزا موت کے سوا اور کچھه نہیں ہے - با ایں همه وجود مقدس حضرة رحمة للعالمین جو رحمت و رافت لیکر دنیا میں ظاهر هوا تھا ' اسکے آگے انساني معاصي و جرائم کے بڑے بڑے سمندر بھی چند قطرہ هاے آب سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے تھے - اسکے نظائر اگر تم سننا چاهو تو ساري عمر اسی تذکرہ میں بسر هوسکتی ہے ' اور حاطب بن بلتعه کي معافي اس بحر رحمت کا ایک ذرہ کرم ہے :

دفتر تمام گشت و به پایاں رسید عمر
ما همچناں در اول وصف تو مانده ایم

چنانچه سورہ ممتحنه کا شان نزول یہی واقعه ہے - حاطب بن بلتعه کا قصور معاف کر دیا گیا لیکن ساتھه هي آئنده کیلیے حکم الهی نازل هوا که جنگ کي حالت میں جو مسلمان دشمنوں سے تعلق رکھیگا ' وہ الله کے نزدیک اُنھي میں سے سمجھا جائیگا :

| | |
|---|---|
| یا ایها الذین آمنوا ! لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیهم بالمودة و قد کفروا بما جاءکم من الحق ( ۶۰ : ۱ ) | مسلمانو ! الله کے اور مسلمانوں کے دشمنوں کو اپنا ایسا دوست نه بناؤ که انکے ساتھه محبت و اعانت کے ساتھه پیش آنے لگو - حالانکه جو سچائی الله نے تمہاري طرف بھیجی ہے وہ اس سے انکار کرچکے هیں اور اسکے دشمن هیں - |

اور اسکے بعد مسلمانوں کو دین حنیفی کے اولین داعي حضرة ابراهیم خلیل علی نبینا و علیه الصلواة والسلام اور انکے متبعین کے اسوۂ حسنه کي پیروي کي تلقین کي ہے :

| | |
|---|---|
| قد کانت لکم اسوة حسنة في ابراهیم والذین معه ' اذ قال لقومهم انا برآؤا منکم و مما تعبدون من دون الله ' کفرنا بکم و بدا بیننا و بینکم العداوة و البغضاء ابدا حتی تومنوا بالله وحده ( ۶۰ : ۴ ) | " مسلمانو ! حضرة ابراهیم اور انکے ساتھیوں کي زندگي میں تمہارے لیے خدا پرستی اور حق دوستی کا بہترین نمونه موجود ہے جبکه انہوں نے اپني قوم سے کہدیا که اب همیں تم سے اور تمہارے ان معبودان باطل سے جنھیں تم پوجتے هو ' کولي سروکار نہیں - هم تمہارے کاموں سے بالکل انکار کرتے هیں - ابتو هم میں اور تم میں همیشه کیلیے دشمني اور عداوت هوگئی - تا آنکه تم خداے واحد پر ایمان لاؤ اور حق کے آگے سر جھکادو ! " |

[ ۱ ] ابو داؤد جلد ۲ ص ۷۶ کتاب الخراج والا مارة
( ۲ ) ابو داؤد جلد ۲ ص ۱۲۸

( ۱ ) بخاري جزو ۵ ص ۱۳۵

# فاتح افواج کا داخلہ

## ممالک مفتوحہ میں

بہ تقریب ورود افواج المانیہ در لووین و بروسلز و انٹورپ

( ۲ )

۱۳ - اکتوبر کی اشاعت میں اس مضمون کا پہلا ٹکڑہ شائع ہوچکا ہے -

اس حصے میں ہم نے صرف اسلام کے فوجی احکام و وصایا اور عہد نبوت کی ابتدائی فتوحات کے چند مناظر دکھلاے تھے - آج ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ مسلمان فوجوں کا مفتوحہ ممالک میں داخلہ عموماً کن نتائج و عواقب کے ساتھہ نظر آیا ہے -

تمہارے سامنے تمدن قدیم اور تمدن جدید' دونوں کے مناظر موجود ہیں - روم و ایران سے بڑھکر تمدن قدیم کا اور کونسا عہد ہوگا ؟ لیکن شام و ایران اور کارتھیج میں تم دیکھہ چکے ہو کہ روم کا تمدن کس ساز و سامان کے ساتھہ داخل ہوا ؟ سکندر نے ایران کا چپہ چپہ جلادیا ' ایرانیوں نے بابل میں داخل ہوکر خون کے سیلاب ' لاشوں کے ڈھیر' اور منہدم عمارتوں کے کھنڈر اپنی یادگار چھوڑے' اور ٹیٹس کی فاتح فوج جب یروشلم میں داخل ہوئی تو وہ انسانوں کا داخلہ نہ تھا بلکہ جنگل کے درندوں اور اژدھوں کا غول تھا جس نے صرف چیرا اور پھاڑا' اور زندگی اور آبادی کے لیے ایک گوشہ بھی باقی نہ چھوڑا - فجاسوا خلال الدیار' و کان وعداً مفعولا

یہ تمدن قدیم کے سب سے زیادہ ممتاز فرزند تھے' لیکن آج یورپ کے جدید تمدن کا بھی سب سے بڑا گھرانا ہمارے سامنے ہے - ہم نہیں کہہ سکتے کہ اصلیت کیا ہے ؟ مگر خود یورپ ہمیں یقین دلانا چاہتا ہے کہ بلجیم کے فاتح جب اسکی آبادیوں میں سے گذرے تو لووین کا دار العلم تباہ ہوگیا' ریم کے معبد مقدس کی دیواریں گرادی گئیں' برسلز اور انٹورپ کی آبادی خوف و دھشت سے تھرا گئی' اور وحشت و بربریت کا جو افسانہ ایران کے کھنڈر' بیت المقدس کی دیواریں' کارتھیج کے تودے' اور بابل کی برباد شدہ رونق سناتی تھی' وہ آج کئی ہزار برس کے بعد بعینہ اسی طرح بلجیم کے اندر سنی جا سکتی ہے !

چنانچہ جنگ کی یہی وہ حقیقت قدیمہ و معکمہ ہے جسکی طرف قرآن حکیم نے ملکۂ سبا کی زبانی اشارہ فرمایا :

| | |
|---|---|
| ان الملوک اذا دخلوا قریة ' جعلوا اعزة اهلها اذلة و کذالک یفعلون | بادشاہوں کا قاعدہ ہے کہ جب وہ کسی آبادی میں فاتحانہ داخل ہوتے ہیں تو وہاں کے اہل عزت کو ذلیل و خوار کر دیتے ہیں ! |

لیکن جبکہ تم تمام قدیم اقوام کا مفتوحہ ممالک میں داخلہ دیکھہ چکے ہو ' اور جبکہ بیسویں صدی کے عصر تمدن و سلام کی سب سے بڑی قوم کی نسبت بھی جو کچھہ تمہیں سنا یا گیا ہے وہ تمہارے سامنے ہے ' تو آو دیکھیں ' اس قوم کا کیا حال ہے جس سے گو آج دنیا کے مفتوحہ و محکومہ ممالک آباد ہیں لیکن کبھی دنیا کے بحر و بر کے بڑے بڑے حصوں پر سے اسکے فاتحانہ سیلاب گذرا کرتے تھے !

اس سلسلے میں گذشتہ صحبت کے بیانات تمہارے ذہن میں محفوظ ہیں - تم وہ تمام احکام و وصایا سن چکے ہو جو آنحضرة صلی علیه وسلم نے ہمیشہ مجاہدین و غزاة اسلام کو دیے' تم نے عہد نبوت کی فاتح افواج و مجاہدین کی اخلاقی حالت بھی دیکھہ لی ہے کہ کس طرح ان میں کا ہر فرد عین جنگ کی حالت میں بھی ان احکام کی تعمیل کرتا تھا ' اور ایک ایک مجاہد اخلاق کی وہ عملی طاقت اپنے اندر رکھتا تھا جسکے لیے تیرہ سو برس کی مدنی ترقی کے بعد بھی آج سرزمین تمدن تشنۂ و بیقرار ہے ؟ لیکن درحقیقت تلاش و تفحص کے لیے صرف اتنا ہی کافی نہیں ہے - اسلام نے جنگ اور خونریزی کی حقیقة محزنہ کے اندر جو عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا ' اسکے نتائج کا ذخیرہ اسقدر کم مایہ نہیں ہے کہ چند گھنٹوں کی صحبت کے بعد ختم ہو جاے - اس کا وجود عالم کے لیے رحمت تھا : و ما ارسلنا ک الا رحمة للعالمین ! اس لیے یہ ابر رحمت انسانی اعمال کے ہر گوشے پر برسا اور جنگ کی زمین شور بھی اسکی آبیاری سے امن و سلامتی کے باغوں کی طرح سر سبز و شاداب ہوگئی - پس ضرور ہے کہ ہماری فکر تفتیش ایک دو قدم آگے بڑھے ' اور اولاً عہد نبوة و عہد صحابہ کے مشہور و مسلمہ واقعات و فتوحات کے اندر نتائج مطلوبہ تلاش کریں -

### ( خیبر میں مجاہدین اسلام کا داخلہ )

آنحضرت صلی الله علیه وسلم مدینہ سے روانہ ہوکر جب خیبر کے قریب مقام جہاء میں پہونچے تو نماز عصر کا وقت آگیا اور آپ نے نماز پڑھی - وہیں زاد راہ بھی کھولا گیا ' کھانے پینے میں مغرب کا وقت ہوگیا ' نماز مغرب سے فارغ ہوکر آپ راتوں رات خیبر کی طرف روانہ ہوگئے اور کچھہ رات رہے خیبر کے متصل پہونچ گئے - آپ کا عام معمول یہ تھا کہ رات کو کبھی حملہ کی اجازت نہیں دیتے تھے کیونکہ یہ نہایت بزدلی کی بات تھی' اور بے خبری کے عالم میں دشمن کو قتل کردینا اخلاق کی انتہائی موت ہے - چنانچہ آپ نے صبح کا انتظار کیا اور نماز کے بعد جنگ شروع ہوئی - خیبر ایک نہایت آباد اور شاداب مقام تھا - صحیحین کی روایت کے بموجب اگرچہ وہاں چاندی سونا زیادہ نہ تھا لیکن اسباب و سامان زراعت اور عمدہ عمدہ مویشی اور اونٹ بہت تھے - عام مجاہدین اسلام کو آنحضرة کا شدت احتساب عسکری معلوم تھا ' اسلیے غارتگری کی جرات نہیں ہوتی تھی - عبد الله بن مغفل نے ایک توشہ دان اٹھایا مگر آپکی نظر پڑگئی تو فوراً پھینک کر الگ ہو گئے - با ایں ہمہ آخر میں ایسا ہوا کہ بعض لوگ بے قابو ہوگئے اور مال و اسباب پر قبضہ کرنا شروع کر دیا -

خیبر کے مفتوحین نے یہ حالت دیکھی تو انکا ایک سردار جو نہایت مغرور اور سرکش تھا' دوڑتا ہوا آیا ' اور ایک سخت گستاخانہ لب و لہجے میں آنحضرة صلی الله علیه وسلم کو مخاطب کر کے پکارا :

| | |
|---|---|
| یا محمد ! الم ان تذبحوا حمرنا و تا کلوا ثمرنا و تضربوا نساءنا ؟ ( ابو داؤد جلد - ۲ - ص - ۷۶ ) | کیا تمہیں یہ سزاوار ہے کہ ہمارے گدھوں کو ذبح کرڈالو ' ہمارے پھلوں کو کھاجاؤ ' اور ہماری عورتوں کو مارو پیٹو ؟ |

اگر کوئی دنیوی بادشاہ ہوتا تو اس گستاخی کا جواب زبان تیغ سے دیتا - لیکن جب آپ کو یہ حال معلوم ہوا تو آپ سخت برہم ہوے ' اور ابن عوف سے فرمایا کہ گھوڑے پر سوار ہوکر منادی

عن وهب - قال سالت جابرا هل غنموا يوم الفتح شيا ؟ قال لا ( ۱ )

وهب کہتے هیں که میں نے جابر سے پوچھا که کیا صحابه نے فتح مکه کے دن کوئي چیز بطور مال غنیمت لوٹي تھي ؟ اونھوں نے کہا " نہیں "

البته آنحضرت نے خود اپنے دست مبارک سے عرب کي تمام یادگار هاے ضلالت کو برباد کردیا :

دخل النبي صلى الله عليه وسلم مكة يوم الفتح و حول البيت ستون و ثلثمائة نصب - فجعل يطعنها بعود في يده و يقول جاء الحق و زهق الباطل - ( ۲ )

آنحضرت جب فتح مکه کے دن مکه میں داخل هوے تو اوسوقت خانه کعبه میں ۳۶۰ بت نصب تھے ' آپ ایک لکڑي یعني کمان سے اونکو ٹھکراتے جاتے اور یه آیت پڑھتے جاتے که حق آیا اور باطل کو شکست هوئي !

لما قدم مكة ابى ان يدخل البيت وفيه الالهة فامر بها فاخرجت فاخرج صورة ابراهيم و اسمعيل وفي ايديهما الازلام - فقال قاتلهم الله لقد علموا ما استقسما بها قط - ثم دخل البيت فكبر في نواحي البيت ( ۳ )

جب آپ مکه میں آے تو خانه کعبه میں اوسوقت تک داخل هونا گوارا نہیں کیا جب تک که اوس میں بت موجود تھے - آپ کے حکم سے وہ نکالے گئے تو ان میں حضرت ابراهیم و حضرت اسمعیل علیهما السلام کے مجسمے بھي تھے اور اونکے هاتھوں میں جوے کے تیر تھماے گئے تھے ' آپ نے اونکو دیکھکر کہا : خدا کفار کو هلاک کرے - وہ خوب جانتے تھے که ان دونوں پیغمبروں نے کبھي جوا نہیں کھیلا - پھر آپ خانه کعبه میں داخل هوے اور اوسکے تمام گوشوں میں تکبیر کا نعرہ بلند فرمایا !

۱ ابو داود جلد ۲ - ص - ۲۳ - کتا الجهاد
۲ ابو داود جلد ۲ - ص - ۷۲ - کتاب الجهاد
۳ بخاري جزو ۵ - ص ۱۴۸ -

## درخواست اعانت

میں ایک غریب و مسکین طالب العلم علاقهٔ سوات بنیر کا باشندہ ' اور عشق علم و دین میں یہاں آیا هوا هوں - بمشکل اخراجات تعلیم کا انتظام کر سکا هوں اور جو کچھه حالت آجکل طلباے علوم عربیه کي هے وہ محتاج تشریح نہیں - ایسي حالت میں کیا کوئي صاحب دل بزرگ قارئین عظام الهلال میں سے میرے حال زار پر توجه فرمائینگے اور الهلال جاري کرا دینگے ؟

بر کریماں کارها دشوار نیست !

میں نے ادارۂ الهلال سے خط و کتابت کی - معلوم هوا که دفتر الهلال کي جانب سے علما و طلبا و ائمهٔ مساجد وغیرہ کے نام صدها پرچے مفت جاري هیں اور اب مزید اجراء کي دفتر طاقت نہیں رکھتا - مجبور هوکر ننگ سوال کو گوارہ کرتا هوں - ( انکا نام اور پته ادارۂ الهلال میں محفوظ هے )

# تاریخ و عبر

## اهل عرب کي ترقي کا راز

### عهد نبوت اور عهد صحابه میں عرب کے قواے علمیه کا ظهور اور اوسکے فلسفیانه علل و اسباب

( تمهید )

جرمني کی ترقي کا متحرک افق آپ کے سامنے هے - وہ نہایت سریع السیر حرکت کے ساتھه آگے بڑھتا چلا جاتا هے اور آپ کا تار نگاہ اوسکی سرعت رفتار کے ساتھه مربوط هوگیا هے - ترقي کی رو جسقدر اوسکو آگے بڑھاتي هے' اسی قدر آپ کا تار نظر بھی تنتا هوا چلا جاتا هے -

لیکن آپ کی جولاني نگاہ کیلیے ایک اس سے زیادہ وسیع اور غیر محدود فضاء بھی مل سکتي هے جس میں روحانیت کی جلوہ افروزیوں نے گونا گوں خوارق اور بوقلموں عجائب کا ایک عجیب و غریب منظر قائم کردیا هے - اس میں آپ صرف عرب هي کی کامیابی کا پرتو نہیں دیکھیں گے بلکه آپ کي عجیب و غریب جرمني بھی اسیکی ایک شعاع منعکس هے - آپ جرمني کي اختراع و ایجاد کے آگے محو حیرت هوے جاتے هیں' لیکن اوس عظیم الشان طاقت کو نہیں دیکھتے' جس نے عرب کو پیدا کیا' عجم کو زندہ کیا' اندلس کو مرغزار بنایا' بغداد میں علم و حکمت کا دریا بہایا' اور اس آخري دور میں جب آپ نے اوس سے منهه پھیر لیا تو اوس نے جرمني کے حدود میں اپنے فیض عام کی نمایش کي ؟

جرمني کو صرف مادہ هي نے جرمني نہیں بنایا هے - اخلاقي اور قدرتي قوانین کي روح بھي اوسکے اندر خاموش عمل کررهي هے - عرب کو بے شبهه ایک روحاني طاقت نے عرب بنایا' لیکن عرب هی کا مادہ اس غیر معمولي روح کا متحمل بھی هوسکتا تھا' اسلیے عمارت اگرچه روحاني هے' لیکن سطح بهر حال مادي هے -

آپ عرب کے سلسلۂ ترقي سے اسلام یا پیغمبر اسلام کے روحاني اثر کو سر دست بالکل الگ کردیجیے - صرف عرب کے قدرتي مناظر کو پیش نظر رکھیے - پہلے آپ صحراے عرب کے وسیع اور چمکنے والے ریگستانوں پر نظر ڈالیے - اگر اسکا قدرتي اثر انسان کے اخلاق و عادات پر پڑ سکتا هے تو سب سے پہلے نور ایمان کے ان ذروں کو ڈھونڈھیے جو اس چمکنے والے بالو کے اندر اپنا پرتو دکھا رهے تھے - عرب کا نه قیمتي خزانه اونکے اندر محفوظ رہ سکتا تھا یا نہیں ؟ آپ ایک قدم اور آگے بڑھکر عرب کے نقش قدم کي اوس حرکت کو دیکھیے جو چند هی دنوں میں تمام دنیا کو محیط هوگئي - قدرتي طور پر اس متحرک سطح پر پھیل سکنے کی تھي یا نہیں ؟ اب آپ نگاہ کو کسي قدر اور بلند کیجیے' اور عرب کے اوس کوهستاني سلسله پر نظر ڈالیے جسکي عظمت و بلندي کے مغرور غرور میں عرب کا ایک مغرور شاعر پکار اوٹھا تھا :

لنا جبل يحتله من نجيره
منيف يرد الطرف و هو كليل

هم اوس بلند پهاڑ پر رهتے هیں جسکی بلندی سے نگاہ تھک تھک کے گر پڑتي هے' اور اوسپر وهي شخص قیام گزیں هوسکتا هے جسکو هم پناہ اور اجازت دیتے هیں -

آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے فتح مکه کیلیے رمضان المبارک کا زمانه منتخب کیا جو اظہار تقوی وخشیت الهي کا بہترین مظہر هو سکتا تها - تمام عرب ایمان لانے کیلیے صرف فتح مکه کا انتظار کر رها تها ' اسلیے آپ نے نہایت اهتمام کے ساتهه تیاري کی - دس هزار فوج کا اجتماع هوا اور مدینه سے بهوک اور پیاس کے عالم میں اوس نے مکه کا رخ کیا - جب تمام فوج به مقام عفان پهونچي تو آنحضرت نے روزه توڑنے کا حکم دیا -

قریش مکه کو خبر هوئي تو ابو سفیان بن حرب' حکیم بن حزام' اور بدیل بن ورقاء حالات دریافت کرنے کے لیے آگے بڑھے - جب مقام مر الظهران میں پهونچے تو انکو بهڑکتي هوئي آگ کے شعلے نظر آئے - ابو سفیان نے کہا : " یه تو عرفه کی آگ معلوم هوتی هے " بدیل بن ورقاء نے جواب دیا که " یه آگ قبیله بنو عمرو نے متفرق مقامات پر جلائی هوگي " لیکن ابو سفیان نے نه مانا اور اسي حیض بیض میں تھے که مسلمانوں کي ایک جماعت آ پہنچي اور ان تمام سرداران قریش کو گرفتار کرکے آنحضرة صلی الله علیه وسلم کے سامنے لے گئی - اس طرح یکایک وعدۂ فتح الهي پورا هوگیا !

آنحضرت مکه کي طرف بڑھے تو اپنے چچا عباس سے فرمایا که ابو سفیان کو اسلامي لشکر کے جاه و جلال کا منظر دکهاو ! فوج روانه هوئي تو هر قبیله کا دسته الگ الگ آنحضرت کے ساتهه چلتا تها - ابو سفیان کے سامنے سے ایک دسته گذرا تو اس نے حضرت عباس سے پوچها : یه کون سا قبیله هے ؟ اونهوں نے غفار کا نام لیا تو ابو سفیان نے کہا " مجهے ان سے کچهه مطلب نہیں " اسي طرح جهینه سعد بن هذیم اور سلیم وغیره کے قبائل سامنے سے گذرے لیکن وه بالکل مرعوب نه هوا - اس کے بعد ایک عظیم الشان فوج سامنے آئي جسمیں بالکل نئے لوگ اور نئے انداز سے چلنے والے مجاهدین تھے - ابو سفیان پر پہلي مرتبه تعجب اور دهشت طاري هوئی اور حضرة عباس سے پوچها که یه لوگ کہاںکے هیں اور کس قبیله سے آئے هیں ؟ حضرت عباس نے جواب دیا : " یه مدینه کے انصار هیں " فسوف یاتي الله بقوم یحبهم و یحبونهم !!

سعد بن عباده نے ابو سفیان کي مرعوبیت دیکهه کر طنزا کہا " آج هي لڑائي کا اصلي دن هے ' اور آج هي خانه کعبه لوٹا جائیگا "

اس کے بعد ایک چهوٹا سا دسته گذرا جس میں خود آنحضرت صلی الله علیه وسلم تھے - آپ کا جهنڈا زبیر بن عوام کے هاتهه میں تها - جب آنحضرت ابو سفیان کے پاس آے تو اسنے سعد بن عباده کے دل شکن فقرے آپکو سنائے - آپنے فرمایا :

" سعد نے بالکل غلط کہا ' آج تو خانه کعبه کی چهني هوئي عزت از سر نو واپس دلائي جائیگي - آج اسپر غلاف چڑهایا جائیگا - آجکا دن لوٹنے کا نہیں بلکه لٹے هوے کو امن دلانے کا دن هے !! "

یه کہکر آپ سوره فتح پڑھتے هوے آگے بڑھے اور مقام حجون میں جهنڈا نصب کرنے کا حکم دیا ( ۱ ) اور چاروں طرف سے مکه کا محاصره کر لیا گیا - خالد بن ولید نے دهني طرف سے اور زبیر بن عوام نے بائیں طرف سے حمله کیا - حضرت ابو عبیده پیاده فوج کو لیکر الگ حمله آور هوے تھے -

اب مکه هر طرف سے گهرا هوا تها اور مجاهدین اسلام کے سامنے جو شخص آتا تها فوراً ته تیغ کردیا جاتا تها - خود اسلامي فوج بالکل محفوظ تهي - صرف خالد کي فوج کے دو شخص شهید هوے ( ۲ ) لیکن قریش کے پر غرور سروں کا ایک توده بن گیا تها - یہاں تک که ابو سفیان چیخ اوٹها :

[ ۱ ] بخاري جز و ۵ ص ۱۳۶

[ ۲ ] بخاري جزو ۵ - ص - ۱۳۷ -

ابیحت خضراء قریش لا قریش بعد الیوم !

قریش کا سر سبز باغ بالکل اجاڑ دیا گیا - آج قریش کا خاتمه هے !

اس پر حسرت اور مایوسانه فقرے پر جو اسلام کے سب سے بڑے مغرور دشمن کی نامراد زبان سے نکلا تها ' رحمت کونین کے دریاے کرم نے جوش مارا اور آپنے امان عام کا حکم دیدیا :

من دخل دار ابي سفیان فهو امن ومن القی السلاح فهو امن ومن اغلق بابه فهو امن !

جو شخص ابو سفیان کے گهر میں چهپ جاے اسکے لیے امان هے ' جو شخص هتیار ڈالدے اوسکے لیے امان هے ' جو شخص اپنا دروازه بند کرلے اسکے لیے بهی امان هے -

اس فیاضانه حکم سے انصار کے دل میں بدگمانی پیدا هوئي - اونهوں نے کہنا شروع کیا که " آخر آپ کو اپنے قبیله پر رحم آ هی گیا " آپ کو اسکی خبر هوئي تو سب کو بلاکر فرمایا :

" میں خدا کا ایک بنده اور اوسکا رسول هوں - میں نے خدا کے بعد تمهاري طرف هجرت کي هے - میري موت تمهاري موت اور میري زندگی تمهاري زندگی هے ' تم نے جو بدگمانی کی وه سچ هے ' لیکن تم معذور بهی تھے "

یه صحیح مسلم کی روایت هے ( ۱ ) لیکن ابو داؤد میں هے که جب آنحضرت مقام ظهران میں پهونچے تو اسلامی لشکر کے جوش و خروش کو دیکهکر حضرت عباس کے دل میں خیال پیدا هوا - اگر قریش نے آپ سے امان طلب نه کی تو سب کے سب هلاک هو جائینگے - اس خیال سے وه خچر پر سوار هوکر آگے بڑھے ' که اگر کوئي شخص مل جاے تو اهل مکه کو امان طلبي پر آماده کریں - راسته میں ابو سفیان اور بدیل بن ورقاء مل گئے - حضرة عباس انهیں اپنے ساتهه لے آئے - دوسرے دن آنحضرت کی خدمت میں حاضر هوکر ابو سفیان کو پیش کیا جو فوراً اسلام لے آیا اور حضرت عباس نے اس موقعه سے فائده اوٹهاکر آپ کی خدمت میں عرض کیا که ابو سفیان اس موقع پر یه فخر حاصل کرنا چاهتا هے که اسکے گهر کو دار الامن بنادیا جاے - آنحضرت نے اس درخواست کو منظور فرما لیا ' بلکه امن عام کا حکم دیدیا :

من دخل دار ابي سفیان فهو آمن ' ومن اغلق علیه داره فهو آمن ' ومن دخل المسجد فهو آمن

جو شخص ابو سفیان کے گهر میں پناه لے اوسکے لیے امن هے ' جو شخص اپنا دروازه بند کرلے اوسکے لیے امن هے ' اور جو شخص مسجد میں پناه لے اوسکے لیے بهي امن هے !

چنانچه اس امن سے اهل مکه نے پورا فائده اوٹهایا :

فتفرق الناس الی دورهم والی المسجد ( ۲ )

جب رن پڑا تو لوگ پناه لینے کیلیے مسجد میں اور اپنے اپنے گهروں میں گهس گئے -

تمام سرداران قریش نے خانه کعبه کے دامن میں پناه لي تهي - ( ۳ )

حضرت ام هاني نے ایک مشرک کو پناه دي اور آنحضرت سے اسکا تذکره کیا - آپنے فرمایا که دسي ایک شخص کي تخصیص نہیں ' تمنے جس کسي کو بهی پناه دي هے وه همارے امان میں داخل هوگیا - غرض آپ کے عفو و کرم نے تمام مکه کو اپنے دامن میں چهپا لیا اور عین حالت جنگ میں بهی کسی نے کسي کے مال و اسباب کو هاتهه تک نہیں لگایا - ابوداؤد میں هے :

[ ۱ ] مسلم جلد ۲ - ص - ۸۶ - کتاب الجهاد

[ ۲ ] ابو داؤد جلد - ۲ - ص - ۷۱ - کتاب الجهاد -

[ ۳ ] ابو داود جلد - ۲ ص - ۷۲ - کتاب الجهاد

## پريس بيورو لندن

(يعني وه سرکاري محکمه جو زمانۂ جنگ ميں خبروں کے احتساب اور اعلان کيليے قائم کيا گيا ہے)

(قلم احتساب و اطلاع)

مقتبس از ٹي - پي ويکلي

" وسٹمنيسٹر" کو جاتے ہوے " چيرنگ کراس " کے داهني جانب تين کهڑکياں ملتي هيں جنکي وضع اپنے لسان حال سے کهتي ہے که يه کسي دکان کي کهڑکياں هيں - ان ميں سے پهلي دونوں کهڑکيوں کے وسط ميں ايک دروازه ہے جو آجکل شب و روز کهلا رهتا ہے -

لندن ميں ايک راهگير کے ليے يه هئيت کذائي اپنے اندر جلب نظر اور عطف توجه کي کوئي خاص قوت نهيں رکهتي - کيونکه وه کتنے هي نمونے اس سے زياده خوشنما ' زياده پر شوکت ' اور زياده صنعتکار ديکهتا رهتا ہے - يهي وجه ہے که جب وه عام طور پر ادهر سے گذرتا ہے تو بغير کسي خاص توجه کے اپنے خيالات ميں مستغرق چلا جاتا ہے :

چون سيه چشم که بر سرمه فروشاں گذرد !

ليکن اب اس " خون اور لوہے " کے عهد نے اس عمارت پر کچهه ايسا جادو کرديا ہے که ايک جامد اور سرد جذبات شخص بهي جب اس طرف سے نکلتا ہے تو شاعرانه جذبات کے عالم ميں ايک نظر اس پر ضرور ڈال ليتا ہے - يه طلسم سحر کسي حروف کش کے مو قلم کي چند کششيں هيں جو انگريزي رسم الخط کے قاعده سے " ايڈ ميرلٹي ايند وار آفس نيوز بيوريو " ( قلم اطلاعات نظارت بحريه ) پڑهي جاتي هيں !

يوں تو هر سرکاري دفتر کے دروازه پر " نو ايڈ ميشن " ( اندر آنے کي اجازت نهيں ) کي تختي لگي رهتي ہے جو غير متعلق آنے والوں کو روکتي ہے ليکن يه پيکر ممانعت جو اس دروازه پر متعين هوتا ہے ' اسکي ممانعت کي قلمرو ضرورت اور عدم ضرورت دونوں پر مشتمل ہے ' اور ان چند مخصوص اشخاص کے علاوه جو اسٹاف کے ممبر هيں اور کسي شخص کو اندر قدم رکهنے نهيں ديتي !

يه اپنے اداے فرض ميں نهايت متشدد ' بيدار ' اور همه وقت مستعد هوتا ہے - اس کا دل نه کبهي بڑے سے بڑے شخص کے جاه و جلال سے مرعوب هوتا ہے ' نه کسي ضعيفه کے اضطرار و اضطراب پر پسيجتا ہے ' اور نه هي کسي جميل و دلربا ليڈي کي شيريں آوازي سے مسحور هوتا ہے - گويا اسکے پهلو ميں دل کے بدلے ايک پتهر ہے جس پر يه سب کيفيتيں گزر جاتي هيں مگر کوئي اثر نهيں کرتيں ' هر اندر آنے کي اجازت لينے والے کے ليے اسکے پاس صرف ايک هي جواب هوتا ہے - يعني " نهيں " !

قديم افسانوں کے طلسمخانے کي طرح اس ممنوع الدخول مقام ميں ايک جماعت کام کرتي رهتي ہے جسکے قلم هروقت ترميم و تنسيخ اور حذف و اضافه ميں مصروف رهتے هيں - اسي جماعت کو " پريس بيوريو " کهتے هيں ' اور اسي کے افسر اعلى مسٹر ايف اي اسمتهه هيں جنهوں نے حال ميں واقعه ٹالمز کے متعلق مسٹر ايسکوئتهه کي زبان ميں " افسوسناک استثناء " کي ذمه داري اپنے اوپر لي تهي -

اس صيغه کا افتتاح جسوقت هوا ہے اسوقت اسکے پاس اتنا سامان بهي نه تها جسقدر که لندن ميں ايک دفتر کے سنجيده طور پر کام کرنے کے ليے کافي هوسکتا ہے - صرف دو کمرے ديے گئے تهے - وه بهي وه جو ايک زمانه ميں کسي دکان کے کام آتے تهے ! مگر اب بالا خانه کا ايک کمره اور بهي ديديا گيا ہے - بالا خانه کے کمره ميں ۲۰ ٹيليفون کے بکس رکهے هوے هيں - اکثر بکس کسي نه کسي اخبار يا خبر رساں ايجنسي کے ساتهه مخصوص هيں - صرف نصف درجن بکس مشترک هيں - نيچے کے دونوں کمرے " ويٹنگ روم " کهلاتے هيں - اور سچ يه ہے که آجکل يه دونوں کمرے پورے معني ميں " ويٹنگ روم " هيں !

ان دونوں کمروں ميں گول ميزيں بچهي هوئي هيں جنکے گرد ۳۰ صحافي ( جرنلسٹ ) بيٹهے رهتے هيں ' اور خبروں کے انتظار کي تعب انگيز و ملول کن گهڑياں تمباکو نوشي کے دهويں کے بقعے اڑانے ميں بسر کرديا کرتے هيں -

يه دونوں کمرے هر وقت ان صحافيوں سے بهرے رهتے هيں جو وفور شوق ' جوش اضطراب ' اور قصد مسابقت کے باهم آميز جذبات کے ساتهه خبروں کي آمد کا انتظار کرتے رهتے هيں - اس انتظار کي کيفيت کا صحيح اندازه کچهه وهي لوگ کرسکتے هيں جو کبهي اس سے دوچار هوے هيں !

اس انتظار کي يه وجه نهيں که خبريں نهيں آتيں ' بلکه سچ يه ہے که جس قدر يه صحافي بيکاري سے اکتا کے کام اور مشغله کے مضطربانه طالب رهتے هيں ' اسيقدر تيسرے کمرے کے ٹيليفون والے هجوم کار سے هروقت مشغول و منهمک بهي رهتے هيں - ليکن اس پر اسرار کمره ميں جسقدر تار آتے هيں ' ان ميں سے بهت هي تهوڑے هيں جو اشاعت کيليے پريس ميں بهيجے جاتے هيں ' اور گو اب کسيقدر خبروں کي تعداد ميں اضافه کيا گيا ہے ' مگر اس اضافه ميں بهي وهي اصلی نسبت محفوظ ہے - اسليے يه اضافه ناقابل اعتناء اور بالکل غير محسوس ہے -

صحافيوں کا کام صرف يهي نهيں ہے که وه يهاں سے اپنے دفتر ميں خبريں لبجايا کريں ' بلکه وه اپنے دفتر سے يهاں خبريں لاتے بهي هيں - مثلاً ڈيلي کرانيکل کو اپنے مراسله نگار خصوصي کا تار يا مراسله ملا ' اسکا ايک سب اڈيٹر مراسله ليے هوے فوراً يهاں آئيگا اور اطلاع ديگا که همارے يهاں يه تار يا يه مراسله آيا ہے - کيا هم اسے شائع کرسکتے هيں ؟ اسکے بعد تار يا مراسله احتساب و نقد کے ليے اس طلسم کے اندر مفقود هو جائيگا -

رسا اصله تحت الثرى ' و سمايه

الى النجم فرع لا ينـال طويل

اوسکی بنیاد زمین کے طبقہ آخریں میں قائم ہے اور اوسکی لمبی اور نا ممکن الحصول چوٹی ثریا تک پہونچگئی ہے -

ایسی پہاڑیوں کی قطاریں بلند نظری ' عزم و استقلال ' متانت و پختگی اخلاق ' استواری قول و قرار پیدا کرسکتی تھیں یا نہیں ؟

اب آپ اپنی نظر کو اور اونچا کیجیے اور عرب کی اوس فضاے جولیہ کا مطالعہ کیجیے جسکی ہواے گرم کا کرہ ہمیشہ ایک آتشکدہ تیار رکھتا تھا - وہ رگوں میں گرم خون ' اور خون میں سپاہیانہ گرم رفتاری پیدا کرسکتا تھا یا نہیں ؟ اب آپ عرب کی ترقی کے فلسفیانہ علل و اسباب کی تلاش میں اس فضاے بسیط سے اور آگے بڑھیے ' اور ایک نئے آسمان کو دیکھیے جسکو ابر کی چادر کبھی نصیب نہ ہوئی ' جسکا آفتاب ہمیشہ بے نقاب رہا ' جسکا ماہتاب کبھی بھی شب ہالہ کی آغوش میں آرام کی نیند نہیں سویا ' آپ ان بے پردہ مناظر کو دیکھیے اور فیصلہ کیجیے کہ وہ قلب صافی ' نہ ' روشن ' اور دماغ مستنیر پیدا کرسکتے تھے یا نہیں ؟

عرب کے کوہ و بیابان ' آفتاب و ماہتاب ' ریگ و سراب کا قدرتی اثر صرف زمانہ جاہلیت ہی کے واقعات سے ظاہر ہو سکتا ہے - خوش قسمتی سے عرب کے قدیم لٹریچر کی زبان خاموش نہیں ہے - وہ ان اخلاق فاضلہ کی بکثرت مثالیں پیش کرسکتا ہے جس سے آج جرمنی کے جغرافیانہ حدود میں نشو و نما حاصل کی ہے - اعتماد علی النفس اور عزم و استقلال کا نمونہ ایک وحشی بدو ایک متمدن جرمن سے اعلی تر قائم کر سکتا تھا :

اذاهم القى بين عينيه عزمه

و نكب عن ذكر العواقب جانبا

ایک صاحب عزم شخص جب عزم کرتا ہے تو صرف اوسیکو سامنے رکھتا ہے ' باقی رہی یہ بحث کہ اوسکے انجام و نتائج کیا ہونگے ؟ تو اوس سے وہ بالکل منہہ موڑ لیتا ہے -

ولم يستشر فى رايه غيـر نفسـه

و لم يرض الا قائم السيف صاحبا

بجز اپنی ذات کے اپنے معاملات میں کسی سے مشورہ نہیں لیتا ' اور بجز تلوار کے قبضے کے کسیکو اپنا رفیق نہ بنایا -

اعتماد علی النفس اور تعاون باہمی کا سب سے بڑا ذریعہ تکثیر نسل اور افزایش اولاد ہے ' جرمنی کے متعلق سب سے بڑی بات آج یہ کہی جاتی ہے کہ اسکی نسلی ترقی بے انتہا ہے - مگر ہر جاہلی عرب اپنے قبیلہ کی کثرت پر ناز کرتا تھا :

ابى لهـم ان يعرفوا الضيم انهم

بنو ناتق كانت كثيرا عيالهـا

وہ لوگ اس غرور سے ذلت نہیں برداشت کرتے کہ وہ ایک بہت جننے والی ماں کی اولاد ہیں ' اور وہ ہر مصیبت میں ایک دوسرے کے شریک ہو جاتے ہیں -

لیکن اس اعتماد علی النفس اور اس غرور و نخوت کے ساتھہ ہر عرب شخصاً اپنے آپکو حقیر بھی سمجھتا تھا اور جماعت و قوم کے آگے اپنے استقلال راے کو بالکل بھول جاتا تھا :

فلما عصوني كنت منهم و قد ارى

غوايتهــم و اننـى غيـر مهتــد

جب اونلوگوں نے میرا کہنا نہ مانا تو میں خود اونکی راہ کا پابند ہوگیا ' اگرچہ مجھے اونکی گمراہی صاف صاف نظر آتی تھی اور میں سمجھتا تھا کہ میں اب صحیح راستہ پر نہیں چلتا -

وهل انا الا من غزية ان غوت

غويت و ان ترشد غزية ارشد

لیکن میں تو قبیلہ غزیہ میں داخل ہوں ' اگر وہ گمراہ ہوگیا تو مجھکو بھی گمراہ ہوجانا چاہیے - اور اگر اوس نے راہ پائی تو میں بھی راہ پاؤنگا - ( یعنی میری راے میری جماعت کے ساتھہ ہے )

یہی اخلاقی ایثار نفس تھا جسنے اہل عرب کی گردن کو ایک بلند تر طاقت کے سامنے جھکا دیا تھا ' اور وہ طاقت ہمیشہ قائم رکھی جاتی تھی :

اذا سيد منـا خلا قام سيد قؤول لمـا قال الكرام فعول

جب ہمارا کوئی لیڈر مرجاتا ہے ' تو اوسکی جگہ دوسرا سردار کھڑا ہوجاتا ہے ' ایسا سردار جو شرفاء کے قول و فعل کا مجموعہ ہوتا ہے - یعنی جسکا قول ہی اسکا فعل ہوتا ہے !

جرمنی کے ترقی کے سلسلہ کی ایک ایک کڑی عرب میں موجود تھی ' صرف اس جال کو تمام دنیا میں پھیلا دینا تھا ' لیکن اوسوقت دنیا کی سطح سخت ناہموار تھی ' راستے نہایت دشوار گذار اور پیچیدہ تھے ' منزل پر ہرجگہ نشیب و فراز نظر آتے تھے ' اسلیے جب تک دنیا کی سطح ہموار نہ کرلی جاتی ' اسکے سرے پھیلاے نہیں جا سکتے تھے - سب سے بڑا کام خود عرب ہی میں ان کڑیوں کو باہم جوڑنا تھا ' اور یہ بغیر کسی عظیم الشان انقلاب کے ناممکن تھا -

لیکن اس انقلاب کی تلاش میں ہمکو آفتاب و ماہتاب ' اور آسمان و زمین کی سطح سے نگاہ ہٹالینی چاہیے - ہمکو اوسکی جستجو میں عرب کے ریگستانوں میں آوارہ گردی نہیں کرنی چاہیے ' ہمکو اوسکے تفحص میں عرب کے کوہستانی سلسلے سے سر ٹکرانا نہیں چاہیے ' بلکہ اس حقیقت کو ایک تیرہ و تاریک غار ( غار حراء ) میں ڈھونڈھنا چاہیے جو خود تو تمام دنیا سے الگ تھا لیکن تمام دنیا کو ایک کرنا چاہتا تھا - وہ خود تیرہ و تاریک تھا لیکن تمام دنیا میں روشنی پھیلانا چاہتا تھا - وہ خود نہایت پیچدار تھا ' لیکن تمام دنیا کا بل نکالنا چاہتا تھا ! انا ارسلناك شاهداً و مبشرا و نذيرا و داعيا الى الله باذنه و سراجا منيرا !

انکا فن اور پیشہ تھا - لیکن اس وقت بھی "قزاق" یا "کواسک" انھی معنوں میں استعمال کیا گیا تھا جو معنی اس لفظ کے خود ترکی میں ہیں در اصل یہ غارتگروں اور لٹیروں کی ایک جماعت تھی ' جنکو حکومت نے سرزنش و سرکوبی کے بدلے اپنے آیندہ فوائد و منافع کے لحاظ سے مخصوص حقوق و امتیازات عطا کردیے تھے -

لیکن سولھویں صدی کے وسط میں انکی حالت بدلچکی تھی - اب وہ محض قزاقوں کی ایک جماعت نہ تھے جو غیر موقت طور پر شاہی سپاہ میں فوجی خدمت انجام دیا کرتے تھے - بلکہ پیٹر اعظم کے عہد میں (۱۶۷۲ - ۱۷۷۵) میں وہ روسی فوج کی اصلی کالدات یا عماد جیش تھے -

یہ وہ وقت نہ تھا جبکہ آج کی طرح سرزمین تاتار رجال تیغ و جنگ کے پیدا کرنے سے عقیم ہوگئی تھی ' بلکہ اسوقت تو اسکا ایک ایک ذرۂ ریگ اپنے اندر سے ایک "خان اعظم" پیدا کرتا تھا جس کی صاعقۂ ہلاکت شمشیر سے تمام روس زیر و زبر رہتا تھا - اسوقت جنوبی روس خوانین تاتار کا ایک دائمی جولانگاہ تھا - تاتاری یلغاروں اور یورشوں سے اسکی سرزمین ہمیشہ موت و ہلاکت کا منظر خونین بنی رہتی تھی اور کوئی روسی اپنے گھر میں پیر پھیلا کر طمانیت و جمعیت کی نیند نہیں سو سکتا تھا

ان تاتاری حملوں کی مدافعت کے لیے جو لوگ بھیجے جاتے تھے وہ یہی "کواسک" تھے - قوموں کے اخلاق و صفات میں ( خواہ وہ اچھے ہوں یا برے ) طول عمل اور استمرار کار کا بڑا دخل ہے ممکن ہے کہ ایک قوم اپنی جغرافی اور نسلی حیثیت سے جنگجو اور بہادر نہ ہو ' لیکن اگر وہ دشمن کے نرغے میں ہر وقت گھری رہتی ہے ' اور ہمیشہ اسے تیغ و تفنگ سے کام لینے رہنا پڑتا ہے تو یہی مقاتلت و مجادلت اسے جنگجو ' بہادر ' اور دلاور بنا دیتی ہے - یہ بالکل ایسا ہی ہے جس طرح ایک قوم جغرافی ' نسلی ' اور روایتی حیثیت سے خالص جنگی و عسکری ہو ' لیکن وہ عرصہ تک صلحی زندگی سے عادی ہو تو اسکی عسکریت و جنگ آرائی بالکل نابود ہو جاے -

غرض خوانین تاتار کے ساتھہ مسلسل دو سو برس تک رہنے سے کواسکوں میں جدال و قتال کا ایک عجیب و غریب مادہ پیدا ہوگیا - اور وہ کہ انکے لیے ایک زمانے میں معرکہ آرائی ایک ہنگامی امر تھا اب ایک عادت مستمرہ و جاریہ ہوگئی -

* * *

کواسکوں کا بیشتر حصہ دریاے ڈینپر ' دریاے ولگا ' اور دریاے ڈین کے سواحل پر آباد ہے - موخرالذکر دریا اور شمال کوایشیا کے کواسک روسی فوج کے گل سرسبد سمجھے جاتے ہیں - اسی طرح دریاے ڈین کے کواسکوں کی بھی دھوم تمام روسی شاہنشاہی میں مچی ہوئی ہے -

تمام کواسک دس مختلف قلعوں میں منقسم ہیں جنکو وہ اپنی زبان میں "والسکو" کہتے ہیں - ان قلعوں کے نام یہ ہیں : اول ' دنیپریک ' دزان ' کوبان ' استرخان ' نیبرگ ' سالیبیرین ' سیمی ولشینکس ' اسودی ' دامور -

ہر والسکو مختلف " استینت سا " میں منقسم ہوتا ہے " استینت سا " کو ہمارے یہاں کے گاؤں کے قائمقام سمجھیے -

ہر استینت سا یا گاؤں میں ایک بلدیہ ہوتی ہے - یہ ایک شیخ القریہ ( جسکو وہ اپنی زبان میں " اٹیمن " کہتے ہیں ) اور ججوں کو منتخب کرتی ہے جو داخلی معاملات کا فیصلہ کرتے ہیں -

مختلف والسکوں میں حسب اقتضاء حال و ضرورت مختلف قسم کے انتظامات ہیں ' مگر اس امر کا ضرور خیال رکھا جاتا ہے کہ اصول اور معاملات عمومی میں اتحاد و معاونت کا سر رشتہ ہاتھہ سے نہ جانے پاے - اسکے لیے ایک مرکزی جماعت ہے جسمیں دسوں والسکو کے مبعوث و وکلاء شریک ہیں - اس مرکزی جماعت کا دفتر سینٹ پیٹر سبرگ کے دفتر جنگ میں ہے -

کاسکوں میں اور بہت سے قدیم آداب و رسوم کی طرح حکومت کے ساتھہ تعلق کی نوعیت قدیم بھی بدستور محفوظ ہے -

اسوقت تک انکے پاس زمینیں معافی کی ہیں جنکا کوئی لگان نہیں دینا پڑتا اور اس معافی کے معاوضہ میں وہ حکومت کی فوجی خدمت ادا کرتے ہیں - انکے لیے فوجی خدمت لازمی ہے - ہر ۱۸ سال کے لڑکے کو فوج میں داخل ہو جانا چاہیے - مدت خدمت ۲۰ سال ہے -

( باقی آیندہ )

کلم کا ھجوم خواہ کتنا ھي ھو اور سوالات کي کثرت چاھے جسقدر بھي ھوجاے، مگر بہرحال جواب ھمیشہ جلد، شایستہ، اور تلطف آمیز پیرایہ میں آئیگا - عموماً ممانعت، گاہ گاہ ترمیم، اور کمتر بجنسہ اشاعت کي اجازت دیجاتي ھے - اگر شدت کے ساتھہ ممانعت مقصود ھوئي تو جواب میں "شائع نہونا چاھیے" کہا جاتا ھے - ورنہ اکثر حالتوں میں معمولي جواب "اسکي تصدیق نہیں کیجاسکتي" ممانعت کے لیے کافي سمجھا جاتا ھے -

اس براعظم ( یورپ ) میں پریس ایک قاھرانہ و فرمانروایانہ طاقت ھے - اسي لیے جب کبھي وہ متحدہ طور پر کوئي آواز بلند کرتا ھے تو وزارتوں اور حکومتوں تک کو اسکے آگے سر تسلیم خم کردینا پڑتا ھے - مگر انگریزي پریس کي گذشتہ تاریخ اور حریت قلم کو دیکھتے ھوے اوسکی موجودہ بے بسي نہایت ھي دردناک اور تعجب انگیز ھے -

موجودہ عہد کی ھر جنگ میں خبریں محتسب کی سرخ پنسل کي زیر مشق رھي ھیں، اور کتنے ھي واقعات ھیں جن کے چہرے کو "مصلحت جنگ" نے اپني چادر اخفا سے بالکل چھپادیا ھے، یا کم ازکم اسکے خط و خال کو مسخ کردیا ھے - تاھم جس طرح آجکل پریس اصلي حقیقت سے بیخبر ھے - یا جسقدر اسے معلوم بھي ھوتا ھے اسکے اخفا پر مجبور کیا جاتا ھے، اسکی نظیر تاریخ میں نہیں ملسکتي -

غالباً موجودہ جنگ کي تاریخ کے اندر اصلي خبروں کے جلد سے جلد شائع کرنے اور اخباروں کي اولیت و تقدم اور مراسلہ نگاروں کي مسابقت و منافست کا کوئي باب نہ ھوگا، اور دنیا دیکھلیگي کہ اس مرتبہ مراسلہ نگاروں کي فطانت و طباعی کسقدر کند اور معطل رھي ھے ؟

اس دفتر کا ایک محتسب اسوقت ایک ایڈیٹر سے کہیں بالاتر طاقت رکھتا ھے - جسوقت سے کہ اخبار ایجاد ھوا ھے، آجتک کسي شخص نے بھي "سرخ پنسل" کا استعمال اس سے زیادہ قادرانہ اور مختارانہ نہیں کیا ھوگا - اس قدرت و اختیار کا اندازہ کیجیے کہ لندن کے ایک روزانہ اخبار مثلاً ٹائمز، ڈیلي میل، ڈیلي کرانیکل یا ڈیلي نیوز کے پاس میدان جنگ سے آئي ھوئي "گرما گرم" خبر موجود ھے - اسکو یقین ھے کہ اگر وہ اس خبر کو شائع کردے تو اسکي لاکھوں کاپیاں فوراً فروخت ھوجائیں، اسکے ساتھہ ھي اسکي اولیت کي فہرست میں بھي ایک نیا اضافہ ھوجاے، با این ھمہ اس دفتر سے اسے جواب ملتا ھے کہ "یہ خبر شائع نہ ھوني چاھیے" اور اسطرح وہ قوت قاھرہ، جو وزیر اعظم کے ھر فیصلہ کو بھي جرح و سوال کے بغیر تسلیم کرنے کیلیے تیار نہیں ھوتي، اس حکم ناطق کے آگے مہر بلب ھوجاتي ھے، اور اپني اس متاع گرامي کو چاک کرکے ردي کي ٹوکري میں ڈالدیتی ھے !

## ترجمہ تفسیر کبیر اردو

حضرت امام فخر الدین رازي رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر جس درجہ کي کتاب ھے، اسکا اندازہ ارباب فن ھي خوب کرسکتے ھیں اگر آج یہ تفسیر موجود نہ ھوتي تو صدھا مباحث و مطالب عالیہ تھے جو ھمارے معلومات سے بالکل مفقود ھوجاتے -

پچھلے دنوں ایک فیاض صاحب درد مسلمان نے صرف کثیر کرکے اسکا اردو ترجمہ کرایا تھا، ترجمے کے متعلق ایڈیٹر الہلال کي راے ھے کہ "وہ نہایت سلیس و سہل اور خوش اسلوب و مربوط ترجمہ ھے"

لکھائي اور چھپائي بھي بہترین درجہ کی ھے - جلد اول کے کچھہ نسخے دفتر الہلال میں بغرض فروخت موجود ھیں پہلے قیمت دو روپیہ تھی اب بغرض نفع عام - ایک روپیہ ۸ - آنہ کردي گئی ھے -

درخواستیں : منیجر الہلال - کلکتہ کے نام ھوں -

## کواسک

بري طاقت ھونے کی حیثیت سے یورپ کے اندر دو سلطنتیں سب سے زیادہ قوي تسلیم کي جاتي ھیں - جرمني اور روس - مگر کیا عجیب بات ھے کہ ان دونوں سلطنتوں کي سپاہ میں جو فوج سب سے زیادہ بہادر، جري، جانباز، خون آشام، جنگجو، معرکہ آرا، سرخیل عسکر، اور راس الجیش سمجھے جاتے ھیں، انکے نام خالص اسلامي ھیں، اور اس طرح دنیا کے دماغ میں اسلام کي سطوت ماضي اور جلال و استیلاء گذشتہ کي یاد ھمیشہ تازہ کرتے رھتے ھیں -

کسي گذشتہ نمبر میں ھم لکھہ چکے ھیں کہ جرمن سپاہ کے بہترین رسالہ کا نام "الان" ایک ترکي نژاد کلمہ ھے - آج ھم بتانا چاھتے ھیں کہ جرمني کے حریف سطوت و قوت یعني روسي سپاہ کے ممتاز ترین حصہ کا نام بھی ترکي ھي کے ایک لفظ کي محرف و مسخ شدہ شکل ھے، جسکے مٹے ھوے خط و خال تھوڑے سے غور و فکر کے بعد پہچان لیے جاتے ھیں - "کواسک" جو اس مقالہ کا عنوان ھے، لفظ "قزاق" کي متفرنج شکل ھے - یہ لفظ یورپ میں اسوقت روشناس ھوا جب آل عثمان کی تیغ بے پناہ یورپ کے سر پر ھر وقت چمکتی رھتي تھي، اسکی خون آشامیوں سے تمام یورپ لرزاں و ترساں تھا، اور رعب و خوف کے استیلاء عام کا یہ عالم تھا کہ روس میں جب بچے اپني ماؤں کو دق کیا کرتے تھے تو وہ ڈرانے کیلیے اسقدر کہدینا کافی سمجھتی تھیں کہ "میں ترک کو بلاتي ھوں" کیونکہ اسکے بعد بچہ خواہ سوے، یا نہ سوے مگر فوراً آنکھیں ضرور بند کرلیتا تھا !

"قزاق" یا اسکي محرف شکل "کواسک" ابتدا میں صرف ان لوگوں کے لیے استعمال کیا جاتا تھا جنکو حکومت کي طرف سے چند مخصوص حقوق حاصل ھوتے تھے، اور ان کے معاوضہ میں انکا فرض تھا کہ جب کبھي حکومت کو انکي ضرورت پیش آے اور طلب کیے جائیں، تو فوراً حاضر ھو جائیں -

یہ لوگ اسوقت تک با قاعدہ سپاھی نہ تھے اور نہ سپہ گري

اب اصلی واقعه دن کی روشنی کی طرح ظاهر هے - یعنی یه که جرمنی کی طاقت اور سامان کے متعلق پہلے دنیا کے پاس جو اطلاعات سالہا سال سے تھے' وہ آج بھی ویسے ھی صحیح ھیں جیسے که آغاز جنگ سے پہلے تھے - جرمنی کے قبضه میں تمام بلجیم هے اور وہ پیرس تک بڑھ آئی هے - وہ روس میں روسیوں سے لڑ رهی هے اور اسکے حدود کے اندر میلوں بڑھگئی هے' اسکی افریقه کی نو آبادیاں ابھی تک پوری طرح مفتوح نہیں ہوئی ھیں' اور جاپان کی مشہور بحری طاقت دو ماہ میں بھی "کیا چوا" کو نہیں لیسکی هے - دوسری طرف جرمن قلمرو کی ایک انچ زمین بھی دشمن کے هاتھه میں نہیں هے - نتیجه یه هے که جرمنی کے حریفوں کے ملک تو جنگ کی وجه سے زیر و زبر هوگئے ھیں جیسا که بلجیم' فرانس' اور روس کے ایک حصه کی حالت هے' مگر خود اسکے یہاں کوئی جنگ نہیں اور اس طرح اس کا داخلی اطمینان اور اندرونی امن تجارت اور اقتصادی حالت بالکل بدستور سابق هے - وہ اپنے کارخانوں کو فوجی سامان کی تیاری کے لیے استعمال کر رهے ھیں - وہ توپیں ڈھال رهے ھیں' اور ایک وقت میں سو زیر آب کشتیاں تیار کر رهے ھیں -

اس مقابله سے جنگ کے موجودہ نتائج بالکل واضح هوجاتے ھیں - اوسٹینڈ اور اینٹورپ کی تسخیر سے جرمنی کا پوزیشن قوی اور وزنی هوگیا هے اور جو طاقت دوسری طرف سمندر میں اسکے مقابله میں هے اس نے اپنا راسته بند کر دیا هے -

بظاهر جرمنی کا نصف کام پورا هو چکا - وہ بلجیم اور ساحل کی طرف پریشانی سے آزاد هے اور آئندہ نئی پیشقدمی کریگی - اس نے دریاے شیلڈٹ میں سرنگیں بچھادی ھیں اور اب اپنے اثر کا پورا زور انگلش چینل پر لگائیگی "

ان سطروں کے لکھنے والے کا کھلا هوا مقصد یه هے که وہ اپنے هم‌مذهبوں کو یه یقین دلانا چاهتا هے که جرمنی غیر مغلوب هے اور انگریزی شاهنشاهی کی طاقت اسکے حملوں کا مقابله نہیں کرسکتی -

ایک اور مقام پر سقوط اینٹورپ کی تشریح میں انگریزوں کے ساتھه اس اخبار کی روش اور صاف طور پر ظاهر هوئی هے - ذیل کے دو مختصر فقرے اس معاندانه روح کے ظاهر کرنے کے لیے کافی ھیں جو لکھنے والے کے اندر کام کر رهی هے :

" ایک جرمن سرکاری اطلاعنامه بیان کرتا هے که جرمن فوج کے اینٹورپ میں داخل هونے سے پہلے انگریزی اور بیلجین فوج نے شہر خالی کردیا تھا - شروع سے انگریزی فوج نے اپنی حفاظت میں جس دانشمندی کا اظہار کیا هے اس نے اس امر کو ناگزیر قرار دیا که فرار کی حفاظت و سلامتی کو جنگ کے ناعاقبت اندیشانه خیال پر ترجیح دینا چاهیے "

انگریزی نقصانات کی طرف اشارہ کرتے هوے لکھتا هے :

" مورننگ پوسٹ " کا بیان هے که اینٹورپ میں زخمیوں کی تعداد ۲۰۰ هے اور یه که لوگ بڑی توپوں کے نه پہنچنے پر افسوس کرتے تھے - بحری توپیں بھی دیر میں پہنچیں اور نصب نه کی جاسکیں - تاهم انگریزی فوج کے نقصانات کچھه هی بیان کیے جائیں مگر یه تمامتر صرف توپوں کے اتفاقی برے انتظام هی کے نتائج ھیں - ورنه ایسی عاقبت اندیش اور دانشمند فوج جس نے همیشه مراجعت کو جنگ پر ترجیح دی هو یقینا محفوظ رهتی "

آخری الفاظ کی تشریح فضول هے - هم محفوظ طور پر یه کہسکتے ھیں که ایک ایسے وقت میں جیسا که یه هے' جو گورنمنٹ انگریزی رعیت کو انگریزی سپاهیوں اور ملاحوں کے متعلق اس قسم کے بد اندیشانه اشارات شایع کرنے دیتی هے - وہ تسامح کی بہت هی غیر جرمن روح رکھنے کی مدعی هو سکتی هے -
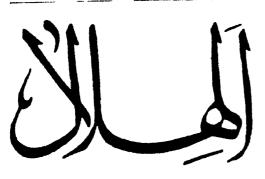
۲۲ ذوالحجه ۱۳۳۲ هجری

## هندوستان اور پرو جرمنزم !

و اذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ' قل موتوا بغیظکم' ان الله علیم بذات الصدور - ان تمسسکم حسنة تسوهم' و ان تصبکم سئیه یفرحوا بها' وان تصبروا و تتقوا لا یضرکم کیدهم شئیا - ان الله بما یعملون محیط !
(۳ : ۱۱۹)

حسد تہمت آزادی سروم بگداخت
کین مرادیست که بر تہمت آن هم حسدست !

ابھی چند دنوں کی بات هے که پایونیر اله آباد کے صفحوں پر گورنمنٹ کو راے دی گئی تھی که وہ نه تو هندوستانی آبادی کی وفاداری پر اعتماد کرے اور نه هندوستانی فوج کی شجاعت پر - کیونکه اسکے عقیدے میں پہلی چیز صرف ایک درجن وقت شناس آدمیوں کی مصنوعی اور سازشی کارستانی هے' اور دوسری شے کا اگر کوئی وجود هوتا تو انگریزی حکومت هندوستان میں نه هوتی !

ایسی رائیں همیشه دی گئی ھیں' اور بدقسمتی سے هندوستان میں گورنمنٹ اور رعایا کے مسئله کا تصفیه اسقدر مشکل نہیں هے جسقدر اینگلو انڈین جماعت اور پبلک کا سوال همیشه سے لاینحل رہا هے - تاهم اسکی توقع تو هم میں سے کسی شخص کو بھی نه تھی که عین اس وقت جبکه هندوستانی " وفاداری " کی جنس سب سے زیادہ قیمتی هوگی' وهی لوگ اسکے وجود سے انکار کرینگے جنکو سب سے زیادہ اسکی ضرورت هے : یخربون بیوتهم بایدیهم !

با ایں همه انکار کیا گیا' اور اعتماد اور وفاداری کے قلعه پر جبکه وہ سب کے خیال میں مستحکم تھا' شک اور شرارت کی پہلی گولی چلائی گئی - شرارت کا پہلا قدم خواہ میدان جنگ کی طرف اٹھایا جاے یا کاغذ کے صفحوں پر' مگر بہر حال شرارت هے - بدی کی نسل کا رشته خون سے نہیں بلکه عمل سے هے اور کتاب پیدایش میں لکھا هے که برائی کا گھرانا جہاں کہیں بھی آباد هو' اسے باغ عدن هی کی پہلی برائی کی نسل سمجھنا چاهیے - پس فساد کا یه پہلا قدم جو همارے سامنے نمایاں هوا' اگرچه اپنے خون کے رشتے میں بالکل بے تعلق هو' لیکن اخلاق کے رشتے سے اسی " جرمن اخلاق " کی ایک چھوٹی قسم کی نسل تھی' جسکی نسبت همیں یقین دلایا گیا هے که سفیدۂ امن پر خون کا پہلا چھینٹا اسی کے گھرانے سے اچھل کر پڑا' اور اسنے تمام یورپ کو رنگین کردیا !

یه ایک حقیقی "جرمنزم" هے جو برلن کی طرح اله آباد میں بھی موجود هے' اور جو هندوستان کے امن اور اعتماد کو بالکل اسی طرح چیلنج دیتا هے جس طرح برلن کا جنگی اخلاق یورپ کے امن کو - البته پہلے کا دائرۂ عمل اتنا وسیع هے که دنیا کے دو صد ساله تمدن کو برباد کر رہا هے' لیکن دوسرا صرف بر اعظم هند کے

# الهلال اور پایونیر

۳ - نومبر کي اشاعت میں مندرجه ذیل لیڈنگ ارٹیکل پایونیر نے شائع کیا ہے :

کلکته میں پرو جرمنزم

"الهلال ایک هفته وار مصور اخبار ہے جو کلکته سے اردو زبان میں شایع هوتا ہے اور اسکو دهلی کا ایک مسلمان ایڈٹ کرتا ہے - اسکی اشاعت اس صوبه ( صوبه متحده ) اور غالبا هندوستان کے اور حصوں میں بہت ہے - آغاز جنگ کے وقت سے اسکي روش ایسی حیرت انگیز طور پر "پرو جرمن" رهی ہے که جو لوگ اخبارات پڑھتے رهتے هیں انکے لیے یه امر تعجب انگیز ہے که کیونکر گورنمنٹ اب تک اسکي تحریروں کو برداشت کرتی رهی -

غالبا اسکي وجه یه ہے که اس اخبار کي طرف کلکته میں بہت هي کم یا بالکل توجه نہیں کي جاتی ہے کیونکه وہ اردو میں شایع هوتا ہے' اور اسمیں تو ذرا بھی شک نہیں که یه من جمله ان اسباب کے ہے جنکي وجه سے اسکے ایڈیٹر نے اسکے مقام اشاعت کے لیے کلکته کو منتخب کیا ہے -

ایک اور سبب یه بھي هوسکتا ہے که اسکے سب سے زیاده شرارت انگیزانه مضامین کا اسلوب کنایه آمیز' مخفی استہزاء' پوشیده تمسخر' اور اشارات سے لبریز هوتا ہے' جنمیں سے اکثر کا یه حال ہے که جب انکا ترجمه انگریزي میں کیا جاتا ہے تو یا تو انکا اثر غائب هوجاتا ہے یا وہ اثر هرگز نہیں هوتا' اور غالباً یه تو هوتا نہیں که بہت سے یوروپین عہده دار خود اصل اخبار پڑھتے هوں -

آغاز جنگ کے وقت اس اخبار میں ایک مضمون نکلا تھا جس کا مطلب یه تھا که مسلمانوں کو نقصان پہنچانے میں اٹلی کو انگلستان سے جو اعانت ملي ہے' اسکے شکریه میں وہ اسوقت طرفدار ہے -

جس زمانه میں که جرمن پیرس کی طرف پیشقدمي کر رہے تھے' اس تمام مدت میں جرمن پیشقدمي کی مقاومت پر مذاق کا سیلاب بہایا جا رها تھا' اور سقوط پیرس ایک قطعی یقین کی حیثیت سے پیش کیا جاتا تھا -

اسکا ایڈیٹر جو قرآن کے اقتباس کرنے کا بڑا شائق ہے' اسنے قرآن کی وہ مشہور آیت اقتباس کی تھي' جسمیں مکڑی کے جالے کے کمزور هونے کا ذکر ہے -

جونہي یه نظر آیا که جرمن پیرس کا محاصره نہیں کرنے والے هیں تو اس واقعه کو ایک پالیسی اور مصلحت قرار دینے کیلیے هر قسم کے وجوه پیش کیے گئے' اور جب انکی واپسي کم تیز رفتار هوگئی تو اس واقعه پر زور دیا گیا که وہ اب تک پیرس سے بالکل قریب هیں - ایمڈن کي کامیابیوں سے ایک وسیع سرمایه تیار کیا گیا اور آسٹریا کي هزیمتوں کا ذکر نہیں کیا گیا' مگر جب کبھی روس کی فتوحات کا بالکل انکار نہ ہوسکا تو برابر اسکا مذاق اڑایا گیا اور اسے کم کرکے دکھایا گیا

انگریزي بحري فتوحات کا کوئي ذکر نہیں کیا گیا اور تصویر شائع کي گئیں جنکا کھلا هوا مقصد پبلک کے دل پر اس خیال کا نقش کرنا تھا که جرمن بیڑا بہت بڑا اور طاقتور ہے - کبھی کسی ایسے امر کی طرف اشارہ نہیں کیا گیا جو ذرا بھی جرمنی کے خلاف تھا -

۷ - اکتوبر کی اشاعت کے بعد یه اخبار ۱۵ دن تک نہیں نکلا اور بہت سے لوگ یه سمجھنے لگے که وہ بند کردیا گیا ہے - خصوصاً اسلیے که اسی اشاعت میں جنگ کی خبریں بغیر معمولی تنقید کے شائع کي گئي تھیں - تاهم اب ۱۲ - اکتوبر کو اسکا ڈبل نمبر مخصوص تشریح کے نکلا ہے که کمپوزیٹروں کي اسٹرائک اسکی ۱۴ کي اشاعت کے شائع هونے سے مانع هوئي - اس نمبر میں انڈیمن جرمنی کي تعریف اور انگریزوں کي تحقیر و استہزاء میں پہلے سے بھي بہت آگے بڑھگیا - بلجیم کے ساتھ ایڈیٹر کی روش کا فیصله بلجین سپاهیوں کي ایک تصویر سے هو سکتا ہے جو چند درختوں کے نیچے آرام کر رہے هیں اور جسکے نیچے یه الفاظ هیں " یه آرام کي آخري ساعتیں هیں جو ان بد قسمتوں کو نصیب هوئیں " اس کے بعد قرآن کا اقتباس ہے :
" یه خدا نہیں جو انکے ساتھ برائي کرتا ہے بلکه وہ خود اپنے ساتھ برائي کرتے هیں "

ایک طویل ایڈیٹوریل مضمون میں موجوده جنگ کے متعلق یه فقرے هیں :

"موجوده جنگ کي تاریخ میں انٹورپ کے قلعوں کو یه تاریخي امتیاز حاصل ہے که ملیٹري سائنس ( فن جنگ ) نے انکے بد قسمت انجام کي طرح انکا ساتھ نہیں چھوڑ دیا ہے' اور بظاهر اسوقت تک ان کے استحکامات میں لیژ اور نامور کي طرح کوئي عیب یا خامي نہیں نکالی گئي ہے - اگرچه وہ فتح هوگئے هیں مگر انکي طاقت اور پناه بخشي کے حقائق هنوز غیر مفتوح هیں - اور غیر منقطع طور پر انکے عیوب اور نقائص کا راگ گانے کے بدلے حمله آور کی طاقت کا اعتراف کیا گیا ہے اور سب سے پہلی مرتبه صداقت اور حقیقت کے ساتھ مہربان توجه کي گئی ہے - الحمد لله که جو قوت نقد پہلے بد قسمت مفتوح قلعوں کے عیوب نکالنے میں صرف کي جاتي تھي' اب اس کا ایک حصه جرمن کے عجیب و غریب توپخانوں کے انکشاف میں استعمال کیا گیا ہے اور یه تحقیق کیا گیا ہے که یه نتائج عجیبه جرمنی کی وجه سے نہیں بلکه اسکی قلعه پاش توپوں کي وجه سے هیں جنکا قطر ۳۷ سینٹیمیٹر کا ہے اور جو ۳۰ من کے گولے پھینکتي هیں ( یہاں پر ایک فارسي اقتباس ہے : هم کو گمانس کے اس کمزور پتي سے ایسی امید نه تھي ) نه اعلان کیا گیا ہے که انگریزي مدد انٹورپ کو بھیجی گئي جو گئی اور اس نے امید کي خوشي میں باشندوں کو دو شبیں گزارنے دیں -

انکی آمد کا استقبال جوش و خروش کے ساتھ کیا گیا' اور گرجوں میں حمد و شکر کے ترانے گائے گئے - تاهم اس قیمتی اعانت نے بدبخت بلجیم کو کوئي فائده نه بخشا' اور مختلف مخالف حوادث کی وجه سے انگریزي بہادري کو ان فوجي مناقب اور عسکري فضائل کي نمایش کا موقع نہیں ملا جو بارها فرانس کے میدانوں میں ظاهر هوئي هیں - تاهم انہوں نے نہایت دانشمندي کے ساتھ اپنے بیشتر حصه کو تباهی سے بچالیا اور انٹورپ سے بھاگنے والوں کے همراه اوسٹینڈ اور هوالینڈ آگئے "

اس ایڈیٹوریل کے آخر میں نتائج جنگ کا حسب ذیل خلاصه نکالا گیا ہے :

جرمني نے قبضه میں تمام بلجیم ہے اور اس نے اپنے داهنے بازو کو پیرس کي سرحدوں تک پھیلا دیا ہے - تمام بلجیم اور فرانس کی پوري سرحد دشمن سے پاک هوگئی ہے' اور انہوں نے اپنے خطوط مدافعت اور فوجی مراکز بغیر خلل اندازي کے مقرر کر لیے هیں - انہوں نے حسب دلخواه وسیع خندقیں ایسے وقت میں تیار کر لي هیں جبکه دشمن کی ایک گولی نے بھي انہیں باز رکھنے کے لیے مداخلت نه کي اور جب جرمني وہ سب کچھه کر چکے جو کرنا چاهتے تھے' تو انکی آگے بڑھي هوئي فوج باقاعده پیچھے هٹی اور ایک مضبوط مقام پر آ کے ٹھہر گئی -

اگر ان خیالات اور غلط فہمیوں کا ایک عشر بھی صحیح تسلیم کرلیا جائے جو جرمنی کي طاقت' اسکے اسلحه' اسکے ساز و سامان' اسکے طریق حمله و اقدام' اسکے انتظامات' اور هر قسم کي رسد رسانی کے متعلق مشہور کي گئي هیں' تو انکي وجه سے میدان جنگ کے واقعات کا قطعي انکار کرنا پڑتا -

سب سے بڑے دشمن هوجاتے هیں ' اور هندوستان کي قانوني حکومت کي برکتوں میں اسکي اصلي آبادي کا کوئي حصه تسلیم نہیں کرتے - انکے نزدیک دنیا کي کار فرما طاقت غضب اور غصه هے نه که محبت اور انصاف ' اور حق و راستي کي حقیقت خود حق و راستي میں نہیں هے جیسا که دنیا نے همیشه سمجھا ' بلکه جماعت کے نسلي و قومي امتیاز یا حاکم و محکومي کی تفریق میں جیسا که انہوں نے اپنا دستور العمل قرار دیا :

ولهـم اعمال من دون ذالك هـم لها عاملون !

افسوس که وہ مسیح کے قول کي یکسر تغلیط و تکفیر میں جو کہتا هے که " تو دوسروں کے ساتھه وهی کر جو تو چاهتا هے که وہ تیرے ساتھه کریں " ( متي ۷ : ۱۲ )

اس گروہ کے بے پردہ نظارے کیلیے سب سے زیادہ مکمل منظر یہي مضمون هے جو جنگ یورپ کے متعلق هر اس بیان اور راے کو " جرمنزم " کا خطرناک جرم سمجھتا هے ' جو خود اسکے لیے اور هر انگریز اخبار نویس کیلیے بالکل بے خطر بلکه ایک قابل ستایش " سلافي عبادت " هے ! فانظر کیف ضربوا لك الامثال فضلوا ' فلا یستطیعون سبیلا !

با ایں همه هم ایسے تعجب کرنے والونکو بتلا سکتے هیں که وہ اپنے تئیں تعجب اور تحیر کی کرب و شدائد میں بے فائدہ هلاک نہ کریں ' اور اپنے دماغ کو تسلي دیں که دنیا میں کبھي کبھی تعجب انگیز اور خلاف توقع واقعات بھي هوا کرتے هیں ' اور انسان کو صرف اپنی آرزوں هی کا عادي نہ رهنا چاهیے - وہ خدا جو سچ کو درست رکھتا اور راست بازوں کا همیشه سے حامی هے ' اور جسکی محیط و لا زوال طاقتوں کا اعتراف اب اُن مہذب انسانوں کو بھی غالباً گوارا هوگیا هوگا جنکي مادہ پرستي کے گھمنڈ کو موجودہ جنگ کے انقلاب انگیز ظہور نے شکست دي هے ' یقیناً اسکي بھي طاقت رکھتا هے که جب تک وہ چاهے اور ضرورت دیکھے ' اپنی راست بازی کو انساني ادعا و عزائم کي لائي هوئي مصیبتوں سے بے پروا رکھے - اس نے اپني اس طاقت کے بڑے اور چھوٹے هر طرح کے مظاهر دکھلاے هیں ' اور الحمد لله که هم ایسا اعتقاد رکھنے کی سب سے زیادہ قوي فطرة اپنے اندر رکھتے هیں ' کیونکه همیں تعلیم دي گئی هے که :

| | |
|---|---|
| ما یفتح الله للناس من رحمة فلا ممسک لها ' و مایمسک فلا مرسل له من بعدہ ' و هو العزیز الحکیم ( ۳۵ : ۲ ) | جس رحمت کا دروازہ خدا اپنے بندوں پر کھولدے ' اسے کوئي بند نہیں کرسکتا ' اور اگر وہ بند کردے تو کوئی نہیں جو اسے کھول سکے - وہ سب سے زیادہ طاقتور هے ' اور اسکے کام حکمت سے خالی نہیں ! |

( الهــلال کا طلسم )

اسکے بعد هوشیار مضمون نگار نے ساري کوشش اس میں صرف کي هے که الهلال کے مسئله کو گورنمنت کے لیے ایک " پر اسرار طلسم " ثابت کرے جسکے چاروں طرف کنایه آمیز اسلوب ' مخفی استهزاء ' اور پوشیدہ اشارات کي آهنی دیواریں کھڑي کردی گئی هیں ' اور جن کو آج تک گورنمنت آف انڈیا اور گورنمنت بنگال کے آزمودہ اسلحهٔ احتساب و نگراني مسخر نه کرسکے ' مگر انکو فتح کرنے کي تاریخی عظمت سب سے پہلے " پایونیر اعظم " کے افتاحیه نگار قلم کو حاصل هوئی هے !

مارا ازیں گیاہ ضعیف ایں گماں نبود !

فی الحقیقت یه معامله نہایت عجیب هے ' اور اس شاندار بڑائي کو جس کي همارے سامنے اس بے فکري کے ساتھه نمائش کي گئی هے ' اگر غارت نه کیا جاے تو ایک عمدہ فتحیابی کی کہاني موجودہ جنگ کے ضمن میں باقی رهجائیگي - بلجیم کے قلعوں کے استحکام پر تمام دنیا کو اعتماد تھا اور خود شاہ بلجیم انٹورپ کي مضبوطي پر اس قدر مطمئن تھا که اس نے دشمن کو ایک طرح کا چیلنج دیدیا تھا - با ایں همه فن جنگ کي جدید ترین ایجادات اسقدر خوفناک هیں که تھوڑے هي عرصه کے بعد انهیں مجبور هوجانا پڑا ' اور آخر تک مقاومت نه کر سکے -

جس عہد تسخیر و سقوط میں یه حال اُن استحکامات کا هو جنهیں اپني نسبت ادعا تھا ' تو یه بالکل ظاهر هے که الهلال کے مزعومه " طلسم " کے متعلق کیا امید کی جاسکتي تھي جس نے آجتک اپنے استحکامات کے متعلق کوئی دعوا نہیں کیا ' اور جو ابتدا سے بالکل " اوپن پورٹ " هے ؟ باوجود اس اختلاف حالت کے وہ کامل دس ماہ تک مسخر نه هوسکا - اگر فی الحقیقت ایسا هي هو تو یه بلا شبه بڑي هي عجیب بات هے ' اور فاتح اور مفتوح دونوں کو اسکے فخر و ناز میں مساویانه حصه دینا چاهیے !

لیکن هم نہیں سمجھتے که قلم کا یه مدعی فاتح اپني فتوحات کو کیونکر قائم رکھه سکیگا جبکه دنیا کو معلوم هوگا که الهــلال کے جس پر اسرار " پرو جرمنزم " کے افشاء کا اسے دعوا هے ' وہ کبھي بھي راز نه تھا - اور اگر راز تھا تو ایک ایسا عجیب راز جسکے ایک ایک گوشے اور ایک ایک چپے کے متعلق گورنمنت کے تمام صیغه هاے احتساب اپنے گھر کی طرح واقفیت رکھتے هیں ' اور زیادہ سے زیادہ خرچ و اهتمام کے ساتھه ایک سرکاري انتظام جو انڈیا میں هو سکتا هے ' اسکے لیے کیا جاچکا هے !

( مقام اشاعت )

الهــلال کے مقام اشاعت کو بھي مضمون نگار ایک پیشتر سے قرار دي هوئی تدبیر قرار دیتا هے ' اور اسطرح گویا اپنی اس حسرت کو ضبط نہیں کرسکا هے که کاش الهلال " اله آباد " یا " نینی تال " سے شائع هوتا ! لیجعل الله ذالك حسرة فی قلوبهم ! لیکن هم نہیں سمجھتے که دو چیزوں میں سے کسی ایک بہتر چیز کا انتخاب کیوں جرم سمجھا جاے ؟ هم بغیر کسی تامل کے اعتراف کرنے کیلیے طیار هیں که الحمد لله ' همارا قیام ابتدا سے کلکته میں رها ' اور اسلیے هم نے کلکته هي سے الهــلال جاري کیا - پنجاب اور " مشہور " یو پي کي سرزمین کی جگه هم ایک ایسي گورنمنت کے زیر حکومت رهنے کیلیے یقیناً قدرتي اسباب کے ممنون هیں جو هندوستان بھر میں سب سے زیادہ آزادي پسند ' قانون دوست ' عاقبت اندیش ' اور مرضي خطروں سے زیادہ مخوف رهنے والي نہیں هے ' اور هم سمجھتے هیں که غالباً گورنمنت بنگال کے متعلق ایسي راے رکھنا پایونیر کے نزدیک بھي " پرو جرمنزم " کے اعمال میں داخل هوگا !

همارا ایسا یقین واقعات پر مبنی هے اور اسکے لیے بہت هي قریبي مثال هم نے یاد رکھي هے - هم خوش هیں که همارا موجودہ وطن بنگال هے جہاں " لشکر پور " کي مساجد کا واقعه پیش آیا ' نه که صوبجات متحدہ جو مسجد " کانپور " کے افسوسناک حادثه کیلیے همیشه یادگار رهیگا - هز ایکسلنسی لارڈ کارمائیکل کي گورنمنت کے سامنے " لشکر پور " کا معامله ٹھیک ٹھیک اسي طرح پیش آیا تھا جسطرح هز آنر سر جیمس مسٹن کی گورنمنت کے سامنے مچھلی بازار کانپور کا واقعه ' لیکن صرف اسی ایک واقعه سے دونوں گورنمنٹوں کے اصول حکومت کا فرق سمجھا جا سکتا هے که جبکه مسلمانان کانپور کی حادثه سے پہلے تمام کوششیں بیکار ثابت هوئیں تو کلکته کے مسلمانوں کی صرف ایک عرضداشت پر اسکا دانشمند حاکم آمادۂ کار هوگیا ' اور اس نے به نفس خود موقعه پر پہونچکر تمام خطروں اور خدشوں سے لشکر پور کي سرزمین پاک کردي :

یزید سلیم و الا غز ابن حاتم !

صرف پنجاہ سالہ اعتماد و امن کی غارتگری پر قانع ہے اور کہتا ہے کہ جرمن اولولعزمیوں کی بھوک کیلیے ہندوستان میں اتنی غذا بھی بس کرتی ہے !

لیکن اس عہد عجائب کی عجیب عجیب باتوں میں سے ایک تعجب انگیز واقعہ یہ بھی ہے کہ جرمن اخلاق کے اس ہندوستانی مرکز کو حال میں ایک دوسرے " جرمنزم " کی بھی خبر ملی ہے جو اسکے خیال کے مطابق کلکتہ میں موجود ہے اور ۲ - نومبر کے لیڈنگ آرٹیکل میں اسپر روشنی ڈالی گئی ہے - اس مضمون کی سب سے زیادہ سنجیدہ ظرافت یہ ہے کہ اسمیں اول سے لیکر آخر تک " جرمنزم " کا ذکر اسطرح غیرونکی طرح کیا گیا ہے گویا مفسدانہ اقدام کی اس خوفناک نسل سے خود اسکا کوئی رشتہ نہیں ' اور وہ بالکل ایک اجنبی اور غیر آدمی کی طرح " جرمنزم " کا لفظ زبان سے نکال رہا ہے ! اور پھر اس سے بھی بڑھکر لطیفہ یہ ہے کہ اپنے اس صریح مذاق پر پورے مضمون میں کہیں بھی نہیں مسکراتا !

( پایونیر اور الہلال )

ہمارا اشارہ " پایونیر " کے اس لیڈنگ ارٹیکل کی طرف ہے جو ۲ - نومبر کی اشاعت میں نکلا ہے' اور جسکا عنوان " پرو جرمنزم کلکتہ میں " ہے - یہ مضمون غیر معمولی انتظام اور مخصوص کوشش کے ساتھہ ترتیب دیا گیا ہے' اور " الہلال " کی روش کو جنگ یورپ کے متعلق " پروجرمن " قرار دینے کیلیے وہ پوری قوت صرف کردی ہے ' جو تمام ہندوستان کو بغاوت آباد اور تمام ہندوستانی فوج کو نامعلوم باغیانہ جراثیم سے آلودہ ثابت کرنے میں پہلے صرف کی گئی تھی - جو بے باک شرارت ہندوستان کے تین سو ملین انسانوں پر سب سے زیادہ نازک اور سب سے زیادہ مخدوش عہد میں حملہ کرسکتی ہے ' اسکی نسبت یہ خیال کرنا محض فضول ہوگا کہ ہندوستان کے ایک فرد پر حملہ کرنے کیلیے اس نے اپنے اسلحہ کو کیوں حرکت دی ؟ اگر ایسا خیال کیا جاے تو یہ بالکل ایسی بات ہوگی ' جیسے لووین کا کوئی مسکین پروفیسر اپنی خانہ ویرانی کی شکایت لیکر " قیصر " کے پاس جاے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ قیصر تمام یورپ کے امن کو غارت کر رہا ہے !

پس نہ تو اس حملہ آورانہ اقدام میں ہمارے لیے کوئی تعجب ہے اور نہ ہی وہ چنداں لائق التفات ہے - ہم نے آجتک الہلال کی تحریک دینے کے بڑے بڑے مخالفانہ عزم اور معاندانہ سعی کے ساتھہ جس غیر منقطع بے اعتنائی کا سلوک کیا ہے ' کوئی خاص وجہ نہ تھی کہ اس سے " پایونیر " کے اوراق کو بلند تر جگہ دی جاتی اور الہلال کے صفحوں پر اسکا تذکرہ کیا جاتا - لیکن چونکہ اس مضمون میں تعاند و ادعا کے ساتھہ واقعات و استشہاد سے بھی کام لینے کی ایک ظاہر فریب کوشش کی گئی ہے ' اور غلط بیانی و کذب سرائی کو بظاہر ذمہ دارانہ ادعا کے ساتھہ ترکیب دیا گیا ہے ' اسلیے ہم مجبور ہیں کہ آج اپنے چند صفحات کیلیے تھوڑی سی بے رحمی گوارا کریں' اور صرف اس حد تک جواب دیدیں جس حد تک اظہار حقیقت کیلیے ناگزیر ہے - لیکن ساتھہ ہی اس حملہ کے مقصد اور اغراض کے بارے میں بالکل خاموش رہیں -

( تصنیف و مصنف )

سب سے پہلا سوال جو اس مضمون کے سلسلے میں سامنے آتا ہے وہ اسکے حقیقی مصنف کی شخصیت کا سوال ہے -

اگر ہمارے لیے اوس سے دلچسپی پیدا ہو جانے کے وجوہ موجود ہوں تو ہم اسے پایونیر کے ایڈیٹوریل آفس ہی میں تلاش کریں یا کسی اس سے بلند تر مقام میں ' اور کیا اس مضمون کو موجودہ وقت نے طیار کیا ہے' یا کسی گذشتہ وقت کے انتقام نے جسکے لیے یہ وقت سب سے زیادہ موزوں ہے ؟

یہ سوال نہایت دلچسپ تھا لیکن ہم بمصلحت اسے نظر انداز کردینگے کیونکہ اسکا حل موجودہ حالات میں نہیں ملسکتا - اسکے لیے ضروری ہوگا کہ ایک سال پیشتر کے بعض پرشور واقعات کی تاریخ کو جو صوبجات متحدہ میں ظاہر ہوکر تمام مسلمانان ہند سے متعلق ہوے سامنے لایا جاے - مگر ہم ایسا نہیں کرینگے - کیونکہ انسان کے جذبات ردیہ کا تذکرہ کوئی خوش آیند بیان نہیں ہے جسے زیادہ نمایاں کیا جاے ' اور کینہ و انتقام کے چہرے کو حسین نہیں سمجھا جاسکتا جسکے چہرے پر نقاب کا رہنا ہمارے اندر ولولہ پیدا کرے !

( الحق یعلو ولا یعلی )

مضمون نگار کو اسپر بہت ہی اذیت بخش تعجب ہے کہ جنگ یورپ پر تین ماہ سے زیادہ مدت گذر چکی ہے اور اس تمام عرصے میں الہلال کی روش برابر " پرو جرمن رہی - با ایں ہمہ ابتک اسپر کوئی مصیبت نہیں آئی ہے - درمیان میں ایک موقعہ ایسا یقین کرکے خوش ہونے کا اسے ہاتھہ آیا بھی تو اس کی عمر ایک ہفتہ سے زیادہ ثابت نہ ہوئی اور الہلال پھر بدستور شائع ہوگیا - چنانچہ وہ اپنی حالت کو کسی مجہول الحال جماعت کی طرف منسوب کرکے لکھتا ہے :

" آغاز جنگ سے الہلال کی روش ایسے حیرت انگیز طور پر پرو جرمن رہی ہے کہ جو لوگ اخبارات پڑھتے رہتے ہیں ' انکے لیے یہ امر تعجب انگیز ہے کہ اب تک گورنمنٹ اسکی تحریروں کو کس طرح برداشت کرتی رہی ہے "

ہم مضمون نگار کی اس راست بیانی کے شکر گذار ہیں کہ گو کم از کم اس نے اپنے مضمون کی ابتدا ایک سچی بات سے کی' گو اسے سچ پر ختم نہ کرسکا - یہ بالکل سچ ہے کہ اسکے لیے اور اسکے ہم مشرب اشخاص کیلیے دنیا میں اس سے بڑھکر کوئی عجیب بات نہیں ہو سکتی کہ ہندوستان میں ایک ہندوستانی قلم و زبان بغیر کسی مصیبت کو جلد تر دیکھے ہوے اپنے بے لاگ کاموں میں مشغول رہے' اور جس طرح آزادی کے ساتھہ اینگلو انڈین اخبارات شائع ہوتے رہتے ہیں اسی طرح تین ماہ تک ایک ہندوستانی رسالہ بھی شائع ہوتا رہے - بلکہ فی الحقیقت تین ماہ کی مدت بھی بہت ہے - اگر وہ کہتا کہ اسکے خیال میں امن اور بے فکری کی ایک سانس بھی الہلال کے لیے تعجب انگیز ہے' تو جو دماغ اسے ملا ہے اور جن جذبات سے وہ چھلک گیا ہے ' انکے لحاظ سے ایسا سمجھنا بالکل درست ہوتا

بلا شبہ یہ تعجب انگیز ہے - مگر اسلیے نہیں کہ جرم کو مہلت ملتی ہے' کیونکہ جرم کو تو بہر حال مہلت نہیں ملنی چاہیے - البتہ اسلیے کہ بدقسمتی سے کچھہ لوگ ایسے موجود ہیں جنکے خیال میں وجود و قیام ہی جرم ہے' اور نیز اسلیے کہ واسطے دینے مہلت نہیں -

اور اسلیے بھی نہیں کہ ہندوستان میں برٹش گورنمنٹ قائم ہے اور وہ تمام گورنمنٹوں کی طرح عدالت کی عمارتیں رکھتی اور سزاؤں کیلیے پینل کوڈ ہے ' کیونکہ وہ ایک کانسٹی ٹیوشنل گورنمنٹ ہے اور ابتک ہمارا یہ یقین غیر مجروح ہے کہ اسے قانون اور حق سے کبھی بھی انکار نہ ہوا' مگر اسلیے کہ بد بختانہ ملک میں ایسے مغرور اور صرف " طاقت " اور " حکومت " کو اصل کالذات سمجھنے والے لوگ موجود ہیں جو بسا اوقات خود ہی اپنے فوائد -

يقين تها اور نه اطمينان - بلكه ايک كهلا قياس جسكا اثر " ترجمه كے بعد " بهي قائم رهسكتا هے' اور جو تقريباً انگلستان اور هندوستان كے هر اخبار ميں ظاهر كيا گيا هے -

( ايمـــدن )

اسكے بعد وه ان سب سے بهي خوفناک تر " جرمنزم " كي پبلک كو خبر ديتا هے' اور بطور ايک تسليم شده اور غير محتاج تشريح جرم كے ظاهر كرتا هے كه " ايمدن جهاز كي كاميابيوں سے ايک وسيع سرمايه طيار كيا گيا "

جرم كي يه دفعه بظاهر مختصر اور مبهم چهوڑدي گئي هے اور اسكے حصے ميں ايک سطر سے زياده قوت نهيں آئي - ابتدا ميں خيال هوتا هے كه يه محض اختصار بيان هے' يا مضمون نويس كا فياضانه تسامح كه وه الهلال كے " پرو جرمنزم " رازوں كو زياده افشاء كرنے كا شائق نهيں - ليكن في الحقيقت نه تو يه اُس قلم كي اختصار پسندي هے جو باريک ٹائپ كے دو بڑے كالم سياه كرسكتا هے' اور نه هي كوئي " غير جرمن " قسم كا " تسامح " جيسا كه اسكے خيال ميں گورنمنٹ هند الهـــلال كے ساتهه كر رهي هے - دراصل يه ايک نهايت اعلى درجه كي حمله آورانه چالاكي هے جسكے چند لفظوں كے اندر ايک بهت بڑا سرمايهٔ خدع و فريب پوشيده ركها گيا هے -

اول تو وه " ايمدن " كے متعلق الهلال كي روش كو اسطرح سرسري طور پر بيان كرتا هے گويا يه ايک بهت هي واضح اور كهلي بات هے اور اسكے ليے مزيد بيان كي ضرورت نهيں - پهر " ايمدن كي كاميابيوں " اور " وسيع سرمايه " كے الفاظ لكهكر بالكل خاموش هو جاتا هے اور كوئي ثبوت پيش نهيں كرتا - اس سے اسكا واضح قصد يه هے كه پڑهنے والے كے ذهن ميں " كاميابيوں " اور " وسيع سرمايه " سے يه خيال پيدا كرا ے كه الهلال ميں ايمدن كے تاخت و تاراج كے واقعات كے متعلق بے شمار مضامين نكلے هونگے' اور ان ميں نهايت هي مبالغه اور اغراق كے ساتهه اسكي " كاميابيوں " كو ( جسكے ليے وه خود بهي كاميابي كے سوا اور كوئي لفظ لانا پسند نهيں كرتا ) چمكايا هوگا - اور چونكه اسے اچهي طرح معلوم هے كه اصليت كيا هے' اسليے اسكا زياده تذكره نهيں كرتا اور بالكل مبهم و غير معين الفاظ بول كر چپ هو جاتا هے - كيونكه وه جانتا هے كه ايسا كرنے سے غلط فهميوں كے پيدا كرنے كا شريفانه مقصد حاصل نه هوگا !

يه هے وه ايک نيم رسمي اور معزز اخبار كي ذمه داري' اور يه هے وه ديانت بيان و صدق روايت جسكو اپنے ساتهه ليكر پايونير كلكته كے " پرو جرمنزم " كي تلاش ميں نكلا هے ؟ فويل لهم مما كتبت ايديهم ' و ويل لهم مما يكسبون !

اسٹيٹسمين نے كالم كے كالم ايمدن كے متعلق صرف كيے اور اسكي شرافتوں كي بارها داد دي - حتى كه يهاں تک لكهديا كه " اگر وه دشمن نهوتا تو هم اسكے ليے دعا كرتے " وه گورنمنٹ هند پر ايک ايسے سخت لهجے ميں جو موجوده عهد كے ليے كسي طرح موزوں نهيں هو سكتا اعتراض كرتا رها كه اسكي غفلت ايمدن كے تاخت و تاراج كي اصلي ذمه دار هے - لاهور كا سول اينڈ مليٹري ايمدن كو " سمندر كے عقاب " كا لقب ديتا هے' اور كهتا هے كه اسكا نشانهٔ نگاه بے پناه هے - پهر وه ايمدن كے كپتان كي بهادري كا علانيه گيت بهي گاتا هے كه وه Resolute and Pluck ( بلند همت اور صاحب ثبات و استقامت ) هے - اسي طرح ٹائمس آف انڈيا امپائر' ڈيلي نيوز' اور انگلشمين' هرروز اپنے بے شمار بڑے بڑے كالم اسكے عجائب و غرائب اور خوارق و معجزات كے بيان كرنے ميں خرچ كرتے رهے هيں' اور اسقدر اسكي عظمت كا سامان فراهم هوگيا

هے كه اگر كوئي اصلي " پرو جرمن " دفتر كلكته ميں موجود هوتا اور وه اس تمام سرمايه كو اقتباس و ترجمه كے بعد شائع كرتا تو نهيں معلوم' هندوستان كي افواه پسند اور عام پبلک كا خوف و دهشت كس درجه خطرناک هو جاتا ؟

الهـــلال نے اس قسم كي كوئي بات بهي نقل نهيں كي - وه پبلک كو هميشه اطمينان اور سكون كي نصيحت كرتا رها - يه بڑي سے بڑي خدمت هے جو ايک پريس اسوقت ملک كي كرسكتا هے - پهر كيا پايونير بتلا سكتا هے كه ايمدن كا " وسيع سرمايه " الهـــلال نے فراهم كيا' يا خود اس نے اور اسكے اخوان طريقت نے ؟ اور كيا وه چاهتا هے كه خود اسي كي صرف ايک هفته كي اشاعتوں سے وه سرمايه هم جمع كركے شائع كرديں' جو " ايمدن كي كاميابيوں " كے متعلق اس نے فراهم كيا هے ؟

( تنكا اور شهتيـر )

سب سے زياده دلچسپ بات يه هے كه وه " روسي فتوحات " كے متعلق بهي الهلال كا ذكر كرتا هے اور يه بالكل بهول جاتا هے كه اس بارے ميں خود اسكا " پرو جرمنزم " برلينز ٹيجي ليٹ " سے بهي زياده خطرناک رها هے - وه كهتا هے كه الهـــلال نے " روسي فتوحات كو كم كركے دكهلايا " - ممكن هے كه ايسا هي هو' تاهم ابتک اس نے پيٹرو گريڈ كے اعلانات كي اسقدر تذليل و تحقير تو نهيں كي هوگي جسقدر خود " پايونير " برابر كرتا رها هے - اسكو چاهيے تها كه اس مضمون كي اشاعت سے پهلے اپني فائل پر ايک نظر ڈال ليتا - گذشته ايک ماه كے اندر يه كس نے كها هے كه روسي اعلانات دنيا سے مزاح كررهے هيں اور انكي بيان كرده فتوحات نا ممكن الاعتبـار هيں ؟ وه كون تها جس نے اسٹرين قيديوں كي تعداد كا ميزان نكالا تها اور كها تها كه اسكے معني اسكے سوا كچهه نهيں هو سكتے كه اسٹريا كا خاتمه هوگيا هے حالانكه خاتمه نهيں هوا ؟ پهر شايد وه اخبار بهي الهلال نهيں بلكه خود پايونير هي تها جس نے فرانس كے ميدانوں ميں ۸۰ هزار جرمن لاشوں كي خبر پر اپني شرمندگي كو غصه كي شكل ميں ظاهر كيا تها' اور جهنجهلا كر پوچها تها كه " ۸۰ هزار لاشيں كيونكر شمار كي گئيں ؟ " كيا يه سب كچهه دنيا كے اس عظيم الشان اخلاقي واعظ كے قول كي ايک نئي تصديق نهيں هے جس نے اپنے پيروں سے كها تها كه " تو جو اپنے بهائي كي آنكهه كے تنكے كو ديكهتا هے' اپني آنكهه كے شهتير پر كيوں خيال نهيں كرتا ؟ اے رياكار ! تو پهلے اپني آنكهه سے شهتير نكال ؟ " ( متي ۷ : ۵ )

بهر حال هم كهاں تک ايک صريح خيره بياني پر صرف وقت و دماغ كريں ؟ اسكا هر بيان تحريف بياني اور غلط سرائي ميں اپني قسم كي كامل مثال هے اور اسكے ليے بحث و رد بالكل لا حاصل هے -

( مسئلهٔ تصاوير )

مضمون نگار نے الهلال كي اشاعت داده تصويروں كو بهي اسكے مرضي پرو جرمنيزم كے ثبوت ميں پيش كيا هے' اور لكها هے كه زياده تر جرمن طاقت كو نماياں كرنے والي تصويريں شائع كي گئي هيں - هم حيران هيں كه اس شخص كے متعلق كيا كهيں جو ايک با وقعت اخبار كے صفحات پر صدق روايت كي ذمه داريوں كو محسوس نهيں كرتا اور صريح واقعه كے خلاف قلم اٹهاتا هے ؟ شايد هي دنيا ميں كوئي غلط بياني اس سے زياده ادعا كے ساتهه كي گئي هوگي جيسي كه يه هے - اول تو جرمن تصويروں كي اشاعت اگر پرو جرمنيزم هے تو يه ايک ايسا جرم هے جس ميں الهلال سے زياده گريفک' اسفير' لنڈن نيوز' دي وار' لنڈن ٹائمس ويكلي السٹريشن' اور ٹائمس آف انڈيا كا زياده حصه ثابت هوگا جو

## ( ادعا و ثبوت )

اسکے بعد مضمون نگار نے الہلال کی کسی گذشتہ اشاعت کا حوالہ دیا ہے جسمیں بقول اسکے ظاہر کیا گیا تھا کہ " اٹلی کی ناطرفداری اس کارروائی کا بدلہ ہے جو انگلستان نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے کی تھی "

ہمارے سامنے الہلال کی فائل موجود ہے - ہمیں یہ جملہ کہیں نہیں ملتا کہ " انگلستان نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے جو کارروائی کی تھی " البتہ یہ بالکل سچ ہے کہ ہم نے اٹلی کی غیر طرفداری کے اسباب پر بحث کی تھی' اور ہر شخص کے لیے آغاز جنگ کے وقت یہ ایک قدرتی سوال تھا کہ باوجود جرمنی اور اسٹریا سے متحد ہونے کے اٹلی نے کیوں اس موقعہ پر علحدگی اختیار کی ؟ بلا شبہ اسکے جواب میں ہم نے لکھا تھا کہ اسکا بڑا سبب وہ واقعات ہیں جو جنگ طرابلس کے وقت پیش آے - لیکن اگر ایسا لکھنا " جرمنیت " ہے تو ہم نہیں سمجھتے کہ " پاینیر" اس وقت کیا کہیگا جب آسے معلوم ہوگا کہ اس جرم کا اصلی سر چشمہ ایک انگریز مصنف مسٹر فرنسیس میکالا ہے جسنے اپنی کتاب "" اٹلیز وار " کے تیسرے باب صفحہ (۲۸) میں حرف بحرف یہی لکھا ہے' اور الہلال یقیناً ان معلومات سے فائدہ اٹھانے کا حق رکھتا ہے جو اے کتب فروشوں کے دکان سے ملسکتی ہیں -

اسکے بعد مضمون نگار نے بہت سے دعوے جلد جلد جمع کردیے ہیں اور چونکہ انکے ثبوت میں کوئی اقتباس پیش نہیں کیا ہے اسلیے ہم سمجھتے ہیں کہ وہ " پاینیر" کے لیڈنگ آرٹیکل میں چھوا کر دینے کو بھی بمنزلۂ دلیل و برہان کے سمجھتا ہے - مثلاً وہ لکھتا ہے کہ جرمن پیش قدمی کی مقاومت پر مذاح کا سیلاب بہایا گیا - سقوط پیرس کو قطعی اور یقینی ظاہر کیا گیا - جرمن مراجعت کی تاویل کی گئی' اور اسے بالکل پیرس سے قریب بتلایا گیا - وغیرہ وغیرہ -

چونکہ یہ محض ادعاء ہے' اسلیے اسکے جواب میں ہم وقت ضائع کرنا نہیں چاہتے - ادعاء محض کے لیے انکار محض ہر طرح کافی جواب ہے - لیکن " پاینیر" کے مضمون نگار کے پاس جب ایسے لوگ موجود تھے جو انکے لیے الہلال کے " پر اسرار " مضامین کا ترجمہ کردیسکتے ہیں ( باوجود اسکے کہ " ترجمہ کے بعد انکا اثر ضائع ہو جاتا ہے یا کارگر نہیں ہوتا " ) تو اسکے لیے کیا مشکل تھا کہ وہ تھوڑی سی زحمت اپنے حاشیہ نشینوں کو اور دیتا اور الہلال کے " سیلاب مذاح " میں سے چند قطرے ہی پیش کر دیتا - مگر اس نے ایسا نہیں کیا' اور اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ گو وہ الہلال کے ہر مضمون سے واقف ہے مگر دوسروں کو واقف کرنا پسند نہیں کرتا' اور اس پورے تین مہینے کی مدت میں صرف ایک ہی اشاعت کے مح‍رف اور غیر مربوط اقتباس پیش کرنے کے لیے مجبور رہے -

وہ تمام اشخاص جو الہلال کو جنگ کے بعد سے پڑھتے رہے ہیں مضمون نگار کے ان دعوؤں کی راستی کا اندازہ کر سکینگے جو اس قدر وثوق کے ساتھ کیے گئے ہیں - جس وقت جرمنی کی فوجیں پیرس سے روز بروز قریب تر ہو رہی تھیں' حتی کہ محاصرہ کا خوف اسقدر یقینی ہوگیا تھا کہ گورنمنٹ فرانس مع ستر لاکھ آبادی کے پیرس چھوڑ چکی تھی - سوائے شاید " پاینیر" کے دفتر میں ان تمام وقت کا مطلب بالکل برعکس سمجھا جاتا ہو' ورنہ الہلال نے فرانس سے زیادہ بالکل نہیں سمجھا جو تمام دنیا سمجھرہی تھی - بلا شبہ ہم نے جرمنی کے پیرس کے قریب آنے کا مطلب یہی قرار دیا کہ وہ قریب آرہی ہے - اور ہم سمجھتے ہیں نہ بلجیم کی سرحد سے نکلکر جب انسان جنوب کی طرف بڑھے تو اسکے معنی صرف یہی ہوسکتے ہیں کہ وہ جنوب کی طرف بڑھ رہا ہے - اگر پاینیر کے پاس خبروں کے دیکھنے کیلیے کوئی ایسا آئینہ موجود تھا جسمیں ہر چیز اولٹی نظر آتی ہے اور جرمنی کے کولومبوس اور نان ٹیول تک آ جانے کا مطلب وہ یہ سمجھتا تھا کہ پیرس سے روز بروز اسکے دشمن دور ہوتے جاتے ہیں' تو تعجب ہے کہ ایسی نادر و بیش قیمت تشریح کو اسکی عین ضرورت کے وقت کلکتہ کے " پروجرمنزم" کی طرح کیوں پوشیدہ رکھا گیا' اور کیوں فوراً شائع نہ کیا گیا کہ سب سے پہلے الہلال کے صفحوں پر اسے جگہ دی جاتی ؟

ہمیں حیرت ہے کہ یہ مضمون اسلیے لکھا گیا ہے کہ لوگوں کو تعجب ہو' یا اسلیے کہ الہـــلال کی نسبت انکا تعجب دور ہو ؟ کیا ممکن ہے کہ ایک ذی ہوش انسان کسی شخص کو صرف اس بنا پر " پروجرمن " قرار دینے کی جرأت کرے کہ اس نے ۶ - ستمبر سے ۳۱ اگست تک کے اخبار میں " محاصرۂ پیرس " کا خیال کیوں ظاہر کیا جبکہ نہ صرف تمام دنیا بلکہ خود پیرس بھی اپنے محاصرہ کا انتظار کر رہا تھا ؟

البتہ یہ صریح غلط ہے کہ الہلال میں " محاصرہ " کو " قطعی و یقینی " ظاہر کیا گیا - جس طرح واقعات کی بنا پر ہر شخص آثار و علائم کو قیاسات کے ساتھہ ترتیب دیتا تھا' اسی طرح الہلال میں بھی ہمیشہ امکان اور ظن و علائم کے کھلے کھلے اور غیر مشتبہ لفظوں میں واقعات پر نظر ڈالی گئی - حتی کہ جو لیڈنگ آرٹیکل' ۶ ستمبر کے الہلال میں " یوم التغابن " کے عنوان سے نکلا ہے' اسکے آخر میں قرآن کریم کی آیۂ مقدسہ کا اقتباس کر کے ایک طرح کی پیشین گوئی کی گئی تھی کہ عجب نہیں جو جرمنی آگے بڑھکر پھر واپس ہوجاے - چنانچہ لکھا تھا کہ " انہ علی رجعہ لقادر " ( اللہ اسپر بھی قادر ہے کہ اسے اولٹے پانوں پھرادے ) چنانچہ ایسا ہی ہوا -

رہا جرمن مراجعت کی تاویل اور اسے ایک " جنگی مصلحت " قرار دینا' تو ہم نہیں سمجھتے کہ اس عجیب الحواس دماغ کیلیے کیا کریں جو ایک کو مجرم بنانے کی ہوس میں تمام دنیا کو مجرم بنانے کی بلکہ خود اپنے تئیں مجرم کہنے کی کوشش کا مریض ہے ؟ پاینیر کو چاہیے کہ وہ اس خطرناک رویہ سے جلد باز آ جاے - کیونکہ اسکے تمام پھینکے ہوے پتھر " جرمن پیشقدمی " کی طرح سامنے نہیں بلکہ عقب کی طرف جا رہے ہیں !

وہ جرمن مراجعت کے مصالح پر بحث کرنے کو " پروجرمنزم " کا ایک ثبوت قرار دیتا ہے' مگر یہ کیسا عجیب " پروجرمنزم " ہے جسکا تمام مواد حرف بحرف برٹش پریس بیورا اور سنسر کی منظور کردہ انگلش میل نے تقسیم کیا' اور تقریباً ہر انسان نے جو دماغ رکھتا تھا' اسمیں یکساں حصہ لیا ؟

ہم نے اس مضمون کے آخر میں لنڈن ٹائمس' مورننگ پوسٹ' ڈیلی کرانیکل' نورتھہ' گلوب' اسٹیٹسمین' ٹائمس اف انڈیا' ڈیلی نیوز' سول اینڈ ملیٹری' اور سب سے آخر مگر سب سے پہلے " پاینیر " کے اقتباسات جمع کردیے ہیں جن میں " پروجرمنزم" کی تقریباً ہر طرح کی کم اور زیادہ خوفناک شاخیں نظر آئینگی - اور پبلک اندازہ کرسکے گی کہ یہ پتھر جو پاینیر نے اٹھایا ہے' اسکا اصلی مستحق کسکا سر ہے ؟

## ( دو عنصر )

اس مضمون کی ایک خاص خصوصیت یہ ہے کہ وہ صرف دو عنصروں ہی سے مرکب ہے - یا تو اسمیں کذب ہے یا پھر راستی کذب آمیز - یعنی یا تو وہ سچ نہیں بولتا - یا بولتا ہے تو جھوٹ کو بھی فراموش نہیں کرتا - یہ سچ ہے کہ جرمن مراجعت کی نسبت یہ خیال ظاہر کیا گیا کہ وہ شاید ایک جنگی مصلحت ہے - لیکن نہ تو اسمیں
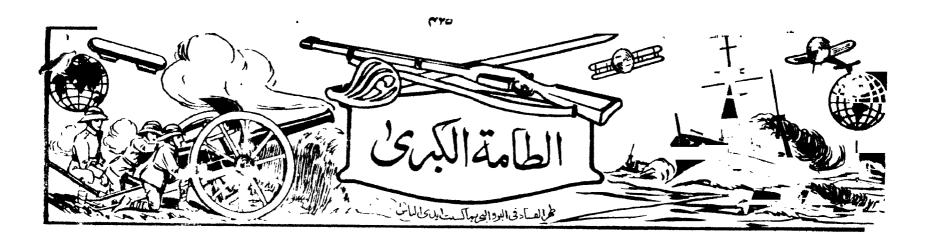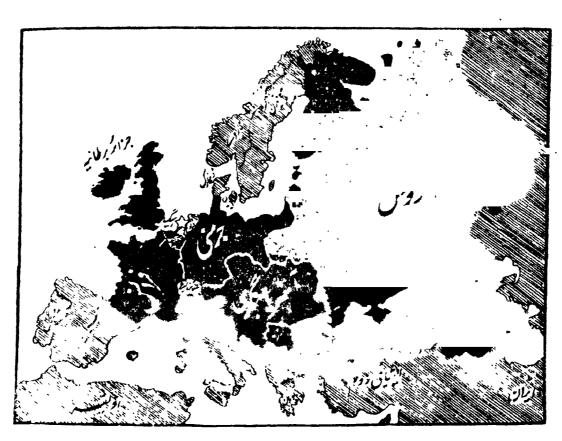
( ]

جنگ یورپ کي ظلمت فساد و بقیۂ امن کا یہ نقشہ ہے جسے ریویو اف ریویوز لندن نے شائع کیا ہے - جسقدر حصہ سیاہ ہے جنگ کي تاریکي اسپر مسلط ہوچکي ہے ' اور جسقدر سفیدي باقی رهگئی ہے ' نہیں کہا جاسکتا کہ کتنے دنوں کي مہمان ہے - جس وقت یہ نقشہ ترتیب دیا گیا اس وقت تک پرتگال او ر ترکی کا حصہ جنگ میں شامل نہ تھا ' مگر اب ان حصوں میں بھي سیاھي پھیلا دیجیے : و الله ولی الذین آمنوا یخرجھم من الظلمات الی النور "

ایسا ھی ایک نقشہ امریکہ کے " دي - کرسچین هیرلڈ " نے بھي چند ھفتے ہوے سرخ و سفید شائع کیا تھا -

یہ تصویر امریکہ کے ایک اخبار " دي - کرسچین هیرلڈ سے نقل کي گئي ہے - اسمیں نیو یارک کے اس مظاھرہ کو دکھلایا گیا ہے جو پچھلے دنوں جنگ یورپ کے بر خلاف امریکن پبلک نے کیا تھا - لیکن اب یہ سب کچھہ بے فائدہ ہے کیونکہ سورج ڈوب چکا اور تاریکي ناگزیر ہے !

اس وقت تک جرمني کی بحري اور بري قوت کے بے شمار مناظر شائع کر چکے هیں - اور علی الخصوص لندن ٹائمس اپني " هسٹري آف دي وار " میں هر هفته اس " جرمنیزم " کا مواد بکثرت تقسیم کرتا رهتا هے - ثانیاً یه بیان بهی انتہائی درجه کا غلط هے که " زیاده تر جرمنی اقتدار کو نمایاں کرنے والی تصویریں الهلال میں شائع کي گئیں " اورگو اس مضمون کي هر غلط بیانی اپني قسم کی اعلی غلط بیاني هے، لیکن اس غلط بیانی تک تو کوئي غلط بیاني بهي نہیں پہنچ سکتي - الهلال میں ۱۹ - اگست سے جنگ کے متعلق تصویروں کي اشاعت شروع هوئي هے - اس وقت تک ۱۰۱ تصویریں نکل چکی هیں، لیکن ان میں بمشکل ۷ تصویریں جرمني کے متعلق هونگي، اور وه بهی اسکي فتوحات یا عظمت کے متعلق نہیں، بلکه خود قیصر کي جو تمام شاهان جنگ کے سلسلے میں شائع هوئي، یا ایک دو جهازوں کی، یا نہر کیل کی -

اسکے مقابلے میں ۹۴ تصویریں هیں جو برطانیه، فرانس اور روس کے متعلق شائع هوئي هیں، اور علی الخصوص ان میں انگریزي افواج کے اجتماع، برٹش بیڑے کے عظیم الشان مناظر، ساحل ڈور میں جهازوں کي صفیں، اسپیٹ هد میں بحري نمائش، مشهور برٹش ڈریڈ ناٹ، ڈسٹرائر، سب میرین، انکی هولناک توپیں، سمندر میں عجیب و غریب حکمرانی، برطانیه کي تاریخي فتوحات، اور بے شمار موثر مقامات و اشخاص اور افواج و اسلحه کي تصویریں ضروري تشریح کے ساتهه دي گئی هیں، اور یه وه کام هے جو تمام هندوستان میں تنہا اردو السٹریٹیڈ جرنل هونے کي وجه سے صرف الهـلال هی کرسکتا تها اور اس نے بلا امید اعتراف کیا -

اگر اس مضمون کا لکهنے والا فی الحقیقت الهلال کو غور و نظر سے مطالعه کرنے والا هے جیسا که وه اسکي اشاعت کے حوالے دیکر ظاهر کرتا هے، تو یقیناً اس سے بهي اسے واقف هونا چاهیے که آخري هفتوں میں جبکه ایمڈن کے تاخت و تاراج سے هندوستان کی نا واقف پبلک پریشان هو رهي تهي، تو صرف الهـلال هي تها جس نے هندوستان کي اندروني فوجي استعداد کے مسلسل مناظر شائع کرکے پبلک کے اندر اس درجه اطمینان اور اعتماد پیدا کردیا ؟ کیا اسنے دس سے زیاده تصویریں نہیں دیکھي هیں جن میں میدان کلکته کي فوجي حرکت، هزارها والنٹیروں کي قواعد، توپخانوں کي مشق، اور جرمن اور اسٹرین جهازوں کی تصویریں جو قید کرلیے گئے هیں، نمایاں کی گئي هیں ؟ کیا یه سب کچهه ایک پر اسرار جرمنیزم هے جس کي نه تو شمله کو خبر هے اور نه دارجلنگ کو مگر پاینیر کے پرنٹینگ هاوس کے اندر انکی نسبت کوئی مافوق الفطرة الهام هو رها هے ؟

( بلجیم کي خوش قسمتی )

مضمون نگار نے ایک تصویر کا حواله دیا هے جو ۱۷ اکتوبر کو الهلال میں نکلي هے اور جسمیں بلجین کے متعلق " بد بخت " کا لفظ لکها هے - نیز قرآن کي ایک آیت لکهی هے جسکا مطلب یه هے که انسان کي ساري مصیبتیں خود اسی کی پیدا کی هوئی هیں - مگر هم نہیں سمجهتے که ایسا لکهنے میں کونسی جرمنیت پوشیده هے، جو اسقدر واضح هے که اسے پاینیر نے بغیر تشریح کے چهوڑ دیا هے ؟ آج دنیا میں کون هے جسے بلجیم کي بدبختی پر جو اس بے دردي کے ساتهه تباه کردیا گیا افسوس نهوگا، اور کیا جرمني کا اس سے سلوک بد بختی نہیں بلکه خوش قسمتی هے ؟ اگر پاینیر کے پاس ایسے مددگار موجود هیں جو قرآن کي آیتوں کا ترجمه کرسکتے هیں، تو یقیناً اسے مسلمانوں کے مذهبي اعتقاد کا بهي حال معلوم هونا چاهیے - بلاشبه هم مسلمان اپنے خدا کو رحیم و عادل سمجهتے هیں اور همارا عام قاعده هے که هر مصیبت کے وقت یقین کرتے هیں که جو کچهه هوا اسکے خود هم هي ذمه دار هیں، خدا کبهی بهی کسی پر ظلم نہیں کرتا اور مسلمانوں کي مذهبي تاریخ میں کوئی قصه صلیب کے متعلق نہیں آتا هے - پهر پاینیر هم سے اس اعتقاد کے متعلق کیا چاهتا هے ؟

اگر " پاینیر " برهم هے که " بلجیم " کو " بدبخت " کیوں کها گیا تو اسکا صرف یهي مطلب هوسکتا هے که وه اسے " خوش قسمت " سمجهتا هے - اگر ایسا هو تو یه بڑي هی تمسخر انگیز بات هوگی، مگر هم سمجهتے هیں که جو شخص "جرمن پیش قدمي" کو "پیش قدمي" کے معنوں میں لینا جائز نه سمجهتا هو، جو معاصرا پیرس کے آثار کے تذکره کو بهي پسند نه کرتا هو حالانکه تمام دنیا جسمیں وه خود بهي شامل هے معاصره کو بالکل قریب دیکهه رهي تهي، اور جو ایمڈن کی " کامیابیوں " کے بیان کو ( با وجودیکه وه خود بهي اسے " کامیابیوں " کے لفظ سے تعبیر کرتا هے ) الهلال کے صفحوں پر آنا خطرناک کهتا هو حالانکه انکي حقیقت سے منکر نهو، تو ایک ایسی دماغی طوائف الملوکي ( انارکی ) کیلیے یه کچهه بهی بعید نہیں هے که وه عین اس وقت جبکه بلجیم کي ساري هستی فنا هوگئی هو، اسے " خوش قسمت " کے نام سے اپنے رائٹنگ ٹیبل پر پکارتا هو -

( اسلحهٔ جنگ کي آخري نمایش )

ان تمام مرحلوں کے طے کرلینے کے بعد اب مضمون نگار زیاده مسلح هوکر همارے سامنے آتا هے اور ادعا و فریب کي جگه پهلی مرتبه " ثبوت " کا حربه پکڑتا هے - وه ۷ - اکتوبر کے الهـلال سے ایک لمبا چوڑا اقتباس ترجمه کرتا هے جو اسکے خیال میں کلکته کے " پرو جرمنزم " کے ثبوت ایلیے سب سے آخری قسم کي منزل هے، اور جو اسقدر قوي هے که اسکے پیش کرنے کے بعد اسکا کام بالکل پورا هو جاتا هے - چنانچه جونهي یه اقتباس ختم هوجاتے هیں، وه اسطرح جلد هم سے رخصت هوجاتا هے گویا اس نے اپنے مشن کو بالکل مکمل کردیا !

اسنے الهلال کے مضمون " سقوط انٹورپ " کے ترجمه کرنے کی وه عظیم الشان ادبی مهم سر انجام دي هے جسکي نسبت وه پہلے کہه چکا هے که " ترجمه کے بعد اسکا اثر زائل هو جاتا هے " - غالبا اسکا مقصد اس سے یه هے که سرکاري ترجمه کے دفتروں کے سامنے ایک نمونه ایسے ترجمه کا پیش کیا جاے جسمیں ترجمه کے بعد اصل خطره ضائع نه هو بلکه اور زیاده هیبت ناک و خطرناک هو جاے !

یه مضمون کا وه حصه هے جسمیں انٹورپ کے آخري واقعات مختصراً درج کیے گئے هیں اور تمام دنیا کی طرح تعجب کیا گیا هے که اسقدر مستحکم مقام کیونکر ساقط هوگیا - نیز جرمني کی نئی توپوں کا تذکره کیا هے، جنکي نسبت هندوستان بهر میں سب سے پهلی مرتبه اور سب سے زیاده خود " پاینیر " هی نے خوف اور دهشت دلایا تها !

اس ترجمه میں بہت سی غلط فهمیاں جمع کیگئي هیں وه علم ادب کی ایسی شاخ کا ( اگر کوئي ایسی شاخ هو ) ایک بہترین نمونه هے، جسکا موضوع ایک زبان کے مضمون کو کسی دوسري زبان میں ضمنی اور پوشیده تعریضات کے ذریعه بدل دینا قرار دیا گیا هے - همارے سامنے " پاینیر " نے کوئی نمونه ایسے غیر مفروح لٹریچر کا تو پیش نہیں کیا جو انگریزي میں آنیکے بعد " اپنا اثر کهو دیتا هے " البته ان اقتباسات کے ذریعه ایک عمده نمونه وه اپني ادبي هشیاري کا ضرور دکهلا سکا هے، جو ایک بے خطر چیز کو بهي خطرناک بنادیسکتي هے -

## القـــارعـــه !
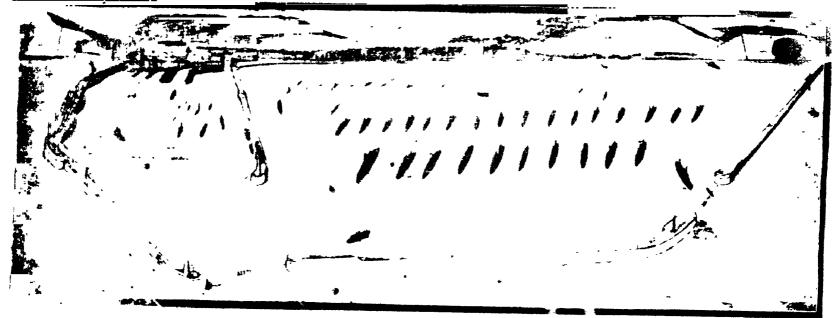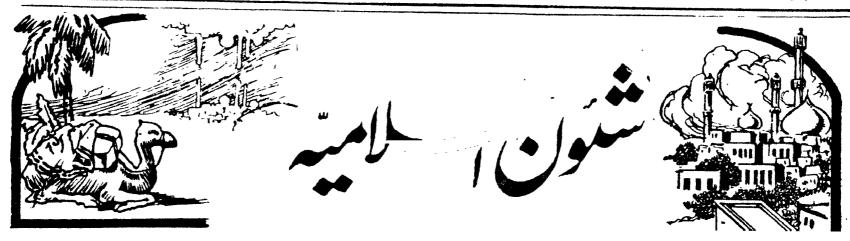
القارعة ! ما القارعه ؟ و ما ادراک ما القارعه ؟ هاں ' وہ ایک واقعۂ کبری ہے جسے پیش آنا تھا اور پیش آیا : لیس لوقعتها کاذبه ' خافضة رافعه ! وہ ایک حادثۂ عظیمه ہے جسکے لیے هم سب اندیشه ناک تھے ' مگر بالاخر تقدیر غالب آئي : ذالك تقدیر العزیز العکیم ! وہ مشیت الهي کي ایک اجل مقدر ہے جسے بہتوں نے ٹالنا چاھا مگر نہ ٹلی : فما له من قوة و لا ناصر ! وہ تقدیر آسمانی کا ایک فیصله ہے جس سے زمین والوں نے بچنا چاھا مگر نہ بچ سکے : کتب علیکم القتال و هو کره لکم ! وہ انسانی عزائم کي ایک ملکی شکست ہے جسنے مشیت الهي کو واضح کردیا : ما تسبق من امة اجلها و ما یستاخرون ! اور زمین کے موسم خونیں کی ایک نئي بدلی ہے جسکي گرج کو کانوں نے لرزکر سنا اور جسکی بجلیوں کو آنکھوں نے خیرہ هوکر دیکھا : یوم تبدل الارض غیر الارض و السماوات ! وہ دهشتوں کي ایک شب تاریک ہے جسکی شام خوف و طمع سے مضطرب تھي : و هو الذي یریکم البرق خوفا و طمعا ! اور هولناکیوں کی ایک فضاء خونیں ہے جسکی ظلمت نے دن کی بقیه روشني کو بھي ڈھانپ لیا !

فلا اقسم بالشفق ' و اللیل و ما وسق ' و القمر اذا اتسق ' لترکبن طبقا عن طبق ( ۸۴ : ۱۴ )

" پس شفق کی قسم جبکه اسکي سرخی نے زمین کے عہد خونیں کی خبر دي ' اور رات کي قسم جبکه وہ تاریک هوئي ' اور ان سب کی جنکو اسکي تاریکی نے چھپا لیا ' اور پھر چاند کی جبکه اسکي روشني پوري هولی ' که تم سب ایک امر مقدر کے ماتحت هو ' اور ضرور ہے که انقلاب لیل و نہار کے ان مراتب ثلاثه کی طرح تم بھي یکے بعد دیگرے منازل تبدل و تغیر سے گذرو ! "

غرضکه بالاخر وہ دن آگیا جسکو گو هم نے نہیں بلایا لیکن آسے آنا تھا اور اس قدیر و حکیم کا فیصله یہی تھا : یوم یکون الناس کالفراش المبثوث ' و تکون الجبال کالعهن المنفوش ! فاما من ثقلت موازینه فهو فی عیشة راضیه ' و اما من خفت موازینه فامه هاویه ! و ما ادراک ما هیه ؟ " نار حامیه " ! ! ( ۱۰۱ : ۴ )

### ( اعلان حرب )

یعنی دولة عثمانیه اور دول متحدۂ ثلاثه کے مابین پہلي نومبر کو اعلان جنگ هوگیا : انا لله و انا الیه راجعون !

### ( تین مسئلے )

اس وقت تین مسئلے همارے سامنے هیں ' اور گو انکو ایک هی وقت اور ایک هي حادثه نے پیدا کیا ہے ' تاهم انکے نتائج بالکل مختلف هیں ' اور ان میں سے هر ایک مسئله ایک مستقل اثر اور ایک علحدہ حکم رکھتا ہے :

( ۱ ) اسباب و واقعات جنگ -

( ۲ ) مسلمانان هند اور دوله عثمانیه کا تعلق ' اور مسئلۂ خلافة اسلامیۂ عظمی -

( ۳ ) هندوستان کي داخلي حالت کا سوال -

هم چاهتے هیں که جہاں تک ممکن هو ' اختصار کے ساتھه اور ساده لفظوں میں انپر نظر ڈالیں -

ایک ایسے نازک وقت میں جیسا که یه ہے ' هم کوشش کرینگے که گورمنٹ کے سامنے کرورها مسلمانان هند کے اصلی خیالات و افکار کو واضح کر سکیں کیونکه همارے عقیدے میں حقیقت کے اخفاء سے بڑھکر کوئی بغاوت اور غداري نہیں هوسکتی ' اور حق و باطل کي مخلوط صداؤں کا جو هجوم هر طرف سے بڑھرها ہے اسمیں خالص سچائي نا پید ہے -

### ( تین جماعتیں )

لیکن جبکه هم ان تین مسئلوں پر نظر ڈالنا چاهتے هیں تو همیں بلا تشریح مزید یه بھي ظاهر کر دینا چاهیے که اس وقت ملک میں تین جماعتیں موجود هیں :

( ۱ ) طبقۂ متوسطین اور عام مسلمان جو صرف سنتے اور سونچتے هیں مگر بولتے نہیں - کیونکه اظہار راے کے وسائل انکے پاس نہیں هیں - یہي جماعت اصلي پبلک ہے اور اسی سے سات کرور مسلمانوں کي تعداد پوري هوتي ہے - اسکے اعتقادات اصلی اعتقادات ' اور اسکے خیالات هي پر " عام خیال " کا اطلاق قدرتاً هو سکتا ہے -

( ۲ ) چند راستی پسند لوگ جو اظہار راے و اعلان حقیقت کے وسائل رکھتے هیں ' لیکن انکے ضمیر سے زیاده طاقتور انکي کمزوري ہے - اس لیے وہ ڈرتے هیں اور خاموش رهتے هیں - یا بولتے هیں مگر صاف صاف نہیں بولتے -

( ۳ ) اونچے طبقه کے لوگ جنکي ریاست هندوستان میں قائم ہے ' کیونکه ترقی یافته ممالک کی طرح هندوستان میں جمہوري اقتدار متشکل نہیں ہے اور مستقل هستی نہیں رکھتا - پس اظہار راے کے هر موقعه پر یہي لوگ آگے بڑھتے هیں اور گورمنٹ کے قرب و اعتماد کے وسائل بھی صرف انهي کو حاصل هیں - یه فرقه یا تو پہلي جماعت سے بے خبر ہے ' یا اکثر حالتونمیں گرفتار نفاق و تصنع ' و مبتلاے اغراض شخصیه و دانیه - اسکا وجود گورنمنٹ اور عام پبلک کے درمیان ایک ایسي دیوار ہے جو ایک طرف کي روشني دوسري طرف پہنچنے نہیں دیتي - وہ اکثر حالتوں میں قوم سے زیاده گورنمنٹ کیلیے خطرناک ہے - کیونکه گورنمنٹ کو اصلیت سے ٹھیک ٹھیک واقف هونے میں حائل هوتا ہے ' اور اپنے ذاتي اقتدار اور رسوخ کي بھوک میں ملک اور گورنمنٹ کي بڑي سے بڑي مصلحت کو بھي قربان کردینے کیلیے آماده ہے -

هندرستان کي سکهہ پلٹن کا میدان جنگ میں ورود !

جاپاني کروزر " چیکوما " جو " ایمڈن " کے تاخت و تاراج کا انسداد کرنے کیلئے هندرستان میں آیا هوا هے اور ۸ - اکتوبر کو مدراس میں تہا
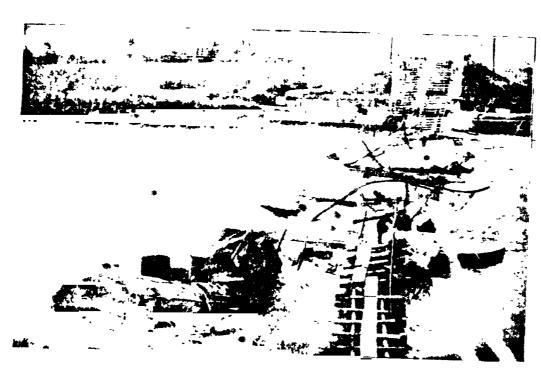
در ے ارائس کا پل جس پر سے باهمن رخمي جارهے تهے مگر جرمن سپاهیوں نے پل توڑ دیا اور غرق آب هوگئے !

کي حامي نہيں بن جاسکتي ' اور عالمگير جنگ کي شرکت کي ذمه داري کوئي ايسا عقده نہيں ہے جسکے سمجھنے کے ليے صرف ہمارا هي دماغ موزوں هو - پس ترک جنہوں نے اپنے تئيں اتني بڑي جنگ ميں جنگ بلقان کے بعد هي ڈالديا ہے' ايسے بالاتر اسباب ضرور اپنے پاس رکھتے ہونگے جنکي وجه سے انہوں نے خون اور آگ کے کھيل کو اسقدر جلد گوارا کرليا ہے - يه کچھه ضرور نہيں که انکا خيال صحيح هو' مگر سچي بات يہي ہے که انہوں نے جنگ يورپ کو اپنے ليے ايک عہد فرصت سمجھا ہے' اور جس طرح هر ضعيف وقت اور فرصت سے کام لينا چاهتا ہے' وہ بھي سمجھتے هيں که کام لينگے - انکے سامنے جنگ يورپ کے بعد کے نتائج هيں اور شرکت جنگ کے خطرات - انہوں نے دوسري چيز کو گوارا کيا ہے - اس انتخاب کي غلطي اور صحت کا فيصله وہ خود هي کرسکتے هيں' يا وہ لوگ؟ جو انکي طرح موقعه پر موجود هوں -

اصليت مسلمانوں کے عقيدے ميں صرف يہي ہے' اور اسکے سوا جو کچھه انکي طرف سے ظاهر کيا جاتا ہے اس سے انہيں کوئي تعلق نہيں - هم ميں ايک مسلمان بھي ايسا نہيں ہے جو سمجھتا هو که جنگ بلقان کے موقعه پر هلال احمر قسطنطنيه کو کچھه روپيه ديکر هم مسلمانان هند اتنے بڑے هوگئے هيں که خلافة اسلاميه عظمى کو اپنے آگے جوابده سمجھيں اور شہنشاهوں کي طرح انکے بارے ميں حکم ديں -

## ( ۲ )

ايک مستقل مسئله مسلمانان هند اور دولة عثمانيه کے تعلقات کا ہے جو انسے اسي طرح تعلق رکھتا ہے جس طرح ديگر حصص عالم سے -

کچھه ضروري نه تها که يه مسئله اس وقت پبلک يا گورنمنٹ کے سامنے بحث کيليے لايا جاتا - کيونکه گذشته پچاس برس کے اندر وہ اسقدر واضح اور صاف هوچکا ہے که دنيا کيليے اسکي ايک هي غير متزلزل حقيقت بالکل صاف ہے' اور اسپر کسي مزيد اضافه کي ضرورت نہيں - قسطنطنيه اب بھي وهي قسطنطنيه ہے جو يکم نومبر سے پہلے باسفورس پر آباد تها ' اور هندوستان کے مسلمان اس مقدس تخت کو جو وهاں قائم ہے بالکل ويسا هي يقين کرتے هيں جيسا که برابر يقين کرتے آۓ هيں - جس طرح حالت امن ميں وهاں کا رشته اس تعلق کے منافي نه تها جو مسلمانان هند کو تاج برطانيه کے ساتهه ہے' اسي طرح آج بھي اسکا اعتراف اسکے ليے منافي نہيں ہے که ستر مليں مسلمان هندوستان کے امن دوست اور فساد دشمن شہري هوں -

تاهم افسوس ہے که ان لوگوں نے جنکے مفسدانه و شريرانه اعمال کي گورنمنٹ ذمه دار نہيں ہے ' ليکن جنکي فساد پرستيوں کے نتائج سے گورنمنٹ اور ملک دونوں کو آلوده هونا پڑيگا ' بمجرد اعلان جنگ اس مسئله کو از سر نو چھيڑ ديا ہے - اور نفاق و فساد کا وہ شيطان لعين جو انکے اندر هميشه وقت کا منتظر رها ہے' بالکل بے باک هو گيا ہے - تا که گورنمنٹ کي سب سے بڑي خير خواهي کي گھڑيوں ميں اسکے ليے سب سے زياده خطرناک مشکلات پيدا کرے :

يعدهم و يمنيهم' و ما يعدهم الشيطان الا غرورا !

چنانچه اس قسم کي بعض شرير روحيں اپنے انتہائي خبث و فساد کے آلات سے مسلح هوکر باهر نکل آئي هيں' اور بغير اسکے که گورنمنٹ کيليے کچھه بھي مفيد هو' اور بغير اسکے که گورنمنٹ کي طرف سے ايک ادنى خواهش بھي اسکے ليے ظاهر کي گئي هو'

انہوں نے اس تپ زده مريض کي طرح جسکے دماغ پر حرارت چڑھجاۓ اور هذيان کيليے بالکل بے بس هو' " خلافة اسلاميه " کي بحث از سر نو چھيڑ دي ہے - وہ سمجھتے هيں که يه گورنمنٹ کي بہت هي بڑي وفاداري ہے - ايسي وفاداري جو کسي خدا پرست و اسلام دوست مومن سے ممکن نه تهي' مگر انہوں نے اپني آخري متاع ايمان بھي اس راہ ميں قربان کردي - حالانکه نه تو يه وفاداري ہے اور نه هي خير خواهي : بل هي فتنة ولکن اکثر الناس لا يعلمون -

ليکن گورنمنٹ کو ياد رکھنا چاهيے که جو شخص اپنے خدا اور اپني شريعت کا وفادار نہيں ہے' وہ اسکے ليے بھي کوئي سچا اور وفادار دوست نہيں هو سکتا - وہ صرف چند انسانوں کي حاکم نہيں ہے جو اپنے دلونکي قلب ماهيت کرنے کيليے يا اصلي راہ نفاق و ارتداد اختيار کرنے کيليے طيار هيں - بلکه ان سات کروڑ مسلمانوں کي حاکم ہے جنکے اعتقادات ميں تبديلي محال اور جنکے جذبات بالکل مختلف قسم کے هيں - پس يقيناً اسکے ليے صرف يہي راہ عمل سچي اور اصلي هوسکتي ہے که وہ انکا حال معلوم کرے جو سات کروڑ هيں' نه که انکا جو حقيقي طور پر بمشکل دو سات هونگے !

موجوده حالت ميں جبکه ان اشرار و مفسدين نے ملک اور گورنمنٹ کي حقيقي مصلحتوں کو بالکل فراموش کرکے يه بحث خواه مخواه چھيڑ دي ہے' تو همارے سامنے صرف دو هي راهيں هيں : يا تو اس مسئله پر ادلۂ شرعيه کے مطابق بحث کريں اور جو هفوات و ترهات اس شرذمۂ جهل و فساد نے شائع کيے هيں' انکے قلع و قمع کيليے طيار هو جائيں - يا پھر بالکل سکوت اختيار کريں -

پہلي صورت کو اگر اسوقت اختيار کرتے هيں تو لازمي طور پر يه بحث زياده پھيليگي' اور هم موجوده وقت کو کسي طرح اسکے ليے موزوں نہيں سمجھتے - ليکن ساتهه هي دوسري صورت پر بھي کوئي مومن بالله قلب راضي نہيں هو سکتا ' کيونکه جب غلط فہمي پھيلائي جاۓ اور بدعات و زوائد کسي مسئلۂ شرعيه کو مشتبه کرديں تو هر مسلمان پر شرعاً فرض ہے که حسب علم و استطاعة تصحيح عقائد و اعلان حقائق کي کوشش کرے : و الساکت عن الحق شيطان اخرس !

ايسي حالت ميں ظاهر ہے که ان ناعاقبت انديشوں نے بلا ضرورت کيسي مشکل راست باز مسلمانوں کے ليے پيدا کردي ہے؟ حالانکه نه تو گورنمنٹ کو اس مسئله سے کوئي تعلق تها اور نه وہ اسکے متعلق هم سے کسي تبديلي کي طالب تهي - بہر حال هم اس موقعه پر صبر اور ضبط سے کام لينگے اور صرف اصليت کے ظاهر کرنے پر اکتفا کرينگے - اگر يه فتنه نه رکا' اور ان مفسدين نے ملک کے امن و سکون پر رحم نه کهايا' تو ظاهر ہے که يه مسئله وسيع هوگا اور اسکے نتائج افسوس ناک صورت ميں پھيلينگے - ليکن اسکے ذمه دار وهي چند مسلمان هونگے جو بلا ضرورت اس سوال کو زنده کر رہے هيں -

يه بندگان جهل و افساد جنهوں نے کسي طالب العلم سے " الائمة من القريش " کي حديث سيکهه لي ہے' کيا اس امر سے بالکل بے خوف هوگئے هيں که بحمد الله علم شريعت ابھي زنده اور حاملان شريعت ابھي باقي هيں؟ اگر يه جمله کوئي حديث ہے تو اسکے صرف يہي معنى هوسکتے هيں که هميں اسکے سمجھنے کا زياده حق حاصل ہے' نه که ان ملاحده و متفرنجين کو جو علوم دينيه سے ويسے هي بے خبر هيں جسقدر ايک انگلو انڈين اخبار کا ايڈيٹر ! پھر کيا يه بہتر هوگا که خلافت اسلاميه کا مسئله انہيں سمجھا ديا جاۓ ؟

اس سے بھي زياده تعجب ان لوگوں پر ہے جو آج سلطان مخلوع ( عبد الحميد ) کي محبت و احترام کا پيام ليکر اٹھے هيں اور لکھتے هيں که جلالت مآب امير المومنين حضرة سلطان محمد خامس کي خلافت مسلم نہيں ہے' کيونکه انہيں نوجوان ترکوں نے خليفه بنايا '

پہلي جماعت ان سے بالکل الگ ہے اور انکے متعلق کوئي اثر اپنے اندر نہیں رکھتي - بلکہ روز بروز تفریق اعتقاد اور تضاد فکر کي جھیل ان دونوں کے درمیان وسیع تر ہوتي جاتي ہے -

ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ پہلي جماعت کي حالت اس مسئلہ کے متعلق گورنمنٹ پر واضح کردیں ' اور دوسري جماعت کی کمزوري سے بچنے کي کوشش کریں ' تاکہ تیسري جماعت کي ناعاقبت اندیشیاں ایک نازک ترین وقت میں گورنمنٹ کیلیے خواہ مخواہ مشکلات پیدا نہ کردیں - اگر سچائي کو اسکي اصلی ضرورت کے وقت پیش نہ کیا جاے تو اسکے وجود کا اعتراف بیکار ہے ' اور چراغ جلانے کا اصلي وقت غروب آفتاب کے بعد آتا ہے نہ کہ پچھلي پہر کو - گورنمنٹ کے پاس جن چیزوں کے معلوم کرنے کے وسائل ضرورت سے زیادہ موجود ہیں انکے پیش کرنے سے کیا حاصل ؟ اگر "خیر خواہي" کو اسکے حقیقي معنوں میں بولا جاتا ہے تو آج بر اعظم ھند میں گورنمنٹ اور ملک کیلیے کوئي چیز بھي ضروري نہیں ہے - الا وہ جو آج ھمارے پاس ہے -

## پہلا مسئلہ

اولین مسئلہ جو اس سلسلے میں سامنے آتا ہے وہ اسباب و محرکات جنگ ہیں ' اور انکے متعلق مسلمانوں کا وہ اعتقاد جو واقعي طور پر انکے دلوں میں موجود ہے - ہم اسقدر مختصر لفظوں میں جسقدر کہ ہو سکتے ہیں انکی تشریح کرینگے -

ہم یہاں مسئلۂ مشرقیہ کے اُن تاریخي مباحث کو چھیڑنا نہیں چاہتے جو بہت تفصیل و بسط کے محتاج ہیں اور پچھلے چند سالوں کے اندر بار بار بحث میں آچکے ہیں - ہم دولۃ عثمانیہ اور انگلستان و جرمني کے اثرات و غلبہ کے مختلف دوروں کے تاریخي حالات بھي بیان نہیں کرینگے ' اور نہ سلطان مخلوع ( عبد الحمید ) کے عہد سے لیکر نوجوان ترکوں کے موجودہ عہد تک کے اُن واقعات کو جمع کرینگے جنکي ترتیب سے عثماني جرمنزم کي مکمل تاریخ سامنے آسکتي ہے - نیز اسي طرح ان تمام حالات و حوادث کو بھي نظر انداز کردینگے جو مخاصمۂ سنہ ۱۹۰۷ کے بعد سے پیش آے ' اور جنکي وجہ سے قدرتي طور پر اتحاد و ترقي کي اوس جماعت میں "جرمنزم" نے نفوذ کیا جس نے اپنا عہد مصیبت تمام تر لنڈن اور پیرس کي آزاد سرزمین میں بسر کیا تھا اور اسکي محبت اپنے ساتھ لیکر قسطنطنیہ آئي تھی - یہ تمام مطالب ایک نہایت تفصیلي محبت کے طالب ہیں ' اور ممکن ہے کہ کسي دوسرے وقت " اتحاد و ترقي اور جرمنزم " کے عنوان پر ہم ایک مستقل مقالہ لکھیں - یہاں ہم صرف اُن نہایت قریبي واقعات کو لکھینگے جو یکے بعد دیگرے موجودہ جنگ کا مواد بنتے گئے -

اس سلسلے میں سب سے زیادہ اہم اور سب سے پہلا واقعہ جرمني کے دو جنگي جہازوں "گوبن" اور "بریسلا" کا ہے -

جس وقت یورپ میں جنگ کا اعلان ہوا ہے ' دولۃ عثمانیہ کے دو ڈریڈ ناٹ " رشادیہ " اور " عثمان اول " انگلستان میں طیار ہوچکے تھے ' اور ممالک عثمانیہ کا ہر فرد اُنکا منتظر تھا -

جنگ بلقان کے ختم ہوتے ہي موجودہ عثماني حکومت اپني بحري ترقیات پر متوجہ ہوگئي تھي ' کیونکہ یونان سے ایک بحري معرکہ جنگ بلقان کے تتمہ کے طور پر ابھی باقی تھا ' اور اولیاء دولۃ عثمانیہ متفقاً اسے بقاء بقیۂ قواے عثمانیہ کیلیے ناگزیر سمجھتے تھے - انہوں نے خزانۂ حکومت کے افلاس کو عام پبلک کي اعانت سے دور کرنا چاھا ' اور تمام ممالک عثمانیہ میں فراھمي زر اعانہ کیلیے با قاعدہ کمیٹیاں قائم ہوگئیں - اسي کا نتیجہ وہ گرانقدر اوڈر تھا جو دو ڈریڈ ناٹوں کیلیے انگلستان کے کارخانہ کو دیا گیا ' اور یونان کے اُس اوڈر کو بے اثر کر دیا گیا جو وہ امریکہ کو دیچکا تھا -

لیکن عین اسوقت جبکہ دونوں جہاز طیار ہو چکے تھے ' یکایک جنگ یورپ کي آگ شعلہ زن ہوئي ' اور انگلستان نے اپني جنگی ضرورتوں کي بنا پر اُن دونوں جہازوں کو بحالت موجودہ روک لیا -

اسکے بعد ہي جرمني کے دو جہاز "گوبن" اور " بریسلا " دردانیال میں سے گذرے جسپر دول متحدہ نے اعتراض کیا - یہ اعتراض قانوناً بالکل صحیح تھا ' کیونکہ دردانیال میں سے حسب معاہدہ مسلمۂ بین الدول کوئي جنگی اور محارب جہاز گذر نہیں سکتا - لیکن دولۃ عثمانیہ نے جواب دیا کہ چھہ ہزار پاؤنڈ میں اس نے یہ دونوں جہاز خرید لیے ہیں ' اور انکا نام سلطان سلیم اور مدللي رکھا گیا ہے -

بظاہر اعلان جنگ یورپ کے بعد یہ پہلا واقعہ ہے جسنے غالباً جرمن کو اپنے اثر کے قائم کرنے کا موقعہ دیا ہے - کیونکہ قدرتي طور پر ترکوں نے ان دو جہازوں کو بہت غنیمت سمجھا ہوگا ' جبکہ انکے جہاز جنگ کي وجہ سے رک گئے تھے اور انھیں یونان کی طرف سے خوف پیدا ہوگیا تھا -

لیکن اسکے بعد واقعات نے دوسری کروٹ لي اور ان دو جہازوں کے جرمن افسروں کا مسئلہ شروع ہوگیا - دول متحدہ کو اعتراض تھا کہ اگر یہ جہاز واقعی عثمانی ہیں تو جرمن افسروں کو انپر نہ ہونا چاہیے - حتی کہ بالآخر اخری مرتبہ باب عالي کو ایک نوٹ بھیجا گیا کہ وہ جرمن افسروں کو الگ کردے -

پریس کمیونک جو گورنمنٹ آف انڈیا نے شائع کیا ہے ' ان نقصانات کي تشریح کرتا ہے جو ان جہازوں نے بحر اسود کے برطاني تجارتي جہازوں کو پہنچاے - نیز اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انگلستان نے دولۃ عثمانیہ کو اطمینان دلایا تھا کہ وہ ترکی کے دونوں مقبوضہ جہاز جنگ کے بعد واپس کردیگی -

اسکے ساتھہ ہی ترکی کے متعلق بے شمار حالات بیان کیے گئے ہیں جنسے اسکی وسیع اور عظیم الشان فوجي طیاریوں کا سلسلہ سامنے آتا ہے جو اعلانِ جنگ کے ساتھہ ہی شروع ہو گیا تھا - نامہ نگار نیرایسٹ ' المقطم مصر ' الرای العام ' اور قسطنطنیہ کی آخري ملنے والي ڈاک کے اخبارات سے بھی اسکی تصدیق ہوتي ہے کہ فی الحقیقت تاریخ عثمانیہ میں ایک غیر معمولي فوجی طیاري کا عہد ترکي پر سے گذر رہا ہے ' اور تمام عراق و شام اور عرب و حجاز سے بلا استثنا جنگ آور جمع کیے جا رہے ہیں -

اصل یہ ہے کہ دنیا ضعف و قوت ' مہلت و فرصت ' اور تنازع للبقا کا ایک میدان کارزار ہے ' اور جنگ کے اسباب حقیقیہ جسطرح ہمیشہ اور ہر حال میں ہوا کیے ہیں ' ویسے ہی اس جنگ کیلیے بھي جمع ہوگئے ہیں - ترکي جسقدر نمایشی عذرات اس وقت کاغذ کے صفحوں پر جمع کردیگی ' اور نیز جسقدر الزامات اسکی مخالفت میں بیان کیے جائینگی ' ان سب کی ہستی حقیقت کی نظروں میں اتنی ہي ہے جیسا کہ ہم میں سے ہر شخص سمجھتا ہے ' اور بہتر ہے کہ وہي لکھا بھي جاے - دنیا میں حکومت در اصل طاقت کی ہے ' اور حق و باطل کا عملي میدان بھی اسی کے ہاتھہ میں ہمیشہ رہا ہے ' گو نہ رہنا چاہیے - نوجوان ترک اس صاف بات کو ویسا ہي سمجھہ سکتے ہیں جیسا کہ ہم میں سے ہر ایک شخص کہ دو جہازوں کے دیدینے سے جرمني ترکوں

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین
القرآن
الہلال
ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

قیمت ۴ - آنہ

- حالانکه انہیں معلوم نہیں کہ حسب اصول شرعیۂ اسلامیہ بہت زیادہ ممکن ہے کہ سلطان عبد الحمید خلیفۂ شرعی نہو' کیونکہ اسلام شخصي حکمرانوں کو تسلیم نہیں کرتا اور وہ یکسر ایک جمہوری نظام حکومت ہے - تاہم جلالة ماب سلطان محمد خامس کی خلافت سے تو کسي طرح بھي انکار نہیں ہو سکتا - کیونکہ وہ اولین دستوری خلیفہ ہیں اور اجماع اهل حل و عقد اور بیعت عموم ملت و عالم اسلامی کے ساتھہ خلیفہ ہوے ہیں - بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرات خلفاء راشدین ( رضي الله عنهم ) اور حضرت عمر ابن عبد العزیز کے بعد تمام تاریخ اسلامی میں اعلی حضرة سلطان المعظم سب سے پہلے اسلامی خلیفہ ہیں جو اسلام کے حقیقی پارلیمنٹری اصول " شوری " کے مطابق تخت مقدس خلافة اسلامیہ پر متمکن ہوے' اور سواے ایک شر ذمۂ قلیلۂ مستبدین و مخلفین کے بلا استثنا تمام عالم اسلامي نے شرقاً و غرباً انکی خلافت کا اعتراف کیا - ولا خلافة الا بالمشورہ -

بہر حال اس بارے میں همیں صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ خلافت اسلامیہ کا مسئلہ ایک علحدہ اور مستقل مسئلہ ہے' اور اسے اس موقعہ پر چھیڑنا کسیطرح بھی مفید نہیں - مسلمانان ہند کو ترکوں کے ساتھہ جو تعلق ہے وہ بالکل قدرتي ہے' اور اس سے جو انکار کرتا ہے وہ یا منافق ہے یا مسلمان نہیں - ایک مسلمان ہزار مرتبہ ترکوں پر تبرا بھیجے لیکن جب تک وہ مسلمان ہے کوئی عقل بھي یہ تسلیم نہ کریگی کہ اپنے بھائیوں کی محبت سے اسکا دل خالی ہوسکتا ہے -

پس گورنمنٹ کو یقین کرنا چاہیے کہ تمام مسلمانان ہند خلافة عثمانیہ کا اعتراف کرتے ہیں اور اس اعتراف کیلیے شرعاً و دیناً مجبور ہیں - انکا دینی عقیدہ ہے کہ جو مسلمان اپنے عہد کے خلیفہ اور اولو الامر سے انکار کرے اسکی تمام صلواة وصیام بیکار ہے' اور وہ کسی طرح بھی مسلمان نہیں رہسکتا - ایسا ہونا کوئی عمدہ بات ہو یا نہو' لیکن تمام مسلمان ایسا یقین رکھتے ہیں' اور اسکے خلاف کوشش کرنا' یا حضرة خلیفة المسلمین کی شان میں نا مناسب الفاظ لکھنا' یا ترکوں کو برابر گالیاں دیتے رہنا' اُن کے دلوں کو سخت زخمي کرتا ہے اور گو وہ کچھہ نہ بولیں لیکن ایک پر خطر اثر انکے دل میں پرورش پانے کیلیے پیدا ہوجاتا ہے -

اگر خیر خواہی کے معنی وہي ہیں جو سمجھے جاتے ہیں' اور سچائي اسي چیز کو کہا جاسکتا ہے جو سچي ہو' اور مشورہ دینے کیلیے امانت شرط ہے' تو ہم گورنمنٹ کو مشورہ دینگے کہ وہ اپنے اثر کو خطرہ سے پہلے کام میں لاے' اور ان لوگوں کو پوري طرح روکے جو خلافت اسلامیہ کا سوال پیدا کرکے عام مسلمانوں کے اندر تولید اضطراب کے باعث بننے والے ہیں -

( ۳ )

ان دو مسئلوں کے بعد تیسرا مسئلہ ہندوستان کے مسلمانوں کي داخلي حالت کا ہے -

یہ مسئلہ بھی بالکل صاف ہے اور اسے گذشتہ مسائل سے کوئي تعلق نہیں - اسکا موضوع صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کي جو عظیم الشان تعداد ہندوستان میں رہتی ہے اور تاج برطانیہ کے ماتحت ہے' کیا اس نئے واقعہ کی وجہ سے وہ امن و سکون کي قدرتي حقیقتوں کو اپنے لیے متغیر پائیگي ؟

اسکا جواب ایک هی ہے اور صرف ایک هي - یعنی " نہیں جنگ کے اسباب خواہ کچھہ هی ہوں' اور مسلمان بہ حیثیت مسلمان ہونے کے اپنے دینی اعتقادات کے اندر خواہ کوئی اعتقاد بھي رکھتے ہوں' لیکن کوئي وجہ نہیں کہ ہندوستان کے امن و سکون اور اسکي سرزمین کو ہر طرح کے فساد سے محفوظ رکھنے میں انکي نسبت ذرا بھی شبہ کیا جاے - وہ نماز پڑھتے ہیں اور گورنمنٹ کے وفادار ہیں' روزہ رکھتے ہیں اور گورنمنٹ انپر اعتماد رکھتی ہے' حج کو جاتے ہیں اور انکے امن دوست شہري ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیا جاتا - پس ٹھیک اسي طرح انکا ایک مذہبي اعتقاد خلافت کے متعلق بھی ہے اور وہ قدرتي و دینی علائق تمام عالم اسلامی سے رکھتے ہیں' اگر متذکرۂ صدر اعمال دینی و اعتقادات مذہبي انکے امن دوست ہونے کے منافی نہیں تو یہ داخلي اعتقاد و تعلق بھي منافی نہیں ہوسکتا -

ہندوستان ایک ملک ہے جہاں مسلمان رہتے ہیں' اسکي عمارتوں کے اندر انکی عورتیں ہیں' اور اسکي گلیوں اور میدانوں میں انکے بچے کھیلتے ہیں - پس کیا ایک منٹ اور ایک لمحہ کے لیے بھي کوئي ذي عقل اس امر کو تسلیم کر سکتا ہے کہ مسلمان ہندوستان کے امن کے دشمن ہو جائینگے کیونکہ ترکي اور انگلستان میں جنگ ہوگئي ؟

اگر ہندوستان کا امن گورنمنٹ کو اسلیے مطلوب ہے کہ اسکی حکومت ہے - تو ہر مسلمان کو اسلیے مطلوب تر ہے کہ اسکا اور اسکے اہل و عیال کا امن اسی سر زمین کي امنیت پر منحصر ہے -

پس جنگ یورپ کے اس نئے تغیر سے مسلمانان ہند کي امن خواہی' وفاداري' اور قابل اعتماد سکون پر کسی طرح بھی اثر نہیں پڑ سکتا - وہ مسلمان ہیں اور " مسلمان " ہونا ایک حقیقت ہے جو ہر حال میں امن کی حامی اور شر و فساد کی دشمن ہے - وہ پہلی نومبر سے پہلے جسطرح گورنمنٹ کے اعتماد کے مستحق تھے' یقیناً اب بھي ویسے هي مستحق ہیں - یورپ کی جنگ کا نقشہ بدلا ہے نہ کہ انکے امن و سکون کا نقشہ - ہم کو اس بارے میں اسقدر وثوق ہے کہ ہم تمام مسلمانان ہند کی طرف سے یقین دلا سکتے ہیں' اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس بر اعظم میں اس وقت ایک مسلمان بھي ایسا نہوگا جو ملک میں شر و فساد پیدا کرنے کا ایک لمحہ کیلیے بھی خیال کرتا ہو -

( خلاصہ مطالب )

یہ ضروری مطالب ہیں جو اپنی عادت تحریر کے خلاف ہم نے صاف صاف مختصر طریقہ سے ظاہر کردیے تا کہ جلد سے جلد انکا اثر حاصل کیا جا سکے - آج اس شخص سے بڑھکر کوئی شخص ملک اور گورنمنٹ کا دشمن نہیں ہوسکتا جو ان تین مسئلوں میں بیجا طور پر خلط مبحث کرتا ہے' اور انکے مستقل احکام کو ایک دوسرے کیلیے لازم و ملزوم سمجھتا ہے -

## ہندوستان اور پرو جرمنزم

افسوس ہے کہ شئون اسلامیہ کا مضمون بہت طویل ہوگیا اور لیڈنگ آرٹیکل کا جسقدر حصہ کمپوز شدہ باقی تھا اسکے لیے جگہ نہ رہی - اب اسکے سوا چارہ نہیں کہ آئندہ اشاعت تک قارئین کرام انتظار فرمالیں -

کامریڈ کی ضمانت کی ضبطي اور مسئلہ خطبات مساجد و حفاظت اماکن مقدسہ کے متعلق سرکاري اعلانات بھي اہم عنوانات تھے جن پر اس هفتہ ضروري بحث کرني تھی لیکن افسوس کہ گنجائش نے جواب دیدیا - کامریڈ کو زندہ رکھنا مسلمانوں کا اولین فرض ہے -

Printed and published by A. K. AZAD, at the HILAL Electrical prtg. and publg. House, 14 Mcleod Street, CALCUTTA.

Tel. Address:—"Alhilal," Calcutta
Telephone No. 648.

AL-HILAL.

Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
14, McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly „ Rs. 6-12

# الهلال

مدیر مسئول و رئیس قلم تحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکته

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانه — ۱۲ — روپیه
ششماہی — ۶ — ۱۲ — آنه

نمبر - ۲۰

کلکته : چہار شنبه - ۲۹ ذوالحجه ۱۳۳۲ هجري
Calcutta : Wednesday, November 18. 1914.

جلد ۵


## بصائر و حکم

## فاتح افواج کا داخله

### ممالک مفتوحه میں

به تقریب ورود افواج المانیه در لووین و برو سلز و انٹورپ

( ۳ )

( بقیه فتح مکه )

امن و امان کے بعد صرف ایک شخص قتل کیا گیا چنانچه حدیث کے الفاظ یه هیں :

| | |
|---|---|
| جاء رجل فقال ابن خطل متعلق باستار الکعبة فقال اقتله (۱) | ایک شخص نے آنحضرت کو خبر کي که ابن خطل خانه کعبه کے پردوں کو تھام کر کھڑا ہے ' آپ نے فرمایا اسکو قتل کردو ! |

لیکن اهل سیر نے چند اشخاص کے نام اور بتالے هیں ' ابو داود میں دو روایتیں هیں جنسے اهل سیر کے بیان کی تائید هوتي هے ' لیکن ان میں ایک روایت کے متعلق خود ابو داود نے لکھدیا هے که یه میرے حسب دلخواه نہیں هے ( ۲ )

مجموعی طور پر ان ساده واقعات سے حسب ذیل نتائج مستنبط هوتے هیں :

( ۱ ) آنحضرت کا معمول تھا که رات کو کسی قوم پر حمله نہیں کرتے تھے ' اس لیے خیبر میں رات کو اسلامی فوجوں کا داخله نہیں هوا - حالانکه عموما تمام فوجیں شبخون کے لیے موقع تلاش کرتی رهتي هیں -

( ۲ ) صحابه نے خیبر میں غارتگري کي لیکن آپ کو خبر هوئي تو آپ نے نہایت سختي کے ساتھه تنبیه فرمائي اور متعدد چیزوں کو حرام کردیا -

( ۴ ) یهود خیبر کے ساتھه نہایت نرم شرائط پر انھیں کي خواهش کے مطابق معاهده صلح کیا گیا ' اور اس عدل و انصاف کے ساتھه اس کي پابندي کی گئي که خود ان لوگوں نے اسکا مداحانه اعتراف کیا - حالانکه اب عموماً محاصرے کے ذریعه سے صلح پر مجبور کیا جاتا هے ' اور اس مجبورانه صلح کا انعقاد همیشه فاتح کي خواهش کے مطابق هوتا هے -

( ۵ ) آنحضرت صلی الله علیه و سلم کي زبان سے " خربت خیبر " کا جو فقره نکل گیا تھا ' وه محض فاتحانه جوش کا اظهار تھا ' ورنه اس سے یه مقصود نه تھا که خیبر در حقیقت برباد هوگیا -

( ۶ ) قریش کو فتح مکه کي تیاري کی خبر دینے پر آنحضرت نے حاطب ابن بلتعه کو بالکل معاف کردیا ' حالانکه موجوده قوانین جنگ کي رو سے ایسے شخص کو گولي ماردي جاتي هے -

( ۷ ) سعد بن عباده نے معرکه با طنزاً ابو سفیان کو خانه کعبه کی بے حرمتي کي دھمکي دي ' تو آنحضرت نے اسکي تردید فرمائي -

( ۸ ) فتح مکه میں انحضرت نے امان عام دیدي اور اوس امان سے تمام سرداران قریش نے فائده اوٹھایا - حالانکه یہی لوگ اسلام کے اصلي دشمن تھے -

( ۹ ) مکه میں صحابه نے کسي چیز کو نہیں لوٹا -

( ۱۰ ) امان کے بعد صرف ایک شخص قتل کیا گیا جو واجب القصاص تھا ' بقیه اشخاص کے قتل کي روایت مشتبه هے -

دنیا کي قدیم و جدید تاریخ آپ کے سامنے هے ' آپ اسلامي فوج کے ساتھه اگر اونکے داخله کا موازنه کرینگے تو معلوم هوگا که دنیا کی پوري تاریخ اس قسم کے فیاضانه داخله کي نظیر نہیں پیش کر سکتی -

( عهد صحابه اور فتوحات اسلامیه )

عهد صحابه میں بھي آنحضرت کے فاتحانه طرز عمل کی تمام خصوصیات قائم رهیں ' اور مفتوحه ممالک کے ساتھه نہایت فیاضانه مراعات کی گئیں فتوحات کے لحاظ سے حضرت عمر رضی الله عنه کا زمانۂ خلافت نہایت ممتاز هے - عرب و افریقه کے تمام زرخیز و شاداب ممالک اسي زمانے میں فتح کئے گئے - لیکن فتوحات کے اس عظیم الشان سیلاب نے اس قوم کي مادي اور روحاني یادگاروں کو خفیف سی ٹھوکر بھی نہیں لگائي -

( مدائن کا داخله )

فاتح فوج کا عام قاعده هے که جب نہایت جد و جهد کے ساتھه کسی شہر میں داخل هوتي هے ' اور با ایں همه جانبازي مال غنیمت سے بهره اندوز نہیں هوتي ' تو اسی کا غصه اوسکو نہایت وحشیانه افعال پر آماده کردیتا ہے

[ ۱ ] بخاري جزو ۵ ص ۱۴۸ [ ۲ ] ابو داود جلد ۲ ص ۹ -

# باب التفسیر

## الحـــرب فی القـــران

" الحرب فی القران " کے عنوان سے جو سلسلۂ بحث الهلال میں شروع هوا تھا ' امید ہے کہ قارئین کرام کے پیش نظر هوگا - آج اس سلسلے کی تکمیل کردی جاتی ہے -

اس عنوان کی آخری صحبت میں سلسلۂ بحث یہاں تک پہنچا تھا کہ قران حکیم نے حرب ( جنگ ) کی حقیقت میں جو انقلاب پیدا کیا ' اسمیں سب سے زیادہ نمایاں کارنامہ جنگ کے مقصد کو متعین کرنا اور اسے محض بہیمی قتل و غارت کے دائرے سے نکالکر ایک اخلاقی ' اجتماعی ' اور مدنی مقصد کی سطح پر پہنچانا ہے - اسی سلسلے میں ظاهر کیا گیا تھا کہ اسلام کا اصل مقصد صلح و سلام ہے - لیکن صلح و سلام هی کے قیام کیلیے اسے تلوار پکڑنی پڑی ' اور خونریزی کو مٹانے کیلیے خونریز فتنہ کا خون بہانا پڑا - چنانچہ اس نے صاف صاف اعلان کیا کہ لیظهره علی الدین کله - اسلام کا قتال اسلیے ہے تا کہ صداقت الهی تمام ادیان باطلہ پر غالب هو جاے -

لیکن اصل مقصد ابتک مشتبہ اور غیر متعین ہے یہ سچ ہے کہ جہاد اسلامی کا مقصد وحید وهی ہے جسکو خدا نے بیان فرمایا ' لیظهره علی الدین کله لیکن هر ملک کا باشندہ کہسکتا ہے کہ تقریبا ایسا هی مقصد همارے پیش نظر بهی ہے - " هندوستان هندوستانیوں کیلیے " " مصر مصریوں کیلیے " " جاپان جاپانیوں کیلیے " اور اس سے بهی بڑھکر ایک قوم کا دعوی ہے ' کہ " مشرق و مغرب صرف همارے لیے هیں " رب المشرقین و المغربین اور وہ اوسی خلوص و صداقت کا مدعی ہے جسکا اظہار صحابہ نے کیا تھا - ( اگرچہ یہ محال ہے ) تو کیا وہ اپنے آپ کو اسلام کا حریف مقابل نہیں کہہ سکتا - آخر ان دونوں مقصدوں میں کیا فرق ہے ؟ اور جہاد اسلامی کے مقصد کو اوسپر کیا ترجیح حاصل ہے ؟

### ( السلم فی الحرب )

لیکن قران مجید نے دوسری آیتوں میں اسکی تفسیر کردی ہے - اسلام صلح و سلام کا ایک پیغام روحانی تھا جو تمام دنیا کو پہونچایا گیا تھا :

| | |
|---|---|
| تنزل الملئکة و الروح فیها باذن ربهم من کل امر سلام ( سورہ قدر ۳ ) | نزول قران کی رات میں خدا کے حکم سے فرشتے اور روح هر قسم کی امن و سلامتی لیکر اوترتے هیں |

وہ ایک حکیمانہ قانون تھا جو دنیا میں عدل و انصاف قائم کرنا چاهتا تھا :

| | |
|---|---|
| فیها یفرق کل امر حکیم ( دخان ۳ ) | اوس رات میں حکیمانہ قوانین کی تقسیم کی جاتی ہے |

اس بنا پر اسلام کا غلبہ ' اسلام کی حکومت ' اسلام کی دعوت بعینہ امن و امان کا غلبہ تھا - بعینہ عدل و انصاف کی حکومت تھی - بعینہ علم و حکمت کی دعوت تھی ' اسلام اسی مقصد کی تمام دنیا کو دعوت دینا چاهتا تھا - لیکن عرب نے صلح کے ساتھہ دعوت صلح کو قبول نہیں کیا :

بملک هستی ما رو نهادہ سلطانے
کہ ما بصلح دهم او بجنگ میگیرد

اس بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کو نشر امن ' بسط عدل ' اور عقد صلح کیلیے جہاد کرنا پڑا - قرآن مجید نے اس جہاد کا اجمالی مقصد یہ بتایا تھا لیظهره علی الدین کله لیکن دوسری آیتوں نے اسکی تفسیر و تشریح کر دی -

| | |
|---|---|
| و الفتنة اکبر من القتل ( بقرہ ۲۱۴ ) | فتنہ و فساد قتل سے بڑھکر برائی ہے |
| و اقتلوهم حیث ثقفتموهم و اخرجوهم من حیث اخرجوکم و الفتنة اشد من القتل ( بقرہ ۱۸۷ ) | دشمنوں کو جہاں پاؤ قتل کرو ' اور انکو اوس جگہ سے نکال دو جہاں سے اونہوں نے تمکو نکالا ہے ' کیونکہ فتنہ و خونریزی قتل سے بهی زیادہ سخت ہے - |

ان دونوں آیتوں سے ثابت هوتا ہے کہ جہاد کا مقصد آتش جنگ کا بھڑکانا نہ تھا ' بلکہ اسکو بجھانا تھا - چنانچہ دوسری آیتوں نے اس سے بهی زیادہ توضیح کردی :

| | |
|---|---|
| و قاتلوهم حتی لاتکون فتنة و یکون الدین للہ ( بقرہ ۱۸۹ ) | اور اون کے ساتھہ مقاتلہ کرو یہاں تک کہ لڑائی قائم هی هونے نہ پاے اور دین خدا کے لیے هو جاے - |

ان آیات میں جابجا فتنہ کا لفظ آیا ہے اب اگرچہ هر چیز کو " فتنہ و فساد " کہا جاتا ہے ' لیکن قدیم عربی زبان میں فتنہ کا اطلاق صرف جنگ هی پر کیا جاتا تھا :

لما رایت الناس هروا فتنة
عمیاء توقد نارها و تسعر

( یعنی جب همنے دیکھا کہ لوگ اوس اندھا دھند جنگ سے جسکی آگ دمبدم بھڑکائی جارهی ہے گھبرا رہے هیں )

اس باب میں سب سے زیادہ واضح آیت سورۂ محمد کی ہے :

| | |
|---|---|
| فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموهم فشدوا الوثاق فاما منا بعد و اما فداء ( محمد ۴ - ۵ ) | جب تم کفار سے مقابلہ کرو تو خونریزی کرو ' پھر غلام بنا کر بلامعاوضہ احساناً رہا کردو ' یا فدیہ لیکر چھوڑ دو |

لیکن اس قتل و خونریزی کا آخری مقصد کیا تھا ؟ خدا نے اسی آیت میں نہایت ایجاز کے ساتھہ اسکا جواب دیا ہے :

| | |
|---|---|
| حتی تضع الحرب اوزارها - | یہاں تک کہ صفحۂ هستی سے جنگ هی محو هو جاے - |

پس جہاد اسلامی کا مقصد خون سے خون هی کے دھبوں کو دھونا اور جنگ سے جنگ هی کا خاتمہ کرنا تھا ' تا کہ تمام دنیا میدان جنگ کی جگہ آغوش صلح میں اطمینان کے ساتھہ زندگی بسر کرے -

### ( آیۂ عظیمۂ سورہ محمد )

سورۂ محمد کی آیت قتال کا یہ ٹکڑا نہایت عظیم و جلیل ہے ' اور فی الحقیقت اس میں کتاب صامت قرآن حکیم نے اپنے جنگ کی غایت یہ بتلا دی ہے کہ صرف جنگ هی کے روکنے کیلیے کی گئی ہے - کیونکہ مطلب یہ ہے کہ جنگ اوس وقت تک کیے جاؤ جب تک کہ جنگ ختم هو جاے "

اس آیت میں حرب سے مراد جنس حرب و جنس جنگ ہے ' نہ کوئی خاص جنگ جو کسی قوم اور سرزمین سے مخصوص هو امام رازی نے تفسیر کبیر میں خود هی یہ بحث چھیڑی ہے اور حسب عادت جواب دیا ہے :

لیکن اس عام فوجي طرز عمل سے صرف ایک مسلمانوں کي قوم مستثنی هے - مسلمانوں نے مدائن کو فتح کرنا چاها تو ایک بصر فخار کو عبور کرکے شہر میں داخل هوے - یزد جرد شاہ ایران نے پہلے هي سے اپنے آل و اولاد کو حلوان روانه کردیا تها - تمام لوگ شہر خالي کرکے چلے گئے تیے' اور اپنے سرمایه کا بہترین حصه ساتهه لے گئے تیے - گهروں میں صرف معمولي چیزیں چهوڑ دي تهیں - اسلامي فوج نے ایک ایک گلي کا چکر لگایا' مگر ایک متنفس بهی نظر نه آیا - صرف قصر سفید میں کچهه لوگ موجود تیے' جنکا مسلمانوں نے محاصره کرلیا' اور انهوں نے جزیه دیکر صلح کرلی -

حضرت سعد قصر سفید میں داخل هوے تو اسمیں بکثرت تصویریں نظر آئیں' لیکن انهوں نے ایک تصویر کو بهی هاتهه نہیں لگایا -

(اسکندریه کا داخله)

اسکندریه کی فتح میں اس سے بهی زیاده اشتعال انگیز واقعات پیش آے - اسکندریه مادي حیثیت کے ساتهه رومیوں کا مذهبی مرکز بهي تها - رومیوں کے تمام بڑے بڑے گرجے وهیں تیے' اور شام کی فتح کے بعد وه لوگ اسکندریه هی میں عبد منانے تیے - اس بنا پر جب مسلمانوں نے اسکندریه کا محاصره کیا تو رومیوں نے مدافعت کیلیے اپني پوري طاقت صرف کردي -

تین مهینے تک متصل محاصره رها یہاں تک که حضرت عمر رضی الله عنه نے گهبرا کر حضرت عمرو بن عاص کو ایک عتاب آمیز خط لکها' جس کے بعض فقرے یه هیں :

| | |
|---|---|
| و ما ذاک الا احدثتم و احببتم من الدنیا ما احب عدوکم فان الله لا ینصر قوما الا بصدق نیاتهم - | فتح میں اس قدر تاخیر صرف اس بنا پر هو رهي هے که تم نے اپنی قدیم حالت بدل دي اور جسطرح تمهارے دشمن دنیا پرست هیں اوسیطرح تم بهی دنیا کي طرف مائل هوگئے - |

لیکن یاد رکهو که خدا اسي قوم کي مدد صرف صدق نیت هي کي بنا پر کرتا هے -

حضرت عمرو بن عاص نے تمام فوج کو جمع کرکے یه خط سنایا اور حکم دیا که سب لوگ وضو کرکے نماز پڑهیں اور خدا سے فتح کي دعا مانگیں -

محاصره کي حالت میں اور بهي بہت سے ناگوار واقعات پیش آے - رومي فوج قبیله مهره کے ایک شخص کا سر کاٹ کر لیگئي اور لاش کو میدان میں چهوڑ دیا - وه لوگ سخت برهم هوے اور اصرار کیا که هم لاش کو بغیر سر کے دفن هی نه کرینگے - حضرت عمرو بن عاص نے کہا که "اس غصے سے کچھ نہیں هوتا' تم بهي انکے کسي سپاهي کا سر کاٹ لو' [illegible] اپنا سر واپس کردینگے - چنانچه تمام لوگوں نے [illegible] اس معاوضه میں ارنکے مقتول کا سر واپس کیا -

ایک رومی نے مسلمه بن مخلد پر [illegible] گهوڑے سے گرا دیا تها' چونکه ارنکی تمام فوجی زندگی کا یه ایک مستثنی واقعه تها' اسلیے مسلمانوں کو سخت [illegible] آئی حضرت عمرو بن العاص کو بهی سخت غصه آیا اور اسی غصه کي حالت میں فرمایا که "عورت هوکر مردوں کے ساتهه کیوں شریک جنگ هوے ؟" اسي غصه کي حالت میں نہایت زور شور سے لڑائي هوئي اور مسلمان فرط جوش میں قلعے کے اندر گهس گئے - لیکن رومیوں نے پهر حمله کرکے ارنکو قلعه سے باهر نکال دیا -

با اینهمه غیظ و غضب جب اسکندریه فتح هوا اور بچوں اور عورتوں کو چهوڑ کر صرف ۲ لاکهه قیدي گرفتار هوے' تو مسلمانوں نے ارنکو لونڈي غلام بنا کر تقسیم کرنا چاها' لیکن حضرت عمر رضي الله عنه کے حکم سے صرف جزیه لگاکر ارن سب کو چهوڑ دیا گیا -

مضافات مصر کے بہت سے لوگ رومیوں کے ساتهه شریک جنگ هوگئے تیے - مسلمانوں نے ان لوگوں کو گرفتار کرکے مدینه روانه کر دیا - لیکن حضرت عمر رضي الله عنه نے ارنکو بهی واپس کردیا -

قیصر روم کو ڈر تها که اگر مسلمانوں نے اسکندریه کو فتح کیا تو سب سے پہلے ارن کے گرجے زد میں آئینگے' لیکن گرجوں کے ساتهه جو سلوک کیا گیا ارسکا اندازه صرف طبري کے ان الفاظ سے هوسکتا هے :

| | |
|---|---|
| هذه الکناسة - لکناسة بناحیة الاسکندریة حولها احجار - ما زادت و لا نقصت - | یه گرجه اسکندریه کے ایک کنارے پر تها' اوسکے گرد بہت سے پتهر (غالباً بت مراد هے) تیے' جن میں کسی قسم کی کمي و بیشي نہیں هوئي - |

حضرت عمرو بن عاص نے مصر پر چڑهائي کي تو وهاں کے لوگوں نے اپنے بادشاه سے کہا که "جن لوگوں نے قیصر و کسری کو [illegible] دیا ارنسے صلح هی کرلینی بہتر هے" لیکن اوس نے انکار کردیا - معرکه گرم هوا تو حضرت زبیر قلعے کي فصیل پر چڑه گئے - ارن لوگوں نے قلعه کا دروازه کهول دیا اور معاهده صلح کرنا چاها حضرت عمرو بن عاص نے جن فیاضانه شرائط پر ارن کو امان دي وه حسب ذیل هیں :

| | |
|---|---|
| اعطی عمرو بن العاص اهل مصر الامان علی انفسهم و اموالهم و کنائسهم و صلیبهم و برهم و بحرهم لا یدخل علیهم شی من ذالک و لا ینتقص و علی اهل مصر ان یعطوا الجزیة ان اجتمعوا علی [illegible] و اذا انتهی زیادة نهرهم من غایته رفع عنهم بقدر ذلک و من ابی و اختار الذهاب فهو آمن حتی یبلغ مامنه او یخرج من سلطاننا علیهم | عمرو بن عاص نے اهل مصر کو جان و مال' مذهب' گرجا' صلیب' خشکی و تري غرض هر چیز کي امان دي - ارن چیزوں میں کسی قسم کی مداخلت یا کسي قسم کي کمي و بیشي نہیں کي جائیگي - اهل مصر کو ان مراعات کے بدلے جزیه دینا هوگا' وه بهی [illegible] رود نیل کا پانی کم هو جائیگا' تو بقدر اوسکے نقصان کے جزیه بهي معاف کردیا جائیگا - اگر کوئي شخص جزیه دینا پسند نہیں کرتا اور یہاں سے جلاوطنی اختیار کرنا چاهتا هے' تو اوسوقت تک امان حاصل هے' جب تک اپنے گهر تک پہونچ جاے - یا همارے دائره حکومت سے نکل جاے' |

حضرت عمر رضی الله عنه نے بیت المقدس کے لوگوں کے ساتهه اس سے بهی زیاده فیاضانه مراعات کے ساتهه معاهده صلح کیا تها' مسلمانوں کي ان فیاضیاں نہیں جس سے [illegible] فتح اسکندریه [illegible] کے خود رومیوں کے مقابل میں [illegible]

مذاهب کے لوگ آباد تھے ' یہودی ' عیسائی ' مجوسی ' بلکه ملاحدہ و زنادقه تک کا فرقه موجود تھا '

## ( وسائل انعقاد صلح )

اسلام نے ان مختلف قوموں کو مختلف طریقوں سے پیغام صلح دیا ' سب سے پہلے مشرکین عرب کو ایک عظیم الشان جنگ کے خطرے سے بچنے کا وعظ سنایا :

مثلی و مثل مابعثنی الله کمثل رجل اتی قومه فقال رایت الجیش بعینی و انی انا النذیر العریان فالنجا فالنجاء - فاطاعته طائفة فادلجوا علی مهلهم فنجوا و کذبته طائفه فصبحهم الجیش فاجتاحهم ( بخاری جزو ۸ ص ۱۰۲ )

میری اور میری شریعت کی مثال بعینه اوس شخص کی ہے ' جس نے آکر ایک قوم کو خبر دی که میں نے خود اپنی آنکھوں سے ایک فوج گراں کو تمپر حمله کرنے کے لیے آتے ہوے دیکھا ہے ' اور میں برهنه هو کر تمکو اوسکے خطرے سے ڈرا رہا ہوں ( ۱ ) هوشیار هو جاو ' هوشیار ! یه سنکر ایک گروہ نے اوسکی اطاعت کی اور رات هی رات نکل بھاگا ' لیکن دوسرے فرقے نے اوسکا کہنا نه مانا ' نتیجه یه ہوا که لشکر نے چھاپه مارا اور اونکا استیصال کردیا -

عیسائیوں اور یہودیوں کی طرف بار بار مصافحه کے لیے ہاتھ بڑھایا ' کبھی تو اونکو تمام دنیا سے افضل قرار دیا :

و لقد آتینا بنی اسرائل الکتب و الحکم و النبوة و رزقنهم من الطیبت و فضلنهم علی العالمین - ( جاثیه - ۱۵ )

همنے بنی اسرائیل کو کتاب ' حکومت ' نبوت اور کھانے پینے کی پاک ' حلال اور خوشگوار چیزیں دیں ' اور اسطور هم نے اونکو تمام دنیا سے افضل و اشرف بنا دیا -

کبھی آنکی کتاب کو دینی و دنیوی برکات کا سرچشمه قرار دیا :

و لو انهم اقاموا التوراة و الانجیل و ما انزل الیهم من ربهم لاکلوا من فوقهم و من تحت ارجلهم ( مائده - ۷۰ )

اگر وہ لوگ توراۃ اور انجیل پر عمل کرتے ' تو سر سے پاوں تک برکات ارضیه و سماویه اونکو محیط ہو جاتیں -

بالخصوص عیسائیوں کے ساتھه خاص طور پر رشتۂ مودت کو مستحکم کیا :

و لتجدن اقربهم مودة للذین آمنوا الذین قالوا انا نصاری ( مائده - ۸۵ )

تمام اهل کتاب میں عیسائی مسلمانوں کے ساتھه سب سے زیاده قربت و اتصال رکھتے ہیں -

اس رفق و ملاطفت ' اور تلطف و دلجوئی کے بعد نہایت مختصر الفاظ میں صلح کی سب سے آخری شرط پیش کی :

تعالوا الی کلمة سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا الله و لا نشرک به شیا و لا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله ( آل عمران - ۵۷ - ۵۹ )

اے اهل کتاب آو ' ایسی شرط پر باهم صلح کر لیں جس پر همارا اور تمهارا دونوں کا اتفاق ہے ' یعنی صرف ایک خدا کی عبادت کریں اور کسی کو اوسکا شریک نه بنالیں ' اور هم میں سے کوئی کسی آدمی کو خدا نه بنائے -

لیکن دنیا همیشه قوت کے آگے سر تسلیم خم کرتی ہے ' یہی وجه ہے که اسلام نے جو پیغام نہایت رفق و ملاطفت کے ساتھه دیا عرب نے تیرہ برس تک اوسکو نہیں سنا ' اسلیے مجبوراً اسلام کو تلوار کی زبان سے دنیا کو یه وعظ سنانا پڑا -

## ( صلح کا اعلان )

اسلام نے اسی فطرتی اصول کی بنا پر دس برس تک معرکه جهاد و قتال کو جاری رکھا ' لیکن اوسکے نتائج عرب کی جنگ سے بالکل مختلف تھے - عرب کی جنگ کا قتل و غارتگری کے سوا کوئی مقصد نه تھا ' لیکن اسلام جهاد کے ذریعه اوس گراں قیمت چیز کو محفوظ رکھنا چاهتا تھا ' جسکو عرب نے نہایت ارزاں کردیا تھا -

انا لنرخص یوم الروع انفسنا<br>و لو نسام بها فی الامن اغلینا

هم جنگ میں اپنی جانوں کو نہایت ارزاں کردیتے ہیں ' حالانکه اگر حالت امن میں اوسکا بھاو چکایا جاتا تو وہ بڑی بیش قیمت نکلتیں -

اور اس گراں قیمت چیز کے تحفظ کی ضمانت میں قانون عدل نے همیشه جان هی کی قربانی طلب کی ہے :

و لکم فی القصاص حیوة یا اولی الالباب لعلکم تتقون ( بقره ۱۷۹ )

اے عقلمند لوگو ! قصاص کوئی بری چیز نہیں ' بلکه اسی نے تمهاری زندگی کو قائم رکھا ہے - شاید اوسکے ذریعه سے تم قتل و خونریزی سے بچو -

عرب کی لڑائیاں تفرق و اختلاف پیدا کرتی تھیں ' لیکن غزوات اسلام نے ائتلاف و اتحاد ' اور انضمام و اجتماع پیدا کیا -

و اذکروا نعمت الله علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا ( ۳ : ۹۸ )

اور خدا کے اوس احسان کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر خدا کے فضل نے تمکو باهم ملا دیا اور تم بھائی بھائی هو گئے -

جب دس برس کی وسیع مدت نے اس اتحاد کو درجه کمال تک پہونچا دیا ' تو وہ وقت آ گیا که جو اجتماع میدان قتال میں نظر آتا تھا وہ ایک دار الامن میں نظر آے اسلیے جب مجموعۂ اتفاق و اتحاد کے تمام بکھرے ہوے اجزاء جمع هوگئے تو آنحضرت نے اعلان عام کیا :

و لله علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا - ( آل عمران - ۹۱ )

اور صرف خدا کیلیے تمام اون لوگوں پر حج فرض ہے ' جو سفر کی قدرت رکھتے ہیں -

اس اعلان نے تمام دنیا کو حرم کے مقدس میدان میں جمع کردیا ' اور آج تک جو پیغام صلح زبان تیغ سے دیا جاتا تھا ' وہ خود آنحضرت کی زبان مبارک سے تمام دنیا کو سنایا گیا -

ان دماءکم و اموالکم علیکم حرام کحرمة یومکم هذا فی شهرکم هذا فی بلدکم هذا الا ان کل شی من امر الجاهلیة تحت قدمی موضوع و دماء الجاهلیة موضوعة و اول دم اضعه دماءنا دم ابن ربیعة

هر مسلمان کا جان و مال هر مسلمان کے لیے قابل احترام ہے بعینه اسی طرح ' جس طرح تم لوگ یوم الحج کو شهر حج میں ' اس شهر ( مکه ) میں واجب الادا سمجھتے ہو ' میں جاهلیت کی تمام رسموں کو تمهارے سامنے اپنے دونوں پاوں سے کچل دیتا ہوں ' اور انتقام خون کی رسم کے مٹانے کے لیے پہلے اپنے بھائی ربیعه هی کے خون کو مسل دیتا ہوں -

ان الفاظ نے ایک دائمی صلح کا پیغام دیکر تمام دنیا کی جان و مال کو قتل و سلب سے محفوظ کردیا - لیکن ایک تمدنی غارتگری رهگئی تھی ' جس پر خدا نے اعلان جنگ کی دهمکی دی تھی اوسکی نسبت فرمایا :

و ربا الجاهلیة موضوع و اول ربا اضع ربانا ربا عباس بن عبدالمطلب فانه موضوع کله -

اور زمانه جاهلیت کی سودخواری آج بالکل مٹادی جاتی ہے اور پہلے جس سود کو میں مٹاتا ہوں وہ خود میرے چچا عباس ابن عبد المطلب کا سود ہے -

تمام دنیا نے اس پیغام صلح کو سنا ' اور توحید و رسالت کے اقرار کے ساتھه اوس بشارت عظیمه کی تصدیق کی جو خدا نے تمام دنیا کو وحی کے ذریعه سے دی تھی : وما ارسلناک الا رحمة للعالمین

( ۱ ) عرب میں کسی اهم اور خطرناک واقعه کی خبر برهنه هوکر دیتے تھے -

هل هذا كقوله تعالى " و اسئل القرية " حتى يكون كانه قال حتى تضع امة الحرب او زارها - نقول ذلك محتمل في النظر الاول لكن اذا امعنت في المعنى تجد بينهما فرقا ، و ذلك لان المقصود من قوله " حتى تضع الحرب او زارها " انقراض الحرب بالكلية بحيث لا يبقى في الدنيا حزب من احزاب الكفر يحارب حزبا من احزاب الاسلام و لو قلنا حتى تضع امة الحرب جاز ان يضعوا الاسلحة و يتركوا الحرب و هي باقية بمادتها - كما تقول خصومتي انفصلت و لكن تركتها في هذه الايام و اذا اسندنا الوضع الى الحرب يكون معناه ان الحرب لم يبق ( تفسير كبير - جزو ۵ ص ۶۲۱ )

قرآن میں ایک جگهه الله نے فرمایا هے که " گانوں سے پوچهو " لیکن فی الحقیقت وهاں مقصود یه هے که " گانوں والوں سے پوچهو " اور مجازاً سوال کی نسبت خود گانوں کی طرف کردی هے -

کیا یه آیت بهی اسی قسم کی آیت هے؟ اور کیا "حتی تضع الحرب اوزارها" سے بهی مقصود اصل لڑائی کے وجود کا خاتمه نهیں هے بلکه صرف کسی خاص قوم کی لڑائی کا یا کسی محدود رقبهٔ زمین کے جنگ و جدال کا ؟

هاں ' بظاهر یه احتمال پیدا هوتا هے لیکن اگر غور و فکر سے کام لیا جاے تو واضح هو جاے که مقصود الهی یه نهیں هے اور دونوں آیتوں کے طرز بیان میں فرق هے - الله تعالی نے اس آیت میں " تضع الحرب " فرمایا هے اور یه جبهی هو سکتا هے جب جنگ بکلی موقوف هو جاے ' اور اهل فساد کی کوئی جماعت ایسی باقی نه رهے جو حرب و قتال کر سکے -

پس اس آیت سے مقصود عام طور پر جنگ کا انسداد هے نه که کوئی خاص جنگ ' اور اگر کوئی خاص جنگ مراد لی جاے تو اسکے یه معنی هونگے که لڑائی کا وجود اور ماده تو دنیا میں باقی رهے ' مگر صرف کسی ایک جماعت کی لڑائی کا خاتمه هو جاے - لیکن اگر هم خاتمهٔ جنگ کو کسی خاص جماعت و زمین کی جگهه وجود " جنگ " هی کی طرف منسوب کر دیں تو اسکے یه معنی هونگے که اب دنیا میں جنگ کا وجود هی باقی نه رها -

چونکه اسلام کا مقصد صرف صلح و آشتی سے جنگ کا خاتمه کرنا تھا ' اسلیے اوس نے تمام دنیا کو صلح کا پیغام دیا لیکن دنیا کی فطرت وعظ و نصیحت کے بجاے قوت سے زیاده مرعوب هوتی هے ' اسلیے مجبوراً اسلام کو زبان تیغ سے اسکا اعلان کرنا پڑا ' اور دس هی برس کی مدت میں تمام دنیا صلح کی آغوش میں آ گئی لیکن اصل حقیقت اب تک مشتبه هے -

( شریفانه صلح )

جنگ و صلح لازم هیں ' دنیا میں جنگ کے ساتهه صلح هوتی رهتی هے ' اسلام کو ان تمام صلحوں پر یه فوقیت حاصل هے که اوس نے جنگ کا [illegible] صاف [illegible] اس سے اصل مسئله کا فیصله نهیں هوتا [illegible] هے [illegible] یه صلح کیسی هے ؟ دنیا میں عاجزانه و معذرتانه [illegible] کی حالت هے ' اگر اسلام نے اسی قسم کی غیر شریفانه صلح کی هے تو اس سے موت بهتر هے ؟

بهت سی قوموں کو خلوص قلب صلح پر آماده نهیں کرتا ' بلکه مصالح اور مجبوریاں اونکے درمیان صلح کرادیتی هیں ، کیا اسلام کی صلح بهی اسی قسم کی هے ؟ بهت سی قومیں صلح کرلیتی هیں ' لیکن خود اپنے طرز عمل سے صلح کا کوئی عملی نمونه پیش نهیں کرتیں ' بلکه ان میں بهت سے لوگ ایسے بهی هوتے هیں جو جنگ هی کو اپنا کارنامهٔ زندگی سمجهتے هیں - صرف جماعت کی قوت اون کی راے پر غالب آجاتی هے - کیا مجاهدین اسلام میں بهی اس قسم کے لوگ تهے ؟ اور اگر تهے تو اونکو عام فوجی جماعت پر کیا فضیلت حاصل هے ؟ قرآن مجید نے ان تمام سوالات کا نهایت تفصیل کے ساتهه جواب دیا هے - قرآن مجید نے صاف صاف بتایا هے که اسلام کی صلح بزدلانه نهیں بلکه شریفانه هے :

| | |
|---|---|
| فلا تهنوا وتدعوا الى السلم وانتم الاعلون ( محمد - ۳۷ ) | سست و کمزور نه هو جاو ' اور دعوت صلح برابر دیتے رهو ' در آنحالیکه تم غالب و سربلند هو - |

قرآن مجید نے مجاهدین اسلام کو هدایت کی هے که تمکو نهایت فراخ حوصلگی کے ساتهه پیغام صلح کے قبول کرنے کیلیے همیشه تیار رهنا چاهیے :

| | |
|---|---|
| فان اعتزلوكم فلم يقاتلوكم و القوا اليكم السلم فما جعل الله لكم عليهم سبيلا ( نساء ۹۲ ) | اگر کفار تم سے الگ هو جائیں اور جنگ نه کریں ' بلکه تمهارے سامنے صلح کو پیش کریں ' تو اس حالت میں خدا نے تمکو اون سے جنگ کرنے کا اختیار نهیں دیا هے - |

قرآن مجید مجاهدین اسلام کو ترغیب دیتا هے که اگر تمهارا مقصد دنیا کے سامنے صلح کو پیش کرنا هے ' تو سب سے پہلے تمکو خود صلح کا عملی نمونه بن جانا چاهیے -

| | |
|---|---|
| يا ايها الذين آمنوا ادخلوا في السلم كافة ولا تتبعوا خطوات الشيطان انه لكم عدو مبين ( بقرة - ۲۰۴ ) | مسلمانو ! تم سب کے سب پہلے صلح کے دائره میں داخل هو جاو ' اور شیطان کے نقش قدم کی پیروی نکرو که وه تمهارا کهلا هوا دشمن هے - |

( عرب کا میدان جنگ )

یه وهی شیطان هے جس نے سب سے پہلے انسان کو جلا وطن کروا دیا تها ' جو جنگ کا آخری نتیجه هے -

| | |
|---|---|
| فازلهما الشيطان عنها فاخرجهما مما كانا فيه و قلنا اهبطوا بعضكم لبعض عدو لكم في الارض مستقر و متاع الى حين ( بقره - ۳۴ ) | شیطان نے آدم و حوا کو جنت سے نکلوا دیا اور هم نے کہا که تم سب اب یهاں سے نکل کر زمین میں چلے جاو ' وهی ایک خاص مدت تک تمهارا ٹهکانا اور تمهارا ساز و برگ هے ' اور تم میں هر ایک دوسرے کا دشمن هے - |

اور یه وهی شیطان هے ' جس نے آتش سیال کے ذریعه سے همارے اندر بغض و عداوت کی آگ بهڑکا دی تهی -

| | |
|---|---|
| انما يريد الشيطان ان يوقع بينكم العداوة و البغضاء في الخمر والميسر و يصدكم عن ذكر الله و عن الصلوة فهل انتم منتهون - ( مائده - ۹۳ ) | شیطان چاهتا هے که تم لوگوں کے درمیان شراب نوشی اور قمار بازی کے ذریعه عداوت ڈال دے ' اور تمکو نماز اور ذکر الهی سے روک دے تو پهر کیا اب بهی تم شراب نوشی سے باز نه آوگے ؟ |

اب اس شیطان نے آسمان سے اونر کر صحراے عرب کو اپنا مستقر بنایا تها که میدان جنگ کیلیے اس سے زیاده وسیع قطعه زمین ' اور اس سے زیاده بهتر مقام نهیں مل سکتا تها ' اسلیے تمام ریگستان عرب خون کا ایک دریا بن گیا تها ' جسکے اندر بغض و عداوت ' کینه و انتقام ' کا ایک طوفان برپا تها - لیکن دنیا میں خیر و شر نے همیشه ایک هی مطلع سے سر نکالا هے ' اور نیکی نے همیشه بدی کے ساتهه ظهور کیا هے

( مقام صلح )

الله تعالی کی اسی فطرت ازلیه ' و سنت جاریه نے عرب هی کو صلح کے لیے بهی انتخاب کیا کیونکه قدرتی طور پر وه اسکے لیے ایک بهترین مقام تها ' مشرکین عرب کے علاوه وهاں مختلف

آلات بحریه کے لیے ایک عظیم الشان کارخانه قائم کیا گیا ' جنکے ذریعه متعدد بحري فتوحات حاصل هوئیں -

## ( اندلس اور افریقه کا جنگي بیڑا )

اسکے بعد اندلس اور افریقه میں جنگي جهازوں نے نهایت ترقي حاصل کي - چنانچه عبد الرحمن ناصر کے زمانے میں صرف اندلس کا بیڑا دو سو جهازوں سے مرکب تها اور افریقی بیڑے کی بهي یهي کیفیت تهي - ان بیڑوں کے هر جهاز پر ایک بحري سپه سالار رهتا تها جو اوسکو لڑاتا تها ' ساتهه هی ایک کپتان بهی هوتا تها جو جهاز کي رفتار ' اور لنگر اندازی ' وغیره کي نگراني کرتا تها - ان جهازوں کے لیے ایک خاص بندرگاه تیار کیا گیا تها ' جهاں وه لنگر انداز رهتے تهے - جب کوئی لڑائي پیش آتي ' یا کسی شاهي تقریب میں ان کي نمایش کا موقع آتا تها تو بادشاه اپنے سامنے تمام فوجوں کو انپر سوار کراتا تها - اور ان سب پر ایک کمانڈر انچیف مقرر هوتا تها ' جو ان سب کی نگرانی کرتا تها - ان جهازوں نے بحر روم میں دفعتاً عیسائیوں کی بحری سطوت کا خاتمه کردیا ' اور مسلمانوں نے انهی کے ذریعه سے تمام مشهور جزیرے مثلاً میورقه ' مترقه ' یابسه ' سردانیه صقلیه ' قورسوه ' مالطه ' اقریطش ' اور قبرص وغیره فتح کیے ' یهاں تک که یورپ بهی ارنکے حملوں سے محفوظ نه رهسکا - چنانچه ابو القاسم شیعي نے متعدد بار جینوا پر بحري حمله کیا ' اور کامیاب واپس آیا -

اندلس اور افریقه کے جنگي جهاز سطح دریا پر اسطرح چها گئے تهے که عیسائیوں کا ایک تخته بهی بهتا هوا چلا جاتا تها تو وه اونکي زد سے محفوظ نهیں ره سکتا تها - جهازوں کي اسي وسعت نے مسلمانوں کے تمام جزائر اور ساحلی مقامات کو محفوظ رکها - لیکن جب اندلس میں اموي ' اور مصر میں عبیدئین کی سلطنت کو زوال هوا ' تو اونکي بحري طاقت بهي ضعیف هوگئي ' اور عیسائیوں نے موقع پاکر صقلیه ' اقریطش ' مالطه ' طرابلس عسقلان ' صور ' عکا ' بیت المقدس ' اور تمام شام پر قبضه کر لیا -

## ( موحدین کي بحري ترقیاں )

چهٹي صدي میں موحدین نے جب اندلس میں اپني سلطنت کي بنیاد ڈالي ' تو جنگي جهازوں کے ساتهه پہلے سے بهي زیاده اعتناء کی ' موحدین کے بیڑے کا امیر البحر ساحلی مقام کا رهنے والا ایک شخص احمد صقلي تها ' جو فطرة اس خدمت جلیله کے لیے موزوں تها - ساحل دریا سے نصاری بچپن هی میں اوسکو گرفتار کر لے گئے تهے ' اور اوس نے اونهي کے دامن میں پرورش پائی تهي - شاه صقلیه نے اوسکو رها کرادیا اور اوسکے مرنے کے بعد وه مراکش چلا آیا ' اور یوسف بن عبد المومن نے اوسکی نهایت عزت کي ' اور اوسکو امیر البحر بنا دیا -

موحدین کے زمانے میں جنگی جهازوں نے اسقدر ترقی کی که جب سلطان صلاح الدین نے بیت المقدس کو عیسائیوں سے واپس لینا چاها ' اور شام کے تمام ساحلی مقامات سے عیسائیوں کے جنگی جهاز حملے کے لیے بڑهے ' اور اسکندریه کا بیڑا اونکا مقابله نه کرسکا ' تو سلطان صلاح الدین نے صرف موحدین کے جنگي جهازوں کے مستول کو اپني امیدوں کا نشیمن بنایا ' اور منصور سے بحري مدد طلب کي ' لیکن چونکه خط میں اوسکو امیر المومنین کے خطاب سے مخاطب نهیں کیا تها ' اسلیے اوس نے مدد دینے سے انکار کردیا -

منصور کي وفات کے بعد جب موحدین کی سلطنت میں ضعف آگیا ' اور جلالقه نے اندلس کے اکثر شهروں پر قبضه کرلیا تو اونکے جنگي جهازوں نے بهي سطح دریا پر سر اٹهایا ' لیکن اس حالت ضعف میں بهي مسلمانوں کي بحري طاقت اونکے مساوي تهي - مگر رفته رفته اندلس میں بدویت کا غلبه هوتا گیا ' اور اندلس کے مخصوص اخلاق و عادات مٹ گئے ' جسکا لازمي نتیجه یه هوا که مسلمانوں کي بحري مهارت کا بهي خاتمه هوگیا -

## (مصر میں جهاز سازي کي ابتداء اور اوسکي عهد بعهد ترقیاں)

مصر نے سنه ۲۳۸ میں متوکل علی الله کي خلافت میں ایک اتفاقي واقعه کے پیش آنے کي بنا پر جهاز سازي کي طرف توجه کی ' متوکل کي خلافت میں رومیوں نے دفعتاً بحري حمله کرکے دمیاط پر قبضه کرلیا ' اور سیکڑوں مسلمانوں کو قتل اور هزاروں بچوں اور عورتوں کو گرفتار کرکے لیگئے - اس واقعه کے درد انگیز اثر نے اهل مصر کو بحریات کي طرف خاص طور پر متوجه کردیا ' اور ایک مستقل بحري محکمۂ جنگ قائم هوگیا - خشکی کی فوج کي طرح بحري سپاهیوں کي بهي تنخواهیں مقرر کیگئیں ' اور عام طور پر تمام ملک نے فوجی تعلیم حاصل کرنا شروع کي - اس اتفاقي واقعه نے چونکه مسلمانوں کے دل میں کفار کے ساتهه جهاد کرنیکا تازه جوش پیدا کردیا تها ' اسلیے جب بحریات کا نیا صیغه قائم هوا تو بحري سپاهیوں کی خاص وقعت قائم هوگئی ' اور هر شخص نے اپنے آپ کو اونهیں کی جماعت میں بشوق داخل کرنا چاها ' جسکا نتیجه یه هوا که اس صیغه نے دفعتاً نهایت ترقی حاصل کرلي ' اور رومیوں کے ساتهه متصل بحري معرکے جاري هوگئے -

سنه ۳۵۰ هجري میں جب رومیوں نے بلاد شام پر متصل حملے کرنا شروع کیے ' اور بهت سے شهروں کو مسخر کرلیا تو مصر میں جهازوں کي طرف اس سے بهی زیاده توجه کیگئی ' اور معز الدین الله اور اوسکي اولاد نے مصر ' اسکندریه اور دمیاط میں بکثرت جهاز تیار کراے اور اونکو تمام ساحلي مقامات مثلاً صور ' عکا ' عسقلان وغیره میں پهیلا دیا -

ان جهازوں کي کثرت اور اونکی فوجونکي وسعت کا اس سے اندازه هوسکتا هے که صرف سپهسالاروں کي فهرست پانچ هزار ناموں پر مشتمل تهي - جن میں دس کمانڈر انچیف تهے ' اور اونکو آٹهه دینار سے لیکر ۲۰ دینار تک تنخواهیں ملتي تهیں ' اسکے علاوه اونکے لیے جاگیریں بهي مقرر تهیں -

هر جهاز پر ایک کپتان هوتا تها جسکے ساتهه چارش وغیره هوتے تهے ' جهاز اوسیکے حکم سے لنگر اوٹهاتا تها اور اوسیکی اجازت سے لنگر انداز هوتا تها ' اسکے علاوه هر جهاز پر ارکان سلطنت میں سے ایک معزز رکن رهتا تها ' اور بحري فوج کي تنخواه خود خلیفه اپنے هاتهه سے تقسیم کرتا تها ' اور اسکے لیے خاص طور پر اهتمام کیا جاتا تها -

جنگي جهاز جب کسي مهم پر روانه کیے جاتے تهے ' تو اونکو نهایت شاندار طریقه سے رخصت کیا جاتا تها ' اور جب اوس مهم سے واپس آتے تهے تو اوسی جوش و خروش سے اونکا استقبال بهي هوتا تها - چنانچه خاص اس غرض کیلیے دریاے نیل کے کنارے ایک کهلی هوئي عمارت بنائي گئي تهي ' جس میں خلیفه اس رسم کے ادا کرنے کیلیے بیٹهه جاتا تها ' اور ادهر اودهر سے سپه سالار اپنے مسلح جهازوں کو لاکر اوسکے سامنے کهڑا کر دیتے تهے ' اور فوجی کرتب دکهاتے تهے - اسکے بعد جهازوں کے کپتان اور افسر اعلی آتے تهے - خلیفه اونکو فتح و ظفر کی دعاوں کے ساتهه رخصت کرتا تها ' اور کپتان کو سو ' اور افسر اعلی کو ۲۰ دینار انعام دیتا تها -

جهازوں کے ذریعه سے جو مال غنیمت حاصل هوتا تها اون میں

## بحـــريات اســـلاميـــه

انسان کے تمرد و طغیان نے بحر و بر میں شر و فساد کا جو طوفان برپا کردیا تھا' اسلام دنیا کو اوسی سیلاب فنا سے بچانے کیلیے آیا تھا - اگرچہ عہد نبوت میں غزوات اسلامیہ کا دامن صرف صحراے عرب کے کانٹوں میں اولجھا رہا' تاہم جناب رسالت پناہ نے مجاہدین اسلام کی تلواروں کو سمندر کی لہروں میں چمکنے اور سطح دریا پر علم سلطنت کے نصب کرنے کا مژدہ سنا دیا تھا -

قال رایت قوما ممن یرکب ظهر هذا البحر کالملوک علی الاسرة -

آپ نے فرمایا کہ میں خواب میں ایک ایسی قوم نظر آئی' جو سطح دریا پر اس شان کے ساتھ نمایاں ہوکی جسطرح سلاطین تخت شاہی پر جلوہ گر ہوتے ہیں -

وہ مبارک قوم بھی مسلمانوں کی قوم تھی جسکے ہاتھ سے اب خشکی کے مقبوضات بھی نکلتے جاتے ہیں - لیکن حضرت ابوبکر کے زمانہ تک یہ پیشینگوئی پوری نہیں ہوئی' اور دنیا کو اس رویاے صادقہ کی تعبیر کیلیے خلافت فاروقی کا منتظر رہنا پڑا -

عرب ایک بادیہ نشیں قوم تھی' اور بداوت کا اثر اوسکے تمام صنائع و اعمال میں سرایت کرگیا تھا - ابتداء میں وہ بری معرکوں میں بھی اوس نظم و ترتیب کے ساتھ شجاعت کے جوہر نہیں دکھا سکتی تھی جنگی نمایش متمدن ملکوں کی فوجیں عموماً کیا کرتی ہیں - اوسکے پاس صرف ایک جنون خیز ولولہ و جوش تھا' جسکو ایک روحانی طاقت نے ایمان خالص کے قالب میں بدلدیا تھا - اگرچہ اس روحانی آتشکدے کے شراروں نے اوٹھکر تمام صحراے عرب میں آگ لگا دی - لیکن یہ آگ دفعۃً سمندر میں نہیں لگائی جا سکتی تھی - کیونکہ عرب نے کبھی فن جہاز رانی کا خواب بھی نہیں دیکھا تھا - اس بنا پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے تک کوئی بحری حملہ نہیں کیا گیا - لیکن جب فتوحات اسلامیہ کا سیلاب بر و بحر دونوں کو محیط ہوگیا' اور اکثر متمدن قومیں اسلام کے زیر اثر آگئیں' تو مسلمانوں کے سامنے انہی قوموں نے اپنے آپ کو بحری خدمت کیلیے پیش کیا' اور مسلمانوں نے انہی کے ذریعہ سے فن جہاز رانی کی تعلیم حاصل کی - یہاں تک کہ رفتہ رفتہ خود اس فن کے اوستاد ہوگئے -

### ( خلافت فاروقی میں پہلا بحری حملہ )

فتوحات اسلامیہ نے خلافت فاروقی میں سب سے زیادہ وسعت حاصل کی - ایران نے حضرت عمر ہی کے سامنے سر جھکایا' مصر جو ایک ساحلی مقام تھا اونہی کے زمانے میں فتح ہوا اور اسلامی فوجوں کا سیلاب شام و روم کے ساحل سے اونہی کے عہد خلافت میں ٹکرایا - اس بنا پر بحری حملے کی ابتداء بھی اونہی کی خلافت میں ہوئی - چنانچہ سب سے پہلے علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ نے جو بحرین کے گورنر تھے فارس پر بحری حملہ کی تیاری کی' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اجازت کے بغیر بحری راستے سے فوج کے متعدد دستوں کو لیجا کر اصطخر میں اوتار دیا لیکن جہاز سے اوترنیکے ساتھ ہی ایرانیوں نے خشکی ہی میں ان دستوں کو روک لیا' اور ان کے تمام جہاز غرق کردیے - لیکن مسلمانوں کا جوش اسلام میں صرف لڑنے سے کم تھا اس بنا پر ایک دستے کے سپہ سالار نے فوج کو مخاطب کرکے ایک پرجوش تقریر کی اور کہا کہ " ان لوگوں نے اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا کہ تم کو خشکی ہی میں لڑنے کیلیے مجبور کردیا - آخر تملوگ بھی تو لڑنے ہی کیلیے آے ہو' اور لڑائی کیلیے دریا اور خشکی دونوں برابر ہیں "

چنانچہ مسلمانوں نے مقام طاؤس میں ایرانیوں کا مقابلہ کرکے بصرہ کو واپس آنا چاہا - لیکن جب ساحل دریا پر پہونچے تو معلوم ہوا کہ کشتیاں غرق کردیگئی ہیں اسلیے مجبوراً وہیں ٹھیر جانا پڑا -

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب اس حملہ کی خبر معلوم ہوئی تو علاء بن حضرمی پر سخت نا راضی ظاہر کی' اور اونکو معزول کردیا - لیکن جب شام فتح ہوا تو امیر معاویہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روم پر بحری حملہ کرنے کی پھر اجازت طلب کی' اور لکھا کہ " حمص سے روم اس قدر قریب ہے کہ حمص کے بعض گانوں میں روم کے کتوں اور مرغیوں کی آوازیں سنے میں آتی ہیں - چونکہ آنحضرت اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کوئی بحری حملہ نہیں ہوا تھا' اسلیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اسی اسوہ حسنہ کی تقلید کرتے تھے' اور عموما بحری حملوں کی اجازت نہیں دیتے تھے - لیکن جب امیر معاویہ نے شدت کے ساتھ اصرار کیا تو اونہوں نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فاتح مصر کو لکھا کہ " مجھے بحری حالات سے اطلاع دو' میرا دل بحری حملے کی طرف مائل کیا جارہا ہے' اور میں اوسکی مخالفت کرنا چاہتا ہوں " حضرت عمرو بن عاص نے جواب میں لکھا کہ " دریا ایک عظیم الشان چیز ہے' انسان جب اوسمیں گھستا ہے' تو اوسکو صرف آسمان یا پانی نظر آتا ہے - اس حالت میں اگر دریا کی سطح ساکن ہے تو دل اولجھتا ہے' اور جب اوس میں طوفان خیز حرکت پیدا ہوتی ہے' تو ہوش اوڑ جاتے ہیں - یقین کم اور شک زیادہ ہو جاتا ہے' اور انسان کی حالت اوسکے اندر اوس کیڑے کی سی ہوجاتی ہے' جو ایک لکڑی کے تختے پر بیٹھا رہتا ہے "

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خط ملا' تو اونہوں نے امیر معاویہ کو صاف لکھدیا کہ " میں دریا میں مسلمانوں کو ضائع نہیں کرسکتا - مجھکو ایک مسلمان کی جان روم کے تمام خزائن و دفائن سے زیادہ عزیز ہے - علاء بن حضرمی کے بحری حملے کا جو انجام ہوا وہ تمکو معلوم ہے " امیر معاویہ نے اگرچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے مجبوراً اس عزم کو فسخ کردیا' تاہم اونکے دل سے بحری حملے کا شوق نہیں گیا' چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں اونہوں نے پھر بحری حملہ کی اجازت چاہی' اور اونہوں نے سخت اصرار کے بعد اس شرط پر اجازت دیدی کہ " کسی مسلمان کو اس پر مجبور نہیں کیا جا سکتا - صرف وہ لوگ اس بحری جنگ میں شریک ہوسکتے ہیں جو بخوشی اسکے لیے تیار ہوں " چنانچہ امیر معاویہ نے عبداللہ بن قیس عاسی کو امیر البحر مقرر کیا' اور وہ متعدد کامیاب بحری معرکوں سے مظفر و منصور واپس آے' جس میں ایک جہاز بھی غرق نہیں ہوا -

اس قلیل مدت میں مسلمانوں نے بحری جنگ میں اسقدر ترقی کی کہ جب سنہ ۳۴ ہجری میں قسطنطین بن ہرقل نے ہزار جہازوں کے ساتھ اسکندریہ پر حملہ کیا' تو عبد اللہ بن ابی سرح نے دو سو جہازوں سے اوسکا مقابلہ کیا اور اوسکو سخت شکست دی

### ( تونس میں جہاز سازی کا ایک کارخانہ )

امیر معاویہ کے زمانے میں اور بھی متعدد چھوٹے چھوٹے بحری حملے ہوے' لیکن اونکے عہد تک جہاز سازی کا کوئی کارخانہ نہیں قائم ہوا تھا - عبد الملک ابن مروان جب خلیفہ ہوا تو اوس نے یہ کمی بھی پوری کردی' اور اوسکے حکم سے تونس میں
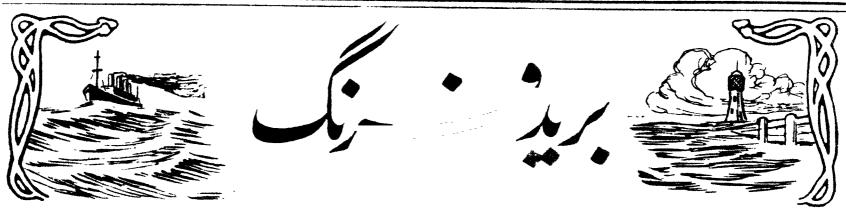
### ( فسطاط مصر کا ایک کارخانه )

معزلدین الله نے اگرچه جهاز سازي کے کارخانے کو اس وسیع پیمانے پر قالم کیا که دوسرے کارخانے اوسکے سامنے ماند پڑگئے تاهم مصر میں اس سے پہلے بهي جهاز سازي کے متعدد کارخانے قالم هو چکے تهے ' اور وهي اوسکے لیے دلیل راه بنے - فسطاط مصر میں ایک مقام تها ' جهاں فائر بریگیڈ رهتا تها ' اور اس عرض سے وهاں پانچسو آدمي همیشه متعین رهتے تهے - یهی فائر بریگیڈ سنه ۵۴ هجري میں جهاز سازي کے کارخانے کي صورت میں مبدل هوگیا - چنانچه امیر ابو العباس احمد بن طولون نے اپنے تمام جنگی جهاز اسي کارخانے میں تیار کراے تهے ' یه کارخانه امیر ابوبکر محمد ابن طغج الاخشید کے زمانے تک قالم رها - لیکن اوس نے اس کو منهدم کرا کے اوس جگهه ایک باغ لگا دیا ' اور اوسکے عوض ایک دوسرا کارخانه قایم کیا -

### ( جزیرۂ مصر کا کارخانه )

جزیرۂ مصر میں جهاز سازي کا ایک اور قدیم کارخانه تها ' لیکن جب سنه ۳۲۳ هجري میں ابوبکر محمد بن طغج الاخشید خلیفه راضي بالله کي طرف سے مصر کا گورنر مقرر هو کر آیا ' تو عیسی بن احمد السلمی نے جو مغرب کا رئیس تها اوسکی اطاعت قبول نهیں کي ' اسلیے ابوبکر اخشید نے اوس پر بحري حمله کیا اور اوس کے تمام جهاز گرفتار کر لیے - جب ابوبکر اخشید کے جهاز ماتم و منصور واپس آے ' اور اسي کارخانے کے متصل لنگر انداز هوے ' تو وه خود کشتی پر سوار هوکر اونکے استقبال کیلیے روانه هوا - کارخانے پر اوسکي نظر پڑي تو اوس نے کها که " جس کارخانے کو چاروں طرف سے دریاے محیط هے وه کس کام آسکتا هے " چنانچه اوس نے اسکو سنه ۳۲۵ میں دار خدیجه بنت الفتح میں منتقل کردیا -

اس کارخانے میں خلیفه آمر باحکام الله کے زمانے تک جهاز تیار هوتے رهے - تنوع کے لحاظ سے ان کارخانوں میں حربیات ' حرقات ' شلندیات' مسطحات ' اسطول وغیره متعدد قسم کي کشتیاں تیار هوتی تهیں ' لیکن هم ان اقسام کي تفصیل ' الهلال جلد ثالث کے ایک مستقل مضمون میں کر چکے هیں ' اسلیے ان کو اس موقع پر نظر انداز کرتے هیں -

## درس قـــران شـــريف



## سقـــوط اینٹـــورپ

اینٹورپ کے دفاعی استحکامات پر اولین حمله ۲۵ ستمبر سے شروع هوا هے' اور خود شهر پر حملے کي ابتدا - ۵ - اکتوبر کي خوفناک گوله باري سے هوئی - جرمن یهاں اس شهر کي تسخیر کے لیے اپنی آتشباري کا بهترین ساز و سامان لے آے تهے - گوله باري کے لیے کوئی ۲ سو توپیں تهیں جنکے دهانوں کے قطر مختلف طور پر ۲۸' ۳۰ اور ۴۲ سینٹیمیٹر کے تهے' اور زد ۸ میل تک - ۵ سے ۸ تاریخ تک تو خیر معمولی انداز میں گوله باري هوتي رهی - مگر آٹهویں دن آتشباري هولناک طور پر شدید هوگئی ' اور جرمن حمله آور شهر پر روغن نفط اور اسي قسم کے دیگر شهر میں آگ لگا دینے والے گولوں کی موسلا دهار بارش کرنے لگے - شهر میں هر طرف اطلاع نامے چسپاں کیے گئے که لوگ فوراً شهر چهوڑ کر بهاگنا شروع کریں - گو بهت سے امید پرست اور ساده لوح متحده فوج کے جوابي حملے کی امید میں آخر وقت تک شهر میں مقیم رهے' مگر تاهم جمعه تک کوئی ڈهائی لاکهه بے خانمان اور تهیدست هوالینڈ میں جاکر پناه گزیں هوگئے -

جمعه کی صبح کو جب آفتاب طلوع هوا هے تو اسوقت نصف شهر سے شعلے بلند هو رهے تهے - جرمن فوج نے اُن تیل کے حوضوں پر گولے اتارے جو دریا کي گودي کے برابر برابر چلے گئے تهے - گولوں کے آتے هی آگ لگي اور سارا شهر آگ اور شعلوں سے ایک منظر مهیب بنگیا -

اس هولناک چراغاں نے حلیفوں کي فوج کے جوابی حملے کی امید پر ثابت قدم آبادي کے بهي پیر اُکهیڑ دیے' اور اس نے بهي اضطراب و بدحواسي کے عالم میں (جو ایسي وقت میں طبیعي اور ناگزیر امر هے ) بهاگنا شروع کیا - مگر تاهم محافظ فوج ثابت قدم رهي اور برابر جواب دیتي رهي - اس جوابي آتشباري میں خود شاه البرٹ نے حصه لیا اور قلعوں کے کمانڈر جنرل ڈي گائس کے ساتهه فوجی کار روائیوں کي رهنمائي کرتے رهے - ۹ - اکتوبر یوم جمعه کو دو پهر کے وقت یه واضح هوگیا که نازک وقت قریب آگیا هے - نواح " بریم " کا جنوبي حصه تباه هوچکا تها اور وسط شهر کے قلعے خاموش تهے - انکے علاوه دوسرے قلعوں میں جهاں جهاں سے نشانه دشمن تک پهنچسکتا تها ان ان مقامات پر مدافعین نے جرمن فوج پر هر ممکن خوفناک گوله باري کي' جس سے انکو خوفناک نقصانات پهنچے - اسکے بعد جب بلجین فوج کو یه نظر آگیا که اب قسمت کے فیصله سے سرتابی مضول هے تو اسوقت انهوں نے قلعوں کو اپنے هاتهه سے اڑادیا ' اور ایک سپاهي کے هتهیار ڈالے بغیر شهر خالي کردیا گیا -

یه سقوط اینٹورپ کي وه مختصر د[illegible]ن هے جو مقامي معاصر استیٹسمین کے نامه نگار لنڈن کے مراسله سے ماخوذ هے - یه مراسله نگار اسکے بعد لکهتا هے :

" اس داستاں میں بهت سے تفصیلي امور کي کمی هے کیونکه بعض نا قابل اندازه اسباب کی بنا پر محکمه احتساب نے

بدیوں اور ہتھیاروں کے سوا تمام چیزیں بحری سپاہیوں کی ملک قرار دی جاتی تھیں -

دریاے نیل کی سطح ایک مدت تک ان عظیم الشان جہازوں کی طوفان زا حرکت سے تلاطم خیز رہی ' لیکن دفعۃ ہوا کا رخ بدل گیا ' اور شاور کی وزارت قائم ہوگئی - اوس نے مصر کے ساتھہ ان جہازوں کے جلانے کا بھی حکم دیدیا - چنانچہ مسلمانوں کی بحری طاقت کے یہ مجسمے آگ کی نذر کردیے گئے - لیکن جب سلطان صلاح الدین ایوبی نے فاطمئین کی سلطنت کا خاتمہ کردیا تو دوبارہ جنگی جہازوں کی نشاۃ ثانیہ ہوئی اور دریا کی سطح پر پھر ان کی نقل و حرکت سے طوفان کے آثار نظر آنے لگے - چنانچہ سلطان صلاح الدین نے بکثرت جنگی جہاز بنواے ' اور ان کیلیے خاص طور پر ایک محکمہ قائم کردیا ' جس کے مصارف کیلیے متعدد صوبوں کا خراج ' موجی اوقاف کی آمدنی ' مختلف قسم کے ٹکس مخصوص کردیے گئے اور اس محکمے کا افسر اعلی خود سلطان صلاح الدین کا بھائی ملک العادل ابوبکر محمد بن ایوب مقرر ہوا - سلطان صلاح الدین کے مرنے کے بعد بھی اگرچہ مدت تک یہ صیغہ قایم رہا ' لیکن رفتہ رفتہ ارسکی طرف سے اعتناء کم ہوتی گئی ' یہاں تک کہ اخیر میں جہاز رانی کا ذوق اس قدر کم ہوگیا کہ مصر میں جب کسیکو گالی دینا مقصود ہوتا تھا تو اوسکو جہاز ران کہا جاتا تھا - اسوقت جب کوئی بحری مہم پیش آتی تھی ' تو ایک قدم بھی ایسا نہ تھا جو ساحل کی طرف بخوشی بڑھتا ' اسلیے جبرا لوگ راستے اور گلیوں سے پکڑ لیے جاتے تھے ' اور بھاگ جانے کے خوف سے اونکو قید کردیا جاتا تھا ' اور اونہیں لوگوں سے بحری خدمت لی جاتی تھی -

سلطنت ایوبیہ کے بعد مصر میں ممالیک کی سلطنت قائم ہوئی ' اور اونہوں نے اس جبری جہاز رانی کا بھی خاتمہ کر دیا - لیکن ایک مد کے بعد زمانے کے انقلاب نے دریا میں ایک نیا جزرومد پیدا کیا ' یعنی ملک الظاہر کا دور سلطنت قائم ہوا ' اور اوس نے پھر اوسی قدیم شان و شوکت کے ساتھہ جہازوں کو سطح دریا پر نمایاں کیا - اوس نے جہازوں کی تعمیر میں اس قدر فیاضی ظاہر کی کہ جنگل کا خراج معاف کر دیا ' اور لوگوں کو لکڑیوں میں ہر قسم کے رف کرنے سے روک دیا - اوس کو جہازوں کی تعمیر کا اسقدر شوق تھا کہ مصر کے کارخانہ جہاز سازی میں ہمیشہ خود آتا تھا ' اور تمام اسباب اور سامان مہیا کرتا تھا - اس طریقہ سے اسکندریہ اور دمیاط کے سواحل پر بکثرت جہاز تیار ہوگئے ' اور جزیرہ قبرص کی طرف ابن رن کی زیر نگرانی ایک عظیم الشان بحری مہم روانہ ہوئی - ابن حسون نے عیسائیوں پر دھوکے سے حملہ کرنے کیلیے جہازوں کے جھنڈوں میں بہت سی صلیبیں لگالیں - لیکن مسلمانوں نے اسکو ناپسند کیا - بیڑا جب قبرص کے بندرگاہ پر پہونچا تو ابن حسون نے اوس پر دفعۃ حملہ کر ا ' لیکن بیڑے کے اے کی کشتی ایک چٹان سے ٹکرا کر چور چور ہوگئی ' اور ارسکے ساتھہ کی تمام کشتیاں بھی اس صدمے سے ٹوٹ گئیں - نتیجہ یہ ہوا کہ اہل قبرص نے پورے بیڑے کو گرفتار کر لیا ' اور وہاں کے بادشاہ نے ایک تہدید آمیز خط کے ذریعہ سے سلطان ظاہر کو اس واقعہ کی خبر دی - لیکن ظاہر کی پیشانی پر بل تک نہیں آیا ' بلکہ اوس نے خدا کا شکر کیا ' اور کہا کہ " مجھے آج تک کبھی شکست نہیں ہوئی تھی ' اس بنا پر میں نظر بد سے ڈرتا رہتا تھا ' آج انکا خوف بھی جاتا رہا " یہ کہکر رص سے پانچ کشتیاں طلب کیں ' اور بیس نئی کشتیوں کے تعمیر کا حکم دیا - جب تک یہ کشتیاں تعمیر نہ ہوچکیں وہ روزانہ جہاز سازی کے کارخانہ میں آتا تھا ' اور ضروری دیکھہ بھال کرتا تھا -

چنانچہ جب یہ کشتیاں تیار ہوگئیں تو دریاے نیل میں خاص اہتمام کے ساتھہ ایک دن اونکی نمایش کیگئی - ملک الظاہر کے زمانے میں جنگی جہازوں کا ذوق اس قدر ترقی کرگیا کہ جب جہاز کسی بحری مہم پر روانہ کیے جاتے تھے تو تمام شہر میں دھوم مچ جاتی تھی ' اور لوگ اس منظر کے دیکھنے کیلیے نہایت شوق و شغف کے ساتھہ ساحل دریا پر جمع ہو جاتے تھے - چنانچہ جب سلطان ملک اشرف صلاح الدین خلیل بن قاوون نے ایک جنگی بیڑے کو آلات حرب سے مسلح کرکے ایک مہم پر روانہ کرنا چاہا ' تو لوگ روانہ ہونے کے تین دن پہلے ہی سے اوسکی مشایعت کیلیے جمع ہونا شروع ہوے ' اور دریاے نیل کے کنارے لکڑی اور پھوس کے عارضی مکانات بنا لیے - لوگوں کے دروازوں کے سامنے جو کھلی ہوئی جگہ تھی اسکو تماشائیوں نے دو دو سو درہم تک دیکر کرایہ پر لے لیا - تیسرے دن بادشاہ تمام ارکان سلطنت کے ساتھہ سویرے صبح کے وقت روانہ ہوا ' اور چاؤ شوں کو عوام کے روک ٹوک کرنے کی ممانعت کردی - اوسکے سامنے ایک ایک کرکے جہاز نمایاں کیے گئے ' اور ہر جہاز نے اعمال حربیہ کے منظر دکھاے ' اور باہم خود ہی جنگ کی - بادشاہ اس بحری جنگ کا تماشا دیکھکر قلعہ کو واپس آیا ' لیکن اور لوگوں نے متصل ایک دن اور ایک رات وہیں قیام کیا ' اور لہو و لعب میں مشغول رہے - تماشائیوں کی اس قدر کثرت ہوئی کہ ایک پوری کشتی کا کرایہ ساٹھہ درہم تک پہونچگیا - ہر زمانے میں عموماً ایک درہم پر بارہ رطل روٹی ملتی تھی ' لیکن اوس دن اوسکا نرخ سات رطل ہوگیا -

اس بحری نمایش نے دشمن کو بھی مرعوب کردیا - چنانچہ جب عیسائیوں کو اس کی خبر معلوم ہوئی تو اونہوں نے مختلف تحف و ہدایا کے ساتھہ اپنے قاصد بھیجے اور صلح کی درخواست کی -

سنہ ۷۰۲ میں بھی سلطان ناصر محمد بن قلاوون کے زمانے میں اسی اہتمام اور جوش و خروش کے ساتھہ جزیرہ قبرص کی طرف ایک بیڑا روانہ ہوا اور مظفر و منصور واپس آیا -

( جہاز سازی کے متعدد کارخانے )

اوپر گذر چکا ہے کہ مصر میں سب سے پہلے متوکل علی اللہ نے جہاز تیار کرواے ' اور سنہ ۳۵۰ میں معز لدین اللہ نے اوسکو نہایت ترقی دی - لیکن معز لدین اللہ کے زمانے میں اس میں سب سے زیادہ ترقی اسلیے ہوئی کہ اوس نے سنہ ۳۵۴ میں جہاز سازی کا ایک عظیم الشان کارخانہ مقس میں قائم کیا ' اور اوس میں ۶ سو جہاز تیار کراے ' بعض مورخین نے اگرچہ اس کارخانہ کو اوسکے بیٹے عزیز باللہ کی طرف منسوب کیا ہے تاہم بہر حال یہ کارخانہ معز کے خاندان کا ایک عظیم الشان کارنامہ تھا -

اس کارخانے میں نہایت کثرت سے جنگی کشتیاں تعمیر ہوتی تھیں ' اور آلات و ادوات کی کثرت کی بنا پر نہایت سرعت کے ساتھہ کام ہوتا تھا ' جسکا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ جب سنہ ۳۸۶ ہجری میں ایک بیڑے میں آگ لگ گئی ' اور اسکے اکثر مسلح جہاز جل کے خاک سیاہ ہوگئے تو عزیز باللہ کے گورنر عیسی بن نسطورس نے اپنی تمامتر کوشش جہازوں کی اس کمی کے پورے کرنے میں صرف کی ' جو اس آتشزدگی سے پیدا ہوگئی تھی - چنانچہ اوس نے اوسی وقت بیس جہازوں کے بننے کا حکم دیا - ۲۴ ربیع الثانی کو آتشزدگی ہوئی تھی - لیکن جب اوس نے ۷ جمادي الثانی کو کارخانہ کا معاینہ کیا تو اوسکے سامنے دو عظیم الشان جہاز تیار کرکے پیش کیے گئے ' اور اوائل شعبان میں چار جہاز اور تیار ہو گئے -
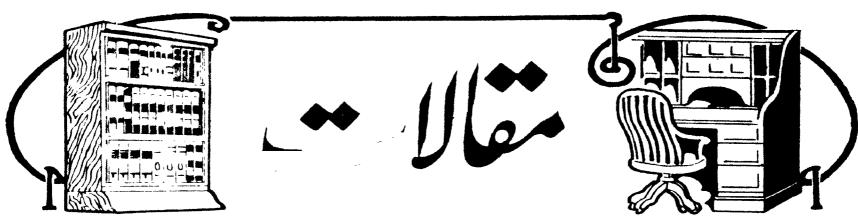
## عالمگیر جنگ کي سازش

( جرمني کا مجوزہ نقشہ )

ڈیلي کرانیکل لندن میں مشہور مسٹر آوبھر کرابین ڈرالل عنوان بالا پر حسب ذیل خیالات ظاہر کرتے ھیں :

قبل اسکے کہ بڑے اور تازہ واقعات قدیم نقوش کو مٹالیں یہ قلمبند کرنا دلچسپ ہوگا کہ اس مصیبت کے نازل ہونے سے پہلے ہمیں حالات عالم کیا نظر آتے تھے ؟

جب ایک گذشتہ دماغي حالت کي طرف بعض جدید نقطہ ھاے نظر سے پھرکے دیکھیے تو بسا اوقات موجودہ حالت ناقابل یقین معلوم ہوتي تھي - میں منجملہ ان لوگوں کے ہوں جو جرمني کے ارادوں کو تسلیم کرنے سے سختی کے ساتھہ انکار کیا کرتے تھے - میں نے اس موضوع پر لوگوں سے بحث کی' میں نے اس کے متعلق مضامین لکھے' میں " اینگلو جرمن فرینڈ شپ سوسائٹي " میں شریک ہوا - غرض جو عقیدہ میرا تھا اسکے لیے میں جو کچھہ کرسکتا تھا وہ کیا - مگر گذشتہ سال کے آغاز میں میرے خیالات میں ایک کامل تغیر پیدا ہوگیا - میں نے یہ محسوس کیا کہ میں غلطي پر تھا اور جس شے کے متعلق یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اسقدر مجنونانہ اور فتنہ پردازانہ ہے کہ واقعہ نہیں ہوسکتي وہي درحقیقت واقعہ تھي -

میں نے اپني راے کا یہ تغیر مارچ کے " فورٹ نائٹ لي ریویو " کے ایک مضمون میں قلمبند کیا تھا جسکي سرخي " برطانیہ عظمی اور آیندہ جنگ " تھي' اور اب جو میں نے اس مضمون کو پڑھا تو معلوم ہوا کہ اسکا بہت سا حصہ موجودہ حالت کے مناسب ہے - پیشینگوئیاں خطرناک ہوتی ہیں - مگر اس مضمون میں ایسي باتیں بہت تھیں جنکو مجھے واپس نہ لینا چاھیے - میري راے میں جس شے نے تغیر پیدا کیا وہ " برنہاردي " کي کتاب " جرمني اور آیندہ جنگ " کا مطالعہ ہے -

( ناقابل اعتماد حوصلے )

اسوقت تک میں یہ خیال کرتا تھا کہ "یہ تلوار کي کھڑکھڑاہٹ ایک نوعمر مضبوط قوم کي طفلانہ افراط ہے جو یہ چاھتی ہے کہ اپنے موٹے موٹے جوتے پہنے ہوے تمام دنیا کے گرد کھٹ پٹ کرتي پھرے - اس جوش کا ایک حصہ تو (جیسا کہ میرا خیال تھا) کامل قدرتی حسد کا نتیجہ تھا اور ایک حصہ ان غیر معمولي پروفیسروں کي تلقین کا نتیجہ تھا جنکے مسلسل خیالی مباحثوں نے نوجوانان جرمني کے خون کو مسموم بنادیا ہے -

اسقدر تو بالکل صاف تھا' مگر مجھے یہ یقین نہیں آتا کہ ایک عالمگیر جنگ کا تخم سازش کے سایہ میں پرورش پا رہا ہے جس میں بحر و بر دونوں کے اقتدار کو چیلنج دیا جائیگا - اس ہیبتناک رستخیز کا کوئي مقصد نہیں معلوم ہوتا تھا اور نہ کوئي بڑي غنیمت جنگ جرمني کي منظر نظر آتی تھي - یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس جنگ میں وہ کامیاب ہوئي تو زاید سے زاید اپنے نفع و نقصان کا توازن قائم رکھہ سکیگی اور اگر اسے شکست ہوئی تو پھر ہمیشہ کیلیے رخصت ہوئي -

اسکے علاوہ یہ خیال ہوتا تھا کہ عیسائیت اور تمدن کسي نہ کسي کام کیلیے دنیا میں ابتک قائم ھیں' اسلیے جو قوم کہ ان دونوں میں سے ایک کا ادعا بھی کرتي ہے وہ تاریخ عالم کے اس زمانہ میں ایسی تھذے خون والی بربری سازش میں شریک نہیں ہوسکتي جسکے ذریعہ سے وہ چند سال تک اپنی طاقت کو صرف اس ارادہ سے بڑھاتی رہے کہ جب موقع ملے تو بغیر کسی نزاع کے محض اپنی سربلندي کے خیال سے اپنے ہمسایوں پر ٹوٹ پڑے -

( برن ھاردي کي تنبیہ )

میں کہتا ہوں کہ میں ان باتوں کو باور نہ کر سکا' لیکن جب میں نے جرمن مصنف برن ھاردي کي کتاب پڑھی تو پھر میں ان امور کو بغیر یقین کیے نہ رھسکا' اور ایک مضمون لکھا تا کہ جو لوگ میري طرح اندھے ہوں انکي آنکھیں ہوجائیں' اور وہ اس حقیقت کو دیکھیں جو مجھے نظر آئي ہے' کیونکہ برنہاردي ایک غیر ذمہ دار جو نلسٹ یا اتحاد جرمني ( پان جرمنزم ) کے خبط کا مریض نہ تھا - وہ جرمن سپاہ کا ایک ممتاز افسر تھا - اس نے فن جنگ پر کئي مستند اور بلند پایہ کتابیں لکھی ھیں - وہ اعلی خدمت میں رہا تھا' اسلیے اس سے توقع ہے کہ وہ انکے خیالات سے صحیح طور پر واقف ہوگا - با ایں ہمہ اس کتاب میں ( جس میں اس نے اہل وطن کو مخاطب کیا ہے ) اس قسم کے جنگجویانہ خیالات ظاہر کیے ھیں - تم اس قسم کی تحریر کو علحدہ نہیں کرسکتے اسکو تم ناقابل شمار نہیں ٹھرا سکتے - جیسا کہ میں نے اس وقت لکھا تھا ) " ہم مجنون ہونگے اگر اس تنبیہ پر سنجیدگي کے ساتھہ توجہ نہ کرینگے -

لیکن ایک عجیب و غریب بات یہ ہے کہ اس قسم کي تنبیہ شائع کی گئی جرمن دل میں ایک تعجب انگیز سادگي ہوتی ہے' جو موجودہ واقعات میں بارہا ظاہر ہوچکي ہے - مگر یقیناً اس سادگی کی سب سے بڑي مثال یہ کتاب ہے - یہ ذہن میں نہیں آتا کہ اس کتاب کے مصنف کے دل میں یہ خیال نہ آیا کہ ممکن ہے کہ اس کتاب کا ترجمہ ہو اور جس کو ہم اپنا شکار بنانا چاھتے ھیں وہ اسے پڑھے -

پھر یہ بھي یقین نہیں آتا کہ ایک نامور سپاھي کی حیثیت سے برن ھاردي کا تعلق جنرل اسٹاف سے نہ ہو' اسلیے اس نے جو خاکہ کھینچا ہے اسے ایک سرکاري خاکہ خیال کرنے کے لیے اسباب موجود ھیں -

مگر یہ کوئي منفرد مثال نہیں - وان ایدیشم نے' جس کا تعلق حقیقی طور پر اس محیر العقول اسٹاف سے ہے' ایک

ان پر پردہ ڈالدیا ہے - اس نے صرف اسقدر معلوم ہونے دیا ہے کہ بحري فوج اور نئي نيول بریگيڈ کے ۸ ہزار آدميوں نے دفاعي کارروائيوں ميں حصہ ليا جنميں سے موخر الذکر حال ميں فوج ميں داخل ہوے تے' اور یہ کہ اس فوج ميں سے ۱۳۰۰ سو آدميوں سے ہتيار لے ليے گئے ہيں' اور انہيں اس کيمپ ميں شکست خوردہ فوج کي حيثيت سے داخل کرليا گيا - جو فوجوں کي يکجائي کے ليے نصب کيا گيا تھا - مگر محصور شہر سے جو مراسلات آے تے - انکے اہم اور اصلي فقروں کا سخت احتساب ہوا -

( شہر پر گولہ باري )

" ڈيلي ٹيلگراف " کے ايک مراسلہ نگار کا بيان ہے کہ چہار شنبہ کو نصف شب کے وقت شہر پر گولہ باري شروع ہوئي - شام کو جنوب و مشرق کي طرف توپوں کي گرج ہم لوگ سنتے رہے - جرمن فوج نے انکا کوئي جواب نہيں ديا -

وسط شب سے قبل تمام شہر پر ايک پر اسرار خاموشي طاري تھي اور يہ تيرہ و تار شہر مردوں کي بستي معلوم ہوتا تھا - توپوں نے اپني آتشيں گفتگو موقوف کردي تھي اور اب وہ خاموش تھيں' گوشہ گوشہ سے رات گئے تک ہونے والي جنگ کے آہني قدموں کي چاپ کي آواز بازگشت آ رہي تھي -

يہ عالم تھا کہ ايک گرج نے طلسم سکوت توڑا اور ايک دھماکے کے ساتھہ دفعتاً ايک گولہ آکے گرا - جس کے آتے ہي خوف زدہ عورتوں کي ايک تعداد گھروں سے سڑکوں پر ديوانہ وار نکل آئي' اور گھبرا گھبرا کے يہ ديکھنے لگي کہ کيا در حقيقت گولہ باري شروع ہوگئي ہے - توپوں کي گرج' برق رفتار گولوں کي سنسناہٹ' اور بعض بد نصيب مکانوں سے ٹکراکے انکے پھٹنے کا تراخا اور کھڑکھڑاہٹ' يہ چيزيں کچھہ اسقدر جلد جلد يکے بعد ديگرے پيش آئيں کہ يہ معلوم ہوتا تھا کہ گولے اپنے اس خونيں کام کے ليے شہر کي بالکل اندروني شہر پناہ سے پھينکے جارہے ہيں - اس واقعہ سے ہم ميں سے اکثر بے حد پريشان تے- يہ معلوم ہوتا تھا نہ گولے اسقدر قريب سے آرہے ہيں کہ انہيں اپنے منزل مقصود تک پہنچنے ميں بمشکل ايک ميل کي مسافت بھي طے کرنا پڑتي ہے - اس واقعہ سے ہم لوگوں کو تھوڑي دير تک تو يہ يقين ہوگيا کہ يہ وہ گولہ باري نہيں ہوسکتي جسکي دھمکي دي گئي تھي' بلکہ ممکن ہے کہ قلعہ کي سرچ لائٹ نے جرمنوں کي کسي ہمتور ٹولي کو شہر پناہ کے اندر ديکھا ہو اور وہ توپوں کے ذريعہ انہيں نکالنے کي فکر ميں ہوں' مگر پاش پاش ہونے والي چيزوں کے تراخوں نے اس غلطي کو رفع کرديا -

اب گولے بلا امتياز محلوں' مکانوں' اور جھونپڑوں پر آ آکے گر رہے تے' اور سارا آسمان چمکتے ہوے شعلوں سے روشن ہوگيا تھا - اسکے بعد گومي کي توپوں' اور ميدان کي باٹريوں نے ايک ساتھہ آواز بلند کي - اب شور و غوغا خوفناک ہوگيا تھا اور آسمان ميں نيچے چلنے والي آگ کے عکس سے شعلوں کا ايک متلاطم دريا نظر آتا تھا - ہمارے ہوٹل کي چھت پر سے شہر کا منظر حيرت انگيز تھا - گولوں کي اعصاب شکن آوازيں' شہر کي کبھي روشن اور کبھي تاريک ہوجانے والي چھتيں (جنکي پچھلي تاريکي پہلي تاريکي سے زيادہ تيرہ و تار ہوتي تھي ) اور گولوں کے پھٹنے سے چھتوں اور ديواروں کا پھٹنا' ان چيزوں نے ملکے ايک ايسي شکل پيدا کردي تھي جو ہولناکي ميں " ان فرنو " سے کسي طرح کم نہ تھي - اس طرح جب لوگوں کو يقين ہوگيا کہ جرمن ايک بے بس آبادي پر گولہ باري کي دھمکي کو پورا کررہے ہيں' تو جيسا کہ مقامي اخباروں نے ايک دن قبل مشورہ ديا تھا لوگ تہ خانوں ميں چلے گئے -

ان لوگوں کو جن اصول کي پيروي کي ہدايت کي گئي تھي انکا ماحصل يہ تھا کہ جب پہلا گولہ پھٹے تو فوراً تہ خانوں ميں چلے جاؤ' جس ميں سار و سامان تيار رہنا چاہيے - گيس کو نکالو' تہ خانوں ميں بکثرت پاني رکھو تاکہ اگر آگ لگے تو بجھاسکو' اور ايسے اوزار رکھو کہ اگر ديوار گرے اور تم اسميں دب جاؤ تو کھود کر نکل آسکو - مزيد احتياط کے ليے بہت سے لوگوں نے تہ خانوں کي جالي پر بالو کے بھرے ہوے بورے رکھواديے تے جس سے راستہ چلنے والوں کو چھوٹي چھوٹي تکليفيں بھي پہونچتي تھيں -

۳ بجکے ۴۰ منٹ پر جنوبي حصہ کا سارا آسمان " برچيم " کي شعلہ زن آگ سے بالکل منور ہوگيا' اور اسطرح آتشزدگي کا خوف گولہ باري کے خوف پر اور مستزاد ہوگيا - مقام " ويلم " ميں واٹر ورکس کے تباہ ہوجانے سے اينٹورپ کو ۸ دن سے پوري طرح پاني نہيں ملا تھا - اسليے نہ وہاں پاني تھا اور نہ آدمي تے کہ ان پياسے شعلوں کو سيراب کرتے جو عالم تشنگي ميں اپني زبانيں نکال رہے تے -

شہر کے دوسرے حصوں ميں مختصر پيمانہ پر آگ لگي ہوئي تھي - صبح ہوتے جرمن فوج کي آتشباري ختم ہوچکي تھي - اس گولہ باريدہ شہر کي ايک مستعجلانہ سير نے مجھے ۳۱ گھر دکھاے' جو گولوں کي زد ميں آگئے تے - اس حصہ ميں " برچيم " شامل نہيں جسکے متعلق مجھسے يہ بيان کيا گيا ہے کہ ساري سڑک برباد ہوگئي ہے - دوسرے دن صبح کو ۹ بجے جرمن فوج کي گولہ باري پھر سخت ہوگئي' مگر گولوں کي گرج اور عمارتوں کے دھماکوں نے خوفزدہ آبادي کو جنبش نہ کرنے دي -

کوئي دس بجے ايک گولہ مٹي کے تيل کے ايک حوض پر آکے گرا' اور اسميں آگ لگ گئي - اسکے بعد ايک سے دوسرے ميں اور دوسرے سے تيسرے ميں آگ لگنا شروع ہوئي اور رفتہ رفتہ تمام حوضوں سے شعلے بلند ہونے لگے -

بار بردار اور دخاني کشتيوں سے جس قدر جلد سے جلد ہوسکتا تھا وہ ان مصيبت زدہ انسانوں کو لاد رہي تھيں اور ان سے ہواليند تک کے مختصر سے سفر کے ليے بيس فرنک چارج کر رہي تھيں - جب بہتا ہوا تيل کے چشمے کے نيچے تک پہونچا تو لوگوں ميں دفعتاً بيوجہ تہلکہ مچگيا - جو کشتيوں پر تے انہوں نے تو افسروں کو پکارا اور خطرہ کي طرف اشارہ کرکے " بس " " بس " کرنا شروع کيا' مگر جو لوگ گودي پر تے وہ يہ نہيں چاہتے تے کہ پيچھے رہجائيں اسليے جگہ حاصل کرنے کيليے بے طرح کشتيوں پر ٹوٹ پڑے -

ميں نے ايک عورت کو ديکھا کہ وہ خود تو اس ہجوم و ازدحام ميں غرق ہوگئي' مگر اسکا شوہر جو اس سے کسيقدر زيادہ خوش قسمت تھا اسٹيمر کي چھت پر گرا اور کسي طرف ايک ايسي شے ليکے نکل گيا جو اسکا پھٹا ہوا سر معلوم ہوتي تھي -

عورتيں پہلے ملاحوں کو بچوں کي گاڑياں' ننھے ننھے بچے' چھوٹے لڑکے اور دوسرے قسم کا اسباب ديديتي تھيں' اور پھر پير رکھلي جو ذرا سي جگہ بھي ملجاتي تھي اسکے سہارے سے کشتيوں پر چڑھ آتي تھيں - يہ امر تعجب انگيز ہے کہ ايسے ہجوم و کشاکش ميں اکثر نہ غرق ہوئيں' اور نہ مريں -

( آخرين منظر )

" ڈيلي کرانيکل " کے مراسلہ نگار خاص مسٹر ارتھرجونس کہتے ہيں " کہ جمعہ کے دن ۱۲ بجکے ۳ منٹ ہوے تے کہ جرمن شہر ميں داخل ہوے - جسے رسمي طور پر شريف شہر نے انکے حوالہ کرديا تھا - ليکن دوسرے مراسلہ نگاروں کا بيان ہے کہ جرمن اس سے کہيں بعد کو شہر ميں داخل ہوے ہيں -

بهرحال شہر تخریب و گوله باري کے عذاب میں مسلسل ۴۰ گهنٹے تک مبتلا رہا - اس امر کا صحیح طور پر تحقیق کرنا تو مشکل ہے کہ جرمن فوج کے حملے کیسے ہوتے رہے - مگر افسروں اور نیز ان لوگوں کی گفتگو سے جو خطوط جنگ سے واپس آئے تھے میں نے یہ نتیجه نکالا که آخري حمله پانچ گهنٹه کي مسلسل گوله باري پر مشتمل تھا ' جو صبح ساڑھے چار بجے سے لیکے ساڑھے نو بجے تک هوتي رهی - اس اثناء میں گولوں کی مسلسل اور سخت بارش هورهي تهي ' اور نقصان پہنچانے سے پہلے یہ گولے جس قدر ٹھیک طور پر آکے نشانه پر گرتے تھے انکي یه صحت ایک غیر معمولي امر معلوم هوتي تهي - مجهه سے لوگوں نے یه بیان کیا که جرمن فوج کے ساتهه غبارے تھے جنکے افسر اپنے توپچیوں کو یه بتاتے جاتے تھے که بلجیم کي مدافعت کے ان پوزیشنوں کو اپنا نشانه بناؤ - شہر پر بعض بعض وقت ایک منٹ میں دس کے حساب سے گولے پھینکے گئے تھے - تمام ملکي آبادي خوفزده تهی اور بوڑھوں اور بچوں میں مصیبت ' خوف ' اور مایوسي کے دلسوز منظر نظر آتے تھے -

پہلے یه اعلان کیا گیا تھا که دو کشتیاں اوستینڈ جائینگی لیکن جب یه اطلاع دي گئي که یه دونوں کشتیاں نہیں روانه هونگی تو جو مجمع ایک کرسي پر جمع هوا تها اس پر نزع کا عالم طاري هو گیا -

تاهم ان دونوں کشتیوں کے علاوہ بھاگنے کے دیگر ذرائع ۱۵ کشتیوں کي شکل میں موجود تھے ' جو روانڈرقم ' فلشنگ اور انکے علاوہ هوا لینڈ کے دوسرے بندرگاہ جانے والي تهیں - یه کشتیاں مسافروں کی معقول تعداد لیجانے والي کشتیاں نه تهیں ' مگر چونکه کوئی شخص با قاعده چڑھنے کا انتظام کرنے والا نه تھا اسلیے ان خوفزده انسانوں میں کشتیوں پر جگهه لینے کے لیے سخت کشا کش شروع هوئی - جگهه کے لیے مرد ' عورتیں ' اور بچے ایک دوسرے سے جانبداري کے ساتهه لڑنے لگے - اسوقت انساني هستي اپنے ایک بد ترین انداز میں نظر آرهي تهي - مگر ایسي حالت میں ان خوفزده انسانوں کو کون الزام دیسکتا هے - یه لوگ " ۵ بار بربریس " سے بھاگ رهے تھے - اور وہ گولے انکے سروں پر سے سنسناتے هوے جا رهے تھے ' جو انکے گھروں کو خاکسیاہ اور انکے محبوب شہر کو برباد کر رهے تھے - ان لوگوں کا کام جنگ نہیں تھا - یه لوگ زیاده تر متوسط العمر دوکاندار ' تاجر ' اور آرام پسند شہري تھے اور ان میں بچوں اور عورتوں کی بھي کافي تعداد موجود تهي - یہاں ان راستوں کا قحط تھا جنکے ذریعه سے جہاز یا کشتي تک پہنچتے هیں - ان لوگوں کے کشتیوں پر سوار ہونے کے ذرائع صرف وهي تختے تھے جو ڈهالو رکهدیے گیے تھے ' اور آخر میں آکے ایک خطرناک زاویه پر ملتے تھے - پنجشنبه کو ۲ بجے تک اکثر لوگ روانه هو گئے تھے ' مگر تاهم ۱۵ هزار جو نہیں بھاگ سکے وہ راضي بقضا هو کے یه انتظار کرنے لگے که دیکھیں قسمت میں کیا لکھا ہے - هزاروں تو ان سڑکوں سے بھاگ گئے جو جنگلوں کو جاتي تهیں مجهه سے لوگوں نے بیان کیا که بہت سے بوڑھے بھوک ' سردي ' اور خوف کے مارے راسته هي میں مرگئے -

**( جلتا هوا شہر )**

ایک بلجین افسر کی عنایت سے میں بڑے گرجا کی چھت پر چڑھسکا اور وهاں سے میں نے جلتے هوے شہر کا منظر دیکھا - تمام سڑکیں شعله زن تهیں - شعلے هوا میں ۲۰ اور ۳۰ فیٹ کی بلندي تک اونچے جارهے تھے - میں نے اپنے بلند پوزیشن سے تیل کے ان بڑے حوضوں کا نہایت عمده منظر دیکھا جو دریاے شیلڈ کے محاذات میں واقع هیں - ان میں ایک بڑي جرمن توپ کے چار گولوں سے آگ لگ گئي اور دھویں کے عظیم الشان سیاہ بقعے هوا میں دو سو فیٹ تک بلند هو رهے تھے - تیل لمبي گهنٹے تک زور شور سے جلتا رها ' اور قرب و جوار کے تمام حصه پر دھویں کے بادل چھا گئے - هر طرف آگ ' شعلے ' اور تیل سے لدا هوا دھواں هي دھواں تها - وقتاً فوقتاً شعلوں کی بڑي بڑي زبانیں تیل کے حوضوں سے نکلتی تهیں اور مضطربانه شوق کے انداز میں اپنے متصل حوض کو چوم لیتی تهیں ' جس سے رفته رفته آگ هر طرف پهیل گئی اور کوئی حوض بهي آگ سے نه بچا - اسوقت شہر بالکل ویران هوگیا تھا اور قریباً سب لوگ شہر چھوڑ کے چلے گئے تھے - بڑے گرجا سے روانه هونے کے بعد میں شہر کے جنوبي حصه کی طرف روانه هوا جہاں که فی منٹ ۵ کے حساب سے گولے آرهے تھے -

میں مقام " ربوفهموینر " تک گیا تها که ایک خوفزده بلجین عورت مجهے ملي - اسے اختناق الرحم (هسٹریا) کے سے تنفس کیساتهه مجهه سے یه بیان کیا که " بنک نیشنل " اور " پیلس ڈي جسٹس " کے گولے لگے هیں ' اور اب وہ جل رهے هیں - اور نیز یه که میرے اس مقام پر پہنچنے سے ۵ منٹ قبل اسکے شوهر کے ایک گوله لگا هے - جہاں هم اترے تھے وهاں سے سو گز سے کم فاصله پر اس ( شوهر ) کي بے ترتیبی کے ساتهه کٹي هوئی لاش خاک و خون میں آغشته پڑي هوئی تهي - جب میں " ایو نیوڈي کیسر " سے جارها تها تو ایک گوله مجهه سے ۲۰ گز کے فاصله کے اندر آکے گرا اور میں منهه کے بهل گر پڑا - جہاں میں گرا تها وهاں سے ۱۰ گز سے کم فاصله پر ایک مکان کو یه گوله لگا تها ' جسکی حالت میں بجز اسکے اور لفظوں میں نہیں بیان کرسکتا که وہ ( مکان ) سڑک پر اینٹوں اور ٹوٹي هوئی لکڑیوں کی بوچهار کی شکل میں برس پڑا اور اسکي اینٹ سے اینٹ بجگئي - میں بمشکل سنبهلنے پایا تها که ایک شخص جس کی عمر ۴۰ سال کی هوگي قریباً بالکل ننگا اس گھر سے چیختا هوا نکلا - یه بد بخت بالکل پاگل هوگیا -

پهر میں وهاں سے کوین هوٹل یه تحقیق کرنے گیا که امریکن جرنلسٹ کا کیا حشر هوا - معلوم هوا که وہ ایک پرائیوٹ مکان میں سب دهر قیام کے بعد روانه هوگئے جس پر تین دفعه گولے گرے اور بالاخر اسمیں آگ لگ گئی -

( لها بقیة صالحه )

## حــول بــرلــن

شکون و حالات اصلیه بر روایات و شہادات عینیه

ڈاکٹر پوسٹما افریقه کی حزب العمال ( لیبر پارٹی ) کے ایک لیڈر هیں - اعلان جنگ کے وقت وہ برلن میں تھے ' اور اسکے بعد چندے وهاں مقیم رهے - ڈاکٹر پوسٹما ۲۷ - اگست کو برلن سے روانه هوے هیں ' غالبا وہ آخرین شخص هیں جس نے برلن کو خیر باد کہا هے - اپنی واپسی کے بعد انہوں نے ایک دلچسپ اور پر از معلومات مضمون " ڈیلي سٹیزن " میں لکھا هے - اس مضمون میں وہ لکھتے هیں :

" یه ظاهر هے که جسوقت تمام جرمن قلمرو میں قیصر کا اعلان جنگ چسپاں کرکے فوج اور بیڑہ کو اجتماع کا حکم دیا گیا هے اسوقت اهل جرمن معقول زمانے سے هر قسم کے نتائج کیلیے مستعد تھے - یه اعلان جو سرخ اور سیاہ دو رنگوں میں چھپے تھے ان پر سنه ۱۹۱۲ چھپا هوا تها ' مگر " ۲ " کاٹ کے نیلی پنسل سے " ۴ " بنایا گیا تھا - اسکے بعد سے هر روز اعلانات شائع هوتے هیں اور میں نے سبکو دیکھا که وہ دو برس قبل کے چھپے هوے معلوم هوتے هیں - " لینڈ اسٹرم مت ریف " فوج جب طلب کي

مختصر سا رسالہ لکھا ہے جس میں بتایا ہے کہ اگر موقع پیش آے تو جرمنی ممالک متحدہ امریکہ کے ساتھہ کیا کریگا -

ان علامات کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ درحقیقت ایک شیخی سے پھولے ہوے قومی سرور کے مظاہر میں جو شیخی میں پھولکر اس فیصلہ تک پہنچگیا ہے کہ جرمنی کی فتح یقینی ہے اس لیے انکے حریفوں کا غافل یا خبردار رہنا دونوں برابر ہیں -

( جنگ کا پروگرام )

اسوقت درحقیقت برن ہارڈی کے پروگرام پر عمل ہو رہا ہے اس پروگرام میں یہ تجویز کیا گیا تھا کہ حملہ کا سارا بار فرانس پر ڈالا جاے اور روس کو اپنے سست رفتار فوجی اجتماع میں روک لیا جاے - اسکے بعد پیرس سے فاتح فوجیں بیشمار ٹرینوں میں بجلی کی طرح مغربی خط جنگ سے مشرقی خط جنگ پر بھیجدی جائیں -

پہلے انگلستان کو بہلایا جاے اور جب اسکی قسمت کے فیصلہ کا وقت آ جائے تو پھر اسکا بیڑا زیر آب کشتیوں' تارپیڈو کشتیوں' بحری سرنگوں سے تراشا جائے اور جب تعداد برابر ہوجاے تو "ولھیلم شیورن" کے قلعوں سے جرمن بیڑا نکلکے سمندر کے فتح کرنے کے لیے حملہ کردے -

( انگلستان کے لیے بری گھڑیاں )

خواہ واقعات کی رفتار کتنی ہی ہمارے موافق ہو' مگر امید نہیں کہ ہم چند بری گھڑیوں سے بچکر نکل جاسکیں جرمن ایک بڑی اور بہادر قوم ہے وہ اپنی تاریخ جنگجوئی میں عمدہ کارنامے رکھتی ہے - وہ حلیفوں پر اپنے دیرپا نشان چھوڑے بغیر نہیں ہٹیگی - ہمیں افتتاحی کامیابیوں کو بہت زیادہ اہمیت نہ دینا چاہیے اور یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ حالات ہمارا ساتھہ ضرور دینگے - خشکی اور تری دونوں میں وسیع کوششیں اور مایوسیاں ہمارا انتظار کر رہی ہیں - مگر اس میں زیادہ دیر نہ ہوگی جیسا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے اسمیں زیادہ دیر ہونا نا ممکن ہے - زمانہ کا عجلت پسند مزاج سست تدابیر کو برداشت نہیں کرسکتا' اور نہ جرمنی مالی کشش کو غیر محدود زمانہ تک برداشت کر سکتی ہے -

پیشینگوئی کسقدر خطرناک ہے ! جاہے بعینہ یہی الفاظ میرا مضحکہ اڑانے کو واپس آئیں مگر میں خود نہیں سمجھسکتا کہ یہ جنگ ۶ ماہ سے کم میں کیونکر ختم ہو سکتی ہے یا ۱۲ ماہ سے زاید عرصہ تک کیسے جاری رہسکتی ہے -

( جرمنی کی ایک ڈپلومیٹک غلطی )

یہ کہنا تو بہت زیادہ ہے کہ جرمنی کے ڈپلومیٹک حالات جسقدر بوسیدہ ہیں اگر کہیں اسکے جنگی حالات بھی ایسے ہی ہوتے تو وہ زیادہ عرصہ تک زندہ نہ رہسکتی - البتہ اسکی یہاں ڈپلومیٹک ناقابلیت کے بعض ایسے درجے ضرور رہیں جو اس حد سے کم درجہ ہیں اس حد تک ناقابلیت یقینی ہے - کم از کم اس میں مناقشہ کی گنجایش تو نہیں - "ریل پولٹیک" "ولٹ پولٹک" وغیرہ کے مجنونانہ علم سے جرمن کو کیا حاصل ہوا ؟ اطالیا کے ساتھہ اتحاد کی بندش اس قدر ڈھیلی کہ اتحاد ثلاثہ' آسٹریا کے ساتھہ بحر میڈیٹرینین کے متعلق اسقدر وسیع مفاہمت کہ یہ مفاہمت جرمن کروزروں کے لیے بیکار ثابت ہونے کے بعد بھی سرویا' مانٹی نیگرو' اور بلجیم کو جرمنی کے خلاف میدان جنگ میں کھینچ لائی - انگلستان کے ساتھہ وہ برتاؤ کیا جس نے ہمارے تمام طبقوں کو اس طرح متحد کردیا کہ اب اگر کوئی

جماعت اس سے اختلاف کرے تو اس کے پیر کے نیچے سے زمین نکلجاے' اور اس طرح اسکے سقوط و افتاد کا سامان ہوجائے - کیا اس سے زیادہ بڑا کوئی خلط ملط ہوا ہے ؟ کیا کوئی ایسا نقطہ ہے جسکا انتظام اس سے زیادہ بری طرح کیا گیا ہو ؟ اور ہاں اسکے نتیجۂ ثانی کے طور پر وہ عام بے اعتمادی و ناراضی جو ناطرفدار ممالک میں پیدا ہوئی ہے وہ خود ایک مکمل شے ہے -

( جرمن سپاہی )

جرمن سپاہی ویسا ہی اچھا ثابت ہوگا جیسا کہ وہ ہمیشہ تھا' وہ ویسا ہی بہادر ثابت ہوگا جیسا کہ وہ ہمیشہ تھا' اسمیں مجھے ذرا شک نہیں - مگر وہ ویسا ہی جفاکش ثابت ہوگا جیسا کہ وہ ہمیشہ تھا' اسکی کم امید ہے - کیونکہ اس آبائی سر زمین کی آبادی کا بڑا حصہ کھیتوں سے نکل کے کارخانوں میں چلا گیا ہے' اور نیز عیش و آرام کا معیار بہت بڑھگیا ہے -

ولیم کے عہد کا ایک ویسٹفلین دستکار فریڈرک کے زمانے کے برنڈن برگ کے کاشتکار سے بالکل مختلف شے ہے - بعینہ اسیطرح جسطرح کہ سنہ ۱۹۱۴ ع کا تھوڑے عہد خدمت والا سپاہی سنہ ۱۸۷۰ ع کے دس سالہ خدمت والے سپاہی سے بالکل جداگانہ ہے مجھے توقع ہے کہ جرمن ہمیشہ کی طرح عمدہ ثابت ہونگے' مگر اپنے ہمسایوں سے بہتر نہیں - لیکن انکے نقطہ نظر سے جنگ کا عمدہ نتیجہ تمامتر اس پر موقوف ہے کہ وہ بہتر ثابت ہوں - انہیں صرف فتح ہی کرنا نہیں بلکہ جلد فتح کرنا ہے -

( قیصر کی مشینیں )

ایک قابل ذکر شے اسکا ( قیصر کا ) فوجی نظام ہے' جس پر بڑی شیخی ماری جاتی ہے - میرے ایک امریکن دوست نے جسے راے قائم کرنے کا موقع ملا تھا یہ کہا کہ " ہاں بیشک وہ ایک بڑی اور سنگین مشین ہے جو نہایت نزاکت کے ساتھہ جڑی گئی ہے - اگر ایک پہیا بھی اٹک گیا تو تمام مشینوں کی طرح وہ بھی فوراً ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگی "

ایک پہیا لیج میں اٹک گیا اور دوسرا بھی زیادہ عرصہ گزرنے سے قبل اٹکیگا تاریخ کے سبق بہت مشہور ہیں - جینا اور آرئیذت کے پروشین فریڈرک کی روایتوں کے فخر میں پھولے نہیں سماتے تھے' مگر ایک دن میں انکی شکست اسقدر شدید اور انکی رخنہ بندی کی طاقت اسقدر کم تھی کہ انکا شیرازہ بالکل برہم ہوگیا' اور انکا وطن ۷ سال تک یورپ کی سیاست میں اثر فرما نہ رہا - وہ ہمیشہ بڑے فاتح ہوے ہیں' مگر مصیبت و شکست میں وہ بڑے نہیں رہے - اب دیکھنا ہے کہ اس جنگ میں انکی کیا حالت ہونی ہے -

---

۲۲ ذوالحجه ۱۳۳۲ هجري

## هنـــدوستـــان اور پــروْ جرمنـــزم !
## ( ۲ )

جــو اقتبـاسات پـايــونيــر نے الهــــلال کے دیے هیں اول تو یه اقتباسات ایک مضمون کے نہیں - دو مختلف مضمون کے مختلف مقامات سے لیے گئے هیں جنکی وجه سے انکے سابق و لاحق کا ربط ٹوٹ کر مترجم کے هاتھوں میں بالکل بے بس هوگیا هے' اور وہ انکو اس ترتیب سے پیش کرتا هے که پڑھنے والے کے سامنے انکي مجموعی شکل خطرناک بن کر نمایاں هوتي هے - پھر اصل عبارت کے الفاظ اور تراکیب کے ترجمه میں بھی اپنے مقصد کو پوري هوشیاري کے ساتھه پیش نظر رکھا هے اور هر اثر پذیر ٹکڑے کے اندر ایک نئے اثر کو پیدا کرنیکی صریح کوشش کی هے - مثلاً عبارت مقتبسه میں لفظ ریٹائر منٹ Retirement اور ریٹریٹ Retreat کے واضح فرق کو نظر انداز کردیا هے' اور جس جگه مضمون میں محض "خیالات" کا لفظ آیا هے جسکے لیے انگریزي میں تھوٹس Thoughts هونا چاهیے' اسکے لیے نہایت بے باکي کے ساتھه "مس کنسپ شنس" Miscon-ceptions ( خیالات باطله ) کا لفظ استعمال کیا هے' اور هر شخص اندازہ کرسکتا هے که صرف اسي ایک لفظ سے کسقدر خطرناک تبدیلی پیدا هوگئي هے؟

اسیطرح اس پورے ترجمه کے اندر متعدد مواقع میں محسوس و واضح تغیرات کیے گئے هیں' اور پوري کوشش اسمیں صرف کی گئي هے که ترجمه کو پڑھنے والوں کی نظر میں هیبت ناک بنا دیا جاے : یحرفون الکلم عن مواضعه - لیکن انکی اصلیت اسوقت تک واضح نہیں هوسکتی جب تک هر هر سطر اور ترکیب کے متعلق تفصیل سے بحث نه کي جاے' اور اسکے ساتھه هي ایک صحیح انگریزي ترجمه هم پیش نه کریں - چونکه مضمون بہت بڑھگیا هے اسلیے هم یہاں صرف اتمام حجه کے طریق سے کام لینگے اور ترجمه کي صحت و عدم صحت کو آیندہ مسلسل طور پر لکھینگے - تاکه وہ همیشه کیلیے اس بہت هی پر خطر مسئله کو اردو پریس کیلیے واضح کردے -

هم تھوڑي دیر کیلیے یہاں تسلیم کرلیتے هیں که یه اقتباسات صحیح هیں - لیکن اسکے بعد معلوم کرنا چاهتے هیں که بصورت صحت بھي وہ کونسي هولناک جرمنیت هے جسکے لیے الهلال اسقدر خطرناک ظاهر کیا گیا هے؟ ان تمام اقتباسات کا زیادہ سے زیادہ خلاصه یه هے که انٹورپ کے لے لینے سے بلجیم میں جرمنی کا کام پورا هوگیا - اسکا پوزیشن اب بلجیم میں زیادہ محکم هے - انگریزي بحري مهم کچھه زیادہ مفید نه هوئی - اب اسکا ارادہ انگلش چینل پر دھاوا ڈالنے کا هے - نیز یه که انگریزي فوج مصلحت شناسي اور عاقبت بیني کیلیے قابل تعریف هے - وہ خوب اچھي طرح سمجھتي هے که محض زمین کي چند گز زمین کے لے لینے هي کا نام کامیابي نہیں هے بلکه بعض اوقات میدان جنگ سے مراجعت پیش قدمي سے زیادہ قابل تعریف هے - جتني تھوڑي فوج انٹورپ کیلیے بھیجي گئي تھی' اگر وہ مصلحت شناسي سے کام نه لیتي اور بالاخر مراجعت کو ترجیح نه دیتي' تو یقیناً همارے نقصانات اس سے زاید هوتے جسقدر که بیان کیے گئے هیں -

لیکن هم پوچھتے هیں که انگلستان کے پریس سے لیکر انڈیا کے تمام انگلو انڈین اخبارات تک کون هے جس نے اس کھلي بات کے اظہار کو بھی نا مناسب سمجھا هے' اور اسکے سوا اس موقعه پر اور کیا کہا جا سکتا تھا؟ یه وہ نتائج هیں جو خود سرکاري خبروں نے دنیا کو بتلاے هیں اور ایسی بے ضرر حقیقت هے جسکا اظہار بالکل ناگزیر هے - کیا پایونیر اسکو پسند کریگا که "جرمنزم" کے اتہام سے بچنے کیلیے هم حقایق سے ایسا کھلا انکار کریں جو دنیا کیلیے تمسخر انگیز هو؟ هم ایک لمحه کیلیے بھي یقین نہیں کر سکتے که هندوستان کي گورنمنٹ واقعات کے اظہار و بحث کو صرف اینگلو انڈین پریس کے لیے جائز رکھتي هو جو هر روز کوئي نه کوئی "پرو جرمن" مضمون شائع کرتے هیں' اور ایک هندوستاني قلم کیلیے جرم سمجھتي هو جو پھونک پھونک کر قدم اٹھاتے هیں؟

وہ روح جو اس مضمون کے اندر کام کر رهي هے' اس واقعه سے غالباً هر شخص کے سامنے آجائیگي که مضمون نگار نے ترجمه کرتے وقت "اسٹیٹسمین" کا حواله بالکل چھوڑ دیا هے جو الهلال میں دیا گیا تھا - کیونکه ایسا کرنے سے "کلکته کا جرمنزم" الهـــلال پریس سے "اسٹیٹسمین" کے دفتر میں منتقل هو جاتا اور یه اسے منظور نہیں هے -

اصلي واقعه یه هے که جنگ کے نتائج پر نظر ڈالتے هوے اسٹیٹسمین کے حوالے سے یه لکھا گیا تھا که "خواہ جنگ کي اصلي حالت کچھه هي کیوں نهو لیکن یه تو ظاهر هے که جسقدر بھی لڑائی هو رهی هے' جرمنی کے اندر نہیں هے اور اسیکا افسوس ناک نتیجه هے که اسکے اندروني امن کو ابتک کوئي نقصان نہیں پہنچا هے"

صادق الروایت مضمون نگار نے پورے مضمون کو تو لے لیا مگر "اسٹیٹسمین" کا لفظ بالکل اڑا دیا - پھر یهي کیا واقعه نگاري کی اخلاقي موت هے جسکی بنا پر پایونیر نے الهـــلال کي جاسوسي کیلیے اپنے تئیں پیش کیا هے؟

جو خیالات الهـــلال میں سقوط انٹورپ کے متعلق ظاهر کیے گئے هیں' آج همیں مجبوراً غیر انگریزی داں پبلک کے سامنے ظاهر کرنا پڑتا هے که وہ اُن رایوں کے مقابلے میں کچھه بھي نہیں هیں جو آج انگلستان کا پریس علانیه ظاهر کر رها هے' اور جسکو ولایت کی ڈاک هر هفته هم تک پہنچاتي هے - چونکه هم پر حمله کیا گیا هے اسلیے همیں جواب دینا پڑیگا - هم پایونیر کو جو الهلال کے پرو جرمنزم کے لیے اسقدر مضطر هے' اُن بے شمار مضامین پر توجه دلاتے هیں جو پچھلے هفته ولایت کي ڈاک میں "انٹورپ" کے متعلق آے هیں' اور دریافت کرتے هیں که کلکته کے لیے پرو جرمنزم کا عنوان موزوں هے یا خود برٹش دارالسلطنت کیلیے؟

هم یہاں صرف ایک دو اقتباس دینگے - "مورننگ پوسٹ" لندن کے جو پرچے آخري میل سے آے هیں' اُنمیں سقوط انٹورپ پر نہایت تفصیلي بحث کي گئي هے - وہ انگریزي بحري مہم کی ناکامیابي پر انتہائي سخت لفظوں میں افسوس کرتا هے اور اسکا سارا الزام مسٹر چرچیل کو دیتے هوے لکھتا هے :

" انگریزي بحري فوج اور بحري والنٹیروں کے ذریعه اینٹورپ کے نجات کی کوشش کرنا ایک گرانبہا غلطي تھی' جسکے جواب دہ موجودہ شہادت کي بناء پر مسٹر چرچیل کو هونا چاهیے -

گئي ہے اور اسکي طلبی کیلیے اعلانات شائع ہوے ہیں تو ان سے بھي یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ دو برس قبـل کے مجوزہ مطبوعہ ہیں -

جرمن سپاہ میں لینڈ آسٹرم دو قسم کے ہیں " مت " اور " ارنے " یعنی مسلح اور غیر مسلح - اس ہفتہ کے میل تـک غیر مسلح تو طلب ہی نہیں ہوے ہیں' اور مسلح کا بھی بہت ہی تھوڑا حصہ میدان جنگ میں آیا ہے -

دشمن کو خواہ مخواہ حقیر سمجھنا کوئي عمدہ پالیسی نہیں - اسلیے اہل جرمني کے عزم اور عجیب و غریب جوش سے انگریزوں کو مطلع کرنا بالکل بجا و درست ہے - اولاً تو انکو یقین ہے کہ موجودہ جنگ جنگ مدافعت ہے - انکا قیصر " امن دوست " بادشاہ ہے - انکے وطن محبوب پر انکے حاسد دشمن وحشیانہ طریقہ سے حملہ کر رہے ہیں - جرمنی میں تمام کام گھڑي کے پرزوں کی رفتار کی طرح ہو رہے ہیں - ہر شخص بالکل صحیح طور پر جانتا ہے کہ اسے کیا کرنا ہے اور کہاں رہنا ہے - افسروں نے عورتوں کو سپاہیوں کی ٹرینوں کو پتوں اور پھولوں سے آراستہ کرنے کی اجازت دیدي ہے - اسلیے تمام ٹرینیں پھولوں اور سبز و شاداب پتیوں سے دلہن بني ہوئی جاتی ہیں - اسکے علاوہ ہر سپاہی کی رائفل کے سرے پر ایک پھول لگا ہوتا ہے -

راقعي جرمن عورتیں نہایت ہمتور ہوتی ہیں - ایسا شاد و نادر ہوا کہ کسي عورت کا شوہر' بھائي' یا لڑکا رخصت ہو رہا ہو اور میں نے اوسکے منھہ سے سسکي کي آواز بھی نکلتے سنی ہو - جب انکے عزیز رخصت ہونے لگتے ہیں تو وہ اون سے کہتی ہیں کہ ہم یہ جانتے ہیں کہ " اب ہم اور تم پھر کبھي نہیں ملینگے' مگر تاہم تمکو اپنے آبائي وطن اور قیصر پر قربان ہونے کے لیے ضرور جانا چاهیے -

جرمني میں تمام ریلیں سرکاري ہیں - اس اجتماع کے زمانہ میں معلوم ہوگیا کہ گذشتہ زمانے میں فوجي نقل و حرکت کیلیے ہر ممکن تیاري کي گئي ہے - میں یہ نہیں کہسکتا کہ یہ صحیح ہے یا غلط مگر بہرحال جسوقت میں ۲۷ - اگست کو چلا ہوں اسوقت یہ عام طور پر تسلیم کیا جاتا تھا کہ ۶ ملین فوج اسوقت مسلح تیار تھی' اور مجموعی تعداد ۱۲ - ملین ہوگي - اسمیں ہزارہا فدا کار شامل نہیں جنھوں نے اپنے خدمات پیش کیے ہیں' اور نہ وہ تین ملین اشخاص محسوب ہیں جو اگر ضرورت ہوئی تو اسیران جنگ کی حفاظت کے لیے طلب کیے جائینگے برلن میں حکام یہ کوشش کر رہے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو [illegible] کی وهي حالت رہے جو عام طور پر ہوتی ہے کسی ایسی [illegible] کی اجازت نہیں جس سے آبادي میں شکستہ دلی پیدا ہوتی ہو - حتی کہ جب بعض خاندانوں کو اپنے اعزاء کے میدان جنگ میں [illegible] کي خبر معلوم ہوئی اور انھوں نے ماتمي لباس پہننا چاہا تو [illegible] عملاً ممانعت کي گئی - انہیں یہ نصیحت کی گئی کہ وہ اپنے وطن محبوب کی خاطر ابھي اپنے ماتم کو اختتام جنگ تک ملتوي رکھیں

اہل جرمني تمام معاملات کے متعلق نہایت سرگرم و مستعد ہیں' اور لہو و لعب میں اشتغال و انہماک کو یک قلم موقوف کر دیا ہے - مثلاً کسي گھر میں پیانو کی آواز نہیں سنائی دیتي - انکا قول ہے کہ یہ جنگ کا زمانہ ہے یہ موسیقی نوازي کا وقت نہیں ہے - تمام تھیٹر اور اوپیرا بند ہیں -

شروع میں تو دو دن تـک بنکوں اور سیونگ بنکوں میں روپیہ نکالنے والوں کا بڑا ازدحام رہا' مگر اسکے بعد سے موقوف ہو گیا - بنک اپنے اپنے عام انداز میں کاروبار کر رہے ہیں - البتہ وہ طلائی سکے نہیں دیدے ہیں - جسوقت میں چلا ہوں اسوقت تـک ہنگامی نوٹ شائع نہیں ہوے تھے -

جو لوگ محاذ گئے ہوے ہیں واقعي انکے اعزاء مضطرب و پریشان ہیں' مگر حکومت اسکے علاج سے غافل نہیں ہے - ہر مستحفظ سپاہی کی بیوي کو ۹ مارک ( ایک جرمن سکہ ) اور ہر بچہ کو ۴ مارک ملتے ہیں - بعض خاندانوں کو ٹریڈ یونینوں ( تجارتی انجمنوں ) سے بھی کچھہ رقم ملتی ہے' جن سے انکے میدان جنگ میں جانے والے اعزاء وابستہ تھے -

مسٹر فلپ ایچ - پڈ نامي ایک مشہور امریکن ہیں جو اگست میں برلن سے لندن آئے ہیں انکا بیان ہے :

برلن میں زندگی کی وهی معمولی حالت ہے' لندن اور برلن کی زندگی میں کوئي بڑا فرق نہیں - جنگ سے قبل سامان خور و نوش کی جو قیمتیں تھیں وهی اب بھی ہیں - قہوہ خانے کھلے ہیں اور بینڈ قومی ترانے بجا رہے ہیں - کوئی ایسی پریشانی یا گھبراهٹ کی بات نظر نہیں آتی جس سے معلوم ہو کہ جرمنی برسر جنگ ہے - گو ہر طرف سرگرمی و مستعدي اور جوش و خروش پھیلا ہوا ہے - میں نے ایک شخص کو بھی بھاگتے ہوے نہیں دیکھا - "

جہانتک ہو سکا میں نے لوگوں سے سامان غذا کے متعلق گفتگو کی' مگر میں نے کسي میں پریشاني اور بےچیني محسوس نہیں کی' اور بعض حکام نے تو ان سے یہ بیان کیا کہ اسقدر سامان غذا موجود ہے کہ ۱۸ مہینہ تـک چلسکتا ہے -

برلن میں عام راے یہ ہے کہ اگر جرمنی فتحیاب نہ ہوئی تو وہ واپس چلي آئیگي - اہل جرمنی کو اطمینان واثق ہے کہ اپنی فوج کو کبھي شکست نہیں ہوسکتی' اور اگر انکي فوج کو فرانس سے واپس ہونا پڑا تو اس حالت میں وہ اپنے ملک کی حفاظت غیر محدود وقت تک کرسکتے ہیں -

مسٹر وڈ کہتے ہیں کہ میں نے دو افسروں سے پوچھا کہ آپ لوگوں نے اپنی فوج کي شکست کے امکان پر غور کیا ہے ؟ ان میں سے ایک بولا کہ " ہاں بیشک ممکن ہے' مگر ہم اس وقت یہاں نہیں ہونگے' اسوقت ۱۷ اور ۰۰ برس کے مابین عمر والے مردوں میں سے تمام جرمني میں ۵۰ ہزار آدمي سے زیادہ نہ رہنے دیے جائینگے - "

میري راے یہ ہے کہ وساطت کے ذریعہ سے ایک ماہ کے اندر جنگ موقوف ہوسکتي ہے - جب میں نے ایک جرمن افسر کو اس طرف توجہ دلائي تو اس نے کہا کہ جب تـک ہم پیرس اور سمندر پیٹرو سبرگ پر قبضہ نہ کرلیں' اسوقت تک وساطت کا دور [illegible] ہے البتہ اسکے بعد ہم آپکا کہنا سنینگے -

مسٹر وڈ کا بیان ہے کہ میں نے انگلستان کے خلاف سخت نفرت محسوس کیا اور کسي کو بھي یہ یقین نہ دلاسکا کہ انگلستان اہل جرمني کے خلاف نہیں بلکہ انکي جنـگ پرستی کے خلاف معرکہ آرا ہے - وہ کہتے ہیں کہ اہل جرمني کا یہ خیال ہے کہ انگلستان جرمني کو کچل ڈالنا چاهتا ہے - انکا یہ عزم بالجزم ہے کہ وہ اپنے آپ کو انگلستان کے رحم کے حوالے کرنے کے بدلے آخر وقت تک لڑتے رہینگے - میں نے اشترا کئین ( سوشیالسٹس ) میں کسي قسم کا اختلاف نہیں دیکھا انگریزوں کے ساتھہ عمدہ برتاؤ کیا جا رہا ہے -
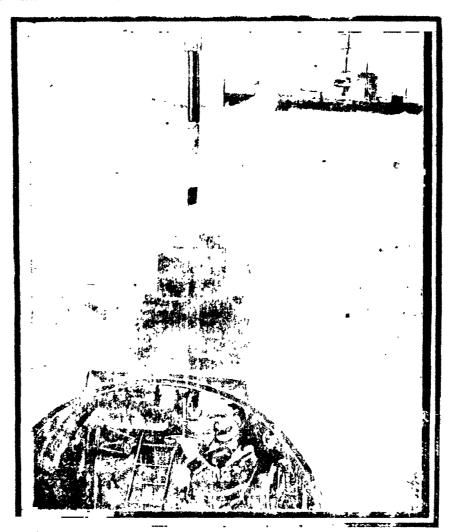
تحت البحر کے زیریں حصہ کا ایک منظر جسمیں لوگ سیڑھیوں پر چڑھ رہے ہیں
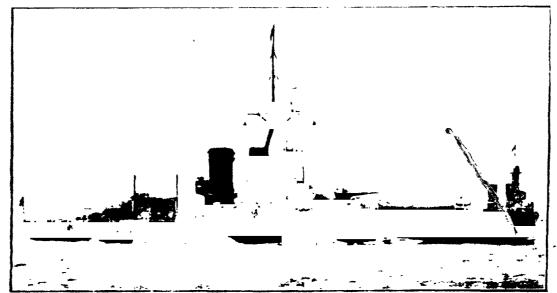
بیٹل کروزر "کوئین میری" جسکا وزن ۲۷۰۰۰ طاقت ۷۵۰۰۰ - اسپ طول ۷۲۵ فیٹ اور رفتار ۲۷ ناٹ فی گھنٹہ ہے

ایک جنگی جہاز کا نقشہ
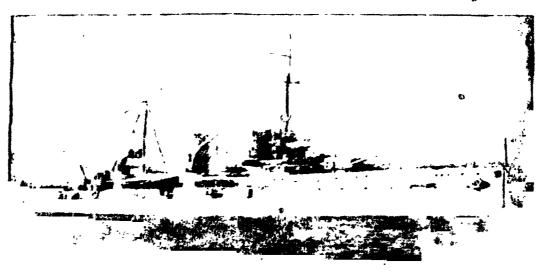
جب یہ واضح ہو گیا تھا کہ جرمنی کا مقابلہ پوری طرح نہیں ہو سکتا تو اسوقت بلجین فوج کے لیے مناسب طریقہ تو یہ تھا کہ وہ ایک پوزیشن سے ہٹکے دوسرے محفوظ تر پوزیشن میں چلی آتی - صرف ایک صورت جو بد ترین صورت تھی ' یہ تھی کہ دول متحدہ ایک قوی نجات دہنے والی فوج قلعوں میں بھیج دیتی' جو ہر طرح کے حملوں کے باوجود قلعوں کو اپنے ہاتھہ میں رکھتی' اور اسکے ہمراہ مدد کے لیے کافی طور پر بڑی توپیں ہوتیں - مگر یہ بدترین صورت بھی اختیار نہیں کی گئی' بلکہ آخری وقت میں ایک ناکام تر اسکیم تیار کی گئی -

انگریزی فوج کی روانگی نے بلجین فوج کو چھڑایا نہیں بلکہ اسکے برعکس اتنی دیر لگادی کہ بلجین فوج کے لیے رہائی اور زیادہ مشکل اور خطرناک ہوگئی -

ہمارے پاس اس خوف کے اسباب ہیں کہ انگریزی فوج کے جسقدر نقصانات تسلیم کرنے کے لیے امارت بحریہ تیار ہے ' اس سے کہیں زیادہ سنگین نقصانات ہوے ہیں -

انگریزی فوج نے دوسرے فریق ( جرمنی ) کو اسقدر نقصان نہیں پہنچایا جسقدر کہ خود اسکا نقصان ہوا ہے "

پھر وہ ( مورننگ پوسٹ ) انگریزی اسکیم کی انتظامی حالت کے متعلق لکھتا ہے :

" جو فوج مسٹر چرچیل نے تیار کر کے بھیجی تھی اس میں بہت سے ایسے والنٹیر تھے جنھوں نے صرف ایک ہفتہ فوجی تعلیم حاصل کی تھی - حالانکہ ٹیریٹوریل فوج اسوقت موجود تھی جو کئی ماہ سے تعلیم حاصل کر رہی ہے -

گورنمنٹ کو چاہیے کہ اپنے جلد باز رفیقوں پر ایک سخت ہاتھہ رکھے -

مسٹر چرچیل کی بعض خصوصیات نے انکی موجودہ پوزیشن کو فوج کے لیے مجسم خطرہ اور اضطراب بنا دیا ہے "

ایک اور موقعہ پر کیسے ہولناک اور دہشت انگیز " پرو جرمن " لہجے میں اس نے انگریزی امیرالبحر کے ساتھہ مضحکہ انگیز جرات کی ہے :

" مسٹر چرچیل نے یہ فقرہ کہا تھا کہ جرمن چوہوں کی طرح بلوں سے نکالے جائینگے - لیکن یہ یا تو محض فخاری تھی یا اپنی آیندہ فوجی اور بحری کار روائیوں پر روشنی ڈالنا مقصود تھا - اگر فخاری تھی تو یہ انگریزی وزیر کے لیے شایان شان نہیں - اور اگر دوسری صورت تھی تو سوال یہ ہے کہ اسقدر اہم راز کیوں افشاء کیا گیا ؟ "

پچھلی ڈاک ایسی ہی بیانات سے لبریز ہے - مقامی معاصر اسٹیسمین نے گذشتہ اشاعت میں میــل کی مراسلات جو شائع کی ہیں ' ان میں انگریزی مہم مرسلۂ انٹورپ کے متعلق اقلاً حسب ذیل بیانات " پرو جرمنزم " کے مطالعہ کرنے والوں کیلیے دلچسپ ہونگے :

" جو فوج بھیجی گئی تھی ' اسمیں آخری نام والنٹیر مور ٭ کا تھا جو صرف چھہ ہفتے کی ترتیب دادہ تھی - سپاہیوں کے پاس کوٹ اور اور بوٹ تک نہ تھے "

پھر وہ لکھتا ہے :

" اخر میں ایک جہنمی آگ کے برداشت کرنے ہی کا سوال انکے لیے رہگیا تھا "

ہماری مجبوری کیسی درد انگیز ہے ؟ ایک طرف ہماری بے ضرر بیانی اور کم گوئی پر معاندانہ حملہ کیا جاتا ہے - دوسری طرف ہمیں ملک کا امن اور دلجمعی بھی عزیز ہے - اسلیے ہم توازن اور تقابل کیلیے پوری طرح اس سامان سے بھی کام نہیں لے سکتے جو خود انگریزی بیانات ہمارے لیے مہیا کرتے رہتے ہیں -

## بنــگالــي اور پايــونيـــر

مقامی روزانہ معاصر " بنگالی " اپنے ۸ - نومبر کی اشاعت میں ہماری انگریزی مراسلت کو شائع کرتے ہوے حسب ذیل خیالات ظاہر کرتا ہے :

" جو تصدیق شدہ مجرم ہوتا ہے ہمیشہ وہی فرضی مجرم پر انگلیں پتھر پھینکنے کے لیے آگے بڑھتا ہے - اسلیے ہمیں اس امر کے علم پر ذرا بھی تعجب نہیں ہوا کہ " پایونیر " نے اپنا ایک دو کالم کا مقالہ افتتاحیہ کلکتہ کے اردو ہفتہ وار الہلال کے نام نہاد جرمنزم کے افشاء کے لیے نذر کر دیا ہے -

جب سے یورپ کی یہ جنگ عظیم چھڑی ہے تو اسی وقت ہمکو یہ تعجب ہوا تھا کہ ہندوستان میں آفشیلزم کی طرف سے بولنے والی جماعت کا یہ سر خیل کیسے خوشی خوشی اس جرم کا ارتکاب کر رہا ہے جسکو آج وہ اسقدر زور کے ساتھہ برا کہہ رہا ہے - ایک دن اس نے ہم سے کہا کہ متحدہ فوجوں کا شروع ہی سے مدافعانہ پہلو اختیار کرنا بجز اعتراف ضعف کے اور کچھہ نہیں - دوسرے دن یہ اشتہار دیا گیا کہ چینی دریاؤں میں جرمنی کا چھوٹا سا ۲ کروزروں کا اسکوائڈرن حلیفوں کے ۴۸ کو اچھا خاصہ پریشان کر سکتا ہے - تیسرے دن ہمکو اسکے کالموں میں جرمنی کے ۴۲ سنٹیمٹر کی توپوں کے استعمال پر تعجب و تحیر نظر آیا - کیا یہ باتیں پرو جرمنزم نہیں ؟ بہتر ہوتا کہ پوانیر دوسروں کے آنکھوں سے تنکا نکالنے میں مشغول ہونے کے بدلے اپنی آنکھوں کا شہتیر نکالنے میں مصروف ہوتا - ہم اردو تحریروں کے محاسن کے متعلق اظہار راے کے قابل نہیں - مگر ایڈیٹر الهــلال نے جو مراسلت ہمارے پاس بھیجی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تحریر محکمہ احتساب نے مناسب غور کے بعد پاس کی ہیں ' " پوانیر " نے انکا ترجمہ صحیح نہیں کیا ہے اور یہ کہ وہ جب صحیح سیاق و سباق کے ساتھہ پڑھی جاتی ہیں تو اسدرجہ ہیبت ناک نہیں معلوم ہوتیں ' جیسا کہ پوانیر کے کالموں میں نظر آتی ہیں -

ایڈیٹر الهــلال اپنی مراسلت میں لکھتے ہیں کہ جس معاملہ میں میری تردید کی گئی ہے اس میں آواز زیادہ تر انگلو انڈین پریس کی صداے بازگشت ہے - اور پوانیر نے میرے ساتھہ صریح ظلم کیا ہے کہ ریویو تنقید پیسہ سے " اسٹیٹسمین " کی راے حذف کر دی ہے' جو تائید کے لیے نقل کی گئی تھی - ایڈیٹر الهــلال کا ارادہ ہے کہ وہ اپنے پرچہ کی آیندہ اشاعت میں گورنمنٹ اور قوم کے سامنے اس امر کو واضح کردینگے اگر وہ " پرو جرمن " ہیں تو " ٹائمز آف انڈیا " " اسٹیٹسمین " اور خود " پوانیر " کی سی معمار پرو جرمن جماعت میں سے ہیں -

باہم جنگ کی خبروں کی اشاعت اور تنقید میں اپنی رہنمائی کے لیے انگلو انڈین پریس کو سامنے رکھنا ہمارے محفوظ طریقہ نہیں - مثلاً " اسٹیٹسمین " نے اپنی گذشتہ جمعہ کی اشاعت میں ہمارے خواندہ اور نا خواندہ طبقہ کے افواہوں کے مل جانے پر لیکچر دیتے ہوے خود ہی آسٹریلین اخبارات سے خبروں کے درہم شائع کیے ہیں ' جسسے بیچیدگی پیدا ہوتی ہے اس بے تمیزی کا یہ نتیجہ ہوا کہ شام کو ایک ہزار استفسارات نے ہمیں پریشان کر دیا انگلو انڈین پریس کو اختیار ہے جو چاہے کرے مگر ہم ہندوستانی پبلک سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ خبروں کے انتخاب میں انتہائی عاقبت اندیشی سے کام لیں انگلو انڈین پریس کی پیروی سے ہم خود بعض غلطیوں میں مبتلا ہوچکے ہیں' اور یہ بالکل ممکن ہے کہ الہلال کو بھی اس قسم کی نا واقفیت کی وجہ سے بیعزتی سے دو چار کرایا جارہا ہو -

جنرل ڈراری این جو سر گریرسن کي وفات کے بعد انکي جگه پر انگریزي مہم کے دوسرے دسته پر کمان کر رہے ہیں
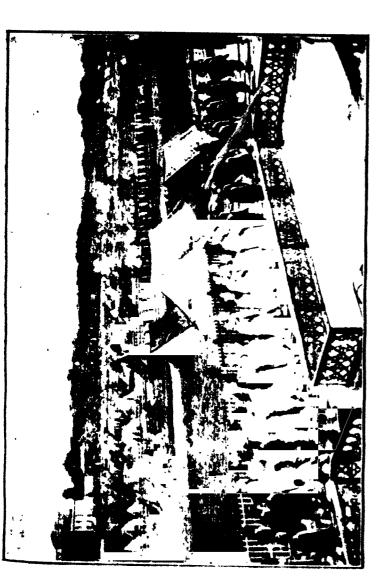
ہوا کےجہاز سے اتري ہوائي کارواں جو جرمن قیدیوں کے لیے جارہي ہیں

ڈارجسٹر کے قید خانه کا ایک منظر خارجی جسمیں ایک سنتري کھڑا پہرا دیرہا ہے

ایک ہندوستانی سپاہی جس سے فرانسیسی گرمجوشی کے ساتھ مصافحہ کر رہے ہیں

ہندوستانی سپاہی کلدار توپوں کے لیے پرتلوں میں گولیاں بھر رہے ہیں

• ہندوستانی فوج کی تاریخی ورود اور ہندوستانی کیمپ کا ایک منظر عمومی

ہندوستانی فوج کے لیے سامان غذا بار برداری کی گاڑیاں جو بندرگاہ سے بورسے لا رہی ہیں

# حادثۂ فاجعۂ علمیہ

## وفات مولانا شبلی نعمانی

و ما کان شبلی هلکہ هلك واحد
و لکنہ بنیان علم تهدما

فقید العلم مولانا شبلی نعمانی رحمہ اللہ تعالی

نہایت رنج و افسوس کے ساتھہ شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی کے وفات کی خبر درج کی جاتی ہے
اس ماتم کیلیے صرف یہ موقع رنج و غم کافی نہیں کہ اسکے لیے تو الہلال کا ایک پورا نمبر بھی
کافی نہ ہوتا ' لیکن اسوقت تو یہ رونا ہے کہ ہم دل کھول کر اس شہید علم کا ماتم
بھی نہیں کرسکتے ' اسلیے اپنی ذوق نابہ فشانیوں کو دوسری فرصت
کیلیے ملتوی رکھتے ہیں ۔ درد رسیدوں کے ماتم کیلیے
کوئی وقت محدود نہیں ہے ' ابلۂ دل ہر وقت
پھوٹ بہنے کیلیے تیار رہتا ہے اشک غم کی
کھٹک چاہیے ' اور وہ اس حادثہ
فاجعہ علمیہ کی بدولت دل
میں ہر وقت موجود
رہیگی

سرزمین فرانس میں ہندوستانی فوج کے کیمپ کا ایک منظر عمومی

نیو مرکنٹائل کمپنی کے ملازمین اور افسر جن سے ملکر فرسٹ والنٹیر کور مرکب ہے

سینٹ جورج اسکول کے نوجوان طلبہ جو اس صدی میں خون اور آگ کے
کھیل کے لیے والنٹیروں میں داخل ہوئے ہیں
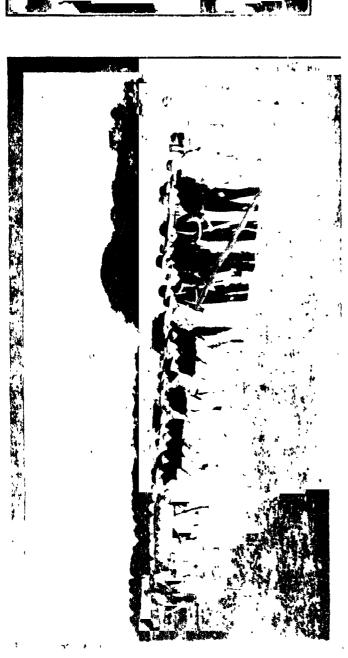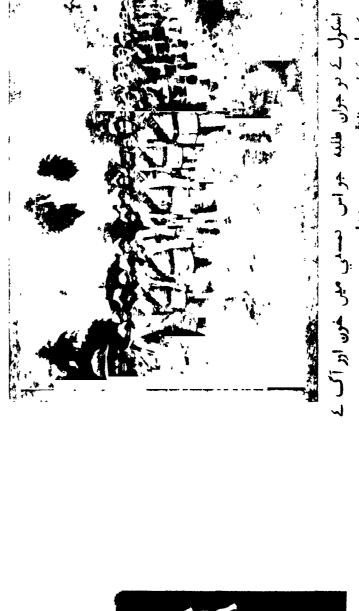
نیو مرکنٹائل کمپنی کے والنٹیر کاندھے پر بندوقیں رکھے ہوئے کوچ کر رہے ہیں

اسلامي مقدس مقامات کي مدافعت کے لیے مستعد هیں اور انکے قیام کے لیے حمله آوروں سے جنگ آزما هونگے - مگر سلطنت عثمانیه نے خود کشي کرلي هے اور " اپني قبر اپنے هاتهه سے کهودي هے " -

۱۳ - نومبر کو لندن کا ایک تار موصول هوا هے جسمیں یه بیان کیا گیا هے که پیٹرو گریسڈ کے ایک یه سرکاري اطلاع نامه میں یه دعوی کیا گیا هے که مقام کپریکم کے محاذ میں ایک خونریز جنگ هوئي - عثماني فوج پسپا کردي گئي جو جرمن افسروں کے زیر کمان هماري فوج کے بازو کو گهیر لینے کي کوشش کررهي تهي - تمام مفتوحه مقامات نهایت مستحکم اور مضبوط هیں -

۱۴ - نومبر کو دارالامراء کا جو اجلاس هوا هے اس میں لارڈ کریو نے دولت عثمانیه کا ذکر کرتے هوے کها که " اسلام کے ساتهه هماري جنگ نهیں هے - دولت عثمانیه کي قسمت میں خواه جو کچهه هو مگر اسلام باقي رهے گا - اسلامی تاریخ و مذهب کا تعلق ترکوں کے ساتهه نهیں هے بلکه عربوں کے ساتهه هے - ترکي کے ساتهه جنگ هماري خواهش کے بالکل خلاف هوئي هے اور مسلمانوں نے اپني وفاداري' اطاعت' اور امداد کے ثبوت کیلیے جس عجلت سے کام لیا هے اسکو هم نهایت هی تشکر اور قدر کي نگاه سے دیکهتے هیں -

۱۷ نومبر کی خبروں کا مفاد یه هے که ارض روم کی قلعه بندی هورهی هے - فیوفوري پریس کا بیان هے که دولت عثمانیه نے اطالیا کے خیال سے مصر پر حملے کا اراده فسخ کردیا هے -

روس نے سرکاري طور پر اپني فوج کي مراجعت تسلیم کي هے اور اسکی وجه یه بتائي هے که عثمانی فوج کو کرسکالا' ارض روم' اور ایلچی انگ سے قوي کمک پهنچگئي هے - عثماني فوج نے دره خاینسر پر قابض هونے کی کوشش کی مگر وه ناکام رهي -

## الهــلال پریس کے ضمانت کي ضبطي

بنکال گورنمنٹ نے ۱۶ - نومبر سنه ۱۹۱۴ع کو الهلال پریس کي دو هزار کي پهلي ضمانت ضبط کرلي' اور الهلال کے دو نمبر مورخه ۱۴ و ۲۱ - اکتوبر سنه ۱۹۱۴ع بهي جو ڈبل نمبر کي صورت میں ایک ساتهه شائع هوے تهے' ضبطي میں آے' بنگال گورنمنٹ نے جن مضامین کو قابل اعتراض قرار دیا هے وه " حدیث الجنود " اور " سقوط انٹورپ " هیں - ایک بلجین تصویر بهي قابل اعتراض قرار دي گئي هے جسکے نیچے قرآن حکیم کي یه آیت درج هے:
و ما ظلمهم الله و لکن کانوا انفسهم یظلمون -

سوء اتفاق سے مولانا اسوقت دورے میں تهے اور ان کی عدم موجودگي میں ضبطي و خانه تلاشي کا وارنٹ آیا - دفتر کي طرف سے انکو اس واقعه کی اطلاع دیگئي تو انهوں نے بذریعه تار کے هدایت فرمائي که " جو نمبر چهپ رها هے اسکو فوراً شائع کردو' اور ایک مختصر نوٹ میں ضبطي کي اطلاع کے ساتهه یه اعلان کردو که هم اپني ذات سے آخر وقت تک " الهـلال " کو جاري رکهنا چاهتے هیں اور انشاء الله العزیز رکهینگے - اسلیے هم حسب هدایت اس پرچه کو شائع کردیتے هیں' اور " الهلال " کي آینده زندگي کي قارئین کرام کو کامل توقع دلاتے هیں - و من یقنط من رحمة ربه الا الضالون ( ۵۶ : ۱۵ )

[ سب ایڈیٹر ]

## هفته جنگ

یه هفته بهی گزر گیا مگر جنگ نے هنوز کوئي فیصله کن صورت نهیں اختیار کي - ۱۲ - نومبر کو پیرس کا جو سرکاري اطلاعنامه موصول هوا هے اس کا بیان هے که کهرے کي وجه سے جنگ میں جو کسي قدر دقتیں پیدا هوگئي هیں انکا کوئي عمده انسداد یا اصلاح نهیں هوئی هے -

هم " لائنس اور لینگ مارک " کے مقامات پر پوري طرح جمے هوے هیں - هم نے " ڈکسمیو " اور " لینگ مارک " کے درمیان میں هم نے قابل تعریف ترقي کي هے -

۱۱ نومبر کو وزیر هند نے والسرے کو جو تار بهیجا هے اس میں وه لکهتے هیں که دونوں رزمگاهوں سے خبریں حسب خواه آرهي هیں - بلجیم' اور شمال فرانس میں حلیفوں نے خوفناک حملوں کو روکدیا هے اور جارحانه اقدام کي تجدید کردي هے - وه متعدد مقامات کیطرف بڑهے هیں خصوصاً شمال " میسینس " میں جو " ایپرس " کے نزدیک واقع هے - ارمینٹریز کے نواح میں بهي انگریزي سپاهیوں نے خفیف ترقی کي هے - " لابیسي " اور " اراس " کے نواح میں بهی دشمن کا حمله پسپا کردیا گیا -

۱۳ نومبر کو جو پیرس کا سرکاري اطلاعنامه آیا هے اس سے معلوم هوتا هے که گذشته چند دن میں " لابیسي " اور وریرے کے مابین جو فتوحات هوے هیں انکے استحکام کا کماحقه انتظام کردیا گیا هے - اسکے علاوه یه امر بهي قابل ذکر هے که هم ( فرانسیسیوں ) نے " مقام لورلي کے " محاذ میں ترقی کی هے جو " ریمس " " بیري اور بیک " کے درمیان میں واقع هے' اور دشمن کے وه حملے پسپا کردیے هیں جو " کورلکے - سینٹي میراین " کي شمالي بلندیوں اور " تهان " کے جنوب مشرق میں هوے تهے - " بحر شمال " اور ارمنٹیریز کے جنگ میں حمله آور فوجوں کا جارحانه اقدام ترقي پذیر هے - کل سارا دن دشمن کے حملوں کو پسپا کرنے میں گذرا اور یه دن همارے اس کارنامے کی وجه سے همیشه مشهور رهے گا - هم نے دشمن کو " ایپرس " کے جنوب میں پسپا کیا - فرانسیسیوں نے " ایپرس " " برشوٹ " اور " آرمینٹریز " کے درمیان میں ترقي کي هے - اور انگریزي فوجوں نے جرمن فوج کے دو حملوں کو پسپا کردیا هے -

پیرس کا ایک سرکاري بیان مظهر هے که شمال کي طرف نهایت سخت جنگ هو رهي هے - میدان جنگ کے بقیه حصوں پر کوئي اهم واقعه قابل ذکر نهیں هوا هے -

ایک دوسرے تار میں یه بیان کیا گیا هے که کل سے همارے میسره پسر " نیورٹ " اور " لائس " کے مابین سخت جنگ شروع هوگئی هے -

بارجودیکه همارے جنگی مقامات پر دشمن کے سخت حملے هوے هیں مگر انکے استحکام عام میں کوئی فرق نهیں آیا هے - هم نے " لمبرڈائز " پر دوباره قبضه کرلیا هے - اور اس نقطے سے آگے بڑه گئے هیں -

غروب آفتاب کے وقت جرمن " ڈکسمیو " کو لے لینے میں کامیاب هوگئے - نواح شهر کی زمینوں پر هم ابتک قابض هیں اور ابهي تک نهر بهی همارے زیر اثر هے جو " نیورٹ اور ایپرس " کے مابین واقع هے - یه وه مقامات هیں جهاں پر نهایت هی جانبازانه معرکے هوے هیں -

گو متعدد مقامات پر انگریزي فوج نے بهي حمله کیا مگر تاهم عموما اس نے هر جگهه دشمن کو روکے رکها - شمال " مراسدس " اور
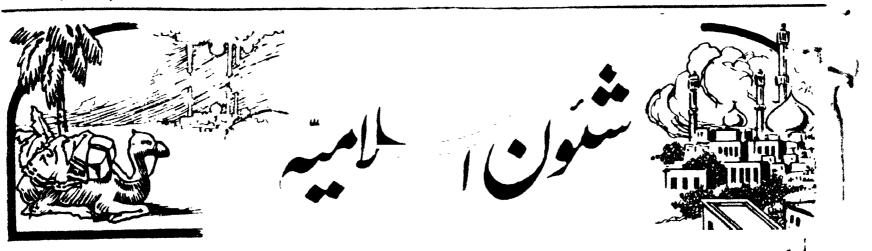
اس جنگ عظیم میں دولت عثمانیہ کی شرکت کو آج دو ہفتہ سے زاید ہوچکے ہیں - گذشتہ اشاعت میں ہم نے دولت عثمانیہ کی شرکت پر ایک اصولی و اساسی بحث کی تھی جو با ایںہمہ سعی اختصار و ایجاز اسقدر طول ہوگئی کہ "شئون اسلامیہ" میں وقایع و اخبار کیلیے گنجایش نہ رہی - اسلیے اس ہفتہ میں ہمارا یہ ارادہ تھا کہ بالکل ابتداء سے شروع کریں تاکہ تمام حالات قلمبند ہوجائیں اور اس سلسلہ کی تمام کڑیاں قارئین الہلال کے پیش نظر رہسکیں - چنانچہ گذشتہ تین ہفتوں کے تمام واقعات ایک ترتیب خاص کے ساتھہ کمپوز کرالیے گئے تھے مگر عین وقت پر شمس العلماء مولانا شبلی مرحوم اور الہلال پریس کی ضمانت کے دو اندوہ ناک سانحے پیش آگئے - جنکا اس نمبر میں تذکرہ ناگزیر تھا اور حسب قاعدہ آخری فارم کے علاوہ اور تمام فارم چھپ چکے تھے اسلیے بجز اسکے اور کوئی صورت نہ تھی کہ اسی فارم میں گنجایش نکالی جاتی -

پس بمجبوری سلسلہ وار حالات سے دست کش ہونا پڑا اور اس پوری داستان کا صرف وہ حصہ لے لیا گیا جسکا ذکر اس ہفتہ کے تاروں میں آیا ہے -

۱۱ نومبر کے تاروں کا ماحصل یہ ہے کہ لندن کا ایک تار مورخہ ۹ نومبر مظہر ہے کہ بلغاریا کے وزیر ایم - پیٹرو حیرف نے اتالمس کے ایک قائم مقام سے یہ بیان کیا ہے کہ دولت عثمانیہ اور بلغاریا میں کوئی مفاہمت خصوصاً ایسی جسکا تعلق عثمانی فوج کے تھریس سے گزرنے سے نہیں ہوئی -

لندن کے مورخہ ۹ نومبر کے ایک دوسرے تار میں یہ اطلاع دیگئی ہے کہ "مدللی ( بریسلا )" کی طرح کے ایک کروزر نے درہ کوہ قاف کے "پوٹی" نام مقام پر گولہ باری کی جسے روسی فوج نے توپوں اور بندوقوں کی آتشباری سے بھگا دیا - اسی تاریخ کے ایک دوسرے تار میں یہ اطلاع دی گئی ہے کہ ترکوں نے جدہ کی تمام روشنیوں کو گل کر دیا ہے -

۱۱ نومبر کو وزیر ہند نے جو تار والسراے کو دیا ہے اس میں وہ لکھتے ہیں کہ پرنس صباح الدین نے ' جو عثمانی حزب الاحرار کے بانی ہیں ' سلطان المعظم کو یہ تار دیا ہے کہ جرمنی کی حمایت میں آپ کے تلوار اٹھانے سے آپ کی وفادار رعایا میں بددلی پھیلی ہوئی ہے - آپ کی رعایا کے دل اتحادیوں کے ہاتھہ میں نہیں ہیں -

۱۲ نومبر کے تاروں میں ایک طویل تار ۷۷ صفحہ کے "وہائٹ پیپر" کے متعلق ہے - اس تار کا بیان ہے کہ وہائٹ پیپر میں ایسے گونہ گوں واقعات بیان کیے گئے ہیں جن سے جرمنی کی مسلمانوں میں انگریزوں کے خلاف خیالات کی اشاعت اور عثمانی و جرمن اشتعال انگیزوں اور سازشوں کا سراغ ملتا ہے - عثمانی وزیر اعظم نے انگریزی سفیر مقیم قسطنطنیہ کو بارہا یقین دلایا کہ دولت عثمانیہ ناطرفدار رہیگی اور اپنے بیڑے پر جرمن عملہ مقرر نہیں کریگی لیکن مراسلات سے ظاہر ہوتا ہے کہ انور پاشا کا ( جو جرمن کے زیر اثر ہیں ) اقتدار دن بدن بڑھتا گیا یہانتک کہ وسط اکتوبر میں انہیں کامل اختیارات حاصل ہوگئے - بہرکیف آخر اکتوبر میں عثمانی حکومت کے ارکان نے باستثناے انور پاشا جنگ سے علحدہ رہنے کی کوشش کی -

مراسلات سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر ستمبر میں جرمنی کی شازشوںکی وجہہ سے دولت عثمانیہ میں بے اطمینانی پھیلنے لگی - ۴ - ستمبر کو سفیر انگلستان نے وزیر داخلہ سے ملاقات کی اور کہا کہ دولت عثمانیہ کا جنگ میں شریک ہونا نہایت پرخطر ہے انور پاشا کے دل میں ہندوستانی اور مصری بغاوتوں کے متعلق جو خیال جاگزیں ہے وہ محض مضحکہ انگیز ہے - وزیر داخلہ نے کہا کہ دولت عثمانیہ انگلستان کو دو جنگی جہاز قیمتاً دینے کیلیے تیار ہے کیونکہ اسے روپیہ کی اشد ضرورت ہے -

وہائٹ پیپر جرمنی کی ان خفیہ شازشوں کے تذکروں سے مملو ہے جو اس نے بلاد اسلامیہ خصوصاً مصر میں کی ہیں -
عثمانی وزیر اعظم نے اسکا اقرار کیا کہ آسٹریا اور جرمنی نے ان شازشوں میں شریک ہونیکے لیے ہم پر دباؤ ڈالا مگر ہمنے انکار کر دیا -

انگریزی سفیر مقیم قسطنطنیہ کا بیان ہے کہ دولت عثمانیہ مفلس ہو رہی ہے اسکے شریک جنگ ہونیکی کوئی وجہہ نہیں مگر تاہم ہمیں شک ہے کہ جرمنی اسے اپنے ہاتھہ میں لیلیگی -

اسی تاریخ کو مسٹر اسکویتھہ کی اس تقریر کا اقتباس بھی موصول ہوا ہے جو انہوں نے گلڈ ہال میں کی ہے - اس تقریر میں انہوں نے کہا کہ "کھلے ہوے روسی بندرگاہ پر ناجایز گولہ باری اور مصری مقبوضات میں ناجایز حملے جاری رہے حلیفوں نے اسکو نہایت ضبط و تحمل اور صبر و استقلال کے ساتھہ دیکھا لیکن جب پانی سر سے گذر گیا تو ہم اس منطقیانہ نتیجہ کے نکالنے پر مجبور ہوے کہ دولت عثمانیہ ہم سے علانیہ دشمنی رکھتی ہے - یہ عثمانی پبلک نہیں یہ حکومت عثمانیہ ہے جس نے تلوار اٹھائی ہے اور میں اس امر کے اظہار میں ذرا بھی پس و پیش نہیں کرتا کہ عثمانی حکومت تلوار ہی سے تباہ ہوگی - سلطنت عثمانیہ کے لیے ' ہم نے نہیں ' بلکہ اسی نے خود ساز موت ( ڈیتھہ نل ) بجایا ہے یہ ساز موت نہ صرف یورپین ترکی کے لیے بجا ہے بلکہ اس میں ایشیائی ترکی بھی شریک ہے - مجھے امید ہے اور مجھے اسکا یقین ہے کہ عثمانی حکومت ' جو زمانہ قدیم میں شاداب ترین قطعات ارض کیلیے صاعقہ ہلاکت بنی ہے مع اپنے آلات بربادی اور سامان تباہی کے نیست و نابود ہو جایگی" -

"سلطان ( المعظم ) کی مسلم رعایا سے ہماری کوئی جنگ نہیں ہے ہمارے ملک معظم کے زیر حکومت لاکھوں مطیع اور وفادار مسلمان رہتے ہیں اور یہ ہملوگوں سے بعید ہے کہ انکے مقدس مقامات اور انکے مذہب کے خلاف اعلان جہاد کریں ہمارے

مغرب " ریلی " میں ہماری فوج کی ترقی کے علاوہ میدان جنگ میں اور کوئی تغیر نہیں ہوا ہے - ہم نے مقام کونکورٹ میں جو بوری کے جنگل کے شمال میں واقع ہے دشمن کو خاص طور پر بری طرح پیچھے ہٹا دیا -

لندن کے ایک تار مورخہ ۱۱ نومبر سے معلوم ہوتا ہے کہ پیرس کے ایک سرکاری اطلاعنامہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ دن بھر دشمن کے حملے ہوتے رہے مگر وہ بے سود ثابت ہوے " ملیر ڈالز" پر دشمن نے جوابی حملہ کیا مگر پسپا کردیا گیا -

لندن کا ایک ۱۳ نومبر کا تار یہ بیان کرتا ہے کہ انگلستان کے سرکاری بیان سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ فلانڈاس کے معرکے نہایت شدید تھے - جن میں انگریزی فوج کا بہت نقصان ہوا مگر تاہم دشمن کے نقصانات نسبتاً زیادہ ہوے -

گولوں کی پیہم بارش ' اور پیادہ فوج کے مستقل حملوں کے باوجود ( جو درہم برہم کردیے گئے تھے ) " امپیرس " کی مدافعت تاریخ جنگ کی حیرت انگیز اور تعجب افزا روایات میں شمار کی جائیگی -

اسکے بعد ہی جو دوسرا تار موصول ہوا ہے اسکا بیان ہے کہ گذشتہ چند دن میں شمال لالسن " خصوصاً اولی بیکی - رئس شیٹی - میسبنس کے خط جنگ پر نہایت سخت لڑائیاں ہوئیں

زینورڈبی - فریلمگ ھین کے خط پر بھی متعدد جنگیں ہوئیں - ہم نے دشمن سے ۹ کلدار توپیں چھین لیں اور ۱۰۰ قیدی گرفتار کیے -

پیرس کا ایک سرکاری اطلاعنامہ مظہر ہے کہ ہم نے شمال کی جانب اپنے تمام مقامات کو مستحکم کرلیا ہے - دشمن شب کے وقت ڈکسمیر سے حملہ آور ہوا مگر پسپا کردیا گیا - ہمنے دشمن کے خلاف پھر جارحانہ اقدام شروع کردیا ہے جس نے " ایسر " کو عبور کرلیا تھا اور بعض بالیں ساحل کے جہاں وہ دو یا تین سو گز زمین پر قابض ہے ' ہم نے اسے تمام مقامات سے بھگا دیا ہے - قلب میں بھی ہمکو مقام سرارسی لی ریل اور مقام اکلی کے جنگل کے شمال و مشرق میں فتح حاصل ہوئی ہے '

ضلع ارگن میں جرمن فوج پر پر زور حملے ہوے مگر اس سے کچھہ نقصان نہیں ہوا -

لندن کے ایک تار مورخہ ۱۳ نومبر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جرمن توپخانہ درحقیقت متصل گولہ باری کرتا رہا - اس اثناء میں ایپرس جنگ کا مرکز رہا ہے - چنانچہ تین ہفتے سے زاید عرصہ ہوا کہ جرمن توپخانہ شب و روز اس پر گولہ باری کررہا ہے -

متعدد فوجوں کی قوت میں کمک کے ذریعہ سے برابر اضافہ ہو رہا ہے - اخری کمک نواح گیلو وینٹ میں بھیجی گئی ہے جو ایپرس کے شمال میں واقع ہے - ڈکسمیر میں بھی فوجی مدد بھیجی گئی ہے -

میدان جنگ کے تمام انگریزی مقامات کو مستحکم کرلیا گیا ہے -

۲۱ نومبر کو پیرس کا جو سرکاری اطلاعنامہ مورخہ ۱۴ نومبر کو موصول ہوا ہے اسکا بیان ہے " لاسگلی " - اسنی - اور بیری اوبیک کے محاذ میں جرمن فوج کے حملے ناکام رہے - " ارگن " میں سخت جنگ ہو رہی ہے - دشمن نے " فورٹ ڈی پیرس " اور سنٹ هیو برٹ پر دوبارہ قابض ہوجانیکی ناکام کوشش کی - " وردن " پر جرمن کے متعدد حملے ہوے مگر پیادہ فوج کے آگے بڑھنے سے پہلے ہمارے توپخانے نے انہیں روک دیا ہے - موسم خراب ہے - " لورین " اور " ووبرے " میں کوئی واقعہ قابل اطلاع نہیں ہوا ہے -

دشمن نے بمقام نیو پورٹ " گریٹ برج ھڈ " پر حملہ کیا مگر ناکامیاب رہا -

جرمن فوج کے متعدد حملے روکدیے گئے ' جو " ایپرس " کے جنوب و مشرق کی طرف ہونیوالے تھے - " لا بیسی " " آراس " تک ہم نے خفیف ترقی کی ہے -

۱۵ نومبر کو پیرس کے جس سرکاری اطلاعنامہ کی اطلاع دی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ ندی سے شمال " لی اے " تک کی جنگ ہمارے موافق ہوئی جرمن کے حملے پسپا کردیے گئے جو شمال " زونی بیک " اور جنوب " ایپرس " میں ہوے تھے - موخر الذکر مقام پر جرمنوں کو سخت نقصانات برداشت کرنا پڑے -

ایمسٹر دم کا ایک تار مظہر ہے کہ متعدد فوج کے پٹرول اوستنڈ تک نظر آتے ہیں -

۱۵ نومبر کو پیرس کا جو سرکاری اطلاعنامہ موصول ہوا ہے اس کا بیان ہے کہ بحر شمال اور لالیس کے درمیان میں جو خط جنگ واقع ہے اسپر گ . . ہ ایام کے بنسبت آجکل . . ک کی شدت کم ہے دشمن نے ڈکسمیر کے مشرق اور دوسرے راستوں سے " ایسر " کو عبور کرنیکی فضول کوشش کی - اسکے تمام حملے روک دیے گئے - میدان جنگ کے تمام مقامات پر ہم جمے ہوے ہیں " ایپرس " کے شمال ' و مشرق اور جنوب و مشرق سے دشمن کے حملے ہوے مگر ہمارے خط جنگ کے متعدد نقطوں پر یہ حملے پسپا کردیے گئے اور اسی طرح انگریزی فوجوں نے بھی دشمن کو بھگادیا - مشرق " آرمینٹریز " اور " اراس " کے مابین جو خط جنگ واقع ہے اسپر بھی سخت جنگ ہوئی اور گولوں کی بارش کی گئی -

ہم نے " ٹریکمالی دان " کو لے لیا ہے جو " اسنی " کے شمال میں واقع ہے -

ہمنے " ٹریکمالی مونٹ " کے شمال ' " نوران " کی جنوب و مشرق ' اور " کروے " اور " ریگنی " کے ما بین خفیف ترقی کی ہے - محاذ " ریلی " میں دشمن نے ہمارے فوجوں کے مقابلے میں ( جنہوں نے " شونی " اور " سون پیر " پر دوبارہ قبضہ کرلیا ہے ) جوابی حملہ کیا مگر وہ پسپا کردیا گیا - اسی طرح " بیری اوبیک " میں بھی دشمن پسپا ہوا " ارگنی " میں سخت توپخانوں کی سخت گولہ باری ہوئی ہملوگوں نے " سنٹ میہل " اور " پونٹ - اے - موسنس " کے ضلع میں دور تک ترقی کی ہے - دشمن کا حملہ جو " کول ڈی سینٹی مری " پر ہوا تھا ناقم رہا - وسجس میں برف پڑ رہی ہے -

پیرس کا ایک سرکاری اطلاعنامہ مظہر ہے کہ دریاے للس تک دشمن کے حملے کم شدید ہیں اور بعض مقامات پر ہم نے بھی جارحانہ پہلو اختیار کیا ہے - ہمنے " بکس شونی " کے جنوب میں ترقی کی ہے - ہم نے اپنے جوابی حملوں سے " ایپرس " کے ایک دیہات پر دوبارہ قبضہ کرلیا ہے - جنوب " ایپرس " میں ہمنے پروشین مستحفظ فوج کے ایک حملہ کو پسپا کردیا ہے -

مقید جرمن افسروں کا بیان ہے کہ آغاز جنگ میں مقام " امالسز " پر ۵۰۰۰۰۰ جرمن تھے - ان افسروں کا تخمینہ ہے کہ ۹۰۰۰۰ جرمن سپاہ اور جرمن جنرل کام آچکے ہیں -

لندن کے مورخہ ۱۳ - نومبر سے معلوم ہوتا ہے کہ برلینز ٹیجیلیت نامی جرمن اخبار کا ایڈیٹر جو معرکہ " فلانڈس " میں شریک ہے یہ لکھتا ہے کہ اہل جرمنی نے اپنے ان خیالات کو بدلدیا ہے جو وہ انگریزی فوج کے عسکری اوصاف کے متعلق رکھتے تھے - اس ایڈیٹر کا بیان ہے کہ ایپرس پر جو انگریزی پیادہ فوج موجود ہے اس کا شمار بہترین افواج میں ہوسکتا ہے اور انگریزی توپخانہ فرانسیسی اور جرمنی توپخانوں کے ہم سنگ ہے - یہ ایڈیٹر یہ بھی بیان کرتا ہے کہ ہماری بحری توپیں خندقوں میں عام بربادی اور تباہی پھیلا رہی ہیں -

Printed and published by A. K. [illegible]ZAD, at the HILAL Electrical prtg. and publg. House, 14 Mcleod Street, CALCUTTA